تفسیر السراج المنیر (اردو)

تلخیص

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ

ترجمہ۔ مولانا حافظ محمد داود راغب رحمانی رحمہ اللہ

تلخیص، تہذیب، اضافہ۔ مولانا ابوالاشبال احمد شاغف حفظہ اللہ

المکتبۃ السلفیۃ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ سورۃ ہود

تفسیر السراج المنیر

تلخیص

تفسیر ابن کثیر

تالیف۔ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی رحمہ اللہ

ترجمہ
مولانا حافظ محمد داود راعب رحمانی رحمہ اللہ

تلخیص تہذیب و اضافہ
مولانا ابو الاشبال احمد شاغف حفظہ اللہ

تصحیح و مراجعت
مولانا عبد الصمد ریالوی ◉ حافظ ابوبکر ظفر

ناشر المكتبة السلفية شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان

اهتمام ———— احمد شاکر
ناشر ———— المکتبۃ السلفیۃ لاہور
مطبع ———— زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

علوم سلف کی اشاعت میں مستعد

4 شیش محل روڈ، لاہور 54000 فون: 7230271, 7237184-42-0092

عرض ناشر

الحمدللہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی سید الذاکرین و علی آلہ الطاھرین واصحابہ الصابرین

المکتبۃ السلفیہ کے مؤسس و بانی والدِ محترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ نے اس کا قیام قرآن و حدیث' محدثین کرام اور متقدمین علماء عظام کی تصنیفات یعنی علوم سلف کی اشاعت کے لیے کیا تھا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا معجزہ اور آخری امت امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو سب سے بڑا امتیاز قرآن حکیم کا عطا فرمایا جس کے بارے میں رہتی دنیا تک کفار کو چیلنج دیا گیا کہ اس جیسی دس سورتیں پھر فرمایا کہ ایک ہی سورۃ لا کر یعنی بنا کر دکھا دو لیکن وہ نہ اس وقت لا سکے نہ اب تک اور نہ ہی قیامت تک لا سکیں گے یہ پیش گوئی سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

المکتبۃ السلفیہ اس سے قبل قرآن کریم کی ایک اہم اردو تفسیر احسن التفاسیر مکمل سات حصوں کو پانچ جلدوں میں مع تخریج احادیث وحواشی بھی شائع کر چکا ہے اور اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیقِ خاص سے تفسیر السراج المنیر تلخیص تفسیر ابن کثیر کی اشاعت کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔

قرآنِ حکیم کے اصل شارح تو شارع علیہ السلام ہی تھے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے با سعادت اصحاب رضی اللہ عنہم جنہوں نے آپ سے براہ راست اس کے احکامات کی تفصیل وتشریح سماعت فرمائی اور پھر اس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے باقی امت تک پہنچانے کا جو انتظام فرمایا اسی کو حدیث پاک کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر دور میں علماء کرام اور محدثین عظام نے اس دور کی دینی و شرعی ضروریات کے مطابق تفاسیر تحریر فرمائیں جن کی اکثریت نے حدیث پاک ہی کو بنیاد بنا کر قرآن حکیم کی تفاسیر لکھیں۔ آیات کے شانِ نزول' ان کے مفردات کے معانی لکھے۔ احادیث ہی کی روشنی میں اس سے مسائل کا استنباط کیا' اس کے بصائر وحِکَم کا تذکرہ فرمایا۔ ربطِ آیات پر لکھا' اس کے پڑھنے کے لیے علم تجوید مرتب کیا۔ مختلف قراءتوں کے لیے علماء قراءت نے سبعہ' عشرہ' اور اربعہ عشرہ میں تالیفات فرمائیں غرضیکہ ہر صاحب علم مسلمان نے اپنے علم کی حد تک خدمت قرآنی میں حصہ لیا۔

آٹھویں صدی ہجری کے مؤرخ ومفسر حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر المعروف حافظ ابن کثیرؒ نے ایک تفسیر ''تفسیر القرآن العظیم'' تحریر فرمائی جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قبول امت کا درجہ عطا فرمایا۔ جس میں حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے وقت کے تمام ذرائع بروئے کار لا کر اس میں احادیث و آثار کے علاوہ بنی اسرائیل کی روایات سے بعض قصص بھی نقل کر دیئے۔ اس تفسیر کو بلاشبہ ہر دور میں بے حد قبول عام حاصل ہوا اور گزشتہ نصف صدی میں یہ اصل عربی کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئی۔

تقریباً پون صدی قبل ہندوستان کے صاحب علم وفضل اور کثیر التصانیف شخصیت مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ نے اردو زبان کو اس کے ترجمہ سے مالا مال کیا اور اس کو دس دس پاروں کی تین جلدوں میں شائع کیا جسے اردو خوان طبقے نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد بعض ناشرین مولانا کا نام لیے بغیر اس کو شائع کرتے رہے۔ جسے اردو خوان طبقہ نے مکمل محسوس نہ کیا تو کراچی میں مقیم ایک بہت بڑے عالم فاضل اور مترجم کتب کثیرہ مولانا محمد داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی وسائل سے اس کا نیا ترجمہ ''الفضل الکبیر'' کے نام سے کیا۔ جس کو ان کے ورثاء نے تین تین پاروں کی دس جلدوں میں شائع کر دیا تھا جو ایک عرصہ سے ناپید ہے۔

دورِ حاضر کے علماء اہل حدیث میں معروف شخصیت الشیخ ابوالاشبال احمد شاغف حفظہ اللہ کا نام اب کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ الشیخ حفظہ اللہ نے جب اپنے رفقاء کو قرآن حکیم کا درس دینا شروع کیا تو انہوں نے الفضل الکبیر کو سامنے رکھا۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے گزشتہ صدی کے نصف آخر میں تحقیق وتخریج احادیث کے نمو پانے والے ذوق کو ملحوظ رکھتے اور اس موضوع پر طبع شدہ وقیع کتب کو سامنے رکھتے ہوئے الفضل الکبیر کو پرکھنا بھی شروع کر دیا چنانچہ بعض جگہ انہوں نے اگر کہیں کانٹ چھانٹ کی تو بعض جگہ اضافے بھی کیے۔ یہ نسخہ طباعت کے لیے الشیخ حفظہ اللہ نے ہم کو کم وبیش سات سال قبل یعنی ۱۹۹۸ء میں طباعت کی خواہش کے ساتھ عطا فرمایا جس کا انہی دنوں ابتدائی کام بھی ہو چکا تھا لیکن مختلف حوادث وموانع کے باعث اس کی طباعت مؤخر ہوتی چلی گئی۔ الشیخ کی حسب خواہش کمپوز شدہ مسودہ کو اب ہم بہتر معیار، عمدہ تصحیح، جلی متن، شفاف طباعت، لطیف ونفیس کاغذ پر صرف دو جلدوں میں اور بہتر جلد بندی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

المکتبۃ السلفیہ محترم مولانا عبدالصمد رپالوی حفظہ اللہ کا شکر گزار ہے کہ انہوں نے عزیزم حافظ ابوبکر ظفر سلمہ اللہ کی معیت میں اس کی صحت پر محنت شاقہ فرمائی جزاہما اللہ تعالیٰ تاہم قارئین کرام اگر کہیں کوئی غلطی دیکھیں یا سہو محسوس کریں تو ہمیں توجہ دلا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ المکتبۃ السلفیہ کے مؤسس مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اور ان کے ہونہار تلمیذ رشید حافظ عبدالرحمٰن گوہڑوی رحمہ اللہ کے لیے خصوصی دعاءِ مغفرت فرمائیں کہ ہم اخلاف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور انہیں کی دعاؤں اور تربیت سے اسی راستہ پر گامزن ہیں۔ جو انہوں نے ہمارے لیے پسند کیا ہے۔ احقر کے والدین واساتذہ کے لیے دعائے مغفرت اور راقم الحروف اور اولاد واحفاد کے لیے استقامت علی الحق اور خدمت دین کی دعا فرمائیں۔

الراجی رحمۃ ربہ الغفور

احمد شاکر

جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

جولائی ۲۰۰۵ء

تعارف ...... تفسیر السراج المنیر

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده

الحمد للہ۔ ایک زمانے سے ایک ایسی تفسیر مرتب کرنے کا خیال تھا جو عام فہم اور معمولی لکھے پڑھے حضرات کے لیے قرآن کریم کے معانی ومطالب سمجھنے کے لیے کافی ہو۔ جس میں بے ضرورت باتیں نہ ہوں اسی طرح صرفی ونحوی نیز بلاغی اور اختلاف قرائت اور فقہی مسائل مختلفہ اور ائمہ کے اختلافات وغیرہ سے مبرا ہو کیونکہ عوام کو ان باتوں سے کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں اور نہ ہی ان کو ان اختلافی مسائل کے گھن چکر میں پڑنے کی ضرورت ہے انہیں تو بس صرف اللہ کا کلام اور اس کے رسول ﷺ کی سیدھی سیدھی باتوں سے غرض ہے لہٰذا اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عنایت فرما دیا اور یہاں مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے سایہ تلے یہ کام ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ کو شروع کر دیا۔ الحمد للہ اس کی مہربانی سے یہ کام بخیر وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اس کا نام تفسیر السراج المنیر تلخیص تفسیر ابن کثیر رکھا یہ تفسیر دراصل الفضل الکبیر ترجمہ تفسیر ابن کثیر اردو۔ کی تلخیص وتہذیب مع اضافات ضروریہ ہے۔ الفضل الکبیر حضرت مولانا محمد داؤد خان راغب رحمانی کا ترجمہ ہے مولانا مرحوم جماعت اہلحدیث کے معروف صاحب علم وقلم شخصیت ہیں اور ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مولانا کا یہ ترجمہ دس حصوں میں چھپا تھا جو اب نایاب ہے۔ ترجمہ بامحاورہ وسلیس ہے اور خود مولانا رحمانی نے ترجمہ کے وقت قدرے اختصار سے کام لیا میں نے اسی تفسیر کو لے کر تہذیب وتلخیص واضافہ کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ان کے نامہ اعمال میں بھی اس کا اجر شامل فرمائے اور ہمیں بھی اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور دنیا وآخرت میں سرخروی عطا فرمائے اور ہماری اس کوشش کو قبول عام فرما کر اس کو قرآن فہمی کا سبب بنائے آمین۔ ثم آمین۔

ابوالاشبال احمد شاغف

مکۃ المکرّمۃ

۱۴۱۱/۳/۱

مختصر تعارف...... علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بصرہ کے قریب ایک گاؤں ''مجدل'' میں ۷۰۰ھ میں عالم وجود میں آنکھ کھولی۔ ابھی آپ تین سال ہی کے تھے کہ آپ کے سر سے والد محترم کا سایۂ عاطفت اٹھ گیا۔ پھر چھ سال کی عمر میں دمشق چلے آئے اور تادم واپسی دمشق ہی میں مقیم رہے اور ۷۷۴ھ میں داغ مفارقت دے گئے۔ عمر کے پچھلے ایام میں بینائی جاتی رہی تھی۔ آپ کا علمی پایہ انتہائی بلند اور عالی شان ہے اور یہ خصوصیت ہے کہ جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہیں اسے تحقیق و تفصیل کی انتہا تک پہنچا کر چھوڑتے ہیں۔ انداز بیان انتہائی شگفتہ' سلیس' عام فہم اور دلچسپ ہے۔ چونکہ آپ کو تاریخ و تفسیر میں خصوصی ملکہ حاصل تھا اس لیے تفسیر میں جس قدر اسرائیلی روائتیں داخل کر دی گئی تھیں' ان سب کو آپ نے چھانٹ دیا اور انتہائی تحقیق کے ساتھ غلط کو صحیح سے علیحدہ فرما دیا آپ کے شیوخ میں حافظ ابن عساکرؒ، حافظ عبدالرحمٰن مزیؒ، حافظ ذہبیؒ، اور خصوصاً علامہ حافظ احمدؒ بن تیمیہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کو علامہ ابن تیمیہ سے ایک والہانہ عقیدت تھی۔ اور ہر وقت آپ کی حمایت میں سینہ سپر رہتے تھے اور آپ ہی کے پاس مدفون ہیں۔

حافظ ابن کثیر تفسیر' حدیث اور تاریخ کے امام ہیں۔ تاریخ میں آپ کی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ ہے جو مصر میں طبع ہو چکی ہے۔ یہ ایک نہایت مستند تاریخ ہے۔ تفسیر میں تفسیر حافظ ابن کثیر مشہور و معروف ہے اور متعدد بار چھپ چکی ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ آج تک اس طرز پر کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ تفسیر میں آپ نے یہ طرز اختیار کیا ہے کہ اول قرآن کی قرآن سے تفسیر فرماتے ہیں۔ پھر مشہور مفسروں کی تفاسیر پر تنقید فرماتے ہیں اور مسئلہ کی صحیح صورت پیش کرتے ہیں۔ پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام کی تفاسیر بیان فرماتے ہیں اس اعتبار سے یہ تفسیر نہایت مفید' مستند اور معیاری ہے اور علماء میں مقبول و متداول ہے۔ آپ کی مختلف علوم میں اور بھی متعدد کتابیں ہیں جن کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں اگر قارئین کرام کو سلف کی تفسیر سے دلچسپی ہے تو ان کی پیاس اسی تفسیر سے بجھ سکتی ہے۔

❀❀❀

مختصر تعارف ...... مولانا داؤد راغب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

(نوشتہ مولانا حافظ قاری عبدالخالق صاحب رحمانی مدظلہ العالی)

مولانا حافظ محمد داؤد خاں رحمانی کی شاہجہان پور ضلع میرٹھ میں ولادت ہوئی جو خوانین کا مشہور قصبہ ہے اور یہاں کی اکثریت زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مولانا بھی ایک معزز زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش ۱۹۰۸ء اور وفات ۱۸ اگست ۱۹۷۷ء ہے۔ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اور قوتِ حافظہ کے مالک تھے' قرآن پاک حفظ کر کے تقریباً چودہ پندرہ سال کی عمر میں مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ میں پہلی جماعت میں داخل ہو گئے اور آٹھ سال کا طویل ترین کورس صرف چار سال میں امتیازی طور پر پورا کر کے ایک نادر مثال قائم کی۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ (مرحوم) دہلی میں مسند درس پر فائز ہوئے۔ پھر جامعہ دارالسلام عمر آباد (مدراس) میں طلب کر لیے گئے جہاں کافی عرصہ علوم وفنون کی تعلیم دیتے رہے۔ نیز دہلی میں مدرسہ زبیدیہ' مدرسہ صدیقیہ میں بھی وقتاً فوقتاً مدرس رہے۔ اس کے بعد جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ ضلع مدراس میں شیخ الحدیث رہے۔ کراچی میں مدرسہ نجمیہ اور مدرسہ بحر العلوم سعودیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

طبیہ کالج دہلی سے بھی سند حاصل کی چنانچہ طب یونانی میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ میٹرک پاس بھی تھے اور کالج کے لڑکوں کو پڑھاتے تھے۔ شہرت سے نفرت تھی۔ ہمیشہ گوشۂ گمنامی میں رہ کر خاموش دینی' علمی خدمات ٹھوس طریقہ پر انجام دیتے رہے۔ ایک وقت میں حیدر آباد دکن میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا تھا۔ ہندوستان میں کافی مدرسین وخطباء ان کے تلامذہ ہیں۔ پاکستان میں مولانا حاکم الدین شیخ الحدیث بحر العلوم سعودیہ اور مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مسجد اہل حدیث اسلام آباد ہیں۔

ذیل کی کتب کا ترجمہ کر چکے تھے اور اکثر شائع بھی ہو گئی ہیں۔

۱۔ مقدمہ ابن خلدون۔
۲۔ کتاب الروح (حافظ ابن القیمؒ)
۳۔ تفسیر الفضل الکبیر ترجمہ تفسیر ابن کثیر
۴۔ نیل الاوطار۔
۵۔ منتقی الاخبار (عبدالسلام ابن تیمیہؒ)
۶۔ اقتضاء الصراط المستقیم (شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ)
۷۔ الفوز الکبیر (شاہ ولی اللہؒ)
۸۔ پیغام قضاء (اردو) مشتمل بر مسائل جنازہ ومتعلقات۔
۹۔ رحمانی روزے (مسائل صوم پر جامع کتاب)
۱۰۔ شگوفہ محمدی منظوم (نہایت اچھے شاعر بھی تھے)
۱۱۔ آئینۂ ایمان (حضرت نوابؒ صاحب کی ایک کتاب کی تسہیل)
۱۲۔ صورتِ جمیلہ (عورت کے مسائل پر)
۱۳۔ سفرِ آخرت (اردو)
۱۴۔ جبینِ نیاز عرف محمدی نماز
۱۵۔ غذا الارواح عرف شرعی وظائف۔
۱۶۔ سچا وعدہ (الواعد الحق کا ترجمہ ڈاکٹر طہٰ کی کتاب)
۱۷۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ۔
۱۸۔ غنیۃ الطالبین۔
۱۹۔ طبقات ابن سعد حصہ ہفتم۔

علاوہ ازیں ایک زمانے میں دہلی سے ماہنامہ ''الریحان'' بھی جاری کیا تھا۔

مولانا ابوالأشبال احمد شاغف حفظہ اللہ

برصغیر ۔ پاکستان' بھارت' بنگلہ دیش ۔ کے علاوہ بھی دنیائے اسلام کے علماء حدیث وعلماء اسماء الرجال الشیخ ابوالأشبال احمد شاغف حفظہ کے نام سے خوب متعارف ہیں ۔ الشیخ حفظہ کی ولادت ہندوستان میں صوبہ بہار ضلع چمپارن کے نزدیک ایک گاؤں میں ۱۹۴۲ء کو ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم اسی نواح کے ایک مدرسہ میں حاصل کی ۔ پھر دہلی کا عزم کیا اور وہاں مولانا عبدالصمد مولانا عبدالرشید لداخی ندوی' مولانا عبدالرحمٰن' مولانا منظور الحق اور دیگر حضرات سے حدیث' صرف ونحو اور فارسی واردو علوم کی کتابیں پڑھیں ۔ بعد ازاں بنارس گئے اور جامعہ رحمانیہ میں داخلہ لیا ۔ کچھ عرصہ وہاں گزارا اور مولانا عبدالعزیز صاحب عمری سے شرح وقایۃ اور مولانا بشیر الدین رحمانی سے اصول فقہ و منطق اور مولانا عبدالوحید صاحب سے حدیث پڑھ رہے تھے لیکن دوران سال ہی بعض گھریلو مجبوریوں کی بنا پر تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا ۔ ایک سال کلکتہ میں رہے پھر بمبئی میں الشیخ حفظہ برصغیر کے عظیم ناشران کتب عربیہ وعامیہ وتاجران کتب دینیہ عبدالصمد شرف الدین واولادہٗ کے ہاں ۔ طباعتی مراحل مونو ٹائپ کمپوزنگ اور تصحیح وترتیب میں مہارت حاصل کی ۔

علم حدیث اور اسماء الرجال سے ان کی رغبت شروع ہی سے تھی جس میں وہ اب تک مشغول' بلکہ یہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہیں ۔ قیام پاکستان کے بعد وہ ہجرت کر کے کچھ سال بنگلہ دیش اس وقت کے مشرقی پاکستان میں مقیم رہے پھر شوق علم و تحقیق انہیں لاہور لے آیا جہاں سے وہ فیصل آباد اس وقت کے لائل پور جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں تدریس فرماتے تھے ۔ فیصل آباد سے ان کو تقدیر کراچی لے گئی جہاں وہ دعوت وارشاد میں مصروف رہے ۔ یہاں سے وہ بالآخر (اپنی بلکہ ہر مسلمان کی منتہائے خواہش جوار بیت اللہ) جدہ میں مطابع ملک عبدالعزیز میں الشیخ عبدالصمد شرف الدین کی رفاقت مل گئی اور وہ ان کی معیت میں مطابع کے شعبہ تصحیح ومراجعت میں مصروف ہو گئے اس کے بعد قسمت نے یاوری کی اور رابطہ عالم اسلامی کے ھئیۃ اعجاز القرآن میں علمی خدمت کرنے کا موقع میسر آ گیا جہاں وہ اب تک مشغول عمل ہیں ۔

الشیخ حفظہ اتباع سنت سے مالا مال عمل بالحدیث کے شائق انہیں کے مبلغ اور اسی راہ مستقیم کے رہنما تھے بھی اور ہیں بھی ۔ علم حدیث واسماء الرجال میں شیخ حفظہ المملکۃ العربیۃ السعودیہ کے علماء کا مرجع اور طلبا کے مربی ہیں ۔ الشیخ اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر مختلف موضوعات پر مختصر اور جامع مقالات اکثر لکھتے رہتے ہیں ۔ علاوہ ازیں اردو میں اختلاف امت اور صراط مستقیم کے نام پر ایک وقیع کتاب تالیف فرمائی قرۃ العینین فی تذکرہ سید نذیر حسین اور تقریب التہذیب پر ان کے علمی حواشی علماء سے داد تحقیق لے چکے ہیں ۔

الشیخ حفظہ تقریباً تیس سال سے المملکۃ العربیۃ السعودیہ میں مقیم علمائے حدیث کی عمومی خدمت اور امام بخاری رحمہ اللہ سے غائت تعلق نبھاہ یعنی ان کے دفاع میں علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ سے نوازے اور عمر عزیز خدمت ودفاع حدیث میں صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

خصوصیات وتوضیح رموز

❶ قرآن حکیم کی ہر آیت کے آخر میں گول دائرے کے اندر آیت کا نمبر ہے اور اس نمبر کے مطابق ہر آیت کی تفسیر قرآن وحدیث اور صحابہ وغیرہم کے اقوال سے کی گئی ہے۔

❷ قرآن پاک کا متن اور اس کے بعد ترجمہ پھر اس کے نیچے تفسیر ہے۔

❸ تفسیر کے سلسلے میں جو آیتیں دی گئیں ہیں ان کا حوالہ بریکٹ میں اس طرح دے دیا گیا ہے کہ پہلے سورت کا نام پھر اس کا نمبر ہے اور اس کے بعد آیت کا نمبر ہے تا کہ آیت تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

❹ تفسیر میں عنوان قائم کر دیئے گئے ہیں تا کہ مضامین ڈھونڈھنے میں آسانی ہو۔

❺ تفسیر کے سلسلے میں جو حدیث لائی گئی ہے۔ اس کا حوالہ ''حسب مذکورہ رموز'' بریکٹ میں دے دیا گیا ہے۔

❻ کہیں کہیں حسب ضرورت وضاحتی نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔

❼ ضعیف وموضوع حدیثیں بالکل نکال دی گئی ہیں۔

❽ کبھی کسی خاص فائدے کے لئے ضعیف حدیث بھی بیان کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا ضعف بھی ظاہر کر دیا گیا ہے۔

❾ کہیں کہیں سورت کے شروع یا اخیر میں کسی خاص فائدے کے پیش نظر سورت کا خلاصہ بھی دے دیا گیا ہے۔

❿ آیات واحادیث کے صرف سلیس وشگفتہ ترجمہ پر قناعت کی گئی ہے۔

⓫ تفسیر بالرائے سے قطعی اجتناب کیا گیا ہے کیونکہ اللہ کے رسول نے تفسیر بالرائے سے منع فرمایا ہے۔

⓬ ترجمہ بامحاورہ کیا گیا ہے اور زبان سلیس شگفتہ اور عام فہم استعمال کی گئی ہے۔ تا کہ عوام آسانی سے سمجھ سکیں اور فائدہ اٹھا سکیں۔

⓭ قارئین کرام مطالعہ کرنے کے بعد تفسیر السراج المنیر کو ایک مستقل تفسیر خیال فرمائیں گے اور کسی کے ذہن میں ترجمہ کا وہم وگماں بھی نہ آئے گا۔

⓮ تصحیح کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اس لئے ان شاء اللہ شاذ ونادر ہی کوئی غلطی باقی رہ گئی ہوگی۔ خصوصا قرآن پاک کی تصحیح میں کافی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین

اس تفسیر میں بیان کردہ رموز کی تشریح

ا	....	سے مراد	....	مسند احمد
ب	....	سے مراد	....	بخاری
ت	....	سے مراد	....	ترمذی
ج	....	سے مراد	....	جماعت
ح	....	سے مراد	....	ابن حبان
خ	....	سے مراد	....	خمسہ
د	....	سے مراد	....	ابوداؤد
ط	....	سے مراد	....	طبرانی
ق	....	سے مراد	....	بخاری مسلم
م	....	سے مراد	....	مسلم
ن	....	سے مراد	....	نسائی
تناد	....	سے مراد	....	ترمذی نسائی ابوداؤد ابن ماجہ

و قس علی ذلك بقية الرموز المجتمعة

حوالوں میں ان رموز کے علاوہ باقی کتابوں کے نام دیئے گئے ہیں۔

❀❀❀

فہرست مضامین
تفسیر السراج المنیر تلخیص تفسیر ابن کثیر

مضامین	صفحہ نمبر
عرض ناشر	3
تعارف تفسیر السراج المنیر	5
مختصر تعارف علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ	6
مختصر تعارف مولانا داود راغب رحمانی حفظہ اللہ	7
مختصر تعارف الشیخ ابوالأشبال شاغف حفظہ اللہ	8
خصوصیات	9
پہلا پارہ	
سورۃ الفاتحہ	۱
مدنی اور مکی سورتوں اور آیتوں کی تعداد	۱
سورت کے معنی	۱
آیت کے معنی	۱
اسمائے فاتحہ	۱
فاتحہ کی فضیلت	۲
نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے	۳
اعوذ کی تفسیر واحکام	۳
اعوذ کے صیغے	۴
فضائل بسم اللہ	۴
الرحمٰن الرحیم	۵
الحمد للہ کیا ہے؟	۵

مضامین	صفحہ نمبر
رب کی تعریف	۵
عالمین کے معنی	۵
ملکیت جزا کے دن سے کیوں خاص ہے	۶
یوم الدین کا مطلب	۶
دین کا مطلب	۶
عبادت کی تعریف	۷
توحید الوہیت	۷
توحید ربوبیت	۷
در مقصود پانے کا راز	۷
صراط مستقیم کی تعریف	۷
صحیح عالم کی پہچان	۸
فاتحہ پر تبصرہ	۸
آمین کا بیان	۸
فضائل سورۃ البقرہ	۹
سورۃ البقرۃ	۹
بقرہ مدنی ہے	۹
حروف مقطعات	۱۰
کتاب سے کیا مراد ہے	۱۰
پرہیز گاری کے ساتھ ہدایت کی تخصیص کیوں کی گئی	۱۰

مضامین	صفحہ نمبر
ہدایت سے کیا مراد ہے	۱۰
متقی کون ہے	۱۰
سچے متقی کی پہچان	۱۰
تقوی کے معنی	۱۱
ایمان کی تعریف	۱۱
غیب کا مطلب	۱۱
نماز قائم کرنے کا مطلب	۱۱
صلوۃ کے معنی	۱۱
خرچ سے کیا مراد ہے	۱۱
آخرت کی وجہ تسمیہ	۱۲
مومنوں کے اوصاف	۱۲
ہدایت وفلاح تقوی والوں ہی کا حصہ ہے	۱۲
کافروں کی پہچان	۱۳
مہر کے معنی	۱۳
مہر کا مطلب	۱۳
نفاق کے معنی	۱۴
منافقوں کی ابتداء	۱۴
منافقوں کا دھوکہ کیا تھا	۱۴
مرض سے مراد	۱۵
فساد سے مراد	۱۶
صلح کل کے پردے میں فساد	۱۶
صحیح راہ چھوڑ کر غلط راہ پر چلنا بے وقوفی ہے	۱۷
منافقوں کا مکروفریب	۱۷
مکر کا وبال	۱۷
استہزا کے معنی	۱۸
منافقوں کی بیوقوفی کی مثال	۱۸
منافقوں کی مثال	۱۹
دوسرے قسم کے منافقوں کی مثال	۱۹
منافقوں کی نشانیاں	۲۱
توحید الوہیت	۲۱
وجود باری کے دلائل	۲۲
ثبوت رسالت	۲۲
رحمت عالم ﷺ کا خصوصی معجزہ	۲۲
جہنم کی آگ کافروں کے لئے تیار کی گئی	۲۳
آج بھی جہنم تیار ہے	۲۳
سعادت مندوں کا بیان	۲۴
مثانی اور متشابہ کے معنی	۲۴
جنت میں نہریں جاری ہیں	۲۴
جنتی پھلوں کی مشابہت	۲۴
اہل جنت کی پاکیزہ بیویاں ہوں گی	۲۴
کافرومومن کی عادتیں	۲۵
کافروں نے کون سا عہد توڑا	۲۶
خاسر کے معنی	۲۶
قدرت کی ہمہ گیری اور خلق وتصرف کا ثبوت	۲۷
دلائل قدرت کا بیان	۲۷
پہلے زمین بنی	۲۷
قدوسیوں میں آدم کا ذکر خیر	۲۷
خلیفہ کے معنی	۲۸
فرشتوں کو خونریزیٔ اولادِ آدم کا علم کیسے ہوا	۲۸
کیا فرشتوں کو حسد تھا؟	۲۸
تسبیح وتقدیس کی تفسیر	۲۸
آدم علیہ السلام کی فوقیت	۲۹

مضامین	صفحہ نمبر
آدم علیہ السلام کی تعلیم وتربیت	۲۹
ان کنتم صادقین کی تفسیر	۲۹
فرشتوں کا جواب	۲۹
ابلیس کے غرور کی طرف اشارہ	۲۹
فرشتوں کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم	۳۰
ابلیس کا نام وخاندان	۳۰
جنوں کی پیدائش آگ سے ہے	۳۰
ابلیس کا پہلا گناہ کبر وحسد تھا	۳۱
آدم کی دوسری فضیلت	۳۱
آدم نبی بھی تھے اور رسول بھی	۳۱
جنت میں جانے سے پہلے تخلیق حوا ہوئی	۳۱
دعائے آدم	۳۲
پرخلوص توبہ قبول ہوتی ہے	۳۲
حصول جنت کی تدبیر	۳۳
یہودیوں کو دعوتِ اسلام	۳۳
اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب	۳۳
یہودیوں پر چند بڑی نعمتوں کا بیان	۳۳
یہودیوں کو سابق اقرار کی یاددہانی	۳۴
اللہ کا عہد	۳۴
قرآن پر ایمان لانے کی دعوت	۳۴
قرآن کے چند اوصاف	۳۴
دنیا کے عوض دین فروخت کرنے کی ممانعت	۳۴
یہودیوں کی ایک شرمناک عادت	۳۵
وجوب جماعت	۳۵
مبلغ خود بھی سختی سے عمل کرے	۳۵
بے عمل عالم کی مذمت	۳۶

مضامین	صفحہ نمبر
نیکیوں پر نماز وصبر معاون ہیں	۳۶
نماز کا خصوصی فائدہ	۳۶
ارباب خشوع کی نشانی	۳۷
یہودیوں کو چند خصوصی نعمتوں کی یاددہانی	۳۷
امت محمدیہ کی فضیلت	۳۷
شفاعت وفدیہ کا بیان	۳۸
یہودیوں پر چند بڑی نعمتوں کی تفصیل	۳۹
فرعون کا گھبرادینے والا خواب	۳۹
حضرت موسیٰ کا تعاقب کیا جانا	۳۹
عاشوراء کا روزہ	۳۹
دوسری بڑی نعمت کا بیان	۴۰
توبہ کی قبولیت	۴۰
الکتاب والفرقان کا مطلب	۴۰
یہودیوں کی توبہ کا طریقہ	۴۱
زندگی بعد الموت کا نمونہ	۴۱
دوسری تفسیر	۴۱
ہر حال میں شریعت کی پابندی لازمی ہے	۴۲
میدان تیہ میں سفید بادل کا سایہ اور نزول من وسلویٰ	۴۲
ترک جہاد وبزدلی کی مذمت	۴۳
فتح کے بعد بطور شکریہ کے اظہار عاجزی	۴۳
ظالموں کا دستور	۴۳
بارہ چشموں کا جاری ہونا	۴۴
یہودیوں کی ناشکری	۴۵
ناشکری کا نتیجہ	۴۵
حامیان اسلام کی سعادت	۴۶

مضامین	صفحہ نمبر
یہودیوں کی عہد شکنی	۴۷
عہد شکنی کرنے والوں کا برا انجام	۴۷
صورتیں مسخ ہوئی تھیں	۴۸
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ	۴۸
زمانہ وحی میں کرید کرنے سے سختیاں بڑھ جاتی ہیں۔	۴۹
ہر راز ظاہر ہو جاتا ہے	۵۰
وہ پارچہ گوشت مبہم ہے جس سے مقتول زندہ ہوا	۵۰
زندگی بعد الموت کا ایک اور نمونہ	۵۰
بقرہ میں پانچ جگہ مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات	۵۱
یہودیوں کی سنگدلی	۵۱
زیادہ باتوں سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے	۵۲
یہودیوں سے ایمان کی امید نہیں	۵۲
تحریف کیا تھی	۵۲
یہودی واقعہ کے اعتبار سے آپ کو اللہ کا رسول مانتے تھے	۵۲
اللہ ہر بات سے واقف ہے	۵۳
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے	۵۳
یہودیوں کی دوسری قسم	۵۴
حرام کی کمائی قابل افسوس ہے	۵۴
یہودیوں کے اس عقیدے کی کہ "ہم چند دن آگ میں رہیں گے" تردید	۵۴
اسلام وتوحید ہی باعث نجات ہے	۵۵
چھوٹے گناہ بھی جمع ہو کر باعث ہلاکت بن جاتے ہیں۔	۵۵
آخرت کی جزاء دائمی ہے	۵۵
تاکید توحید وشرک سے اجتناب	۵۶
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک	۵۶
یتیم کی تعریف	۵۶
مسکین کی تعریف	۵۶
اچھی بات کیا ہے	۵۶
یہودیوں کی تردید کہ احکام میں تفریق کرتے تھے۔	۵۷
یہودیوں کی سفاکی اور احکام توریت کی بے حرمتی۔	۵۸
یہودیوں کی تعلّی وسرکشی	۵۸
یہودی انبیاء کے ساتھ گستاخی سے پیش آیا کرتے تھے بلکہ انہیں قتل بھی کر ڈالتے تھے	۵۹
روح القدس سے مراد کیا ہے	۵۹
یہودیوں کا انبیاء کے ساتھ تمسخرانہ انداز	۵۹
یہودیوں کی آخری پیغمبر کے لئے دعائیں	۶۰
یہودی غضب پر غضب کے حقدار ہو گئے	۶۰
رحمت عالم ﷺ پر ایمان لائے بغیر توریت وانجیل پر ایمان نہیں۔	۶۱
یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بھی نافرمانی کی	۶۲
یہودیوں کی غداریاں	۶۲
یہودیوں کو مباہلہ کی دعوت	۶۳
لمبی زندگی کی خواہش	۶۴
یہودیوں کے جبرئیل دشمن اور میکائیل دوست ہیں۔	۶۴
عبد اللہ بن سلام کا تین باتوں کے جواب سے	

صفحہ نمبر	مضامین
۶۴	مطمئن ہوکر مشرف بہ اسلام ہونا۔
۶۶	اثبات نبوت کے دلائل
۶۶	عہد شکنی یہودیوں کی پرانی عادت ہے
۶۶	یہودیوں کو اللہ کی کتاب کی قدر نہیں
۶۷	یہودیوں کو جادو کا شوق ہے
۶۷	جبرئیل ومیکائیل جادو لے کر نہیں اترے جیسا کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے
۶۷	ایک عجیب وغریب واقعہ
۶۸	جادو میاں بیوی میں پھوٹ ڈال دیتا ہے
۶۸	ایمان سراسر سعادت ہے
۶۸	جادو کا ثبوت
۶۸	جادو سیکھنا کفر ہے
۶۹	کافروں سے مشابہت کی ممانعت
۷۰	عدم تنسیخ احکام کے عقیدے کا بیان
۷۱	عہد رسالت میں کثرت سوال کی ممانعت
۷۲	اہل کتاب کی راہ اختیار کرنے کی ممانعت
۷۲	نیک عملوں سے رغبت اور برائیوں سے نفرت کی دعوت۔
۷۳	یہودیوں کی بیکار تمنائیں
۷۳	اہل کتاب میں باہمی عداوت
۷۴	مسجدوں سے روکنے والے اور انھیں اجاڑنے والے بڑے ظالم ہیں۔
۷۴	سلامی غلبہ واقتدار کی بشارت
۷۵	رحمت عالم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی
۷۵	اللہ صاحب اولاد نہیں
۷۶	للہ کے آگے ہر چیز جھکی ہوئی ہے

صفحہ نمبر	مضامین
۷۶	شان کبریائی
۷۷	جہلاء کی، اللہ کی شان میں گستاخی
۷۷	رحمت عالم ﷺ بشیر ونذیر بن کر مبعوث ہوئے۔
۷۸	اللہ کی رضا کے لئے دعوت اسلام
۷۸	اسلام ہی سچا دین ہے
۷۸	غیروں کی راہ اختیار کرنے والوں پر وعید
۷۸	حقِ تلاوت کیا ہے
۷۸	سمجھدار اہل کتاب قرآن کو بھی مانتے ہیں۔
۷۹	اتباعِ رسول کی تاکید
۸۰	خلیل اللہ کے اوصاف
۸۱	بیت اللہ کی فضیلت
۸۲	مقام ابراہیم
۸۲	بیت اللہ کو پاک رکھنے کا حکم
۸۲	کافروں کو دنیا دینا ان کے حق میں ڈھیل ہے۔
۸۲	عدم قبولیت کا کھٹکا
۸۲	قیامت کے قریب ایک حبشی کعبہ ڈھادے گا۔
۸۳	پرخلوص توحید کے لئے دعائے خلیل
۸۳	مناسک کی تشریح
۸۳	دعائے خلیل کہ ”ان میں ایک نبی بھیج“
۸۴	کتاب وحکمت کیا ہے
۸۴	خلیل اللہ موحد تھے اور شرک وبدعت سے بیزار تھے۔
۸۵	توحید اللہ کا پسندیدہ دین
۸۵	مشرک عربوں اور یہودیوں کی تردید
۸۶	عمل کام آئیں گے، نسبت نہیں
۸۶	اسلام ہی سچا ہے۔

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء میں تفریق کرنا مسلمان کی شان نہیں۔	۸۷
قبائل واسباط کے معنی	۸۷
فتح کی پیشین گوئی	۸۷
رنگ سے دین مراد ہے	۸۸
توحید میں جھگڑنا ہی حماقت ہے	۸۸
خلیل اللہ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی	۸۹
نیک عمل ہی باعث نجات ہے	۸۹
دوسرا پارہ	
تحویل قبلہ پر نکتہ چینی	۹۰
ابراہیمی قبلہ کے تقرر کرنے کی وجہ	۹۱
امت محمدیہ کی فضیلت	۹۱
غیر قبلہ کی طرف نماز	۹۲
یہودیوں کو رحمت عالم ﷺ کی رسالت کا یقین تھا۔	۹۳
امت محمدیہ کو ثابت قدمی کی ترغیب	۹۴
ہر قوم کا ایک قبلہ ہے	۹۴
تنسیخ قبلہ کا حکم تین بار کیوں اترا	۹۵
تنسیخ قبلہ کا حکم	۹۵
رحمت عالم ﷺ کی بعثت ایک عظیم نعمت ہے	۹۶
ذکر وشکر کی فضیلت	۹۶
شکر باعث خیر وبرکت ہے	۹۶
صبر ونماز کی فضیلت	۹۷
شہداء کی زندگی	۹۷
مومن کو بقدر ایمان کے آزمایا جاتا ہے	۹۸
مسلمان کی شان تسلیم ورضا ہے	۹۸

مضامین	صفحہ نمبر
کیا سعی رکن ہے۔	۹۸
صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے والا ہاجرہ کی طرح اللہ سے اپنی مرادیں مانگے۔	۹۹
دینی باتیں چھپانے والے کو دھمکی	۹۹
روسائے کفر وشرک کی بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔	۱۰۰
کفر پر مرنے والا دائمی لعنتی ہے	۱۰۰
اللہ ہی یکتا معبود ہے	۱۰۰
توحید کے دلائل	۱۰۰
شرک کی مذمت	۱۰۲
قیامت کے دن دیوی دیوتا اپنے پجاریوں سے بیزار ہوں گے	۱۰۲
قیامت کے دن مشرک شرک سے بیزار ہوں گے۔	۱۰۳
شیطانی راہیں	۱۰۴
مستجاب الدعوات کون ہیں؟	۱۰۴
ہر کافر وبدعتی شیطان ہے	۱۰۴
شرک پر تقلید سے دلیل	۱۰۵
مشرک جانور ہیں	۱۰۵
حلال وطیب روزی کا حکم	۱۰۵
حرام چیزوں کا بیان	۱۰۶
باغی سے مراد	۱۰۶
یہودیوں کی برائی	۱۰۶
حقیقت ایمان	۱۰۸
قصاص کا بیان	۱۰۹
قصاص کی یا قصاص ودیت دونوں کی معافی	۱۰۹
مقتول کے ورثاء کو تین باتوں میں سے کس ایک کا	

مضامین	صفحہ نمبر
اختیار ہے۔	۱۰۹
قانون قصاص کی افادیت	۱۱۰
عزیز و اقارب کو وصیت	۱۱۰
وصیت میں ردوبدل	۱۱۰
وصیت میں اصلاح کے لئے ردوبدل	۱۱۱
روزوں کا بیان	۱۱۱
رمضان کے روزے فرض ہیں	۱۱۲
صوم وصلوۃ کے تین تدریجی دور	۱۱۲
فدیہ بے حد بوڑھوں کے لئے ہے	۱۱۳
حاملہ اور مرضعہ روزے نہ رکھیں اور فدیہ دے دیں	۱۱۳
رمضان کی فضیلت اور نزولِ قرآن	۱۱۳
قرآن کی فضیلت	۱۱۴
اللہ کے ذکر کی فضیلت	۱۱۴
دعائیں مانگنے کا طریقہ	۱۱۴
دعا ضرور قبول ہوتی ہے	۱۱۵
افطار سے قبل قبولیت کی ساعت	۱۱۵
تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی	۱۱۵
روزے کی تمام رات کھانے پینے کی رخصت۔	۱۱۶
تحریر تقدیر کی تلاش	۱۱۶
سحری کا آخری وقت	۱۱۶
سحری کا استحباب	۱۱۷
روزے کا آخری وقت	۱۱۷
اعتکاف کا بیان	۱۱۷
رشوت کی حرمت	۱۱۸
قاضی کا فیصلہ حق کو ناحق یا ناحق کو حق نہیں بناتا	۱۱۸
چاند کے متعلق سوال	۱۱۸

مضامین	صفحہ نمبر
نیکی کا مدار تقویٰ پر ہے	۱۱۹
نیکی اللہ کی فرماں برداری ہے	۱۱۹
مدینہ میں جہاد کا حکم	۱۱۹
مثلہ کرنے کی ممانعت	۱۱۹
شرک خون ریزی سے زیادہ تباہ کن ہے	۱۲۰
حرم میں جنگ کی ممانعت	۱۲۰
مدافعت کے لئے حرم میں جواز جنگ	۱۲۰
مغفرت کا وعدہ	۱۲۰
جوازِ جہاد شرک مٹانے کے لئے ہے	۱۲۰
ظالم مسلمانوں سے جنگ کا جواز	۱۲۱
حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت	۱۲۱
زیادتی پر برابر سرابر بدلہ کا جواز	۱۲۱
ہمیشہ خشیت الٰہی پیش نظر رہنی چاہیے۔	۱۲۱
اللہ کی راہ میں خرچ کا بیان	۱۲۲
حج وعمرہ کا بیان	۱۲۲
اگر محرم سفر میں روک لیا جائے تو قربانی کرکے اور سر منڈا کر حلال ہو جائے۔	۱۲۳
قبل از وقت سر منڈانے سے دم لازم آتا ہے	۱۲۳
حج تمتع کا بیان	۱۲۴
اگر حج تمتع والے کے پاس قربانی نہ ہو تو دس روزے رکھے	۱۲۴
تمتع مکہ والوں کے لئے نہیں	۱۲۴
حج کا احرام کب باندھا جائے؟	۱۲۵
محرم کو بیوی سے ملنا حرام ہے۔	۱۲۵
حج میں فسق اور جنگ وجدل کی ممانعت	۱۲۵
حج میں نیکیاں کرنے کی ترغیب	۱۲۶

مضامین	صفحہ نمبر
سفر میں حسب ضرورت سامان لے کر جانا ضروری ہے۔	۱۲۶
سفر آخرت کا توشہ	۱۲۶
ارباب دانش ہمیشہ اللہ سے ڈرتے ہیں	۱۲۶
حج کے ساتھ ساتھ تجارت	۱۲۶
عرفات کا بیان	۱۲۷
عرفات کی وجہ تسمیہ	۱۲۷
مشعر الحرام	۱۲۷
مزدلفہ	۱۲۷
اظہار شکر	۱۲۷
مشعر الحرام پر ٹھہر کر ذکر و شکر کی تاکید	۱۲۷
حج کے بعد استغفار کا حکم	۱۲۸
حج سے فارغ ہو کر ذکر اللہ کی کثرت کا حکم	۱۲۸
دین اور دنیا کی بھلائیاں مانگنے کا حکم	۱۲۹
ایام تشریق میں ذکر اللہ کی کثرت	۱۲۹
پنجگانہ فرائض کے بعد تکبیروں کا وقت	۱۲۹
تقوی کا حکم	۱۲۹
منافقوں کا بیان	۱۳۰
منافق نصیحت نہیں مانتے	۱۳۱
پکے سچے مسلمان بننے کی تاکید	۱۳۱
کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کا حکم۔	۱۳۱
صحیح راہ نہ ماننے والوں کو دھمکی	۱۳۲
قیامت سے پہلے پہلے ایمان کی دعوت	۱۳۲
ناشکری مطالبہ عذاب ہے	۱۳۳
سخاوت کا بیان اور بخل کی مذمت	۱۳۳
توحید کی قدامت اور شرک کی ابتداء	۱۳۴

مضامین	صفحہ نمبر
مومن بقدر ایمان کے آزمایا جاتا ہے	۱۳۶
نفلی صدقہ و خیرات کا بیان	۱۳۷
جہاد کا بیان	۱۳۷
حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت	۱۳۸
شراب کی تدریجی حرمت	۱۴۰
بچا ہوا مال خرچ کرنے کا حکم	۱۴۱
آخرت کو دنیا پر ترجیح دو	۱۴۱
یتیموں کے مال کی نگہداشت	۱۴۱
یتیموں کی اصلاح مدنظر رکھو	۱۴۱
مشرکوں سے رشتے کی حرمت	۱۴۲
مومنہ لونڈی مشرکہ آزاد سے بہتر ہے	۱۴۲
مسلمان غلام مشرک آزاد سے بہتر ہے	۱۴۲
مومنہ مشرکوں پر حرام ہے	۱۴۲
حالت حیض میں عورتوں سے علیحدگی	۱۴۳
دبر میں صحبت حرام ہے	۱۴۳
عورتیں بمنزلہ کھیت کے ہیں	۱۴۳
آخرت کی تیاری	۱۴۴
صحبت کی دعا	۱۴۴
ترک اعمال صالحہ پر قسم کھانے کی ممانعت	۱۴۴
لغو قسم کا بیان اور اس کا حکم	۱۴۵
ایلاء کا بیان	۱۴۵
اگر مدت معینہ گزر جانے پر رجوع نہ کیا جائے تو کیا طلاق پڑ جائے گی؟	۱۴۶
مطلقہ کی عدت کا بیان	۱۴۶
قروء کے معنی	۱۴۶
میاں بیوی کے حقوق	۱۴۶

مضامین	صفحہ نمبر
مردوں کو عورتوں پر فضیلت	۱۴۷
حق رجعت کی حد بندی	۱۴۷
مہر واپس لینے کی ممانعت	۱۴۸
بلا عذر خلع کی ممانعت	۱۴۸
حدوں سے پھلانگنا ظلم ہے	۱۴۹
ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم	۱۴۹
طلاق مغلظ کے بعد عورت کے حرمت	۱۴۹
محلل اور محلل لہٗ پر لعنت	۱۴۹
معاملات میں حسن سلوک کا حکم	۱۵۰
عورتوں کو تعلق رکھنے کی ممانعت	۱۵۰
نعماء الہیہ کا بیان	۱۵۰
نکاح میں مزاحمت کی ممانعت	۱۵۱
مدت رضاعت میں رضاعت کا اعتبار۔	۱۵۲
مدت رضاعت	۱۵۲
رضاعت کی اجرت	۱۵۲
شیر خوار بچہ کا رکھ رکھاؤ	۱۵۲
وارث کا فرض	۱۵۳
بچہ کا دودھ مشورہ کر کے چھڑایا جائے	۱۵۳
بیوہ کی عدت	۱۵۳
حاملہ کی عدت	۱۵۴
سوگ کے چار ماہ دس دن واجب ہیں	۱۵۴
ایام عدت میں نکاح کا اشارہ و کنایہ	۱۵۴
ایام عدت میں نکاح کا عدم جواز	۱۵۵
دلی ارادوں پر پابندی	۱۵۵
خلوت صحیحہ سے قبل طلاق	۱۵۵
متاع طلاق	۱۵۵
عورتوں کی طرف سے معافی	۱۵۶
نکاح کی گرہ والا کون ہے	۱۵۶
معاف کرنے والا متقی ہے	۱۵۶
نماز کا بیان	۱۵۷
صلوۃ وسطی کا بیان	۱۵۷
نماز میں باتوں کی حرمت	۱۵۷
صلوۃ خوف	۱۵۷
بیوہ کو شوہر کے گھر میں عدت گزارنی پڑے گی۔	۱۵۸
متعۃ الطلاق واجب ہے	۱۵۸
تقدیر سے مفر نہیں	۱۵۹
جہاد میں عدم شرکت سے زندگی کی مقررہ مدت نہیں بڑھتی۔	۱۶۰
قرض حسن کا بیان	۱۶۰
قرض حسن کا معاوضہ	۱۶۰
اللہ کا ملک نافرمانوں سے چھین لیا جاتا ہے۔	۱۶۱
یہودیوں کی پہلی نافرمانی	۱۶۲
تابوت سکینہ کا بیان	۱۶۲
یہودیوں کی ایک نہر سے آزمائش	۱۶۳
مقابلہ کے وقت دعا	۱۶۴
شاندار کامیابی	۱۶۴
مدافعت کی حکمت	۱۶۴
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔	۱۶۵
تیسرا پارہ	
بعض انبیاء بعض سے افضل ہیں	۱۶۶

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء کے مراتب	۱۶۶
عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور بشر ہیں۔	۱۶۶
اختلافات تقدیری ہیں	۱۶۶
اللہ کی راہ میں خرچ کا بیان	۱۶۷
خرچ میں جلدی کی جائے	۱۶۷
کفر و شرک ظلم ہے	۱۶۷
آیۃ الکرسی کی فضیلت	۱۶۷
آیۃ الکرسی میں اسم اعظم ہے	۱۶۹
فرائض کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت	۱۶۹
آیۃ الکرسی کے دس کلمے	۱۶۹
اسلام میں جبر نہیں	۱۷۱
توحید پر ایمان ایک مضبوط کڑا ہے	۱۷۱
اسلام کا انتہائی مضبوط سبب توحید ہے	۱۷۱
اسلام کی بدولت اللہ کی دوستی اور صحیح راہ ملتی ہے۔	۱۷۲
خلیل و نمرود کا مناظرہ	۱۷۳
عزیر علیہ السلام کا واقعہ	۱۷۵
خلیل اللہ کا مشاہدہ زندگی بعد الموت	۱۷۶
خلیل اللہ کے سوال کا جواب	۱۷۶
اللہ کی راہ میں خرچ کی برکت	۱۷۷
صدقہ پر احسان جتانے کی ممانعت	۱۷۸
احسان و ایذا سے صدقہ کی بربادی	۱۷۹
ریاکاری کا صدقہ بھی بیکار ہے	۱۷۹
اللہ کی رضا کی نیت سے صدقہ پروان چڑھتا ہے	۱۷۹
نیک عمل کی بربادی کی مثال	۱۸۰
اللہ کی راہ میں اچھا مال خرچ کرنے کی ترغیب	۱۸۱
خرچ کے بارے میں شیطانی وسوسہ	۱۸۲

مضامین	صفحہ نمبر
حکمت کا مفہوم	۱۸۳
نیک عملوں کے قبولیت کی شرط	۱۸۴
چھپے سے خیرات کرنے کی فضیلت	۱۸۴
غیر مسلموں کو صدقہ دینا جائز ہے	۱۸۵
صدقے کے اصلی حقدار	۱۸۶
صدقہ خیرات کرنے والوں کی فضیلت	۱۸۶
سود خواروں کی مذمت	۱۸۷
سود میں برکت نہیں ہوتی	۱۸۸
شکرگزاروں کی تعریف	۱۸۹
تقویٰ کا بیان اور سود سے اجتناب	۱۹۰
سود خواری اللہ سے اعلان جنگ ہے	۱۹۰
تنگدست کے ساتھ خیر خواہی	۱۹۰
میعادی معاملات میں تحریر کا حکم	۱۹۲
رہن کا بیان	۱۹۴
کیا دلی خیالات پر بھی بازپرس ہوگی؟	۱۹۴
بنیادی عقائد کا بیان	۱۹۶
کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی گئی۔	۱۹۶
بھول معاف ہے۔	۱۹۷
اسلام میں دشوار عمل نہیں	۱۹۷
تکلیف برداشت سے باہر نہیں دی جاتی	۱۹۷
فتح و نصرت کی دعا	۱۹۷
البقرہ کے اخیر رکوع کی فضیلت	۱۹۷
سورۂ آل عمران	۱۹۸
اسم اعظم	۱۹۹
قرآن حکیم آسمانی کتاب ہے	۱۹۹

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن نہ ماننے والوں کو دھمکی	۱۹۹
غیب کا عالم اللہ ہی ہے	۱۹۹
رحم میں تخلیق	۱۹۹
عیسیٰ مخلوق ہیں	۲۰۰
محکم ومتشابہ آیتوں کا بیان	۲۰۰
تاویل کی تلاش	۲۰۱
متشابہات کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے	۲۰۱
تاویل کے معنی	۲۰۱
پکے علم والے	۲۰۲
پختہ اہل علم کی دعا	۲۰۲
قیامت کے دن مال واولاد کام آنے والی نہیں۔	۲۰۳
کافر دنیا اور آخرت میں ذلیل ہیں	۲۰۴
فتح بدر غلبہ اسلام کی نشانی ہے	۲۰۴
جنگ بدر کا بیان	۲۰۴
دنیوی زندگی کا بیان	۲۰۵
جنت بہترین نعمت ہے	۲۰۶
تقویٰ والوں کے اوصاف	۲۰۷
پچھلی رات میں استغفار کی فضیلت	۲۰۷
توحید کی شہادت	۲۰۸
اسلام پسندیدہ دین ہے	۲۰۸
توحید میں جھگڑا لائق نہیں	۲۰۸
دنیا والوں کو اسلام کی دعوت کا حکم	۲۰۹
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام ہے۔	۲۰۹
یہودیوں کی مذمت	۲۰۹
اہل کتاب کی مذمت	۲۱۰
ادائے شکر کی دعاء	۲۱۱

مضامین	صفحہ نمبر
غیر مسلم سے دوستی کی ممانعت	۲۱۲
اللہ کے علم وقدرت کی ہمہ گیری	۲۱۳
اللہ کی محبت اتباع رسول پر موقوف ہے	۲۱۴
چند خاندانوں کا انتخاب	۲۱۵
دینی خدمات کے لئے اولاد کی خواہش	۲۱۵
نیک صحبت ذریعہ سعادت	۲۱۶
بے موسم پھل دیکھ کر اولاد کا خیال آنا	۲۱۸
مریم علیہا السلام کی ہمعصر عورتوں پر برتری	۲۱۹
غیب کی باتوں سے ثبوت رسالت	۲۱۹
صدیقہ کو بشارت مسیح	۲۲۰
گود میں باتیں	۲۲۰
صدیقہ کا تعجب	۲۲۰
کلمہ کن سے پیدا ہونے والے بچہ کی صفات	۲۲۱
شروع میں انبیاء کے ماننے والے غرباء ہوتے ہیں	۲۲۳
حضرت عیسیٰ کے قتل کا منصوبہ	۲۲۳
توفی کا مطلب	۲۲۴
مسیحی دین میں تحریف	۲۲۵
کافروں کو دنیا اور آخرت میں عذاب کی دھمکی	۲۲۶
آدم وعیسیٰ کی پیدائش میں مشابہت	۲۲۷
مباہلہ کا حکم	۲۲۷
مسئلہ توحید اقوام میں مانا ہوا ہے	۲۲۸
خلیل اللہ کا مذہب کیا تھا؟	۲۳۰
جاہلوں کی مذمت جو علماء سے جھگڑا کرتے ہیں۔	۲۳۰
مذہب خلیل کے پیروکار کون ہیں	۲۳۰
یہودی مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں	۲۳۱

مضامین	صفحہ نمبر
یہودیوں کی مکاری	۲۳۱
مسلمانوں کی طرف سے یہودیوں کے دلوں میں چور۔	۲۳۱
امانت وخیانت کا بیان	۲۳۲
اہل کتاب کی بددیانتی	۲۳۳
ایفائے عہد کا بیان	۲۳۳
بدعہد کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں	۲۳۳
تحریف کرنے والے یہودی	۲۳۴
غیراللہ کی پرستش حرام ہے	۲۳۴
انبیاء سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا میثاق	۲۳۵
اللہ کا دین اسلام ہے	۲۳۶
اسلام کے علاوہ کوئی دین مقبول نہیں	۲۳۷
ظالموں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی	۲۳۷
کافروں کو آخری دم بھی توبہ نصیب نہیں ہوتی۔	۲۳۸
قیامت کے دن فدیہ نا قابل قبول ہوگا۔	۲۳۸
چوتھا پارہ	
اللہ کی راہ میں عمدہ مال خرچ کرو	۲۴۰
رحمت عالم ﷺ سے یہودیوں کے چار یا پانچ سوال۔	۲۴۱
یوم سبت کا تقرر اللہ کی طرف سے نہیں	۲۴۱
قدیمی اور سب پہلا عبادت خانہ	۲۴۲
مکہ کا نام	۲۴۲
مقام ابراہیم	۲۴۲
حرم مقام امن ہے	۲۴۲

مضامین	صفحہ نمبر
وجوب حج کا بیان	۲۴۳
استطاعۃ کی تفسیر	۲۴۳
حج کا انکار کرنے والا کافر ہے	۲۴۳
اہل کتاب کو وعید	۲۴۳
مسلمان اہل کتاب کی بات نہ مانیں	۲۴۴
ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا تعجب خیز ہے۔	۲۴۴
اللہ سے ڈرنے کا حق کیا ہے	۲۴۵
اتفاق کا بیان	۲۴۵
اتحاد بھی ایک نعمت عظمٰی ہے	۲۴۶
توفیق اسلام اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے	۲۴۶
دعوت وتبلیغ	۲۴۷
فرقہ پرستی کی مذمت	۲۴۷
میدان محشر میں اتحاد واختلاف کے اثرات۔	۲۴۷
امت محمدیہ کی فضیلت	۲۴۸
امت محمدیہ کے بہترین امت ہونے کا ثبوت۔	۲۴۹
مسلمانوں کو فتح ونصرت کی بشارت	۲۴۹
یہودیوں کے لئے دائمی ذلت کا طوق	۲۵۰
مسلمان اہل کتاب کی فضیلت	۲۵۱
کافروں کے خرچ کی مثال	۲۵۱
منافقوں سے رازداری کی ممانعت	۲۵۲
جنگ احد کا بیان	۲۵۳
جنگ بدر کا بیان	۲۵۴
فرشتے جنگ بدر میں شامل تھے یا احد میں۔	۲۵۵
مطلق سود کی حرمت	۲۵۷
اللہ کی راہ میں خرچ وضبطِ غصہ اہل جنت کی صفت ہے	۲۵۸

مضامین	صفحہ نمبر
معاف کر دینا بھی جنتی کی صفت ہے	۲۵۸
توبہ کا بیان	۲۵۸
گناہ پر اصرار گناہ کبیرہ ہے	۲۵۸
مسلمانوں کو تسلی	۲۶۰
قرآن کی خوبیاں	۲۶۰
فتح کی بشارت	۲۶۰
ہزیمت کی حکمت	۲۶۰
جنت قربانی مانگتی ہے	۲۶۰
میدان احد میں شہادت رسول کی افواہ۔	۲۶۲
موت کا وقت مقرر ہے	۲۶۲
مسلمانوں کو دلاسا	۲۶۲
کافروں کی اطاعت باعث ہلاکت ہے	۲۶۴
اللہ مسلمانوں کا دوست ہے۔	۲۶۴
کافروں پر مسلمانوں کا رعب	۲۶۴
فرشتے احد میں آئے	۲۶۴
لڑائی میں اونگھ رحمت کی علامت	۲۶۶
مصائب حکم عدولی کے نتائج	۲۶۷
کافروں کے عقائد وخیالات کی مشابہت سے ممانعت	۲۶۸
شہادت عین سعادت ہے	۲۶۸
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد رحیم ونرم دل تھے۔	۲۶۹
خیانت نبی ﷺ کی شان نہیں	۲۷۰
وفادار وغدار برابر نہیں	۲۷۰
بعثت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعمت عظمی ہے۔	۲۷۰
بشریت رسول	۲۷۱
احد کی مصیبت کا بیان	۲۷۲
حیات شہداء	۲۷۳
جنگ حمراء الاسد کا بیان	۲۷۶
رسول ﷺ کو دلاسا	۲۷۶
بخل کی برائی	۲۷۷
مشرکوں کو اللہ کی وعید	۲۷۸
موت کا بیان	۲۷۹
اہل کتاب کی مذمت	۲۸۱
ریا کاروں اور شیخی خوروں کی مذمت	۲۸۱
دلائل توحید	۲۸۲
ارباب عقول سلیمہ کے اخلاق	۲۸۲
قبولیت کی بشارت	۲۸۳
کافروں کے عیش وآرام سے دھوکہ نہ کھاؤ	۲۸۴
پارساؤں کا بیان	۲۸۵
مسلمان اہل کتاب کے اخلاق	۲۸۵
دین پر جمے رہنے کی ہدایت	۲۸۶
سرحدوں کی حفاظت کی فضیلت	۲۸۷
ابن مبارک کے اشعار مع ترجمہ	۲۸۷
سورۂ نسآء	۲۸۸
سورۂ نساء کی فضیلت	۲۸۸
تقویٰ کا بیان	۲۸۹
تخلیق عورت	۲۸۹
فرماں برداری وصلہ رحمی کی تاکید	۲۸۹
اللہ تعالیٰ عرش پر ہے لیکن اس کا علم ہر جگہ موجود	

مضامین	صفحہ نمبر
ہے۔	۲۸۹
یتیم کے مال کی حفاظت	۲۹۰
بلامہر یتیم بچی سے نکاح کی ممانعت	۲۹۰
بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں کی ممانعت	۲۹۱
عدم مساوات کے خوف سے ایک ہی عورت کافی ہے۔	۲۹۱
مہر ادا کرنا ضروری ہے	۲۹۱
نادانوں پر تصرفات میں پابندی	۲۹۲
بلوغت کی نشانی	۲۹۳
ناداروں کو بقدر محنت یتیموں کا مال روا ہے۔	۲۹۳
مال لوٹاتے وقت شہادت	۲۹۳
اصل میراث میں وارث برابر ہیں	۲۹۴
کیا ورثہ میں غیر وارث رشتہ داروں کا بھی حق ہے؟	۲۹۴
کیا یہ آیت قطعی منسوخ ہے؟	۲۹۵
خلاف شرع کام کی اصلاح	۲۹۵
یتیموں کا مال اڑانے پر وعید	۲۹۵
علم فرائض کا ماخذ	۲۹۶
علم فرائض کی فضیلت	۲۹۶
مرد کا دوہرا حصہ ہے اور عورت کا اکہرا۔	۲۹۶
عورتوں کا حصہ	۲۹۷
ماں باپ کا حصہ	۲۹۷
میراث و وصیت قرض کے بعد ہے	۲۹۷
شوہر کا حصہ	۲۹۸
بیوی کا حصہ	۲۹۸
کلالہ کی تعریف	۲۹۸
اولادِ ام کا حکم	۲۹۹

مضامین	صفحہ نمبر
فرائض میں حدوں سے پھلانگنے پر وعید	۲۹۹
حدوں سے آگے پھلانگنے والا جہنمی ہے	۳۰۰
زنا کے ابتدائی حکم کی تنسیخ	۳۰۰
لوطیوں کا حکم	۳۰۰
توبہ کس کی قبول ہوتی ہے	۳۰۱
قبولیت کا آخری وقت	۳۰۱
کس کی توبہ غیر معتبر ہے	۳۰۲
باپ کی بیوی بیٹے پر حرام ہے	۳۰۲
بیویوں کو تنگ کرنے کی ممانعت	۳۰۳
حسن معاشرت کا بیان	۳۰۳
عورتوں سے حسن معاشرت	۳۰۴
باپ کی بیویاں حرام ہیں	۳۰۴
سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کا حکم	۳۰۴
نسب، رضاعت وسسرال کے حرمت والے رشتے	۳۰۵
رضاعت محرمہ کی مقدار	۳۰۵
رضاعت محرمہ کی مدت	۳۰۵
ساس کی حرمت	۳۰۵
ربیبہ حرام ہے خواہ شوہر کی تربیت میں ہو یا نہ ہو۔	۳۰۵
ہم بستری کی تفسیر	۳۰۶
صلبی بیٹے کی بیوی حرام ہے متبنیٰ کی نہیں۔	۳۰۶
نکاح وملک میں بیک وقت دو بہنوں کا اجتماع حرام ہے۔	۳۰۶
پانچواں پارہ	
لونڈیوں کی حلت	۳۰۸
بیک وقت چار عورتیں حلال ہیں۔	۳۰۸

مضامین	صفحہ نمبر
مہر ادا کرنا فرض ہے	۳۰۸
مہر میں باہمی رضا مندی سے ردو بدل جائز ہے	۳۰۹
کون کون سے سولہ رشتے حرام ہیں	۳۰۹
لونڈیوں سے نکاح کب روا ہے؟	۳۱۰
مالک کی اجازت کے بغیر مملوک کا نکاح نہ ہوگا۔	۳۱۰
مہر خوشی خوشی ادا کئے جائیں	۳۱۰
زنا کار لونڈی پر حد	۳۱۰
قرآن میں احکام کا تفصیلی بیان ہے	۳۱۱
دشمنوں کی تمنائیں	۳۱۱
اللہ تخفیف چاہتا ہے	۳۱۱
انسان کی کمزوری	۳۱۱
ناجائز کمائی کی ممانعت	۳۱۲
خودکشی کی وعید وممانعت	۳۱۲
بڑے بڑے گناہوں کے اجتناب سے چھوٹے چھوٹے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔	۳۱۳
سات ہلاک کرنے والے گناہ	۳۱۳
حسد کی ممانعت اور رشک کی رخصت	۳۱۵
موالی کی تعریف	۳۱۵
کیا معاہدہ میراث پورا کیا جائے گا؟	۳۱۵
مرد عورت سے افضل ہے	۳۱۶
نیک خاتون کی نشانی	۳۱۶
شوہر کی نافرمانی اور نشوز کی تفسیر	۳۱۷
میاں بیوی میں نااتفاقی کا بیان	۳۱۸
پنچوں کے اختیارات	۳۱۸
توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت	۳۱۹
ماں باپ سے حسن سلوک کا بیان	۳۱۹
عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان	۳۱۹
یتیموں سے حسن سلوک کا بیان	۳۱۹
مسکینوں سے حسن سلوک کا بیان	۳۱۹
رشتہ دار پڑوسی کی تفسیر	۳۱۹
لونڈی غلام کے ساتھ حسن سلوک کا بیان	۳۲۰
اللہ کو مغرور سے نفرت ہے	۳۲۰
کنجوسی کی مذمت	۳۲۱
اللہ ظالم نہیں	۳۲۲
کیا قیامت کے دن کبھی مشرکوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔؟	۳۲۳
قیامت کے ہوش ربا مصائب	۳۲۴
قیامت کے دن کافروں کی تمنا	۳۲۴
لوگ قیامت کے دن اللہ سے کچھ نہ چھپا سکیں گے۔	۳۲۴
حالت سکر و جنابت میں نماز کی اور مسجد میں جانے کی ممانعت	۳۲۵
تیمّم کا بیان	۳۲۵
لمس ومس کی تفسیر	۳۲۶
تیمّم کے لئے پانی کا تلاش کرنا شرط ہے	۳۲۶
تیمّم کی کیفیت	۳۲۶
یہودیوں کی مذمت	۳۲۷
اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے آگاہ کر دیا ہے۔	۳۲۷
یہودی تحریف کے عادی ہیں	۳۲۷
قرآن حکیم پر ایمان نہ لانے پر وعید	۳۲۸
بلا توبہ کے شرک کبھی نہ بخشا جائے گا	۳۲۸

مضامین	صفحہ نمبر
اپنی پاکی بیان نہ کرو	۳۲۹
یہودیوں کا اللہ پر الزام	۳۳۰
جبت وطاغوت کی تفسیر	۳۳۰
کافروں کو مسلمانوں پر فوقیت نہیں	۳۳۰
یہودیوں پر اللہ کی پھٹکار ہے	۳۳۰
اللہ کی بادشاہت میں کوئی حصہ دار نہیں	۳۳۱
آخری نبی کی نبوت پر حسد	۳۳۱
آخری نبی کو تسلی	۳۳۱
دعوت ربانی کو نہ ماننے والوں کی سزا کا بیان۔	۳۳۲
سعادت مندوں کا بیان	۳۳۲
امانت ادا کرنے کا بیان	۳۳۳
فیصلوں میں انصاف کا حکم	۳۳۳
معروف میں امیر کی اطاعت کا حکم	۳۳۳
قرآن وحدیث چھوڑ کر غیروں سے جھگڑے طے کرانے والے مسلمان نہیں	۳۳۵
منافقوں کی مذمت	۳۳۵
رسول کی اطاعت فرض ہے	۳۳۶
ایمان کی تکمیل رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوشی جج مان لینے پر ہے۔	۳۳۷
سرکشوں کا مقصود محض مخالفت ہے	۳۳۷
اطاعت گزاروں کو بڑے لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔	۳۳۸
آیت کا شانِ نزول	۳۳۸
مسلمان مدافعت کے لئے تیار رہیں	۳۴۰
منافقوں کی ایک خاص نشانی	۳۴۰
جہاد کی رغبت	۳۴۰

مضامین	صفحہ نمبر
جہاد سے کمزور مسلمانوں کی مدد کرو	۳۴۱
مسلمان محض رضائے باری کے لئے لڑتے ہیں	۳۴۱
جہاد کا حکم مسلمانوں کی خواہش کے مطابق آیا۔	۳۴۲
دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب	۳۴۳
موت یقیناً آئے گی	۳۴۳
بھلائی اور برائی تقدیری باتیں ہیں	۳۴۴
رسالت پر اللہ کی شہادت	۳۴۴
رحمت عالم ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے	۳۴۴
منافقوں کی نادانی کا بیان	۳۴۵
قرآن حکیم میں غور وفکر کا حکم	۳۴۵
قرآن کے کلام باری ہونے کی دلیل	۳۴۵
تحقیق سے پہلے کوئی خبر نہ پھیلاؤ	۳۴۶
رحمت عالم ﷺ کو تن تنہا جہاد کا حکم۔	۳۴۷
مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب	۳۴۷
جہاد کی فضیلت	۳۴۷
جہاد سے لڑائی بند ہونے کا امکان	۳۴۷
خیر وشر کا موجد قیامت تک ان میں حصہ دار ہے۔	۳۴۸
مسلمانوں کو سلام کے جواب دینے کا حکم۔	۳۴۸
سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے	۳۴۸
قیامت کی یقین دہانی	۳۴۹
رسول کی موجودگی میں اختلاف زیبا نہیں۔	۳۵۰
منافق مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔	۳۵۰
منافقوں کا حکم	۳۵۱
مسلمانوں کا خون حلال نہیں	۳۵۲
قتل خطا میں دو باتیں واجب ہیں	۳۵۲

مضامین	صفحہ نمبر
قتل عمد کی وعید	۳۵۳
کیا جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے؟	۳۵۳
قتل عمد میں وجوب کفارہ کی دلیل	۳۵۳
مجاہد وغیر مجاہد برابر نہیں ہو سکتے	۳۵۵
مجاہدوں کی فضیلت	۳۵۵
مشرکوں میں قدرت کے باوجود ٹھہرنا جائز نہیں۔	۳۵۶
ہجرت کی ترغیب	۳۵۶
نماز قصر کا بیان	۳۵۷
قصر میں خوف کی شرط کیوں لگائی گئی؟	۳۵۷
نماز خوف کی قسمیں	۳۵۹
وجوب جماعت کی دلیل	۳۵۹
اس آیت کا شان نزول	۳۵۹
نماز خوف کے بعد ذکر اللہ کی کثرت کا بیان	۳۶۱
جنگ کے بعد دشمن کا تعاقب	۳۶۱
مسلمانوں کو جہاد میں بہت زیادہ سرگرم عمل رہنا چاہیے۔	۳۶۱
جواز اجتہاد کی دلیل	۳۶۱
توبہ کا بیان	۳۶۴
گناہوں پر گناہگار ہی پکڑا جائے گا	۳۶۵
جھوٹا الزام لگانے کی وعید	۳۶۵
غداروں کی طرف سے جھگڑنے والوں پر وعید۔	۳۶۵
بلاوجہ بولنے کی ممانعت	۳۶۶
کتاب وسنت کی پیروی فرض ہے	۳۶۶
صحابہ کی روش اختیار کرنا فرض ہے	۳۶۷
شرک سب سے زیادہ گہری اور سنگین گمراہی ہے۔	۳۶۸

مضامین	صفحہ نمبر
بت پرست دیویوں کے پجاری ہیں۔	۳۶۸
دیویوں کے پجاری دراصل شیطان کے پجاری ہیں۔	۳۶۸
شیطان کا انسان کو گمراہ کرنے کا وعدہ ہے	۳۶۹
تبکیت کی تفسیر	۳۶۹
پیدائشی تغیر سے دین بدلنا مراد ہے	۳۶۹
شیطان کے وعدے جھوٹے ہیں	۳۶۹
شیطانی وعدوں پر یقین کرنے والوں کو تنبیہ۔	۳۷۰
نیکوں کا اور قیامت کے دن انکی عزت واحترام کا بیان۔	۳۷۰
قرآن یقینیات کا سرچشمہ ہے	۳۷۰
زبانی دعوے کارآمد نہیں صحیح عمل کارآمد ہیں۔	۳۷۱
اللہ کی عبادت ورسول کی اطاعت پر نجات ہے	۳۷۱
مسلمانوں کو برائیوں کا دنیا ہی میں بدلہ مل جاتا ہے۔	۳۷۱
اللہ نیک عملوں کا قدرداں ہے۔	۳۷۲
نیک عملوں کے لئے خلوص وصواب کی شرط ہے۔	۳۷۲
ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں	۳۷۲
خلیل کی وجہ تسمیہ	۳۷۳
ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے	۳۷۳
اللہ شہنشاہ مطلق ہے	۳۷۳
یتیم بچیوں کا حکم	۳۷۴
میاں بیوی میں نااتفاقی	۳۷۵
والصلح خیر کی تفسیر	۳۷۵
مساوات ہر حال میں بہتر ہے	۳۷۶
مساوات ہر پہلو سے ناممکن ہے	۳۷۶

مضامین	صفحہ نمبر
جدائی کی صورت کا حکم	۳۷۶
شہنشاہ حقیقی سے ڈر کر توحید اختیار کرو	۳۷۷
اللہ کو تمہاری عبادت کی پرواہ نہیں	۳۷۷
اللہ تمام کائنات کا بادشاہ ہے	۳۷۷
اللہ نافرمانوں کے فنا کرنے پر قادر ہے	۳۷۷
اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں مانگو	۳۷۷
عدل پر قائم رہنے کا حکم	۳۷۸
شہادت اللہ کی رضا کے لئے دو	۳۷۸
مسلمان ایمان کے تمام فروع و اصول پر حاوی ہو جائیں۔	۳۷۹
جس کی ارتداد و کفر پر موت آ گئی اس کی رہائی کی صورت نہیں۔	۳۸۰
منافقوں کی صفت	۳۸۰
منافق کافروں سے دوستی کرتے ہیں	۳۸۰
خلاف شرع مجلس میں شریک ہونے کی ممانعت	۳۸۱
منافق مسلمانوں کے زوال کے منتظر رہتے ہیں۔	۳۸۱
قیامت کے دن کافروں کے لئے مسلمانوں پر کوئی راہ نہیں۔	۳۸۲
اللہ کو دھوکہ دینے کا مطلب	۳۸۲
اللہ کا دھوکہ کیا ہے؟	۳۸۳
نماز میں سستی لائق نہیں	۳۸۳
ریاکاری منافقوں کی صفت ہے	۳۸۳
منافق اللہ سے ڈر کر نماز نہیں پڑھتے	۳۸۳
منافق ادھر میں ہیں	۳۸۴
منافق کی مثال	۳۸۴
کافروں سے دوستانہ تعلقات کی ممانعت	۳۸۵

مضامین	صفحہ نمبر
منافقوں کے لئے آگ کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔	۳۸۵
پر خلوص توبہ مقبول ہے	۳۸۵
جرائم ہی باعث عذاب ہیں	۳۸۶
چھٹا پارہ	
کسی پر بددعا کرنا شان اسلام کے خلاف ہے	۳۸۷
مظلوم کو ظالم پر بددعا روا ہے	۳۸۷
نیکیاں اور معافی قرب باری کا ذریعہ ہیں	۳۸۷
تمام انبیاء پر ایمان لانا شرط ایمان ہے	۳۸۸
انبیاء میں تفریق کرنے والے پکے کافر ہیں	۳۸۸
مسلمانوں کا تمام انبیاء پر ایمان ہے	۳۸۸
یہودیوں کی ہٹ دھرمی	۳۸۹
یہودیوں کے بڑے بڑے گناہ	۳۹۱
یہودیوں کا مریم صدیقہ پر شرمناک الزام	۳۹۱
قتل مسیح کا بے بنیاد دعویٰ	۳۹۱
حضرت مسیح کے خلاف سازش	۳۹۲
مسیح کی موت سے پہلے ہر عیسائی آپ پر ایمان لے آئے گا۔	۳۹۲
نزول عیسیٰ کا بیان	۳۹۳
گناہوں کی وجہ سے یہودیوں پر کئی حلال چیزیں حرام ہوگئیں۔	۳۹۴
تمام انبیاء پر وحی اتری	۳۹۵
قرآن میں ۲۵ نبیوں کے نام ہیں	۳۹۵
حضرت موسیٰ کی فضیلت	۳۹۵
انبیاء قطع حجت کے لئے مبعوث ہوئے	۳۹۵

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی	۳۹۶
قرآن میں اللہ کا علم ہے	۳۹۷
حق سے کترانے والوں کے لئے معافی نہیں۔	۳۹۷
رحمت عالم ﷺ ہدایت وحق اور شافی بیان لے کر مبعوث ہوئے۔	۳۹۷
کسی نبی کو اس کی حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ	۳۹۸
شرک سے بچو اور اللہ پر الزام نہ لگاؤ	۳۹۹
عیسائیوں کے شرکیہ عقائد	۳۹۹
عیسائیوں کے فرقے	۳۹۹
انبیاء وملائک بھی اللہ کے غلام ہیں	۴۰۰
جنت ایمان وعمل والوں کے لئے ہے	۴۰۱
قرآن نور مبین ہے	۴۰۱
قرآن اللہ کی سیدھی راہ ہے	۴۰۱
سب سے پچھلی سورت اور آیت	۴۰۲
کلالہ کی تعریف	۴۰۲
سورۂ مائدہ	۴۰۳
مائدہ کے بارے میں احادیث	۴۰۳
مسلمانوں سے عزت کے ساتھ خطاب کیا گیا۔	۴۰۴
عہد پورا کرنے کا حکم	۴۰۵
بعض عوارض سے حلال جانوروں کی حرمت۔	۴۰۵
حرم وحرمت والے مہینوں کے احترام کا حکم۔	۴۰۵
بیت اللہ کی طرف قربانیاں بھیجنا	۴۰۶
بے دینی پھیلانے والے کو حرام سے رکنا واجب ہے۔	۴۰۶
ممانعت کے بعد آنے والے امر کا حکم	۴۰۶

مضامین	صفحہ نمبر
عداوت کی بناء پر زیادتی نہ کرو	۴۰۶
تقوی کا حکم	۴۰۷
مرے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۸
بہنے والے خون کی حرمت	۴۰۸
سور کی حرمت	۴۰۸
غیر اللہ کے نام کے ذبیحہ کی حرمت	۴۰۸
ثقیل وغیرہ دھار دار چیز سے مرے ہوئے اور گلا گھونٹے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۸
اوپر سے گر کر مرنے والے اور کنویں میں گر کر مرنے والے جانور کی حرمت	۴۰۸
جانور کے مارے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۹
درندے کے کھائے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۹
بتوں کے نام کے ذبیحہ کی حرمت	۴۰۹
تیروں سے فال لینے کی حرمت	۴۰۹
استخارے کی مسنون دعا	۴۱۰
شیطان کی ناامیدی	۴۱۰
مسلمانوں کو اللہ ہی سے ڈرنا چاہیے	۴۱۰
تکمیل دین کی بشارت	۴۱۰
اللہ اسلام سے راضی ہے	۴۱۱
حالت اضطرار میں مردار کی اباحت	۴۱۱
حلال چیزوں کا بیان	۴۱۱
سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا حکم۔	۴۱۲
شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھو	۴۱۳
کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم۔	۴۱۳
پیٹ نہ بھرنے کا سبب	۴۱۳
اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے	۴۱۳

مضامین	صفحہ نمبر
مشرکوں کا ذبیحہ حرام ہے	۴۱۴
اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی حلت	۴۱۴
وضو کا بیان	۴۱۵
وضو میں نیت واجب ہے	۴۱۵
وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۴۱۵
وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم۔	۴۱۵
پیروں کا مسح نہیں بلکہ غسل ہے	۴۱۶
وضو میں انگلیوں میں خلال کا حکم	۴۱۶
موزوں پر مسح کا حکم منسوخ نہیں	۴۱۷
وضو کے بعد کی دعا	۴۱۷
مسلمانوں کے لئے اسلام اور رحمۃ للعالمین زبردست نعمتیں ہیں	۴۱۸
شہادت انصاف سے دی جائے	۴۱۸
جنت کی بشارت	۴۱۹
کافروں کو جہنم کی وعید	۴۱۹
دشمن کے ہاتھ رک جانے کی ایک مثال	۴۱۹
اہل کتاب کی عہد شکنی	۴۲۰
عابد اللہ کی حفاظت ومدد میں رہتے ہیں	۴۲۱
یہودیوں پر عذاب کے اسباب	۴۲۱
حقیقت میں عیسائی بھی عیسائی نہیں	۴۲۱
رحمت عالم ﷺ سچا دین لے کر تشریف لائے	۴۲۲
قرآن ایک مفصل اور روشن کتاب ہے	۴۲۲
عیسائیوں کا شرک	۴۲۳
اہل کتاب کے اس عقیدے کی تردید کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں۔	۴۲۳
رحمت عالم ﷺ کی تاریخ ولادت	۴۲۴

مضامین	صفحہ نمبر
کلیم اللہ اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے ہیں	۴۲۶
امت محمدیہ یہودیوں سے افضل ہے	۴۲۶
یہودیوں کو جہاد کی ترغیب	۴۲۷
جہاد کے بارے میں یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا کے خطبے	۴۲۷
یہودیوں پر موسیٰ علیہ السلام کی بددعا	۴۲۷
ارضِ مقدس میں چالیس سال تک یہودیوں کے داخلے پر پابندی	۴۲۷
موسیٰ علیہ السلام کو تسلی	۴۲۸
ظلم وحسد کا بدانجام	۴۲۹
دنیا میں سب سے پہلے قتل کی واردات قابیل ہابیل کو قتل کر دیتا ہے۔	۴۳۰
ہابیل نے تقوے کی وجہ سے طاقت کے باوجود مدافعت نہیں کی۔	۴۳۰
قاتل پر اپنے گناہوں کے ساتھ قتل کا گناہ بھی لد جاتا ہے۔	۴۳۰
قتل کی کیفیت	۴۳۰
قاتل کے خسارے کی صورت	۴۳۱
قاتل نے دفن کا طریقہ دو کووں سے سیکھا۔	۴۳۱
قتل کے بعد ندامت	۴۳۱
انسان پر انسانیت کا احترام واجب ہے	۴۳۲
ارباب اسراف کو دھمکی	۴۳۲
شرارت پسندوں اور باغیوں کو سزا	۴۳۲
محاربہ کی آیت کا شان نزول	۴۳۳
عہد رسالت میں سخت ترین سزا	۴۳۳
کیا محاربہ کی آیت مشرکوں کے بارے میں	

مضامین	صفحہ نمبر
اتری۔	۴۳۳
حدیں کفارہ گناہ ہیں	۴۳۳
کیا توبہ کے بعد قتل و پھانسی اور ہاتھ پیر کا کاٹنا مشرک سے بھی ساقط ہے؟	۴۳۴
ایک ڈاکو علی کا واقعہ	۴۳۴
تقویٰ اور وسیلہ کا بیان	۴۳۵
جہاد کا بیان	۴۳۵
کافروں پر آخرت کے عذابوں کا بیان	۴۳۵
کافر کبھی دوزخ سے رہائی نہ پائیں گے	۴۳۵
چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا بیان	۴۳۷
چور کی توبہ مقبول ہے	۴۳۷
شریعت پر اپنی رائیں مقدم کرنے والے منافق ہیں	۴۳۹
اللہ باطل پرستوں اور حرام خوروں کو پاک نہیں فرماتا	۴۴۱
یہودیوں کی بدنیتی اور ٹیڑھے پن کی مذمت	۴۴۱
تورات میں ہدایت و نور ہے	۴۴۱
کافر کا پہچان	۴۴۲
رشوت حرام ہے	۴۴۲
تورات میں بھی قصاص ہے	۴۴۲
سابق شریعتوں کا حکم مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔	۴۴۲
عورت کے قصاص میں مرد قتل کیا جائے گا	۴۴۲
زخموں کا قصاص	۴۴۲
زخموں کا قصاص زخم ٹھیک ہونے کے بعد لیا جائے۔	۴۴۳
اگر ظالم قصاص میں مر جائے تو اس کا خون باطل	

مضامین	صفحہ نمبر
ہے	۴۴۳
معافی گناہوں کا کفارہ ہے	۴۴۳
تورات وانجیل میں ہدایت و نور ہے	۴۴۴
قرآن عظیم میں ہدایت و نور ہے	۴۴۵
قرآن عظیم صادق و مصدق ہے	۴۴۵
قرآن عظیم سابق کتابوں پر امین ہے۔	۴۴۵
دنیا کا فیصلہ قرآنی احکام کے مطابق کیا جائے۔	۴۴۶
تمام انبیاء کا دین ایک ہی ہے ہاں شریعتیں الگ الگ ہیں۔	۴۴۶
غیر مسلموں سے دوستی کی ممانعت	۴۴۸
منافق غیر مسلموں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرتے ہیں۔	۴۴۸
شان نزول میں اختلاف	۴۴۹
اللہ قادر ہے کہ نافرمانوں کی جگہ فرمانبردار پیدا کر دے	۴۴۹
کامل مومنوں کی صفت	۴۵۰
رحمت عالم ﷺ کی صفت	۴۵۰
مسلمان کس سے دوستی کریں	۴۵۰
کافروں سے ترک موالات	۴۵۱
کافروں کا نماز و اذان کا مذاق اڑانا	۴۵۱
قیامت کے دن بدترین سزا کے مستحق کافر ہی ہیں۔	۴۵۳
بناوٹی اسلام کا اظہار منافقوں کی عادت ہے۔	۴۵۳
عوام کی ذلیل حرکتوں کی اور حکام و علماء کی بے پرواہی کی مذمت	۴۵۳
یہودیوں کی اللہ کی شان اقدس میں گستاخی	۴۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
شرائع پر عمل کرنے سے زمین وآسمان کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔	۴۵۵
علم کے اٹھائے جانے کا مطلب	۴۵۶
رحمت عالم ﷺ نے لوگوں تک پوری وحی پہنچا دی۔	۴۵۶
ہدایت دینا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے	۴۵۸
قرآن پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں	۴۵۹
کافر حسب خواہش شریعت مانتے ہیں ورنہ ٹھکرا دیتے ہیں	۴۵۹
عیسائیوں کے تینوں فرقے کافر ہیں	۴۶۰
مشرکوں کے لئے جہنم واجب اور جنت حرام ہے۔	۴۶۱
حق تعالیٰ کا عفو وترحم	۴۶۱
مسیح علیہ السلام معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔	۴۶۱
حضرت مریم صدیقہ ہیں	۴۶۲
مسیح علیہ السلام اور ام مسیح علیہا السلام کھانا کھاتے تھے	۴۶۲
شرک وبت پرستی کی ممانعت	۴۶۲
اسرائیلی کافروں پر اللہ کی لعنت	۴۶۳
منافقوں کی مذمت	۴۶۴
یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں	۴۶۴
عیسائی مسلمانوں سے قریب ہیں	۴۶۴
ساتواں پارہ	
اسلام میں رہبانیت نہیں۔	۴۶۶
حلال روزی استعمال کی جائے	۴۶۶
لغو یمین کا بیان	۴۶۷

مضامین	صفحہ نمبر
قسم کا کفارہ	۴۶۷
جوئے اور شطرنج کی ممانعت	۴۶۸
فالوں کے تیروں اور تھانوں کی گندگی کا بیان۔	۴۶۸
شراب کی حرمت	۴۶۸
شکار سے آزمائش	۴۷۰
حالت احرام میں شکار کی حرمت	۴۷۰
کیا غلطی سے شکار کرنے والے پر بھی فدیہ ہے؟	۴۷۰
قتل کی جزا میں ہم مثل جانور کی قربانی کی جائے۔	۴۷۰
مثل وقیمت کا فیصلہ دو عادل مسلمان کریں	۴۷۱
محرم کے لئے دریائی شکار حرام ہے	۴۷۲
دریا کا مرا ہوا جانور حلال ہے	۴۷۲
محرم پر خشکی کا شکار حرام ہے	۴۷۳
کیا غیر محرم کا کیا ہوا شکار محرم کو مباح ہے۔	۴۷۳
خبیث وطیب برابر نہیں	۴۷۴
سمجھدار آدمی حلال پر قناعت کرتا ہے	۴۷۴
بے فائدہ سوالات کی برائی	۴۷۴
سوالات سے روکنے کی وجہ	۴۷۵
بتوں کے نام کے جانور	۴۷۵
عمرو بن لحی نے ابراہیمی دین بدلا	۴۷۶
بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی تعریف	۴۷۶
اللہ پر کافروں کا اتہام	۴۷۶
تقلید کی مذمت	۴۷۶
مسلمانوں کو اپنی اصلاح ضروری ہے	۴۷۷
وعظ ونصیحت ضروری ہے	۴۷۷
وصیت پر دو عادل شخصوں کی گواہی	۴۷۸
دو شرطوں سے ذمی بھی وصیت پر گواہ بنائے جا سکتے	

مضامین	صفحہ نمبر
ہیں	۴۷۸
تمیم وعدی کا واقعہ	۴۷۸
انبیاء سے ان کی امتوں کے بارے میں سوال	۴۷۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعمتوں کی یاددہانی	۴۸۰
مردہ زندہ کرنے اور قضائے حاجت کا اسم اعظم۔	۴۸۰
یہودیوں کے ہاتھ روک دینے کا مطلب۔	۴۸۱
وحی الہام والقاء کے معنی میں	۴۸۱
نزول خوانِ نعمت کا بیان	۴۸۲
خوانِ نعمت کی نشانی اور حکم عدولی پر سخت عذاب	۴۸۲
عیسائیوں کو ذلیل کرنے کے لئے مسیح سے شرک کے بارے میں سوال	۴۸۳
مسیح نے توحید پھیلائی	۴۸۴
قیامت کے دن صداقت کام آئیگی	۴۸۵
سورۂ انعام	۴۸۶
سورۂ انعام کی فضیلت	۴۸۶
بے شمار تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں	۴۸۷
قیامت کی تاریخ اللہ ہی کو معلوم ہے	۴۸۷
تمام دنیا کا معبود اللہ ہی ہے۔	۴۸۷
ظالم معقول بات بھی نہیں مانتے	۴۸۸
حق کو نہ ماننے والوں کی برائی	۴۸۹
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۴۸۹
ہلاک ہونے والی قوموں کے المناک انجام سے عبرت حاصل کرو۔	۴۹۰
دنیا کا خالق ومالک اللہ ہی ہے	۴۹۰
قیامت برحق ہے	۴۹۰

مضامین	صفحہ نمبر
ساری مخلوق خواہ علوی ہو یا سفلی اللہ کی مخلوق ہے۔	۴۹۱
خیر البشر کا اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں	۴۹۱
کھانے کے بعد کی دعا	۴۹۱
انبیاء کرام اور عوام کو توحید کا حکم	۴۹۱
نافرمان عذاب کا شکار ہوں گے	۴۹۱
عذاب سے برأت زبردست کامیابی ہے	۴۹۱
نفع نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے	۴۹۲
اللہ سب پر غالب ہے	۴۹۲
قرآن اللہ کی حجت ہے	۴۹۳
مسلمان شرک قبول نہیں کرسکتا	۴۹۳
ہر نبی رحمت عالم ﷺ کی بشارت دے گا	۴۹۳
نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے۔	۴۹۳
مشرکوں سے شرک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔	۴۹۴
ارباب شقاوت کو قرآن مفید نہیں	۴۹۴
کافر دوسروں کو بھی ایمان سے روکتے ہیں	۴۹۴
بے وقت کی تمنا بے کار ہے	۴۹۵
کمان سے تیر نکل جانے کے بعد ہوش آنا	۴۹۵
زندگی بعد الموت برحق ہے	۴۹۵
زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی ندامت کا بیان۔	۴۹۶
قیامت کے دن برے عمل گھناؤنی اور بری شکلوں میں نمودار ہونگے	۴۹۶
دنیا محض ایک کھیل اور ذرا سا دل بہلاوا ہے۔	۴۹۶
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۴۹۷

مضامین	صفحہ نمبر
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کر کے فرائض تبلیغ ادا کرنے چاہئیں۔	۴۹۷
رحمت عالم ﷺ کی حدیثوں سے فائدہ اٹھانے والے	۴۹۸
کافروں کے دل مردہ ہیں	۴۹۸
رحمت عالم ﷺ سے مشرکوں کا بے جا مطالبہ	۴۹۹
امت سے کیا مراد ہے	۴۹۹
کافروں کی مثال	۴۹۹
اللہ مختار مطلق ہے	۵۰۰
مشرک آڑے وقت اللہ ہی کو پکارتے ہیں	۵۰۱
محتاجی اور بیماری ٹیڑھے پن کا علاج ہے	۵۰۱
ازلی بدبخت محتاجی اور بیماری سے اور سنگ دل بن جاتے ہیں۔	۵۰۱
استدراج	۵۰۱
تمام قویٰ اللہ ہی کے دیئے ہوئے ہیں	۵۰۲
دنیا اور آخرت کے عذابوں سے توحید ہی بچاتی ہے۔	۵۰۲
انبیاء کے آنے کی غرض وغایت	۵۰۲
رحمت عالم ﷺ بھی اللہ کے کارخانے میں شریک نہیں۔	۵۰۳
اللہ والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں	۵۰۳
قرآن سے کن لوگوں کو ڈرایا جائے	۵۰۴
صحبت صالح اختیار کرو۔	۵۰۴
ترک صحبت صالح گمراہ کر دیتی ہے	۵۰۴
مسلمان مسلمان کی عزت کرے	۵۰۵
شرک کی ممانعت	۵۰۶

مضامین	صفحہ نمبر
عذاب اللہ کے اختیار میں ہے	۵۰۶
غیب داں اللہ ہی ہے	۵۰۶
اللہ کا علم ہمہ گیر ہے	۵۰۶
نیند موت کی بہن ہے	۵۰۷
محافظ فرشتوں کا بیان	۵۰۸
اللہ کی شان فضل وکرم کا بیان	۵۰۸
اللہ ہی تمام آفتوں سے بچاتا ہے	۵۰۹
اللہ ہر حال میں عذاب پر قادر ہے	۵۰۹
رحمت عالم ﷺ کی دو دعاؤں کی قبولیت	۵۰۹
امت محمدیہ میں فرقہ بندی	۵۱۰
مبلغ کا کام تبلیغ ہے منوانا نہیں	۵۱۰
ہر واقعہ کے ظہور کا ایک وقت ہے	۵۱۰
خلاف شرع مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت۔	۵۱۰
خلاف شرع مجلس سے بچنے والے بری ہیں۔	۵۱۱
لوگوں کو خلاف شرع کاموں سے روکا جائے۔	۵۱۱
قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی رد کر دیا جائے گا۔	۵۱۱
توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنا باعث ہلاکت ہے	۵۱۲
اللہ کی فرمانبرداری کا حکم	۵۱۳
نماز کی پابندی اور تقویٰ کا حکم	۵۱۳
دنیا کی پیدائش میں اللہ کی حکمت کارفرما ہے	۵۱۳
صور کا بیان	۵۱۳
خلیل اللہ کے باپ کا کیا نام تھا	۵۱۴
بیٹا باپ کو نصیحت کر رہا ہے	۵۱۴
ابراہیم علیہ السلام پر توحید کا انکشاف	۵۱۵
ڈوبنے والا معبود نہیں ہوسکتا	۵۱۵

مضامین	صفحہ نمبر
کائنات کا خالق اللہ ہی ہے	۵۱۵
بے جان کی عبادت حماقت ہے	۵۱۶
بے جان سے مرعوب ہونا نادانی ہے	۵۱۶
توحید ہی باعث نجات ہے	۵۱۷
شرک سب سے بڑا ظلم ہے	۵۱۷
خلیل اللہ کے بڑھاپے میں اولاد ہوئی	۵۱۸
شرک بڑوں کے عمل بھی غارت کر دیتا ہے	۵۱۸
کتاب ونبوت اللہ کی مہربانی کی دلیل ہے	۵۱۹
انبیاء کرام کی پیروی کا حکم	۵۱۹
انبیاء کو جھٹلانا اللہ کی تعظیم کا حق ادا نہ کرنا ہے۔	۵۲۰
رحمت عالم ﷺ بشر ہیں	۵۲۰
تحریف کی مذمت	۵۲۰
قرآن رحمت عالم ﷺ پر اترا	۵۲۰
مشرک اور جھوٹا دعوی کرنے والا بڑا ظالم ہے۔	۵۲۱
اللہ کے سامنے پیشی	۵۲۱
انسان کا کونسا مال ہے۔	۵۲۱
بت پرستی اور شرک کی مذمت	۵۲۲
آج یہ کیا کام آئے	۵۲۲
زندوں سے مردوں اور مردوں سے زندوں کی پیدائش۔	۵۲۲
نظام شمسی کی باقاعدگی	۵۲۳
مستقر و مستودع کی تفسیر	۵۲۳
پانی کی برکتیں	۵۲۴
بہترین پھل کون سے ہیں؟	۵۲۴
مشرکوں کی مذمت	۵۲۵
اللہ نے کائنات بلا مثال ونمونہ کے پیدا کی	۵۲۶

مضامین	صفحہ نمبر
آخرت میں دیدار پروردگار ہوگا	۵۲۶
بصائر کی تفسیر	۵۲۷
خواہش کے مطابق معجزے کی درخواست عذاب کو طلب کرنا ہے۔	۵۲۷
مسلمانوں کو وحی کی پیروی کرنے کا حکم	۵۲۸
شرک بھی اللہ کی مشیت وحکمت پر موقوف ہے۔	۵۲۸
کسی راج مصلحت سے جھوٹے معبود کو برا کہنے کی ممانعت	۵۲۸
خواہش کے مطابق معجزے کی درخواست عذاب طلب کرنا ہے۔	۵۲۹
وحی کا انکار ہے تو ہر معجزہ کا انکار ہے	۵۳۰
آٹھواں پارہ	
ازلی بدبخت ایمان لانے والے نہیں	۵۳۱
انبیاء سے دشمنی	۵۳۱
شیطان جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی ہوتے ہیں	۵۳۲
اللہ کے فیصلوں کے ہوتے ہوئے کسی کے فیصلوں کی ضرورت نہیں۔	۵۳۲
اللہ کے اقوال واحکام صدق وعدل پر موقوف ہیں۔	۵۳۳
دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہیں	۵۳۳
ہدایت وضلالت مشیت الٰہی پر ہے	۵۳۳
وہی ذبیحہ حلال ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے۔	۵۳۴
حلال ذبیحوں کا کھانا حلال ہے	۵۳۴
چھپے کھلے ہر گناہ سے بچو	۵۳۴

مضامین	صفحہ نمبر
جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے حرام ہے	۵۳۵
کسی کی بات کو شریعت کی بات پر مقدم کرنا شرک ہے۔	۵۳۵
کافر و مومن کی مثال	۵۳۶
کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے کہ وہ برے کام اچھے سمجھتے ہیں۔	۵۳۶
شرپسند ہمیشہ سے ہیں	۵۳۷
ازلی بدبخت نشانیاں بھی ٹھکرا دیتے ہیں	۵۳۷
رحمت عالم ﷺ اعلیٰ حسب ونسب کے مالک تھے	۵۳۷
رسالت میں شک کرنے والے مجرم ہیں	۵۳۸
نیکیوں کا اچھا لگنا ہدایت کی نشانی ہے	۵۳۸
انبیاء کی راہ سیدھی اور سچی ہے	۵۳۹
راہ انبیاء پر چلنے والوں کے لئے دارالسلام کی بشارت ہے۔	۵۳۹
قیامت دوڑی آ رہی ہے	۵۴۰
باہمی جنوں اور انسانوں کی فائدہ اٹھانے کی صورت۔	۵۴۰
دوستانہ تعلقات عملوں پر موقوف ہیں	۵۴۰
انبیاء اللہ کا پیغام پہنچا چکے	۵۴۱
کیا پیغمبر انسان ہی بنے۔؟	۵۴۱
بعثت انبیاء کے بعد ہی نافرمانوں پر عذاب اترتا ہے۔	۵۴۱
جزاء و سزا عملوں کے مطابق مراتب ہیں	۵۴۲
بعثت انبیاء اللہ کی رحمت ہے	۵۴۲
قیامت معہ اپنے وعدوں کے عنقریب آ رہی ہے	۵۴۳
نافرمان انجام کے منتظر رہیں	۵۴۳

مضامین	صفحہ نمبر
عہد فاروقی میں اسلامی سلطنت کا رقبہ	۵۴۴
شرکیہ عملوں کا بیان	۵۴۴
خود ساختہ آئین کو اللہ کی طرف منسوب کرنا دیدہ دلیری ہے۔	۵۴۵
مشرکوں کے چند خود ساختہ قوانین	۵۴۶
خود ساختہ آئین پر عمل کرنے والے دونوں جہانوں میں گھاٹے میں ہیں۔	۵۴۷
تمام چیزیں اللہ کی ہیں۔	۵۴۷
پیداوار میں زکوٰۃ کا بیان	۵۴۷
فضول خرچی کا بیان	۵۴۸
پالتو جانوروں کے فوائد	۵۴۸
اللہ کی دی ہوئی نعمتیں استعمال کر کے اس کا شکر ادا کرو۔	۵۴۸
رسوم عہد جاہلیت کی تردید	۵۴۹
شرک کا موجد عمرو بن لحی ہے	۵۴۹
حرام چیزوں کا بیان	۵۵۰
حالت اضطرار میں بقدر ضرورت حرام کی حلت	۵۵۰
یہودیوں پر ناخن والے جانوروں کی حرمت	۵۵۱
اللہ والے بے خوف ہو کر تبلیغ کریں	۵۵۱
ایک مغالطہ کا ذکر	۵۵۲
ہدایت و گمراہی رب کی حکمت پر موقوف ہے	۵۵۳
شرک و بدعت کی کوئی سند نہیں	۵۵۳
رحمت عالم ﷺ کی آخری وصیت	۵۵۳
تمہیں شرک کی ممانعت	۵۵۴
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم	۵۵۴
اولاد کے ساتھ حسن سلوک کا حکم	۵۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
بے حیائیوں کے پاس نہ جانے کی ممانعت	۵۵۴
قتل ناحق کی ممانعت	۵۵۵
امن طلب کر کے دارالاسلام میں آنے والے حربی کافر کے قتل کی وعید	۵۵۵
ناپ تول میں عدل کا حکم	۵۵۶
کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا	۵۵۶
انصاف والی شہادت کا حکم	۵۵۶
اتحاد کا حکم اور اختلاف کی ممانعت	۵۵۶
سیدھی راہ کونسی ہے	۵۵۶
تورات کی مدح	۵۵۷
اتباع قرآن کی ترغیب ودعوت	۵۵۷
نزول قرآن اللہ کی حجت ہے	۵۵۸
قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں	۵۵۹
باب توبہ کے بند ہوتے ہی کافر کا ایمان بے سود ہو گا۔	۵۵۹
فرقہ بندی کی مذمت	۵۶۰
قیامت کے دن عدل وانصاف سے معاملات کا فیصلہ ہوگا۔	۵۶۰
اسلام سیدھی راہ ہے۔	۵۶۱
خلیل اللہ رحمت عالم ﷺ سے افضل نہیں	۵۶۱
مشرکوں سے برأت کے اعلان کا حکم	۵۶۱
تمام انبیاء نے اسلام کی دعوت دی	۵۶۲
پرخلوص عبادت وتوکل والے مسلمان ہی ہیں۔	۵۶۳
لوگوں کو اللہ ہی صاحب اختیار بناتا ہے	۵۶۴
مراتب میں تفاوت	۵۶۴
تفاوت مراتب کی غرض	۵۶۴
سورۂ اعراف	۵۶۵
قرآن اللہ کی کتاب ہے	۵۶۵
تبلیغ پر صبر کی تعریف	۵۶۶
نزول قرآن کی غرض	۵۶۶
اتباع رسول کا حکم	۵۶۶
انبیاء کی نافرمانی باعث عذاب ہے	۵۶۶
گنہگار تباہی سے پہلے اعتراف جرم کر لیتا ہے۔	۵۶۷
قیامت کے دن انبیاء واقوام سب سے باز پرس ہوگی	۵۶۷
اللہ کسی کے کسی عمل سے بے خبر نہیں	۵۶۷
وزن اعمال کا بیان	۵۶۸
انسان کو زمین وآسمان کی تمام نعمتیں ملیں	۵۶۸
اللہ نے آدم کو مسجود ملائک بنایا	۵۶۸
نص کے مقابلہ میں ابلیس نے قیاس کیا تھا۔	۵۶۹
نافرمان جنت کا اہل نہیں	۵۶۹
ابلیس کی دعا ایک مصلحت سے قبول کر لی گئی	۵۷۰
ابلیس ہر نیکی کی راہ پر بیٹھا ہوا ہے۔	۵۷۰
شیطان انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔	۵۷۰
ذلت ورسوائی کا عظیم ترین سبب نافرمانی ہے	۵۷۱
آدم وحوا کے ساتھ شیطان کی عیاری	۵۷۲
شیطان نے آدم وحوا کو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر ورغلایا۔	۵۷۲
آدم شرم وپشیمانی سے گھبرائے ہوئے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔	۵۷۳

مضامین	صفحہ نمبر
خطاب کس سے ہے	۵۷۴
موت وحیات زمین ہی کے سپرد ہے	۵۷۴
لباس ستر چھپانے اور خوبصورتی کے لئے ہے۔	۵۷۴
نیا لباس پہننے کی دعا	۵۷۴
تقویٰ کا لباس کونسا ہے	۵۷۵
انسان کو شیطان سے چوکنا رہنا چاہیے	۵۷۵
ننگے ہو کر طواف کرنا جاہلیت کی رسم تھی	۵۷۶
اللہ بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا	۵۷۶
ابتداء کی طرح اعادہ کا مطلب	۵۷۷
وجوب گمراہی کا سبب	۵۷۷
مسجدوں میں عمدہ لباس پہن کر جانے کا حکم۔	۵۷۷
عمدہ لباس کون سا ہے	۵۷۷
کھانے پہننے میں حد سے بڑھنے کی ممانعت	۵۷۸
اپنی طرف سے حلال وحرام کرنے والوں کی مذمت	۵۷۸
ہر طرح کی بے حیائی اور گناہ حرام ہیں	۵۷۹
ہر قوم کی ایک مقررہ مدت ہے	۵۷۹
مسلمانوں کو دنیا چھوٹنے کی پرواہ نہیں ہوتی	۵۷۹
کافروں کے لئے ابدی جہنم ہے	۵۷۹
قیامت کے دن جھوٹوں کے منہ کالے ہوں گے۔	۵۸۰
مشرک شرک کا اعتراف کر کے مرتے ہیں۔	۵۸۰
جہنم میں مشرک ایک دوسرے کو موردالزام ٹھہرائیں گے۔	۵۸۱
کافروں کے نیک عمل اور دعائیں آسمان تک نہیں چڑھتیں۔	۵۸۲
کافروں کی روحوں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے۔	۵۸۲
کافروں کا لحاف اور بچھونا بھی آگ ہوگا	۵۸۲
نیکوں کی ہاتھا چھاؤں کا بیان	۵۸۳
دخول جنت سے پہلے دلوں کے کینے نکال دیئے جائیں گے۔	۵۸۳
جہنمیوں کے لئے حسرت پر حسرت	۵۸۴
مشرک ہمیشہ اللہ کی لعنت میں گرفتار رہیں گے۔	۵۸۴
جنتیوں اور جہنمیوں کی بات چیت	۵۸۵
اعراف والوں کی تفسیر	۵۸۵
اعراف والے جنتیوں اور جہنمیوں کو پہچان جائیں گے	۵۸۵
اعراف والے مشرکوں کو طعنہ دیں گے	۵۸۶
اعراف والوں کو جنت کی بشارت	۵۸۶
جہنمیوں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں	۵۸۶
آخرت سے غفلت قیامت کے دن رنگ لائے گی	۵۸۷
مشرکوں کے لئے عذر کی گنجائش نہیں	۵۸۸
دنیا چھ دن میں پیدا کی گئی۔	۵۸۹
استواء کی تفسیر	۵۸۹
رات دن بھی اللہ کی نشانیاں ہیں	۵۸۹
دعاؤں کی ترغیب	۵۹۰
حد کے اندر دعائیں مانگنے کا حکم	۵۹۰
نقضِ امن کی ممانعت	۵۹۰
اللہ ہی روزی عطا فرماتا ہے	۵۹۱
مومن وکافر کے دلوں کی مثال	۵۹۲
حضرت نوح کا واقعہ	۵۹۲
نافرمان فرمانبرداروں کو غلطی پر سمجھا کرتے ہیں۔	۵۹۳

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں	۵۹۳
بعثت انبیاء انوکھی بات نہیں۔	۵۹۴
انبیاء پر ایمان نہ لانا اللہ کے عذاب کو للکارنا ہے۔	۵۹۴
قوم نوح کی کثرت	۵۹۴
کشتی میں کتنے اشخاص تھے؟	۵۹۴
عادیوں کا نسب	۵۹۵
عادیوں کی بستیاں	۵۹۵
پاگلوں کی نگاہ میں ترک شرک کی دعوت پاگل پن ہے۔	۵۹۵
رسول دیوانے نہیں ہوا کرتے	۵۹۵
انبیاء مبلغ، خیر خواہ اور امین ہوتے ہیں۔	۵۹۶
بعثت انبیاء پر شکر کرنا چاہیے۔	۵۹۶
عادیوں کی سرکشی کا بیان	۵۹۶
عادیوں کی چوری اور سینہ زوری	۵۹۷
عادیوں کی تباہی	۵۹۷
عادیوں پر عذاب کا آغاز اور قحط کی آمد	۵۹۷
بارش کی دعا کے لئے وفد کی مکہ کو روانگی	۵۹۸
سیاہ ابر کا انتخاب	۵۹۸
سخت ہولناک آندھی جو مسلسل ایک ہفتہ چلی۔	۵۹۸
ثمودیوں کی آبادیاں اوران کا نسب	۵۹۹
اونٹنی کا قتل	۶۰۰
حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا قصد	۶۰۰
عذاب کی آمد اور ہلاکت کے ایام	۶۰۱
انبیاء کی باتیں نہ ماننے کا برا انجام	۶۰۱
حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ	۶۰۲
اغلام بازی لوطیوں کی ایجاد ہے	۶۰۲
بیویوں سے جنسی پیاس بجھاؤ	۶۰۲
حضرت لوط علیہ السلام کو جلاوطن کرنے کی سازش	۶۰۳
لوط علیہ السلام معہ مسلمانوں کے عذاب سے محفوظ رہے۔	۶۰۳
قوم لوط پر پتھروں کی بارش	۶۰۳
اسلام میں لوطی کی حد	۶۰۳
حضرت شعیب کا واقعہ	۶۰۴
حضرت شعیب علیہ السلام کا ایک خطبہ جس میں ڈکیتی سے نفرت دلائی گئی ہے۔	۶۰۵
انبیاء کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے	۶۰۵
نواں پارہ	
شعیب کی تقریر دل پذیر کا جواب	۶۰۶
شرک موحد کی شایان شان نہیں	۶۰۶
کافروں کی لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش	۶۰۷
بھونچال کی شکل میں غیبی پکڑ	۶۰۷
غیبی پکڑ نے قوم شعیب کا نام و نشان تک نہیں چھوڑا۔	۶۰۷
کافروں کی تباہی قابل افسوس نہیں	۶۰۸
امم سابقہ کی آزمائش	۶۰۸
لوگوں کی ایک عام غلطی کا بیان	۶۰۹
نافرمانوں کو دھمکی	۶۰۹
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین و تشفی	۶۱۱
اکثر لوگ بدعہد ہوتے ہیں۔	۶۱۱
فرعون کی تباہی بھی نافرمانی کا سبب تھی۔	۶۱۱
موسیٰ کا فرعون کے سامنے اعلان رسالت	۶۱۲

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء کی باتیں سراسر حق ہوتی ہیں	٦١٢
فرعون سے آزادی کا مطالبہ اور فرعون کا انکار	٦١٢
موسیٰ کا فرعون کو معجزے دکھانا	٦١٢
ید بیضاوالا معجزہ بھی دکھایا گیا	٦١٢
موسیٰ علیہ السلام پر جادوگری کا الزام	٦١٣
جادوگروں سے مقابلہ کے لئے تقرر تاریخ	٦١٣
جیتنے پر انعام کا لالچ	٦١٤
موسیٰ کا جادوگروں سے مقابلہ	٦١٤
جادوگروں کا اعتراف کہ موسیٰ کے پاس معجزہ ہے جادو نہیں۔	٦١٥
فرعون کا جادوگروں پر سازش کا الزام	٦١٦
نومسلموں کو فرعون کی دھمکی	٦١٧
نہ صرف جانی قربانی بلکہ ہر قربانی توفیق پر موقوف ہے۔	٦١٧
قبطیوں کا اسرائیلیوں کے خلاف فرعون کے کان بھرنا۔	٦١٨
اسرائیلیوں پر خونی قانون کا نفاذ	٦١٨
تکبر کے مقابلے پر تحمل کا اور ظلم کے مقابلہ پر صبر کا حکم۔	٦١٩
فرعونیوں کی قحط سے آزمائش	٦١٩
قحط کا باعث شرک ہے مسلمانوں کی نحوست نہیں۔	٦١٩
مشاہدہ دلائل کے بعد بھی انکار ایمان	٦٢٠
انکار ایمان کا ہولناک انجام	٦٢٠
فرعون وفرعونیوں کی غرقابی	٦٢١
اسرائیلیوں کو ایک مجسم معبود کی خواہش	٦٢٢
ذات الانواط کا واقعہ	٦٢٢
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب	٦٢٣
موسیٰ علیہ السلام کی اللہ سے ہم کلامی	٦٢٣
دیدار باری کی درخواست	٦٢٤
کیا رب کا دیدار ممکن ہے	٦٢٤
رحمت عالم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں	٦٢٥
کلیم اللہ کو تورات کا تحفہ	٦٢٥
مغرور کتاب وسنت کی سمجھ سے محروم رہتے ہیں۔	٦٢٦
دنیا آخرت کی کھیتی ہے	٦٢٦
سامری کی شرارت	٦٢٦
شرک پر ندامت اور توبہ	٦٢٧
قوم کی بت پرستی پر موسیٰ علیہ السلام کا غم غصہ	٦٢٨
بدعتی کے چہرے پر پھٹکار برستی ہے	٦٢٩
پرخلوص توبہ ہر قسم کا گناہ مٹا دیتی ہے	٦٢٩
بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کی ہلاکت	٦٣٠
مغفرت ورحمت کے معنی	٦٣٠
اللہ کی رحمت ہمہ گیر ہے	٦٣٠
آسمانی کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کے اوصاف اور آپ کی بعثت کی بشارت	٦٣١
ستھری اشیاء کی حلت اور گندگی اشیاء کی حرمت۔	٦٣٢
رحمت عالم ﷺ قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کے نبی ہیں	٦٣٢
یہودیوں کی سبت کے بارے میں نافرمانی	٦٣٥
لوگوں کی تین قسمیں	٦٣٥
گناہوں سے روکنے والے عذاب سے محفوظ رہے۔	٦٣٦
گناہوں سے نہ روکنے والے بھی ہلاک ہوئے	٦٣٦

مضامین	صفحہ نمبر
شکار کے لئے حیلہ سازی	۲۳۶
نافرمانی کی سزا دائمی ذلت	۲۳۷
مغفرت کی امید پر گناہ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔	۲۳۸
قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کی تعریف	۲۳۹
نافرمانی سے کوہ طور کا سروں پر معلق ہونا	۲۳۹
عہد الست کا بیان	۲۴۰
بلعم بن باعوراء کا واقعہ	۲۴۱
بے عمل عالم کی مثال کتے جیسی ہے	۲۴۲
ہدایت وضلالت اللہ ہی کے اختیار میں ہے	۲۴۲
تقدیر کا بیان	۲۴۳
علم وہدایت کے دروازے	۲۴۳
کافر جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں	۲۴۳
اسماء حسنیٰ کا بیان	۲۴۴
پریشانیاں دور کرنے کی دعا	۲۴۴
اسمائے حسنیٰ میں الحاد کا مطلب	۲۴۴
ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہیگا	۲۴۵
استدراج کا بیان	۲۴۵
رسول دیوانے نہیں ہوتے	۲۴۵
سمجھداروں کے لئے دنیا کی ایک ایک چیز میں نشانی ہے	۲۴۶
ازلی شقی ایمان لانے والے نہیں	۲۴۶
قیامت کا بیان	۲۴۷
رحمت عالم ﷺ غیب داں نہیں	۲۴۸
تمام انسان آدم ہی کی اولاد ہیں	۲۴۸
کیا حوا نے اپنے بچہ کا نام عبدالحارث رکھا تھا۔	۲۴۹
معبود صرف اللہ ہے کوئی اور نہیں	۲۵۰

مضامین	صفحہ نمبر
جھوٹے معبودوں کی بے بسی	۲۵۱
بت مرادیں پوری نہیں کر سکتے	۲۵۱
جھوٹے معبود عابدوں سے بھی گئے گذرے ہیں۔	۲۵۱
درگذر کا حکم	۲۵۲
غصہ پی جانے کا حکم	۲۵۳
وسوسوں کے وقت ارباب تقوی کا طریقہ	۲۵۳
ایک نوجوان کا واقعہ	۲۵۳
شیطان کے بھائی	۲۵۴
قرآن جیسے عظیم معجزے کے ہوتے ہوئے معجزے کی درخواست مضحکہ خیز ہے۔	۲۵۴
قرآن کے احترام کا حکم	۲۵۵
صبح وشام ذکر وعبادت کا حکم	۲۵۵
ذکر اللہ بلند آواز سے غیر مستحب ہے	۲۵۵
سورۂ انفال	**۲۵۶**
انفال کی تفسیر	۲۵۶
آیت کا شان نزول	۲۵۶
اللہ سے ڈر کر باہمی نزاع دور کرنے کا حکم	۲۵۷
قیامت کے دن اللہ بھی مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔	۲۵۷
سچے مومن کے اوصاف	۲۵۸
مومن کا قرآن سے ایمان بڑھتا ہے	۲۵۹
توکل کا بیان	۲۵۹
مومنوں کے اعمال کا بیان	۲۵۹
حقیقت ایمان کا بیان	۲۵۹
کامل ایمان کا ثمرہ	۲۵۹

مضامین	صفحہ نمبر
مسلمانوں کے لئے اتباع رسول باعث خیر ہے	٦٦٠
رحمت عالم ﷺ کی قریشی قافلہ کے لئے مدینہ سے روانگی۔	٦٦٠
مقابلہ سے پہلے رحمت عالم ﷺ کی دعائیں	٦٦١
مردفین	٦٦٢
بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ	٦٦٢
مسلمانوں پر اونگھ کا غلبہ	٦٦٣
برمحل بارش	٦٦٤
ظاہری اور باطنی پاکی کے لئے باران رحمت ہوئی	٦٦٤
امداد کے لئے فرشتوں کا نزول	٦٦٤
مخالفت رسول کی سزا	٦٦٥
میدان جنگ سے بھاگنے کی سزا	٦٦٥
یہاں جماعت سے کیا مراد ہے؟	٦٦٥
خالق افعال اللہ ہے	٦٦٦
مٹھی بھر خاک کا حیرت انگیز اثر	٦٦٧
کافروں کے زوال کی خبر	٦٦٧
مشرکوں کی خواہش کے مطابق اللہ کا فیصلہ	٦٦٧
اطاعت رسول کا حکم	٦٦٨
مشرکوں کی مشابہت سے ممانعت	٦٦٨
غیر مسلموں میں فہم صحیح مفقود ہے	٦٦٩
ہر اصلاحی دعوت قابل قبول ہے	٦٦٩
اللہ انسان کے اور اس کے دل میں حائل ہے۔	٦٦٩
بری باتوں سے بچنا ضروری ہے	٦٦٩
فتنوں سے بچنے کے بارے میں احادیث	٦٧٠
مسلمانوں کو ان کی تدریجی ترقی پر غور کی دعوت۔	٦٧١
اس آیت کا شان نزول	٦٧١

مضامین	صفحہ نمبر
خیانت کی ممانعت	٦٧٢
مال واولاد آزمائش ہے	٦٧٢
تقوی کے دلخوش کن نتائج	٦٧٣
رحمت عالم ﷺ کے قتل وگرفتاری اور جلاوطنی کی سازش۔	٦٧٣
قریش کے کبر وغرور کا بیان	٦٧٤
نضر کی بکواس	٦٧٤
مشرک عذاب کی بددعا کر بیٹھے	٦٧٥
استغفار وحیات رسول ﷺ مانع عذاب ہے	٦٧٥
نماز سلامتی کا ذریعہ ہے	٦٧٥
رسول ﷺ کی موجودگی مانع عذاب ہے	٦٧٦
جنگ کے لیے ابوسفیان کی تیاری	٦٧٧
غلبہ اسلام اچھوں اور بروں میں امتیاز کرتا ہے	٦٧٨
پرخلوص توبہ تریاق گناہ ہے	٦٧٨
کفر وشرک مٹانے کے لئے جنگ ہے	٦٧٩
فتنہ کی تفسیر	٦٨٠
دسواں پارہ	
غنیمت و فے کا بیان	٦٨٢
جنگ بدر کا بیان	٦٨٣
رحمت عالم ﷺ نے خواب میں بدری مشرکوں کی فوج کم دیکھی	٦٨٥
لڑائی سے پہلے ہر جماعت دوسری کو کم سمجھ رہی تھی	٦٨٥
آداب جنگ کی تعلیم	٦٨٦
مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم	٦٨٦
جہاد کے وقت ذکر اللہ کی کثرت کا حکم	٦٨٧

مضامین	صفحہ نمبر
شیطانی بہلاوے	۶۸۸
مسلمانوں پر مذہبی جنون کا الزام	۶۸۸
یہ ظلم نہیں بلکہ بداعمالیوں کی سزا ہے	۶۸۹
انبیاء کو نہ ماننے والوں پر اللہ کی پکڑ آ کر رہتی ہے	۶۸۹
عدل باری تعالیٰ کا بیان	۶۹۰
فرعون وفرعونیوں کا انجام	۶۹۰
کافر جانوروں سے بدتر ہیں	۶۹۱
معاہدہ اطلاع دے کر توڑا جائے	۶۹۱
انسان ہر وقت اللہ کے قبضہ وگرفت میں ہے	۶۹۲
حسب مقدور طاقت فراہم رکھو	۶۹۲
گھوڑے پالنے کی فضیلت	۶۹۲
اگر غداری کا ڈر ہے تو خبر کر کے معاہدہ توڑ دو	۶۹۳
مسلمانوں میں جذبہ اطاعت اللہ ہی نے پیدا کیا	۶۹۳
جہاد کی رغبت	۶۹۴
ایک ایک مجاہد دس دس پر بھاری ہے	۶۹۵
تخفیف کی مناسبت سے صبر کا اجر گھٹ گیا	۶۹۵
مال غنیمت حلال ہے	۶۹۶
مسلمانوں کے مقابلہ پر بدر میں بعض لوگ جبریہ لائے گئے تھے۔	۶۹۷
مشرک تو اللہ سے بھی غداری کر چکے ہیں	۶۹۷
مسلمانوں کی چند قسمیں	۶۹۷
مہاجر وانصار کی فضیلت	۶۹۸
مہاجر انصار سے افضل ہیں	۶۹۸
مسلمانوں کی کافروں سے ترک موالات	۶۹۹
اخروی نعمتوں کا بیان	۶۹۹

مضامین	صفحہ نمبر
سورہ توبہ	۷۰۰
توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں	۷۰۰
اعلان کس معاہدے کے بارے میں تھا	۷۰۰
حج اکبر سے کیا مراد ہے	۷۰۱
مطلق معاہدے میں چار ماہ کی مہلت ہے	۷۰۲
حرمت والے مہینوں کا بیان	۷۰۳
مشرکوں کو اسلام لانے کے لیے مجبور کر دو	۷۰۳
آیت سیف	۷۰۳
رحمت عالم ﷺ چار تلواروں کے ساتھ مبعوث ہوئے۔	۷۰۳
اگر کوئی مشرک امن مانگے تو امن دے دی جائے	۷۰۴
مشرکوں سے برأت کی حکمت	۷۰۴
مشرکوں سے قطع تعلق	۷۰۵
ترغیب جہاد	۷۰۶
پیغمبر اسلام ﷺ و اسلام کی توہین کرنے والوں کے قتل کی دلیل	۷۰۶
جہاد کا بیان	۷۰۷
جہاد کا فلسفہ	۷۰۷
مسلمانوں کو بھی امتحان لیے بغیر نہیں چھوڑا جاتا	۷۰۸
مشرک مسجدوں کی تولیت کے اہل نہیں	۷۰۹
مسجدیں آباد کرنے والے ایمان والے ہیں	۷۰۹
شرک کے ساتھ بڑی سی بڑی نیکی بھی رد کر دی جاتی ہے	۷۱۰
مشرکوں سے ترک موالات کا حکم	۷۱۱
بیٹے کے ہاتھ سے مشرک باپ کا قتل	۷۱۱

مضامین	صفحہ نمبر
فتح غیبی مدد پر موقوف ہے	۷۱۲
جنگ حنین کا واقعہ	۷۱۲
جنگ حنین پر امداد غیبی	۷۱۳
مسجدوں میں گندے نہ جائیں	۷۱۴
غزوہ تبوک کا بیان	۷۱۵
جزیہ ان کی ذلت و ناقدری کی دلیل ہے۔	۷۱۵
مشرکوں سے جواز جنگ کی وجہ مشرک اللہ کا نور	
بجھانا چاہتے ہیں	۷۱۷
ہدایت و دین میں فرق	۷۱۸
دنیادار علماء اور عابدوں سے ہوشیار رہیں۔	۷۱۸
مسلمانوں کو غیروں کی مشابہت سے بچنا ضروری	
ہے	۷۱۹
کنز کی تفسیر	۷۱۹
کثرت مال کی برائی	۷۱۹
ایک سال میں بارہ ماہ ہوتے ہیں	۷۲۰
کیا حرمت والے ایام میں مشرکوں سے جہاد جائز	
ہے	۷۲۱
دین میں رائے کی برائی	۷۲۲
جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں پر عتاب	۷۲۳
دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔	۷۲۳
ترک جہاد پر عتاب۔	۷۲۴
اللہ رحمت عالم ﷺ کا مددگار ہے۔	۷۲۴
رحمت عالم ﷺ کی فرشتوں سے مدد کی گئی	۷۲۵
کیا جہاد ہر حال میں ہر مسلمان پر فرض ہے	۷۲۵
تبوک میں شریک نہ ہونے والوں پر عتاب	۷۲۶
رحمت عالم ﷺ سے پرلطف انداز خطاب	۷۲۷

مضامین	صفحہ نمبر
مومن بڑی خوشی سے جہاد کی طرف لپکتے ہیں	۷۲۷
جہاد میں شامل نہ ہونے کے لیے بے بنیاد عذر	۷۲۸
منافقانہ سازشوں کی یاددہانی	۷۲۸
رنگین عذر	۷۲۹
منافقوں کی عداوت کا بیان	۷۲۹
منافقوں کو جواب	۷۲۹
مجاہدوں کی پانچوں انگلیاں گھی میں۔	۷۳۰
منافقوں کا خرچ نا قابل قبول ہے	۷۳۰
مال و اولاد کی کثرت آزمائش ہے	۷۳۱
منافقوں کی بزدلی کا بیان	۷۳۱
ذاتی مفاد کے لیے منافقوں کی نکتہ چینی	۷۳۲
ذوالخویصرہ کا بیان	۷۳۲
مصارف زکوۃ کا بیان	۷۳۳
فقراء کا بیان	۷۳۳
مساکین کا بیان	۷۳۳
زکوۃ وصول کرنے والوں کا بیان	۷۳۳
دل پرچائے جانے والوں کا بیان	۷۳۳
گردن چھڑانا	۷۳۴
غلام آزاد کرنے کی فضیلت	۷۳۴
قرضداروں کا بیان	۷۳۴
مسافر کی تعریف	۷۳۴
منافقوں کی رحمت عالم ﷺ کو ایذا رسانی	۷۳۵
منافق جھوٹ سے نہیں شرماتے	۷۳۵
منافقوں کو اپنی پول کھل جانے کا ڈر	۷۳۶
منافقوں کی مذمت	۷۳۶
منافقوں کی بری عادتوں کا بیان	۷۳۷

مضامین	صفحہ نمبر
نفاق کا برا انجام	۷۳۷
دوسروں کی مشابہت پر عذاب کی وعید	۷۳۸
منافقوں کو نصیحت	۷۳۸
مسلمانوں کے اخلاق حمیدہ	۷۳۹
مومنوں کو ابدی نعمتوں کی بشارت	۷۴۰
کافروں پر جہاد و سختی کا حکم	۷۴۱
رحمت عالم ﷺ کے قتل کی سازش اور اس میں ناکامی۔	۷۴۲
صدقات پر منافقوں کی نکتہ چینی	۷۴۳
منافقوں کے لیے استغفار کی ممانعت	۷۴۴
غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہونے والے منافقوں کی مذمت	۷۴۵
جہنم کی آگ کی خاصیت	۷۴۵
تصور قیامت سے آج ہی رو لو	۷۴۶
منافقوں کو جنگ میں شریک ہونے کی ممانعت	۷۴۶
منافقوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت	۷۴۷
جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت	۷۴۷
مدح اہل اسلام اور ان کی اخروی نعمتوں کا بیان	۷۴۸
معقول عذر والوں کا بیان	۷۴۸
جہاد میں شامل نہ ہونے کے شرعی عذر	۷۴۹
گیارہواں پارہ	
منافقوں کی چالاکیوں کا بیان	۷۵۱
دیہاتی کفر و نفاق میں سخت ہوتے ہیں	۷۵۲
مہاجر و انصار کی فضیلت	۷۵۳
رحمت عالم ﷺ کو تمام منافقوں کا علم نہ تھا	۷۵۴
منافقوں پر دوہرے عذاب کی تفسیر	۷۵۴
زکوۃ رکن اسلام ہے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ خاص نہ تھی	۷۵۶
توبہ و خیرات کی ترغیب	۷۵۶
نافرمانوں کو دھمکی	۷۵۶
والذین اتخذوا الخ کا شان نزول۔	۷۵۸
مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔	۷۶۰
فتنہ والی مسجد، مسجد کے حکم میں نہیں۔	۷۶۰
نفاق باعث افعال سیاہ ہے	۷۶۰
مسلمانوں کے جان و مال بک چکے	۷۶۱
سچے مسلمانوں کی خصوصیات	۷۶۲
مشرکوں کے لیے دعا کی ممانعت	۷۶۳
اواہ کی تفسیر	۷۶۴
حجت قائم ہو جانے کے بعد ہی پکڑ ہے۔	۷۶۴
جہاد کا حکم	۷۶۵
جنگ تبوک کا بیان	۷۶۵
اصحاب ثلاثہ کا جنگ تبوک میں شامل نہ ہونے کا حکم	۷۶۶
سچ بولنے کا حکم	۷۷۰
جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت	۷۷۰
جہاد میں خرچ کرنے والوں کا ثواب	۷۷۱
کیا جنگ میں تمام مسلمانوں کو شریک ہونا ضروری ہے۔	۷۷۲
قریبی کافروں سے جہاد کرتے ہوئے آگے بڑھو۔	۷۷۲
ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے	۷۷۳

مضامین	صفحہ نمبر
آزمائش سے عبرت حاصل کرو	۷۷۴
منافق حق پر نہیں جمتے	۷۷۴
بعثت رسول ﷺ اللہ کا احسان عظیم ہے	۷۷۵
پریشانیاں دور کرنے کی دعا	۷۷۶
سورہ یونس	۷۷۶
قرآن کی توصیف	۷۷۶
رسول بشر ہی ہوتا ہے	۷۷۶
تمام کائنات کا خالق و مربی اللہ ہی ہے۔	۷۷۷
سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے	۷۷۸
ہر چیز اللہ کی قدرت کا شاہکار ہے	۷۷۸
دن رات کی آمد و رفت بھی وجود باری کی دلیل ہے	۷۷۹
قیامت کے منکروں کے لیے جہنم	۷۷۹
ارباب ایمان و عمل صالح کا حسن انجام۔	۷۸۰
جنتی سبحانك اللهم سے اپنی خواہش کا اظہار کریں گے	۷۸۰
اللہ دعا کی طرح بددعا قبول نہیں کرتا۔	۷۸۱
پریشانی میں اللہ یاد آتا ہے	۷۸۲
انبیاء کو نہ ماننے والوں کی تباہی	۷۸۲
قریشی سرداروں کی سرکشی کا بیان	۷۸۳
قرآن کی صداقت کا ثبوت	۷۸۳
رسالت کا جھوٹا دعویٰ انتہائی سنگین جرم ہے۔	۷۸۴
دلیل شرک کی تردید	۷۸۵
ابتداء میں سب موحد تھے	۷۸۵
انسان عیش و آرام میں اکڑ جاتا ہے	۷۸۷
دنیوی زندگی کی مثال	۷۸۸

مضامین	صفحہ نمبر
سدا بہار پائدار نعمتوں کی ترغیب	۷۸۹
مخلصوں کا اجر	۷۸۹
مجرموں کے چہرے سیاہ فام ہونگے	۷۹۰
میدان محشر میں سب کا اجتماع	۷۹۱
جھوٹے معبود عابدوں کے مخالف ہو جائیں گے	۷۹۱
قیامت کے دن ہر شخص اپنے اچھے برے عملوں کا اندازہ کرلے گا۔	۷۹۲
مشرکوں کو بھی اعتراف ہے کہ سچا معبود اللہ ہی ہے	۷۹۲
اللہ ہی مربی و حقیقی معبود ہے	۷۹۳
ازلی کافر ایمان لانے والے نہیں	۷۹۳
شرک کی تردید	۷۹۴
ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے	۷۹۴
شرک عقل کا بھی تقاضا نہیں	۷۹۴
شرک کی نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی۔	۷۹۴
قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کے اعجاز کا بیان۔	۷۹۵
بار بار مطالبہ کے باوجود کوئی قرآن کا مقابلہ نہ کر سکا۔	۷۹۵
قرآن کو نہ ماننا جہالت و نادانی ہے	۷۹۶
قرآن پر سب ایمان لانے والے نہیں	۷۹۶
کافروں کے اعمال سے انبیاء بری ہیں	۷۹۷
ہدایت انبیاء کے اختیار میں نہیں	۷۹۷
ازلی بدبخت ہدایت نہیں پاتے	۷۹۷
اللہ ظالم نہیں	۷۹۷
قیامت کے دن دنیوی زندگی گھڑی بھر کی معلوم ہو گی۔	۷۹۸
میدان محشر میں ایک دوسرے کو پہچانے گا۔	۷۹۸

مضامین	صفحہ نمبر
مجرموں سے انتقام ضرور لیا جائے گا خواہ دنیا میں لیا جائے یا آخرت میں	۷۹۹
بے ایمان قیامت کی جلدی مچاتے ہیں	۸۰۰
قیامت کی تاریخ انبیاء کو بھی معلوم نہیں	۸۰۰
آنے والی چیز آ ہی جائے گی	۸۰۰
عذاب کے بعد ایمان غیر مقبول ہے	۸۰۰
کافروں کے لیے قیامت کی روح فرسا رسوائی۔	۸۰۰
زندگی بعد الموت واقعی ہے	۸۰۱
قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی قبول نہ ہوگا۔	۸۰۱
مالک وشہنشاہ مطلق اللہ ہی ہے	۸۰۱
قرآن نصیحت وشفا اور ہدایت ورحمت ہے	۸۰۱
سچے دین پر خوشی منانی چاہیے	۸۰۲
اللہ کے سوا کسی کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا کوئی حق نہیں	۸۰۲
اللہ کے علم میں ہر چھوٹی بڑی چیز ہے	۸۰۳
اولیاء اللہ کی پہچان	۸۰۳
بشارت سے سچا خواب مراد ہے	۸۰۴
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔	۸۰۴
اللہ قادر مطلق ہے اور بت محض بے بس ہیں	۸۰۴
دن رات بھی توحید کے دلائل ہیں	۸۰۵
اللہ بیوی بچوں سے پاک ہے	۸۰۵
مشرکوں کو نہ دنیا میں کامیابی ہوگی اور نہ آخرت میں	۸۰۵
دنیا کی ناکامی	۸۰۵
مکہ کے مشرکوں کی عبرت کے لیے نوح علیہ السلام کے	

مضامین	صفحہ نمبر
واقعہ کا بیان	۸۰۶
تمام انبیاء کا دین اسلام (توحید) ہے	۸۰۷
مجرموں کا برا انجام	۸۰۷
خاتم الانبیاء کو جھٹلانے والے یقیناً تباہ ہوں گے۔	۸۰۷
ازلی بدبخت حق کے آگے نہیں جھکتے	۸۰۸
فرعون نے معجزوں کو جادو بتادیا	۸۰۸
معجزے جادو کے کرتب نہیں	۸۰۸
فرعونیوں کا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر الزام	۸۰۸
موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے گھر میں پرورش	۸۰۹
موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ	۸۰۹
جادو دفع کرنے کا عمل	۸۱۰
موسیٰ علیہ السلام پر چند جیالے نوجوان ایمان لائے۔	۸۱۰
مسلمانوں کا اللہ ہی پر بھروسہ ہے	۸۱۱
یہودیوں کی نجات کا بیان	۸۱۱
کافروں پر بددعا	۸۱۲
فرعون وفرعونیوں کے غرق کا واقعہ	۸۱۳
یہودیوں پر انعامات کا بیان	۸۱۴
رحمت عالم ﷺ کی صفتیں آسمانی کتابوں میں موجود ہیں۔	۸۱۴
دنیا میں سب ایمان لانے والے نہیں	۸۱۶
توحید میں شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔	۸۱۷
اسلام قطعی سچا دین ہے	۸۱۸
صبر واستقلال کا حکم	۸۱۸
سورۂ ہود	۸۱۹
سورۂ ہود کے بارے میں	۸۱۹

مضامین	صفحہ نمبر
الر کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے	۸۱۹
تمام انبیا توحید لے کر آئے	۸۱۹
شریعت کی پابندی سے دنیا و آخرت کی اصلاح ہوتی ہے	۸۲۰
اللہ ہر چیز سے خبردار ہے	۸۲۰
بارھواں پارہ	
اللہ نے ہر جاندار کی روزی اپنے ذمہ لے رکھی ہے	۸۲۱
اللہ ہمہ گیر قدرت کا مالک ہے	۸۲۱
دنیا میں انسان آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے	۸۲۲
زندگی بعد الموت برحق ہے۔	۸۲۲
مشرکوں کو چند دن کے لیے عذاب کے نہ آنے سے دھوکہ	۸۲۲
انسان کی برائیوں کا بیان	۸۲۳
کامل مسلمانوں کی شان	۸۲۳
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۸۲۴
اعجاز قرآن کا بیان	۸۲۴
قرآن کا اعجاز قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے	۸۲۵
ریاکاروں کو ان کی نیکیوں کا دنیا ہی میں بدلہ مل جاتا ہے	۸۲۵
ہر بچہ توحید پر پیدا ہوتا ہے	۸۲۶
شاہد سے شریعت محمدیہ یا جبریل یا رحمت عالم ﷺ مراد ہیں	۸۲۶
اللہ پر جھوٹ بولنے والوں کا عبرتناک انجام	۸۲۷
حقیقی ظالم	۸۲۷

مضامین	صفحہ نمبر
نیکیوں کے انعامات	۸۲۸
اندھا اور بہرہ بینا و سنتا برابر نہیں	۸۲۹
حضرت نوح علیہ السلام کا وعظ	۸۲۹
اللہ کے نبی کو کافروں کا جواب	۸۳۰
حق ماننے والے ہی شریف ہیں	۸۳۰
حضرت نوح علیہ السلام کا جواب	۸۳۱
عذاب کا مطالبہ	۸۳۲
عذاب انبیاء کے اختیار میں نہیں	۸۳۳
نوح علیہ السلام کی بددعا	۸۳۴
کشتی تیار کرنے کا حکم	۸۳۴
کشتی نوح میں ہر جاندار کا جوڑا سوار کیا گیا۔	۸۳۴
کشتی نوح میں کتنے آدمی سوار تھے	۸۳۵
سواری پر سلامت رہنے کی دعا	۸۳۶
قوم نوح کی ایک عورت کا واقعہ	۸۳۶
پانی کی طغیانی	۸۳۷
یام بن نوح کشتی پر نہیں سوار ہوا اس لیے ڈوب گیا	۸۳۷
عذاب کی آمد	۸۳۸
یام کے حالات معلوم کرنے کے لیے نوح علیہ السلام کی دعا	۸۳۸
سلامتی سے کشتی سے اتر آنے کا حکم	۸۳۹
گزشتہ واقعات کی اطلاع رسالت کی تصدیق ہے	۸۳۹
حضرت ہود علیہ السلام نے توحید کی تعلیم دی	۸۴۰
دعوت توحید پر عادیوں کا جواب	۸۴۱
انبیاء صحیح الدماغ ہوتے ہیں	۸۴۱
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے	۸۴۱
حضرت ہود علیہ السلام کے وعظ کا تتمہ	۸۴۲

مضامین	صفحہ نمبر
آخر عادیوں کو عذاب نے گھیر لیا	۸۴۳
حضرت صالح علیہ السلام کی پکار کہ صرف اللہ ہی کو پوجو	۸۴۳
ثمودیوں کا جواب	۸۴۴
حضرت صالح علیہ السلام کا جواب	۸۴۴
خلیل اللہ علیہ السلام کے نوجوان وخوبرو مہمان	۸۴۵
بڑھاپے میں اولاد کی بشارت	۸۴۶
بشارت اولاد پر تعجب	۸۴۶
اللہ کے احکام قابل تعجب نہیں ہوتے	۸۴۶
خلیل اللہ علیہ السلام کی نرم دلی کا واقعہ	۸۴۶
فرشتوں کا حسین لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے پاس آنا	۸۴۷
اللہ کے نبی کا بداخلاق قوم کو وعظ	۸۴۸
قوم کا مغرورانہ جواب	۸۴۸
اللہ کے نبی کی دھمکی	۸۴۸
فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو بتا دیا کہ ہم عذاب لے کر آئے ہیں	۸۴۹
لوطیوں پر اللہ کا عذاب	۸۵۰
لواطت کرنے والوں سے بھی یہ عذاب دور نہیں	۸۵۰
حضرت شعیب علیہ السلام کا وعظ	۸۵۱
قوم شعیب کا جواب	۸۵۲
حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کو جواب	۸۵۲
نبی کی مخالفت کرکے شرک پر جم جانا عذاب کو للکارنا ہے	۸۵۲
قوم شعیب کا جواب	۸۵۳
حضرت شعیب کا جواب	۸۵۳
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو دھمکی	۸۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
رسالت موسیٰ کا بیان	۸۵۵
کافروں کے لیے دائمی عذاب ولعنت ہے۔	۸۵۵
ظالم بستیوں کے واقعات کی خبر دینا رسالت کی دلیل ہے	۸۵۶
ہر ظالم اپنی ہلاکت کا منتظر رہے	۸۵۶
کافروں کی تباہی سے اور مومنوں کی نجات سے اللہ کے وعدوں کی صداقت کا اظہار	۸۵۶
قیامت کا ایک مقرر وقت ہے	۸۵۷
شفاعت کا کسے حق ہوگا	۸۵۷
جہنم میں جہنمیوں کی چیخ وپکار	۸۵۷
قرآن عربی محاوروں میں اترا ہے	۸۵۷
موحد گنہگار جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔	۸۵۷
خوش نصیبوں کے لیے جنت ہے	۸۵۸
شرک کا غلط ہونا اور گمراہ ہونا ظاہر ہے۔	۸۵۹
رحمت عالم ﷺ کو صبر کی ہدایت	۸۵۹
قیامت آرہی ہے۔	۸۵۹
استقامت کا حکم	۸۵۹
دینی کاموں میں سستی اور چشم پوشی کی ممانعت۔	۸۶۰
پنجگانہ نماز کا حکم	۸۶۰
نیکیوں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں	۸۶۰
گناہوں سے روکنے والی جماعت کا وجود ضروری ہے	۸۶۱
گناہ باعث عذاب ہیں	۸۶۱
اللہ کی قدرت ہمہ گیر ہے	۸۶۲
انبیاء کے ماننے والوں پر اللہ کا رحم ہے۔	۸۶۲
انبیاء کے واقعات رحمت عالم علیہ السلام کی تسکین کے	

مضامین	صفحہ نمبر
لیے بیان کیے گئے۔	۸۶۳
کافروں کو دھمکی	۸۶۳
مطلق عالم غیب اللہ ہی ہے	۸۶۳
سورۂ یوسف	۸۶۴
سورۂ یوسف کی فضیلت	۸۶۴
قرآن کے اوصاف	۸۶۴
عربی زبان میں قرآن اترنے وجہ	۸۶۴
قرآن کی خوبی کا بیان	۸۶۴
خواب یوسف علیہ السلام	۸۶۵
اچھا خواب کسی مصلحت سے چھپایا جا سکتا ہے	۸۶۶
خواب یوسف کی تعبیر	۸۶۶
قصۂ یوسف کی تعبیر	۸۶۶
قصۂ یوسف خزانہ موعظت ہے۔	۸۶۷
برادران یوسف کا وہم	۸۶۷
یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کی سازش۔	۸۶۷
شمعون کا مشورہ	۸۶۷
ایک جرم منبع جرائم	۸۶۷
یوسف کو لے جانے کی درخواست	۸۶۸
باپ کا جواب	۸۶۸
باپ نے ان کی باتوں میں آ کر اجازت دے دی	۸۶۹
برادران یوسف کا عذر	۸۷۰
صبر جمیل	۸۷۰
برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو بیچ دیا۔	۸۷۱
یوسف علیہ السلام فروخت کر دیے گئے	۸۷۱
خریدار یوسف کو یوسف علیہ السلام سے محبت	۸۷۲
تکمیل عقل پر نبوت ملتی ہے	۸۷۲

مضامین	صفحہ نمبر
عزیز مصر کی عورت حسن یوسف پر لٹو ہوگئی۔	۸۷۲
یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا بیان واسباب۔	۸۷۳
حضرت یوسف علیہ السلام کی آزمائش	۸۷۴
حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت پر حملہ	۸۷۴
عورت کے ایک عزیز کا فیصلہ	۸۷۴
یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی	۸۷۴
راز چھپانے کا مشورہ اور عورت کو تنبیہ۔	۸۷۵
عورتوں نے حسن یوسف سے مدہوش ہو کر انگلیاں کاٹ لیں	۸۷۶
بے حیائی کی زندگی سے جیل بہتر ہے	۸۷۷
حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال پاک دامنی	۸۷۷
جیل کی دعا قبول ہوگئی	۸۷۸
دونو جوان خوابوں کی تعبیر پوچھتے ہیں	۸۷۸
علم تعبیر فرزندان توحید کا حصہ ہے	۸۷۹
جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید پر وعظ	۸۸۰
حضرت یوسف علیہ السلام نے خوابوں کی تعبیر بتادی۔	۸۸۱
بادشاہ کے سامنے ذکر یوسف کی ساقی سے درخواست۔	۸۸۱
شاہ مصر کا ایک خواب	۸۸۲
بادشاہ کے خواب کی تعبیر	۸۸۳
آپ نے قحط دور کرنے کی تدبیر بھی بتادی	۸۸۳
شاہ مصر کی نگاہ میں اللہ کے نبی کی عزت اور ان کی رہائی	۸۸۴
قاصد واپس کرنے کی وجہ	۸۸۴
تیرہواں پارہ	

مضامین	صفحہ نمبر
نفس برائیوں کی جڑ ہے	۸۸۶
نگاہ سلطان میں یوسف علیہ السلام کی وقعت	۸۸۶
مصر میں اقتدار یوسف کا آغاز	۸۸۷
مصر میں برادران یوسف کے آنے کا سبب۔	۸۸۸
بھائی کو لانے کا حکم	۸۸۸
بلا بھائی کے مصر میں داخل ہونے کی ممانعت	۸۸۹
برادران یوسف علیہ السلام کا بھائی کو لانے کا وعدہ	۸۸۹
بنیامین کو لے جانے کی درخواست	۸۸۹
حضرت یعقوبؑ کا جواب	۸۸۹
سامان میں سے رقم نکلی	۸۹۰
واپس لانے کا حلفیہ اقرار کرالیا گیا	۸۹۰
شہر میں الگ الگ داخل ہونے کا حکم	۸۹۱
ظاہری تدبیر کی جانی ضروری ہے	۸۹۱
یوسف علیہ السلام کی بنیامین کو تسلی	۸۹۱
شاہی کٹورے کی چوری	۸۹۲
برادران یوسف علیہ السلام کی طرف سے اظہار برأت	۸۹۳
ابراہیمی شریعت میں چوری کی سزا	۸۹۳
شاہی کٹورا بنیامین کے بورے سے برآمد ہوا	۸۹۳
یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام	۸۹۳
تبادلہ کی درخواست	۸۹۴
تبادلہ کی درخواست مسترد	۸۹۴
روبیل کا مشورہ	۸۹۵
اندوہناک واقعہ سن کر اللہ کے نبی کا جواب	۸۹۶
نئے واقعہ نے پرانے زخم پر بھی نمک چھڑک دیا	۸۹۶
باپ کا حال زار دیکھ کر بیٹوں کا مشورہ	۸۹۶
بھائیوں کی تلاش کا حکم	۸۹۷

مضامین	صفحہ نمبر
برادران یوسف علیہ السلام کی مصر کو روانگی	۸۹۷
خاندان یعقوب کے حال زار کی داستان	۸۹۷
کیا آپ ہی یوسف علیہ السلام ہیں؟	۸۹۸
اعتراف گناہ وندامت	۸۹۸
تقدیر کا لکھا پورا ہوا' تم پر کیا الزام	۸۹۸
ابا جان کے منہ پر میرا کرتا ڈال دو	۸۹۸
قمیص یوسف علیہ السلام کی خوشبو	۸۹۸
بیٹوں کا جواب	۸۹۹
یہودا بشیر بن کر کرتا لائے	۸۹۹
برادران یوسف علیہ السلام کی ندامت	۸۹۹
باپ کا خیر مقدم	۹۰۰
خواب کی تعبیر کے ظہور کا وقت	۹۰۰
اسلام پر خاتمہ کی دعا	۹۰۱
ماضی کے واقعات دلائل رسالت ہیں	۹۰۲
ہدایت نبی کے اختیار میں نہیں	۹۰۲
انبیاء تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے	۹۰۲
دلائل توحید میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے	۹۰۳
شرک سب سے بڑا ظلم ہے	۹۰۳
شرک کی ایک مخفی قسم	۹۰۳
ریا کار بھی مشرک ہے	۹۰۴
اللہ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہو	۹۰۴
انبیاء توحید پھلانے کے لیے بھیجے گئے	۹۰۴
ہر نبی مرد تھا	۹۰۵
نبی بشر ہی ہے فرشتے نہیں ہے	۹۰۵
لوگوں سے ملنے جلنے والا اور ان کی ایذا پر صبر کرنیوالا مومن اچھا ہے	۹۰۵

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء کی امداد عین وقت پر ہوتی ہے	۹۰۶
قرآن گھڑا نہیں جا سکتا	۹۰۶
سورۂ رعد	۹۰۷
قرآن اللہ ہی کا کلام ہے	۹۰۷
اللہ کی کمال قدرت کا بیان	۹۰۷
عالم علوی اور سفلی میں دلائل توحید بکھرے ہوئے ہیں	۹۰۹
زندگی بعد الموت کا انکار تعجب خیز ہے	۹۱۰
کافر عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں	۹۱۰
اللہ کی صفت حلم مانع عذاب ہے	۹۱۰
رحمت عالم علیہ السلام پر کافروں کا اعتراض	۹۱۱
عالم الغیب اللہ ہی ہے	۹۱۲
رحم کی کمی بیشی کی تفسیر	۹۱۲
اللہ کا علم غیر محدود ہے	۹۱۳
محافظ فرشتے	۹۱۳
گرج کی دعائیں	۹۱۵
قیامت کے قریب کثرت سے بجلیاں گریں گی	۹۱۵
اس آیت کا شان نزول	۹۱۵
مشرکوں کی مثال	۹۱۶
کائنات کی ہر چیز اللہ کے آگے جھکی ہوئی ہے	۹۱۶
ثبوت توحید	۹۱۷
شرک کی تردید	۹۱۷
حق کی پائداری کی اور باطل کی ناپائداری کی دو مثالیں	۹۱۷
پانی اور آگ کی مثالیں قرآن وحدیث دونوں	

مضامین	صفحہ نمبر
میں موجود ہیں	۹۱۸
نیک بختوں اور بدبختوں کا انجام	۹۱۹
قیامت کے دن فدیہ نامنظور	۹۱۹
مومن اور کافر برابر نہیں	۹۲۰
جنت میں لے جانے والے اوصاف	۹۲۱
جنتیوں کے نیک عزیز بھی ان کے ساتھ ہوں گے	۹۲۱
فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے	۹۲۲
کافروں کی بری عادتوں کا اور ان کے برے انجام کا بیان	۹۲۲
فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے	۹۲۳
دنیا کچھ نہیں اصل آخرت ہے	۹۲۳
مشرکوں کا رحمت عالم ﷺ پر اعتراض	۹۲۴
مومنوں کو ذکر اللہ سے تسکین ملتی ہے	۹۲۴
طوبیٰ کا بیان	۹۲۴
رحمت عالم ﷺ کوئی نئے نبی نہیں	۹۲۵
فضیلت قرآن	۹۲۶
اللہ کا جو وعدہ ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا	۹۲۶
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۹۲۷
اللہ ہر شخص کے عملوں کا نگراں ہے	۹۲۷
شرک پر نہ عقلی دلیل اور نہ نقلی	۹۲۷
متقیوں کی جنت کے اوصاف	۹۲۸
جنت کے پھل اور اس کی چھاؤں دائمی ہے	۹۲۸
جنتی کا کھانا خوشبودار ڈکار سے ہضم ہوگا	۹۲۹
صادق اہل کتاب آپ کی شریعت سے خوش ہیں	۹۳۰
بشری انبیاء ہوئے	۹۳۰
کوئی رسول اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ نہیں دکھا سکتا	۹۳۱

مضامین	صفحہ نمبر
تقدیری باتوں میں ردوبدل ہوتا ہے	۹۳۱
عذاب اللہ کے اختیار میں ہے	۹۳۱
اسلام کا دن بدن غلبہ	۹۳۱
مستقبل مسلمانوں ہی کا شاندار ہے	۹۳۲
رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی کافی ہے	۹۳۲
سورۂ ابراہیم	۹۳۳
قرآن کی فضیلت	۹۳۳
ہر چیز پر اللہ کی حکومت ہے	۹۳۴
تکذیب رسول پر سخت وعید	۹۳۴
کافروں کی عادت	۹۳۴
انبیاء لوگوں کی مادری زبان میں بھیجے جاتے ہیں	۹۳۴
ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں ہے	۹۳۵
ہر نبی ہدایت توحید لے کر آیا	۹۳۵
صبر وشکر بہترین عادت ہے	۹۳۵
کلیم اللہ کا ایک وعظ	۹۳۶
شکر سے نعمت بڑھتی ہے اور ناشکری سے گھٹتی ہے	۹۳۶
ناشکری سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا	۹۳۶
معد بن عدنان کے بعد کی تاریخ مبہم ہے۔	۹۳۷
منہ کی طرف ہاتھ لوٹانے کا مطلب	۹۳۷
کافروں کی کٹ حجتی	۹۳۸
توحید کی ایک موٹی سی دلیل	۹۳۸
اللہ سے قریب کرنے والے نیک عمل ہیں وسیلہ کچھ نہیں	۹۳۹
کافروں کا رسالت میں شک	۹۳۹

مضامین	صفحہ نمبر
نبیوں کا اقرار کہ ہم بشر ہیں	۹۳۹
مومن کی شان صبر وتوکل ہے	۹۳۹
انبیاء کو قتل وجلاوطنی کی دھمکی	۹۴۰
انبیاء کو فتح کی بشارت	۹۴۰
انبیاء نے دعا اور قوموں نے بددعا مانگی	۹۴۰
سرکش کے لیے جہنم اور اس کے عذاب ہیں	۹۴۱
طینۃ الخبال کا بیان	۹۴۱
کافروں کے عملوں کی مثال	۹۴۲
زندگی بعد الموت کی دلیل	۹۴۲
نافرمانیاں تباہی کا باعث ہیں	۹۴۲
قیامت کے دن عوام ورہنماؤں کا جھگڑا	۹۴۳
میدان محشر میں یا جہنم میں شیطان کی تقریر	۹۴۴
شیطان کی زبانی نیکوں کے حسن انجام کا بیان	۹۴۵
پاکیزہ اور گندے درختوں کی مثال	۹۴۵
ایک انتہائی مفید عمل	۹۴۶
قبر میں سوال وجواب	۹۴۶
تثبیت کی دعا	۹۴۷
الم تر الم تعلم کے معنی میں ہے۔	۹۴۸
ناشکروں سے کون مراد ہیں	۹۴۸
مشرکوں کو وعید	۹۴۸
نماز وخیرات کا حکم	۹۴۸
اللہ کی چند نعمتوں کا بیان	۹۴۹
ضرورت کی تمام چیزیں اللہ نے دیں	۹۵۰
مکہ ابتدا ہی سے توحید کا گہوارہ اور حرم ہے	۹۵۰
اکثر دنیا بتوں کے چکر میں پڑ کر گمراہ ہوگئی	۹۵۱
شرک مشیت پر چھوڑنے سے مغفرت لازم نہیں	۹۵۱

مضامین	صفحہ نمبر
مکہ بس جانے کے بعد خلیل اللہ کی دعا	۹۵۱
مکہ میں پھلوں کی فراوانی دعائے خلیل علیہ السلام کا اثر ہے۔	۹۵۱
دعائے خلیل علیہ السلام کا مقصد	۹۵۲
اللہ ہی دعائیں قبول فرماتا ہے	۹۵۲
نماز کی پابندی کے لیے دعائے خلیل	۹۵۲
ماں باپ کی بخشش کے لیے دعائے خلیل۔	۹۵۲
اللہ نے ظالموں کے لیے مہلت دے دی ہے۔	۹۵۳
مردے میدان محشر کو جارہے ہوں گے	۹۵۳
عذاب آنے کے بعد مہلت کہاں	۹۵۴
تم عبرت ناک واقعات سے بھی نہیں جاگے	۹۵۴
پرواز کے لیے نمرود کی تدبیر	۹۵۴
اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا	۹۵۵
محشر کا بیان	۹۵۵
محشر میں کئی کئی مجرم ایک ساتھ بندھے ہوں گے	۹۵۵
مجرموں کا گندھک کا لباس ہوگا	۹۵۶
ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ ملنے والا ہے۔	۹۵۶
قرآن اللہ کا پیغام ہے اور ہدایت ہے	۹۵۶
سورۂ حجر	۹۵۷
قرآن نہایت آسان ہے	۹۵۷
چودھواں پارہ	
ایک وقت کافر بھی مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے	
کافروں کو دھمکی	۹۵۸
ہر بستی کی ایک مقررہ مدت ہے	۹۵۸

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ پر دیوانگی کا الزام	۹۵۹
صداقت رسالت میں فرشتوں کی گواہی کا مطالبہ	۹۵۹
مشرکوں کا رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تمسخر	۹۵۹
ازلی کافر کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں	۹۶۰
آسمان تاروں سے مزین ہے	۹۶۰
چوری سے فرشتوں کی باتیں سننے والے شیطانوں پر انگارے پڑتے ہیں۔	۹۶۱
زمین ولوازمات زمین کی پیدائش	۹۶۱
اللہ کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے	۹۶۲
ہواؤں کے فوائد	۹۶۲
اللہ زندگی اور زندگی بعد الموت دونوں پر قادر ہے	۹۶۲
اللہ کو تمہاری خاک کے ذرات معلوم ہیں۔	۹۶۲
انسان کا مادہ	۹۶۳
جنوں کا مادہ	۹۶۳
آدم کی فضیلت وذکر خیر	۹۶۳
ابلیس پر دائمی پھٹکار	۹۶۴
ابلیس کی ہٹ دھری کا بیان	۹۶۴
شیطان کس پھندے سے انسان کو جکڑتا ہے	۹۶۵
جہنم کے سات طبقے ہیں	۹۶۵
جنتیوں کا بیان	۹۶۶
مومن کینوں سے پاک ہو کر جنت میں جائیں گے۔	۹۶۶
جنت میں آرام ہی آرام ہے	۹۶۶
خوف ورجا کا بیان	۹۶۶
خلیل اللہ کے مقدس مہمان	۹۶۷
فرشتوں کے آنے کی وجہ	۹۶۸

مضامین	صفحہ نمبر
لوط علیہ السلام کو معہ خاندان کے راتوں رات نکل جانے کا حکم	۹۶۸
شہری نوجوانوں کی طرف بڑھے	۹۶۹
"واؤ" ترتیب کے لیے نہیں آتا	۹۶۹
قوم کا جواب	۹۶۹
جنسی پیاس عورتوں سے بجھاؤ	۹۶۹
اللہ نے رحمت عالم ﷺ کی عمر کی قسم کھائی۔	۹۶۹
لوطیوں پر عذاب	۹۷۰
لوطیوں کے کھنڈرات باعث عبرت ہیں	۹۷۰
علاقہ سدوم آباد راہ پر ہے	۹۷۰
قوم شعیب علیہ السلام پر عذاب	۹۷۰
ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے	۹۷۱
دعائے صالح سے چٹان سے اونٹنی پیدا ہوئی	۹۷۱
قوم صالح پر عذاب	۹۷۱
دنیا کسی مصلحت سے پیدا کی گئی	۹۷۲
قیامت ضرور آئے گی	۹۷۲
قرآن ایک عظیم نعمت ہے	۹۷۲
سبع مثانی کی تفسیر	۹۷۳
قرآن دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے	۹۷۳
مقتسمین کی تفسیر	۹۷۴
رحمت عالم ﷺ کی اور لوگوں کی مثال	۹۷۴
اہل کتاب نے اپنی کتابوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔	۹۷۴
ولید کا اہل قریش کو مشورہ	۹۷۴
توحید کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی	۹۷۵
بے دھڑک تبلیغ کا حکم	۹۷۵
راہ تبلیغ میں مشرکوں سے نہ ڈرو	۹۷۵
مذاق اڑانے والوں کا انجام	۹۷۶
کسی صدمہ سے یا کسی خوف سے اللہ کا کام نہ چھوڑا جائے	۹۷۶
کسی حال میں بھی نماز نہ چھوڑی جائے	۹۷۶
مرتے دم تک عبادت میں لگے رہو	۹۷۶
ایک غلط بات کی طرف اشارہ	۹۷۷
سورۂ نحل	۹۷۷
قیامت قریب ہے	۹۷۷
آنے والی چیز قریب ہی سمجھو	۹۷۷
شرک قیامت کے منکر ہی کرتے ہیں	۹۷۷
روح بہ معنی وحی	۹۷۸
شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرو	۹۷۸
دنیا حکمت کے ساتھ بنائی گئی	۹۷۸
اللہ تخلیق عالم میں یکتا ہے تو عبادت میں بھی یکتا ہے	۹۷۸
انسان ایک حقیر نطفہ سے بنا	۹۷۸
جانور بھی اللہ کی نعمت ہے	۹۷۹
جانور باعث رونق بھی ہیں	۹۷۹
جانوروں کے ذریعے سامان بھی منتقل کیا جاتا ہے	۹۷۹
سواری پر سوار ہونے کی دعا	۹۷۹
بعض جانور سواری اور خوبصورتی کے لیے پیدا کیے گئے	۹۸۰
گھوڑے حلال ہیں	۹۸۰
دینی راہ کا بیان	۹۸۰

مضامین	صفحہ نمبر
بارش سے متعلقہ نعمتوں کا بیان	۹۸۱
دن رات اور سورج چاند اللہ کو بتاتے ہیں۔	۹۸۱
ارضی نشانات کا بیان	۹۸۲
سمندر بھی اللہ کی ایک نعمت ہے	۹۸۲
پہاڑ بھی اللہ کی نعمت عظمٰی ہیں	۹۸۳
سمندروں اور دریاؤں کے فوائد	۹۸۳
راستے بھی اللہ کی نعمت ہیں	۹۸۳
عبادت اللہ ہی کا حق ہے	۹۸۳
انسان پر اللہ کی نعمتیں بیشمار ہیں	۹۸۳
اللہ اسرار سے خوب واقف ہے	۹۸۴
جھوٹے معبود مخلوق ہیں کسی چیز کے خالق نہیں	۹۸۴
بت جمادات ہیں	۹۸۴
معبود صرف اللہ ہے	۹۸۴
کافر مغرور ہیں	۹۸۴
اللہ کافروں کی ایک ایک حرکت سے خبردار ہے	۹۸۴
کافر قرآن کو جادو بتانے لگے	۹۸۵
موجد پر قیامت تک بعد والے عاملوں کا ثواب یا عذاب ہے	۹۸۵
نمرود کا بیان	۹۸۶
قیامت کی رسوائی	۹۸۶
غداروں کے چوتڑوں پر جھنڈا	۹۸۶
مشرکوں کی جان کندنی کا بیان	۹۸۷
ارباب تقویٰ کا بیان	۹۸۷
اہل تقویٰ کو بشارت	۹۸۸
آخرت دنیا سے اچھی ہے	۹۸۸
آخرت کے گھر کی صفت	۹۸۸

مضامین	صفحہ نمبر
مسلمانوں کی قابل رشک موت	۹۸۸
معلوم ہوتا ہے مشرکوں کو موت یا قیامت کا انتظار ہے	۹۸۹
کافر عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے	۹۸۹
شرک پر تقدیر سے دلیل لانا نادانی ہے	۹۸۹
ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول آیا	۹۹۰
ازلی مشرک ہدایت نہیں پا سکتے	۹۹۰
زندگی بعد الموت برحق ہے	۹۹۰
زندگی بعد الموت کی حکمت	۹۹۱
اللہ قادر مطلق ہے	۹۹۱
مہاجروں کی جزا	۹۹۱
مہاجروں کے اوصاف	۹۹۲
بشر ہی انبیاء بنائے گئے۔	۹۹۲
انبیاء معجزے اور کتابیں لے کر آئے	۹۹۲
مجرم فوراً نہیں پکڑے جاتے	۹۹۳
اللہ سفر میں بھی پکڑ سکتا ہے	۹۹۳
اللہ کی حالت خوف میں پکڑ	۹۹۳
اللہ کی عظمت وکبریائی کا بیان	۹۹۴
ملائک بھی خوشی خوشی سجدہ کرتے ہیں	۹۹۴
اللہ ہی عبادت کا حقدار ہے	۹۹۴
مخلوق پر خالق کی عبادت واجب ہے	۹۹۴
شرک کی ممانعت	۹۹۵
آڑے وقت میں اللہ ہی یاد آتا ہے	۹۹۵
شرک کا برا انجام	۹۹۵
مشرکوں کی بری عادتیں	۹۹۶
کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں	۹۹۶

مضامین	صفحہ نمبر
مشرکوں کو بیٹیوں سے نفرت	۹۹۶
اللہ کی طرف مطلق کمال منسوب ہوتا ہے۔	۹۹۶
گناہوں پر فوراً ہی پکڑ نہیں ہوتی	۹۹۷
مشرک اپنی ناپسند چیزیں اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں	۹۹۷
مجرموں کے ایک گندے عقیدے کی تردید۔	۹۹۷
آپ کے لیے انبیاء نمونہ ہیں	۹۹۸
اختلافات کے فیصلے کے لیے قرآن اترا	۹۹۸
قرآن مردے زندہ کرتا ہے	۹۹۸
دودھ خالق کی مہربانی کی نشانی ہے	۹۹۸
حرمت سے پہلے شراب مباح تھی	۹۹۹
شہد بھی خالق کی ایک نعمت ہے	۹۹۹
شہد کی مکھی کو تسخیری ہدایت	۹۹۹
شہد کا بیان	۱۰۰۰
ردی عمر کتنے سال کی ہے؟	۱۰۰۰
نکمی عمر سے محفوظ رہنے دعا	۱۰۰۰
آقا اور غلام کسی بات میں بھی برابر نہیں	۱۰۰۱
عورتیں مردوں کی ہم جنس ہیں	۱۰۰۲
اللہ نے نفیس غذائیں اور بہترین مشروبات کھانے پینے کو دیے	۱۰۰۲
محسن وخالق کو چھوڑ کر غیر محسن ومخلوق کی عبادت نہ کرو	۱۰۰۲
اللہ عالم ہے اور وہ توحید کو مبارک اور شرک کو منحوس بتاتا ہے	۱۰۰۲
کافر ومومن کی مثال	۱۰۰۳
کافر ومومن کی دوسری مثال	۱۰۰۳

مضامین	صفحہ نمبر
چونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس لیے قیامت پر بھی قادر ہے	۱۰۰۴
عقل وفہم بھی اللہ ہی کی دی ہوئی نعمت عظمیٰ ہے۔	۱۰۰۴
انسان کا ہر عضو اللہ کی اطاعت کے لیے ہے	۱۰۰۴
اللہ کی عظیم قدرت پر غور کرو	۱۰۰۵
گھر اور کپڑے بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	۱۰۰۵
چھاؤں اور پہاڑوں کے غار بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	۱۰۰۶
رسول کے ذمہ محض تبلیغ ہے	۱۰۰۶
آیت کا شان نزول	۱۰۰۶
محشر میں مشرکوں کا حال زار	۱۰۰۷
عذاب میں پڑ جانے کے بعد مہلت وتخفیف نہیں	۱۰۰۷
جہنم ہر ظالم وسرکش اور سخت گیر پر مسلط ہوگی	۱۰۰۷
عین ضرورت کے وقت جھوٹے معبود مشرکوں سے بیزار ہو جائیں گے	۱۰۰۷
قیامت کے دن سب اللہ کے فرماں بردار بن جائیں گے	۱۰۰۷
کافروں پر دگنا عذاب ہوگا	۱۰۰۸
قیامت کا ہولناک دن یاد رکھو	۱۰۰۸
قرآن میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے	۱۰۰۸
انصاف وسلوک کا حکم	۱۰۰۹
صلہ رحمی کا حکم	۱۰۰۹
فحشا، منکر اور بغاوت کی تفسیر	۱۰۰۹
ایفائے عہد کا حکم	۱۰۰۹
عہد شکنی حالت کمزوری میں بھی منع ہے	۱۰۰۹
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی قوم بنا دیتا	۱۰۱۱
دھوکہ دینے کے لیے جھوٹی قسموں کی ممانعت	۱۰۱۱

مضامین	صفحہ نمبر
دنیا کے لیے قسمیں نہ توڑو	۱۰۱۱
دنیا ناپائدار اور آخرت پائندار ہے	۱۰۱۱
نیک عمل کی تعریف	۱۰۱۱
پاکیزہ زندگی کا مطلب	۱۰۱۲
تلاوت سے قبل اعوذ پڑھنے کا حکم	۱۰۱۲
مومن گناہ کے بعد توبہ کر لیتا ہے	۱۰۱۲
مشرک کم عقل ہیں ان میں یقین کی صلاحیت ہی نہیں۔	۱۰۱۳
قرآن جس میں پیغام ہدایت وبشارت ہے جبرئیل لائے	۱۰۱۳
رحمت عالم ﷺ پر مشرکوں کو الزام	۱۰۱۳
ذکر سے منہ موڑنے والوں کو ہدایت کہاں	۱۰۱۴
مرتد پر اللہ کا قہر وغضب ہے	۱۰۱۴
مرتد کو ایمان نصیب نہیں ہوتا	۱۰۱۵
مرتد کے دل پر مہر لگ جاتی ہے	۱۰۱۵
مرتد آخرت میں نقصان اٹھائیں گے	۱۰۱۵
مجبور لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں	۱۰۱۵
اس آیت کا شان نزول	۱۰۱۵
حالت جبر میں کفریہ کلمہ جائز ہے	۱۰۱۵
حبیب انصاری رضی اللہ عنہ کا وقعہ	۱۰۱۵
عبداللہ سہمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۰۱۶
مشرکوں کے ساتھ بچاؤ کے لیے زبانی موافقت معاف ہے	۱۰۱۶
قیامت کے ہولناک دن کی یاد	۱۰۱۷
مکہ کی ایک مثال	۱۰۱۷
ناشکری سلب نعمت کا موجب ہے	۱۰۱۷

مضامین	صفحہ نمبر
بعثت رسول ﷺ اللہ کا احسان عظیم ہے	۱۰۱۸
حلال روزی اور شکر کا حکم	۱۰۱۹
حرام چیزوں کا بیان	۱۰۱۹
بدعت سے بچنے کا حکم	۱۰۱۹
شریعت گھڑنے والوں کو وعید	۱۰۱۹
یہودیوں پر چند چیزوں کی حرمت	۱۰۱۹
مجرموں کی توبہ قبول ہوگی	۱۰۲۰
خلیل اللہ کا ذکر خیر	۱۰۲۰
خلیل اللہ دنیا میں سچے اور آخرت میں نیک ہیں	۱۰۲۰
سید الانبیاء کو ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم	۱۰۲۱
ہفتہ میں عبادت کے لیے جمع ہونے کا ایک دن (جمعہ) مقرر تھا	۱۰۲۱
تبلیغ معقول وبہترین طریقہ سے کی جائے	۱۰۲۲
اچھی نصیحت کی تعریف	۱۰۲۲
قصاص میں برابری کا حکم	۱۰۲۲
صبر کا حکم	۱۰۲۳
مخالفوں کی پرواہ نہ کیجیے	۱۰۲۳
اللہ پارساؤں کی مدد کرتا ہے	۱۰۲۳

پندرھواں پارہ

مضامین	صفحہ نمبر
سورۂ بنی اسرائیل	۱۰۲۴
سورۂ بنی اسرائیل کی فضیلت	۱۰۲۴
اسریٰ کا بیان	۱۰۲۴
بیت المقدس کا علاقہ بڑا زرخیز ہے	۱۰۲۴
آپ کو قدرت کے کچھ نمونے دکھانے کے لیے	

مضامین	صفحہ نمبر
سیر کرائی گئی۔	۱۰۲۴
احادیث سے معراج کا بیان	۱۰۲۵
معراج پر تبصرہ	۱۰۳۲
معراج بیداری میں ہوئی خواب میں نہیں۔	۱۰۳۲
فائدہ	۱۰۳۲
فائدہ	۱۰۳۳
کلیم اللہ کا بیان	۱۰۳۳
یہودیوں کو اپنے بزرگوں کی طرح شکر گزار ہونا	
چاہیے	۱۰۳۳
تورات میں بتادیا گیا تھا کہ یہودی دوبار سرکشی	
کریں گے	۱۰۳۴
ایک جنگجو قوم کے تسلط کی خبر	۱۰۳۵
جنگجو قوم جالوت یا سنجاریب یا بخت نصر تھا	۱۰۳۵
نیکی اور برائی اپنے ہی لیے ہے	۱۰۳۵
جہنم کافروں کا قید خانہ ہے	۱۰۳۵
قرآن کی تعریف	۱۰۳۵
انسان کی جلد بازی اور بددعا کا بیان	۱۰۳۶
دن رات قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں	۱۰۳۶
اعمال نامہ کا بیان	۱۰۳۷
تجھے خود اعتراف ہے کہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا	۱۰۳۷
کوئی کسی کے گناہ کا بار نہیں اٹھائے گا	۱۰۳۸
بعثت رسول کے بعد ہی پکڑ ہے	۱۰۳۸
فحش کاموں سے عذاب واجب ہو جاتا ہے۔	۱۰۳۸
قریش کو دھمکی	۱۰۳۸
طالب دنیا کی ہر خواہش پوری نہیں ہوئی	۱۰۳۹
طالب آخرت کی کوششیں مقبول ہیں	۱۰۳۹

مضامین	صفحہ نمبر
طالب دنیا و آخرت دونوں کو نیتوں کے مطابق ملتا	
ہے	۱۰۴۰
دنیا اور آخرت میں فرق مراتب	۱۰۴۰
اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو	۱۰۴۰
توحید کا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بیان	۱۰۴۱
ماں باپ کی فرماں برداری کا بیان	۱۰۴۱
خصوصاً ماں باپ کے فرماں بردار کی اور نمازی کی	
خطائیں معاف	۱۰۴۱
صلہ رحمی کا بیان	۱۰۴۲
خرچ کرنے میں درمیانی راہ اختیار کرو۔	۱۰۴۲
اسراف کی مذمت	۱۰۴۲
اسراف کی تعریف	۱۰۴۲
سائل سے محبت و پیار سے گفتگو کرو	۱۰۴۲
خرچ میں درمیانی راہ	۱۰۴۳
کنجوس و فیاض کی مثال	۱۰۴۳
تنگی اور فراخی اللہ کے اختیار میں ہے	۱۰۴۳
قتل اولاد کی ممانعت	۱۰۴۳
زنا اور اسباب زنا سے بچنے کا حکم	۱۰۴۴
قتل ناحق حرام ہے	۱۰۴۴
اڑانے کے ارادے سے یتیم کے مال کے پاس نہ	
جاؤ	۱۰۴۵
ایفائے عہد کا حکم	۱۰۴۵
پورا ناپو اور پورا تولو	۱۰۴۵
بلا علم کے زبان نہ ہلاؤ	۱۰۴۶
مغرورانہ چال کی مذمت	۱۰۴۶
تمام برے کاموں کی باز پرس ہوگی	۱۰۴۶

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ تمام باتیں وحی سے بتاتے ہیں	۱۰۴۷
فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنانیوالوں کی تردید	۱۰۴۷
قرآن نے طرح طرح سے سمجھا دیا	۱۰۴۷
تقرب کے لیے صرف شریعت کی ضرورت ہے۔	۱۰۴۷
اللہ شرک سے پاک ہے	۱۰۴۸
دنیا کی ہر چیز رب کی تسبیح خواں ہے	۱۰۴۸
اللہ کی شان تحمل	۱۰۴۸
مشرکوں کے دلوں پر پردے ہیں	۱۰۴۹
دشمن کی نگاہ سے چھپنے کی دعا	۱۰۴۹
شرک سے ہدایت کی راہیں بند ہو جاتی ہیں	۱۰۴۹
مشرکوں کا توحید سے فرار	۱۰۴۹
رحمت عالم ﷺ پر جادو کا الزام	۱۰۵۰
تین مشرکوں کا چھپ کر رحمت عالم ﷺ کی قراءت سننا	۱۰۵۰
زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی تردید	۱۰۵۱
پتھر یا لوہا بن جانے کے بعد کون زندہ کرے گا	۱۰۵۱
رب کی آواز سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے	۱۰۵۲
قبروں سے اٹھ کر دنیوی زندگی کچھ بھی معلوم نہیں ہوگی	۱۰۵۲
گفتگو محبت و پیار سے اور ادب سے کی جائے	۱۰۵۲
یہ پیغمبر کا کام صرف پہنچا دینا ہے منوانا نہیں۔	۱۰۵۳
اللہ کو مطیع وغیر مطیع کے مراتب خوب معلوم ہیں	۱۰۵۳
انبیاء میں بعض کو بعض پر برتری ہے۔	۱۰۵۳
رحمت عالم ﷺ افضل الانبیاء ہیں	۱۰۵۳
جھوٹے معبود نفع نقصان پر قادر نہیں	۱۰۵۴
فرشتے، مسیح اور عزیر خود اللہ کے قرب کے متلاشی ہیں	۱۰۵۴
خوف ورجا کا بیان	۱۰۵۴
قیامت سے پہلے کافروں کی ہر بستی تباہ ہو جائے گی۔	۱۰۵۴
حسب خواہش معجزوں کا مطالبہ	۱۰۵۵
ترغیب تبلیغ و بشارت حفاظت	۱۰۵۵
عجائبات معراج آزمائش تھے	۱۰۵۵
شجر مذمومہ	۱۰۵۶
انسان سے شیطان کی قدیمی دشمنی ہے	۱۰۵۶
شیطان کو مہلت اور جہنم کی وعید	۱۰۵۷
باجے گاجے شیطان کی آواز ہیں	۱۰۵۷
شیطانی لشکر	۱۰۵۷
مال واولاد میں شیطان کا حصہ	۱۰۵۷
شیطان کے وعدے جھوٹے ہی ہوتے ہیں	۱۰۵۸
شیطان سے اللہ مومنوں کی حفاظت کرتا ہے	۱۰۵۸
کشتیاں اللہ کی مہربانی کی نشانیاں ہیں	۱۰۵۸
آڑے وقت اللہ ہی یاد آتا ہے	۱۰۵۸
عکرمہ کا واقعہ	۱۰۵۸
انسان عافیت کی حالت میں اللہ کو بھول جاتا ہے	۱۰۵۹
کیا خشکی پر اللہ کا عذاب نہیں آسکتا	۱۰۵۹
مجرم کا کوئی ساتھی نہیں	۱۰۵۹
توحید کے منکروں کو تنبیہ	۱۰۶۰
انسان کی شرف و بزرگی کا بیان	۱۰۶۰
خشکی کی سواریاں	۱۰۶۰
ہر نبی معہ امت کے بلایا جائے گا	۱۰۶۱
اہل حدیث کی فضیلت	۱۰۶۱

مضامین	صفحہ نمبر
اعمال نامے کا بیان	۱۰۶۱
انبیائے کرام کی حفاظت	۱۰۶۲
وقت پر نماز پڑھنے کا حکم	۱۰۶۳
وقت پر پنجگانہ نمازیں پڑھنے کا حکم۔	۱۰۶۳
صبح اور عصر کی نماز میں فرشتوں کا اجتماع	۱۰۶۳
تہجد کا بیان	۱۰۶۳
مقام محمود	۱۰۶۳
قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ کی خصوصیات	۱۰۶۴
شفاعت کا بیان	۱۰۶۴
ہجرت کا حکم	۱۰۶۵
غلبہ عظیم کی دعا	۱۰۶۵
قریشی کافروں کو دھمکی	۱۰۶۵
قرآن باعث رحمت وشفا ہے	۱۰۶۵
حالت سرور میں روگردانی	۱۰۶۶
مشرکوں کو دھمکی	۱۰۶۶
روح کا بیان	۱۰۶۷
قرآن ایک نعمت عظمیٰ ہے	۱۰۶۷
قرآن کی فضیلت	۱۰۶۸
شرفائے قریش کی رحمت عالم ﷺ سے ایک درخواست	۱۲۰۸
رحمت عالم ﷺ کا جواب	۱۰۷۰
رحمت عالم ﷺ سے نہروں کی درخواست	۱۰۷۰
رحمت عالم ﷺ سے عذاب کی درخواست	۱۰۷۰
اللہ نے بطحاء مکہ کو سونا بنانا چاہا	۱۰۷۱
مشرکوں کو رسالت بشر پر یقین نہ تھا۔	۱۰۷۱
بشر کو رسول بنانا اللہ کی مہربانی ہے۔	۱۰۷۱

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی	۱۰۷۲
مشرک منہ کے بل چلائے جائیں گے	۱۰۷۲
مشرک قیامت کے دن اندھے بہرے اور گونگے ہوں گے	۱۰۷۲
اللہ کی قدرت ہمہ گیر ہے	۱۰۷۳
انسانی طبیعت کا بیان	۱۰۷۳
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزے	۱۰۷۴
قطعی دلائل نہ ماننا تباہی کی علامت ہے۔	۱۰۷۴
فرعون کی تباہی	۱۰۷۴
فتح مکہ کی بشارت	۱۰۷۴
قرآن اللہ کے پاس سے حق لے کر اترا	۱۰۷۵
پورا قرآن پہلے لوح محفوظ سے بیت العزت میں رکھا گیا پھر بتدریج ۲۳ سال میں اترا۔	۱۰۷۵
قرآن سرتاپا حق ہے	۱۰۷۶
اللہ کا وعدہ پورا ہی ہوتا ہے	۱۰۷۶
کافر اللہ کی صفت رحمت کے قائل نہ تھے	۱۰۷۶
آیت کا شان نزول	۱۰۷۷
ابتدا میں نماز میں درمیانی قرأت کا حکم	۱۰۷۷
توحید کا بیان	۱۰۷۷
آیت عزت	۱۰۷۷
چوری اور ناخوشگوار باتوں سے محفوظ رہنے کا عمل	۱۰۷۷
سورۂ کہف	۱۰۷۸
سورۂ کہف کی فضیلت	۱۰۷۸
دجال سے محفوظ رہنے کا عمل	۱۰۷۸
زمین سے لے کر آسمان تک نور دلانے والی	

مضامین	صفحہ نمبر
سورت	۱۰۷۸
جمعہ کے دن کہف پڑھنے کی فضیلت	۱۰۷۸
اللہ لائق حمد ہے کہ اس نے قرآن جیسی عظیم کتاب اتاری	۱۰۷۹
قرآن کو خوبیاں	۱۰۷۹
فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں	۱۰۷۹
اللہ پر اولاد کا الزام	۱۰۷۹
آیت کا شان نزول	۱۰۷۹
رحمت عالم ﷺ کو مشرکوں کے ایمان نہ لانے پر سخت ملال	۱۰۸۰
دنیا دارالامتحان ہے	۱۰۸۱
دنیا فنا ہو جائے گی	۱۰۸۱
اصحاب کہف کا مختصر واقعہ	۱۰۸۱
کچھ موحد نوجوان حفاظت دین کے لیے اس غار میں آ چھپے تھے	۱۰۸۲
غار میں گھس کر یہ نوجوان سو گئے	۱۰۸۲
ایک مدت دراز کے بعد بیداری	۱۰۸۲
اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل	۱۰۸۳
ایمان گھٹتا بڑھتا ہے	۱۰۸۳
اصحاب کہف مسیح سے پہلے کے ہیں۔	۱۰۸۳
اصحاب کہف رومی شہزادے اور سردار تھے	۱۰۸۳
ان نوجوانوں میں توحید کے پیدا ہونے کا سبب	۱۰۸۳
دقیانوس کو اصحاب کہف کی اطلاع	۱۰۸۴
فرزندان توحید کسی سے نہیں ڈرتے	۱۰۸۴
توحید پر وعظ اور دور آزمائش	۱۰۸۴
فرزندان توحید نے مہلت سے فائدہ اٹھایا	۱۰۸۴

مضامین	صفحہ نمبر
حفاظت دین کی خاطر نکل جانا روا ہے	۱۰۸۴
شہر سے نکل جانے کی تجویز	۱۰۸۵
اصحاب کہف پر دھوپ نہیں آتی	۱۰۸۵
اصحاب کہف کو اتنے دنوں زندہ رکھنا اللہ کی نشانی ہے	۱۰۸۵
اصحاب کہف غار میں جا کر سو گئے	۱۰۸۶
نیکوں کی صحبت کے اثر سے کتے کا ذکر بھی قرآن میں ہوا	۱۰۸۶
اصحاب کہف جیسے سوئے تھے ویسے ہی جاگ اٹھے	۱۰۸۷
اصحاب کہف نے کھانا خریدنے کے لیے شہر میں آدمی بھیجا	۱۰۸۷
اگر خبر ہوگئی تو کافر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے	۱۰۸۷
زندگی بعد الموت کا نمونہ	۱۰۸۸
کھانا لانے کے لیے ایک شخص شہر پہنچا	۱۰۸۸
اصحاب کہف سات آدمی تھے اور آٹھواں کتا تھا	۱۰۸۹
مستقبل میں کسی کام کے ارادے پر انشاء اللہ کہہ لیا کرو	۱۰۹۰
اصحاب کہف کی غار میں ٹھہرنے مدت	۱۰۹۰
تلاوت وتبلیغ قرآن کا حکم ہے	۱۰۹۱
اللہ والوں کے پاس اٹھو بیٹھو	۱۰۹۱
مومنوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا حکم	۱۰۹۲
دولت مندوں کو نگاہ غلط انداز سے بھی نہ دیکھو۔	۱۰۹۲
قرآن بالکل سچا ہے	۱۰۹۲
کافروں کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے	۱۰۹۲
اہل جہنم کے لیے پانی اور کھانا	۱۰۹۳
ارباب سعادت کا بیان	۱۰۹۳

مضامین	صفحہ نمبر
مالدار مشرک و نادار مسلمان کی مثال	۱۰۹۴
باغ ہرا بھرا دیکھ کر باطل امید	۱۰۹۵
نادار مومن کا جواب	۱۰۹۵
مومن نے کافر کی خیرخواہی کی بات کہی	۱۰۹۶
اگر کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ پڑھو	۱۰۹۶
مومن اپنے رب سے اچھی امید رکھتا ہے	۱۰۹۶
ناشکری کا برا انجام	۱۰۹۷
دنیا کی ناپائیداری کی مثال	۱۰۹۷
عبادت مال و اولاد سے بہتر ہے	۱۰۹۸
باقیات صالحات کی تعریف	۱۰۹۸
قیامت کے اہم واقعات کا بیان	۱۰۹۹
تمام لوگ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے	۱۰۹۹
اعمال ناموں کے دیے جانے کا بیان	۱۰۹۹
ابلیس کو انسان سے پرانی عداوت ہے	۱۱۰۰
ابلیس جن ہے	۱۱۰۰
جھوٹے معبود بھی تمہاری طرح اللہ کے غلام ہیں	۱۱۰۱
مشرکوں سے انھیں ذلیل کرنے کے لیے ایک خطاب	۱۱۰۱
جھوٹے معبود مشرکوں کی پکار کا جواب نہ دیں گے	۱۱۰۲
لاکھوں فرشتے جہنم کو گھسیٹ کر میدان محشر میں لائیں گے	۱۱۰۲
قرآن میں پوری وضاحت ہے	۱۱۰۲
کافروں کی ہٹ دھرمی کا بیان	۱۱۰۳
عذاب سے پہلے انبیاء آتے ہیں	۱۱۰۳
حق مٹانے کے لیے باطل سے جھگڑا	۱۱۰۳
اللہ عظیم رحمت و مغفرت والا ہے	۱۱۰۴
تباہ شدہ بستیاں باعث عبرت ہیں	۱۱۰۴
تلاش خضر علیہ السلام میں موسیٰ علیہ السلام کا سفر	۱۱۰۵
تلی ہوئی مچھلی کا زندہ ہو کر پانی میں کود جانا	۱۱۰۵
منزل مقصود سے ایک منزل آگے بڑھنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام تھک گئے۔	۱۱۰۶
ناشتہ طلب کرنے پر مچھلی کا واقعہ یاد آگیا	۱۱۰۶
دونوں پھر چھوڑی ہوئی منزل کی طرف لوٹے	۱۱۰۶
خضر علیہ السلام سے ملاقات	۱۱۰۶
خضر علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کی تفصیل	۱۱۰۶
موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ	۱۱۰۸
موسیٰ علیہ السلام! تم سے میرا علم برداشت نہ ہوگا	۱۱۰۸
موسیٰ علیہ السلام کا برداشت کرنے کا وعدہ	۱۱۰۸
خضر علیہ السلام نے شرط کرا لی	۱۱۰۸
خضر علیہ السلام کا کشتی پھاڑنا اور موسیٰ علیہ السلام کا ٹوکنا	۱۱۰۹
موسیٰ علیہ السلام کو شرط کی یاد دہانی	۱۱۰۹
موسیٰ علیہ السلام نے شرط کو بھول کر ٹوک دیا	۱۱۰۹
خضر علیہ السلام نے ایک بچہ قتل کر دیا	۱۱۰۹

سر ٹیفکیٹ تصحیح

میں نے اس تفسیر کے متن قرآن مجید کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس تفسیر کے متن قرآن مجید میں
کمی بیشی اور کتابت کی غلطی نہیں
ہے

وَاللّٰهُ اَعْلَمْ

قاری محمد [illegible]

رجسٹرڈ پروف ریڈر ''قرآن مجید'' محکمہ مذہبی امور واوقاف حکومت پنجاب

تفسیر السراج المنیر (اردو)

تلخیص

تفسیر ابن کثیر

مضامین	صفحہ نمبر
اپنی پاکی بیان نہ کرو	۳۲۹
یہودیوں کا اللہ پر الزام	۳۳۰
جبت وطاغوت کی تفسیر	۳۳۰
کافروں کو مسلمانوں پر فوقیت نہیں	۳۳۰
یہودیوں پر اللہ کی پھٹکار ہے	۳۳۰
اللہ کی بادشاہت میں کوئی حصہ دار نہیں	۳۳۱
آخری نبی کی نبوت پر حسد	۳۳۱
آخری نبی کو تسلی	۳۳۱
دعوت ربانی کو نہ ماننے والوں کی سزا کا بیان۔	۳۳۲
سعادت مندوں کا بیان	۳۳۲
امانت ادا کرنے کا بیان	۳۳۳
فیصلوں میں انصاف کا حکم	۳۳۳
معروف میں امیر کی اطاعت کا حکم	۳۳۳
قرآن وحدیث چھوڑ کر غیروں سے جھگڑے طے کرانے والے مسلمان نہیں	۳۳۵
منافقوں کی مذمت	۳۳۵
رسول کی اطاعت فرض ہے	۳۳۶
ایمان کی تکمیل رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوشی جج مان لینے پر ہے۔	۳۳۷
سرکشوں کا مقصود محض مخالفت ہے	۳۳۷
اطاعت گزاروں کو بڑے لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔	۳۳۸
آیت کا شانِ نزول	۳۳۸
مسلمان مدافعت کے لئے تیار رہیں	۳۴۰
منافقوں کی ایک خاص نشانی	۳۴۰
جہاد کی رغبت	۳۴۰

مضامین	صفحہ نمبر
جہاد سے کمزور مسلمانوں کی مدد کرو	۳۴۱
مسلمان محض رضائے باری کے لئے لڑتے ہیں	۳۴۱
جہاد کا حکم مسلمانوں کی خواہش کے مطابق آیا۔	۳۴۲
دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب	۳۴۳
موت یقیناً آئے گی	۳۴۳
بھلائی اور برائی تقدیری باتیں ہیں	۳۴۴
رسالت پر اللہ کی شہادت	۳۴۴
رحمت عالم ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے	۳۴۴
منافقوں کی نادانی کا بیان	۳۴۵
قرآن حکیم میں غور وفکر کا حکم	۳۴۵
قرآن کے کلام باری ہونے کی دلیل	۳۴۵
تحقیق سے پہلے کوئی خبر نہ پھیلاؤ	۳۴۶
رحمت عالم ﷺ کو تن تنہا جہاد کا حکم۔	۳۴۷
مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب	۳۴۷
جہاد کی فضیلت	۳۴۷
جہاد سے لڑائی بند ہونے کا امکان	۳۴۷
خیر وشر کا موجد قیامت تک ان میں حصہ دار ہے۔	۳۴۸
مسلمانوں کو سلام کے جواب دینے کا حکم۔	۳۴۸
سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے	۳۴۸
قیامت کی یقین دہانی	۳۴۹
رسول کی موجودگی میں اختلاف زیبا نہیں۔	۳۵۰
منافق مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔	۳۵۰
منافقوں کا حکم	۳۵۱
مسلمانوں کا خون حلال نہیں	۳۵۲
قتل خطا میں دو باتیں واجب ہیں	۳۵۲

مضامین	صفحہ نمبر
قتل عمد کی وعید	۳۵۳
کیا جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے؟	۳۵۳
قتل عمد میں وجوب کفارہ کی دلیل	۳۵۳
مجاہد وغیر مجاہد برابر نہیں ہو سکتے	۳۵۵
مجاہدوں کی فضیلت	۳۵۵
مشرکوں میں قدرت کے باوجود ٹھہرنا جائز نہیں۔	۳۵۶
ہجرت کی ترغیب	۳۵۶
نماز قصر کا بیان	۳۵۷
قصر میں خوف کی شرط کیوں لگائی گئی؟	۳۵۷
نماز خوف کی قسمیں	۳۵۹
وجوب جماعت کی دلیل	۳۵۹
اس آیت کا شان نزول	۳۵۹
نماز خوف کے بعد ذکر اللہ کی کثرت کا بیان	۳۶۱
جنگ کے بعد دشمن کا تعاقب	۳۶۱
مسلمانوں کو جہاد میں بہت زیادہ سرگرم عمل رہنا چاہیے۔	۳۶۱
جواز اجتہاد کی دلیل	۳۶۱
توبہ کا بیان	۳۶۴
گناہوں پر گناہگار ہی پکڑا جائے گا	۳۶۵
جھوٹا الزام لگانے کی وعید	۳۶۵
غداروں کی طرف سے جھگڑنے والوں پر وعید۔	۳۶۵
بلاوجہ بولنے کی ممانعت	۳۶۶
کتاب وسنت کی پیروی فرض ہے	۳۶۶
صحابہ کی روش اختیار کرنا فرض ہے	۳۶۷
شرک سب سے زیادہ گہری اور سنگین گمراہی ہے۔	۳۶۸

مضامین	صفحہ نمبر
بت پرست دیویوں کے پجاری ہیں۔	۳۶۸
دیویوں کے پجاری دراصل شیطان کے پجاری ہیں۔	۳۶۸
شیطان کا انسان کو گمراہ کرنے کا وعدہ ہے	۳۶۹
تبکیت کی تفسیر	۳۶۹
پیدائشی تغیر سے دین بدلنا مراد ہے	۳۶۹
شیطان کے وعدے جھوٹے ہیں	۳۶۹
شیطانی وعدوں پر یقین کرنے والوں کو تنبیہ۔	۳۷۰
نیکوں کا اور قیامت کے دن انکی عزت واحترام کا بیان۔	۳۷۰
قرآن یقینیات کا سرچشمہ ہے	۳۷۰
زبانی دعوے کارآمد نہیں صحیح عمل کارآمد ہیں۔	۳۷۱
اللہ کی عبادت ورسول کی اطاعت پر نجات ہے	۳۷۱
مسلمانوں کو برائیوں کا دنیا ہی میں بدلہ مل جاتا ہے۔	۳۷۱
اللہ نیک عملوں کا قدرداں ہے۔	۳۷۲
نیک عملوں کے لئے خلوص وصواب کی شرط ہے۔	۳۷۲
ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں	۳۷۲
خلیل کی وجہ تسمیہ	۳۷۳
ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے	۳۷۳
اللہ شہنشاہ مطلق ہے	۳۷۳
یتیم بچیوں کا حکم	۳۷۴
میاں بیوی میں نا اتفاقی	۳۷۵
والصلح خیر کی تفسیر	۳۷۵
مساوات ہر حال میں بہتر ہے	۳۷۶
مساوات ہر پہلو سے ناممکن ہے	۳۷۶

مضامین	صفحہ نمبر
جدائی کی صورت کا حکم	۳۷۶
شہنشاہ حقیقی سے ڈر کر توحید اختیار کرو	۳۷۷
اللہ کو تمہاری عبادت کی پرواہ نہیں	۳۷۷
اللہ تمام کائنات کا بادشاہ ہے	۳۷۷
اللہ نافرمانوں کے فنا کرنے پر قادر ہے	۳۷۷
اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں مانگو	۳۷۷
عدل پر قائم رہنے کا حکم	۳۷۸
شہادت اللہ کی رضا کے لئے دو	۳۷۸
مسلمان ایمان کے تمام فروع واصول پر حاوی ہو جائیں۔	۳۷۹
جس کی ارتداد وکفر پر موت آ گئی اس کی رہائی کی صورت نہیں۔	۳۸۰
منافقوں کی صفت	۳۸۰
منافق کافروں سے دوستی کرتے ہیں	۳۸۰
خلاف شرع مجلس میں شریک ہونے کی ممانعت	۳۸۱
منافق مسلمانوں کے زوال کے منتظر رہتے ہیں۔	۳۸۱
قیامت کے دن کافروں کے لئے مسلمانوں پر کوئی راہ نہیں۔	۳۸۲
اللہ کو دھوکہ دینے کا مطلب	۳۸۲
اللہ کا دھوکہ کیا ہے؟	۳۸۳
نماز میں سستی لائق نہیں	۳۸۳
ریاکاری منافقوں کی صفت ہے	۳۸۳
منافق اللہ سے ڈر کر نماز نہیں پڑھتے	۳۸۳
منافق ادھر میں ہیں	۳۸۴
منافق کی مثال	۳۸۴
کافروں سے دوستانہ تعلقات کی ممانعت	۳۸۵

مضامین	صفحہ نمبر
منافقوں کے لئے آگ کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔	۳۸۵
پرخلوص توبہ مقبول ہے	۳۸۵
جرائم ہی باعث عذاب ہیں	۳۸۶
چھٹا پارہ	
کسی پر بددعا کرنا شان اسلام کے خلاف ہے	۳۸۷
مظلوم کو ظالم پر بددعا روا ہے	۳۸۷
نیکیاں اور معافی قرب باری کا ذریعہ ہیں	۳۸۷
تمام انبیاء پر ایمان لانا شرط ایمان ہے	۳۸۸
انبیاء میں تفریق کرنے والے پکے کافر ہیں	۳۸۸
مسلمانوں کا تمام انبیاء پر ایمان ہے	۳۸۸
یہودیوں کی ہٹ دھرمی	۳۸۹
یہودیوں کے بڑے بڑے گناہ	۳۹۱
یہودیوں کا مریم صدیقہ پر شرمناک الزام	۳۹۱
قتل مسیح کا بے بنیاد دعوی	۳۹۱
حضرت مسیح کے خلاف سازش	۳۹۲
مسیح کی موت سے پہلے ہر عیسائی آپ پر ایمان لے آئے گا۔	۳۹۲
نزول عیسی کا بیان	۳۹۳
گناہوں کی وجہ سے یہودیوں پر کئی حلال چیزیں حرام ہوگئیں۔	۳۹۴
تمام انبیاء پر وحی اتری	۳۹۵
قرآن میں ۲۵ نبیوں کے نام ہیں	۳۹۵
حضرت موسی کی فضیلت	۳۹۵
انبیاء قطع حجت کے لئے مبعوث ہوئے	۳۹۵

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی	۳۹۶
قرآن میں اللہ کا علم ہے	۳۹۷
حق سے کترانے والوں کے لئے معافی نہیں۔	۳۹۷
رحمت عالم ﷺ ہدایت وحق اور شافی بیان لے کر مبعوث ہوئے۔	۳۹۷
کسی نبی کو اس کی حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ	۳۹۸
شرک سے بچو اور اللہ پر الزام نہ لگاؤ	۳۹۹
عیسائیوں کے شرکیہ عقائد	۳۹۹
عیسائیوں کے فرقے	۳۹۹
انبیاء وملائک بھی اللہ کے غلام ہیں	۴۰۰
جنت ایمان وعمل والوں کے لئے ہے	۴۰۱
قرآن نور مبین ہے	۴۰۱
قرآن اللہ کی سیدھی راہ ہے	۴۰۱
سب سے پچھلی سورت اور آیت	۴۰۲
کلالہ کی تعریف	۴۰۲
سورۂ مائدہ	۴۰۳
مائدہ کے بارے میں احادیث	۴۰۳
مسلمانوں سے عزت کے ساتھ خطاب کیا گیا۔	۴۰۴
عہد پورا کرنے کا حکم	۴۰۵
بعض عوارض سے حلال جانوروں کی حرمت۔	۴۰۵
حرم وحرمت والے مہینوں کے احترام کا حکم۔	۴۰۵
بیت اللہ کی طرف قربانیاں بھیجنا	۴۰۶
بے دینی پھیلانے والے کو حرام سے روکنا واجب ہے۔	۴۰۶
ممانعت کے بعد آنے والے امر کا حکم	۴۰۶
عداوت کی بنا پر زیادتی نہ کرو	۴۰۶
تقویٰ کا حکم	۴۰۷
مرے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۸
بہنے والے خون کی حرمت	۴۰۸
سور کی حرمت	۴۰۸
غیر اللہ کے نام کے ذبیحہ کی حرمت	۴۰۸
ثقیل وغیرہ دھار دار چیز سے مرے ہوئے اور گلا گھونٹے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۸
اوپر سے گر کر مرنے والے اور کنویں میں گر کر مرنے والے جانور کی حرمت	۴۰۸
جانور کے مارے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۹
درندے کے کھائے ہوئے جانور کی حرمت	۴۰۹
بتوں کے نام کے ذبیحہ کی حرمت	۴۰۹
تیروں سے فال لینے کی حرمت	۴۰۹
استخارے کی مسنون دعا	۴۱۰
شیطان کی ناامیدی	۴۱۰
مسلمانوں کو اللہ ہی سے ڈرنا چاہیے	۴۱۰
تکمیل دین کی بشارت	۴۱۰
اللہ اسلام سے راضی ہے	۴۱۱
حالت اضطرار میں مردار کی اباحت	۴۱۱
حلال چیزوں کا بیان	۴۱۱
سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا حکم۔	۴۱۲
شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھو	۴۱۳
کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم۔	۴۱۳
پیٹ نہ بھرنے کا سبب	۴۱۳
اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے	۴۱۳

مضامین	صفحہ نمبر
مشرکوں کا ذبیحہ حرام ہے	۴۱۴
اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی حلت	۴۱۴
وضو کا بیان	۴۱۵
وضو میں نیت واجب ہے	۴۱۵
وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۴۱۵
وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم۔	۴۱۵
پیروں کا مسح نہیں بلکہ غسل ہے	۴۱۶
وضو میں انگلیوں میں خلال کا حکم	۴۱۶
موزوں پر مسح کا حکم منسوخ نہیں	۴۱۷
وضو کے بعد کی دعا	۴۱۷
مسلمانوں کے لئے اسلام اور رحمتہ للعالمین زبردست نعمتیں ہیں	۴۱۸
شہادت انصاف سے دی جائے	۴۱۸
جنت کی بشارت	۴۱۹
کافروں کو جہنم کی وعید	۴۱۹
دشمن کے ہاتھ رک جانے کی ایک مثال	۴۱۹
اہل کتاب کی عہد شکنی	۴۲۰
عابد اللہ کی حفاظت و مدد میں رہتے ہیں	۴۲۱
یہودیوں پر عذاب کے اسباب	۴۲۱
حقیقت میں عیسائی بھی عیسائی نہیں	۴۲۱
رحمت عالم ﷺ سچا دین لے کر تشریف لائے	۴۲۲
قرآن ایک مفصل اور روشن کتاب ہے	۴۲۲
عیسائیوں کا شرک	۴۲۳
اہل کتاب کے اس عقیدے کی تردید کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں۔	۴۲۳
رحمت عالم ﷺ کی تاریخ ولادت	۴۲۴

مضامین	صفحہ نمبر
کلیم اللہ اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے ہیں	۴۲۶
امت محمدیہ یہودیوں سے افضل ہے	۴۲۶
یہودیوں کو جہاد کی ترغیب	۴۲۷
جہاد کے بارے میں یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا کے خطبے	۴۲۷
یہودیوں پر موسیٰ علیہ السلام کی بددعا	۴۲۷
ارض مقدس میں چالیس سال تک یہودیوں کے داخلے پر پابندی	۴۲۷
موسیٰ علیہ السلام کو تسلی	۴۲۸
ظلم وحسد کا بد انجام	۴۲۹
دنیا میں سب سے پہلے قتل کی واردات قابیل ہابیل کو قتل کر دیتا ہے۔	۴۳۰
ہابیل نے تقوے کی وجہ سے طاقت کے باوجود مدافعت نہیں کی۔	۴۳۰
قاتل پر اپنے گناہوں کے ساتھ قتل کا گناہ بھی لد جاتا ہے۔	۴۳۰
قتل کی کیفیت	۴۳۰
قاتل کے خسارے کی صورت	۴۳۱
قاتل نے دفن کا طریقہ دو کووں سے سیکھا۔	۴۳۱
قتل کے بعد ندامت	۴۳۱
انسان پر انسانیت کا احترام واجب ہے	۴۳۲
ارباب اسراف کو دھمکی	۴۳۲
شرارت پسندوں اور باغیوں کو سزا	۴۳۲
محاربہ کی آیت کا شان نزول	۴۳۳
عہد رسالت میں سخت ترین سزا	۴۳۳
کیا محاربہ کی آیت مشرکوں کے بارے میں	

مضامین	صفحہ نمبر
اتری۔	۴۳۳
حدیں کفارہ گناہ ہیں	۴۳۳
کیا توبہ کے بعد قتل وپھانسی اور ہاتھ پیر کا کاٹنا	
مشرک سے بھی ساقط ہے؟	۴۳۴
ایک ڈاکوعلی کا واقعہ	۴۳۴
تقویٰ اور وسیلہ کا بیان	۴۳۵
جہاد کا بیان	۴۳۵
کافروں پر آخرت کے عذابوں کا بیان	۴۳۵
کافر کبھی دوزخ سے رہائی نہ پائیں گے	۴۳۵
چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا بیان	۴۳۷
چور کی توبہ مقبول ہے	۴۳۷
شریعت پر اپنی رائیں مقدم کرنے والے منافق	
ہیں	۴۳۹
اللہ باطل پرستوں اور حرام خوروں کو پاک نہیں	
فرماتا	۴۴۱
یہودیوں کی بدنیتی اور ٹیڑھے پن کی مذمت	۴۴۱
تورات میں ہدایت ونور ہے	۴۴۱
کافر کا پہچان	۴۴۲
رشوت حرام ہے	۴۴۲
تورات میں بھی قصاص ہے	۴۴۲
سابق شریعتوں کا حکم مسلمانوں کے لئے بھی ہے۔	۴۴۲
عورت کے قصاص میں مرد قتل کیا جائے گا	۴۴۲
زخموں کا قصاص	۴۴۲
زخموں کا قصاص زخم ٹھیک ہونے کے بعد لیا	
جائے۔	۴۴۳
اگر ظالم قصاص میں مرجائے تو اس کا خون باطل	

مضامین	صفحہ نمبر
ہے	۴۴۳
معافی گناہوں کا کفارہ ہے	۴۴۳
تورات وانجیل میں ہدایت ونور ہے	۴۴۴
قرآن عظیم میں ہدایت ونور ہے	۴۴۵
قرآن عظیم صادق ومصدق ہے	۴۴۵
قرآن عظیم سابق کتابوں پر امین ہے۔	۴۴۵
دنیا کا فیصلہ قرآنی احکام کے مطابق کیا جائے۔	۴۴۶
تمام انبیاء کا دین ایک ہی ہے ہاں شریعتیں الگ	
الگ ہیں۔	۴۴۶
غیر مسلموں سے دوستی کی ممانعت	۴۴۸
منافق غیر مسلموں سے دوستانہ تعلقات پیدا	
کرتے ہیں۔	۴۴۸
شان نزول میں اختلاف	۴۴۹
اللہ قادر ہے کہ نافرمانوں کی جگہ فرمانبردار پیدا کر	
دے	۴۴۹
کامل مومنوں کی صفت	۴۵۰
رحمت عالم ﷺ کی صفت	۴۵۰
مسلمان کس سے دوستی کریں	۴۵۰
کافروں سے ترک موالات	۴۵۱
کافروں کا نماز واذان کا مذاق اڑانا	۴۵۱
قیامت کے دن بدترین سزا کے مستحق کافر ہی	
ہیں۔	۴۵۳
بناوٹی اسلام کا اظہار منافقوں کی عادت ہے۔	۴۵۳
عوام کی ذلیل حرکتوں کی اور حکام وعلماء کی بے	
پرواہی کی مذمت	۴۵۳
یہودیوں کی اللہ کی شان اقدس میں گستاخی	۴۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
شرائع پر عمل کرنے سے زمین وآسمان کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔	۴۵۵
علم کے اٹھائے جانے کا مطلب	۴۵۶
رحمت عالم ﷺ نے لوگوں تک پوری وحی پہنچا دی۔	۴۵۶
ہدایت دینا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے	۴۵۸
قرآن پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں	۴۵۹
کافر حسب خواہش شریعت مانتے ہیں ورنہ ٹھکرا دیتے ہیں	۴۵۹
عیسائیوں کے تینوں فرقے کافر ہیں	۴۶۰
مشرکوں کے لئے جہنم واجب اور جنت حرام ہے۔	۴۶۱
حق تعالی کا عفو و ترحم	۴۶۱
مسیح علیہ السلام معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔	۴۶۱
حضرت مریم صدیقہ ہیں	۴۶۲
مسیح علیہ السلام وام مسیح علیہا السلام کھانا کھاتے تھے	۴۶۲
شرک و بت پرستی کی ممانعت	۴۶۲
اسرائیلی کافروں پر اللہ کی لعنت	۴۶۳
منافقوں کی مذمت	۴۶۴
یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں	۴۶۴
عیسائی مسلمانوں سے قریب ہیں	۴۶۴
ساتواں پارہ	
اسلام میں رہبانیت نہیں۔	۴۶۶
حلال روزی استعمال کی جائے	۴۶۶
لغو یمین کا بیان	۴۶۷

مضامین	صفحہ نمبر
قسم کا کفارہ	۴۶۷
جوئے اور شطرنج کی ممانعت	۴۶۸
فالوں کے تیروں اور تھانوں کی گندگی کا بیان۔	۴۶۸
شراب کی حرمت	۴۶۸
شکار سے آزمائش	۴۷۰
حالت احرام میں شکار کی حرمت	۴۷۰
کیا غلطی سے شکار کرنے والے پر بھی فدیہ ہے؟	۴۷۰
قتل کی جزا میں ہم مثل جانور کی قربانی کی جائے۔	۴۷۰
مثل و قیمت کا فیصلہ دو عادل مسلمان کریں	۴۷۱
محرم کے لئے دریائی شکار حرام ہے	۴۷۲
دریا کا مرا ہوا جانور حلال ہے	۴۷۲
محرم پر خشکی کا شکار حرام ہے	۴۷۳
کیا غیر محرم کا کیا ہوا شکار محرم کو مباح ہے۔	۴۷۳
خبیث و طیب برابر نہیں	۴۷۴
سمجھدار آدمی حلال پر قناعت کرتا ہے	۴۷۴
بے فائدہ سوالات کی برائی	۴۷۴
سوالات سے روکنے کی وجہ	۴۷۵
بتوں کے نام کے جانور	۴۷۵
عمرو بن لحی نے ابراہیمی دین بدلا	۴۷۶
بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی تعریف	۴۷۶
اللہ پر کافروں کا اتہام	۴۷۶
تقلید کی مذمت	۴۷۶
مسلمانوں کو اپنی اصلاح ضروری ہے	۴۷۷
وعظ و نصیحت ضروری ہے	۴۷۷
وصیت پر دو عادل شخصوں کی گواہی	۴۷۸
دو شرطوں سے ذمی بھی وصیت پر گواہ بنائے جا سکتے	

مضامین	صفحہ نمبر
ہیں	۴۷۸
تمیم وعدی کا واقعہ	۴۷۸
انبیاء سے ان کی امتوں کے بارے میں سوال	۴۷۹
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعمتوں کی یاد دہانی	۴۸۰
مردہ زندہ کرنے اور قضائے حاجت کا اسم اعظم۔	۴۸۰
یہودیوں کے ہاتھ روک دینے کا مطلب۔	۴۸۱
وحی الہام والقاء کے معنی میں	۴۸۱
نزول خوانِ نعمت کا بیان	۴۸۲
خوانِ نعمت کی نشانی اور حکم عدولی پر سخت عذاب	۴۸۲
عیسائیوں کو ذلیل کرنے کے لئے مسیح سے شرک کے بارے میں سوال	۴۸۳
مسیح نے توحید پھیلائی	۴۸۴
قیامت کے دن صداقت کام آئیگی	۴۸۵
سورۂ انعام	۴۸۶
سورۂ انعام کی فضیلت	۴۸۶
بے شمار تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں	۴۸۷
قیامت کی تاریخ اللہ ہی کو معلوم ہے	۴۸۷
تمام دنیا کا معبود اللہ ہی ہے۔	۴۸۷
ظالم معقول بات بھی نہیں مانتے	۴۸۸
حق کو نہ ماننے والوں کی برائی	۴۸۹
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۴۸۹
ہلاک ہونے والی قوموں کے المناک انجام سے عبرت حاصل کرو۔	۴۹۰
دنیا کا خالق و مالک اللہ ہی ہے	۴۹۰
قیامت برحق ہے	۴۹۰

مضامین	صفحہ نمبر
ساری مخلوق خواہ علوی ہو یا سفلی اللہ کی مخلوق ہے۔	۴۹۱
خیر البشر کا اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں	۴۹۱
کھانے کے بعد کی دعا	۴۹۱
انبیاء کرام اور عوام کو توحید کا حکم	۴۹۱
نافرمان عذاب کا شکار ہوں گے	۴۹۱
عذاب سے برأت زبردست کامیابی ہے	۴۹۱
نفع نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے	۴۹۲
اللہ سب پر غالب ہے	۴۹۲
قرآن اللہ کی حجت ہے	۴۹۳
مسلمان شرک قبول نہیں کرسکتا	۴۹۳
ہر نبی رحمت عالم ﷺ کی بشارت دے گا	۴۹۳
نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے۔	۴۹۳
مشرکوں سے شرک کے بارے میں پوچھا جائے گا۔	۴۹۴
ارباب شقاوت کو قرآن مفید نہیں	۴۹۴
کافر دوسروں کو بھی ایمان سے روکتے ہیں	۴۹۴
بے وقت کی تمنا بے کار ہے	۴۹۵
کمان سے تیر نکل جانے کے بعد ہوش آنا	۴۹۵
زندگی بعد الموت برحق ہے	۴۹۵
زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی ندامت کا بیان۔	۴۹۶
قیامت کے دن برے عمل گھناؤنی اور بری شکلوں میں نمودار ہونگے	۴۹۶
دنیا محض ایک کھیل اور ذرا سا دل بہلاوا ہے۔	۴۹۶
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۴۹۷

مضامین	صفحہ نمبر
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کر کے فرائض تبلیغ ادا کرنے چاہئیں۔	۴۹۷
رحمت عالم ﷺ کی حدیثوں سے فائدہ اٹھانے والے	۴۹۸
کافروں کے دل مردہ ہیں	۴۹۸
رحمت عالم ﷺ سے مشرکوں کا بے جا مطالبہ	۴۹۹
امت سے کیا مراد ہے	۴۹۹
کافروں کی مثال	۴۹۹
اللہ مختار مطلق ہے	۵۰۰
مشرک آڑے وقت اللہ ہی کو پکارتے ہیں	۵۰۱
محتاجی اور بیماری ٹیڑھے پن کا علاج ہے	۵۰۱
ازلی بدبخت محتاجی اور بیماری سے اور سنگ دل بن جاتے ہیں۔	۵۰۱
استدراج	۵۰۱
تمام قویٰ اللہ ہی کے دیئے ہوئے ہیں	۵۰۲
دنیا اور آخرت کے عذابوں سے توحید ہی بچاتی ہے۔	۵۰۲
انبیاء کے آنے کی غرض وغایت	۵۰۲
رحمت عالم ﷺ بھی اللہ کے کارخانے میں شریک نہیں۔	۵۰۳
اللہ والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں	۵۰۳
قرآن سے کن لوگوں کو ڈرایا جائے	۵۰۴
صحبت صالح اختیار کرو۔	۵۰۴
ترک صحبت صالح گمراہ کر دیتی ہے	۵۰۴
مسلمان مسلمان کی عزت کرے	۵۰۵
شرک کی ممانعت	۵۰۶

مضامین	صفحہ نمبر
عذاب اللہ کے اختیار میں ہے	۵۰۶
غیب داں اللہ ہی ہے	۵۰۶
اللہ کا علم ہمہ گیر ہے	۵۰۶
نیند موت کی بہن ہے	۵۰۷
محافظ فرشتوں کا بیان	۵۰۸
اللہ کی شان فضل وکرم کا بیان	۵۰۸
اللہ ہی تمام آفتوں سے بچاتا ہے	۵۰۹
اللہ ہر حال میں عذاب پر قادر ہے	۵۰۹
رحمت عالم ﷺ کی دو دعاؤں کی قبولیت	۵۰۹
امت محمدیہ میں فرقہ بندی	۵۱۰
مبلغ کا کام تبلیغ ہے منوانا نہیں	۵۱۰
ہر واقعہ کے ظہور کا ایک وقت ہے	۵۱۰
خلاف شرع مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت۔	۵۱۰
خلاف شرع مجلس سے بچنے والے بری ہیں۔	۵۱۱
لوگوں کو خلاف شرع کاموں سے روکا جائے۔	۵۱۱
قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی رد کر دیا جائے گا۔	۵۱۱
توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنا باعث ہلاکت ہے	۵۱۲
اللہ کی فرمانبرداری کا حکم	۵۱۳
نماز کی پابندی اور تقویٰ کا حکم	۵۱۳
دنیا کی پیدائش میں اللہ کی حکمت کارفرما ہے	۵۱۳
صور کا بیان	۵۱۳
خلیل اللہ کے باپ کا کیا نام تھا	۵۱۴
بیٹا باپ کو نصیحت کر رہا ہے	۵۱۴
ابراہیم علیہ السلام پر توحید کا انکشاف	۵۱۵
ڈوبنے والا معبود نہیں ہوسکتا	۵۱۵

مضامین	صفحہ نمبر
کائنات کا خالق اللہ ہی ہے	۵۱۵
بے جان کی عبادت حماقت ہے	۵۱۶
بے جان سے مرعوب ہونا نادانی ہے	۵۱۶
توحید ہی باعث نجات ہے	۵۱۷
شرک سب سے بڑا ظلم ہے	۵۱۷
خلیل اللہ کے بڑھاپے میں اولاد ہوئی	۵۱۸
شرک بڑوں کے عمل بھی غارت کر دیتا ہے	۵۱۸
کتاب ونبوت اللہ کی مہربانی کی دلیل ہے	۵۱۹
انبیاء کرام کی پیروی کا حکم	۵۱۹
انبیاء کو جھٹلانا اللہ کی تعظیم کا حق ادا نہ کرنا ہے۔	۵۲۰
رحمت عالم ﷺ بشر ہیں	۵۲۰
تحریف کی مذمت	۵۲۰
قرآن رحمت عالم ﷺ پر اترا	۵۲۰
مشرک اور جھوٹا دعوی کرنے والا بڑا ظالم ہے۔	۵۲۱
اللہ کے سامنے پیشی	۵۲۱
انسان کا کونسا مال ہے۔	۵۲۱
بت پرستی اور شرک کی مذمت	۵۲۲
آج یہ کیا کام آئے	۵۲۲
زندوں سے مردوں اور مردوں سے زندوں کی پیدائش۔	۵۲۲
نظام شمسی کی باقاعدگی	۵۲۳
مستقر و مستودع کی تفسیر	۵۲۳
پانی کی برکتیں	۵۲۴
بہترین پھل کون سے ہیں؟	۵۲۴
مشرکوں کی مذمت	۵۲۵
اللہ نے کائنات بلا مثال ونمونہ کے پیدا کی	۵۲۶

مضامین	صفحہ نمبر
آخرت میں دیدار پروردگار ہوگا	۵۲۶
بصائر کی تفسیر	۵۲۷
خواہش کے مطابق معجزے کی درخواست عذاب کو طلب کرنا ہے۔	۵۲۷
مسلمانوں کو وحی کی پیروی کرنے کا حکم	۵۲۸
شرک بھی اللہ کی مشیت وحکمت پر موقوف ہے۔	۵۲۸
کسی راجح مصلحت سے جھوٹے معبود کو برا کہنے کی ممانعت	۵۲۸
خواہش کے مطابق معجزے کی درخواست عذاب طلب کرنا ہے۔	۵۲۹
وحی کا انکار ہے تو ہر معجزہ کا انکار ہے	۵۳۰
آٹھواں پارہ	
ازلی بدبخت ایمان لانے والے نہیں	۵۳۱
انبیاء سے دشمنی	۵۳۱
شیطان جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی ہوتے ہیں	۵۳۲
اللہ کے فیصلوں کے ہوتے ہوئے کسی کے فیصلوں کی ضرورت نہیں۔	۵۳۲
اللہ کے اقوال واحکام صدق وعدل پر موقوف ہیں۔	۵۳۳
دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہیں	۵۳۳
ہدایت وضلالت مشیت الٰہی پر ہے	۵۳۳
وہی ذبیحہ حلال ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے۔	۵۳۴
حلال ذبیحوں کا کھانا حلال ہے	۵۳۴
چھپے کھلے ہر گناہ سے بچو	۵۳۴

مضامین	صفحہ نمبر
جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے حرام ہے	۵۳۵
کسی کی بات کو شریعت کی بات پر مقدم کرنا شرک ہے۔	۵۳۵
کافر و مومن کی مثال	۵۳۶
کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے کہ وہ برے کام اچھے سمجھتے ہیں۔	۵۳۶
شر پسند ہمیشہ سے ہیں	۵۳۷
ازلی بدبخت نشانیاں بھی ٹھکرا دیتے ہیں	۵۳۷
رحمت عالم ﷺ اعلیٰ حسب و نسب کے مالک تھے	۵۳۷
رسالت میں شک کرنے والے مجرم ہیں	۵۳۸
نیکیوں کا اچھا لگنا ہدایت کی نشانی ہے	۵۳۸
انبیاء کی راہ سیدھی اور سچی ہے	۵۳۹
راہ انبیاء پر چلنے والوں کے لئے دارالسلام کی بشارت ہے۔	۵۳۹
قیامت دوڑی آ رہی ہے	۵۴۰
باہمی جنوں اور انسانوں کی فائدہ اٹھانے کی صورت۔	۵۴۰
دوستانہ تعلقات عملوں پر موقوف ہیں	۵۴۰
انبیاء اللہ کا پیغام پہنچا چکے	۵۴۱
کیا پیغمبر انسان ہی بنے۔؟	۵۴۱
بعثت انبیاء کے بعد ہی نافرمانوں پر عذاب اترتا ہے۔	۵۴۱
جزاء و سزا عملوں کے مطابق مراتب ہیں	۵۴۲
بعثت انبیاء اللہ کی رحمت ہے	۵۴۲
قیامت معاً اپنے وعدوں کے عنقریب آ رہی ہے	۵۴۳
نافرمان انجام کے منتظر رہیں	۵۴۳

مضامین	صفحہ نمبر
عہد فاروقی میں اسلامی سلطنت کا رقبہ	۵۴۴
شرکیہ عملوں کا بیان	۵۴۴
خود ساختہ آئین کو اللہ کی طرف منسوب کرنا دیدہ دلیری ہے۔	۵۴۵
مشرکوں کے چند خود ساختہ قوانین	۵۴۶
خود ساختہ آئین پر عمل کرنے والے دونوں جہانوں میں گھاٹے میں ہیں۔	۵۴۷
تمام چیزیں اللہ کی ہیں۔	۵۴۷
پیداوار میں زکوۃ کا بیان	۵۴۷
فضول خرچی کا بیان	۵۴۸
پالتو جانوروں کے فوائد	۵۴۸
اللہ کی دی ہوئی نعمتیں استعمال کر کے اس کا شکر ادا کرو۔	۵۴۸
رسوم عہد جاہلیت کی تردید	۵۴۹
شرک کا موجد عمرو بن لحی ہے	۵۴۹
حرام چیزوں کا بیان	۵۵۰
حالت اضطرار میں بقدر ضرورت حرام کی حلت	۵۵۰
یہودیوں پر ناخن والے جانوروں کی حرمت	۵۵۱
اللہ والے بے خوف ہو کر تبلیغ کریں	۵۵۱
ایک مغالطہ کا ذکر	۵۵۲
ہدایت و گمراہی رب کی حکمت پر موقوف ہے	۵۵۳
شرک و بدعت کی کوئی سند نہیں	۵۵۳
رحمت عالم ﷺ کی آخری وصیت	۵۵۳
تمہیں شرک کی ممانعت	۵۵۴
ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم	۵۵۴
اولاد کے ساتھ حسن سلوک کا حکم	۵۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
بے حیائیوں کے پاس نہ جانے کی ممانعت	۵۵۴
قتل ناحق کی ممانعت	۵۵۵
امن طلب کر کے دارالاسلام میں آنے والے حربی کافر کے قتل کی وعید	۵۵۵
ناپ تول میں عدل کا حکم	۵۵۶
کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا	۵۵۶
انصاف والی شہادت کا حکم	۵۵۶
اتحاد کا حکم اور اختلاف کی ممانعت	۵۵۶
سیدھی راہ کونسی ہے	۵۵۶
تورات کی مدح	۵۵۷
اتباع قرآن کی ترغیب ودعوت	۵۵۷
نزول قرآن اللہ کی حجت ہے	۵۵۸
قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں	۵۵۹
باب توبہ کے بند ہوتے ہی کافر کا ایمان بے سود ہو گا۔	۵۵۹
فرقہ بندی کی مذمت	۵۶۰
قیامت کے دن عدل وانصاف سے معاملات کا فیصلہ ہوگا۔	۵۶۰
اسلام سیدھی راہ ہے۔	۵۶۱
خلیل اللہ رحمت عالم ﷺ سے افضل نہیں	۵۶۱
مشرکوں سے برأت کے اعلان کا حکم	۵۶۱
تمام انبیاء نے اسلام کی دعوت دی	۵۶۲
پرخلوص عبادت وتوکل والے مسلمان ہی ہیں۔	۵۶۳
لوگوں کو اللہ ہی صاحب اختیار بناتا ہے	۵۶۴
مراتب میں تفاوت	۵۶۴
تفاوت مراتب کی غرض	۵۶۴

مضامین	صفحہ نمبر
سورۂ اعراف	۵۶۵
قرآن اللہ کی کتاب ہے	۵۶۵
تبلیغ پر صبر کی تعریف	۵۶۶
نزول قرآن کی غرض	۵۶۶
اتباع رسول کا حکم	۵۶۶
انبیاء کی نافرمانی باعث عذاب ہے	۵۶۶
گنہگار تباہی سے پہلے اعتراف جرم کر لیتا ہے۔	۵۶۷
قیامت کے دن انبیاء واقوام سب سے باز پرس ہوگی	۵۶۷
اللہ کسی کے کسی عمل سے بے خبر نہیں	۵۶۷
وزن اعمال کا بیان	۵۶۸
انسان کو زمین وآسمان کی تمام نعمتیں ملیں	۵۶۸
اللہ نے آدم کو مسجود ملائک بنایا	۵۶۸
نص کے مقابلہ میں ابلیس نے قیاس کیا تھا۔	۵۶۹
نافرمان جنت کا اہل نہیں	۵۶۹
ابلیس کی دعا ایک مصلحت سے قبول کر لی گئی	۵۷۰
ابلیس ہر نیکی کی راہ پر بیٹھا ہوا ہے۔	۵۷۰
شیطان انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔	۵۷۰
ذلت ورسوائی کا عظیم ترین سبب نافرمانی ہے	۵۷۱
آدم وحوا کے ساتھ شیطان کی عیاری	۵۷۲
شیطان نے آدم وحوا کو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر ورغلایا۔	۵۷۲
آدم شرم وپشیمانی سے گھبرائے ہوئے بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔	۵۷۳

مضامین	صفحہ نمبر
خطاب کس سے ہے	۵۷۴
موت وحیات زمین ہی کے سپرد ہے	۵۷۴
لباس ستر چھپانے اور خوبصورتی کے لئے ہے۔	۵۷۴
نیا لباس پہننے کی دعا	۵۷۴
تقویٰ کا لباس کونسا ہے	۵۷۵
انسان کو شیطان سے چوکنا رہنا چاہیے	۵۷۵
ننگے ہو کر طواف کرنا جاہلیت کی رسم تھی	۵۷۶
اللہ بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا	۵۷۶
ابتداء کی طرح اعادہ کا مطلب	۵۷۷
وجوب گمراہی کا سبب	۵۷۷
مسجدوں میں عمدہ لباس پہن کر جانے کا حکم۔	۵۷۷
عمدہ لباس کون سا ہے	۵۷۷
کھانے پینے میں حد سے بڑھنے کی ممانعت	۵۷۸
اپنی طرف سے حلال وحرام کرنے والوں کی مذمت	۵۷۸
ہر طرح کی بے حیائی اور گناہ حرام ہیں	۵۷۹
ہر قوم کی ایک مقررہ مدت ہے	۵۷۹
مسلمانوں کو دنیا چھوٹنے کی پرواہ نہیں ہوتی	۵۷۹
کافروں کے لئے ابدی جہنم ہے	۵۷۹
قیامت کے دن جھوٹوں کے منہ کالے ہوں گے۔	۵۸۰
مشرک شرک کا اعتراف کر کے مرتے ہیں۔	۵۸۰
جہنم میں مشرک ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں گے۔	۵۸۱
کافروں کے نیک عمل اور دعائیں آسمان تک نہیں چڑھتیں۔	۵۸۲
کافروں کی روحوں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے۔	۵۸۲
کافروں کا لحاف اور بچھونا بھی آگ ہوگا	۵۸۲
نیکوں کی ہاتھا چھاؤں کا بیان	۵۸۳
دخول جنت سے پہلے دلوں کے کینے نکال دیئے جائیں گے۔	۵۸۳
جہنمیوں کے لئے حسرت پر حسرت	۵۸۴
مشرک ہمیشہ اللہ کی لعنت میں گرفتار رہیں گے۔	۵۸۴
جنتیوں اور جہنمیوں کی بات چیت	۵۸۵
اعراف والوں کی تفسیر	۵۸۵
اعراف والے جنتیوں اور جہنمیوں کو پہچان جائیں گے	۵۸۵
اعراف والے مشرکوں کو طعنہ دیں گے	۵۸۶
اعراف والوں کو جنت کی بشارت	۵۸۶
جہنمیوں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں	۵۸۶
آخرت سے غفلت قیامت کے دن رنگ لائے گی	۵۸۷
مشرکوں کے لئے عذر کی گنجائش نہیں	۵۸۸
دنیا چھ دن میں پیدا کی گئی۔	۵۸۹
استواء کی تفسیر	۵۸۹
رات دن بھی اللہ کی نشانیاں ہیں	۵۸۹
دعاؤں کی ترغیب	۵۹۰
حد کے اندر دعائیں مانگنے کا حکم	۵۹۰
نقضِ امن کی ممانعت	۵۹۰
اللہ ہی روزی عطا فرماتا ہے	۵۹۱
مومن وکافر کے دلوں کی مثال	۵۹۲
حضرت نوح کا واقعہ	۵۹۲
نافرمان فرمانبرداروں کو غلطی پر سمجھا کرتے ہیں۔	۵۹۳

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں	۵۹۳
بعثت انبیاء انوکھی بات نہیں۔	۵۹۴
انبیاء پر ایمان نہ لانا اللہ کے عذاب کو للکارنا ہے۔	۵۹۴
قوم نوح کی کثرت	۵۹۴
کشتی میں کتنے اشخاص تھے؟	۵۹۴
عادیوں کا نسب	۵۹۵
عادیوں کی بستیاں	۵۹۵
پاگلوں کی نگاہ میں ترک شرک کی دعوت پاگل پن ہے۔	۵۹۵
رسول دیوانے نہیں ہوا کرتے	۵۹۵
انبیاء مبلغ، خیر خواہ اور امین ہوتے ہیں۔	۵۹۶
بعثت انبیاء پر شکر کرنا چاہیے۔	۵۹۶
عادیوں کی سرکشی کا بیان	۵۹۶
عادیوں کی چوری اور سینہ زوری	۵۹۷
عادیوں کی تباہی	۵۹۷
عادیوں پر عذاب کا آغاز اور قحط کی آمد	۵۹۷
بارش کی دعا کے لئے وفد کی مکہ کو روانگی	۵۹۸
سیاہ ابر کا انتخاب	۵۹۸
سخت ہولناک آندھی جو مسلسل ایک ہفتہ چلی۔	۵۹۸
ثمودیوں کی آبادیاں اور ان کا نسب	۵۹۹
اونٹنی کا قتل	۶۰۰
حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا قصد	۶۰۰
عذاب کی آمد اور ہلاکت کے ایام	۶۰۱
انبیاء کی باتیں نہ ماننے کا برا انجام	۶۰۱
حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ	۶۰۲
اغلام بازی لوطیوں کی ایجاد ہے	۶۰۲
بیویوں سے جنسی پیاس بجھاؤ	۶۰۲
حضرت لوط علیہ السلام کو جلاوطن کرنے کی سازش	۶۰۳
لوط علیہ السلام معہ مسلمانوں کے عذاب سے محفوظ رہے۔	۶۰۳
قوم لوط پر پتھروں کی بارش	۶۰۳
اسلام میں لوطی کی حد	۶۰۳
حضرت شعیب کا واقعہ	۶۰۴
حضرت شعیب علیہ السلام کا ایک خطبہ جس میں ڈکیتی سے نفرت دلائی گئی ہے۔	۶۰۵
انبیاء کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے	۶۰۵
نواں پارہ	
شعیب کی تقریر دل پذیر کا جواب	۶۰۶
شرک موحد کی شایان شان نہیں	۶۰۶
کافروں کی لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش	۶۰۷
بھونچال کی شکل میں غیبی پکڑ	۶۰۷
غیبی پکڑ نے قوم شعیب کا نام و نشان تک نہیں چھوڑا۔	۶۰۷
کافروں کی تباہی قابل افسوس نہیں	۶۰۸
امم سابقہ کی آزمائش	۶۰۸
لوگوں کی ایک عام غلطی کا بیان	۶۰۹
نافرمانوں کو دھمکی	۶۰۹
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین و تشفی	۶۱۱
اکثر لوگ بدعہد ہوتے ہیں۔	۶۱۱
فرعون کی تباہی بھی نافرمانی کا سبب تھی۔	۶۱۱
موسیٰ کا فرعون کے سامنے اعلان رسالت	۶۱۲

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء کی باتیں سراسر حق ہوتی ہیں	٦١٢
فرعون سے آزادی کا مطالبہ اور فرعون کا انکار	٦١٢
موسیٰ کا فرعون کو معجزے دکھانا	٦١٢
ید بیضا والا معجزہ بھی دکھایا گیا	٦١٢
موسیٰ علیہ السلام پر جادوگری کا الزام	٦١٣
جادوگروں سے مقابلہ کے لئے تقرر تاریخ	٦١٣
جیتنے پر انعام کا لالچ	٦١٤
موسیٰ کا جادوگروں سے مقابلہ	٦١٤
جادوگروں کا اعتراف کہ موسیٰ کے پاس معجزہ ہے جادو نہیں۔	٦١٥
فرعون کا جادوگروں پر سازش کا الزام	٦١٦
نومسلموں کو فرعون کی دھمکی	٦١٧
نہ صرف جانی قربانی بلکہ ہر قربانی توفیق پر موقوف ہے۔	٦١٧
قبطیوں کا اسرائیلیوں کے خلاف فرعون کے کان بھرنا۔	٦١٨
اسرائیلیوں پر خونی قانون کا نفاذ	٦١٨
تکبر کے مقابلے پر تحمل کا اور ظلم کے مقابلہ پر صبر کا حکم۔	٦١٩
فرعونیوں کی قحط سے آزمائش	٦١٩
قحط کا باعث شرک ہے مسلمانوں کی نحوست نہیں۔	٦١٩
مشاہدہ دلائل کے بعد بھی انکار ایمان	٦٢٠
انکار ایمان کا ہولناک انجام	٦٢٠
فرعون و فرعونیوں کی غرقابی	٦٢١
اسرائیلیوں کو ایک مجسم معبود کی خواہش	٦٢٢
ذات الانواط کا واقعہ	٦٢٢

مضامین	صفحہ نمبر
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب	٦٢٣
موسیٰ علیہ السلام کی اللہ سے ہم کلامی	٦٢٣
دیدار باری کی درخواست	٦٢٤
کیا رب کا دیدار ممکن ہے	٦٢٤
رحمت عالم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں	٦٢٥
کلیم اللہ کو تورات کا تحفہ	٦٢٥
مغرور کتاب وسنت کی سمجھ سے محروم رہتے ہیں۔	٦٢٦
دنیا آخرت کی کھیتی ہے	٦٢٦
سامری کی شرارت	٦٢٦
شرک پر ندامت اور توبہ	٦٢٧
قوم کی بت پرستی پر موسیٰ علیہ السلام کا غم غصہ	٦٢٨
بدعتی کے چہرے پر پھٹکار برستی ہے	٦٢٩
پرخلوص توبہ ہر قسم کا گناہ مٹا دیتی ہے	٦٢٩
بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کی ہلاکت	٦٣٠
مغفرت ورحمت کے معنی	٦٣٠
اللہ کی رحمت ہمہ گیر ہے	٦٣٠
آسمانی کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کے اوصاف اور آپ کی بعثت کی بشارت	٦٣١
ستھری اشیاء کی حلت اور گندگی اشیاء کی حرمت۔	٦٣٢
رحمت عالم ﷺ قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کے نبی ہیں	٦٣٢
یہودیوں کی سبت کے بارے میں نافرمانی	٦٣٥
لوگوں کی تین قسمیں	٦٣٥
گناہوں سے روکنے والے عذاب سے محفوظ رہے۔	٦٣٦
گناہوں سے نہ روکنے والے بھی ہلاک ہوئے	٦٣٦

مضامین	صفحہ نمبر
شکار کے لئے حیلہ سازی	۲۳۶
نافرمانی کی سزا دائمی ذلت	۲۳۷
مغفرت کی امید پر گناہ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔	۲۳۸
قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کی تعریف	۲۳۹
نافرمانی سے کوہ طور کا سروں پر معلق ہونا	۲۳۹
عہد الست کا بیان	۲۴۰
بلعم بن باعوراء کا واقعہ	۲۴۱
بے عمل عالم کی مثال کتے جیسی ہے	۲۴۲
ہدایت وضلالت اللہ ہی کے اختیار میں ہے	۲۴۲
تقدیر کا بیان	۲۴۳
علم وہدایت کے دروازے	۲۴۳
کافر جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں	۲۴۳
اسماء حسنیٰ کا بیان	۲۴۴
پریشانیاں دور کرنے کی دعا	۲۴۴
اسمائے حسنیٰ میں الحاد کا مطلب	۲۴۴
ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہیگا	۲۴۵
استدراج کا بیان	۲۴۵
رسول دیوانے نہیں ہوتے	۲۴۵
سمجھداروں کے لئے دنیا کی ایک ایک چیز میں نشانی ہے	۲۴۶
ازلی شقی ایمان لانے والے نہیں	۲۴۶
قیامت کا بیان	۲۴۷
رحمت عالم ﷺ غیب داں نہیں	۲۴۸
تمام انسان آدم ہی کی اولاد ہیں	۲۴۸
کیا حوا نے اپنے بچہ کا نام عبدالحارث رکھا تھا۔	۲۴۹
معبود صرف اللہ ہے کوئی اور نہیں	۲۵۰

مضامین	صفحہ نمبر
جھوٹے معبودوں کی بے بسی	۲۵۱
بت مرادیں پوری نہیں کر سکتے	۲۵۱
جھوٹے معبود عابدوں سے بھی گئے گذرے ہیں۔	۲۵۱
درگذر کا حکم	۲۵۲
غصہ پی جانے کا حکم	۲۵۳
وسوسوں کے وقت ارباب تقوی کا طریقہ	۲۵۳
ایک نوجوان کا واقعہ	۲۵۳
شیطان کے بھائی	۲۵۴
قرآن جیسے عظیم معجزے کے ہوتے ہوئے معجزے کی درخواست مضحکہ خیز ہے۔	۲۵۴
قرآن کے احترام کا حکم	۲۵۵
صبح وشام ذکر وعبادت کا حکم	۲۵۵
ذکر اللہ بلند آواز سے غیر مستحب ہے	۲۵۵
سورۂ انفال	**۲۵۶**
انفال کی تفسیر	۲۵۶
آیت کا شان نزول	۲۵۶
اللہ سے ڈر کر باہمی نزاع دور کرنے کا حکم	۲۵۷
قیامت کے دن اللہ بھی مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔	۲۵۷
سچے مومن کے اوصاف	۲۵۸
مومن کا قرآن سے ایمان بڑھتا ہے	۲۵۹
توکل کا بیان	۲۵۹
مومنوں کے اعمال کا بیان	۲۵۹
حقیقت ایمان کا بیان	۲۵۹
کامل ایمان کا ثمرہ	۲۵۹

مضامین	صفحہ نمبر
مسلمانوں کے لئے اتباع رسول باعث خیر ہے	۲۶۰
رحمت عالم ﷺ کی قریشی قافلہ کے لئے مدینہ سے روانگی۔	۲۶۰
مقابلہ سے پہلے رحمت عالم ﷺ کی دعائیں	۲۶۱
مردفین	۲۶۲
بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ	۲۶۲
مسلمانوں پر اونگھ کا غلبہ	۲۶۳
برمحل بارش	۲۶۴
ظاہری اور باطنی پاکی کے لئے باران رحمت ہوئی	۲۶۴
امداد کے لئے فرشتوں کا نزول	۲۶۴
مخالفت رسول کی سزا	۲۶۵
میدان جنگ سے بھاگنے کی سزا	۲۶۵
یہاں جماعت سے کیا مراد ہے؟	۲۶۵
خالق افعال اللہ ہے	۲۶۶
مٹھی بھر خاک کا حیرت انگیز اثر	۲۶۷
کافروں کے زوال کی خبر	۲۶۷
مشرکوں کی خواہش کے مطابق اللہ کا فیصلہ	۲۶۷
اطاعت رسول کا حکم	۲۶۸
مشرکوں کی مشابہت سے ممانعت	۲۶۸
غیر مسلموں میں فہم صحیح مفقود ہے	۲۶۹
ہر اصلاحی دعوت قابل قبول ہے	۲۶۹
اللہ انسان کے اور اس کے دل میں حائل ہے۔	۲۶۹
بری باتوں سے بچنا ضروری ہے	۲۶۹
فتنوں سے بچنے کے بارے میں احادیث	۲۷۰
مسلمانوں کو ان کی تدریجی ترقی پر غور کی دعوت۔	۲۷۱
اس آیت کا شان نزول	۲۷۱

مضامین	صفحہ نمبر
خیانت کی ممانعت	۲۷۲
مال واولاد آزمائش ہے	۲۷۲
تقوی کے دلخوش کن نتائج	۲۷۳
رحمت عالم ﷺ کے قتل وگرفتاری اور جلاوطنی کی سازش۔	۲۷۳
قریش کے کبر وغرور کا بیان	۲۷۴
نضر کی بکواس	۲۷۴
مشرک عذاب کی بددعا کر بیٹھے	۲۷۵
استغفار وحیات رسول ﷺ مانع عذاب ہے	۲۷۵
نماز سلامتی کا ذریعہ ہے	۲۷۵
رسول ﷺ کی موجودگی مانع عذاب ہے	۲۷۶
جنگ کے لیے ابوسفیان کی تیاری	۲۷۷
غلبہ اسلام اچھوں اور بروں میں امتیاز کرتا ہے	۲۷۸
پرخلوص توبہ تریاق گناہ ہے	۲۷۸
کفر وشرک مٹانے کے لئے جنگ ہے	۲۷۹
فتنہ کی تفسیر	۲۸۰

دسواں پارہ

مضامین	صفحہ نمبر
غنیمت وفے کا بیان	۲۸۲
جنگ بدر کا بیان	۲۸۳
رحمت عالم ﷺ نے خواب میں بدری مشرکوں کی فوج کم دیکھی	۲۸۵
لڑائی سے پہلے ہر جماعت دوسری کو کم سمجھ رہی تھی	۲۸۵
آداب جنگ کی تعلیم	۲۸۶
مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم	۲۸۶
جہاد کے وقت ذکر اللہ کی کثرت کا حکم	۲۸۷

مضامین	صفحہ نمبر
شیطانی بہلاوے	٦٨٨
مسلمانوں پر مذہبی جنون کا الزام	٦٨٨
یہ ظلم نہیں بلکہ بداعمالیوں کی سزا ہے	٦٨٩
انبیاء کو نہ ماننے والوں پر اللہ کی پکڑ آ کر رہتی ہے	٦٨٩
عدل باری تعالیٰ کا بیان	٦٩٠
فرعون وفرعونیوں کا انجام	٦٩٠
کافر جانوروں سے بدتر ہیں	٦٩١
معاہدہ اطلاع دے کر توڑا جائے	٦٩١
انسان ہر وقت اللہ کے قبضہ وگرفت میں ہے	٦٩٢
حسب مقدور طاقت فراہم رکھو	٦٩٢
گھوڑے پالنے کی فضیلت	٦٩٢
اگر غداری کا ڈر ہے تو خبر کر کے معاہدہ توڑ دو	٦٩٣
مسلمانوں میں جذبہ اطاعت اللہ ہی نے پیدا کیا	٦٩٣
جہاد کی رغبت	٦٩٤
ایک ایک مجاہد دس دس پر بھاری ہے	٦٩٥
تخفیف کی مناسبت سے صبر کا اجر گھٹ گیا	٦٩٥
مال غنیمت حلال ہے	٦٩٦
مسلمانوں کے مقابلہ پر بدر میں بعض لوگ جبریہ لائے گئے تھے۔	٦٩٧
مشرک تو اللہ سے بھی غداری کر چکے ہیں	٦٩٧
مسلمانوں کی چند قسمیں	٦٩٧
مہاجر وانصار کی فضیلت	٦٩٨
مہاجر انصار سے افضل ہیں	٦٩٨
مسلمانوں کی کافروں سے ترک موالات	٦٩٩
اخروی نعمتوں کا بیان	٦٩٩

مضامین	صفحہ نمبر
سورہ توبہ	٧٠٠
توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں	٧٠٠
اعلان کس معاہدے کے بارے میں تھا	٧٠٠
حج اکبر سے کیا مراد ہے	٧٠١
مطلق معاہدے میں چار ماہ کی مہلت ہے	٧٠٢
حرمت والے مہینوں کا بیان	٧٠٣
مشرکوں کو اسلام لانے کے لیے مجبور کردو	٧٠٣
آیت سیف	٧٠٣
رحمت عالم ﷺ چار تلواروں کے ساتھ مبعوث ہوئے۔	٧٠٣
اگر کوئی مشرک امن مانگے تو امن دے دی جائے	٧٠٤
مشرکوں سے برأت کی حکمت	٧٠٤
مشرکوں سے قطع تعلق	٧٠٥
ترغیب جہاد	٧٠٦
پیغمبر اسلام ﷺ و اسلام کی توہین کرنے والوں کے قتل کی دلیل	٧٠٦
جہاد کا بیان	٧٠٧
جہاد کا فلسفہ	٧٠٧
مسلمانوں کو بھی امتحان لیے بغیر نہیں چھوڑا جاتا	٧٠٨
مشرک مسجدوں کی تولیت کے اہل نہیں	٧٠٩
مسجدیں آباد کرنے والے ایمان والے ہیں	٧٠٩
شرک کے ساتھ بڑی سی بڑی نیکی بھی رد کر دی جاتی ہے	٧١٠
مشرکوں سے ترک موالات کا حکم	٧١١
بیٹے کے ہاتھ سے مشرک باپ کا قتل	٧١١

مضامین	صفحہ نمبر
فتح غیبی مدد پر موقوف ہے	۷۱۲
جنگ حنین کا واقعہ	۷۱۲
جنگ حنین پر امداد غیبی	۷۱۳
مسجدوں میں گندے نہ جائیں	۷۱۴
غزوہ تبوک کا بیان	۷۱۵
جزیہ ان کی ذلت و ناقدری کی دلیل ہے۔	۷۱۵
مشرکوں سے جواز جنگ کی وجہ مشرک اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہیں	۷۱۷
ہدایت و دین میں فرق	۷۱۸
دنیادار علماء اور عابدوں سے ہوشیار رہیں۔	۷۱۸
مسلمانوں کو غیروں کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے	۷۱۹
کنز کی تفسیر	۷۱۹
کثرت مال کی برائی	۷۱۹
ایک سال میں بارہ ماہ ہوتے ہیں	۷۲۰
کیا حرمت والے ایام میں مشرکوں سے جہاد جائز ہے	۷۲۱
دین میں رائے کی برائی	۷۲۲
جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں پر عتاب	۷۲۳
دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔	۷۲۳
ترک جہاد پر عتاب۔	۷۲۴
اللہ رحمت عالم ﷺ کا مددگار ہے۔	۷۲۴
رحمت عالم ﷺ کی فرشتوں سے مدد کی گئی	۷۲۵
کیا جہاد ہر حال میں ہر مسلمان پر فرض ہے	۷۲۵
تبوک میں شریک نہ ہونے والوں پر عتاب	۷۲۶
رحمت عالم ﷺ سے پرلطف انداز خطاب	۷۲۷

مضامین	صفحہ نمبر
مومن بڑی خوشی سے جہاد کی طرف لپکتے ہیں	۷۲۷
جہاد میں شامل نہ ہونے کے لیے بے بنیاد عذر	۷۲۸
منافقانہ سازشوں کی یاددہانی	۷۲۸
رنگین عذر	۷۲۹
منافقوں کی عداوت کا بیان	۷۲۹
منافقوں کو جواب	۷۲۹
مجاہدوں کی پانچوں انگلیاں گھی میں۔	۷۳۰
منافقوں کا خرچ نا قابل قبول ہے	۷۳۰
مال و اولاد کی کثرت آزمائش ہے	۷۳۱
منافقوں کی بزدلی کا بیان	۷۳۱
ذاتی مفاد کے لیے منافقوں کی نکتہ چینی	۷۳۲
ذوالخویصرہ کا بیان	۷۳۲
مصارف زکوۃ کا بیان	۷۳۳
فقراء کا بیان	۷۳۳
مساکین کا بیان	۷۳۳
زکوۃ وصول کرنے والوں کا بیان	۷۳۳
دل پرچائے جانے والوں کا بیان	۷۳۳
گردن چھڑانا	۷۳۴
غلام آزاد کرنے کی فضیلت	۷۳۴
قرضداروں کا بیان	۷۳۴
مسافر کی تعریف	۷۳۴
منافقوں کی رحمت عالم ﷺ کو ایذارسانی	۷۳۵
منافق جھوٹ سے نہیں شرماتے	۷۳۵
منافقوں کو اپنی پول کھل جانے کا ڈر	۷۳۶
منافقوں کی مذمت	۷۳۶
منافقوں کی بری عادتوں کا بیان	۷۳۷

مضامین	صفحہ نمبر
نفاق کا برا انجام	۷۳۷
دوسروں کی مشابہت پر عذاب کی وعید	۷۳۸
منافقوں کو نصیحت	۷۳۸
مسلمانوں کے اخلاق حمیدہ	۷۳۹
مومنوں کو ابدی نعمتوں کی بشارت	۷۴۰
کافروں پر جہاد و سختی کا حکم	۷۴۱
رحمت عالم ﷺ کے قتل کی سازش اور اس میں ناکامی۔	۷۴۲
صدقات پر منافقوں کی نکتہ چینی	۷۴۳
منافقوں کے لیے استغفار کی ممانعت	۷۴۴
غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہونے والے منافقوں کی مذمت	۷۴۵
جہنم کی آگ کی خاصیت	۷۴۵
تصور قیامت سے آج ہی رو لو	۷۴۶
منافقوں کو جنگ میں شریک ہونے کی ممانعت	۷۴۶
منافقوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت	۷۴۷
جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت	۷۴۷
مدح اہل اسلام اور ان کی اخروی نعمتوں کا بیان	۷۴۸
معقول عذر والوں کا بیان	۷۴۸
جہاد میں شامل نہ ہونے کے شرعی عذر	۷۴۹
گیارہواں پارہ	
منافقوں کی چالاکیوں کا بیان	۷۵۱
دیہاتی کفر و نفاق میں سخت ہوتے ہیں	۷۵۲
مہاجر و انصار کی فضیلت	۷۵۳
رحمت عالم ﷺ کو تمام منافقوں کا علم نہ تھا	۷۵۴
منافقوں پر دہرے عذاب کی تفسیر	۷۵۴
زکوۃ رکن اسلام ہے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ خاص نہ تھی	۷۵۶
توبہ و خیرات کی ترغیب	۷۵۶
نافرمانوں کو دھمکی	۷۵۶
والذین اتخذوا الخ کا شان نزول۔	۷۵۸
مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔	۷۶۰
فتنہ والی مسجد، مسجد کے حکم میں نہیں۔	۷۶۰
نفاق باعث افعال سیاہ ہے	۷۶۰
مسلمانوں کے جان و مال بک چکے	۷۶۱
سچے مسلمانوں کی خصوصیات	۷۶۲
مشرکوں کے لیے دعا کی ممانعت	۷۶۳
اواہ کی تفسیر	۷۶۴
حجت قائم ہو جانے کے بعد ہی پکڑ ہے۔	۷۶۴
جہاد کا حکم	۷۶۵
جنگ تبوک کا بیان	۷۶۵
اصحاب ثلاثہ کا جنگ تبوک میں شامل نہ ہونے کا حکم	۷۶۶
سچ بولنے کا حکم	۷۷۰
جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت	۷۷۰
جہاد میں خرچ کرنے والوں کا ثواب	۷۷۱
کیا جنگ میں تمام مسلمانوں کو شریک ہونا ضروری ہے۔	۷۷۲
قریبی کافروں سے جہاد کرتے ہوئے آگے بڑھو۔	۷۷۲
ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے	۷۷۳

مضامین	صفحہ نمبر
آزمائش سے عبرت حاصل کرو	۷۷۴
منافق حق پر نہیں جمتے	۷۷۴
بعثت رسول ﷺ اللہ کا احسان عظیم ہے	۷۷۵
پریشانیاں دور کرنے کی دعا	۷۷۶
سورہ یونس	۷۷۶
قرآن کی توصیف	۷۷۶
رسول بشر ہی ہوتا ہے	۷۷۶
تمام کائنات کا خالق و مربی اللہ ہی ہے۔	۷۷۷
سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے	۷۷۸
ہر چیز اللہ کی قدرت کا شاہکار ہے	۷۷۸
دن رات کی آمد و رفت بھی وجود باری کی دلیل ہے	۷۷۹
قیامت کے منکروں کے لیے جہنم	۷۷۹
ارباب ایمان و عمل صالح کا حسن انجام۔	۷۸۰
جنتی سبحانك اللهم سے اپنی خواہش کا اظہار کریں گے	۷۸۰
اللہ دعا کی طرح بددعا قبول نہیں کرتا۔	۷۸۱
پریشانی میں اللہ یاد آتا ہے	۷۸۲
انبیاء کو نہ ماننے والوں کی تباہی	۷۸۲
قریشی سرداروں کی سرکشی کا بیان	۷۸۳
قرآن کی صداقت کا ثبوت	۷۸۳
رسالت کا جھوٹا دعویٰ انتہائی سنگین جرم ہے۔	۷۸۴
دلیل شرک کی تردید	۷۸۵
ابتداء میں سب موحد تھے	۷۸۵
انسان عیش و آرام میں اکڑ جاتا ہے	۷۸۷
دنیوی زندگی کی مثال	۷۸۸

مضامین	صفحہ نمبر
سدا بہار پائیدار نعمتوں کی ترغیب	۷۸۹
مخلصوں کا اجر	۷۸۹
مجرموں کے چہرے سیاہ فام ہونگے	۷۹۰
میدان محشر میں سب کا اجتماع	۷۹۱
جھوٹے معبود عابدوں کے مخالف ہو جائیں گے	۷۹۱
قیامت کے دن ہر شخص اپنے اچھے برے عملوں کا اندازہ کرلے گا۔	۷۹۲
مشرکوں کو بھی اعتراف ہے کہ سچا معبود اللہ ہی ہے	۷۹۲
اللہ ہی مربی و حقیقی معبود ہے	۷۹۳
ازلی کافر ایمان لانے والے نہیں	۷۹۳
شرک کی تردید	۷۹۴
ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے	۷۹۴
شرک عقل کا بھی تقاضا نہیں	۷۹۴
شرک کی نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی۔	۷۹۴
قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کے اعجاز کا بیان۔	۷۹۵
بار بار مطالبہ کے باوجود کوئی قرآن کا مقابلہ نہ کر سکا۔	۷۹۵
قرآن کو نہ ماننا جہالت و نادانی ہے	۷۹۶
قرآن پر سب ایمان لانے والے نہیں	۷۹۶
کافروں کے اعمال سے انبیاء بری ہیں	۷۹۷
ہدایت انبیاء کے اختیار میں نہیں	۷۹۷
ازلی بدبخت ہدایت نہیں پاتے	۷۹۷
اللہ ظالم نہیں	۷۹۷
قیامت کے دن دنیوی زندگی گھڑی بھر کی معلوم ہو گی۔	۷۹۸
میدان محشر میں ایک دوسرے کو پہچانے گا۔	۷۹۸

مضامین	صفحہ نمبر
مجرموں سے انتقام ضرور لیا جائے گا خواہ دنیا میں لیا جائے یا آخرت میں	۷۹۹
بے ایمان قیامت کی جلدی مچاتے ہیں	۸۰۰
قیامت کی تاریخ انبیاء کو بھی معلوم نہیں	۸۰۰
آنے والی چیز آ ہی جائے گی	۸۰۰
عذاب کے بعد ایمان غیر مقبول ہے	۸۰۰
کافروں کے لیے قیامت کی روح فرسا رسوائی۔	۸۰۰
زندگی بعد الموت واقعی ہے	۸۰۱
قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی قبول نہ ہو گا۔	۸۰۱
مالک وشہنشاہ مطلق اللہ ہی ہے	۸۰۱
قرآن نصیحت وشفا اور ہدایت ورحمت ہے	۸۰۱
سچے دین پر خوشی منانی چاہیے	۸۰۲
اللہ کے سوا کسی کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا کوئی حق نہیں	۸۰۲
اللہ کے علم میں ہر چھوٹی بڑی چیز ہے	۸۰۳
اولیاء اللہ کی پہچان	۸۰۳
بشارت سے سچا خواب مراد ہے	۸۰۴
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔	۸۰۴
اللہ قادر مطلق ہے اور بت محض بے بس ہیں	۸۰۴
دن رات بھی توحید کے دلائل ہیں	۸۰۵
اللہ بیوی بچوں سے پاک ہے	۸۰۵
مشرکوں کو نہ دنیا میں کامیابی ہو گی اور نہ آخرت میں	۸۰۵
دنیا کی ناکامی	۸۰۵
مکہ کے مشرکوں کی عبرت کے لیے نوح علیہ السلام کے واقعہ کا بیان	۸۰۶
تمام انبیاء کا دین اسلام (توحید) ہے	۸۰۷
مجرموں کا برا انجام	۸۰۷
خاتم الانبیاء کو جھٹلانے والے یقیناً تباہ ہوں گے۔	۸۰۷
ازلی بدبخت حق کے آگے نہیں جھکتے	۸۰۸
فرعون نے معجزوں کو جادو بتادیا	۸۰۸
معجزے جادو کے کرتب نہیں	۸۰۸
فرعونیوں کا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر الزام	۸۰۸
موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے گھر میں پرورش	۸۰۹
موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ	۸۰۹
جادو دفع کرنے کا عمل	۸۱۰
موسیٰ علیہ السلام پر چند جیالے نوجوان ایمان لائے۔	۸۱۰
مسلمانوں کا اللہ ہی پر بھروسہ ہے	۸۱۱
یہودیوں کی نجات کا بیان	۸۱۱
کافروں پر بددعا	۸۱۲
فرعون وفرعونیوں کے غرق کا واقعہ	۸۱۳
یہودیوں پر انعامات کا بیان	۸۱۴
رحمت عالم ﷺ کی صفتیں آسمانی کتابوں میں موجود ہیں۔	۸۱۴
دنیا میں سب ایمان لانے والے نہیں	۸۱۶
توحید میں شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔	۸۱۷
اسلام قطعی سچا دین ہے	۸۱۸
صبر واستقلال کا حکم	۸۱۸
سورۂ ہود	۸۱۹
سورۂ ہود کے بارے میں	۸۱۹

مضامین	صفحہ نمبر
الرٰ کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے	۸۱۹
تمام انبیا توحید لے کر آئے	۸۱۹
شریعت کی پابندی سے دنیا و آخرت کی اصلاح ہوتی ہے	۸۲۰
اللہ ہر چیز سے خبردار ہے	۸۲۰

بارھواں پارہ

مضامین	صفحہ نمبر
اللہ نے ہر جاندار کی روزی اپنے ذمہ لے رکھی ہے	۸۲۱
اللہ ہمہ گیر قدرت کا مالک ہے	۸۲۱
دنیا میں انسان آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے	۸۲۲
زندگی بعد الموت برحق ہے۔	۸۲۲
مشرکوں کو چند دن کے لیے عذاب کے نہ آنے سے دھوکہ	۸۲۲
انسان کی برائیوں کا بیان	۸۲۳
کامل مسلمانوں کی شان	۸۲۳
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۸۲۴
اعجاز قرآن کا بیان	۸۲۴
قرآن کا اعجاز قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے	۸۲۵
ریاکاروں کو ان کی نیکیوں کا دنیا ہی میں بدلہ مل جاتا ہے	۸۲۵
ہر بچہ توحید پر پیدا ہوتا ہے	۸۲۶
شاہد سے شریعت محمدیہ یا جبریل یا رحمت عالم ﷺ مراد ہیں	۸۲۶
اللہ پر جھوٹ بولنے والوں کا عبرتناک انجام	۸۲۷
حقیقی ظالم	۸۲۷
نیکیوں کے انعامات	۸۲۸
اندھا اور بہرہ بینا و سنا کے برابر نہیں	۸۲۹
حضرت نوح علیہ السلام کا وعظ	۸۲۹
اللہ کے نبی کو کافروں کا جواب	۸۳۰
حق ماننے والے ہی شریف ہیں	۸۳۰
حضرت نوح علیہ السلام کا جواب	۸۳۱
عذاب کا مطالبہ	۸۳۲
عذاب انبیاء کے اختیار میں نہیں	۸۳۳
نوح علیہ السلام کی بددعا	۸۳۴
کشتی تیار کرنے کا حکم	۸۳۴
کشتی نوح میں ہر جاندار کا جوڑا سوار کیا گیا۔	۸۳۴
کشتی نوح میں کتنے آدمی سوار تھے	۸۳۵
سواری پر سلامت رہنے کی دعا	۸۳۶
قوم نوح کی ایک عورت کا واقعہ	۸۳۶
پانی کی طغیانی	۸۳۷
یام بن نوح کشتی پر نہیں سوار ہوا اس لیے ڈوب گیا	۸۳۷
عذاب کی آمد	۸۳۸
یام کے حالات معلوم کرنے کے لیے نوح علیہ السلام کی دعا	۸۳۸
سلامتی سے کشتی سے اتر آنے کا حکم	۸۳۹
گزشتہ واقعات کی اطلاع رسالت کی تصدیق ہے	۸۳۹
حضرت ہود علیہ السلام نے توحید کی تعلیم دی	۸۴۰
دعوت توحید پر عادیوں کا جواب	۸۴۱
انبیاء صحیح الدماغ ہوتے ہیں	۸۴۱
مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے	۸۴۱
حضرت ہود علیہ السلام کے وعظ کا تتمہ	۸۴۲

مضامین	صفحہ نمبر
آخر عادیوں کو عذاب نے گھیر لیا	۸۴۳
حضرت صالح علیہ السلام کی پکار کہ صرف اللہ ہی کو پوجو	۸۴۳
ثمودیوں کا جواب	۸۴۴
حضرت صالح علیہ السلام کا جواب	۸۴۴
خلیل اللہ علیہ السلام کے نوجوان وخوبرو مہمان	۸۴۵
بڑھاپے میں اولاد کی بشارت	۸۴۶
بشارت اولاد پر تعجب	۸۴۶
اللہ کے احکام قابل تعجب نہیں ہوتے	۸۴۶
خلیل اللہ علیہ السلام کی نرم دلی کا واقعہ	۸۴۶
فرشتوں کا حسین لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے پاس آنا	۸۴۷
اللہ کے نبی کا بداخلاق قوم کو وعظ	۸۴۸
قوم کا مغرورانہ جواب	۸۴۸
اللہ کے نبی کی دھمکی	۸۴۸
فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو بتا دیا کہ ہم عذاب لے کر آئے ہیں	۸۴۹
لوطیوں پر اللہ کا عذاب	۸۵۰
لواطت کرنے والوں سے بھی یہ عذاب دور نہیں	۸۵۰
حضرت شعیب علیہ السلام کا وعظ	۸۵۱
قوم شعیب کا جواب	۸۵۲
حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کو جواب	۸۵۲
نبی کی مخالفت کر کے شرک پر جم جانا عذاب کو للکارنا ہے	۸۵۲
قوم شعیب کا جواب	۸۵۳
حضرت شعیب کا جواب	۸۵۳
حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو دھمکی	۸۵۴

مضامین	صفحہ نمبر
رسالت موسیٰ کا بیان	۸۵۵
کافروں کے لیے دائمی عذاب ولعنت ہے۔	۸۵۵
ظالم بستیوں کے واقعات کی خبر دینا رسالت کی دلیل ہے	۸۵۶
ہر ظالم اپنی ہلاکت کا منتظر رہے	۸۵۶
کافروں کی تباہی سے اور مومنوں کی نجات سے اللہ کے وعدوں کی صداقت کا اظہار	۸۵۶
قیامت کا ایک مقرر وقت ہے	۸۵۷
شفاعت کا کسے حق ہوگا	۸۵۷
جہنم میں جہنمیوں کی چیخ وپکار	۸۵۷
قرآن عربی محاوروں میں اترا ہے	۸۵۷
موحد گنہگار جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔	۸۵۷
خوش نصیبوں کے لیے جنت ہے	۸۵۸
شرک کا غلط ہونا اور گمراہ ہونا ظاہر ہے۔	۸۵۹
رحمت عالم ﷺ کو صبر کی ہدایت	۸۵۹
قیامت آرہی ہے۔	۸۵۹
استقامت کا حکم	۸۵۹
دینی کاموں میں سستی اور چشم پوشی کی ممانعت۔	۸۶۰
پنجگانہ نماز کا حکم	۸۶۰
نیکیوں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں	۸۶۰
گناہوں سے روکنے والی جماعت کا وجود ضروری ہے	۸۶۱
گناہ باعث عذاب ہیں	۸۶۱
اللہ کی قدرت ہمہ گیر ہے	۸۶۲
انبیاء کے ماننے والوں پر اللہ کا رحم ہے۔	۸۶۲
انبیاء کے واقعات رحمت عالم علیہ السلام کی تسکین کے	

مضامین	صفحہ نمبر
لیے بیان کیے گئے۔	۸۶۳
کافروں کو دھمکی	۸۶۳
مطلق عالم غیب اللہ ہی ہے	۸۶۳
سورۂ یوسف	۸۶۴
سورۂ یوسف کی فضیلت	۸۶۴
قرآن کے اوصاف	۸۶۴
عربی زبان میں قرآن اترنے وجہ	۸۶۴
قرآن کی خوبی کا بیان	۸۶۴
خواب یوسف علیہ السلام	۸۶۵
اچھا خواب کسی مصلحت سے چھپایا جا سکتا ہے	۸۶۶
خواب یوسف کی تعبیر	۸۶۶
قصۂ یوسف کی تعبیر	۸۶۶
قصۂ یوسف خزانہ موعظت ہے۔	۸۶۷
برادران یوسف کا وہم	۸۶۷
یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کی سازش۔	۸۶۷
شمعون کا مشورہ	۸۶۷
ایک جرم منبع جرائم	۸۶۷
یوسف کو لے جانے کی درخواست	۸۶۸
باپ کا جواب	۸۶۸
باپ نے ان کی باتوں میں آ کر اجازت دے دی	۸۶۹
برادران یوسف کا عذر	۸۷۰
صبر جمیل	۸۷۰
برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو بیچ دیا۔	۸۷۱
یوسف علیہ السلام فروخت کر دیے گئے	۸۷۱
خریدار یوسف کو یوسف علیہ السلام سے محبت	۸۷۲
تکمیل عقل پر نبوت ملتی ہے	۸۷۲

مضامین	صفحہ نمبر
عزیز مصر کی عورت حسن یوسف پر لٹو ہوگئی۔	۸۷۲
یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا بیان واسباب۔	۸۷۳
حضرت یوسف علیہ السلام کی آزمائش	۸۷۴
حضرت یوسف علیہ السلام کی عزت پر حملہ	۸۷۴
عورت کے ایک عزیز کا فیصلہ	۸۷۴
یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی	۸۷۴
راز چھپانے کا مشورہ اور عورت کو تنبیہ۔	۸۷۵
عورتوں نے حسن یوسف سے مدہوش ہو کر انگلیاں کاٹ لیں	۸۷۶
بے حیائی کی زندگی سے جیل بہتر ہے	۸۷۷
حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال پاک دامنی	۸۷۷
جیل کی دعا قبول ہوگئی	۸۷۸
دونو جوان خوابوں کی تعبیر پوچھتے ہیں	۸۷۸
علم تعبیر فرزندان توحید کا حصہ ہے	۸۷۹
جیل میں حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید پر وعظ	۸۸۰
حضرت یوسف علیہ السلام نے خوابوں کی تعبیر بتادی۔	۸۸۱
بادشاہ کے سامنے ذکر یوسف کی ساقی سے درخواست۔	۸۸۱
شاہ مصر کا ایک خواب	۸۸۲
بادشاہ کے خواب کی تعبیر	۸۸۳
آپ نے قحط دور کرنے کی تدبیر بھی بتادی	۸۸۳
شاہ مصر کی نگاہ میں اللہ کے نبی کی عزت اور ان کی رہائی	۸۸۴
قاصد واپس کرنے کی وجہ	۸۸۴
تیرہواں پارہ	

مضامین	صفحہ نمبر
نفس برائیوں کی جڑ ہے	۸۸۶
نگاہ سلطان میں یوسف علیہ السلام کی وقعت	۸۸۶
مصر میں اقتدار یوسف کا آغاز	۸۸۷
مصر میں برادران یوسف کے آنے کا سبب۔	۸۸۸
بھائی کو لانے کا حکم	۸۸۸
بلا بھائی کے مصر میں داخل ہونے کی ممانعت	۸۸۹
برادران یوسف علیہ السلام کا بھائی کو لانے کا وعدہ	۸۸۹
بنیامین کو لے جانے کی درخواست	۸۸۹
حضرت یعقوب کا جواب	۸۸۹
سامان میں سے رقم نکلی	۸۹۰
واپس لانے کا حلفیہ اقرار کرالیا گیا	۸۹۰
شہر میں الگ الگ داخل ہونے کا حکم	۸۹۱
ظاہری تدبیر کی جانی ضروری ہے	۸۹۱
یوسف علیہ السلام کی بنیامین کو تسلی	۸۹۱
شاہی کٹورے کی چوری	۸۹۲
برادران یوسف علیہ السلام کی طرف سے اظہار برأت	۸۹۳
ابراہیمی شریعت میں چوری کی سزا	۸۹۳
شاہی کٹورا بنیامین کے بورے سے برآمد ہوا	۸۹۳
یوسف علیہ السلام پر چوری کا الزام	۸۹۳
تبادلہ کی درخواست	۸۹۴
تبادلہ کی درخواست مسترد	۸۹۴
روبیل کا مشورہ	۸۹۵
اندوہناک واقعہ سن کر اللہ کے نبی کا جواب	۸۹۶
نئے واقعہ نے پرانے زخم پر بھی نمک چھڑک دیا	۸۹۶
باپ کا حال زار دیکھ کر بیٹوں کا مشورہ	۸۹۶
بھائیوں کی تلاش کا حکم	۸۹۷

مضامین	صفحہ نمبر
برادران یوسف علیہ السلام کی مصر کو روانگی	۸۹۷
خاندان یعقوب کے حال زار کی داستان	۸۹۷
کیا آپ ہی یوسف علیہ السلام ہیں؟	۸۹۸
اعتراف گناہ وندامت	۸۹۸
تقدیر کا لکھا پورا ہوا، تم پر کیا الزام	۸۹۸
ابا جان کے منہ پر میرا کرتا ڈال دو	۸۹۸
قمیص یوسف علیہ السلام کی خوشبو	۸۹۸
بیٹوں کا جواب	۸۹۹
یہودا بشیر بن کر کرتا لائے	۸۹۹
برادران یوسف علیہ السلام کی ندامت	۸۹۹
باپ کا خیر مقدم	۹۰۰
خواب کی تعبیر کے ظہور کا وقت	۹۰۰
اسلام پر خاتمہ کی دعا	۹۰۱
ماضی کے واقعات دلائل رسالت ہیں	۹۰۲
ہدایت نبی کے اختیار میں نہیں	۹۰۲
انبیاء تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے	۹۰۲
دلائل توحید میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے	۹۰۳
شرک سب سے بڑا ظلم ہے	۹۰۳
شرک کی ایک مخفی قسم	۹۰۳
ریاکار بھی مشرک ہے	۹۰۴
اللہ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہو	۹۰۴
انبیاء توحید پھیلانے کے لیے بھیجے گئے	۹۰۴
ہر نبی مرد تھا	۹۰۵
نبی بشر ہی ہے فرشتے نہیں ہے	۹۰۵
لوگوں سے ملنے جلنے والا اور ان کی ایذا پر صبر کرنیوالا مومن اچھا ہے	۹۰۵

مضامین	صفحہ نمبر
انبیاء کی امداد عین وقت پر ہوتی ہے	۹۰۶
قرآن گھڑا نہیں جا سکتا	۹۰۶
سورۂ رعد	۹۰۷
قرآن اللہ ہی کا کلام ہے	۹۰۷
اللہ کی کمال قدرت کا بیان	۹۰۷
عالم علوی اور سفلی میں دلائل توحید بکھرے ہوئے ہیں	۹۰۹
زندگی بعد الموت کا انکار تعجب خیز ہے	۹۱۰
کافر عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں	۹۱۰
اللہ کی صفت حلم مانع عذاب ہے	۹۱۰
رحمت عالم علیہ السلام پر کافروں کا اعتراض	۹۱۱
عالم الغیب اللہ ہی ہے	۹۱۲
رحم کی کمی بیشی کی تفسیر	۹۱۲
اللہ کا علم غیر محدود ہے	۹۱۳
محافظ فرشتے	۹۱۳
گرج کی دعائیں	۹۱۵
قیامت کے قریب کثرت سے بجلیاں گریں گی	۹۱۵
اس آیت کا شان نزول	۹۱۵
مشرکوں کی مثال	۹۱۶
کائنات کی ہر چیز اللہ کے آگے جھکی ہوئی ہے	۹۱۶
ثبوت توحید	۹۱۷
شرک کی تردید	۹۱۷
حق کی پائداری کی اور باطل کی ناپائداری کی دو مثالیں	۹۱۷
پانی اور آگ کی مثالیں قرآن و حدیث دونوں میں موجود ہیں	۹۱۸
نیک بختوں اور بدبختوں کا انجام	۹۱۹
قیامت کے دن فدیہ نامنظور	۹۱۹
مومن اور کافر برابر نہیں	۹۲۰
جنت میں لے جانے والے اوصاف	۹۲۱
جنتیوں کے نیک عزیز بھی ان کے ساتھ ہوں گے	۹۲۱
فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے	۹۲۲
کافروں کی بری عادتوں کا اور ان کے برے انجام کا بیان	۹۲۲
فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے	۹۲۳
دنیا کچھ نہیں اصل آخرت ہے	۹۲۳
مشرکوں کا رحمت عالم ﷺ پر اعتراض	۹۲۴
مومنوں کو ذکر اللہ سے تسکین ملتی ہے	۹۲۴
طوبیٰ کا بیان	۹۲۴
رحمت عالم ﷺ کوئی نئے نبی نہیں	۹۲۵
فضیلت قرآن	۹۲۶
اللہ کا جو وعدہ ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا	۹۲۶
رحمت عالم ﷺ کو تسلی	۹۲۷
اللہ ہر شخص کے عملوں کا نگراں ہے	۹۲۷
شرک پر نہ عقلی دلیل اور نہ نقلی	۹۲۷
متقیوں کی جنت کے اوصاف	۹۲۸
جنت کے پھل اور اس کی چھاؤں دائمی ہے	۹۲۸
جنتی کا کھانا خوشبودار ڈکار سے ہضم ہوگا	۹۲۹
صادق اہل کتاب آپ کی شریعت سے خوش ہیں	۹۳۰
بشری انبیاء ہوئے	۹۳۰
کوئی رسول اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ نہیں دکھا سکتا	۹۳۱

مضامین	صفحہ نمبر
تقدیری باتوں میں ردوبدل ہوتا ہے	۹۳۱
عذاب اللہ کے اختیار میں ہے	۹۳۱
اسلام کا دن بدن غلبہ	۹۳۱
مستقبل مسلمانوں ہی کا شاندار ہے	۹۳۲
رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی کافی ہے	۹۳۲
سورۂ ابراہیم	۹۳۳
قرآن کی فضیلت	۹۳۳
ہر چیز پر اللہ کی حکومت ہے	۹۳۴
تکذیب رسول پر سخت وعید	۹۳۴
کافروں کی عادت	۹۳۴
انبیاء لوگوں کی مادری زبان میں بھیجے جاتے ہیں	۹۳۴
ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں ہے	۹۳۵
ہر نبی ہدایت توحید لے کر آیا	۹۳۵
صبر وشکر بہترین عادت ہے	۹۳۵
کلیم اللہ کا ایک وعظ	۹۳۶
شکر سے نعمت بڑھتی ہے اور ناشکری سے گھٹتی ہے	۹۳۶
ناشکری سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا	۹۳۶
معد بن عدنان کے بعد کی تاریخ مبہم ہے۔	۹۳۷
منہ کی طرف ہاتھ لوٹانے کا مطلب	۹۳۷
کافروں کی کٹ حجتی	۹۳۸
توحید کی ایک موٹی سی دلیل	۹۳۸
اللہ سے قریب کرنے والے نیک عمل ہیں وسیلہ کچھ نہیں	۹۳۹
کافروں کا رسالت میں شک	۹۳۹
نبیوں کا اقرار کہ ہم بشر ہیں	۹۳۹
مومن کی شان صبر وتوکل ہے	۹۳۹
انبیاء کو قتل وجلاوطنی کی دھمکی	۹۴۰
انبیاء کو فتح کی بشارت	۹۴۰
انبیاء نے دعا اور قوموں نے بددعا مانگی	۹۴۰
سرکش کے لیے جہنم اور اس کے عذاب ہیں	۹۴۱
طینۃ الخبال کا بیان	۹۴۱
کافروں کے عملوں کی مثال	۹۴۲
زندگی بعد الموت کی دلیل	۹۴۲
نافرمانیاں تباہی کا باعث ہیں	۹۴۲
قیامت کے دن عوام ورہنماؤں کا جھگڑا	۹۴۳
میدان محشر میں یا جہنم میں شیطان کی تقریر	۹۴۴
شیطان کی زبانی نیکوں کے حسن انجام کا بیان	۹۴۵
پاکیزہ اور گندے درختوں کی مثال	۹۴۵
ایک انتہائی مفید عمل	۹۴۶
قبر میں سوال وجواب	۹۴۶
تثبیت کی دعا	۹۴۷
الم تر الم تعلم کے معنی میں ہے۔	۹۴۸
ناشکروں سے کون مراد ہیں	۹۴۸
مشرکوں کو وعید	۹۴۸
نماز وخیرات کا حکم	۹۴۸
اللہ کی چند نعمتوں کا بیان	۹۴۹
ضرورت کی تمام چیزیں اللہ نے دیں	۹۵۰
مکہ ابتدا ہی سے توحید کا گہوارہ اور حرم ہے	۹۵۰
اکثر دنیا بتوں کے چکر میں پڑ کر گمراہ ہوگئی	۹۵۱
شرک مشیت پر چھوڑنے سے مغفرت لازم نہیں	۹۵۱

مضامین	صفحہ نمبر
مکہ بس جانے کے بعد خلیل اللہ کی دعا	۹۵۱
مکہ میں پھلوں کی فراوانی دعائے خلیل علیہ السلام کا اثر ہے۔	۹۵۱
دعائے خلیل علیہ السلام کا مقصد	۹۵۲
اللہ ہی دعائیں قبول فرماتا ہے	۹۵۲
نماز کی پابندی کے لیے دعائے خلیل	۹۵۲
ماں باپ کی بخشش کے لیے دعائے خلیل۔	۹۵۲
اللہ نے ظالموں کے لیے مہلت دے دی ہے۔	۹۵۳
مردے میدان محشر کو جا رہے ہوں گے	۹۵۳
عذاب آنے کے بعد مہلت کہاں	۹۵۴
تم عبرت ناک واقعات سے بھی نہیں جاگے	۹۵۴
پرواز کے لیے نمرود کی تدبیر	۹۵۴
اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا	۹۵۵
محشر کا بیان	۹۵۵
محشر میں کئی کئی مجرم ایک ساتھ بندھے ہوں گے	۹۵۵
مجرموں کا گندھک کا لباس ہوگا	۹۵۶
ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ ملنے والا ہے۔	۹۵۶
قرآن اللہ کا پیغام ہے اور ہدایت ہے	۹۵۶
سورۂ حجر	۹۵۷
قرآن نہایت آسان ہے	۹۵۷
چودھواں پارہ	
ایک وقت کافر بھی مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے	
کافروں کو دھمکی	۹۵۸
ہر بستی کی ایک مقررہ مدت ہے	۹۵۸
رحمت عالم ﷺ پر دیوانگی کا الزام	۹۵۹
صداقت رسالت میں فرشتوں کی گواہی کا مطالبہ	۹۵۹
مشرکوں کا رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تمسخر	۹۵۹
ازلی کافر کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں	۹۶۰
آسمان تاروں سے مزین ہے	۹۶۰
چوری سے فرشتوں کی باتیں سننے والے شیطانوں پر انگارے پڑتے ہیں۔	۹۶۱
زمین ولوازمات زمین کی پیدائش	۹۶۱
اللہ کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے	۹۶۲
ہواؤں کے فوائد	۹۶۲
اللہ زندگی اور زندگی بعد الموت دونوں پر قادر ہے	۹۶۲
اللہ کو تمہاری خاک کے ذرات معلوم ہیں۔	۹۶۲
انسان کا مادہ	۹۶۳
جنوں کا مادہ	۹۶۳
آدم کی فضیلت وذکر خیر	۹۶۳
ابلیس پر دائمی پھٹکار	۹۶۴
ابلیس کی ہٹ دھرمی کا بیان	۹۶۴
شیطان کس پھندے سے انسان کو جکڑتا ہے	۹۶۵
جہنم کے سات طبقے ہیں	۹۶۵
جنتیوں کا بیان	۹۶۶
مومن کینوں سے پاک ہو کر جنت میں جائیں گے۔	۹۶۶
جنت میں آرام ہی آرام ہے	۹۶۶
خوف ورجا کا بیان	۹۶۶
خلیل اللہ کے مقدس مہمان	۹۶۷
فرشتوں کے آنے کی وجہ	۹۶۸

مضامین	صفحہ نمبر
لوط علیہ السلام کو معہ خاندان کے راتوں رات نکل جانے کا حکم	۹۶۸
شہری نوجوانوں کی طرف بڑھے	۹۶۹
"واؤ" ترتیب کے لیے نہیں آتا	۹۶۹
قوم کا جواب	۹۶۹
جنسی پیاس عورتوں سے بجھاؤ	۹۶۹
اللہ نے رحمت عالم ﷺ کی عمر کی قسم کھائی۔	۹۶۹
لوطیوں پر عذاب	۹۷۰
لوطیوں کے کھنڈرات باعث عبرت ہیں	۹۷۰
علاقہ سدوم آباد راہ پر ہے	۹۷۰
قوم شعیب علیہ السلام پر عذاب	۹۷۰
ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے	۹۷۱
دعائے صالح سے چٹان سے اونٹنی پیدا ہوئی	۹۷۱
قوم صالح پر عذاب	۹۷۱
دنیا کسی مصلحت سے پیدا کی گئی	۹۷۲
قیامت ضرور آئے گی	۹۷۲
قرآن ایک عظیم نعمت ہے	۹۷۲
سبع مثانی کی تفسیر	۹۷۳
قرآن دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے	۹۷۳
مقتسمین کی تفسیر	۹۷۴
رحمت عالم ﷺ کی اور لوگوں کی مثال	۹۷۴
اہل کتاب نے اپنی کتابوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔	۹۷۴
ولید کا اہل قریش کو مشورہ	۹۷۴
توحید کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی	۹۷۵
بے دھڑک تبلیغ کا حکم	۹۷۵
راہ تبلیغ میں مشرکوں سے نہ ڈرو	۹۷۵
مذاق اڑانے والوں کا انجام	۹۷۶
کسی صدمہ سے یا کسی خوف سے اللہ کا کام نہ چھوڑا جائے	۹۷۶
کسی حال میں بھی نماز نہ چھوڑی جائے	۹۷۶
مرتے دم تک عبادت میں لگے رہو	۹۷۶
ایک غلط بات کی طرف اشارہ	۹۷۷
سورۂ نحل	۹۷۷
قیامت قریب ہے	۹۷۷
آنے والی چیز قریب ہی سمجھو	۹۷۷
شرک قیامت کے منکر ہی کرتے ہیں	۹۷۷
روح بہ معنی وحی	۹۷۸
شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرو	۹۷۸
دنیا حکمت کے ساتھ بنائی گئی	۹۷۸
اللہ تخلیق عالم میں یکتا ہے تو عبادت میں بھی یکتا ہے	۹۷۸
انسان ایک حقیر نطفہ سے بنا	۹۷۸
جانور بھی اللہ کی نعمت ہے	۹۷۹
جانور باعث رونق بھی ہیں	۹۷۹
جانوروں کے ذریعے سامان بھی منتقل کیا جاتا ہے	۹۷۹
سواری پر سوار ہونے کی دعا	۹۷۹
بعض جانور سواری اور خوبصورتی کے لیے پیدا کیے گئے	۹۸۰
گھوڑے حلال ہیں	۹۸۰
دینی راہ کا بیان	۹۸۰

مضامین	صفحہ نمبر
بارش سے متعلقہ نعمتوں کا بیان	۹۸۱
دن رات اور سورج چاند اللہ کو بتاتے ہیں۔	۹۸۱
ارضی نشانات کا بیان	۹۸۲
سمندر بھی اللہ کی ایک نعمت ہے	۹۸۲
پہاڑ بھی اللہ کی نعمت عظمیٰ ہیں	۹۸۳
سمندروں اور دریاؤں کے فوائد	۹۸۳
راستے بھی اللہ کی نعمت ہیں	۹۸۳
عبادت اللہ ہی کا حق ہے	۹۸۳
انسان پر اللہ کی نعمتیں بیشمار ہیں	۹۸۳
اللہ اسرار سے خوب واقف ہے	۹۸۴
جھوٹے معبود مخلوق ہیں کسی چیز کے خالق نہیں	۹۸۴
بت جمادات ہیں	۹۸۴
معبود صرف اللہ ہے	۹۸۴
کافر مغرور ہیں	۹۸۴
اللہ کافروں کی ایک ایک حرکت سے خبردار ہے	۹۸۴
کافر قرآن کو جادو بتانے لگے	۹۸۵
موجد پر قیامت تک بعد والے عاملوں کا ثواب یا عذاب ہے	۹۸۵
نمرود کا بیان	۹۸۶
قیامت کی رسوائی	۹۸۶
غداروں کے چوتڑوں پر جھنڈا	۹۸۶
مشرکوں کی جان کندنی کا بیان	۹۸۷
ارباب تقویٰ کا بیان	۹۸۷
اہل تقویٰ کو بشارت	۹۸۸
آخرت دنیا سے اچھی ہے	۹۸۸
آخرت کے گھر کی صفت	۹۸۸
مسلمانوں کی قابل رشک موت	۹۸۸
معلوم ہوتا ہے مشرکوں کو موت یا قیامت کا انتظار ہے	۹۸۹
کافر عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے	۹۸۹
شرک پر تقدیر سے دلیل لانا نادانی ہے	۹۸۹
ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول آیا	۹۹۰
ازلی مشرک ہدایت نہیں پاسکتے	۹۹۰
زندگی بعد الموت برحق ہے	۹۹۰
زندگی بعد الموت کی حکمت	۹۹۱
اللہ قادر مطلق ہے	۹۹۱
مہاجروں کی جزا	۹۹۱
مہاجروں کے اوصاف	۹۹۲
بشر ہی انبیاء بنائے گئے۔	۹۹۲
انبیاء معجزے اور کتابیں لے کر آئے	۹۹۲
مجرم فوراً نہیں پکڑے جاتے	۹۹۳
اللہ سفر میں بھی پکڑ سکتا ہے	۹۹۳
اللہ کی حالت خوف میں پکڑ	۹۹۳
اللہ کی عظمت و کبریائی کا بیان	۹۹۴
ملائک بھی خوشی خوشی سجدہ کرتے ہیں	۹۹۴
اللہ ہی عبادت کا حقدار ہے	۹۹۴
مخلوق پر خالق کی عبادت واجب ہے	۹۹۴
شرک کی ممانعت	۹۹۵
آڑے وقت میں اللہ ہی یاد آتا ہے	۹۹۵
شرک کا برا انجام	۹۹۵
مشرکوں کی بری عادتیں	۹۹۶
کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں	۹۹۶

مضامین	صفحہ نمبر
مشرکوں کو بیٹیوں سے نفرت	۹۹۶
اللہ کی طرف مطلق کمال منسوب ہوتا ہے۔	۹۹۶
گناہوں پر فوراً ہی پکڑ نہیں ہوتی	۹۹۷
مشرک اپنی ناپسند چیزیں اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں	۹۹۷
مجرموں کے ایک گندے عقیدے کی تردید۔	۹۹۷
آپ کے لیے انبیاء نمونہ ہیں	۹۹۸
اختلافات کے فیصلے کے لیے قرآن اترا	۹۹۸
قرآن مردے زندہ کرتا ہے	۹۹۸
دودھ خالق کی مہربانی کی نشانی ہے	۹۹۸
حرمت سے پہلے شراب مباح تھی	۹۹۹
شہد بھی خالق کی ایک نعمت ہے	۹۹۹
شہد کی مکھی کو تسخیری ہدایت	۹۹۹
شہد کا بیان	۱۰۰۰
ردی عمر کتنے سال کی ہے؟	۱۰۰۰
نکمی عمر سے محفوظ رہنے دعا	۱۰۰۰
آقا اور غلام کسی بات میں بھی برابر نہیں	۱۰۰۱
عورتیں مردوں کی ہم جنس ہیں	۱۰۰۲
اللہ نے نفیس غذائیں اور بہترین مشروبات کھانے پینے کو دیے	۱۰۰۲
محسن وخالق کو چھوڑ کر غیر محسن ومخلوق کی عبادت نہ کرو	۱۰۰۲
اللہ عالم ہے اور وہ توحید کو مبارک اور شرک کو منحوس بتاتا ہے	۱۰۰۲
کافر ومومن کی مثال	۱۰۰۳
کافر ومومن کی دوسری مثال	۱۰۰۳

مضامین	صفحہ نمبر
چونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس لیے قیامت پر بھی قادر ہے	۱۰۰۴
عقل وفہم بھی اللہ ہی کی دی ہوئی نعمت عظمیٰ ہے۔	۱۰۰۴
انسان کا ہر عضو اللہ کی اطاعت کے لیے ہے	۱۰۰۴
اللہ کی عظیم قدرت پر غور کرو	۱۰۰۵
گھر اور کپڑے بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	۱۰۰۵
چھاؤں اور پہاڑوں کے غار بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	۱۰۰۶
رسول کے ذمہ محض تبلیغ ہے	۱۰۰۶
آیت کا شان نزول	۱۰۰۶
محشر میں مشرکوں کا حال زار	۱۰۰۷
عذاب میں پڑ جانے کے بعد مہلت وتخفیف نہیں	۱۰۰۷
جہنم ہر ظالم وسرکش اور سخت گیر پر مسلط ہوگی	۱۰۰۷
عین ضرورت کے وقت جھوٹے معبود مشرکوں سے بیزار ہو جائیں گے	۱۰۰۷
قیامت کے دن سب اللہ کے فرماں بردار بن جائیں گے	۱۰۰۷
کافروں پر دگنا عذاب ہوگا	۱۰۰۸
قیامت کا ہولناک دن یاد رکھو	۱۰۰۸
قرآن میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے	۱۰۰۸
انصاف وسلوک کا حکم	۱۰۰۹
صلہ رحمی کا حکم	۱۰۰۹
فحشا، منکر اور بغاوت کی تفسیر	۱۰۰۹
ایفائے عہد کا حکم	۱۰۰۹
عہد شکنی حالت کمزوری میں بھی منع ہے	۱۰۰۹
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی قوم بنا دیتا	۱۰۱۱
دھوکہ دینے کے لیے جھوٹی قسموں کی ممانعت	۱۰۱۱

مضامین	صفحہ نمبر
دنیا کے لیے قسمیں نہ توڑو	۱۰۱۱
دنیا ناپائیدار اور آخرت پائیدار ہے	۱۰۱۱
نیک عمل کی تعریف	۱۰۱۱
پاکیزہ زندگی کا مطلب	۱۰۱۲
تلاوت سے قبل اعوذ پڑھنے کا حکم	۱۰۱۲
مومن گناہ کے بعد توبہ کر لیتا ہے	۱۰۱۲
مشرک کم عقل ہیں ان میں یقین کی صلاحیت ہی نہیں۔	۱۰۱۳
قرآن جس میں پیغام ہدایت وبشارت ہے جبرئیل لائے	۱۰۱۳
رحمت عالم ﷺ پر مشرکوں کو الزام	۱۰۱۳
ذکر سے منہ موڑنے والوں کو ہدایت کہاں	۱۰۱۴
مرتد پر اللہ کا قہر وغضب ہے	۱۰۱۴
مرتد کو ایمان نصیب نہیں ہوتا	۱۰۱۵
مرتد کے دل پر مہر لگ جاتی ہے	۱۰۱۵
مرتد آخرت میں نقصان اٹھائیں گے	۱۰۱۵
مجبور لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں	۱۰۱۵
اس آیت کا شان نزول	۱۰۱۵
حالت جبر میں کفریہ کلمہ جائز ہے	۱۰۱۵
حبیب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۰۱۵
عبداللہ سہمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۱۰۱۶
مشرکوں کے ساتھ بچاؤ کے لیے زبانی موافقت معاف ہے	۱۰۱۶
قیامت کے ہولناک دن کی یاد	۱۰۱۷
مکہ کی ایک مثال	۱۰۱۷
ناشکری سلب نعمت کا موجب ہے	۱۰۱۷
بعثت رسول ﷺ اللہ کا احسان عظیم ہے	۱۰۱۸
حلال روزی اور شکر کا حکم	۱۰۱۹
حرام چیزوں کا بیان	۱۰۱۹
بدعت سے بچنے کا حکم	۱۰۱۹
شریعت گھڑنے والوں کو وعید	۱۰۱۹
یہودیوں پر چند چیزوں کی حرمت	۱۰۱۹
مجرموں کی توبہ قبول ہوگی	۱۰۲۰
خلیل اللہ کا ذکر خیر	۱۰۲۰
خلیل اللہ دنیا میں سچے اور آخرت میں نیک ہیں	۱۰۲۰
سید الانبیاء کو ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم	۱۰۲۱
ہفتہ میں عبادت کے لیے جمع ہونے کا ایک دن (جمعہ) مقرر تھا	۱۰۲۱
تبلیغ معقول وبہترین طریقہ سے کی جائے	۱۰۲۲
اچھی نصیحت کی تعریف	۱۰۲۲
قصاص میں برابری کا حکم	۱۰۲۲
صبر کا حکم	۱۰۲۳
مخالفوں کی پرواہ نہ کیجیے	۱۰۲۳
اللہ پارساؤں کی مدد کرتا ہے	۱۰۲۳
پندرھواں پارہ	
سورۂ بنی اسرائیل	۱۰۲۴
سورۂ بنی اسرائیل کی فضیلت	۱۰۲۴
اسریٰ کا بیان	۱۰۲۴
بیت المقدس کا علاقہ بڑا زرخیز ہے	۱۰۲۴
آپ کو قدرت کے کچھ نمونے دکھانے کے لیے	

مضامین	صفحہ نمبر
سیر کرائی گئی۔	۱۰۲۴
احادیث سے معراج کا بیان	۱۰۲۵
معراج پر تبصرہ	۱۰۳۲
معراج بیداری میں ہوئی خواب میں نہیں۔	۱۰۳۲
فائدہ	۱۰۳۲
فائدہ	۱۰۳۳
کلیم اللہ کا بیان	۱۰۳۳
یہودیوں کو اپنے بزرگوں کی طرح شکر گزار ہونا چاہیے	۱۰۳۳
تورات میں بتادیا گیا تھا کہ یہودی دوبار سرکشی کریں گے	۱۰۳۴
ایک جنگجو قوم کے تسلط کی خبر	۱۰۳۵
جنگجو قوم جالوت یا سنجاریب یا بخت نصر تھا	۱۰۳۵
نیکی اور برائی اپنے ہی لیے ہے	۱۰۳۵
جہنم کافروں کا قید خانہ ہے	۱۰۳۵
قرآن کی تعریف	۱۰۳۵
انسان کی جلد بازی اور بددعا کا بیان	۱۰۳۶
دن رات قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں	۱۰۳۶
اعمال نامہ کا بیان	۱۰۳۷
تجھے خود اعتراف ہے کہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا	۱۰۳۷
کوئی کسی کے گناہ کا بار نہیں اٹھائے گا	۱۰۳۸
بعثت رسول کے بعد ہی پکڑ ہے	۱۰۳۸
فحش کاموں سے عذاب واجب ہو جاتا ہے۔	۱۰۳۸
قریش کو دھمکی	۱۰۳۸
طالب دنیا کی ہر خواہش پوری نہیں ہوئی	۱۰۳۹
طالب آخرت کی کوششیں مقبول ہیں	۱۰۳۹

مضامین	صفحہ نمبر
طالب دنیا و آخرت دونوں کو نیتوں کے مطابق ملتا ہے	۱۰۴۰
دنیا اور آخرت میں فرق مراتب	۱۰۴۰
اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو	۱۰۴۰
توحید کا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بیان	۱۰۴۱
ماں باپ کی فرماں برداری کا بیان	۱۰۴۱
خصوصاً ماں باپ کے فرماں بردار کی اور نمازی کی خطائیں معاف	۱۰۴۱
صلہ رحمی کا بیان	۱۰۴۲
خرچ کرنے میں درمیانی راہ اختیار کرو۔	۱۰۴۲
اسراف کی مذمت	۱۰۴۲
اسراف کی تعریف	۱۰۴۲
سائل سے محبت و پیار سے گفتگو کرو	۱۰۴۲
خرچ میں درمیانی راہ	۱۰۴۳
کنجوس و فیاض کی مثال	۱۰۴۳
تنگی اور فراخی اللہ کے اختیار میں ہے	۱۰۴۳
قتل اولاد کی ممانعت	۱۰۴۳
زنا اور اسباب زنا سے بچنے کا حکم	۱۰۴۴
قتل ناحق حرام ہے	۱۰۴۴
اڑانے کے ارادے سے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ	۱۰۴۵
ایفائے عہد کا حکم	۱۰۴۵
پورا ناپو اور پورا تولو	۱۰۴۵
بلا علم کے زبان نہ ہلاؤ	۱۰۴۶
مغرورانہ چال کی مذمت	۱۰۴۶
تمام برے کاموں کی باز پرس ہوگی	۱۰۴۶

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ تمام باتیں وحی سے بتاتے ہیں	۱۰۴۷
فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنانیوالوں کی تردید	۱۰۴۷
قرآن نے طرح طرح سے سمجھا دیا	۱۰۴۷
تقرب کے لیے صرف شریعت کی ضرورت ہے۔	۱۰۴۷
اللہ شرک سے پاک ہے	۱۰۴۸
دنیا کی ہر چیز رب کی تسبیح خواں ہے	۱۰۴۸
اللہ کی شان تحمل	۱۰۴۸
مشرکوں کے دلوں پر پردے ہیں	۱۰۴۹
دشمن کی نگاہ سے چھپنے کی دعا	۱۰۴۹
شرک سے ہدایت کی راہیں بند ہو جاتی ہیں	۱۰۴۹
مشرکوں کا توحید سے فرار	۱۰۴۹
رحمت عالم ﷺ پر جادو کا الزام	۱۰۵۰
تین مشرکوں کا چھپ کر رحمت عالم ﷺ کی قراءت سننا	۱۰۵۰
زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی تردید	۱۰۵۱
پتھر یا لوہا بن جانے کے بعد کون زندہ کرے گا	۱۰۵۱
رب کی آواز سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے	۱۰۵۲
قبروں سے اٹھ کر دنیوی زندگی کچھ بھی معلوم نہیں ہوگی	۱۰۵۲
گفتگو محبت و پیار سے اور ادب سے کی جائے	۱۰۵۲
یہ پیغمبر کا کام صرف پہنچا دینا ہے منوانا نہیں۔	۱۰۵۳
اللہ کو مطیع وغیر مطیع کے مراتب خوب معلوم ہیں	۱۰۵۳
انبیاء میں بعض کو بعض پر برتری ہے۔	۱۰۵۳
رحمت عالم ﷺ افضل الانبیاء ہیں	۱۰۵۳
جھوٹے معبود نفع نقصان پر قادر نہیں	۱۰۵۴
فرشتے، مسیح اور عزیر خود اللہ کے قرب کے متلاشی ہیں	۱۰۵۴
خوف ورجا کا بیان	۱۰۵۴
قیامت سے پہلے کافروں کی ہر بستی تباہ ہو جائے گی۔	۱۰۵۴
حسب خواہش معجزوں کا مطالبہ	۱۰۵۵
ترغیب تبلیغ و بشارت حفاظت	۱۰۵۵
عجائبات معراج آزمائش تھے	۱۰۵۵
شجر مذمومہ	۱۰۵۶
انسان سے شیطان کی قدیمی دشمنی ہے	۱۰۵۶
شیطان کو مہلت اور جہنم کی وعید	۱۰۵۷
باجے گاجے شیطان کی آواز ہیں	۱۰۵۷
شیطانی لشکر	۱۰۵۷
مال واولاد میں شیطان کا حصہ	۱۰۵۷
شیطان کے وعدے جھوٹے ہی ہوتے ہیں	۱۰۵۸
شیطان سے اللہ مومنوں کی حفاظت کرتا ہے	۱۰۵۸
کشتیاں اللہ کی مہربانی کی نشانیاں ہیں	۱۰۵۸
آڑے وقت اللہ ہی یاد آتا ہے	۱۰۵۸
عکرمہ کا واقعہ	۱۰۵۸
انسان عافیت کی حالت میں اللہ کو بھول جاتا ہے	۱۰۵۹
کیا خشکی پر اللہ کا عذاب نہیں آ سکتا	۱۰۵۹
مجرم کا کوئی ساتھی نہیں	۱۰۵۹
توحید کے منکروں کو تنبیہ	۱۰۶۰
انسان کی شرف وبزرگی کا بیان	۱۰۶۰
خشکی کی سواریاں	۱۰۶۰
ہر نبی معامت کے بلایا جائے گا	۱۰۶۱
اہل حدیث کی فضیلت	۱۰۶۱

مضامین	صفحہ نمبر
اعمال نامے کا بیان	۱۰۶۱
انبیائے کرام کی حفاظت	۱۰۶۲
وقت پر نماز پڑھنے کا حکم	۱۰۶۳
وقت پر پنجگانہ نمازیں پڑھنے کا حکم۔	۱۰۶۳
صبح اور عصر کی نماز میں فرشتوں کا اجتماع	۱۰۶۳
تہجد کا بیان	۱۰۶۳
مقام محمود	۱۰۶۳
قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ کی خصوصیات	۱۰۶۴
شفاعت کا بیان	۱۰۶۴
ہجرت کا حکم	۱۰۶۵
غلبہ عظیم کی دعا	۱۰۶۵
قریشی کافروں کو دھمکی	۱۰۶۵
قرآن باعث رحمت وشفا ہے	۱۰۶۵
حالت سرور میں روگردانی	۱۰۶۶
مشرکوں کو دھمکی	۱۰۶۶
روح کا بیان	۱۰۶۷
قرآن ایک نعمت عظمیٰ ہے	۱۰۶۷
قرآن کی فضیلت	۱۰۶۸
شرفائے قریش کی رحمت عالم ﷺ سے ایک درخواست	۱۶۰۸
رحمت عالم ﷺ کا جواب	۱۰۷۰
رحمت عالم ﷺ سے نہروں کی درخواست	۱۰۷۰
رحمت عالم ﷺ سے عذاب کی درخواست	۱۰۷۰
اللہ نے بطحاء مکہ کو سونا بنانا چاہا	۱۰۷۱
مشرکوں کو رسالت بشر پر یقین نہ تھا۔	۱۰۷۱
بشر کو رسول بنانا اللہ کی مہربانی ہے۔	۱۰۷۱

مضامین	صفحہ نمبر
رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی	۱۰۷۲
مشرک منہ کے بل چلائے جائیں گے	۱۰۷۲
مشرک قیامت کے دن اندھے بہرے اور گونگے ہوں گے	۱۰۷۲
اللہ کی قدرت ہمہ گیر ہے	۱۰۷۳
انسانی طبیعت کا بیان	۱۰۷۳
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزے	۱۰۷۴
قطعی دلائل نہ ماننا تباہی کی علامت ہے۔	۱۰۷۴
فرعون کی تباہی	۱۰۷۴
فتح مکہ کی بشارت	۱۰۷۴
قرآن اللہ کے پاس سے حق لے کر اترا	۱۰۷۵
پورا قرآن پہلے لوح محفوظ سے بیت العزت میں رکھا گیا پھر بتدریج ۲۳ سال میں اترا۔	۱۰۷۵
قرآن سرتاپا حق ہے	۱۰۷۶
اللہ کا وعدہ پورا ہی ہوتا ہے	۱۰۷۶
کافر اللہ کی صفت رحمت کے قائل نہ تھے	۱۰۷۶
آیت کا شان نزول	۱۰۷۷
ابتدا میں نماز میں درمیانی قرأت کا حکم	۱۰۷۷
توحید کا بیان	۱۰۷۷
آیت عزت	۱۰۷۷
چوری اور ناخوشگوار باتوں سے محفوظ رہنے کا عمل	۱۰۷۷
سورۂ کہف	۱۰۷۸
سورۂ کہف کی فضیلت	۱۰۷۸
دجال سے محفوظ رہنے کا عمل	۱۰۷۸
زمین سے لے کر آسمان تک نور دلانے والی	

مضامین	صفحہ نمبر
سورت	۱۰۷۸
جمعہ کے دن کہف پڑھنے کی فضیلت	۱۰۷۸
اللہ لائق حمد ہے کہ اس نے قرآن جیسی عظیم کتاب اتاری	۱۰۷۹
قرآن کو خوبیاں	۱۰۷۹
فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں	۱۰۷۹
اللہ پر اولاد کا الزام	۱۰۷۹
آیت کا شان نزول	۱۰۷۹
رحمت عالم ﷺ کو مشرکوں کے ایمان نہ لانے پر سخت ملال	۱۰۸۰
دنیا دارالامتحان ہے	۱۰۸۱
دنیا فنا ہو جائے گی	۱۰۸۱
اصحاب کہف کا مختصر واقعہ	۱۰۸۱
کچھ موحد نوجوان حفاظت دین کے لیے اس غار میں آ چھپے تھے	۱۰۸۲
غار میں گھس کر یہ نوجوان سو گئے	۱۰۸۲
ایک مدت دراز کے بعد بیداری	۱۰۸۲
اصحابہ کہف کے واقعہ کی تفصیل	۱۰۸۳
ایمان گھٹتا بڑھتا ہے	۱۰۸۳
اصحاب کہف مسیح سے پہلے کے ہیں۔	۱۰۸۳
اصحاب کہف رومی شہزادے اور سردار تھے	۱۰۸۳
ان نوجوانوں میں توحید کے پیدا ہونے کا سبب	۱۰۸۳
دقیانوس کو اصحاب کہف کی اطلاع	۱۰۸۴
فرزندان توحید کسی سے نہیں ڈرتے	۱۰۸۴
توحید پر وعظ اور دور آزمائش	۱۰۸۴
فرزندان توحید نے مہلت سے فائدہ اٹھایا	۱۰۸۴

مضامین	صفحہ نمبر
حفاظت دین کی خاطر نکل جانا روا ہے	۱۰۸۴
شہر سے نکل جانے کی تجویز	۱۰۸۵
اصحاب کہف پر دھوپ نہیں آتی	۱۰۸۵
اصحاب کہف کو اتنے دنوں زندہ رکھنا اللہ کی نشانی ہے	۱۰۸۵
اصحاب کہف غار میں جا کر سو گئے	۱۰۸۶
نیکوں کی صحبت کے اثر سے کتے کا ذکر بھی قرآن میں ہوا	۱۰۸۶
اصحاب کہف جیسے سوئے تھے ویسے ہی جاگ اٹھے	۱۰۸۷
اصحاب کہف نے کھانا خریدنے کے لیے شہر میں آدمی بھیجا	۱۰۸۷
اگر خبر ہو گئی تو کافر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے	۱۰۸۷
زندگی بعد الموت کا نمونہ	۱۰۸۸
کھانا لانے کے لیے ایک شخص شہر پہنچا	۱۰۸۸
اصحاب کہف سات آدمی تھے اور آٹھواں کتا تھا	۱۰۸۹
مستقبل میں کسی کام کے ارادے پر ان شاء اللہ کہہ لیا کرو	۱۰۹۰
اصحاب کہف کی غار میں ٹھہرنے مدت	۱۰۹۰
تلاوت وتبلیغ قرآن کا حکم ہے	۱۰۹۱
اللہ والوں کے پاس اٹھو بیٹھو	۱۰۹۱
مومنوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا حکم	۱۰۹۲
دولت مندوں کو نگاہ غلط انداز سے بھی نہ دیکھو۔	۱۰۹۲
قرآن بالکل سچا ہے	۱۰۹۲
کافروں کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے	۱۰۹۲
اہل جہنم کے لیے پانی اور کھانا	۱۰۹۳
ارباب سعادت کا بیان	۱۰۹۳

مضامین	صفحہ نمبر
مالدار مشرک و نادار مسلمان کی مثال	۱۰۹۴
باغ ہرا بھرا دیکھ کر باطل امید	۱۰۹۵
نادار مومن کا جواب	۱۰۹۵
مومن نے کافر کی خیرخواہی کی بات کہی	۱۰۹۶
اگر کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ پڑھو	۱۰۹۶
مومن اپنے رب سے اچھی امید رکھتا ہے	۱۰۹۶
ناشکری کا برا انجام	۱۰۹۷
دنیا کی ناپائیداری کی مثال	۱۰۹۷
عبادت مال و اولاد سے بہتر ہے	۱۰۹۸
باقیات صالحات کی تعریف	۱۰۹۸
قیامت کے اہم واقعات کا بیان	۱۰۹۹
تمام لوگ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے	۱۰۹۹
اعمال ناموں کے دیے جانے کا بیان	۱۰۹۹
ابلیس کو انسان سے پرانی عداوت ہے	۱۱۰۰
ابلیس جن ہے	۱۱۰۰
جھوٹے معبود بھی تمہاری طرح اللہ کے غلام ہیں	۱۱۰۱
مشرکوں سے انھیں ذلیل کرنے کے لیے ایک خطاب	۱۱۰۱
جھوٹے معبود مشرکوں کی پکار کا جواب نہ دیں گے	۱۱۰۲
لاکھوں فرشتے جہنم کو گھسیٹ کر میدان محشر میں لائیں گے	۱۱۰۲
قرآن میں پوری وضاحت ہے	۱۱۰۲
کافروں کی ہٹ دھرمی کا بیان	۱۱۰۳
عذاب سے پہلے انبیاء آتے ہیں	۱۱۰۳
حق مٹانے کے لیے باطل سے جھگڑا	۱۱۰۳

مضامین	صفحہ نمبر
اللہ عظیم رحمت و مغفرت والا ہے	۱۱۰۴
تباہ شدہ بستیاں باعث عبرت ہیں	۱۱۰۴
تلاش خضر علیہ السلام میں موسیٰ علیہ السلام کا سفر	۱۱۰۵
تلی ہوئی مچھلی کا زندہ ہو کر پانی میں کود جانا	۱۱۰۵
منزل مقصود سے ایک منزل آگے بڑھنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام تھک گئے۔	۱۱۰۶
ناشتہ طلب کرنے پر مچھلی کا واقعہ یاد آ گیا	۱۱۰۶
دونوں پھر چھوڑی ہوئی منزل کی طرف لوٹے	۱۱۰۶
خضر علیہ السلام سے ملاقات	۱۱۰۶
خضر علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کی تفصیل	۱۱۰۶
موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ	۱۱۰۸
موسیٰ علیہ السلام! تم سے میرا علم برداشت نہ ہو گا	۱۱۰۸
موسیٰ علیہ السلام کا برداشت کرنے کا وعدہ	۱۱۰۸
خضر علیہ السلام نے شرط کرا لی	۱۱۰۸
خضر علیہ السلام کا کشتی پھاڑنا اور موسیٰ علیہ السلام کا ٹوکنا	۱۱۰۹
موسیٰ علیہ السلام کو شرط کی یاددہانی	۱۱۰۹
موسیٰ علیہ السلام نے شرط کو بھول کر ٹوک دیا	۱۱۰۹
خضر علیہ السلام نے ایک بچہ قتل کر دیا	۱۱۰۹

سر ٹیفکیٹ تصحیح

میں نے اس تفسیر کے متن قرآن مجید کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔
میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس تفسیر کے متن قرآن مجید میں
کمی بیشی اور کتابت کی غلطی نہیں ہے

وَاللّٰہُ اَعْلَمْ

قاری محمد [illegible]

رجسٹرڈ پروف ریڈر ''قرآن مجید'' محکمہ مذہبی امور واوقاف حکومت پنجاب

تفسیر السراج المنیر (اردو)

تلخیص

تفسیر ابن کثیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ فاتحہ

سورت کے معنی: سورۃ کے معنی بلند ہونے کے ہیں۔ گویا پڑھنے والا ایک سورت سے بلند ہو کر دوسری سورت کی طرف جاتا ہے اس لیے اس کو سورہ کہا جاتا ہے۔

آیت کے معنی: علامت ونشانی کے ہیں۔ چونکہ آیت پر جملہ ختم ہو جاتا ہے اور دو جملوں میں فیصلہ کر دیتی ہے اس لیے یہ آیت ختم جملہ کی علامت ہے۔ونیز اس کے معنی معجزے اور مال کے ہیں۔قرآن کی ایک ایک آیت ایک مستقل معجزہ ہے۔کیونکہ مخالف آج تک اس جیسی ایک آیت بھی نہ بنا سکے۔اس کی جمع آیات آتی ہے اسی طرح سات منزلیں ہیں۔قرآن کے ۳۰ اجزاء ہیں ہر جزو کو پارہ کہا جاتا ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ روزانہ ایک منزل پڑھا کرتے تھے۔صحابہ سے پوچھا گیا کہ عہد رسالت میں قرآن کی سات منزلیں کس طرح تھیں فرمایا۔پہلی تین سورتوں کی ایک منزل پھر بعد والی پانچ سورتوں کی دوسری پھر بعد والی سات سورتوں کی تیسری کی پھر بعد والی ۹ سورتوں کی چوتھی پھر بعد والی گیارہ سورتوں کی پانچویں پھر بعد والی تیرہ سورتوں کی چھٹی پھر بعد والی تمام سورتوں کی ساتویں منزل تھی۔(احمد ابوداؤد ابن ماجہ)۔یعنی پہلی منزل کی ابتداء فاتحہ سے دوسری کی مائدہ سے تیسری کی یونس سے چوتھی کی بنی اسرائیل سے اور پانچویں کی شعراء سے چھٹی کی وَالصّٰٓفّٰتِ سے ساتویں کی قٓ سے نیز پورے قرآن میں ۵۵۷ رکوع ہیں۔

اسمائے فاتحہ

اس کا مشہور نام فاتحہ ہے۔(فاتحہ اسے کہا جاتا ہے جس سے کوئی چیز شروع کی جائے) اور قرآن کی تلاوت کتابت اور نماز کی قرأت اسی سے شروع ہوتی ہے۔دوسرا نام ام الکتاب ہے۔ اللہ کے نبی نے فرمایا الحمد للہ ہی ام القرآن ام الکتاب سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔تیسرا نام الحمد اور چوتھا الصلاۃ ہے۔ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے صلوۃ (فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندوں میں آدھا آدھا بانٹ دیا ہے۔جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے

نے میری حمد بیان کی ہے (بخاری) پانچواں نام سورہ شفا ہے۔ کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ فاتحہ ہر زہر کے لیے شفا ہے (دارمی) چھٹا نام سورہ رقیہ ہے۔ ابوسعید نے سانپ کے ڈسے ہوئے پر اسے پڑھ کر دم کر دیا تھا وہ اچھا ہو گیا جب آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس سے دم بھی کیا جاتا ہے۔

فاتحہ کی فضیلت: ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے آواز دی میں خاموش رہا اور نماز پڑھ کر حاضر خدمت ہوا پوچھا اب تک کس کام میں مصروف تھے؟ میں نے کہا نماز میں۔ فرمایا کیا تم نے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا الخ۔ انفال ۸: ۲۴ (اے ایمان والو جب تمہیں اللہ کے نبی ﷺ آواز دیں تو انہیں جواب دو) نہیں پڑھی۔ اچھا دیکھو میں تمہیں مسجد سے جانے سے پہلے سب سے بڑی سورت بتا دوں گا۔ پھر جب آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد سے جانے کا قصد فرما رہے تھے تو میں نے آپ ﷺ کو وہ وعدہ یاد دلایا۔ فرمایا الحمد للہ سب سے بڑی سورت ہے اور یہی وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے ملا ہے (بخاری)۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تورات انجیل زبور اور قرآن میں اس جیسی اور کوئی سورت نہیں یہی سبع مثانی ہے (احمد) یہی وہ عظیم قرآن ہے جو مجھے ملا ہے (ترمذی) یہ اللہ کے اور بندے کے درمیان بٹی ہوئی ہے۔ (نسائی)۔

عبداللہ بن جابر کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ عبداللہ بن جابر دیکھو سارے قرآن میں خیر و برکت والی سورت الحمد للہ ہے (احمد)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم مسافر تھے اور ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک لونڈی نے آ کر کہا کہ اس علاقے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ مرد موجود نہیں اگر تم میں سے کوئی دم کر سکتا ہے تو کر آئے آخر کار ایک صحابی اس کے ساتھ چلے گئے۔ ہمیں معلوم بھی نہ تھا کہ انہیں دم کرنا بھی آتا ہے۔ انہوں نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا سانپ کا ڈسا ہوا اللہ کے حکم سے اچھا ہو گیا اور انعام میں ۳۰ بکریاں دیں اور ہم سب کو دودھ بھی خوب پلایا۔ جب وہ آئے تو ہم نے پوچھا کہ تم کو دم کرنا بھی آتا ہے۔ بولے ہاں میں نے فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا تھا۔ ہم نے سوچا کہ ان بکریوں کو پوچھے بغیر استعمال نہ کیا جائے۔ مدینہ آ کر آپ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ فرمایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم کرنے کی سورت ہے۔ بکریوں کے حصے کر لو۔ میرا حصہ بھی نکالنا۔ ایک دفعہ آپ کے پاس روح الامین آئے اتنے میں اوپر سے ایک بڑے دھماکے کی آواز آئی۔ روح الامین نے اوپر دیکھ کر فرمایا۔ آج پہلی بار آسمان کا ایک نیا دروازہ کھلا ہے۔ پھر اس سے ایک فرشتہ اتر کر آپ کو قرآن کے دو پرنور حصوں کی بشارت سناتا ہے۔ جو کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ یہ نورانی حصے فاتحہ اور سورہ بقرہ کا آخری رکوع ہیں۔ ان کا ایک ایک حرف نور والا ہے (مسلم نسائی) نیز آپ نے فرمایا جو شخص نماز میں ام القرآن نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے تین بار فرمایا پوری نہیں ابوہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر ہم امام کے پیچھے ہوں۔ فرمایا پھر بھی چپکے سے پڑھ لو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے نماز (فاتحہ) اپنے اور اپنے بندوں میں آدھی آدھی بانٹ دی ہے۔ بندہ جو چیز مجھ سے مانگتا ہے وہ میں اسے دے دیتا ہوں جب وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہتا ہے اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بڑائی کی پھر جب وہ الرحمن الرحیم کہتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی پھر جب وہ ملک یوم الدین کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی

بیان کی۔ (بعض روایتوں میں ہے کہ مجھے اپنے تمام کام سونپ دیئے) پھر جب وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے وہ جو کچھ مجھ سے مانگے گا میں اسے دوں گا۔ پھر جب وہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ (آخر سورہ تک) ارشاد ہوتا ہے کہ یہ سب میرے بندے کے لیے ہے وہ جو کچھ مانگے گا سب کچھ اسے ملے گا (مسلم نسائی)۔

نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے

قرآن وحدیث کے دلائل وبراہین کی روشنی میں تمام محدثین فاتحہ کو نماز کا رکن بتاتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی وہ ناقص ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے نماز ہی نہیں پڑھی جس نے فاتحہ نہیں پڑھی (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ وہ نماز ہی نہیں ہوتی جو ام القرآن سے خالی ہو (ابن خزیمہ ابن حبان) اور بھی احادیث صحیحہ ہیں۔ جن سے قرأت فاتحہ خلف الامام کا ثبوت ہوتا ہے۔

اَعُوْذُ کی تفسیر واحکام

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ الخ (مومنون ۲۳/ ۹۷) آپ دعا مانگیں کہ اے رب میں شیطانی وسوسوں سے اور شیطانوں کے قرب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ شیطانی وسوسوں سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگی جائے۔ کیونکہ ولادت آدم کے وقت سے انسان سے اس کی دشمنی چلی آتی ہے۔ فرمایا (۱) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَايَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ الخ (اعراف ۷/ ۲۷) اے اولاد آدم شیطان کہیں تمہیں فتنے میں نہ ڈال دے۔ جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوا دیا تھا (۲) اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ الخ (فاطر ۳۵/ ۶) شیطان تمہارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں۔ یہ کمبخت ہمیں گمراہ کرنے کی قسم کھا کر آیا ہے۔ فرمایا (۱) بِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ص ۳۸/ ۸۲) تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ (نحل ۱۶/ ۹۸ تا ۱۰۰) جب آپ تلاوت کا قصد کریں تو اس ملعون سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ اس کا زور ایمان وتوکل والوں پر نہیں چلتا۔ انہیں پر چلتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں اور اسے شریک رب بناتے ہیں۔

جب آپ رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح پڑھتے۔ پھر تین بار کلمہ تہلیل پڑھ کر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ پڑھتے (سنن اربعہ) ھمز گلا گھونٹنے کو نفخ غرور کو اور نفث شعر وشاعری کو کہتے ہیں۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے دو آدمی جھگڑنے لگے غصے کے مارے ایک شخص کے نتھنے پھول رہے تھے۔ فرمایا اگر یہ اعوذ پڑھ لیتا تو غصہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ ان سارے دلائل وبراھین سے ثابت ہوا کہ اعوذ کا پڑھنا واجب ہے کیونکہ فَاسْتَعِذْ امر

ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی ہمیشگی بھی وجوب ہی بتاتی ہے نیز اس سے شیطان کی شرارت دور ہوتی ہے۔ جس کا دور کرنا واجب ہے' نیز احتیاط بھی صورت وجوب ہی میں ہے۔

اعوذ کے صیغے

(۱) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

(۲) اعوذ باللہ السمیع العیم من الشیطان الرجیم

(۳) اللھم انی اعوذبك من الشیطان من ھمزہ و نفخہ و نفثہ'

(۴) استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

(۵) اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ و نفخہ و نفثہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

(۱) صحابہ نے اسی آیت سے تحریر قرآن کا آغاز کیا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ کو دو سورتوں کی علیحدگی کا علم بسم اللہ کے اترنے ہی سے ہوتا تھا (ابوداؤد حاکم)۔ ام سلمہؓ۔ آپ نے نماز میں فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھی اور اس کو ایک آیت شمار کیا (ابن خزیمہ)۔ اس میں عمر بن ھارون بلخی ضعیف ہیں مگر ان کی متابعت میں دار قطنی میں روایتیں ہیں۔ بہت سے صحابہ جہری نماز میں بسم اللہ زور سے پڑھا کرتے تھے' ظاہر ہے کہ جب بسم اللہ فاتحہ کی آیت ہے تو پھر سورت کی طرح اسے بھی زور ہی سے پڑھنا ہوگا۔

ایک دفعہ ابو ہریرہؓ نے نماز میں زور سے بسم اللہ پڑھی فارغ ہو کر فرمایا میری یہ نماز تم سب کی نمازوں سے زیادہ اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کے مشابہہ ہے۔ (نسائی' ابن خزیمہ' ابن حبان) دار قطنی' خطیب اور بیہقی نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نماز کی ابتداء بسم اللہ سے کرتے تھے (ابوداؤد' ترمذی) بقول ترمذی یہ حدیث کچھ زیادہ صحیح نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ کے نبی بسم اللہ زور سے پڑھتے تھے (حاکم وصححہ) اللہ کے نبی کی قرأت کے بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' فرمایا ہر کھڑے حرف کو لمبا کر کے پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر بتائی اور اللہ' رحمن اور رحیم کو لمبا پڑھا (بخاری)

ایک دفعہ مدینے میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور بسم اللہ چھوڑ دی' مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے ٹوکا مان گئے پھر نماز پڑھائی تو بسم اللہ پڑھی (مسند شافعی' حاکم)۔ جہر کی تائید میں یہی احادیث وآثار کافی ہیں۔

فضائل بسم اللہ

جو کام بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد)۔ (۴) جو شخص وضو کرنے سے پہلے شروع

میں بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا (مسند احمد) ذبح کرتے وقت بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔ عمر بن ابی سلمہ (ام سلمہ کے بیٹے) سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بسم اللہ کر کے سیدھے ہاتھ سے اپنے آگے سے کھاؤ (مسلم)

بہر حال تمام کاموں سے پہلے تبرک' امداد اور قبولیت کی امید پر بسم اللہ پڑھنا اسلامی طریقہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے پہلے وحی کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا استعیذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم' بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لو (ابن ابی حاتم)

الرحمٰن الرحیم: یہ دونوں اسم رحمت سے بنے ہیں اور مبالغے کے صیغے ہیں۔ مگر رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے۔ بالاتفاق رحمٰن سے دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والا اور رحیم سے صرف آخرت میں رحم کرنے والا مراد ہے۔ فرمایا بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (احزاب ۳۳/۴۳) اللہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دونوں اسم رحم و رحمت پر شامل ہیں۔ اور یہ صفت رحمٰن میں رحیم سے زیادہ ہے۔ رحمٰن سے جو کچھ مانگا جائے دے دے۔ اور رحیم سے اگر حاجت نہ جائے تو ناراض ہو۔ چنانچہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ نہ مانگنے والوں سے اللہ ناراض ہوتا ہے (ترمذی)۔ قرآن میں دو آیتوں میں استوا کے ساتھ رحمٰن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ موقعہ تمام مخلوق پر رحم فرمانے کا ہے اور جہاں مومنوں کا ذکر ہے وہاں رحیم کا استعمال کیا گیا ہے۔ رحمٰن اللہ ہی کی صفت ہے۔ فرمایا قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (اسراء ۱۷/۱۱۰)۔ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس طرح چاہو پکارو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾

سب تعریف اللہ کے لیے خاص ہیں جو تمام جہانوں کا مربی ہے

(۲) ظاہر ہے کہ عطائے نعمت کی بجز اللہ کے کسی میں صلاحیت نہیں۔ اس لیے شکر اسی کے ساتھ خاص ہے۔ تمام بے شمار نعمتیں جن کی تعداد رب کے سوا کوئی جانتا بھی نہیں۔ اسی کی بخشی ہوئی ہیں۔ اسی نے ہمارے لیے فرماں برداری کے تمام اسباب مہیا فرمائے' اسی نے جسمانی قوی بخشے تاکہ ہم فرائض و واجبات بجا لاسکیں۔ اور اسی نے ہمارے لیے تمام دنیوی نعمتیں اور ضروریات زندگی مہیا کیں۔ جبکہ اس پر ہمارا کوئی حق بھی نہ تھا۔ اسی نے ہمیں اپنی سدا بہار نعمتیں اور تیار کردہ جنتیں حاصل کرنے کے طریقے سکھائے۔ اس لیے ہم سے تو یہی کہے بن پڑتی ہے کہ اول و آخر اسی محسن اعظم کی ذات حمد و شکر کے لائق ہے اور حمد اسی سے مخصوص ہے۔

الحمد للہ کیا ہے؟ یہ شکر کا کلمہ ہے۔ اللہ پاک نے اپنی حمد بیان فرما کر ہمیں بتایا کہ ہم اس کی نعمتوں کا شکر یہ ان الفاظ سے بجا لائیں۔ ادائے شکر کا انداز اللہ کے خوبصورت ناموں پر اور اس کی اعلیٰ درجہ کی صفتوں پر اٹھایا گیا ہے۔

رب کی تعریف: رب مالک و مختار کل کو کہا جاتا ہے جو اپنی مملوکہ چیزوں میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار رکھتا ہو۔ یہ لفظ کبھی مجاز کے طور پر سردار اور مصلح کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لفظ رب ہی کے ذات کے لائق ہے۔ اس لیے غیروں کے لیے اضافت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے رب البیت (گھر کا مالک) رب الشاۃ (بکری کا مالک)

عالمین کے معنی: یہ عالم کی جمع ہے۔ اللہ کے ماسوا کو عالم کہا جاتا ہے۔ (عالم بھی جمع ہے مگر اس کا مفرد نہیں)' آسمان والوں کو اور

خشکی تری والوں کو عوالم (عالم کی جمع) کہا جاتا ہے۔اسی طرح خاص زمانے اور وقت کو بھی عالم کہتے ہیں۔یہاں اس لفظ سے تمام مخلوق مراد ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾

جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

(۳) اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔صفت تربیت کے بعد صفت رحمت (تربیت) کے بعد ترغیب ہے جیسا کہ فرمایا نَبِّئْ عِبَادِيْ الخ (حجر ۱۵/ ۴۹، ۵۰) آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ میں بڑی مغفرت و رحمت والا ہوں اور یہ بھی کہ میرا عذاب بڑا دردناک ہے۔ (۲) اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ (اعراف ۷/ ۱۶۷) آپ کا رب بڑی جلدی سزا دینے والا اور بڑی بخشش و مہربانی والا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اگر مومن اللہ کے غضب سے اور اس کے سخت اندوہناک عذابوں سے آگاہ ہو جائے تو اسے جنت کی بھی امید نہ رہے اور اگر کافر اس کے انعامات سے بخوبی واقف ہو جائے تو جنت سے کبھی مایوس نہ ہو (مسلم)

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾

جو جزا کے دن کا مالک ہے

ملکیت جزا کے دن سے کیوں خاص ہے: (۴) جزا کے دن کی تخصیص ملکیت سے دوسرے دنوں کی ملکیت کا انکار لازم نہیں آتا۔کیونکہ اس سے پہلے صفت تربیت لائی گئی۔جو دنیا اور آخرت دونوں کی ملکیت کو شامل ہے۔تخصیص کا سبب یہ ہے کہ اس روز دنیا کی طرح سے کوئی نیا تخصص ملکیت کا دعویدار نہ ہوگا۔کیونکہ رب کی اجازت کے بغیر لب بھی نہ ہلا سکے گا۔فرمایا (۱) يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ الخ (نبا ۷۸/ ۳۸) جس دن جبریل اور دیگر فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے۔اس دن وہی بات کرے گا جس کو رحمٰن کے سامنے اجازت دی ہو۔اور وہ بات بھی ٹھیک کرتا ہو (۲) وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ الخ (طٰہٰ ۲۰/ ۱۰۸) اور تمام آوازیں رحمٰن کے سامنے دب جائیں گی۔اور تم بجز کھسر پھسر کے کچھ نہ سنو گے (۳) يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ (ھود ۱۱/ ۱۰۵) جس دن قیامت آئے گی اس دن اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہ کر سکے گا۔قیامت کے دن رب کی سلطنت میں کوئی مجازی دعویدار نہ ہو گا۔

یوم الدین کا مطلب: دین سے حساب کا اور قیامت کا دن مراد ہے جس دن نیکیوں اور بدیوں کی جزا و سزا دی جائے گی۔یہ اور بات ہے کہ رب العلمین کسی کی خطاؤں سے درگزر کر کے باز پرس نہ کرے۔

دین کا مطلب: دین جزا' بدلے اور حساب کو کہتے ہیں۔فرمایا (۱) اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا الخ (صافات ۳۷/ ۵۳) جب ہم مر کر مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا (۲) يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الخ (نور ۲۴/ ۲۵) اس روز اللہ ان کو پورا پورا واجبی بدلہ دے گا۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا (۱) اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ ہوشیار وہی ہے جو اپنے نفس سے حساب لیتا رہے' عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (۲) حاسبوا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا الخ حساب لئے جانے سے پہلے تم خود اپنا حساب لے

لو میزان میں تولے جانے سے پہلے خود اپنے عمل تول لو اور آنے والی ایک بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جب تم رب کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو چھپی کھلی ہر بات جانتا ہے اور جس سے تمہاری ایک بات بھی پوشیدہ نہیں۔ فرمایا (ا) يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ الخ (حاقہ ۶۹ / ۱۸) جس دن تم پیش کیے جاؤ گے تو تمہاری کوئی بات چھپی نہ رہے گی۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

عبادت کی تعریف: عبادت انتہائی ذلت، عاجزی اور انکساری کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں عبادت، محبت، خوف، خشوع اور خضوع کے مجموعہ کا نام ہے اس آیت کے پہلے حصے میں شرک سے اظہار نفرت ہے۔ اور دوسرے میں عابد کی طاقت و کمال کی نفی اور توفیق پر تکمیل عبادت کے مدار کا بیان ہے۔

توحید الوھیّت: آیت کے پہلے حصے سے توحید الوہیت ثابت ہوتی ہے (اس کا یہ مطلب ہے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی کیجائے۔ اس سے ڈرا جائے اور اسی سے امیدیں رکھی جائیں)

توحید ربوبیت: اور دوسرے حصے سے توحید ربوبیت۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر طرح کی عبادت اور ہر کام میں اللہ کی توفیق و اعانت درکار ہے۔ اس لیے فرمایا میری ہی پرخلوص عبادت کرو۔ اور ہر کام میں مجھ ہی سے مدد مانگو۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝

ہمیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ

در مقصود پانے کا راز: (۶) پہلی آیتوں میں اللہ کی حمد و ثنا کی بیان کی گئی تھی۔ اب عابد اپنی مراد مانگتا ہے۔ جیسا کہ پہلے حدیث قدسی میں بیان ہو چکا ہے کہ اللہ نے فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھا آدھا بانٹ دیا ہے۔ اور بندہ جو مانگے گا وہ اسے مل جائے گا۔ آیئے اس مقام کی لطافت ونزاکت پر غور کریں۔ شروع میں تو رب کی حمد و ثنا کی بیان کی گئی۔ پھر عابد نے اپنے لئے اور دوسرے تمام مومنوں کے لیے دعائیں مانگیں۔ یہ اسلوب بیان کیسا موثر اور عمدہ ہے۔ اور مقصود پانے کے لیے اکسیر اعظم و کبریت احمر ہے۔ اللہ نے یہی انداز عبادت پسند فرما کر بندوں کو اس کی تعلیم دی۔ کبھی تو سائل سوال میں اپنی حالت زار بیان کرتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ (قصص ۲۸/ ۲۴) اے رب جو نعمت بھی مجھے مل جائے میں اس کا محتاج ہوں۔ یونس علیہ السلام نے دعا مانگی لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (انبیاء ۲۱/ ۸۷) اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے اور میں ہی گنہ گار ہوں، اور کبھی بندہ صرف حمد بیان کر کے خاموش ہو جاتا ہے۔

صراط مستقیم کی تعریف: اس سے کھلا صاف اور سیدھا راستہ مراد ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے صراط مستقیم کی ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک راستے کے دونوں طرف دیواریں ہیں۔ جن میں بے شمار دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور پردے پڑے ہوئے ہیں۔ راستے کے پھاٹک پر ایک شخص کھڑا ہوا اعلان کر رہا ہے کہ سیدھے راستے پر چلتے رہنا، اِدھر اُدھر نہ جھکنا اور ایک شخص

اس راستے پر چل رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دروازے کا پردہ اٹھانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ فوراً کہتا ہے کہ دیکھو پردہ نہ اٹھانا ورنہ اسی (غلط) راہ پر پڑ جاؤ گے۔ پس صراط مستقیم تو اسلام ہے اور دو رویہ دیواریں اللہ کی حدیں ہیں۔ اور کھلے ہوئے دروازے ممنوعات ومحرمات ہیں۔ پھاٹک پر کھڑا ہوا شخص قرآن حکیم ہے اور راستے پر چلنے والا مومن کے دل کا کھٹکا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت ایک ناصح کی حیثیت سے ساتھ رہتا ہے (ترمذی' نسائی)

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۧ ع

ان کی راہ پر ثابت قدم رکھ جن پر تو نے انعام کیا ان کی راہ پر نہیں جن پر تیرا قہر اترا اور جو گمراہ ہیں۔

(۷) یہ آیت صراط مستقیم کی تفسیر ہے جیسا کہ اس سے قبل حدیث قدسی بیان ہو چکی ہے کہ اس جملے پر اللہ فرماتا ہے کہ یہ بندے کے لیے ہے اور وہ جو مانگے گا میں دوں گا۔ جن خوش نصیبوں کو انعامات سے نوازا گیا ان کا اس آیت میں بیان ہے مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ الخ (نساء ۴/ ۶۹) یعنی اللہ کی اور رسول ﷺ کی بات ماننے والوں کو ان کی رفاقت نصیب ہو گی جو انعامات سے نوازے گئے اور وہ انبیاء' صدیقین' شہداء اور صلحاء ہیں۔ ایسے لوگوں کی راہ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیں بھی اتباع رسول ﷺ کی توفیق عطا کی جائے جس کی بدولت وہ بزرگ انعامات سے نوازے گئے۔

صحیح عالم کی پہچان: صحیح عالم وہی ہے جو علم کے تقاضوں کو پورا کرے۔ یہودی عمل سے اور عیسائی علم سے محروم ہیں۔ اسی وجہ سے یہودیوں پر غضب اترا' اور عیسائی گمراہی میں پھنسے۔ کیونکہ علم کے ساتھ عمل چھوڑ دینا باعث غضب الٰہی ہے۔ عیسائی اگرچہ عامل ہیں مگر صحیح راہ سے جاہل ہیں اس لیے ان کا طریقہ عمل غلط ہے' گمراہی اور غضب میں تو دونوں مبتلا ہیں مگر یہودی غضب میں آگے آگے ہیں ایک لمبی حدیث کے آخر میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ کا غصہ یہودیوں پر ہوا اور گمراہ عیسائی ہوئے۔

فاتحہ پر تبصرہ: یہ سورت بے حد مفید مضامین کا مجموعہ ہے۔ ان سات چھوٹے چھوٹے بولوں میں اللہ کی حمد و کبریائی اس کے چند بلند ترین اسمائے حسنیٰ سے کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے کہ وہ اپنے حقیقی مالک اللہ ہی سے سوال کریں۔ اسی کے سامنے اپنی مسکینی اور بے بسی کا اظہار کریں۔ اسی کی خلوص سے عبادت کریں اسی کو معبود و رب مانیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اسی سے سیدھی راہ پر استقامت کی توفیق مانگیں تاکہ آج کی یہ ہدایت کل پل صراط سے امن وسلامتی کے ساتھ پار کرا دے۔ اور انبیاء اور صلحا کے پڑوس میں جنت الفردوس کی بہاروں میں بسا دے۔ اس میں روز جزاء کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ دنیا کی کھیتی آخرت میں بار آور ہو گی۔ اس میں نیک عملوں کی ترغیب ہے تاکہ قیامت کے دن نیک لوگوں کی رفاقت نصیب ہو اور برے عملوں سے ڈرایا گیا ہے تاکہ جزا کے دن برے لوگوں کی مصاحبت سے نجات مل جائے۔ مسلمانوں کے علاوہ دنیا کے تمام غیر مسلم برے ہیں۔

آمین کا بیان: فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا مستحب ہے۔ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا کہ اللہ کے نبی ﷺ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھ کر لمبی آواز سے آمین کہتے تھے (احمد' ابوداؤد) امین کی آواز سے مسجد گونج جاتی تھی (ابن ماجہ' دارقطنی)۔ بلال رضی اللہ عنہ اللہ کے

نبی ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ مجھ سے پہلے آمین نہ کہنا (ابوداؤد)

نمازی غیر نمازی سب کو ختم فاتحہ پر آمین کہنی چاہیے۔ نمازی کے لیے تو بہت ہی تاکید ہے۔ خواہ امام ہو یا مقتدی منفرد ہو یا جماعت کے ساتھ۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو' کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جاتی ہے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری مسلم)۔ یعنی دونوں کی امین کا ایک ہی وقت ہو یا اخلاص وقبولیت میں موافقت ہو جائے۔ ایک شخص نماز میں آمین کہتا ہے' اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں اگر اس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے تو اس کے تمام اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)۔ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ پاک دعا قبول فرمائے گا (مسلم)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے آمین کے معنی پوچھے تو فرمایا' اے اللہ تو کر یعنی قبول کر۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک دفعہ اللہ کے رسول کے سامنے یہودیوں کا ذکر آیا' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا یہودی ہماری تین باتوں پر بہت ہی حسد کرتے ہیں۔ جمعہ پر کہ اس کی ہمیں ہدایت دی گئی۔ اور یہ بھٹک گئے۔ (۲) قبلہ پر (۳) اور آمین پر (احمد) یہودی سلام وآمین پر جس قدر چڑتے ہیں کسی اور بات سے اتنے نہیں چڑتے (ابن ماجہ)۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ آمین اللہ کی طرف سے بندوں پر مہر ہے (ابن مردویہ)۔ نمازوں میں دعا کے بعد آمین کہنے کی نعمت مجھے اللہ کے پاس سے دی گئی ہے جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئی۔ ہاں موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ہارون علیہ السلام آمین کہا کرتے تھے۔ تم بھی اپنی دعائیں آمین پر ختم کرو۔ اللہ پاک تمہاری دعائیں قبول فرمائے گا۔ (ابن مردویہ)۔

فضائل سورۃ البقرۃ

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا' اپنے گھر قبرستان نہ بناؤ جس گھر میں بقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان نہیں آتا (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بقرہ پڑھے جانے سے شیطان بھاگ جاتا ہے (دارمی)۔

ایک دفعہ رات کو اسید رضی اللہ عنہ نے بقرہ شروع کر دی گھوڑا بدکنے لگا قرأت بند کر دی تو اس کا بدکنا بھی بند ہو گیا۔ پھر قرأت کی پھر وہ بدکنے لگا۔ بند کرنے پر بدکنا بھی بند ہو گیا۔ تیسری بار بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ آپ کو خیال آیا کہ میرا بچہ یحییٰ سو رہا ہے کہیں گھوڑا اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔ آپ نے قرأت بند کر کے اسے اٹھالیا۔ اوپر کو جو نگاہ اٹھائی تو چراغوں سے جگمگاتا ایک بادل دیکھا اور دیکھتے ہی اوپر کو اٹھ کر غائب ہو گیا۔ صبح کو یہ واقعہ اللہ کے نبی ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہاری قرأت سن کر تمہارے پاس آ گئے تھے۔ اگر تم قرأت بند نہ کرتے تو یہ صبح تک رہتے اور ہر شخص انہیں دیکھتا۔ (بخاری)۔

سورۃ البقرۃ

سورہ بقرہ مدنی ہے۔ اس میں ۲۸۶ آیتیں ہیں اور ۴۰ رکوع ہیں۔ یہ قرآن کی دوسری سورہ ہے اور نزول کے اعتبار سے یہ ۸۷ نمبر کی سورہ ہے۔

بقرہ مدنی ہے: تمام بقرہ مدینہ میں اتری۔ یہ سورت ہجرت کے بعد شروع میں اترنے والی سورتوں میں سے ہے مگر ایک آیت

واتقوا یوماً ترجعون فیه الخ سب سے اخیر میں اتری۔ اسی طرح حرمت سود کی آیتیں بھی اخیر میں اتری ہیں یہ سورت قرآن کا خیمہ ہے اس میں ایک ہزار اخبار ایک ہزار احکام اور ایک ہزار ممنوعات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿١﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم کرنے والا ہے۔ الم کے معنی اللہ ہی جانتا ہے۔

حروف مقطعات: (۱) الم اور اس جیسے دوسرے مفرد حروف جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم کے ۱۱۴ سورتوں میں سے ۲۹ سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے۔ اور یہ مثل آیات متشابہات کے ہیں۔ ان پر صرف ایمان لانا فرض ہے معانی کے کھوج میں پڑنا نہیں چاہیے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾

اس کتاب میں کوئی شبہ نہیں یہ اللہ سے ڈرنے والوں کو راہ بتانے والی ہے

کتاب سے کیا مراد ہے؟ (۲) یہاں بالاتفاق قرآن مراد ہے۔ ریب بمعنی شک وتردد ہے۔ یعنی اس قرآن کے اللہ کی طرف سے اترنے میں کوئی شک نہیں، تفصیل سورہ سجدہ میں ہے۔ فرمایا الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سجدہ ۳۲/۲) اس کتاب کے رب العالمین کی طرف سے اتارے جانے میں کوئی شک نہیں۔

پرہیزگاروں کے ساتھ ہدایت کی تخصیص کیوں کی گئی؟ اس لیے کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے تو یہی لوگ ہیں جیسے سورج تو سب ہی کو روشنی دیتا ہے مگر اس سے فائدہ اٹھانے والے آنکھوں والے ہی ہیں (۱) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ (فصلت ۴۱/۴۴) آپ فرما دیں قرآن مومنوں کے لیے شفاء ہے۔ (۲) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (اسراء ۱۷/۸۲) آیات قرآن مومنوں کے لیے شفاء ورحمت ہی۔ ورنہ قرآن تو سب ہی کے لیے ہدایت ورحمت ہے۔ جیسا کہ فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ الخ (یونس ۱۰/ ۵۷) لوگو تمہارے رب کے پاس سے نصیحت وداروئے شفاء آ گئی ہے۔ اور ایمان والوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے۔ (تریاق تو سب ہی کے لیے ہے مگر فائدہ استعمال کرنے والا ہی اٹھائے گا)۔

ہدایت سے مراد کیا ہے؟ اس سے نور مراد ہے۔ یعنی قران اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے منارہ نور ہے۔

متقی کون ہے؟ جو شرک سے بیزار توحید کا عاشق زار اور اللہ کا سچا فرمانبردار ہے۔ جو اللہ کے عذابوں سے ڈر کر ہدایت کو چمٹ جانے والا اور امیدوار رحمت رہنے والا ہو۔ جو احکام وحی پر یقین لا کر حرام کاموں سے بچنے والا اور فرائض کا بجالانے والا ہو۔ خود اللہ پاک نے بعد والی آیتوں میں متقی کے اوصاف جمع فرما دیے ہیں۔

سچے متقی کی پہچان: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا انسان حقیقی متقی نہیں بن سکتا جب تک حرج کے خوف سے غیر حرج والے کام نہ

چھوڑے (ترمذی' ابن ماجۃ)۔

تقوے کے معنی: اس کے معنی بچنے کے ہیں یعنی برے اقوال و اعمال اور بری چیزوں سے بچنا۔ ایک دفعہ ابی رضی اللہ عنہ سے عمر رضی اللہ عنہ نے تقوے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کبھی خاردار پگڈنڈی پر چلے ہو؟ جس طرح وہاں کانٹوں سے کپڑوں اور بدن کو بچا کر چلا جاتا ہے اسیطرح گناہوں سے دل اور اعضاء کو بچا کر چلو۔ اور زندگی گزارو۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ
وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾

جو بن دیکھی باتوں پر یقین لے آئے ہیں۔ اور نماز با قاعدہ پابندی سے پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

ایمان کی تعریف: (۳) ایمان تصدیق و خوف عمل کے مجموعہ کا نام ہے جو دل و زبان سے اور عملوں سے بن دیکھی چیزوں پر ایمان لے آئے ہیں۔ اور دلوں میں اللہ کا خوف بھی رکھتے ہیں۔ اللہ کو' اس کے رسولوں کو اور اس کی کتابوں کو مان لینا اور عملوں سے اس اقرار کی تصدیق کرنا' ایمان ہے۔

غیب کا مطلب: غیب پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ جو چیزیں حواس و عقل سے معلوم نہ ہوں اور آنکھوں سے غائب ہوں ان پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے ایمان لے آئیں جیسے اللہ پر' رسولوں پر' کتابوں پر' فرشتوں پر' قیامت پر' جنت و جہنم پر' اللہ سے ملاقات پر' زندگی بعد الموت پر اور وحی سے ثابت شدہ تمام باتوں پر غرضیکہ تمام پوشیدہ باتوں پر ایمان لانا فرض۔

نماز قائم کرنے کا مطلب: پابندی اوقات' تکمیل وضو' اعتدال ارکان' ترتیل قرأت' التحیات اور درود پڑھنا' خشوع و خضوع اور توجہ کو قائم کرنا' اور دل لگا کر نماز پڑھنا نماز کا قائم کرنا ہے۔ یعنی ایمان والے فرائض نماز انجام دیتے ہیں اور اوقات کی پابندی کرتے ہیں۔ پوری طرح سے وضو کرتے ہیں اور تمام ارکان دل لگا کر ادا کرتے ہیں۔

صلوٰۃ کے معنی: عربی میں صلوٰۃ دعا کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح شریعت میں اس عبادت کو کہتے ہیں جس میں قیام' رکوع' قومہ' سجدہ' قعدہ اور تشہد وغیرہ پائے جاتے ہیں' اور جسے روزانہ پنجگانہ مخصوص اوقات میں تمام شروط و صفات و اقسام کے ساتھ پابندی سے پڑھا جاتا ہے۔

خرچ سے کیا مراد ہے: خرچ کرنے سے ادائے زکوٰۃ اور اہل و عیال کا نان و نفقہ مراد ہے۔ یہ آیت زکوٰۃ کے حکم سے پہلے کی ہے۔ توبہ میں زکوٰۃ کی سات آیتیں اترنے سے پہلے یہ حکم تھا کہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا بہت مال اللہ کی راہ میں دیتے رہو۔ کیونکہ مال تمہارا نہیں' تمہارے پاس یہ اللہ کی ایک مقدس امانت ہے۔ ایک نہ ایک دن وہ اپنی امانت تم سے لے لے گا۔ اور مال تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا اس لیے زندگی میں اسے نیک کاموں پر خرچ کرو۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) توحید و رسالت کے اقرار پر۔ (۲) اقامت نماز پر (۳) ادائے زکاۃ پر (۴) حج بیت اللہ پر اور (۵) روزوں پر

(بخاری، مسلم)

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

اور جو آپ ﷺ پر اتاری ہوئی کتاب پر اور آپ ﷺ سے پہلے نبیوں پر اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء اللہ کے پاس سے جو کچھ لائے یہ ان سب کو سچا مانتے ہیں دوسروں کی طرح نہیں کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہیں اور انہیں آخرت (زندگی بعد الموت' قیامت' جنت و جہنم' حساب و کتاب اور میزان وغیرہ) کا بھی یقین ہے۔

آخرت کی وجہ تسمیہ: چونکہ دنیا کے اختتام پر قیامت آئے گی اس لیے اس کو آخرت کہا گیا۔

مومنوں کے اوصاف: پہلی آیت میں عام مومنوں کے چند اوصاف بیان کیے گئے تھے۔ اس میں مزید اوصاف کا بیان ہے۔ اللہ نے تمام مومنوں کی طرف سے فرمایا (۱) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ (البقرہ ۲/۲۸۵) یہ رسول اور تمام مومن اس پر ایمان لے آئے جو انہیں ان کے رب کی طرف سے ملا۔ ہر ایک اللہ پر اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آیا۔ ہم پیغمبروں میں تفریق نہیں کرتے کہ ایک کو تو مان لیں اور دوسروں کو نہ مانیں (۲) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ الخ (نساء ۴/۱۵۲) جو لوگ اللہ پر اور اس کے نبیوں پر ایمان لے آئے اور کسی میں تفریق نہیں کی انہیں اس کا ثواب ملنے والا ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

یہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پائیں گے

ہدایت وفلاح تقوے والوں ہی کا حصہ ہے: (۵) وہ متقی جن میں مذکورہ بالا تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔ ہدایت پر ہیں اور یہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں۔ یہاں ہدایت سے روشنی' ثابت قدمی' دلیل' صداقت اور توفیق حق۔ اور فلاح سے حصول رضائے رب' حصول نجات وثواب' برائیوں سے اجتناب اور دائمی نعمتوں کا اور جنت کا مل جانا مراد ہے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ قرآن کی بعض ایتیں تو دلاسا دیتی ہیں اور بعض آیتوں سے ناامیدی سی چھا جاتی ہے۔ فرمایا آؤ میں تمہیں جنتی اور جہنمی کی ایک صاف نشانی بتا دوں۔ پھر آپ ﷺ نے الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پڑھ کر فرمایا یہ جنتی ہیں۔ صحابہ نے خوش ہو کر کہا توقع ہے کہ ہم بھی انہیں میں سے ہوں۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ سے عَظِيْمٌ تک پڑھ کر فرمایا کہ یہ جہنمی ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسے نہیں' فرمایا ہاں تم ایسے نہیں ہو۔ (ابن ابی حاتم)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

بے شک کافروں کو آپ کا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے' یہ ایمان لانے والے نہیں!

کافروں کی پہچان: (٦) کافر وہ ہیں جو حق کو چھپانے کے عادی ہیں۔ ان بدنصیبوں کی قسمت میں یہی ہے کہ حق نہ مانیں اور وحی کو جھٹلائیں۔ آپ کا انہیں ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے۔ یہ تو ازلی بدبخت ہیں۔ آپ پر اترنے والی وحی کی تصدیق کرنے والے نہیں۔ جیسا کہ فرمایا (ا) اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ الخ (یونس ۱۰/ ۹۶' ۹۷) جن پر اللہ کی بات ثابت ہو چکی وہ کبھی ایمان لانے والے نہیں' اگرچہ ان کے پاس تمام نشانیاں آ جائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

بھلا ایسے ازلی بدبختوں کو ہدایت کہاں؟ آپ ان کی گمراہی پر دلگیر نہ ہوں آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنائیں۔ یہ رحمت و راحت سے مالا مال ہوں گے اور جو نہ مانیں گے وہ دنیا اور آخرت میں ذلیل و پائمال ہوں گے۔ اگر یہ نہیں مانتے تو آپ تو اپنا فرض پورا کر چکے۔ ہم خود قیامت کے دن ان سے پوچھ لیں گے۔ آپ کا کام صرف ڈرا دینا ہے۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَ عَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ٪﴿۷﴾ ع

اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر ایک دبیز پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

مہر کے معنی: (۷) ختم کے معنی مہر کرنا ہے' یعنی ان پر شیطان کا غلبہ ہو گیا۔ اور یہ اس کے جی حضوری بن گئے۔ جس کی بنا پر ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ گئی۔ اور آنکھوں پر ایک موٹا پردہ پڑ گیا۔ اب نہ تو یہ نور ہدایت دیکھ سکتے ہیں' نہ حق کی آواز سن سکتے ہیں اور نہ اسے سمجھ ہی سکتے ہیں۔

مہر کا مطلب: کثرت معاصی کی وجہ سے دلوں پر تہ بہ تہ زنگ نے چڑھتے چڑھتے دلوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور وہ بالکل سیاہ فام و بند ہو گئے۔ یہی ان پر مہر لگنا ہے۔ محاورے میں دل اور کان کے لیے لفظ مہر استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ٹوٹے ہوئے بوریئے کے ایک ایک تنکے کی طرح دلوں کی طرف فتنے لپکتے ہیں۔ پھر جو دل انہیں قبول کر لیتا ہے اس میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ (جیسے شیشے پر سیاہی کی بوند پڑ جائے) اور جو قبول نہیں کرتا اس میں نورانی نقطہ پڑ جاتا ہے۔ جس کی روشنی بڑھتے بڑھتے تمام دل پر چھا جاتی ہے۔ اور اسے جگمگا دیتی ہے پھر ایسے دل پر کسی فتنے کا اثر نہیں ہوتا۔ سیاہ نقطے والے دل کی سیاہی بڑھتے بڑھتے سارے دل پر چھا جاتی ہے پھر وہ الٹے توے کی طرح کالا سیاہ ہو جاتا ہے اب اس کا نہ بری بات سے دل گھبراتا ہے اور نہ اچھی بات کو دل چاہتا ہے۔

معلوم ہوا کہ گناہوں کی کثرت سے دلوں پر سیاہی چھا جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر مہر لگا دیتا ہے ایسے دل میں کفر جڑیں پھیلا لیتا ہے۔ اور ایمان کی گنجائش نہیں رہتی۔ نہ اس سے کفر نکلتا ہے اور نہ اس میں ایمان آتا ہے۔ آنے جانے کے راستے بند ہو چکے۔ جب تک مہر نہ ٹوٹے۔

آئندہ آنے والی تیرہ آیتوں میں منافقوں کا بیان ہے جو بظاہر مومن مگر بباطن کافر ہیں' چونکہ عموماً ان کی عیاریاں پوشیدہ

رہتی ہیں اس لیے ان کا بیان ذرا تفصیل سے کیا گیا۔ پھر ان کی کافی نشانیاں بھی بتائی گئیں۔ انہی کے بارے میں سورۃ توبہ اتری۔ ان کا بیان سورہ نور میں بھی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اور بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہمارا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے' حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں یہ (بظاہر) اللہ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں (مگر دراصل) یہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور انہیں شعور بھی نہیں۔

نفاق کے معنی: (۸) نفاق۔ اچھائی ظاہر کرنا اور دل میں برائی چھپانا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) اعتقادی (۲) عملی۔ جس میں وصف نفاق پایا جائے' وہ منافق ہے۔ اعتقادی منافق ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔ اور عملی منافق سخت مجرم۔ منافق کا قول عمل کے خلاف اور اس کا باطن ظاہر کے برعکس ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ میں نفاق نہیں تھا۔ مسلمان کمزوری کی وجہ سے اسلام کو چھپایا کرتے تھے۔ جب اللہ کے نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ کے دو بڑے قبیلوں (اوس وخزرج) نے آپ کا ساتھ دیا اور سعادت مند مسلمان بھی ہو گئے تو یہودی اب بھی اس نعمت سے محروم رہے۔ صرف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

منافقوں کی ابتداء: مدینے میں یہودیوں کے تین قبیلے (بنی قینقاع' بنی نضیر' بنی قریظہ) آباد تھے۔ بنی قینقاع خزرج کے حلیف (دوست) تھے۔ اور بنی نضیر و بنی قریظہ اوس کے۔ جب جنگ بدر میں مسلمانوں کو شاندار کامیابی ہوئی اور اسلامی اقتدار کی اساس قائم ہوئی تو اس وقت یہ بدباطن گروہ قائم ہوا۔ اس کا سرغنہ عبداللہ ابن ابی تھا۔ یہ گو خزرجی تھا مگر اوس بھی اس کو اپنا بڑا مانتے تھے۔ اور اسے دونوں قبیلے اپنا سردار بنانا چاہتے تھے۔ کہ اچانک دونوں اسلام کی گود میں آ گئے۔ اور سرداری کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس سے اسے بڑا صدمہ ہوا اور اس کے دل میں جذبہ عداوت اسلام بھڑک اٹھا۔ پھر جب یہ اسلام کی دن دونی رات چوگنی ترقی دیکھتا ہے تو اور بھی دل ہی دل میں جل کر کباب ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کو مٹانے کی تدبیریں سوچتا ہے آخر کار اسے یہ تدبیر سوجھتی ہے کہ بظاہر اسلام لا کر درپردہ اسلام کی بیخ کنی کی جائے۔ چنانچہ یہ اپنے اس ناپاک ارادے کی اپنے رفقاء کو اطلاع دے کر بظاہر معہ ان کے مسلمان ہو جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ منافقوں کی باقاعدہ ایک جماعت مدینے میں آس پاس کی بستیوں میں قائم ہو جاتی ہے۔

اس بدباطن جماعت میں کوئی مہاجر شریک نہ تھا۔ یہ جاں نثاران اسلام تو اپنا سب کچھ لٹا کر اللہ کے رسول ﷺ کا ساتھ دینے کے لیے مدینہ آئے تھے۔ البتہ اوس وخزرج کے چند آدمی اور چند یہودی اس میں شریک تھے۔ ان آیتوں میں اوس وخزرج کے منافقوں کا بیان ہے۔ اللہ نے منافقوں کی خوب پول کھولی ہے اور ان کی بدترین عادتوں کا بیان فرمایا ہے تاکہ مسلمان ہوشیار رہیں اور منافقوں کو سچ مچ مسلمان سمجھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔ یہاں یہ بھی یاد رکھو کہ غنڈوں کو شریف مان لینا بھی خطرات مول لینا

ہے۔

جس طرح یہاں فرمایا کہ یہ بدترین گروہ بظاہر تو ایمان کا دعویدار ہے مگر ان کے دل نور ایمان سے خالی ہیں اسی طرح سورہ منافقون میں فرمایا اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ الخ (المنافقون: ۶۳/۱) جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہ ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور وہ یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ منافق بڑے جھوٹے ہیں۔

(۹) یہ اپنی نادانی سے سمجھ رہے ہیں کہ ہم اللہ کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے جیسے بعض مسلمان ان کی عیاریوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں' جرأت تو دیکھو یہ کھیل قیامت کے دن بھی کھیلا جائے گا۔ فرمایا يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا الخ (مجادلہ ۵۸/ ۱۸) جس دن اللہ پاک ان سب کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گا تو جیسے آج یہ تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر ایمان ظاہر کر رہے ہیں اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے۔ یہ آج بھی یہی سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ ہیں (بڑے ہوشیار ہیں) خوب سن لو کہ یہ بڑے جھوٹے ہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انہیں نفاق کی برائی اور وبال کا شعور تک نہیں' نادانی کا تو یہ عالم ہے۔ اللہ کو کیا دھوکہ دیں گے خود ہی دھوکہ میں مبتلا ہیں کہ نفاق کو ہوشیاری سمجھ رہے ہیں' فرمایا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ الخ (نساء ۴ ۱۴۲) منافق اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ انہیں دھوکہ میں رکھنے والا ہے۔

منافقوں کا دھوکہ کیا تھا: قول و فعل کے تضاد سے بظاہر ان کی یہ غرض تھی کہ تحفظ ہو جائے اور جو شخص اپنے ذاتی تحفظ کی خاطر ایسی حرکت کرے اسے عربی میں مخادع کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ اپنے تحفظ (قتل و قید اور دنیوی سزاؤں) کے لیے یہ حرکات کرتے تھے۔ اور قول و فعل میں تضاد رکھتے تھے' اس لیے انہیں مکار کہا گیا اگر ان کی ان شرمناک حرکتوں سے دنیا میں کوئی دھوکہ کھا بھی جائے تو کیا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ خود دھوکے میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ یہ اس سے اپنا تحفظ سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اس طرح تحفظ ناممکن ہے۔ کیونکہ قہر و عذاب الٰہی کو للکارا جا رہا ہے۔ جس کے برداشت کرنے کی ان میں طاقت نہیں۔ وہ اس مکر کا انجام اچھا سمجھ رہے ہیں حالانکہ بڑا تلخ ہے۔ ان کے اندرونی کفر و شرک اور تکذیب سے اللہ پاک ناراض ہے لیکن اس کی ناراضی کا انہیں احساس تک نہیں اور اندھا پے میں مگن ہیں۔ بدنصیب! صرف زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ کر تحفظ ڈھونڈھ رہے ہو اور تمہارے دل اس کے نور سے خالی ہیں۔ زبان سے مسلمان ہو اور دل سے کافر' قول کچھ ہے اور عقیدہ کچھ اور تم کشتی کی طرح ڈانواں ڈول ہو اور ایک عقیدے پر جمتے نہیں۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا
كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾

ان کے دلوں میں روگ ہے پھر اللہ نے ان کا روگ بڑھا دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مرض سے مراد: ۱۰) مرض سے شک و تردد' ریاکاری' نفاق اور دینی بیماری مراد ہیں۔ یعنی وہ مرض شک میں مبتلا تھے۔ اللہ نے ان

کے مرض میں اور اضافہ کر دیا۔ فرمایا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ الخ (توبہ ۹/۱۲۴۔۱۲۵) قرآن کی سورت ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ کر دیتی ہے اور وہ اس سے کھل اٹھتے ہیں چونکہ کافروں کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اس لیے یہی سورت ان کی پلیدی پر اور پلیدی بڑھا دیتی ہے (ان کی شرارت اور بھی بڑھ جاتی ہے) اور کفر ہی پر مر جاتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾
اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس زمین میں گڑ بڑ نہ مچاؤ تو کہتے ہیں ہم محض اصلاح کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ یہی شرارتی ہیں لیکن انہیں احساس نہیں۔

فساد سے مراد: (۱۱) فساد سے کفر و شرک اور نافرمانیاں مراد ہیں۔ کسی ملک میں اللہ کی نافرمانیاں کرنا اور کرانا اس میں گڑ بڑ مچانا ہے۔ زمین و آسمان کا امن فرماں برداری پر موقوف ہے۔ اگر منافقوں کو نافرمانیوں سے روکا جاتا تو یہ جواب دیتے کہ ہم تو ہدایت و اصلاح کے کام کرتے ہیں۔

اللہ کی نافرمانیاں کرنا' حرام و ممنوعات کا ارتکاب کرنا' فرائض و واجبات کا چھوڑ دینا' سچے دین میں شک کرنا' اس کی صداقت پر یقین نہ لانا' ایمانداروں کے پاس آ کر ایمان کی شیخیاں بگھارنا' موقعہ پا کر دشمنان اسلام کی امداد کرنا' اللہ کے نیک بندوں کے ہوتے ہوئے کافروں کی حمایت کرنا' پھر ان باغیانہ حرکتوں کے باوجود امن و اصلاح کی ڈینگیں مارنا اور صلح کل کا راگ الاپنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ ان شرارتوں سے تو ہر وقت نقص امن کا اندیشہ تھا۔ کافروں سے دوستیاں گانٹھنا ملک میں فساد مچانا ہے۔

فرمایا' وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ الخ (انفال ۸/۷۳) کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ مسلمانو! اگر تم آپس میں دوستیاں نہ کرو گے تو دنیا میں زبردست فساد پھیل جائے گا (۲) یٰٓاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الخ (نساء ۴/۱۴۴۔۱۴۵) اے ایمان والو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستیاں نہ گانٹھو' کیا تم اپنے پر اللہ کی کھلی ہوئی حجت چاہتے ہو۔ (نجات کی دلیل کاٹ دینا چاہتے ہو) دیکھو منافق جہنم کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے۔ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ چونکہ منافقوں کا ظاہری برتاؤ اچھا ہوتا ہے اس لیے مسلمان حقیقت سے بے خبر رہ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ ان کی چکنی چپڑی باتوں سے اور کافروں کی دوستیوں سے بعض اوقات مسلمانوں کو سخت خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس قدر فسادات ہوئے ان کے بانی منافق ہوئے اگر یہ کھلے کافر ہوتے تو ان کی در پردہ گہری سازشوں سے مسلمانوں کو کبھی نقصان عظیم نہ پہنچتا۔ اگر یہ سچے مسلمان ہو جاتے تو دنیا میں امن و سلامتی سے رہتے اور آخرت میں نجات پا جاتے۔

صلح کل کے پردے میں فساد: (۱۲) ان کی پر خطر سازشوں کے باوجود جب انہیں ایک ہی جماعت میں مل جانے کو کہا جاتا ہے تو فوراً پھوٹ پڑتے ہیں کہ ہم کسی سے بگاڑ نہیں چاہتے۔ ہمارا طریقہ صلح کل ہے۔ ہم دونوں کے ساتھ ہیں اور دونوں کے خیر خواہ اور صلح کرانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ یہ ان کی محض جہالت ہے جس کو یہ صلح کہتے ہیں۔ وہ عین فساد ہے

لیکن انہیں احساس نہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی لوگوں کی طرح ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں۔خوب سن لو یہی بے وقوف ہیں۔مگر جانتے نہیں۔

صحیح راہ چھوڑ کر غلط راہ پر چلنا بے وقوفی ہے: (۱۳) جب انہیں ایمان لانے کی نصیحت کی جاتی ہے کہ تم بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ایمانی حقائق پر ایمان لے آؤ اور برائیوں سے بچ کر نیک اعمال میں لگ جاؤ تو یہ ایسے ایمان کو احمقانہ بتا کر نصیحت ٹھکرا دیتے ہیں۔اللہ پاک نے ان احمقوں کو یہاں بھی حصر کے ساتھ جواب دیا کہ یہی نہ صرف بے وقوف بلکہ جاہل بھی ہیں اور اپنی نادانی و جہالت کا احساس نہیں رکھتے۔اہل فکر ونظر کو بے وقوف بتانا اپنی بے وقوفی جتانا ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی مومن ہیں اور جب اپنے شیطانوں (بڑوں) کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں سے تو صرف دل لگی کر رہے ہیں۔اللہ ان کا مذاق انہیں پر لوٹا دے گا اور وہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے پھریں۔

منافقوں کا مکر وفریب: (۱۴) یہ ظاہر ہے کہ مسلمان اور دلوں کے اندھے مسلمانوں سے ایمان' دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کر کے انہیں دھوکا دینا چاہ رہے ہیں تاکہ اس ترکیب سے ان کی جان و مال کا تحفظ بھی ہو جائے اور ہر بھلائی میں اور مال غنیمت میں شریک بھی رہیں۔اور جب اپنے سرداروں کے پاس جاتے ہیں تو انہیں اپنے کفر کا یقین دلا دیتے ہیں۔(شیاطین سے مراد رؤسا اور علماء ہیں) مشرکوں کو یہودی شیطان بھی رسول وقرآن پر ایمان نہ لانے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں۔ مشرک ومنافق' سرغنۂ کفر وشرک' اور ہر گمراہ کرنے والے اور سرکش کو شیطان کہتے ہیں۔خواہ جن ہو یا انسان۔ ایک حدیث میں ہے ہم انس وجن والے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔پوچھا گیا کہ انسان بھی شیطان ہوتے ہیں فرمایا ہاں!

مکر کا وبال: (۱۵) اللہ پاک منافقوں کو جواب دیتا ہے کہ ایک دن انہیں اس مذاق کا مزا چکھایا جائے گا۔آج تو انہیں ڈھیل دے دی گئی ہے۔اس وجہ سے یہ اپنی شرارتوں پر پھول رہے ہیں' فرمایا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا الخ (آل عمران ۳/ ۱۷۸) کافر یہ نہ سمجھیں کہ انہیں ہمارا ڈھیل دے دینا ان کے حق میں اچھا ہے۔ہم اس لیے ڈھیل دے دیتے ہیں کہ ان کے گناہ اور بڑھ جائیں اور ذلت والا عذاب انہیں کے لیے ہے۔

استہزاء کے معنی: قرآن میں جہاں کہیں استہزا یا اس کے مترادف کوئی لفظ آیا ہے اور اللہ کی طرف سے منسوب ہے اس کا معنی یہی ہے جو ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔فرمایا وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ الخ (ال عمران ۳ ۵۴) انہوں نے فریب کیا اور اللہ نے انہیں فریب کا جواب دیا۔اور اللہ بہترین فریب کا جواب دینے والا ہے۔

''مد''یعنی ڈھیل دینا اور بڑھانا۔فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ الخ (مومنون ۲۳/ ۵۵،۵۶) کیا وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مال واولاد کی کثرت ان کے حق میں اچھی چیز ہے۔نہیں بلکہ انہیں شعور نہیں۔(۲) سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ الخ (قلم ۶۸/ ۴۴، ۴۵) ہم انہیں ڈھیل دے کر اس طرح پکڑ لیں گے کہ انہیں معلوم بھی نہ ہوگا (گناہوں کے باوجود نعمتوں کی بھرمار ہوگی۔یہ سمجھیں گے کہ اللہ کو ہمارے کام پیارے ہیں اس لیے اور گناہوں میں ڈوب جائیں گے حالانکہ یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہے)۔

طغیان کے معنی گھس جانے کے ہیں۔فرمایا لَمَّا طَغَى الْمَآءُ (حاقہ ۶۹/ ۱۱) جب پانی ہر چیز میں گھس گیا۔عمہ یعنی گمراہی بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ۔یہ اپنے کفر میں گھرتے ہی چلے جاتے ہیں۔غرضیکہ منافق گمراہی میں ڈوب گئے اور شرک کی پلیدی نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو یہ اب اسی دلدل میں دھنستے اور اسی بھنور میں پھنستے جارہے ہیں نجات کی تمام راہیں بند ہیں پھر جو شخص ایسی خطرناک دلدل میں پھنس جائے اور ہو بھی بہرا' اندھا اور احمق وہ کیسے نجات پا سکتا ہے۔آنکھ اندھا ہونے کو عمی اور دل سے اندھا ہونے کے عمہ کہا جاتا ہے۔فرمایا وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (حج ۲۲/ ۴۶) بلکہ سینوں میں جو دل ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں (یعنی انسان آنکھوں کی بینائی جاتے رہنے سے اندھا نہیں ہوتا۔اصل اندھا وہ ہے جس کے دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾

یہی وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی پھر انہیں تجارت میں فائدہ نہیں ہوا' اور نہ راہ پر ہی آئے۔

منافقوں کی بے وقوفی کی مثال: (۱۶) یعنی انہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی' ایمان چھوڑ کر کفر اور حق چھوڑ کر باطل پرستی کو ترجیح دی جیسا کہ ثمودیوں کے بارے میں کہا گیا۔وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا (فصلت ۴۱/ ۱۷) ہم نے ثمودیوں کو راہ بتائی مگر انہوں نے ہدایت پر اندھاپے کو پسند کر لیا غرضیکہ منافقوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت اور روشنی کے بدلے اندھیرا قبول کر لیا جیسے کوئی ہدایت فروخت کر کے اس کے بدلے گمراہی لے لے خواہ سرے سے ایمان ہی نصیب نہ ہوا ہو یا ایمان کے بعد ارتداد قبول کر لیا ہو۔دونوں طرح کے منافق تھے۔فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا الخ (منافقون ۶۳/ ۳) اس لیے کہ یہ ایمان لا کر کافر بن گئے' پھر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔اور بعض ایسے بھی تھے جن کو سعادت ایمان نصیب ہی نہ ہوئی تھی۔اس حیا سوز تجارت میں نفع تو رہا درکنار اصلی سرمایہ ہی کھو بیٹھے۔اور گلزار ہدایت سے نکل کر خارزار ذلالت میں جا الجھے۔ایک محفوظ قلعہ چھوڑ کر تنگ وتاریک جیل میں جا پڑے' امن وسلامتی سے ہٹ کر خوف ووحشت کے تاریک گڑھے میں گر پڑے اور باغ سنت سے کترا کر کباڑ خانہ بدعت میں جا کودے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾

ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے آگ سلگائی پھر جب اس کے آس پاس والی چیزیں روشن ہوگئیں تو اللہ نے ان کی روشنی مٹا دی اور اندھیروں میں چھوڑ دیا اب انہیں کچھ بجھائی نہیں دیتا یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں اور اب لوٹ کر آنے والے نہیں۔

منافقوں کی مثال: (۱۷) منافقوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اندھیرے میں اس خیال سے آگ جلائی کہ آس پاس کی چیزیں نظر آئیں۔ اور اس سے کچھ فائدہ کی امید بھی قائم ہو۔ مگر اچانک وہ آگ بجھ گئی اور ایسا بھیانک اندھیرا ہوا کہ ہاتھ سے ہاتھ بجھائی نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اور نہ راستہ ہی دکھائی دیتا ہے اور یہ بے بھی بہرا کہ اگر کوئی راہ بتا دے تو سن بھی نہیں سکتا۔ اور گونگا بھی کہ کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتا۔ اور اندھا بھی کسی کی روشنی سے فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔ پھر ایسے شخص کی راہ یابی کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔ منافق نور ہدایت چھوڑ کر راہ کھو بیٹھے اور بھلائی کے بدلے برائی کی طرف لوٹ گئے۔ اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتد ہوگئے تھے جیسا کہ کئی آیتوں سے صراحت سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱۸) یہ بے چارے حق سننے سے بہرے، حق بولنے سے گونگے، اور صحیح راہ دیکھنے سے اندھے ہیں۔ اب سیدھی راہ پر نہیں آسکتے۔ ایسے لوگوں کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ خود جاہل ہیں اور دوسروں کی نصیحت مانتے نہیں۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

یا آسمانی بارش کی طرح ہے جس میں اندھیرے گرج اور چمک ہو۔ یہ موت کے ڈر سے کڑک سے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے جانے والی ہے ان کے لیے جب کبھی روشنی ہوتی ہے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اللہ چاہے تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاوے۔ یاد رکھو اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

دوسرے قسم کے منافقوں کی مثال: (۱۹) یہ مثال دوسرے قسم کے منافقوں کی ہے۔ منافقوں کا یہ وہ گروہ ہے جن پر کبھی تو

حق کھل جاتا ہے اور کبھی شک میں پڑ جاتے ہیں۔ حالت شک میں ان کی مثال بارش کی سی ہے۔ ''صیب'' اندھیرے کی بارش کو کہا جاتا ہے۔ شک' کفر' شرک اور نفاق کے اندھیروں کو ظلمات سے تعبیر کیا گیا ہے رعد وہ خوفناک کڑک ہے جس سے کلیجے دھل جائیں منافق بھی ہر وقت خوف' وحشت اور پریشانی ہی میں رہتے ہیں۔ فرمایا' یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ (منافقون ۶۳/۴) منافق ہر چیخ اپنے ہی لیے سمجھتے ہیں (۲) یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ الخ (توبہ ۹/ ۵۶' ۵۷) یہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تم میں سے ہیں۔ حالانکہ تم میں سے نہیں' ہاں ڈرپوک ہیں اگر یہ کوئی پناہ گاہ یا غار یا گھسنے کی جگہ پالیں تو جلدی سے لپک کر اس میں گھس جائیں گے۔ بجلی سے وہ نور ایمانی مراد ہے جو کبھی منافقوں کے دلوں میں چمک اٹھتا ہے۔ اس وقت یہ موت کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں لیکن اس سے ان کی موت رکنے والی نہیں۔ تمام باتیں حق تعالیٰ کی قدرت و مشیت پر موقوف ہیں۔ بھلا منافق اس کے ارادے سے نکل کر کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ فرمایا' هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ۔ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ۔ الخ (بروج ۸۵/ ۱۷ تا ۲۰) کیا آپ نے لشکر والوں کے فرعونیوں کے اور ثمودیوں کے واقعات نہیں سنے؟ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود کافر جھٹلانے سے باز نہیں آتے۔ حق تعالیٰ بھی پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

(۲۰) یعنی اس بارش میں بجلی کی غضب کی چمک ہے اور ان کی بینائی (ایمان) کمزور ہے۔ ممکن ہے اسی روشنی سے بینائی جاتی رہے۔ قرآن پاک کی محکم آیتیں ان کے پول کھول دیں گی۔ ان کے چھپے عیب ظاہر کر دیں گی۔ اور روشنی سے انہیں اندھا کر دیں گی۔ اندھیرے میں ٹھہر جانے کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے دلوں میں ایمان کی کرنیں چمکتی ہیں تو پیروی کرنے لگتے ہیں۔ لیکن شک و تردد کے اندھیرے پھر دل سیاہ کر دیتے ہیں۔ اب یہ حیران و سرگردان کھڑے کے کھڑے ہیں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے ذرا سے عروج و اقبال سے ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں لیکن اس کے ذرا سے انحطاط و زوال سے پھر یہ الٹے پاؤں کفر کی طرف بھاگتے ہیں۔ منافقوں کا اجالے میں چلنا حق کو سمجھ بوجھ کر کلمہ توحید کا پڑھ لینا ہے اور اندھیرے میں ٹھہر جانا کفر میں واپس لوٹ جانا ہے۔ قیامت کے دن منافقوں کا نور بالکل ہی بجھ جائے گا۔ فرمایا' یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ (حدید ۵۷/ ۱۳) جس دن منافق مرد و عورت ایمان والوں سے کہیں گے' ذرا ہمارا بھی انتظار کر لو' ہمیں بھی آنے دو۔ تاکہ ہم تمہارے ہی اُجالے سے اپنا کام نکال لیں۔ انہیں جواب ملے گا کہ پیچھے لوٹ کر اس جگہ جاؤ جہاں نور بٹ رہا ہے وہاں نور ڈھونڈ لو۔ پھر مومنوں کے اور منافقوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔ جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب۔ حق تعالیٰ نے مومنوں کے بارے میں اسی آیت سے پہلے فرمایا' یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ الخ (حدید ۵۷/ ۱۲) اس دن آپ دیکھیں گے کہ مومن مرد اور عورتوں کے آگے آگے اور دائیں جانب نور پھیل رہا ہوگا۔ (اور ان سے کہا جائے گا (آج تمہیں ان بہشتی باغوں کی بشارت ہو جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں' جہاں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے یہ بڑی بھاری کامیابی ہے (۲) یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ الخ (تحریم ۶۶/ ۸) جس دن حق تعالیٰ اپنے نبی کو اور ایمان والوں کو رسوا نہ کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب پھیل رہا ہوگا اور وہ دعا مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ ہمارا نور مکمل فرما' اور ہمارے گناہ معاف فرما' بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مومن کو مدینے سے عدن تک نور ملے گا پھر کم ہوتے ہوتے بعض کو اس قدر کم ملے گا کہ اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ روشن ہوگی (ابن جریر) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب مسلمانوں کو قیامت کے دن نور ملے گا اور وہ منافقوں کا نور بجھتا دیکھیں گے۔ تو ڈر کر

اللہ سے دعا مانگیں گے کہ اے اللہ ہمارا نور مکمل فرما (ابن ابی حاتم) معلوم ہوا کہ قیامت کے دن لوگوں کی کئی قسمیں ہوں گی۔ خالص مومن جن کا بیان ابتدائی چار آیتوں میں ہے خالص کافر جن کا بیان بعد والی تیرہ آیتوں میں ہے۔منافق جن کی دو قسمیں ہیں۔خالص منافق جن کی مثال آگ کے اجالے سے دی گئی ہے۔وہ منافق جن کے دلوں میں تردد ہے کبھی ایمان کی کرن چمکتی ہے۔اور کبھی نور ایمان بجھ جاتا ہے۔انکی مثال بارش سے دی گئی ہے یہ پہلے منافقوں سے کچھ کم ہیں۔

منافقوں کی نشانیاں: حدیث میں ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جس میں یہ تینوں نشانیاں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں کوئی ایک ہو وہ بھی بقدر اس کے منافق ہے۔ جب تک اسے چھوڑ نہ دے' جھوٹ' وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت (بخاری و مسلم) معلوم ہوا کہ کبھی انسان میں عملی نفاق ہوتا ہے اور کبھی اعتقادی۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾

اے لوگو اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تاکہ گناہوں سے بچو' جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنادیا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے تمہاری روزی کے لیے طرح طرح کے پھل پیدا کر دیے۔لہذا جان بوجھ کر اللہ کے شریک نہ ٹھہراؤ۔

توحید الوہیت: (۲۱'۲۲) یہ توحید الوہیت کا بیان ہے۔ پروردگار ہی نے اپنے بندوں کو پیدا کیا اسی نے ان کو وجود بخشا۔ پھر اسے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا۔حق تعالیٰ ہی نے ہمارے پیروں تلے زمین کا فرش بچھایا۔اور سروں پر لاجوردی شامیانہ نصب فرمایا۔ پہاڑوں کی میخیں ٹھونک کر زمین کو ٹھہرا دیا اور تاروں سے آسمان سجا دیا۔فرمایا وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ (انبیاء۲۱ /۳۱'۳۲) ہم نے زمین پر پہاڑ گاڑ دیے تاکہ وہ ہلے نہیں اور لوگوں کو تکلیف نہ پہنچنے پائے۔اور ان پہاڑوں میں کشادہ گھاٹیاں بنا دیں تاکہ لوگ ادھر ادھر سے آجا سکیں اور آسمان کو ایک محفوظ چھت بنادیا۔ پھر بھی لوگ اس کی نشانیوں (دلائل) سے کتراجاتے ہیں۔یعنی ہم نے تمہاری ضرورت کے مطابق آسمان سے پانی برسایا۔اور اس سے طرح طرح کے پھول پھل' قسم قسم کے بیل بوٹے اور طرح طرح کی نعمتیں پیدا کیں۔ جن سے نہ صرف انسان ہی بلکہ جانور بھی فائدہ اٹھائیں۔فرمایا اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا الخ (غافر۴۰/۶۴'۶۵) یعنی حق تعالیٰ ہی نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنا دیا۔اور تمہاری خوبصورت شکلیں بنائیں اور تمہیں پاکیزہ روزیاں دیں۔یہ ہے تمہارا معبود جو تمہارا مربی بھی ہے۔بس رب العالمین برکت والا ہے اور وہی سب کا خالق و مالک ہے جسے فنا نہیں وہی حقدار عبادت ہے۔اسی کی خلوص سے عبادت کرو اور اس کے ساتھ (کسی بات میں بھی) کسی کو شریک نہ کرو۔وہی سب کا مربی ہے اور اسی کی طرح طرح کی تعریفیں ہیں۔

اے اہل کتاب تم توریت وانجیل کے عالم ہو تمہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر جان بوجھ کر کیوں اللہ کے شریک بنا رہے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبادت میں خاص طور سے توحید کا خیال رکھنا چاہیے اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ تمام عبادتوں کا حقدار صرف اللہ ہے۔

وجود باری کے دلائل: یہ آیت وجود باری تعالیٰ کی بڑی مضبوط دلیل ہے۔ زمین وآسمان کی مختلف شکلیں، مختلف رنگ، جداگانہ مزاج، جداگانہ منافع، ہر چیز کا مفید وخاص حکمت پر مبنی ہونا خالق کائنات کے وجود کا ثبوت اور اس کی ہمہ گیر قدرت وحکمت اور زبردست غلبہ وسطوت کی نشانی ہے۔ ایک دیہاتی سے اللہ کے وجود کی دلیل پوچھی گئی۔ بولا اونٹ کی مینگنی اونٹ کو۔ اور اس کے قدموں کے نشان اس کے گزرنے کو بتاتے ہیں پس یہ برجوں والا آسمان یہ راہوں والی زمین اور یہ موجوں والے سمندر کیا ایک باریک بین وخبردار خالق کائنات کے وجود کو نہیں بتلاتے؟

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن
تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ
لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾

اور اگر اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تمہیں کوئی شک ہو تو اگر تم (اس شک میں) سچے ہو۔ تو اس جیسی ایک سورت تو (ذرا بنا کر) لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہیں کیا۔ اور تم کبھی ایسا کر ہی نہیں سکتے تو (اسے مان کر) اس آگ سے بچ جاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لیے بنائی گئی ہے۔

ثبوت رسالت: (۲۳) ثبوت توحید کے بعد ثبوت رسالت ہے۔ کافروں سے خطاب کر کے ان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ہم نے جس قرآن کو اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا ہے۔ اگر تمہیں اس کو ہمارا کلام ماننے میں شک ہے تو تم اپنے تمام مددگاروں سمیت پورا پورا زور لگاؤ اور اس قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت کی طرح کوئی سورت بنا کر دکھاؤ۔ جب یہ بات باوجود اہل زبان ہونے کے تمہارے بس کی نہیں۔ حالانکہ تم میں بڑے بڑے شاعر، اور خطیب بھی ہیں۔ تو انصاف یہ کہتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسے مان لو۔ اور اس میں بال برابر بھی شک نہ کرو۔ شھداء (شہید کی جمع) شہید معاون اور شریک ورفیق کار کو کہا جاتا ہے یعنی تم اور تمہارے معبود مل کر سارا قرآن تو کیا ایک چھوٹی سی سورت ہی پوری کوشش ومحبت سے بنا کر لے آؤ اور اپنے رؤساء سے بھی اس سلسلے میں مدد لو۔

رحمت عالم ﷺ کا خصوصی معجزہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہر نبی کو کوئی نہ کوئی ایسا معجزہ ضرور دیا گیا جس کی وجہ سے لوگ اس پر ایمان لائے۔ مجھے وحی کا معجزہ عطا ہوا ہے جسے حق تعالیٰ نے میرے پاس بھیجا۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے

والے بہت ہوں گے (بخاری ومسلم) یعنی مجھے خصوصیت سے معجزے کے طور پر قرآن عظیم دیا گیا ہے جس کے مقابلے سے لوگ عاجز ہیں۔

ہر نبی کا معجزہ ان کے ساتھ گیا۔ مگر میرا معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اس لیے میرے ماننے والے بہت زیادہ ہوں گے۔ اس عظیم معجزے کے علاوہ صداقت نبوت کے لیے آپ ﷺ کو اور بھی بہت سے معجزے ملے۔ (علامہ ابن تیمیہ نے آپ ﷺ کے ایک ہزار معجزے ایک کتاب میں جمع فرمائے ہیں۔)

(۲۴) وقود ایندھن کو کہا جاتا ہے۔ فرمایا وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (جن ۷۲/ ۱۵) ظالم جہنم کی لکڑیاں ہیں۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ الخ (انبیاء ۲۱/ ۹۸، ۹۹) تم اور حق تعالی کو چھوڑ کر تمہارے سب معبود جہنم کی لکڑیاں ہیں۔ تم جہنم میں جانے والے ہو۔ اگر یہ حقیقی معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے۔ حالانکہ ایک ایک کر کے سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

جہنم کی آگ کافروں کے لیے تیار کی گئی: اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آگ کافروں کے لیے بنی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آگ ہر کافر کے لیے بنی ہے۔

آج بھی جہنم تیار ہے: اس آیت کی رو سے جہنم آج بھی موجود ہے۔ کیونکہ لفظ اُعِدَّتْ ماضی (کا صیغہ) ہے۔ یعنی گزشتہ زمانے میں تیار کی جا چکی ہے۔ جہنم کے وجود پر اور بھی بہت سی دلیلیں ہیں۔ ایک لمبی حدیث میں ہے کہ جنت وجہنم میں جھگڑا ہوا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جہنم نے اپنے رب سے اپنی آگ کی کمال تیزی کی شکایت کی کہ آگ آگ کو کھا رہی ہے اور رب سے سانس لینے کی اجازت مانگی۔ حق تعالیٰ نے اسے ایک سال میں دو سانسیں لینے کی اجازت دے دی۔ ایک جاڑے میں اور ایک گرمی میں۔ ابن مسعودؓ والی حدیث میں ہے کہ ہم نے ایک زور کا دھما کا سنا۔ آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ پتھر کی آواز ہے۔ یہ اب سے ستر سال پہلے جہنم کے بالائی کنارے سے پھینکا گیا تھا۔ جہنم کی تہہ میں اب گرا ہے جس کی یہ آواز ہے (مسلم) نماز کسوف والی حدیث میں ہے کہ مجھے جنت وجہنم دکھائی گئیں۔ اس طرح شب معراج میں آپ ﷺ نے جنت وجہنم کا معائنہ فرمایا اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ
قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور آپ ایمان والوں اور نیک عمل والوں کو ان بہشتوں کی خوش خبری سنا دیں جن کی نیچے نہریں جاری ہیں۔ جب کبھی انہیں جنت کے پھل کھانے کے لیے دیے جائیں گے تو کہیں گے یہ تو وہی ہیں جو اس سے پہلے ہمیں ملے تھے۔ وہ پھل ان کے پاس ہمشکل لائے جائیں گے وہاں ان کے لیے صاف ستھری اور پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور یہ وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

سعادتمندوں کا بیان: (۲۵) اوپر دشمنان دین اور منکرین اسلام کے عذابوں کا بیان تھا۔ یہاں مخلصوں اور سعادتمندوں کا بیان ہے جو اپنے نیک اور پاکیزہ عملوں سے اپنے ایمان کا ثبوت دیتے رہے۔ قرآن کریم کا یہ دلکش ونصیحت آمیز طریقہ بیان ہے۔

مثانی اور متشابہ کے معنی: قرآن کو اس لیے مثانی کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک چیز کے ساتھ اس کی ضد کا بھی بیان ہے۔ (کسی چیز کے ساتھ اس کی نظیر کا بیان کرنا تشابہ کہلاتا ہے۔ قرآن کو اس معنی کے اعتبار سے متشابہ بھی کہا گیا ہے)

جنت میں نہریں جاری ہیں: جنتوں کی یہ خوبی ہے کہ وہاں نہریں بہہ رہی ہیں۔ یعنی جنت کے درختوں کے یا اس کے عالی شان محلوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جنت کی نہریں گڑھوں میں نہیں بہتیں۔ بلکہ ایک ہموار مسطح اور معین حد کے اندر جاری ہیں۔ کوثر کے بارے میں آیا ہے کہ اس کے دونوں کناروں پر آمنے سامنے سچے خولدار موتیوں کے خیمے نصب ہیں۔ جنت کی مٹی مشک اور سنگریزے موتی اور جواہر ہیں۔ ہم بھی حق تعالیٰ کے فضل وکرم کے امیدوار ہیں۔ ہمیں بھی جنت کی بہاریں نصیب ہوں۔ آمین۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشک کے پہاڑوں یا ٹیلوں کے نچلے حصے سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (ابن ابی حاتم)

جنتی پھلوں کی مشابہت: جنتی جنت کے پھل دیکھ کر کہیں گے کہ یہ پھل تو ہم دنیا میں بھی کھایا کرتے تھے یہ پھل تو کل (دنیا) میں بھی ہمیں ملے تھے۔ چونکہ صورت وشکل میں ملتے جلتے ہوں گے اس لیے وہ یہ بات کہیں گے نیز جنت والوں کے سامنے ایک پیالہ لایا جائے گا اسے استعمال کر لیں گے پھر دوسرا لایا جائے گا۔ دیکھتے ہی کہیں گے یہ تو ہم نے ابھی ابھی کھایا ہے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کھا کر تو دیکھیں گو رنگ ایک ہی ہے مگر ذائقہ علیحدہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے خوبصورت بچے جنتیوں کے پاس میوے لائیں گے۔ وہ انہیں کھائیں گے۔ پھر سابق جیسے میوے لائیں گے۔ جنتی کہیں گے یہ تو ابھی ابھی تم ہمارے پاس لائے تھے۔ بچے عرض کریں گے آپ کھائیں تو سہی۔ اگرچہ رنگ ایک ہے مگر یہ چیز دوسری ہے۔ جنت کے پھل شکل وصورت اور رنگ روپ میں ایک جیسے مگر مزے میں الگ الگ ہوں گے۔ ورنہ کہاں دنیا کے پھل اور کہاں جنت کے، سیب انگور انار کے نام تو یہی ہوں گے مگر ذائقے کچھ اور ہی ہوں گے۔

اہل جنت کی پاکیزہ بیویاں ہوں گی: جنتیوں کو صاف ستھری اور پاکیزہ بیویاں ملیں گی۔ جو گندگی، ناپاکی، پیدی، حیض، بول و براز، تھوک، رینٹھ، بلغم اور منی وغیرہ سے پاک ہوں گی وہ نہ حکم عدولی کریں گی اور نہ ان میں کسی طرح کی برائی ہوگی۔ مطہرۃ سے وہ عورت مراد ہے جسے حیض نہ آئے۔ حضرت حواء شروع میں حیض سے پاک تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے یہ بلا ان کے سر پڑی۔ جنتی ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ جنت کی ہمیشگی سعادت (نیک بختی کا نتیجہ ہے کیونکہ جنتی بے شمار نعمتوں اور رنگین بہاروں کے باوجود ایک ایسے پاکیزہ اور امن والے مقام میں ہوں گے جہاں انہیں نہ موت کا کھٹکا ہوگا اور نہ نعمتوں کے چھن جانے کا اندیشہ بلکہ لازوال بہاریں ہوں گی۔ اور ابدی زندگی پائیں گے۔ اے اللہ ہمیں بھی جنت والوں میں شامل فرمالے۔ آمین۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَ

أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٢٧﴾

اللہ کوئی سی بھی مثال بیان کرنے سے نہیں شرماتا خواہ مچھر کی ہو یا اس سے بھی کم حقیر چیز کی۔ ایمان والے تو اس کو اپنے رب کی طرف سے صحیح مانتے ہیں۔ لیکن کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے اس مثال سے کیا ارادہ فرمایا ہے اس سے اللہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سوں کو سیدھی راہ پر لے آتا ہے۔ اس سے فاسقوں ہی کو گمراہ کرتا ہے جو مضبوط کرنے کے بعد اللہ کا عہد توڑ ڈالتے ہیں۔ اور اللہ نے جس کے جوڑے جانے کا حکم فرمایا ہے اسے توڑ ڈالتے ہیں اور دنیا میں فساد مچاتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان والے ہیں۔

---

(۲۶) اوپر اللہ پاک نے منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ انہیں سن کر منافق بولے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ایسی چھوٹی چھوٹی مثالیں بیان فرمائے اس پر یا جب حق تعالیٰ نے قران پاک میں مکھی اور مکڑی کا بیان فرمایا تو مشرک کہنے لگے یہ مکھی او رمکڑی کیوں بیان کی جاتی ہے۔ بھلا قرآن میں ان حقیر چیزوں کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ فرمایا کہ اللہ حق بات سے نہیں شرماتا خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔

حدیث میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو دنیا میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں ملتا۔ یا اس سے زیادہ۔ کیونکہ مچھر سے زیادہ حقیر اور چھوٹی چیز اور کیا ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ جس مسلمان کے کانٹا چبھ جائے یا اس سے زیادہ تکلیف پہنچ جائے تو اس کا درجہ بڑھ جاتا ہے اور گناہ مٹ جاتے ہیں (مسلم) اب یہ مطلب ہوا کہ اللہ پاک مثال کے بیان کرنے میں کسی چیز کو حقیر نہیں سمجھتا۔ اگر چہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ جس طرح وہ ہر چھوٹی بڑی چیز کے پیدا کرنے سے نہیں شرماتا اسی طرح ان کی مثال بیان کرنے سے بھی نہیں شرماتا۔ اسی وجہ سے اس نے مکھی اور مکڑی کی مثال بیان فرمائی۔ فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ الخ (حج ۲۲:۷۳) لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے کہ اسے کان لگا کر سنو! اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پکار رہے ہو وہ سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مانگنے والے اور مانگے جانے والے دونوں بے بس ہیں۔ (۲) مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ (عنکبوت ۲۹:۴۱) جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا دوست بناتے ہیں ان کی مثال مکڑی کے جالے کی سی ہے جس کا گھر تمام گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ کاش یہ سمجھ جاتے (مکڑی کے جالے پر کیا بھروسہ کیا جائے' وہ تو ذرا سے اشارے ہی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے جھوٹے معبودوں پر بھروسہ کرنا نادانی ہے۔

کافر و مومن کی عادتیں: فاسق سے کافر مراد ہیں۔ کیونکہ ان کی عادتوں (بدعہدی و غداری) کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا (۲۷) جو

عہد مضبوط کر کے توڑ ڈالتے ہیں قطع رحمی کرتے ہیں اور دنیا میں فساد مچاتے پھرتے ہیں یہی لوگ خسارہ والے ہیں۔ یہ کافروں کی عادتیں ہیں اور ان کے برعکس مومنوں کی عادتیں ہیں فرمایا: اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ الخ (رعد ۱۳: ۱۹ تا ۲۵) کیا پھر وہ شخص کو جانتا ہے کہ آپ کے رب کے پاس سے اتری ہوئی وحی برحق ہے اندھے کی طرح ہو سکتا ہے۔ عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اقرار کو توڑتے نہیں۔ قطع رحمی نہیں کرتے۔ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ حساب کا کھٹکا رکھتے ہیں۔ رب کو راضی کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں۔ نماز باقاعدہ پابندی سے پڑھتے ہیں۔ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے چھپ چھپ کر اور کھلم کھلا خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور نیکیوں سے برائیوں کو مٹاتے رہتے ہیں۔ انہیں کے لیے آخرت میں سدا بہار جنتیں ہیں جن میں یہ رہیں گے اور ان کے نیک باپ دادا بیویاں اور اولاد بھی' فرشتے ہر دروازے پر آ کر انہیں سلام کریں گے کہ تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا تھا پھر آخرت کیا ہی اچھی ہے۔ اور جو مضبوط کر کے اللہ کا عہد توڑ ڈالتے ہیں۔ قطع رحمی کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں انہیں پر اللہ کی پھٹکار ہے اور انہیں کے لیے آخرت کے عذاب ہیں۔

کافروں نے کون سا عہد توڑا؟: عہد سے وہ عہد مراد ہے جو روحوں سے لیا گیا تھا۔ جب انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ظاہر فرمایا تھا جیسا کہ فرمایا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ الخ (اعراف ۷: ۱۷۲: ۱۷۳) یاد کرو جب آپ کے رب نے اولاد آدم علیہ السلام سے عہد لیا اور ان پر خود انہیں کو گواہ کر کے فرمایا کیا تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے کہا۔ بے شک تو ہمارا رب ہے ہم گواہ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ کہہ بیٹھو کہ ہم اس سے بے خبر ہیں۔ یا یہ کہہ دو کہ شرک تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا تھا۔ ہم ان کی اولاد تھے اور ان کے بعد آئے۔ کیا ہمیں جھوٹوں کے فعلوں سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ عہد کا توڑنا اس کا چھوڑنا ہے۔ منافقوں میں یہ چھ باتیں پائی جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنا' وعدے کے خلاف کرنا' امانت میں خیانت کرنا' عہد پکا کرنے کے بعد توڑ ڈالنا' قطع رحمی کرنا' فساد مچانا۔ ان میں یہ چھ باتیں غلبے کے وقت ہوتی ہیں۔ اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ جھوٹ' وعدہ خلافی' امانت میں خیانت۔ منافق و کافر قطع رحمی کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں صلہ رحمی کا حکم ہے کہ حقوق قرابت کا لحاظ رکھیں۔ یہ وہ کام ہیں جن کے جوڑے جانے کا حکم ہے اور عہد توڑنا ان کا توڑنا ہے۔

خاسر کے معنی: خاسر وہ ہے جو نافرمانی کر کے حق تعالیٰ کی نعمتوں سے جو حصہ ملنے والا تھا اسے کھو بیٹھے۔ جیسے کسی کو تجارت میں نقصان ہو جائے اور راس المال بھی کھو بیٹھے۔ قیامت کے دن جب رحمت رب کی تلاش و ضرورت ہوگی تو ٹوٹے والے کف افسوس ملتے رہ جائیں گے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع ۳

تم اللہ کو کیوں نہیں مانتے حالانکہ تم مردہ تھے۔ اللہ نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر وہ تمہیں مار دے گا پھر زندہ کر دے گا۔ پھر تم اسی کی طرف

لوٹا دیے جاؤ گے۔ اسی نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لیے پیدا کیں۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں درست کر کے سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

قدرت کی ہمہ گیری اور خلق وتصرف کا ثبوت: (۲۸) اللہ سے انکار کرنے کی یا اللہ کی عبادت میں غیروں کو شریک کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ جبکہ تم کو اللہ ہی نے خلعت وجود سے سرفراز فرمایا۔ فرمایا اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ الخ (طور۵۲: ۳۵،۳۶) کیا یہ بلا کسی چیز کے پیدا ہو گئے یا یہی پیدا کرنے والے ہیں۔ کیا انہوں نے زمین وآسمان بنائے (نہیں) بلکہ یہ یقین نہیں کرتے (۲) هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ الخ (دہر۷۶:۱) دیکھو انسان پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ الخ (غافر۴۰:۱۱) اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا یعنی تم باپوں کی پیٹھوں میں کچھ بھی نہ تھے۔ اللہ نے تمہیں عدم سے وجود بخشا۔ پھر وہی تمہیں مار دے گا۔ پھر دوبارا زندہ کر دے گا۔ حالت عدم کو بھی موت ہی سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری موت طبعی ہے۔ اسی طرح دنیوی زندگی پہلی زندگی ہے اور زندگی بعد الموت دوسری زندگی۔

دلائل قدرت کا بیان: (۲۹) پہلی آیت میں انسان کے اندر پائے جانے والے دلائل کا بیان تھا اس آیت میں روزمرہ کے مشاہدے میں آنے والے دلائل قدرت کا بیان ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اللہ کا علم غیر محدود ہے۔ فرمایا اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ الخ (ملک ۶۷:۱۴) دیکھو خالق ہی کو اپنی مخلوق کا علم ہے وہ بڑا باریک بین اور خوب خبردار ہے۔

پہلے زمین بنی: پہلے زمین بنی پھر ساتوں آسمان۔ ہر عمارت کا یہی اصول ہے کہ پہلے نیچے سے بنائی جاتی ہے۔ پھر اس کی چھت تیار ہوتی ہے۔ اس کی تائید سورہ فصلت کی آیات سے بھی ہوتی ہے۔

فرمایا قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ الخ (فصلت ۴۱:۹تا۱۷) آپ فرما دیں تم اپنے خالق کو نہیں مانتے جس نے دو دن میں زمین پیدا کی۔ اور اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ وہ تو رب العالمین ہے۔ اس نے زمین پر اوپر سے پہاڑ گاڑ دیے۔ اس میں برکت رکھی اور اس سے روزیاں پیدا کیں۔ یہ سب کچھ چار دن (اتوار، پیر، منگل، بدھ) میں ہو گیا اس میں پوچھنے والوں کے لیے تشفی ہے۔ پھر اللہ نے آسمان کا قصد کیا وہ دھواں (پانی کی بھاپ) تھا۔ اس سے ایک آسمان بنایا۔ پھر ایک آسمان سے سات آسمان بنا دیے۔ انکی پیدائش جمعرات اور جمعہ کو ہوئی۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ
فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جو زمین میں بدامنی پھیلائے اور خونریزی کرے ہم تیری تعریفوں کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری قدوسیت کا اظہار کرتے ہیں۔ فرمایا جو مجھے معلوم ہے تمہیں معلوم نہیں۔

قدوسیوں میں آدم کا ذکر خیر: (۳۰) اللہ کا احسان عظیم ملاحظہ ہو کہ اس نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کے مقام

کی بلندی کا اظہار شروع کر دیا۔ انکا ذکر خیر فرشتوں کی اعلیٰ جماعت میں ہو رہا ہے۔ اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔

خلیفہ کے معنی: خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں یعنی انسان یکے بعد دیگرے جانشین ہوتے چلے جائیں گے۔ یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اور صدیوں اور قرنوں تک جانشینی باقی رہے گی۔

فرشتوں کو خونریزی اولاد آدم علیہ السلام کا کیسے علم ہوا: آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر جن آباد تھے۔ انہوں نے ایک اودھم مچا رکھا تھا۔ اللہ پاک نے ان کی سرکوبی کے لیے ابلیس کو بھیجا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے جنوں کو مار کر جزیروں اور پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا۔ غالباً اسی پر قیاس کرتے ہوئے فرشتوں نے کہا کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے جو خونریزی کرے گا واللہ اعلم بالصواب۔

کیا فرشتوں کو حسد تھا؟: فرشتوں کی یہ بات بطور اعتراض کے یا حسد کے نہ تھی۔ کیونکہ فرشتے معصوم ہیں' بلکہ جب اللہ نے انہیں ایک نئی مخلوق پیدا کرنے کی خبر دی اور انہیں کسی قرینے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مخلوق خونریز ہوگی تو اس وقت انہوں نے رب کی مصلحت معلوم کرنے کے لیے یہ سوال اٹھایا تھا تا کہ وہ راز کھل جائے جواب تک ان کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ پس ادب و احترام سے درخواست کی کہ اے رب ایسی مخلوق کے پیدا کرنے میں کیا مصلحت ہے اگر عبادت کی مصلحت ہے تو ہم دن رات تسبیح و تہلیل' تعریف و توصیف اور تقدیس و تنزیہ میں مصروف رہتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اور ہمیں فساد و خونریزی سے بھی نفرت ہے۔ پھر ایسی نئی مخلوق کیوں پیدا کی جارہی ہے جن میں انسان نما درندے بھی ہوں گے۔ کیا ہماری عبادت کافی نہیں؟ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں خونریزی کے باوجود بھی اس مخلوق کو پیدا کر رہا ہوں۔ اس میں جو مصلحتیں ہیں ان کا مجھ ہی کو علم ہے تم کو نہیں۔ میں اسی مخلوق میں نبی اور رسول پیدا کروں گا۔ اس میں صدیق و شہداء بھی ہوں گے۔ عابد و زاہد بھی ہوں گے۔ ابرار و مقرب بھی ہوں گے۔ باعمل علماء اور صلحاء بھی ہوں گے۔ اللہ کے آگے سر جھکانے والے' محبّ رب اور جان نثاران رسول ﷺ بھی ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب فرشتے بندوں کے عمل لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں تو اللہ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا۔ فرشتے کہتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے جب بھی وہ نماز میں مصروف تھے اور جب آئے ہیں جب بھی۔ عمل لکھنے والے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں۔ اور عصر و صبح کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر لکھنے والے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں۔ اور چھٹی والے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے اللہ کی طرف چڑھا دیے جاتے ہیں۔ گویا فرشتوں کو اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ جس مخلوق کی پیدائش کی حکمت کی تمہیں' جستجو تھی اس میں یہ حکمت تھی۔ جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہو۔ رہی تفصیلی مصلحت اس کا اللہ ہی کو علم ہے۔ فرشتوں کو نہیں۔ اور اسے فرشتوں پر ظاہر کرنا بھی مصلحت کے خلاف ہے۔

تسبیح و تقدیس کی تفسیر: تسبیح و تقدیس سے حمد صلوٰۃ اور طہارت و عظمت مراد ہے۔ تسبیح ,,سبحان اللہ اور تقدیس نماز ہے۔ اس سے سبوح قدوس ہے۔ یعنی اے اللہ ہم تیری پاکی کا اظہار کرتے ہیں۔ تیرے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ اور تیری طہارت و عظمت کے قائل ہیں (سرزمین حرم کو ارض مقدسہ مطہرہ پاک) کہا جاتا ہے۔ اب یہ معنی ہوئے کہ ہم تجھے ہر قسم کے ظاہری و باطنی عیبوں سے' کمیوں سے اور ہر طرح کے شرک سے پاک جانتے ہیں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا کر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کر کے فرمایا۔ اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا تو پاک ہے ہمارے پاس بس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا ہے۔ یقیناً تو خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ فرمایا آدم! فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ پھر جب آدم نے انہیں ان چیزوں کے نام بتا دیے تو حق تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تم سے یہ نہ کہہ دیا تھا کہ میں ہی آسمان وزمین کا غیب داں ہوں۔ اور جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو وہ بھی مجھے معلوم ہے اور جو چھپا رہے ہو وہ بھی۔

آدم علیہ السلام کی فوقیت: (۳۱) حق تعالیٰ نے ایک خاص علم کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فوقیت دی ورنہ فرشتے بالکل جاہل نہ تھے بلکہ اس علم سے ناواقف تھے جو آدمؑ کو سکھایا گیا تھا۔

آدمؑ کی تعلیم وتربیت: حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انکی تمام اولاد کے سب جانوروں کے آسمان وزمین کے خشکی وتری کے غرضیکہ تمام چیزوں کے نام بتا دیے تھے۔

شفاعت والی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن جمع ہو کر کہیں گے کیا ہی اچھا ہوا گر ہم کسی کو اللہ کے پاس بھیج کر سفارش کرالیں۔ آخر کار آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ لوگوں کے جد امجد ہیں۔ حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ اور آپ کو ایک ایک چیز کا نام سکھایا۔

ان کنتم صادقین کی تفسیر: پھر فرمایا اگر تم سچے ہو یعنی اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ انسان صرف مفسد وخونریز ہے تو ذرا ان چیزوں کے نام تو بتاؤ۔

فرشتوں کا جواب: (۳۲) اے اللہ تیرے علم کے کسی حصے پر کوئی حاوی نہیں ہو سکتا۔ تو پاک ہے ہاں تو جسے جس قدر سکھا دے اسے بس اتنا ہی علم آ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ غیر محدود علم صرف تیرا ہی ہے۔ جس کے دائرے میں ہر چیز سمٹی ہوئی ہے۔ تیرا پیدا کرنا تیرا حکم فرمانا اور جسے جس قدر تو چاہے اتنا سکھا دینا سب حکمت پر مبنی ہے۔ سکھانا بھی حکمت سے معمور اور نہ سکھانا بھی حکمت سے بھرپور۔ تیرے ہر کام میں حکمت اور ہر بات میں مصلحت پائی جاتی ہے۔ سبحان اللہ ہر برائی سے اللہ کی پاکی کا اظہار کرتا ہے۔

ابلیس کے غرور کی طرف اشارہ: (۳۳) یہ جو فرمایا کہ میں تمہارے ظاہر و پوشیدہ خیالات سے آگاہ ہوں۔ اس کا یہ مطلب

ہے کہ ابلیس کے دل میں جو کبر وغرور ہے اسے میں جانتا ہوں۔فرشتوں نے یہ بات ظاہر کی کہ انسان مغرور وخونریزی کرنے والا ہے۔مگر ابلیس نے اپنے دلی کبر وغرور کو چھپایا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے آدم کو سجدہ کرنے کے لیے کہا تو سب نے سجدہ کیا۔مگر ابلیس نے انکار کیا اور غرور کیا اور تھا ہی وہ کافر۔

فرشتوں کو آدم کے آگے سجدہ کرنے کا حکم: (۳۴) اللہ پاک نے آدم کی انتہائی فضیلت کا اظہار فرما کر بنی نوع آدم پر اپنا عظیم احسان فرمایا اور بتایا کہ اس نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کریں۔احادیث سے بھی سجدہ آدم کا ثبوت ملتا ہے۔ابھی شفاعت والی حدیث گزری جس میں ہے کہ اللہ نے آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔موسیٰ علیہ السلام والی حدیث میں ہے کہ اے رب مجھے آدم دکھا جنہوں نے ہم کو اور خود اپنے آپ کو جنت سے نکلوایا' پھر جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ وہی آدم ہیں نا جسے حق تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں سے سجدہ کرایا۔

ابلیس کا نام وخاندان: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابلیس فرشتوں کے ایک خاندان (جن) میں سے ہے جو آگ کے شعلوں سے پیدا کئے گئے۔اس کا نام حارث ہے۔یہ بھی جنت کا ایک خازن تھا۔اس قبیلے کے علاوہ تمام فرشتے نور سے پیدا کیے گئے۔

جنوں کی پیدائش آگ سے ہے: قرآن میں جنوں کی پیدائش کا بیان ہے۔فرمایا وَخَلَقَ الْجَآنَّ الخ (رحمٰن ۵۵:۱۵) اللہ نے جنوں کو شعلے والی آگ سے پیدا کیا ہے۔

اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔چالیس دن تک آپ کا پتلا بلا روح کے پڑا رہا۔ابلیس آ آ کر اس پتلے پر ٹھوکر مارتا جس سے کھن کھن کی آواز پیدا ہوتی۔قرآن پاک میں صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ کا یہی مطلب ہے کہ وہ ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی جیسے کھوکھلی چیز بجا کرتی ہے۔ابلیس اوپر سے گھس کر نیچے سے اور نیچے سے گھس کر اوپر سے آتا جاتا رہا اور یہی کہتا رہا کہ تیری حقیقت ہی کیا ہے۔تو کچھ نہیں۔اگر میں تجھ پر حاوی ہو گیا تو تجھے برباد کر کے چھوڑوں گا۔اور اگر تو مجھ پر غالب آ گیا تو تیری بات کبھی نہ مانوں گا۔(تجھے تسلیم ہی نہ کروں گا) پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے پتلے میں روح پھونکی اور وہ سر سے نیچے اتری تو جہاں جہاں تک پہنچی گئی خون اور گوشت بنتا چلا گیا۔جب ناف تک پہنچ گئی تو آدم علیہ السلام کی اپنے جسم پر نگاہ پڑی اور اسے دیکھ کر خوش ہوئے۔اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ سکے (فرمایا وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (اسراء ۱۷:۱۱) انسان جلد باز و بے صبرا ہے)۔اسے نہ خوشی میں صبر آتا ہے اور نہ رنج میں)۔جب روح تمام جسم میں پھیل گئی تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔حق تعالیٰ نے ان کے دل میں الحمد للہ کا الہام فرمایا۔چنانچہ آپ نے چھینک کر الحمد اللہ فرمایا۔اللہ نے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فرما کر جواب دیا۔پھر اللہ نے تمام آسمان والے فرشتوں معہ ابلیس کے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔سنتے ہی سب سجدے میں گر پڑے۔مگر ابلیس نے انکار وغرور کیا۔جس سے اس کے دل کا غرور ظاہر ہو گیا۔کہتا ہے میں آدم کو سجدہ نہیں کرتا۔میں اس سے کہیں اچھا ہوں۔عمر میں بھی بڑا ہوں اور طاقت میں بھی۔میں آگ سے بنا ہوں اور یہ مٹی سے۔اور آگ مٹی سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔پھر جب اس نے سجدہ کرنے سے انکار

کردیا تو حق تعالیٰ نے اسے یعنی ابلیس کو (تمام بھلائیوں سے مایوس) راندہ درگاہ (اور درگاہ سے راندہ ہوا) شیطان (سرکش و مغرور) بنادیا۔ یہ اس کی نافرمانی کی سزا تھی۔

حق تعالیٰ نے آدم کو یہ بزرگی بخشی کہ انہیں فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ سجدہ حضرت آدم کو تھا اور اطاعت اللہ کی تھی۔

ابلیس کا پہلا گناہ کبر وحسد تھا: ابلیس آدم کی عزت و بزرگی دیکھ کر جل کر کباب بن گیا۔ اور کہنے لگا میں ناری ہوں اور یہ خاکی۔ بھلا میں اور اسے سجدہ کروں؟ یہ حسد و کبر پہلا گناہ تھا جو اس سے سرزد ہوا۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی غرور ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ابلیس کے دل میں غرور وحسد اور کفر تھا۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے اسے رحمت سے دھکا دے دیا اور گلے میں طوق لعنت ڈال دیا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٣٥﴾ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾

اور ہم نے کہا کہ آدم تم اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو۔ لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ ظالم ہوجاؤ گے۔ لیکن شیطان نے دونوں کو ڈگمگا کر جنت سے نکلوا ہی دیا۔ ہم نے کہہ دیا اتر جاؤ۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور ایک وقت مقررہ تک تمہیں زمین میں ٹھہرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔

آدم علیہ السلام کی دوسری فضیلت: (۳۵) حضرت آدمؑ کی دوسری فضیلت کا بیان ہے کہ انہیں جنت میں بسا دیا گیا۔ اور بافراغت ہر پھل کھانے کی اجازت دے دی گئی۔

آدم علیہ السلام نبی بھی تھے اور رسول بھی: ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ فرمایا۔ ہاں ہاں نبی بھی تھے اور رسول بھی۔ اللہ پاک نے آپ سے آمنے سامنے باتیں کیں۔ اس نے آپ سے یہ بھی فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو سہو۔ (ابن مردویہ)

آدم علیہ السلام و حوا کو جس جنت میں داخل کیا گیا تھا وہ جنت وہی ہے جس میں قیامت کے بعد پھر اولاد آدم علیہ السلام داخل ہوگی اس کی مزید تفصیل سورہ اعراف میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جنت میں جانے سے پہلے تخلیق حوا ہوئی: اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ جنت میں جانے سے پہلے حضرت حوا پیدا ہوگئی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اونگھ آ گئی اور حالت اونگھ ہی میں آپ کی بائیں پسلی سے حوا پیدا ہوگئیں۔ جب جاگے تو اپنے پاس حوا کو پایا۔ فرمایا یہ میرا گوشت، خون اور جوڑا ہے۔ آپ کو ان سے محبت ہوگئی۔ پھر حق تعالیٰ نے آپ کا ان سے نکاح کر دیا اور جنت میں رہنے کی اجازت دے دی۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ مقدس جوڑا جنت میں بسا دیا تو ایک درخت کے جس کی گتھی ہوئی ٹہنیاں تھیں پھل کھانے سے روک دیا۔ یہ جنت کا ایک درخت تھا اس کی تعیین نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے۔ پھر تعین سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ عدم تعین سے کوئی نقصان۔ اس لیے ہمیں تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ بہر حال شیطان نے اس درخت کی وجہ سے دونوں کو ڈگمگا دیا (۳۶) اور پھر اس نے انہیں عمدہ لباس سے شاندار وخوبصورت گھر سے اور عیش و آرام سے محروم کرا دیا۔ پھر فرمایا ہم نے ان سے کہہ دیا کہ اتر جاؤ۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اب تم زمین میں ٹھہرو گے۔ وہیں تمہاری روزیاں ہیں۔ وہیں تمہیں موت آئے گی اور ایک مقررہ مدت تک رہو گے۔ پھر قیامت آئے گی اور صور محشر تمہیں تمہاری قبروں سے اٹھائے گا۔

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۳۷﴾

پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھ لیے اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ یقیناً وہی توبہ قبول کرنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

دعائے آدم: (۳۷) کہا جاتا ہے کہ قرآن میں ان کلموں کی تفسیر ہے۔ فرمایا قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا الخ (اعراف ۷:۲۳)۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اگر تو معاف نہ فرمائے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم سخت گھاٹے میں پڑ جائیں گے۔ مستدرک میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے اللہ کیا تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے نہیں پیدا کیا؟ فرمایا کیوں نہیں۔ بولے کیا تو نے مجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی۔ فرمایا ہاں پھونکی۔ بولے جب مجھے چھینک آئی تو کیا تو نے یرحمك الله نہیں فرمایا۔ اور کیا تیری رحمت تیرے غصے پر سبقت نہیں لے گئی اللہ نے فرمایا ہاں بولے کیا تو نے یہ کام میری تقدیر میں نہیں لکھا تھا۔ فرمایا ہاں لکھا تھا۔ بولے اگر میں توبہ کرلوں تو کیا تو مجھے جنت میں لوٹا دے گا۔ فرمایا ہاں۔

پر خلوص توبہ قبول ہوتی ہے: پھر فرمایا جو سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ الخ (توبہ ۹:۱۰۴) کیا انہیں معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (۲) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا الخ (نساء ۴:۱۱۰) جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور کمال مہربان پائے گا۔ (۳) وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا الخ (فرقان ۲۵:۷۱) جس نے توبہ کی اور نیک عمل کیے اللہ پاک اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اللہ کی اپنے بندوں پر بڑی ہی مہربانی ہے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہی توبہ قبول کرنے والا اور وہی کمال مہربان ہے۔

قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا‌ ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۹﴾ ع

ہم نے کہہ دیا تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پھر جب تمہارے پاس میری ہدایت آئے تو جو اس کی پیروی کرے گا اسے کوئی خوف وغم نہ ہوگا۔ اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی جہنمی ہیں۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

حصول جنت کی تدبیر: (۳۸) جنت سے نکالتے وقت جن باتوں سے آدم علیہ السلام وحوا کو اور شیطان کو چوکنا کیا گیا تھا ان کی خبر دی جارہی ہے کہ تمہارے پاس کتابیں اور رسول بھیجے جائیں گے۔ انبیاء کے ہاتھوں پر معجزے ظاہر کیے جائیں گے اور دلائل و براہین سے سیدھی راہ کھول کھول کر بتائی جائے گی۔ اسے اختیار کرنے سے پھر جنت مل جائے گی۔ اس آیت میں خطاب اگرچہ آدم و حوا اور شیطان سے ہے مگر مراد ان کی اولاد ہے ھدی سے رسول، معجزے، واضح بیان، دلائل، پیغمبر اسلام، اور قران عظیم مراد ہے۔ جو کتاب وقت کی۔ اور رسولِ وقت کی پیروی کرے گا نہ تو اسے آخرت کا خوف ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا غم۔

(۳۹) یعنی انکار و تکذیب کرنے والے ہمیشہ جہنم میں جلیں بھنیں گے۔ نہ وہاں سے ہٹائے جائیں گے اور نہ اس سے چھٹکارا ہی ملے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ حقیقی دوزخیوں کو نہ تو دوزخ میں موت ہی آئے گی کہ جان چھوٹے اور نہ چین کی زندگی ہی نصیب ہوگی۔ (مسلم)

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

اے اسرائیلیو میری نعمت یاد کرو۔ جس سے میں نے تمہیں نوازا۔ میرا عہد پورا کرو۔ میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور مجھی سے ڈرو۔ اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری اور جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کے تم پہلے انکاری نہ بنو اور میری آیتوں سے تھوڑی سی پونجی مت خریدو اور مجھ ہی سے ڈرو۔

یہودیوں کو دعوت اسلام: (۴۰) اسرائیلیوں کو مشرف بہ اسلام ہونے کا اور پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع کرنے کا حکم ہورہا ہے کہ تم نبی کی اولاد ہو۔ جو ہمارا نیک اور فرماں بردار بندہ اور حق کا پیروکار تھا۔ تم بھی اپنے بزرگ باپ کی طرح حق کے تابعدار بن جاؤ۔ بزرگوں کی اولاد کو بزرگ ہی ہونا چاہیے۔ اگر بہادروں کی اولاد بہادر اور عالموں کی اولاد عالم نہ ہو تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ اب تمہارے ہاتھوں میں اللہ کی مقدس کتاب ہے اور قران بھی اسے اللہ ہی کی کتاب بتارہا ہے۔ قرآن کا انکار اور اس میں پہل کرنا تمہاری شان کے لائق نہیں۔ نبیوں کی اولاد کو ایسا نہ ہونا چاہیے۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ فرمایا جانتے ہو کہ اسرائیل یعقوب علیہ السلام ہی تھے۔ بولے ہاں۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہ (ابوداؤد) (طیالسی)

اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے: اسرائیل کے معنی اللہ کے بندے کے ہیں۔

یہودیوں پر چند بڑی نعمتوں کا بیان: اسرائیلیوں پر حق تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔ مثلاً پتھر سے بارہ چشموں کا پھوٹ پڑنا۔ میدان تیہہ میں من وسلویٰ کا اترنا۔ آل فرعون سے نجات ملنا۔ حکومت ملنا۔ ان میں انبیاء اور رسولوں کا مبعوث ہونا۔ اور

کتابوں کا اتارنا وغیرہ۔ فرمایا یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا الخ (مائدہ ۵:۲۰) اے قوم حق تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرو کہ اس نے تم میں نبی مبعوث فرمائے۔ تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ نعمت دی جو دنیا میں (تمہارے ہم عصروں میں) کسی کو نہیں دی گئی۔

یہودیوں کو سابق اقرار کی یاددہانی: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْ کا یہ مطلب ہے (کہ میں نے جو تم سے اقرار کرایا تھا کہ جب کبھی پیغمبر آخر الزماں ﷺ تشریف لائیں اور ان پر میری کتاب اترے تو تم ان پر اور ان کی کتاب پر ایمان لانا۔ وہ تمہارے بوجھ کو ہلکا کر دیں گے۔ زنجیریں توڑ ڈالیں گے اور گردنوں سے طوق اتار پھینکیں گے)۔ اس اقرار پر بسے رہو۔ میں بھی اپنا وعدہ پورا کردوں گا کہ اس دین کے بھاری بھاری احکام جو تم نے اپنے اوپر فرض سمجھ لیے ہیں مٹا دوں گا۔ اور اس پیغمبر کی زبانی ایک آسان دین تمہیں دوں گا۔

اللہ کا عہد: بندوں سے اللہ کا عہد یہ ہے کہ مسلمان ہو کر احکام اسلام کے پابند بن جائیں۔ اللہ خوش ہو کر انہیں جنت میں بھیج دے گا۔ وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے دلوں میں میرا ہی ڈر ہو کسی اور کا نہ ہو۔ ہر وقت مجھ سے ڈرتے رہو کہ جو عذاب تم سے پہلے تمہارے بزرگوں پر آ چکے ہیں کہیں تم بھی ان کے شکار نہ بن جاؤ۔ تمہیں معلوم ہی ہے کہ انہیں بندر و سور بنا دیا گیا تھا۔

قرآن عظیم کا مؤثر انداز بیان کتنا دل نشین ہے کہ ترغیب کے بعد انداز ترہیب اختیار کر لیا گیا۔ اور لوگوں کو خوف و رجا سے اسلام کی دعوت دی گئی تاکہ وہ قرآن پاک کی تنبیہات سے ڈر کر حق کی طرف لوٹ آئیں۔ اور نبی آخر الزماں پر ایمان لا کر احکام اسلام بجا لائیں اور قرآن کی خبروں پر یقین کر لیں۔ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

قرآن پر ایمان لانے کی دعوت: (۴۱) اے اہل کتاب قرآن پر ایمان لے آؤ۔ جو رحمت عالم ﷺ پر اترا ہے۔ جو مومنوں کو جنت کی بشارت دینے والے کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والے اور روشن چراغ ہیں۔

قرآن کے چند اوصاف: قرآن عظیم یہ اللہ کا کلام ہے۔ سچا ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ چونکہ تورات و انجیل میں آپ کی بشارتیں موجود ہیں۔ لہٰذا آپ کا مبعوث ہونا تورات و انجیل کی سچائی کی دلیل ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ کا یہ مطلب ہے کہ تم سے قرآن عظیم کے انکار کی ابتداء نہ ہونی چاہیے کیونکہ تمہارے پاس علم ہے جو غیروں کے پاس نہیں۔

یہ یہودیوں سے خطاب ہے کہ تم یہودیوں میں سب سے پہلے کافر نہ بنو۔ ورنہ ان سے پہلے قریشی کافر موجود تھے۔ چونکہ مدینہ کے یہودیوں سے خطاب تھا لہٰذا ان کا کفر دوسرے یہودیوں سے پہلے ہوا۔

دنیا کے عوض دین فروخت کرنے کی ممانعت: پھر فرمایا میری آیتیں بیچ کر دنیا نہ خریدو۔ یعنی قرآن پر ایمان لانے اور رسول ﷺ کی تصدیق کرنے کے بدلے دنیا اور دنیا کی چند روزہ چیزیں اختیار نہ کرو۔ یہ چیزیں آخرت کے مقابلے میں تھوڑی سی اور جلد ختم ہو جانے والی ہیں۔ اول سے لے کر آخر تک ساری دنیا بھی تھوڑی سی پونجی ہے۔ آیتوں سے وہ نشانیاں مراد ہیں جو ان کی کتابوں میں محمد ﷺ کی نبوت سے متعلق موجود ہیں۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾

حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور نہ حق چھپاؤ۔ تم خود جانتے ہو کہ نماز پابندی سے باقاعدہ پڑھو۔ زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

رکوع کرو۔

(۴۲) انہیں ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے جو جان بوجھ کر حق چھپا کر رسول ﷺ کی مخالفت کرتے تھے۔ اور باطل کا غلبہ دیکھنا چاہتے تھے۔ یعنی وہ رسول آخر الزمان ﷺ کو ان نشانیوں کے ذریعہ جو ان کی کتابوں میں تھیں پہچانتے تھے۔

یہودیوں کی ایک شرمناک عادت: یہودیوں کی ایک گندی عادت یہ بھی تھی کہ جان بوجھ کر حق کا ملمع چڑھا کر لے آتے تھے اور حق چھپا کر باطل کا غلبہ دیکھنا چاہتے تھے۔ اللہ نے انہیں مکروہ عادت سے روک دیا اور حکم دیا کہ حق کو رواج دو اور اس کی خوب نشر واشاعت کرو۔ حق و باطل اور صدق و کذب میں آمیزش نہ کرو اور اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کا حق ادا کرو۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ کا دین اسلام ہے اور اب یہودیت یا عیسائیت نا قابل قبول ہے اور اللہ کی طرف سے نہیں آخری دین اور آخری کتاب اور آخری نبی کے ساتھ آچکا اور اس دین حق کا تعارف تمہیں اپنی کتابوں سے جو کچھ تمہیں معلوم ہے اسے نہ چھپاؤ اور حق و باطل کو جمع نہ کرو۔

وَتَكْتُمُوا ... یعنی سب کچھ تمہیں معلوم ہے مگر پھر بھی اس بے حیائی پر کمر بستہ ہو۔ اور حق کو چھپا رہے ہو۔

(۴۳) یعنی اے یہودیو تم نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لا کر ان کی اطاعت کرتے ہوئے امت محمدیہ میں شامل ہو کر ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ انہیں میں رہو سہو اور انہیں میں سے ہو جاؤ۔ اور نماز و زکوۃ شریعت محمدیہ کے مطابق ادا کرو۔ شریعت محمدیہ میں دوسو یا دوسو سے زیادہ درہموں پر زکوۃ واجب ہے۔ نماز و زکوۃ ایسے فرائض ہیں کہ ان کے بغیر تمام عمل ناکارہ ہیں۔ غرضیکہ بہترین کامل ترین اور مخصوص عملوں میں مومنوں کے ساتھ رہو

وجوب جماعت: اس آیت سے جماعت کے وجوب پر استدلال کیا جاتا ہے۔ نیز وجوب جماعت پر کثرت سے احادیث صحیحہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٤٤﴾

کیا تم لوگوں کو نصیحت کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے ؟

مبلغ خود بھی سختی سے عمل کرے: (۴۴) یعنی اے اہل کتاب باوجودیکہ تم یہ جانتے ہو کہ جو کسی بات کی ترغیب دے اور خود نہ کرے اس کی کیسی سخت پکڑ ہے۔ پھر کیوں لوگوں کو نصیحت کرتے ہو اور اپنے آپ عمل نہیں کرتے۔ ان نصیحتوں پر تم خود عمل کیوں نہیں کرتے۔ ایسا تم کو لائق نہیں۔ افسوس اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔ خود بھی عمل کرو تاکہ دل کی آنکھیں روشن ہوں۔ اور خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ یہودی لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ اللہ کی اطاعت کرو' اللہ سے ڈرتے رہو' اور نیکیوں میں مصروف رہو۔ لیکن خود عمل سے جی چراتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ دوسروں کو تو بتاؤ اور خود عمل سے کتراؤ۔ اسی طرح منافق لوگوں کو تو نماز روزے کی تاکید کرتے تھے۔ لیکن خود اس سے بھاگتے تھے۔ اللہ پاک نے یہ آیت اتار کر انہیں غیرت دلائی۔ معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو کوئی اچھی بات بتائے خود بھی اس کا سختی سے پابند ہو یہ نہ کرے کہ دوسروں کو تو نصیحت کرے اور

اپنے آپ کو چھوڑ جائے۔ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ کا یہ مطلب ہے کہ تم لوگوں سے تو کہتے ہو کہ نبوت پر اور عہد تورات پر ایمان لے آؤ اور اس کا انکار نہ کرو اور خود تورات پر عمل نہیں کرتے۔ اس میں جو عہد ہے اسے توڑ ڈالتے ہو۔ رسول ﷺ وقت کو جھٹلاتے ہو اور جاننے کے باوجود ان باتوں کو جو تورات میں لکھی ہیں نہیں مانتے۔ انسان پورا عقل مند نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ لوگوں کو خلاف شرع عمل کرتا ہوا دیکھ کر جس قدر ان پر ناراض ہوتا ہے اس سے زیادہ اپنے اوپر ناراض نہ ہو۔ اگر خلاف شرع کام کر بیٹھا ہو۔

بے عمل عالم کی مذمت: ایک عالم کی یہ حالت قابل افسوس ضرور ہے کہ جان بوجھ کر علم کے خلاف کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ جاہل نہیں ہے اور عالم و جاہل میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اسی وجہ سے بے عمل عالم کی برائی میں حدیثیں آئی ہیں۔ فرمایا اس عالم کی مثال جو لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا ہے مگر خود پابند نہیں ہوتا چراغ کی سی ہے کہ خود جل کر دوسروں کو روشنی پہنچا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا شب معراج میں میرا ایسے لوگوں پر گزر ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ فرمایا آپ کی امت کے دنیادار واعظ ہیں جو لوگوں کو نیکیاں سکھاتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ حالانکہ اللہ کی کتاب پڑھتے تھے مگر پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے تھے (ط) (الف) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں نکل پڑیں گی۔ یہ انہیں گھسیٹتا ہوا چکی کے گدھے کی طرح جہنم میں چکر کھاتا رہے گا۔ جہنمی اسے آ کر گھیر لیں گے اور کہیں گے ارے یہ آپ کی کیا حالت بن رہی ہے۔ آپ تو ہمیں اچھی باتیں بتایا کرتے تھے۔ اور بری باتوں سے روکا کرتے تھے۔ یہ (سرد آہ بھر کر) جواب دے گا کہ میں تمہیں اچھی باتیں بتایا کرتا تھا مگر خود عمل نہیں کرتا تھا۔ اور تم کو بری باتوں سے روکا کرتا تھا مگر خود ان میں گرفتار رہتا تھا۔

وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَ ۙ﴿۴۵﴾
الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾ ع

اور صبر و نماز کے ساتھ مدد مانگو یقین مانو نماز بڑی بھاری ہے مگر جھک جانے والوں پر (بھاری نہیں) جن کو یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور اسی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔

نیکیوں پر نماز و صبر معاون ہیں: (۴۵) دنیا اور آخرت کے نیک کاموں پر نماز و صبر سے اعانت حاصل کی جائے۔ صبر کے ساتھ فرائض خصوصاً پنج وقتہ نماز بجا لا کر طلب آخرت پر مدد حاصل کرو۔ کہا جاتا ہے کہ روزے بھی صبر میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے ماہ رمضان کو صبر کا مہینہ کہا گیا۔

نماز کا خصوصی فائدہ: یاد رکھو دین میں ثابت قدمی پر نماز سے بڑی زبردست مدد ملتی ہے۔ فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ الخ عنکبوت ٢٩: ٤٥) نماز بے حیائی اور ناشائستہ باتوں سے یقیناً روک دیتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی مشکل پیش آتی یا کسی بات سے رنج ہوتا تو آپ نماز پڑھنے لگتے (الف د) آپ گھبراہٹ و بے قراری میں بھی نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے (ابن جریر) جنگ احزاب ہے رات کا وقت ہے۔ حذیفہؓ حاضر خدمت ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کو ایک چادر اوڑھے ہوئے نماز میں مصروف پاتے ہیں۔ آپ ہر نازک موقعہ پر نماز پڑھنے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ علیؓ فرماتے ہیں جنگ

بدر کی رات ہے اور لشکر میں سب سو رہے ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ رات بھر جاگتے رہتے ہیں اور صبح تک نماز و دعاؤں ہی میں مصروف رہتے ہیں۔ نماز لوگوں کو بڑی بھاری معلوم ہوتی ہے مگر عاجزی کرنے والے اور اللہ کے آگے جھکنے والے اسے پھول سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے لیے بوجھ نہیں بلکہ ان کے شوق کی چیز ہے۔ خاشعین سے احکام اسلام کی تصدیق کرنے والے سچے مومن' اللہ کے آگے جھکنے والے' اللہ کی اطاعت قبول کرنے والے' اللہ کے قہر و غلبے سے ڈرنے والے اور اس کی بشارتوں کی اور ڈراووں کی تصدیق کرنے والے مراد ہیں۔ پوری آیت کا یہ مفہوم ہے کہ اے علمائے یہود اللہ کی اطاعت پر اپنے آپ کو ثابت رکھ کر اور نماز کی پابندی کر کے جو بے حیائیوں اور شرمناک باتوں سے روک کر اللہ کے قریب لے آتی ہے مدد طلب کرو۔ نماز کی پابندی بڑی دشوار ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر اور رب سے ڈرنے والوں پر آسان ہے۔ بظاہر سیاقِ آیت یہودیوں کے ڈرانے کے لیے ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔

ارباب خشوع کی نشانی: (۴۶) جھکنے والوں کی یہ نشانی بیان فرمائی کہ انہیں قیامت کا زندگی بعد الموت کا اور حق تعالیٰ سے ملاقات کا یقین ہے اور اس بات کا بھی کہ ایک روز قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور رب العالمین کے سامنے پیش کیے جائیں گے ان کے تمام معاملے اللہ کی مشیت پر موقوف ہیں جن کا وہ عدل و انصاف سے جس طرح چاہے گا فیصلہ فرما دے گا۔ چونکہ انہیں زندگی بعد الموت کا اور جزا کا یقین ہے اس لیے انہیں عبادتوں کا بجالانا اور گناہوں سے باز رہنا آسان ہے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اے اسرائیل کے بیٹو نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا۔ اور میں نے تمہیں تمام دنیا پر فضیلت بخشی۔

یہودیوں کو چند خصوصی نعمتوں کی یاد دہانی: (۴۷) نبی اسرائل کے بزرگوں پر جن نعمتوں کا ظہور ہوا تھا (کہ ان میں رسول بھی ہوئے اور بادشاہ بھی اور ان پر کتابیں بھی اتریں اور انہیں انکے ہم عصروں پر فضیلت بھی ملی) وہ موجودہ اسرائیلیوں کو یاد دلائی جا رہی ہیں فرمایا وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ (دخان ۴۴:۳۲) ہم نے بنی اسرائیل کو ان کے ہم عصروں پر علم میں فوقیت عطا فرمائی۔ (۲) وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا الخ (مائدہ ۵-۲۰) جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے قوم تم پر جو اللہ کی نعمتیں ہیں انہیں یاد کرو۔ اس نے تم میں نبی مبعوث فرمائے تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ دیا جو کسی کو اس زمانے میں نہیں دیا۔ اسرائیلیوں کو ان کے ہم عصروں پر کن کن چیزوں میں فضیلت دی گئی؟ بادشاہت رسالت' نبوت' اور کتابوں میں ان کے زمانے میں کسی اور کو یہ چیزیں نہیں ملیں۔ یعنی اسرائیلی اپنے زمانے کے لوگوں پر فوقیت رکھتے تھے۔

امت محمدیہ کی فضیلت: کیونکہ امت محمدیہ بالاتفاق ان سے افضل ہے۔ فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ الخ (آل عمران ۳: ۱۱۰) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے پیدا کی گئی' تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور انہیں برائیوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان بھی لائے ہوئے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو انکے لیے اچھا ہوتا۔ ایک حدیث میں ہے تم سے ستر امتیں پوری ہو جاتی ہیں تم اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور قابل احترام ہو۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا نہ کسی کی سفارش مانی جائے گی اور نہ فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

(۴۸) پہلی آیت میں یہودیوں کو نعمتیں یاد دلا کر دعوت اسلام دی گئی تھی۔ اب انہیں قیامت کے طول طویل عذابوں سے ڈرایا جا رہا ہے فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (زمر ۳۹:۷) کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (۲) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (عبس ۸۰:۳۷) اس دن ہر ایک کی خود فراموشی کی سی حالت ہوگی (۳) يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا الخ (لقمان ۳۱:۳۳) لوگو اپنے رب سے ڈر جاؤ اور اس دن کا خیال کرو جس دن باپ بیٹے اور بیٹا باپ کے کچھ کام نہ آئے گا۔

شفاعت و فدیہ کا بیان: شفاعت کے بارے میں دیگر آیات ملاحظہ ہوں۔ (۱) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ (مدثر ۷۴: ۴۸) انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش مفید ثابت نہ ہوگی (۲) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ (شعراء ۲۶:۱۰۰، ۱۰۱) (جہنمی حسرت سے کہیں گے) ہائے آج ہمارا کوئی سفارشی نہیں اور نہ کوئی قریبی دوست ہے۔ فدیے کے سلسلے میں یہ آیتیں ہیں (۱) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَا تُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ الخ (آل عمران ۳:۹۱) جو کافر رہے اور کفر ہی پر مر گئے اگر وہ زمین بھر کر بھی سونا دے کر ہمارے عذابوں سے بچنا چاہیں گے تو ان سے فدیے میں وہ سونا بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ یعنی کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو ان کی طرف سے غصے میں آ کر ان کی مدد کو کھڑا ہو جائے اور انہیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لے نہ کسی رشتہ دار کو رحم آئے گا نہ کوئی معزز شخص سفارش کرے گا' نہ فدیہ ہی قبول کیا جائے گا اور نہ خود ہی ان میں کوئی قوت ہوگی۔ فرمایا فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ (طارق ۸۶:۱۰) نہ اسے کوئی طاقت ہوگی اور نہ اس کا کوئی حمایتی کھڑا ہوگا ایسی کسمپرسی کی حالت ہوگی کہ کوئی پناہ دینے والا بھی نہ ہوگا۔

بہرحال قیامت کے دن محبتیں ختم۔ دوستیاں کافور رشتے معدوم' سفارشیں مفقود اور حمایتیں فنا ہو جائیں گی۔ اس روز اللہ سے پالا پڑے گا جو جبار و قہار ہے' عادل و غفار ہے' جہاں بگڑنے والے نہیں کھڑے ہوتے۔ وہی انصاف سے ایک ایک برائی کا ہم مثل بدلہ اور نیکی کا کم از کم دس گنا صلہ دے گا۔ اور اپنی رحمت سے نیکی کا صلہ جس قدر چاہے گا بڑھا دے گا۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور جب ہم نے تم کو فرعونیوں سے نجات دی جو تم پر بدترین عذاب ڈھا رہے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے۔ اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اس میں تمہارے رب کی جانب سے تمہاری بڑی آزمائش تھی جب ہم نے تمہاری وجہ سے دریا

پھاڑ دیا۔ پھر ہم نے تمہیں ڈوبنے سے بچالیا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو ڈبو دیا۔

یہودیوں پر چند بڑی نعمتوں کی تفصیل: (۴۹) یہودیوں پر جو اللہ کی نعمتیں اتریں۔ سابق آیت میں ان کا اجمالی بیان تھا۔ اس آیت میں چند بڑی بڑی نعمتوں کی ذرا تفصیل ہے۔ حق تعالیٰ نے یہودیوں کو فرعون اور قبطیوں کے پنجہ جور و استبداد سے نجات بخشی جن کا ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک تھا اور ان کی وجہ سے طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار تھے۔ فرمایا میں نے تم کو ان سے رہائی بخشی، تمہیں ان کے بے رحم ہاتھوں سے چھڑایا اور ان کے ظلم سے نجات دی۔

فرعون کا گھبرا دینے والا خواب: فرعون نے ایک ہولناک خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ لپکی اور علاقہ مصر کے ان تمام شہروں میں جہاں جہاں قبطی آباد ہیں داخل ہوگئی اور ایک ایک قبطی کے گھر میں گھس گئی۔ مگر یہودیوں کے گھر محفوظ رہے۔ بظاہر اس خواب سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی یہودی فرعون کی سلطنت چھین کر اس کے زوال کا باعث ہوگا۔ جب فرعون نے اراکین سلطنت سے یہ خواب بیان کیا تو کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ یہودیوں کو اس شخص کا انتظار ہے اور یہ انہیں میں پیدا ہوگا جس کے ذریعہ انہیں حکومت ملے گی اور اقبال بلند ہوگا۔ غور وفکر کے بعد فرعون نے اپنے ممالک محروسہ میں یہ حکم جاری کر دیا کہ یہودیوں کے نومولود بیٹوں کو (ایک خاص مدت تک) قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو نہ چھیڑا جائے۔ اور یہودیوں سے سخت اور ذلیل کام لیے جائیں۔

پہلی آیت میں نعمتوں کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ پھر ایک نعمت عظمیٰ یہ بتائی تھی کہ تمہیں فرعون کے ظلم سے رہائی ملی پھر ایک عذاب کی یہ نوعیت بتائی گئی کی فرعون تمہارے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا۔ اس سے بھی تمہیں نجات ملی۔ یہ بھی بڑی بھاری نعمت ہے فرمایا وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (ابراہیم ۱۴:۵) آپ انہیں اللہ کے احسانات یاد دلائیں۔

(۵۰) جب ہم نے تمہیں فرعون کے پنجہ سے چھڑا دیا اور تم موسیٰ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور فرعون بھی اپنی فوج لے کر تمہاری طرف بڑھا۔ تو ہم نے تمہارے لیے دریا پھاڑ کر اس کا پانی ٹھہرا دیا تاکہ تم پار ہو جاؤ۔ قرآن میں یہ قصہ کئی جگہ ہے۔ اور زیادہ تفصیل شعراء میں ہے۔ فَاَنْجَيْنٰكُمْ یعنی ہم نے تمہیں ان سے چھڑا لیا اور ہم ان میں اور تم میں حائل ہو گئے اور سر انہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا تاکہ تمہیں خوشی ہو اور اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا جانا: جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر نکل گئے تو فرعون نے حکم دیا کہ مرغ کی بانگ سے پہلے ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔ چنانچہ طلوع فجر کے بعد فرعون مع لشکر موسیٰ عیہ السلام کے تعاقب میں نکلا اور موسیٰ علیہ السلام دریا کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور دریا پار کرنے کی فکر میں تھے۔ پھر اللہ نے وحی کے ذریعہ بتایا کہ عصا دریا پر مارو۔ آپ نے دریا پر عصا جو مارا تو دریا پھٹ گیا اور پانی راستوں کے دونوں طرف آہنی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اللہ کے نبی عیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا کے پار ہو گئے۔ آپ کی دیکھا دیکھی فرعون معہ فوج کے دریا کو عبور کرنا چاہا لیکن جب اس کی ساری فوج دریا کے بیچ میں آ گئی تو ان پر پانی ٹوٹ پڑا اور سب ڈوب گئے۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے فرعون کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا۔

عاشوراء کا روزہ: جب رحمت عالم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہودیوں کو محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ پوچھا آج کے دن کیوں روزہ رکھتے ہو؟ بولے یہ خوشی کا دن ہے اسی دن اللہ نے یہودیوں کو ان کے دشمنوں سے

نجات دی تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکریہ کے روزہ رکھا تھا۔ فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام کی سنت کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ چنانچہ آپ نے عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (قان' ابن ماجہ)

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے ان کے بعد بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ اور تم ظالم ہو پھر بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا تاکہ شکر ادا کرو۔ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والے معجزے دیے تاکہ تم ہدایت پا لو۔

دوسری بڑی نعمت کا بیان: (۵۱) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر چالیس دن کا وعدہ کر کے تمہارے پاس سے چلے گئے تو تم نے ان کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا۔

یہ واقعہ فرعون سے رہائی پانے کے بعد کا ہے جب کہ یہودی دریا عبور کر چکے تھے اور دشمن کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔

توبہ کی قبولیت: (۵۲) یعنی بچھڑے کی پرستش کے بعد جب تم نے توبہ کر لی تو ہم نے تمہیں معاف کر دیا تاکہ تم ہماری رحمتوں اور نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

الکتاب والفرقان کا مطلب: (۵۳) کتاب سے تورات مراد ہے اور فرقان سے حق و باطل اور ہدایت وضلالت میں فرق کرنے والی چیز (معجزے وغیرہ) کتاب بھی اس واقعہ کے بعد ہی ملی جیسا کہ سیاق آیت سے معلوم ہو رہا ہے چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا (قصص ۲۸:۴۳) ہم نے پہلے لوگوں کو تباہ کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جو لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور ہدایت ورحمت ہے تاکہ وہ نصیحت مان لیں۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم تم نے اس بچھڑے کو اپنا معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا۔ اب تم اپنے خالق سے توبہ کرو اور اپنے آپ کو قتل کرو۔ یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لیے بہتر ہے۔ وہ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔ بلاشبہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

یہودیوں کی توبہ کا طریقہ: (۵۴) یہودیوں کی توبہ کا طریقہ بیان کیا جا رہا ہے یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پرستش اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور یہ بھی معلوم کر لیا گیا کہ اس کی بے پناہ محبت و عظمت ان کے دلوں میں رچ گئی ہے۔ تو آپ نے انہیں سمجھایا۔ آپ کے کہنے سننے سے ہوش میں آئے۔ شرک پر نادم ہوئے۔ اور گمراہی کا یقین آیا۔ اب لگے توبہ تلاش کرنے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے بچھڑے کی پرستش کر کے اپنے اوپر بڑا بھاری ظلم کیا ہے آؤ اپنے خالق سے سچے دل سے توبہ کرو۔ جس کی یہ صورت ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے قتل کا حکم واپس لے لیا اور ان کی توبہ قبول کر لی' کہا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں ستر ہزار بنی اسرائیل قتل ہو چکے تھے۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٦﴾

اور جب تم نے موسیٰ سے کہا ہم کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں پھر تمہیں دیکھتے ہی دیکھتے بجلی نے آ پکڑا۔ پھر ہم نے مرنے کے بعد زندہ کر دیا تاکہ تم احسان مند ہو۔

زندگی بعد الموت کا نمونہ: (۵۵) یہ بھی حق تعالیٰ کی بڑی بھاری نعمت تھی کہ انہیں زندہ کر دیا جو اپنی گستاخانہ روش سے موت کا شکار ہو چکے تھے۔ گستاخی یہ کی کہ اللہ کو دیکھنے کا سوال کیا جس کے دیکھنے کی انہیں طاقت نہ تھی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منتخب کردہ وہ ستر اشخاص تھے۔ آپ انہیں طور پر لے آئے تھے۔ جب اللہ کا کلام سنا تو کہنے لگے جب تک اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے ایمان نہیں لائیں گے۔ اس نامعقول سوال پر ایک ہولناک کڑک نے انہیں آ پکڑا جس سے سب مرے کے مرے رہ گئے۔ صاعقہ آسمانی کڑک اور بجلی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بعض بعض کے سامنے ہی مرے اور سامنے ہی زندہ ہوئے۔ یہ افسوس ناک واقعہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ اسلام بلک بلک کر رب سے دعا کرنے لگے کہ اے اللہ میں قوم کو کیا جواب دوں گا۔ ان کے چیدہ چیدہ اشخاص تو نے ہلاک کر دیے۔

دوسری تفسیر: اس آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ طور سے اللہ کے پاس سے تورات لے کر آئے قوم کو شرک میں مبتلا دیکھا قتل کا حکم صادر فرمایا۔ قوم نے حکم کی تعمیل کی۔ فرمایا یہ اللہ کی کتاب ہے جو احکام کا مجموعہ ہے۔ اس میں اچھی باتوں کا حکم ہے اور بری باتوں سے روکا گیا ہے۔ اس کے پابند بن جاؤ۔ بولے بھلا آپ کے کہنے سے اس پر کون عمل کرے گا۔ جب تک خود اللہ ہمارے سامنے آ کر ہم سے یہ نہ کہہ دے کہ یہ میری کتاب ہے۔ اس پر عمل کرو۔ آخر اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا جیسے آپ سے بات کرتا ہے۔ اب ہم آپ کی بات ماننے والے نہیں جب تک خود اپنی آنکھوں سے اللہ کو نہ دیکھ لیں۔ اس گستاخی پر حق تعالیٰ کا قہر اترا۔ توبہ کے بعد ان پر بجلی گری اور سب ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ پھر اللہ نے انہیں زندہ کر دیا چنانچہ فرمایا:

(۵۶) پھر ہم نے موت کے بعد تمہیں زندہ کر دیا۔ تاکہ تم احسان مانو۔ پھر ان سے حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے فرمایا۔ اللہ کی کتاب پر عمل کرو۔ بولے نہیں فرمایا بھول گئے ابھی ابھی تمہاری کیا درگت بنی تھی۔ بولے ہم مر گئے تھے پھر زندہ ہو گئے۔ فرمایا پھر اب تو اللہ کی کتاب کو پکڑ لو۔ مگر پھر بھی انہوں نے انکار ہی کیا۔ آخر کار اللہ کے فرشتے پہاڑ اٹھا لائے اور ان کے سروں پر لے کر

کھڑے ہو گئے کہ بولو کیا کہتے ہو۔ اگر تورات کے پابند بنو تو خیر ورنہ یہ پہاڑ تمہارا کچومر نکال پھینکے گا۔

ہر حال میں شریعت کی پابندی لازمی ہے: یہاں سے معلوم ہوا کہ زندہ ہو جانے کے بعد بھی ان سے احکام کی تکلیف نہیں ہٹی۔ اس آیت سے ان نام نہاد جاہل صوفیاء کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ یقین آنے پر عمل کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھو ہر عاقل و بالغ شریعت کا محتاج ہے۔ بڑی بڑی نشانیاں دیکھ لینے سے تکلیف شرعی نہیں ہٹتی۔ کیونکہ اسرائیلیوں نے بڑی بڑی محیر العقول نشانیاں دیکھیں مگر وہ پھر بھی شریعت کے مامور رہے۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾

اور ہم نے تم پر ابر کی چھاؤں کر دی اور تم پر من وسلویٰ اتارا کہ ان پاکیزہ روزیوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

میدان تیہ میں سفید بادل کا سایہ اور نزول من وسلویٰ: (۵۷) اوپر بنی اسرائیل سے عذاب ہٹائے جانے کا بیان تھا۔ اب ان نعمتوں کو یاد دلایا جا رہا ہے۔ جو ان پر مکمل فرمائی گئیں۔ غمام (غمامہ کی جمع ہے)۔ ابر کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس سے آسمان چھپ جاتا ہے اس لیے اس کو غمامۃ (چھا جانے والا، چھپا دینے والا) کہا جاتا ہے۔ یہ سفید بادل میدان تیہ میں ان پر چھاؤں کیے رہتا تھا۔ تا کہ دھوپ اور تپش سے محفوظ رہیں۔ جیسا کہ نسائی وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

من درختوں پر اترتا تھا۔ لوگ صبح صبح اسے اکٹھا کر کے کھا لیتے تھے۔ یہ ایک قسم کا میٹھا گوند اور شبنم کی مانند گاڑھی چٹنی جیسا تھا۔ جب اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی کہ کیا کھائیں اور میدان تیہ میں کہاں سے کھانا آئے تو ان پر من اتارا گیا۔ جو سونٹھ کے درخت پر یا ہر ایک کی قیامگاہ پر صبح صادق سے سورج کے نکلنے تک برف کی طرح گرتا تھا۔ جو شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ ہر شخص روزمرہ کی ضرورت کے مطابق اٹھا لیتا تھا۔ اگر باقی رہ جاتا تو خراب ہو جاتا تھا۔ جمعہ کے دن جمعہ اور ہفتہ دو دن کا جمع کر لیا جاتا تھا کیونکہ ہفتہ یہودیوں کی عید کا دن تھا۔ وہ اس میں کام کاج نہیں کرتے تھے۔ سلویٰ ایک قسم کا پرندہ ہے جو بٹیر کے مشابہ اور سرخی مائل ہوتا ہے۔ جب جنوبی ہوائیں چلا کرتی تھیں تو یہ پرندے آ کر جمع ہو جاتے تھے۔ جن کو پکڑ کر لوگ کھایا کرتے تھے۔ یہ پرندہ چڑیا سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔ لوگ اسے روزانہ بقدر ضرورت پکڑ کر بھون کر کھا لیا کرتے تھے۔ اگر ضرورت سے زیادہ جمع کیا جاتا تو خراب ہو جاتا تھا۔ البتہ جمعہ کے دن جمعہ اور ہفتہ کا جمع کر لیا جاتا تھا۔

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ

ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾ ع

اور جب ہم نے تم سے کہا کہ اس بستی میں چلے جاؤ اور جہاں کہیں سے جو کچھ چاہو فراغت سے کھاؤ پیو اور اس کے دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے جاؤ اور اللہ سے گناہ معاف کرنے کی دعائیں کرتے ہوئے جاؤ۔ ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور مخلصوں کو اور بھی زیادہ دیں گے۔ پھر ظالموں نے وہ بات بدل ڈالی جو ان سے کہی گئی تھی۔ پھر ہم نے بھی ان کے فسق و فجور کی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب اتار دیا۔

ترک جہاد و بزدلی کی مذمت: (۵۸) حق تعالیٰ یہودیوں کو جہاد نہ کرنے پر اور نامردی کے اظہار پر ملامت فرما رہا ہے۔ جب یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے آئے اور ارض مقدس جانے کا حکم ملا کہ اپنے جدامجد کی میراث سنبھالو عمالیق کو جنہوں نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے مار بھگاؤ اور ان سے جہاد کرو کیونکہ وہ کافر ہیں۔ تو انہوں نے نامردی دکھائی اور جہاد سے صاف انکار کر دیا۔ آخر ان کو اس جرم کی سزا ملی اور وادی تیہ میں مدتوں سرگرداں رہے۔ جیسا کہ مائدہ میں ہے۔ قریہ سے بیت المقدس مراد ہے۔ اللہ نے موسیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الخ (مائدہ ۵:۲۱) اے قوم اس سرزمین پاک میں جاؤ جس کو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور الٹے پاؤں نہ پھرو۔ ورنہ ٹوٹے میں پڑ جاؤ گے۔ بنی اسرائیل حضرت یوشع بن نون کے ساتھ چالیس سال سرگرداں رہنے کے بعد وہاں سے نکل آئے تھے۔

فتح کے بعد بطور شکریہ کے اظہار عاجزی: پھر اللہ نے انہیں بیت المقدس پر جمعہ کی شام کو شاندار فتح نصیب فرمائی۔ بلکہ سورج کو بھی فتح کی خاطر تھوڑی سی دیر ٹھہرائے رکھا۔ جب بیت القدس فتح ہوگیا تو سورج غروب ہوا۔ فتح کے بعد حکم ہوا کہ اب تم اس شہر میں فتح کے شکریہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا حق تعالیٰ نے تمہیں شاندار فتح نصیب فرمائی اور تمہارا ملک تمہارے ہاتھوں میں دے دیا اور وادی تیہ سے صحیح وسلامت نکال لیا۔

پس انہیں حکم ملا کہ چھوٹے دروازے سے خشوع وخضوع کا اظہار کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوں۔ شہر کا یہ دروازہ قبلہ رخ تھا اور اس کا نام باب الحطہ تھا۔

لیکن افسوس یہ لوگ بجائے سجدہ کرنے کے کروٹ کے بل بجائے سر جھکانے کے سر اٹھا کر اکڑتے، تنتے، بل کھاتے ہوئے اور چوتڑوں پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے۔ حطة یعنی استغفار کرتے ہوئے داخل ہونا۔

ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور اخلاص والوں کی نیکیاں بڑھا دیں گے۔ غرضیکہ حکم یہ تھا کہ قول وفعل سے خضوع کرتے ہوئے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے معافی مانگتے ہوئے نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے اور اللہ کی رضا کے عملوں کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے اس شہر میں داخل ہونا۔

ظالموں کا دستور: (۵۹) رب کے حکم کے خلاف کیا گیا۔ ظالموں کا یہی دستور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودیوں سے کہا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے داخل ہونا۔ (مگر ان ظالموں نے اس حکم کے خلاف کیا) اور چوتڑوں پر گھسٹتے ہوئے حبه في شعرة (بال میں دانے) کی رٹ لگاتے ہوئے داخل ہوئے۔ (بخاری وغیرہ)

بہرحال یہودی حکم عدولی کرتے ہوئے انتہائی مخالفانہ ہیئت سے داخل ہوئے۔ اللہ نے اسی فسق وفجور کی وجہ سے ان پر اپنا

عذاب اتارا۔ اور فرمایا کہ ہم نے ان ظالموں پر اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے آسمان سے عذاب بھیجا۔ رجز سے عذاب یا غضب یا طاعون یا اولے مراد ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون اللہ کا عذاب (رجز) ہے۔ اس سے اللہ نے تم سے پہلے لوگوں پر عذاب فرمایا تھا (ن) (۲) جب تم کہیں طاعون سنو تو وہاں سے نہ جاؤ (ق) (۳) یہ درد اور بیماری رجز ہے۔ اسی کے عذاب میں بعض قومیں تم سے پہلے مبتلا ہو چکی ہیں (ابن جریر) اور اسی طرح کے دوسرے عذاب بھی جیسا کہ سورہ اعراف میں آئے گا۔

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے کہا اپنا عصا پتھر پر مارو۔ پھر اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے اور ہر ایک کو اپنا اپنا گھاٹ معلوم ہو گیا۔ (ہم نے کہا) اللہ کی روزی کھاؤ پیو اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

بارہ چشموں کا جاری ہونا: (۶۰) ایک اور نعمت عظمیٰ یاد دلائی جا رہی ہے کہ جب تمہارے لیے حضرت موسیٰ نے ہم سے پانی مانگا تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور پانی کی ریل پیل کر دی۔ ان سے کہا گیا کہ پتھر پر عصا مارو۔ پھر عصا مارتے ہی اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ چونکہ تم بارہ قبیلے تھے۔ اس لیے ہر قبیلہ نے اپنا اپنا چشمہ پہچان لیا۔ ہم نے ان سے کہا من وسلویٰ کھاؤ پیو اور یہ پانی پیو جسے ہم نے تم کو بلا محنت ومشقت کے دیا ہے۔ اور رب کی عبادت کرو جس نے اسے تمہارا تابعدار بنا دیا ہے۔ خبردار گناہ کر کے نعمتوں کی ناشکری نہ کرنا۔ ورنہ چھن جائیں گی۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ پتھر سے کوئی خاص پتھر مراد نہیں بلکہ جس پتھر پر چاہو عصا مارو۔ اسی قول میں معجزے کا کمال پایا جاتا ہے۔ اور پوری پوری قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ اسلام جب عصا مارتے تو چشمے جاری ہو جاتے اور دوسری دفعہ عصا مارنے سے خشک ہو جاتے۔ یہودیوں کو خیال پیدا ہوا کہ اگر عصا نہ ہوتا تو ہم پیاسے ہی مر جاتے۔ حضرت موسیٰ کے پاس وحی آئی کہ عصا نہ مارو صرف زبان سے کہہ دیا کرو۔ چشمے جاری ہو جایا کریں گے۔ تاکہ اسرائیلی موسوی معجزے کا اقرار کر لیں۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کر سکتے۔ آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ جو چیزیں زمین میں پیدا ہوتی ہیں مثلاً ساگ پات' کھیرا' ککڑی' گیہوں' مسور اور پیاز وہ ہمیں عطا فرمائے فرمایا افسوس نفیس چیزیں چھوڑ کر معمولی

چیزوں کا سوال کر رہے ہو۔ کسی شہر میں چلے جاؤ وہاں یہ سب چیزیں تمہیں حسب خواہش مل جائیں گی۔

یہودیوں کی ناشکری: (۶۱) اللہ نے اسرائیلیوں پر من وسلوٰی اتارا تھا جو خوشگوار اور پاکیزہ غذا تھی۔ اور بلا محنت کے ملتی تھی۔ لیکن انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور بے صبری کر کے اجر کھو دیا۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے کہ اپنی ناقدری اور کمینگی یاد کرو۔ ہم نے تو تمہیں من وسلوٰی جیسے نفیس کھانے دیے۔ مگر تم ان سے اکتا گئے اور ساگ پات گیہوں' دال اور پیاز و ککڑی کا سوال کرنے لگے۔ جب پیٹ بھرا تو لگے اترانے اور ان نفیس نعمتوں سے اکتانے اور سابق زمانے کی چیزوں کو یاد کرنے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال پر ڈانٹا کہ تمہیں ہوش بھی ہے۔ کیا کہہ رہے ہو تعجب ہے نفیس وعمدہ غذائیں اور بڑھیا نعمتیں چھوڑ کر گھٹیا مانگ رہے ہو۔ ''اِهۡبِطُوۡا مِصۡرًا'' یعنی تمہاری مطلوبہ چیزیں ہر شہر میں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ اس کے لیے دعا کی چنداں حاجت نہیں۔ چونکہ سوال اتراہٹ اور غرور کی وجہ سے تھا اس لیے جواب نہیں دیا گیا۔ اگر مصر سے فرعون کا مصر مراد لیا جائے تو اس میں بنی اسرائیل کے لیے زجر وتوبیخ ہے کہ تم کو یہ چیزیں مصر میں میسر تھیں۔ لیکن ذلت ورسوائی کے ساتھ لھذا پھر دوبارہ اسی میں جانا پسند کرتے ہو تو چلے جاؤ۔

وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَالۡمَسۡكَنَةُ وَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ﴿۶۱﴾ ع ۷

اور ان پر ذلت وافلاس ڈال دیا گیا۔ اور وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے۔ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں کو نہ مانتے تھے اور ناحق نبیوں کو مار ڈالتے تھے۔ اور اس لیے بھی کہ نافرمان تھے اور حد سے آگے بڑھنے والے تھے۔

ناشکری کا نتیجہ: قانون شرعی کے لحاظ سے ان پر ذلت ڈال دی گئی۔ اب ذلت محتاجی ان سے دور نہیں ہوسکتی۔ اللہ نے یہودیوں کو ذلیل کیا۔ ان کی ریاست چھین لی اور ان پر مسلمانوں کا جزیہ لگانا سب سے بھاری ذلت تھی۔ یہ خود بھی اپنے آپ کو ذلیل محتاج سمجھتے ہیں۔ نہ ان کے پاس حکومت وقوت ہے اور نہ تاج وتخت۔ ان پر اس قدر ذلت چھائی کہ مشرکوں نے بھی ان سے جزیہ لیا۔ ان بدبختوں پر اللہ کا قہر وعتاب ٹوٹ پڑا۔ اور اس کی رضا اور رحمت سے محروم ہوگئے۔

اس کا غضب ان کی گردنوں کا طوق ہے اور اس کی ناراضی ان کے گلوں کا ہار۔ چونکہ انہوں نے اتباع حق سے غرور کیا۔ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانا۔ مبلغین حق وصداقت کی توہین کی اور ان کے ماننے والوں سے بیر رکھا۔ اس لیے اللہ نے ان پر ذلت وغلامی ڈال دی۔ ان ظالموں نے داعیان حق کی شان میں یہاں تک گستاخی کی کہ ان بے چاروں کو ناحق مار ڈالا بھلا دنیا میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور ظلم ہوسکتا ہے کہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دیا جائے اور اس کے پیارے نبیوں کو قتل کر ڈالا جائے۔

پس جب یہودیوں نے حق نہ مانا۔ لوگوں کو حقیر جانا اور نبیوں کو ناحق قتل کرنا شروع کر دیا تو اللہ پاک نے ان پر ایسا عذاب اتارا جو ان سے لوٹایا نہ جا سکا اور قیامت تک ان پر مسلط رہے گا۔ یہ ہمیشہ کے لیے غلامی کی ذلت اور افلاس میں گرفتار کر دیے

گئے۔ یہ دنیا میں بھی ذلیل ہیں اور آخرت میں بھی ذلت والے عذابوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کی شرارت کا پورا پورا بدلہ ہے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ آج جو فلسطین میں بظاہر ان کی حکومت نظر آ رہی ہے دراصل وہ امریکہ کی حکومت ہے آج امریکہ ان کی حمایت سے علیحدہ ہو جائے تو چند سو مخلص مسلمان اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالیں گے۔ وللہ الامر۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

دیکھو خواہ ایمان والے ہوں یا یہودی یا عیسائی یا مشرک جو بھی اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرتا رہے گا اسے اس کے عملوں کا صلہ اس کے رب کے پاس ملے گا اور نہ اسے کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔

حامیان اسلام کی سعادت: (۶۲) اوپر مخالفین اسلام کا بیان تھا جو نافرمانیوں کے ساتھ ساتھ ممنوعہ چیزوں کے بھی مرتکب تھے جو اللہ کی حرمتوں کے پردے چاک کرنے میں بے باک اور حدوں سے آگے بڑھنے میں چست و چالاک تھے۔ پھر ان پر جو عذاب اترا اس کا بھی ذکر تھا۔ اس آیت میں حامیان اسلام کا بیان ہے کہ جن پہلی قوموں نے خلوص سے عبادت و اطاعت کی ان کی نیکیوں کا ثواب یقینی ہے۔ یہی حال عہد نبی آخر الزمان ﷺ سے لے کر قیامت تک رہے گا۔ جو نبی امی ﷺ کی پیروی کرے گا وہی ہمیشہ کی سعادت لوٹے گا۔ نہ اسے مستقبل کا خوف ہوگا اور نہ ماضی کا غم۔ فرمایا أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ الخ (یونس ۱۰:۶۲) کان کھول کر سن لو اللہ کے دوستوں کو نہ قیامت کا خوف ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا ملال۔

یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو اور نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو کہتے ہیں۔ صابی یعنی بے دین لامذہب یہ وہ قوم ہے جس نے اپنے نبی کے احکام کو ضائع کر دیا اور کسی اور نبی کے احکام کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنی مرضی سے اللہ کی عبادت کرتے رہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾

اور جب ہم نے تم سے وعدہ کرایا اور تمہارے اوپر طور پہاڑ اٹھایا (اور فرمایا) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوط تھام لو۔ اور جو کچھ اس میں ہے اسے مان لو تا کہ تم گناہوں سے بچ جاؤ۔ پھر تم اس کے بعد پھر گئے اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً تم خسارے میں پڑ جاتے۔

یہودیوں کی عہد شکنی: (۶۳) اسرائیلیوں کو انکے عہد و پیمان یاد دلائے جا رہے ہیں کہ تم سے اقرار کرایا گیا تھا کہ اللہ پر ایمان لانا پڑے گا اور اس کے رسولوں کی پیروی کرنی پڑے گی۔ جب ان سے یہ اقرار کرایا جا رہا تھا تو ان کے سروں پر کوہ طور لا کر معلق کر دیا گیا تھا تاکہ اس کے ڈر سے اقرار کرلیں اور اس پر پوری مضبوطی سے جم جائیں۔ فرمایا: وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ الخ (اعراف ۷:۱۷۱) جب ہم نے ان پر سائبان کی طرح پہاڑ لا کھڑا کیا اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اب یہ ہم پر گرنے والا ہے تو ہم نے ان سے کہا جو کچھ ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی سے تھام لو اور اس میں جو کچھ ہے اسے یاد کرلو تاکہ گناہوں سے بچ جاؤ۔

جب یہودی اطاعت سے رک گئے تو ان کے سروں پر پہاڑ اٹھا کر لایا گیا تاکہ تورات پر عمل کرنے کا مضبوطی سے اقرار کر لیں جب انہوں نے سجدے سے انکار کر دیا تو اللہ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ ان پر گر جائے۔ پھر جب انہوں نے سروں پر معلق پہاڑ دیکھا تو سجدے میں گر پڑے۔ ایک طرف سے سجدہ کیا اور دوسری طرف سے پہاڑ کو دیکھتے رہے۔ حق کو ان پر رحم آ گیا اور پہاڑ ہٹا لیا۔ اب ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سجدے سے زیادہ کوئی سجدہ پیارا نہیں جس کی وجہ سے اس نے ہم سے عذاب ہٹا دیا۔ اسی وجہ سے یہودیوں کے سجدے ایسے ہوتے ہیں کہ ایک طرف سجدہ کرتے ہیں اور دوسری طرف سے کنکھیوں سے آسمان کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ ''خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ'' سے تورات مراد ہے۔ یعنی تورات پر پوری سرگرمی سے عمل کرنے کا اقرار کرو۔ ورنہ پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ چاروناچار اقرار کرنا پڑا۔ ''وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ'' یعنی تورات پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

(۶۴) پھر اس مضبوط عہد و پیمان کے بعد تم نے اپنا عہد توڑ ڈالا۔ وعدے سے پھر گئے اور اللہ کی کتاب سے منہ موڑ لیا۔ اگر حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تم پر رحم نہ فرماتا۔ تمہاری طرف متوجہ نہ ہوتا اور نبی و رسول تمہارے پاس نہ بھیجتا تو تم اپنی اس بدعہدی کی وجہ سے دنیا اور آخرت میں ذلیل و خوار ہوتے اور بڑا بھاری خسارہ اٹھاتے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

اور تمہیں وہ بھی خوب معلوم ہیں جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے آگے بڑھے۔ پھر ہم نے ان سے کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ پھر ہم نے اس کو پہلوں اور پچھلوں کے لیے عبرت اور پرہیزگاروں کے لیے پند و موعظت بنا دیا۔

عہد شکنی کرنے والوں کا برا انجام: (۶۵) یہودیو! جنہوں نے اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی کی اور عہد و پیمان توڑ کر اس کی توہین کی ان پر جو عذاب اترا۔ اس کی حقیقت تمہیں اچھی طرح سے معلوم ہے (عہد یہ لیا گیا تھا کہ ہفتہ کے دن کی عظمت برقرار رکھو اور اس روز مچھلیوں کا شکار نہ کرو) ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار کی ایک تدبیر ان کے ذہن میں آئی کہ گڑھے کھود کر ان میں جال او رکانٹے ڈال دیے جائیں۔ ہفتہ کے دن مچھلیاں ان جالوں میں پھنس جائیں گی اور اتوار کی شب کو پکڑ لی جائیں گی۔ پھر انہوں نے اس تدبیر پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ اسی حیلے سازی کی وجہ سے انہیں بندر و سور بنا دیا گیا۔ بندر اپنی ظاہری شکل و صورت میں انسان سے زیادہ مشابہہ ہے۔ اسی طرح چونکہ ان کے حیلے بظاہر حق کے مشابہہ ہیں لیکن حقیقت میں اس کے خلاف ہیں۔ لہٰذا یہ بدلہ انہیں ان کے عمل کی جنس سے ملا

صورتیں مسخ ہوئی تھیں: قرآن عظیم میں جہاں کہیں اس قسم کی آیتیں ہیں ان کا سیاق یہی بتاتا ہے کہ ان کی صورتیں مسخ ہوگئی تھیں۔نوجوان بندر اور بوڑھے سور بن گئے تھے۔عورت اور مرد سب دموں والے بندر وسور بن گئے اور خوخو کرنے لگے۔آسمان سے ایک آواز آئی کہ سب بندر بن جاؤ آواز آتے ہی صورتیں مسخ ہوگئیں۔جولوگ ان حیلوں اور بہانوں سے روکا کرتے تھے وہ کہنے لگے اے فلاں اور اے فلاں کیا ہم تم کو حیلے بہانے سے روکا نہیں کرتے تھے تو وہ سر ہلا کر جواب دینے لگے کہ ہاں۔یہ لوگ کچھ دیر زندہ رہے پھر مر گئے۔ان کی نسل نہیں چلی۔ایک روایت میں ہے کہ تین دن زندہ رہے کوئی مسخ شدہ قوم تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہی۔مسخ ہونے کے بعد کھانا پینا سب بند ہوگیا۔

(۶۶) وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ یعنی بعد میں قیامت تک آنے والی نافرمانیوں سے بچیں گے اور اللہ کے عذاب سے ڈریں گے۔یا امت محمدیہ کے لیے باعث عبرت ونصیحت ہے۔اصل پوچھو تو یہاں ڈانٹا جارہا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والوں کو ان جیسے کاموں سے بچنا چاہیے۔مبادا ان پر بھی وہی عذاب نہ اتر آئے جو ان یہودیوں پر اترا تھا۔جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ تم وہ کام نہ کرنا جو یہودیوں نے کیے تھے۔کہ حیلے تراش کر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں حلال کر بیٹھو۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِۦٓ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا۟ بَقَرَةً ۖ قَالُوٓا۟
أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِٱللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٦٧﴾

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ ایک گائے ذبح کردو۔بولے کیا آپ ہم سے مذاق کررہے ہیں۔
فرمایا میں جاہل بننے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ: (۶۷) اس آیت میں بھی اللہ کی ایک نعمت کا بیان ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک محیر العقول اور شاندار معجزہ سرزد ہوا کہ مذبوحہ گائے کا گوشت مقتول پر مارنے سے مقتول زندہ ہوگیا اور اس نے قاتل کے متعلق بتا دیا۔یہاں ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں میں ایک مالدار شخص تھا اس کی اولاد نہ تھی۔اس کا بھتیجا اس کا وارث بننے والا تھا۔اس نے اپنے چچا کو قتل کرکے اس کی لاش چپکے سے ایک شخص کے دروازے پر ڈال دی اور صبح کو لوگوں سے جھگڑنے لگا کہ تمہیں نے میرے چچا کو قتل کیا ہے۔مقتول کی دیت دو۔انہوں نے قتل کا انکار کیا۔مگر یہ اپنے آدمیوں کو لے کر ان پر چڑھ آیا۔لوگوں نے بیچ بچاؤ کرکے انہیں سمجھایا کہ تم میں اللہ کے نبی موجود ہیں۔یہ معاملہ انکے پاس لے جاؤ۔آسانی سے طے فرمادیں گے۔چنانچہ جن پر الزام لگایا گیا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ فلاں فلاں شخص ہم پر ناحق قتل کی تہمت لگا رہا ہے اور اللہ جانتا ہے ہمارے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔آپ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ معاملہ کھول دے۔حکم ہوا گائے ذبح کراؤ۔آپ نے ملزموں سے کہا اللہ کا حکم ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔یہ لوگ تعجب سے پوچھنے لگے کہ قاتل کا پتہ لگانے کے لیے گائے کے ذبح کرنے سے کیا تعلق؟ کہیں آپ ہم سے مذاق تو نہیں کررہے؟ فرمایا اللہ کی پناہ شرعی احکام بیان کرتے وقت مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے۔میں تو تمہیں اللہ کا حکم بتارہا ہوں۔اگر ملزم یہ حکم سنتے ہی کسی بھی گائے کو ذبح کردیتے تو حکم کی تعمیل ہوجاتی۔مگر انہوں نے تو کرید شروع کردی کہ گائے کس عمر کی ہو۔کیسا رنگ ہو۔اچھوتی ہو یا کام میں استعمال ہوئی ہو۔ان سوالات کی وجہ سے ان پر

حکم میں سختی کردی گئی۔ آخر جس طرح کی گائے کا حکم تھا ایسی گائے ایک جگہ مل گئی۔ اس کا مالک ایک ایسا شخص تھا جس کے پاس اس کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ اس نے اس کی کھال بھر کا سونا مانگا جو انہیں دینا پڑا۔ اور اسے ذبح کر کے اس کے کسی جگہ کے پارچے کو مقتول پر مارا گیا۔ مقتول زندہ ہو گیا پوچھا تمہیں کس نے قتل کیا ہے۔ بولا اس (بھتیجے) نے۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا۔ پھر قاتل کو مقتول کی میراث میں سے کچھ بھی نہیں دیا گیا۔ پھر ہمیشہ کے لیے یہی رواج ہو گیا کہ قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیا گیا۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ
وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ
النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ
عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ
قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع ٨

کہنے لگے کہ آپ رب سے دعا مانگیں وہ یہ فرما دے کہ گائے کیسی ہو۔ فرمایا وہ کہتا ہے کہ گائے بوڑھی ہو اور نہ بچی بلکہ درمیانی عمر کی ہو جس کا تمہیں حکم ہے اسے بجالاؤ کہنے لگے آپ اپنے رب سے دعا مانگیں۔ وہ یہ بیان فرما دے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ فرمایا وہ کہتا ہے گائے زرد ہو جس کا رنگ آنکھوں میں کھب جانے والا ہو اور دیکھنے والوں کو خوش کر دے۔ کہنے لگے آپ اپنے رب سے دعا فرمائیں وہ یہ بیان فرما دے کہ گائے کیسی ہو۔ گائیں تو بہت ہیں مگر معلوم نہیں کون سی مراد ہے۔ اگر اللہ چاہے گا تو ہم راہ پا ہی جائیں گے۔ فرمایا وہ کہتا ہے گائے کام کرنے والی ہل جوتنے والی نہ ہو اور پانی کھینچنے والی نہ ہو۔ صحیح وسالم ہو اور اس میں سفیدی کا کوئی داغ دھبہ نہ ہو۔ کہنے لگے اب آپ نے صحیح صحیح بات بتائی۔ فرمانبرداری کرنے والے تو نہ تھے مگر یہ گائے انہوں نے ذبح کر ہی دی۔

زمانۂ وحی میں کرید کرنے سے سختیاں بڑھ جاتی ہیں: (٦٨) یہودیوں کی سرکشی اور سوالات کی بھرمار کی خبر دی جا رہی ہے جب انہوں نے خود اپنے اوپر تنگی کی تو اللہ پاک نے بھی ان پر تنگی ڈال دی۔ اگر حکم پاتے ہی کسی بھی گائے کو ذبح کر ڈالتے تو کافی تھا۔

مگر انہوں نے کرید شروع کر دی اور سوالات کرتے ہی رہے۔ ادھر سے بھی سختی بڑھتی ہی رہی۔ کہنے لگے یہ گائے کیا ہو۔ اس کی صفت کیا ہو۔ کس عمر کی ہو؟ ایک حدیث میں ہے کہ انہیں معمولی گائے کا حکم تھا۔ مگر وہ کریدتے گئے۔ اللہ پاک بھی سختیاں بڑھاتا گیا اللہ کی قسم اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک انہیں ایسی گائے نہ ملتی۔

(۶۹) تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ یعنی دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہو۔ ان کی نگاہوں میں کھب جائے۔ اور من کو بھا جائے۔ اس کے جسم سے سورج کی سی سرکرنیں نکلتی معلوم ہوں۔

(۷۰) یعنی گائیں آپس میں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ اس گائے کی ایسی صفت بتائی جائے جس سے دوسری گایوں سے جدا ہو جائے اور ہم اسے پہچان جائیں۔ جب اس کی نشانیاں بتا دی جائیں گی تو انشاء اللہ ہم اسے ڈھونڈ لائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہودی انشاء اللہ نہ کہتے تو اسے پا نہیں سکتے تھے۔ مگر انشاء اللہ کہنے سے کامیاب ہو گئے۔ (ابن ابی حاتم)

(۷۱) یعنی اس سے کسی قسم کا کوئی کام نہ لیا گیا ہو بلکہ اچھوتی' خوبصورت' چمکدار اور تندرست ہو۔ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اور اس کے رنگ کے سوا کسی اور رنگ کا داغ و دھبہ نہ ہو۔ مسلمہ بے عیب کو کہتے ہیں۔ داغ دھبوں سے پاک ہو۔ ہاتھ پاؤں اور سارا جسم صحیح و سالم ہو۔ نہ سفیدی کا دھبہ ہو نہ سیاہی کا اور نہ سرخی کا۔

تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ۔ یعنی جس نے نہ کھیت جوتا ہو اور نہ پانی سے کھیتوں کو سیراب کیا ہو۔ ''الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ'' یعنی اب آپ نے صحیح صحیح پہچان بتا دی۔ ''فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ'' یعنی ان کا ذبح کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ اس لیے حیلے ڈھونڈ رہے تھے۔ اس وضاحت و تفصیل اور اتنے سوالوں کے بعد بھی انہوں نے بدل نخواستہ اسے ذبح کیا۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۷۲) ج فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۷۳)

اور تم نے جب ایک شخص کو قتل کر ڈالا پھر اس میں اختلاف کیا۔ اور اللہ اسے ظاہر کر دیتا ہے جسے تم چھپاتے ہو۔ پھر ہم نے کہا کہ مقتول پر گائے کا بعض پارچہ مارو۔ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ تاکہ تم عقل سے کام لو۔

ہر راز ظاہر ہو جاتا ہے: (۷۲) ''فَادّٰرَءْتُمْ'' تم نے اختلاف کیا یا جھگڑا کیا۔ یا ایک دوسرے کو مجرم بتانے لگے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ جسے تم چھپا رہے ہو اسے اللہ ظاہر کر دے گا۔

وہ پارچۂ گوشت مبہم ہے جس سے مقتول زندہ ہوا: (۷۳) یعنی گائے کے بعض پارچے کو مقتول پر مارو مقتول زندہ ہو جائے گا۔ یہ پارچہ جسم کے کس حصے کا تھا۔ حق تعالیٰ نے اسے نہیں بتایا۔ اگر اس کے بتانے میں کوئی دنیوی یا دینی فائدہ ہوتا تو حق تعالیٰ ضرور بتا دیتا۔ نہ رسول اللہ ﷺ سے کسی صحیح سند سے اس کی تفسیر آئی۔ لہٰذا ہم بھی قرآن پاک کی پیروی کرتے ہوئے اسے مبہم ہی چھوڑتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس حلیے کی گائے بڑی مشکل اور جستجو کے بعد ایک شخص کے پاس مل گئی اور اسرائیلیوں نے اس کی کھال بھر کر دینار (اشرفیاں) دے کر اسے خریدا اور ذبح کیا۔ پھر اس کے جسم کے کسی حصے کے گوشت کو مقتول سے لگایا۔ مقتول آنکھیں کھول کر فوراً کھڑا ہو گیا۔ زخموں سے خون جاری تھا پوچھا کس نے قتل کیا ہے۔ بولا فلاں نے یعنی قاتل کا نام بتا کر پھر مر گیا۔

زندگی بعد الموت کا ایک اور نمونہ: ''كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى'' ۔ اللہ اسی طرح مردے زندہ کر دیتا ہے۔ اسرائیلیوں نے اپنی آنکھوں سے مردے کو زندہ ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ حق تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت کا مشاہدہ کرا کر زندگی بعد الموت کا نمونہ بھی دکھا

دیا اور باہمی جھگڑا بھی چکا دیا۔

بقرہ میں پانچ جگہ مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات: سورہ بقرہ میں پانچ جگہ مردوں کو زندہ کرنے کا بیان ہے۔(1) 56۔ میں ہے "پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کر دیا تا کہ تم احسان مانو۔" یاد ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والے ستر آدمیوں نے حق تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی تھی کہ اچانک ان پر بجلی گری تھی اور وہ مرے کے مرے رہ گئے تھے۔ اس آیت میں انہیں کا بیان ہے۔(2) 72 میں ہے گائے کے بعض پارچے کے چھوتے ہی مقتول زندہ ہو گیا۔ اور اس نے قاتل کے متعلق بتا دیا۔(3) 243 میں ہے کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل گئے۔ پھر اللہ نے ان سے کہا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کر دیا۔(4) 259 میں ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزیر کو اور ان کے گدھے کو مار کر زندہ کر دیا۔(5) آیت نمبر 260 میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ پھر اللہ پاک نے انہیں زندہ کر دیا۔ یہ زندگی بعد الموت کے نمونے دکھائے گئے۔ پھر جب جسم گل سڑ جائیں گے تو اللہ پھر بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حق تعالیٰ مردے کس طرح زندہ کرتا ہے۔ فرمایا تم کبھی اس زمین سے بھی گزرے ہو جہاں خاک ہی خاک اڑ رہی ہو۔ بولے ہاں! فرمایا جب وہ لہلہانے لگی ہوگی تب بھی ادھر سے گزرے ہوگے۔؟ بولے ہاں! فرمایا اسی طرح زندگی بعد الموت ہے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿74﴾

پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ بعض پتھروں سے تو نہریں جاری ہو جاتی ہیں۔ بعض ترخ جاتے ہیں اور ان سے پانی بہنے لگتا ہے۔ اور بعض اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔

یہودیوں کی سنگدلی: (74) یہودیوں پر عتاب ہو رہا ہے کہ انہوں نے باوجودیکہ اس قدر بڑے بڑے معجزے دیکھے اور اپنی آنکھوں سے مردے زندہ ہوتے ہوئے بھی دیکھے' مگر پھر بھی ان کے دل بہت جلدی پتھر بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت بن گئے۔ ظاہر ہے پتھر میں کبھی نرمی نہیں آتی اسی لیے حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو یہودیوں کی جیسی حالتوں سے منع فرمایا ہے ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ الخ (حدید 57: 16) کیا مومنوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر و قرآن کے آگے جھک جائیں اور اہل کتاب کی طرح نہ بنیں جو ان سے پہلے تھے۔ جن کے دل ایک لمبا زمانہ گزر جانے کی وجہ سے سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ مقتول قاتل کو بتا کر مر گیا۔ مگر قاتل مقتول کو جھٹلاتا ہی رہا اور صاف قسم کھا لی کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ چونکہ قاتل نے حق کا مشاہدہ کرنے کے بعد مقتول کو جھٹلایا تھا اس لیے اللہ پاک نے فرمایا پھر تمہارے دل اس واقعہ کے بعد پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔ پھر ایک عرصہ گزر جانے کے بعد اسرائیلیوں کے دل بھی سخت ہو گئے اور معجزوں کے مشاہدہ کے بعد بھی دل پند و موعظت سے دور ہٹ گئے۔ اب وہ پتھر ہو گئے جن کے نرم کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں بلکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

کیونکہ بعض پتھروں سے بھی چشمے جاری ہو جاتے ہیں اور بعض پھٹ کر ان سے پانی بہنے لگتا ہے اور بعض اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔

زیادہ باتوں سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اس سے دل میں سختی پیدا ہو جاتی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور وہی شخص ہوتا ہے جس کے دل میں سختی ہو۔ (ترمذی)

(۲) چار چیزیں بدبختی کی نشانیاں ہیں (اللہ کے خوف سے) آنکھوں میں آنسو نہ آنا' دل کا سخت ہو جانا' امیدوں کا بڑھ جانا اور دنیا کا حریص ہونا۔ (بزار)

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

کیا تمہیں ان کے ایمان لانے کا لالچ ہے حالانکہ ان میں ایسی بھی جماعت ہے جو اللہ کا کلام سن کر عقل و علم کے ہوتے ہوئے بھی اسے بدل ڈالتی ہے۔ جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو ان پر اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ اور جب بعض بعض کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ مسلمانوں کو وہ باتیں کیوں بتاتے ہو جو اللہ نے تمہیں سکھائی ہیں۔ یہ باتیں تمہارے رب کے پاس ان کے لیے حجت بن جائیں گی۔ کیا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں۔ کیا انہیں یہ خبر نہیں کہ اللہ سب باتوں کو جانتا ہے جن کو وہ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں۔

یہودیوں سے ایمان کی امید نہیں: (۷۵) مسلمان اس گمراہ قوم کے ایمان سے ناامید ہو جائیں اور ان سے ایمان کا لالچ نہ رکھیں کیونکہ جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑے بڑے معجزے دیکھنے کے باوجود نہیں مانا' سنگدل بن گئے اور اللہ کا کلام سن کر اور سمجھ کر اس کی تاویل گھڑ لی تو اب ان سے ایمان کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ فرمایا فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ (مائدہ ۵:۱۳) بد عہدی کی وجہ سے ہم نے ان پر پھٹکار ڈال دی اور ان کے دل سخت کر دیے۔

کیا تحریف تھی: تحریف یہ کی جاتی تھی کہ حرام کو حلال' حلال کو حرام' حق کو باطل اور باطل کو حق بتا دیا جاتا تھا۔ رشوت خوری کی عادت پڑی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی رشوت چھوڑ کر بھی جب اقتدار کے انحطاط کا خوف نہ ہوتا اور مریدوں سے بھی جدا ہوتے حق بات بھی بتا دیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم لوگوں کو تو نیکیوں کی رغبت دلاتے ہو۔ مگر اپنے گریبانوں میں جھانک کر نہیں دیکھتے کہ کیا کر رہے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کے عالم ہو۔ ذرا عقل سے بھی کام لو۔

یہودی واقعہ کے اعتبار سے آپ کو اللہ کا رسول مانتے تھے: (۷۶) مومنوں کے پاس جا کر ایمان کی ڈینگیں مارتے اور

رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتے مگر یہ کہتے کہ آپ خاص تمہارے رسول ہیں ہمارے نہیں۔ پھر جب آپس میں بیٹھتے تو ایک دوسرے کو ملامت کرتے اور کہتے کہ عربوں سے کیوں اس قسم کی باتیں کرتے ہو۔ان باتوں سے وہ تم پر غالب آ جائیں گے۔اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے تمہیں لا جواب کر دیں گے۔ کہ تم رسول کو اللہ سے مانگا کرتے تھے۔تا کہ اس کے ساتھ مشرکوں سے جنگ کرو۔مگر وہ عربوں میں پیدا ہوئے۔سو اب انہیں رسول نہ کہو ورنہ مسلمان قیامت کو تمہیں تمہاری ہی ان باتوں سے ذلیل کر دیں گے۔اس پر یہ آیت اتری یعنی تم تو آپ کے نبی ہونے کا اقرار کر رہے ہو۔اور تمہیں معلوم ہے کہ تورات میں اس کی پیروی کا تم سے عہد لیا گیا ہے۔ رسول مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہی نبی موعود ہوں جس کی خبر تورات میں ہے۔اور جس کے یہودی بھی منتظر تھے۔پس اس کی رسالت کا انکار کرو اور اسے رسول کہہ کر اپنے اوپر حاوی نہ بناؤ۔

اللہ ہر بات سے واقف ہے: (۷۷) نادان یہ نہیں جانتے کہ اللہ پاک چھپی کھلی ہر بات جانتا ہے۔یعنی باوجود یکہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت تورات میں موجود ہے۔مگر پھر بھی ان بدبختوں نے آپ کو نہیں مانا۔ جب یہودی مسلمانوں کے پاس سے ہٹ کر آپس میں بیٹھتے تو ایک دوسرے کو منع کرتے کہ تورات میں جو بشارت ہے اسے ان لوگوں کو نہ بتا دینا۔ کہ اللہ کے پاس ان لوگوں کے لیے حجت ہو جائے اور اسے پیش کر کے تم سے جھگڑنے لگیں۔ يُعْلِنُونَ سے مسلمانوں کے پاس آ کر ایمان کا اقرار کرنا مراد ہے۔حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہاری ایک ایک بات سے آگاہ ہوں خواہ تم چھپاؤ یا ظاہر کرو۔

النصف

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

بعض ان میں سے ان پڑھ ہیں جن کے پاس آرزوؤں کے سوا کچھ علم نہیں اور وہ صرف قیاس کرتے ہیں پس ان لوگوں کے لیے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے۔تا کہ اس سے تھوڑی سی دنیا کما لیں۔اس تحریک کی وجہ سے بھی ویل ہے اور کمائی کی وجہ سے بھی۔

رحمت عالم ﷺ امّی تھے: جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو یا تھوڑی سی شد بد رکھتا ہو اسے امّی (ان پڑھ) کہا جاتا ہے "لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ" یعنی انہیں یہ خبر نہیں کہ کتاب میں کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی ایک صفت امّی بھی ہے کیونکہ آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔فرمایا وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا الخ (عنکبوت ۲۹:۴۸) اے نبی آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے ورنہ باطل پرستوں کے لیے شکوک وشبہات کی گنجائش نکل آتی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ان پڑھ ہیں۔نہ ہمیں لکھنا آتا ہے اور نہ حساب مہینہ کبھی اتنے دنوں کا ہوتا ہے (تین بار دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا) اور کبھی اتنے دنوں کا (تیسری بار اشارہ کرتے ہوئے ایک انگلی موڑ لی۔یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۲۹ دن کا۔مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی عبادتوں میں اور وقتوں میں حساب و

کتاب کی ضرورت نہیں)۔(۲) هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ الخ (جمعہ۶۲:۲) اس نے ان پڑھ لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

اماني (امنية کی جمع ہے) امنية یعنی جھوٹی بات۔ الزام۔ کچھ یہودی توراۃ سے تو نا آشنا تھے مگر قیاس سے کام لیا کرتے تھے۔ جس کا اللہ کی کتاب سے دور کا بھی تعلق نہ ہوتا۔ اور کہہ دیا کرتے تھے کہ یہ تورات میں لکھا ہوا ہے۔ یا بلا وجہ اللہ سے امیدیں رکھا کرتے تھے۔ یعنی جھوٹی امیدیں رکھا کرتے تھے کیونکہ ان کی عادت ہی جھوٹ کی تھی۔

یہودیوں کی دوسری قسم: (۷۹) یہ یہودیوں کی دوسری قسم ہے جو اللہ پر جھوٹ بول کر لوگوں کو گمراہ کیا کرتے تھے اور ماننے والوں کا ناحق مال ڈکار جاتے تھے۔

حرام کی کمائی قابل افسوس ہے: پھر فرمایا کہ ان کی کمائی پر افسوس ہے یعنی جو کچھ جھوٹ سچ لکھا دیا اتہام و افترا کیا نہ صرف وہی قابل افسوس ہے بلکہ ان کی حرام کمائی پر بھی افسوس ہے کہ اپنی باتیں احکام شرع کی طرح لوگوں سے منواتے ہیں اور ہاتھوں سے لکھ لکھ کر فروخت کر کے دنیا کماتے ہیں۔ سچ مچ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۰

اور یہودیوں نے کہا ہم چند روز ہی آگ میں رہیں گے۔ آپ ان سے پوچھیں کیا تمہارے پاس اللہ کا کوئی عہد نامہ ہے کہ اللہ اس کے خلاف نہ کرے گا۔ یا تم اللہ پر وہ باتیں گھڑ رہے ہو جن سے بے خبر ہو۔

یہودیوں کے اس عقیدے کی کہ ہم چند دن آگ میں رہیں گے تردید: (۸۰) یہودیوں کے اس عقیدے کی تردید ہے کہ وہ چند دن آگ کی سزا بھگت کر اس سے چھوٹ جائیں گے۔ فرمایا کیا تمہارے پاس اللہ کا کوئی عہد نامہ ہے۔ اگر ہے تو وہ یقیناً وعدہ خلافی نہیں کرے گا۔ لیکن تمہارے پاس عہد نامہ کہاں۔ تم تو اللہ پر الزام لگا رہے ہو اور جھوٹے ہو۔ یہودی کہتے تھے دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے اور ہمیں فی ہزار ایک دن کا عذاب ہوگا۔ یعنی سات دن (ایک ہفتے) عذاب ہوگا۔ پھر جنت میں چلے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں نے چالیس دن بچھڑے کی پرستش کی تھی۔ لہذا ان کے گمان میں چالیس ہی دن انہیں عذاب ہوگا۔ یہودیوں کا گمان تھا کہ تورات میں ہے کہ جہنم کے دونوں کناروں سے زقوم تک چالیس سال کی مسافت ہے۔ اور زقوم جہنم کی جڑ میں ہے۔ کہتے تھے اس مدت کے بعد عذاب موقوف کر دیا جائے گا۔ اور جہنم ہی ختم کر دی جائے گی۔ ایک دفعہ یہودی رسول اللہ ﷺ سے جھگڑنے لگے اور کہنے لگے ہم صرف چالیس دن جہنم میں رہیں گے۔ پھر ہماری جگہ دوسرے لوگ آ جائیں گے۔ یعنی مسلمان۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کے سروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بلکہ تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے اور تمہاری جگہ کوئی بھی نہیں آئے گا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں جب خیبر فتح ہوا تو نبی کریم ﷺ کو پکا ہوا گوشت بھیجا گیا۔ جس میں زہر ڈال دیا گیا تھا۔ آپ نے وہاں کے تمام یہودیوں کو بلوا کر ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے۔ بولے فلاں' فرمایا جھوٹے ہو بلکہ فلاں ہے۔ بولے آپ سچ فرماتے ہیں۔ ہمارا باپ وہی ہے۔ فرمایا سچ بتاؤ گے اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں۔ بولے کیوں نہیں۔ اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ کو معلوم ہو ہی جائے گا۔ جیسے ہمارا باپ معلوم ہو گیا۔ پوچھا جہنمی کون ہے۔ بولے کچھ

دنوں تو ہم رہیں گے۔ پھر تم ہماری جگہ آ جاؤ گے۔ فرمایا الگ ہٹ جاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہم کبھی تمہاری جگہ نہ آئیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا اگر میں ایک بات پوچھوں تو سچ سچ بتاؤ گے؟ بولے ہاں ہاں۔ فرمایا کیا تم نے اس گوشت میں زہر ڈالا تھا۔ بولے ہاں زہر تو ڈالا تھا۔ پوچھا کیوں۔ بولے اس لیے کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہمیں راحت مل جائے گی ورنہ آپ پر زہر اثر نہیں کرے گا۔ (ب)

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۹

یقیناً جو بھی برائیاں کمائے اور اس کے گناہ اسے چاروں طرف سے گھیر لیں وہی جہنمی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ اور جو ایمان لا کر اچھے عمل کرتا رہے وہی جنتی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

اسلام وتوحید ہی باعث نجات ہے: (۸۱) نجات تمہاری تمناؤں پر نہیں بلکہ نیک عملوں پر ہے۔ جو شخص برائی پر مر گیا اور اس کے پاس کوئی نیکی نہیں بدیاں ہی بدیاں ہیں وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔ فرمایا لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ الخ (نساء۴: ۱۲۳، ۱۲۴) نہ تو تمہاری تمناؤں پر جنت ہے اور نہ اہل کتاب کی۔ برائی کرنے والے کو اس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا اپنا کوئی دوست اور حمایتی نہ پائے گا۔ اور جو مرد وعورت ایمان لا کر نیک عمل کرتا رہے گا وہی جنتی ہے۔ اس پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا۔ یہاں ''سیئة'' سے کفر یا شرک یا کبیرہ گناہ مراد ہے۔ اگر چہ کافر ومشرک مسلمانوں جیسے عمل کرتے رہے ہوں مگر ان کی نجات نہیں۔ ''وَاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ'' یعنی اس کے پورے دل پر گناہوں کی سیاہی چھا گئی ہو۔ یا شرک نے اسے گھیر لیا ہو اور توبہ سے پہلے گناہوں پر فوت ہو گیا ہو اور زندگی بھر بڑے گناہ کرتا رہا ہو۔

چھوٹے گناہ بھی جمع ہو کر باعث ہلاکت بن جاتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتے رہو کیونکہ یہ ایک شخص میں جمع ہو کر اسے ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک مثال سے سمجھایا کہ کچھ لوگ ایک میدان میں اترے اب کھانے کا وقت آیا اور سب لکڑیاں لینے چلے گئے۔ اور سب نے ایک ایک لکڑی لا کر لکڑیوں کا ڈھیر لگا دیا۔ اور آگ جلا لی۔ پھر تو جو کچھ اس میں ڈالا وہی بھن گیا۔ (چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر بھڑک اٹھتے ہیں اور گنہگار کو جلا ڈالتے ہیں)۔

آخرت کی جزا دائمی ہے: (۸۲) یعنی جن باتوں کو تم نہیں مانتے ان پر اس کا ایمان ہے اور جو راہیں تم چھوڑ بیٹھے ہو ان پر وہ چل رہا ہے۔ وہی جنتی ہے (اہل کتاب سے خطاب ہے کہ جو تمہارے کفر کے مقابلے میں ایمان لائے اور تمہاری نافرمانیوں کے مقابلے میں فرمانبردار رہے وہی جنتی ہے) جہاں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ یعنی بھلائی اور برائی کا بدلہ ہمیشہ ہمیش کے لیے ہے یا عذاب ہے یا ثواب۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَیْنِ

اِحۡسَانًا وَّذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا وَّاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡکُمۡ وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾

اور جب ہم نے اسرائیلیوں سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی غیر کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آنا اور رشتے داروں یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی اور لوگوں سے اچھی باتیں کرنا۔ نماز با قاعدہ وقت پر پابندی سے پڑھنا اور زکوۃ ادا کرتے رہنا۔ پھر چند لوگوں کے علاوہ تم اس عہد سے پھر گئے اور تم نے منہ موڑ لیا۔

تاکید توحید وشرک سے اجتناب: (۸۳) یہودیوں سے جن باتوں کا عہد لیا گیا انہیں کا بیان ہے مگر وہ اپنے تمام عہدوں سے پھر گئے اور دیدہ ودانستہ ان سے منہ موڑ لیا جبکہ وہ عہد انہیں یاد تھے بھولے بھی نہ تھے۔ چنانچہ اللہ نے سب سے پہلے تو انہیں یہ حکم فرمایا تھا کہ اسی کی عبادت کریں اور غیروں کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ یہی تمام لوگوں کو حکم ہے۔ اسی کے لیے تمام دنیا رچائی گئی اور انسان پیدا کیا گیا۔ فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ الخ (انبیاء ۲۱:۲۵) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اسے یہی حکم دیا کہ (اعلان کردو) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو (۲) وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ كُلِّ اُمَّةٍ الخ (نحل ۱۶:۳۶) ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا۔ (جو یہ دعوت دے کہ) اللہ ہی کی عبادت کرو اور غیروں کی عبادت سے بچتے رہو۔ حق تعالیٰ کا سب سے اونچا اور سب سے بڑا حق یہی ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک: اس کے اس عظیم حق کے بعد تمام مخلوق کے حقوق ہیں۔ جن میں سب سے اہم ماں باپ کا حق ہے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک میں اللہ کے حق کا اور ماں باپ کے حق کا ساتھ ساتھ بیان آتا ہے۔ فرمایا اَنِ اشۡكُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡكَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ (لقمان ۳۱:۱۴) میرا شکر بجالا اور ماں باپ کا شکر بھی۔ تجھے میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ (۲) وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡٓا الخ (اسراء ۱۷:۲۳) آپ کے رب نے فیصلہ فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا گیا پھر۔ فرمایا ماں باپ کی فرمانبرداری کرنا۔ پوچھا گیا پھر۔ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (ق)

یتیم کی تعریف: یتامیٰ یتیم کی جمع ہے یتیم وہ ہے جو کم سنی میں ماں باپ کے سائے سے محروم ہو جائے۔

مسکین کی تعریف: مساکین مسکین کی جمع ہے مسکین محتاج تنگدست کو کہا جاتا ہے۔ جس کے پاس اتنا نہ ہو کہ اپنے بیوی بچوں کا خرچ اٹھالے۔ پوری تفصیل نساء میں وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَیۡـًٔا میں انشاء اللہ آ رہی ہے۔

اچھی بات کیا ہے: "قُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا" یعنی لوگوں سے خندہ پیشانی سے مسکرا کر محبت و پیار اور نرمی سے باتیں کیا کرو۔ اخلاق سے پیش آؤ اور اخلاق ہی کیساتھ برائیوں سے روکو اور بھلائیوں کا شوق دلاؤ۔ اچھی بات بھلائی کا شوق اور برائیوں سے نفرت دلانا۔ بردباری اختیار کرنا۔ معاف ودرگزر کرنا اور حسن اخلاق سے پیش آنا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اچھی بات معمولی نہ سمجھو۔ اگر اور کچھ نہ کرسکو تو کم از کم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے بات ہی کرلیا کرو (مات) حسن سلوک کے ساتھ اچھی

بات کا بھی حکم دیا گیا۔ تاکہ فعلی اور قولی دونوں احسان جمع ہو جائیں۔ اور ہر دلعزیز بن جائے۔ لیکن یہودی ان تمام عہدوں سے پھر گئے۔ ہاں تھوڑے سے اللہ کے بندے ان پر جمے رہے۔ اس امت کو بھی یہی حکم ہے۔ فرمایا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ الخ (نساء ۴: ۳۶) اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، ساتھ والوں، مسافروں اور لونڈی غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔ یقین مانو حق تعالیٰ مغرور و شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا۔ الحمد للہ! امت محمد ان تمام ہدایتوں پر کاربند ہے۔ اور دیگر امتوں سے زیادہ ثابت قدم اور فرمانبردار ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن
دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ
وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ
بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا
خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ
وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٨٦﴾ ع ۱۰

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ خون نہ بہاؤ۔ اور آپس والوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو۔ تو تم نے اقرار کر لیا اور تم خود اس پر گواہ بھی بنے۔ پھر بھی تم آپس والوں کو قتل کر ڈالتے ہو اور اپنے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکال باہر کرتے ہو اور ان کے خلاف گناہ اور زیادتی سے دوسروں کی حمایت کرتے ہو۔ اور اگر وہ تمہارے پاس گرفتار ہو کر آجائیں تو تم انہیں فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو۔ حالانکہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے بعض حکم پر تو ایمان لاتے ہو۔ اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ پھر تم میں سے جو بھی ایسا کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہو کہ ان پر دنیا میں بھی رسوائی ہو اور قیامت کے دن بھی ہولناک عذابوں میں مبتلا کر دیے جائیں اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے آخرت دے کر دنیوی زندگی خرید لی ہے۔ لہذا نہ تو ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔

یہودیوں کی تردید کہ احکام میں تفریق کرتے تھے: (۸۴) ان آیتوں میں ان یہودیوں کی تردید ہے جو عہد رسالت ﷺ میں تھے۔ مدینے کے انصار کے دو بڑے قبیلے تھے۔ اوس و خزرج جاہلیت میں ان دونوں میں ہمیشہ ان بن اور قتل و خونریزی رہتی

تھی۔ مدینے کے یہودی تین قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ۔ پہلے دو قبیلے خزرج کے حلیف (دوست) تھے۔ اور بنی قریظہ اوس کے۔ جب اوس وخزرج میں جنگ ہوتی تو ہر قبیلے کا دوست اپنے دوستوں کا ساتھ دیتا تھا۔ اس طرح دونوں قبیلوں کے دوست ایک دوسرے کے ہاتھ سے مارے بھی جاتے تھے۔ اور موقعہ ملنے پر ایک دوسرے کا مکان ودوکان بھی لوٹ لیتے تھے۔ اور انہیں گھروں سے باہر نکال دیا جاتا تھا۔ پھر جب لڑائی بند ہوتی تو پسپا فریق کے اسیروں کو فدیہ دے کر چھڑا لیا جاتا تھا۔ اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ اللہ کا حکم ہے کہ قوم کے اسیروں کو فدیہ دے کر چھڑا لو۔ اسی حکم کی تعمیل کی جا رہی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ تم نے ایک حکم تو مان لیا لیکن یہ حکم کہ کسی کو قتل وجلاوطن نہ کرو ٹھکرا دیا۔ یہ کیسا ایمان ہے کہ ایک حکم کو مان لو اور دوسرے کو ٹھکرا دو۔ تم خود ہی انصاف کرو۔ قوم کے افراد سب بھائی بھائی اور بمنزلہ ایک فرد کے ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تمام مسلمان آپس میں محبت ورحم کرنے میں اور میل جول میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر جسم کا کوئی حصہ بیمار ہو جائے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور بخار وبیداری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ''ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ'' یعنی تم اپنے قول وقرار کے معترف بھی ہو اور گواہ بھی۔

یہودیوں کی سفاکی اور احکام توریت کی بے حرمتی: (۸۵) یہودیوں کی سفاکی کا بیان ہے۔ تورات میں خوں ریزی حرام اور فدیہ دے کر قوم کے قیدیوں کو چھڑانا فرض ہے۔

(۸۶) انہی لوگوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ ان سے ایک لمحہ کے لیے بھی عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی اور نہ ان کا کوئی حمایتی ہوگا جو انہیں اس ہمیشگی والے اور ہولناک عذاب سے چھڑا لے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے موسیٰ کو تورات دی اور ان کے بعد رسول بھی بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن اور صاف دلیلیں دیں اور انہیں روح القدس سے تقویت پہنچائی۔ پھر کیا جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ حق لائے جسے تمہارے دل نہ چاہتے تھے تو تم نے ایک گروہ کو تو جھٹلا دیا اور ایک گروہ کو قتل بھی کر ڈالتے ہو۔

یہودیوں کی تعلّی وسرکشی: (۸۷) یہودیوں کی تعلّی وسرکشی اور مخالفت وخواہش پرستی کا بیان ہے کہ اللہ نے موسیٰ کو تورات دی۔ اس میں یہودیوں نے تحریف کر ڈالی۔ اس کی غلط تفسیر بیان کی اور اس کے احکام کی مخالفت کی۔ پھر حضرت موسیٰ کے بعد اور نبی آپ کی شریعت کو زندہ کرنے کے لیے مبعوث کئے گئے۔ مگر انہوں نے ان کی بھی نہ مانی۔ فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا الخ (مائدہ ۵: ۴۴) ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت ونور ہے۔ جس پر نبی بھی خود عمل کرتے تھے اور یہودیوں کو اس کے ماننے کا حکم کرتے تھے اور درویش وعلماء بھی۔ اور وہ اس پر گواہ بھی تھے۔ اسی وجہ سے یہاں فرمایا وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ ہم نے بعد موسیٰ کے رسول بھیجے۔ فرمایا ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا (مومنون (۲۳: ۴۴)) پھر ہم نے اپنے رسول لگاتار بھیجے۔ حضرت موسیٰ کے بعد انبیاء

لگا تار آتے رہے۔ پھر یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ پر آ کر ختم ہو گیا۔ آپ کی شریعت میں تورات کے خلاف بھی کچھ احکام ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو اللہ پاک نے روشن دلیلیں اور زبردست معجزے دیے۔ آپ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتے اور وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ کے پرندے بن جاتے تھے۔ بیماروں کو اچھا کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ آپ کی تائید روح القدس سے کی گئی۔ یہ تمام باتیں آپ کی سچائی کی روشن دلیلیں تھیں۔ لیکن یہودیوں نے آپ کو نہ مانا اور سخت مخالفت کی اور آپ سے حسد کیا۔ کیونکہ انجیل میں تورات کے خلاف بھی چند مسئلے تھے۔ جیسا کہ فرمایا وَلِاُحِلَّ لَکُمْ الخ (آل عمران ۳:۵۰) تا کہ میں تم پر کچھ چیزیں حلال کر دوں جو حرام تھیں۔ اور میں تمہارے پاس اپنے رب کے پاس سے نشانی لے کر آیا ہوں۔

یہودی انبیاء کے ساتھ گستاخی سے پیش آیا کرتے تھے بلکہ انہیں قتل بھی کر ڈالتے تھے: یہودی نبیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ اکثر نبیوں کو جھٹلا دیتے اور اکثر کو قتل کر ڈالتے تھے۔ وجہ عداوت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ نبیوں کی تعلیم ان کی خواہشوں اور رایوں کے خلاف تھی۔ اور تورات میں جو انہوں نے اپنی رایوں اور قیاسوں سے ردوبدل کر ڈالا تھا۔ انبیاء اس کا انہیں الزام دیا کرتے تھے۔ یہ بات انہیں ناگوار گزرتی اور نبیوں کے جھٹلانے پر تل جاتے۔ بلکہ بعض کو تو قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ جب کبھی رسول تمہاری خواہشوں کے خلاف احکام لاتے ہیں تو تم میں غرور پیدا ہو جاتا ہے اور انہیں جھٹلا دیتے ہو۔ بلکہ بعض کو تو قتل بھی کر ڈالتے ہو۔

روح القدس سے کیا مراد ہے: روح القدس سے حضرت جبرائیل مراد ہیں (فرمایا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ (شعراء ۲۶:۱۹۳) روح الامین قرآن پاک لے کر اترے) سورہ مائدہ میں فرمایا اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (آیت نمبر ۵:۱۱۰) یعنی ہم نے روح القدس یعنی جبریل کے ذریعہ عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور انہوں نے کہا ہمارے دل پردے والے ہیں (نہیں) بلکہ کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر پھٹکار ڈال دی ہے۔ اس لیے یہ چند لوگ ہی ایمان لائیں گے۔

یہودیوں کا انبیاء کے ساتھ تمسخرانہ انداز: (۸۸) ''غلف'' یعنی ان پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ مہر کر دی گئی ہے بات سمجھ نہیں سکتے اور نہ یاد رکھتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں ہمیں تمہارے علم کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے جواب دیا کہ ان پر ہماری پھٹکار پڑی ہوئی ہے۔ اور کفر کی وجہ سے ہم نے ان پر مہر لگا دی ہے۔ فرمایا وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ الخ (نساء ۴:۱۵۵) ان کا کہنا ہے کہ ہمارے دل غلاف والے ہیں (نہیں) بلکہ اللہ نے ان پر کفر کی وجہ سے مہر لگا دی ہے۔ اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ''فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ'' یعنی ان میں سے تھوڑے ہی لوگ ایمان لائیں گے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک ایسی کتاب آ [illegible] کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔ جس کے آنے سے پہلے یہ خود کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے پھر جب ان [illegible] انہوں نے پہچان بھی لیا تو اس کا انکار کر بیٹھے۔ ان

[illegible]

یہودیوں کی آخری پیغمبر کے لیے دعائیں: (٨٩) [illegible] ﷺ کی بعثت سے اور قرآن اترنے سے پہلے دعا مانگا کرتے تھے کہ اللہ کرے پیغمبر آخر الزماں پیدا ہوں [illegible] میں مشرکوں سے جہاد کریں۔ انہیں عاد و ارم کی طرح کاٹ کر رکھ دیں اور انکی جڑیں تک کھود پھینکیں جب کبھی [illegible] جنگ چھڑ جاتی تو یہودی کہا کرتے کہ عنقریب اللہ کے ایک پیارے پیغمبر ایک عظیم کتاب لے کر آنے والے [illegible] رہنمائی میں تمہیں چن چن کر قتل کر ڈالیں گے۔ یہ مشرکوں سے کہا کرتے تھے کہ اس جلیل الشان پیغمبر کا اور انکی عظیم الشان [illegible] زمانہ قریب ہی آ لگا ہے۔ انصار کے بزرگوں کا بیان ہے کہ ہم یہودیوں پر عہد جاہلیت میں ایک مدت مدید تک غالب رہے [illegible] وقت ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ لگا ہے۔ ہم ان کی پیروی کر کے تمہارا [illegible] مٹا دیں گے۔ پھر جب قریش میں حق تعالیٰ نے اپنا رسول ﷺ مبعوث فرما دیا تو ہم تو ان پر ایمان لے آئے مگر [illegible]۔ اور جان بوجھ کر کافر بنے رہے۔ آپ کی بعثت سے پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم نبی کی اعانت میں سر توڑ کوشش [illegible] وہ آئے تو بجائے اعانت کے الٹے ان کے دشمن بن گئے اور انہیں جھٹلانے لگے۔ مسلمانوں نے ان سے [illegible] رجاؤ۔ اور مسلمان ہو جاؤ۔ جب ہم مشرک تھے اور تم ہم سے لڑا کرتے تھے تو تم کہا کرتے تھے کہ ایک [illegible] اور ہم سے اس کی صفتیں بیان کیا کرتے تھے۔ اور جب وہ نبی موعود ﷺ تشریف لے آئے تو ان کی پیروی [illegible] کر یہودی بولے یہ وہ نہیں ہیں جن کا ہم تم سے ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ ہماری نشانیوں کے مطابق نہیں۔ پھر [illegible] مقدس میں یہ واقعہ اتارا۔ انکا گمان تھا کہ نبی منتظر ہم میں مبعوث ہوگا۔ لیکن جب وہ عربوں میں مبعوث ہوا تو [illegible] اور حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لائے۔ حالانکہ پورا یقین تھا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] گئے۔

بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖٓ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ يَّكۡفُرُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا اَنۡ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوۡ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۹۰﴾

اللہ کی طرف سے اتری ہوئی چیز کے ساتھ ان کا کفر کرنا بدترین چیز ہے۔ جس کے عوض انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا صرف اس بات سے جل کر کہ اللہ نے اپنا فضل جس پر چاہا کیوں اتارا۔ لہذا [illegible] پر غضب کے مستحق ہوئے اور کافروں ہی کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

یہودی غضب پر غضب کے حقدار ہو گئے: (۹۰) [illegible] نبی امی کی تصدیق کی جگہ تکذیب، ایمان کی جگہ کفر، معاونت کی جگہ مخالفت، دوستی کی جگہ دشمنی، اور فرمانبرداری کی جگہ نافرمانی کر کے اللہ کے قہر و عتاب کا اپنے آپ کو مستحق بنا لیا۔ اور ایک

بہترین واعلیٰ نعمت چھوڑ کر بدترین وذلیل چیز پسند کی۔ ان احمقوں نے حق فروخت کر کے باطل خریدا اور ایمان بیچ کر کفر مول لیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ان ظالموں کو بڑا حسد وبغض تھا یہ بات ان پر ناگوار گزری کہ اللہ پاک نے اپنا فضل عربوں پر اتارا نبوت قریش کو مل گئی اور قریشی خاندان میں نبی مبعوث ہو گیا۔ ''فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ'' ایک غضب تو بچھڑے کے پوجنے اور تورات ضائع کرنے کی وجہ سے تھا ہی جبکہ تورات ان کے پاس تھی۔ دوسرا غضب انجیل وحضرت عیسیٰ کو نہ ماننے کی وجہ سے تیسرا غضب پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن کو نہ ماننے کی وجہ سے اترا۔

''وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ'' چونکہ کفر کا سبب سے بڑا سبب حسد وبغض تھا جو غرور سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں غرور کی یہ سزا دی گئی کہ دنیا میں بھی ذلیل ہوئے اور آخرت میں بھی۔ لہذا ان پر ذلت والے عذاب مسلط کر دیے گئے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ الخ (غافر ۴۰ : ۶۰) جو میری عبادت سے غرور کریں گے وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مغروروں کا حشر انسانی صورتوں میں چیونٹیوں کی طرح ہوگا۔ اس قدر بڑی ذلت ہو گی کہ ہر چیز انہیں روندتی ہوئی گزرے گی۔ پھر جہنم کے قید خانے (بولس) میں ڈال دیے جائیں گے جس کی آگ دوزخ کی تمام آگوں سے تیز ہے اور انہیں جہنم کی پیپ اور کچ لہو پلایا جائے گا۔ (الفسد)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں ہم پر جو کتاب اتری ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اور اس کے بعد آنے والی کتاب کے ہم کافر ہیں۔ حالانکہ وہ حق ہے اور ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے آپ کہہ دیں اگر تمہارا پہلی کتابوں پر ایمان ہے تو تم نے پہلے نبیوں کو کیوں قتل کیا۔ تمہارے پاس موسیٰ بھی معجزے لے کر آئے ان کے بعد پھر بھی تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تم اصل میں ہو ہی بے انصاف۔

رحمت عالم ﷺ پر ایمان لائے بغیر توریت وانجیل پر ایمان نہیں: (۹۱) جب اہل کتاب سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کو اور آپ کی پیروی کرنے کو کہا جاتا تو کہتے تورات وانجیل ہی پر ایمان لانا کافی ہے۔ یہ اس میں بھی جھوٹے ہیں۔ ان کتابوں پر بھی ان کا ایمان نہیں کیونکہ انہی میں آپ کی تصدیق مندرج ہے۔ اور آپ کی کتاب بھی ان کی کتابوں کو سچا بتاتی ہے۔ لہذا آپ پر ایمان لانا عین تورات وانجیل پر ایمان لانا ہے۔ کیونکہ آپ پر ایمان لائے بغیر تورات وانجیل پر ایمان نامکمل ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ تورات وانجیل پر ایمان لانا کافی ہے۔ فریب ہے۔ کافی تو جب ہوتا تب آپ پر بھی ایمان لے آتے۔ آپ کے انکار سے ان کتابوں کا انکار بھی لازم آ رہا ہے۔ فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ (۲:۱۴۶) اہل کتاب آپ کو اپنے

بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں۔علاوہ ازیں اگر تورات وانجیل پر ایمان ہوتا تو جو نبی حضرت موسیٰ کے بعد ان کتابوں کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائے انہیں کیوں قتل کیا جاتا؟ معلوم ہوا کہ ان کتابوں پر بھی ایمان نہیں۔تم نے اللہ کے بے گناہ نبیوں کو اپنی سرکشی اور غرور کی وجہ سے قتل کیا۔تم محض خواہش پرست نفس کے بندے اور رائے کے غلام ہو۔فرمایا اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ (۲: ۸۷) رسول جب کبھی تمہارے پاس تمہاری خواہشوں کے خلاف احکام لے کر آئے تو تم مغرور بن گئے۔ ایک گروہ کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہتے ہو۔

یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بھی نافرمانی کی: (۹۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی رسالت کی تصدیق کے لیے تمہارے پاس بڑے بڑے معجزے لے کر آئے۔طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈکیں، خون، عصا، ید بیضا، دریا کا ٹھہرانا، بادل کا سایہ کر لینا، من وسلویٰ کا اترنا اور پتھر سے چشمے جاری کر دینا وغیرہ۔تم نے اپنی آنکھوں سے ایک ایک معجزہ دیکھا۔ایک ایک نشانی جانچی۔ پھر تم نے انہیں کی زندگی میں جبکہ وہ کچھ دنوں کے لیے طور پر گئے تھے ان کے پیچھے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔کیا اب بھی کہہ سکتے ہو کہ تمہارا تورات اور حضرت موسیٰ پر ایمان ہے؟ ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو تمہاری بدکرداریاں تو تمہیں ظالم، بے ایمان اور احسان فراموش کہہ کر پکار رہی ہیں۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۚ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر طور اٹھایا کہ ہم نے جو کچھ دیا ہے اپنے مضبوطی سے لے لو اور سن لو۔تو بولے ہم نے سن کر نافرمانی کی۔ان کے دلوں میں کفر کی وجہ سے بچھڑے کی محبت رچا دی گئی۔آپ فرمادیں وہ چیز بدترین ہے جس کا تم کو تمہارا ایمان حکم کر رہا ہے۔اگر تم ایمان والے ہو۔

یہودیوں کی غداریاں: (۹۳) اللہ پاک اسرائیلیوں کی غداریاں اور نافرمانیاں گنوار ہا ہے اور فرما رہا ہے کہ جب انہوں نے اپنے سروں پر پہاڑ کھڑا دیکھا تو ڈر کر احکام توریت قبول کر لیے۔پھر جب یہ پہاڑ ہٹا لیا گیا تو پھر بدستور اپنی پہلی حالت پر آ گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

''بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ'' یعنی تمہیں ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ بار بار غداری، گھڑی گھڑی نافرمانی اور منت منت پر سرتابی اور ایمان کا دعویٰ؟ تم نے اپنے پیغمبر کے احکام ٹھکرائے۔تم نے روح اللہ کو نہیں مانا اور تم رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر تل گئے۔اسی منہ سے ایمان ایمان پکارتے ہو؟ بھلا اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اچھی طرح سے پہچانے اور آپ پر ایمان لائے۔یہ سب سے بڑا کفر ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى
حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَـنَةٍ ۚ وَمَا ھُوَ
بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾

آپ فرما دیں کہ اگر آخرت کا گھر دوسروں کے بجائے خاص تمہارے ہی لیے ہے تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ لیکن اپنے آگے بھیجے ہوئے عملوں کی وجہ سے یہ موت کی تمنا کبھی نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے آپ انہیں دنیوی زندگی کا بڑا ہی حریص پائیں گے۔ مشرکوں سے بھی زیادہ ان میں سے ہر شخص کی یہ آرزو ہے کہ اس کی عمر ہزار سال کی ہو۔ حالانکہ بڑی عمر کا دیا جانا اللہ کے عذاب کو ہٹانے والا نہیں اللہ ان کے عمل کو خوب دیکھ رہا ہے۔

یہودیوں کو مباہلہ کی دعوت: (٩٤) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودیوں کو جو نبی ﷺ کی زبانی بتایا گیا کہ اگر تم حق وصداقت پر ہو تو میدان میں اتر آؤ۔ ہم اور تم دونوں مل کر حق تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جھوٹا ہلاک ہو جائے۔ یہودی جھوٹے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مباہلہ کو تیار نہ ہوئے۔ قرآن پاک پہلے ہی بتا چکا ہے کہ یہ مرد میدان نہیں۔ کہیں چوروں کے بھی پاؤں ہوتے ہیں۔ اگر مباہلہ کر لیتے تو سب مرے کے مرے رہ جاتے۔ یہ تو موت سے کانپتے تھے بھلا کیسے مباہلہ کرتے۔ یہ بدنصیب اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ سچے رسول اور قرآن سچی کتاب ہے۔ مگر حسد وبغض سے ایمان نہ لاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر یہودی موت کی تمنا کرتے تو سب مر جاتے اور جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتے۔ اگر مباہلہ والے (عیسائی) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مباہلہ کر لیتے تو انہیں واپس آ کر بیوی بچے اور مال دیکھنا نصیب نہ ہوتا اس آیت میں مباہلہ کرنے کو تمنا کرنے سے تعبیر کیا گیا۔ دوسری جگہ فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ الخ (جمعہ ٦٢: ٦ تا ٨) آپ فرما دیں۔ یہودیو! اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ لوگوں کے سوا تم ہی اللہ کے چہیتے ہو تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ یہ اپنے آگے بھیجے ہوئے عملوں کی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ آپ فرما دیں جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ آنے والی ہے۔ پھر تم اس اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو تمام چھپی کھلی باتیں جانتا ہے۔ پھر اللہ تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا۔ یہودیوں کا گمان تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اور ہمارے سوا کوئی اور جنت میں نہیں جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر انہیں مباہلہ کی دعوت دی کہ آؤ ہم سب مل کر جھوٹوں کی بربادی کی دعا مانگیں مگر یہودی ڈر گئے اور مباہلہ کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ اور سب کے سامنے ان کے جھوٹ کی پول کھل گئی۔ کیونکہ اگر انہیں اپنے دین کی صداقت کا ذرا سا بھی یقین ہوتا تو مباہلہ کے لیے دوڑ کر آتے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے وفد نجران (عیسائیوں) کو مباہلہ کی دعوت دی تھی جبکہ وہ مناظرے میں بھی ہار گئے تھے۔ اور اپنی سرکشی اور ضد سے باز نہ آتے تھے۔

(٩٥) جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مباہلہ کی دعوت دے دی تو گھبرا کر کہنے لگے اگر تم نے اس نبی سے مباہلہ

کر لیا تو اللہ کی قسم کوئی بھی زندہ نہ بچے گا آخر کار مباہلہ کے لیے تیار نہیں ہوئے اور جزیے کی ذلت قبول کر لی آپ نے جزیہ وصول کرنے کے لیے ان کے ساتھ ابو عبیدہ کو مقرر کر دیا۔

لمبی زندگی کی خواہش: (۹۶) آپ انہیں لوگوں میں سب سے زیادہ زندگی کا آرزومند دیکھیں گے کیونکہ انہیں اپنا بدترین حشر معلوم ہے۔ اور دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ لہذا ان کی دلی آرزو یہی تھی کہ جہاں تک ہو سکے مرنے سے بچے رہیں۔ لیکن جس موت کا انہیں کھٹکا ہے وہ تو آ کر ہی رہے گی۔ یہودی تو مشرکوں سے بھی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں زیادہ لمبی زندگی کے آرزومند ہیں۔ اگرچہ ان میں مشرک بھی شامل تھے مگر خصوصیت سے اہمیت کی وجہ سے انہیں جداگانہ بیان کیا گیا۔

منافق بھی زندگی کے بڑے آرزومند رہتے ہیں۔ انہیں کافروں سے بھی زیادہ زندگی پیاری ہوتی ہے۔ یہودی تو ایک ہزار سال سے بھی زیادہ لمبی عمر کے خواہاں ہیں۔ ان کے گناہ انہیں لمبی عمر کا شوق دلاتے ہیں۔ حالانکہ لمبی عمر اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔ مشرک زندگی بعد الموت کے قائل ہی نہیں۔ اس لیے وہ لمبی لمبی عمروں کے خواہش مند رہتے ہیں اور یہودی اس لیے لمبی عمر چاہتے ہیں کہ تورات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے انہیں آخرت کی ذلت وخواری نظر آتی ہے۔ بہرحال اگر انہیں ابلیس جیسی عمر بھی مل جائے تو کیا اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں؟ حق تعالیٰ ان کے عملوں سے خبردار ہے اور انہیں ان کے عملوں کی پوری پوری سزا دے کر رہے گا۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

آپ فرما دیں کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے تو انہوں نے تو یہ قرآن اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے۔ جو اپنے سے پیشتر والی آسمانی کتابوں کی تصدیق کر رہا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و بشارت ہے۔ جو شخص اللہ کا اس کے فرشتوں کا اس کے رسولوں کا اور جبرائیل و میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ ایسے کافروں کا دشمن ہے۔

یہودیوں کے جبرائیل دشمن اور میکائیل دوست ہیں: (۹۷) یہودیوں کا خیال ہے کہ جبرائیل انکے دشمن اور میکائیل دوست ہیں۔ یہ آیت ان کی اسی عقیدے کی تردید میں اتری۔ اس عقیدے کی تائید آنے والی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عبداللہ بن سلام کا تین باتوں کے جواب سے مطمئن ہو کر مشرف بہ اسلام ہونا: جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام نے بھی سنا کہ آپ تشریف لائے ہیں۔ عبداللہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ کام چھوڑ چھاڑ کر آپ کے دیدار گھر بار کے لیے آ گئے اور آپ سے ملاقات کے بعد کہنے لگے میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جنکا جواب ایک پیغمبر ہی دے سکتا ہے۔ قیامت کی پہلی شرط کیا ہے۔ شروع میں جنت والوں کو کون سا کھانا ملے گا۔ بچہ ماں باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا ابھی ابھی جبرائیل نے مجھے ان باتوں کی خبر دی ہے۔ بولے جبرائیل نے؟ فرمایا ہاں۔ بولے یہ فرشتہ تو

یہودیوں کا دشمن ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ پھر فرمایا کہ قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر لے جائے گی اور سب کو جمع کر دے گی۔ جنت والوں کا پہلا کھانا مچھلی کے کلیجی کا ٹکڑا ہے اور جس کا پانی غالب ہوتا ہے بچہ اسی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ جواب سن کر عبداللہ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔ پھر کہنے لگے اے اللہ کے نبی یہودی بڑے بے وقوف ہیں۔ اگر انہیں میرے اسلام کی خبر لگے گی تو الٹے مجھی کو بے وقوف بتائیں گے۔ اس سے پہلے کہ میں ان پر اپنا اسلام ظاہر کروں آپ میرے بارے میں ان سے پوچھیں تو سہی کہ میں کیسا ہوں؟ چنانچہ جب یہودی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے عبداللہ کے بارے میں پوچھا۔ بولے بڑے اچھے آدمی ہیں۔ نہایت ہی بہتر باپ کے بیٹے ہیں ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا اگر وہ مسلمان ہو جائیں؟ بولے اللہ کی پناہ بھلا وہ کیوں مسلمان ہونے لگے۔ اتنے میں عبداللہ باہر نکل کر کلمہ پڑھ لیتے ہیں۔ کلمہ سن کر یہودی کہتے ہیں یہ بھی برا ہے اور اس کا باپ بھی برا تھا۔ اور ان میں کیڑے نکالنے لگتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ مجھے اسی چیز کا ڈر تھا۔ (ق)

(۹۷) مجھ سے میرے فرشتوں سے اور میرے رسولوں سے نیز میکائیل و جبرائیل سے دشمنی رکھے تو اللہ اس کا دشمن ہے اور جس کا دشمن اللہ ہو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ العیاذ باللہ

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا
عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ ڎ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ وَاتَّبَعُوْا
مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ
كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ
ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا
تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا ھُمْ
بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ
وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ
مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ع ٤٧/١٢

اور بلاشبہ ہم نے آپ پر صاف صاف آیتیں اتاریں۔ اور بدکردار ہی ان کا انکار کر سکتے ہیں۔ یہ یہودی جب کوئی قول وقرار کرتے ہیں تو ان کی کوئی نہ کوئی جماعت اسے توڑ ڈالتی ہے۔ بلکہ ان میں اکثر لوگ بے ایمان ہیں جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی نبی ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہوا آیا تو انکے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں اوران کتابوں کے پیچھے پڑ گئے جن کو شیطان عہد سلیمانی میں پڑھا کرتے تھے۔ سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ البتہ یہ شیطانوں کا کفر تھا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور جو کچھ اتارا گیا تھا وہ فرشتے ہاروت وماروت پر وہ کسی کو نہیں سکھاتے تھے جب تک اسے یہ نہ بتادیتے تھے کہ ہم ایک آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو۔ پھر لوگ ان سے ایسی باتیں سیکھتے تھے جو مرد و عورت میں جدائی ڈال دیں۔ لیکن یہ اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ یہ وہی سیکھتے تھے جو بجائے نفع کے انہیں نقصان پہنچانے والا تھا۔ اور انہیں معلوم تھا کہ جس نے اس کو خرید لیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ یقیناً وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے یہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں۔ کاش انہیں علم ہوتا۔ اگر یہ لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار بن جاتے تو انہیں اللہ کے پاس والا بہترین ثواب ملتا اگر انہیں علم ہوتا۔

اثبات نبوت کے دلائل: (٩٩) یہودیوں کی معلومات کے اسرار ورموز' ان کی پوشیدہ خبروں کے انکشافات' ان کے سلف کے واقعات' آسمانی کتابوں میں ان کا تحریف وتغیر کر دینا اور صحیح باتیں چھپا لینا۔ ان تمام اسرار ورموز کو ان کے علماء ہی جانتے تھے۔ اللہ پاک نے اپنے نبی پر قرآن میں یہ تمام باتیں اتار دیں۔ یہی وہ روشن نشانیاں ہیں جن کو سن کر ہر انصاف پسند جو حاسد ومتعصب نہ ہو آپ کو نبی ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی فطرت سلیمہ آپ کی نبوت کی تصدیق کرتی ہے۔ جب ایک ان پڑھ آدمی ایسی نفیس خوبیوں اور حکمتوں والا قرآن پیش کر رہا ہے جسکو سن کر بڑے بڑے فصحاء اور شعراء سر دھنتے رہ جاتے ہیں۔ تو ظاہر ہے وہ اس کا کلام نہیں ہو سکتا۔ معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ قرآن پاک روزانہ صبح وشام اور درمیانی ساعات میں انہیں سناتے ہیں۔ اور ان کی پوشیدہ باتیں صحیح صحیح بتا رہے ہیں ان کے لیے صرف یہی ایک بات باعث عبرت اور آپ کی نبوت کی ایک روشن دلیل و حجت ہے (ابن عباسؓ)۔

عہد شکنی یہودیوں کی پرانی عادت ہے: (١٠٠) اللہ کے رسول ﷺ نے بعثت کے بعد یہودیوں کو ان کا عہد یاد دلایا۔ مگر یہ کہنے لگے ہم سے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی بابت کوئی عہد نہیں لیا گیا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ عہد کر کے توڑ ڈالنا تو ان کی پرانی عادت ہے۔ انہوں نے جو عہد کیا اسی کو توڑا۔ بلکہ اکثر یہودی تو ایمان ہی سے خالی ہیں۔ ان کا قرآن ورسول وقت پر ایمان نہیں (نبذ یعنی پھینک دیا' ڈال دیا اور چھوڑ دیا)۔

یہودیوں نے عہد و پیمان کو اور اللہ کی کتاب' اس طرح چھوڑ رکھا تھا جیسے کسی ناکارہ چیز کو پھینک دیا جاتا ہے۔ ان کی اس حرکت کی برائی کی گئی اور ایک آیت میں صراحت سے بتا دیا گیا کہ ان کی کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کا ذکر اور انہیں آپ کی اتباع وامداد کا حکم ہے فرمایا اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الخ (اعراف ٧: ١٥٧) جو لوگ امی نبی اور رسول کی اتباع کرتے ہیں جسے اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

یہودیوں کو اللہ کی کتاب کی قدر نہیں: (١٠١) یعنی ان میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو جو ان کے ہاتھوں میں تھی اور

جس میں آپ کی بشارت تھی بے پرواہی سے پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ جیسے اس کا انہیں علم ہی نہیں۔

یہودیوں کو جادو کا شوق ہے: (١٠٢) ان کا تو یہ حال ہے کہ اللہ کی کتاب چھوڑ کر جادو اور جادو والوں کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی وجہ سے اس قوم نے رحمت عالم ﷺ پر کنگھی سے جھڑے ہوئے بالوں اور تر کھجور کے شگوفوں پر جادو کیا۔ جس کو ایک پتھر کے نیچے بئر ذی اروان میں دبا دیا گیا۔ جادو کرنے والا لبید بن اعصم تھا۔ اللہ نے اپنے نبی ؑ کو بتا دیا کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے اور اس سے شفا عطا فرمائی۔

جبرئیل و میکائیل جادو لے کر نہیں اترے جیسا کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے: یہودیوں کا جو یہ گمان تھا کہ اللہ نے جبرائیل ومیکائیل کے ذریعہ سلیمان پر جادو اتارا تھا۔ اس کی تردید ہے کہ یہ جھوٹے ہیں نہ سلیمان پر جادو اترا اور نہ جبرئیل و میکائیل جادو لے کر اترے بلکہ یہ شیطانی عمل ہے اور شیطان ہی اس کو بابل میں سکھایا کرتے تھے۔ ہاں البتہ اللہ نے بطور آزمائش ہاروت و ماروت کو جادو سکھانے پر مامور کیا تھا۔

ایک عجیب وغریب واقعہ: عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد دومۃ الجندل کی ایک عورت آپ کو ڈھونڈتی ہوئی آئی اور آپ کی وفات کی خبر سن کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ جب اس سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے اپنی دکھ بھری کہانی سنائی کہ ایک دن اچانک میرا شوہر غائب ہو گیا۔ اس اثنا میں میرے پاس ایک بڑی بی آئی۔ میں نے اسے اپنے شوہر کے غائب ہونے کا واقعہ سنایا۔ بولی اگر تم میری ہدایات پر عمل کرو تو تمہارا شوہر آ جائے گا۔ میں نے کہا اچھا وہ رات تک ٹھہری رہی۔ جب خوب اندھیرا ہو گیا تو دو سیاہ کتے نمودار ہوئے ایک پر تو وہ سوار ہو گئی اور دوسرے پر مجھے سوار کرا دیا۔ اتنے میں ہم بابل پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں دیکھا کہ دو آدمی الٹے لٹکے ہوئے ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کیوں آئی ہے۔ میں نے کہا جادو سیکھنے کے لیے۔ بولے ہم آزمائش کا ذریعہ ہیں تو کیوں ایمان کھوتی ہے۔ جا اپنا کام کر۔ میں نے کہا میں تو جادو سیکھ کر ہی جاؤں گی۔ بولے اچھا تو اس تنور کے پاس جا کر پیشاب کر آ۔ میں تنور تک ڈرتی ڈرتی گئی اور پیشاب کئے بغیر واپس آ گئی اور ان سے کہا کہ میں نے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ بولے کچھ دیکھا بھی؟ میں نے کہا نہیں۔ تو جھوٹی ہے اپنے گھر جا ایمان مت کھو ابھی کچھ نہیں بگڑا میں نے پھر یہی کہا کہ میں تو جادو سیکھ کر ہی جاؤں گی بولے تو اس تنور میں جا کر پیشاب کر آ۔ اب کے میں ڈرتے ڈرتے گئی اور پیشاب کر آئی۔ جب میں پیشاب کر رہی تھی تو میں نے دیکھا میرے جسم کے اندر سے ایک مسلح سوار نکلا اور آسمان پر اڑتا ہوا نگاہوں سے غائب ہو گیا میں نے جا کر ان سے کہہ دیا کہ میں نے یہ دیکھا ہے۔ بولے تو سچی ہے۔ تیرا ایمان نکل گیا' اب اپنے گھر جا۔ میں نے بڑی بی سے کہا انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا۔ بولی ٹھیک ہے اب تجھ میں یہ کمال آ گیا ہے کہ تو جو چاہے گی وہی ہو جائے گا۔ میں نے اس کے قول کو جانچنے کے لیے گیہوں کا ایک دانہ بو کر اس سے کہا اگ آ۔ وہ اگ آیا۔ پھر میں نے کہا بال پیدا کر۔ فوراً ہی اس میں بال نکل آئی۔ پھر میں نے کہا دانے الگ الگ ہو جائیں فوراً دانے الگ الگ ہو گئے پھر میں نے کہا سوکھ جاؤ کہتے ہی سوکھ گئے۔ پھر میں نے کہا آٹا بن جاؤ۔ فوراً آٹا بن گئے۔ پھر میں نے کہا پک جا۔ فوراً روٹی پک گئی۔ یہ دیکھ کر مجھے ندامت ہوئی اور ایمان جانے کا بڑا رنج ہوا۔ ام المومنین۔ اللہ کی قسم میں نے جادو سے کچھ بھی کام نہیں لیا اور میرا ارادہ ہے۔ کہ اس خاک پڑے سے کچھ کام لوں (ابن جریر) ابن ابی حاتم میں ہے عورت کہتی ہے کہ میں نے صحابہ سے فتویٰ پوچھا مگر سب حیران رہ گئے کہ کیا جواب دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا توبہ کرو اور اگر ماں باپ زندہ ہوں تو ان کی خوب خدمت کرو۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ

صحابہ رضی اللہ عنہم فتویٰ دینے میں کتنے محتاط تھے بغیر علم کے ذراسی بات بھی نہیں بتاتے تھے اگر ہم تم ہوتے تو بلا دھڑک قیاس کر کے کچھ نہ کچھ بتا دیتے۔

جادو میاں بیوی میں پھوٹ ڈال دیتا ہے: یعنی ایسے شیطانی اور سفلی عمل سیکھتے ہیں جو دو دلوں میں نفرت و عداوت کی آگ بھڑکا دیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا شیطان پانی پر تخت بچھا کر اپنا لشکر لوگوں کی طرف بھیجتا ہے۔ اس کا زیادہ مقرب وہی ہوتا ہے جس کا فتنہ زیادہ ہوتا ہی۔ ایک آ کر کہتا ہے کہ میں فلاں کے پیچھے لگا ہی رہا جب تک اس سے گناہ نہ کرا لیا۔ شیطان کہتا ہے (کون سا تیر مارا) یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں رنجش کرا ہی دی۔ ابلیس اس سے خوش ہو کر چمٹا لیتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے کہ تو بڑا ہی اچھا ہے۔ اسے تھپکتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے واقعی بڑا کام انجام دیا۔ (مسلم)۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ الخ یعنی جادو سے اللہ کے حکم سے نقصان پہنچ جاتا ہے اور اس کی قضا و ارادے کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ جس پر چاہے، جادوگروں کو مسلط کر دے اور جسے چاہے، ان سے بچا لے۔ جادو کا صرف اتنا سا فائدہ ہے مگر نقصان بہت بڑا ہے کہ دین جو سعادتوں اور رحمتوں کا سرچشمہ ہے، جاتا رہتا ہے۔ یہودیوں کو خوب معلوم ہے کہ رسول وقت کی پیروی چھوڑ کر جادو کے پیچھے لگ جانا نادانوں ہی کا کام ہے۔ ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور نہ اللہ کی نگاہ میں قابل عزت ہیں۔ کیونکہ متاع ایمان سے محروم ہیں۔ **لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ** الخ یعنی دین چھوڑ کر جادو اختیار کرنا بدترین روش ہے اور اس کا اتنا بھاری نقصان ہے جس کی حد نہیں۔ کاش انہیں اس نقصان عظیم کا یقین ہوتا یا ان کا نصیحتوں پر ایمان ہوتا۔

ایمان سراسر سعادت ہے: (۱۰۳) اگر یہ ایمان لے آتے اور حرام کاموں سے بچتے تو ان کے لیے اللہ کے پاس والا بہترین ثواب تھا جو جادو سے جس کو انہوں نے خوشی خوشی اپنا لیا ہے، کہیں اچھا ہے۔

جادو کا ثبوت: جادو کا اور اس کے اثرات کی تخلیق کا ثبوت اسی آیت سے ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ اور اس نے آپ پر اثر بھی کیا۔ (ب) ابھی ایک عورت کا واقعہ بیان ہوا جس نے صدیقہؓ کے پاس آ کر اپنے شوہر کے گم ہونے کا اور ایک بڑی بی کی ہدایت پر عمل کرنے کا اور جادو سیکھنے کا حال سنایا تھا۔ اس سے بھی جادو کا ثبوت ہوتا ہے اور بھی بہت سے دلائل ہیں۔

جادو سیکھنا کفر ہے: جادو سیکھنا کفر ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی نے جادوگر یا کاہن کی بات کو سچا جانا، اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا۔ (بزار سند صحیح) جادوگر واجب القتل ہوتا ہے۔ پس جادو ایک حقیقت ہے۔ جادو کے بعد اللہ پاک جو چاہتا ہے، وہی ہوتا ہے۔ اسی طرح نظر بد کا لگ جانا بھی برحق ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نظر لگ جانا برحق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر سے پہل کر سکتی تو وہ نظر ہوتی۔

جادو دور کرنے کے لیے معوذتین بہت ہی نفع بخش ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ ان جیسا کوئی عمل نہیں۔ اسی طرح شیطان کو بھگانے کے لیے آیۃ الکرسی اعلیٰ درجے کا عمل ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ
عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿١٠٥﴾

''اے ایمان والو! راعنا نہ ہو بلکہ انظرنا کہو۔ (یعنی آپ ہماری طرف بھی دیکھتے اور سنتے رہیں) اور کافروں ہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اہل کتاب کافر اور مشرک یہ نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کے پاس سے کوئی بھلائی اترے اور اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے، خاص فرما دیتا ہے اور اللہ بڑے بھاری فضل والا ہے۔''

کافروں سے مشابہت کی ممانعت: (۱۰۴) ایمان والوں کو قول وفعل میں کافروں کی مشابہت سے منع کیا جا رہا ہے۔ یہودی بعض الفاظ ذومعنی بولتے تھے۔ جس سے ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ رحمت عالم ﷺ کی شان اطہر میں تنقیص پیدا کریں اور برا معنی مراد لیں۔ چنانچہ یہ لوگ جب ''ذرا ہماری بات سن لیجئے'' کہنا چاہتے تو لفظ راعنا استعمال کرتے تھے جس سے ان کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اے رعونت والے! اے مغرور وسرکش۔ اور رعایت کرنے کے معنی نہ لیتے تھے۔ فرمایا، مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الخ (نساء۴، ۴۶) بعض یہودی کلموں کو ان کے اصلی معنی سے ہٹا دیتے ہیں اور زبانوں کو موڑ کر دین میں عیب نکالنے کے لیے کہتے ہیں۔ ہم نے سن کر نافرمانی کی۔ آپ سنئے۔ آپ کو سنایا نہ جائے اور ہماری رعایت کیجئے۔ اگر یہ کہتے کہ ہم نے سن کر اطاعت کی اور آپ سنئے اور دیکھئے تو یہ ان کے لیے بہتر ومناسب ہوتا لیکن اللہ نے ان پر کفر کی وجہ سے پھٹکار ڈال دی۔ اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حق تعالیٰ کو یہ بات بھی گوارا نہیں کہ کوئی اس کے محبوب رسول کی شان اطہر میں اشارے کنائے سے بھی تنقیص کا پہلو نکالے۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جب یہودی آپ کو آکر سلام کرتے تو بجائے السلام کے (زبان دبا کر) السام (ہلاکت) کہا کرتے تھے۔ اس لیے ہمیں حکم ہے کہ ہم ان کے سلام کا صرف وعلیک کہہ کر جواب دے دیں۔ ہماری دعا قبول ہو جائے گی۔ ان کی بددعا ہم پر اثر نہیں کرے گی کیونکہ زیادتی انہیں کی طرف سے ہے۔ غرضیکہ مسلمانوں کو قول وفعل میں کافروں کی مشابہت اختیار کرنی حرام ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے قریب تلوار کے ساتھ اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ ایک ہی معبود کی عبادت کی جائے جس کا کوئی شریک نہیں۔ میری روزی میرے نیزے کی چھاؤں میں رکھی گئی ہے۔ اور میرے دین کی مخالفت کرنے والوں پر ذلت ورسوائی ڈال دی گئی ہے۔ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ اسی میں سے ہے۔ (اد) اس حدیث سے ان لوگوں کو بری طرح سے ڈانٹا گیا ہے جو غیر قوموں کی ریس کرتے ہیں اور ان کی ہر ادا پسند کرتے ہیں۔ گفتار وکردار میں، عادات واطوار میں، طعام وشراب میں، خوشی وغمی میں اور عبادت واطاعت میں انہیں انہیں کا طریقہ بھاتا ہے۔ اپنی راہ نہیں بھاتی۔ (ایسے لوگوں کو ایمان کی خیر منانی چاہیے) مسلمانو! گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور دلوں میں ایمان ٹٹولو۔ تمہاری ہر بات کا انداز تمہارے ایمان کے نکل جانے کی غمازی کر رہا ہے۔ تمہارے اقوال وافعال، عادات واطوار اور طرز معاشرت اسلامی نہیں۔ اسلامی زندگی کو آنکھیں ترس رہی ہیں۔ اسلامی ممالک میں اسلامی زندگی ڈھونڈے نہیں ملتی۔ الا ماشاءاللہ۔

افسوس! تمہیں تو ایمانی صدائیں بھی بری معلوم ہوتی ہیں اور اسلام کا منادی بھی کھٹکتا ہے۔ سچ بتاؤ کیا تم اسلامی زندگی کھو نہیں بیٹھے؟ اور کیا تم اپنا دین اپنے ہاتھوں سے ذبح نہیں کر رہے؟

(۱۰۵) کافر اہل کتاب اور مشرک تمہارے سخت دشمن ہیں اور بڑے حاسد۔ اسی وجہ سے تمہیں ان کی مشابہت سے روکا گیا ہے تاکہ

ان سے تمہارے دوستانہ تعلقات نہ پیدا ہوں۔ تم کو ایک مکمل اور جامع و مانع شریعت مل گئی۔ اس سے وہ جل کر کباب بن گئے۔ وہ تمہارا کوئی دنیوی یا دینی اعزاز نہیں چاہتے۔ اور تمہیں برسر اقتدار دیکھنے کے روادار نہیں۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۰۷﴾

”جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور لے آتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ آسمان وزمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی مددگار۔“

(۱۰۶) جو آیت ہم بدل ڈالتے ہیں یا اسے باقی رکھ کر اس کا حکم موقوف کر دیتے ہیں یا چھوڑ دیتے ہیں یا اٹھا لیتے ہیں یا قرآن میں باقی نہیں رہنے دیتے یا حکم کو بدل ڈالتے ہیں اور حرام کو حلال، حلال کو حرام، مباح کو مکروہ اور مکروہ کو مباح کر دیتے ہیں تو دوسرا حکم پہلے سے بہتر یا دوسری آیت پہلی سے بہتر ہوتی ہے۔ نسخ نقل کرنے اور لکھنے کے معنی میں آتا ہے۔ شرع میں جب بھی ایک حکم کو موقوف کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم لایا جاتا ہے تو اسے نسخ کہتے ہیں۔ خواہ حکم ہی منسوخ ہو یا تلاوت بھی۔ نسخ احکام ومنہیات میں ہوتا ہے۔ خبروں میں نہیں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ یعنی کائنات میں تصرف اللہ ہی کا ہے۔ وہی خالق وآمر ہے۔ جسے جس طرح چاہے، پیدا کرے۔ جسے چاہے سعادت نصیب فرمائے اور جسے چاہے شقاوت، جسے چاہے تندرستی دے اور جسے چاہے بیماری۔ جسے چاہے نیک کاموں کی توفیق دے اور جسے چاہے بدکاموں کی۔ اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت۔ اسی طرح اس کے بندوں میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ جو چاہے حلال کر دے اور جو چاہے حرام۔ جس کو چاہے مباح کر دے اور جس سے چاہے روک دے۔ اور جو چاہے حکم فرمائے۔ اس کا حکم کوئی ٹالنے والا نہیں۔ اس کے کام کے بارے میں کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ہاں وہ ایک ایک کے رتی رتی کام کو پوچھ لے گا۔ وہ کبھی کسی حکم کو منسوخ کر کے اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ اب بھی وہ اس کی تعمیل کریں گے یا نہیں۔ چنانچہ اپنی مخصوص مصلحت پر جس کو وہی جانتا ہے، ایک حکم نازل فرماتا ہے۔ پھر کسی دوسری مصلحت سے لوگوں کو اس سے روک دیتا ہے لہٰذا اصل وکامل اطاعت اس کے حکم کی تعمیل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے کہ جو کچھ وہ خبر دیں، اسے مانا جائے۔ ان کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور جن باتوں سے وہ روک دیں، ان سے باز رہا جائے۔

عدم تنسیخ احکام کے عقیدے کا بیان: اس آیت میں یہودیوں کی تردید ہے کیونکہ یہ احکام توریت کے نسخ کے قائل نہ تھے اور مسیح ورحمت عالم ﷺ کی نبوت کو نہ مانتے تھے۔ کیونکہ انجیل وقرآن میں تورات کے بعض احکام منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ یہ فرقہ اپنے کفر وعناد کی وجہ سے نسخ نہ مانتا تھا۔ ورنہ نسخ کسی اعتبار سے بھی محال نہیں کیونکہ اللہ اپنے افعال کا اپنے احکام میں مختار مطلق ہے۔ جو جب چاہے، پیدا کرے اور جسے جس طرح اور جس وقت تک چاہے، زندہ رکھے۔ اسی طرح جس وقت تک چاہے، حکم دے۔ اس احکم الحاکمین پر کوئی حاکم نہیں۔ وہ تو حاکم وشہنشاہ مطلق ہے۔ پس عقل کی رو سے نسخ محال نہ ہوا۔ اور نقلی دلیل یہ ہے کہ نسخ ادیان سابقہ اور کتب سابقہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اولاد آدم علیہ السلام میں آپس میں بھائی بہن کا نکاح جائز تھا۔ بعد میں حرام کر دیا گیا۔

جب طوفان نوح علیہ السلام ختم ہو گیا تو اس وقت نوح علیہ السلام کے لیے تمام جانور حلال کر دیئے گئے۔ پھر بعض جانوروں کی حلت منسوخ ہو گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت میں بہ یک وقت دو بہنوں سے نکاح جائز تھا لیکن حضرت موسیٰ کی اور بعد والی شریعتوں میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ خلیل اللہ کو فرزند کی قربانی کا حکم ملا۔ مگر یہ حکم ذبح کیے جانے سے پہلے ہی منسوخ ہو گیا۔ گاؤ پرست یہودیوں کو قتل کر دینے کا حکم ہوا، پھر جلدی ہی یہ حکم واپس لے لیا گیا۔ اس قسم کے اور بھی بہت احکام ہیں جن کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ خود یہودی معترف ہیں لیکن پھر بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن کو نسخ کی وجہ سے نہیں مانتے۔

(۱۰۷) اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا، کیا لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ دونوں پر اسی کا غلبہ و اقتدار ہے۔ وہی اپنی مرضی کے موافق ان میں تصرف کرتا ہے اور اپنے بندوں پر احکام اتارتا ہے اور کسی حکم کو منسوخ کر کے دوسرا حکم اتارتا ہے۔ اسی کو ہر بات میں کلی اختیار ہے۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾

"کیا تم بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال کرنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ سے کیا گیا تھا اور جو کفر سے ایمان کو بدل ڈالے، وہ سیدھی راہ سے دور ہٹ گیا۔"

عہد رسالت میں کثرت سوالات کی ممانعت: (۱۰۸) ظہور واقعات سے پہلے مسلمانوں کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے سوالات سے روک دیا گیا تھا۔ فرمایا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا الخ (مائدہ ۵، ۱۰۱) اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں نہ پوچھو کہ اگر انہیں تمہارے سامنے ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں برا معلوم ہو۔ اگر تم ان کے بارے میں نزول قرآن کے زمانے میں پوچھو گے تو وہ تمہارے لیے ظاہر کر دی جائیں گی۔ یعنی نزول قرآن کا زمانہ تفصیلات پوچھنے کا زمانہ نہیں کیونکہ شاید پوچھنے کی وجہ سے ایک حلال چیز حرام کر دی جائے۔ اسی وجہ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے بڑا جرم وہ ہے کہ کسی کے پوچھنے کی وجہ سے حلال چیز حرام کر دی جائے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیل و قال سے، مال برباد کرنے سے اور کثرت سوال سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (م) فرمایا، جب تک میں بیان نہ کروں، تم مجھ سے مت پوچھا کرو۔ پہلی قومیں اسی لیے برباد ہوئیں کہ وہ نبیوں سے کثرت سے سوالات کیا کرتی تھیں اور ان کے سامنے اختلافات پیدا کرتی رہتی تھیں۔ اگر میں تمہیں کوئی حکم دوں تو حتی الامکان اسے بجا لاؤ اور اگر کسی بات سے روک دوں تو اس سے رک جاؤ۔ (م)

غرضیکہ غرور و تعصب اور ہٹ دھرمی سے انبیاء سے سوال کرنا بڑی گمراہی کی بات ہے جیسے یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کبر و تعصب سے اور ہٹ دھرمی سے سوال کیا کرتے تھے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ دینی مسائل مثلاً توحید و احکام وغیرہ کا معلوم کرنا اور علماء سے سوال کرنا بشرط عمل کار ثواب ہے اور یہ مستحسن فعل ہے۔ لیکن برائے حجت سوال کرنا باعث عذاب الٰہی ہے جیسا کہ یہودیوں نے اپنے انبیاء سے کیا اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ الخ یعنی جو ایمان بیچ کر کفر خرید لے، وہ سیدھی راہ

سے بھٹک گیا۔ اور جہالت و گمراہی کی راہ پر چل پڑا۔ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہے جو سرکشی، ہٹ دھرمی اور تعصب کی وجہ سے نبی وقت پر ایمان لانے سے اور ان کی اطاعت سے ہٹ کر مخالفت و تکذیب اور بے کار سوالات کی راہ پر چل پڑے۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠٩﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٠﴾

''اور اکثر اہل کتاب کی تمنا ہے کہ حق ظاہر ہو جانے کے باوجود حسد و بغض کی وجہ سے تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دیں۔ لہذا تم بھی درگزر کرو اور چھوڑ دو جب تک اللہ اپنا حکم نہ لے آئے۔ بلاشبہ وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ نماز کے پابند رہو۔ زکوۃ دیتے رہو اور تم اپنے لیے جو نیکی بھی (مرنے سے) پہلے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ بلاشبہ اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے۔''

اہل کتاب کی راہ اختیار کرنے کی ممانعت: (۱۰۹) حق تعالیٰ مسلمانوں کو اہل کتاب کے راستے پر چلنے سے ڈرا رہا ہے اور آگاہ کر رہا ہے کہ اہل کتاب ظاہر و باطن ہر حالت میں تم سے نہ صرف عداوت بلکہ بغض و حسد بھی رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ تمہارے اور تمہارے نبی ﷺ کے مراتب و فضائل سے خوب آگاہ ہیں۔ تم حسن اخلاق سے کام لے کر معاف و درگزر کرتے رہو اور ان کی شرارتیں برداشت کرتے رہو۔ جب تک اللہ پاک کی طرف سے فتح و نصرت نہ آ جائے۔ اس آیت میں حق سے رحمت عالم ﷺ مراد ہیں جن کی بشارت یہودی تورات و انجیل میں پڑھتے ہیں مگر آپ ﷺ کو اس وجہ سے نہیں مانتے کہ آپ علیہ السلام عربی ہیں، یہودی نہیں۔ پھر مسلمانوں کو ان کی شرارتوں پر صبر و تحمل اور ضبط سے کام لینے کا حکم دیا گیا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے حکم کے مطابق اہل کتاب و مشرکوں کو معاف فرما دیا کرتے تھے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کر لیا کرتے تھے۔ (پھر یہ آیت پڑھ کر سنائی) آخر کار اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو جہاد کا حکم دیا اور آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے قریشی مشرکوں کے سردار جہنم رسید ہوئے۔ (ابن ابی حاتم) یعنی آیت جہاد سے اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔

نیک عملوں سے رغبت اور برائیوں سے نفرت کی دعوت: (۱۱۰) مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔ زکوۃ دیتے رہیں اور انہیں دیگر نیک عملوں کا شوق دلایا جا رہا ہے کہ ہر نیکی کا صلہ اپنے رب کے پاس پا لو گے۔ ان مقبول عبادتوں کا انجام خیر ظاہر ہوگا اور ان نیکیوں کی بدولت دنیا میں بھی ان شاء اللہ تمہارا غلبہ و اقتدار رہو گا۔ دینی فوائد دنیوی فوائد سے بہت بہتر ہیں۔ جس دن ظالموں کو ان کا عذر غیر مفید ثابت ہوگا، ان پر پھٹکار برس رہی ہوگی اور طرح طرح کی سزاؤں میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ پاک کسی کے عمل سے بے خبر نہیں اور نہ کسی کا کوئی کام ضائع کرتا ہے۔ خواہ اچھا ہو یا برا۔ ظاہری ہو یا باطنی اور چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس کی قیامت

کے دن ضرور جزا یا سزا مل کر رہے گی۔ یعنی نیکیاں کرو اور برائیوں سے بچو۔ یہ کہہ کر کہ اللہ عمل دیکھ رہا ہے۔ مسلمانوں کو نیکیوں میں پوری پوری سرگرمی کی رغبت اور برائیوں سے نفرت دلائی گئی ہے۔

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١١١﴾ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ
مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾
وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ
عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ
قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾

”ان کا کہنا ہے کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی اور نہیں جائے گا۔ یہ ان کی تمنائیں ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ۔ کیوں نہیں جس نے اپنی ذات خلوص سے اللہ کے تابع فرمان کر دی، اسی کے واسطے اس کے رب کے پاس پورا پورا ثواب ہے اور نہ انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔ یہودیوں نے کہا، عیسائی کچھ نہیں اور عیسائیوں نے کہا، یہودی کچھ نہیں۔ حالانکہ سب اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح جاہلوں نے بھی انہیں جیسی بات کہی۔ سو اللہ قیامت کو ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔“

یہودیوں کی بے کار تمنائیں: (۱۱۱) یعنی یہودی اور عیسائی سب دھوکے میں مبتلا ہیں۔ ہر ایک کا یہی خیال خام ہے کہ اس کے ہم مذہب جنتی ہیں۔ فرمایا، وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ الخ (مائدہ ۵، ۱۸) یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا، ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اللہ پاک نے اس دعوے میں انہیں جھوٹا بتایا اور فرمایا، آپ فرما دیں پھر اللہ تمہارے گناہوں پر تمہیں کیوں پکڑے گا۔ یعنی اگر تمہارا خیال صحیح ہوتا تو پھر گناہوں پر پکڑ نہ ہوتی۔ ان کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ہم جہنم میں چند دنوں کے لیے جائیں گے۔ پھر جنت میں چلے جائیں گے۔ اللہ نے اس کی بھی تردید فرما دی۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ یہ ان کی بلا دلیل کے تمنائیں ہیں جو ناحق اللہ سے باندھ رکھی ہیں۔

(۱۱۲) مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ۔ جس نے صرف اللہ کے لیے خلوص سے نیک عمل کیے۔ فرمایا، فَإِنْ حَاجُّوكَ (آل عمران ۳، ۱۵) اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو آپ فرما دیں، میں نے اور میرے تابع داروں نے صرف اللہ کے لیے خلوص سے نیک عمل کیے ہیں۔

اہل کتاب میں باہمی عداوت: (۱۱۳) یعنی اہل کتاب میں بھی باہمی بغض وعناد ہے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے رہتے ہیں۔ (حالانکہ سب ہی کافر ہیں) كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ اس میں بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ایک دوسرے کو بے دینی کا الزام لگانا جہالت ہے۔ دونوں جاہل اور دونوں کافر ہیں جیسا کہ مشرک جاہل و کافر ہیں۔ فَاللَّهُ يَحْكُمُ

بَیْنَهُمْ الخ یعنی اللہ ہی انصاف سے قیامت کے دن ان کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائے گا۔ جو ذرا سا بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴿۱۱۴﴾

''پھر اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ کی مسجدوں سے روکے کہ ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان کی بربادی کی جدوجہد کرے۔ ایسے لوگوں کو یہی لائق ہے کہ وہ ان مسجدوں میں ڈرتے ہوئے ہی جائیں۔ دنیا میں انہیں کے لیے بڑی رسوائی ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔''

مسجدوں سے روکنے والے اور انہیں اجاڑنے والے بڑے ظالم ہیں: (۱۱۴) مسجدوں سے روکنے والوں اور انہیں برباد کرنے کی کوشش کرنے والوں سے عیسائی مراد ہیں۔ یہ لوگ بیت المقدس میں گندگی پھینک دیا کرتے تھے اور اس میں لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکا کرتے تھے۔ ونیز اس سے بخت نصر اور اس کے ساتھی جنہوں نے بیت المقدس کو برباد کر دیا تھا اور عیسائیوں نے ان کی امداد کی تھی، مراد ہیں۔ چونکہ یہودیوں نے حضرت یحییٰ کو قتل کر ڈالا تھا، اس لیے عیسائیوں نے بخت نصر کی مدد کی تھی۔ اس نے بیت المقدس برباد کر ڈالا اور اس میں متعفن لاشیں ڈلوا دیں۔ اور اس سے مکہ کے مشرک بھی مراد ہیں جو صلح حدیبیہ کے سال اللہ کے رسول ﷺ کی راہ میں حائل ہو گئے تھے اور آپ کو بیت اللہ جانے نہ دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ذی طوی میں قربانیاں کر دیں اور احرام کھول ڈالا اور مشرکوں سے صلح کر کے فرمایا کہ کسی کو بیت اللہ سے روکنے کا حق حاصل نہیں۔ حرم سے تو کوئی اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو بھی نہیں روکتا۔ مشرکوں کا خیال تھا کہ جنہوں نے جنگ بدر میں ہمارے رشتہ داروں کو قتل کیا ہے، وہ ہماری موجودگی میں مکہ میں طواف بیت اللہ کے لیے نہیں آ سکتے۔ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا۔ یعنی مسجدوں کو برباد کرنے کی جدوجہد کی۔ کیونکہ یہ لوگ حاجیوں کے درمیان حائل ہو گئے جو یہاں میں آ کر اللہ کا ذکر کرتے۔ پھر جب اللہ کو یاد کرنے والوں سے مسجدیں خالی ہوں گی تو برباد ہی ہوں گی۔

اسلامی غلبہ واقتدار کی بشارت: ونیز آیت کے اس ٹکڑے میں مسلمانوں کو ان کے غلبہ واقتدار کی بشارت ہے کہ عنقریب یہ دیوی دیوتاؤں کے پجاری تمہاری اس مسجد کی طرف رخ کرتے ہوئے بھی بید کی طرح لرزیں گے۔ آخر کار یہی ہوا بھی۔ آپ کے حکم سے جزیرۂ عرب سے تمام دین نکال دیئے گئے۔ صرف اسلام ہی باقی رہا۔ سبحان اللہ! آج تقریباً چودہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی عرب کی وہی شان باقی ہے۔ اس حکم سے مسجد حرام کے گوشوں کی عزت اور ارض حرم کی تطہیر مقصود تھی۔ جہاں اللہ نے اپنا آخری رسول ﷺ مبعوث فرما کر اور آپ کو تمام دنیا کا پیغمبر بنا کر لوگوں کو سرفراز فرمایا کہ آپ جاگنے والوں کو نوید جنت سنا دیں اور سونے والوں کو خواب غفلت سے جگا دیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ۔ ان مشرکوں کی یہ تو دنیوی رسوائی تھی کہ جیسے انہوں نے صحابہ کو مسجد حرام سے نکالا تھا، یہ بھی اس سے نکالے گئے۔ اور جس طرح انہوں نے ان فرشتہ سیرت انسانوں کو ان کے وطن سے بے وطن کیا تھا، انہیں بھی جلاوطن کیا گیا۔ اور آخرت

میں بھی ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ کیونکہ انہوں نے حرمت بیت اللہ کا پردہ چاک کیا اور بتوں کی گندگی سے اس کی تقدیس کو داغ دار بنایا۔ اس مقدس مکان میں غیروں سے مرادیں مانگیں۔ اس پاک گھر کا عریاں ہو کر طواف کیا اور بہت سی شرم ناک و حیا سوز حرکتیں کیں جو اللہ کے حکم کے سراسر خلاف تھیں۔ اسی طرح عیسائی بھی بیت المقدس کی بے حرمتی کے مرتکب ہوئے تھے۔ خصوصاً اس صخرہ کی بڑی بے حرمتی کی تھی جو یہودیوں کا قبلہ تھا۔ اور ان سے زیادہ یہودیوں نے بے حرمتی کی۔ پھر اللہ نے ان پر ذلت ڈال دی۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب رب العالمین نے بیت المقدس کو یہودیوں اور عیسائیوں سے چھین کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا جو اس کے حقیقی وارث تھے۔ اور اس سے قبل بیت اللہ یعنی کعبہ کو مشرکوں سے چھین کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ جو اس کے حقیقی وارث اور اس کے تقدس کو قائم رکھنے والے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

”مشرق و مغرب اللہ ہی کی ہے۔ پھر جس طرف تم اپنا منہ پھیرو، اسی طرف اللہ کو پاؤ گے۔ یاد رکھو! اللہ فراخی والا اور خوب جاننے والا ہے۔“

رحمت عالم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی: (۱۱۵) چونکہ رحمت عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سرزمین مکہ سے نکال دیا گیا تھا اور مسجد حرام 'مصلّی' سے ہٹا دیا گیا تھا جس کا ان کے دلوں پر بڑا ملال تھا۔ اللہ پاک نے اس آیت میں انہیں دلاسہ دیا ہے۔ رحمت عالم ﷺ مکی زندگی میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے بیت اللہ کو سامنے رکھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ مدنی زندگی میں بھی آپ نے ۱۶ یا ۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز ادا کی۔ پھر تحویل کعبہ کا حکم آ گیا اور بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا گیا۔ ابتدائی قبلہ سے یہودی خوش تھے مگر آپ کی یہی خواہش تھی کہ خلیل اللہ ہی کی مسجد قبلہ بنا دی جائے۔ اسی وجہ سے آپ آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کر دعائیں مانگتے رہتے تھے۔ آخر کار وہ مسرت کی گھڑی آ گئی جس میں تحویل قبلہ کا حکم اترا۔ اس پر یہودیوں نے اعتراض کیا کہ یہ کیسا دین ہے۔ ایک بات پر جمتا ہی نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔ فرمایا، فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (بقرہ۲: ۱۱۵)

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

”انہوں نے کہا، اللہ کی اولاد ہے۔ وہ تو اس سے پاک ہے بلکہ آسمان و زمین کی ہر چیز اسی کی ہے۔ ہر چیز اس کی طاعت گزار ہے۔ وہی زمین و آسمان کا ایجاد کرنے والا ہے۔ جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف کن کہتا ہے۔ پھر وہ ہو جاتا ہے۔“

اللہ صاحب اولاد نہیں: (۱۱۶) یہ اور بعد والی آیت عیسائیوں، یہودیوں اور عرب کے مشرکوں کی تردید میں ہے۔ یہ لوگ مسیح علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں سمجھتے تھے۔ فرمایا، یہ سب جھوٹے ہیں اور اس عقیدے کی کوئی جڑ نہیں۔ میں اولاد

سے پاک ہوں۔ مجھ پر یہ سراسر بہتان ہے۔ تمام کائنات میرے تصرف و اختیار میں ہے۔ میں سب کا خالق و رازق ہوں۔ میں ہی ان کے انداز سے مقرر کرنے والا، انہیں قبضے میں رکھنے والا، ان کا منتظم اور ان میں انقلاب پیدا کرنے والا ہوں۔ جو کچھ ہوتا ہے، میری مرضی سے ہوتا ہے۔ سب میرے لونڈی غلام اور میری ملکیت میں ہے۔ پھر کس طرح ان میں سے کوئی میری اولاد بن سکتا ہے۔ اولاد تو ہم جنسوں سے پیدا ہوتی ہے اور میری کبریائی میں کوئی شریک نہیں اور نہ میرا کوئی ہم جنس ہے۔ پھر بیوی بچوں کا سوال ہی غلط ہے۔

فرمایا، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (انعام ۶، ۱۰۱) وہ تو زمین و آسمان کا موجد ہے۔ (لہذا اس کا کوئی ہم جنس نہیں) اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کی بیوی نہیں اور وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ (۲) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا الخ (مریم ۱۹، ۸۸ تا ۹۵) انہوں نے کہا، رحمٰن کی اولاد ہے۔ تم کتنی کمزور و بے ہودہ بات بول رہے ہو۔ ایسی بڑی بات جس سے آسمانوں کا پھٹ جانا، زمین کا اڑ جانا اور پہاڑوں کا گر جانا ممکن ہے۔ انہوں نے رحمٰن کے اولاد بتائی حالانکہ اس کی شان کے لائق اولاد نہیں۔ آسمان و زمین کی ہر چیز اس کے سامنے غلام بن کر آنے والی ہے۔ اس نے ایک ایک کو گن رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن تنہا تنہا آنے والا ہے۔ (۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ (اخلاص ۱۱۲، ۱ تا ۴) آپ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے۔ بے نیاز ہے۔ نہ اولاد والا ہے اور نہ ماں باپ والا۔ اور نہ اس کا کوئی ہم جنس ہے۔ ان آیتوں میں اللہ نے اپنی تقدیس و تنزیہہ بیان فرمائی ہے کہ میں وہ عظیم شہنشاہ ہوں جس کی نظیر و مثال نہیں۔ میرا نہ کوئی ہم جنس ہے اور نہ کوئی مدمقابل۔ تمام کائنات کو میں نے پیدا کیا اور وہ میری پرورش میں ہے۔ اگر ان تمام باتوں میں غور کیا جائے تو یہی کہتے بن پڑے گا کہ واقعی مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ کی اولاد کے قابل نہیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ نے فرمایا، مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اسے یہ لائق نہ تھا۔ اور برا بھی کہا حالانکہ اسے یہ زیبا نہ تھا۔ یہ کہہ کر تو جھٹلایا کہ اللہ نے جیسے مجھے ایجاد کیا، ایسے دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ ایجاد کرنا مشکل ہے۔ اور یہ کہہ کر میری بے ادبی کی کہ میری اولاد ہے۔ حالانکہ میں ہی سچا معبود ہوں۔ تنہا ہوں، بے نیاز ہوں، نہ اولاد والا ہوں اور نہ ماں باپ والا اور نہ میرا کوئی ہم جنس ہے۔ (ب) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، بری باتیں سن کر اللہ سے زیادہ صبر والا کوئی نہیں۔ باوجودیکہ لوگ اس کی اولاد بتاتے ہیں (جو کمال بے ادبی ہے) پھر بھی وہ انہیں روزی پہنچاتا ہے اور امن و عافیت سے رکھتا ہے۔ (ق)

اللہ کے آگے ہر چیز جھکی ہوئی ہے: كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ ہر ایک شے چار و ناچار اسی کی تابعدار ہے۔ پس تم بھی اسی کی تابعداری کرو۔

شان کبریائی: (۱۱۷) كُنْ فَيَكُوْنُ۔ یعنی اللہ کی قدرت غلبہ و قہر، عظمت و جلال اور جمال و کمال والی ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حکم کرتا ہے کہ ہو جا۔ پھر وہ چیز ہو جاتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

”جاہلوں نے کہا، اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔ اسی طرح انہیں جیسی بات پہلوں نے کہی تھی، ان کے دل ایک جیسے ہو گئے۔ ہم یقین کرنے والوں کے لیے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔“

جہلاء کی اللہ کی شان میں گستاخی: (۱۱۸) ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے کہا، اگر آپ سچے ہیں تو اللہ سے دعا کریں، ہم اس کا کلام سنیں اور وہ ہم سے بات کرے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ مشرک رحمت عالم ﷺ سے کبر ونخوت کی وجہ سے اس قسم کے سوالات کیا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ سوال بھی انہیں کا تھا۔ ان سے پہلے اہل کتاب بھی اسی قسم کے بے کار سوالات کرنے کے عادی تھے جیسا کہ فرمایا۔ (۱) يَسْأَلُكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ الخ (نساء۴، ۱۵۳) آپ سے اہل کتاب یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دیں۔ موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی اونچا سوال کر چکے ہیں۔ چنانچہ کہا تھا کہ آپ ہمیں کھلم کھلا اللہ کو دکھلا دیں۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی ان مشرکوں کے خیالات پہلے کافروں جیسے ہیں۔ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ ہم نے انبیاء کی صداقت وحقانیت پر ایسے واضح دلائل بیان کر دیے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی سوال کی ضرورت ہی نہیں اور نہ مزید دلائل کی حاجت لیکن ان سے فائدہ اٹھانے والے روشن ضمیر ہی ہیں جن کے دلوں میں یقین، عادتوں میں انبیاء کی تابعداری اور طبیعتوں میں سمجھ بوجھ کا مادہ ہے۔ البتہ جن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی گئی ہے اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے، وہ یقین لانے والے نہیں۔ فرمایا، اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ الخ (یونس۱۰، ۹۶-۹۷) جن پر آپ کے رب کا کلمہ ایمان نہ لانے کا ثابت ہو چکا، وہ ایمان لانے والے نہیں۔ گو ان کے پاس ساری نشانیاں آ جائیں۔ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْــَٔـلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

”بلاشبہ ہم نے آپ کو بشارت دینے والا اور چوکنا کر دینے والا سچا نبی بنا کر بھیجا۔ آپ سے جہنمیوں کے بارے میں باز پرس نہ ہو گی۔“

رحمت عالم ﷺ بشیر ونذیر بن کر مبعوث ہوئے: (۱۱۹) آپ نوید جنت سنانے والے اور عذاب جہنم سے ڈرانے والے ہیں۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِيْمِ۔ یعنی ہم آپ سے نہ پوچھیں گے کہ لوگوں نے آپ کو کیوں نہیں مانا۔ بلکہ نہ ماننے والوں سے پوچھیں گے کہ تم نے رحمت عالم ﷺ کو کیوں نہیں مانا۔ فرمایا (۱) فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الخ (رعد۱۳، ۴۰) آپ کے ذمے محض تبلیغ ہے۔ حساب ہم آپ لے لیں گے۔ (۲) فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ الخ (غاشیہ۸۸، ۲۱-۲۲) آپ نصیحت کرتے رہیں۔ آپ محض نصیحت کرنے والے ہیں۔ لوگوں پر داروغہ نہیں۔ (۳) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ الخ (ق۵۰، ۴۵) یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، ہمیں معلوم ہے اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ آپ تو قرآن سے اسے نصیحت کرتے رہیں جو میرے ڈراوے سے ڈرتا ہو۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ
هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

وقف منزل ۹ ع

''اور آپ سے یہودی اور عیسائی خوش نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کی پیروی نہ کریں۔ آپ فرما دیں کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اگر آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد آپ ان کی خواہشوں کی پیروی کریں گے تو اللہ کے عذاب سے آپ کا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ مددگار۔ جن کو ہم نے کتاب دی اور وہ اسے پڑھ کر اس کی تلاوت کا حق ادا کر دیتے ہیں، یہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کا انکار کرنے والے گھاٹے والے ہیں۔''

اللہ کی رضا کے لیے دعوت اسلام: (۱۲۰) یعنی اہل کتاب تو آپ سے خوش ہونے والے نہیں۔ اس لیے آپ انہیں خوش کرنے اور اپنے موافق بنانے کی کوشش چھوڑ دیں اور اللہ کی رضا کے لیے انہیں دعوت حق دیتے رہیں۔

اسلام ہی سچا دین ہے: هدی الله الخ یعنی اللہ ہی کا دین صحیح، سچا، سیدھا اور اپنانے کے لائق ہے۔ یہاں هدایت سے وہ انداز حجت مراد ہے جو آپ ﷺ کو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھایا گیا جس سے وہ گمراہ فرقوں کو لا جواب کر دیا کرتے تھے۔

غیروں کی راہ اختیار کرنے والوں پر وعید: وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ ۔ یہ جملہ قابل غور ہے۔ اس میں رحمت عالم ﷺ پر بات ڈال کر مسلمانوں کو ڈرایا گیا ہے کہ تمہارے پاس کتاب وسنت کا صحیح علم موجود ہے۔ اگر اب بھی تم اہل کتاب کے طریقوں کو اپناؤ گے تو اللہ کے سامنے کیا عذر پیش کرو گے۔ جہاں نہ تمہارا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔ (آج کل مسلمانوں میں یہی بلا گھسی ہوئی ہے۔ انہیں اپنے طریقے برے معلوم ہوتے ہیں اور غیروں کی ادائیں بھاتی ہیں۔ اس جملے میں ان کے لیے دھمکی ہے۔)

حق تلاوت کیا ہے؟: (۱۲۱) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ۔ حق تلاوت یہ ہے کہ قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا جائے۔ جس طرح اترا ہے، اسی طرح پڑھا جائے اور اس میں ردوبدل نہ کیا جائے۔ یا محکم آیت پر عمل کیا جائے۔ متشابہات پر ایمان لایا جائے اور مشکل مقام کو کسی عالم سے پوچھ لیا جائے۔ تلاوت کے معنی پیروی کے بھی آتے ہیں۔ اس بنا پر یہ معنی ہوئے کہ اس کی پیروی کرنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ قرآن حکیم کی پیروی انسان کو جنت کے باغوں میں لے جاتی ہے۔

سمجھ دار اہل کتاب قرآن کو بھی مانتے ہیں: اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یعنی جو اہل کتاب اپنی کتابوں کو غور وفکر سے پڑھتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں، ان کا قرآن حکیم پر بھی ایمان ہے۔ فرمایا، قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ الخ (مائدہ ۵، ۶۸) آپ فرما دیں کہ اے اہل کتاب! تم کچھ نہیں۔ جب تک توراۃ وانجیل اور ہر آسمانی کتاب پر ایمان نہ لاؤ گے اور ان پر عمل نہ کرو یعنی جب تم ایمان وعمل کا حق ادا کرو گے اور رحمت عالم ﷺ کی بشارت وامداد واتباع کی خبروں کی تصدیق کر دو گے۔ تب تمہیں دین ودنیا کی بھلائیاں نصیب ہو جائیں گی اور حق پا لو گے۔ فرمایا، اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الخ (اعراف ۷، ۱۵۷) جو اہل کتاب نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جن کی بشارت اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ (۲) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖ الخ (اسراء ۱۷، ۱۰۷-۱۰۸) آپ فرما دیں کہ تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جن کو پہلے علم دیا گیا ہے۔ جب ان کے آگے

اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ منہ کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں، ہمارا رب پاک ہے۔ واقعی ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر ہی رہے گا۔ یعنی اللہ نے رحمت عالم ﷺ کے بارے میں جو وعدہ فرمایا ہے، وہ ضرور پورا ہوگا۔ (۳) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِهٖ الخ (قصص ۲۸، ۵۲-۵۴) جن کو ہم نے قرآن سے پہلے کتاب دی ہے، وہ بھی اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب یہ ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں، ہمارا اس پر ایمان ہے۔ یہ کتاب واقعی برحق ہے اور ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ ہم تو پہلے ہی فرمانبردار تھے۔ انہیں صبر کی وجہ سے دہرا ثواب ملے گا۔ یہ نیکی کر کے برائی دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (۴) وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ الخ (آل عمران ۳، ۲۰) آپ اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے پوچھ لیں، کیا تم مسلمان ہو؟ پھر اگر وہ مسلمان ہیں تو راہ پا گئے اور اگر منہ موڑے ہوئے ہیں تو آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس آیت میں فرمایا کہ اس کتاب کو نہ ماننے والا بڑے گھاٹے میں ہے۔ فرمایا، وَمَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ الخ (ھود: ۱۱، ۱۷) جو جماعت اس کو نہ مانے، اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت (دعوت) کا جو شخص میری بعثت کو سنے خواہ یہودی ہو یا عیسائی، پھر مجھ پر ایمان نہ لائے، وہ واقعی جہنمی ہے۔

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

”اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمہیں نوازا اور میں نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی۔ اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن کوئی کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔ نہ اس سے کسی قسم کا فدیہ منظور کیا جائے گا۔ نہ اس کی سفارش کام دے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔“

اتباع رسول کی تاکید: (۱۲۲، ۱۲۳) یہ آیتیں گزر چکی ہیں۔ یہاں تاکید کے لیے اور اتباع رحمت عالم ﷺ کا شوق دلانے کے لیے لائی گئی ہیں جن کی بشارتیں، صفتیں، نام کام اور جن کی امت کا ذکر خیر اہل کتاب اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں ان تمام باتوں سے جو اس کی رحمتیں ہیں، چھپانے سے ڈرایا اور حکم فرمایا کہ اپنے رب کی ہر طرح کی نعمتیں یاد رکھو اور عربوں سے ضد بحث نہ کرو۔ یہ تمہارے چچا زاد بھائی ہیں۔ اللہ نے ان میں اپنا آخری نبی ﷺ مبعوث فرمایا ہے اور یہ زبردست نعمت انہیں ملی ہے۔ اس پر نہ جلو اور حسد و بغض کی بنا پر ان کی تکذیب و مخالفت نہ کرو کہ رحمت عالم ﷺ سے علیحدہ ہو جاؤ اور آخرت میں منہ کالا کر لو۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾

''اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند باتوں سے آزمایا۔ پھر آپ نے انہیں پورا کر دکھایا۔ فرمایا، میں تم کو لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ بولے، اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا، میرا وعدہ ظالموں کے لیے نہیں۔''

خلیل اللہ کے اوصاف: (۱۲۴) خلیل اللہ کے اوصاف اور ان کی بزرگی کا بیان ہے کہ اللہ نے انہیں توحید میں لوگوں کا پیشوا بنایا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کے احکام کی برضاء ورغبت تعمیل کی۔ عرب کے مشرکوں اور اہل کتاب کو (جو یہ کہا کرتے تھے کہ ہم خلیل اللہ کے دین پر ہیں، حالانکہ اس سے بہت دور ہٹ گئے تھے۔ بلکہ آپ اور آپ کے ماننے والے اس دین کے پیروکار ہیں۔) خلیل اللہ کی قربانیاں یاد دلائی جا رہی ہیں کہ آپ اللہ کے ہر حکم کو بلا چون وچرا بجالاتے تھے اور خوشی خوشی ہر قربانی کے لیے تیار رہتے تھے۔ خواہ وہ قربانی کتنی ہی کٹھن کیوں نہ ہو۔ فرمایا، وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (نجم ۵۳، ۳۷) ابراہیم وہ ہیں جنہوں نے ہر حکم پر عمل کر کے دکھا دیا۔ (۲) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا الخ (نحل ۱۶، ۱۲۰ تا ۱۲۳) ابراہیم دنیا کے پیشوا، اللہ کے فرماں بردار، مخلص، موحد، شرک سے بےزار اور اللہ کے شکر گزار بندے تھے جن کو اللہ نے چن کر سیدھی راہ پر لگا دیا تھا۔ ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائی دی اور آخرت میں بھی نیک لوگوں میں شامل کر دیا۔ پھر ہم نے وحی کے ذریعہ آپ کو بھی انہیں کی پیروی کا حکم دیا۔ یہ توحید والے تھے، مشرک نہ تھے۔ (۳) قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ الخ (انعام ۶، ۱۶۱) آپ فرما دیں کہ مجھے میرے رب نے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی۔ یعنی سیدھے دین کی جو ابراہیم کا مذہب ہے۔ جو موحد تھے، مشرک نہ تھے۔ (۴) مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا الخ (آل عمران ۳، ۶۷، ۶۸) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی۔ ہاں موحد مسلمان تھے، مشرک نہ تھے۔ ان سے قریب تر ان کے ماننے والے یہ نبی اور ایمان والے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ابتلا آزمائش کو کہتے ہیں۔ کلمات سے احکامات و ممنوعات شرعیہ مراد ہیں۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ نوید امامت سن کر اللہ کے خلیل نے پوچھا، کیا میری اولاد میں بھی امام ہوں گے؟ فرمایا، ہاں ہوں گے۔ مگر ظالم بھی ہوں گے جن کو یہ منصب نہیں ملے گا۔ آپ کی دعا قبول کر لی گئی۔ فرمایا، وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ الخ (عنکبوت ۲۹، ۲۷) ہم نے ان کی اولاد میں نبوت وکتاب رکھی۔ آپ کے بعد ہر نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوا اور ہر کتاب آپ کی ہی اولاد پر اتری۔ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ یعنی اولاد ابراہیم میں نافرمان بھی ہوں گے۔ اور نافرمان (ظالم) کو امام نہیں بنایا جاتا۔ ظالم سے مشرک مراد ہے اور عہد سے خلافت وامامت۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ
وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ
مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا
ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٢٨﴾

''اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے ثواب و اجتماع کی جگہ بنایا (تو ہم نے ان سے کہا) تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ سے یہ وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا، اے رب! مکہ کو امن والا شہر بنا اور اس کے باشندوں میں سے اللہ پر اور قیامت پر ایمان لانے والوں کو پھلوں سے روزی پہنچا۔ فرمایا، میں کافروں کو بھی تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دوں گا۔ پھر انہیں عذاب جہنم کی طرف مجبور کر دوں گا۔ جو بدترین ٹھکانہ ہے۔ اور جب اس گھر کی بنیادوں کو ابراہیم علیہ السلام و اسماعیلؑ اٹھا رہے تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے ہمارے رب! ہمارا یہ عمل قبول فرما۔ یقیناً تو دعاؤں کو سننے والا اور نیتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں فرمانبردار رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا شکر گزار بنا۔ ہمیں ہمارے حج کے احکام سکھا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے۔''

بیت اللہ کی فضیلت: (۱۲۵) یعنی بار بار حج کرنے کے باوجود بھی دل نہ اکتائے اور وہاں سے آنے کے بعد دل میں اسی کی تڑپ رہے کہ پھر اس کی زیارت سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہو۔ مثابة (ثوب سے بنا ہے جس) کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ یعنی لوگ بار بار اسی کی طرف کھنچ کر آتے ہیں۔ یہاں سے لوٹنے والا بادل نخواستہ لوٹتا ہے اور اس کی بہاروں سے اس کا دل نہیں بھرتا۔ لوگ دنیا کے گوشے گوشے سے اس کی طرف جوق در جوق آتے ہیں۔ یہاں آ کر لوگوں کو امن و بے خوفی نصیب ہو جاتی ہے اور دشمنوں کا ڈر نہیں رہتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہاں اسلحہ نہیں لایا جاتا۔ اس مقام مقدس کی یہ حرمت عہد جاہلیت میں بھی تھی۔ اہل حرم امن و سلامتی سے رہتے تھے اور حرم کے باہر آس پاس والے اچک لیے جاتے تھے۔ حرم میں آنے والا امن میں آ جاتا تھا۔ بیت اللہ کی بزرگی اور اس کا شرعی اور قدری خاصہ بیان کیا جا رہا ہے کہ یہ ایسا مقدس مقام ہے کہ اس کی زیارت کے لیے ارواح طیبہ بڑے شوق سے آتی ہیں۔ اور واپس ہو جانے کے بعد اسی کی مشتاق و متمنی رہتی ہیں۔ یہاں سال کے سال آنے والے کی بھی روح نہیں بھرتی۔ جسم مٹ جاتا ہے مگر روح جدا نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ! کیسا پیارا مقام ہے کہ جانے والے کا دل اٹک کر رہ جاتا ہے اور نہ جانے والے کا دل بھٹکتا رہتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ اس پیارے گھر کو دیکھتے ہی رہیں اور اس کا والہانہ طواف کرتے ہی رہیں۔ اللہ کے خلیل نے یہ دعا مانگی تھی فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ الخ (ابراہیم ۱۴، ۳۷) اے اللہ! لوگوں کے دلوں کو مکہ والوں کا مشتاق بنا اور انہیں روزی کے طور پر پھل عطا فرما تا کہ وہ شکر گزار رہیں۔ یہ دعا قبول ہوگئی اور جب تک بیت اللہ باقی ہے، اس کا اثر باقی رہے گا۔ لوگ اس کی عظمت کرتے ہیں اور بپاس احترام یہاں کوئی کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ یہاں آ کر لوگ چین سے سو جاتے ہیں۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر بفرض محال لوگ اس گھر کا حج چھوڑ دیں تو اللہ آسمان کو زمین پر پٹخ دے گا۔ اس کا ادب و احترام اس کے بانی کے احترام کی وجہ سے ہے۔ فرمایا، وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الخ (حج ۲۲، ۲۶) جب ہم نے خلیل اللہ کو کعبے کی جگہ بتا دی اور تاکید کر دی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں

کے لیے اور نماز پڑھنے والوں کے لیے پاک وصاف رکھنا۔) (۲) اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الخ (آل عمران ۳، ۹۶ تا ۹۷) سب سے پہلا عبادت خانہ وہ ہے جو مکہ میں ہے اور جو دنیا کے لیے برکت و ہدایت والا ہے۔ اس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم بھی ہے۔ جو اس میں آ گیا، اسے چین مل گیا۔ اس آیت میں خاص طور سے مقام ابراہیم کو بیان کر کے اس میں نماز پڑھنے کو کہا گیا۔

مقام ابراہیم علیہ السلام: مقام ابراہیم علیہ السلام ایک خاص پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر خلیل اللہ نے کعبے کی تعمیر فرمائی تھی۔ جدھر دیوار اٹھانی ہوتی، ادھر اس پتھر کو منتقل فرمالیا کرتے تھے۔ اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔ اس پتھر پر آپ کے پیروں کے نشان ہیں۔ جاہلیت میں یہ نشان دیکھے گئے تھے۔ اسی بنا پر ابو طالب کا شعر ہے جس کا مطلب ہے۔

وموطئ ابراهيم في الصخر رطبة
على قدميه حافيا غير ناعل

اس پتھر میں ابراہیم کے پیروں کے نشان تازہ تازہ ہیں۔ آپ ننگے پاؤں تھے۔ جوتا پہنے ہوئے نہ تھے۔ یہ نشانات مسلمانوں نے بھی دیکھے تھے۔

بیت اللہ کو پاک رکھنے کا حکم: ہم نے انہیں وحی کی کہ اس گھر کو بتوں کی گندگی سے، بے ہودہ باتوں سے، جھوٹ سے اور ہر طرح کی حسی اور معنوی گندگی سے طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لیے پاک رکھو۔ توحید پھیلاؤ اور شرک مٹاؤ۔ غرضیکہ اللہ پاک نے ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ رب کی رضا کے لیے بیت اللہ بنائیں اور توحید پر اس کی بنیادیں اٹھائیں۔ فرمایا، وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ الخ (حج ۲۲، ۲۶) جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ بتائی اور کہہ دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو آنے والوں اور عبادت گزاروں کے لیے پاک وصاف رکھنا۔ احادیث سے مسجدوں کو پاک رکھنے، ان میں خوشبو سلگانے اور انہیں خس و خاشاک سے صاف رکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

کافروں کو دنیا دینا ان کے حق میں ڈھیل ہے: (۱۲۶) ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ! (البقرۃ: ۲: ۱۲۶) یعنی اللہ ان کے عیش و آرام کو بڑھا کر انہیں ڈھیل دے رہا ہے۔ پھر جب اچانک پکڑے گا تو اس کی پکڑ سے کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔ فرمایا، وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا الخ (حج ۲۲۔ ۴۸) بہت سی ظالم آبادیوں کو ہم نے ڈھیل دے کر پکڑ لیا اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ ظالم کو ڈھیل دے دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی، وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ (ھود ۱۱، ۱۰۲) اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہے جب کہ وہ ظالم بستی کو پکڑتا ہے۔ بلا شبہ اس کا پکڑنا بڑا دردناک ہے۔ (۲) برداشت کرنے کے اعتبار سے اللہ سے زیادہ کوئی صابر نہیں۔ لوگ اس کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ انہیں روزی پہنچاتا ہے اور عافیت دیتا ہے۔

عدم قبولیت کا کھٹکا: (۱۲۷) قواعد قاعدہ کی جمع ہے جس کے معنی ستون اور اساس کے ہیں۔ اللہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ اپنی قوم سے تعمیر کعبہ کا واقعہ بیان کر دیں کہ دونوں باپ بیٹے اس کی بنیادیں اٹھا رہے ہیں اور یہ دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے رب! تو ہماری نیتوں سے خوب واقف ہے اور دعائیں قبول بھی فرماتا ہے۔ ہمارا یہ عمل بھی قبول فرما لے۔

قیامت کے قریب ایک حبشی کعبہ ڈھا دے گا: یہ مقدس گھر اپنی اسی عظمت و شان کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت

کے قریب اسے ایک پتلی پتلی ٹانگوں والا حبشی (ذوالسویقتین) مسمار کر دے گا۔ (ق) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، گویا میں اس سیاہ فام حبشی کو دیکھ رہا ہوں جو اس کا ایک ایک پتھر اٹھا کر پھینک رہا ہے۔ (ب) یہی شخص اس کا خزانہ لوٹ لے گا اور غلاف اتار لے گا۔ گویا میں اس گنجے اور ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس پر کدال مار رہا ہے۔ غالباً یہ افسوس ناک واقعہ یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد پیش آئے گا۔ کیونکہ ان کے بعد بھی بیت اللہ کا حج وعمرہ کیا جائے گا۔ (ب)

پرخلوص توحید کے لیے دعائے خلیل: (۱۲۸) ہمیں اپنا فرماں بردار بنا۔ ہم تیری اطاعت وعبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اور صرف تیری ہی خلوص سے عبادت کریں۔

مناسک کی تشریح: وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا یعنی ہمیں حج کے احکام سکھا اور انہیں ہمارے آگے ظاہر فرما اور قربانیوں کے مقام دکھا۔ تعمیر کعبہ سے فراغت کے بعد حضرت جبریل خلیل اللہ کا ہاتھ پکڑ کر صفا پر لا کر فرماتے ہیں کہ یہ شعائر اللہ میں سے ہے۔ پھر مروہ پر لے جا کر کہتے ہیں اور یہ بھی۔ پھر منی لے جاتے ہیں۔ عقبہ (گھاٹی) پر شیطان کو ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا دیکھ کر جبریل آپ سے کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کہہ کر اس کو کنکریں مارو۔ آپ تعمیل ارشاد کرتے ہیں۔ یہاں سے بھی یہ نامراد نامراد ہو کر ہٹ جاتا ہے۔ شیطان احکام حج میں خلل انداز ہونا چاہتا ہے مگر بے بس ہو جاتا ہے۔ پھر روح الامین آپ کو مشعر الحرام لاتے ہیں۔ پھر وہاں سے عرفات لے جا کر فرماتے ہیں۔ میں نے جو جو مقامات بتائے ہیں، آپ انہیں پہچان گئے؟ تین دفعہ پوچھتے ہیں۔ خلیل اللہ فرماتے ہیں، پہچان گیا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ ع ۱۵

"اے رب! ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ کتاب وسنت سکھائے اور پاک کر دے۔ بلاشبہ تو بڑے غلبہ اور حکمت والا ہے۔"

دعائے خلیل کہ ان میں ایک نبی بھیج: (۱۲۹) خلیل اللہ نے حرم والوں کے لیے اللہ سے جو دعا فرمائی تھی، یہ اس کا تتمہ ہے کہ آپ ہی کی اولاد میں سے ان میں ایک رسول بھیجا جائے۔ یہ دعا چونکہ تقدیر میں محمد ﷺ عربی کے لیے متعین تھی، اس لیے قبول کر لی گئی۔ آپ نہ صرف عرب کے بلکہ عجم کے بھی اور نہ صرف انسانوں کے بلکہ جنوں کے بھی رسول ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میں اللہ کے نزدیک اس وقت بھی خاتم الانبیاء متعین ہو چکا تھا جب آدم کی مٹی کا خمیر ہو رہا تھا۔ مجھے اپنی بعثت کا آغاز بتانے دو۔ میں دعائے خلیل، نوید مسیحا اور خواب آمنہ ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا۔ انبیاء کی مائیں اسی قسم کے خواب دیکھا کرتی ہیں۔ (ا) میری والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک روشنی نمودار ہوئی جس سے شام کے محل نظر آنے لگے۔ یعنی سب سے پہلے میرے ذکر وعظمت کی طرف خلیل اللہ نے لوگوں کو توجہ دلائی اور آپ کی بعثت کا ذکر خیر ہر زمانے میں لوگوں میں جاری رہا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت مسیحؑ نے اپنے ایک خطبے میں آپ کا اسم مبارک بھی بتا دیا۔ فرمایا، اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا الخ (صف ۶۱، ۶) یہودیو! میں تم سب کا رسول ہوں اور مجھ سے پہلے جو تورات آئی ہے، اس کی تصدیق کرتا

ہوں۔ اور میں تمہیں ایک رسول کا مژدہ سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔ خواب آمنہ جو لوگوں میں مشہور تھا، آپ کی نبوت کی تمہید تھی۔ شام کے گھروں کا روشن ہو جانا، شام کے شہروں میں آپ کے دین کا پھیل کر اس کے جم جانے کی طرف اشارہ تھا۔ اسی وجہ سے آخری زمانے میں شام مرکز اسلام بن جائے گا۔ اور اسی سرزمین پر حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے۔ آپ جامع دمشق کے سفید منارہ پر اتریں گے۔ اسی بنا پر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میری امت میں سے ایک جماعت برابر حق پر غالب رہے گی۔ دشمنوں کی شرارتیں ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ پھر اسی حال میں اللہ کا حکم آ پہنچے گا۔ (ق) وہ جماعت شام میں ہوگی کہ اللہ کا حکم آ پہنچے گا۔ (ب) خلیل اللہ کو اس دعا کی قبولیت کی بشارت مل گئی اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ وہ پچھلے زمانے میں پیدا ہوں گے۔

کتاب و حکمت کیا ہے؟: کتاب و حکمت سے قرآن و حدیث مراد ہے۔ دین کی سمجھ مراد ہے۔ وَيُزَكِّيهِمْ یعنی پر خلوص اطاعت کا خوگر بنا دے۔ بھلائی سکھا دے اور برائی سے ہٹا دے۔ تاکہ بھلائی میں لگ جائیں اور برائی سے بچیں۔ اور انہیں بتا دے کہ اللہ کی رضا اس کی فرماں برداری سے نصیب ہوتی ہے تاکہ کثرت سے نیکیاں کریں۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسے کوئی طاقت عاجز نہیں کر سکتی۔ اس کا ہر قول و فعل حکمت پر مبنی ہے اور وہ اپنے علم، عدل اور حکمت سے ہر چیز کو اسی کے مقام پر رکھتا ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ؕ

”ابراہیمی دین سے بے وقوف ہی منہ پھیر سکتا ہے۔ ہم نے انہیں دنیا میں چن لیا تھا اور آخرت میں بھی نیک لوگوں میں سے ہیں۔ جب ان سے ان کے رب نے کہا، فرماں برداری کرو۔ بولے، میں رب العالمین کا فرماں بردار ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اسی کی تاکید کی کہ بیٹا! اللہ نے تمہارے لیے یہ دین چن لیا ہے۔ فرماں برداری ہی پر فوت ہونا۔“

خلیل اللہ موحد اور شرک و بدعت سے بے زار تھے: (۱۳۰) مشرکوں کی تردید ہے کہ انہوں نے جو شرک و بدعت گھڑ لیا ہے اور اس پر عمل پیرا ہیں اور ملت ابراہیمی کے دعوے دار، یہ چیزیں کب ان میں تھیں؟ انہوں نے تو خالص توحید پھیلائی اور اللہ کے ساتھ کسی کو ایک لمحے کے لیے بھی شریک نہیں کیا۔ وہ تو تمام جھوٹے معبودوں اور عابدوں سے بے زار تھے۔ اسی وجہ سے قوم کی مخالفت مول لی۔ وطن عزیز چھوڑا۔ باپ سے ناراض ہوئے اور ہجرت فرمائی۔ فرمایا، اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (انعام ۶: ۷۸، ۷۹) اے قوم! میں تمہارے شرک سے بے زار ہوں۔ میں نے یکسو ہو کر اپنی پوری توجہ اس کی طرف پھیر دی ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور میں مشرکوں کا ساتھی نہیں۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا الخ (۱۶: ۱۲۰) ابراہیم یقیناً پیشوا اور اللہ کے مطیع اور

مخلص تھے، مشرک نہ تھے۔ رب کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اس نے انہیں چن لیا تھا اور سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرمائی تھی۔ ہم نے انہیں دنیا میں بھی نیکیاں دیں اور آخرت میں بھی وہ نیک لوگوں میں سے ہیں۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ ابراہیمی ملت سے منہ پھیرنے والے بدنصیب وگمراہ ہیں جو اپنی نادانی اور جہالت سے حق چھوڑ کر گمراہی خرید رہے ہیں کیونکہ ایک ایسے نیک شخص کی راہ کے خلاف چل رہے ہیں جس کو اللہ پاک نے بچپن ہی سے ہدایت کے لیے چن لیا تھا۔ پھر اپنا خلیل بنالیا تھا اور یہ آخرت میں بھی نیک وسعید ہیں۔ ان کی راہ چھوڑنا نادانی اور ظلم کی نشانی ہے۔ فرمایا، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (لقمان ۳۱، ۱۳) یاد رکھو! شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

(۱۳۱) یعنی جب اللہ نے انہیں خلوص کا، فرماں برداری کا اور اطاعت کا حکم فرمایا تو سر تسلیم خم کر دیا۔

توحید اللہ کا پسندیدہ دین ہے: (۱۳۲) یٰبَنِیَّ الخ یعنی تمہارا دین (توحید) سب سے اچھا اور اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ لہٰذا اسی پر فوت ہونا یعنی زندگی بھر خلوص کے ساتھ اسی پر عمل کرتے رہو اور اس سے چمٹے رہو تاکہ اسی پر موت آجائے کیونکہ انسان زندگی میں جس حالت پر ہوتا ہے، اسی حالت پر اسے موت آتی ہے اور اسی پر دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ سنت الٰہیہ یہی ہے کہ جو بھلائی کی تلاش میں رہتا ہے، اسی کو بھلائی کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اور وہ اسی کے لیے آسان ہوتی ہے۔ اور جو نیک نیت رکھتا ہے، اسی پر جمادیا جاتا ہے۔ فرمایا، فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الخ (لیل ۹۲، ۵تا۱۰) جس نے راہ للہ لٹایا، تقوی اختیار کیا اور توحید مان لی۔ ہم اس کے لیے آسانی کی راہ آسان کر دیتے ہیں لیکن جس نے کنجوسی کی، بے پروائی کی اور توحید نہ مانی، ہم اس کے لیے سختی کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰــهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔـلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

’’کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت قریب آیا جب کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ بولے، آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ دادا ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہی معبود ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔ اس کے لیے اس کی کمائی ہے اور تمہارے لیے تمہاری کمائی۔ تم سے ان کے عملوں کی باز پرس نہیں ہوگی۔‘‘

مشرک عربوں اور یہودیوں کی تردید: (۱۳۳) اس آیت میں آل اسماعیل (عرب) اور آل اسحاق (یہود) کی تردید ہے کہ تمہارے باپ دادا موحد اور اللہ کے برگزیدہ انبیاء تھے۔ تم شرک اختیار کر کے کیوں ناخلف بنے۔ تمہیں تو ان کی طرح توحید و خلوص کی راہ اختیار کرنی چاہیے تھی۔ جب حضرت یعقوب کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو آپ اپنی اولاد کو بلا کر انہیں توحید کی وصیت فرماتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ خبردار! اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکانا۔ عبادت کا حق دار وہی ہے۔ اس کا کوئی

شریک نہیں۔ آل یعقوب نے بالاتفاق توحید پر قائم رہنے کا اقرار کیا اور یہ بھی کہ ہم اللہ کی فرمانبرداری میں زندہ رہیں گے اور اسی پر جان دیدیں گے۔ فرمایا، وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ الخ (آل عمران ۳، ۸۳) آسمان و زمین والے سب خواہ چاہیں نہ چاہیں، اسی کے فرماں بردار ہیں اور اسی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ غرضیکہ آسمان و زمین والوں کا مذہب اسلام ہی ہے اور اسلام ہی انبیائے کرام کا مذہب ہے۔ اگرچہ ان کی شریعتیں الگ الگ ہیں مگر سب اسلام و توحید ہی کے گرد گھومتے ہیں۔ فرمایا، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ (انبیاء ۲۱، ۲۵) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجا، اس سے یہی کہا کہ وہ کہہ دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہم انبیاء علاتی بھائی ہیں اور سب کا دین ایک ہے۔

عمل کام آئیں گے نسبت نہیں: (۱۳۴) تمہارے اسلاف نیک و بزرگ تھے۔ وہ گزر گئے اور ان کے عمل ان کے ساتھ گئے۔ ان کے بعد اگر تم بھی ان کے نقش قدم پر چلو گے تو تمہارے نیک عمل تمہیں فائدہ پہنچا دیں گے۔ محض ان کی نسبت سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچنے والا نہیں جب کہ نقد عمل سے تمہاری جیبیں خالی ہوں۔ نہ ان سے تمہارے عملوں کی اور نہ تم سے ان کے عملوں کی پوچھ گچھ ہوگی۔ اسی وجہ سے حدیث میں ہے، جس کا عمل دیر لگائے گا، اس کا نسب جلدی نہیں کرے گا۔ (م) نیکیوں کی کمی کی وجہ سے اگر کوئی شخص جلدی جنت میں نہ جائے گا تو یہ بات نہیں کہ نسب اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ نجات کا مدار نیک عملوں پر ہے، نسب پر نہیں۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

''ان منافق مشرکوں نے کہا، یہودی یا عیسائی بن جاؤ۔ راہ پا جاؤ گے۔ آپ کہہ دیں نہیں بلکہ ہم ابراہیمی مذہب پر ہیں جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔''

اسلام ہی سچا ہے: (۱۳۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک یہودی نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ ہم ہی صحیح راہ پر ہیں۔ اگر تم بھی ہماری پیروی کرو تو راہ پا جاؤ گے۔ عیسائیوں نے بھی یہی بات کہی تھی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ یعنی ہم مسلمان یہودیت یا عیسائیت نہیں مان سکتے بلکہ ابراہیمی مذہب کے پیروکار ہیں جو سیدھی راہ پر تھے۔ مخلص و موحد تھے۔ بانی بیت اللہ تھے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے حج کیا اور دوسروں کو بھی آمادہ کیا۔ کعبہ کو قبلہ بنایا۔ آپ اللہ کے فرماں بردار اور اطاعت گزار تھے۔ تمام انبیا کو مانتے تھے۔ کلمہ توحید کا اقرار کرتے تھے۔ شریعت محمدیہ میں جتنے رشتے حرام ہیں، وہ سب آپ کی شریعت میں بھی ممنوع تھے اور انسان کی پیدائشی طہارت میں ختنوں کو بھی شمار کرتے تھے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

’’کہہ دو ہم اللہ پر، جو ہم پر اترا اس پر، اور جو ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل پر اترا، اس پر اور جو کتابیں موسیٰ ، عیسیٰ اور دیگر نبیوں کو ان کے رب کی جانب سے دی گئیں، ان پر ایمان لے آئے ہیں۔ ہم انبیا میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔‘‘

انبیاء میں تفریق کرنا مسلمان کی شان نہیں: (۱۳۶) مومنوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ رحمت عالم ﷺ پر جو کچھ اترا، اس پر تفصیلی ایمان لائیں اور پہلے تمام انبیاء پر اجمالی، چند خاص خاص رسولوں کا ذکر فرما کر باقی تمام انبیاء کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نبی پر ایمان لانا اور کسی پر نہ لانا اور انبیاء میں تفریق کرنا اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اور حرام ہے۔ فرمایا، وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا الخ (نساء ۴، ۱۵۰، ۱۵۱) اور وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں، ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں۔ اور ایک درمیانی راہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ قطعی کافر ہیں۔ (یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، عیسائی اور یہودی رحمت عالم ﷺ کو اور مشرک موسیٰ علیہ السلام، وعیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کسی کو بھی نہیں مانتے تھے) اہل کتاب تورات کا عبرانی متن پڑھ کر اس کی تفسیر مسلمانوں کے سامنے عربی میں بیان کیا کرتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔ بلکہ یوں کہہ دیا کرو کہ ہمارا اللہ پر اور اس کی اتاری ہوئی تمام کتابوں پر ایمان ہے۔ (ب)

قبائل واسباط کے معنی: اسباط سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مراد ہیں جن کی تعداد بارہ تھی۔ ہر ایک کی نسل سے ایک ایک قوم پیدا ہوئی۔ حضرت اسماعیل کی اولاد کو قبائل کہتے ہیں۔ اسباط اس قبیلے کو کہتے ہیں جس کا مورث اعلیٰ ایک ہو۔ اسرائیلی قبائل کو اسباط کہتے ہیں۔ (ب) انہیں میں انبیاء پیدا ہوئے جن پر وحی آتی تھی۔ فرمایا، اُذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ الخ (مائدہ ۵، ۲۰) یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جس سے اس نے تم کو نوازا تھا کہ تم میں نبی پیدا کیے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تمام انبیاء بنی اسرائیل ہیں علاوہ نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، لوط علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ اجمالی ایمان تو تمام آسمانی کتابوں پر لانا ضروری ہے لیکن تفصیلی ایمان قرآن وحدیث پر لانا چاہیے یعنی عمل کے لیے یہ دونوں ہی متعین ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تورات، زبور اور انجیل سب پر ایمان لاؤ لیکن عمل قرآن ہی پر کرو۔ (ابن ابی حاتم)

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳۷﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿۱۳۸﴾

’’اگر یہ بھی تم جیسا ایمان لے آئیں تو بلاشبہ راہ پا جائیں گے اور اگر پھر جائیں تو وہ اختلاف ہی میں ہیں۔ عنقریب اللہ آپ کو ان سے کافی ہوگا۔ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ اللہ نے اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ اللہ کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔ ہم اسی کے عبادت گزار ہیں۔‘‘

فتح کی پیشین گوئی: (۱۳۷) یعنی اگر یہ کافر بھی تم جیسا ایمان لے آئیں کہ تمام رسولوں کو اور تمام کتابوں کو ماننے لگیں تو یہ بھی صحیح

راہ پا جائیں گے اور اگر قیام حجت کے باوجود بھی حق چھوڑ کر باطل کی طرف مڑ جائیں تو کوئی بعید بات نہیں۔ اس لیے کہ وہ تو اختلافات میں پڑے ہوئے ہیں ہی۔ آپ (نبی ﷺ) کو اللہ کافی ہے۔ وہی مدد فرما کر ان پر آپ کو شاندار کامیابی عطا فرمائے گا۔ وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

رنگ سے دین مراد ہے: (۱۳۸) رنگ سے دین مراد ہے۔ یعنی اللہ کے رنگ (دین) کو چمٹ جاؤ اور خوب مضبوط پکڑ لو۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، کیا اللہ بھی رنگ دیتا ہے؟ فرمایا، اللہ سے ڈر جاؤ۔ آسمان سے وحی آئی، کہہ دو۔ رب ہی رنگتا ہے۔ رب ہی ہر چیز کو سرخ، سفید، سیاہ اور ہر رنگ میں رنگ دیتا ہے۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۶

’’آپ فرمادیں، کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو۔ حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے کام، ہمارے عمل اور تمہارے کام، تمہارے عمل آئیں گے۔ ہم اس کی خلوص سے فرماں برداری کرتے ہیں۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد یہودی یا عیسائی تھے۔ آپ فرمادیں، کیا تم کو زیادہ علم ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کے پاس والی گواہی کو چھپاتا ہو۔ اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔ وہ ایک امت تھی جو گزر گئی۔ اس کے لیے اس کی کمائی تھی اور تمہارے لیے تمہاری کمائی ہے۔ تم سے ان کے کاموں کی باز پرس نہیں کی جائے گی۔‘‘

توحید میں جھگڑنا ہی حماقت ہے: (۱۳۹) رحمت عالم ﷺ کو ہدایت کی جارہی ہے کہ آپ مشرکوں کے مجادلہ کو دفع کریں اور ان سے کہہ دیں کہ تم ہم سے اللہ کی توحید کے بارے میں کس بنا پر جھگڑتے ہو؟ اور اخلاص و اطاعت میں اور احکام کی بجا آوری میں کیوں مجادلہ کرتے ہو؟ جب اللہ ہم سب کا رب ہے اور سب سے بڑا محسن ہے تو ہم سب کو خلوص سے اس کی عبادت کرنی چاہیے۔ جب اس کے سوا کوئی اور رب نہیں تو معبود بھی نہیں۔ وہی تنہا معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم تمہاری عبادت کے اصولوں سے بے زار ہیں اور حق بجانب ہیں اور تم ناحق ہم سے بے زار ہو۔

فرمایا وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ الخ (یونس ۱۰، ۴۱) اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ کہہ دیں، میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا۔ تم میرے عملوں سے اور میں تمہارے عملوں سے بے زار ہوں۔

(۲) فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ الخ (آل عمران ۳، ۲۰) اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں اور میری پیروی کرنے والے اللہ کے فرماں بردار ہیں۔ بہرحال جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے عمل ہمارے کام آئیں گے اور تمہارے عمل تمہارے۔ ہم تم سے

بے زار ہیں اور تم ہم سے۔ البتہ ہم اپنے سچے معبود کی عبادت میں شرک سے الگ ہو کر خلوص سے لگے ہوئے ہیں اور تم شرک کی بلا میں گرفتار ہو۔ یہیں سے فرق سمجھ جاؤ۔

خلیل اللہ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی: (۱۴۰) گمراہ اہل کتاب کا یہ خیال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بعد والے انبیاء یہودی یا عیسائی تھے۔ اللہ پاک ان کے رد میں فرما رہا ہے کہ یہ بتاؤ، تمہیں زیادہ علم ہے یا اللہ کو؟ اس نے تو یہ بتایا ہے کہ وہ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی۔ فرمایا، مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا الخ (آل عمران ۳، ۶۷) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ موحد مسلمان تھے۔ اور مشرک نہ تھے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ الخ۔ یہ لوگ اپنی اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ اصل دین اسلام ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابراہیم واسحاق یہودیت وعیسائیت سے بری ہیں۔ اس طرح گویا انہوں نے ان تمام باتوں کا اللہ کے سامنے اقرار کر لیا۔ پھر بھی آپ کو نہ مانا اور اللہ کی گواہی چھپالی۔ بھلا ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ اس جملے سے ڈرایا گیا کہ اللہ تمہارے ایک ایک عمل سے خوب آگاہ ہے۔ وہ خود سمجھ لے گا۔

نیک عمل ہی باعث نجات ہیں: (۱۴۱) یہ فرشتہ صفت انسان اللہ کے پاس پہنچ گئے اور دنیا سے دامن بچا کر گزر گئے۔ اب وہ نیک عملوں کی وجہ سے جنت وابد کی بہاریں لوٹ رہے ہیں۔ چونکہ تم ان کی سچی اور سیدھی راہ سے کترا رہے ہو، اس لیے تمہارے گندے عمل تمہارے ساتھ رہیں گے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ان کے نیک عملوں کی وجہ سے تمہارا اللہ کے عذاب سے دامن چھوٹ جائے۔ لہٰذا اس بات پر مت پھولنا کہ ہمارا پلہ بھاری ہے۔ ہم نبی زادے ہیں۔ ہمارے بزرگ اللہ والے تھے۔ ہمیں بخشوا دیں گے۔ آخرت میں نیک عملوں پر نجات کا اور شرک پر ابدی عذاب کا مدار ہے۔ اچھی نسبت کام آنے والی نہیں، اچھے عمل کام آئیں گے۔ ان کی طرح تم بھی اللہ کے فرماں بردار بن جاؤ اور اس کے احکام بجا لاؤ۔ اس کے رسولوں کی پیروی کرنے لگو۔ تمہارا بھی بیڑا پار لگ جائے گا۔ خوب یاد رکھو! جس نے ایک نبی کا بھی انکار کر دیا، اس نے تمام انبیاء کا انکار کر دیا۔ شریعت محمدیہ کے زمانے میں رحمۃ اللعالمین ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے جو تمام دنیا کے، جنوں کے اور انسانوں کے ہر دلعزیز پیغمبر ہیں۔

❀❀❀

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۳﴾

”بے وقوف فوراً کہیں گے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو ان کے سابق قبلہ سے پھیر دیا۔ آپ فرمادیں کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے، ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔ اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول ﷺ تم پر گواہ رہیں اور جس قبلہ پر آپ تھے، اسے ہم نے اسی لیے مقرر کیا تھا کہ ہم معلوم کر لیں کہ کون رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاتا ہے۔ یہ ان کے لیے بڑی بات نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھائی ہے۔ یقین مانو اللہ لوگوں پر بے حد شفیق و مہربان ہے۔“

تحویل قبلہ پر نکتہ چینی: (۱۴۲) سفہاء سے عرب کے مشرک و علمائے یہود اور منافق مراد ہیں۔ چونکہ آیت عام ہے جو سب کو شامل ہے۔ ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف ۱۶ یا ۱۷ ماہ نماز پڑھی گئی مگر رحمت عالم ﷺ کی تمنا یہی رہی کہ بیت اللہ کو قبلہ مقرر کر دیا جاتا۔ تحویل قبلہ کے بعد سب سے پہلی نماز عصر کی پڑھی گئی اس سولہ یا سترہ ماہ کے عرصہ میں آپ کثرت سے دعائیں کرتے رہے۔ آخر تحویل قبلہ کا حکم آ گیا۔ رحمت عالم ﷺ کو ہجرت کے بعد مدینہ میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ اس سے یہودی بہت خوش تھے مگر آپ کی چاہت یہی تھی کہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ دعائیں بھی مانگتے رہتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے بھی رہتے تھے۔ اس پر فَوَلِّ وَجْهَكَ الخ اتری۔ یہودیوں نے تحویل قبلہ پر نکتہ چینی کی اور آپ کے دین میں شک کیا۔ اس پر قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ الخ اتری۔ یعنی حکم و تصرف کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے۔ لہذا کسی سمت کی طرف منہ پھیرنے میں نیکی نہیں۔ اصل نیکی فرماں برداری میں ہے۔ اگر اللہ ہمیں ایک دن میں کئی سمتوں کی طرف پھیر دے تو ہم اس کے بندے ہیں اور اس کے تصرف میں ہیں۔ جدھر پھیر دے گا، بلا تامل پھر جائیں گے۔ اللہ کی رحمت عالم ﷺ پر اور آپ کی امت پر خاص مہربانی ہے۔ کیونکہ اس نے انہیں خلیل اللہ کی اس مسجد کو جسے انہوں نے اپنے مقدس ہاتھوں سے اس کی رضا کے لیے بنایا تھا، قبلہ بنا دیا۔ بیت اللہ روئے زمین کی تمام مسجدوں سے افضل ہے کیونکہ خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے، ہدایت فرماتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب کو ہم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں جتنا جمعہ پر ہے جسے اللہ نے ہمیں سمجھا دیا اور وہ اس سے گمراہ رہے۔ اور قبلہ پر ہے جس کی اللہ نے ہمیں ہدایت فرما دی اور امام کے

پیچھے آمین کہنے پر ہے۔(۱) جب تحویل قبلہ کا حکم آیا تو مشرکین مکہ و منافقین و یہودان مدینہ سبھوں نے اس پر اعتراض کیا۔ لہٰذا ان سبھوں کو اللہ نے سفہاء کے لفظ سے مخاطب فرمایا۔ یعنی یہی لوگ بے وقوف و نادان اور نا سمجھ ہیں۔

ابراہیمی قبلہ کے تقرر کرنے کی وجہ: (۱۴۳) ہم نے تمہارے لیے ابراہیمی قبلہ اس لیے تجویز کیا کہ ہم تمہیں تمام امتوں میں بہترین امت بنانا چاہتے ہیں تاکہ تم قیامت کے دن تمام امتوں پر گواہ بنو کیونکہ تمام امتیں تمہاری بزرگی کا اقرار کرتی ہیں۔

امت محمدیہ کی فضیلت: وسط یعنی پسندیدہ اور عمدہ۔ یعنی قریش عرب میں سب سے بہتر ہیں اور رحمت عالم ﷺ اپنی قوم میں وسط (شریف النسب) تھے۔ عصر کی نماز کو اسی لیے وسطی کہا جاتا ہے کہ یہ سب نمازوں سے افضل ہے۔ چونکہ اللہ نے امت محمدیہ ﷺ کو بہترین امت بنایا۔ اس لیے اسے کامل ترین شریعت سے اور انتہائی سیدھے، سچے اور واضح دین سے نوازا۔ فرمایا، هُوَ اجْتَبٰكُمْ الخ (حج ۲۲، ۷۸) اللہ ہی نے تمہیں منتخب کیا اور تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ بلکہ تمہیں تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب دیا اور اللہ نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان نام رکھا۔ اور اس کتاب میں بھی (تمہارا نام مسلمان ہی ہے) تاکہ رسول ﷺ تم پر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ (۱) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو بلا کر پوچھا جائے گا، تم نے تبلیغ کی تھی؟ عرض کریں گے، کی تھی۔ پھر آپ کی قوم سے پوچھا جائے گا، کیا نوح نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ قوم کہے گی، ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ نوح سے کہا جائے گا، گواہ لاؤ۔ عرض کریں گے، محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت گواہ ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ الخ کا یہی مطلب ہے۔ وسط کے معنی عادل کے ہیں۔ پھر تمہیں بلایا جائے گا۔ تم نوح ﷺ کی طرف سے تبلیغ پر گواہی دو گے۔ اور میں تمہاری صداقت پر گواہی دوں گا۔ (متفق، ابن ماجہ) قیامت کے دن کسی نبی کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں گے اور کسی کے ساتھ دو سے زیادہ۔ پھر ان کی قوم سے پوچھا جائے گا، کیا انہوں نے تمہیں ہمارا پیغام پہنچایا تھا؟ قوم کہے گی، ہمیں کسی نے آپ کا پیغام نہیں پہنچایا۔ پھر نبیوں کو بلا کر پوچھا جائے گا، کیا تم نے ہمارا پیغام انہیں پہنچا دیا تھا؟ عرض کریں گے، بلاشبہ ہم نے آپ کا پیغام بلا کم و کاست پہنچا دیا تھا۔ پوچھا جائے گا، کون گواہ ہے؟ انبیاء امت محمدیہ کو بتا دیں گے۔ پھر رحمت عالم ﷺ کو معہ امت کے بلا کر پوچھا جائے گا، کیا انہوں نے اپنی قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دیا تھا؟ امت محمدیہ ﷺ معہ رسول کے ان کی صداقت کی گواہی دے گی۔ کہا جائے گا، تمہیں کیا خبر؟ (تم تو بعد کے ہو) کہیں گے، ہمارے پاس ہمارے نبی ﷺ آئے۔ انہوں نے ہمیں خبر دی کہ تمام نبیوں نے اپنی اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی اور اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ (الف)

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الخ یعنی ہم نے پہلے آپ کا قبلہ بیت المقدس مقرر کیا۔ پھر اسے منسوخ کر کے بیت اللہ بنا دیا۔ تاکہ تابعداروں اور نافرمانوں میں فرق ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں۔ اور کون دین پر قائم رہتا ہے اور کون مرتد ہوتا ہے؟ تحویل قبلہ کا مسئلہ بڑا اہم اور لوگوں کو شک میں ڈالنے والا ہے۔ مگر اللہ جنہیں ہدایت سے مشرف فرماتا ہے اور جو رسول ﷺ وقت کی تصدیق کرتے ہیں، ان کے لیے اس میں شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے، حکم فرماتا ہے۔ وہ مختار ہے۔ جو حکم دے، سر اور آنکھوں پر اور جسے منسوخ فرما دے، قابل تسلیم۔ ہر حالت میں اس کی مکمل حجت اور گہری حکمت کارفرما ہے۔ فرمانبرداری کے لیے تحویل کا حکم کوئی نئی چیز نہیں۔ ہاں جب اسلام میں کوئی نئی بات پیش آتی ہے تو بیمار دل والوں کو شک ہوا کرتا ہے۔ برعکس اس کے ایمان والوں کے دلوں میں اور ایمان بڑھتا ہے اور مستحکم ہوتا ہے۔ اِيْمَانَكُمْ میں ایمان سے نماز مراد ہے یعنی اب سے پہلے بیت المقدس کی طرف جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں، اللہ ان کا ثواب ضائع نہیں فرمائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قیدی عورت جس کا بچہ چھڑا لیا گیا تھا، دیکھی۔ یہ عورت دوسری عورت کا بچہ دیکھ کر مامتا سے اسے چمٹا لیتی تھی اور اپنے بچے کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ جب اسے اپنا بچہ مل گیا تو بے تابانہ اسے سینے سے چمٹا کر سینہ اس کے منہ میں دے دیا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، کیا یہ عورت اپنا بچہ آگ میں ڈال سکتی ہے۔ جب کہ آگ میں نہ ڈالنے پر قادر بھی ہو؟ صحابہ نے کہا نہیں۔ فرمایا، خوب یاد رکھو کہ اللہ اس سے بھی کہیں زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

''ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ بار بار آسمان کی طرف نگاہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کر لیں۔ تم جہاں بھی ہو، اپنے چہرے اسی کی طرف پھیر لو۔ اہل کتاب اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہ بات صحیح اور ان کے رب کی طرف سے ہے اور اللہ ان کے عملوں سے بے خبر نہیں۔''

(۱۴۴) جب رحمت عالم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اکثر مدینہ والے یہودی تھے۔ اللہ کے حکم سے آپ کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا جس سے یہودی خوش ہوئے۔ آپ نے کچھ اوپر دس ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ لیکن چاہت ابراہیمی قبلہ کی ہی تھی۔ دعائیں مانگتے رہتے تھے اور آسمان کو دیکھتے رہتے تھے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس حکم کی تنسیخ سے یہودیوں کو شک ہوا کہ مسلمان کبھی کسی سمت کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور کبھی کسی سمت کی طرف۔ ان کا دین سچا معلوم نہیں ہوتا۔ ان کے جواب میں اللہ نے تین آیتیں اتاریں۔ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ، وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ الخ۔

غیر قبلہ کی طرف نماز: البتہ سفر میں، سواری پر نفلی نماز غیر قبلہ کی طرف جائز ہے جب کہ دل کا رخ بیت اللہ ہی کی طرف ہو۔ اسی طرح حالت جنگ میں غیر قبلہ کی طرف نماز جائز ہے اور جسے قبلہ معلوم نہ ہو اور نہ کوئی بتانے والے ہو، وہ اپنے اجتہاد سے سمت قبلہ مقرر کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر اس نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ اللہ طاقت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ پھر اہل کتاب کے بارے میں فرمایا، یعنی یہودی جو تحویل قبلہ کے حکم کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، انہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ آپ کو کعبہ کی طرف پھیرنے والا ہے کیونکہ ان کے پاس والی کتابوں میں ایک عظیم و کامل شریعت کی وجہ سے آپ کے مع آپ کی امت کے اوصاف و فضائل کا ذکر ہے لیکن یہودی حسد و کفر اور سرکشی کی وجہ سے انہیں چھپاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ فرما کر انہیں دھمکایا ہے کہ اللہ ان کے عملوں سے بے خبر نہیں اور انہیں ان کے عملوں کی سزا

ضرور ملنے والی ہے۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

’’اور اگر آپ اہل کتاب کے آگے تمام دلائل رکھ دیں جب بھی یہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور نہ ان میں سے کوئی کسی کے قبلہ کی پیروی کرنے والا ہے۔ اگر آپ نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو بلاشبہ آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔‘‘

(۱۴۵) یہودیوں کی کفر و سرکشی، ہٹ دھرمی اور جان بوجھ کر انجان بننے کی برائی ہے کہ یہ باوجود یکہ رحمت عالم ﷺ کے اوصاف جانتے ہیں مگر پھر بھی آپ کو نہیں مانتے اور دھاندلی کا یہ حال ہے کہ اگر آپ ثبوت رسالت میں دنیا بھر کی دلیلیں ان کے سامنے رکھ دیں، تب بھی یہ آپ کو ماننے والے نہیں اور اپنی ضد پر اڑے رہیں گے۔ فرمایا، اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ (یونس ۱۰، ۹۶، ۹۷) جن پر آپ کے رب کا کلمہ (کونیہ) مقرر ہو چکا۔ وہ ایمان والے نہیں۔ اگر چہ آپ ان کے سامنے دنیا بھر کے دلائل لے آئیں۔ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ یعنی آپ بھی ان کا قبلہ ماننے والے نہیں کیونکہ آپ اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ اہل کتاب اپنی خواہشوں اور رایوں پر اور آپ اللہ کے حکم و رضا پر جمے ہوئے ہیں۔ آپ عمومًا ان کی تمام خواہشات میں اور خصوصًا قبلہ کے بارے میں ان کی پیروی کرنے والے نہیں۔ اگر چہ یہودیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے۔ مگر جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس سے روک کر کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم دے دیا ہے تو آپ اس حکم کے ہوتے ہوئے یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے بیت المقدس کو قبلہ بنانے والے نہیں۔ پھر اللہ نے دیدہ و دانستہ حق کی مخالفت سے ڈرایا کہ اپنی خواہشات کی خاطر حق کی مخالفت نہ کرو۔ چونکہ جہلاء کی بہ نسبت علماء کی زیادہ پکڑ ہے۔ اسی لیے اللہ نے خطاب تو رسول ﷺ سے فرمایا مگر اشارہ علماء کی طرف کیا کہ جان بوجھ کر حق چھوڑنا ظلم ہے۔ لہذا ظالم نہ بنو اور ناحق پر نہ اڑو۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع

وقف منزل ۔ ع ۱۷

’’اہل کتاب رسول ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں اور ان سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتا ہے۔ حق آپ کے رب کے پاس سے ہے۔ لہذا آپ اس میں تردد نہ کریں۔‘‘

یہودیوں کو رحمت عالم ﷺ کی رسالت کا یقین تھا: (۱۴۶) اس آیت میں بتایا گیا کہ علمائے اہل کتاب رحمت عالم ﷺ کی رسالت کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں۔ یہ ایک ضرب المثل ہے جو کسی بات کا یقین دلانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے جن کے پاس ایک چھوٹا سا بچہ تھا، پوچھا، کیا یہ تمہارا بچہ ہے؟ بولے، ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ اور میں اس پر اپنی گواہی ثبت کرتا ہوں (الحدیث) عمرؓ نے عبداللہؓ بن سلام سے پوچھا، کیا تم اپنی اولاد کی طرح رحمت عالم ﷺ کو پہچانتے ہو؟ بولے، ہاں۔ بلکہ اولاد سے بھی زیادہ۔ آسمان والے امین نے زمین والے امین (عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ کی صفتیں بتا دی ہیں۔ ہم انہیں صفات سے آپ کو پہچانتے ہیں۔ ہمیں آپ کے پیغمبر آخر الزماں ﷺ ہونے میں ذرا سا بھی شک نہیں۔ جیسے انسان بھرے مجمع میں لاکھوں میں اپنی اولاد پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح اہل کتاب آپ کو پہچانتے ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں آخر الزماں نبی ﷺ کے جو اوصاف ہیں، وہ آپ میں صاف پائے جاتے ہیں لیکن پھر بھی اہل کتاب اس صداقت کو چھپائے ہوئے اور آپ کی صفات پر پردہ ڈالے ہوئے ہیں۔

امت محمدیہ ﷺ کو ثابت قدمی کی ترغیب: (۱۴۷) اس آیت میں آپ کو اور آپ کی امت کو ثابت قدمی کا حکم ہے اور خبر دی جا رہی ہے کہ تمہارے رسول ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں، وہ برحق ہے۔ اس میں بال برابر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ خبردار! اس میں تردد نہ کرنا۔ اور حق کو حق ہی سمجھنا۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَٰتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾

''اور ہر ایک کے لیے ایک جہت ہے جسے وہ اپنی توجہ کا قبلہ بناتا ہے۔ لہٰذا نیکیوں کی طرف دوڑ کر آؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے، وہیں سے تم سب کو اللہ لے آئے گا۔ یاد رکھو! اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

ہر قوم کا ایک قبلہ ہے: (۱۴۸) فرمایا، لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ (مائدہ ۵، ۴۸) ہم نے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر کی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن (الگ الگ اس لیے بنایا) تاکہ اللہ تمہیں اپنی دی ہوئی چیزوں میں آزمائے۔ لہٰذا نیکیوں کی طرف دوڑو۔ تم سب لوٹ کر اللہ ہی کی طرف آؤ گے۔ یہی یہاں فرمایا کہ تم کہیں بھی ہو۔ تمہارے جسم گل سڑ کر فنا کیوں نہ ہو گئے ہوں مگر حق تعالیٰ اپنی ہمہ گیر قدرت سے اسی زمین سے تم کو سمیٹ لے گا اور میدان محشر میں لا کھڑا کرے گا۔ کیونکہ اس کی قدرت کاملہ کے اندر ہر چیز گھری ہوئی ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

''اور آپ جہاں سے بھی نکلیں، اپنا رخ عزت والی مسجد کی طرف کر لیں۔ آپ کے رب کے پاس والا یہی سچا حکم ہے اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔ آپ جہاں سے بھی نکلیں، اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کر لیں۔ اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو، اپنے رخ مسجد حرام کی طرف کر لو تاکہ لوگوں کے لیے بجز ظالموں کے تم پر حجت نہ رہے۔ تم ان سے نہ ڈرو، مجھی سے ڈرو اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں اور تاکہ تم راہ پا سکو۔''

تنسیخ قبلہ کا حکم تین بار کیوں اترا؟: (۱۴۹) تنسیخ قبلہ کا یہ تیسری دفعہ حکم ہو رہا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان بیت المقدس چھوڑ کر اپنی اپنی جگہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ میں آپ کی دعا کا اور دعا کی قبولیت کا بیان ہے اور تنسیخ قبلہ کا حکم ہے۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ میں بیان ہے کہ رسول کی چاہت ہماری چاہت کے خلاف نہ تھی اور حقیقی قبلہ بھی یہی تھا جس کی آپ کو چاہت تھی۔ اور تیسرے حکم میں یہودیوں کے اعتراض کا جواب ہے کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ آپ کو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ پھر تنسیخ قبلہ کے حکم سے عرب کے مشرکوں کا بھی جو کعبہ کو متبرک و مقدس مانتے تھے، اعتراض جاتا رہا۔ جب رحمت عالم ﷺ نے کعبہ کو قبلہ بنایا تو عرب بڑے خوش ہوئے کہ اب آپ کا قبلہ بھی وہی مقدس گھر ہو گیا جس کی عظمت و بزرگی کی دنیا قائل ہے۔

تنسیخ قبلہ کا حکم: پھر فرمایا، تاکہ تم پر لوگوں کی حجت نہ رہے۔ یہاں لوگوں سے اہل کتاب مراد ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں اس امت کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف نماز پڑھے گی۔ اگر یہ صفت پوری نہ ہوتی تو یہودی مسلمانوں سے کہہ سکتے تھے کہ تم وہ امت نہیں ہو جس کی صفت کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کی آئی ہے۔ علاوہ ازیں اگر بیت المقدس قبلہ رہتا تو اہل کتاب کہہ سکتے تھے کہ مسلمان ہمارے ہم قبلہ ہیں۔ اب جب اس کی تنسیخ کا حکم آ گیا تو ان کے پاس کچھ بھی نہیں رہا۔ جس سے مسلمانوں کو قائل کر سکیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ میں ظالموں سے قریشی مشرک مراد ہیں۔ مشرک نبی ﷺ پر یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ تم دعویٰ تو یہ کرتے ہو کہ ہم ابراہیمی دین پر ہیں مگر ابراہیمی قبلہ چھوڑے ہوئے ہو۔ اب بجز عناد والوں کے ان کی حجت بھی باطل ہو گئی۔ اللہ نے فرمایا کہ ہمارا پیارا نبی ہمارے حکم کا تابعدار ہے۔ جب تک ہم نے انہیں اپنی کمال حکمت کی وجہ سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا، آپ اسی طرف نماز پڑھتے رہے۔ پھر جب ہمارا حکم کعبہ کو قبلہ بنانے کے بارے میں اترا تو اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ ہر حال میں ہمارے فرماں بردار ہیں۔ اور امت محمدیہ آپ کی راہ پر ہے۔ اس آیت میں آپ کی اور امت محمدیہ کی کمال اطاعت کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۵۰) فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ۔ یعنی اگر یہ ظالم تمہیں مغالطہ دے رہے ہیں تو ان کے مغالطہ میں نہ آؤ۔ ان کے مردہ اعتراض کی طرف دھیان نہ دو اور میرا خوف مدنظر رکھو۔ میری ہی یہ شان ہے کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ اور میرے سوا کسی کی پرواہ نہ کی جائے۔ پھر فرمایا، تاکہ میں تم پر اپنی نعمتیں پوری کروں۔ یعنی کعبہ کو قبلہ بنا کر میں اپنی نعمت (شریعت مطہرہ) تم پر ہر طرح سے مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ تحویل قبلہ سے جہاں لوگوں کے اعتراضوں کا دندان شکن جواب ہے، وہاں یہ بھی غرض ہے کہ تمہارا دین ہر پہلو سے مکمل ہو جائے۔ اور یہ بھی کہ جس مقدس قبلہ کو پہلے لوگ نہ پا سکے اور اس سے بھٹک گئے۔ تم اسے پا لو۔ اسی وجہ سے امت محمدیہ تمام امتوں

سے افضل واشرف ہے کہ اسے خصوصیت سے حقیقی قبلہ نصیب ہوا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾

''جیسے ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا، جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، تمہیں پاک کرتا ہے، تمہیں کتاب و سنت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ سکھاتا ہے جس سے تم ناآشنا تھے۔ لہٰذا مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو۔ ناشکری نہ کرو۔''

رحمت عالم ﷺ کی بعثت ایک عظیم نعمت ہے: (۱۵۱) یعنی ہم نے تمہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو تمہارے آگے ہماری آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اپنے نادر انداز بیان سے قرآن کی تفسیر تمہیں سمجھاتا ہے۔ نیز بری عادتوں سے گری ہوئی باتوں سے کمینہ خصلتوں سے شرک و کفر سے اور جاہلیت کی رسموں سے تمہیں پاک کرتا ہے۔ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال کر لاتا ہے۔ کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور جن باتوں سے تم ناواقف تھے، انہیں سکھاتا ہے۔ تم جاہلیت میں جاہل و نادان تھے۔ لیکن رسالت کی برکتوں اور نبوت کی سعادتوں سے اللہ کے دوست، دنیا کے استاد اور علوم و معارف کے سمندر بن گئے۔ تمہارا علم گہرا، دل منبع خیر و برکات، عادتیں تکلفات سے خالی اور باتیں سیدھی اور سچی ہیں۔ فرمایا، لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ (آل عمران ۳، ۱۶۴) واقعی اللہ کا ایمان والوں پر یہ احسان ہے کہ اس نے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں قرآن کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ہر قسم کی نجاستوں سے پاک فرماتا ہے۔ جس نے اس نعمت کی قدر نہیں کی۔ اللہ نے اس کی ان الفاظ میں مذمت بیان فرمائی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا (ابراہیم ۱۴، ۲۸) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کفر سے بدل ڈالی۔ اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں جا اتارا۔

ذکر وشکر کی فضیلت: (۱۵۲) فرمایا، میرا ذکر کرتے رہو۔ مجھے کسی وقت بھی نہ بھولو۔ اگر تم میرا ذکر کرتے رہو گے تو میرا شکر ادا کر سکو گے۔ اور جب کبھی مجھے بھول جاؤ گے تو ناشکری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے، جس نے مجھے دل میں یاد کیا۔ میں بھی اسے دل میں یاد کروں گا۔ اور جس نے مجھے مجلس میں یاد کیا، میں بھی اسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس میں یاد کروں گا۔ (۲) اے فرزند آدم! اگر تو مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے اپنے دل میں یاد کروں گا۔ اگر تو مجھے اجتماع میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے فرشتوں یا ان سے بہتر اجتماع میں یاد کروں گا۔ اگر تو میری طرف ایک بالشت بڑھے گا تو میں تیری طرف ایک ہاتھ بڑھوں گا۔ اگر تو میری طرف ایک ہاتھ بڑھے گا تو میں تیری طرف ایک گز بڑھوں گا اور اگر تو میرے پاس چل کر آئے گا تو میں تیرے پاس دوڑ کر آؤں گا۔ (۱)

شکر باعث خیر و برکات ہے: وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ میں شکر کا حکم ہے اور شکر پر نعمت بڑھا دینے کا وعدہ بھی ہے۔ فرمایا، وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ (ابراہیم ۱۴:۷) جب تمہارے رب نے خبر دی کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کر دوں

گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یاد رکھو، میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿١٥٤﴾

''اے ایمان والو! صبر و نماز سے مدد حاصل کرو۔ یاد رکھو! اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔''

صبر و نماز کی فضیلت: (۱۵۳) شکر کے بعد صبر کا بیان ہے اور یہ ہدایت ہے کہ صبر و شکر کو نجات کا ذریعہ بناؤ۔ ظاہر ہے کہ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تو رب کی نعمتوں سے محظوظ ہوگا تو شکر کی ضرورت ہے یا کسی تکلیف و آفت میں مبتلا ہوگا تو صبر کی ضرورت ہے۔ (اچھی اور بری ہر حالت میں صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے تاکہ ہر حالت نجات کا سبب بن جائے) حدیث میں ہے، مومن کی ہر حالت قابل رشک ہے۔ اس کے لیے اللہ کے ہر فیصلہ میں خیر ہی خیر ہے۔ اگر نعمتوں پر شکر کرے تو بھی خیر ہے اور اگر تکلیف پر صبر کرے تو بھی خیر ہے۔ ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔ معلوم ہوا کہ مصائب برداشت کرنے کے لیے جن چیزوں سے مدد لی جاتی ہے، ان میں چوٹی کی چیزیں صبر و نماز ہیں۔

شہداء کی زندگی: (۱۵۴) شہداء برزخ میں زندہ ہیں اور انہیں روزی بھی ملتی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ہیں اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں، چرتی پھرتی ہیں۔ پھر عرش کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں میں جا کر بسیرا کرتی ہیں۔ اللہ انہیں جھانک کر دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے، کیا چاہتی ہو؟ ارواح کہتی ہیں اے پیارے آقا! ہم اور کیا چاہیں۔ تو نے ہمیں سب کچھ دے رکھا ہے جب کہ دوسری مخلوق ان نعمتوں سے مالا مال نہیں۔ پھر رب العالمین وہی پوچھتا ہے۔ ارواح سمجھ جاتی ہیں کہ بلا مانگے چارہ نہیں۔ عرض کرتی ہیں، ہمیں پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ ہم پھر آپ کی راہ میں مارے جائیں۔ (چونکہ شہادت کے اجر عظیم کا مشاہدہ کر چکی ہیں۔ اس لیے پھر شہادت کی تمنا کا اظہار کرتی ہیں) اللہ فرماتا ہے کہ یہ میں لکھ چکا ہوں کہ دنیا میں دوسری دفعہ کوئی لوٹایا نہیں جائے گا۔ (م)

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

''اور ہم تمہیں کچھ ڈر سے، کچھ بھوک سے اور کچھ مالوں، جانوں اور پھلوں میں کمی پہنچا کر ضرور آزمائیں گے۔ آپ صبر کرنے

والوں کو خوش خبری سنا دیں جو مصائب میں پڑ کر انا للہ پڑھتے ہیں۔ (یعنی ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) انہیں پر ان کے رب کی مہربانیاں اور نوازشیں ہیں اور یہی راہ یافتہ ہیں۔"

مومن کو بقدر ایمان کے آزمایا جاتا ہے: (۱۵۵) یعنی اللہ ایمان والوں کو بقدر ایمان کے آزماتا ہے۔ فرمایا، وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ (محمد ۴۷، ۳۱) ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے۔ جب ہم تم میں سے مجاہدوں کو اور صبر کرنے والوں کو جان نہ جائیں اور تمہاری حالات کو آزمائیں گے۔ امتحان کبھی نعمتیں دے کر لیا جاتا ہے اور کبھی مصائب میں مبتلا فرما کر۔ فرمایا، فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ (نحل ۱۶، ۱۱۲) پھر اللہ نے اس بستی کو بھوک اور خوف کے لباس کا ذائقہ چکھا دیا۔ چونکہ بھوک و دہشت چہرے سے نمایاں ہو جاتی ہے، اس لیے گویا انہوں نے بھوک اور خوف کا لباس پہن رکھا ہے کہ بہ یک نظر پہچان لیے جاتے ہیں۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ تھوڑی سی بھوک اور دہشت سے آزمائیں گے۔ کچھ پیداوار میں کمی کر دیں گے۔ کچھ مالوں میں کمی آ جائے گی اور کچھ جانوں میں۔ تم احباب و اقارب کی، رفقاء کی اور جان پہچان کے لوگوں کی موتوں سے آزمائے جاؤ گے۔ باغوں میں پھل کم آئیں گے اور کھیتوں کی پیداوار گھٹ جائے گی۔ اللہ ان تمام باتوں سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ پھر صبر کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے اور بے صبروں کو عذاب۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ آپ صبر کرنے والوں کو مژدہ سنا دیں۔

مسلمان کی شان تسلیم و رضا ہے: (۱۵۶) اللہ نے جن صبر والوں کی قدر و منزلت بڑھائی ہے، وہ وہ ہیں جو مصائب کے وقت انا للہ پڑھ کر اپنا دل بہلا لیتے ہیں اور سوچ لیتے ہیں کہ ہم اللہ کے مملوک ہیں۔ اللہ اپنے بندوں کو جس حال میں چاہے، رکھے۔ اسے اختیار ہے۔ ہم راضی برضا ہیں اور ایک دن ہمیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ اللہ کسی کی رائی برابر بھی نیکی ضائع نہیں فرمائے گا۔ اس لیے وہ دنیا میں صبر کر کے آخرت کے لیے نیکیاں جمع کر لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے صبر کا جو اجر ملنے والا ہے، اس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

(۱۵۷) اللہ کی مہربانیاں، اس کے الطاف و کرم اور اس کی نوازشیں قیامت کے دن خاص طور سے صبر کرنے والوں پر ہوں گی۔ انہیں آخرت کے عذابوں سے نجات ملے گی اور دنیا میں ہدایت نصیب ہو گی۔ (عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو برابر والی نعمتیں (صلوۃ و رحمت) اور ان دو کے علاوہ ایک (ہدایت) صبر والوں کو ملتی ہیں۔ دو ہم وزن وزنوں کے درمیان جو بوجھ کی زیادتی ہوتی ہے، اسے علاوہ کہتے ہیں۔ اسی طرح صابروں کو ثواب کے علاوہ دنیا میں جو مزید نعمت ملتی ہے، وہ ہدایت ہے کہ وہ سیدھی راہ پا گئے۔

> إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿۱۵۸﴾

"یاد رکھو! صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پھر جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے، اسے ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جس نے نفل نیکی کی تو اللہ قدر دان اور خوب جاننے والا ہے۔"

کیا سعی رکن ہے؟: (۱۵۸) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام فرماتے۔ پھر باب صفا سے إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے نکلتے۔ پھر فرماتے، میں طواف کی ابتدا اس پہاڑ سے کرتا ہوں جسے اللہ نے اس آیت

میں پہلے بیان فرمایا ہے۔ (م)

یہ سنت ہاجرہ علیہا السلام کے طواف سے اور تلاش آب میں بار بار صفا و مروہ پر آنے جانے سے لی گئی ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام انہیں اس سنسان میدان میں تن تنہا چھوڑ کر چلے گئے تھے اور پانی اور کھجوریں ختم ہوگئی تھیں تو ہاجرہ علیہا السلام نے بچے کو پیاس سے تڑپتا ہوا دیکھا۔ بے تاب ہوکر کھڑی ہوگئیں۔ اللہ سے فریاد کرنے لگیں اور اس مبارک جگہ پر صفا سے مروہ پر اور مروہ سے صفا پر آتی جاتی رہیں۔ مجبور و بے کس، مسکین و بے بس اور اللہ کی محتاج بن کر آنے جانے لگیں۔ آخر اللہ نے ان کی بے قراری دور فرمائی اور چشمہ زمزم جاری کیا۔ جس کا پانی غذا بھی ہے اور دوا بھی۔

صفا مروہ کے درمیان دوڑنے والا ہاجرہؓ کی طرح اللہ سے اپنی مرادیں مانگے: ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سعی کرنے والوں پر لازم ہے کہ اپنی احتیاج و ذلت کو اللہ کے آگے پیش کریں اور دعا کریں کہ اللہ ان کے دلوں میں ہدایت پیدا کر دے۔ ان کی حالت سنوار دے۔ گناہ معاف کر دے۔ ان کے عیوب و نقائص دور کر دے۔ سیدھی راہ پر قائم رکھے۔ مرتے دم تک اسی پر جمائے رکھے اور گناہوں کی دلدل سے نکال کر، کمال و معافی اور صواب و استقامت کی راہ پر لے آئے۔ اور جو معاملہ ہاجرہؑ کے ساتھ کیا گیا تھا، وہی ان کے ساتھ کیا جائے۔ یعنی دعائیں قبول کر لی جائیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

”جو ہماری اتاری ہوئی صاف صاف دلیلوں کو اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جب کہ ہم انہیں کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں تو ان پر اللہ کی بھی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہے۔ مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور اپنی غلطی لوگوں کے سامنے بیان بھی کر دی تو میں ان کی توبہ قبول کرنے والا اور بے حد مہربان ہوں اور جو کافر ہیں اور کفر پر ہی مر گئے، ان پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہ لعنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔“

دینی باتیں چھپانے والوں کو دھمکی: (۱۵۹) اس آیت میں ان کے لیے سخت دھمکی ہے جو دینی مسائل چھپا لیا کرتے ہیں اور ان موثر ہدایات پر پردہ ڈال دیا کرتے ہیں جو اللہ ان کتابوں میں بیان کر چکا، جو اس نے اپنے رسولوں پر اتاری ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اسے چھپا لیا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (۱) ایک صحیح حدیث میں ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ اگر اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ الخ نہ ہوتی تو میں کسی سے کوئی

حدیث بیان نہ کرتا۔

رؤسائے کفر وشرک کی بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے: (۱۶۰) یعنی جنہوں نے سچے دل سے توبہ کر لی اور اپنے حال کی اصلاح بھی کر لی اور جو مسائل چھپایا کرتے تھے، انہیں ظاہر بھی کرنے لگے تو ان کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ شرک و بدعت کی طرف بلانے والی جماعت اگر پرخلوص توبہ کر لے تو توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی قوموں میں اس قسم کے لوگوں کی توبہ قبول نہیں کی جاتی تھی۔ لہٰذا یہ حکم نبی توبہ اور رحمت عالم ﷺ کی امت کے ساتھ مخصوص ہے۔

کفر پر مرنے والا دائمی لعنتی ہے: (۱۶۱، ۱۶۲) یعنی جو کفر پر اڑا رہا اور اسی پر مر گیا۔ اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام دنیا کی قیامت تک لگاتار لعنت پڑتی رہتی ہے۔ جس میں یہ قیامت تک گرفتار رہتا ہے۔ پھر جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے۔ جہاں نہ دم بھر کے لیے عذاب ہٹایا جائے گا اور نہ ہلکا کیا جائے گا۔ بلکہ لگاتار پوری شدت سے ہمیشہ ہمیش ہوتا رہے گا۔

ع ۱۹ / ۱۱

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾

”تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ وہ بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے۔“

اللہ ہی یکتا معبود ہے: (۱۶۳) یعنی اللہ معبودیت میں اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں اور نہ کوئی برابر کا ہے۔ وہی یکتا معبود ہے، ایک ہے، تنہا ہے، بے نیاز و غیر محتاج ہے، اس کے سوا کوئی اور حق دار عبادت نہیں اور وہ بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔ رحمن و رحیم کی تفسیر آغاز فاتحہ میں بیان ہو چکی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اسم اعظم مندرجہ ذیل دو آیتوں میں ہے۔ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ میں اور اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ میں۔ چونکہ دعویٰ تھا کہ معبودیت میں اللہ ہی منفرد ہے، اس لیے اس کی یہ دلیل دی کہ اللہ کے سوا کوئی بھی خالق کائنات نہیں جیسا کہ بعد والی آیت میں بیان آ رہا ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي
تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا
بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ ۖ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿١٦٤﴾

”آسمان وزمین کے پیدا کرنے میں، دن رات کے آنے جانے میں، لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر سمندر میں جہازوں کے چلنے میں، اللہ کے آسمان سے اتارے ہوئے پانی میں، پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرنے میں، اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دینے میں، ہواؤں کے بدل دینے میں اور فضا میں تابعدار بادل کے ادھر ادھر چھا جانے میں عقل والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔“

توحید کے دلائل: (۱۶۴) تنہا معبود ہونے کی ایک دلیل تو آسمان ہے۔ تم اس کی بلندی، لطافت اور وسعت کو اس کے سیاروں

اور تاروں کو، اور تاروں کے افلاک کی گردش کو دیکھتے رہتے ہو۔ (ظاہر ہے کہ یہ نظام نہ خود بخود بنا نہ خود بخود قائم ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی بنانے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ دنیا والوں میں نہ کوئی معمولی چیز پیدا کر سکتا ہے اور نہ قائم رکھ سکتا ہے۔ لامحالہ اللہ ہی کائنات کے بنانے اور قائم رکھنے میں متفرد ہے۔ پھر جب اللہ ہی متفرد ہے تو عدل کا تقاضا ہے کہ اسی کو عظمت وعبادت میں اکیلا مانا جائے۔ لہٰذا اللہ ہی حقیقی معبود ہے۔ اسی طرح تمام آنے والے دلائل منطبق کر لیجئے۔) دوسری دلیل زمین ہے۔ جس کی کثافت، پستی، پہاڑ، میدان، سمندر، اونچ نیچ، آبادیاں، چیزوں کے خواص واثرات اور دن رات کی لگاتار آمدورفت ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ جاری ہے۔ فرمایا، لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ (یٰس ۳۶، ۴۰) نہ سورج چاند کو پا سکتا ہے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے فلک میں تیر رہا ہے۔ کبھی دن بڑا ہو جاتا ہے اور رات گھٹ جاتی ہے۔ اور کبھی رات بڑی ہو جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے۔ اور کبھی دونوں برابر ہو جاتے ہیں۔ کبھی دن کا کچھ حصہ رات میں اور کبھی رات کا کچھ حصہ دن میں داخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا، يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ (فاطر ۳۵، ۱۳) اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ یعنی رات کا بعض حصہ دن میں اور دن کا بعض حصہ رات میں داخل فرما دیتا ہے۔ تیسری دلیل سمندروں میں جہازوں کی آمدورفت ہے کہ سمندر تمہارے قبضے میں ہے جس کے ذریعہ جہاز تمہاری ضرورتوں کے سامان ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کرتے رہتے ہیں اور تجارتی سامان ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر لاتے رہتے ہیں۔ چوتھی دلیل آسمان سے بارش کا ہونا اور مردہ زمین کا زندہ ہو جانا ہے۔ چنانچہ فرمایا، وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ (یٰس ۳۶، ۳۳-۳۴) اور ان کے لیے مردہ زمین بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے اسے زندہ کر کے اس سے اناج پیدا کر دیا۔ جسے لوگ کھاتے ہیں۔ پانچویں دلیل زمین پر قسم قسم کے جانوروں کی پیدائش ہے جن کی مختلف شکلیں، مختلف رنگ، مختلف فائدے اور مختلف جسامتیں ہیں۔ اللہ سب کو جانتا ہے۔ ایک چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں اور سب کو روزی پہنچاتا ہے۔ فرمایا، وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ (ھود ۱۱، ۶) زمین پر جو بھی جاندار ہے، اس کی روزی اللہ کے ذمے ہے اور اللہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو اور قبر کو جانتا ہے۔ ہر بات ایک روشن کتاب میں مندرج ہے۔ چھٹی دلیل ہواؤں کا ہیر پھیر ہے جو کبھی تو رحمتوں سے بھرپور اور کبھی عذابوں سے معمور ہوتی ہیں۔ کبھی بادل گھیر کر لے آتی ہیں اور باران رحمت کا مژدہ دیتی ہیں اور کبھی گھٹائیں منتشر کر دیتی ہیں۔ کبھی گھٹا لے آتی ہیں اور کبھی لے جاتی ہیں۔ کبھی جنوب سے (شامی ہوائیں) آتی ہیں اور کبھی سمت یمن سے، کبھی پورب سے آتی ہیں اور کبھی پچھم سے۔ ساتویں دلیل فضا میں چھائی ہوئی گھٹائیں ہیں جو اللہ کے حکم کی تابعدار ہیں۔ اللہ انہیں جہاں جس وقت بھیجتا ہے، چلی جاتی ہیں۔ اور اس کی مرضی کے مطابق برس پڑتی ہیں۔ یہ ہفتگانہ دلائل ارباب دانش کے لیے اللہ کی توحید کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ فرمایا، اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (آل عمران ۳، ۱۹۰-۱۹۱) آسمان وزمین پیدا کرنے میں اور دن رات کے ہیر پھیر میں باب عقل کے لیے بڑی بڑی دلیلیں ہیں جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے یہ عالم بے کار نہیں بنایا۔ تو بے کار کاموں سے پاک ہے۔ سو ہمیں عذاب جہنم سے بچا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ
اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾
وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا
مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ
بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بتوں کو اللہ کا شریک بنا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کی جانی چاہیے۔ اور ایمان والوں کو اللہ سے بہت ہی محبت ہوتی ہے۔ کاش! یہ ظالم جان جاتے۔ جب یہ اللہ کا عذاب دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ تمام قوت اللہ ہی کے بس میں ہے اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔ جب پیشوا مریدوں سے متنفر ہوں گے اور عذاب دیکھ لیں گے اور ان کے رشتے ٹوٹ جائیں گے اور معتقد تمنا کریں گے، کاش ایک دفعہ پھر ہم دنیا میں بھیج دیئے جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بے زار ہوں جیسے یہ آج ہم سے بے زار ہو گئے ہیں۔ اسی طرح اللہ ان کے عملوں کو ان پر حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ آگ سے نکلنے والے نہیں۔''

شرک کی مذمت: (۱۶۵) مشرکوں کا دنیوی اور اخروی حال بیان کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے عبادت میں اللہ کے شریک ٹھہرا لیے ہیں۔ اس کی مثالیں اور نظیریں گھڑ لی ہیں اور ان کی بھی اس کے ساتھ عبادت کیا کرتے ہیں اور اللہ کی طرح ان سے محبت کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ نہ اس کی کوئی ضد ہے، نہ شریک ہے۔ وہ تو تنہا معبود ہے اور شراکت سے بری ہے۔ ابن مسعودؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا، کسی کو خالق کا شریک ٹھہرانا۔ (ق) پھر فرمایا کہ ایمان والوں کو اللہ سے بے حد محبت ہوتی ہے۔ یعنی مومن محبت وعظمت اور معرفت وتوحید میں اللہ کے ساتھ کوئی چیز شریک نہیں کرتے بلکہ اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تمام کاموں میں اسی کا آسرا ڈھونڈتے ہیں۔ پھر فرمایا، کاش! یہ ظالم دیکھ لیتے یعنی جب یہ ظالم عذابوں کا معائنہ کر لیں گے تو کہیں گے کہ قوت اللہ کی ہی ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے۔ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تمام چیزیں اسی کے غلبہ واقتدار اور قوت وتصرف میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا، فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ (فجر ۸۹، ۲۵، ۲۶) اس دن اللہ عذاب کے جیسے عذاب پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی اس جیسی گرفتاری پر قادر ہوگا۔ اس آیت میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ اگر یہ ظالم جو شرک کرتے ہیں، ان عذابوں کو جان جائیں جن کا قیامت کے دن مشاہدہ کریں گے اور جو ان کے جوڑ جوڑ ہلا دیں گے اور انتہائی خطرناک ہوں گے تو اپنی اس گمراہی سے باز آ جائیں۔

قیامت کے دن دیوی دیوتا اپنے پجاریوں سے بے زار ہوں گے: (۱۶۶) مثلاً فرشتے اپنی پجاریوں سے بے زار ہو کر رب سے کہیں گے کہ اے اللہ! ہم ان سے بے زار ہیں۔ یہ ہمارے پجاری نہ تھے۔ عرض کریں گے، سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا (سبا

۳۴، ۴۱) اے اللہ! تو پاک ہے۔ تو ہی ہمارا ولی ہے۔ یہ ہمارے دوست نہیں۔ یہ تو شیطان کے پجاری تھے۔ ان میں سے اکثر کا شیطان ہی پر ایمان تھا۔ (جن اور شیطان بھی اپنے پجاریوں سے بے زار ہو جائیں گے۔ فرمایا، وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا (احقاف ۴۶، ۵-۶) اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعائیں قبول نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی دعاؤں سے بھی بے خبر ہیں اور جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔ (۲) وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (مریم ۱۹، ۸۱-۸۲) اور انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لیے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔ ہرگز نہیں، وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور ان کے خلاف ہو جائیں گے۔ (۳) خلیل اللہ نے اپنی قوم سے کہا تھا، اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (عنکبوت ۲۹، ۲۵) تم نے اللہ کو چھوڑ کر بت معبود بنا لیے ہیں۔ یہ تمہاری باہمی محبت دنیا تک ہی محدود ہے۔ پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کا انکار کر دے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔ اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور تمہارا کوئی حمایتی کھڑا نہ ہوگا۔ (۴) وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ (سبا ۳۴، ۳۱-۳۳) کاش آپ دیکھتے جب ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور ایک دوسرے کی طرف بات ڈال رہا ہوگا۔ کمزور مغروروں سے کہیں گے، اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان لے آتے۔ مغرور کمزوروں کو جواب دیں گے۔ جب تمہارے پاس ہدایت آ چکی تھی تو کیا ہم نے اس سے تمہیں روک دیا تھا؟ نہیں۔ بلکہ تم ہی خطا کار تھے۔ کمزور مغروروں سے کہیں گے، نہیں نہیں بلکہ تم دن رات ہمیں دھوکہ دیا کرتے تھے۔ ہم سے کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔ اور جب عذاب دیکھیں گے تو پشیمانی کو چھپائیں گے۔ ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے اور انہیں ان کے عملوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔ (۵) وَقَالَ الشَّيْطٰنُ (ابراہیم ۱۴، ۲۲) فیصلہ ہو جانے کے بعد شیطان کہے گا کہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا تھا اور میں نے جھوٹا وعدہ کیا تھا۔ میرا تم پر کوئی زور نہ تھا۔ ہاں میں نے تمہیں بلایا ضرور تھا۔ تم نے میری دعوت مان لی۔ اس لیے اب مجھے برا نہ کہو۔ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو۔ آج نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے۔ میں تو خود تمہاری اس حرکت سے بے زار ہوں کہ تم اس سے قبل مجھے شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ یاد رکھو! ظالموں کے لیے دکھ بھرے عذاب ہیں۔

پھر فرمایا کہ وہ عذاب دیکھیں گے یعنی جب اللہ کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو رہائی کے سارے حیلہ بہانے اور اسباب ختم ہوتے دکھائی دیں گے اور جہنم سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ باہمی محبت اور دوستانہ تعلقات ختم ہو جائیں گے۔

قیامت کے دن مشرک شرک سے بے زار ہوں گے: (۱۶۷) اس وقت مشرک بڑی حسرت سے کہیں گے۔ کاش! ہم دنیا میں جاتے اور ان سے اسی طرح بے زار ہوتے جیسے یہ آج ہم سے بے زار ہیں۔ ہم انہیں ٹھوکریں مارتے۔ ان کی پرستش نہ کرتے اور اپنے حقیقی معبود کی عبادت میں لگے رہتے مگر یہ اس آرزو میں بھی جھوٹے ہیں کیونکہ اگر یہ لوٹا دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ فرمایا، وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا (انعام ۶، ۲۸) اگر یہ پھر دنیا میں لوٹا دیئے جائیں تو پھر وہی کریں گے جن سے انہیں روک دیا گیا تھا اور یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اسی طرح اللہ انہیں ان کے عمل برباد ہوتے ہوئے دکھا دے گا اور یہ کمال حسرت و افسوس سے اپنے کرتوتوں کا برا انجام دیکھ لیں گے۔ فرمایا، وَقَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا (فرقان ۲۵، ۲۳) ہم ان ظالموں کے عملوں کی طرف آئیں گے اور انہیں بکھرے ہوئے ذرات کی طرح اڑا دیں گے۔ (۲) مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (ابراہیم ۱۴، ۱۸) کافروں کے عملوں کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے جھکڑ والے دن سخت ہوا لے اڑی ہو۔ (۳) وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا (نور ۲۴، ۳۹)

کافروں کے عمل چٹیل میدان کے ریت کی طرح ہیں، جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ جہنم سے نکلنے والے نہیں۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿١٦٨﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ
وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٦٩﴾

”لوگو! زمین کی تمام پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطانوں کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ یقین مانو شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہیں محض برائی اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اس کا بھی کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جس سے تم خود بھی بے خبر ہو۔“

شیطانی راہیں: (۱۶۸) یعنی تمام کائنات کا روزی رساں بھی اللہ ہی ہے۔ فرمایا، میرے احسانات تو بے شمار ہیں۔ مگر یہی ایک احسان یاد رکھو کہ میں نے تمہارے لیے زمین کی تمام پاکیزہ چیزیں مباح کر دیں۔ طیب یعنی جو بالذات پاکیزہ ہوں اور جسم و عقل کے لیے مضر نہ ہوں۔ خطوات یعنی شیطان کی راہیں جن پر ڈال کر شیطان اپنے ماننے والوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اللہ کی حلال کردہ چیزیں اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو جو مال دیا، وہ ان کے لیے حلال کر دیا۔ اور میں نے اپنے بندوں کو توحید پر پیدا کیا۔ پھر شیطان ان کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے دور ہٹا دیتا ہے اور میری حلال کردہ چیزیں ان پر حرام کر دیتا ہے۔ (م)

مستجاب الدعوات کون ہیں؟: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ سعدؓ بن ابی وقاص کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے۔ فرمایا، سعدؓ! پاکیزہ روزی کھاؤ۔ مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ایک حرام لقمے سے جسے انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے، چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی اور جس کا گوشت و پوست حرام و سود سے پیدا ہوا ہو اس کی حق دار آگ ہی ہے۔ (ابن مردویہ) إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ یعنی شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ لہٰذا اس سے بھاگو اور چوکنا رہو۔ فرمایا، إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ (فاطر ۳۵، ۶) شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنی جماعت کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھی جہنمی ہو جائیں۔ (۲) أَفَتَتَّخِذُونَهُ (کہف ۱۸، ۵۰) کیا تم مجھے چھوڑ کر شیطان کو اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور ظالموں کے لیے برا بدلہ ہے۔

ہر کافر و بدعتی شیطان ہے: (۱۶۹) یعنی تمہارا دشمن شیطان برے کاموں کا، بے حیائیوں کا اور سب سے بڑھ کر بلا علم کے اللہ پر جھوٹ باندھنے کا حکم کرتا ہے۔ اس حیثیت سے ہر کافر و بدعتی شیطان ہے جو انسان کو برائی کی رغبت دلائے اور بے حیائی پر آمادہ کرے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا
عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٧٠﴾

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کی پیروی کرو تو کہتے ہیں، بلکہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگر چہ ان کے باپ دادا بے عقل اور گمراہ ہوں۔ کافروں کی مثال ان جانوروں کی سی ہے جو اپنے چرانے والے کی آواز ہی سنتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔ یہ بہرے، گونگے، اندھے اور بے عقل ہیں۔''

شرک پر تقلید سے دلیل: (۱۷۰) جب ان مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر جو کتاب اتاری ہے، اس کی پیروی کرو اور جہالت و گمراہی کو چھوڑ دو۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے طریقے (بت پرستی) کے پیروکار ہیں۔ اللہ نے ان کی برائی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جن کے پیروکار ہیں، اگر وہ بے عقل اور ہدایت سے نابلد ہوں تو کیا پھر بھی یہ انہی کی راہ اختیار کریں گے؟

مشرک جانور ہیں: (۱۷۱) جہالت و گمراہی میں مشرکوں کی مثال چرنے والے جانوروں کی سی ہے۔ جن میں سمجھ کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ جب چرواہا چیخ چیخ کر کوئی بات بتاتا ہے تو وہ چرواہے کی صرف آوازیں سنتے ہیں مگر سمجھ نہیں سکتے کہ اس کا منشا کیا ہے (ابن عباسؓ)۔ یہ مثال بتوں کی ہے جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔ یعنی مشرک جن بتوں سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں، ان میں تو کچھ بھی صلاحیت نہیں۔ بھلا یہ جو ان پتھروں کو پوجتے ہیں، کیا ان کی عقلوں پر پتھر پڑے ہوئے نہیں؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۷۳﴾

''اے ایمان والو! ہماری پاکیزہ روزی میں سے کھاؤ پیو اور اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اس کا شکر بجالاؤ۔ اللہ نے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور حرام کر دیئے ہیں۔ پھر جو مجبور ہو جائے اور بغاوت و زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یاد رکھو، اللہ بڑی بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔''

حلال طیب روزی کا حکم: (۱۷۲) اللہ اپنے بندوں کو اپنی دی ہوئی پاکیزہ روزی استعمال کرنے کا حکم فرما رہا ہے کہ کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ اگر تم واقعی اس کے مخلص بندے ہو۔ پاکیزہ روزی کا استعمال دعا و عبادت کے قبول ہونے کا سبب ہے۔ جیسے حرام روزی سے دعا اور عبادت قبول نہیں ہوتی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، لوگو اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اس نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جو انبیاء کو دیا ہے۔ فرمایا، يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ الخ (مومنون ۲۳، ۵۱) اے رسولو!

پاکیزہ روزی کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ میں تمہارے عملوں سے خوب واقف ہوں۔ پھر یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ ایک شخص طول طویل سفر کی حالت میں بکھرے ہوئے بالوں اور غبار آلود چہرے کے ساتھ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے، اے رب! یہ کر۔ اے رب! وہ کر۔ حالانکہ اس کا طعام و شراب اور لباس سب کچھ حرام کا ہے اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہو رہی ہے۔ بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو۔ (مت) (یعنی ایسے شخص کی سفر میں بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ حالانکہ مسافر کی دعا رد نہیں کی جاتی۔)

حرام چیزوں کا بیان: (۱۷۳) اوپر والی آیت میں ہدایت کی گئی تھی کہ ہمارا احسان مانو۔ ہم نے تمہیں زمین کی پاکیزہ چیزیں جائز کر دیں۔ لہٰذا حلال وطیب کھاؤ اور حرام سے بچو۔ اس آیت میں حرام چیزوں کا بیان ہے۔ مردار جانور حرام ہے جو اپنی موت سے آپ مرا ہو اور اسے شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ خواہ اس کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو یا اوپر سے گر کر مر گیا ہو یا دب کر یا کسی جانور کے سینگ سے یا کسی درندے کے حملے سے غرضیکہ ہر قسم کا مردار حرام ہے۔

باغی سے مراد: باغی سے ڈاکو، چور، مسلمان بادشاہ پر حملہ کرنے والا اور گناہ کے لیے نکلنے والا یا حرام کو حلال سمجھنے والا یا لذت کا خواہش مند یا مزے لے لے کر کھانے والا۔ (پیٹ بھر کر کھانے والا) مراد ہے۔ ایسے لوگوں کو حالت اضطرار میں بھی حرام چیزوں کو کھانے کی اجازت نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اگر حالت اضطرار میں کوئی حرام چیز کھالی گئی تو اللہ معاف کرنے والا ہے اور یہ اس کے رحم ہی کا تقاضہ ہے کہ اس نے ایسی حالت میں حرام چیز جائز فرما دی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي
الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع

"جو لوگ اللہ کی کتاب میں اتاری ہوئی باتوں کو چھپاتے ہیں اور اس سے تھوڑی سی پونجی خریدتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی ٹھونس رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ ان سے بات نہیں کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور انہیں کے لیے بڑا دکھ بھرا عذاب ہے۔ انہیں لوگوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی اور بخشش کے بدلہ عذاب خریدا ہے۔ پھر کس چیز نے انہیں آگ پر صبر دلایا ہے؟ یہ اس لیے کہ اللہ نے حق کے ساتھ کتاب اتاری۔ اور جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا، وہ یقیناً دور والے اختلاف میں ہیں۔"

یہودیوں کی برائی: (۱۷۴) یہودی مراد ہیں جنہوں نے اپنے پاس والی کتابوں میں رحمۃ للعالمین کی صفتیں جو ثبوت رسالت

کے بارے میں تھیں۔ دنیوی ریاست چھن جانے کے ڈر سے چھپالی تھیں۔ نیز انہیں عربوں سے بھی تحفے تحائف ملا کرتے تھے۔ یہودیوں نے اس ڈر سے کہ اگر عرب آپ کی اطاعت قبول کرلیں گے تو ہمیں چھوڑ دیں گے اور تحائف کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ سرے سے آپ کی صفتیں ہی اڑا دیں۔ حالانکہ یہ تھوڑی سی دنیا تھی۔ مگر افسوس انہوں نے اسی کے بدلہ اپنے آپ کو بیچ ڈالا۔ اور ہدایت واتباع حق اور رسالت پر تصدیق وایمان کے عوض دنیائے دنی خرید لی۔ آخرکار یہ دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہوئے۔ دنیا میں تو اس لیے کہ اللہ نے اپنے بندوں کے لیے اپنے محبوب رسول کی رسالت کے ثبوت کے لیے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ اتار دیے اور جن کے ایمان کا انہیں ڈر تھا وہ سب آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کے دست وبازو بن کران سے لڑے اور انہیں تہ تیغ کیا اور یہ بدبخت اللہ کا غصہ پر غصہ لے کر لوٹے۔ اللہ نے قرآن میں کئی جگہ ان کی برائی بیان فرمائی ہے۔ ثَمَنًا قَلِيلًا سے تھوڑا سا دنیوی ساز وسامان مراد ہے۔ یعنی آج حق چھپا کر جو کچھ کھایا جا رہا ہے، یہ سب قیامت کے دن ان کے پیٹوں میں آگ بن کر بھڑک اٹھے گا۔

پھر فرمایا کہ اللہ ان سے بات نہیں کرے گا کیونکہ اللہ ان سے ناراض ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حق چھپایا اور اللہ کے قہر وغضب کے شکار بنے۔ لہذا اللہ انہیں نہ نگاہ رحمت سے دیکھے گا اور نہ گناہوں سے پاک فرمائے گا۔ ان کی مدح وثنا تو کجا، انہیں تو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا، نہ انہیں دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا۔ بلکہ ان پر دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زناکار، جھوٹا بادشاہ اور مغرور فقیر۔

(۱۷۵) یعنی یہ وہ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی مول لی۔ رحمت عالم ﷺ کی صفتیں ظاہر نہیں کیں۔ انبیاء کی کتابوں میں آپ کی بعثت کی بشارت کو اور آپ کی تصدیق واتباع کو فروخت کر کے گمراہی خرید لی۔ آپ کی صفتیں چھپائیں، نوید بعثت پر پردہ ڈالا۔ حق چھوڑ کر راہ باطل اختیار کی اور مغفرت کے بدلے قہر وعتاب کا سودا کیا۔ دراصل صفات محمدیہ ﷺ کا اظہار ذریعہ مغفرت تھا۔ مگر اسے چھپا کر ان بدبختوں نے ذریعہ عذاب اختیار کیا۔ تعجب ہے کہ انہیں کس چیز نے آگ پر صبر دلایا۔ یہ اس قدر عظیم، ہولناک اور دکھ بھرے عذاب میں مبتلا ہوں گے کہ دیکھنے والا دیکھ کر ہی سہم جائے اور حیران ہو جائے کہ یہ کس طرح عذاب کی شدتوں کو، قید وبند کی سختیوں کو اور طرح طرح کی آگ کی کلفتوں کو برداشت کر رہے ہیں یا انہیں کس چیز نے صبر دلایا کہ یہ گناہوں میں ڈوب کر آگ کے عذاب پر راضی ہو گئے۔

(۱۷۶) یہ اس سخت اندوہناک عذاب کے اس لیے مستحق ہوئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں کا مذاق اڑایا اور اللہ کی آیتوں کے ساتھ تمسخر کیا۔ انہیں کتابوں میں حق وباطل کی پہچان ہے مگر یہ ان سے اندھے ہو گئے۔ خود ان کی کتاب انہیں علم پھیلانے کا حکم دیتی ہے لیکن یہ اپنی کتاب کو بھی جھٹلا رہے ہیں اور اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ انہیں اللہ کی دعوت دے رہے ہیں اور بھلائی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلا رہے ہیں لیکن یہ آپ کو بھی جھٹلا رہے ہیں اور آپ کی صفتوں کو چھپا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جو اس کے رسولوں پر اتری ہیں، مذاق بنا رکھا ہے۔ اسی وجہ سے یہ عذاب وذلت میں گرفتار ہوئے۔ درحقیقت اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے والے انتہائی گہری گمراہی میں جا پھنستے ہیں۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

’’بھلائی صرف اسی بات میں نہیں کہ تم مشرق ومغرب کی طرف رخ کرلو۔ بلکہ حقیقت میں بھلا وہی شخص ہے جو اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لے آئے۔ جو اللہ کی محبت میں مال کو عزیزوں پر، یتیموں پر محتاجوں پر، مانگنے والوں پر اور غلام آزاد کرنے پر خرچ کرتا رہے۔ جو نماز کا پابند ہو، زکوٰۃ دیتا رہے، وعدہ کر کے وعدہ پورا کرے، تنگی ترشی اور دکھ درد میں اور لڑائی میں صبر کرنے والا ہو۔ یہی لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں۔‘‘

حقیقت ایمان: (۱۷۷) یہ آیت اسلام کے اہم مسائل اور صحیح عقائد کی جامع ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنادی۔ پھر پوچھا، پھر یہی آیت پڑھ کر سنادی۔ پھر پوچھا تو فرمایا، جب تمہارا دل نیکی پسند کرے اور برائی ناپسند تو سمجھ لو، اس میں ایمان ہے۔ (ابن ابی حاتم)

تحویل قبلہ کا حکم بعض اہل کتاب کو اور بعض مسلمانوں کو بھی کھٹکا تھا۔ اللہ نے اس آیت میں اس کی حکمت بیان فرمائی کہ اصلی غرض اللہ کی اطاعت ہے کہ وہ جدھر تمہارے منہ پھیر دے، پھر جاؤ اور جو مقرر فرما دے، اسی پر کاربند ہو جاؤ۔ اصل نیکی اور کامل ایمان و تقویٰ یہی ہے۔ محض مشرق یا مغرب کو قبلہ بنالینا اور اسی کو چمٹ جانا نیکی نہیں۔ اگر اللہ کا حکم کسی معین جہت کی طرف نہ ہوا ہوا اور اس نے کوئی خاص جہت مقرر نہ کی ہو اور اسی جہت کو کعبہ توجہ مان لیا جائے تو یہ اللہ کی اطاعت نہیں بلکہ نافرمانی ہے۔ اطاعت گزار وہی ہے جن میں آیت والے اوصاف پائے جائیں۔ **والمساکین** مسکین وہ ہیں جن کی کمائی سے ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ رفع ضروریات کے لیے انہیں بھی دیا جاتا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسکین گھر گھر پھر کر مانگنے والا نہیں جسے ایک دو کھجوریں یا ایک دو نوالے واپس کر دیتے ہیں۔ مسکین وہ ہے جس کی ضرورتیں پوری نہ ہوں اور نہ کوئی اسے مسکین سمجھتا ہو کہ کچھ دے دلا دے۔ (ق) **وابن السبیل** یعنی مسافروں پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ان مسافروں پر جن کے پاس خرچ ختم ہو چکا ہو۔ انہیں بھی گھر پہنچنے تک کا کرایہ وغیرہ دے دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی نیک کام کے لیے سفر کرنا چاہتا ہو مگر اس کے پاس پورا خرچہ نہ ہو، اس کی بھی مدد کرنی چاہیے تاکہ آسانی سے آجا سکے۔ اس حکم میں مہمان بھی داخل ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مسافر مسلمانوں کے مہمان ہیں۔ **والسائلین** یعنی مانگنے والوں کو بھی دیتے ہیں۔ سائلوں سے مانگنے والے مراد ہیں۔ انہیں بھی زکوٰۃ وخیرات دی جاتی ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ (۱)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

”اے ایمان والو! تم پر قتل کیے جانے والوں کا بدلہ لکھ دیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ہے۔ پھر جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو بھلائی سے پیچھے لگنا اور آسانی سے دیت دینی چاہیے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف و رحمت ہے۔ پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی، اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اے عقل والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم (ناحق خون سے) بچتے رہو۔“

قصاص کا بیان: (۱۷۸) یعنی قصاص میں برابری فرض ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد پر، غلام کے بدلے غلام پر اور عورت کے بدلے عورت پر حد جاری کرو اور اس حد سے آگے نہ بڑھو۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے حدوں سے تجاوز کر کے اللہ کے احکام بدل ڈالے۔ عہد جاہلیت میں بنی قریظہ اور بنی نضیر کی جنگ ہوئی تھی۔ اس میں ثانی الذکر کو غلبہ حاصل ہوا تھا۔ پھر جب کوئی نضری قرظی کو قتل کر ڈالتا تو نضری اس کے قصاص میں قتل نہیں کیا جاتا تھا بلکہ مقتول کے عوض مقتول کے وارثوں کو سو وسق کھجوریں دے دیا کرتا تھا۔ لیکن جب قرظی کسی نضری کو قتل کر ڈالتا تو قرظی اس کے قصاص میں قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور اگر اس سے فدیہ لیا جاتا تو دگنا لیا جاتا تھا۔ اللہ نے قصاص میں برابری کا حکم دیا کہ شرارت پسندوں کی ردوبدل کر دینے والوں کی اور کفر و بغاوت کی وجہ سے اللہ کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کی پیروی نہ کرو۔

قصاص کی یا قصاص و دیت دونوں کی معافی: فمن عفی له یعنی اگر کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کلی یا جزئی معافی مل جائے تو انصاف مدنظر رکھتے ہوئے دیت آسانی سے ادا کر دی جائے۔ معافی کی یہ صورت ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کر لی جائے یا اپنے حصہ کی دیت بھی چھوڑ دی جائے اور بالکل ہی معاف کر دیا جائے۔ اگر کوئی شخص دیت لینے پر راضی ہو جائے تو اسے قاتل پر بار نہیں ڈالنا چاہیے اور سہولت کے ساتھ دیت وصول کر لینی چاہیے اور قاتل کا بھی فرض ہے کہ حسب وعدہ ٹالے نہیں اور بلا تامل دیت ادا کر دے۔

مقتول کے ورثاء کو تین باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے: پھر فرمایا، جس نے دیت قبول کرنے یا وصول کرنے کے بعد زیادتی کی۔ اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس کا کوئی مقتول یا مجروح ہو، اسے ان تین باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے یا تو قصاص میں قاتل کو قتل کر دے یا معاف کر دے یا دیت وصول کر لے۔ اگر کوئی شخص کوئی چوتھی بات ڈھونڈے، اس کا ہاتھ پکڑ لو۔ پھر جو دیت قبول کرنے یا معاف کرنے کے بعد زیادتی کرے۔ اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے

لیے جہنم کی آگ ہے۔ (ا) ایک روایت میں ہے، میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت وصول کر کے قاتل کو قتل کر ڈالا۔ یعنی اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

قانون قصاص کی افادیت: (۱۷۹) قانون قصاص سے لوگوں کی جانیں محفوظ ہو گئیں۔ اس میں ایک عظیم مصلحت کارفرما ہے۔ کیونکہ قاتل یہ سوچ کر کہ قصاص میں، میں بھی مارا جاؤں گا، ناجائز قتل سے باز رہے گا اور لوگوں کی جانیں محفوظ ہو جائیں گی۔ پہلی کتابوں میں یہ قانون ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ القتل انفی للقتل یعنی قتل کیا جانا قتل کو بڑی خوبی سے روک دیتا ہے مگر قرآن نے اسی مضمون کو بے حد بلیغانہ انداز میں بیان فرمایا جو انتہائی مختصر اور فصاحت و بلاغت سے پر ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ ع ۲۲

”جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب ہو تو اگر وہ مال دار ہے تو اس کے لیے ماں باپ اور عزیزوں کے لیے وصیت فرض کی گئی۔ یہ حکم پرہیز گاروں پر ثابت ہے۔ پھر جو شخص وصیت سن کر بدل ڈالے، اس کا گناہ بدلنے والے پر ہے۔ یقیناً اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی کی طرف) جھکاؤ کا یا گناہ کا خوف کرے اور ان میں باہمی صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یاد رکھو! اللہ بڑی بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔“

عزیز و اقارب کو وصیت: (۱۸۰) اس آیت میں ماں باپوں اور عزیزوں کو وصیت کرنے کا حکم ہے۔ اس کے بعد میراث والی آیت اتری جس نے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ اب ذوی الفروض وعصبہ اپنے اپنے مقرر حصے بلا وصیت ہی کے وصول کر لیں گے اور وصیت کرنے والے کا منہ نہ تکیں گے۔ اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، یاد رکھو! اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے لہذا اب وارث کے لیے وصیت نہیں۔ (سنن) ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو فرمایا، یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ (ا، حاکم)

ایک دفعہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس مال ہے اور میری وارث محض ایک بچی ہے۔ کیا میں دو تہائی مال وصیت کر جاؤں؟ فرمایا، نہیں۔ پوچھا اور آدھا؟ فرمایا، نہیں۔ پوچھا، اچھا ایک تہائی کی؟ فرمایا، ہاں مگر تہائی بھی بہت ہے۔ وارثوں کو مال دار چھوڑ کر جانا انہیں فقیر چھوڑ جانے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ (ق)

وصیت میں ردو بدل: (۱۸۱) یعنی جس نے سن کر وصیت میں ردو بدل کر ڈالا، اس کا گناہ اسی پر پڑے گا۔ ردو بدل میں وصیت کا چھپا لینا بدرجہ اولی داخل ہے۔ فرمایا کہ مرنے والے کو تو ثواب کا استحقاق حاصل ہو چکا۔ بعد میں کمی بیشی کا وبال کمی بیشی کرنے

والوں پر ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے مرنے والے کی وصیت سن لی ہے اور وہ ایک ایک بات سے خبر دار ہے اور بدلنے والوں کے کرتبوں سے بھی خوب آگاہ ہے۔ اللہ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔

وصیت میں اصلاح کے لیے رد و بدل: (۱۸۲) جنف خطا یا غلطی کو کہتے ہیں۔ اس میں ہر قسم کی غلطی شامل ہے۔ جیسے کسی واسطہ یا وسیلہ سے کسی وارث کو زیادہ دلوا دیا۔ مثلاً یہ کہہ دیا کہ فلاں چیز فلاں کو اتنی رقم میں دے دی جائے۔ یا بیٹی کو زیادہ دینے کی نیت سے نواسے کو وصیت کر دی گئی۔ خواہ یہ صورت غلطی سے غیر شعوری طور پر محبت وشفقت کی وجہ سے سرزد ہو جائے یا جان بوجھ کر ایسا کیا جائے۔ اگر ایسی صورت پائی جائے تو بعد والے وصیت کی تصحیح کرا دیں تاکہ حق داروں کی بھی حق تلفی نہ ہو اور مرنے والا بھی اللہ کے عذاب سے بچ جائے اور وصیت بھی شرع کے مطابق ہو جائے۔ اس قسم کے رد و بدل سے کوئی گناہ نہیں بلکہ اصلاح مقصود ہے۔ (۲) وصیت میں ظلم کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ (ابن مردویہ) اس باب میں سب سے اچھی حدیث مصنف عبدالرزاق والی ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ انسان ستر سال تک نیکوں جیسا عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر وصیت میں ظلم کر جاتا ہے اور اس برے عمل پر فوت ہو جاتا ہے اور جہنم میں چلا جاتا ہے اور ایک شخص ستر سال تک رندوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے۔ پھر وصیت میں انصاف کو مدنظر رکھتا ہے اور اسی پر فوت ہو جاتا ہے اور جنتی بن جاتا ہے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو، تلك حدود الله الخ یعنی یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان سے آگے نہ بڑھو۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ ۚ وَأَن تَصُومُوا۟ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾

”اے ایمان والو! پہلے لوگوں کی طرح تم پر بھی چند دنوں کے روزے فرض کیے گئے ہیں تاکہ تمہیں گناہوں سے بچنے کی عادت ہو۔ پھر تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں تعداد پوری کر لے۔ اور جن میں روزوں کی طاقت نہیں، وہ (ہر روزہ کے بدلہ) ایک محتاج کو کھانا کھلا دیں اور جس نے نفلی نیکی کی، وہ اس کے لیے بہتر ہے اور تمہارے لیے روزے رکھنے ہی بہتر ہیں۔ اگر تمہیں (روزوں کے ثواب) کا علم ہو۔“

روزوں کا بیان: (۱۸۳) امت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کے مومنوں سے خطاب ہے کہ تم پر پہلی قوموں کی طرح چند دنوں کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا سال کے سال ہر رمضان میں روزے رکھو۔ روزہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے سے، ہمبستری سے اور فحش وغیرہ سے اللہ کی رضا کے لیے رک جانے کا نام ہے۔ یہ بدن کی زکوٰۃ ہے روزہ سے ردی اور گندے مواد سے اور گرے ہوئے اخلاق سے انسان کے اجسام وارواح کا تنقیہ ہو جاتا ہے اور اجسام وارواح پاک وصاف ہو جاتی ہیں۔ فرمایا،

یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہر امت پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ اگر پہلوں نے اس فریضہ کی ادائیگی میں سستی کی تو تم چستی دکھاؤ اور روزے خاص اہتمام اور پوری شان سے رکھو۔ فرمایا، لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ (مائدہ ۵، ۴۸) ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اللہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے۔ لہذا نیکیوں میں سبقت کرو۔ درحقیقت روزوں سے بدن ردی اخلاط سے اور دل ناپاک و رذیل اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ شیطانی راہوں کو روک دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے قافلہ سالار امت نے فرمایا، نوجوانو! اگر تم میں سے کوئی نکاح پر قادر ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہیے اور جسے نکاح کی قدرت نہ ہو، اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ روزے شہوت کا زور توڑ دیتے ہیں۔

رمضان کے روزے فرض ہیں: (۱۸۴) یعنی پورے سال میں صرف ایک ماہ (رمضان) کے روزے فرض ہیں۔ روزمرہ فرض نہیں کیونکہ روزانہ روزے انسان کی طاقت سے باہر ہیں۔ شروع اسلام میں ہر ماہ میں تین روزے (تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے) رکھے جاتے تھے۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رمضان کے روزے فرض ہو گئے۔

صوم وصلوٰۃ کے تین تدریجی دور: معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں نماز کے بھی تین دور ہیں اور روزوں کے بھی۔ نماز کے تین دور یہ ہیں کہ شروع میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر تنسیخ قبلہ کا حکم آ گیا اور کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔ یہ ہے پہلا دور۔ دوسرا دور یہ ہے کہ شروع میں نماز پڑھنے کے لیے ایک دوسرے کو بلایا جاتا تھا۔ اس سے لوگ پریشان تھے۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک انصاری زید بن عبدربہؓ آ کر کہنے لگے، یارسول اللہ ﷺ! آج میں نے ایک خواب جو بیداری ہی جیسا تھا، دیکھا ہے کہ ایک شخص سبز کپڑوں میں قبلہ کی طرف منہ کر کے چیخ چیخ کر یہ کلمے کہہ رہا ہے۔ (پھر آپ نے پوری اذان بیان کی) پھر اسی شخص نے تھوڑی سی دیر کے بعد تکبیر کہی جس میں دوبار قد قامت الصلوٰۃ زیادہ کیا۔ آپ نے فرمایا، یہ کلمے بلالؓ کو یاد کرا دو۔ وہ اذان دیا کریں گے۔ چنانچہ سب سے پہلے بلالؓ نے انہی کلموں کے ساتھ اذان دی۔ پھر عمرؓ نے بھی آپ سے اسی طرح کا خواب بیان کیا اور فرمایا کہ یہ سعادت مجھ سے پہلے زیدؓ نے لوٹ لی۔ تیسرا دور یہ ہے کہ شروع میں اگر کوئی مسجد میں جاتا اور نماز ہو رہی ہوتی تو یہ معلوم کر کے کہ کتنی رکعتیں ہو گئیں، پہلے وہ رکعتیں پڑھ کر پھر جماعت میں شامل ہوا کرتا تھا۔ ایک دن معاذؓ آ کر کہنے لگے کہ میں جس حال میں اللہ کے رسول ﷺ کو پاؤں گا، اسی حال میں جماعت میں شامل ہو جاؤں گا۔ اور چھوٹی ہوئی نماز سلام کے بعد پوری کر لوں گا۔ آخر انہوں نے ایسا ہی کیا اور چھوٹی ہوئی رکعتیں سلام کے بعد پوری کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، معاذؓ نے تمہارے لیے ایک سنت ایجاد کر دی۔ تم بھی اسی طرح کیا کرو۔ روزے کے تین دور یہ ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ہر مہینے میں ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے اور محرم کی دسویں تاریخ کا بھی۔ پھر اللہ نے آپ پر روزے فرض کر دیئے مگر روزے رکھنے اور فدیہ دینے کا اختیار عطا فرما دیا۔ جو چاہتا، روزے رکھ لیتا تھا اور جو چاہتا، فدیہ دے دیا کرتا تھا۔ پھر اللہ نے تندرست و غیر مسافر پر رمضان کے روزے فرض کر دیئے اور بیمار و مسافر کو روزے نہ رکھنے اور دیگر دنوں میں ان کی تعداد پوری کرنے کا حکم دے دیا اور فدیہ اس بوڑھے آدمی کے لیے بحال رہا جو روزے نہ رکھ سکتا ہو۔ یہاں تک دو دور ہوئے۔ تیسرا دور یہ ہے کہ شروع میں سونے سے پہلے پہلے کھانا پینا اور جنسی تعلق حلال تھا اور سونے کے بعد حرام۔ ایک انصاری جن کا نام صرمہ تھا، روزے میں دن بھر کام کیا کرتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا۔ یہ بے چارے گھر آئے اور عشاء کی نماز پڑھ کر کھانا کھائے بغیر سو گئے۔ پھر دوسرے دن بھی روزہ رکھا۔ آج یہ شدت بھوک و پیاس سے کافی نڈھال

اورنازک حالات میں تھے۔رحمت عالم ﷺ نے پوچھا، کیابات ہے؟ بولے، یارسول اللہ ﷺ! کل میں تھکا ہاراا پنے گھر پہنچا اور کھانا کھائے بغیر میری آنکھ لگ گئی۔اس لیے آج کی بھوک و پیاس نے مجھے بہت ہی نڈھال کر دیا ہے۔اسی طرح اتفاق سے عمرؓ نے سونے کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی۔ پھر نادم ہو کر دربار رسالت ﷺ میں آ کر اپنا واقعہ بیان کیا۔اس پر اُحِلَّ لَکُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ اتری۔(حاکم) شروع میں محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جاتا تھا۔پھر جب رمضان فرض ہو گیا تو عاشورا کا روزہ جو چاہتا رکھتا اور جو چاہتا، چھوڑ دیتا تھا۔(ق) یعنی عاشورا کی فرضیت ختم ہو گئی تھی۔

فدیہ بے حد بوڑھوں کے لیے ہے: پھر فرمایا جو روزوں کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دے دیں۔اوپر معاذؓ والی حدیث گزر چکی ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام کا ہے۔اس کے بعد والی آیت نے یہ حکم منسوخ کر دیا (ق) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔اب یہ حکم ان بوڑھوں کے بارے میں ہے جو روزے نہ رکھ سکتے ہوں اگر وہ چاہیں تو بجائے روزہ رکھنے کے روزانہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دیں (ابن مردویہ) بہر حال مقیم وتندرست اور طاقت ور کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔اسے روزے رکھنے ہی پڑیں گے۔البتہ بہت بوڑھوں کو روزے چھوڑنے کی اجازت ہے۔اگر ان سے روزے نہ رکھے جاتے ہوں۔کیونکہ انسؓ نے اپنے بڑھاپے میں ایک یا دو سال ہر روزے کے بدلے ایک محتاج کو گوشت روٹی کھلائی تھی اور روزے چھوڑ دیے تھے (بخاری)

حاملہ اور مرضعہ روزے نہ رکھیں اور فدیہ دے دیں: کیونکہ یہ بھی بوڑھوں کے حکم میں شامل ہیں جبکہ انہیں بچوں کے کمزور ہو جانے کا ڈر ہو۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت کی اور جھوٹ وسچ میں پہچان کرنے کی صاف صاف اور روشن دلیلیں ہیں پھر تم میں سے جو شخص اس میں غیر مسافر ہو اس پر اس مہینے کے روزے رکھنے واجب ہیں۔اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ تعداد پوری کر لینی چاہیے۔اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔وہ چاہتا ہے کہ تم تعداد پوری کر لو اور اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر بجالاؤ۔

رمضان کی فضیلت اور نزول قرآن: (۱۸۵) اس آیت میں ماہ رمضان کی فضیلت کا بیان ہے کہ اللہ نے اس مبارک مہینے کو قرآن اتارنے کے لیے مخصوص فرمایا۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ابراہیمی صحیفے رمضان کی پہلی رات میں' تورات چھٹی میں'

انجیل تیرھویں میں' اور قران چوبیسویں میں اترا (الف) سابق تمام آسمانی کتابیں ایک ہی دفعہ اکٹھی اتریں۔ مگر قرآن شب قدر میں لوح محفوظ سے بیت العزت میں ایک ہی بار اترا۔ پھر رحمت عالم ﷺ پر ۲۳ سالوں تک حسب ضرورت وقتاً فوقتاً اترتا رہا۔ فرمایا اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ (قدر ۹۷:۱) ہم نے قرآن شب قدر میں اتارا۔ (۲) اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ (دخان ۴۴:۳) ہم نے قرآن برکت والی رات میں اتارا۔

قرآن کی فضیلت: اس آیت میں قرآن کی تعریف ہے کہ اللہ نے اسے دلوں کی روشنی بنا کر بھیجا ہے۔ اگر لوگ اس پر ایمان لا کر اس کی روشنی میں قدم بڑھائیں اور اس کے احکام پر عمل کریں تو راہ پا جائیں۔ اس میں ایسے ایسے روشن اور کھلے دلائل ہیں کہ اگر کوئی سمجھدار ان میں غور وفکر کرے تو وہ صحیح راہ پا سکتا ہے اور گمراہی سے ہٹ کر راہ ہدایت پر آ سکتا ہے۔ قرآن ہدایت کی گمراہی سے حق کو باطل سے سچ کو جھوٹ سے اور حلال کو حرام سے الگ چھانٹ دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ مقیم پر روزے رکھنے واجب ہیں جب ہلال رمضان نظر آ جائے اور کوئی تندرست ہو اور اپنے گھر پر ہو اسے روزے رکھنے پڑیں گے۔ چونکہ آغاز اسلام میں ایسے لوگوں کو روزے چھوڑنے کی اجازت تھی اس لیے اس آیت سے وہ اجازت منسوخ ہو گئی۔ اور بیمار و مسافر کو روزے چھوڑنے کی اجازت دی گئی اور یہ ہدایت کی گئی کہ ان کی تعداد دوسرے دنوں میں تندرست ہو کر یا گھر آ کر پوری کر لی جائے۔ یعنی اگر کسی کو کوئی تکلیف ہو اور اسے روزہ رکھنا دشوار ہو یا روزہ رکھنے سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہو۔ یا سفر میں ہو تو جتنے روزے چھوٹ گئے ہیں انہیں گھر آ کر یا تندرست ہونے کے بعد رکھ لے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔ یہ اللہ کی نرمی و رحمت کا تقاضا ہے کہ دین میں ہر طرح کی آسانی ہے۔

اللہ کے ذکر کی فضیلت: وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ یعنی عبادتوں کے اختتام پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو۔ چنانچہ حج کے بارے میں فرمایا (۱) فَاِذَا قَضَیۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ (بقرہ ۲:۲۰۰) پھر جب تم احکام حج پورے کر چکو تو اپنے باپ دادا کے ذکر کی طرح بلکہ اس سے زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔ (۲) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ (جمعہ ۶۲:۱۰) جب نماز ختم ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ' روزی ڈھونڈو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہو تاکہ فلاح و کامرانی نصیب ہو۔

پھر فرمایا تاکہ تم شکر کرو یعنی فرائض ادا کر کے ناجائز کاموں سے بچ کر اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کر کے شکر کرو ممکن ہے کہ تم رب کے احسان مند و شکر گزار بندے بن جاؤ۔ اللہ پاک ہمیں بھی اپنے شکر گزار بندوں کی فہرست میں شامل فرما لے اور ہماری لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما کر نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بخیر کرے۔ آمین۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾

اے نبی جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہی ہوں میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کو مجھی سے دعائیں مانگنی چاہئیں اور مجھ پر یقین رکھنا چاہیے تاکہ ہدایت پائیں۔

دعائیں مانگنے کا طریقہ: (۱۸۶) ایک دیہاتی نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کیا ہمارا رب ہم سے قریب ہے کہ اس سے

سرگوشی کریں یا دور ہے کہ زور سے پکاریں؟ آپ خاموش ہو گئے اس پر یہ آیت اتری (ابن جریر ابن ابی حاتم)

ابوموسیٰؓ کہتے ہیں ہم ایک لڑائی میں اللہ کے رسولؐ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی اونچے مقام یا ٹیلہ پر چڑھتے یا کسی نشیب میں اترتے تو زور سے تکبیر کہا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا لوگو اپنے اوپر رحم کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ سننے والے اور دیکھنے والے کو پکارتے ہو۔ جو تم سے تمہاری سواریوں کی گردنوں سے بھی زیادہ قریب ہے (الف)

اللہ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو اس کے پاس ہوتا ہوں (الف) (۲) جب تک بندہ مجھے یاد کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر سے ہلتے رہتے ہیں میں اس کے پاس رہتا ہوں (الف) فرمایا ان اللہ مع الذین (نحل ۱۶: ۱۲۸) خوب یاد رکھو اللہ پرہیزگاروں اور مخلصوں کے ساتھ ہے۔ موسیٰ اور ہارون سے فرمایا اِنَّنِيْ مَعَكُمَا (طٰہٰ ۲۰: ۴۷) میں تمہارے ساتھ ہوں اور سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

دعا ضرور قبول ہوتی ہے: غرض اللہ کسی کی دعا رائیگاں نہیں جانے دیتا اور نہ اسے سننے سے کوئی چیز مانع ہے بلکہ اللہ دعائیں خوب سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ اس آیت میں دعائیں مانگنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ اور یقین دلایا گیا ہے کہ کسی کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب بندہ اپنے اللہ کے سامنے دونوں ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے تو اللہ اسے خالی ہاتھ پھیرنے سے شرماتا ہے (دات، ابن ماجہ) (۲) جو مسلمان اللہ سے گناہ یا قطع رحمی کے علاوہ کوئی دعا مانگتا ہے تو اللہ اسے ان تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتا ہے۔ یا تو دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دی جاتی ہے یا کوئی آنے والی مصیبت ہٹا دی جاتی ہے صحابہؓ بولے پھر تو ہم خوب دعائیں مانگا کریں گے۔ فرمایا اللہ بھی خوب قبول فرمائے گا۔ (الف) (۳) دنیا میں جو مسلمان اللہ سے دعا مانگتا ہے اللہ اس کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے یا اس سے اس جیسی مصیبت ہٹا دیتا ہے بشرطیکہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو۔ (ت) (۴) ہر دعا قبول ہوتی ہے اگر جلدی نہ کی جائے (نہ یہ کہا جائے کہ) ہم نے دعا مانگی تھی مگر قبول نہیں ہوئی (ق) (۵) دعا برابر قبول ہوتی ہے بشرطیکہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو اور جلدی نہ کی جائے۔ پوچھا گیا کہ جلدی کرنا کیا ہے۔ فرمایا انسان کہنے لگے کہ میں نے فلاں فلاں دعائیں مانگی تھیں۔ مگر قبول نہیں ہوئیں۔ اور افسوس کرنے لگے اور دعائیں مانگنی چھوڑ دے (م) (۶) دعا کرنے والا برابر بھلائی پر رہتا ہے جب تک جلدی نہ مچائے۔ پوچھا گیا جلدی مچانا کس طرح ہے؟ فرمایا کہنے لگے کہ میں نے رب سے دعا مانگی تھی مگر وہ قبول نہیں ہوئی (الف) (۷) صدیقہ ؓ فرماتی ہیں مومن کی دعا ضائع نہیں ہوتی یا تو اس کا دنیا ہی میں ظہور ہو جاتا ہے۔ یا ذخیرہ آخرت بنا دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ جلدی نہ کرے اور ناامید نہ ہو۔ عروہؒ نے پوچھا اماں جان جلدی اور ناامیدی کیا ہے؟ فرمایا یوں کہنے لگے میں نے دعا کی تھی مگر میری حاجت پوری نہیں ہوئی (ابن جریر)

افطار سے قبل قبولیت کی ساعت: رحمت عالمؐ نے فرمایا افطار کے وقت روزے دار کی دعا قبول کی جاتی ہے (دطیالسی) (۲) ابن عمرؓ اور ان کے بیوی بچے افطار کے وقت خاص طور سے کثرت سے دعائیں مانگا کرتے تھے (۳) افطار کے وقت دعا رد نہیں کی جاتی (ابن ماجہ)

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی: (۵) تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ عادل بادشاہ کی، روزے دار کی جب تک روزہ نہ کھول لے اور مظلوم کی۔ اللہ قیامت کے دن اسے بہت بلند فرمائے گا اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ

فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگر چہ دیر ہو جائے (انت' ابن ماجہ)

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾

تمہیں روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا حلال ہے۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر کے تم سے درگزر کی۔ اب تمہیں ان سے ملنے کی اور اللہ کی لکھی ہوئی نعمت کو ڈھونڈنے کی اجازت ہے اور کھانے پینے کی بھی۔ جب تک صبح کا سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز نہ ہو جائے۔ پھر تم رات تک روزہ پورا کرو اور مسجدوں میں حالت اعتکاف میں اپنی بیویوں سے نہ ملو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اللہ لوگوں کے لیے اسی طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ گناہوں سے بچ جائیں۔

روزے کی تمام رات کھانے پینے کی رخصت: (۱۸۷) آغاز اسلام میں سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے کی رخصت تھی اس آیت میں اس حکم کی تنسیخ ہے۔ رفث سے بیوی سے ملنا مراد ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ تمہارا لباس ہیں یعنی ان سے تمہیں اور تم سے انہیں آرام پہنچتا ہے اور تم ایک دوسرے کے لباس ہو۔ اور آپس میں ملتے جلتے اور اٹھتے بیٹھتے ہو اس لیے رمضان کی راتوں میں تمہیں ان سے ملنے کی اجازت ہے کیونکہ بچنا بڑا مشکل ہے اس آیت کا شان نزول معاذ والی لمبی حدیث میں گزر چکا ہے۔

تحریر تقدیر کی تلاش: پھر فرمایا کہ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے ڈھونڈو یعنی بیویوں سے اولاد کی نیت سے ملو۔

سحری کا آخری وقت: پھر فرمایا کہ کھاتے پیتے رہو جب تک کہ صبح کی سفیدی رات کی سیاہی سے ممتاز نہ ہو جائے صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی کو سفید و سیاہ دھاگے سے تشبیہ دی گئی اور فجر کا لفظ لا کر اشتباہ اٹھا دیا گیا۔

عدیؓ بن حاتم: جب یہ آیت اتری تو میں نے دو سیاہ و سفید ڈورے اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لئے اور انہیں دیکھتا رہا جب یہ معلوم ہونے لگا کہ یہ سفید ہے اور یہ سیاہ تو میں نے کھانا پینا بند کر دیا۔ صبح کو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ واقعہ بتایا۔ فرمایا پھر تو تمہارا تکیہ بہت چوڑا ہے۔ اس سے دن کی سفیدی اور رات کو سیاہی مراد ہے (ق) یعنی اگر تمہارے تکیہ میں دونوں دھاگوں کی گنجائش ہے تو تمہارا تکیہ بہت ہی چوڑا ہے۔ کہ اس میں مشرق و مغرب کی چوڑائی سما گئی۔

سحری کا استحباب: طلوع صبح صادق تک کھانے پینے کی اجازت سے استحباب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ باب رخصت سے ہے جس پر عمل کرنا محبوب ہے۔ اسی وجہ سے حدیثوں میں سحری کی رغبت آئی ہے۔ فرمایا سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے (ق)۔ (٢) ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کا فرق ہے (م) (٣) سحری برکت والا کھانا ہے۔ اسے نہ چھوڑو۔ خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی سہی۔ کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اپنی رحمت اور فرشتے درود بھیجتے ہیں (الف) سحری صبح صادق کے قریب ہی کھانی مستحب ہے زیدؓ بن ثابتؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انسؓ نے پوچھا اذان و سحری میں کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا پچاس آیتوں کا (ق) میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی۔ جب تک روزہ جلدی کھولتی رہے گی اور سحری دیر سے کھاتی رہے گی (الف)

روزہ کا آخری وقت: پھر فرمایا کہ روزے کو رات تک پورا کرلو۔ معلوم ہوا کہ سورج ڈوبتے ہی روزہ کھولنے کا حکم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب ادھر سے رات آئے اور ادھر سے دن جائے تو روزہ دار روزہ کھول لے (ق) (٢) جب تک لوگ روزہ کھولنے میں جلدی کرتے رہیں گے بھلائی پر رہیں گے (ق) (٣) ایک حدیث قدسی میں ہے مجھے وہ بندے بہت پیارے ہیں جو جلدی روزہ کھول دیتے ہیں (ات)

اعتکاف کا بیان: پھر فرمایا کہ حالت اعتکاف میں بیویوں سے نہ ملو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ حکم اس کے بارے میں ہے جو رمضان یا غیر رمضان میں مسجد میں اعتکاف میں ہو۔ اسے دن میں یا رات میں بیویوں سے ملنا منع ہے جب تک اعتکاف پورا نہ ہو جائے۔ معتکف پر بالاتفاق اس کی بیوی حرام ہے۔ نہ بوسہ لے سکتا ہے اور نہ چمٹا سکتا ہے۔ اگر معتکف کسی ضرورت سے گھر جائے تو ضرورت سے زیادہ گھر میں ٹھہرنا بھی حلال نہیں۔

نیز اعتکاف کے علاوہ کسی دیگر کام میں مشغول ہونا بھی ٹھیک نہیں۔ معتکف بیمار پرسی کو بھی نہیں جا سکتا ہاں راہ میں گزرتے ہوئے بیمار کا حال پوچھ سکتا ہے۔

قرآن میں روزوں کے بعد اعتکاف کا بیان ہے جس سے اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ اعتکاف روزوں میں یا رمضان کے اخیر عشرے میں بیٹھنا چاہیے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ آخری دم تک رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ پھر آپ کے بعد امہات المومنین نے اعتکاف کیا (ق) صفیہؓ بنت حیی آپ سے ملنے جایا کرتی تھیں جبکہ آپ مسجد میں حالت اعتکاف میں ہوتے تھے۔ پھر کچھ دیر باتیں کر کے گھر واپس آ جایا کرتی تھیں۔ چونکہ رات ہوتی تھی اس لیے انہیں خود اللہ کے رسول ﷺ ہی گھر پہنچانے آیا کرتے تھے۔ ان کا گھر مدینہ منورہ کے کنارے اسامہؓ بن زید کے گھر میں تھا۔ پھر فرمایا۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، یعنی روزوں کے یہ بیان کردہ مسائل جن میں بعض فرض ہیں بعض حرام ہیں اور بعض کی رخصت ہے۔ ہماری حدیں ہیں ہم نے یہ حدیں مقرر کی ہیں لہٰذا ان کے پاس بھی نہ جاؤ آگے بڑھنا تو دور کی بات ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ اسی طرح اپنی آیتیں لوگوں کو کھول کھول کر بتاتا ہے جس طرح روزے معہ احکام وفرائض کے تفصیل وار کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں اسی طرح اللہ سارے احکام اپنے محبوب بندے اور رسول ﷺ کی زبانی بیان فرماتا ہے۔ تاکہ لوگ راہ ہدایت واطاعت پہچان جائیں۔ فرمایا هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ (حدید ٥٧:٩) اللہ ہی اپنے بندے پر صاف صاف آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لائے۔ یاد رکھو اللہ تم پر بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا
فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ ع ۲۳

اور ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ اور حاکموں کو رشوت نہ پہنچاؤ تا کہ گناہ کو جان بوجھ کر گناہ سے لوگوں کا مال کھا جاؤ۔

رشوت کی حرمت: (۱۸۸) اس کے بارے میں ہے جس پر کسی کا کچھ مال واجب ہو مگر ثبوت نہ ہو۔ اور جس پر مال واجب ہے وہ انکار کرتا ہو اور قاضی بھی اسے بری کر دے حالانکہ اسے خوب معلوم ہے کہ اس پر فلاں کا حق واجب ہے اگر یہ شخص انکار کرے گا تو گناہ گار ہونے کے علاوہ حرام کھائے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں انسان ہوں (غیب داں نہیں ہوں) میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں ممکن ہے حجت میں کوئی کسی سے زیادہ تیز اور چرب زبان ہو اور میں اس کے حق میں (ناحق) فیصلہ کر دوں۔ اگر میں کسی کے حق میں مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دوں تو یاد رکھو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اسے اختیار ہے چاہے اسے لے لے یا چھوڑ دے (ق)

قاضی کا فیصلہ حق کو ناحق یا ناحق کو حق نہیں بناتا: اس آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کا فیصلہ خارج میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کرتا اور حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہیں بناتا۔ فیصلہ ثبوت دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو خیر ورنہ قاضی کو فیصلہ کا اجر ملے گا۔ اور ظالم پر ظلم کا وبال پڑے گا۔

یاد رکھو جس کے حق میں دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا گیا ہو اس کا جھگڑا ختم نہیں ہوا۔ جب تک اللہ قیامت کے دن دونوں کو جمع نہ کرے اور ظالم سے مظلوم کا حق نہ دلوا دے اور دنیا میں جو ناحق فیصلہ ہوا تھا اس کے بدلے ظالم سے مظلوم کو نیکیاں نہ دلوا دے۔

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ
الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا
الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾

لوگ آپ سے ہلالوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیں کہ یہ لوگوں کے وعدوں کے اور حج کے اوقات ہیں اور احرام کی حالت میں تمہارا گھروں کے پیچھے سے آنا نیکی نہیں ہے بلکہ نیک تقوے والا ہے۔ اور گھروں کے دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ تا کہ تم فلاح پاؤ۔

چاند کے متعلق سوال: (۱۸۹) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ہلال کے بارے میں پوچھا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ ان سے قرض و دیگر معاملات کے اوقات، عورتوں کی عدتیں اور حج کے اوقات معلوم ہو جاتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے ہلال لوگوں کے لیے اوقات بنائے ہیں۔ لہذا چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر ہی چھوڑو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن پورے کر لو۔ (حاکم)

نیکی کا مدار تقوے پر ہے: پھر فرمایا نیکی گھروں کے پیچھے سے آنے میں نہیں۔ بلکہ نیکی کا مدار تقوی پر ہے۔ براء فرماتے ہیں: جاہلیت میں احرام باندھ کر گھروں میں گھروں کے پیچھے سے آیا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت اتری (بخاری)۔

نیکی اللہ کی فرمانبرداری ہے: پھر فرمایا کہ اللہ سے ڈرو تا کہ فلاح پاؤ۔ یعنی اللہ کا جو حکم ہوا ہے بجا لاؤ اور جس سے اس نے روک دیا ہے۔ اس سے رک جاؤ۔ تا کہ کل قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے کھڑے ہو تو وہ تم کو تمہاری نیکیوں کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹۳﴾

اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یاد رکھو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور انہیں جہاں بھی پاؤ مارو۔ اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی انہیں نکال باہر کرو اور فتنہ (شرک) قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ تم ان سے حرمت والی مسجد کے پاس نہ لڑو جب تک وہ وہاں تم سے نہ لڑیں۔ پھر اگر وہ تم سے لڑنے لگیں تو تم انہیں مارو۔ کافروں کا بدلہ اسی طرح ہے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو یاد رکھو اللہ خوب بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ ان سے لڑتے رہو جب تک کہ (شرک کا) فتنہ مٹ کر اللہ کا دین غالب نہ آ جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو زیادہ ظالموں ہی پر ہے۔

مدینہ میں جہاد کا حکم: (۱۹۰) مدینہ میں جنگ کے بارے میں یہ پہلی آیت اتری ہے۔ اس آیت میں ہے کہ جو تمہارے کھلے دشمن ہیں اور تمہارا دین مٹانے کا عزم کر چکے ہیں ان سے جہاد کرو۔

مثلہ کرنے کی ممانعت: پھر فرمایا کہ زیادتی نہ کرو۔ یعنی جہاد میں زیادتی نہ کرو یعنی ناک کان نہ کاٹو۔ مال غنیمت نہ چراؤ۔ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو۔ درویشوں اور عبادت گزاروں کو نہ مارو۔ بلا مصلحت درخت نہ جلاؤ اور نہ کسی جاندار کو قتل کرو۔

اللہ کے رسول ﷺ مجاہدین اسلام سے فرمایا کرتے تھے۔ جاؤ اللہ کی راہ میں کافروں سے جہاد کرو چوری نہ کرو غداری نہ کرو مثلہ نہ کرو اور بچوں اور معبد والوں کو نہ مارو (م) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ کسی لشکر کو جہاد

پروانہ فرماتے تو ان سے فرماتے کہ اللہ کا نام لے کر جاؤ۔ اللہ کی راہ میں کافروں سے جنگ کرو، زیادتی نہ کرو، چوری نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور بچوں کو اور گرجے والوں کو نہ مارو (الف د)۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی جنگ میں ایک عورت کی لاش دیکھی گئی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی مذمت فرمائی (الف)

شرک خون ریزی سے زیادہ تباہ کن ہے: چونکہ جہاد میں خوں ریزی ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ نے فرمایا کہ کفر وشرک اور اللہ کی راہ سے روکنا خونریزی سے زیادہ تباہ کن ہے۔ فتنہ سے شرک مراد ہے۔

حرم میں جنگ کی ممانعت: پھر فرمایا کہ مسجد حرام کے پاس نہ لڑو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اس شہر کو آسمان و زمین کی پیدائش کے دن ہی سے حرام فرما دیا ہے۔ لہذا یہ اللہ کی اسی حرمت پر قیامت تک قائم ہے۔ بس میرے لیے ایک دن تھوڑی سی دیر کے لیے حلال کیا گیا تھا۔ پھر اس کی حرمت حسب سابق لوٹ آئی تھی۔ لہٰذا اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ اس کی گھاس اکھیڑی جائے۔ اگر کوئی میرے جہاد سے اس میں جواز جنگ کا قائل ہو تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تھی۔ تمہیں اجازت نہیں دی (ق)۔ اس سے فتح مکہ کا دن مراد ہے کیونکہ اس دن آپ نے مکہ پر چڑھائی کی تھی اور کچھ مشرک مارے بھی گئے تھے۔

مدافعت کے لیے حرم میں جواز جنگ: پھر فرمایا کہ حرم میں عدم جنگ کا حکم اس وقت تک ہے جب تک مشرک تم سے جنگ نہ کریں۔ اگر وہ تم سے برسر پیکار ہوں تو پھر تم بھی انہیں مارو کیونکہ کافروں کا یہی بدلہ ہے یعنی اگر مشرک جنگ کی پہل کریں تو بطور مدافعت کے تمہیں بھی جنگ جائز ہے چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کرنے پر حدیبیہ کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی۔ جبکہ اہل قریش نے معہ مددگار جماعتوں کے آپ پر حملہ کیا تھا مگر اللہ نے یہ فتنہ ٹال دیا تھا۔ اس آیت **وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ** (فتح ۴۸: ۲۴) (اللہ ہی نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے وادی مکہ میں (جب اللہ نے تمہیں ان پر غلبہ دے دیا تھا) روک دیے میں اسی نعمت کا بیان ہے۔ اس سلسلے میں فرمایا ولولا رجال (فتح ۴۸: ۲۵) اگر مسلمان مرد وعورت جنہیں تم نہیں جانتے (کہ کہیں تم انہیں لاعلمی میں قتل نہ کر ڈالو اور ان کا وبال تم پر پڑ جائے) نہ ہوتے تو اللہ تمہیں جہاد کی اجازت دے دیتا۔

مغفرت کا وعدہ: (۱۹۲) یعنی اگر مشرک حرم میں جنگ سے باز آ جائیں اور مسلمان ہونا چاہیں تو بڑے شوق سے مسلمان ہو جائیں۔ اللہ ان کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ کیونکہ وہ خوب بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اللہ اپنے پیاروں کے قتل کیے جانے کے باوجود بھی اسلام کی وجہ سے قاتلوں کے گناہ مٹا دے گا کیونکہ سچے دل سے توبہ کرنے والے کا گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اللہ اسے معاف فرما دیتا ہے۔

جواز جہاد شرک مٹانے کے لیے ہے: (۱۹۳) یعنی مشرکوں سے جنگ برابر جاری رکھو۔ جب تک شرک کا فتنہ نہ مٹ جائے۔ اور اللہ کا دین تمام دینوں پر غالب نہ آ جائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک شخص بہادری کی نیت سے لڑتا ہے ایک شخص حمیت قومی کے لیے اور ایک شخص صرف دکھاوے کے لیے ان میں سے اللہ کی راہ میں کون مجاہد ہے؟ فرمایا جو اس نیت سے لڑتا ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہی مجاہد ہے (ق) (۲) مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ توحید نہ مان لیں پھر جب وہ توحید مان لیں گے تو مجھ سے بجز اسلامی حقوق کے جان و مال بچا لیں گے اور ان کے دلوں کا حساب اللہ پر ہے۔

ظالم مسلمانوں سے جنگ کا جواز: پھر فرمایا اگر مشرک باز آ جائیں تو ظالموں پر ہی زیادتی ہے۔ یعنی اگر مشرک جنگ وشرک سے باز آ جائیں تو انہیں نہ چھیڑو اور جنگ بند کر دو۔ اگر کسی نے ان سے جنگ کی تو وہ ظالم ہے اور ظالموں ہی سے جنگ کی جاتی ہے۔

فرمایا فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ (بقرہ ۲:۱۹۴) اگر کسی نے تم پر زیادتی کی تو اسی کے مطابق تم بھی اس پر زیادتی کر سکتے ہو۔ (۲) وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ (شوریٰ ۴۲:۴۰) برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے (۳) وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا (نحل ۱۶:۱۲۶) اگر تم کسی کو سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تمہیں دی گئی ہے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کے بدلہ میں ہے اور حرمتوں کی برابری ہے۔ پھر جو شخص تم پر زیادتی کرے تو اس کی زیادتی کے برابر تم بھی اس پر زیادتی کر لو اور اللہ سے ڈر جاؤ اور یقین مانو اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت: (۱۹۴) ذی قعدہ ۶ھ میں اللہ کے رسول ﷺ مدینہ سے عمرے کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے۔ مشرکوں نے آپ کو معہ صحابہؓ کے مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپ اگلے سال عمرے کے لیے آئیں گے۔ چنانچہ اگلے سال آپ معہ صحابہؓ کے مکہ تشریف لے گئے اور گزشتہ سال کے عمرے کی قضا کی۔ اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارا ہے اور اسی سلسلے میں یہ آیت اتری' جابرؓ بن عبداللہ: اللہ کے رسول ﷺ حرمت والے مہینے میں جنگ نہیں کرتے تھے۔ تاوقتیکہ آپ سے جنگ نہ کی جاتی۔ اگر پہلے سے آپ جہاد میں مصروف ہوتے تو ان مہینوں کے آتے ہی جہاد بند کر دیا کرتے تھے (الف)۔

زیادتی پر برابر سرابر بدلہ کا جواز: زیادتی پر برابر سرابر بدلہ کا حکم عین عدل ہے۔ حتیٰ کہ مشرکوں میں بھی یہی مساوات قائم رکھی گئی۔ فرمایا وَاِنْ عَاقَبْتُمْ (نحل ۱۶:۱۲۶) اگر تم کسی کو سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تمہیں دی گئی ہے (۲) وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ (شوریٰ ۴۲:۴۰) برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے۔

ہمیشہ خشیت الٰہی پیش نظر رہنی چاہیے: پھر فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو یعنی اللہ کی اطاعت اس کا ڈر اور گناہوں سے پرہیز دنیا اور آخرت میں نصرت و تائید کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ اور دائمی کامیابی کا راز اسی میں پنہاں ہے جو یہ راز پا جاتے ہیں وہی فائز المرام اور مقبول انام ہوتے ہیں۔

وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۛ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾ مع

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ اور احسان کرو۔ یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کا بیان: (۱۹۵) یہ آیت اللہ کی راہ میں خرچ کے بارے میں ہے کہ نہ تو بالکل ہی ہاتھ بند کرلو اور نہ سارا مال ہی خرچ کرڈالو۔ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑ جاؤ۔ ونیز اس سے وہ عمل صحیح جس کی بیجا زیادتی سے انسان اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لے مثلاً میدان جنگ میں اکیلے تن تنہا دشمنوں کی صفوں میں گھس جانا بغیر زاد راہ جہاد میں نکل جانا کثرت سے نفلی روزے یا تبلیغ دین کے نام پر بال بچوں کو بغیر نان ونفقہ چھوڑ کر گھر سے نکل جانا وغیرہ سب اس آیت میں شامل ہے۔

اس آیت میں اللہ کی راہ میں دینے دلانے کی ترغیب ہے کہ نیکی کے ہر کام میں اور بھلائی کی ہر جگہ پر مالی قربانیاں دی جائیں۔ خصوصاً جہاد کے موقعہ پر تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ مضبوط ہوں اور وہ اطمینان سے جہاد کریں۔ کیونکہ اگر جہاد جیسے موقعہ پر ہاتھ کھینچ لیا جائے تو خود اپنی ہلاکت ہے۔ معلوم ہوا کہ حسن سلوک جس کا اس آیت میں حکم ہے اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ
وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ
اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ
مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۹۶ ع ۲۴ / ۸

اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔ پھر اگر تمہیں روک لیا جائے تو جو قربانی میسر ہو کرڈالو۔ اور سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ (سر منڈالے اور) فدیہ دے دے یعنی روزے رکھ لے یا صدقہ دے دے یا قربانی کردے پھر جب تم حالت امن میں ہو تو جو عمرے سے حج تک فائدہ اٹھائے اسے جو قربانی آسانی سے میسر آجائے کرڈالے۔ لیکن جسے قربانی کا مقدور نہ ہو وہ حج میں تین روزے رکھ لے اور سات گھر جاکر پورے دس ہو جائیں گے یہ حکم مسجد حرام کے پاس نہ رہنے والوں کے لیے ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو یقین مانو۔ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

حج وعمرے کا بیان: (۱۹۶) پہلے روزوں کا بیان تھا پھر جہاد کا۔ اب حج کا بیان ہے اور حکم ہے کہ حج اور عمرہ پورا کرو۔ بظاہر شروع کرنے کے بعد حج وعمرے کا پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ آیت کا انداز بیان بتا رہا ہے۔ اسی وجہ سے بعد میں فرمایا کہ اگر کعبہ تک پہنچنے سے تمہیں روک دیا جائے اور تم حج وعمرہ پورا کرنے سے مجبور ہو جاؤ تو وہیں قربانیاں کرڈالو۔

مختلف سندوں سے انسؓ اور صحابہؓ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حج وعمرہ جمع فرمایا۔ آپ

ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہو وہ حج اور عمرے کا احرام باندھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ عمرہ حج میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو گیا۔

اگر محرم سفر میں روک لیا جائے تو قربانی کر کے اور سر منڈا کر حلال ہو جائے: پھر فرمایا اگر تم حج میں روک لیے جاؤ تو جو قربانی میسر ہو کر ڈالو۔ کہتے ہیں یہ آیت حدیبیہ کے سال ۶ ھ میں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں نے مکہ جانے سے روک دیا تھا اتری اسی سال اسی سلسلہ میں مکمل سورہ فتح اتری اور حکم ہوا کہ قربانی کے تمام جانور (۷۰ اونٹ) یہیں ذبح کر دیے جائیں اور سر منڈا کر احرام کھول دیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو قربانیاں کر کے سر منڈانے اور احرام کھول دینے کا حکم دیا۔ مگر صحابہ تعمیل حکم سے اس امید پر رکے رہے کہ شاید یہ حکم منسوخ ہو جائے۔ مگر جب آپ نے قربانی کر کے سر منڈوا لیا تو کوئی تو سر منڈوانے لگا اور کوئی کتروانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کے پوچھنے پر تیسری بار فرمایا اور بال کتروانے والوں پر بھی رحم فرمائے۔ آپ ﷺ کے ساتھ چودہ سو صحابہ ؓ تھے اور ہر سات ایک ایک اونٹ میں شریک تھے۔ یہ مقام حدیبیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے جو حرم سے خارج ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر کسی کا ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائے یا کوئی اور تکلیف ہو جائے یا لنگڑا ہو جائے وہ حلال ہو جائے گا مگر اس پر دوسرا حج واجب ہے (الف)

صدیقہ ؓ فرماتی ہیں ایک دفعہ اللہ کے رسول ضباعہ ؓ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے پوچھا کہ میرا عزم حج ہے مگر ہوں بیمار۔ فرمایا حج کو جاؤ اور احرام میں شرط لگا لو کہ اے اللہ آپ مجھے جہاں روک دیں گے میں وہیں احرام کھول دوں گی (م) اسی وجہ سے حج میں شرط لگانا روا ہے۔

پھر فرمایا سر نہ منڈواؤ جب تک قربانی اپنے محل پہنچ کر ذبح نہ کر دی جائے۔ اگر کوئی حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھ لے یا حج وعمرے کا الگ الگ احرام باندھے یا عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ کر کے حلال ہو کر پھر حج کا احرام باندھے تو جب تک حج اور عمرے کے احکام سے یا صرف حج کے یا عمرے کے احکام سے فارغ نہ ہو جائے سر منڈانا جائز نہیں۔ حفصہ ؓ فرماتی ہیں میں نے پوچھا کہ لوگوں نے تو اپنے آپ عمرے کھول ڈالے۔ آپ عمرے سے کیوں حلال نہیں ہوئے؟ فرمایا میں نے سر کے بال جما لیے ہیں اور قربانی کے گلے میں نشانی ڈال دی ہے میں جب تک قربانی نہ کر لوں حلال نہیں ہو سکتا (ق)۔

قبل از وقت سر منڈانے سے دم لازم آتا ہے: پھر فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو سر منڈوا کر فدیہ دے دے۔ عبداللہ بن مغفل: فرماتے ہیں میں نے مسجد کوفہ میں کعب ؓ بن عجرہ سے روزوں کے فدیہ کے بارے میں پوچھا۔ بولے میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے جایا گیا میرے منہ پر جوئیں جھڑ رہی تھیں۔ فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ تکلیف کی یہاں تک نوبت آ گئی ہو گی۔ کیا تمہیں ایک بکری کا مقدور نہیں۔ میں بولا نہیں۔ فرمایا اچھا تو تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا دو یعنی ہر محتاج کو نصف صاع (ایک سیر چھ چھٹانک) اناج دے دو اور سر منڈا لو۔ یہ آیت خاص طور سے میرے بارے میں اتری مگر حکم عام ہے (ب) کعب ؓ بن عجرہ فرماتے ہیں میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوئیں میرے منہ پر جھڑ رہی تھیں اللہ کے رسول ؐ نے میرے پاس آ کر فرمایا کیا تمہیں ان کیڑوں سے تکلیف ہے؟ میں بولا جی۔ فرمایا سر منڈا لو پھر تین روزے رکھ لو یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا دو۔ یا ایک بکری ذبح کر دو۔ ایوب ؒ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ ﷺ نے کون سی چیز

پہلے فرمائی۔ (الف۔موطا)

چونکہ قرآن رخصت دے رہا ہے اس لیے سب سے پہلے وہی بیان کیا جو سب سے زیادہ آسان ہے۔ پھر قریب والے کو پھر اس سے قریب والے کو۔ روزے سب سے زیادہ آسان ہیں۔ پھر صدقہ کا درجہ ہے۔ پھر قربانی کا۔ اسی وجہ سے یہی ترتیب قائم رکھی گئی ہے۔ اور جب رحمت عالم ﷺ نے کعبؓ کو حکم دیا تو افضل کا خیال کیا چنانچہ بکری سب سے افضل ہے۔ اس کا حکم دیا۔ پھر صدقے کا درجہ ہے پھر روزوں کا۔ قربان جایئے اللہ کی ترتیب پر اور اللہ کے رسولؐ کی ترتیب پر۔ ہر ترتیب اپنی جگہ نہایت موزوں ہے۔

حج تمتع کا بیان: پھر فرمایا کہ جب امن ہو تو حج تمتع میں قربانی کی جائے خواہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا گیا ہو۔ (حج قران ہو) یا پہلے عمرے کا احرام باندھ کر اور اس سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھا گیا ہو (حج تمتع ہو)۔ حج تمتع عام ہے اور قران و تمتع دونوں کو شامل ہے اور دوسری قسم کو تمتع خاص کہتے ہیں۔ صحیح حدیثیں تمتع عام پر دلالت کرتی ہیں۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ آپ نے تمتع کیا اور بعض کہتے ہیں قران کیا اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ آپ قربانی لے گئے' آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع والے کو جس قربانی کی سہولت ہو وہی کر ڈالے۔ ادنیٰ درجہ کی قربانی بکری ہے اور گائے بھی کی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے امہات المومنینؓ کی طرف سے گائے کی تھی۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں آپ نے ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی تھی (اور وہ متمتع تھیں (ابن مردویہ)۔ اس سے تمتع کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ عمرانؓ ابن حصین کہتے ہیں آیت تمتع قرآن میں ہے۔ اور ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تمتع کیا ہے اور کسی آیت نے اس کی تنسیخ نہیں کی۔ یہاں تک کہ آپ سدھار گئے۔ آپ کے بعد ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا (ق) بخاریؒ کہتے ہیں شخص سے مراد عمرؓ ہیں۔ ان کی صراحت بھی آ گئی ہے کہ یہ تمتع سے منع فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہم اللہ کی کتاب کو دیکھیں تو اللہ نے تمام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ فرمایا وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔یعنی حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔ (درحقیقت عمرؓ نے اس مصلحت سے لوگوں کو حج تمتع سے روک دیا تھا کہ لوگ کثرت سے تمتع کا احرام باندھ کرنہ آنے لگیں۔ چنانچہ آپ نے اس مصلحت کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ ورنہ آپ تمتع کو مسنون ہی سمجھتے تھے۔

اگر حج تمتع والے کے پاس قربانی نہ ہو تو دس روزے رکھ لے: پھر فرمایا کہ جو قربانی نہ پائے وہ تین روزے تو ایام حج ہی میں رکھ لے اور سات گھر آ کر' بہتر تو یہ ہے کہ ذی الحجہ کے اول عشرے میں نویں تاریخ سے پہلے پہلے رکھ لیے جائیں۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے اور حج کا احرام باندھا تھا اور ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانور لے گئے تھے' لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا تھا۔ پہلے آپ نے عمرے کا پھر حج کا احرام باندھا تھا۔ بعض لوگوں کے پاس قربانیاں تھیں اور بعض کے پاس نہ تھیں۔ جب آپ ﷺ مکہ پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہے وہ حج سے فارغ ہو کر ہی احرام کھولے اور جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ طواف وسعی کر کے بال منڈوالے اور احرام کھول ڈالے پھر (آٹھویں تاریخ کو) حج کا احرام باندھے اور جسے قربانی کا مقدور نہ ہو وہ تین روزے حج میں رکھ لے اور سات گھر جا کر (ق) پھر بطور تاکید کے فرمایا کہ اس طرح دس روزے ہو جائیں گے۔

تمتع مکہ والوں کے لیے نہیں: پھر فرمایا کہ یہ حکم غیر مکہ والوں کے لیے ہے۔ یعنی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اہل حرم کو تمتع کی اجازت نہیں۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

حج کے مہینے معلوم ہیں۔ پھر جو شخص ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کر لے اسے حج میں بیوی سے ملنا' گناہ کرنا اور لڑنا جھگڑنا جائز نہیں۔ اللہ تمہاری ہر نیکی جانتا ہے اور سامان سفر لے لیا کرو یاد رکھو بہترین توشہ اللہ کا ڈر ہے۔ اور اے اہل دانش مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

حج کا احرام کب باندھا جائے: (۱۹۷) اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔ سنت یہی ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں ہی میں باندھا جائے (ابن مردویہ' ابن خزیمہ)۔

دوسرے مہینوں میں حج کا احرام نہیں اور دلیل اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ہے۔ حج کا وقت معلوم مہینے ہیں جیسے نماز وقت سے پہلے صحیح نہیں۔ اسی طرح حج کا احرام وقت سے پہلے صحیح نہیں' جابرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کسی کو یہ لائق نہیں کہ دوسرے مہینوں میں حج کا احرام باندھے۔ احرام حج ہی کے مہینوں میں باندھا جائے (ابن مردویہ)۔

کیونکہ قرآن میں ہے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ (بقرہ۲: ۱۸۹) لوگ آپ سے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ یہ لوگوں کے اور حج کے اوقات ہیں۔ نیز حج اور عمرے دونوں کو نسک کہتے ہیں چونکہ عمرے کا احرام سال کے ہر حصہ میں باندھا جاتا ہے اس لیے حج کا احرام صرف حج کے مہینوں ہی میں باندھنا چاہیے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں حج کے مہینے شوال' ذی قعدہ اور ذی الحج کے دس دن ہیں (ب حاکم)۔

محرم کو بیوی سے ملنا حرام ہے: پھر فرمایا۔ پھر جو ان مہینوں میں اپنے اوپر حج فرض کر لے۔ یعنی احرام باندھ کر حج لازم کر لے۔ معلوم ہوا کہ حج کا احرام باندھنا حج کے پورا کرنے کو لازم ہے۔ یہاں (فرض سے لزوم مراد ہے) رفث سے بیوی سے ملنا مراد ہے (فرمایا اُحِلَّ لَكُمْ (بقرہ۲: ۱۸۷) تمہارے لیے روزے کی راتوں میں بیویوں سے ملنا حلال ہے۔ احرام میں جماع ہی سے ممانعت ہے بلکہ اس کے اسباب (بوس و کنار و معانقہ وغیرہ) سے بھی بچنا ضروری ہے اور عورتوں کے پاس اس قسم کی باتوں سے بھی بچنا لازم ہے (ابن جریر) فسوق سے گناہ گالی گلوچ مراد ہے۔ یعنی فسق سے تمام وہ باتیں مراد ہیں جن سے حالت احرام میں روک دیا گیا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور اثنائے حج میں صحبت و گناہ سے بچا رہا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے (ق)۔

حج میں فسق و جنگ و جدل کی ممانعت: ایک حدیث میں ہے سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّ قِتَالُهٗ كُفْرٌ مسلمانوں کو گالیاں دینا فسق ہے اور جنگ کرنا کفر ہے)

پھر فرمایا کہ حج میں جنگ و جدال بھی نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنا حج پورا کر لیا اور مسلمان اس کی زبان اور

ہاتھ سے محفوظ رہے اس کے سارے اگلے گناہ معاف ہو گئے۔

حج میں نیکیاں کرنے کی ترغیب: پھر فرمایا۔ اللہ تمہاری ہر نیکی جانتا ہے۔ اس سے پہلے حالت احرام میں بری باتوں سے نفرت دلائی گئی تھی اب اچھی باتوں کی رغبت دلائی جا رہی ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تمہاری ایک ایک نیکی سے خبر دار ہے اور قیامت کے دن تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا۔

سفر میں حسب ضرورت سامان لے کر جانا ضروری ہے: پھر فرمایا سامان سفر لے کر چلو اور بہترین سامان سوال سے بچنا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں بعض لوگ حج کے لیے ننگے بھوکے نکل کھڑے ہوتے تھے اور خیال کر لیتے تھے کہ ہم اللہ کے مہمان بن کر جا رہے ہیں کیا اللہ ہماری مہمان نوازی نہیں فرمائے گا۔ اللہ نے فرمایا کہ سامان سفر لے کر روانہ ہوا کرو۔ تا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچ جاؤ۔

سفر آخرت کا توشہ: چونکہ سامان سفر کا بیان تھا اور سب سے اہم اور آخری سفر آخرت ہے۔ اس لیے ساتھ ہی ساتھ سفر آخرت کے توشہ کا بھی بیان فرما دیا کہ اللہ کا ڈر بہترین زاد سفر آخرت ہے۔ فرمایا قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا (اعراف ۷۔ ۲۶) ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا جو تمہارا ستر چھپا لیتا ہے اور خوبصورتی کا بھی ذریعہ ہے اور تقوے کا لباس سب سے بہتر ہے۔ ظاہری لباس کا ذکر فرما کر باطنی لباس کا جو خشوع وخضوع اور اطاعت وتقوی ہے۔ ذکر فرمایا اور خبر دی کہ اس ظاہری لباس سے یہ باطنی لباس بہت مفید وخیر وبرکات والا ہے اور زاد تقوی سے زاد آخرت مراد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں توشہ جمع کرے گا وہ توشہ آخرت میں کام آئے گا (طبرانی)

ارباب دانش ہمیشہ اللہ سے ڈرتے ہیں: پھر فرمایا کہ ارباب دانش مجھ ہی سے ڈرو۔ یعنی میری پکڑ سے میری سزا سے اور میرے عذاب سے ڈرتے رہو کہ میں اپنے دشمنوں اور نافرمانوں کو کس کس طرح عذاب میں مبتلا کر دیتا ہوں۔ اس لیے عقل سے کام لے کر میری مخالفت اور نافرمانی نہ کرو اور میرے احکام پر بلا چون وچرا عمل پیرا رہو۔

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ‌ؕ فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ‌ۖ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ‌ۚ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ﴿۱۹۸﴾

تمہیں اپنے رب کا فضل تلاش کرنا تم پر گناہ کا ذریعہ نہیں۔ پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو جبل مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔ اس نے تمہیں ہدایت دی اسی نعمت پر اس کا ذکر کرو۔ اگر چہ تم اس سے قبل راہ سے بھٹکے ہوئے تھے۔

حج کے ساتھ ساتھ تجارت: (۱۹۸) ابن عباسؓ: چونکہ عکاظ مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے بازار تھے اس لیے لوگوں نے سفر حج میں تجارت کو گناہ سمجھا اس پر یہ آیت اتری (ب) یعنی سفر حج میں تجارت سے کوئی حرج نہیں (عبدالرزاق' ابن منصور)۔ ایک روایت میں ہے پھر جب لوگ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے تجارت میں گناہ سمجھ کر آپ سے پوچھا اس پر یہ آیت اتری' ابن عباسؓ فرماتے ہیں لوگ زمانہ حج میں کاروبار سے بچا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ زمانہ اللہ کے ذکر کا ہے اس پر یہ آیت اتری (ہ) یعنی

احرام سے قبل و بعد کاروبار میں کوئی حرج نہیں۔

عرفات کا بیان: پھر فرمایا۔ جب تم عرفات سے واپس ہو تو مزدلفہ میں ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو۔

عرفات حاجیوں کا موقف اور احکام حج کا ستون ہے۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار فرمایا حج عرفات ہی (کا قیام) ہے جس نے طلوع آفتاب سے قبل عرفات پالیا اس نے حج پالیا۔ منیٰ کے تین دن ہیں۔ پھر جو دو دن میں منیٰ سے چلا یا اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو نہیں آیا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ قیام عرفات کا وقت زوال تاریخ نہم سے صبح دہم تک ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ظہر کی نماز پڑھ کر غروب آفتاب تک ٹھہرے تھے۔ حجۃ الوداع میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھ سے احکام حج سیکھ لو اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جس نے عرفات طلوع فجر تک پالیا اس نے حج پالیا۔

عرفات کی وجہ تسمیہ: عرفات کو عرفات اسلیے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جبرائیل کو ابراہیم کے پاس بھیجا تا کہ آپ کو حج کرادیں۔ جب آپ عرفات میں تشریف لائے تو جبرائیل نے پوچھا۔ عرفت (پہچان گئے؟) اس وجہ سے اس کا نام عرفات ہو گیا۔

مشعر الحرام: عمرو بن میمون فرماتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے مشعر الحرام کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ چپ رہے۔ جب آپ ہماری سواریوں کے ساتھ مزدلفہ میں اتر آئے تو پوچھا مشعر الحرام کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے۔ یہ ہے مشعر احرام۔ سارا مزدلفہ مشعر الحرام ہے (عبدالرزاق)۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ پہاڑ اور اس کے قرب وجوار کا حصہ مشعر الحرام ہے۔ آپ نے کوہ قزح پر بھیڑ دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے لوگ کیوں جمع ہیں یہاں کی ساری جگہ مشعر الحرام ہے یعنی دونوں پہاڑوں کی درمیانی تمام جگہ مشعر الحرام ہے۔

مزدلفہ: عطاءؒ سے پوچھا گیا کہ مزدلفہ کہاں ہے؟ فرمایا جب تم عرفات سے چل کر اس کے دونوں کنارے چھوڑ دو تو پھر وادی محسر تک مزدلفہ ہی ہے جہاں چاہو ٹھہرو۔ اگر مجھ سے پوچھو تو میں یہی کہوں گا کہ کوہ قزح سے ورے ہی ٹھہر جاؤ تا کہ راستے سے بچ جاؤ۔ مشاعر ظاہری نشانوں کو کہتے ہیں۔ مزدلفہ کو مشعر الحرام اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ حرم میں داخل ہے۔

اظہار شکر: پھر فرمایا کہ اللہ کا ذکر کر کے اس کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے وضاحت سے احکام حج بیان کر کے تمہاری رہنمائی فرمائی اور تمہیں خلیل اللہ کی ہو بہو سنت بتادی حالانکہ اس سے پہلے تم بالکل بے خبر تھے۔ یعنی اس رہنمائی سے یا رسول ﷺ سے یا قرآن سے پہلے تم کچھ نہیں جانتے تھے۔

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾

تم بھی اسی جگہ سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں اور اللہ سے مغفرت مانگتے رہو۔ یاد رکھو اللہ خوب معاف کرنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

مشعر الحرام پر ٹھہر کر ذکر وشکر کی تاکید: (۱۹۹) عرفات میں ٹھہرنے والوں کو حکم ہے کہ مزدلفہ جا کر مشعر الحرام میں ٹھہر کر اللہ کا ذکر کریں۔ اور یہ بھی حکم ہے کہ تمام عوام وخواص کو عرفات ہی میں ٹھہرنا چاہیے اور جاہلیت کی رسم چھوڑ دینی چاہیے کہ عوام تو

عرفات میں ٹھہرا کرتے تھے مگر قریشی بطور امتیاز کے حد حرم سے باہر نہیں جایا کرتے تھے اور حرم کے آخری کنارے پر ٹھہر جایا کرتے تھے کہتے تھے کہ ہم اللہ والے اس شہر کے رئیس اور اللہ کے گھر کے مجاور ہیں۔ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں قریشی اور ان سے اجازت یافتہ اشخاص مزدلفہ میں ٹھہر جایا کرتے تھے اور اپنے اپ کو احمس کہتے تھے۔ اور دیگر تمام حاجی عرفات میں ٹھہرا کرتے تھے۔ اسلام میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ عرفات ہی میں ٹھہریں۔ پھر وہاں سے چل کر مزدلفہ آئیں (ب) ابن عباس ؓ نے فرمایا افاضہ سے کنکریاں مارنے کے لیے مزدلفہ سے منی جانا مراد ہے (ب) الناس سے ابراہیم علیہ السلام مراد ہیں یعنی تم بھی وہیں سے لوٹو جہاں سے ابراہیم علیہ السلام لوٹے تھے۔

حج کے بعد استغفار کا حکم: پھر فرمایا استغفار کرو۔ چونکہ عبادتوں کے بعد عموماً دعائے مغفرت کی جاتی ہے اسی وجہ سے جب اللہ کے رسول ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفر اللہ فرمایا کرتے تھے (م)

ابوبکر ؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے نماز میں پڑھنے کے لیے دعا پوچھی تو آپ نے یہ دعا بتائی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ یعنی اے اللہ میں نے اپنے اوپر خوب ظلم کیا ہے اور گناہ تو ہی معاف فرماتا ہے مجھے اپنے پاس والی مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور خوب مہربان ہے (ق)۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ النصف

پھر جب تم اپنے ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو۔ جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ پھر بعض تو یہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا کچھ حصہ نہیں اور بعض دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا' انہیں کے لیے ان کے عملوں کا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حج سے فارغ ہو کر ذکر اللہ کی کثرت کا حکم: (۲۰۰) یعنی حج سے فارغ ہو کر خوب ذکر اللہ کرو جیسے جاہلیت میں باپ دادا کا ذکر کیا کرتے تھے یا جیسے اولاد ماں باپ کو یاد کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح اللہ کو یاد کرتے رہو۔ پھر کثرت ذکر اللہ کے بعد دعائیں مانگنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ حج قبولیت کا عمل ہے اور اس کے پاس والی گھڑیاں قبولیت کی ہیں پھر ان کی برائی بیان کی جو دنیا ہی دنیا مانگتے ہیں اور آخرت بالکل چھوڑ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں بعض دیہاتی

موقف میں ٹھہر کر یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ اس سال خوب بارش فرما۔ خوب خیر و برکت عطا فرما۔ ارزانی کر اور گرانی دور فرما اور آخرت سے بالکل قطع نظر کر لیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیت اتاری۔

دین و دنیا کی بھلائیاں مانگنے کا حکم: (۲۰۱'۲۰۲) چونکہ مومن دین و دنیا دونوں جہانوں کی خیر و برکت اور بھلائیاں مانگا کرتے تھے۔ اس لیے ان کی تعریف کی گئی اور قبولیت کی بشارت دی گئی۔ یہ بڑی جامع دعا ہے اور دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کو شامل ہے۔ اور تمام برائیوں سے محفوظ رکھتی ہے کیونکہ دنیوی بھلائی میں تو دنیا کی ہر حاجت آ گئی مثلاً حصول عافیت' صالح بیوی' کشادہ گھر' فراخ روزی' مفید علم' نیک عمل' برکت والی سواری' عزت و آبرو اور دنیا کی تمام آرام دہ چیزیں اور آخرت کی اعلیٰ درجے کی بھلائی حصول جنت ہے پھر اس کے لوازم ہیں مثلاً موقف کی گھبراہٹ سے نجات ملنا۔ حساب کا آسان ہونا اور اعمالناموں کا سیدھے ہاتھوں میں آنا وغیرہ اس لیے آخر میں فرمایا کہ ایسے ہی لوگوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۰۳

اور گنتی کے دنوں میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ پھر جو کوئی دو دن کی جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کا حکم ہے' تم اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین مانو کہ اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

ایام تشریق میں ذکر اللہ کی کثرت: (۲۰۳) ابن عباس فرماتے ہیں ایام معدودات سے ایام تشریق اور ایام معلومات سے ذی الحج کا پہلا عشرہ مراد ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ذی الحج کی نویں' دسویں' گیارھویں' بارھویں اور تیرھویں تاریخیں ہم مسلمانوں کے عید کے ایام اور کھانے پینے کے دن ہیں (الف) (۲) ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں (م)

پنجگانہ فرائض کے بعد تکبیروں کا وقت: ذکر سے پنجوقتہ فرائض کے بعد تکبیریں مراد ہیں اور مطلق ذکر بھی مراد ہو سکتا ہے۔ عرفے کی صبح سے پچھلے یوم تشریق کی عصر کی نماز تک ہے۔ ہر فرض نماز کے بعد تکبیر زوائد کا کہنا مسنون ہے۔ ذکر اللہ میں جمرات پر کنکریاں مارتے وقت تکبیر کا کہنا بھی شامل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ طواف کعبہ' سعی صفا و مروہ اور جمرات پر کنکریاں مارنا اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہے (د وغیرہ)

تقوے کا حکم: چونکہ اللہ نے پہلی اور دوسری واپسی کا ذکر فرمایا تھا اب لوگ یہ مقامات مقدسہ چھوڑ کر اپنے اپنے وطن لوٹ جائیں گے اس لیے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین مانو تمہیں ایک دن اللہ ہی کے سامنے جمع ہونا ہے جس اللہ نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے وہی تمہیں زمین سے سمیٹ کر میدان محشر میں جمع فرما دے گا اس لیے جہاں بھی ہو اللہ کا خوف مدنظر رکھو اور شریعت کے پابند رہو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى
مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ
فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ
لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ
بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

اور آپ کو بعض لوگوں کی دنیوی باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ بھی ٹھہراتا جاتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔ اور جب وہ واپس جاتا ہے تو زمین پر فساد مچانے کی' کھیتی برباد کرنے کی اور فصل کاٹنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اللہ فساد پسند نہیں فرماتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر جا' تو غرور اسے اور بھی گناہوں پر ابھارتا ہے۔ اسے جہنم کافی ہے جو انتہائی بدترین جگہ ہے بعض لوگ وہ بھی ہیں جو اپنی جانیں اللہ کی رضا کے لیے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔

منافقوں کا بیان: (۲۰۴) نوف بکالی۔ جو تورات و انجیل کے عالم تھے اور مسلمان ہو چکے تھے وہ فرماتے ہیں کہ: میں اللہ کی کتاب میں اس امت کے بعض لوگوں کی برائیاں پاتا ہوں کہ یہ دین بیچ کر دنیا کمائیں گے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔ مگر دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے' لوگوں کے دکھاوے کے لیے بکری کی کھالیں پہن لیں گے مگر ان کے دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے کہ ان کی جرأت تو دیکھو مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ان پر ایک ایسا فتنہ بھیجوں گا جس سے ارباب حل و عقد بھی حیران و پریشان ہو جائیں گے (ابن جریر)

الد کے لغوی معنی ٹیڑھے کے ہیں۔ فرمایا وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (مریم ۱۹:۹۷) آپ اس قرآن سے ٹیڑھے لوگوں کو ڈراتے ہیں۔ یہی حال منافقوں کا ہے کہ وہ جھگڑتے وقت جھوٹ بولتے ہیں۔ سیدھی بات پر نہیں جمتے اور حق سے ہٹ جاتے ہیں بلکہ الزام تراشتے اور بکواس کیا کرتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب معاہدہ کرے تو توڑ ڈالے' اور جب جھگڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔ (۲) اللہ کے نزدیک سب سے برا آدمی سخت جھگڑالو شخص ہے۔ (ق)۔

(۲۰۵) اوپر بیان تھا کہ اس کے اقوال بدترین ہیں۔ یہاں بیان ہے کہ اس کے افعال بھی بدترین ہیں۔ یعنی اس کی باتیں ٹیڑھی اور جھوٹی' عقیدے گندے اور کرتوت گھناؤنے ہیں۔ یہاں سعی سے قصد مراد ہے بہرحال منافقوں کا کام فساد و گڑ بڑ کرنا' کھیتیاں اور باغات اجاڑنا اور نسل منقطع کرنا ہے جن پر لوگوں کی زندگیاں موقوف ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ فسادیوں کو اور فساد پسندوں کو پسند نہیں فرماتا۔

منافق نصیحت نہیں مانتے: (۲۰۶) اگر اس قسم کے فساد پسندوں کو نصیحت کی جائے کہ سیدھی راہ اختیار کر کے سیدھے ہو جاؤ تو مانتے نہیں اور غرور کی وجہ سے حق سے باز رہتے ہیں۔ بلکہ جوش مخالفت اور ضد میں آ کر اور گناہوں پر پل پڑتے ہیں۔ فرمایا وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ (حج ۲۲:۷۲) اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کافروں کے چہرے چڑھ جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والوں پر جھپٹ پڑیں گے۔ آپ فرما دیں سنو کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر خبر نہ سناؤں؟ اللہ نے کافروں کے لیے جہنم کا وعدہ فرمایا ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔ اس آیت میں بھی جہنم ہی ان کا ٹھکانا بتایا گیا اور یہ بھی کہ جہنم عذاب کے لیے کافی ہے۔

(۲۰۷) صہیب رومی جب مکہ سے ہجرت کر رہے تھے تو مشرکین مکہ نے ان کا سارا مال لے لیا تھا ان کے بارے میں نیز مجاہدین اسلام کے بارے میں یہ آیت اتری اور اس میں مجاہدوں کی مدح ہے۔ فرمایا إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ (توبہ ۹:۱۱۱) اللہ نے مومنوں سے جنت کے بدلے ان کی جان اور ان کا مال خرید لیا ہے۔ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ تورات انجیل اور قرآن میں اللہ نے ان سے پکا وعدہ کر لیا ہے پھر جو اللہ سے کیا ہوا معاہدہ پورا کرے اسے اس کا معاملہ بیع مبارک ہو۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٠٨﴾ فَإِن زَلَلْتُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٠٩﴾

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا قطعی دشمن ہے۔ اگر تم اپنے پاس صاف صاف دلائل آ جانے کے بعد بھی پھسل جاؤ تو اللہ بڑی عزت و حکمت والا ہے۔

پکے سچے مسلمان بننے کی تاکید: (۲۰۸) مسلمانوں کو حکم ہے کہ اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو جائیں اور تمام برے کاموں سے باز رہیں تاکہ پکے سچے مسلمان بن جائیں۔ سلم سے اسلام یا اطاعت یا صلح مراد ہے۔ کافۃ یعنی پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور تمام اسلامی احکام بجا لاؤ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہاں ایمان والوں سے اہل کتاب مومن مراد ہیں کیونکہ اگرچہ وہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن توریت کی چند باتوں پر اور سابق شریعت کے چند احکام پر عمل پیرا تھے انہیں کے بارے میں اللہ نے فرمایا کہ مسلمان ہوئے ہو تو شریعت محمدیہ ﷺ کی ہر چھوٹی اور بڑی بات مانو اور تورات واحکام تورات پر اجمالی ایمان لے آؤ (ابن ابی حاتم)

کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کا حکم: پھر فرمایا کہ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو یعنی عبادتیں سنت کے مطابق بجا لاؤ اور کتاب وسنت چھوڑ کر کوئی اور راہ نہ تلاش کیونکہ وہ شیطان کی راہ ہوگی۔ لہذا شیطان کی کوئی بات بھول کر بھی نہ مانو۔ کیونکہ شیطان تمہیں برائیوں اور بے حیائیوں ہی کی طرف لانا چاہتا ہے۔ یا یہ رغبت دیتا ہے کہ تم اللہ پر ایسے ایسے الزام تراشو جن سے تم خود بھی ناآشنا ہو۔ فرمایا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ (فاطر ۳۵:۶) شیطان اس لیے اپنی جماعت کو غلط راہ کی دعوت دیتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں۔

اسی وجہ سے فرمایا کہ یقین مانو شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

صحیح راہ نہ ماننے والوں کو دھمکی: (۲۰۹) یعنی اگر تم روشن دلائل کے باوجود بھی حق چھوڑ دو تو یقین مانو اللہ اپنے انتقام میں غالب ہے۔کوئی اس سے بھاگ کر جا نہیں سکتا اور نہ کوئی اسے عاجز کر سکتا ہے۔اس کے احکام حکمتوں سے معمور اور اس کی ہدایت مصلحتوں سے بھرپور ہیں۔اللہ اپنی پکڑ میں غالب وزبردست ہے اور اپنے احکام میں حکمتوں والا ہے۔اللہ کافروں پر غالب ہے اور ان کے حیلے بہانے کاٹنے میں حکیم ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع ۲۵

کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس ابر کے سایوں میں آ جائے اور فرشتے بھی۔اور جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا جائے اور اللہ ہی تمام کاموں کا مرجع ہے۔

قیامت سے پہلے پہلے ایمان کی دعوت: (۲۱۰) کافروں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ رحمۃ للعالمین پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔کیا انہیں قیامت کا انتظار ہے۔جس دن حق وانصاف سے اگلوں اور پچھلوں کے فیصلے ہوں گے اور عملوں کا پورا پورا بدلہ (جزا یا سزا) ملے گا۔فرمایا كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ (فجر ۸۹:۲۱-۲۳) جب زمین کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں گے اور آپ کا رب اس حال میں آ جائے گا کہ فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے۔اس دن جہنم بھی کھینچ کر لائی جائے گی۔اس دن انسان کی آنکھیں کھلیں گی۔لیکن نصیحت کا وقت تو ہاتھوں سے نکل ہی چکے گا۔(۲) هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ (انعام ۶:۱۵۸) کیا انہیں فرشتوں کے یا اللہ کے بعض نشانات کے آنے کا انتظار ہے۔اگر یہ نوبت آ جائے گی تو نیک عملوں کا اور ایمان کا وقت ہاتھوں سے جاتا رہے گا شفاعت والی طویل حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب لوگ میدان محشر میں گھبرا جائیں گے تو یکے بعد دیگرے تمام نبیوں سے شفاعت کی درخواست کریں گے اور سب یہ کہہ کر کہ ہم اس لائق نہیں۔انکار کر دیں گے۔سب سے آخر رحمۃ للعالمین کے پاس آ کر درخواست کریں گے۔آپ انہیں تسلی دے کر فرمائیں گے کہ میں رب العالمین سے تمہاری سفارش کرتا ہوں۔پھر آپ عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑیں گے اور جب بولنے کی اجازت مل جائے گی تو آپ ﷺ مخلوق کی سفارش فرمائیں گے کہ اللہ ان کا حساب لینے کے لیے تشریف لائے اور اللہ آپ ﷺ کی سفارش قبول فرمائے گا۔پہلے دنیوی آسمان پھٹ جائے گا اور اس کے تمام فرشتے میدان محشر میں آ جائیں گے۔اسی طرح یکے بعد دیگرے آسمان پھٹ پھٹ کر ان کے فرشتے میدان محشر میں جمع ہوتے رہیں گے پھر عرش بریں اترے گا اور بڑے بڑے فرشتے حاضر ہوں گے پھر خود ارحم الراحمین ابر کے سایوں میں نزول وجلال فرمائے گا۔اس وقت تمام فرشتوں کی زبانوں پر یہ تسبیح جاری ہوگی سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سُبْحَانَ رَبِّنَا الْاَعْلٰى سُبْحَانَ ذِی السُّلْطَانِ وَالْعَظَمَةِ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ اَبَدًا اَبَدًا۔ دنیا اور آخرت کا شہنشاہ پاک ہے' صاحب عزت و جلال و جبروت پاک ہے' وہ ابدی حیات والا ہے جسے فنا نہیں وہ پاک ہے جو مخلوق کو مار دیتا ہے اور خود فنا نہیں ہوتا' فرشتوں اور

روحوں کا رب پاک ہے' ہمارا بلند و برتر رب پاک ہے' اقتدار و عظمت والا رب پاک ہے' وہ پاک ہے اور ہمیشہ ہمیشہ موجود ہے۔

سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

وقف لازم

آپ بنی اسرائیل سے پوچھیں کہ ہم نے انہیں کتنی واضح نشانیاں دیں' پھر جو اللہ کی نعمت اپنے پاس آ جانے کے بعد بدل ڈالے وہ یاد رکھے کہ اللہ بڑے سخت عذاب والا ہے۔ کافروں کے لیے دنیوی زندگی خوبصورت بنا دی گئی۔ یہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور قیامت کے دن متقی ان سے بلند و اعلیٰ ہوں گے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

ناشکری مطالبہ عذاب ہے: (۲۱۱) غور کیجئے یہودیوں نے موسیٰ کے بڑے بڑے معجزے دیکھے جو آپ کی صداقت و رسالت کے روشن دلائل تھے۔ مثلاً ید بیضا' عصا کا اژدھا بن جانا' دریا کا رک جانا' پتھر سے بارہ چشموں کا جاری ہونا' گرمی کے موسم میں ابر کا سایہ کرنا اور میدان تیہ میں من و سلویٰ کا اترنا وغیرہ۔ یہ معجزے ایسے تھے جن سے قادر و مختار کل اللہ کی ہستی کا کھلم کھلا ثبوت مل رہا تھا اور اللہ کے نبی ء کی رسالت کا بھی لیکن پھر بھی بہت سے لوگوں نے ان سے منہ موڑ لیا اور نعمت ایمان ٹھکرا کر کفر اختیار کر لیا اور بجائے رحمت کے حقدار ان عذاب بن گئے کیونکہ اللہ کی نعمتوں کا بدل ڈالنا اس کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ اللہ نے قریشیوں کے بارے میں فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا (ابراہیم ۱۴: ۲۸۔۲۹) آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل ڈالا۔ اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا یعنی جہنم میں جس میں یہ داخل ہوں گے اور جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

سخاوت کا بیان اور بخل کی مذمت: (۲۱۲) یعنی کافروں کو دنیوی زندگی بڑی خوبصورت اور انتہائی بھلی معلوم ہوتی ہے اسی پر وہ ریجھے ہوئے ہیں اور ہزار جان سے قربان ہیں۔ یہ اللہ کا مال جمع کر کر کے رکھتے ہیں اور اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ اور مال خرچ کر کے اللہ کی رضا حاصل کرنا نہیں چاہتے اور جو ارباب ہوش دنیوی زندگی کو حقیر سمجھ کر اپنا پاکیزہ مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کا یہ مذاق اڑاتے ہیں کہ مال لٹا کر اب تنگ دست و فاقہ مست ہو کر بیٹھے ہیں۔ یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے حالانکہ اگر نگاہ حقیقت بیں سے دیکھا جائے تو ایمان والے ہی نصیبے والے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے آخرت میں قابل رشک مقام حاصل کر لیا اور سعادات و برکات کا خزانہ جمع کر لیا۔ جب یہ دنیا کے کتے قیامت کے دن ان کا اعلیٰ مقام دیکھیں گے تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور اللہ والوں کی بلندی اور اپنی پستی دیکھ کر کف افسوس ملتے رہ جائیں گے اور سخت قلق و ملال ہوگا۔ ادھر انہیں جھڑکیاں دی جائیں گی' تو ادھر ان کی ہاتھوں چھاؤں (خاطر داری) ہوگی ان پر ڈانٹ پڑ رہی ہوگی اور ان کی خاطر ہو رہی ہوگی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی اور ان پر عزت کی سرخروئی ہوگی۔ وہ منہ کے بل گھسیٹے جا رہے ہوں گے اور یہ سواریوں پر جا رہے ہوں گے وہ جہنم کی ہولناک آگ میں جل بھن رہے ہوں گی اور یہ جنت کی

دل خوش کن بہاروں میں موج اڑا رہے ہوں گے اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ اللہ جسے چاہے بلا حساب و بلا تعداد کے دنیا اور آخرت میں روزی عطا فرما دے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اے انسان خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (۲) آپ نے بلالؓ سے فرمایا تھا بلال اللہ کی راہ میں دیئے جاؤ اور عرش بریں کے مالک سے غربت کا اندیشہ نہ رکھو۔ فرمایا وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ (سباء ۳۴:۳۹) تم نے جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا اللہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ روزانہ صبح صبح آسمان سے دو فرشتے اتر کر دعا کرتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخیل کا مال برباد کر۔ (۲) ایک صحیح حدیث میں ہے انسان کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ حالانکہ تیرا مال وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا' پہن کر پھاڑ دیا او رصدقہ کر کے آخرت کا ذخیرہ کر لیا باقی سب برباد ہو جائے گا۔ اور لوگوں کے لیے چھوڑ جائے گا۔ (۳) جس کا کوئی گھر نہ ہو اس کا گھر دنیا ہے۔ جس کے پاس مال نہ ہو اس کا مال دنیا ہے۔ اور جو عقل سے محروم ہو دنیا میں وہی مال جمع کرتا ہے۔ (الف)

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۗ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

لوگوں کی ایک ہی جماعت تھی۔ پھر اللہ نے نبیوں کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ حق و صداقت والی کتابیں بھی اتاریں تا کہ لوگوں کے اختلافوں کا فیصلہ ہو جائے اور اہل کتاب نے اپنے پاس روشن دلائل آ جانے کے بعد باہمی بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا۔ پھر اللہ نے ایمان والوں کو اپنے ارادے سے اس اختلاف میں صحیح بات کی رہنمائی فرمائی۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی رہنمائی فرماتا ہے۔

توحید کی قدامت اور شرک کی ابتداء: (۲۱۳) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک دس پشتیں ہیں۔ ان دس زمانوں کے لوگ شریعت الٰہیہ کے پابند تھے۔ پھر اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء مبعوث فرمائے (حاکم' ابن جریر) سب سے پہلے نوح مبعوث ہوئے (عبدالرزاق)

شروع میں لوگ آدم علیہ السلام کے مذہب پر تھے۔ بعد میں ان میں بت پرستی اور شرک کا رواج ہوا۔ چنانچہ اللہ نے ان کی طرف نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپ پہلے رسول ہیں جو لوگوں کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ انبیائے کرام نے ایمان والوں اور توحید پرستوں کو جنت کی بیش بہا نعمتوں کی اور قسم قسم کے عیش و آرام کی بشارت دی۔ اور نافرمانوں بت پرستوں اور حق سے کترانے والوں کو جہنم سے ڈرایا۔ اور اللہ کے قہر و عتاب کی اور طرح طرح کے عذاب کی اطلاع دی۔ ہر ایک رسول پر ایک کتاب بھی اتاری تا کہ لوگوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ آسمانی قانون کے مطابق ہو جائے۔ لیکن ان صاف صاف اور قطعی دلائل کے باوجود بھی

صرف باہمی بغض وعناد اور ضد وتعصب کی وجہ سے ان میں اختلافات کی خلیجیں روز بروز گہری ہی ہوتی چلی گئیں۔ البتہ جن کے دلوں میں ایمان ویقین کی کرنیں روشن تھیں وہ ہوش میں آئے اور اختلاف کی بھیانک دلدل سے نکل کر اتحاد کی سیدھی راہ پر چل پڑے اور توحید پر جم گئے۔ ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم دنیا میں سب سے پیچھے آئے لیکن جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔ اہل کتاب کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں قرآن سب سے اخیر میں دیا گیا۔ اہل کتاب مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور اللہ نے اپنے ارادے سے اختلافات میں ہماری صحیح صحیح رہنمائی فرمائی۔ اہل کتاب میں ہفتہ کی چھٹی منانے میں بھی اختلاف ہوگیا۔ کوئی ہفتہ کا دن مناتا ہے اور کوئی اتوار کا۔ اللہ نے ہمیں صحیح دن بتادیا جو جمعہ ہے۔ اہل کتاب اس حیثیت سے بھی ہم سے پیچھے ہیں (عبدالرزاق)

اہل کتاب میں قبلہ میں بھی اختلاف ہے۔ عیسائی مشرق کو اور یہودی صخرہ بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں۔ لیکن صحیح قبلہ کعبہ اقدس ہے۔ جس کی ہدایت امت محمدیہ ﷺ کو ہوئی۔ اہل کتاب میں نماز میں بھی اختلاف ہے کوئی صرف رکوع ہی کرتا ہے اور سجدہ چھوڑ جاتا ہے۔ کوئی سجدہ ہی کرتا ہے اور رکوع نہیں کرتا۔ اور کوئی رکوع اور سجدہ دونوں ہضم کرجاتا ہے۔ اسی طرح کوئی نماز میں باتیں کرلیتا ہے اور کوئی چل پھر بھی لیتا ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی اور مسلمانوں کی نماز صحیح ہے جس میں قیام' رکوع اور سجدہ سب ہیں۔ باتیں بھی منع ہیں اور چلنا پھرنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح روزوں میں اختلاف ہے۔ بعض تو دن میں چند گھنٹوں کا روزہ رکھتے ہیں اور بعض مخصوص غذاؤں سے پرہیز کرلیتے ہیں۔ لیکن امت محمدیہ ﷺ کو روزے کی حقیقت بتائی گئی اس طرح ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہودی آپ کو یہودی اور عیسائی آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ مگر اللہ نے فرمایا کہ نہ آپ یہودی تھے اور نہ عیسائی۔ بلکہ موحد مسلمان تھے اس میں بھی مسلمان ہی حق بجانب ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف ہے۔ یہودیوں نے آپ کو نبی نہیں مانا اور مریم صدیقہ پر بڑا بھاری الزام لگایا اور عیسائیوں نے آپ کو معبود اور اللہ کا بیٹا مان لیا۔ اللہ نے فرمایا کہ آپ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اس میں بھی امت محمدیہ ﷺ کی رہنمائی فرمائی گئی' پھر فرمایا کہ اللہ اپنی جس مخلوق کو چاہے سیدھی راہ سجھا دے ہر بات میں اس کی حکمت بالغہ اور حجت دامغہ کارفرما ہے۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے (ق) اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اے اللہ! اے جبرائیلؑ' میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے رب اے آسمان وزمین پیدا کرنے والے' اور اے چھپی کھلی باتوں کو جاننے والے تو ہی لوگوں کے اختلافات میں فیصلہ فرمائے گا۔ اے رب مجھے اختلافی باتوں میں اپنے علم سے صحیح بات کی رہنمائی فرما۔ بلاشبہ تو جسے چاہے سیدھی بات کی رہنمائی فرمادیتا ہے (۲) ایک یہ مبارک دعا بھی آپ سے منقول ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيْنَا فَنَضِلَّ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اے اللہ ہمیں حق حق ہی دکھا اور اس کی پیروی نصیب فرما۔ اور باطل باطل ہی دکھا اور اس سے محفوظ رکھ اور ہمارے لیے حق مشتبہ نہ بنا کہ ہم گمراہ ہو جائیں۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ آمین

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم ان حالات میں مبتلا ہوئے بغیر جو پہلوں پر آ چکے ہیں جنت کے حقدار بن جاؤ گے کہ انہیں بیماریوں اور مصائب نے آ گھیرا اور یہاں تک جھنجھوڑا کہ پیغمبر اور ایمان والے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

مومن بقدر ایمان کے آزمایا جاتا ہے: (۲۱۴) یعنی مومن کی آزمائش ضرور ہوتی ہے۔ بلا آزمائش کے جنت کی تمنا زیب نہیں دیتی۔ پہلی تمام امتوں کو آزمایا گیا اور انہیں بیماریوں اور مصائب میں مبتلا کر کے جانچا گیا۔ باساء سے بیماریاں اور ضراء سے مصائب وحوادث۔ یا باساء سے تنگدستی اور فقر و فاقہ اور ضراء سے بیماریاں مراد ہیں۔ زلزلوا یعنی ان پر دشمنوں کا اس قدر خوف چھایا کہ وہ کانپ اٹھے اور بھاری بھاری قربانیوں کے دور سے گزرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایمان میں پکے ہیں یا کچے۔ خباب بن الارت فرماتے ہیں ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لیے اللہ سے امداد کی دعا کیوں نہیں مانگتے؟ فرمایا تم سے پہلوں کو اس طرح آزمایا جاتا تھا کہ ان کے بیچ سر پر آرا رکھ کر دو ٹکڑے کر دیے جاتے تھے۔ مگر یہ کڑی آزمائش بھی انہیں ان کے ایمان سے ہٹنے نہیں دیتی تھی۔ لوہے کی دھار دار کنگھیوں سے ان کا گوشت و پوست نوچ لیا جاتا تھا مگر وہ اللہ کے بندے اپنے دین پر قائم رہتے تھے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم اللہ اپنا دین ضرور مکمل فرمائے گا۔ عنقریب ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک بے کھٹکے سفر کرے گا اور اسے اللہ کے خوف کے یا بھیڑیے کی دہشت کے علاوہ کوئی اور خوف نہ ہوگا۔ لیکن تم جلدی چاہتے ہو۔ فرمایا الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ (عنکبوت ۲۹: ۱ تا ۳) کیا لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ وہ ایمان لانے کے بعد چھوڑ دیے جائیں گے اور انکی آزمائش نہ ہوگی۔ ہم نے پہلوں کو بھی آزمایا اور اللہ جھوٹوں اور سچوں کو ضرور ممتاز کر کے رہے گا۔ خندق کے موقعہ پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبردست آزمائش ہوئی۔ فرمایا اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ (احزاب ۳۳ : ۱۰) جب دشمنوں نے تمہیں اوپر نیچے سے گھر لیا۔ تمہاری آنکھیں پتھرا گئیں اور جانیں کھنچ کر حلقوں میں آ گئیں۔ اور اللہ کے بارے میں بدگمانیاں کی جانے لگیں اس وقت ایمان والوں کو آزمایا گیا۔ او سخت جھنجھوڑا گیا۔ جب منافق اور بیمار دلوں والے کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وعدے دھوکہ ہی پر مبنی تھے او ... ں نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کا وعدہ فرمایا تھا اور وہ سچ ہے۔ جب ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ تم نے دعویدار نبوت سے جنگ بھی کی؟ بولا ہاں کی۔ پوچھا کیا نتیجہ نکلا؟ بولا کبھی ہمیں فتح ہوئی اور کبھی اسے۔ ہرقل نے کہا پیغمبروں کی اسی طرح آزمائش ہوتی ہے مگر روشن انجام انہیں کا ہوتا ہے۔ (ب) مثل سے سنت ... ہے۔ فرمایا وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ (زخرف ۴۳: ۸) پہلے لوگوں کی سنت گزر چکی۔ پھر فرمایا کہ انہیں اتنا جھنجھوڑا گیا کہ رسول اور ایمان والوں کی زبانوں سے ... حتہ کل گیا کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یعنی اس نازک وقت پر اگلے مومنوں اور ان کے رسولوں نے اللہ کی مدد کی دعائیں مانگیں کہ اے اللہ دشمن کو پسپا کر کے ہمارا بہترین انجام فرما۔ ہم

سے مصائب بتا اور اپنے دین کا بول بالا فرما۔ اللہ نے جواب میں فرمایا یقین مانو ہماری مدد آنے ہی والی ہے۔ فرمایا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (انشراح ۹۴:۵۔۶) یہ درحقیقت تنگی کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے اور رنج کے بعد خوشی ضرور آتی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا رب کو اپنے بندوں کی ناامیدیوں پر تعجب ہوتا ہے باران رحمت قریب ہوتی ہے اور لوگوں کی ناامیدیوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اللہ لوگوں کی جلدی پر اور اپنی رحمت کے قریب پہنچ آجاتی ہے۔ (رزین)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ فرمادیں کہ تم جو مال خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے عزیزوں کے لیے یتیموں کے لیے محتاجوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے اور تم جو بھی نیکی کرو گے اللہ اس سے خوب واقف ہے۔

نفلی صدقہ وخیرات کا بیان: (۲۱۵) یہ آیت نفلی خیرات کے بارے میں اتری۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا والدہ پر والد پر بہن پر بھائی پر پھر درجہ بدرجہ قریبی عزیزوں پر خرچ کرو۔

پھر فرمایا کہ اللہ تمہاری ہر نیکی سے خوب واقف ہے یعنی قیامت کے دن تمہیں نیکیوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا کیونکہ اللہ کسی پر رائی کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع ۲۶

تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اگرچہ تمہیں ناگوار ہوتا ہو ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناگوار معلوم ہوتی ہو مگر تمہارے حق میں بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تمہیں کوئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو کیونکہ صحیح علم تو اللہ ہی کو ہے تمہیں نہیں۔

جہاد کا بیان: (۲۱۶) اس آیت نے مسلمانوں پر جہاد فرض کر دیا تا کہ دشمنان دین کی سازشوں سے مسلمان اور ممالک اسلام محفوظ رہیں۔ جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ دشمن سے مقابلہ کرے یا گھر ہی میں رہے جنگ میں نہ جانے والوں کا فرض ہے کہ مالی تعاون میں پورا پورا حصہ لیں مجاہدوں کے جانے کے بعد ان کے گھر والوں کی خیر خبر رکھیں اور اگر میدان جنگ میں ان کی ضرورت پڑ جائے تو بخوشی تیار ہو جائیں۔ ورنہ اپنے کاروبار میں لگے رہیں۔ غرض جہاد ہر قسم کی قربانی چاہتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہوگئی۔ اب جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تم سے جنگ میں حصہ لینے کی استدعا کی جائے تو تیار رہو۔ (۲) جس نے اپنی زندگی میں جہاد نہیں کیا اور نہ جہاد کا خواہش مند رہا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی ہوئی۔ پھر فرمایا کہ جہاد تم پر دشوار ہے یعنی ممکن ہے کہ جہاد تمہیں دشوار معلوم ہو درحقیقت دشوار ہی ہے کیونکہ جان جانے کا الگ ڈر ہے اور زخمی ہونے کا الگ اندیشہ۔ نیز دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا الگ کھٹکا لگا رہتا ہے۔ مگر تم اس دشوار گزار

گھاٹی سے خوشی خوشی عبور کر جاؤ۔ اسی میں تمہاری قومی ملی اور انفرادی سعادتیں مضمر ہیں۔ میدان میں ثابت قدم رہو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور فتح و مسرت کی پو پھوٹنے والی ہے۔ تمہارا دشمنان اسلام کے ملکوں اور مالوں پر قبضہ ہونے والا ہے اور انکی عورتیں اور بچے تمہارے لونڈی اور غلام بننے والے ہیں۔ پھر فرمایا ممکن ہے ایک چیز تمہارے حق میں بہتر نہ ہو مگر وہ تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہو۔ اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ انسان ایک چیز کو دل و جان سے چاہتا ہے مگر اس میں اس کے لیے خیر و برکت نہیں ہوتی۔ اسی اصول کے ماتحت یہ بات سمجھ لو کہ گو تمہیں جہاد نہ کرنا اچھا معلوم ہوتا ہو مگر اس میں تمہاری قومی اور ملی زندگی کی پامالی کا اور ذلت کا خطرہ ہے۔ اور جہاد میں تمہاری دونوں زندگیاں بن جانے کا ظن غالب ہے۔ درحقیقت تمام باتوں کا انجام اللہ ہی کو معلوم ہے (اور تم اس سے محض ناواقف ہو۔ اس لیے اللہ نے تم پر جو کچھ فرض کر دیا ہے اس میں تمہاری بھلائیاں ہی مدنظر ہیں۔ لہٰذا اللہ کے احکام بلا چون و چرا کے بجا لاؤ۔ اور خوشی خوشی سر تسلیم خم کر دو تا کہ دین و دنیا کی سعادتیں تمہارے قدم چومیں اور تم دونوں جہانوں میں سرخرو ہو کر عزت کی زندگی گزارو سیدھی راہ یہی ہے اس کے علاوہ کوئی اور صحیح راہ نہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ
عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ
عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ
وَھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۲۱۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۲۱۸

لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ جواب دیں کہ ان میں جنگ کرنا گناہ عظیم ہے۔ لیکن اللہ کے ساتھ کفر کرنا لوگوں کو اس کی راہ سے روکنا انہیں حرمت والی مسجد میں نہ جانے دینا اور حرم کے رہنے والوں کو حرم سے نکال باہر کرنا۔ اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ یعنی (شرک) قتل سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مشرک مقدور بھر تمہیں بھی تمہارے دین سے لوٹانے کے لیے تم سے برابر جنگ کرتے رہیں گے۔ اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے گا اور کفر پر مرجائے گا دنیا اور آخرت میں اسی کے عمل غارت کر دیے جائیں گے۔ وہ جہنمی ہیں۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یقین مانو مومن مہاجر اور اللہ کی راہ کے مجاہد اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

حرمت والے مہینوں میں جنگ کی ممانعت: (۲۱۷) جندبؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم نے ایک دستہ روانہ فرمایا اس کے سپہ سالار ابوعبیدہؓ تھے۔ جب ابوعبیدہؓ روانہ ہونے لگے تو آپ کی جدائی کے غم سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ نے انہیں ٹھہرالیا اور انکی جگہ عبداللہ بن جحش کو سپہ سالار مقرر فرما کر ایک خط دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ وہ یہ خط فلاں مقام پر پہنچ کر پڑھیں اور اپنے رفقاء میں سے کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کریں۔ پھر جب بطن نخلہ کے قریب پہنچ کر عبداللہؓ نے آپ کا دیا ہوا خط پڑھا تو انا للہ پڑھ کر فرمایا کہ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات سر اور آنکھوں پر' انکی اطاعت ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ آپ نے واقعہ کی اطلاع دی اور لوگوں کو آپ کا خط پڑھ کر سنایا۔ خط سن کر دو شخص واپس آ گئے اور باقی تمام لوگ چلنے پر راضی ہو گئے۔ اتفاق سے اس دستہ نے ابن الحضرمی کا فر کو دیکھا چونکہ انہیں تحقیق نہ تھی کہ آج جمادی الثانی کا آخری دن ہے یا رجب کی پہلی تاریخ ہے۔ اس لیے انہوں نے ابن حضرمی کو قتل کر دیا۔ اس پر مشرکوں نے مسلمانوں سے کہا تم نے حرمت والے مہینہ کی حرمت کا بھی خیال نہیں کیا۔ اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری (ابن ابی حاتم) یعنی اللہ نے مشرکین مکہ کو غیرت دلائی کہ حرمت والے مہینوں میں قتل وخونریزی حلال نہیں لیکن تم جو حرمت والے مہینوں میں حرکتیں کر رہے ہیں وہ تو قتل وخونریزی سے بھی بڑھ کر ہیں۔ تم اللہ کو نہیں مانتے شرک میں مبتلا ہو کر اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جھٹلاتے ہو' مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہو۔ انہیں مسجد حرام سے روکتے ہو اور مکہ سے نکال چکے ہو۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں مشرکوں نے مسلمانوں کو عمرے کے لیے حرمت والے مہینے (ذی قعدہ) میں مکہ نہیں جانے دیا تھا۔ اگلے سال اسی مہینے میں اللہ نے مکہ کو اپنے نبی ﷺ کے ہاتھوں فتح فرما دیا۔ اس پر مشرکوں نے حرمت والے ماہ میں جنگ کرنے پر اللہ کے رسول ﷺ پر اعتراض کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ سے روکنا' اللہ کو نہ ماننا' کعبے میں نہ جانے دینا اور مکہ والوں کو انکے گھروں سے بے گھر کرنا اللہ کے نزدیک قتل سے بڑے گناہ ہیں۔ اگر مسلمانوں نے غلطی سے حرمت والے مہینے میں قتل بھی کر دیا تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ تمہارے کام تو اس سے بھی بدتر ہیں۔ کافرو! تمہارا مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کرنے کا فتنہ سیہ کاری میں قتل سے بڑھ کر ہے۔ تمہارا ناپاک عزم کیا قتل سے کچھ کم ہے؟ پھر تم اپنی ان سیہ کاریوں سے نہ تو باز ہی آتے ہو نہ ان پر اظہار ندامت کرتے ہو۔ اور نہ ان سے توبہ ہی کرتے ہو۔ غرض ان آیتوں نے بیچارے غازیوں کو ڈھارس دلائی اور انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کہ ہم نے حرمت والے مہینہ میں جو غلطی کا ارتکاب کیا وہ اللہ کو ناپسندیدہ نہیں کیونکہ وہ دلوں کو جانتا ہے۔

(۲۱۸) اس آیت سے بھی غازیوں کو بڑی تقویت پہنچی اور اللہ سے ثواب کی امید بندھ گئی۔ (دراصل حرمت والے مہینے میں غیر شعوری طور پر غلطی سے جنگ ہو گئی تھی۔ چونکہ بھول چوک اور غلطی معاف ہے اس لیے نیتوں پر مسلمانوں کو جہاد کا ضرور ثواب ملے گا) سب سے پہلے حق و باطل کے ٹکراؤ میں کافروں کا آدمی ابن حضرمی مارا گیا۔ اس پر کافروں کے ایک وفد نے آپ ﷺ سے آ کر پوچھا کیا حرمت والے مہینوں میں جنگ حلال ہے؟ اس پر اوپر والی آیت اتری۔ سب سے پہلے یہی مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ کے لیے خمس عبداللہ بن جحش نے مقرر کیا جو بعد میں اللہ کے حکم سے اسلامی قانون بن گیا۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْـمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١٩﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰي ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٢٠﴾

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ یہ دونوں بڑے گناہ ہیں اور ان سے لوگوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے مگر ان کا گناہ ان کے فائدہ سے بڑھ کر ہے۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ آپ فرمادیں کہ ضرورت سے زیادہ جو بچ جائے وہ خرچ کرو اللہ اس طرح تمہارے سامنے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم دینی اور دنیوی کاموں میں غور وفکر کرو۔ لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں ان کی اصلاح بہتر ہے۔ اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ بدنیت اور نیک نیت شخص کو جانتا ہے اگر وہ چاہتا تو تمہیں تکلیف میں ڈال دیتا لیکن وہ بڑے غلبہ والا اور بڑی بھاری حکمت والا ہے۔

شراب کی تدریجی حرمت: (۲۱۹) عمرؓ فرماتے ہیں جب حرمت شراب اتری تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ شراب کے بارے میں واضح بیان اتار تب یہ آیت اتری (الف) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے اسے عمرؓ کو بلا کر سنایا لیکن پھر بھی انہوں نے یہی کہا کہ ابھی مزید وضاحت کی ضرورت ہے۔ پھر نساء والی آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء ۴: ۴۳) اتری جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا منادی اعلان کردیتا کہ نشے والا نماز میں شامل نہ ہو۔ عمرؓ کو یہ آیت بھی سنائی گئی پھر بھی انہوں نے مزید وضاحت کی دعا مانگی۔ پھر مائدہ والی آیت اتری اور عمرؓ کو سنائی گئی۔ جب آپ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ پر پہنچے تو عمرؓ بولے اب ہم رک گئے اب ہم رک گئے (دنت) شراب مال وعقل غارت کردیتی ہے (ابن حاتم) مائدہ میں ان شاء اللہ یہ روایت اس کے ساتھ والی دوسری روایتیں مفصل بیان کی جائیں گی۔ خمر وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اور میسر جوا ہے۔ ان دونوں میں دنیوی فائدے اور دینی نقصانات ہیں۔ ممکن ہے شراب کے کاروبار سے نفع بھی ہو۔ اسی طرح ممکن ہے کہ جوئے میں جیتنے سے مال کثیر ہاتھ لگ جائے۔ لیکن یہ فوائد نقصانات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کیونکہ عقل پر پردہ پڑ جانا بڑا بھاری نقصان ہے۔ علاوہ ازیں دینی نقصان دنیوی فوائد کے مقابلہ میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ ان کا گناہ ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ آیت حرمت شراب کا پیش خیمہ ہے۔ مگر اس میں حرمت کی صراحت نہیں ہے اور عمرؓ صراحت چاہتے تھے۔ چنانچہ مائدہ میں صراحت سے حرمت اتر آئی۔ فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ (مائدہ ۵: ۹۰،۹۱) مومنو! شراب' جوا' بتوں کے تھان اور تیر ناپاک ہیں اور شیطانی عمل ہیں۔ ان سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان شراب اور جوئے سے تم میں عداوت وبغض ڈالنا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکنا چاہتا ہے۔ پھر کیا تم ان باتوں سے باز آنے والے ہو؟ حرمت شراب میں پہلے یہ آیت پھر نساء والی پھر مائدہ والی آیت اتری۔

بچا ہوا مال خرچ کرنے کا حکم: پھر فرمایا کہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ فرما دیں کہ جو کچھ ضرورت سے زیادہ ہو اسے خرچ کرو۔ افضل و پاکیزہ مال خرچ کرتے رہو۔ یعنی ضرورت سے زیادہ مال میں سے کچھ مال اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو۔ ایسا نہ کرو کہ سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر کے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جاؤ۔ اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنی ضرورتوں سے بچا ہوا مال خرچ کرے اونچا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے۔ خرچ کی ابتداء ان سے کرو جن کے خرچ کے تم کفیل ہو (م)

آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا: پھر فرمایا کہ اللہ نے جس طرح تمہیں یہ احکام تفصیل سے بتائے۔ اسی طرح وہ تمام حکموں وعدوں اور وعیدوں کی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم دنیوی زوال اور اخروی بقا میں غور و فکر کرو۔ اللہ کی قسم جو اس آیت میں غور کرے گا وہ جان جائے گا کہ دنیا دکھوں اور زوال کا گھر ہے اور آخرت عیش و بقا کا۔ (اس لیے آخرت بنانے کے لیے اپنا طیب مال خرچ کرے گا) اور دنیا پر آخرت کی فضیلت جان جائے گا اور آخرت پر دنیا کو ترجیح نہیں دے گا۔

یتیموں کے مال کی نگہداشت: (۲۲۰) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ (انعام ۶: ۱۵۲) اور اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى (نساء ۴: ۱۰) اتریں تو جن کے پاس یتیم تھے وہ ان کے کھانے کا انتظام اپنے کھانے سے علیحدہ کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگر یتیم کا کھانا بچ جاتا تو یا تو اس غریب کو دوسرے وقت باسی کھانا پڑتا یا پھر وہ سڑ کر پھینکا جاتا۔ ادھر تو ان بیچاروں کا نقصان ہوا ادھر یہ لوگ اچھی خاصی تکلیف میں مبتلا ہو گئے کہ ان کے کھانے کا روزمرہ الگ انتظام کیا جاتا۔ لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تکلیف کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت اتری کہ پھر لوگوں نے اپنے کھانے میں ان کا کھانا ملا لیا (د، ن، حاکم، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

یتیموں کی اصلاح مدنظر رکھو: پھر فرمایا کہ ان کہ اصلاح بہتر ہے۔ یعنی ان کے کھانے کا الگ انتظام کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ ہر حال میں ان کی اصلاح مدنظر رہے۔ کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کس کی نیت اصلاح کی ہے اور کس کی نیت میں خرابی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تنگی میں ڈال دیتا۔ لیکن اللہ نے تم پر وسعت و تخفیف باقی رکھی اور تمہارے لیے اصلاحی صورت سے ملا جلا کر کھانا پینا مباح فرما دیا۔ فرمایا وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ (انعام ۶: ۱۵۲) یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر اصلاح و بہتری کی نیت سے۔ بلکہ اگر کوئی محتاج ہو تو دستور کے مطابق یتیموں کا مال کھا بھی سکتا ہے۔ بشرطیکہ فراخی کے وقت اسے ادا بھی کر دے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ
مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ
مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ
يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ۲۲۱ ع

ع ۱۱/۵

اور مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں نکاح نہ کرو۔ ایمان والی لونڈی مشرک آزاد عورت سے کہیں بہتر ہے اگر چہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہو۔ اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ یقیناً ایک مومن غلام مشرک آزاد سے بہتر ہے گو وہ تمہیں اچھا لگتا ہو۔ یہ لوگ جہنم کی دعوت دیتے ہیں اور اللہ تمہیں اپنے حکم سے جنت اور اپنی بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ اور اپنی آیتیں لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان فرما رہا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت مان لیں۔

مشرکوں سے رشتہ کی حرمت: (۲۲۱) یعنی مشرکوں اور بت پرستوں سے رشتہ حرام ہے۔ اس سے اہل کتاب کی عورتیں مستثنیٰ ہیں اور وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ (مائدہ ۵:۵) یعنی ان اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے بھی جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے نکاح تمہارے لیے جائز ہے۔ بشرطیکہ تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو)۔ اس آیت سے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے نیز حدیث سے بھی اس کی اجازت ثابت ہے۔ جابرؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں لیکن وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔

مومن لونڈی مشرکہ آزاد سے بہتر ہے: پھر فرمایا کہ ایمان والی لونڈی مشرکہ آزاد سے بہتر ہے۔ آیت کا یہ ٹکڑا عبداللہؓ بن رواحہ کے بارے میں اترا ہے۔ ان کے پاس ایک سیاہ فام لونڈی تھی۔ ایک دن یہ اس پر ناراض ہوئے۔ اور ایک طمانچہ مار دیا۔ پھر گھبرا کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ آج مجھ سے یہ قصور ہو گیا۔ پوچھا لونڈی کیسی ہے؟ بولے موحدہ ہے' نماز روزے کی پابند ہے اور اچھی طرح وضو کرتی ہے۔ فرمایا ابو عبداللہؓ یہ تو ایمان والی ہے بولے اللہ کی قسم میں اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لوں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر کچھ مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ انہوں نے اپنی لونڈی سے نکاح کر لیا۔ مسلمان چاہتے تھے کہ ان کا نکاح مشرکوں میں کرا دیں اور اپنی بیٹیاں بھی دیں تاکہ شرف نسب قائم رہے اس پر یہ آیت اتری۔

مسلمان غلام مشرک آزاد سے بہتر ہے: پھر فرمایا کہ مسلمان غلام غیر مسلم آزاد سے بہتر ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا عورتوں سے ان کی خوبصورتی کی وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ممکن ہے ان کا حسن و جمال انہیں مغرور بنا دے۔ اسی طرح مال کی وجہ سے نکاح نہ کرو۔ ممکن ہے ان کا مال انہیں سرکش بنا دے ہاں دینداری کی وجہ سے نکاح کرو۔ سیاہ فام بدصورت دین دار لونڈی افضل ہے۔ (عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی ضعیف ہے) (۲) عورتوں سے چار وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ مال کی وجہ سے' حسب کی وجہ سے' حسن کی وجہ سے اور دین کی وجہ سے۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں دیندار سے کامیابی حاصل کرو (ق) (۳) پوری دنیا سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور دنیا سے (فائدہ اٹھانے کی حیثیت سے) سب سے افضل دیندار و صالح عورت ہے (م)

مومنہ مشرکوں پر حرام ہے: پھر فرمایا کہ مشرکوں کے لیے مسلمان عورتیں حرام ہیں فرمایا۔ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ (ممتحنہ ۶۰:۱۰) نہ مسلمان عورتیں مشرکوں کے لیے حلال ہیں اور نہ مشرک ان کے لیے۔ بلکہ حبشی مومن سردار مشرک سے بہتر ہے۔ مشرکوں کے ساتھ رہنا سہنا اور ان کی صحبت دنیا کی محبت پیدا کرتی ہے' حرص بڑھاتی ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا سکھاتی ہے جس کا نتیجہ بے حد برا ہے اور اللہ شریعت اور آسمانی احکام کے ذریعہ سے تمہیں جنت و مغفرت کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ نے لوگوں کی نصیحت کے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرما دیں۔

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ

وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٢٣﴾

اورلوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔آپ فرمادیں کہ حیض گندگی ہے لہذا حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو۔اوران کے پاس بھی نہ پھٹکو جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں۔تو ان کے پاس جاؤ جس جگہ کی اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔ اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں کواور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں لہذا اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے نفسوں کے لیے آگے روانہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔اور یقین جانو تمہیں اس سے ضرور ملنا ہے اور آپ ایمان والوں کو خوشخبری سنادیں۔

حالت حیض میں عورتوں سے علیحدگی: (۲۲۲) انسؓ فرماتے ہیں جب کوئی یہودیہ حالت حیض میں ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیتے تھے۔ پھر اس بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ تو یہ آیت اتری۔ فرمایا جماع کے علاوہ سب کچھ کرسکتے ہو۔ جب یہودیوں کو آپ کے اس حکم کی خبر پہنچی تو بولے یہ شخص ہماری ایک ایک بات کی مخالفت کرتا ہے۔اسیدؓ بن حضیر وعبادؓ بن بشر نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کی باتیں بیان کیں اور پوچھا کہ یہودی حائضہ سے جماع نہیں کرتے۔کیا ہم حالت حیض میں جماع کرکے ان کی مخالفت نہ کریں؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا اور انہوں نے آپ کی ناراضگی محسوس کرلی اور اٹھ کر چلے گئے۔اتنے میں آپ کے پاس تحفے میں دودھ آیا۔آپ نے آدمی بھیج کر انہیں بلایا اور دودھ پلایا۔اب انہیں معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے راضی ہیں (م) حیض کی حالت میں علیحدگی کا یہ مطلب ہے کہ ان سے صحبت نہ کرو۔کیونکہ آپ نے فرمایا سب کچھ کرسکتے ہو بس جماع نہ کرو۔

مسروقؒ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور سلام کیا۔آپ نے سلام کا اچھا جواب دیا۔اور بیٹھنے کا حکم فرمایا۔بولے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مگر شرم مانع ہے۔فرمایا میں تمہاری ماں ہوں اور تم میرے بیٹے پوچھو۔بولے مرد حالت حیض میں اپنی بیوی سے کیا کرسکتا ہے۔فرمایا سب کچھ کرسکتا ہے بس جماع نہ کرے۔(ابن جریر)

دبر میں صحبت حرام ہے: پھر فرمایا وہی جگہ استعمال کرو جس کا اللہ نے حکم فرمایا ہے۔یعنی فرج کو اس سے آگے بڑھنا زیادتی ہے یا جس جگہ سے علیحدہ رہنے کا حکم تھا اسے استعمال نہ کرو۔اس صورت میں بھی دبر کی حرمت ثابت ہوئی۔

عورتیں بمنزلہ کھیت کے ہیں: (۲۲۳) یعنی جس طرح کھیتوں میں غلہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح عورتوں سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں اپنے کھیت میں جس طرح چاہو آؤ مگر جگہ ایک ہی ہو۔باقی تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو استعمال کرو۔جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ اگر عورت سے پشت کی جانب سے (فرج میں) صحبت کرلی جائے تو بچہ بھینگا

پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (ق) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگے پیچھے سے جس طرح چاہو محل وخائش استعمال کرلو۔ عمرؓ نے آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا۔ پوچھا کس نے ہلاک کر دیا۔ بولے میں نے گزشتہ شب اپنی سواری الٹ دی۔ آپ چپ ہو گئے۔ پھر اللہ نے یہ آیت اتار دی یعنی آگے پیچھے سے ہر طرح استعمال کرو۔ مگر دبر میں اور حالت حیض میں صحبت سے بچو (ت)

آخرت کی تیاری: پھر فرمایا کہ اپنے لیے کچھ آگے بھی بھیجو یعنی حرام سے بچو اور نیکیاں کرو تا کہ آخرت کا ذخیرہ ہوں اور کام آئیں۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور ان فحش بے حیائیوں سے باز رہو اور اللہ سے شرماؤ۔ ایک دن تمہیں اللہ کے پاس جانا ہے۔ وہ تمہیں تمہارے عملوں کا بلاکم وکاست ضرور بدلہ دینے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ اے نبی ﷺ آپ فرماں برداروں کو اور حرام سے باز رہنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دیں۔

صحبت کی دعاء: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (یعنی اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو شیطان سے بچا) تو اگر ان کے نصیب میں بچہ ہوگا تو شیطان کبھی اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ ع

اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ تم نیکیوں کو تقوے کو اور لوگوں کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو۔ اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تمہیں تمہاری پکی اور لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا۔ پکڑ تو تمہارے دلوں کے افعال پر ہوگی۔ اور اللہ بڑی بخشش والا اور انتہائی مہربان ہے۔

ترک اعمال صالحہ پر قسم کھانے کی ممانعت: (۲۲۴) یعنی قسموں کو نیکیوں اور صلہ رحمیوں کے چھوڑنے کا ذریعہ نہ بناؤ کہ نیکی اور صلہ رحمی کے کام چھوڑنے پر اللہ کی قسمیں کھا بیٹھو۔ فرمایا وَلَا يَأْتَلِ (نور۲۴:۲۲) خوش حال عزیزوں کو محتاجوں کو اور اللہ کی راہ کے مہاجروں کو نہ دینے کی قسمیں نہ کھائیں بلکہ انہیں معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیے۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اللہ تمہیں معاف فرما دے۔ اگر کوئی اس قسم کی قسم کھالے تو اسے توڑ کر قسم کا کفارہ دیدینا چاہیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم دنیا میں سب سے پیچھے آئے اور جنت میں سب سے پہلے جائیں گے (ب) (۲) اور تمہارا اگناہ کی قسم پر اڑ جانا اور اسے نہ توڑنا اور کفارہ نہ دینا اللہ کے نزدیک بڑے گناہ کا سبب ہے (م)

اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے کہ اگر میں کوئی قسم کھالوں اور اس کے توڑنے میں خیر و برکت نظر آئے تو میں خیر و برکت والا کام ہی کروں گا۔ اور قسم کا کفارہ ادا کروں گا (ق) (۲) عبدالرحمن فرماتے ہیں سرداری نہ مانگو۔ اگر بلا مانگے تمہیں سرداری مل جائے گی تو تمہاری اللہ کی طرف سے مدد ہوگی۔ ورنہ تمہیں سرداری کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی قسم کھالو اور اس کے خلاف

بھلائی نظر آئے۔ تو قسم کا کفارہ دے کر بھلائی پر عمل کرو۔ (ق) (۳) اگر کسی نے کسی بات پر قسم کھالی اور اس کے خلاف بھلائی دیکھ رہا ہے۔ تو قسم کا کفارہ دے کر بھلائی والا کام کرنا چاہیے۔ (م) (۴) ترک قسم ہی قسم کا کفارہ ہے (الف) (۵) منت و قسم غیر مملوکہ چیز میں نہیں۔ نہ اللہ کی نافرمانی اور قطع رحمی میں ہے۔ (د)

لغو قسم کا بیان اور اس کا حکم: (۲۲۵) یعنی جو قسمیں سبقت لسانی کے طور پر بلا ارادہ منہ سے نکل جائیں ان کی پکڑ نہیں اور نہ وہ منعقد ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لات وعزیٰ کی قسم کھالے فوراً لا الہ الا اللہ پڑھ لے (ق) چونکہ لوگ نومسلم تھے اور انکی زبانوں پر لات وعزیٰ کی قسمیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اس لیے آپ نے یہ حکم فرمایا کہ کلمہ توحید سے کلمہ شرک کا رد ہو جائے اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ دلی قسموں کی پکڑ ہے فرمایا بِمَا عَقَّدْتُّمُ (مائدہ ۵:۸۹) یعنی اللہ تمہیں تمہاری دلی قسموں پر پکڑتا ہے جن کی تم نے گرہیں باندھیں۔ ابوداؤد لغو قسم کا باب باندھ کر یہ حدیث لائے ہیں کہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لغو یمین یہ ہے کہ کوئی بات بات پر سبقت لسانی کے طور پر) اللہ کی قسم کھالے۔ غرض اسی قسم کی قسمیں غیر شعوری طور پر نکل جاتی ہیں دل سے نہیں کھائی جاتیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ اس قسم پر باز پرس کرتا ہے اور جو دلی ارادے سے کھائی گئی ہو۔ یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی گئی ہو۔ فرمایا وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ (مائدہ ۵:۸۹) اللہ ان قسموں پر باز پرس کرتا ہے جو مضبوط و مؤکد ہوں۔ پھر فرمایا کہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور انتہائی بردبار ہے۔ یعنی بندوں کی لغزشیں معاف فرمادیتا ہے۔ اور ان کے حق میں بے حد سنجیدہ ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسمیں کھالیں چار ماہ کی مدت ہے۔ پھر اگر وہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو اللہ خوب بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

ایلاء کا بیان: (۲۲۶) ایلاء قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک مدت کے لیے اپنی بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے تو اگر وہ مدت چار ماہ سے کم ہے تو پوری کر کے بیوی سے صحبت کرلے اور بیوی کو بھی اس مدت میں صبر کرنا چاہیے اسے یہ حق نہیں کہ اس مدت کے توڑنے کا مطالبہ کرے۔ عمرؓ و اور صدیقہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا۔ پھر ۲۹ دن پورے کر کے تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ مہینہ ۲۹ دن ہی کا ہے (ق)۔ اور اگر مدت چار ماہ سے زیادہ ہے تو چار ماہ گزر جانے پر مرد کا فرض ہے کہ یا تو بیوی سے صحبت کرے یا طلاق دے دے۔ اور عورت کو بھی مطالبہ کا حق ہے۔ حاکم ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات پر مرد کو مجبور کرے گا تاکہ عورت کو اذیت نہ پہنچے۔ اسی لیے فرمایا کہ جو لوگ اپنی عورتوں سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالیتے ہیں۔ عورتوں کی قید سے معلوم ہوا کہ ایلاء بیویوں کے ساتھ خاص ہے اور لونڈیوں سے ایلاء نہیں۔ ایلاء کرنے والوں کو چار ماہ تک تو کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن چار ماہ کے بعد حاکم انہیں کسی ایک بات پر مجبور کرے گا۔ کہ یا تو صحبت کرلیں یا طلاق دے کر آزاد کر دیں۔ معلق رکھنا جائز نہیں۔ پھر اگر مرد رجوع کر لیں یعنی صحبت کرلیں تو ان سے عورتوں

کے حق میں جو کچھ قصور ہوا ہے اللہ اپنی مہربانی سے اسے معاف فرما دے گا۔ اس آیت کی رو سے شوہر کے ذمہ کفارہ نہیں۔
اگر مدت معینہ گزر جانے پر رجوع نہ کیا جائے تو کیا طلاق پڑ جائے گی؟ (۲۲۷) یعنی اگر چار ماہ گزر جانے کے بعد شوہر طلاق دینے کا ارادہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ مدت مقررہ گزر جانے پر طلاق نہیں پڑے گی۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روک لیں۔ انہیں یہ حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھپائیں اگر ان کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے اس مدت میں ان کے شوہر انہیں لوٹا لینے کے پورے حقدار ہیں بشرطیکہ اصلاح چاہتے ہوں۔ عورتوں کے شوہروں پر وہی حقوق ہیں جو شوہروں کے عورتوں پر ہیں۔ البتہ مردوں کا عورتوں پر بڑھا ہوا درجہ ہے۔ اور اللہ غالب و حکمت والا ہے۔

مطلقہ عدت کا بیان: (۲۲۸) یعنی بالغہ اور ہم بستر عورتوں کی جن کو طلاق دے دی گئی ہو عدت تین حیض ہیں۔ عدت کے بعد اگر وہ چاہیں تو دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس آیت کے عموم سے لونڈی مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ اس کی عدت دو حیض ہے۔ کیونکہ لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت سے آدھی ہے۔ لہٰذا ڈیڑھ حیض ہونی چاہیے۔ اور حیض میں جز بندی نہیں اس لیے اس کی عدت دو حیض مقرر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا لونڈی دو طلاقوں میں بائنہ ہو جاتی ہے۔ اور اس کی عدت بھی دو ہی حیض ہیں (دت ابن ماجہ)
قروء کے معنی: لغت میں قرأ ہر اس چیز کے آنے جانے کے وقت کو کہا جاتا ہے جس کے آنے جانے کا وقت مقرر ہو اس کے معنی کے لحاظ سے یہ لفظ حیض وطہر دونوں میں مشترک ہوا۔ لہذا حسب سہولت آسان حالت کو ملحوظ رکھا جائے گا۔
میاں بیوی کے حقوق: پھر فرمایا مردوں کے عورتوں پر اور عورتوں کے مردوں پر برابر کے حقوق ہیں۔ ہر ایک اپنے فرائض کا خیال رکھے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا مسلمانو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے تصرف میں لیا ہے اور اس کی آیتوں کی بدولت ان سے ہم بستری کے حقدار ہوئے ہو۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں کہ وہ تمہارے غیظ وغضب کا سبب بنے۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں اس طرح مارو کہ مار کا نشان ظاہر نہ ہو۔ اور تم پر دستور کے مطابق ان کا نان ونفقہ واجب ہے (م) (۲) تم پر عورتوں کے یہ حقوق ہیں کہ جب کھاؤ تو انہیں بھی کھلاؤ اور جب پہنو تو انہیں بھی پہناؤ۔ ان کے مونہہ پر نہ مارو۔ انہیں برا بھلا نہ کہو۔ اور ان سے گھر ہی میں روٹھ سکتے ہو۔ ایسی حالت میں انہیں باہر نہ بھیجو۔ (۳) مجھے یہ بات محبوب ہے کہ جس طرح میری بیوی مجھے

خوش کرنے کے لیے بناؤ سنگھار کرتی ہے اسی طرح میں بھی اسے خوش کرنے کے لیے زینت کروں۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ دونوں کے حقوق برابر ہیں (ابن جریر،ابن ابی حاتم)

مردوں کو عورتوں پر فضیلت: پھر فرمایا مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے یعنی جسمانی، اخلاقی، حکمرانی، نگرانی، اور مراتب کی حیثیت سے مردوں ہی کو فوقیت حاصل ہے۔ غرض شوہر کو بیوی پر ہر حیثیت سے دنیوی اور اخروی فضیلت حاصل ہے۔ فرمایا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ (نساء۴:۳۴) مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ کیونکہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اور وہ عورتوں پر اپنا مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ سب پر غالب ہے جو اللہ کے احکام ٹھکرائیں گے اللہ ان سے انتقام لے لے گا۔ احکام لوگوں ہی کے فائدے کے لیے ہیں اللہ کا ان میں کوئی فائدہ نہیں۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

طلاق دو ہیں پھر یا تو دستور کے مطابق روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور تمہارے لیے اس میں سے جو تم نے انہیں دیا ہے کچھ بھی لینا حلال نہیں مگر یہ کہ دونوں میاں بیوی اللہ کی حدیں قائم نہ رکھنے کا ڈر محسوس کریں پھر اگر تم یہ ڈر محسوس کرو کہ تم دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکو گے تو اگر عورت کچھ دے دلا کر اپنی جان چھڑا لے تو اس میں دونوں پر کوئی حرج نہیں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔ اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائیں وہی ظالم ہیں۔ پھر اگر مرد عورت کو تیسری طلاق دے دے تو پھر وہ اس کے لیے حلال نہیں۔ جب تک وہ کسی غیر سے نکاح نہ کر لے۔ پھر اگر وہ غیر اسے طلاق دے دے تو دونوں کے رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ اللہ کے حدیں قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ علم والوں کے لیے بیان فرما رہا ہے۔

حق رجعت کی حد بندی: (۲۲۹) شروع میں یہ دستور تھا کہ جب تک عورت عدت میں ہوتی ہے مرد کو رجوع کا حق باقی رہتا تھا خواہ وہ اسے سو طلاقیں دے دیتا۔ اس سے عورتیں سخت اذیت میں مبتلا تھیں اور مرد انہیں تنگ کرنے کے لیے بار بار رجوع کر لیا کرتے تھے۔ یہ تنگی اٹھانے کے لیے اللہ نے مرد کو صرف تین طلاقوں کا حق دیا اور رجوع کا حق صرف دو طلاقوں تک قائم رکھا۔

تیسری طلاق پر یہ حق قطعی ختم کر دیا۔ اس صورت سے عورتیں مردوں کے پنجہ جور و استبداد سے چھوٹ گئیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں شروع اسلام میں مرد کو تین طلاقوں کے بعد بھی رجوع کا حق باقی رہتا تھا۔ اللہ نے فرمایا صرف دو تک رجوع کا حق ہے آگے نہیں (دن) ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نہ تو تجھے طلاق ہی دوں گا اور نہ بساؤں گا۔ پوچھا کس طرح؟ بولا طلاق دیتا رہوں گا اور جب عدت قریب الختم ہوگی تو رجوع کرتا رہوں گا۔ اس بے چاری نے اللہ کے رسول ﷺ سے شکایت کی اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم' ابن جریر)

ابن زید فرماتے ہیں طلاق کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تھا۔ پھر جب اس کی عدت ختم ہونے والی ہوتی تو رجوع کر لیتا تھا۔ بار بار ایسا ہی کرتا۔ آخر اللہ نے یہ آیت اتار کر تین طلاقوں کی حد بندی کر دی اور تیسری طلاق پر رجوع کا حق حرام فرما دیا۔ جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے (ابن مردویہ)

پھر فرمایا کہ یا تو دستور کے مطابق بسا لو یا آزاد کر دو۔ یعنی ایک اور دو طلاقوں کے بعد شوہر کو اختیار ہے کہ اگر اصلاح کی نیت سے بسانا چاہتا ہے تو بسا لے اور عدت کے اندر رجوع کر لے اور اگر چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت عدت گزر جانے کے بعد خود بہ خود ہی جدا ہو جائے گی۔ اس لیے اس کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ اس کی حق تلفی نہ کی جائے اور اسے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے چکے تو تیسری طلاق میں اللہ سے ڈر جائے۔ بہتر تو یہی ہے کہ اسے آباد کر لے۔ اگر اصلاح مدنظر ہو ورنہ دستور کے مطابق تیسری طلاق بھی دے دے اور اس کی حق تلفی نہ کرے' ابو رزینؒ فرماتے ہیں ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے آکر پوچھا کہ اس آیت میں دو طلاقوں کا تو بیان ہے لیکن تیسری کا بیان نہیں فرمایا کیوں نہیں اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ سے تیسری طلاق ہی مراد ہے (الف)

مہر واپس لینے کی ممانعت: پھر فرمایا کہ تمہارے لیے مہر میں سے کچھ لینا حلال نہیں۔ یعنی تیسری طلاق کے ارادے کے وقت عورت کو دکھ دینا تاکہ تنگ آکر خلع لے لے تمہارے لیے حلال نہیں ہاں اگر عورت اپنی خوشی سے کچھ دے دلا کر خلع کر لے تو دوسری بات ہے۔ فرمایا: فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ (نساء۴:۴) اگر عورتیں خوشی سے تمہیں اپنے مہر میں سے کچھ دے دیں تو تم اسے بخوشی کھا سکتے ہو۔ اب وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اگر میاں بیوی میں دن بدن رنجشیں بڑھتی ہی جائیں بیوی کو شوہر سے نفرت ہو جائے اور اس کے حقوق ضائع کرنے لگے اور شوہر کے ساتھ رہنے پر کسی طرح بھی آمادہ نہ ہو تو شوہر سے علیحدگی حاصل کرنے کے لیے اگر اسے کچھ یا سارا مہر دینا پڑ جائے تو روا ہے اور شوہر کو بھی حلال ہے اسی وجہ سے اللہ نے استثناء فرما دیا کہ اگر میاں بیوی کو اللہ کی حدیں ضائع کرنے کا ڈر ہے تو خلع میں کوئی حرج نہیں۔

بلا عذر خلع کی ممانعت: اگر کوئی عورت بلا عذر خلع لینا چاہے تو وہ سخت گنہ گار ہے چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے میاں سے بلا عذر طلاق مانگے اسے جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی۔ (الف ت) حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے۔

یہ آیت ثابتؓ بن قیس اور ان کی بیوی حبیبہؓ کے بارے میں اتری' حبیبہؓ فرماتی ہیں میں ثابتؓ کے نکاح میں تھی ایک دن جب صبح کو اللہ کے رسول ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو مجھے اندھیرے میں دروازہ پر کھڑا دیکھا۔ پوچھا کون؟ میں بولی میں ہوں حبیبہؓ بنت سہل۔ پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا میں ثابتؓ کے گھر میں نہیں ٹھہر سکتی۔ آپ نے ثابتؓ کو بلا کر کہا تمہاری بیوی کچھ کہہ

رہی ہیں۔ میں بولی یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے جو کچھ مجھے دیا تھا وہ میرے پاس ہے میں اسے واپس دے دوں گی۔ فرمایا ان سے لے لو۔ چنانچہ ثابتؓ نے لے لیا اور حبیبہؓ آزاد ہو کر گھر میں بیٹھ گئیں۔ (موطاء مالک دن) ثابتؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ جائز ہے۔ فرمایا ہاں۔ بولے میں نے انہیں مہر میں دو باغ دیے تھے۔ جو ان کے قبضہ میں ہیں۔ فرمایا وہ باغ واپس لے کر انہیں علیحدہ کر دو۔ آخر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ د(ابن جریر)۔

حدوں سے پھلانگنا ظلم ہے: پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ پھلانگو۔ یعنی یہ احکام جو اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ ظالم بن جاؤ گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جو حدیں مقرر فرمادی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔ جو فرائض متعین فرمادیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو جو چیزیں حرام کردی ہیں ان کی حرمتوں کے پردے نہ پھاڑو۔ اور جن سے بھول کر نہیں بلکہ ترس کھا کر خاموشی اختیار فرمائی ہے ان کی کرید نہ کرو۔

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم: سنت یہی ہے کہ ایک مجلس میں ایک ہی طلاق دی جائے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا کہ طلاقیں دو ہی بار ہیں۔ پھر آگے فرمایا کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان سے آگے نہ بڑھو۔ اس قول کی تائید نسائی والی حدیث سے ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ایک شخص کے بارے میں خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ ناراض ہوئے اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ میرے موجود ہوتے ہوئے اللہ کی کتاب سے مذاق کیا جا رہا ہے یہ سن کر ایک شخص بولا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو میں اسے قتل کر دوں؟۔

طلاق مغلظ کے بعد عورت کی حرمت: (۲۳۰) اگر کوئی شخص مختلف اوقات میں دو طلاقوں کے بعد اپنی عورت کو تیسری طلاق دے دے تو وہ عورت اس پر حرام ہوگئی جب تک وہ کسی غیر سے نکاح نہ کرے اور نکاح ہو بھی صحیح اور وہ اس سے صحبت نہ کرلے۔ اگر کوئی اس سے بلا نکاح کے صحبت کرلے یا ملک یمین کے طور پر صحبت کرلے تو سابق شوہر کے لیے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ صحبت کرنے والا اس کا شوہر نہیں تھا۔ اسی طرح اگر صحیح نکاح کرے مگر دوسرا شوہر کسی وجہ سے اس سے صحبت سے باز رہے تو بھی سابق شوہر کے لیے حلال نہیں ہے۔

محلّل اور محلّل لہ پر لعنت: اگر کسی نے اس عورت سے اسے پہلے شوہر کو حلال کرنے کے لیے نکاح کیا ہے تو یہ وہ محلل ہے جس کی مذمت و لعنت پر حدیث میں صراحت آگئی ہے اگر یہ اپنی نیت عقد نیت کے وقت ظاہر کردے گا تو نکاح بھی باطل ہو جائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ گودنے گدوانے والی بالوں میں بال ملانے اور ملوانے والی۔ حلالہ کرنے اور کرانے والا اور سود کھانے اور کھلانے والا سب پر لعنت ہے (تان)

امام ترمذیؒ کہتے ہیں یہ روایت حسن صحیح ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سود لکھنے اور لکھانے والے اور گواہوں پر بھی لعنت ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں پر اور زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والوں پر بھی لعنت ہے۔ ہجرت کے بعد پھر اعرابی بننے والے پر بھی لعنت ہے اور حلالہ کرنے اور کرانے والے پر بھی لعنت ہے۔ اور حلالہ کرنے اور کرانے والا اللہ کے رسول ﷺ کی زبان پر قیامت تک ملعون ہے اور نوحہ کرنا بھی منع ہے (نا) (۲) کیا میں تمہیں مانگا ہوا بکرا نہ بتاؤں؟ صحابہ بولے یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ فرمایا حلالہ کرنے والا ہے۔ آپ نے حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی (ابن ماجہ)۔

پھر فرمایا اگر صحبت کرنے کے بعد دوسرا شوہر عورت کو طلاق دے دے یا مر جائے تو اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں نکاح کر

لیں تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ انہیں یقین یا گمان غالب ہو کہ اللہ کی حدیں قائم رکھتے ہوئے دستور کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ز وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾

اور پھر جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اوران کی عدت قریب الختم ہو تو یا تو اچھی طرح سے انہیں بسا لو یا دستور کے مطابق چھوڑ دو اور انہیں دکھ پہنچانے کے لیے ظلم وزیادتی کے طور پر نہ روکو۔ اور جو ایسے کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کی آیتوں سے دل لگی نہ کرو۔ اللہ کے احسان وکرم کو یاد رکھو جو تم پر ہے اور اللہ نے جو کتاب وسنت تم پر اتاری ہے جس سے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اسے بھی نہ بھولو۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین مانو اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

معاملات میں حسن سلوک کا حکم: (۲۳۱) مردوں کو حکم ہے کہ جب وہ اپنی عورتوں کو ایک یا دو طلاقیں دے دیں اور ان کی عدت قریب الختم ہو تو اب معاملہ میں حسن سلوک سے پیش آئیں یا تو اس سے رجوع کر لیں اور رجعت پر گواہ مقرر کر لیں اور نیت بخیر رکھیں کہ اب اس سے اچھی طرح سے پیش آتے رہیں گے اور اگر آباد کرنا نہیں چاہتے تو عدت گزر جانے کے بعد اسے حسن اخلاق سے رخصت کر دیں نہ اس سے جھگڑیں نہ اسے بری نگاہوں سے دیکھیں۔ نہ اسے برا بھلا کہیں اور نہ اسے حقیر سمجھیں۔

عورتوں کو معلق رکھنے کی ممانعت: پھر فرمایا انہیں دکھ پہنچانے کے لیے نہ روکو کہ ان پر زیادتی کرو' ابتداء اسلام میں لوگ عورتوں کو طلاق دے دیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کی عدت قریب الختم ہوتی تو رجوع کر لیا کرتے تھے۔ یہی سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ نہ اس غریب کو بساتے تھے اور نہ چھوڑتے ہی تھے۔ کہ کسی اور سے نکاح کر لے بلکہ اسے دکھ پہنچانے کے لیے اس کی مدت عدت طویل سے طویل بنانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں اس بے جا حرکت سے منع فرمایا اور ڈانٹا کہ اگر کوئی ایسا کرے گا تو اللہ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے ظالم ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی آیتوں سے دل لگی نہ کرو۔ ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ اشعری لوگوں پر ناراض ہوئے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہم سے ناراض ہیں۔ فرمایا تمہارے قبیلہ کا ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے رجوع کر لیا۔ یہ مسلمانوں کی تو طلاق ہے نہیں۔ عورتوں کی عدتوں کے مطابق انہیں طلاق دیا کرو (ابن جریر) تین معاملات کی سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور دل لگی بھی سنجیدگی ہے۔ نکاح طلاق اور رجعت (دت' ابن ماجہ)۔

نعمائے الٰہیہ کا بیان: پھر فرمایا کی اللہ کی بڑی بڑی نعمتیں یاد رکھو کہ اللہ نے تمہاری ہدایت کے لیے ہدایت ومعجزوں کے ساتھ اپنا

آخری رسولؐ بھیجا۔ اس نے تم پر کتاب و سنت اتاری۔ اپنی مہربانی سے احکام سکھائے کچھ باتوں سے باز رہنے کا حکم فرمایا اور گناہوں پر عذاب کی دھمکی دی۔ لہذا تعمیل احکام میں اور گناہوں سے باز آنے میں اللہ سے ڈر جاؤ اور یہ دکھو کہ اللہ ہر چیز سے خوب خبر دار ہے۔ اس سے تمہاری کوئی چھپی کھلی بات پوشیدہ نہیں اور اللہ تمہیں تمہارے عملوں کا ضرور بدلہ دینے والا ہے

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۲۳۲﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔ جب وہ آپس میں حسب دستور راضی ہوں۔ یہ اسے نصیحت کی جا رہی ہے جو تم میں سے اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے یہ تمہارے لیے بے حد پاکیزگی اور نفاست کی بات ہے۔ اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

نکاح میں مزاحمت کی ممانعت: (۲۳۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: یہ آیت اس کے بارے میں ہے جو اپنی عورت کو ایک یا دو طلاقیں دے دیتا ہے پھر اس کی عدت گزر جاتی ہے۔ پھر دونوں باہمی رضامندی سے نیا نکاح کرنا چاہتے ہیں لیکن عورت کے ولی مزاحمت کرتے ہیں اللہ نے انہیں مزاحمت سے منع فرمایا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اپنا نکاح آپ نہیں کر سکتی اور نکاح میں ولی کا ہونا ضروری ہے (ترمذی' ابن جریر) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا عورت عورت کا نکاح نہیں کرا سکتی اور نہ آپ نکاح کر سکتی ہے۔ جو عورتیں اپنا نکاح آپ کرتی ہیں وہ حرام کار ہیں (۲) بلا ولی کے اور دو عادل گواہوں کے نکاح نہیں۔ معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں میرے پاس میری ہمشیرہ کا پیام آیا میں نے منظور کر کے نکاح کرا دیا۔ پھر اسے اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور عدت کے اندر رجوع نہیں کیا۔ پھر عدت گزر جانے کے بعد پیام ڈالا میں نے انکار کر دیا اس پر یہ آیت اتری (بدت' ابن ماجہ وغیرہ)

پھر فرمایا کہ اولیاء کو عورتوں کو نکاح سے روکنے کا حق نہیں جبکہ دونوں راضی ہوں۔ یہ نصیحت انہیں کے لیے ہے جو اللہ کی شریعت پر' اس کی وعیدوں پر' اس کے عذابوں پر' یوم قیامت پر اور اعمال کی جزا و سزا پر یقین رکھتے ہوں کیونکہ یہی لوگ قومی غیرت و حمیت کو اور رسم و رواج کو بالائے طاق رکھ کر شریعت مطہرہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ رسوم کو شریعت کے تابع بنانا مسلمانوں کے لیے خیر و برکات کا ذریعہ ہے اور پاکیزگی اور نفاست کا بھی۔ اللہ کا کوئی حکم مصلحت سے خالی نہیں۔ اور مصالح کو وہی خوب جانتا ہے۔ تم ان سے بے خبر ہو۔ تمہیں کیا معلوم کہ کن باتوں میں بھلائی ہے اور کن میں برائی۔ کہ بھلائی کے کام کرو اور برائی کے کام چھوڑ دو۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ

الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ وَعَلَي الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

اور جن ماؤں کا پوری مدت تک دودھ پلانے کا ارادہ ہو وہ اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں اولاد والوں پر دستور کے مطابق ماؤں کا نان نفقہ ہے انسان کو اس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دی جاتی ہے نہ ماں کو بچے کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو۔ اور یہی ذمے داری وارث پر ہے۔ اگر ماں باپ دونوں اپنی خوشی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہتے ہو تو بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تم انہیں دستور کے مطابق جو انہیں دینا ہے دے دو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو اللہ تمہارے عمل اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے۔

مدت رضاعت میں رضاعت کا اعتبار: (۲۳۳) یعنی دودھ پلانے کی پوری مدت دو سال ہے اس کے بعد رضاعت کا کوئی اعتبار نہیں۔ یعنی جو رضاعت مدت رضاعت کے اندر ہو اسی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اگر کوئی عورت دو سال سے زیادہ عمر کے بچے کو دودھ پلا دے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے جو آنتیں بھر دے اور دودھ چھڑانے سے پہلے ہو (ت) یعنی مدت رضاعت کے اندر والے دودھ سے رضاعت ثابت ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ رضاعت دودھ چھڑانے کے بعد نہیں اور یتیمی بلوغت کے بعد نہیں۔ (طیالسی)۔

مدت رضاعت: یہ مسئلہ قرآن سے بھی ثابت ہے۔ (۱) وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ (لقمان ۳۱:۱۴) بچہ کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے (۲) وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ (احقاف ۴۶:۱۵) حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت ۳۰ ماہ ہے (حمل کی کم از کم مدت ۶ ماہ ہے۔ یہ نکال کر ۲۴ ماہ یعنی دو سال رہ جاتے ہیں جو مدت رضاعت ہے) دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں۔ یعنی دو سال کے بعد رضاعت نہیں۔ یا مدت رضاعت میں دودھ چھڑانے کے بعد اگر کوئی عورت دودھ پلا دے تو رضاعت نہیں۔

رضاعت کی اجرت: پھر فرمایا کہ باپ پر ماں کا نان و نفقہ واجب ہے یعنی ان کے علاقوں میں ہم مثل عورتوں کے نان و نفقہ کا جو دستور ہے اسی کے مطابق انہیں روٹی کپڑا دیا جائے۔ کمی بیشی نہ کی جائے اور باپ کی حیثیت کا بھی خیال رکھا جائے۔ فرمایا لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ (طلاق ۶۵:۷) وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے اور نادار اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی کو اسی کی تکلیف دیتا ہے جو اللہ نے اسے دے رکھا ہے۔ اللہ جلدی ہی تنگی کے بعد فراخی پیدا فرما دے گا۔

شیر خوار بچہ کا رکھ رکھاؤ: پھر فرمایا بچہ کی وجہ سے نہ ماں کو ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو۔ یعنی نہ ماں کو لائق ہے کہ مدت رضاعت

میں بچہ باپ کو دے دے اور اسے دودھ جس پر بچہ کی زندگی کا مدار ہے نہ پلائے اور نہ باپ کو لائق ہے کہ ماں سے جبر یہ بچہ چھین لے اور وہ دکھیاری ماں مامتا کی ماری بلبلاتی رہ جائے۔ نہ ماں باپ کو تنگی میں ڈالے کہ بچہ باپ کے حوالہ کر دے اور وہ اس کی تربیت کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائے۔ اور نہ باپ کو کسی قسم کی بدعنوانی کرنی چاہیے۔ غرض دونوں اپنے اپنے فرائض بجالائیں۔

وارث کا فرض: پھر فرمایا کہ وارث کو بھی بچے کی ماں کا خیال رکھنا چاہیے اور اسے خرچ دینے میں پریشان نہ کیا جائے اور کسی طرح کا دکھ نہ پہنچایا جائے۔

بچہ کا دودھ مشورہ کر کے چھڑایا جائے: پھر فرمایا اگر باہمی مشورے سے دودھ چھڑائیں تو کوئی حرج نہیں۔ یعنی مدت رضاعت سے پہلے آپس کے مشورے سے ن مصلحت سے بچہ کا دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ یہ حق نہ تنہا عورت کو حاصل ہے اور نہ تنہا مرد کو۔

اللہ کی اپنے بندوں پر نگاہ لطف و کرم ہے اس نے چھوٹے بچوں کی تربیت کے لیے ماں باپ کو ان کاموں سے روک دیا جن سے ان کے ضائع ہو جانے کا ڈر تھا اور دونوں کی اصلاح والے کاموں کا حکم فرمایا۔ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ (طلاق ۶۵:۶) اگر مائیں تمہارے لیے تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرتیں دو اور دستور کے مطابق بچہ کے بارے میں باہمی مشورہ کرلو۔ اگر تنگدستی کی وجہ سے غیر ماں سے دودھ پلوالیا جائے تو اور بات ہے۔ پھر فرمایا اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ پلوانا چاہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ بچہ کا باپ بچہ کی ماں کو پہلی اجرت پوری پوری دستور کے مطابق ادا کر چکا ہو۔ یعنی جب ماں باپ دونوں اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ماں کسی عذر سے دودھ نہیں پلا سکتی۔ یا باپ کسی عذر سے ماں سے دودھ نہیں پلوا سکتا۔ مگر دونوں کسی اور سے دودھ پلوانے پر راضی ہیں۔ اور باپ ماں کو سابق اجرت حسب دستور ادا کر چکا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور یقین مانو کہ اللہ سے تمہارا کوئی قول و فعل پوشیدہ نہیں اللہ تمہاری ہر حالت سے خبردار ہے۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾

اور تم میں سے جو مر جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار ماہ دس دن عدت گزاریں پھر جب ان کی مدت عدت پوری ہو جائے اور وہ اپنے لیے کوئی بھلائی تلاش کریں تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ تمہارے ایک ایک عمل سے خبردار ہے۔

بیوہ کی عدت: (۲۳۴) یعنی بیوہ چار ماہ دس دن عدت میں بیٹھیں خواہ مرنے والے نے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ غیر مدخولہ کی عدت بھی یہی ہے کیونکہ عدت کی آیت عام ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں (غیر مدخولہ کے بارے میں) میں اپنے اجتہاد سے فتویٰ دیتا ہوں۔ اگر ٹھیک ہو تو اللہ کی طرف سے سمجھو اور اگر غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے سمجھو۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے بری ہیں۔ غیر مدخولہ کے لیے مہر مثل یا پورا مہر ہے کمی بیشی نہیں۔ اس پر عدت بھی ہے اور شوہر کے مال میں سے میراث بھی۔ معقل بن یسار کھڑے ہو کر بولے۔ ہم گواہ ہیں کہ اللہ کے رسول نے بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا۔ یہ سن کر ابن

مسعودؓ بہت خوش ہوئے۔

حاملہ کی عدت: وضع حمل ہے اگرچہ تھوڑی ہی دیر میں بچہ پیدا ہو جائے کیونکہ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ (طلاق ۶۵:۴) (حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے) عام ہے۔

سوگ کے چار ماہ دس دن واجب ہیں: یعنی عدت ختم ہو جانے پر جو چاہیں کریں۔ اس انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ چار ماہ دس دن تک سوگ منانا واجب ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اسے کسی مرنے والے پر تین دن سے زیدہ ماتم کرنا حلال نہیں بجز شوہر کے کہ اس کا چار ماہ دس دن سوگ منایا جاتا ہے (ق) ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میری بچی بیوہ ہوگئی ہے اور عدت میں اس کی آنکھیں دکھنے آ گئی ہیں۔ کیا اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دیا جائے؟ آپ نے دو یا تین بار فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا اب تو عدت چار ماہ دس دن ہی رہ گئی ہے۔ پہلے تو سال بھر کی عدت تھی۔ (ق)۔

فرمایا جب ان کی عدت گزر جائے تو اگر وہ بناؤ سنگھار اور شادی کی تیاریاں کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ معروف کا یہ مطلب ہے کہ اب سب کچھ ان کے لیے حلال ہے اور نکاح بھی حلال ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۬ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾ ع

اور کوئی حرج نہیں اگر تم (حالت عدت میں) اشارے کنائے سے عورتوں کو پیام ڈالو یا اپنے دل میں نکاح کا خیال قائم کر لو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم انہیں یاد کرنے والے ہو لیکن ان سے پوشیدہ عہد و پیمان نہ کرو۔ ہاں ان سے دستور کے مطابق بات کر سکتے ہو۔ اور عقد نکاح کا ارادہ نہ کرو جب تک عدت ختم نہ ہو جائے یقین مانو اللہ کو تمہارے دلی ارادوں کی خبر ہے۔ لہٰذا اس سے ڈرو۔ اور یاد رکھو اللہ بڑی بخشش والا اور انتہائی بردبار ہے۔

ایام عدت میں نکاح کا اشارہ و کنایہ: (۲۳۵) یعنی عدت کے اندر خواہش نکاح کا اظہار کسی اچھے پیرائے میں صراحت کے بغیر جائز ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ میرا بھی نکاح کا ارادہ ہے نیک عورت چاہتا ہوں جو سلیقہ شعار اور ہوشیار ہو۔ اللہ سے امید ہے کہ اللہ میرا جوڑ ملا دے۔ غرض اس قسم کی گول مول باتیں جن میں پیام کی صراحت نہ ہو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح مطلقہ بائنہ سے بھی حالت عدت میں اس قسم کی گول مول باتیں جائز ہیں۔ جب ابوعمرؓ بن حفص نے فاطمہؓ بنت قیس کو تیسری طلاق دی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام عدت میں فاطمہؓ کو حکم دیا کہ عدت گزار کر مجھے خبر کر دینا۔ اور ابن مکتوم کے گھر

عدت گزارو۔ جب فاطمہؓ کی عدت پوری ہوگئی تو آپ نے اللہ کے نبی ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے انہیں اسامہؓ بن زید کا پیام دیا اور اسامہؓ سے ان کا نکاح کرا دیا۔ ہاں رجعی طلاق کی عدت میں شوہر کے سوا کسی کو نہ صراحت سے پیام ڈالنے کی اجازت ہے اور نہ کنائے سے۔ پھر فرمایا اللہ کو معلوم ہے کہ تم انہیں یاد کرنے والے ہو۔ فرمایا وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ (نمل ۲۷:۷۴) ان کے دلوں کی پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو آپ کا رب جانتا ہے' (۲) وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ (ممتحنہ ۶۰:۱) جو کچھ تم نے چھپایا یا ظاہر کیا مجھے سب کی خبر ہے۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے دلوں میں ان کا ذکر کرو گے۔ اس لیے اس نے تم سے تنگی اٹھا دی۔ پھر فرمایا ان سے پوشیدہ عہد نہ کرو۔ یعنی ان سے چھپ کر حرامکاری نہ کرو ان سے یہ نہ کہو کہ میں تم پر فریفتہ ہوں یا میرا خیال رکھنا اور کسی اور سے نکاح نہ کرنا غرض عدت کے اندر اس قسم کی باتیں ناجائز ہیں یہ بھی جائز نہیں کہ چھپ کر عدت میں نکاح کر لیا جائے۔ اور عدت کے بعد اس کا اظہار کیا جائے۔ یہ تمام اقوال عموم آیت میں داخل ہیں۔ اسی لیے فرمایا ہاں اگر تم ان سے حسب دستور بات کر لو تو جائز ہے۔ یعنی اشارہ کنایہ مباح ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ میرا بھی آپ کی طرف رجحان ہے یا اسی قسم کی گول مول باتیں جائز ہیں۔

ایام عدت میں نکاح کا عدم جواز: پھر فرمایا کہ ختم عدت سے پہلے نکاح کا قصد نہ کرو یعنی عدت میں نکاح نہ کرو بالاتفاق عدت میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے عدت میں نکاح کر کے عورت سے صحبت کر لی تو دونوں میں تفریق کرا دی جائے گی۔

دلی ارادوں پر پابندی: پھر فرمایا' یاد رکھو اللہ تمہارے دلی ارادوں سے خبردار ہے۔ اس لیے آسمانی احکام کے خلاف دلوں میں عورتوں کے بارے میں خیالات نہ آنے دو۔ کوشش کرو کہ تمہارے دلوں میں اچھے خیالات آئیں اور برے خیالات نہ آنے پائیں۔ پھر وعیدوں کے ساتھ ساتھ اللہ کے حکم سے ناامید نہ ہو اور اس کے رحم و کرم کے امیدوار رہو۔ یاد رکھو اللہ لغزشوں کو معاف کرنے والا اور بردبار و بزرگ ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

اگر عورتوں کو ہاتھ لگائے بغیر مہر مقرر کیے بغیر طلاق دے دو تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ انہیں تھوڑا بہت فائدہ پہنچاؤ۔ مالدار اپنی وسعت کے مطابق۔ اور نادار اپنی ناداری کے مطابق حسب دستور فائدہ پہنچائے۔ بھلے آدمیوں پر یہ چیز واجب ہے۔

خلوت صحیحہ سے قبل طلاق: (۲۳۶) نکاح کے بعد خلوت صحیحہ سے قبل طلاق جائز ہے۔ مس کے معنی نکاح کے ہیں۔ نکاح کے بعد صحبت سے پہلے بلکہ تقرر مہر سے بھی پہلے طلاق دینا جائز ہے۔ اگرچہ اس سے عورت کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حکم ہوا کہ اس صورت میں مقدور بھر مرد کو عورت کے ساتھ سلوک کرنا چاہیے تاکہ دل شکنی کی کچھ نہ کچھ تلافی تو ہو جائے۔

متعہ طلاق: ابن عباسؓ فرماتے ہیں طلاق کے بعد اعلیٰ درجہ کا متعہ خادم' درمیانی درجہ کا روپیہ پیسا اور ادنیٰ درجہ کا کپڑا ہے۔ تنگدست تین کپڑے (پورا جوڑا) دے دے۔ فرمایا عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر شخص دے

دے۔

وَاِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ‌ؕ وَاَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى‌ؕ وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۲۳۷﴾

اگر تم عورتوں کو خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا تھا تو تمہارے مقرر شدہ مہر کا آدھا مہر لازم آئے گا۔ ہاں اگر وہ معاف کر دیں یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے تو اور بات ہے۔ اور تمہارا معاف کر دینا تقوے سے قریب تر ہے اور باہمی فضیلت نہ بھولو۔ یاد رکھو اللہ تمہارے اعمال خوب دیکھ رہا ہے۔

(۲۳۷) اس آیت سے معلوم ہوا کہ متعہ ان عورتوں کے ساتھ خاص ہے جن پر آیت ۲۳۶ دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ جب تقرر مہر ہو چکا اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دی گئی تو آدھا مہر لازم آیا۔ اگر کچھ اور لازم آتا تو آیت میں اس کا بیان ہوتا کیونکہ دونوں آیتوں کی دو صورتوں کا یکے بعد دیگرے بیان ہے۔ اس صورت میں بالاتفاق آدھا مہر لازم آتا ہے۔

عورتوں کی طرف سے معافی: پھر فرمایا اگر عورتیں معاف کر دیں اور آدھا مہر بھی نہ لیں تو ان کی خوشی ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر ثیبہ اپنا حق مہر چھوڑ دے تو اس کی خوشی ہے۔

نکاح کی گرہ والا کون ہے: پھر فرمایا یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے (ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ، ابن جریر) (اس سند میں ابن لھیعۃ ضعیف ہے)۔

معاف کرنے والا ہی متقی ہے: پھر فرمایا تمہارا معاف کر دینا ہی تقوے سے قریب تر ہے۔ اس خطاب میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں (ابن جریر) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی تقوے کے قریب معاف کرنے والا ہی ہے خواہ عورت ہو یا مرد۔ (ابن جریر)۔

پھر فرمایا کہ اللہ تمہارے ایک ایک عمل سے واقف ہے وہ تمہارے احوال و اقوال کو خوب جانتا ہے اور اللہ ہر عامل کو اس کے عمل کا بدلہ دینے والا ہے۔

حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ قٰنِتِيۡنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا اَوۡ رُكۡبَانًا‌ ۚ فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۳۹﴾

نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہوا کرو اگر تمہیں ڈر ہو تو چلتے چلتے یا سواریوں پر نماز پڑھ لیا کرو۔ پھر جب بے خوف ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو اللہ نے تمہیں وہ باتیں سکھائیں جنہیں تم جانتے نہ تھے۔

نماز کا بیان: (٢٣٨) مالک حقیقی کا حکم ہے کہ نمازوں کی پابندی کرو اوقات نماز کا لحاظ رکھو حدود نماز کی محافظت کرو اور وقت پر ہر نماز ادا کرو۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا پوچھا پھر فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پوچھا پھر فرمایا ماں باپ کی فرماں برداری کرنا۔ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے یہی باتیں بتائیں اگر اور پوچھتا تو اور بھی بتاتے (ق)'(٢) ام فروہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے اعمال بیان کر کے فرمایا اول وقت نماز پڑھنے کا عمل اللہ کو تمام عملوں سے زیادہ پیارا ہے (دا)

یوں تو اللہ نے تمام نمازوں کی پابندی کا حکم فرمایا مگر خاص طور سے جلالت شان کے باعث درمیانی نماز کی پابندی کا حکم فرمایا۔

صلوٰۃ وسطیٰ کا بیان: صلوۃ وسطی سے مراد صلوۃ عصر ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ احزاب کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ سے یہ حدیث سنی کہ اللہ ان کی قبریں اور گھر آگ سے بھردے۔ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز عصر کی نماز نہیں پڑھنے دی معلوم ہوا کہ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ (ابن جریر) جنگ احزاب میں مشرکوں کا آپ کو اور صحابہ کو نماز نہ پڑھنے دینا صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے اور مسلم میں ابن مسعودؓ اور براء بن عازب سے آیا ہے۔ سمرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا درمیانی نماز عصر کی نماز ہے ایک اور روایت میں ہے کہ نماز کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی پھر آپ نے نام لے کر بتایا کہ یہ عصر کی نماز ہے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا درمیانی نماز عصر کی نماز ہے (ابن جریر)

ابو مالکؓ اشعری کی مرفوع حدیث میں ہے کہ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے۔ (اس کی سند میں کوئی حرج نہیں) ایک حدیث میں ہے کہ درمیانی نماز عصر کی نماز ہے (حتم) ان تمام صریح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز ہی درمیانی نماز ہے (چونکہ قرآن میں خصوصیت سے اس کی محافظت کا بیان ہے اور ایک صحیح و مرفوع حدیث میں ہے کہ جس کی عصر کی نماز جاتی رہی گویا اس کا گھر بار لٹ گیا ایک روایت میں ہے کہ ابر والے دن اول وقت نماز پڑھنے کی کوشش کرو کیونکہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے عمل برباد ہو گئے۔ ابونضرؓ غفاری فرماتے ہیں: ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں وادی مخمص میں عصر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا یہ نماز پہلی قوموں پر بھی پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا اس کے پڑھنے والے کو دہرا اجر ہے اس کے بعد نماز نہیں جب تک تم تارے نہ دیکھ لو۔ معلوم ہوا کہ عصر کی نماز ہی درمیانی نماز ہے۔

نماز میں باتوں کی حرمت: پھر فرمایا اللہ کی رضا کے لیے حالت قنوت میں کھڑے رہو یعنی خشوع وخضوع، ذلت اور مسکینی کی حالت میں چپ چاپ کھڑے رہو اور باتیں نہ کرو یعنی حالت قنوت نماز میں ترک کلام چاہتی ہے۔ کیونکہ باتیں نماز کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے نماز میں ابن مسعودؓ کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا اور فارغ ہو کر یہ عذر کیا تھا، کہ نماز میں اللہ کی طرف لو لگی رہتی ہے ایک دفعہ معاویہؓ بن حکم سلمی نے نماز میں باتیں کیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا نماز میں کسی کو بات کرنا لائق نہیں نماز محض تکبیر و تسبیح اور ذکر اللہ کا نام ہے۔ (م)

صلوٰۃ خوف: (٢٣٩) اوپر کی آیت میں پنجگانہ نماز کی پابندی کا اور اچھی طرح سے ادا کرنے کا اور انکے اوقات کی نگرانی کا حکم تھا۔ اس آیت میں صلوٰۃ الخوف کا بیان ہے کیونکہ حالت جنگ میں کامل ادائیگی ناممکن ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ اگر تمہیں دشمن کا

خوف ہو تو سوار و پیدل جس طرح بھی ممکن ہو نماز ادا کرو۔ خواہ قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ جب ابن عمرؓ سے نماز خوف کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ اس کا طریقہ بیان کر کے فرماتے اگر اس سے بھی زیادہ خوف ہو تو چلتے پھرتے یا سواریوں پر نماز پڑھ لو خواہ قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔ نافع فرماتے ہیں میرے خیال میں ابن عمرؓ یہ بات اللہ کے رسول ﷺ ہی سے بیان فرماتے تھے (ق)
ابن عمرؓ فرماتے ہیں اگر خوف بہت زیادہ ہو تو سواریوں پر یا کھڑے کھڑے اشاروں سے نماز پڑھ لو (م)

پھر فرمایا جب تمہیں امن مل جائے تو اللہ کا ذکر کرو یعنی حسب دستور پوری نماز خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھو۔ جس طرح اللہ نے تم پر انعام فرمایا تمہیں سرمایہ ایمان عطا فرمایا اور وہ باتیں سکھائیں جو تمہارے لیے دین و دنیا دونوں جہانوں میں مفید ہیں۔ اسی طرح تمہارا فرض ہے کہ اللہ کی یہ نعمتیں یاد کر کے اس کا شکر ادا کرو۔ سورہ نساء میں نماز کا خوف بیان کر کے فرمایا فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ (نساء۴:۱۰۳) پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو باقاعدہ نماز پڑھو یا درکھو نماز ایمان والوں پر مقررہ اوقات ہی میں فرض ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع ۳۱ ۱۵

اور تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کی بیویاں ایک سال تک فائدہ اٹھائیں اور انہیں کوئی گھر سے باہر نہ کرے اگر وہ اپنی خوشی سے چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر انہوں نے اپنے لیے اچھائی کی ہے اللہ بڑا غالب و حکمت والا ہے طلاق والی عورتوں کو دستور کے مطابق فائدہ اٹھانا ہے۔ یہ بات پرہیزگاروں پر لازم ہے اللہ اسی طرح تمہارے سامنے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو۔

بیوہ کو شوہر کے گھر ہی میں عدت گزارنی پڑے گی: (۲۴۰) یہ آیت یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (البقرہ۲:۲۳۴) منسوخ ہے۔ بیوہ کو شوہر ہی کے گھر میں عدت گزارنی پڑے گی۔ فریعہ بنت مالک ابو سعید خدریؓ کی ہمشیرہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھتی ہیں میرے شوہر بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈنے گئے تھے غلام انہیں قدوم میں مل گئے۔ مگر غلاموں نے مل کر انہیں قتل کر ڈالا ان کا کوئی ذاتی گھر نہیں اور نہ انہوں نے کچھ چھوڑا ہے۔ جس سے میں خرچہ اٹھاؤں کیا میں اپنے میکہ جا سکتی ہوں۔ فرمایا ہاں جب میں لوٹنے لگی ابھی حجرے سے باہر بھی نہیں نکلی تھی کہ آپ ﷺ نے مجھے آواز دے کر بلایا اور پھر معاملہ پوچھا میں نے بیان کر دیا فرمایا مدت عدت اسی گھر میں گزار دو آخر میں نے اسی گھر میں عدت گزاری۔ عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں مجھ ہی سے مسئلہ پوچھ کر فیصلہ فرمایا تھا۔ (دنت موطاء مالک)

متعۃ الطلاق واجب ہے: (۲۴۱) یعنی مطلقہ عورتوں کو متعہ دینا پرہیزگاروں پر واجب ہے۔ جب مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ اتری تو لوگوں نے کہا کہ متعہ طلاق اختیاری ہے چاہیں دیں یا نہ دیں اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری معلوم ہوا متعہ

الطلاق لازمی وضروری ہے۔

(۲۴۲) میں پھر فرمایا اللہ اسی طرح اپنی آیتیں' حلال وحرام' فرائض وحدود اور امر و نہی کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کرتا ہے۔ تاکہ ذرا سا بھی ابہام باقی نہ رہے اور تم ضرورت کے وقت فائدہ اٹھالو اور خوب غور و فکر کرو۔

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

کیا تمہیں وہ لوگ معلوم نہیں جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل آئے پھر اللہ نے انہیں مر جانے کا حکم فرمایا پھر اس نے انہیں زندہ کر دیا اللہ لوگوں پر بڑے فضل و کرم والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ احسان فراموش ہوتے ہیں تم اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو اور یقین مانو کہ اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے ہے کوئی جو اللہ کو اچھا قرض دے اور وہ اس کے لئے خوب بڑھا چڑھا دے اللہ ہی تنگی میں ڈالتا ہے اور وہی فراخی عطا فرماتا ہے اور اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

تقدیر سے مفر نہیں: (۲۴۳) یہ لوگ (چار ہزار یا آٹھ ہزار یا ۴۰ ہزار یا نو ہزار یا ۳۰ ہزار سے کچھ اوپر) چند مراد تھے اور ذی اروان کے جو واسط کی جانب واسط سے چار میل دور ہے یا اذرعات کے باشندے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ لوگ طاعون سے بھاگے تھے۔ اور کسی صحت افزا علاقے میں ٹھہرنا چاہتے تھے جب کسی مخصوص مقام پر پہونچے تو اللہ کے حکم سے سب فوت ہو گئے پھر ان کی لاشوں کے پاس سے ایک نبی گذرے اور انہوں نے اللہ سے انہیں زندہ کرنے کی دعا مانگی اللہ نے انہیں زندہ کر دیا۔ بعض تفسیری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے ان بوسیدہ لاشوں پر حزقیل نبی کا گذر ہوا' انہوں نے اللہ سے ان کی زندگی کی دعا مانگی دعا قبول ہوئی۔ آپ نے اللہ کے حکم سے فرمایا اے بوسیدہ ہڈیو! اللہ تمہیں جمع ہونے کا حکم دیتا ہے اللہ کا حکم سنتے ہی ہر قسم کی ہڈیاں باہم مل گئیں پھر آپ نے فرمایا: اے ہڈیو! اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم گوشت پوست اور رگ پٹھوں سے بھر جاؤ آخر کار ہڈیوں پر آپ ہی کے سامنے گوشت چڑھ گیا اور سارے جسم تیار ہو گئے' پھر آپ نے ان کی روحوں کو آواز دی کہ اللہ کے حکم سے ہر روح اپنا اپنا جسم آباد کرے چنانچہ سب زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے' اللہ نے ایک طویل مدت کے بعد انہیں زندہ کر دیا اور وہ یہ کہتے ہوئے سُبْحَانَكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ (تو پاک ہے تیرے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں) اٹھ کھڑے ہوئے' ان کی زندگی زندگی بعد الموت کی پکی دلیل ہے' اسی لئے فرمایا کہ اللہ کی لوگوں پر بڑی مہربانی ہے کہ وہ لوگوں کو صاف صاف نشانیاں کھلے کھلے معجزے اور دلائل قاطعہ دکھاتا ہے لیکن اکثر لوگ دینی اور دنیوی نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں اور احسان باری تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں یہ قصہ بتا رہا ہے کہ تقدیر سے بھاگنا کارآمد نہیں اور اللہ سے بھاگ کر اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں کیونکہ یہ لوگ وبا سے ڈر کر طویل زندگی کی امید میں بھاگے تھے مگر تحریر

تقدیر نہ مٹا سکے اور دم کے دم میں موت کا شکار بن گئے۔

جہاد میں عدم شرکت سے زندگی کی مقررہ مدت نہیں بڑھتی: (۲۴۴) جس طرح کوئی تقدیر سے بھاگ نہیں سکتا اسی طرح جہاد سے بھاگ کر زندگی کی مقررہ مدت نہیں بڑھتی موت وروزی دونوں مقرر کی جا چکیں اب ان میں کمی بیشی ناممکن ہے فرمایا: الَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ (آل عمران۳: ۱۶۸) جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا جب کہ خود گھروں میں بیٹھ گئے تھے کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو مارے نہ جاتے آپ فرما دیں کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی موت نہ آنے دینا (۲) وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ (نساء۴: ۷۷۔ ۷۸) بولے اے ہمارے رب ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا۔ ہمیں کیوں قریب والی زندگی سے فائدہ نہیں اٹھانے دیا۔ آپ فرما دیں دنیا کا فائدہ تھوڑا سا ہے اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت بہتر ہے اور تم پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا تم جہاں ہو گے موت آ دبوچے گی اگرچہ تم محفوظ قلعوں میں بند کیوں نہ ہو۔

قرض حسن کا بیان: (۲۴۵) طالبان حق کو شوق دلایا جا رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے کاموں پر اس کا دیا ہوا مال خرچ کریں یہ آیت قرآن میں کئی جگہ آئی ہے۔ قرض حسن کا ایک حدیث میں بھی بیان ہے فرمایا کہ اللہ ہر شب کو دو تہائی رات گزر جانے کے بعد عرش بریں سے اتر کر پہلے آسمان پر آتا ہے اور اعلان فرماتا ہے۔ ہے کوئی جو شہنشاہ عادل کو قرض دے اسے جس کے پاس خزانوں کی کمی نہیں جو ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ظاہر ہے کہ اللہ کو قرض دینا نہ صرف رقم کے محفوظ رہنے کی بلکہ زیادتی کی بھی ضمانت ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو ابوالدحداحؓ انصاری بولے یا رسول ﷺ اللہ کیا اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے فرمایا ہاں بولے یا رسول اللہ ذرا ہاتھ تو دکھائیے آپ نے اپنا دست مبارک ان کے ہاتھ میں دے دیا بولے میں نے قرض کے طور پر اللہ کو اپنا باغ دے دیا میرے باغ میں کھجور کے چھ سو درخت ہیں اور اس میں ام دحداح اور اسے کے بچے بھی رہتے ہیں۔ پھر باغ میں آ کر ام دحداح کو آواز دے کر بولے یہاں سے بوریہ بستر اٹھاؤ میں نے یہ باغ اللہ کو بطور قرض دیا ہے (ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)۔ قرض حسن سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہے۔

قرض حسن کا معاوضہ: پھر فرمایا اللہ اسے بڑھا چڑھا کر دے گا۔ فرمایا مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ (بقرہ۲: ۲۶۱) جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کی اس دانہ کی سی مثال ہے جس میں سات بالیں پیدا ہوں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہے اس سے زیادہ بڑھا دے۔

پھر فرمایا اللہ کی راہ میں دل کھول کر بے دھڑک خرچ کرتے رہو یقین مانو اللہ روزی رساں ہے۔ اللہ اپنی مصلحت سے جسے چاہے روزی میں فراخی دے اور جسے چاہے تنگدست کر دے قیامت کے دن لوٹ کر سب کو جانا اسی کے پاس ہے وہاں معلوم ہو جائے گا کہ ایک ایک کے کتنے ملے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰىٓ ۘ إِذْ قَالُوْا
لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ أَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ
تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾

کیا تو نے موسیٰ کے بعد والی اسرائیل جماعت کو نہیں دیکھا جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ کسی کو ہمارا بادشاہ نامزد فرما دیجئے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ فرمایا ممکن نہیں ہے اگر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو تم جہاد نہ کرو بولے بھلا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کیسے نہ کریں گے۔ حالانکہ ہم اپنے گھروں سے اور بیوی بچوں سے نکال دیئے گئے' پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو چند کے علاوہ سب پھر گئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے خوب واقف ہے۔

اللہ کا ملک نافرمانوں سے چھین لیا جاتا ہے: (۲۴۶) شاید یہ نبی یوشع بن نون تھے (عبدالرزاق) موسیٰ کے بعد اسرائیلی ایک زمانے تک ٹھیک ٹھاک رہے۔ پھر ان میں قسم قسم کی بدعتیں پیدا ہو گئیں اور بعض بت پرست ہو گئے۔ ان میں برابر انبیاء آتے رہے اور انہیں اچھی باتوں کی رغبت اور بری باتوں سے نفرت دلاتے رہے اور شریعت تورات پر قائم کرتے رہے لیکن جب ان کی نافرمانیاں حد سے بڑھ گئیں' تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دشمن کو مسلط فرما دیا۔ دشمن نے ان کا قتل عام کیا اور خوب لوٹا کھسوٹا اور ایک کثیر تعداد گرفتار کر لی گئی اور ممالک محروسہ پر دشمن کا قبضہ ہو گیا اور یہ ہر محاذ جنگ پر پٹے اور پسپا ہوئے یہودی جب تک تورات پر عمل کرتے رہے اور ان میں تابوت سکینہ رہا ان کا اقبال بلند رہا اور جب تورات پس پشت ڈال دی تو ان سے حکومت و ریاست نکل گئی تورات بھی لے لی گئی' تابوت سکینہ بھی جاتا رہا اور نبوت بھی نہ رہی لاوی کی اولاد میں جس میں نبی ہوتے تھے صرف ایک حاملہ عورت باقی رہ گئی باقی سب مر کھپ گئے۔ اسرائیلی اس عورت کی اس امید پر خیر خبر لیتے رہے کہ شاید اللہ اسے بیٹا دے اور وہ نبی ہو یہ بھی اللہ سے بیٹے ہی کی دعائیں مانگتی رہیں آخر اللہ کے حکم سے ان کے بیٹا ہوا جس کا نام شموئیل یا شمعون (اللہ نے میری دعا سن لی) رکھا گیا یہ بچہ ان میں پلا بڑھا' جوان ہوا اور پروان چڑھا اور جب نبوت کی عمر کو پہنچا تو اللہ نے وحی بھیج کر انہیں خلعت نبوت سے نوازا اور حکم دیا کہ قوم کو دعوت توحید دیں آپ نے قوم کے سامنے توحید پیش کی اسرائیلوں نے کہا آپ ہمارے لئے کسی کو بادشاہ مقرر فرما دیں تاکہ ہم اس کے زیر سایہ دشمن سے جہاد کریں۔ بادشاہ تو ان میں ظاہر ہونے والا تھا ہی مگر اللہ کے نبی نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ مجھے ڈر ہے کہ تم اس کے ساتھ جہاد سے انکار کر دو گے اور اپنا وعدہ جو آج مجھ سے کر رہے ہو پورا نہ کرو گے اس پر انہوں نے ڈٹ کر جواب دیا بھلا ہم جہاد کیوں نہ کریں گے دشمن نے تو ہمیں ہمارے گھروں اور بیوی بچوں سے بے دخل کر دیا ہے دشمن ہمارے علاقہ پر قابض ہے اور ہماری اولاد اس کے ہاتھ اسیر ہے اللہ نے فرمایا جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو تمام کے تمام اپنے وعدوں سے پھر گئے بجز چند گنتی کے اشخاص کے کسی نے بھی وعدہ پورا نہ کیا' یہ کوئی نئی بات نہ تھی اللہ جانتا تھا کہ یہ ایسا کریں گے اور ظالم ہی بنیں گے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى
يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً
مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ

وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۴۷

اوران سے ان کے نبی نے کہا دیکھو اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ بولے اس کو ہم پر حکومت کا کیا حق حاصل ہے ہم اس سے زیادہ اپنے ملک کے حق دار ہیں اور یہ مال دار بھی نہیں۔ نبی نے جواب دیا کہ اللہ نے طالوت ہی کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے اور اسے علمی اور جسمانی وسعت بھی دی ہے۔ اللہ جسے چاہے اپنا ملک دے وہ کشادگی والا اور بڑے علم والا ہے۔

یہودیوں کی پہلی نافرمانی: (۲۴۷) جب یہودیوں نے اپنے نبی سے بادشاہ کی درخواست کی اور آپ نے حسب درخواست ان کے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر فرما دیا تو چونکہ طالوت ایک معمولی سپاہی تھا اور شاہی خاندان میں سے نہ تھا۔ کیونکہ یہودا کا شاہی خاندان تھا اس لئے لوگوں نے کہا کہ طالوت کو ہم پر حکومت کرنے کا کسی طرح بھی جواز نہیں اس کی بہ نسبت تو ہم حکومت کے زیادہ حق دار ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے پاس پیسہ بھی نہیں تنگدست و نادار ہے اور قیام حکومت دولت پر ہے کہتے ہیں کہ طالوت سقے یا چمڑا رنگنے والے تھے۔ نبی کا حکم ٹھکرانے میں یہودیوں سے یہ پہلی سرکشی ظاہر ہوئی۔ نبی نے جواب دیا کہ اگر میں بادشاہ مقرر کرتا تو جائز تھا کہ میں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کروں۔ مگر یہ تقرر تو اللہ کی طرف سے ہے جس کے حکم کے آگے جھک جانا فرض ہے۔ نیز طالوت کو تم پر علمی اور جسمانی فضیلت بھی حاصل ہے۔ وہ جید عالم بڑے طاقت ور وجیہہ شکیل و جمیل جیالے اور فنون جنگ سے واقف ہیں۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو صاحب دل و دماغ، اہل علم و فضل، وجیہہ و شکیل اور طاقت ور ہونا ضروری ہے۔ پھر فرمایا اللہ جسے چاہے اپنا ملک عطا فرمائے۔ یعنی وہی احکم الحاکمین ہے۔ جو چاہے کرے اس کے حکم میں دم مارنے کی مجال نہیں۔ سب اس کی حکمت و معرفت اور رحمت و شفقت کے دائرے کے اندر ہیں۔ اللہ بڑے وسیع فضل والا ہے جسے چاہے اپنی رحمت سے نوازے اسے خوب معلوم ہے کہ کون حکومت کا حق دار ہے اور کون نہیں (یہ خاندانی ورثہ نہیں کہ شاہی خاندان ہی کا آدمی بادشاہ ہو۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے اپنے فضل سے سرفراز فرمائے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۴۸ع ۳۲ ۱۶

اوران کے نبی بولے دیکھو اس کے ملک کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آ جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون و اطمینان ہوگا اور موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کی اولاد کا باقی ترکہ ہوگا اسے فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔ اگر تم ایمان والے ہو تو یہ تمہارے لئے ایک بھاری نشانی ہے۔

تابوت سکینہ کا بیان: (۲۴۸) اللہ کے نبی نے فرمایا کہ طالوت کی حکومت کی پہلی برکت یہ ظاہر ہوگی کہ تمہارا گم گشتہ خاندانی تابوت تمہیں مل جائے گا۔ سکینہ یعنی وقار، جلالت شان اور رحمت یا سکینہ سونے کا ایک طشت تھا جس میں انبیاء کے دل دھوئے

جاتے تھے اللہ نے اسے موسیٰ کو دیا تھا۔ اسی میں آپ نے تورات کی تختیاں رکھی تھیں۔

پھر فرمایا کہ اسے فرشتے اٹھا کر لائیں گے چنانچہ فرشتے آسمان و زمین کے درمیان تابوت اٹھا کر لائے اور اسے طالوت کے آگے رکھ دیا لوگ دیکھ رہے تھے۔

پھر فرمایا کہ اس میں تمہارے لئے نبوت کی اور طالوت کی اطاعت کی نشانی ہے۔ یعنی اگر تمہارے اندر ایمان ہو تو اس میں اللہ کے نبی کا معجزہ بھی ہے جو آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے اور یہ طالوت کی اطاعت کی نشانی بھی ہے کیونکہ اللہ کے نبی کا فرمان ہے کہ طالوت تمہارے لئے اللہ کے حکم سے بادشاہ مقرر کیا گیا ہے لہٰذا طالوت کی بادشاہت تسلیم کرنا اللہ کی اطاعت ہے۔ غرض تابوت سکینہ معجزہ بھی ہے اور طالوت کی بادشاہت کا ثبوت بھی ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

پھر جب طالوت لشکر لے کر نکلا تو بولا دیکھو اللہ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے جو اس میں سے پانی پی لے گا وہ میرا نہیں اور جو اسے نہ چکھے گا وہ میرا ہے۔ مگر جس نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لیا (تو خیر) لیکن چند اشخاص کے سوا سب نے اس میں سے پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت نے اور اس کے ساتھیوں نے نہر عبور کر لی تو لوگ کہنے لگے آج ہم میں جالوت اور اس کی فوجوں سے لڑنے کی طاقت نہیں اور جن کا اللہ کی ملاقات پر یقین تھا وہ بولے اکثر ایک چھوٹی سی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑے لشکر پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ کی مدد صبر والوں کے ساتھ ہے۔

یہودیوں کی ایک نہر سے آزمائش: (۲۴۹) جب یہودیوں نے طالوت کو بادشاہ مان لیا تو آپ اسی ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر جہاد کے لئے روانہ ہو گئے۔ روانہ ہوتے وقت آپ نے مجاہدوں کو تاکید فرما دی کہ راہ میں ایک دریا آ رہا ہے اللہ اس دریا سے تمہارے صبر کی آزمائش فرمائے گا۔ (ابن عباس فرماتے ہیں یہ نہر اردن اور فلسطین کے درمیان تھی اور نہر شریعت کے نام سے مشہور تھی)۔ اگر کسی نے اس نہر کا پانی پی لیا تو وہ ہمارے ساتھ جہاد میں شامل نہ ہوگا۔ برعکس اس کے جو پانی نہیں پئے گا اسے جہاد میں شامل ہونے کی اجازت ہے۔ ہاں سب کو ایک چلو پانی لینے کی اجازت ہے۔ لیکن چند اشخاص کے سوا سب نے حسب خواہش پانی پیا۔ ۸۰ ہزار لشکر میں سے ۷۶ ہزار نے پانی پی لیا اور چار ہزار نے نہیں پیا۔ براء بن عازب فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ بدر کے دن صحابہ بھی اصحاب طالوت کی طرح ۳۱۳ رہ گئے تھے۔ اصحاب طالوت میں جو مومن تھے وہ نہر پار کر گئے تھے۔ (ب)

نہر عبور کر کے مجاہد بولے کہ جالوت کے اس عظیم لشکر سے مقابلہ کا رے دارد ہمارے آدمی ہی کتنے ہیں۔ نہر عبور کر کے مجاہد بہت تھوڑے رہ گئے لیکن علمانے ان کے حوصلے بڑھائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے مدد اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ فتح کثرت وقلب پر موقوف نہیں۔ اکثر اللہ کے حکم سے چھوٹی سی جماعت بڑے لشکر پر غالب آ جاتی ہے۔ اللہ کی مدد صبر والوں کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے اس کو فتح ہوگی۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ
وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا
يَشَآءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ
بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

اور جب یہ لوگ جالوت اور اس کی فوج کے مقابلہ پر آئے تو دعا مانگی کہ اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا فرما۔ ہمارے قدم جما اور کافروں پر ہماری مدد فرما۔ آخر کار اللہ کے حکم سے انہوں نے جالوت کے لشکر کو شکست دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے انہیں حکومت وحکمت عطا فرمائی اور جس قدر چاہا علم سکھایا۔ اگر اللہ بعض کو بعض سے نہ ہٹاتا تو دنیا میں ایک عام فساد پھیل جاتا۔ لیکن اللہ لوگوں پر بڑے فضل والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم آپ کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں یقیناً آپ بھی دیگر انبیاء کی طرح اللہ کے ایک رسول ہیں۔

مقابلہ کے وقت دعا: (۲۵۰) جب ان مٹھی بھر مسلمانوں نے کافروں کی فوجوں کے ٹڈی دل دیکھے تو اپنے رب سے یہ دعا مانگی کہ اے رب اس موقع پر ہمیں صبر عطا فرما۔ ہمیں دشمن کے مقابلہ پر لوہے کی لاٹ بنا۔ ہمیں بھاگنے سے' نامردی سے اور ذلت و پستی سے محفوظ فرما اور کافروں پر ہماری مدد فرما۔

شاندار کامیابی: (۲۵۱) چنانچہ اس مٹھی بھر اللہ والی جماعت نے کافروں کے لشکر جرار کے منہ پھیر دیئے اللہ کی مدد سے انہیں شکست فاش دی' ان پر غالب آئے اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ طالوت نے داؤد سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم جالوت کو قتل کر ڈالو گے تو میں تمہاری شادی اپنی بیٹی سے کر دوں گا اور اپنا آدھا مال اور نصف حکومت بھی دے دوں گا۔ داؤد نے گوپھیے میں پتھر رکھ کر جالوت کے مارا جس سے وہ ختم ہو گیا۔ طالوت نے وعدہ پورا کیا اور داؤد کو آدھی حکومت دے دی (اسرائیلی روایت) پھر اللہ نے آپ کو نبوت سے بھی سر بلند فرمایا۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ ہم نے انہیں ملک دیا جو طالوت کے قبضہ میں تھا۔ پھر شموئیل کے بعد آپ کو خلعت نبوت مل گیا اور اللہ نے حسب مشیت آپ کو علم سکھا دیا۔

مدافعت کی حکمت: پھر فرمایا کہ اگر اللہ بعض کو بعض سے دفع نہ کرتا تو دنیا میں فساد مچ جاتا اور لوگ ہلاک ہو جاتے۔ یہی حکمت تھی

کہ اللہ نے داؤد جیسے جیالے مجاہد کے ہاتھوں جالوت کو قتل کرا کر اسرائیلوں کو عروج بخشا تاکہ امن قائم رہے۔ فرمایا ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ﴾ (حج ۲۲:۴۰) اگر اللہ بعض کو بعض سے دفع نہ فرماتا تو معبد' گرجے' مندر اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے منہدم کر دی جاتیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ دنیا والوں پر بڑا ہی شفیق و مہربان ہے کہ بعض سے بعض کو دفع فرما دیتا ہے' کائنات پر اسی کی حکومت ہے اور اس کا ہر کام حکمت سے بھرپور اور مصلحت سے معمور ہے۔

رحمت عالم ﷺ یقیناً اللہ کے رسول ﷺ ہیں: (۲۵۲) یعنی یہ اللہ کے دلائل و نشانات ہیں اور انہیں اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنے بندوں کو پڑھ پڑھ کر بتا رہا ہے۔ اے رحمت عالم ﷺ آپ کو یہ حقائق و واقعات ہمارے بتانے سے معلوم ہوئے یہی وہ حقائق ہیں جنہیں اہل کتاب ابھی جانتے ہیں بلکہ آپ کی رسالت و نبوت کو بھی پہچانتے ہیں۔ ہم آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ ہمارے رسول ہیں۔

❀❀❀

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ
وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ
ع ۵ ۳۳ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

یہ وہ انبیاء ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر برتری دی۔ ان میں سے کسی سے اللہ نے باتیں کیں اور کسی کے مراتب بلند فرمائے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو غالب معجزے دیئے اور انہیں پاک روح سے قوت بخشی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو بعد میں آنے والے اپنے پاس کھلے کھلے دلائل آ جانے کے بعد مختلف نہ ہوتے لیکن وہ مختلف ہو گئے۔ پھر کچھ تو ان میں سے ایمان لے آئے اور کچھ کافر ہی رہے اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

بعض انبیاء بعض سے افضل ہیں: (۲۵۳) یعنی اللہ نے بعض نبی کو بعض پر برتری عطا فرمائی۔ فرمایا وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ (اسراء ۱۷:۵۵)۔ بلاشبہ ہم نے بعض پیغمبر کو بعض پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔ اللہ نے موسیٰؑ سے طور پر اور رحمت عالم ﷺ سے معراج والی رات میں آسمانوں پر کلام کیا۔ اور آدم ﷺ سے بھی کلام کیا جیسا کہ ابن حبان کی ابوذرؓ والی حدیث سے ثابت ہے۔

انبیاء کے مراتب: معراج والی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے انبیاء کو آسمانوں میں حسب مراتب دیکھا (آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان میں اور ابراہیم کو ساتویں آسمان میں دیکھا) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک مسلمان اور ایک یہودی میں جھگڑا ہو گیا۔ کیونکہ یہودی نے مسلمان کے سامنے اس طرح قسم کھائی کہ اس کی قسم جس نے موسیٰؑ کو دنیا والوں میں منتخب فرمایا۔ مسلمان سے ضبط نہ ہو سکا اور یہودی کے چانٹا مار کر بولا خبیث! کیا رحمت عالم ﷺ پر بھی! یہودی نے رحمت عالم ﷺ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا مجھے پیغمبروں پر فوقیت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش ہو جائیں گے پھر مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا اور میں موسیٰؑ کو عرش کا پایہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ معلوم نہیں وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا طور والی بے ہوشی کے بدلے بے ہوش ہی نہیں ہوئے (ق)۔ (۲) نبیوں کو آپس میں ایک دوسرے پر فوقیت نہ دو (ق)۔ یعنی فضیلت دینا اللہ کا کام ہے بندوں کا نہیں۔ بندوں کا فرض تو سن کر مان لینا' ایمان لے آنا اور گردن جھکا دینا ہے۔

عیسیٰ اللہ کے نبی اور بشر ہیں: بینات سے بشریت و رسالت عیسیٰ پر لاجواب کر دینے والی پکی پکی دلیلیں مراد ہیں اور روح القدس جبرئیلؑ کو کہتے ہیں جو مسیحؑ کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔

اختلافات تقدیری ہیں: پھر فرمایا اگر اللہ چاہتا تو لوگوں میں اختلاف نہیں ہوتا یعنی اتفاق و اختلاف دونوں تقدیری چیزیں ہیں اور اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اللہ انتہائی بلند شان ہے وہ حسب مشیت جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر کام اللہ کی قضا و قدر سے بندھا ہوا

ہے اور ہر بات میں اللہ کی عظیم مصلحت کارفرما ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

اے ایمان والو ہماری دی ہوئی روزی میں سے اس دن سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ معاملہ بیع ہوگا نہ دوستی ہوگی اور نہ شفاعت ہوگی۔ اور کافر ہی ظالم ہیں۔

اللہ کی راہ میں خرچ کا بیان: (۲۵۴) یعنی جو کچھ تمہارے پاس مال ہے ہمارا ہی دیا ہوا ہے اس لئے اس میں سے اللہ کی راہ میں جو خیر و بھلائی کی راہ ہے خرچ کرو تا کہ ثواب کا ذخیرہ تمہارے رب اور آقا کے پاس جمع ہو جائے اور آخرت میں کام آئے۔

خرچ میں جلدی کی جائے: پھر فرمایا کہ تمہیں اپنی زندگی میں خرچ کرنے میں جلدی کرنی چاہئے اور قیامت یعنی موت سے پہلے پہلے خرچ کر ڈالو کیونکہ قیامت کے دن نہ تو خرید و فروخت ہوگی کہ کچھ دے دلا کر جان چھڑالی جائے۔ نہ فدیہ دے کر جان چھڑائی جاسکتی ہے اگرچہ زمین کا طباق بھر کر سونا کیوں نہ پیش کر دیا جائے۔ نہ اس روز دوستی ہی کام آئے گی اور نہ رشتہ داری۔ فرمایا فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ (مومنون۲۳: ۱۰۱)۔ جب صور پھونکا جائے گا تو اس روز نہ باہمی رشتہ داریاں کام آئیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔ آہ اس روز بلا اجازت کوئی کسی کی سفارش بھی نہیں کرسکتا اور نہ سفارش کرنے والوں کی سفارش کام آئے گی۔ فرمایا فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ (مدثر۷۴: ۴۸) مشرکوں کو سفارش کرنے والوں کی سفارش مفید ثابت نہ ہوگی۔

کفر و شرک ظلم ہے: اخیر میں فرمایا کہ کافر ہی ظالم ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا کہ اللہ سے حالت کفر میں ملاقات ہو۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' وہ زندہ ہے اور سنبھالنے والا' اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے' کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اللہ کے پاس سفارش کر سکے جو کچھ لوگوں کے آگے اور پیچھے ہے وہ سب جانتا ہے۔ لوگ اس کا علم گھیر نہیں سکتے مگر جتنا اسے منظور ہو اس کی کرسی آسمان و زمین سے بھی زیادہ وسیع ہے اور آسمان و زمین کی نگرانی اسے تھکاتی نہیں۔ وہ بلند و برتر اور بڑی عظمت والا ہے۔

آیۃ الکرسی کی فضیلت: (۲۵۵) اس آیت کا نام آیۃ الکرسی ہے جس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ قرآن میں سب آیتوں سے

زیادہ فضیلت والی یہی آیت ہے۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے۔ بولے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ مگر آپ بار بار یہی پوچھتے رہے۔ آخر ابی ؓ بولے عظمت والی آیت آیۃ الکرسی ہے (عبدالرزاق)۔ (۲) ابوالمنذر تمہیں علم مبارک ہو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آیۃ الکرسی کی زبان بھی ہوگی اور ہونٹ بھی اور یہ عرش کے پائے کے پاس مالک عرش بریں کی تقدیس بیان کرتی ہوگی۔ (۱)۔ مسلم کی روایت میں قسم والا فقرہ نہیں ہے۔ (۳) ابی ؓ بن کعب فرماتے ہیں میرے پاس کھجوروں کا ڈھیر تھا اور میں ان کی دیکھ بھال بھی خوب رکھتا تھا مگر کھجوریں دن بہ دن گھٹتی جا رہی تھیں۔ ایک دن میں چھپ کر تاک میں بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جانور ہوشیار بچے کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے میں اسے سلام کرتا ہوں۔ یہ سلام کا جواب دیتا ہے پوچھتا ہوں تو جن ہے یا انسان۔ کہتا ہے میں جن ہوں۔ کہتا ہوں ذرا اپنا ہاتھ تو مجھے دکھا وہ اپنا ہاتھ میرے آگے بڑھا دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کتے کا ہاتھ ہے اور اسی طرح کے اس پر بال ہیں۔ میں نے کہا کیا سب جن اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ وہ کہنے لگا میں سب سے زیادہ قوی ہوں۔ میں نے کہا تجھے چوری سے شرم نہیں آتی۔ وہ کہنے لگا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خیرات پسند کرتے ہو آخر تمہاری خیرات میں سے ہمیں بھی تو کچھ ملنا چاہئے۔ میں نے کہا جنوں سے محفوظ رہنے کا کون سا عمل ہے؟ وہ کہنے لگا آیۃ الکرسی۔ صبح کو میں نے رحمت عالم ﷺ سے سارا ماجرا بیان کیا تو فرمایا خبیث نے بات تو صحیح بتائی ہے (ابویعلیٰ حاکم)۔

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث تین جگہ (فضائل قرآن' کتاب الوکالہ' صفت ابلیس) میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ مجھے زکوٰۃ رمضان کی نگرانی پر مقرر فرما دیتے ہیں۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک شخص لپ بھر بھر کر اپنی چادر میں غلہ بھر رہا ہے۔ میں اسے پکڑ لیتا ہوں کہتا ہوں کہ میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچائے بغیر نہ رہوں گا۔ مگر یہ اپنی ناداری اور صاحب عیال ہونے کا عذر کر کے درخواست کرتا ہے کہ مجھے چھوڑ دیجئے اور کہتا ہے کہ میں نے انتہائی مجبوری اور سخت ضرورت کی حالت میں ایسا کیا ہے آخر میں ترس کھا کر اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ صبح کو مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ پوچھتے ہیں کہ تمہارے رات والے قیدی کا کیا حال ہے عرض کرتا ہوں کہ اس نے اپنی سخت ضرورت (مجبوری) کا اظہار کیا اور بیوی بچوں کی کثرت و ناداری کا عذر کیا آخر میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ فرماتے ہیں اس نے تم سے جھوٹ بولا۔ چوکس رہنا وہ پھر آئے گا۔ آپ کی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا اور میں اس کی تاک میں رہا آخر کار وہ آ کر اور لپ بھر بھر کر چادر بھرنے لگتا ہے میں اسے پکڑ کر کہتا ہوں اب کے تجھے آپ کے پاس لے جائے بغیر نہ رہوں گا کہتا ہے میں محتاج و سخت نادار ہوں اور بیوی بچوں والا ہوں اب کے چھوڑ دو آئندہ کبھی نہیں آؤں گا۔ اس کی عاجزی پر مجھے ترس آ جاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں۔ صبح کو پھر رحمت عالم ﷺ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رات والے قیدی کا کیا حال ہے میں کہتا ہوں اس نے اپنی سخت حاجت و ناداری اور بیوی بچوں والا ہونے کا عذر کیا تھا مجھے ترس آ گیا اور میں اسے چھوڑ دیا۔ فرماتے ہیں اس نے جھوٹ بولا چوکس رہنا وہ پھر آئے گا۔ تیسری دفعہ پھر میں اس کی تاک میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آخر آ کر لپ بھر بھر کر غلہ چادر میں بھرنے لگتا ہے۔ میں جھپٹ کر اسے پکڑ لیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اب کے تجھے ضرور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے چلوں گا تو چوری کرتا ہوا تیسری دفعہ پکڑا گیا ہے اور تو ہر دفعہ پھر نہ آنے کا اقرار کر جاتا ہے مگر پھر آ مرتا ہے کہتا ہے اب کے اور چھوڑ دو میں تمہیں چند ایسے کلمے سکھائے دیتا ہوں جن سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ پوچھتا ہوں وہ کیا کلمے ہیں کہتا ہے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو اللہ کا محافظ رات بھر تمہاری

حفاظت کرے گا اور شیطان تمہارے پاس نہیں آئے گا آخر کار اس دفعہ بھی میں اسے چھوڑ دیتا ہوں صبح کو پھر آپ ﷺ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رات والے قیدی کا کیا حال ہے عرض کرتا ہوں اس نے مجھے حفاظت کے چند کلمے بتائے ہیں اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا پوچھتے ہیں کیا کلمے ہیں عرض کرتا ہوں کہ حفاظت کے لئے سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کو بتا گیا ہے۔ فرماتے ہیں بات تو اس نے صحیح بتائی مگر ہے وہ جھوٹا۔ جانتے ہو تم تین رات کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ عرض کرتا ہوں نہیں۔ فرماتے ہیں وہ شیطان تھا (ب)۔ (۴) ایک صحابی لوگوں کو واقعات سنایا کرتے تھے جب بہت بھیڑ ہوتی تو چھت پر چڑھ کر تقریر کر دیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا قرآن میں کون سی آیت زیادہ عظمت والی ہے۔ ایک شخص بولا آیۃ الکرسی۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے کندھوں کے درمیان رکھ دیا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ یا یہ کہا کہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھ دیا جس کی ٹھنڈک میں نے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی اور فرمایا ابولمنذر تمہیں علم مبارک ہو (ا)۔ (۵) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ اجتماع مہاجرین میں تشریف لاتے ہیں ایک شخص پوچھتا ہے کہ قرآن میں سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ فرماتے ہیں آیۃ الکرسی (طبرانی)۔ (۶)

آیۃ الکرسی میں اسم اعظم ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ان دونوں آیتوں میں اسم اعظم ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۔ الٓمّٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (ادت، ابن ماجہ)۔ (۲) اللہ کا نام اسم اعظم جسے پڑھ کر جس وقت بھی دعا کی جائے دعا ضرور قبول ہوتی ہے ان تین سورتوں میں ہے۔ بقرہ ۲:۲۵۰، آل عمران ۳:۱۔ اور طٰہٰ ۲۰:۱۱۱ (ابن مردویہ) میں (خطیب دمشقی)۔

فرائض کے بعد آیۃ الکرسی کی فضیلت: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو ہر فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے اسے جنت میں جانے سے موت کے علاوہ کوئی چیز نہیں روکتی (ابن مردویہ، نسائی فی الیوم واللیل)

آیۃ الکرسی کے دس کلمے: آیۃ الکرسی میں دس کلمے ہیں۔

(۱) اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں تمام مخلوق کا اللہ ہی سچا معبود ہے اور تنہا ہے اس کے سوا کسی میں معبودیت کی صلاحیت ہی نہیں۔

(۲) اللہ اپنی ذاتی حیثیت سے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس میں ازلی اور ابدی حیات ہے وہ دوسروں کو سنبھالنے والا، قائم رکھنے والا اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

(۳) اللہ کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند یعنی اللہ پر بے خبری کی یا عدم توجہی کی یا کسی قسم کے نقص کی کوئی سی حالت بھی طاری نہیں ہوتی بلکہ اس کا علم ہر شخص پر اس کے عملوں کے ساتھ قائم رہتا ہے اور ہر چیز اسی پر عیاں ہے اس کی نگاہ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور اس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ قیومیت ہی کا تتمہ اونگھ یا نیند کا نہ آنا ہے لہٰذا اللہ ہر وقت بیدار ہے، نیند تو نیند اسے اونگھ بھی نہیں آتی۔

(۴) آسمان وزمین میں اللہ ہی کی بادشاہت ہے کائنات اسی کی مملوک ہے اور سب اسی کے غلام ہیں اسی کی بندے ہیں اور اسی کے تصرف واختیار میں ہیں۔ فرمایا اِنْ كُلُّ مَنْ فِيْ (مریم ۱۹:۹۳۔۹۵) تمام آسمان وزمین والے رحمٰن کے پاس غلامانہ حیثیت سے آنے والے ہیں اس نے انہیں شمار کر لیا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے قیامت کے دن ہر شخص اس کے پاس تنہا تنہا

آنے والا ہے۔

(۵) اللہ کی بارگاہ عظمت میں بلا اس کی عظمت کے بلا اس کی اجازت کے کوئی لب شفاعت نہ ہلا سکے گا۔ فرمایا وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ (نجم ۵۳:۲۶) آسمان میں بہت سے فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے کچھ کام نہیں آئے گی مگر اللہ کی اجازت کے بعد کہ وہ جس کے لئے چاہے اور جس سے راضی ہو۔

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (انبیاء ۲۱:۲۸) سفارشی اسی کی سفارش کریں گے جس سے رب راضی ہوگا وہ خود ہی اس کے قہر و جلال سے سہمے ہوئے ہوں گے' اللہ کی عظمت و کبریائی اس کا جاہ و جلال اور رعب و داب ایسا ہوگا کہ اس کے پاس کسی کو کسی کی سفارش کے لئے لب کشائی کی جرات نہ ہوگی جب تک اللہ ہی اس کی سفارش کی اجازت عطا نہ فرمائے' شفاعت والی حدیث میں ہے کہ میں عرش کے نیچے جا کر سجدے میں گر پڑوں گا اور جب تک اللہ کو منظور ہوگا سجدے ہی میں پڑا رہوں گا' پھر مجھ سے کہا جائے محمد ﷺ سجدے سے سر اٹھاؤ کہو کیا کہتے ہو تمہاری بات سنی جائے گی' سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی پھر میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی اور میں ان سب کو (جہنم سے نکال کر) جنت میں لے جاؤں گا۔

(۶) اللہ ماضی و مستقبل کی تمام باتوں سے واقف ہے اس کے علم کے گھیرے میں تمام کائنات گھری ہوئی ہے خواہ گذر چکی ہو یا موجود ہو یا مستقبل میں آنے والی ہو۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا (مریم ۱۹:۶۴) ہم آپ کے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں ہمارے آگے پیچھے اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اسی کے لئے ہے اور آپ کا رب بھول جانے والا نہیں۔

(۷) کوئی اللہ کی مشیت کے بغیر اس کے علم میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا اور نہ کوئی اس کے علم کا احاطہ کر سکتا ہے یعنی کوئی اللہ کے ذرا سے علم سے بھی واقف نہیں ہو سکتا بجز اس علم کے جس سے اس نے اسے آگاہ کر دیا ہو یا اللہ کی ذات و صفات کے علم سے کوئی ذرہ برابر بھی واقف نہیں مگر اس قدر واقف ہو سکتا ہے جس قدر خود اس نے کسی کو آگاہ کر دیا ہو۔ فرمایا وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ (البقرۃ ۲:۲۵۵) لوگ اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے یعنی اس کے علم پر آگاہ نہیں ہو سکتے۔

(۸) اللہ کی کرسی زمین و آسمان سے وسیع ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان پھیلا کر ملا دیئے جائیں تو کرسی کے مقابلہ میں اسی طرح ہوں گے جیسے ایک بڑے میدان میں کوئی حلقہ پڑا ہو (ابن جریر' ضحاک' ابن ابی حاتم) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کرسی کے مقابلہ میں ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے کسی ڈھال میں سات درہم پڑے ہوں (ابن جریرؒ)۔

(۲) عرش کے مقابلہ میں کرسی ٹھیک لوہے کے ایک حلقہ کی طرح ہے جو کسی بڑے میدان میں ڈال دیا گیا ہو (ابن جریرؒ)۔

(۳) اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابلہ میں محض اس حلقہ کی طرح ہیں جو کسی میدان میں ڈال دیا گیا ہو اور کرسی پر عرش کو ایسی فضیلت ہے جیسے اس حلقہ پر میدان کو (ابن مردویہ)۔

(۹) اللہ کو آسمان و زمین کی نگرانی تھکاتی نہیں بلکہ اللہ کے لئے انتہائی آسان ہے' اللہ ہر شخص کے اعمال کا نگران ہے تمام چیزیں اس کے سامنے ہیں کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں اور نہ چھپ سکتی ہے۔ اللہ کے سامنے سب حقیر و ذلیل ہیں سب محتاج و درماندہ ہیں سب اسی کے در کے فقیر ہیں اس سے کوئی کسی وقت بھی بے نیاز نہیں' ہاں وہ سب سے ہر وقت بے نیاز ہے ہمہ وقت تعریف و توصیف کا حق دار ہے' ہر کام پر لائق حمد و ثنا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اللہ کے کسی فعل پر کوئی دم مارنے والا نہیں اور اللہ ہر

ایک کے اعمال سے قیامت کے دن باز پرس کرنے والا ہے اللہ ہر چیز پر غالب و محیط ہے سب کا نگران ہے بلند و برتر ہے اور بڑی عظمت والا ہے نہ اس کے سوا کوئی حق دار عبادت اور نہ حق دار ربوبیت۔

(۱۰) یعنی اللہ بڑی بلندی اور بڑی عظمت والا ہے' فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (رعد۱۳:۹) اللہ چھپی' کھلی باتوں کا عالم ہے اور بہت بڑا ہے اور انتہائی بلند ہے۔ ان آیتوں میں اور ان کے ہم معنی صحیح حدیثوں میں بہترین طریقہ سلف کا ہے کہ کیفیت و تشبیہ کے بغیر ان پر ایمان لے آؤ ان کی کیفیت کی کرید نہ کرو اور اللہ کو تشبیہ سے منزہ سمجھو۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾

دین میں جبر نہیں ہدایت گمراہی سے ممتاز ہے پھر جو شخص طاغوت کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک مضبوط کڑا مضبوطی سے تھام لیا جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں جبر نہیں: (۲۵۶) یعنی اسلام کے لئے کسی کو مجبور نہ کرو وہ تو خود ظاہر' صاف' کھلا ہوا اور روشن ہے اس کے دلائل پکے اور معقول ہیں اور اس کا محتاج نہیں کہ اس کے لئے کسی پر جبر کیا جائے بلکہ اللہ جسے اسلام کی ہدایت فرماتا ہے اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور اس کی بصیرت روشن فرما دیتا ہے۔ اور وہ دلائل کے ساتھ اپنا دل ایمان سے منور بنا لیتا ہے اور اسلام قبول کر کے دین و دنیا کی سعادتیں سمیٹ لیتا ہے' برعکس اس کے جن کے دلوں کا نور کھو گیا اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر مہر لگ گئی انہیں جبراً مسلمان بنانے اور زبردستی اسلام میں ٹھونسنے سے کوئی فائدہ نہیں' یہ آیت انصاریوں کے بارے میں اتری مگر حکم عام ہے۔

توحید پر ایمان ایک مضبوط کڑا ہے: پھر فرمایا کہ جس نے اللہ کے ساتھ شریکوں سے بتوں سے اور ہر غیر اللہ کی عبادت سے جس کی طرف شیطان بلاتا ہے نفرت کی انہیں نہ مانا اور توحید کا اقرار کر کے اللہ ہی کی عبادت کی اور اسی عقیدت پر جما رہا۔ اس نے ایک مضبوط کڑا خوب مضبوط پکڑ لیا کہ نہ تو وہ ہاتھ سے چھوٹے گا اور نہ ٹوٹے گا یعنی اب وہ توحید پر جم گیا' بہترین دین پر اڑ گیا اور سیدھی راہ پر ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔

اسلام کا انتہائی مضبوط سبب توحید ہے: پھر فرمایا یہ ایسا مضبوط کڑا ہے جو نہ ٹوٹے اور نہ چھوٹے یعنی دین کا قوی ترین سبب (توحید) اختیار کیا۔ دین کو مضبوط کڑے سے تشبیہ دی گئی کہ جیسے مضبوط کڑا بے خوف ہو کر پکڑ لیا جاتا ہے کیونکہ اس کے ٹوٹنے کا ڈر نہیں ہوتا اسی طرح توحید بے خوف ہو کر قبول کر لی جائے اس راہ میں گمراہی کا ڈر ہی نہیں اور پھر پکڑا بھی اس قدر مضبوط کہ اب ہاتھ ہی شانے سے جدا ہو جائے تو یہ کڑا چھوٹے ورنہ ہاتھ سے اس کا چھوٹنا کارے دارد۔ اسی طرح توحید کی امانت کسی قیمت پر بھی جدا نہیں کی جا سکتی خواہ جان چلی جائے مگر مسلمان توحید کی آن پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ مضبوط کڑے سے اسلام' ایمان' توحید' قرآن اور اللہ کے لئے عداوت و محبت مراد ہے۔

محمد بن قیس فرماتے ہیں میں مسجد نبوی میں تھا کہ اتنے میں ایک شخص آتا ہے چہرے سے آثار خشوع و خضوع مترشح ہیں اور

دو مختصر رکعتیں پڑھتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنتی ہے پھر جب وہ مسجد سے باہر آتا ہے میں اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتا ہوں' آخر وہ اپنے گھر میں داخل ہو جاتا ہے میں بھی اس کے پیچھے پیچھے گھر میں چلا جاتا ہوں اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگتا ہوں جب وہ مانوس ہو جاتا ہے تو میں کہتا ہوں جب آپ مسجد میں تشریف لے گئے تھے تو لوگ آپ کو جنتی کہہ رہے تھے' فرماتے ہیں سبحان اللہ کسی پر بلا علم کے حکم لگانا لائق نہیں' میں تمہیں ان کے اس کہنے کی وجہ سے بتاتا ہوں میں نے عہد رسالت میں ایک خواب دیکھا تھا کہ میں ایک نہایت وسیع لمبے چوڑے اور ہرے بھرے باغ میں ہوں' جس کے عین وسط میں ایک لوہے کا ستون نصب ہے ستون کا نچلا حصہ تو زمین میں ہے اور اوپر کا حصہ آسمان میں اور اوپر والے حصہ میں ایک کڑا اٹکا ہوا ہے' مجھے کسی نے حکم دیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں بولا میں چڑھ نہیں سکتا' پھر میرے پاس مزدور جیسا ایک شخص آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اٹھا کر بولا چڑھ میں نے چڑھ کر وہ کڑا پکڑ لیا۔ وہ بولا دیکھو کڑا مضبوط پکڑے رہنا۔ چنانچہ وہ کڑا میرے ہاتھ ہی میں تھا کہ میری آنکھ کھل گئی' میں نے یہ خواب اللہ کے رسول ﷺ سے بیان کیا فرمایا باغ تو باغ اسلام ہے اور ستون بھی اسلامی ستون ہے اور مضبوط کڑا توحید ہے تمہاری موت اسلام پر ہوگی (ق ا)۔ یہ شخص عبداللہ بن سلام تھے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵۷ ع ۳۴

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے جو انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال کر لاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف نکال کر لاتے ہیں' یہی جہنمی ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

اسلام کی بدولت اللہ کی دوستی اور صحیح راہ ملتی ہے: (۲۵۷) یعنی اللہ انہیں کو سلامتی والی راہوں پر چلاتا ہے جو اس کی رضا کے جویاں رہتے ہیں چنانچہ وہ اہل ایمان کو کفر و شرک شک و تردد اور اوہام کی تاریکیوں سے نکال کر حق و صداقت کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ حق واضح' آسان' صاف' کھلا ہوا اور روشن ہے اس کے برعکس کافروں کے دوست شیطان ہی ہیں جو ان کی جہالتوں' گمراہیوں اور اوہام کو خوبصورت شکلوں میں ان کے سامنے لاتے ہیں اور انہیں راہ حق سے ہٹا کر کفر و کذب کی طرف لے آتے ہیں (اسی وجہ سے اللہ نے نور کو مفرد اور ظلمات کو جمع استعمال کیا کیونکہ حق ایک ہی ہے اور باطل کی کثرت ہے) فرمایا وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِيْ (انعام ۶:۱۵۴) میری یہ راہ سیدھی ہے اس کی پیروی کرو اور دیگر راہوں پر نہ چلو ورنہ راہ حق سے بھٹک جاؤ گے اس کا اللہ نے تمہیں تاکیدی حکم فرمایا تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (۲) وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ (انعام ۶:۱) اللہ ہی نے تاریکیوں اور نور کو پیدا کیا۔ (۳) عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَائِلِ (نحل ۱۶:۴۸) ان کے سائے کبھی دائیں طرف جھک جاتے ہیں اور کبھی بائیں طرف اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حق صرف ایک ہے اور باطل کی راہیں بہت ہیں حق ایک راہ پر سمٹ آیا ہے اور باطل منتشر ہے' حق میں حصے نہیں اور باطل کے بے شمار شعبے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٥٨﴾

کیا آپ نے وہ شخص نہیں دیکھا جس نے ابراہیمؑ سے ان کے رب کے بارے میں اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے ملک دے رکھا تھا جھگڑا کیا' جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو پیدا کرتا ہے اور مارتا ہے۔ بولا میں بھی زندہ کر دیتا اور مار دیتا ہوں ابراہیمؑ نے کہا اللہ سورج مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال دے اس پر وہ کافر ہکا بکا رہ گیا اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

خلیل ونمرود کا مناظرہ: (۲۵۸) یہ شخص جس نے ابراہیمؑ سے رب کے بارے میں کٹ حجتی کی تھی بابل کا بادشاہ نمرود بن کنعان یا نمرود بن فالخ تھا۔ دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ چار ہیں دو مومن اور دو کافر' مومن تو سلیمانؑ اور ذوالقرنین ہیں اور کافر نمرود و بخت نصر ہیں۔ فرمایا کیا آپ نے نہیں دیکھا یعنی کیا آپ نے غور نہیں فرمایا نمرود چونکہ اپنے سوا کسی اور معبود کا قائل نہ تھا اس لئے اس نے ہستی باری تعالیٰ کا انکار کیا' جس طرح اس کے بعد فرعون نے اپنے سرداروں سے کہا تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ (قصص ۲۸:۳۸) تجھے معلوم نہیں کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود بھی ہے' کہتے ہیں کہ نمرود کی سلطنت چار سو سال رہی' زمانہ امتداد سلطنت نے اور کثرت عیش وعشرت نے اس کا دماغ بگاڑ دیا طبیعت میں رعونت' مزاج میں کبر ونخوت اور عادت میں تمرد و سرکشی سما گئی اور اللہ کے رسول ﷺ کی سخت مخالفت پر تل گیا چونکہ اللہ نے اسے حکومت دے دی تھی پھر کیا تھا اکڑ گیا اور لگا مستانہ بڑ ہانکنے۔ جب اس پر اللہ کے نبی نے توحید کی صاف ستھری اور روشن دلیل پیش کی اور فرمایا کہ ہم سب کا معبود ایک ہی ہے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش بریں پر ہے تو بولا میرے سوا کسی اور معبود کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا سب سے بڑی اور روشن دلیل کائنات کا بننا اور بگڑنا ہے' اللہ ہی پیدا کر کے نعمت حیات سے سرفراز فرماتا ہے پھر وہی ایک مقررہ مدت کے اندر موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے' ہے کوئی ایسا جو موت وحیات پر قادر ہو یہی ایک فاعل مختار کے وجود کی دلیل ہے کیونکہ کائنات میں تغیر وتبدل خود بہ خود تو پیدا ہوتا نہیں' چیزوں کی ایجاد وفنا کے لئے بھی کسی ذات کے وجود کی ضرورت ہے وہی ذات تمہارا سچا معبود ہے جس کی عبادت کی تمہیں دعوت دی جا رہی ہے' وہ یکتا ہے بے مثل ہے اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔ یہ دلیل سن کر وہ ازلی بدبخت ہٹ دھرمی سے بولا یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں کہتا ہے میں دو حق داران قتل کو بلا کر ایک کو قتل کرائے دیتا ہوں اور دوسرے کو معاف کئے دیتا ہوں مارنے جلانے کے یہی تو معنی ہیں' ظاہر ہے کہ یہ خلیل اللہ کے سوال کا جواب نہ تھا اور نہ جواب کے لگ بھگ ہی تھا کیونکہ نمرود صانع عالم کے وجود کو نہیں مانتا تھا اور اس منصب کا حق دار اپنی ذات کو سمجھتا تھا چونکہ خلیل اللہ نے ایجاد کائنات کی دلیل پیش کی تھی اسے تو رد نہ کر سکا البتہ ہٹ دھرمی اور مخالفت سے مکابرہ کرنے لگا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں' یعنی میں ہی رب ہوں اور میں ہی فاعل مختار ہوں اس کے بہت زمانے کے بعد مصر میں فرعون نے یہ بھی یہی دعویٰ کیا تھا۔ خلیل اللہ نے نمرود کی کٹ حجتی دیکھ کر اس دلیل سے قطع نظر کر کے

ایک ایسی دلیل دی جس سے وہ لا جواب ہو کر رہ گیا۔ فرمایا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو وہی اللہ ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا جب تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ موت وحیات میرے اختیار میں ہیں اور قادر موت وحیات کا وجود پر بھی ہر طرح کا تصرف ہوتا ہے' وہی ذرات وجود پیدا کرتا ہے وہی تاروں کو اپنا مسخر بناتا ہے اور اپنے ارادے سے ان کے حرکات قائم کرتا ہے' کواکب کائنات کو تو چھوڑ محض ایک سیارے (سورج) ہی کی حرکت میں ذرا سا تغیر پیدا کر کے دکھا' سورج روزانہ مشرق سے نکلتا ہے تو اسے مغرب سے نکال دے پھر تو واقعی اللہ ہے ورنہ جھوٹا ہے۔ اس دلیل سے نمرود مکابرہ پر بھی قادر نہ ہو سکا بغلیں جھانکنے لگا اور لا جواب ہو گیا اور اس پر حجت قائم ہو گئی' اللہ نے فرمایا کہ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا یعنی ان کے دلوں میں دلائل قاطعہ نہیں پیدا فرماتا بلکہ ان کی حجت ان کے رب کے نزدیک باطل ہے وہ قہر الٰہی میں مبتلا ہیں اور انہیں کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ پھر اللہ نے اس سرکش بادشاہ کے پاس ایک فرشتہ بھی بھیجا جو اسے بار بار ایمان لانے کی ترغیب دیتا رہا مگر پھر بھی یہ ایمان نہیں لایا' پھر یہ جب کسی طرح مانا ہی نہیں تو فرشتہ بولا اب میرے لشکر کے مقابلہ میں اپنا لشکر جمع کر چنانچہ اس نے دن نکلنے سے پہلے پہلے ٹڈی دل لشکر تیار کر لیا پھر اللہ نے ان پر مچھروں کا دروازہ کھول دیا' اس قدر مچھروں کا زور ہوا کہ ایک دفعہ تو سورج بھی چھپ گیا۔ اللہ نے یہ مچھر اس لشکر پر مسلط فرما دیئے جنہوں نے اس لشکر کا جی بھر کر خون پیا' یہ مچھر بھی عجیب تھے ان کا گوشت بھی چٹ کر گئے بس ہڈیاں ہی ہڈیاں چھوڑیں ایک مچھر نمرود کی ناک کی راہ سے اس کے دماغ میں بھی جا پہونچا اور دماغ میں چار سو سال رہا' اللہ نے اس پر یہ عذاب مسلط فرما دیا' نمرود اپنا سر ہتھوڑوں سے کچلواتا رہتا تھا یہ اسی مچھر سے ہلاک ہوا اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دی۔ یہ ہے سرکشی کا برا انجام اللہ بچائے۔ آمین

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

یا اس شخص کی طرح جو ایک بستی سے گذرا جو اپنی چھتوں پر گری ہوئی تھی بولا اللہ اسے اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا آخر اللہ نے اسے سو سال تک مارے رکھا پھر زندہ کر کے پوچھا یہاں کتنی دیر ٹھہرے بولے دن بھر یا اس سے بھی کم' فرمایا نہیں بلکہ سو سال ٹھہرے اب تم اپنے کھانے پینے کا سامان دیکھو' ان میں سے کوئی بھی خراب نہیں ہوا' اور اپنا گدھا دیکھو اور تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنادیں ہڈیوں کو دیکھو ہم انہیں کس طرح جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر جب یہ سب کچھ ان کے سامنے ظاہر ہو گیا تو بولے مجھے یقین ہے کہ اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

عزیر علیہ السلام کا واقعہ: (۲۵۹) اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ یہ گذرنے والے عزیرؑ ہیں۔قریہ سے بیت المقدس مراد ہے بخت نصر نے یہ شہر اجاڑ دیا تھا اور اس کے باشندوں کو قتل کر دیا تھا' شہر بالکل ویران وسنسان تھا اس میں کوئی متنفس باقی نہ تھا بس کھنڈر ہی کھنڈر تھے مکانوں کی چھتیں اور دیواریں صحنوں میں گری پڑی تھیں کہ ادھر سے عزیرؑ کا گزر ہوا جب آپ نے بیت المقدس کا یہ حال زار دیکھا کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ یہ شہر کیسا آباد و پر رونق تھا چاروں طرف چہل پہل تھی اور خوبصورت و عالی شان مکانات تھے افسوس اب اس کا حشر کیا ہو گیا اس کی چہل پہل کہاں گئی اس کی عمارتیں کیوں منہدم ہیں اس کی رونق کیوں خاک میں مل گئی سوچتے سوچتے یہ بھی خیال آیا کہ اب اجڑنے کے بعد کیسے آباد ہوگا' اب تو اس میں نہ کوئی انسان دکھائی دیتا ہے اور نہ کوئی گھر' کھنڈر ہی کھنڈر نظر آتے ہیں بھلا پہلی سی چہل پہل' پہلی سی ہما ہمی' اور پہلی سی آبادی کس طرح ہو سکتی ہے آپ کے دل میں اسی قسم کے خیالات گذر رہے تھے کہ اللہ نے آپ کو اس جگہ فوت کر دیا' آپ کی وفات کے ستر سال بعد پھر بیت المقدس آباد ہوا۔ یہودی چاروں طرف سے آ کر یہاں آباد ہو گئے۔ پہلے سے بھی زیادہ رونق اور چہل پہل ہو گئی عالی شان وخوبصورت مکانات بن گئے اور لوگ بڑے عیش وآرام سے یہاں رہنے سہنے لگے پھر اللہ نے عزیرؑ کو پورے سو سال کے بعد زندہ کیا جب روح آنکھوں میں آئی تو اللہ کی کمال صنعت کا مشاہدہ کرنے لگے آپ نے پہلے تو اپنے تمام جسم میں زندگی کی لہر دوڑتی ہوئی محسوس فرمائی' پھر جب پوری طرح زندہ ہو گئے تو اللہ نے آپ سے فرشتے کے واسطے سے پوچھا کہ یہاں کتنی دیر ٹھہرے؟ فرمایا ایک دن ٹھہرا یا اس سے کچھ کم چونکہ دن نکلتے ہی فوت ہوئے تھے اور غروب آفتاب کے وقت زندہ ہوئے اس لئے سمجھے کہ ایک ہی دن گزرا ہے کیونکہ سورج غروب ہو رہا ہے اور چونکہ ابھی سورج باقی تھا اس لئے یہ بھی فرمایا کہ پورا دن بھی نہیں کچھ کم ہی ہے اللہ نے فرمایا کہ آپ پورے سو سال کے بعد زندہ ہوئے ہیں کھانے پینے کا سامان دیکھئے کہتے ہیں آپ کے پاس انگور انجیر اور کچھ پھلوں کا رس تھا ان میں سے کوئی چیز بھی خراب نہیں ہوئی تھی نہ رس بگڑا تھا نہ انجیر کھٹے اور متعفن ہوئے تھے اور نہ انگور ہی بدلے تھے پھر حکم ہوا کہ اب اپنا گدھا دیکھئے اللہ آپ کی آنکھوں کے سامنے گدھا زندہ فرمائے دیتا ہے جیسے اللہ نے لوگوں کے لئے آپ کو زندگی بعد الموت کی ایک نشانی بنا دی' اسی طرح غور کیجئے کہ ہم کس طرح آپ کے گدھے کی ہڈیاں اٹھا کر آپس میں جوڑتے ہیں۔ پھر ان کی آنکھوں کے سامنے گدھے کا ڈھانچہ تیار ہو گیا پھر اللہ نے ان ہڈیوں پر گوشت پوست چڑھے اور رگیں پیدا کر دیں پھر فرشتہ بھیجا اس نے گدھے کے نتھنوں کی راہ روح پھونک دی اور گدھا اللہ کے حکم سے ہنہنانے لگا' یہ سب کچھ عزیرؑ کی آنکھوں کے سامنے ہوا جب آپ نے زندگی بعد الموت کا نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو فرمایا کہ پہلے بھی میرا عقیدہ یہی تھا اور اب تو میں نے زندگی بعد الموت اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لی اب میں اپنے ہم عصروں میں یہ مسئلہ سب سے زیادہ جانتا ہوں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى
وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ
ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ
وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۶۰) ع ۳۵

اور جب ابراہیمؑ نے کہا اے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردے کو زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں؟ بولے کیوں نہیں لیکن دلی اطمینان چاہتا ہوں' فرمایا چار پرندے لے کر انہیں اپنے پاس رکھ لے پھر انہیں اپنے سے مانوس کر پھر ٹکڑے کر کے ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں آواز دو وہ تمہارے پاس دوڑ کر آ ئیں گے یقین مانو اللہ غالب و حکمت والا ہے۔

خلیل اللہ کا مشاہدہ زندگی بعد الموت: (۲۶۰) خلیل اللہ کے اس سوال کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ چونکہ آپ نے نمرود سے فرمایا تھا کہ میرا رب ہی مارتا جلاتا ہے اس لئے آپ علم الیقین سے عین الیقین اور مشاہدہ کی طرف ترقی کرنا چاہتے تھے کہ کہیں یہ دہریہ یہ نہ پوچھ بیٹھے کہ کبھی تم نے رب کو مارتا جلاتا دیکھا بھی ہے تو آپ کیا جواب دیں اس لئے آپ نے مشاہدہ زندگی بعد الموت کی دعا مانگی۔ اللہ نے فرمایا کیا یقین نہیں بولے یقین تو ہے مگر دلی اطمینان میں اضافہ چاہتا ہوں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بہ نسبت ابراہیمؑ کے ہم زیادہ اطمینان قلب کے محتاج ہیں جب کہ انہوں نے فرمایا تھا رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى (ق)

خلیل اللہ کے سوال کا جواب: سوال کے جواب میں حکم ہوتا ہے کہ چار پرندے لے آؤ' ان پرندوں کو متعین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر تعیین کی ضرورت ہوتی تو خود اللہ پاک متعین فرما دیتا۔

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ یعنی چار پرندے پال لے پھر جب وہ مانوس ہو جائیں تو کاٹ کر بوٹیاں کر لو' چنانچہ خلیل اللہ نے چار پرندے لے کر پال لئے پھر انہیں ذبح کر کے ان کے پر اور کھال نوچ کر بوٹیاں کر کے آپس میں گوشت کو ملا کر ہر پہاڑ پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دیا (یہ پہاڑ چار یا سات تھے) اور ان کے سر اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں اللہ کے حکم سے بلایا' دیکھا کہ پر سے پر' خون سے خون' گوشت سے گوشت اور ہر بوٹی سے بوٹی اڑ کر مل رہی ہے یہاں تک کہ ہر پرندہ مستقل کھڑا ہو جاتا ہے اور خلیلؑ اللہ کی طرف دوڑ کر آتا ہے تاکہ سر بھی جڑ جائے اور آپ اچھی طرح سے مشاہدہ کر لیں کہ اللہ کی قدرت کتنی وسیع ہے' اگر خلیل اللہ کسی پرندے کے آگے دوسرے پرندے کا سر پیش کرتے تو وہ اسے قبول نہیں کرتا اور اپنا ہی سر طلب کرتا اور جب اس کا اپنا سر پیش کر دیا جاتا تو وہ باقی دھڑ کے ساتھ جڑ جاتا۔ اللہ کے خلیل علیہ السلام نے خود اپنی آنکھوں سے قدرت کی ہمہ گیری کا اور مردوں کے جلانے کا بصیرت افروز نظارہ مشاہدہ کر لیا۔ اسی وجہ سے اخیر آیت میں فرمایا کہ اس پر یقین رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور زبردست حکمت والا ہے ہر چیز اس کی قدرت کے اندر ہے اور کوئی چیز اس کا حکم ٹال نہیں سکتی اللہ جو چاہتا ہے وہ بلا کسی رکاوٹ کے ہو جاتا ہے ہر چیز اللہ ہی کے قبضہ و اقتدار میں ہے' اللہ اپنے اقوال و افعال میں اور شرعی اور قدری احوال میں بڑی حکمت والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۲۶۱)

ان کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ایک دانہ جیسی ہے جس نے ساتھ بالیں پیدا کیں اور ہر بال میں سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور اللہ فراخی والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کی برکت: (۲۶۱) یعنی جو اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں' اس مال کی برکتوں اور صلوں کا کیا ٹھکانہ کہ ایک کے دس ملتے ہیں' پھر سات سو' پھر اللہ جس قدر چاہے اور بھی برکت عطا فرما دے۔ اس آیت میں یہی مفہوم ایک مثال سے ذہن نشین کرایا گیا ہے معلوم ہوا کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور بڑھتے بڑھتے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کی راہ سے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری' جہاد و حج' اسلحہ' گھوڑوں کی خرید و نگہداشت اور تمام جنگی ضروریات مراد ہیں اگر یہ کہہ دیا جاتا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے پیسہ میں ایک کے بدلہ سات سو ملتے ہیں تو کلام میں وہ لطافت و نفاست پیدا نہ ہوتی جو مثال سے پیدا ہو رہی ہے اور نہ دل میں اس خوبی سے بیٹھتی جیسے اب مثال سے بیٹھ گئی ہے اس مثال سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک عمل بڑھتے رہتے ہیں جیسے زرخیز زمین میں کاشت سے غلہ بڑھتا رہتا ہے۔

(۱) کسی صحابی نے اللہ کی راہ میں ایک نکیل والی اونٹنی دے دی تھی' اس وقت اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ انہیں قیامت کے دن اسی قسم کی سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔ (م)

(۲) یقین مانو اللہ اولاد آدم کی نیکی کو علاوہ روزے کے دس سے سات سو تک بڑھا دیتا ہے' اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی تو روزہ کھولتے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی قیامت کے دن ہوگی' روزے دار کی منہ کی بو اللہ کو مشک سے زیادہ پیاری ہے۔ (ا)

(۳) ابن آدم کا ہر عمل دس سے سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ جس قدر اللہ چاہے بڑھا دیتا ہے' اللہ فرماتا ہے مگر روزہ کیونکہ وہ میرے لئے ہی ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا' روزہ دار میری وجہ سے اپنا طعام و شراب چھوڑ دیتا ہے روزہ دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک مسرت تو روزہ کھولتے وقت ہوتی ہے اور دوسری مسرت رب سے ملاقات والے دن ہوگی یاد رکھو روزے دار کے منہ کی بو' اللہ کو مشک سے زیادہ پیاری ہے روزہ ڈھال ہے۔ (ما)

(۴) اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال سات سو گناہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ (ا)

(۵) یقین مانو نماز' روزہ اور اللہ کا ذکر یہ سب اللہ کی راہ میں خرچ پر سات سو گنا بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ (د)

(۶) جس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اپنے گھر میں رہا (جہاد پر نہیں گیا) اسے قیامت کے دن ہر درہم کے بدلہ سات سو درہم ملیں گے اور جس نے اللہ کی راہ میں جنگ کی اور مال بھی خرچ کیا اسے ایک درہم کے سات لاکھ درہم ملیں گے' پھر عمران ؓ بن حصین نے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم)۔

پھر فرمایا اللہ بڑی فراخی والا ہے وہ جس قدر جسے چاہے عطا فرما دے' اس کے خزانے میں کمی آنے والی نہیں اور خلوص عمل کو بھی وہی خوب جانتا ہے جس کے مطابق اضافہ کیا جاتا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون حق دار اضافہ ہے اور کون نہیں' اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے سزاوار ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ

غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ﴿۲۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶۴﴾

جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اپنے خرچ کیے ہوئے مال پر احسان نہیں جتاتے اور نہ ستاتے ہیں انہیں کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے' اور نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے' اچھی بات اور معافی اس صدقے سے بہتر ہے جس کے پیچھے ستانا ہو اور اللہ بڑا بے نیاز اور بڑا بردبار ہے' اے ایمان والو احسان رکھ کر اور ستا کر اپنے صدقے برباد نہ کرو جیسے وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کی نیت سے خرچ کر رہا ہے اور اس کا نہ اللہ پر ایمان ہے اور نہ قیامت کے دن پر سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک صاف پتھر ہو جس پر مٹی پڑی ہوئی ہو پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو جائے اور وہ اسے چکنا چھوڑ جائے ان کی ذرا سی کمائی بھی ان کے ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں فرمایا۔

صدقہ پر احسان جتانے کی ممانعت: (۲۶۲) میں ان لوگوں کی مدح ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے احسان نہیں جتاتے نہ ستاتے ہیں' نہ تکلیف دہ باتیں کرتے ہیں اور نہ کوئی ایسا کام کرتے ہیں جو باعث اذیت ہو۔ پھر فرمایا اور نہ ستاتے ہیں یعنی جس کے ساتھ سلوک کیا ہے اسے قول یا فعل سے ستا کر اپنا سابق احسان برباد نہیں کرتے۔ ان کے اس حسن سلوک پر اللہ نے ان سے شاندار صلہ کا وعدہ فرمایا ہے کہ صرف ان کے لئے (کسی اور کے لئے نہیں) ان کا صلہ ان کے رب کے ذمہ ہے کسی غیر کے ذمہ نہیں اور انہیں قیامت کے ہولوں کا کچھ ڈر نہیں اور نہ وہ دنیا میں چھوڑی ہوئی اولاد و جائیداد کا غم کرتے ہیں' نہ انہیں دنیوی زندگی اور اس کی بہاروں کے فوت ہو جانے کا افسوس ہے اور نہ آخرت کا غم کیونکہ وہ دنیوی نعمتوں سے کہیں زیادہ نعمتوں سے مالا مال فرما دیئے جائیں گے۔

(۲۶۳) یعنی بھلی بات' اچھا کلمہ' دعائے خیر اور قولی و فعلی ظلم سے درگذر اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے ستایا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا' اللہ کو پاکیزہ بات سے زیادہ کوئی صدقہ پیارا نہیں پھر عمرو بن دینار نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ (یعنی وہ صدقہ بیکار ہے جس پر احسان جتا دیا جائے یا اسے قول و فعل سے ستایا جائے جس پر صدقہ کیا ہے اس سے تو بہتر یہی تھا کہ بجائے صدقہ کے اس حق میں دعائے خیر ہی کر دی جاتی کیونکہ پاکیزہ کلمہ اور قولی یا فعلی زیادتی پر صبر کر کے معاف کر دینا احسان و ایذا والے صدقہ سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا اللہ غنی ہے وہ ایسا صدقہ نہیں چاہتا اور بردبار بھی ہے کہ اگر توبہ کر لی جائے تو درگذر فرما دے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن تین شخصوں سے کلام نہیں فرمائے گا' نہ انہیں نگاہ رحمت سے دیکھے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دکھ بھرا عذاب ہوگا' صدقہ پر احسان جتانے والا' تہہ بند لٹکانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا (م)۔

(۴) ماں باپ کا نافرمان' احسان جتانے والا' ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو نہ ماننے والا جنت میں نہ جائے گا (ا' ابن ماجہ ابن مردویہ)

احسان وایذا سے صدقہ کی بربادی: (۲۶۴) اس آیت سے معلوم ہوا کہ احسان وایذا سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے کیونکہ نیکی سے جو کچھ ثواب ملا تھا اسے احسان وایذا کی آگ نے جلا ڈالا۔

ریا کاری کا صدقہ بھی بے کار ہے: کیونکہ ریا کاری سے بھی صدقہ کا ثواب ختم ہو جاتا ہے ریا کار لوگوں سے تو کہتا' کہ اللہ کی رضا کے لئے دے رہا ہوں اللہ راضی ہو جائے اور قبول فرمالے مگر نیت یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں واہ واہ ہو اس کی فیاضی کے چرچے ہوں اس کی سخاوت کے گن گائے جائیں اور لوگوں کے دلوں میں ہر دلعزیز بن جائے غرض دنیوی غرض مدنظر ہوتی ہے' اللہ کی رضا اور قیامت کے دن عظیم ثواب کی تمنا نہیں ہوتی' اسی وجہ سے فرمایا کہ ریا کار اللہ پر ایمان نہیں رکھتا اور نہ روز قیامت پر کیونکہ اگر اللہ پر ایمان ہوتا تو اس کی خوشنودی کی نیت ہوتی اور آخرت پر ایمان ہوتا تو قیامت کے دن کے اجر جزیل اور ثواب بے عدیل کی تمنا ہوتی پھر مزید وضاحت کے لئے ریا کار واحسان جتانے والے کی ایک مثال دے کر سمجھایا جاتا ہے کہ ان لوگوں کی مثال چکنے پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑ گئی ہو پھر اس پر موسلا دھار بارش ہو جائے ظاہر ہے کہ بارش اس کی مٹی صاف کر دے گی اور اس پر پانی ٹھہرے گا نہیں' جس طرح یہ پتھر حسب سابق چکنا اور بے پانی کے رہ جاتا ہے اسی طرح ریا کار احسان جتانے والے کے عمل اللہ کے ہاں برباد ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں فیاض وسخی ہو۔ ریا کاری کی بارش نے سخاوت کی مٹی بہا دی اور ریا کار عمل برباد وگناہ لازم کا مصداق بن گیا اسی وجہ سے اخیر آیت میں فرمایا یہ لوگ قیامت کے دن اپنی ذرا سی کمائی بھی نہ پاسکیں گے اور اللہ بے ایمانوں کی رہنمائی نہیں فرماتا (یہ بھی معلوم ہوا کہ ریا کار بے ایمان ہیں اور جب تک ریا کاری نہ چھوڑیں گے صحیح راہ پر نہیں آئیں گے)۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾

اور ان کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا کے لئے اور ان کے ثواب کا دلوں میں یقین لا کر خرچ کرتے ہیں اس باغ کی سی ہے جو بلندی پر ہو اگر اس پر بارش ہوگئی تو دگنا پھلا پھولا اور اگر بارش نہیں ہوئی تو اوس ہی سہی' اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھ رہا ہے۔

اللہ کی رضا کی نیت سے صدقہ پروان چڑھتا ہے: (۲۶۵) یہ ان مومنوں کی مثال ہے جو اللہ کی رضا کی نیت سے مال خرچ کرتے ہیں اور اس کے اجر جزیل پر انہیں پکا یقین ہوتا ہے کہ انہیں اللہ کے ہاں اس کا عنقریب جلیل الشان اجر ملنے والا ہے۔ تثبیت یعنی تصدیق ویقین۔ اس کی معنوی نظیر اللہ کے رسول کی یہ حدیث مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا (ق) ہے یعنی جس نے اس بات پر ایمان لا کر کہ یہ اللہ کا حکم ہے ثواب کی نیت سے (ثواب پر یقین کر کے) روزے رکھے اس کے تمام اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

وابل یعنی موسلا دھار بارش۔ اکل یعنی پھل۔ دگنا پھل یعنی اس پر دوسرے باغوں کی بہ نسبت دگنے پھل آئے۔ طل یعنی اوس۔ یعنی اس بلندی پر یہ باغ کبھی خشک نہیں ہوتا کیونکہ اگر بارش نہ ہو تو شبنم اتنی پڑتی ہے کہ اسے خشک نہیں ہونے دیتی' اس طرح مومن کا عمل کبھی برباد نہیں ہوتا بلکہ اللہ اسے قبول فرما کر بڑھاتا رہتا ہے اور اس میں عمل و عامل کے موافق برکت عطا فرماتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا یقین مانو اللہ سے بندوں کا کوئی عمل چھپا ہوا نہیں اللہ ہر عمل کو خوب جانتا ہے کہ کس درجہ کا ہے۔ استحقاق ثواب رکھتا ہے یا نہیں اور کس درجہ کا استحقاق رکھتا ہے (اس جملہ میں خلوص کی ترغیب اور ریا کاری پر دھمکی ہے)۔

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُۥ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ لَهُۥ فِيهَا مِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ وَأَصَابَهُ ٱلْكِبَرُ وَلَهُۥ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَأَصَابَهَآ إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَٱحْتَرَقَتْ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾

کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں جن میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ان میں اس کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں اور وہ بوڑھا ہو گیا ہو اور اس کے کمزور (چھوٹے چھوٹے) بچے ہوں پھر اس میں ایک ایسا بگولہ آ جائے جس میں آگ ہو اور باغ جل کر رہ جائے اللہ تمہارے لئے اسی طرح کی آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

نیک عمل کی بربادی کی مثال: (۲۶۶) ایک روز عمرؓ نے صحابہ سے پوچھا کہ یہ آیت کس کے بارے میں اتری؟ بولے اللہ خوب جانتا ہے' آپ نے ناراض ہو کر فرمایا معلوم ہو تو جواب دو ورنہ صاف کہہ دو کہ ہم نہیں جانتے' ابن عباسؓ بولے اس سلسلہ میں میرے دل میں کچھ ہے' فرمایا بتاؤ اور اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو بولے اس آیت میں ایک عمل کی مثال بیان کی گئی ہے پوچھا کون سا عمل؟ بولے ایک امیر آدمی نیک عمل کرتا ہے پھر اللہ اس کے پاس شیطان بھیج دیتا ہے اور وہ نافرمانیوں پر اتر آتا ہے حتیٰ کہ اپنے تمام نیک عمل غارت کر دیتا ہے۔ (ب) اس آیت کی اتنی ہی تفسیر کافی ہے یعنی انسان ابتدا میں نیک ہوتا ہے لیکن بعد میں اچھا خاصا شیطان بن کر گناہوں پر پل پڑتا ہے اور اپنے سابق کے تمام نیک عمل برے عملوں سے تبدیل کر بیٹھتا ہے (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ) اور موجودہ عملوں سے پہلے عمل برباد کر دیتا ہے پھر جب آڑے اور نازک دور سے گذرتا ہے تو سابق اعمال ڈھونڈتا ہے لیکن افسوس اب وہ کہاں۔ تیر کمان سے نکل چکا اور عین ضرورت کے وقت خالی ہاتھ رہ گیا اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ خود تو بوڑھا ہو گیا اور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بدقسمتی سے باغ میں ایک بگولہ آیا جس میں آگ تھی اور اس نے باغ کو جلا کر راکھ کر دیا' نہ پھل باقی رہے اور نہ درخت' جلا ہوا باغ دیکھ کر اس کا کیا حال ہوگا اس کے دل پر کیسے کیسے سانپ لوٹتے ہوں گے اور وہ کیا کچھ حسرت و افسوس نہ کرتا ہوگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ اللہ نے ایک خوبصورت اور بہترین مثال بیان فرمائی اس کی ہر مثال ہی پیاری ہے۔ فرمایا جس طرح ایک شخص نے باغ لگایا اور اس کی بہاروں سے فائدہ اٹھاتا رہا' پھر جب بوڑھا ہو گیا چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں' زندگی کے آخری ایام ہیں اور خود کسی کام کے قابل نہیں رہا تو اچانک اس باغ میں ایک آگ

والا بگولا آیا جس سے تمام باغ جل کر راکھ ہوگیا اب اسے نہ تو اتنی طاقت ہے کہ دوسرا باغ لگالے نہ اولاد کے پاس کچھ سرمایہ ہے کہ اس پر گذارہ کرلیں (ایسے شخص کی حسرت کا کیا ٹھکانہ)۔ اسی طرح قیامت کے دن کافر و بے ایمان خالی ہاتھ رہ جائیں گے جب وہ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے تو ان کے پاس کچھ نہ ہوگا اور نہ وہ اس وقت کچھ کمانے پر قادر ہوں گے جیسے اس شخص کی قوت ختم ہو چکی کہ دوسرا باغ لگالے نہ دنیا میں کافروں نے اللہ کے ہاں کچھ جمع کرایا تھا کہ آج نجات مل جاتی جیسے اس بوڑھے کی اولاد کے پاس کچھ نہیں جس پر گذارہ کریں معلوم ہوا کہ کافرین ضرورت کے وقت تہی دامان و حرماں نصیب رہ جائیں گے جیسے یہ بڈھا عین ضرورت کے وقت باغ سے ہاتھ دھو بیٹھا جب کہ بڑھاپا بھی تھا چھوٹے بچے بھی تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ ایک دعا یہ بھی مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِسِنِّيْ وَانْقِضَاءِ عُمُرِيْ (حاکم) اے اللہ مجھے بڑھاپے میں اور زندگی کے اخیر ایام میں وسیع روزی عطا فرما' پھر فرمایا کہ اللہ اسی طرح کھول کھول کر اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ تم غور و فکر کرو اور مثالوں کے مضامین سوچو سمجھو اور انہیں ان کے مقام پر رکھو۔ فرمایا تِلْكَ الْاَمْثَالُ (عنکبوت ۲۶۷ تا ۲۶۹) یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ښ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور اس پیداوار میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے خرچ کرو اور ان میں سے ردی چیز کا قصد نہ کرو کہ تم اسے خرچ کرو اور اسے آپ بلا چشم پوشی کے نہ لو یقین مانو اللہ غنی ہے اور بڑی خوبیوں والا ہے' تمہیں شیطان تنگی یاد دلاتا ہے اور بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش و فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ بڑی فراخی والا اور خوب جاننے والا ہے اللہ جسے چاہتا ہے سمجھ عطا فرماتا ہے اور جسے سمجھ دے دی گئی اسے بڑی زبردست بھلائی مل گئی اور ارباب دانش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

اللہ کی راہ میں اچھا مال خرچ کرنے کی ترغیب: (۲۶۷) اللہ مسلمانوں کو خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اور صدقہ کا حکم فرما رہا ہے' یہاں خرچ سے صدقہ مراد ہے یعنی اللہ نے تمہیں تجارت سے جو پاکیزہ مال عطا فرمایا ہے اس میں سے اچھا مال خرچ کرو۔ یعنی اللہ ہی تمہارے لئے تجارت کے اسباب و ذرائع آسان فرمائے اور تمہارے دلوں میں تجارتی گر ڈالے جس کے ذریعہ تم نے بہت کچھ کمایا اسی پاکیزہ کمائی میں سے اللہ کی راہ میں پاکیزہ مال خرچ کرو' اس طرح پھل پھول اور زرعی پیداوار میں سے

پاکیزہ اچھا اور نفیس مال اللہ کی راہ میں دو' سڑی بسی' ردی کھدی' گری پڑی اور خراب چیز نہ دو کیونکہ اللہ پاک ہے اور پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ گندہ مال دینے کا قصد نہ کرو خواہ گندگی ناجائز کمائی کی ہو یا چیز ہی ردی اور گلی سڑی ہو اور ایسی ہو کہ اگر تمہیں دی جائے تو تمہارا دل اسے قبول نہ کرے گو شرما حضوری سے اسے لے لو' یہ بات خوب یاد رکھو کہ اللہ غنی ہے جب تم انتہائی احتیاج کے باوجود اسے قبول نہیں کرتے تو اللہ کیسے قبول کر لے گا (حاجت مند تو اپنی ضرورت رفع کرنے کے لئے ردی چیز لے بھی لیتا ہے لیکن غنی کبھی قبول نہیں کرتا) پھر جسے تم پسند نہ کرو وہ کیوں اللہ کی راہ میں دو۔

براء فرماتے ہیں یہ آیت ہمارے بارے میں اتری۔ ہم کھجوروں کے باغوں کے مالک تھے' کوئی شخص بہت یا تھوڑی حسب توفیق اپنے باغ میں سے کھجوریں لا کر اور کوئی کھجوروں کے گچھے لا کر مسجد نبوی میں لٹکا دیا کرتا تھا چونکہ اصحاب صفہ کی (جو غریب تھے) روزی کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس لئے وہ یہ کھجوریں کھا لیا کرتے تھے جب ان میں سے کسی کو بھوک لگتی تو اپنے عصا سے کھجوریں جھاڑ کر اور خشک و تر کھجوریں کھا کر پیٹ بھر لیا کرتا تھا بعض ایسے بھی تھے جنہیں خیرات کا شوق نہ تھا یہ لوگ خشک اور گلی سڑی کھجوروں کا ٹوٹا ہوا خوشہ لا کر لٹکا دیا کرتے تھے اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم)۔ پھر فرمایا اگر خراب مال دینے والوں کو خراب مال بطور ہدیہ کے دیا جائے تو قبول نہ کریں اور الثامنہ پر ماردیں ہاں کسی کی شرما حضوری سے قبول کر لیں تو دوسری بات ہے اس آیت کے بعد ہم بہترین چیز صدقہ کرنے لگے (ت)۔

پھر فرمایا تم شرما حضوری کے طور پر قبول کر لو تو کر لو۔ براء فرماتے ہیں اگر کسی پر کسی کی کھجوریں قرض ہوں اور وہ ردی کھجوریں بھیج دے تو صاحب حق انہیں ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ ہاں اگر یہ خیال کر کے کہ اس نے میرے حق میں کمی کی شرما حضوری کے طور پر لے لے تو لے لے (ابن جریر)۔ ابن عباس فرماتے ہیں اگر کسی پر تمہارا حق ہو اور وہ حق سے کم چیز لے کر تمہارے پاس آئے تو تم عمدہ چیز کے بدلہ ردی چیز کبھی نہ لو گے یہ اور بات ہے کہ حق میں کمی محسوس کرتے ہوئے مروت سے رکھ لو اسی وجہ سے فرمایا کہ جب تک چشم پوشی نہ کرو گے اسے ہرگز نہ لو گے پھر جو چیز تمہیں پسند نہیں وہ اللہ کو کیسے پسند ہو گی یاد رکھو اللہ کا حق پاکیزہ اور نفیس ترین مال میں سے ہے۔ فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ (آل عمران ۳: ۹۲) اس وقت تک نیکی کبھی قبول نہ ہو گی جب تک تم اپنا محبوب ترین مال خرچ نہ کرو گے' پھر فرمایا اللہ غنی و حمید ہے یعنی اگرچہ اللہ نے تمہیں پاکیزہ مال سے صدقہ کا حکم دیا ہے لیکن اللہ بالذات غنی ہے اللہ کو تمہارے مال کی چاہت نہیں صدقہ کا اس لئے حکم ہے کہ دنیا میں مال داروں سے ناداروں کی ضرورت رفع ہو جائے اور آخرت میں مال داروں کے درجات بلند ہوں۔ فرمایا لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ (حج ۲۲: ۳۷) قربانیوں کا گوشت و پوست اور ان کا خون اللہ کو نہیں پہونچتا (بلکہ تمہارے ہی کام آتا ہے)۔ اسے تو تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے' اللہ بالذات غنی اور انسان بالذات فقیر ہے اللہ تو اس قدر فراخی والا ہے کہ دینے دلانے سے اس کے خزانوں میں کمی آتی ہی نہیں' لہٰذا جو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اسے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ غنی' بڑی بخشش والا اور فضل و عطا والا ہے اللہ ضرور اسے صدقہ کا بدلہ دے گا اور اسے بہت کچھ بڑھا چڑھا کر دے گا کیونکہ جس کی راہ میں قرض دیا جا رہا ہے وہ فقیر و ظالم نہیں کہ قرض کے مارے جانے کا ڈر ہو۔ اللہ اپنے اقوال و افعال' اور قدر و شرع میں ہر ایک میں لائق تعریف ہے اس کے سوا نہ کوئی حق دار عبادت ہے اور نہ حق دار ربوبیت۔

خرچ کے بارے میں شیطانی وسوسہ: (۲۶۸) یعنی شیطان تمہیں فقر و فاقہ کا خوف دلاتا ہے یعنی ایک طرف تو یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ تم فقیر ہو جاؤ گے اور دوسری طرف بے حیائیوں کا شوق دلاتا ہے ظاہر ہے کوئی بے حیائی کا کام ایسا نہیں جس پر روپیہ

صرف نہ ہو اس کے برعکس اللہ تم سے اپنی بخشش و فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور بڑی فراخی والا اور نیتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اور یاد رکھو شیطان بھی اولاد آدم کے چوکہ مارتا ہے اور فرشتہ بھی' شیطان کا چوکہ مارنا برائی کو یاد دلانا اور حق سے ہٹانا ہے اور فرشتہ کا چوکہ مارنا بھلائی کو یاد دلانا اور حق کی طرف مائل کرنا پھر جس کے دل میں بھلائی کا خیال آئے وہ سمجھ جائے کہ یہ نیک خیال اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کا شکر بجالائے اور جس کے دل میں وسوسے آئیں وہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے پھر آپ یہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں (متن' ابن ابی حاتم) (یہ حدیث مرفوع وموقوف دونوں طرح آئی ہے)۔ غرض شیطان اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے کہ اپنا ہاتھ روک لو ورنہ تنگدست ہو جاؤ گے لیکن دوسری طرف طرح طرح کے گناہوں اور بداخلاقیوں کا اور حرمتوں کے پردے چاک کرنے کا خیال پیدا کرتا ہے یہ موٹی سی بات شیطان کے دوستوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اللہ کی راہ میں تو خرچ کرنے سے تنگدستی آتی ہے مگر شیطان کی راہ میں خرچ کرنے سے تنگدستی نہیں آتی حالانکہ شیطان کی راہ میں خرچ سے تو دیوالیہ نکل جاتا ہے اور صدقہ کے مال میں برکت ہوتی ہے)۔ اللہ تم سے بجائے بے حیائی کے مغفرت کا اور بجائے اندیشہ فقر کے اپنے فضل و کرم کا وعدہ فرماتا ہے اللہ کے خزانے بھرپور ہیں خواہ ان میں سے کتنا ہی خرچ کر دیا جائے مگر ان میں کمی نہیں آتی اور اللہ ہر شخص کی صلاحیت و نیت کو بھی خوب جانتا ہے کہ کس کو کتنا دینا چاہئے اور کون مستحق ہے اور کون نہیں۔

حکمت کا مفہوم: (۲۶۹) حکمت سے معرفت قرآن' یعنی ناسخ و منسوخ' محکم و متشابہ' مقدم و مؤخر اور حلال و حرام کو پہنچاننا' تفسیر قرآن سے واقفیت' ٹھیک بات' علم و فہم قرآن' اللہ کا خوف (کیونکہ ہر نیکی بات کا سرچشمہ اللہ کا خوف ہی ہے) سنت رسول' عقل' نبوت اور دینی سمجھ مراد ہے۔ پھر جو جس قدر اتباع سنت کرے گا اسے اسی قدر بواسطہ سنت حکمت عطا ہو گی۔

ایک حدیث میں ہے کہ رشک صرف دو شخصوں پر کرنا چاہئے ایک تو اس پر جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ مال اللہ کی راہ میں لگاتار خرچ کرتا رہتا ہو اور ایک اس پر جسے اللہ نے دینی سمجھ دی ہو اور وہ لوگوں کو برابر دینی سمجھ کے مطابق حکم کرتا رہتا ہو اور اس کی تعلیم و تربیت دیتا رہتا ہو (قا) یعنی دیندار عالم و مالدار پر ہر ایک کو رشک کرنا چاہئے کہ اگر میرے پاس بھی مال یا علم ہوتا تو میں بھی اسی طرح دن رات خرچ کرتا رہتا پھر فرمایا وعظ و نصیحت سے وہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو عقل و دماغ سے کام لیتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۗءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾

اور تم جو کچھ صدقہ کرو گے یا منت مانو گے تو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر تم کھلم کھلا صدقہ کرو تو کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر خیرات کرو اور فقیروں کو دے دو تو یہ تمہارے لئے بہت ہی خوب ہے اور اللہ تم سے تمہاری برائیاں مٹا دے گا۔ اور اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے۔

نیک عملوں کے قبولیت کی شرط: (۲۷۰) یعنی اللہ ہر شخص کے ہر عمل سے خوب واقف ہے خواہ وہ عمل صدقہ وخیرات ہو یا نذر اگر یہ کام اللہ کی رضا کے لئے اس کے دین کے موافق اللہ کے وعدوں پر یقین کر کے کئے گئے تو اللہ ان کا پورا پورا بدلہ دے گا (اور بڑھا چڑھا کر دے گا) اس آیت میں ان کے لئے وعید ہے جو اللہ کے احکام کی اطاعت نہ کریں اور نافرمانی پر اتر آئیں' دین کی مخالفت کریں' دینی باتیں جھٹلائیں اور اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی پوجا پاٹ کریں ایسے لوگ ظالم ہیں اور قیامت کے دن ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا کہ انہیں اللہ کے عذاب سے اور اس کی پکڑ دھکڑ سے چھڑا لے۔

چپکے سے خیرات کرنے کی فضیلت: (۲۷۱) یعنی اگر صدقہ ظاہر کر کے دو تو اچھی بات ہے اور اگر چپ چاپ کسی کو خبر کئے بغیر محتاجوں کو دے آؤ تو اس سے بھی بہتر اور افضل ہے کیونکہ اس میں ریا کو دخل نہیں ہاں اگر کھلم کھلا دینے میں کوئی وجہ ترجیح ہو مثلاً یہ نیت ہو کہ میری دیکھا دیکھی اور لوگوں کو بھی شوق ہوگا تو پھر کھلم کھلا دینا افضل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قرآن کو زور سے پڑھنے والا ظاہر کر کے صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور آہستہ پڑھنے والا چھپا کر صدقہ دینے والے کی طرح ہے لہٰذا اس آیت سے چھپا کر صدقہ دینا افضل ثابت ہوا' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ سات شخصوں کو سایہ عطا فرمائے گا جس دن صرف اسی کا سایہ ہوگا' منصف بادشاہ کو' عبادت گذار نوجوان کو' اس شخص کو جو محض اللہ ہی کے لئے محبت وعداوت رکھے' اس کو جس کا دل مسجد سے باہر آ کر مسجد ہی کی طرف لگا رہے جب تک اس میں پھر نہ آ جائے تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے آنکھوں میں آنسو بھر لانے والے کو' اسے جسے کوئی حسین وشریف خاندان کی عورت ورغلائے مگر وہ یہی جواب دے کہ مجھے اللہ کا خوف ہے' اور اسے جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (ق) جب اللہ نے زمین پیدا کی تو وہ ہلنے لگی آخر پہاڑ پیدا کر کے اس پر گاڑ دیئے زمین ٹھہر گئی فرشتوں کو پہاڑوں کی پیدائش پر تعجب ہوا بولے اے خالق کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں لوہا ہے' بولے کیا لوہے سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں آگ ہے' بولے کیا آگ سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں پانی ہے' بولے کیا پانی سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں ہوا ہے بولے کیا ہوا سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز ہے؟۔ فرمایا ہاں ابن آدم ہے جو اس طرح صدقہ دیتا ہے کہ دائیں ہاتھ کے صدقہ کی بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی۔ (الف)

چھپا کر صدقہ دینا عام ہے خواہ فرضی ہو یا نفلی لیکن بقول ابن عباسؓ چھپا کر نفلی صدقہ ظاہر والے صدقہ پرستر درجے اور فرضی صدقہ سے ۲۵ درجے افضل ہے۔ پھر فرمایا صدقہ کی برکت سے اللہ تمہارے گناہ مٹا دے گا۔ یعنی صدقہ کی برکت سے نہ صرف برائیاں ہی ٹلیں گی بلکہ مراتب بھی بلند ہوں گے' پھر فرمایا اللہ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اور وہ عنقریب تمہیں اس کا پورا پورا حق اور انصاف سے بدلہ عطا فرمائے گا۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا

فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ ز یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ ج لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

ع ۳۷ / ۳
وقف منزل

انہیں راہ پر لے آنا آپ کے ذمہ نہیں' ہاں اللہ جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اپنے لئے کرو گے تاوقتیکہ جو کچھ خرچ کر رہے ہو صرف اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا (یہ مال) ان محتاجوں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں گھیر لئے گئے ہوں اور جو زمین پر چل پھر نہیں سکتے بے خبر نہ مانگنے کی وجہ سے انہیں مالدار سمجھتا ہے تم انہیں ان کے چہروں سے پہچان لو گے' یہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اللہ اسے خوب جانتا ہے جو دن رات چھپا کر اور ظاہر کر کے اپنا مال خرچ کر رہے ہیں انہیں کے لئے اپنے رب کے پاس ان کا ثواب ہے نہ کچھ انہیں کھٹکا ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

غیر مسلموں کو صدقہ دینا جائز ہے: (۲۷۲) ابن عباس فرماتے ہیں صحابہ اپنے مشرک عزیزوں کو خیرات دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے پھر انہوں نے اس بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا آپ نے رخصت دے دی پھر یہ آیت اتر آئی (ن)

پھر فرمایا کہ صدقہ کا فائدہ تمہیں کو پہنچتا ہے فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ (فصلت ۴۱:۴۶) جس نے نیک عمل کئے اپنے لئے کئے یعنی ان کا فائدہ اسی کو ہوگا۔

جب تم اللہ کی رضا کے لئے دے چکے تو تم اس کے ذمہ دار نہیں کہ لینے والا کیا کرے گا یعنی جب خیرات کرنے والا اللہ کی رضا کے لئے خیرات کر چکا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو چکا اب اس سے یہ باز پرس نہیں ہوگی کہ صدقہ کس کے ملا آیا وہ نیک تھا یا بد' اچھا تھا یا برا اور حقدار تھا یا غیر حقدار دینے والے کو تو اس کے قصد و ارادہ کا ثواب ملے گا۔ اسی وجہ سے آیت کے اخیر میں فرمایا کہ تمہیں تمہارے خرچ کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ظلم نہیں کیا جائے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے ارادہ کیا کہ آج رات میں ضرور صدقہ کروں گا چنانچہ وہ صدقہ لے کر چلا اور ایک زانیہ کو (غیر شعوری طور پر) دے آیا صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا کہ کسی نے زانیہ کو صدقہ دے دیا' اس نے اللہ کا شکر ادا کر کے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور دل میں نیت کر لی کہ آج رات پھر صدقہ کروں گا آخر کار صدقہ ایک مالدار کے ہاتھ پر جا رکھا' صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا کہ کسی نے مال دار کو صدقہ دے دیا' بولا یا اللہ تیرا شکر ہے (میں نے لاعلمی میں) مالدار کو صدقہ دے دیا۔ آج پھر صدقہ کروں گا' پھر ایک چور کو جا کر دے دیا صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا کہ کسی نے آج چور کو صدقہ دے دیا بولا بار الٰہی تیری ہی حمد و ثنا ہے (میں نے لاعلمی میں) رنڈی کو پھر مالدار کو اور پھر چور کو صدقہ دے دیا' رات کو خواب دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے تیرے تینوں صدقے قبول ہو گئے شاید اس کی وجہ سے فاحشہ پاک دامن بن

جائے' مالدار کو عبرت ہو اور وہ بھی صدقہ کرنے لگے اور چور چوری سے باز آ جائے۔ (ق)

صدقے کے اصلی حقدار: (۲۷۳) صدقہ ان محتاجوں کو دیا جائے جو اللہ کی راہ میں گھر کر روزی نہ کما سکیں یعنی مہاجرین کو جو اللہ کے رسول کے حکم سے اپنا وطن' جائداد' گھر بار اور مال و دولت سب چھوڑ آئے اور مدینہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں کہ ضروریات زندگی پوری ہوں (مثلاً اصحاب صفہ) اور نہ سفر کر کے تجارت سے روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ناواقف نہ مانگنے کی وجہ سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں جاہل سے ناواقف مراد ہے جو ان کے حالات سے بے خبر ہو۔ سوال سے بچنے سے یہ مراد ہے کہ ان کے ظاہری حالات سے لباس سے اور گفتگو سے پاک دامنی ٹپکتی ہے کپڑے صاف ہیں' حالت درست ہے گفتگو میں سوال کا اشارہ کنایہ تک نہیں' ان تمام باتوں سے ناواقف انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا حاجت مند وہ شخص نہیں جو گھر گھر پھرتا ہو اور اسے ایک یا دو کھجوریں یا ایک دو نوالے واپس کر دیں اصلی حاجت مند وہ ہے جس کے پاس بقدر ضرورت نہ ہو' نہ اسے محتاج سمجھ کر صدقہ دیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے مانگتا ہو (ق) پھر فرمایا تم انہیں ان کی علامتوں سے سمجھ جاؤ گے۔ کپڑے پھٹے پرانے ہیں گو صاف ہیں' بھوک کے مارے چہرہ فق ہے ناداری کی وجہ سے رنگ زرد ہے اور کمزور و ناتواں اور لاغر و نحیف ہیں یا سمجھدار انہیں ان کے حالات سے پہچان لیں گے۔ تَعْرِفُهُمْ میں خطاب ہر بھلے آدمی سے ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے پھر آپ اِنَّ فِي ذَالِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ (حجر ۱۵:۷۵) (بلاشبہ اس میں تاڑنے والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں) پڑھ کر سناتے ہیں (ق) پھر فرمایا یہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے (مانگنے کے عادی نہیں یعنی بار بار سوال نہیں کرتے اور غیر ضروری سوالات کر کے لوگوں کو تنگ نہیں کرتے کیونکہ اگر کسی کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے مگر پھر بھی وہ لوگوں سے مانگتا ہے' وہ چمٹ کر سوال کرتا ہے (گو ایک ہی بار کرے) ایک مزنی جنہیں ان کی والدہ کہتی ہیں کہ تم دوسروں کی طرح اللہ کے رسول ﷺ سے کیوں نہیں مانگتے۔ فرماتے ہیں کہ والدہ کے کہنے سننے سے میں بھی حاضر خدمت ہوا اور آپ کو خطبہ میں کھڑا ہوا پایا' آپ ﷺ فرما رہے تھے جس نے سوال نہیں کیا اللہ اسے سوال سے بچا لے گا جس نے اظہار غنٰی کیا۔ اللہ اسے مالدار بنا دے گا اور جس نے لوگوں سے اس حال میں مانگا کہ اس کے پاس دو سو درہم کی مالیت ہے اس نے چمٹ کر مانگا (یہ سن کر) میں نے دل میں سوچا کہ میری اونٹنی تو دو سو درہم سے زیادہ مالیت کی ہے اور میرے غلام کی اونٹنی بھی دو سو درہم سے زیادہ مالیت کی ہے یہ سوچ کر میں بلا سوال کئے ہی واپس آ گیا (الف)

(۴) ابو سعیدؓ فرماتے ہیں میری والدہ نے مجھے اللہ کے نبی ﷺ کے پاس سوال کے لئے بھیجا' میں آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا' آپ ﷺ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جس نے تونگری کا اظہار کیا اللہ اسے تونگر بنا دے گا' جو سوال سے بچا اللہ اسے بچا لے گا اور جو رک گیا اللہ اسے کافی ہو گا' اور جس نے چالیس درہم کی مالیت کے ہوتے ہوئے سوال کیا اس نے چمٹ کر سوال کیا' میں نے دل میں سوچا کہ میری یاقوتہ اونٹنی چالیس درہم سے زیادہ قیمت کی ہے' یہ سوچ کر میں سوال کئے بغیر ہی لوٹ آیا۔ (دنا)

پھر فرمایا کہ تمہارا خرچ کرنا اللہ کو خوب معلوم ہے' اللہ قیامت کے دن تمہاری عین ضرورت کے وقت تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

صدقہ خیرات کرنے والوں کی فضیلت: (۲۷۴) اس آیت میں ان مسلمانوں کی تعریف ہے جو دن رات ہر وقت اور ہر لحہ

اللہ کی رضا کے لئے ظاہر کر کے بھی اور چھپا کر بھی ہر طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا ایسوں کا اجر ان کے رب کے پاس ہے انہیں نہ مستقبل کا کھٹکا ہوگا اور نہ ماضی کا غم۔ اس میں بیوی پر کیا ہوا خرچ بھی شامل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جب سعدؓ بن ابی وقاص کی بیمار پرسی کے لئے حجۃ الوداع کے یا فتح مکہ کے سال تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے سعدؓ سے فرمایا تم اللہ کی رضا کے لئے جو خرچ کرو گے اس سے تمہارا درجہ یقینا بلند ہوگا حتی کہ اس نوالہ سے بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو (ق)

پھر فرمایا انہیں کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ یعنی جو کچھ انہوں نے اللہ کی رضا کے کاموں پر خرچ کیا ہے اس کا اجر انہیں قیامت کے دن ملے گا۔ فَلَا خَوْفٌ یعنی امن و عافیت والے اور بے فکر یہی لوگ ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

وقف لازم

سودخور اس دیوانے کی طرح اٹھیں گے جسے لپٹ کر شیطان نے اس کی عقل کھو دی ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع کا معاملہ محض سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع حلال کی ہے اور سود حرام کر دیا ہے پھر جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت آ گئی اور وہ (سود سے) باز آ گیا تو اس کے لئے وہ ہے جو گذر چکا اور اس کا حکم اللہ کے اختیار میں ہے اور جو باز نہیں آیا وہ جہنمی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

سودخوروں کی مذمت: (۲۷۵) اوپر ان نیک لوگوں کا جو اللہ کی راہ میں دن رات خرچ کرتے رہتے ہیں بیان تھا کہ وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ بھی نکالتے ہیں اور اپنے حسن سلوک سے حاجت مندوں اور عزیزوں کی خیر خبر بھی رکھتے ہیں یہاں سودخوروں کا بیان ہے جو لوگوں کا خون چوستے ہیں اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے ان کا مال اڑا جاتے ہیں سودخوروں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ قیامت کے دن اپنی قبروں سے دیوانوں' خبطیوں اور مرگی والوں کی طرح اٹھیں گے جیسے کسی کو جن لپٹ کر اسے پاگل و دیوانہ بنا دیتے ہیں۔

ایک روز رحمت عالم ﷺ نے اپنا ایک خواب بیان کیا۔ اس میں ہے کہ پھر ہم نہر پر جو خون کی طرح سرخ تھی پہنچے کچھ لوگ اس میں تیر رہے ہیں اور بڑی دقت سے کنارے کے قریب پہنچتے ہیں' ساحل پر ایک فرشتے نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں جب ان میں سے کوئی ساحل کے قریب آتا ہے تو یہ فرشتہ اس کے منہ میں ایک پتھر ٹھونس دیتا ہے یہ گھبرا کر بھاگتا ہے' پھر آتا ہے پھر یہی معاملہ ہوتا ہے اس پر یہی عذاب مسلط ہے پوچھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سود خور ہیں (ب) یہ وبال ان پر اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اللہ کے احکام پر اعتراض کے لئے منہ پھاڑا تھا اور کہتے تھے کہ بیع اور سود میں فرق ہی کیا ہے؟ جب بیع جائز ہے تو سود

بھی جائز ہے۔ان نااہلوں نے سود کا قیاس بیع پر نہیں کیا تھا کیونکہ یہ تو سرے سے قرآنی بیع کی مشروعیت کے قائل ہی نہ تھے علاوہ ازیں اگر قیاس ہوتا تو یوں کہتے کہ سود بیع کی طرح ہے اور کہا یہ کہ بیع سود کی طرح ہے۔ان کا محض شریعت الٰہیہ پر اعتراض تھا کہ جب دونوں معاملے ایک ہی جیسے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک حلال ہو اور دوسرا حرام۔قرآن جواب دیتا ہے کہ حلت وحرمت کا مدار اللہ کے حکم پر ہے‘

اس سے معلوم ہے کہ کن باتوں سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور کن سے نقصان‘ اس لئے مفید چیزیں حلال اور مضر چیزیں حرام فرما دیتا ہے وہ تو بڑا ہی شفیق ومہربان ہے‘ ایک ماں کو اولاد سے جو محبت ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اسے اپنے بندوں سے محبت ہے وہ مصلحت ہی سے حکم دیتا ہے اور مصلحت ہی کی بنا پر روک دیتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت آ گئی یعنی جس کو حرمت سود کی خبر مل گئی اور وہ سود خوری سے باز آ گیا تو اس کے لئے ممانعت سے پہلے کا کیا ہوا سود معاف ہے فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ (مائدہ ۵:۹۵) پہلا کھایا ہوا سود اللہ نے معاف کر دیا اسی طرح رحمت عالم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا کہ جاہلیت کا تمام سود میرے پیروں کے نیچے روندڈالا گیا‘ اور میں سب سے پہلے جس سود کو مٹا رہا ہوں وہ عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔لوگوں کو زمانہ جاہلیت کے سود کو لوٹانے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس کو معاف کر دیا گیا۔

فرمایا اور جو سود کی طرف لوٹا یعنی اس نے اللہ کی ممانعت پہنچ جانے کے بعد پھر سود لیا اس پر عذاب واجب ہو جائے گا اور حجت قائم ہو جائے گی۔فرمایا ایسے ہی لوگ جہنمی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں لوگ سود کھانے لگیں گے پوچھا گیا کیا سب لوگ؟ فرمایا جو نہیں کھائے گا اسے اس کا غبار تو پہنچ ہی جائے گا (الف‘ دا بن ماجہ)

ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔اللہ نے سود کھانے کھلانے والوں پر‘ کاتب وگواہوں پر سب پر لعنت فرمائی۔کیونکہ کاتب وشاہد عقد شرعی کی صورت میں لا کر لکھتے اور گواہ بنتے ہیں مگر پھر بھی ملعون ہیں کیونکہ شرع میں ظاہری صورت کا اعتبار نہیں بلکہ معنی کا اعتبار ہے۔کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کی نگاہ تمہاری شکل وصورت اور دولت وثروت پر نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں پر ہے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَھُمْ
اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقہ بڑھا دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔بلاشبہ جو ایمان لائے اور نیک عملوں میں لگے رہے نماز قائم کرتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے انہیں کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے۔اور انہیں نہ کوئی کھٹکا ہے اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

سود میں برکت نہیں ہوتی: (۲۷۶) یعنی اللہ سود میں برکت نہیں کرتا یا تو سود والا مال سب کا سب سود خوار کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے یا وہ اس کی برکت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔یعنی وہ اس سے دنیا میں فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ دنیا ہی میں غارت ہو جاتا ہے اور

آخرت میں اس پر اس کا وبال بھی پڑے گا۔ فرمایا قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ (مائدہ ۵:۱۰۰) آپ فرما دیں کہ ناپاک و پاک برابر نہیں ہوتے اگرچہ تم ناپاک کی کثرت سے مرعوب ہو جاؤ۔ (۲) وَيَجْعَلُ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ (انفال ۸:۳۷) اللہ گندوں کو گندوں پر رکھ کر سب کو جمع کر کے جہنم میں جھونک دے گا۔ (۳) وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا (روم ۳۰:۳۹) اور جو چیز تم اس لئے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتی۔ لہٰذا سود خواہ کتنی ہی بڑھ جائے مگر اس کا انجام کمی ہی کمی ہے۔ (الف) جس نے کثرت سے سود لیا اس کا انجام ضرور کمی پر ہوا (ابن ماجہ) یعنی سودی معاملہ کا انجام مقصد نقیض ہے۔ مقصد تو مال کی بہتات ہے مگر ہوتا ہے اس کے خلاف یعنی کمی آ جاتی ہے۔

پھر فرمایا۔ اللہ صدقہ بڑھا دیتا ہے یعنی اس مال میں برکت ہوتی ہے جس سے صدقہ نکال دیا جاتا ہے۔ یا ایسے مال کا دوہرا ثواب ملتا ہے یا مال میں بھی برکت ہوتی ہے اور ثواب بھی دوہرا ملتا ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو اپنی پاک کمائی میں سے ایک کھجور کی برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ پاک مال ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ اسے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر اس کی پرورش کرتا رہتا ہے (جیسے کوئی شخص اپنا بچھیرا پالتا ہے) یہاں تک کہ وہ پہاڑ جیسا ہو جاتا ہے (ق)۔ پھر فرمایا کہ اللہ کو کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں۔ یعنی جس کے دل میں شکر نہ ہو اور اس کی باتیں اور حرکات و سکنات بھی گناہ آلود ہوں۔ چونکہ سود خوار حلال وطیب مال پر جو ان کی قسمت کا ہے قناعت نہیں کرتے بلکہ غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال ہضم کرتے ہیں' لہٰذا انہوں سے اصل نعمت پر قناعت نہ کر کے اللہ کی ناشکری کی اور مال کمانے کے غلط طریقے اختیار کر کے گناہ کئے اسی لئے آیت کو اس جملہ پر ختم کر دیا گیا کہ ایسے نالائقوں پر اللہ کی کیسے نظر رحمت ہو یہ تو اس کے عذاب کے مستحق ہیں۔

شکر گذاروں کی تعریف: (۲۷۷) پھر اللہ نے ایمان والوں کی تعریف فرمائی جو احکام رب کے مطیع و منقاد ہیں' اس کی نعمتوں کے شکر گذار ہیں اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں' نمازوں کے پابند ہیں اور باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں غرض ہر طرح سے اللہ کے حکم کے آگے جھکے ہوئے ہیں کہ ہم نے ان کے لئے بڑی بڑی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اور وہ قیامت کے دن امن وچین سے رہیں گے نہ انہیں قیامت کی دہشتوں کا کھٹکا ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا غم۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ
رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ
اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا
ع ۳۸ ۶ تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع

اے ایمان والوں اللہ سے ڈر جاؤ اور جو کچھ سود رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر تم ایمان والے ہو' پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا تو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کے لئے تیار رہو۔ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے تمہارا اصلی مال ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر

ظلم کیا جائے اور اگر کوئی تنگی والا ہے تو اسے سہولت کے وقت تک مہلت دے دو اور تمہارا صدقہ کر دینا تمہارے لئے بہت ہی اچھا ہے اگر تمہیں اس کے ثواب کا یقین ہو اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن تم اللہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

تقوے کا بیان اور سود سے اجتناب: (۲۷۸) مسلمانوں کو تقوے کا حکم ہے اور ایسے کاموں سے روکا جا رہا ہے جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہوں اور اس کی خفگی کے قریب لائیں اور خوشنودی سے دور کر دیں۔ تقوے کا منشا یہ ہے کہ ہر کام کرتے وقت آئین شرعی کا لحاظ رکھا جائے۔ آئین شرعی کی رو سے سود کی حرمت کے بعد جو سود لوگوں پر رہ گیا ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ صرف اصلی مال لوٹا لیا جائے مسلمانوں کا اللہ کی شریعت پر، بیع کی حلت پر اور سود کی حرمت وغیرہ پر ایمان ہے اس لئے اب انہیں کسی قیمت پر بھی سود نہیں لینا چاہیے

اس آیت میں نافرمانوں کے لئے بڑی سخت دھمکی ہے خصوصاً ان کے لئے جنہوں نے حرمت سود کے بعد بھی سودی کاروبار پھیلایا اور سود پر جمے رہے (آج کل کے مسلمانوں کو ڈر جانا چاہیے اور سودی کاروبار سے بالکل بچنا چاہیے اس زمانہ میں سود کا جس قدر زور شور ہے شاید ہی کسی زمانہ میں ہوا ہو افسوس شرعی آئین کی بے حرمتی مسلمانوں ہی کے ہاتھوں ہو رہی ہے، واللہ المستعان۔

سود خوری اللہ سے اعلان جنگ ہے: (۲۷۹) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سود خوروں سے کہا جائے گا کہ اسلحہ لے کر اللہ سے لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ (کیونکہ تم نے دنیا میں اس کے قانون سے جنگ کی تھی)

پھر فرمایا کہ توبہ کرنے کے بعد اپنا اصلی مال لے لو۔ نہ تم زیادتی کرو کہ اصلی مال سے زیادہ لینا چاہو اور نہ تم پر زیادتی کی جائے کہ تمہارا اصلی مال بھی پورا نہ دیا جائے۔ جو کچھ تم نے دیا ہے اتنا ہی بلا کم و کاست لے لو نہ زیادتی ہو اور نہ کمی۔ عمروؓ بن الاحوص فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا۔ کان کھول کر سن لو ہر سود جس کا جاہلیت میں دستور تھا تم سے موقوف کر دیا گیا ہے۔ تم اپنا اصلی مال بلا کم و بیش لے لو۔ جو سود سب سے پہلے موقوف کیا گیا وہ عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

تنگدست کے ساتھ خیر خواہی: (۲۸۰) اگر کوئی تنگدست ہو تو اسے وقت سہولت تک مہلت دو۔ اس سے جاہلیت والوں کا سا خونخوار معاملہ نہ کرو کہ جب قرض کی میعاد ختم ہو جاتی تو قرض دار سے کہتے یا تو رقم ادا کرو ورنہ سود در سود دو بلکہ اللہ نے تو یہ فرمایا کہ اگر تم نادار مقروض کو سارا قرض معاف کر دو اور کچھ بھی نہ لو تو اور بھی اچھا ہے۔ اس معاملہ پر تمہیں اللہ ثواب جزیل اور اجر جلیل کا وعدہ فرماتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ صدقہ کر دینا تمہارے حق میں بہت ہی اچھا ہے۔ یعنی تمام اصلی مال چھوڑ دینا اور نادار مقروض کو معاف کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ اگر تمہیں اس ثواب کا علم ہو جائے تو چھوڑ ہی دیا کرو۔

بریدہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے نادار کو مہلت دی اسے روزانہ اتنی ہی رقم کی برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے (جتنی رقم مقروض پر ہے)۔ پھر آپ ﷺ سے سنا کہ جس نے نادار کو مہلت دی اسے روزانہ مقروض پر جو رقم ہے اس سے دگنی رقم کی برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایک دفعہ تو آپ ﷺ نے اصل رقم کی برابر صدقہ کا

ثواب بتایا تھا فرمایا مدت گذرنے سے پہلے پہلے اصلی رقم کے صدقہ کی برابر اور مدت گذر جانے کے بعد اگر مہلت دے دی تو دگنی رقم کے صدقہ کے برابر ثواب ملتا ہے (الف)

قیامت کے دن اللہ کا ایک بندہ اللہ کے پاس لایا جائے گا' اللہ پوچھے گا کہ تو نے دنیا میں میری رضا کے لئے کیا کیا۔ یہ کہے گا اے رب میں نے دنیا میں ذرا سا بھی ایسا عمل نہیں کیا جس کی میں تجھ سے امید رکھوں۔ اللہ تعالیٰ تین بار' بار بار یہی پوچھے گا۔ تیسری بار یہ کہے گا کہ اے اللہ تو نے مجھے بہت کچھ مال دیا تھا اور میں لوگوں سے معاملہ کیا کرتا تھا۔ میری عادت درگذر کرنے کی تھی' میں مالداروں کے ساتھ آسانی کیا کرتا تھا اور ناداروں کو مہلت دے دیا کرتا تھا' پھر عزت وجلال والا معبود فرمائے گا' آسانی تو میری شان کے زیادہ شایاں ہے' جا تیرے لئے جنت ہے (ق) (ابویعلیٰ' ابن ماجہ) (۲۸۱) یہ سب سے آخری آیت ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت کے اترنے کے بعد آپ صرف ۹ دن یا ۳۱ دن زندہ رہے۔ واللہ اعلم۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب
بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ
مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ
أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن
رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ
الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ
الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ
أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا
أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا
تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ
وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۸۲﴾

اے ایمان والو جب تم کسی سے ادھار کا ایک مقررہ مدت پر معاملہ کرو تو اسے لکھ لو' تمہارے درمیان کسی کاتب کو یہ معاملہ انصاف

سے لکھ دینا چاہئے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح اسے اللہ نے (لکھنا) سکھا دیا ہے اس لئے اسے لکھ دینا چاہئے اور حق والے کو لکھوانا چاہئے اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈر جانا چاہئے اور اس میں سے کچھ گھٹائے نہیں۔ پھر اگر صاحب حق بے عقل ہو یا کمزور ہو یا خود نہ لکھوا سکتا ہو تو اس کا ولی انصاف سے لکھوا دے اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ بنا لو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ہی کافی ہیں) جو ان گواہوں میں سے ہوں جنہیں تم اچھا سمجھتے ہو کہ اگر کوئی عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے اور جب گواہ بلائے جائیں تو آنے سے انکار نہ کریں اور اس کے نہ لکھنے میں اس کی مقررہ میعاد تک سستی نہ کرو خواہ چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا اس میں اللہ کے نزدیک خوب انصاف ہے اور گواہی بھی درست رہتی ہے اور یہ تمہارے شبہ میں نہ پڑنے کے قریب تر ہے۔ ہاں اگر موجود سودا ہو کہ اسے آپس میں لے دے رہے ہو تو تم پر اس کے نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں' اور جب معاملہ کرو تو گواہ کر لو نہ لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہاری کھلی نافرمانی ہے اور اللہ سے ڈر جاؤ اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

میعادی معاملات میں تحریر کا حکم: (۲۸۲) قرآن کی سب سے لمبی آیت یہی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت دین اتری تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے انکار کیا۔ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیر کر اس سے آپ کی قیامت تک تمام پیدا ہونے والی اولاد نکالی اور ایک ایک کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے ان میں ایک خوبصورت ونورانی شخص دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں۔ فرمایا یہ آپ کے فرزند داؤد ہیں۔ پوچھا ان کی عمر کتنی ہے؟۔ فرمایا ساٹھ سال۔ درخواست کی کہ ان کی عمر بڑھا دی جائے۔ فرمایا نہیں' ہاں تمہاری عمر میں سے بڑھائی جا سکتی ہے۔ آپ کی عمر ہزار سال کی تھی آپ نے داؤد کو اپنی عمر میں سے چالیس سال دے دیئے۔ پھر یہ معاملہ لکھ کر فرشتوں کو گواہ بنا لیا گیا۔ جب آدم علیہ السلام کی عمر ختم ہوئی تو آپ کے پاس ملک الموت تشریف لے آئے بولے ابھی تو میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں کہا گیا وہ تو آپ نے اپنے فرزند داؤد کو ہبہ کر دیئے تھے۔ بولے نہیں میں نے تو ہبہ نہیں کئے (بھول گئے) پھر اللہ نے وہ کتاب دکھا دی جس میں فرشتوں کی گواہی تھی اس آیت میں حکم ہے کہ میعادی معاملات کو ضبط تحریر میں لانا ضروری ہے تاکہ رقم اور میعاد یاد رہے اور گڑ بڑ کا ڈر نہ رہے اور گواہ بھی نہ بھولیں۔ اسی وجہ سے آیت کے پچھلے حصہ میں فرمایا کہ اس طرح سے میعادی معاملہ ضبط تحریر میں لانا اللہ کے نزدیک بہت ٹھیک ہے۔ اس سے گواہی بھی محفوظ رہتی ہے اور شکوک وشبہات کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔

پھر فرمایا کہ لکھنے والا دستاویز احتیاط سے لکھے' انصاف مدنظر رکھے اور تحریر میں کسی کی رورعایت نہ کرے۔ وہی بات لکھے جس میں دونوں کا اتفاق ہوا اور اس میں سرمو کمی بیشی نہ کرے۔ پھر فرمایا لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے یعنی جب کاتب سے لکھنے کو کہا جائے تو جس طرح اللہ نے اسے لکھنا سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ اسی طرح اسے بھی یہی لائق ہے کہ جو لکھنا نہیں جانتا اس پر احسان کرے اس کا معاملہ لکھ دے۔ پھر فرمایا مقروض کے ذمے جو قرض ہے وہ اسے لکھوائے اور دل میں اللہ کا خوف رکھے' جوں کا توں لکھوائے گھٹائے بڑھائے نہیں اور نہ کوئی بات چھپائے۔ اگر حکومت نے اس کے تصرفات پر فضول خرچی یا کسی اور وجہ سے پابندی لگائی ہے یا کمزور (نابالغ) یا بچہ یا دیوانہ ہے۔ یا لکھوا نہیں سکتا کیونکہ گونگا ہے۔ یا مضمون لکھوانے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو اس کا ولی حق وانصاف سے لکھوا دے۔ پھر فرمایا دو شخصوں کو گواہ بھی بنا لو تحریر کے ساتھ ساتھ گواہ بنانے کا حکم مزید اطمینان وتسلی کے

لئے ہے۔ اگر دو مرد نہ مل سکیں تو ایک ہی مرد کافی ہے مگر اس کے ساتھ دو عورتوں کی بھی گواہی ہو۔ تحریر و گواہی کا حکم مالی معاملات میں ہے یا ان معاملات میں جن سے مال حاصل کرنا مقصود ہو۔ دو عورتوں کو ایک مرد کے قائم مقام اس لئے کیا گیا کہ عورت کی عقل میں نقصان ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا عورتو! صدقہ کرتی رہو اور کثرت سے استغفار بھی۔ میں نے تم کو کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے۔ ایک لمبی تڑنگی عورت بولی۔ کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا اس لئے کہ تم کثرت سے طعنے بھی دیتی ہو اور شوہر کی نافرمانی بھی کرتی ہو۔ عقل و دین کی کمی کے باوجود تم بڑے بڑے ہوشیار مردوں کی عقلیں مار دیتی ہو۔ اس بات میں میں نے تم سے زیادہ طاق کسی کو نہیں دیکھا۔ اس نے پوچھا۔ ہم میں عقل و دین کی کس طرح کمی ہے۔ فرمایا عقل کی کمی ہی کی وجہ سے تو دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور حیض کے زمانے میں نماز اور روزہ چھوڑ دیا جاتا ہے یہ دین کی کمی ہے۔ فرمایا گواہ پسندیدہ اور قابل بھروسہ ہوں جن کی گواہی پر پورا پورا اطمینان ہو معلوم ہوا گواہوں میں عدالت کا ہونا شرط ہے۔

پھر فرمایا جب گواہوں کو گواہی کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں بلکہ گواہی قبول کر لیں۔

فرمایا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا خبر دار لکھنے سے اکتا نا مت اور اس میں سستی نہ کرنا۔ اس سے لکھنے کی مزید تاکید ثابت ہوئی کیونکہ لکھنے کا حکم حق و انصاف پر مبنی ہے اور گواہی کو بھی محفوظ کر دیتا ہے کیونکہ جب تحریر ہوگئی تو گواہی مضبوط ہوگئی' بھولی بسری بات دیکھنے یا سننے سے یاد آ جائے گی کیونکہ اگر معاملہ لکھا پڑھا نہ ہوتا تو بھول جانے کا امکان تھا جیسا کہ عموماً ہوا کرتا ہے' اور اس سے شک و تردد کا امکان بھی جاتا رہا کیونکہ تحریر موجود ہے جس کو دیکھ کر حق و انصاف سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے البتہ اگر معاملہ نقد انقد ہو تو اسے لکھنے کی چنداں حاجت نہیں ہاں گواہ ضرور بنا لو۔

پھر فرمایا کاتب لکھوانے والے کے خلاف نہ لکھے اور گواہ سنی ہوئی بات کے خلاف گواہی نہ دے اور نہ گواہی چھپائے۔

پھر فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو نافرمانی تمہیں چمٹ جائے گی یعنی اگر وہ کام نہ کرو گے جن کا حکم ہے اور وہ کرو گے جن کی ممانعت ہے تو تم فسق و فجور میں مبتلا ہو جاؤ گے اور اس کا وبال تمہاری گردنوں کا طوق بن جائے گا۔ لہذا اللہ سے ڈر جاؤ۔ اس کے آئین کا خیال رکھو۔ اس کے عذابوں کا خوف رکھو' اس کے احکام کی تعمیل کرو اور اس کے ڈراووں سے بچتے رہو

حق تعالیٰ تمہیں تربیت دے رہا ہے۔ فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا الخ (انفال ۸:۲۹) اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گئے وہ تمہیں دلیل دے دے گا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ ' (حدید ۵۷'۲۸) اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ وہ تم کو اپنی دگنی رحمت عطا فرما دے گا اور تمہارے لئے روشنی مقرر فرما دے گا۔ جس میں تم چلتے پھرتے رہو گے۔ اخیر میں فرمایا کہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے یعنی ہر چیز کی حقیقت اس کی مصلحت اور اس کا انجام سب اللہ کو معلوم ہے' اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں بلکہ اس کے علم کے دائرے میں تمام کائنات بند ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (۲۸۳)

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والے کو نہ پا سکو تو کوئی چیز گروی رکھ دو جس پر قبضہ بھی ہو پھر اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرے تو جسے جو امانت سونپی گئی تھی اسے وہ ادا کر دے اور اسے اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرنا چاہیئے۔ اور تم گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپا لے گا وہ گنہگار دل والا ہے اور تمہارے کاموں سے حق تعالیٰ خوب آگاہ ہے۔

رہن کا بیان: (۲۸۳) یعنی اگر تم سفر میں ہو اور مقررہ مدت پر قرض لینا چاہو اور کوئی لکھنے والا مل نہ سکے۔ یا کاتب تو مل جائے مگر کاغذ یا دوات یا قلم دستیاب نہ ہو تو بجائے تحریر کے قرض دینے والے کے پاس کوئی چیز گروی رکھ کر اس کے قبضہ میں دے دو۔ چونکہ رہن کے ساتھ قبضے کی قید ہے اس لئے بلا قبضہ رہن لازم نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا۔ اگر کسی کو کسی پر اعتبار ہو اس سے معلوم ہوا اس جملے نے ماقبل کا حکم منسوخ کر دیا۔ یعنی اگر کوئی کسی کو امانت دار سمجھتا ہو اور اس کی امانت کا اسے اعتبار ہو تو عدم تحریر و شہادت میں کوئی گناہ نہیں۔ البتہ جس پر اعتماد کیا گیا ہے اسے اللہ سے ڈر کر پوری پوری امانت ادا کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ کے ذمے وہ چیز ہے جو اس نے لی (ہاتھ کو ہاتھ جانتا ہے جب تک کہ وہ اسے ادا نہ کر دے)۔ (الف) پھر فرمایا شہادت نہ چھپاؤ یعنی امانت میں خیانت نہ کرو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جھوٹی گواہی بڑے گناہوں سے بھی بڑا گناہ ہے یہی حال گواہی کے چھپانے کا ہے۔ پھر فرمایا جو گواہی چھپائے گا۔ اس کا دل گنہگار ہے۔ ایمان والوں کی زبانی فرمایا وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ (مائدہ ۵:۱۰۶) ہم اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ورنہ گناہ گار ہوں گے (۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ (نساء ۴:۱۳۵) اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے گواہ بنو اگرچہ خود تمہاری ذات پر یا ماں باپ پر یا عزیزوں پر ہو خواہ وہ شخص امیر ہو یا غریب دونوں سے اللہ کو زیادہ تعلق ہے۔ اس لئے خواہشات کے پیچھے پڑ کر عدل سے نہ ہٹو اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا اعراض کرو گے تو یقین مانو اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب کچھ اللہ ہی کا ہے خواہ تم اپنی دلی باتیں ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ ان کا تم سے حساب لے لے گا۔ پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب میں گرفتار کر دے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر بڑی قدرت والا ہے۔

کیا دلی خیالات پر بھی باز پرس ہو گی؟: (۲۸۴) یعنی تمام کائنات پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور اللہ کائنات کی ہر چیز سے خبردار ہے۔ اللہ کو چھپی کھلی ساری باتیں معلوم ہیں۔ اسرار و رموز بھی اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ اپنی جگہ پر کتنے ہی باریک ہوں اور کیسے ہی پردہ راز میں ہوں۔ اللہ اپنے بندوں سے ان کے اقوال و افعال پُر رموز و اسرار پر دلی خیالات پر سب پر باز پرس فرمائے گا۔ فرمایا قُلْ اِنْ تُخْفُوْا۔ (آل عمران ۳:۲۹) فرما دیجئے خواہ تم اپنے دلی خیالات ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ انہیں خوب جانتا ہے اور آسمان و زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (۲) يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰي (طٰہٰ ۲۰:۷) اللہ راز کو اور پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔ اس آیت میں علم کے ساتھ ساتھ باز پرس کی بھی خبر دی گئی ہے۔ اسی وجہ سے جب یہ آیت اتری تو صحابہ کو

بڑی سخت معلوم ہوئی۔ صحابہ ہر چھوٹی بڑی اور ظاہری و باطنی چیز پر باز پرس کئے جانے سے کمال ایمان وایقان کے باعث کانپ اٹھے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ پر یہ آیت اتری تو صحابہ کو بڑی سخت معلوم ہوئی۔ دوڑے دوڑے آپ ﷺ کے پاس آئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بولے۔ یا رسول اللہ جن عملوں (نماز روزہ حج اور زکوۃ وغیرہ) کا ہمیں حکم ہے۔ وہ تو ہماری طاقت کے اندر ہیں لیکن یہ آیت جو آپ کے اوپر اتری ہے ہم میں اس کی طاقت نہیں۔ فرمایا کیا تم بھی وہی کہنا چاہتے ہو جو تم سے پہلوں (یہود ونصاریٰ) نے کہا تھا کہ ہم نے سن کر نافرمانی کی۔ نہیں نہیں بلکہ یوں کہو ہم نے سن کر اطاعت کی۔ اے ہمارے رب ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے ہی پاس لوٹ کر آئیں گے۔ جب صحابہ نے یہ اقرار کر لیا اور ان کی زبان پر یہ دعا چڑھ گئی تو اللہ نے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اتاری۔ پھر اس آیت کا حکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ سے منسوخ فرمایا (ام) اللہ نے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ کی ہر دعا پر نعم ہاں فرمایا (م) یعنی ہم نے تمہاری ہر دعا قبول فرمالی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب وَاِنْ تُبْدُوْا اتری تو صحابہ کے دلوں میں ایسا ڈر پیدا ہوا جو اب تک کسی حکم سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ ان سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یوں کہو ہم نے حکم سن کر مان لیا اس سے اللہ نے ان کے دل کھول دیئے اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورت تک کی آیتیں اتریں۔ (الف)

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ نے میرے لئے میری امت کے وسوسوں سے درگذر فرمادی جب تک وہ قول و فعل کی صورت اختیار نہ کرلیں (ج) (۲) اللہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو۔ پھر اگر برائی کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھو اور جب نیکی کا ارادہ کرے تو ارادے ہی پر ایک نیکی لکھ لو اور اگر نیکی کرلے تو دس نیکیاں لکھ لو (ق) (۳) اللہ فرماتا ہے میں نیکی کے ارادے ہی پر ایک نیکی لکھ لیتا ہوں اور کرنے پر ہی نیکی کو دس سے لے کر سات سو تک بڑھا کر لکھتا ہوں اور برائی کے ارادے پر برائی نہیں لکھتا اور کرنے پر ایک برائی کی ایک ہی برائی لکھتا ہوں (م عبدالرزاق) (۴) جب کوئی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے اللہ تیرا یہ بندہ گناہ کرنا چاہتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے ابھی ٹھہرے رہو کچھ نہ لکھو۔ اگر گناہ کرلے تو ایک ہی گناہ لکھواور اگر ارادہ ترک کردے تو ایک نیکی لکھ لو۔ کیونکہ اس نے میرے ڈر سے گناہ کا ارادہ چھوڑا ہے (۵) ہر مخلص مسلمان کی ایک نیکی کو دس سے لے کر سات سو گناہ بڑھا کر لکھا جاتا ہے اور ایک برائی کی ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے (م) (۶) چند صحابہ نے اللہ کے رسول سے کہا کہ ہمارے دلوں میں ایسے ایسے خیالات آتے ہیں کہ ہم انہیں بیان کرتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔ پوچھا کیا یہ خیالات پیدا ہونے لگے۔ صحابہ بولے جی ہاں' فرمایا یہ تو کھلا ایمان ہے (م)

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۲۸۵ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ
اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ
لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ أَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ ع ۸

رسول نے وہ سب کچھ مان لیا جو اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اترا اور ایمان والوں نے بھی مان لیا' سب کا اللہ پر' ا
کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان ہے' ہم اس کے رسولوں میں سے کسی رسول میں فرق نہیں کرتے او
انہوں نے کہا ہم نے (دعوت) سن لی اور ایمان لے آئے' اے ہمارے رب' ہمیں اپنی بخشش عطا فرما اور تیری ہی طرف لوٹن
ہے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے' جو کچھ اس نے کمایا ہے وہ سب کچھ اپنے ہی فائدے یا نقصان کے۔
ہے' اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر جائیں تو اس پر ہم سے باز پرس نہ کر' اے ہمارے رب ہم پر بھاری بوجھ نہ ڈ
جیسے تو نے بوجھ ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا' اے ہمارے رب ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہیں' ہمیں معاف فرما
ہمارے گناہ بخش دے' ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا آقا ہے اس لئے ہماری کافروں پر مدد فرما۔ آمین۔

بنیادی عقائد کا بیان: (٢٨٥) یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا قرآن پر ایمان ہے' اللہ نے آپ کی طرف سے آپ کے ایمان
خبر دی

پھر فرمایا قرآن پر مومنوں کا بھی ایمان ہے اور سب کا اللہ پر' فرشتوں پر' آسمانی کتابوں پر اور اللہ کے رسولوں پر ایمان
اور سب کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمان لانے کی حیثیت سے تمام انبیائے کرام برابر ہیں۔ یہ نہیں کہ کسی نبی کو مانا جائے اور کسی کو نہ
جائے۔ مومنوں کا ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے' یکتا ہے فرد واحد ہے' بالذات غنی ہے کسی کا محتاج نہیں' اس کے سوا نہ کوئی حق
عبادت ہے اور نہ حقدار ربوبیت' مسلمان تمام انبیاء کو' تمام رسولوں کو اور تمام آسمانی کتابوں' اور مقدس صحیفوں کو مانتے ہیں اور سب
برحق جانتے ہیں ان میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں' بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء سچے' متقی' ہدایت ی
اور صحیح راہ پر ہیں اور خیر و برکات والی راہ کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ اگرچہ اللہ کے حکم سے بعض نبی نے بعض نبی کی سابق شریعت
منسوخ کر دیا حتی کہ شریعت محمدیہ ﷺ سے جو سب سے پچھلے نبی کی شریعت ہے تمام سابق شریعتیں منسوخ ہو گئیں' آپ
الانبیاء ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا' قیامت آپ ہی کی شریعت پر آئے گی۔ قیامت تک امت محمدیہ ﷺ
کی ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اور سب پر غالب رہے گی۔ پھر فرمایا کہ سب نے سن کر اطاعت کرنے کا اقرار کر لیا اور شری
کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو گئے۔ اور اللہ سے اس کی رحمت و شفقت اور عفو و مغفرت کی دعائیں مانگیں' ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ
فرمایا میں نے تمہیں بخش دیا۔ (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا اے اللہ ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ حکیم بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ رسول ﷺ پر آمَنَ الرَّسُوْلُ اتری تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ اللہ نے آپ کی اور امت محمدیہ ﷺ کی تعر
فرمائی ہے' اللہ سے دعائیں مانگئے آپ کی دعائیں قبول ہوں گی' چنانچہ آپ نے اس آیت کی تمام دعائیں مانگیں۔ (ابن جریر

کسی کو طاقت سے باہر تکلیف نہیں دی گئی: (٢٨٦) یعنی اللہ حسب طاقت ہی تکلیف دیتا ہے۔ امت محمدیہ ﷺ پر
کی یہ بڑی مہربانی ہے کہ اس نے طاقت کے مطابق ہی آسان شریعت مقرر فرمائی۔ یہ آیت وَاِنْ تُبْدُوْا کی ناسخ ہے۔ یعنی اگر

اللہ ہر چیز کی باز پرس کرے گا مگر عذاب انہیں چیزوں پر ہوگا جن سے باز رہنے پر انسان قادر تھا' لیکن دلی خیالات پر جن سے باز رہنے پر انسان قادر نہیں پکڑ نہیں ہوگی۔ وسوسوں کو برا سمجھنا ایمان کی نشانی ہے۔ پھر فرمایا کہ نفس کی کمائی اس کے لئے ہے یعنی قیامت کے دن نیکیاں اسی کے کام آئیں گی اور برائیوں کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ اللہ کو انسان کی نہ بھلائیوں سے کچھ فائدہ اور نہ برائیوں سے کچھ نقصان فائدہ اور نقصان انسان ہی کو ہے اور منافع ونقصانات عملوں کی جزا ہے۔

بھول معاف ہے: پھر اللہ بندوں کو دعائیں مانگنے کی ہدایت فرماتا ہے' ان کی قبولیت کا وعدہ بھی کرتا ہے اور دعاؤں کے الفاظ بھی بتاتا ہے کہ اس طرح دعا مانگو کہ اے ہمارے رب ہماری بھول وغلطی کو معاف فرما یعنی اگر ہم بھول کر کوئی فرض چھوڑ دیں یا کوئی گناہ کر بیٹھیں' یا لاعلمی سے شریعت کے مطابق عمل نہ کریں تو ہمیں معاف فرما۔

اسلام میں دشوار عمل نہیں: پھر فرمایا اے رب ہم پر پہلوں کی طرح بوجھ نہ ڈال یعنی ہمیں سخت مشقت والے اعمال کا حکم نہ فرما۔ اگر چہ وہ ہماری طاقت کے اندر ہوں جس طرح اس قسم کے عمل گذشتہ امتوں پر مقرر فرمائے گئے تھے۔ چونکہ تو نے ہمارے محبوب پیغمبر کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور ان کا دین بھی نہایت آسان ہے لہٰذا ان کے دین میں دشوار عمل مقرر نہ فرما۔ مسلم میں ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ اللہ نے فرمایا میں نے یہ دعا قبول کر لی۔ یعنی مجھے منظور ہے اور میں نے ایسا کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے نرم ونازک وپاکیزہ دین دے کر بھیجا گیا ہے۔

تکالیف برداشت سے باہر نہیں دی جاتی: پھر فرمایا اے اللہ ہمیں عفو ومغفرت عطا فرما اور ہم پر رحم فرما۔ یعنی تیرے علم میں ہم سے جو گناہ ہوئے ہیں انہیں معاف فرما اور ہم سے تیرے بندوں پر جو زیادتیاں ہوئیں انہیں بخش دے۔ ان پر ہماری برائیوں کو ظاہر نہ فرما' آئندہ کے لئے ہم پر رحم فرما اور ہمیں ہر گناہ سے بچا۔

فتح ونصرت کی دعا: پھر فرمایا تو ہمارا آقا ہے۔ یعنی تو ہی ہمارا کارساز و مددگار ہے۔ تجھی پر ہمارا بھروسہ ہے ہر کام میں تجھی سے مدد مانگی جاتی ہے اور ہم میں تجھی سے طاقت وقوت ہے لہٰذا ہماری کافروں پر جنہوں نے تیرے دین سے انکار کیا' تیری توحید ٹھکرا دی' تیرے نبی کی رسالت نہ مانی' بتوں کی پرستش کی اور تیرے بندوں کو تیرے ساتھ شریک کیا مدد فرما اور دنیا اور آخرت میں ہمارا انجام بخیر فرما۔ اس دعا پر بھی اللہ نے فرمایا میں نے قبول کر لیا (م)

بقرہ کے اخیر رکوع کی فضیلت: بقرہ کے پچھلے رکوع کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس مسئلہ میں کچھ حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔ (۱) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر کوئی رات میں بقرہ کی پچھلی دو آیتیں پڑھ لے تو وہ اسے کافی ہیں۔ قاتنہ' ابن ماجہ) (۲) مجھے بقرہ کی ختم والی آیتیں عرش کے نیچے والے خزانے سے دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں (الف)۔ (۳) آپ معراج والی رات کو جب سدرۃ المنتہیٰ تک (جو ساتویں آسمان پر ہے اور اسی تک زمین سے آسمان کی طرف کوئی چیز چڑھتی ہے اور اسی سے لی جاتی ہے نیز اسی تک اوپر سے کوئی چیز اترتی ہے اور لے لی جاتی ہے) پہنچے تو فرمایا جب سدرہ کو ڈھانک لیا جس نے ڈھانک لیا۔ یعنی سدرہ پر سونے جیسے پتنگے چھائے ہوئے تھے۔ یہاں اللہ کے رسول ﷺ کو تین چیزیں ملیں۔ پنجگانہ نمازیں بقرہ کی پچھلی آیتیں اور موحد کے بڑے بڑے گناہ بخشے جانے کی بشارت (م)۔ (۴) بقرہ کی پچھلی دو آیتیں پڑھو کیونکہ یہ مجھے عرش کے نیچے والے خزانہ سے دی گئی ہیں (الف) (۵) ہمیں لوگوں پر تین باتوں سے برتری حاصل ہے۔ مجھے بقرہ کی یہ پچھلی آیتیں عرش کے نیچے والے خزانہ سے ملیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی تھیں اور نہ میرے بعد کسی کو ملیں گی (ابن مردویہ) کیونکہ

آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں (۶) علیؓ فرماتے ہیں میں کسی سمجھدار مسلمان کے لئے آیۃ الکرسی اور بقرہ کی پچھلی آیتیں پڑھے بغیر سونا اچھا نہیں سمجھتا کیونکہ یہ عرش کے نیچے والے خزانہ میں سے ہیں جو تمہارے نبی کو بطور تحفہ کے دی گئی ہیں (۷) اللہ نے آسمان وزمین پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اسی کی دو آیتوں پر بقرہ ختم کردی گئی جس گھر میں یہ آیتیں تین روز تک لگاتار پڑھی جائیں گی۔ شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں آئے گا (ت' حاکم) (۸) اللہ کے رسول ﷺ جب بقرہ کی پچھلی آیتیں اور آیۃ الکرسی پڑھتے تو ہنس کر فرماتے یہ دونوں رحمن کے عرش کے نیچے والے خزانہ میں سے ہیں اور جب مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً یُّجْزَبِهٖ (نساء۴: ۱۲۳) اور وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ (نجم ۳۵: ۳۹۔۴۱) پڑھتے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر نڈھال وست ہو جاتے (۹) مجھے فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی پچھلی آیتیں عرش کے نیچے سے دی گئی ہیں اور مفصل والی سورتیں اور زیادہ ہیں' (ابن مردویہ)

الحمدللہ سورہ بقرہ کی تفسیر مکمل ہوئی اللہ اسے قبول فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

آل عمران

سورہ آل عمران مدنی ہے یہ قرآن کریم کی تیسری سورۃ ہے بترتیب مصحف اور بترتیب نزول ۸۹ نمبر ہے' اس میں دوسو آیتیں ہیں اور بیس ۲۰ رکوع ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بقرہ اور آل عمران سیکھو یہ دونوں سورتیں نور ہیں اور قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں پر سایہ کرلیں گی۔ مسند احمد وغیرہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے۔

الٓمّٓ۔ اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' وہی زندہ ہے اور عالم کو سنبھالنے والا اس نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ اتاری جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے' اور اللہ نے اس سے پہلے توریت وانجیل اتاری جو لوگوں کے لئے ہدایت ہیں اور جھوٹ و سچ میں امتیاز کرنے والی کتاب اتاری' یقین مانو جنہوں نے اللہ کی آیتیں نہ مانیں ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے' اور اللہ غالب وصاحب انتقام ہے۔

اسم اعظم: (۱) ہم آیۃ الکرسی کی تفسیر میں بیان کر چکے کہ اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ اَلٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۔ الم پر آغاز بقرہ میں روشنی ڈالی جا چکی کہ اس کا معنی اللہ جانتا ہے۔ (۲) اس کی تفسیر آیۃ الکرسی میں بیان ہو چکی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں تمام مخلوق کا وہ تنہا معبود ہے وہ اپنی ذاتی حیثیت سے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس میں ازلی وابدی حیات ہے۔

قرآن حکیم آسمانی کتاب ہے: (۳) یعنی اے محمد ﷺ! اللہ نے آپ پر حق کے ساتھ قرآن اتارا۔ قرآن برحق ہے' اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ اللہ کے پاس سے اترا ہے' اور اللہ نے اسے اپنے علم کے ساتھ اتارا ہے (اس میں اللہ کا علم ہے) اس پر فرشتے گواہ ہیں' اور سچ پوچھو تو اللہ ہی کی گواہی کافی ہے' قرآن پہلی تمام آسمانی کتابوں کو برحق مانتا ہے جو اللہ کے خاص بندوں (انبیائے کرام) پر اتاری گئیں اور پہلی کتابیں بھی قرآن کی سچائی تسلیم کرتی ہیں کیونکہ ان میں قرآن کی بشارت اور قرآن میں ان کی صداقت ہے۔ قرآن پہلی کتابوں کی بشارت واطلاع کے مطابق اترا اور اللہ نے ان کتابوں میں خاتم الانبیاء کے بھیجنے کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔ (۴) قرآن سے پہلے موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اتری۔ ہر کتاب اپنے اپنے عہد میں سراپا نور و ہدایت تھی اور رحمت عالم ﷺ پر فرقان (قرآن) اترا۔ جو ہدایت وگمراہی میں' حق و باطل میں اور صحیح غلط میں اپنی پکی دلیلوں روشن نشانیوں اور صاف صاف بیانات سے امتیاز کر دیتا ہے۔ قرآن صحیح مسائل صاف صاف بیان کرتا ہے' ان کی وضاحت کرتا ہے اور انہیں خوب کھول کھول کر سمجھاتا ہے اور دلائل سے مضبوط کرتا ہے' قرآن حق کی رہنمائی کرتا اور اس سے آگاہ کرتا ہے۔

قرآن نہ ماننے والوں کو دھمکی: پھر فرمایا اللہ کی آیتیں نہ ماننے والوں کے لئے سخت عذاب ہے۔ یعنی جنہوں نے کٹ حجتی اور ضد وتعصب سے قرآن کو نہیں مانا قیامت کے دن ان کی سخت پکڑ ہوگی اور انتہائی ہولناک عذابوں میں گرفتار ہوں گے' اللہ اس قدر عظیم غلبہ والا ہے کہ کسی کو اس کی بارگاہ عالیہ میں قدم رکھنے کی بھی جرات نہیں' اس لئے اس کے قہر وعتاب سے کوئی کسی کو چھڑا نہیں سکتا اور اللہ انہیں انتقام لئے بغیر چھوڑے گا نہیں جنہوں نے اس کی آیتیں جھٹلائیں اور اس کے معزز رسولوں کی مخالفت کی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡهِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝۵ هُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝۶

یقین مانو اللہ سے آسمان وزمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہی ہے جو تمہیں رحموں میں جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے لہذا اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ بڑی عزت وحکمت والا ہے۔

غیب کا عالم اللہ ہی ہے: (۵) یعنی اللہ ہی آسمان وزمین کا غیب جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

رحم میں تخلیق: (۶) یعنی اللہ ہی رحم میں مرد یا عورت' نیک یا بد اور خوش بخت یا بد بخت جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اسی لئے اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' کیونکہ کسی میں مچھر کے ایک پر بنانے کی بھی طاقت نہیں پوری پیدائش تو رہی درکنار' اللہ اپنی ہر آن وہر شان میں یکتا ہے اور کسی بات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں' وہ ایسی غیر فانی عزت والا ہے جسے کوئی پا نہیں سکتا اور بڑی حکمت والا ہے' اسی لئے اس کے احکام حکمتوں پر مبنی ہیں۔

عیسیٰ مخلوق ہیں: معلوم ہوا کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں' آپ بھی تمام انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور اللہ نے جس طرح چاہا پیدا کیا۔ عیسائیوں کی عقلوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے مخلوق کو معبود بنا لیا ہے۔ جنین میں پیٹ میں برابر تغیر ہوتا رہتا ہے اور ہر لاحق حالت سابق حالت سے جداگانہ ہوتی ہے۔ پھر جب عیسیٰ بھی جنین اور نشانہ تغیرات رہ چکے ہیں تو کس طرح معبود بن سکتے ہیں۔ فرمایا یَخْلُقُکُمْ (زمر (۳۹:۶) اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش میں لا کر تین تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے۔

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ
وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ڤ وَالرّٰسِخُوْنَ
فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ
اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَيْتَنَا وَھَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ
لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ ع

اسی نے آپ پر کتاب اتاری جس میں بعض آیتیں محکم (یعنی جن کے معنی واضح) ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں' پھر وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے فتنہ ڈھونڈھنے کی نیت سے اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان کی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور پکے علم والے کہتے ہیں ہمارا ان پر ایمان ہے' سب کچھ ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت صرف عقلمند ہی مانتے ہیں اے ہمارے رب' ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما' بلا شبہ تو ہی خوب دینے والا ہے اے ہمارے رب بلا شبہ تو لوگوں کو ایسے دن جمع کرنے والا ہے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں' بلا شبہ اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

محکم و متشابہ آیتوں کا بیان: (۷) یعنی قرآن میں صاف صاف آیتیں بھی ہیں جن کے معنی بالکل ظاہر ہیں اور ہر شخص سمجھ لیتا ہے اور متشابہ آیتیں بھی ہیں جن کے معنی سمجھنے میں اکثر یا بعض لوگ اشتباہ میں پڑ جاتے ہیں' پھر متشابہ آیتوں کو محکم آیتوں پر لوٹانے والا اور محکم آیتوں سے متشابہ آیتوں پر حکم لگانے والا ہی سیدھی راہ پر ہے اور اس کے برعکس کرنے والا راہ سے ہٹا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ محکم آیتیں قرآن کی بنیادی اور اصل آیتیں ہیں جن کی طرف اشتباہ کی حالت میں لوٹا جا سکتا ہے' اور متشابہ آیتوں کی دلالت میں احتمال ہے جو محکم آیتوں کے موافق بھی ہیں۔

محکمات اللہ کی حجتیں' لوگوں کا بچاؤ اور حق و باطل کے نزاع میں فیصلے ہیں۔ ان میں وضع کی حیثیت سے تحریف و تغیر نہیں ہو

سکتا۔ متشابہات کی صداقت میں کلام نہیں ہوتا نہ ان میں تحریف وتاویل جائز ہے۔ اللہ نے ان سے اپنے بندوں کو آزمایا ہے' جیسے حلال وحرام سے آزمایا ہے' اللہ کے بندے باطل کی طرف نہیں جھکتے اور نہ حق سے پھرتے ہیں' اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ جن کے دلوں میں کجی ہے یعنی گمراہی ہے اور سیدھی راہ سے ہٹنے کی نیت ہے وہی متشابہات لے کر ان میں تحریف وتغیر کرتے ہیں اور اپنے باطل اوہام خیالات پر انہیں چسپاں کرتے ہیں کیونکہ ان کے الفاظ میں احتمالات ہوتے ہیں' بدنیت انہیں جدھر چاہیں پھیر دیں لیکن محکمات میں ان بدنیتوں کا کچھ حصہ نہیں کیونکہ محکم آیتیں تو بالذات باطل دفع کرنے والی اور لوگوں پر حجت ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ وہ فتنہ کے لئے ان کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ ان کے عقیدت مندوں کے دلوں میں ان کا بھرم رہے اور بدظن نہ ہوں۔ اسی لئے وہ اپنی بدعتوں پر قرآن سے دلائل لانے کی کوشش کیا کرتے ہیں' حالانکہ خود قرآن ان کی تردید کرتا ہے۔ مثلاً عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ خود قرآن میں موجود ہے کہ عیسیٰ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم کی طرف ڈالا گیا مگر ان آیتوں میں غور نہیں کرتے جو اس عقیدے کی صاف تردید کرتی ہیں فرمایا اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (زخرف ۴۳:۵۹) عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک بندے ہیں جن پر ہمارا انعام ہے اور ہم نے انہیں یہودیوں کے لئے ایک نشانی بنا کر بھیجا ہے۔ (۳) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى (آل عمران ۳:۵۹) اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے کہ اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا کر کے فرمایا ہو جا' پھر وہ ہو گئے۔ ان قرآنی دلائل وآیات سے واضح ہوتا ہے کہ عیسیٰ بھی دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں اور اللہ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔

تاویل کی تلاش: تاویل کی تلاش یہ ہے کہ آیت کو اپنے خیال کے موافق بنا کر اسے اس کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں (قرآن کو رائے کے موافق بناتے ہیں رائے کو قرآن کے موافق نہیں بناتے)

صدیقہؓ فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا جب تم متشابہات میں جھگڑنے والوں کو دیکھو تو سمجھ جاؤ کہ ان آیتوں سے یہی مراد ہیں لہٰذا ان سے بچو اور انہیں چھوڑ دو (قادت' ابن ماجہ)

متشابہات کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے: پھر فرمایا متشابہات کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر تین باتوں کا ڈر ہے۔ جب ان کے پاس مال کی کثرت ہو گی تو آپس میں حسد سے جنگ کرنے لگیں گے' جب ان کے سامنے اللہ کی کتاب کھولی جائے گی تو ایمان والے اس کی تاویل ڈھونڈنے لگیں گے۔ حالانکہ اس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پکے علم والے بھی یہی کہتے ہیں کہ ان پر ہمارا ایمان ہے (اور تاویل نہیں کرتے) اور علم ضائع کرنے لگیں گے اور اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں سمجھیں گے (معجم کبیر سند غریب ہے) (۲) قرآن اس لئے نہیں اترا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی آیت کو جھٹلائے۔ ہاں تم جسے پہچان لو اس پر عمل کرنے لگو اور متشابہات پر ایمان لے آؤ (ابن مردویہ)۔

تاویل کے معنی: تاویل کے دو معنی ہیں۔ (۱) حقیقت واصلیت۔ فرمایا يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ (یوسف ۱۲:۱۰۰) اے ابا جان میرے اس پہلے خواب کی یہ حقیقت واصلیت ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ (اعراف ۷:۵۳) لوگ اس کی حقیقت کے منتظر ہیں جس دن اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ (۲) تفسیر ووضاحت۔ فرمایا نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ (یوسف ۱۲:۳۶) آپ ہمیں اس کی تعبیر وتفسیر بتائیے۔

اس آیت میں اللہ نے ان علماء کو پختہ علم والے قرار دیا ہے جو تمام محکمات ومتشابہات کو برحق مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محکم

متشابہ کی اور متشابہ محکم کی تصدیق کرتی ہیں۔ سب اللہ ہی کا کلام ہے کسی اور کا نہیں کہ تصادم کا شائبہ ہو۔ اللہ کے کلام میں ٹکراؤ ناممکن ہے۔ فرمایا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ (نساء۴:۸۲) قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ کسی غیر کا کلام ہوتا تو اس میں کثرت سے اختلاف پایا جاتا۔ اسی لئے یہاں اللہ نے فرمایا کہ یہ باتیں ارباب عقل سلیم وفہم مستقیم ہی سمجھتے ہیں۔

پکے علم والے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا پختہ علم والے وہ ہیں جو قسم کے پکے زبان کے سچے خالی الذہن سیدھے دل والے اور شکم وشرمگاہ میں پارسا ہیں (ابن ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے چند لوگوں کو قرآن میں مباحثہ کرتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یاد رکھو تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ اللہ کی کتابوں کی آیتوں کو ایک دوسرے کے خلاف بتا کر جھگڑا کیا کرتے تھے حالانکہ اللہ کی کتاب کی ہر آیت دوسری آیت کی تصدیق کرتی ہے لہٰذا خبردار آیتوں میں اختلاف پیدا کر کے انہیں نہ جھٹلاؤ۔ تمہیں جس آیت کا علم ہو۔ اس میں گفتگو کرو ورنہ اس کا علم اہل علم کو سونپ دو۔ (الف) (۲) پہلی کتابیں ایک ہی طرح ایک ہی حرف پر اترتی تھیں مگر قرآن سات حرفوں پر اترا۔ امر نہی حلال حرام محکم متشابہ اور امثال وقصص لہٰذا قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو حکموں پر چلو ممانعتوں سے بچو امثال وواقعات سے عبرت پکڑو محکم پر عمل کرو متشابہ پر ایمان لاؤ اور کہہ دو ہمارا متشابہ پر ایمان ہے۔ سارا قرآن ہمارے رب کے پاس سے آیا ہے۔ (ابن جریر حاکم)۔ (۳) قرآن سات حرفوں پر اترا ہے اس میں جھگڑنا کفر ہے جو کچھ تم پہچان لو اس پر عمل کرو اور جو نہ پہچان سکو اسے جاننے والے کی طرف پھیر دو (ابویعلی) پختہ علم والے وہ علماء ہیں جو مسکینی اور فروتنی کرنے والے اور اللہ کی رضا کے جویاں ہیں نہ بڑوں سے ڈریں اور نہ چھوٹوں کو حقیر جانیں (تفسیر ابن المنذر)

پختہ اہل علم کی دعاء: (۸) پکے علم والے اللہ سے یہ دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے مربی جب تو نے ہمیں ہدایت دے دی تو اب ہمارے دل ٹیڑھے نہ فرما اور ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما۔ اے اللہ جب تو نے ہمیں ہدایت پر قائم کر دیا ہے تو اب ہمیں اس سے نہ ہٹا اور ہمیں ٹیڑھے دل والوں کی طرح نہ بنا جو قرآن کی متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اے اللہ ہمیں اپنی سیدھی راہ پر اور سچے اور سیدھے دین پر ثابت قدم رکھ۔ ہدایت پر جمائے رکھ ہماری پراگندگی دور فرما اور ہمارے ایمان ویقین میں زیادتی فرما اور اے رب بے پایاں بخشش تو ہی کرنے والا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی کہ اے دل پھیرنے والے اپنے دین پر ہمارے دل قائم رکھ۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا دل بھی پھر جاتے ہیں۔ فرمایا ہاں ہر ایک کا دل اللہ کی دو انگلیوں میں ہے خواہ اسے ہدایت پر قائم رکھے یا اس سے پھیر دے (ابن ابی حاتم) آؤ ہم بھی اپنے رب سے دعا کریں کہ اے ہمارے رب ہدایت پر جم جانے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر۔

(۹) یعنی پختہ علم والے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اے رب تو قیامت کے دن لوگوں کو جمع کر کے ان میں فیصلے کرنے والا ہے اور ہر ایک کو جزا وسزا دینے والا ہے بلاشبہ قیامت کا دن آنے والا ہے اور اے اللہ تو وعدہ خلافی بھی نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا ؕ وَاُولٰٓىٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ﴿۱۰﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾

یقین مانو جنہوں نے کفر اختیار کیا انہیں ان کا مال اوران کی اولاد اللہ کے عذاب سے کچھ بھی کام نہ آسکے گی۔ یہی جہنم کا ایندھن ہیں جیسے آل فرعون کا اوران سے پہلوں کا حال ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں آخر انہیں اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔ اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔

قیامت کے دن مال واولاد کام آنے والی نہیں: (۱۰) قیامت کے دن کافر جہنم کا ایندھن بنیں گے' اس دن ان ظالموں کے کوئی حیلہ اور کوئی عذر کام نہیں آئے گا۔ ان پر پھٹکار ہی پھٹکار پڑ رہی ہوگی اوران کا ٹھکانہ بدترین جگہ ہوگا۔ دنیا میں تو مال پر پھول کر اللہ کو بھول گئے ہیں لیکن محشر میں یہ مال بھی کام آنے والا نہیں' اللہ کا عذاب نہ مال سے ہٹایا جا سکے گا اور نہ اولاد کی مدد سے۔ اس میدان دارو گیر میں کوئی کسی کو نہ پوچھے گا نہ کوئی کسی کی مدد کرے گا اور نہ مدد سے کچھ فائدہ ہی پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ (توبہ ۹:۵۵) آپ ان کا مال اوران کی اولاد دیکھ کر تعجب نہ کریں' اللہ ہی کا ارادہ ہے کہ وہ انہیں دنیا میں ان چیزوں سے عذاب میں مبتلا فرمائے اوران کا دم کفر ہی کی حالت میں نکل جائے (۲) لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ (آل عمران ۳:۱۹۵۔۱۹۶) کافروں کے شہروں میں چلنے پھرنے سے آپ دھوکہ نہ کھائیں یہ تھوڑا سا فائدہ ہے۔ پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ کافر جہنم کے ایندھن ہیں۔ فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (انبیاء ۲۱:۹۸) بلاشبہ تم اور تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ ام فضلؓ فرماتی ہیں: ہم مکہ میں تھے کہ ایک رات آپ نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا؟ عمرؓ بولے ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اللہ کا دین ہمیں پہنچا دیا۔ پھر صبح کو آپ نے فرمایا اسلام کا غلبہ ہونے والا ہے اور کفر ختم ہو جائے گا۔ کچھ لوگ سمندر میں اسلام لے کر گھس جائیں گے ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ قرآن سیکھ کر کہیں گے ہم نے قرآن پڑھ لیا اور علم سیکھ لیا' اب ہم سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ بھلا ان میں کچھ بھلائی بھی ہے۔ پوچھا گیا یہ کون ہوں گے؟ فرمایا تمہیں میں سے ہوں گے یہ جہنم کے ایندھن ہیں (ابن ابی حاتم' ابن مردویہ) معلوم ہوا کہ خالی علم بلا عمل کے جہنم سے مانع نہیں۔ ایک رات اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کیا میں نے تبلیغ کر دی اس پر عمرؓ جو اللہ سے بڑے ڈرنے والے تھے بولے ہاں بے شک یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بڑی سرگرمی سے ہمیں اللہ کا دین پہنچا دیا اور ہماری بڑی خیر خواہی کی (ابن مردویہ) ابن عباسؓ سے بھی اس کے ہم معنی روایت آئی ہے۔ داب داب یعنی کام وسنت و دستور یا حال' شان' امر یا عادت یعنی' جو عذاب فرعونیوں اور سابقہ امتوں کو انبیاء کو جھٹلانے کی وجہ سے ہوا وہی عذاب ان مالداروں اوراولاد والے کافروں کو بھی ہو گا۔ لفظ کافر عام ہے اور کفر کی ہر قسم کو شامل ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۲ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۱۳

کافروں سے کہہ دیجئے کہ تم مغلوب ہو جانے والے اور جہنم کی طرف جمع کئے جانے والے ہو اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ تمہارے لئے

ان دو فوجوں میں جو بھڑ گئی تھیں ایک نشانی تھی۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری جماعت کافروں کی تھی۔ یہ جماعت پہلی جماعت کو خود اپنی آنکھوں سے اپنے سے دگنا دیکھ رہی تھی اور اللہ اپنی مدد سے جسے چاہتا ہے تقویت پہنچا دیتا ہے بلاشبہ اس میں آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔

کافر دنیا اور آخرت میں ذلیل ہیں: (۱۲) یعنی دنیا میں بھی تمہارا زور ٹوٹ جائے گا اور یہ سب لاؤ لشکر رکھا رہ جائے گا اور آخرت میں جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے اور ہمیشہ اس میں جلتے جھلتے رہو گے۔ عاصمؒ بن عمرو کہتے ہیں:۔ جب اللہ کے رسول ﷺ جنگ بدر سے فاتحانہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بازار قینقاع میں یہودیوں کو جمع کر کے فرمایا یہودیو! مسلمان ہو جاؤ کہیں تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو جو اہل قریش کا ہوا۔ بولے محمد ﷺ! تم اس گھمنڈ میں نہ رہو کہ تم نے اہل قریش کے چند گنوار آدمی مار دیئے ہیں جو فن جنگ سے ناواقف تھے۔ اگر تم ہم سے لڑو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم آدمی ہیں۔ تمہیں ہم جیسے جنگجو ڈھونڈھے بھی نہ ملیں گے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

فتح بدر غلبہ اسلام کی نشانی ہے: (۱۳) یعنی اے یہودیو جنگ بدر نے تمہارے لئے عبرت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ اور اللہ نے یہ بتا دیا ہے کہ وہ اپنا دین غالب کر کے اپنے رسول ﷺ کو بڑھا کر اور اپنا بول بالا کر کے رہے گا اور خود اپنے رسول ﷺ کی اور مسلمانوں کی مدد فرمائے گا۔

جنگ بدر کا بیان: پھر فرمایا دو جماعتیں بھڑ گئیں یعنی مسلمان و کافر۔ جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے۔ جنگ بدر میں مسلمان مشرکوں کو دگنے معلوم ہو رہے تھے (حالانکہ مشرک مسلمانوں سے سہ گنا تھے) یہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کی غیبی مدد تھی۔ جنگ بدر سے پہلے مشرکوں نے عمیر بن سعد کو جاسوس بنا کر بھیجا تا کہ مسلمانوں کی تعداد معلوم ہو جائے اس نے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد بتایا کہ مسلمان کم وبیش تین سو ہیں یقیناً تین سو تیرہ ہی تھے۔ اس کا اندازہ درست تھا مگر عین لڑائی کے وقت میدان جنگ میں اللہ نے اپنے ایک ہزار خاص خاص معزز فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیج دیئے تھے۔ اس لئے کافروں کو مسلمان بہت زیادہ معلوم ہو رہے تھے۔ مسلمانوں کو معلوم تھا کہ مشرک ہم سے بہت زیادہ ہیں مگر پھر بھی اللہ نے انہیں فتح نصیب فرمائی۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں بدر کے موقعہ پر ہمیں مشرک کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوئے اور غور سے دیکھنے پر بھی کچھ زیادہ نہیں جچتے تھے۔ ہمیں مشرکوں کی تعداد بہت ہی کم معلوم ہوئی میں نے اپنے والے شخص سے کہا یہ تو ستر کے قریب ہوں گے۔ بولا نہیں تقریباً سو ہوں گے پھر ان میں سے ایک اسیر سے پوچھا تو اس نے ایک ہزار بتائے پھر جب دونوں گروہ آمنے سامنے آئے تو مسلمانوں کو مشرک زیادہ معلوم ہوئے تا کہ انہیں اپنی کمی کا یقین ہو جائے اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اسی کی طرف متوجہ رہیں اور مشرکوں کو مسلمان زیادہ معلوم ہوئے تا کہ وہ مرعوب و دہشت زدہ ہو جائیں اور ان کی گھبراہٹ اور پریشانی میں اضافہ ہو جائے پھر جب لڑائی چھڑ گئی تو ہر گروہ دوسرے گروہ کو کم معلوم ہونے لگا تا کہ ہر ایک دل بھر کر اپنے اپنے ارمان نکال لے اللہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دے ایمان کفر پر غالب آ جائے اور مومنوں کو عزت اور کافروں کو ذلت نصیب ہو۔ فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳:۱۲۳) اللہ نے تمہاری بدر میں مدد کی جبکہ تم بے مقدور تھے اور یہاں فرمایا اور اللہ اپنی مدد سے جسے چاہے تقویت پہنچائے پھر

فرمایا اس میں آنکھوں والوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے یعنی سمجھدار و بصیرت والا تو اسی واقعہ سے اندازہ لگا لے گا اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں لگ جائے گا اور سمجھ لے گا کہ اللہ اپنے ایمان والے بندوں کو اس دنیا میں بھی عزت و عظمت نصیب فرماتا ہے اور قیامت کے دن بھی قابل رشک عزت عطا فرمائے گا۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ ﴿۱۵﴾

نفسانی خواہشوں کی محبت لوگوں کو خوبصورت دکھائی گئی ہے۔ یعنی عورتوں کی بیٹوں کی' چاندی اور سونے کے جمع کئے ہوئے ڈھیروں کی' سدھائے ہوئے گھوڑوں کی' جانوروں کی اور کھیتی کی محبت (پر لوگ فریفتہ ہیں) یہ دنیوی زندگی میں فائدہ اٹھانا ہے' اور اللہ ہی کے پاس بہترین ٹھکانا ہے' آپ کہہ دیجئے کیا میں تمہیں ان سب سے بہتر اللہ کے پاس والی چیز نہ بتاؤں؟ پرہیزگاروں کے لئے وہ باغات ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی رضا ہے' اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔

دنیوی زندگی کا بیان: (۱۴) اس آیت میں دنیوی زندگی کا بیان ہے جو لوگوں کو طرح طرح سے خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ اس بیان کی ابتداء عورتوں سے کی گئی کیونکہ عورتوں کا فتنہ تمام فتنوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں اپنے بعد مردوں پر عورتوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں دیکھتا۔ اگر شادی کرنے سے پاکدامنی اور کثرت اولاد کی نیت ہو تو عورت قابل قدر و منزلت اور لائق محبت و شفقت ہے جیسا کہ حدیثوں میں شادی کرنے کی ترغیب آئی ہے۔ فرمایا بہترین وہ شخص ہے جس کی عورتیں بہت ہوں' دنیا حقیر پونجی ہے اور دنیا کی بہترین پونجی نیک بیوی ہے کہ جب کبھی اسے شوہر دیکھے تو اسے باغ باغ کر دے اور جب اس سے کسی کام کو کہے تو خوشی خوشی بجا لائے اور جب اس کے پاس سے چلا جائے تو اس کے مال کی اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے (۲) مجھے عورتیں اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

قنطار سے بہت سا مال مراد ہے معاذ' ابن عمر' ابوالدرداء اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک قنطار ۱۲۰۰ اوقیوں کا ہوتا ہے' اور ایک اوقیہ آسمان و زمین کی ساری دولت سے بہتر ہے (الف ابن ماجہ) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کی سو آیتیں (روزانہ) پڑھ لیا کرے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جو ہزار تک پڑھ لے اسے ایک قنطار ثواب ملے گا۔ اور قنطار

بڑے پہاڑ کی برابر ہے۔ (ابن مردویہ)

مسومه یعنی پلے ہوئے' موٹے تازے اور چرنے والے گھوڑے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہر عربی گھوڑے کو روزانہ صبح صبح دو دعائیں مانگنے کی اجازت ملتی ہے۔ یعنی اے اللہ تو نے مجھے جس انسان کو جا دیا' اب مجھے اس کے اہل و مال میں بہت محبوب بنا (ا) انعام سے اونٹ گائے' بھینس' بکری' بھیڑ اور دنبہ وغیرہ مراد ہیں اور حرث سے کھیتیاں اور باغات مراد ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا انسان کا بہترین مال کثیر النسل گھوڑا یا کھجوروں کے پھل دار و گھنے درخت ہیں (ا) پھر فرمایا یہ سارا ٹھاٹ باٹ دنیوی زندگی کی چمک دمک' زیب و زینت اور چندروزہ بہار ہے جو جلدی سے چھن جانے والی ہے' بہترین بہار آخرت کی ہے جو پرساؤں کے لئے اللہ کے پاس محفوظ ہے۔

جنت بہترین نعمت ہے: (۱۵) جب اوپر والی آیت اتری تو عمر رضی اللہ عنہ بولے' اے رب جب تو نے یہ تمام چیزیں دنیوی زندگی کی بہار بنا دیں تو اب ہم کیا کریں؟۔ اللہ نے جواب دیا میں تمہیں ان تمام چیزوں سے بہتر ایک نعمت بتائے دیتا ہوں وہ جنت ہے جس میں نہریں جاری ہیں' کہیں خالص پانی کی' کہیں دودھ کی' کہیں خالص شہد کی اور کہیں پاکیزہ شراب کی' بلکہ اس میں وہ وہ نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور ہی گذرا خلود ہمیشہ رہنا۔ پاکیزہ بیویوں سے یہ مراد ہے کہ وہ بدبو' گندگی' میل کچیل' حیض نفاس' رینٹھ بلغم غرض ہر طرح سے پاک وصاف ہوں گی۔ سب سے بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ جنت والوں سے خوش رہے گا اور ان سے کبھی ناراض نہ ہوگا۔ یہ نعمت بھی اپنی جگہ پر بہت بڑی ہے۔ فرمایا وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (توبہ ۹:۷۲) سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضا ہوگی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا' اللہ جنت والوں کو پکارے گا کہ اے جنت والو' یہ لبیک کہیں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ ہر طرح کی بہتری اور بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے۔ اللہ فرمائے گا خوش ہو جاؤ۔ عرض کریں گے بھلا ہم خوش کیوں نہ ہوں ہمیں تو نے نعمتیں دیں جو کسی کو نہیں دی گئیں پھر اللہ فرمائے گا کیا میں تمہیں ان نعمتوں سے بھی افضل و بہتر نعمت نہ دوں' پوچھیں گے ان سے افضل کیا نعمت ہوگی ارشاد ہوگا' میں تم پر اپنی رضا اتارتا ہوں اب میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا (ق) جب جنتیوں کو اللہ کی رضا کی بشارت مل جائے گی تو وہ پھولے نہ سمائیں گے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا رِضَاكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا اِلَى رِضَاكَ آمین۔ چونکہ اللہ بصیر ہے اور سب کو دیکھ رہا ہے اس لئے ہر شخص کو اس کے استحقاق کے مطابق انعام عطا فرمائے گا۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ
بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

ان کے لئے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب بے شک ہم ایمان لے آئے ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا جو صبر کرنے والے ہیں' سچے ہیں' عبادت میں لگے رہنے والے ہیں' خرچ کرنے والے ہیں اور پچھلی راتوں کو گناہوں سے استغفار کرنے والے ہیں۔

تقوے والوں کے اوصاف: (۱۶) یعنی یہ وہ اللہ والے ہیں جو قبولیت کی ساعتوں میں یہ دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اے رب ہم تجھ پر تیری کتاب پر اور تیرے نبی پر ایمان لے آئے اور ہم تمام انبیاء کو برحق مانتے ہیں' اے اللہ ہمارے ایمان کی بدولت ہمارے گناہ معاف فرما' ہماری کوتاہیوں سے درگذر کر' اپنے فضل سے ہماری خطائیں بخش دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔

(۱۷) متقی تعمیل احکام شرعیہ پر اور حرام و مکروہ باتوں پر صبر کرتے ہیں عملوں کے ساتھ ساتھ ایمان میں بھی پختہ ہیں' خشوع و خضوع کے ساتھ سرگرم عبادت رہتے ہیں اور اپنا مال آئین شرع کے مطابق صلہ رحمی پر' عزیزوں پر اور حاجتمندوں کی رفع حاجات و ہمدردیوں پر صرف کرتے رہتے ہیں اور پچھلی راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔

پچھلی رات میں استغفار کی فضیلت: اس آیت سے پچھلی رات میں استغفار کی فضیلت ثابت ہوئی۔ کہتے ہیں جب یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ میں تمہارے لئے تھوڑی دیر میں اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا (سورہ یوسف) تو دعا پچھلی رات پر ہی موقوف رکھی تھی' اللہ کے رسول نے فرمایا ہر پچھلی تہائی رات کو برکت و بلندی والا معبود پہلے آسمان پر اتر کر اعلان فرماتا ہے کہ ہے کوئی سائل میں اسے دوں؟ ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ اور ہے کوئی گناہوں سے معافی مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں؟ (مسانید وسنن) اللہ کے رسول ﷺ نے شروع رات میں بھی اور پچھلی رات میں بھی وتر پڑھا۔ آپ کے وتر کا آخری وقت صبح صادق تک تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز پڑھتے پھر نافع سے پوچھتے کہ صبح صادق ہوئی یا نہیں' اگر نافع نفی میں جواب دیتے تو آپ صبح صادق تک دعاؤں اور استغفار میں لگے رہتے تھے (ابن ابی حاتم) حاطب رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے پچھلی رات کو مسجد کے ایک گوشہ میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ دعا مانگ رہا ہے۔ اے میرے آقا تو نے مجھے حکم دیا میں اسے بجالایا اب پچھلی رات ہے مجھے بخش دے۔ غور سے دیکھا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ (ابن جریر)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۸ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا
اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا
بَيْنَھُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹ فَاِنْ حَاۗجُّوْكَ
فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰ ع

نصف

ع ۲ ۱۱ ۱۰

اللہ نے اس بات کی گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' اور فرشتوں نے بھی اور علم والوں نے بھی کہ اس کے سوا کوئی

لائق عبادت نہیں، وہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ یقین مانو اللہ کے نزدیک دین ہی اسلام ہے اور اہل کتاب نے اپنے پاس علم آ جانے کے بعد ہی باہمی ضد و بحث سے پھوٹ ڈالی اور جو اللہ کی آیتیں نہ مانے وہ یقین رکھے کہ اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے، اگر مشرک آپ سے جھگڑنے لگیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اپنی ذات سے اللہ کی فرماں برداری کی اور میری پیروی کرنے والوں نے بھی، اور اہل کتاب اور ان پڑھوں سے کہہ دیجئے کیا تم بھی فرماں برداری اختیار کرتے ہو، پھر اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ہدایت پا جائیں گے اور اگر پھر جائیں تو آپ کے ذمہ محض پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔

توحید کی شہادت: (۱۸) اس آیت میں اللہ نے خود توحید کی گواہی دی اس کی گواہی کافی ہے کیونکہ وہ سب سے سچا، انتہائی عادل اور حق بات بتانے والا گواہ ہے، پھر فرمایا کہ تمام مخلوق کا اللہ ہی حقیقی معبود ہے اور معبودیت میں تنہا ہے، سب اللہ کے بندے، اس کے غلام اور اس کے محتاج ہیں اور وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے۔ فرمایا۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ نسا (۱۶۶/۴) لیکن اللہ بذریعہ اپنی کتاب کے جو اس نے آپ پر اپنے علم سے اتاری شہادت دے رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی اور اس کی شہادت کافی ہے پھر اللہ نے اپنی شہادت کے ساتھ فرشتوں اور علماء کی شہادتوں کا بھی اضافہ کر دیا۔ یہاں سے علماء کی فضیلت و خصوصیت ثابت ہوئی۔ قائما یعنی اللہ ہر حال میں ایسا ہی ہے اگرچہ اس کی تمام حالتیں انصاف ہی کی ہیں (مگر ذہن نشین کرانے کے لئے اللہ نے قائما کہہ کر واضح کیا اسی طرح لا اله الا هو سے جملہ کو موکد کر دیا) پھر فرمایا اللہ ایسا غالب و عزت والا ہے جس کی عظمت و عزت کو کوئی پا نہیں سکتا اور اقوال و افعال اور قدر و شرع میں حکمت والا ہے۔ زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں:۔ میں نے عرفات میں اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آپ نے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ پڑھ کر فرمایا وَاَنَا عَلٰى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ يَا رَبِّ اے رب میں بھی توحید پر گواہ ہوں۔ (الف) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پڑھنے والا قیامت کے دن اللہ کے سامنے لایا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا کہ میرے بندے نے میرا عہد لیا ہے اور میں سب سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا ہوں۔ فرشتو میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو (ط) میں سراپا تقصیر بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور رسول اللہ کے سوا کوئی حقدار اطاعت نہیں اور دین اسلام ہی ہے، اے اللہ میں نے بھی یہ گواہی تیرے پاس امانت رکھی۔ مجھے بخش دے اور جہنم کے عذاب سے بچا۔ قارئین کرام بھی توحید کی گواہی دیں اور دعائے مغفرت مانگیں۔

اسلام پسندیدہ دین ہے: (۱۹) اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ اسلام یعنی فرماں بردار بن کر رہنا معلوم ہوا کہ اسلام اول سے لے کر آخر تک تمام انبیاء کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ رحمة اللعالمين پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی اور تمام دین منسوخ ہو گئے، اب انبیاء کی پیروی کرنے کی صرف ایک صورت ہے کہ رحمت عالم ﷺ پر ایمان لایا جائے جو شخص آپ کی بعثت کے بعد آپ کی شریعت کے علاوہ کوئی اور دین قبول کرے گا، اللہ کے نزدیک وہ دین مقبول نہیں فرمایا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا آل عمران (۸۵/۳) جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈھے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

توحید میں جھگڑا لائق نہیں: (۲۰) یعنی اگر مشرک مسئلہ توحید میں جھگڑنے لگیں تو آپ صاف صاف فرما دیں کہ میری خالص عبادت اللہ ہی کے لئے ہے جو تنہا ہے اور شریک و سہیم سے بری ہے نہ اس کی اولاد ہے اور نہ بیوی۔ اور جس نے میرے دین پر میری پیروی کی وہ بھی میرا ہی ہم خیال ہے۔ فرمایا قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ (یوسف ۱۲/ ۱۰۸) آپ کہہ دیں کہ یہ میری راہ ہے۔ میں

سوچ سمجھ کر اللہ کی دعوت دے رہا ہوں اور یہی مسلمان دعوت دیتے ہیں۔

دنیا والوں کو اسلام کی دعوت کا حکم: پھر رحمت عالم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ اپنے دین وطریقے کی اہل علم کو دعوت دیں اور ان سے پوچھ لیں کہ اسلام قبول کرتے ہو یا نہیں۔ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو راہ پر آ جائیں گے اور اگر انکار کر دیں تو آپ فکر نہ کریں' آپ کے ذمہ محض تبلیغ ہے اور یہی آپ کا فرض ہے جسے آپ ادا کر چکے پھر اللہ ان سے خود نمٹ لے گا' سب اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور اللہ ہی کے پاس ان کا ٹھکانہ ہے' اللہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کر دے اپنی حکمت اللہ ہی خوب جانتا ہے اور اسی کی حجت پوری ہو کر رہتی ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون استحقاق ہدایت رکھتا ہے اور کون نہیں کوئی اللہ کے کسی فعل پر چون وچرا یا باز پرس نہیں کر سکتا۔ ہاں اللہ ہر ایک کے افعال سے باز پرس فرمائے گا اور حساب میں بھی اللہ کی حکمت ورحمت کارفرما ہے۔

رحمت عالم کی بعثت عام ہے: یہ آیت اور اس کے ہم معنی آیتیں رحمت عالم ﷺ کی ہمہ گیر بعثت پر صاف طور سے دلالت کرتی ہیں اور حدیث وقرآن کی بہت سی آیتوں سے آپ کی عام رسالت ثابت ہوتی ہے۔ فرمایا قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (اعراف ۷/ ۱۵۸) آپ فرما دیں اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (۲) تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (فرقان ۲۵/ ۱) وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا۔ تا کہ وہ دنیا والوں کے لئے نذیر یعنی آگاہ کرنے والا ہو۔ صحیحین وغیرہ میں متعدد روایتوں سے تواتر سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سلاطین عالم کے پاس اسلام لانے کے لئے دعوتی خطوط بھیجے۔ آپ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس دور یعنی میری بعثت کے بعد جس یہودی یا عیسائی نے میری دعوت سنی اور مجھ پر ایمان لائے بغیر مر گیا وہ جہنمی ہے (م۔عبدالرزاق)

(۲) میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ (۳) پہلے نبی خاص اپنی قوم ہی میں بھیجے جاتے تھے لیکن میں عام لوگوں کی طرح بھیجا گیا ہوں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ
وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَھُمْ مِّنْ
نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں اور انہیں بھی مار ڈالتے ہیں جو انصاف کا حکم کرتے ہیں' آپ انہیں بڑے دکھ بھرے عذاب کی بشارت سنا دیں' یہی وہ ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

یہودیوں کی مذمت: (۲۱) اس آیت میں اہل کتاب (یہودیوں) کی مذمت ہے کہ وہ طرح طرح کے گناہوں اور حرام کاموں میں مبتلا ہیں۔ اللہ کی آیتوں کو خواہ وہ پرانی ہوں یا نئی جھٹلا دیتے ہیں۔ نزاع کے موقعہ پر نہ اپنی کتاب پر عمل کرتے ہیں اور نہ نئی

کتاب پر نہ تورات کو مانتے ہیں اور نہ ان کتابوں کو جو موسیٰ کے بعد میں آنے والے نبیوں پر اتریں ان میں غرور وتکبر اور انبیا سے بغض وعداوت ہے حق کا انکار کرتے ہیں اور اس کی پیروی سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں پھر انہوں نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ بعض انبیاء کا خون بھی بہایا۔ جب انبیاء نے انہیں تبلیغ کی تو انہوں نے ان کے خون میں ناحق ہاتھ رنگے۔ انبیاء کا جرم یہی تھا کہ وہ حق کی دعوت دیتے تھے صحیح وسچی بات بتاتے تھے اور صاف گو تھے' پھر جو انہیں حق وصداقت کی اور عدل وانصاف کی ترغیب دیتے تھے انہوں نے ان پر بھی ہاتھ صاف کیا اور انہیں شہید کر ڈالا۔ غرور کی حد ہو گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا غرور حق نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ ابوعبیدہ بن جراح فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب کس کو ہوگا؟۔ فرمایا اسے جس نے کسی نبی یا رہنما کا قتل کر ڈالا جو اسے بھلائی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر فرمایا۔ ابوعبیدہ! یہودیوں نے ایک صبح کو ایک گھنٹہ کے اندر اندر ۴۳ نبی شہید کر ڈالے۔ پھر انہیں میں سے ۱۷۰ اشخاص اٹھے اور قتل کرنے والوں کی مذمت کرنے لگے اور بھلائی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلانے لگے مگر ان بدبختوں نے اسی دن کی شام کو انہیں بھی شہید کر ڈالا۔ اللہ نے انہیں لوگوں کا اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ (ابن جریر ابن ابی حاتم)

(۲۲) اسی وجہ سے جب انہوں نے حق سے منہ پھیرا' غرور میں پھول گئے اور لوگوں پر اپنی بڑائی جتانے لگے تو اللہ نے دنیا میں بھی ان پر ذلت ڈال دی اور آخرت کی رسوائی کے لئے ذلیل کرنے والے عذاب تیار کر دیئے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَٰبِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَٰبِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ
بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا
لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَٰتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا
يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ وَوُفِّيَتْ كُلُّ
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا اور وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ کتاب ان میں فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک گروہ منہ پھیرتے ہوئے باز رہتا ہے' یہ اس لئے کہ ان کا کہنا ہے کہ ہم جہنم میں چند روز ہی رہیں گے اور ان کی خود تراشیدہ باتوں نے انہیں ان کے دین کے بارے میں دھوکہ دیا پھر ان کا کیا حال ہوگا جب ہم انہیں ایک ایسے دن جمع کریں گے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اہل کتاب کی مذمت: (۲۳) جب اہل کتاب کو جو اس بات کے دعویدار تھے کہ ہم توریت وانجیل پر عامل ہیں آیات توریت و انجیل کی دعوت دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں تو رحمت عالم ﷺ کی پیروی کا بھی حکم ہے آؤ انہیں کتابوں سے فیصلہ کر لیں تو کترا کر نکل جاتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ یہ جھوٹے سرکش اور اللہ کے دشمن ہیں۔ (۲۴) یعنی حق کی مخالفت وسرکشی پر ان کے اس عقیدے نے انہیں جرات دلائی کہ انہیں صرف سات دن عذاب ہوگا۔ یعنی ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن۔ ان کے گمان میں

دنیا کی کل عمر ۷۰۰۰ سال ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں بیان ہو چکا' پھر فرمایا کہ ان کی اس افترا پردازی نے انہیں ان کے باطل دین پر قائم رکھا اور دھوکہ میں مبتلا رکھ یہ ان کی خود ساختہ بات ہے اور اس میں بھی مختلف ہیں۔ اللہ نے یہ حکم کسی کتاب میں نہیں اتارا' پھر اللہ نے انہیں دھمکاتے اور جھڑکتے ہوئے فرمایا (۲۵) کہ قیامت کے دن ان کا کیا حشر بنے گا۔ انہوں نے اللہ پر بھی جھوٹ بولا' اس کے رسولوں کو بھی نہ مانا' انبیاء اور علماء کو جو انہیں اچھی باتیں بتاتے اور بری باتوں سے روکا کرتے تھے قتل کر ڈالا۔ اللہ ان سے ہر بات کا حساب لے گا اور ایک ایک بات کی سزا بھگتنی پڑے گی اور اللہ انہیں ان کے کرتوتوں کا مزہ چکھا دے گا۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ کیا حال ہوگا' جب ہم انہیں قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں جمع کریں گے' اس دن ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

کہئے اے اللہ! اے ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک دیدے اور جس سے چاہے چھین لے' تو جسے چاہے عزت دے دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے' تیرے ہاتھ میں ہر طرح کی بھلائی ہے۔ یقیناً تو ہر چیز پر خوب قادر ہے' تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور تو مردہ سے زندہ پیدا کرتا ہے اور زندہ سے مردہ' اور تو جسے چاہے بلا حساب روزی پہنچا دے۔

ادائے شکر کی دعا: (۲۶) یعنی رب کی عظمت کے لئے اس کا شکر ادا کرنے کے لئے' تمام کام اسی کے حوالہ کرنے کے لئے اور اسی پر بھروسہ رکھنے کے لئے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ اے اللہ بادشاہت تیری ہی ہے' تیرا ہی ملک ہے' بادشاہت کا دینا لینا تیرے ہی اختیار میں ہے اور تو نے جو چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ اس آیت میں آپ کو اور آپ کی امت کو ہدایت کی گئی ہے کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے یہودیوں سے نبوت منتقل فرما کر اسے عربی مکی قریشی اور امی رسول کو عطا فرما دی۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لئے تمام جنوں اور انسانوں کے نبی ہیں اور سابق انبیاء کے تمام محاسن کا مجموعہ ہیں اور آپ کی چند ایسی خصوصیات بھی ہیں جو کسی نبی یا رسول میں نہیں پائی جاتیں مثلاً اللہ کی شریعت کا علم' ماضی و مستقبل کی بعض باتوں کی اطلاع' حقائق آخرت کا علم' تمام دنیا میں آپ کی امت کا پھیل جانا' دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کا پہنچ جانا اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دینا وغیرہ۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں جب تک دنیا باقی رہے اور دن رات آتے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا تو ہی ملک کا مالک ہے یعنی کائنات میں تیرا ہی تصرف و اختیار ہے اور تو ہی جو چاہے کرے۔ اللہ نے ان کی مذمت فرمائی جو اس کے حکم پر معترض تھے۔ فرمایا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ (زخرف ۴۳/۳۱'۳۲) مشرک بولے کہ یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا (اللہ نے جواب میں فرمایا) کیا یہ رب کی رحمت بانٹنا چاہتے ہیں یعنی ہم اپنے ارادہ سے

اپنی مخلوق میں تصرف فرماتے ہیں اور ان میں روزیاں بانٹتے ہیں جسے چاہیں کم دیں۔ اور جسے چاہیں مالا مال کر دیں تو پھر ہم پر یہ اعتراض کرنے والے کون؟۔ ہمارے ارادے میں نہ کوئی آڑے آنے والا اور نہ کوئی ہمیں باز رکھنے والا نبوت بھی ہماری حکمت پر موقوف ہے۔ فرمایا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ انعام(۶/۱۲۴) اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ کس جگہ اپنی رسالت اتارے۔۲) اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا۔ اسراء(۱۷/۲۱) دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر برتری دی۔ کسی رومی شہر کے ایک محل میں حمیری خط میں یہ تحریر دیکھی گئی۔ اس تحریر کا آغاز اللہ کے نام سے ہے۔ دن رات کا آنا جانا اور تاروں کا نکلنا ڈوبنا بادشاہوں کی حکومتوں کے زوال کا پیغام ہیں۔ اور عرش والا شہنشاہ ہمیشہ ہے جسے کبھی زوال نہیں اور نہ اس کا کوئی شریک ہے(ابن عساکر)(۲۷) دن کو رات میں اور رات کو دن میں داخل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک کی زیادتی سے دوسرے کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اس طرح دونوں برابر ہو جاتے ہیں اسی طرح ہر ایک کی کمی دوسرے کی زیادتی میں جمع کر دی جاتی ہے اور دونوں معتدل ہو جاتے ہیں۔ یہی حال سالانہ موسموں (بہار' گرمی' خزاں' اور جاڑے) کا ہے' دانوں سے کھیتی اور کھیتی سے اناج' گٹھلی سے کھجور کے درخت اور درختوں سے کھجوریں' کافر سے مومن اور مومنوں سے کافر' اور انڈوں سے مرغی اور مرغیوں سے انڈے پیدا ہونا' زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ پیدا ہونا ہے یہی حال ان تمام چیزوں کا ہے جن کی پیدائش اسی دستور پر ہے۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ جسے تو چاہے بے حساب یعنی بے شمار دے دے اور جسے چاہے کچھ بھی نہ دے' ہر جگہ تیری حکمت و مشیت اور قدرتِ و تصرف کارفرما ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

مسلمان ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جس نے ایسا کیا وہ کسی چیز میں بھی اللہ کا نہیں ہاں اگر تم ان سے اپنا بچاؤ چاہو تو دوسری بات ہے' اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔

غیر مسلم سے دوستی کی ممانعت: (۲۸) اس آیت میں کافروں سے دوستی کی ممانعت ہے۔ مسلمان کافروں سے دوستانہ تعلقات نہ رکھیں' اور اپنا راز دار نہ بنائیں۔ بلکہ دوستانہ اور راز دارانہ تعلقات مسلمانوں سے رکھیں۔ پھر فرمایا کہ کافروں سے چھپی دوستی رکھنے والا ہمارا نہیں' جب وہ ہمارے حکم سے بیزار ہے تو ہم اس سے بیزار ہیں' فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا (ممتحنہ ۶۰/۱) اے ایمان والو! اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور میری رضا تلاش کرنے کے لئے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان سے محبت کرنے لگو' میں تمہارے ظاہر و باطن سے خوب آگاہ ہوں اور ایسا کرنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جائے گا انہوں نے تو تمہارے پاس آیا ہوا حق ٹھکرا دیا۔ صرف اس لئے کہ تم اللہ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لے آئے وہ اللہ کے نبی کو اور تم کو جلا وطن کر چکے تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ میں تمہاری چھپی کھلی باتوں سے خوب واقف ہوں اور ایسا کرنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جائے گا۔ (۲) يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِيْنَ (نساء ۴/۱۴۴) اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم اپنی ذاتوں پر اللہ کے لئے ایک کھلی دلیل قائم کرنا چاہتے ہو۔ (۳)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ (مائدہ ۵/۵۱) اے ایمان والوں یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے ان سے دوستی کی وہ انہیں میں سے ہے' اللہ نے مہاجرین وانصار اور اعراب سے موالات بیان کرنے کے بعد فرمایا وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ (انفال ۸/۷۳) اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ملک میں بڑا فتنہ پھیل جائے گا اور بڑا فساد مچ جائے گا۔ پھر فرمایا اگر کسی شہر میں یا کسی جگہ کسی وقت کافروں کے فتنہ وفساد کا ڈر ہو تو اس سے بچنے کے لئے ان سے ظاہری تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں لیکن دل سے ان سے بیزار رہیں۔ ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں ہم بعض لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں (ب) ابن عباس فرماتے ہیں صرف زبان سے اظہار مسرت کیا جائے عمل سے نہیں' کسی آڑے وقت پر بھی عمل سے ان کا ساتھ ہرگز نہ دیا جائے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَھَا وَبَیْنَہٗٓ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

کہہ دیجئے۔ خواہ تم اپنی دلی باتیں چھپاؤ یا ظاہر کرو سب اللہ کو معلوم ہیں' اللہ تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ جس روز ہر شخص اپنے اچھے اور برے عمل موجود پائے گا تمنا کرے گا کاش ان برائیوں کے اور اس کے درمیان دور والی مسافت ہوتی اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

اللہ کے علم وقدرت کی ہمہ گیری: (۲۹) اللہ خیالات وافکار' رموز واسرار اور ظاہر وباطن سب کو جانتا ہے اس سے کوئی چھپی سے چھپی ہوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں بلکہ اس کا علم ہر حال میں ہر زمانہ میں ہر لحظہ اور ہر ساعت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ زمین کے چپہ چپہ پر سمندر کی تہوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہر جگہ اللہ سے رائی کے دانہ کے برابر بلکہ اس سے بھی چھوٹے سے چھوٹا ذرہ پوشیدہ نہیں' اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت ہر چیز میں کارفرما ہے۔ اس فرمان عالیشان سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں' ایسا نہ ہو کہ گناہوں میں پڑ کر اللہ کا غصہ خریدیں بلکہ جس سے اللہ کو عداوت ہے اس کے پاس بھی نہ جائیں' اللہ تمام باتیں جانتا ہے اور اپنی سزا سے ہر ایک کو سیدھا کر سکتا ہے اگرچہ اس نے کسی کو ڈھیل دے رکھی ہو' مگر وہ مہلت کے بعد بھی پکڑ لیتا ہے اور اس طرح پکڑتا ہے جیسے کوئی بڑی طاقت والا کسی کو پکڑے (۳۰) یعنی قیامت کے دن ہر شخص اپنے نیک وبد عمل موجود پائے گا۔ فرمایا یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ (القیامۃ: ۷۵/۱۳) اس دن انسان کو آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے تمام عملوں سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ اچھے عمل دیکھ کر خوشی سے کھل اٹھے گا اور برے عمل دیکھ کر رنج ہو گا اور اداسی چھا جائے گی' اور تمنا کرے گا کاش دنیا میں ان سے بیزار ہوتا اور یہ اس سے بہت دور ہوتے جس شیطان نے دنیا میں اسے گناہوں کی جرات دلائی تھی

اس کے بارے میں بھی یہی تمنا کرے گا۔ فرمایا یَا لَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ (زخرف ۴۳/ ۳۸) کاش آج میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فیصلہ ہوتا' تو بدترین ساتھی ہے۔ پھر بطور تاکید دھمکی کے فرمایا کہ اللہ تمہیں اپنے عذابوں سے ڈراتا ہے پھر اللہ نے اپنے بندوں کو امید دلائی تا کہ وہ اس کی رحمت سے ناامید نہ ہوں کہ اللہ بندوں پر کمال مہربان ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

کہہ دیجئے اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔ اللہ کو بھی تم سے محبت ہو جائے گی اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ خوب بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ کہہ دیجئے اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو یاد رکھو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ کی محبت اتباع رسول ﷺ پر موقوف ہے: (۳۱) یہ آیت ہر دعویدار محبت رسول ﷺ کے لئے فیصلہ کن ہے۔ خصوصاً اس کے لئے جو آپ کے طریقے سے منحرف ہے یہ شخص جھوٹا ہے جب تک اپنے تمام اقوال و افعال میں شریعت محمدیہ ﷺ کی پیروی نہ کرے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں ہے وہ عمل مردود ہے (ق) اسی وجہ سے بتایا گیا کہ اللہ کی محبت کا معیار اتباع رسول ہے۔ اتباع رسول پر طلب سے زیادہ اجر ملے گا۔ بندوں کی دوستی سے اللہ کی دوستی بہت زیادہ مفید ہے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے محب ہیں' اللہ نے یہ آیت اتار کر ان کی محبت آزمائی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا صرف اللہ کے لئے محبت و عداوت ہی دین ہے (ابن ابی حاتم) اللہ اپنے رسول ﷺ کی اتباع کی وجہ سے رسول کی پیروی کرنے والوں کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ یہ معافی رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے نصیب ہوگی۔ (۳۲) ہر شخص کو حکم ہے کہ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہے۔ اگر اس کے خلاف کرے گا تو اللہ کا محبوب نہ بنے گا۔ کیونکہ مخالف رسول کافر ہے اور اللہ کو کافروں سے محبت نہیں۔ معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کی مخالفت کفر ہے اور ایسا شخص اللہ کا دشمن ہے گو وہ اپنے آپ کو اللہ کا دوست سمجھتا ہو۔ اللہ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک رحمۃ للعالمین کے دین کی پیروی نہ کی جائے۔ خاتم الانبیاء امی ہیں اور تمام جنوں اور انسانوں کی طرف اللہ کے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی یہ شان ہے کہ اگر آپ کے زمانے میں انبیاء بلکہ رسول' بلکہ اولوالعزم پیغمبر بھی ہوتے تو انہیں بھی آپ کی اطاعت کے بغیر چارہ نہ تھا اور وہ بھی آپ کا دین قبول کئے بغیر اللہ کی محبت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

یقیناً اللہ نے آدم کو نوح کو آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام دنیا والوں میں چن لیا ہے' یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں: اور اللہ خوب

سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

چند خاندانوں کا انتخاب: (۳۳) یعنی اللہ نے ان گھرانوں کو دنیا کے تمام لوگوں پر برتری دی۔ سب سے پہلے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنا کر انہیں منتخب فرمایا' ان میں اپنی روح پھونکی' فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ ہر چیز کے نام سکھا دئے' جنت میں جگہ دی' پھر جنت سے زمین کی طرف بھیج دیا جس میں ایک خاص حکمت کارفرما تھی' پھر نوحؑ کو چنا اور انہیں اپنا پہلا رسول بنا کر بھیجا جب لوگوں میں شرک و بت پرستی پھیل گئی تھی۔ آپ ایک طویل مدت تک قوم کو اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے' دن رات صبح و شام' اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے' تنہا تنہا اور مجلسوں میں اور خلوت وجلوت میں ہر ممکن صورت سے انہیں سمجھاتے رہے مگر وہ اللہ کے پیغام سے بھاگتے ہی رہے۔ آخر کار جب وحی سے معلوم ہوگیا کہ یہ ایمان لانے والے نہیں تو آپ نے بددعا فرمادی اللہ نے آپ کی طرف سے اس قوم سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا بس وہی بچے جو آپ کے دین میں شامل ہو گئے تھے پھر خلیل اللہ کو چنا' آپ ہی کی اولاد میں سید الانبیاء ہیں (۳۴) عمران سے حضرت مریم کے والد مراد ہیں عیسیٰ بھی آل ابراہیم میں شامل ہیں۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَٰنَ رَبِّ إِنِّى نَذَرْتُ لَكَ مَا فِى بَطْنِى مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىٓ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّى وَضَعْتُهَآ أُنثَىٰ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ ٱلذَّكَرُ كَٱلْأُنثَىٰ ۖ وَإِنِّى سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّىٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾

جب عمران کی بیوی نے کہا اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے تیری نذر کر کے آزاد کر دیا اسے مجھ سے قبول فرما۔ یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر جب ان کی بچی پیدا ہوئی تو بولیں اے رب میرے تو بچی پیدا ہوئی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کیا پیدا ہوا اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

دینی خدمات کے لئے اولاد کی خواہش: (۳۵) زوجہ عمران (مریم صدیقہ کی والدہ) کا نام حنہ بنت فاقوذ تھا' آپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی' ایک دن اتفاق سے آپ کی نگاہ ایک چڑیا پر جو اپنے بچوں کے منہ میں چوگا دے رہی تھی جا پڑی آپ کے دل میں بھی اولاد کی خواہش بھڑک اٹھی اور دعا مانگنے لگیں کہ اے اللہ مجھے بھی اولاد عطا فرما' دعا قبول ہوئی اور حمل کے آثار ظاہر ہوئے' پھر آپ نے منت مانی کہ میرا یہ بچہ آزاد ہوگا اور بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جائے گا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ میں نے اپنے پیٹ والے بچہ کی تیرے لئے منت مان لی۔ میری نیت سے تو خوب واقف ہے لہذا اسے قبول فرما۔

(۳۶) انہیں کیا خبر تھی کہ بچی پیدا ہوگی۔ آخر پیدائش کے بعد جب معلوم ہوا کہ یہ تو بچی ہے تو افسوس سے بولیں کہ یا اللہ میرے تو بچی پیدا ہوئی ہے۔ بیت المقدس کی خدمت کے لئے تو لڑکا موزوں تھا کیونکہ لڑکی میں نہ تو لڑکے کی سی طاقت ہوتی ہے اور نہ وہ تیزی ہوتی ہے جو لڑکے میں ہوتی ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میرے بچی پیدا ہوئی ہے میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا۔

معلوم ہوا کہ پیدائش کے دن بھی نام رکھنا جائز ہے' آیت کے انداز بیان سے یہی ظاہر ہے اور سابق شریعتوں کی کوئی بات اسی لئے نقل کی جاتی ہے کہ وہ ہماری شریعت میں بھی مقرر و ثابت ہے تاوقت یہ کہ اس کی ممانعت کا ثبوت نہ ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا آج رات میرے بیٹا پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھ دیا ہے (ق)۔ (۴) انسؓ بن مالک اپنے بھائی کو پیدائش کے دن اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے گئے' آپ نے کھجور چبا کر اس کے تالو پر مل دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا (ق) (۳) ایک شخص بولا یا رسول اللہ آج رات میرے بیٹا پیدا ہوا ہے کیا نام رکھوں؟ فرمایا عبدالرحمٰن (ب) (۴) ابو اسیدؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوا' آپ اسے خدمت نبوی میں لائے تا کہ آپ کھجور چبا کر بچے کے تالو پر مل دیں مگر رحمت عالم ﷺ کسی کام میں مصروف تھے۔ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ ابو اسیدؓ بچے کو گھر لے گئے' پھر جب آپ کو بچہ یاد آیا تو آپ نے اسی جگہ اس کا نام منذر رکھا (صحیح)

مریم صدیقہ کی والدہ نے یہ دعا بھی مانگی تھی کہ اس بچی کو اور اس کی اولاد (عیسیٰ) کو شیطان کے شر سے بچا۔ اللہ نے یہ دعا بھی قبول فرمالی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا پیدائش کے وقت شیطان ہر بچہ کو چھوتا ہے اسی وجہ سے بچہ روتا ہے مگر مریم اور عیسیٰ اس سے محفوظ رہے' ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: اگر چاہو تو وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا پڑھ لو۔ (ق' عبدالرزاق) ایک روایت میں شیطان کو ایک یا دو بار دبانا آیا ہے۔ تیسری روایت میں چونکہ مارنا آیا ہے' مگر عیسیٰ شیطانی تصرف سے محفوظ رہے شیطان نے ان کے بھی چوکہ مارنا چاہا تھا مگر اس کا ہاتھ پردے میں الجھ گیا اور عیسیٰ کے نہ لگا۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

پھر انہیں ان کے رب نے اچھی طرح قبول فرمالیا۔ اور انہیں بہترین طریقے سے بڑھانا شروع کیا اور ان کا سرپرست زکریا کو بنا دیا' جب کبھی زکریا ان کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس روزی دیکھ کر پوچھتے مریم یہ کہاں سے آئی' عرض کرتیں اللہ کے پاس سے' اللہ جسے چاہے بے حساب روزی عطا فرمادے۔

نیک صحبت ذریعہ سعادت: (۳۷) اللہ نے مریم کو نذر میں قبول فرمالیا اور انہیں پرکشش چہرے اور خوبصورتی کے ساتھ ساتھ پروان چڑھایا' قبول صورت دی اور نیک بندوں کی صحبت میں رکھا گیا تا کہ ان سے علم دین سیکھ کر خیر و برکات حاصل کرلیں' چنانچہ آپ کو زکریاؑ کے سپرد کر دیا گیا کیونکہ بے چاری کم سنی ہی میں یتیم ہوگئی تھیں اور سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا تھا قحط کی وجہ سے آپ کی پرورش کا بار زکریاؑ نے اٹھالیا تھا۔

پھر فرمایا کہ جب زکریا نے پوچھا کہ یہ پھل کہاں سے آئے تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ کے پاس سے' اللہ جسے چاہے بے

حساب روزی عطا فرما دے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن بھوکے رہے جب بھوک سے بے حد نڈھال ہو گئے تو ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے گئے لیکن کسی کے گھر میں کچھ نہ ملا پھر آپ ﷺ نے فاطمہؓ کے گھر آ کر ان سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے کہ کھا لوں مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔ انہوں نے بھی قسم کھا کر کہا (افسوس) یا رسول اللہ اس وقت میرے پاس بھی کچھ نہیں' پھر آپ چلے گئے۔ اتنے میں ایک ہمسائی نے دو روٹیاں اور کچھ گوشت فاطمہؓ کو بھیجا' آپ نے یہ کھانا ایک لگن میں محفوظ رکھا اور سوچا کہ اگرچہ اس وقت مجھے' میرے بچوں کو اور میرے شوہر کو بھی بھوک ہے مگر ہم فاقہ کریں گے اور یہ کھانا اللہ کے رسول ﷺ کو کھلا دیں گے پھر آپ نے حسنؓ و حسینؓ کو بھیج کر رحمت عالم ﷺ کو بلا لیا اور بولیں یا رسول اللہ میں آپ' پر قربان اللہ نے کچھ بھیج دیا ہے اور میں نے اسے آپ کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ فرمایا لاؤ' یہ کھانے کا لگن اٹھا لائیں' کھول کر دکھا تو حیران رہ گئیں کہ لگن گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا ہے سمجھ گئیں کہ اللہ نے برکت عطا فرمائی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجا اور کھانا آپ کے سامنے رکھ دیا' آپ نے کھانا کھول کر الحمد للہ پڑھ کر پوچھ یہ کہاں سے آیا ہے' بولیں هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ' یہ اللہ کے پاس سے ہے' فرمایا الحمد اللہ اللہ نے تمہیں بھی یہودی عورتوں کی سردار عورت کی طرح کر دیا' جب اللہ انہیں روزی دیتا اور پوچھا جاتا تو وہ بھی یہی جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے' پھر آپ ﷺ نے علیؓ کو بھی بلوا لیا اور سب نے مل کر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا بدستور باقی رہا' پھر اسے ہمسایوں میں بانٹ دیا گیا' اللہ نے اس کھانے میں بڑی خیر و برکت عطا فرمائی (مسند ابو یعلی)۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝۳۸ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي
الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا
وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۳۹ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ
بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰ قَالَ رَبِّ
اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۴۱ ع

یہ دیکھ کر زکریا نے بھی اسی جگہ اپنے رب سے دعا مانگی کہ اے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ بچہ دے' بلاشبہ تو دعائیں خوب سننے والا ہے آخر جب وہ حجرے کے اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو فرشتوں نے انہیں پکار کر کہا کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کے حکم کی تصدیق کریں گے' سردار ہوں گے' عورتوں کے پاس نہ جائیں گے' نیکوں میں سے ہوں گے اور نبی ہوں گے' بولے اے میرے رب میرے ہاں کیسے لڑکا ہو گا میں خود بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے' فرمایا اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے

کرتا ہے' بولے اے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما فرمایا یہ نشانی ہے کہ تم تین دن تک لوگوں سے بلا اشاروں کے بات نہ کر سکو گے اور اپنے رب کا کثرت سے ذکر کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

بے موسم پھل دیکھ کر اولاد کا خیال آیا: (۳۸) یعنی جب زکریاؑ نے مریمؑ کے پاس بے موسم پھل دیکھے تو ان کے دل میں اولاد کا جذبہ بھڑک اٹھا' اگرچہ آپ خود بوڑھے اور کافی کمزور ہو چکے تھے' ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے اور سر سفید ہو چکا تھا' اور بیوی بھی بوڑھی تھیں اور تھیں بھی ہمیشہ کی بانجھ' مگر پھر بھی آپ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئے اور چپکے چپکے دعا مانگنے لگے کہ اے رب مجھے بھی ایک نیک بچہ عطا فرما۔ فرمایا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ (مریم ۱۹/۳) جب انہوں نے چپکے سے اپنے رب کو پکارا۔ (۳۹) فرشتوں نے آپ کو بیٹے کی بشارت دی اور نام بھی بتا دیا کہ اس کا نام یحیٰی رکھنا (محراب سے وہ جگہ مراد ہے جہاں آپ عبادت کیا کرتے تھے' یہ خلوت خانہ یا مقام عبادت ودعا تھا۔

آپ کا نام یحیٰی اس لئے تجویز ہوا کہ اللہ آپ کو ایمان کے ساتھ زندگی بخشے گا اور آپ عیسیٰ کی تصدیق کریں گے۔ اللہ کے کلمے سے عیسیٰؑ مراد ہیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں عیسیٰ اور یحیٰی دونوں خالہ زاد بھائی تھے' یحیٰی کی والدہ مریم سے کہا کرتی تھیں کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میرا بچہ تمہارے بچے کو سجدہ کرتا ہو۔ گویا یحیٰی پیدائش سے پہلے ہی سے ماں کے پیٹ میں عیسیٰ کی تصدیق کر رہے ہیں آپ عیسیٰ سے بڑے ہیں سید سے بردبار یا علم وعبادت میں سردار و پرہیزگار یا سمجھدار عالم یا دین واخلاق میں سردار یا شریف یا اللہ کے نزدیک کریم الفطرت یا غیر مغلوب الغضب مراد ہے۔ حضور سے عورتوں کی خواہش نہ رکھنے والا' بے اولاد جسے شہوت نہ ہو اور انزال نہ ہوتا ہو مراد ہے۔

(۴۰) جب یہ بشارت مل گئی تو اب لگے تعجب کرنے' بولے میں بھی بوڑھا' میری بیوی بھی بوڑھی پھر ہمیشہ کی بانجھ تعجب ہے کیسے بچہ ہوگا' فرشتہ نے جواب دیا تعجب کی کیا بات ہے اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ (۴۱) دعا مانگی کہ اے اللہ قرار حمل کی کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ فرمایا دو نشانیاں ہیں۔ ایک نشانی تو یہ ہے کہ تم باوجود تندرست ہونے کے کسی سے بلا اشارے کے بات نہ کر سکو گے' دوسری نشانی یہ ہے کہ تم اس وقت کثرت سے تسبیح وتہلیل میں مصروف رہو گے۔ فرمایا اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ (مریم ۱۹/۱۰) حالت تندرستی میں تین دن بات نہ کر سکو گے' پھر آپ کو اس حال میں کثرت سے تسبیح وتہلیل اور تکبیر وذکر اللہ کا حکم دیا گیا کہ صبح وشام یاد الٰہی میں مصروف رہو۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے تجھے چن لیا ہے اور پاک بنا دیا ہے' اور دنیا کی عورتوں میں منتخب فرما لیا ہے اے مریم اپنے رب کی عبادت' کر' سجدے کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر' یہ ایک غیب کی خبر ہے جس کی ہم آپ کے پاس وحی بھیجتے ہیں' آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ قرعہ ڈال رہے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

مریم علیہا السلام کی ہم عصر عورتوں پر برتری: (۴۲) اس آیت میں مریم صدیقہ علیہا السلام کے انتخاب کی خبر دی گئی ہے جس کی بشارت فرشتوں نے آپ کو دی کہ اللہ نے آپ کو کثرت عبادت و ریاضت اور کثرت زہد و تقویٰ کی وجہ سے منتخب فرما لیا ہے۔ لفظ انتخاب کے تکرار سے مریم صدیقہ کی برتری اس زمانے کی عورتوں پر ثابت ہوئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں جو اولاد سے بہت محبت کرتی ہیں چھوٹے بچوں کی خوب دیکھ بھال رکھتی ہیں اور شوہروں کے مال کی خوب حفاظت کرتی ہیں (الف' ذ' عبدالرزاق) ظاہر ہے کہ مریم صدیقہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ (۲) دنیا کی بہترین عورت مریم بنت عمران اور خدیجہؓ بنت خویلد ہیں (ق) (۳) تمہیں دنیا کی عورتوں میں مریم بنت عمران خدیجہؓ بنت خویلد' اور فاطمہؓ بنت محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں' (ت) (۴) دنیا کی بہترین عورتیں چار ہیں مریمؑ آسیہ' خدیجہ اور فاطمہ (ابن مردویہ)۔ (۵) مردوں میں سے تو بہت سے مرد کامل ہوئے مگر عورتوں میں صرف تین عورتیں کامل ہوئیں مریمؑ آسیہؑ اور خدیجہؓ اور عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت ایسی ہے جیسے دوسرے کھانوں پر ثرید کی (ب)

(۴۳) فرشتوں نے اللہ کے حکم سے حضرت مریمؑ کو کثرت عبادت کا نماز میں کمال خشوع و خضوع کا اور نیکیوں میں جو اللہ نے آپ کے لئے مقرر فرمائی تھیں سرگرم عمل رہنے کا شوق دلایا تا کہ آپ محنت و مشقت کر کے دونوں جہانوں کی سعادتیں سمیٹ لیں اور آپ کے ذریعہ اللہ کی عظیم الشان قدرت کا ظہور ہو کہ آپ سے بلا باپ کے بچہ پیدا ہو۔ قنوت خشوع والی عبادت کو کہتے ہیں۔ فرمایا كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (بقرہ ۲/ ۱۱۶ روم ۳۰/ ۲۶) رب کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے۔

غیب کی باتوں سے ثبوت رسالت: (۴۴) مریم صدیقہ کا واقعہ بتا کر اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ یہ غیب کی خبر ہے اور ہم نے بذریعہ وحی آپ کو بتائی' آپ ان کے پاس نہ تھے کہ آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے لیکن ہم نے آپ کو وحی سے اطلاع کر دی اب گویا آپ اپنی آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہے ہیں کہ لوگوں میں کفالت مریم میں جھگڑا ہوا تو قرعہ ڈالا گیا۔ ہر شخص آپ کی کفالت کا خواہشمند تھا تا کہ ثواب کا مستحق ہو۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں پھر ام مریم آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس کے خادموں کے پاس جو ہارونؑ کی اولاد میں سے تھے لے گئیں (ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور انہیں کی اولاد میں بیت المقدس کی تولیت تھی) اور ان سے کہا اسے لے لو یہ نذیرہ (منت کی) ہے میں نے اسے آزاد کر دیا۔ گو یہ لڑکی ہے اور حالت حیض میں عبادت خانہ میں نہ جائے گی لیکن اب میں اسے واپس نہیں لے جاؤں گی۔ میں اسے اللہ کو دے چکی' بولے یہ تو ہمارے امام کی بیٹی ہے (عمران انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے اور قربانی کے مہتمم بھی تھے) ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ میں ان کی پرورش کروں۔ زکریاؑ نے فرمایا مجھے دے دو کیونکہ ان کی خالہ میرے نکاح میں ہیں مگر یہ کہہ کر کہ یہ امام کی صاحبزادی ہیں لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے ان قلموں میں سے جن سے توریت لکھا کرتے تھے قرعہ ڈالا۔ قرعہ زکریاؑ کے نام نکل آیا اور آپ ہی ان کے کفیل بنے۔

ذکریا سب سے بڑے سب کے سردار سب سے زیادہ عالم' سب کے امام اور سب کے نبی بھی تھے (صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین) آپ رشتہ میں صدیقہ کے خالو بھی تھے اسی وجہ سے صدیقہ کی پرورش آپ ہی کے سپرد کی گئی۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَٰئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾

جب فرشتوں نے کہا اے مریم' اللہ تجھے اپنے ایک کلمہ کی بشارت دے رہا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا جو دنیا اور آخرت میں مرتبہ والا اور مقرب لوگوں میں سے ہوگا اور لوگوں سے ماں کی گود میں اور بڑھاپے میں باتیں کرے گا اور نیک لوگوں میں سے ہو گا۔ بولیں یا اللہ' مجھے بچہ کیسے پیدا ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی آدمی نے چھوا تک بھی نہیں۔ فرشتہ بولا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف کن (ہوجا) کہتا ہے' پھر وہ کام ہوجاتا ہے۔

صدیقہ کو بشارت مسیحؑ: (۴۵) فرشتے مریم صدیقہ علیہا السلام کو بشارت دے رہے ہیں کہ تمہارے ایک عجیب الشان بیٹا پیدا ہوگا جس کا وجود اللہ کے کلمہ کن سے ہوجائے گا۔

تمہارا بچہ دنیا میں مسیح کے لقب سے مشہور ہوگا اور تمام مومن اسے اسی لقب سے پہچانیں گے۔ مسیح کو مسیح اس لئے کہا جائے گا کہ آپ بڑے سیاح ہوں گے کثرت سیاحت سے مسیح نام پڑ جائے گا۔

یا بیمار آپ کو چھونے ہی سے اللہ کے حکم سے اچھے ہوجایا کریں گے۔ چونکہ آپ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے اس لئے ماں کی طرف منسوب ہوئے آپ کی دنیا میں یہ شان وعزت ہوگی کہ آپ نبی بن کر اور شریعت لے کر آئیں گے۔ بیماروں کو چھو کر اچھا کردیں گے اور مردے کو زندہ کردیں گے' اور آخرت میں یہ مرتبہ ہوگا کہ اللہ کی طرف سے جن کی سفارش کی اجازت ملے گی ان کی سفارش فرمائیں گے اولوالعزم پیغمبروں کی طرح آپ کی شفاعت بھی قبول کی جائے گی۔

گود میں باتیں: (۴۶) یعنی آپ گود میں بھی توحید کی دعوت دیں گے اور فرمائیں گے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو شریک وسہیم سے بلند وبری ہے۔ یہ آپ کا معجزہ ہوگا' کیونکہ پیدا ہوتے ہی۔ بچے بولا نہیں کرتے۔ آپ کا گود میں بولنا اور دعوت توحید دینا اللہ کی ایک نشانی ہے اور پوری عمر کو پہنچ کر جب توحید کی دعوت دیں گے جب اللہ کے پاس سے وحی آئے گی۔ پھر فرمایا کہ آپ اپنے قول وعمل میں نیک ہوں گے یعنی سچے علم والے اور نیک عمل والے ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ چھٹپنے میں ماں کی گود میں صرف تین بچوں نے بات کی' عیسیٰؑ نے' اس بچے نے جو جریج کے زمانہ میں تھا اور ایک اور بچے نے (ابن ابی حاتم)

صدیقہ کا تعجب: (۴۷) جب صدیقہ نے فرشتوں سے بشارت سن لی تو اپنی دعاؤں اور مناجاتوں میں اللہ سے عرض کرنے لگیں

یا اللہ مجھے کس طرح بچہ ہوگا نہ تو میں شادی شدہ ہوں کہ میرا شوہر ہو نہ میرا شادی کا ارادہ ہے کہ شوہر ہو جائے اور نہ میں حاشا للہ فاحشہ ہوں' پھر فرشتے نے آپ کو اللہ کی طرف سے جواب دیا کہ اللہ کے لئے یہ بات مشکل نہیں' اللہ کا حکم عظیم ہے اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرتی۔ اس جگہ یَخْلُقُ اور زکریا والی آیت میں یَفْعَلُ فرمایا تا کہ لوگوں کو عیسیٰ کے مخلوق ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے اور باطل پرستوں کو گنجائش نہ رہے' پھر تاکید فرمائی کہ جب ہم کوئی حکم دیتے ہیں تو لفظ کن کہہ دیتے ہیں پھر فوراً وہ چیز ہو جاتی ہے' ادھر کہا ادھر وجود ہوا فرمایا وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ (قمر۵۴/۵۰) ہمیں صرف ایک بار کہنا کافی ہے پھر پلک جھپکنے میں وہ چیز ہو جاتی ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ
وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾
اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾

اور اللہ اسے لکھنا اور حکمت اور توریت وانجیل سکھائے گا اور وہ اسرائیلیوں کا رسول ہوگا اور کہے گا کہ میں تمہارے رب کے پاس سے تمہاری طرف نشانی لے کر آیا ہوں' میں تمہارے لئے مٹی کو پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے' اور میں جنم کے اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتا ہوں' اور میں اللہ کے حکم سے مردے زندہ کر دیتا ہوں' اور میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کھا کر آئے ہو اور جو کچھ اپنے گھروں میں رکھ آئے ہو بے شک اس میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔ اگر تم ایمان والے ہو اور میں توریت کی تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی اور تا کہ میں تم پر وہ بعض چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے نشانی لے کر آیا ہوں' لہذا اللہ سے ڈر جاؤ اور میری پیروی کرو یقیناً میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے اسی کی عبادت کرو یہ سیدھی راہ ہے۔

کلمہ کن سے پیدا ہونے والے بچہ کی صفات: (۴۸) اس آیت میں تکمیل بشارت ہے۔ کتاب سے یہاں بظاہر لکھنا مراد ہے اور حکمت کی تفسیر بقرہ میں گذر چکی' توریت موسیٰ پر اور انجیل عیسیٰ پر اتری تھی' آپ دونوں کتابوں کے حافظ تھے (۴۹) یعنی اللہ انہیں یہودیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔ آپ ان سے فرمائیں گے کہ میں فلاں فلاں باتیں بتا سکتا ہوں اور اپنے معجزوں کی خبر دیں گے۔ الاکمہ توندے والے کو کہتے ہیں جسے دن میں تو نظر آتا ہے مگر رات کو دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں پیدائشی اندھا مراد

ہے کیونکہ معجزے اور چیلنج کے لئے قوی اور مناسب ہے۔ ابرص کوڑھی کو کہتے ہیں۔

اللہ نے ہر نبی کو اس کے زمانے کے مناسب معجزے دیئے۔ موسیٰ کے زمانہ میں جادو کا زور شور تھا اور جادوگروں کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔ اللہ نے آپ کو ایسا معجزہ دیا کہ تمام جادوگر دنگ رہ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ جادو نہیں بلکہ اللہ کی طاقت ہے تو وہ اللہ کے نبی پر ایمان لے آئے اور مسلمان ہو کر اللہ کے نیک بندے بن گئے۔ عہد مسیح میں طب و علم طبیعی کا بازار گرم تھا' آپ کے معجزوں نے ان کا بازار سرد کر دیا کیونکہ آپ کے کمالات نہ صرف اطباء وعلمائے طبیعیات سے بلکہ ہر شخص کی طاقت سے باہر تھے۔ جب تک اسے اللہ کی جس نے بندوں کے لئے شریعت مقرر فرمائی تائید حاصل نہ ہو سکی طبیب کی کیا ہستی ہے کہ وہ کسی کو زندہ کر دے یا جنم کے اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دے یا مردوں کو زندہ کر دے۔

اسی طرح ہمارے رسول ﷺ کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ اور شعراء اور خطباء کی طوطی بول رہا تھا۔ آپ پر اللہ کی طرف سے ایک ایسی فصاحت و بلاغت سے معمور کتاب اتری جس نے قیامت تک کے لئے فصاحت و بلاغت کی گرمی ٹھنڈی کر دی۔ اور بڑوں بڑوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اگر دنیا کے تمام جنات و انسان جمع ہو کر اس جیسی یا اس کی دس سورتوں جیسی یا ایک آیت جیسی کوئی آیت بنا کر لانا چاہیں تو نہ لا سکیں گے ذرا ایک جملہ قرآن جیسا بنا کر دکھائیں تو سہی' بھلا کسی کی کیا ہستی ہے کہ قرآن جیسا ایک جملہ بھی پیش کر سکے۔ قرآن کا دشمنوں نے بھی لوہا مان لیا اور آج تک کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔ کیونکہ انسان اللہ کے کلام کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے خصوصاً جب کہ وہ معجزہ بھی ہو لہذا انسان کا کلام اللہ کے کلام کے مشابہ نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا کہ میں یہ بھی بتا دوں گا کہ آج تم نے کیا کھایا ہے اور کل کیا کھاؤ گے۔ ان معجزوں میں میری صداقت کی نشانیاں ہیں۔ اگر تمہیں ایمان کی طلب ہے تو انہیں دیکھ کر ایمان لے آؤ۔

(۵۰) یعنی میں توریت کی تصدیق کرتا ہوں یہ اللہ کی کتاب ہے تم شوق سے اس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا میں اس لئے بھی آیا ہوں کہ کچھ چیزیں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں انہیں حلال کر دوں۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ نے تورات کے بعض احکام منسوخ کر دیئے تھے۔

(۵۱) یعنی رب کی عبادت میں ہم سب برابر ہیں اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ سیدھی راہ ہے یعنی توحید پرستی ہی سیدھی راہ ہے۔ اور بت پرستی ٹیڑھی راہ معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کا دین ایک ہی تھا کسی نے بھی توحید میں اختلاف نہیں کیا!

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ
الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾
رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا
وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر محسوس کر لیا تو فرمایا اللہ کی راہ میں کون میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے مددگار ہیں' ہمارا اللہ پر ایمان ہے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں' اے ہمارے رب جو کچھ تو نے اتارا اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم رسول کے پیروکار ہیں۔ اس لئے ہمیں گواہوں (ماننے والوں) میں لکھ لے اور کافروں نے دھوکہ دیا اور اللہ نے دھوکہ کا وبال ان پر ڈال دیا اور اللہ بہترین تدبیر والا ہے۔

شروع میں انبیاء کے ماننے والے غربا ہوتے ہیں: (۵۲) یعنی جب اللہ کے نبی کو یقین ہو گیا کہ لوگ کفر پر جمے ہوئے ہیں اور کسی صورت سے بھی گمراہی چھوڑنے کا نام نہیں لیتے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ اللہ کی راہ میں کون میری معاونت کے لئے تیار ہے۔ یعنی کون میری پیروی کرے گا۔ اس سے بظاہر آپ کی یہ مراد تھی کہ دعوت اسلام میں کون میرا ہاتھ بٹائے گا۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہجرت سے پہلے حج کے موسم میں لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اپنے پاس پناہ دے تا کہ میں لوگوں کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دوں۔ قریش مجھے اللہ کا پیغام پہنچانے نہیں دیتے آخر انصاریوں نے آپ کی دعوت قبول فرما کر آپ کو پناہ دی اور آپ کی ہر ممکن مدد کی' پھر جب آپ ہجرت کر کے ان کے پاس چلے گئے تو انہوں نے آپ کی خوب خاطر و مدارات اور بے حد ہاتھ چھاؤں کی' آپ سے موذیوں کو روکا اور کسی کو آپ کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھنے کی بھی نہ دیا رضی اللہ عنہم و ارضاہم۔

حضرت عیسیٰ پر یہودیوں کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا تھا جس سے آپ کو قوت حاصل ہوئی اور جو آپ کا مددگار اور اس نور کا جو اللہ نے آپ پر اتارا تھا پیروکار بن گیا باقی کافر تھے۔ کہتے ہیں حواری دھوبی تھے' (آپ نے فرمایا کپڑے کیا دھوتے ہو میرے پاس آؤ میں تمہیں دل دھونے سکھا دوں) یا سفید پوش یا شکاری تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ حواری مددگار کو کہتے ہیں۔ جب جنگ احزاب کے موقعہ پر اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو بلایا تو زبیرؓ کھڑے ہوئے۔ پھر بلایا پھر زبیر کھڑے ہوئے پھر بلایا پھر زبیر کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری (خالص دوست) سچا مددگار) ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔ (۵۳) شاھدین سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت عیسیٰ کے قتل کا منصوبہ: (۵۴) اس آیت میں یہودیوں کی بدنیتی کا بیان ہے کہ انہوں نے اللہ کے برگزیدہ نبی کو قتل کرنے کا عزم کر لیا' اس وقت کا بادشاہ بھی کافر تھا' یہودیوں نے اس کے خوب کان بھرے کہ آپ کی سلطنت میں ایک شخص فتنہ اٹھا رہا ہے' لوگوں کو آپ کی اطاعت سے روک رہا ہے انہیں بھڑکا رہا ہے اور گمراہ کر رہا ہے اور باپ بیٹوں میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور ہے بھی (معاذ اللہ) حرام کا۔ غرض بادشاہ کو خوب سکھایا پڑھایا' بادشاہ نے حکم صادر کر دیا کہ اس باغی کو ابھی گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دو تا کہ لوگوں کو عبرت ہو چنانچہ سپاہیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ انہیں یقین تھا کہ اب ہم عیسیٰ کو گرفتار کر لیں گے لیکن اللہ نے اسی گھر سے آپ کو آسمان پر بلا کر ان ظالموں سے نجات بخشی۔ ایک شخص کو جو آپ کے پاس اسی گھر میں تھا۔ آپ کی شکل و شباہت دے دی گئی۔ سپاہی رات میں گھر میں گھس کر تاریکی میں اس شخص کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لائے اسے خوب ذلیل کیا اور اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا یہ تھی اللہ کی تدبیر کہ اس نے اپنے نبی کو ظالموں سے نجات بخشی اور آسمان پر اٹھا لیا اور انہیں ان کی گمراہی میں حیران و پریشان چھوڑ دیا۔ ان کا یہ گمان تھا کہ ہم عیسیٰ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے' لیکن حقیقت میں

ناکام و نامراد ہی رہے' اللہ نے انہیں سنگدل اور حق کا مخالف بنا دیا' حق کی مخالفت ان میں ہمیشہ رہے گی اور ان پر ایسی ذلت ڈال دی جو قیامت تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی اسی لئے اللہ نے فرمایا کہ ہماری تدبیر کیسی بہتر رہی۔ غرض ان کی تمام تدبیریں خاک میں مل گئیں۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ﴿٥٧﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿٥٨﴾

جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تمہیں سلادوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں سے پاک کردوں گا اور تمہارے ماننے والوں کو قیامت تک ان کے اوپر کروں گا جو کافر ہیں' پھر میری طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے۔ پھر میں تمہارے باہمی اختلافات کا فیصلہ کروں گا' لیکن جو کافر ہیں میں انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ لیکن جو ایمان لائے اور اچھے عملوں میں لگے رہے اللہ انہیں پورا پورا اجر دے گا۔ اور اللہ ظالموں کو نہیں چاہتا یہ وہ آیتیں ہیں جنہیں ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں اور حکمت والا بیان ہے۔

توفی کا مطلب: (۵۵) إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ۔ یہاں وفات سے نیند مراد ہے۔ فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ (انعام ۶/۶۰) اللہ ہی تمہیں رات میں سلادیتا ہے۔

(۲) اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ (زمر ۳۹/۴۲) اللہ موت کے وقت لوگوں کی جانیں کھینچ لیتا ہے اور جن کی موت کا وقت نہیں آیا سوتے وقت ان کی بھی' اللہ کے رسول جب بیدار ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا' الحمدللہ اللہ نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ فرمادیا نیند موت کی بہن ہے' سونا جاگنا ایک طرح کا مرنا جینا ہی ہے۔ (۳) وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ (نساء ۴/۱۵۶/۱۵۹) ان کے کفر کی وجہ سے اور مریم پر بڑا الزام باندھنے کی وجہ سے اور ان کی اس بات کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے قتل کرڈالا۔ حالانکہ نہ انہوں نے آپ کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا لیکن آپ کی شبیہ نے انہیں شبہ میں ڈال دیا' بلا شبہ جو آپ کے بارے میں مختلف ہیں وہ آپ کی جانب سے بڑے شک میں مبتلا ہیں' ان کے پاس آپ کے بارے میں کوئی قطعی دلیل نہیں ہاں اٹکل کے پیروکار ہیں انہوں نے آپ کو یقین سے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے آپ کو اپنے پاس اٹھالیا

اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ہر اہل کتاب آپ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان لائے گا۔قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی جب آپ دنیا میں آسمان سے اتر کر تشریف لائیں گے تو اس وقت تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ قیامت کے قریب اتریں گے' جزیہ قبول نہ فرمائیں گے بس اسلام ہی قبول فرمائیں گے۔تطہیر یعنی جب آپ آسمان پر اٹھا لئے جائیں گے تو کافروں کی دست درازیوں سے بچ جائیں گے۔

مسیحی دین میں تحریف: پھر فرمایا کہ آپ کے ماننے والے قیامت تک تمام کافروں پر غالب رہیں گے۔ یہی ہوا بھی جب آپ آسمان پر اٹھا لئے گئے تو آپ کے ماننے والے کئی گروہ میں بٹ گئے۔ بعض نے تو آپ کو اللہ کا بندہ اس کا رسول اور مریم کا بیٹا مانا۔ بعض نے اللہ کا بیٹا اور بعض نے اللہ مان لیا' اور بعض نے تین معبودوں میں سے ایک معبود بتایا۔ اللہ نے قرآن میں ان کے اختلاف بیان فرما کر تردید کر دی۔ غرض تین سو برس تک ان میں یہی اختلاف رہا۔ آخر یونان کے شاہ قسطنطین نے مسیحی دین میں ردوبدل کیا' بعض کے نزدیک تو وہ عیسائی ہو گیا تھا اور بعض کے نزدیک دین بگاڑنے کے لئے اس نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا اور بعض کے نزدیک جہالت سے عیسائی ہو گیا تھا۔ غرض دین میں ردوبدل اسی نے کیا' اسی نے کمی بیشی کی اور اسی نے قوانین وضع کر کے ان کا نام امانت کبریٰ رکھا جو حقیقت میں خیانت عظمیٰ ہے اسی کے زمانہ میں سور کا گوشت حلال ہوا۔ مشرق کو قبلہ بنایا گیا' جگہ جگہ عبادت خانے بنائے گئے جن میں تصویریں رکھی گئیں اور کسی گناہ کی وجہ سے دس روزے بڑھائے گئے۔ اب یہ دین دین مسیحی نہ رہا بلکہ قسطنطین کا دین بن گیا' اس نے بارہ ہزار سے زیادہ گرجے بنوائے اور اپنے نام سے ایک شہر بسایا ملکیہ جماعت نے قسطنطین کا دین قبول کر لیا یہ یہودیوں پر غالب آئے کیونکہ یہ اب بھی یہودیوں کی بہ نسبت حق سے قریب تھے۔ اگرچہ سب ہی کافر تھے۔

پھر جب اللہ نے رحمت عالم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو جو آپ پر ایمان لائے وہ اللہ پر' نبیوں پر' کتابوں اور فرشتوں پر' غرض سب پر حق کے ساتھ ایمان لائے اسی وجہ سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ ہر نبی کی تابعدار ہے کیونکہ انہوں نے رحمت عالم ﷺ کی تصدیق کی اور آپ نے ان سے تمام انبیاء کی تصدیق کرا دی' اس لئے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ عیسیٰ علیہ السلام کی اس امت سے اچھے رہے جن کا گمان ہے کہ وہ ان کے دین پر ہیں حالانکہ دین کبھی کا بدل ڈالا گیا۔ اگر ادیان سابقہ میں تحریف نہ بھی ہوتی تو اسلام سے سب منسوخ ہو گئے اور اسلام ہی قیامت تک بلا ردوبدل کے جوں کا توں باقی اور ہر دین پر غالب رہے گا۔ اسی لئے اللہ نے مسلمانوں کے لئے روئے زمین کے ممالک فتح کر دیئے اور انہیں مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا۔ تمام حکومتیں ان کی مطیع ہو گئیں' انہوں نے قیصر و کسریٰ کے ممالک کی دھجیاں اڑا دیں اور ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالے' ان کے نبی دنیا کے خزانوں کی بشارت انہیں دے گئے تھے۔ فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (نور ۲۴/ ۵۵) اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں دنیا کا خلیفہ بنا کر رہے گا۔ جیسے اس نے مسلمانوں سے پہلے ایمانداروں کو دنیا کا خلیفہ بنایا تھا اور انہیں ان کے دین پر جس سے اللہ راضی ہے قدرت دے گا اور ان کا خوف امن سے بدل دے گا (کیونکہ) یہ میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

اسی وجہ سے چونکہ مسلمان ہی درحقیقت حضرت مسیحؑ کے پیروکار ہیں اس لئے انہوں نے عیسائیوں کے قبضہ سے شام بھی نکال لیا اور انہیں روم کی طرف مار بھگایا آخر انہوں نے قسطنطنیہ میں پناہ لی' قیامت تک اسلام اور مسلمان ان کے اوپر ہی رہیں گے'

اللہ کے سچے اور امین پیغمبر نے خبر دی ہے کہ پچھلے مسلمان قسطنطنیہ بھی فتح کر لیں گے اور اس کے خزانے پر بھی قابض ہو جائیں گے اور رومیوں کا قتل عام کریں گے اور اس قدر خونریزی ہوگی جو آج تک نہ ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔

کافروں کو دنیا اور آخرت میں عذاب کی دھمکی: (۵۶) یہودیوں کے ساتھ جنہوں نے مسیح کو نہ مانا تھا یہی ہوا اور ان عیسائیوں کا بھی یہی حشر ہوا جنہوں نے مسیح میں غلو کر کے انہیں حد سے بڑھا دیا تھا کہ دنیا میں قتل و گرفتار کیے گئے اور ان کے قبضہ سے دولت و حکومت چھین لی گئی رہا آخرت کا عذاب تو وہ بڑا ہی سخت اور تکلیف دہ ہے اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا بھی نہیں۔

(۵۷) مسلمانوں کو ان کے عملوں کا دنیا اور آخرت میں پورا پورا بدلہ ملے گا۔ دنیا میں فتح و ظفران کے قدم چومے گی اور آخرت میں راحتوں والی بلند و عالیشان جنتیں ملیں گی۔

(۵۸) اے محبوب نبی ہم نے جو آپ کو یہ واقعہ مسیح سنایا اور ان کی پیدائش اور دیگر احوال سے آگاہ کیا۔ یہ اللہ کا بیان ہے جس کی آپ پر وحی کی گئی ہے اور جسے اللہ نے آپ پر لوح محفوظ سے اتارا ہے اور اس میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں۔ فرمایا ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (مریم ۱۹/۳۴) یہ عیسٰی مریم کے بیٹے ہیں جو ایک سچی حقیقت ہیں جن کے بارے میں لوگ شک کرتے ہیں' اولاد اللہ کی شان کے لائق نہیں جب اللہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اس سے ہو جا کہتا ہے پھر وہ کام ہو جاتا ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ
لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿٦٠﴾ فَمَنْ
حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا
وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل
لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ
إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٦٣﴾ ع ۱۴

بلاشبہ اللہ کے نزدیک عیسٰی کی مثال آدم جیسی ہے کہ اسے مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا ہو جا پس وہ ہو گیا' یہی بات سچی ہے جو آپ کے رب کی طرف سے ہے' آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں' پھر جس نے آپ سے عیسٰی کے بارے میں آپ کے پاس یقین آ جانے کے بعد جھگڑا کیا تو آپ کہہ دیں آؤ ہم اپنے اپنے بیٹوں کو اپنی اپنی عورتوں کو اور اپنی جانوں کو بلائیں' پھر مباہلہ کر لیں یعنی گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں' یقین مانو یہی سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور اللہ ہی بڑے غلبہ اور بڑی حکمت والا ہے۔ اگر اب بھی وہ پھر جائیں تو یقین مانیں اللہ فسادیوں سے خوب واقف ہے۔

آدمؑ وعیسیٰؑ میں پیدائش میں مشابہت: (۵۹) یعنی حضرت عیسیٰؑ بلا باپ کے پیدا ہونے میں آدمؑ کے مشابہ ہیں۔ آدمؑ بھی بلا (ماں) باپ کے مٹی سے حرف کن سے پیدا ہوئے اسی طرح عیسیٰؑ بلا باپ کے حرف کن سے پیدا ہوئے' جس! اللہ نے آدمؑ کو بلا ماں باپ کے پیدا کر دیا کیا وہ عیسیٰؑ کو بلا باپ کے پیدا نہیں کر سکتا؟ یقیناً بطریق اولی پیدا کر سکتا ہے۔ اگر عیسیٰؑ کو بلا باپ کے ہونے کی وجہ سے (معاذ اللہ) اللہ کا بیٹا بنایا جاتا ہے تو آدمؑ کو بدرجہ اولی بنانا چاہیے۔ حالانکہ تمام لوگوں کا مسلمہ فیصلہ ہے کہ آدمؑ اللہ کے بیٹے نہیں لہذا عیسیٰؑ بھی بدرجہ اولی اللہ کے بیٹے نہیں۔ جب اللہ نے اپنی قدرت ظاہر کرنی چاہی تو آدمؑ کو بلا ماں باپ کے حوا کو آدمؑ کی پسلی عیسیٰ کو بلا باپ کے اور تمام لوگوں کو ماں باپ سے پیدا فرما دیا۔ اسی لئے فرمایا وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (مریم ۲۱/۱۹) تاکہ ہم آپ کو لوگوں کے لئے نشانی بنائیں (جس سے ہماری قدرت کا اظہار ہو)۔

(۶۰) یہاں فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں سچی بات یہی ہے کہ آپ بلا باپ کے آدمؑ کی طرح پیدا ہوئے' اس کے علاوہ تمام رائیں بے بنیاد و غلط ہیں۔

مباہلہ کا حکم: (۶۱) اللہ کا حکم آ گیا کہ سچی بات نہ ماننے والوں سے مباہلہ کریں۔ مباہلہ کا اور اول سورت سے لے کر یہاں تک آیتوں کے اترنے کا سبب وفد نجران تھا۔ نجران سے جو وفد آیا تھا اس میں ۶۰ عیسائی تھے جن میں چودہ آدمی سرکردہ اور ممتاز تھے (ان کے نام یہ ہیں:۔ عاقب (عبدالمسیح) سید (ایھم) ابو حارثہ بن علقمہ (برادر بکر بن وائل) اویس بن حارث زید' قیس' یزید' یزید کے دو بیٹے' خویلد عمرو' خالد' عبداللہ اور محسن) اس وفد کے تین شخص امیر تھے۔ عاقب (یہ معاملہ ومصائب الرائے تھا اور معاملے کا دارومدار اسی پر رہتا تھا) سید (یہ عالم جلسوں کا نگران اور لاٹ پادری تھا) اور ابو حارثہ (یہ پادری اور مدارس کا متولی تھا) یہ عرب تھا عیسائی ہونے کے بعد رومی بادشاہوں نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی' اس کے لئے جابجا گرجے بنوائے اور ان کا اسے متولی بنا دیا کیونکہ یہ بڑا کٹر عیسائی تھا۔ اور آپ کی بشارتیں جو سابق کتابوں میں ہیں خوب پہنچانتا تھا لیکن اپنی چودہراہٹ اور عزت چھن جانے کی وجہ سے عیسائیت پر جما ہوا تھا۔ یہ وفد مسجد نبوی میں عصر کے بعد داخل ہوا' اس وفد کے تمام افراد بیش قیمت اور عمدہ چادریں اوڑھے ہوئے تھے اور اس قدر نفیس لباس میں تھے کہ معلوم ہوتا تھا یہ بنی حارث بن کعب کے آدمی ہیں۔ دیکھنے والے صحابہ ؓ کہتے ہیں پھر کبھی ہم نے ایسی شان والا وفد نہیں دیکھا اتنے میں ان کی نماز کا وقت آ گیا اور مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا انہیں نماز پڑھنے دو۔ چنانچہ انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی' پھر آپ نے ان سے باتیں کیں۔

حارثہ' عاقب اور سید باہمی اختلافات کے باوجود شاہی دین پر تھے اور عیسیٰ کو اللہ' اللہ کا بیٹا اور تین معبودوں میں سے ایک معبود مانتے تھے' حالانکہ اللہ ان کے گندے خیالات سے پاک و بری ہے۔ اسی طرح تمام عیسائی آپ کو معبود سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ مردے زندہ کرنا جنم کے اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرنا' غیب کی باتیں بتانا اور مٹی سے پرندے بنانا اللہ ہی کا کام ہے حالانکہ یہ آپ کے معجزے تھے اور سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا تھا اللہ نے آپ کو اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لئے کچھ نمونے دے دیئے تھے۔ جن کے نزدیک آپ اللہ کے بیٹے تھے ان کی یہ دلیل تھی کہ آپ بلا باپ کے پیدا ہوئے اور ماں کی گود میں باتیں کیں جو خلاف عادت ہے' آپ سے پہلے کبھی کسی بچہ نے ماں کی گود میں باتیں نہیں کیں' جب ظاہری باپ نہ تھا تو اللہ ہی باپ ہوا۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ جو آپ کو تین معبودوں میں سے ایک معبود سمجھتے تھے ان کی دلیل یہ تھی کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے انسان پیدا کیا'

ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا۔ اگر اللہ ایک ہوتا تو جمع کا لفظ استعمال نہ کرتا کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا قرآن ہر فرقہ کی تردید کرتا ہے جب اللہ کے رسول نے ان کے دو عالموں سے گفتگو کی تو آپ نے انہیں اسلام کا شوق دلایا' بولے ہم تو مسلمان ہی ہیں۔ فرمایا نہیں ابھی مسلمان نہیں ہو بولے نہیں نہیں ہم تو آپ سے پہلے اسلام لا چکے' پوچھا کیا تمہیں تمہارا اسلام اس سے نہیں روکتا کہ تم عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا بتاؤ صلیب کی پرستش کرو اور سور حلال سمجھو' بولے اچھا آپ ہی عیسیٰ کا باپ بتائیں' آپ خاموش ہو گئے اتنے میں وحی اترنی شروع ہوئی اور آغاز آل عمران سے کچھ اوپر ۸۰ آیتیں اتریں (ابن اسحاق)

عاقب اور سید نجران سے آئے اور اللہ کے رسول ﷺ سے مباہلہ کرنا چاہا' پھر آپس میں مشورہ ہوا کہ ان سے مباہلہ نہ کرو اگر یہ اللہ کے نبی ہیں تو کامیابی نہ ہوگی اور بیڑا غرق ہو جائے گا۔ پھر آپ سے بولے جو کچھ آپ نے ہم سے سوال کیا (جزیہ طلب کیا) ہمیں منظور ہے' آپ ہمارے ساتھ ایک امین شخص بھیج دیں' امین ہی بھیجیں کسی اور کو نہ بھیجیں۔ فرمایا میں بے حد امین شخص کو تمہارے ساتھ بھیجوں گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم انتظار میں رہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کسے چنتے ہیں آخر کار آپ نے حکم فرمایا ابوعبیدہؓ کھڑے ہو جاؤ' جب ابوعبیدہؓ کھڑے ہوئے تو فرمایا یہ اس امت کے امین ہیں (قتن' ابن ماجہ)

غرض یہ واقعہ ۹ھ میں پیش آیا۔ آپ کو سب سے پہلے جزیہ دینے والے نجرانی ہی ہیں۔ جزیہ کی آیت قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ (توبہ ۹/۲۹) فتح مکہ کے بعد اتری ہے۔

(۶۲) یعنی عیسیٰ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے بالکل سچا واقعہ ہے اور شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ حقدار عبادت صرف اللہ ہے اور وہ بڑی عزت و حکمت والا ہے۔

(۶۳) اگر لوگ یہ سچا واقعہ بھی نہ مانیں تو شرارت پسند اور فسادی ہیں کیونکہ حق چھوڑ کر باطل پر جم جانا شرارت پسندوں ہی کا کام ہے۔ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ کیا فساد مچانا چاہتے ہیں۔ اور اللہ انہیں فساد کا پورا پورا بدلہ دینے والا ہے' اللہ ہر چیز پر قادر و غالب ہے اور وہی پاک و لائق تعریف ہے۔ ہم اس کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں' اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر قائم رکھ اور سیدھی سمجھ عطا فرما۔ آمین۔

قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَٰبِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾

کہہ دیجئے اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مساوی ہے یہ کہ ہم سب اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا رب بنائے پھر اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

مسئلہ توحید اقوام میں مانا ہوا ہے: (۶۴) اس آیت میں اہل کتاب سے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے خطاب ہے۔ کلمۃ پوری بات کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ بات سراپا عدل و حق ہے اور تمام قوموں میں مانی ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق کی عبادت

حرام ہے اور اللہ کی ذات وصفات اور افعال میں کسی کو شریک ٹھہرانا بھی بڑا بھاری گناہ ہے۔ شرک ایسی گندگی ہے جس سے سب کو نفرت ہے۔ غیر اللہ کی پرستش حرام ہے خواہ وثن کی ہو یا صلیب کی' مورتی کی ہو یا کسی کی قبر کی صنم کی ہو یا طاغوت کی' نور کی ہو یا نار کی' عبادت اللہ ہی کا حق ہے' اللہ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا بڑا سنگین جرم ہے۔ تمام انبیاء کی یہی دعوت تھی اور سب نے اپنی اپنی امت کو توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت دلائی۔ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (انبیاء ۲۱/۲۵) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجا اس کے پاس یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو۔ (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ (نحل ۱۶:۳۶) ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچتے رہو۔ پھر فرمایا کوئی کسی کو اپنا رب نہ بنائے کہ اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر ان کی باتیں برحق سمجھنے لگے جیسے اہل کتاب نے اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا۔ فرمایا اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ (توبہ ۹:۳۱) یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا اور اللہ کو چھوڑ دیا۔

رب بنانا یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کوئی کسی کی اطاعت کرے یا کوئی کسی کو سجدہ کرے (کسی کی بات کو قرآن وحدیث پر مقدم کرنا یا صریح نصوص پر قیاس ورائے اور اجتہاد کو مقدم کرنا یا رعایا کا بادشاہ کو اور مریدوں کا پیروں کو سجدہ کرنا اور اس کا سجدہ تعظیمی نام رکھنا اس آیت کی رو سے منع اور شرک ہے)۔ پھر فرمایا اگر وہ یہ حق وانصاف والی بات نہ مانیں تو تم اپنے اسلام پر انہیں گواہ بنالو۔ بخاری میں ابوسفیان و ہرقل والا واقعہ ہے کہ ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے آپ کا حسب ونسب' آپ کے اوصاف اور آپ کی دعوت کے بارے میں پوچھا تھا۔ ابوسفیان کو ہرقل کے سامنے آپ کی خاندانی شرافت کا اور آپ کے بلند اوصاف کا اقرار کرنا پڑا۔ حالانکہ اس وقت ابوسفیان مشرک تھے کیونکہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا اور فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔ ہرقل نے یہ بھی پوچھا تھا کہ آپ بدعہد تو نہیں؟ ابوسفیان کہنے لگا نہیں البتہ ہم نے ان سے ایک مدت کے لئے صلح کر لی ہے نہ معلوم وہ اس میں کیا کریں گے؟۔ ابوسفیان کا قول ہے کہ میں آپ کی ذات میں تنقیص کا کوئی پہلو نکال ہی نہ سکا۔ ہاں اس کلمے سے کچھ تنقیص نکلتی ہے۔ اس کے سوا کوئی اور بات مجھے نہیں سوجھی۔ غرض جب آپ کا مکتوب گرامی قیصر کے پاس لایا گیا اور اس نے کھول کر پڑھا تو یہ تحریر تھی

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان وشفیق ہے یہ خط محمد ﷺ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں ہرقل کے نام ہے جو اہل روم کا بادشاہ اور بڑا ہے' ہدایت پر چلنے والوں کے لئے سلامتی ہو۔ حمد وصلاۃ کے بعد گذارش ہے کہ مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے' مسلمان ہو جاؤ اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا۔ اور اگر تم اسلام سے پھر گئے تو تمام رعایا کے گناہوں کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔''

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۵ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ
بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۶ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ

حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾

اے اہل کتاب ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو۔ حالانکہ توریت وانجیل ان کے بعد ہی اتری ہیں' پھر کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔ تم وہ ہو جنہوں نے ان باتوں میں جن کا تمہیں کچھ علم تھا جھگڑا کیا پھر ان میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں اور اللہ کو علم ہے تم کو علم نہیں' نہ ابراہیم یہودی تھے اور نہ عیسائی' ہاں موحد وفرماں بردار تھے۔ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب وہ ہیں جو آپ کے پیروکار ہیں اور یہ نبی اور ایمان والے بھی' اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

خلیل اللہ کا مذہب کیا تھا؟: (٦٥) مذہب ابراہیمؑ کے بارے میں یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید ہے اور اس کی صراحت ہے کہ آپ کا مذہب توحید تھا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں نجران کے عیسائی علماء اور یہودی علماء مجلس رسالت میں تھے کہ ان میں آپس میں خلیل اللہ کے مذہب کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ ہر فرقہ آپ کو اپنا ہم مذہب بتاتا تھا' اللہ نے یہ آیت اتار کر فرمایا ذرا ہوش کے ناخن لو۔ توریت وانجیل آپ کے بہت بعد کی کتابیں ہیں پھر بھلا آپ کیسے یہودی یا عیسائی تھے؟ آؤ ہم بتائیں کہ آپ کا کیا مذہب تھا۔ آپ مسلمان تھے اور توحید پر قربان تھے۔

جاہلوں کی مذمت جو علماء سے جھگڑتے ہیں: (٦٦) اس آیت سے ان جہلا کی مذمت ثابت ہوئی جو جہالت کے باوجود بلا علم کے علماء سے جھگڑتے ہیں۔ اہل کتاب بھی خلیل اللہ کے بارے میں جاہلانہ جھگڑتے تھے' ان کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہ تھی۔ اگر یہ اپنے مسائل میں جو بعثت محمد ﷺ تک ان کے لئے بنائے گئے تھے جھگڑتے تو خیر کوئی بات نہ تھی مگر یہ تو ایسی بات میں جھگڑے جس سے قطعی بے خبر ہیں' اللہ نے ان کے جھگڑے کی مذمت کی اور فرمایا کہ بلا دلیل کے کیوں جھگڑتے ہو؟۔ اس کا فیصلہ اس کی طرف کیوں نہیں لے جاتے جو مطلق علام الغیوب ہے اور جسے تمام باتیں معلوم ہیں۔

(٦٧) یعنی خلیل اللہ موحد ومسلمان تھے مشرک نہ تھے۔ حنیف وہ شخص ہے جو شرک سے بچ کر توحید کا دامن تھام لے جیسے خلیل اللہ تھے' فرمایا وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (بقرہ ۲:۱۳۵) بولے یہودی ہو جاؤ یا عیسائی راہ پا جاؤ گے آپ کہہ دیں بلکہ ابراہیم کا مذہب اختیار کرو جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

مذہب خلیل کے پیروکار کون ہیں: (٦٨) یعنی سب سے زیادہ اللہ کے خلیل سے قریب وہ ہیں جو آپ کو ماننے والے اور آپ کے دین میں شامل ہیں یا رحمت عالم ﷺ اور آپ کے ماننے والے ہیں یعنی صحابہ کرام' مہاجرین وانصار تابعین تبع تابعین اور قیامت تک آنیوالے تمام موحد ومتبع سنت مسلمان۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی نبی دوست ہوتا ہے۔ میرے دوست میرے والد خلیل اللہ ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ت) بزار' سعید بن منصور) پھر فرمایا۔ اللہ پر ایمان لانے والوں کا کارساز ودوست اللہ رب العالمین ہے۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
ع ۷ / ۵ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

اور بعض اہل کتاب کی تمنا ہے کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو گمراہ کر رہے ہیں اور سمجھتے نہیں' اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیتوں کو کیوں نہیں مانتے۔ حالانکہ تم (دل سے) ان کے قائل ہو اے اہل کتاب حق باطل میں کیوں ملا رہے ہو اور کیوں حق چھپا رہے ہو حالانکہ تمہیں علم ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ بولا مسلمانوں پر جو کچھ اترا ہے اسے صبح کو تو مان لو اور شام کو انکار کر دو تا کہ لوگ (اسلام سے) پھر جائیں اور اسی کی یقین کرو جو تمہارے دین کا پیرو کار ہے۔ کہہ دیجئے حقیقی ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے (اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس بات کا بھی یقین نہ کرو) کہ کسی کو اس علم کے مثل دیا جائے جو تمہیں دیا گیا یا وہ تم سے تمہارے رب کے پاس جھگڑیں گے۔ کہہ دیجئے فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے دے اور اللہ گنجائش والا اور بڑے علم والا ہے وہ جسے چاہے اپنی رحمت سے مخصوص فرما دے۔ اور اللہ بڑے زبردست فضل والا ہے۔

یہودی مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں: (۶۹) یعنی یہودی مسلمانوں سے جلتے ہیں اور ازراہ حسد انہیں گمراہ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ لیکن حسد کا وبال انہیں پر پڑے گا۔ ان کی کوششیں رائیگاں جائیں گی اور حسد و بغض کے بدنتائج انہیں کے گلوں کے ہار ہوں گے اگر چہ وہ یہ بدنتائج سمجھنے سے قاصر ہیں۔ (۷۰:۷۱) اس آیت میں بھی اہل کتاب کی برائی ہے کہ جان بوجھ کر قرآن کو کیوں نہیں مانتے اور رحمتہ للعالمین پر کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کی بشارتیں کیوں چھپاتے ہیں۔

یہودیوں کی مکاری: (۷۲) یہودی صبح کی نماز اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ پڑھتے اور شام کو اپنا کفر ظاہر کر دیتے۔ یہ ان کی مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کی ایک چال تھی تا کہ مسلمان ان کی دیکھا دیکھی اسلام سے پھر جائیں اور یہ خیال کریں کہ آخر کچھ تو بات ہے جو یہ بڑے بڑے سمجھدار عالم اسلام سے پھرے جا رہے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودیوں نے مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے یہ دام فریب بچھایا تھا کہ جب مسلمانوں سے ملو تو صبح کو ایمان لا کر شام کو اپنی نماز آپ پڑھو۔ مسلمان سوچیں گے کہ اہل کتاب ہم سے زیادہ سمجھ بوجھ والے ہیں کوئی تو بات ہے جو یہ اسلام سے پھر گئے۔

مسلمانوں کی طرف سے یہودیوں کے دلوں میں چور: (۷۳) یعنی اپنے ہم مذہب رفقاء سے مطمئن رہو' انہیں پر بھروسہ

کرو اور اپنے پاس والا علم مسلمانوں پر ظاہر نہ ہونے دو ورنہ وہ اس پر آگاہ ہو کر قیامت کے دن تمہارے خلاف دلائل پیش کر دیں گے۔ اللہ نے فرمایا ہدایت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے' اللہ مومنوں کے دل ایمان کامل اور روشن آیات قرآن سے اور محکم و غالب براہان سے جگمگا دے گا' گو تم ان سے اللہ کے نبی کی وہ بشارتیں چھپا لو جو تمہاری کتابوں میں موجود ہیں اور جنہیں تم نے سابق انبیاء سے نقل بھی کیا ہے۔ اہل کتاب یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمانوں کو اپنا علم نہ بتاؤ ورنہ وہ اسے سیکھ کر تمہاری برابری کرنے لگیں گے۔ تم سے ممتاز ہو جائیں گے اور اللہ کے ہاں تمہیں قائل کر دیں گے اور تمہاری کتابوں سے تمہیں الزام بھی دینے لگیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کا فضل اللہ کے اختیار میں ہے اور تمام چیزوں پر اللہ ہی کا تصرف ہے' اللہ جسے چاہے اپنے علم و فضل سے مالا مال فرما دے کیونکہ دینے لینے والا اللہ ہی ہے تم نہیں۔ اگر تم اپنا علم مسلمانوں کو نہ بتاؤ گے تو ان کا کیا بگڑے گا اللہ انہیں مطلع فرما دے گا۔ اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے' اس کے دل کی روشنی بجھا دے دلوں پر مہر لگا دے اور آنکھوں پر پردے ڈال دے۔ اللہ کا ہر کام حکمت سے لبریز ہے اور اللہ بڑی وسعت والا ہے اور غیر محدود علم والا ہے۔

(۷۴) مسلمانو تم پر اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے تمہارے پاس اشرف الانبیاء بھیجا جو سب سے افضل ہیں اور ایسی شریعت عطا فرمائی جو کمال و بہتری میں لاثانی ہے۔ اللہ اپنے مخصوص فضل سے جسے چاہے نواز دے۔ اللہ عظیم فضل والا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۵ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷۶

(بعض اہل کتاب میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ڈھیر مال بطور امانت کے رکھ دیں تو وہ آپ کو ادا کر دیں اور وہ بھی ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک دینار بطور امانت کے رکھ دیں تو وہ یہ دینار بھی آپ کو ادا نہ کریں ہاں جب تک آپ ان کے سر پر کھڑے رہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے سوچ لیا ہے کہ ہم پر جاہلوں کے سلسلہ میں کوئی گناہ نہیں۔ یہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ کیوں نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اللہ سے ڈرتا رہا وہ یقین مانے کہ اللہ پرہیزگاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

امانت و خیانت کا بیان: (۷۵) اس آیت میں یہودیوں کی خیانت و غداری کا بیان ہے اور مسلمانوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ ان کے پھندے میں نہ آئیں۔ یہودیوں میں دو قسم کے آدمی ہیں بعض تو ایسے امین ہیں کہ اگر انہیں خزانہ بھی سونپ دیا جائے تو کوڑی کوڑی ادا کر دیں اور بعض انتہائی خائن ہیں اگر انہیں ایک اشرفی بھی بطور امانت کے دی جائے تو اسے بھی ہضم کر جائیں کوئی خوش قسمت ہی ہوگا جو بڑی مشکل سے بار بار کے تقاضے سے اور سخت سست کہہ کر اشرفی اس سے نکلوائے قنطار کی تفسیر بقرہ میں بیان ہو چکی' دینار مشہور ہے (ایک دینار ۴ ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔

اہل کتاب کی بد دیانتی: اہل کتاب کہتے ہیں کہ ہمیں عربوں کا مال کھا لینا روا ہے' اللہ نے ان کی تردید کر کے فرمایا کہ تم جھوٹے مکار اور دغا باز ہو۔ ناحق کسی کا بھی مال کھانا حلال نہیں خواہ وہ عربی ہو یا عجمی۔ کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ہم جنگ کے موقع پر ذمیوں کی مرغیاں اور بکریاں استعمال کر لیتے ہیں ہمارے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ فرمایا یہ تو وہی بات ہوئی جو اہل کتاب نے کہی تھی کہ ہمارے لئے عربوں کا مال حلال ہے۔ جب ذمی جزیہ دیتے ہیں تو ان کی مرضی کے بغیر ان کا مال حلال نہیں۔

ایفائے عہد کا بیان: (۷۶) یعنی وہی اللہ کا محبوب ہے جو عہد پورا کرے' اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتا رہے اور اللہ سے ڈرتا رہے۔ عہد سے آپ کی بعثت کے بعد آپؐ پر ایمان لانا مراد ہے کیونکہ یہ عہد تمام انبیاء سے اور ان کی امتوں سے لے لیا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

یقیناً جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی پونجی خرید لیتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں اور نہ اللہ ان سے کلام کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور انہیں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بد عہد کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں: (۷۷) یعنی جنہوں نے اللہ سے رحمت عالم ﷺ کی پیروی کا عہد کیا تھا اور یہ بھی کہ ہم آپ کی صفات و تعلیمات کو لوگوں سے بیان کریں گے' اور اس عہد پر انہوں نے قسمیں بھی کھائی تھیں اب اگر وہ اس عہد کے عوض اور جھوٹی قسموں کے بدلے تھوڑی سی دنیا کی حقیر پونجی خرید لیں آپ پر ایمان نہ لائیں اور اپنے عہد توڑ ڈالیں تو ایسے بدعہدوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں یہ تو اس لائق بھی نہیں کہ اللہ ان سے کلام کرے یا ان کی طرف نگاہ رحمت سے دیکھے یا انہیں گناہوں سے پاک فرمائے۔ لہٰذا یہ سب جہنم کا ایندھن ہیں (۱) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تین قسم کے لوگوں سے کلام نہیں کرے گا۔ نہ انہیں نگاہ رحمت سے دیکھے گا اور نہ گناہوں سے پاک و صاف فرمائے گا بلکہ ان پر بڑا دکھ بھرا عذاب ہو گا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہیں وہ تو بڑے گھاٹے والے اور حرماں نصیب ہیں۔ آپ نے تین بار مکرر فرما کر فرمایا۔ تہبند لٹکانے والا' جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا اور احسان جتانے والا (ما تنذ' ابن ماجہ)

(۲) اللہ قیامت کے دن تین شخصوں سے کلام نہیں کرے گا نہ انہیں دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان پر بڑا دردناک عذاب ہو گا' جو مسافر کو بچا ہوا پانی نہ دے۔ جو عصر کے بعد سودے پر جھوٹی قسم کھائے اور جو امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد اگر امام اسے کچھ دے تو بیعت پر جما رہے اور اگر نہ دے تو بیعت توڑ دے (دات)۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾

اور بعض ان میں ایسے بھی ہیں جو اپنی زبانیں مروڑ کر پڑھتے ہیں تا کہ تم اسے کتاب ہی کی عبارت سمجھو حالانکہ وہ کتاب نہیں ہے اور کہتے ہیں وہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے وہ تو جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

تحریف کرنے والے یہودی: (۷۸) یعنی ان بدبختوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کلام کو اس کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اس میں تحریف کر دیتے ہیں اور اسے اللہ کی مراد سے ہٹا کر پیش کرتے ہیں تا کہ جاہلوں کو معلوم ہو کہ یہ بات اللہ کی کتاب میں اسی طرح ہے اور وہ اس بات کی نسبت اللہ کی طرف کر دیتے ہیں حالانکہ اللہ پر جھوٹ ہوتا ہے اور انہیں خوب معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ شرعی بات نہیں اور کذب و افترا ہے (مگر اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے جاہلوں کو پھنساتے ہیں) یہود و نصاریٰ کے علماء نے آسمانی کتابوں میں تحریف لفظی و معنوی دونوں ہی کی تھی قرآن کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں کے الفاظ و معانی معجزانہ نہ تھے کہ ان میں تحریف لفظی نہ ہو سکتی ہو۔ بظاہر آیت سے تو تحریف لفظی ہی معلوم ہوتی ہے تحریف معنوی تو قرآن میں بھی بعض بدنیت لوگ کرنے لگے ہیں مگر علماء حق کے سامنے بدنیت لوگوں کی دال نہیں گلتی کیونکہ قرآن کے معجزانہ الفاظ و معانی تحریف کو قبول ہی نہیں کرتے)۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ ع ۸ / ۱۶

کسی بشر کو یہ لائق نہیں کہ اللہ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ (وہ تو یہی کہے گا) کہ تم اپنی کتاب سیکھنے سکھانے کی وجہ سے رب والے بن جاؤ، وہ تمہیں یہ حکم نہیں کرے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو۔ کیا وہ تمہیں مسلمان ہو جانے کے بعد کفر کا حکم کرے گا۔

غیر اللہ کی پرستش حرام ہے: (۷۹) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہودی اور عیسائی علماء نجرانی وفد کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انہیں اسلام کی رغبت دلائی تو ابو رافع قرظی بولا۔ محمد ﷺ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں پوجنے لگیں جیسے عیسائی ابن مریم کو پوجتے ہیں اور ایک نجرانی عیسائی رئیس نے بھی یہی کہا' آپ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ ہم غیر اللہ کی پرستش کریں یا کسی کو (اس کا حکم دیں' اللہ نے مجھے اس لئے مبعوث نہیں فرمایا اور نہ اس کا مجھے حکم دیا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں (ابن اسحاق)

(۸۰) یعنی تمہیں کوئی بھی غیر اللہ کی عبادت کی ترغیب نہیں دیتا خواہ وہ نبی ہو یا رسول' یا مقرب فرشتہ' ایسا تو وہی کر سکتا ہے جو

غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہو اور شرک کا داعی کفر کا داعی ہے۔ انبیاء ایمان ہی کے داعی ہیں اور ایمان ایک ہی اللہ کی عبادت کرنا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (انبیاء ۲۱:۲۵) ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کے پاس یہی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں لہٰذا اللہ ہی کی عبادت کرو۔ (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ (نحل ۱۶:۳۶) بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں یہ ہدایت دے کر رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچتے رہو۔ (۳) وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا (زخرف ۴۳:۴۵) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ کیا ہم نے رحمٰن کے سوا ایسے معبود مقرر کئے ہیں جن کی عبادت کی جائے۔ (۴) وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ (انبیاء ۲۱:۲۹) اور ان میں سے جس نے کہا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے ہم اسی طرح ظالموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں' پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہاری پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور اس کی ضرور مدد کرنا۔ پوچھا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر تم نے میرا ذمہ لے لیا۔ بولے ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو بھی پھر جائیں وہی بدکار ہیں۔

انبیاء سے رحمت عالم ﷺ پر ایمان لانے کا میثاق: (۸۱) یعنی آدمؑ سے لے کے عیسیٰؑ تک ہر نبی سے یہ عہد لیا گیا کہ جب اللہ کسی کو کتاب و حکمت دے کر بلند مقام تک پہنچا دے پھر اس کے بعد اسی کے زمانے میں کوئی رسول آ جائے تو اس پر ایمان لا کر اس کی پوری پوری مدد کرنا۔ کسی نبی کی نبوت اسے بعد میں آنے والے نبی کی پیروی اور مدد سے نہ روکے۔ اصر یعنی پکا عہد۔ علیؓ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس سے یہ اقرار کرا لیا کہ اگر میں اس کی حیات میں رحمت عالم ﷺ کو مبعوث کروں تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی پوری پوری مدد کرنا۔

لہٰذا رحمۃ للعالمین جو اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں سب سے بڑے امام ہیں جس زمانہ میں بھی آپ کی بعثت ہوتی آپ اسی وقت سے لے کر قیامت تک واجب الاطاعت ہوتے اور آپ کی اطاعت تمام انبیاء کی اطاعت سے مقدم ہوتی' اسی وجہ سے جب تمام انبیاء بیت المقدس میں شب معراج کو جمع ہوئے تو آپ ہی نے سب کو نماز پڑھائی؟ آپ ہی شفیع کل ہیں' میدان محشر میں آپ ہی اللہ کے پاس جا کر اللہ سے اہل محشر کی طرف سے حساب لینے کی شفاعت فرمائیں گے اور حق تعالیٰ آپ کی

شفاعت قبول فرمائے گا' یہی مقام محمود ہے جو آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ عالی شان مقام اولوالعزم انبیاء کے بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ آخر آپ سے درخواست کی جائے گی اور آپ ﷺ شفاعت کے لئے سجدے میں گر جائیں گے' پھر شفاعت کی اجازت ملے گی' آپ شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت قبول کی جائے گی۔ (۸۲) اس آیت میں انبیاء کو مخاطب کر کے درحقیقت امت سے خطاب کیا ہے کیونکہ روگردانی امتی ہی کر سکتے ہیں' انبیاء کی یہ شان نہیں' پکے فاسق وہی ہیں جو عہد شکنی پر اتر آئیں۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَھُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈھ رہے ہیں حالانکہ جو کوئی آسمان و زمین میں ہے خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اللہ ہی کا فرماں بردار ہے اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ کہہ دیجئے ہمارا اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اس پر اور جو کچھ ابراہیمؑ پر اسحاقؑ پر یعقوب پر اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اس پر اور جو موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو دیا گیا اس پر اور جو نبیوں کو ان کے رب کے پاس سے ملا سب پر ایمان ہے ہم ان میں سے کسی نبی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈھے وہ اس سے کبھی قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹے میں ہوگا۔

اللہ کا دین اسلام ہے: (۸۳) اس آیت میں اس کی مذمت ہے جو اللہ کا دین چھوڑ کر کوئی اور دین ڈھونڈھے اللہ کا دین توحید ہے اور اللہ شرک سے بیزار ہے۔ اللہ کی فرماں برداری میں تمام کائنات سرگرم عمل ہے خواہ خوشی سے ہو یا بادل ناخواستہ۔ فرمایا وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِيْ (رعد ۱۳:۱۵) جو کوئی آسمان و زمین میں ہے خوشی سے یا بادل ناخواستہ اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے (۲) اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا (نحل ۱۶/ ۴۸) کیا ان مشرکوں نے اللہ کی مخلوق نہیں دیکھی' ہر چیز کا سایہ دائیں بائیں اللہ کو سجدہ کرتا ہوا ڈھل جاتا ہے اور سب اللہ کے آگے عاجز و ذلیل ہیں۔ زمین کے تمام جاندار اور آسمان کے تمام فرشتے اللہ ہی کو سجدہ کر رہے ہیں اور اپنی بڑائی نہیں جتاتے' اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہیں۔ کیونکہ ہر شئے نے ازل والے عہد میں اس کا اقرار کر لیا تھا جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور اللہ ہر ایک کو اس کے عملوں کے موافق بدلہ دے گا (۸۴) اسباط حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو کہتے ہیں' یہ بارہ خاندان تھے۔ رحمت عالم ﷺ پر قرآن اترا اور ابراہیمؑ' اسحاقؑ' یعقوب اور دیگر انبیاء پر صحیفے اترے اور وحی بھی آئی۔ اسی طرح موسیٰؑ پر تورات اور عیسیٰؑ پر انجیل اتری۔ نبی ایک عام لفظ ہے اور تمام انبیاء کو شامل ہے' امت محمدیہ ﷺ کے مومن تمام انبیاء پر اور تمام کتابوں پر

ایمان لائے اور سب کو سچا اور اللہ کا بھیجا ہوا نبی مانتے ہیں۔

اسلام کے علاوہ کوئی دین مقبول نہیں: (۸۵) اگر کوئی اسلام چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے گا اللہ اسے قبول نہیں فرمائے گا بلکہ یہ شخص آخرت میں سخت گھاٹے میں ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین میں نہیں وہ کام مردود ہے۔ (۲) قیامت کے دن اللہ کے سامنے مختلف اعمال آئیں گے نماز کہے گی اے رب میں نماز ہوں اللہ فرمائے گا تو بہتری والی ہے' صدقہ کہے گا اے رب میں صدقہ ہوں' اللہ فرمائے گا تو بھی بھلائی والا ہے پھر روزے کہیں گے اے رب ہم روزے ہیں' اللہ فرمائے گا تم بھی بھلائی والے ہو' پھر یکے بعد دیگرے سب نیک عمل آئیں گے اور اللہ ہر ایک سے یہی فرمائے گا کہ تم بھی بھلائی والے ہو۔ پھر اسلام کہے گا اے رب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں' اللہ فرمائے گا تو بھی بھلائی والا ہے' آج میں تیری ہی وجہ سے پکڑوں گا اور تیری ہی وجہ سے انعام بانٹوں گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (الف)

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٨٩﴾

اللہ انہیں کیسے ہدایت دے جو ایمان لا کر اور رسول کی صداقت کے قائل ہو کر اپنے پاس روشن دلائل آ جانے کے بعد کافر ہو جائیں' اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا' ایسوں کی یہی سزا ہے کہ ان پر اللہ کی' فرشتوں کی اور سب انسانوں کی پھٹکار پڑتی رہے' یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے' نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ڈھیل دی جائے گی' ہاں اس کے بعد جنہوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو یقین مانیے اللہ بڑی بخشش والا اور انتہائی مہربان ہے۔

ظالموں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی: (۸۶) ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک انصاری مسلمان ہو کر مرتد ہو گیا تھا' پھر نادم ہو کر قوم سے بولا کہ میری طرف سے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس پر یہ آیت اتری قوم نے اسے بلا بھیجا پھر وہ مسلمان ہو گئے (ابن جریرؒ۔ حاکمؒ)

بینات سے رسالت پر دلائل قاطعہ مراد ہیں لہٰذا جو ایمان لا کر رحمت عالم ﷺ کی تصدیق کر چکے اور اپنی آنکھوں سے آپ کی صداقت پر روشن و پختہ دلائل دیکھ چکے انہیں مرتد ہو کر شرک کے گڑھے میں جا پڑنا سخت قابل افسوس ہے بھلا یہ کس طرح ہدایت پا سکتے ہیں جبکہ انہوں نے ہدایت ٹھکرا کر ضلالت پسند کی یہ تو ظالم ہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا جب تک یہ سچے دل سے ظلم سے توبہ نہ کر لیں اور اپنی اصلاح نہ کر لیں۔ (۸۷) یعنی ایسوں پر تمام مخلوق کی لعنت پڑ رہی ہے اور سب انہیں برا کہہ رہے

ہیں اور یہ پھٹکار ہمیشہ کے لئے ان کے گلوں کا ہار رہے گی۔ (۸۸) عذاب ایک منٹ کے لئے بھی ان سے ہلکا نہ ہوگا اور نہ انہیں اب مہلت ہی ملنے والی ہے۔ (۸۹) یعنی پرخلوص توبہ قبول کرلی جائے گی۔ اور توبہ کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح بھی کرنی پڑے گی ایسوں پر اللہ کی بڑی مہربانی ہوگی اور اللہ انہیں معاف فرمادے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٩١﴾ ع ۹ / ۱۷

یقین مانو جو لوگ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائیں' پھر کفر پر جمے رہیں ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کی جائے گی' یہی پکے گمراہ ہیں۔ جو کافر ہیں اور حالت کفر ہی پر مرجائیں ان میں سے اگر کوئی زمین بھر کر بھی سونا دے تو کبھی قبول نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ اسے دے کر جان چھڑانا چاہے۔ ایسوں ہی کے لئے دکھ بھرا عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

کافروں کو آخری دم بھی توبہ نصیب نہیں ہوتی: (۹۰) اس آیت میں مرتد ہونے والوں کے لئے سخت وعید ہے کہ جو مرتے دم تک کفر پر اڑے رہیں انہیں مرتے دم تک توبہ نصیب نہ ہوگی' قبولیت تو بعد کی چیز ہے۔ فرمایا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ (نساء۴:۱۸) توبہ ان کے لئے نہیں جو برائیاں کرتے رہتے ہیں پھر جب ان میں سے کسی کا آخری وقت ہوتا ہے تو کہتا ہے اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کے لئے توبہ ہے جو کفر پر مرجاتے ہیں۔ کیونکہ وہ راہ حق سے ہٹ کر باطل کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں بعض لوگ مسلمان ہوکر مرتد ہوگئے پھر قوم کے پاس آدمی بھیج کر معلوم کیا کہ توبہ قبول ہوسکتی ہے یا نہیں۔ قوم نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا اس پر یہ آیت اتری (ابزار) (اجید سند)۔

قیامت کے دن فدیہ ناقابل قبول ہوگا: (۹۱) یعنی جو کفر پر مرگئے اگر وہ بفرض محال قیامت کے دن اپنی جانیں چھڑانے کے لئے زمین بھر کر بھی سونا دینا چاہیں تو وہ بھی رد کردیا جائے گا ایسوں کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔ اللہ کے رسول ﷺ سے عبداللہ بن جدعان (ایک جاہلی شخص) کا حال پوچھا گیا کہ وہ بڑا مہمان نواز' قیدیوں کو چھڑانے والا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے والا تھا۔ کیا قیامت کے دن یہ نیکیاں اس کے کام آئیں گی؟ فرمایا نہیں اس نے ایک دن بھی یہ دعا نہیں مانگی کہ اے رب قیامت کے دن میرے گناہ بخش دے۔ معلوم ہوا کہ کافر کی دنیوی خیرات اور اخروی فدیہ ناقابل قبول ہے کچھ بھی اس کے کام آنے والا نہیں سب رائیگاں چلا جاتا ہے فرمایا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ (بقرہ۲:۱۲۳) نہ ان سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ انہیں شفاعت ہی کام دے گی۔ (۲) يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ (ابراہیم۱۴:۳۱) جس دن نہ معاملہ بیع ہوگا اور نہ دوستی۔ (۳) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ (مائدہ۵:۳۶) اگر کافروں کے پاس زمین بھر کر سونا ہو اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور ہو اور قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے اسے فدیہ میں دینا چاہیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا انہیں کے لئے دکھ بھرا عذاب ہے۔

غرض کافروں کو کوئی چیز بھی اللہ کے عذاب سے چھڑانے والی نہیں خواہ دنیا میں زمین بھر کر سونا بھی خرچ کر چکے ہوں یا اونچے اونچے پہاڑوں' مٹی کے ٹیلوں' ریت کے ذروں کی برابر اور خشکی وتری کی برابر اللہ کی راہ میں مال لٹا چکے ہوں یا عذاب سے بچنے کے لئے دنیا چاہیں یا آخرت میں اپنی جان چھڑانے کے لئے زمین بھر کر سونا دینا چاہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنمی سے کہا جائے گا کہ اگر تجھے ساری دنیا دے دی جائے تو کیا اسے دے کر اپنی جان چھڑانا چاہے گا؟۔ یہ کہے گا ہاں یا اللہ اللہ فرمائے گا میں نے تو بہت ہی آسان کام تجھ سے چاہا تھا' میں نے تیرے باپ آدم کی پیٹھ میں ہی تجھ سے اقرار کرالیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ مگر تو نے میری بات نہ مانی اور شرک پر اڑا رہا۔ (قا)(۲) جنتی سے پوچھا جائے گا کہو تم نے جنت میں اپنا گھر کیسا پایا' کہے گا اے اللہ بہت ہی اچھا گھر ہے۔ حکم ہوگا کچھ مانگو۔ کہے گا یارب اب کیا مانگوں اور کیا خواہش کروں ہاں یہ خواہش ہے کہ مجھے دنیا میں واپس کر دیا جائے تاکہ میں تیری راہ میں دس بار مارا جاؤں یہ خواہش اس لئے کرے گا کہ اس نے شہادت کی فضیلت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ پھر جہنمی کو لا کر پوچھا جائے گا کہ تیرا گھر کیسا ہے۔ کہے گا اے اللہ بہت ہی برا ہے' اللہ فرمائے گا کیا زمین کے برابر سونا دے کر اپنی جان چھڑانا چاہتا ہے' کہے گا اے اللہ ضرور میں (ایسا کرنے کو تیار ہوں) اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے میں نے اس سے کم اور آسان بات کا تجھ سے مطالبہ کیا تھا مگر تو نے اسے بھی پورا نہیں کیا پھر اسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا اسی لئے اس جگہ یہ فرمایا کہ انہیں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لے اور اللہ کی دردناک سزا سے بچا لے۔ اللھم احفظنا' اللھم احفظنا۔

❀❀❀

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾

تم کبھی بھلائی نہ پاؤ گے جب تک اپنا محبوب مال خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اسے اللہ خوب جاننے والا ہے۔

اللہ کی راہ میں عمدہ مال خرچ کرو: (۹۲) (اس آیت میں اللہ کی راہ میں عمدہ مال خرچ کرنے کی تعریف اور برا مال خرچ کرنے کی برائی ہے آج دنیا میں پیارا مال خرچ کر کے کل کو آخرت میں شاندار مقام حاصل کر لو گے۔ دنیا میں نیک نیتی سے تھوڑا سا خرچ بھی باعث رضا ہے اور آخرت میں دنیا بھر کا سونا بھی باعث رضا نہیں)۔ انسؓ فرماتے ہیں انصاریوں میں ابوطلحہؓ بڑے مال دار تھے۔ آپ کو اپنا باغ بیرحاء جو مسجد نبوی کے سامنے تھا بڑا پیارا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی کبھی کبھی اس میں جا کر میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت اتری تو ابوطلحہ بولے اے اللہ کے رسول ﷺ یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس کی راہ میں سب سے پیاری چیز خرچ کرو۔ مجھے اپنا یہ باغ بہت ہی پیارا ہے۔ میں اسے اللہ کی راہ میں نیکی کی امید پر آخرت کے ذخیرہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ آپ اسے جسے چاہیں دے دیں۔ رحمت عالم ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا۔ واہ واہ! یہ تو بڑے فائدہ والا مال ہے میں تمہارا مطلب سمجھ گیا اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ ابوطلحہؓ بولے اچھا ایسا ہی کروں گا۔ پھر آپ نے اسے اپنے چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا (ق ا) عمرؓ فرماتے ہیں یارسول اللہ ﷺ مجھے خیبر والا حصہ بڑا عزیز ہے (اور اسے اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں) اس بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟۔ فرمایا زمین اپنے ہی پاس رہنے دو اور پھل اللہ کی راہ میں وقف کر دو (ق)۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے اس آیت کا خیال آیا تو سوچنے لگا کہ مجھے اللہ کے دیئے ہوئے تمام مال میں اپنی رومی لونڈی بہت پیاری ہے۔ چنانچہ میں نے اسے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا اگر صدقہ لوٹانے کی اجازت ہوتی تو میں اس سے نکاح ضرور کر لیتا (بزار)۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾

وقف جبریل علیہ السلام

یہودیوں کے لئے سب کھانے حلال تھے۔ ہاں جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر توریت اترنے سے پہلے حرام کر لئے تھے کہہ دیجئے اگر تم سچے ہو تو توریت لا کر اسے پڑھ لو۔ پھر اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھیں۔ وہی بے انصاف ہیں۔ کہہ دیجئے اللہ نے سچ فرمایا۔ لہٰذا مذہب ابراہیم کی پیروی کرو جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

رحمت عالم ﷺ سے یہودیوں کے چار یا پانچ سوال: (۹۳) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودیوں کی ایک جماعت نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا ہم آپ سے چند باتیں پوچھتے ہیں' جنہیں اللہ کا نبی ہی جانتا ہے۔ فرمایا شوق سے جو چاہو پوچھو لیکن اللہ کو درمیان میں ڈال دو اور جو عہد یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے لیا تھا وہی عہد کر لو کہ اگر میں تمہیں وہ باتیں بتا دوں اور تم انہیں پہچان لو تو مسلمان ہونا پڑے گا۔ بولے ہم یہی عہد کرتے ہیں' ہمیں چار باتیں بتا دیجئے۔ یعقوبؑ نے اپنے اوپر کون سا کھانا حرام کیا تھا؟ مرد وعورت کی منی میں کیا فرق ہے؟۔ نر و مادہ کیسے پیدا ہوتے ہیں اور نبی امی کیسے سوتے ہیں اور کون سا فرشتہ ان کا دوست ہے۔ آپ نے یہودیوں سے اسلام لانے کا مکرر اقرار کرا کر فرمایا' (اس اللہ کی قسم جس نے موسیٰ پر توریت اتاری تمہیں معلوم ہے کہ یعقوبؑ سخت بیمار پڑ گئے تھے۔ جب بیماری کافی زور پکڑ گئی تو آپ نے منت مانی کہ آپ تندرست ہو کر سب سے زیادہ مرغوب کھانا چھوڑ دیں گے۔ اونٹ کا گوشت اور دودھ آپ کو بہت مرغوب تھا' لہٰذا آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ یہودی بولے آپ نے ٹھیک جواب دیا۔ فرمایا اے اللہ گواہ رہ' پھر فرمایا تمہیں اس رب کی قسم جس نے موسیٰ پر توریت اتاری اور جس کے علاوہ کوئی دوسرا حقدار عبادت نہیں' تمہیں معلوم ہے کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی پتلی اور رقیق' پھر جس کا غلبہ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے اسی کے موافق و مشابہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر عورت کی منی کا غلبہ ہے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے ورنہ لڑکا' بولے یہ جواب بھی ٹھیک ہے' فرمایا اے اللہ گواہ رہ' پھر فرمایا تمہیں اس کی قسم جس نے موسیٰ پر توریت اتاری تمہیں معلوم ہے کہ نبی امی کی آنکھیں سوتی ہیں اس کا دل نہیں سوتا۔ بولے یہ بھی ٹھیک ہے' پھر فرمایا میرے دوست جبرئیلؑ ہیں اور جب بھی کوئی نبی آیا جبرئیل ہی ان کے دوست ہوئے۔ بولے ہم آپ کو نہیں مانتے۔ اگر آپ کا دوست جبرئیل کے علاوہ کوئی اور فرشتہ ہوتا تو مان لیتے اس پر قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا (بقرہ۲:۹۷) اتری (الف)۔

ایک روایت میں پانچ باتیں آئی ہیں چار تو حسب سابق اور پانچویں یہ کہ برق و رعد کیا ہے؟۔ فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر تعینات ہے' اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا ہے جس سے بادل کو ہانکتا ہے اور کڑک اسی کی آواز ہے۔ (یہ بھی ہے کہ) یہودی جبرئیل کا نام سن کر بدک گئے اور بولے وہ تو فرشتہ عذاب و حرب ہے اور ہمارا دشمن ہے اگر آپ کے دوست میکائیل ہوتے جو بارش و پیداوار پر تعینات ہیں تو ہم آپ کو ضرور مان لیتے (یہ بھی ہے کہ) یعقوبؑ کو عرق النساء کی بیماری تھی رات دن بے چین رہتے تھے' دن میں تھوڑی سی دیر کے لئے درد ٹھہر جایا کرتا تھا اس وقت آپ نے ترک لحم و شیر کی منت مانی تھی (الف ق) یعقوبؑ نے اپنی پسندیدہ چیز اللہ کے نذر کی تو تم بھی ایسا ہی کرو۔ شریعت یعقوبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پسندیدہ چیز اللہ کی رضا کے لئے ترک کر دینا جائز تھا۔ مگر ہماری شریعت میں منع ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اپنی پسندیدہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔

یوم سبت کا تقرر اللہ کی طرف سے نہیں: (۹۴) یعنی جو اللہ پر یہ الزام لگائے کہ اللہ ہی نے ہمارے لئے ہفتہ کا دن بطور عید کے مقرر کیا ہے' ہمیں یہی حکم ہے کہ قیامت تک توریت پر عمل کرتے رہیں اور کسی اور نبی کو نہ مانیں وہ بڑا ہی بے انصاف ہے۔

(۹۵) یعنی اللہ نے سچی سچی بات بتا دی خلیل اللہ کا دین وہی ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے۔ لہٰذا اس دین کے پیروکار بن جاؤ جسے قرآن نے زندہ کیا اور جس پر اللہ کے آخری نبی نے مہر تصدیق ثبت کی یعنی قرآن کی اور رحمت عالم ﷺ کی پیروی کرو۔ اسلامی شریعت سے بہتر اور روشن تر کوئی اور شریعت نہیں فرمایا قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰنِیْ (انعام ۶:۱۶۱) آپ کہہ دیں مجھے میرے رب نے سیدھی راہ کی رہنمائی فرمائی ہے اور ابراہیم کے دین کی جو موحد تھے مشرک نہ تھے راہ دکھائی ہے۔ (۲) ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ

اتَّبِعۡ (نحل ۱۶:۱۲۳) پھر ہم نے آپ پر وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے دین کی پیروی کریں جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿ۚ۹۶﴾ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾

یقیناً پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے بنایا گیا مکہ والا گھر ہے اور دنیا والوں کے لئے برکت و ہدایت والا ہے۔اس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں (جن میں ایک) مقام ابراہیم بھی ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے وہ امن پا جاتا ہے اللہ نے ان پر جو اس گھر تک راہ کا مقدور رکھیں حج کرنا فرض کر دیا ہے اور جو انکار کرے تو یقین مانے کہ اللہ دنیا والوں سے غنی ہے۔

قدیمی اور سب سے پہلا عبادت خانہ: (۹۶) یعنی جو گھر سب سے پہلے عوام کی عبادت و قربانی' طواف و نماز اور اعتکاف کے لئے بنایا گیا وہ مکہ والا گھر ہے یعنی بیت الحرام ہے' اسے خلیل اللہ نے بنایا تھا جن کے دین و طریقے پر چلنے کے دعویدار مشرک' یہودی اور عیسائی سب ہی ہیں مگر افسوس اس مقدس گھر کا حج نہیں کرتے جسے اللہ کے خلیل نے اللہ کے حکم سے مکہ شریف میں عبادت کے لئے سب سے پہلے بنایا تھا اور دنیا کے تمام لوگوں کو اس کے حج کے لئے بلایا تھا' اسی وجہ سے اسے برکت والا فرمایا گیا' ابوذر ؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟۔فرمایا مسجد حرام۔ پوچھا پھر؟ فرمایا مسجد اقصیٰ۔ پوچھا دونوں میں کتنی مدت ہے؟ فرمایا ۴۰ سال۔ پوچھا پھر؟۔فرمایا پھر اللہ کی ساری زمین مسجد ہے جس جگہ نماز کا وقت آ جائے اسی جگہ نماز پڑھ لو (قا)

مکہ کا نام: مکہ کے بہت نام ہیں مثلاً ۱مکہ۔۲بکہ۔۳بیت عتیق۔۴بیت الحرام۔۵بلد امین۔۶مامون۔۷ام رحم۔۸ام القریٰ۔ ۹صلاح۔۱۰عرش۔۱۱قادس۔ (کیونکہ گناہ مٹا دیتا ہے)۔۱۲المقدسہ۔۱۳الناسہ'۱۴باسہ۔۱۵حاطمہ۔۱۶راس۔۱۷کوثار۔۱۸ البلدۃ۔۱۹البنیہ اور ۲۰ کعبہ۔

مقام ابراہیم: (۹۷) یعنی اس گھر میں خلیل اللہ کی تعمیر کی صاف صاف نشانیاں موجود ہیں اور اس کی عظمت و شرف کی نشانیوں میں سے مقام ابراہیم بھی ہے' یہ وہ پتھر ہے جس پر خلیل اللہ نے کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کی' آپ تعمیر کرتے جاتے تھے اور مسالہ اسماعیلؑ دیتے جاتے تھے۔ پہلے یہ پتھر بیت اللہ کی دیوار میں نصب تھا' عہد فاروقی میں بیت اللہ کے مشرق جانب رکھوا دیا گیا تھا تاکہ طواف میں سہولت ہو اور طواف کے بعد نمازیوں کو پریشانی نہ ہو کیونکہ طواف کے بعد اس کے پاس دوگانہ پڑھنے کا حکم ہے۔ فرمایا وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ (بقرہ ۲:۱۲۵) مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔

حرم مقام امن ہے: جب کوئی خوف زدہ حرم مکہ میں داخل ہو جاتا ہے تو بے خوف ہو جاتا ہے۔عہد جاہلیت میں بھی حرم کی یہی قدر و منزلت تھی۔ابن عباس ؓ فرماتے ہیں جس نے بیت اللہ کی پناہ لی تو بیت اللہ اسے پناہ دے دے گا مگر جگہ اور کھانا نہیں دے گا۔

لیکن جب اس سے باہر آئے گا تو اپنے جرم پر پکڑ لیا جائے گا۔فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا (عنکبوت ۲۹:۶۷) کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا اور اس کے آس پاس لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے۔(۲) فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ (قریش ۱۰۶:۳۔۴) لوگوں کو اس گھر کے رب کی عبادت کرنی چاہیے جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے نجات دی۔حرم میں شکار کرنا' پرندے کو گھونسلے سے اڑانا' درخت کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا حرام ہے۔

وجوب حج کا بیان: اس آیت کی رو سے حج واجب ہے' وجوب حج کی دلیل وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (بقرہ ۲:۱۹۶) بھی ہے اور اس آیت کے ضمن میں بھی یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے متعدد حدیثوں سے ثابت ہے کہ پنجگانہ ارکان اسلام میں حج بھی داخل ہے۔ بالاتفاق مکلف پر عمر میں ایک بار حج کرنا ضروری ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا لوگو تم پر حج فرض ہے اس لئے حج کرو۔ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے آپ خاموش رہے۔اس نے تین بار یہی سوال کیا' پھر آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کر دیتا تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور تمہاری طاقت سے باہر ہوتا پھر فرمایا میری چھوڑی ہوئی بات نہ پوچھا کرو کیونکہ پہلے لوگ کثرت سوالات واختلافات ہی سے تباہ ہوئے' جب میں تمہیں کسی بات کا حکم کروں اسے مقدور بھر بجا لاؤ اور جب کسی بات سے روک دوں تو اس سے حسب توفیق رک جاؤ۔(م)

استطاعۃ کی تفسیر: استطاعت کی کئی صورتیں ہیں کبھی بالذات استطاعت ہوتی ہے اور کبھی بواسطہ۔ابن عمرؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے آ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ حاجی کون ہے؟ فرمایا بکھرے ہوئے بالوں والا اور میلے کچیلے کپڑوں والا۔پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا یا رسول اللہ کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا جس میں کثرت سے لبیک کہی جائے اور قربانیاں کی جائیں' پھر تیسرے شخص نے پوچھا یا رسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا کھانا اور سواری (ت)

حج کا انکار کرنے والا کافر ہے: فریضہ حج کا انکار کرنے والا کافر ہے اللہ کو اس کی پرواہ نہیں۔وَمَنْ كَفَرَ الخ

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو سفر کا خرچ اور سواری کا مقدور رکھنے کے باوجود حج نہ کرے۔عجب نہیں کہ وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے کیونکہ حج فرض ہے (ت وغیرہ)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

(کہہ دیجئے اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو؟ اور اللہ تمہارے عملوں پر گواہ ہے۔کہہ دیجئے اے اہل کتاب ایمان والوں کو کیوں اللہ کی راہ سے روکتے ہو تم اس میں کجی ڈھونڈتے ہو حالانکہ تم (اس کی صداقت کے) گواہ ہو اور اللہ تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں)

اہل کتاب کو وعید: (۹۸۔۹۹) یہ ان اہل کتاب کے لئے وعید ہے جو حق کے دشمن ہیں اللہ کی آیتیں نہیں مانتے اور ایمان لانے والوں کو پوری سرگرمی سے اللہ کی راہ سے روکتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ جو کچھ رحمت عالم ﷺ لے کر آئے ہیں برحق ہے۔

انہیں یہ علم سابق انبیاء اور اولوالعزم رسولوں کے ذریعہ ہوا (صلوات اللہ وسلمہ علیہم اجمعین) انہیں انبیاء پچھلے نبی عربی مکی ہاشمی امی سید اولاد آدم اور خاتم الانبیاء) کی بشارت دے چکے ہیں۔ اللہ نے اہل کتاب کی بددیانتی پر انہیں ڈرایا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ان کے اس فعل شنیع سے باخبر ہے اور ان کی تکذیب وسرکشی کو خوب جانتا ہے چونکہ انہوں نے سابق انبیاء کی بات نہیں مانی اور رسول موعود علیہ السلام کو جھٹلایا اس لئے اللہ انہیں ان کے اس فعل کی قیامت کے دن سزا دے گا جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد۔ نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع

اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی ایک جماعت کا کہنا مان لو تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر میں لوٹا دیں گے اور تم کیسے کفر کرتے ہو حالانکہ تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول بھی موجود ہے اور جو اللہ کا دین مضبوط پکڑ لے وہ سیدھی راہ پر پہنچا دیا گیا۔

مسلمان اہل کتاب کی بات نہ مانیں: (۱۰۰) مسلمانوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ وہ ہرگز اہل کتاب کی اطاعت نہ کریں کیونکہ یہ مسلمانوں سے جلتے ہیں اور جلن اس بات کی ہے کہ اللہ نے ان میں اپنا فضل (رسول) کیوں بھیجا فرمایا وَدَّ كَثِيْرٌ (بقرہ ۲:۱۰۹) اکثر اہل کتاب تم سے جلنے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر میں لوٹا دیں۔

ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا تعجب خیز ہے: (۱۰۱) یعنی ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا اہل عقل کا شیوہ نہیں بلکہ عقل سے بعید ہے (اللہ نہ کرے کہ تم ایمان لا کر مرتد ہو جاؤ) کیونکہ تمہیں روزانہ اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں پھر اللہ کے رسول ﷺ بھی تم میں موجود ہیں۔ فرمایا وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ (الحدید ۵۷:۸) بھلا تم کیوں ایمان نہ لاؤ گے جبکہ تمہیں اللہ کے رسول ایمان کی طرف بلا رہے ہیں اور اللہ تم سے عہد بھی لے چکا ہے ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تمہیں کون سے مومن پسند ہیں؟ بولے فرشتے۔ فرمایا بھلا وہ کیوں ایمان نہ لائیں حالانکہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں پھر انہوں نے انبیاء کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیوں نہ ایمان لائیں ان پر تو وحی اترتی ہی ہے۔ صحابہ بولے پھر تو ہم ہیں۔ فرمایا بھلا تم کیسے ایمان نہ لاتے میں جو تمہارے سامنے ہوں۔ پوچھا پھر کون سے مومن پسندیدہ ہیں؟ فرمایا وہ جو تمہارے بعد آئیں گے کتابیں پائیں گے اور ان میں جو کچھ ہے اس پر ایمان لائیں گے۔

پھر فرمایا جو اللہ کو مضبوط پکڑ لے وہی سیدھی راہ پر ہے یعنی کتاب وسنت کو مضبوط پکڑ لینا اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا ہدایت کا بہترین ذریعہ، گمراہی سے بچنے کا بہترین وسیلہ اور منزل پر پہنچ جانے کا کامل ترین سبب ہے اور صحت وصواب کی سیدھی راہ اور

حصول مراد کا کامیاب زینہ ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرنے کا جو حق ہے اسی طرح ڈر جاؤ اور حالت اسلام ہی پر مرو۔ سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لو اور فرقوں میں مت بٹو اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جبکہ تم (آپس میں) دشمن تھے۔ اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی پھر تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اللہ نے اس سے تمہیں بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

اللہ سے ڈرنے کا حق کیا ہے: (۱۰۲) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یعنی اللہ کی اطاعت کرو نافرمانی سے بچو اسے یاد رکھو کسی حال میں نہ بھولو اس کی نعمتوں کا شکر بجا لاؤ ناشکری نہ کرو (ابن ابی حاتم) سند صحیح ہے) پھر فرمایا اسلام ہی پر مرو یعنی قوانین صحت یا احکام اسلام کی حفاظت کرو تاکہ اسی پر موت آئے کیونکہ اللہ کا یہی طریقہ ہے کہ جو جس حال میں زندہ رہتا ہے اسی میں فوت ہوتا ہے اور جس حالت پر فوت ہوگا اسی پر اٹھایا جائے گا (لہذا توحید ہی پر زندہ رہو اسی پر مرو اور اسی پر اٹھو) اس کے خلاف موت و زندگی سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔

اللہ کے رسول ﷺ نے وفات سے تین دن پہلے فرمایا رب العالمین سے اچھے گمان ہی کی حالت میں مرو (م) (۴) اللہ نے فرمایا میں اپنے بندے کے گمان کے موافق ہوں اگر وہ مجھ سے اچھا گمان رکھے تو اسی کے لئے ہے اور برا گمان رکھے تو اسی کے لئے ہے یعنی انسان جیسا گمان رکھے گا وہی ہو جائے گا (الف) (۳) ایک انصاری بیمار تھے اللہ کے رسول ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے انہیں حالت نزع میں پایا پھر سلام کے بعد ان سے پوچھ تمہارا کیا حال ہے بولے اچھا ہے اللہ سے امیدوار رحمت ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف ہوں آپ نے فرمایا ایسے وقت یہ دونوں باتیں کسی بندے کے دل میں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ اسے اس کے گمان کے مطابق عطا فرما دیتا ہے اور ڈر سے امن دے دیتا ہے (ت' بزار' ابن ماجہ) حکیم بنؓ حزام فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ میں سجدہ میں کھڑا ہو کر ہی گروں یعنی مسلمان ہو کر حالت اسلام ہی پر مروں یا میدان جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہوا مارا جاؤں بھاگتا ہوا نہیں۔ (الف۔ن)

اتفاق کا بیان: (۱۰۳) رسی سے عہد (میثاق ازل) مراد ہے جیسے کہ بعد والی آیت میں فرمایا جہاں یہ پائے جائیں وہیں ان پر ذلت ڈال دی گئی مگر اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد کے ساتھ و نیز قرآن بھی مراد ہے اللہ کے رسول ﷺ نے صفت قرآن میں فرمایا

کہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی اور اس کی سیدھی راہ ہے۔ بلکہ اس معنی میں ایک خاص حدیث بھی ہے۔ (۲) اللہ کی کتاب اللہ کی وہ رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔ (طبری) (۳) یقین مانو یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے یہی ظاہری نور ہے یہی سراسر شفا ہے اور مفید ہے۔ یہ اپنے مضبوط پکڑنے والے کے لئے پناہ گاہ ہے اور پیروی کرنے والے کے لئے بچاؤ اور نجات ہے (ابن مردویہ)۔

اتحاد بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے: یاد رکھو تم خونخوار دشمن تھے اللہ نے تم میں محبت پیدا کر دی۔ اوس و خزرج سے خطاب ہے عہد جاہلیت میں ان دونوں میں پرانی دشمنی چلی آتی تھی اور بڑی سخت عداوت رہتی تھی اور لڑائی کی آگ برابر بھڑکتی رہتی تھی۔ جب اللہ کے فضل و کرم سے مدینہ میں اسلام آیا اور یہ اسلام کی گود میں چلے گئے تو ان میں عداوت کے بدلہ محبت' دشمنی کے بدلہ دوستی اور بغض وحسد کے بدلہ پیار و محبت پیدا ہوگئی' اب یہ بھائی بھائی بن گئے ایک دوسرے پر جان چھڑکنے لگے ایک دوسرے کی مخلصانہ خیر خواہی کرنے لگے اور اللہ کی رضا کے لئے سب شیر و شکر ہوگئے۔ فرمایا هُوَ الَّذِيٓ اَيَّدَكَ (انفال ۸:۶۲۔۶۳) اللہ ہی نے اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے آپ کو قوت پہنچائی اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کی۔ اگر آپ زمین بھر کر بھی سونا خرچ کرتے تو ان میں محبت نہیں پیدا کر سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دی۔

توفیق اسلام اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے: پھر فرمایا تم آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے کفر و شرک نے تمہیں لب جہنم تک پہنچا دیا تھا کہ اللہ نے اپنی مہربانی سے تمہیں توفیق اسلام دے کر اس سے بچا لیا۔ جس روز اللہ کے رسول ﷺ نے مال غنیمت حنین میں بانٹا تو آپ نے یہی نعمت صحابہ کو یاد دلائی تھی اس تقسیم سے کچھ لوگ ناراض تھے کیونکہ آپ نے حسب مصلحت کسی کو تو بہت کچھ دیا تھا اور کسی کو کچھ بھی نہیں جب لوگوں نے کہا سنا تو آپ نے انصار میں کھڑے ہو کر فرمایا' اے انصار کیا تم گمراہ نہ تھے اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی' غرض جو بات بھی آپ فرماتے انصار یہی جواب دیتے کہ اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے ہم پر بڑے بڑے احسانات ہیں۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۴ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۱۰۶ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۷ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۸

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی دعوت دے انہیں اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روک دے یہی فلاح پانے والے ہیں اور ان کی طرح مت بنو جنہوں نے پھوٹ ڈالی اور مختلف ہو گئے جبکہ ان کے پاس صاف صاف دلائل آ چکے تھے انہیں کے لئے بڑا عذاب ہے جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ پڑ جائیں گے۔ لیکن جن کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) تم نے ایمان لا کر کیوں کفر کیا تھا اب اپنے کفر کا مزہ چکھو لیکن جن کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم آپ کو حق کے ساتھ پڑھ کر سنا رہے ہیں اور اللہ دنیا والوں پر ظلم نہیں چاہتا اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ: (۱۰۴) یعنی کچھ لوگ دعوت خیر ہی پر اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور لوگوں کو اچھی باتوں کی رغبت دیتے رہیں اور بری باتوں سے روکتے رہیں۔ اصلی فلاح یافتہ یہی ہیں۔

فرقہ پرستی کی مذمت: (۱۰۵) یعنی پہلوں کی طرح افتراق و اختلاف میں پڑ کر تبلیغ کا کام نہ چھوڑ دینا' عبداللہ بن یحیٰی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم نے معاویہؓ کے ساتھ حج کیا آپ نے مکہ میں پہنچ کر ظہر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اہل کتاب ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی بجز ایک فرقہ کے سب جہنمی ہیں اور وہ جماعت ہے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسے بھی ہوں گے جن کی رگ رگ میں خواہشات (بدعات) اس طرح گھس جائیں گی جیسے دیوانے کتے کے کاٹنے سے اس کا زہر رگ رگ میں گھس جاتا ہے (اے عربو! اللہ کی قسم اگر تم اسے جو اللہ کے رسول ﷺ تمہارے لئے لائے ہیں چھوڑ دو گے تو دوسرے لوگ بدرجہ اولی چھوڑ دیں گے (الف) ابن عمرو فرماتے ہیں اہل کتاب ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے یہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی بجز ایک فرقہ کے سب فرقے جہنمی ہیں پوچھا گیا وہ کون سا فرقہ ہے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں (ت)۔

میدان محشر میں اتحاد و اختلاف کے اثرات: (۱۰۶) یعنی قیامت کے دن سنت پر عمل کرنے والی جماعت کے چہرے سفید و روشن ہوں گے اور بدعتیوں اور فرقہ پرستوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کالے منہ والے منافق ہوں گے پھر کالے چہروں والوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایمان لا کر کفر کیوں' اختیار کیا تھا اب طرح طرح کے عذابوں کا مزہ چکھتے رہو' اس روز ہر کافر کا منہ کالا ہوگا۔ (۱۰۷) یعنی روشن چہروں والے اللہ کی مہربانی سے جنت میں ہوں گے اور وہاں سے ایک لمحہ کے لیے بھی ہٹنا نہ چاہیں گے اور ہمیشہ فردوس کی بہاروں سے لطف اندوز رہیں گے۔ رحمت سے جنت مراد ہے۔

(۱۰۸) یعنی یہ اللہ کی آیتیں اور اس کے دلائل و براہین ہیں جن میں صحیح صحیح باتیں ہیں اور آپ کو پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں۔ حق سے یہی مراد ہے کہ ان میں دنیا اور آخرت کا ضروری حال کھول دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا اللہ لوگوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ تو حاکم و عادل ہے ظلم پسند نہیں فرماتا۔ کالے منہ والوں پر اللہ کا ظلم نہیں ہے بلکہ وہ اسی لائق ہیں۔

(۱۰۹) اللہ کے قبضہ قدرت و علم میں ہر چیز ہے اور سب پر اسی کی بادشاہت ہے وہ اپنی مخلوق پر ظلم کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ دنیا

اور آخرت میں حاکم مطلق ہی کا تصرف واختیار ہے اور اس نے ہر چیز کا جو خاصہ مقرر کر دیا ہے اس کا ظہور ہو کر رہے گا جب تک وہ خود ہی اس کو سلب نہ فرما دے تمام جھگڑے اللہ ہی کے پاس جائیں گے اور اللہ ہی انہیں عدل وانصاف سے طے فرمائے گا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ
وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِنْ يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ
الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ﴿١١١﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ
مِنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ
الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو تم بھلائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا بعض تو ان میں سے ایمان والے ہیں لیکن اکثر فاسق ہیں یہ تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا ئیں گے بجز تھوڑی سی ایذا کے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ موڑ لیں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ یہ جہاں بھی پائے جائیں ان پر ذلت ڈال دی گئی یا اور بات ہے کہ اللہ کی اور لوگوں کی ذمہ داری میں ہوں یہ اللہ کا غصہ لے کر لوٹے اور ان پر افلاس ڈال دیا گیا اس لئے کہ یہ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے تھے۔ اور انبیاء کو ناحق شہید کر ڈالا کرتے تھے یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے آگے بڑھ گئے۔

امت محمدیہ ﷺ کی فضیلت: (۱۱۰) یعنی امت محمدیہ ﷺ بہترین امت ہے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں یعنی تم لوگوں کے حق میں سب سے بہتر ہو کہ ان کے گلوں میں زنجیریں ڈال کر اسلام کی طرف لاتے ہو پھر وہ دل سے مسلمان ہو جاتے ہیں معلوم ہوا کہ امت محمدیہ ﷺ سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو یعنی یہ کام ایمان والوں کے ہیں۔ درہ بنت ابی لہب فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ منبر پر تھے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر آپ سے پوچھا کہ بہترین لوگ کون ہیں؟۔ فرمایا سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے سب سے زیادہ بھلائی کا حکم کرنے والے برائی سے روکنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے (الف)

امت محمدیہ ﷺ کو بہترین امت کا خطاب محض رحمت عالم ﷺ کی وجہ سے ملا کیونکہ آپ اشرف الانبیاء ہیں اور اللہ کے دلارے اور سب سے پیارے ہیں اللہ نے آپ کو ایک بڑی شریعت اور جامع دین عطا فرما کر بھیجا اتنا جامع دین آپ سے

پہلے کسی رسول کو نہیں ملا تھا آپ کی راہ اپنا کر تھوڑا سا عمل بھی وہ کام کر جاتا ہے جو دوسری راہوں کے مدت تک مشقت والے عمل بھی نہیں کرتے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے بعض چیزیں ایسی ملیں جو کسی نبی کو نہیں ملیں ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا میری رعب سے مدد کی گئی' مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں میرا نام احمد رکھا گیا' میرے لئے مٹی پاک کر دی گئی اور میری امت بہترین امت قرار ہوگئی (الف)۔ (۲) اللہ فرماتا ہے اے عیسیٰ میں تیرے بعد ایسی قوم بھیج رہا ہوں جو راحت پر حمد و شکر بجالائے گی اور مصائب پر ثواب کی نیت سے صبر کرے گی حالانکہ اس میں نہ علم ہوگا اور نہ حلم' پوچھا یہ کیونکر ہوگا جب وہ علم و حلم سے محروم ہوگی۔ فرمایا میں اپنے حلم و علم میں سے اسے عطا کردوں گا (الف)۔

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بہترین امت ہونے کا ثبوت: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے امتی جنت والوں میں ایک چوتھائی ہوں گے۔ یہ سن کر ہم نے تکبیر کہی' پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم لوگوں میں ایک تہائی ہو گے پھر ہم نے تکبیر کہی' پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم نصف ہو گے (الف) (۲) ہم سے اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا کیا تم جنت والوں میں چوتھائی سے راضی نہیں؟۔ ہم نے خوش ہو کر اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا کیا تم ایک تہائی سے راضی نہیں؟ پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں میں نصف ہو گے (ق)۔ (۳) کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تہائی جنت تمہاری ہو صحابہ بولے یہ تو بہت ہے۔ فرمایا اچھا اگر آدھی جنت تمہاری ہو صحابہ بولے اب تو بہت ہی ہے۔ فرمایا جنت والوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں ۸۰ صفیں تمہاری ہوں گی دو تہائی جنت والے تم ہو) (ط) (۴) ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ اترنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم جنت والوں میں ایک چوتھائی ہو' تم جنت والوں میں ایک تہائی ہو تم نصف ہو' تم دو تہائی ہو (ط) (۵) ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے جنت میں سب سے پہلے ہم ہی جائیں گے البتہ انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد' انہوں نے حق میں اختلاف کیا۔ اللہ نے ہمیں اس حق کی ہدایت فرمائی اس (تعطیل والے) دن میں بھی اختلاف ہے اس میں لوگ ہم سے پیچھے ہیں۔ ہفتہ کا دن یہودیوں کا ہے اور اتوار کا عیسائیوں کا (ق' عبدالرزاق) (۶) مجھ سے پہلے تمام نبیوں پر جنت میں جانا حرام ہے۔ اسی طرح میری امت سے پہلے تمام امتوں پر جنت میں جانا حرام ہے۔ (دارقطنی)

مسلمانوں کو فتح و نصرت کی بشارت: (۱۱۱) مسلمانوں کو بشارت ہے کہ فتح و کامرانی انہیں کے قدم چومے گی اور وہ ان بے دین کافروں اور بے ایمانوں پر غالب ہو کر رہیں گے بس وہ اتنا ہی کریں گے کہ کچھ دیر کے لئے تمہیں تنگ کریں لیکن اگر میدان جنگ میں آ گئے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ کیونکہ یہ مرد نہیں چنانچہ خیبر کی جنگ میں ذلیل ہوئے ان کی ناکیں مٹی میں ملیں اور بڑی بڑی ناکوں والوں کی رعونت خاک میں مل مدینہ کے یہودیوں (بنی قینقاع' بنی نضیر اور بنی قریظہ) کا بھی یہی حشر ہوا۔ سب کو اللہ نے ذلیل و خوار کیا' شام کے عیسائیوں کو بیسیوں لڑائیوں میں مسلمانوں نے توڑ کر رکھ دیا اور ان سے ہمیشہ کے لئے ملک شام چھین لیا اور مسلمان شام پر قابض رہیں گے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ان میں اتریں گے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کے آئین کے مطابق حکم فرمائیں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر قتل کرا دیں گے اور جزیہ قبول نہیں فرمائیں گے اس وقت کافروں سے محض اسلام ہی قبول کیا جائے گا ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔

یہودیوں کے لئے دائمی ذلت کا طوق: (۱۱۲) یعنی اللہ نے ان بدبخت یہودیوں پر ایسی ذلت ڈال دی کہ وہ ان کے گلے کا طوق بن گئی' یہ جہاں کہیں ہوں گے ذلت انہیں چمٹی رہے گی یہ ایمان لانے والے نہیں۔ یہ اللہ کے ذمہ کے یا لوگوں کے ذمہ کے بغیر امن وسلامتی سے نہ رہ سکیں گے یعنی ذمی بن کر مسلمانوں کے ماتحت رہ سکیں گے کہ جزیہ ادا کریں اور احکام ملت تسلیم کریں یا اس طرح امن سے رہیں گے کہ کوئی مسلمان انہیں امن دے دے مثلاً صلح یا معاہدہ ہو جائے یا کسی کو پناہ دے دی جائے خواہ مسلمان عورت یا غلام ہی پناہ دے یا اور کسی قوم کی پشت پناہی حاصل ہو جائے جیسے نصاریٰ وغیرہ کی۔

بیان ہو چکا کہ ''حبل'' سے عہد و ذمہ مراد ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے اور ان پر افلاس بھی ڈال دیا گیا' انہوں نے اپنے برے کرتوتوں سے اپنے اوپر ذلت وخواری اور قہر باری واجب کر لیا' ان کا کبر وغرور اور حسد و بغاوت ان چیزوں کا خاص سبب ہے جیسے یہ خود کو سب سے اونچا اور بااختیار کہتے تھے اس کے برعکس اللہ نے انہیں ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار اور محتاج و نادار بنا دیا اور آخرت کی روح فرسا ذلت الگ ہے۔ ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں نے انہیں کفر وسرکشی پر قتل انبیاء پر اور بغاوت پر ابھارا' احکام الٰہیہ کی دل کھول کر نافرمانی کی اور حرام چیزوں کا بے خوف ہو کر استعمال ان کی ذلت کا اہم سبب ہے۔

لَيْسُوا سَوَآءً ۗ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ
وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾
وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۗ
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ
هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۗ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اہل کتاب سب برابر نہیں ہیں ان میں سے ایک گروہ سیدھی راہ پر بھی قائم ہے جو ساعات شب میں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں اور اللہ پر اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں' بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائیوں کی طرف لپکتے ہیں یہی نیک بخت ہیں یہ جو بھی نیکی کریں گے وہ ہرگز ہرگز نہیں مٹائی جائے گی اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے یقین مانو اللہ کے عذاب سے کافروں کو نہ ان کا مال کچھ کام آئے گا اور نہ ان کی اولاد۔ وہ جہنمی ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ کافر اس دنیوی زندگی میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کی مثال پالے والی ہوا کی سی ہے جو ظالموں کی کھیتی سے گذرے اور جلا

ڈالے۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا یہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

مسلمان اہل کتاب کی فضیلت: (۱۱۳) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یعنی اہل کتاب اور امت محمدیہ ﷺ برابر نہیں ہو سکتے ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ عشاء کی نماز کے لئے دیر سے تشریف لائے نمازی انتظار میں تھے۔ فرمایا تمہارے علاوہ تمام غیر مسلم اس وقت اللہ کے ذکر سے غافل ہیں' اس پر یہ آیت اتری (الف) یہ آیتیں عمائے اہل کتاب کے بارے میں جو مسلمان ہو گئے تھے اتریں جیسے عبداللہؓ بن سلام' اسد بن عبید' ثعلبہؓ بن شعبہ وغیرہ یعنی کافر اہل کتاب اور مومن اہل کتاب برابر نہیں کیونکہ مومن اہل کتاب اللہ کے حکم کے تابعدار اور شریعت محمدیہ ﷺ کے پیروکار ہیں اور سیدھی راہ پر ہیں قَآئِمَةٌ یعنی سیدھی راہ پر قائم رہنے والی جماعت ان کی عبادت و اطاعت کا یہ عالم ہے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھتے ہیں' گھنٹوں تہجد میں مصروف رہتے ہیں اور نمازوں میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ (۱۱۴) یعنی ان کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے' تبلیغ میں سرگرم عمل رہتے ہیں اور نیک کاموں میں اڑکر پہنچتے ہیں یہی صلحاء ہیں جن کا بیان اس سورت کے اخیر میں وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (آل ۳:۱۹۹) میں ہے۔

(۱۱۵) اسی وجہ سے فرمایا گیا کہ اللہ ان کی کوئی نیکی برباد نہیں کرے گا اور انہیں پورا پورا ثواب دیا جائے گا کیونکہ اللہ پرہیزگاروں کے حالات سے خوب آگاہ ہے۔ اس سے کسی عامل کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں اور نہ وہ کسی نیک عامل کا عمل ضائع کرتا ہے۔ (۱۱۶) یعنی دنیوی دولت و ریست اور آل و اولاد اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔ کافر و مشرک دائمی جہنمی ہیں جس سے وہ نکل نہیں سکتے ان کا ابدالآباد تک جہنم ہی ٹھکانہ ہے جس میں وہ جلتے اور جھلستے رہیں گے۔

کافروں کے خرچ کی مثال: (۱۱۷) اس آیت میں کافروں کے رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کی مثال ہے۔ صر سے سخت ٹھنڈ یا اولے یا پالا یعنی ٹھنڈی آگ مراد ہے کیونکہ انتہائی ٹھنڈ خصوصاً کھیتوں اور پھلدار درختوں کو آگ کی طرح جلا کر ختم کر دیتی ہے۔ جب فصل پک کر تیار ہوگئی اور کاٹنے کا وقت قریب آ پہنچا تو ایسی پالے والی ہوا چلی کہ تمام فصل جل کر ڈھیر ہوگئی۔ یہ ناگہانی بلا اس وقت آئی جب مالک' اناج کا سخت حاجت مند تھا۔ کافروں کے دنیوی خرچ کا یہی حال ہے کہ اس کا ثواب دنیا ہی میں مٹا دیا جاتا ہے۔ جیسے فصل کو مالک کی بدنیتی اور گناہوں نے جلا ڈالا۔ اسی طرح ان کافروں کے عمل بے بنیاد ہیں اللہ انہیں ضائع فرما دیتا ہے یہ اللہ کی طرف سے ظلم نہیں بلکہ خود انہوں ہی نے اپنے اوپر ظلم توڑا ہے۔ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ
وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِيْ
صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ
تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ
وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ

وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿١٢٠﴾ ع ۱۲

اے ایمان والو! اپنے غیر کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہیں دھوکہ دینے میں کوئی کسر اٹھا کر نہیں رکھتے، تمہاری تکلیفوں کے آرزومند رہتے ہیں، تمہاری دشمنی ان کی زبانوں سے نکلی پڑتی ہے اور جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے، اگر تم عقل سے کام لو تو ہم نے تمہیں نشانیاں بتا دیں، سنو تم ان کے دوست ہو لیکن وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتاب مانتے ہو (مگر وہ نہیں مانتے پھر دوستی کہاں رہی) یہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں تو تم پر مارے غصہ کے اپنی انگلیاں چبا ڈالتے ہیں، کہہ دیجئے اپنے غصہ میں مر جاؤ، دلوں کی باتیں اللہ خوب جانتا ہے اگر تمہیں کوئی اچھائی مل جائے تو انہیں ناگوار گذرتی ہے اور اگر تم کسی برائی میں پھنس جاؤ تو اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تم صبر کرتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو ان کا مکر تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یقین رکھو اللہ ان کے عملوں کو گھیرنے والا ہے۔

منافقوں سے راز داری کی ممانعت: (۱۱۸) یعنی منافقوں سے راز داری ہرگز نہ کرو کبھی کسی منافق کو اپنا راز دار نہ بناؤ کہ اس پر اپنے راز ظاہر کر دو اور جو تدبیریں دشمنوں کے لئے سوچی گئی ہیں ان سے انہیں آگاہ کر دو، منافق تو تمہاری ایذا کی فکر میں رہتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ تم کسی سخت پریشانی کا شکار بن جاؤ بلکہ تمہاری تکالیف و پریشانیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ بطَانَہ یعنی خاص آدمی جو کسی کے تمام اندرونی حالات سے بھی واقف ہو، راز دار یا رغار۔ مِنْ دُوْنِكُمْ یعنی مسلمان کے سوا کسی غیر مسلم کو راز دار نہ بناؤ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ نے جو نبی مبعوث فرمایا اور اس کا جو خلیفہ بنایا اس کے دو ساتھی ضرور مقرر فرمائے، ایک ساتھی اسے بھلائی کی رغبت دیتا رہتا تھا اور دوسرا برائی کی اور جسے اللہ بچائے وہی بچ سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ عداوت تو ان کے چہروں سے ٹپک رہی ہے اور زبانوں پر بے ساختہ الفاظ بھی آ جاتے ہیں۔ اور زبان و چہرے دل کے ترجمان ہیں پھر ان کے دل میں جو آگ ہے اس کا کیا ٹھکانہ، انہیں اسلام سے اور مسلمانوں سے سخت نفرت ہے جو ارباب فراست پر ظاہر ہے، اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ اگر تم عقل والے ہو تو ہم نے صاف صاف پتے بتا دیئے ہیں۔

(۱۱۹) یعنی کیا تم منافقوں کو محض ان کے ظاہری اسلام پر دوست سمجھ رہے ہو؟ حالانکہ وہ تمہیں نہ دل سے دوست سمجھتے ہیں اور نہ دنیاوی دکھاوے ہی کے لئے تمہارا تو ان کی کتابوں پر ایمان ہے اور ایک بات میں بھی تردد نہیں لیکن وہ سارا قرآن جھٹلاتے ہیں اور اس کی ایک بات بھی نہیں مانتے۔ جب یہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے تو ان کی بہ نسبت تمہیں ان سے دشمنی رکھنے کا زیادہ حق حاصل ہے۔ (ابن جریرؒ) منافق ظاہر میں تو دوستیاں بگھارتے ہیں اور باطن میں جڑیں کاٹنے کی فکر میں رہتے ہیں، سامنے ایمان و محبت جتاتے ہیں اور پس غیبت کفر و عداوت، ان کا تنہائی میں تو یہ حال ہوتا ہے کہ جلن اور غصہ کے مارے انگلیوں کے پورے چبا ڈالتے ہیں، یہ محاورہ انتہائی غصہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے پھر فرمایا تم اپنے غصہ اور حسد کی آگ میں جل بھن کر مر جاؤ مسلمانوں کا کیا بگاڑو گے؟ اللہ تو ان پر اپنی نعمت پوری فرما کر رہے گا اور اپنا دین غالب کر کے رہے گا۔ اللہ دلوں کے حالات سے خوب واقف ہے اسے معلوم ہے کہ تمہارے دلوں میں کیسی آگ بھڑک رہی ہے، بغض و حسد کی کیسی کیسی چنگاریاں اڑ رہی ہیں اور

کینوں کے کیسے کیسے شعلے اٹھ رہے ہیں۔ اللہ تمہیں دنیا میں بھی تمہاری اس دل کی آگ کا بدلہ دے گا کہ تمہاری امیدیں خاک میں ملا کر تمہیں انگاروں پر لٹائے گا اور آخرت کا عذاب تو ہے ہی تمہارے لئے۔ تمہاری دلی آگ کے بدلہ جہنم کی آگ تیار ہے جس میں تم ہمیشہ جلتے بھنتے رہو گے اور نہ اس سے بچ سکو گے اور نہ کہیں بھاگ کر ہی جا سکو گے۔

(۱۲۰) یعنی جب فتح وظفر' فراخی و وسعت اور عزت وعظمت مسلمانوں کے قدم چومتی ہے تو منافقوں کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں اور مسلمانوں کی عزت انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی برعکس اس کے جب وہ (اللہ نہ کرے) تنگی و پریشانی اور شکست وہزیمت کا شکار ہو جاتے ہیں تو یہ مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے اور گھی کے چراغ جلاتے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے کہ تم بے فکر رہو صبر سے کام لو' اللہ سے ڈرتے رہو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ ان کی مکاریوں اور چالبازیوں سے محفوظ رہو گے' ان کی مکاریاں انہیں پر الٹ پڑیں گی اور تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارے یہ تمام دشمن اللہ کی قدرت کے دائرے میں گھرے ہوئے ہیں اور اللہ ان کا ایک ایک عمل گھیرے ہوئے ہے۔ جو کچھ اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے' جس کا اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے اللہ اسے کافی ہوتا ہے۔ آنے والی آیت میں جنگ احد کا بیان ہے جس میں مسلمانوں کا امتحان ہوا اور مسلمان ومنافق میں امتیاز ہو گیا۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور جب آپ صبح صبح اپنے گھر سے نکل کر جنگ کے لئے مومنوں کی صفیں درست فرمانے لگے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے' جب تم میں سے دو فرقوں نے پھسل جانے کا ارادہ کیا حالانکہ اللہ ان کا مددگار ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ ہونا چاہیے واقعی اللہ نے بدر کے موقعہ پر تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم بے سروسامان تھے لہذا اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ شکر بجا لاؤ۔

جنگ احد کا بیان: (۱۲۱) یہاں اس آیت میں جو واقعہ بیان ہو رہا ہے اس سے جنگ احد مراد ہے جنگ احد کا واقعہ ا یا ۱۵ شوال ۳ھ کو پیش آیا۔

جنگ بدر میں مشرکوں کے رؤساء مارے گئے تھے لیکن ابوسفیان کا قافلہ بچ کر مکہ پہنچ گیا تھا۔ یہ تجارتی سامان سے لدا ہوا شام سے آیا تھا جنگ بدر میں جو مارے گئے تھے ان کے عزیزوں نے ابوسفیان سے درخواست کی کہ یہ مال مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے وقف کر دیا جائے چنانچہ بالاتفاق یہی طے پایا پھر تو لوگوں نے مختلف قبیلوں میں مسلمانوں کے خلاف اپنی آتش بار تقریروں سے آگ لگا دی اور سب کو ان کے خلاف بھڑکا دیا اور مختلف قبائل سے تقریباً تین ہزار نو جوانوں کی خونخوار فوج تیار کی گئی' یہ فوج پورے جنگی ساز وسامان سے لیس ہو کر اتراتی ہوئی احد کی طرف بڑھی اور احد کے قریب جا کر ٹھہر گئی' احد پہاڑ مدینہ کے سامنے ہے' آپ نے جمعہ کی نماز پڑھا کر مالک بن عمرو نجاری کی نماز جنازہ پڑھائی پھر جنگ کے بارے میں صحابہ سے مشورہ

فرمایا کہ میدان میں نکل کر جنگ کی جائے یا شہر میں رہ کر۔ عبداللہ بن ابی نے مدینہ میں رہ کر جنگ کا مشورہ دیا اور کہا کہ اگر دشمن اپنی جگہ پر جمارہا تو پسپا ہوگا اور اگر اس نے شہر میں گھسنا چاہا تو ہم منہ توڑ جواب دیں گے ان سے دوبدو لڑیں گے اور ہماری عورتیں اور بچے ان پر پتھر برسائیں گے ہر حال میں ہمارے لئے شہر میں رہ کر جنگ کرنا مناسب ہے۔ اگر دشمن واپس جائے گا تو ناکام ہو کر واپس جائے گا مگر ان نوجوان مسلمانوں نے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے اور جوش میں تھے میدان میں نکل کر لڑائی مناسب سمجھی آخر کار اللہ کے رسول ﷺ جنگی لباس پہن کر باہر تشریف لے آئے۔ بعد میں ان جوشیلے نوجوانوں کو ندامت بھی ہوئی کہ شاید آپ کو ہماری رائے پسند نہ آئی ہو اور بولے یا رسول اللہ! اگر آپ کا ارشاد ہو تو ہم مدینہ ہی میں ٹھہر جائیں باہر نہ نکلیں لیکن رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ نبی کو اسلحہ لگانے اور باہر نکل آنے کے بعد اپنا عزم فسخ کرنا لائق نہیں اب جو کچھ اللہ کو منظور ہے ہو جائے گا۔ آخر آپ ایک ہزار جاں نثاروں کو لے کر باہر نکلے جب آپ مقام شوط پر پہنچے تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں کو جو ایک تہائی تھے لے کر واپس ہو گیا اور یہ عذر کیا کہ میری بات نہیں مانی گئی۔ عبداللہ اور اس کے ساتھی بولے اگر ہمیں جنگ کا یقین ہوتا تو ہم تمہارے ساتھ ضرور چلتے مگر ہمارے خیال میں جنگ موقوف رہے گی آپ نے اس منافق کے علیحدہ ہونے کی کوئی پرواہ نہیں کی اور آگے بڑھتے رہے اور میدان احد میں پہنچ کر میدان کے قریبی حصہ میں ٹھہر گئے اور لشکر کی پشت احد کی طرف رہنے کی ہدایت فرمادی اور حکم دیا کہ میری اجازت کے بغیر جنگ نہ چھیڑی جائے۔ خود آپ ۷۰۰ جانثاروں کو لے کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ تیراندازوں پر عبداللہؓ بن جبیر کو جو بنی عمرو بن عوف کے آدمی تھے امیر مقرر فرمایا۔

کل پچاس تیرانداز تھے آپ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ پہاڑی پر چڑھ جاؤ اور دیکھتے رہو کہ دشمن پہاڑی کے پیچھے سے نہ آنے پائے خبردار تمہارے گھوڑے ہمارے پاس نہ آنے پائیں' اپنی جگہ پر جمے رہو خواہ ہمیں فتح ہو یا شکست خبردار اپنا فرض نہ بھولنا' اپنی جگہ سے نہ ہٹنا خواہ ہمیں پرندے اچک کر لے جائیں آپ نے دہری زرہ پہنی سر پر خود رکھا اور علم بردار مصعب ابن عمیر کو مقرر فرمایا جو بنی عبدالدار کے خاندان کے تھے' احد کے موقعہ پر بعض بچوں کو تو لڑائی کی اجازت دے دی گئی مگر بعض کو نہیں دی گئی وہ دو برس کے بعد جنگ خندق میں شامل ہوئے۔ دشمن کی فوج میں دو سو سوار تھے جن کا دستہ علیحدہ تھا۔ میمنہ پر خالد اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل تھا اور ان کا علمبردار بنی عبدالدار کا کوئی شخص تھا پھر جنگ شروع ہو گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ جنگ احد کے لئے جمعہ کے بعد روانہ ہوئے تھے' اور میدان احد میں پہنچ کر رات بسر کی اور دوسرے دن یعنی ہفتہ کی صبح کو لشکر مرتب فرمایا تھا۔ (۱۲۲) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں یہ آیت ہمارے بارے میں اتری' ہم دو گروہ آل حارثہ اور آل سلمہ تھے۔ ہماری یہ خواہش نہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نہ اترتی کیونکہ اللہ نے اس میں فرمایا ہے کہ اللہ ان دونوں فرقوں کا دوست ہے (ق)

جنگ بدر کا بیان: (۱۲۳) یہاں بدر کا قصہ چھیڑ دیا گیا کہ تمہیں یاد نہیں جنگ بدر میں تمہاری کس طرح کی مدد کی گئی تھی۔ جمعہ ۱۷ رمضان ۲ھ کو جنگ بدر پیش آئی' جنگ بدر سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بڑی تقویت پہنچی تھی اور مشرک بری طرح پسپا ہوئے تھے۔ حالانکہ مٹھی بھر مسلمان تھے' کل ۳۱۳ مسلمانوں نے کفر و شرک کو تین تیرہ کر دیا تھا۔ مسلمانوں کے پاس جنگ بدر میں کل دو گھوڑے اور ۷۰ اونٹ تھے' باقی جوان پیدل تھے' اسلحہ بھی بقدر ضرورت نہ تھا۔ دشمن ایک ہزار کی تعداد میں تھے جو ہتھیاروں سے مسلح اور ہر طرح کے ساز و سامان سے لیس تھے' ان کے پاس زر و زیور سب کچھ موجود تھا۔ مگر اللہ نے مسلمانوں کو وہ شاندار فتح دی جس سے ان کا بول بالا ہو گیا اور بھرم قائم ہو گیا۔ اور شیطان و شطونبڑے ذلیل و خوار ہوئے اسی لئے اللہ نے مومنوں کو جنگ بدر کا دن یاد دلایا

اور اپنے انعام واکرام کا ذکر فرمایا تا کہ انہیں خوب یقین ہو جائے کہ فتح وشکست کثرت وقلت پر موقوف نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے اللہ جسے چاہے اپنی امداد سے نواز دے اور جسے چاہے شکست دے دے۔فرمایا وَيَوْمَ حُنَيْنٍ (توبہ ۹:۲۵ تا ۲۷) اور حنین کا دن یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر پھول گئے تھے لیکن تمہارا لشکر تمہارے کچھ بھی کام نہیں آیا۔

بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے جو بئر بدر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کنواں اس شخص کے نام پر ہے جس نے اسے کھدوایا تھا۔ یعنی بدر ایک شخص کا کنواں تھا جس کا نام بدر تھا پھر فرمایا اللہ سے ڈرو تا کہ اس کا شکر بجالاؤ یعنی اللہ کی اطاعت میں سرگرم عمل ہو جاؤ۔

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ أٰلٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِّنْ
ربع فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ أٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَوْ
يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَآئِبِينَ ﴿١٢٧﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ
عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ ﴿١٢٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
ع ١٣ فِي الْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٩﴾

جب آپ مومنوں سے فرما رہے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب آسمان سے اترنے والے تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے' کیوں نہیں اگر تم صبر کرتے رہو اور ڈرتے رہو اور دشمن پورے جوش وخروش سے آئے تو تمہارا رب پانچ ہزار سدھائے ہوئے گھوڑوں پر سوار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا یہ تو اللہ نے تمہیں خوشی سنائی تا کہ اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد اللہ ہی کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔تا کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک کر ڈالے یا انہیں ذلیل فرمائے اور وہ ناکام لوٹ جائیں۔اس معاملہ میں آپ کا کچھ اختیار نہیں' یا تو اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے یا سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

فرشتے جنگ بدر میں شامل تھے یا احد میں: (۱۲۴۔۱۲۵) جنگ بدر کے موقع پر اللہ نے مسلمانوں کی خصوصی مدد فرمائی اسی کا یہاں بیان ہے کہ فرشتے جنگ بدر میں شامل ہوئے بدر کے دن مسلمانوں کو خبر ملی کہ کرز بن جابر مشرکوں کو کمک بھیج رہا ہے۔ یہ سن کر مسلمان دلگیر ہوئے اس پر یہ دو آیتیں اتریں ربیع بن انس فرماتے ہیں شروع میں ایک ہزار سے پھر ۳ ہزار سے اور پھر پانچ ہزار سے

مدد کی گئی

یہاں ایک ہزار کی صراحت میں یا پانچ ہزار کی صراحت کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں لفظ مُرْدِفِيْنَ بھی ہے یعنی یکے بعد دیگرے آنے والے۔ بظاہر فرشتے جنگ بدر میں شامل ہوئے ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس روز اللہ کے رسول ﷺ کے پاس فرشتے اون پہن کر آئے تھے' ان کی دیکھا دیکھی آپ نے اور صحابہ نے بھی اپنی اور اپنے گھوڑوں کی وہی نشانی مقرر فرمائی اس روز فرشتے جنگی لباس میں تھے اور پگڑیاں باندھے ہوئے تھے۔ جنگ بدر میں سیاہ اور جنگ حنین میں سفید یا سرخ پگڑیاں تھیں جن کا شملہ پشت پر چھوٹا ہوا تھا۔

(۱۲۶) یعنی فرشتوں کو تمہارا دل خوش کرنے اور اطمینان وبشارت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ورنہ مدد تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اگر اللہ چاہے تو تمہارے دشمنوں کو تمہاری جنگ کے بغیر ہی غارت کر دے اسے اس بات کی ضرورت نہیں کہ تم لڑو اور تمہاری مدد کو فرشتے آئیں۔ چنانچہ اللہ نے مسلمانوں کو جنگ کا حکم دے کر فرمایا ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ (محمد ۴۷:۴) اگر اللہ چاہے تو ان سے خود ہی بدلہ لے لے لیکن جنگ کا حکم اس لئے ہے کہ بعض سے بعض کو آزمایا جاتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جائیں گے اللہ ان کے عمل ہرگز ضائع نہ ہونے دے گا۔ پھر فرمایا کہ اللہ سب پر غالب ہے ظاہر ہے جو ذات سب پر غالب ہے وہ اپنے دوستوں ہی کو اونچا رکھے گی اور فتح وشکست بھی حکمت پر موقوف ہے اگر کبھی دوستوں کو شکست بھی ہو جائے تو اس میں اللہ کی کوئی گہری حکمت کارفرما ہوگی۔

(۱۲۷) جہاد کا اس لیے حکم ہے کہ اللہ کے ہر فیصلہ میں ایک حکمت کارفرما ہے مثلاً یہ بھی حکمت ہے کہ جہاد سے کافر ہلاک یا ذلیل وخوار یا ناکام ونامراد ہوں۔ (۱۲۸) یعنی آپ کے اختیار میں کچھ نہیں سب کچھ ہمارے اختیار میں ہے۔ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ (رعد ۱۳:۴۰) آپ کے ذمہ تو پیغام رسالت پہنچا دینا ہے پھر ہم خود نمٹ لیں گے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ (بقرہ ۲:۲۷۲) آپ کے ذمہ لوگوں کی ہدایت نہیں اللہ جسے چاہے ہدایت دے (۳) اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (قصص ۲۸:۵۶) آپ جسے ہدایت پر لانا چاہیں نہیں لا سکتے ہاں جسے اللہ چاہے ہدایت دے یہاں بھی یہی فرمایا کہ آپ کو کچھ اختیار نہیں آپ تو ہمارا صرف پیغام پہنچا دیں' آگے اللہ کو اختیار ہے خواہ اللہ ان کی توبہ قبول فرما کر گمراہی کے بعد انہیں ہدایت دے یا ان کے کفر وجرائم پر دنیا اور آخرت میں سخت پکڑ لے۔ کیونکہ یہ ظالم اسی کے حق دار ہیں۔

(۱۲۹) یعنی دینا والوں پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور سب اسی کے غلام ومخلوق ہیں وہ مختار کل ہے اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا۔ نہ اس کے کسی قول وفعل پر کوئی چون وچرا کر سکتا ہے مگر وہ ہر ایک سے حساب لے گا اور جو اس کی طرف نادم ہو کر بڑھیں گے ان کے حق میں بڑا ہی رحیم وکریم ہے۔ اللہ کے نبی کو بھی اللہ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں زخمی کرنے والوں کو توبہ کی دعوت وقبولیت کی بشارت دیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ ۭ

اے ایمان والوں کئی حصہ بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈر جاؤ تا کہ فلاح پاؤ اور اس آگ سے ڈر جاؤ جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کی برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے' جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ مخلصوں کو محبوب رکھتا ہے اور جب وہ بے حیائی کر گذریں اور اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں تو انہیں فوراً اللہ یاد آ جاتا ہے اور اپنے گناہوں پر استغفار کرنے لگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہ بخش سکتا ہے اور وہ جانتے بوجھتے اپنے برے کاموں پر اڑ تے نہیں۔ انہیں کی جزا ان کے رب کے پاس والی بخشش ہے اور وہ بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نیک عمل والوں کا کتنا بہترین اجر ہے۔

مطلق سود کی حرمت: (۱۳۰) اللہ نے مسلمانوں کو سودی معاملات سے اور مطلق سود کھانے سے منع فرمایا سود کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ عہد جاہلیت میں جب قرض کی مدت گذر جاتی اور مقروض قرض ادا نہ کرتا تو قرض دینے والا مدت بڑھا دیتا اور مقروض پر قرض کا اضافہ ہی ہوتا رہتا تھا کیونکہ روپیہ سود در سود کی صورت میں بڑھتا رہتا اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی کہ تھوڑا سا قرض بھی بہت بن جاتا (آج کل بھی سودی معاملات قریب قریب اسی طرح کے ہیں اور مسلمان بھی سود در سو بے خوف ہو کر لیتے دیتے ہیں اور بہانہ یہ کر لیتے ہیں کہ تجارت کا مدار ہی سود پر ہے اللہ ایسے کاروبار سے بچا لے جس میں سود لینا دینا پڑے)۔ اللہ نے فرمایا سودی معاملات سے ڈر جاؤ تا کہ دنیوی اور اخروی کامرانی نصیب ہو۔ (۱۳۱) شرعی قوانین و احکام کی بے حرمتی کرنے والوں کو جہنم سے ڈرایا گیا جو کافروں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے خواہ اعتقادی کافر ہوں یا عملی (۱۳۲) یعنی اللہ کی مہربانی کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی خوشی خوشی پوری سرگرمی سے اطاعت کی جائے۔ (۱۳۳) یعنی نیکیوں کی طرف اڑ کر جاؤ اور اللہ کی رضا کے کاموں میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جنت اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے اور جہنم نہ ڈرنے والوں کے لئے ہے۔ جنت بے حد فراخ ہے جب اس کا عرض آسمانوں اور زمین کی برابر ہے تو لمبائی کیا کچھ ہوگی۔

جنت کے فرش کے بارے میں فرمایا بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (رحمٰن ۵۵:۵۴) اس کا استر ریشمی ہوگا۔ جب استر ریشمی ہوگا تو ابرا کیا کچھ نہ ہوگا۔

اللہ کی راہ میں خرچ وضبط غصہ اہل جنت کی صفت ہے: (۱۳۴) یعنی جنتی ہر حال میں خواہ خوش ہوں یا مغموم' تندرست ہوں یا بیمار اور مالدار ہوں یا نادار برابر اللہ کی راہ میں حسب حیثیت خرچ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ (بقرہ ۲:۲۷۴) جو دن رات چھپا کر اور ظاہر کر کے خرچ کرتے ہیں انہیں کوئی کام اللہ کی اطاعت ورضا کی جگہ مال خرچ کرنے سے نہیں روکتا' یہ رفاہ عام کے کاموں پر' لوگوں کے ساتھ حسن سلوک پر اور ہر قسم کی نیکیوں پر اپنا مال صرف کرتے رہتے ہیں۔ غصہ پی جاتے ہیں لوگوں کی برائیوں اور زیادتیوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ غصہ میں اپنے سے باہر ہونا تو درکنار غصہ ظاہر بھی نہیں ہونے دیتے اور قدرت کے باوجود انتقام نہیں لیتے۔ اللہ فرماتا ہے اے انسان غصہ میں مجھے یاد کر لیا کر جب مجھے غصہ آئے گا تو تو مجھے بھی یاد آ جائے گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ میں تجھے ہلاک نہیں کروں گا (ابن ابی حاتم)۔

جس نے قدرت کے باوجود غصہ پی لیا اللہ اس کا سینہ امن وایمان سے بھر دے گا (عبدالرزاق) غصہ پینا یعنی انتقام نہ لینا اور لوگوں کو اپنی برائی سے بچا کر اللہ سے اجر کی امید رکھنا۔

معاف کر دینا بھی جنتی کی صفت ہے: یعنی وہ زیادتی کرنے والوں کو معاف کر دیتے ہیں اور دلوں میں کدورت نہیں رہنے دیتے۔ یہ کمال درجہ کا احسان ہے اسی لئے فرمایا کہ اللہ مخلصوں کو دوست رکھتا ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں تین چیزوں کی ذمہ داری پر قسم کھاتا ہوں' صدقہ سے مال نہیں گھٹتا' معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے اور اللہ عاجزی کرنے والوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ (۲) جسے اپنی عزت میں زیادتی اور مراتب میں بلندی اچھی معلوم ہو وہ ظالموں کو معاف کر دے نہ دینے والوں کو دے اور قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے۔ (۳) قیامت کے دن ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا معاف کرنے والے کہاں ہیں اپنے رب کے پاس آ کر اپنا اپنا انعام لے جائیں۔

توبہ کا بیان: (۱۳۵) اگر ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اللہ سے ڈر جاتے ہیں اور فوراً توبہ واستغفار کرنے لگتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ایک شخص گناہ کر کے کہتا ہے' اے رب مجھ سے گناہ ہو گیا اسے معاف فرما دے' اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے سے گناہ ہو گیا اور اسے معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے' میں نے اپنے بندے کو بخش دیا' پھر دوسرا گناہ ہو جاتا ہے اور پھر نادم ہو کر کہتا ہے اے رب مجھ سے گناہ ہو گیا معاف فرما دے اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا' پھر اس سے تیسری بار گناہ ہو جاتا ہے اور شرمندہ ہو کر کہتا ہے کہ اے رب مجھ سے قصور ہو گیا معاف فرما دے' اللہ فرماتا ہے میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف فرما دیتا ہے اور پکڑ بھی لیتا ہے فرشتو گواہ رہو میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا' اب وہ جو چاہے کرے (الف' ق ہم معنیٰ)۔ معلوم ہوا کہ جن گناہوں کے بعد توبہ کر لی جاتی ہے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کثرت گناہ سے مایوس نہیں ہونا چاہیے "اب وہ جو چاہے کرے"

گناہ پر اصرار گناہ کبیرہ ہے: پھر فرمایا گناہوں پر اڑتے نہیں فوراً توبہ کر لیتے ہیں اور گناہ سے باز آ جاتے ہیں یہ نہیں کہ اس پر

جمے رہیں اور اسے چھوڑیں ہی نہیں اگر ان سے بار بار گناہ ہو جائیں تو توبہ کر لیتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے استغفار کر لیا اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا گو ایک دن میں ستر بار گناہ کیوں نہ کیا ہو (دت' ابویعلی بزار) پھر فرمایا انہیں' یہ بھی معلوم ہے کہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ فرمایا اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا (توبہ ۹: ۱۰۴) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (۲) وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا (نساء ۴: ۱۱۰) جس نے برائی کی یا اپنے اوپر ظلم کیا پھر اللہ سے دعائے مغفرت کر لی تو وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے منبر پر فرمایا تم لوگوں پر رحم کرو اللہ تم پر رحم فرمائے گا (الف) تم لوگوں کے قصور معاف کرو اللہ تمہارے قصور معاف فرمائے گا۔ بری باتوں والوں کے لئے اور گناہوں پر اڑنے والوں کے لئے خرابی ہے جو اپنے گناہوں پر جمے رہتے ہیں حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ اللہ توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(۱۳۶) یعنی مذکورہ بالا اوصاف والوں کی جزا رب کی بخشش اور جَنّٰتُ عَدْنٍ ہیں جن میں قسم قسم کی نہریں جاری ہیں اور جہاں جا کر وہ ابدی زندگی پالیں گے۔ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ سے جنت کی تعریف نکلی' یعنی نیک لوگوں کا صلہ بہت ہی عمدہ ہے جو جنت ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ
وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا
يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ
تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ
تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ ع ۵

تم سے پہلے بھی اس طرح کے واقعات گذر چکے ہیں' زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا حشر ہوا' یہ لوگوں کے لئے بیان وہدایت ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے' تم سست نہ پڑو اور غم نہ کھاؤ تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اگر تم زخمی ہو

گئے ہو تو دشمن بھی اسی طرح زخمی ہو چکا تھا' ہم یہ دن لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں تا کہ اللہ ایمان والوں کو ممتاز کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت نصیب فرمائے۔ اللہ ظالموں سے محبت نہیں فرماتا اور تا کہ اللہ مومنوں کو نکھار دے اور کافروں کو مٹا دے کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جب کہ ابھی اللہ نے یہ معلوم نہیں فرمایا کہ تم میں سے کون لڑنیوالے ہیں اور کون ثابت قدم رہنے والے' اس سے پہلے تو تم موت کے خواہشمند تھے لہذا اب تم نے اسے اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ لیا۔

مسلمانوں کو تسلی: (۱۳۷) میدان احد میں ۷۰ مسلمان شہید ہوئے اور کثرت سے زخمی ہوئے۔ اللہ انہیں تسلی دے رہا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں یہ سلسلہ تو پہلے ہی سے چلا آ رہا ہے تم سے پہلے جنھوں نے انبیاء کی اتباع کی اور ان کے دین میں شامل ہوئے سب کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا لیکن اخیر میں کامیابی مومنوں ہی کو ہوئی اسی لئے فرمایا کہ ذرا دنیا کی سیر تو کر دیا جاننے والوں سے معلوم کرو کہ بے ایمانوں کا کیسا برا انجام ہوتا ہے ان کا نام ونشان تک مٹا دیا جاتا ہے اور وہ محض افسانہ رہ جاتے ہیں۔

قرآن کی خوبیاں: (۱۳۸) یعنی قرآن تمام باتیں صاف صاف بیان کرتا ہے اور یہ بھی کہ پہلی قوموں کا کیا حال ہوا' مومنوں کے مقابلہ پر بے ایمان کس طرح مارے گئے اور مومنوں کو کیسا کیسا عروج نصیب ہوا اس قرآن میں تمہارے دلوں کے لئے ہدایت ہے یہ حرمتیں قائم رکھنے اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے اور اللہ کی نافرمانیوں سے ڈراتا دھمکاتا ہے۔

فتح کی بشارت: (۱۳۹) یعنی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا گھبراؤ نہیں فکر نہ کرو اور جہاد میں سستی نہ کرو۔ اگر تم میں ایمان ہے تو فتح وکامرانی تمہارے ہی قدم چومے گی اور تمہارے دشمن تباہ وبرباد ہوں گے۔

ہزیمت کی حکمت: (۱۴۰) یعنی شہداء اور زخمیوں کا غم نہ کرو میدان بدر میں تم بھی تو اپنے دشمن کو قتل کر چکے ہو اور انہیں زخمی کر چکے ہو۔ دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ اس بار دشمن کی باری تھی اور تمہاری ہزیمت میں بھی ہماری حکمت کارفرما ہے لیکن انجام بخیر تمہارا ہی ہے تم ہی جیتو گے۔ حکمت یہ ہے کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ کون دشمن کے مقابلہ پر صبر کرتا ہے اور کون نہیں۔ اللہ کو ظالموں اور بے ایمانوں سے محبت نہیں بظاہر ان کی کامیابی سے یہ نہ سمجھو کہ اللہ کو ان سے محبت ہے' نہیں بلکہ فتح بھی ان کے لئے باعث شکست ہے کیونکہ وہ اس پر اترائیں گے اور غرور کی وجہ سے برباد ہوں گے۔ اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہی ہے۔ معلوم کرانا ہے مومنوں کو تا کہ دھوکہ میں نہ رہیں نیز یہ بھی معلوم کرانا مقصود ہے کہ کون جان قربان کر کے اپنی جاں نثاری کا ثبوت دیتا ہے اور شہادت کا مرتبہ علیا حاصل کرتا ہے اور کون نہیں۔ (۱۴۱) نیز یہ بھی حکمت ہے کہ مومن نکھر آئیں گے اگر وہ گنہگار ہیں تو ان کے گناہ مٹ جائیں گے ورنہ ان کے درجے بلند ہوں گے۔ جس قدر سخت مصیبت ہوتی ہے صبر پر اتنا ہی درجہ بلند ہوتا ہے اور کافروں کو مٹانا مقصود ہے کہ فتح پر اترا کر پھول جائیں گے اور اللہ کو بھول جائیں گے اور یہی تکبر وغرور انہیں لے ڈوبے گا۔

جنت قربانی مانگتی ہے: (۱۴۲) یعنی کیا تم نے مصائب جنگ میں مبتلا ہوئے بغیر ہی گمان کر لیا کہ تمہیں جنت مل جائے گی' فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا (بقرہ۲:۲۱۴) کیا پہلوں کی طرح تنگی' ترشی اور مصائب میں مبتلا ہوئے بغیر تم نے گمان کر لیا ہے کہ تمہیں جنت مل جائے گی؟ (۲) الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ (عنکبوت۲۹:۱۔۳) کیا لوگوں نے خیال کر لیا ہے کہ ایمان لا کر فتنوں میں مبتلا کئے بغیر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ (۱۴۳) اس سے پہلے تمہاری دلی آرزو تھی کہ دشمن سے لڑ کر دل کے ارمان نکالو' اللہ نے تمہاری

مرادیں پوری کیں اب غم کی کیا بات ہے جم کر لڑو مورچوں پر ڈٹے رہو اور صبر و حوصلہ کے ساتھ دشمن کو اپنی مردانگی کے جوہر دکھاتے رہو۔ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا دشمن سے بھڑ جانے کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگتے رہو لیکن جب بھڑے بغیر چارہ ہی نہ ہو تو پھر صبر کے ساتھ ڈٹے رہو۔ یقین مانو تلوار کے سایہ میں جنت ہے اسی وجہ سے فرمایا گیا کہ اب تو تم نے موت کا مشاہدہ کر لیا تلواریں سونت لی گئیں' تیروں کی بارش ہو رہی ہے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں حق و باطل دست و گریبان ہیں اور سب نے جان و دھڑ کی بازی لگا رکھی ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ
مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ
فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ
تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾
وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَھُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾
وَمَا كَانَ قَوْلَھُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا
فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىھُمُ اللّٰهُ
۱۵ ع ۶ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

اور محمد ﷺ تو صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر گئے' اگر آپ فوت ہو جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر جائیں گے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑیں گے۔ کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر مر ہی نہیں سکتا' موت کا ایک مقرر وقت لکھا ہوا ہے اور جو دنیوی ثواب چاہے گا ہم اسے دنیا میں سے کچھ دے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے گا ہم اسے بھی دنیا میں سے دے دیں گے اور جلدی ہی شکر گذاروں کو بدلہ دیں گے' بہت سے نبیوں کے ساتھ بڑی تعداد میں اللہ والے لڑے ہیں پھر انہیں اللہ کی راہ میں جو کچھ مصیبت پہنچی اس سے نہ وہ سست پڑے نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے' اور اللہ کو صبر کرنے والوں سے محبت ہے انہوں نے بجز اس کے کچھ نہیں کہا۔ کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیاں معاف فرما' ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہمیں کافروں پر مدد عطا فرما' آخر کار اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی عطا فرمایا اور آخرت کا بھی بہترین ثواب دیا۔ اور اللہ مخلصوں کو جانتا ہے۔

میدان احد میں شہادت رسول ﷺ کی افواہ: (۱۴۴) میدان احد میں جب مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو شیطان نے یہ افواہ اڑا دی کہ اللہ کے رسول ﷺ مارے گئے ابن قمیہ تمام میدان میں چکر لگاتا ہوا یہ افواہ اڑا رہا تھا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کیا ہے حالانکہ اس کے حملہ سے محض آپ ﷺ کے سر میں زخم آئے تھے' یہ افواہ سن کر مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا اور ان کے دل تھوڑے ہونے لگے۔ صحابہ نے اس افواہ پر اس لئے یقین کر لیا کہ قرآن میں انبیاء کے قتل کے واقعات ہیں اس لئے آپ کے قتل کا بھی امکان ہے یہ سوچ کر ان کے دل چھوٹ گئے' چہرے زرد پڑ گئے' سستی پیدا ہو گئی جنگ کرتے کرتے رک گئے اور بدحواسی طاری ہو گئی اس پر یہ آیت اتری یعنی جو حال تمام نبیوں کا ہوا وہی حال آپ کا بھی ہونا ہے۔ اس سے اللہ کے دین پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ابونجح ایک مہاجر ایک انصاری کے پاس سے جو خون میں لت پت ہے گذرتا ہے کہتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید ہو گئے' انصاری جواب دیتا ہے کہ اگر اللہ نہ کرے آپ شہید ہو بھی گئے تو آپ تو تبلیغ رسالت سے سبکدوش ہو گئے اب تم اپنے دین کی حمایت میں لڑو اور آپ کی طرح تم بھی دین کی راہ میں شہادت کا امتیازی درجہ حاصل کرو اس پر یہ آیت اتری اللہ نے ہمت ہارنے والوں کی مذمت فرمائی کہ اگر اللہ نہ کرے آپ فوت ہو بھی گئے تو کیا تم اللہ کے دین سے پھر کر بے دینی اختیار کر لو گے اگر ایسا کرو گے تو اللہ کا کیا بگاڑو گے اپنا ہی کچھ بگاڑ لو گے ہاں جو اللہ کے دین پر قائم ہیں' حمایت دین میں نبرد آزما ہیں اور رسول کے پیروکار ہیں خواہ رسول زندہ رہے یا سدھار جائے انہیں ان کے نیک عملوں کی جزا ملے گی وہ احسان مانتے ہیں احسان فراموش نہیں وہ نعمت دین کے قدردان ہیں اور اس پر جانیں چھڑکتے ہیں (دلائل النبوت' صحاح' مسانید' وسنن)۔ جب رحمت عالم ﷺ سدھار گئے تو ابوبکرؓ نے لوگوں کو یہی آیت پڑھ کر سنائی تھی۔

موت کا مقرر وقت ہے: (۱۴۵) یعنی ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے جب تک کوئی مقررہ مدت پوری نہیں کر لیتا ہرگز نہیں مرتا۔ اسی وجہ سے فرمایا اس کی مقررہ مدت (عمر) لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا مَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ (فاطر ۳۵:۱۱) کوئی شخص بڑی عمر نہیں پاتا اور نہ کسی کی عمر گھٹتی ہی ہے مگر کتاب میں ہے یعنی ہر ایک کی عمر خواہ زیادہ ہو یا تھوڑی لکھی ہوئی ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ (۳) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ (انعام ۶:۲) اللہ ہی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مقررہ مدت عمر طے کی جو اس کے پاس لکھی ہوئی ہے' اس آیت میں نامردوں اور بزدلوں کو جنگ کی ترغیب ہے کیونکہ جنگ میں پیش قدمی سے یا رکنے سے عمر میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا جس کا عمل دنیا کے لئے ہوتا ہے اسے مقدر کے موافق دنیا مل جاتی ہے مگر آخرت میں اسے کچھ نہیں ملتا' اور جس کا عمل آخرت کے لئے ہوتا ہے اللہ اسے حسب مقدر دنیا بھی دیتا ہے اور آخرت تو ہے ہی اسی کی۔ فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ (شوریٰ ۴۲:۲۰) جو شخص آخرت کی کھیتی کا جویا ہے ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے دنیا میں سے کچھ دے دیں گے مگر اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ (۲) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ (اسراء ۱۷:۱۸) جو شخص جلدی والی چیز (دنیا) چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے جس قدر چاہیں گے جلدی دے دیں گے پھر اس کے لئے جہنم مقرر کر دیں گے جس میں وہ ذلیل کر کے جھونک دیا جائے گا اور جو آخرت چاہتا ہے' اس کی پوری پوری کوشش کرتا ہے اور اس کا اس پر ایمان بھی ہے تو ایسوں کی کوششوں کی قدر کی جائے گی۔

مسلمانوں کو دلاسا: (۱۴۶) مسلمانوں کا ملال دور کرنے کے لئے اللہ نے فرمایا کہ غم و فکر نہ کرو اور غور کرو کہ اب سے پہلے کتنے

انبیاء اور ان کے ساتھ اللہ والے شہید ہوئے۔

(۱۴۷) یعنی اللہ والے جنگ کے وقت اپنی ثابت قدمی اور گناہوں سے معافی کی دعائیں مانگتے رہے اور صبر و ثبات کے خواستگار رہے۔ (۱۴۸) آخر فتح وظفر نے ان کے قدم چومے اللہ کی مدد سے کامیاب ہوئے اور آخرت کا بہترین ثواب بھی لوٹا کیونکہ اللہ کو مخلصوں سے محبت ہے ناقدروں سے نہیں (معلوم ہوا کہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں کے لئے دین بھی ہے اور دنیا بھی کاش لوگ نعمت اسلام کی قدر پہچانیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُم مِّن بَعْدِ مَا أَرَاكُم مَّا تُحِبُّونَ ۚ مِنكُم مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۖ وَلَقَدْ عَفَا عَنكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٥٢﴾ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾

اے ایمان والو اگر تم کافروں کا کہنا مان لو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں پھیر دیں گے پھر تم گھاٹے میں پڑ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بہترین مددگار ہے۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ان ظالموں کے ٹھہرنے کی بری جگہ ہے اور اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ جبکہ تم انہیں اللہ کے حکم سے کاٹ رہے تھے حتی کہ جب تم پھسل گئے اور معاملہ میں جھگڑا کر بیٹھے اور نافرمانی کرنے لگے جبکہ اللہ نے تمہیں وہ چیز دکھا دی تھی جو تمہیں محبوب تھی۔ تم میں سے بعض تو دنیا چاہتے تھے اور بعض آخرت پھر اللہ نے تم کو ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور اس نے تمہیں معاف بھی فرما دیا اور اللہ ایمان والوں کے حق میں بڑے فضل والا ہے جبکہ تم چلے جا رہے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر دیکھتے بھی نہ تھے اور نبی تمہیں تمہارے پچھلوں میں بلا رہے تھے آخر کار اللہ نے

تمہیں غم پر غم پہنچایا تاکہ جو فوت ہو گیا اس پر غم نہ کھاؤ اور جو تکلیف پہنچی اس پر پریشان نہ ہو اور اللہ تمہارے عملوں سے خوب واقف ہے۔

کافروں کی اطاعت باعث ہلاکت ہے: (۱۴۹) یعنی کافروں کی بات ماننا' دنیا اور آخرت کی بربادی کا سبب ہے وہ تمہیں مرتد کر دیں گے اور تم گھاٹے میں پڑ جاؤ گے کیونکہ ان کی تو دلی تمنا ہے کہ تم مرتد ہو جاؤ اور اسلام چھوڑ بیٹھو۔

اللہ مسلمانوں کا دوست ہے: (۱۵۰) یعنی اللہ ہی کا حکم مانو اسی کی اطاعت کرو اسی سے محبت کرو اسی سے مدد مانگو اور اسی پر بھروسہ رکھو وہی تمہارا کارساز و ناصر ہے۔

کافروں پر مسلمانوں کا رعب: (۱۵۱) مسمانوں کو بشارت ہے کہ اللہ ان کے دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب ڈال دے گا۔ رعب پڑنے کا سبب کفر و شرک ہے جس کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں اور آخرت میں شرک کی بڑی سخت سزا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے خاص طور سے پانچ چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں' ایک مہینے کی مسافت سے دشمن پر میرا رعب پڑ جاتا ہے۔ زمین میرے لئے مسجد و پاک بنا دی گئی' میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا' مجھے شفاعت کبریٰ ملی' اور پہلے نبی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے لیکن میں عام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں (ق) (۲) مجھے اللہ نے انبیاء پر یا قوموں پر برتری دی میں سب کا رسول ہوں میرے لئے اور میری امت کے لئے ساری زمین پاک و مسجد بنا دی گئی' کوئی مسلمان جہاں نماز کا وقت پالے اگر وہاں پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ دشمن پر ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی اور میرے لئے مال غنیمت حلال ہوا۔ (ت' ابن ابی عدی)

فرشتے احد میں آئے: (۱۵۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے مدد کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا' اس آیت سے یہ بات متعین ہو گئی کہ فرشتے جنگ احد میں آئے تھے کیونکہ دشمن کی فوج تین ہزار جنگجو نوجوانوں پر شامل تھی جب مقابلہ ہوا تو صبح صبح مسلمانوں کو کامیابی ہوئی اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا لیکن جب تیر اندازوں کی غلطی سے خالد اپنا دستہ لے کر ٹوٹ پڑے اور کچھ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو ایفائے وعدہ امداد میں اس لئے دیر ہوئی کہ وہ ثابت قدمی اور طاعت کے ساتھ مشروط تھا۔ تَحُسُّوْنَهُمْ یعنی تم انہیں کاٹ رہے تھے۔ فشل سے بزدلی مراد ہے پھر فرمایا تم نے جھگڑا کیا اور رسول کی نافرمانی کی (جب مسلمانوں کو اول اول فتح نصیب ہوئی اور وہ مال غنیمت لوٹنے میں لگ گئے تو ان پچاس تیر اندازوں میں جنہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک گھاٹی پر متعین فرما دیا تھا اختلاف ہو گیا۔ اکثر بولے اللہ کے رسول ﷺ کا فتح کے وقت تک اس کی نگرانی کا حکم تھا اب ہمیں بھی مال غنیمت لوٹنے میں شامل ہو جانا چاہیے لیکن بعض لوگوں نے کہا نہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اس درے پر متعین فرما دیا ہے اب تا حکم ثانی ہم یہاں سے نہ ہٹیں گے چنانچہ اس گھاٹی پر چند سوار رہ گئے اور باقی مال لوٹنے میں لگ گئے خالد نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور ان چند جاں باز مجاہدوں کو موت کے گھاٹ اتار کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا' مسلمان بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کی فتح شکست سے بدل گئی) پھر فرمایا کہ تم میں سے بعض دنیا کے طلب گار تھے اور بعض آخرت کے یعنی جو تیر انداز گھاٹی سے ہٹ کر امیر کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مال غنیمت لوٹنے میں لگ گئے وہ طالب دنیا تھے اور جو گھاٹی پر جمے رہے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے وہ آخرت کے طالب تھے' اس اختلاف کا یہ افسوسناک نتیجہ نکلا کہ اللہ نے دشمن کو تم پر لوٹا دیا تاکہ تمہارا امتحان ہو جائے۔ اللہ نے

تمہیں معاف فرما دیا یعنی اللہ نے تمہارا یہ قصور معاف فرما دیا ورنہ دشمن کی تعداد زیادہ تھی وہ تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکتے اور اللہ بڑا ہی فضل والا ہے اسی نے پھر شکست کے بعد تمہیں بچا لیا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ الخ اس آیت میں تیر انداز مراد ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں ایک گھاٹی پر متعین فرما دیا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ ہماری پشت محفوظ رکھو‘ اگر تم ‘ ہمیں قتل ہوتے دیکھو تو ہماری مدد کو نہ آنا اور اگر مال لوٹتے دیکھو تو بھی ہمارے پاس آ کر اس میں شریک نہ ہونا آخر کار جب مشرک میدان سے بھاگ گئے اور مسلمان مال لوٹنے میں مصروف ہو گئے تو اکثر تیر انداز مال غنیمت لوٹنے کے لئے گھاٹی چھوڑ کر آ گئے ادھر مشرکوں نے کھائی کو خالی پا کر پیچھے سے حملہ کر دیا اس اچانک حملہ نے فتح کو شکست سے بدل دیا ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے رحمۃ اللعالمین شدید زخمی ہوئے۔ سید الشہداء حمزہ اسی میں شہید ہوئے مشرکوں نے ان کی لاش بگاڑ دی یعنی ناک کان اور اعضاء تناسل کاٹ دیئے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ کو بہت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۵۳) حق تعالیٰ نے تمہیں مشرکوں سے اس وقت پھیرا جب تم دشمنوں سے بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اور خوف و دہشت سے پیچھے مڑ کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہے تھے‘ اس وقت تم اللہ کے نبی کو میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور آپ تم کو آواز دے کر فرما رہے تھے کہ بھاگو نہیں واپس آ جاؤ اور ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ یعنی جب مسلمانوں پر مشرک لاعلمی میں ٹوٹ پڑے اور انہیں شکست دے دی تو کچھ مسلمان تو بھاگ کر مدینہ پہنچ گئے اور کچھ پہاڑ پر جا کھڑے ہوئے۔ آپ مسلمانوں کو یہ کہہ کر آواز دے رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو میرے پاس آ جاؤ اسی وجہ سے اللہ نے ان کا پہاڑ پر چڑھنا اور نبی کا بلانا بیان فرمایا ہے۔ اس وقت رحمت عالم ﷺ کے پاس صرف بارہ صحابی رہ گئے تھے (الف البیہقی)

صدیقہؓ فرماتی ہیں جب کبھی ابو بکرؓ احد کا قصہ چھیڑتے تو فرمایا کرتے تھے کہ اس روز فضیلت کا سہرا طلحہؓ کے سر ہے جب میں لوٹ کر آتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص رحمت عالم ﷺ کی حمایت میں جان دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے۔ میں نے دعا مانگی یا اللہ یہ طلحہؓ ہوں۔ چنانچہ آپ ہی نکلے‘ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میری ہی قوم کا آدمی ہے۔ میرے اور کافروں کے درمیان ایک اور شخص تھا جو اپنے بے پناہ حملوں سے ان کے دانت کھٹے کر رہا تھا میں نے غور سے دیکھا تو ابو عبیدہؓ تھے۔ جب میں نے رحمت عالم ﷺ کو غور سے دیکھا تو اندوہناک سانحہ دیکھا آپ کے سامنے کے دانت شہید ہو گئے ہیں‘ رخ انور سے خون جاری ہے اور جبین مبارک میں خود کی دو کڑیاں گھسی ہوئی ہیں‘ یہ دیکھ کر میں آپ کی طرف لپکا مگر آپ نے فرمایا۔ طلحہؓ کی خبر لو۔ میں نے ان دونوں کڑیوں کو نکالنا چاہا مگر ابو عبیدہؓ نے مجھے قسم دے کر روک دیا اور خود آئے اور یہ خیال کر کے ہاتھ سے نکالنے میں تکلیف زیادہ ہو گی۔ دانتوں سے پکڑ کر اور جھٹکا دے کر ایک کڑی نکال لائے لیکن ان کا دانت بھی ٹوٹ گیا پھر میں نے دوسری کڑی نکالنی چاہی مگر انہوں نے قسم دے کر مجھے روک دیا اور دوسری کڑی بھی کھینچ لائے اس دفعہ بھی ان کے دانت ضائع ہوئے‘ پھر ہم طلحہؓ کے پاس گئے ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تھے اور انگلیاں کٹ گئیں تھیں ہم نے ان کی مرہم پٹی کی۔ فرمایا پھر تمہیں غم پر غم پہنچا بھائی بند قتل ہوئے دشمن غالب آیا اور نبی ﷺ کے قتل کی افواہ کا دلوں پر الگ صدمہ ہوا (ابن اسحاق) پہلا غم ہزیمت و قتل نبی کی خبر اور دوسرا غم مشرکوں کا پہاڑ پر چڑھ جانا اور آپ کا یہ دعا مانگنا کہ اے اللہ مشرکوں کو ہم سے اونچا ہونا لائق نہیں۔ ان میں سب سے زیادہ سنگین اور کمر توڑ دینے والا غم قتل پیغمبر ﷺ کی افواہ تھی۔ اور اس کے بعد دشمن کے چھا جانے اور غلبہ پا جانے کا غم جبکہ اپنی فتح وہ اپنی

آنکھوں سے دیکھ چکے تھے مگر جب نبی ﷺ کے حکم کے خلاف کیا تو اللہ نے فتح کو شکست سے بدل دیا مال غنیمت بھی ہاتھ سے گیا اور ستر صحابہ شہید ہو گئے اور بے شمار زخمی ہوئے یہ سارے غم یکے بعد دیگرے لاحق ہوئے۔ فرمایا تاکہ غنیمت و فتح کے فوت ہو جانے پر غم نہ کھاؤ اور قتل و جراحت سے کبیدہ خاطر نہ ہو۔ پھر فرمایا اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے' اللہ پاک ولائق حمد و ثناء ہے اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور وہی جلال و بلندی والا ہے۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع

پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد چین بھیجا' یعنی اونگھ جو تم میں سے ایک گروہ پر تو چھائی ہوئی تھی اور ایک گروہ کو اپنی جانوں ہی کی فکر تھی جو اللہ پر جھوٹے اور جاہلانہ گمان تراش رہے تھے کہہ رہے تھے کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے کہہ دیجئے سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں۔ یہ وہ باتیں دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں جنہیں آپ پر ظاہر نہیں ہونے دیتے یہ کہتے ہیں اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں مارے نہیں جاتے' کہہ دیجئے اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ گھروں سے نکل نکل کر اپنی قتل گاہوں میں آ جاتے اور تاکہ اللہ تمہیں ان باتوں سے آزمائے جو تمہارے سینوں میں ہیں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے نکھار دے اور اللہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے بلاشبہ تم میں سے جو اس دن پھر گئے جس دن دو جماعتوں میں مقابلہ ہوا' ان کے بعض عملوں سے انہیں شیطان ہی نے پھسلا دیا اور اللہ نے انہیں معاف فرما دیا بے شک اللہ بڑی بخشش والا اور انتہائی بردبار ہے۔

لڑائی میں اونگھ رحمت کی علامت: (۱۵۴) اس آیت میں اللہ نے بندوں پر اپنا ایک احسان جتایا ہے کہ ہم نے میدان جنگ میں بھی تمہیں سکون و چین بخشا اور مسلمانوں پر اونگھ چھا گئی۔ مسلمان مسلح ہیں دشمن کے مقابلہ پر ہیں لیکن چین و اطمینان کا یہ عالم

ہے کہ اچانک اونگھ آنے لگتی ہے۔ایسی حالت میں اونگھ آ جانا بے خوفی اور امن و عافیت کی دلیل ہے۔فرمایا اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ (انفال ۸:۱۱) جب اللہ اپنی طرف سے تمہیں چین دینے کے لئے تم پر اونگھ ڈال رہا تھا۔ابوطلحہؓ فرماتے ہیں میں بھی اونگھ والوں میں تھا بار بار میرے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر جاتی تھی اور میں اسے چونک کر اٹھا لیتا تھا (بت' حاکم) غرض جو ایمان وصبر وثبات والے اور کامل بھروسے والے تھے۔انہیں پکا یقین تھا کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی ضرور مدد فرمائے گا ہاں منافقوں کو اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی' ان پر بے حد گھبراہٹ اور خوف و ہراس طاری تھا اور اونگھ بھی نہیں آ رہی تھی یہ اللہ سے جاہلانہ گمان رکھتے تھے جیسا کہ فرمایا بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ (فتح ۴۸:۱۲) بلکہ تم نے تو گمان کر لیا تھا کہ اب رسول اور مسلمان گھروں میں لوٹ کر نہ آ سکیں گے۔منافقوں کے دلوں میں بھی قسم قسم کے وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ اب کوئی دم میں مشرکوں کا غلبہ اور حق و باطل کا فیصلہ ہو جاتا ہے مسلمان برباد ہوئے اب ان کے ابھرنے کی کوئی صورت نہیں' تباہی ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے بچاؤ کی کوئی امید ہی نہیں شک وتردد والوں کا بھی' یہی حال ہوتا ہے انہیں بھی جب کوئی نازک اور اہم معاملہ پیش آتا ہے تو طرح طرح کے فاسد گمان آ گھیرتے ہیں' پھر فرمایا وہ لوگ اس حال میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں ہمارے اختیار میں کچھ نہیں انہیں رسول ﷺ کی زبانی جواب دیا گیا کہ اللہ کے اختیار میں سب کچھ ہے' دلوں میں تو کچھ اور ہے اور ظاہر کچھ اور کرتے ہیں۔دلوں میں تو یہ ہے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہیں کئے جاتے۔زبیرؓ فرماتے ہیں ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تھے جب ہمیں بے حد خوف ہوا تو اللہ نے اونگھ اتار دی' ہر شخص کی ٹھوڑی سینہ سے جا لگی اور سب ہی اونگھنے لگے۔میں معتب بن قشیر کی یہ بات سن رہا تھا جیسا کوئی خواب میں مجھ سے کہتا ہے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے مجھے اس کی یہ بات اب تک یاد ہے اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا اگر تم گھروں میں بھی ہوتے تب بھی جن کے مقدر میں موت تھی وہ باہر آ کر مارے جاتے۔تقدیر سے کون بچ سکتا ہے مقدر کا لکھا تو ضرور پیش آتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ خبیث وطیب کی' مومن ومنافق کی اور سچے اور جھوٹے کی پہچان ہو جائے اور ہر شخص اپنے اقوال وافعال سے ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائے مومن نکھر جائے اور منافق ظاہر ہو جائے اللہ دلوں کے بھیدوں سے اور اندرونی رازوں سے خوب واقف ہے۔

مصائب حکم عدولی کے نتائج: (۱۵۵) اس آیت میں ان سچے مسلمانوں کا ذکر ہے جن سے بہ تقاضائے بشریت ذراسی لغزش ہو گئی تھی۔اس دن جو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے دراصل ان کے پہلے گناہوں کی وجہ سے شیطان نے انہیں ڈگمگا دیا' نہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی حکم عدولی کرتے نہ میدان جنگ سے بھاگتے لڑائی سے بھاگنا حرام ہے مگر یہ حکم عدولی کا وبال تھا کہ لڑائی سے بھاگ کھڑے ہوئے' خیر اللہ نے یہ قصور بھی معاف فرما دیا' اللہ بڑی بخشش والا اور بڑا بردبار ہے اور گناہوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا
ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ
لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى
اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

اے ایمان والو کافروں کی طرح نہ ہونا کہ جب وہ سفر یا جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تا کہ اس سے اللہ ان کے دلوں میں حسرت پیدا کر دے' اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھ رہا ہے' اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی بخشش و رحمت ان کے جمع کئے ہوئے مال سے کہیں بہتر ہے اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ تو اللہ ہی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

کافروں کے عقائد و خیالات کی مشابہت سے ممانعت: (۱۵۶) مومنوں کو کافروں کے عقائد فاسدہ اور خیالات کاسدہ کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں جو سفر میں یا لڑائی میں مر گئے تھے یہ رائے قائم کی تھی کہ اگر گھر میں بیٹھتے تو کیوں مرتے یا مارے جاتے یعنی نہ تجارتی سفر میں مرتے اور نہ لڑائیوں میں مارے جاتے۔ اللہ نے فرمایا ہم نے ان کے دلوں میں یہ عقیدہ اس لئے پیدا کر دیا کہ انہیں اپنے متوفی بھائیوں کا انتہائی قلق اور بے حد ملال ہو' پھر فرمایا کہ ان کا یہ عقیدہ بالکل بے بنیاد ہے۔ زندگی اور موت بلکہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے وابستہ ہے۔ مقدر میں جتنی زندگی ہے اتنی ہی ملے گی۔ اور جس وقت جس بہانہ سے موت آنی ہے اسی وقت اسی بہانہ سے آئے گی۔ نہ کسی کی عمر گھٹتی بڑھتی ہے اور نہ مقرر وقت میں ایک سیکنڈ کی کمی بیشی ہوتی ہے' اللہ کا علم اور اس کی نگاہ ساری مخلوق کو گھیرے ہوئے ہے کسی کا کوئی کام خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ اللہ سے چھپا ہوا نہیں۔

شہادت عین سعادت ہے: (۱۵۷) یعنی اللہ کی راہ میں مر جانا یا مارا جانا تو بڑی سعادت کی بات ہے' اس سے اللہ کی مغفرت' رحمت اور رضا حاصل ہوتی ہے وہ زندگی کس کام کی جو اللہ کے کام نہ آئے اور وہ مال کس مصرف کا جو اللہ کی مغفرت و رضا سے مانع ہو بیکار زندگی سے اور جمع کئے ہوئے مال سے اللہ کی رحمت و مغفرت کہیں بڑھ کر ہے۔

(۱۵۸) یعنی مرنے یا مارے جانے کے بعد سب کا حشر اللہ ہی کے پاس ہوتا ہے اللہ ہر شخص کو اس کے عملوں کی جزا یا سزا دے گا' اچھوں کی آؤ بھگت ہوگی اور بروں پر لعنت و دھتکار ہوگی' اللہ آخرت کی رسوائیوں سے بچائے۔ آمین۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا
مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا
عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ
اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ
يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

النصف

آپ اللہ کی مہربانی سے سب سے زیادہ ان کے لئے نرم دل ہیں اگر آپ تندخو اور سنگ دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس جمع نہ ہوتے' آپ انہیں معاف کر دیجئے ان کے لئے دعائے مغفرت کر دیجئے اور معاملات میں ان سے مشورہ لیجئے' پھر جب آپ پکا ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں اور یقین مانیں کہ اللہ توکل والوں کا دوست ہے اگر اللہ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں ذلیل کرے تو اس کے بعد کون تمہاری مدد کر سکتا ہے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے' چوری کرنا (یعنی مال غنیمت) چھپا کر رکھ لینا) نبی کا کام نہیں جو شخص چوری کرے گا وہ قیامت کے دن مسروقہ مال لے کر آئے گا پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کیا جو شخص اللہ کی رضا کے تابع ہے اس کی طرح ہو جائے گا جو اللہ کا غصہ لے کر لوٹا (نہیں بلکہ) اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے' اللہ کے ہاں لوگوں کے مرتبے ہیں اور وہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر یہ احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے' انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ پہلے کھلی گمراہی میں پھنسے ہوئے تھے۔

رحمت عالم ﷺ بے حد رحیم ونرم دل ہیں: (۱۵۹) یعنی مسلمانوں پر اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے انہیں آپ جیسا نرم دل اور مہربان رسول عطا فرمایا' آپ اپنی امت کے لئے اور اپنے ماننے والوں کے لئے کمال مہربان اور بے حد رحیم وشفیق ہیں اور ان سے انتہائی محبت و پیار سے پیش آتے ہیں مسلمان آپ کی حکم عدولی نہیں کرتے اور آپ کی باتیں سن کر ان پر عمل کرتے ہیں **فَظًّا** یعنی سخت کلام وتندخو' **غَلِيْظَ** یعنی سنگ دل یعنی اگر آپ سخت کلام وسنگدل ہوتے تو لوگ آپ سے مانوس نہ ہوتے اور آپ کو چھوڑ کر چل دیتے' لیکن اللہ نے لوگوں کو آپ کے پاس اکٹھا کر دیا اور ان کے لئے آپ کا دل بھی نرم بنا دیا اور زبان بھی۔ ابن عمروؓ فرماتے ہیں میں آپ کے اوصاف پہلی کتابوں میں پاتا ہوں کہ آپ سخت کلام وسنگ دل نہیں۔ بازاروں میں شور مچانے والے نہیں برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہاں معاف ودرگزر کر دیتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ نے فرائض کی طرح مجھے لوگوں کی خیر خواہی وہمدردی کا حکم فرمایا ہے۔ (ت) اسی لئے فرمایا کہ لوگوں کا قصور معاف فرما کر ان کے لئے دعائے

مغفرت کیجئے اور ہر اہم کام میں ان سے مشورہ لیجئے چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ سے ہر جدید معاملہ میں انہیں خوش کرنے کے لئے مشورہ لیا کرتے تھے جیسا کہ جنگ بدر کے معاملہ میں مشورہ فرمایا تھا یہ سچے جاں نثار عرض کرتے ہیں کہ ہم تو آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ اگر آپ کا حکم دریا میں گھس جانے کا ہوگا تو ہم بلا خوف دریا میں گھس جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برک الغماد کی طرف لے چلیں گے تو اس کے لئے بھی ہم حاضر ہیں۔ ہم موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑے ہم تو گھروں میں آرام سے بیٹھتے ہیں۔ نہیں بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں آگے بڑھئے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے چاروں طرف جنگ کریں گے اور اپنی جانیں چھڑک دیں گے۔ بدر کے موقعہ پر یہ بھی مشورہ کیا گیا تھا کہ کہاں جا کر ٹھہرا جائے۔ منذرؓ بن عمرو بولے دشمن کے سامنے جا کر ٹھہرا جائے' احد کے موقعہ پر پوچھا گیا کہ مدینہ میں رہ کر لڑا جائے یا میدان میں نکل کر؟ اکثر نے میدان میں نکل کر لڑنے کا مشورہ دیا۔ اسی طرح خندق کے موقعہ پر پوچھا گیا کیا احزاب سے اس سال مدینہ کے تہائی پھلوں پر صلح کر لی جائے؟ مگر سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ نے یہ رائے پسند نہیں کی چنانچہ مصالحہ کا ارادہ ترک کر دیا گیا۔ حدیبیہ کے موقعہ پر مشورہ کیا گیا کہ مشرکوں سے جنگ کی جائے یا نہیں؟ صدیقؓ بولے ہم لڑنے کے ارادے سے تو نہیں آئے ہم تو عمرے کے ارادے سے آئے ہیں۔ آپ نے صدیقؓ کی بات مان لی۔

پھر فرمایا کہ مشورہ سے ایک رائے قائم کرنے کے بعد اللہ کے بھروسہ پر کام کر گزرنا چاہیے اللہ توکل والوں کا دوست ہے یعنی وہ کام انشاء اللہ مفید ہی ثابت ہوگا (کیونکہ بھروسہ ایسے دوست پر ہے جس کے اختیار میں کاموں کا بنانا اور بگاڑنا ہے۔ (۱۶۰) یعنی اگر اللہ تمہاری مدد فرمائے گا تو پھر کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور اگر اللہ تمہیں شکست دے کر رسوا کرنا چاہے گا تو اس کے بعد تمہاری کوئی مدد کرنے والا نہیں لہٰذا مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ فرمایا وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ (آل عمران۳:۱۲۶) غالب و حکمت والے اللہ ہی کے پاس سے مدد ہے۔

خیانت نبی ﷺ کے شایانِ شان نہیں: (۱۶۱) یعنی نبی کو خیانت کرنا لائق نہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں فرماتے ہیں کوئی چیز کھو گئی تھی منافقوں نے اس کا اللہ کے رسول ﷺ پر الزام لگایا اس پر یہ آیت اتری (ابن مردویہ) اس آیت میں اللہ کے رسول ﷺ کی برأت ہے اور خیانت کی تمام صورتوں سے آپ کو پاک و بری بتایا گیا ہے خواہ امانت ہو یا غنیمت۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن خائن اپنی خیانت کو لائے گا اور اسے پوری پوری سزا ملے گی۔ خیانت کی بڑی سخت وعید ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑی خیانت گز بھر زمین ہے۔ تم دو شخصوں کو جو کسی زمین یا گھر میں حصہ دار ہیں دیکھو گے کہ کوئی ان میں سے اپنے ساتھی کی تھوڑی سی زمین پر ناجائز قبضہ کر لیتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو قیامت کے دن اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (الف)۔

وفادار و غدار برابر نہیں: (۱۶۲۔۱۶۳) یعنی دونوں میں بہت فرق ہے ایک جنتی ہے اور ایک جہنمی' ایک مستحق رضا ہے اور ایک مستحق سزا۔ فرمایا اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَا (رعد۱۳:۱۹) کیا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آیا برحق ہے وہ شخص ایک اندھے کی طرح ہو سکتا ہے۔ (۲) اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ (قصص ۲۸:۶۱) کیا جس سے ہم نے اچھا وعدہ کر لیا ہے اور وہ اس وعدے سے ملنے والا ہے وہ اس کی مانند ہے جسے ہم نے دنیوی مال دے رکھا ہے۔

بعثت رحمت عالم ﷺ بھی نعمت عظمیٰ ہے: (۱۶۴) اس آیت میں اللہ کے دوسرے عظیم احسان کا بیان ہے کہ ہم نے

تمہارے پاس تمہاری ہی جنس کا نبی بھیجا تاکہ اس سے باتیں کرسکو اس کے پاس اٹھ بیٹھ سکو اس سے شکوک رفع کرسکو اور ہر طرح سے فائدہ اٹھا سکو۔ اس آیت سے انبیاء کی بشریت ثابت ہوتی ہے۔

بشریت رسول: فرمایا (۲) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (کہف ۱۸:۱۱۰) آپ کہہ دیجئے میں تو تم جیسا محض ایک انسان ہوں۔ (۳) وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (فرقان ۲۵:۲۰) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے وہی کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے (انسان ہی تھے) (۴) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (یوسف ۱۲:۱۰۹) ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی پر وحی اتاری (۵) يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (انعام ۶:۱۳۱) اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے۔ غرض رسول کا ان لوگوں کی جنس میں سے ہونا جن کی طرف وہ رسول آئے ہیں اللہ کی نعمت عظمیٰ ہے کیونکہ ہم جنس سے کھل کر بات کرنے اور سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اسی وجہ سے بعد میں فرمایا کہ وہ رسول تمہیں قرآن پڑھ کر سناتا ہے اچھی باتوں کی رغبت اور بری باتوں سے نفرت دلاتا ہے، تمہاری اصلاح کرتا ہے اور گناہوں سے پاک فرماتا ہے۔ نبی کی آمد سے پہلے تم کھلی گمراہی کا شکار تھے اب اللہ نے تمہیں گمراہی سے بچالیا۔ کتاب و حکمت سے یہاں قرآن و حدیث مراد ہے۔

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَآ
اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾
وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ښ وَقِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ۭ ھُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ
اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا
مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

کیا جب تم پر کوئی مصیبت آئے جب کہ تم اس سے دگنی مصیبت دشمن کو بھی پہنچا چکے ہو تو تم کہنے لگتے ہو یہ کہاں سے۔ کہہ دیجئے یہ تمہاری ہی طرف سے آئی۔ یقین مانو اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے اور دو جماعتوں کے بھڑ جانے والے دن تم پر جو مصیبت آئی وہ اللہ کے حکم سے آئی تاکہ اللہ مومنوں اور منافقوں کو جان لے ان سے کہا گیا آؤ اور اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو دفع کرو تو بولے اگر ہم کوئی ڈھنگ کی جنگ دیکھتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے یہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ یہ ایسی باتیں اپنے منہ سے نکالتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور یہ جو کچھ چھپا رہے ہیں اسے اللہ خوب جانتا ہے یہ وہ ہیں جو اپنے بھائیوں کے بارے میں بیٹھے ہوئے باتیں بنا رہے ہیں۔ کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو مارے نہیں جاتے کہہ دیجئے اگر تم سچے ہو تو اب اپنی ذاتوں

سے موت ہٹا دو۔

احد کی مصیبت کا بیان: (۱۶۵) احد کے دن مسلمانوں پر یہ مصیبت آئی کہ ستر شہید ہوئے اور اکثر زخمی ہوئے خود اللہ کے رسول ﷺ مجروح ہوئے جو سب سے بڑی مصیبت تھی۔ فرمایا تمہیں کیا فکر ہے اس سے پہلے تم دشمن کو دگنی مصیبت میں مبتلا کر چکے ہو ستر سر غنہ کفر مار چکے ہو اور ستر کو گرفتار کر چکے ہو۔ تم گھبرا کر یہ کیوں کہتے ہو کہ ہم پر مصیبت کیوں ٹوٹی؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ مصائب تمہاری غلطیوں' حکم عدولیوں اور نافرمانیوں کے نتائج ہیں۔ عمرؓ فرماتے ہیں جب آئندہ سال جنگ احد ہوئی تو فدیہ لے کر بدر کے موقعہ پر جو ستر اسیر چھوڑ دیئے گئے تھے ان کے چھوڑنے کی سزا بھگتنی پڑی ستر صحابی شہید ہوئے' میدان جنگ سے پاؤں اکھڑے رحمت عالم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے' خود کی کیلیں پیشانی میں گھسیں اور قافلہ سالار امت کا مقدس خون بہا یہ مصیبت تمہاری ہی لائی ہوئی ہے۔ (الف۔ ابن ابی حاتم)

(۱۶۶۔ ۱۶۷) خیر جو کچھ ہونا تھا ہو گیا تقدیر میں یہی تھا اور اس میں بھی مصلحت کارفرما تھی کہ مومن و منافق پہچان لئے جائیں چنانچہ مومن ثابت قدم رہے اور منافق بھاگ کھڑے ہوئے یعنی عبداللہ بن ابی معہ اپنے ساتھیوں کے بھاگ کھڑا ہوا۔ راستے میں اسے کچھ مسلمان ملے اور انہوں نے اسے واپس لے جانے کی اور جنگ میں شامل ہونے کی رغبت بھی دلائی مگر اس نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا کہ ہم فن جنگ سے ناواقف ہیں ورنہ ضرور تمہارا ساتھ دیتے۔ مدافعتہً سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ مراد ہے یعنی اگر تم لڑو نہیں تو کم از کم مسلمانوں میں شامل ہو کر ان کی تعداد ہی بڑھا دو یا دعائیں ہی مانگتے رہو یا تیاریاں ہی کرتے رہو مگر اس نے یہ عذر پیش کیا کہ اگر ہمیں یقین ہوتا کہ تم سچ مچ لڑو گے تو ہم تمہارے ساتھ چلتے۔ تمہیں لڑنا تو ہے نہیں پھر چل کر کیا بنائیں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ احد میں ایک ہزار مسلمان تھے۔ مدینہ اور احد کے درمیان مقام شوط پر پہنچ کر عبداللہ مع اپنے ساتھیوں کے یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کس مقصد کے پیش نظر اپنی جانیں دیں اس وقت عمرو بن حرام نے اسے اللہ کے غصہ سے ڈرایا اور ہر چند کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر نہ جاؤ دشمن سر پر ہے' اللہ کے لئے اپنی قوم کو ذلیل نہ کرو بولا اگر ہمیں لڑائی کا یقین ہوتا تو ہم یقیناً ٹھہر جاتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ کا امکان نہیں۔

فرمایا کہ وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیدہ قریب تھے۔ معلوم ہوا کہ انسان کا حال بدلتا رہتا ہے کہ وہ کبھی کفر سے قریب ہو جاتا ہے اور کبھی ایمان سے انہیں خوب معلوم تھا کہ دشمن دور دراز سے مسلمانوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ باندھ کر اور انتقام بدر کی نیت سے آیا ہے اور مسلمانوں سے زیادہ ہے مگر یہی بکواس کرتے رہے کہ لڑائی کا امکان نہیں' اللہ نے فرمایا تمہارے دل کی باتیں ہمیں خوب معلوم ہیں (۱۶۸) یعنی اگر ہمارے بھائی ہمارا مشورہ مانتے اور لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر نہیں جاتے تو یوں نہ مارے جاتے۔ اللہ رسول کی زبانی فرماتا ہے کہ اگر کوئی گھر میں بیٹھ کر قتل اور موت سے محفوظ ہو جاتا ہے تو تمہیں کبھی مرنا ہی نہیں چاہیے حالانکہ موت تمہارا گلا دبا دیتی ہے گو تم قلعوں میں ہی بند کیوں نہ ہو۔ اگر تم سچے ہو تو اپنے پاس موت نہ آنے دو۔ جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

وقف لازم

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾
يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ۚ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ
الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ۚ اَلَّذِيْنَ قَالَ
لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ
وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ
عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

ع ۱۷ / ۸ مع ۲

جواللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں' انہیں ان کے رب کے پاس روزی دی جاتی ہے اوراللہ نے اپنا جو فضل انہیں دے رکھا ہے اس میں مگن ہیں اوران کی طرف سے خوش ہوتے ہیں جو ان کے بعد ابھی ان سے نہیں ملے کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف آنے والا نہیں اور نہ (دنیا کے چھوٹ جانے کا) غم لاحق ہونے والا۔ وہ اللہ کے فضل ونعمت سے مسرور ہیں اوراس سے بھی کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا جنہوں نے اپنے زخمی ہوجانے کے بعد اللہ کی اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ان میں سے اخلاص والوں اور پرہیز گاروں کو بہت بڑا ثواب ہے۔ وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگو (اہل قریش) نے تمہارے واسطے بہت کچھ جمع کررکھا ہے لہٰذا ان سے ڈر جاؤ لیکن اس نے ان کا ایمان بڑھا دیا اورانہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے' آخر وہ اللہ کا انعام وفضل لے کر لوٹ آئے انہیں کوئی ناگوار بات پیش نہیں آئی اورانہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اوراللہ بڑے فضل والا ہے' یہ شیطانی بات ہے شیطان اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔

حیات شہداء: (۱۶۹) اگرچہ شہداء اس دنیا میں مارے گئے۔ لیکن ان کی روحیں زندہ ہیں جنہیں برزخ میں روزی دی جاتی ہے۔ انسؓ بن مالک فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ۴۰ یا ۷۰ مسلمان بئر معونہ والوں کے پاس بھیجے تھے' یہ کنواں عامر بن طفیل جعفری کے قبضہ میں تھا' ایک دفعہ صحابہ یہاں آکر ایک غار میں ٹھہر گئے اور بولے ہے کوئی سرفروش جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ان لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچادے۔ یہ سن کر ایک صحابی (غالبًا ابوملحان انصاری) کھڑے ہوئے اوران سے مخاطب ہوئے کہ اے بئر معونہ والوں میں تمہارے پاس اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد بن کر آیا ہوں' میں گواہ ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت

نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' تم بھی اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ' اتنے میں ایک شخص اپنے گھر سے نیزہ لے کر نکلتا ہے اور ان کے پہلو میں گھونپ دیتا ہے نیزہ آر پار ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں رب کعبہ کی قسم میں مراد کو پہنچ گیا۔ پھر پیروں کے نشان کا کھوج لگا کر اور غار میں مسلمانوں کے پاس پہنچ کر عامر بن طفیل ان سب کو مار ڈالتا ہے۔ (ابن جریرؒ)

(۱۷۰) یعنی اللہ کی راہ کے شہید اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور اس نعمت عظمٰی میں جو انہیں اس میں ملی ہوئی ہے مگن ہیں اور اپنے ان بھائیوں کی جو ان کے بعد اللہ کی راہ میں شہید ہوں گے آمد آمد کی خبریں سن کر خوش ہیں' انہیں نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا غم ہے اور نہ آئندہ کی فکر۔

(۱۷۱) یعنی شہداء اللہ کی نعمت اور اس کے فضل سے خوش ہیں یعنی شاندار ثواب کے ایفائے وعدہ سے خوش ہیں (ابن اسحاق) ابن زیدؒ فرماتے ہیں یہ آیت شہید و غیر شہید سب کو شامل ہے۔ جہاں جہاں اللہ نے انبیاء کے فضائل و ثواب کا ذکر فرمایا ہے وہاں اکثر مومنوں کی نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

جنگ حمراء الاسد کا بیان: (۱۷۲) یہ جنگ حمراء الاسد کا واقعہ ہے' مشرک' جب مسلمانوں کو شکست دے کر اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے تو راہ میں یہ سوچ کر نادم ہوئے کہ مدینہ والوں پر حملہ کیوں نہیں کیا فیصلہ ہو کر سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا' اللہ کے رسول ﷺ کو بھی یہ خبر مل گئی آپ نے مسلمانوں کو بلا کر فرمایا مشرکوں کا تعاقب کرو تاکہ تم سے مرعوب ہوں اور انہیں یہ بھی معلوم ہو کہ ابھی تم میں قوت و چستی باقی ہے آپ نے مجاہدین جنگ احد کو اور جابرؓ بن عبداللہ کو یہ حکم دیا۔ مسلمان زخمی ہونے کے باوجود تعمیل ارشاد عالی کے لئے تعاقب میں روانہ ہو گئے حمراء الاسد بھی ایک مستقل جنگ شمار کی گئی ہے اس پر یہ آیت اتری' جنگ احد ۱۵ شوال بروز سینچر ۳ھ کو پیش آئی تھی۔ آپ کے منادی نے ۱۶ شوال کو لوگوں میں اعلان کر دیا کہ دشمن کے تعاقب میں وہی لوگ جائیں جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شامل تھے اس پر آپ سے جابرؓ بولے یا رسول اللہ میں کل کی لڑائی میں حاضر نہ تھا کیونکہ میرے والد نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تمہاری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں انہیں تنہا چھوڑنا نہ میں پسند کرتا ہوں اور نہ تم پسند کرو گے لہذا جنگ میں ہم دونوں میں سے ایک ہی شامل ہو سکتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ میں تو گھر میں بیٹھا رہوں اور تم اللہ کے رسول کے ساتھ جہاد کے لئے چلے جاؤ اس لئے میری یہی خوشی ہے کہ تم گھر میں اپنی بہنوں کے ساتھ رہو اور میں جہاد کے لئے چلا جاؤں' اس وجہ سے مجبوراً مجھے گھر میں رک جانا پڑا۔ آج میری یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے بھی اپنے ہمراہ چلنے کی اجازت دیں' پھر آپ نے جابرؓ کی درخواست منظور فرما لی۔ آپ دشمن پر رعب ڈالنے کے لئے اور انہیں اپنی قوت دکھانے کے لئے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے (ابن اسحاق)

یہاں اس حکم سے کہ وہی دشمن کے تعاقب میں نکلیں یہ مصلحت تھی کہ ان پر واضح ہو جائے کہ ان سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہیں اللہ کے رسول ﷺ حمراء الاسد تک پہنچ گئے آپ نے ابوسفیان کو معہ اس کے ساتھیوں کے روحاء میں پالیا۔ یہ لوگ یہ طے کر چکے تھے کہ پھر واپس ہو کر مدینہ پر حملہ کریں جب ہمیں ان پر فتح ہوئی اور ہم نے ان کی خوب پٹائی بھی کی تو اب ادھورا کام چھوڑ کر کیوں جائیں اب تو ہم فتنہ کی آگ بجھا کر ہی دم لیں گے' ابوسفیان نے معبد کو دیکھ کر پوچھا کیا خیر خبر ہے اس نے کہا نبی ﷺ کافی لشکر لے کر تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں سب تم پر دانت پیس رہے ہیں اور وہ سب تم پر سخت غصہ میں ہیں اب کے آپ کے ساتھ تازہ دم فوج بھی ہے جو احد میں شامل نہ تھی' یہ احد میں شریک نہ ہونے پر نادم ہیں اور بڑے جوش میں ہیں' لشکر میں ایسا جوش ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ ابوسفیان سٹ پٹا کر بولا کم بخت کیا کہہ رہا ہے۔ معبد بولا اللہ کی قسم میرے خیال

میں جاتے جاتے تمہیں ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی۔ ابوسفیان بولا ہمارا تو یہ منصوبہ تھا کہ ہم دوبارہ حملہ کر کے انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ معبد بولا یہ تو خطرناک منصوبہ ہے۔ اللہ کی قسم میں نے تو ان کی تیاریاں دیکھ کر ایک قصیدہ بھی لکھا ہے۔ (معبد ابوسفیان کو قصیدے کے چند شعر سناتا ہے)۔ ابوسفیان مرعوب ہوگیا اور مکہ کی راہ لی۔ راہ میں عبدالقیس کا قافلہ ملا' پوچھا کہاں جارہے ہو؟۔ بولے غلہ لے کر مدینہ جارہے ہیں۔ ابوسفیان بولا میں تمہیں عکاظ میں وقت ملاقات بہت سے منقے دوں گا تم محمد ﷺ کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ ہم نے دوسرے حملہ کا منصوبہ بنالیا ہے تاکہ تمہارے باقی ماندہ بڑوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے یہ قافلہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سے بھی گذرا۔ آپ حمراء الاسد میں ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے آپ کو ابوسفیان کا پیغام پہنچادیا تھا تمام صحابہ نے جواب میں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پڑھ دیا۔

(۱۷۴) یعنی جب مسلمانوں نے اللہ پر بھروسہ کیا تو اللہ نے ان کی مدد فرمائی جنہوں نے انہیں دھوکہ دینا چاہا تھا اللہ نے ان کا خوف ان سے دور فرمادیا اور مسلمان اپنے شہر میں اللہ کی مہربانی سے صحیح وسالم خیریت سے لوٹ آئے۔ ان پر دشمن کا کوئی داؤ نہ چل سکا اور نہ انہیں کوئی تکلیف پہنچی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں نعمت سے سلامتی اور فضل سے نفع مراد ہے کیونکہ موسم میں ایک قافلہ آیا تھا' آپ نے اسے خرید لیا تھا اس میں کافی نفع ہوا تھا اس کا نفع آپ نے صحابہ میں بانٹ دیا تھا۔

(۱۷۵) یعنی تمہیں شیطان کے دوست ڈراتے ہیں اور دشمن کی بڑی طاقت بتا کر ذہنی شکست دینا چاہتے ہیں ایسے نازک موقعہ پر خاص طور سے ان سے ہرگز نہ ڈرو۔ ایمان والوں کی یہی شان ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں جب دشمن مکاریوں سے تمہیں مرعوب کرنا اور ذہنی شکست دینا چاہے تو تم اللہ پر بھروسہ رکھو اسی کی پناہ ڈھونڈو وہی تمہیں کافی ہے اور وہی تمہارا مددگار ہے۔ فرمایا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ (زمر ۳۹:۳۶) کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں۔ یہ آپ کو اللہ کے علاوہ لوگوں سے ڈراتے ہیں آخر آیت میں فرمایا کہہ دیجئے مجھے اللہ کافی ہے' بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ فرمایا فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ (نساء ۴:۷۶) شیطان کے دوستوں سے لڑو یقین مانو شیطانی تدبیر کمزور ہوتی ہے۔ (۲) اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ (مجادلۃ ۵۸:۱۹) یہی شیطانی گروہ ہے یقین مانو شیطانی گروہ گھاٹے والا ہے۔ (۳) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ (مجادلہ ۵۸:۲۱) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا اور سب پر غالب ہے۔ (۴) وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ (حج ۲۲:۴۰) یقیناً اللہ اس کی مدد فرمائے گا جو اس کے دین کی حمایت میں اٹھے گا (۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوْا (محمد ۴۷:۷) اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ (۶) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (غافر ۴۰:۵۱) بے شک ہم اپنے نبی کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد فرمائیں گے اور اس دن بھی جس دن گواہ کھڑے ہوں گے جس دن ظالموں کا عذر انہیں کام نہیں آئے گا۔ اور انہیں پر لعنت ہے اور انہیں کے لئے برا گھر ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْــًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْــًٔا ۚ وَلَهُمْ

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٧﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ
اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ
لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ
مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا
لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ
مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾ ع ۱۸ ۹

اور آپ ان پر غم نہ کھائیں جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں' وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ چاہتا ہے کہ ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ مقرر نہ فرمائے اور انہیں کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے بے شک جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور انہیں کے لئے دکھ بھرا عذاب ہے۔ کافر یہ خیال نہ کریں کہ انہیں ہمارا ڈھیل دے دینا ان کے حق میں بہتر ہے' ہم صرف اس لئے ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ اور گناہ بڑھائیں اور انہیں کے لئے ذلت والا عذاب ہے' اللہ مسلمانوں کو اس حال میں چھوڑ نا نہیں چاہتا جس حال میں تم اب ہو۔ جب تک کھوٹے کھرے کو ممتاز نہ کر دے اور اللہ تمہیں غیب پر مطلع کرنے والا بھی نہیں۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے لہٰذا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیزگاری اختیار کر لو تو تمہارے لئے ہی بڑا شاندار اجر ہے' اللہ کے دیئے ہوئے فضل پر بخل کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ بخل ان کے لئے اچھا ہے بلکہ وہ ان کے حق میں برا ہے۔ جس چیز پر بخل کیا تھا قیامت کے دن اسی کا انہیں طوق پہنایا جائے گا اور آسمان و زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے اور اللہ تمہارے عملوں سے خوب آگاہ ہے۔

رسول ﷺ کو دلاسا: (۱۷۶) یعنی اگر کافر کفر میں سبقت کرتے ہیں تو کریں آپ کو کیا غم؟ آپ کیوں ملول ہوں اور کیوں دل پر میل لائیں؟ چونکہ آپ کو لوگوں کے اسلام کی بے حد لگن تھی اور دن رات اسی کوشش میں لگے رہتے تھے لیکن لوگوں کی تکذیب و مخالفت سے اور آتش کفر و شرک میں گرنے سے آپ کو سخت صدمہ ہوتا تھا اللہ آپ کو دلاسا دے رہا ہے کہ غم آپ کے دشمن کریں' آپ کیوں صدمہ کر کے ہلکان ہوں؟ اگر یہ آگ میں گر رہے ہیں تو گرنے دیں آپ کا یا اللہ کا کیا بگاڑیں گے خود اپنے گلوں پر چھری پھیر رہے ہیں اور اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں یہ اللہ کے علم و حکمت میں ازلی بدبخت ہیں آخرت میں خالی ہاتھ رہیں گے' ایک ایک کا منہ تکیں گے اور ابدی نعمتوں سے محروم رہیں گے۔ (۱۷۷) ان نادانوں نے ایمان کے عوض کفر' توحید کے عوض شرک اور ثواب کے عوض عذاب خریدا ہے اللہ کا کیا بگاڑا آپ ہی جہنم کی آگ میں جلیں بھنیں گے۔ (۱۷۸) ان کے لئے یہ مہلت

وبال جان اور سراسر آفت ہے جتنا وقت ملے گا اتنے ہی گناہ بڑھالیں گے اور گناہوں کا بوجھ لاد کر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے فرمایا اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ (مومنون ۲۳: ۵۵۔۵۶) کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مال واولاد میں برکت کر رہے ہیں ان کی بھلائیوں میں سبقت کر رہے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ نادانوں کو سمجھ نہیں۔ (۲) فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ (قلم ۶۸: ۴۴) آپ مجھے اور انہیں جو قرآن کو جھٹلاتے ہیں چھوڑ دیں ہم انہیں اس طرح ڈھیل دیں گے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ (۳) وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا (توبہ ۹: ۸۵) آپ کو ان کا مال واولاد تعجب میں نہ ڈالے اللہ ان دونوں سے انہیں دنیا ہی میں عذاب دینا چاہتا ہے تا کہ ان کی جانیں کفر پر نکل جائیں۔ (۱۷۹) یعنی مومنوں کو مصائب میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لینا ضروری ہے تا کہ دوست دشمن کا حال معلوم ہو جائے' کھرے کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور اچھا برا الگ ہو جائے۔ مصائب سے احد والے مصائب مراد ہیں' جن سے مسلمانوں کی بہادری' جاں نثاری' ثابت قدمی اور صبر واستقلال کا امتحان لیا گیا تھا اور منافقوں کی پول اور شیطنت کھول گئی تھی کہ جہاد سے منہ موڑ کر اور میدان سے دم دبا کر بھاگے تھے اور مسلمانوں کو عین وقت پر دھوکہ دے گئے تھے۔

بخل کی برائی: (۱۸۰) یعنی بخیل کا جمع کردہ مال آخرت میں اس کے کام آنے والا نہیں بلکہ بعض دفعہ دنیا میں بھی وبال جان ثابت ہوتا ہے' قیامت کے دن اس مال کا اسے طوق پہنایا جائے گا' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اگر کسی کو اللہ نے کچھ مال دے رکھا ہے اور وہ اس کی زکات نہیں دیتا تو وہ مال قیامت کے دن دو نقطوں والے گنجے سانپ کی شکل میں آ کر اس کے گلے کا ہار بن جائے گا اور اس کی دونوں باچھیں چیر کر کہے گا (ڈرتا کیوں ہے) میں تو تیرا خزانہ ہوں (ان)۔ (۲) جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتا وہ مال یقیناً اس کے لئے گنجا سانپ بنا دیا جاتا ہے جو اس کے پیچھے پیچھے رہتا ہے اور وہ اس سے (ڈر کر) بھاگتا ہے مگر وہ سانپ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور کہتا رہتا ہے کہ میں تو تیرا خزانہ ہوں پھر آپ یہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں (تان' ابن ماجہ) (یہ روایت ابن مسعود پر موقوف بھی آئی ہے) (۳) اگر کوئی شخص اپنے مرنے کے بعد ایسا مال چھوڑ گیا جس کی زکات نہیں نکالی تھی وہ مال گنجا اور دو نقطوں والا سانپ بن کر اس کے پیچھے پیچھے رہے گا' یہ کہے گا ارے کم بخت تو کون ہے؟ سانپ کہے گا میں تیرا وہ خزانہ ہوں جسے تو دنیا میں چھوڑ آیا تھا۔ غرض وہ اس کے پیچھے لگا رہے گا اور اس کے ہاتھ اور سارا جسم چبا ڈالے گا (ط' ابویعلیٰ)۔ جو غلام اپنے مالک سے اپنی ضرورت کا سوال کرے اور مالک باوجود ضرورت سے زیادہ ہونے کے اسے نہ دے تو مالک پر پھن پھنتا ہوا زہریلا سانپ مسلط کر دیا جائے گا جو اسے برابر ڈستا رہے گا۔ (ط)

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ وقف لازم
سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ
الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى

بِاٰيٰتِنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِىْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

اللہ نے ان کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں ہم ان کی یہ بات لکھ لیں گے اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا بھی لکھ لیں گے اور کہیں گے کہ جلن والا عذاب چکھو یہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم سے اقرار لے لیا ہے کہ ہم کسی نبی پر ایمان نہ لائیں گے جب تک وہ ایسی قربانی نہ لائے جسے آگ کھا جائے' کہہ دیجئے تم میں مجھ سے پہلے رسول صاف صاف نشانیاں لے کر اور اسے بھی جس کا تمہارا مطالبہ ہے لے کر آ چکے اگر تم سچے ہو تو تم نے انہیں کیوں قتل کیا' پھر اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے وہ رسول بھی جھٹلائے جا چکے ہیں جو نشانیاں' صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

مشرکوں کو اللہ کی وعید: (۱۸۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ اتری تو یہودی بولے محمد ﷺ کیا آپ کا رب محتاج ہو گیا ہے جو بندوں سے قرض مانگتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم' ابن مردویہ)۔ ایک دفعہ ابوبکرؓ یہودیوں کے ایک مدرسے میں گئے وہاں یہودیوں کا بڑا اجتماع تھا' ان کا علامہ فنحاص وعظ کہہ رہا تھا اور ایک اور عالم اشیع بھی موجود تھا۔ ابوبکرؓ نے فنحاص سے کہا تمہارا ایمان نہ لانا سخت افسوس کی بات ہے اللہ سے ڈر جاؤ اور مسلمان ہو جاؤ۔ تم کو خوب معلوم ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں' حق لے کر آئے ہیں اور تورات وانجیل میں آپ کی صفتیں موجود ہیں۔ فنحاص کہنے لگا ہمیں ایسے اللہ کی ضرورت نہیں جو فقیر ہو اور ہماری طرح ہم سے بلک بلک کر مانگے وہ تو ہمارا محتاج ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں' اگر وہ غنی ہوتا تو ہم سے کیوں مانگتا جیسا کہ تمہارے نبی فرما رہے ہیں۔ ہمیں تو سود سے منع کرتا ہے اور خود سود دیتا ہے اگر مالدار ہوتا تو سود کیوں دیتا ابوبکرؓ (غصے میں بھر کر اور فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مار کر) اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر معاہدہ نہ ہوتا تو میں یقیناً تیری گردن اڑا دیتا۔ اصل کے ہو تو جہاں تک ہو سکے جھٹلاتے ہی رہو۔ فنحاص رحمت عالم ﷺ سے ابوبکرؓ کی شکایت کرتا ہے آپ انہیں بلا کر پوچھتے ہیں کہ تم نے اس کے طمانچہ کیوں مارا۔ ابوبکرؓ کہنے لگے اس نے اللہ کی شان میں نامعقول و گستاخانہ بات کہی تھی کہ اللہ تو نادار ہے اور ہم مالدار' اس بے ادبی پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اسے سزا دی۔ فنحاص مکر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا' اس پر یہ آیت اتری ہے (ابن ابی حاتم)۔ یہ جو فرمایا' ہم ان کی بات لکھ لیں گے اس میں سخت وعید ہے اسی وجہ سے اس کے بعد قتل انبیاء لایا گیا۔ یعنی ان کی اللہ کے بارے میں یہ گستاخی اور اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں یہ معاملہ۔ انہیں ان کے کرتوتوں کی قرار واقعی سزا دی جائے گی اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ لو جلن کا عذاب چکھو۔

(۱۸۲) یعنی قیامت کے دن ان پر جو عذاب ہوگا وہ ان کے کرتوتوں ہی کا بدلہ ہوگا اور سراسر انصاف پر مبنی ہوگا کیونکہ مالک اپنے غلاموں پر ظلم نہیں کیا کرتا۔

(۱۸۳) ان کی تردید ہے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ نے ان سے کتابوں میں یہ عہد لے لیا ہے کہ وہ کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک اس کا یہ معجزہ نہ دیکھ لیں کہ اس کی امت میں سے کسی کے صدقہ کو آسمانی آگ آ کر جلا ڈالے جو اس کی قبولیت کی نشانی ہے اللہ انہیں نبی کی زبانی جواب دیتا ہے کہ آپ ان سے یہ فرمائیں کہ مجھ سے پہلے بڑے بڑے معجزے اور اس آگ کو جو مقبول نیازیں کھالیتی تھی لے کر بہت سے انبیاء آئے' پھر تم نے ان کی مخالفت کیوں کی' کیوں انہیں جھٹلایا اور کیوں ان سے عداوت رکھ کر انہیں ناحق قتل کیا اگر تم اس میں کہ ہم حق کے پیروکار اور انبیاء کے تابعدار ہیں سچے ہوتو تمہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے تھا معلوم ہوا کہ نہ تم حق کو مانتے ہو اور نہ کسی نبی کو۔ (۱۸۴) اس آیت میں اللہ کے نبی کو دلاسا دیا جارہا ہے کہ اگر یہ آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں آپ کے لئے سابق انبیاء نمونہ ہیں جن کو باوجود یہ کہ ان کے پاس دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ موجود تھے اور آسمانی صحیفے اور روشن کتاب بھی تھی جھٹلا دیا گیا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيٓ أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوٓا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿۱۸۶﴾

ہر شخص موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے' قیامت کے دن تمہارے اجر ضرور پورے پورے ملیں گے' پھر جو آگ سے دور ہٹا دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا وہ کامیاب ہوجائے گا اور دنیوی زندگی محض دھوکہ والی متاع ہے تم یقیناً اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے۔ اور تم ضرور اہل کتاب سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور مشرکوں سے بہت کچھ فحش سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگار رہو تو یہ ہمت والے کام ہیں۔

موت کا بیان: (۱۸۵) یعنی موت ہر شخص کو ہے وہ زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے۔ فرمایا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (رحمٰن ۵۵:۲۶۔۲۷) ہر شخص فنا ہونے والا ہے۔ بس آپ کے رب کی ذات باقی رہ جائے گی جو صاحب جلال وعزت ہے۔ انسانوں اور جنوں کی طرح عام فرشتے اور عرش اٹھانے والے فرشتے سب فنا ہوں گے اور سب کو موت آئے گی۔ دوام و بقا اسی ذات واحد کو ہے جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔ پہلے بھی اللہ ہی تھا اور بعد میں بھی وہی رہے گا۔ اس آیت میں تمام انسانوں کی موت کی خبر ہے کہ روئے زمین پر کوئی باقی نہیں رہے گا سب فنا ہوجائیں گے اور جب دنیا کی مدت ختم ہوجائے گی اور وہ آخری روح جو صلب آدم میں مقدر ہو چکی تھی وجود میں آجائے گی اور مخلوق کی پیدائش ختم ہوجائے گی تو اللہ قیامت قائم کر کے ہر ایک کو اس کے عملوں کا

بدلہ دے گا خواہ ادنیٰ عمل ہو یا اعلیٰ تھوڑا ہو یا بہت اور بڑا ہو یا چھوٹا اور کسی پر رائی برابر ظلم نہ ہوگا اسی وجہ سے فرمایا کہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے عملوں کے پورے پورے بدلے دیئے جائیں گے۔

پھر فرمایا حقیقی کامیاب وہی ہے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جنت کی بالشت بھر جگہ دنیا و مافیھا سے کہیں بڑھ کر ہے' اگر چاہو تو پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ الخ (حق' حاکم' ابن ابی حاتم) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص دوزخ سے ہٹایا جانا اور جنت میں جانا پسند کرے اسے ایمان پر موت آنی چاہئے اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی لوگوں کے لئے پسند کرے' پھر دنیا کی حقارت و ناپائیداری بیان فرمائی کہ دنیا حقیر' دنیوی زندگی ناپائیدار' دنیوی نعمتیں چھن جانے والی اور دنیوی دولت و ثروت سب فنا ہونے والی ہے۔ فرمایا بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ (اعلیٰ ۸۷:۱۶۔۱۷) بلکہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہت ہی بہتر اور پائدار ہے۔ (۲) وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ (قصص ۲۸:۶۰) جو چیز تمہیں دی گئی وہ دنیوی زندگی کی تھوڑی سی پونجی ہے اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہترین و پائدار ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں اس طرح سمجھو جیسے کوئی دریا میں انگلی ڈال کر نکال لے اور دیکھے کہ انگلی میں کتنا پانی ہے۔ قتادہؒ فرماتے ہیں دنیا چھن جانے والی پونجی ہے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' یہ پونجی پونجی والے کے ہاتھ سے نکل جانے والی ہے لہٰذا اس سے مقدور بھر اللہ کی اطاعت خرید و اللہ ہی توفیق دے تو آخرت ملے۔

(۱۸۶) یعنی جان و مال میں یا اولاد و اقارب میں کمی کر کے مومن کو آزمایا جانا ضروری ہے۔ مومن کی بقدر دین کے آزمائش ہوتی ہے اگر وہ دین میں پکا ہے تو مصائب بھی سخت آئیں گے۔ پھر بدر کے واقعہ سے پہلے اور مدینہ میں آنے کے بعد مومنوں کو تسلی دی گئی کہ انہیں اہل کتاب اور مشرکوں سے ایذا پہنچے گی مگر وہ صبر و درگذر سے کام لیں جب تک اللہ انہیں اس ایذا سے نجات نہ دے اور ان کے غم و دکھ کو زائل نہ فرما دے پھر یہ بتایا گیا کہ صبر و تحمل سے کام لینا اور درگذر کر دینا پرہیزگاروں اور بلند حوصلے والوں کا کام ہے معمولی بات نہیں۔ چنانچہ رحمت عالمؐ اور صحابہ کرام اللہ کے حکم کے مطابق اہل کتاب و مشرکوں سے درگذر کیا کرتے تھے۔ اور ان کی ایذاؤں پر صبر و ضبط سے کام لیتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے جنگ کا حکم بھیج دیا (ابن ابی حاتم)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾ ع

اور جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم یہ لوگوں کو کھول کھول کر بتاؤ اور چھپاؤ نہیں۔ پھر انہوں نے یہ عہد اپنی پیٹھوں کے پیچھے

پھینک دیا اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا۔ وہ چیز بدترین ہے جس کا انہوں نے بیوپار کیا آپ ان لوگوں کو جو اپنے کئے ہوئے کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور اپنے کرتوتوں پر تعریف چاہتے ہیں عذاب سے محفوظ نہ جانیں انہیں کے لئے دردبھرا عذاب ہے اور آسمان و زمین پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

اہل کتاب کی مذمت: (۱۸۷) اس آیت میں اہل کتاب کی مذمت ہے اور انہیں ڈانٹا گیا ہے کہ ان سے انبیاء کی زبانی رحمت عالم ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لے لیا گیا تھا اور یہ بھی اقرار کرا لیا گیا تھا کہ آپ کا ذکر خیر لوگوں میں پھیلاتے رہیں اور لوگوں کو آپ کی اطاعت پر آمادہ کرنے میں سرگرم رہیں اور جب وہ رسول موعود علیہ السلام تشریف لے آئیں تو اس کے مطیع و منقاد بن کر رہیں اور اس کی ہر طرح سے خاطر و مدارت کریں لیکن ان ذلیلوں نے کیا تو کیا کیا کہ آپ کی صفتیں چھپا لیں اور جس بھلائی کا وعدہ تھا اس کے بدلے تھوڑا سا دنیوی حصہ قبول کر لیا۔ یہ کتنا برا سودا اور کس قدر حقیر معاملہ تھا۔ اس میں علماء کو تنبیہ ہے کہ وہ اہل کتاب جیسا سودا نہ کریں ورنہ جو وبال ان پر آیا تھا ان پر بھی آئے بغیر نہ رہے گا۔ علماء کا فرض ہے کہ اپنے مفید علم سے لوگوں کو فیض پہنچاتے رہیں تاکہ لوگ نیکیوں کی طرف رغبت کریں اور ان میں اعمال صالحہ کا شوق پیدا ہو دینی بات کو چھپانا علماء کی شان نہیں، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اور اس نے اسے چھپا لیا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

ریاکاروں اور شیخی خوروں کی مذمت: (۱۸۸) اس آیت میں ریاکاروں اور شیخی خوروں کی مذمت ہے جو بلا علم کے مسئلے بگھارا کرتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے مالدار بننے کے لئے کوئی جھوٹا دعوٰی کیا اسے کمی ہی نصیب ہوگی (ق)

(۲) جو کسی ایسی چیز سے جو اس کے پاس نہ ہو آسودگی جتائے اس کی مثال دو جھوٹے کپڑے پہننے والے کی سی ہے (ق)

پھر فرمایا کہ آپ انہیں عذاب سے محفوظ نہ سمجھیں انہیں عذاب ضرور ہوگا۔ (۱۸۹) یعنی اللہ ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ نہ کوئی اسے تھکا سکتا ہے اور نہ عاجز کر سکتا ہے اللہ ہی سے ڈرو اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو، اس کے قہر و عذاب سے بچو اس کی عزت و عظمت کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا اور اس کی قدرت سے کوئی بھاگ نہیں سکتا وہ بڑی عزت و قدرت والا ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ
وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ
أَنْ اٰمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا

وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

یقین مانو آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹ کر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو نے یہ (عالم) بیکار نہیں بنایا تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا' اے ہمارے رب جسے تو نے آگ میں داخل کر دیا اسے تو نے ذلیل کر دیا اور ظالموں کا کوئی حمایتی نہیں' اے ہمارے رب ہم نے سن لیا کہ ایک اعلان کرنے والا ایمان کا اعلان کر رہا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ' سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما ہم سے ہماری برائیاں مٹا اور ہمیں نیکوں کے ساتھ مار۔ اے ہمارے رب ہمیں وہ دے جس کا تو نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی وعدہ کر لیا ہے اور ہمیں قیامت کی رسوائی سے بچا' بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

دلائل توحید: (۱۹۰) یعنی یہ آسمان معہ اپنی بلندی و وسعت کے' یہ زمین معہ اپنی پستی و کثافت کے اور وضعیت و مکانیت کے یہ گردش کرنے والے اور ٹھہرے ہوئے جگمگاتے تارے' یہ موجیں مارتا ہوا سمندر' یہ نہروں اور دریاؤں کی روانی' یہ سر بہ فلک پہاڑ' یہ بن' یہ ہرے بھرے درخت اور کھیت یہ نباتات و بوٹیاں' یہ لہلہاتے ہوئے جنگل یہ خوش ذائقہ پھل' یہ کانیں اور معدنیات' یہ حیوانات یہ مختلف قسم کے فائدوں' ذائقوں' بوؤں اور خواص والی چیزیں' یہ دن رات کا آنا جانا' ان کا گھٹنا' بڑھنا' اور برابر ہونا اور غالب و عالم مالک کے اندازے کے مطابق رہنا ان میں ہر ایک ارباب عقل سلیم و طبع مستقیم کے لیے اللہ کی توحید کی نشانی ہے۔ خصوصاً ان کے لیے جو غور و فکر ہی سے چیزوں کے حقائق معلوم کر لیتے ہیں' ان تمام نشانیوں کے ہوتے ہوئے کیا اب بھی تمہیں اور نشانیوں کی ضرورت ہے کہ نئے نئے معجزوں کی تمنائیں تمہارے دلوں میں ابھر رہی ہیں۔ کیا یہ تمام چیزیں حق تعالیٰ شانہ کی رہنمائی نہیں کرتیں؟ ارباب دانش بہروں' گونگوں اور بے عقلوں کی طرح نہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ (یوسف ۱۲: ۱۰۵'۱۰۶) وہ آسمان و زمین کی بہت سی نشانیوں سے منہ موڑے ہوئے گزر جاتے ہیں اور اکثر ایمان لانے کے باوجود شرک کرتے رہتے ہیں۔

ارباب عقول سلیمہ کے اخلاق: (۱۹۱) یعنی ارباب عقول سلیمہ ہر وقت ذکر اللہ میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھ بھی نہ سکو تو کروٹ ہی پر پڑھ لو (ق) اللہ والے کسی حال میں بھی اللہ کا ذکر نہیں چھوڑتے ان کی زبانوں پر ان کے دلوں میں اور ان کے خیالات و افکار میں اللہ کا ذکر ہی بسا رہتا ہے اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں۔ یعنی ان کی حکمتیں سمجھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ خالق کی عظمت و قدرت کا اس کے اختیارات و تصرفات کا اور اس کی مہربانیوں کا تھوڑا بہت اندازہ لگا سکیں۔

(۱۹۲) یعنی جہنم میں جانا بڑی زبردست رسوائی ہے اور ظالم ہی جہنم میں جاتے ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی کہ تمام اگلے پچھلے انسان جمع ہو کر مجرم کی رسوائی کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور وہ سب کے سامنے اللہ کے

عذابوں کا شکار ہے' پھر موقف میں کوئی ایسا بھی نہ ہوگا جو اللہ کے عذابوں سے چھڑا لے۔

(۱۹۳) یعنی اے رب ہم نے تیری منادی کا اعلان سن لیا' تیرے داعی کی دعوت ایمان ہمارے کانوں تک پہنچ گئی ہے اور ہم تجھ پر ایمان لے آئے۔ اور تیرے رسول کی بات مان لی' اے اللہ ایمان اور اتباع رسول ﷺ کی برکت سے ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال دے ہم سے برائیاں مٹا دے اور ہمیں بعد از وفات اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لے۔

(۱۹۴) اے اللہ تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرما اور ہمیں میدان محشر میں رسوا نہ فرما۔ بلا شبہ تو وعدہ خلاف نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا انسان کو قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس قدر ندامت و شرمندگی ہوگی کہ تمنا کرے گا کاش جہنم ہی میں چلا جاؤں۔ (الف۔ ابویعلی) احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ان دس آیتوں کو رات میں تہجد کے وقت نیند سے بیدار ہو کر پڑھا کرتے تھے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۵)

آخر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ میں کسی محنت کرنے والے کی محنت خواہ وہ مرد ہو یا عورت رائیگاں نہیں جانے دوں گا' پھر جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں اذیت پہنچائے گئے اور جنگ کی اور مارے گئے' میں ان سے ان کی برائیاں مٹا کر رہوں گا اور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے اندر نہریں جاری ہیں اور یہ اللہ کے پاس والا ثواب ہے اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔

قبولیت کی بشارت: (۱۹۵) استجاب یعنی اللہ نے دعائیں قبول فرمالیں۔ ام سلمہؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ اللہ نے قرآن میں عورتوں کی ہجرت کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (سعید بن منصور) انصار کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پاس آنے والی پہلی خاتون ہیں۔ جب مسلمانوں نے مذکورہ بالا دعائیں مانگیں تو اللہ نے ان کی دعائیں فوراً قبول فرمالیں۔ فرمایا وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ (بقرہ ۲: ۱۸۶) جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں لہذا بندے مجھی سے دعائیں مانگیں اور مجھی پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں' پھر فرمایا کہ میں کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ یہ جملہ دعا کی قبولیت کی تفسیر ہے یعنی میں سب کی دعا قبول کرتا ہوں خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور ہر ایک کو اس کی محنت کا پھل عطا کرتا ہوں۔ باقاعدہ محنت کا نتیجہ ضرور مرتب ہوتا ہے میری نگاہ میں ہر شخص ثواب و جزائے عمل میں برابر ہے پھر جو شرک کا گڑھ چھوڑ کر ہجرت کر کے ایمان کے گھر میں آ بسیں اور اپنے عزیز و بھائی بند' دوست و آشنا

اور پاس پڑوس والے چھوڑ آئیں اور مشرکوں سے تنگ آ کر گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں اور اللہ کی راہ میں ان کی ہر اذیت پر صبر کریں اگر چہ ان کا کوئی قصور نہ ہو' اگر قصور ہو تو یہ ہو کہ وہ ایک اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اسی وجہ سے انہیں ستایا جا رہا ہے۔(تو ان کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اور ان کے لیے جنت ہے) فرمایا یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ (ممتحنہ ۶۰:۱) وہ رسول کو اور تمہیں اس بنا پر نکال رہے ہیں کہ تم اپنے اللہ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لے آئے ہو(۲) وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ (بروج ۸۵:۸) انہوں نے محض اس بنا پر ان سے انتقام لیا کہ وہ اس اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو غالب ہے اور بڑی خوبیوں والا ہے۔

پھر فرمایا وہ اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ انسان کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کا گھوڑا بھی زخمی ہو جائے اور اس کا چہرہ بھی خون و غبار سے اٹ جائے' ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ سے آ کر پوچھتا ہے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہوا اور پشت نہ پھیرتا ہوا مارا جاؤں تو کیا اللہ میرے گناہ مٹا دے گا۔ فرمایا ہاں' پھر فرمایا تم نے کیا پوچھا تھا؟ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا فرمایا ہاں علاوہ قرض کے کہ اس کے بارے میں جبرائیل نے ابھی مجھ سے کہا ہے(ق)۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ ہم ان کے گناہ مٹا کر انہیں جنت میں داخل کر دیں گے جس میں دودھ و شراب اور شہد و آب زلال کی نہریں ہیں۔ اور ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کان نے سنیں۔ اور نہ دل میں ان کا تصور آیا۔ ثواب کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی جس سے ثواب کی عظمت معلوم ہوئی کیونکہ جب سب سے بڑا فیاض شہنشاہ کچھ دے گا تو وہ بہت ہی کچھ دے گا۔ ثواب سے نیک عملوں کی بہترین جزا مراد ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

شہروں میں کافروں کے چلنے پھرنے سے آپ دھوکہ نہ کھائیں' یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں انہیں کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جہاں وہ ہمیشہ رہیں گی' یہ اللہ کے ہاں کی مہمانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے بہت ہی بہتر ہے۔

کافروں کے عیش و آرام سے دھوکہ نہ کھاؤ: (۱۹۶ و ۱۹۷) یعنی آپ کافروں کے عیش و آرام' دولت و ثروت اور ناز و نعمت سے دھوکہ نہ کھائیں' یہ سب نعمتیں ان سے چھن جانے والی ہیں اور یہ اپنی بداعمالیوں کا شکار ہو جانے والے ہیں کیونکہ ہم نے انہیں مزید گناہوں میں ڈوب جانے کے لیے مہلت دے دی ہے' کیا ہے ذرا سا دنیا میں فائدہ اٹھا لیں آخر جانا خالی ہاتھ ہی ہے اور وہاں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے جو بدترین جگہ ہے۔ فرمایا مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ (غافر ۴۰:۴) اللہ کی آیتوں میں مجادلہ کافر ہی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو نافرمانوں کے عیش و آرام سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى (یونس ۱۰:۶۹' ۷۰) اللہ

پر جھوٹ باندھنے والے فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے پھر ہم ان کے کفر کا سخت عذاب چکھائیں گے۔ (۳) نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا (لقمان ۳۱:۲۴) ہم انہیں تھوڑا فائدہ اٹھانے دیتے ہیں پھر سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیتے ہیں۔ (۴) فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ (طارق ۸۶:۱۷) کافروں کو چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی سی ڈھیل دے دیجئے۔ (۵) اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا (قصص ۲۸:۶۱) جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے پھر وہ اسے پانے والا ہے کیا وہ اس کی طرح ہے جسے ہم نے تھوڑی سی دنیوی پونجی دے دی پھر وہ قیامت کے دن ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

پارساؤں کا بیان: (۱۹۸) اس میں اللہ سے ڈرنے والوں کا بیان ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ابرار کو ابرار اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے ماں باپ و اولاد کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ ماں باپ کی طرح تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے (ابن مردویہ' ابن ابی حاتم۔ موقوف ہے)۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہر شخص کے لیے موت بہتر ہے خواہ نیک ہو یا بد' اگر نیک ہے تو اللہ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے بہتر ہے (ایک روایت میں یہ اور ہے) پھر وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آل عمران ۳:۱۷۸) (کافر یہ گمان نہ کریں کہ ہماری ڈھیل انکے حق میں بہتر ہے) پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم) ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں: ہر مومن کے لیے موت بہتر ہے اور ہر کافر کے لیے بھی' جو میری بات نہ مانے وہ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اور وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ قرآن کی آیتیں پڑھ لے (ابن جریر)۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

بلاشبہ بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور جو تمہاری طرف اترا اس پر اور جو ان کی طرف اترا اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے ہیں اور اللہ کی آیتوں کو تھوڑی سی پونجی کے بدلہ نہیں بیچتے انہیں کا اجر انکے رب کے پاس ہے۔ یقیناً اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر کی ترغیب دو' اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ فلاح پاؤ۔

مسلمان اہل کتاب کے اخلاق: (۱۹۹) یعنی اہل کتاب کی ایک جماعت مخلص ایمان والی ہے ان کا قرآن پر بھی ایمان ہے اور تمام سابق الہامی کتابوں پر بھی۔ وہ اللہ کے مطیع و منقاد ہیں اور اس کے آگے اظہار عجز و نیاز کرتے رہتے ہیں اور اللہ کی آیتوں سے دنیا کی تھوڑی سی پونجی نہیں خریدتے یعنی رحمۃ للعالمین کی بشارتیں نہیں چھپاتے آپ کے اور آپ کی امت کے اوصاف جو آسمانی کتابوں میں ہیں بلا کم و کاست بیان کر دیتے ہیں۔ یہ اہل کتاب میں بہترین و ممتاز لوگ ہیں خواہ یہودی ہوں یا عیسائی

(رحمت عالم ﷺ پر ایمان لا کر اب مسلمان ہیں) فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (قصص ۲۸: ۵۲۔۵۴) جنہیں ہم نے آپ سے پہلے کتاب دی وہ آپ پر ایمان لے آتے ہیں اور جب یہ کتاب ان کے آگے پڑھی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اسے بھی مانتے ہیں یقیناً یہ سچی کتاب ہے جو ہمارے رب کے پاس سے آئی ہے ہم اس سے پہلے بھی فرماں بردار تھے انہیں ان کے صبر کی وجہ سے دہرا اجر ملے گا۔(۲) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (بقرہ ۲: ۱۲۱) ہم نے جن کو کتاب دی اور وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں انہیں کا اس پر ایمان ہے۔(۳) وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ (اعراف ۷: ۱۵۹) موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ہے جو حق کی راہ دکھاتی ہے۔ اور حق ہی کے ساتھ انصاف کرتی ہے(۴) لَيْسُوْا سَوَآءً مِّنْ (ال عمران ۳: ۱۱۳) اہل کتاب سب برابر نہیں ان میں سیدھی راہ پر قائم رہنے والی بھی ایک جماعت ہے جو راتوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سجدے کرتی ہے(۵) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْلَا (اسراء ۱۷: ۱۰۷' ۱۰۸) کہہ دیجئے تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب یہ کتاب ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ سجدے میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بلا شبہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر ہی رہے گا اور سجدوں میں گر کر روتے ہیں جن سے ان کا خشوع وخضوع اور بڑھ جاتا ہے۔ یہ اوصاف یہودیوں میں بہت کم پائے جاتے ہیں مثلاً ان میں عبداللہؓ بن سلام وغیرہ ایمان لائے۔ ان کی تعداد دس تک بھی نہیں پہنچی۔ ہاں عیسائی زیادہ تر حق کے آگے جھک جاتے ہیں۔ فرمایا لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ (مائدہ ۵: ۸۲۔۸۴) آپ یہودیوں اور مشرکوں کو عداوت میں زیادہ پائیں گے۔ اور عیسائیوں کو دوستی کی حیثیت سے مومنوں سے قریب تر دیکھیں گے۔ اس آیت میں بھی یہی فرمایا کہ انہیں ان کے رب کے پاس دہرا اجر ملے گا۔ حدیث سے ثابت ہے کہ جب جعفر بن ابی طالب نے نجاشی شاہ حبشہ کے سامنے سورہ مریم پڑھی دربار میں ارا کین سلطنت اور علماء بھی موجود تھے تو نجاشی رونے لگا اور اس کے ساتھ درباری بھی آبدیدہ ہو گئے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔ رحمت عالم ﷺ نے نجاشی کی وفات کی صحابہ کو خبر دے کر فرمایا کہ تمہارا حبشی بھائی مر گیا ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھو۔ پھر آپ نے میدان میں نکل کر صفیں قائم کر کے نماز پڑھی (ق)

دین پر جمے رہنے کی ہدایت: (۲۰۰) اس آیت میں اللہ نے مسلمانوں کو دین پر صبر کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ خواہ تنگی ہو یا فراخی' آرام ہو یا تکلیف اور رنج ہو یا خوشی ہر حالت میں اسلام پر جمے رہو اور احکام اسلام کے پابند رہو کسی حالت میں بھی اسلام نہ چھوڑو یہاں تک کہ اسلام ہی پر دم نکل جائے۔ مصابرہ یعنی مقابلہ یعنی دشمن کے مقابلہ پر جو دین کو چھپا لیتے ہیں ڈٹے رہو۔ مرابط۔ یعنی عبادت پر جمار ہنا یا نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ گناہ مٹا دے اور درجات بلند فرما دے۔ ناگواری کے وقت پورا وضو کرنا' کثرت سے مساجد کی طرف قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا تمہارے لیے رباط یہی ہے تمہارے لیے یہی ربط ہے تمہارے لیے یہی رباط ہے۔ (من' ابن ابی حاتم) ابوسلمہؒ بن عبدالرحمٰن نے کہا ایک دن ابو ہریرہؓ میرے پاس آ کر فرماتے ہیں بیٹا جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں اتری! میں بولا نہیں۔ فرمایا سنو! عہد رسالت میں کوئی جنگ مرابطہ والی نہ تھی' یہ آیت ان کے بارے میں اتری جو مسجدیں آباد رکھتے ہیں۔ وقت پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور مساجد میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی پنجوقتہ نماز پر صبر کرو اور اپنے نفوس وخواہشات کا مقابلہ کرو' مسجدوں میں جمے رہو اور اللہ سے ڈر کر اپنے فرائض ادا کرتے رہو تا کہ فلاح پالو (ابن مردویہ) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتا دوں جس سے اللہ گناہ اور برائیاں مٹا دے ہم نے کہا ضرور بتائیے۔ فرمایا وضو کے موقعہ پر پوری طرح وضو

کرنا' کثرت سے مسجدوں کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا یہی تمہارے لیے رباط ہے۔ (ابن جریر)

سرحدوں کی حفاظت کی فضیلت: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرا دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (ب)۔ (۲) ایک دن رات کا پہرہ ایک ماہ کے دن کے روزوں سے اور رات کے قیام سے بہتر ہے' اگر پہرہ دار مرجائے تو اس کا عمل جاری رہے گا۔ اسے روزی ملے گی اور منکر ونکیر سے محفوظ رہے گا (م) (۳) ہر میت کا عمل اس کی موت سے ختم ہو جاتا ہے مگر اس کا عمل ختم نہیں ہوتا جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے' اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہے گا (حادت) (۴) جب اللہ قیامت کے دن اسے اٹھائے گا تو بڑی گھبراہٹ سے محفوظ فرما دے گا۔ (ابن ماجہ) (۵) جو شخص سرحد کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے وہ قبر کے فتنے سے اور بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اسے جنت سے روزی ملے گی اور قیامت تک پہرے داری کا اجر ملتا رہے گا (۶) جس نے تین دن مسلمانوں کی سرحد کی حفاظت کی اسے سال بھر کی محافظت کا ثواب ملے گا (الف) (۷) اللہ کی راہ میں ایک رات کی چوکیداری ان ہزار دنوں سے بہتر ہے جنکے دنوں میں روزے اور راتوں میں قیام ہو (الف)

عبداللہ بن مبارک کے حالات زندگی میں حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ شہر طرسوس میں محمد بن ابراہیم سے جو حج کو جا رہے تھے اور ابن مبارک انہیں رخصت کرنے آئے تھے۔ آپ نے ۱۷۰ھ یا ۱۷۷ھ میں یہ اشعار لکھوا کر فضیلؒ بن عیاض کو بھیجے۔

ابن مبارک کے اشعار معہ ترجمہ:

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا لعلمت انك فی العبادة تلعب

اے مکہ اور مدینے میں عبادت کرنے والے اگر تو ہمیں دیکھتا تو تجھے یقین آ جاتا کہ تو عبادت میں کھیل رہا ہے۔

من کان یخضب خده بدُموعه فنحو رنا بد ماتنا تتخضب

ایک وہ ہے جس کے رخسارے آنسوؤں سے شرابور ہیں اور ہمارے سینے ہمارے خون میں رنگ رہے ہیں۔

اوکان یتعب خیله فی باطل فخیولنا یوم الصبیحة تتعب

ایک باطل میں اپنے گھوڑے دوڑا کر تھکا رہا ہے مگر ہمارے گھوڑے حملے کی صبح کو تھکتے ہیں۔

ریح العبیر لکم و نحن عبیرنا وھج السنابك والغبارالاطیب

مشک عبیر کی خوشبو تمہارے لیے ہے ہمارا عبیر تو گھوڑوں کی کھروں کا غبار اور پاکیزہ گرد ہے۔

ولقد اتانا من مقال نبینا قول صحیح صادق لا یکذب

ہمارے پاس ہمارے نبی کا یہ قول پہنچا ہے جو صحیح' سچا اور واقعہ کے مطابق ہے۔

لا یستوی غبار خیل الله فے انف امرئ ودخان نار تلعب

کہ انسان کی ناک میں لڑائی کے گھوڑوں کا غبار اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا دھواں برابر نہیں ہوسکتا۔

ھذا کتاب الله ینطق بیننا لیس الشهید بمیت لا یکذب

یہ اللہ کی کتاب ہے جو ہمارے پاس ہے ہم سے کہہ رہی ہے کہ شہید مرتے نہیں یہ تو جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں میں ابن مبارک کا رقعہ لے کر فضیلؒ سے جو مسجد حرام میں تھے ملا انہوں نے شعر پڑھ کر ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے فرمایا ابوعبدالرحمن نے سچ فرمایا ہے اور مجھے نصیحت فرمائی۔ پھر بولے تم حدیثیں لکھتے ہو میں بولا ہاں! فرمایا یہ حدیث لکھ لو۔ میں ان شعروں کے بدلہ میں تمہیں یہ حدیث سناتا ہوں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جس سے مجھے اللہ کی راہ کے مجاہدوں کا سا ثواب مل جائے۔ پوچھا کیا تم لگاتار نماز پڑھ سکتے ہو کہ کبھی سستی پیدا نہ ہو اور ہمیشہ روزے رکھ سکتے ہو کہ کبھی کھولو ہی نہیں' بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمزور ہوں مجھ میں ایک عمل کی بھی طاقت نہیں۔ فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ عمل تمہارے بس کے بھی ہوتے تب بھی اللہ کی راہ کے مجاہدوں کے درجات کو نہیں پا سکتے تھے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اگر مجاہد کے گھوڑے کی رسی ڈھیلی ہو جائے اور وہ ادھر ادھر چلا جائے تو اس پر بھی مجاہد کو ثواب ہے۔ پھر فرمایا ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو' برائی کے بعد بھلائی کر لو یہ بھلائی اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ تاکہ تمہیں دنیا اور آخرت میں کامرانی نصیب ہو۔ محمدؒ بن کعب قرظی فرماتے ہیں میرے اور تمہارے درمیان جو معاملہ ہے اس میں مجھ سے ڈرتے رہو تاکہ جب قیامت کے دن مجھ سے ملو تو تمہیں کامرانی حاصل ہو۔ الحمد للہ آل عمران کی تفسیر تکمیل کو پہنچی۔ وللہ الحمد والمنۃ

سورہ نساء

سورہ نساء کی فضیلت: ابن عباس فرماتے ہیں سورہ نساء مدینہ میں اتری۔ جب یہ سورۃ اتری تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اب روک رکھنا نہیں۔

ابن مسعود فرماتے ہیں مجھے سورہ نساء کی پانچ آیتیں اس قدر پیاری ہیں کہ میں انہیں دنیا و مافیہا کے بدلہ میں بھی دے کر خوش نہیں ہو سکتا۔ (۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (۲) اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ (۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (۴) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (حاکم) مسند عبدالرزاق میں پانچویں آیت وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً ہے (ابن جریر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس امت کے لیے نساء کی آٹھ آیتیں ان تمام چیزوں سے جن پر سورج نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے (دنیا و مافیہا سے) بہتر ہیں (۱) يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ (۲) وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ (۳) يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ اور پانچ مذکورہ آیتیں (ابن جریر) ابن عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے نساء کے بارے میں پوچھو میں نے بچپن ہی میں قرآن پڑھ لیا تھا (حاکم)۔

سورہ نساء مدینہ میں اتری اس میں ۱۷۶ آیتیں اور ۲۴ رکوع ہیں۔ یہ قرآن کریم کی چوتھی سورہ ہے باعتبار مصحف اور ۹۲ سورہ ہے باعتبار نزول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ

نَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو انتہائی شفیق و مہربان ہے۔

لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈر جاؤ جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے بچو۔ یقین مانو اللہ تم پر نگہبان ہے۔

تقوے کا بیان: (۱) اس آیت میں تقوے کا حکم ہے یعنی یکتا اللہ ہی کی عبادت کرو جو ایک ہے اور بلاشریک ہے۔ اس کی قدرت پر غور کرو کہ اس نے تم سب کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا۔ اور جب آدم سو گئے تو ان کی بائیں اور پچھلی پسلی سے حوا پیدا کیں۔ بیدار ہو کر دیکھا تو وہ اچھی معلوم ہوئیں اور ان سے مانوس ہو گئے اور حوا بھی آپ سے مانوس ہو گئیں۔

تخلیق عورت: ابن عباس فرماتے ہیں چونکہ عورت مرد سے پیدا ہوئی اس لیے اس کی رغبت مرد کی طرف ہوتی ہے اور مرد مٹی سے بنا ہے اس لیے اس کی رغبت زمین کی طرف ہوتی ہے۔ اس لیے تم اپنی عورتوں کو روک کر رکھو۔ (ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ عورت پسلی سے پیدا ہوئی اور پسلی کا بالائی حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر فائدہ اٹھاؤ گے تو ٹیڑھے پن کی حالت ہی میں فائدہ اٹھا سکو گے۔ پھر فرمایا انہیں دونوں (آدم و حوا) سے تمام انسان پیدا کئے گئے۔ انسان کی مختلف انواع و صفات، مختلف رنگ و روپ، مختلف شکل و صورتیں، اور مختلف زبانیں ہیں۔ پھر انہیں لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا اور محشر میں جمع ہونا ہے جس نے انہیں زمین پر پھیلا دیا۔ وہی انہیں محشر میں سمیٹ لے گا۔ پھر حکم ہے کہ اللہ سے جس کے نام پر سوال کرتے ہو ڈر کر اس کی اطاعت میں لگے رہو۔

فرمانبرداری و صلہ رحمی کی تاکید: یعنی اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کی قسمیں کھا کر عہد و پیمان کرتے ہو اور کسی صورت اور کسی حال میں بھی کبھی کئے ہوئے عہد نہ توڑو۔ اور قطع رحمی سے بچ کر صلہ رحمی اختیار کرو اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

اللہ تعالیٰ عرش پر ہے لیکن اس کا علم ہر جگہ موجود ہے: پھر کہا گیا کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے یعنی اللہ تمہاری تمام حالتوں اور عملوں سے خبردار ہے۔ فرمایا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (المجادلہ ۵۸:۶) اللہ ہر چیز پر گواہ ہے کیونکہ اس کا علم ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ مقام حاصل نہ ہو تو یقین رکھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ رقیب کے مراقبہ کا خیال رکھو کہ اللہ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ اس کا مراقبہ ہمہ دم تمہارے ساتھ ہے۔ یہ جو اللہ نے فرمایا کہ انسان کی (اصل پیدائش ایک ماں باپ سے ہے۔ اس لیے فرمایا کہ لوگ آپس میں محبت کریں۔ طاقتور کمزور پر شفقت و مہربانی رکھیں اور ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ جب مضری (محتاج و عریاں) صرف چادروں میں رحمت عالم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ظہر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر اور یہی آیت پڑھ کر خطبہ میں فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا (حشر ۵۹ : ۱۸) اے مومنو! اللہ سے ڈر جاؤ۔ اور ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقات و خیرات کا شوق دلایا۔ پھر تو انہیں کسی نے دینار دیے اور کسی نے درہم۔ کسی نے گیہوں کے صاع دیے اور کسی نے کھجوروں کے۔ (م)۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا
فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى
اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ
مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔا مَّرِيْٓــًٔا ﴿۴﴾

یتیموں کو ان کے مال سے دو۔ اور ردی مال اچھے مال سے نہ بدلو۔ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم بچیوں سے نکاح کر کے انصاف نہ کر سکو گے تو اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کر لو۔ دو دو سے' تین تین سے یا چار چار سے۔ پھر اگر تم کو ان میں برابری نہ کرنے کا ڈر ہو تو ایک ہی کافی ہے۔ یا وہی رکھو جس کے تمہارے ہاتھ مالک ہوئے (لونڈی) یہ ایک طرف جھک جانے سے بچنے کے لیے قریب ترین طریقہ ہے۔ اور خوشی سے عورتوں کو ان کے مہر دے دو۔ پھر اگر وہ اپنی خوشی سے ان میں سے کچھ تمہارے لیے چھوڑ دیں تو وہ ہنسی خوشی کھاؤ۔

یتیم کے مال کی حفاظت: (۲) یعنی جب یتیم اچھی طرح سے بالغ ہو جائیں تو بلا خیانت و کمی کے انہیں ان کا مال پورا پورا دے دو۔ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر اسے ہضم کرنے کی نیت نہ رکھو۔ جب اللہ نے تمہیں حلال روزی دی ہے تو حرام کی طرف کیوں جھکو' اور ستھری روزی چھوڑ کر گندی روزی کی طرف کیوں رخ کرو۔

حوب یعنی گناہ۔ ایک دعا میں ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا (اے اللہ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف فرما)

(د) ایک دفعہ ابوایوبؓ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دینی چاہی۔ ان سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یَآ اَبَآ اَيُّوْبَ اِنَّ طَلَاقَ اُمِّ اَيُّوْبَ كَانَ حُوْبًا (ابوایوب! ام ایوب کو طلاق دینا گناہ ہے چنانچہ انہوں نے طلاق نہیں دی۔ (ابن مردویہ)۔

بلا مہر یتیم بچی سے نکاح کی ممانعت: (۳) یعنی اگر کسی کے پاس کوئی یتیم بچی ہو اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہے مگر یہ بھی اندیشہ ہو کہ وہ اسے مہر مثل نہ دے سکے گا تو اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ کوئی اور عورت تلاش کر لے۔ کیونکہ عورتیں بہت ہیں اور نکاح میں تنگی نہیں ہے۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک شخص کی پرورش میں ایک یتیم بچی تھی۔ جس کے پاس مال بھی تھا اور کھجوروں کا باغ بھی۔ اس نے لالچ میں آ کر مہر مقرر کیے بغیر اس سے نکاح کر لیا اور مہر دیا نہیں اس پر یہ آیت اتری۔ میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ بچی کا اس کے باغ و مال میں حصہ تھا (ب) عروہ بن زبیرؓ صدیقہؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھتے ہیں۔ فرماتی ہیں اس سے مراد وہ یتیم بچی ہے جو کسی کی سرپرستی میں ہو۔ اور اس کے مال میں حصہ دار بھی ہو اس کے سرپرست کو اس کا مال اور اس کا حسن و جمال اچھا معلوم ہو اور وہ اس سے نکاح کرنا چاہے مگر مہر میں انصاف مدنظر نہ رکھے اور اسے پورا پورا مہر نہ دے لہذا اسے اس سے نکاح کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ مگر اس صورت سے کہ مہر میں انصاف سے کام لے اور حکم کیا گیا کہ اپنی پسند کی دوسری عورت

سے شادی کر لے (ب) صدیقہؓ فرماتی ہیں اس آیت کے اترنے کے بعد صحابہؓ نے اس سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو اللہ نے وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ اتاری۔ صدیقہؓ نے فرمایا وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ سے بے مال وغیر جمال والی یتیمہ سے بے رغبتی مراد ہے۔ اللہ نے لوگوں کو منع کر دیا کہ وہ اس یتیمہ سے بھی شادی نہ کریں جس کی طرف وہ اس کے مال و جمال کی وجہ سے راغب ہیں جب تک کہ مہر میں انصاف مدنظر نہ رکھیں۔ کیونکہ جب بے مال وغیر جمال والی یتیمہ سے بے رغبتی کرتے ہیں تو مال و جمال والی کو بھی چھوڑ دیں اور دیگر جس عورت سے چاہیں شادی کر لیں۔

بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں کی ممانعت: دو دو یا تین تین یا چار چار سے دو یا تین یا چار مراد ہیں۔ فرمایا۔ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ (فاطر ۳۵:۱) اللہ کا شکر ہے کہ جو دو دو تین تین اور چار چار پروں والے فرشتوں کو پیام بر بناتا ہے یعنی کسی فرشتے کے دو پر ہوتے ہیں' کسی کے تین اور کسی کے چار۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فرشتوں کے چار پروں سے زیادہ پر نہیں ہوتے۔ کیونکہ دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ چار پروں سے زیادہ پروں والے فرشتے بھی ہیں لیکن انسان نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں جمع نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہ مقام مقام احسان و اباحت ہے اگر چار سے زیادہ عورتوں کا جمع کرنا مباح ہوتا تو اس مقام پر بیان کر دیا جاتا۔ و نیز سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے بیان کرتی ہے کہ آپ کے علاوہ کسی اور کو ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ عورتوں کو جمع کرنا روا نہیں۔

انسؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے پندرہ عورتوں سے شادی کی' تیرہ سے خلوت صحیحہ کی۔ اور گیارہ آپ کے پاس بہ یک وقت جمع رہیں۔ اور جب فوت ہوئے تو نو بیویاں چھوڑیں۔ لیکن یہ حکم آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ امت کو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ کیونکہ احادیث سے چار سے زیادہ کا ثبوت نہیں ملتا۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب غیلان ثقفیؓ مسلمان ہوئے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا چار چن لو باقی چھوڑ دو۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارقطنی' بیہقی)

عمرہ اسدیؓ کہتے ہیں جب میں مسلمان ہوا تو میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے آپ ﷺ سے بیان کیا فرمایا ان میں سے چار چن لو۔ (ابن ماجہ حسن ولہ شواہد) نوفل بن معاویہ دیلی فرماتے ہیں جب میں مسلمان ہوا تو میرے پاس پانچ عورتیں تھیں۔ مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ جون سی چاہو چار چن لو اور پانچویں الگ کر دو۔ میں نے سب سے پہلے اس عورت کو جو ساٹھ برس سے میرے پاس تھی اور بانجھ تھی۔ طلاق دے دی۔ (مسند شافعی) یہ احادیث غیلان والی حدیث کے شواہد ہیں جیسا کہ بیہقی نے کہا ہے۔

عدم مساوات کے خوف سے ایک ہی عورت کافی ہے: پھر حکم ہوا کہ اگر متعدد عورتوں میں مساوات قائم نہ رکھنے کا ڈر ہو تو ایک ہی عورت یا لونڈی ہی کافی ہے۔ خواہ متعدد لونڈیاں ہوں کیونکہ لونڈیوں کی تقسیم مستحب ہے۔ واجب نہیں۔ فرمایا وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا (نساء ۴:۱۲۹) خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو' عورتوں میں برابری نہیں کر سکتے۔ پھر فرمایا تمہاری عدم کثرت عیال کی یہ ادنیٰ صورت ہے۔ لَا تَعُوْلُوْا اَیْ لَا تَمِيْلُوْا' لَا تَجُوْرُوْا (کسی ایک کی طرف نہ جھکو)۔

مہر ادا کرنا ضروری ہے: (۴) فرمایا عورتوں کو ان کے مہر دے دو۔ نحلہ سے مہر یا فریضہ یا مقرر کردہ فریضہ' یا واجب مراد ہے۔ یعنی عورتوں کے مہر جو واجب یا فرض ہیں خوشی خوشی ادا کر دو۔ جیسے ہدیہ خوشی خوشی دیا جاتا ہے۔ اگر عورت خوشی سے سارا یا بعض مہر معاف کر دے تو وہ شوہر کے لیے حلال و طیب ہے۔ رحمت عالم ﷺ کے بعد کسی کو بلا مہر کے نکاح کرنا روا نہیں۔ نہ یہ روا ہے کہ

جھوٹ موٹ مہر کا نام ہی نام ہو۔ دینا دلانا کچھ نہ ہو۔

ابوصالح فرماتے ہیں لوگ اپنی بچیوں کا مہر خود لے لیا کرتے تھے۔ وہ محروم رہ جاتی تھیں۔ اس پر آیت اتری (ابن ابی حاتم‘ ابن جریر) عبدالرحمٰن بن مالک فرماتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو صحابہؓ نے پوچھا کہ عورتوں کا مہر کیا ہے۔ فرمایا جس پر ان کے گھر والے راضی ہو جائیں (ابن ابی حاتم) عمر والی منقطع حدیث میں بھی یہی بیان ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۤءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۶

اور بے وقوفوں کو اپنا مال نہ دو۔ جسے اللہ نے تمہاری گزران کا سبب بنایا ہے۔ ہاں اس میں سے انہیں کھلاؤ پلاؤ اور پہناؤ‘ اوڑھاؤ اور ان سے معقول و نرم بات کرو۔ اور یتیموں کی اصلاح کرتے رہو۔ جب تک نکاح کی عمر کو نہ پہنچ جائیں۔ پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو انہیں ان کا مال دے دو۔ اور اسے اڑا کر جلدی سے نہ کھاؤ کہ (ایسا نہ ہو) وہ بڑے ہو جائیں اور آسودہ حال بچتا رہے اور محتاج دستور کے مطابق کھا لے۔ پھر جب تم انہیں ان کے مال دو تو اس پر گواہ کر لو۔ اور حساب کرنے والا اللہ ہی کافی ہے۔

نادانوں پر تصرفات میں پابندی: (۵) نادانوں کو مال دے کر انہیں تصرف کی اجازت نہ دی جائے۔ کیونکہ یہ مال ان کی زندگی کا ذریعہ ہے۔ جس سے تجارت کر کے روزی کمائی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ بے وقوفوں کو کاروبار و تصرف سے روک دیا جائے۔ حجر (روکنے) کی کئی صورتیں ہیں کبھی تو انسان کو کم سنی کی وجہ سے تصرف سے روک دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ گفتگو کے ڈھنگ سے ناواقف ہوتا ہے اور کبھی دیوانگی کی وجہ سے‘ کبھی عقل و دیانت کی کمی کی وجہ سے‘ اور کبھی افلاس کی وجہ سے کہ چاروں طرف سے قرض میں گھرا ہوا ہے اور موجودہ مال ادائے قرض کے لیے ناکافی ہے۔ اگر قرض خواہ حاکم سے موجودہ مال کو رکوا دیں تو حاکم تصرفات سے روک کر اسے دیوالیہ قرار دے دے گا۔ سفہاء سے بیٹے اور بیویاں‘ سرکش خادم‘ یتیم بچے اور عورتیں مراد ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا عورتیں بے وقوف ہوتی ہیں۔ مگر جس نے اپنے سرپرست کا کہنا مانا (ابن ابی حاتم)۔ فرمایا انہیں کھلاؤ‘ اور پہناؤ۔ یعنی ان کا خرچہ اٹھاؤ۔ اور انہیں نرمی سے معاملہ کی واقعی نوعیت سمجھا دو۔ ابن عباس فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے تم کو جو مال دے کر تمہاری گزر اوقات کا ذریعہ بنایا ہے اسے بیوی بچوں کو نہ دو کہ خود ان کے دست نگر بن جاؤ اور وقتِ ضرورت ان کے ناک منہ تکو بلکہ اسے بڑھاتے رہو۔ انہیں روٹی کپڑا اور ضروری خرچ دیتے رہو۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو اپنی بدخلق بیوی کو طلاق نہ دے۔ جو اپنا مال بے وقوفوں کو پکڑا دے۔ حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ اپنا مال بے وقوفوں کے حوالے مت

کرو۔اور جو بلا گواہوں کے کسی کو قرض دے دے (ابن جریر) قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ سے دل خوش کرنے والی بات مراد ہے۔احسان و صلہ میں دل خوش کرنے والی بات کہی جائے اور حسن اخلاق سے پیش آیا جائے۔معلوم ہوا کہ اہل وعیال کا اور خدام و ماتحت لوگوں کا نان ونفقہ واجب ہے اور ان سے محبت و پیار اور حسن اخلاق سے پیش آیا جائے۔

بلوغت کی نشانی: (۶) ابتلاء سے آزمائش اور نکاح سے عقل وفہم ہوشیاری اور بلوغت مراد ہے۔لڑکوں میں بلوغت کی نشانی احتلام ہے۔علیؓ فرماتے ہیں میں نے رحمت عالم ﷺ سے یہ بات یاد رکھی کہ احتلام (بوغت) کے بعد یتیمی نہیں رہتی' اور دن بھر کی خاموشی رات تک جائز نہیں (د)۔(۲) تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔بچے سے بلوغت یا ۱۵ سال کی عمر تک۔سونے والے سے جاگنے تک۔اور دیوانے سے ہوش میں آنے تک۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں احد کے دن رحمت عالم ﷺ کے سامنے لایا گیا۔اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی۔آپ ﷺ نے مجھے جنگ کی اجازت نہیں دی اور غزوہ خندق کے موقعہ پر ۱۵ سال کا تھا تو اجازت دے دی (ق)

فرمایا اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو ان کا مال انہیں دے دو۔رشد سے حفاظت دین و مال کی صلاحیت مراد ہے۔

ناداروں کو بقدر محنت یتیموں کا مال روا ہے: فرمایا اس اندیشے سے کہ یتیم بڑے ہو کر اپنے مال پر قابض ہو جائیں گے گھبرا کر ان کا مال نہ اڑاؤ۔اور سخت حاجت کے بغیر ان کا مال استعمال نہ کرو۔آسودہ حال اولیاء ان کے مال سے بچتے رہیں۔کچھ بھی استعمال نہ کریں۔یہ مال ان کے لیے مردار وخون کی طرح ہے۔اور تنگ حال اولیاء دستور کے مطابق استعمال کرلیں۔یہ آیت یتیموں کے اولیاء و مال کے بارے میں اتری۔(ابن ابی حاتم)۔''معروف'' محنت وانتظام کے اندازے کے مطابق لے لینا مراد ہے (ب)

ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے سوال کیا میں محتاج ہوں اور میری کفالت میں یتیم ہے۔فرمایا یتیم کے مال میں سے بلا اسراف کے خرچ کرو' یہ نہ کرنا کہ مال جمع کرلو یا خوب اڑاؤ یا اپنا پیسہ بچا کر اس کا پیسہ خرچ کرو یا اس کے پیسے سے اپنا مال چھڑالو (ادن' ابن ماجہ)۔ایک شخص نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ یتیم کو کس بات پر مارا جائے۔فرمایا جس بات پر اولاد کو مارا جاتا ہے۔اس کے مال سے اپنا مال نہ بچانا اور نہ اس کے مال سے مالدار بننے کی کوشش کرنا (خ' ابن مردویہ)۔ایک دیہاتی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ میری کفالت میں یتیم ہیں۔ان کے بھی اونٹ ہیں اور میرے بھی۔میں اپنی اونٹنیوں کا دودھ محتاجوں کو دے دیتا ہوں۔مجھے یتیموں کے دودھ میں سے کتنا حلال ہے؟ فرمایا: اگر تو کھویا ہوا جانور ڈھونڈ لاتا ہے اور خارشتی جانوروں کے خلال دیتا ہے ان کے حوض ٹھیک کرتا ہے۔اور ان کی دیکھ بھال میں لگا رہتا ہے۔تو اتنا دودھ پی لے جو ان کے بچوں کو نقصان نہ پہنچائے اور حاجت سے زیادہ نہ لے (ابن جریر موطا مالک)۔

فرمایا: وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ الخ (انعام ۶: ۱۵۲) یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ۔مگر اس کی اصلاح کی غرض سے بوقت ضرورت دستور کے مطابق لے سکتے ہو۔

مال لوٹاتے وقت شہادت: فرمایا۔ مال واپس کرتے وقت گواہ بنالو۔یعنی جب تم یتیموں میں بلوغت کے بعد مال سنبھالنے کی صلاحیت دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کرتے وقت گواہ بنالو تا کہ کل کو انکار وشک کی گنجائش نہ رہے۔فرمایا اللہ ذرے ذرے کا محاسب ہے۔ہر جگہ باعتبار علم حاضر و ناظر ہے۔اور یتیموں کے اولیاء کا ہر وقت نگراں ہے کہ وہ کس طرح ان کی تربیت کرتے

ہیں۔اور انہیں پورا مال دیتے بھی ہیں یا نہیں۔گڑ بڑ کر کے حساب پورا تو نہیں کر دیتے! اللہ ہر بات سے واقف ہے۔(اس سے اولیاء کو تنبیہ کی گئی کہ خبر دار حبہ بھر کمی نہ کرنا پورا پورا مال ادا کر دینا' اور صحیح طور پر ان کی اصلاح و پرورش کرنا) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یا ابوذر! میں تمہیں کمزور دیکھتا ہوں' مجھے تمہارے لیے وہی بات پسند ہے جو اپنے لیے ہے۔خبر دار دو شخصوں پر امیر اور مال یتیم کا ولی نہ بننا۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ
مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا
مَّفْرُوضًا ﴿٧﴾ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ
فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٨﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا
مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا
سَدِيدًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ
فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾ ع ۱۲

ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکہ میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکہ میں عوتوں کا بھی حصہ ہے۔ خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت مقرر کیا ہوا حصہ ہے اگر تقسیم کے وقت رشتے دار اور مسکین آ جائیں تو کچھ انہیں بھی کھلا دو اور ان کو معقول بات سمجھا دو۔انہیں ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے ننھے ننھے بچے جن کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔چھوڑ جاتے تو کیا چاہتے۔ لہذا انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔اور جچی تلی بات کہنی چاہیے۔جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ہی بھر رہے ہیں اور جلدی ہی جہنم میں جانے والے ہیں۔

اصل میراث میں وارث برابر ہیں: (۷) مشرک میت کی بڑی اولاد کو ترکہ دے دیا کرتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو قطعی محروم کر دیتے تھے۔اس پر یہ آیت اتری۔یعنی اللہ کے نزدیک اصل ترکہ میں سب کو مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔اگرچہ میت کے قرب وبعد کی وجہ سے ان کے حصوں میں تفاوت ہے' خواہ حقیقی علاقہ قرابت ہو یا زوجیت وولاء کی وجہ سے۔کیونکہ ولاء بھی نسب کی طرح ایک علاقہ ہے۔جابرؓ فرماتے ہیں ام الحرامؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! میری دو بیٹیاں ہیں' ان کا باپ مر گیا ہے۔ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔اس پر یہ آیت اتری (ابن مردویہ) یہ حدیث میراث کی دونوں آیتوں کی تفسیر میں جدید سیاق سے بھی آ رہی ہے۔

کیا ورثہ میں غیر وارث رشتے داروں کا بھی کچھ حق ہے؟: (۸) فرمایا: اگر حصے بٹتے وقت غیر وارث عزیز یعنی دور کے عزیز یا یتیم وفقراء آ جائیں تو انہیں بھی کچھ دے دلا دو۔یہ حکم اگرچہ ابتدائے اسلام میں واجب تھا مگر اب مستحب ہے۔

کیا یہ آیت قطعی منسوخ ہے؟ ہاں ابن عباس: یہ آیت یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ سے منسوخ ہے۔ یعنی یہ حکم فرائض سے پہلے تھا' پھر فرائض کی آیتیں اتریں اور ہر حق دار کا حق مقرر ہو گیا۔ اب صدقہ اس مال میں ہے جس کی مرنے والا وصیت کر جائے (ابن مردویہ)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں تقسیم سے تقسیم ترکہ مراد ہے۔ یعنی جب ورثہ بٹتے وقت غیر وارث عزیز' فقراء' یتیم اور مسکین موجود ہوتے ہیں اور مال بٹتا ہوا دیکھتے ہیں تو انہیں بھی خیال آتا ہے کہ ہمیں بھی کچھ مل جاتا۔ اللہ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ بھی کچھ سلوک کرو تا کہ اس احسان سے یہ بھی خوش ہو جائیں۔ اللہ کی شفقت و عنایت پر غور کیجئے کہ اسے سب کا خیال رہتا ہے۔ فرمایا کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ (الانعام ۶: ۱۴۱) جب وہ بار آور ہو تو اس کے پھل کھاؤ اور اس کا حق اس کے کٹنے کے دن ادا کرو۔ اللہ نے ان کی مذمت کی جو فقراء کے ڈر سے مال چپکے چپکے منتقل کرتے ہیں۔ سورۂ قلم میں باغ والوں کا قصہ ہے کہ انہوں نے عزم کر لیا تھا کہ راتوں رات پیداوار گھر لے آئیں گے۔ تا کہ فقراء کو خبر نہ ہو اور مال حق والوں تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ فرمایا فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ (قلم ۶۸: ۲۱۔۲۲) وہ یہ کہتے جا رہے تھے کہ آج تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے۔ آخر اللہ نے باغ تباہ کر دیا۔ اس قسم کے کافروں کی بہت سی مثالیں ہیں۔ جس نے اللہ کا حق دینے میں بخل کیا اللہ نے اس کے عزیز ترین مال کو برباد کر دیا۔ اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس مال میں صدقہ ملا جلا ہوگا وہ مال ضرور تباہ ہو جائے گا یعنی وہ مال سارا ہی غارت ہو جاتا ہے جس میں سے صدقہ نہ نکالا جائے۔

خلاف شرع کام کی اصلاح: (۹) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جس کے سامنے ایک شخص مرتے وقت وارثوں کو نقصان دہ وصیت کر جاتا ہے۔ مگر وہ اسے روکتا نہیں۔ اللہ اس کو یہ حکم دے رہا ہے کہ یہ اسے صحیح راہ سمجھا کر اس پر لگا دے۔ اور اس کے وارثوں کو اسی نگاہ سے دیکھے جس نگاہ سے اپنے وارثوں کو دیکھنا پسند کرتا ہے' جب کہ ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ سعد بن ابی وقاص کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ سعدؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس مال ہے اور میری ایک بچی بھی ہے۔ کیا میں دو تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ بولے۔ اور آدھا؟ فرمایا نہیں۔ بولے اور ایک تہائی فرمایا۔ ہاں۔ اور تہائی بھی بہت ہے تمہارا اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جانا فقیر چھوڑ جانے سے بہتر ہے۔ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ (ق)۔

یتیموں کا مال اڑانے کی وعید: (۱۰) دیکھو یتیموں کا مال ناحق کھانا پیٹ میں جہنم کی آگ ٹھونسنا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ جب لوگ بلا وجہ یتیموں کے مال پر ہاتھ صاف کرنے لگیں وہ آگ کھا رہے ہیں۔ یہ مال قیامت کے دن ان کے پیٹوں میں آگ بن کر بھڑکے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔ صحابہؓ نے پوچھا کون کون سے؟ فرمایا۔ شرک' جادو' ناحق قتل' سود خوری' یتیم کا مال کھانا' لڑائی سے بھاگنا اور بھولی بھالی معصوم عورتوں پر الزام لگانا۔ (ق)۔

بقرہ میں ابن عباسؓ کا یہ قول گزر چکا کہ جب یہ آیت اتری تو جس جس کی سرپرستی میں یتیم تھے سب نے اپنا کھانا یتیموں کے طعام و شراب سے الگ کر لیا۔ اب اگر ان بے چاروں کا کھانا بچ جاتا تو یا تو باسی کھانا پڑتا یا سڑ جاتا۔ اس سے انہیں سخت غم تھا۔ آخر یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بھی لائی گئی۔ اس پر یہ آیت وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰی الخ اتری پھر سب مل جل کر کھانے پینے لگے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں یہ تاکیدی حکم فرماتا ہے کہ ایک مرد کا دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے پھر اگر دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو انہیں ورثہ میں دو تہائی اور اگر ایک ہو تو اسکے لیے نصف ہے اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے ورثہ میں چھٹا حصہ ہے۔ بشرطیکہ مرنے والے کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور وارث ماں باپ ہی ہوں تو ماں کے لیے ایک تہائی ہے۔ اور اگر کئی بھائی بھی ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے یہ حصے وصیت یا قرض کے بعد ہیں تمہیں خبر نہیں کہ ماں باپ میں سے کون نفع کی حیثیت سے تمہارے قریب ہے۔ یہ اللہ کا فریضہ ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور خوب حکمت والا ہے۔

علم فرائض کا ماخذ: (۱۱) یہ آیت مع بعد والی آیت کے اور اس سورۃ کے خاتمہ والی آیت علم فرائض کے بارے میں ہیں۔ وہ حدیثیں جو اس سلسلہ میں ان آیتوں کی وضاحت میں آئی ہیں ہم یہاں ان حدیثوں کو بیان کریں گے جو اس کے مناسب ہیں۔

علم فرائض کی فضیلت: احادیث میں علم فرائض سیکھنے کی فضیلت آئی ہے۔ خصوصاً یہ فرائض تو تمام فرائض میں اہم ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اصل علم تین ہیں باقی فضول ہیں۔ تفسیر، حدیث، فرائض' (د، ابن ماجہ) (۲) فرائض خود بھی سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے (ابن ماجہ، سند ضعیف) غالباً ادھا علم اس لیے ہے کہ اس سے سب کا واسطہ پڑتا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ مع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیدل چل کر بنوسلمہ میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے مجھے بے ہوش دیکھ کر پانی منگا کر وضو کیا اور مجھ پر چھڑکا۔ مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے مال کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اسے کیا کروں؟ اس پر یہ آیت اتری۔ (ج)۔

مرد کا دہرا حصہ ہے اور عورت کا اکہرا: اصل میراث میں مرد و عورت برابر ہیں۔ اسی لیے اولاد میں برابری کا حکم ہے۔ کیونکہ جاہلیت میں عورتوں اور بچوں کو محروم رکھا جاتا تھا۔ اور سارا ورثہ مردوں کو دے دیا جاتا تھا۔ لہذا اللہ نے اصل میراث میں برابری کا حکم فرمایا۔ حصہ کی کمی بیشی اور بات ہے مرد کا دہرا اور عورت کا اکہرا حصہ ہے کیونکہ مرد کے ذمہ خاندان کا بار ہوتا ہے اسے کاروبار کے لیے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ محنت کر کے کما کر لاتا ہے۔ اس لیے اسے دوگنا دیا جانا ہی مناسب ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں مال اولاد کا ہوتا تھا اور ماں باپ کو وصیت کی جاتی تھی اللہ نے اس میں جو چاہا منسوخ فرما دیا۔ مرد کا دہرا حصہ، ماں باپ کا چھٹا اور تہائی۔ بیوی کا آٹھواں اور چوتھائی۔ اور شوہر کا چوتھائی اور آدھا رکھا (ب) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب آیات فرائض اتریں اور ہر حصہ دار کا مقررہ حصہ نازل ہوا تو بعض لوگوں نے اسے پسند نہ کرتے ہوئے کہا کہ بیوی کو چوتھائی یا آٹھواں حصہ بیٹی کو آدھا اور چھوٹے بچے کو بھی حصہ ملتا ہے۔ حالانکہ ان میں نہ کوئی جنگ کرتا ہے اور نہ مال غنیمت لاتا ہے۔ خاموش ہو جاؤ شاید رحمت عالم ﷺ بھول جائیں یا ہم کہہ سن کر اسے بدلوا لیں آخر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ بیٹی کو باپ کے مال میں سے آدھا ملتا ہے وہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ نہیں کرتی۔ اور چھوٹے بچے کو بھی میراث ملتی ہے جو کسی کام کے لائق نہیں۔ جاہلیت میں میراث جنگ کرنے والے اور سب سے بڑے بیٹے کو ملتی تھی۔ (ابن ابی حاتم، ابن جریر)

عورتوں کا حصہ: اگر عورتیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہے چونکہ اس سورت کے اخیر میں دو بہنوں کو دو تہائی کا حکم ہے تو دو بیٹیوں کا بدرجہ اولیٰ یہی حکم ہے، اس لیے ان کا حکم اس آیت سے لیا گیا۔ اور جابر والی حدیث میں ہے کہ آپ نے سعد بن ربیع کی دو بیٹیوں کو دو تہائی دلوایا۔ لہٰذا دو بیٹیوں کا دو تہائی کتاب و سنت سے ثابت ہو گیا۔ علاوہ ازیں جب ایک بیٹی کا آدھا ہے تو اگر دو بیٹوں کا بھی آدھا ہوتا تو ضرور بیان کیا جاتا جب خاص طور سے ایک کو بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ کا حکم وہی ہے جو دو سے زیادہ کا حکم ہے اور دو تین کے حکم میں ہے۔

ماں باپ کا حصہ: ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے بشرطیکہ اولاد ہو۔ اگر میت کے اولاد نہیں ہے تو پھر ماں کا ایک تہائی حصہ ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں اگر ایک لڑکی سے زیادہ اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہے اور ماں باپ ہوں تو بیٹی کو نصف ماں کو چھٹا اور باپ کو بھی چھٹا حصہ ملے گا اور پھر چھٹا حصہ باقی رہ جائے گا جو باپ عصبہ ہونے کی حیثیت سے لے لے گا۔ اگر ماں باپ کے ساتھ اولاد نہ ہو تو ماں ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی ملے گا کیونکہ باپ عصبہ بھی ہے اگر ان کے ساتھ شوہر یا بیوی بھی ہو تو شوہر کو نصف اور بیوی کو ایک چوتھائی ملے گا۔ ماں کو باقی مال کا ایک تہائی ملے گا۔

اگر ماں باپ عیانی یا اخیافی یا علاتی بھائیوں کے ساتھ جمع ہوں تو باپ کے ہوتے ہوئے باقی محروم ہو جائیں گے البتہ بھائی ماں کو ایک تہائی سے چھٹے حصہ کی طرف لوٹا دیں گے۔ لہٰذا ان کی موجودگی میں ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر ماں کے علاوہ دوسرا وارث باپ ہو اور کوئی اور وارث نہ ہو تو ماں کے بعد باقی مال باپ لے لے گا۔ دو بھائیوں کا حکم بھی کئی بھائیوں کی طرح ہے۔

میراث و وصیت قرض کے بعد ہے: پھر فرمایا یہ تقسیم وصیت و قرض کے بعد ہے پھر اس پر اجماع ہے۔ کہ وصیت پر قرض مقدم ہے۔ کیونکہ سنت سے یہی ثابت ہے جیسا کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تم تو مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ پڑھتے ہو اور اللہ کے رسول ﷺ نے قرض کا حکم وصیت سے پہلے دیا ہے۔ اور حقیقی اولاد ام وارث ہوتی ہے۔ علاتی نہیں۔ کوئی اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوگا علاتی کا نہیں (ت۔ ابن ماجہ) پھر فرمایا تمہیں خبر نہیں کہ تمہیں اولاد زیادہ نفع پہنچاتی ہے۔ یا باپ۔ یعنی ہم نے بیٹے اور باپ اصل میراث میں برابر رکھے ہیں۔ خلاف عہد جاہلیت کے اور آغاز اسلام کے کہ ساری میراث بڑے بیٹے کو ملتی تھی اور ماں باپ کے لیے وصیت ہوتی تھی۔ اب ان کے حال کے مطابق دونوں کا فرض مقرر کر دیا گیا کیونکہ انسان کو کبھی اپنے باپ سے دنیوی یا دینی یا دونوں طرح کے فائدے پہنچتے ہیں نہ کہ بیٹوں سے اور کبھی اس کا عکس بھی ہو جاتا ہے۔ اس لیے نفع کی توقع دونوں سے ہے اسی لیے دونوں کا حصہ ٹھہرایا گیا۔ اور دونوں اصل میراث میں یکساں رکھے گئے۔ پھر فرمایا کہ یہ میراث کی تفصیل جو

بیان کی گئی ہے اللہ کا فریضہ اس کا حکم اور اس کا فیصلہ ہے اور اللہ بڑی حکمت والا ہے اور ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے اور خوب جاننے والا ہے اور حق حق دار ہی کو دیتا ہے۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿١٢﴾

اور تمہارے لیے اس میراث کا آدھا ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ گئیں اگر ان کے اولاد نہ ہو اور اگر ان کے اولاد ہو تو ان کی میراث میں سے تمہارا چوتھائی حصہ اس وصیت کے بعد ہے جو وہ کر گئیں یا قرض کے بعد ہے اور ان کا حصہ تمہاری میراث میں سے چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے اولاد ہو تو پھر تمہاری میراث میں سے ان کا آٹھواں حصہ اس وصیت کے بعد ہے جسے تم کر گئے ہو یا قرض کے بعد ہے اور اگر میت ایسا شخص ہے جس کے باپ بیٹا نہیں یا عورت ہے اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر زیادہ بھائی بہنیں ہیں تو سب ایک تہائی میں اس وصیت کے بعد شریک ہیں جو کی جا چکی ہے اور قرض کے بعد بشرطیکہ میت دوسرے کو نقصان نہ پہنچا رہا ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑا بردبار ہے۔

شوہر کا حصہ: (۱۲) بیویوں کی میراث میں شوہروں کو آدھا ملے گا بشرطیکہ ان کے اولاد نہ ہو ورنہ چوتھائی ملے گا لیکن وصیت و قرض ادا کرنے کے بعد تقسیم کی جائے گی۔ یعنی پہلے قرض ادا کیا جائے پھر وصیت جاری کی جائے پھر مال بانٹا جائے۔

بیوی کا حصہ: یعنی بیویوں کو شوہر کے مال میں سے ایک چوتھائی ہے اگر اولاد نہ ہو ورنہ آٹھواں حصہ ہے۔ اس آٹھواں حصہ میں ساری بیویاں برابر برابر حصہ دار ہیں۔

کلالہ کی تعریف: کلالہ اکلیل (تاج) سے لیا گیا ہے۔ تاج چاروں طرف سے سر چھپا لیتا ہے۔ یہاں کلالہ سے وارث ہونے والے حاشیہ کے لوگ مراد ہیں جو اصول و فروع میں شامل نہیں۔ کسی نے ابوبکرؓ سے کلالہ کے معنی پوچھے فرمایا میں اپنی رائے سے بتاتا ہوں اگر صحیح ہوئے تو اللہ کی طرف سے ہیں ورنہ شیطان کی طرف سے سمجھو۔ اس سے اللہ اور رسول ﷺ بری ہیں۔ کلالہ وہ ہے

جس کے نہ باپ ہو نہ بیٹا۔ عمرؓ (عہد خلافت میں) فرماتے ہیں مجھے ابوبکرؓ کی رائے کی مخالفت کرتے ہوئے شرم آتی ہے (ابن جریر) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے عمرؓ سے سنا فرماتے تھے۔ بات وہی ہے جو میں نے عرض کی یعنی کلالہ وہ ہے جس کے نہ بیٹا ہو نہ باپ۔

اولاد ام کا حکم: پھر فرمایا کہ کلالہ کے اولاد ام ہو یعنی ماں کی طرف سے بھائی بہنیں ہوں۔ سعد بن ابی وقاص نے وَلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِنْ اُمٍّ پڑھا ہے۔ صدیقؓ نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے اس صورت میں ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اگر زیادہ ہیں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے اولاد ام کا حکم کئی باتوں میں دوسرے وارثوں سے الگ ہے۔ یہ ماں کے ہمراہ وارث ہوتے ہیں ان کے مرد عورت میراث میں برابر ہیں اور ان کے مردوں کو دہرا اور عورتوں کو اکہرا نہیں ملتا یہ اسی وقت وارث ہوتے ہیں جبکہ ان کا مورث کلالہ ہو۔ لہٰذا باپ دادا یا بیٹے پوتے کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے۔ انہیں تہائی سے زیادہ نہیں ملتا خواہ کتنی ہی تعداد کیوں نہ ہو۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٣﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٤﴾ ع

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسی بہشتوں میں داخل فرمائے گا جس میں نہریں جاری ہوں گی اور جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی بھاری کامیابی ہے اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے آگے پھلانگے گا اللہ اسے آگ میں داخل فرمائے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

فرائض میں حدوں سے پھلانگنے کی وعید: (۱۳) یعنی یہ فرائض وحقوق اور مقررہ سہام جو اللہ نے وارثوں کے لیے میت سے قرب واحتیاج کے موافق مقرر فرمائے ہیں اللہ کی حدیں ہیں۔ ان سے آگے بڑھنا حرام ہے اس لیے جو ان حدوں کا خیال رکھتا ہے اور بہانے تراش کر مقررہ سہام میں کمی بیشی نہیں کرتا وہ جنتی ہے۔ اسے اپنی کامیابی پر خوش ہونا چاہیے۔ اور جو اللہ کا حکم بدل ڈالے اللہ سے ضد بحث کرے اس کی تقسیم پر راضی نہ ہو اور وارثوں کو کم وبیش دے جائے یا انہیں بالکل ہی محروم کر جائے اللہ اسے ذلیل کر کے جہنم میں جھونک دے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ایک شخص ستر سال تک نیک عمل کرتا رہتا ہے لیکن بوقت وصیت ظلم کر جاتا ہے پھر اس کا خاتمہ اسی برے عمل پر ہو جاتا ہے اور حقدار جہنم بن جاتا ہے۔ اور ایک شخص ستر سال تک برے عمل کرتا رہتا ہے لیکن بوقت وصیت انصاف کر جاتا ہے پھر اس کا خاتمہ اسی اچھے عمل پر ہو جاتا ہے اور جنت کا حقدار بن جاتا ہے پھر ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم چاہو تو تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ الخ پڑھ لو (الف)

حدود سے آگے پھلانگنے والا جہنمی ہے: (۱۴) یعنی جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی حکم عدولی کرے گا اور حدوں سے آگے بڑھنا چاہے گا اللہ اسے ہمیشہ کے لیے جہنم رسید فرما دے گا اور اس پر سخت ذلت والا عذاب مسلط ہو جائے گا۔ (۲) کوئی (مرد یا عورت) ساٹھ برس تک اللہ کی اطاعت میں لگا رہتا ہے پھر مرتے وقت وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچا جاتا ہے جس سے اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے پھر ابو ہریرہؓ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (دات' ابن ماجہ)۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۶﴾

تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کرتی ہوں تو ان پر اپنے چار مرد گواہ لاؤ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو انہیں اپنے گھروں میں بند کر دو۔ جب تک انہیں موت نہ آ جائے۔ یا ان کے لیے اللہ کوئی راہ پیدا نہ فرما دے۔

اور اگر تم میں سے دو شخص بدکاری کریں تو انہیں ایذا دو پھر اگر توبہ کر لیں اور اصلاح بھی کر لیں تو ان سے اعراض کرو۔ یاد رکھو اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

زنا کے ابتدائی حکم کی تنسیخ: (۱۵) اگر کسی عورت کی بداخلاقی کا صحیح ثبوت مل جاتا تو ابتدائے اسلام میں عورت کو گھر میں نظر بند کر دینے کا حکم تھا۔ سبیل سے زنا کا ابتدائی حکم منسوخ کرنے والی آیت مراد ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں زنا کی یہی سزا تھی حتیٰ کہ اللہ نے سورہ نور اتاری اور یہ حکم کوڑوں سے یا رجم سے منسوخ فرما دیا۔ نسخ پر سب کا اتفاق ہے۔ عبادہؓ فرماتے ہیں: جب اللہ کے رسول ﷺ پر وحی اترتی تو آپ پر اس سے بے قراری طاری ہو جاتی تھی اور رخ انور بدل جاتا تھا۔ ایک دن جب وحی آ کر کھلی تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ان کے واسطے راہ نکال دی۔ اگر بیاہا بیاہی کے ساتھ منہ کالا کرے تو اسے سنگسار کر دو۔ اور اگر کنوارے نے کنواری کے ساتھ کیا ہے تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں اور سال بھر تک جلاوطن کر دیا جائے (مادنت۔ ابن ماجہ) عبادہؓ فرماتے ہیں نزول وحی رحمت عالم ﷺ کے چہرے سے پہچان لی جاتی تھی۔ پھر جب اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا اتری اور وحی کھل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا سیکھ لو اور یاد رکھو اللہ نے ان کے لیے راہ نکال دی ہے۔ کنوارے کو کنواری کے ساتھ سو کوڑے مارے جائیں گے اور سال بھر تک جلاوطن کیا جائے گا اور بیاہے کو بیاہی کے ساتھ دونوں کو سو کوڑے مارے جائیں۔ اور دونوں کو سنگسار کیا جائے گا (الف) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ سورت اتری تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سورہ نساء میں فاحشہ کو گھر میں بند رکھنے کا جو حکم تھا وہ باقی نہیں رہا (منسوخ ہو گیا)۔ (ط)۔

لوطیوں کا حکم: (۱۶) یعنی لواطت کرنے والوں کو ایذا پہنچاؤ' یعنی ان دونوں کو ایذا برا بھلا کہہ کر شرم و غیرت دلا کر اور جوتے مار

کر پہنچائی جائے۔ یہ شروع کا حکم ہے اللہ نے اس حکم کو اس آیت سے منسوخ کر دیا سورہ نور کی آیت اس کی ناسخ ہے۔ زانیہ اور زانی کا حکم آیت سے ثابت ہے اور لوطیوں کا حکم حدیث سے ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم جسے لواطت کرتے ہوئے دیکھو تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (سنن) پھر فرمایا اگر دونوں توبہ کر لیں یعنی فعل بد سے باز آ کر اپنی اصلاح کر لیں۔ اور اپنے اخلاق و اعمال سنوار لیں تو پھر انہیں برا نہ کہو اور نہ طعنہ دو کیونکہ توبہ کرنے والا گناہ نہ کرنے والے کے برابر ہو جاتا ہے (۲) اگر لونڈی زنا کر لے تو اس پر بھی حد جاری کرنی چاہیے اور حد کے بعد (جو اس کے گناہ کا کفارہ ہے) اسے طعنہ نہ دیا جائے (ق)۔

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٨﴾

اللہ اسی کی توبہ قبول فرماتا ہے جو جہالت سے برائی کر بیٹھتے ہیں۔ پھر فوراً ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ایسوں کی اللہ توبہ قبول فرمالیتا ہے اور اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے ان کے لیے توبہ نہیں جو برائیاں کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب ان میں کسی کو موت آ دباتی ہے تو کہتے ہیں کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔ اور نہ ان کی توبہ قبول ہوتی ہے جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں ہم نے انہیں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

توبہ کس کی قبول ہوتی ہے؟: (۱۷) یعنی اس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے جو نادانی سے برا کام کر لیتا ہے پھر فوراً توبہ کر لیتا ہے اگر چہ ملک الموت کو دیکھنے کے بعد غرغرہ سے پہلے پہلے اس نے توبہ کی ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے غلطی سے یا جان بوجھ کر گناہ کیا وہ جاہل ہی ہے جب تک گناہ سے باز نہ آ جائے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ بندے کی توبہ غرغرے سے پہلے پہلے قبول فرما لیتا ہے (تا۔ ابن ماجہ)۔

قبولیت کا آخری وقت: ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو مومن موت سے ایک ماہ پہلے توبہ کر لیتا ہے اس کی توبہ مقبول ہے اللہ اس سے بھی کم مدت میں توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ یعنی اگر سکرات سے ایک دن یا ایک گھنٹہ پہلے بھی توبہ کر لی جائے تو توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ اللہ کو بندے کا خلوص معلوم ہے (ابن مردویہ) فرمایا اللہ غرغرے سے پہلے پہلے بندے کی دعا قبول فرمالیتا ہے (ب۔ ابن مردویہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جس نے اللہ سے سچے دل سے معافی مانگ لی اور اللہ کے سامنے آ کر ندامت کا قطرہ گرا دیا جبکہ اسے زندگی کی امید بھی باقی نہیں۔ تو اللہ ضرور اس کی توبہ قبول فرمالے گا لیکن جب زندگی سے ناامید ہو گیا اور مرنے کا یقین ہو گیا اور ملک الموت کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ رک رک کر سانس آنے لگی اور جان کھینچ کر حلق میں آ گئی غرغرہ لاحق ہو گیا اور سانس

اکھڑ گئی تو اب توبہ نا قابل قبول ہے۔ اب تو اتنی دیر ہوگئی کہ نجات کا وقت نکل گیا۔ فرمایا فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (غافر ۴۰/۸۴،۸۵) جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے ہمارا ایک ہی معبود پر ایمان ہے اور ہم نے تمام جھوٹے معبود چھوڑ دیے۔

کس کی توبہ غیر معتبر ہے: (۱۸) پھر فرمایا کہ مشرکوں اور کافروں کی توبہ غیر معتبر ہے جبکہ وہ کفر و شرک پر مر گئے ہوں۔ اب انہیں ندامت سے کیا فائدہ۔ اب اگر یہ اپنی جان چھڑانے کے لیے زمین بھر کر بھی سونا دیں تو وہ بھی رد کر دیا جائے گا۔ ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں یہ آیت مشرکوں کے بارے میں اتری۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ اپنے بندے کی توبہ قبول فرما لیتا ہے یا اسے بخش دیتا ہے جب تک حجاب حائل نہ ہو۔ پوچھا گیا حجاب کا حائل ہونا کیا ہے؟ فرمایا شرک پر روح نکل جائے۔ (الف) اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم نے ان کے لیے تحت المناک اور قائم رہنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ
لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ
وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّيَجْعَلَ
اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ
اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔـا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا
وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ
وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ
النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع

مومنو! تمہیں یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے نہ روکو تاکہ ان سے جو کچھ تمہارا دیا ہوا ہے لے لو۔ مگر جبکہ وہ کھلی بے حیائی کریں اور ان کے ساتھ دستور کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ تم ایسی چیز ناپسند کرو جس میں اللہ نے بڑی خوبیاں رکھی ہوں۔ اگر تم کسی عورت کی جگہ دوسری عورت بدلنا چاہو اور ایک کو مال کا ڈھیر دے چکے ہو تو اس سے اس میں سے کچھ بھی نہ لو' کیا تم وہ مال ناحق اور کھلے گناہ سے لینا چاہتے ہو' اور تم اس سے وہ مال کس طرح لے سکتے ہو حالانکہ تم ایک دوسرے تک پہنچ چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکی ہیں وران عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں۔ ہاں جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ واقعی یہ بے حیائی اور بغض کا کام ہے اور بری راہ ہے۔

باپ کی بیوی بیٹے پر حرام ہے: (۱۹) کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے ولی اس کی بیوی کے حقدار سمجھے جاتے تھے پھر یا تو وہ خود اس سے نکاح کر لیتے تھے یا اپنی مرضی سے کسی اور سے نکاح کرا دیتے تھے یا اسے بٹھائے رکھتے تھے۔ اولیاء عورت کی بہ نسبت

یہی لوگ عورت کے زیادہ حقدار سمجھے جاتے تھے۔ پھر یہ آیت اتری۔ (ب) مرد اپنے عزیز کی بیوی کا وارث ہوتا تھا اور اس کی بیوہ کو مرتے دم تک شادی نہیں کرنے دیتا تھا۔ جب تک وہ مہر سے دست بردار نہیں ہو جاتی۔ اللہ نے اس رسم کی تردید فرما کر اسے مٹا دیا (د)

بیویوں کو تنگ کرنے کی ممانعت: پھر فرمایا کہ انہیں تنگ نہ کرو کہ ان سے کچھ مال ملے' عضل سے رہنے سہنے میں تنگ کرنا مراد ہے تاکہ وہ تنگ آ کر سارا یا آدھا یا مہر کا کچھ حصہ یا اپنا کوئی حق چھوڑ بیٹھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر کوئی عورت کسی کے پاس ہو۔ اور وہ اس سے ناخوش ہو اور اس کا مہر اس کے ذمہ ہو۔ اور یہ عورت کو اس لیے تنگ کرتا ہو کہ یہ تنگ آ کر اپنا مہر اسے دے دے۔ ایسا کرنے سے اللہ نے منع فرمایا۔

حسن معاشرت کا بیان. پھر حسن معاشرت کا بیان ہے کہ بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت رکھو۔ اچھا برتاء کرو۔ نرمی و محبت سے پیش آؤ۔ حسب وسعت اپنی حالت بھی اچھی رکھو۔ جیسے تم اپنی بیویاں بنی سنوری دیکھنا چاہتے ہو فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ (بقرہ ۲: ۲۲۸) یعنی تمہارے حقوق کی طرح عورتوں کے بھی تم پر حقوق ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم میں اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو میں بھی اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں۔ آپ ازواج مطہرات سے بڑی محبت و پیار سے کمل خوش اخلاقی سے اور ہنس مکھ پیش آیا کرتے تھے۔ انہیں خوش رکھتے تھے۔ ان سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے تھے۔ ان کے دلوں پر میل نہیں آنے دیتے تھے۔ اور ان کے کھلانے پلانے میں تنگی نہیں کیا کرتے تھے۔ اور نہایت فراخی سے انہیں خرچ دیا کرتے تھے۔ اور ان سے ایسی مزے مزے کی باتیں کیا کرتے تھے کہ وہ مسکرا دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ صدیقہؓ کے ساتھ دوڑے۔ اس دوڑ میں صدیقہؓ آگے نکل گئیں۔ پھر ایک مدت کے بعد دوڑ ہوئی تو آپ ﷺ آگے نکل گئے۔ فرمایا یہ اس کا بدلا ہے۔ اس سے آپ کی غرض صدیقہؓ کو خوش رکھنا اور ان کا دل بہلانا تھا۔ آپ جس ام المومنین کے پاس رات گزارتے وہیں تمام ازواج مطہرات جمع ہو جاتیں اور سب آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتیں۔ کبھی رحمت عالم ﷺ شام کا کھانا سب کے ساتھ مل کر کھا لیتے۔ پھر ہر ام المومنین اپنے اپنے گھر چلی جاتیں۔ اور آپ باری والی کے گھر رات گزارتے۔ آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک چادر میں سوتے' کرتا اتار دیتے اور تہہ بند بندھا رہتا۔ غرض کمال شفقت و محبت کے ساتھ آپ اپنی بیویوں کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ آپ ہر کام میں مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ اس لیے مسلمان بھی حسن معاشرت کی پوری پوری کوشش کریں کیونکہ اللہ فرماتا ہے تمہاری بہتری نبی کی اتباع میں ہے۔ پھر حکم ہے کہ دل نہ چاہنے کے باوجود بھی عورتوں سے حسن معاشرت رکھنا ایک بہت بڑی بھلائی کا پیش خیمہ ہے۔ شاید نیک بچے پیدا ہو جائیں۔ اور اللہ ان کے ذریعہ خیر کثیر عطا فرما دے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مسلمان مرد مسلمان عورت کو نہ چھوڑے۔ اگر وہ اس کی کسی عادت سے ناراض بھی ہے تو دوسری عادتوں سے خوش بھی ہوگا۔

(۲۰) یعنی اگر کوئی اپنی بیوی چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہے۔ تو اس کے مہر میں سے کچھ بھی واپس نہ لے اگرچہ اس نے اسے مہر میں خزانہ کیوں نہ دیا ہو۔ معلوم ہوا کہ زیادہ سے زیادہ مہر باندھنا بھی روا ہے۔ بشرطیکہ ادا کر دیا جائے۔

(۲۱) یعنی اب مہر واپس لینا روا نہیں کیونکہ تم اس سے فائدہ اٹھا چکے ہو۔ اور جنسی تعلقات بھی ہو چکے ہیں۔ لعان والی حدیث میں ہے آپ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں کوئی نہ کوئی ضرور جھوٹا ہے۔ اب بھی اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کر لے۔ مرد بولا میں نے جو مہر میں اسے مال دیا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا اسی کے عوض تو یہ تجھے حلال ہوئی تھی۔ اگر اس پر جھوٹا

الزام ہے تو پھر تو اور بھی دور کی بات ہے (ق) پھر فرمایا کہ نکاح جو ایک انتہائی مضبوط عہد ہے اس میں تم باندھے جا چکے ہو۔

عورتوں سے حسن معاشرت: پھر فرمایا۔ عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ابھی بیان ہو چکا کہ کس طرح سے عورت و مرد کو ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہیے۔

باپ کی بیویاں حرام ہیں: (۲۲) باپ کی بیویاں باپ کی عظمت و حرمت کی وجہ سے بیٹے پر حرام ہیں۔ عقد کے ساتھ ہی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ ایک انصاری فرماتے ہیں ابوقیس بن اسلت کی جو نیک اور صالح بیوی تھی موت کے بعد ان کے بیٹے قیس نے ان کی بیوی پر پیام ڈالا۔ بیوہ بولیں کہ میں تمہیں اپنا بیٹا سمجھتی ہوں۔ اور تم اپنی قوم میں نیک بھی ہو۔ اچھا میں اس بارے میں رحمت عالم ﷺ سے پوچھتی ہوں۔ آ کر بولیں یا رسول اللہ ﷺ! ابوالقیس فوت ہو گئے ہیں۔ فرمایا بہت اچھے آدمی تھے۔ بولیں ان کا بیٹا قیس مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی اپنی قوم میں نیک و صالح مگر میں اسے اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی ہوں۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنے گھر جا کر بیٹھو۔ پھر یہ آیت اتری۔ (ابن ابی حاتم)۔ جاہلیت میں باپ کی بیویوں سے نکاح کرنے کا عام دستور تھا اسی لیے اللہ نے فرمایا اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (مگر وہ جو گزر چکا)۔

بہر حال مسلمانوں کے لیے باپ کی بیوی سے نکاح حلال نہیں اور یہ انتہائی بری بات ہے۔ اسی لیے اللہ نے اسے بے حیائی کا موجب اور بری راہ فرمایا۔ لہٰذا اے مسلمانو خبردار ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کے پاس تک نہ جاؤ (۱) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا (بنی اسرائیل: ۱۷-۳۲) زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یہ بے حیائی کا کام ہے اور بری راہ ہے۔ یہاں لفظ مقت زیادہ کیا یعنی یہ نکاح بذات خود ایک بڑا گناہ ہے۔

سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کا حکم: پھر فرمایا یہ بری راہ ہے یعنی اسکے لیے بری ہے جو اس راہ پر چلتا ہے اگر کسی نے یہ راہ اختیار کی تو اسے قتل کر دیا جائے اس کا مال بیت المال میں لے لیا جائے گا جیسا کہ احمد اور سنن اربعہ میں مختلف سندوں سے ابو بردہ اور ابن عمر اور براء بن عازب اپنے چچا زاد بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس شخص کے پاس بھیجا جس نے باپ کے مرنے کے بعد اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا تھا۔ کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اور اس کا مال لوٹ لیا جائے۔

براء بن عازبؓ فرماتے ہیں میرے چچا حارث بن عمیر جھنڈا لئے ہوئے جسے رحمت عالم ﷺ نے آپ کو دیا تھا میرے پاس سے گزرے میں نے پوچھا چچا جان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کہاں بھیجا ہے؟ بولے اس کی طرف جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے مجھے اس کی گردن اڑانے کا حکم فرمایا ہے (الف)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ
الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ
الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں' بیٹیاں' بہنیں' پھوپھیاں' خالائیں' بھتیجیاں' بھانجیاں' رضاعی مائیں اور بہنیں' ساسیں' مدخولہ عورت کی لڑکیاں لیکن اگر تم نے ان سے ہم بستری نہیں کی تو انکی لڑکیاں حلال ہیں و نیز سگے بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا بہ یک وقت جمع کرنا حرام ہے مگر جو گزر گئی' یقین مانو اللہ بڑی بخشش والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔

نسب' رضاعت اور سسرال سے حرمت والے رشتے: (۲۳) نسب سے' رضاعت سے اور سسرال سے جو رشتے حرام ہیں اس آیت میں انہیں کا بیان ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سات رشتے نسب سے حرام ہیں۔ اور سات ہی سسرال سے پھر یہ آیت پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم)

نسب سے جو سات رشتے حرام ہیں وہ یہ ہیں۔ ماں' بیٹی' بہن' پھوپھی' خالہ' بھتیجی' بھانجی' پھر فرمایا نسبی رشتوں کی طرح رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا رضاعت بھی ولادت کی طرح سات رشتے حرام کرتی ہے (ق) (۲) جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہی رضاعت سے بھی حرام ہیں۔ (م)۔

رضاعت محرمہ کی مقدار: آیت عام ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت اپنے قول سے بیان فرمادی لہٰذا ہر مومن کا فرض ہے کہ اس کو بے چوں و چرا مان لے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک دو بار چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی (م) پستان ایک دو دفعہ منہ میں لینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی (م)

صدیقہؓ کا قول ہے کہ قرآن میں یہ آیت بھی تھی۔ عشر رضعات۔ معلومات یحرمن (دس بار دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہ دس بار پانچ بار سے منسوخ ہو گئیں اب صرف پانچ بار دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ وفات رسول ﷺ کے وقت قرآن میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا (م۔ عبدالرزاق) سہلہؓ بن سہل والی حدیث میں ہے کہ سہلہ نے آپ کے حکم سے سالم مولیٰ ابوحذیفہ کو پانچ بار دودھ پلا دیا تھا جس سے حرمت ثابت ہو گئی تھی۔

رضاعت محرمہ کی مدت: پھر یہ بھی ضروری ہے کہ رضاعت ابتدائی دو برس کے اندر اندر ہو جو دودھ پلانے کی مدت ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل والولدات کی تفسیر میں بھی یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے۔

ساس کی حرمت: بیٹی کے نکاح کے ساتھ ہی ساس داماد پر حرام ہو جاتی ہے۔ خواہ صحبت ہو یا نہ ہو۔ لیکن بیوی کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی ماں سے ہم بستری کے بعد حرام ہو جاتی ہے۔ اگر ہم بستری سے پہلے ماں کو طلاق ہو جائے تو پھر اس کی لڑکی حلال ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ ایسی صورت میں ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں یہ حکم ربیبہ کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا اس بات پر اجماع ہے کہ جب کوئی کسی سے نکاح کر لے تو بیوی کی ماں اس پر حرام ہے خواہ بیوی سے صحبت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ اور جب کسی لڑکی کی ماں سے نکاح کر لے اور صحبت سے پہلے طلاق دے دی تو اس کی لڑکی اس کے لیے حلال ہے۔

ربیبہ حرام ہے خواہ شوہر کی تربیت میں ہو یا نہ ہو: فِيْ حُجُوْرِكُمْ میں مردوں سے خطاب ہے اور اکثریت کے اعتبار سے

ہے۔ یہ معنی نہیں کہ تمہاری سرپرستی میں نہ ہوں تو حلال ہیں جیسے اللہ نے فرمایا وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (نور:۳۳) اگر تمہاری لونڈیاں زنا سے بچنا چاہیں تو ان پر جبر نہ کرو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر وہ زنا کرنا چاہیں تو کرنے دو۔ ام حبیبہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے اپنی ہمشیرہ عزہ بنت سفیان سے نکاح کرنے کی درخواست کی پوچھا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے فرمایا ھاں میں آپ کے پاس اکیلی تو ہوں نہیں پھر جو نیکیاں میں لوٹ رہی ہوں اگر ان میں میری بہن بھی شریک ہو جائیں تو کیا برائی ہے۔ فرمایا وہ مجھے حلال نہیں۔ بولیں میں نے تو سنا ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں پوچھا کیا ابوسلمہ کی بیٹی سے؟ بولیں ہاں فرمایا اگر وہ میری پرورش میں بھی نہ ہوتیں پھر بھی مجھ پر حرام تھیں کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہیں۔ ثویبہ نے مجھے اور ابوسلمہ کو دودھ پلایا ہے۔ اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو۔ (ق) اگر میرا ام سلمہ سے نکاح نہ بھی ہوتا تب بھی وہ میرے لیے حلال نہ تھیں۔ (ب) بہرحال آپ نے حرمت کی بنیاد اصل نکاح کو قرار دیا۔ یعنی جس عورت سے نکاح و دخول ہو جائے اس کی بیٹیاں جو سابق شوہر سے ہیں وہ حرام ہیں خواہ ربیبہ ہوں یا غیر ربیبہ۔

ہم بستری کی تفسیر: اس پر اجماع ہے کہ مرد کا عورت سے خلوت کرنا مرد پر عورت کی بیٹی کو حرام نہیں کرتا جب کہ عورت کو مرد نے مباشرت سے پہلے یا شہوت سے اس کی شرم گاہ کو دیکھنے سے پہلے طلاق دے دی ہو۔ معلوم ہوا کہ دخول سے جماع مراد ہے۔

صلبی بیٹے کی بیوی حرام ہے متبنی کی نہیں: پھر فرمایا تم پر تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں حرام ہیں یعنی متبنی کی بیوی حرام نہیں فرمایا فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ (احزاب ۳۳:۳۷) جب زید نے ان سے اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کرا دیا۔ تاکہ مسلمانوں پر ان کے متبنی بیٹوں کی بیویوں میں تنگی نہ ہو۔ نیز بالاتفاق رضاعی بیٹے کی بیوی حرام ہے کیونکہ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ کی رو سے رضاعی بیٹے کی بیوی حرام ہے۔

نکاح و ملک میں بہ یک وقت دو بہنوں کا اجتماع حرام ہے: پھر فرمایا کہ نکاح میں اور ملک میں دو بہنوں کا بہ یک وقت جمع کرنا منع ہے۔ ہاں جاہلیت میں جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اس زمانے کے گناہ اسلام لانے کے بعد معاف کر دیئے گئے۔ معلوم ہوا کہ مستقبل میں جمع کرنا حرام ہے۔ کیونکہ ماضی کا استثنا ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ نکاح میں دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہوا اور اس کے نکاح میں دو بہنیں ہوں تو اس سے کہا جائے گا کہ کسی ایک کو رکھ لو اور دوسری کو طلاق دے دو۔ ضحاک بن فیروز فرماتے ہیں جب میں مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں دو بہنیں تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ کسی ایک کو طلاق دے دوں۔ (ت۔ ابن ماجہ) اسی طرح دو مملوکہ بہنوں سے بھی صحبت حرام ہے۔ کیونکہ آیت اپنے عموم پر ہے۔ ایاس بن عامر فرماتے ہیں میں نے یہی مسئلہ علیؓ سے پوچھا کہ ایک سے میں صحبت کرتا تھا جس سے اولاد بھی ہے۔ اب میں دوسری کی طرف مائل ہوں، کیا کروں؟ فرمایا، جس سے تم صحبت کرتے رہے، اسے آزاد کر دو۔ پھر دوسری سے صحبت کر لو۔ میں بولا، لوگ تو کہتے ہیں، اس کا نکاح کرا کر دوسری سے صحبت کر سکتا ہوں۔ فرمایا، تم بتاؤ اگر اس کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے تو کیا وہ تمہارے ہی پاس لوٹ کر نہیں آئے گی۔ اس لیے اسے آزاد کرنے میں ہی سلامتی ہے۔ پھر علیؓ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اللہ کی کتاب میں آزاد و غیر آزاد عورتوں کی حرمت و حلت کے احکام یکساں ہیں۔ البتہ تعداد میں فرق ہے کہ آزاد عورتیں چار سے زیادہ حلال نہیں اور لونڈیوں کی کوئی تعداد نہیں۔ جتنی چاہو، جمع کر لو۔ اور رضاعت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسل و نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔ یہ روایت اس قدر جلیل القدر ہے کہ اگر کوئی مشرق یا مغرب سے محض اسے سننے کی وجہ سے سفر کرے تو بھی اس کا سفر مفید رہے گا

کیونکہ اس نے ایک بیش قیمت مسئلہ نہایت سستا خرید لیا۔

دو مملوکہ بہنوں سے ہم بستری حرام ہے جس طرح نکاح حرام ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ الخ میں نکاح اور ملکیت دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح جو رشتے نکاح سے حرام ہیں وہی رشتے ملکیت میں آ جانے کے بعد بھی حرام ہیں جاہلیت میں بھی وہی رشتے حرام تھے جو اسلام میں حرام ہیں۔ مگر جاہلیت میں لوگ باپ کی بیوی کو اور ایک نکاح میں دو بہنوں کے اجتماع کو حلال سمجھتے تھے۔ پھر اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ الخ اتاری۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: جو آزاد عورتوں کے رشتے حرام ہیں، وہی لونڈیوں کے حرام ہیں علاوہ تعداد کے۔ (۱)

❀❀❀❀

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

''اور شوہر والی عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہوں۔ یہ احکام اللہ نے تم پر فرض کر دیئے ہیں اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان سے اپنے مال (مہر) سے نکاح کرنا چاہو تا کہ برے کاموں سے بچو، شہوت رانی کی غرض سے نہیں۔ پھر تم ان میں سے جن سے فائدہ اٹھا لو تو انہیں ان کا طے شدہ مہر ادا کر دو اور مہر طے ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضا مندی سے جو بھی طے کر لو۔ (اور پہلے مہر میں رد و بدل کر دو) تو کوئی حرج نہیں۔ یقین مانو! اللہ بڑے علم والا اور زبردست حکمت والا ہے۔''

لونڈیوں کی حلت: (۲۴) یعنی اجنبی عورتوں میں سے شادی شدہ عورتیں حرام ہیں مگر لونڈیاں جو جنگ میں پکڑی ہوئی آئی ہوں، حلال ہیں، جب کہ استبراء کر لیا گیا ہو۔ کیونکہ یہ آیت لونڈیوں ہی کے بارے میں اتری ہے۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں ہمیں جنگ اوطاس میں قیدی عورتیں ملیں۔ چونکہ ان کے شوہر موجود تھے، اس لیے ہم نے ان سے ہم بستری میں جرم سمجھا۔ آخر آپ سے پوچھا تو یہ آیت اتری۔ (تنام وغیرہ) ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں جنگ اوطاس میں صحابہ کو لونڈیاں ملیں جن کے مشرک شوہر موجود تھے۔ صحابہ ان سے ہم بستری سے رک گئے اور ان سے صحبت مکروہ سمجھی۔ پھر یہ آیت اتری۔ (تنامد)

بہ یک وقت چار عورتیں حلال ہیں: پھر فرمایا، یہ تحریم اللہ کی تحریر ہے جو اس نے لکھ دی ہے یعنی اس پر ٹھیک ٹھیک عمل کرو۔ چار سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ کی حدوں سے نہ پھلانگو اور شریعت کے فرائض دل و جان سے قبول کر لو۔

پھر فرمایا، انہیں اپنے مال سے ڈھونڈو۔ یعنی چار تک بیویاں اور جس قدر چاہو، لونڈیاں آئین اسلام کے ساتھ اپنے مال سے حاصل کرو۔ اسی لیے فرمایا کہ وہ پاک دامنی کے لیے ہوں، شہوت رانی کے لیے نہیں یعنی رکھنے کے لیے ہوں، چھوڑنے کے لیے نہ ہوں۔

مہر ادا کرنا فرض ہے: پھر فرمایا، تم نے جس سے فائدہ اٹھا لیا، اسے اس فائدے کے عوض اس کا مہر دے دو۔ جس کا ادا کرنا تم پر فرض ہے۔ فرمایا، وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ (نساء ۴، ۲۱) تم مہر کیسے واپس لے سکتے ہو حالانکہ ایک دوسرے سے مل چکے ہو۔ (۲) وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ (نساء ۴، ۴) عورتوں کو خوشی خوشی ان کے مہر ادا کر دو۔ (۳) وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا (بقرہ ۲، ۲۲۹) تمہارے لیے اپنے دیئے ہوئے مہر میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے متعہ سے اور گھریلو گدھے کے گوشت سے جنگ خیبر کے موقعہ پر منع فرما دیا تھا۔ (ق) معبد جہنی فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر فرمایا، لوگو! میں نے تمہیں متعہ کی اجازت دے دی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے

اسے قیامت تک حرام فرما دیا ہے۔ اگر کسی کے پاس متعہ والی عورت ہو تو اسے چھوڑ دے۔ اور جو کچھ اسے دیا ہے، اس میں سے کچھ بھی نہ لے۔ (م)

مہر میں باہمی رضامندی سے ردو بدل جائز ہے: پھر فرمایا کہ اگر مہر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضا سے کچھ کمی بیشی کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ مہر طے کیے جانے کے بعد اگر بیوی تمہیں کچھ مہر معاف کر دے تو وہ تمہیں حلال وطیب ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں تراضی سے یہ مراد ہے کہ پورا مہر دے کر عورت کو اختیار دیا جائے کہ اگر وہ چاہے تو رہے ورنہ جدا ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کا علم وحکمت وسیع ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کون حرام سے بچتا ہے اور کون نہیں۔ اللہ نے یہ رشتے کس حکمت ہی سے حرام فرمائے ہیں۔

کون کون سے سولہ رشتے حرام ہیں: نسب سے جو سات رشتے حرام ہیں، مندرجہ ذیل ہیں۔ ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، سسرال و رضاعت سے مندرجہ ذیل رشتے حرام ہیں۔ رضاعی ماں، رضاعی بہن، خوش دامن، بیوی کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی، یا مدخولہ عورت کی پہلے شوہر سے بیٹیاں، بہو، دو بہنوں کو جمع کرنا۔ یہ سب تیرہ رشتے ہوئے۔ سوتیلی ماں، بھتیجی اور پھوپھی کو جمع کرنا اور خالہ بھانجی کو جمع کرنا۔ یہ کل ۱۶ رشتے حرام ہیں۔ ماں میں دادی، نانی، پرنانی وغیرہ اور بیٹی میں پوتی، پڑپوتی وغیرہ داخل ہیں۔ بہن میں عینی، علاتی اور اخیافی بہنیں شامل ہیں۔ پھوپھی میں ہر وہ عورت شامل ہے جو باپ دادا دونوں میں یا کسی ایک میں شریک ہو۔ ماں کی طرف سے بھی پھوپھی ہوتی ہے جیسے نانا کی بہن۔ خالہ میں ہر وہ عورت شامل ہے جو ماں میں شریک ہو۔ خواہ دونوں اصل میں یا کسی ایک میں کبھی باپ کی طرف سے بھی خالہ ہوتی ہے۔ جیسے دادی کی بہن، بھتیجی میں ہر وہ عورت شامل ہے جس میں بھائی کی ولادت کا واسطہ ہو۔ اس طرح بھانجی میں ہر وہ عورت شامل ہے جس میں بہن کی ولادت کا واسطہ ہو۔ گو دور کا ہو۔

رضاعی بہن وہ ہے جسے ماں نے باپ کا دودھ پلایا ہو۔ خواہ ساتھ میں پلایا ہو یا دوسرے بھائی بہن کے ساتھ پلایا ہو۔ حدیث سے رضاعی بیٹی، رضاعی پھوپھی، رضاعی خالہ اور رضاعی بھتیجی بھی رضاعی بہن میں داخل ہیں۔

اخیافی بہن وہ ہے جسے ماں نے کسی اور مرد کا دودھ پلایا ہو۔ ربیبہ بیوی کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ
مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِهِنَّ وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ
اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ
لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ ۝٢٥ ع

''اور جو تم میں سے آزاد و مومن عورتوں سے نکاح کا مقدور نہ رکھے تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کر لے۔ اللہ تمہارا ایمان خوب جانتا ہے۔ تمہارا بعض بعض سے ہے۔ لہٰذا ان سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو اور ان کے مہر دستور کے مطابق ادا کرو۔ وہ پاک دامن ہوں۔ بدکاری کرنے والی نہ ہوں اور نہ چھپی دوستی کرنے والی ہوں۔ پھر جب یہ لونڈیاں نکاح میں آ جائیں تو اگر بے حیائی کا کام کریں تو ان پر آزاد عورتوں کی مقررہ سزا سے آدھی سزا ہے۔ یہ اس کے واسطے ہے جو تم میں سے گناہ اور تکلیف میں مبتلا ہونے سے بچنا چاہتا ہو اور تمہارے لیے تمہارا صبر کرنا بہتر ہے اور اللہ بڑی بخشش والا اور کمال مہربان ہے۔''

لونڈیوں سے نکاح کب روا ہے؟: (۲۵) یعنی اگر کسی کو مومنہ پاک دامن آزاد عورت سے نکاح کا مقدور نہ ہو تو مومنہ لونڈی سے نکاح کر لے۔ لونڈیوں سے نکاح اس وقت جائز ہے جب آزاد عورت کے خرچ کا مقدور نہ ہو۔ و نیز جن کی لونڈی ہے، اس کی اجازت کے بعد اور اگر اپنی لونڈی ہے تو آزاد کرنے کے بعد۔

مالک کی اجازت کے بغیر مملوک کا نکاح نہ ہوگا: پھر فرمایا، اللہ تمہارے ایمان سے خوب خبردار ہے۔ تم سب ایک ہی ہو۔ یعنی تمام چیزوں کے اسباب و حقائق اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ تم تو صرف ظاہری بات دیکھتے ہو۔ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون کتنے تقوے والا ہے۔ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں عار نہ کرو۔ ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لو۔ معلوم ہوا کہ سید اپنی لونڈیوں کا ولی ہوتا ہے۔ لونڈی سید کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ اسی طرح سید اپنے غلام کا ولی ہے۔ غلام بھی مالک کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس غلام نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا، وہ زانی ہے۔ اگر لونڈیوں کی مالکہ عورت ہو تو عورت کا ولی اس کی اجازت سے نکاح کرا دے کیونکہ حدیث میں ہے کہ عورت عورت کا نکاح نہ کرائے، نہ وہ اپنا نکاح کرے کیونکہ فاحشہ اپنا نکاح آپ کرتی ہے۔

مہر خوشی خوشی ادا کیے جائیں: پھر فرمایا، عورتوں کو خوشی سے مہر ادا کر دو۔ معروف یعنی دل کی خوشی سے یعنی لونڈیوں کے مہر میں اس خیال سے کہ یہ لونڈیاں ہیں اور نا قابل قدر ہیں، ذرا سی بھی کمی نہ کرو۔ محصنہ یعنی پاک دامن عورت۔ اسی لیے فرمایا کہ وہ رنڈیاں نہ ہوں جو ہر شخص کے ساتھ بے حیائی پر تیار رہتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان کے چھپے ہوئے دوست بھی نہ ہوں یعنی وہ چھپ کر دوستی گانٹھنے والیاں نہ ہوں۔

زنا کار لونڈی پر حد: پھر فرمایا، اگر شادی کے بعد زنا کریں تو انہیں آزاد کی سزا سے آدھی سزا دی جائے۔ احصان یعنی شادی کرنا جیسا کہ آیت کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت میں نکاح کرنے کا بیان ہے کہ اگر آزاد کا مقدور نہ ہو تو جوان مومن لونڈی سے شادی کر لو۔

علیؓ فرماتے ہیں (خطبہ میں) لوگو! اپنی لونڈیوں پر خواہ منکوحہ ہوں یا غیر منکوحہ، حد قائم کرو۔ کیونکہ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کر لیا تھا۔ آپ نے مجھے اس کے حد کے کوڑے لگانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دیکھا تو وہ حالت حیض میں تھی اور کمزور تھی۔ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں کوڑوں سے مر نہ جائے۔ چنانچہ میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا، تم نے اچھا کیا۔ اب اسے پاک ہونے تک چھوڑے رہو۔ (م) (۲) جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کر لے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو حد میں اس کے کوڑے

لگاؤ۔ پھر اسے طعنہ نہ دو۔ اگر وہ دوسری دفعہ پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ اور طعنہ نہ دو۔ اور اگر تیسری بار پھر زنا کرے اور زنا ظاہر ہو جائے تو بیچ ڈالو اگر چہ بالوں کی ایک رسی ہی ملتی ہو۔ یعنی جو قیمت ملے، بیچ ڈالو۔ (۳) جب وہ تین بار زنا کر لے تو اسے چوتھی بار بیچ ڈالو۔ (م)

پھر فرمایا، لونڈیوں سے مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ وہ نکاح کر سکتا ہے جسے زنا کا ڈر ہو اور ضبط پر قادر نہ ہو اور نکاح نہ کرنے سے مشقت میں پڑ جائے لیکن نکاح نہ کرنا اور نفس سے مجاہدہ کرنا نکاح کرنے سے بہتر ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ تمہارا صبر کرنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا اور کمال مہربان ہے۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

”اللہ تمہارے لیے بیان کرنا چاہتا ہے اور تمہیں ان کی راہ پر چلانا چاہتا ہے جو تم سے پہلے تھے اور تمہاری توبہ قبول فرمانا چاہتا ہے اور جو اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں، وہ تمہیں راہ سے بہت دور ہٹانا چاہتے ہیں اور اللہ تم سے بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے اور انسان کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے۔“

قرآن میں احکام کا تفصیلی بیان ہے: (۲۶) یعنی ہم تمہیں کھول کھول کر حلال وحرام بتانا چاہتے ہیں یعنی وہ باتیں بتا دیں جو اس سورت میں اور دیگر سورتوں میں بیان کی گئی ہیں۔ پہلوں کی سنتوں سے ان کے لائق تعریف طریقے اور ان کی شریعت کے وہ احکام مراد ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم تمہارے گناہ اور حرمتوں کے پردے چاک کرنے پر تمہاری خطائیں معاف کرنا چاہتے ہیں اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون کیا گناہ کر رہا ہے۔ اور اللہ بڑی حکمت والا ہے۔ یعنی اللہ کی شریعت وتقدیر اور اس کے اقوال وافعال سب حکمتوں پر مبنی ہیں۔

دشمنوں کی تمنائیں: (۲۷) یعنی شیطان کے چیلے چانٹوں کی اور تمام غیر مسلموں کی اور زنا کاروں کی یہ آرزو ہے کہ تم راہ حق سے بہت دور جا پڑو۔ اور باطل کی راہ پر چلنے لگو۔

اللہ تخفیف چاہتا ہے: (۲۸) اللہ احکام شرعیہ میں تمہارے لیے تخفیف چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے چند شرطوں کے ساتھ تمہارے لیے لونڈیوں سے نکاح جائز فرما دیا۔

انسان کی کمزوری: پھر فرمایا، بلکہ انسان کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا دل بھی کمزور، ارادے بھی کمزور اور ہمت بھی کمزور ہے۔ اس لیے تخفیف اس کے حال کے عین مطابق ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا

أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوٓا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾

''مومنو! آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ ہاں اگر باہمی خوشی سے معاملہ ہو جائے تو دوسری بات ہے اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین مانو! اللہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کر گزرے تو ہم اسے آگ میں جھونکنے والے ہیں اور یہ اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے۔ اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تم سے تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل کر دیں گے۔''

ناجائز کمائی کی ممانعت: (۲۹) اسی آیت میں اللہ مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کا ناحق مال کھا جانے سے اور مختلف ناجائز طریقوں (جوا، متعہ، سود، ریس وغیرہ) کی کمائی سے روک رہا ہے۔ اگرچہ یہ کام بظاہر شرعی رنگ میں ہوں مگر اللہ تو جانتا ہے کہ ایسا کرنے والا مکار ہے اور حیلے تراش کر ناجائز کمائی کھانا چاہتا ہے۔ ابن عباسؓ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ جو اس شرط پر کپڑا خریدے کہ اگر پسند آ گیا تو رکھ لے گا ورنہ واپس کر کے ایک درہم دے دے گا۔ فرمایا، ایسوں ہی کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ (ابن جریر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو مسلمانوں نے سوچا کہ اللہ نے انہیں ناجائز طریقوں سے منع فرمایا ہے اور طعام سب سے بہتر مال ہے۔ لہٰذا کسی کو کسی کے گھر کھانا نہیں کھانا چاہیے اور نہ دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا چاہیے۔ اس پر لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ (نور ۲۴،۶۱) اتری۔ پھر فرمایا، ہاں اگر باہمی رضا سے تجارت ہو تو درست ہے۔ یعنی کمائی میں حرام ذرائع اختیار نہ کرو۔ ہاں جائز تجارت کر کے کماؤ۔ جس میں بائع اور خریدار کی رضا مندی سے پیسہ آتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تجارت باہمی رضا پر ہے اور سودے کے بعد اختیار (فسخ بیع) حاصل ہے۔ (ق) (۲) خریدار و مشتری میں سے ہر ایک کو (فسخ بیع کا) اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوئے ہوں۔ (ب)

خودکشی کی وعید و ممانعت: (۳۰) پھر فرمایا، حرمتوں کے پردے پھاڑ کر گناہ کر کے اور ناحق دوسروں کا مال کھا کر اپنی جانیں ہلاک نہ کرو۔ یاد رکھو! اللہ نے اپنی مہربانی سے تمہارے لیے احکام مقرر فرمائے ہیں۔ یہاں اس آیت سے خودکشی کی حرمت ثابت ہے۔ فرمایا، جس نے لوہے سے خودکشی کی۔ اس کا لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ میں ہمیشہ ہمیشہ گھونپتا رہے گا۔ اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی۔ اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا۔ (ق، ابن مردویہ) (۳) جس نے کسی چیز سے خودکشی کی۔ قیامت کے دن اس پر اسی کا عذاب مسلط ہوگا۔ (ج) (۴) تم سے پہلوں میں سے ایک شخص کے زخم تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر اس کا مرتے دم تک خون بند نہیں ہوا۔

اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان میں جلدی کی۔ میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔ (ق) اسی وجہ سے فرمایا کہ جو ظلم و زیادتی سے حرام کام میں گھس جائے اور اسے معلوم ہے کہ یہ کام حرام ہیں مگر پھر بھی اس کے کرنے کی جرات کر رہا ہو، ہم ایسوں کو جہنم میں جھونکنے والے ہیں۔ یہ بڑی سخت وعید ہے۔ اس لیے ہر ہوش وخرد والے کو گناہوں سے پوری کوشش سے بچنا چاہیے۔

بڑے بڑے گناہوں کے اجتناب سے چھوٹے چھوٹے گناہ جھڑ جاتے ہیں: (۳۱) یعنی جب تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روک دیا گیا ہے، بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ مٹا کر تمہیں عزت والی جنت میں داخل فرما دیں گے۔ انسؓ والی مرفوع حدیث میں ہے کہ ہمیں عزت وجلال والے اللہ کی طرف سے جو خبر ملی ہے، اس جیسی خبر ہم نے نہیں سنی مگر افسوس پھر بھی ہم اس کے لیے اہل و مال سے نہیں نکلے۔ اللہ نے ہمارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف فرما دیئے۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ اس آیت کی تفسیر میں متعدد حدیثیں آئی ہیں۔

سلمان فارسیؓ کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، جانتے ہو جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں بولا، جمعہ کا دن وہ ہے جس میں اللہ نے ہمارے باپ (آدم علیہ السلام) کو جمع کیا (پیدا کیا۔) فرمایا، میں جانتا ہوں کہ وہ کیسا دن ہے۔ جو شخص اچھا وضو کر کے جمعہ کی نماز کے لیے آئے اور ختم نماز تک خاموش رہے تو یقیناً اس کا یہ جمعہ آئندہ جمعہ تک اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے بشرطیکہ قتل سے بچتا رہے۔ (با) ابوہریرہؓ وابوسعیدؓ فرماتے ہیں ایک دن رحمت عالم ﷺ نے ہم سے وعظ فرمایا۔ اللہ کی قسم (آپ نے تین بار قسم کھا کر سر جھکا لیا) ہم میں سے بھی ہر ایک نے سر جھکا لیا۔ اور ہم رونے لگے کہ معلوم نہیں آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو آپ کے چہرۂ مبارک پر آثار بشاشت تھے جو ہمیں سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پیارے تھے۔ اور فرمایا، جو پنجگانہ نماز پڑھتا رہے، رمضان کے روزے رکھتا رہے، زکوٰۃ دیتا رہے اور سات گناہوں سے بچتا رہے تو بلاشبہ اس کے لیے جنت کے دروازے کھل جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی سے جنت میں چلا جا۔ (حسن، مستدرک)

سات ہلاک کرنے والے گناہ: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ پوچھا گیا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا، شرک، ناحق قتل، جادو، بیاج، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، لڑائی میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا اور پاک دامن بھولی بھالی مومن خواتین پر الزام لگا۔ (۲) بڑے سات گناہ ہیں شرک، ناحق قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھا جانا، مقابلہ سے بھاگ جانا، پاک دامنوں پر تہمت لگانا اور ہجرت کے بعد پھر اپنے وطن میں لوٹ آنا۔ (ابن ابی حاتم)

(۲) رحمت عالم ﷺ نے منبر پر فرمایا، اللہ کی قسم! پھر اتر کر فرمایا، خوش ہو جاؤ۔ خوش ہو جاؤ جو پنجگانہ نماز کا پابند رہا اور سات بڑے گناہوں سے بچتا رہا، اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ عبدالعزیز فرماتے ہیں، میرے خیال میں یہی کہا کہ سلامتی سے جنت میں داخل ہو جائے۔ ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے وہ گناہ بیان بھی کیے؟ فرمایا، ہاں۔ والدین کی نافرمانی، شرک، قتل، پاک دامنوں پر تہمت، یتیم کا مال کھانا، لڑائی سے بھاگنا اور سود کھانا۔

(۳) جس نے بلاشرک اللہ کی عبادت کی، نماز پابندی سے پڑھی، زکوٰۃ دی، رمضان کے روزے رکھے اور بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہا۔ اس کے لیے جنت ہے یا وہ جنت میں جائے گا۔ آپ سے کسی نے کبیرہ گناہوں کا پوچھا تو فرمایا، شرک، قتل مسلم اور لڑائی سے بھاگنا۔ (نا) رحمت عالم ﷺ نے یمن والوں کو ایک تحریر لکھ کر دی۔ جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا بیان تھا۔ آپ ﷺ نے تحریر عمرو بن حزمؓ کے ہاتھ یمن بھیج دی۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ اس کے ساتھ شرک

کرنا، ناحق قتل مسلم، جنگ سے بھاگنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، بے گناہ خواتین پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال اڑانا ہیں۔ (ابن مردویہ) رحمت عالم ﷺ کے پاس بڑے گناہوں کا ذکر کیا گیا یا آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا، شرک، قتل، ماں باپ کی نافرمانی۔ فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں جو بڑے گناہوں سے بھی بڑا ہے؟ ہم نے کہا، کیوں نہیں؟ فرمایا، وہ شرک ہے اور جھوٹی بات یا جھوٹی شہادت ہے۔ (ا) کان کھول کر سن لو، کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا، ہاں ہاں یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتائیے۔ فرمایا، وہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ آپ نے بیٹھ کر فرمایا، کان کھول کر سن لو اور جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات بھی۔ آپ یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے چاہا، کاش! آپ چپ ہو جاتے۔ (ق) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا، شرک کرنا حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا۔ میں بولا، پھر کون سا؟ فرمایا، اپنا بچہ اس ڈر سے قتل کر دینا کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ میں نے پوچھا، پھر کون سا؟ فرمایا، پڑوسن سے زنا کرنا۔ پھر آپ نے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ الخ (فرقان ۲۵، ۶۸) پڑھ کر سنائی۔ ایک روایت میں شراب کو ام الفواحش اور اکبر الکبائر بتایا گیا ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد بڑے بڑے صحابہؓ اکٹھے ہوئے۔ ان میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔ اس مجلس میں سب سے بڑے گناہ پر گفتگو ہوئی۔ کسی کو کوئی ایسی روایت معلوم نہ تھی جس پر گفتگو ختم ہو جاتی۔ مجھے صحابہ نے ابن عمرؓ کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھ کر آؤ۔ انہوں نے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب کا پینا ہے۔ میں نے آ کر خبر دی مگر ابن عمرؓ کی بات نہیں مانی نہیں گئی۔ پھر سب صحابہؓ ابن عمرؓ کے گھر پہنچے۔ انہوں نے فرمایا، میں نے رحمت عالم ﷺ کے پاس لوگوں سے یہ بات سنی تھی کہ ایک اسرائیلی بادشاہ نے ایک شخص کو گرفتار کر کے اسے پانچ باتوں کا اختیار دیا کہ ان میں سے کسی ایک بات پر عمل کر لے۔ شراب پی لے یا قتل کر دے یا زنا کر لے یا سور کا گوشت کھا لے۔ اس نے شراب پی کر اس کی مرضی کے مطابق تمام کام کر ڈالے۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ شرابی کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی اور جو اس حال میں مر جائے کہ اس کے مثانہ میں کچھ شراب ہو تو اللہ یقیناً اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔ اگر شراب پینے کے بعد کوئی چالیس دن کے اندر اندر مر جائے تو جاہلیت کی موت مرے گا۔ بڑے گناہ شرک، ماں باپ کی نافرمانی یا کسی کا قتل (شعبہ کا شک ہے) اور جھوٹی قسم ہے۔ (بتنا) اگر کسی قسم کھانے والے نے مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ بولا تو وہ جھوٹ اس کے دل پر سیاہ داغ بن جائے گا جو قیامت تک باقی رہے گا۔ (ابن ابی حاتم) بڑے گناہوں میں سے ماں باپ کو گالیاں دینا بھی ہے۔ صحابہ نے کہا، بھلا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دیتا ہے؟ فرمایا، کوئی کسی کے ماں باپ کو گالیاں دے اور وہ اس کے جواب میں اس کے ماں باپ کو گالیاں دے۔ (یہی اپنے ماں باپ کو گالیاں دینا ہے) یعنی کوئی اپنے ماں باپ کو گالیوں کا سبب نہ بنے۔ (ابن ابی حاتم)

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

”اور اس برتری کی آرزو مت کرو جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے۔ مردوں کو اپنی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کو اپنی کمائی کا اور اللہ

ہی سے اس کا فضل مانگو۔یقین مانو،اللہ ہر چیز خوب جاننے والا ہے۔‘‘

حسد کی ممانعت اور رشک کی رخصت: (۳۲) مجاہدؒ کہتے ہیں ام سلمہؓ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! مرد لڑتے ہیں مگر ہمیں لڑنے کی اجازت نہیں۔اور ہمیں میراث بھی مردوں سے آدھی ملتی ہے۔(یعنی مردوں کو مال غنیمت بھی ملتا ہے اور ہم سے دگنی میراث بھی ملتی ہے) اس پر یہ آیت اتری۔(تا) عورتوں نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم مرد ہوتیں اور مردوں کی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرتیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔(عبدالرزاق) یعنی بعض کو بعض پر جو برتری ہے، وہ میرا عدل ہے اور میں نے ایسا ہی مقرر کیا ہے۔
پھر فرمایا، مرد ہو یا عورت، ہر ایک کے لیے اپنے اپنے عمل ہیں یعنی ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کی جزا یا سزا ملے گی۔(ابن جریر) پھر لوگوں کی اصلاح کے لیے فرمایا کہ اللہ سے اس کا فضل مانگو۔یعنی اللہ نے بعض کو بعض پر جو فضیلت دی، اس کی آرزو نہ کرو کیونکہ آرزو لا حاصل ہے اور فضیلت قطعی ہے۔تمہاری بے کار آرزو سے اس کی فضیلت چھن کر تمہارے پاس نہیں آسکتی۔ہاں اللہ سے اس کا فضل مانگو وہی تمہاری مراد بھی برلائے گا کیونکہ وہ کریم ہے اور بڑا بخشنے والا ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ سوال کو پسند فرماتا ہے۔اور سب سے زیادہ فضیلت والی عبادت برائی کے ہٹائے جانے کا انتظار ہے۔(ت۔ابن مردویہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ سوال کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ کو وہ بندہ بہت پیارا ہے جو برائی ہٹائے جانے کو محبوب رکھتا ہو (ابن مردویہ) پھر فرمایا یقین مانو اللہ خوب جاننے والا ہے کہ کون دیئے جانے کا مستحق ہے اور کون نہیں۔کون افلاس وذلت کا حق دار ہے اور کون نہیں اور کون آخرت کا حق دار ہے اور کون نہیں۔اللہ ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق دیتا ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ
أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۳۳﴾ ع ۵/۲

’’اور ہم نے چھوڑے ہوئے مال میں ہر ایک کے ماں باپ اور رشتہ دار وارث مقرر کر دیئے اور جن سے تم نے اقرار کر لیا ہے، انہیں ان کا حصہ دو۔یاد رکھو! اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔‘‘

موالی کی تعریف: (۳۳) موالی سے وارث مراد ہیں۔ونیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے عصبہ یعنی وہ وارث جن کا حصہ قرآن و حدیث میں متعین نہیں یعنی ذوی الفروض کے عدم موجودگی میں میت کے وارث بنتے ہیں۔واللہ اعلم۔
کیا معاہدۂ میراث پورا کیا جائے گا؟: پھر فرمایا، جن سے تم نے اقرار کیا۔انہیں ان کا حصہ دو۔یعنی جن سے تم نے قسمیں کھا کر معاہدہ کیا ہے، انہیں بھی میراث میں سے حصہ دو۔اللہ معاہدات ومعاملات پر گواہ ہے۔یہ حکم آغاز اسلام کا ہے۔بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔اب محض وفائے عہد باقی ہے، میراث میں سے کچھ نہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہجرت کے بعد مہاجر انصاری کا وارث ہوا کرتا تھا اقارب نہیں کیونکہ اللہ کے نبی نے ان میں بھائی چارا کرادیا تھا پھر اس آیت نے یہ حکم منسوخ کر دیا (ب) اب حصہ سے یہ مراد ہے کہ ان کی امداد وخیر خواہی کرو اور انہیں فائدہ پہنچاؤ میراث ختم ہو گئی ہاں وصیت جائز ہے۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ دو شخص آپس میں معاہدہ کر لیا کرتے تھے کہ ہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور دو

قبیلے بھی اسی طرح معاہدہ کرلیا کرتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت کی ہر قسم کو اور ہر معاہدہ کو اسلام مضبوط بناتا ہے لیکن اسلام میں اس قسم کا کوئی معاہدہ یا کوئی قسم نہیں۔ چنانچہ یہ آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (الانفال ۸،۷۵) سے منسوخ ہوگئی۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور مردوں نے اپنا مال بھی خرچ کیا ہے۔ لہذا نیک بخت عورتیں اطاعت گزار اور شوہر کے پیچھے اللہ کی حفاظت کرنے کی وجہ سے محافظ ہیں اور جن عورتوں سے تمہیں نافرمانی کا ڈر ہو، انہیں سمجھاؤ اور ان کے پاس نہ سوؤ اور انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ یاد رکھو! اللہ سب سے بلند و برتر ہے۔''

مرد عورت سے افضل ہے: (۳۴) مرد عورت کا منتظم ہے، رئیس ہے، حاکم ہے، بڑا ہے اور اسے ٹھیک ٹھاک رکھنے والا ہے۔ کیونکہ مرد عورتوں سے افضل ہیں اور شوہر بیوی سے افضل ہے۔ اسی وجہ سے نبوت و خلافت مردوں کے ساتھ خاص ہے کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جو اپنے کام کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں دے دے۔ (با) اسی طرح بڑے بڑے دیگر عہدے مردوں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ پھر فرمایا، مرد کو اس لیے بھی عورت پر فضیلت ہے کہ وہ مال خرچ کرتا ہے۔ بیوی کا خرچ اٹھاتا ہے۔ اس کو مہر دیتا ہے اور دیگر اخراجات اس کے ذمے ہیں۔ مرد وہ تمام حقوق ادا کرتا ہے جو شریعت سے اس کے ذمہ ہیں۔ لہذا مرد بالذات عورت سے افضل ہے۔ اس لیے مرد ہی کو سردار بنایا گیا۔ فرمایا، وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (بقرہ ۲، ۲۲۸) مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ ابن عباسؓ قوام سے امیر مراد ہے۔ یعنی مرد عورتوں پر امیر ہیں۔ عورتیں ان کی اطاعت کریں اور نیک نیتی سے ان کے بچوں کی پرورش اور مردوں کے مال کی حفاظت کریں۔

ایک انصاری رحمت عالم ﷺ کے پاس اپنی بیوی کو لائے۔ عورت بولی، انہوں نے میرے تھپڑ مارا ہے اور اس کا نشان میرے چہرے پر موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، انہیں یہ لائق نہ تھا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ یعنی مرد قوام ہے اور ادب کی غرض سے عورت کو مار کر سیدھا کرسکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، میں نے کچھ چاہا تھا اور اللہ نے کچھ اور چاہا۔ (ابن جریر)

نیک خاتون کی نشانی: پھر فرمایا، نیک عورتیں شوہروں کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عصمت کی اور اس کے مال کی اور گھر کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور محفوظ وہی ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، بہترین عورت وہ ہے

کہ جب اس کا شوہر اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے تو اس کا حکم بجالائے۔ اور جب اس سے الگ ہو کر کہیں چلا جائے تو اپنی عصمت کی اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ پھر آپ ﷺ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ (ابن جریر وابن ابی حاتم) اگر عورت پنجگانہ نماز پڑھتی رہے، رمضان کے روزے رکھتی رہے، اپنی عصمت کی حفاظت کرتی رہے اور شوہر کی اطاعت میں لگی رہے تو اسے حکم ہوگا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے، جنت میں چلی جائے۔ (ا)

شوہر کی نافرمانی اور نشوز کی تفسیر: پھر فرمایا، تمہیں جن عورتوں سے نافرمانی اور بدخلقی کا ڈر ہو۔ نشوز یعنی بلندی یعنی عورت مرد کو نیچا سمجھے اور اپنے کو اونچا۔ اس کا حکم نہ مانے، اس سے بغض رکھے، بے توجہی برتے، چیخ کر بات کرے اور اس کی بات کا جواب نہ دے۔ اگر عورت کی طرف سے اس قسم کی حرکتیں ظاہر ہوں تو اسے سمجھایا جائے اور بتایا جائے کہ اللہ شوہر کی نافرمانی پر اسے سزا دے گا اور اسے اللہ کا خوف یاد دلایا جائے کہ اللہ نے اس کے ذمے شوہر کی اطاعت اور اس کا حق لازم کر دیا ہے اور نافرمانی حرام فرمادی ہے کیونکہ اس پر شوہر کو برتری ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔ (۲) اگر شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (ب) پھر فرمایا، نافرمان بیوی کو اپنے پاس مت سلاؤ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں چھوڑنے سے یہ مراد ہے کہ اس سے صحبت نہ کرو اور اس کی طرف سے کروٹ بدل لو۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں پہلے تو سمجھاؤ۔ اگر نہ مانے تو صحبت و بات ترک کر دو اور کروٹ بدل کر سو جاؤ۔ یہ عورت کے لیے بڑی سنگین سزا ہے۔ گھبرا کر صلح کرلے گی۔ چھوڑنے سے ترک صحبت مراد ہے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث سے ثابت ہے۔ معاویہؓ بن جیدہ قشیری کہتے ہیں: یارسول اللہ ﷺ! ہم پر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟ فرمایا، جب کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ۔ پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر نہ مارو۔ اور اگر بطور سزا کے بات نہ کرو تو اسے گھر سے نہ نکالو۔ جب عورت نصیحت سے بھی نہ مانے اور ترک صحبت پر بھی نافرمانی پر اڑی رہے تو اسے معمولی طور پر مار سکتے ہو۔ یعنی گوشت اور ہڈی پر ضرب نہ آئے۔ (مثلاً آہستہ سے منہ کے علاوہ اس کے جسم پر تھپڑ یا نرم گھونسہ یا مسواک وغیرہ میں ماردو۔ جس سے غصہ کا اظہار ہو جائے مگر چوٹ نہ آئے۔) آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا، مسلمانو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہاری قید میں ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ کسی غیر کو جن کا آنا جانا تمہیں ناگوار ہو، تمہارے گھر پر نہ آنے دیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو انہیں معمولی مار مارو جس سے ہڈی یا گوشت پر ضرب نہ آئے اور تمہارے ذمہ دستور کے مطابق عورتوں کا نان ونفقہ ہے۔ (م) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، اللہ کی لونڈیوں کو نہ مارو۔ ایک دفعہ عمرؓ نے آپ سے کہا کہ عورتیں مردوں کے سر پر چڑھ گئی ہیں۔ اس پر آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی۔ پھر اکثر عورتوں نے آپ کے گھر آ کر آپ سے اپنے اپنے شوہروں کا شکوہ کیا۔ آپ نے فرمایا، بہت سی عورتوں نے ہمارے گھر آ کر اپنے شوہروں کی شکایت کی ہے۔ ایسے لوگ اچھے نہیں۔ (دن، ابن ماجہ) اشعث بن قیس فرماتے ہیں میں عمرؓ کے گھر مہمان تھا۔ آپ نے اپنی بیوی کو مارا۔ پھر فرمایا، اشعث مجھ سے تین باتیں یاد رکھو جو میں نے رحمت عالم ﷺ سے یاد رکھی ہیں۔ بیوی کو مارنے پر شوہر سے مت پوچھو، وتر پڑھے بغیر نہ سوؤ۔ تیسری بات راوی بھول گیا۔ (دن، ابن ماجہ) پھر فرمایا، اگر بیوی تمام باتوں میں شوہر کی اطاعت گزار ہو تو پھر اسے نہ مارو، نہ جدا کرو اور نہ بے زاری کا اظہار کرو۔ پھر فرمایا، بلند و برتر تو اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس فقرے سے ان شوہروں کو ڈانٹا گیا ہے جو ناحق عورتوں پر زیادتی کیا کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ عورت سے بڑے ہیں تو ان سے بڑا

اللہ ہے۔ اگر وہ ان کمزوروں پر ناحق ظلم کریں گے تو اللہ ان سے انتقام لے گا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

''اور اگر تمہیں میاں بیوی میں نااتفاقی کا ڈر ہو تو ایک پنچ مرد والوں میں اور ایک عورت والوں میں سے مقرر کرو۔ اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں اتفاق کرا دے گا۔ یقین مانو! اللہ بڑے علم والا اور بڑا ہی واقف کار ہے۔''

میاں بیوی میں نااتفاقی کا بیان: (۳۵) پہلی آیت میں بیوی کی بغاوت و نافرمانی کا بیان تھا۔ اس آیت میں میاں بیوی کی باہمی نفرت و بے زاری کا بیان ہے کہ اگر دونوں میں نااتفاقی کا ڈر ہو تو ہر فریق کا ایک ایک نمائندہ چن لو۔ پھر وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور دونوں کے معاملہ پر غور کریں اور حسب مصلحت جو مناسب ہو، عمل میں لائیں۔ خواہ ملاپ کرائیں یا تفریق۔ حسب حال جو مناسب ہو، کریں۔ چونکہ شارع کا اشارہ ملاپ کی طرف ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اگر دونوں اصلاح و ملاپ چاہیں گے تو اللہ دونوں کے دل جوڑ دے گا اور باہمی بے زاری جاتی رہے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک صالح شخص مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے بلایا جائے۔ یہ دونوں معاملہ میں غور کریں۔ اگر مرد کا قصور ہے تو مرد کی عادت ٹھیک ہونے تک عورت کو اس سے روک دیں اور اس سے اس کا خرچہ دلوائیں۔ اور اگر عورت کا قصور ہے تو اسے مرد کے پاس بھیج دیں اور خرچہ سے روک دیں یعنی مرد سے زمانہ نشوز کا خرچہ نہ دلوائیں۔ اگر پنچوں کی رائے تفریق کی یا ملاپ کی ہو تو پنچ جو مناسب ہو، کریں۔ اگر دونوں کی رائے ملاپ کی ہو مگر طرفین میں سے کوئی بھی ملاپ پر راضی نہ ہو اور اسی حال میں میاں بیوی میں سے کوئی مر جائے تو جو ملاپ سے راضی تھا، وہ ناراض کے ورثہ کا حق دار ہوگا اور ناراض راضی کے ورثہ کا حق دار نہ ہوگا۔ (ابن ابی حاتم رحمہ اللہ، ابن جریر)

پنچوں کے اختیارات: پنچوں کو ملاپ و تفریق کے اختیارات حاصل ہیں کیونکہ اللہ نے انہیں پنچ کہا ہے اور پنچ کی یہ شان ہوتی ہے کہ اپنا فیصلہ صادر کرے خواہ کوئی راضی ہو یا ناراض۔ بظاہر آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾

''اور اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتے داروں کے ساتھ، یتامی کے ساتھ، فقراء کے ساتھ، قریب والے ہمسائے کے ساتھ اور اجنبی ہمسائے کے ساتھ، برابر کے دوست کے ساتھ، مسافر کے ساتھ

اور لونڈی غلاموں کے ساتھ (سلوک کرو) یاد رکھو! اللہ ہر مغرور اور اترانے والے کو پسند نہیں فرماتا۔‘‘

توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت: (۳۶) اس آیت میں عبادت کا حکم ہے اور شرک کی مذمت ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو کیونکہ اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے۔ وہی روزی رساں ہے۔ وہی انعام واکرام سے نوازنے والا ہے اور وہی ہر حال میں انسان پر اپنا فضل وکرم کرنے والا ہے۔ لوگوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اسی کی توحید کا اقرار کریں، اسی کی عبادت کریں اور اس کی مخلوقات میں سے اس کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کریں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے معاذ بن جبل سے فرمایا تھا، جانتے ہو، اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ بولے، اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا، اللہ کا یہ حق ہے کہ بندے اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر فرمایا، جانتے ہو، بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب بندے اس کی توحید پر قائم ہوں اور شرک سے بے زار ہوں تو ان کا حق یہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے۔

ماں باپ سے حسن سلوک: پھر اللہ نے ماں باپ کے ساتھ احسان وسلوک کا بیان فرمایا کیونکہ اللہ نے ماں باپ کو اولاد کے وجود کا سبب بنایا ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بھی بیان ہے۔ مثلاً فرمایا، **اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ** (لقمان ۳۱، ۱۴) میرا شکر ادا کرو اور ماں باپ کا بھی۔ (۲) **وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا** (اسراء ۱۷، ۲۳) اللہ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے سلوک کرو۔

عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان: پھر ماں باپ کے سلوک کے ساتھ ساتھ عزیزوں کے ساتھ بھی سلوک کا حکم فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ مسکین پر صدقہ کرنے کا اکہرا ثواب ہے اور رشتے دار پر صدقہ کرنے کا دہرا ثواب ہے کہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

یتیموں سے حسن سلوک کا بیان: پھر یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان ہے کیونکہ ان کی خیر خبر لینے والا اور ان پر خرچ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کے سر پر دست شفقت پھیرو۔

مسکینوں سے حسن سلوک کا بیان: مسکینوں سے وہ حاجت مند مراد ہیں جن کی کوئی خیر خبر لینے والا اور ان کے ساتھ سلوک کرنے والا نہ ہو۔ اللہ نے ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ان کی امداد کا حکم فرمایا۔ فقیر ومسکین کی پوری تفصیل انشاء اللہ سورۂ توبہ میں آئے گی۔

رشتہ دار پڑوسی کی تفسیر: رشتے دار پڑوسی سے وہ ہمسایہ مراد ہے جو عزیز بھی ہو اور اجنبی پڑوسی غیر رشتہ دار پڑوسی ہے۔ و نیز اجنبی پڑوسی رفیق سفر کو بھی کہا جاتا ہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے۔ (۱) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مجھے جبریل علیہ السلام برابر پڑوس کے بارے میں وصیت کرتے رہے حتی کہ میں نے سوچا، کہیں پڑوسی کو وارث نہ بنا دیں۔ تا) (۲) اللہ کے نزدیک وہ ساتھی بہترین ہیں جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہوں۔ اور وہ پڑوسی بہترین ہیں جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہوں۔ (تا) (۳) کسی انسان کو اپنے ہمسائے کے بغیر پیٹ نہیں بھرنا چاہیے۔ (ا) (۴) آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا، زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ بولے، اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے زنا قیامت تک حرام فرما دیا ہے۔ فرمایا، یاد رکھو! کسی کا دس عورتوں سے زنا کرنا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے ہلکا ہے۔ پھر فرمایا، چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ عرض

کیا، چوری کو اللہ نے اور اس کے رسول نے قیامت تک حرام فرما دیا ہے۔ فرمایا، دس گھروں کی چوری پڑوسی کے گھر کی چوری سے ہلکی ہے۔ (ا) (۵) میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد کون سا؟ فرمایا، اپنی اولاد اس ڈر سے مار ڈالنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ میں نے کہا، اس کے بعد؟ فرمایا، پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔ (ق) (۶) ایک انصاری کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ اتنی دیر تک کھڑے رہے کہ آپ پر مجھے ترس آنے لگا۔ پھر جب آپ واپس جانے لگے تو میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص نے آپ کو اتنی دیر تک کھڑا رکھا کہ مجھے آپ پر رحم آ گیا۔ فرمایا، تم نے اسے دیکھا تھا۔ میں نے کہا، ہاں۔ پوچھا، جانتے ہو، وہ کون تھے؟ میں بولا نہیں۔ فرمایا، وہ جبریل تھے۔ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال آیا، کہیں اسے وارث نہ بنا دیں۔ پھر فرمایا، اگر تم انہیں سلام کرتے تو وہ تمہارے سلام کا جواب بھی ضرور دیتے۔ (ا) صدیقہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ میرے دو پڑوسی ہیں۔ کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا، جس کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہو۔ (با)

لونڈی غلام کے ساتھ حسن سلوک کا بیان: پھر فرمایا، لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ یہ بے چارے کمزور اور لوگوں کے ہاتھوں اسیر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے مرض الموت میں لوگوں کو یہی وصیت فرمائی کہ اَلصَّلَاۃُ اَلصَّلَاۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنی نماز کا اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ یہی فرماتے فرماتے آپ کی زبان بند ہوگئی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، تم نے جو کچھ کھایا، وہ صدقہ ہے۔ جو کچھ بیوی کو کھلایا، وہ بھی صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے خدمت گار کو کھلایا، وہ بھی صدقہ ہے۔ (نا) ابن عمرؓ فرماتے ہیں (اپنے داروغہ سے) تم نے غلاموں کو وظیفہ دے دیا؟ بولے نہیں۔ فرمایا، ابھی جاؤ اور انہیں وظیفہ دو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، انسان کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جن کا کفیل ہے، ان کا خرچہ روک لے۔ لونڈی اور غلام کے لیے کھانا کپڑا ہے اور ان سے حسب طاقت کام لیا جائے۔ (م) جب کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لے کر آئے تو اسے ایک دو نوالے ہی دے دیئے جائیں کیونکہ اس نے کھانا پکا کر گرمی کی تکلیف اٹھائی ہے۔ (ق) (۲) وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کھائے۔ اگر تھوڑا کھانا ہو تو اس کے ہاتھ میں ایک دو نوالے پکڑا دے۔ (م) وہ تمہارے بھائی اور خادم ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پھر جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو، وہ اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے اور اپنے کپڑے میں سے پہنائے اور ان سے ایسا کام نہ کرائے جس سے وہ عاجز آ جائیں۔ اگر تم ان سے کام کراؤ تو ان کی مدد بھی کرو۔ (ق)

اللہ کو مغرور سے نفرت ہے: پھر فرمایا کہ اللہ مغرور اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتا یعنی جو اپنے کو بڑا اور لوگوں کو حقیر سمجھے اور اپنی ذات پر فخر کرے اور شیخی بگھارے۔ وہ اپنے آپ میاں مٹھو ہے تو ہوا کرے۔ اللہ کے نزدیک تو وہ حقیر و ذلیل اور لوگوں کی نگاہ میں برا ہے۔ مختال یعنی مغرور اور فخو ریعنی دے کر لوگوں میں فخر کرنے والا اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا۔

بنی ہجیم کا ایک شخص کہتا ہے میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کوئی وصیت فرمائیے۔ فرمایا، تہبند لٹکانے سے بچتے رہو کیونکہ تہبند لٹکانا غرور کی نشانی ہے اور اللہ غرور کو محبوب نہیں رکھتا۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾

''جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کی ترغیب دیتے ہیں اور اللہ کا دیا ہوا فضل چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو دکھاوے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جس کا شیطان ساتھی ہو گیا تو وہ برا ساتھی ہے۔ ان کا کیا حرج تھا اگر یہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان لے آتے اور اللہ کے عطا کردہ مال میں سے خرچ کرتے۔ اللہ انہیں خوب جانتا ہے۔''

کنجوسی کی مذمت: (۳۷) اس آیت میں کنجوسوں کی مذمت ہے جو اپنا مال اللہ کے حکم کے مطابق ماں باپ پر، اقارب پر، یتیموں پر، حاجت مندوں پر، بیوی بچوں پر، رفقاء پر، مسافروں پر اور لونڈی غلاموں پر خرچ نہیں کرتے اور اس میں سے زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے جو اللہ کا حق ہے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو کنجوسی کی رغبت دلاتے ہیں حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بخل سے بڑھ کر اور کون سی بیماری ہو گی اور فرمایا، بخل سے بچتے رہو کیونکہ اس نے تم سے پہلوں کو تباہ کر ڈالا اور اس نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا اور فسق و فجور پر ابھارا اور وہ قطع رحمی اور گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ پھر فرمایا، کنجوس اللہ کا مال چھپا کر اس کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور انہیں ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ نہ کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے میں نعمتوں کا اظہار ہونے دیتے ہیں اور نہ دینے دلانے میں۔ اللہ نے فرمایا، اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ (عادیات ۱۰۰، ۶ تا ۸) انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اور اپنی عادتوں اور حالتوں سے ناشکری پر گواہ ہے۔ نہ اس کی حالت اچھی رہتی ہے۔ پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑوں میں رہتا ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے کہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھے اور ان پر خرچ کرتا رہے۔ غرضیکہ وہ ہر طرح سے اپنی ناشکری ظاہر کرتا رہتا ہے اور اسے مال سے انتہائی محبت ہے۔ یہاں فرمایا کہ یہ ناشکرے اللہ کا فضل چھپاتے ہیں اور اسے ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ اسی وجہ سے انہیں ڈرایا گیا کہ ہم نے ناشکروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ کفر یعنی پردہ ڈالنا اور ڈھانکنا۔ کنجوس اللہ کی نعمت پر پردہ ڈال کر اسے چھپاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس کیا ہے میں تو خود ہی فقیر ہوں لہٰذا وہ اللہ کی نعمت کے ساتھ کافر ہے یعنی ناشکرا اور احسان فراموش ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب اللہ اپنے بندے کو کسی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کے اوپر اس کی نعمت کے اثرات ظاہر ہوں یعنی نعمت مل جانے کے بعد اس نعمت کو ظاہر کرو۔ خود بھی کھاؤ پیو اور دوسروں کو بھی کھلاؤ پلاؤ۔ یہ بہت بری بات ہے کہ کنجوس مکھی چوس بن کر زندگی گزارو۔ نبی ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اپنی نعمت کا شکر گزار بنا کہ اسے حاصل کر کے تیری بڑائی بیان کریں۔ ہمیں اسے قبول کرنے والا بنا اور اسے ہم پر مکمل فرما۔

(۳۸) اسی طرح بعد والی آیت میں مال خرچ کرنا مراد ہے کیونکہ پہلے مال روکنے والے برے لوگوں (کنجوسوں) کی مذمت

فرمائی۔ پھر مال خرچ کرنے والے ریا کاروں کی مذمت کی جو نام ونمود اور شہرت چاہتے ہیں تا کہ ان کی سخاوت کی تعریف ہو۔ انہیں اللہ کی رضا سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے تین آدمیوں سے دوزخ سلگایا جائے گا۔ ریا کار عالم سے، ریا کار غازی سے اور ریا کار سخی سے۔ مال دار کہے گا، اے اللہ! میں نے ہر راہ میں جس میں تو خرچ کرانا چاہتا تھا، مال خرچ کیا۔ میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں مال نہ ڈالا ہو۔ ارشاد ہوگا، تو جھوٹا ہے۔ تو نے مال اس لیے خرچ کیا تھا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ سو لوگوں نے تجھے سخی کہہ دیا۔ اب تجھے کچھ نہیں۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ (معلوم ہوا کہ جسے قیامت کا یقین نہیں، اس کے عمل مردود ہیں) ان لوگوں کو اللہ کی حکم عدولی اور ترک اطاعت پر شیطان نے آمادہ کیا۔ اس نے ان کی بری باتیں انہیں خوب صورت سمجھائیں اور برائیاں اچھائیاں بنا کر ان کے دلوں میں پھونک دیں۔

(۳۹) یعنی اس میں کیا حرج تھا کہ اللہ پر ایمان لے آتے اور قابل تعریف راہ اختیار کرتے اور ریا کی راہ سے ہٹ کر خلوص و ایمان کی راہ پر گامزن ہو جاتے۔ نیکوں کے لیے آخرت میں اللہ کا جو وعدہ ہے، اس کی امید و آس رکھتے اور اللہ نے جہاں حکم فرمایا تھا، اسی جگہ اپنا مال خرچ کرتے۔ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ کی رضا سے وہاں خرچ کرتے جہاں شریعت نے خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ آئین شرع کے مطابق خرچ کے تمام مصارف ڈھونڈتے اور وہاں خرچ کرتے۔ پھر فرمایا، یاد رکھو! اللہ ان کی نیتوں سے خوب واقف ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کون استحقاق توفیق رکھتا ہے اور کون نہیں۔ کسے توفیق و ہدایت دی جائے اور کسے نہیں اور کس سے رضا والے عمل کرائے جائیں اور کس سے نہیں۔ جسے اللہ نے اپنے دروازے سے دھکا دے دیا، اس کے لیے دنیا اور آخرت میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ
مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ
وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا
الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾ ع

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

”یقین رکھو! اللہ ذرا سا بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہوتی ہے تو اسے بڑھا چڑھا دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔ جس دن کافر اور رسول کی نافرمانی کرنے والے تمنا کریں گے۔ کاش ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔“

اللہ ظالم نہیں: (۴۰) اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ قیامت کے دن کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرے گا بلکہ ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا بلکہ نیک عملوں کا بدلہ تو بہت ہی بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔ فرمایا، وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ (انبیاء۲۱،۴۷) ہم انصاف کے لیے قیامت کے دن ترازو نصب کریں گے اور کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہیں ہوگا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے بھی لا کر سامنے رکھ دیں گے۔ ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔ (۲) يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ

(لقمان ۳۱،۱۶) بیٹا اگر نیکی رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو اور وہ پہاڑوں پر ہو یا آسمان وزمین پر ہو، اللہ اسے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ بڑا باریک بین اور خوب خبردار ہے۔ (۳) يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ (زلزال ۹۹، ۷۔۸) جس دن لوگ اپنے اپنے عمل دیکھنے کے لیے نکل پڑیں گے پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی، وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔ یعنی تھوڑی سے تھوڑی نیکی اور بدی کی جزا یا سزا ضرور ملے گی۔ بخاری مسلم کی ابوسعید خدری والی مرفوع وطویل حدیث میں اور شفاعت والی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان دیکھو۔ اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ ایک روایت میں ہے کہ رائی کے دانہ سے تھوڑے سے تھوڑا ایمان بھی دیکھو، اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ لہٰذا جہنم سے ایک کثیر مخلوق نکال لی جائے گی۔ پھر ابوسعیدؓ نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ الخ پڑھ لو۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا۔ پھر تمام اگلے پچھلے لوگوں میں ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ یہ شخص فلاں بن فلاں ہے۔ اگر اس پر کسی کا حق ہو تو آ کر لے جائے۔ اگر اس پر اس کے کسی عزیز کا حق ہوگا تو یہ اعلان سن کر وہ خوش ہوگا۔ اس دن رشتہ داری بھی کام نہیں آئے گی اور نہ نسب کو کوئی پوچھے گا۔ اگر اللہ چاہے گا تو اپنا حق معاف فرما دے گا لیکن لوگوں کے حقوق میں سے کوئی حق معاف نہ ہوگا۔ پھر اللہ اسے تمام لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے حکم دے گا کہ لوگوں کے حقوق ادا کر۔ یہ کہے گا کہ اے اللہ! دنیا ختم ہو چکی۔ میں انہیں کہاں سے ان کے حقوق ادا کروں؟ حکم ہوگا، اس کے نیک عمل لے کر حق داروں کے حقوق ان کے تقاضوں کے مطابق ادا کر دو۔ اگر یہ اللہ کا ولی ہوگا اور اس کی ذرہ برابر بھی نیکی بچ جائے گی تو اللہ اسے بڑھا چڑھا کر اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ پھر آپ نے ہمیں یہی آیت پڑھ کر سنائی اور اگر بدبخت ہوگا تو فرشتہ عرض کرے گا کہ اے رب! اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور ابھی حق دار بہت ہیں۔ حکم ہوگا، اس پر ان کی برائیاں ڈال دو اور جہنم میں دھکا دے دو۔ (ابن ابی حاتم) ابن عمرؓ فرماتے ہیں دیہاتیوں کے بارے میں مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ (انعام ۶۰:۱۶۰) (ایک نیکی کی دس نیکیاں ملیں گی) اتری کسی نے پوچھا، پھر مہاجرین کے لیے کیا ہے؟ فرمایا، اس سے افضل آیت ہے۔ پھر یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ (ابن ابی حاتم)

اجر عظیم سے جنت مراد ہے۔ اے اللہ! ہمیں بھی اپنی خوشنودی اور جنت عطا فرما اور اپنے غصے اور جہنم سے بچا۔ آمین۔

ابوعثمانؒ فرماتے ہیں مجھے ابوہریرہؓ سے خبر ملی کہ انہوں نے بتایا، مجھے خبر ملی ہے کہ اللہ مومن کو ایک نیکی کے بدلہ ایک لاکھ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا، میں تم سے زیادہ ابوہریرہؓ کے پاس اٹھا بیٹھا ہوں۔ میں نے تو کسی وقت بھی ان سے یہ حدیث نہیں سنی۔ پھر میں حج یا عمرے کی غرض سے مکہ گیا۔ اتفاق سے مجھے وہاں ابوہریرہؓ مل گئے۔ میں بولا، مجھے تم سے فلاں فلاں سے ایک حدیث پہنچی ہے۔ پوچھا، کیا؟ میں نے کہا، لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ ایک نیکی ایک لاکھ گنا بڑھا دیتا ہے۔ فرمایا، تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے۔ اللہ فرماتا ہے، مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ (بقرہ ۲، ۲۴۵) کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے اور اللہ اسے اس کو چند در چند بڑھا کر دے۔

کیا قیامت کے دن کبھی مشرکوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی؟: قیامت کے دن مشرکوں کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔ البتہ ابوطالب مستثنیٰ ہیں۔ ان کے بارے میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے چچا جان ابوطالب آپ پر اپنی جان چھڑکتے تھے۔ اور آپ کے لیے سینہ سپر رہا کرتے تھے۔ کیا انہیں آپ سے کوئی فائدہ پہنچا؟ فرمایا، ہاں۔ وہ تھوڑی سی آگ میں ہیں۔ اور اگر میرا تعلق نہ ہوتا تو جہنم کے نیچے کے طبقہ میں ہوتے۔ (مگر یہ حدیث ابوطالب کے

ساتھ خاص ہے۔ دیگر مشرک اس میں داخل نہیں کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ مومن پر کسی نیکی میں ظلم نہیں کرتا۔ دنیا میں نیکی کی وجہ سے روزی دیتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کو اس کی نیکی کے عوض دنیا میں کھلاتا پلاتا ہے۔ قیامت کے دن اس کے پاس ایک نیکی بھی نہ ہوگی۔ (طیالسی)

قیامت کے ہوش ربا مصائب: (۴۱) اس آیت میں قیامت کے ہول اور اس کی گھبراہٹوں کا بیان ہے۔ فرمایا، وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (زمر ۳۹، ۶۹) زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور کتاب لکھی جائے گی اور انبیا اور گواہ لائے جائیں گے۔ (۲) وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ (نحل ۱۶، ۸۴) جس دن ہم ہر امت پر انہیں میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں مجھ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں بولا، کیا میں آپ کو سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر اتارا گیا۔ فرمایا، ہاں میں قرآن دوسروں سے سننا چاہتا ہوں۔ آخر کار میں سورۂ نساء پڑھنے لگا۔ جب میں فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا الخ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا، بس بس۔ اور آپ کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ (ت)

قیامت کے دن کافروں کی تمنا: (۴۲) یعنی قیامت کا ہنگامہ، اس کے ہول اور موقف کی گھبراہٹ دیکھ کر اور یہ خیال کر کے کہ اب ہمیں انتہائی ذلیل ہونا پڑے گا اور ہماری خوب خبر لی جائے گی، کافر یہ تمنا کریں گے، کاش! زمین پھٹ جائے اور ہم اس میں سما جائیں۔ فرمایا، وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ (نبا ۷۸، ۴۰) جس دن لوگ اپنے عمل دیکھیں گے اور کافر آرزو کریں گا۔ کاش میں مٹی بن جاتا۔

لوگ قیامت کے دن اللہ سے کچھ نہ چھپا سکیں گے: پھر فرمایا، لوگ اللہ سے ایک بات بھی نہ چھپا سکیں گے اور اپنے ہر گناہ کا اقرار کر لیں گے۔ ابن جبیرؒ فرماتے ہیں ایک شخص نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایک آیت میں تو اللہ نے مشرکوں کی طرف سے بتایا۔ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (انعام: ۶۔۲۳) کہ مشرک کہیں گے، اللہ کی قسم! اے ہمارے رب! ہم مشرک نہ تھے۔ اور صاف شرک کا انکار کر دیں گے اور ایک آیت میں فرمایا کہ مشرک اللہ سے ایک بات بھی چھپا نہ سکیں گے۔ فرمایا، پہلا قول اس وقت کا ہے جب مشرک مسلمانوں کو جنت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ آؤ ہم شرک ہی کا انکار کر دیں۔ چنانچہ قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک ہی نہ تھے۔ پھر اللہ کے حکم سے ان کی زبانوں پر مہر لگ جائے گی اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ اب اللہ سے ایک بات بھی نہ چھپا سکیں گے۔ (ابن جریر)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا
مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ
النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ
وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝۴۳

ساتھ خاص ہے۔ دیگر مشرک اس میں داخل نہیں کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ مومن پر کسی نیکی میں ظلم نہیں کرتا۔ دنیا میں نیکی کی وجہ سے روزی دیتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کو اس کی نیکی کے عوض دنیا میں کھلاتا پلاتا ہے۔ قیامت کے دن اس کے پاس ایک نیکی بھی نہ ہوگی۔ (طیالسی)

قیامت کے ہوش ربا مصائب: (۴۱) اس آیت میں قیامت کے ہول اور اس کی گھبراہٹوں کا بیان ہے۔ فرمایا، وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا (زمر ۳۹، ۶۹) زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور کتاب لکھی جائے گی اور انبیا اور گواہ لائے جائیں گے۔ (۲) وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ (نحل ۱۶، ۸۴) جس دن ہم ہر امت پر انہیں میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں مجھ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں بولا، کیا میں آپ کو سناؤں حالانکہ قرآن آپ پر اتارا گیا۔ فرمایا، ہاں میں قرآن دوسروں سے سننا چاہتا ہوں۔ آخر کار میں سورۂ نساء پڑھنے لگا۔ جب میں فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا الخ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا، بس بس۔ اور آپ کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں۔ (ت)

قیامت کے دن کافروں کی تمنا: (۴۲) یعنی قیامت کا ہنگامہ، اس کے ہول اور موقف کی گھبراہٹ دیکھ کر اور یہ خیال کر کے کہ اب ہمیں انتہائی ذلیل ہونا پڑے گا اور ہماری خوب خبر لی جائے گی، کافر یہ تمنا کریں گے، کاش! زمین پھٹ جائے اور ہم اس میں سما جائیں۔ فرمایا، وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي (نبا ۷۸، ۴۰) جس دن لوگ اپنے عمل دیکھیں گے اور کافر آرزو کریں گا۔ کاش میں مٹی بن جاتا۔

لوگ قیامت کے دن اللہ سے کچھ نہ چھپا سکیں گے: پھر فرمایا، لوگ اللہ سے ایک بات بھی نہ چھپا سکیں گے اور اپنے ہر گناہ کا اقرار کرلیں گے۔ ابن جبیرؒ فرماتے ہیں ایک شخص نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ ایک آیت میں تو اللہ نے مشرکوں کی طرف سے بتایا۔ وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (انعام: ۶۔ ۲۳) کہ مشرک کہیں گے، اللہ کی قسم! اے ہمارے رب! ہم مشرک نہ تھے۔ اور صاف شرک کا انکار کردیں گے اور ایک آیت میں فرمایا کہ مشرک اللہ سے ایک بات بھی چھپا نہ سکیں گے۔ فرمایا، پہلا قول اس وقت کا ہے جب مشرک مسلمانوں کو جنت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ آؤ ہم شرک ہی کا انکار کردیں۔ چنانچہ قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک ہی نہ تھے۔ پھر اللہ کے حکم سے ان کی زبانوں پر مہر لگ جائے گی اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ اب اللہ سے ایک بات بھی نہ چھپا سکیں گے۔ (ابن جریر)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٤٣﴾

''اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس بھی نہ جاؤ۔ جب تک جو کچھ تم کہہ رہے ہو، اسے سمجھنے بھی نہ لگو اور نہ حالت جنابت میں یہاں تک کہ تم غسل کرلو۔ ہاں بوقت ضرورت مسجد سے گزر سکتے ہو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا عورتوں سے مباشرت کی ہو۔ پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لو۔ یاد رکھو! اللہ معاف کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے۔''

حالت سکر و جنابت میں نماز کی اور مسجد میں جانے کی ممانعت: (۴۳) مومنوں کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کیا جا رہا ہے کیونکہ نشہ میں آدمی کو اپنی حالت اور اپنی بات کا بھی ہوش نہیں رہتا اور کوئی بات سمجھتا بھی نہیں۔ اسی طرح حالت جنابت میں مسجد میں جانے کی ممانعت ہے کیونکہ مسجدیں نماز کے لیے ہیں اور مقدس مقامات ہیں۔ البتہ اگر مسجد میں ٹھہرے بغیر اس سے گزر جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ حکم حرمت شراب سے پہلے کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ نے يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (بقرہ ۲، ۲۱۹) پڑھی۔ اس پر عمرؓ نے دعا کی کہ اے اللہ! شافی بیان اتار۔ پھر جب یہ آیت اتری تو اب بھی عمرؓ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! شافی بیان اتار۔ صحابہؓ اوقات نماز میں شراب نہیں پیتے تھے۔ پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ (مائدہ ۵، ۹۰:۹۱) اتری۔ اب عمرؓ نے فرمایا، ہم باز آئے۔ ہم باز آئے۔ ایک حدیث میں ہے، جب نساء والی آیت (یعنی یہ آیت) اتری تو رحمت عالم ﷺ کا منادی نماز کے وقت اعلان کر دیا کرتا تھا کہ نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ آئے۔ (ہ) سعدؓ فرماتے ہیں میرے بارے میں چار آیتیں اتریں۔ ایک دفعہ ایک انصاری نے مہاجرین و انصار کی دعوت کی۔ اس مجلس میں ہم سب نے کھانا کھایا اور شراب بھی پی۔ پھر جب ہم نشہ میں چور ہو گئے تو اب لگے بڑ ہانکنے اور اپنی برتری جتانے۔ اتنے میں ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھا کر سعدؓ کے ناک پر ماری جس سے ان کی ناک زخمی ہو گئی۔ یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔ پھر یہ آیت اتری۔ (ابن ابی حاتم، بتقدم)

پھر فرمایا، نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک تم میں سمجھ نہ پیدا ہو جائے۔ مخمور کی تعریف میں یہ بہترین قول ہے کہ وہ سمجھ سے محروم ہوتا ہے۔ اسے یہ بھی ہوش نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ مخمور قرأت میں گڑبڑ کرتا ہے۔ اس میں غور و فکر اور خشوع و خضوع کی صلاحیت نہیں رہتی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی کو نماز پڑھتے ہوئے اونگھ آنے لگے تو وہ سو جائے۔ جب تک اسے یہ معلوم نہ ہونے لگے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یعنی اونگھ کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے۔ تاوقتیکہ پورے طور سے نیند چلی نہ جائے۔ (ناب) اسی حدیث کے بعض طرق میں ہے، شاید وہ استغفار کرنے لگے یا اپنے آپ کو گالی دینے لگے (کیونکہ اونگھ میں کیا خبر کیا کہہ رہا ہے اور استغفار کر رہا ہے یا اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔) پھر فرمایا، غسل کرنے سے پہلے جنابت کی حالت میں نماز کے قریب نہ آؤ البتہ مسجد سے گزر سکتے ہو۔ ٹھہر نہیں سکتے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل نہ ہو البتہ گزر سکتے ہو، بیٹھ نہیں سکتے۔ (ابن ابی حاتم)

صدیقہؓ فرماتی ہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے مسجد میں سے مصلی اٹھا دو۔ میں بولی، میں ایام سے ہوں۔ فرمایا، حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ (م) اسی کی رو سے حیض والی عورت مسجد سے گزر سکتی ہے اور نفاس والی بھی اسی کے حکم میں ہے۔

تیمم کا بیان: پھر فرمایا، اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو یا عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور

پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرلو۔ سفر مشہور ہے۔ چھوٹے بڑے سفر میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا حکم ایک ہی ہے۔ غائط نرم جگہ کو کہا جاتا ہے۔ اس سے کنایہ پاخانہ پیشاب کرنے سے ہے۔

لمس ومس کی تفسیر: ملامسة سے جماع مراد ہے جیسے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ الخ (بقرہ۲، ۲۳۷) میں مس سے جماع مراد ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد ہم بستری ہے۔ (ابن ابی حاتم)

تیمّم کے لیے پانی کا تلاش کرنا شرط ہے: پھر فرمایا، اگر تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ یعنی پانی تم کو تلاش کرنے کے باوجود بھی نہ ملے تو تیمّم کرلو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہمیں لوگوں پر تین باتوں میں فضیلت ہے۔ ہماری صفیں فرشتوں جیسی صفیں ہیں۔ ہمارے لیے تمام زمین سجدہ گاہ ہے اور اس کی مٹی ہمارے واسطے پاک ہے جب کہ ہمیں پانی نہ ملے۔ (م) حق تعالیٰ نے پاکی کے لیے مقام احسان میں مٹی کی تخصیص فرمائی۔ اگر کوئی اور چیز اس کے قائم مقام ہوتی تو بیان کردی جاتی۔ ایک حدیث میں ہے کہ پاک مٹی مسلمانوں کو پاک کرنے والی ہے۔ اگرچہ دس برس تک اسے پانی نہ ملے۔ پھر جب پانی مل جائے تو غسل یا وضو کرلینا چاہیے کیونکہ یہ بات اس کے لیے بہتر ہے۔ (تناد) انتہائی پاک مٹی کھیت کی مٹی ہے۔ (ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

تیمّم کی کیفیت: پھر فرمایا، ہاتھوں کو منہ پر اور ہاتھوں پر مل لو۔

تیمّم پاک کرنے اور رفع حدث میں وضو کا بدل ہے۔ وضو کے تمام اعضاء میں بدل نہیں۔ بالاتفاق منہ اور ہاتھوں پر ہاتھوں کا پھیرنا کافی ہے۔ سورۂ مائدہ میں فرمایا، فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ۔ یعنی اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرو۔ اور یہاں اس آیت میں فرمایا، اسے اپنے منہ اور ہاتھوں پر مل لو۔ یاد رکھو! اللہ معاف کرنے والا اور انتہائی بخشش والا ہے۔ تیمّم کا جواز اس کی معافی اور بخشش ہی کی وجہ سے ہے کہ اس نے پانی نہ ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تاکہ دین میں فراخی رہے۔ اس آیت کریمہ میں ہیئت ناقصہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ممانعت ہے خواہ نشے کی حالت میں ہو یا ناپاکی کی یا حدث کی جب تک ہوش میں نہ آجائے یا غسل نہ کرلے یا وضو نہ کرلے۔ ہاں اگر بیمار ہے یا پانی نہیں ملتا تو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت وشفقت سے تیمّم کی رخصت دے دی تاکہ دین میں تنگی نہ رہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ
وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ٭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ
وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ

بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

''کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے کچھ حصہ ملا ہے، وہ گمراہی خرید رہے ہیں اور تمہیں راہ سے ہٹا دینا چاہ رہے ہیں۔ اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے۔ دوست کی حیثیت سے اللہ کافی ہے اور مددگار کی حیثیت سے بھی۔ بعض یہودی بات کو اس کی ٹھیک جگہ سے بدل ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں، ہم نے سن لیا اور نہ فرمانی کی اور سنو آپ کو آپ کے خلاف نہ سنایا جائے اور ہماری رعایت کیجئے مگر یہ کلمے سمعنا، عصینا، اسمع غیر مسمع اور راعنا محض زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ دینے کی غرض سے کہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ سمعنا، اطعنا، اسمع اور انظرنا کہتے تو یہ بات ان کے لیے اچھی ہوتی اور موقع کے مناسب ہوتی مگر اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے انہیں اپنی رحمت سے دور ہٹا دیا ہے۔ اب وہ ایمان لانے والے نہیں۔''

یہودیوں کی مذمت: (۴۴) یعنی یہودی ہدایت کے بدلے گمراہی خرید رہے ہیں۔ قرآن سے منہ موڑ رہے ہیں اور سابق نبیوں کا بتایا ہوا علم (رحمت عالم ﷺ کے صفات) ان کے پاس ہے۔ اسے چھپا رہے ہیں تا کہ ان کی چودھراہٹ قائم رہے اور تھوڑی سی دنیوی پونجی خرید لیں۔

اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے آگاہ کر دیا ہے: (۴۵) ان کی تمنا ہے کہ تم بھی ان کی طرح کافر بن جاؤ۔ قرآن کو نہ مانو اور ہدایت و مفید علم کو چھوڑ بیٹھو۔ اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور ان سے تمہیں ہوشیار کرتا ہے کہ خبردار ان کے دھوکہ میں نہ آ جانا۔ اللہ اس کا دوست ہے جو اس کی پناہ لے اور اس کا مددگار ہے جو اس سے مدد مانگے۔

یہودی تحریف کے عادی ہیں: (۴۶) یعنی یہودی اللہ کے کلموں میں تحریف کرتے ہیں۔ اللہ کی مراد کے مطابق تفسیر نہیں کرتے۔ دیدہ و دانستہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور معنی بدل ڈالتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ! ہم نے آپ کی باتیں سن لیں لیکن مانتے نہیں۔ لفظ راعنا کی تفسیر بقرہ میں بیان ہو چکی ہے۔ پھر فرمایا، اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ ہم نے آپ کی باتیں سن لیں اور مان لیں۔ آپ ہماری بات سنئے اور ہمیں بھی دیکھئے تو یہ ان کے لیے بہتر اور عین مناسب تھا لیکن اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر پھٹکار ڈال دی۔ ان کے دل بھلائی سے ہٹا دیئے۔ اب ان میں ایمان کی رمق بھی داخل نہیں ہوتی جو انہیں فائدہ پہنچائے۔ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ یعنی صرف چند سلیم الفطرت ہی ایمان لائیں گے۔ غرضیکہ یہ نفع بخش ایمان لانے والے نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

''اے اہل کتاب! اس کتاب پر جو ہم نے اتاری اور جو تمہارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے، اس سے پہلے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم چہرے بگاڑ ڈالیں اور انہیں پیٹھوں کی طرف الٹ دیں یا ہم ان پر پھٹکار ڈال دیں جس طرح ہم نے سبت والوں پر پھٹکار ڈال دی اور اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے۔ یاد رکھو! اللہ اس کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا (ہر گناہ کو) جس کے لیے چاہے، بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اس نے زبردست طوفان باندھا۔''

قرآن حکیم پر ایمان نہ لانے کی وعید: (۴۷) اہل کتاب کو حکم ہے کہ وہ اس عظیم کتاب پر ایمان لے آئیں جو رسول اللہ ﷺ پر اتری ہے اور ان بشارتوں کی تصدیق کرتی ہے جو ان کی کتابوں میں ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ہم ان کی صورتیں بدل ڈالیں گے اور ان کی آنکھیں ان کی گدیوں پر لگ جائیں گی یا ہم ان کی صورتیں بگاڑ دیں گے اور ان کے چہروں میں کان ناک آنکھ کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ اور چہرے پشت کی طرف پھیر دیئے جائیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں طَمْسِ وُجُوْہِ سے اندھا ہونا اور پشت کی طرف پھر جانا مراد ہے۔ یعنی ہم ان کے چہرے گدیوں کی طرف پھیر دیں گے اور وہ الٹے چلنے لگیں گے اور آنکھیں گدیوں پر لگ جائیں گی۔ سزا و عبرت کے لیے یہ معنی بہت بلیغ ہے۔ یہ ایک مثال ہے۔ حق تعالیٰ نے انہیں مثال سے سمجھایا ہے کہ تم حق سے پھر کر باطل کی طرف جا رہے ہو۔ روشن راہ چھوڑ کر تاریک راہ اختیار کر رہے ہو اور سیدھی چال چھوڑ کر الٹی چال چل رہے ہو۔

بلا توبہ کے شرک کبھی نہ بخشا جائے گا: (۴۸) یعنی سارے گناہ اگر اللہ چاہے گا، بخش دے گا مگر شرک بلا توبہ کے ہرگز ہرگز نہیں بخشے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ کے پاس تین کتابیں ہیں۔ ایک کتاب کی تو اللہ کو پرواہ بھی نہ ہوگی۔ اور ایک کتاب میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑے گا اور ایک کتاب کو اللہ معاف نہیں فرمائے گا۔ جس کتاب کے گناہ اللہ ہرگز نہیں بخشے گا، وہ اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ الخ دوسری آیت میں فرمایا، مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ الخ (مائدہ ۵، ۷۲) جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اللہ نے اس پر اپنی جنت حرام فرما دی ہے۔ جس کتاب کی اللہ کو پرواہ نہ ہوگی، وہ حقوق اللہ میں زیادتی ہے مثلاً روزہ یا نماز وغیرہ چھوڑ دی ہو۔ ان گناہوں کو اگر اللہ چاہے گا تو معاف کر دے گا اور درگزر فرمائے گا لیکن وہ کتاب جس میں سے کوئی گناہ نہیں چھوڑا جائے گا، حقوق العباد میں زیادتی ہے اور ان میں لامحالہ برابری ہوگی۔ (۱) (۲) ظلم تین ہیں۔ ایک ظلم کو اللہ نہیں بخشے گا، ایک کو بخش دے گا اور ایک میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑے گا۔ جس ظلم کو بخشا نہیں جائے گا، وہ شرک ہے کیونکہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ جس ظلم کو بخش دیا جائے گا، وہ عبادتوں میں بندوں کی زیادتیاں ہیں جو ان کے اور اللہ کے درمیان ہیں اور جس ظلم میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا جائے گا، وہ بندوں کی آپس میں ایک دوسرے پر زیادتیاں ہیں۔ جب تک مظلوم کو ظالم سے بدلہ نہ دلوا دیا جائے۔ (بزار) (۳) امید ہے کہ اللہ ہر ظلم کو بخش دے علاوہ اس شخص کے جو کافر مر جائے یا اس شخص کے جو دیدہ و دانستہ مومن کو قتل کر ڈالے۔ (نا) (۴) حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تو نے میری عبادت نہیں کی اور اس کے باوجود مجھ سے امید رکھی۔ میں تجھے تیری زیادتیوں کو معاف کر دوں گا۔ اے میرے بندے! اگر تو مجھ سے علاوہ شرک کے زمین بھر کر بھی گناہ لے کر ملے گا تو میں زمین بھر کر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا، جس کو اس بات کا یقین ہو کہ میں گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں۔ میں اسے بخش دوں گا اور اس کے گناہوں کی

پرواہ نہ کروں گا جب تک میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے گا۔(ط)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ الخ (زمر ۳۹،۵۳) اتری تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! شرک کا کیا حکم ہے یعنی کیا وہ بھی معاف ہو جائے گا؟ آپ نے اس کے سوال کو ناپسند کیا اور اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ الخ پڑھ کر سنا دی۔ سورۂ زمر کی آیت توبہ کے ساتھ مشروط ہے پھر جس نے جس گناہ سے بھی سچے دل سے توبہ کر لی گو وہ اس سے بار بار سرزد ہو گیا ہو، اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ اسی وجہ سے فرمایا، قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ الخ۔ فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ یاد رکھو اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے یعنی توبہ سے سارے گناہ یہاں تک کہ شرک بھی معاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ قید نہ لگائی جائے تو پھر اس میں بلا توبہ کے شرک بھی داخل ہو جائے گا۔ حالانکہ اللہ بلا توبہ شرک کو معاف نہیں فرماتا کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ الخ میں یہ حکم فرمایا ہے کہ شرک کے علاوہ سارے گناہ معاف فرما دے گا یعنی بلا توبہ کے شرک کے علاوہ سب کچھ معاف کر دیا جائے گا اور پرخلوص توبہ سے شرک بھی معاف ہو جائے گا۔ اس لیے یہ آیت بہ نسبت اس آیت کے زیادہ امید و تسلی والی ہے۔ پھر فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا اللہ پر جھوٹ کا بڑا سنگین طوفان اٹھاتا ہے۔ فرمایا، اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان ۳۱،۱۳) یقین مانو! شرک بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، میں سب گناہوں سے بڑا گناہ تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ وہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ پھر وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ الخ پڑھ کر سنائی۔ اور ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ پھر اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ پڑھی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَا
یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝۴۹ اُنْظُرْ كَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰی
بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝۵۰ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ ع
بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝۵۱ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝۵۲

”کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو خود کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے پاکیزہ بناتا ہے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ دیکھئے! یہ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اور یہ کھلا گناہ اسے کافی ہے۔ کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو کتاب کا کچھ حصہ دیئے گئے ہیں کہ بتوں کو اور جھوٹے معبودوں کو مانتے ہیں اور کافروں سے کہتے ہیں کہ یہ ایمان والوں کی بہ نسبت زیادہ صحیح راہ والے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ نے پھٹکار ڈال دی ہے اور جس پر اللہ پھٹکار ڈال دے، آپ ہرگز ہرگز اس کا کوئی حمایتی نہ دیکھیں گے۔“

اپنی پاکی بیان نہ کرو: (۴۹) یعنی جب یہودیوں نے کہا، ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور جنت میں ہمارے اور

عیسائیوں کے سوا کوئی اور نہ جائے گا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن جریر)

یہودیوں کا اللہ پر الزام: (۵۰) یعنی یہودیوں کا خود کو گناہوں سے پاک سمجھنا اور ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں اور ہمارے اور عیسائیوں کے سوا جنت میں کوئی نہیں جا سکتا۔ ہم چند دنوں کے لیے دوزخ میں جائیں گے اور ان کا اپنے نیک باپ دادا کے عملوں پر بھروسہ کرنا حالانکہ اللہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ باپ دادا کے عمل بیٹوں کے کام نہیں آ سکتے۔ فرمایا، تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ الخ (بقرہ ۲، ۱۳۴، ۱۴۱) وہ جماعت گزر چکی، اس کے لیے اس کے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں۔ یہ ساری باتیں اللہ پر جھوٹ اور طوفان ہیں۔ کیسے انہیں ان باتوں کی جرات ہوئی۔ یہ ظالم اللہ پر بھی جھوٹ باندھنے سے نہیں چوکتے۔ فرمایا، ان کا یہ کھلا گناہ یعنی جھوٹ وافترا ہی ان کے عذاب کے لیے کافی ہے۔

جبت وطاغوت کی تفسیر: (۵۱) جبت سے جادو یا (حبشی زبان میں) شیطان یا شرک وبت یا کاہن اور طاغوت سے شیطان مراد ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یاد رکھو۔ عیافہ، طرق اور طیرہ جبت میں سے ہیں۔ (۱) عوف عیافہ پرندے کا زجر ہے اور طرق وہ خط ہے جو زمین میں کھینچا جاتا ہے۔ یعنی بری فال اور پرندوں کے نام سے یا ان کے اڑنے سے یا بولنے سے شگون لینا اور زمین پر لکیریں کھینچ کر غیب معلوم کرنا سب جبت کی شاخیں ہیں۔

کافروں کو مسلمانوں پر فوقیت نہیں: پھر فرمایا کہ یہ کم بخت کافروں سے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی بہ نسبت تو تم ہی صحیح راہ پر ہو۔ یعنی جہالت، بے دینی اور بے عملی کی وجہ سے دین میں کافروں کو مسلمانوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا عالم کعب بن اشرف جب مکہ میں آیا تو قریشیوں نے اس سے پوچھا، تم دیکھتے نہیں اس بے اولاد کو جو اپنی قوم سے الگ ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ ہم میں سے بہتر ہے۔ حالانکہ ہم حاجیوں کے خدمت گار اور کعبہ اقدس کے متولی ہیں۔ حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اس نے کہا، تم بہتر ہو۔ آخر ان کے بارے میں اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (آپ پر عیب لگانے والا ہی بے اولاد ہے) اور یہ آیت اتری۔ (۱)

یہودیوں پر اللہ کی پھٹکار ہے: (۵۲) یعنی اللہ نے ان پر پھٹکار ڈال دی۔ اب ان کا دنیا اور آخرت میں کوئی حمایتی نہیں کیونکہ یہ مشرکوں سے مدد مانگنے مکہ گئے تھے اور انہیں اچھے دین والا بتا دیا تاکہ وہ خوش ہو کر ان کی مدد کریں چنانچہ مشرکوں نے ان کی مدد کی اور جنگ احزاب میں ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودی اور اللہ نے ان کے شر سے مسلمانوں کو بچایا۔ فرمایا، وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ (احزاب ۳۳، ۲۵) اللہ نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ لوٹا دیا اور انہیں مال بھی نہیں ملا اور اللہ مومنوں کی طرف سے جنگ کو بھی کافی ہو گیا اور اللہ بڑا زبردست اور سب پر غالب ہے۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ
النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ

مَّنۡ صَدَّ عَنۡهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيۡرًا ﴿۵۵﴾

''کیا ان کا ملک میں کچھ حصہ ہے۔ اگر ہوتو وہ لوگوں کو رتی بھر بھی نہ دیں گے۔ یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے۔ بلا شبہ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت دی اور انہیں بڑی سلطنت عطا فرمائی۔ بعض تو ان میں سے اس کتاب پر ایمان لے آئے اور بعض نے اس سے اعراض کیا اور (ان کے لیے) بھڑکتی ہوئی دوزخ ہی کافی ہے۔''

اللہ کی بادشاہت میں کوئی حصہ دار نہیں: (۵۳) یعنی بادشاہت اور ملک میں ان کا کچھ حصہ تو ہے نہیں کہ اگر اس میں سے کچھ کم کر دیا جائے اور کسی اور کو دے دیا جائے تو انہیں رنج وحسد پیدا ہو۔ اگر کہیں ایسا ہوتا اور ملک میں ان کا تصرف واقتدار ہوتا تو وہ اس میں سے کسی کو خصوصاً محمد ﷺ کو تو رتی بھر بھی نہیں دیتے۔ یعنی یہ لوگ انتہائی بخیل ہیں۔ کھجور کی گٹھلی پر جو جھلی ہوتی ہے، اسے نقیر کہا جاتا ہے۔ قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ (اسراء ۱۷، ۱۰۰) فرما دیجئے، اگر تم اپنے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ کے ڈر سے اسے بھی روک کے رکھتے اور ہے ہی انسان تنگ دل یعنی گو رب کے خزانوں کے زوال کا تصور بھی نہیں پیدا ہوسکتا مگر تم اپنی کنجوسی وبخیلی کی وجہ سے اسے بھی خرچ کرتے ہوئے ختم ہونے کے ڈر سے گھبراتے۔

آخری نبی کی نبوت پر حسد: (۵۴) یا لوگوں پر اللہ کا جو فضل وکرم ہے، یعنی محمد ﷺ پر کہ انہیں حق تعالیٰ نے نبوت عظمیٰ سے نوازا ہے، اس سے وہ جلتے ہیں اور انہیں نہیں مانتے کیونکہ وہ عربی ہیں، اسرائیلی نہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت میں ناس سے مراد ہم ہیں، دیگر لوگ نہیں۔ (ط) پھر فرمایا، ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وسنت اور وسیع سلطنت دی۔ ہم نے اسرائیلی قبیلوں پر جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں، کتابیں اتاریں۔ انہوں نے سنتوں کے مطابق لوگوں کو چلایا اور انہیں دین کی پکی پکی باتیں سکھائیں اور ہم نے ان میں بادشاہ بھی بنائے۔

آخری نبی کو تسلی: (۵۵) کسی نے اس پر انعام کو مانا اور کسی نے انکار کیا اور منہ موڑ لیا اور لوگوں کو بھی روکنے پر تل گئے ہیں حالانکہ وہ نبی اور بادشاہ انہیں کے کنبے قبیلے کے تھے۔ جب ان بدبختوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور ان کے خلاف ہو گئے تو اے محمد ﷺ! آپ تو اسرائیلی بھی نہیں۔ پھر بھلا آپ کو کیسے ماننے لگے۔ ہاں ان میں سے کوئی تو محمد ﷺ پر ایمان لے آیا اور کسی نے بے ایمان ہو کر اس راہ سے لوگوں کو بھی روکنا چاہا۔ یہ بے ایمان آپ کے بڑے مخالف ہیں۔ راہ ہدایت سے بہت ہٹے ہوئے ہیں اور صریح حق سے کوسوں دور ہیں۔ اسی وجہ سے انہیں ڈانٹا اور فرمایا کہ ان کے کفر وعناد پر اور اللہ کی کتابوں اور رسولوں کی مخالفت پر بھڑکتی ہوئی جہنم ان کی سزا کے لیے کافی ہے۔

الربع

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِيۡهِمۡ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُهُمۡ بَدَّلۡنٰهُمۡ جُلُوۡدًا غَيۡرَهَا لِيَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ

مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدۡخِلُهُمۡ ظِلًّا ظَلِيۡلًا ﴿۵۷﴾

''جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا، ہم انہیں آگ میں داخل کرنے والے ہیں۔ جب ان کی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کے بجائے اور کھالیں پیدا کردیں گے تاکہ یہ عذاب چکھتے رہیں۔ یادرکھو! اللہ غالب وحکمت والا ہے۔ اور جنہوں نے ان کو مانا اور سنت کے مطابق سرگرم عمل رہے، ہم انہیں بہشت کے ان باغوں میں داخل کرنے والے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ ابدالآباد تک رہیں گے۔ انہیں کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہیں اور ہم انہیں گھنے سائے میں داخل کریں گے۔''

دعوت ربانی کو نہ ماننے والوں کی سزا کا بیان: (۵۶) ربانی آیتوں کے نہ ماننے والوں کو اور اس راہ سے لوگوں کو روکنے والوں کو جہنم کی آگ میں جو سزا دی جائے گی، اس کا بیان ہے۔ یعنی جہنم کا وہ عذاب انہیں اس طرح گھیر لے گا کہ ان کے روئیں روئیں میں اور عضو عضو میں رچ جائے گا۔ ان پر یہ مار دائمی ہوگی جس سے کبھی خلاصی نصیب نہ ہوگی۔ فرمایا، جب ان کی کھالیں جل کر کباب ہوجائیں گی تو انہیں ان کے بدلے نئی کھالیں پیدا کردی جائیں گی تاکہ وہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں فرماتے ہیں کسی شخص نے یہ آیت عمرؓ کے سامنے پڑھی۔ فرمایا، پھر پڑھ۔ اس نے پھر پڑھی۔ معاذ بن جبل نے فرمایا، اس کی تفسیر مجھے معلوم ہے۔ کھالیں ایک ایک گھنٹے میں سو سو بار بدلی جائیں گی۔ عمرؓ نے کہا، میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

سعادت مندوں کا بیان: (۵۷) اس آیت میں سعادت مندوں اور خوش نصیبوں کا بیان ہے کہ ان کا انجام جنت کی بہاریں ہیں۔ جہاں طرح طرح کی نہریں چپے چپے پر جاری ہیں۔ یہ جہاں چاہیں، ان نہروں کو لے جائیں۔ اپنے خوب صورت محلوں میں، باغوں میں اور راستوں میں جہاں یہ چاہیں گے، نہریں بہنے لگیں گی۔ پھر یہ تمام دل خوش کن نعمتیں ہمیشگی والی ہوں گی۔ نہ انہیں زوال وفنا ہے، نہ ان میں کمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ نہ واپس لی جائیں گی، نہ ان کا پانی سڑے بسے، نہ یہ خراب ہوں اور نہ بگڑیں۔ جنتی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں سے ہٹنا چاہیں گے اور نہ انہیں ہٹایا ہی جائے گا۔ انہیں جنت کی بہاروں سے علیحدہ ہونے کا ڈر ہی نہ ہوگا۔ وہاں انہیں خوب صورت و پاکیزہ بیویاں ملیں گی جو بول و براز، حیض و نفاس، تھوک بلغم، رینٹھ، منی، بد خلقی، بے ہودہ عادتوں اور گناہوں سے پاک ومبرا ہوں گی اور جھریوں سے بھی محفوظ ہوں گی۔ پھر فرمایا، ہم انہیں بہت گہرے، بہت گھنے، پاکیزہ اور دل خوش کن سایوں میں داخل کریں گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے کو ایک سوار سو سال تک بھی طے نہ کرسکے گا۔ وہ خلد والا درخت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأۡمُرُكُمۡ أَن تُؤَدُّواْ الۡأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهۡلِهَا وَإِذَا حَكَمۡتُم بَيۡنَ النَّاسِ أَن تَحۡكُمُواْ بِالۡعَدۡلِۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًۢا بَصِيرًا ﴿۵۸﴾

''بے شک اللہ تمہیں حکم کرتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کردو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے کرو۔ دیکھو اللہ تمہیں کتنی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

امانت ادا کرنے کا بیان: (۵۸) حکم ہے کہ امانتیں امانت والوں کو دے دو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جو تمہارے پاس امانت رکھ دے، اس کی امانت دے دو۔ اور جو تم سے خیانت کرے، تم اس سے خیانت مت کرو۔ (تناد، ابن ماجہ) یہ حکم تمام واجب امانتوں کو شامل ہے جس میں حق تعالیٰ کے حقوق (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کفارے اور نذر وغیرہ) بھی شامل ہیں اور لوگوں کے حقوق بھی۔ اگر کوئی کسی کے پاس اسے امانت دار سمجھ کر اپنی کوئی چیز بطور امانت کے رکھ دے اور کوئی گواہ بھی نہ ہو تو امین کو اس کی امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے بلکہ مالک کے طلب کرنے پر وہ جوں کی توں ادا کر دینی چاہیے۔ اگر کسی نے دنیا میں خیانت کی تو قیامت کے دن وہ چیز اس سے لے لی جائے گی۔ عثمانؓ بن طلحہ کے بارے میں یہ آیت اتری۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان سے کعبہ کی چابی لے لی تھی اور آپ اس میں داخل ہو کر یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے تھے۔ پھر عثمانؓ کو بلا کر انہیں چابی دے دی تھی۔ عمرؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اس آیت کو پڑھتے ہوئے نکلے تو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے اس سے پہلے آپ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے نہیں سنا تھا۔

فیصلوں میں انصاف کا حکم: پھر فرمایا، لوگوں میں عدل وانصاف سے فیصلہ کرو۔ اسی وجہ سے آیت کا یہ ٹکڑا امراء یعنی قاضیوں ہی کے بارے میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ حاکم کے ساتھ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے۔ پھر جب وہ ظلم کرنے لگے تو اللہ اسے اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے۔ ایک اثر میں ہے کہ ایک دن کا انصاف چالیس سال کی عبادت کے برابر ہے۔ فرمایا، اللہ پاک تمہیں بہترین اور اچھی نصیحتیں فرماتا ہے۔ یعنی وہ جن باتوں کا حکم کرتا ہے مثلاً ادائے امانت کا عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے کا اور تمام احکامات شریعت مطہرہ کا، وہ سب خوبیوں اور اچھائیوں والی ہیں۔ پھر فرمایا کہ یاد رکھو۔ اللہ تمہارے اقوال کو سننے والا اور افعال کو دیکھنے والا ہے۔ اس سے تمہارا کوئی قول وفعل چھپا ہوا نہیں۔ عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا پڑھ رہے تھے اور فرما رہے تھے، اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ ۵۹ ع ۵/۹

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کا کہنا مانو اور اپنے ارباب اختیار کی بات مانو۔ پھر اگر تم کسی بات میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ کی اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بات بہتر ہے اور تاویل کے اعتبار سے بہت ہی اچھی ہے۔"

معروف میں امیر کی اطاعت کا حکم: (۵۹) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں اتری جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک چھوٹے سے دستے میں بھیجا تھا۔ (ج علاوہ ابن ماجہ) علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ بھیجا جس پر ایک انصاری کو امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ روانہ ہو گئے تو امیر لشکر کو کسی بات پر لوگوں پر غصہ آ گیا۔ اس نے لوگوں سے پوچھا، کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری بات ماننے کو نہیں کہا؟ بولے، کیوں نہیں۔ کہا، لکڑیاں جمع کرو۔ پھر

لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ پھر بولے، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تمہیں آگ میں ضرور داخل ہونا پڑے گا۔ ان میں سے ایک نوجوان بولا، تم آگ ہی سے بچنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگ کر آئے ہو۔ جلدی نہ کرو جب تک آپ سے مل نہ لو۔ اگر آپ ﷺ آگ میں داخل ہونے کا حکم فرما دیں تو گھس جاؤ۔ آخر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ کو خبر دی گئی۔ فرمایا، اگر اس میں داخل ہو جاتے تو پھر کبھی اس سے نکلتے نہیں۔ اطاعت تو صرف اچھی باتوں میں ہے۔ (قا) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، مسلمان کو سننا اور بات ماننا لازم ہے خواہ وہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند۔ جب تک گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر جب گناہ کا حکم دے دیا جائے تو اسے نہ سنے اور نہ مانے۔ (قد) و نیز لفظ اُولُوا الْاَمْرِ عام ہے اور امراء اور علماء سب کو شامل ہے۔ فرمایا، لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ (مائدہ ۵، ۶۳) انہیں ان کے درویش اور علماء کیوں گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے۔ (۲) فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الخ (نحل ۱۶، ۴۳) یاد رکھنے والوں سے پوچھ لو۔ اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔ ایک صحیح مرفوع حدیث میں ہے جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی بات نہ مانی، اس نے میری بات نہ مانی۔ یہ علماء اور امراء کی اطاعت کے متعلق احکام ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی یعنی اللہ کی کتاب کی پیروی کرو۔ رسول کی اطاعت کرو یعنی ان کی سنت پر عمل کرو۔ امراء اور علماء کا کہنا مانو اور اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہ کرو۔ صحیح حدیث میں ہے کہ صرف نیک باتوں میں اطاعت ہے۔ فرمایا، اللہ کی نافرمانی میں اطاعت نہیں۔ (ا) فرمایا، اگر کسی مسئلہ میں جھگڑا ہو جائے تو اس کا فیصلہ کتاب وسنت سے ڈھونڈو اور رسول سے قرآن وحدیث مراد ہیں۔ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ الخ (شوریٰ ۴۲، ۱۰) جس چیز میں تم اختلاف کرو، اس کا حکم اللہ کی طرف ہے یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ جس بات کی صحت کی شہادت دیں، وہ حق ہے اور حق کے بعد ضلالت ہی ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے جھگڑوں اور جہالتوں کو قرآن وحدیث کی طرف لوٹاؤ اور اپنے اختلافات ونزاع کو قرآن وحدیث سے طے کرو۔ اگر تمہارا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے۔ معلوم ہوا کہ جس نے جھگڑوں کا فیصلہ قرآن و حدیث سے نہیں کیا اور اس سلسلے میں ان کی طرف رجوع نہیں کیا، اس کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ پھر فرمایا، قرآن و حدیث سے جھگڑے طے کرنا انجام وجزا کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾

''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس کتاب پر ایمان لے آئے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی تھیں، وہ شیطان کی طرف اپنے فیصلے لے جانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس کے نہ ماننے کا انہیں حکم ہے اور شیطان انہیں راہ سے بہت دور ہٹانا چاہتا ہے۔ جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف آ ؤ تو آپ منافقوں کو اپنے سے سخت اعراض کرتا ہوا پائیں گے۔ پھر کیا بات ہے جب ان پر ان کے آگے بھیجے ہوئے عملوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہماری بھلائی اور ملاپ کے سوا کوئی اور غرض نہ تھی۔ یہی وہ ہیں کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، اللہ جانتا ہے۔ آپ ان سے اعراض کیجئے اور انہیں نصیحت فرمائیے اور انہیں موثر وعظ فرمائیے۔''

قرآن وحدیث چھوڑ کر غیروں سے جھگڑے طے کرانے والے مسلمان نہیں: (۶۰) جو لوگ الہامی کتابوں پر ایمان لانے کے دعوے دار ہیں اور اپنے جھگڑے قرآن وحدیث کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس لے جانا چاہتے ہیں، حق تعالیٰ اس آیت میں ان کے ایمان کی نفی فرماتا ہے۔ جیسا کہ آیت کے سبب نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک انصاری اور یہودی کے بارے میں اتری۔ دونوں میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ یہودی بولا کہ میرے اور تیرے درمیان محمد ﷺ فیصلہ فرما دیں گے اور انصاری بولا کہ کعب بن اشرف سے فیصلہ کراؤ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت منافقوں کی ایک جماعت کے بارے میں اتری جو اسلام ظاہر کر کے اپنے فیصلے جاہل حکام کے پاس لے جانا چاہتے تھے اور اسباب بھی بتائے گئے ہیں لیکن آیت اپنے عموم پر ہے اور ہر اس شخص کی مذمت کرتی ہے جو کتاب وسنت سے ہٹ کر اپنے فیصلے دوسروں کے پاس لے جائے۔ طاغوت سے یہاں یہی مراد ہے۔

(۶۱) جب انہیں قرآن وحدیث کی طرف بلایا جاتا ہے تو آپ سے منافق سخت اعراض کرتے ہیں اور غرور وتکبر کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے مشرکوں کی طرف سے فرمایا، وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ الخ (لقمان ۳۱،۲۱) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کتاب اللہ کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ نہیں بلکہ ہم تو انہیں باتوں کی پیروی کریں گے جن پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ لہٰذا یہ ایمان والوں کی ضد ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا، إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا الخ (نور ۲۴، ۵۱) ایمان والوں کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان میں فیصلہ کر دے تو وہ یہی کہتے ہیں، ہم نے سن لیا اور مان لیا۔

منافقوں کی مذمت: (۶۲) اس آیت میں منافقوں کی مذمت ہے کہ ان کا کیا حال ہو گا جب وہ اپنے شامت اعمال کی وجہ سے مصائب میں پھنس کر آپ کے محتاج ہوتے ہیں تو آپ کے پاس دوڑے دوڑے آ کر قسمیں کھاتے ہیں اور آپ کو خوش کرنے کے لیے اپنا عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم دوسروں کے اور آپ کے دشمنوں کے پاس اس وجہ سے گئے تھے کہ ہمارا صرف خیر خواہی اور میل مُلاپ کا ارادہ تھا۔ اس لیے نہیں گئے تھے کہ اللہ نہ کرے، ہم دل سے ان کی اچھائی کے عقیدت مند ہوں۔ صرف اتنی غرض تھی کہ

باہمی صلح وموافقت ہو جائے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے ان کی طرف سے اپنے اس قول میں خبر دی ہے فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ الخ (مائدہ ۵:۵۲) آپ انہیں دیکھیں گے جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ دوڑ کر ان میں ملے جارہے ہیں۔ کہتے ہیں، ہمیں اندیشہ ہے کہیں ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ابو برزہ اسلمی کاہنوں اور یہودیوں کا جج تھا جوان کی باہمی رنجشوں اور کدورتوں کا فیصلہ کیا کرتا تھا۔ اس کے پاس چند مشرک بھی اپنے جھگڑے لے کر پہنچے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ط)

(۶۳) یہ لوگ منافق ہیں۔ اللہ ان کے دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں۔ وہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دینے والا ہے۔ اے نبی ﷺ! آپ ان کے بارے میں اللہ پر کفایت کر لیجئے کیونکہ وہ ان کے ظاہر و باطن سے خبردار ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ آپ ان سے اعراض کریں۔ ان کے دلوں کی باتوں پر انہیں نہ ڈانٹیں بلکہ انہیں سمجھائیں کہ نفاق اور شر کو چھپا کر کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ یہ عادتیں اچھی نہیں۔ انہیں چھوڑ دو۔ آپ انہیں فصیح وبلیغ اور جامع کلام سے نصیحت فرمائیں تا کہ ان کے دلوں پر اثر ہو۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ جَآءُوكَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ ٱللَّهَ وَٱسْتَغْفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُوا۟ ٱللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا۟ فِىٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

''اور ہم نے جو رسول بھیجا، اللہ کے حکم سے اطاعت کیے جانے ہی کے لیے بھیجا اور جس وقت انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر اس وقت آپ کے پاس آ کر اللہ سے استغفار کرتے اور ان کے لیے رسول ﷺ بھی استغفار کرتا تو اللہ کو معاف کرنے والا اور بڑا مہربان پاتے۔ آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں جب تک آپ ہی کو اپنے باہمی اختلافات میں جج نہ مان لیں۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اسے تسلیم بھی کر لیں۔''

رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے: (۶۴) یعنی رسول اسی لیے بھیجا جاتا ہے کہ قوم اس کی اطاعت کرے۔ قوم پر اس کی تابعداری فرض ہے۔ جس کو اللہ تابعداری کی توفیق دے، وہی تابعداری کرتا ہے۔ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ (آل عمران ۳:۱۵۲) یعنی جب تم کافروں کو اس کی اجازت سے کاٹ رہے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جس کو اس نے جہاد کی توفیق بخشی تھی، وہی کاٹ رہا تھا اللہ کے حکم سے، اس کی تقدیر سے، اس کی مشیت سے اور تم کو ان پر اس کے مسلط کرنے سے یہ چیز حاصل ہوئی تھی۔ پھر گنہ گاروں اور نافرمانوں کو ہدایت کی گئی کہ جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو رسول ﷺ کے پاس آ کر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ﷺ سے بھی درخواست کریں کہ وہ بھی اللہ سے ان کے گناہوں کی معافی مانگیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے گا اور ان پر رحم کھا کر انہیں بخش دے گا۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔

ایمان کی تکمیل رحمت عالم ﷺ کو بخوشی جج مان لینے پر ہے: (۶۵) اس آیت میں حق تعالیٰ اپنی بزرگ و مقدس ذات کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کے رسول ﷺ کو تمام باتوں میں جج نہ مان لے۔ پھر جو کچھ آپ فیصلہ فرمائیں، وہی سچا ہوگا۔ ان پر ظاہر و باطن میں اس کی اطاعت فرض ہے۔ یعنی جب انہوں نے آپ کو جج مقرر کر لیا تو دل سے بھی آپ کی اطاعت کریں اور آپ کے فیصلہ سے ان کے دل نہ بھنچیں اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ نہ چون و چرا کریں، نہ اس میں عیب نکالیں اور نہ کسی اور کے پاس لے جائیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش میری شریعت کی تابعدار نہ بن جائے (ب) عروہؓ فرماتے ہیں پانی پر زبیرؓ اور ایک اور شخص کا جھگڑا ہو گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، زبیرؓ! اپنا کھیت سینچ کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا، زبیرؓ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے نا؟ یعنی آپ نے فیصلہ میں خاکم بدہن پھوپھی زاد بھائی کی رعایت کی اور انصاف نہیں فرمایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ (کیونکہ انصاری کا یہ آپ پر الزام تھا۔ حالانکہ آپ نے اپنے فیصلہ میں انصاری کی رعایت کی تھی۔ زبیرؓ کو ان کا پورا حق نہیں دیا تھا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا، کھیت کو بھرپور ڈولوں تک پانی دے کر چھوڑنا۔ اس فیصلہ میں نبی ﷺ نے زبیرؓ کو اس کا پورا حق دلایا جب کہ انصاری نے آپ کو غصہ دلایا۔ پہلے آپ نے ایسا فیصلہ فرمایا تھا جس میں دونوں کا کام نکلتا تھا۔ زبیرؓ نے کہا، میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں اتری۔ (ب)

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا
فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ
وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ
صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ
اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ ع ۹/۱۱/۶

''اور اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کر دو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اسے ان میں سے تھوڑے ہی بجا لاتے اور اگر یہ وہی کریں جس کی ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر ہو اور دین میں ثابت قدمی بھی بڑھ جائے اور اس وقت ہم انہیں اپنے پاس سے بڑا ثواب دیں اور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت کریں اور جو اللہ کی اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا انعام فرمایا ہے۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صلحاء کے ساتھ ہوں گے۔ یہ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے۔''

سرکشوں کا مقصود محض مخالفت ہے: (۶۶) حق تعالیٰ اکثر لوگوں کی جانب سے خبر دیتا ہے کہ اگر ہم انہیں ان باتوں کا حکم کرتے

جن سے روک دیا گیا ہے تو وہ ہمارے حکم کی سرتابی کرتے اور ان پر بھی عمل نہیں کرتے کیونکہ ان کی گندی طبیعتیں مخالفت پر تلی ہوئی ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو ایک شخص نے کہا، اگر ہمیں حکم ہوتا تو ضرور بجالاتے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں عافیت سے رکھا۔ و نیز چند صحابہ رضی اللہ عنہم بولے، اگر ہمارا رب حکم فرماتا تو ہم اسے ضرور بجالاتے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں ایسے بھی ہیں جن کے دلوں میں گڑے ہوئے پہاڑوں سے زیادہ پائیدار ایمان ہے۔ (ابن ابی حاتم)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر یہ حکم ہوتا تو اس پر عمل کرنے والوں میں سے ابن ام عبد بھی ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن رواحہؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، یہ بھی ان تھوڑوں میں سے ہوتے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا کہ اگر یہ احکام بجالاتے اور ممانعتوں سے رک جاتے تو یہ بات حکم عدولی سے ان کے لیے بہتر اور بڑی تصدیق والی ہوتی۔ تثبیت سے تصدیق مراد ہے۔

(٦٧، ٦٨) اجر عظیم سے جنت مراد ہے۔ یعنی ہم انہیں آخرت میں جنت دیتے۔ اور دنیا میں سیدھی راہ پر چلاتے۔

اطاعت گزاروں کو بڑے لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی: (٦٩) یعنی جس نے اس بات پر عمل کیا، جس کا حکم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور اس سے باز رہا جس سے انہوں نے روک دیا ہے، حق تعالیٰ اس کو عزت والے گھر میں جگہ دے گا اور اسے انبیاء اور اولیاء کا رفیق بنائے گا۔ نبی پر وحی آتی ہے، صدیق پر وحی نہیں آتی۔ نبی کے بعد صدیق ہی کا درجہ ہے۔ شہید وہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ جان دے دی۔ صالح وہ مومن ہے جس کا ظاہر و باطن سنورا ہوا ہو۔ پھر حق تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ ایسے لوگوں کی رفاقت بسا غنیمت اور خوبی والی ہے۔ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے، جو بھی نبی بیمار کیا جاتا ہے، اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے۔ آپ کو مرض الموت میں سخت پھندا لگا۔ میں نے آپ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ الخ تب میں نے جانا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔ (ق) دوسری حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ اے اللہ! مجھے بلندی والے رفقاء نصیب فرما۔ یہی معنی ہیں۔ تین بار یہ جملہ کہہ کر آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ حق تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت و سلامتی برسائے۔ آمین۔

آیت کا شان نزول: سعیدؒ بن جبیر فرماتے ہیں ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کبیدہ خاطر آیا۔ پوچھا، کیوں رنجیدہ ہو؟ بولا، میں نے ایک مسئلہ میں غور کیا تھا۔ فرمایا، کون سا مسئلہ۔ بولے، ہم آپ کے پاس صبح و شام آتے جاتے رہتے ہیں۔ آپ کے رخ پاک کو دیکھتے بھالتے رہتے ہیں اور آپ کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ لیکن کل آپ انبیاء کے ساتھ ہوں گے، ہم آپ تک پہنچ نہ سکیں گے اور آپ کی صورت کو ترسیں گے۔ آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام اس آیت کو لے کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلا بھیجا اور یہ بشارت سنائی۔ (ابن جریر) ربیع کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ یہ تو یقینی بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب مسلمانوں اور امتیوں سے جنت میں درجوں کے اعتبار سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے تو جب سب جنت میں جمع ہوں گے تو بعض بعض کو کس طرح دیکھ سکے گا؟ حق تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ آپ نے فرمایا کہ اوپر والے نیچے والوں کی طرف اتر کر سب ایک باغ میں جمع ہوں گے۔ اللہ کی نعمتوں کا مذاکرہ کریں گے۔ اس کی حمد و ثنا بیان کریں گے اور اونچے مرتبوں والے نیچے والوں کے پاس اتر کر آئیں گے اور جو چاہیں گے، پائیں گے۔ لہٰذا وہ بہاروں اور نعمتوں والے باغوں میں ہوں گے۔ (ابن جریر) صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے جان سے، گھر والوں سے اور

اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ جب میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ مجھ کو یاد آتے ہیں تو میں آپ کے پاس آ کر آپ کو دیکھے بغیر چین نہیں پاتا اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنت میں نبیوں کے ساتھ اونچے درجوں میں اٹھا لیے جائیں گے۔ پھر جنت میں مجھے آپ کا کس طرح دیدار نصیب ہوگا۔ آپ نے اسے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ آپ پر وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ الخ اتری۔ (ابن مردویہ) ربیع بن کعب اسلمی کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس رات گزارا کرتا تھا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس وضو اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا، کچھ مانگ۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ فرمایا، اس کے علاوہ کچھ اور؟ میں نے کہا، میرا تو بس یہی سوال ہے۔ فرمایا، کثرت سے سجدے کر کے میری مدد کر۔ (م) عمروؓ بن مرہ جہنی کہتے ہیں ایک شخص نے آ کر کہا، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ پنج وقتہ نماز بھی پڑھتا ہوں، مال کی زکوٰۃ بھی نکالتا ہوں اور ماہ رمضان کے روزے بھی رکھتا ہوں۔ آپ نے دو انگلیاں کھڑی کر کے فرمایا، جس کو ان کاموں پر موت آ گئی، وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اس طرح ہوگا بشرطیکہ ماں باپ کا نافرمان نہ ہو۔ (ا) (۳) جس نے اللہ کی راہ میں ہزار آیتیں پڑھ لیں، وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں اور صلحاء کے ساتھ انشاء اللہ لکھ لیا گیا۔ یہ لوگ بڑے اچھے رفیق ہیں۔ (۴) سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ت) ان سب سے بڑھ چڑھ کر وہ بشارت ہے جو متواتر سندوں سے صحابہ ﷺ کی ایک جماعت سے آئی ہے کہ نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے مگر ان سے ملا نہیں۔ فرمایا، انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی تھی۔ انسؓ فرماتے ہیں مسلمانوں کو کبھی ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسی اس حدیث سے ہوئی۔ انسؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ سے، ابوبکرؓ سے اور عمرؓ سے محبت ہے اور امید ہے کہ اللہ مجھے انہیں کے ساتھ اٹھائے گا۔ اگرچہ میں نے ان جیسے عمل نہیں کیے۔

(۷۰) یہ فضل اللہ کی رحمت سے اسی کی طرف سے ہے۔ اسی نے انہیں اپنے فضل کا مستحق بنایا۔ عملوں کی وجہ سے نہیں اور اللہ اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت و توفیق کا مستحق ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ فرما اور ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما۔ آمین۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾
وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ
لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٧٤﴾

''اے ایمان والو! اپنا بچاؤ سنبھال لو۔ پھر الگ الگ یا اکٹھے روانہ ہو جاؤ۔ یقیناً بعض تم میں سے ایسے بھی ہیں جو پیچھے رہ جاتے ہیں۔ پھر اگر تم کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہو تو کہتے ہیں، اللہ نے مجھ پر انعام کیا۔ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا اور اگر تمہیں اللہ کا فضل مل جاتا ہے تو کہتا ہے (گویا تمہارے اور ان کے درمیان دوستی ہی نہ تھی) کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا اور بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ پھر مومن کو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرنی چاہیے جو دنیوی زندگی کو آخرت کے بدلے خریدتے ہیں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے، پھر مار دیا جائے یا غالب آجائے، ہم اسے بڑا اجر دینے والے ہیں۔''

مسلمان مدافعت کے لیے تیار رہیں: (۷۱) مومنوں کو دشمن سے بچاؤ کرنے کا حکم ہے۔ یہ بات دشمن کے مقابلہ کے لیے تیاری کرنے کو لازم ہے کہ اسلحہ، سامان حرب اور آدمیوں کی کثرت سے مسلمان اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کے لیے تیار رہیں۔ ثبات یعنی یکے بعد دیگرے دستوں کی روانگی ہو یا اکٹھے ہو کر نکلیں۔ جو مناسب حال ہو، کریں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ثبات سے جماعتیں مراد ہیں یعنی متفرق دستے جو ٹھہر ٹھہر کر روانہ ہوں۔

منافقوں کی ایک خاص نشانی: (۷۲) یہ آیت منافقوں کے بارے میں اتری یعنی جہاد سے خود بھی پیچھے رہیں اور دوسروں کو بھی جہاد میں نہ جانے دیں جیسا کہ عبداللہ بن ابی کیا کرتا تھا۔ خود بھی جہاد میں شامل نہیں ہوتا تھا اور لوگوں کو بھی جانے سے روکتا تھا۔

اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے منافقوں کی طرف سے خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ جہاد میں شامل نہیں ہوتے۔ پھر اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ یعنی تمہیں شہادت مل جائے اور دشمنوں کا غلبہ ہو جائے۔ اگر حکمت الٰہیہ میں یہی بات ہو تو وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر بڑا انعام فرمایا کہ میں معرکہ کارزار میں ان کے ساتھ نہ تھا۔ اپنی غیر موجودگی کو اللہ کی نعمت شمار کرتا ہے۔ اور یہ نہیں جانتا کہ مجاہد نے صبر و شہادت کا کتنا بڑا ثواب لوٹ لیا جو اس بدبخت سے جاتا رہا۔

(۷۳) اور اگر تمہیں اللہ کا فضل میسر آجائے یعنی تم فتح وظفر سے اور اللہ کی مدد سے سرفراز ہو جاؤ اور مال غنیمت ہاتھ لگ جائے تو کہتا ہے، کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا اور مال غنیمت میں سے اپنا حصہ لیتا۔ دراصل لڑائی سے اس بدبخت کی انتہائی غرض تحصیل مال غنیمت ہے اور کچھ نہیں۔

جہاد کی رغبت: (۷۴) یعنی مومن مجاہد کو اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرنی چاہیے جو دنیوی زندگی کو آخرت کے بدلے خرید رہے ہیں اور اپنا دین فروخت کر کے تھوڑی سی دنیا حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ عادت ان میں کفر کی اور ایمان نہ لانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا، ہر مجاہد کو خواہ وہ شہید ہو جائے یا غالب آجائے، ہر حالت میں بڑا بھاری ثواب ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے اللہ اس بات کا ضامن ہو گیا ہے کہ اگر انہیں فوت کر دے گا تو جنت میں داخل فرمائے گا یا ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ گھر واپس فرما دے گا۔ جہاں سے وہ جہاد کو روانہ ہوئے تھے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ﴿٧٥﴾ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ﴿٧٦﴾

ع ۱۰

”اور تمہیں کیا ہوگیا کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے واسطے جنگ نہیں کرتے جو دعا مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی حمایتی مقرر فرما اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی مددگار مقرر فرما۔ ایمان والے اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں۔ لہٰذا شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو۔ یاد رکھو! شیطان کا مکر کمزور ہے۔“

جہاد سے کمزور مسلمانوں کی مدد کرو: (۷۵) اللہ پاک مومنوں کو اپنی راہ میں جہاد پر ابھار رہا ہے اور اس بات کی ترغیب دے رہا ہے کہ مکہ میں جو کمزور مرد، عورتیں اور بچے رہ گئے ہیں اور وہاں رہنے سے بے زار ہیں اور ان پر کافر نئی مصیبتیں توڑ رہے ہیں اور طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے ہیں اور بے یار و مددگار رہیں، انہیں چھڑا لاؤ۔ فرمایا، وہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال یعنی مکہ سے جس کے باشندے ظالم ہیں۔ فرمایا، وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً الخ (محمد ۴۷، ۱۳) بہت سی بستیاں آپ کی اس بستی سے جس نے آپ کو نکال دیا، قوت میں بہت زیدہ تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا، اس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور مددگار عطا فرما تاکہ ہم یہاں سے نکل آئیں اور ان بدبختوں سے اپنا پیچھا چھڑا لیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں اور میری والدہ انہیں کمزوروں میں سے تھیں۔

مسلمان محض رضائے باری کے لیے لڑتے ہیں: (۷۶) یعنی ایمان والے اللہ کی اطاعت و خوشنودی کے لیے جنگ کرتے ہیں اور کافر شیطان کو خوش کرنے کے لیے۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دلائی اور فرمایا، شیطان کے دوستوں سے لڑو اور ان سے مرعوب نہ ہو۔ کیونکہ شیطانی مکر کمزور ہوتا ہے۔ باطل کے پاؤں نہیں ہوتے اور کاغذ کی ناؤ کام نہیں دیا کرتی۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ

كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ
لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا
هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ
حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ
فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر جب ان پر جنگ فرض کر دی گئی تو ان میں سے ایک گروہ اللہ سے ڈرنے کی طرح بلکہ اللہ سے بھی زیادہ لوگوں سے ڈرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے ہمارے رب! ہم پر لڑائی کیوں فرض کی۔ ہمیں تھوڑی عمر تک کیوں نہیں جینے دیا۔ فرما دیجئے، دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت متقی کے لیے بہتر ہے اور تم پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے، موت تمہیں اچک لے گی گو کہ تم مضبوط قلعوں میں ہو اور اگر انہیں اچھائی پیش آتی ہے تو کہتے ہیں، یہ اللہ کے پاس سے ہے اور اگر کوئی برائی پیش آتی ہے تو کہتے ہیں، یہ آپ کے پاس سے ہے۔ فرما دیجئے، سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ بات سمجھنے کے قابل ہی نہ رہی۔ آپ کو جو بھلائی پیش آئے، وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پیش آئے وہ آپ کے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول ﷺ بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔“

جہاد کا حکم مسلمانوں کی خواہش کے مطابق آیا: (۷۷) آغاز اسلام میں جب مسلمان مکہ میں تھے، ان پر نماز فرض تھی۔ مال میں زکوٰۃ دینے کا حکم تھا خواہ مال حد نصاب کو پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو اور فقرا کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کا، مشرکوں سے درگزر کرنے کا، انہیں معاف کر دینے کا اور ایک وقت تک صبر کرنے کا حکم تھا۔ مسلمان دل ہی دل میں کڑھتے تھے اور جنگ کے حکم کے آرزو مند تھے تاکہ دشمنوں سے بدلہ لے کر کچھ تو دل کی بھڑاس نکالیں۔ اس موقعہ اور محل کے لحاظ سے اس وقت جنگ بہت سے اسباب کی وجہ سے مناسب نہ تھی۔ مثلاً مسلمانوں کی انتہائی کم تعداد تھی جب کہ دشمن چاروں طرف کثرت سے پھیلے ہوئے تھے۔ یہ لوگ اپنے وطن میں جو حرمت والی جگہ ہے، مقیم تھے۔ اس جگہ جنگ کی ابتدا کرنے کا حکم بھی نہ تھا جیسا کہ کہا جاتا ہے، اس وجہ سے مدینہ میں آ کر ہی مسلمانوں کو جہاد کا حکم ملا تو بعض کج دلے گھبرا اٹھے اور لوگوں کے مقابلہ سے سخت مرعوب ہو گئے اور کہنے لگے کہ جہاد کی فرضیت کیوں دوسری مدت پر موقوف نہیں کر دی گئی۔ کیوں کہ اس سے جانیں الگ جاتی ہیں، بچے الگ یتیم ہوتے ہیں اور

عورتیں الگ بیوہ ہوتی ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا، وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ الخ (محمد ۴۷، ۲۰) بعض ایمان والوں نے کہا، کیوں کوئی سورت نہیں اترتی۔ پھر جب محکم سورت اتاری گئی اور اس میں جنگ کا بیان کیا گیا تو آپ بیمار دل والوں کو دیکھیں گے کہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو۔ ابن عباسؓ، عبدالرحمنؓ بن عوف اور ان کے رفقاء رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آ کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبی! جب ہم مشرک تھے تو معزز تھے لیکن افسوس ایمان لا کر ذلیل ہو گئے۔ فرمایا، مجھے درگزر کرنے کا حکم ہے۔ تم مشرکوں سے جنگ نہیں کر سکتے۔ پھر جب آپ کو اللہ نے مدینہ پہنچا دیا اور جنگ کا حکم دیا تو بعض ہچکچائے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ن، حاکم، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) جب ان پر جنگ فرض کر دی گئی تو ایک گروہ لوگوں سے مرعوب ہو کر کہنے لگا کہ ہم پر جنگ کیوں فرض کی گئی۔ ہمیں موت تک کیوں نہیں جینے دیا۔ حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ فرما دیجئے، دنیا کی پونجی تھوڑی سی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے آخرت ہی بہتر ہے۔

دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب: پھر فرمایا، متقی کے لیے آخرت بہتر ہے۔ یعنی متقی کی آخرت اس کی دنیا سے بہتر ہے۔ تمہیں تمہارے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اس میں مسلمانوں کو دنیا سے بے رغبتی کا اور آخرت کا شوق دلایا ہے اور انہیں جہاد کی ترغیب دی ہے۔

موت یقیناً آئے گی: (۷۸) یعنی موت تو تمہیں بہرحال آنے والی ہے ہی خواہ تم کتنے ہی مضبوط قلعوں میں کیوں نہ چھپ جاؤ۔ اس سے تو کوئی بچ نہیں سکتا۔ وہ تو لامحالہ آ کر رہے گی۔ جسے موت کہتے ہیں آ کر رہے گی، جسے جان کہتے ہیں جا کر رہے گی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (رحمٰن ۵۵، ۲۶) جو بھی زمین پر ہے، فنا ہونے والا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران ۳، ۱۸۵) ہر شخص موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الخ (انبیا ۲۱، ۳۴) ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے ہیشگی مقرر نہیں فرمائی۔ غرضیکہ ہر شخص کے سر پر موت کا نقارا بج رہا ہے۔ لامحالہ ملک الموت کسی نہ کسی دن آ کر ضرور گلا دبا لے گا جہاد کرو یا نہ کرو۔ موت تو پھر بھی آئے گی۔ اس کی ایک مقررہ مدت ہے جس پر وہ ضرور آئے گی۔ خالدؓ بن ولید جب اپنے گھر میں اپنے بستر پر موت کے گھیرے میں گھر گئے تو بولے، اللہ کی قسم! میں فلاں فلاں میدانوں میں لڑائیوں میں رہا۔ میرا کوئی عضو ایسا نہیں جس میں نیزوں کا، یا تیروں کا یا تلواروں کا زخم نہ ہو۔ اب دیکھو میں اپنے بستر پر مر رہا ہوں۔ اللہ کرے بزدلوں کی نیند اڑ جائے۔ ان کی پلک بھی نہ جھپکے۔ بروج مشیدہ سے محفوظ وسر بفلک قلعے جہاں پہرہ لگا ہوا ہو مراد ہیں، آسمانی بروج مراد نہیں۔ اگرچہ موت وہاں بھی آ کر رہے گی۔ یعنی پہرہ ہونے سے اور قلعہ بند ہو جانے سے موت نہیں رکتی۔ پہرے داروں کے پہرے رکھے رہ جاتے ہیں اور موت اپنے خونی پنجے قلعوں میں گھس کر انسان کے جسم میں جا کر گاڑ دیتی ہے۔

وَمَنْ هَابَ اَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهٗ   وَلَوْ رَامَ اَسْبَابَ السَّمَاءِ بِسُلَّمٖ

(زہیر)

جو موت کے اسباب سے ڈرا، وہ اسے پہنچ ہی جائیں گے خواہ سیڑھی لگا کر آسمان پر کیوں نہ چڑھ جائے۔ حَسَنَةٌ سے فراخی، آسودہ حالی، پھلوں کی فراوانی، پیداوار کی کثرت اور اولاد کی زیادتی مراد ہے۔ (ابن عباسؓ وغیرہ) سیئہ سے قحط، خشک سالی، گرانی، پھلوں اور پیداوار کی کمی اور اولاد اور جانوروں کی موت وغیرہ مراد ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی جو شک وشبہ سے، نادانی وانجان پنے سے اور کثرت جہالت وظلم سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، بات سمجھتے ہی

نہیں۔

بھلائی اور برائی تقدیری باتیں ہیں: (۷۹) یعنی تمہیں جو بھلائی ملتی ہے، وہ اللہ کے فضل وکرم، لطف واحسان اور رحمت و شفقت کی وجہ سے ملتی ہیں اور جو برائی پہنچتی ہے، وہ تمہارے عملوں کی شامت کی وجہ سے خود تمہاری ہی پیدا کی ہوئی ہے۔ فرمایا، وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ (شوریٰ ۴۲، ۳۰) تمہیں جو مصیبت پہنچی ہو، وہ تمہاری کمائیوں کی وجہ سے پہنچی اور اللہ بہت سے گناہوں کو معاف بھی فرمادیتا ہے۔ مِنْ نَّفْسِكَ سے مراد بدونیک ہے۔ یعنی تم پر مصیبتیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔

رسالت پر اللہ کی شہادت: پھر فرمایا، ہم نے آپ کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ آپ اللہ کی شریعت مطہرہ کے احکام انہیں پہنچا دیں۔ اللہ جن باتوں کو پسند کرتا ہے، ان کی تبلیغ کر دیں اور جن باتوں سے ناراض ہوتا ہے، وہ کھول کھول کر بتا دیں۔ آپ کی رسالت پر اللہ گواہ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ آپ نے کس کس محنت وکوشش سے احکام اسلام کی تبلیغ فرمائی اور کفر وعناد کی وجہ سے لوگوں نے کس کس طرح آپ کی تردید کی اور آپ کی باتیں ٹھکرائیں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

’’جو رسول کی اطاعت کرلے، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو منہ موڑے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ کہتے ہیں، ہمیں آپ کی تابعداری منظور ہے۔ پھر جب آپ کے پاس سے باہر آجاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ اپنے قول کے خلاف رات بسر کرتا ہے اور اللہ لکھ لیتا ہے جن باتوں پر وہ رات بسر کرتے ہیں، آپ ان سے اعراض کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے اور اللہ کی مدد واعانت کافی ہے۔‘‘

رحمت عالم ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے: (۸۰) یعنی جس نے رحمت عالم ﷺ کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آپ اپنے جی سے کوئی بات نہیں گھڑتے۔ جو کچھ کہتے ہیں، وحی کا پیغام ہوتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس نے میری بات مانی اس نے اللہ کی بات مانی اور جس نے میری بات ٹھکرائی، اس نے اللہ کی بات ٹھکرائی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔ (تا) پھر فرمایا، جو آپ کی بات نہیں مانتے، اس کا وبال ان پر ہوگا۔ اس میں آپ کا کیا قصور ہے۔ آپ کا جو فرض تھا، وہ آپ نے پورا کر دیا۔ آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے۔ جس نے آپ کی بات مان لی، وہ نصیبے والا ہے۔ نجات پالے گا اور اس کے برابر آپ کو بھی ثواب ملے گا اور جس نے آپ کی بات ٹھکرادی، آپ کا کیا بگاڑا۔ اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جس نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی، اس نے

اپنا ہی کچھ بگاڑا۔

منافقوں کی نادانی کا بیان: (۸۱) اس آیت میں منافقوں کا بیان ہے کہ وہ موافقت واطاعت کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر جب آپ کے پاس سے غائب ہو جاتے ہیں تو راتوں کو آپس میں اپنی بات کے خلاف چپکے چپکے مشورے کرتے ہیں۔ اللہ ان کے مشوروں کو لکھ لیتا ہے یعنی فرشتوں سے جو بندوں پر مقرر ہیں، لکھوالیتا ہے۔ اس آیت میں منافقوں کو ڈانٹا گیا ہے کہ یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے۔ کیا اللہ سے تمہاری کوئی بات چھپ سکتی ہے۔ اللہ تمہارے رازوں سے خوب آگاہ ہے اور تمہارے متفقہ مشوروں سے جو رسول ﷺ کے خلاف کیے جاتے ہیں، اچھی طرح خبردار ہے۔ گو تم ظاہر میں آپ کو اپنی اطاعت وموافقت کا یقین دلا چکے ہو لیکن اللہ تمہیں ان خفیہ ریشہ دوانیوں کی پوری پوری سزا دینے والا ہے۔ فرمایا، وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ الخ (نور ۲۴، ۴۷) منافق کہتے ہیں کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ان کے تابعدار ہیں۔ پھر اس اقرار کے بعد ایک گروہ پھر جاتا ہے۔ دراصل وہ لوگ ایمان والے ہی نہیں۔ پھر فرمایا، آپ ان سے درگزر فرمایئے، صبر وتحمل سے کام لیجئے، ان کی اس حرکت پر باز پرس نہ کیجئے، ان کی باتیں لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیجئے اور ان سے خوف نہ کھایئے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ حمایت، مدد اور اعانت کے سلسلہ میں آپ کو اللہ کافی ہے کیونکہ وہ بھروسہ کرنے والوں کی اور اس کی طرف رجوع کرنیوالوں کی امداد واعانت کرتا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا
بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ
مِنْھُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

"(آخر) یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت کچھ اختلافات ہوتے۔ جب ان کے پاس کوئی امن یا خوف کی خبر آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔ اگر اس کو رسول ﷺ کی اور اپنے امراء کی طرف لوٹا دیتے تو اسے وہ لوگ جان جاتے جو ان میں سے تحقیق کا مادہ رکھنے والے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم سب علاوہ تھوڑے لوگوں کے شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔"

قرآن حکیم میں غور وفکر کا حکم: (۸۲) یعنی قرآن میں غور وفکر کریں۔ قرآن پاک کے محکم معنوں کے سمجھنے سے اور اس کے الفاظ بلیغہ میں غور کرنے سے اعراض نہ کریں کیونکہ یہ ایسا کلام ہے جس میں اختلاف وتناقض بالکل نہیں۔ یہ مقدس کلام اضطراب و تعارض سے پاک وصاف ہے۔ کیونکہ یہ اس کے پاس سے اترا ہے جو بڑی حکمت والا اور بالاتفاق زبردست بڑائیوں والا ہے۔ اس میں جو بات ہے، لاجواب ہے، بہتر سے بہتر ہے اور حق سے بھرپور ہے۔ فرمایا، اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (محمد ۴۷، ۲۴) یہ لوگ قرآن میں کیوں غور نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر تالے ٹھک گئے ہیں۔

قرآن کے کلام باری ہونے کی دلیل: پھر فرمایا، اگر یہ غیر اللہ کا کلام ہوتا اور خود تراشیدہ اور گھڑا ہوا ہوتا جیسا کہ بعض جاہل

مشرک کہتے ہیں یا بعض نادان منافقوں کی رائے ہے تو اس میں اختلاف وتناقض ہوتا، اضطراب وتضاد ہوتا، بہت سی باتیں آپس میں ٹکراتیں، کہیں کچھ ہوتا اور کہیں کچھ ہوتا۔ اب چونکہ اختلاف واضطراب سے یہ کلام پاک ہے۔ لہذا اللہ کا کلام ہے۔ فرمایا، وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ الخ (آل عمران ۳، ۷) گہرے علم والوں نے کہا، ہم نے اسے مان لیا۔ سارا قرآن ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ یعنی اس کی محکم اور متشابہ آیتیں سب اللہ ہی کا کلام ہے۔ اسی وجہ سے ان ماہر علماء نے اس کے متشابہات کو محکمات پر لوٹایا اور صحیح راہ اختیار کی مگر ٹیڑھے دل والوں نے اس کے محکمات کو متشابہات پر ڈھالا اور گمراہ ہو گئے۔

تحقیق سے پہلے کوئی خبر نہ پھیلاؤ: (۸۳) یعنی جب ان کے پاس امن کی یا خوف کی خبر آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں یعنی تحقیق سے پہلے کسی خبر کے پھیلانے میں جلدی کرنا ٹھیک نہیں۔ کبھی خبر جھوٹی اور محض اڑائی ہوئی افواہ ہوتی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، انسان کے جھوٹ کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی خبر کو (بلاتحقیق کے) بیان کر دے۔ (مد) رسول اللہ ﷺ نے قیل وقال سے منع فرمایا۔ (ق) یعنی جو لوگوں کی باتیں بلاتحقیق وتدبر کے اور غور وفکر کے بیان کرتا ہے، اسے منع فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ (۳) جس نے کوئی ایسی بات بیان کی، جسے وہ جھوٹی سمجھتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے۔ (۴) جب عمرؓ کو یہ خبر ملی کہ نبی ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے تو گھر سے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ لوگ بھی اس بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ آخر نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر نہ رہے اور آپ سے جا ہی پوچھا۔ کیا آپ نے عورتوں کو طلاق دے دی ہے؟ فرمایا نہیں۔ کہتے ہیں، یہ سن کر میں نے اللہ اکبر کہا۔ (ق) یعنی ہوائی کیا اڑ رہی ہے اور حقیقت کیا ہے۔ (۵) میں نے پوچھا، کیا آپ نے انہیں طلاق دے دی؟ فرمایا نہیں۔ آخر میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کر دیا کہ آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی اور یہ آیت اتری۔ وہ میں ہی تھا جس نے اس ہوائی کی تحقیق کی تھی۔ استنباط کے معنی کسی چیز کو کان سے کھود کر نکالنے کے ہیں اور مرادی معنی تحقیق کرنے کے ہیں۔

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ
تَنْكِیْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ
یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ﴿۸۵﴾
وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى
كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾ ع

’’پس آپ اللہ کی راہ میں جنگ کیجئے۔ آپ کو اپنی جان ہی کی تکلیف دی جاتی ہے اور ایمان والوں کو لڑائی کا شوق دلایئے۔ امید

ہے کہ اللہ کافروں کی لڑائی کو بند فرما دے اور اللہ لڑائی میں اور سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔ جو نیک بات کی سفارش کرے گا، اس میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور جو بری بات کی سفارش کرے گا، اس میں اس پر بھی بوجھ ہوگا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جب تمہیں سلام کیا جائے تو سلام سے اچھا جواب دو یا اسی کو لوٹا دو۔ یاد رکھو! اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں۔ وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں، جمع کرے گا اور باتوں میں اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔‘‘

رحمت عالم ﷺ کو تن تنہا جہاد کا حکم: (۸۴) رحمت عالم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ بذات خود جنگ کریں۔ خواہ کوئی آپ کا ساتھ دے یا نہ دے۔ نہ اس میں آپ پر کوئی الزام ہے۔ آپ اپنا فرض ادا کریں۔ ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں میں نے براء بن عازبؓ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ جو شخص تن تنہا سو سے مقابلہ کرتا ہے۔ کیا وہ اس آیت وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ ۲:۱۹۵) (اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو) کے حکم میں تو داخل نہیں؟ فرمایا، اللہ نے فرمایا کہ آپ اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ آپ کو اپنی جان ہی کی تکلیف دی جاتی ہے اور مومنوں کو جنگ پر آمادہ کریں۔ (ابن ابی حاتم) میں نے براءؓ سے پوچھا کہ جو شخص مشرکوں پر حملہ کرتا ہے، کیا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔ فرمایا، نہیں۔ حق تعالیٰ نے اپنا رسول ﷺ بھیجا اور فرمایا، فَقَاتِلْ الخ۔ یہ آیت نفقہ کے بارے میں ہے۔ (ا، ابن مردویہ) براءؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، مجھے میرے رب نے جنگ کرنے کا حکم دے دیا ہے لہٰذا جنگ کرو۔ (ابن مردویہ)

مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب: پھر فرمایا، مومنوں کو جنگ پر ابھارو یعنی انہیں جنگ کی ترغیب دو۔ اس کا شوق دلاؤ اور بہادری و جوان مردی پر ابھارو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے موقعہ پر صفیں درست کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ مسلمانو! جنت کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ جس کا عرض آسمانوں و زمین کے برابر ہے۔

جہاد کی فضیلت: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لایا، نماز کا پابند رہا، زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور رمضان کے روزے رکھتا رہا۔ اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا اپنے وطن ہی میں ٹھہرا رہا ہو جہاں پیدا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس بات کی لوگوں کو خوش خبری نہ سنا دیں؟ فرمایا، دیکھو! جنت کے سو درجے ہیں جن کو اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے بنایا ہے۔ ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین تک کا فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیانی اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور یہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں یعنی جنت کی نہروں کا منبع فردوس ہے۔ (ب)

(۲) ابو سعیدؓ کہتے ہیں جو شخص اللہ کے رب ہونے سے، اسلام کے دین ہونے سے اور محمد ﷺ کے رسول اور نبی ہونے سے خوش ہوا، اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ابو سعیدؓ خوش ہو کر بولے، یا رسول اللہ ﷺ! یہ کلمہ پھر فرمائیے۔ آخر آپ نے پھر یہی کلمہ دہرایا۔ پھر فرمایا، دوسرا کلمہ جس سے اللہ بندے کے درجے بلند فرماتا ہے اور جنت میں سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ہے۔ بولے، یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہے؟ فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد۔

جہاد سے لڑائی بند ہونے کا امکان ہے: پھر فرمایا، امید ہے اللہ پاک کافروں کی لڑائی بند فرما دے۔ یعنی آپ کے شوق دلانے سے اور مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دینے سے امید ہے، ان کی ہمتیں بڑھیں گی، ان کے حوصلے بلند ہوں گے اور وہ دشمنوں

سے مقابلہ کرنے کے لیے اور انہیں حدود اسلام سے اور مسلمانوں سے ہٹانے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور میدان کارزار میں صبر و تحمل کے ساتھ سینہ سپر ہو کر دشمنوں کے دانت کھٹے کریں گے جس سے ان کی ہمتیں پست ہوں گی اور ان کے حوصلے تمہارے مقابلے پر آنے کے لیے نہ پڑیں گے۔ اللہ پاک دنیا میں بھی کافروں پر قادر ہے اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں مسلمانوں کی مدد کر کے کافروں کا زور توڑ کر ان کا غلبہ ہٹا دیتا ہے اور آخرت میں بھی ان پر طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ الخ (محمد ۴۷: ۴) میں فرمایا۔ یعنی تم یہ بات سن چکے اگر اللہ چاہے تو ان سے تمہارا بدلہ لے لے لیکن جنگ اس لیے ہے کہ بعض کو بعض سے جانچ جائے۔

خیر و شر کا موجد قیامت تک ان میں حصہ دار ہے: (۸۵) یعنی جو شخص ایسے کام میں جدوجہد کرے جس کے نتیجہ میں نیکی اور بھلائی ہو، اسے بھی نیکی ملے گی اور جو ایسے کام کی کوشش کرے جس کا انجام برائی اور شرارت ہو تو وہ بھی اس کے بار وبال سے نہ بچ سکے گا۔ اس کی بدنیتی اور اس کی بری کوشش کی اسے ضرور سزا ملے گی۔ (نیک کام زندہ کرنے والوں کو ان پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا رہے گا اور بری باتیں رواج دینے والوں کو بری باتوں پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ملتا رہے گا۔) جیسا کہ صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ سفارش کرو۔ تمہیں بھی اجر دیا جائے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبانی جو چاہتا ہے، فیصلہ فرماتا ہے۔ یہ آیت لوگوں کی سفارش کے بارے میں اتری۔

مسلمانوں کو سلام کے جواب دینے کا حکم: (۸۶) یعنی جب کوئی مسلمان تمہیں سلام کرے تو اس کے سلام سے افضل جواب دو یا اس کے سلام ہی کے برابر جواب دے دو۔ افضل جواب دینا مستحب ہے اور برابری فرض ہے۔ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں ایک شخص نے نبی ﷺ سے آ کر کہا، السلام علیک یا رسول اللہ۔ آپ نے جواب دیا، وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ پھر دوسرے شخص نے آ کر کہا، السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ۔ آپ نے جواب دیا، وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر تیسرے نے آ کر کہا، السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جواب دیا، وعلیک۔ اس نے پوچھا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ کو فلاں فلاں نے سلام کیا تو آپ نے انہیں جو مجھے جواب دیا ہے، اس سے زیدہ جواب دیا۔ فرمایا، تم نے ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ یعنی جو بڑھائے جانے والے الفاظ تھے، وہ تم نے سب سلام ہی میں بڑھا دیئے۔ ہمارے جواب دینے کے لیے کیا رہا۔ پھر آپ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ سلام کے برابر جواب دے دیا گیا۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سلام کرنے والا جواب کے ہر لفظ کو سلام ہی میں بڑھا دے تو ایسے سلام کے جواب میں زیادتی نہیں ہے کیونکہ اگر زیادہ جواب مشروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور وہ الفاظ بڑھا دیتے۔

ذمیوں کو مسلمان سلام نہ کریں البتہ ان کے سلام کا جواب برابر برابر دے دیں۔ کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جب تمہیں یہودی سلام کرے تو ان میں سے بعض السام علیکم ہی کہتا ہے۔ تم جواب میں وعلیک کہہ دو۔ (ق) (۲) یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کی ابتدا نہ کرو اور جب راستے میں ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تو انہیں تنگ راہ کی طرف پر مجبور کر دو۔ (م)

سلام سنت ہے اور جواب فرض ہے: سلام کا جواب فرض ہے۔ اگر جواب نہ دے گا تو گنہ گار ہو گا کیونکہ اللہ کے حکم کی مخالفت کرے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان دار نہ

بنو اور ایمان دار نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا تمہیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے بجا لاؤ تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام پھیلاؤ۔ (د)

قیامت کی یقین دہانی: (۸۷) یعنی اللہ ایک ہے اور تمام مخلوق کا اکیلا اور سچا معبود ہے اور اس کے سوا کسی دوسرے میں معبود ہونے کی صلاحیت ہی نہیں۔ پھر قسم کھا کر یقین دلایا گیا کہ وہ قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا۔ بیقین، مانو قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ اور ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ پھر فرمایا، اللہ اپنی باتوں میں، اپنی خبروں میں، اپنے وعدوں میں اور اپنے ڈراووں میں قطعی سچا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی اور سچا ہو ہی نہیں سکتا۔ لہذا اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی اور رب ہے۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ
حَتّٰي يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ
اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ
اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَھُمْ عَلَيْكُمْ
فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ
وَيَاْمَنُوْا قَوْمَھُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ
وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ
حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿٩١﴾ ع ۱۲/۹

"تمہیں کیا ہو گیا کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے ہو حالانکہ اللہ نے انہیں ان کے عملوں کی وجہ سے الٹ دیا۔ کیا جسے اللہ نے گمراہ کر دیا ہے، تم اسے ہدایت پر لانا چاہتے ہو اور جسے اللہ گمراہ کر دے، آپ اس کے لیے کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ ان کی تمنا

ہے کہ جیسے وہ کافر ہیں، تم بھی کافر بن جاؤ۔ پھر تم اور وہ برابر ہو جائیں۔ لہٰذا تم ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو انہیں جہاں کہیں پاؤ، پکڑ لو اور قتل کرو اور ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار نہ بناؤ علاوہ ان کے جو کسی ایسی قوم سے متعلق ہوں جن سے تمہارا معاہدہ ہے یا جو اس حال میں تمہارے پاس آئیں کہ ان کے دل تم سے جنگ کرنے سے اور اپنی قوم سے بھی جنگ کرنے سے مڑے ہوئے ہوں۔ اگر اللہ چاہتا تو انہیں تم پر مسلط کر دیتا اور وہ تم سے ضرور جنگ کرتے۔ پھر اگر وہ تم سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور تم سے جنگ نہیں کر رہے اور تم سے صلح کے خواہش مند ہیں تو تمہارے لیے ان پر اللہ نے کوئی راہ نہیں رکھی۔ تم ایسے لوگ بھی پاؤ گے جو تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی۔ جب بھی وہ فتنہ کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو اوندھے منہ اس میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ تم سے علیحدہ نہیں ہوئے، تم سے صلح کے خواہش مند نہیں ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو روکے ہوئے بھی نہیں تو جہاں کہیں بھی پاؤ، انہیں پکڑو اور قتل کرو۔ یہی وہ ہیں جن پر ہم نے تم کو ایک ظاہر حجت دی ہے۔''

رسول ﷺ کی موجودگی میں اختلاف زیبا نہیں: (۸۸) منافقوں کے بارے میں مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ اللہ کو یہ بات پسند نہیں آئی اور اس کی مذمت فرمائی۔ اس آیت کا سبب نزول۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے لیے روانہ ہوئے۔ کچھ لوگ آپ کے لشکر سے علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ ان لوگوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی دو رائیں تھیں۔ ایک گروہ ان کو قتل کرنا چاہتا تھا اور دوسرا گروہ مسلمان سمجھتا تھا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ ہے۔ میل کو نکال پھینکتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔ (ق) احد کے روز عبداللہ بن ابی ایک تہائی لشکر (تین سو لوگوں) کو لے کر واپس ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف سات سو مجاہد رہ گئے تھے۔ (سیرت ابن اسحاق) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت ان کے بارے میں اتری جو بظاہر کلمہ گو تھے لیکن مشرکوں کی مدد کرتے تھے۔ یہ لوگ مکہ سے اپنی کسی ضرورت کے لیے روانہ ہوئے۔ کہنے لگے، اگر ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم ملیں گے تو ان کا کچھ خوف نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ یہ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے ہیں تو کچھ مسلمانوں نے کہا، ان بزدلوں کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں لیکن دوسرے گروہ نے کہا، سبحان اللہ! تم ایسے لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو جنہوں نے تمہاری طرح کلمہ پڑھ لیا ہے۔ محض اس وجہ سے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ کیا ہم ان کا خون اور مال حلال سمجھیں؟ بہرحال مسلمانوں کے دو فرقے ہو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان میں موجود تھے اور دونوں میں سے کسی کو بھی کسی بات سے نہیں روک رہے تھے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن ابی حاتم)
وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ یعنی اللہ نے انہیں لوٹا دیا، غلطی میں ڈال دیا، ہلاک کر دیا اور گمراہ کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی، رسول ﷺ کی مخالفت کی اور باطل کی پیروی کی۔ فرمایا، جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا، اسے ہدایت پر لانے کی کوئی راہ اور گمراہی سے نجات دلانے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

منافق مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں: (۸۹) یعنی وہ تمہاری گمراہی کے متمنی ہیں تاکہ گمراہی میں تم اور وہ دونوں برابر ہو جائیں۔ ان کی یہ تمنا تم سے شدت عداوت اور انتہائی بغض کی بنا پر ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں، انہیں ہرگز دوست مت بنانا۔ پھر اگر وہ ہجرت ترک کر دیں اور اپنے کفر کا اظہار کریں تو انہیں جہاں پاؤ، پکڑو اور قتل کر دو

اوران سے ترک موالاۃ کرواوراپنے دشمنوں پران سے مدد نہ مانگو۔ جب تک وہ اپنی اسی حالت پر جمے رہیں۔ البتہ جولوگ ایسے لوگوں کی پناہ میں آ گئے جن کا تم سے معاہدہ ہے تو پھر انہیں کی طرح ان کا حکم سمجھو۔ (ابن جریر)

(۹۰) پھر فرمایا، یا وہ لوگ جو اس حال میں تمہارے مقابلہ کے لیے آئیں کہ ان کا جی تم سے لڑنے کو نہیں چاہتا، نہ ان کی یہ مرضی ہے کہ تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم سے جنگ کریں بلکہ وہ تمہارے نفع ونقصان سے علیحدہ ہیں۔ ہاں اگر اللہ چاہے تو وہ ان کو تم پر مسلط کردے۔ پھر وہ تم سے جنگ کریں لیکن یہ اللہ کا تم پر فضل وکرم ہے کہ اس نے انہیں تم سے جنگ کرنے سے روک دیا ہے۔ یہ لوگ اگرتم سے جنگ کرنے سے کنارہ کشی اختیار کریں اور تم سے صلح کے خواہش مند ہوں تو جب تک وہ اس حال پر ہیں، تمہیں ان سے جنگ کرنا روا نہیں۔ ان لوگوں کو ان ہاشمیوں کی طرح سمجھو جو بدر کے موقعہ پر مشرکوں کے ساتھ آئے تھے اور جنگ کرنے کو ان کا جی نہیں چاہتا تھا جیسے عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ اسی لیے اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کے قتل سے منع کیا اور گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔

منافقوں کا حکم: (۹۱) اس آیت میں اس گروہ کا بیان ہے جو بظاہر تو عباس رضی اللہ عنہ والی جماعت کی طرح ہیں مگر ان کی نیتوں میں بل ہے۔ یہ منافقوں کا گروہ ہے۔ یہ لوگ ظاہری صورت میں تو عباس رضی اللہ عنہ والی جماعت کی طرح ہیں لیکن ان کی اور ان کی نیتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے تو اسلام کا اظہار کرتے ہیں تاکہ اس حیلے سے ان کی جان و مال اور اہل و عیال محفوظ رہیں اور وہ در پردہ کافروں سے ملے ہوئے ہیں اور بتوں کی ان کے ساتھ عبادت کرتے ہیں تاکہ قوم کی نگاہ سے بھی نہ گریں اور ان سے بھی امن میں رہیں۔ فرمایا، وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ الخ (بقرہ ۲،۱۴) جب اپنے سرداروں کے پاس تنہا ہوتے ہیں تو بڑے زور سے کہتے ہیں، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہاں پر فرمایا کہ جب کبھی فتنہ میں لوٹائے جاتے ہیں تو اس میں داخل کر دیئے جاتے ہیں یعنی اس میں ڈوب جاتے ہیں اور اس سے دلچسپی لیتے ہیں۔ اس جگہ فتنہ سے شرک مراد ہے۔

فرمایا، پھر اگر وہ گروہ تم سے کنارہ کشی اور صلح کے خواہش مند بھی نہ ہوں اور جنگ سے بھی اپنے ہاتھ روکے رکھیں تو جہاں کہیں ان سے ملو، انہیں گرفتار کر لو اور قتل بھی کر دو۔ ہم نے تم کو ان پر ایک ظاہر حجت عطا کر دی ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً
فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ
وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً
مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا
فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ

عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾

''اور مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو بجز غلطی کے قتل کرے اور جس نے غلطی سے کسی مومن کو مار دیا (تو اس کا کفارہ) ایک ایمان والی گردن کو آزاد کرنا اور اس کے گھر والوں کو خون بہا پہنچانا ہے مگر یہ کہ وہ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول اس قوم کا ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مومن ہو تو صرف ایک ایمان والی گردن کا آزاد کرنا ہے اور اگر مقتول اس قوم کا ہو جس سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے تو دیت اس کے گھر والوں کے حوالہ کر دی جائے اور ایک ایمان والی گردن آزاد کی جائے۔ پھر جس نے (غلام یا لونڈی کو) نہ پایا تو اسے لگاتار دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے۔ یہ قاتل کی اللہ کی طرف سے توبہ ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے اور جو کوئی دیدہ و دانستہ کسی مومن کو مار ڈالے، اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ اس سے ناراض ہے اور اس پر اس کی یہ لعنت ہے اور اس نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

مسلمانوں کا خون حلال نہیں: (۹۲) مومن کا اپنے کسی بھائی مومن کو کسی صورت سے بھی قتل کرنا روا نہیں جیسا کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان شخص کا خون جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، حلال نہیں۔ البتہ ان تین صورتوں میں سے کسی صورت کی وجہ سے حلال ہے۔ جان کے بدلے جان، شادی شدہ زنا کار، مرتد جس نے اپنا دین چھوڑ دیا ہو اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہو۔ (ق) یعنی قصاص میں، شادی کے بعد زنا کاری میں اور ارتداد میں خون بہانا حلال ہے۔ پھر اگر ان باتوں میں سے کوئی سی بات پیش آ جائے تو کوئی شخص اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ یہ کام امام یا نائب امام کا ہے۔

غالباً یہ آیت عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ ابوجہل کے اخیافی بھائی کے بارے میں اتری جس کی ماں کا نام اسماء بنت مخرمہ تھا۔ عیاش رضی اللہ عنہ نے ایک شخص حارث بن یزید غامدی کو قتل کر ڈالا تھا جو ان کو اور ان کے بھائی کو اسلام لانے کی وجہ سے ستاتا رہتا تھا۔ عیاش رضی اللہ عنہ کے دل میں اس کی طرف سے کدورت تھی۔ پھر وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اس نے ہجرت بھی کی۔ عیاش رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ جب فتح مکہ کا دن آیا تو عیاش رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور یہ گمان کیا کہ مشرک ہوگا۔ آخر اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

قتل خطا میں دو باتیں واجب ہیں: قتل خطا میں دو باتیں واجب ہیں۔ ایک تو اس بڑے گناہ کا کفارہ جس کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اگرچہ غلطی ہی سے کیا ہے۔ غلام یا لونڈی کا مومن ہونا شرط ہے۔ کافر کو آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ نابالغ بھی ناکافی ہے تاوقتیکہ ایمان لانے کی حد تک نہ پہنچا ہو۔ (یعنی بالغ نہ ہوا ہو۔)

پھر فرمایا، ہاں اگر وہ صدقہ کر دیں تو خیر یعنی قاتل کے عاقلہ پر دیت واجب ہے جو مقتول کے گھر والوں کے حوالے کر دی جائے البتہ اگر مقتول کے گھر والے دیت معاف کر دیں تو معاف ہے۔ پھر فرمایا، اگر مقتول مومن ہو لیکن اس کے گھر والے کافر و حربی ہوں تو انہیں دیت نہیں دی جائے گی۔ اس صورت میں قاتل کے ذمہ محض ایمان دار غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے۔ پھر فرمایا، اگر مقتول کے گھر والے ذمی یا حلیف ہوں تو انہیں ان کے مقتول کی دیت ملے گی۔ اور قاتل کے ذمہ ایمان دار لونڈی یا غلام کا آزاد کرنا بھی واجب ہے۔ پھر فرمایا، جس کو غلام لونڈی کا مقدور نہ ہو، وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھ لے۔ یعنی درمیان میں روزہ چھوڑے نہیں۔ برابر رکھتا رہے۔ اگر بلا عذر (بیماری یا حیض و نفاس) کے روزہ چھوڑ دے تو پھر نئے سرے سے رکھنے پڑیں گے۔

پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے توبہ ہے۔ یعنی قاتل خطاء کی یہ توبہ ہے کہ جب ایسے غلام کا مقدور نہ ہو تو لگاتار دو ماہ کے روزے رکھ لے۔

قتل عمد کی وعید: (۹۳) اس آیت میں قاتل عمد کے لیے سخت ڈراوا اور زبردست وعید ہے۔ یہ عظیم گناہ قرآن کی اکثر آیتوں میں شرک کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ فرمایا، وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (فرقان ۲۵، ۶۸) جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود نہیں پکارتے اور حق کے سوا اس نفس کو قتل نہیں کرتے جس کو اللہ نے حرام فرما دیا ہے۔ (۲) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ الخ (انعام ۶، ۱۵۱) اور جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے، اسے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے روز سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (ق) (۲) ایمان والا ہمیشہ نیکیوں اور بھلائیوں میں بڑھتا رہتا ہے۔ جب تک حرام خون کا ارتکاب نہ کرے۔ پھر جب حرام خون کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے۔ (د) (۳) اللہ کے نزدیک دنیا کا زوال ایمان دار شخص کے قتل کی بہ نسبت آسان ہے۔ (۴) اگر آسمان و زمین والے مل کر ایک ایمان دار شخص کو قتل کر دیں تو یقیناً سب کو اللہ پاک اوندھے منہ جہنم میں جھونک دے گا۔

کیا جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے: قاتل کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ اگر وہ جھک جائے، خشوع وخضوع کرے اور نیک عمل کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ مقتول کو اس ظلم کا بدلہ خود ادا کر دے گا اور اسے راضی کر کے اس کا مطالبہ چھڑوا دے گا۔ اللہ پاک نے فرمایا، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا الخ (فرقان ۲۵، ۶۸ تا ۷۰) جس نے شرک، قتل اور زنا کیا، وہ اس کی سزا دیکھ لے گا۔ قیامت کے دن اس پر عذاب پر عذاب ہوگا اور جہنم میں ذلیل وخوار پڑا رہے گا۔ البتہ جس نے توبہ کر لی، ایمان لے آیا اور نیک عمل کرنے لگا۔ اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جس میں نسخ کی صلاحیت ہی نہیں، نہ اسے مشرکوں پر محمول کر سکتے ہیں۔ پھر اس کو مومنوں پر بھی حمل نہیں کر سکتے کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے اور دلیل کی بھی ضرورت ہے۔ (۲) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ (زمر ۳۹، ۵۳) اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ یہ آیت اپنے عموم پر ہے۔ کفر، شرک، شک، نفاق، قتل اور فسق وفجور سب کو گھیرے ہوئے ہے۔ ان گناہوں سے جو شخص توبہ کر لے گا، اللہ پاک اس کی توبہ قبول فرما لے گا۔ (۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ الخ (نساء ۴، ۴۸) اللہ پاک شرک کو نہیں بخشتا، باقی تمام گناہوں کو جسے چاہے، بخش دے۔ یہ آیت شرک کے علاوہ ان تمام گناہوں کو گھیرے ہوئے ہے جو اسی سورت میں اس آیت کے مابعد اور ماقبل بیان کیے گئے ہیں تاکہ امید میں قوت پیدا ہو جائے۔ اور ان میں قتل بھی ہے۔ حدیث میں ایک اسرائیلی کا واقعہ آیا ہے جس نے پورے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر ایک عالم سے پوچھا تھا، کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی؟ تو اس نے جواب دیا تھا کہ تیری توبہ کے اور تیرے درمیان کیا چیز حائل ہے؟ یعنی خلوص سے توبہ کر لے، توبہ قبول ہو جائے گی۔ پھر کہا، اس بستی میں چلا جا جہاں اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور یہاں سے ہٹ جا۔ چنانچہ اس نے ہجرت کی لیکن راستے ہی میں اس کا وقت آ گیا اور وہ مر گیا۔ آخر اس پر رحمت کے فرشتوں نے قبضہ کر لیا۔ (ب)

قتل عمد میں وجوب کفارہ کی دلیل: واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ کے پاس بنی سلیم کے آدمی آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے آدمی پر جہنم کی آگ واجب کر دی گئی (یعنی اس نے جان بوجھ کر خون کر دیا) فرمایا، اس کی طرف سے غلام آزاد کر دو۔ اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ (ا) غریفؒ بن دیلمی کہتے ہیں: ہم نے واثلہ بن اسقع لیثی

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع

’’جن کی جانیں فرشتے اس حال میں نکالیں گے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کررہے تھے تو کہیں گے تم کس حال میں تھے، یہ جواب دیں گے کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتے کہیں گے، کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ انہیں کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین لوٹنے کی جگہ ہے۔ البتہ جو مرد، عورتیں اور بچے کمزور و بےبس ہیں کہ نہ تو ان کے بس کا کوئی حیلہ ہے اور نہ راستہ جانتے ہیں۔ یہی ایسے ہیں یقین ہے اللہ ان کو معاف فرما دے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑی بخشش والا ہے اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے، وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشادگی پائے گا۔ اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے نکل کھڑا ہو، پھر اسے موت آجائے تو اللہ کے ذمے اس کا اجر ثابت ہو گیا اور اللہ بڑی بخشش والا اور انتہائی مہربان ہے۔‘‘

مشرکوں میں قدرت کے باوجود ٹھہرنا جائز نہیں: (۹۷،۹۸) محمدؒ بن عبدالرحمٰن ابوالاسود کہتے ہیں مدینہ والوں پر چڑھائی کرنے کے لیے ایک دستہ چنا گیا جس میں میرا نام بھی لکھ لیا گیا۔ پھر میری عکرمہؒ مولی ابن عباس سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے اس کے ساتھ جانے سے بڑی شدت سے منع کیا اور فرمایا، مجھے ابن عباسؓ نے خبر دی کہ عہد رسالت ﷺ میں چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ ان کی جماعت بڑھانے کے لیے چلے جاتے تھے۔ پھر پھینکا ہوا تیر ان میں سے کسی کو لگ جاتا اور اسے قتل کر دیتا یا کسی کو گردن اڑا کر قتل کر دیا جاتا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (ب) لیکن اس آیت کا حکم عام ہے اور ہر اس شخص کے بارے میں ہے جو ہجرت پر قدرت رکھنے کے باوجود مشرکوں میں ٹھہرا رہے۔ اور اپنا دین ان کی وجہ سے قائم نہ رکھ سکے۔ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اور بالاتفاق حرام کام کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جس کی حرمت پر یہ آیت بھی دلیل ہے کہ وہ لوگ جن کی روحیں فرشتوں نے حالت ظلم میں قبض کیں، یعنی ترک ہجرت کی حالت پر مارے گئے تو فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تم یہاں کیوں ٹھہرے رہے اور ہجرت کیوں نہیں کی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مغلوب و بےبس تھے۔ ہم میں ترک وطن کی قدرت نہ تھی اور نہ دوسری جگہ جانے کی سکت تھی۔ فرشتے کہیں گے، کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی؟ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، جو مشرکوں کے ساتھ ملا جلا اور سکونت پذیر رہا، وہ اسی کی مثل ہے۔ (د) مگر وہ لوگ جو واقعی معذور ہیں، وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۹۹) پھر فرمایا، یقین ہے کہ اللہ ان کو معاف فرما دے (کیونکہ اللہ کی طرف سے جو عسیٰ ہوتا ہے، وہ وجوب و یقین کے لیے ہوتا ہے) یعنی اللہ ان کا ترک ہجرت کا گناہ معاف فرما دے گا۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں آپ نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا۔ پھر سجدہ کرنے سے پہلے کہا، اے اللہ عیاشؓ بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ! سلمہؓ بن ہشام کو خلاصی دے۔ اے اللہ! سمیہؓ بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور و بےبس ایمان والوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر پر اپنی پکڑ سخت فرما۔ اے اللہ! ان کو یوسف کے قحط کی طرح قحط میں مبتلا فرما۔ (ب)

ہجرت کی ترغیب: (۱۰۰) اس میں ہجرت کی اور مشرکوں کے ساتھ ترک قیام کی ترغیب ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مومن جہاں بھی

جائے گا، وہیں اسے دولت وتونگری اور سر چھپانے کے لیے گھر مل جائے گا۔

پھر فرمایا، جوشخص ہجرت کی غرض سے روانہ ہوا اور ہجرت گاہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے اسے موت آ گئی تو ہجرت کا ثواب اسے مل جائے گا جیسا کہ بخاری، مسلم، صحاح، مسانید اور سنن میں عمر والی مرفوع حدیث میں ہے کہ عملوں کا دارومدار نیت ہی پر ہے۔ ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پھر جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہو تو اس کی ہجرت کا اسے ثواب ملے گا اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اسے دنیا مل جائے یا عورت کی طرف ہو کہ اس سے شادی ہو جائے تو اسے ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا۔ یہ حکم تمام عملوں اور ہجرت کو شامل ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ضمرہؓ بن جندب رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ راہ میں موت آ گئی۔ آپ تک نہ پہنچ سکے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، جوشخص میری رضا کی تلاش میں جنگ کرنے کے لیے میرے وعدے کو سچا جان کر اور میرے رسولوں پر ایمان لا کر نکلا، اس کی ضمانت اللہ نے لے لی کہ یا تو اسے لشکر کے ساتھ موت دے دے اور جنت میں داخل کر دے یا اللہ نے یہ ضمانت لے لی کہ وہ اجر، غنیمت اور اللہ کا فضل لے کر لوٹے اور اگر اللہ کا فضل پا کر مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا گھوڑے یا اونٹ سے روندڈالا جائے یا کسی جانور سے ڈس لیا جائے یا اپنے فرش پر اپنی موت سے مر جائے، وہ شہید ہے۔

(ط) (۲) جوشخص حج کے لیے نکلا اور مر گیا۔ اس کے لیے قیامت تک حج کا ثواب لکھ دیا گیا اور جوشخص عمرے کے لیے نکلا اور مر گیا، اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے کا ثواب لکھ لیا گیا۔ (یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔) (ابویعلیٰ)

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾

’’اور اگر تم سفر پر روانہ ہو تو تم پر نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے۔ یاد رکھو! کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔‘‘

نماز قصر کا بیان: (۱۰۱) اِذَا ضَرَبْتُمْ سے سفر مراد ہے جیسا کہ فرمایا، يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ الخ (مزمل ۷۳، ۲۰) وہ شہروں میں اللہ کا فضل ڈھونڈنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔ یعنی سفر میں نماز قصر کرنے میں کوئی حرج نہیں، کمیت میں تخفیف کر دو۔ یعنی چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھو۔ (مغرب میں کمیت میں تخفیف نہیں۔)

قصر میں خوف کی شرط کیوں لگائی گئی؟: دشمن کے خوف کی شرط نزول آیت کے وقت غلبہ خوف کی وجہ سے لگائی گئی کیونکہ آغاز اسلام میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کے اکثر سفر خوف والے ہی ہوتے تھے بلکہ مسلمان عام طور پر جنگ ہی کے لیے نکلتے تھے یا خاص خاص دستوں میں روانہ ہوتے تھے۔ تمام اوقات میں اسلام اور مسلمانوں سے لڑائی رہی تھی۔ (جب کوئی منطوق غالب کے اعتبار سے ہوتا ہے یا کسی حادثہ پر مرتب ہوتا ہے تو اس کا کوئی مفہوم نہیں ہوتا) مثلاً وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ الخ (نور ۲۴، ۳۳) اپنی جوان لونڈیوں پر زنا کا جبر نہ کرو اگر وہ بچنا چاہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بچنا نہ چاہیں تو زنا کا جبر کیا جا سکتا ہے۔‘‘

یعلیٰؓ بن امیہ کہتے ہیں میں نے عمرؓ سے پوچھا کہ آیت میں قصر کے لیے خوف کی شرط ہے۔ اب تو امن وامان ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے دل میں بھی یہی کھٹکا ہوا تھا۔ میں نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا تو جواب دیا، یہ اللہ کا صدقہ ہے۔ اللہ نے تمہیں یہ عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اس کا صدقہ قبول کرلو۔ (تنا دم، ابن ماجہ)

حنظلہؒ الحذاء فرماتے ہیں میں نے سفر کی نماز کے بارے میں ابن عمرؓ سے پوچھا۔ فرمایا، دو رکعتیں ہیں۔ میں نے کہا، آیت میں تو خوف کی شرط ہے اور ہم امن وامان سے ہیں۔ فرمایا، اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ) ابوالوداک کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے سفر کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا، یہ آسمانی رخصت ہے۔ اگر تم چاہو تو ٹھکرا دو۔ (ابن مردویہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں ہم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ امن کی حالت میں بلا خوف کے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ (ابن ابی شیبہ، ن)

امیہؒ بن عبداللہ نے ابن عمرؓ سے پوچھا کہ قرآن میں خوف کی نماز کا تو قصر کرنا ملتا ہے لیکن سفر کی نماز کا نہیں ملتا۔ ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس پر عمل کرتے ہوئے پایا۔ اس لیے ہم بھی عمل کرتے ہیں۔ (ابن جریر) گویا امیہ نے صلاۃ الخوف کو قصر والی مانا اور آیت کو اسی پر محمول کیا۔ مسافر کی نماز کو قصر پر محمول نہیں کیا۔ ابن عمرؓ نے بھی یہ بات مان لی اور مسافر کی نماز کے قصر پر شارع علیہ السلام کے فعل سے استدلال کیا۔ قرآن کی آیت سے نہیں۔ اس سے زیادہ صراحت والی ابن جریر والی روایت ہے۔ سماک کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے مسافر کی نماز کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا، دو رکعتیں ہیں۔ پوری ہیں اور غیر قصر والی ہیں۔ قصر تو صرف خوف کی نماز میں ہے۔ میں نے کہا، صلاۃ الخوف کیا ہے؟ فرمایا کہ امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھا دے۔ پھر یہ لوگ دوسری جماعت کی جگہ چلے جائیں اور دوسری جماعت آ جائے۔ امام انہیں بھی ایک رکعت پڑھا دے۔ امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ہر جماعت کی ایک ایک رکعت ہوگی۔

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَوٰةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوٓا أَسْلِحَتَهُمْ ۖ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَآئِكُمْ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۗ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَن تَضَعُوٓا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٠٢﴾

''اور جب آپ ان میں ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کریں تو ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور انہیں

اپنے ہتھیار لے لینے چاہئیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور دوسری جماعت کو آ جانا چاہیے جس نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ انہیں آپ کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے اور انہیں بھی اپنا بچاؤ اور ہتھیار لے لینے چاہئیں۔ کافروں کی آرزو ہے کہ تم کسی طرح اپنے ہتھیاروں اور سامان سے بے خبر ہو جاؤ تو وہ تم پر ایک ہی دفعہ ٹوٹ پڑیں۔ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تمہیں اپنے اسلحہ اتار کر رکھنے میں کوئی حرج نہیں اور اپنے ہتھیار ساتھ لیے رہو۔ یاد رکھو! اللہ نے کافروں ہی کے لیے ذلت والا عذاب تیار کیا ہے۔''

نماز خوف کی قسمیں: (۱۰۲) نماز خوف کی کئی قسمیں ہیں کیونکہ کبھی تو دشمن قبلہ کی سمت میں ہوتا ہے اور کبھی غیر سمت میں۔ اور نماز کبھی چار، کبھی تین اور کبھی دو رکعت ہوتی ہے۔ مثلاً ظہر کی نماز، مغرب کی نماز، صبح کی نماز اور سفر کی نماز۔ پھر کبھی جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور کبھی لڑائی پورے زور پر ہوتی ہے تو جماعت نہیں کی جاتی۔ تنہا تنہا سمت قبلہ اور غیر سمت قبلے کی طرف پڑھ لی جاتی ہے۔ پھر پیدل اور سوار دونوں پڑھتے ہیں اور حالت نماز میں چل پھر سکتے ہیں اور لگاتار حملے بھی کر سکتے ہیں۔

وجوب جماعت کی دلیل: پھر فرمایا، جب آپ ان میں موجود ہوں اور انہیں نماز پڑھائیں، یہ حالت پہلی حالت کے علاوہ ہے کیونکہ وہ ایک رکعت پر قصر کرنے کی حالت ہے جیسا کہ حدیث کے یہ الفاظ ''تنہا، پیدل، سوار، قبلہ رو اور غیر قبلہ رو'' بتا رہے ہیں اور یہ اجتماعی اور ایک امام کی اقتداء کرنے کی حالت ہے۔ اس کا استدلال بہت ہی اچھا ہے جس نے اس مبارک آیت سے جماعت کے وجوب پر دلیل پکڑی ہے۔ کیونکہ اس جماعت کی وجہ سے بہت کچھ کمی کر دی گئی۔ اگر جماعت واجب نہ ہوتی تو یہ صورت جائز نہ ہوتی۔

اس آیت کا شان نزول: اب ہم آیت کی وضاحت سے پہلے اس کا سبب نزول بیان کرتے ہیں۔ علیؓ فرماتے ہیں بنی نجار کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم سفر کرتے رہتے ہیں۔ سفر میں کس طرح نماز پڑھیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔ پھر وحی بند ہو گئی۔ اس کے ایک سال بعد آپ نے جنگ کی اور ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکوں نے مشورہ کیا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے تمہیں اپنی پشتوں کی طرف سے موقعہ دے رکھا ہے۔ تم ان پر حملہ کیوں نہیں کر دیتے؟ ان میں سے کسی نے کہا۔ اس نماز کے بعد دوسری نماز (عصر) آ رہی ہے۔ (اس وقت حملہ کر دینا) اس پر آیت اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ الخ اور خوف کی نماز اتری۔ (ابن جریر) (گو اس روایت کا سیاق انتہائی غریب ہے مگر بعض روایات اس کی شاہد ہیں (ابو عیاشؓ زرقی فرماتے ہیں ہم عسفان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمارے اور قبلہ کے درمیان مشرک حائل ہو گئے۔ مشرکوں کے لشکر کے سپہ سالار خالد بن ولید تھے۔ آخر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ مشرکوں نے کہا، مسلمان ایسی حالت میں تھے کہ ہمیں ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کر دینا چاہیے تھا۔ پھر کہنے لگے، ابھی ان کی ایک اور نماز آ رہی ہے جو انہیں اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ پھر ظہر و عصر کے درمیان ان آیتوں کو لے کر حضرت جبریل اتر آئے۔ میں بھی موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سب مسلح ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں باندھیں۔ پھر آپ نے اور ہم سب نے رکوع کیا۔ پھر آپ نے اور آپ کی برابر والی صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف دشمن کی پہرے داری کے لیے کھڑی رہی۔ جب وہ سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے تو دوسری صف نے اپنی جگہ پر سجدہ کیا۔ پھر اگلے پچھلی صف میں اور پچھلے اگلی صف میں آ گئے اور ہم سب نے (دوسری رکعت میں) رکوع کیا۔ پھر رکوع

سے سب نے سر اٹھایا۔ پھر آپ اور آپ کی پاس والی صف نے سجدہ کیا۔ دوسری صف کھڑی ہوئی پہرہ دیتی رہی۔ جب اگلی صف بیٹھ گئی تو پچھلی صف نے بیٹھ کر سجدہ کیا۔ پھر سب نے مل کر سلام پھیر دیا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔ آپ نے دو بار نماز خوف پڑھی۔ ایک بار عسفان میں اور ایک بار ارض بنی سلیم میں۔ (دان) یہ صحیح سند ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں اور ابن جریر و مسند احمد میں جابر کا قول بھی یہی ہے۔ بخاری کے یہ الفاظ ہیں۔) نبی ﷺ اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی کھڑے ہوئے۔ آپ نے تکبیر کہی۔ صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور بعض صحابہ نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور بعض صحابہ نے بھی سجدہ کیا۔ پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور جنہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا تھا، وہ اپنے بھائیوں کی پہرہ داری کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور دوسری جماعت آئی۔ اس نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا۔ سب لوگ نماز میں رہے لیکن بعض بعض کے لیے پہرہ دیتا رہا۔ (جابر کے یہ الفاظ ہیں) ہم قریشیوں کے شام سے آنے والے قافلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم نخلہ پہنچے تو ایک شخص رسول اللہ ﷺ سے بولا، محمد ﷺ! تو مجھ سے ڈرتا نہیں؟ فرمایا، نہیں۔ بولا، مجھ سے تجھے کون بچائے گا؟ فرمایا، اللہ۔ پھر آپ نے تلوار کھینچ کر اسے ڈرایا۔ پھر آگے بڑھنے کا اعلان کیا اور مسلح ہو گئے۔ پھر نماز کے لیے اذان دی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو نماز پڑھائی اور دوسری جماعت ان کا پہرہ دیتی رہی۔ پھر آپ نے پاس والی جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر پاس والی جماعت ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئی۔ اور پچھلی جماعت آگے بڑھ گئی۔ آپ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس روز اللہ نے نماز میں قصر کا اور مسلح نماز پڑھنے کا حکم اتارا۔ اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کی چار اور صحابہ کی دو دو رکعتیں ہوئیں۔ یزید فقیر کہتے ہیں: میں نے جابرؓ بن عبداللہ سے پوچھا، کیا سفر میں جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، وہ قصر ہیں؟ فرمایا، سفر کی دو رکعتیں پوری ہیں، قصر نہیں ہیں۔ سخت جنگ کے وقت نماز قصر کی جاتی ہے اور ایک رکعت پڑھی جاتی ہے۔ ہم جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اتنے میں نماز کھڑی کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ آپ کے پیچھے ایک جماعت نے صف باندھی، دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر رہی۔ آپ نے انہیں بھی ایک رکوع اور دو ہی سجدے پڑھائے۔ پھر پیچھے والے دشمن کے مقابلہ پر چلے گئے اور مقابلہ والے آپ کے پیچھے آ گئے۔ آپ نے انہیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے پڑھائے۔ اس صورت میں آپ کی دو اور لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوئی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ابن ابی حاتم) جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خوف کی نماز پڑھائی۔ ایک صف آپ کے آگے اور ایک پیچھے کھڑی ہوئی۔ آپ نے پیچھے والی صف کو ایک رکوع اور دو سجدے کرائے۔ پھر یہ آگے بڑھ کر کھڑے ہو گئے اور آگے والے ان کی جگہ پر پیچھے آ گئے۔ آپ نے انہیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے کرائے۔ پھر سلام پھیر دیا۔ آپ کی دو اور لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوئی۔ (نام) (اس حدیث کی مختلف سندیں مختلف الفاظ سے آئی ہیں اور مسلم میں دوسری سند سے اور دوسرے لفظ سے بھی آئی ہے۔ یہ حدیث جابرؓ سے ایک جماعت صحاح، سنن اور مسانید میں لائی ہے۔) ابن عمرؓ فرماتے ہیں یہ خوف کی نماز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائی جب کہ دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر تھی۔ پھر دشمن کے مقابلہ والی جماعت آئی۔ آپ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر ہر جماعت نے ایک ایک رکعت پڑھ لی۔ (ج) ابن جریر و ابن مردویہ نے ان کے طرق و الفاظ بہترین

ترتیب سے جمع کر دیئے ہیں۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع

۱۵ ع ۱۲

''پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے بیٹھے اور کروٹوں پر اللہ کا ذکر کرتے رہو۔ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو نماز (حسب معمول) پڑھو۔ یاد رکھو! نماز مسلمانوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔ دشمن کا تعاقب کرنے میں جی نہ ہارو۔ اگر تم دکھ والے ہو تو وہ بھی تو تمہاری طرح دکھ والے ہیں اور تمہیں اللہ سے وہ امیدیں ہیں جو انہیں نہیں ہیں اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔''

نماز خوف کے بعد ذکر اللہ کی کثرت کا بیان: (۱۰۳) اس آیت میں خوف کی نماز کے بعد ذکر اللہ کی کثرت کا حکم ہے۔ اگرچہ ہر حالت میں اور ہر وقت ذکر اللہ محبوب و مرغوب ہے لیکن اس جگہ خصوصیت سے اس کا حکم ہے کیونکہ نماز خوف میں نماز کے ارکان میں بھی کمی ہوگئی اور نماز میں آمد و رفت بھی جاری رہی۔ جو کسی اور نماز میں روا نہیں۔ اسی طرح حق تعالیٰ نے حرمت والے مہینوں کے بارے میں فرمایا، فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ الخ (توبہ ۹، ۳۶) ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اگرچہ ظلم کرنا ہر وقت اور ہر مہینے میں منع ہے۔ لیکن ان مہینوں میں خصوصیت کے ساتھ ان کی انتہائی حرمت کی وجہ سے منع کیا گیا۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ہر وقت ذکر اللہ کرتے رہو۔ پھر فرمایا، جب امن ہو جائے، خوف جاتا رہے اور اطمینان ہو جائے تو نماز حسب معمول پڑھتے رہو۔ یعنی نماز پوری پڑھو۔ اس کی حدوں کا، خشوع و خضوع کا، رکوع اور سجدوں کا اور تمام حالتوں کا لحاظ رکھو۔ کتاب سے فرض مراد ہے۔ موقوتا یعنی نماز وقت والی ہے۔ حج کے اوقات کی طرح نماز کے بھی مقررہ اوقات ہیں۔

جنگ کے بعد دشمن کا تعاقب: (۱۰۴) یعنی دشمن کا تعاقب کرنے میں جی نہ ہارو۔ پوری سرگرمی سے تعاقب کرو۔ ان کا پیچھا نہ چھوڑو۔ ان سے لڑتے رہو اور ان کی تاک میں لگے رہو اور اپنے زخموں کا خیال نہ کرو۔ تم ہی زخمی نہیں ہو، دشمن بھی تو زخمی ہے۔ اور اس کے آدمی بھی تو مارے گئے ہیں۔ پھر جنگ میں سب ہی زخمی ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا، اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ (آل عمران ۳، ۱۴۰) اگر تمہیں زخم آ گئے ہیں تو کیا ہے، اس سے پہلے تم دشمن کو بھی تو زخمی اور قتل کر چکے ہو۔

مسلمانوں کو جہاد میں بہت زیادہ سرگرم عمل رہنا چاہیے: پھر فرمایا، تمہیں اللہ سے وہ امیدیں ہیں جو انہیں نہیں۔ یعنی تم دونوں زخموں اور چوٹوں میں تو برابر ہو لیکن تمہیں اللہ سے ثواب کی اور نصرت و اعانت کی امید ہے۔ جیسا کہ اللہ نے اس کا تم سے اپنی کتاب میں وعدہ فرمایا ہے۔ اور رسول کی زبانی کہلوایا ہے۔ وہ سچا وعدہ اور سچی خبر ہے۔ دشمن کو تو ان چیزوں میں سے کسی چیز کی

بھی امید نہیں لہذا ان کی بہ نسبت تم جہاد کے زیادہ حق دار ٹھہرے۔ تمہیں اس میں زیادہ دلچسپی لینی چاہیے اور تمہیں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے میں اور اسے اونچا اٹھانے میں انتہائی سرگرمی سے کام لینا چاہیے۔ پھر فرمایا، اللہ اپنے مقدرات میں، اپنے فیصلوں میں اور اپنے احکام جاری کرنے میں خواہ شرعی ہوں یا کونی، خوب دانا و بینا اور بڑی حکمت والا ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ
ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا
رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ
مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ
وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ
مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن
يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾

”یقیناً ہم نے آپ پر ایک سچی کتاب اتاری تا کہ اللہ نے جو آپ کو سمجھایا، آپ اسی کا لوگوں کو حکم کریں اور غداروں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنیں۔ اور اللہ سے بخشش کی دعا مانگتے رہیں۔ یاد رکھئے! اللہ بڑی بخشش والا اور بڑا مہربان ہے۔ آپ ان کی طرف سے نہ جھگڑیں جو اپنی جانوں سے غداری کر رہے ہیں۔ یاد رکھئے! اللہ ہر غدار و گنہ گار کو نہیں چاہتا۔ یہ لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ جب وہ ایسی بات پر رات گزارتے ہیں جس سے وہ راضی نہیں اور اللہ ان کے عملوں کو گھیرنے والا ہے۔ دیکھو تم وہ ہو کہ تم نے ان کی طرف سے دنیا میں جھگڑا کیا۔ پھر اللہ سے قیامت کے دن ان کی طرف سے کون جھگڑے گا یا کون ان کا کام بنانے والا ہوگا؟“

جواز اجتہاد کی دلیل: (۱۰۵) یعنی اے رحمت عالم ﷺ یہ کتاب جو آپ پر بھیجی گئی ہے سچی ہے۔ ہمارے پاس سے آئی ہے۔ اس کی خبریں بھی سچی ہیں اور اس کے فرامین بھی برحق ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی لڑائی میں چند انصاری تھے۔ ان میں سے ایک شخص کی چادر چوری ہوگئی۔ اس کا شبہ ایک انصاری پر ہوا۔ چادر والا رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا کہ طعمہ بن ابیرق نے میری چادر چرالی۔ جب چور نے یہ معاملہ دیکھا تو چادر رات کو ایک بے گناہ کے گھر میں ڈال آیا اور گھر والوں سے کہہ دیا کہ میں نے چادر چرا کر فلاں شخص کے گھر میں ڈال دی ہے اسی کے پاس سے برآمد ہوگی۔ اس کے خاندان والوں نے نبی ﷺ سے جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا آدمی چور نہیں ہے، چور فلاں شخص ہے۔ ہمیں تحقیق سے اس بات کا پتہ لگ گیا ہے۔ آپ ہمارے آدمی کو سب لوگوں کے سامنے بری قرار دیں اور اس کی طرف سے جھگڑیں۔ کیونکہ آپ کی وجہ سے اللہ اسے پاکدامن نہ قرار دے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ آخر کار آپ نے کھڑے ہو کر اس کی براءت کا اظہار کیا اور سب کے سامنے اسے

بے گناہ کہا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ پھر اللہ نے ان کے حق میں جو آپ کے پاس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لیے آئے تھے فرمایا کہ یہ لوگوں سے تو چھپ سکتے ہیں، اللہ سے کیسے چھپیں گے۔ یعنی جو آپ کے پاس جھوٹ سے چھپتے ہوئے چور کی طرف سے جھگڑ رہے تھے وہ اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔ یہ جو فرمایا کہ جو شخص برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، اس سے بھی وہی مراد ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لیے چور کی طرف سے جھگڑ رہے تھے۔ نیز یہ جو فرمایا وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً الخ (نساء۴:۱۱۲) جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہو پھر اس کا بہتان کسی معصوم پر باندھ دے اس نے بہتان اور کھلا گناہ لا دلیا۔ اس سے بھی چو اور چور کی طرف سے جھگڑنے والے مراد ہیں۔

(۱۰۶) آپ اللہ سے استغفار کریں۔ یعنی آپ نے جو قتادہ کو جواب دیا ہے وہ غلط ہے۔ اس کے بعد آپ کے پاس ہتھیار لائے گئے آپ نے رفاعہ کو بلا کر ہتھیار دے دیئے۔ قتادہؓ فرماتے ہیں (رفاعہؓ بوڑھے اور نابینا تھے جاہلیت میں بینائی جاتی رہی تھی اور اب وہ مسلمان تھے۔ میرا خیال تھا کہ وہ خوشی سے مسلمانوں نہیں ہوئے تھے بلکہ اسلام میں دخل کیے گئے تھے) جب میں ان کی چیز ان کے پاس لایا تو بولے بیٹا اسے خیرات کر دو۔ اب میں پہچان گیا پکے مسلمان ہیں۔ نزول آیت کے بعد بشیر مشرکوں میں گیا اور سلافہ بنت سعد کے ہاں ٹھہرا اس پر وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ اتری۔ بہرحال یہ مطول قصہ حدیث کی کئی کتابوں میں آیا ہے۔

(۱۰۷) یعنی آپ چوروں کی حمایت نہ کریں۔ کیونکہ دغاباز و مکار اور گنہگار شخص اللہ کو پسند نہیں اور اس پر اللہ کا عتاب اترتا ہے۔

(۱۰۸) یعنی لوگوں سے چھپتے ہیں مگر اللہ سے تو نہیں چھپ سکتے۔ اس میں منافقوں کی برائی ہے کہ لوگوں سے اپنی برائیاں چھپاتے ہیں تاکہ لوگ انہیں برا نہ سمجھیں۔ مگر یہ اللہ سے تو نہیں چھپا سکتے۔ اللہ تو ان کی دلی باتیں اور ان کے بھید خوب جانتا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ جب وہ رات میں اللہ کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں تو اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اور اللہ ان کے عمل گھیرے ہوئے ہے۔ اس جملے میں بھی سخت ڈراوا ہے۔ قتادہؓ بن نعمان کہتے ہیں ہمارے ایک خاندان کو بنی ابیرق کہا جاتا تھا۔ یہ تین افراد پر مشتمل تھا۔ بشر، بشیر، مبشر۔ مبشر۔ بشیر منافق تھا جو اپنے شعروں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو کیا کرتا تھا۔ پھر بعض عربوں سے کہتا کہ فلاں نے فلاں فلاں شعر کہا ہے اور فلاں نے فلاں فلاں شعر کہا۔ جب صحابہؓ اس شعر کو سنتے تو فرماتے کہ سوائے اس خبیث کے بھلا اور کون یہ شعر کہہ سکتا ہے۔ اور کہتے کہ یہ ابن الابیرق ہی نے کہا ہے۔ یہ خاندان جاہلیت واسلام میں تنگ دست تھا۔ مدینہ میں لوگوں کی غذا صرف جو اور کھجور تھی۔ جب اس شخص کو آسودگی میسر آتی اور شام سے قافلہ گیہوں لاتا تو یہ شخص صرف اپنے لیے گیہوں خرید کر رکھ لیا، بیوی اور بچوں کو وہی کھجور اور جو کھلاتا تھا۔ ایک دفعہ شام سے ایک قافلہ آیا۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے کچھ گیہوں خرید کر اپنے کمرے میں رکھ لیے۔ اس کمرے میں ہتھیار، زرہیں اور تلواریں بھی تھیں۔ کسی نے نیچے سے کمرے میں نقب لگا کر غلہ اور اسلحہ چرا لیے۔ صبح کو میرے چچا رفاعہ میرے پاس آ کر کہنے لگے بیٹا! آج رات ہمارے کمرے میں نقب لگا کر کسی نے ہمارا غلہ چرا لیا اور اسلحہ بھی۔ پھر ہم نے گھر میں دیکھا بھالا اور لوگوں سے پوچھا گچھا تو ہم سے کہا گیا کہ آج رات بنی ابیرق کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا گیا تھا غالباً اس کی روٹی پکائی جارہی ہوگی۔ بنی ابیرق بولے ہم گھر میں تحقیق کریں گے۔ ہماری رائے میں چور لبید بن سہل ہوگا۔ حالانکہ وہ ہمارے آدمی ہیں اور پکے مسلمان ہیں۔ جب لبید نے یہ بات سنی تو انہوں نے تلوار سونت کر کہا کیا میں چوری کروں گا؟ یا تو میرے پاس سے مال برآمد کرو ورنہ تلوار فیصلہ کرے گی۔ بولے اے شخص ہم سے الگ ہٹ تو چور نہ ہوگا۔ آخر ہم نے گھر میں پوچھا گچھا تو ہمیں یقین ہوگیا کہ واقعی بنی ابیرق ہی چور ہیں۔ چچا جان نے کہا بیٹا! رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ بیان

کرو۔ قتادہؓ کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے آ کر کہا کہ ہمارے گھر والے ظالم ہیں۔ انہوں نے چچا جان کے کمرے میں نقب لگا کر ان کا غلہ اور ہتھیار چرا لیے۔ غلہ کی تو ہمیں ایسی چنداں پرواہ نہیں البتہ ہمارے ہتھیار ہمیں دلوا دیئے جائیں۔ فرمایا میں اس معاملہ میں لجدی حکم کروں گا۔ جب بنی ابیرق نے یہ بات سنی تو ان کے ایک آدمی اسید بن عروہ نے آپ سے اس سلسلہ میں بات چیت کی پھر آپ کے پاس اس گھرانے کے چند لوگ جمع ہو کر کہنے لگے کہ قتادہ اور اس کا چچا ہم مسلمانوں پر بلا ثبوت چوری کا الزام لگاتے ہیں۔ قتادہؓ کہتے ہیں پھر آپ کے پاس گیا اور آپ سے چوری کے بارے میں گفت و شنید کی۔ فرمایا تم مسلمانوں پر جو بھلے آدمی ہیں بلا ثبوت چوری کا الزام لگا رہے ہو۔ آخر کار میں آپ کے پاس سے چلا آیا اور میں نے سوچا کاش میں اپنے اس مال سے دست بردار ہو جاتا اور آپ کے پاس نہ جاتا۔ جب چچا جان نے آ کر پوچھا تم نے کیا کیا؟ تو آپ ﷺ کے جواب کو میں نے چچا کے سامنے سامنے رکھ دیا۔ بولے اللہ کی مدد درکار ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ آیت اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الخ اتر آئی خائن سے بنی ابیرق مراد ہیں۔

(۱۰۹) یعنی فرض کیجیے کہ دنیوی زندگی میں ان کا یہ فریب چل گیا۔ لیکن قیامت کے دن کون ان کے اس مقدمہ کی وکالت کرے گا اور کون ان کا بگڑا کام بنائے گا۔ یعنی اس روز ان کا کوئی کام بنانے والا نہ ہوگا۔ وہاں دغا فریب اور دھوکہ نہیں چل سکتا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗــــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــــًٔـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۶/۱۴ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْھُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

اور جو شخص برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے معافی مانگ لے تو اللہ کو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان پائے گا۔ اور جو شخص گناہ کمائے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ کرے پھر اسے ناکردہ گناہ کے سر تھوپ دے تو اس نے بڑا بہتان باندھا اور کھلا گناہ کیا۔ اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں ایک گروہ نے آپ کو راہ سے بھٹکانے کا ارادہ کر ہی لیا تھا وہ اپنے آپ ہی کو بہکائیں گے آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے اللہ نے آپ پر کتاب و سنت اتاری ہے اور آپ کو وہ سکھایا ہے جو آپ جانتے نہ تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

توبہ کا بیان: (۱۱۰) حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور جود و احسان کی خبر دے رہا ہے کہ جس نے اس سے توبہ کر لی اور اس کی طرف

رجوع کر لیا خواہ وہ گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو حق تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا اور اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی عفو و بردباری کی اور اپنے جود و کرم کی اور اپنی وسیع رحمت و مغفرت کی خبر دی ہے کہ جس نے کوئی گناہ کیا خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور اللہ سے معافی چاہی تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا گو اس کے گناہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بھی بڑے کیوں نہ ہو۔ (ابن جریر) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب کسی اسرائیلی سے کوئی گناہ ہو جاتا تھا تو صبح کو اس کا کفارہ اس کے گھر کے دروازے پر لکھا ہوا ہوتا تھا جو اسے ادا کرنا پڑتا تھا۔ اور جب کپڑے کے کسی حصہ پر پیشاب لگ جاتا تو اس حصہ کو قینچی سے کاٹنا پڑتا تھا (ابن جریر) ایک شخص بولا اللہ نے اسرائیلیوں کو اچھائی دی تھی عبداللہؓ نے جواب دیا۔ اللہ نے جو بھلائی اور اچھائی تمہیں دی ہے وہ اس سے بہتر ہے جو انہیں دی گئی تھی۔ تمہارے لیے پانی پاک بنا دیا گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الخ (آل عمران ٣:١٣٥) جو لوگ بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پھر اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں اور اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے ان کی جزاء مغفرت ہے۔ یہاں فرمایا یہ جو شخص برائی کر کے یا اپنی جان پر ظلم کر کے اللہ سے معافی مانگے گا وہ اللہ کو بڑی وسیع بخشش و رحم والا پائے گا۔

گناہوں پر گناہگار ہی پکڑا جائے گا: (١١١) جو شخص گناہ کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ یہ آیت وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ الخ (فاطر ١٩:٣٥) کی طرح ہے یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا یعنی قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ ہر شخص کے لیے اس کے عمل ہوں گے جو کسی غیر پر نہیں لادے جائیں گے اسی لیے فرمایا کہ اللہ علیم و حکیم ہے اس کے علم و حکمت اور اس کی عدل و رحمت کا یہی تقاضا ہے۔

جھوٹا الزام لگانے کی وعید: (١١٢) یعنی جیسے بنی ابیرق نے اپنی چوری کا الزام بے گناہ لبید بن سہل کے سر تھوپ دیا تھا جیسا کہ اوپر گزر چکا۔ حالانکہ وہ بری تھا اور گناہ کو اس کے سر تھوپنے والے ظالم و خائن تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس کی اطلاع دی۔ پھر یہ ڈراوا عام ہے ہر اس شخص کو شامل ہے جو ان جیسا فعل کر کے ان جیسے گناہوں کا مرتکب ہو۔ اس پر بھی وہی جرم عائد ہوگا جو ان پر عائد ہوا ہے۔

غداروں کی طرف سے جھگڑنے والوں پر وعید: (١١٣) ابن ابی حاتم میں قتادہ بن نعمان والی روایت میں بنی ابیرق کا قصہ بیان کرنے کے بعد ہے کہ پھر اللہ نے لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ الخ اتاری۔ اس گروہ سے اسید بن عروہ اور اس کے ساتھ والے مراد ہیں جنہوں نے بنی ابیرق کی تعریف کی اور قتادہ بن نعمان کو برا کہا کہ اس نے ان پر الزام لگایا حالانکہ وہ بے گناہ اور الزام سے بری تھے۔ بات اس طرح نہ تھی جس طرح رسول اللہ ﷺ کو پہنچائی گئی تھی اسی لیے اللہ نے معاملہ کا فیصلہ اور اس کا انکشاف اپنے رسول کے سامنے کر دیا اور بات کھول دی۔ پھر اپنا یہ احسان جتایا کہ ہم ہر حال میں تمہارے مددگار و ناصر اور تمہیں غلطی سے بچانے والے ہیں۔ ہم نے تمہیں کتاب و سنت عطا فرمائی اور جو بات (قرآن اترنے سے پہلے) تم نہ جانتے تھے، وہ تمہیں ہم نے بتائی۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا، مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ (شوریٰ ٤٢،٥٢) آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔ (٢) وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى الخ (قصص ٢٨،٨٦) آپ کو یہ توقع نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب اتاری جائے گی مگر آپ کے رب کی عنایت ہی سے یہ اتری۔ لہٰذا آپ ان کافروں کی ذرا بھی تائید نہ کریں۔ اسی لیے مکرر کہا گیا کہ آپ پر اللہ کا

عظیم فضل ہے۔ اللہ ہم سب کو برائیوں سے بچنے اور نیک زندگی کے گزارنے کی اور گناہوں پر توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ثم آمین۔

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١١٤﴾ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ ع

''ان کے اکثر مشوروں میں بھلائی نہیں مگر جو شخص صدقہ کا، بھلائی کا یا لوگوں کی اصلاح کا حکم کرے (اس کے مشوروں میں بھلائی ہے) اور جو اللہ کی رضا ڈھونڈنے کے لیے ایسا کرے گا، ہم اسے جلیل الشان اجر دینے والے ہیں اور جو ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ خود پھر گیا ہے اور اسے جہنم میں جھونک دیں گے جو ٹھہرنے کی بری جگہ ہے۔''

بلا وجہ بولنے کی ممانعت: (۱۱۴) یعنی لوگ اکثر کانا پھوسی کرتے رہتے ہیں اور بولتے رہتے ہیں۔ بلا وجہ بولنے میں کوئی خوبی نہیں۔ لوگوں کی اکثر باتیں خیر و بھلائی سے خالی ہوتی ہیں۔ البتہ وہ بات جس میں صدقہ کا یا بھلی بات کا یا لوگوں کی اصلاح کا کوئی پہلو ہو، واقعی خوبی والی اور بھلائی والی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، انسان کا سارا کلام اس کے لیے وبال ہے بجز ذکر اللہ کے اور بھلی بات بتانے کے اور بری بات سے روکنے کے۔ (ابن مردویہ) ایک روایت میں ہے، وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں صلح کراتا ہے۔ اور بھلائی بڑھاتا ہے یا بھلی بات کہتا ہے۔ پھر ام مکتوم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بجز تین باتوں کے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دی۔ ایک لڑائی میں، دوسرے لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے میں، تیسرے میاں بیوی کی باہمی گفتگو میں۔ (۱) ام مکتوم ان مہاجر خواتین میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ (ج، علاوہ ابن ماجہ) (۴) کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو اپنے درجہ میں روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے۔ صحابہؓ نے جواب دیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا، وہ آپس کی اصلاح اور باہمی میل جول اور اتحاد و اتفاق ہے۔ فرمایا کہ آپس کا فساد ہی مونڈنے والا ہے۔ (دات) (۵) رسول اللہ ﷺ نے ابو ایوبؓ سے کہا، کیا میں تمہیں ایک تجارت نہ بتاؤں۔ انہوں نے جواب دیا، ضرور بتائیے۔ فرمایا، جب لوگوں میں فساد ہو تو ان کی اصلاح کی جدوجہد کرو اور جب وہ الگ الگ ہوں تو ان کو قریب لانے کی کوشش کرو۔ (بزار) اسی وجہ سے فرمایا کہ جو اللہ کی رضا ڈھونڈنے کے لیے یہ کام کرے گا، یعنی خلوص سے کرے گا اور اس غرض سے کرے گا کہ اللہ اسے اس کا ثواب عنایت فرمائے تو ہم اسے اجر عظیم دینے والے ہیں۔ یعنی اسے بہت اور وسیع ثواب ملنے والا ہے۔

کتاب و سنت کی پیروی فرض ہے: (۱۱۵) یعنی جو شریعت مطہرہ کے خلاف چلے گا جس کو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر مبعوث

ہوئے کہ اس کی الگ راہ ہو اور کتاب وسنت کی الگ راہ ہو اور وہ ایسا دیدۂ و دانستہ کرے گا جب کہ حق بھی اس کے سامنے ظاہر ہے، اسے روشنی مل گئی ہے اور اس کے سامنے صحیح راہ کھل گئی ہے اور مومنوں کی راہ پر نہ چلے گا بلکہ کوئی نئی راہ پیدا کرے گا۔ اس کا قیام جہنم ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث واضح ہو جانے کے بعد قرآن وحدیث کی پیروی فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسری راہ کی پیروی حرام ہے۔ خواہ وہ زیدؓ وعمرؓ کی رائے ہو یا امام وپیر کی۔ قومی رسم ورواج ہوں یا بے دینوں کا طریقہ۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی روش اختیار کرنا فرض ہے: اسی وجہ سے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی فرض ہے۔ پھر فرمایا کہ مومنوں کی راہ اختیار کرو۔ ان کا طریقہ نہ چھوڑو۔ یہاں مومنوں سے صحابہ کرامؓ مراد ہیں۔ یعنی جس طرح انہوں نے کتاب وسنت پر بلا نکیر عمل کیا، فرقہ بندی سے دور رہے۔ اسی طرح قیامت تک کے مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ ان کا طریقہ اپنائیں اور فرقہ بندی سے دور رہیں اور کتاب وسنت پر عمل کریں۔ اسی لیے مخالفت کتاب وسنت اور مخالفت صحابہ پر حق تعالیٰ نے یہ وعید فرمائی کہ جو یہ راہ اختیار کرے گا تو ہم بھی اسے اس کی جزا دیں گے اور اس کے دل میں اس کام کی خوبی بٹھائیں گے اور اسے اس کے سامنے خوب صورت کر کے لائیں گے۔ یہ ہے اللہ کی طرف سے استدراج کہ حق تعالیٰ نے اس کے دل میں وہ بات صحیح اور عمدہ کر کے بٹھا دی تا کہ وہ اور گنہ ہوں میں ڈوبے۔ پھر جب ناؤ بھر جاتی ہے تو ڈوب جاتی ہے۔ فرمایا، فَذَرۡنِیۡ وَمَنۡ یُّکَذِّبُ الخ (قلم ۶۸، ۴۴، ۴۵) آپ مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں۔ ہم انہیں اس طرح ڈھیل دیں گے کہ انہیں شعور بھی نہیں ہوگا۔ فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ اللّٰہُ الخ (صف ۶۱، ۵) جب وہ ٹیڑھے ہوئے، اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔ وَیَذَرُہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ الخ (اعراف ۷، ۱۸۶) اللہ انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے گا اور ایسے شخص کا آخرت میں ٹھکانہ آگ قرار دیا کیونکہ جو شخص ہدایت سے ہٹ گیا، قیامت کے دن بجز آگ کے اس کے لیے کچھ اور ہے ہی نہیں جیسا کہ فرمایا، اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَاَزۡوَاجَہُمۡ الخ (صافات ۳۷، ۲۲، ۲۳) گنہ گاروں کو، ان کے جوڑوں کو اور ان کے معبودوں کو جمع کرو اور جہنم میں لے جا کر جھونک دو۔ وَرَاَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ النَّارَ الخ (۱۸۔۵۳) مجرم آگ دیکھ کر گمان کریں گے کہ ہم اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچ نہیں سکتے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ
وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ
دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ﴿۱۱۷﴾ ۙ لَّعَنَہُ اللّٰہُ ۘ وَقَالَ وقف لازم
لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۱۱۸﴾ ۙ وَّلَاُضِلَّنَّہُمۡ وَلَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَلَاٰمُرَنَّہُمۡ
فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَلَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ وَمَنۡ یَّتَّخِذِ
الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ﴿۱۱۹﴾ ؕ یَعِدُہُمۡ

وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١٢١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴿١٢٢﴾

''یاد رکھو! اللہ اس گناہ کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے سوا تمام گناہ جس کے لیے چاہے، بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، وہ راہ سے بہت دور جا پڑا۔ یہ تو اللہ کو چھوڑ کر عورتوں کو ہی پکارتے ہیں۔ درحقیقت یہ سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ اور شیطان نے کہا ہے کہ میں تیرے بندوں سے ایک ٹھہرایا ہوا حصہ لے کر رہوں گا۔ بلاشبہ میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا اور انہیں باطل آرزوئیں دلاتا رہوں گا اور انہیں حکم کروں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیر دیں اور انہیں حکم کروں گا کہ اللہ کی خلقت کو بدل ڈالیں اور جس نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا، وہ کھلے گھاٹے میں پڑ گیا۔ شیطان تو ان سے صرف زبانی وعدے کرتا رہتا ہے اور باطل امیدیں دلاتا رہتا ہے اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے، وہ محض فریب ہے۔ ایسے ہی لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں سے نہ وہ بھاگ سکیں گے اور نہ چھٹکارا پائیں گے اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے۔ ہم انہیں جنتوں میں داخل کرنے والے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور باتوں میں اللہ سے بڑھ کر اور کون سچا ہو سکتا ہے۔''

شرک سب سے زیادہ گہری اور سنگین گمراہی ہے: (۱۱۶) یہ آیت (نساء۴، ۴۸) میں گزر چکی اور تفسیر بھی بیان ہو چکی۔ علیؓ فرماتے ہیں یہ آیت مجھے انتہائی پیاری ہے۔ (ت) پھر فرمایا، مشرک راہ سے بہت دور ہٹ گئے یعنی باطل کی راہ اختیار کر کے ہدایت کی راہ سے بہت دور ہٹ گئے۔ اپنی جانیں تباہ کر بیٹھے، دنیا و آخرت کے گھاٹے میں مبتلا ہو گئے اور دونوں جہانوں کی سعادتوں سے محروم ہو گئے۔ (ہر گناہ گمراہی ہے مگر شرک سب سے زیادہ سنگین گمراہی ہے۔)

بت پرست دیویوں کے پجاری ہیں: (۱۱۷) اناث سے بت مراد ہیں۔ مشرک فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں اور ان کی عبادت کو اس کے قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ پھر ان کے بت بنا کر انہیں زیور پہنا کر کہتے کہ یہ دیویاں اللہ کی بیٹیوں کے مشابہ ہیں جن کی ہم عبادت کرتے ہیں یعنی یہ فرشتوں کے مشابہ ہیں۔ سورۂ نجم میں فرمایا، اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى الخ (النجم: ۵۳، ۱۹۔۲۰) بھلا تم نے لات، عزیٰ اور تیسرے منات کے حال میں سوچا بھی۔ (۲) وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الخ (زخرف ۴۳، ۱۹) انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں، لڑکیاں بنا دیا ہے۔ (۳) وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ الخ (صافات ۳۷، ۱۵۸) انہوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان نسب قرار دے دیا۔

دیویوں کے پجاری دراصل شیطان کے پجاری ہیں: وہ عورتوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ شیطان کے پجاری ہیں کیونکہ شیطان ہی نے بت پرستی کا انہیں حکم دیا۔ شیطان ہی نے انہیں یہ کام خوب صورت دکھلایا اور ان کے سامنے حسن و زینت والا بنا کر

پیش کیا۔ اس لیے یہ حقیقت میں شیطان کے پجاری ہوئے۔ جیسا کہ فرمایا، اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الخ (یٰس ۳۶، ۶۰) اے آدم کے بیٹو! کیا میں نے تم سے شیطان کی عبادت نہ کرنے کا اقرار نہ کرالیا تھا۔ ایک آیت میں اللہ نے فرشتوں کی طرف سے اس بات کی خبر دیتے ہوئے کہ وہ قیامت کے دن مشرکوں کی طرف سے جنہوں نے دنیا میں ان کی عبادت کا دعویٰ کیا تھا، کہیں گے۔ فرمایا، بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ الخ (سبا ۳۴، ۴۱) کہ ہماری نہیں بلکہ یہ جنوں (شیطانوں) کی عبادت کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کا ان پر ایمان تھا۔

(۱۱۸) پھر فرمایا کہ اللہ نے شیطان پر لعنت کردی ہے۔ یعنی اسے اپنی بارگاہ سے دھکا دے کر ہٹا دیا ہے۔ اپنی رحمت سے دور کردیا ہے اور اپنے پڑوس سے نکال دیا ہے۔

شیطان کا انسان کو گمراہ کرنے کا وعدہ ہے: (۱۱۹) یعنی شیطان نے بیڑا اٹھایا ہے کہ میں انسان کو برابر بہکاتا رہوں گا۔ یعنی بہکا کر سیدھی راہ سے اور حق سے ہٹاتا رہوں گا۔ پھر فرمایا کہ انہیں آرزوئیں دلاؤں گا یعنی ترک توبہ کو حسین بنا کر لاؤں گا (کہ تمہارا عمل اللہ کو محبوب ہے۔ گناہ تو ہے نہیں کہ توبہ کرو۔ بھلا کہیں نیک عمل سے بھی توبہ کی جاتی ہے۔ یہ تو اللہ کے نافرمانوں کا کام ہے یا اگر بفرض محال اس عمل کو برا بھی سمجھ لیا جائے تو جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ اخیر عمر میں توبہ کرلینا۔ ابھی تو کافی عمر پڑی ہے۔ یا انہیں ان کی جانوں کی طرف سے دھوکہ میں رکھوں گا یعنی ان سے گناہ کراؤں گا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دوں گا کہ یہ گناہ نہیں ہیں، یہ تو نیک عمل ہیں جن کی بدولت جنت حاصل ہوگی۔

تبکیت کی تفسیر: تبکیت کے معنی چیرنے پھاڑنے کے ہیں۔ جانوروں کے کان چیر کر انہیں بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا جو نذرونیاز کی علامت ہوتی تھی اور یہ بحیرہ، سائبہ اور وصیلہ کی نشانی تھی۔

پیدائشی تغیر سے دین بدلنا مراد ہے: خلقت بدلنے سے جانوروں کے کان کاٹ کر بتوں کے نام چھوڑ دینا مراد ہے یا گودنا مراد ہے۔ مسلم میں گودنے کی ممانعت آئی ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی اس پر لعنت ہے جس نے ایسا کیا یعنی گودنا گدوایا۔ اللہ نے گودنے والیوں پر، گدوانے والیوں پر، بال نوچنے والیوں پر اور بال نچوانے والیوں پر اور دانتوں میں کشادگی کرانے والیوں پر جو خوب صورتی کے لیے اللہ کی بناوٹ کو بگاڑ دیتی ہیں، لعنت کی ہے۔ پھر بھلا میں ان پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہو۔ اور اللہ کی کتاب میں بھی لعنت موجود ہو۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح جانور صحیح کانوں کا پیدا ہوتا ہے۔ کیا کبھی کسی نے جانور کا بچہ چرے ہوئے کان کا دیکھا ہے۔ (ق)

حق تعالیٰ نے فرمایا، میں نے اپنے بندوں کو حنیف (توحید والا) پیدا کیا۔ پھر شیطان نے ان کے پاس آکر اور انہیں ان کے دین سے بہکا کر ہلاک کردیا اور اس نے ان کے لیے وہ چیزیں حرام کردیں جو میں نے حلال کردی تھیں۔ پھر فرمایا، جس نے شیطان کو دوست بنایا، وہ کھلے گھاٹے میں ہے یعنی اس کی دنیا بھی تباہ ہوئی اور آخرت بھی۔ یہ ایسا گھاٹا ہے جس کی تلافی ممکن نہیں اور جس کے دیوالیہ ہونے کے بعد تونگری کی کوئی صورت ہی نہیں۔

شیطان کے وعدے جھوٹے ہیں: (۱۲۰) یہ ایک سچی خبر ہے جس میں شک وشبہ نہیں۔ واقعی شیطان اپنے دوستوں سے جھوٹے وعدے کرتا ہے اور انہیں بے کار آرزوئیں دلاتا ہے کہ تم ہی دنیا اور آخرت میں کامیاب رہو گے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ

شیطان انہیں دھوکا ہی دیتا ہے کہ وہ اس کے دھوکہ میں آ کر اپنے عمل نیک سمجھنے لگتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قیامت کے دن ابلیس کی طرف سے خبر دی۔ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ الخ (ابراہیم ۲۲،۱۴) جب کام کا فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ فرمایا تھا اور میں نے تم سے جھوٹے وعدے کیے تھے۔ وہ جھوٹے تھے۔ میرا تم پر کوئی زور نہ تھا۔ البتہ میں نے تمہیں دعوت دی تھی۔ تم نے میری دعوت قبول کر لی۔ مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنی جانوں کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری۔

شیطانی وعدوں پر یقین کرنے والوں کو تنبیہ: (۱۲۱) یعنی جو شیطان کے وعدوں کو اور اس کی دلائی ہوئی آرزوؤں کو سچا اور بہتر سمجھ رہے ہیں، قیامت کے دن ان کا ٹھکانہ اور انجام جہنم ہے جس سے انہیں بھاگنے اور چھپنے کی جگہ نہیں اور نہ وہ اس سے رہائی اور نجات پا سکتے ہیں۔

نیکوں کا اور قیامت کے دن ان کی عزت واحترام کا بیان: (۱۲۲) یہ سعادت مندوں، پرہیزگاروں اور صالح انسانوں کا بیان ہے اور قیامت کے دن ان کی عزت و کمال احترام کا ذکر ہے یعنی جن لوگوں کے دلوں نے تصدیق کی، اعضاء نے حسب فرمان الٰہی عمل کیے اور وہ بری باتوں سے باز رہے، ہم انہیں بہشتوں میں داخل کریں گے جہاں وہ جہاں چاہیں گے، چلیں پھریں گے۔ اور جو چاہیں گے، کھائیں پئیں گے اور موج اڑائیں گے۔ انہیں نہ فنا ہے اور نہ انتقال مکانی کا ڈر۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کے وعدے کی حقیقت معلوم ہے ہی کہ وہ لامحالہ ہو کر ہی رہتا ہے۔

قرآن یقینیات کا سرچشمہ ہے: پھر فرمایا، بھلا اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔ یاد رکھو! سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین کام نیا کام ہے اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں جھونکنے والی ہے یعنی نیا کام جس کو بدعت کہا جاتا ہے، جہنم میں جھونک دینے والا ہے۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا ﴿۱۲۶﴾

''معاملہ نہ تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برا عمل کرے گا، اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے پاس کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار نہ پائے گا اور جو نیک عمل کریں گے خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں اور ایمان بھی رکھتے ہوں گے، وہی

جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ بھلا اس سے بڑھ کر کون اچھے دین والا ہوگا جس نے اپنی ذات اللہ کی مطیع ومنقاد بنا دی اور وہ مخلص بھی ہے اور اس نے مذہب ابراہیم کی جو موحد تھے، پیروی کی اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنا لیا ہے اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔''

زبانی دعوے کارآمد نہیں، صحیح عمل کارآمد ہیں: (۱۲۳) مسلمانوں اور اہل کتاب نے آپس میں فخر کیا۔ کتاب والوں نے کہا، ہمارے نبی اور ہماری کتاب تمہارے نبی اور تمہاری کتاب سے پہلے کی ہے۔ لہٰذا ہم تم سے اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔ مسلمانوں نے کہا، ہم اللہ کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ ہمارے نبی خاتم النبین ہیں اور ہماری کتاب پہلی کتابوں کی ناسخ ہے۔ اس پر یہ آیت اتری اور اللہ نے مسلمانوں کی حجت غیر مسلموں کی حجت پر کامیاب بنائی۔ مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ نہ ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور نہ ہم پر عذاب ہوگا۔ یہودی اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی اور نہ جائے گا اور یہ بھی کہ ہم دوزخ میں چند دن کے لیے جائیں گے۔ اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ دین کا معاملہ امیدوں، آرزوؤں اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے پر نہیں ہے۔ دین وہ ہے جو دل میں جما ہوا ہو اور عمل اس کی تصدیق کریں۔ جو شخص کسی بات کا دعویٰ کرے، اسے محض دعوے سے وہ چیز حاصل نہیں ہو جاتی۔ نہ دعوے داران حق کی بات محض دعووں پر سننے کے قابل ہوتی ہے تاوقتیکہ اس کے ثبوت میں کوئی برہان رب نہ ہو۔ اسی وجہ سے فرمایا۔

اللہ کی عبادت و رسول کی اطاعت پر نجات ہے: (۱۲۴) فرمایا، یعنی نجات کا دارومدار امیدوں پر نہیں ہے بلکہ اللہ کی عبادت پر اور رسول ﷺ کی اطاعت پر ہے۔ اس کے لیے نجات نہیں جو عبادت واطاعت سے جی چرائے اور برے عمل کرتا رہے۔ (یہاں عبادت سے توحید مراد ہے) اس کو اس کے برے عملوں کا بدلہ ملے گا۔ سورۂ زلزال کے آخر میں فرمایا، پھر جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا، اسے دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا، اسے دیکھ لے گا۔

مسلمان کو برائیوں کا دنیا ہی میں بدلہ مل جاتا ہے: کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو بہت سے صحابہ گھبرا کر نکلے۔ ابوبکرؓ بن ابی زہیر کہتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ ابوبکرؓ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ الخ کے بعد کیونکر بیڑا پار لگے گا کیونکہ ہر برائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ فرمایا، ابوبکرؓ! اللہ تمہاری مغفرت فرمائے۔ کیا تم بیمار نہیں پڑتے؟ کیا تم فکر مند نہیں ہوتے؟ کیا تم تکلیف نہیں سہتے؟ کیا تم غمگین نہیں ہوتے اور کیا تم مصائب کا شکار نہیں بنتے؟ بولے، کیوں نہیں۔ فرمایا، یہی برائیوں کا بدلہ ہے۔ (ا، سعید بن منصور، حاکم)

عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے قرآن کی ایک سخت آیت معلوم ہے۔ فرمایا، کون سی؟ بولیں، مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً الخ۔ فرمایا، مومن کی جزا وہ مصیبت ہے جو اسے پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا گرنا بھی جزا ہے۔ (ابن ابی حاتم، د) عائشہؓ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ بولیں، مجھ سے اس آیت کے بارے میں آج تک کسی نے نہیں پوچھا۔ جب سے میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہے۔ فرمایا، عائشہؓ! یہ اللہ کا بندے کے ساتھ معاملہ ہے۔ جو دکھ اسے بخار سے، کسی صدمہ سے اور کانٹے وغیرہ کی تکلیف سے یہاں تک کہ کوئی چیز رکھ کر بھول جائے اور اسے ڈھونڈتا پھرے، پھر اسے اپنی جیب میں پالے، اس کے صدمے سے پہنچتا ہے وہ (اس کے گناہوں کا کفارہ ہے) جب تک مومن اپنے گناہوں سے نکھر نہ جائے، جیسے سونا بھٹی سے نکھر

کر آتا ہے۔ (دطیالسی) یعنی مومن کو برابر صدمہ پہنچتا رہتا ہے۔ جب تک وہ نکھر نہ جائے جیسے سونا کھٹالی میں پگھلا کر کندن بنالیا جاتا ہے۔

صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، یادرکھو! مومن کو ہر چیز میں یہاں تک کہ روح کے قبض ہونے میں بھی اجر دیا جاتا ہے۔ (ابن مردویہ)

اللہ نیک عملوں کا قدر دان ہے: جب برائیوں کی سزا کا بیان کیا اور یہ فرمایا کہ ان کی سزا ضرور ملتی ہے خواہ دنیا میں مل جائے جو نہایت ہی خوب ہے یا آخرت میں (اللہ آخرت کی سزا سے محفوظ رکھے۔ اے اللہ دنیا اور آخرت میں عافیت سے رکھ۔ ہماری خطاؤں سے درگزر فرما اور ہمارے قصور معاف فرما۔) تو پھر اپنے احسان وکرم، لطف وسخا اور ہمہ گیر رحمت کا بیان شروع کیا کہ ہم اپنے بندوں کے نیک عمل قبول کر لیتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں اور مومن مردوں اور عورتوں کے نیک عمل رائیگاں نہیں جانے دیتے بشرطیکہ ایمان کی دولت ان کے پاس ہو۔ ہم انہیں جنت میں داخل کرنے والے ہیں اور ان کی نیکیوں کے بارے میں ان پر ظلم نہیں کریں گے۔ تل بھر بھی ان کی نیکیوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔ نقیر کھجور کی گٹھلی کی جھلی کو کہتے ہیں۔)

نیک عملوں کے لیے خلوص وصواب کی شرط ہے: (۱۲۵) یعنی جس نے اپنی ذات اللہ کے حوالے کر دی اور اپنے عزت و جلال والے رب کی رضامندی کے لیے خلوص سے عمل کرتا رہا، اس کے ثواب پر یقین کر کے اور اللہ کو خوش کرنے کے لیے اس کی رضامندی کے عمل کیے اور عمل میں شریعت مطہرہ کی مطابقت کا لحاظ رکھا، اس کے لیے جنت ہے۔ ہر عمل کے لیے یہ دو شرطیں ضروری ہیں۔ یعنی پرخلوص ہو اور مطابق سنت ہو۔ خالص وہ عمل ہے جو صرف اللہ کے لیے دل سے کیا جائے اور صواب وہ عمل ہے جو سنت کے اور شریعت کے مطابق ہو۔ لہذا ظاہری عمل شریعت کی مطابقت سے اور باطنی عمل اخلاص سے صحیح ہوتا ہے۔ پھر جب عمل میں ان دو شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ باطل ہوگا۔

اخلاص کی محرومی سے نفاق آ جائے گا کیونکہ منافق ہی لوگوں کے دکھانے کے لیے عمل کرتے ہیں۔ اور مطابقت کی محرومی سے ضلالت وجہالت گھس آئے گی۔ جب کسی عمل میں اخلاص ومطابقت دونوں جمع ہو جائیں گے تو ایمان والوں کے عمل مقبول ہوں گے اور ان کی برائیوں سے درگزر کر دی جائے گی۔ ملت ابراہیمی کے پیروی کرنے والے قیامت تک مسلمان ہی ہوں گے۔ فرمایا، اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ الخ (آل عمران ۳، ۶۸) لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی اتباع کی اور یہ نبی اور ایمان والے ہیں۔ (۲) ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ الخ (نحل ۱۶، ۱۲۳) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ ابراہیمی مذہب کی پیروی کریں جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

حنیف اسے کہا جاتا ہے جو سوچ سمجھ کر شرک سے بےزار اور حق کا جویاں ہو۔ اسے حق سے کوئی چیز باز نہ رکھے اور کوئی طاقت اس کے اور حق کے درمیان حائل نہ ہو۔

ابراہیم خلیل اللہ ہیں: پھر فرمایا، اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل چن لیا ہے یعنی بھلا جو اللہ کا خلیل ہو، اس کی کیوں پیروی نہ کی جائے کیونکہ پیروی سے وہ خلیل اللہ کا خلیل ہوگا اور خلیل اللہ کا خلیل، اللہ کا خلیل ہوگا۔ اس آیت میں ابراہیمؑ کی پیروی کی ترغیب ہے کیونکہ آپ امام الموحدین ہیں کیونکہ آپ قرب الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ گئے اور دوستی کا وہ درجہ حاصل کر لیا جو محبت کے تمام مقاموں سے افضل واعلیٰ ہے۔ یہ مرتبہ آپ کو کثرت اطاعت ہی سے حاصل ہوا جیسا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی قرآن میں تعریف

فرمائی ہے۔ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى (نجم ۵۳، ۳۷) ابراہیم وہ ہیں جنہوں نے وعدہ پورا کیا۔ یعنی ہر حکم کی تعمیل کی اور عبادت کے ہر مقام پر گامزن رہے۔ آپ بڑی عبادت کی وجہ سے چھوٹی عبادت کو نہ بھولے۔ فرمایا، وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ الخ (بقرہ ۲، ۱۲۴) جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند کلموں سے آزمایا تو انہوں نے وہ کلمے پورے کر کے دکھا دیئے۔ (۲) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ الخ (نحل ۱۶، ۱۲۰، ۱۲۱) یقیناً ابراہیم پیشوا تھے، اللہ کی عبادت کرنے والے تھے اور موحد تھے، مشرک نہ تھے۔ رب کی نعمتوں کے احسان مندر ہے۔ اللہ نے انہیں چن لیا اور انہیں سیدھی راہ پر پہنچا دیا۔

عمروؓ بن میمون کہتے ہیں جب معاذ یمن آئے تو مسلمانوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا کی تلاوت کی۔ ایک شخص بولا، اللہ کی قسم! ابراہیم کی ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ (ب)

خلیل کی وجہ تسمیہ: آپ کو اللہ سے انتہائی محبت اور کمال درجے کا عشق تھا اور بڑے شوق سے اور کمال دلچسپی سے رب کی عبادت میں لگے رہتے تھے۔ اس لیے آپ کو خلیل کا لقب دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا، امابعد! اگر میں کسی کو اپنا خلیل چنتا تو ابوبکرؓ کو چنتا لیکن تمہارا نبی (محمد ﷺ) اللہ کا خلیل ہے۔ (ق) ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی اپنا خلیل چن لیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے: ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے۔ ایک روز مہمان تلاش کرنے نکلے لیکن کوئی مہمان نہیں ملا۔ آخر گھر واپس آئے۔ گھر میں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! میری اجازت کے بغیر تو گھر میں کیوں آیا؟ بولا، میں گھر کے مالک کی اجازت سے آیا ہوں۔ پوچھا، تم کون ہو؟ بولا، موت کا فرشتہ۔ مجھے میرے رب نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی طرف بھیجا کہ میں اسے خوش خبری دوں کہ اللہ نے اسے اپنا خلیل چن لیا ہے۔ پوچھا، وہ کون ہے؟ اگر تو اسے مجھے بتا دے گا اور وہ دور سے دور تر شہر میں ہوگا تو اللہ کی قسم! میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا اور مرتے دم تک اس کا پڑوسی رہوں گا۔ بولا، وہ بندے آپ ہیں۔ فرمایا، میں؟ بولا، ہاں۔ فرمایا، مجھے رب نے کیوں خلیل چنا؟ بولا، آپ لوگوں کو دیتے ہیں اور ان سے لیتے نہیں۔ (ابن ابی حاتم)

اللہ شہنشاہ مطلق ہے: (۱۲۶) یعنی ساری کائنات اللہ کی مملوک، اس کی غلام اور اس کی مخلوق ہے۔ اس میں اسی کا تصرف و اختیار ہے۔ اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور اس کے فرمان کی تعمیل میں کوئی دیر نہیں کر سکتا۔ اس کی عظمت و قدرت، عدل و حکمت اور رحمت و شفقت عام ہے۔ اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ اس کا علم گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے اور ہر چیز گھیرے ہوئے ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی ڈھکی نہیں۔ آسمانوں میں اور زمین میں کوئی ذرہ برابر چیز یا اس سے کم و بیش اس سے پوشیدہ نہیں۔ ایک ایک ناقابل تقسیم جزو کی اسے خبر ہے۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَھُنَّ مَا كُتِبَ لَھُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ
اَنْ تَنْكِحُوْھُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِـيْمًا ﴿۱۲۷﴾

''اورلوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں۔فرمادیجئے اللہ تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور جو کتاب میں پڑھ کر تمہیں سنایا جاتا ہے، وہ ان یتیم بچیوں کا حکم ہے جن کو تم ان کا مقررہ حق نہیں دیتے اور ان سے نکاح کے خواہش مند ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں بھی فتویٰ دیتا ہے اور اس بات کا بھی کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھلائی کرو گے، وہ اللہ کو خوب معلوم ہے۔''

یتیم بچیوں کا حکم: (۱۲۷) اگر کسی شخص کے پاس یتیم بچی ہو اور وہی اس کا ولی و وارث ہو، پھر وہ اس کے مال میں شریک بھی ہو اور اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو یا بدصورتی کی وجہ سے نکاح کرنا نہ چاہتا ہو اور دوسرے سے اس کا نکاح اس لیے نہیں چاہتا ہو کہ وہ مال میں شریک ہو جائے گا۔لہٰذا اسے بٹھائے رکھتا ہو۔ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت اتری۔(ق)

عائشہؓ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے بارے میں فتویٰ پوچھا۔اس پر یہ آیت اتری۔وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ سے اس سورت کے شروع کی آیت وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا الخ مراد ہے۔پھر فرمایا کہ تم ان سے نکاح کرنے کے خواہش مند ہو یعنی اس یتیم بچی سے جو ولی کے پاس ہے۔ولی نکاح کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ صاحب مال بھی ہے اور حسین و جمیل بھی لیکن جب مالدار و حسین نہیں ہوتی تو ولی نہ تو خود ہی اس سے نکاح کرتا ہے اور نہ کسی اور ہی سے نکاح کراتا ہے بلکہ بٹھائے رکھتا ہے لہٰذا اگر حسین سے نکاح کرنا چاہے تو اسے اس کا پورا مہر دے اور اگر خود نکاح نہیں کرنا چاہتا تو کسی اور سے نکاح کرا دے اور آپ کسی اور عورت سے نکاح کر لے۔اللہ نے ہر طرح سے وسعت رکھی ہے اور اگر یتیم بچی ولی کو اچھی معلوم نہیں ہوتی یا بدصورت ہے اور ولی نکاح نہیں کرنا چاہتا تو اسے اس خیال سے بٹھائے رکھنا کہ دوسرا مال میں شریک ہوگا، ناجائز ہے۔اس کا کسی سے نکاح کرا دیا جائے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص یتیم بچی کا ولی بننا چاہتا تو اس پر کپڑا ڈال دیتا تھا۔پھر دستور کے مطابق کوئی اور اس سے نکاح نہیں کر سکتا تھا۔اگر وہ حسین ہوتی اور خود ولی اس کی طرف مائل ہوتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اس کا مال کھاتا اور اگر بدصورت ہوتی تو اسے مرتے دم تک بٹھائے رکھتا۔جب مر جاتی تو اس کا وارث بنتا۔اللہ نے اس کو حرام قرار دیا اور اس سے لوگوں کو روک دیا۔کمزور بچوں سے نابالغ بچے مراد ہیں۔جاہلیت میں لڑکیوں اور نابالغ بچوں کو ورثہ نہیں ملتا تھا۔اسی وجہ سے فرمایا کہ تم انہیں ان کا مقررہ حصہ نہیں دیتے۔آخر اللہ نے اس ظلم سے بھی روکا اور ہر حصہ دار کا حصہ مقرر فرمادیا کہ مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرا حصہ دیا جائے خواہ بالغ ہوں یا نابالغ اور چھوٹے ہوں یا بڑے۔

قیام بالقسط سے یہ مراد ہے کہ جس طرح حسین و مالدار یتیم بچی سے شادی کی جاتی ہے، اسی طرح غیر مالدار و غیر حسین یتیم بچی سے شادی کی جائے کیونکہ انصاف کی تو یہی بات ہے۔پھر فرمایا، ہر بھلائی کو اللہ جانتا ہے۔اس میں نیکیاں کرنے کی اور تکمیل احکام کی ترغیب ہے کیونکہ ہمہ گیر علم والا ہر فعل کی جزا بھی پوری پوری ہی دے گا۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِیْمًا ﴿۱۳۰﴾

’’اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی نافرمانی یا بے پرواہی کا ڈر ہو تو دونوں پر باہمی صلح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور صلح بہت بہتر ہے اور ہر شخص میں لالچ موجود ہے اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے سارے کاموں کی خبر ہے۔ تم عورتوں میں برابری ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگرچہ تم کو اس کی حرص ہو تو پوری طرح کسی کی طرف جھکو بھی نہیں کہ ایک کو معلق چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کر لو اور اللہ سے ڈرو تو یاد رکھو! اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اگر دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی فراخی سے بے نیاز کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور زبردست حکمت والا ہے۔‘‘

میاں بیوی میں نااتفاقی: (۱۲۸) حق تعالیٰ نے اس آیت میں میاں بیوی کے حالات سے خبردار فرمایا ہے کہ کبھی شوہر بیوی سے ناراض ہوتا ہے اور کبھی راضی اور کبھی کبھی اس سے علیحدگی بھی چاہتا ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کی بے زاری کا ڈر ہو تو اگر اسے خوش کرنے کے لیے اپنے تمام یا بعض حقوق سے دست بردار ہو جائے تو ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً نان و نفقہ چھوڑ دے یا اپنی باری معاف کر دے۔ شوہر کو اس کی بات مان لینی چاہیے۔ اس میں نہ شوہر کا حرج ہے اور نہ بیوی کا۔ پھر حق تعالیٰ نے ملاپ کو جدائی سے بہتر بتایا کیونکہ صلح کی صورت لڑائی کی صورت سے بہتر ہے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں یہ آیت اس بوڑھی عورت کے بارے میں ہے جو ایک شخص کے پاس ہے۔ مرد اس سے زیادہ رغبت نہیں رکھتا بلکہ اسے جدا کرنا چاہتا ہے اور وہ عرض کرتی ہے کہ میں اپنے حق سے دست بردار ہوتی ہوں۔ (ب)

وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ کی تفسیر: اس فقرے کا کہ صلح بہت ہی بہتر ہے، ایک تو یہ معنی ہے کہ شوہر بیوی کو یہ اختیار دے دے کہ اگر تم چاہو تو اسی طرح رہو کہ تمہارے حقوق دوسری بیویوں کے برابر نہ ہوں اور اگر چاہو تو طلاق لے لو۔ یہ اختیار اس بات سے بہتر ہے کہ یونہی اس کو معلق چھوڑ دیا جائے لیکن بظاہر آیت کا یہ مطلب ہے کہ بیوی کا بعض حق چھوڑ کر صلح کر لینا اور شوہر کا اس بات کو مان لینا جدائی سے بہتر ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہؓ سے صلح کر لی اور ان کی باری کا حق کا ہبہ منظور کر لیا۔ آپ نے جو یہ صورت اختیار کی تو اسی لیے کہ آپ کی امت آپ کی اقتدا کرلے کہ یہ افضل ہے۔ چونکہ اللہ کو ملاپ جدائی سے پیارا ہے، اسی لیے فرمایا کہ صلح بہتر ہے اور طلاق سے اللہ کو انتہائی بغض ہے۔ اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ تمام حلال چیزوں میں اللہ کو طلاق سے انتہائی نفرت ہے۔ (د)

مساوات ہر حال میں بہتر ہے: پھر فرمایا، اگر تم نیکی کرو اور اللہ سے ڈرو تو اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے۔ یعنی اگر تم صبر کی تکلیف برداشت کر کے خواتین کی ناپسند باتوں کو سہہ لو اور ان سے ان کی ہم مثل عورتوں کا سا برتاؤ رکھو تو اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے۔ تمہیں تمہارے اس عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

مساوات ہر پہلو سے ناممکن ہے: (۱۲۹) یعنی عورتوں میں ہر طرح سے برابری کرنا تمہارے امکان سے باہر ہے۔ کیونکہ اگر ظاہری مساوات قائم کر بھی لو گے تو دلی رجحان، محبت اور صحبت میں ضرور فرق رہے گا۔

ابن ابیؒ ملیکہ کہتے ہیں یہ آیت صدیقہؓ کے بارے میں اتری۔ نبی ﷺ کو ان سے بہ نسبت دیگر عورتوں کے زیادہ محبت تھی۔ (ابن ابی حاتم) جیسا کہ آپ بیویوں کے پاس باری باری جاتے اور برابری قائم رکھتے۔ پھر اللہ سے دعا کرتے کہ اے اللہ! یہ تو وہ تقسیم ہے جو میرے امکان میں ہے لیکن جو تیرے اختیار میں ہے اور میرے امکان سے باہر ہے۔ اس پر میری پکڑ نہ کرنا۔ (تدوان، ابن ماجہ) یعنی دلی محبت میرے امکان میں نہیں۔ تیرے قبضہ کی چیز ہے۔ اگر اس میں کمی بیشی ہو جائے تو مجھے معذور سمجھا جائے۔ (ترمذی نے ارسال کو ترجیح دی ہے۔) پھر فرمایا کہ کسی کی طرف بالکل ہی نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو معلق چھوڑ دو کہ وہ بے چاری نہ تو شوہر والی ہی رہے اور نہ ہی علیحدہ ہو سکے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی کی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن اس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا۔ (ادطیالسی، سنن)

پھر فرمایا، اگر تم اپنے تمام کاموں کی اصلاح کر لو اور مقدور بھر بیویوں میں برابری کرتے رہو اور اللہ سے ڈر جاؤ تو اللہ بڑی بخشش و رحمت والا ہے۔ یعنی اگر تم اپنے باہمی معاملے درست کر لو اور اپنی اختیاری چیزوں میں برابری کرنے لگو اور ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہو تو کسی ایک کی طرف تمہارے جھک جانے کو اللہ معاف فرما دے گا۔

جدائی کی صورت کا حکم: (۱۳۰) یہ جدائی کی صورت ہے یعنی جب دونوں میں تفریق ہو گئی تو اللہ ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا۔ شوہر کو بیوی سے بہتر بیوی اور بیوی کو شوہر سے بہتر شوہر عطا فرما دے گا۔ کیونکہ اللہ وسیع فضل والا، عظیم احسان والا اور ہر چیز میں حکمت والا ہے۔ اس کی ساری شریعت سراسر حکمت و عدل پر موقوف ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ
وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ
الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

''اور آسمان و زمین میں جو کچھ ہے، سب اللہ ہی کا ہے جو تم سے پہلے کتاب والوں کو اور تم کو ہمارا یہی تاکیدی حکم ہے کہ اللہ سے

ڈرو۔ اگر تم کفر کرو تو یاد رکھو، اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے اور اللہ بڑا بے نیاز ومحمود ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ کام بنانے میں کافی ہے۔ لوگو! اگر اللہ چاہے تو سب کو ختم کردے اور دوسرے لے آئے اور اللہ اس پر خوب قادر ہے۔ جو شخص دنیوی ثواب چاہتا ہو تو اللہ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

شہنشاہ حقیقی سے ڈر کر توحید اختیار کرو: (۱۳۱) اللہ ہی آسمان وزمین کا حاکم ہے اور وہی کائنات کا مالک وخالق ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم نے تمہیں وہی وصیت کی ہے جو تم سے پہلوں کو کی تھی کہ عزت وجلال والے اللہ سے ڈر جاؤ۔ اسی ایک کی عبادت کرو۔ دوسروں کی ہرگز ہرگز عبادت نہ کرو۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اگر کفر کرو گے تو تمہارے کفر سے اس کی بادشاہت میں تل بھر کمی نہیں پیدا ہو سکتی۔

اللہ کو تمہاری عبادت کی پرواہ نہیں: پھر اگر تم اس کے آگے نہیں جھکتے ہو تو نہ جھکو، ساری کائنات بلکہ خود تمہارے اعضاء اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ اللہ کو تمہاری عبادت کی پرواہ نہیں۔ وہ تو بے نیاز ذات ہے۔ اسے بندوں کی حاجت نہیں۔ اللہ اپنے ہر کام میں محمود ہے۔ خواہ قانون شرع ہو یا تکوینی قانون ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فرمایا، وَقَالَ مُوْسٰى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا الخ (ابراہیم ۱۴، ۸) موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام روئے زمین والے مل کر کفر اختیار کرلیں تو یاد رکھو! اللہ بڑا بے نیاز ہے اور صاحب حمد ہے۔ (۲) فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ الخ (تغابن ۶۴، ۶) پھر انہوں نے کفر کیا اور پھر گئے اور اللہ بے نیاز ہے۔

اللہ تمام کائنات کا بادشاہ ہے: (۱۳۲) ساری کائنات پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے۔ وہ ہر شخص کے عملوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ہر ایک کا نگراں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہمہ وقت موجود اور وہی کارساز ہے۔

اللہ نافرمانوں کے فنا کرنے پر قادر ہے: (۱۳۳) یعنی اگر تم نافرمانی کرنے لگو، رب کے احکام ٹھکرانے لگو، اس کے قانون کی توہین کرنے لگو اور اس کی فرماں برداری سے جی چرانے لگو تو وہ تمہارے فنا کرنے پر قادر ہے کہ تم نافرمانوں کو فنا کر کے فرماں برداروں کو پیدا کردے۔ فرمایا، وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ الخ (محمد ۴۷، ۳۸) اگر تم پھر جاؤ تو وہ تم کو فنا کر کے دوسروں کو پیدا کردے گا۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں مانگو: (۱۳۴) یعنی اے وہ شخص جس کی غرض اور منتہائے نظر محض دنیا ہے، یقین مان اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا ثواب ہے۔ جب تو اس سے دونوں کا سوال کرے گا تو وہ تجھے دونوں دے گا اور مالدار بنادے گا۔ پھر محض دنیا پر قناعت کرنا کس لیے ہے؟ فرمایا، فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ الخ (بقرہ ۲، ۲۰۰ تا ۲۰۲) بعض لوگ کہتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ان کے لیے آخرت میں کچھ نہیں۔ بعض کہتے ہیں، اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ یہی ہیں جن کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (۲) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ الخ (شوریٰ ۴۲، ۲۰) جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے، ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ (۳) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ الخ (اسراء ۱۷، ۱۸ تا ۲۰) جو موجودہ چیز (دنیا) چاہتا ہے تو

ہم جس قدر جس کے لیے چاہتے ہیں، اسے فوراً دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ ذلیل وخوار کر کے جھونک دیا جائے گا اور جو آخرت کا طلب گار ہے، اور اس کے لیے سرگرم عمل رہتا ہے اور وہ ایمان والا بھی ہے۔ ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر کی جاتی ہے۔ ہم ان میں اور ان میں سے ہر ایک کی آپ کے رب کی بخشش سے مدد کرتے ہیں۔ آپ کے رب کی بخشش روکی ہوئی نہیں ہے۔

یعنی اللہ کے قبضے میں دونوں جہانوں کی بھلائیاں ہیں۔ یہ کمال درجہ کی پست ہمتی ہوگی کہ بہت دینے والے اللہ سے تم دنیا ہی مانگو جو کچھ بھی نہیں۔ نہیں نہیں بلکہ اس سے تو تم وہ بلند و عالی چیزیں مانگو جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کو سنوار دیں۔ فقط دنیا ہی نہ مانگو بلکہ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کو بھی نہ بھولو جو عیش جاودانی کا ذریعہ ہیں۔ سب چیزوں کا اسی کو اختیار ہے جس کے قبضہ میں نفع ونقصان ہے اور وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور حق دار عبادت نہیں، جس نے لوگوں میں دنیا اور آخرت میں سعادت وشقاوت بانٹ دی ہے اور اپنے علم کے مطابق ہر ایک کو اس کی استعداد کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ سعادت وشقاوت سے نوازا ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٣٥﴾

''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے گواہی دو گو وہ تمہاری جانوں کے یا تمہارے ماں باپ کے یا رشتے داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی مالدار ہو یا فقیر ہو تو اللہ تم دونوں کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ لہٰذا عدل کرنے میں دل کی پیروی نہ کرو اور اگر تم مڑو گے یا اعراض کرو گے تو اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔''

عدل پر قائم رہنے کا حکم: (۱۳۵) اللہ اپنے ایمان والے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ عدل پر قائم رہیں۔ اس سے انچ بھر دائیں بائیں نہ ہٹیں اور اللہ کی راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ کسی سے ڈر کر یا کسی لالچ سے یا کسی کو خوش کرنے کے لیے یا کسی پر ترس کھا کر یا کسی کی مروت سے یا سفارش سے عدل وانصاف کی راہ سے نہ ہٹیں۔ ایک دوسرے کے دست و بازو، پشت پناہ اور دوست بن کر اور مل جل کر عدل قائم کریں۔

شہادت اللہ کی رضا کے لیے دو: پھر فرمایا، گواہی اللہ کی رضا کے لیے ہو۔ دوسری جگہ فرمایا، وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ (طلاق ۶۵، ۲) شہادت اللہ کی رضا کے لیے دو۔ شہادت صحیح، واقعی، عدل والی اور برحق ہو۔ بدلی ہوئی نہ ہو اور شہادت کو چھپاؤ نہیں اگر یہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی حق کا دامن نہ چھوڑو۔ اگر چہ سچی شہادت سے خود تمہیں بظاہر دنیاوی نقصان پہنچتا ہو۔ جب تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو حق بات کہو خواہ اس کا نقصان بظاہر دنیا میں تمہیں کو پہنچ رہا ہو۔ کیونکہ اللہ سچے آدمی کی مدد فرما کر اسے ہر تکلیف دہ بات اور مضرت سے بچا لے گا اور کوئی ایسی راہ پیدا کر دے گا جس سے اس کا ضرر دفع ہو کر فائدے کی شکل نکل آئے

گی۔فرمایا، گو اس شہادت سے تمہارے ماں باپ کو اور رشتے داروں کو بظاہر دنیاوی نقصان ہی پہنچتا ہو، شہادت میں ان کی مروت نہ کرنا۔ ڈنکے کی چوٹ پر سچی شہادت دینا اور ان کے نقصان کا خیال نہ کرنا۔ کیونکہ حق وصداقت کا حکم سب پر جاری ہے۔ فرمایا، اگر مشہود علیہ تونگر ہو تو تونگری کی وجہ سے رعایت نہ کرنا اور فقیر ہو تو اس پر ترس کھا کر اس کی طرف سے جھوٹی گواہی نہ دینا۔ حق تعالیٰ دونوں کا متولی اور تم سے زیادہ خیر خواہ ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ دونوں کی اصلاح کس بات میں ہے۔ خبردار نفسانی خواہش کی پیروی تم کو عدل کرنے سے نہ روکے یعنی قومی عصبیت، خواہش قلب اور بغض وعداوت تمہیں عدل سے ہٹا کر ظلم کی راہ پر نہ لے آئے کہ تم اپنے معاملات وحالات میں عدل کو چھوڑ بیٹھو۔ نہیں نہیں عدل ہر حالت میں برقرار رکھو اور اسے چمٹ جاؤ۔ فرمایا، وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا الخ (مائدہ ۵، ۲۰) کسی سے بغض وعداوت تمہیں ترک عدل پر آمادہ نہ کرے۔ انصاف کرو۔ انصاف پارسائی سے قریب تر ہے۔

پھر فرمایا، اگر تم شہادت سے مڑ جاؤ اور شہادت بدل ڈالو۔ یعنی ردوبدل کر ڈالو یا جان بوجھ کر جھوٹ بولو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا، وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ الخ (آل عمران ۳، ۷۸) اور یہودیوں میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو کتاب پڑھتے وقت اپنی زبانیں دبا لیتے ہیں یعنی اس میں ردوبدل کر ڈالتے ہیں اور جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ اعراض سے شہادت کو چھپانا یا شہادت نہ دینا مراد ہے۔ فرمایا، وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ الخ (بقرہ ۲، ۲۸۳) گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا، اس کا دل گنہ گار ہوگا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، بہترین وہ گواہ ہیں جو پوچھے جانے سے پہلے ہی سچی گواہی دے دیں۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے گواہی چھپانے والوں کو اپنے اس قول سے ڈرایا کہ یاد رکھو! اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے اور اس کی سزا تمہیں ضرور ملنی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۱۳۶

''اے ایمان والو! اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو آپ سے پہلے اتاری گئی، سب پر ایمان لے آؤ۔ جو شخص اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور پچھلے دن کو نہ مانے، وہ راہ سے بہت دور ہٹ گیا۔''

مسلمان ایمان کے تمام فروع واصول پر حاوی ہو جائیں: (۱۳۶) اس آیت میں مسلمانوں کو اللہ حکم فرماتا ہے کہ وہ ایمان کی تمام شاخوں پر اور اس کے ارکان واصول پر حاوی ہو جائیں۔ ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ مومن ایمان کے اصول وفروع پر قائم ودائم اور جمے رہیں۔ جس طرح ایک مومن ہر نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (ہمیں سیدھی راہ پر چلا) کی دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ کی بصیرت دے۔ ہماری ہدایت میں اضافہ کر اور ہمیں ہدایت پر ثابت قدم رکھ۔ اسی طرح اللہ نے ارباب ایمان کو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے لیے فرمایا۔ دوسری جگہ فرمایا، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا الخ (حدید ۵۷، ۲۸) اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔

پھر فرمایا، قرآن پر اور تمام اگلی کتابوں پر ایمان لے آؤ کیونکہ الکتاب اسم جنس ہے جو تمام الہامی کتابوں کو شامل ہے۔ قرآن کے بارے میں نَزَّلَ اور دیگر کتابوں کے بارے میں اُنْزِلَ کا صیغہ استعمال فرمایا کیونکہ قرآن تھوڑا تھوڑا واقعات کے مطابق لوگوں کی معاش و معاد کی ضرورتوں کے لحاظ سے اترا اور اگلی کتابیں ساری ایک ہی دفعہ اتریں۔ پھر فرمایا، ان چیزوں پر ایمان نہ لانے والا راہ ہدایت سے بھٹک گیا اور اعتدال کی راہ سے بہت دور جا پڑا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا
لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ
بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن
دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾
وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ
بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا
مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١٤٠﴾

”یاد رکھو! جو ایمان لائے، پھر کافر ہوئے، پھر ایمان لائے، پھر کافر ہوئے۔ پھر کفر میں اور سخت ہو گئے۔ اللہ انہیں بخشنے والا اور راہ کی ہدایت دینے والا نہیں۔ منافقوں کو خوش خبری سنا دیجئے کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں۔ یاد رکھو! ساری عزت اللہ کے قبضے میں ہے۔ اس نے تم پر کتاب میں یہ بات اتاری ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانا جا رہا اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے پاس مت بیٹھو۔ جب تک وہ کسی اور بات میں نہ لگ جائیں۔ (ورنہ) اس وقت تم بھی انہیں کے مثل ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو! اللہ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

جس کی ارتداد و کفر پر موت آ گئی، اس کی رہائی کی صورت نہیں: (۱۳۷) اللہ اس مرتد کی خبر دے رہا ہے جو بار بار مرتد ہوتا رہا اور انجام کار مرتد ہی رہا بلکہ ارتداد میں سخت تر ہو گیا۔ آخر کار مرتد ہو کر مر گیا۔ ایسے شخص کی موت کے بعد توبہ نہیں۔ نہ اللہ اسے معاف فرمائے گا، نہ اسے مصیبت سے نکالے گا اور نہ اس کی ہدایت کی کوئی صورت ہے۔

منافقوں کی صفت: (۱۳۸) یعنی منافقوں کی بھی یہی صفت ہے کیونکہ یہ بھی ایمان لا کر کافر ہوئے۔ آخر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔

منافق کافروں سے دوستی کرتے ہیں: (۱۳۹) منافق مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ یہ درحقیقت انہیں کے ساتھ ہیں۔ انہیں سے ان کی دوستی ہے اور انہیں سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور جب خلوت میں جاتے ہیں تو ان سے کہتے

ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم مسلمانوں سے اظہار دوستی کر کے ان سے مذاق کر رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے انہیں کافروں کی موالاۃ پر ڈانٹا اور فرمایا کہ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈی جاتی ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ عزت اللہ ہی کے قبضے میں ہے جو ایک ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ جسے چاہے، عزت دے۔ فرمایا، مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ (فاطر ۳۵،۱۰) جو شخص عزت چاہے تو اللہ ہی کے لیے ساری عزتیں ہیں۔ (۲) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ الخ (منافقون ۶۳، ۸) عزت اللہ ہی کے لیے ہے۔ اس کے رسول کے لیے ہے اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافق جانتے نہیں۔ اس سے یہ غرض ہے کہ اللہ ہی سے عزت طلب کی جائے۔ اسی کی عبادت میں استقامت اختیار کی جائے اور مومنوں جیسی عبادت کی جائے جن کے ساتھ دنیا میں بھی اللہ کی مدد ہے اور قیامت کے دن بھی اسی کی مدد شامل حال ہوگی۔

خلاف شرع مجالس میں شریک ہونے کی ممانعت: (۱۴۰) یعنی جب تمہیں ایسی مجلس میں بیٹھنے سے روک دیا گیا اور تمہیں یہ ممانعت معلوم بھی ہے، پھر بھی تم ان کے ساتھ ایسی مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے ہو جہاں اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جاتا ہے، ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے، ان سے دل لگی کی جاتی ہے، ان پر پھبتیاں کسی جاتی ہیں اور ان کی توہین کی جاتی ہے اور تم انہیں اس بات سے روکنے پر بھی قادر نہیں تو تم بھی اس فعل میں شریک ہو گئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہو، وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب ہو۔ جس ممانعت کا حوالہ اس آیت میں ہے، وہ یہ ہے، وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ الخ (انعام ۶:۶۸) جب آپ ایسے لوگ دیکھیں جو ہماری آیتوں میں بکواس کرتے ہیں تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر لیجئے۔ جب تک وہ موضوع بحث نہ بدل لیں۔

پھر فرمایا، منافق اور کافر دونوں جہنم میں جمع ہوں گے۔ یعنی جس طرح دنیا میں وہ کفر و شرک میں شریک تھے، اسی طرح خلود و نار میں بھی شریک ہوں گے۔ پکڑ دھکڑ میں، بیڑیوں اور طوقوں میں، کھولتے ہوئے پانی اور زخموں کا دھوون پینے میں سب برابر کے شریک ہوں گے اور سب کو ہمیشگی والے عذاب کی سزا کا مستوجب قرار دیا جائے گا۔

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ
مَّعَكُمْ ۫ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ
وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ
ع ۲۰ / ۱۷ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿١٤١﴾

''وہ جو تمہارے مصائب کے منتظر رہتے ہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے فتح نصیب ہو تو کہتے ہیں، کیا ہم تمہارے ساتھی نہ تھے اور اگر کافروں کے لیے حصہ ہو تو کہتے ہیں، کیا ہم تم پر مسلط نہ ہونے لگے تھے اور مسلمانوں سے تمہیں نہ بچایا تھا۔ سو قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔''

منافق مسلمانوں کے زوال کے منتظر رہتے ہیں: (۱۴۱) اللہ خبر دے رہا ہے کہ منافق مسلمانوں کے زوال و انحطاط کے

منتظر رہتے ہیں کہ وہ روبہ انحطاط ہوں۔ ان پر کافروں کا تسلط ہو جائے اور ان کا دین ختم ہو جائے۔ پھر اگر مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے فتح وظفر اور مال غنیمت مل جاتا ہے تو کہتے ہیں، کیا ہم تمہارے ساتھی اور دوست نہ تھے۔ اور اگر کبھی ناگہانی کافروں کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ جنگ احد میں کافروں کا غلبہ ہو گیا تھا کیونکہ نبیوں کی بھی آزمائش ہوتی ہے۔ مگر اخیر میں فتح انہیں کو ہوتی ہے تو کہتے ہیں، دیکھو! ہم تو دل سے تمہارے ہی معین و مددگار تھے۔ ہم نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آخرکار میدان تمہارے ہی ہاتھ رہا۔

قیامت کے دن کافروں کے لیے مسلمانوں پر کوئی راہ نہیں: پھر فرمایا، اللہ نے کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہیں رکھی۔ یعنی کافروں کو مسلمانوں پر قیامت کے دن راہ نہ ہوگی۔ یہاں راہ سے حجت مراد ہے۔ یعنی کافروں کی کوئی حجت مومنوں پر کارگر نہ ہوگی۔ کیونکہ دنیا اور آخرت میں پرہیزگاروں ہی کا انجام بہتر ہے۔ جیسا کہ فرمایا، اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (غافر ۴۰، ۵۱) بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی مدد کریں گے۔ اس احتمال کی بنا پر آیت میں منافقوں کی تردید ہے کہ تم جو زوال دولت اسلامیہ کے منتظر ہو اور کافروں کا غلبہ دیکھنا چاہتے ہو، یہ تمہاری ناپاک امید برآنے والی نہیں اور تم کو کافروں سے جو خوف طاری ہے کہ اگر ہم ان کی مدد نہ کریں گے تو یہ غلبہ حاصل کر لینے کے بعد ہماری خبر لیں گے، یہ تمہارا خوف قطعی اور بے بنیاد ہے۔ کافروں کا مسلمانوں پر ایسا غلبہ ہوگا ہی نہیں کہ یہ نوبت آئے۔ جیسا کہ فرمایا، فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ الخ (مائدہ ۵، ۵۲) آپ انہیں دیکھیں گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ وہ دوڑ دوڑ کر ان میں جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں، ہمیں مصیبت میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ سو امید ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنے پاس سے کوئی اور بات لائے۔ پھر یہ بدبخت اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں پر نادم ہوں گے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖۗ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

”بلاشبہ منافق اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اللہ انہیں ان کے دھوکہ کا بدلہ دینے والا ہے اور جب یہ نماز کو اٹھتے ہیں تو سست اٹھتے ہیں۔ لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بالکل نہیں کرتے۔ یہ لوگ تردد میں پڑے ہوئے ہیں۔ نہ ان کے ساتھ ہیں اور نہ ان کے ساتھ اور جس کو اللہ گمراہ کر دے، آپ اس کے لیے (ہدایت کی) کوئی راہ نہیں پا سکتے۔“

اللہ کو دھوکہ دینے کا مطلب: (۱۴۲) سورۂ بقرہ کے شروع میں آیت يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا گزر چکی۔ اس مقام پر بھی وہی مضمون ادا کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ دھوکے میں نہیں آتا کیونکہ دھوکہ میں وہی آ سکتا ہے جسے باتیں معلوم نہ ہوں۔ اللہ تو دلوں کی باتوں سے خوب آگاہ ہے۔ بھلا وہ کیسے دھوکہ میں آ سکتا ہے۔ البتہ منافق اپنی جہالت، نادانی اور بے وقوفی کی وجہ سے اس دھوکے میں ہیں کہ جس طرح لوگوں کے سامنے ان کی بات صحیح مان لی جاتی ہے اور چل جاتی ہے۔ قیامت میں اللہ

کے سامنے بھی صحیح مان لی جائے گی اور وہاں بھی چل جائے گی۔ پھر جس طرح یہاں ظاہر پر حکم لگایا جاتا ہے، اسی طرح کل قیامت کو وہاں بھی ظاہر پر حکم لگایا جائے گا مگر ایسا نہیں ہے۔ قیامت کے دن بھی یہ شقی جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا چاہیں گے جیسا کہ اللہ نے فرمایا، یَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا الخ (مجادلہ ۵۸، ۱۸) جس دن اللہ پاک ان سب کو اٹھائے گا، تو یہ اس کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھایا کرتے تھے اور گمان کریں گے کہ وہ بھی کسی چیز پر تھے۔ یعنی اسلام پر اور سیدھی راہ پر تھے اور خیال کریں گے کہ یہ جھوٹ انہیں مفید ثابت ہوگا۔

اللہ کا دھوکہ کیا ہے؟: پھر فرمایا، اللہ بھی انہیں دھوکہ دے رہا ہے یعنی اس لیے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے کہ یہ روز بروز سرکشی اور گمراہی میں ڈوبتے جائیں۔ حق تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ پھر جس طرح دنیا میں انہیں راہ حق سے محرومی رہی، آخرت میں بھی محروم و خوار رہیں گے۔ یہ تو ہے اللہ کا دنیوی دھوکہ کیونکہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ اگر حق پر نہ ہوتے تو اللہ ہمیں پکڑ لیتا۔ وہ تو ہم پر اور مہربان ہے کہ ہماری ہر چیز میں روز بروز برکت ہی برکت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہماری راہ حق والی ہے۔ اسی استدراج کو دھوکہ کہا گیا کیونکہ یہ منافقوں کے دھوکہ کا جواب ہے۔ قیامت کے دن کے دھوکہ کا ذکر اس آیت میں ہے، یَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (حدید ۵۷، ۱۳) جس دن منافق مرد و عورت ایمان والوں سے کہیں گے، ہمارا انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی لے لیں تو جواب ملے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر روشنی ڈھونڈو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر عذاب ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے شہرت چاہی، اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری کو شہرت دے گا اور جس نے ریاکاری کی، اللہ تعالیٰ اس کی ریاکاری کا بدلہ دے گا یعنی اس کو قیامت کے دن سب کے سامنے ذلیل و خوار کرے گا۔

نماز میں سستی لائق نہیں: پھر فرمایا، جب یہ لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ہارے جی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ نماز بہترین عبادت، افضل عمل اور اعلیٰ درجے کی اطاعت ہے۔ ایسے اچھے اور سراپا خوبی والے عمل کے لیے منافق ہارے جی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی نہ تو عبادت کی نیت ہوتی ہے، نہ اس پر ایمان ہوتا ہے، نہ اللہ کا خوف ہوتا ہے، نہ اس کے معنی سمجھتے ہیں اور نہ ان کا نماز میں جی لگتا ہے۔

ریاکاری منافقوں کی صفت ہے: یہ تو منافقوں کی ایک ظاہری صفت ہوئی کہ ہارے جی سے نماز پڑھتے ہیں مگر اللہ نے ان کی ایک باطنی بری عادت بھی بیان کی کہ نماز ریاکاری کے لیے پڑھتے ہیں۔ ان کی نماز میں اخلاص نہیں ہوتا اور نہ اللہ کے لیے پڑھتے ہیں بلکہ لوگوں کے دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں تاکہ جان و مال محفوظ رہے۔ اسی وجہ سے بسا اوقات ان نمازوں میں حاضر نہیں ہوتے جن میں انہیں لوگ دیکھ نہ سکیں جیسے اندھیرے میں عشاء کی اور صبح کی نمازوں میں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، منافقوں کے لیے عشاء اور صبح کی نماز بڑی بھاری ہے۔ اگر یہ ان دونوں کے ثواب کو جان جاتے تو دونوں میں گھسٹ کر آتے۔ اللہ کی قسم! میرا ارادہ ہے کہ میں نماز کے قائم کیے جانے کا اور کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں۔ پھر ایسے آدمیوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، لے کر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ (ق)

منافق اللہ سے ڈر کر نماز نہیں پڑھتے: پھر فرمایا، نماز میں اللہ کو یاد نہیں کرتے یعنی اللہ سے نہیں ڈرتے۔ انہیں یہ بھی ہوش نہیں

کہ کیا کہہ رہے ہیں بلکہ نماز میں بے خبر و مدہوش ہیں اور لہو ولعب میں دل لگا ہوا ہے۔ اور نماز سے جو بھلائی مانگی جا رہی ہے، اس سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ یہ منافق کی نماز ہے آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا کہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے جس میں اللہ کا ذکر بالکل نہیں کرتا۔ (موطا، متن)

منافق ادھر میں ہیں: (۱۴۳) یعنی شک میں مبتلا ہیں۔ نہ تو مومنوں ہی کے ساتھ ہیں اور نہ کافروں ہی کے ساتھ ہیں۔ یعنی منافق ایمان و کفر کے درمیان حیران و سرگرداں ہیں۔ نہ ظاہر و باطن میں مومنوں کے ساتھ ہیں اور نہ کافروں کے ساتھ بلکہ ظاہر میں تو ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور باطن میں کافروں کے ساتھ۔ بعض کو شک لاحق ہو جاتا ہے اور کبھی ان کی طرف جھکتا ہے اور کبھی ان کی طرف۔ فرمایا، كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ (بقرہ ۲، ۲۰) جب روشنی نظر آتی ہے تو چلتے ہیں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔

منافق کی مثال: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، منافق کی مثال دو بکریوں کے درمیان والے بکرے کی سی ہے جو کبھی اس طرف جھکتا ہے اور کبھی اس طرف۔ اسے معلوم نہیں کہ کس کے ساتھ رہے۔ (م)

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں مومن منافق اور کافر کی مثال ان تین شخصوں کی سی ہے جو ایک جنگل میں پہنچتے ہیں۔ ایک تو عبور کر جاتا ہے۔ دوسرا آدھا راستہ طے کر چکتا ہے کہ اسے کنارے پر ایک ٹھہرا ہوا شخص آواز دیتا ہے کہ ارے بدبخت! مرنے کے لیے کدھر جا رہا ہے؟ واپس آ جا۔ ادھر سے وہ پکارتا ہے جو صحرا طے کر چکتا ہے کہ ادھر آ جا۔ ادھر نجات ہے۔ اب وہ کبھی ادھر دیکھتا ہے اور کبھی ادھر۔ اتنے میں ایک سیلاب کی رو آتی ہے جو اسے ڈبو دیتی ہے۔ پار ہو جانے والا ایمان والا ہے۔ ڈوب جانے والا منافق ہے جو شک میں تھا۔ نہ ادھر تھا نہ ادھر۔ اور اپنی جگہ پر کھڑا ہوا کافر ہے۔ (ابن ابی حاتم)

نبی ﷺ فرماتے تھے کہ منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو ایک سرسبز و شاداب ٹیلے پر بکریاں چرتی دیکھ کر ہریالی سونگھ کر واپس آ گئی۔ پھر دوسرے ٹیلے پر چڑھی۔ اسے بھی سونگھ کر آ گئی۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جسے اللہ راہ ہدایت سے پھیر دے، اسے راہ ہدایت دستیاب نہیں ہو سکتی۔ سورہ کہف میں فرمایا، آپ اس کے لیے کوئی حمایتی اور راہنما نہیں پائیں گے کیونکہ جس کو اللہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت پر لانے والا نہیں۔ منافقوں کو اللہ نے راہ نجات سے بھٹکا دیا ہے تو انہیں کوئی راہ نہیں دکھا سکتا۔ اور کوئی اس دلدل سے نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ اللہ کے حکم کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ اس کے فعل سے باز پرس نہیں البتہ وہ لوگوں کے افعال سے ضرور باز پرس کرے گا۔ اللہ سب پر حاکم ہے مگر اس پر کوئی حاکم نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ
نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا

دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

''اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا اللہ کا صریح الزام اپنے آپ پر چاہتے ہو۔ یاد رکھو! منافق آگ کے نیچے والے طبقہ میں ہیں اور آپ ان کے لیے کوئی مددگار نہ پائیں گے مگر جنہوں نے توبہ کر لی۔ اپنی اصلاح کر لی، اللہ کو مضبوط پکڑ لیا اور اللہ کے لیے اپنا دین خالص کر لیا۔ یہی ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ مومنوں کو اجر عظیم دینے والا ہے۔ اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر شکر گزار و مومن بن کر رہو اور اللہ قدردان اور خوب جاننے والا ہے۔''

کافروں سے دوستانہ تعلقات کی ممانعت: (۱۴۴) حکم ہے کہ کافروں کو دوست نہ بنایا جائے۔ یعنی مسلمان ان سے گہرا میل جول نہ رکھیں۔ انہیں دوست نہ بنائیں اور ان کے ہمدرد بن کر مسلمانوں کے اندرونی حالات کی انہیں خبر نہ دیں۔ فرمایا، لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ الخ (آل عمران ۳، ۲۸) مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ جو شخص ایسا کرے گا، وہ اللہ کے نزدیک کسی بھلائی کا مستحق نہیں۔ البتہ بچاؤ کے لیے ظاہرداری برتو تو دوسری بات ہے۔ اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ یعنی اللہ کی نافرمانی پر اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ ایسا نہ کرو ورنہ اس کے عذاب میں پھنس جاؤ گے۔ اسی وجہ سے یہاں فرمایا، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے ہاں اپنے اوپر صریح الزام تھوپ لو۔ یعنی ایسی دلیل قائم نہ کرو جو اللہ کے عذاب کی مقتضی ہو۔

منافقوں کے لئے آگ کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے: (۱۴۵) یعنی قیامت کے دن منافق آگ کے نیچے کے طبقہ میں ڈالے جائیں گے' ان کے کڑ کفر کی یہی سزا ہے۔ یعنی جہنم کے نچلے طبقے میں شدید عذاب میں ڈالے جائیں گے۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں یہ آگ کے صندوق ہوں گے جن میں وہ بند ہوں گے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں درک سب سے پست گھر جن کے دروازے بھی ہیں جو ان پر بند کر دیئے جائیں گے اور ان کے اوپر نیچے سے آگ دہکا دی جائے گی (ابن ابی حاتم) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ آگ کے صندوق ہوں گے جو آگ لگتے ہی آگ بن جائیں گے اور انہیں میں یہ بند کر دیئے جائیں گے اور ان میں تالے لگا دیئے جائیں گے (ابن جریر) ایک روایت میں ہے کہ یہ لوہے کے صندوق ہوں گے جن میں انہیں بند کر کے تالے ٹھونک دیئے جائیں گے اور انہیں کھولنے کی ترکیب کسی کو معلوم نہ ہوگی۔ پھر فرمایا ان کا کوئی حمایتی کھڑا نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے اور ان کو ان کی حالت زار سے نکال سکے۔

پرخلوص توبہ مقبول ہے: (۱۴۶) یعنی جو دنیا میں پرخلوص توبہ کر لے گا اور ندامت کا قطرہ ٹپکا دے گا اپنے عملوں کی اصلاح کر لے گا اور رب کے آئین شریعت کا پابند ہو جائے گا اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' اپنے دین میں خلوص پیدا کر تجھے تیرا تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ یعنی اخلاص والا تھوڑا عمل بھی مفید ہے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن مومنوں کی جماعت میں ہوں گے اور اللہ ایمان والوں کو جنت دینے والا ہے۔ یہ بھی جنت میں جائیں گے۔

جرائم ہی باعث عذاب ہیں: (۱۴۷) پھر حق تعالیٰ نے اپنی بے نیازی کی خبر دی اور فرمایا کہ اللہ گناہوں ہی کی وجہ سے بندوں کو عذاب دیتا ہے یعنی اگر تم اپنے عملوں کی اصلاح کرلو اور اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا' اللہ تو نیک عملوں کا قدردان ہے جو نیک عمل کرے گا اللہ اس کے عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور جس کے دل میں ایمان ہوگا اللہ کو اس کے دل کے ایمان ویقین کی خبر ہے' وہ اسے اس کے ایمان کا پورا پورا ثواب عطا فرمائے گا۔

❀❀❀

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿١٤٨﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿١٤٩﴾

اللہ بری بات پکارنے کو دوست نہیں رکھتا مگر جس پر ظلم کیا جائے' اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم ظاہر کر کے بھلائی کر دو یا چھپا کر یا برائی کو معاف کر دو تو یاد رکھو اللہ بھی بڑا معاف کرنے والا اور بڑا قادر ہے۔

کسی پر بددعا کرنا شان اسلام کے خلاف ہے: (۱۴۸) ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کسی پر بددعا کرنے کو پسند نہیں فرماتا البتہ مظلوم ظالم پر بددعا کرسکتا ہے لیکن مظلوم کو بھی صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ صدیقہؓ کی کوئی چیز چوری ہوگئی تھی بددعا کرنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا بوجھ کیوں ہلکا کر رہی ہو (د)

مظلوم کو ظالم پر بددعا روا ہے: مظلوم کو ظالم پر بددعا کرنے کی رخصت ہے مگر زیادتی نہ کرے۔ اور اگر صبر کرے تو بہتر ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ الخ (شوریٰ ۴۲:۴۱) جس نے ظلم کئے جانے کے بعد بدلہ لے لیا اس سے کوئی باز پرس نہیں۔ رحمت عالمؐ نے فرمایا دو گالی دینے والوں میں ابتداء کرنے والا مجرم ہے بشرطیکہ مظلوم حد سے آگے نہ بڑھے (د)۔ و نیز احسن طریقہ سے شر کو دفع کرنے کی کوشش کرے جیسا کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا ہمسایہ مجھے تکلیفیں دیتا ہے۔ فرمایا اپنا سامان نکال کر راستے میں رکھ دو۔ آخر اس شخص نے اپنا سامان نکال کر راستے میں پھینک دیا جو شخص وہاں سے گذرتا پوچھتا کیا بات ہے وہ جواب دیتا کہ میرا ہمسایہ مجھے ستاتا ہے۔ گذرنے والا یہ کہتا ہوا چلا جاتا اے اللہ اس پر لعنت کر' اسے رسوا اور ذلیل کر۔ آخر ہمسائے نے آ کر کہا تم اپنے گھر چلو اب میں کبھی تمہیں نہیں ستاؤں گا۔ (بزار' د)

نیکیاں اور معافی قرب باری کا ذریعہ ہیں: (۱۴۹) یعنی خواہ نیکی ظاہر کرو یا چھپاؤ یا جو تمہارے ساتھ برائی کرے اسے معاف کر دو۔ یہ باتیں تمہیں اللہ سے قریب کر دیں گی اور اس کے پاس تم پر ثواب کی بھرمار کر دیں گی کیونکہ صفات باری تعالیٰ میں سے ایک یہ صفت بھی ہے کہ وہ باوجود قدرت کے بندوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا یقین مانو اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑی قدرت والا ہے اسی وجہ سے ایک اثر میں آیا ہے کہ عرش اٹھانے والے فرشتے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ہم تیری پاکی اس بات پر کرتے ہیں کہ تو جاننے کے باوجود بھی بردباری اختیار کرتا ہے۔ یعنی قصور معلوم ہونے کے باوجود بھی تو تحمل سے کام لیتا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے ہم تیری پاکی قدرت کے باوجود معاف کر دینے پر بیان کرتے ہیں صحیح حدیث میں ہے صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ معاف کرنے کی وجہ سے انسان کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو اللہ ہی کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اسے سربلند فرما دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ

ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١٥٠﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا
مُّهِيْنًا ﴿١٥١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٥٢﴾ ع ۱۱

جو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض کو ہم مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور اس کے درمیان ایک راہ بنانا چاہتے ہیں۔ وہی حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جن کا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان ہے اور وہ ان میں سے کسی میں بھی فرق نہیں کرتے ایسوں کو اللہ ان کے عملوں کا اجر دینے والا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

تمام انبیاء پر ایمان لانا شرط ایمان ہے: (۱۵۰) اللہ ان بے ایمانوں کو ڈرا رہا ہے جو اس پر اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتے یعنی یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ کو دھمکی ہے کہ انہوں نے ایمان میں رسولوں کے درمیان فرق کر دیا۔ بعض نبیوں پر ایمان لائے بعض کو جھٹلایا۔ یہ ان کی محض نفسانیت اور قدیمی عبادت ہے۔ اسی کے ان کے باپ دادا عادی تھے۔ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جو اس بات کی انہیں تعلیم دیتی ہو' بلکہ محض نفسانیت اور عصبیت ہے۔ چنانچہ یہودیوں کا تمام انبیاء پر ایمان ہے مگر حضرت عیسیٰؑ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں اسی طرح عیسائیوں کا تمام نبیوں پر ایمان ہے لیکن خاتم الانبیاء اشرف المرسلین کو نہیں مانتے۔ سامری یوشع جانشین موسیٰؑ کے بعد کسی نبی کو نہیں مانتے مجوسیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زرتشت پر ایمان لائے اور اس کی شریعت کے خلاف کرتے رہے آخر وہ ان سے اٹھالی گئی واللہ اعلم۔ غرض یہ کہ جس نے کسی نبی کو نہیں مانا اس نے تمام نبیوں کو نہیں مانا کیونکہ ہر نبی پر ایمان لانا فرض ہے۔ پھر جس نے کسی نبی کو محض حسد یا تعصب یا نفسانیت کی وجہ سے نہیں مانا اس کا تمام نبیوں پر شرعی ایمان نہیں بلکہ اس کا ایمان کسی غرض' کسی خواہش اور عصبیت پر مبنی ہے۔

انبیاء میں تفریق کرنے والے پکے کافر ہیں: اسی وجہ سے اللہ نے ایسے لوگوں کو کافر قرار دیا۔ یہ لوگ ایمان میں رسولوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا بعض نبیوں پر ایمان ہے اور بعض پر نہیں اور ان کے درمیان ایک راستہ بنانا چاہتے ہیں۔ (۱۵۱) یہی لوگ اصلی کافر ہیں یعنی یہ لوگ درحقیقت کافر ہیں ان کا ان پر بھی ایمان نہیں جن پر ایمان کے دعویدار ہیں۔ کیونکہ وہ ایمان شرعی ایمان نہیں۔ اگر وہ دیگر انبیاء کو مانتے ہیں تو ان جیسے اور نبیوں کو بھی ماننا چاہیے تھا جبکہ ان کی نبوت ثابت شدہ ہے اور دلیل و برھان کے ذریعہ وہ ان کو پہچانتے بھی ہیں۔ پھر فرمایا ہم نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے کیونکہ انہوں نے بھی تمام انبیاء پر ایمان نہ لا کر ان کی توہین کی ہے یا تو اس لئے کہ وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے اس میں انہوں نے غور نہیں کیا' اور دنیوی سامان جمع کرنے میں لگ گئے جس کی انہیں ضرورت بھی نہ تھی یا ان کی نبوت کے علم کے باوجود انہیں نہیں مانا جیسا کہ اکثر یہودی عالموں کا دستور تھا کہ وہ عہد نبوت میں نبوت عظیمہ پر حسد کر کے آپ کی عداوت ومخالفت پر اور تکذیب و جنگ پر اتر آئے تھے۔ آخر کار اللہ نے ان پر دنیا میں ایسی ذلت مسلط فرما دی جو اخروی ذلت سے ملی ہوئی ہے۔

مسلمانوں کا تمام انبیاء پر ایمان ہے: (۱۵۲) یعنی مسلمان کیونکہ ان کا تمام ان کتابوں پر ایمان ہے جو نبیوں پر اتریں جنہیں

اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً بھیجا۔ فرمایا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ (بقرہ۲: ۲۸۵) اس رسول کا اور مسلمانوں کا ان کتابوں پر ایمان ہے جو ان کے رب کی طرف سے ان پر اتاری گئیں۔ پھر اللہ نے خبر دی کہ اللہ نے ان کے لئے شاندار جزا جلیل الشان ثواب اور قابل قدر انعام تیار فرما رکھا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ انہیں لوگوں کو ان کے اجر دینے والا ہے کہ یہ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے تھے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے کہ اگر کسی کے پاس گناہوں کا بوجھ ہوگا تو اللہ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

اہل کتاب آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتاریں۔ موسیٰؑ سے تو اس سے بڑی درخواست کی تھی اور کہا تھا کہ آپ ہمیں کھلم کھلا اللہ کو دکھا دیں۔ آخر ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں کڑک نے آ لیا۔ پھر انہوں نے اپنے پاس کھلے کھلے دلائل آ جانے کے بعد بھی بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ مگر ہم نے اسے بھی معاف کر دیا اور ہم نے موسیٰؑ کو کھلی حجت دی اور غلبہ دیا اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے ان پر طور پہاڑ اٹھایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتہ میں زیادتی نہ کرنا اور ہم نے ان سے ایک مضبوط عہد لے لیا۔

یہودیوں کی ہٹ دھرمی: (۱۵۳) یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتاریں جس طرح موسیٰؑ پر لکھی ہوئی تورات اتری تھی اور اس کتاب میں آپ کی نبوت کی تصدیق ہو تو ہم آپ کو مان لیں گے۔ حالانکہ وہ آپ پر ایمان لانے والے نہیں تھے کیونکہ ان کا یہ سوال عناد و سرکشی اور کفر و الحاد پر مبنی تھا۔ قریشیوں نے آپ سے اسی طرح کا سوال کیا تھا۔ فرمایا وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ (اسراء۱۷: ۹۰ تا ۹۳) بولے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری نہ کر دیں یا جب تک آپ کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغات نہ ہوں اور آپ ان میں نہریں جاری نہ کر دیں یا جب تک آپ اپنے خیال کے مطابق ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسا دیں یا ہمارے سامنے اللہ کو اور فرشتوں کو نہ لے آئیں یا آپ کا سونے کا گھر نہ ہو جائے یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں۔ ہم آپ کے افسوں کو ماننے والے نہیں جب تک آپ ہمارے اوپر آسمان سے کتاب نہ اتار دیں جس کو ہم پڑھ لیں۔ فرما دیجئے میرا رب پاک ہے۔ میں تو صرف ایک بشر ہوں اور رسول ہوں ربانی اختیارات مجھے حاصل نہیں' پھر فرمایا۔ صاف دلائل آ جانے کے بعد بچھڑے کی عبادت کرنے

لگے حالانکہ مصر میں موسیٰ علیہ السلام سے غلبے والی نشانیاں اور مضبوط دلائل دیکھ چکے تھے اور یہ بھی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ اللہ نے ان کے دشمن فرعون کو اور اس کے تمام لشکر کو نیل میں غرق کر دیا تھا یہ اس دریا سے ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک قوم کے پاس سے گذرے جو بتوں کے پجاری تھے اور حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ ان کے معبود کی طرح ہمارا بھی کوئی معبود بنا دیجئے۔ اللہ نے ان کے بچھڑا بنانے کا قصہ سورہ اعراف وسورہ طہٰ میں مفصل بیان فرمایا ہے کہ جب آپ طور پر پہنچ گئے تو انہوں نے یہ کھیل کھیلا کہ بچھڑا بنا کر اسے پوجنے لگے۔ جب آپ لوٹے اور ان میں شرک دیکھا تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے' آخر اس نے ان کی توبہ اس طرح قبول فرمائی کہ مجرم کو قتل کر دیا جائے۔ آخر کار بعض کو بعض قتل کر دیتا ہے پھر حق تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے یہاں ارشاد ہے کہ ہم نے اس بات سے بھی درگذر کی' شرک بھی معاف کر دیا اور حضرت موسیٰؑ کو کھلا غلبہ اور حیرت انگیز نشانیاں عطا فرمائیں۔

(۱۵۴) یعنی جب اسرائیلیوں نے احکام تورات پر عمل کرنے سے جی چرایا اور شریعت موسوی پر چلنے سے انکار کر دیا تو اللہ نے ان کے سروں پر پہاڑ لا کھڑا کیا اور فرمایا کہ بتاؤ پہاڑ گرا کر ماردوں یا تورات کے احکام مانتے ہو۔ پھر یہ سب احکام شرعیہ پر کاربند ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے۔ چونکہ سروں پر پہاڑ کے ہونے سے کافی دہشت زدہ ہو گئے تھے اس لئے سجدہ میں کنکھیوں سے اوپر ہی کو دیکھ رہے تھے کہ کہیں پہاڑ گر نہ جائے اور دب کر مر نہ جائیں۔ فرمایا وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ الخ (اعراف ۷:۱۷۱) جب ہم نے ان پر پہاڑ اٹھایا جو ایک سائبان کی طرح معلوم ہو رہا تھا اور انہوں نے سوچا کہ اب پہاڑ گرا اور ہم نے حکم دیا کہ ہم نے جو کتاب تم کو دی ہے اس کو مضبوطی سے قبول کرلو اور اس میں جو احکام ہیں انہیں یاد رکھو تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ پھر فرمایا ہم نے ان سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا۔ لیکن انہوں نے اپنے قول و فعل سے مخالفت کی۔ انہیں حکم تھا کہ بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ (اے اللہ ہمارے گناہ معاف فرمادے) کہتے ہوئے داخل ہونا یعنی اے اللہ جہاد چھوڑنے اور اس سے باز رہنے میں جو ہم سے گناہ سرزد ہو گیا یہاں تک کہ ہم میدان تیہ میں چالیس سال سرگرداں پھرا سے معاف کر دینا۔ لیکن افسوس بجائے سجدہ کرنے کے چوتڑوں پر گھسٹتے ہوئے اور حنطۃ فی شعرۃ (گیہوں کی بالیں دے) کہتے ہوئے داخل ہوئے اور ہم نے ان سے کہا کہ سبت میں زیادتی نہ کرنا یعنی ہم نے انہیں احترام سبت کی اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے کی تاکید کر دی اور ان سے پکا عہد لے لیا لیکن انہوں نے اس عہد کو بھی توڑ ڈالا اور نافرمانیاں کیں اور حرمتوں کے پردے چاک کرنے کے لئے حیلے تراش لئے جیسا کہ سورہ اعراف (۱۶۳) میں تفصیل سے آیا ہے۔ صفوان بن عسال والی حدیث سورہ بنی اسرائیل (۱۰۱) میں وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الخ کی تفسیر میں آنے والی ہے اس میں ہے کہ اے یہودیو خصوصیت سے تم پر یہ فرض ہے کہ سبت میں حد سے آگے نہ بڑھنا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۠ ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ

إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا
صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ
مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿١٥٧﴾ بَل رَّفَعَهُ
اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا
لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾

(یہ سزا) ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے' اللہ کی آیتوں کو نہ ماننے کی وجہ سے' ناحق نبیوں کو قتل کرنے کی وجہ سے' ان کے یہ کہنے کی وجہ سے ہے کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے لہٰذا ان میں سے تھوڑے کے علاوہ ایمان نہیں لائیں گے اور ان کے کفر کی وجہ سے' مریم پر عظیم بہتان باندھنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے ہے کہ ہم نے مسیح' عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے قتل کر ڈالا۔ حالانکہ انہوں نے ان کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا لیکن ان کے لئے ان کی مشابہ صورت بنا دی گئی تھی' اور جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ان کی جانب سے شک میں ہیں ان کے پاس بجز گمان کی پیروی کے یقین نہیں ہے۔ یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ کوئی بھی اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے بغیر نہ رہے گا۔ اور قیامت کے دن وہ اس پر گواہ ہوں گے۔

یہودیوں کے بڑے بڑے گناہ: (۱۵۵) اس آیت میں ان گناہوں کا بیان ہے جن کا ارتکاب کر کے یہودی قابل لعنت ٹھہرے اور ہدایت وحق سے دور جا پڑے انہوں نے عہد توڑے جو ان سے لئے گئے تھے اللہ کی آیتوں کو نہ مانا اور انہیں انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں سے جو معجزے دکھائے گئے انہیں ٹھکرا دیا۔ اللہ کی حجتوں اور دلائل سے منہ موڑ لئے۔ اور ناحق نبیوں کو قتل کر ڈالا۔ ان کے گناہوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے انبیاء کو بھی ناحق قتل کرنے کی جرأت کی اور نبیوں کی ایک بڑی جماعت شہید کر دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دل پر زنگ کے مہر لگا دی گئی ہے۔

پھر فرمایا تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ یہ ایمان نہیں لائیں گے یعنی ان کے دل کفر وسرکشی کے عادی ہو چکے ہیں۔ ایمان نہ لانا ان کی گھٹی میں داخل ہے اور بے ایمانی ان کی پرانی عادت ہے۔

یہودیوں کا مریم صدیقہ پر شرمناک الزام: (۱۵٦) انہوں نے حضرت مریم پر بدکاری کا شرمناک الزام لگایا۔ بلکہ بعض تو دو قدم اور آگے بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ ان سے حالت حیض میں بداخلاقی سرزد ہوئی۔

قتل مسیح کا بے بنیاد دعویٰ: (۱۵۷) یعنی یہ شخص یعنی عیسیٰ جو منصب رسالت کا دعویدار ہے ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اسی طرح مشرکوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں کہا تھا فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ الخ (حجر ۱۵:٦) اے وہ شخص جس

پر قرآن اتارا گیا ہے تو دیوانہ ہے۔ جب یہودیوں کے پاس اللہ نے عیسیٰ کو معجزات و ہدایت دے کر بھیجا تو انہیں آپ سے حسد پیدا ہوا کہ اللہ نے آپ کو نبوت و معجزات دے کر کیوں بھیجا۔ آپ پیدائشی اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے' اللہ کے حکم سے مردے زندہ کر دیا کرتے تھے' مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک دیا کرتے تھے اور وہ سچ مچ کا پرندہ بن جاتا تھا جس کو لوگ اڑتا ہوا دیکھتے تھے۔

حضرت مسیح کے خلاف سازش: اس کے علاوہ اللہ نے انہیں اور معجزوں سے بھی نوازا تھا لیکن پھر بھی یہودیوں نے آپ کی تکذیب و مخالفت کی اور آپ کو ستانے کی کوشش میں لگے رہے حتیٰ کہ ہر ممکن طریقے سے آپ کو ستایا یہاں تک کہ آپ کسی شہر میں نہ رہ سکتے تھے بلکہ آپ مع اپنی والدہ محترمہ کے خانہ بدوش رہتے تھے اور صحرا بہ صحرا گشت لگاتے رہتے تھے' اسی طرح ساری عمر گذار دی پھر بھی ان بدبختوں کو صبر نہیں آیا اور شاہ دمشق کے کان بھرے اور اسے آپ کے خلاف بھڑکایا۔ اور حضرت عیسیٰ کو قتل کرانے کی سازش کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا جیسا کہ فرمایا کہ نہ تو انہیں قتل کیا گیا نہ انہیں پھانسی دی گئی بلکہ شبیہ عیسیٰ کو عیسیٰ سمجھ کر سولی پر چڑھایا گیا۔ قتل کے دعویدار اور جوان دعویداروں کی بات مانتے ہیں یعنی یہودی اور عیسائی سب اس بارے میں شک و حیرت میں ہیں۔ انہیں مسیح کے قتل میں یقین نہیں بلکہ شک و وہم ہے۔

(۱۵۸) بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا کر بلوا لیا اور اللہ ایسا غالب ہے جس کی بارگاہ محفوظ ہے' وہاں تک پہنچنے کی کسی کو جسارت نہیں اور جس نے اس کے دروازے پر پناہ ڈھونڈی اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا اور اللہ اپنی قضا و قدر میں حکمت والا ہے۔ اسی کی حکمت انتہائی ہے' اسی کی حجت پکی ہے اسی کی دلیل عظمت والی ہے اور اسی کا حکم قدیم ہے۔ جب حق تعالیٰ نے عیسیٰ کو اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ اپنے بارہ رفقاء کے پاس گھر والے چشمے میں نہا کر تشریف لائے۔ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور فرمایا کہ تم میں سے بعض وہ ہیں کہ مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ بارہ دفعہ کفر اختیار کریں گے۔ پھر فرمایا تم میں سے کس پر میری شبیہ ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل کر دیا جائے اور میرے ساتھ میرے درجے میں ہو؟ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہوا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ پھر یہی کلمہ دہرایا' پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا' آپ نے پھر اسے بٹھا دیا پھر تیسری بار وہی کلمہ دہرایا' پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اس پر میری شبیہ ڈال دی جائے آخر وہ آپ کا ہم شبیہ ہو گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ پھر یہودیوں کی طرف سے ڈھونڈھنے والے آئے ان لوگوں نے شبیہ عیسیٰ کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔ پھر ایمان لانے کے بعد بعض ان میں سے بارہ بارہ دفعہ مرتد ہوئے اور تین فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک فرقہ کا قول ہے کہ اللہ ہم میں تھا۔ جب تک اس نے چاہا رہا پھر آسمان پر چڑھ گیا یہ فرقہ یعقوبیہ کہلاتا ہے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ آپ اللہ کے بیٹے تھے جب تک منظور تھا ہم میں رہے یہ فرقہ نسطوریہ کہلاتا ہے اور ایک فرقہ کا قول ہے کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے جب تک اللہ نے چاہا ہم میں رہے پھر اس نے آپ کو اپنے پاس اٹھا لیا۔ یہ فرقہ مسلمانوں کا ہے۔ پھر دونوں کافر فرقے مسلمان فرقہ پر چھا گئے اور ان کے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے تک اسلام مٹا ہوا رہا۔ (اس روایت کی سند صحیح ہے۔ نسائی میں بھی اسی کے ہم معنی روایت ہے)

مسیح کی موت سے پہلے ہر عیسائی آپ پر ایمان لے آئے گا: (۱۵۹) یعنی ہر اہل کتاب عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر

ایمان لے آئے گا۔ جب آپ دجال کو قتل کرنے کے لئے اتریں گے تو اس وقت سارے عیسائی آپ پر ایمان لے آئیں گے اور تمام مذاہب ختم ہو کر ایک ہی مذہب اسلام رہ جائے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ دجال کو قتل کریں گے صلیب توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے یعنی جزیہ کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ بلکہ محض اسلام قبول فرمائیں گے یا تلوار۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ پر اس وقت سب اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور ایک بھی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ پھر فرمایا آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے یعنی آپ ان کے ان عملوں کی گواہی دیں گے جن کا مشاہدہ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے اور زمین پر اتر آنے کے بعد آپ کر چکے ہیں۔

نزول عیسیٰ کا بیان: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (۱) اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں اتر آئیں گے پھر عادل و منصف بن کر صلیب توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے' جزیہ موقوف کر دیں گے مال کی اس قدر کثرت ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ انسان کے لئے ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا الخ (ق) ایک روایت میں قتل دجال بھی ہے اور یہ بھی ہے کہ سجدہ اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہو گا یعنی کوئی دین باقی نہیں رہے گا صرف اسلام ہی رہے گا۔

(۲) تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم میں مسیح ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا (قا) انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں جن کی مائیں الگ الگ ہوتی ہیں ان کا دین ایک ہی ہے میں عیسیٰ بن مریم سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں وہ اترنے والے ہیں جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لو وہ درمیانی قد کے سرخ و سفید ہیں دو گیرو کے رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے سر سے قطرے ٹپک رہے ہوں گے اگرچہ تری نہ پہنچی ہو' آپ صلیب کو ریزہ ریزہ کریں گے خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ موقوف کریں گے' لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے اللہ ان کے زمانے میں تمام مذاہب مٹا دے گا۔ بس اسلام ہی رہے گا' اللہ ان کے زمانے میں مسیح دجال کو بھی مٹا دے گا' پھر زمین پر امانت پھیل جائے گی یہاں تک کہ اونٹوں کے ساتھ کالے ناگ' بیلوں کے ساتھ چیتے' اور بکریوں کے ساتھ بھیڑیئے چریں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے جو انہیں ڈسیں گے نہیں۔ آپ چالیس سال ٹھہریں گے پھر فوت ہو جائیں گے مسلمان آپ کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔ (دا)

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

پھر یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر کتنی ہی پاک چیزیں حرام کر دیں جو ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے بھی کہ وہ بہت سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور ان کے سود لینے کی وجہ سے بھی حالانکہ وہ سود سے روک دیئے گئے تھے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ناحق لوگوں کا مال کھاتے تھے اور ہم نے ان میں سے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن ان میں سے پکے علم والے اور ایمان والے اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئیں یہ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتے ہیں ہم انہیں کو اجر عظیم دینے والے ہیں۔

گناہوں کی وجہ سے یہودیوں پر کئی حلال چیزیں حرام ہوگئی: (۱۶۰) حق تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کے ظلم وستم کی خبر دی ہے کہ یہ بد بخت بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا تھے جن کی وجہ سے ان پر کئی حلال چیزیں حرام ہوگئیں۔ یہ تحریم یا تو تقدیری ہے یعنی انہوں نے اللہ کی کتابوں میں تحریف کر کے خود حلال چیزیں حرام کر لیں اور اللہ کی تقدیر وعلم میں یہ بات تھی کہ یہ بد بخت ایسا کریں گے ان لوگوں نے آپ ہی سختی کی آپ ہی تنگی کی اور آپ ہی ردوبدل کیا یا شرعی ہے کہ اللہ نے تورات میں چند چیزیں حرام کر دیں جو ان پر حلال تھیں۔ فرمایا کُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا (آل عمران ۳:۹۳) ہر کھانا بنی اسرائیل کے لئے حلال تھا مگر وہ جسے اسرائیل نے اپنی ذات پر تورات اترنے سے پہلے حرام کر لیا تھا (اس آیت کی وضاحت گذر چکی) یعنی یعقوبؑ نے اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کر لیا تھا۔ پھر اللہ نے بہت سی چیزیں تورات میں حرام فرما دیں۔ فرمایا عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الخ (انعام ۶:۱۴۶) ہم نے یہودیوں پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا اور ان پر گائے بکری کی چربیاں بھی حرام کر دیں۔ مگر جو پشتوں آنتوں اور ہڈی سے ملی ہوئی ہوں ہم نے انہیں ان کی بغاوت کی یہ سزا دی اور ہم سچے ہیں یعنی ہم نے ان کی بغاوت، سرکشی، رسول کی مخالفت اور باہمی اختلافات کی وجہ سے ایسا کیا کیونکہ وہ اس کے مستحق تھے۔ پھر فرمایا یہ اللہ کی راہ سے بہت سے لوگوں کو روکتے تھے یعنی خود بھی حق کی پیروی نہیں کرتے تھے اور لوگوں کو بھی راہ حق سے روکتے رہتے تھے یہ ان کی پرانی عادت ہے اور یہ رذالت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اسی وجہ سے نبیوں کے دشمن بن گئے اور نبیوں کی ایک جماعت کو شہید کر دیا، پھر عیسیٰؑ اور رحمت عالم ﷺ کو نہیں مانتے۔

(۱۶۱) پھر فرمایا یہ سود خور تھے حالانکہ سود سے انہیں روک دیا گیا تھا یعنی اللہ نے انہیں سود سے منع فرما دیا تھا پھر بھی انہوں نے سود لیا طرح طرح کے حیلے تراش کر سود خوری جاری رکھی اور باطل سے لوگوں کا مال اڑاتے رہے۔ اس جرم پر ہم نے بعض حلال چیزیں بھی ان پر حرام کر دیں۔ پھر فرمایا ہم نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار رکھا ہے۔

(۱۶۲) یعنی جو دین میں ثابت قدم ہیں اور مفید علم کے ماہر ہیں (راسخ فی العلم کی بحث سورہ آل عمران میں گذر چکی) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت ابن سلام، ثعلبہ اور زید پسران سعید اور اسید بن عبید کے بارے میں اتری جو مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتے تھے۔

پھر فرمایا کہ ان کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے یعنی توحید کے قائل ہیں اور زندگی بعد الموت کا عقیدہ رکھتے ہیں تاکہ عملوں کا بدلہ ملے۔ اجر عظیم سے جنت مراد ہے۔

إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ وَأَوۡحَيۡنَآ
إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَعِيسَىٰ
وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيۡمَٰنَۚ وَءَاتَيۡنَا دَاوُۥدَ زَبُورٗا ﴿١٦٣﴾ وَرُسُلٗا
قَدۡ قَصَصۡنَٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِن قَبۡلُ وَرُسُلٗا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَۚ وَكَلَّمَ
ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكۡلِيمٗا ﴿١٦٤﴾ رُّسُلٗا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ
عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةُۢ بَعۡدَ ٱلرُّسُلِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمٗا ﴿١٦٥﴾

ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح کی طرف اوران کے بعد والے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیمؑ' اسماعیلؑ' اسحاقؑ' یعقوبؑ اوران کی اولاد' عیسیٰؑ ایوبؑ' یونسؑ' ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف بھی وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی تھی اور ہم نے بہت سے نبیوں کے پاس وحی بھیجی تھی جو آپ سے پہلے تھے جن میں سے ہم نے بعض کا حال آپ سے بیان کیا اور بعض کا بیان نہیں کیا۔ اور اللہ نے موسیٰؑ سے کلام کیا' ہم نے رسول خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے تا کہ رسولوں کے بعد لوگوں کی اللہ پر حجت باقی نہ رہے' اور اللہ بڑے غلبہ والا اور پوری حکمت والا ہے۔

تمام انبیاء پر وحی اتری: (۱۶۳) مسکین اور عدی بن زید جو یہودی تھے بولے کہ ہمارے خیال میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی انسان پر کچھ نہیں اتارا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

پھر فرمایا کہ اللہ نے اپنے بندے اور اپنے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح وحی بھیجی جس طرح سابق نبیوں پر وحی بھیجی گئی تھی۔ زبور اس آسمانی کتاب کا نام ہے جو داؤد پر اتاری گئی۔ ہم عنقریب ہر نبی کا ترجمہ سورہ انبیاء میں ہر نبی کے نام کے تحت بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

قرآن میں ۲۵ نبیوں کے نام ہیں: (۱۶۴) یعنی ہم نے اس آیت کے اترنے سے پہلے مکی سورتوں میں تمہیں بہت سے رسولوں کا حال سنایا ہے۔ جن نبیوں کے قرآن میں نام ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ آدمؑ ۲۔ ادریسؑ ۳۔ نوحؑ ۴۔ ہودؑ ۵۔ صالحؑ ۶۔ ابراہیمؑ ۷۔ لوطؑ ۸۔ اسماعیلؑ ۹۔ اسحاقؑ ۱۰۔ یعقوبؑ ۱۱۔ یوسفؑ ۱۲۔ ایوبؑ ۱۳۔ شعیبؑ ۱۴۔ موسیٰؑ ۱۵۔ ہارونؑ ۱۶۔ یونسؑ ۱۷۔ داؤدؑ ۱۸۔ سلیمانؑ ۱۹۔ الیاسؑ ۲۰۔ الیسعؑ ۲۱۔ زکریاؑ ۲۲ یحییٰؑ ۲۳۔ عیسیٰؑ ۲۴۔ ذوالکفلؑ ۔ ۲۵۔ اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں اکثر نبیوں کے نام اور حالات مذکور نہیں۔

حضرت موسیٰ کی فضیلت: پھر فرمایا اللہ نے صاف طور سے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اس سے موسیٰؑ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ آپ کو ہم کلامی کا شرف نصیب ہوا' اسی وجہ سے آپ کو کلیم کہا جاتا ہے۔

انبیاء قطع حجت کے لئے مبعوث ہوئے: (۱۶۵) یعنی انبیاء انہیں جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور نیکیاں کر کے اللہ کو راضی کر لیتے ہیں جنت و رضائے الٰہی کی بشارت دیتے ہیں اور انہیں جو نافرمانی کرتے ہیں اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اللہ کے عذاب

سے ڈراتے ہیں۔ کتابوں کا اترنا اور رسولوں کا آ کر لوگوں کو بشارت و وعید سنانا اس وجہ سے ہے کہ کسی کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے کہ ہمیں تو کسی نے دین سکھایا ہی نہیں تھا' نہ ہمارے پاس کوئی کتاب آئی تھی اور نہ کوئی رسول آیا تھا۔ فرمایا وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ الخ (طٰہٰ ۲۰: ۱۳۴) اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتے تو کہہ دیتے کہ اے رب تو نے ہمارے پاس رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کر لیتے۔ (۲) وَلَوْ لَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ الخ (قصص ۲۸: ۴۷) اور ہم رسول نہیں بھیجتے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت اترتی تو یہ کہنے لگتے کہ تو نے ہمارے پاس کوئی نبی کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کر کے مومن بن جاتے۔ رحمت عالمؐ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں اسی وجہ سے اس نے کھلی چھپی سب بے حیائیوں سے منع فرما دیا ہے۔ اور کوئی اللہ سے زیادہ تعریف کو بھی محبوب رکھنے والا نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے آپ اپنی ذات کی تعریف فرمائی ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی عذر محبوب نہیں رکھتا اسی وجہ سے اس نے نبیوں کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا (ق)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٧٠﴾

لیکن اللہ اس کتاب کے ذریعہ جسے اس نے آپ کے پاس اپنے علمی کمال کے ساتھ بھیجا خود (آپ کی نبوت کی) شہادت دے رہا ہے اور فرشتے بھی شہادت دے رہے ہیں اور اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے جو کافر ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں یقیناً وہ دور والی گمراہی میں جا پڑے جو لوگ منکر ہیں اور ظالم ہیں بلاشبہ اللہ انہیں بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں راہ پر لانے والا ہے بجز جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے' اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق لے کر آئے ہیں لہٰذا ایمان لے آؤ' یہ ایمان تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم کفر اختیار کرو گے تو یاد رکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی: (۱۶۶) چونکہ پہلی آیتوں میں ضمناً نبوت کا ثبوت' اور نبوت کے منکروں کی تردید ہے۔ کیونکہ آپ کی نبوت کو مشرک اور اہل کتاب نہیں مانتے تھے اس لئے یہاں فرمایا کہ اللہ آپ کی رسالت پر گواہ ہے اور

اللہ نے آپ پر قرآن اتارا ہے اگر آپ کی نبوت کو مشرک اور کافر نہیں مانتے تو نہ مانیں اللہ کی شہادت کافی ہے۔ فرمایا وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ الخ (فصلت ۴۱:۴۱-۴۲) قرآن وہ عزت والی کتاب ہے جس کے نہ آگے سے باطل آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے اور اس کی طرف سے اتاری گئی ہے جو بڑی حکمتوں والا اور تعریفوں والا ہے۔

قرآن میں اللہ کا علم ہے: پھر فرمایا اللہ نے قرآن اپنے علم کے ساتھ اتارا یعنی اس میں اللہ کا وہ علم ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے مثلاً اس میں غلبہ والی دلیلیں ہدایت وروشنی حق و باطل میں فرق کرنے والی حجتیں اور اللہ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ عمل مذکور ہیں اور اس میں ماضی اور مستقبل کا علم غیب بھی ہے اللہ کی صفات مقدسہ بھی ہیں جن کو نہ کوئی نبی جانتا ہے نہ کوئی رسول اور نہ کوئی مقرب فرشتہ جب تک اللہ کسی کو ان سے آگاہ نہ کر دے۔ فرمایا وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ الخ (بقرہ ۲: ۲۵۵) لوگ اس کے ذرا سے علم کو بھی نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے (۲) وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا (طہ ۲۰:۱۱۰) اور اسے ان کا علم گھیر نہیں سکتا پھر فرمایا فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں یعنی جو آپ کے پاس آیا اور آپ پر اتارا گیا' جس کی آپ کے پاس وحی بھیجی گئی اور جس کے ساتھ اللہ کی شہادت بھی ہے اس پر فرشتے بھی گواہ ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت آئی' آپ نے ان سے فرمایا اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہیں میری رسالت کا علم ہے' بولے ہمیں علم نہیں اس پر یہ آیت اتری۔

حق سے کترانے والوں کے لئے معافی نہیں: (۱۶۷'۱۶۹) یعنی جو خود بھی کافر ہیں اور حق کے پیروکار نہیں اور لوگوں کو بھی راہ حق سے روکنے میں سرگرم عمل رہتے ہیں اور انہیں حق کی پیروی نہیں کرنے دیتے وہ راہ حق سے بھٹک گئے اور اس سے بہت دور جا پڑے۔ پھر حق تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے حق میں اپنے اس حکم کی خبر دی کہ اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں نیکی کی راہ پر ڈالے گا البتہ جہنم کی راہ پر ڈال دے گا اور ایسے لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

رحمت عالم ﷺ ہدایت وحق اور شافی بیان لے کر مبعوث ہوئے: (۱۷۰) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہدایت دین حق اور عزت وجلال والے اللہ کی طرف سے شافی بیان لے کر آ گئے ہیں' ان کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو' ان کا ماننا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم ان کی باتوں کو اور ان کی لائی ہوئی کتاب کو ٹھکرا دو گے تو اللہ کا کیا بگاڑو گے وہ تو تم سے اور تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے' تمہارے کفر سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا (بلکہ تم خود ہی اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مار رہے ہو) فرمایا وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ الخ (ابراہیم ۱۴:۸) موسیٰؑ نے کہا اگر تم اور زمین والے سب مل کر کفر اختیار کر لیں تو یقین مانو اللہ بے نیاز وسراہا گیا ہے' یہاں پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم میں سے ہدایت کا مستحق ہے کہ اسے راہ پر لائے اور کون گمراہی کا مستحق ہے کہ اسے راہ سے دھکا دے دے' اللہ اپنے اقوال وافعال' احکام شرع' اور مقدرات میں بڑی حکمت والا ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ
اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى

مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۫ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے آگے نہ بڑھو اور اللہ کی شان میں سچی بات ہی کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جن کو اس نے مریم کی طرف پہنچا دیا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں لہٰذا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین معبود نہ مانو' باز آ جاؤ اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے' اللہ تو صرف ایک معبود ہے وہ اولاد سے پاک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ کام بنانے میں کافی ہے۔

کسی نبی کو اس کی حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ: (۱۷۱) اللہ اہل کتاب کو غلو سے اور کسی نبی کو حد سے بڑھانے سے روک رہا ہے یہ دناءت عیسائیوں میں بہت ہے کیونکہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں حد سے آگے بڑھ گئے اور انہیں ان کے مقام سے ہٹا کر تخت الوہیت پر جا بٹھایا۔ انہیں نبوت کا مقام نہیں بھایا اور نبوت کے بجائے الوہیت کا مقام پسند آیا۔ یہ بدبخت اللہ کی طرح ان کی عبادت کرتے ہیں بلکہ جو ان کے ہم دین ہیں اہل کتاب نے انہیں بھی حد سے آگے بڑھا دیا اور انہیں بھی نبیوں کی طرح معصوم قرار دے دیا' ان کی ہر بات کی پیروی کی جاتی ہے خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز' گمراہی ہو یا ہدایت اور صحیح ہو یا غلط اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ الخ (توبہ۹:۳۱) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا اور مسیح ابن مریم کو بھی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے حد سے زیادہ نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو حد سے بڑھا دیا میں تو صرف ایک بندہ ہوں مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی سمجھو (ب)

انس بن مالک فرماتے ہیں ایک شخص نے کہا یا محمد ﷺ یا سیدنا وابن سیدنا وخیرنا وابن خیرنا (اے محمد ﷺ اے ہمارے سردار' اے ہمارے سردار کے بیٹے اور اے ہم سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے)۔ آپ نے فرمایا لوگو اپنی باتوں کا تم خود خیال رکھو' شیطان تمہیں ورغلانے نہ پائے' میں محمد بن عبداللہ ہوں' اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہوں' اللہ کی قسم مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے جس پر اللہ نے مجھے قائم فرمایا ہے اونچا چڑھا دو (یہ روایت اس سند سے مسند احمد ہی میں ہے)

انتہائی افسوس وقلق سے لکھنا پڑتا ہے کہ عیسائیوں کی یہ بدترین عادت اور یہ گھناونا کفر وشرک مسلمانوں میں بھی گھس آیا ہے' جس طرح انہوں نے حضرت مسیح کو معبود بنا لیا اسی طرح انہوں نے احمد کو احد بنا لیا' اللہ کی پناہ' اللہ کی پناہ' اس صریح کفر وشرک سے' اللہ پر اس قدر عظیم بہتان کہ وہ مدینہ میں احمد بن کر آیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اس قدر توہین و بے ادبی کہ وہ نبی نہیں اللہ کے بندے نہیں' اس کے رسول نہیں بلکہ خود اللہ ہیں' بشر نہیں بلکہ نور ہیں' انسان نہیں بلکہ اللہ کا عکس ہیں' کیا یہ شرکیہ کلمے مسلمان کی شان کے لائق ہیں۔ کیا یہ اللہ کی توہین نہیں؟ اور اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں انتہائی گستاخی نہیں؟ کیا اس قسم کے دعویداران اسلام مسلمان ہیں مشرک نہیں؟ کیا عیسائیوں کی اور ان کی بات ایک نہیں؟ جو وہ کہتے ہیں وہی یہ کہتے ہیں پھر طرہ یہ کہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں رسول سے والہانہ محبت ہے' کمال شیفتگی ہے اور بے حد عشق ہے' کیا عشق ومحبت کی یہی علامت ہے؟ اللہ کے واسطے تم آپ اپنے

ضمیر سے پوچھو کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین شان رسالت میں گستاخی اور مقام رسالت میں بے ادبی نہیں؟ اللہ سمجھ عطا فرمائے اور فکر سلیم سے نوازے آمین۔

شرک سے بچو اور اللہ پر الزام نہ لگاؤ: فرمایا اللہ پر الزام نہ لگاؤ یعنی تمہیں اللہ پر افترا کرتے ہوئے شرم نہیں آتی یہ کہتے ہوئے ڈوب نہیں مرتے کہ اللہ کے بیوی بچے ہیں' حالانکہ اللہ بیوی بچوں سے پاک ہے' اپنی سرداری میں یکتا' کبریائی میں ایک اور عظمت میں واحد ہے نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب ہے' وہی سچا معبود ہے اور وہی جہان والوں کا رب ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ مسیح عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کے رسول اس کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں۔ ان سے کہا ہو جا، فوراً ہو گئے۔ آپ اللہ کے رسول اور اس کے مریم کی طرف ڈالے ہوئے ایک کلمہ ہیں یعنی اللہ نے جبرئیل کو مریم کی طرف وہ کلمہ دے کر بھیجا انہوں نے اپنے عزت وجلال والے رب کے حکم سے وہ روح مریم صدیقہ کے گریبان میں پھونک دی' روح ان میں اتر گئی اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ سب عزت وجلال والے اللہ کی مخلوق ہیں' چونکہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا۔ فرمایا مَاالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ الخ (مائدہ ۵:۷۵) مسیح ابن مریم صرف اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی پیغمبر گذر گئے ان کی والدہ سچی ہیں' دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ (۲) اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ الخ (آل عمران ۳:۵۹) اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے کہ انہیں مٹی سے پیدا کر کے کہا ہو جا پھر وہ ہو گئے (۳) وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا الخ (انبیا ۲۱:۹۱) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی' ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی ہم نے انہیں اور ان کے بیٹے کو جہان والوں کے لئے نشانی بنایا۔

پھر فرمایا اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرو کہ اللہ واحد ہے۔ ایک ہے اس کی اولاد نہیں' اس کی بیوی نہیں اور یقین کرو کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تین کے قائل نہ ہو کہ عیسیٰ اور مریم الوہیت میں اللہ کے ساتھ شریک ہیں حق تعالیٰ شرک سے بلند وبرتر ہے یہ آیت سورہ مائدہ ۷۲ والی اس آیت کے ہم معنی ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ الخ انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تینوں میں تیسرا ہے حالانکہ وہ ایک ہے' اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور سورت کی آخری آیت وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى کے بھی ہم معنی ہے' اول سورت میں فرمایا تھا وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح بن مریم ہے۔

عیسائیوں کے شرکیہ عقائد: جہالت کی وجہ سے عیسائیوں کے پاس کوئی ضابطہ نہیں اور نہ ان کے کفر و شرک کی کوئی حد ہے وہ اپنے گمراہ کن اقوال میں بھٹکے ہوئے ہیں' کسی کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اللہ ہیں کوئی کہتا ہے کہ اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور کوئی انہیں اللہ کا بیٹا تصور کرتا ہے' ان میں بہت فرقے ہیں جن کی رائیں مختلف ہیں اور اقوال متصادم ہیں۔ اگر دس عیسائی ایک جگہ جمع ہوں تو ان کی گیارہ رائیں ہوں گی یعنی رائیں تعداد سے بھی زیادہ ہوں گی۔

عیسائیوں کے فرقے: عیسائیوں کے ایک مشہور عالم (سعید بن بطریق مقیم اسکندریہ لکھتا ہے تقریباً ۴۰۰ھ میں امانت کبریٰ (جو خیانت کبریٰ ہے) کے سلسلے میں جو ان کے پاس تھی ایک بڑا جلسہ بلایا گیا جس میں بڑے بڑے علماء جمع ہوئے۔ یہ جلسہ قسطنطین کے زمانے میں منعقد ہوا تھا جس نے شہر قسطنطین آباد کیا تھا اس جلسہ میں دو ہزار سے زیادہ بڑے بڑے پادری تھے ان کے اختلافات حد وشمار سے باہر تھے اور یہ بے شمار گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ پچاس کا ایک گروہ ہے تو بیس کا دوسرا گروہ' سو کا

الگ خیال ہے تو ستر کا الگ ہے' اور کوئی اس سے کم وبیش ہے تو اس کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی ہے۔ آخر بادشاہ نے تین سو اٹھارہ افراد کی ایک جماعت چن لی جن کی رائے ایک تھی اسی جماعت کی بادشاہ نے تائید کی' بادشاہ حکمت پسند اور دور رس تھا۔ اس نے دیگر تمام اقوال مٹا دیئے اور ان ہی تین سو اٹھارہ کا غلبہ رہا۔ انہیں کے لئے گرجے بنائے گئے۔ کتابیں لکھی گئیں اور قوانین وضع کئے گئے آخر ان میں وہ امانت رکھی گئی جو چھوٹے بچوں کو سکھائی جاتی ہے تاکہ عقیدے کمسنی ہی سے ان کے ذہن میں بیٹھ جائیں اور ان پر اعتماد کریں اس جماعت کے پیروکار ملکانیہ کہلائے۔ پھر دوسرے اجلاس میں فرقہ یعقوبیہ اور تیسرے اجلاس میں نسطوریہ پیدا ہوا۔ یہ تینوں فرقے مسیح کے بارے میں اقانیم ثلاثہ کے قائل ہیں۔ لیکن اس کی کیفیت میں مختلف ہیں۔ بعض کہتے ہیں لاہوت وناسوت متحد ہیں۔ بعض کہتے ہیں نہیں اور بعض کہتے ہیں لاہوت ناسوت میں اترا ہوا ہے۔ یہ تین اقوال ہوئے ان میں سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر کہتا ہے۔ لیکن ہم تینوں کو کافر کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا باز آ جاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ صرف ایک ہے جو اولاد سے پاک و برتر ہے اسی کا ساری کائنات پر حکم چلتا ہے' سب اس کے مملوک ومخلوق ہیں اور ہر چیز اس کی غلام ہے' ہر شخص اس کی تدبیر وتصرف کے دائرے میں بند ہے اور وہ ہر چیز پر مسلط ووکیل ہے پھر بھلا مخلوق میں سے کیسے اس کے بیوی بچے ہو سکتے ہیں۔ (۱) بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (انعام ۶:۱۰۱) فرمایا اللہ ہی نے آسمان وزمین ایجاد کیا پھر بھلا کس طرح اس کے اولاد ہو سکتی ہے۔ (۲) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا الخ (مریم ۱۹:۸۸تا۹۵) کہتے ہیں رحمٰن کی اولاد ہے' اللہ کی قسم تم نے بڑا زبردست بہتان باندھا اس سے آسمان پھٹ جانے والے ہیں اور زمین و پہاڑ چور چور ہو جانے والے ہیں کہ انہوں نے رحمٰن کی اولاد کا دعویٰ کیا۔ رحمان کی یہ شان نہیں کہ اس کی اولاد ہو۔ آسمان وزمین میں جو بھی ہے وہ رحمٰن کے سامنے یقیناً غلام بن کر آئے گا۔ اللہ نے ان میں سے ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سب قیامت کے دن اس کے پاس تنہا تنہا آنے والے ہیں۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷۳﴾ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۴﴾

مسیح اللہ کا بندہ بننے سے برا نہیں مانتے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص اللہ کی عبادت کو عار سمجھے اور اس سے خود کو بڑا جانے تو اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کرنے والا ہے' پھر جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے رہے اللہ انہیں ان کے پورے پورے اجر دے گا اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ بھی دے' گا۔ لیکن جنہوں نے عار کی تھی اور غرور کیا تھا اللہ انہیں دردناک عذاب دے گا اور وہ اپنا غیر اللہ کو حمایتی اور مددگار نہ پائیں گے۔

انبیاء و ملائک بھی اللہ کے غلام ہیں: (۱۷۲) مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح اور مقرب فرشتے حق تعالیٰ کی عبادت سے غرور د

سرکشی نہیں کرتے اور نہ انہیں اس کی عبادت کرنے سے شرم آتی ہے ان کی فضیلت یہاں عیسیٰؑ کے ساتھ فرشتوں کے بیان کرنے کی یہ وجہ ہے کہ جس طرح مسیح کو معبود بنالیا گیا تھا اسی طرح فرشتوں کو بھی معبود بنالیا گیا تھا' اللہ نے فرمایا کہ تمام انبیاء اور ملائک بھی دیگر تمام بندوں کی طرح ہمارے بندے' ہمارے غلام اور ہماری مخلوق ہیں۔ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا الخ (انبیا ۲:۲۶ تا ۲۸) مشرک بولے رحمٰن کے اولاد ہے حالانکہ اللہ اس سے پاک ہے بلکہ فرشتے اللہ کے معزز بندے ہیں وہ بات کرنے میں اللہ سے سبقت نہیں کرتے اور اس کا حکم بجالاتے ہیں اللہ ان کے آگے پیچھے کے احوال جانتا ہے جس سے اللہ راضی ہوگا فرشتے اسی کی سفارش کریں گے' فرشتے خود اللہ سے سہمے ہوئے ہیں اسی لئے اخیر آیت میں فرمایا کہ جو شخص اللہ کی عبادت سے عار و شرم کرے گا اس کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا' ان سب کو قیامت کے دن اکٹھا کیا جائے گا اور ان میں عدل و انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ظلم ذرہ برابر نہیں ہوگا۔

جنت ایمان و عمل والوں کے لئے ہے: (۱۷۳) یعنی ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو بقدر ان کے نیک عملوں کے ثواب و اجر دیا جائے گا' پھر اللہ نے اپنے فضل و احسان کی اور رحمت و شفقت کی بشارت دی کہ اللہ کے فضل و کرم سے انہیں اور بھی زیادہ ثواب دیا جائے گا' اجور سے جنت مراد ہے اور مزید سے اس شخص کی شفاعت مراد ہے جس پر جہنم واجب ہوگئی تھی لیکن دنیا میں اس جہنمی نے اس کے ساتھ نیکی کی تھی (ابن مردویہ)۔ (اس حدیث کا رفع ثابت نہیں البتہ ابن مسعودؓ کا قول ہے)

(۱۷۴) پھر فرمایا کہ جو اللہ کی اطاعت و عبادت سے باز رہا اور اسے عبادت میں شرم و عار آئی یا اس نے خود کو بڑا سمجھا اور غرور کیا تو اللہ قیامت کے دن اسے دردناک عذاب دے گا اور اس کی حمایت و اعانت کے لئے کوئی بھی کھڑا نہیں ہوسکتا۔ یعنی اللہ کے عذاب و عتاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ الخ (غافر ۴۰:۶۰) یقین مانو جو لوگ میری عبادت سے غرور کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل و حقیر ہو کر داخل ہونے والے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں خود کو بڑا سمجھ کر عبادت نہیں کرتے تھے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۵﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ
مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ؕ ﴿۱۷۶﴾

لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے دلیل آ پہنچی اور ہم نے تمہاری طرف ایک ظاہر نور اتار دیا۔ پھر جو اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوط پکڑے رہے انہیں اللہ اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں سیدھی راہ پر پہنچا دے گا۔

قرآن نور مبین ہے: (۱۷۵) اللہ بتا رہا ہے کہ لوگوں کے پاس اس کی طرف سے ایک عظمت والی برہان آ چکی' یعنی ایسی پکی دلیل جس کے ہوتے ہوئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور ایسی قطعی حجت جو شبہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور اتارا یعنی حق کو کھولنے والا نور اتارا۔ نور مبین سے قرآن پاک مراد ہے۔

قرآن اللہ کی سیدھی راہ ہے: (۱۷۶) یعنی جن لوگوں نے اپنے تمام کاموں میں عبادت و توکل دونوں کو جمع کرلیا اللہ پر ایمان

لائے اور قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور اس کے احکام و ہدایات پر عمل کرتے رہے اللہ ان پر رحم کھا کر انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔ اور انہیں کچھ اور بھی ثواب عطا فرمائے گا جو بڑھتا ہی رہے گا اور ان کے مراتب بلند ہوتے رہیں گے۔ یہ ان پر اللہ کا فضل و کرم ہوگا اور اللہ انہیں واضح، معتدل اور سیدھی راہ پر جس میں ٹیڑھا پن نہیں ہے پہنچا دے گا دنیا اور آخرت میں یہی ایمان والوں کی شان ہوگی کیونکہ وہ اعمال و عقائد میں دنیا میں بھی سیدھی اور سلامتی والی راہ پر چلتے رہے اور آخرت میں بھی اسی سیدھی راہ پر گامزن ہوں گے جو انہیں بہشتی باغ و بہار تک پہنچا دے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ قرآن اللہ کی سیدھی راہ ہے یعنی انسان قرآنی ہدایات پر صحیح صحیح عمل کرنے سے بے کھٹکے جنت میں پہنچ جاتا ہے اور اللہ کی مضبوط رسی ہے یعنی جو شخص یہ رسی مضبوط پکڑ لے گا اسے اس کے ٹوٹ جانے کا ڈر نہ ہوگا (پوری حدیث شروع تفسیر میں گذر چکی)

يَسْتَفْتُونَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں فرما دیجئے اللہ خود تم کو کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اگر کوئی لاولد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اسے دو تہائی ملے گا اور اگر بھائی بہن ہوں تو بھائی کو دہرا اور بہن کو اکہرا ملے گا اللہ تمہارے واسطے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

سب سے پچھلی سورت اور آیت: (۱۷۷) براءؓ فرماتے ہیں سورتوں میں سب سے اخیر میں سورہ برات اور آیتوں میں يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ اتری (ب) جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں بے ہوش تھا آپ نے وضو کر کے وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا یا ڈالنے کا حکم فرمایا۔ میں نے (ہوش آنے پر) پوچھا کہ میں کلالہ ہوں میری میراث کیوں کر بٹے گی۔ اس پر فرائض والی آیت اتری (ج) (ایک لفظ میں ہے) پھر میراث کی آیت يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ الخ۔ اتری۔

کلالہ کی تعریف: کلالہ اور اس کے اشتقاق کے بارے میں تفصیل گذر چکی کہ کلالہ اکلیل (تاج) سے بنا ہے۔ تاج چاروں طرف سے سر کو گھیر لیتا ہے۔ کلالہ کا حکم سمجھنے میں حضرت عمرؓ کو بھی دشواری پیش آئی تھی۔ عمرؓ فرماتے ہیں تین باتوں کے متعلق میری آرزو تھی کہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا حکم فرما جاتے جس کی طرف ہم رجوع کر سکتے۔ دادا کی میراث میں' کلالہ کی میراث میں اور سود میں۔ (ق) عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور چیز کے بارے میں اتنی کرید نہیں کی جتنی کلالہ کے بارے میں کی' یہاں تک کہ آپ نے اپنی انگلی میرے سینے پر مار کر فرمایا تمہیں گرمی والی آیت کافی ہے جو سورہ

نساء کے اخیر میں ہے (ما) پھر فرمایا کہ اس کے اولاد نہ ہو جس نے کلالہ میں باپ کے نہ ہونے کی شرط نہیں لگائی اس کی دلیل یہی آیت ہے ان کے خیال میں کلالہ وہ ہے جس کے اولاد نہ ہو۔

پھر فرمایا وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا بشرطیکہ بہن لاولد ہو یعنی اگر بہن کلالہ مرجائے اور اس کے نہ اولاد ہو اور نہ باپ۔ کیونکہ والد کی موجودگی میں بھائی کو کچھ نہیں ملے گا' اگر بھائی کے ساتھ ذوی الفروض فرض کر لئے جائیں مثلاً شوہر یا اخیافی بھائی تو ذوی الفروض کو حصہ دے کر باقی بھائی کو دیا جائے گا کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ فرائض اہل فرائض کو دے کر جو باقی رہے وہ قریبی مرد کو جوڑ کر ہو دیا جائے۔ اگر کلالہ دو بہنیں چھوڑ گیا تو انہیں دو تہائی ملے گا۔ دو سے زیادہ بہنوں کا بھی یہی حکم ہے' یہیں سے دو بیٹیوں کا حکم لیا گیا ہے جیسے دو سے زیادہ بہنوں کا حکم بیٹیوں کے حکم سے لیا گیا کیونکہ فرمایا فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (نساء ۴: ۱۱) اگر دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو انہیں متروکہ مال کا دو تہائی حصہ ملے گا۔ فرمایا اگر بھائی بہن ہوں' یہ حکم عصبہ یعنی بیٹوں' پوتوں اور بھائیوں وغیرہ کا ہے کہ جب ان کے مرد و عورت جمع ہو جائیں تو مرد کو دہرا اور عورت کو اکہرا ملے گا۔ پھر فرمایا اللہ تمہارے لئے فرائض اور حدیں مقرر فرماتا ہے اور تمہارے سامنے احکام شرع کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے یعنی اللہ کاموں کے انجام سے ان کی مصلحتوں سے اور لوگوں کے لئے ان میں جو بھلائی ہے ان سے خوب خبردار ہے اور اس بات کی بھی اسے خبر ہے کہ مرنے والے سے کون زیادہ قریب ہے اور کون نہیں۔

عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں جب کلالہ کے مسئلہ میں غور کیا تو حذیفہؓ کو بلا کر پوچھا تھا (بزار) سعیدؒ بن مسیب فرماتے ہیں عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کلالہ کا ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا' پھر اللہ نے یہ آیت اتاری۔ عمرؓ سمجھے نہیں' آپ نے حفصہؓ سے کہا کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کو خوش و خرم دیکھو تو ان سے کلالہ کے بارے میں پوچھ لینا آخر انہوں نے آپ کو خوش دیکھ کر پوچھا' فرمایا تمہارے والد نے تم سے ذکر کیا ہوگا۔ میرے خیال میں وہ یہ مسئلہ سمجھ نہ سکیں گے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب رحمت عالم ﷺ نے یہ فرما دیا تو اب میں اس کو جان ہی نہیں سکتا۔ (ابن مردویہ)

فرمایا کہ اللہ نے اسے واضح کر دیا ہے۔ پھر فرمایا اللہ تمہارے لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔

سورۂ مائدہ

یہ پانچویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور ۱۱۲ کی سورہ ہے بترتیب نزول۔

مائدہ کے بارے میں احادیث: (۱) اسماءؓ بنت یزید فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عضباء کی نکیل پکڑے ہوئی تھی جب آپ پر ساری سورہ مائدہ اتری۔ وحی کے بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کے ہاتھ ٹوٹے جاتے تھے۔ (الف)

(۲) ام عمروؓ کے چچا جان فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا آپ پر سورہ مائدہ اتری اور اس کے بوجھ سے سواری کی گردن ٹوٹی جا رہی تھی (ابن مردویہ)

(۳) ابن عمروؓ فرماتے ہیں آپ پر سورہ مائدہ اتری آپ سواری پر تھے سواری اس کے بوجھ کو نہ سنبھال سکی آخر کار آپ نیچے اتر آئے (الف)

(۴) ابن عمروؓ فرماتے ہیں آخری سورت سورہ مائدہ اور سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ہے (ت) حاکم)

(۵) ابن عباسؓ فرماتے ہیں آخری سورت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ہے۔

(٦) جبیرؒ بن نفیر فرماتے ہیں میں نے حج کیا پھر صدیقہؓ سے ملاقات کی فرمایا تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا پڑھتا ہوں۔ فرمایا یہ سورت سب سے آخر میں اتری اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو (حاکم) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ احکام والی سورتوں میں سب سے آخری سورہ سورہ مائدہ اتری اور باعتبار نزول قرآن کی آخری سورہ سورۃ نصر ہے۔ واللہ اعلم۔

سورہ مائدہ مدینہ میں اتری اس میں ۱۲۰ آیتیں ہیں اور ۱٦ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ②

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اے ایمان والو عہد پورے کرو تم پر چرنے والے جانور علاوہ ان جانوروں کے جو تمہیں بتلائے جاتے ہیں۔ حلال کئے گئے۔ ان کا احرام کی حالت میں شکار کرنا حلال نہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے' اے ایمان والو اللہ کی نشانیوں کی توہین نہ کرو نہ حرمت والے مہینوں کی نہ قربانیوں کے جانوروں کی نہ ان جانوروں کی جن کے گلوں میں پٹے پڑے ہوئے ہوں اور نہ حرمت والے گھر کا قصد کرنے والوں کی جو اپنے رب کا فضل وخوشنودی چاہتے ہیں اور جب تم حلال ہو جاؤ تو شکار کرو۔ اور کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے حرمت والی مسجد سے تمہیں روک دیا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور تم نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو گناہوں اور زیادتی کے کاموں پر مدد نہ کرو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو یاد رکھو اللہ سخت عذاب والا ہے۔

مسلمانوں سے عزت کے ساتھ خطاب کیا گیا: (۱) ایک شخص نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ فرمایا جب تم اللہ کا ایمان والوں سے خطاب سنو تو اسے کان لگا کر توجہ سے سنو کیونکہ اس میں یا تو کسی اچھی بات کا حکم ہوگا یا کسی بری بات

سے روکا گیا ہوگا۔ (ابن ابی حاتم)۔

عہد پورا کرنے کا حکم: عقود سے وہ عہد و پیمان مراد ہیں جو قسمیں کھا کر کئے اور لئے جاتے تھے و نیز اس سے اللہ کی حلال کی ہوئی اور حرام کی ہوئی چیزیں فرائض و واجبات اور تمام قرآنی احکام مراد ہیں' خبردار بدعہدی نہ کرو اور زبان سے نہ پھرو۔ فرمایا وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ الخ (رعد۱۳:۲۵) جو لوگ اللہ کا عہد پکا کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جن رشتوں کے ملائے جانے کا حکم ہے انہیں قطع کر دیتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور انہیں کے واسطے آخرت کی برائیاں ہیں۔

بعض عوارض سے حلال جانوروں کی حرمت: پھر فرمایا۔ مگر وہ جانور جو تمہیں پڑھ کر بتائے جاتے ہیں بعض حالتوں میں بعض جانور حرام ہو جاتے ہیں جیسے اپنے آپ سے مرے ہوئے جانور خنزیر کا گوشت غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ گلا گھونٹ کر یا پتھر پھینک کر مارا ہوا جانور وہ جانور جو عمارت وغیرہ میں دب کر یا اوپر سے گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے سینگ مار کر مار دیا ہو یا جسے درندے نے کھا لیا ہو۔ یہ تمام جانور اگرچہ چرنے والے جانوروں میں شامل ہیں مگر مذکورہ بالا عوارض کی وجہ سے حرام ہیں۔ پھر فرمایا مگر وہ حلال جانور جسے تم ذبح کر لو حلال ہے اور جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے حرام ہے اور حرام بھی ایسا کہ اس کی کوئی صورت بھی مستثنیٰ نہیں۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ یعنی تمام حلال جانوروں میں سے پلے ہوئے اور جنگلی دونوں قسم کے جانور مراد ہیں پلے ہوئے جانوروں میں سے بعض حالتوں میں مخصوص جانوروں کا استثناء ہے اور جنگلی جانوروں کا احرام کی حالت میں شکار حرام ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مذکورہ بالا جانور ہر حالت میں حلال ہیں مگر حالت احرام میں شکاری جانوروں کا شکار حلال نہیں جیسے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ (نحل ۱۶:۱۱۵) حالت اضطرار میں مردار کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ مضطر بغاوت کرنے والا اور حد سے آگے بڑھنے والا نہ ہو میں استثناء ہے۔ اسی طرح یہاں فرمایا کہ ہر حالت میں جانور حلال ہیں مگر حالت احرام میں حرام ہیں۔ کیونکہ اللہ کا حکم ہے اس کا کوئی کام اور حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور وہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے بہر حال حکم و ممانعت میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔

حرم و حرمت والے مہینوں کے احترام کا حکم: (۲) یعنی حرم کا ادب و احترام برقرار رکھو۔ اس کی عظمت و تقدس کا لحاظ رکھو اور حرم میں ممانعتوں کا ارتکاب نہ کرو نیز جنگ کی پہل نہ کرو اور تمام حرام چیزوں سے خصوصیت کے ساتھ بچو۔ فرمایا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ (بقرہ۲:۲۱۷) لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیں ان میں جنگ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا (توبہ۹:۳۶) یاد رکھو اللہ کے نزدیک ابتدائے آفرینش سے مہینوں کی تعداد بارہ ہی ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا جس ہیئت پر زمانہ اس وقت تھا جب حق تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کئے تھے اسی ہیئت پر آج گھوم گھام کر آ گیا ہے۔ سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے جن میں چار ماہ حرمت والے ہیں تین (ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم لگاتار ہیں اور چوتھا رجب مضر ہے۔ جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی حرمت قیامت تک لگاتار باقی رہے گی۔

بیت اللہ کی طرف قربانیاں بھیجنا: پھر فرمایا۔ بیت اللہ کی طرف قربانیاں بھیجنا بند نہ کرو کیونکہ اس میں اللہ کی نشانیوں کی عظمت ہے اوران کی گردنوں میں جوتوں کے پٹے ڈالنے سے بھی باز نہ رہو تاکہ یہ جانور دور ہی سے دوسرے جانوروں سے پہچان لئے جائیں اور معلوم ہو جائے کہ یہ جانور کعبہ کی نیاز ہیں تاکہ کوئی انہیں تکلیف نہ پہنچائے اور دیکھا دیکھی دوسروں کو بھی قربانی کے جانور بھیجنے کا شوق ہو کیونکہ کرنے والوں کی برابر ہدایت کی طرف بلانے والوں کو بھی ثواب ملتا ہے اور کرنے والوں کے ثواب کو گھٹایا نہیں جاتا۔ اسی وجہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ نے ذوالحلیفہ میں وادی عقیق میں رات گذاری صبح کو ازواج مطہرات کے پاس گئے۔ اس وقت ازواج مطہرات نو تھیں پھر آپ نے غسل کیا خوشبو لگائی پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر قربانی کے جانوروں کے اشعار کیا اور انہیں پٹے پہنائے پھر حج اور عمرے کا احرام باندھا۔ آپ کے پاس ساٹھ سے زیادہ قربانیاں تھیں اور عمدہ شکل و رنگ والے اونٹ تھے۔ فرمایا ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ (حج ۲۲:۳۲) اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا دل کے تقوے کی نشانی ہے۔

پھر فرمایا جو حج و عمرے کی غرض سے بیت اللہ کا قصد کر کے چل پڑے ہوں۔ ان سے جنگ حلال نہ سمجھو کیونکہ وہ اس حرمت والے شہر میں اللہ کے فضل و رضا کی خاطر جا رہے ہیں جس میں آنے والے کو امن مل جاتا ہے لہٰذا ان کی مزاحمت نہ کرو، انہیں وہاں جانے سے نہ روکو اور انہیں کچھ نہ کہو۔

بے دینی پھیلانے والے کو حرم سے روکنا واجب ہے: لیکن جس نے حرم کا قصد الحاد کفر و شرک اور بے دینی پھیلانے کے لئے کیا ہو ایسے شخص کو روک دینا واجب ہے چنانچہ فرمایا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (توبہ ۹:۲۸) اے ایمان والو مشرک ناپاک ہی ہیں اس سال کے بعد انہیں مسجد حرام کے پاس پھٹکنے بھی نہ دو۔ اسی وجہ سے ۹ ھ میں جب آپ نے صدیق اکبرؓ کو امیر الحجاج مقرر فرمایا تو علیؓ کو حکم دیا کہ آپ اللہ کے رسول کی طرف سے مشرکوں کو سورہ توبہ سنا دیں اور یہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ننگا حج کر سکتا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی جس نے بیت الحرام کا قصد کیا۔ مسلمان و مشرک مل جل کر حج کیا کرتے تھے اور اللہ نے مسلمانوں کو حکم دے دیا تھا کہ جو بیت اللہ کا قصد کر کے آئے اسے نہ روکیں، پھر اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ الخ اتار کر یہ حکم منسوخ فرما دیا۔ فرمایا مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ (توبہ ۹۔۱۷) مشرکوں کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ اس کے بعد فرمایا اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (توبہ ۹:۱۸) اللہ کی مسجدیں ایمان والے، آخرت پر یقین رکھنے والے، نماز و زکوٰۃ کے پابند اور اللہ سے ڈرنے والے ہی آباد کرتے ہیں پھر مشرکوں کو حرمت والی مسجد سے ہٹا دیا گیا اور ان کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔

پھر فرمایا تمہیں حلال ہو کر شکار کرنا حلال ہے یعنی جب احرام سے فارغ ہو جاؤ اور حلال ہو جاؤ تو اب شکار تمہارے لئے مباح ہے، احرام کھول ڈالنے کے بعد وہ تمام چیزیں جو حالت احرام میں حرام تھیں حلال ہو جاتی ہیں۔

ممانعت کے بعد آنے والے امر کا حکم: جو امر ممانعت کے بعد آتا ہے تو وہ حکم کو اصل کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ یعنی ممانعت سے پہلے اگر حکم واجب تھا تو وجوب کے لئے آتا ہے ورنہ غیر وجوب کے لئے۔

عداوت کی بناء پر زیادتی نہ کرو: پھر فرمایا کسی قوم سے تمہیں عداوت ہو تو یہ عداوت تمہیں ان پر زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے

یعنی جنہوں نے تم کو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر مسجد حرام سے روک دیا تھا ان سے عداوت رکھ کر تم بھی وہی کرنے لگو جو انہوں نے کیا تھا اور اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جاؤ۔ ایسا تمہیں لائق نہیں بلکہ تمہاری یہ امتیازی شان ہے کہ ہر ایک کے حق میں نقطہ عدل سے نہ ہٹو اور اللہ کے احکام کی ٹھیک ٹھیک تعمیل کرو۔ فرمایا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ (مائدہ ۵:۸) تمہیں کسی قوم کی عداوت انصاف ترک کرنے پر مجبور نہ کرے۔ انصاف کرو۔ پرہیز گاری سے انصاف ہی قریب تر ہے اور ہر شخص پر ہر حال میں ہر ایک کے حق میں عدل ہی واجب ہے۔

تقوے کا حکم: پھر فرمایا نیکیوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاؤ اور گناہوں میں تعاون نہ کرو۔ بھلائیاں کرو اور برائیاں چھوڑ دو۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ جس کام کے کرنے کا حکم ہے اسے چھوڑ دینے کا نام گناہ ہے اور دین کی حدوں سے آگے بڑھ جانا زیادتی ہے (ابن جریرؒ) ایک حدیث میں ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم ہونے کی حالت میں تو اس کی مدد ٹھیک ہے لیکن ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جائے۔ فرمایا اسے ظلم سے روک دینا اس کی مدد ہے (قا)۔ ایک صحابی کہتے ہیں جو مومن لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے وہ اس مومن سے جو خلوت نشین ہے اجر میں بڑھا ہوا ہے (ت' ابن ماجہ) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے (بزار) صحیح سند سے اس کا شاہد بھی موجود ہے۔ فرمایا جس نے ہدایت کی دعوت دی قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اسے ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس نے گمراہی کی دعوت دی قیامت تک اس پر چلنے والوں کا گناہ اس پر ہوگا اور ان کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے۔ (۲) جو ظالم کو ظالم جان کر اس کی اعانت کے لئے اس کے ساتھ چلا وہ اسلام سے نکل گیا۔ (ط)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ
بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ
ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا
تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ
غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③

تم پر مردار' خون' سور کا گوشت' وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ گلا گھٹ کر مرنے والا' چوٹ کھا کر مرنے والا' اوپر سے گر کر مرنے والا' سینگ کی چوٹ سے مرنے والا' وہ جسے درندے نے کھا لیا ہو۔ بجز اس کے جسے تم ذبح کر لو اور وہ جو بتوں کے نام پر ذبح

کیا گیا ہو یہ سب حرام کر دیئے گئے ہیں اور تیروں کے ذریعہ بانٹا ہوا بھی یہ تمام بدترین جرائم ہیں۔ آج کافر تمہارے دین سے نا امید ہو چکے ہیں لہٰذا ان سے مرعوب نہ ہونا اور مجھی سے ڈرتے رہنا۔ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر چکا اور تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔ پھر جو سخت بھوک میں مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو تو بلاشبہ اللہ بڑا بخشنے والا اور کمال مہربان ہے۔

مرے ہوئے جانور کی حرمت: (۳) مندرجہ بالا حرام کئے ہوئے جانوروں سے مسلمان بچتے ہیں۔ مردار سے جو اپنی موت سے مر گیا ہو اور ذبح نہ کیا گیا ہو اور نہ شکار کیا گیا ہو اس کی حرمت نقصان کی وجہ سے ہے کیونکہ اس میں رکا ہوا خون ہے جو دین و بدن دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے لیکن اس سے مچھلی مستثنیٰ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے (مؤطا' مسند شافعی' معادنت' ابن ماجہ' ابن خزیمہ) اسی طرح ٹڈی بھی مستثنیٰ ہے (جیسا کہ عنقریب حدیث آ رہی ہے)

بہنے والے خون کی حرمت: بہنے والا خون بھی حرام ہے کیونکہ دوسری آیت میں دم کی مسفوح کے ساتھ قید آ گئی ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں سے تلی کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا کھاؤ۔ لوگوں نے کہا یہ تو خون ہے فرمایا تم پر بہنے والا خون حرام ہے (اور یہ جما ہوا ہے (ابن ابی حاتم)

سور کی حرمت: فرمایا سور کا گوشت بھی حرام ہے یعنی ہر قسم کا سور حرام ہے۔ حرمت گوشت سے اس کے تمام اعضاء کی حرمت ثابت ہوئی اور چربی بھی حرام ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شطرنج سے کھیلا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت وخون میں رنگا (م)

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے شراب' مردار سور اور بتوں کی خرید وفروخت کی ممانعت فرما دی پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے یہ چربی کشتیوں اور چمڑوں پر لگائی جاتی ہے اور اس سے چراغ بھی جلائے جاتے ہیں' فرمایا وہ بھی حرام ہے (ق) ابوسفیان نے ہرقل شاہ روم سے کہا تھا کہ محمد ﷺ ہمیں مرے ہوئے جانوروں سے اور خون سے روکتا ہے (ب)۔

غیر اللہ کے نام کے ذبیحہ کی حرمت: پھر فرمایا غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ بھی حرام ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے یہ بات ضروری قرار دی کہ اس کی مخلوق اسی کے عظیم نام پر ذبح کی جائے۔ پھر اگر انسان اس حکم سے سرتابی کر کے کسی غیر کا نام لے کر (مثلاً کسی پیر) یا کسی بت کے نام پر یا مورتی کے نام پر یا جن و پری کے نام پر یا کسی بزرگ کے نام پر کوئی جانور ذبح کر دے تو وہ ذبیحہ بالاتفاق حرام ہے۔

ثقیل وغیرہ دھار دار چیز سے مرے ہوئے اور گلا گھونٹے ہوئے جانور کی حرمت: فرمایا جو جانور گلا گھوٹ کر مرا یا مارا گیا ہو وہ بھی حرام ہے۔ موقوذہ اس جانور کو کہا جاتا ہے۔ جو کسی ثقیل وغیر دھار دار چیز کی چوٹ سے مر گیا ہو۔

اوپر سے گر کر مرنے والے اور کنویں میں گر کر مرنے والے جانور کی حرمت: متردیہ یعنی وہ جانور جو پہاڑ کی چوٹی یا بلند مقام سے گر کر مر جائے یا کنویں میں گر کر مر جائے وہ حلال نہیں (ابن عباسؓ)

جانور کے مارے ہوئے جانور کی حرمت: نطیحہ وہ جانور ہے جو دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے مر جائے۔ اگرچہ سینگ سے اس کے خون جاری ہو جائے خواہ ذبح کرنے کی جگہ ہی سے خون کیوں جاری نہ ہو ہر صورت سے حرام ہے

درندے کے کھائے ہوئے جانور کی حرمت: پھر فرمایا جسے درندہ کھا جائے یعنی شیر تیندوا' چیتا' بھیڑیا اور غیر سدھایا ہوا کتا تھوڑا سا کھا کر چھوڑ جائے اور وہ اس زخم سے مر جائے وہ بھی حرام ہے گو اس سے خون جاری ہوا ہو اور گلے سے ہی بہا ہو مگر پھر بھی حلال نہیں۔ جاہلیت میں اس قسم کا جانور کھالیا کرتے تھے مگر یہ جانور حق تعالیٰ نے مومنوں پر حرام فرما دیئے ہیں۔ پھر فرمایا مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا یعنی اگر مذکورہ بالا جانوروں میں سے کوئی زندہ ہو اور تم اسے ذبح کر لو تو پھر وہ حلال ہے (ابن عباسؓ وغیرہ)

علیؓ فرماتے ہیں اگر دم ہلا دے یا پاؤں مارے یا دیدے پھرائے تو ذبح کر کے اسے کھا سکتے ہو (ابن ابی حاتم) علیؓ: فرماتے ہیں جب ہاتھ پاؤں ہلاتا ہو اور تم اسے ذبح کر لو تو کھاؤ (ابن جریرؒ)

بتوں کے نام کے ذبیحہ کی حرمت: فرمایا بتوں کے نام کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ ایام جاہلیت میں کعبہ کے اردگرد بتوں کی مورتیاں رکھی ہوئی تھیں اور بقول ابن جریج تین سو ساٹھ بت تھے عہد جاہلیت میں لوگ ان کے سامنے اپنے جانور ذبح کیا کرتے تھے اور ان جانوروں کا خون بیت اللہ پر چھڑک دیا کرتے تھے اور گوشت کاٹ کر بتوں کے سامنے رکھ دیا کرتے تھے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے منع فرمادیا اور ان جانوروں کا گوشت جو ان بتوں کے سامنے ذبح کئے گئے ہوں حرام فرما دیا۔ اگرچہ ذبح کرتے وقت ان پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو کیونکہ اس میں شرک پایا جاتا ہے جس کو اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے حرام فرما دیا ہے۔

تیروں سے فال لینے کی حرمت: پھر فرمایا تیروں سے فال لینا حرام ہے ازلام (زلم کی جمع ہے) یہ تین تیر ہوتے تھے ایک پر افعل (کر) دوسرے پر لاتفعل (نہ کر) لکھا ہوا ہوتا تھا اور تیسرا تیر سادہ ہوتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ایک پر امرنی ربی (مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے) اور دوسرے پر نہانی ربی (مجھے میرے رب نے منع فرمایا ہے) لکھا ہوا ہوتا تھا اور تیسرا تیر سادہ ہوتا تھا۔ جب عہد جاہلیت میں کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہتا تو ان تیروں سے فال لیا کرتا تھا۔ اگر حکم کا تیر نکل آتا تو کام کرتا اگر منع کا نکلتا تو باز رہتا اور اگر سادہ تیر نکل آتا تو پھر از سر نو عمل کرتا۔

استقسام یعنی تیروں سے قسمت طلب کرنا (ابن جریرؒ ابن عباسؓ)

قریش کا سب سے بڑا بت ھبل کنویں کے پاس کعبہ کے اندر تھا جس میں چڑھاوے اور کعبہ کا خزانہ رہتا تھا اس کے پاس سات تیر تھے جن پر جھگڑوں کے فیصلے مندرج تھے۔ نازک وقت پر انہیں تیروں سے فال لی جاتی تھی اور تیر سے جو جواب نکلتا تھا ان کا اس پر ایمان تھا' اس سے بال بھر نہیں ہٹا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ اقدس میں تشریف لے گئے وہاں آپ نے ابراہیم و اسماعیل کی تصویریں دیکھیں جن کے ہاتھوں میں تیر تھے تو فرمایا اللہ ان مشرکوں کو غارت کرے انہیں خوب معلوم ہے کہ انہوں نے تیروں سے کبھی فال نہیں لی (ق) فرمایا کہ قسمت کے تیر نکالنا فسق گمراہی' ضلالت جہالت اور شرک ہے' حق تعالیٰ نے ایمان والوں کو جب انہیں کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو استخارے کا حکم فرمایا کہ پہلے اللہ کی عبادت کریں پھر اس کام میں جسے کرنا چاہتے ہیں اللہ سے بھلائی کی دعا کریں۔ جابرؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ تمام باتوں میں قرآن کی سورت کی

طرح ہمیں استخارہ سکھایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو پہلے اسے دو رکعت نفلی نماز پڑھنی چاہئے پھر یہ دعا مانگنی چاہیے۔

استخارے کی مسنون دعا

اللھم انی استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظیم فانك تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر (نام لے) خیر لی فی دینی و معاشی وعاقبة امری او قال عاجل امری واجله فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارك لی فیه اللھم وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی و دنیای و معاشی وعاقبة امری فاصرفنی عنه واصرفه عنی واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضنی به

اے اللہ میں تیرے علم سے بھلائی' تیری قدرت سے طاقت اور تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں یقیناً تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے مجھے علم نہیں اور تو چھپی باتیں خوب جاننے والا ہے' اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام (کام کا نام لینا چاہئے) میرے دین اور دنیا میں آغاز وانجام کے اعتبار سے بہتر ہو تو اسے میرے لئے مقرر فرما اور اس کو میرے لئے آسان فرما' پھر مجھے اس میں برکت عطا فرما' اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین و دنیا میں آغاز وانجام کے اعتبار سے برا ہو تو میرا دل اس سے پھیر دے اور اسے مجھ سے ہٹا دے اور میرے لئے بھلائی مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر اس سے مجھے خوش کر دے (باسنن)

شیطان کی ناامیدی: پھر فرمایا آج کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جزیرہ عرب میں شیطان اس بات سے ناامید ہو گیا ہے کہ نمازی اس کی پرستش کریں لیکن آپس میں عداوت پر ابھارتا رہے گا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ شیطان کے پرستار مسلمانوں کی مشابہت سے ناامید ہو گئے کیونکہ مسلمان اپنی امتیازی صفات سے ان سے جدا ہو گئے اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم فرمایا کہ وہ صبر کریں' کافروں کی مخالفت پر ثابت قدم رہیں اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کریں۔

مسلمانوں کو اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے: پھر فرمایا ان سے نہ ڈرو مجھ ہی سے ڈرتے رہو یعنی ان کی مخالفت پر ان کی پرواہ نہ کرو مجھ سے ڈرو میں تمہاری مدد کروں گا' تمہیں ان پر غالب کروں گا تمہیں فتح وظفر عطا کروں گا اور تمہیں دنیا اور آخرت میں ان کے اوپر رکھوں گا۔

تکمیل دین کی بشارت: پھر فرمایا آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں تم سے اسلام ہی سے راضی ہوں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی امت محمدیہ پر یہ سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کا دین مکمل فرما دیا اب انہیں کسی دوسرے دین کی حاجت نہیں اور نہ کسی اور نبی کی ضرورت ہے اسی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا اور قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کا نبی بنایا۔ اب وہی چیز حلال ہے جو آپ حلال فرما گئے وہی چیز حرام ہے جو آپ حرام فرما گئے اور وہی دین صحیح ہے جو آپ مقرر فرما گئے۔ جس چیز کی آپ خبر دے گئے وہ بالکل ٹھیک' سچی اور برحق ہے اس

میں جھوٹ وخلاف ہونے کا شائبہ تک نہیں۔ فرمایا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (انعام ۶: ۱۱۵) آپ کے رب کی بات صداقت وانصاف میں مکمل ہے۔ یعنی خبروں میں سچی اور حلال وحرام میں انصاف والی ہے۔ جب دین مکمل کر دیا گیا تو نعمت عظمٰی بھی مکمل ہوگئی۔

اللہ اسلام سے راضی ہے: پھر فرمایا میں اسلام سے راضی ہوں تم بھی اپنے لئے یہی دین پسند کرو کیونکہ اس دین سے اللہ راضی ہے یہ اللہ کا پسندیدہ اور محبوب دین ہے اسی پیارے دین کو لے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسی دین کی تعلیمات کے لئے قرآن حکیم جو تمام کتابوں میں اشرف وافضل ہے اتارا گیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں دین سے اسلام مراد ہے حق تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی اور ایمان والوں کو بتایا کہ میں نے ان کو ایک مکمل دین دے دیا ہے اس میں قیامت تک کمی بیشی کی ضرورت نہ ہوگی جس دین کو اللہ نے مکمل کیا ہو اس میں کمی کا امکان ہی نہیں اور جس دین سے اللہ راضی ہو اس میں اس کی ناراضی کی گنجائش نہیں۔

حالت اضطرار میں مردار کی اباحت: پھر فرمایا جس نے بھوک کے وقت حالت اضطرار میں بقدر سدرمق مذکورہ بالا حرام جانوروں میں سے کھالیا تو وہ مباح ہے اور حق تعالیٰ خطاپوش ومہربان ہے وہ اپنے بندے کے اضطرار کو جانتا اور اس کی حاجت کو پہچانتا ہے لہٰذا اس سے درگزر فرما کر اسے معاف کر دے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کو یہ پسند ہے کہ اس کی رخصت سے فائدہ اٹھایا جائے جیسے گناہ کا ارتکاب ناپسند ہے (ح) پھر فرمایا کھانے والا گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو یعنی اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرنے والا نہ ہو۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے مردار کو اضطرار کے وقت مباح فرمایا ہے چنانچہ فرمایا فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ (بقرہ ۲: ۱۷۳) پھر جو مجبور ہو اور گناہ کرنے والا اور حد سے آگے بڑھنے والا نہ ہو اس پر کوئی حرج نہیں یاد رکھو اللہ خطاپوش ومہربان ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون کون سے جانور حلال ہیں آپ فرمادیں کہ تمہارے لئے پاکیزہ جانور حلال ہیں اور جن شکار کرنے والے جانوروں کو تم سدھالو کہ انہیں بعض وہ سکھادو جو کچھ تمہیں اللہ نے سکھایا ہے تو تم وہ شکار کھالو جسے وہ تم پر روک لیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو یاد رکھو اللہ جلدی حساب لینے والا ہے۔

حلال چیزوں کا بیان: (۴) اوپر والی آیت میں وہ چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں جو گندی ہونے کے علاوہ استعمال کرنے والے کے بدن کو یا دین کو یا دونوں کو مضر تھیں اور حالت اضطرار وحاجت کے وقت اس کی اجازت تھی۔ چنانچہ ایک آیت میں فرمایا وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (انعام ۶: ۱۱۹) حق تعالیٰ نے حرام چیزیں تمہارے سامنے تفصیل سے بیان فرمادیں مگر جس کی طرف

تم مجبور ہو جاؤ۔ اس لئے اس آیت میں حلال چیزوں کا بیان ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی تعریف میں فرمایا وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (الاعراف ۷:۱۵۷) آپ لوگوں کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام فرماتے عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ نے مردار کو تو ہمارے لیے حرام فرما دیا پھر ہمیں کیا چیزیں حلال ہیں چنانچہ یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم) طیبات سے وہ حلال جانور مراد ہیں جنہیں اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو فرمایا وہ حلال طیب ہیں۔

سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا حکم: پھر فرمایا تم نے جن شکاری جانوروں کو سدھا لیا ہے یہ جانور سدھے ہوئے کتے تیندوے اور باز وغیرہ جن سے شکار کیا جاتا ہے وہ مراد ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ جانور سدھائے ہوئے کتے اور باز ہیں اور ہر پرندہ جو شکار کے لئے سدھایا جائے جوارح یعنی شکاری کتے تیندوے باز وغیرہ (ابن ابی حاتم)

سدھائے ہوئے کتے کی یہ نشانی ہے کہ جب اسے شکار پر چھوڑا جائے تو شکار پر دوڑے۔ جب اسے مالک روکے رک جائے اور جب شکار پکڑ لے تو مالک کے لئے روکے رکھے جب تک کہ وہ آ نہ جائے۔ اپنے لئے نہ روکے پھر جب کتا سدھا ہوا ہو اور مالک کے لئے شکار روک کر رکھے اور اسے بسم اللہ کہہ کر چھوڑا گیا ہو تو شکار بالا جماع حلال ہے گو وہ مر چکا ہو۔ اس آیت کے مفہوم کے مطابق حدیثیں بھی آئی ہیں۔ عدی بنؓ حاتم فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں بسم اللہ کہہ کر سدھائے ہوئے کتے چھوڑتا ہوں فرمایا جب تم بسم اللہ کہہ کر سدھایا ہوا کتا چھوڑتے ہو تو وہ جس شکار کو تم پر روک لے اسے کھا لو۔ میں نے کہا خواہ کتے اسے مار ڈالیں۔ فرمایا خواہ کتے مار ڈالیں جب تک کہ ان میں دوسرا کتا شریک نہ ہو کیونکہ تم نے اپنے کتوں پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسروں پر نہیں۔ میں نے پوچھا میں تیروں سے شکار کرتا ہوں اور وہ مر جاتا ہے۔ فرمایا جب وہ پھوڑ دے تو کھاؤ ورنہ موقوذہ میں داخل ہے مت کھاؤ (ق) (۲) کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لو اگر وہ تمہارے لئے شکار روک لے اور تم شکار زندہ پاؤ تو ذبح کر لو اور اگر وہ مر چکا ہو لیکن کتے نے اس میں سے کھایا نہ ہو تو کھا لو کیونکہ کتے کا سدھانا اس کی طہارت ہے (ق)۔ (۳) پھر اگر کتے نے کھا لیا ہو تو مت کھاؤ کیونکہ ممکن ہے اس نے اپنے لئے شکار کیا ہو۔ کتے کا کھایا ہوا شکار عدی بن حاتم کی حدیث کی وجہ سے حرام ہے اور باز وغیرہ کا کھایا ہوا شکار حرام نہیں کیونکہ کھانے ہی پر اس کی تعلیم موقوف ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب تم شکار پر پرندہ چھوڑو اور وہ پرندے کو مار ڈالے تو کھا لو کیونکہ اگر تم ادب کے لئے کتے کو مارو گے تو پھر وہ دوبارہ نہیں کھائے گا لیکن پرندے کا سیکھنا بغیر کھائے ناممکن ہے۔ کھانے پر اسے مارا نہیں جاتا۔ لہٰذا جب وہ شکار میں سے کھا لے اور اس کے پر وغیرہ نوچ ڈالے تو تم اسے کھا لو (ابن جریرؒ) اس کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جسے ابن ابی حاتم نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ کتوں اور بازوں سے شکار کرتے ہیں ہمارے لئے ان میں سے کیا حلال ہیں۔ فرمایا وہ شکاری جانور جن کو تم نے سدھا لیا ہو اگر انہیں بسم اللہ کہہ کر شکار پر چھوڑا گیا ہو تو جو انہوں نے تمہارے لئے روک لیا اسے کھا لو۔ میں نے کہا اگر وہ مار ڈالے۔ فرمایا اگر چہ وہ مار ڈالے بشرطیکہ اس میں سے کھائے نہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ دوسرے کتے بھی ملے ہوئے ہوں۔ فرمایا مت کھاؤ جب تک یقین سے تمہیں معلوم نہ ہو جائے کہ تمہارے کتے ہی نے شکار پکڑا ہے۔ میں نے کہا ہم تیروں سے شکار کرتے ہیں کون سا شکار ہمارے لئے حلال ہے۔ فرمایا جس تیر کو بسم اللہ کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ پھاڑ دے تو

کھاؤ۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ آپ نے کتوں کے شکار میں نہ کھانے کی قید لگائی بازوں کے شکار میں نہیں۔

شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھو: پھر فرمایا یہ جانور تمہارے لئے جو شکار روک لیں اسے کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لو۔ یعنی جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لو۔ جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے عدیؓ بن حاتم سے فرمایا کہ جب تم بسم اللہ کر کے اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو تو وہ جو شکار تمہارے لئے روک لے اسے کھالو۔ ابوثعلبہؓ کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب تم کتا یا تیر چھوڑو تو بسم اللہ پڑھ لو (ق)

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم: کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے عمر بن ابی سلمہؓ سے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھاؤ (ق) صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ نومسلم ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ ان پر بسم اللہ پڑھی گئی یا نہیں۔ فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھالو (ب) جابر والی مرفوع حدیث میں ہے اگر کوئی اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو شیطان کہتا ہے آج نہ مجھے تمہارے یہاں آرام ملے گا اور نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو کہتا ہے آج تمہارے یہاں مجھے آرام بھی ملے گا اور کھانا بھی (مدن ابن ماجہ)

پیٹ نہ بھرنے کا سبب: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کھاتے ہیں لیکن ہمارا پیٹ نہیں بھرتا۔ فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو مل کر کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ (دا ابن ماجہ)

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠
وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ
مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ
عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ع ⑤

آج تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کی گئیں اور تمہارے لئے اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے اور ایمان والی پاک دامن عورتیں بھی اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں) جب تم ان کے مہر ادا کرو اور ان سے نکاح کر لو نہ ان سے علانیہ بدکاری کرو اور نہ پوشیدہ دوستی' اور جو کوئی ایمان کے ساتھ کفر کرے اس کے عمل غارت ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے: (۵) گندی چیزوں کی حرمت اور پاکیزہ چیزوں کی حلت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں۔ پھر یہودیوں اور عیسائیوں کے ذبیحوں کو بیان فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے طعام سے ذبیحہ مراد ہے۔ کیونکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہے اور وہ ذبیحوں پر

اللہ کا نام لیتے ہیں گو اللہ کے بارے میں ایسے عقیدے رکھتے ہیں جن سے اللہ پاک و مبرا ہے۔ اہل کتاب اپنے ذبیحوں اور قربانیوں پر اللہ کا نام عبادت کی نیت سے لیتے ہیں۔

مشرکوں کا ذبیحہ حرام ہے: اسی وجہ سے مشرکوں وغیرہ کا ذبیحہ حلال نہیں کیونکہ یہ اپنے ذبیحوں پر اور قربانیوں پر اللہ کا نام نہیں لیتے اور گوشت کو ذبح کرنے ہی پر حلال نہیں سمجھتے بلکہ مرے ہوئے جانوروں کو بھی کھا جاتے ہیں بخلاف اہل کتاب کے کہ وہ ذبح کرنے ہی پر حلال سمجھتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے یعنی تمہارے لئے یہ بات حلال ہے کہ تم انہیں اپنے ذبیحے کھلاؤ اس سے اس بات کی خبر نہیں دی گئی کہ ان کے مذہب میں تمہارا ذبیحہ حلال ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ خبر ہو سکتی ہے کہ انہیں بھی ان کی کتابوں میں حکم ہے کہ جن جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے وہ تمہارے لئے حلال ہیں خواہ ذبح کرنے والے وہ خود ہوں یا کوئی اور ہو۔ زیادہ ظاہر اور عیاں پہلی ہی بات ہے کہ تم اپنے ذبیحے انہیں کھلا سکتے ہو جیسے ان کے ذبیحے تم خود کھا لیتے ہو۔

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی حلت: پھر فرمایا کہ تمہارے لئے پاک دامن ایمان والی اور آزاد عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے۔ دراصل یہ بعد والے بیان کی تمہید ہے چنانچہ بعد میں فرمایا اور تم سے پہلے اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی۔ آیت سے مراد پاک دامن عورتیں ہی ہیں فرمایا مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَّلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (نساء۴:۲۵) پاک دامن عورتیں جو زنا کار اور چھپی دوستی گانٹھنے والی نہ ہوں۔

فرمایا وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (بقرہ۲:۲۲۱) مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب آیت وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اتری تو لوگ ان سے رک گئے آخر کار بعد والی آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اور تم سے پہلے اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں) اتری چنانچہ لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے عیسائی عورتوں سے نکاح کیا اور اس آیت کی رو سے کوئی حرج نہیں سمجھا کیونکہ انہیں مشرک عورتوں سے نکاح کرنے کی ممانعت تھی اور یہاں اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے اور اللہ نے اپنی کتاب میں اہل کتاب کو مشرکوں سے علیحدہ بیان کیا ہے فرمایا لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ (البینۃ ۹۸-۱) کافر اہل کتاب و مشرک باز آنے والے نہیں جب تک کہ ان کے پاس کوئی صاف دلیل نہ آجائے (۲) وَقُلْ لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ الخ (آل عمران۳:۲۰) آپ اہل کتاب اور ان پڑھ لوگوں سے پوچھیں کیا تم مسلمان ہو پھر اگر وہ اسلام لے آئیں تو راہ پا گئے پھر فرمایا جب تم انہیں ان کے مہر دے دو۔ یعنی جیسے وہ پاک دامن و پرہیزگار ہیں اسی طرح تم انہیں خوشی سے ان کے مہر ادا کر دو.......... پھر فرمایا مرد بھی پاک دامن ہوں، اور زنا کار و چھپی آشنائی کرنے والے نہ ہوں جس طرح عورتوں میں پاک دامنی کی شرط ہے اسی طرح مردوں میں بھی ہے۔ مسافح اس زنا کار کو کہتے ہیں جو زنا سے باز نہ آئے اور جس عورت سے داؤں چلے زنا کر لے۔ ایسا مرد بھی نہ ہو کہ اس کی کسی عورت سے چھپی ہوئی آشنائی ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ

إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ⑥

" اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو اپنے چہروں کو اور معہ کہنیوں کے ہاتھوں کو دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرلو اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھو لو اور اگر تم ناپاک ہو تو غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو پھر تم پانی نہیں پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرلو اور اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو اللہ پاک تم پر تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تمہیں پاک رکھنا چاہتا ہے تاکہ تم پر اپنی نعمت پوری کردے۔

وضو کا بیان: (٦) یعنی جب تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہو اور تم نماز کے لئے جانے لگو!۔ یا جب تم بیدار ہو کر نماز کے لئے جانے لگو تو وضو کرلو۔ یعنی پہلے وضو کرو پھر نماز پڑھو۔ بریدہؓ: فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں۔ عمرؓ بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے خلاف عادت یہ کام کیا ہے۔ فرمایا عمرؓ میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے (الف' سنن) فضلؒ بن مبشر فرماتے ہیں میں نے جابرؓ بن عبداللہ کو دیکھا انہوں نے ایک وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں۔ پھر جب پیشاب کرتے یا وضو ٹوٹ جاتا تو وضو کر کے اپنے وضو کے بچے ہوئے پانی سے موزوں پر مسح کر لیتے میں نے پوچھا کیا تم اپنی رائے سے ایسا کرتے ہو؟ فرمایا نہیں بلکہ میں نے رحمت عالم ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں آپ کی طرح کرتا ہوں (ابن جریرؒ۔ ابن ماجہ)

وضو میں نیت واجب ہے: عمرؓ والی حدیث میں ہے کہ عمل نیتوں پر ہیں اور ہر ایک کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔ (ق)

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا حکم: وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے صحابہؓ کی ایک جماعت سے یہ حدیث آئی ہے کہ اس کا وضو نہیں جس نے وضو پر اللہ کا نام نہ لیا ہو۔ ہاتھ کا برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھونا مستحب ہے اور سو کر اٹھنے کے بعد تو دھونے کی تاکید ہے۔ ابو ہریرہؓ والی مرفوع حدیث میں ہے جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ تین دفعہ دھونے سے پہلے برتن میں داخل نہ کرے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نے کہاں کہاں رات گذاری (ق)

وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم: صحیح حدیثوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب آپ وضو کرتے تو کلی بھی کرتے اور ناک میں پانی بھی ڈالتے۔ ابن عباسؓ نے وضو کیا پانی کا ایک چلو لے کر کلی کی اور ناک میں بھی دیا۔ پھر پانی کا چلو لے کر دوسرا ہاتھ ملا کر منہ دھویا پھر ایک چلو پانی لے کر سیدھا ہاتھ دھویا پھر ایک چلو لے کر بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر سر کا مسح

کیا' پھر ایک چلو پانی لے کر سیدھے پاؤں پر چھڑکا یہاں تک کہ اسے دھویا پھر ایک چلو پانی لے کر بایاں پاؤں دھویا پھر فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (وضو کرتے ہوئے) دیکھا (با) پھر فرمایا ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ یعنی کہنیوں سمیت کیونکہ کہنیوں کا دھونا سنت سے ثابت ہے پھر فرمایا اپنے سروں کا مسح کرو۔ صحیحین میں عمروؓ بن یحییٰ مازنی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن زید بن عاصم سے جو عمرؓو بن یحییٰ کے دادا اور صحابی تھے کہا کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ بولے ہاں دیکھو۔ چنانچہ پانی منگایا اور ہاتھوں پر ڈال کر دو دو بار ہاتھ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں تین تین دفعہ پانی دیا اور تین دفعہ منہ دھویا' پھر دونوں ہاتھ معہ کہنیوں کے دو دو دفعہ دھوئے پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا۔ ہاتھوں کو پیچھے سے سامنے لائے اور سامنے سے پیچھے لے گئے' ابتدا سامنے سے کی اور پھر انہیں گدی تک لے گئے پھر انہیں لوٹا کر اسی جگہ لے آئے جہاں سے ابتداء کی تھی پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

پیروں کا مسح نہیں بلکہ غسل ہے: پھر فرمایا پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ۔ وضو میں پاؤں دھونے صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے البتہ موزہ پہنا ہو تو اس پر مسح کرنا سنت ہے۔ حمران بنؒ ابان فرماتے ہیں میں نے عثمانؓ کو دیکھا آپ نے وضو کیا۔ تین دفعہ ہاتھوں پر پانی ڈال کر ہاتھ دھوئے۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی دیا پھر تین دفعہ منہ دھویا پھر کہنی تک تین دفعہ سیدھا ہاتھ دھویا پھر اسی طرح بایاں ہاتھ دھویا پھر سر کا مسح کیا' پھر تین دفعہ سیدھا پاؤ دھویا پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھویا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میرے جیسا وضو کیا پھر فرمایا جس نے میرے جیسا وضو کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور دھیان نماز ہی میں رکھا تو اس کے سارے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے (ق عبدالرزاق)

ابن عمرو فرماتے ہیں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ ہم سے آ ملے۔ عصر کا وقت ہو گیا تھا اور ہم عصر کی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے جب ہم پیروں پر مسح کرنے لگے تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا پورا وضو کرو ایڑیوں کے لئے آگ سے خرابی ہے۔ یعنی سوکھے پاؤں جہنم واجب کرتے ہیں (ق) صدیقہؓ سے بھی یہ روایت آئی ہے (م) عبداللہؓ بن حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے ایڑیوں اور تلوؤں کے لئے آگ سے خرابی ہے۔ بیہقی' حاکم' صحیح الاسناد)۔

وضو میں انگلیوں میں خلال کا حکم: عثمانؓ والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں میں خلال کیا لقیط بن صبرۃ:۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کے بارے میں خبر دیجئے۔ فرمایا اچھی طرح سے وضو کرو' انگلیوں میں خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو۔ ہاں اگر روزہ ہے تو دوسری بات ہے (اصحاب السنن) عمرو بن عنبسہ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے وضو کے بارے میں خبر دیجئے فرمایا: تم میں سے جو کوئی وضو کا ارادہ کرے تو کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے اور خوب خوب چڑھائے تو اس کے گناہ اس کے منہ سے اور نتھنوں سے پانی کے ساتھ یقیناً گر جائیں گے پھر اللہ کے حکم کے مطابق منہ دھوئے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ ساتھ یقیناً گر جائیں گے پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ ساتھ یقیناً گر جائیں گے پھر سر کا مسح کرے تو اس کے سر کے گناہ بالوں سے یقیناً جھڑ جائیں گے پھر اللہ کے حکم کے مطابق پیر ٹخنوں تک دھوئے تو اس کے پیروں کے گناہ

انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ ساتھ یقیناً گر جائیں گے پھر اٹھ کر اللہ کے لائق حمد وثنا بیان کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے تو گناہوں سے یقیناً ایسا پاک وصاف ہو جائے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

موزوں پر مسح کا حکم منسوخ نہیں: سنت مطہرہ سے موزوں پر مسح ثابت ہے منسوخ نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے اترنے کے بعد بھی موزوں پر مسح کا ثبوت ہے۔ جریرؓ بن عبداللہ بجلی فرماتے ہیں میں سورہ مائدہ اترنے کے بعد مسلمان ہوا میں نے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلعم کو مسح کرتے ہوئے دیکھا (الف) ہمام کہتے ہیں جریرؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ پوچھا گیا کیا مسح کر رہے ہو؟ فرمایا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

وضو کے بعد کی دعا: حدیث سے وضو کے بعد دعا کا ثبوت ہے اور اس کی ترغیب ہے کہ وضو کرنے والا پاک ہو کر اس آیت کریمہ کی فرمانبرداری کرنے والوں میں شامل ہو جائے۔ عقبہؓ بن عامر: ہمارے ذمہ اونٹوں کا چرانا تھا' آخر میری باری آئی' شام کو جب میں اونٹ واپس لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے میں نے آپ کے یہ الفاظ سنے اگر کوئی مسلمان اچھی طرح سے وضو کر کے دو رکعت نماز حاضر دل سے پڑھے تو اس کے لئے یقیناً جنت واجب ہو جاتی ہے' میں نے کہا یہ کلمہ کس قدر پیارا ہے کہنے والے نے کہا اس سے پہلے کا کلمہ اس سے بھی زیادہ پیارا تھا میں نے دیکھا تو وہ عمرؓ تھے بولے معلوم ہوتا ہے کہ تم ابھی آئے ہو۔ اس سے پہلے آپ نے فرمایا تھا تم میں سے جو کوئی کامل وضو کر کے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہے تو بلا شبہ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں کہ جس میں سے چاہے جنت میں چلا جائے۔ (اصحاب سنن' الف) ایک حدیث مرفوع میں ہے حق تعالیٰ خیانت والا صدقہ اور بلا وضو کے نماز قبول نہیں فرماتا (م) ابوالملیح ھذلی کے والد فرماتے ہیں میں ایک گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں نے آپ سے سنا آپ یہ فرما رہے تھے کہ حق تعالیٰ بے وضو کی نماز کو اور چوری کے صدقے کو قبول نہیں فرماتا (طیالسی' دان' ابن ماجہ)

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ ع

اور اپنے اوپر والی اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور اس کے قول وقرار کو بھی جو اس نے تم سے لے لیا ہے جب کہ تم نے سننے اور ماننے کا اقرار کیا تھا اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو یاد رکھو اللہ دلوں کی باتیں خوب جانتا ہے' اے ایمان والو اللہ کے لئے حق پر قائم رہنے والے اور انصاف سے گواہی دینے والے رہو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو' انصاف پرہیزگاری سے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یاد رکھو اللہ تمہارے عملوں سے اچھی طرح سے خبردار ہے اللہ نے ایمان والوں اور اچھے عمل والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں کے لئے بخشش ہے اور بڑا بھاری ثواب ہے اور کافر اور ہماری آیتیں جھٹلانے والے ہی جہنمی ہیں اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں یاد کرو' جب ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو اللہ نے تم سے اس کے ہاتھ روک دیئے اور اللہ سے ڈرو اور ایمان والے اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

مسلمانوں کے لئے اسلام اور رحمۃ للعالمین زبردست نعمتیں ہیں: (۷) حق تعالیٰ مومنوں کو اپنی نعمت عظمیٰ یاد دلا رہا ہے کہ اس نے یہ عظیم دین تمہارے لئے مقرر فرمایا اور رحمۃ للعالمین کو عزت والا رسول بنا کر تمہاری طرف مبعوث فرمایا اور وہ عہد و پیمان یاد دلا رہا ہے جو اس نے تم سے رسول ﷺ کی بیعت و پیروی پر آپ کی امداد و اعانت پر آپ کے دین کو ماننے اور اپنانے پر اور آپ کی طرف سے اس کی تبلیغ کرنے پر لیا اسلام لاتے وقت اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرتے وقت مسلمان کہتے تھا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی بات سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ صحابہ کرامؓ کا قول ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم آپ کی باتیں سن کر ان پر عمل کریں گے خواہ ہمیں اچھی معلوم ہوں یا بری' خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح ہی کیوں نہ دی جائے اور خلیفہ سے خلافت میں جھگڑا نہ کریں گے فرمایا وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ الخ (الحدید ۵۷:۸) تمہیں کیا ہو گیا کیوں اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تم کو تمہارے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم ایمان والے ہو تو وہ تم سے عہد و پیمان بھی لے چکا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عہد یہودیوں کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ تم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا اور ان کے مقدس دین کی اطاعت کا عہد و پیمان لیا جا چکا ہے پھر کیوں ان پر ایمان نہیں لاتے؟ پھر فرمایا ہر وقت اللہ کا خوف دل میں رکھو اور خوب یاد رکھو۔ جو خیالات تمہارے دلوں میں کھٹکتے ہیں' حق تعالیٰ ان سے بھی اچھی طرح واقف ہے اور تمہارا کوئی راز اس پر مخفی نہیں۔

شہادت انصاف سے دی جائے: (۸) اے ایمان والو لوگوں کے لئے اور شہرت کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لئے حق پر قائم رہو اور ظلم سے نہیں بلکہ انصاف سے گواہ بنو۔

نعمانؓ بن بشیر فرماتے ہیں میرے والد نے مجھے کوئی چیز ہبہ کی ان سے میری ماں عمرہؓ بنت رواحہ نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں جب تک تم اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنا لو آخر کار میرے والد آپ کی گواہی کے لئے آپ کے پاس گئے۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر بچے کو اس جیسا ہبہ کیا ہے؟ بولے نہیں۔ فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری کرو اور

فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا آخر کار والد محترم نے گھر آکر وہ موہوبہ چیز مجھ سے واپس لے لی (ق) اگر تم کو کسی قوم سے بغض و عداوت ہو تو وہ تمہیں ان میں انصاف کرنے سے نہ روکنے پائے اور انصاف کو مد نظر رکھو خواہ دوست ہو یا دشمن' اپنا ہو یا پرایا اور ادنیٰ ہو یا اعلیٰ۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ تمہارا عدل و انصاف تقوے سے قریب ہے اور ترک عدل تقوے سے بعید ہے پھر فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو (تاکید کے لئے پھر مکرر یہی الفاظ دہرائے) یاد رکھو اللہ تمہارے ایک ایک عمل کی خبر رکھتا ہے اور ان کی تمہیں جزا یا سزا ضرور دے گا۔

جنت کی بشارت: (۹) اسی وجہ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایمان والوں اور اچھے عمل والوں سے ان کے گناہوں کی معافی کا اور اجر عظیم کا یعنی جنت النعیم کا جو اس کی رحمت و شفقت کی وجہ سے اس کے بندوں کو ملے گی وعدہ فرمالیا ہے۔ جنت عملوں سے نہیں مل سکتی بلکہ رب کے فضل و کرم اور اس کی عنایت و مہربانی سے ملے گی اور رب کی مہربانی نیک عملوں کے سبب نصیب ہوگی کہ نیک عملوں کو اس نے اپنی رحمت و عنایت کا سبب بنا دیا ہے لہٰذا سب کچھ اسی کی طرف سے ہے اور اسی کا ہے۔

کافروں کو جہنم کی وعید: (۱۰) یعنی کافروں کو اور آیتیں جھٹلانے والوں کو جہنم ہی نصیب ہوگی' یہی اللہ کا عدل و حکم ہے اور یہی حکمت ہے جس میں جور و ظلم کا شائبہ تک نہیں' اللہ ہی حکم کرنے والا اور منصف' حکمت والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

دشمن کے ہاتھ رک جانے کی ایک مثال: (۱۱) جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر ٹھہرے صحابہ کرامؓ سایہ دار جھاڑیوں کے نیچے سائے کی وجہ سے الگ الگ ہو گئے۔ آپ نے اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی۔ ایک دیہاتی آپ کی تلوار لے کر آپ پر سونت کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اب بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ فرمایا اللہ۔ پھر اس نے یہی سوال کیا اور آپ نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ یہی جواب سن کر اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور تلوار گر گئی (آپ نے تلوار اٹھا لی) اور صحابہؓ کو بلا کر فرمایا کہ اس دیہاتی نے یہ حرکت کی تھی اب یہ میرے پاس بیٹھا ہوا ہے آپ نے اسے کچھ نہیں کہا (عبدالرزاق) کہا گیا ہے کہ یہ آیت بنی نضیر کے بارے میں اتری جب ان کے پاس آپ عامریوں کی دیت کی امداد کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے چھت سے آپ کے اوپر چکی کے بڑے بڑے پاٹ پھینکنے کا ارادہ کیا اور اس کام کے لئے عمرو بن جحاش کو مقرر کیا اور اس سے کہہ دیا کہ جب آپ دیوار کے پاس بیٹھ جائیں اور ہم بھی آپ کے پاس آ جائیں تو وہ پاٹ آپ پر گرا دے۔ ان کی اس ناپاک سازش کی حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر کر دی۔ آپ مع صحابہؓ کے مدینہ لوٹ آئے' تب یہ آیت اتری۔ پھر فرمایا۔ ایمان والوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ یعنی جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کی مہم کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور اسے لوگوں کی برائیوں سے محفوظ رکھتا اور بچالیتا ہے پھر دوسرے دن آپ نے صبح کو ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ قلعہ سے باہر نکلوا دیا اور جلاوطن کرا دیا۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ
مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ
مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ
مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾
وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا
ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ
وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

بلا شبہ اللہ نے اسرائیلیوں سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار کھڑے کئے اور اللہ نے فرمایا دیکھو میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو زکوٰۃ دیتے رہو میرے پیغمبروں پر ایمان لے آؤ انہیں تقویت پہنچاؤ اور اللہ کو اچھا قرض دو تو میں یقیناً تم سے تمہاری برائیاں مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں ان بہشتوں میں داخل کروں گا جن میں نہریں جاری ہیں پھر اس کے بعد بھی جو کفر کرے گا وہ سیدھی راہ سے بھٹک جائے گا' پھر ان کے اپنے عہد کو توڑ ڈالنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے' وہ کلموں کو ان کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں اور جس چیز کی انہیں نصیحت کی گئی تھی وہ اس میں سے ایک بڑا حصہ بھول گئے اور آپ کو ان کی خیانت کی برابر خبر ہوتی رہتی ہے علاوہ ان میں سے چند اشخاص کے' لہٰذا آپ انہیں معاف فرمایئے اور ان سے درگزر کیجئے۔ واقعی اللہ مخلصوں کو محبوب رکھتا ہے اور جو عیسائیت کے دعوے دار ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لے لیا تھا۔ انہیں بھی جو کچھ نصیحت کی گئی تھی اس میں سے ایک بڑا حصہ بھول بیٹھے آخر ہم نے قیامت تک کے لئے ان میں بغض و عداوت ڈال دی اور اللہ انہیں ان کے کرتوتوں کی مستقبل میں خبر دے گا۔

اہل کتاب کی عہد شکنی: (۱۲) جب حق تعالیٰ نے اپنے نیک اور ایمان والے بندوں کو اس عہد و پیمان کے پورا کرنے کا حکم دیا جو اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لیا تھا اور انہیں حق پر قائم رہنے اور انصاف سے گواہی دینے کا حکم فرمایا اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا بیان فرمایا کہ انہیں ہدایت عطا کی گئی تو اب یہودیوں اور عیسائیوں کے عہد و پیمان بیان کئے کہ جب انہوں نے عہد شکنی کی اور پیمان توڑے تو ہم نے ان پر لعنت برسائی انہیں اپنے باب رحمت سے دور کر دیا اور ان کے دلوں میں اور ہدایت میں حجاب ڈال دیا اب وہ نفع بخش علم اور اچھے عمل سے محروم ہیں۔ فرمایا ہم نے اسرائیلیوں سے بیعت کے ذریعے یہ عہد لیا کہ وہ اللہ کی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کتاب مقدس کی باتیں سنیں' انہیں مانیں اور ان کی ہدایات پر عمل کریں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ جبابرہ سے جنگ کی مہم پر تھے حق تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ قبیلہ کا ایک ایک نمائندہ چن لیں چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں سے ایک ایک نمائندہ چن لیا تھا

عابد اللہ کی حفاظت و مدد میں رہتے ہیں: پھر فرمایا اللہ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی میری حفاظت و مدد اور میری نگرانی تمہارے ساتھ ہے۔ فرمایا اگر تم نماز و زکوٰۃ کے پابند رہے اور تم نے میرے نبیوں کی رسالت کی تصدیق کی اور ان کی حق پر تائید و امداد کی اور تم نے اللہ کو اچھا قرض دیا۔ یعنی اس کی راہ میں اور اس کی رضا کے کاموں پر مال خرچ کیا تو میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا' ان پر پردہ ڈال دوں گا اور ان کی باز پرس نہیں کروں گا اور تمہیں سدا بہار بہشتوں میں بسا دوں گا جہاں نہریں جاری ہیں اور تمہارا خوف و رعب دور کر دوں گا اور تمہاری آرزوئیں برلاؤں گا۔ پھر فرمایا پھر بھی اگر کسی نے کفر کیا تو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ یعنی جس نے پکا عہد کرنے کے بعد اس کا انکار کیا۔ عہد شکنی کی اور انجان بن گیا تو وہ واضح راہ سے چوک گیا اور ہدایت سے ہٹ کر گمراہی پر جا پڑا۔

یہودیوں پر عذاب کے اسباب: (۱۳) یہودیوں پر عذاب و عقوبت کے اسباب بتائے جا رہے ہیں کہ اسی عہد شکنی اور زبان سے پھر جانے کی وجہ سے ہم نے انہیں حق سے دور کر دیا' ہدایت سے ہٹا دیا اور ان کے دل پتھر بنا دیئے لہٰذا سنگ دلی کی وجہ سے وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ پھر فرمایا یہ حکموں کو ان کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں۔ یعنی ان کی سمجھیں ناقص ہو گئیں۔ ان کا اللہ کی آیتوں میں تصرف قابل مذمت ہے۔ انہوں نے اللہ کی کتاب اتارنے والے کی مراد کے خلاف سمجھی اور اللہ کی مراد کے خلاف تفسیر کی اور جو اس نے نہیں کہا تھا اسے اس کی طرف منسوب کر دیا اور اللہ پر جھوٹ بولا اور بے رغبتی کی وجہ سے کتاب اللہ پر عمل چھوڑ دیا۔

پھر فرمایا آپ ان کی خیانت پر برابر خبردار ہوتے رہتے ہیں یعنی آپ اور صحابہ کرامؓ ان کی غداریوں سے خبردار ہیں۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے ان بدبختوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر لینا مراد ہے۔ پھر فرمایا آپ انہیں معاف کر دیں اور ان سے درگذر کریں۔ یہی آپ کی عین فتح و کامرانی ہے۔ لیکن اب یہ آیت فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ منسوخ ہے اور ناسخ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ الخ (توبہ ۹:۲۹) جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان سے جنگ کرو۔

حقیقت میں عیسائی بھی عیسائی نہیں: (۱۴) یعنی بعض لوگ مسیح بن مریم کی پیروی کے مدعی ہیں حالانکہ نہ عیسائی ہیں اور نہ ان کے پیروکار' ہم نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر ان کی امداد و اعانت پر ان کے نقوش قدم پر چلنے پر اور ہر نبی کی جسے حق تعالیٰ نے دنیا والوں کی طرف بھیجا پیروی پر عہد و پیمان لئے مگر انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح ٹیڑھی راہ اختیار کی' زبانوں کے خلاف کیا' عہد توڑ ڈالے اور انجیل پر عمل کرنا چھوڑ دیا آخرکار ہم نے ان میں قیامت تک کے لئے بغض ڈال دیا یعنی یہودیوں میں بھی آپس میں بغض و عداوت ہے اور عیسائیوں میں بھی کہ قیامت تک یہودیوں کی پارٹیاں ایک دوسرے کو کافر کہتی رہیں گی اور عیسائیوں کی پارٹیاں بھی آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتی رہیں گی ہر فرقہ دوسرے فرقے کو برا کہتا رہے گا اور اپنے عبادت خانے میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ نہ ملکیہ یعقوبیہ کو اور نہ نسطوریہ آریوسیۃ کو۔ پھر فرمایا عنقریب حق تعالیٰ انہیں ان کے کرتوتوں کا بدلہ دے گا یہ سخت وعید اور انتہائی ڈراوا ہے کہ عیسائیوں نے اللہ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر جو جھوٹ باندھا ہے اور جو رب العالمین کی طرف جھوٹی نسبتیں کی ہیں کہ اللہ بیوی والا اور اولاد والا ہے اس کی سزا وہ ضرور چکھیں گے حق تعالیٰ ان تمام بکواس و خرافات سے پاک ہے' اکیلا ہے' تن تنہا ہے' بے نیاز ہے' نہ اولاد والا ہے اور نہ ماں باپ والا نہ اس کا کوئی ہم جنس ہے۔

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيرٗا مِّمَّا كُنتُمۡ تُخۡفُونَ
مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ وَيَعۡفُواْ عَن كَثِيرٖۚ قَدۡ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٞ وَكِتَٰبٞ مُّبِينٞ ﴿١٥﴾
يَهۡدِي بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضۡوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخۡرِجُهُم مِّنَ
ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِهِۦ وَيَهۡدِيهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ ﴿١٦﴾

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آ چکا جو تم سے بہت سی وہ چیزیں بیان کرتا ہے جن کو تم کتاب میں سے چھپایا کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور روشن کتاب آ گئی ہے حق تعالیٰ اس سے اس کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کا جویا ہو اور سلامتی کی راہوں کی پیروی کرتا ہو۔ اور اللہ اپنی توفیق سے انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔

رحمت ﷺ عالم سچا دین لے کر تشریف لائے: (۱۵) ارشاد ہے کہ میں نے اپنے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور سچا دین عطا فرما کر تمام زمین والوں کی طرف عرب وعجم کی طرف اور عالم وجاہل کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کو معجزے اور حق وباطل میں فرق کرنے والے دلائل عطا فرمائے یعنی تم نے اللہ کی مقدس کتاب تورات وانجیل میں جو تحریف کی اور اللہ پر جھوٹ باندھا ہمارے محبوب نبی ﷺ نے اس میں بعض کی طرف اشارہ کر کے تمہاری غلطی بتائی اور جس کے بیان کرنے میں کوئی فائدہ نہ تھا اس سے خاموش رہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جس نے رجم کا انکار کیا اس نے قرآن کا انکار کیا اور لطف یہ ہے کہ اسے انکار قرآن کا شعور بھی نہ ہوا۔ پھر یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اہل کتاب رجم بھی چھپاتے تھے (حاکم)

قرآن ایک مفصل اور روشن کتاب ہے: (۱۶) پھر فرمایا قرآن عظیم جسے رحمۃ للعالمین اور رسول کریم ﷺ پر اتارا گیا اللہ کی طرف سے تمہارے لئے روشنی اور تفصیل سے مسائل بیان کرنے والی کتاب ہے حق تعالیٰ اس سے اس کو ہدایت عطا فرماتا ہے جو اس کی رضا کے لئے نجات وسلامتی کی اور استقامت کی راہیں ڈھونڈتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ فرمایا انہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لاتا ہے یعنی انہیں ہلاکت گاہوں سے نجات عطا فرما کر ان کے لئے روشن ترین راہ کھول دیتا ہے اور ان سے ڈر دور کر کے انہیں جنت عطا فرماتا ہے اور گمراہی کا فور کر کے ہدایت کا نور بخشتا ہے۔

لَّقَدۡ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡمَسِيحُ ٱبۡنُ مَرۡيَمَۚ قُلۡ فَمَن
يَمۡلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيۡـًٔا إِنۡ أَرَادَ أَن يُهۡلِكَ ٱلۡمَسِيحَ ٱبۡنَ مَرۡيَمَ
وَأُمَّهُۥ وَمَن فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗاۗ وَلِلَّهِ مُلۡكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَمَا
بَيۡنَهُمَاۚ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ

الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؗ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾

یقیناً وہ کافر ہیں جنہوں نے مسیح بن مریم علیہ السلام کو اللہ سمجھا۔ آپ پوچھیں اگر اللہ مسیح بن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور تمام روئے زمین والوں کو ہلاک کرنا چاہے تو کیا کسی کو ذرا سی بھی طاقت ہے (کہ وہ ہلاکت سے کسی کو بچالے) اور آسمان وزمین پر اور ان کی درمیانی چیزوں پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے۔ اللہ جو چاہے پیدا کرے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں' آپ فرما دیں تو پھر تمہارے گناہوں کی وجہ سے اللہ تم کو کیوں عذاب دیتا ہے۔ نہیں بلکہ تم اس کی مخلوق میں سے ہو۔ وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے' آسمان وزمین پر اور ان کی درمیان چیزوں پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

عیسائیوں کا شرک: (۱۷) حق تعالیٰ عیسائیوں کے کفر کی خبر دے رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی مسیح ابن مریمؑ کو اللہ بنا لیا حالانکہ وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں۔ حق تعالیٰ ان کے شرکیہ کلموں سے پاک ہے۔ تمام چیزیں' اور کائنات کا ایک ایک ذرہ اس کی قدرت وتصرف اور غلبہ واقتدار میں ہے۔ اے نبی ﷺ آپ فرما دیں کہ اگر حق تعالیٰ تمام کائنات کو فنا کرنا چاہے تو ہے کوئی کہ اسے اس کے ارادے سے باز رکھے یا اس کے کام میں مزاحمت کرے؟ کسی کو یہ طاقت نہیں خواہ وہ اونچے سے اونچے منصب پر کیوں نہ ہو کہ اللہ کو اس کے ارادے سے باز رکھ سکے۔ اگر مسیحؑ وغیرہ اللہ ہوتے تو ان پر زوال کیوں طاری ہوتا۔ مخلوق میں سے کوئی بھی الوہیت کے لائق نہیں۔ فرمایا تمام مخلوق اللہ ہی کی مملوک ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ جو کچھ اپنی قدرت واقتدار' عدل وانصاف اور عظمت وکبریائی سے چاہے کر سکتا ہے کوئی اس کے حکم میں چوں نہیں کر سکتا اور دم نہیں مار سکتا۔ یعنی اللہ کے حکم میں مسیحؑ کو اور ان کی والدہ کو بھی دم مارنے کی مجال نہیں اور وہ بھی اللہ کے تصرف واختیار میں ہے پھر کیسے اللہ ہو سکتے ہیں۔

اہل کتاب کے اس عقیدے کی تردید کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں: (۱۸) یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نبی زادے ہیں۔ نبی اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے تھے اور اللہ کی ان پر بڑی بڑی مہربانیاں تھیں۔ لہٰذا ہم بھی اللہ کے لاڈلے ہیں۔ یہودی اپنی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے اسرائیل (یعقوب) سے کہا کہ تو میرا پہلوٹا بیٹا ہے' یہودی اس جملہ کی اللہ کی مرضی کے خلاف تاویل کرتے ہیں اور اس میں تبدیل وتحریف سے کام لیتے ہیں اور اولاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہودیوں کی کتاب میں یہ جملہ منزل من اللہ ہے اور اگر ہو بھی تو اس کا معنی حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہو گا یعنی اسحاق کی اولاد میں تو میرا اکیلا محبوب بندہ ہے حق تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ آپ ان کی اس طرح تردید فرمائیں کہ اگر تم اللہ کے بیٹے اور اس کے لاڈلے ہو تو تمہارے کذب وافتراء اور کفر وشرک پر اللہ نے تمہارے لئے کیوں جہنم کی آگ تیار کی ہے۔ کیا کوئی اپنے لاڈلوں کو بھی آگ میں جلایا کرتا ہے۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ چند صحابہؓ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے راستے میں ایک شیر خوار بچہ لیٹا تھا جب اس کی ماں نے دیکھا

کہ لوگ آ رہے ہیں تو اسے ڈر ہوا کہیں بے خبری میں بچہ کچلا نہ جائے چنانچہ وہ میرا بچہ میرا بچہ کہتی ہوئی دوڑی اور اسے گود میں جلدی سے اٹھالیا۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ماں اپنے بچہ کو کبھی بھی آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپ نے سر جھکا کر فرمایا اللہ کی قسم اللہ بھی اپنے دوستوں کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ پھر فرمایا نہ صرف میں بلکہ تم بھی دوسروں کی طرح انسان ہو اور اللہ کی مخلوق ہو۔ پھر تم کو دوسروں پر کیسے فوقیت حاصل ہوسکتی ہے حق تعالیٰ ہی اپنے تمام بندوں پر حاکم ہے وہ اپنے بندوں میں جس طرح چاہے تصرف فرمائے جسے چاہے پکڑے اور جسے چاہے چھوڑ دے اس کا حکم کوئی رد کرنے والا نہیں اور پھر بطور تاکید کے مکرر فرمایا کہ آسمان وزمین کی اور تمام کائنات کی باگ ڈور اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ انصاف سے اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا کیونکہ وہ عادل ہے اور بال برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نعمان بن اضا بحری بن عمرو اور شاس بن عدی آئے اور آپ سے بات چیت کی آپ نے دوران گفتگو انہیں اللہ کی دعوت دی اور اس کے عذاب سے ڈرایا کہنے لگے محمد ﷺ! آپ ہمیں اللہ سے ڈرا رہے ہیں ہم تو اللہ کی قسم اللہ کے بیٹے اور اس کے لاڈلے ہیں یہی عیسائیوں کا کہنا تھا اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم' ابن جریرؒ)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾ ع

اے اہل کتاب تمہارے پاس رسولوں کے وقفے کے بعد ہمارا رسول آ پہنچا جو تمہارے سامنے کھول کھول کر احکام بیان کر رہا ہے کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو کوئی بھلائی برائی بتانے والا آیا ہی نہیں' ہوشیار رہو تمہارے پاس بشیر ونذیر آ گیا ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت ہے۔

رحمت ﷺ عالم کی تاریخ ولادت: (۱۹) یعنی اے اہل کتاب ہم نے تمہارے پاس خاتم النبین سید المرسلین اور محبوب رب العلمین کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے جن پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے آپ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ رسولوں کے وقفے کے بعد یعنی طویل مدت کے بعد آپ کو بھیجا گیا۔ حضرت مسیح کے اور آپ کے درمیان بعض چھ سو سال کا وقفہ بتاتے ہیں اور بعض پانچ سو سال ساٹھ سال کا (ب) ان دونوں قولوں میں تعارض نہیں کیونکہ یہ شمسی اور قمری مہینوں کا فرق ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔ (الکھف ۱۸۔۲۵) اپنے غار میں ۳۰۰ سال ٹھہرے اور نو سال اور بڑھالو یعنی تین سو سال شمسی اور تین سو نو سال قمری ہوئے کیونکہ ہر سو سال شمسی پر تین سال قمری بڑھ جاتے ہیں۔ (فلکی حساب کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳۴ء میں ہجرت کی۔ ہجرت کے وقت آپ کی ۵۲ سال کی عمر تھی اور آپ کی ولادت ۵۷۱ء میں ہوئی۔ عیسیٰؑ اسرائیلیوں کے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد نبوت ورسالت کا شرف خاتم النبین کو ملا جن پر رسالت ختم ہوگئی۔ ابو ہریرہؓ والی مرفوع حدیث میں ہے کہ میں بہ نسبت دیگر نبیوں کے ابن مریمؑ سے زیادہ قریب ہوں میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں (ب) اس حدیث سے ان کی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ ابن مریمؑ کے بعد ایک نبی خالد بن

سنان مبعوث ہوئے جیسا کہ قضاعی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔غرض یہ کہ حق تعالیٰ نے رحمت عالم ﷺ کو ایک طویل عرصہ کے وقفے کے بعد بھیجا جبکہ روشن راہیں مٹ چکی تھیں دین بدل ڈالا گیا تھابت پرستی' آتش پرستی اور صلیب پرستی کی کثرت ہوگئی تھی اور رسالت کی سخت حاجت اور عام ضرورت تھی کیونکہ دنیا میں ہمہ گیر تاریکی چھا گئی تھی اور ضلالت و جہالت کی گھٹائیں منڈلا رہی تھیں۔ بجز چند قدسی صفات گنتی کے انسانوں کے جو قدیمی انبیاء کے دین پر جمے ہوئے تھے جن میں کچھ یہودی عالم کچھ عیسائی عابد اور کچھ ابراہیمی تھے جو توحید کی امانت اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے تھے' اللہ کی تمام مخلوق گمراہ ہو چکی تھی' ایسی حالت میں آپ کا رحمۃ اللعالمین بن کر دنیا میں تشریف لانا رب کی کتنی عظیم نعمت تھی سچ پوچھو تو اس نعمت کا مقابلہ کوئی اور نعمت کر ہی نہیں سکتی۔تمام دنیا کا دین بگڑ چکا تھا آخر کار حق تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا' مخلوق کو ہدایت عطا فرمائی' انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالا اور انہیں ایک روشن راہ پر اور درخشاں شریعت پر لا چھوڑا۔ پھر فرمایا تاکہ تم (تحریف کرنے والو) یہ نہ ہو کہ ہمارے پاس کوئی برائی سے ڈرانے والا اور بھلائی کی رغبت دلانے والا نہیں آیا۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر و نذیر بن کر تمہارے پاس تشریف لے آئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔نافرمانوں کے عذاب پر بھی اور فرماں برداروں کے ثواب پر بھی۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ
فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى
اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ
وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾
قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ
الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ
اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا
نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا
مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ
عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع

اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا اے قوم اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں یاد کرو جب کہ اس نے تم میں نبی مبعوث فرمائے تم میں سے بادشاہ کئے اور تمہیں وہ دیا جو دنیا میں کسی کو بھی نہیں دیا' اے لوگو اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ۔ جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اپنی پشتوں پر الٹے نہ لوٹو ورنہ خسارہ میں پڑ جاؤ گے۔ قوم نے جواب دیا۔ موسیٰؑ اس میں تو بڑے ظالم وسرکش لوگ ہیں ہم اس میں کبھی بھی قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں پھر اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو بلاشبہ ہم وہاں چلے جائیں گے۔ ڈرنے والوں میں سے دو شخصوں نے جن پر اللہ کا انعام تھا کہا کہ تم دروازے تک تو ان کے پاس پہنچ جاؤ۔ پھر جب تم اس دروازے سے داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو۔ انہوں نے کہا موسیٰؑ! جب تک وہ اس میں رہیں گے ہم اس میں کبھی نہیں جائیں گے۔ وہاں تم اور تمہارا رب جائے اور دونوں ان سے لڑیں ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ فرمایا اے رب مجھے صرف اپنے اوپر اور اپنے بھائی پر ہی اختیار ہے تو ہمارے اور ان نافرمانوں کے درمیان فیصلہ فرما۔ فرمایا کہ اب یہ سرزمین ان پر چالیس سال تک حرام ہے یہ ایک میدان میں سرگرداں پھرتے رہیں گے لہذا آپ ان نافرمانوں پر غم نہ کھائیں۔

کلیم اللہ اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلاتے ہیں: (۲۰) اس آیت میں اللہ کے بندے اور اس کے رسول کلیم اللہ کی تعریف ہے کہ انہوں نے قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد دلائیں۔ ان سے فرمایا کہ اللہ نے تم میں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں جمع فرمادیں یہ تم میں قائم رہیں گی' اگر تم اپنی سیدھی راہ پر جمے رہو گے۔ تم میں نبی آتے رہتے ہیں' جب کوئی نبی فوت ہو جاتا ہے تو دوسرا نبی پیدا ہو جاتا ہے۔ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے تم میں یہ پاکیزہ سلسلہ جاری ہے۔ نبی تمہارے خاندان میں پیدا ہوتے ہیں جو لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور انہیں اس کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے یہ سلسلہ حضرت مسیح پر ختم کر دیا پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور تمام نبیوں سے افضل و اشرف ہیں پھر فرمایا اس نے تم میں سے بہت سے بادشاہ بھی بنائے۔ پھر فرمایا تمہیں دنیا میں اللہ نے جو کچھ دیا وہ کسی کو بھی نہیں دیا۔ یعنی ہم عصروں میں تمہیں ممتاز بنایا اور تمہیں ساری نعمتیں عطا فرمائیں۔ پھر فرمایا تمہیں وہ دیا جو کسی اور کو نہیں دیا۔ یعنی تمہارے زمانے کے لوگوں کو وہ نعمتیں نہیں ملیں جو تمہیں ملیں' یہودی اپنے زمانے میں تمام دنیا میں یونانیوں سے قبطیوں سے اور تمام بنی نوع انسان سے اشرف تھے چنانچہ قرآن میں ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ الخ (جاثیہ ۱۶:۴۵) بلاشبہ ہم نے اسرائیلیوں کو کتاب دی' حکومت دی' نبوت دی' انہیں پاکیزہ روزیاں دیں اور انہیں دنیا پر فضیلت دی۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ یہودیوں کو جو فضیلت دی گئی وہ صرف ان کے اپنے زمانے کے لوگوں پر تھی۔

امت محمدیہ یہودیوں سے افضل ہے: امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یہودیوں سے افضل ہے۔ ان کی شریعت نہایت کامل راہ انتہائی سیدھی اور نبی بے حد عزت وشرف والا ہے۔ ان کی روزیوں میں فراخی' مال واولاد میں کثرت اور دولت وحکومت میں وسعت ہے۔ ان کی عزتوں میں دوام وبقا ہے اور ان میں بڑے بڑے بادشاہ ہوئے اور ہوں گے۔ فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا (بقرہ ۱۴۳:۲) اسی طرح ہم نے تمہیں عادل قوم بنایا تاکہ تم (قیامت کے دن) لوگوں پر گواہ بن سکو۔ امت محمدیہ کی سیادت و فوقیت کے بارے میں جو متواتر حدیثیں آئی ہیں انہیں ہم آل عمران کی آیت كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ الخ کی تفسیر میں بیان کر آئے ہیں۔

یہودیوں کو جہاد کی ترغیب: (۲۱) شموسیٰ اپنی قوم کو جہاد کا شوق دلا رہے ہیں کہ تمہارا وطن بیت المقدس ہے جو تمہارے جدامجد یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں تمہارے قبضہ میں تھا۔ جب یعقوب علیہ السلام نے ان کی اولاد اور ان کے بیوی بچے شام سے مصر کو یوسف علیہ السلام کے عہد حکومت میں منتقل ہو گئے تو انہوں نے مصر ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ جب موسیٰ ؑ کے ساتھ مصر چھوڑا تو اپنے وطن کی مقدس سرزمین پر ظالم عمالقہ کو قابض پایا۔ موسیٰ نے اسرائیلیوں کو اپنے وطن پر قبضہ کرنے کا حکم دیا کہ ان غاصب عمالقہ کو یہاں سے نکال باہر کرو اور وطن کی سرزمین پر اپنا قبضہ جماؤ اور انہیں فتح و کامرانی کی بشارت بھی دی لیکن وہ جنگ سے باز رہے اور اللہ کے نبی کی مخالفت کی۔ آخر کار حق تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ یہ میدان تیہ میں چالیس سال تک سرگرداں اور مارے مارے پھرتے رہے اور انہیں اس عرصہ دراز میں اپنے عروج کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ پھر فرمایا وہ شہر جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھا ہے یعنی تمہارے جدامجد یعقوبؑ کی زبان پر تم نے اس کا وعدہ فرمایا ہے کہ یہ اسی کا ورثہ ہے جو ایمان والا ہوگا۔ پھر فرمایا اپنی پیٹھوں پر نہ پھرو یعنی جہاد سے نہ رکو اس سے تمہاری قومی عزت و عظمت وابستہ ہے) ورنہ تم ٹوٹے والوں میں سے ہو جاؤ گے (کیونکہ قومی شرافت وسیادت کھو بیٹھو گے)

(۲۲) بولے اس پر تو بڑے سرکش و ظالم قابض ہیں جن کے رعب سے دنیا خوف زدہ ہے اور ہیں بھی بڑے قوی ہیکل دیوزادانسان، بھلا ہم میں ان سے مقابلہ کی تاب کہاں، ان سے جنگ ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہمارا اس سرزمین پاک میں داخل ہونا ناممکن ہے جب تک یہ دیوزاد فولادنما انسان وہاں قابض ہیں ہاں اگر کسی ترکیب سے وہاں سے ان کا قبضہ ہٹا دیا جائے تو پھر ہم بڑے شوق سے اپنے وطن جا کر اس پر قابض ہو جائیں گے ورنہ جنگ تو ہماری طاقت سے باہر ہے۔

جہاد کے بارے میں یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا کے خطبے: (۲۳) جب اسرائیلی اللہ کی اطاعت اور رسول کی متابعت سے پھر گئے تو انہیں دو شخصوں نے جن پر اللہ کی بڑی بھاری نعمت تھی اور وہ اللہ کے عذاب وعتاب سے بھی لرزہ براندام تھے جہاد پر ابھارا غالباً ان دو شخصوں سے موسیٰ اور ہارون مراد ہیں چنانچہ ان دونوں نے کہا کہ اگر تم اللہ پر بھروسہ کر کے اس کے حکم کی پیروی کرو اور اس کے رسول کا کہنا مانو تو حق تعالیٰ یقیناً تم کو دشمنوں پر غالب کرے گا تمہیں فتح وظفر عطا فرمائے گا تمہاری مدد فرمائے گا اور تم اس شہر میں داخل ہو جاؤ گے جس کا اس نے تم سے وعدہ کر لیا ہے لیکن ان دونوں کا سمجھانا بے سود ثابت ہوا۔

(۲۴) اور انہوں نے منہ موڑ کر کہہ دیا کہ ان سے جنگ ہمارے امکان سے باہر ہے ہم یہاں بیٹھے ہیں، موسیٰ جائیں اور ان سے موسیٰ اور ان کا رب جنگ کریں یہ جہاد سے سراسر انکار اور رسول کی بات کو صاف ٹھکرا دینا اور دشمنوں سے کھلم کھلا ڈرنا اور ان کے مقابلہ سے کنارہ کرنا تھا کہا جاتا ہے کہ جب اسرائیلیوں نے جہاد سے منہ موڑ کر پھر مصر واپس جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو موسیٰ ؑ اور ہارونؑ نے انہیں بہت کچھ سمجھایا بجھایا اور انتہائی تواضع کا اظہار کیا مگر سب بے سود وہ ہرگز جہاد پر آمادہ نہ ہو سکے۔

یہودیوں پر موسیٰ ؑ کی بد دعا: (۲۵) موسیٰ علیہ السلام نے قوم پر بد دعا کی کہ اے رب مجھے اپنے اور پر اور بھائی کے اوپر تو اختیار ہے اور کسی پر اختیار نہیں۔ یعنی اسرائیلیوں میں سے کوئی میری بات نہیں سنتا کہ تیرے فرمان ذی شان کی تعمیل کی جائے اور تیرا حکم بجالایا جائے۔ میں اور میرا بھائی ہارونؑ تیرے فرمان کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں تو ہی میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما۔

ارض مقدس میں چالیس سال تک یہودیوں کے داخلہ پر پابندی: (۲۶) جب بنی اسرائیل نے جہاد کو اور موسیٰ ؑ کے

حکم کو ٹھکرا دیا تو موسیٰ کی بددعا کی وجہ سے ارض مقدس میں ان کا داخل ہونا چالیس سال کے لئے حرام وموقوف کر دیا گیا۔ یہ لوگ میدان تیہ میں مارے مارے پھرتے رہے اور وہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہی ان کی سمجھ میں نہ آ سکی۔ اسی میدان تیہ میں عجیب عجیب باتیں اور حیرت انگیز معجزوں کا ظہور ہوا۔ ان پر دن میں بادل سایہ کر لیا کرتا تھا' کھانے کے لئے من وسلوا اترتا تھا اور پتھر پر عصا مارنے سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے علاوہ ازیں اور بھی معجزوں کا ظہور ہوا جس سے موسیٰ کی نبوت کا روشن ومضبوط ثبوت ہو گیا' اسی مقام پر تورات اتری اور ان کے لئے احکام شریعت مقرر کئے گئے اور قبہ عہد جس کو قبہ زمان بھی کہا جاتا ہے بنایا گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کو تسلی : پھر فرمایا۔ آپ ان بدکاروں کی تباہی پر افسوس نہ کریں اس میں موسیٰ تسلی اور تشفی دی جا رہی ہے کہ آپ نے جو ان پر بددعا کی اور وہ تباہ ہوئے تو آپ ان کی تباہی سے دلگیر نہ ہوں اور غم نہ کریں یہ ہلاکت ہی کے مستحق تھے۔ اس قصہ میں یہودیوں کے کان کھولے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ وہ کس قدر گستاخ وبے حیا تھے کہ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت پر ذرا نہ شرماتے تھے اور ان کی تابعداری سے برابر جی چراتے رہتے تھے' جب جہاد کا حکم ہوا تو لگے بغلیں جھانکنے اور صاف کہہ دیا کہ ان دیوزادانسانوں سے لڑنا ہمارے بس میں نہیں ہم میں ان کے مقابلہ کی تاب کہاں۔ حالانکہ ان میں اللہ کا پیغمبر' اس کا حبیب اور اس کا کلیم موجود ہے اور وہ اللہ کی امداد واعانت کا اور فتح وکامرانی کا یقین بھی دلا رہا ہے اور یہ خود بھی فرعون اور فرعونیوں کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ نافرمانوں کا کس قدر برا انجام ہوتا ہے اور رسول کی باتوں کو نہ ماننے کا کیسا خطرناک حشر ہوتا ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود بھی ایک شہر کے باشندوں کے ساتھ لڑنے سے دم نکلا جاتا ہے جو سامان وتعداد میں مصر والوں سے دسواں حصہ بھی نہ تھے۔ چنانچہ ان کے گھنونے کرتوت منظر عام پر آ گئے جن سے بچہ بچہ واقف ہو گیا اور ان پر اس قدر ذلت ورسوائی چھائی کہ رات بھی پردہ پوشی سے عاجز آ گئی اور ان کے عیب چھپانے سے کپڑے بھی قاصر رہے۔ یہ اپنی جہالت اور گمراہی کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ کو ان سے محبت تو کجا کھلی دشمنی ہے۔ گو یہ اپنے آپ کو اللہ کے بیٹے اور اس کے لاڈلے کہتے ہیں' اللہ نے ان کی شکلیں بگاڑ دیں۔ انہیں بندر اور سور بنا دیا اور ان پر ایسی دائمی لعنت چمٹائی جو جہنم میں بھی ان کے ساتھ رہے گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ عالم وجود کا ذرہ ذرہ اللہ کی حمد وثنا میں مصروف ہے

جس کی اطاعت پر ہر طرح کی بھلائیاں موقوف ہیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ
مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ
اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ
بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

آپ انہیں آدم کے دونوں بیٹوں کا سچا واقعہ سنائیں' جب دونوں نے اپنی اپنی قربانیاں پیش کیں تو ان میں سے ایک کی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے قتل ہی کر کے چھوڑوں گا' دوسرے نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ پرہیزگاروں ہی کے عمل قبول فرماتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے تیری طرف ہاتھ نہ بڑھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں تو چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ لے کر لوٹے اور تو جہنمیوں میں سے ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے آخر کار وہ اپنے بھائی کے قتل پر راضی ہو گیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر خسارے والوں میں سے ہو گیا۔ پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تا کہ اسے دکھائے کہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔ اس نے کہا بڑے شرم کی بات ہے افسوس میں اس کوے سے بھی گیا گذرا ہو گیا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا پھر وہ سخت نادم ہوا۔

ظلم وحسد کا بدانجام

(۲۷) حق تعالیٰ سرکشی' حسد اور ظلم کا برا انجام بیان فرما رہا ہے کہ آدمؑ کے دو صلبی بیٹوں میں جن کا نام ہابیل وقابیل تھا جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے قربانیاں اللہ کی راہ میں پیش کیں۔ ہابیل کی قربانی قبول فرمالی گئی مگر قابیل کی قربانی جوں کی توں رہی اس پر قابیل ہابیل سے جلنے لگا۔ پھر حسد وبغاوت اور ظلم وتعدی کی یہاں تک نوبت آئی کہ پہلے تو قابیل نے ہابیل کو قتل کا ڈراوا دیا مگر جب دیکھا کہ وہ قتل سے بھی نہیں ڈرتا تو سچ مچ اس کو قتل کر ڈالا۔ مقتول کے سارے گناہ قابیل قاتل پر پڑ گئے اور وہ شہید ہو کر جنت میں جا پہنچا اور قابیل خالی ہاتھ رہ گیا اور دونوں جہانوں میں قابل ملامت ٹھہرا۔ فرمایا کہ آپ ان باغیوں' حاسدوں' بندروں' اور سوروں کے بھائیوں یہودیوں اور ان جیسے لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو فرزندوں کا سچا سچا واقعہ سنا دیں اور کھول کھول کر سلجھے ہوئے انداز سے سمجھا دیں تا کہ ان کے خوب ذہن نشین ہو جائے۔ فرمایا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ (آل عمران ۳:۶۲) بلاشبہ یہ سچے واقعات ہیں۔

ان دونوں بھائیوں کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے وقتی ضرورت کی بناء پر آدمؑ کو بہن بھائیوں سے شادی کی رخصت عطا فرما دی تھی لیکن ہر حمل سے لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ ایک حمل کے بچوں کا رشتہ دوسرے حمل کے بچوں سے کر دیا جاتا تھا۔ ہابیل کی بہن بدصورت تھی اور قابیل کی خوبصورت۔ قابیل نے بہن سے شادی کرنی چاہی لیکن آدمؑ نے انکار کر دیا اور کہا کہ قربانیاں پیش کرو جس کی قربانی قبول ہو جائے گی اسی سے شادی ہو جائے گی۔ چنانچہ ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی' پھر حسد کی وجہ سے دونوں میں یہ واقعات پیش آئے۔

دنیا میں سب سے پہلے قتل کی واردات' قابیل ہابیل کو قتل کر دیتا ہے: پھر قابیل نے ہابیل کو قتل کی دھمکی دی کہ مجھے اس وقت چین آئے گا جب تجھے ختم کر دوں گا۔ تیرے لئے والد نے دعا کی اور تیری قربانی کی قبولیت کے لئے نماز پڑھ کر خاص طور سے دعا فرمائی جس کی برکت سے تیری قربانی قبول ہو گئی۔ قابیل ہابیل کو برابر قتل کی دھمکی دیتا رہا۔ ایک دن بکریوں میں ہابیل گھرے رہے اور آنے میں دیر ہو گئی۔ باپ نے پوچھا قابیل تیرا بھائی کہاں ہے بولا آپ نے مجھے اس کا نگراں نہیں بنایا مجھے کیا خبر کہاں ہے فرمایا بدنصیب جا کر اپنے بھائی کو ڈھونڈھ کر لا۔ اس پر قابیل نے اپنے دل میں سوچا آج رات میں ہابیل کے قتل کا اچھا موقعہ ہے چنانچہ قابیل بھائی کو ڈھونڈنے چل پڑا۔ راستے میں ہابیل سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ یہ واپس آ رہے تھے قابیل کہنے لگا ہاں تیری قربانی قبول ہو گئی اور میری نہیں ہوئی میں تجھے قتل کئے بغیر نہ رہوں گا۔ ہابیل نے کہا میں نے اپنا پاکیزہ اور محبوب ترین مال پیش کیا تھا اور تو نے ردی مال۔ حق تعالیٰ پاکیزہ مال ہی قبول فرماتا ہے اور پرہیز گاروں ہی سے قبول فرماتا ہے۔ ہابیل کے اس جواب سے قابیل چراغ پا ہو گیا اور لوہا اٹھا کر ہابیل کے دے مارا۔ ہابیل نے کہا بدنصیب قابیل تو اللہ کو بھول گیا کہ وہ تیرے کرتوتوں کی تجھے کس طرح سزا دے گا۔ آخر کار ہابیل کو جان سے مار کر میدان میں ڈال دیا۔ (دفن کی کیفیت کا بیان آگے آ رہا ہے)

پھر فرمایا اللہ تقوے کو دیکھتا ہے اور تقوے والوں کے عمل قبول فرماتا ہے۔ ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ نے میری ایک وقت کی نماز قبول کر لی ہے تو اس سے مجھے اس قدر مسرت ہو جو دنیا و مافیہا سے بھی نہ ہو' یہ فرما کر آپ نے یہ آیت پڑھی (ابن ابی حاتم)

ہابیل نے تقوے کی وجہ سے طاقت کے باوجود مدافعت نہیں کی: (۲۸) جب قابیل ہابیل کو قتل کی دھمکی دیتا ہے اور ناحق خون بہانا چاہتا ہے تو وہ اس سے کہتے ہیں کہ میں تجھ جیسا کمینہ فعل نہیں کروں گا کہ میں اور تو دونوں گناہ میں برابر ہو جائیں میں رب سے ڈرتا ہوں کہ ایسی ذلیل حرکت کروں جس کا تو نے ارادہ کر لیا ہے میں صبر کروں گا حق تعالیٰ مجھے صبر کا اجر آخرت میں دے گا۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم ہابیل قابیل سے زیادہ طاقتور تھے مگر پرہیز گاری نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان تلواروں سے مقابلہ کریں تو قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ قاتل تو ظالم تھا مقتول بیچارہ کیوں جہنم میں جائے گا۔ فرمایا اس لئے کہ وہ اپنے حریف کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ (ق)

قاتل پر اپنے گناہوں کے ساتھ قتل کا گناہ بھی لد جاتا ہے: (۲۹) یعنی میرے قتل کے گناہ کو اور اپنے سابق گناہوں کو لاد کر اللہ کے پاس جا' یا میرے تمام گناہوں کا بوجھ خصوصاً میرے قتل کا بوجھ لاد کر دنیا سے جا۔

قتل کی کیفیت: (۳۰) آخر کار قابیل کے دل نے قابیل کو اپنے نیک بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور بھائی کی پندو موعظت کے باوجود قابیل نے ہابیل کو اس لوہے سے قتل کر دیا جو اس کے ہاتھ میں تھا (یہ روایت اوپر گذر چکی پھر شیطان دوڑ کر حواؑ کے پاس پہنچا اور بولا قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ پوچھا قتل کیا ہے؟ بولا قتل کے بعد نہ انسان کھا پی سکتا ہے اور نہ حرکت کرتا ہے۔ بولیں یہ تو موت ہے۔ بولا ہاں' ہابیل مر گیا۔ جب حوا نے ہابیل کی موت کی خبر سنی تو رونے لگیں۔ آدمؑ آئے تو حواؑ رو رہی تھیں۔ پوچھا کیا بات ہے۔ بار بار پوچھنے کے باوجود بھی حوا نے غم کے مارے جواب نہیں دیا۔ فرمایا اللہ کرے تم اور تمہاری بیٹیاں روتی ہی رہیں' میں اور

میرے بیٹے رونے سے محفوظ رہیں (ابن ابی حاتم)۔

قاتل کے خسارے کی صورت: پھر فرمایا وہ ٹوٹا پانے والوں میں سے ہو گیا یعنی دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں اس کے لئے ٹوٹا ہی ٹوٹا ہے رحمت عالمؐ نے فرمایا جو شخص ناحق مارا جاتا ہے اس کے خون میں آدمؑ کا پہلا بیٹا ضرور حصہ دار ہوتا ہے کیونکہ سب سے پہلے یہ طریقہ اسی نے جاری کیا تھا۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ ہوگا۔ (ج علاوہ ابوداؤد کے)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ بدبخت وہ فرزند آدم ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ قیامت تک جو ناحق خون ہوگا اس میں اسے بھی ضرور برائی کا حصہ ملے گا کیونکہ اسی شخص نے پہلا قتل کیا (ابن جریرؒ)

قاتل نے دفن کا طریقہ دو کوّوں سے سیکھا: (۳۱) صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں جب ہابیل ختم ہو گئے تو کھلے آسمان کے نیچے ان کی لاش ڈال دی گئی، دفن کی خبر ہی نہ تھی آخر کار اللہ نے دو کوے بھیجے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا، پھر چونچ سے گڑھا کھود کر اور مقتول کو اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔ قابیل نے جب اپنی آنکھوں سے یہ ماجرا دیکھا تو شرمندہ ہو کر کہنے لگا ہائے بدبختی میں اس کوے سے بھی گیا گذرا ہو گیا کہ اپنے بھائی کی لاش دفن نہ کر سکا۔

قتل کے بعد ندامت: پھر فرمایا قتل کر کے نادم ہوا۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

دین و دنیا کے نقصانوں کے ساتھ ساتھ پشیمانی عذاب پر عذاب تھا۔ اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں آدمؑ کے صلبی فرزند تھے جیسا کہ ظاہر قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور جیسا کہ مسند احمدؒ کی ابن مسعودؓ والی مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک جس قدر قتل ہوں گے سب میں قابیل کو حصہ ملے گا کیونکہ اسی نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔ حسنؒ والی مرفوع حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے تمہارے لئے آدمؑ کے دو فرزندوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں سے نیک فرزند کی پیروی کرو (ابن جریرؒ)

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا
بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا
فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ
اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝۳۲ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا
الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ
يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُـقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا
مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٤﴾

اسی وجہ سے ہم نے اسرائیلیوں پر لکھ دیا کہ جس نے کسی کو بغیر کسی جان کے یا ملک میں فساد کرنے کے لیے قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا اور جس نے اسے زندہ رہنے دیا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رہنے دیا۔ بلاشبہ یہودیوں کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلیں لے کر آ چکے پھر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت سے لوگ ظلم وزیادتی ہی میں مبتلا رہے ان کی جزا جو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں یہی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا پھانسی دے دی جائے یا ان کے ہاتھ و پاؤں الٹے سیدھے کاٹے جائیں یا وطن سے جلاوطن کر دیئے جائیں یہ ان کی دنیوی رسوائی ہے اور آخرت میں ان پر بھاری عذاب ہوگا مگر جنہوں نے اس سے پہلے کہ تم ان پر قادر ہو توبہ کر لی تو یقین مانو حق تعالے خطاپوش و مہربان ہے۔

انسان پر انسانیت کا احترام واجب ہے: (۳۲) چونکہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ظلم وزیادتی سے قتل کر ڈالا تھا اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے ہم نے اسرائیلیوں کی شریعت میں یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ جس نے کسی کو بلاقصاص وفساد کے ناحق قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا کیونکہ اس کی نگاہ میں ہر شخص مقتول ہی کی طرح ہے کیونکہ اس کی نگاہ میں انسانیت کا احترام ہی نہیں اس لئے وہ ہر انسان کو اسی نگاہ سے دیکھے گا اور جس نے انسانیت کا احترام کیا اور قتل کو حرام سمجھا تو اس اعتبار سے تمام انسان اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں گے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں عثمانؓ کے پاس ان کے محاصرے کے وقت آیا اور آپ سے آپ کی مدد کی درخواست کی۔ فرمایا ابو ہریرہؓ کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ تم تمام لوگوں کو مجھ سمیت قتل کر ڈالو۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا اگر ان میں سے تم نے کسی ایک شخص کو بھی قتل کر دیا گویا تم نے سب ہی کو قتل کر ڈالا۔ لہٰذا واپس ہو جاؤ میری یہی مرضی ہے اللہ تم کو اجر دے اور گناہوں سے بچائے۔ چنانچہ میں چپ چاپ واپس آ گیا۔ ابن عباسؓ: نفس کا زندہ رہنے دینا یہ ہے کہ کسی ایسے ایک شخص کو بھی قتل نہ کیا جائے جس کا قتل اللہ نے حرام فرما دیا ہے گویا انسان نے اپنے اس فعل سے تمام لوگوں کو زندہ رہنے دیا۔ یعنی قتل ناحق کے رکنے سے تمام لوگ محفوظ وسلامت رہتے ہیں۔

ارباب اسراف کو دھمکی: پھر فرمایا ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلائل لے کر آ گئے پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ مسرف ہیں۔ اس آیت میں مسرفوں کے لئے زجرو توبیخ ہے کہ جاننے کے باوجود حرام کاموں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ حالت بنی قریظہ، بنی نضیر اور بنی قینقاع کی تھی جو مدینے کے آس پاس بستے تھے۔ یہ جاہلیت میں اوس وخزرج کے حلیف تھے اور ان کی طرف سے جنگ کیا کرتے تھے پھر جب لڑائی ختم ہو جاتی تو قیدیوں کو فدیہ لے کر چھڑا لیتے تھے اور مقتولوں کی دیت بھر دیتے تھے۔ سورہ بقرہ میں ان کے اس فعل کی مذمت بیان ہو چکی ہے۔

شرارت پسندوں اور باغیوں کی سزا: (۳۳) محاربہ کی آیت کفر پر، راستے کی لوٹ مار پر، راہ کو خوفناک بنانے پر، فساد پر اور کئی قسم کی شرارتوں پر صادق آتی ہے۔ یہاں تک کہ چوری ڈکیتی اور روپے پیسے کا لوٹنا بھی زمین میں فساد مچانا ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ الخ (بقرہ ۲: ۲۰۵) اور جب واپس ہوتا ہے تو زمین میں فساد مچانے کی اور کھیتی کو اور جانوروں کو برباد

کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔

محاربہ کی آیت کا شان نزول: یہ آیت مشرکوں کے بارے میں اتری، پھر جس نے اس سے پہلے پہلے کہ تم اس پر قادر ہو توبہ کر لی تو اس پر کوئی راہ نہیں۔ یہ آیت مسلمانوں پر حد جاری ہونے سے نہیں روکتی۔ اگر کوئی مسلمان کسی کو قتل کر دے یا فساد مچائے یا اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرے اور کافروں سے جا ملے تو یہ آیت اس پر حد جاری ہونے سے مانع نہیں۔

عہد رسالت ﷺ میں سخت ترین سزا: انسؓ بن مالک فرماتے ہیں قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ لیکن مدینہ کی آب وہوا ان کے ناساز گار رہی اور بیمار پڑ گئے، آپ نے ان کا حال سن کر فرمایا تم ہمارے چرواہے کے ساتھ مدینہ سے باہر جنگل میں رہو اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب استعمال کرو۔ (اونٹ کا دودھ اور پیشاب استسقاء میں مفید ہوتا ہے) چنانچہ یہ لوگ باہر چلے گئے اور وہاں اونٹوں کا دودھ پی پی کر خوب موٹے تازے اور تندرست ہو گئے۔ اب انہوں نے چرواہے کو بھی قتل کر ڈالا اور اونٹ بھی ہنکا کر لے گئے جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو دوڑایا۔ چنانچہ وہ گرفتار کر کے لائے گئے اور آپ کے حکم سے ان کے الٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور آنکھوں میں گرم گرم سلائیاں پھیری گئیں پھر دھوپ میں ڈال دیئے گئے یہاں تک کہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے (ق)

پھر فرمایا انہیں قتل کیا جائے۔ یا پھانسی دی جائے۔ الٹے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا جلا وطن کیا جائے۔ ابن عباسؓ:۔ جو مسلمان پر ہتھیار اٹھائے اور راستے خطرناک بنا دے امام کو اختیار ہے خواہ اسے قتل کر ڈالے یا پھانسی دے دے یا ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے۔

پھر فرمایا یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یعنی ایسے لوگوں کو گرفتار کر کے ان پر حد قائم کی جائے یا وہ دارالاسلام سے غائب ہو جائیں یا انہیں شہر در شہر بھیجا جاتا رہے یا دارالاسلام سے بالکل ہی نکال دیا جائے۔ یعنی شہر بدر کر دیئے جائیں یا حدود سلطنت سے نکلوا دیئے جائیں۔

کیا محاربہ کی آیت مشرکوں کے بارے میں اتری: پھر فرمایا کہ یہ قتل و پھانسی اور ہاتھ پیروں کا کاٹا جانا اور جلاوطن کرنا دنیوی زندگی میں رسوائی اور ذلت کا سبب ہے اور اللہ نے قیامت میں ان بدمعاشوں کے لئے جو بھاری عذاب تیار کر رکھا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

مسلم میں عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی عہد ہم سے لیا جو عورتوں سے لیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، نہ چوری کریں نہ زنا کریں، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں اور نہ کوئی کسی پر بہتان باندھے، پھر جس نے تم میں سے اس اقرار کو پورا کر لیا اس کا ثواب اللہ دے گا۔ اور جو ان میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا پھر اس پر حد جاری ہو گئی تو وہ اس کے لئے کفارہ بن جائے گی اور جس کے عیب پر اللہ نے پردہ ڈال دیا اس کا معاملہ اللہ پر ہے اگر چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔

حدیں کفارہ گناہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں کوئی گناہ کیا پھر اسے اس کی سزا دے دی گئی تو حق تعالیٰ اپنے بندے کو دوسری بار سزا نہیں دے گا کیونکہ یہ انصاف کے خلاف ہے اور اللہ بڑے انصاف والا ہے اور جس کے گناہ پر

اللہ نے پردہ ڈال دیا اور اسے معاف فرما دیا تو اللہ جو چیز معاف کر چکا اس پر سزا نہیں دے گا کیونکہ وہ اس بات سے بزرگ تر ہے (ابن ماجۂ تا' دار قطنی)

کیا توبہ کے بعد قتل و پھانسی اور ہاتھ پیر کا کاٹنا مشرک سے بھی ساقط ہے: (۳۴) اگر اس سے مشرک مراد ہیں تو ظاہر ہے اور اگر مسلمان محارب مراد ہیں تو ان سے قتل و پھانسی اور پاؤں کا کاٹنا ساقط ہو جائے گا پھر کیا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا؟ ظاہر آیت تو نفی ہی کرتی ہے اور صحابہؓ کا عمل بھی اسی پر ہے۔

ایک ڈاکو علی کا واقعہ: لیثؒ فرماتے ہیں موسیٰ بن اسحاق مدنی نے بیان کیا کہ آپ ہمارے امیر تھے کہ علی اسدی نے جنگ کی' فساد مچایا' ڈاکہ ڈالا' خون بہایا اور مال لوٹا۔ اماموں نے اور لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا مگر کسی کے ہاتھ نہیں آیا۔ آخر کار خود توبہ کر کے آ گیا۔ بات یہ تھی کہ اس نے ایک شخص سے یہ آیت سنی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا (زمر ۳۹:۵۳) آپ فرما دیں اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر اسراف کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یاد رکھو اللہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ کیونکہ وہ خطا پوش و مہربان ہے یہ اس کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے پھر یہ آیت دہرا دے۔ قاری نے پھر یہ آیت پورے اطمینان سے پڑھی۔ علی پانی پانی ہو گیا تلوار میان میں ڈال لی اور سچے دل سے توبہ کر لی۔ صبح کے وقت مدینہ میں داخل ہوا غسل کیا۔ پھر مسجد نبویؐ میں آ کر صبح کی نماز پڑھی' پھر ابو ہریرہؓ کے پاس ان کے اصحاب کے درمیان اندھیرے میں بیٹھ گیا جب اجالا ہوا تو لوگوں نے اسے پہچانا اور پکڑنے کے لئے جھپٹے' بولا تم مجھے پکڑ نہیں سکتے' میں تمہارے قابو میں آنے سے پہلے پہلے توبہ کر کے آیا ہوں' ابو ہریرہؓ نے کہا یہ ٹھیک کہتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر مروان کے پاس لائے' مروان عہد معاویہؓ میں مدینہ کے حاکم تھے ابو ہریرہؓ نے ان سے کہا یہ علی ہے اور توبہ کر کے آیا ہے اب تمہارے لئے اس پر کوئی راہ نہیں اور نہ یہ قتل ہی کیا جا سکتا ہے چنانچہ وہ ہر بات سے چھوٹ گیا۔ توبہ کر کے علی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ کی کشتی سمندر میں جا رہی تھی کہ سامنے رومیوں کی چند کشتیاں آئیں۔ علی اپنی کشتی سے کود کر ان کی ایک کشتی میں جا پہنچا' اور تلوار سونت لی۔ رومی ان سے ڈر کر سب کشتی کے دوسری طرف ہو گئے کشتی الٹ گئی اور سب کو لے کر ڈوب گئی۔ ان کے ساتھ آپ بھی ڈوب کر درجہ شہادت پر فائز المرام ہوئے۔ انا لِلّٰہِ و انا الیہ رٰجعون۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم بھلائی پاؤ۔ یقین مانو جو کافر ہیں اگر ان

کے پاس زمین کی ساری دولت ہو اور اس کے ساتھ اس جیسی اور بھی ہوتا کہ قیامت والے دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اسے فدیہ میں دیں تو وہ ان سے قبول نہیں کی جائے گی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ آگ سے نکلنا چاہیں گے مگر اس سے نکل نہ سکیں گے۔ انہیں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

تقویٰ اور وسیلہ کا بیان: (۳۵) حق تعالیٰ ایمان والوں کو تقوے کا حکم فرما رہا ہے۔ جب تقویٰ اطاعت کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اس سے گناہوں سے باز رہنا اور ممنوعات کو ترک کرنا مراد ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں وسیلہ سے تقرب (نزدیکی) مراد ہے وسیلہ کا ایک معنی مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بھی ہے اور وسیلہ جنت کے انتہائی بلند مرتبہ کا بھی نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور آپ کا راحت کدہ ہے۔ یہ جگہ عرش سے بہت قریب ہے۔ مرفوع حدیث میں ہے جس نے اذان سن کر یہ دعا (اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ) اے اللہ اس مکمل پکار کے اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور حسب وعدہ آپ کو مقام محمود میں کھڑا فرما) پڑھی تو اسے قیامت کے دن یقیناً میری شفاعت حلال ہوگی (ب)

جہاد کا بیان: پھر فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو تا کہ کامیابی حاصل کرو اور ممنوعات چھوڑ دینے اور رضا والے عملوں کو انجام دینے کا حکم فرمایا اب دشمنان دین سے جو سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں اور مضبوط و صحیح دین چھوڑے ہوئے ہیں جہاد کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ اس قسم کے مجاہد تمام خیر و برکتوں کو حاصل کر لیں گے ان کی تمام مرادیں برآئیں گی اور جنت کے بیش قیمت بالا خانے اور حق تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں انہیں کے لئے ہیں۔ انہیں وہ جنت ملے گی جہاں زوال و موت کا ڈر نہیں جہاں کمی کا اور ختم ہو جانے کا اندیشہ نہیں۔ جہاں سدا جوانی دائمی تندرستی اور ابدی عیش و آرام ہے۔ بلند و بالا بالا خانے اونچے اونچے کاشانے جو پرامن و پرسکون و دلفریب مناظر والے اور خوبصورت گھروں والے ہیں۔ انہیں کے لئے ہیں۔ جو ان میں بس گیا عیش و نعمتوں میں رچ گیا اب اس کے لئے بہاریں ہی بہاریں ہیں۔ افسردگی نہیں لازوال زندگی ہے موت نہیں کپڑے شاہانہ ہیں جو نہ پھٹیں اور نہ پرانے ہوں اور ہمیشہ جوانی ہے جو نہ گھٹے اور نہ فنا ہو۔

کافروں پر آخرت کے عذابوں کا بیان: (۳٦) حق تعالیٰ نے کافروں کے لئے آخرت میں جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص زمین بھر کر بلکہ اس سے بھی دگنا سونا قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دینا چاہے اور اس کو یقین ہو کہ یہ مال اللہ تک پہنچ جائے گا تو اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا۔ اللہ کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کی اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔

کافر کبھی دوزخ سے رہائی نہ پائیں گے: (۳۷) کافر اس عذاب سے نکل نہ سکیں گے۔ دوسری آیت میں فرمایا كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا (حج ۲۲:۲۲) جب وہ کبھی بے قراری کی وجہ سے اس سے نکلنا چاہیں گے تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ کافر برابر دوزخ کی بے پناہ جلن اور دردناک ایذا کی وجہ سے اس سے نکلنا چاہیں گے۔ لیکن ناممکن ہے کہ نکل سکیں جب کبھی جہنم کا شعلہ انہیں اوپر اٹھا کر لائے گا اور جہنم کی اعلیٰ سطح پر آئیں گے تو جہنم کے محافظ فرشتے گرز مار کر نیچے کی طرف دھکیل دیں گے۔ پھر فرمایا

جہنم کا عذاب نا قابل انقطاع ہے۔ ہمیشہ ہے چمٹا ہوا ہے اور ان سے علیحدہ ہونے والا نہیں' نہ وہ دوزخ سے نکل سکتے ہیں اور نہ کہیں منتقل ہو سکتے ہیں۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک دوزخی کو بلا کر پوچھا جائے گا کہ اے فرزند آدم تیری آرام گاہ کیسی ہے۔ کہے گا انتہائی بری ہے۔ پوچھا جائے گا کیا زمین بھر کر سونا فدیہ میں دینا چاہتا ہے۔ جواب دے گا ہاں ہاں اے رب میں حاضر ہوں۔ جواب ملے گا کہ تو جھوٹا ہے' میں نے تو بہت ہی معمولی کام بتایا تھا تو اسے بھی انجام نہ دے سکا۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ (تن)

یزید فقیر فرماتے ہیں میں جابرؓ کی مجلس املاء میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ حدیثیں بیان فرما رہے تھے' آپ نے یہ حدیث بھی بیان کی کہ چند لوگ آگ سے نکالے جائیں گے' میں اس کا منکر تھا' میں نے ناراض ہو کر کہا کہ مجھے دیگر لوگوں پر تو تعجب نہیں لیکن اے صحابہؓ رسول تم لوگوں پر تعجب ہے کہ تم خیال کرتے ہو کہ حق تعالیٰ کچھ لوگوں کو آگ سے نکال لے گا' حالانکہ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوزخی دوزخ سے نکلنا چاہیں گے مگر نکل نہ سکیں گے۔ مجھے اس پر لوگوں نے ڈانٹا مگر آپ سب سے زیادہ بردبار تھے' فرمایا انہیں کچھ نہ کہو پھر فرمایا یہ حکم کافروں کے لئے ہے اور شروع سے آیت پڑھ کر سنائی۔ پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے میں بولا پڑھتا ہوں۔ فرمایا کیا اللہ یہ نہیں فرماتا وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ (اسراء ۱۷:۷۹) اے محمدؐ رات کو تہجد پڑھو جو تمہارے لئے نفلی نماز ہوگی یقین ہے کہ تمہارا رب تم کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔ مقام محمود یہی ہے حق تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے جب تک اسے منظور ہوگا جہنم میں روک لے گا اور ان سے بات نہیں کرے گا۔ پھر جب انہیں نکالنا چاہے گا تو نکال لے گا۔ یزید فقیر فرماتے ہیں پھر میں نے یہ بات نہیں جھٹلائی۔ طلقؒ بن حبیب کہتے ہیں میں شفاعت کا سخت منکر تھا' پھر جابرؓ سے ملا اور ان کے سامنے ہر وہ آیت پڑھی جس میں حق تعالیٰ نے جہنم والوں کی ہمیشگی کا بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کیا تم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مجھ سے زیادہ جانتے ہو وہ ساری آیتیں مشرکوں کے لئے ہیں لیکن جو مسلمان گناہوں کی وجہ سے جہنم میں بھیجے گئے تھے وہ اس سے نکال لئے جائیں گے' پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو کہ آپ فرما رہے تھے لوگ جہنم سے جہنم میں داخل ہو جانے کے بعد نکال لئے جائیں گے۔ یہ آیتیں تمہاری طرح ہم بھی پڑھتے ہیں۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ
اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ
اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

چور مرد و عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالو جوان کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے سزا ہے' اور اللہ غالب و حکمت والا ہے' پھر جو ظلم کے

بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو یقیناً اللہ اس کی توبہ قبول فرما لے گا' یاد رکھو اللہ خطا پوش و مہربان ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ زمین و آسمان پر بادشاہت اللہ ہی کی ہے' وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے معاف فرما دے اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

چور کا ہاتھ کاٹے جانے کا بیان: (۳۸) یہ حکم کہ چور کا خواہ مرد ہو یا عورت ہاتھ کاٹ ڈالو یعنی ان کا سیدھا ہاتھ کاٹ دو۔ یہ دستور جاہلیت میں بھی تھا' اسلام نے اسے برقرار رکھا اور کچھ شرطوں کا اضافہ فرما دیا جیسا کہ انشاء اللہ ہم بیان کریں گے۔ قسامہ' دیت اور فرائض وغیرہ جاہلیت کے مسائل ہیں جنہیں اسلام نے برقرار رکھا اور ان میں کچھ اضافے فرمائے۔ کہا جاتا ہے کہ جاہلیت میں سب سے پہلے چور کا ہاتھ کاٹنے والے ہیں۔ ایک شخص دویک نے جو بنی ملیح بن عمرو خزاعی کا مولا تھا کعبہ کا خزانہ چرا لیا تھا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

(۱) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' حق تعالیٰ چور پر لعنت فرمائے جو خود چراتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے (ق) (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی (ق) (۳) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا چور کا ہاتھ چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ میں کاٹا جائے گا (ق) (۴) چوتھائی دینار یا زیادہ ہی میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (م) (۵) صدیقہؓ والی مرفوع حدیث میں ہے کہ چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹو اس سے کم میں نہیں (الف) چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے؟ بولیں چوتھائی دینار (ن) یہ ارباب دانش کے نزدیک سرتا سر حکمت ہے اسی لئے فرمایا کہ ہاتھ کا کاٹ جانا اس کے شرمناک فعل کی سزا ہے کہ اسی ہاتھ سے لوگوں کا مال چرایا تھا لہٰذا اسی آلے کو کاٹنا مناسب ہے جس سے چوری میں مدد لی تھی یہ انہیں اللہ کی طرف سے سزا ہے اور حق تعالیٰ اپنے انتقام میں غالب اور اپنے احکام شروع و تقدیر میں حکمت والا ہے۔

چور کی توبہ مقبول ہے: (۳۹) یعنی جس نے چوری کے بعد توبہ کر لی اور اللہ کے سامنے رویا گڑگڑایا اور ندامت کے آنسو گرائے حق تعالیٰ اس سے چوری کا گناہ معاف فرما دے گا۔ البتہ لوگوں کا مال لوٹا دینا یا اس کا بدلہ دے دینا ضروری ہے تاکہ حقوق العباد ادا ہو جائیں۔

ابن عمرو فرماتے ہیں ایک عورت نے کسی عورت کا زیور چرا لیا' جن کا زیور چوری ہوا تھا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس عورت نے ہمارا زیور چرا لیا ہے آپ نے فرمایا اس کا سیدھا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ عورت نے کہا کیا توبہ بھی قبول کر لی جائے گی۔ فرمایا تو آج گناہوں سے بالکل پاک ہو گئی' گویا آج ہی پیدا ہوئی ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے آیت فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ الخ اتاری (ابن جریر) ایک عورت نے عہد نبوت میں چوری کی' اسے وہ لوگ جن کی چوری کی تھی پکڑ کر لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اس عورت نے ہماری چوری کی ہے۔ چور عورت کی قوم نے کہا ہم فدیہ دے دیں گے۔ آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ قوم نے کہا ہم فدیہ میں پانچ سو دینار دے دیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاتھ کاٹ دو۔ چنانچہ اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا گیا۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میری توبہ بھی قبول ہو جائے گی۔ فرمایا ہاں آج تو گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہو گئی جیسے آج ہی پیدا ہوئی ہو۔ پھر سورہ مائدہ میں یہ آیت اتری (الف) یہ عورت مخزومیہ تھی جس نے چوری کی تھی' اس کا قصہ بخاری مسلم

میں صدیقہؓ سے آیا ہے کہ فتح مکہ کے روز قریشیوں کو مخزومیہ عورت کا معاملہ اہم معلوم ہوا' اس نے چوری کر لی تھی۔ لوگوں نے کہا اس کے بارے میں آپ سے کون گفتگو کرے۔ لوگ بولے یہ جرأت تو رسول اللہ ﷺ کا لاڈلا اسامہؓ ہی کر سکتا ہے چنانچہ اس عورت کو آپ کے پاس لایا گیا۔ اسامہؓ نے سفارش کی آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا آپ نے فرمایا تم اللہ کی مقرر کردہ حد میں سفارش کرتے ہو۔ اسامہؓ بولے یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے استغفار فرمایئے' شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں کو انہیں باتوں نے تباہ کیا کہ جب ان میں شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب معمولی شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹے بغیر نہ رہتا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ پھر اس نے توبہ کر لی اور اچھی توبہ کی اور نکاح بھی کر لیا۔ ہمارے پاس آیا کرتی تھی۔ میں اس کی ضرورت آپ سے کہہ دیا کرتی تھی (مسلم کے لفظ ہیں) کہ ایک مخزومی عورت مانگ کر چیزیں لے جاتی تھی۔ پھر ان کا انکار کر دیتی تھی۔ آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت ہمسایہ عورتوں کے نام سے چیزیں مانگ کر لے جایا کرتی تھی پھر انکار کر دیتی تھی' آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (دان) ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت لوگوں کے زیورات مانگ کر لے جاتی تھی۔ پھر اپنے پاس روک لیتی تھی۔ آپ نے فرمایا اس عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے آگے توبہ کر لینی چاہیے اور لوگوں کی چیزیں واپس کر دینی چاہئیں' پھر آپ کے حکم سے بلالؓ نے اس کا ہاتھ کاٹا' چوری کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ جو کتب احادیث میں موجود ہیں۔

(۴۰) یعنی اللہ ہی تمام کائنات کا مالک ہے وہی سب کا حاکم ہے اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ جو چاہے اسے ہر قسم کا اختیار ہے۔

مع

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا
اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ
سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ
يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ
اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ
اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ
حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا ع ۹/۱۰
التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا
لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ
وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا
قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾

اے رسول ﷺ ! اپنے آپ کو ان لوگوں میں سے کفر میں جلدی کرنے والوں کے غم میں نہ ڈالیں جو منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن ان کے دل مومن نہیں اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں اور جھوٹ کو سننے والے ہیں' اور دوسری قوم کے جو آپ کے پاس نہیں آئی جاسوس ہیں جو کلمے ان کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں' کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تم کو یہ حکم نہ دیا جائے تو اس سے بچو' اور جس کو اللہ گمراہ کرنا چاہے آپ اس کے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہی وہ ہیں جن کے دل پاک کرنے کا حق تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا۔ انہیں کے لئے دنیا میں بھاری رسوائی ہے اور انہیں کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے' یہ جھوٹ کو خوب سننے والے اور حرام خوب کھانے والے ہیں۔ اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا ان سے اعراض کریں یہ آپ کو کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اگر آپ ان میں حکم فرمائیں تو انصاف سے حکم فرمائیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند فرماتا ہے اور تعجب ہے کہ یہ کیسے آپ کو جج بناتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کے احکام ہیں' پھر یہ اس کے بعد بھی پھر جاتے ہیں' یہ مومن ہی نہیں۔ یقیناً ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت و نور ہے۔ یہودیوں میں اللہ کو ماننے والے نبی' اللہ والے اور علماء اسی سے فیصلہ کیا کرتے تھے اس لئے کہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم تھا اور یہ اس پر گواہ بھی تھے۔ لہٰذا تم لوگوں سے نہ ڈرو' مجھی سے ڈرو اور میری آیتوں سے تھوڑی سی پونجی مت خریدو' اور جنہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب سے فیصلہ نہیں کیا وہی کافر ہیں۔

شریعت پر اپنی رائیں مقدم کرنے والے منافق ہیں: (۴۱) یہ آیتیں ان لوگوں کے بارے میں اتریں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے باہر ہیں اور اللہ کی شریعت پر اپنی خواہشیں' رائیں اور قیاس مقدم کرتے ہیں۔ پھر فرمایا' ان میں سے جو ایمان کے دعویدار ہیں ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ یعنی زبانوں سے تو ایمان کا اقرار کرتے ہیں اور دل اجڑے ہوئے ہیں' یہ منافق ہیں۔ پھر فرمایا جو یہودی اسلام وار باب اسلام کے دشمن ہیں وہ جھوٹ کو خوب سنتے ہیں یعنی اس کو قبول کرتے ہیں اور اس سے خوب متاثر ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا جو لوگ آپ کی مجلس میں آ کر نہیں بیٹھتے یہ ان کی طرف سے تمہارے پاس جاسوس بن کر آتے ہیں اور ادھر کی ادھر لگاتے ہیں۔ کم بخت بات کو بدل ڈالتے ہیں' کچھ کا کچھ مطلب اوٹ

پٹانگ بیان کرتے ہیں اور صحیح سمجھ جانے کے باوجود الٹا مطلب لے اڑتے ہیں۔ نیتیں یہی ہوتی ہیں کہ طبیعت کے مطابق سنو تو مان لو ورنہ ٹھکرا دو یہ آیت ان دو یہودیوں کے بارے میں اتری جنہوں نے زنا کیا تھا۔ چونکہ انہوں نے رجم کی آیت بدل ڈالی تھی اور اپنی طرف سے یہ سزا مقرر کر لی تھی کہ بدکار کو سو کوڑے مارے جائیں اور اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا سوار کر کے سر بازار پھرایا جائے پھر جب ہجرت کے بعد ان میں زنا کا یہ واقعہ پیش آیا تو کہنے لگے آؤ محمد ﷺ کے پاس مقدمہ لے چلیں دیکھیں کیا فیصلہ کرتے ہیں اگر سو کوڑے اور منہ کالا کر کے رسوا کرنے کا حکم دیں تو مان لو اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنا لو کہ اللہ کے نبی ﷺ میں سے ایک نبی ﷺ نے یہ حکم کیا تھا اور اگر سنگسار کرنے کا حکم دیں تو مت مانو۔ اس بارے میں چند احادیث سن لیجئے ابن عمرؓ:۔ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان میں سے ایک جوڑے نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا تورات میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں؟ بولے ہم سو کوڑے مارتے ہیں اور رسوا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام بولے تم جھوٹ بول رہے ہو تورات میں رجم ہے لاؤ تورات تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے۔ چنانچہ تورات لا کر کھولی گئی اور رجم کی آیت ہاتھ سے چھپا کر آگے پیچھے سے پڑھنے لگے۔ عبداللہؓ بن سلام بولے ہاتھ اٹھاؤ' اب جو ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی۔ بولے ٹھیک ہے تورات میں رجم کی آیت ہے۔ آخر کار آپ نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرما دیا۔ میں نے مرد کو دیکھا عورت پر جھک جھک کر اس کو پتھروں سے بچا رہا تھا۔ (ق' مؤطا) (۲) آپ نے یہودیوں سے پوچھا تم زنا کار جوڑے کو کیا سزا دیتے ہو' بولے کالا منہ کر کے انہیں ذلیل وخوار کرتے ہیں۔ فرمایا اچھا اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ۔ آخر تورات لائی گئی اور ایک شخص سے جو انہیں میں سے تھا کہا گیا کہ تورات پڑھے۔ اس نے تورات پڑھی جب رجم کی آیت پر پہنچا تو اس پر ہاتھ رکھ لیا۔ آپ نے فرمایا ہاتھ اٹھاؤ' جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی' بولے اے محمد ﷺ بلاشبہ تورات میں رجم کی آیت ہے لیکن ہم اسے آپس میں چھپا لیتے تھے پھر یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سنگسار کئے گئے (ب) (۳) ہم کالا منہ کر کے الٹا سوار کر کے انہیں شہر میں پھراتے ہیں۔ (م) زہریؒ فرماتے ہیں میں نے ایک کوفی شخص سے سنا جو عالم و حافظ تھا ہم ابن مسیب کے پاس تھے اور ابو ہریرہؓ سے بیان کرتا تھا کہ ایک یہودی نے ایک یہودیہ سے زنا کیا۔ پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ مقدمہ اس نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ کیونکہ آپ تخفیف کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ اگر آپ رجم کے علاوہ فتویٰ دیں گے تو ہم مان لیں گے اور اس سے اللہ کے ہاں جھگڑ لیں گے کہ تیرے نبیوں میں سے ایک نبی کا یہ فتویٰ تھا۔ چنانچہ یہ لوگ رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے' آپ سے معاملہ بیان کیا' آپ نے ان سے کچھ نہیں کہا سیدھے بیت المدراس تشریف لے گئے۔ اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰؑ پر تورات اتاری۔ بتاؤ شادی شدہ زنا کار کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے۔ بولے ہم کوڑے لگا کر کالا منہ کر کے الٹا گدھے پر سوار کر کے شہر میں پھراتے ہیں۔ لیکن ان میں ایک نوجوان خاموش رہا آپ نے اس کی خاموشی تاڑ کر اور سخت قسم دلائی۔ اس نے کہا جب آپ نے اللہ کی قسم دلائی ہے تو دیکھو تورات میں رجم ہی ہے۔ فرمایا پھر تم نے سب سے پہلے کس وجہ سے یہ حکم بدلا بولا ہمارے ایک بادشاہ کے ایک عزیز نے زنا کیا۔ اس نے اسے سنگسار نہیں ہونے دیا۔ اس کے بعد رعایا میں سے کسی نے زنا کیا' جب انہیں رجم کرنا چاہا تو اس کی قوم حائل ہو کر بولی کہ جب تک آپ کا آدمی سنگسار نہیں کیا جائے گا ہم بھی اپنا آدمی سنگسار نہیں ہونے دیں گے۔ پھر آپس میں یہی سزا مقرر

کر لی گئی آپ نے فرمایا اچھا تو میں توریت کے احکام کے مطابق حکم کرتا ہوں کہ دونوں سنگسار کر دیئے جائیں۔ چنانچہ دونوں سنگسار کر دیئے گئے۔ یہودیوں کے علماء کو بلا کر ان سے توریت پڑھوانا اس لئے نہیں تھا کہ انہیں الزام دیا جائے یا وہ اس کو مانتے ہیں۔ یا یہ شریعت محمدیہ کی پیروی پر مامور ہیں اور انہیں رحمت عالم ﷺ کا فرمان مان لینا ضروری ہے بلکہ اس سے اول تو آپ کی صداقت کا اظہار مقصود تھا کہ آپ نے وحی کے ذریعہ وہی حکم دیا جو ان کی کتاب میں لکھا ہوا ہے دوئم انہیں قائل کرنا اور ذلیل کرنا بھی تھا کہ جس حکم کا وہ انکار کر رہے تھے اسی کو انہیں مان لینا پڑا اور لوگوں پر یہ بات کھل گئی کہ یہ اللہ کے احکام چھپا لیتے ہیں اور اپنی رائے اور قیاس پر عمل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ لوگ دل سے حکم ماننے کے لئے رحمت عالم ﷺ کے پاس نہیں آئے تھے بلکہ اس لئے آئے تھے کہ اگر اپنے دستور کے مطابق حکم ملے گا تو مان لیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے۔ پھر فرمایا جنہیں اللہ فتنے میں ڈالنا چاہے آپ کو اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے کچھ بھی اختیار نہیں۔ اللہ نے دنیا میں ان کے دل پاک کرنے نہیں چاہے۔ ان کے لئے دنیا میں بھی سخت رسوائی ہے اور آخرت میں بھی سخت عذاب ہے۔

اللہ باطل پرستوں اور حرام خوروں کو پاک نہیں فرماتا: (۴۲) یعنی باطل کو بڑے مزے سے سنتے ہیں اور حرام (رشوت) کھلم کھلا کھاتے ہیں' بھلا جن کی ایسی بری عادتیں ہوں اللہ ان کے دل کس طرح پاک فرمائے اور کس طرح ان کی دعائیں قبول ہوں۔ پھر نبی ﷺ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اپنے جھگڑے آپ کے پاس لے کر آئیں تو آپ کو اختیار ہے خواہ آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا ٹال دیں۔ پھر اگر آپ ﷺ ان سے منہ پھیر لیں گے تو یہ آپ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یعنی اگر آپ ﷺ ان کا فیصلہ نہ فرمائیں تو آپ ﷺ پر کوئی حرج نہیں' کیونکہ آپ ﷺ کے پاس مقدمہ لانے سے ان کی غرض حق کی پیروی نہیں بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی مقصود ہے۔

پھر فرمایا اگر آپ ﷺ ان میں حکم فرمائیں تو عدل وانصاف سے حکم فرمائیں اگرچہ یہ ظالم اور راہ حق سے پھرے ہوئے ہیں کیونکہ اللہ انصاف پسندوں کو دوست رکھتا ہے۔

یہودیوں کی بدنیتی اور ٹیڑھے پن کی مذمت: (۴۳) اس میں یہودیوں کی بدنیتی اور ٹیڑھے پن کی برائی کا بیان ہے کہ جس کتاب کو وہ صحیح سمجھتے ہیں اور جس کی بابت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمیں قیامت تک اسی پر عمل کرنے کا حکم ہے اسی کو چھوڑ کر غیروں کی طرف آ رہے ہیں جن کے باطل پر ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی اپنے مقدمے انہیں سے طے کرا رہے ہیں۔ اور اس میں بھی نیتوں میں فرق ہے کہ مرضی کے مطابق فیصلہ ہوا تو مان لیں گے ورنہ چھوڑ دیں گے فرمایا یہ کیسے آپ کا فیصلہ مانیں گے انہوں نے تو تورات کا فیصلہ بھی نہیں مانا جس میں زانی کو سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ اور جس کے موجود ہونے کا یہ اقرار بھی کرتے ہیں۔

تورات میں ہدایت ونور ہے: (۴۴) اس آیت میں تورات کی تعریف ہے جو اللہ نے اپنے بندے اور رسول موسیٰ پر اتاری تھی اور جس میں ہدایت وروشنی ہے جس کے احکام کے مطابق اللہ کے فرماں بردار نبی یہودیوں کا فیصلہ کرتے رہے۔ وہ ان کے احکام کے خلاف نہیں کرتے تھے اور نہ اس میں ردوبدل کرتے تھے۔ اسی پر یہودیوں کے پہلے علماء اور ان کے درویش عمل پیرا رہے اور اللہ کی کتاب مقدس کے احکام کے مطابق جو ان کے سینوں میں اللہ کی امانت ہیں حکم کرتے رہے اور پھر فرمایا' جس نے

اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہی کافر ہے۔

کافر کی پہچان: اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں اتری۔ مگر حکم عام ہے ہر مسلمان پر اس کا حکم فرض ہے لہٰذا کسی کے لئے اس کی خلاف ورزی جائز نہیں اور جو کوئی اس حکم سے منہ موڑے گا وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

رشوت حرام ہے: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں (رشوت کے بارے میں) رشوت حرام ہے۔ پوچھا اس کا حکم کیا ہے؟۔ فرمایا کفر ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی (ابن جریر) ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں پوچھ گیا۔ فرمایا ایسا کرنا کفر ہے۔ لیکن یہ کفر ایسا نہیں جیسے اللہ کا یا اس کے فرشتوں کا یا اس کی کتابوں کا یا اس کے رسولوں کا انکار کرنا ہے (عبدالرزاق) یعنی وہ مذہب سے خارج کردے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾

ہم نے ان پر تورات میں یہ بات واجب کی تھی کہ نفس نفس کے بدلے، آنکھ آنکھ کے بدلے، ناک ناک کے بدلے، کان کان کے بدلے، دانت دانت کے بدلے ہے اور زخموں کا بھی بدلہ ہے، اور جس نے معاف کردیا تو معافی اس کے لئے کفارہ ہے اور جس نے اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہی ظالم ہے۔

تورات میں بھی قصاص ہے: (۴۵) اس آیت میں بھی یہودیوں کو ڈانٹ گیا ہے کیونکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں صاف وصریح حکم ہے کہ جان کے بدلے جان ہے پھر بھی یہ لوگ جان بوجھ کر سرکشی سے خلاف ورزی کر رہے ہیں اور قرظی اور نضری کی دیت میں برابری نہیں کرتے اور نضری کی دیت پوری اور قرظی کی دیت آدھی مقرر کر رکھی ہے۔ جیسے تورات میں رجم کا صریح حکم ہے مگر اس کو ٹھکرا کر سوکوڑے مارنا اور کالا منہ کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر شہر میں گھمانا مقرر کرلیا ہے، اسی لئے اوپر انہیں کافر کہا گیا ہے کیونکہ وہاں دیدہ و دانستہ اللہ کے حکم کو ٹھکرایا اور یہاں ظالم کہا گیا کیونکہ جس حکم میں اللہ نے برابری رکھی تھی اس کی مخالفت کی اور کمزوروں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ظلم وطغیانی پر کمر باندھی۔

سابق شریعتوں کا حکم مسلمانوں کے لئے بھی ہے: اگر سابق شریعتیں بطور بیان کرنے کے نقل کی جائیں تو ان کا حکم ہمارے لئے بھی ہے جب تک کہ نسخ کا ثبوت نہ ہو

عورت کے قصاص میں مرد قتل کیا جائے گا: قصاص میں عورت کے بدلے مرد کو آیت کے عموم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا اس میں بھی یہ ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ (ن وغیرہ)

علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا (ق)

زخموں کا قصاص: پھر فرمایا کہ زخموں کا بھی قصاص ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جان جان کے بدلہ قتل کی جائے گی آنکھ آنکھ کے بدلے پھوڑی جائے گی، ناک ناک کے بدلے کاٹی جائے گی، دانت دانت کے بدلے اکھاڑا جائے گا اور زخموں کا زخموں سے قصاص لیا جائے گا۔ اس میں مسلمانوں کے آزاد خواہ مرد ہوں، یا عورتیں برابر ہیں جب کہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہو۔ اور غلاموں

کے مرد وعورت آپس میں برابر ہیں جب کہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہو (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

زخموں کا قصاص زخم ٹھیک ہونے کے بعد لیا جائے: زخموں کا قصاص لینا جائز نہیں۔ جب تک کہ زخم اچھے نہ ہو جائیں۔ اگر زخم اچھا ہونے سے پہلے قصاص لے لیا گیا اور زخم زیادہ ہو گیا تو اب قصاص ساقط ہو چکا۔ کیونکہ مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے گھٹنے میں سینگ مار کر زخمی کر دیا۔ زخمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بدلہ چاہا۔ فرمایا ابھی ٹھہرو جب اچھے ہو جاؤ گے تب قصاص لینا۔ لیکن وہ پھر آیا' آخر کار آپ نے قصاص کا فیصلہ فرما دیا پھر جب اچھا ہو گیا تو کہنے لگا یا رسول اللہ میں اس زخم سے لنگڑا ہو گیا۔ فرمایا میں نے تجھے پہلے ہی قصاص سے روکا تھا مگر تو نے میرا کہنا نہیں مانا آخر حق تعالی نے تجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور تیرا لنگڑاپن باطل کر دیا' پھر آپ نے منع فرما دیا کہ اچھا ہونے سے پہلے کسی زخم کا قصاص نہ لیا جائے۔

اگر ظالم قصاص میں مر جائے تو اس کا خون باطل ہے: اگر مظلوم ظالم سے قصاص لے اور ظالم قصاص میں مر جائے تو مظلوم پر کچھ نہیں

معافی گناہوں کا کفارہ ہے: پھر فرمایا معافی معاف کرنے والے کے لئے کفارہ ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی جس نے معاف کر دیا اور صدقہ کر دیا تو اس معافی سے زخمی کرنے والے کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اور زخمی کو ثواب ملے گا (ابن ابی حاتم) جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں مجروح کے گناہوں کا کفارہ ہوگا (ابن ابی حاتم) ابن عمرؓ فرماتے ہیں بقدر صدقہ کے مجروح کے گناہوں کا کفارہ ہوگا (ابن ابی حاتم) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کفارہ اس شخص کے لئے ہے جس کا دانت توڑا گیا یا ہاتھ کاٹا گیا یا کوئی اور چیز کاٹی گئی یا بدن کو زخمی کیا گیا اور اس نے معاف کر دیا۔ پھر فرمایا بقدر معافی کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اگر چوتھائی دیت کی معافی دی ہے تو چوتھائی گناہ اور اگر تہائی کی معافی دی ہے تو تہائی گناہ اور اگر کامل دیت معاف کر دی ہے تو سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (ابن مردویہ)۔۔۔ پھر فرمایا جو شخص اللہ کے اتارے ہوئے احکام سے فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ یعنی وہ فساد فی الارض کا موجب ہوگا جس سے روکا گیا ہے۔ اور اس سے ظلم بین الناس کا رواج ہوگا۔ اور وہ شخص فاسق و فاجر کے زمرے میں داخل ہو جائے گا جس کا انجام برا ہے۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾

اور ہم نے ان کے نقش قدم پر ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے انہیں انجیل دی جس میں ہدایت و نور ہے اور جو اپنے سے پہلی کتاب تورات کو سچا بتاتی ہے اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے' انجیل والوں کو اس میں اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق حکم کرنا چاہئے' اور جو اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ کریں وہی فاسق و فاجر ہیں۔

تورات وانجیل میں ہدایت ونور ہے: (۴۶) یعنی اسرائیلی نبیوں میں سب سے پیچھے عیسیٰ کو بھیجا گیا جن کا تورات پر ایمان تھا اور آپ اسی کے احکام کے مطابق حکم فرماتے تھے۔ ہم نے آپ کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت ونور ہے کہ اس سے حق کی طرف رہنمائی ہے اور شبہات وشکوک سے بچنے کے لئے روشنی ملتی ہے اور مشکلات کا حل بھی موجود ہے۔ فرمایا جو کچھ تورات میں ہے وہی انجیل میں ہے۔ انجیل تورات کی تصدیق کرتی ہے چند مسائل میں اختلاف ہے جن میں اسرائیلی اختلافات کا حل موجود ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے مسیح کی طرف سے نقل فرمایا کہ آپ نے بنی اسرائیل سے کہا وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (آل عمران ۳: ۵۰) تا کہ میں تم پر بعض وہ چیزیں جو حرام کر دی گئی ہیں حلال کر دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انجیل نے تورات کے بعض احکام کو منسوخ کر دیا۔ فرمایا ہم نے انجیل کو راہنما بنایا اس سے سیدھی راہ معلوم کر لی جاتی ہے۔ اور یہ گناہ اور حرام چیزوں سے انسان کو روک دیتی ہے۔ لیکن اسی شخص کے لئے نصیحت ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو اور جو اس کے ڈراووں سے اور عذاب سے ڈرتا ہو۔

(۴۷) یعنی ہم نے انجیل والوں کو اس لئے انجیل دی تا کہ اسے ماننے والے اپنے زمانے میں اسی کے مطابق فیصلے کریں اور اس کے تمام احکام پر ایمان لائیں اور ان کی تعمیل کریں اس انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے اور جب آپ تشریف لے آئیں تو آپ کی اتباع وتصدیق کا بھی حکم ہے۔ فرمایا قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ الخ (مائدہ ۵: ۶۸) اے اہل کتاب تم کسی دین پر نہیں جب تک کہ توراۃ وانجیل پر عمل نہ کرو اور جو کچھ تمہارے اور تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے اس پر بھی۔ (۲) اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ (اعراف ۷: ۱۵۷) جو ان پڑھ نبی کی اتباع کرتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں فرمایا کہ جس نے اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہیں کیا وہ فاسق ہے۔ یعنی اپنے رب کی اطاعت سے خارج ہے باطل کی طرف جھکا ہوا ہے اور حق چھوڑے ہوئے ہے۔ یہ آیت عیسائیوں کے بارے میں اتری ہے۔ انداز بیان سے یہی بات ظاہر ہو رہی ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ
وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ
مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ

بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ ع ۷ / ۱۱

ہم نے آپ پر سچائی کے ساتھ کتاب اتاری جو سابق کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان پر امین ہے۔ اس لئے آپ ان میں اسی حکم کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہش کی پیروی نہ کریں اور حق سے نہ ہٹیں' تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے شریعت اور راہ مقرر کر دی ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی قوم بنا دیتا' لیکن اس کی چاہت ہے کہ تم کو اس چیز میں آزمائے جو اس نے تمہیں دی ہے۔ لہٰذا نیکیوں میں سبقت کرو تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے' پھر وہ تمہیں تمہارے اختلافات کی خبر دے گا۔ اور یہ کہ آپ ان میں اسی حکم کے موافق حکم کریں جو اللہ نے اتارا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں' اور آپ ان سے بچیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو بعض اللہ کے اتارے ہوئے احکام سے بہکا دیں۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو یقین مانئے کہ اللہ ہی انہیں ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے سزا دینا چاہتا ہے اور کثرت سے لوگ فاسق وفاجر ہیں' پھر کیا وہ جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں؟ اور یقین کرنے والوں کے لئے اللہ سے زیادہ کون اچھے حکم والا ہے۔

قرآن عظیم صادق ومصدق ہے: (۴۸) اور پر تورات کا جو موسیٰ کلیم اللہ پر اتری تھی بیان تھا' اس کی تعریف وتوصیف اور اس وقت اس کی پیروی کا حکم تھا جب اس کی پیروی واجب تھی' پھر انجیل کا بیان کیا گیا' اس کی مدح وثنا کی گئی۔ اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم فرمایا گیا اور اس کی پیروی کا حکم دیا گیا۔ اب قرآن عظیم کا ذکر ہے جو رحمتہ للعالمین سید الاولین والآخرین پر اترا۔ فرمایا ہم نے آپ پر حق کے ساتھ قرآن عظیم اتارا۔ اس میں ایسی صداقت ہے کہ اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں اور یہ ان تمام سابق کتابوں کی تصدیق بھی فرماتا ہے جن میں اس کا بیان ہے اور اس کی تعریف ہے اور یہ بشارت ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے اس کے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترے گا۔ چنانچہ حسب بشارت اس کے اترنے سے اس کی صداقت میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ بشرطیکہ ارباب بصیرت غور وفکر سے کام لیں۔ چنانچہ جو کتابوں کے ماننے والے ہیں' اللہ کے حکم کے مطیع ومنقاد ہیں۔ اللہ کی شریعتوں کے پابند ہیں اور اللہ کے رسولوں کو مانتے ہیں۔ ان کے ایمان ویقین میں اضافہ ہو گیا۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ (اسراء ۱۷: ۱۰۷-۱۰۸) جو لوگ اس سے پہلے کے عالم ہیں جب ان کو یہ پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں ہمارا رب پاک ہے۔ یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ یعنی حق تعالیٰ نے پہلے رسولوں کی زبانی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے وہ یقیناً پوری ہو کر رہے گی۔

قرآن عظیم سابق کتابوں پر امین ہے: پھر فرمایا قرآن عزیز تمام سابق کتابوں پر امین ہے۔ سب کی تصدیق کرتا ہے اور تمام کتابوں کا خلاصہ ہے جو بات اس کے موافق ہو وہی حق ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ منسوخ ومحرف ہے قرآن پاک سب پر گواہ حاکم ہے یہ عظیم الہامی مقدس کتاب جو سب سے پچھلی کتاب ہے اور پچھلے رسول پر اتری ہے سب سے زیادہ جامع' مانع کامل ترین اور اعظم وافضل ہے کیونکہ اس میں تمام سابق کتابوں کی خوبیاں بھی جمع ہیں' اور ایسے ایسے کمالات کا اضافہ بھی ہے جو کسی دوسری کتاب کو نصیب نہیں اسی وجہ سے اس کو تمام کتابوں پر گواہ' حاکم اور امین بنایا گیا اور اس کی حفاظت خود حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ

لی۔فرمایا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر ۱۵:۹) ہم ہی نے یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

دنیا کا فیصلہ قرآنی احکام کے مطابق کیا جائے: پھر فرمایا اے محمد رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں میں عربوں میں عجمیوں میں ان پڑھوں میں اور پڑھے لکھوں میں اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے مطابق جو اس عظیم کتاب میں آپ کے پاس موجود ہیں حکم فرمائیں اور ان احکام سے بھی جو پہلے انبیاء کی کتابوں میں ہیں جن کو آپ کے لئے برقرار رکھا گیا ہے اور انہیں آپ کی شریعت میں منسوخ نہیں کیا گیا (ابن جریر)

پھر فرمایا آپ ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔یعنی ان کی خود تراشیدہ باتوں کی جن کی وجہ سے انہوں نے اللہ کے وہ احکام چھوڑ دیئے جو ان پر رسولوں کی زبانی اترے تھے پیروی نہ کریں۔لہٰذا آپ حق سے ہٹ کر جس کا آپ کو حکم ہے ان بدبخت اور جاہلوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ لگیں۔پھر فرمایا ہم نے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر فرمادی ہے۔(ابن عباسؓ فرماتے ہیں شرعۃ سے سبیل اور منہاج سے سنت مراد ہے شریعت وہ ہے جس سے ابتدا کی جائے اور منہاج واضح اور آسان راستے کو کہا جاتا ہے اور سنتیں راستے ہی ہیں)

تمام انبیاء کا دین ایک ہی ہے ہاں شریعتیں الگ الگ ہیں: اس آیت میں حق تعالیٰ نے مختلف مذاہب والی قوموں کا بیان فرمایا ہے کہ اپنے معزز رسولوں کو مبعوث فرما کر ان کو حق تعالیٰ نے مختلف شریعتیں عطا فرمائیں۔یعنی جن کے احکام مختلف تھے اور توحید میں متفق تھیں۔رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء علاتی بھائی ہیں ہمارا دین (توحید) ایک ہی ہے (ب) ہر ایک نبی کو توحید دے کر بھیجا گیا اور ہر کتاب میں توحید اتاری گئی۔فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِ الخ (الانبیاء ۲۱:۲۵) بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو۔البتہ انبیاء کی شریعتیں احکام میں اور واجبات وممنوعات میں مختلف ہیں۔ایک چیز ایک شریعت میں حلال اور دوسری شریعت میں حرام ہے یا اس کے برعکس ہے' اسی طرح ایک حکم ایک شریعت میں ہلکا اور دوسری میں سخت ہے حق تعالیٰ نے ہر ایک زمانے میں قوم کے لحاظ سے اور اپنی مصلحت کے اعتبار سے شریعتیں مقرر فرمائیں۔یہ خطاب تمام قوموں سے ہے اور اللہ اپنی ہمہ گیر وعظیم قدرت کا اظہار فرما رہا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو ساری دنیا کو ایک ہی دین وشریعت پر جمع فرما دیتا۔لیکن حق تعالیٰ نے ہر رسول کی جداگانہ شریعت مقرر فرمائی' پھر اس ساری کو یا بعض کو دوسرے بعد والے رسول کی شریعت سے منسوخ فرما دیا اور اخیر میں تمام شریعتوں کو محمدیہ شریعت سے منسوخ فرما دیا۔آپ کو قیامت تک کے لئے تمام دنیا کا رسول بنایا اور نبوت آپ پر ختم کردی گئی۔پھر فرمایا تاکہ اللہ تمہیں اس کتاب میں آزمائے جو اس نے تمہیں دی ہے۔یعنی حق تعالیٰ نے جداگانہ شریعتیں اسی لئے مقرر فرمائیں کہ وہ تمہیں دی ہوئی کتابوں میں آزمائے اور طاعت و گناہ پر ثواب وعذاب دے پھر حق تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف دوڑ کر جاؤ۔(خیر اللہ کی تابعداری اور اس شریعت کی پیروی ہے جو حق تعالیٰ نے ناسخ قرار دی ہے اور اللہ کی آخری کتاب یعنی قرآن کی جو سب سے پچھلی کتاب ہے تصدیق ہے) پھر فرمایا کہ قیامت کے روز تم سب کو اللہ ہی کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے وہی تمہیں تمہارے اختلافات کی خبر دے گا۔سچوں کو ان کی سچائی کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔اور جھوٹوں' منکروں' حق سے کترانے والوں' حق جھٹلانے والوں' دلیل

کے باوجود حق نہ ماننے والوں اور پکی دلیلیں ٹھکرا دینے والوں کو بڑا بھاری عذاب دے گا۔

(۴۹) پھر مکرر کہا گیا کہ اللہ ہی کے احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے' لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ لگئے اور اپنے دشمنوں (یہودیوں) سے احتیاط رکھئے کہ کہیں وہ آپ کو بہکا نہ دیں۔خبردار آپ ان سے دھوکہ نہ کھائیں' وہ جھوٹے' غدار اور کافر ہیں' پھر اگر وہ آپ کے حکم کے خلاف کریں اور اللہ کی شریعت مطہرہ کی مخالفت کریں تو آپ یقین کرلیں کہ یہ سب کچھ ان کے گناہوں کی شامت ہے جن کی وجہ سے حق تعالیٰ انہیں ہدایت سے ہٹا کر گمراہ کرنا چاہتا ہے' اور ان کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے اللہ کی قدرت وحکمت انہیں گمراہ کرنا اور عذاب میں مبتلا کرنا چاہتی ہے۔یاد رکھو اکثر لوگ اپنے رب کی فرماں برداری سے خارج ہیں' حق کے مخالف ہیں اور صداقت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔فرمایا وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف ۱۲:۱۰۳) اکثر لوگ گو آپ ان کے ایمان کے حریص ہی کیوں نہ ہوں ایمان لانے والے نہیں۔(۲) وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ (انعام ۶:۱۱۶) اگر آپ روئے زمین کے اکثر لوگوں کا کہنا مانیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں گے۔(۵۰) اللہ کے حکم سے جو نا قابل تغیر ہے' ہر بھلائی پر شامل ہے اور ہر برائی سے روکتا ہے' منہ پھیرنے والوں کی مذمت ہے۔یہ لوگ اپنی رایوں' قیاسوں' خود ساختہ قوانین اور ارادوں کی طرف جو خود تراشیدہ اور من گھڑت ہیں اور جن کی سند اللہ کی شریعت میں نہیں' جھکتے ہیں جیسے ارباب جاہلیت اپنی جہالت وگمراہی کے ساتھ حکم کیا کرتے تھے جو وہ اپنی رایوں اور خواہشوں کے مطابق گھڑ لیا کرتے تھے' اور جیسے تاتاری ملکی سیاسی قوانین کے مطابق جو ان کے بادشاہ چنگیز خاں سے ماخوذ تھیں حکم کیا کرتے تھے۔چنگیز خان نے انہیں ایک کتاب (یاسق) لکھ کر دی تھی جو مختلف شریعتوں سے ماخوذ تھی اور اس میں بہت سے قانون محض اپنی رائے اور خواہش کے مطابق تھے۔یہ کتاب اس کی اولاد میں ایک خود ساختہ شریعت تھی جس کے حکم کو وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مقدم کرتے تھے۔پھر جو شخص ایسا کرے وہ کافر ہے۔اس سے جنگ کرنا واجب ہے جب تک کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو مقدم نہ کرے۔فرمایا گیا یہ کافر جاہلیت کا حکم ڈھونڈھتے ہیں اور اسے چاہتے ہیں' اور اللہ کے حکم سے کتراتے ہیں۔ارباب عقل وہوش کے نزدیک اللہ کے حکم سے بڑھ کر کسی کا حکم مصلحت وعدالت کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہوسکتا بشرطیکہ وہ اللہ کی شریعتوں کو سمجھتے ہوں اور ان پر ایمان و یقین بھی ہو اور یہ یقین رکھتے ہوں کہ اللہ تمام حاکموں کا حاکم ہے اور اپنی مخلوق پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے کیونکہ اللہ ہر چیز کا عالم ہے' ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز میں انصاف پسند ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ
فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ
بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ

وقف لازم وقف غفران / وقف منزل عند البعض

نٰدِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۵۳﴾

اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے وہ یقیناً انہیں میں سے ہے۔ حق تعالیٰ ایسے ظالموں کو کسی صورت سے بھی ہدایت نہیں فرماتا۔ آپ انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھیں گے کہ وہ ان کی دوستی میں سبقت کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں زمانے کی گردش کے پہنچ جانے کا ڈر ہے۔ پس ممکن ہے کہ جلدی حق تعالیٰ فتح لے آئے یا اپنے پاس سے کوئی اور بات لے آئے۔ پھر یہ ان باتوں پر جو اپنے دلوں میں چھپاتے تھے پشیمان ہوں گے اور ایمان والے کہیں گے کیا یہی وہ ہیں جو اللہ کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں' ان کے عمل غارت ہو گئے اور یہ ناکام ہو گئے۔

غیر مسلموں سے دوستی کی ممانعت: (۵۱) حق تعالیٰ ایمان والوں کو دشمنان دین و ایمان کی دوستی سے منع فرما رہا ہے خواہ یہودی ہوں یا عیسائی یا کسی بھی مذہب والے ہوں۔ سب اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ پھر فرمایا یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ان کی تم سے دوستیاں نہیں ہو سکتیں' پھر ان سے دوستی کرنے والوں کو ڈرایا دھمکایا اور سخت ڈانٹا۔ پھر فرمایا' ان سے دوستیاں کرنے والے انہیں میں سے ہیں' اور مسلمان نہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ عمرؓ نے ابوموسیٰؓ اشعری کو حکم دیا کہ آمد و خرچ کا حساب بتائیں ابوموسیٰ کا کاتب ایک عیسائی تھا آپ نے اس سے کہا کہ عمرؓ کو حساب سمجھا دے' اس نے عمرؓ کو بڑے سلیقے سے حساب سمجھا دیا عمرؓ اس کی ہوشیاری سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ بڑا ہوشیار و امین ہے' پھر اس سے کہا کہ مسجد میں آ کر ہمیں ایک خط کا مطلب بتا دینا جو شام سے آیا ہے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا یہ مسجد میں نہیں جا سکتا۔ پوچھا کیا ناپاک ہے۔ فرمایا نہیں ناپاک تو نہیں ہے مگر عیسائی ہے۔ یہ سن کر عمرؓ نے آپ کو ڈانٹا اور کہا اسے نکالو اور یہ آیت پڑھی۔

منافق غیر مسلموں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرتے ہیں: (۵۲) مرض سے شک "تردد" اور نفاق مراد ہے۔ یُسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یعنی ان سے دوستی میں جلدی کرتے ہیں اور دوڑ کر ان سے ظاہری اور باطنی محبت گانٹھ لیتے ہیں اور دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ کافر مسلمانوں پر غالب آئے تو اس وقت یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستانہ تعلقات کام آئیں گے اور حوادثات زمانہ سے محفوظ رہنے کا باعث بنیں گے۔ لیکن ان کی تمناؤں کے خلاف حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ جلدی ہی فتح مکہ لانے والا ہے اور عنقریب مکہ معظّمہ مسلمانوں کے قبضے میں آنے والا ہے یا کفر و اسلام کا فیصلہ عنقریب ہو جانے والا ہے۔ امر ربانی سے یہودیوں اور عیسائیوں پر جزیہ مراد ہے۔ پھر یہ منافق جنہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستانہ تعلقات بڑھائے تھے اور اپنے دلوں میں ان کی محبت چھپائی تھی اس پر نادم ہوں گے کہ ہماری دوستیاں کچھ بھی کام نہ آئیں اور اس کے برعکس رب العالمین نے ہمارا پول کھول دیا اور مسلمانوں نے ہمیں پہچان لیا۔ جب مسلمانوں کو ان کا حال معلوم ہوگا تو ان پر سخت تعجب کریں گے کہ یہ تو قسمیں کھا کھا کر ہمیں اپنے ایمان کا یقین دلایا کرتے تھے اور ایمان کی بڑی بڑی ڈینگیں مارا کرتے تھے۔ ان کا اندرونی حال یہ تھا کہ پکے منافق بے ایمان اور غدار تھے۔

شان نزول میں اختلاف: (۵۳) ان آیتوں کے شان نزول اس طرح بیان کیے جاتے ہیں یہ آیتیں دو شخصوں کے بارے میں اتریں۔ واقعہ احد کے بعد ایک شخص نے دوسرے سے کہا میں یہودی کے پاس جا کر پناہ لئے لیتا ہوں اور یہودی بن جاتا ہوں۔ یہودیت وقت پڑنے پر کام آئے گی۔ دوسرے نے کہا میں ملک شام میں فلاں عیسائی کے پاس جاتا ہوں عیسائی ہو جاؤں گا' اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ عبادہؓ بن صامت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہودی دوست بڑے سنگدل با قاعدہ مسلح اور کافی جنگی قوت کے مالک ہیں۔ میں یہودیوں کی دوستی سے دستبردار ہو کر اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو دوست بناتا ہوں۔ عبداللہ بولا لیکن میں تو یہودیوں کی دوستی سے دست بردار نہیں ہوسکتا مجھے ان کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ اے ابوالحباب یہودیوں کی دوستی تمہارے لئے ہے عبادہؓ کے لئے نہیں۔ اس نے کہا مجھے منظور ہے اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں واقعات پر یہ آیتیں اتریں ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ
بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ
يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ
ع ۱۲ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لے آئے گا جن سے اسے محبت ہوگی اور انہیں اللہ سے محبت ہوگی' جو ایمان والوں کے حق میں نرم اور کافروں کے حق میں سخت ہوں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور برا بھلا کہنے والے کے برے بھلے سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عنایت فرمائے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔ تمہارے دوست اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے ہی ہیں جو نماز کے پابند ہیں' زکات ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سامنے جھکے ہوئے ہیں' اور جو اللہ سے' اس کے رسول ﷺ سے اور ایمان والوں سے دوستی کرے (اسے لائق ہے) کیونکہ اللہ ہی کی جماعت غالب آنے والی ہے۔

اللہ قادر ہے کہ نافرمانوں کی جگہ فرمانبردار پیدا کر دے: (۵۴) حق تعالیٰ اپنی عظیم قدرت کی خبر دے رہا ہے کہ جو اس کے دین کی اعانت سے منہ موڑ لے اور اس کی شریعت کو عملی زندگی میں جاری نہ کرے تو حق تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی بلکہ اس سے اچھے لوگ پیدا کر دے گا جن کی طاقت بھی عظیم ہوگی اور راہ بھی نہایت سیدھی ہوگی۔ (۱) فرمایا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا (محمد

۴۷:۳۸) اگر تم منہ موڑ لو گے تو اللہ دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔(۲) اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ (نساء ۴:۱۳۳) لوگو اگر اللہ چاہے تو تم کو فنا کر کے دوسروں کو لے آئے۔(۳) اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ (ابراہیم ۱۴:۱۹۔۲۰) اگر اللہ چاہے تو تم کو فنا کر کے دوسروں کو لے آئے یہ بات اللہ کے لئے دشوار نہیں۔

کامل مومنوں کی صفت: پھر فرمایا جو مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ یہ کامل مومنوں کی صفت ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کے سامنے عاجز و مسکین اور دشمن کے مقابلہ پر سخت و کرخت ہوتے ہیں۔فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الخ (فتح ۴۸:۱۹) محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھ ایمان والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحیم و شفیق ہیں۔

رحمت ﷺ عالم کی صفت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں ہے کہ آپ ہنس مکھ اور جنگ جو ہیں۔ہنس مکھ دوستوں کے لئے ہیں اور جنگجو دشمنوں کے لئے۔ پھر فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور نکتہ چین کی نکتہ چینی سے گھبراتے نہیں۔یعنی انہیں کسی کی نکتہ چینی اللہ کی اطاعت سے اس کی حدیں قائم کرنے سے، دشمنوں سے لڑنے سے، اچھی باتوں کے حکم کرنے سے اور بری باتوں کے روکنے سے باز نہیں رکھتی انہیں ان نیک باتوں سے نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے اور نہ کوئی مزاحمت کرنے والا مزاحمت کرسکتا ہے اور نہ وہ کسی کی نکتہ چینی سے متاثر ہوتے ہیں اور نہ کسی کی ملامت سے ڈرتے ہیں۔

مسلمان کس سے دوستی کریں: (۵۵) یعنی یہودی تمہارے دوست نہیں بلکہ تمہاری دوستی تو اللہ سے، اس کے رسول ﷺ سے اور ایمان والوں ہی سے ہے جو نماز زکوۃ کے پابند ہیں یعنی جو مومن نماز کے جو اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے پابند ہیں اور حق تعالیٰ کی رضا کے لئے پابندی سے خوشی خوشی وقت پر نماز پڑھتے ہیں اور اپنے مال میں سے زکوۃ بھی جو مخلوق کا حق ہے اور جس میں محتاجوں، کمزوروں اور غریبوں کی امداد و اعانت بھی ہے نکالتے ہیں، پھر فرمایا وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ پہلے بیان ہو چکا کہ یہ آیتیں عبادہ بن صامتؓ کے بارے میں اتریں جب انہوں نے یہودی کی دوستی سے نفرت کا اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی دوستی پر رضا مندی کا اظہار کیا تھا۔

(۵٦) جو اللہ اور رسول ﷺ و مومنوں سے دوستی کرتے ہیں ان کا بیان فرمایا جیسا کہ فرمایا كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (مجادلہ ۵۸:۲۱،۲۲) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آ کر رہیں گے۔ یاد رکھو اللہ بڑا زبردست وغالب ہے۔آپ ان کو جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے دوستیاں کرتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں حق تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان لکھ لیا ہے اور اپنے فرشتوں سے ان کی تائید کی ہے، وہ انہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔یہی اللہ کی جماعت ہے۔سن لو اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔لہٰذا ہر وہ شخص جو اللہ کی، اس کے رسول ﷺ کی اور مومنوں کی دوستی سے راضی ہو گیا وہی دنیا اور آخرت میں کامیاب اور دونوں جہانوں میں مظفر و منصور ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا
مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿۵۸﴾

اے ایمان والو! اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل مقرر کر لیا ہے' اور کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ اور اللہ سے ڈر جاؤ اگر تم ایمان والے ہو۔ اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور کھیل کرتے ہیں' یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ ہیں۔

کافروں سے ترک موالات: (۵۷) اس آیت میں مسلمانوں کو دشمنان اسلام' اہل کتاب اور کافروں سے ترک موالاۃ پر ابھارا گیا ہے اور ان سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی نفرت دلائی گئی ہے کیونکہ یہ شریعت مطہرہ کے پاکیزہ احکام کا جن میں ہر طرح کی دنیوی اور اخروی خیر و فلاح مضمر ہے مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں کھیل بتاتے ہیں۔ سب سے افضل عبادت مثلاً نماز ان کی نگاہ میں ایک قسم کا معاذ اللہ کھیل ہے' ان کی فاسد نگاہ کی رسائی اور فکر نارسا کی پہنچ یہیں تک ہے۔ حالانکہ یہ ان کی ناقص سمجھ کا قصور ہے ورنہ نماز جیسی مقدس عبادت کو کھیل سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اس کا مذاق جاہل و بدبخت ہی اڑا سکتے ہیں۔ یہاں کافروں سے مراد مشرک ہیں پھر فرمایا دشمنان اسلام سے دوستیاں نہ کرو اور اللہ سے ڈر جاؤ اگر تم اللہ کی شریعت مطہرہ پر جس کا یہ بدبخت مذاق اڑا رہے ہیں ایمان رکھتے ہو۔ فرمایا لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ (آل عمران ۳: ۲۸) مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں' اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اللہ کی طرف سے کسی چیز پر نہیں البتہ اگر تم کو ان سے خطرہ ہو تو خیر' اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

کافروں کا نماز و اذان کا مذاق اڑانا: (۵۸) اسی طرح جب تم اذان دے کر لوگوں کو نماز کی طرف جو ارباب دانش و علم کے نزدیک افضل عمل ہے بلاتے ہو تو یہ بدبخت اذان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل سمجھتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کی عبادتوں کے معنی اور احکام شرعیہ کا مفہوم سمجھنے سے بے بہرہ ہیں' یہ باتیں شیطان کے مریدوں کی ہیں کیونکہ شیطان جب اذان سنتا ہے تو بری طرح سے گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے اور اس قدر دور جا کر دم لیتا ہے کہ اذان کی آواز اس کے کان میں نہ آئے۔ جب اذان ہو چکتی ہے تو پھر آ کر وسوسے ڈالتا ہے۔ پھر جب تکبیر ہوتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے تحریمہ کے بعد پھر آ جاتا ہے اور نمازیوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات و وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور دور دور کی باتیں یاد دلا دیتا ہے۔ نمازی کو ان میں محو ہو کر خبر نہیں رہتی کہ کتنی نماز پڑھی' اگر کوئی اس قسم کے شیطانی وسوسوں میں محو ہو کر بھول جائے تو سلام سے پہلے دو سجدے کر لے (ق)۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لائے' آپ کے ساتھ بلالؓ بھی تھے۔ آپ نے بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ ابوسفیان' عتاب اور حارث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بولا اسید کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت بخشی کہ اس نے یہ اذان نہیں سنی کیونکہ اس سے انہیں طیش آ جاتا' حارث بولا اللہ کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ حق پر ہے تو میں اس کی پیروی کرتا۔ ابوسفیان بولا میں کچھ نہیں کہتا' اگر کچھ کہہ دوں تو یہ پتھر میری بات کی خبر دے دیں گے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا مجھے تمہاری باتوں کی خبر ہے۔ پھر آپ نے انہیں ہر ایک کی بات بتائی۔ عتاب اور حارث اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ بولے ہمارے

پاس کوئی تھا ہی نہیں کہ ہمیں گمان ہوتا کہ فلاں شخص نے آپ کو خبر دے دی ہو گی۔

قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَٰسِقُونَ ﴿٥٩﴾ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ ٱللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ ٱللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ ٱلْقِرَدَةَ وَٱلْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ ٱلطَّٰغُوتَ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ﴿٦٠﴾ وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَقَد دَّخَلُوا۟ بِٱلْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا۟ بِهِۦ ۚ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا۟ يَكْتُمُونَ ﴿٦١﴾ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَٰرِعُونَ فِى ٱلْإِثْمِ وَٱلْعُدْوَٰنِ وَأَكْلِهِمُ ٱلسُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهَىٰهُمُ ٱلرَّبَّٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ ٱلْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ ٱلسُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا۟ يَصْنَعُونَ ﴿٦٣﴾

آپ فرما دیں اے اہل کتاب کیا تم اسی کا ہم سے انتقام لیتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور اس کتاب پر بھی جو ہم پر اتری اور ان پر بھی جو اس سے پہلے اتریں دیکھو تم میں اکثر فاسق و فاجر ہیں آپ فرما دیں کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ کے نزدیک جزا میں اس سے بھی بدتر اجر پانے والا کون ہے؟ وہ ہیں جن پر اللہ نے پھٹکار ڈال دی اور اللہ ان سے ناراض ہو گیا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے بت پرستی کی وہ بدترین گھر والے ہیں اور سیدھی راہ سے بہت ہی بھٹکے ہوئے ہیں۔ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں حالانکہ کفر ہی کے ساتھ داخل ہوئے تھے اور اسی کے ساتھ نکل گئے اور اللہ وہ باتیں خوب جانتا ہے جنہیں وہ چھپاتے ہیں۔ آپ انہیں گناہوں میں زیادتیوں میں اور حرام کاموں میں خوب لپکنے والے دیکھیں گے ان کے عمل انتہائی برے ہیں انہیں ان کے عابد و عالم گناہوں سے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے۔ واقعی ان کے کارنامے انتہائی شرمناک ہیں۔

---

(۵۹) یعنی اے نبی ﷺ آپ ان اہل کتاب سے جنہوں نے آپ کے دین کو ہنسی مذاق اور کھیل کود سمجھ رکھا ہے اور تم سے دشمنی باندھ رکھی ہے۔ فرما دیں کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے اور ہمارا کیا قصور ہے زیادہ سے زیادہ یہی قصور ہے کہ ہم اللہ پر قرآن پر اور تمام پہلی کتابوں پر ایمان لے آئے ہیں۔ مگر یہ قابل نفرت نہیں بلکہ باعث آفرین و عزت ہے فرمایا وَمَا نَقَمُوا۟ مِنْهُمْ إِلَّآ أَن (بروج: ۸۵:۸) کافروں نے ان سے صرف اسی بات کا انتقام لیا کہ وہ غالب اور تعریفوں والے اللہ پر ایمان لے آئے تھے۔

(۲) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ (توبہ: ۹: ۷۴) انہوں نے اسی بات کا تو انتقام لیا ہے کہ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے فضل سے انہیں بے نیاز فرما دیا ہے۔ بخاری مسلم میں ہے مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّآ اَنْ كَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ۔ ابن جمیل یہی انتقام لیتا ہے کہ فقیر تھا حق تعالیٰ نے اسے مالدار بنا دیا۔ فرمایا ہمیں یقین ہے کہ تم میں سے اکثر فاسق ہیں۔ یعنی سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔

قیامت کے دن بدترین سزا کے مستحق کافر ہی ہیں: (۶۰) آپ فرما دیں کہ آؤ میں تمہیں قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین سزا کی خبر دوں جسے تم ہمارے لئے سمجھ رہے ہو حالانکہ اس کے تم ہی حقدار ہو کیونکہ مندرجہ ذیل باتیں تمہیں میں پائی جاتی ہیں' اللہ نے تمہیں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور وہ تم سے اس قدر ناراض ہے کہ کسی طرح راضی ہی نہیں ہو سکتا اور اس نے تمہیں کو بندر و سور بنایا تھا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ سے موجودہ بندروں اور سوروں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ وہی مسخ شدہ قومیں ہیں۔ فرمایا اللہ نے جو قوم ہلاک یا مسخ کی اس کی نسل باقی نہیں رکھی' ان سے پہلے بھی بندر و سور پائے جاتے تھے' یعنی جن پر مسخ کا عذاب اترا تھا وہ سب ہلاک ہو گئے اور ان کے بعد ان کی نسل باقی نہیں رہی (ماد طیالسی)

بناوٹی اسلام کا اظہار منافقوں کی عادت ہے: (۶۱) یہ منافقوں کی خبیث عادت ہے کہ ایمان والوں سے بناوٹی اسلام ظاہر کرتے ہیں حالانکہ دلوں میں کفر و شرک کی نجاستیں بھرپور ہوتی ہیں۔ فرمایا اے نبی ﷺ جب یہ آپ کے پاس آئے تھے تو کفر لے کر آئے تھے۔ یعنی ان کے دلوں میں کفر تھا اور جب گئے تو کفر لے کر گئے جو ان کے دلوں میں چھپا ہوا تھا اور آپ کی نصیحتوں سے محروم رہے اور ان سے فائدہ نہیں اٹھایا کیونکہ ان کے دلوں میں چور تھا۔ پھر فرمایا اللہ ان کے دلوں کی باتوں سے خوب آگاہ ہے گو وہ لاکھ لوگوں کے سامنے دل کے خلاف زبان سے ظاہر کریں اور بناوٹی اسلام پیش کرتے رہیں۔ اللہ انہیں اس مکر و فریب کی قرار واقعی سزا دے گا۔

عوام کی ذلیل حرکتوں کی اور حکام و علماء کی بے پرواہی کی مذمت: (۶۲) یعنی اس گروہ میں گناہوں کے ارتکاب کی' ممنوعات سے باز نہ رہنے کی' لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے کی' لوگوں کا باطل طریقوں سے مال ہڑپ کرنے کی اور حرام کھانے کی بری عادتیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور یہ اس قسم کی شرمناک حرکتیں دوڑ کر کرتے ہیں۔ بلاشبہ ان کے کرتوت شرمناک و قابل نفرت اور ان کی زیادتیاں قابل مذمت ہیں۔

(۶۳) ربانی سے حکام اور علما اور احبار سے محض علماء مراد ہیں۔ یعنی حکام و علماء شرمناک حرکتوں پر انہیں کیوں نہیں ڈانٹتے اور ارباب علم انہیں نصیحتیں کر کے کیوں ان ذلیل باتوں سے منع نہیں کرتے حکام و علماء کی ڈھیلی ڈور بھی قابل مذمت ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں قرآن میں ان کی برائی میں اس سے زیدہ سخت کوئی اور آیت نہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ م (وقف لازم)
بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا
اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾
وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ
مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع ۹ / ۱۴

اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ تنگ ہیں' انہیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور اپنی انہیں باتوں کی وجہ سے ان پر لعنت ہے' بلکہ اللہ کے ہاتھ تو کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے' جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ ان کے اکثر لوگوں میں سرکشی اور کفر بڑھا دیتا ہے۔ ہم نے ان میں آپس میں قیامت تک کے لئے عداوت وبغض ڈال دیا' یہ جب کبھی لڑائی کی آگ سلگاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے' یہ دنیا بھر میں فساد مچاتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد مچانے والوں کو دوست نہیں رکھتا اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو یقیناً ہم ان سے ان کی برائیاں مٹا دیتے اور نعمتوں والی بہشتوں میں انہیں بسائے بغیر نہ رہتے۔ اگر یہ تورات وانجیل پر کار بند رہتے اور اس پر بھی جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے اترا ہے تو یقیناً ان کے رزق کا سامان اوپر نیچے سے ہوتا ان میں سے ایک جماعت درمیانی راہ والی ہے اور اکثر لوگوں کے عمل سخت شرمناک ہیں۔

یہودیوں کی اللہ کی شان اقدس میں گستاخی: (۶۴) یعنی یہودیوں نے رب العالمین کی بلند ترین شان میں سخت گستاخی کی اور منہ پھاڑ کر کہہ دیا کہ اللہ تو کنجوس ہے جیسا کہ انہوں نے کہا تھا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ (آل عمران ۳:۱۸۱) یقیناً اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔ کنجوسی کی تعبیر ان الفاظ سے کی کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مغلولۃ یعنی بخیل ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اپنے پاس مال روکے ہوئے ہے اور بخل کی وجہ سے خرچ نہیں کرتا (ابن ابی حاتم) بندھے ہوئے ہاتھوں سے بخل سے کنایہ ہوتا ہے' قرآن میں یہ محاورہ آیا ہے۔ فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً (اسراء ۱۷:۲۹) تو اپنا ہاتھ گردن میں بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے بالکل پھیلا ہی دے پھر بیٹھ کر پچھتائے اور برا بھلا سنے اس آیت میں حق تعالیٰ بخل واسراف سے منع فرماتا ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک یہودی شاس بن قیس نے کہا کہ آپ کا رب بخیل ہے خرچ نہیں کرتا' اس پر یہ آیت اتری۔ حق تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی اور انہوں نے اللہ پر جو بہتان اٹھایا تھا اسے رد فرمایا اور فرمایا کہ انہیں کے ہاتھ تنگ ہیں اور انہیں کا مال خرچ کرتے ہوئے دم نکلتا ہے۔ پھر یہ کفریہ باتیں بناتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے بھی دور کر دیا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ یہودیوں کا بخل وحسد اور ان کی بزدلی اور کمینگی مشہور زمانہ ہے۔ فرمایا اَمْ لَهُمْ

نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا الخ (نساء ۴: ۵۳، ۵۴) کیا ان کا ملک میں حصہ ہے پھر تو یہ لوگوں کو ایک چھلکا بھی نہ دیں گے۔ یا اللہ نے اپنا جو فضل لوگوں کو دے رکھا ہے اس پر یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں (۲) وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (بقرہ ۲: ۶۱) ان پر ذلت وغربت ڈال دی گئی۔ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں یعنی اللہ وسیع فضل والا اور بھاری عطاؤں والا ہے اور ہر چیز کے اس کے پاس خزانے ہیں۔ ہر نعمت اس کی عطا کی ہوئی ہے وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی نے ہمارے واسطے ہماری ضرورت کی ہر چیز پیدا کی جو دن رات، صبح وشام، سفر وحضر میں اور زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے کام آتی ہے۔ فرمایا وَآتَاكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ (ابراہیم ۱۴: ۳۴) تم نے اس سے جو کچھ مانگا اس نے وہی تم کو دیا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن بھی نہ سکو گے، یقیناً انسان بڑا ظالم اور انتہائی ناشکرا ہے ایک حدیث میں ہے حق تعالیٰ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے اس میں خرچ سے کمی نہیں آتی۔ اللہ دن رات پانی کی طرح نعمتیں بہاتا ہے، بتاؤ تو جب سے اس نے آسمان وزمین پیدا کئے کیا کچھ خرچ نہ کیا ہوگا۔ لیکن آج تک کے خرچ نے بھی اس کے ہاتھ میں کمی نہیں پیدا کی۔ اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں فیض یا قبضہ ہے جس کو بلند و پست کرتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان تو خرچ کرتا رہ میں تجھ پر خرچ کرتا رہوں گا (ق)۔ پھر فرمایا یہ نعمت اکثر یہودیوں کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دیتی ہے۔ یعنی حق تعالیٰ نے آپ کو جو نعمتیں دی ہیں وہ آپ کے دشمنوں کے حق میں عذاب ہیں۔ جس طرح ان سے ایمان والوں کے ایمان وعمل صالح اور علم نافع میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح کافروں حاسدوں اور بے ایمانوں کے دلوں میں سرکشی اور کفر بڑھتا ہے اور فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَّشِفَاءٌ (حم السجدہ ۴۱: ۴۴) آپ فرما دیں قرآن ایمان والوں کے لئے روشنی اور دلوں کی بیماریوں کا تریاق ہے اور بے ایمانوں کے کانوں میں میل ہے اور ان کے حق میں اندھاپن ہے وہ دور والی جگہ سے پکارے رہے ہیں۔ (۲) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ الخ (اسراء ۱۷: ۸۲) ہم قرآن میں وہ چیزیں اتارتے ہیں جن میں ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے ٹوٹے میں اضافہ کرتی ہیں۔ پھر فرمایا ہم نے ان میں قیامت تک کے لئے عداوت ڈال دی۔ یعنی ان کے فرقوں میں قیامت تک اتفاق واتحاد نہیں ہوسکتا۔ وہ آپس میں ہمیشہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہیں گے، کیونکہ آپ کی مخالفت وتکذیب کرکے حق پر جمع نہیں ہوسکتے۔ پھر فرمایا یہ جب کبھی لڑائی کی آگ سلگانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اسے بجھا دیتا ہے۔ یعنی جب کبھی یہ آپ سے مکارانہ چال چل کر دھوکہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے لڑائی کرنے کے منصوبے باندھتے ہیں تو حق تعالیٰ انہیں باطل کر دیتا ہے اور ان کی چالیں الٹ دیتا ہے۔ پھر ان کی ناپاک سازشوں کا وبال انہیں ہی آگھیرتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں فساد پھیلانا تو ان کی گھٹی میں ہے اور یہ فتنے اٹھانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے ہیں، حالانکہ حق تعالیٰ شرپسندوں کو جو دنیا میں نقض امن کے باعث ہوں پسند نہیں فرماتا۔

(۶۵) یعنی اگر اہل کتاب اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آتے اور گناہوں کے کاموں سے اور ممنوعات سے پرہیز کرتے تو ہم ان کے گناہ مٹا کر انہیں بہاروں اور نعمتوں والی بہشتوں میں داخل کر دیتے اور دوزخ سے بچا کر جنت کی بہاریں نصیب فرماتے۔

شرائع پر عمل کرنے سے زمین وآسمان کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے: (۶۶) یعنی اگر یہ تورات وانجیل پر کاربند ہو جاتے اور بلا تحریف کے ان پر عمل پیرا ہوتے اور انہیں کی رہنمائی میں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آتے اور قرآن پر بھی عامل ہو

جاتے (کیونکہ ان کی کتابیں آپ پر اور آپ کی شریعت کی پیروی پر انہیں ہدایت فرماتی ہیں پھر اگر وہ اپنی کتابوں ہی کی ہدایتوں کے مطابق ایمان لے آتے) تو ان پر وقت پر آسمان سے بارش ہوتی اور زمین کی برکتیں اور پیداوار خوب بڑھ جاتی' ان کی روزیوں میں فراخی' عیشوں میں وسعت' اور زندگیوں میں طہارت پیدا ہو جاتی' ان کے لئے آسمان وزمین کی برکتیں اور ہو جاتیں۔

علم کے اٹھائے جانے کا مطلب: ایک حدیث میں ہے عنقریب علم اٹھالیا جائے گا۔ زیاد بن لبید نے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ علم کس طرح اٹھالیا جائے گا حالانکہ ہم نے قرآن سیکھ لیا اور اپنی اولاد کو بھی سکھا دیا۔ فرمایا ابن لبید تیری ماں تجھے گم کرے میں تو تجھے مدینہ والوں میں سمجھدار سمجھتا تھا کیا تورات وانجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس نہیں ہے لیکن جب انہوں نے اللہ کا حکم چھوڑ دیا تو کتاب اللہ ان کے کچھ کام نہ آسکی۔ پھر یہ آیت پڑھی (الف' ابن ماجہ)۔ یعنی علم اٹھائے جانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ عمل چھوڑ دیں گے اور وہی علم مفید ہے جس پر عمل کیا جائے۔ پھر فرمایا ان میں ایک گروہ درمیانی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں لیکن اکثر بدکار ہیں۔ فرمایا وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ (اعراف ۷:۱۵۹) موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت حق پر ہے اور ہدایت یافتہ ہے اور حق ہی سے انصاف کرتی ہے۔ عیسیٰ کے ماننے والوں کے بارے میں فرمایا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ (حدید ۵۷:۲۷) ہم نے ان میں سے ایمان والوں کو ان کا ثواب دیا۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے ان کا اعلیٰ مرتبہ درمیانہ روی بتائی لیکن یہ امت محمدیہ کا دوسرا درجہ ہے اور اس مرتبہ کے اوپر نیکیوں میں سبقت کرنے والوں کا درجہ ہے۔ چنانچہ فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا الخ (فاطر ۳۵:۳۲) پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو کتاب کا وارث بنایا۔ بعض تو ان میں سے ظالم ہیں۔ بعض اوسط درجے کے ہیں اور بعض اللہ کے حکم سے نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں' یہ بڑا بھاری فضل ہے یعنی ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے۔ صحیح یہی ہے کہ امت محمدیہ کی تینوں قسمیں جنت میں جائیں گی۔ انسؓ بن مالک فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے فرمایا موسیٰ کی قوم ۷۱ فرقوں میں بٹ گئی جن میں سے ستر فرقے جہنمی ہیں بس ایک فرقہ جنتی ہے۔ عیسیٰ کی قوم ۷۲ فرقوں میں بٹ گئی جن میں سے ۷۱ فرقے جہنمی ہیں بس ایک فرقہ جنتی ہے۔ میری امت دونوں قوموں سے بڑھ جائے گی (اس کے فرقے ۷۲ سے زیادہ ہوں گے) بس ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی ۷۲ فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنتی کون سا فرقہ ہوگا۔ فرمایا جو جماعت کے ساتھ ہوگا۔ (ابن مردویہ)۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾

اے رسول ﷺ آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر اترا ہے آپ اس کی تبلیغ کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو اپنی رسالت کی تبلیغ کا حق ادا نہ کرسکیں گے اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا واقعی اللہ کافروں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

رحمت عالم نے لوگوں تک پوری وحی پہنچا دی: (۶۷) رحمت عالم ﷺ سے رسول کے لقب کے ساتھ خطاب ہے اور حکم

ہے کہ آپ کو اللہ کی طرف سے جو کچھ وحی ہوا ہے لوگوں تک پہنچا دیں۔ رحمت للعالمین نے فرائض رسالت کس طرح بہترین طریقے سے انجام دیئے اور اس آیت پر کس طرح بہترین طریقے سے عمل کیا یہ آپ کی سیرت پڑھنے والے اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ (ب) صدیقہؓ فرماتی ہیں جو شخص یہ کہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کچھ وحی چھپالی وہ جھوٹا ہے کیونکہ حق تعالیٰ فرمارہا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ (صدیقہؓ نے فرمایا اگر آپ وحی چھپاتے تو یہ آیت چھپاتے وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ الخ (احزاب ۳۳: ۳۷) آپ اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے ہیں جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے اور آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ (ق) عنترہؒ کہتے ہیں میں ابن عباسؓ کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص نے آپ سے آکر کہا کہ ہمارے پاس کچھ لوگ آتے ہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ آپ کے پاس کچھ وحی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ظاہر نہیں فرمایا تھا۔ ابن عباسؓ بولے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اللہ کی قسم ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شریعت بیضاء میں مبہم اور سیاہ چیزوں کے وارث نہیں ہوئے (ابن ابی حاتم۔)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا لوگو آج کیا دن ہے؟ صحابہ بولے حرمت والا۔ فرمایا یہ کون سا شہر ہے بولے حرمت والا۔ فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ بولے حرمت والا۔ فرمایا یاد رکھو تمہارا مال' خون اور آبرو تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن حرمت والا' یہ شہر حرمت والا اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ پھر آپ نے یہی جملہ چند بار دہرایا۔ پھر آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر چند بار فرمایا اے اللہ میں نے تبلیغ کردی (الف)۔

پھر فرمایا اللہ کے ذمہ تمہاری حفاظت ہے یعنی تم میری رسالت پہنچاتے رہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارا محافظ و مددگار ہوں اور تم کو تمہارے دشمنوں پر مظفر و منصور کرنے والا ہوں۔ بالکل خوف نہ کرو اور ذرا نہ جھجکو' تمہارا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا۔ اس آیت کے اترنے سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہرے دار رکھا کرتے تھے جیسا کہ مسلم میں صدیقہؓ کا بیان ہے کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس جاگتے رہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے۔ فرمایا کیا اچھا ہوتا اگر آج رات کوئی نیک صحابی میرا پہرہ دیتا رہتا۔ فرماتی ہیں اتنے میں میں نے ہتھیار کی جھنکار سنی' آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ آواز آئی میں ہوں سعدؓ بن مالک یا رسول اللہ۔ فرمایا کیوں آئے ہو؟ بولے یا رسول اللہ ﷺ پہرہ دینے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ فرماتی ہیں پھر آپ آرام سے سو گئے اور آپ کے خراٹے نکلنے لگے ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ۲ھ کا اور مدینہ کا ہے جب صدیقہؓ کی رخصتی ہو چکی تھی۔ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ آپ پہرہ دار رکھا کرتے تھے' اس آیت کے اترتے ہی آپ نے اپنا سر خیمہ سے نکال کر فرمایا لوگو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔ حق تعالیٰ نے میری حفاظت کی ذمہ داری لے لی ہے۔ (ت' ابن جریرؒ' مستدرک حاکم) حق تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی تھی چنانچہ آپ کو مکہ والوں سے' قریشی سرداروں سے' حاسدوں سے' دشمنوں سے اور جلنے والے لوگوں سے محفوظ رکھا باوجود یہ کہ آپ سے انہیں سخت عداوت اور انتہائی درجہ کا کینہ تھا' یہ دن رات آپ کے خون کے پیاسے رہتے تھے کہ داؤ چلے تو قتل کر ڈالیں۔ لیکن حق تعالیٰ اپنی قدرت و حکمت بالغہ سے ایسے اسباب پیدا کردیتا تھا کہ یہ خون کے پیاسے اپنے پرائے آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ ابتدائے رسالت میں ابوطالب کو سینہ سپر بنا

دیا کیونکہ یہ قریشی سردار تھے اور سب ان کی بات مانا کرتے تھے اور بڑے لوگوں میں سے تھے اور ابوطالب کے دل میں آپ کی طبعی محبت پیدا کر دی۔ اگر ابوطالب مسلمان ہو جاتے تو کافروں کو اور سرداروں کو آپ پر ہاتھ اٹھانے کی جرات ہو جاتی مگر چونکہ ابوطالب میں اور کافروں میں کفر مشترک تھا اس لئے سب ابوطالب سے ڈرتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔ پھر جب ابوطالب فوت ہو گئے اور مشرکوں نے آپ کو تھوڑی سی ایذا پہنچائی تو حق تعالیٰ نے مدینہ والوں کے دلوں میں آپ کی بے پناہ محبت پیدا کر دی' انصار مسلمان ہو گئے اور آپ کو اپنے شہر لے جانے پر مجبور کرنے لگے' پھر جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ مقیم ہو گئے تو اب انصار آپ کے سینہ سپر رہے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے بھی دیکھتا اور جب کبھی کسی مشرک یا اہل کتاب نے کوئی سازش کی حق تعالیٰ نے اس کا پول کھول دیا اور اس کی سازش اسی پر الٹ دی۔ مثلاً یہودیوں نے جادو کیا تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اتاردیں جو سحر کا تریاق اعظم ہیں۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں شریک ہوتے تو آپ کے آرام کے لئے بڑا اور گھنا درخت چھوڑ دیتے آپ اس کے نیچے آرام فرماتے۔ ایک دفعہ آپ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور تلوار اس پر لٹکا رکھی تھی کہ ایک شخص آ کر تلوار پر قبضہ کر کے کہنے لگا اب بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ فرمایا اللہ' تلوار رکھ دے۔ اس نے چپ چاپ تلوار رکھ دی اس پر یہ آیت اتری (ح) کہتے ہیں۔ کہ آپ کے پاس ایک شخص لایا گیا اور آپ سے کہا گیا کہ یہ آپ کے قتل کا ارادہ کر رہا تھا' یہ شخص تھر تھر کانپنے لگا۔ فرمایا گھبرامت اگر تو نے ایسا ارادہ کیا بھی ہوتا تو حق تعالیٰ تجھے مجھ پر مسلط نہیں فرماتا۔

ہدایت دینا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے: پھر فرمایا۔ اللہ کافروں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ یعنی آپ کا فرض تبلیغ ہے' آپ اسے انجام دیئے جائیں' ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت فرمائے اور جسے چاہے گمراہ کر دے۔ فرمایا لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ (بقرہ ۲:۲۷۲) راہ پر لے آنا آپ کا کام نہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (۲) فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (رعد ۱۳:۴۰) آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اور ہمارے ذمے حساب ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾

آپ فرما دیں کہ اے اہل کتاب تم کسی چیز پر بھی نہیں۔ جب تک تورات وانجیل پر اور اس حق پر جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے کاربند نہ ہو' اور جو کچھ آپ پر اتارا گیا ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں میں سرکشی اور کفر ہی بڑھا دیتا ہے' آپ ان

کافروں پر غم نہ کھائیں ایمان والے یہودی‘ بے دین‘ مشرک‘ عیسائی‘ غرض یہ کہ کوئی ہو جو بھی اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے گا اور اچھے عمل بھی کرتا رہے گا اسے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔

قرآن پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں: (۶۸) یعنی اے پیغمبر آپ اہل کتاب سے فرما دیں کہ تمہارا کوئی دین بھی نہیں جب تک کہ تم اپنی کتابوں کے تمام احکام پر اور قرآن پر عمل نہ کرو۔ ان کتابوں میں یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان پر ایمان لاؤ‘ ان کی پیروی کرو‘ ان کے دین کو سینے سے لگاؤ اور ان کی بعثت پر یقین کرو۔ فرمایا آپ ان کافروں پر غم نہ کھائیں اور ان کے ایمان نہ لانے سے کبیدہ خاطر اور ملول نہ ہوں۔

(۶۹) یعنی مسلمان‘ یہودی‘ بے دین‘ مجوسی اور عیسائی کسی کا دین بھی مقبول نہیں جب تک اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہ لائیں مقصد یہ ہے کہ اب نجات کا دارومدار اللہ پر زندگی بعد الموت پر اور عمل صالح پر ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ شریعت محمدیہ کو تسلیم نہ کیا جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام جنوں اور انسانوں کے قیامت تک کے لئے نبی ہیں ایمان نہ لایا جائے۔ پھر جو لوگ مذکورہ بالا اوصاف سے متصف ہوں۔ انہیں نہ قیامت کے روز خوف ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا ملال ہوگا۔ (سورہ بقرہ)

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا
جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝۷۰
وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۷۱

بلاشبہ ہم نے اسرائیلیوں سے عہد و پیمان لیا اور ان کے پاس متعدد رسول بھیجے۔ جب بھی کوئی رسول اس شریعت کو لاتا جو ان کی طبیعتوں کے ناموافق ہوتی تو یہ کسی کو تو جھٹلا دیتے تھے اور کسی کو قتل کر ڈالتے تھے۔ انھوں نے سمجھ لیا تھا کہ کوئی سزا نہ ہوگی۔ اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے تھے‘ پھر اللہ نے اپنی رحمت سے ان کی توبہ قبول فرمائی پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اندھے اور بہرے بنے رہے اور اللہ ان کے عمل خوب دیکھ رہا ہے۔

کافر حسب خواہش شریعت مانتے ہیں ورنہ ٹھکرا دیتے ہیں: (۷۰) ارشاد ہے کہ ہم نے اسرائیلیوں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں سن کر اور ان پر کاربند ہو جانے کا پکا عہد لیا تھا‘ لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اور اپنی رایوں اور خواہشوں کے پیچھے لگ گئے اور ان کو شریعت پر مقدم کیا۔ جتنی شریعت ان کی خواہشوں کے موافق تھی مان لی اور باقی ٹھکرا دی اور جو رسول ان کی خواہشوں کے خلاف شریعت لے کر آیا‘ اسے یا تو جھٹلا دیا یا قتل کر ڈالا۔

(۷۱) یعنی ان کا خیال تھا کہ ان کے ان شرمناک کرتوتوں کا برا انجام نہ ہوگا لیکن بری باتوں کا تو برا انجام ہوتا ہی ہے برا انجام ہوا۔ اور یہ حق دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے بنا دیئے گئے‘ نہ حق سنتے تھے اور نہ حق کے پاس جاتے تھے‘ پھر بھی حق

تعالیٰ کا احسان وکرم تھا کہ ان کی ان شرمناک حرکتوں سے درگذر کی گئی اور ان کی توبہ قبول فرمالی گئی۔لیکن پھر ان میں سے اکثر لوگ اندھے اور بہرے ہو گئے حق تعالیٰ ان کے اعمال سے خوب خبردار ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ کون ہدایت کا حقدار ہے اور کون گمراہی کا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ
يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۷۲ لَقَدْ
كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۳ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۴ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ
نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۷۵

بلاشبہ وہ کافر ہیں جن کا یہ کہنا ہے کہ اللہ ہی مسیح بن مریم ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا اسرائیلیو! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے' دیکھو جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے اس پر اللہ نے جنت حرام فرمادی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے' اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں' یقیناً وہ بھی کافر ہیں جنہوں نے کہا اللہ تین میں سے تیسرا ہے حالانکہ ایک ہی معبود کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں' اگر یہ اپنی ان باتوں سے باز نہیں آئے تو ان میں سے کافروں کو یقیناً سخت دردناک عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا' پھر یہ کیوں اللہ سے توبہ نہیں کر لیتے اور اس سے مغفرت کیوں نہیں مانگ لیتے' اللہ تو بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔ مسیح بن مریم تو صرف ایک پیغمبر ہیں آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر گذر چکے اور ان کی والدہ سچی تھیں اور دونوں کھانا کھاتے تھے' دیکھئے ہم کس کس طرح ان کے سامنے دلیلیں بیان کرتے ہیں۔پھر دیکھئے یہ کس طرح پلٹا کھا جاتے ہیں۔

عیسائیوں کے تینوں فرقے کافر ہیں: (۷۲) خود حق تعالیٰ عیسائیوں کے تینوں فرقوں (ملکیہ' یعقوبیہ اور نسطوریہ) کی بابت کفر کا حکم صادر فرما رہا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح خود اللہ ہے۔حالانکہ کہاں مخلوق اور کہاں خالق۔حق تعالیٰ کی شان ان کے اس شرکیہ کلمے سے بالاتر اور پاک ہے۔پہلے بیان ہو چکا کہ مسیح اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔آپ نے گہوارے میں اپنی والدہ محترمہ کی صداقت کے ثبوت میں جو باتیں کی تھیں وہ یہی تھیں۔اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم۱۹:۳۰)

میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ ہوں' یا اللہ کا بیٹا ہوں۔ اسی آیت میں آگے فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ (مریم ۱۹:۳۶) یاد رکھو اللہ میرا اور تمہارا سب کا رب ہے' اسی کی عبادت کرو' سیدھی راہ یہی ہے۔ یہی بات آپ نے اسرائیلیوں سے عہد نبوت میں فرمائی تھی۔ اور یہی جوانی کے بعد فرمائیں گے۔ آپ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو تمہارا اور ساری دنیا کا رب ہے۔ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

مشرکوں کے لئے جہنم واجب اور جنت حرام ہے: فرمایا۔ مسیح نے کہا اے اسرائیلیوں اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ یاد رکھو جو کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرے گا اور اس کے ساتھ اس کی عبادت کرے گا۔ حق تعالیٰ اس پر جنت حرام فرما دے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ یعنی اس پر جہنم واجب اور جنت حرام ہو جائے گی۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (نساء ۴:۴۸) یقین مانو اللہ اس گناہ کو نہیں معاف فرمائے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا باقی تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہے معاف فرما سکتا ہے۔ (۲) وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ (اعراف ۷:۵۰) جہنمی جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ تھوڑا سا پانی یا جو روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے ہمیں بھی دے دو۔ جنتی جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام فرما دی ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے یاد رکھو جنت میں مسلمان ہی جائیں گے۔

(۷۳) ان کافروں سے مراد عیسائی ہیں' جنہوں نے اپنی نادانی سے مسیح بن مریم کو اللہ کا بیٹا اور تین معبودوں میں سے تیسرا معبود قرار دیا اس سے ثابت ہوا کہ عیسائیوں کے تینوں فرقے بلا استثناء کافر ہیں۔

عیسائیوں کے تینوں فرقے ملکیہ' یعقوبیہ اور نسطوریہ اقانیم ثلاثہ کے قائل ہیں۔ اور تینوں میں ان اقانیم کے بارے میں سخت اختلاف ہے۔ ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے حالانکہ تینوں کافر ہیں۔

انہوں نے مسیح کو اور مریمؑ کو اللہ کے ساتھ معبود بنا لیا تھا اور اللہ کو تیسرا معبود ٹھہرایا تھا۔ فرمایا وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الخ (مائدہ ۵:۱۱۶) جب حق تعالیٰ عیسیٰؑ سے پوچھے گا کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو تو آپ جواب دیں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں' یعنی معبود کئی نہیں بلکہ معبود ایک ہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں' وہی ایک تمام کائنات و مخلوقات کا معبود ہے۔ پھر ڈانٹ کر فرمایا کہ اگر وہ اپنے ان اقوال سے باز نہ آئے اور اس افترا پردازی اور جھوٹ سے رکے نہیں تو آخرت میں قید و بند کے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

حق تعالیٰ کا عفو و ترحم: (۷۴) حق تعالیٰ شانہ' کی شان عفو و ترحم ملاحظہ ہو کہ اس عظیم گناہ اور اس بڑی افترا پردازی اور جھوٹ و طوفان کے باوجود بھی اپنے بندوں کو توبہ کی دعوت دے رہا ہے کہ اب بھی سچے دل سے ان باتوں سے توبہ کر لو۔ میں تمہارے تمام گناہوں پر پردہ ڈال دوں گا۔

مسیح معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں: (۷۵) یعنی مسیح پہلے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں اور اللہ کے بندے ہیں' ان پر بھی سابق انبیاء کی طرح موت و حیات طاری ہوگی۔ فرمایا اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا (زخرف ۴۳:۵۹) وہ تو

صرف ایک بندے ہیں جن پر ہم نے انعام فرمایا اور جن کو اسرائیلیوں کے لئے ایک نشانی بنایا۔

حضرت مریمؑ صدیقہ ہیں: پھر فرمایا کہ ان کی والدہ صدیقہ ہیں یعنی ان کی رسالت پر ایمان لانے والی اور ان کی تصدیق کرنے والی ہیں' یہ ان کا بلند ترین مقام ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ نبی نہیں تھیں جیسا کہ بعض لوگوں کو دھوکا ہوا کہ سارہ' ام موسیٰ اور ام عیسیٰ کا انبیاء میں شمار ہے کیونکہ سارہ اور مریم سے فرشتوں نے خطاب کیا اور ام موسیٰ کی طرف وحی آئی۔ فرمایا و اوحینا الی ام موسی ان ارضعیه (قصص ۲۸: ۷) ہم نے ام موسیٰ کو وحی کی کہ اسے دودھ پلاؤ' نبوت کے یہی معنیٰ ہیں کہ وحی آئے اور فرشتے خطاب کریں۔ سورہ قصص میں اس آیت کا صحیح مفہوم بیان ہوگا۔

مسیح و ام مسیح کھانا کھاتے تھے: پھر فرمایا کہ مسیح اور ام مسیح دونوں کھانا کھاتے تھے۔ یعنی غذا کی حاجت تھی اور قضائے حاجت کی بھی۔ لہٰذا تمام دیگر لوگوں کی طرح وہ بھی انسان ہی تھے اللہ نہ تھے جیسا کہ جاہل عیسائیوں نے خیال کر رکھا ہے۔ فرمایا دیکھئے ہم اپنی آیتوں کو کس قدر وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ باوجود اس وضاحت وصراحت اور صاف گوئی کے یہ کس طرح بھٹکے جا رہے ہیں۔ کیسے قول کو سند بنا رہے ہیں اور کس گمراہ مذہب کو اختیار کر رہے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ ع

آپ فرما دیں کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے ہو جو تمہارے نفع و نقصان پر قادر نہیں اور اللہ ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ آپ فرما دیں اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ لگو جو پہلے سے گمراہ ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ بھی کر چکے ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

شرک و بت پرستی کی ممانعت: (۷۶) حق تعالیٰ غیر اللہ کے پرستاروں کو بت پرستی اولیاء انبیاء کی پرستش سے منع فرما رہا ہے اور واضح فرما رہا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی معبود بننے کے لائق نہیں۔ فرمایا اے پیغمبر آپ ان غیر اللہ کے پوجنے والے تمام فرقوں سے فرما دیں کہ تم ایسے معبود کیوں بناتے ہو جو نہ تمہیں فائدہ پہنچانے پر قادر ہیں اور نہ نقصان پر۔ یہ تمہارے جھوٹے اور خود ساختہ معبود نہ تمہاری کوئی تکلیف رفع کر سکتے ہیں اور نہ تمہیں سکھ پہنچانے کے لائق ہیں۔ اللہ اپنے بندوں کی باتیں خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے افسوس تم اپنے سچے معبود کو چھوڑ کر ان پتھروں اور انسانوں کے پرستار بن گئے جن میں نہ سننے کی طاقت ہے نہ دیکھنے کی جو خود مجبور و عاجز ہیں اور اپنے اور تمہارے نفع و نقصان پر قادر نہیں۔

(۷۷) اے اہل کتاب حق کی پیروی میں حد سے آگے نہ بڑھو اور تمہیں جس کی تعظیم و توقیر کا جتنا حکم ہے اتنی ہی ان کی تعظیم و توقیر کرو۔ کسی کو حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ کہ اسے نبوت کے مقام سے ہٹا کر معبود بنا بیٹھو جیسے تم مسیح کے بارے میں حد سے تجاوز کر

رہے ہو۔ حالانکہ وہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھے تم نے انہیں اللہ بنا دیا اور اللہ کو چھوڑ بیٹھے۔ تم میں یہ خرابی تمہارے گمراہ رئیسوں کی بدولت پیدا ہوئی کہ تم نے بلا سوچے سمجھے ان کی پیروی کی' وہ خود تو قدیمی گمراہ تھے ہی تم کو بھی گمراہ کر بیٹھے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اسرائیلی کافروں پر داوٗدؑ اور عیسیٰؑ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور زیادتیاں کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو بری باتوں سے روکتے نہ تھے' واقعی ان کے افعال بدترین تھے' آپ ان میں اکثر کو کافروں سے دوستیاں کرتے ہوئے پائیں گے' یقیناً وہ عمل برے ہیں جو انہوں نے اپنے لئے آگے بڑھائے ہیں اور اللہ ان سے ناراض ہے اور وہ عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اگر یہ اللہ پر' نبی پر اور جو نبی پر اترا ہے اس پر ایمان لاتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان میں کثرت سے فاسق ہیں

اسرائیلی کافروں پر اللہ کی لعنت: (۷۸) اسرائیلی کافروں پر ایک زمانے سے اللہ کی پھٹکار پڑی ہوئی ہے' ان پر داوٗدؑ کی زبور میں لعنت آئی اور مسیحؑ بن مریم کی انجیل میں بھی۔ کیونکہ یہ اللہ کی نافرمانیوں میں اور لوگوں پر زیادتیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان پر توارت میں' انجیل میں' زبور میں اور قرآن میں سب میں لعنت آئی ہے۔

(۷۹) ان کی ناپاک زندگی کا بیان ہے کہ کھلم کھلا اللہ کی نافرمانیاں کرتے تھے' ممنوعات سے باز نہ آتے تھے اور ایک دوسرے کو گناہ و زیادتی سے اور ظلم و جور سے روکتا بھی نہ تھا۔ پھر ان کے شرمناک افعال کی برائی بیان فرمائی تاکہ پارساؤں کو عبرت ہو اور وہ ان جیسے افعال سے دور رہیں۔ فرمایا یاد رکھو ان کے ذلیل افعال انتہائی مذمت کے لائق تھے۔ ایک حدیث میں ہے' جب اسرائیلی گناہ کرنے لگے تو انہیں ان کے علماء نے گناہوں سے روکا۔ لیکن وہ باز نہیں آئے۔ پھر (علماء نے ان سے قطع تعلق نہیں کیا اور) ان کی مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے رہے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے آخر اللہ نے بعض کی وجہ سے بعض کے دلوں پر مہر لگا دی اور داوٗدؑ اور عیسیٰؑ کی زبانی لعنت کی کیونکہ وہ نافرمانیاں اور ظلم و زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ آپ ٹیک لگائے بیٹھے تھے' پھر آپ نے ٹھیک بیٹھ کر فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تمہارا فرض ہے کہ لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے روکتے رہو اور ان سے شریعت کی پابندی کراتے رہو (الف)۔ (۲) اسرائیلیوں میں سب سے پہلے برائی اس طرح گھسی کہ ایک شخص دوسرے کو برا کام کرتا ہوا دیکھ کر کہتا کہ اے شخص اللہ سے ڈر جا اور یہ کام چھوڑ دے کیونکہ یہ کام تیرے لئے حلال نہیں ہے پھر دوسرے دن اس سے ملتا اور اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا۔ پھر جب انہوں نے ایسا کیا تو حق تعالیٰ نے بعض کی وجہ سے

بعض کے دلوں پر مہر لگا دی۔ پھر یہ آیت پڑھ کر فرمایا' اللہ کی قسم تم لوگ بھلی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکتے رہو۔ ظالموں کا ہاتھ پکڑ لو اور انہیں تنگ کرو جب تک وہ حق پر نہ آ جائیں (دت)

منافقوں کی مذمت: (۸۰) اس آیت میں منافقوں کی برائی ہے پھر فرمایا ان کے آگے بھیجے ہوئے عمل بدترین ہیں۔ یعنی کافروں سے موالاۃ اور مسلمانوں سے ترک موالاۃ بدترین عمل ہے جس نے ان کے دلوں میں نفاق پیدا کیا اور حق تعالیٰ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناراض کر دیا۔ پھر فرمایا یہ قیامت کے روز دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

(۸۱) یعنی اگر اللہ' پر رسول پر' اور قرآن پر سچا ایمان ہوتا تو در پردہ کافروں سے موالات نہ کرتے اور ایمان والوں سے اور قرآن سے بعض نہ رکھتے لیکن یہ لوگ کثرت سے اللہ کی اور رسول ﷺ کی اطاعت سے خارج ہیں' اور وحی و قرآن کے مخالف ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ
وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ
مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

آپ یہودیوں اور مشرکوں کو مومنوں سے سخت عداوت رکھنے والا پائیں گے اور عیسائیوں کو محبت میں ایمان والوں سے قریب پائیں گے کیونکہ ان میں علماء اور عابد ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے

---

(۸۲) یہ آیتیں اس وفد کے بارے میں اتریں جس کو نجاشی نے رحمت عالم ﷺ کی خدمت گرامی میں بھیجا تھا تاکہ آپ کی باتیں سنیں اور آپ کی خوبیاں معلوم کریں جب یہ خدمت اقدس میں پہنچا اور آپ نے انہیں قرآن پڑھ کر سنایا تو یہ رونے لگے اور عاجزی کا اظہار کرنے لگے۔ پھر نجاشی کو آپ کی خوبیاں جا کر بیان کیں۔

یہودی اور مشرک مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں: پھر فرمایا یہودیوں کو اور مشرکوں کو مسلمانوں سے سخت عداوت ہے کیونکہ یہودیوں کا کفر کفر جحود ہے۔ یہ حق ٹھکرا دیتے ہیں لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ارباب علم کو اپنے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھتے اسی وجہ سے انہوں نے بہت سے انبیاء کو قتل کر دیا' یہاں تک کہ کئی بار پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے قتل کا بھی ارادہ کیا ایک دفعہ آپ کو زہر دے دیا۔ ایک دفعہ آپ پر جادو کیا اور انہیں کے قدم بہ قدم مشرک ہیں۔

عیسائی مسلمانوں سے قریب ہیں: پھر فرمایا محبت میں عیسائی مسلمانوں کے قریب ہیں جو خود کو مسیح کے پیروکار سمجھتے ہیں' انہیں انجیل کے بتائے ہوئے طریقے پر اسلام اور ارباب اسلام سے محبت ہے کیونکہ مسیحی دین کی وجہ سے ان کے دلوں میں نرمی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً (حدید: ۵۷/ ۲۷) ہم نے ان کے دلوں میں جو مسیح کے پیروکار ہیں محبت و شفقت پیدا کر دی ہے۔ انجیل میں ہے جو تیرے سیدھے رخسار پر طمانچہ مارے اس کے سامنے دوسرا رخسار بھی کر دے' ان کے مذہب میں جنگ جائز نہیں۔ پھر فرمایا یہ اس وجہ سے کہ ان میں علماء بھی ہیں اور عبادت گزار بھی۔ یعنی ان میں کثرت سے خطباء علماء' عبادت گذار اور اطاعت شعار لوگ ہیں۔ سلمانؓ فرماتے ہیں۔ عیسائیوں میں یہ خوبیاں ہیں کہ ان میں علم' عبادت اور تواضع ہے۔ سرکشی اور غرور نہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَآ أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّٰهِدِينَ ﴿٨٣﴾
وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا
مَعَ الْقَوْمِ الصَّٰلِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَٰبَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن
تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِـَٔايَٰتِنَآ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ ع

اور جب یہ قرآن سنتے ہیں جو اس رسول پر اتارا گیا تو تم ان کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہوئے دیکھو گے کیونکہ یہ حق کو پہچان گئے۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ لے' اور ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم اللہ پر اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اس پر ایمان نہ لائیں۔ اور یہ لالچ نہ رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ (جنت میں) داخل فرما دے گا۔ آخر ان کے قول کے بدلے اللہ انہیں ثواب میں وہ جنت عطا فرمائے گا جن کے اندر نہریں جاری ہیں جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ جہنمی ہیں۔

---

(۸۳) یعنی قرآن کی آیتیں سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پاس رحمت عالم ﷺ کی بعثت کی بشارت پاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی ان لوگوں کی فہرست میں لکھ لے جو آپ کی رسالت کی صحت کی گواہی دیتے ہیں کیونکہ ہم بھی آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں یہ آیت نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری (ن) (۸۴) کہ بھلا ہم اللہ پر کیوں ایمان نہ لائیں اور اس حق پر بھی جو ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں تو یہ لالچ ہے کہ حق تعالیٰ ہمیں بھی دیگر صلحاء کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے۔ فرمایا وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ (آل عمران ۳:۱۹۹) بعض اہل کتاب وہ ہیں جو اللہ پر اور اپنی کتاب پر اور جو کچھ تم پر اتارا گیا اس پر ایمان لے آتے ہیں اور فروتنی کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِن قَبْلِهِ (قصص ۲۸:۵۲'۵۳) ہم نے آپ سے پہلے جن کو کتاب دی وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جب ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں اس پر ہم ایمان لے آئے یقیناً یہ برحق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے۔ ہم تو پہلے ہی سے اسے ماننے والے تھے اسی وجہ سے آیت (۸۵) میں فرمایا کہ حق تعالیٰ انہیں ان کے ایمان' اعتراف حق اور تصدیق رسول ﷺ کی وجہ سے جنت عطا فرمائے گا' جہاں نہریں جاری ہیں اور جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' نہ وہاں سے منتقل ہوں گے اور نہ ہٹائے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ یہ مخلصوں کا بدلہ ہے جو حق وصداقت کی پیروی خلوص سے کرتے ہیں اور جس جگہ جہاں کہیں اور جس کے پاس انہیں حق ملتا ہے حق کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

(۸۶) اس میں بدبختوں کے حال وانجام کی خبر ہے کہ ان کافروں کا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلانے والوں کا انجام سخت خطرناک و برا ہے، وہ جہنم والے ہیں جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

اے ایمان والو۔ اللہ نے جو پاکیزہ چیزیں تم پر حلال فرمادی ہیں انہیں حرام مت کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ یادرکھو اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور ان پاکیزہ حلال چیزوں میں سے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔

اسلام میں رہبانیت نہیں: (۸۷) ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت ان صحابہؓ کے بارے میں اتری جنہوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ ہم اپنے اعضائے مخصوص کاٹ ڈالیں گے۔ دنیا کی لذتوں پر لات ماردیں گے اور عیسائی درویشوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر لگی تو آپ نے بلاکر پوچھا' انہوں نے اقرار کرلیا۔ فرمایا لیکن میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں' رات کو نماز پڑھتا بھی ہوں اور سو بھی جاتا ہوں' اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت پر عمل کیا وہ میرا ہے اور جس نے میری سنت چھوڑ دی۔ وہ میرا نہیں (ابن ابی حاتم' ابن مردویہ) صدیقہؓ فرماتی ہیں کچھ صحابہ نے امہات المومنین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی عبادتوں کے بارے میں پوچھا۔ پھر بعض نے کہا میں گوشت نہیں کھانے کا' بعض نے کہا میں شادی نہیں کرنے کا اور بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سونے کا۔ آپ کو بھی خبر لگی۔ فرمایا لوگوں کو کیا ہوگیا کہ ایسا اور ایسا کہہ رہے ہیں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں' شب بیداری بھی کرتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں گوشت بھی کھاتا ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں۔ پھر جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ میرا نہیں (ق) ابن عباس فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یارسول اللہ ﷺ جب میں گوشت کھاتا ہوں تو مجھے عورتوں کی خواہش ہوتی ہے میں نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (ت) پھر فرمایا کہ حد سے آگے نہ بڑھو۔ یعنی اپنے اوپر حد سے زیادہ تنگی نہ کرو کہ مباح چیزیں حرام کرلو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حلال چیزوں کے استعمال میں حد سے آگے نہ بڑھو بلکہ انہیں بقدر کفایت استعمال کرو۔ فرمایا وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا (اعراف ۷:۳۱) کھاؤ پیو اور اسراف (فضول خرچی) نہ کرو (۲) وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا (فرقان ۲۵:۶۷) اور اللہ کے بندے جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ ہاتھ تنگ ہی رکھتے ہیں۔ اور ان کا خرچ اعتدال پر ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے عدل کا قانون مقرر فرمایا ہے کہ درمیانی راہ اختیار کرو نہ زیادتی کرو اور نہ کمی۔ افراط و تفریط دونوں قابل اعتراض ہیں۔

حلال روزی استعمال کی جائے: (۸۸) حق تعالیٰ نے تم کو جو روزی عطا فرمائی ہے اسے حلال طیب ہونے کی حالت میں استعمال کرو اور اپنی زندگی کے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو اسی کے احکام و رضا کی جس پر تم ایمان لائے ہو پیروی کرو۔ اور اس کی

مخالفت ونافرمانی چھوڑ دو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٨٩﴾

اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑتا۔ ہاں ان قسموں پر پکڑتا ہے جو تم نے دل سے کھائی ہوں پھر ان کا کفارہ گھر والوں کے کھانے سے دس محتاجوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے پہنانا یا ایک غلام کا آزاد کرنا ہے' پھر جو نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھ لے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے' جب تم قسمیں کھالو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے سامنے اپنی آیتیں صاف صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر گذار بنو۔

لغو یمین کا بیان: (۸۹) سورہ بقرہ میں لغو یمین کی پوری تفصیل بیان ہو چکی کہ غیر شعوری طور پر قسم کھا لینا لغو یمین ہے۔

قسم کا کفارہ: پھر فرمایا ان قسموں کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلا دینا ہے خواہ وہ قطعی نادار ہوں یا بقدر ضرورت کمائی نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ محتاجوں کو وہ کھانا دو جو تمہارے گھر کے کھانے میں درمیانی درجے کا ہو (ابن عباسؓ وغیرہ) پھر فرمایا یا انہیں کپڑے دے دیئے جائیں۔ پھر فرمایا یا غلام آزاد کیا جائے۔

قسم کے کفارے میں مذکورہ بالا تین چیزیں ہیں جس میں سہولت ہو وہی دے دی جائے' اللہ نے آسان چیز سے ابتدا کی کیونکہ کھانا کپڑے سے اور کپڑا غلام سے آسان ہے۔ اس میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے۔ اگر کوئی کسی ایک چیز پر بھی قادر نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھ لے پھر فرمایا یہ کفارہ شرعی قسم کے توڑ دینے پر لازم آتا ہے۔ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اور کفارہ ضرور ادا کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾ لَيْسَ عَلَي

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۲/۲

اے ایمان والو شراب' جوا' بت اور تیر گندے اور شیطانی کام ہیں' ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔ شیطان تم میں شراب اور جوئے کے ذریعہ عداوت ڈالنا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کے ذکر و نماز سے روکنا چاہتا ہے۔ پھر کیا تم باز آنے والے ہو؟ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو اور احتیاط برتو۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو یقین مانو کہ ہمارے رسول ﷺ کے ذمے صرف صاف طور سے پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے ان پر جو کچھ انہوں نے (حالت کفر میں) کھایا کوئی گناہ نہیں۔ جبکہ اس سے پرہیز کریں' ایمان لائیں اور اچھے کام کرتے رہیں' پھر پرہیز کریں اور ایمان لائیں اور احسان کریں اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

جوے اور شطرنج کی ممانعت: (۹۰) حق تعالیٰ ایمان والوں کو شراب پینے اور جوا کھیلنے سے منع فرما رہا ہے علیؓ فرماتے ہیں شطرنج جوے میں داخل ہے (ابن ابی حاتم۔

فالوں کے تیروں اور تھانوں کی گندگی کا بیان: انصاب یعنی تھان' وہ پتھر جن کے پاس قربانیاں کی جاتی ہیں۔ ازلام قسمت کے تیر جن سے فال لی جاتی ہے۔ (ابن ابی حاتم) پھر فرمایا یہ گندے اور شیطانی کام ہیں۔ یعنی ان سے شیطان خوش ہوتا ہے اور اللہ ناراض ہوتا ہے لہذا یہ گندگی چھوڑ و اور اس سے بچو تا کہ دین و دنیا میں کامیاب ہوسکو۔

(۹۱) اس آیت میں ڈراوا ہے کہ اگر تم اس قسم کے لہو ولعب میں مبتلا ہو جاؤ گے تو ذکر اللہ اور نماز بھول جاؤ گے اور شیطان اس بہانے سے تم میں دشمنی پیدا کر دے گا۔ ان میں اس دنیوی نقصان کے علاوہ آخرت کا بھی سخت نقصان ہے۔

شراب کی حرمت: (۱) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں شراب تین بار حرام ہوئی۔ جب رحمت عالم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ شراب پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے' آپ سے لوگوں نے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھا تو یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ (بقرہ۲:۲۱۹) اتری۔ لوگوں نے سمجھا کہ شراب اور جوا حرام نہیں ہوا۔ کیونکہ آیت میں ہے وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ ان میں لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں چنانچہ یہ لوگ شراب پیتے رہے ایک دن ایک مہاجر نے نماز پڑھائی اور قرات میں بڑی گڑبڑ کی۔ پھر یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی (نساء۴:۴۳) لوگو نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ' اتری۔ اب بھی لوگ شراب پیتے رہے۔ بعض دفعہ نماز کا وقت ہوتا اور بعض شخص نشے میں چور ہوتا' پھر اس سے بھی سخت آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ الخ اتری اور صاف طور سے شراب کی ممانعت آ گئی۔ پھر فرمایا کیا تم ان گندگیوں سے باز آ جاؤ گے؟۔ صحابہؓ بولے ہم باز آ گئے' صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کچھ لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اور کچھ فوت ہو گئے جو شراب پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے شراب و جوئے کو ناپاک اور شیطانی عمل فرمایا ہے۔ اس پر لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الخ اتری۔ آپ نے فرمایا اگر شراب جو ان پر بھی حرام کر دیا جاتا تو وہ بھی تمہاری طرح چھوڑ دیتے (۲) حضرت عمرؓ

شراب کے بارے میں وضاحت چاہتے تھے۔ چنانچہ بقرہ والی آیت اتری اور عمرؓ کو بلا کر سنائی گئی۔ آپ کو تشفی نہ ہوئی فرمایا اللہ اور وضاحت فرما چنانچہ سورہ نساء والی آیت اتری۔ پھر حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کے بعد مؤذن کہتا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانٌ نشے والا نماز میں حاضر نہ ہو جب یہ آیت بھی عمرؓ کو بلا کر سنائی گئی تو پھر آپ نے یہی فرمایا اے اللہ شراب کے بارے میں شفا بخش بیان اتار۔ پھر مائدہ والی آیت اتری اور آپ کو بلا کر سنائی گئی۔ جب آپ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ پر پہنچے تو عمرؓ بولے ہم باز آ ئے ہم باز آئے (تند) (۳) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے شراب کو جوئے کو شطرنج کو اور غنیراء کو حرام فرما دیا اور ہر نشے والی چیز حرام ہے۔ (الف) (۴) شراب کی وجہ سے دس پر لعنت ہے شراب پر پینے والے پر پلانے والے پر فروخت کرنے والے پر خریدنے والے پر نچوڑنے والے پر نچڑوانے والے پر اٹھانے والے پر اٹھوانے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر سب پر لعنت ہے (داج) (۵) ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلیان کی طرف تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے دائیں طرف تھا۔ صدیقؓ آ گئے تو میں دائیں جانب سے ہٹ کر بائیں جانب آ گیا اور آپ دائیں جانب ہو گئے آپ کھلیان میں تشریف لائے وہاں شراب کی مشکیں دیکھیں مجھ سے فرمایا چھری لے کر یہ مشکیں پھاڑ ڈالو چنانچہ میں نے پھاڑ دیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا شراب پر پینے والے پر پلانے والے پر بیچنے والے پر خریدنے والے پر اٹھانے والے پر اٹھوانے والے پر نچوڑنے والے پر نچڑوانے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر سب پر لعنت ہے (الف) (۶) براء بن عازبؓ فرماتے ہیں جب شراب کی حرمت اتری تو لوگوں نے کہا ان کا کیا حال ہوگا جو حرمت سے پہلے شراب پیا کرتے تھے اس پر لیس علی الذین الخ اتری (ت)

(۷) جس نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہیں کی حق تعالیٰ اس پر آخرت میں شراب حرام فرما دے گا (ق) (۸) ہر نشے کی چیز شراب ہے اور ہر نشے دار چیز حرام ہے جو شراب پیتا پیتا مر گیا اور توبہ نہیں کی اسے آخرت میں نہیں ملے گی۔ (م) (۹) اللہ تین شخصوں کو قیامت کے روز نہیں دیکھے گا ماں باپ کا نافرمان ہمیشہ شراب پینے والا اور دے کر احسان جتانے والا (ن) (۱۰) جنت میں احسان جتانے والا ماں باپ کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا داخل نہ ہوگا (الف)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ
وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَٰلِكَ
فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ
قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ
مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا
لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ

مِنْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

اے ایمان والو۔ اللہ تمہیں کچھ ایسے شکار سے آزمائے گا جس تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچیں گے تا کہ اللہ معلوم کرلے کہ کون بن دیکھے اس سے ڈرتا ہے پھر جو اس کے بعد زیادتی کرے گا۔ اسی کے لئے دردناک سزا ہے۔ اے ایمان والو احرام کی حالت میں شکار نہ مارو۔ اور تم میں سے جو کوئی جان بوجھ کر شکار کرلے گا تو اس کی جزا اسی جیسا جانور ہے جو اس نے مارا ہے۔ اس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل شخص کریں گے اور یہ قربانی کعبہ کو پہنچ کر ہوگی۔ خواہ محتاجوں کو کفارہ دے دیا جائے یا اس کی برابر روزے رکھ لئے جائیں تا کہ اپنے کام کا وبال چکھ لے۔ اللہ نے وہ گناہ معاف فرما دیا ہے جو گذر چکا اور جو شخص پھر (ایسا ہی) کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ سب پر غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔

شکار سے آزمائش: (۹۴) اللہ اپنے بندوں کو آزمانے کے لئے حالت احرام میں کمزور اور چھوٹے شکار سے جو ہاتھ سے پکڑا جا سکے منع فرماتا ہے کہ اس کے قریب بھی مت جانا یہ آیت عمرہ حدیبیہ کے موقع پر اتری، وحشی جانور، پرندے اور شکار صحابہ کے خیموں کے پاس کثرت سے آ جا رہے تھے، ان کی اس سے پہلے اس قدر کثرت نہیں دیکھی گئی تھی۔ حق تعالیٰ نے احرام کی حالت میں ان کے شکار سے منع فرما دیا۔ پھر فرمایا تا کہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے یعنی اللہ شکار کی کثرت سے آزما رہا ہے جو کثرت سے خیموں کے پاس آ جا رہے ہیں اور اگر لوگ چاہیں تو ہاتھوں سے بھی پکڑ سکتے ہیں اور نیزوں سے بھی شکار کر سکتے ہیں۔ کھلم کھلا اور چھپ کر ہر طرح شکار پر قادر ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون پوشیدہ اور ظاہر اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور کون نہیں۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ (ملک ۶۷:۱۲) جو اپنے رب سے تنہائی میں ڈرتے ہیں انہیں کے لئے بڑی بخشش اور بڑا اجر ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص باوجود جھنجھوڑے جانے کے بھی زیادتی سے باز نہیں آئے گا تو اس زیادتی و نافرمانی سے اس کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔

حالت احرام میں شکار کی حرمت: (۹۵) حالت احرام میں شکار کرنا حرام ہے۔ یہ حکم حلال جانوروں کے بارے میں ہے۔

صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ فساد پیدا کرنے والے جانوروں کو حرم و غیر حرم ہر جگہ قتل کیا جا سکتا ہے، کوے، چیل، بچھو، چوہے اور کاٹنے والے کتے کو (ق) (۲) پانچ جانوروں کے مارنے پر محرم پر کوئی گناہ نہیں۔ پھر وہی حدیث ہے (ق)

کیا غلطی سے شکار کرنے والے پر بھی فدیہ ہے؟: پھر فرمایا جان بوجھ کر قتل کرنے والے کو اس جیسا جانور فدئے میں دینا پڑے گا...... قرآن نے جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر کفارہ لازم قرار دیا اور سنت نے بھولنے والے پر بھی کفارہ واجب بتایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے جان بوجھ کر شکار کرنے والے پر جزا بھی واجب کی اور گناہ بھی۔ پھر فرمایا تا کہ اپنے کام کا خمیازہ بھگتے۔ اور جو کچھ پہلے گذر چکا وہ معاف ہے اور جس نے دوبارہ کیا اللہ اس سے بدلہ لے لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے باہمی معاملات سے خطا میں بھی جزا واجب ہے۔ علاوہ ازیں شکار کرنا جان کا تلف کرنا ہے اور جان کا تلف کرنا خطاً و عمد میں ضمانت چاہتا ہے۔ البتہ جان بوجھ کر مارنے والا گنہ گار ہے اور خطا سے مارنے والا قابل ملامت نہیں۔

قتل کی جزا میں ہم مثل جانور کی قربانی کی جائے: پھر فرمایا جو جانور قتل کیا جائے جزا میں اس کا ہم مثل دیا جائے۔

مثل و قیمت کا فیصلہ دو عادل مسلمان کریں: پھر فرمایا تم میں سے دو عادل شخص اس کا فیصلہ فرمائیں یعنی مثل والے شکار میں مثل کا اور غیر مثل والے شکار میں قیمت کا فیصلہ دو عادل مسلمان کریں۔

قبیصہؒ بن جابرؓ کہتے ہیں ایک دفعہ ہم حج کے لئے روانہ ہوئے اور صبح کی نماز پڑھ کر سواریوں پر چلتے ہوئے آپس میں بات چیت کرتے جاتے تھے۔ایک صبح کو ہماری سیدھی یا بائیں طرف سے ایک ہرن گذرا' ہم میں سے ایک شخص نے پتھر اٹھا کر اس کو مارا جو اس کے پیٹ پر لگا جس سے وہ مر گیا ہم نے یہ بات بڑی سمجھی پھر جب ہم مکہ آئے تو میں اس کے ساتھ عمرؓ کے پاس گیا۔اس نے آپ سے اپنا واقعہ بیان کیا۔آپ کے پاس ایک شخص (عبدالرحمٰن بن عوف) جن کا چہرہ چاندی کی طرح تھا موجود تھے۔عمرؓ ان سے بات کر کے اس شخص سے پوچھنے لگے کیا تو نے اسے جان بوجھ کر مارا ہے یا بھول کر غلطی سے ایسا ہو گیا۔بولا میں نے قصداً پتھر پھینکا تھا مگر میرا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا۔عمرؓ نے فرمایا میرے خیال میں تم عمد اور خطا کے درمیان درمیان رہے۔ایک بکری ذبح کر کے اس کا گوشت خیرات کر دو اور اس کا چمڑا باقی رکھو' پھر ہم آپ کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے' میں نے اپنے ساتھی سے کہا اللہ کے احکام کی عظمت کر۔امیر المومنین سے جواب نہ بن پڑا اور انہیں دوسرے سے پوچھنا پڑا تو اپنی اونٹنی ذبح کر دے شاید یہ تیرے گناہ کا کفارہ ہو جائے۔مجھے یہ آیت یاد نہ تھی' میری اس بات کی عمرؓ کو بھی خبر ہو گئی اور آپ دُرہ لے کر تشریف لے آئے اور اس شخص کے درے مارے کہ تو نے حرم میں قتل کیا اور میرا فیصلہ غلط جانا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے' میں نے کہا امیر المومنین میری طرف سے آپ پر جو چیز حرام ہے میں اسے حلال نہیں سمجھتا فرمایا اے قبیصہ میں تجھے نوجوان' چوڑے سینے والا اور چرب زبان سمجھتا ہوں' ایک نوجوان میں نو عادتیں اچھی ہوتی ہیں اور ایک عادت بری ہوتی ہے جو اس کی اچھی عادتوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔اس لئے تو جوانی کی لغزشوں سے بچتا رہ (ابن جریر) ابن جریرؒ بجلی فرماتے ہیں میں نے احرام کی حالت میں ایک ہرن شکار کر لیا۔پھر عمرؓ سے بیان کیا فرمایا اپنی قوم کے دو آدمی لے آؤ وہ دونوں تمہارے بارے میں جزا کا فیصلہ کر دیں گے۔چنانچہ میں عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ کے پاس آیا۔انہوں نے ایک خاکی بکرے کا فیصلہ کیا (ابن جریر) اربدؓ نے حالت احرام میں ایک ہرن مار ڈالا پھر وہ عمرؓ کے پاس فیصلے کے لئے آئے۔فرمایا آؤ ہم دونوں مل کر فیصلہ کریں دونوں نے ایک گائے کے بچے کا فیصلہ کیا جو گھاس کھانے لگا ہو۔پھر عمرؓ نے یہ آیت پڑھی پھر فرمایا یہ جزا کی قربانی کعبہ اقدس کو پہنچنے والی ہو۔یعنی حرم میں پہنچا کر ذبح کی جائے اور حرم کے محتاجوں پر اس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے۔اس صورت میں اس حکم پر سب کا اتفاق ہے۔پھر فرمایا کفارہ محتاجوں کا کھانا ہو یا اس کے برابر روزے ہوں۔یعنی اگر محرم کو جانور کا مثل نہ ملے یا جانور غیر مثلی ہو تو ہم کہیں گے کہ جانور کی قربانی میں' کھانا کھلانے میں اور روزوں میں محرم کو اختیار ہے

پھر فرمایا کہ کفارے کے وجوب کا حکم اللہ کی مخالفت کی سزا ہے۔اللہ نے جاہلیت کے گناہ جو گذر چکے معاف فرما دیئے۔ لیکن انہیں معاف ہیں جو اسلام میں خلوص سے عمل کرتے ہیں' شریعت کے پابند ہیں اور گناہ نہیں کرتے پھر فرمایا اور جو اسلام لا کر اور شریعت کے حکم سے خبردار ہو کر جاہلیت جیسا کام کرے گا حق تعالیٰ اس سے انتقام لے لے گا اور اس پر اس کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی ہے ایک شخص نے حالت احرام میں شکار کر لیا تھا اللہ نے معاف کر دیا' پھر اس نے دوبارہ شکار کر لیا۔آخر آسمان سے آگ اتری اور اسے جلا کر خاک کر گئی' یہ ہے اللہ کا انتقام کیونکہ اللہ سب پر غالب ہے۔اس کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں اور نہ اسے انتقام سے کوئی باز رکھ سکتا ہے اور نہ اس کی سزا میں کوئی مزاحمت کرنے والا ہے۔ساری کائنات اسی کی ہے اور سب پر اسی کا حکم چلتا

ہے وہ بڑی زبردست عزت وغلبہ والا ہے اور اس شخص کی سزا پر قادر ہے جو اس کی نافرمانی کرے اور اس کا حکم نہ مانے۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٩٧﴾ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٨﴾ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٩٩﴾

تمہارے لئے سمندر دریا کا شکار اور کھانے پینے کی چیزیں (حالت احرام میں بھی) حلال ہیں تاکہ ان سے تمہیں اور قافلہ والوں کو فائدہ پہنچے اور جب تم احرام میں ہو تو تم پر خشکی کا شکار حرام ہے لہذا نافرمانی کے انجام سے اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے۔ اللہ نے کعبہ کو جو حرمت والا گھر ہے لوگوں کے سلامتی سے قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینوں کو بھی اور قربانی لے جانے کو بھی اور نشانی والے جانوروں کو بھی یہ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ آسمان وزمین کی ایک ایک چیز کا حال اللہ خوب جانتا ہے اور اسے ہر چیز کا پورا علم ہے۔ یقین مانو کہ اللہ نافرمانیوں پر سخت سزا دے گا اور فرمانبرداری پر خطاپوش ومہربان ہے رسول کے ذمہ محض پیغام پہنچا دینا ہے اور جو کچھ تم کھلم کھلا اور چھپ کر کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

محرم کے لئے دریائی شکار حرام ہے: (۹۶٬۹۷) یعنی سمندر یا دریے سے تازہ تازہ شکار کرنا یا سوکھی یا مری ہوئی مچھلی جو سمندر یا دریا کے ساحل پر آ جائے حالت احرام میں بھی حلال ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں شکار وہ ہے جو زندہ پکڑ لیا جائے اور طعام وہ ہے جسے دریا کنارے پر پھینک دے اور مردہ ہو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک دن ابوبکرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ دریا کا طعام وہ ہے جسے دریا ساحل پر پھینک دے (ابن جریرؒ)

دریا کا مرا ہوا جانور حلال ہے: پھر فرمایا کہ تم معہ قافلہ کے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ سیارۃ (سیار کی جمع ہے) یعنی سمندر یا دریا کے کنارے کنارے سفر کرنے والے مسافروں یا ان کے لئے روزی ہے جو لب دریا رہتے ہیں اور شکار کرتے ہیں اور دریا کا وہ طعام ہے جو مر کر ساحل پر آ جائے یا شکار کر کے نمک لگا کر سکھا دیا جائے یہ مسافروں کے لئے زادراہ اور دریا سے دور رہنے والوں کے لئے روزی ہے۔ سمندر یا دریا کے مرے ہوئے جانور کے حلال ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف تین سو مسلمانوں کا لشکر بھیجا جن کے امیر ابوعبیدہؓ تھے میں بھی اس میں شامل تھا ہم روانہ ہو گئے راہ میں ہمارے پاس کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں پھر امیر لشکر کے حکم سے تمام فوج کا زادہ راہ جمع کیا گیا جس سے کھجوروں

سے دو توشہ دان بھر گئے امیر ہمیں ان میں سے کھجوریں بانٹ دیا کرتے تھے آخر کار وہ بھی ختم ہو گئیں پھر ہم ساحل سمندر پر پہنچے ساحل پر ایک پہاڑ جیسی مچھلی مری ہوئی پڑی تھی یہی سارا لشکر اٹھارہ دن تک کھاتا رہا امیر کے حکم سے اس کی دو پسلیاں کھڑی کر کے ان کے نیچے سب سے اونچی سواری گذاری گئی جو بلا مزاحمت کے گذر گئی (ق) مسلم میں اس کا نام عنبر آیا ہے ابوعبیدہؓ پہلے تو اسے مردہ دیکھ کر رکے پھر فرمایا ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پیغامبر ہیں۔ اور حالت اضطرار میں ہیں اس لئے کھاؤ ہم تین سو مجاہد تھے اور ایک ماہ تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور خوب موٹے تازے ہو گئے ہم گھڑے بھر بھر کر اس کی آنکھوں سے روغن نکالا کرتے تھے ابوعبیدہؓ نے اس کی آنکھوں کے گڑھوں میں ۱۳ آدمی بیٹھا دیئے تھے ہم نے اس کے گوشت کے بہت سے پارچے بھی اپنے ساتھ لے لئے تھے پھر مدینہ آ کر ہم نے آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو فرمایا وہ روزی تھی جو اللہ نے تمہارے لئے سمندر سے نکال کر ساحل پر بھیج دی تھی اگر تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہو تو مجھے بھی کھلاؤ چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت گرامی میں اس کا گوشت بھیجا اور آپ نے اسے تناول فرمایا

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سمندر کے سفر میں اپنے ساتھ تھوڑا سا میٹھا پانی لے جاتے ہیں اگر ہم اس سے وضو کر لیں تو پیاسے رہ جائیں کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔ (تنداج)

ایک حدیث میں ہے کہ ہمارے لئے دو قسم کے مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں مرے ہوئے حلال جانور مچھلی اور ٹڈی ہے اور خون کلیجی اور تلی ہے (الف ابن ماجہ دار قطنی بیہقی) اس روایت کے شواہد بھی ہیں اور یہ موقوف بھی آئی ہے)

محرم پر خشکی کا شکار حرام ہے: پھر فرمایا تم پر خشکی کا شکار حرام ہے جب تک محرم ہو۔ اگر محرم جان بوجھ کر حالت احرام میں شکار کر لے گا تو گنہگار ہو گا اور تاوان بھرے گا اور اگر غلطی سے شکار کرے گا تو صرف تاوان بھرے گا اور اسے وہ شکار حرام ہو گا کیونکہ اس کے حق میں یہ شکار گویا مرا ہوا جانور ہے۔

کیا غیر محرم کا کیا ہوا شکار محرم کو مباح ہے: اگر غیر محرم نے شکار کر کے محرم کو اس کا گوشت ہدیہ میں بھیجا تو اگر غیر محرم نے محرم کے لئے شکار کیا ہو تو محرم کو اس کا کھانا جائز نہیں۔

کیونکہ صعب بن جثامہ والی حدیث میں ہے کہ انہوں نے رحمت عالم ﷺ کے پاس ایک وحشی گدھا تحفہ میں بھیجا اس وقت آپ ابواء یا ودان میں تھے آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا پھر جب آپ نے ان کے چہرے پر آثار ملال دیکھے تو فرمایا یہ ہم نے احرام کی وجہ سے لوٹا دیا ہے (ق) آپ نے خیال فرمایا کہ شکار میرے لئے ہی کیا گیا ہے اس لئے لوٹا دیا اگر محرم کے لئے شکار نہ کیا جائے تو پھر اس کا کھانا روا ہے کیونکہ ابوقتادہؓ والی حدیث میں ہے کہ جب ا دہؓ نے جو غیر محرم تھے ایک جنگلی گدھا شکار کیا اور اس میں سے گوشت اپنے محرم رفقاء کو دیا تو انہوں نے نہیں کھایا جب تک آپ سے پوچھ نہیں لیا آپ نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے اس کی طرف اشارہ تو نہیں کیا اور شکار کے سلسلے میں ابوقتادہؓ کی مدد تو نہیں کی بولے نہیں فرمایا تو کھا سکتے ہو اور آپ نے بھی کھایا (ق) ایک حدیث میں کہ تمہارے لئے خشکی کا شکار حلال ہے (سعید نے کہا) یعنی حالت احرام میں بشرطیکہ تم اسے شکار نہ کرو اور وہ تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو (قنفہ) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں میں نے عثمانؓ کو حالت احرام میں عرج میں ایک گرم دن میں دیکھا آپ نے ایک سرخ چادر سے منہ ڈھانپ رکھا تھا پھر آپ کے پاس شکار کا گوشت لایا گیا فرمایا کھاؤ پوچھا

کہ آپ نہیں کھائیں گے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرے لئے یہ شکار کیا گیا ہے (مؤطا مالک) (۹۸'۹۹) ان آیتوں کی تفسیر ظاہر ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ع

آپ فرما دیں گندی اور ستھری چیزیں برابر نہیں اگرچہ تمہیں گندی چیزوں کی کثرت اچھی معلوم ہوتی ہو لہذا اے عقل والو اللہ سے ڈر جاؤ کہ فلاح پا لو۔ اے ایمان والو تم ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کر دیئے جائیں تو تمہیں ناگوار ہو اگر تم قرآن اترنے کے زمانے میں ان کی بابت پوچھو گے تو تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں گی اللہ نے گذرے ہوئے سوال معاف فرما دیئے اور اللہ بڑا ہی خطا پوش و بردبار ہے تم سے پہلے ایک قوم نے بھی ان کی بابت سوال کیا تھا پھر وہ ان کی منکر ہو گئی۔

خبیث وطیب برابر نہیں: (۱۰۰) اے نبی آپ لوگوں سے فرما دیں کہ اچھی اور بری چیزیں برابر نہیں ہوسکتیں اگرچہ لوگوں کو بری چیزوں کی کثرت اچھی معلوم ہوتی ہو مگر تھوڑی سی حلال و مفید چیز بہت سی حرام و نقصان دہ چیزوں سے کہیں بہتر ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ جو چیز قلیل و کافی ہو وہ کثیر اور غفلت میں ڈال دینے والی چیزوں سے کہیں بہتر ہے۔ ثعلبہؓ بن حاطب انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ سے دعا فرما دیں کہ اللہ مجھے مالدار بنا دے فرمایا وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کرتے رہو اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو۔

سمجھدار آدمی حلال پر قناعت کرتا ہے: پھر فرمایا کہ اے ارباب دانش اللہ کی نافرمانیوں سے بچو حرام سے پرہیز کرو اور اسے چھوڑ دو اور حلال پر قناعت کرو تاکہ تم دنیوی اور اخروی سعادتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔

بے فائدہ سوالات کی برائی: (۱۰۱) اللہ مسلمانوں کو ادب سکھاتا ہے کہ بے فائدہ کرید نہ کیا کرو کیونکہ اگر وہ باتیں تمہارے سوالات کی وجہ سے ظاہر کر دی جائیں تو بسا اوقات باعث رنج و غم بن سکتی ہیں پھر انہیں سننا بھی گوارا نہ کرو گے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی کی طرف سے مجھے کوئی بات نہ پہنچائے جب میں تمہارے پاس آؤں تو میں چاہتا ہوں کہ میرا دل بے داغ ہو۔ انسؓ بن مالک فرماتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے وعظ فرمایا میں نے ایسا وعظ کبھی نہیں سنا تھا فرمایا اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جائے جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسنا بھول جاؤ اور روتے ہی رہو (فرماتے ہیں) یہ سن کر صحابہؓ منہ چھپا کر رونے لگے اور ان کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں اس پر یہ آیت اتری (قتان) انس بن

مالکؒ فرماتے ہیں لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے کثرت سے سوالات کیا کرتے تھے ایک دن آپ تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا آج مجھ سے جو بات پوچھی جائے گی میں اس کا جواب دیئے بغیر نہ رہوں گا یہ سن کر صحابہ ڈر گئے کہ کہیں سوالات کی بابت اللہ کا غصہ نہ اتر آئے میری جدھر نگاہ اٹھتی تھی میں دیکھتا تھا کہ ہر شخص کپڑے میں منہ لپیٹے ہوئے رو رہا تھا پھر ایک شخص جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا کھڑا ہو کر بولا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر عمرؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا ہم اللہ کے رب ہونے سے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے سے راضی ہیں اور فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔فرماتے ہیں) پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا آج جیسی بھلائی اور برائی میں نے کبھی نہیں دیکھی میرے سامنے جنت وجہنم لائی گئی میں نے دونوں کو اس دیوار سے بھی زیادہ قریب دیکھا (ق) یہ سن کر آپ کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور یہ آیت اتری (ابن جریر) (مسند جید) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کچھ لوگوں کو اللہ کے رسول سے بطور دل لگی کے سوالات کرنے کی عادت تھی کوئی پوچھتا میری کھوئی ہوئی اونٹنی کہاں ہے اللہ نے انہیں کے بارے میں یہ آیت اتاری (ب)

سوالات سے روکنے کی وجہ : (۱۰۲) یعنی تم سے پہلوں نے ان حرام چیزوں کے بارے میں سوال کیا پھر جب انہیں ان کا جواب دیا گیا تو وہ ان پر ایمان نہیں لائے اور ان کی وجہ سے کافر بن گئے۔یعنی جب ان کے سامنے تفصیل آئی تو اس سے فائدہ نہیں اٹھایا کیونکہ ان کے سوالات دل لگی کے لئے تھے عمل کے لئے نہیں۔

مسلمانوں کو ایسے سوالات سے روک دیا گیا جیسے کھانے کے بارے میں عیسائیوں نے کئے تھے اور پھر وہ ان کے منکر ہو گئے تھے اللہ نے منع کر کے فرمایا کرید نہ کرو ورنہ اگر تمہاری کرید کی وجہ سے قرآن میں کسی حکم کے بارے میں سختی اتر آئی تو تمہیں ناگوار گذرے گا وحی کا انتظار کرو تمہارے دلوں میں جو سوالات کھٹک رہے ہیں ان سب کا تسلی بخش جواب آ جائے گا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

بحیرہ، سائبہ وصیلہ اور حام میں سے کوئی چیز بھی اللہ کی ٹھہرائی ہوئی نہیں ہاں جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی وہ اللہ پر جھوٹ بول کر افترا کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر سمجھ سے محروم ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف رجوع کرو جو اللہ نے اتاری ہے اور رسول ﷺ کی طرف بھی تو کہتے ہیں کہ ہم نے جس راہ پر اپنے باپ دادا کو پایا ہمارے لئے وہی راہ کافی ہے اگر ان کے باپ دادا کچھ جانتے بوجھتے نہ ہوں اور سیدھی راہ پر بھی نہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ ان کی تقلید کریں گے۔

بتوں کے نام کے جانور : (۱۰۳) بحیرہ یعنی وہ اونٹنی جس کا دودھ بتوں کی وجہ سے حرام سمجھا جاتا تھا اور کوئی شخص اس کا دودھ

استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ سائبہ وہ اونٹنی جو بتوں کے نام پر چھوڑ دی جاتی تھی اور اس پر لادنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ عمرو بن عامر خزاعی آتش جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹتا ہوا پھر رہا ہے اس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر اونٹنیاں چھوڑی تھیں۔ وصیلہ وہ اونٹنی یا بکری ہے جو پہلوٹی کے بعد دیگرے دو مادہ بچے دے ایسے جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے تھے حام وہ اونٹ ہے جس سے متعدد بچے پیدا ہو چکے ہوں اب اسے بتوں کیلئے چھوڑ دیتے تھے اور اس پر لادنا حرام سمجھتے تھے (ن م) (۲) میں نے دیکھا جہنم میں آگ آگ کو کھا رہی ہے اور اس میں عمرو کو بھی آنتیں گھسیٹتے ہوئے دیکھا اسی نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر جانور چھوڑے تھے (۳) آپ نے اکثم بن جون سے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو آنتیں گھسیٹتا ہوا دیکھا وہ ہو بہو تمہاری اور تم اسی کی شکل کے ہوا کثم بولے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو یہ ڈر ہے کہ اس کی مشابہت میرے لئے نقصان دہ ہے فرمایا نہیں تم مومن ہو اور وہ کافر تھا اسی نے سب سے پہلے ابراہیمی دین بدلا اور بتوں کے نام پر اونٹنیوں کے کان چیرے اور انہیں بتوں کے نام پر چھوڑا اور حام کو حرام کر دیا (ابن جریر)

عمرو بن لحی نے ابراہیمی دین بدلا: ابراہیمی دین کو بدلنے والا عمرو بن لحی بن قمعہ ہے جو بنی خزاعہ کا جو بنی جرہم کے بعد بیت اللہ کے متولی تھے رئیس تھا یہی سب سے پہلے حجاز میں بت لایا اور لوگوں کو عبادت وتقرب کی دعوت دی اور بعض جانور بتوں کے نام پر چھوڑے فرمایا وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ (الانعام ۶:۱۳۶) اور اللہ نے جو اناج اور جانور پیدا کئے وہ ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا ٹھہرا کر اپنے زعم میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے بتوں کا۔

بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام کی تعریف: اوپر بتوں کے نام جانور کے بیان میں بیان ہو چکی۔

اللہ پر کافروں کا اتہام: پھر فرمایا کافر اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں یعنی بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام اللہ کی مقرر کی ہوئی شریعت نہیں ہے اور نہ یہ چیزیں اس کے تقرب کا سبب ہیں یہ تو مشرکوں کی خود ساختہ باتیں ہیں جو انہوں نے لوگوں پر مقرر کر دی ہیں اور یہ کہہ کر کہ یہ اللہ کی شریعت ہے اور باعث تقرب ہے۔ اللہ پر افترا کرتے ہیں ان سے تقرب کے بجائے انسان اللہ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔

تقلید کی مذمت: (۱۰۴) جب انہیں دین وشریعت کی دعوت دی جاتی ہے اور اس کے واجبات وممنوعات بتائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے فرمایا اگر ان کے باپ دادا حق نہ سمجھتے ہوں اور سیدھی راہ سے بے بہرہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ انہیں کے قدم بہ قدم چلیں گے ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کے نقوش پا پر چلنے والے ان سے بھی زیادہ جاہل وگمراہ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اے ایمان والو تم پر تمہاری جانوں کی ذمہ داری ہے اگر تم سیدھی راہ پر ہو تو دوسروں کا گمراہ ہونا تمہیں نقصان دہ نہیں تم سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے کاموں کی خبر دے گا۔

مسلمانوں کو اپنی اصلاح ضروری ہے: (۱۰۵) مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرتے رہیں نیکیوں میں سرگرم عمل رہیں اور مقدور پھر اپنی اصلاح میں لگے رہیں کیونکہ جس نے اپنی اصلاح کر لی اسے لوگوں کا بگڑ جانا نقصان دہ نہیں خواہ وہ ان کے قریب ہو یا دور ہو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں یعنی جب تک انسان میری تابعداری کرتا رہے گا۔ اور میرے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا رہے گا اس وقت تک اسے گمراہی نقصان نہ پہنچائے گی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تمہیں تمہارے کاموں کی خبر دے گا یعنی ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دے گا اچھے عملوں پر نیک جزا اور برے عملوں پر سزا ہے۔

وعظ و نصیحت ضروری ہے: اس آیت سے وعظ و نصیحت چھوڑ دینا لازم نہیں آتا ایک دن ابو بکرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر حمد و ثناء کے بعد فرمایا بھائیو تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا مطلب غلط سمجھتے ہو میں نے رحمت عالم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے جب لوگ بری باتیں دیکھ کر انہیں مٹانے کی کوشش نہیں کریں گے تو اللہ ان پر جلدی ہی ایک عام عذاب بھیج دے گا (جو نیکوں اور بدوں سب پر چھا جائے گا ابو امیۃ الشعبانی کہتے ہیں میں نے ابو ثعلبہؓ خشنی سے اس آیت کا مطلب پوچھا فرمایا تم نے جاننے والے ہی سے پوچھا ہے میں نے بھی اس آیت کے بارے میں رحمت عالم ﷺ سے پوچھا تھا فرمایا وعظ و نصیحت کرتے رہو ہاں جب دیکھ کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے۔ خواہش پرستی کا رواج ہے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر شخص اپنی ہی رائے کا تابع ہے تو پھر تم اپنی اصلاح میں لگ جاؤ اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں کہ ان پر صبر کرنے والے کی مثال ایسی ہو گی جیسے وہ مٹھی میں انگارے لئے ہوئے ہے ان ایام میں شریعت پر عمل کرنے والوں کو تم جیسے پچاس عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا (ت) ایک روایت میں ہے) کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ پچاس آدمیوں کا جو اجر ملے گا وہ ہم میں سے ہوں گے یا ان میں سے فرمایا تم میں سے (تخ)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ حِينَ ٱلْوَصِيَّةِ
ٱثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ ءَاخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى ٱلْأَرْضِ
فَأَصَٰبَتْكُم مُّصِيبَةُ ٱلْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِنۢ بَعْدِ ٱلصَّلَوٰةِ فَيُقْسِمَانِ
بِٱللَّهِ إِنِ ٱرْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِى بِهِۦ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَٰدَةَ
ٱللَّهِ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ ٱلْءَاثِمِينَ ﴿١٠٦﴾ فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰٓ أَنَّهُمَا ٱسْتَحَقَّآ إِثْمًا فَـَٔاخَرَانِ
يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ ٱلْأَوْلَيَٰنِ فَيُقْسِمَانِ بِٱللَّهِ
لَشَهَٰدَتُنَآ أَحَقُّ مِن شَهَٰدَتِهِمَا وَمَا ٱعْتَدَيْنَآ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٧﴾
ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يَأْتُوا۟ بِٱلشَّهَٰدَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوٓا۟ أَن تُرَدَّ أَيْمَٰنٌۢ
بَعْدَ أَيْمَٰنِهِمْ ۗ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱسْمَعُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ ﴿١٠٨﴾ ع ۱۴/۴

مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت ہو تو وصیت کے وقت تمہارے درمیان تم میں سے دو عادل شخصوں کی گواہی ہے یا تمہارے علاوہ دو غیر آدمی ہوں اگر تمہیں سفر میں موت کی مصیبت پہنچ جائے تم ان دونوں کو نماز (عصر) کے بعد روک لو گے اگر تمہیں شک ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس سے کچھ نفع نہیں خریدیں گے اگرچہ وہ عزیز ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپائیں گے اور اس طرح گنہگار نہ بنیں گے پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو میت کے اولیاء میں سے دو شخص ان کی جگہ کھڑے ہوں اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے اچھی ہے اور ہم نے زیادتی نہیں کی ایسی حالت میں ہم سخت ظالم ہوں گے یہ بات اس کے قریب ہے کہ گواہی صحیح طور سے ادا کریں یا اس بات سے ڈریں کہ ان کی قسموں کے بعد قسمیں روک دی جائیں گی اور اللہ سے ڈرو اور سنو اور اللہ نافرمانوں کی رہنمائی نہیں فرماتا۔

وصیت پر دو عادل شخصوں کی گواہی: (۱۰۶) اس آیت میں فرمایا کہ یہ دونوں گواہ عادل ہوں یعنی مسلمان ہوں پھر فرمایا دو گواہ تمہارے غیر سے ہوں یعنی گھر والوں کے علاوہ ہوں' اگر وہ مسلمان ہوں تو بہتر اور اگر مسلمان نہ ہوں تو اہل کتاب ہی سہی' کیونکہ بوجہ مجبوری اہل کتاب کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

دو شرطوں سے ذمی بھی وصیت پر گواہ بنائے جا سکتے ہیں: پھر فرمایا اگر تمہیں سفر میں موت آ جائے اور وہاں مسلمان نہ ہو تو ذمیوں کو گواہ بنانے کی دو شرطیں ہیں۔ سفر کا موقعہ ہو اور میت وصیت کرنا چاہتا ہو تو پھر ان دونوں کو گواہ بنایا جائے بظاہر آیت کا انداز بیان بھی یہی بتا رہا ہے لیکن اگر کوئی تیسرا شخص نہیں ہے جسے وصیت کی جائے تو پھر انہیں کو وصیت کر جائے اور اس پر انہیں کو گواہ بنا جائے جیسا کہ تمیم داری رضی اللہ عنہ اور عدی رضی اللہ عنہ بن بداء کے واقعہ میں آ رہا ہے اس خاص گواہی سے مخصوص محل میں ایک خاص حکم ہے اس میں بہت سی ان باتوں سے قطع نظر کر لی گئی ہے جن سے دیگر احکام میں نہیں کی گئی پھر جب شبہ کا قرینہ ہو تو اس آیت کی رو سے گواہ کو قسم کھلائی جا سکتی ہے پھر فرمایا کہ نماز کے بعد قسم دلاؤ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یعنی عصر کی نماز کے بعد دونوں گواہ نماز کے بعد لوگوں کے اجتماع میں سب کے سامنے کھڑے کئے جائیں اور سب کے سامنے قسم کھائیں کہ ہم نے کچھ نہیں چھپایا اور امانت میں خیانت نہیں کی اللہ کی قسم ہم اپنی قسموں سے دنیا کا تھوڑا سا فائدہ نہیں خریدتے اگرچہ مشہود علیہ ہمارا عزیز ہی کیوں نہ ہو ہم اس کی طرف داری نہیں کریں گے اور اللہ کی گواہی نہیں چھپائیں گے۔ اگر ہم گواہی میں ذرا سا بھی ردوبدل کر دیں یا اسے چھپالیں تو یقیناً ہم گنہگار ہوں گے۔

پھر اگر یہ ثابت ہو جائے کہ گواہوں نے خیانت کی یا لئے ہوئے مال میں سے کچھ چرا لیا تو ترکہ کے مستحق دو وارث کھڑے ہو کر قسم کھائیں کہ یہ گواہ خائن ہیں اگر ہم ان پر الزام لگائیں تو ہم ظالم ہیں جیسے قسامہ میں اگر قاتل معلوم نہ ہو تو مقتول کے اولیا سے قسمیں کھلوا کر قاتل ان کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔

تمیم رضی اللہ عنہ و عدی رضی اللہ عنہ کا واقعہ: تمیم رضی اللہ عنہ و عدی رضی اللہ عنہ دونوں عیسائی تھے اور مسلمان ہونے سے پہلے شام میں آیا جایا کرتے تھے ایک دفعہ حسب دستور تجارت کے لئے شام کو روانہ ہوئے ان کے ساتھ بنی سہم کا مولیٰ بدیل بن ابی مریم بھی تھا یہ بھی تجارت ہی کے لئے جا رہا تھا اس کے پاس چاندی کا ایک گلاس تھا جو بادشاہ کو تحفہ میں دینا چاہتا تھا یہی اس کی تجارت کا بڑا سرمایہ تھا اتفاق سے یہ راستہ میں بیمار ہو گیا اور ان دونوں کو مال سپرد کر کے ان سے وصیت کر گیا کہ میری یہ چیزیں میرے گھر پہنچا دینا تمیم رضی اللہ عنہ کہتے ہے کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ

گلاس ایک ہزار درہم پر فروخت کر کے اس کی قیمت آپس میں بانٹ لی پھر جب ہم ان کے گھر آئے تو ان کے گھر والوں کو باقی مال دے دیا انہوں نے چاندی کا گلاس نہ پا کر ہم سے پوچھا کہ گلاس کہاں ہے ہم بولے کہ جو کچھ دیا گیا تھا وہ ہم نے تمہارے حوالہ کر دیا تمیمؓ کا کہنا ہے کہ جب رحمت عالم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے اور میں مسلمان ہو گیا تو میں نے گلاس کی چوری کو گناہ سمجھا اور ان کے گھر والوں سے سارا واقعہ بیان کر کے انہیں پانچ سو درہم دے دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ باقی پانچ سو درہم عدیؓ کے پاس ہیں چنانچہ ان کے وارث عدیؓ کے پاس گئے اور اس سے رقم کا مطالبہ کیا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس سے اس کے دین کی اہم چیز کی قسم کھلواؤ آخر اس نے جھوٹی قسم کھالی اس پر یہ آیت اتری پھر عمرو بن العاص اور ایک دوسرے شخص نے قسمیں کھا کر کہا کہ یہ جھوٹا ہے اور اس سے پانچ سو درہم وصول کر لئے (ت)

شعبیؒ فرماتے ہیں ایک مسلمان دقوقا میں وفات پا گئے اس وقت ان کے پاس کوئی مسلمان نہ تھا جسے مال کی وصیت کرتے آخر کار انہوں نے دو اہل کتاب گواہ کر دیئے یہ دونوں کوفہ میں ابو موسیٰؓ اشعری کے پاس اس کا مال اور وصیت لے کر آئے آپ نے ان سے عصر کے بعد قسم کھوائی کہ ہم نے نہ خیانت کی نہ جھوٹ بولا اور نہ وصیت بدلی اور نہ امانت چھپائی بلا شبہ جو کچھ ہے مرنے والے کی وصیت کے مطابق ہے چنانچہ ابو موسیٰؓ نے ان کی گواہی جاری فرما دی (یہ روایت دوسری سند سے بھی آئی ہے اور دونوں سندیں عمدہ ہیں)

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

وہ دن یاد کرو جب اللہ رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا رسول جواب دیں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں بلا شبہ تو غیب سے خوب خبردار ہے۔

انبیاء سے ان کی امتوں کے بارے میں سوال: (۱۰۹) قیامت کے دن انبیاء سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری قوم نے تمہاری دعوت پر کہاں تک لبیک کہا تھا کیا انہوں نے تمہاری بات مان لی تھی یا ٹھکرا دی تھی فرمایا فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ (اعراف ۷:۶) ہم ان امتوں سے بھی پوچھ کر رہیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی (۲) فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ (حجر ۱۵: ۹۲، ۹۳) آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے پوچھ کر رہیں گے کہ وہ کیا کیا عمل کرتے رہے انبیاء اس دن کی وحشت سے خوف زدہ ہو کر جواب دیں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں۔ تو علام الغیوب ہے تجھ کو سب کچھ معلوم ہے۔

یعنی اے رب تیرے ہمہ گیر علم کے آگے ہمارے علم کی کیا حقیقت ہے گو ہماری دعوت قبول کی گئی اور ہم قبول کرنے والوں کو پہچانتے بھی ہیں لیکن ہمارا علم ظاہر تک محدود ہے اور ہم باطن سے قطعی بے خبر ہیں۔ تو ہر چیز کو ہر طرح سے خوب جانتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں سے خوب خبردار ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میری نعمتیں یاد کرو جن کا ظہور تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا جب کہ میں نے تمہیں روح القدس سے تقویت پہنچائی تم لوگوں سے گہوارے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرتے تھے اور جب میں نے تمہیں کتاب و حکمت سکھائی اور توریت و انجیل بھی اور جب تم مٹی سے میرے حکم سے پرندے کی صورت بناتے تھے پھر اس میں پھونک مار دیتے تھے پھر وہ میرے حکم سے پرندہ ہو جاتا تھا اور جب تم میرے حکم سے پیدائشی اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے اور جب تم میرے حکم سے مردے جلا دیا کرتے تھے اور جب میں نے یہودیوں کو تم سے روک دیا جب تم ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے جب ان میں سے کافروں نے کہا یہ تو ایک کھلا جادو ہے اور جب میں نے حواریوں کی طرف (الہام) کی کہ مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لے آؤ انہوں نے کہا ہمارا ان پر ایمان ہے اور تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

حضرت عیسیٰ کو نعمتوں کی یاد دہانی: (۱۱۰) اللہ نے اپنے بندے اور رسول حضرت عیسیٰ کو جو بڑے بڑے انعامات اور حیرت انگیز معجزات عطا فرمائے تھے ان کا بیان ہے فرمایا میری پہلی نعمت تو یہ تھی کہ میں نے تمہیں بلا باپ کے صرف ماں سے پیدا کر دیا' میں نے تمہیں اپنی ہمہ گیر و کمال والی قدرت کی ایک پکی دلیل اور نشانی بنایا تمہاری والدہ کو تمہاری زبان سے ظالموں کے الزام سے بری کر دیا اور تمہیں ان کی برات پر ایک روشن برھان بنایا۔ اسی طرح تمہیں جبرئیل سے تقویت پہنچائی' تمہیں کم سنی میں اور جوانی میں اللہ کی دعوت کا منادی بنایا' تمہیں مدت رضاعت میں گویائی دی تم نے اپنی والدہ کی عصمت کی گواہی دی اور گواہی میں انہیں ہر عیب سے بری کر دیا نیز میرے معبود ہونے کا اقرار کیا' قوم کو بتلایا کہ میں گہوارے سے لے کر تادم آخر برابر لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دیتا رہوں گا کیونکہ اللہ ہی نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور انہیں میری عبادت کی دعوت دی پھر فرمایا کہ تم گہوارے میں بھی لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور ادھیڑ عمر میں بھی یعنی جوانی میں کلام اللہ کے ذریعہ لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے کیونکہ ادھیڑ عمر کی کلام میں کوئی ندرت نہیں پھر فرمایا میں نے تمہیں کتابت سکھائی سمجھ عطا کی اور توریت کی تعلیم دی جو موسیٰ ؑ پر اتری تھی۔

پھر فرمایا تم میرے حکم سے مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتے تھے تو وہ سچ مچ کے پرندے بن جاتے تھے اور تم میرے حکم سے پیدائشی اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیا کرتے تھے جیسا کہ سورہ آل عمران میں بیان ہو چکا۔

مردہ زندہ کرنے اور قضائے حاجت کا اسم اعظم: پھر فرمایا کہ تم میرے حکم سے مردے اس طرح زندہ کر دیا کرتے تھے کہ

انہیں آواز دیتے اور وہ میری قدرت و مشیت سے قبروں سے نکل آتے تھے۔

یہودیوں کے ہاتھ روک دینے کا مطلب: یہ ہے کہ جب تم ان کے پاس روشن دلائل لے کر آئے اور انہوں نے تمہیں جھٹلایا، تم پر جادو کا الزام لگا کر تمہاری دعوت ٹھکرا دی، تمہارے قتل کی سرتوڑ کوشش کی اور تمہیں صلیب پر چڑھانا چاہا تو میں نے تمہیں ان سے نجات دی، تمہیں ان کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رکھا اور تمہیں اپنے پاس اٹھا کر ان کی سازشیں چلنے نہ دیں۔ یہ سارے انعامات عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کے دن یاد دلائے جائیں گے ماضی کا صیغہ وقوع قطعی پر دلالت کرتا ہے یہ اسرار غیب ہیں جن پر اللہ نے اپنے پچھلے نبی محمد ﷺ کو مطلع فرمایا۔

وحی الہام و القا کے معنی میں: (۱۱۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس نے آپ کے چند پیروکار آپ کے مددگار بنا دیئے تھے، یہاں بالاتفاق وحی سے الہام مراد ہے۔ یعنی ہم نے چند لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ آپ کے مخلص پیروکار اور فرماں بردار بن جائیں پھر انہوں نے اس الہام کی پیروی کی، اسی معنی میں فرمایا ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰى﴾ (قصص ۲۸:۷) ہم نے ام موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تم ہی موسیٰ کو دودھ پلاؤ گی (۲) ﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ (نحل ۱۶:۶۸) آپ کے رب نے مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ پہاڑوں میں درختوں میں اور بیلوں میں گھر بنائے پھر ہر طرح کا پھل کھا کر اپنے رب کی مسخر کی ہوئی راہوں پر چلتی رہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ
عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ
اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا
مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا
مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا
وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ
مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

جب حواری بولے اے عیسیٰ کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانا اتار سکتا ہے فرمایا اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈر جاؤ، بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن رہیں اور ہمیں یقین ہو جائے کہ جو کچھ آپ نے ہم سے فرمایا سچ ہے اور ہم اس پر گواہ بھی ہو جائیں عیسیٰ نے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے لئے آسمان سے کھانا اتارتا کہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے باعث مسرت ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی بھی ہو اے اللہ ہمیں روزی عطا فرما تو بہترین روزی رساں ہے اللہ نے فرمایا کہ میں تم پر خوان نعمت اتارنے والا ہوں۔ لیکن اس کے بعد اگر تم میں سے کوئی کفر کرے گا تو میں اسے ایسے عذاب میں گرفتار

کروں گا جس میں دنیا کے کسی شخص کو گرفتار نہیں کروں گا۔

نزول خوان نعمت کا بیان: (۱۱۲) نزول خوان نعمت کا بیان ہے اسی مائدہ کے نام پر سورت کا نام ہے اللہ نے ابن مریم کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی صداقت پر خوان نعمت کو ایک روشن نشانی اور پکی دلیل بنا کر بھیجا کہا جاتا ہے کہ انجیل میں خوان نعمت کا بیان نہیں ہے اور نہ اسے عیسائی پہچانتے ہیں انہیں یہ بات مسلمانوں ہی سے معلوم ہوئی حواری سے حضرت عیسیٰ کے صحابہ مراد ہیں۔

انہوں نے ضرورت وغربت کی وجہ سے یہ سوال اٹھایا تھا کہ بلا محنت کے روزی ملتی رہے تاکہ بے فکری سے اللہ کی عبادت کرتے رہیں مسیح نے جواب دیا کہ اس قسم کا سوال نہ کرو اللہ سے ڈر جاؤ ایسا نہ ہو کہ خوان نعمت تمہارے لئے فتنہ بن جائے مومنوں کی یہ شان ہے کہ اللہ پر بھروسہ کر کے روزی تلاش کرتے ہیں۔ (۱۱۳) بولے ہمیں اس کی ضرورت ہے علاوہ ازیں جب ہمارے لئے آسمان سے روزی اترے گی اور ہم اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر لیں گے تو ہمارے دل بھی مطمئن ہو جائیں گے اور ایمان میں بھی اضافہ ہوگا اور ہمیں آپ کی صداقت کا بھی پکا یقین ہو جائے گا اور ہم گواہی دیں گے کہ خوان نعمت اللہ کے پاس کی ایک نشانی ہے۔ اور آپ کی نبوت وصداقت کی ایک روشن دلیل ہے (۱۱۴) آخر کار اللہ کے نبی نے دعا مانگی کہ اے اللہ ہم پر آسمان سے خوان نعمت اتارتا کہ وہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو یعنی ہم اس کے اترنے کے دن عید منائیں اور اس دن کی عظمت سال کے سال مناتے رہیں۔

خوان نعمت کی نشانی اور حکم عدولی پر سخت عذاب: ایک عجلی:۔ میں نے عمارؓ بن یاسر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے فارغ ہو کر پوچھا جانتے ہو اسرائیلی خوان نعمت کی کیا شان تھی میں بولا نہیں فرمایا کہ یہودیوں نے مسیح سے خوان نعمت کا سوال کیا جس میں نہ ختم ہونے والا کھانا ہوتا کہ وہ اسے کھائیں ان سے کہا گیا کہ خوان نعمت تمہارے پاس رہے گا جب تک اسے چھپا کر یا جمع کر کے یا اٹھا کر نہ رکھو گے اگر تم نے ایسا کیا تو پھر ایسے سخت عذاب میں پھنس جاؤ گے جو تمہارے ہم عصروں پر نہیں آیا فرمایا ابھی ایک دن بھی نہ گذرا تھا کہ انہوں نے وہی کیا جس سے انہیں روکا گیا تھا آخر کار عذاب میں پھنس گئے عربو! تم اونٹوں اور بکریوں کے پیچھے پھرا کرتے تھے پھر اللہ نے تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جس کا حسب ونسب تم پہچانتے ہو اس نے تمہیں خبر دی کہ تم عجمیوں پر غالب آ جاؤ گے اور اس نے تمہیں سونا چاندی جمع کرنے سے منع فرمایا اللہ کی قسم تم صبح وشام میں سونا چاندی جمع کرنے لگو گے اور اللہ کے دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے (ابن جریر)

ایک حدیث میں ہے کہ آسمان سے خوان نعمت اترا جس میں گوشت روٹی تھی حکم تھا کہ خوان نعمت میں سے نہ تو چرایا جائے اور نہ کل کے لئے اٹھا کر رکھا جائے مگر لوگوں نے چوری بھی کی اور کل کے لئے اٹھا کر بھی رکھا آخر کار بندر اور سور بن گئے (ابن جریر) عمارؓ فرماتے ہیں خوان نعمت اترا جس میں جنت کے پھل تھے اسے چھپا کر رکھنے کی اور جمع کرنے کی ممانعت تھی لیکن لوگوں نے سب ہی کچھ کیا آخر اللہ نے انہیں بندر بنا دیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مسیح پر خوان نعمت اترا جس میں روٹی اور مچھلی تھی یہودی جس جگہ ٹھہرتے وہیں یہ اترتا اور وہ اسے کھا لیا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ خوان نعمت عہد مسیح میں آپ کی دعا سے اترا بظاہر قرآن کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے مؤرخوں کا بیان ہے کہ موسیٰ بن نصیر بنی امیہ کے جانشین نے مغربی علاقوں کی فتوحات میں مغرب میں خوان کو موتیوں اور طرح طرح کے جواہرات سے مرصع پایا اور اسے ولید بن عبد الملک کی خدمت میں جو بانی جامع

دمشق تھا بھیجا مگر افسوس ابھی وہ پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ولید فوت ہو گیا پھر یہ ان کے بھائی اور جانشین سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں پہنچا لوگوں نے اسے دیکھا اور اس کے نفیس وبیش بہا یاقوت و جواہر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خوان سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا تھا واللہ اعلم ۔ ابن عباسؓ :۔ قریش نے بھی اللہ کے رسول ﷺ سے کہا تھا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے لئے صفا پہاڑ کو سونا بنا دے پھر ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے آپ نے فرمایا کیا تم سچ مچ ایمان لے آؤ گے بولے یقین کیجئے ہم ایمان لے آئیں گے آخر آپ نے دعا فرمائی فوراً جبرئیل اترے اور فرمایا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر آپ کی یہی خواہش ہے کہ صفا سونے کا بن جائے تو ایسا ہو جائے گا مگر اس کے بعد اگر کسی نے آپ کو جھٹلایا تو اس پر ایسا عذاب آئے گا جس کی سابق زمانے میں مثال نہیں ملے گی اور اگر آپ چاہیں تو ان کے لئے توبہ و رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے آپ نے فرمایا مجھے توبہ و رحمت کا کھلا ہوا دروازہ منظور ہے (ابن مردویہ، مستدرک حاکم)

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو معبود بنا لو آپ جواب دیں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے مجھے یہ لائق نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے حق حاصل نہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو تجھے اس کا علم ہوگا تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا بلاشبہ تو ہی غیب جاننے والا ہے ۔ میں نے ان سے وہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور میں جب تک ان میں رہا ان پر گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان پر نگراں رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب دے گا تو یقیناً وہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں معاف فرما دے گا تو تو سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے ۔

عیسائیوں کو ذلیل کرنے کے لئے مسیحؑ سے شرک کے بارے میں سوال : (۱۱۶) اللہ قیامت کے دن اپنے بندے اور رسول حضرت عیسیٰؑ سے ان کے سامنے جنہوں نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو معبود بنا لیا تھا پوچھے گا کہ تم نے انہیں اپنی اور اپنی والدہ کی پرستش کا حکم دیا تھا ۔ میدان حشر میں منظر عام پر عیسائیوں کو اس سوال و جواب سے بڑی سخت ندامت ہوگی اور ان کے کان

کھڑے ہو جائیں گے کہ ہائے ہم نے کیا غضب کیا اس جملہ میں ان کے لئے بڑی سخت ڈانٹ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال قیامت کے دن ہوگا کیونکہ قیامت ہی کا وہ دن ہے جس دن سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا پھر فرمایا کہ اے اللہ تو پاک ہے بھلا میری کیا مجال تھی کہ ایسی بات کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا۔ آپ نے جواب میں بہترین طریقے سے ادب کو مدنظر رکھا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں یہ دلیل عیسیٰؑ کے دل میں ڈال دی جائے گی۔ اس آیت میں آپ کو یہی حجت بتائی گئی ہے (ابن ابی حاتم) ابو ہریرہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے عرض کیا کہ حجت سبحانک سے آخر تک ہے۔ پھر فرمایا اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو تجھے معلوم ہوگی کیونکہ تجھ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں نہ میں نے ایسی بے ہودہ بات کہی نہ میرے دل میں اس کا تصور گذرا اور نہ میں نے اسے دل میں چھپا کر رکھا اسی وجہ سے فرمایا کہ تو میرے دل کا حال خوب جانتا ہے اور میں تیرے دل کا حال نہیں جانتا۔

مسیحؑ نے توحید پھیلائی: (۱۱۷) جس کا حکم تھا میں نے اسی کی تبلیغ کی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے یعنی میں نے توحید ہی کی دعوت دی جب تک میں ان میں رہا ان کے عملوں پر گواہ رہا بعد کی مجھے خبر نہیں۔ ابن عباسؓ:۔ ایک دفعہ رحمت عالم نے وعظ میں فرمایا لوگو تم اللہ کی طرف ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے خود اللہ نے فرمایا کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ یعنی جیسے ہم نے پہلے ابتدا کی تھی ہم تمہیں اسی پر لوٹا دیں گے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے خلیل اللہ کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ یاد رکھو میرے کچھ امتی لائے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب ہٹا دیا جائے گا میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کر لی تھیں پھر اللہ کے ایک نیک بندے کی طرح میں بھی جواب دوں گا کہ میں جب تک ان میں رہا ان پر گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ان پر نگراں رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف فرما دے تو تو غالب وحکمت والا ہے آخر کہا جائے گا کہ جب سے آپ ان سے جدا ہوئے یہ آپ کے دین سے مرتد ہی رہے (ب) پھر فرمایا اگر تو انہیں عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور معاف فرما دے گا تو تو غالب وحکمت والا ہے معلوم ہوا کہ معاملہ اللہ کی مشیت پر چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ اللہ ہی جو چاہے کرے اس کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا اور وہ ہر ایک سے باز پرس کر سکتا ہے اور کرے گا اس میں ان عیسائیوں سے بیزاری کا بھی اظہار ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ کا بیٹا اور بیوی بتاتے ہیں حالانکہ اللہ مشرکوں کی بے ہودہ خرافات سے پاک ہے اس آیت کی شان عظمت ظاہر ہے ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ ایک شب رات بھر صبح تک یہی ایک آیت پڑھتے رہے (۲) ایک دفعہ آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے صبح تک ایک ہی آیت پڑھ کر رکوع اور سجدہ کیا (وہ آیت یہی تھی) صبح کو میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ رات بھر یہی آیت پڑھتے رہے۔ فرمایا میں نے اللہ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا کی تھی اللہ نے مجھے حق شفاعت عطا فرمایا انشاء اللہ میری شفاعت ہر اس مسلمان کو نصیب ہوگی جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوگا (الف)

حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں ایک دن رحمت عالم ﷺ ہم سے غائب رہے اور باہر تشریف نہیں لائے حتی کہ ہم نے سوچ لیا کہ اب باہر نہیں آئیں گے پھر آپ باہر آ کر سجدے میں گر پڑے اور اتنی دیر تک سجدے میں پڑے رہے کہ ہم نے خیال کیا کہیں (نصیب دشمناں) آپ کی روح تو پرواز نہیں کر گئی پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا کہ میرے عزت وجلال والے رب

نے میری امت کے بارے میں مجھ سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا کروں میں نے کہا جو آپ کو منظور ہو کیجئے وہ آپ کی مخلوق اور آپ کے بندے ہیں پھر دوسری بار پوچھا تو میں نے پھر وہی جواب دیا فرمایا محمد ﷺ میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار آدمی بلاحساب جنت میں جائیں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ستر ہزار اور ہوں گے پھر مجھ سے فرمایا کہ آپ دعا کریں آپ کی دعا قبول ہوگی مجھ سے مانگیں آپ جو کچھ مانگیں گے وہی ملے گا میں نے رب کے قاصد سے پوچھا کیا' میرا رب میری مرادیں برلائے گا؟ بولے آپ کو حق سوال اسی لئے بخشا گیا ہے کہ آپ کی مرادیں برلائی جائیں اللہ کی قسم مجھے میرے رب نے یہ حق عطا فرمایا (میں کوئی فخر نہیں کرتا) اللہ نے میری زندگی اور تندرستی ہی میں میرے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیئے اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت نہ بھوکی رہے گی اور نہ مغلوب ہوگی مجھے اللہ نے کوثر بخشا کوثر جنت کی ایک نہر ہے جو میرے حوض میں جاری ہے مجھے اس نے غلبہ' مدد اور رعب بخشا جو ایک ماہ کی مسافت سے میری امت کے آگے آگے رہتا ہے اور مجھے سب نبیوں سے پہلے جنت میں جانے کا حق عطا فرمایا اللہ نے میرے لئے اور میری امت کے لئے مال غنیمت حلال فرمایا اور جو چیزیں پہلی امتوں پر حرام تھیں ہمارے لئے حلال کر دیں اور اللہ نے ہمارے دین میں تنگی نہیں رکھی۔

(۱۱۸) اس کی تفسیر اوپر گذر چکی۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

اللہ نے فرمایا یہ دن وہ دن ہے جس دن سچوں کو ان کا سچ مفید ثابت ہوگا انہیں کے لئے بہشتوں کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ بڑی بھاری کامیابی ہے آسمان وزمین پر اور ان کی درمیانی چیزوں پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز پر خوب خوب قادر ہے۔

قیامت کے دن صداقت کام آئے گی: (۱۱۹) اللہ اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح کے جواب سے (کہ انہوں نے بے دین اور جھوٹے عیسائیوں سے اظہار نفرت کر کے ان کا معاملہ رب کی مشیت پر چھوڑ دیا' خوش ہو کر فرمائے گا کہ آج کے دن سچوں کو ان کی سچائی کام آئے گی یعنی آج توحید پرستوں کو ان کی توحید بخشوائے گی' جس کی بدولت وہ جنت کی سدا بہار بہاروں سے لطف اندوز ہوں گے جن میں نہ ان کا دل اکتائے گا اور نہ وہ وہاں سے ہٹائے جائیں گے پھر فرمایا کہ اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں ایک جگہ فرمایا وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (توبہ ۹:۷۲) اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے ایک حدیث میں ہے کہ پھر جنت والوں کے سامنے عزت وجلال والے رب کی تجلی ہوگی اللہ فرمائے گا مانگو جو مانگو گے دوں گا جنتی اللہ کی رضا مانگیں گے حکم ہوگا

کہ میری رضا ہی نے تمہیں جنت دلائی ہے اور اسی کی وجہ سے تم اس قابل رشک مقام تک پہنچے ہو مانگو جو مانگو گے وہی دوں گا پھر وہ اللہ کی رضا ہی مانگیں گے اللہ فرمائے گا میں تم سے راضی ہوں فرمایا یہ ایسی کامیابی ہے جس کا مقابلہ کوئی کامیابی نہیں کرسکتی۔(۲) لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ (صافات ۳۷:۶۱) اس جیسی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے (۳) وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ (المطففین ۸۳:۲۶) اسی کے لئے رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے۔

(۱۲۰) یعنی اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق و مالک ہے اور وہ اسی کے غلبہ واقتدار قبضہ وتصرف اور قدرت ومشیت کے ماتحت ہیں نہ اس کا کوئی نظیر ہے اور نہ وزیر ومشیر نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور نہ وہ بیوی بچوں والا ہے اور اس کے سوا کوئی اور معبود رب نہیں۔

سورہ انعام

یہ قرآن کریم کی چھٹی سورہ ہے بترتیب مصحف اور باعتبار نزول ۵۵ نمبر کی سورہ ہے

سورہ انعام کی فضیلت: ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورہ انعام ایک ہی بار رات کے وقت مکہ میں اتری یعنی ہجرت سے قبل اس کے آس پاس ستر ہزار فرشتے تھے جن کی تسبیح گونج رہی تھی (ط) اسماء بنت یزید فرماتی ہیں رحمت عالم ﷺ پر سورہ انعام ساری ایک ہی بار اتری اس وقت میں آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھی معلوم ہوتا تھا کہ وحی کے بوجھ سے اونٹنی کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی آپ سفر میں تھے آپ پر یہ سورت فرشتوں کی گونج میں اتری ان فرشتوں سے آسمان وزمین کی فضا بھری ہوئی تھی۔عبداللہؓ فرماتے ہیں سورہ انعام پہنچانے کے لئے ستر ہزار فرشتے آئے تھے۔جابرؓ فرماتے ہیں جب سورہ انعام اتری تو رحمت عالم ﷺ نے سبحان اللہ پڑھ کر فرمایا اس سورت کو پہنچانے والے فرشتوں سے آسمان کا کنارا بھرا ہوا تھا (حاکم) ایک حدیث میں ہے کہ سورہ انعام کے ساتھ فرشتوں کی اتنی بڑی جماعت تھی کہ اس سے آسمان وزمین کی فضا بھری ہوئی تھی اور ان کی تسبیح گونج رہی تھی اور ان سے زمین ہلنے لگی تھی اس وقت آپ بھی سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھ رہے تھے (ابن مردویہ) مجھ پر ایک ہی بار پوری سورہ انعام اتری جسے ستر ہزار فرشتے لے کر آئے تھے جن کی حمد وتسبیح سے فضا گونج رہی تھی (ابن مردویہ)

+ سورة الانعام مكية وهي مائة وخمس وستون اية وعشرون ركوعا

سورہ انعام مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں ۱۶۵ آیتیں اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان و انتہائی رحم والا ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور تاریکیاں اور اجالا بنایا پھر کافر اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے ہیں اسی نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مقررہ مدت کا فیصلہ فرمایا اور مقررہ مدت بھی اسی کے پاس ہے تم پھر بھی شک کرتے ہو آسمانوں اور زمین میں وہی ایک اللہ ہے جو تمہاری باطنی اور ظاہری ہر حالت جانتا ہے اور تمہاری کمائیوں کو بھی جانتا ہے۔

بے شمار تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں: (۱) یقینا وہ مقدس ذات والا صفات بے شمار تعریفوں کے لائق ہے جس نے اپنے بندوں کی سکونت کے لئے زمین و آسمان بنائے اور جس نے اندھیرا اور اجالا پیدا کیا لوگ دن کے اجالے میں محنت کر کے روزیاں کماتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں آرام کرتے ہیں یہاں ظلمات جمع اور نور مفرد استعمال کیا کیونکہ نور اشرف و اعظم ہے گویا ایک نور تمام تاریکیوں پر غالب ہے اسی سورت کے آخر میں فرمایا وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ (انعام ۶:۱۵۳) دیگر راہوں پر نہ چلو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی سیدھی راہ سے ہٹا دیں گی پھر فرمایا کہ کافر اللہ کے ساتھ برابر شریک ٹھہراتے ہیں اور اس کی طرف اولاد و بیوی کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ اللہ ان تمام باتوں سے بری ہے (۲) اللہ ہی نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا تم انہیں کی اولاد ہو گویا تم بواسطہ آدم کے مٹی سے بنے پھر اللہ نے تمہاری موت کا ایک مقررہ وقت ٹھہرایا اور دنیا کے فنا ہونے کی بھی ایک مقرر مدت ٹھہرا دی جس کا اسی کو علم ہے کہ کب دنیا فنا ہو کر عالم آخرت کا ظہور ہوگا اس آیت میں عندہ سے قیامت کا علم و وقت مراد ہے۔

قیامت کی تاریخ اللہ ہی کو معلوم ہے: یعنی اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا فرمایا اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي (اعراف ۷:۱۸۷) یعنی قیامت کا علم میرے رب کے پاس ہے اور وہی اسے وقت پر ظاہر فرمائے گا۔ (۲) يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ (۷۹:۴۲ تا ۴۴) لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی آپ کو اس کی خبر سے کیا تعلق اس کی انتہاء آپ کے رب ہی کے پاس ہے پھر فرمایا کہ تمہیں تو قیامت کے بارے میں شک ہے حالانکہ دنیا کا مقررہ نظام قیامت کو پکار رہا ہے۔

تمام دنیا کا معبود اللہ ہی ہے: (۳) اس آیت میں ہے کہ آسمان و زمین کا معبود اللہ ہی ہے یعنی آسمان و زمین والے اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اسی کی توحید کے قائل ہیں اسی کو اللہ کے نام سے پکارتے ہیں اور اسی سے رغبت و شوق سے اور ڈر کر دعائیں مانگتے رہتے ہیں بجز کافر جنوں اور انسانوں کے کہ وہ غیر اللہ کو پوجتے ہیں فرمایا وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ (زخرف ۴۳:۸۴) یعنی اللہ ہی آسمان والوں کا بھی معبود ہے اور زمین والوں کا بھی۔

پھر فرمایا کہ اللہ تمہاری برائیاں بھی جانتا ہے یعنی تمہارے اچھے اور برے عملوں سے خوب واقف ہے۔

وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ④
فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ
يَسْتَهْزِئُونَ ⑤ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي
الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۶

اوران کے پاس رب کی نشانیوں میں سے جونشانی بھی آتی ہے اسی سے منہ پھیر لیتے ہیں پھر جب ان کے پاس حق آیا تو انہوں نے اسے بھی جھٹلا دیا عنقریب ان کے پاس اس چیز کی خبریں آرہی ہیں جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی ہی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں ہم نے انہیں دنیا میں وہ قوت دی تھی جو تمہیں نہیں دی اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب مینہ برسایا اوران کے نیچے جاری رہنے والی نہریں بہادیں پھر انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اوران کے بعد ہم نے دوسرے لوگوں کو پیدا کر دیا۔

ظالم معقول بات بھی نہیں مانتے: (۴) مشرکوں اور سرکشوں کی پرانی عادتوں کا بیان ہے کہ ان کے پاس توحید ورسالت کی جو نشانی یا معجزہ یا پکی دلیل آتی ہے اسی سے منہ پھیر لیتے ہیں اوراس کی پرواہ بھی نہیں کرتے (۵) اس میں جھٹلانے والوں کے لئے سخت ڈراوا ہے کہ سرکشی وتکذیب رنگ ضرور لائے گی اوراس کا تلخ نتیجہ ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہے گا اوراس کا وبال ضرور پڑ کر رہے گا (۶) اللہ سرکشی کے انجام سے ڈرا رہا ہے کہ اب بھی ہوش میں آ جاؤ کہیں اس بے ہوشی کی وجہ سے تمہارا بھی وہی انجام نہ ہو جو تم سے پہلی قوموں کا ہوا پہلی قومیں قوت وطاقت میں' کثرت مال واولاد میں' قبضہ واقتدار میں اور زمین آباد کرنے میں تم سے بڑھ کر تھیں ان کی دولت تمہاری دولت سے کہیں زیادہ تھی' ان کی کثرت اولاد کے مقابلہ میں تمہاری اولاد کچھ بھی نہیں وہ تم سے زیادہ لمبی لمبی عمروں کے مالک تھے ان کی تم سے بہت زیادہ عزت وجاہ تھی اوران کا لاؤلشکر تم سے بہت ہی زیادہ تھا غرض یہ کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں تم سے اچھے اور بڑھے ہوئے تھے وقت پر آسمان سے مینہ برستا تھا چپہ چپہ پر نہریں اور چشمے جاری تھے زمین کی برکتیں زوروں پر تھیں اور اللہ نے انہیں خوب وسعت دے دی تھی وہ فراخی پر پھول کر اللہ کو بھول گئے گناہوں میں ڈوب گئے اور نیکیوں سے دور ہوتے چلے گئے آخر کار اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا اور انہیں برباد کر کے ان کی جگہ دوسری قوم پیدا کر دی۔ پھر جب انہوں نے بھی اپنی سابق قوم کا طریقہ اختیار کیا اللہ نے انہیں بھی تباہ کر دیا اسی طرح لگا تار نافرمان قوموں کی بربادیوں کی عبرت ناک داستانیں موجود ہیں ان سے سبق حاصل کرو اور پھونک پھونک کر قدم اٹھاؤ تم ان سے زیادہ اللہ کو پیارے نہیں ہو یاد رکھو نافرمانیوں سے جو انجام ان کا ہوا وہی تمہارا ہونا ہے اس لئے سوچو اور سمجھو۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِىَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۹ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

مِّنۡ قَبۡلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝١٠ قُلۡ
سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ انْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۝١١

اور اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کوئی تحریر اتار دیتے اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھ لیتے تو پھر بھی کافر یہی کہہ دیتے کہ یہ تو کھلا جادو ہے وہ بولے کہ ان پر فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اگر ہم فرشتہ اتار دیتے تو معاملہ کا فیصلہ ہی ہو چکا ہوتا پھر انہیں ڈھیل نہیں دی جاتی اگر ہم فرشتے کو رسول بناتے تو اسے انسان کی صورت میں بھیجتے پھر انہیں وہی شبہ ہوتا جو اب شبہ کر رہے ہیں دیکھو آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کے ساتھ مذاق کیا گیا پھر مذاق کرنے والوں کو اس چیز نے گھیر لیا جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے آپ فرما دیں کہ زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

حق کو نہ ماننے والوں کی برائی: (٧) مشرکوں کی برائی ان کی سرکشی کی برائی اور حق کے مقابلہ ان کے مکابرہ کی، جھگڑنے کی اور انکار حق کی مذمت ہے کہ اگر آسمان سے کاغذوں پر لکھی ہوئی کوئی کتاب ان کے سامنے آپ پر اتار دی جاتی اور یہ اسے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تو ان کی سرکشی کی اور حق نہ ماننے کی یہاں تک عادت ہے کہ یہ اسے جادو بتا دیتے اور ہرگز نہیں مانتے' اللہ نے ایک آیت میں ان کے مکابرے کو اس حد تک بتایا ہے کہ یہ محسوسات کا بھی انکار کر دیتے ہیں فرمایا لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا (حجر ١٥:١٤-١٥) اگر ہم ان پر آسمان کا دروازہ کھول دیتے اور یہ اس پر چڑھنے لگتے تو پھر بھی یہی کہہ دیتے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

(٨) یعنی اگر آسمان سے کوئی فرشتہ آپ کے ساتھ اترتا اور وہ بھی آپ کے ساتھ تبلیغ کرتا تو ہم آپ پر ایمان لے آتے اللہ فرماتا ہے کہ اگر ان کی سرکشی اور انکار حق کی وجہ سے ان پر فرشتے اتار دیئے جائیں تو ان پر اللہ کا عذاب آ جائے فرمایا مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ (حجر ١٥:٨) ہم فرشتے حق ہی کی ساتھ اتارتے ہیں پھر لوگوں کو ڈھیل نہیں ملتی (٢) يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ (فرقان ٢٥:٢٢) جب یہ فرشتے دیکھ لیں گے تو اس دن مجرموں کو بشارت نہیں ہوگی۔

(٩) یعنی اگر ہم فرشتوں کو رسول بنا کر بھیج دیتے تو وہ انسان ہی کی شکل وصورت میں آتے تو پھر انہیں وہی شبہ ہوتا جو بشری رسول کے بارے میں ہے فرمایا قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ (اسراء ١٧:٩٥) فرما دیں اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیتے یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ وہ ہر قوم میں انہیں میں سے رسول بنا کر مبعوث فرما دیتا ہے تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران ٣:١٦٤) مومنوں پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ان میں انہیں میں سے ایک رسول جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں گناہوں سے پاک وصاف کرتا ہے بھیجا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر ان کے پاس فرشتہ آتا تو انسانی شکل ہی میں آتا کیونکہ نور کی وجہ سے فرشتوں کو دیکھا نہیں جاتا پھر یہ وہی سوال اٹھا دیتے کہ یہ تو انسان ہے ہمارے پاس کوئی فرشتہ آتا۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (١٠) اس آیت میں رحمت عالم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے (کہ اگر آپ کو آپ کی قوم جھٹلا رہی ہے تو آپ دلگیر نہ ہوں) اور آپ سے اور مومنوں سے فتح وظفر کا اور دنیا اور آخرت میں بہترین انجام کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

ہلاک ہونے والی قوموں کے المناک انجام سے عبرت حاصل کرو: (۱۱) ذرا سوچو اور سمجھو کہ پہلی جھٹلانے والی قوموں کا اللہ کے عذاب نے کس طرح کچھ مرنکال کر رکھ دیا اور ان پر دنیا میں کیسی کیسی تباہی آئی۔ آخرت کے عذاب کا تو ذکر ہی کیا ہے اور کس طرح اللہ نے اپنے رسولوں اور مومنوں کو بچالیا اور ان پر آنچ بھی نہ آنے دی۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

آپ ان سے پوچھیں کہ جو کچھ آسمان وزمین میں ہے کس کا ہے آپ فرمادیں کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے اللہ نے اپنے اوپر رحمت لکھ دی ہے وہ تم سب کو قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں ضرور جمع کرے گا جو اپنے آپ کو ٹوٹا پہنچانے والے ہیں وہ ایمان نہیں لاتے اور دن رات میں جو کچھ ٹھہرا ہوا ہے اللہ ہی کا ہے وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے' آپ فرمادیں کیا میں آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو دوست بنا سکتا ہوں حالانکہ اللہ ہی کھلاتا ہے اور وہ خود نہیں کھلایا جاتا آپ فرمادیں کہ مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے مسلمان ہو جاؤں خبردار تم مشرک نہ بننا آپ فرمادیں اگر میں' اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے اس دن جس سے وہ عذاب ہٹا دیا جائے گا اس پر رب کی بڑی مہربانی ہوگی اور یہ اس کی ظاہری کامیابی ہے۔

دنیا کا خالق و مالک اللہ ہی ہے: (۱۲) یعنی اللہ ہی دنیا کا خالق و مالک ہے اور اس نے اپنی مقدس ذات پر رحمت لکھ لی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب اللہ نے مخلوق پیدا کی تو ایک کتاب میں جو عرش کے اوپر اللہ کے پاس ہے یہ بات لکھ لی کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب رہے گی۔

قیامت برحق ہے: پھر فرمایا کہ اللہ تم سب کو قیامت کے دن جس کے آنے میں کوئی شک نہیں جمع فرمائے گا یہاں اللہ نے اپنی معزز ذات کی قسم کھا کر فرمایا کہ میں قیامت کے دن اپنے بندوں کو ضرور جمع کروں گا قیامت کا مسلمان کو تو یقین ہے ہاں اسے جھٹلانے والے شک وتردد کی بھیانک دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی کہ کیا وہاں پانی بھی ہوگا فرمایا اللہ کی قسم وہاں پانی بھی ہوگا اور اللہ والے انبیاء

کے حوضوں سے پانی پئیں گے اللہ ستر ہزار فرشتے بھیجے گا جن کے ہاتھوں میں آگ کے لٹھ ہوں گے وہ کافروں کو انبیاء کے حوضوں سے ہٹا دیں گے (ابن مردویہ) ۲: ہر نبی کا حوض ہے مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر کثرت سے لوگ آئیں گے (ت) پھر فرمایا کہ جو قیامت کے دن اپنی ذاتوں کو نقصان پہنچانے والے ہیں وہ قیامت کو نہیں مانتے اور اس کی برائیوں سے نہیں ڈرتے۔

ساری مخلوق خواہ علوی ہو یا سفلی اللہ کی مخلوق ہے: (۱۳) یعنی آسمان وزمین پر رہنے والے سب' اللہ کی مخلوق ہیں اور خشکی اور تری کے تمام جاندار اپنے پروردگار کے ادنی غلام ہیں اور اس کے قبضہ واختیار میں ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اللہ اپنے بندوں کی باتیں سننے والا اور ان کے افکار وخیالات اور حرکات وسکنات سے خوب واقف ہے۔

خیر البشر کا اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں: (۱۴) اس میں رحمت عالم ﷺ سے خطاب ہے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں اللہ نے توحید اور مضبوط شریعت دے کر مبعوث فرمایا اور جن کو حکم ہوا کہ لوگوں کو اللہ کی سیدھی راہ کی دعوت دیں' آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر غیر اللہ کو دوست نہیں بنا سکتا فرمایا اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَأْمُرُوْٓنِّيْٓ (زمر۳۹:۶۴) اے جاہو تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں غیر اللہ کی پرستش کروں یعنی میرا ولی اللہ ہی ہے جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی آسمان وزمین کا خالق وموجد ہے اور اسی نے دنیا بلا نمونہ کے پیدا کی ہے اور وہی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں (۲) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ (الذاریات:۵۱:۵۶) میں نے جن اور انسان عبادت ہی کے لئے پیدا کئے ہیں میں ان سے روزی نہیں چاہتا اور نہ میری یہ غرض ہے کہ وہ مجھے کھلائیں یاد رکھو اللہ ہی روزی رساں ہے اور مضبوط قوت والا ہے۔

کھانے کے بعد کی دعا: ایک حدیث میں ہے کہ رحمت عالم کو قبا کے ایک انصاری نے دعوت پر بلایا ہم بھی ان کے ساتھ چلے گئے آپ نے کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوئے پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَكَسَانَا مِنَ الْعُرْيِ وَهَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پڑھی یعنی اللہ کا شکر ہے جو ہمیں کھلاتا پلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا جس نے اپنے احسان سے ہمیں ہدایت دی' کھانا کھلایا' میٹھا پانی پلایا ہم ننگوں کو کپڑے پہنائے ہمیں گمراہی سے بچایا' بصیرت بخشی اور اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہیں۔

انبیائے کرام اور عوام کو توحید کا حکم: پھر فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں اس امت میں سب سے پہلا مسلمان بنوں اور اے لوگو تمہارا بھی فرض ہے کہ تم بھول کر بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

نافرمان عذاب کا شکار ہوں گے: (۱۵) اگر میں رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا ڈر ہے۔

عذاب سے برات زبردست کامیابی ہے: (۱۶) جس سے قیامت کے دن عذاب ہٹا دیا جائے گا اس پر اللہ کی بڑی مہربانی ہوگی یہ اس کی کھلی کامیابی ہے۔ فَمَنْ زُحْزِحَ (آل عمران ۳:۱۸۵) جو جہنم سے ہٹا کر جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ

فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۚ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ (وقف لازم باختلاف)

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ

اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ (وقف لازم)

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ (ع ۱۰)

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾

اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اللہ کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور خوب خبردار ہے آپ پوچھیں کہ گواہی کی حیثیت سے کون سی چیز بڑی ہے آپ ہی فرما دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور مجھ پر یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس سے تمہیں اور جسے یہ پہنچ جائے اسے چوکنا کروں کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں آپ فرما دیں کہ میں تو گواہی نہیں دیتا آپ فرما دیں کہ اللہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں جنہیں ہم نے کتاب دی وہ رسول کو اپنی بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں لیکن جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا وہ ایمان نہیں لاتے بھلا اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں یقیناً ظالم چھٹکارا نہیں پائیں گے۔

نفع نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے: (۱۷) یعنی اللہ ہی نفع نقصان کا مالک ہے وہی اپنی مخلوق میں حسب مرضی تصرف کرتا ہے کوئی اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا نہیں اور نہ اس کا فیصلہ ٹالنے والا ہے وہ جسے چاہے نفع یا نقصان پہنچا دے اس کے نقصان کو اس کے سوا کوئی ہٹا نہیں سکتا اور وہ ہر قسم کے نفع و نقصان پر قادر ہے فرمایا مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ (فاطر ۳۵:۲) اللہ لوگوں پر اپنی جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو رحمت وہ روک لیتا ہے اسے کوئی چھوڑنے والا نہیں رحمت عالم ﷺ فرمایا کرتے تھے اے اللہ تیری نعمتیں کوئی روک نہیں سکتا اور جو نعمتیں تو روک لے انہیں کوئی دے نہیں سکتا اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال بچا نہیں سکتا۔

اللہ سب پر غالب ہے: (۱۸) اللہ اپنے بندوں پر غالب و حاکم ہے اس کے سامنے بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں لمبی ناک والوں کے سر خم ہیں اور جھوٹے معبودوں کے چہرے ذلیل ہیں اللہ کائنات کی ایک ایک چیز پر غالب ہے اس کے ہاتھ میں ہر ایک کی پیشانی کے بال ہیں اور تمام مخلوق اس کے جلال و جبروت کے آگے سرنگوں ہے اس کی قدرت میں ہر چیز اور اس کے قبضہ میں تمام جہانوں کا ذرہ ذرہ ہے اللہ اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے اور ہر چیز کے مقام و مناسبت سے خوب واقف

ہے وہ مستحق کو دیتا ہے اور غیر مستحق کو نہیں دیتا۔

قرآن اللہ کی حجت ہے: (۱۹) بھلا اللہ سے بڑھ کر کسی کی گواہی ہو سکتی ہے خود اللہ میری رسالت پر اور تمہاری تکذیب پر گواہ ہے اسی نے مجھے یہ قرآن عطا فرمایا تا کہ میں جسے یہ پہنچ جائے اسے ہوشیار کر دوں فرمایا وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ (ھود ۱۱:۱۷) جو جماعت قرآن کو نہ مانے اس کے لئے آخرت میں آگ کا وعدہ ہے۔

مسلمان شرک قبول نہیں کر سکتا: پھر فرمایا مشرکو! کیا تم شرک کی گواہی دیتے ہو؟ آپ فرما دیں کہ میں تو ایسی بے ہودہ بات نہیں کہتا فرمایا فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَلَا تَشۡهَدۡ مَعَهُمۡ (انعم ۶:۱۵۱) اگر وہ گواہی دیں تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیں آپ تو یہ فرما دیں کہ معبود تو ایک ہی ہے جو اللہ ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

ہر نبی رحمت عالم ﷺ کی بشارت دے گیا: (۲۰) میں جو شریعت لے کر آیا ہوں اہل کتاب اسے اور مجھے اپنے بیٹوں کی طرح پہنچانتے ہیں کیونکہ انہیں پہلے انبیاء میری آمد کی خبر دے گئے ہیں ہر نبی نے آپ کی معہ آپ کے اوصاف کے خبر دی۔ ہر پیغمبر آپ کی بعثت کو آپ کے شہر کو آپ کی ہجرت گاہ کو اور آپ کی امت کی صفتوں کو کھول کھول کر بتا گیا اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ بڑے گھاٹے والے ہیں جو ایک ظاہر و روشن بات پر ایمان نہیں لاتے جس کی انبیاء بھی بشارت دے گئے اور جس کا قدیم زمانہ میں خاص اہتمام بھی کیا گیا۔

نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے: (۲۱) جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں کیونکہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھ رہا ہے اور اس سے بڑا کوئی ظالم نہیں جو اللہ کی آیتیں دلائل نہ مانے ان دونوں میں سے کسی کا بھی اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں۔

وَيَوۡمَ نَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا اَيۡنَ شُرَكَآؤُكُمُ
الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمۡ تَكُنۡ فِتۡنَتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا وَاللّٰهِ
رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشۡرِكِيۡنَ ﴿۲۳﴾ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ كَذَبُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ وَضَلَّ
عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ‌ۚ وَجَعَلۡنَا عَلٰى
قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرًا‌ؕ وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا
بِهَا‌ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡكَ يُجَادِلُوۡنَكَ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ
اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمۡ يَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَيَنۡـئَوۡنَ عَنۡهُ‌ۚ وَاِنۡ
يُّهۡلِكُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۶﴾

اور جب ہم ان سب کو جمع کریں گے اور مشرکوں سے کہیں گے کہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کو معبود ہونے کا تم گمان کر بیٹھے تھے

پھر ان کا بہانہ یہی ہوگا کہ کہہ دیں گے اے ہمارے رب اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے دیکھئے انہوں نے کس طرح اپنے اوپر جھوٹ بولا اور ان سے وہ چیز ناپید ہوگئی جس کا بہتان باندھا کرتے تھے اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو آپ کی باتوں کی طرف کان لگاتے ہیں ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اب وہ اسے سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں اگر وہ ساری نشانیاں دیکھ بھی لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑتے ہیں اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں وہ اس سے لوگوں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی دور رہتے ہیں یہ اپنی تباہی بلا رہے ہیں اور سمجھتے نہیں۔

مشرکوں سے شرک کے بارے میں پوچھا جائے گا: (۲۲) یعنی ہم قیامت کے دن مشرکوں کو جمع کر کے ان سے ان کے دیوی دیوتاؤں کے بارے میں پوچھیں گے جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے کہ وہ بت کہاں گئے جنہیں تم اپنے زعم میں اللہ کے شریک سمجھا کرتے تھے فرمایا یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ (قصص ۲۸:۶۲) جس دن اللہ انہیں بلا کر پوچھے گا کہ بتاؤ میرے شریک کہاں ہیں (۲۳) یعنی بہانہ وعذر وغیرہ یعنی اس وقت ان کے پاس کوئی معقول دلیل یا عذر نہ ہوگا بجز اس کے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر کہہ دیں گے کہ ہم مشرک ہی نہ تھے یعنی آزمائش کے وقت مشرک گذشتہ شرک کے عذر میں یہی کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہم مشرک نہ تھے۔

(۲۴) پھر فرمایا دیکھئے انہوں نے کس طرح اپنے اوپر جھوٹ بولا اور ان کے شریک ناپید ہوگئے فرمایا ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (غافر ۴۰:۷۳،۷۴) پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے شریک ٹھہرایا کرتے تھے مشرک جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے ناپید ہوگئے بلکہ ہم اس سے قبل کسی کو نہیں پوجتے تھے۔

ارباب شقاوت کو قرآن مفید نہیں: (۲۵) بعض لوگ رحمت عالم ﷺ کی قرآت سننے آتے ہیں اور پوری توجہ سے سنتے بھی نہیں لیکن آپ کے وعظ ونصیحت سے ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا جیسے خالی ہاتھ آئے تھے ویسے ہی چلے جاتے ہیں کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں قرآن ان کے دلوں میں اترتا ہی نہیں اور وہ بہرے بھی ہیں کیونکہ سننا انہیں مفید ثابت نہیں ہوتا فرمایا مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ (بقرہ ۲:۱۷۱) کافروں کی مثال اس کی سی ہے جو اس پر چیخ رہا ہو جو سوائے بلانے اور پکارنے کے کچھ نہیں سنتا یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں اس لئے سمجھتے نہیں پھر فرمایا یہ جب بھی معجزے دیکھتے ہیں تو ان پر ایمان نہیں لاتے ان کے پاس نہ تو سمجھ ہے اور نہ انصاف فرمایا۔ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا (انفال ۸:۲۳) اگر اللہ ان میں بھلائی دیکھتا تو انہیں سناتا اور اگر وہ انہیں سنائے تو وہ چیں بہ جبیں ہو کر منہ پھیر لیں گے پھر فرمایا اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو جھگڑتے ہیں اور حق کا باطل سے مقابلہ کرتے ہیں کافر کہتے ہیں کہ جو قرآن آپ پیش کر رہے ہیں پہلی کتابوں سے لیا ہوا ہے۔

کافر دوسروں کو بھی ایمان سے روکتے ہیں: (۲۶) اتباع حق تعالیٰ تصدیق رسول اور اطاعت قرآن سے کافر لوگوں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی دور رہتے ہیں نہ خود فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ دوسروں کو اٹھانے دیتے ہیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں کافر رحمت عالم ﷺ پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکا کرتے تھے۔ پھر فرمایا یہ اپنی ان ذلیل حرکتوں سے اپنے پیروں پر آپ ہی کلہاڑیاں مار رہے ہیں اور اپنے شرمناک افعال کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا افسوس انہیں کچھ بھی اپنے کرتوتوں کا شعور نہیں۔

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ

رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٠﴾ ع

اور اگر آپ ان کو دیکھیں گے۔ جب یہ آگ پر ٹھہرائے جائیں گے تو کہیں گے کاش ہم پھر دنیا میں لوٹا دیئے جاتے (اگر ایسا ہوتا تو ہم) اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلاتے اور مومن ہی بن کر زندگی بسر کرتے بلکہ ان کے سامنے وہ چیز ظاہر ہوگئی جسے یہ پہلے چھپاتے رہے اور اگر یہ لوٹا دیئے بھی جائیں تو جن باتوں سے انہیں روکا گیا ہے۔ یقیناً پھر وہی کریں گے یہ جھوٹے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو کچھ ہے دنیوی زندگی ہے اور ہم اٹھائے جانے والے نہیں اور اگر آپ ان کو دیکھیں گے جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے اور وہ پوچھے گا کہ کیا یہ واقعہ نہیں یہ جواب دیں گے (کیوں نہیں) پروردگار کی قسم ضرور ہے حکم ہوگا کہ عذاب کا مزہ چکھتے رہو کیونکہ تم کافر تھے۔

بے وقت کی تمنا بیکار ہے: (۲۷) اللہ کافروں کو ہولناک وروح فرسا منظر یاد دلاتا ہے کہ جب انہیں قیامت کے دن آگ کے کنارے کھڑا کیا جائے گا اور یہ وہاں اپنی آنکھوں سے طوق وسلاسل کے دل دوز وجگر سوز عذابوں کا معائنہ کریں گے تو ان کے ہوش اڑ جائیں گے اور تمنا کریں گے کاش ہمیں پھر دنیا میں بھیج دیا جاتا اگر ایسا ہوتا تو ہم اپنے رب کی نشانیاں نہ جھٹلاتے اور ایماندار بن کر زندگی گذار دیتے اور اللہ کی عبادتوں میں اور نیک عملوں میں لگے رہتے اور انبیاء کو کبھی نہ جھٹلاتے۔

کمان سے تیر نکل جانے کے بعد ہوش آنا: (۲۸) دنیا میں جو کفر اور حق کی عداوت ان کے دلوں میں تھی آج وہ ظاہر ہوگئی اگرچہ اس کا انہوں نے دنیا اور آخرت میں انکار کر دیا تھا جیسا کہ پیشتر کی آیتوں میں گذر چکا کہ انہوں نے قسمیں کھا کر کہہ دیا کہ ہم مشرک نہ تھے' یا رسول کی وہ صداقت جو دنیا میں انہیں معلوم تھی اور اسے اپنے عقیدت مندوں سے چھپا کر آپ کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ آج ان پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔ فرمایا لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ (اسراء ۱۷:۱۰۲) اے فرعون تجھے خوب معلوم ہے کہ یہ نشانیاں بصیرت ہی کے لئے آسمان وزمین کے رب نے اتاری ہیں۔

ان کا تو عقیدہ ہی یہ ہے کہ جو کچھ ہے دنیوی زندگی ہے مرنے اور گلنے سڑنے کے بعد کوئی نہیں اٹھائے گا' یہ زندگی بعد الموت کے قائل ہی نہیں۔

زندگی بعد الموت برحق ہے: (۳۰) وہ منظر کس قدر ہولناک ہوگا جب کافر اللہ کے سامنے اس کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے کئے جائیں گے اور اللہ ان سے پوچھے گا کیا تمہیں اب بھی زندگی بعد الموت کا یقین نہیں؟ کیا زندگی بعد الموت برحق نہیں؟ کیا تمہارے باطل عقیدے کی غلطی ظاہر نہیں ہوئی آخر یہ قسم کھا کر اقرار کریں گے کہ زندگی بعد الموت برحق تھی جواب ملے گا تم اسے

دنیا میں نہیں مانتے تھے آج اس کے عوض آگ کا ذائقہ چکھو اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ (طور۵۲:۱۵) کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں؟

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

بلاشبہ وہ ٹوٹے میں رہے جنہوں نے اللہ کی ملاقات جھٹلائی یہاں تک کہ جب ان کے پاس اچانک قیامت آجائے گی تو کہیں گے ہائے ہماری شامت اور افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو ہم نے اس کے بارے میں کی یہ اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی پشتوں پر لادے ہوئے ہوں گے دیکھو یہ جو کچھ لادے ہوئے ہیں برا ہے دنیوی زندگی محض ایک کھیل اور ذرا سا شغل ہے یقیناً پارساؤں کے لئے آخرت کا گھر کہیں بہتر ہے پھر تم سمجھتے کیوں نہیں۔

زندگی بعد الموت نہ ماننے والوں کی ندامت کا بیان: (۳۱) زندگی بعد الموت کے منکروں کی ندامت کا بیان ہے کہ جب اچانک ان پر قیامت آجائے گی تو عملوں میں کوتاہی پر کیسے کیسے نادم و شرمسار ہوں گے اور اپنے دنیوی غلط عقیدوں پر ہاتھ ملتے کے ملتے رہ جائیں گے

کہ افسوس ہم زندگی بعد الموت اور آخرت کے قائل ہی نہ تھے ہم کتنی بڑی غلطی پر تھے کہ آخرت کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے پھر فرمایا ان کے گناہ ان کی پشتوں پر لدے ہوئے ہوں گے گناہوں کا بوجھ یا بوجھ والے عمل برے ہیں جو ان پر لدے ہوئے ہیں۔

قیامت کے دن برے عمل گھناؤنی اور بری شکلوں میں نمودار ہوں گے: ابومرزوقؒ فرماتے ہیں جب کافر و فاجر اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کا استقبال گھناؤنے برے اور بدبودار اشخاص کریں گے یہ پوچھیں گے تم کون ہو جواب ملے گا کہ ہمیں تم پہچانتے نہیں یہ کہیں گے اللہ کی قسم ہم تو تمہیں اتنا جانتے ہیں کہ اللہ نے تمہیں انتہائی بری شکل دی ہے تمہارے اجسام کی سڑانڈ سے ہمارا دماغ پھٹا جا رہا ہے وہ کہیں گے ہم تمہارے گندے اعمال ہیں تم بھی تو دنیا میں اسی قسم کے گھناؤنے' گندے اور بدبودار عمل کیا کرتے تھے اور ہمارے اوپر سوار رہتے تھے آج ہماری باری ہے آؤ ہم تم پر سوار ہو جائیں آخر وہ ان پر سوار ہو جائیں گے اس لئے اللہ نے فرمایا کہ اپنی پشتوں پر گناہ لادے ہوئے ہوں گے (ابن ابی حاتم)

دنیا محض ایک کھیل اور ذرا سا دل بہلاوا ہے: (۳۲) قریب قریب ساری دنیا کھیل کود اور بچوں کا سا تماشہ ہے پارساؤں کے لئے دنیا سے آخرت کہیں بہتر ہے اس لئے عقل سے کام لے کر دنیا سے دل نہ لگاؤ اور آخرت کی فکر کرو اے اللہ ہماری آخرت سنوار دے اور ہم سے اپنی رضا کے عمل کرا لے ہم اپنی زندگی کے لمحہ لمحہ میں تیری توفیق کی رفاقت کے محتاج ہیں تو ہماری مدد کر اور ہمیں عزت کے ساتھ اپنے پاس بلا آمین۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى
مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ
جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ
اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ
شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ
الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٣٦﴾

ہمیں خوب معلوم ہے کہ آپ کو کافروں کی باتیں رنج پہنچا رہی ہیں دیکھئے یہ آپ کو نہیں جھٹلا رہے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کر رہے ہیں یہ واقعہ ہے کہ آپ سے پہلے تمام رسول جھٹلائے گئے انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے پر صبر کیا اور انبیاء کو ایذا پہنچائی گئی آخر کار ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور کوئی اللہ کی باتیں بدلنے والا نہیں اور دیکھئے آپ کے پاس بعض پیغمبروں کی کچھ خبریں بھی آ چکی ہیں اگر آپ پر ان کا منہ پھیر لینا شاق ہے تو پھر اگر آپ کے بس میں یہ ہو کہ آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان کے لئے کوئی سیڑھی تلاش کر سکیں پھر آپ ان کے پاس کوئی نشانی لے آئیں تو ایسا کریں اگر چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا لہذا آپ جاہلوں کی طرح نہ بنیں سننے والے ہی دعوت سنتے ہیں اور اللہ مردے زندہ فرمائے گا۔ پھر یہ سب اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے (تب انہیں یقین آئے گا)

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۳۳) اللہ رحمت عالم ﷺ کو قوم کی تکذیب ومخالفت پر تسلی دے رہا ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور آپ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور آپ ان پر افسوس کر رہے ہیں فرمایا فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ (فاطر ۳۵:۸) ان کی طرف سے آپ کے دل کو افسوس نہ ہو (۲ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (شعراء ۳:) شاید آپ لوگوں کے ایمان نہ لانے پر اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے۔ (۳) لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (کہف ۱۸:۷) شاید آپ افسوس سے ان کے پیچھے (اگر وہ آپ پر ایمان نہ لائیں گے) اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے پھر فرمایا یہ بد بخت آپ کو نہیں بلکہ حق کو جھٹلا رہے ہیں اور اسے اپنے سینوں سے نکال رہے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ کر کے فرائض تبلیغ ادا کرنے چاہئیں: (۳۴) رحمت عالم ﷺ کو تشفی دی جا رہی ہے کہ آپ قوم کی تکذیب ومخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کریں اور پورے اطمینان سے فرائض تبلیغ انجام دیتے رہیں دیگر انبیاء کی طرح آپ کو بھی نصرت وکامیابی کی بشارت ہے اور قوم کی تکذیب اور انتہائی ایذا کے باوجود آپ کا انجام شاندار ومبارک ہے۔ آخر کار دنیا میں بھی اللہ کا وعدہ پورا ہوا اور فتح وظفر نے مسلمانوں کے قدم چومے اور چومتی رہے گی اور آخرت کی مدد بھی انہیں کے لئے ہے اسی لئے فرمایا کہ اللہ کی لکھی ہوئی باتیں کوئی بدل نہیں سکتا اللہ لکھ چکا ہے کہ مومنوں کو دنیا میں

بھی کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی فرمایا وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا (۳۷:۱۷۱:۱۷۳) ہماری بات ہمارے ان بندوں کے لئے جو پیغمبر ہیں پہل کر چکی ہے کہ انہیں کو وہ مدد ملے گی اور ہمارا لشکر غالب ہی ہو کر رہے گا (۲) کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ (مجادلہ ۵۸:۲۱) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب آئیں گے یاد رکھو اللہ بڑا طاقت ور اور سب پر غالب ہے پھر فرمایا آپ کے پاس پیغمبروں کی کچھ خبریں آ چکی ہیں کہ کس طرح ان کی مدد کی گئی اور کس کس طرح انہیں تقویت پہنچا کر ان کا بول بالا کیا گیا انبیاء آپ کے لئے نمونہ ہیں اور آپ انہیں کے پیرو کار ہیں۔

(۳۵) اگر آپ کو کافروں کی روگردانی گراں گذرتی ہے تو اگر آپ کے بس میں ہو تو زمین میں سرنگ لگا کر تحت الثریٰ پہنچ کر وہاں سے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر اور اس پر چڑھ کر وہاں سے ان کے لئے کوئی ایسی نشانی لے آئیں جو ہماری دی ہوئی نشانیوں سے افضل ہو اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو کر گذریں (اللہ نے آپ کو بے شمار معجزے دیئے مگر پھر بھی ازلی بد بخت ایمان نہیں لائے اب آپ سے معجزوں کا مطالبہ محض دل لگی ہے آپ کو کیا غرض پڑی ہے کہ آپ ان کی چاہت کے معجزے انہیں دکھلائیں اور آپ کے بس میں نہ ہوں تو ان پر افسوس کریں) پھر فرمایا اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر لے آتا فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ (یونس ۱۰:۹۹) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام لوگ ایمان لے آتے کیا آپ جبریہ لوگوں کو مومن بنانا چاہتے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ کے دل میں لوگوں کے ایمان کی بڑی تڑپ تھی آخر کار اللہ نے آپ کو بتایا کہ ایمان وہی لائے گا جس کی قسمت میں ازلی سعادت ہوگی پھر فرمایا آپ نادانوں جیسی خواہش نہ فرمائیں۔

رحمت عالم ﷺ کی حدیثوں سے فائدہ اٹھانے والے: (۳۶) آپ کی دعوت وہی مانے گا جو آپ کی باتیں سن کر انہیں سمجھنے کی کوشش کرے اور یاد رکھے فرمایا لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا (یس ۳۶:۷۰) تاکہ جو زندہ ہیں آپ انہیں ہوشیار کر دیں اور کافروں پر عذاب ثابت ہو جائے۔

کافروں کے دل مردہ ہیں: پھر فرمایا کہ کافر زندہ نہیں مردہ ہیں اور ان کے دل کھنڈر ہیں روحانی موت کو جسمانی موت سے تشبیہ دی گئی پھر فرمایا کہ اللہ مردے زندہ کرے گا اور یہ کافر اللہ کے پاس جائیں گے تب انہیں آپ کی صداقت معلوم ہوگی اب تو یہ مردہ ہیں آپ کی دعوت کیسے مان لیں اس آیت میں کافروں کی ذلت وحقارت کی طرف اشارہ ہے (کیونکہ انہیں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے)

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ
اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰۗىِٕرٍ
يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ
مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹

اور وہ بولے کہ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی آپ فرمادیں کہ اللہ نشانی اتارنے پر قادر ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اور جو بھی زمین پر چلنے والا جاندار اور اپنے پروں سے اڑنے والا پرندہ ہے وہ بھی تمہاری طرح ایک امت ہے ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی پھر لوگ اپنے رب کی طرف جمع کئے جائیں گے اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ بہرے اور گونگے ہیں اور اندھیروں میں ہیں اللہ جسے چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے سیدھی راہ پر لگادے۔

رحمت عالم ﷺ سے مشرکوں کا بیجا مطالبہ: (۳۷) یعنی مشرک کہتے ہیں کہ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اترتا ورنہ معجزے تو آپ سے بیشمار ظاہر ہو چکے تھے فرمایا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى (اسراء ۱۷: ۹۰) ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری نہ کردیں پھر فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ اللہ (تمہاری مرضی کے مطابق) معجزے اتارنے پر بھی قادر ہے لیکن یہ اس کی حکمت کے تقاضوں کے خلاف ہے کیونکہ اگر اللہ تمہاری مرضی کے مطابق معجزے اتار دے اور پھر بھی تم ایمان نہ لاؤ تو تم سابق قوموں کی طرح تباہ کر دیئے جاؤ گے وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (اسراء ۱۷: ۵۹) ہمیں معجزے بھیجنے سے یہی چیز مانع ہے کہ پہلوں نے معجزے جھٹلا دیئے تھے ہم نے راہ دکھانے کے لئے ثمودیوں کو اونٹنی دی لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں ڈرانے ہی کے لئے بھیجتے ہیں (۲) اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ (شعراء ۲۶: ۴) اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایک نشانی اتار دیں پھر ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔

امت سے کیا مراد ہے: (۳۸) امم سے انواع مراد ہیں جن کے جداگانہ نام ہوتے ہیں یعنی پرندہ بھی ایک امت ہے انسان بھی ایک امت ہے اور جن بھی ایک امت ہے

پھر فرمایا ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی یعنی ہمارے پاس سب کا علم ہے ہم کسی کی روزی کو اور تدبیر وانتظام کو نہیں بھولتے خواہ وہ خشکی کی مخلوق ہو یا تری کی فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (ھود ۱۱: ۶) زمین پر ہر چلنے والے کی روزی اللہ کے ذمہ ہے اور وہ اس کی قرارگاہ وامانت گاہ کو بھی جانتا ہے ہر ایک بات ایسی کتاب میں ہے جس میں ان کے نام اور تعداد وغیرہ اور ان کی حرکات وسکنات محفوظ ہیں (۲) كَاَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ (عنکبوت ۲۹: ۶۰) زمین پر چلنے والی بہت سی ایسی مخلوق ہے جو اپنی روزی اٹھا کر نہیں رکھتی اللہ اسے اور تمہیں سب کو روزی پہنچاتا ہے اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

پھر فرمایا کہ سب رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سب کا انجام موت ہے یا حشر سے قیامت کے دن اٹھنا مراد ہے فرمایا وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (التکویر ۸۱: ۵) اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے دو بکریاں لڑتی ہوئی دیکھیں فرمایا ابوذرؓ۔ جانتے ہو یہ کیوں لڑ رہی ہیں بولے نہیں فرمایا لیکن اللہ تو جانتا ہے اور عنقریب ان میں فیصلہ فرمائے گا۔ (عبدالرزاق، ابن جریر) (۲) (ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ ابوذرؓ نے کہا) ہمیں رحمت عالم ﷺ نے اس حال میں چھوڑا کہ فضا میں اڑنے والے پرندے کے بارے میں بھی بتادیا (الف)

کافروں کی مثال: (۳۹) یعنی جہالت، کم علمی اور ناسمجھی میں ان کی مثال بہرے اور گونگے کی مانند ہے جو نہ سن سکے نہ بول سکے اور نہ اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے دیکھ سکے۔ بھلا ایسا شخص کس طرح صحیح راہ پا سکتا ہے اور کیسے گمراہی سے نکل سکتا ہے فرمایا مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ (بقرہ ۲: ۱۷) ان کی مثال اس کی سی ہے جس نے آگ سلگائی پھر جب اس کا آس پاس روشن ہو

گیا تو اللہ ان کی روشنی لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ دیکھ نہ سکیں یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں اب یہ لوٹنے والے نہیں (۲) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ (نور ۲۴:۴۰) یا بھنور والے سمندر میں اندھیروں کی طرح ہیں جسے موجیں چھپا رہی ہوں اور اوپر سے بادل چھپائے ہوئے ہوں اندھیروں پر اندھیرے ہیں جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ نہیں پاتا اور جسے اللہ روشنی نہ دے اس کے لئے کوئی روشنی نہیں اسی لئے فرمایا کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کردے اور جسے چاہے راہ دکھا دے۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ
اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ
بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ
حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ
دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

آپ پوچھیں کہ بتاؤ تو سہی اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت آ جائے تو کیا تم پھر بھی غیر اللہ کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) بلکہ اللہ ہی کو پکارو گے پھر اگر اللہ چاہے گا تو جس مصیبت کے لئے تم اسے پکارو گے اللہ وہ مصیبت تمہاری دور فرما دے گا اور آڑے وقت تم شریکوں کو بھول جاتے ہو دیکھو ہم نے آپ سے پہلے قوموں کی طرف نہیں بھیجے پھر ہم نے انہیں محتاجی اور بیماری سے پکڑا تا کہ وہ عاجزی کریں پھر جب ان کے پاس ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں کی لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں ان کے عمل خوبصورت دکھلائے پھر جب وہ نصیحتیں بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے آخر کار جب وہ دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا پھر تو وہ حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور تمام بڑائیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اللہ مختار مطلق ہے: (۴۰) اللہ کی یہ بھی ایک شان ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسے اختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کرے کوئی دم نہیں مار سکتا اور نہ کوئی اس کا حکم ٹال سکتا ہے نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ کسی سے اس کا حکم ہٹا دے اس شان میں بھی وہ اکیلا ہے جب اللہ سے مانگا جاتا ہے تو اللہ کو اختیار ہے جس کی دعا چاہے قبول فرمالے اسی لئے فرمایا کہ مشرکو یہ تو بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب چھا جائے یا قیامت آ جائے تو اس آڑے وقت میں تم کس کو پکارو گے؟ اگر تم شرک میں سچے ہو تو کیا اس وقت غیر

اللہ کو پکارو گے؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ ہی سے بلک بلک کر دعائیں مانگو گے کیونکہ تمہیں یقین ہے کہ یہ مصیبت اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں۔

مشرک آڑے وقت اللہ ہی کو پکارتے ہیں: (۴۱) یعنی تم آڑے وقت اللہ ہی کو پکارتے ہو اور دیوی دیوتاؤں کو بھول جاتے فرمایا وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ (اسراء:۱۷:۶۷) جب تمہیں سمندر میں خطرہ پیش آتا ہے تو تمہارے بت ناپید ہو جاتے ہیں اور تم اللہ ہی کو پکارتے ہو۔

محتاجی اور بیماری ٹیڑھے پن کا علاج ہے: (۴۲) یعنی آپ سے پہلے ہم نے ہر قوم میں نبی بھیجے پھر جب قوم نے ان کی بات نہ مانی اور انہیں جھٹلایا تو ہم نے انہیں محتاجی اور بیماریوں میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ اس حالت میں اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اور سیدھے ہو جائیں

ازلی بد بخت محتاجی اور بیماری سے اور سنگدل بن جاتے ہیں: (۴۳) پھر جب ہم نے انہیں فقر و فاقہ میں اور بیماریوں میں مبتلا کر دیا تو کیوں عاجزی نہیں کی اور روئے دھوئے نہیں بلکہ بجائے نرم ہونے کے ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کا شرک، حق سے سرتابی اور گناہ ان کی نگاہوں میں صحیح اور خوبصورت بنا کر پیش کر دیئے۔

استدراج: (۴۴-۴۵) پھر جب انہوں نے نصیحتوں سے منہ پھیر لیا اور پس پشت ڈال کر انہیں بھول گئے تو ہم نے ان پر روزی کے دروازے کھول دیئے اور خوب فراخی اور خوش حالی دی یہ ہے اللہ کی ڈھیل اللہ اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے آمین جب یہ مال و اولاد اور جائیداد پر پھول گئے اور اللہ کو بھول گئے اور اترا اترا کر نافرمانیوں پر اتر آئے تو بدمستی کی حالت میں اچانک ہم نے انہیں پکڑ لیا پھر وہ ہر بھلائی سے ناامید ہو گئے۔

ایک حدیث میں ہے جب تم دیکھو کہ اللہ گناہوں کے باوجود کسی کو اپنی دنیوی نعمتوں سے نواز رہا ہے تو سمجھ لو کہ اسے ڈھیل دی جا رہی ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی (الف) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب اللہ کسی قوم کو باقی رکھنا اور ترقی دینا چاہتا ہے تو اسے میانہ روی اور پارسائی عطا فرما دیتا ہے اور جب کسی قوم کی جڑ کاٹنا چاہتا ہے تو اس پر خیانت کا دروازہ کھول دیتا ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی (الف)

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُم مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِهِ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ﴿٤٦﴾ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٤٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٤٩﴾

آپ پوچھیں بتاؤ تو سہی اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سواہے کوئی معبود جو انہیں پھیر لائے دیکھئے تو ہم کس کس مختلف انداز سے نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ پھرے جاتے ہیں آپ پوچھیں بتاؤ تو سہی اگر اچانک کھلم کھلا تمہارے پاس اللہ کا عذاب آجائے تو ظالم ہی برباد کئے جائیں گے ہم نبیوں کو خوش خبری سنانے کے لئے اور چوکنا کردینے کے لئے ہی بھیجتے ہیں پھر جو ایمان لا کر اصلاح کر لے اسے نہ کوئی ڈر ہوگا اور نہ رنج اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ اپنے فسق کی وجہ سے عذاب میں پھنس جائیں گے۔

تمام قوی اللہ ہی کے دیئے ہوئے ہیں: (۴۶) یعنی اے نبی ﷺ آپ ان حق کے منکروں سے اور جھٹلانے والوں سے پوچھیں کہ اگر اللہ تمہارے کان، آنکھیں اور دل ختم کر دے جیسے اس نے تمہیں یہ قوی دیئے ہیں تو اس کے سواہے کوئی معبود جو تمہیں یہ قوی دے دے؟ فرمایا ھُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ (ملک ۶۷: ۲۳) اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور تمہیں کان، آنکھیں اور دل دیئے یا اگر اللہ چاہے تو تم ان اعضا سے شرعی فائدہ نہ اٹھا سکو اسی لئے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے دلوں پر مہر لگا دی اب وہ بند ہیں اور تم پر نصیحت کا اثر نہیں ہوتا فرمایا اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ (یونس ۱۰: ۳۱) یا وہ کون ہے جو کان اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے (۲) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ (انفال ۸: ۲۴) یقین مانو اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے پھر فرمایا کہ ہے کوئی ایسا معبود جو اللہ کے سوا یہ قوی لوٹا لائے یعنی اس کے سوا کوئی بھی قادر نہیں پھر فرمایا دیکھئے ہم کس کس مختلف پیرایوں سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور دیوی دیوتا سب جھوٹے ہیں انہیں کچھ بھی اختیار نہیں لیکن اس وضاحت کے باوجود بھی لوگ نہ صرف خود حق سے روگردانی کرتے ہیں بلکہ لوگوں کو بھی حق کے پاس نہیں آنے دیتے۔

دنیا اور آخرت کے عذابوں سے توحید ہی بچاتی ہے: (۴۷) آپ فرما دیں کہ اگر بے خبری میں تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا حالت شعور ہی میں آجائے تو یہ عذاب ظالموں اور مشرکوں کو برباد کر ڈالے گا اور توحید پرستوں پر آنچ بھی نہیں آئے گی جو اکیلے معبود کی جس کا کوئی شریک نہیں عبادت کرتے ہیں پھر نہ انہیں انجام کا خوف ہوگا اور نہ وہ دنیا کے چھن جانے پر پریشان ہوں گے فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا (انعام ۶: ۸۲) جنہوں نے ایمان لا کر اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا انہیں کے لئے سلامتی ہے اور وہی راہ یافتہ ہیں۔

انبیاء کے آنے کی غرض وغایت: (۴۸) انبیاء مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے اور کافروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لئے ہی بھیجے جاتے ہیں اگر کسی نے ان پر ایمان لا کر اور نیک عمل کر کے اپنی اصلاح کر لی تو آئندہ انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا ملال ہوگا اللہ والے جو چیزیں دنیا میں چھوڑ آئے ان پر اللہ ان کا کارساز ہے اور وہی ان کا محافظ ونگراں ہے (۴۹) کافروں پر اور رسولوں کے جھٹلانے والوں پر عدم اطاعت رسول ﷺ اور حرمتوں کے پردے چاک کرنے کی وجہ سے عذاب ہی عذاب ہے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ
اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ
اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ۧ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ع ۹

لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ
الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ
مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ
فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذَا جَآءَكَ
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ
اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾

آپ فرما دیں کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے آپ پوچھیں کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں پھر تم غور کیوں نہیں کرتے آپ اس سے انہیں جگائیں جنہیں اس بات کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس جمع کئے جائیں گے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی دوست اور سفارشی نہ ہوگا تاکہ گناہوں سے بچتے رہیں آپ انہیں نہ ہٹائیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے جویاں رہتے ہیں آپ کے ذمہ ان کے حساب میں سے کچھ بھی نہیں اور نہ آپ کے حساب میں سے ان کے ذمہ کچھ ہے کہ آپ انہیں ہٹائیں ورنہ آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے اسی طرح ہم نے بعض کو بعض سے آزمایا تاکہ لوگ کہیں کیا یہی ہیں جن پر اللہ نے ہمیں چھوڑ کر احسان فرمایا تھا کیا اللہ شکر گذاروں کو جاننے والا نہیں اور جب آپ کے پاس وہ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو آپ ان سے فرمائیں کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے اپنے اوپر یہ رحمت لکھ لی ہے کہ تم میں سے جو کوئی نادانی سے برے عمل کر کے توبہ کر لے گا اور اصلاح کر لے گا تو اللہ بڑا خطا پوش و مہربان ہے۔

رحمت عالم ﷺ بھی اللہ کے کارخانے میں شریک نہیں: (۵۰) یعنی نہ میں اللہ کے خزانوں کا مالک ہوں، نہ مجھے ان میں تصرف کا اختیار ہے اور نہ میں غیب داں ہوں غیب داں تو اللہ ہی ہے مجھے غیب کی بعض باتوں کا اللہ کے بتانے سے علم ہوتا ہے اور ان کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں بھی لوگوں کی طرح ایک انسان ہوں ہاں اللہ نے وحی بھیج کر مجھے اعزاز بخشا ہے یہ اللہ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں وحی کا پیروکار رہوں اور اس سے انچ بھر ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتا۔

اللہ والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں: پھر فرمایا اللہ والے اور شیطان کے پجاری برابر نہیں ہو سکتے پھر تم غور کیوں نہیں کرتے فرمایا اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ (رعد ۱۳:۱۹) کیا پھر وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اترا وہ برحق ہے ایک اندھے کے برابر ہو سکتا ہے ارباب دانش ہی نصیحت مانتے ہیں

قرآن سے کن لوگوں کو ڈرایا جائے: (۵۱) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قرآن سے انہیں ڈرائیں جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں اور انہیں برے حساب کا کھٹکا لگا ہوا ہے اور قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر رہے ہیں جس دن ان کا اللہ کے سوا کوئی حاکم نہ ہوگا تا کہ گناہوں سے بچتے رہیں اور آخرت کے لئے اللہ کی رضا کے ایسے پاکیزہ عمل کریں جن کے ذریعہ اللہ انہیں قیامت کے عذاب سے بچا لے اور ان کے عملوں کا ثواب بڑھا چڑھا کر دے تا کہ وہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھالیں

صحبت صالح اختیار کرو: (۵۲) یعنی جو ان خوبیوں سے آراستہ ہوں آپ انہیں اپنے پاس سے نہ ہٹائیں آپ اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اور اس کی رضا کے جویاں رہتے ہیں آپ کی نگاہ ان سے آگے نہ بڑھے کہ آپ دنیوی زندگی کی زینت چاہنے لگیں آپ ان کی اطاعت نہ کریں جن کے دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیئے ہیں اور اپنی خواہشوں کے پیروکار رہیں اور ان کے کام حد سے بڑھے ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے رب کو پکارتے ہیں یعنی اس کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ صبح وشام کی عبادت سے پنجگانہ فرائض مراد ہیں فرمایا وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر ۴۰:۶۰) تمہارے رب نے فرمایا دعائیں مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا پھر فرمایا کہ یہ اس عمل سے اللہ کی رضا کے جویاں ہیں یعنی خلوص سے عبادت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ ان کا حساب تمہارے ذمہ اور تمہارا حساب ان کے ذمہ نہیں۔ نوحؑ نے ان کے جواب میں جنہوں نے کہا تھا کیا ہم آپ پر ایمان لے آئیں حالانکہ آپ کے ماننے والے گرے پڑے لوگ ہیں فرمایا وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (شعراء ۲۶:۱۱۲ تا ۱۱۴) مجھے ان کے عملوں کی خبر نہیں ان کا حساب میرے رب ہی پر ہے کاش تم سمجھ سکو میں مومنوں کو ہٹانے والا نہیں۔

ترک صحبت صالح گمراہ کر دیتی ہے: پھر فرمایا اگر آپ مذکورہ بالا نیکوں کو ہٹائیں گے تو ظالموں میں ہو جائیں گے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ قریش رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت آپ کے پاس صہیبؓ بلالؓ عمارؓ اور خطیبؓ وغیرہ موجود تھے بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ان سے خوش ہیں؟ اس پر یہ آیت اتری (الف) ابن جریر کی روایت میں یہ زیادہ ہے کیا یہی وہ ہیں جن پر اللہ نے ہمیں چھوڑ کر اپنا احسان فرمایا ہے کیا ہم ان کے تابع ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ انہیں ہٹا دیں تو شاید ہم آپ کی پیروی کر لیں۔

(۵۳) آغاز بعثت میں اکثر مسلمان کمزور اور لونڈی غلام تھے آزاد و مالدار کم تھے۔ قوم نوحؑ نے بھی نوحؑ سے کہا تھا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ (ھود ۱۱:۲۷) ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے پیروکار رذیل اور موٹی عقل والے ہیں۔ جب ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے پوچھا کیا تمہارے نبی کی بڑے لوگ اتباع کرتے ہیں یا کمزور؟ اس پر ابوسفیان نے جواب دیا کہ زیادہ تر کمزور ہی پیروکار ہیں۔ شاہ روم نے کہا کہ شروع میں رسولوں کو ماننے والے کمزور ہی ہوا کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ مشرک کمزوروں کے ایمان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور جس پر ان کا بس چلتا اسے طرح طرح کی تکلیفیں بھی پہنچایا کرتے تھے اور طنزیہ کہا کرتے تھے کیا انہیں پر اللہ کی مہربانی ہے ہم پر نہیں یعنی اگر اللہ کو اسلام پسند ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر انہیں مسلمان نہ بناتا فرمایا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَآ إِلَيْهِ (احقاف ۴۶:۱۱) یعنی اگر اسلام بہتر ہوتا تو اسلام لانے میں لونڈی غلام ہم سے پہل نہ کرتے (۲) وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ (مریم ۱۹:۷۳) یعنی جب انہیں ہماری صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں سے کس کا گھر بہتر اور کس کی بیٹھک اچھی ہے اللہ نے جواب دیا وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ (مریم ۱۹:۷۴) ہم نے بہت سی پہلی قومیں

ہلاک کر دیں جو سامان وزینت میں ان سے کہیں بہتر و برتر تھیں اور جنہوں نے یہ کہا تھا کیا اللہ کا انہیں پر احسان ہے؟ ان کے جواب میں فرمایا' کیا اللہ ان سے واقف نہیں جو اپنے اقوال وافعال اور افکار و خیالات میں اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار ہیں اللہ ایسوں ہی کو سلامتی والی راہوں کی توفیق دیتا ہے اور ایسوں ہی کو اپنے حکم سے اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال کر سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا (عنکبوت ٦٩:٢٩) یعنی جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیتے ہیں یاد رکھو اللہ مخلصوں کے ساتھ ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے رنگ نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دل اور عمل کو دیکھتا ہے۔

مسلمان مسلمان کی عزت کرے: (٥٤) یعنی مسلمانوں کے سلام کا جواب دے کر ان کی عزت کیجئے اور انہیں اللہ کی ہمہ گیر رحمت کی بشارت دیجئے اسی لئے فرمایا کہ اللہ نے اپنی مہربانی سے اپنی ذات اقدس پر رحمت واجب فرمادی ہے کہ اگر کوئی نادانی سے برا کام کر بیٹھے پھر توبہ کر کے اصلاح کر لے تو اللہ اسے معاف فرمادے گا۔

ایک حدیث میں ہے جب اللہ نے مخلوق پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو ایک کتاب میں جو عرش پر اس کے پاس ہے لکھ لیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب رہے گی (ق)

اس آیت کی مناسبت یہ بھی ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے معاذؓ سے فرمایا تھا۔ جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ ہے کہ بندے اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں پھر پوچھا جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جبکہ وہ ایسا کریں یہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب سے بچالے (الف)

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ ع٥
اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ
ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ قُلْ اِنِّىْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ
الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ
الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٨﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ
اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ
فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٩﴾

اور ہم آیتیں اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ گنہگاروں کی راہ ظاہر ہو جائے آپ فرمادیں کہ مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو آپ فرمادیں کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کر سکتا

ورنہ گمراہ ہو جاؤں گا اور راہ یافتہ نہ رہوں گا آپ فرما دیں کہ میں اپنے رب کی ایک روشن دلیل پر ہوں جو تم نے جھٹلا دی اور جس کی تم جلدی مچا رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم اللہ ہی کا ہے اللہ حق بیان کرتا ہے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے آپ فرما دیں اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں وہی جانتا ہے اور جو کچھ بحر و بر میں ہے وہ سب اسے معلوم ہے وہ ہر گرنے والے پتہ کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں جو دانہ ہے اور جو خشک و تر چیز ہے وہ سب ایک بیان کرنے والی کتاب میں ہے

---

(۵۵) یعنی جیسے ہم نے سیدھی راہ کی پکی پکی دلیلیں بیان کیں اور ہٹ دھرمی اور جھگڑنے کی برائی ظاہر کی اسی طرح ہم اپنی آیتیں کھول کھول کر تفصیل سے بیان کرتے ہیں جن میں غرباء سے خطاب ہوتا ہے تا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور اس لئے بھی کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

شرک کی ممانعت: (۵۶) یعنی مجھے شرک و بت پرستی کی ممانعت ہے اگر میں تمہارے ہم خیال ہو جاؤں تو سیدھی راہ سے بھٹک جاؤں۔

عذاب اللہ کے اختیار میں ہے: (۵۷) یعنی مجھے اللہ کی شریعت کی جو وحی کے ذریعہ میرے پاس آئی ہے بصیرت حاصل ہے اور تم نے اللہ کی بھیجی ہوئی وحی جھٹلا دی ہے یاد رکھو تم جس عذاب کی جلدی مچا رہے ہو وہ میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے خواہ وہ اسے جلدی لے آئے یا دیر میں اور اس کی اپنی عظیم حکمت سے کوئی مدت مقرر فرما دے کیونکہ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے اسی لئے فرمایا کہ اللہ حق بیان کرتا ہے اور اللہ بہترین فیصلہ کرنے والا اور لوگوں کے معاملات کو بہترین طور سے چکا دینے والا ہے۔

(۵۸) یعنی اگر عذاب کا معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں مجرموں کو عذاب میں مبتلا کر دیتا اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے یہاں اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کافروں کے مطالبہ کے وقت عذاب لے آنے کا اختیار ہوتا تو آپ عذاب لے آتے لیکن آپ کو اس کا اختیار مطلق نہیں قادر مطلق صرف اللہ کی ذات ہے۔

غیب داں اللہ ہی ہے: (۵۹) یعنی غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اور وہی اسرار غیب جانتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان ۳۱:۳۴) پڑھ کر سنائی یعنی اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی مینہ برساتا ہے اسی کو معلوم ہے کہ رحموں میں کیا ہے کسی کو خبر نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کہاں فوت ہوگا یقیناً اللہ ہی خوب جاننے والا اور اچھی طرح سے خبردار ہے (ب) عمرؓ والی حدیث جبرئیل میں یہ بھی ہے کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی تھی (ق)

اللہ کا علم ہمہ گیر ہے: پھر فرمایا کہ اللہ خشکی اور تری کی ہر چیز جانتا ہے یعنی اللہ کا علم ہمہ گیر ہے اور تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہے اللہ سے کوئی چیز خشکی یا تری کی چھپی ہوئی نہیں اور آسمان و زمین کا ذرہ ذرہ اس کی نگاہ کے سامنے ہے

فَلَا يَخْفٰى عَلَيْهِ الذَّرُّ اِمَّا
تَرَاءٰى لِلنَّوَاظِرِ اَوْ تَوَارٰى

"اس سے کوئی ذرہ چھپا ہوا نہیں خواہ آنکھوں کے سامنے ہو یا ان سے اوجھل ہو"

پھر فرمایا کہ اللہ کو ہر گرنے والا پتہ بھی معلوم ہے۔یعنی اللہ کے علم میں نباتات و جمادات کے بھی حرکات وسکنات ہیں حیوانی حرکات وسکنات کا تو ذکر ہی کیا ہے خصوصاً جنوں اور انسانوں کی حرکات وسکنات کا کیونکہ یہی دونوں مکلّف ہیں اور انہیں کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے فرمایا یَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡیُنِ (غافر ۴۰:۱۹) اللہ خیانت کرنے والوں کی نگاہوں کو جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جو ان کے دلوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں خشکی اور تری کے ہر درخت پر ایک فرشتہ تعینات ہے جو ہر گرنے والا پتہ لکھ لیتا ہے پھر فرمایا کہ زمین کے اندھیروں میں دانہ دانہ اور ہر خشک و تر چیز ایک بیان کرنے والی کتاب میں مندرج ہے۔

وَهُوَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰىكُمۡ بِالَّیۡلِ وَیَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبۡعَثُكُمۡ فِیۡهِ لِیُقۡضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۶۰﴾ ؏ وَهُوَ الۡقَاهِرُ فَوۡقَ عِبَادِهٖ وَیُرۡسِلُ عَلَیۡكُمۡ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا وَهُمۡ لَا یُفَرِّطُوۡنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوۡۤا اِلَى اللّٰهِ مَوۡلٰىهُمُ الۡحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الۡحُكۡمُ وَهُوَ اَسۡرَعُ الۡحٰسِبِیۡنَ ﴿۶۲﴾

ع ۱۴/۶

اللہ ہی تمہیں رات میں مار دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کماتے ہوا سے بھی جانتا ہے پھر وہ تمہیں دن میں اٹھا دیتا ہے تا کہ تمہاری زندگی کی مقررہ مدت پوری ہو جائے پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ تمہیں تمہارے ایک ایک عمل کی خبر دے گا وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہباں فرشتے بھیجتا ہے حتی کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ کمی نہیں کرتے پھر وہ اللہ کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں جو ان کا سچا کارساز ہے دیکھو حکم اللہ کا ہے اور اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

نیند موت کی بہن ہے: (۶۰) یعنی اللہ رات میں اپنے بندے کو مار دیتا ہے در اصل نیند موت کی بہن ہے فرمایا اِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسٰۤى (آل عمران ۳:۵۵) اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تمہیں مارنے والا اور اپنے پاس اٹھانے والا ہوں یہاں موت سے نیند مراد ہے (۲) اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ (زمر ۳۹:۴۲) اللہ لوگوں کو موت کے وقت مار دیتا ہے اور جن کی موت کا وقت نہیں آتا انہیں نیند میں مار دیتا ہے پھر جن پر موت کا حکم صادر ہو چکا ہے انہیں روک لیتا ہے اور دوسروں کو مقررہ مدت کے لئے چھوڑ دیتا ہے (یہاں دونوں موتیں جمع ہیں) انسان رات میں وفات پا جاتا ہے اور دن میں کمائی کرتا ہے جس کا اللہ کو علم ہے یعنی اللہ کا علم ہمہ گیر ہے کہ وہ رات دن انسان کی حرکات وسکنات سے واقف ہے فرمایا سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ (رعد ۱۳:۱۰) تم بات چھپاؤ نہ چھپاؤ اللہ کے لیے سب برابر ہے اور رات میں چھپا ہوا اور دن میں بل میں گھسا ہوا دونوں برابر ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے اور نیند میں فرشتہ اس کی روح تھام لیتا ہے اگر اللہ اس روح کو قبض کرنے کی اجازت دیتا ہے تو فرشتہ روح کو قبض کر لیتا ہے ورنہ جسم میں لوٹا دیتا ہے۔وَهُوَ الَّذِیۡ یَتَوَفّٰىكُمۡ بِالَّیۡلِ میں اسی کی طرف ارشاد ہے روح اس لئے چھوڑ دی جاتی ہے کہ انسان اپنی زندگی کے مقررہ ایام پورے کر لے۔یاد رکھو قیامت کے دن اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اس وقت اللہ تمہیں تمہارے

عملوں کی جزا یا سزا دے گا۔

محافظ فرشتوں کا بیان: (٦١) یعنی اللہ ہر چیز پر غالب و قادر ہے اور اس کی عظمت و کبریائی کے آگے سب سرنگوں ہیں اللہ نے انسان کی حفاظت کے لئے محافظ فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں فرمایا لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ (رعد١٣:١١) انسان کے آگے پیچھے باری باری سے آنے والے فرشتے رہتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو انسان کے عملوں کی نگرانی کرتے ہیں اور انہیں لکھتے رہتے ہیں فرمایا وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ (انفطار٨٢:١٠تا١٢) تم پر معزز لکھنے والے فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے عمل جانتے ہیں پھر فرمایا موت کے فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں ملک الموت کے معاون دوسرے فرشتے ہیں جو تم سے روح نکالتے ہیں پھر جب روح حلق میں آ جاتی ہے تو ملک الموت قبض کر لیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ وہ کمی نہیں کرتے بلکہ اس کی خوب حفاظت کرتے ہیں اور وہیں اتارتے ہیں جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے اگر نیک ہے تو علیین میں اور بد ہے تو سجین میں اللہ سجین سے مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

(٦٢) قیامت کے دن ساری مخلوق اللہ کے پاس لوٹائی جائے گی اور اللہ ان میں انصاف سے فیصلہ فرمائے گا جیسا کہ فرمایا قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ (واقعہ٥٦:٤٩،٥٠) آپ فرما دیں کہ اگلے اور پچھلے سب ایک معین دن جمع کئے جائیں گے (٢) وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ (کہف١٨:٤٧) ہم انہیں اٹھا کر جمع کریں گے اور کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ اللہ ان کا سچا کارساز ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور وہی حساب لینے والا ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾

آپ پوچھیں کہ تمہیں سمندر اور خشکی کے اندھیروں میں کون نجات دیتا ہے جب تم اسے گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو کہ اگر اللہ ہمیں اس آفت سے نجات بخشے گا تو ہم ضرور اس کے شکر گذار رہوں گے آپ فرما دیں کہ تمہیں اس آفت سے اور ہر بے چینی سے اللہ نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو آپ فرما دیں کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے یا نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں گروہ گروہ کر کے بھڑا دے اور بعض کو بعض کی لڑائی کا ذائقہ چکھا دے آپ دیکھیں کہ ہم کس کس طرح مختلف طریقوں سے اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ لیں۔

اللہ کی شان فضل و کرم کا بیان: (٦٣) اللہ اپنی شان فضل و کرم کا بیان فرما رہا ہے کہ جب لوگ لق و دق میدانوں کی تاریکیوں میں اور طوفانی سمندر کے اندھیروں میں گھر جاتے ہیں اور گھبرا کر بتوں کو نظر انداز کر کے اللہ ہی سے دعا مانگتے ہیں جو اکیلا ہے

اور اپنا شریک نہیں رکھتا تو اللہ کی شان کریمانہ یہی ہے کہ وہ انہیں نجات دے دیتا ہے فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ (اسراء ۱۷:۶۷) یعنی جب تم سمندر میں مصیبت میں گھر جاتے ہو تو تمہارے بت ناپید ہو جاتے ہیں اور تم اللہ ہی کو پکارتے ہو (۲) هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (یونس ۱۰:۲۲) اللہ ہی تمہیں خشکی اور تری میں سیر کراتا ہے حتیٰ کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ تمہیں موافق ہوا کے ساتھ لے کر چلتی ہیں اور تم ان سے مگن ہوتے ہو تو اچانک ناموافق ہوا چلنے لگتی ہے اور موجیں تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں اور تم سمجھ لیتے ہو کہ تمہیں گھیر لیا گیا اس وقت تم خلوص سے اللہ ہی سے دعائیں مانگتے ہو کہ اے رب اگر تو ہمیں اس آفت سے نجات دے گا تو ہم یقیناً تیرے شکر گذار بندے بن جائیں گے۔ پھر فرمایا اگر اللہ اس تنگی سے نکال دے تو یقیناً ہم اس کے شکر گذار و فرماں بردار بن جائیں گے۔

اللہ ہی تمام آفتوں سے بچاتا ہے: (۶۴) یعنی اللہ ہی تمہیں تمام آفتوں سے بچاتا ہے مگر تم نجات کے بعد بجائے شکر گذار ہونے کے اور الٹا شرک کرنے لگتے ہو اور عافیت کی حالت میں اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پوجنے لگتے ہو۔

اللہ ہر حال میں عذاب پر قادر ہے: (۶۵) دوسری جگہ فرمایا رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ (اسراء ۱۷:۶۶ تا ۶۹) یعنی تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ اس کا فضل تلاش کرو یقیناً اللہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے اور جب تمہیں سمندر میں آفت پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا تمہارے معبود کھو جاتے ہیں پھر جب اللہ تمہیں خشکی پر صحیح سالم لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو۔ انسان ہے ہی بڑا ناشکرا کیا تم اس سے نڈر ہو کہ اللہ تمہیں خشکی میں دھنسا دے یا تم پر پتھریلی ہوا بھیج دے پھر تم اپنا کوئی مددگار نہ پاؤ یا تم اس سے نڈر ہو کہ اللہ پھر تمہیں سمندر میں لوٹا دے پھر باد مخالف بھیج دے اور تمہارے کفر کی وجہ سے تمہیں اس میں ڈبو دے پھر تم اپنے لئے ہم پر کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ۔

جابرؓ فرماتے ہیں عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اترنے کے بعد رحمت عالم ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ پر بھی یہی فرمایا مگر اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ پر فرمایا کہ یہ آسان ہے (ق) رحمت عالم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایسا ہونے والا ہے مگر اب تک ہوا نہیں (ت)

رحمت عالم ﷺ کی دو دعاؤں کی قبولیت: سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم رحمت عالم ﷺ کے ساتھ مسجد بنی معاویہ سے گذرے اس میں ہم نے آپ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ دیر تک اللہ سے دعائیں مانگتے رہے پھر فرمایا اس وقت میں نے تین دعائیں مانگیں کہ میری امت ڈوب کر ہلاک نہ ہو قبول ہوگئی دوسری یہ دعا مانگی کہ میری امت قحط سے ہلاک نہ ہو یہ بھی قبول ہوگئی تیسری یہ دعا مانگی کہ میری امت میں آپس میں جنگ نہ ہو مگر یہ قبول نہیں ہوئی۔ (م)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ لی ہے حتیٰ کہ میں نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھ لئے میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک میرے لئے زمین کا حصہ سمیٹا گیا اور مجھے سفید و سرخ دو خزانے دیئے گئے میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ میری امت عام قحط سے ہلاک نہ ہو اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ ہو جو ان سب کو ہلاک کر دے اور ان میں فرقہ بندی اور جنگ نہ ہو اللہ نے فرمایا محمد ﷺ میرا فیصلہ رد نہیں کیا جاتا مجھے منظور ہے کہ میں آپ کی امت کو قحط سے ہلاک نہ کروں اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کروں جو ان سب کو ہلاک کر دے ہاں آپ کی امت میں سے ایک دوسرے کو قتل و گرفتار کرے گا آپ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر گمراہ اماموں کی طرف سے خوف ہے جب میری امت میں تلوار نکل آئے گی تو پھر قیامت تک نیام

میں نہیں جائے گی (الف)

امت محمدیہ میں فرقہ بندی: پھر فرمایا اللہ تمہیں مختلف فرقوں میں بانٹ کر بھڑا دیں گے ابن عباس فرماتے ہیں لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے لگ کر مختلف فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جو بجز ایک فرقے کے سب جہنمی ہوں گے پھر فرمایا کہ تم میں آپس میں جنگ ہوگی اور ایک دوسرے پر مسلط ہو کر اسے عذاب پہنچائے گا اور قتل کرے گا۔ پھر فرمایا دیکھیے ہم کس کس طرح تفصیل سے اپنی آیتیں بیان کر رہے ہیں تا کہ لوگ غور وفکر کریں۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۞ ٦٦ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۞ ٦٧ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ ٦٨ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۞ ٦٩

اور آپ کی قوم نے قرآن کو جھٹلایا حالانکہ وہ برحق ہے آپ فرما دیں میں تم پر وکیل نہیں ہوں ہر خبر کے ظہور کا ایک وقت ہے اور عنقریب تمہیں علم ہو جائے گا اور جب آپ ایسے لوگ دیکھیں جو ہماری آیتوں میں (تکذیب کی غرض سے) غور وخوض کر رہے ہیں تو آپ ان سے منہ پھیر لیں جب تک کہ وہ دوسری باتوں میں نہ لگ جائیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھیں اس کا احتیاط کرنے والوں پر کوئی اثر نہ پڑے گا ہاں ان کے ذمہ نصیحت ہے تا کہ وہ بھی احتیاط برتیں۔

مبلغ کا کام تبلیغ ہے منوانا نہیں: (٦٦) آپ کی قوم قریش نے قرآن کو جسے آپ اس کے پاس لے کر آئے تھے اور ہدایت و بیان کو جھٹلا دیا تھا؟ حالانکہ یہ ایسے حقائق ہیں جن کے مقابلہ میں کوئی حقیقت حقیقت ہی نہیں۔ آپ فرما دیں کہ میں تم پر حاکم نہیں ہوں کہ زبردستی راہ پر لے آؤں وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (کہف ۱۸:۲۹) آپ فرما دیں کہ تمہارے رب کے پاس سے حق آ چکا اب جو چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو نہ چاہے نہ لائے میرا فرض تبلیغ کرنا ہے اور تمہارا فرض سن کر مان لینا ہے میری بات ماننے والا دنیا وآخرت میں سعادت مند ہے اور نہ ماننے والا دونوں جہانوں میں بد بخت ہے اسی لئے بعد والی آیت (٦٧) میں فرمایا کہ۔

ہر واقعہ کے ظہور کا ایک وقت ہے: ہر واقعہ کے ظہور کا ایک وقت ہے اگرچہ اس کا ظہور ایک مدت کے بعد ہوا فرمایا وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (ص ۳۸:۸۸) یعنی تم ایک مدت کے بعد اس کی حقیقت ضرور جان جاؤ گے (۲) لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (رعد ۱۳:۳۰) یعنی ہر مقررہ مدت کے لئے ایک تحریر ہے اس جملہ میں سخت ڈراوا ہے اسی لئے بعد میں فرمایا کہ عنقریب تم جان لو گے۔

خلاف شرع مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت: (٦٨) یعنی جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتیں جھٹلا کر ان کا مذاق اڑا رہے ہے

ہوں تو اس مجلس میں مت بیٹھو جب تک کہ وہ دوسری باتوں میں نہ لگ جائیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھے جو اللہ کی آیتوں میں تحریف کر رہے ہوں اور انہیں توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بنانا چاہ رہے ہوں اگر کوئی اس قسم کی مجلس میں بھولے سے بیٹھ جائے تو یاد آنے پر فوراً اٹھ جائے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ میری امت سے خطا بھول اور جبر اٹھا لیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ (نساء۴: ۱۴۰) تم پر کتاب میں یہ بات اتر چکی ہے کہ جب تم یہ سنو کہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ دوسری باتوں میں نہ لگ جائیں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔

خلاف شرع مجلس سے بچنے والے بری ہیں: (۶۹) پھر فرمایا کہ بچنے والوں کے لئے ان کے حساب میں سے کچھ نہیں یعنی جب مسلمان ایسی مجلسوں میں نہ بیٹھیں اور بچتے رہیں تو انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور گناہوں سے بچ گئے۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

اور آپ انہیں چھوڑ دیں جنہوں نے اپنا دین کھیل تماشہ بنا لیا ہے اور انہیں دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور آپ اس قرآن سے نصیحت فرماتے رہیں تا کہ کوئی اپنی کمائی کی وجہ سے تباہی میں نہ پھنس جائے کہ اس کا اللہ کے سوا کوئی دوست وسفارشی نہ ہو اور اگر وہ پورا پورا فدیہ بھی دے تو اس سے قبول نہ کیا جائے یہی لوگ اپنی کمائیوں کی وجہ سے ہلاکت میں پھنس گئے ہیں اور انہیں کے لئے کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے کیوں کہ یہ کفر کیا کرتے تھے۔

لوگوں کو خلاف شرع کاموں سے روکا جائے: (۷۰) یعنی آپ ایسے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انہیں ڈھیل دے دیں کیونکہ یہ بڑے بھاری عذاب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اسی لئے فرمایا کہ اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت کیجئے اور انہیں قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرایئے تا کہ کوئی شخص اپنی کمائی سے ہلاک وذلیل نہ ہو یا کسی بھاری آفت میں نہ پھنس جائے کہ اس کے کرتوتوں کی اس سے باز پرس ہو اور سزا بھگتنی پڑ جائے خلاصہ کلام یہ کہ کوئی ہلاکت میں نہ پڑ جائے اور بھلائی سے رک کر دُر مقصود نہ کھو بیٹھے فرمایا كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ (مدثر ۷۴: ۳۷، ۳۸) اصحاب یمین کے علاوہ ہر شخص اپنی کمائی سے بندھا ہوا ہے پھر فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کا دوست اور سفارشی نہ ہوگا یعنی نہ کوئی رشتہ دار اور دوست ہوگا نہ سفارش کے لئے کھڑا ہوگا فرمایا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ (بقرہ۲: ۲۵۴) اس دن سے پہلے خرچ کر لو جس دن نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ سفارش اور کافر ہی ظالم ہیں۔

قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی رد کر دیا جائے گا: پھر فرمایا اور اگر وہ پورا پورا فدیہ دینا چاہے تو بھی نا قابل قبول ہوگا یعنی کوئی اپنی جان چھڑانے کے لئے بے شمار دولت بھی خرچ کرنا چاہے تو وہ بھی قبول نہ ہوگی فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ (آل عمران ۳:۹۱) جو کافر ہیں اور کفر ہی پر مر گئے تو اگر وہ زمین بھر کر بھی فدیہ میں سونا دینا چاہیں تو ہرگز قبول نہ ہوگا یہاں فرمایا کہ یہ اپنی کمائی کی وجہ سے بلاؤں میں پھنس گئے اب ان کے کفر کی وجہ سے ان کے پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی اور درد ناک عذاب ہے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾

آپ پوچھیں کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان اور کیا ہم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹا دیئے جائیں گے جبکہ اللہ ہمیں ہدایت سے فیض یاب فرما چکا ہے اس کی طرح جسے شیطان نے کسی جگہ بے راہ کر دیا ہو اور وہ ادھر ادھر بھٹکتا پھر رہا ہو اور اس کے دوست اسے ہدایت کی طرف بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس آ جا آپ فرما دیں کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے ہمیں حکم ہے کہ ہم رب العالمین کے فرماں بردار بن کر رہیں اور یہ حکم ہے کہ تم پابندی سے نماز پڑھتے رہو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو وہی ہے جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے اسی نے حق کے ساتھ آسمان و زمین پیدا کئے اور جس دن وہ اسے کہہ دے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا اسی کی بات سچی ہے اور جب صور پھونکا جائے گا تو اسی کی بادشاہت ہوگی اور وہ ہر چھپی کھلی چیز کو جاننے والا ہے اور بڑی حکمت والا اور خوب خبر دار ہے۔

توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنا باعث ہلاکت ہے: (۷۱) مشرکوں نے مسلمانوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا دین چھوڑ کر ہماری راہ کی پیروی کرو اس پر یہ آیت اتری یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ جو معبود نفع و نقصان کا مالک ہو اسے چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کریں جو اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہ ہوں الحمد للہ اللہ نے ہمیں دولت اسلام سے نوازا ہے اب ہم کفر میں لوٹ کر نہیں جا سکتے ورنہ ہماری مثال اس شخص کی سی ہوگی جو اپنی قوم کے ساتھ کسی سفر پر روانہ ہوا اور راہ سے بھٹک گیا شیطان نے اسے دوسری راہ پر ڈال کر حیران و سراسیمہ کر دیا اس کے ساتھی راہ پر کھڑے ہوئے اسے زور زور سے پکار رہے ہیں کہ ہم تیرے انتظار میں کھڑے ہیں ہمارے پاس آ جا لیکن وہ ان کے پاس آنے سے انکار کرتا ہے یہی مثال اس کی ہے جو اسلام لا کر کفر اختیار کر لے رحمت عالم ﷺ راہ پر کھڑے ہوئے اسے آواز دے رہے ہیں کہ میرے پاس آ جا اور راستہ اسلام ہے (ابن جریر) چونکہ ہدایت کا مسئلہ

بڑا اہم ہے اور وہ اللہ کے اختیار میں ہے اسی لئے فرمایا کہ اصل ہدایت اللہ ہی کی ہے فرمایا وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ (زمر ۳۹:۳۷) یعنی جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں (۲) اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰهُمْ (نحل ۱۶:۳۷) یعنی اگر آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہیں تو اللہ گمراہ ہونے والوں کو ہدایت نصیب نہیں فرماتا اور نہ کوئی ان کا مددگار ہوتا ہے۔

اللہ کی فرماں برداری کا حکم: پھر فرمایا کہ ہمیں رب العالمین کے فرماں بردار بن کر رہنے کا حکم ہے اور یہ بھی کہ خالص اسی کی عبادت کریں جو یکتا ہے اور اپنا کوئی شریک نہیں رکھتا۔

نماز کی پابندی اور تقویٰ کا حکم: (۷۲) یعنی تمہیں پابندی سے نماز پڑھنے کا اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم ہے تم سب قیامت کے دن اسی کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

دنیا کی پیدائش میں اللہ کی حکمت کارفرما ہے: (۷۳) یعنی اللہ ہی نے کسی حکمت سے آسمان و زمین پیدا کئے وہی ان کا خالق و مالک اور ان میں رہنے والوں کا منتظم ہے پھر فرمایا کہ قیامت کا دن وہ ہے کہ جب اللہ اس سے ہو جانے کو فرمائے گا تو پلک جھپکنے میں قیامت آ جائے گی۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ اور وَلَهُ الْمُلْكُ الگ الگ دو جملے ہیں اور یہ دونوں جملے اللہ رب العالمین کی صفت ہیں۔ یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے بعد فرمائے گا جیسا کہ سورہ غافر میں فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (۴۰:۱۶) آج کس کی بادشاہت ہے اس اللہ کی جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے (۲) اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ (فرقان ۲۵:۲۶) اس دن حقیقی بادشاہت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔

صور کا بیان: يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ کی تفسیر یہ ہے کہ صور سے نرسنگھا مراد ہے جس میں اسرافیل پھونک ماریں گے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اسرافیل صور منہ میں لئے ہوئے اور پیشانی جھکائے ہوئے انتظار کر رہے ہیں کہ کب حکم ہو اور میں صور پھونکوں (م) (۲) ایک دیہاتی نے پوچھا یا رسول اللہ صور کیا ہے؟ فرمایا ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی (الف) صور سے متعلق احادیث صحیحہ کسی اور مناسب مقام پر بیان ہوں گی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ
فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٧٩﴾

اور جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا آپ بتوں کو معبود بناتے ہیں بلا شبہ میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو آسمان وزمین کی بادشاہت دکھلاتے ہیں تاکہ وہ یقین لانے والوں میں سے ہو جائیں پھر جب ان پر رات کی تاریکی چھا گئی تو وہ تارا دیکھ کر بولے میرا رب یہ ہے پھر جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا پھر جب چاند چمکتا ہوا دیکھا تو کہا میرا رب یہ ہے پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو فرمایا اگر مجھے میرا رب راہ نہ دکھاتا رہے تو میں بھی گمراہوں میں شامل ہو جاؤں۔ پھر جب آپ نے سورج چمکتا دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو فرمایا اے قوم میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں میں نے اپنا رخ اس کی طرف پھیر لیا جس نے آسمان و زمین پیدا کیے۔ میں موحد ہوں مشرک نہیں ہوں۔

خلیل اللہ کے باپ کا کیا نام تھا: (۷۴) حضرت ابراہیم کے باپ کا نام آزر تھا اور لقب تارخ تھا لیکن وہ نام ہی سے مشہور تھا۔ ماں کا نام شانی اور بیوی کا نام سارہ تھا اور اسماعیل کی ماں کا نام ہاجرہؓ تھا جسے شاہ مصر نے سارہ کی خدمت کے لئے ھبہ کر دیا تھا اور انہوں نے ابراہیم کو ھبہ کر دیا۔

بیٹا باپ کو نصیحت کر رہا ہے: غرض یہ کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو بت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی اور شرک کی برائی ذہن نشین کرائی مگر وہ باز نہیں آیا فرمایا کیا تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو معبود بناتے ہو یہ کس قدر ذلیل حرکت ہے تم اور تمہارے نقش قدم پر چلنے والے گمراہ اور راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں تمہیں کچھ خبر نہیں کہ کدھر جا رہے ہو بلکہ سب حیرت و جہالت میں مبتلا ہو اور جہالت و گمراہی اس قدر واضح ہے کہ اس کے بیان کی ضرورت ہی نہیں فرمایا وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرٰهِيمَ (مریم ۱۹:۴۱ تا ۴۸) اس کتاب میں ابراہیمؑ کو یاد کرو یہ بڑے سچے نبی تھے جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا ابا جان آپ ایسوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سن سکتے ہوں نہ دیکھ سکتے ہوں اور نہ آپ کے کسی کام آسکتے ہوں ابا جان میرے پاس علم ہے جو آپ کے پاس نہیں آپ میری بات مانیں میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا ابا جان شیطان کی پوجا نہ کیجئے۔ شیطان اللہ کا بڑا نافرمان ہے۔ ابا جان مجھے ڈر ہے کہیں آپ پر اللہ کا عذاب نہ آجائے اور آپ شیطان کے دوست نہ بن جائیں بولا اے ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے منہ پھیرتا ہے اگر تو اس حرکت سے باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا مجھے چھوڑ کر الگ ہو جا فرمایا اچھا سلام میں تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے اور میں تم سے اور تمہاری بت پرستی سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اور اپنے رب سے دعا کروں گا مجھے امید ہے کہ میں رب سے دعا کرنے کے بعد محروم نہ رہوں گا۔ چنانچہ ابراہیمؑ جب تک ان کا باپ زندہ رہا اس کے لئے دعا کرتے رہے پھر جب وہ شرک پر مر گیا اور آپ پر یہ بات ظاہر ہو گئی تو پھر اس کے لئے دعا نہیں کی اور اس سے بیزار ہو گئے فرمایا وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيمَ لِاَبِيهِ (توبہ ۹:۱۱۴) ابراہیمؑ کا باپ کے لئے دعائے مغفرت کرنا ایک وعدے کی وجہ سے تھا جس کا انہوں نے اس سے وعدہ فرمایا تھا پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے آپ بڑے نرم دل اور بردبار تھے ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ابراہیمؑ قیامت کے دن اپنے باپ سے ملاقات کریں گے اور وہ آپ سے کہے گا بیٹا آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ ابراہیمؑ دعا مانگیں گے کہ اے رب کیا تو نے قیامت کے دن مجھے

رسوا نہ کرنے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہو گی کہ میرا باپ تیری رحمت سے بہت دور ہے پھر کہا جائے گا ابراہیم ذرا پیچھے تو دیکھو اتنے میں وہ ایک بجو دیکھیں گے جو نجاست میں لتھڑا ہوا ہے پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ابراہیمؑ پر دلائل توحید کا انکشاف: (۷۵) یعنی ہم نے آسمان و زمین کی چیزوں میں ابراہیمؑ کے لئے اپنی توحید کے دلائل کھول دیئے اور ان پر یہ بات روشن کر دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مربی نہیں فرمایا قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ (یونس ۱۰:۱۰۱) آپ فرما دیں دیکھو آسمان و زمین میں کیا ہیں' ایک ایک چیز اللہ کی توحید بتا رہی ہے: اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اعراف ۷:۱۸۵) لوگ آسمان و زمین کی مخلوق میں غور کیوں نہیں کرتے (۳) اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (سباء ۳۴:۹) پھر لوگ اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین کو دیکھتے کیوں نہیں اگر ہم چاہیں انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں۔ یقیناً اس میں ہر رجوع کرنے والے کے لئے بڑی زبردست نشانی ہے۔

پھر فرمایا تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے یعنی ان دلائل کے معلوم ہو جانے کے بعد پکے یقین والوں میں سے ہو جائے۔

ڈوبنے والا معبود نہیں ہو سکتا: (۷۶) پھر جب رات کا اندھیرا چھایا تو آپ نے ایک تارا دیکھا اور فرمایا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا کہ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا رب کی یہ شان نہیں کہ اس پر فنا طاری ہو (۷۷) پھر چاند چمکتا دیکھ کر فرمایا ہو سکتا ہے یہ اللہ ہو لیکن وہ بھی ڈوب گیا فرمایا اللہ کی معرفت اس کی ہدایت کے بغیر ناممکن ہے یہ بھی اللہ نہیں ہو سکتا (۷۸) پھر دن میں سورج دیکھا کہ یہ سیارہ تمام سیاروں سے بڑا اور زیادہ روشن ہے سوچا شاید یہ اللہ ہو لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو فرمایا اے قوم میں تمہاری کواکب پرستی سے بیزار ہوں ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پھر اللہ نے آپ کو ہدایت سے بہرہ ور فرمایا۔

کائنات کا خالق اللہ ہی ہے: (۷۹) میں نے اپنا رخ اس اللہ کی طرف کر لیا جس نے یہ سیارے یہ سورج چاند اور تارے اور آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اسی کو عبادت کے لائق جانتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا۔

وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ
مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ
اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۰ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ
اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ
بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۸۱ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ
عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾

آپ سے آپ کی قوم نے جھگڑا کیا فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت عطا فرمائی مجھے تمہارے بتوں سے کوئی خوف نہیں ہاں اگر میرا رب ہی میرے ساتھ کچھ چاہے تو اور بات ہے میرے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے پھر تم نصیحت کیوں نہیں مانتے میں کیوں تمہارے بتوں سے ڈروں حالانکہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے نہیں ڈرتے جس کی اللہ نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری اگر تمہارے پاس علم ہو تو بتاؤ کہ دونوں جماعتوں میں سے کون سی جماعت امن کی حقدار ہے' جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم (شرک) نہیں ملایا انہیں کے لئے امن ہے اور وہی راہ یافتہ ہیں یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم پر دی تھی جس کے درجے بلند کرنا چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں یقیناً آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔

بے جان کی عبادت حماقت ہے: (۸۰) جب ابراہیمؑ سے ان کی قوم نے توحید کے بارے میں جھگڑا کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اللہ کے بارے میں اور اس کی توحید کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے بصیرت بخشی اور حق کی ہدایت دی میں پکی دلیل پر ہوں جو اللہ نے مجھے سکھائی ہے پھر میں تمہاری غلط باتوں اور باطل شبہوں پر کیوں توجہ دوں پھر فرمایا کہ میں تمہارے دیوی دیوتاؤں سے ڈرتا نہیں یعنی تمہارے عقیدے کی غلطی اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ قطعی بے جان ہیں کچھ بھی نہیں کر سکتے مجھے ان کی پرواہ نہیں اگر وہ میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو سب مل کر بلا ڈھیل دیئے ہوئے مجھے نقصان پہنچا کر دکھائیں پھر فرمایا کہ نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہی ہے اگر اللہ ہی مجھے نقصان پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچے گا ورنہ ان بتوں کے اختیار میں کچھ نہیں پھر فرمایا کہ میرے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں پھر تم میری نصیحت کیوں نہیں مانتے جو بات میں نے تمہیں سمجھا دی ہے اسے مانو ظاہر ہے کہ یہ معبود کچھ نہیں لہذا ان کی عبادت چھوڑ دو یہ دلیل وہی ہے جو ہودؑ نے دی تھی فرمایا قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ (ہود۱۱:۵۳تا۵۶) عادیوں نے کہا ہودؑ تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے ہم تمہارے کہنے سے اپنے معبود چھوڑنے والے اور تم پر ایمان لانے والے نہیں ہمارے خیال میں ہمارے کسی معبود نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے ہودؑ نے جواب دیا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں تم بھی گواہ ہو جاؤ کہ میں اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں تم سب مل کر مجھے نقصان پہنچاؤ اور ڈھیل نہ دو میرا اللہ پر بھروسہ ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے اور ہر زمین پر چلنے والے کی پیشانی کے بال اس کے ہاتھ میں ہیں۔

بے جان سے مرعوب ہونا نادانی ہے: (۸۱) میں کیوں ان بتوں سے مرعوب ہوں جو محض بے جان ہیں جب کہ تم بھی حیی و قیوم سے نہیں ڈرتے اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو حالانکہ اللہ نے تم پر شرک کی کوئی سند نہیں اتاری۔ فرمایا أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا الخ (شوریٰ۴۲:۲۱) کیا ان کے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے وہ دین مقرر کیا ہے جس کا حکم اللہ نے نہیں دیا (۲) إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا (نجم۵۳:۲۳) وہ تو محض نام ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ان کے نام رکھ لئے ہیں اللہ نے

کوئی سند نہیں اتاری۔ پھر فرمایا کہ دونوں گروہوں میں سے امن کا حقدار کون ہے۔ اس کا پرستار جس کے قبضہ میں نفع ونقصان ہے یا اس کا جوان طاقتوں سے محروم ہے اور بلا دلیل پوجا جاتا ہے یعنی ان دونوں میں سے کس کو قیامت کے روز اللہ کے عذاب سے نجات مل سکتی ہے؟

توحید ہی باعث نجات ہے: (۸۲) یعنی جنہوں نے خالص اللہ کی عبادت کی جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا قیامت کے روز انہیں کو امن ملے گی اور وہی دنیا اور آخرت میں سیدھی راہ پر ہیں۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو صحابہ نے کہا ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو اس پر اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۳۱-۱۳) اتری (ب)

شرک سب سے بڑا ظلم ہے: عبداللہؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھاری معلوم ہوئی پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کون ہے جو گناہوں سے بچا ہو فرمایا یہ مطلب نہیں ہے جو تم نے سمجھا تم نے اللہ کے نیک بندے لقمان کا قول نہیں سنا فرماتے ہیں اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان ۳۱:۱۳) بیٹا اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا یاد رکھو شرک بڑا بھاری ظلم ہے' ظلم سے مراد یہاں شرک ہے۔

ایک حدیث میں ہے جو نعمتوں پر شکر تنگی پر صبر' گناہوں پر استغفار اور ظلم و زیادتی کو معاف کرتا رہا پھر آپ خاموش ہو گئے لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا ایسے لوگ امن وہدایت والے ہیں۔

(۸۳) اللہ نے توحید والوں کی تصدیق فرمائی اور (انہیں امن وہدایت کی بشارت سنائی فرمایا کہ یہ ہماری عطا کردہ دلیل پر ہیں پھر فرمایا کہ آپ کا رب اپنے اقوال وافعال میں حکمت والا اور خوب جاننے والا ہے کہ کون ہدایت کے قابل ہے اور کون نہیں۔ ازلی بدبخت سیدھی راہ پر کبھی نہیں آئے گا خواہ اس کے سامنے کتنی ہی پکی دلیلیں پیش کر دی جائیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ (یونس ۱۰:۹۶'۹۷) جن پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی وہ کبھی ایمان لانے والے نہیں اگرچہ ان کے پاس ساری نشانیاں آ جائیں۔ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا
لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُلْ
لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٠﴾

اور ہم نے انہیں اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کئے ہر ایک کو ہدایت دی اور اس سے پہلے ہم نے نوحؑ کو ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ کو سلیمانؑ کو ایوبؑ کو یوسفؑ کو موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو ہدایت دی ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ کو یحییٰؑ کو عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو یونسؑ کو اور لوطؑ کو بھی ہم نے ہر ایک کو دنیا والوں پر فضیلت دی اور ان کے بعض باپوں کو ان کی بعض اولاد کو اور ان کے بعض بھائیوں کو بھی ہم نے انہیں چن لیا اور انہیں سیدھی راہ پر ڈال دیا یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ہدایت سے نوازے اور اگر یہ شرک کرتے تو ان کے سارے عمل برباد ہو جاتے انہیں کو ہم نے کتاب' حکمت اور نبوت دی اگر یہ نبوت کی ناشکری کریں گے تو ہم اسے ایسی قوم کو سونپ دیں گے جو اس کی ناشکری کرنے والی نہ ہو گی انہیں کو اللہ نے ہدایت دی آپ انہیں کی ہدایت کی پیروی کریں آپ فرما دیں کہ میں تبلیغ پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا قرآن تو جہاں والوں کے لئے نصیحت ہے۔

خلیل اللہ کے بڑھاپے میں اولاد ہوئی: (۸۴ تا ۸۷) حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں جبکہ وہ مع اپنی بیوی سارہ کے اولاد سے ناامید ہو چکے تھے۔ اسحاقؑ عطا فرمایا آپ کے پاس فرشتے آئے جو عذاب لے کر قوم لوطؑ کے پاس جا رہے تھے انہوں نے دونوں میاں بیوی کو اسحاقؑ کی خوش خبری دی۔ سارہ کو سن کر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگیں يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ (ھود ۱۱: ۷۲، ۷۳) ہائیں کیا میرے بڑھاپے میں بچہ ہوگا اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں یہ تو ایک حیرت انگیز بات ہے فرشتوں نے کہا کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو اے ابراہیمؑ کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں واقعی اللہ تعریفوں اور بزرگیوں والا ہے فرشتوں نے آپ کو ان کی نبوت کی اور نسل کی بھی بشارت دی فرمایا فَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ' الخ (صافات ۳۷: ۱۱۲) ہم نے انہیں اسحاقؑ کی خوش خبری دی جو نبی ہوں گے اور نیکوں میں سے ہوں گے یہ کامل ترین بشارت اور عظیم ترین نعمت ہے۔ (۴ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (ھود ۱۱: ۷۱) ہم نے انہیں اسحاقؑ کی اور اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی یعنی تم دونوں کی زندگی میں اسحاقؑ کے بیٹا یعقوبؑ پیدا ہوگا اور اس سے بھی تم دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی جیسے اسحاقؑ سے ہوئیں کیونکہ پوتے سے بھی مسرت ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بقائے نسل کا ذریعہ ہے۔

شرک بڑوں کے عمل بھی غارت کر دیتا ہے: (۸۸) یعنی انہیں ہدایت و سیدھی راہ اللہ کی توفیق سے ہاتھ آئی فرمایا اگر یہ لوگ بھی شرک کرنے لگیں تو ان کے سارے عمل غارت ہو جائیں گے گویا شرک کی ایسی نحوست ہے کہ یہ بڑوں بڑوں کے عملوں پر بھی پانی پھیر دیتا ہے اس میں اشارا ہے کہ شرک کے پس تک بھی نہ آنا فرمایا وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ (زمر ۳۹: ۶۵) آپ پر اور آپ

سے پہلے تمام نبیوں پر یہ وحی کی گئی کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے عمل غارت ہو جائیں گے اور تم دیوالیہ بن جاؤ گے۔

کتاب و نبوت اللہ کی مہربانی کی دلیل ہے: (۸۹) یہ ہماری مہربانی ہے کہ ہم نے اپنے بندوں پر کتاب' نبوت اور حکومت کے انعام فرمائے دنیا والے انکار کرتے ہیں تو کریں ہم نے اپنی یہ نعمتیں ایسی قوم کو سونپ دیں جو انکار کرنے والی نہیں یعنی مہاجرین و انصار کو اور قیامت تک ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو جن کا محکم اور متشابہ ہر ایک آیت پر ایمان ہے اور ہم نے انہیں اپنے احسان و کرم سے یہ نعمتیں دی ہیں۔

انبیائے کرام کی پیروی کا حکم: (۹۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ مذکورہ بالا انبیاء اور ان کے بعض اصول و فروع اور ہم طبقہ حضرات ہی ہدایت دالے ہیں دوسروں کے پاس ہدایت نہیں اے پیارے رسول ﷺ آپ بھی انہیں کی ہدایت کی پیروی کریں۔ جب رسول ﷺ کو ان کی اتباع کا حکم ہے تو امتیوں کو بدرجہ اولی ہوا۔ پھر فرمایا کہ آپ فرما دیں میں جو اس قرآن کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ تو میں تم سے اس کی مزدوری طلب نہیں کرتا اور نہ ہدایت کے علاوہ تم سے کچھ اور چاہتا ہوں یہ قرآن تو دنیا والوں کے لئے نصیحت ہے لوگ اسے پڑھ کر گمراہی سے ہدایت پر' کفر سے ایمان پر اور اندھے پن سے بصیرت و بصارت پر آ جاتے ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

لوگوں نے اللہ کی قدر کا حق ادا نہیں کیا جب کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ نے کسی انسان پر کچھ نہیں اتارا آپ پوچھیں کہ کس نے وہ کتاب اتاری جسے موسیٰ لے کر آئے تھے جو لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت ہے تم اس کو ورق ورق کر کے ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپا بھی لیتے ہو تم کو وہ باتیں سکھائی گئیں جن کو تم اور تمہارے باپ دادا نہیں جانتے تھے آپ فرما دیں (کہ وہ) اللہ نے اتاری پھر آپ انہیں ان کی دل لگی میں بے ہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیں اور یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری یہ برکت والی اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے تاکہ آپ اس سے مکہ والوں کو اور اس کے چاروں طرف کے لوگوں کو بیدار فرما دیں جن کا آخرت پر ایمان ہے وہ اس پر بھی ایمان لے آئے ہیں اور وہ لوگ نماز کی محافظت کرتے ہیں۔

انبیاء کو جھٹلانا اللہ کی تعظیم کا حق ادا نہ کرنا ہے: (۹۱) یعنی لوگوں نے اللہ کی تعظیم کا جو حق تھا وہ ختم کر دیا کیوں کہ اس کے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

رحمت عالم ﷺ بشر ہیں: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا نہ صرف قریش بلکہ سارا عرب انکار کرتا تھا کیوں کہ آپ بشر تھے جیسا کہ خود قرآن نے فرمایا اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (یونس ۱۰:۲) کیا لوگوں کو اس پر تعجب ہے کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو بیدار کر دے (۲) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا (اسراء ۱۷:۹۴، ۹۵) جب لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو انہیں ایمان لانے سے اسی بات نے روکا کہ انہوں نے یہ عذر کیا کہ کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ فرما دیں کہ اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ہم ضرور آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر اتار دیتے پھر فرمایا کہ آپ فرما دیں کہ جس روشن و ہدایت والی کتاب (توریت) کو موسیٰ لے کر آئے وہ کس نے اتاری یہ تم بھی جانتے ہو اور ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ ہی نے موسیٰ پر تورات اتاری تاکہ دفع مشکلات میں اس کی روشنی سے تاریکیاں دور کی جائیں۔

تحریف کی مذمت: پھر فرمایا تم اسی تورات کو اپنے مطلب کے مطابق کاغذوں پر لکھ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہو اس میں ردو بدل کر دیتے ہو اور توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کی طرف کھینچ لاتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے (یعنی تورات میں ہے) حالانکہ وہ تورات میں نہیں ہے بلکہ تمہاری خود تراشیدہ بات ہے پھر فرمایا کہ یہ قرآن کس نے اتارا؟ جس میں حق تعالیٰ نے تم کو ماضی کی بھلائیاں سکھائیں اور مستقبل کی خبریں بتائیں جن سے تم اور تمہارے باپ دادا بالکل ناآشنا تھے۔

پھر فرمایا کہ آپ فرما دیں۔ یہ کتاب حق تعالیٰ نے اتاری ہے لہذا اس پر ایمان لے آو۔ پھر فرمایا کہ آپ ان کی جہالت و گمراہی میں انہیں کھیلتا ہوا چھوڑ دیں جب تک انہیں موت نہ آ جائے موت کے بعد یہ خود جان جائیں گے کہ اچھا انجام ان کا ہے یا اللہ کے پرہیزگار بندوں کا۔

قرآن رحمت عالم ﷺ پر اترا: (۹۲) یہ قرآن پاک آپ پر اتارا گیا جو برکت والا ہے اور پہلی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے تاکہ آپ اس سے نہ صرف عربوں کو بلکہ عرب و عجم سب کو چوکنا کر دیں فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف ۷:۱۵۸) آپ فرما دیں لوگو میں تم سب کا رسول ہوں (۲) لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (انعام ۶:۱۹) تاکہ اس سے تمہیں بھی ڈراؤں اور انہیں بھی جن کو یہ پہنچ جائے (۳) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ (ھود ۱۱:۱۷) جو جماعت اس کا انکار کر دے اس کو آگ کا وعدہ ہے (۴) تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (فرقان ۲۵:۱) وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے بندے پر یہ فرقان (قرآن) اتارا تاکہ وہ تمام دنیا والوں کے لئے ڈرانے والا ہو جائے۔

بخاری مسلم میں فرمان رسول ﷺ ہے کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ان پانچ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر رسول خاص طور سے اپنی قوم کے لئے مبعوث کیا جاتا رہا اور میں تمام لوگوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اسی وجہ سے فرمایا کہ جن کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے ان کا اس مبارک کتاب پر بھی ایمان ہے اور پانچوں وقت کی نماز بھی پابندی سے ادا کرتے رہتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ

شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ
فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ
اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ
وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ
مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَضَلَّ
عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع

اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا وحی کا دعویٰ کرے حالانکہ اس پر خاک بھی وحی نہ آئی ہو اور یہ کہے کہ جیسا اللہ نے کلام اتارا ہے ایسا میں بھی اتار سکتا ہوں کاش تو دیکھتا جب یہ ظالم موت کی شدتوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ پھیلا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو آج کے دن تمہیں رسوائی والے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تم اللہ پر ناحق جھوٹ بولتے تھے اور اس کی نشانیوں سے غرور کرتے تھے بلاشبہ تم ہمارے پاس اس طرح تنہا تنہا آ گئے جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا وہ اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہم تمہارے ساتھ ان سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کے بارے میں تم نے گمان کر رکھا تھا کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں اور تمہارے درمیان جو علاقہ تھا وہ کٹ چکا اور جو کچھ تم گمان کئے بیٹھے تھے وہ ناپید ہو گیا۔

مشرک اور جھوٹا دعویٰ کرنے والا بڑا ظالم ہے: (۹۳) یعنی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کے شریک ٹھہرائے یا اللہ کے اولاد بتائی یا رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا آیت کا یہ ٹکڑا مسیلمہ کذاب کے بارے میں اترا۔

اللہ کے سامنے پیشی: (۹۴) یہ معاد والے دن ان سے کہا جائے گا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّكَ (کہف ۱۸:۴۸) وہ آپ کے رب کے سامنے قطار باندھ کر پیش کئے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) کہ تم ہمارے پاس اسی طرح خالی ہاتھ آئے جیسے دنیا میں خالی ہاتھ گئے تھے یعنی ہم نے جس طرح تمہاری ابتدا کی تھی اسی طرح تمہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ تم اس زندگی بعد الموت کو محال سمجھتے تھے اور اس کا یقین نہیں کرتے تھے دیکھو یہ ہے زندگی بعد الموت۔

انسان کا کون سا مال ہے: پھر فرمایا کہ ہم نے جو کچھ مال دیا تھا وہ تم پیچھے چھوڑ آئے یعنی جو نعمتیں جو دولت اور جو جائداد تمہیں دی گئی تھی وہ تم سب دنیا ہی میں چھوڑ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم کا فرزند کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ تیرا مال وہ ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پھاڑ دیا' خیرات کر کے آگے بھیج کر باقی رکھ لیا اس کے علاوہ مال ہاتھوں سے نکل جانے والا اور لوگوں کے لئے چھوڑ جانے والا ہے۔

بت پرستی اور شرک کی مذمت: پھر فرمایا تمہارے وہ سفارشی کہاں گئے جن کو تم نے شرکاء سمجھ رکھا تھا۔ اس میں بت پرستی اور شرک کی مذمت ہے کہ تم جو یہ گمان کئے ہوئے تھے کہ بت دنیا اور آخرت میں تمہاری مدد کریں گے اور نفع پہنچائیں گے اگر زندگی بعدالموت ہوگی بھی تو یہ کام آئیں گے۔

آج یہ کیا کام آئے: قیامت کے دن اسباب محبت کٹ جائیں گے گمراہی چھوٹ جائے گی اور افترا پردازی ناپید ہو جائے گی اور اللہ انہیں منظر عام پر پکار کر فرمائے گا کہ جن کو تم شریک گمان کئے بیٹھے تھے آج وہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں کیا وہ تمہاری مدد کر رہے ہیں اور تمہاری طرف سے انتقام لے رہے ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں تمہارا خیال تھا کہ ان کے لئے تمہاری عبادت میں ایک حصہ ہے پھر فرمایا کہ تمہارے درمیان جو اسباب و ذرائع تھے وہ ختم ہو گئے اور تمہاری بتوں سے جو امیدیں تھیں وہ کھو گئیں فرمایا اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا (بقرہ ۲:۱۶۶) جب اتباع کرنے والے اتباع کئے جانے والوں سے بیزار ہوں گے اور عذاب دیکھیں گے اور اسباب محبت کٹ جائیں گے اور اتباع کرنے والے کہیں گے کاش ہم پھر ایک دفعہ دنیا میں جاتے اور ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح یہ آج ہم سے بیزار ہیں' اسی طرح اللہ ان کے عمل ان کے لئے باعث حسرت و پشیمانی بنا کر دکھائے گا اور وہ آگ سے نکلنے والے نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

دیکھو اللہ دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے وہ زندہ کو مردوں سے پیدا کرتا ہے اور مردہ کو زندوں سے یہ ہے تمہارا اللہ پھر کیوں اوندھے چلتے ہو وہی سحر کی پو پھاڑنے والا ہے اس نے رات کو سکون کے لئے اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے بنایا یہ غالب جاننے والے کا مقرر کیا ہوا ہے اسی نے تمہارے لئے تارے بنائے تاکہ تم بحر و بر کی تاریکیوں میں ان سے راہ معلوم کرو ہم نے جاننے والوں کے لئے آیتیں تفصیل سے بیان کر دیں۔ اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر تمہارا ایک ٹھکانہ ہے اور ایک امانت گاہ ہم نے سمجھداروں کے لئے تفصیل سے آیتیں بیان کر دیں ہیں۔

زندوں سے مردوں کی اور مردوں سے زندوں کی پیدائش: (۹۵) یعنی اللہ ہی خشک دانے کو اور سوکھی گٹھلی کو نمناک زمین میں پھاڑ دیتا ہے جن سے طرح طرح کی بوٹیاں اور کھیتیاں اور مختلف رنگ و روپ و ذائقہ کے پھل پیدا ہوتے ہیں وہی زندہ نباتات مردہ بیجوں سے پیدا کرتا ہے فرمایا اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ (یس ۳۶:۳۳'۳۴) ان کے لئے مردہ زمین بھی ایک نشانی ہے ہم نے زندہ کر کے اس سے غلہ پیدا کیا جس سے وہ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کر دیئے

اور ہم نے اس میں چشمے بنا دیئے تا کہ لوگ ان کے پھل کھائیں جو ان کے ہاتھوں نے پیدا نہیں کیئے پھر شکر کیوں ادا نہیں کرتے ۔ وہ ذات پاک ہے جس نے نباتات کے جوڑے جوڑے پیدا کئے اور ان کی جانوں کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جن کو وہ نہیں جانتے پھر فرمایا کہ ان تمام کاموں کا کرنے والا اللہ ہے جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں پھر تم حق سے باطل کی طرف کیوں پھرے جاتے ہو اور کیوں غیر اللہ کی پرستش کرتے ہو۔

(۹۶) یعنی اللہ اندھیرے اور اجالے کا خالق ہے جیسا کہ شروع سورت میں فرمایا وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ (انعام ۶:۱) اسی نے اندھیروں اور اجالے کو پیدا کیا اور وہی رات کے اندھیروں کو صبح کی روشنی سے پھاڑ دیتا ہے جس سے تمام دنیا میں اجالا ہو جاتا ہے افق روشن ہو جاتا ہے اندھیرے سمٹنے لگتے ہیں رات معہ اپنی سیاہی کے روپوش ہونے لگتی ہے اور دن معہ اپنی چمک کے مسکراتا ہوا آجاتا ہے فرمایا یُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ (اعراف ۷:۵۴) دن رات کو ڈھانپ لیتا ہے اور اسے دوڑاتا ہوا پکڑ لیتا ہے اللہ نے اپنی قدرت بیان کی کہ اللہ نے متضاد چیزیں پیدا کیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ہر ایک اللہ کی کمال عظمت پر اور عظیم غلبہ پر دلالت کرتی ہے فرمایا اس نے صبح کا نور پیدا کیا پھر اس کے مقابلہ میں پر سکون رات پیدا کی یعنی وہ رات جس پر تاریکیوں کے پردے پڑے ہوئے ہیں تا کہ ہر چیز کو سکون حاصل ہو جائے فرمایا وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى (الضحی ۹۳۔۱) روشنی کی قسم اور رات کی قسم جبکہ وہ پردہ ڈال دے (۲) وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (اللیل ۹۲۔۱۔۷)۔ رات کی قسم جبکہ وہ ڈھانپ لے اور دن کی قسم جب وہ روشن ہو جائے (۳) وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا۔ (الشمس ۳۔۴) دن کی قسم جب وہ اسے روشن کر دے اور رات کی قسم جب وہ اسے ڈھانک لے۔

نظام شمسی کی باقاعدگی: پھر فرمایا سورج اور چاند کو ایک نظام سے پیدا کیا یعنی ان کی رفتار ایک معین مخصوص اور باقاعدہ حساب سے ہے جس میں ردوبدل اور بے قاعدگی نہیں بلکہ ہر ایک کی منزلیں ہیں جن میں وہ گرمی اور جاڑے میں آتے جاتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں اختلاف پیدا ہوتا رہتا ہے کبھی دن بڑا ہو جاتا ہے اور رات چھوٹی کبھی رات بڑی ہو جاتی ہے اور دن چھوٹا اور کبھی دونوں برابر ہو جاتے ہیں هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً (یونس ۱۰:۵) اللہ نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور ان کی منزلیں متعین فرمائیں تا کہ تم سالوں کی تعداد اور حساب جان لو۔ (۲) لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (یس ۳۶:۴۰) نہ سورج کے لئے لائق ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے آگے بڑھنے والی ہے ہر ایک اپنے اپنے فلک میں گردش کر رہا ہے (۳) وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ (الاعراف: ۷۔۵۴) سورج چاند اور تارے اللہ کے حکم کے تابعدار ہیں پھر فرمایا یہ اندازہ اس کا مقرر کردہ ہے جو سب پر غالب اور بڑے علم والا ہے یعنی سب سیارے ایک غالب اللہ کے مقرر کردہ نظام سے گردش میں ہیں اللہ سب پر غالب ہے کوئی اس کا حکم ٹال نہیں سکتا اور نہ مخالفت و مزاحمت کر سکتا ہے۔ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں۔

(۹۷) یعنی اللہ ہی نے تمہارے دنیاوی فائدے اور ضرورت کے لئے تاروں کو بنایا تا کہ تم ان کی تاریکیوں میں ان سے راہ معلوم کرو یعنی سمت متعین کر کے صحیح سمت میں سفر جاری رکھ سکو۔ پس جو ان سیاروں اور تاروں کی پرستش کرنے لگے تو اس کی عقل پر تف ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مستقر و مستودع کی تفسیر: (۹۸) یعنی اللہ نے تمہیں آدمؑ سے پیدا کیا فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ (نساء ۴:۱) لوگو اپنے

اس رب سے ڈر جاؤ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔

مستقر و مستودع سے پشت پدر و رحم مادر مراد ہے اور دنیا و عالم برزخ بھی۔

پھر فرمایا کہ ہم آیتیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں یعنی ان لوگوں کے لئے جو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کلام اللہ کے الفاظ و معانی کو یاد کرتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ
فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ
فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ
وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ
وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾

اسی نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسی نے اس سے ہر چیز کی جڑی بوٹیاں اور سبزیاں پیدا کیں جن میں سے ایک پر ایک چڑھا ہوا دانہ پیدا کرتا ہے اور کھجور کے گابھے سے جھکے ہوئے خوشے بھی اور انگوروں کے زیتون کے اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور نہ ملتے جلتے باغ بھی۔ جب وہ پھلے تو اس کے پھلوں کو دیکھو بلا شبہ اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

پانی کی برکتیں: (۹۹) اللہ ہی نے آسمان سے بادلوں کے ذریعہ ایک اندازے سے برکت والا پانی برسایا جس سے بندوں کی روزی پیدا ہوتی ہے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور اس سے اللہ اپنے بندوں کی فریاد سن کر ان پر مہربانی فرماتا ہے پھر اسی نے پانی سے ہر چیز کی بوٹیاں پیدا کیں فرمایا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (انبیاء ۲۱:۳۰) ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی پھر فرمایا ہم نے اس سے سبزیاں پیدا کیں یعنی سبز کھیتیاں اور سبز اور ہرے بھرے درخت پھر اس کے بعد ہم ان میں دانے اور پھل پیدا کر دیتے ہیں جو یا تو ایک دوسرے پر سوار تہ بہ جیسے بال میں دانے ہوتے ہیں یا خوشے دار وغیرہ جھکے ہوئے جو بوجھ سے جھک جاتے ہیں کہ توڑنے میں آسانی ہو۔

بہترین پھل کون سے ہیں: پھر فرمایا کہ انگوروں کے باغ بھی پیدا کر دیئے حجاز والوں کے نزدیک کھجور اور انگور بہترین پھل شمار ہوتے تھے۔ دراصل دنیا کے پھلوں میں یہی بہترین پھل ہیں حق تعالیٰ نے ان سے اپنے بندوں پر احسان جتایا ہے۔ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ (یس ۳۶:۳۴) ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔ پھر فرمایا زیتون اور انار بھی یکساں اور غیر یکساں پیدا کئے۔

پھر فرمایا اپنے خالق کی قدرت کی نیرنگیوں میں غور کرو کہ لکڑیوں پر اللہ نے مختلف قسم کے مختلف رنگ و روپ کے اور مختلف ذائقوں کے پھل پیدا کر دیئے پہلے پھول پیدا کئے پھر ان پر چھوٹے چھوٹے پھل نمودار ہوئے جو رفتہ رفتہ بڑھتے رہے پھر ایک

مقررہ حجم کے ہو کر پک گئے فرمایا وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ (رعد ۱۳:۴) اور زمین کے برابر برابر ٹکڑے ہیں اور ان میں انگور کے کھیتوں کے اور کھجوروں کے جو ایک یا دو تنے رکھتی ہیں باغ ہیں جن کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ذائقہ میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما دیتے ہیں اسی وجہ سے یہاں فرمایا کہ اے لوگوں اس میں خالق کی کمال قدرت کمال حکمت و رحمت کی نشانیاں ہیں لیکن وہی ان نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں جن کا اللہ پر ایمان ہے اور اس کے رسولوں کی پیروی کرتے ہیں۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٠٠﴾

اور ان مشرکوں نے شیطانوں کو اللہ کا شریک بنالیا ہے حالانکہ انہیں اللہ نے پیدا کیا ہے اور بلا علم کے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لی ہیں اللہ پاک ہے اور ان کی باتوں سے بلند و بالا ہے۔

مشرکوں کی مذمت: (۱۰۰) اس آیت میں مشرکوں کی تردید ہے جو اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور اسے اللہ کی عبادت میں شریک کرتے ہیں ان بدبختوں نے اللہ کی عبادت میں شیطانوں کو شریک کر لیا اور انہیں پوجنے لگے اللہ پاک ہے اور شرک اور کفر سے بلند و برتر ہے۔ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ (یس ۳٦:٦۰،٦۱) اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے اس بات کا اقرار نہ کرا لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا یہ ہی سیدھی راہ ہے۔ فرشتے قیامت کے روز کہیں گے سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا (سبا ۳۴:۴۱) اے اللہ تو پاک ہے وہ ہمارے دوست نہیں تو ہی ہمارا دوست ہے یہ ہماری نہیں بلکہ جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔

اکثر لوگوں کا جنوں پر ایمان تھا۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ اللہ ہی نے انہیں پیدا کیا پھر اپنے خالق کو چھوڑ کر کیوں جنوں کی پرستش کرتے ہیں۔ جب خالق اللہ ہی ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں تو مخلوق کا فرض ہے کہ عبادت بھی اسی کی کی جائے اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے پھر فرمایا کہ ان بدبختوں نے بلا کسی علم کے اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں ٹھہرا لیں وہ قطعی گمراہ ہیں جنہوں نے اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کی جیسا کہ یہودی عزیر کے بارے میں اور عیسائی مسیح کے بارے میں اور عرب کے مشرک فرشتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں حالانکہ اللہ پاک ان ظالموں کے بہتانوں سے بلند و بری ہے ان لوگوں نے یہ اپنی طرف سے گھڑ لیا اور وہ شرک کے انجام سے اور اللہ کی عظمت و شان سے بے بہرہ اور جاہل ہیں کیونکہ سچے معبود کی یہ شان نہیں کہ اس کی اولاد یا بیوی ہو اور نہ اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ حق تعالیٰ ان کی باتوں سے پاک و بلند ہے اور اولاد و شرکاء سے بھی پاک و بری ہے۔

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٠١﴾

وہ آسمان و زمین کا موجد ہے اس کے کیسے اولاد ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے بیوی نہیں اس نے ہر چیز پیدا کی اور ہر چیز کو خوب جاننے

والا ہے۔

اللہ نے کائنات بلا مثال ونمونہ کے پیدا کی: (۱۰۱) یعنی بلا مثال ونمونے کے کائنات پیدا کی بدعت کو بدعت اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ہوتی فرمایا جب اللہ کے بیوی ہی نہیں تو اولاد کیسے ہوسکتی ہے اولاد دو ہم جنس چیزوں سے پیدا ہوتی ہے مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ کے مناسب اور مشابہ نہیں کیونکہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے لہذا اس کے نہ بیوی ہے اور نہ اولاد فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا (مریم ۱۹: ۸۸ تا ۹۵) مشرکوں نے کہا کہ رحمٰن کے اولاد ہے اللہ کی قسم تم نے ایک بڑی بات کہی جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں کہ وہ خالق کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ رحمان کی یہ شان نہیں کہ اس کے اولاد ہو آسمان وزمین کی ایک ایک چیز رحمان کے سامنے غلام ولونڈی کی حیثیت سے آنے والی ہے اس نے سب کو شمار کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن تنہا تنہا آنے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے ہر چیز پیدا کی اور ۲۳ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے یعنی جب وہ خالق کل ہے اور سب کو جانتا ہے تو اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کے مناسب کیسے ہوسکتا ہے اس کی تو نظیر ہی نہیں لہذا نہ اس کے بیوی ہوسکتی ہے اور نہ اولاد اللہ پاک ان سے پاک وبری ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

یہ ہے کہ اللہ جو تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر چیز کا خالق ہے اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر ایک چیز کا نگراں ہے اسے آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے اور انتہائی باریک بین اور خوب خبردار ہے۔

(۱۰۲) یعنی تمہارا رب وہ ہے جو خالق کائنات ہے اور جس کے اولاد اور بیوی نہیں وہی عبادت کے لائق ہے جو ہر چیز کا خالق ہے اسی کی عبادت کرو وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے ایک ہونے کا اقرار کرو اور اس بات کا بھی کوئی اور حقدار عبادت نہیں وہ اولاد ماں باپ اور بیوی سے پاک ہے اور بے مثال و بے نظیر ہے وہ ہر چیز کا محافظ وکارساز ہے تمام کائنات کا مدبر ہے سب کو روزی دیتا ہے اور دن رات سب کی حفاظت کرتا ہے

آخرت میں دیدار پروردگار ہوگا: (۱۰۳) اس دنیا میں آنکھیں اللہ کو نہیں دیکھ سکتیں ہاں آخرت میں دیکھیں گی جیسا کہ متواتر حدیثوں سے ثابت ہے جن کا ذکر آئندہ کسی موقع پر آئے گا۔

قرآن میں ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (قیامہ ۷۵: ۲۲، ۲۳) اس روز بہت سے تروتازہ چہرے ہونگے جو اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے۔ حق تعالیٰ نے کافروں کی جانب سے فرمایا كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (مطففین ۸۳: ۱۵) ہرگز نہیں بلاشبہ وہ اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے (رب کا دیدار انہیں نصیب نہ ہوگا)

پھر فرمایا وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے یعنی اللہ آنکھوں والوں کا خالق ہے اور ان کی حقیقت سے خبردار ہے اس لئے وہ ان کے

حقائق گھیرے ہوئے ہے۔ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (ملک ۶۷:۱۴) دیکھو جس نے پیدا کیا وہ جانتا ہے وہی باریک بین وخبردار ہے۔ لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ (لقمان ۳۱۔۱۶) بیٹا یاد رکھو اگر رائی کے دانے کے برابر کوئی چیز خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان وزمین میں اللہ اسے بھی لے آئے گا کیونکہ وہ لطیف وخبیر ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس دلیلیں آ چکی ہیں پھر جس نے وہ دیکھ لیں تو اپنے لئے دیکھ لیں اور جو اندھا بنا رہا تو اس کا وبال اس پر ہے میں تم پر نگہبان نہیں اسی طرح ہم طرح طرح سے نشانیاں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ کہیں کہ آپ نے کس سے پڑھ لیا ہے تاکہ ہم انہیں جاننے والوں کے لئے بیان کریں۔

بصائر کی تفسیر: (۱۰۴) بصائر سے کتاب وسنت کے دلائل مراد ہیں فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ۔ اور فرمایا فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا کی طرح ہے یعنی راہ پانے کا فائدہ راہ پانے والوں کو ہوگا اور گمراہی کا وبال گمراہوں پر پڑے گا (اسی وجہ سے بصائر کو بیان کر کے) فرمایا کہ جو اندھا بنا رہا اس کی سزا وہ خود بھگتے گا فرمایا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ (حج ۲۲:۴۶) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں کے دل اندھے ہو جاتے ہیں پھر فرمایا کہ میں تم پر کوتوال نہیں میں تو صرف ایک مبلغ ہوں ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں ہے۔

(۱۰۵) جس طرح ہم نے اس سورت میں تفصیل سے توحید کا بیان کیا ہے اسی طرح ہم آیتوں کو پوری تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ جاہلوں کی جہالت دور ہو جائے اور جھٹلانے والے مشرک اور کافر کہیں کہ یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں آپ نے اپنے سے پہلوں یعنی اہل کتاب سے پڑھیں اور سیکھیں ہیں۔

خواہش کے مطابق معجزے کی درخواست عذاب کو طلب کرنا ہے: فرمایا تاکہ ہم جاننے والوں کے سامنے حق کی وضاحت کریں تاکہ وہ اس کی پیروی کریں اور باطل اور باطل سے بچتے رہیں ان کے گمراہ کرنے میں اور ان کے لئے ہدایت دینے میں اللہ کی حکمت بالغہ کارفرما ہے فرمایا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (بقرہ ۲:۲۶) اس قرآن سے اللہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سوں کو راہ راست پر لے آتا ہے (۲) لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ (حج ۲۲:۵۳، ۵۴) تاکہ القاء شیطانی کو ان کے لئے فتنہ بنا دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو سنگدل ہیں۔ واقعی ظالم سخت مخالفت میں ہیں اور تاکہ جنہیں سمجھ ملی ہے وہ یقین کرلیں کہ یہ بات آپ کے رب کی طرف سے حق ہے۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

آپ اس وحی کی پیروی کریں جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے آتی ہے جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں اور مشرکوں سے اعراض کریں اگر اللہ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے ہم نے آپ کو ان پر نگراں نہیں بنایا اور آپ ان پر حاکم نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو وحی کی پیروی کرنے کا حکم: (۱۰۶) حق تعالیٰ اپنے رسول کو اور ایمان والوں کو حکم فرما رہا ہے کہ وحی کی پیروی کرو اور اسی کے مطابق عمل کرو کیونکہ وحی برحق ہے اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کیونکہ وہ اس کے پاس سے آتی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور مشرکوں کو معاف کرو اور ان کی ایذا برداشت کرلو جب تک آپ کے ہاتھ میں اللہ کی مدد کے ساتھ اقتدار کی باگ ڈور نہ آئے۔ اور آپ فتح وظفر کی شادمانی سے مالا مال نہ ہوں۔ گمراہوں کو گمراہ کرنے میں اللہ کی حکمت کارفرما ہے کیونکہ اگر وہ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت پر جمع فرما دیتا۔

شرک بھی اللہ کی مشیت وحکمت پر موقوف ہے: (۱۰۷) اگر اللہ چاہتا مشرک شرک نہ کرتے لیکن اس کے ہر کام میں حکمت کارفرما ہے اس کے کاموں میں کوئی دم نہیں مار سکتا اور وہ مخلوق کے ایک ایک کام سے باز پرس کرنے والا ہے ہم نے آپ کو لوگوں پر محافظ نہیں بنایا کہ آپ ان کے اقوال وافعال کی نگرانی کریں اور آپ ان کی روزیوں پر اور دیگر کاموں پر حاکم نہیں۔ آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے فرمایا فَذَكِّرْ إِنَّمَآ أَنتَ مُذَكِّرٌ (غاشیہ ۸۸: ۲۱'۲۲) آپ نصیحت ہی کرتے رہیں کیونکہ آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں آپ لوگوں پر داروغہ نہیں۔ (۲) فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ (رعد ۱۳: ۴۰) آپ کے ذمہ تبلیغ ہے اور ہم پر حساب ہے آپ تبلیغ کرتے رہیں ہم آپ ہی ان سے نمٹ لیں گے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

مشرکوں کے معبودوں کو برا نہ کہو جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں ورنہ یہ اللہ کو بلا علم کے دشمنی سے گالیاں دیں گے اسی طرح ہم نے ہر قوم کے لئے ان کے عمل خوبصورت بنائے پھر انہیں اپنے رب ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے پھر وہ انہیں ان کے عملوں کی خبر دے گا۔

کسی راجح مصلحت سے جھوٹے معبودوں کو برا کہنے کی ممانعت: (۱۰۸) اللہ اپنے رسول ﷺ کو اور مسلمانوں کو مشرکوں کے معبودوں کو برا کہنے سے منع فرما رہا ہے اگرچہ اس میں مصلحت ہی کیوں نہ ہو مگر مصلحت سے بڑھ کر اس میں فساد عظیم ہے کیونکہ یہ مقابلہ میں اللہ کو جو سچا معبود ہے اور جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں برا کہیں گے۔ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں مشرکوں نے کہا کہ محمد ﷺ یا تو تم ہمارے معبودوں کو برا کہنے سے باز آ جاؤ ورنہ ہم آپ کے برحق رب کو برا کہیں گے پھر آپ نے مسلمانوں کو بتوں کو برا کہنے سے روک دیا۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمان کافروں کے بتوں کو برا کہا کرتے تھے اور کافر اس کے مقابلہ میں بلا علم کے اللہ کو گالیاں دیتے تھے اس پر یہ آیت اتری (عبدالرزاق)

پھر فرمایا اسی طرح ہم نے ہر قوم کے عمل خوبصورت دکھائے یعنی جس طرح ان لوگوں کو بتوں کی محبت خوبصورت دکھائی اور

ان کی حفاظت اور ان کی طرف سے انتقام اچھا دکھایا اسی طرح ہم نے گذشتہ قوموں میں سے ہر ایک قوم کی گمراہی خوبصورت دکھا دی تھی اللہ کی اختیار کی ہوئی باتوں میں حکمت بالغہ ہوتی ہے آخر کار تمام لوگوں کو رب کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے پھر وہ ان کے عملوں کی جزا یا سزا دے گا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

انہوں نے پکی پکی قسمیں کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے گی تو وہ اس پر ایمان ضرور لے آئیں گے آپ فرما دیں کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر جب وہ نشانی آ جائے گی تو یہ ایمان نہیں لائیں گے ہم ان کے دل اور آنکھیں پھیر دیں گے جیسے وہ پہلی بار ایمان نہیں لائے اور ہم انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیں گے۔

خواہش کے مطابق معجزے کی درخواست عذاب طلب کرنا ہے: (۱۰۹) حق تعالیٰ مشرکوں کی طرف سے فرما رہا ہے کہ انہوں نے پکی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی معجزہ آ جائے گا تو اس پر ضرور ایمان لے آئیں گے۔ اے پیغمبر ﷺ آپ فرما دیں کہ معجزے تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں یہ آپ سے کفر و سرکشی سے معجزہ مانگ رہے ہیں ہدایت و ایمان لانے کی غرض سے نہیں اگر اللہ کو منظور ہو گا تو معجزے بھی لے آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل قریش نے کہا کہ آپ ہمیں بتاتے ہیں کہ موسیٰ کے پاس ایک عصا تھا جسے جب وہ پتھر پر مارتے تھے تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے تھے آپ ہی ہمیں بتاتے ہیں کہ عیسیٰ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور آپ ہی کا کہنا ہے کہ صالح نے ایک پتھر سے اونٹنی نکال دی تھی ہمارے پاس بھی آپ اسی قسم کا کوئی معجزہ لائیں' تاکہ ہم آپ کی تصدیق کریں آپ نے فرمایا کون سا معجزہ چاہتے ہو بولے صفا پہاڑ سونے کا بن جائے آپ نے فرمایا اگر میں صفا کو سونے کا بنا دوں تو کیا واقعی تم مجھے مان لو گے؟ بولے ہاں اللہ کی قسم اگر آپ ایسا کر دیں گے تو ہم سب ایمان لے آئیں گے پھر آپ دعا کرنے کے لئے اٹھے اتنے میں جبرئیل اتر آئے اور فرمایا کہ آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ چاہیں تو صفا پہاڑ سونے کا بن جائے لیکن اگر ایسا ہو گیا اور پھر بھی یہ ایمان نہیں لائے تو اللہ کا عذاب آئے بغیر نہ رہے گا اور اگر آپ چاہیں تو انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں کہ ان میں توبہ کرنے والا توبہ کر سکے آپ نے فرمایا مجھے دوسری صورت منظور ہے اس پر یہ آیت اتری (ابن جریر) یہ روایت گو مرسل ہے مگر دوسری سندوں سے اس کے شواہد بھی ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ (اسراء۱۷: ۵۹) ہم کو معجزے بھیجنے سے اسی بات نے روکا کہ انہیں پہلے لوگ جھٹلا چکے ہیں فرمایا اگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے تو کیا ہو گا یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ ایمان لے ہی

آ ئیں گے یعنی مشرکوں نے آپ کو کس بات سے یقین دلایا کہ وہ ایمان لے ہی آ ئیں گے۔

وحی کا انکار ہے تو ہر معجزہ کا انکار ہے: (۱۱۰) جب مشرکوں نے وحی کا انکار کر دیا تو اب ان کے دل کسی معجزے پر بھی قائم نہیں رہ سکتے اور وہ ہر معجزہ ٹھکرا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کے دلوں کے اور ایمان کے درمیان حائل ہو جائیں گے اگر چہ ان کے پاس پورے پورے معجزے آ جائیں مگر وہ ایمان لانے والے نہیں۔ جیسے ہم ان کے اور ایمان کے درمیان پہلی بار حائل ہو گئے تھے۔

❀❀❀

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اگر ہم ان کے پاس فرشتے بھی اتار دیں اور ان سے مردے بھی باتیں کرنے لگیں اور ہم ہر چیز ان کے سامنے لاکر اکٹھی کر دیں تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہاں اگر اللہ چاہے تو دوسری بات ہے بلکہ ان میں سے اکثر جاہل ہیں۔

ازلی بد بخت ایمان لانے والے نہیں: (۱۱۱) اگر ہم ان کی جو بات کہ اللہ کی قسم اگر ہم معجزے دیکھ لیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے منظور بھی فرمالیں اور ان کے پاس فرشتے بھی بھیج دیں جو رسالت کی تصدیق کریں۔ تو پھر بھی یہ ایمان لانے والے نہیں جب تک اللہ کو ان کا مومن بنانا منظور نہ ہو۔ مشرک ایمان سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس قسم کی واہیات بات کرنے والے جھوٹ بول رہے ہیں ان سے پہلے بھی اسی قسم کی باتیں کی جا چکی ہیں فرمایا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (اسراء ۱۷:۹۲) یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں یعنی اس وقت ہم ایمان لے آئیں گے۔

اگر تمام قومیں یکے بعد دیگرے ان کے سامنے پیش کی جائیں اور نبیوں کی تصدیق کریں تو بھی اللہ کی مشیت کے بغیر یہ ایمان لانے والے نہیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ (یونس ۱۰:۹۶، ۹۷) جن پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی وہ ایمان نہیں لا سکتے خواہ ان کے پاس ایک ایک نشانی کیوں نہ آ جائے تاوقت کہ وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اسی طرح ہم نے بہت سے شریر انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا جو دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتے رہتے ہیں اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے آپ انہیں اور ان کی جھوٹی باتوں کو چھوڑ دیں اور یہ اس لئے کہ جو آخرت کو نہیں مانتے ان کے دل ان باتوں کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ ان سے راضی ہو جائیں اور جو عمل کر رہے ہیں انہیں کر گذریں۔

انبیاء سے دشمنی: (۱۱۲) آپ دلگیر نہ ہوں اور غم نہ کریں آپ کے ساتھ دشمنی اور مخالفت کا جو معاملہ کیا جا رہا ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں آپ سے پہلے ہر قوم اپنے اپنے نبی کے ساتھ یہی معاملہ کرتی چلی آئی ہے فرمایا وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (انعام ۶:۳۴) دیکھئے آپ سے پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے پھر انہوں نے اپنی قوم کی تکذیب و ایذا پر صبر کیا (۲) مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ

(فصلت ۴۱:۴۳) آپ سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے نبیوں سے کہی گئی تھیں یاد رکھئے آپ کا رب بڑی بخشش والا اور دردناک عذاب والا ہے (۳) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ (فرقان ۲۵:۴۳) اسی طرح ہم نے مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا۔ بعینہ یہی بات ورقہ بن نوفل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تھی کہ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ۔ آپ جیسی شریعت کو جو نبی بھی لے کر آیا اسی سے لوگوں نے عداوت کی۔

شیطان جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی: دشمنان رسول ﷺ شریر انسان بھی ہوتے ہیں اور خبیث شیطان بھی شیطان ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی شرارت میں پیش پیش ہو۔

ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آیا آپ مجلس میں دیر تک تشریف فرما رہے پھر مجھ سے پوچھا ابوذرؓ تم نے نماز پڑھ لی میں بولا نہیں فرمایا اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھ لو چنانچہ میں دو رکعت نماز پڑھ کر حاضر خدمت ہوا فرمایا کیا تم نے انسانی اور جناتی شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لی ہے میں نے کہا نہیں۔ کیا انسانی شیطان بھی ہوتے ہیں؟ فرمایا ہاں ہوتے ہیں اور جناتی شیطانوں سے بھی زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

(۱۱۳) یعنی مخالفتوں کی یہ سازشیں محض اس لئے ہیں کہ جو آخرت کو نہیں مانتے ان کے کان دل اور نگاہیں ان کی طرف جھک جائیں اور بے ایمان ان کی باتیں اچھی سمجھ کر دل و جان سے مان لیں فرمایا فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مَآ اَنْتُمْ الخ (صافات ۳۷:۱۶۱ تا ۱۶۳) یقیناً تم معہ اپنے معبودوں کے اپنی ریشہ دوانیوں سے انہیں کو گمراہ کر سکتے ہو جو جہنم میں داخل ہونے والے ہیں فرمایا اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ (ذاریات ۵۱:۸۔۹) یقیناً تم ایک مختلف قول میں ہو وہی اس سے پھیرا جاتا ہے جس کو پھرنا ہوتا ہے یعنی بہکنے والے ہی تمہاری باتوں میں آ کر پھنستے ہیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

تو کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کرلوں حالانکہ اس نے ایک مفصل کتاب تمہارے پاس بھیج دی ہے اور اہل کتاب کو یقین ہے کہ واقعی یہ قرآن آپ کے رب کے پاس سے اتارا گیا ہے لہٰذا آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں آپ کے رب کی بات صدق وعدل کے اعتبار سے کامل ہے کوئی اس کی باتیں بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

اللہ کے فیصلوں کے ہوتے ہوئے کسی کے فیصلوں کی ضرورت نہیں: (۱۱۴) آپ ان سے جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کر رہے ہیں فرما دیں کیا میں اللہ کے سوا کوئی غیر فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں جو میرے اور تمہارے درمیان نزاع کا فیصلہ کر دے اور یہ بتا دے کہ کونسی راہ ٹھیک ہے توحید والی یا شرک والی۔ حالانکہ اللہ نے ایک کامل و مفصل کتاب اتار دی ہے جس میں صحیح صحیح

فیصلے موجود ہیں لہٰذا اللہ کے فیصلہ کے موجود ہوتے ہوئے مجھے غیروں کے فیصلوں کی حاجت نہیں۔ اہل کتاب کو یقین ہے کہ یہ قرآن آپ کے رب کے پاس سے اترا ہے کیونکہ ان کے نبیوں کی بشارتیں موجود ہیں لہٰذا آپ شک والے گروہ میں شامل نہ ہوں فرمایا فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا (یونس ۱۰:۹۴) اگر آپ کو اس کتاب کے بارے میں شک ہو جو ہم نے آپ پر اتاری ہے تو آپ ان سے معلوم کریں جو آپ سے پہلے کتاب والے ہیں یقیناً آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس حق آ چکا لہٰذا آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں آپ نے فرمایا لَا اَشُكُّ وَلَا اَسْاَلُ نہ مجھے شک ہے اور نہ میں کسی سے پوچھوں۔ یہاں اس آیت میں آپ کو مخاطب فرما کر آپ کی امت کو حکم دیا گیا ہے۔

اللہ کے اقوال و احکام صدق و عدل پر موقوف ہیں: (۱۱۵) آپ کے رب کے اقوال سچے اور احکام عدل والے اور معتدل ہیں ان کی خبریں سچی ہیں اور ان کی تعمیل عین حق و انصاف ہے اللہ کی خبر میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں اور اس نے جس بات کا حکم فرمایا وہ سراسر عدل ہے اور جس سے روک دیا وہ باطل ہے کیونکہ اللہ برائی اور خرابی والی ہی چیز سے روکتا ہے۔ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ (اعراف ۷:۱۵۷) اللہ انہیں اچھی باتوں کا حکم فرماتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے کسی کی مجال نہیں جو اس کی بات کو بدل ڈالے اس کا قانون دنیا میں اور آخرت میں اٹل اور انمٹ ہے اور وہ اپنے بندوں کی باتیں خوب سننے والا اور ان کی حرکات و سکنات سے خوب خبردار ہے اسی وجہ سے ہر ایک شخص کو اس کے اچھے یا برے عمل کی پوری پوری جزا یا سزا دی جائے گی۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

آپ دنیا کے اکثر لوگوں کا کہنا مان لیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں لوگ تو محض بے بنیاد باتوں کے پیروکار ہیں اور قطعی قیاس آرائی کرتے ہیں دیکھئے آپ کا رب اس سے خوب آگاہ ہے جو اس کی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور ان سے بھی جو راہ پر چل رہے ہیں۔

دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہیں: (۱۱۶) یعنی دنیا کے اکثر لوگ گمراہ ہیں چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ (صافات ۳۷:۷۱) یقیناً ان سے پہلے اکثر لوگ گمراہ ہو گئے (۲) وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ (یوسف ۱۲:۱۰۳) اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں خواہ آپ کو ان کے ایمان لانے کی آرزو ہی کیوں نہ ہو پھر یہ گمراہ اپنی گمراہی میں بھی کسی یقین پر نہیں ہیں۔ محض بے اصل باتوں اور بے بنیاد قیاسوں پر ان کی گمراہی کی عمارت کھڑی ہے اندازے سے کچھ منصوبے تراش کر ان پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں وراوہام پرستی کے شکار رہتے ہیں۔

ہدایت و ضلالت مشیت الٰہی پر ہے: (۱۱۷) دراصل ہدایت و ضلالت مشیت الٰہی پر موقوف ہے [illegible] گمراہوں کو خوب جانتا ہے اور ان پر گمراہی کے کام آسان کر دیتا ہے اور سیدھی راہ والوں کو بھی پھر ان پر ہدایت کے کام آسان کر دیتا ہے لہٰذا ہر شخص کے لئے وہی کام آسان ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾

پس اگر تم اللہ کے احکام پر یقین لانے والے ہو تو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا جائے۔اور تمہیں کیا ہے کہ تم اس جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ نے تمہیں ان تمام جانوروں کی تفصیل بتادی ہے جن کو اس نے تم پر حرام فرمادیا ہے مگر وہ حرام جانور جس کے تم چاروناچار ضرورت مند ہو بہت سے لوگ بلاکسی معقول وجہ سے اپنے غلط خیالات سے (لوگوں کو) گمراہ کرتے ہیں یاد رکھئے آپ کا رب حد سے پھلانگنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

وہی ذبیحہ حلال ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے: (١١٨) اوپر کی آیتوں میں گمراہوں کی طرف جھکنے سے منع فرمایا تھا اس آیت میں ایک خاص مسئلہ میں ان کی طرف جھکنے سے منع فرمایا کہ وہی ذبیحہ حلال ہے جس پر اللہ کا نام لیا جائے یعنی بتوں کے نام کا نہ ہو اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے معلوم ہوا کہ بتوں کے نام کا جانور بھی حرام ہے خواہ اس کو اللہ کے نام ہی سے ذبح کیا جائے اور اپنی موت سے مرا ہوا جانور بھی حرام ہے مشرک دونوں قسم کے جانور کھالیا کرتے تھے اور مسلمانوں کو مغالطہ دیا کرتے تھے کہ تم اللہ کے مارے ہوئے جانور کو نہیں کھاتے اور اپنے مارے ہوئے جانور کو کھالیتے ہو۔

حلال ذبیحوں کا کھانا حلال ہے: (١١٩) جن حلال جانوروں کو شریعت کے حکم کے مطابق ذبح کیا جائے ان کے کھانے میں حرج سمجھنے کی کوئی وجہ معقول نہیں جبکہ اللہ نے ہر حرام جانور کو کھول کھول کر تفصیل سے بتا بھی دیا ہے ہاں البتہ سخت بے بسی اور لاچاری کی حالت میں حرام جانور بھی کھائے جاسکتے ہیں کیونکہ زندگی کا باقی رکھنا فرض ہے پھر کافروں کی جہالت بتائی گئی کہ ان کے یہ خیالات کہ مرے ہوئے جانور اور بتوں اور تھانوں پر ذبح کئے ہوئے جانور حلال ہیں سراسر غلط ہیں یہ اللہ پر ان کی زیادتی اور کذب وافترا ہے یہ لوگ بلا معقول دلیل کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔یاد رکھیں اللہ ان کی زیادتیوں سے خوب واقف ہے۔

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾

ظاہری اور باطنی ہر قسم کے گناہ چھوڑ دو یقین مانو جو گناہ کرتے ہیں انہیں ان کے کئے ہوئے گناہوں کی عنقریب سزا مل جائے گی۔

چھپے کھلے ہر گناہ سے بچو: (١٢٠) ظاہری گناہ سے کھلم کھلا گناہ اور باطنی سے چھپ کر گناہ یا گناہ کی نیت کرنا مراد ہے فرمایا جلوت وخلوت میں گناہوں سے بچتے رہو تمہارے خیالات پاک اور ارادے نیک رہیں نہ بڑا گناہ کرو اور نہ چھوٹا نہ رنڈیوں کے پاس جا کر روسیاہ بنو نہ اپنی محبوبہ غیر منکوحہ سے منہ کالا کرو اور نہ ان عورتوں سے نکاح کرو جو تم پر حرام ہیں آیت اپنے عام معنیٰ میں ہے فرمایا قُلْ

اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ (اعراف ۷:۳۳) آپ فرمادیں کہ میرے رب نے ظاہری اور باطنی ہرقسم کی بے حیائی حرام فرمادی ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ ہرقسم کے گناہ پر سزا دی جائے گی اور اللہ ہر حال سے بخوبی واقف ہے لہٰذا وہ عنقریب سزا دے گا۔ نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کے بارے میں پوچھا فرمایا جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اسے لوگوں سے چھپاؤ وہی گناہ ہے (ابن ابی حاتم)

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾

ان جانوروں میں سے نہ کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے یقین مانو (ایسے جانوروں کا کھانا) بے حکمی ہے بلاشبہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں غلط باتیں ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اگر تم ان کی اطاعت کرنے لگو گے تو بلاشبہ مشرک بن جاؤ گے۔

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے: (۱۲۱) جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ حرام ہے جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام بھی لے لیا گیا ہو اسے کھاؤ (ق) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں نہ معلوم انہوں نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی یا نہ پڑھی (کیا ہم اسے کھا سکتے ہیں) فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھالو (ت) ابن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان کو اس کا نام کافی ہے اگر وہ ذبیحہ پر بسم اللہ بھول جائے تو بسم اللہ پڑھ کر اسے کھالے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت کی بھول چوک کو، خطا کو اور زبردستی کے کام کو معاف فرمادیا ہے (ابن ماجہ)

کسی کی بات کو شریعت کی بات پر مقدم کرنا شرک ہے: اللہ نے فرمایا کہ اگر تم ان کے کہنے کے مطابق مرے ہوئے جانور حلال سمجھ لو گے تو مشرک بن جاؤ گے۔ (کیونکہ مشرک کا کہنا مشرک ہی مان سکتا ہے اور موحد اللہ کے قول کے سوا کسی کی بات نہیں مانتا) یعنی جب تم اللہ کا حکم چھوڑ کر اور اس کی شریعت ٹھکرا کر دوسروں کے قول کو پسند کرو گے اور اس کو مقدم سمجھو گے تو یہی شرک ہے فرمایا اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ (توبہ ۹:۳۱) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور عابدوں کو رب بنا لیا۔ عدی بنؓ حاتم بولے یارسول اللہ ﷺ اہل کتاب نے اپنے عالموں اور عابدوں کی عبادت تو نہیں کی فرمایا کیوں نہیں انہوں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کردیا اور عوام نے ان کی پیروی کی یہی ان کی عبادت تھی (ت) اللہ کی عبادت تو جب ہوتی جب اللہ کا حکم مانا جاتا لہٰذا جن کی باتیں مانی گئیں انہیں کی عبادت کی گئی۔

أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

کیا ایسا شخص جو مردہ (گمراہ) تھا پھر ہم نے اسے زندہ (مسلمان) کر کے ایک ایسا نور (ایمان) عطا فرما دیا جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں ہو اور ان سے نکلنے ہی نہ پاتا ہو اسی طرح کافروں کو ان کے عمل اچھے معلوم ہوا کرتے ہیں۔

کافر و مومن کی مثال: (۱۲۲) اس آیت میں کافر و مومن کی مثال ہے مومن پہلے مردہ تھا اور کفر و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا اللہ نے اسے زندہ کر دیا۔ اور اس کا دل نور ایمان سے جگمگا دیا اور اسے ہدایت کی توفیق عطا فرما کر رسولوں کی باتیں ماننے کا شوق عطا فرما دیا پھر اسے قرآن عظیم دیا جس کی روشنی میں وہ چلتا پھرتا ہے اس کے احکام بجا لا کر اپنی زندگی بنا رہا ہے۔ نور سے قرآن اور ایمان مراد ہے دوسرا شخص (کافر) جہالتوں وہموں اور گمراہیوں کی تاریکیوں میں بری طرح گھرا ہوا ہے اور ڈوبنے والوں کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہا ہے لیکن اس بھنور سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا کیا یہ دونوں شخص کسی ایک اعتبار سے بھی برابر ہو سکتے ہیں؟ یہی امتیاز مسلم وغیر مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اندھیرے میں اپنی مخلوق پیدا کی پھر ان پر اپنا نور چھڑکا پھر جس پر اللہ کے نور کی چھینٹ پڑ گئی وہ راہ پا جائے گا اور جو محروم رہا وہ گمراہ ہو جائے گا (الف) فرمایا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بقرہ ۲: ۲۵۷) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے جو انہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال کر لاتا ہے اور کافروں کے دوست طاغوت ہیں جو انہیں اجالے سے اندھیروں کی طرف کھینچ لیتے ہیں یہی جہنمی ہیں جہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے (۲) اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا (ملک ۶۷: ۲۲) کیا جو شخص اوندھا اور منہ کے بل و ٹیڑھا ہو کر ٹیڑھے راستے پر چل رہا ہو وہ راہ یافتہ ہے یا وہ جو سیدھا ہو کر سیدھی راہ پر چل رہا ہو۔

کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے کہ وہ برے کام اچھے سمجھتے ہیں: پھر فرمایا کہ ہم کافروں کی نگاہ میں ان کی گمراہی کو اسی طرح خوبصورت دکھاتے ہیں اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ یہ اپنے برے عمل اچھے اور صحیح سمجھتے رہیں مسند احمد کی حدیث گذر چکی جس میں اللہ کے اسی فیصلہ کا بیان ہے کہ جس پر روز ازل نور کی چھینٹ پڑ گئی وہ راہ پر آئے گا ورنہ نہیں اگر حقیقت بین نگاہ سے دیکھا جائے تو حقدار عبادت وہی ذات والا صفات ہے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں وہ جو چاہے کرے سب کچھ اسے زیبا اور لائق ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

وقف منزل

اسی طرح ہم نے ہر بستی کے بڑوں ہی کو جرائم پسند بنایا تا کہ وہ اس میں برائیاں کرتے رہیں یہ اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہیں جس کا انہیں احساس تک نہیں اور جب ان کے پاس کوئی آیت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہمیں بھی وہی چیزیں نہ دی جائیں جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہیں وہ مقام تو اللہ ہی خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنا پیغام رسالت اتارتا ہے جلدی ہی ان مجرموں کو اللہ کے پاس پہنچ کر ان کی شرارتوں کے عوض بے پناہ ذلت اور سخت سزا ملے گی۔

شر پسند ہمیشہ سے ہیں: (۱۲۳) اس آیت میں پیغمبر اسلام ﷺ کو تشفی دی جا رہی ہے کہ جس طرح آپ کی مقدس بستی میں بڑے بڑے مجرم بڑے بڑے دغا باز ومفسد اور کفر وشرک کی دعوت دینے والے آپ کی مخالفت پر لوگوں کو ابھارنے والے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے والے شر پسند موجود ہیں اسی طرح ہر پیغمبر کے زمانے میں ان کی بستیوں میں اسی قسم کے شر پسند اور فتنہ انگیز لوگ موجود رہے ہیں جو کفر وشرک کے مرکز وستون بنے رہتے تھے لیکن ان کا انجام برا ہوا اور ہمیشہ نبیوں ہی کا مستقبل شاندار اور روشن رہا فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا (الفرقان:۲۵۔۳۱) اسی طرح ہم نے ہر نبی کا دشمن ان کے عہد نبوت کے گنہگاروں کو بنایا (۲) وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً (اسراء ۱۷:۱۶) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے مالداروں کو اپنی اطاعت کا حکم کرتے ہیں لیکن وہ حکم عدولی کرتے ہیں پھر ان پر عذاب واجب ہو جاتا ہو پھر ہم وہ بستی ہلاک کر ڈالتے ہیں چنانچہ اس آیت میں بھی یہی فرمایا کہ تقدیر ان کے سامنے آتی ہے اور وہ اس بستی میں شرارت کرنے لگتے ہیں جس کا وبال انہیں پر پڑتا ہے چنانچہ ابن عباسؓ اس حصہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم ان پر ان کے شر پسندوں کو مسلط کر دیتے ہیں پھر وہ نافرمانیوں پر اتر آتے ہیں آخر کار عذاب میں گھر جاتے ہیں یہاں بڑے بڑے مجرموں سے شہر کے رؤسا اور ممتاز لوگ مراد ہیں

ازلی بد بخت نشانیاں بھی ٹھکرا دیتے ہیں: (۱۲۴) جب ان کے پاس کوئی نشانی آ جاتی ہے اور اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ جب تک اللہ رسولوں کی طرح اپنا پیغام فرشتوں کے ہاتھ ہم تک نہ بھیجے گا اس وقت تک ہم ایمان لانے والے نہیں فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا الخ (فرقان ۲۵:۲۱) جنہیں ہماری ملاقات کا یقین نہیں ان کا کہنا ہے کہ اللہ ہمارے پاس اپنا پیغام دے کر فرشتوں کو کیوں نہیں بھیج دیتا یا ہمیں اپنے دیدار سے کیوں فیض یاب نہیں فرماتا حالانکہ اللہ حقدار رسالت کو اور منصب رسالت کے واقعی موقعہ کو خوب جانتا ہے۔ (۲) وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ (زخرف ۴۳:۳۱،۳۲) مشرک کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہیں اترا۔ کیا یہ آپ کے رب کی رحمت بانٹنا چاہتے ہیں یعنی مکہ یا طائف کا جو شخص ان کی نگاہوں میں سب سے زیادہ دولت مند اور رئیس اعظم ہے اس پر قرآن اترتا۔ درحقیقت یہ لوگ اس سے حسد وبغض اور غرور سرکشی کی وجہ سے رحمت عالم ﷺ کی توہین کرنا چاہتے تھے۔

حالانکہ آپ کے فضل وشرف سے اعلی حسب ونسب سے اور آپ کی خاندانی شرافت سے خوب آگاہ ہیں انہیں لوگوں نے وحی سے پہلے آپ کو الامین کا لقب دیا تھا جس کا اعتراف خود سردار قریش ابوسفیانؓ نے بھی ہرقل شاہ روم کے سامنے کیا تھا جب شاہ روم نے ابوسفیانؓ سے پوچھا کہ ان کا نسب کیا ہے ابوسفیانؓ نے کہا آپ عالی نسب ہیں۔ پھر شاہ روم نے پوچھا کیا انہوں نے نبوت سے پہلے کبھی جھوٹ بولا تھا ابوسفیان بولا نہیں۔

رحمت عالم ﷺ اعلی حسب ونسب کے مالک تھے: حدیث میں ہے (۱) اللہ نے ابراہیمؑ کی اولاد میں اسماعیلؑ کو اسماعیلؑ کی

اولاد میں بنی کنانہ کو بنی کنانہ میں سے قریش کو قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھ کو چنا (الف) (۲) میں تمام زمانوں میں سے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا (ب)

ایک شخص نے ابن عباسؓ کو مسجد کے کسی دروازے سے اندر جاتا ہوا دیکھا آپ سے مرعوب ہو کر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یہ کون ہیں لوگوں نے کہا یہ ابن عباسؓ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اس نے بے ساختہ یہ آیت پڑھی کہ رسالت کے موقعہ اور محل کو اللہ خوب جانتا ہے (انعام ۶: ۱۲۵) یعنی ایسے خاندان میں رسالت رکھی جن کے افراد کے چہروں سے رعب وجلال ٹپکتا ہے۔

رسالت میں شک کرنے والے مجرم ہیں: پھر فرمایا کہ رسالت میں شک کرنے والے مجرم ہیں اور مجرموں کو قیامت کے روز سخت ذلت اٹھانی پڑے گی۔ رسول ﷺ کی اتباع سے منہ پھیرنے والے نخوت پسندوں کو آنکھیں کھول لینی چاہئیں کہ قیامت کے روز ان کے لئے اس دنیوی نخوت وخود پسندی کی سزا میں سخت ذلت ہوگی فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ (غافر ۴۰: ۶۰) جو لوگ میری عبادت سے غرور کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر جانے والے ہیں فرمایا انہیں ان کی شرارتوں کی سخت سزا ملے گی چونکہ مکر بسا اوقات پوشیدہ اور خفیہ سازشوں سے کیا جاتا ہے جو ہلکی ہوتی ہیں اس لئے مکر کا بدلہ منظر عام پر سخت عذاب ہو گا اور شرارتوں کا پورا پورا بدلہ ہوگا اللہ کی طرف سے ظلم نہیں فرمایا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (کہف ۱۸: ۴۹) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ہر غدار کی رانوں کے پاس ایک جھنڈا نصب ہوگا اور اعلان کیا جارہا ہو گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی ہے اس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ بدعہدی اور غداری پوشیدہ طور پر عمل میں لائی جاتی ہے جس سے لوگ آگاہ نہیں ہوتے اس لئے قیامت کے دن اس جھنڈے سے غداری کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

پھر اللہ جسے راہ پر لانا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ اور بہت ہی تنگ کر دیتا ہے جیسے کوئی آسمان پر چڑھنا چاہتا ہو اسی طرح اللہ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی ڈال دیتا ہے۔

نیکیوں کا اچھا لگنا ہدایت کی نشانی ہے: (۱۲۵) اللہ جسے ہدایت پر لانا چاہتا ہے اسے نیکیاں اچھی اور آسان معلوم ہونے لگتی ہیں اور وہ خوشی خوشی انہیں انجام دیتا ہے نیکیوں کو دشوار نہ سمجھنا اور انہیں پورے پورے ذوق وشوق سے انجام دینا انسان کے بہتر ہونے کی پہچان ہے فرمایا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ زمر (۳۹: ۲۲) پھر اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا ہے وہ اپنے رب کی روشنی پر ہے (۲) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (حجرات ۴۹: ۷) اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا فرمادی اور اسے تمہارے دلوں کی زینت بنادیا علاوہ ازیں کفر، بے عملی اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ایسے ہی حضرات سعادت وراہ یافتہ ہیں۔

رحمت عالم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ایسے شخص کے دل میں نور پیدا کر دیا جاتا ہے جس سے اس کا دل کھل کر فراخ ہو جاتا ہے صحابہؓ نے پوچھا کہ اس کی کوئی پہچان بھی ہے فرمایا ایسا شخص طالب آخرت ہوتا ہے دنیا سے دور بھاگتا ہے اور مرنے سے پہلے موت کی تیاریاں کر لیتا ہے (عبدالرزاق' ابن جریر)

پھر فرمایا اسی طرح اللہ بے ایمانوں پر ناپاکی مسلط فرما دیتا ہے یعنی جس طرح اللہ گمراہ ہو جانے والے کا دل تنگ اور سخت سمٹا ہوا بنا دیتا ہے اسی طرح ان پر اور ان جیسوں پر شیطان مسلط فرما دیتا ہے جو انہیں گمراہ کرتا رہتا ہے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾

یہ (اسلام) آپ کے رب کی سیدھی راہ ہے ہم نے یہ آیتیں نصیحت ماننے والوں کے لئے تفصیل سے بیان کر دیں انہیں حضرات کے لئے ان کے عملوں کی وجہ سے ان کے رب کے پاس سلامتی والا پر امن گھر ہے اور اللہ ان کا دوست ہے

انبیاء کی راہ سیدھی اور سچی ہے: (۱۲۶) دین کی سیدھی اور صاف راہ بتائی جا رہی ہے کہ وہ راہ بہترین ہے جس کی نبی دعوت دیتے چلے آئے ہیں فرمایا اے رحمت عالم ﷺ یہ وحی والا دین جو ہم نے آپ کے لئے مقرر فرمایا ہے اور جس کا تفصیلی بیان قرآن میں ہے آپ کے رب کی سیدھی راہ ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قرآن اللہ کی سیدھی راہ اور اس کی مضبوط رسی ہے اور یہی حکمت والا ذکر ہے (تا) جو سیدھی سمجھ والے اور علم و عمل والے ہیں ان کے سامنے پوری تفصیل سے اللہ کی آیتیں پہنچ چکیں اور وہی اس معجزانہ کلام کی تصدیق کر کے اس کے مضامین پر عمل پیرا ہو کر آخرت کی بہاریں لوٹ رہے ہیں لیکن جنہیں نصیحت کی طرف رغبت ہی نہیں ان کے لئے نہ صرف قرآن بلکہ دوسرے دلائل بھی ناکافی ہیں۔

راہ انبیاء پر چلنے والوں کے لئے دارالسلام کی بشارت: (۱۲۷) چونکہ نصیحت ماننے والے دنیا میں سلامتی اور سیدھی راہ پر چل رہے تھے انبیاء کے قدم بہ قدم تھے اور ٹیڑھی راہ سے بچے ہوئے تھے اس لئے قیامت کے دن انہیں سلامتی والا گھر (جنت) ملے گا اور اللہ ان کا دوست محافظ معاون اور کارساز ہوگا جیسے دنیا میں تھا' ان نیک آدمیوں کی جزا یہ سدا بہار مقدس گھر ہے جو اللہ نے انہیں اپنے فضل و احسان سے عنایت فرمایا ہے اے انتہائی شفیق و مہربان اللہ ہمیں بھی اپنی رضا کے عملوں کی توفیق عطا فرما کر اپنے فضل و کرم سے فردوس بریں کا وارث بنا آمین۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ
اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ
اَجَّلْتَ لَنَا ۗ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ اِنَّ
رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

جس دن اللہ تمام مخلوق جمع کرے گا اور جنوں سے فرمائے گا کہ اے جنو! تم نے انسانوں کو بہکانے میں خوب خوب حصہ لیا اور جنوں

کے انسانی دوست کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا تھا اور ہم اس مقررہ مدت (قیامت) کو پہنچ گئے جو آپ نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی اللہ فرمائے گا تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے آگے جو اللہ کو منظور ہو یقین مانو آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔

قیامت دوڑی آ رہی ہے: (۱۲۸) دنیا تیزی سے جا رہی ہے اور قیامت دوڑی آ رہی ہے اس دن اللہ میدان محشر میں جنوں کو اور جنوں کے پرستاروں کو جمع فرمائے گا اور جنوں کو ڈانٹ کر فرمائے گا کیا تم نے لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیا تھا پھر انسانوں سے فرمائے گا کیا میں نے تمہیں پہلے ہی سے اچھی طرح سے نہیں سمجھا دیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا؟ فرمایا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ (یٰس ۳۶:۶۰،۶۳) اے آدمؑ کے بیٹو کیا میں نے تم سے اقرار نہیں کرا لیا تھا کہ خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے لیکن افسوس تم نے عقل و ہوش سے کام نہیں لیا اور شیطان کے جال میں پھنس گئے اس وقت جنوں کے پرستار و دوست جواب دیں گے کہ ہم جنوں کے اشاروں پر چلے دنیا میں ان کے ساتھ رہے اور ان سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

باہمی جنوں اور انسانوں کے فائدہ اٹھانے کی صورت: عہد جاہلیت میں جب کوئی مسافر کسی جنگل میں ٹھہرتا تو کہتا میں اس جنگل کے بڑے جن کی پناہ مانگتا ہوں یہ تھا ان کا فائدہ اٹھانا یہی عذر قیامت کے دن پیش کر دیں گے اور جنوں کو یہ فائدہ ہوا کہ وہ سمجھنے لگے کہ ہم نہ صرف جنوں کے بلکہ انسانوں کے بھی سردار ہیں مقررہ مدت سے موت یا قیامت مراد ہے اس وقت انہیں یہ جواب ملے گا کہ جب تم دنیا میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہے تو آخرت میں بھی ساتھ ساتھ رہو اور سب جہنم کی شعلہ مارنے والی آگ سے بہرہ اندوز ہوتے رہو اور ہمیشہ کے لئے اسی میں جلتے جھلستے اور کباب بنتے رہو پھر فرمایا آپ کا رب اپنے وسیع علم سے سب کے جرائم سے خبردار ہے اور ہمہ گیر حکمت سے مناسب سزا تجویز فرماتا ہے کوئی بھی کسی کے لئے جنت و دوزخ کا قطعی فیصلہ نہیں کر سکتا اس کا دارومدار اللہ کی مرضی اور مشیت پر ہے (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع

اس طرح ہم ظالموں کو ان کی کمائیوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب لے آئیں گے۔

دوستانہ تعلقات عملوں پر موقوف ہیں: (۱۲۹) یعنی دوستانہ تعلقات عملوں پر موقوف ہوتے ہیں ایمان والوں کا دل ایمان والوں ہی کی طرف جھکتا ہے گو وہ کہیں کے رہنے والے کیوں نہ ہوں اور کافر کا فروں ہی سے میل کھاتا ہے اگرچہ دونوں میں مشرق و مغرب کا فاصلہ کیوں نہ ہو ایمان محض امیدوں ظاہر داریوں اور تصنع کا نام نہیں۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جس طرح ان نقصان اٹھانے والوں کو جنوں کا دوست بنا دیا جو انہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں اسی طرح ہم ظالموں کو ظالموں پر مسلط فرما دیتے ہیں ظالموں ہی سے ظالموں کو غارت کر دیتے ہیں اور ظلم و بغاوت کی وجہ سے ظالموں کو ظالموں ہی سے انتقام پر آمادہ کر دیتے ہیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ

وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ
الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۰﴾

اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کے رسول نہیں آئے تھے جو تم پر میرے احکام واضح کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے خطروں کی خبر دیا کرتے تھے سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے نفسوں پر گواہ ہیں اور انہیں دنیوی زندگی نے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور یہ اپنے کافر ہونے کی گواہی دیں گے۔

انبیاء اللہ کا پیغام پہنچا چکے: (۱۳۰) اس ڈانٹ سے قیامت کے دن کافر جنوں اور انسانوں کے کان کھولے جائیں گے اللہ باوجود جاننے کے کافروں کو ذلیل کرنے کے لئے ان سے پوچھے گا کیا میرے رسولوں نے تمہیں میرا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔

کیا پیغمبر انسان ہی بنے؟: یاد رکھو پیغمبر انسان ہی بنائے گئے کوئی جن پیغمبر بن کر نہیں آیا البتہ نیک جن اپنی قوم کے مبلغ ضرور ہوئے جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ (فرقان ۲۵:۲۰) ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجے آدمی ہی بھیجے۔ ظاہر ہے کہ نبوت کے بارے میں جن انسانوں کے تابع ہیں اسی وجہ سے اللہ نے قرآن میں جنوں کا یہی قول نقل فرمایا ہے فرمایا وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (احقاف ۴۶:۲۹،۳۲) جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کی ایک جماعت پھیر دی جو چپ چاپ قرآن سنتے رہے پھر جب قرآن ختم ہو چکا تو مبلغ بن کر اپنی قوم کے پاس پہنچے اور ان سے کہنے لگے کہ ہم نے موسیٰ کے بعد اتاری ہوئی کتاب سنی جو تمام پہلی کتابوں کو سچا بتاتی ہے اور سیدھی راہ دکھاتی اور حق واضح کرتی ہے لہٰذا تم سب اس پیغمبر ﷺ کی بات مان لو جو اللہ کی دعوت دے رہے ہیں اور ان پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے گا اور جو اللہ کی دعوت دینے والے کی بات نہ مانے گا وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا اور نہ وہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز پا سکتا ہے اس قسم کے بے ایمان صاف اور کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

پھر فرمایا بے ایمانوں نے دنیوی زندگی غفلت اور دھوکہ میں گذاری اور نبیوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے دنیوی زندگی اور مال و دولت کے غرور میں آ کر نبیوں کے معجزے بھی ٹھکرا دیئے اور کفر و شرک پر اڑے رہے آخر کار ہمارے پاس آ پہنچے فرمایا یہ قیامت کے دن خود اقرار کریں گے کہ ہم انبیاء کی باتیں نہیں مانتے تھے اور انہیں ٹھکرا دیتے تھے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾
وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

رسولوں کا بھیجنا) اس لئے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی کے باشندوں کو کفر کی وجہ سے بے خبری کی حالت میں تباہ نہیں کرتا اور اپنے اپنے عملوں کے مطابق ہر ایک کے درجے ہوں گے اور آپ کا رب لوگوں کے عملوں سے بے خبر نہیں۔

بعثت انبیاء کے بعد ہی نافرمانوں پر عذاب اترتا ہے: (۱۳۱) ہم نے جنوں اور انسانوں کے پاس رسول بھیج کر اور کتابیں

اتار کر عذر ختم کر دیئے تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم پر ظلم کیا گیا اور ہمارے پاس دعوت توحید بھیجے بغیر ہم کو پکڑ لیا گیا اسی وجہ سے ہم نے قوموں کے عذر ختم کر دیئے اگر ہم نے کسی کو اپنے عذاب میں پکڑا تو رسول بھیجنے کے بعد ہی پکڑا فرمایا (سورہ فاطر ۲۴ (۱) وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا (فاطر: ۳۵_۲۴) کوئی بھی ایسی بستی نہیں جہاں کوئی ہوشیار کر دینے والا نہ آیا ہو (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا۔ (نحل ۱۶:۳۶) ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا جس نے ان کو یہی تعلیم دی کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں سے بھاگتے رہو (۳) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى (اسراء ۱۷:۱۵) ہم کسی پر عذاب کرنے والے نہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں (۴) كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ الخ (ملک ۶۷:۸:۹) جب ایک جماعت جہنم میں ڈالی جائے گی تو ان سے جہنم کے داروغہ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ہوشیار کرنے والا نہیں پہنچا تھا یہ جواب دیں گے کیوں نہیں یقیناً ہمارے پاس ڈرانے والا پہنچا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا تھا اور صاف کہہ دیا تھا کہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا۔

جزاء وسزا عملوں کے مطابق مراتب ہیں: (۱۳۲) ہر عمل کرنے والے کے لئے اس کے عملوں کے مطابق جزا یا سزا ہے اور عملوں ہی کے مطابق جزا یا سزا کے مراتب ہیں یعنی اھل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں ہر ایک کا اپنے اپنے عملوں کے مطابق ایک مقام ہے جہنمیوں کے بارے میں فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ (اعراف ۷:۳۸) رئیس وتابعدار سب کے لئے بڑھنے والا عذاب ہے (۳) اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا (نحل ۱۶:۸۸) جنہوں نے توحید ورسالت کا انکار کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا ہم ان پر عذاب پر عذاب کا اضافہ کرتے جائیں گے کیونکہ وہ بدامنی پھیلاتے رہتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اللہ ہر ایک کے ایک ایک عمل سے خبردار ہے اور قیامت کے دن عملوں کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دے گا۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ
بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ
لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ
عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

آپ کا رب قطعی بے نیاز ہے اور رحمت والا ہے اگر اسے منظور ہو تو تم سب کو اٹھا لے اور تمہارے بعد تمہاری جگہ جسے چاہے آباد کر دے جیسے اس نے تمہیں ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے یقین مانو جس (قیامت) کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے آپ فرما دیں کہ اے قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس عالم کا انجام کس کے لئے مفید ہے۔ ظالم کبھی مراد کو نہیں پہنچ سکتے۔

بعثت انبیاء اللہ کی رحمت ہے: (۱۳۳) حق تعالیٰ اس لئے پیغمبر نہیں بھیجتا کہ وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے وہ تو تمام مخلوق سے ہر پہلو سے قطعی بے نیاز وغنی ہے اور تمام مخلوق ہمہ وقت اس کی محتاج ہے مگر چونکہ اللہ مخلوق پر انتہائی مہربان ہے اس لئے لوگوں کے

فائدے کے لئے رسول بھیجتا ہے کہ وہ اس کی ہدایت وتعلیمات پر عمل کر کے جنت کی ابدی راحت کے حقدار بن جائیں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (بقرہ۲:۱۴۳) یقین مانو اللہ انسانوں پر بڑا ہی شفیق ومہربان ہے تمہیں ایسے مہربان وشفیق رب کی مخالفت لائق نہیں تمہیں ڈر معلوم نہیں ہوتا کہیں اس کی مخالفت سے تم پر عذاب نہ آ جائے اگر وہ چاہے تو تم سب کو مخالفت کی وجہ سے تباہ کر دے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم لے آئے جو اس کی اطاعت گذار ووفا شعار بن کر رہے اس کی قدرت میں سب کچھ ہے آخر تم بھی تو کسی قوم کی جگہ پر ہو جیسے اس نے پہلی قوم کو تباہ کر کے بعد والی قوم کو اس کی جگہ آباد کیا اسی طرح وہ تمہارے ہلاک کرنے پر اور تمہاری جگہ دوسری قوم کے لانے پر قادر ہے۔ فرمایا (۱) اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ (نساء۴:۱۳۳٬۱۳۴) لوگو! اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو لے آئے اللہ اس پر خوب قادر ہے (۲) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ (فاطر ۳۵۔۱۵ تا ۱۷) لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی اور تعریفوں والا ہے اگر اللہ چاہے تو تم سب کو فنا کر کے ایک نئی مخلوق پیدا کر دے یہ بات اللہ کے لئے دشوار نہیں۔

قیامت معہ اپنے وعدوں کے عنقریب آ رہی ہے: (۱۳۴) یعنی آپ لوگوں کو بتا دیں کہ تم سے زندگی بعد الموت کے بعد آنے والے عذاب وثواب کا جو وعدہ ہے وہ عنقریب آ رہا ہے اور قیامت آ کر رہے گی تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اللہ تمہارے زندہ کرنے پر ہر حال میں قادر ہے خواہ تم گل سڑ کر مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں ہی کیوں نہ بن جاؤ اللہ کو کوئی چیز کسی بات سے عاجز نہیں کر سکتی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے فرزندان آدم اگر تم کو عقل وہوش ہے تو اپنے آپ کو مردہ سمجھ لو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جس وقت کا تم سے وعدہ ہے وہ آ رہا ہے اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

نافرمان انجام کے منتظر رہیں: (۱۳۵) بطور ڈانٹ کے فرمایا کہ اگر تم اپنے طریقے کو اچھا سمجھتے ہو تو اس پر کاربند رہو میں اپنے طریقہ پر کاربند ہوں فرمایا وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا (ھود۱۱:۱۲۱٬۱۲۲) آپ ان بے ایمانوں سے کہہ دیں تم اپنی جگہ کاربند رہو ہم اپنے طریقے پر کاربند ہیں تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ بہترین انجام کس کا ہوتا ہے آخر کار اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کیا حکومت کی باگ ڈور اور دشمنوں کی پیشانیوں کے بال آپ کے ہاتھ میں دے دیئے آپ نے مکہ معظمہ فتح کیا اور مخالفوں پر غالب آئے دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا وطن کا گوشہ گوشہ دشمن تھا جن کا کلمہ پڑھ لینا سب سے بڑا جرم تھا جن کے اپنے اور پرائے جانی دشمن تھے جنہیں وطن عزیز سے نکال دیا گیا تھا اور جو اپنے وطن میں رہ کر اجنبی کی طرح زندگی گزار رہے تھے انہیں کا آج اللہ کے فضل وکرم سے اقتدار ہے انہیں کا کعبہ کی چھت پر بلند آواز سے بار بار کلمہ پڑھا جا رہا ہے وہی لاکھوں دلوں پر حکمرانی کر رہے ہیں اور بے شمار انسان ان کی عظمت وتقدس کے قائل ہیں آج وہ نہ صرف جزیرہ عرب کے بلکہ یمن وبحرین کے بھی بادشاہ ہیں پھر ان کے بعد ان کے ماننے والے دنیا کا گوشہ گوشہ کھنگال ڈالتے ہیں اور صدیوں کی منظم سلطنتوں کے پرخچے اڑا دیتے ہیں ان کے نعروں سے شاہی ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ جدھر کا رخ کرتے ہیں فتح ونصرت ان کے قدم چومتی ہے یہی اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ سورہ نور میں ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ (نور۲۴:۵۵) اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں دنیا میں سلطان بنا کر رہے گا جیسے اس نے ان سے پہلوں کو سلطان بنایا تھا اور ضرور انہیں ان کے دین پر جس کو اللہ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے استحکام عطا فرما کر رہے گا اور خوف کی جگہ امن قائم کر کے رہے

گا کیونکہ یہ میری ہی عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے الحمدللہ اللہ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور امت محمدیہ کو سلطان عالم بنایا۔

عہد فاروقی میں اسلامی سلطنت کا رقبہ: عہد فاروقی میں ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے اور اسلامی حکومت کی سرحدیں مکہ سے شمال کی طرف ۱۰۳۶ میل مشرق کی طرف ۱۰۸۷ میل جنوب کی طرف ۴۸۳ میل اور مغرب کی طرف ساحل سمندر تک پہنچ گئیں سلطنت کا کل رقبہ ۲۰۰۰۰۵۱ میل تھا ہندو پاکستان کے رقبہ سے ڈھائی لاکھ مربع میل زیادہ پھر ان فتوحات کا سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور جانوروں میں کچھ حصہ ٹھہرایا اور خیال کر لیا کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کا پھر جو حصہ ان کے دیوتاؤں کا ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچ سکتا اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے دیوتاؤں کی طرف پہنچ سکتا ہے ان کا فیصلہ انتہائی برا ہے۔

شرکیہ عملوں کا بیان: (۱۳۶) اوپر شرکیہ عقائد کا بیان تھا اس آیت میں شرکیہ عملوں کا بیان ہے اور مشرکوں کی (جنہوں نے نہ صرف کفر و شرک پر بس کیا بلکہ نئی نئی باتیں بھی تراش لیں) تردید ہے ان شامت کے ماروں نے رب یکتا کے ساتھ شریک ٹھہرا لئے پھر اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے اپنے دیوتاؤں کے نام کی بھی چیزیں مقرر کرنے لگے افسوس ان کی عقلوں پر پتھر پڑ گئے جب کائنات عالم کی ایک ایک چیز اللہ کی پیدا کی ہوئی ہے تو پھر انہیں بانٹنے کا کیا حق ہے کہ کچھ حصہ اللہ کے نام کا مقرر کر دیں اور کچھ بتوں کے نام کا پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ اگر اللہ کا حصہ بتوں کے حصے میں مل گیا تو اب وہ بتوں ہی کا ہو گیا لیکن بتوں کا حصہ اللہ کے حصہ میں مل گیا تو بڑی احتیاط سے اسے یہ سمجھ کر علیحدہ کر لیا جاتا ہے کہ اللہ تو غنی ہے اسے ضرورت نہیں البتہ ہمارے دیوتا محتاج ہیں اس لئے ان کا حصہ برباد نہیں ہونا چاہیے مشرک اناج اور پھلوں میں سے کچھ حصہ اللہ کے نام کا اور کچھ حصہ بتوں کے نام کا نکالا کرتے تھے اور بتوں کے حصہ کی اس قدر احتیاط و حفاظت کرتے تھے کہ ایک دانہ بھی اس میں سے نہیں گرنے دیتے تھے لیکن اللہ کا حصہ اگر بتوں کے حصہ میں مل جاتا تو کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے اسی طرح اگر کوئی جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے تو اس پر اپنے دیوتاؤں کا بھی نام ضرور لیتے لیکن دیوتاؤں کے نام کے ذبیحہ پر بھولے سے بھی اللہ کا نام نہیں لیتے تھے اللہ کا فرمان ہے کہ مشرکوں کی یہ تقسیم بہت بری ہے کیونکہ اول تو تقسیم ہی غلط ہے جب ہر چیز اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے تو انہیں اللہ کی چیزوں کو بانٹنے کا حق ہی نہیں اور اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کرنے کا جواز ہی نہیں پھر غلطی پر غلطی یہ ہے کہ اللہ کے نام کی چیز تو بت ہضم کر جائیں لیکن بتوں کے نام کی چیز کسی صورت میں بھی اللہ کو نہ پہنچے مشرکوں کے سارے اصول ہی مضحکہ خیز ہیں۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اسی طرح ان کے معبودوں نے بہت سے مشرکوں کے لئے ان کی اولاد کو قتل کرنا اچھا بنایا ہوا ہے تا کہ وہ انہیں ہلاک کریں اور ان کے طریقے کو ان پر مخلوط کر دیں اگر اللہ چاہتا تو یہ ایسا نہ کرتے آپ انہیں اور ان کے تراشے ہوئے بہتانوں کو یونہی رہنے دیں۔

(۱۳۷) جس طرح شیطان نے انہیں یہ سمجھا دیا ہے کہ اگر اللہ کے نام کا دیں تو اپنے بزرگوں کے نام کا بھی دیں اسی طرح انہیں یہ راہ بتا دی ہے کہ اگر افلاس کے خوف سے لڑکوں کو قتل کر دیا جائے اور عار سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ پھر اس کا انجام کس قدر بھیانک ہے معصوم جگر کے ٹکڑوں کا خون کرنا اور دین میں الجھاؤ پیدا کرنا (آج ہماری مہذب دنیا کو بھی کثرت آبادی کا خوف کھائے جا رہا ہے اور لوگوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ اولاد کم پیدا کریں اسی بنا پر منع حمل کی تدبیریں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ افسوس جہالت کی حد ہو گئی یہ خبر نہیں کہ جو خالق ہے وہ رازق بھی ہے فرمایا نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ الخ (اسراء ۱۷:۳۱) ہم تمہیں اور انہیں روزی پہنچاتے ہیں یقین مانو ان کا قتل کرنا بڑی زبردست غلطی ہے یہ سب شیطانی خیالات رب کے اختیار و ارادے سے باہر نہیں لیکن اس نے ڈھیل دے رکھی ہے

اس میں رب کی حکمت کارفرما ہے اس کے کاموں میں کوئی دم نہیں مار سکتا اور اس کی باز پرس سے کوئی نہیں بچ سکتا اے پیغمبر ﷺ آپ ان کی اور ان کی افترا پردازیوں کی پرواہ نہ کریں اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں ہم ان سے خود سمجھ لیں گے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

ان کا اپنے گمان میں یہ کہنا ہے کہ یہ جانور اور یہ غلہ اچھوتا (ممنوع) ہے اسے کوئی نہیں کھا سکتا بس وہی کھا سکتے ہیں جن کو ہم چاہیں اور یہ وہ جانور ہیں جن پر سواری اور بوجھ لادنا حرام ہے اور یہ وہ جانور ہیں جن پر یہ اللہ کا نام نہیں لیتے تھے یہ سب اللہ پر افترا پردازی ہے عنقریب اللہ انہیں ان کی افترا پردازیوں کی سزا دے گا۔

خود ساختہ آئین کو اللہ کی طرف منسوب کرنا دیدہ دلیری ہے: (۱۳۸) حجر یعنی حرام نہ صرف وصیلہ بلکہ اور بھی حلال چیزیں حرام کر لی گئیں تھیں یہ آئین ان کے خود ساختہ تھے اللہ کے مقرر کئے ہوئے نہ تھے یہ دیوتاؤں کے نام پر ان چیزوں کو حرام کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انہیں وہی کھا سکتے ہیں۔ جنہیں ہم چاہیں فرمایا قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ الخ (یونس ۱۰:۵۹) آپ فرما دیں بھلا بتاؤ تو سہی اللہ نے تو تمہارے لئے روزی اتاری اور تم نے اس میں سے کسی چیز کو حلال ٹھہرا لیا اور کسی کو حرام آپ فرما دیں کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی یا تم اللہ پر بہتان باندھ رہے ہو (۲) مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَاۗىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ الخ (مائدہ ۵:۱۰۳) نہ اللہ نے بحیرہ مشروع کیا نہ سائبہ نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن کافر اللہ پر بہتان باندھ رہے ہیں اور

ان میں اکثر سمجھتے نہیں۔ جن جانوروں کی سواری اور بار برداری حرام کرلی تھی وہ بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام تھے اور کچھ جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے نہ ذبح کرتے وقت اور نہ ان کے بچے پیدا ہونے کے وقت بتوں کے نام کے جانوروں پر حج کے لئے بھی سواری حرام سمجھتے تھے کچھ ایسے بھی اونٹ ہوتے تھے کہ ان پر نہ دودھ دوہتے وقت نہ سوار ہوتے وقت اور نہ بچے پیدا ہوتے وقت کسی حالت میں بھی اللہ کا نام نہیں لیا جاتا تھا پھر اللہ پر یہ جھوٹ بولتے کہ یہ اللہ کا حکم ہے حالانکہ اللہ نے انہیں نہ ان باتوں کی اجازت دی اور نہ وہ ان باتوں سے راضی ہے اللہ انہیں ان جھوٹے بہتانوں کا جلدی ہی بدلہ دینے والا ہے۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾

ان کا یہ کہنا تھا کہ ان جانوروں کے پیٹوں میں جو کچھ ہے وہ ہمارے مردوں ہی کے لئے حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے البتہ اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہو تو پھر سب اس میں شریک ہیں عنقریب اللہ انہیں ان کی غلط بیانی کا بدلہ دینے والا ہے کیونکہ وہ بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔

مشرکوں کے چند خود ساختہ قوانین: (۱۳۹) جو جانور بتوں کے نام چھوڑ دیئے جاتے تھے ان کا دودھ مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام سمجھا جاتا تھا اس قسم کی بکری کے اگر نر پیدا ہوتا تو اسے ذبح کر کے صرف مرد ہی کھا سکتے تھے اور اگر مادہ پیدا ہوتی تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اگر مردہ بچہ پیدا ہوتا تو عورت مرد سب اس میں شریک ہوتے اللہ نے ان کو ان حرکتوں سے منع فرمایا بحیرہ کا دودھ صرف مرد ہی پی سکتے تھے اور اگر وہ مر جاتی تو اس کا گوشت عورت مرد سب کھا لیتے پھر فرمایا اللہ انہیں ان کی جھوٹی باتوں کی سزا دینے والا ہے چنانچہ فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ الخ (نحل ۱۶:۱۱۶) جن چیزوں کے بارے میں تمہارا محض جھوٹا دعویٰ ہے ان کے بارے میں یوں نہ کہہ دو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں حرام۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دو گے بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے۔ اللہ اپنے افعال' اقوال' شریعت اور قضاء وقدر میں بڑی حکمت والا ہے' لوگوں کے اچھے برے عملوں سے خوب واقف ہے اور انہیں ان کے عملوں کی پوری جزا اور سزا دینے والا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ ع

وہ واقعی خرابی میں پڑ گئے جنہوں نے حماقت سے بلا کسی معقول وجہ کے اپنی اولاد قتل کر دی اور اللہ نے انہیں کھانے پینے کے لئے جو حلال چیزیں دی تھیں انہیں اللہ پر جھوٹ باندھ کر حرام کر لیا واقعی یہ لوگ گمراہ ہو گئے اور کبھی راہ راست پر آنے والے نہیں۔

خودساختہ آئین پر عمل کرنے والے دونوں جہانوں میں گھاٹے میں ہیں: (۱۴۰) خودساختہ باتوں پر عمل کرنے والے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں گھاٹے میں ہیں دنیا کی کمی تو ظاہر ہے اولاد سے یہ ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور ان پر کھانے کی چیزیں الگ تنگ ہو جاتی ہیں کیونکہ انہوں نے حلال چیزیں حرام کر کے اپنے اوپر حلال کا دائرہ تنگ کر لیا اور آخرت کی خرابی بھی ظاہر ہے کہ یہ اپنی افترا پردازی اور غلط بیانی کی وجہ سے آخرت میں بدترین جگہ حاصل کریں گے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ (یونس۱۰: ۶۹، ۷۰) جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے انہیں دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا پھر ہم ان کے کفر کی وجہ سے انہیں سخت عذاب چکھائیں گے اگر عرب کی جہالت معلوم کرنا چاہو تو سورہ انعام کی ایک سو تیس آیتوں سے اوپر والی آیتیں پڑھ جاؤ جن میں قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَھُمْ بھی شامل ہے۔ (ب)

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

اور اسی نے بیلوں والے باغ (جیسے انگور وغیرہ) اور غیر بیلدار باغ پیدا کیے (جیسے کھجور کے باغ اور کھیتیاں جن میں کھانے کی چیزیں مختلف ہیں اور زیتون کے باغ اور انار کے باغ کہ کبھی ایک انار دوسرے انار کے اور ایک زیتون دوسرے زیتون کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں جب یہ بار آور ہوں تو ان سب کی پیداوار کھاؤ ان کا شرعی حق کاٹنے کے وقت ادا کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو یاد رکھو اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے اور اسی نے بلند قامت جانور پیدا کیے اور پست قامت بھی جو کچھ تمہیں رب نے دیا ہے اسے کھاؤ پیو اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو بلاشبہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

تمام چیزیں اللہ کی ہیں: (۱۴۱) اللہ ہر چیز کا خالق ہے کھیتوں کا بھی پھلوں کا بھی اور جانوروں کا بھی ان تمام چیزوں میں مشرک اپنے غلط فیصلوں سے تصرف کر رہے ہیں بھلا انہیں کیا حق ہے کہ خود حرام و حلال کی تقسیم کریں اور اپنی رائے سے حرام و حلال مقرر کریں بیلوں والے باغوں (انگوروں) کا بھی اللہ ہی خالق ہے اور کھڑے باغوں کا بھی جو جنگلوں اور پہاڑوں کی بہار و زینت میں اضافہ کر رہے ہیں اور بظاہر دیکھنے میں تو ایک دوسرے کے مشابہ ہیں مگر پھلوں میں جدا جدا اسی نے طرح طرح کے میوے پیدا کیے جنہیں تم کھاتے ہو اور لطف اٹھاتے ہو۔

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
مزے لوٹتی ہے زباں کیسے کیسے

پیداوار میں زکوٰۃ کا بیان: جب پھل توڑو تو اس کا حق ادا کرو۔ شروع میں یہ مجمل و غیر متعین حق واجب تھا پھر ۲ھ میں مقدار

مقرر کر کے زکوۃ فرض کر دی ابن عباسؓ سے مروی ہے جب کوئی کھیت کاٹتا تھا تو راہ حق میں کچھ بھی نہیں دیتا تھا اس لئے اللہ نے راہ حق میں دینے کا حکم دیا اگر وزن معلوم ہو جائے تو اس کا حق دسواں حصہ ہے اور گری پڑی بالیں بھی مفت لوگوں کو چن لینے دو جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس شخص کی کھجوریں دس وسق۔ تقریباً چالیس من) سے زیادہ ہوں۔ وہ محتاجوں کے لئے مسجد میں چند خوشے لٹکا دے (سند جید وقوی ہے)

فضول خرچی کا بیان: پھر فرمایا کہ اسراف نہ کرو یعنی فضول خرچ نہ بنو اور شیخی میں آ کر اتنا نہ لٹاؤ کہ خود تنگ دست بن جاؤ ثابتؓ بن قیس نے کھجوروں سے پھل اتارے اور بولے آج جو بھی میرے پاس آئے گا اسے خالی ہاتھ نہ جانے دوں گا آخر شام تک سب پھل خرچ ہو گئے اور آپ دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اس پر یہ آیت اتری۔ غرض یہ کہ ہر چیز میں فضول خرچی سے ممانعت ہے جس چیز میں انسان اللہ کے حکم سے آگے بڑھے وہی اسراف ہے اتنا نہ دو کہ تم خود محتاج و کنگال بن جاؤ اور صدقہ کا نہ دینا بھی اسراف ہے کیونکہ اس میں رب کی نافرمانی ہے اور نافرمانی اسراف ہے' پس تمام امور میں میانہ روی محبوب ہے اور اسراف ممنوع حتی کہ کھانے پینے میں بھی اور یہاں بظاہر آیت کے انداز بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں اسراف مراد ہے کیونکہ اس سے نہ صرف بدن کو بلکہ عقل کو نقصان پہنچتا ہے فرمایا وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا الخ (اعراف ۷:۳۱) کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ پیو اور اسراف وغرور سے بچو (بخاری تعلیقا)

پالتو جانوروں کے فوائد: (۱۴۲) اللہ ہی نے بعض جانور تمہاری سواری اور بار برداری کے لئے پیدا کئے ہیں جیسے اونٹ' گھوڑا' گدھا' اور خچر اور بعض پست قد پیدا کئے ہیں جیسے بکری اور بھیڑ وغیرہ فرش کے معنے بچھونے کے ہیں چونکہ ان کا قد پست ہوتا ہے اور زمین سے ملا رہتا ہے اس لئے انہیں فرش کہا گیا' سورہ انعام ہی میں فرمایا کہ اللہ ہی نے تمہارے لئے جانور بنائے تاکہ تم ان میں سے کسی پر سوار ہو اور کسی کو کھاؤ اور تمہارے لئے ان میں بہت کچھ فائدے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی حاجت رفع کر سکو انہیں جانوروں پر اور کشتیوں پر تم کو سوار کیا جاتا ہے اور اللہ تمہیں اپنی آیتیں دکھاتا ہے پھر تم اللہ کی کس کس نشانی کو نہ مانو گے۔

اللہ کی دی ہوئی نعمتیں استعمال کر کے اس کا شکر ادا کرو: پھر فرمایا تمہیں اللہ ہی نے جو پھل اناج اور جانور دیئے ہیں انہیں کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں اللہ ہی نے تمہارے لئے بطور روزی کے پیدا کی ہیں اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو یعنی اس کی راہ پر نہ لگو اور اس کا کہنا نہ مانو جیسے مشرک اس کے پیروکار ہیں جنہوں نے پھل اناج اور جانور اپنے اوپر حرام کر لئے ہیں اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ اسی کا طریقہ ہے یاد رکھو شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے خبردار دشمن کی بات نہ ماننا (۱) إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ (فاطر ۳۵:۶) یقین مانو شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے گروہ کو جہنمی بنانے کے لئے بلاتا ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۗ

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ وَصَّىٰكُمُ ٱللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى
ٱللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ ٱلنَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿١٤٤﴾

(جانوروں کے) آٹھ جوڑے (پیدا کئے گئے) بھیڑ (دنبہ) کی دو قسمیں (نر و مادہ) اور بکری کی بھی دو قسمیں آپ پوچھیں کیا اللہ نے یہ دونوں نر یا دونوں مادینیں حرام کی ہیں؟ یا اس (بچہ) کو جس کو دونوں مادہ اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہوتی ہیں اگر تم سچے ہو تو مجھے یہ بات کسی دلیل سے بتاؤ اور اونٹ کی بھی دو قسمیں ہیں اور گائے (بھینس) کی بھی دو قسمیں ہیں آپ پوچھیں تو کیا اللہ نے دونوں نر یا دونوں مادینیں حرام کی ہیں یا اسے جو دونوں مادینوں کے پیٹ میں ہے کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے تمہیں اس کا حکم فرمایا تھا پھر اس سے بڑھ کر کون ظلم ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے تاکہ بلا دلیل کے لوگوں کو گمراہ کر دے یقین مانو اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

رسوم عہد جاہلیت کی تردید: (۱۴۳۔۱۴۴) عہد جاہلیت میں لوگوں نے بعض جانور جیسے بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام وغیرہ اور کچھ اناج و پھل اپنی طرف سے حرام کر لئے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ پڑے اور کھڑے باغ اور بلند و پست قامت جانور اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں۔ پھر ان چوپایوں کی قسمیں بتائی گئیں کہ بھیڑ' بھیڑا بکری' بکرا' اونٹنی' اونٹ اور گائے اور بیل وغیرہ اللہ نے یہ تمام جانور تمہارے کھانے پینے' پہننے اوڑھنے اور سواری اور بار برداری کے لئے پیدا فرمائے اور ان میں سے یا ان کے بچوں میں سے کچھ بھی حرام نہیں فرمایا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ (زمر ۳۹:۶) اللہ نے تمہارے لئے جانوروں کے آٹھ جوڑے اتارے بچوں کو خاص طور سے اس لئے بیان کیا کہ مشرک انہیں مردوں پر حلال اور عورتوں پر حرام سمجھتے تھے پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ان چیزوں کی حرمت کی کوئی معقول وجہ بتاؤ کہ تم کیوں ان کی حرمت کے قائل ہو چار قسم کے جانور (بھیڑ' بکری' اونٹ گائے) نر اور مادہ ملا کر آٹھ قسم کے ہو گئے اللہ نے سب کو حلال بتایا ہے پھر فرمایا کیا تم آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی بات بول رہے ہو؟ کیا تم اس وقت موجود تھے جب اللہ نے ان کے بارے میں حکم فرمایا تھا افسوس بلاوجہ جھوٹ بول کر' اللہ پر بہتان باندھ کر' نامعقول باتیں بنا کر اور لوگوں کی گمراہی کا بوجھ لاد کر تم کیوں سب سے بڑے ظلم کا ارتکاب کر رہے ہو؟ اگر تم نے اپنی روش نہیں بدلی اور بدستور موجودہ حال پر قائم رہے تو اللہ کا یہ آئین ہے کہ وہ تم جیسے لوگوں کو ہدایت کی نعمت نہیں عطا فرماتا۔

شرک کا موجد عمرو بن لحی ہے: سب سے پہلے بت پرستی اور شرک کی راہ عمرو بن لحی نے ہموار کی تھی اسی نے شروع شروع میں پیغمبروں کے دین میں ردوبدل کیا اور بتوں کے نام پر مذکورہ بالا جانور چھوڑے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن
يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا
أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ ۚ فَمَنِ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ

رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

آپ فرما دیں کہ میں اس وحی میں سے جو مجھ پر اتری ہے کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا مگر وہ جو مرا ہوا جانور ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کیونکہ سور بالکل ناپاک ہے یا جو (جانور) گناہ کا سبب ہو کہ غیر اللہ کے نام کا ہو پھر جو بے تاب ہو جائے اور طالب لذت نہ ہو اور نہ حد سے آگے بڑھنے والا ہو تو بلا شبہ آپ کا رب خطا پوش و مہربان ہے۔

حرام چیزوں کا بیان: (۱۴۵) اے نبی ﷺ آپ ان مشرکوں سے جو اللہ کی حلال کی ہوئی چیزیں اپنی طرف سے حرام سمجھ رہے ہیں فرما دیں کہ میرے پاس والی وحی میں تو یہ چیزیں حلال ہیں جنہیں میں ابھی تمہیں بتائے دیتا ہوں اور وہ چیزیں حرام نہیں جنہیں تم حرام سمجھ رہے ہو یعنی جن چیزوں کو تم حرام کہتے ہو وہ علاوہ آنے والی چیزوں کے حرام نہیں یا کوئی جانور حرام نہیں بجز مردار سور غیر اللہ کے نام کا جانور ابن عباسؓ فرماتے ہیں جاہلیت میں بعض چیزیں تو کھائی جاتی تھیں اور بعض گھن کر کے چھوڑ دی جاتی تھیں پھر اللہ نے اپنا پیغمبر بھیجا' کتاب اتاری اور حلال اور حرام کی تفصیل فرما دی کتاب و سنت نے جسے حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس پر خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (حاکم' ذابن مردویہ) ایک دفعہ سودہؓ کی ایک بکری مر گئی آپ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری بکری مر گئی فرمایا اس کا چمڑہ کیوں نہ اتار لیا بولیں کیا مری ہوئی بکری کا بھی چمڑہ لیا جا سکتا ہے آپ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ تم چمڑہ کھاتی نہیں ہو اسے دباغت دے کر اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہو چنانچہ آپ نے اس کا چمڑہ اتروا کر اسے دباغت دے کر اس کا ایک مشکیزہ بنوا لیا تھا جو آپ ہی کے پاس پرانا ہو کر پھٹ گیا (بنا)

حالت اضطرار میں بقدر ضرورت حرام کی حلت: پھر فرمایا کہ اگر کوئی شدت بھوک سے بے تاب ہو اور اسے کچھ کھانے کو نہ ملے تو وہ بقدر ضرورت حرام چیزوں میں سے کھا سکتا ہے لیکن طالب لذت نہ ہو اور نہ قدر ضرورت سے آگے بڑھے اللہ اسے بخش دے گا کیونکہ اللہ خطا پوش و مہربان ہے اس کی پوری تفسیر سورہ بقرہ میں گذر چکی اس آیت سے ان مشرکوں کی تردید مقصود ہے جنہوں نے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزیں اپنے اوپر حرام کر لی تھیں اور اللہ کے دین میں نئی باتیں تراش لی تھیں اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ میں اپنی وحی میں ان میں سے کسی جانور کو بھی حرام نہیں پاتا حرام تو مرا ہوا جانور' بہتا ہوا خون' سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کی چیزیں ہیں باقی تمام چیزیں حلال ہیں اگر حرام ہوتیں تو ان کا بھی بیان آ جاتا پھر جب اللہ کے نزدیک یہ حلال ہیں تو تم حرام کرنے والے کون؟ حلال و حرام کا اختیار تو صرف اللہ کو ہے اسی کے حکم سے رحمت عالم ﷺ حرمت و حلت کا حکم دیتے ہیں پس جن جانوروں کو کتاب و سنت میں حلال کیا گیا ہے وہ حلال اور جن کو حرام کیا گیا ہے وہ حرام ہیں۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

ہم نے یہودیوں پر تمام ناخن والے جانور حرام کر دئے تھے اور گائے بکری کی چربی بھی بجز اس چربی کے جو ان کی پشتوں یا آنتوں

میں لگی ہوئی ہو یا جو ہڈی سے لپٹی ہوئی ہو ہم نے انہیں ان کی شرارت کی وجہ سے یہ سزا دی تھی بلاشبہ ہم انصاف والے ہیں۔

یہودیوں پر ناخن والے جانوروں کی حرمت: (۱۴۶) ناخن والے جانور مویشیوں اور پرندوں میں سے وہ جانور ہیں جن کی انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ شتر مرغ' مرغابی اور بطخ اور مرغ وغیرہ

اس قسم کے جانور یہودیوں پر حرام تھے اور گائے بکری کی چربی بھی اسرائیلی کہا کرتے تھے کہ چونکہ یعقوب نے اپنے اوپر چربی حرام فرمالی تھی اس لئے ہم پر بھی حرام ہے۔ مگر آپ پر پیٹھ سے' آنتوں سے اوجھ سے ہڈیوں سے لپٹی ہوئی چربی چوتڑ کی چربی' ہاتھ پاؤں کی چربی اور پہلو سرا اور آنکھ کی چربی حلال تھی ہم نے انہیں ان کے کبر و نخوت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کے باعث یہ سزا دی تھی فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا (نساء ۴: ۱۶۰) ہم نے یہودیوں پر ان کے ظلم کی وجہ سے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے کی وجہ سے حلال و پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں پھر فرمایا کہ ہم سچے ہیں یعنی ہم نے جو انہیں سزا دی ہے اس میں انصاف ہی کیا ہے بلاشبہ ہم انصاف پسند ہیں یا اے نبی ﷺ ہم نے جو آپ کو اطلاع دی ہے کہ ہم نے یہ چیزیں ان پر حرام کی ہیں اس میں ہم سچے ہیں یہودیوں کا یہ کہنا کہ اسرائیل کے حرام کرنے کی وجہ سے ہم بھی حرام سمجھتے ہیں جھوٹ ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں حطیم کی طرف رخ کئے بیٹھے تھے کہ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا پھر مسکرا کر فرمایا اللہ یہودیوں پر لعنت کرے ان پر چربیاں حرام کی گئی تھیں لیکن انہوں نے چربیاں بیچ کر ان کی قیمتیں کھائیں حالانکہ کسی چیز کے کھانے کو حرام فرما دینا اس کی قیمت کو بھی حرام فرما دینا ہے (د) اسامہؓ بن زید فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیمار پرسی کے لئے گئے آپ عدنی چادر سے منہ ڈھانپے ہوئے سو رہے تھے پھر آپ نے رخ انور کھول کر فرمایا اللہ یہودیوں پر لعنت فرمائے ان پر بکری کی چربیاں حرام ہیں لیکن وہ ان کی قیمتیں کھاتے ہیں (د وغیرہ)

فَإِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾

پھر اگر آپ کو یہ لوگ جھٹلائیں تو آپ فرما دیں کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور گنہگاروں سے اس کا عذاب لوٹایا نہیں جا سکتا۔

اللہ والے بے خوف ہو کر تبلیغ کریں: (۱۴۷) اے پیغمبر ﷺ اگر پھر بھی آپ کو آپ کے مخالف مشرک یہودی اور ان کے ہم نوا جھٹلائیں تو آپ پرواہ نہ کریں کیونکہ آپ کے رب کی رحمت بہت وسیع ہے اس جملہ سے اللہ کی ہمہ گیر رحمت کی تلاش کا شوق دلایا جا رہا ہے اور رسول ﷺ کی پیروی پر ابھارا جا رہا ہے پھر فرمایا گنہگار اللہ کا عذاب ہٹا نہیں سکتے اس جملہ سے خاتم الانبیاء کی مخالفت سے ڈرایا جا رہا ہے۔ قرآن میں کثرت سے ترغیب و ترہیب ملی جلی ہے چنانچہ اس سورت کے آخر میں فرمایا وَإِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ (انعام ۶: ۱۶۵) آپ کا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور وہ خطا پوش و مہربان بھی ہے (۲) إِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ (الرعد ۱۳-۶) آپ کا رب لوگوں کے گناہوں پر انہیں معاف کر دینے والا ہے اور وہ سخت عذاب والا بھی ہے

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا

مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ
هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَاۗءَ لَهَدٰىكُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ
هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿١٥٠﴾ ع

عنقریب مشرک یہ کہنے والے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے بزرگ اور نہ ہم کسی چیز کو (اپنے اوپر) حرام کرتے اسی طرح ان سے پہلے کے کافروں نے (رسولوں کو) جھٹلایا تھا آخر کار ہمارے عذاب کا ذائقہ چکھ لیا آپ فرما دیں کیا تمہارے پاس کوئی معقول وجہ ہے (اگر ہے) تو اسے پیش کرو تم تو محض خیالی باتوں کی پیروی کر رہے ہو اور محض خیالی پلاؤ پکار رہے ہو آپ فرما دیں کہ مکمل حجت اللہ ہی کی ہے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ تم سب کو ہدایت دے دیتا آپ ان سے کہہ دیں کہ اپنے گواہ لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ ہی نے (ان چیزوں کو) حرام فرما دیا ہے پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو آپ اس گواہی کو نہ سنیں اور ان لوگوں کی رایوں کی پیروی نہ کریں جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں اور ان کا آخرت پر ایمان نہیں اور جو اپنے رب کے برابر غیروں کو ٹھہراتے ہیں۔

ایک مغالطہ کا ذکر: (۱۴۸) ایک مغالطہ کا بیان ہے جسے مشرک شرک کے اور حلال چیزوں کو حرام کرنے کے ثبوت میں پیش کیا کرتے تھے کہ ہمارے شرک کا اور حلال چیزوں کو حرام کرنے کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے اور وہ ہمارے خیالات بدلنے پر بھی بخوبی قادر ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان کی کرنیں جگمگا دے اور ہمیں کفر و شرک کرنے ہی نہ دے لیکن پھر بھی وہ ہمارے عقیدے نہیں بدلتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اسی کے ارادے سے ہو رہا ہے اور وہ کفر و شرک سے راضی ہے اگر وہ چاہتا تو نہ صرف ہم بلکہ ہمارے باپ دادا بھی شرک نہیں کرتے اسی مغالطہ کا ان آیتوں وَقَالُوْا لَوْ شَاۗءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ الخ (زخرف ۴۳:۲۰) بولے اگر رحمٰن چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے (۲) لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ الخ (نحل ۱۶:۳۵) اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے پہلے کافروں نے بھی ایسی ہی حرکت کی تھی میں بیان ہے اللہ نے فرمایا اسی مغالطہ سے پہلے لوگ گمراہ ہوئے تھے یہ ایک گمراہ کن مغالطہ ہے اگر تمہاری یہ بات صحیح ہوتی تو اللہ لوگوں پر عذاب بھیج کر انہیں غارت نہیں کرتا اور پیغمبروں کے نہ ماننے پر اور کفر و شرک پر ان سے دردناک انتقام نہ لیتا اچھا اگر تمہارے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے کہ ہمارے شرک سے اللہ خوش ہے تو لاؤ کوئی دلیل دو۔ نہیں تم اوہام پرست ہو گندے عقائد رکھتے ہو اور اللہ پر جھوٹ بول رہے ہو کہ شرک پر قدرت اللہ کی رضا کی دلیل ہے پہلے کافروں نے بھی یہی کہہ کر رسولوں کی باتیں نہیں مانی تھیں اور کہا تھا کہ ہم

بتوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے ملا دیں گے حالانکہ اللہ سے ملانے کی ان میں قدرت بھی نہیں ملانا تو رہا در کنار یہ تو سن بھی نہیں سکتے۔

ہدایت و گمراہی رب کی حکمت پر موقوف ہے: (۱۴۹) ہدایت و گمراہی کی تقسیم میں بھی بڑی زبردست حکمت کارفرما ہے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ تم سب کو ہدایت پر لے آتا مگر کسی کو ہدایت دینا اور کسی کو نہ دینا رب کی حکمت کی کارفرمائی ہے اگرچہ سارے کام اللہ ہی کے ارادے سے ہوتے ہیں مگر اللہ ایمان و توحید سے راضی ہے اور کفر و شرک سے ناراض۔ معلوم ہوا کہ ہدایت و ضلالت میں بھی اس کی زبردست حکمت اور مکمل حجت کارفرما ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ (انعام ٦:۳۸) اگر اللہ چاہتا تو سب مشرکوں کو ہدایت پر جمع فرما دیتا (۱۲۱) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ (یونس ۱۰:۹۹) اگر آپ کے رب کو منظور ہوتا تو ساری دنیا والے ایمان لے آتے (۳) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ (ھود ۱۱:۱۱۸'۱۱۹) اگر آپ کا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک امت بنا دیتا لوگ آئندہ بھی ہمیشہ اختلاف ہی کرتے رہیں گے بجز اس کے جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو اللہ نے لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی بات پوری ہو چکی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا بات بھی یہی ہے کہ گنہگاروں کے پاس گناہوں کی کوئی وجہ معقول نہیں البتہ اللہ کی عبادت کی معقول وجہ ہے اور اللہ کی حجت مکمل ہے۔

شرک و بدعت کی کوئی سند نہیں: (۱۵۰) اگر تمہارے گناہوں سے اور بدعتوں سے اللہ راضی ہے تو کوئی معقول دلیل لاؤ اور صفائی کے گواہ لاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ جو کچھ تم نے اپنے اوپر حرام کیا ہے وہ اللہ ہی کا حرام کیا ہوا ہے پھر اگر لوگ اس بات کی جھوٹی گواہی دیں تو آپ اس گواہی پر کان ہی نہ دھریں اور کسی کو ان مشرکوں کے باطل خیالات کے پیچھے نہیں لگنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بے ایمان ہیں اور غیروں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

آپ ان سے فرما دیں کہ آؤ میں تمہارے رب کی حرام کردہ چیزیں تمہیں سناؤں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو افلاس کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو ہم انہیں اور تمہیں دونوں کو روزی دیں گے ظاہر و پوشیدہ بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ اور اللہ نے جس نفس کو تم پر حرام فرما دیا ہے اس کا خون نہ کرو ہاں حق پر کر سکتے ہو اللہ نے تم کو ان باتوں کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔

رحمت عالم ﷺ کی آخری وصیت: (۱۵۱) کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی ﷺ آپ ان مشرکوں سے جو غیروں کے پرستار ہیں

رب کی حلال چیزیں حرام کر رہے ہیں اور اولاد کو عار وافلاس کے اندیشے سے قتل کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اپنی رایوں سے کر رہے ہیں اور شیطان نے ان کاموں کو ان کے خیال میں اچھا بٹھا دیا ہے فرمادیں کہ میرے پاس آؤ میں تمہیں اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں اپنی رائے اور اٹکل سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اور وحی سے بتاؤں گا۔

تمہیں شرک کی ممانعت: اللہ نے تم کو یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اس آیت کے اخیر میں فرمایا اللہ نے ان تمام باتوں کا تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم غور کرو ایک حدیث میں ہے جو توحید پر مرگیا وہ جنتی ہے (م) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اگر چہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تمہیں تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور تمہیں جلا دیا جائے (ابن مردویہ (۲) عبادہ بن صامت فرماتے ہیں ہمیں آپ نے سات باتوں کا تاکیدی حکم فرمایا کہ خبردار اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا خواہ تم کو جلا دیا جائے تمہارا قیمہ بنا دیا جائے اور تمہیں پھانسی دے دی جائے (ابن ابی حاتم)

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم: پھر فرمایا کہ تمہارے رب نے تم کو ماں باپ کے ساتھ احسان کا حکم فرمایا ہے فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ الخ (اسراء۲۳) آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو اور اور ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔

سورہ لقمان میں فرمایا وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ الخ (لقمان۳۱:۱۴، ۱۵) تو میرا اور ماں باپ کا شکر ادا کر تجھے میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے اگر وہ تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک کرے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کی بات نہ ماں اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کر اور ان لوگوں کی راہ کی پیروی کر جو میری طرف متوجہ ہیں پھر تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے اور میں تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دوں گا یعنی جزا وسزا دوں گا۔ اس آیت میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے اگر چہ وہ مشرک ہوں (۲) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ (بقرہ ۲:۸۳) اس زمانے کو یاد کرو جب ہم نے اسرائیلیوں سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا عمل سب سے زیادہ افضل ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا پھر کونسا فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا میں نے کہا پھر کون سا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا فرماتے ہیں آپ نے مجھ کو یہی تین باتیں بتائیں اگر میں اور پوچھتا تو اور بھی بتا دیتے (ق)

اولاد کے ساتھ حسن سلوک کا حکم: پھر فرمایا افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کا خون نہ کرو ہم تم کو اور ان کو روزی پہنچائیں گے۔ جس طرح ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو حکم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل نہ کریں کہ کہاں سے کھانے کو آئے گا جاہلیت میں لڑکیوں کو شرم و عار سے اور لڑکوں کو فقر وافلاس کے ڈر سے مار ڈالا کرتے تھے اسی وجہ سے جب ابن مسعودؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے خالق کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہرانا پوچھا پھر کون سا فرمایا اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی مار ڈالنا پوچھا پھر کون سا فرمایا اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرنا پھر آپ نے (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (فرقان ۲۵:۶۸) اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہیں کرتے اور ناحق اسے قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام فرما دیا ہے اور زنا نہیں کرتے) پڑھی

بے حیائیوں کے پاس جانے کی ممانعت: پھر فرمایا آپ فرمادیں میرے رب نے چھپی کھلی ہر طرح کی بے حیائی کے کام کو

گناہ کو اور ناحق ظلم وجور کو حرام فرما دیا ہے اور اس کو بھی کہ اللہ کے ساتھ شریک کرو جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اس کو بھی کہ اللہ پر جھوٹ بولو جس سے تم ناآشنا ہو (اس کی تفسیر وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ گذر چکی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں اسی وجہ سے اس نے تم پر چھپی کھلی ہر قسم کی بے حیائی حرام فرما دی ہے (ق)

قتل ناحق کی ممانعت: پھر فرمایا کسی شخص کو ناحق قتل نہ کرو کیونکہ کسی کا ناحق قتل اللہ نے حرام فرما دیا ہے اگر چہ ظاہر و باطن والی بے حیائیوں میں ناحق قتل بھی ہے مگر اسے خاص طور سے اس لئے علیحدہ بیان کیا کہ یہ حکم مؤکد ہو جائے آپ نے فرمایا ایک کلمہ گو مسلمان کا خون بجز مندرجہ ذیل تین صورتوں کے حلال نہیں شادی شدہ ہو کر زنا کی صورت میں کسی کو قتل کرنے کی صورت میں اور اسلام سے مرتد ہونے کی صورت میں (ق)

امن طلب کر کے دارالاسلام میں آنے والے حربی کافر کے قتل کی وعید: امن طلب کر کے آنے والے حربی کافر کو جو امن طلب کر کے مسلمانوں کے معاہدے میں آ جاتا ہے قتل کرنے کی سخت وعید آئی ہے آپ نے فرمایا جس نے معاہدے میں آئے ہوئے شخص کو قتل کیا اسے جنت کی خوشبو نصیب نہ ہوگی جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے (ب) (۲) ایسے شخص نے اللہ کا ذمہ توڑا اس لئے اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے (ابن ماجہ ت) پھر فرمایا کہ یہ اللہ کے تاکیدی احکام ہیں تا کہ تم اس کے دین کو اور دینی احکام کو سمجھ لو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ بجز قابل تعریف طریقے کے جب تک کہ وہ اپنی بلوغت کو نہ پہنچ جائے' اور انصاف سے ناپ تول پوری رکھو ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتے ہیں اور جب تم بات کرو تو انصاف مدنظر رکھو اگر چہ کوئی رشتے دار ہی کیوں نہ ہو اور اللہ سے کیے ہوئے عہد پورے کرو ان تمام باتوں کا تمہیں اللہ نے تاکیدی حکم فرمایا ہے تا کہ یاد رکھو۔

---

(۱۵۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا (جو ظلم کر کے یتیموں کا مال ہضم کر جاتے ہیں (نساء۴:۱۰) اتری تو یتیموں کے سرپرستوں نے یتیموں کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے سے علیحدہ کر دیا' اس سے نہ صرف سرپرستوں کو نقصان ومشقت اٹھانی پڑی بلکہ یتیموں کو بھی نقصان ہونے لگا۔ اگر کھانا بچ جاتا تو وہ بیچارے یا تو باسی کھاتے یا پھر سڑ جاتا جب اس کا رحمت عالم ﷺ سے ذکر آیا تو يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ الخ (بقرہ۲:۲۲۰) (لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیں کہ ان کی مصلحت کی رعایت کرنا بہت اچھی بات ہے اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر کھاؤ پیو۔ تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں' اللہ مصلحت کے برباد کرنے والے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو خوب جانتا ہے)

اتری اس کے بعد لوگوں نے یتیموں کے کھانے پینے کو اپنے کھانے پینے میں ملا لیا (د) یہ حکم یتیموں کی بلوغت تک ہے۔

ماپ تول میں عدل کا حکم: پھر فرمایا ''ناپ تول میں انصاف مدنظر رکھو اور لیتے اور دیتے وقت پورا پورا تولو اور ناپو' چنانچہ کم تولنے اور ناپنے کے بارے میں فرمایا وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الخ (مطففین ۸۳:۱ تا ٦) کم تولنے والوں کے لئے سخت خرابی ہے جو لوگوں سے لیتے وقت پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کمی کرتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو اس بات کا یقین نہیں کہ یہ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جائیں گے جب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اللہ نے ایک قوم کو اسی وجہ سے تباہ کر دیا کہ ان میں یہی عیب تھا ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں وہ کام ہے جس کی وجہ سے تم سے پہلی ایک قوم تباہ کر دی گئی (ت ابن مردویہ)

کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا: پھر فرمایا ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے یعنی اگر کسی نے لینے دینے میں پوری احتیاط سے کام لیا مگر پھر بھی لاعلمی میں کچھ کوتاہی ہوگئی تو وہ معاف ہے' آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ سے پورا پورا ناپا اور تولا اور اللہ اس کی صحت نیت سے خوب واقف ہے تو (کوتاہی پر) اس کی پکڑ نہ ہوگی۔ مقدور بھر کی یہی تفسیر ہے (یہ روایت غریب و مرسل ہے۔)

انصاف والی شہادت کا حکم: پھر فرمایا ''انصاف سے گواہی دو اگرچہ تمہارے رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتی ہو''۔ دوسری آیت میں فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ الخ (مائدہ ۵:۸)

اے ایمان والو اللہ کے لئے پوری پوری پابندی کرنے والے اور انصاف سے گواہی دینے والے ہو جاؤ (نساء ۴:۱۳۵) اس میں بھی یہی حکم ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ قول و فعل میں اپنے پرائے پر انصاف سے کام لینا چاہئے اور ہر وقت ہر ایک کے ساتھ ہر حال میں انصاف مدنظر رکھنا چاہیے۔ پھر فرمایا' اللہ سے کئے ہوئے عہد پورے کرو' یعنی اس کے احکام بجا لاؤ' ممنوعات سے بچتے رہو اور کتاب و سنت پر عمل کرتے رہو۔ یہی اللہ کا عہد پورا کرنا ہے اللہ نے تمہیں انہیں باتوں کا تاکیدی حکم فرمایا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرلو اور برے کاموں سے باز آ جاؤ'

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور یہ دین میری سیدھی راہ ہے اسی راہ پر چلو اور دوسری راہوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گی' اللہ نے تمہیں اس بات کا تاکیدی حکم فرمایا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو۔

اتحاد کا حکم اور اختلاف کی ممانعت: (۱۵۳) اس آیت میں اور قرآن کی اس جیسی دیگر تمام آیتوں میں تمام مسلمانوں کو جماعت بندی کا اور اتحاد و اتفاق کا حکم ہے اور بدنظمی اور اختلاف کی ممانعت ہے اور بتایا گیا ہے کہ پہلے لوگ ریاکاری اور اللہ کے دین میں اختلاف پیدا کرنے ہی کی وجہ سے تباہ ہوئے تھے۔

سیدھی راہ کون سی ہے: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچ کر

فرمایا کہ یہ اللہ کی سیدھی راہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچ کر فرمایا کہ ان راہوں میں سے ہر ایک راہ پر ایک شیطان کھڑا ہے جو لوگوں کو اس راہ پر بلاتا ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (نا حاکم صحیح' ابن جریر' ابن مردویہ) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھی راہ کی ایک مثال بیان فرمائی کہ اس کے بازوؤں میں دو دیواریں ہیں' دونوں دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے ہیں جن پر پردے لٹکے ہوئے ہیں۔سیدھی راہ کے سرے پر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے کہ لوگو تم سب سیدھی راہ پر آ جاؤ اور تتر بتر نہ ہو' اس راہ کے درمیان بھی ایک شخص کھڑا ہے' جب کوئی شخص کسی دروازے کے پردے کو اٹھانا چاہتا ہے تو وہ شخص کہتا ہے نیک بخت پردہ نہ اٹھا کیونکہ اگر تو پردہ اٹھائے گا تو اندر بھی چلا جائے گا پس سیدھی راہ اسلام ہے اور اس کی پہلوی دیواریں اللہ کی حدیں ہیں اور کھلے ہوئے دروازے حق تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں' اسی طرح سیدھی راہ کے سرے پر پکارنے والا قرآن ہے اور درمیان میں نصیحت کرنے والا مومن کا دل ہے جو اسے ہر وقت چوکنا کرتا رہتا ہے۔(ت ن د)

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ
شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا ع۱۹
كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو عمل کرنے والوں پر اللہ کی نعمت پوری کرنے والی تھی اور ہر چیز کو تفصیل سے بیان کرنے والی تھی اور ہدایت و رحمت تھی تاکہ لوگ اپنے رب کی ملاقات پر یقین لائیں اور یہ قرآن ایک برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا اس لئے اس کی پیروی کرو اور ڈر جاؤ تاکہ تم پر اللہ کی مہربانی ہو۔

تورات کی مدح: (۱۵۴) اس مقام پر چونکہ اللہ نے قرآن کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ میری سیدھی راہ ہے اور اسی کی پیروی کرو تو پھر تورات و صاحب توراۃ کی مدح و توصیف بیان کر دی۔اکثر آیتوں میں قرآن و توراۃ کا بیان ملا جلا آتا ہے چنانچہ فرمایا وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً الخ (احقاف ۴۶:۱۲) اس قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی اور یہ کتاب (قرآن) عربی زبان میں ہے اور اس کی تصدیق کر رہی ہے (۲) قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى الخ (انعم ۶:۹۱' ۹۲) آپ فرما دیں کہ وہ کتاب کس نے اتاری جسے موسیٰ لائے تھے اور جو لوگوں کے لئے نور و ہدایت ہے جس کو تم نے متفرق ورقوں میں محفوظ کر لیا ہے جنہیں تم ظاہر بھی کر دیتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپا بھی لیتے ہو۔اور یہ (قرآن) بھی ایسی ہی ایک برکت والی کتاب ہے جسے ہم نے اتارا اور جو سابق کتابوں کی تصدیق کرتی ہے پھر فرمایا" وہ کتاب جامع اور مکمل تھی اور اس میں عمل کرنے والوں کے لئے شریعت کی تمام باتیں موجود تھیں"۔جیسا کہ فرمایا وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ الخ (اعراف ۷:۱۴۵) ہم نے انہیں چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ کر دے دی تھی۔پھر فرمایا" یہ عمل کرنے والوں کے عملوں کی جزا تھی کہ ان کے عملوں میں خلوص تھا اور ہمارے احکام بجا لا رہے تھے اور ہماری اطاعت میں سرگرم عمل تھے جیسا کہ فرمایا هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (رحمٰن ۵۵:۶۰) انتہائی اطاعت کی جزا انتہائی عنایت ہی ہے۔

اتباع قرآن کی ترغیب و دعوت: (۱۵۵) اس میں قرآن کی پیروی کی ترغیب' اس میں غور و خوض کی دعوت اور اس کے احکام

کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت ہے قرآن اس لئے برکت والا ہے کہ جو اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گذارتا ہے اسے دونوں جہانوں میں برکت ہی برکت نصیب ہوتی ہے کیونکہ یہ اللہ کی ایک مضبوط رسی ہے' جس نے اسے مضبوط تھام لیا۔ اس کے لئے دونوں جہانوں کی برکتوں اور سعادتوں کے دروازے کھل گئے۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

کبھی تم یوں نہ کہو کہ یہ کتاب تو ہم سے پہلے دو فرقوں پر اتری تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے یا یوں کہو اگر ہم پر کوئی کتاب اترتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ پا جاتے' لہٰذا اب تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک واضح کتاب اور ہدایت و رحمت آ چکی' پھر اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو ہماری آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے روکے' ہم جلدی ہی ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے روکنے کی وجہ سے سزا دیں گے۔

نزول قرآن اللہ کی حجت ہے: (۱۵٦) یعنی ہم نے قرآن اس لئے اتارا کہ تمہارا کوئی عذر باقی نہ رہے جیسا کہ فرمایا وَلَوْ لَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ الخ (قصص ۲۸:۴۷) اگر ان پر ان کی شرارتوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آ جاتی تو کہہ دیتے کہ اے رب تو نے ہمارے پاس اپنا کوئی نبی کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے۔ دو فرقوں سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں' اگر عربی زبان میں قرآن نہ آتا تو یہ کہہ دیتے کہ ہماری زبان میں کوئی کتاب تو اتری نہیں اور دوسری کتابوں کو غیر زبان میں ہونے کی وجہ سے ہم سمجھتے نہیں اس لئے ہم تک اللہ کا فرمان پہنچا ہی نہیں پھر ہمیں سزا کیوں دی جا رہی ہے۔

(۱۵۷) یعنی ہم نے تمہارا یہ عذر بھی ختم کر دیا کہ اگر غیروں کی طرح ہمارے پاس بھی کتاب آتی تو ہم اس کے احکام پر زیادہ کاربند ہوتے۔ فرمایا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ الخ (فاطر ۳۵:۴۲) انہوں نے زوردار قسمیں کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی چوکنا کر دینے والا آئے گا تو وہ ہر ایک قوم سے زیادہ نیکیوں میں بڑھ جائیں گے۔ اچھا لو تمہاری ہی عربی زبان میں ایک عظیم قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتار دیا گیا جس میں حلال و حرام کا بیان ہے جو دلوں کی ہدایت کے لئے سراسر نور ہے اور جو ان کے لئے سرتاپا رحمت ہے جو اس کے پیروکار رہیں اور اس کی ہدایتوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ فرمایا وہ انتہائی ظالم ہے جس نے قرآن سے خود بھی فائدہ نہیں اٹھایا اور رسول ﷺ کی بھی پیروی نہیں کی۔ بلکہ لوگوں کو بھی اس نیک کام سے روکا۔ خود بھی کتاب اللہ سے منہ موڑا اور لوگوں کو بھی اس تک نہیں آنے دیا۔ فرمایا وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ الخ (انعام ٦:۲٦) یہ لوگ قرآن سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی زبردست نشانی آئے؟ جس دن آپ کے رب کی زبردست نشانی آ پہنچے گی تو کسی ایسے شخص کو ایمان فائدہ نہیں پہنچائے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا' یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا' آپ فرما دیں کہ تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں: (۱۵۸) کافروں کو' انبیاء و قرآن کے نہ ماننے والوں کو' اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنے والوں کو دھمکایا جا رہا ہے کہ کیا انہیں قیامت کا انتظار ہے۔ جب میدان محشر میں فرشتے بھی آئیں گے اور حق تعالیٰ بھی' یا یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں کے آ جانے کے منتظر ہیں۔ ظالمو جب وہ وقت آ جائے گا تو پھر ایمان و توبہ کام آنے والی نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوگا قیامت نہیں آئے گی' پھر جب سورج مغرب سے نکل آئے گا تو تمام روئے زمین کے انسان ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اب ایمان کا لانا نہ لانا برابر ہے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (ج علاوہ ت) (۲) جب تین نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی کو اس کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا جس نے پہلے سے کوئی نیکی نہیں کی تھی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ دجال کا ظہور اور دابۃ الارض کا نکلنا (مت' ابن جریر) مسند کی روایت میں دھوئیں کے آنے کا بھی ذکر ہے)

باب توبہ کے بند ہوتے ہی کافر کا ایمان بے سود ہوگا: پھر فرمایا ''کسی شخص کو اس کا ایمان کام نہیں آئے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔'' یعنی اگر کافر مسلمان ہوگا تو اس کا ایمان بے سود ہوگا البتہ مومن کا ایمان کارآمد ہوگا' اس وقت اگر مومن اپنے ایمان پر بخوبی قائم ہے تو وہ بڑا سعادت مند ہے اور اگر قائم نہ تھا اور اب توبہ کی ہے تو توبہ قبول نہ ہوگی کیونکہ توبہ کا دروازہ بند ہو چکا۔ پھر فرمایا اب نیک عمل بھی قابل قبول نہیں' اگر پہلے سے نہ کیا ہو اخیر میں کافروں کو سخت دھمکی دی اور فرمایا کہ تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی منتظر ہیں جب سورج مغرب سے نکل آئے گا اور ایمان و توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ فرمایا فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ الخ (محمد ۴۷:۱۸) کیا انہیں یہی انتظار ہے کہ اچانک قیامت آ جائے' قیامت کی نشانیاں تو نمودار ہو چکی ہیں قیامت آ جانے کے بعد بھلا نصیحت کا وقت کہاں؟ (۲) فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا الخ (غافر ۴۰:۸۴-۸۵) جب وہ ہمارا عذاب دیکھ لیں گے تو اللہ پر ایمان لے آئیں گے اور شرک سے توبہ کر لیں گے لیکن عذاب مشاہدہ کرنے کے بعد ایمان لانا اور شرک سے توبہ کرنے بے کار ونا قابل قبول ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ

أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾

بلاشبہ جن لوگوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے آپ کا ان سے کوئی واسطہ نہیں' اب ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے حوالہ ہے پھر اللہ انہیں ان کے کام جتا دے گا۔

فرقہ بندی کی مذمت: (۱۵۹) یہ آیت یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں اتری۔ و نیز اس کا حکم عام ہے اس کی وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو دین کی مخالفت کرتا ہو' دین میں پھوٹ ڈالتا ہو خواہش کا پرستار ہو اور نیا مذہب ایجاد کرتا ہو کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر تشریف لائے وہ ایک ہی دین ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم پیغمبر علاتی بھائی ہیں ہمارا دین ایک ہی ہے' لہٰذا سیدھی راہ اور اللہ کا پسندیدہ دین توحید و اتباع رسول ﷺ ہی ہے اور اس سے ہٹ کر جہالت' گمراہی' رائے پرستی اور بد دینی ہے اور انبیاء اس سے بیزار ہیں جیسا کہ خود اللہ نے فرمایا کہ آپ کو ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ خود ان سے نمٹ لے گا۔ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ الخ (حج ۲۲:۱۷) بلاشبہ ایمان والے' یہودی' بے دین' عیسائی' آتش پرست اور مشرک سب کے درمیان حق تعالیٰ قیامت کے روز فیصلہ فرمائے گا۔

مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾

جو نیکی لے کر آئے گا اسے دس گناہ بدلہ ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا وہ برابر سرابر ہی سزا بھگتے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہو گا۔

قیامت کے دن عدل و انصاف سے معاملات کا فیصلہ ہو گا: (۱۶۰) اس آیت میں اللہ کے عدل کا اور اس کے فیصلوں کی صداقت کا بیان ہے چونکہ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا (نمل ۲۷:۸۹) (جو نیکی لائے گا اسے نیکی کا بہترین بدلہ ملے گا) میں اجمال ہے اسی اجمال کی تفصیل اس آیت میں ہے۔ کہ وہ بہترین بدلہ یہ ہے کہ ایک نیکی کم از کم دس گناہ بڑھا دی جائے گی۔

رحمت عالم ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارا عزت و جلال والا رب بڑا ہی مہربان ہے جس نے محض نیکی کا ارادہ ہی کیا اور ابھی نیکی کی نہیں اس کے لئے ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے اور جس نے نیکی کر بھی لی اس کے لئے دس سے سات سو تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اللہ سات سو سے زیادہ بھی بڑھا دیتا ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا صرف ارادے پر اس کے لئے برائی نہیں لکھی جاتی ہاں اگر برائی کر لی تو صرف ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔ یا حق تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ سچ ہے اللہ کے ہاں ازلی بد بخت ہی ہلاک ہوتے ہیں (قان) (۲) عزت و جلال والا معبود فرماتا ہے جس نے نیکی کی اسے دس گنا یا اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا اور جس نے برائی کی اسے اسی کی برابر سزا ملے گی یا میں اسے معاف کر دوں گا' اور جس نے زمین بھر کر گناہ کئے پھر میرے پاس ایسی حالت میں آیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا تو میں اسے زمین بھر کر معافی دے دوں گا' جو بالشت بھر میرے قریب آتا ہے میں ہاتھ بھر اس کے قریب آ جاتا ہوں اور جو ہاتھ بھر میرے قریب آتا ہے میں ایک گز اسکے قریب آ جاتا ہوں اور جو

میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں (ما' ابن ماجہ)

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾

آپ فرما دیں کہ مجھے میرے رب نے ایک سیدھی راہ بتا دی ہے جو ایک مضبوط دین ہے جو ابراہیمؑ کا طریقہ ہے جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔ آپ فرما دیں کہ میری نماز' میری قربانیاں' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو ساری دنیا کا مالک ہے' جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

اسلام سیدھی راہ ہے: (۱۶۱) رحمۃ للعالمین ﷺ کو حکم ہے کہ اللہ کی نعمت کا اعلان فرما دیں کہ مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھا دی ہے جس میں کسی قسم کا پیچ و خم اور میل و انحراف نہیں یہ راہ سیدھی سالم اور صاف ہے اور پکا سچا دین ہے جو خلیل اللہ کا دین تھا جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔ فرمایا (۱) وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ (بقرہ ۲:۱۳۰) ابراہیمی دین سے بے وقوف ہی بے رغبتی کرتا ہے (۲) وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ الخ (حج ۲۲:۷۸) اللہ کے دین میں خوب کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اسی نے تم کو دوسروں سے ممتاز فرمایا اور تم پر دین میں کسی طرح کی تنگی نہیں رکھی تم اپنے باپ ابراہیمؑ کے مذہب پر قائم رہو' اللہ ہی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے بھی اور اس کتاب میں بھی (۳) اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا (نحل ۱۶:۱۲۰ تا ۱۲۳) یقیناً ابراہیم ایک بڑے پیشوا' اللہ کے فرمانبردار اور موحد تھے مشرک نہ تھے آپ اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار تھے' اللہ نے آپ کو چن لیا تھا اور سیدھی راہ کی ہدایت دے دی تھی' ہم نے آپ کو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں اور آپ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں سے ہوں گے پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے مذہب کی پیروی کریں جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

خلیل اللہ رحمت عالم ﷺ سے افضل نہیں: خوب یاد رکھو رحمۃ للعالمین ﷺ کو ابراہیمی دین کی پیروی کرنے کے حکم سے آپ خلیل اللہ کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آپ کے ذریعہ ابراہیمی دین تکمیل کو پہنچا اور آپ نے اس پر پورا پورا عمل کیا' اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ میں خاتم الانبیا ﷺ ہوں اور تمام بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور مقام محمود والا ہوں۔ ساری دنیا آپ ہی کی طرف جھکے گی بلکہ خود خلیل اللہ بھی

مشرکوں سے برات کے اعلان کا حکم: (۱۶۲'۱۶۳) آپ کو اللہ کا حکم ہے کہ آپ مشرکوں میں جو غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور غیروں کے نام کی قربانیاں کرتے ہیں' اعلان کر دیں کہ میں تمہارا مخالف ہوں کیونکہ میری نماز و قربانی اللہ ہی کے لئے ہے جو اکیلا ہے اور کوئی شریک نہیں فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (کوثر ۱۰۸:۲) آپ اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھیں اور اسی کے لئے قربانی کریں۔ یعنی آپ خالص اللہ ہی کے لئے نماز پڑھیں اور اسی کے لئے قربانی کریں چونکہ مشرک دیوتاؤں کے پرستار تھے

اوران کے نام کی قربانیاں کیا کرتے تھے اس لئے اللہ نے آپ کو ان کی مخالفت کا اوران کے عقیدوں سے بچنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ آپ کا ارادہ اللہ ہی کے لئے رہے جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن دو مینڈھوں کو قربانی کے لئے لٹایا تو آپ نے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کے بعد اِنَّ صَلَاتِيْ الخ یعنی آیت (۶:۱۶۲۔۱۶۳) پڑھی۔ درحقیقت آپ ہی امت محمدیہ علیہ السلام میں پہلے مسلمان تھے ورنہ ہر نبی اور انہیں ماننے والے لوگ آپ سے پہلے مسلمان تھے۔

تمام انبیاء نے اسلام کی دعوت دی: تمام نبیوں نے اسلام ہی کی دعوت دی' جس کا جوہر خالص توحید اور شرک سے نفرت ہے۔ چنانچہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ الخ (انبیاء۲۱:۲۵) ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس پر یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میری ہی عبادت کرو۔ نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا (۲) فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ الخ (یونس۱۰:۷۲) اگر تم اعراض کرتے ہو تو میں تم سے کوئی مزدوری تو نہیں مانگتا مجھے اللہ صلہ دے گا' مجھے یہی حکم ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں۔ (۳) وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهِيْمَ الخ (بقرہ۲:۱۳۰ تا ۱۳۲) ملت ابراہیمی سے بیوقوف ہی منہ پھیر سکتا ہے' ہم نے انہیں دنیا میں بھی چن لیا تھا اور وہ آخرت میں بھی بڑے نیک لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں جب ان سے ان کے رب نے فرمایا کہ اطاعت قبول کرو تو انہوں نے کہہ دیا میں نے اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کی۔ ابراہیمؑ یہی حکم اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ کو دے گئے کہ میرے بیٹو اللہ نے یہ دین تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے تم اسلامی حالت ہی پر دنیا سے رخصت ہونا۔ یوسفؑ نے دعا مانگی (۴) رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ (یوسف۱۲:۱۰۱) اے رب تو نے مجھے سلطنت کا ایک بڑا حصہ دیا اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بھی سکھایا اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے مجھے اپنی فرمانبرداری پر موت دے اور مجھے نیک بندوں میں شامل فرما موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا (۵) وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ الخ (یونس۱۰:۸۴'۸۵) اے قوم اگر اللہ پر تمہارا ایمان ہے تو اسی پر بھروسہ رکھو بشرطیکہ تم اطاعت گذار ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا اللہ ہی پر بھروسہ ہے اے ہمارے رب ہمیں ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا۔ (۶) اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ الخ (مائدہ۵:۴۴) ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت و روشنی ہے اسی کے موافق فرماں بردار نبی یہودیوں کو حکم دیتے تھے اور اللہ والے بھی اور علماء بھی۔ (۷) وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ الخ (مائدہ۵:۱۱۱) جب میں نے حواریوں کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لے آئے آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ مذکورہ بالا آیتوں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ نے اپنے رسولوں کو اسلام ہی دے کر بھیجا۔ یہ بات دوسری ہے کہ ان کی خاص خاص شریعتیں تھیں جن کے احکام میں ردو بدل ہوتا رہتا تھا۔ اب خاتم الانبیا کے دین سے پہلے تمام دین منسوخ ہو گئے اور آپ کو ایک ایسا دین ملا جو قیامت تک نہ منسوخ ہوگا نہ اس میں ردو بدل ہوگا اور یہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا' اسے قیامت تک ایک جماعت اپنے سینوں سے چمٹائے رکھے گی اور اس مقدس دین کا پھریرا برابر لہراتا رہے گا۔

علیؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کہتے تو یہ دعائے افتتاح پڑھا کرتے تھے اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ الخ (۶:۱۶۳'۱۶۴) پھر اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ

ذُنُوبِی جَمِیعًا لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِی لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَایَهْدِی لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّی سَیِّئَهَا لَایَصْرِفُ عَنِّی سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوبُ اِلَیْکَ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں تو میرا مالک ہے اور میں تیرا غلام ہوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا مجھے اپنے گناہوں کا اقرار ہے لہٰذا میرے سارے گناہ معاف فرمادے گناہ تو ہی معاف فرماتا ہے میری عادتیں اچھی بنادے تو ہی اچھی عادتیں بناتا ہے مجھ سے بری عادتیں چھڑا دے تو ہی بری عادتیں چھڑاتا ہے' تو ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں (م) غرض ابتداء ہی سے تمام انبیاء اسلام ہی کی دعوت دیتے چلے آئے ہیں۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

آپ فرمادیں کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور رب ڈھونڈ ھ لوں؟ حالانکہ کائنات کا رب تو وہی ہے ہر شخص کی کمائی اسی پر ہے کوئی کسی کا اپنے اوپر بوجھ نہ لادے گا پھر تم کو اپنے رب کے ہی پاس لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اختلافات کی خبر دے گا۔

پر خلوص عبادت وتوکل والے مسلمان ہی ہیں: (۱۶۴) مسلمانوں کو عبادت کے خلوص کے ساتھ ساتھ اللہ پر سچا توکل بھی حاصل ہے جس سے کافر محروم ہیں' اے نبی ﷺ آپ ان نادانوں سے فرمادیں کیا میں بھی تمہاری طرح اپنا اور سب کا سچا اور حقیقی معبود چھوڑ کر جھوٹے معبود ڈھونڈ ھ لاؤں؟۔ حالانکہ میرا مربی' میرا کارساز' مجھ پر آنچ نہ آنے دینے والا اور میری بگڑی بنانے والا تو اللہ ہی ہے پھر میں اس سے کٹ کر دوسروں سے کیوں جڑوں اور اس ایک کا در چھوڑ کر در در کی کیوں ٹھوکریں کھاؤں؟ میرا تو وہی ایک سہارا ہے اور وہی ایک پناہ گاہ ہے کیونکہ وہ کائنات کا پروردگار خالق لیل ونہار اور شہنشاہ دو گردگار ہے پھر میں مالک وخالق وغنی کو چھوڑ کر کیوں بے بس اور محتاج کا دامن پکڑوں؟ پہلی آیت میں عبادت میں اخلاص کا بیان تھا اور اس میں توکل میں اخلاص کا بیان ہے۔ قرآن میں اکثر توکل وعبادت کا بیان ملا جلا آتا ہے۔ فرمایا (۱) اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (فاتحہ ۱:۵) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں (۲) فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ (ھود ۱۱:۱۲۳) لہٰذا اللہ کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔

پھر فرمایا آپ فرمادیں کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا۔ پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلے فرمائے گا۔ وہ خوب فیصلہ کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ ہماری بھی حق تعالیٰ سے دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی پر خلوص عبادت کی اور حقیقی توکل کی توفیق عطا فرمائے اور توحید پر تادم آخر جمائے رکھے اور اسی پر خاتمہ بخیر فرمائے۔ آمین

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾ ع

اسی نے تم کو دنیا میں صاحب اختیار بنایا اور ایک کا دوسرے پر مرتبہ بڑھایا تا کہ تمہیں اپنی دی ہوئی چیزوں میں آزمائے۔ واقعی آپ کا رب جلد سزا دینے والا بھی ہے اور انتہائی خطا پوش اور مہربان بھی۔

لوگوں کو اللہ ہی صاحب اختیار بناتا ہے: (۱۶۵) اللہ ہی نے تم کو زمین کا آباد کرنے والا بنایا ہے۔ ایک دوسرے کی جگہ لے لیتا ہے باپ کی جگہ بیٹا آ جاتا ہے بزرگوں کی جگہ خورد آ جاتے ہیں۔ پہلے زمانے والوں کی جگہ پچھلے آ جاتے ہیں اور مرنے والوں کی جگہ زندہ پر کر دیتے ہیں' اللہ نے تمہارے بزرگوں کی جگہ پر کرنے کو زمین پر فرشتے نہیں بسائے۔ چنانچہ فرمایا (۱) وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً الخ (زخرف ۴۳:۶۰) اگر ہم چاہتے تو تمہارے بجائے فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین پر یکے بعد دیگرے رہا کرتے۔ (۲) وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (نمل ۲۷:۶۲) وہ ذات جو تم کو زمین میں صاحب اختیار بناتی ہے (۳) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ الخ (بقرہ ۲:۳۰) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ (۴) قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ الخ (اعراف ۷:۱۲۹) موسیٰ نے کہا اللہ' جلدی ہی تمہارا دشمن تباہ کر دے گا اور تمہیں ان کی جگہ دلا دے گا پھر وہ تمہارا طرز عمل دیکھے گا۔

مراتب میں تفاوت: پھر فرمایا اللہ نے ایک کو دوسرے پر مرتبے میں بلند فرمایا' یعنی تمہاری روزیوں میں عادتوں میں اچھائیوں میں برائیوں میں' صورتوں میں' شکلوں میں اور رنگوں میں سب میں فرق ہے' اس میں بھی اللہ کی حکمت کارفرما ہے چنانچہ فرمایا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (زخرف ۴۳:۳۲) دنیوی زندگی میں ان میں روزی تو ہم نے بانٹی ہے اور ہم نے ایک کو دوسرے پر فوقیت دی ہے تا کہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (۲) اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ الخ (اسراء ۱۷:۲۱) آپ دیکھیں ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دے رکھی ہے اور آخرت درجات وفضیلت کے اعتبار سے بہت ہی بڑی ہے۔

تفاوت مراتب کی غرض: پھر فرمایا ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے سے غرض یہ ہے کہ خوش حال کا شکر اور بدحال وکثیر العیال کا صبر معلوم ہو جائے۔ فراغی اور تنگی ہر حالت میں آزمائش ہے رحمت عالمؐ نے فرمایا یاد رکھو دنیا میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تمہیں اس میں صاحب اختیار بنا کر دیکھے گا کہ تمہارا طرز عمل کیا کچھ رہتا ہے۔ لہٰذا تمہیں دنیا میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہئے اور عورتوں سے کافی محتاط رہنا چاہئے' اسرائیلیوں میں پہلا فتنہ عورتوں ہی کے وجہ سے ہوا (م) فرمایا تمہارا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے۔ یعنی نافرمانوں اور بداخلاقوں سے جلدی حساب لے لے گا اور عذاب میں مبتلا فرما دے گا۔ ان الفاظ سے گنہگاروں کو ڈرایا گیا ہے اسے اصطلاح شرع میں ترہیب کہتے ہیں۔ اور اللہ خطا پوش و مہربان بھی ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو اس کے احکام کے پیروکار اور رسولوں کے فرمانبردار ہوں یہ ترغیب ہے۔

اللہ کبھی اپنے بندوں کو جنت کا' اپنے پاس والی نعمتوں کا اور اپنے دیدار کا شوق دلا کر اپنی طرف بلاتا ہے' کبھی جہنم سے اور اس کے طوق وسلاسل سے اور اس کے عذابوں سے' اسی طرح قیامت سے اور قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرا کر اپنی دعوت دیتا ہے' اور کبھی ترغیب وترہیب دونوں کو ملا کر اپنی طرف بلاتا ہے تا کہ لوگوں کو عذابوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کا شوق پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں اپنے حکموں کی پابندی کا شوق دے' اپنی ناراضگی کے کاموں سے محفوظ فرمائے اور ہمیں وحی کی باتوں پر پورا پورا یقین نصیب فرمائے' بلاشبہ وہ ہم سے قریب ہے' ہماری دعائیں قبول کرنے والا انہیں سننے والا بڑا فیاض وکریم اور بڑی بخشش والا ہے' سیدالمرسلین ﷺ نے فرمایا اگر مومن کو اللہ کے عذابوں کا پورا علم ہو جائے تو کوئی جنت کا طالب نہ ہو اور اگر کافر کو اس کی رحمت کا پورا علم ہو جائے تو کوئی جنت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ نے سو رحمتیں پیدا کیں ان میں سے ایک مخلوق کو دی اسی سے ساری مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور ۹۹ رحمتیں اللہ کے پاس ہیں (تام) (۲) جب اللہ نے مخلوق پیدا کی تو ایک کتاب میں لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب رہے گی یہ کتاب عرش کے اوپر اللہ ہی کے پاس ہے (الف) (۳) اللہ نے رحمت کے سو حصے کئے پھر ۹۹ حصے اپنے پاس روک لئے اور ایک حصہ مخلوق میں بانٹ دیا۔ اسی ایک رحمت سے مخلوق ایک دوسرے سے محبت کرتی ہے حتیٰ کہ جانور بھی کھر لگ جانے کے خیال سے بچے سے اپنا کھر اٹھالیتا ہے۔ (م)۔

سورہ اعراف

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دونوں رکعتوں میں اس سورہ کو پڑھا کرتے تھے (نسائی)

سورة الاعراف مكية وهي مائتان وست آيات واربع و عشرون ركوعاً

سورہ اعراف مکی ہے اس میں ۲۰۶ آیتیں اور ۲۴ رکوع ہیں اور باعتبار ترتیب مصحف ۷ ویں اور باعتبار نزول ۳۹ سورہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓصٓ ۝۱ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے

المص یہی وہ کتاب ہے جو آپ پر اتاری گئی (لہٰذا اس کی تبلیغ سے آپ کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ آنے پائے) تاکہ آپ اس سے لوگوں کو ہوشیار کردیں اور یہ ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے۔ تم اس کتاب کی پیروی کرو جو تم پر تمہارے رب کے پاس سے اتاری گئی ہے اور اللہ کے سوا دیگر دوستوں کی پیروی نہ کرو تم بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

---

(۱) المص یہ حروف مقطعات ہیں اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس کا معنی کیا ہے ہم کو صرف اس پر ایمان لانا ہے کہ یہ قرآن کریم کی سورہ اعراف کی پہلی آیت ہے۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے: (۲) یعنی یہ وہ کتاب ہے جو آپ پر آپ کے رب کے پاس سے اتاری گئی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کرنا اور اس کی تبلیغ یا دھڑک کرنا اس بارے میں نہ کسی سے ڈرنا اور نہ کسی کا لحاظ کرنا' اللہ کا پیغام ڈنکے کی چوٹ پر جوں کا توں لوگوں کو پہنچا دینا۔

تبلیغ پر صبر کی تعریف: فرمایا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ الخ (احقاف ۴۶:۳۵) آپ اسی طرح (راہ تبلیغ میں) صبر کریں، جیسے بلند ہمت پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور لوگوں کے لئے (بدلہ کی) جلدی نہ کریں۔

نزول قرآن کی غرض: پھر فرمایا۔ ہم نے آپ پر یہ مقدس کتاب اس لئے اتاری ہے کہ آپ اس سے کافروں کو چوکنا کر دیں اور یہ کتاب مومنوں کے لئے پند و موعظت اور نصیحت و عبرت ہے۔

اتباع رسول کا حکم: (۳) یعنی ان پڑھ نبی ﷺ کے قدم بہ قدم چلو جو تمہارے پاس ایک ایسی مقدس کتاب لائے جو تم پر خالق کائنات و شہنشاہ دو عالم نے اتاری، پس اپنے محبوب رسول ﷺ کو چھوڑ کر غیروں کی پیروی نہ کرنا ورنہ اللہ کی راہ سے ہٹ کر غیروں کی راہ پر چل پڑو گے، افسوس تم نصیحت بہت ہی کم مانتے ہو۔ چنانچہ فرمایا (۱) وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (یوسف ۱۲:۱۰۳) اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں اگرچہ آپ کو ان کے ایمان کی انتہائی رغبت کیوں نہ ہو۔ (۲) وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ الخ (انعام ۶:۱۱۶) اگر آپ اکثر دنیا والوں کی اطاعت کرنے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے۔ (۳) وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف ۱۲:۱۰۶) اکثر لوگ اللہ پر ایمان کے دعوے دار ہیں درانحالیکہ وہ مشرک ہیں۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④ فَمَا
كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑤
فَلَنَسْــَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ
عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ⑦

ہم نے بہت سی بستیاں تباہ کر دیں، پھر ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت یا دوپہر کے وقت حالت آرام میں آ پہنچا پھر جب ان پر ہمارا عذاب آ گیا تو اس وقت انہوں نے یہی کہا کہ واقعی ہم ظالم تھے، ہم ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے ضرور پوچھیں گے اور نبیوں سے بھی ضرور پوچھ لیں گے، پھر ہم اپنے علم سے ان کے سامنے بیان کر دیں گے اور ہم ان سے غائب نہ تھے۔

انبیاء کی نافرمانی باعث عذاب ہے: (۴) ہم نبیوں کے مخالفوں کو اور انہیں جھٹلانے والوں کو تم سے پہلے غارت کر چکے ہیں اور ان کی بستیاں تباہ کر چکے ہیں، ان پر دنیا کی رسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت کی ذلت بھی چھا گئی جیسا کہ فرمایا وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ الخ (انعام ۶:۱۰) واقعی آپ سے پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا تھا، پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا انہیں اسی چیز نے آ گھیرا جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے، فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ الخ (حج ۲۲:۴۵) بہت سی بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا جو نافرمان تھیں اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے کنویں بیکار پڑے ہیں اور بہت سے عالی شان محل بھی (۲) وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ الخ (قصص ۲۸:۵۸) ہم نے بہت سی بستیاں تباہ کر ڈالیں جو اپنے عہد حیات میں اترا رہی تھیں یہ ان کے مکانات ہیں۔ ان کے بعد کوئی آباد نہ ہو سکا اور ہم ہی وارث ہیں ان ظالموں کے پاس

اچانک ہمارا عذاب آ گیا' یہ اپنی عیاشیوں مستیوں اور لہوولعب میں مصروف و بے خبر تھے۔ کہیں تو رات کو سوتے ہوئے عذاب آیا اور کہیں دوپہر کو آرام کرتے ہوئے' یہ دونوں وقت غفلت اور عیش وآرام کے ہیں۔

گنہگار تباہی سے پہلے اعتراف جرم کر لیتا ہے: (۵) عذاب آ جانے کے بعد انہیں یہی کہنا پڑا کہ ہم گنہگار ہیں اور واقعی سزاوار عذاب ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً الخ (انبیاء ۲۱:۱۱ تا ۱۵) ہم نے بہت سی آبادیاں ویران کر دیں جن کے رہنے والے ظالم تھے اور ہم نے ان کے بعد دوسرے لوگ پیدا کر دیئے۔ پھر جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب محسوس کیا تو وہاں سے بھاگنے لگے۔ بھاگو نہیں بلکہ اپنے آرام والے سامانوں اور مکانوں کی طرف واپس آ جاؤ تا کہ تم سے تمہارا کوئی حال زار پوچھ سکے' ان ظالموں نے کہا ہائے ہماری شامت واقعی ہم ظالم تھے' یہی ان کا شوروغل رہا جب تک کہ ہم نے ان کو اس طرح ختم نہ کر دیا جس طرح کھیتی کٹ جاتی ہے اور آگ بجھ جاتی ہے۔ اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ذیشان کہ کوئی قوم تباہ نہیں ہوئی جب تک کہ اس نے اپنے گنہگار ہونے کا اعتراف نہ کر لیا ہو۔ تصدیق ہو رہی ہے۔ عبدالملک سے پوچھا گیا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے تو آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ابن جریر)

قیامت کے دن انبیاء واقوام سب سے باز پرس ہوگی: (٦) قیامت کے روز سب سے باز پرس کی جائے گی' امتوں سے بھی اور نبیوں سے بھی' چنانچہ فرمایا (۱) وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ (قصص ۲۸:۶۵) وہ دن یاد رکھو جس دن اللہ اعلان کر کے پوچھے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔ (۲) يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ الخ (مائدہ ۵:۱۰۹) جس روز اللہ تمام نبیوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا تو وہ عرض کریں گے ہمیں ان کے دلوں کی خبر نہیں دلوں کا حال تو تو ہی جانتا ہے کیونکہ تو چھپی ہوئی باتیں بخوبی جانتا ہے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن امتوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے رسولوں کے پیغامات سن کر ان پر عمل کیا یا نہیں اور رسولوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ جب تم نے ہمارا پیغام پہنچایا تھا تو انہوں نے کیا جواب دیا تھا یا رسولوں سے تبلیغ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اللہ کسی کے کسی عمل سے بے خبر نہیں: (۷) چونکہ ہم غائب نہ تھے اس لئے ہم اپنے علم سے سب کچھ ان کے سامنے رکھ دیں گے قیامت کے دن اعمال نامے دے دیئے جائیں گے اور انسان کا کیا دھرا سب سامنے آ جائے گا' اللہ ایک ایک عمل بتا دے گا' اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور نہ وہ کسی چیز سے بے خبر ہے وہ آنکھوں کی خیانت اور دلی باتیں خوب جانتا ہے چنانچہ فرمایا وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا الخ (انعام ۶:۵۹) اللہ ہر جھڑ جانے والے ایک ایک پتے کو جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں ایک ایک دانہ اور ہر تر اور خشک چیز ایک روشن کتاب میں محفوظ ہے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑧
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا
بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ⑨

اور اس دن واقعی وزن ہوگا' پھر جن کا پلہ بھاری ہوگا وہی کامیاب ہیں اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا وہی نقصان والے ہیں کیونکہ وہ ہماری

آیتوں کی حق تلفیاں کیا کرتے تھے۔

وزن اعمال کا بیان: (۸) قیامت کے روز عمل تولے جائیں گے' نیکیوں اور بدیوں کا عدل وانصاف کے ساتھ وزن کیا جائے گا اور اللہ کسی پر کسی طرح کا بھی ظلم نہیں کرے گا۔ چنانچہ فرمایا(ا) وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ الخ (انبیاء ۲۱:۴۷) ہم قیامت کے دن انصاف کے لئے ترازو رکھیں گے' کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا' اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کی برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی لے آئیں گے' ہم حساب لینے میں کافی ہیں (۹) اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا وہی نقصان والے ہیں فرمایا فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ الخ (قارعۃ ۱۰۱۔۶ تا ۱۱) پھر جس کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا وہ خاطر خواہ آرام میں ہوگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہوگا۔ جانتے ہو ھاویہ کیا ہے؟ وہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

اور ہم نے تم کو زمین پر رہنے کے لئے جگہ دی اور تمہارے لئے اس میں زندگی کا سامان پیدا کیا' تم لوگ بہت ہی کم شکر گزار ہو۔

انسان کو زمین وآسمان کی تمام نعمتیں ملیں: (۱۰) اللہ اپنا احسان بیان فرما رہا ہے کہ اس نے زمین اپنے بندوں کے قبضہ میں دے دی' اسے سکون والی بنا دی کہ ہلتی جلتی نہیں' اس میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے جگہ جگہ چشمے بہا دیئے اور اس میں عمارتیں اور گھر بنانے کی انسان کو صلاحیت عطا فرما دی' انسان اس سے طرح طرح کے فائدے اٹھا رہا ہے۔ گھٹائیں تابعدار بنا دیں تاکہ آسمان سے پانی برسے اور زمین سے روزیاں پیدا ہوں' روزی کی تلاش کے اسباب وذرائع مہیا فرما دیئے' تجارت اور پیسے پیدا کرنے کے گر سکھا دیئے ان جلیل الشان احسانات کے باوجود لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے' فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراہیم ۱۴:۳۴) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہ سکو گے' یقین مانو انسان بڑا ظالم وناشکرا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾

بلاشبہ ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری شکلیں بنائیں' پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو' چنانچہ ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا' ابلیس سجدہ کرنے والوں میں نہ رہا۔

اللہ نے آدم کو مسجود ملائک بنایا: (۱۱) انسان کی فضیلت وسیادت کا بیان ہے کہ ہم نے تمہارے باپ آدمؑ کو بنایا' ابلیس نے ان سے حسد کیا ہم نے انہیں مسجود ملائک بنایا۔ ہمارا حکم تمام فرشتوں نے مانا مگر ابلیس نے نہ مانا۔ تمہیں چاہیئے کہ اپنے دشمن کو دشمن ہی سمجھو۔ ابلیس ہرگز تمہارا دوست نہیں بن سکتا گو تمہاری دوستی کا دم بھرتا ہو۔ دوسری جگہ فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ الخ (حجر ۱۵:۲۸'۲۹) یاد کرو جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے سے بنی ہے پیدا کر رہا ہوں' پھر جب میں اسے مکمل کرلوں اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے

سجدے میں گر پڑنا اللہ نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے لیسدار مٹی سے بنایا اور آپ کو انسانی صورت بخشی' پھر اپنے پاس والی اور پیدا کی ہوئی روح آپ کے جسم میں پھونکی اور اپنی عظمت وجلالت منوانے کے لئے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں' تمام فرشتے حکم سنتے ہی سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے حکم ٹھکرا دیا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

فرمایا کہ سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا جبکہ میں نے تجھے حکم دیا تھا' بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں آپ نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور انہیں مٹی سے۔

نص کے مقابلہ میں ابلیس نے قیاس کیا تھا: (۱۲) یعنی کس چیز نے تجھ کو سجدہ نہ کرنے پر مجبور کیا۔ ابلیس نے قیاس کر کے یہ عذر کیا کہ میں بہتر ہوں' لہٰذا بہتر کی یہ شان نہیں کہ کمتر کو سجدہ کرے۔ دراصل یہ عذر ہی بدتر از گناہ ہے' گویا وہ حکم کے بجالانے سے اس لئے رک رہا ہے کہ اس کے نزدیک بہتر کو کمتر کے آگے سجدہ کا حکم ہی دیا جانا محال ہے۔ ابلیس کا مطلب یہ ہے کہ جب میں آدم سے بہتر ہوں تو آپ مجھے اس کے آگے سجدہ کرنے کا حکم کیوں فرما رہے ہیں۔ پھر اس نے اپنی بہتری کی یہ وجہ بتائی کہ مجھے آگ سے اور انہیں مٹی سے بنایا گیا ہے' ظاہر ہے آگ مٹی سے بہتر ہوتی ہے' اس بدبخت نے مادہ دیکھا اور آدمؑ کا عظیم الشان شرف نظر انداز کر دیا کہ خالق نے انہیں خاص طور سے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح پھونکی اس نے آیت کے مقابلہ میں غلط قیاس کیا کہ آگ مٹی سے افضل ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ کیونکہ مٹی کی فطرت میں نرمی' بردباری' صبر وتحمل اور ثبات و قرار ہے' مٹی نباتات وروئیدگی کا محل ہے اس میں چیزوں کی نشوونما اور اصلاح کی صلاحیت ہے اور آگ کی طبیعت میں جلانا' جلدی کرنا اور پھونک دینا ہے اسی وجہ سے ابلیس نے اپنے عنصر کی وجہ سے خیانت کی اور آدم نے اپنے عنصر کی وجہ سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر' اطاعت وانقیاد کا اظہار کر کے' اپنے گناہ کا اعتراف کر کے اور توبہ واستغفار کر کے فائدہ اٹھایا' ہمارے محبوب نبی ﷺ نے فرمایا فرشتے نور سے' ابلیس آگ کے دھویں والے شعلے سے اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے (م)

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

فرمایا تو یہاں سے نکل جا تجھے یہاں رہ کر تکبر کرنے کا حق نہیں لہٰذا تو یہاں سے نکل جا کیونکہ تو ذلیل بن گیا ہے بولا مجھے قیامت تک مہلت دے دیجئے۔ فرمایا (جا) تجھے مہلت دے دی گئی۔

نافرمان جنت کا اہل نہیں: (۱۳) ابلیس سے کہا گیا کہ تو نے نافرمانی کی حکم کے آگے سر تسلیم خم نہیں کیا اور اطاعت سے منہ موڑا اب تو فرشتوں کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں رہا' تجھے ان میں رہ کر غرور کرنے کا حق حاصل نہ تھا لہٰذا اب یہاں سے نکل جا اور زمین پر اتر جا۔ یا اپنے مرتبہ سے گر جا کیونکہ تجھ جیسا سرکش اس مرتبہ میں نہیں رہ سکتا' ہٹ جا دور ہو جا' تجھے تیری خودی اور نخوت کی

وجہ سے ذلیل وخوار کر دیا گیا۔

ابلیس کی دعا ایک مصلحت سے قبول کر لی گئی: (۱۴) ابلیس یہ حکم سن کر بڑا گھبرایا اور مہلت مانگنے لگا کہ مجھے قیامت تک کے لئے مہلت دے دی جائے، چونکہ اس مردود کی دعا قبول کرنے میں اللہ کی مصلحت کارفرما تھی اور دنیا میں اس کے ذریعہ اچھوں اور بروں میں فرق کرنا تھا اس لئے اللہ نے اس کی دعا قبول فرمالی (معلوم ہوا کہ دعا کی مطلق مقبولیت احترام و بزرگی کی دلیل نہیں) (۱۵) حکم ہوا کہ جا تجھے قیامت تک کے لئے مہلت دے دی گئی' اللہ حاکم مطلق ہے جو چاہے کرے کسی کا اس پر زور نہیں' اس کے حکم میں دم مارنے کی گنجائش نہیں' کوئی اس کے ارادے کو ٹال نہیں سکتا اور نہ کوئی اس کے فیصلہ میں رد و بدل کر سکتا ہے وہ سب سے جلدی حساب لینے والا اور ہر ایک سے باز پرس کرنے والا ہے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

بولا چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے لہٰذا میں تیری سیدھی راہ میں لوگوں کے لئے ضرور بیٹھوں گا' پھر میں ان کے پاس آگے پیچھے سے اور دائیں بائیں سے ضرور آؤں گا اور تو اکثر لوگوں کو احسان مند نہیں پائے گا۔

ابلیس ہر نیکی کی راہ پر بیٹھا ہوا ہے: (۱۶) جب ابلیس کو مہلت مل گئی تو اب لگا باتیں بنانے کہ جیسے تو نے مجھے راندہ درگاہ کیا راہ سے بے راہ بنایا اور گمراہ کیا اس طرح میں تیری مخلوق کے ساتھ معاملہ کروں گا اور آدم کی اولاد کو جس کی وجہ سے تو نے مجھے ہلاک و برباد کیا ضرور گمراہ کروں گا' میں تیری راہ پر بیٹھ کر انہیں توحید و نجات کی راہ سے روک دوں گا' نہ صرف مکہ کے راستے پر بلکہ ہر نیکی کے راستے پر بیٹھ کر لوگوں کو برباد کروں گا' کیونکہ محبوب رب العالمین فرماتے ہیں' یقین مانو شیطان آدم کے بیٹوں کی تمام راہوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ ابلیس اسے گمراہ کرنے کے لئے اسلام کی راہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا رہتا ہے کہ افسوس تم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو رہے ہو' لیکن سعادت منداس کی بات ٹھکرا کر مسلمان ہو جاتے ہیں' ہجرت کی راہ پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ اپنا وطن (مألوف) کیوں چھوڑتے ہو' اپنی زمین اور اپنا سامان کیوں ترک کرتے ہو اور کیوں غریب الوطن بندے ہوئے گھوڑے کی طرح ہوتے ہو مگر سعادت منداس کی نافرمانی کر کے ہجرت کر جاتے ہیں' پھر جہاد کی راہ میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ جنگ کیوں کرتے ہو کہیں مارے نہ جاؤ' تمہاری عورت اور نکاح کر لے گی اور تمہارا مال بٹ جائے گا مگر سعادت منداس کی بات کو رد کر کے جہاد کرتا ہے ایسے لوگ ضرور جنتی ہیں خواہ شہید ہو جائیں یا ڈوب کر مر جائیں یا جانور سے کچل کر مر جائیں (الف)

شیطان انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے: (۱۷) آگے سے آؤں گا یعنی آخرت کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات ڈالوں گا اور پیچھے سے آؤں گا یعنی انہیں دنیا کا شوق دلاؤں گا اور دائیں طرف سے آؤں گا یعنی دینی باتیں مشکوک بناؤں گا اور بائیں طرف سے آؤں گا یعنی گناہ لذت انگیز و مسرت خیز بناؤں گا' ابن عباسؓ کہتے ہیں آگے سے دنیا پیچھے سے آخرت دائیں سے نیکیاں اور بائیں سے برائیاں مراد ہیں۔ یعنی دنیا کی رغبت آخرت سے نفرت نیکیوں سے عداوت اور

برائیوں سے محبت پیدا کروں گا۔ آگے سے آ کر کہوں گا کہ نہ جنت ہے نہ جہنم اور نہ زندگی بعد الموت ہے' پیچھے سے آ کر دنیا کی رغبت دلاؤں گا اور کہوں گا کہ دنیا کتنی حسین وجمیل اور خوبصورت ہے بس دنیا ہی دنیا ہے آخرت تو محض ایک موہوم چیز ہے' دائیں سے آ کر کہوں گا کہ ابھی تو جوان ہو خوب جی کھول کر گناہ کرو بڑھاپے میں نیکیاں کر لینا اور بائیں سے آ کر کہوں گا کہ جرائم و سیاہ کاریاں انسان کی فطرت کے تقاضے ہیں' بھلا کوئی کس طرح اپنی فطرت دبا سکتا ہے؟ گناہوں میں کوئی حرج نہیں' خوب خوب گناہ کرو' اے انسان ابلیس تجھے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے البتہ تیرے اوپر نہیں کیونکہ وہ تیرے اور اللہ کی رحمت میں حائل نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ شیطانی غلبہ سے ہر طرف سے اللہ کی پناہ مانگو۔ چنانچہ آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَدُنۡیَایَ وَاَھۡلِیۡ وَمَالِیۡ اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡعَوۡرَاتِیۡ وَاٰمِنۡ رَّوۡعَاتِیۡ وَاحۡفَظۡنِیۡ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیَّ وَمِنۡ خَلۡفِیۡ وَعَنۡ یَمِیۡنِیۡ وَعَنۡ شِمَالِیۡ وَمِنۡ فَوۡقِیۡ وَاَعُوۡذُبِكَ اَللّٰھُمَّ اَنۡ اُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِیۡ)) (بزار)

اے اللہ میں تجھ سے اپنے دین و دنیا میں عافیت و معافی مانگتا ہوں' اے اللہ میرے عیبوں پر پردہ ڈال اور مجھے خوف سے امن عطا فرما۔ اے اللہ آگے پیچھے سے' دائیں بائیں سے اور اوپر سے میری حفاظت فرما' اور اے اللہ میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ نیچے سے اچک لیا جاؤں۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ ﷺ صبح و شام مذکورہ بالا دعائیں نہیں چھوڑتے تھے۔

قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ لَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۸﴾

فرمایا یہاں سے ذلیل وخوار اور ملعون ہو کر نکل جا' پھر ان میں سے جو شخص بھی تیری بات مانے گا میں یقیناً تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔

ذلت و رسوائی کا عظیم ترین سبب نافرمانی ہے: (۱۸) ان الفاظ سے ابلیس پر لعنت کی تاکید ہے کہ اب تو مقدس فرشتوں کے پاس رہنے کے قابل نہیں رہا۔ اللہ نے تجھے اپنی رحمت سے اور فرشتوں کی جماعت سے لائق مذمت ٹھہرا کر اور پھٹکار ڈال کر علیحدہ کر دیا ہے چنانچہ ابلیس انتہائی ذلت وخواری اور بے آبروئی سے جنت سے نکالا جا کر آسمان سے نیچے اتار دیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اللہ کے قہر وغضب کا حقدار بن گیا۔ پھر فرمایا تیرے تمام ہم نوا اور تیری بات ماننے والے تیرے ساتھ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا قَالَ اذۡهَبۡ فَمَنۡ تَبِعَكَ (اسراء ۱۷:۶۳ تا ۶۵) جا ان میں سے جو شخص تیرا کہنا مانے گا تو سب کی سزا جہنم ہے جو پوری پوری سزا ہے اور ان میں سے جس پر بھی تیرا بس چلے اپنے شور و غل سے اس کے قدم اکھاڑ اور ان پر اپنے پیادے اور سوار چڑھا لا اور ان کے مال و اولاد میں شریک بن اور ان سے وعدے کر اور شیطان لوگوں سے جھوٹے ہی وعدے کرتا ہے' دیکھ میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا اور آپ کا رب کارساز ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا
تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ
لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾
وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ پیو‘ خبردار اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ ظالم بن جاؤ گے‘ پھر شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کے سامنے وہ پردے والا جسم ظاہر کر دے جو ان سے چھپا دیا گیا تھا اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے محض اس وجہ سے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ اور ابدی زندگی نہ پالو اس نے دونوں کے سامنے قسم کھا کر کہا کہ یقین مانو میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔

آدمؑ وحوا کے ساتھ شیطان کی عیاری: (۱۹۔۲۰) اللہ نے آدمؑ وحوا کو جنت میں بسا دیا اور اجازت دے دی کہ جنت کے تمام پھل کھا سکتے ہو مگر ایک (خاص) درخت کے پاس بھی نہ جانا بقرہ میں بھی یہ قصہ بیاں ہو چکا یہاں مزید تفصیل سے بیان ہے شیطان آدمؑ وحوا کو جنت کی بہاروں میں دیکھ کر جل گیا اور اس کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے اپنی عیاری کی پوری طاقت اس بات پر صرف کر دی کہ انہیں جنت کی بہاروں سے‘ بہشت کی نعمتوں سے اور خوبصورت لباس سے علیحدہ کر دے چنانچہ وہ اللہ پر جھوٹ بول کر آدمؑ وحوا سے کہتا ہے کہ تمہیں معلوم نہیں اس درخت سے روکنے میں رب کی کیا حکمت ہے‘ میں جانتا ہوں کیونکہ میں یہاں کا پرانا رہنے والا ہوں میں تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں‘ اللہ نے تمہیں اس لئے روکا ہے کہ اگر اس کا پھل کھالو گے‘ تم یا تو فرشتے بن جاؤ گے یا پھر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پالو گے‘ دوسری آیت میں ہے قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ (طٰہٰ ۲۰:۱۲۰) آدم! کیا میں تمہیں ہیشگی والا درخت اور نہ فنا ہونے والی بادشاہت نہ بتا دوں؟

شیطان نے آدمؑ وحواؑ کو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر ورغلایا: (۲۱) پھر اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنا اعتبار جمانے کے لئے بولا اللہ کی قسم میں تمہاری ہمدردی کر رہا ہوں‘ مجھے یہاں کی ایک ایک چیز کی خبر ہے جب اس نے اللہ کی قسم کھائی تو آدمؑ وحواؑ کو اعتبار آ گیا۔ مؤمن اسی وقت دھوکہ کھاتا ہے جب کوئی مکار اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اللہ کو بیچ میں لے آتا ہے‘ جب اس مکار نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں یہاں کا پرانا رہنے والا ہوں اور تم سے زیادہ ہر ایک چیز جانتا ہوں تم ہر بات میں مجھ سے مشورہ کرو میں صحیح صحیح اور ہمدردانہ مشورہ دوں گا تو یہ بچارے اس کے دھوکے میں آ گئے۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ

تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾

چنانچہ انہیں دھوکہ دے کر کھینچ لایا' پھر جب انہوں نے اس درخت کا پھل چکھ لیا تو دونوں کا پردے والا جسم ایک دوسرے کے سامنے کھل گیا اور دونوں اپنے جسموں پر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے پکار کر ان سے کہا کیا میں نے تم کو اس درخت سے نہیں روکا تھا اور تم کو یہ بات نہیں سمجھا دی تھی کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے دعا مانگی کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا' اگر تو ہمیں معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا' تو یقیناً ہم زبردست گھاٹے میں پڑ جائیں گے۔

آدم شرم و پشیمانی سے گھبرائے ہوئے بھاگے بھاگے پھر رہے تھے: (۲۲) آدمؑ کھجور کے لمبے تنے کی طرح طویل القامت تھے اور آپ کے سر پر بہت بال تھے پھر جب آپ سے گناہ ہو گیا تو پردہ والا جسم کھل گیا' اس سے پہلے آپ نے اپنے اس حصے کو کبھی نہیں دیکھا تھا گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے آخر کار سر کے بال ایک درخت سے الجھ کر رہ گئے بولے اے درخت مجھے چھوڑ دے' درخت بولا ناممکن ہے' اللہ نے فرمایا آدمؑ مجھ سے بھاگ رہے ہو؟ بولے اے اللہ میں شرمساری و پشیمانی سے بھاگ رہا ہوں (یہ روایت اگرچہ مرفوع بھی آئی ہے مگر اس کا موقوف ہونا ہی صحیح ہے)

فرمایا میں نے تمہیں بجز ایک درخت کے جنت کے سارے پھلوں کی اجازت دے دی تھی کیا وہ کافی نہ تھے جو تم نے منع کئے ہوئے درخت سے کھا لئے۔ بولے یا رب بہت کافی تھے۔ لیکن تیری عزت کی قسم مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ کوئی تیرا نام لے کر اور تیری قسم کھا کر تجھ پر جھوٹ بھی بولے گا (کیونکہ شیطان نے اللہ کی قسم کھا کر انہیں دھوکا دیا تھا) فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم اب میں تمہیں ضرور دنیا میں بھیج دوں گا وہاں تمہیں تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی۔ وہاں یہ عیش و آرام اور یہ فراغت و نعمت کہاں؟ گناہ کا خمیازہ تو بھگتنا ہی پڑے گا آخر کار دونوں کو جنت سے اتار دیا گیا جنت میں فراخی پائی تھی دنیا میں تنگی دیکھی' گھبرا گئے آپ کو لوہے کی صنعت اور زراعت کے طریقے بتا دیئے گئے تھے چنانچہ آپ نے زمین درست کر کے غلہ بویا کھیتی نے نشوونما پائی اس میں بالیں نکلیں پھر وہ پختہ ہوئیں پھر انہیں چنا گیا اور غلہ جمع کیا گیا پھر اسے پیس کر آٹا بنایا گیا اور آٹا گوندھ کر روٹی پکائی گئی پھر کہیں کھانا نصیب ہوا اور بھوک سے نجات ملی آدمؑ انجیر کے پتوں سے اپنا ضروری جسم چھپا رہے تھے اس لیے کہ نورانی جنتی لباس تو گناہ کرتے ہی جدا ہو گیا تھا پھر جب ننگے ہوئے اور شرم آئی تو انجیر کے پتوں سے جسم چھپانے لگے (ابن جریر)

آدمؑ سے خطا تو ہو گئی مگر فوراً ہی توبہ کر لی اور سخت پشیمان ہوئے کہنے لگے یا رب اگر میں توبہ کر لوں اور گناہوں کی معافی مانگ لوں تو کیا مجھے معاف کر دیا جائے گا۔ فرمایا ہاں پھر میں تمہیں جنت میں بسا دوں گا لیکن ابلیس نے بجائے معافی کی مہلت مانگی۔ اللہ نے دونوں کی دعائیں قبول فرمائیں اور ہر ایک کی مراد پوری کی (عبدالرزاق) جب آپ سے اللہ نے پوچھا کہ تم نے وہ چیز کیوں کھائی جس سے تمہیں روک دیا گیا تھا تو بولے کہ حوا کے کہنے سے غلطی ہوئی۔ فرمایا اب انہیں یہ سزا ملے گی کہ وہ حمل اور وضع حمل دونوں حالتوں میں تکلیفیں اٹھائیں گی' یہ سن کر حوا رونے لگیں مگر ان سے یہی کہا گیا کہ اب تو تم پر اور تمہاری اولاد پر یہ چیز لکھ

دی گئی۔ (۲۳) یہی دعا آدمؑ نے اپنے رب سے سیکھی اور رب نے ان کا قصور معاف فرما دیا۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ
اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع۲ ۹

فرمایا ایسی حالت میں اترو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور زمین میں تمہارے واسطے ایک مدت کے لئے رہنے کی جگہ اور فائدہ اٹھانا ہے۔ فرمایا تم وہیں زندگی گذارو گے وہیں مرو گے اور اسی سے دوسری بار پیدا کئے جاؤ گے۔

خطاب کس سے ہے: (۲۴) درحقیقت شیطان کو آدمؑ سے عداوت تھی اس لئے بظاہر خطاب شیطان و آدمؑ سے ہی ہونا چاہئے۔ چنانچہ فرمایا قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا (طہ۲۰:۱۲۳) تم دونوں جنت سے نکل جاؤ' حوا آدمؑ کی وجہ سے خطاب میں شامل ہیں۔

اکثر تفاسیر میں وہ مقامات بیان کئے ہیں جہاں یہ چاروں فرداً فرداً اتارے گئے لیکن ان کا دارومدار اسرائیلی روایتوں پر ہے۔ صحیح علم اللہ ہی کو ہے علاوہ ازیں ان مقامات کے علم سے کوئی دینی فائدہ بھی نہیں ورنہ ان کا قرآن وحدیث میں ضرور بیان آ جاتا نکالے جانے والوں سے کہہ دیا گیا کہ تم زمین ہی میں اپنی زندگی کے ایام گذارو گے' ایسا ہماری کتاب لوح محفوظ میں پہلے ہی سے لکھا ہوا ہے' اسی زمین پر زندہ رہو گے اور مرنے کے بعد اسی میں دبا دیئے جاؤ گے۔ اب تمہیں قیامت تک زمین کی پیٹھ پر اور اس کے پیٹ میں رہنا ہے (ابن ابی حاتم)

موت و حیات زمین ہی کے سپرد ہے: (۲۵) زندگی' موت اور زندگی بعد الموت زمین ہی کے سپرد ہے۔ چنانچہ فرمایا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ الخ (طہ۲۰:۵۵) ہم نے تمہیں اسی سے پیدا کیا' اسی میں لوٹا دیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ پیدا کر دیں گے۔

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ
التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اے فرزندان آدمؑ ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارا ستر بھی چھپاتا ہے اور باعث زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس اس سے کہیں بہتر ہے' یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے تاکہ لوگ نصیحت مانیں۔

لباس ستر چھپانے اور خوبصورتی کے لئے ہے: (۲۶) رب کے احسان وفضل کا بیان ہے کہ اس نے انسان کے لئے لباس اتارا جو ایک طرف تو ضروری ستر چھپاتا ہے اور دوسری طرف خوبصورتی پیدا کرتا ہے لباس سے ستر چھپایا جانا ضروری ہے اور جو لباس ستر کے علاوہ خوبصورتی کے لئے پہنا جائے اس سے حسن و جمال پیدا ہوتا ہے اور وہ ضروری لباس کا تکملہ ہے ریاش یعنی لباس' مال اور خوبصورتی اور ضروری سامان۔

نیا لباس پہننے کی دعا: ایک دفعہ ابوامامہؓ نے نیا کرتا پہنا جب اسے گلے میں ڈالا تو یہ دعا پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِىْ

مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیٰوتِیْ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنی پردے والی چیزیں بھی چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں خوبصورتی بھی پیدا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا میں نے عمرؓ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیا کرتا گلے میں ڈالتے وقت یہ دعا پڑھ لے پھر پرانا کپڑا اللہ کے نام پر کسی کو دے دے وہ اللہ کی حفاظت میں اور اس کی پناہ میں زندگی میں بھی آ جاتا ہے اور مرنے کے بعد بھی (ت، ابن ماجہ)

تقوے کا لباس کون سا ہے: لباس التقویٰ ظاہری سیاق آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شریعت کے دائرے میں زیب و زینت اختیار کرنا اور تکبر سے بچنا مراد ہے یعنی انسان اللہ سے ڈرتے ہوئے جسم کے وہ حصے چھپا لے جس کے چھپانے کا حکم شریعت میں ہے

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ
یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ
مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

اے فرزندان آدمؑ کہیں شیطان تمہیں کسی فتنے میں نہ ڈال دے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے ایسی حالت میں نکلوا دیا تھا کہ ان سے ان کا لباس بھی اتروا دیا تھا تاکہ انہیں ان کا ستر دکھلا دے دیکھو وہ اور اس کا لشکر تمہیں دیکھتا ہے مگر تم انہیں نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو انہیں کا دوست بنایا ہے جو بے ایمان ہیں۔

انسان کو شیطان سے چوکنا رہنا چاہئے: (۲۷) اولاد آدمؑ کو چوکنا کیا جا رہا ہے کہ خبردار شیطان سے بچتے رہنا وہ بڑا قدیمی و شرارتی ہے اسی نے تمہارے ماں باپ کو دھوکہ دے کر بہار و عیش سے نکلوا کر تکلیف و مشقت کی جگہ لا پھینکا اور ان کی پردہ دری بھی کی لہٰذا تم کو اس کی مکاریوں جعل سازیوں اور پھندوں سے بچنا چاہئے۔ فرمایا اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ الخ (کہف ۱۸:۵۰) تو کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کے چیلوں کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کے لئے بدترین بدلا ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ
قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾
قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۫ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ
مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ؕ فَرِیْقًا هَدٰى وَفَرِیْقًا
حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وَيَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٠﴾

جب یہ مشرک کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے بزرگوں کو اسی راہ پر پایا ہے اور اللہ ہی نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے' آپ فرمادیں کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم بلا دلیل کے اللہ کے ذمے جھوٹ لگا رہے ہو آپ فرمادیں کہ میرے رب نے تو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور اس بات کا بھی کہ تم ہر سجدے کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو اور اس کی اس طرح عبادت کرو کہ عبادت کو خالص اللہ ہی کے لئے رکھو اللہ نے جیسے تم کو شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح وہ تم کو دوبارہ پیدا کردے گا۔ بعض لوگوں کو رب نے ہدایت فرمائی ہے اور بعض پر گمراہی ثابت ہو چکی ہے' انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں سے دوستی گانٹھ لی ہے اور یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں۔

ننگے ہو کر طواف کرنا جاہلیت کی رسم تھی: (۲۸) مشرک ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسے ہم ننگے پیدا ہوئے ہیں اسی طرح ننگے مادرزاد طواف کریں گے۔ عورتیں صرف اپنی شرمگاہوں کے آگے کوئی چمڑے کا پارچہ یا کوئی اور چیز رکھ لیتی تھیں اور سرتاپا عریاں ہو کر طواف کیا کرتی تھیں اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھیں۔

اَلْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهٗ اَوْ كُلُّهٗ
وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهٗ

''آج ساری شرمگاہ یا اس کا کچھ حصہ کھل سکتا ہے لوگوں کو پھر کھلا ہوا حصہ دیکھنا حلال نہیں۔''

اس پر یہ آیت اتری اس رسم کی پوری وضاحت یہ ہے کہ اہل عرب علاوہ اہل قریش کے استعمال کے کپڑوں میں طواف نہیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے ان کپڑوں میں اللہ کی نافرمانیاں کی ہیں لہذا طواف کے وقت انہیں اتار کر عریاں ہو کر طواف کرنا چاہئے البتہ قریشی کپڑے پہن کر طواف کرتے تھے یا پھر جسے قریشی کپڑے دے دیں وہ کپڑے پہن کر طواف کر سکتا تھا یا غیر قریشی نئے کپڑے پہن کر طواف کر لیتا تھا مگر طواف سے فارغ ہو کر انہیں اتار ڈالتا تھا پھر انہیں کوئی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن جس کے پاس نہ نئے کپڑے ہوتے اور نہ قریشی اسے کپڑے دیتے وہ بے چارا ننگا ہو کر طواف کیا کرتا تھا اور عورتیں بھی ننگی ہو کر طواف کرتی تھیں' البتہ اپنی شرمگاہ پر کچھ تھوڑا سا چمڑا وغیرہ رکھ لیتی تھیں لیکن عورتیں اکثر رات میں طواف کیا کرتی تھیں یہ رسم ان لوگوں کی خود ساختہ تھی اس میں باپ دادا کی تقلید کرتے چلے آتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان کے باپ دادا کا فعل مستند ہے اور یہی اللہ کا اس کی شریعت میں حکم ہے' اللہ نے ان کی تردید فرمائی کہ تم جو یہ انتہائی شرمناک اور بے حیائی کا کام کر رہے ہو کہ ننگے ہو کر طواف کرتے اور اور کہتے ہو یہ اللہ کا حکم ہے' یہ اللہ کا حکم ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے اقوال جن کی صحت کا علم نہیں ہوتا اللہ کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ سراسر عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

اللہ بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا: (۲۹) آپ فرمادیں کہ میرا رب عدل وانصاف کا اور امانت ودیانت کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں سے اور گندے اور گھناؤنے افعال سے روکتا ہے اس کا تو یہ حکم ہے کہ عبادت کی جگہ عبادت کرو اور یہ صورت اسی وقت ممکن ہے جب تم پیغمبروں کی باتیں مانو' جن کی صداقت معجزوں سے ثابت ہے اور ان کی شریعتوں پر عمل کرو اور خالص اللہ ہی کی عبادت کرو۔ صحیح عمل کی دو ہی شرطیں ہیں' رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہونا اور اخلاص کے ساتھ ہونا اگر ان دونوں شرطوں میں

سے کوئی شرط فوت ہو جائے تو وہ عمل اللہ کے ہاں قبول نہ ہوگا۔

ابتدا کی طرح اعادہ کا مطلب: پھر فرمایا کہ اللہ تمہیں شروع میں پیدا کرنے کی طرح دوبارہ پیدا کر دے گا یعنی وہی تمہیں مرنے کے بعد زندہ فرمادے گا۔ یا جس طرح اس نے تمہیں اول اول پیدا کیا تھا اسی طرح قیامت کے دن زندہ فرمادے گا' وجود سے پہلے تمہارا نام ونشان تک نہ تھا اللہ نے تمہیں پیدا کر دیا پھر جب مر کر تم فنا ہو جاؤ گے اور تمہارا نام ونشان نہ رہے گا تو اللہ پھر تمہیں دوبارہ پیدا فرمادے گا جس نے شروع میں پیدا کیا تھا وہی بعد میں پیدا فرمادے گا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وعظ فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے' فرمایا لوگوں تم ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون اٹھو گے۔ فرمایا کَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ (انبیاء ۲۱:۱۰۴) جس طرح ہم نے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے' یہ ہمارا وعدہ ہے جسے ہم کر کے ہی رہیں گے (ق)

وجوب گمراہی کا سبب: (۳۰) گمراہی اس لئے واجب ہوئی کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالیا۔ معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ کہ اللہ کسی شخص کو (جو اپنے کو ہدایت پر سمجھتا ہے) کسی گناہ پر یا گمراہ عقیدہ پر اس وقت عذاب فرماتا ہے جب اس کے پاس ایک صحیح وصاف بات آ جاتی ہے مگر وہ اپنی ضد سے اسی برائی پر جمار ہتا ہے غلط ہے اگر یہ عقیدہ درست ہوتا تو ان گمراہوں میں جو اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ لیکن اللہ نے ان دونوں کے نام اور احکام میں فرق رکھا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱

ع ۱۰

اے اولاد آدم تم ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ' پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو کیونکہ اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

مسجدوں میں عمدہ لباس پہن کر جانے کا حکم: (۳۱) اس آیت میں ان مشرکوں کی مذمت ہے جو ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے مسلمانوں کو حکم ہے کہ لباس پہن کر مسجدوں میں جاؤ' زینت سے لباس مراد ہے۔ کیونکہ لباس خوبصورتی اور زینت کا باعث ہے اور ستر بھی چھپاتا ہے نیز تمام عمدہ کپڑے لباس میں داخل ہیں۔ اس آیت سے اور اس کے ہم معنی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت زینت کرنا مستحب ہے خاص طور سے جمعہ کو اور عید و بقر عید کے دن اور خوشبو لگانا بھی مستحب ہے کیونکہ یہ بھی زینت میں داخل ہے اور مسواک کرنا بھی کیونکہ مسواک کرنا زینت کا تمتہ ہے۔

عمدہ لباس کون سا ہے: سفید لباس اچھا اور عمدہ ہے چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مردے کفناؤ اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے کیونکہ یہ نگاہ تیز کرتا اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔ (داث' ابن ماجہ) اس کی سند بہت عمدہ ہے) (۲) سفید کپڑے لازم پکڑ لو کیونکہ یہ صاف ستھرے اور پاکیزہ ہیں اور انہی میں اپنے مردے کفناؤ۔

کھانے پہننے میں حد سے بڑھنے کی ممانعت: پھر فرمایا کھاؤ پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں خاطر خواہ کھاؤ اور خاطر خواہ پہنو بشرطیکہ اسراف وغرور سے بچتے رہو (ب) اللہ نے کھانا پینا حلال فرما دیا ہے جب تک اس میں اسراف یا غرور نہ آئے (ابن جریر سند صحیح ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ پیو پہنو اور خیرات کرو۔ اور غرور و اسراف سے بچو کیونکہ اللہ پاک اپنے بندے پر اپنی نعمت دیکھنا پسند فرماتا ہے (نا ابن ماجہ)

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲

آپ فرما دیں کہ کس نے وہ کپڑے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کئے ہیں اور کھانے پینے کی پاکیزہ (حلال) چیزیں حرام کی ہیں؟ آپ فرما دیں کہ یہ چیزیں قیامت کے دن خالص مسلمانوں ہی کے لئے ہوں گی اور دنیا میں بھی خاص مومنوں ہی کے لئے ہیں، اسی طرح ہم ایک ایک آیت سمجھداروں کے لئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اپنی طرف سے حلال وحرام کرنے والوں کی مذمت: (۳۲) جو کھانے پینے اور برتنے کی چیزیں اپنی طرف سے حرام کر لیتے ہیں ان کی مذمت ہے کہ آپ ان مشرکوں سے جو اپنی باطل راہوں سے حلال کو حرام کر بیٹھتے ہیں اور بدعتیں ایجاد کرتے رہتے ہیں فرما دیں کہ جو چیزیں اللہ نے ایمان والوں کے لئے اپنے پرستاروں کے لئے اور رسولوں کے ماننے والوں کے لئے پیدا کی ہیں اور ان میں دنیوی زندگی میں بظاہر مشرک بھی شریک ہیں (لیکن قیامت کے دن یہ چیزیں خاص رب کے پرستاروں ہی کو ملیں گی اور وہاں ان میں کوئی کافر شریک نہ ہوگا کیونکہ کافروں پر جنت حرام ہے) انہیں کس نے حرام فرمایا؟ حرام کرنے کا حق اللہ کا ہے اور اس نے حرام کی نہیں پھر کیوں حرام سمجھی جاتی ہیں، مشرک بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے اور طواف میں سیٹیاں اور تالیاں بجاتے جاتے تھے اس پر یہ آیت اتری اور کپڑے پہننے کا حکم ہوا (ط)۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳

آپ فرما دیں کہ میرے رب نے بے حیائی کی تمام کھلی اور چھپی باتیں، گناہ کسی پر ناحق ظلم کرنا اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری حرام فرما دیا ہے اور یہ بھی کہ تم اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کرو جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔

ہر طرح کی بے حیائی اور گناہ حرام ہیں: (۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں' اسی وجہ سے اس نے بے حیائی کی تمام کھلی اور چھپی باتیں حرام فرما دیں اور اللہ سے زیادہ کسی کو اپنی بڑائی محبوب نہیں (ق ا) چھپی کھلی بے حیائیوں کے بارے میں سورہ انعام میں تفصیل بیان ہو چکی۔ اللہ نے ہر طرح کے گناہ اور کسی پر ناحق ظلم و تعدی کرنا حرام فرما دیا ہے۔ اثم سے وہ گناہ مراد ہے جو دوسرے کی طرف متعدی نہ ہو اور بغاوت سے دوسرے کی حق تلفی مراد ہے۔ شرک بھی حرام ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی عبادت کی جائے اور بلا سند کے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی حرام ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٤﴾ يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي ۙ فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٦﴾

اور ہر گروہ کا ایک مقررہ وقت ہے' پھر جب اس کا مقررہ وقت آ جائے گا تو ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہ ہوں گے۔ اے فرزندان آدم اگر تمہارے پاس نبی آئیں جو تم ہی میں سے ہوں گے اور تمہیں میرے احکام سنائیں گے تو جو پارسائی اختیار کر لیں گے اور اپنی اصلاح کر لیں گے انہیں نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے ہمارے احکام جھٹلائے اور ان سے غرور کیا وہی جہنمی ہیں جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ہر قوم کی ایک مقررہ مدت ہے: (۳۴) یعنی ہر زمانے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے ایک مقررہ مدت ہے جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو پھر اسے ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہیں ملتی۔ نہ تو مقررہ مدت میں ایک منٹ کی تاخیر ہو سکتی ہے اور نہ تعجیل۔ وہ قوم ٹھیک وقت پر فنا ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کو دنیا چھوٹنے کی پرواہ نہیں ہوتی: (۳۵) اس آیت میں فرزندان آدم کو جھنجھوڑا جا رہا ہے تمہارے پاس رسول بھیجے جائیں گے جو تمہارے سامنے میرے احکام بیان فرمائیں گے اور میری آیتیں پڑھ کر سنائیں گے' پھر جو ممنوعات ترک کر کے اطاعت گذاری میں لگے رہیں انہیں خوش خبری دی جا رہی ہے کہ نہ تو انہیں دنیا کا اور دنیا کی چیزیں چھوڑ جانے کا ملال ہو گا اور نہ وہ آخرت میں غمگین ہوں گے۔

کافروں کے لئے ابدی جہنم ہے: (۳۶) احکام الہیہ کے جھٹلانے والوں کو اور آئین خداوندی کے ٹھکرانے والوں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ ان جھٹلانے والوں' خود پسندوں اور سرکشوں کو جن کے دلوں میں ایمان نہیں اور اطاعتوں سے روگردانی کرتے ہیں جہنم کے ہولناک عذابوں میں مبتلا کر دیا جائے گا جہاں یہ ہمیشہ جلتے بھنتے رہیں گے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ

نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

بھلا اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر طوفان اٹھائے یا اس کے احکام جھوٹے بتائے۔ ان کے نصیب کا حصہ انہیں مل جائے گا پھر جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئیں گے تو کہیں گے تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی پوجا کیا کرتے تھے وہ کہاں گئے یہ جواب دیں گے کہ وہ سب ہم سے غائب ہو گئے اور اقرار کر لیں گے کہ واقعی ہم کافر تھے۔

قیامت کے دن جھوٹوں کے منہ کالے ہوں گے: (۳۷) یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی اتاری ہوئی آیتیں جھٹلا دیں' ان کے نصیب کا حصہ انہیں مل جائے گا' اللہ نے اپنے ذمے جھوٹ بولنے والوں کے لئے یہ لکھ لیا ہے کہ ان کے چہرے سیاہ فام ہوں گے۔ انہیں ان کے عملوں کا بدلہ مل کر رہے گا اچھے عملوں کی بہترین جزا اور برے عملوں کی بدترین سزا ضرور ملے گی اور ان کے وعدے اور ڈراوے پورے ہو کر رہیں گے یا لوح محفوظ میں جو کچھ ان کی عمر' عمل اور روزی لکھی ہے وہ دنیا میں انہیں ضرور ملے گی یہی قول مناسب و معقول معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعد والا جملہ اس مطلب کی تائید کر رہا ہے۔ اسی کے ہم معنی یہ آیت ہے (۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ الخ (یونس ۱۰:۶۹' ۷۰) آپ فرما دیں کہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے۔ بس دنیا کا تھوڑا سا عیش ہے پھر انہیں ہمارے ہی پاس آنا ہے' پھر ہم ان کے کفر کی وجہ سے انہیں سخت عذاب چکھائیں گے۔

مشرک شرک کا اعتراف کر کے مرتے ہیں: پھر فرمایا کہ جب ان کی روح قبض کرنے کے لئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آتے ہیں تو ان سے طنز کے طور پر کہتے ہیں کہ تمہارے معبود کہاں گئے جن کی تم دنیا میں عبادت کیا کرتے تھے' انہیں کیوں نہیں پکارتے کہ وہ آ کر تمہیں اس ہولناک و روح فرسا عذاب سے چھڑا لیں' یہ بڑی حسرت سے جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب ہیں' ہم سے ہٹ گئے اب ہمیں ان سے کسی فائدے اور بھلائی کی توقع نہیں واقعی ہم کافر ہیں ہمیں اپنے کفر و شرک کا اعتراف ہے۔ معلوم ہوا کہ مشرک اپنے شرک کا فرشتوں کے سامنے اعتراف کر کے مرتے ہیں۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ

فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۳۹﴾ ع

حکم ہوگا کہ جنوں اورانسانوں کے جوفرقے پہلے گذر چکے ہیں تم بھی ان کے ساتھ جہنم میں جاؤ اور جب کبھی (کافروں کی) ایک جماعت دوزخ میں داخل ہوگی تو اپنی جیسی دوسری جماعت کو برا بھلا کہے گی' پھر جب سب جہنم میں اکٹھے ہو جائیں گے تو پچھلے جہنمی پہلے جہنمیوں کے بارے میں کہیں گے کہ اے ہمارے آقا ہمیں انہیں لوگوں نے گمراہ کیا تھا لہٰذا انہیں ہم سے دوگنا دوزخ کا عذاب دے۔ اللہ فرمائے گا کہ ہرایک کے لئے دگنا عذاب ہے۔ لیکن تم کو خبر نہیں' اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں لہٰذا اپنے کرتوتوں پر عذاب کا ذائقہ چکھتے رہو۔

جہنم میں مشرک ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں گے: (۳۸) اللہ قیامت کے دن ان مشرکوں سے جو اللہ پر جھوٹ باندھا کرتے تھے اوراس کی آیتیں تسلیم نہیں کیا کرتے تھے فرمائے گا کہ تم بھی اپنی جیسی عادتوں اور خوبیوں والی پہلی گذری ہوئی کافرقوموں کے ساتھ خواہ وہ جن ہوں یا انسان جہنم میں جاؤ۔ جہنم میں جا کر ہر جماعت اپنی جیسی جماعت پر تھوتھو کرے گی جیسا کہ خلیل اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک دوسرے کو کافر کہے گا اور ایک دوسرے کو برا بھلا بھی کہے گا۔ فرمایا اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا الخ (بقرہ۲:۱۶۶'۱۶۷) جب سردار اپنے عقیدت مندوں سے نفرت کا اظہار کریں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے اوران کے باہمی تعلقات ختم ہو جائیں گے عقیدت مند کہیں گے کہ کسی صورت سے ہمیں پھر ایک دفعہ دنیا میں جانے کی اجازت مل جائے تو ہم بھی ان سے اسی طرح بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے بیزار ہیں اسی طرح اللہ ان کے برے عمل ان پر سراپا حسرت وافسوس بنا کر دکھلا دے گا اور یہ جہنم سے نکلنے والے نہیں۔ یہاں فرمان ہے کہ جب وہ سب جہنم میں اکٹھے ہو جائیں گے تو مقلد اپنے پیشواؤں کے بارے میں حق تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ یارب انہیں لوگوں نے ہمیں راہ سے بے راہ کیا تھا اس لئے انہیں ہم سے دگنی سزا دے فرمایا وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت۲۹:۱۳) یہ اپنے بوجھوں کے ساتھ ان کے بھی بوجھ لادیں گے۔ (۳) لِيَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً (نحل۱۶:۲۵) ان کے بوجھ بھی لادے ہوئے ہوں گے جن کو بلا دلیل کے گمراہ کیا کرتے تھے (۳۹) پیشوا اپنے مریدوں سے کہیں گے کہ گمراہی میں ہم سب برابر تھے اب اپنے کرتوتوں کی سزا بھگتو' یہ سوال و جواب محشر میں ہو گا' چنانچہ فرمایا وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ الخ (سبا۳۴:۳۱ تا ۳۳) کیا اچھا ہوتا اگر تم دیکھتے جب یہ گنہگار رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو قائل معقول کر رہا ہوگا' مرید پیشواؤں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان لے آتے۔ پیشوا مریدوں سے کہیں گے جب ہدایت تمہارے پاس آ گئی تھی تو کیا ہم نے تم کو اس سے روکا تھا بلکہ تم خود ہی مجرم تھے' مرید پیشواؤں سے کہیں گے نہیں نہیں بلکہ تمہاری دن رات کی عیاریوں اور مکاریوں نے اور تمہاری اس ترغیب نے کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اوراس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں ہمیں گمراہ کر دیا یہ سب اللہ کا عذاب دیکھتے ہی اپنی اپنی پشیمانی کو چھپا رہے ہوں گے ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے اور انہیں انہیں کے کرتوتوں کا بدلہ مل رہا ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ

نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾

ہماری آیتوں کو نہ ماننے والوں کے لئے اور ان سے اکڑنے والوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں جا سکتے ہیں جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ سے نہ نکل جائے' ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں' آگ ان کا اوڑھنا اور بچھونا ہوگی۔ اس طرح ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں۔

کافروں کے نیک عمل اور دعائیں آسمان تک نہیں چڑھتیں: (۴۰) کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ یعنی ان کا کوئی نیک عمل آسمان پر نہیں چڑھتا اور نہ ان کی دعا آسمان تک پہنچتی ہے۔

کافروں کی روحوں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھلتے: ان کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے کافر کی روح آسمان پر لے کر چڑھتے ہیں راستے میں فرشتوں کی جو جماعت ملتی ہے وہی پوچھتی ہے کہ یہ گندی روح کس کی ہے' لے جانے والے فرشتے اس کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ روح فلاں بن فلاں کی ہے' آخر کار فرشتے اسے آسمان کے دروازے تک لے جاتے ہیں لیکن اس کے لئے دروازہ نہیں کھلتا' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (دن ابن ماجہ)

(ایک روایت میں ہے) اگر نیک شخص ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے پاکیزہ جسم کی مطمئن روح نکل آ تو لائق تعریف ہے ہم تجھے اللہ کی رحمت' اس کی روزی اور اس کی رضا کی بشارت دیتے ہیں۔ فرشتے یہی بشارت دیتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ آسمان پر لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں اندر سے آواز آتی ہے کون؟۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ فلاں ہے۔ جواب ملتا ہے خوش آمدید اے پاکیزہ جسم کی پاکیزہ روح آ وَ۔ آ وَ تم لائق تعریف ہو تمہیں اللہ کی رحمت و روزی اور اس کی رضا مبارک ہو ہر آسمان پر اس کا انہیں الفاظ کے ساتھ استقبال کیا جاتا ہے۔ آخر کار روح ساتویں آسمان پر پہنچا دی جاتی ہے۔ اور اگر برا شخص ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے گندے جسم کی گندی روح نکل آ۔ تو لائق نفرت ہے' ہم تجھ کو کھولتے ہوئے پانی پیپ اور انہیں جیسی دیگر چیزوں کی بشارت دیتے ہیں روح نکلنے تک فرشتے یہی کہتے رہتے ہیں' پھر آسمان پر لے کر چڑھتے ہیں اور دروازے کھلواتے ہیں۔ آواز آتی ہے کون؟۔ کہتے ہیں فلاں ہے جواب ملتا ہے کہ گندے جسم کی روح کو مرحبا نہیں' واپس لوٹ جا تو قابل مذمت ہے۔ تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ چنانچہ اسے آسمان و زمین کے درمیان چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر یہ قبر میں اپنے جسم میں آ جاتی ہے (نا' ابن ماجہ' ابن جریر)

پھر فرمایا یہ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ سے نہ نکل آئے۔

کافروں کا لحاف اور بچھونا بھی آگ کا ہوگا: (۴۱) یعنی ان کا بچھونا بھی آگ کا ہوگا اور لحاف بھی۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ؗ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ

مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۴۳

جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے رہے ہم ان پر اسی قدر بوجھ ڈالتے ہیں جسے وہ برداشت کر سکیں' یہی جنت والے ہیں جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' ہم ان کے دلوں کے کینے نکال دیں گے' ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور یہ کہہ رہے ہوں گے اسی اللہ کی بڑائیاں ہیں جس نے ہمیں جنت کی راہ دکھائی' اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا تو ہم اس کی راہ پا ہی نہیں سکتے تھے۔ بلاشبہ ہمارے پاس ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ یہی وہ جنت ہے، جس کے تم اپنے عملوں کی وجہ سے وارث بنا دیے گئے ہو۔

نیکوں کی ہاتھا چھاؤں کا بیان: (۴۲) بروں کے بعد اچھوں کا بیان ہے جن کے دلوں میں بھی ایمان ہے اور اعضا بھی شریعت کے مطابق پرخلوص افعال انجام دیتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ ان کی ضد ہیں جن کے دلوں میں کفر ہے اور جو عمل کرنے سے اکڑتے ہیں۔ پھر فرمایا ایمان لا کر ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنا آسان ہے کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہم انسان کو اس کی برداشت ہی کے مطابق تکلیف دیتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ کے لئے جنت والے ہیں۔

دخول جنت سے پہلے دلوں کے کینے نکال دیئے جائیں گے: (۴۳) ہم ان کے دلوں کے کینے نکال باہر کریں گے' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والے جہنم سے نجات پا کر ایک پل پر جو جنت اور جہنم کے درمیان ہوگا روک دیئے جائیں گے' وہاں ان کے باہمی مظالم کا بدلہ دلوا دیا جائے گا پھر وہ جنت میں بالکل پاک وصاف ہو کر جائیں گے۔ اللہ کی قسم جنتی اپنے اپنے مقام و راحت کدے کو اس طرح پہچان لیں گے جس طرح دنیا میں پہچان لیتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ (ب)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہر جنتی کو اس کا جہنم والا ٹھکانا دکھایا جائے گا پھر وہ اللہ کا شکر ادا کرے گا اور کہے گا کہ اس رب کا شکر ہے جس نے مجھے جنت کی ہدایت فرمائی اور ہر جہنمی کو اس کا جنت والا ٹھکانہ دکھایا جائے گا اور وہ سرد آہ بھر کر کہے گا کاش مجھے بھی اللہ ہدایت فرماتا اور اس کی حسرت بڑھ جائے گی' پھر جنت والوں کو جہنمیوں کے جنتی مقامات دے دیئے جائیں گے اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کے تم لوگ اپنی نیکیوں کی وجہ سے وارث بنائے گئے یعنی تم اپنے عملوں کی وجہ سے حق تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں آئے' جنت میں پہنچے اور تم نے اپنے اپنے عملوں کی وجہ سے اپنے اپنے مراتب اللہ کی رحمت سے حاصل کئے۔ یہ مطلب اس لئے بیان کرنا پڑا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقین مانو تم میں سے کسی کا عمل اسے جنت میں نہیں لے جا سکتا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی اپنے عملوں کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتے۔ فرمایا میں بھی عملوں کی وجہ سے جنت میں نہیں جا سکتا جب تک مجھ پر اللہ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم نہ ہو۔

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا

حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۭ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

وقف لازم

جنتی جہنمیوں سے پکار کر پوچھیں گے کہ ہم سے ہمارے رب کا جو وعدہ تھا ہم نے تو اسے بالکل سچا پالیا کیا تم سے بھی جو تمہارے رب کا وعدہ تھا اسے سچا پالیا؟ ۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے بھی سچا پالیا۔ پھر ایک اعلان کرنے والا ان میں اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار رہے‘ جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا کرتے تھے اور اسے ٹیڑھا کرنے کی کوشش میں مصروف رہا کرتے تھے اور آخرت کو مانتے ہی نہ تھے۔

جہنمیوں کے لئے حسرت پر حسرت: (۴۴) جب جنتی اپنا اپنا مرتبہ پالیں گے تو جہنمیوں کو ذلیل و شرمندہ کرنے کے لئے ان سے پوچھیں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کے وعدے بالکل سچے پائے۔ تم بتاؤ تم نے بھی رب کے وعدے سچے پائے کہ نہیں۔ مشرک سر جھکائے ہوئے ندامت سے جواب دیں گے کہ ہم نے بھی رب کے وعدے بالکل صحیح پالئے۔ سورہ طور میں فرمایا۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ الخ (طور۵۲:۱۴تا۱۶) یہی وہ آگ ہے جسے تم تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ذرا بتاؤ تو کیا یہ جادو ہے یا تمہاری آنکھیں پھوٹ گئی ہیں اب اس میں پڑے رہو اور جلتے جھلستے رہو‘ صبر کرنا نہ کرنا برا ہے یہ تمہارے عملوں کا بدلہ ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مشرکوں کی لاشوں سے جو ایک گڑھے میں پڑی ہوئی تھیں شرمسار کرنے کے لئے خطاب کر کے فرمایا تھا کہ اے ابوجہل اے عتبہ‘ اے شیبہ اے فلاں اور اے فلاں ہم نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پالیا کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچا پایا۔ عمرؓ بولے یا رسول اللہ آپ ان سڑی ہوئی لاشوں سے خطاب فرما رہے ہیں۔ فرمایا اللہ کی قسم ان سے زیادہ میری بات کو تم بھی نہیں سن سکتے۔ لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے۔

مشرک ہمیشہ اللہ کی لعنت میں گرفتار رہیں گے: (۴۵) پھر فرمایا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں کو اللہ کی پھٹکار چمٹ گئی جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی سے اور شریعت مطہرہ کی اطاعت سے لوگوں کو روکا کرتے تھے اور اس کوشش میں رہا کرتے تھے کہ سیدھی راہ ٹیڑھی ہو جائے اور اس راہ پر چلنے والا کوئی نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ لوگ اللہ کی ملاقات کے بھی انکاری تھے۔ زندگی بعد الموت کے اور عملوں کی جزا کے قائل نہ تھے‘ اسی وجہ سے یہ فحش بات سے یا فحش عمل سے کنارا نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ انہیں حساب و عقاب کا تو اندیشہ تھا ہی نہیں اسی لئے یہ بڑے بدزبان اور انتہائی بے حیا تھے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَي الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا

صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

ان دونوں میں ایک آڑ ہوگی اور اعراف پر بہت آدمی ہوں گے جو ان میں سے ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنت والوں سے پکار کر کہیں گے السلام علیکم یہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے البتہ اس کے امیدوار ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں جہنمیوں پر پڑیں گی تو دعا مانگیں گے کہ اے ہمارے مالک ہمیں ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا۔

جنتیوں اور جہنمیوں کی بات چیت: (۴۶) جنتیوں اور جہنمیوں کی باہمی گفتگو کا بیان ہے کہ جنت و جہنم کے درمیان ایک دیوار حائل ہے جو جنت والوں کو جہنم والوں سے جدا اور دور رکھتی ہے یہ وہی دیوار ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ الخ ۔ (حدید ۵۷: ۱۳) پھر جنت والوں اور جہنم والوں کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا جس کے اندر رحمت اور باہر عذاب ہوگا یہی وہ اعراف ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ الخ (اعراف ۷: ۴۶) اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی نشانی سے پہچان لیں گے (ابن جریر)

اعراف والوں کی تفسیر: جابرؓ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں پوچھا گیا جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر سرابر ہوں گی۔ فرمایا یہ اعراف والے ہوں گے جو جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے مگر دخول جنت کے امیدوار ہوں گے۔ (ابن مردویہ) یہ روایت گو اس سند سے غریب ہے مگر دوسری سند سے بھی آئی ہے جس میں ہے کہ یہ وہ نافرمان حضرات ہیں جو اپنے اپنے والد کی اجازت کے بغیر نکل کھڑے ہوئے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے (ابن مردویہ) (ایک روایت میں ہے) یہ حضرات اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اور اپنے اپنے والد کے نافرمان تھے انہیں نافرمانی نے جنت میں نہیں جانے دیا اور شہادت نے دوزخ سے بچا لیا (سعید بن منصور ابن ماجہ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراف والوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا سب سے اخیر میں فیصلہ کیا جائے گا۔ جب حق تعالیٰ شانہ بندوں میں فیصلہ کر کے فارغ ہوگا تو فرمائے گا کہ تمہاری نیکیوں نے تم کو آگ سے بچا لیا اور تم جنت میں بھی داخل نہیں ہوئے تم کو میں نے آزاد کر دیا۔ جاؤ جنت میں موج اڑاؤ اور جہاں چاہو کھاؤ پیو (یہ روایت حسن مرسل ہے)

اعراف والے جنتیوں اور جہنمیوں کو پہچان جائیں گے: اعراف والے ہر ایک کو ان کی نشانی سے پہچان لیں گے۔ یعنی جنت والوں کو ان کے چہروں کی شگفتگی سے اور جہنم والوں کو ان کے چہروں کی سیاہی سے پہچان لیں گے (ابن عباسؓ)

(۴۷) جب اعراف والے جہنم والوں کو دیکھ کر انہیں پہچان لیں گے تو ان سے اللہ کی پناہ مانگیں کہ یا رب ہمیں ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا (ابن عباسؓ)۔ جب جہنم والوں کی کوئی جماعت اعراف والوں کے پاس سے گذرے گی اور فرشتے اسے جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو اس وقت یہ اپنے بچاؤ کی دعائیں مانگیں گے۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور اعراف والے بہت سے لوگوں کو جن کو وہ ان کی نشانی سے پہچان لیں گے پکار کر ان سے پوچھیں گے کہ (آج) تمہاری جماعت اور تمہارا اکڑنا تمہارے کام نہیں آیا۔ کیا یہ وہی ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ انہیں اللہ کی رحمت نصیب نہ ہوگی انہیں تو حکم مل گیا کہ بے خوف وخطر جنت میں چلے جاؤ۔ تمہیں وہاں غم نہ ہوگا۔

اعراف والے مشرکوں کو طعنہ دیں گے: (۴۸) مشرکوں کے جن سرغنوں کو اور کافروں کے جن رہنماؤں کو اعراف والے پہچان جائیں گے انہیں شرمندہ اور ذلیل کرنے کے لئے ان سے پوچھیں گے کہ تمہاری کثرت تعداد کہاں ہے؟ تمہاری فوج ظفر موج کیا ہوئی؟ آج تمہاری فوج تمہارے کام نہ آ سکی' آج تم اپنی اکڑ بھول گئے اور تمہاری فرعون سامانی ہوا ہوگئی' نہ تمہارا رعب و داب تم کو اللہ کے عذاب سے بچا سکا اور نہ تمہارا کبر وغرور تمہارے کام آ سکا۔ آج تم بری طرح سے عذابوں میں جکڑ لئے گئے ہو۔

اعراف والوں کو جنت کی بشارت: (۴۹) اللہ اعراف والوں کی طرف اشارہ کر کے جہنم والوں سے خطاب فرمائے گا کہ تم انہیں کی بابت کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ کی نگاہ رحمت نہ ہوگی' اے اعراف والو بے کھٹکے خیر وعافیت سے جنت میں جا کر اس کی بہاریں لوٹو۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور جہنمی جنت والوں سے پکار کر کہیں گے کہ ہمیں تھوڑا سا پانی دے دو یا جو کچھ تمہیں اللہ نے دے رکھا ہے اس میں سے کچھ دے دو۔ جنت والے جواب دیں گے کہ اللہ نے کافروں پر یہ دونوں چیزیں حرام فرما دی ہیں (جنہوں نے اپنا دین کھیل تماشا بنا رکھا تھا اور جنہیں دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا) لہذا آج ہم انہیں بھول جائیں گے۔ جیسے وہ اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے اور جیسے یہ ہماری آیتوں کے انکاری تھے

جہنمیوں پر جنت کی نعمتیں حرام ہیں: (۵۰) جہنمیوں کی ذلت وخواری کا' جنت والوں کے آگے ہاتھ پسارنے کا اور ان سے

بھیک نہ ملنے کا بیان ہے۔ جہنمی اپنے قریبی رشتہ داروں باپ یا بھائی وغیرہ کے آگے گڑگڑائیں گے کہ ہم جل بھن کر کباب ہو گئے ہیں' ہمیں تھوڑا سا پانی پلا دو اور ہم بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ اپنے کھانے میں سے ذرا سا ہمیں بھی دے دو۔ لیکن جنت والے اللہ کے حکم سے انہیں جواب دیں گے کہ اللہ نے کافروں پر کھانے اور پانی کی بندش فرما دی ہے افسوس ہم مجبور ہیں تمہیں نہ پانی کا ایک گھونٹ دے سکتے ہیں اور نہ کھانے کا ایک نوالہ۔ جنت کا طعام و شراب کافروں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

اہل قریش نے مرض الموت میں ابوطالب سے کہا کہ کسی کو اپنے بھتیجے کے پاس بھیج کر اس سے کہو کہ وہ تمہیں جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ منگوا دیں۔ ہو سکتا ہے کہ تم اس سے اچھے ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ کے پاس ابوطالب کا قاصد آیا اس وقت آپ کے پاس ابوبکرؓ بھی موجود تھے (قاصد نے مرنے والے چچا کی خواہش بیان کی) اس وقت صدیقؓ نے فوراً یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے جنت کا طعام و شراب کافروں پر حرام فرما دیا ہے (ابن ابی حاتم)۔

آخرت سے غفلت قیامت کے دن رنگ لائے گی: (۵۱) کافروں کی شرمناک حرکتوں کا بیان ہے کہ انہوں نے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا تھا دنیوی زینت و خوبصورتی پر ریجھے ہوئے تھے۔ غفلتوں میں سرشار و مست اور آخرت کو بالکل بھلا بیٹھے تھے چونکہ یہ اس دن کو بھلائے ہوئے تھے اس لئے آج ہم بھی ان کے ساتھ ایک بھول جانے والے شخص جیسا معاملہ کریں گے۔ کیونکہ اللہ نسیان سے پاک ہے اور اس کے علم سے باہر کوئی چیز بھی نہیں اور نہ وہ کسی چیز کو بھولتا ہے جیسا کہ موسیٰ نے فرمایا لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى (طٰہٰ۲۰:۵۲) میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے یہاں نسیان کا استعمال محض مقابلہ کے طور پر فرمایا چنانچہ ایک جگہ مقابلہ کے طور پر فرمایا (۱) نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسَاهُمْ الخ (حشر ۵۹:۱۹) وہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ انہیں بھول گیا' قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا الخ (طٰہٰ۲۰:۱۲۶) جس طرح تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے اور تو نے انہیں بھلا دیا تھا اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیا جائے گا ایک صحیح حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن انسان سے پوچھے گا کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی' کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی' کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابعدار نہیں بنائے تھے اور تجھے رئیس و چودھری نہیں بنایا تھا۔ بندہ ہر ایک بات کا اقرار کرے گا۔ پھر رب فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہ تھا؟ بندہ جواب دے گا یقین نہ تھا' فرمائے گا آج میں بھی تجھے بھول جاؤں گا جیسے تو مجھے بھول گیا تھا۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾
هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ
قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا
لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

بلاشبہ ہم ان کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس میں ہم نے اپنے علم سے تفصیل سے بیان کر دی ہے اور جو ایمان والوں

کے لئے باعث ہدایت ورحمت ہے۔ یہ تو اس (سزا) کی حقیقت کے ظاہر ہونے ہی کے منتظر ہیں جس دن اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی تو اس دن جو اسے پہلے سے بھولے ہوئے تھے کہیں گے واقعی ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لائے تھے اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے جو ہماری سفارش کر دے یا کیا ہم پھر (دنیا میں) لوٹائے جا سکتے ہیں تا کہ ہم جو عمل کیا کرتے تھے ان کے برعکس عمل کریں، واقعی ان لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان میں گرفتار کیا اور ان کی ساری گھڑی ہوئی باتیں گم ہو گئیں۔

مشرکوں کے لئے عذر کی گنجائش نہیں: (۵۲) حق تعالیٰ نے مشرکوں کے عذر کی گنجائش باقی نہیں رکھی، ان کے پاس رسول بھیجے اور ان کے ذریعہ کتابیں بھیجیں جن میں ساری باتوں کا تفصیلی بیان ہے چنانچہ فرمایا آلرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ (ھود۱۱:۱) یہ ایک کتاب ہے جس کے احکام مدلل و مفصل ہیں اور جو ایک خبردار حکیم کے پاس سے آئی ہے۔ پھر فرمایا اس کتاب کی تفصیل بھی ہمارے علم پر ہے۔ یعنی ہم نے جو تفصیلات اس میں دی ہیں وہ اپنے علم کی رو سے دی ہیں۔ فرمایا اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ (نساء۴:۱۶۶) اللہ نے یہ کتاب اپنے علم سے اتاری۔

فرمایا وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی (اسراء۱۷:۱۵) ہم کسی پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک اس کے پاس رسول نہ بھیج دیں، اسی وجہ سے اس کے بعد ہی فرمایا (۵۳) یعنی اب تو وہ جنت وجہنم اور عذاب وثواب ہی کے وعدوں کے انتظار میں ہیں اس کا نتیجہ رفتہ رفتہ ان کے سامنے آتا رہے گا اور قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو نتیجہ مکمل ہو جائے گا پھر فرمایا ''جس دن اس کا نتیجہ ظاہر ہوگا'' ظاہر ہے کہ یہ قیامت کا دن ہوگا

اور جو باتیں آج کان سن رہے ہیں کل وہی مشاہدہ میں آ جائیں گی۔ اس وقت اس نتیجہ کو بھلا کر بیٹھ جانے والے جو عملوں سے بھی تہی دامن ہوں گے، حسرت سے کہیں گے واقعی اللہ کے رسول اور اس کی کتابیں سچی تھیں۔ کاش ہمارا کوئی معبود جسے ہم دنیا میں پوجا کرتے تھے ہماری سفارش کے لئے کھڑا ہو جاتا۔ اور آج ہمیں اس تباہی سے بچا لیتا۔ یا ہمیں پھر دنیا میں بھیج دیا جاتا تا کہ ہم دنیا میں جا کر اپنے سابق عملوں کے برعکس عمل کرتے فرمایا وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ الخ (انعام۶:۲۷،۲۸) کاش آپ اس وقت دیکھتے جب یہ مشرک دوزخ کے پاس کھڑے کئے جائیں گے تو کہیں گے ہائے ہماری بدبختی کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر دنیا میں لوٹا دیئے جائیں۔ پھر ہم اپنے رب کی آیتیں جھوٹی نہ بتائیں گے اور ایمان والوں میں شامل ہو جائیں گے بلکہ یہ جو بات پہلے چھپایا کرتے تھے وہ اب ان کے سامنے آ گئی ہے اور اگر یہ لوٹا دیئے بھی جائیں تو وہی کام کریں گے جن کی ممانعت ہے اور یہ جھوٹے ہیں۔ یہاں یہ بھی فرمایا کہ انہوں نے اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی ماری کہ ہمیشہ کے لئے جہنمی بنے اور اللہ کو چھوڑ کر غیروں سے امیدیں باندھیں آج ان کے جھوٹے معبود کہاں گئے، آج ان کا نہ کوئی سفارشی ہے اور نہ حمایتی کہ انہیں عذاب سے چھڑا لے۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّہَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِہٖ ؕ اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَکَ اللّٰہُ

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

واقعی تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں زمین و آسمان بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا' اللہ رات کا پردہ دن پر اس طرح ڈال دیتا ہے کہ رات دن کو جلدی سے آ پکڑتی ہے' اسی نے سورج چاند اور تارے پیدا کئے اور سب اس کے حکم کے مطیع ہیں کان کھول کر سن لو پیدا کرنا اور حکم کرنا اسی کے لئے خاص ہے۔ اللہ رب العالمین بڑی خوبیوں والا ہے۔

دنیا چھ دن میں پیدا کی گئی: (۵۴) اللہ ہی کائنات کا خالق ہے اسی نے آسمان و زمین اور ان دونوں کی ساری چیزیں چھ دن میں بنائیں۔ یہ مسئلہ قرآن و حدیث میں جگہ جگہ آیا ہے۔ یعنی اتوار سے جمعہ تک دنیا کی تمام مخلوق پیدا ہوئی اور جمعہ ہی کے دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بظاہر یہ ایام معمولی ایام ہی کے برابر ہوں گے جیسا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

استواء کی تفسیر: پھر فرمایا' چھ دن میں دنیا بنا کر اللہ اپنے عرش پر مستوی ہوا آیت میں نہ تشبیہ کی ضرورت ہے اور نہ تعطیل کی بلکہ رب بلا کیف عرش پر ہے اور مشبہین کے ذہنوں میں جو بات کھٹک رہی ہے اس سے حق تعالیٰ شانہ بری ہے کیونکہ خالق کے مشابہ کوئی مخلوق نہیں۔ فرمایا لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الخ (شوریٰ ۴۲:۱۱) اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے والا کافر ہے اور اس کی اس صفت سے انکار کرنے والا بھی جو خود اس نے اپنی ذات اقدس کے لئے بیان فرمائی ہے کیونکہ ایسی صفت کے مان لینے سے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو تشبیہ لازم نہیں آتی' لہٰذا صحیح راہ یہ ہی ہے جو ان اوصاف کو جو صحیح آثار و اخبار سے ثابت ہیں' اسی طرح مان لیں جس طرح رحمان کی شان کے شایاں ہیں اور ہر عیب و کمی سے اپنے رب کو بری سمجھے۔

رات دن بھی اللہ کی نشانیاں ہیں: پھر فرمایا "وہ رات سے دن کی روشنی کو اور دن سے رات کے اندھیرے کو دور فرما دیتا ہے۔" اور دن رات کو اور رات دن کو جلدی جلدی آ پکڑتی ہے' دن جاتا ہے تو فوراً رات آ جاتی ہے اور رات جاتی ہے تو فوراً دن آ جاتا ہے ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں ہونے پاتی' فرمایا وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ الخ (یٰس ۳۶:۳۷ تا ۴۰) لوگوں کے لئے ایک نشانی رات بھی ہے کہ ہم اس سے دن کو اتار لیتے ہیں اور اچانک لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج بھی جو اپنے ٹھکانہ کی طرف چلتا رہتا ہے یہ غالب وعلم والے اللہ کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے اور ہم نے چاند کے لئے منزلیں مقرر فرما دیں' پھر وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح رہ جاتا ہے۔ نہ سورج چاند کو پکڑ سکتا ہے اور نہ رات دن سے پہلے آ سکتی ہے ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔ رات اور دن میں کوئی وقفہ نہیں' ایک کے جاتے ہی دوسرا آ جاتا ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے لگا تار لگا چلا آتا ہے' چاند' سورج اور تارے سب رب کے مطیع و منقاد ہیں اسی وجہ سے فرمایا کہ دیکھو اللہ ہی کا ملک ہے اور اس میں اسی کا تصرف و اختیار ہے وہ فیوض و برکات والا ہے اور تمام دنیا کا مربی ہے۔

ایک مرفوع حدیث میں آپ سے یہ دعا منقول ہے:۔

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ اَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِ كُلِّهٖ))

الٰہی سارا ملک تیرا ہی ہے اور ہر طرح کی بڑائیاں بھی تیرے ہی لئے ہیں اور تمام تصرفات تیری ہی طرف لوٹتے ہیں میں

تجھ سے ہر طرح کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور ہر طرح کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾

تم گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اپنے رب سے دعائیں مانگو' یقین مانو اللہ حد سے آگے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں فرماتا اور دنیا میں امن قائم کیے جانے کے بعد بدامنی نہ پھیلاؤ اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اور امید باندھتے ہوئے اس کی عبادت کرو' یقین مانو اللہ کی رحمت مخلصوں کے قریب ہے۔

دعاؤں کی ترغیب: (۵۵) دعائیں مانگنے کا شوق دلایا جا رہا ہے کیونکہ اس سے دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی حکم ہوتا ہے کہ اپنے مربی اور محسن اعظم کو بلک بلک کر' گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو چنانچہ فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا الخ (اعراف ۷:۲۰۵) آپ اپنے رب کو دل ہی دل میں گڑگڑا گڑگڑا کر اور چپکے چپکے صبح و شام یاد کرتے رہیں اور اس کے ذکر سے غافل نہ رہیں۔ ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں لوگوں نے زور زور سے دعائیں مانگنی شروع کیں۔ آپ نے فرمایا اپنے اوپر رحم کرو کیونکہ تم کسی بہرے کو یا غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو۔ تم جسے پکار رہے ہو وہ تو خوب سننے والا اور تمہارے ہی پاس ہے' اللہ سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگو' اللہ نے قرآن میں اپنے ایک نیک بندے کا ذکر فرمایا ہے جس کے رویہ سے وہ خوش تھا۔ فرمایا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا (مریم ۱۹:۳) جب اس نے اپنے رب کو چپکے سے پکارا۔

حد کے اندر دعائیں مانگنے کا حکم: فرمایا۔ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔ یعنی دعاء وغیرہ میں حد سے بڑھنا مثلاً نبوت و رسالت کی دعا مانگنا یا کسی محال چیز کی دعا مانگنا یا اپنی حیثیت سے بڑھ کر دعا مانگنا حد سے بڑھنا ہے۔ سعدؓ کے صاحبزادے یہ دعا مانگ رہے تھے جسے سعد بھی سن رہے تھے کہ اے اللہ مجھے جنت' جنت کی نعمتیں' اس کی بہاریں اور اس کا ریشم عطا فرما' اور دوزخ سے اور اس کے طوق و سلاسل سے محفوظ رکھ۔ فرمایا بیٹا تم نے اللہ سے بہت سی بھلائیاں مانگ لیں اور اکثر برائیوں سے پناہ بھی مانگ لی میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسے لوگ بھی آ رہے ہیں جو دعاؤں میں حد سے بڑھ جائیں گے' ایک لفظ میں ہے کہ جو وضو اور دعاؤں میں حد سے آگے بڑھ جائیں گے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ تم کو بس یہی کافی ہے کہ اللہ سے یوں دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے جنت اور جنت سے قریب کر دینے والے قول و فعل کی توفیق مانگتا ہوں اور دوزخ سے اور دوزخ سے قریب کرنے والے قول و فعل سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۱۰)

نقض امن کی ممانعت: (۵۶) جب ملک میں امن و امان قائم ہو جائے تو انسان کو لائق نہیں کہ بدامنی پھیلائے اس لئے بدامنی سے منع فرمایا جا رہا ہے کیونکہ جب ملک میں تمام کام درست اور ٹھیک ہوں اور لوگ امن و عافیت سے زندگی بسر کر رہے ہوں' پھر امن میں خلل ڈال دیا جائے تو یہ بدامنی خاص طور سے لوگوں میں سخت بے چینی کا باعث ہوتی ہے۔ لہٰذا پرستاران توحید کا شیوہ بدامنی نہیں بلکہ اللہ کی عبادت ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اور اس سے آس لگا کر اس کی عبادت کرو' اس کے

عذاب سے لرزتے رہو اور ثواب کے امیدوار ہو۔ اس کی رحمت انہیں مخصوں کی تاک میں رہتی ہے جو اس کے احکام کے تابعدار اور ممنوعات سے بیزار رہتے ہیں چنانچہ فرمایا وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ الخ (اعراف ۷:۱۵۶) میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے لیکن میں اسے پرہیز گاروں ہی کے واسطے لکھتا ہوں چونکہ رحمت سے ثواب مراد ہے اس لئے ذکر کا لفظ استعمال کیا گیا۔ چونکہ پرہیز گاروں نے اطاعت کر کے اللہ کی رحمت کا سہارا لیا۔ اس لئے اللہ نے انہیں مژدہ جانفزا سنا دیا کہ میری رحمت بالکل پاس ہے (ابن ابی حاتم)

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ
سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۵۷ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ
يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ
نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝۵۸ ع

وہی اپنی رحمت سے پہلے بشارت کے لئے ہوائیں بھیجتا ہے آخر کار جب ہوائیں بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم بادل کو کسی مردہ سرزمین کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں' پھر اس سے پانی برسا کر اس سے ہر قسم کے پھل پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو (قبروں سے) نکال باہر کریں گے تا کہ تم سمجھ سکو۔ ستھری زمین میں اللہ کے حکم سے پیداوار خوب ہوتی ہے اور خراب زمین میں ناقص ہی پیداوار ہوتی ہے اسی طرح ہم قدردانوں کے لئے دلائل طرح طرح سے بیان کرتے ہیں۔

اللہ ہی روزی عطا فرماتا ہے: (۵۷) اللہ ہی کائنات کا خالق ہے اوپر کائنات عالم کے خالق کا بیان تھا اور کائنات میں بلا شرکت غیرے اس کے تصرفات و اختیارات کا بھی۔ اس کے بعد دعاؤں کی ترغیب کا بیان تھا کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے' یہاں یہ بتایا کہ اللہ ہی روزی رساں ہے اور وہی زندگی بعد الموت عطا فرمائے گا۔ بُشْرًا یعنی بشارت دینے والی ہوائیں سورہ روم فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ الخ (روم ۳۰-۴۶) اس کی منجملہ نشانیوں میں سے ایک یہ بھی نشانی ہے کہ وہ مژدہ دینے والی ہوائیں بھیج دیتا ہے۔ رحمت سے باران رحمت مراد ہے۔ فرمایا (۱) وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا الخ (شوری ۴۲:۲۸) جب لوگ ناامید ہو جاتے ہیں تو وہی مینہ برسا کر اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے وہی کارساز اور خوبیوں والا ہے۔ سورہ یس میں فرمایا لوگوں کے لئے مردہ زمین بھی ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کر دیا اور اس سے اناج پیدا کر دیا ہے جسے لوگ کھاتے ہیں پھر ہم اس خشک و پیاسی زمین پر مینہ برسا کر اس سے طرح طرح کے پھل پیدا کر دیتے ہیں۔ دیکھو جس طرح ہم نے اس مردہ زمین کو زندگی بخشی اسی طرح ہم قیامت کے دن مردے جلا دیں گے۔ قیامت کے قریب اللہ کے حکم سے روئے زمین پر چالیس دن تک لگاتار بارش ہوتی رہے گی اسی بارش سے قبروں میں جسم پیدا ہوں گے جیسے آج بارش سے گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن میں اللہ نے متعدد جگہ بارش کی پیدوار سے مردوں کی پیداوار کو تشبیہ دی ہے یعنی جیسے آج بارش سے نباتات پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح

قیامت کے قریب والی بارش سے انسان پیدا ہو جائیں گے' دانہ بھی گل سڑ کر اور فنا ہو کر ہی پیدا ہوتا ہے اسی طرح انسان بھی پیدا ہو جائیں گے' پھر فرمایا یہ مثال اس لئے بیان کی گئی ہے کہ تم سمجھ لو اور زندگی بعد الموت کے قائل ہو جاؤ۔

مومن و کافر کے دلوں کی مثال: (۵۸) زرخیز اور اچھی زمین سے پیداوار جلدی اور خوب ہوتی ہے۔ فرمایا اور ردی زمین میں ناقص پیداوار ہوتی ہے یعنی شوریلی زمین میں کچھ نہیں پیدا ہوتا۔

زمینِ شور سنبل بر نیارد
درو تخمِ عمل ضائع مگرداں

مومن کا دل زرخیز زمین کی طرح اور کافر کا شوریلی زمین کی طرح ہے' اس پر نصیحت کا اثر ہوتا ہے اور اس پر نہیں ہوتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ نے مجھے جو علم و ہدایت دے کر مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال موسلا دھار بارش کی سی ہے' زمین کا جو صاف اور زرخیز حصہ ہوتا ہے وہ خوب پانی جذب کرتا ہے اور اس سے خوب گھاس اور چارا پیدا ہوتا ہے' اور بعض حصہ پانی جمع کر لیتا ہے اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ خود بھی پانی پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی پلاتے ہیں اور اس سے آب پاشی بھی کرتے ہیں' اور بعض حصہ سنگلاخ و ویران ہوتا ہے نہ اس میں پانی ہی رکتا ہے اور نہ کچھ پیداوار ہی ہوتی ہے یہ اس کی مثال ہے جس نے علم دین میں سمجھ پیدا کی خود بھی فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو بھی خوب فائدہ پہنچایا اور ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے دھیان بھی نہیں دیا اور اللہ کی ہدایت قبول ہی نہیں کی جو میرے واسطے سے بھیجی گئی تھی۔ (ق ن)

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

دیکھو ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا' آپ نے فرمایا اے قوم اللہ ہی کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں' مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے' ان کی قوم کے ذی اثر لوگوں نے کہا کہ ہم تو تمہیں ایک کھلی غلطی میں (گرفتار) دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا لوگو میں غلطی پر نہیں ہوں' میں تو رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں اور تمہیں اپنے رب کے پیغامات سنا رہا ہوں میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جن سے تم بے خبر ہو

حضرت نوحؑ کا واقعہ: (۵۹) اول سورت میں آدمؑ کا واقعہ بیان کیا گیا تھا پھر اس کے متعلقات کا بیان تھا۔ پھر ان چیزوں کا بیان تھا جو ان واقعات کے قریب قریب ہیں اور اخیر میں پھر انبیاء کا بیان آ گیا۔ چنانچہ یہ نوحؑ کا بیان ہے کیونکہ آدمؑ کے بعد زمین والوں کے سب سے پہلے رسول آپ ہی ہیں۔ ادریسؑ آپ کے پردادا تھے جو فن کتابت کے موجد مانے جاتے ہیں' آپ نویں

پشت میں آدم سے مل جاتے ہیں۔ (محمد بن اسحاق)

آدم سے لے کر آپ کے عہد تک نو پشتیں تھیں جو اسلام پر رہیں۔ پھر بت پرستی کا رواج ہو گیا جس کی ابتداء یوں ہوئی کہ کچھ نیک لوگ فوت ہو گئے' ان کے عقیدت مندوں نے ان کی قبروں پر مسجدیں بنالیں اور ان میں ان بزرگوں کی تصویریں بنوا کر رکھ لیں تا کہ ان کی بزرگانہ صورت وسیرت کا نقشہ پیش نظر رہے اور ان جیسی زندگی بناسکیں کچھ زمانے کے بعد ان تصویروں کو مجسموں میں ڈھال دیا گیا اور بت بنالئے گئے' پھر ایک عرصہ کے بعد ان کی پرستش شروع ہو گئی اور انہیں بزرگوں کے ناموں پر ان بتوں کے نام رکھ دیئے گئے۔ کسی کو ود کے کسی کو سواع کے' کسی کو یغوث کے' کسی کو یعوق کے اور کسی کو نسر کے نام سے پکارا جانے لگا۔ جب بت پرستی خوب پھیل گئی تو اللہ نے اپنی محبت وشفقت سے ان میں سے اپنے مقدس رسول حضرت نوحؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے شرک پر سخت نکتہ چینی فرمائی اور توحید کی رغبت دلائی۔ فرمایا لوگو صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی بھی معبود بننے کے لائق نہیں۔ تمہارا وہی ایک معبود ہے' مجھے تمہارا شرک دیکھ کر تم پر ایک بڑے دن (قیامت) کے عذاب کا ڈر ہے۔ جبکہ تم ناگہاں اسی شرک پر مر جاؤ اور محشر کے پاس گندے ہو کر جاؤ۔

نافرمان فرمانبرداروں کو غلطی پر سمجھا کرتے ہیں: (۶۰) نہ صرف اکابر و رؤسا نے بلکہ عوام نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم آپ کو ایک کھلی غلطی میں گرفتار پار ہے ہیں۔ آپ ہمیں ترک بت پرستی کی دعوت دے رہے ہیں حالانکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو بت پرستی ہی پر پایا' آج بھی نافرمانوں کا یہی جواب ہے۔ کہ فرمانبرداروں کو غلطی پر سمجھتے ہیں فرمایا (۱) وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ (مطففین ۸۳:۳۲) جب مشرک فرزندان توحید کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں واقعی یہ لوگ گمراہ ہیں۔

انبیاء قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں: (۶۱) میں گمراہ نہیں ہوں اور نہ غلطی پر ہوں بلکہ میں اس مربی کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں جو ہر چیز کا رب اور شہنشاہ ہے۔ (۶۲) تمہیں اپنے رب کے پیغام سنا رہا ہوں تمہارا خیر خواہ ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم ناآشنا ہو ہر رسول کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ پیغامبر فصیح و بلیغ اور خیر خواہ ہوتا ہے اور اللہ کی باتوں کا عالم ہوتا ہے۔ ان خوبیوں میں کوئی بھی ان کی برابری نہیں کرسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن میدان عرفات میں صحابہؓ کے ایک بڑے مجمع میں فرمایا تھا' لوگو حق تعالیٰ تم سے میرے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ صحابہؓ بولے ہم کہیں گے کہ آپ نے تبلیغ کا حق ادا فرمادیا' اور ہماری خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ پھر آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر پھرا سے لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا (م) حق تعالیٰ تمام مسلمانوں کو انبیاء کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے' یہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور انہیں کی ہدایات پر عمل کرنے سے فلاح دارین نصیب ہوتی ہے۔ آمین

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ
وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ
فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع

کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کے واسطہ سے جو تمہیں میں سے ہے

کوئی نصیحت آ گئی تاکہ وہ تم کو ہوشیار کر دے اور تم گناہوں سے بچ جاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے لیکن لوگوں نے آپ کو جھوٹا ہی جانا آخر کار ہم نے انہیں اور ان کی کشتی کے ساتھیوں کو بچا لیا اور انہیں ڈبو دیا جنہوں نے ہماری آیتیں نہیں مانی تھیں واقعی وہ اندھے ہو رہے تھے۔

بعثت انبیاء انوکھی بات نہیں: (۶۳) نوحؑ اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ یہ کوئی انوکھی اور حیرت انگیز بات نہیں کہ حق تعالیٰ اپنی عنایت و مہربانی سے کسی انسان پر وحی نازل فرما کر اسے منصب رسالت عطا فرما دے تاکہ وہ تم کو اپنی پیغمبرانہ نصیحتوں سے بیدار کر دے اور تم کفر و شرک سے بچ کر اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ اور اس مہربان اللہ کی رحمتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔

انبیاء پر ایمان نہ لانا اللہ کے عذاب کو للکارنا ہے: (۶۴) لیکن افسوس آپ کی خیر خواہی نے اور آپ کی دلیلوں نے ان پتھروں پر کچھ بھی اثر نہیں کیا۔ یہ آپ کو جھٹلانے پر اڑے ہی رہے اور آپ کی مخالفت پر تلے ہی رہے اور بجز چند اشخاص کے آپ پر ایمان لائے ہی نہیں۔ آخر کار ہم نے نوحؑ کو اور ان کی کشتی کے مسلمان ساتھیوں کو ڈوبنے سے بچا لیا چنانچہ فرمایا۔ (۱) فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ الخ (عنکبوت ۲۹:۱۵) پھر ہم نے آپ کو اور کشتی والوں کو بچا لیا اور اس واقعہ کو دنیا کے لئے باعث عبرت بنا دیا۔ اور انہیں پانی میں ڈبو دیا جو ہماری آیتیں جھٹلایا کرتے تھے یہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ پارساؤں کا بہترین انجام فرماتا ہے' انہی کا بول بالا کرتا ہے اور انہیں کو فتح عطا فرماتا ہے' جیسے یہاں قوم نوح کو غرق کر کے نوحؑ کو اور ایمان والوں کو بچا لیا۔

قوم نوح کی کثرت: کہا جاتا ہے کہ قوم نوح کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ان سے پہاڑ اور میدان بھرے پڑے تھے چھوٹے سے چھوٹے قطعہ زمین کا بھی ۔ لک وقابض موجود تھا۔

کشتی میں کتنے اشخاص تھے؟: کشتی میں نوحؑ کے ساتھ ۱۸۰ اشخاص بچے تھے جن میں جرہم بھی تھے جن کی زبان عربی تھی۔ (ابن ابی حاتم از ابن عباسؓ)

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور ہم نے عادیوں کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا آپ نے فرمایا لوگو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں' کیا تم ڈرتے نہیں۔ ان کی قوم کے ذی اثر لوگوں نے جو کافر تھے جواب دیا ہم تم کو بے وقوف دیکھ رہے ہیں اور تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ فرمایا لوگو مجھ میں کچھ بھی بے وقوفی نہیں۔ ہاں میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات سنا رہا ہوں اور تمہارا مخلص و خیر خواہ ہوں کیا تم کو اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس رب کی طرف سے ایک ایسے شخص کے واسطے سے جو تمہاری ہی جنس (بشر) کا ہے کوئی نصیحت آ گئی تا کہ وہ تمہیں ہوشیار کر دے۔ اس حالت کو یاد کرو کہ تمہیں اللہ نے قوم نوحؑ کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں زیادہ پھیلاؤ دیا لہٰذا اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہوسکو۔

عادیوں کا نسب: (۶۵) جس طرح ہم نے قوم نوح کے پاس نوحؑ کو نبی بنا کر بھیجا تھا اسی طرح عادیوں کے پاس ہودؑ کو نبی بنا کر بھیجا عادی عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ یہ لوگ عاد اولی کہلاتے ہیں اور عاد بن ارم کی اولاد میں جو جنگلوں میں سر بفلک عمارتوں میں رہا کرتے تھے۔ فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ الخ (فجر ۸۹:۶ تا ۸) تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے عاد ارم کے ساتھ کیا کیا جو (قد و قامت میں) ستونوں جیسے تھے اور جن کی برابر (قوت میں) دنیا میں لوگ پیدا ہی نہیں کئے گئے۔ ان کا رعب و داب اور ان کی قوت دنیا بھر میں مشہور تھی۔ فرمایا فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ (فصلت ۴۱:۱۵) عادی دنیا میں ناحق تکبر کرنے لگے اور دعویٰ کرنے لگے۔ کہ کون ہے جو ہم سے قوت میں زیادہ ہو' کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں کہیں زیادہ ہے اور یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

عادیوں کی بستیاں: اس قوم کی بستیاں یمن میں ریتیلے پہاڑوں (احقاف) میں تھیں۔ علیؓ حضر موت کے ایک باشندے سے پوچھتے ہیں کیا تم نے کوئی سرخ ٹیلہ دیکھا ہے جس میں سرخ مٹی بھی ہے جہاں پیلو کی اور بیری کی جھاڑیاں بکثرت ہیں۔ یہ ٹیلہ حضر موت کے علاقہ کے فلاں فلاں گوشہ میں ہے۔ اس نے کہا امیر المومنین میں اس سے خوب واقف ہوں' آپ تو اس طرح بیان فرما رہے ہیں جیسے آپ نے بھی اسے دیکھا ہے۔ فرمایا نہیں میں نے دیکھا تو نہیں البتہ اس کے بارے میں مجھ سے حدیث بیان کی گئی ہے۔ حضرمی بولا کیا؟۔ فرمایا وہاں حضرت ہودؑ کی قبر ہے (ابن جریر) معلوم ہوا کہ عادی یمن میں آباد تھے کیونکہ ان کے پیغمبر حضرت ہودؑ وہیں مدفون ہیں۔ آپ سب سے اعلیٰ خاندان کے تھے کیونکہ حق تعالیٰ انبیاء کو اعلیٰ اور اشرف خاندان ہی میں پیدا فرماتا ہے لیکن آپ کی قوم جس طرح گرانڈیل تھی اسی طرح سنگ دل بھی تھی اور حق نہ ماننے میں پیش پیش تھی۔ اسی وجہ سے آپ نے انہیں توحید کی اور اطاعت و پارسائی کی دعوت دی۔

پاگلوں کی نگاہ میں ترک شرک کی دعوت پاگل پن ہے: (۶۶) عوام اور سرداروں اور رہنماؤں نے جواب دیا۔ تم پاگل معلوم ہوتے ہو' بھلا یہ پاگل پن اور غلطی نہیں تو اور کیا ہے کہ تم ہمیں ترک بت پرستی کی اور ایک معبود کی عبادت کی دعوت دے رہے ہو۔ جب پیغمبر اسلام ﷺ نے توحید کی دعوت دی تھی تو قریشی سرداروں نے بھی دانتوں میں انگلی دے کر کہا تھا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا الخ (ص ۳۸:۵)

کیا یہ سچے ہو سکتے ہیں؟ انہوں نے تو اتنے معبود چھوڑ کر ایک ہی معبود رہنے دیا یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔

رسول دیوانے نہیں ہوا کرتے: (۶۷) فرمایا تمہارا گمان غلط ہے مجھ میں بفضلہ تعالیٰ کی کوئی بات نہیں' میں جو کچھ بتا رہا ہوں

اللہ کی وحی کے ذریعہ بتا رہا ہوں جو کائنات عالم کا خالق و مالک ہے۔

انبیاء مبلغ، خیر خواہ اور امین ہوتے ہیں: (۶۸) میں تم کو اللہ کے پیغامات پہنچا رہا ہوں' اور خیر خواہ و امین ہوں' ایک رسول میں یہی تین صفتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ مبلغ ہو' خیر خواہ ہو اور امین ہو۔

بعثت انبیاء پر شکر کرنا چاہئے: (۶۹) میری پیغمبری پر تعجب نہ کرو بلکہ اپنے رب کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارے پاس اپنا ایک رسول مبعوث فرما دیا جو تم کو بیدار کر دے اور اللہ کے دنیوی اور اخروی عذابوں سے چوکنا کر دے اور ہاں اپنے محسن اعظم کا یہ احسان بھی نہ بھولو کہ اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین بنایا تمہیں اولاد نوح میں باقی رکھا جبکہ آپ کی بد دعا سے تمام کافروں کو غارت کر دیا پھر اس نے تم کو طویل القامت اور ہاتھی جیسے ڈیل ڈول کا مالک بنایا۔ پھر فرمایا اللہ کے انعامات و احسانات کو یاد رکھو تاکہ نعمتوں میں اضافہ ہو اور ناشکری کے وبال سے بچ جاؤ اور دین و دنیا میں پھلو پھولو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ
مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ
وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾

بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں' اگر تم سچے ہو تو ہمیں جس عذاب کا ڈراوا دے رہے ہو اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ فرمایا تمہارے رب کا عذاب وقہر تم پر آنا ہی چاہتا ہے' کیا تم مجھ سے ان ناموں کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لیا ہے اور اللہ نے ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اب تم بھی (عذاب کے) منتظر رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں' آخر کار ہم نے اپنی رحمت سے انہیں اور ان کے ساتھ والے مومنوں کو بچا لیا اور ان کی جڑیں کاٹ دیں جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی تھیں اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

عادیوں کی سرکشی کا بیان: (۷۰) عادیوں کی سرکشی کا بیان ہے کہ انہوں نے گرم ہو کر کہا کہ تم ہمارے پاس یہ پیغام لے کر آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور اپنے بزرگوں کے دیوتاؤں کو چھوڑ بیٹھیں' اچھا اگر تم اپنی دعوت میں سچے ہو تو ہمارے لئے اللہ سے عذاب طلب کر لو۔ قریش نے بھی رحمت عالم ﷺ سے یہی کہا تھا۔ فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ (انفال ۸:۳۲) اے اللہ اگر یہ قرآن واقعی تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیج' عادی بت پرست تھے

اوران کے بتوں کے نام صداء صمود اور ھباء تھے۔

عادیوں کی چوری اور سینہ زوری: (۷۱) عادیوں کی دیدہ دلیری اور جسارت دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بول کا سر نیچا جب تم خود عذاب بلا رہے ہو تو اللہ کا عذاب تم پر واجب ہو چکا اور تم اس کے قہر و عتاب میں گرفتار ہو گئے تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم مجھ سے ان بتوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جن کو تم نے اور تمہارے بڑوں نے معبود سمجھ رکھا ہے اور جو تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور نہ اللہ نے بت پرستی کی کوئی دلیل ہی اتاری ہے جب تمہاری سرکشی کا یہ عالم ہے تو اللہ کے عذاب کے منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون حقدار عذاب ہے اور کون نہیں۔

عادیوں کی تباہی: (۷۲) آخر کار ہم نے اپنی رحمت سے ہودؑ کو اوران کے ساتھیوں کو بچا لیا اور جھٹلانے والوں کی جڑیں کاٹ دیں۔ حق تعالیٰ نے قرآن عزیز میں کئی مقام پر عادیوں کی تباہی کا بیان فرمایا ہے۔ فرمایا (۱) وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ الخ (ذاریات ۵۱:۴۱٬۴۲) ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیج دی یہ جس چیز سے گذر جاتی تھی اسے ریزہ ریزہ کر کے چھوڑتی تھی۔ (۲) وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا (حاقہ ۶۹:۶ تا ۸) اور عادی ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گئے جسے ان پر اللہ نے سات دن اور آٹھ رات تک لگاتار مسلط کر دیا تھا۔ تم وہاں لوگوں کو اس طرح گرا ہوا دیکھو گے جیسے گری ہوئی کھجوروں کے تنے پڑے ہوئے ہوں پھر کیا تم ان میں سے کسی کو بچا ہوا دیکھ رہے ہو جب اس قوم کی سرکشی اور ہٹ دھرمی حد سے بڑھ گئی تو حق تعالیٰ نے انہیں تیز و تند ہوا سے ہلاک کر دیا۔ ہوا کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک عادی کو اٹھا کر فضا میں لے جاتی تھی پھر سر کے بل زمین پر پٹخ دیتی تھی جس سے سر دھڑ سے الگ ہو جاتا تھا اسی وجہ سے کھجوروں کے تنوں سے تشبیہ دی گئی۔

اللہ نے ان میں ہودؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ان میں شریف النسب ہونے کے علاوہ افضل بھی تھے۔ آپ نے انہیں توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت دلائی اور لوگوں پر ظلم و ستم کرنے سے ڈرایا لیکن ان ظالموں نے آپ کا کہنا نہ مانا اور آپ کو جھوٹا جانا اور اپنی قوت پر گھمنڈ کیا کہ ہمارے مقابلہ پر کون آ سکتا ہے ہم طاقت میں سب سے زیادہ ہیں بس ان میں سے چند مسلمان ہوئے اور وہ بھی دوسروں کے ڈر سے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے پھر جب انہوں نے حد سے زیادہ سرکشی کی اور دنیا میں فساد مچایا اور لوگوں پر زبردستی اپنی دھونس جمائی اور جہاں اونچی جگہ دیکھی وہیں تفریح کے طور پر عمارت بنائی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے خطاب کر کے فرمایا اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ الخ (شعراء ۲۶:۱۲۸ تا ۱۳۱) کیا تم ہر اونچی جگہ پر ایک یادگار محض فضول بناتے ہو اور شاندار محل بناتے ہو جیسے تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے اور جب تم کسی کی گرفت کرنے ہو تو جابر بن کر کرتے ہو اللہ سے ڈر جاؤ اور میری بات مانو۔ انہوں نے جواب دیا قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ الخ (ھود ۱۱:۵۳ تا ۵۶) تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں ہم تمہارے کہنے سے اپنے معبود نہیں چھوڑ سکتے ہمیں کسی طرح بھی تم پر یقین نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں خرابی (پاگل پن) میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کان کھول کر سن لو میں کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں اب تم سب مل کر ہر طرح کی تدبیریں کر لو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو میرا اللہ پر بھروسہ ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے جس قدر زمین پر چلنے والے ہیں سب کی پیشانی کے بال اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ یقین مانو میرا رب سیدھی راہ پر ہے (جو سیدھی راہ پر چلے گا اسی کو ملے گا)

عادیوں پر عذاب کا آغاز اور قحط کی آمد: جب یہ لوگ شرک و کفر پر اڑے رہے تو شروع میں تو تین سال تک ان پر پانی کی

ایک بوند بھی نہیں گری۔ گھبرا گئے' اس زمانے میں جب لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے اور اللہ سے رفع مصیبت کی دعا کا ارادہ کرتے تو چند لوگوں کو حرم محترم بھیجتے کہ وہ تمام حاجیوں سے دعائیں کرائیں۔ ان کے زمانے میں حرم مشہور و معروف تھا۔ اس زمانے میں ان کا ایک قبیلہ حرم میں بھی رہتا تھا جس کو عمالیق کہا جاتا تھا۔ ان کا سردار معاویہ بن بکر تھا جس کی والدہ جلھذة بنت الخیبری قوم عادی تھی۔

بارش کی دعا کے لئے وفد کی مکہ کو روانگی: عادیوں نے ستر اشخاص منتخب کر کے مکہ روانہ کر دیئے یہ لوگ مکہ پہنچ کر معاویہ کے گھر ایک ماہ تک ٹھہرے رہے اور شراب و کباب اور رقص و سرود میں مصروف ہو گئے۔ معاویہ کی دو لونڈیاں گانے میں یگانہ روزگار تھیں یہ ان کی سریلی اور مدھ بھری تانوں سے مسحور تھے مگر معاویہ کے سامنے اپنی قوم کی بربادی تھی وہ اس وفد کی موجودہ روش دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتا تھا مگر مہمان نوازی کی وجہ سے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر کار اس نے کچھ اشعار بنا کر ان لونڈیوں کو یاد کرا دیئے اور ہدایت کر دی کہ یہی اشعار گایا کریں' ان شعروں میں مہمانوں کو ان کے اصل مقصد کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ یعنی اے لوگو جو قوم کی جانب سے دعائیں کرانے کے لئے بھیجے گئے ہو کہ حق تعالیٰ ابر بھیج کر عادیوں کو سیراب فرما دے جو آج کل شدت پیاس سے بات بھی نہیں کر سکتے اور بوڑھے بچے مرد اور عورتیں سب تباہ حال ہیں' ان کی آبادیوں میں جنگلی جانور گھوم رہے ہیں' آج کسی عادی میں اتنی سکت نہیں کہ تیر چلا سکے' لیکن تم یہاں اپنے عیش میں مصروف ہو اور دن رات داد عیش دے رہے ہو دیکھو تم سے زیادہ برا دنیا میں کوئی وفد نہ ہوگا۔

سیاہ ابر کا انتخاب: اشعار سن کر یہ لوگ خواب غفلت سے چونکے اور حرم میں جا کر اپنی قوم کے لئے دعائیں کرائیں۔ آخر کار تین ابر نمودار ہوئے سفید' سیاہ' اور سرخ پھر ایک غیبی آواز آئی کہ اپنے لئے یا اپنی قوم کے لئے ان تینوں میں سے کوئی ایک ابر منتخب کر لو' قیل بن عنز بولا! میں نے سیاہ بادل چن لیا کیونکہ سیاہ بادل سے عموماً موسلا دھار بارش ہوا کرتی ہے۔ آواز آئی تو نے سیاہ بادل منتخب کیا جو کسی عادی کو بجز بنی لوذیہ کے باقی نہیں چھوڑے گا سب کو غارت کر دے گا۔ عادیوں کا یہ قبیلہ حرم میں رہا کرتا تھا اسے آنچ بھی نہیں آئی اور بعد میں عادیوں کی نسل انہیں سے چلی۔ اللہ کے حکم سے یہ سیاہ بادل سرزمین عاد کی طرف بڑھا۔ جب یہ ان کے میدان مغیث میں پہنچا تو عادی اسے دیکھ کر خوش ہو گئے اور خوشی سے جھوم جھوم کر کہنے لگے کہ دیکھو سیاہ بادل چھا گیا اب بارش ہونے والی ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ (احقاف ۴۶: ۲۴'۲۵) بلکہ یہ تو وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔ یہ ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو اللہ کے حکم سے ہر چیز اکھاڑ پھینکے گی۔

سخت ہولناک آندھی جو مسلسل ایک ہفتہ چلی: آخر کار اللہ نے ان پر اس آندھی کو لگاتار سات رات اور آٹھ دن تک مسلط رکھا جس نے ایک ایک عادی کو چیخ چیخ کر مار کر چھوڑا۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت ھود اور مومن ایک باڑے میں چھپ گئے تھے۔ جب یہ آندھی اس مقام پر جاتی تو خوشگوار بن کر نرم نرم ان کے جسموں کو لگتی اور عادیوں پر پتھر برسا رہی تھی انہیں اٹھا اٹھا کر سر کے بل پٹخ رہی تھی جس سے ان کے سر الگ جا پڑتے تھے اور دھڑ الگ۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا (ھود ۱۱: ۵۸) جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور ان کے ساتھ والے ایمان والوں کو بچا لیا اور ہم نے انہیں اس ہولناک عذاب سے سلامت رکھا۔

وقف لازم

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ
غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ
فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ
فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ
فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَأُ
الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ
مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ
بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ﴿٧٦﴾
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا
إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي
دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٧٨﴾

اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا انہوں نے فرمایا لوگو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی دوسرا تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک صاف دلیل آ چکی ہے' یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے دلیل ہے لہٰذا اسے اللہ کی زمین میں چرنے دو اسے دکھ نہ پہنچا ورنہ تمہیں دردناک عذاب آ گھیرے گا۔ یاد کرو حق تعالیٰ نے عادیوں کے بعد تمہیں آباد کیا اور تمہیں زمین پر جگہ دی کہ تم میدانوں میں تو محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر ان میں گھر بناتے ہو لہٰذا اللہ کے احسانات یاد کرو اور زمین پر فساد مچاتے ہوئے نہ پھرو قوم کے سر پھروں نے کمزور ایمان والوں سے کہا کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں انہوں نے جواب دیا بے شک ہمیں ان کی رسالت کا پورا پورا یقین ہے' ان سر پھروں نے کہا کہ تم کو جس چیز کا یقین ہے ہم اسے نہیں مانتے آخر انہوں نے اونٹنی کو زخمی کر دیا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور بولے کہ اے صالح اگر تم پیغمبر ہو تو تم جس چیز کا ہمیں ڈراوا دیتے ہو اسے ہمارے پاس لے آؤ آخر کار انہیں زلزلہ نے آ پکڑا اور اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے کے پڑے رہ گئے۔

ثمودیوں کی آبادیاں اور ان کا نسب: (۷۳ تا ۷۷) ثمود بن عاثر اور جدیس بن عاثر ارم بن سام کے پوتے تھے' اسی طرح

قبیلہ طسم یہ سب خلیل اللہ سے قبل خالص عربوں کے قبیلے تھے۔ثمودیوں کا زمانہ عادیوں کے زمانے کے بعد ہے۔ان کی آبادیاں شام اور حجاز کے درمیان وادی القریٰ میں اور اس کے نواح میں تھیں' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹ ھ میں تبوک تشریف لے جا رہے تھے تو ان کی آبادیوں اور مکانوں کے کھنڈرات سے گذرے تھے۔ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم وادی تبوک میں لڑے تو آپ کے کچھ ساتھیوں نے ثمودیوں کے گھروں کے پاس خیمے نصب کر لئے اور لوگ ان کے کنوؤں کا پانی پینے لگے اور اسی سے آٹا بھی گوندھ لیا اور ہانڈیاں بھی پکانی شروع کر دیں۔جب آپ کو خبر لگی تو آپ نے حکم فرمادیا کہ ہانڈیاں اندھا دو اور گندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہاں سے ہٹ جانے کا حکم دیا اور انہیں اس کنویں کے پاس لے گئے جس سے اونٹنی پانی پیا کرتی تھی اور ان مقامات پر جانے سے منع فرما دیا جہاں کسی قوم پر کبھی عذاب آیا تھا اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہیں ان کے عذاب کی طرح ناگہاں تم بھی عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔لہٰذا ان کی آبادیوں میں مت جاؤ (الف) اصل حدیث ق میں مختلف سندوں سے آئی ہے) ایک روایت میں ہے ثمودیوں کی بستیوں سے روتے ہوئے ہی گذر جاؤ۔

فرمایا ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کی برادری کے ایک شخص صالحؑ کو مبعوث فرمایا جنہوں نے انہیں توحید کی رغبت اور شرک سے نفرت دلائی' اول سے لے کر آخر تک تمام نبیوں کی یہی ایک دعوت تھی۔فرمایا (۱) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ الخ (انبیاء۲۱:۲۵) ہم نے آپ سے قبل ہر رسول کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو (۲) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا الخ (نحل۱۶:۳۶) ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا جس نے یہی دعوت دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو سورہ شمس کی آخری آیتوں سے بھی یہی ظاہر ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی کو جھٹلایا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔آخر کار ان کے رب نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں برباد کر دیا فرمایا وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً الخ (اسراء۱۷:۵۹) ہم نے ثمودیوں کو بصیرت کے لئے اونٹنی دی تھی' لیکن انہوں نے اس پر ظلم کیا ہم ایسے معجزے ڈرانے ہی کے لئے ظاہر کیا کرتے ہیں۔یہاں بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کے مار ڈالنے پر سب راضی تھے۔

اونٹنی کا قتل: اللہ نے فرمایا وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ (نمل ۲۷:۴۸) اور شہر میں نو آدمی سرغنہ تھے جو ملک میں بدامنی پھیلاتے رہتے تھے اور امن قائم نہیں رہنے دیتے تھے چونکہ یہ اکابر قوم تھے اس لئے انہوں نے قوم کو اپنا ہم نوا بنا لیا پھر ان میں سے دو شخص جوان سب میں بد بخت تھے وہ اونٹنی کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے جب اونٹنی ادھر سے گذری تو پہلے ایک شخص نے اس کو تیر مارا جو اس کی ٹانگ میں پیوست ہو گیا۔اس طرح وہ اونٹنی قتل کر دی گئی۔

جب اونٹنی کے مارے جانے کی اطلاع اللہ کے نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ دوڑے ہوئے ثمودیوں کے پاس آئے یہ سب ایک جگہ جمع تھے' آپ اونٹنی کو مقتول دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ الخ (ھود۱۱:۶۵) لوگو اپنے گھروں میں تین دن اور فائدہ اٹھالو۔بدھ کا دن تھا جس دن یہ اندوہ ناک سانحہ پیش آیا۔

حضرت صالحؑ کے قتل کا قصد: اسی دن کی شام کو انہی نوغنڈوں نے صالحؑ کو قتل کرنے کا قصد کیا۔بولے اگر وہ سچا رسول ہے اور ہم ہلاک ہی ہونے والے ہیں تو پھر اسے زندہ کیوں چھوڑیں' اور اگر جھوٹا ہے تو روز روز کی کل کل سے آج اس کا بھی قصہ پاک کر دیا جائے اور اسے بھی اونٹنی کے پاس پہنچایا جائے۔فرمایا قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ الخ (نمل ۲۷:۴۹ تا ۵۱) انہوں نے کہا آؤ ہم سب مل کر قسم کھائیں کہ رات کو صالحؑ اور ان کے ماننے والوں پر چھاپہ ماریں' پھر ہم ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ ہم ان کے

مارے جانے میں موجود ہی نہ تھے اور ہم قطعی سچے ہیں انہوں نے بھی ایک خفیہ چال چلی اور ہم نے بھی ایک پوشیدہ تدبیر کی جس کی انہیں خبر بھی نہ ہوئی پھر آپ غور فرمائیں کہ ان کی چال کا کیسا برا انجام ہوا کہ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو تباہ کر دیا۔ جب ان بدبختوں نے اس ناپاک ارادے پر اتفاق کر لیا اور رات کو اللہ کے نبی ﷺ کو قتل کرنے کے لئے آ بھی گئے ابھی یہ پہاڑ پر چڑھ ہی رہے تھے کہ حق تعالیٰ نے ثمودیوں سے پہلے ہی ان نو بدبختوں کا سر ایک پتھر سے کچل دیا۔ ان کے اوپر ایک چٹان گر پڑی جس سے ان کا مغز پاش پاش ہو گیا۔

عذاب کی آمد اور ہلاکت کے ایام: جمعرات کے دن جو مہلت کا پہلا دن تھا ثمودیوں کے چہرے زرد پڑ گئے اور جمعہ کو آگ کی طرح سرخ بھبوکا ہو گئے اور ہفتہ کے دن جو مہلت کا پچھلا دن تھا سیاہ فام ہو گئے۔ اتوار کے دن جب یہ خوشبو لگا کر اللہ کے عذاب کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں یہ خبر بھی نہ تھی کہ ان کی کیا گت بننے والی ہے اور عذاب کی کیا صورت ہوگی کہ اتنے میں سورج کے نکلتے ہی آسمان سے ایک دلدوز جگر پاش اور سخت کڑک جیسی ایک آواز آئی' اس بھیانک اور دل ہلا دینے والے کڑاکے نے ان کے کلیجے پاش پاش کر دیئے اس دھماکہ کے ساتھ ساتھ زمین میں بڑے زور کا بھونچال آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے گھڑی بھر میں سب ڈھیر ہو کر رہ گئے۔

(۷۸) انہیں زلزلہ نے آ دبوچا اور گھروں ہی میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے۔ اللہ کے عذاب سے نہ جوان بچا اور نہ بوڑھا عورت مرد اور چھوٹے بڑے سب کا ڈھیر ہو گیا اور گھر گھر لاشوں سے پٹ گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

پھر صالح ان سے پیٹھ پھیر کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ لوگو میں نے تو تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری ہمدردی کی تھی مگر (افسوس) تم ہمدردوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے۔

انبیاء کی باتیں نہ ماننے کا برا انجام: (۷۹) جب اللہ نے ثمودیوں کو مخالفت رسول ﷺ اور کبر و غرور اور ہدایت سے کترا کر گمراہی کی طرف لپکنے کی وجہ سے ہلاک کر دیا تو صالح نے قوم کی افسوسناک تباہی دیکھ کر انہیں قائل کرنے کے لئے فرمایا کہ ہزار افسوس نہ تو تم کو پیغام حق نے فائدہ پہنچایا اور نہ میری ہمدردی تمہارے کام آئی۔ تم نے ہمدردوں کو ٹھکرایا اور دشمنوں کو سینے سے لگایا جس کا تمہیں یہ بدانجام دیکھنا پڑا۔ گو یہ خطاب بظاہر لاشوں سے تھا مگر یہ اللہ کے نبی ﷺ کی بات سن رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان بدر میں تین دن ٹھہر کر وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ نے اس گڑھے پر جس میں بدر کے کافروں کی لاشیں ڈال دی گئی تھیں کھڑے ہو کر فرمایا اے ابوجہل' اے عتبہ' اے شیبہ اور اے فلاں بن فلاں تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پا لیا۔ مجھ سے میرے رب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے تو اسے سچ مچ سچا پا لیا۔ عمرؓ بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ ان سڑی ہوئی لاشوں سے خطاب فرما رہے ہیں فرمایا اللہ کی قسم یہ میری بات تم سے زیادہ سن رہے ہیں البتہ جواب نہیں دے سکتے (ق)

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿٨١﴾

اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی سخت بے حیائی کا کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی نہیں کیا' تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت پوری کرتے ہو بلکہ تم انسانیت ہی سے گئے گذرے ہو۔

حضرت لوطؑ کا واقعہ: (٨٠) لوطؑ بھی اللہ کے پیغمبر تھے۔ ان کا واقعہ یاد کرو آپ ہاران بن آذر کے بیٹے اور ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے' آپ ابراہیمؑ پر ایمان لائے اور آپ ہی کے ساتھ وطن سے ہجرت کر کے شام چلے آئے حق تعالیٰ نے آپ کو اہل سدوم اور اس کی نواحی آبادیوں کے باشندوں کا رسول بنا کر بھیجا تھا۔ آپ انہیں توحید کی دعوت اور نیکیوں کی رغبت دے رہے ہیں اور برائیوں سے بے حیائیوں سے گناہوں سے اور ممنوعات سے نفرت دلا رہے ہیں۔

اغلام بازی لوطیوں کی ایجاد ہے: اس قوم نے ایک ایسی فحش بے حیائی ایجاد کی تھی جس کا ماضی میں وجود نہ تھا' یہ بے حیائی نہ انسانوں میں پائی جاتی تھی اور نہ جانوروں میں۔ یعنی اغلام بازی۔ یہ ایک ایسی بے حیائی تھی جس سے اب سے پہلے انسان ناآشنا تھا۔ اور نہ کسی کے ذہن میں اس کا تصور تھا مگر اس قوم نے اس انسانیت سوز فعل کا ارتکاب کر کے ہمیشہ کے لئے انسانیت کی روشن پیشانی پر کلنک کا داغ لگا دیا۔

بیویوں سے جنسی پیاس بجھاؤ: (٨١) بڑے شرم کی بات ہے کہ حق تعالیٰ نے جنسی پیاس بجھانے کے لئے عورتیں پیدا کیں مگر تم ان سے ہٹ کر مردوں سے جنسی پیاس بجھا رہے ہو۔ دراصل اس شرمناک فعل کے مرتکب ہو کہ تم انسانیت کی حد سے پھلانگ رہے ہو اور اس کے نقصانات سے بھی بے خبر ہو محل چھوڑ کر غیر محل کے استعمال پر تمہیں شرم سے پانی پانی ہو جانا چاہیے۔ فرمایا (١) يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ الخ (هود ١١:٧٨) یہ میری قوم کی بیٹیاں موجود ہیں جو تمہاری جنسی پیاس بجھانے کے لئے اچھی ہیں ان سے نکاح کر لو (٢) قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (حجر ١٥:٧١) یہ میری بیٹیاں (جو تمہارے نکاحوں میں ہیں) موجود ہیں بشرطیکہ تم میری بات مانو۔ آپ نے انہیں ان کی عورتوں کی طرف توجہ دلائی کہ وہ تمہارے نکاح میں ہیں اور تمہاری جنسی خواہش رفع کرنے کے لئے اچھی ہیں۔ لیکن ان بدبختوں نے جواب دیا کہ ہمیں ان کی خواہش نہیں۔ فرمایا قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ (هود ١١:٧٩) انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں یعنی (اپنی عورتوں) کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ ہماری غرض کو خوب جانتے ہیں۔ یعنی ہمیں نہ عورتوں کی خواہش ہے اور نہ ادھر رجحان ہے' اور آپ خوب جانتے ہیں کہ ہم آپ کے مہمانوں سے کیا چاہتے ہیں۔ ڈھیٹ پنے کی حد ہو گئی' حیا کا دامن پارہ پارہ کر کے اللہ کے نبی علیہ السلام کے آگے چھوٹ رہے ہیں اور ناپاک ارادے کا اظہار کر رہے ہیں اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٨٢﴾

اور آپ کی قوم سے بجز اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ کہنے لگے انہیں اپنی بستی سے نکال باہر کرو یہ بڑے پاک بنتے پھرتے ہیں۔

حضرت لوط کو جلاوطن کرنے کی سازش: (٨٢) یہ گندے آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ لوطؑ کو اور ان کے عقیدت مندوں کو جلاوطن کردو یہ بڑے پاک وصاف بنے پھرتے ہیں اور لواطت سے ہمیں روکتے ہیں۔ آخر کار حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور ایمان والوں کو ان گندی بستیوں سے صحیح وسالم نکال لیا اور ان کو ذلت وخواری کے ساتھ انہیں کی بستیوں میں زمین دوز کر دیا۔ یہ جملہ کہ بڑے پاک بنے پھرتے ہیں طعنے کے طور پر کہا تھا۔ کہ جب یہ مردوں اور عورتوں سے اغلام بازی کو شرمناک بتاتے ہیں تو لامحالہ اس فعل سے دور رہتے ہیں۔ پھر بھلا ہم گندوں میں ان پاک بازوں کا کیا کام اس لئے انہیں نکال دیا جائے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاَمْطَرْنَا
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٨٤﴾ ع ١٠

آخر کار ہم نے لوطؑ کو اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا علاوہ ان کی عورت کے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہونے والوں ہی میں رہی اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کی (پتھروں کی) بارش کی' اب آپ غور فرمائیں کہ ان مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔

لوط علیہ السلام معہ مسلمانوں کے عذاب سے محفوظ رہے: (٨٣) اللہ کے قہر وعذاب سے لوطؑ اور ان کا گھرانہ بچا لیا گیا آپ پر بجز گھر والوں کے اور کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ فرمایا فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا الخ (ذاریات ٥١:٣٥'٣٦) پھر ہم نے ان بستیوں سے ایمان والوں کو نکال لیا وہاں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا تھا۔ آپ کے گھرانے میں آپ کی بیوی آپ پر ایمان نہیں لائی تھی اس لئے وہ عذاب میں ہلاک کر دی گئی یہ کافرہ ہی رہی۔ اور اشاروں کنایوں سے گھر کے مہمانوں کی قوم کو خبر کرتی رہی اسی وجہ سے آپ کو حکم تھا کہ جب راتوں رات آپ روانہ ہوں تو اسے اپنے ساتھ نہ لے جائیں بلکہ اسے اپنے ارادے کی خبر بھی نہ کریں پھر فرمایا علاوہ آپ کی عورت کے باقی رہنے والوں میں سے تھی یا ہلاک ہونے والوں میں سے تھی یعنی ساری قوم مع زوجہ لوط ہلاک کر دی گئی۔

قوم لوطؑ پر پتھروں کی بارش: (٨٤) ہم نے ان پر ایک نئی قسم کی بارش کی اس کی تفسیر اس آیت میں آ گئی فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا الخ (ھود ١١:٨٢'٨٣) پھر جب ہمارا عذاب آ گیا تو ہم نے زمین کا تختہ الٹ دیا اور ہم نے ان پر لگاتار کھنگر یلے پتھر برسائے جن پر آپ کے رب کے پاس والے ایک خاص قسم کے نشان بھی تھے اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں' اے محبوب نبی آپ غور فرمائیں کہ جو گناہوں پر جسارت کر کے بڑھ بڑھ کے گناہ کرتے ہیں اور اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں ان کا انجام کیسا عبرت ناک ہوتا ہے۔

اسلام میں لوطی کی حد: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے لواطت کرتے ہوئے پاؤ فاعل مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو (داتء ابن ماجہ)

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ قَدْ جَآءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا۟ ٱلْكَيْلَ وَٱلْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٨٥﴾

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا لوگو اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس ایک روشن دلیل پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا ناپ اور تول پوری رکھو اور لوگوں کی چیزوں میں انہیں نقصان نہ پہنچاؤ اور دنیا میں قیام امن کے بعد بدامنی نہ پھیلاؤ اگر تم تصدیق کرو تو یہ بات تمہارے لئے بہت ہی مفید ہے۔

حضرت شعیبؑ کا واقعہ: (۸۵) مدین والے مدین بن ابراہیمؑ کے خاندان کے ہیں اور شعیب میکیل بن یشخر کے صاحبزادے ہیں جن کو سریانی زبان میں یثرون کہا جاتا ہے۔ مدین جس طرح قبیلہ کا نام ہے اسی طرح ایک شہر کا بھی نام ہے جو معان سے ہوتے ہوئے حجاز جانے والے راستے پر آتا ہے۔ فرمایا وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً الخ (قصص ۲۸: ۲۳) جب موسیٰؑ مدین کے کنویں پر پہنچے تو آپ نے وہاں لوگوں کا اژدھام دیکھا جو (جانوروں کو) پانی پلا رہے تھے۔ مدین والے ہی اصحاب ایکہ ہیں شعیبؑ نے بھی دیگر انبیاء کی طرح اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے میری رسالت کی صداقت و دلائل و براہین قائم فرما دیئے ہیں۔ پھر ایک بدعنوانی کی طرف توجہ دلائی جو لوگوں میں عام تھی کہ ناپ اور تول میں کمی کیا کرتے تھے۔ فرمایا خبردار ناپ و تول پوری کرو اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچاؤ ان کے مالوں میں خیانت نہ کرو اور ان کی حق تلفیاں نہ کرو' یہ خیانت ہے کہ بتاؤ دس من' اور دو آٹھ من ایسا نہ کرو فرمایا وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الخ (مطففین ۸۳: ۱ تا ۳) ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے کہ جب ناپ کر لوگوں سے اپنا حق لیں تو پورا لیں اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ اس آیت میں ایسے کرنے والوں کے لئے بڑے بڑے ڈراوے ہیں۔ اللہ حق تلفی سے بچائے آمین۔ شعیبؑ خطیب الانبیاء کے لقب سے پکارے جاتے ہیں کیونکہ آپ فصیح عبارت میں اپنے مخصوص انداز سے دلوں میں اتر جانے والی نصیحتیں کیا کرتے تھے آپ کا ایک پیغمبرانہ وعظ اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

وَلَا تَقْعُدُوا۟ بِكُلِّ صِرَٰطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِهِۦ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَٱذْكُرُوٓا۟ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿٨٦﴾ وَإِن كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنكُمْ ءَامَنُوا۟ بِٱلَّذِىٓ أُرْسِلْتُ بِهِۦ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا۟ فَٱصْبِرُوا۟ حَتَّىٰ يَحْكُمَ ٱللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ

خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾

اورتم ہرراہ پراس ارادے سے مت بیٹھو کہ ایمان لانے والوں کو دھمکاؤ اورانہیں اللہ کی راہ سے روکو اوراللہ کی راہ میں کجی کی جستجو میں لگے رہو اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری تعداد کم تھی' پھر اللہ نے تمہاری تعداد بڑھادی اورغور کرو کہ شرارت پسندوں کا کیسا انجام ہوا اور اگر تم میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لے آئے ہیں جسے مجھے دے کر مبعوث کیا گیا ہے اور کچھ ایمان نہیں لائے تو صبر کرو تاوقتیکہ اللہ ہم میں فیصلہ نہ فرمادے اوروہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

حضرت شعیبؑ کا ایک خطبہ جس میں ڈکیتی سے نفرت دلائی گئی ہے: (۸۶) شعیبؑ ظاہری اور معنوی ڈکیتی سے بچنے کی لوگوں کو ایک دل پسند پیرائے میں نصیحتیں فرمارہے ہیں کہ راستوں میں ڈکیتی کے لئے نہ بیٹھو کہ جو بے چارا نکلا اسی کی ذرا دھمکا کر جیب خالی کرالی اور مال رکھوالیا۔ یہ لوگ چنگی وصول کیا کرتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو میرے پاس اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے آئے اسے ڈرانے دھمکانے کے لئے راہ میں نہ بیٹھ جاؤ۔ ایمان والوں کو اللہ کی راہ پر چلنے دو ان کی راہ میں روڑے نہ اٹکاؤ اور کانٹے نہ بچھاؤ' سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کی کوشش نہ کرو' نہ کسی بے چارے کا مال لوٹو اور نہ اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالو۔ ہر راستہ پر بیٹھنے سے ڈاکہ ڈالنا مراد ہے اور اللہ کی راہ سے ایمان والوں کو روکنے سے دینی آزادی پر ڈاکہ ڈالنا مراد ہے۔ فرمایا نہ ظاہری ڈاکہ ڈالو اور نہ معنوی اور یہ آرزو مت کرو کہ اللہ کی راہ ٹیڑھی ترچھی یا ادھر ادھر بٹی ہوئی ہوتی فرمایا اللہ کا یہ جلیل الشان احسان سامنے رکھو کہ تم اپنی اقلیت کی وجہ سے کمزور تھے' پھر اللہ نے تمہاری تعداد بڑھا کر تم کو معزز و غالب بنا دیا۔ لہٰذا اپنے محسن اعظم کی اس نعمت کا شکریہ بجالاؤ اور شرارت پسندوں کا عبرت ناک انجام دیکھ لو کہ پہلی قوموں نے اور پہلے لوگوں نے گناہوں پر جسارت کر کے اور نبیوں کو جھٹلا کر کس طرح اللہ کے عذاب کو دعوت دی اور ان کا کتنا برا حشر ہوا۔ سب غارت ہو گئے اور ایسے مٹے کہ آج ان کے افسانے ہی افسانے رہ گئے۔ سب کی جڑیں کٹ گئیں سب تباہ ہو گئے اور کسی کا نام ونشان تک نہ رہا۔

انبیاء کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے: (۸۷) اگر تم میں سے ایک جماعت مجھے رسول مانتی ہے اور دوسری نہیں مانتی تو اللہ کا فیصلہ آنے تک صبر کرو۔ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ اللہ کی مدد کس کے ساتھ ہے اور کس کے ساتھ نہیں' کس کا بول بالا ہوتا ہے اور کس کا منہ کالا ہوتا ہے۔ کس کا انجام خوشگوار ہوتا ہے اور کون ہلاکت کا شکار ہوتا ہے حق تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے اللہ والے کامیاب ہوں گے اور اللہ کی راہ سے کترانے والے ناکام ہوں گے۔ اے اللہ ہمیں اپنی مہربانی سے کامیاب بنا اور اپنی راہ پر ثابت قدم رکھ۔ آمین

❀❀❀

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۭ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾

قوم کے مغرور سرداروں نے کہا ہم آپ کو اور آپ کے ساتھ والے ایمان والوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے یا پھر آپ کو ہمارا مذہب اختیار کرنا پڑے گا۔ فرمایا اگر چہ ہم اسے برا جانتے ہوں' اگر ہم تمہارا مذہب پھر اختیار کرلیں جب کہ حق تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات عطا فرمادی ہے تو ہم اللہ پر جھوٹی تہمت باندھنے والے ہوں گے ہمیں تمہارا مذہب اختیار کرنا لائق نہیں' ہاں ہمارا رب اللہ یہی چاہے تو دوسری بات ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے ہمارا اللہ ہی پر بھروسہ ہے' بارالہا ہمارے اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ فرما تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

شعیب کی تقریر دلپذیر کا جواب: (٨٨) اللہ کے نبی کا روح پرور وعظ سن کر قوم کے جواب کا بیان ہے جب قوم لاجواب ہوگئی تو جبر وزبردستی پر اتر آئی۔ بولی ہم دو باتیں جانتے ہیں تیسری نہیں یا تو ہم تمہیں جلاوطن کردیں گے ورنہ جبراً اپنے دین میں واپس لے آئیں گے اور ہمارا ڈنڈا تمہارا دماغ درست کردے گا اگرچہ رسول سے خطاب ہے مگر آپ کے وہ امتی مراد ہیں جو آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں تو تمہارے مذہب سے سخت نفرت ہے اور ہم اسے انتہائی برا اور پورے یقین سے غلط سمجھتے ہیں۔ پھر تم ہم پر بیجا دباؤ کیسے ڈال سکتے ہو اور ہم سے جبریہ کیسے اپنا دین منوا سکتے ہو؟

شرک موحد کی شایان شان نہیں: (٨٩) اللہ نے جس خطرناک دلدل سے ہمیں نکالا اگر ہم پھر اسی دلدل میں جا پھنسیں جس میں تم ابھی تک پھنسے ہوئے ہو تو ہم اللہ پر بڑا بھاری بہتان باندھیں گے کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرلیں گے اور یہ ناممکن ہے ہم کبھی ایسا نہیں کرسکتے۔ اور کسی صورت میں بھی تمہارا دین نہیں مان سکتے۔ آپ نے ایمان والوں کو فتنہ ارتداد سے ہوشیار فرماتے ہوئے فرمایا کہ ایک موحد کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنی مقدس پیشانی غیروں کے آگے جھکا کر اللہ کا باغی بن جائے۔ مگر چونکہ انسان کمزور ہے اور مستقبل سے بالکل بے خبر اس لئے فرمایا کہ اگر اللہ ہی ہمارے دل پھیر دے اور اپنے در سے دھتکار دے تو پھر ہم مجبور ہیں۔ ہدایت وضلالت اسی کے اختیار میں ہے اور وہی انسان کے انجام سے خوب واقف ہے کیونکہ اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے' ہمارا ہر کام میں اسی پر بھروسہ ہے۔ بارالہا تو ہم میں اور قوم میں فیصلہ فرما اور ہماری غیب سے مدد فرما تو ہی سب سے اچھا حاکم اور بڑا انصاف پسند ہے اور کسی پر کبھی ادنیٰ سا ظلم بھی نہیں فرماتا۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾
الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚۛ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا معٓ
كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾

اور قوم کے کافر سرداروں نے کہا دیکھو اگر تم شعیبؑ کی بات مان لوگے تو واقعی زبردست نقصان اٹھاؤ گے آخر کار انہیں ایک زلزلہ نے آ دبوچا اور اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا گویا وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے اور انہیں نے زبردست نقصان اٹھایا۔

کافروں کی لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش: (۹۰) سرکشی بغاوت اور پیدائشی حق کی مخالفت کا بیان ہے کافر لوگوں کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لئے قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دلا رہے ہیں کہ اگر تم نے شعیبؑ کی بات مان لی تو تباہ ہو جاؤ گے اور زبردست نقصان اٹھاؤ گے۔

بھونچال کی شکل میں غیبی پکڑ: (۹۱) چونکہ انہوں نے مسلمانوں کا دل دہلایا اور انہیں ڈرا دھمکا کر ڈرایا تھا اس لئے اللہ نے ان پر ایک زلزلہ مسلط فرما دیا جس نے انہیں اچانک آ دبوچا اور سب کو ڈھیر کر دیا۔ فرمایا وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا الخ (ھود ۱۱: ۹۴، ۹۵) جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو اس سے ہم نے شعیبؑ کو اور مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور ظالموں کو ایک دہشت ناک چیخ نے آ دبوچا۔ پھر اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے کے گرے رہ گئے جیسے کبھی ان میں آباد ہی نہیں تھے۔ چونکہ یہ مسلمانوں پر گرجے اور کڑکے تھے اس لئے اللہ نے ایک دلدوز اور بھیانک کڑاکے سے ان کے کلیجے پاش پاش کر دیئے فرمایا فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ (شعراء ۲۶: ۱۸۹) انہوں نے آپ کو جھٹلایا آخر انہیں ایک سائبان کے عذاب نے آ دبوچا سائبان کا عذاب اس لئے آیا کہ انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا تھا فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ الخ (شعراء ۲۶: ۱۸۷) اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گراؤ۔ چنانچہ پہلے تو سخت گرمی پڑی پھر گھٹا چھا گئی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ یہ خوش ہو کر ابر کے نیچے آ گئے۔ پھر ان پر آسمان سے آگ برسی اور سب جلے کے جلے رہ گئے۔ غرض اس قوم پر پہلے تو آسمان سے آگ برسی پھر سخت کڑاکا ہوا اور زمین پر ایک بھیانک زلزلہ آیا جس سے سب نیست و نابود ہو گئے۔

غیبی پکڑ نے قوم شعیب کا نام و نشان تک نہیں چھوڑا: (۹۲) عذاب نے انہیں ایسا برباد کیا گویا یہ کبھی ان بستیوں میں آباد ہی نہ تھے۔ یا تو ایمان والوں کو نکالنے کی دھمکیاں دے رہے تھے یا اب خود ان کی یہ حالت ہے کہ سب گھڑی بھر میں بے نام و نشان ہو گئے۔ اللہ اپنے عذابوں سے بچائے آمین۔ اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ یا تو یہ مسلمانوں کو ایمان و توحید کے نقصانات سے ڈرا رہے تھے یا خود ہی جانی اور مالی اندوہناک نقصانات کا شکار ہو گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ
فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾ ع۱۱

پھر آپ ان سے یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ اے قوم میں نے تو تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے اور تمہاری خیر خواہی کی تھی۔ اب میں کافروں (کی بربادی) پر کیوں رنج کروں۔

کافروں کی تباہی قابل افسوس نہیں: (۹۳) جب قوم ہلاک ہوگئی تو آپ نے انہیں قائل کرنے کے لئے فرمایا کہ میں نے تو اپنا فرض ادا کرتے ہوئے تمہاری ہر ممکن ہمدردی کی تھی مگر تم نے میری ہمدردی پر کان نہیں دھرا اور میری رسالت کا انکار ہی کرتے رہے۔ اب میں ایسے منکروں پر کیوں اظہار حسرت کروں اور کیوں ان کے غم میں پڑوں؟

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور ہم نے کسی بستی میں جو نبی بھیجا اس کے رہنے والوں کو محتاجی اور بیماری میں ضرور پکڑا تا کہ وہ گڑگڑائیں' پھر ہم نے بدحالی خوش حالی سے بدل دی یہاں تک کہ انہوں نے خوب ترقی کی اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی تکلیف وراحت پیش آئی تھی۔ پھر ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا' انہیں خبر بھی نہ تھی (کہ ایسا ہوگا)

امم سابقہ کی آزمائش: (۹۴) امم سابقہ کو جن کی طرف انبیاء بھیجے گئے تھے محتاجی اور بیماری میں مبتلا کر کے آزمانے کا بیان ہے باساء سے بیماری اور ضراء سے ناداری مراد ہے تا کہ لوگ بیماری اور ناداری میں اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے بلک بلک کر اور گڑ گڑا گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں کہ بارالہ ہمارے بیمار اچھے کر دے اور ہمارا فقر و فاقہ دور کر دے اور ان کی اکڑ جاتی رہے اور اللہ کے آگے جھک جائیں۔ مگر افسوس بیماری اور ناداری کو جو ان کے پاس رحمت لے کر آئی تھی انہوں نے ٹھکرا دیا۔ یہ اس حالت میں بھی کفر و شرک پر اڑے رہے اور بدستور غفلتوں میں پڑے رہے۔

(۹۵) پھر ہم نے انہیں تندرستی اور خوش حالی عطا فرما کر ایک اور موقعہ دیا تا کہ اب بھی شکر بجا لائیں۔ لیکن اب بھی یہ شکر گذار نہیں بنے۔ جوں جوں بام ترقی پر چڑھے اسی قدر دلوں پر غفلتوں کے پردے پڑے۔ دولت کی ریل پیل اور اولاد کی کثرت نے ان کی اکڑ میں اور اضافہ کر دیا اور ان کے نشے کو اور بڑھا دیا اور بجائے شکر کے کہنے لگے کہ یہ زمانہ کے حوادثات ہیں کہ کبھی مال آتا ہے اور کبھی چلا جاتا ہے پہلے زمانہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔ ہمارے باپ دادا کی بھی یہی حالت رہ چکی ہے' بے ایمانی ملاحظہ ہو کہ تبدیلی حالات کو اتفاقات زمانہ پر محمول کر لیا اور اللہ کی قدرت سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی' نہ ناداری میں اللہ کی طرف بڑھے اور نہ مالداری میں اور نہ تندرستی میں اللہ یاد آیا اور نہ بیماری میں یہ ہوش ہی نہیں آیا کہ دونوں حالتوں میں اللہ کی آزمائش ہے۔ مومن ہر حالت غنیمت سمجھتا ہے اور مصیبت پر صبر اور راحت پر شکر بجا لا کر رب کی رحمتیں سمیٹتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہے مومن کو اس کے لئے اللہ کا ہر فیصلہ باعث خیر ہے تکلیف پر صبر کر کے اور راحت پر شکر کر کے خیر و برکات سمیٹ لیتا ہے (ق) چونکہ مومن سمجھتا ہے کہ ہر حالت میں اللہ کی آزمائش ہے' اس لئے ہر موقعہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ فرمایا مومن لگاتار مصائب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ گناہوں سے بالکل صاف ہو جاتا ہے اور منافق کی گدھے کی سی مثال ہے جسے نہ اپنے باندھے جانے

کی خبر ہے اور نہ کھولے جانے کی۔ پھر فرمایا کہ اچانک انہیں عذاب آ دبوچتا ہے جبکہ وہ اپنی بدمستیوں میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے تصور میں بھی عذاب نہیں ہوتا۔ ہمارے محبوب رسول ﷺ نے فرمایا کہ اچانک موت مسلمانوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے حسرت اور اچانک پکڑ ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآىٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾

اور اگر آبادیوں کے باشندے ایمان لے آتے اور (شرک سے) بچتے تو ہم ان پر آسمان وزمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے (انبیاء کو) جھٹلایا' آخر ہم نے ان کی کمائیوں کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا۔ کیا دنیا والے اس بات سے نڈر ہیں کہ ان پر رات میں سوتے سوتے ہمارا عذاب آ جائے کیا دنیا والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر دن چڑھے کھیلتے کھیلتے ہمارا عذاب آ جائے کیا یہ اللہ کی ناگہانی پکڑ سے بے فکر ہیں؟۔ اللہ کی پکڑ سے شامت کے مارے ہی بے فکر ہوتے ہیں۔

لوگوں کی ایک عام غلطی کا بیان: (۹۶) لوگوں کی ایک عام غلطی کا بیان ہے کہ دنیا نیکی اور ایمان سے کتراتی ہے اور دولت ایمان سے گنتی کے آدمی فائدہ اٹھاتے ہیں چنانچہ فرمایا فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِیْمَانُهَآ الخ (یونس ۱۰:۹۸) بجز قوم یونس کے کسی بستی والے ایمان نہیں لائے کہ ان کا ایمان کارگر ثابت ہوتا۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیوی زندگی میں رسوائی والا عذاب ٹال دیا اور انہیں ایک مقررہ وقت تک فائدہ اٹھانے دیا۔ قوم یونس آثار عذاب دیکھتے ہی اللہ کے آگے جھک گئی تھی۔ اور ایمان لے آئی تھی۔ اللہ نے بھی ان سے عذاب ٹال دیا۔ فرمایا۔ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ الخ (صافات ۳۷:۱۴۷۔۱۴۸) ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ پھر ان کی قوم ایمان لے آئی اور ہم نے بھی انہیں ایک مدت (موت) تک فائدہ اٹھانے دیا اور یہاں فرمایا کہ اگر دنیا انبیاء کو مان لے اور ان کی پیروی میں لگ جائے اور پارسائی اختیار کر لے تو ہم وقت پر آسمان سے پانی برسائیں اور زمین کی پیداوار خوب بڑھائیں حتیٰ کہ ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیں۔ لیکن وہ تو انبیاء کو مانتے ہی نہیں اور اپنے جمود پر قائم ہیں آخر کسی نہ کسی دن ہماری پکڑ آ کر انہیں تباہ کر جاتی ہے۔

نافرمانوں کو دھمکی: (۹۷) نافرمانیوں پر جسارت کرنے والوں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ کیا کافروں کو ڈر نہیں لگتا کہ ان پر رات کو سوتے وقت اللہ کا عذاب آ جائے اور سوتے کے سوتے رہ جائیں۔ (۹۸) یا کھیلتے کھیلتے دن چڑھے عذاب آ جائے اور ڈھیر ہو کر رہ جائیں (۹۹) کیا یہ اللہ کے عذاب سے اور اس کی ہمہ گیر قدرت سے بے خوف ہیں۔ بے خوف تو شامت کے مارے ہی ہوتے

ہیں۔اسی وجہ سے حسن بصری کا کہنا ہے کہ مومن نیکیاں کر کے بھی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور کافر گناہوں کے باوجود بھی نڈر رہتا ہے۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کیاان واقعات نے (گذشتہ) لوگوں کے بعد موجود رہنے والوں کو یہ بات نہیں بتائی کہ اگر ہم چاہیں تو گناہوں کی وجہ سے انہیں بھی برباد کر دیں اور ان کے دلوں پر بھی مہر لگا دیں کہ یہ سنیں ہی نہیں۔

---

(۱۰۰) ہم نافرمانوں کو غارت کر کے ان کی جگہ دوسری قوم لے آتے ہیں۔کیا پہلی قوم کے عبرتناک حشر سے موجودہ قوم کے لئے یہ بات ظاہر نہیں ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو گناہوں کی وجہ سے انہیں بھی برباد کر دیں۔یہ جو دوسروں کے جانشین ہیں اور انہیں کے قدم بہ قدم چل رہے ہیں اور اللہ کی بے دھڑک ہو کر نافرمانیاں کر رہے ہیں۔اگر ہم چاہیں تو پہلوں کی طرح انہیں بھی سزا دے سکتے ہیں اور ان کے دلوں پر بھی مہر لگا سکتے ہیں تا کہ نصیحت اثر ہی نہ کرے۔فرمایا اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا الخ (سجدہ ۳۲:۲۹) کیا اس واقعہ سے ان کی آنکھیں نہیں کھلیں کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قومیں برباد کر چکے ہیں جن کی جگہوں پر یہ آتے جاتے ہیں۔یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں' پھر کیا یہ سنتے نہیں؟ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا الخ (حج ۲۲:۴۵'۴۶) ہم نے کتنی ہی نافرمان بستیاں ہلاک کر دیں' اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے کنویں اور بہت سے مضبوط محل بیکار و ویران پڑے ہوئے ہیں۔کیا کافر دنیا میں چلے پھرے نہیں تا کہ ان کے دلوں میں سمجھ اور کانوں میں سماعت پیدا ہوتی۔یہ واقعہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں والے دل اندھے ہو جاتے ہیں وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ الخ (انعام ۶:۱۰) آپ سے پہلے رسولوں سے بڑا بڑا مذاق کیا گیا۔لیکن یہ جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آ گھیرا۔اور بھی ہم معنی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں پر اللہ کے عذاب اور مومنوں پر اللہ کی رحمتیں اترتی ہیں۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ہم آپ سے ان بستیوں کی کچھ خبریں بیان کر رہے ہیں بلا شبہ ان کے پاس ان کے پیغمبر معجزے لے کر آئے تھے پھر وہ پہلے جو بات جھوٹی بتا چکے تھے اسے ماننے والے نہ تھے' اللہ اسی طرح کافروں کے دل بند کر دیتا ہے اور ہم نے اکثر لوگوں کو عہد کا پابند نہیں دیکھا اور انہیں بے حکم ہی پایا۔

رحمت عالم ﷺ کو تسکین و تشفی: (۱۰۱) چند انبیاء کے واقعات بیان کرنے کے بعد اور اس بیان کے بعد کہ اللہ کافروں کو تباہ کر دیتا ہے' مومنوں کو بچا لیتا ہے اور لوگوں پر اس وقت عذاب بھیجتا ہے جب ان کے پاس انبیاء معجزات لے کر آ جاتے ہیں اور لوگ نبیوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ ہمارے محبوب نبی سے خطاب فرما رہا ہے کہ اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو ان تباہ شدہ بستیوں کے کچھ واقعات بتا دیئے ان کے پاس بھی ان کے رسول معجزے اور اپنی صداقت کے دلائل لے کر آئے تھے۔ فرمایا (ا) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (اسراء ۱۷:۱۵) ہم کسی پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک رسول نہ بھیج دیں۔

اکثر لوگ بدعہد ہوتے ہیں: (۱۰۲) یعنی اکثر لوگ بدعہد و نافرمان ہوتے ہیں۔ عہد سے عہد الست مراد ہے یعنی توحید کا عہد جس پر ہر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ الخ (اعراف ۷:۱۷۲) جب اللہ نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تو سب نے جواب دیا کہ واقعی تو ہمارا رب ہے' ہم اس پر گواہ ہیں۔ کافروں نے اسی عہد کو پس پشت ڈال دیا اور بلا کسی دلیل عقلی یا شرعی کے غیر اللہ کو پوجنے لگے۔ حالانکہ فطرت سلیمہ شرک سے متنفر ہے اور اول سے آخر تک انبیائے کرام شرک سے روکتے رہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں کو توحید پر پیدا کیا ہے۔ پھر شیطان ان کے پاس آ کر انہیں ان کے دین سے ہٹا دیتا ہے اور ان پر میری حلال کی ہوئی چیزیں حرام کر دیتا ہے (م) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی اور عیسائی اور مشرک بنا دیتے ہیں (ق)

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزے دے کر فرعون کے اور اس کے درباریوں کے پاس بھیجا لیکن انہوں نے بھی معجزے نہیں مانے' آپ دیکھ لیں کہ ان شرارت پسندوں کا انجام کیسا ہوا۔

فرعون کی تباہی بھی نافرمانی کا سبب تھی: (۱۰۳) یعنی ہم نے مذکورہ بالا انبیاء کے بعد فرعون کے اور اس کے درباریوں کے پاس موسیٰ کو اپنے روشن دلائل دے کر بھیجا۔ یہاں فرعون سے فرعون موسیٰ مراد ہے' ورنہ مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا ہے۔ فرمایا کہ قوموں کے دستور کے مطابق انہوں نے بھی کلیم اللہ کو جھٹلایا اور انہیں دشمنی اور مخالفت سے نہیں مانا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا (نمل ۲۷:۱۴) یہ ظلم و تکبر سے معجزوں کا انکار کر بیٹھے حالانکہ ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا آپ دیکھ لیجئے کہ ان شرپسندوں کا کیسا انجام ہوا۔ فرعون و فرعونیوں کا یہ انجام ہوا کہ ان سب کو موسیٰ کی آنکھوں کے سامنے بحر قلزم میں غرق کر دیا گیا تاکہ مسلمانوں کے دل ٹھنڈے ہوں اور وہ بھی اللہ کی نافرمانیوں سے بچتے رہیں۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ

مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِـَٔايَةٍ فَأْتِ بِهَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٠٦﴾

موسیٰ نے کہا اے فرعون میں اللہ رب العالمین کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں مجھے یہی لائق ہے کہ سچ کے سوا اللہ کی طرف کوئی اور بات منسوب نہ کروں میں تم لوگوں کے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک بڑا معجزہ بھی لایا ہوں لہٰذا اسرائیلیوں کو میرے ساتھ بھیج دو بولا اگر تم کوئی معجزہ لے کر آئے ہو تو اسے پیش کرو اگر سچے ہو۔

موسیٰ کا فرعون کے سامنے اعلان رسالت: (۱۰۴) کلیم وفرعون کی دوبدو گفتگو کا بیان ہے کہ کلیم اللہ نے فرعون کو لاجواب کر دیا اور اسے اور اس کی قوم کو صاف صاف معجزے دکھائے اور فرمایا کہ مجھے اس اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے جو کائنات کی ہر چیز کا خالق ومربی اور بادشاہ ہے۔

انبیاء کی باتیں سراسر حق ہوتی ہیں: (۱۰۵) مجھے یہی لائق ہے کہ میں اس کی طرف سچی بات کے سوا کوئی جھوٹی بات منسوب نہ کروں۔

میرا یہ فرض ہے کہ میں اللہ کے نام سے جو کچھ تمہیں بتاؤں وہ سراسر حق ہو کیونکہ میں اس کی شہنشاہیت اور بے کراں عظمت سے۔ اور اس کے جلال وقہر سے خوب خبردار ہوں اور تمہارے پاس زبردست نشانیاں لے کر آیا ہوں جنہیں اللہ نے مجھے میری تصدیق کے لئے عطا فرمائی ہیں۔ لہٰذا پنجہ جور واستبداد سے اسرائیلیوں کو رہا کرو۔ اور انہیں ان کے رب کی عبادت کرنے دو جو تمہارا بھی رب ہے۔ کیونکہ یہودی ایک بڑے بزرگ پیغمبر یعنی یعقوبؑ بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد ہیں۔

فرعون سے آزادی کا مطالبہ اور فرعون کا انکار: (۱۰۶) فرعون تمہارا مطالبہ ناقابل تسلیم ہے' نہ میں تم کو رسول مانتا ہوں اور نہ تمہارا مطالبہ پورا کر سکتا ہوں اگر تم سچے ہو اور رسالت پر کوئی دلیل لے کر آئے ہو تو اسے پیش کرو۔

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾ وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّٰظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ ع

آخر آپ نے اپنا عصا ڈال دیا پھر یکایک وہ ایک صاف اژدہا بن گیا' اور اپنا ہاتھ باہر نکال لیا تو وہ دیکھنے والوں کو چمکدار معلوم ہونے لگا۔

موسیٰ کا فرعون کو معجزے دکھانا: (۱۰۷) جب فرعون نے آپ سے معجزہ مانگا تو آپ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا جو ایک خوفناک اژدہا بن کر منہ پھاڑ کر فرعون کی طرف لپکا۔ فرعون گھبرا کر تخت سے کود پڑا اور موسیٰ سے کہنے لگا کہ اس بلا سے مجھے بچاؤ' آپ نے ترس کھا کر اسے پکڑ لیا تو وہ حسب سابق عصا بن گیا۔ لیکن فرعون حواس باختہ ہو گیا ہوش جاتے رہے کافی دیر کے بعد اس کے ہوش وحواس درست ہوئے۔

ید بیضا والا معجزہ بھی دکھایا گیا: (۱۰۸) آپ نے دوسرا معجزہ یہ دکھایا کہ اپنی چادر میں ہاتھ ڈال کر جو نکالا تو وہ سورج کی طرح

درخشاں تھا یہ کسی بیماری یا مرض سے نہیں بلکہ اللہ نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا فرمایا وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ (نمل ۱۲:۲۷) تم اپنے گریبان میں ہاتھ ڈ لو جو بغیر برص کے سفید و براق نکلے گا۔ پھر آپ نے ہاتھ آستین میں کیا تو اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا یہ تو بڑا ہی ماہر جادوگر ہے یہ تم کو تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے اب تمہارا کیا حکم ہے۔

موسیٰ پر جادوگری کا الزام: (۱۰۹۔۱۱۰) جب فرعون کے ہوش وحواس درست ہوئے اور تخت پر آ کر بیٹھ گیا تو درباریوں سے بولا واقعی یہ جادوگر ہے اور ہے بھی کامل استاد درباریوں نے ہاں میں ہاں ملادی اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا ہو اور ان کا غلبہ کس طرح روکا جائے کیونکہ اگر لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے تو حکومت سے ہاتھ دھونا پڑ جائے گا کسی تدبیر سے ان کا زور توڑا جائے اور یہ ابھرتا ہوا فتنہ دبا دیا جائے۔ لیکن انہیں جس بات کا ڈر تھا وہی ان کے سامنے آئی۔ چنانچہ فرمایا وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا (قصص ۶:۲۸) اور ہم فرعون کو ہامان کو اور ان کے لشکروں کو وہ باتیں دکھلا دیں جن سے وہ ڈرا کرتے تھے۔ پھر پورے غور وفکر کے بعد بالا تفاق مندرجہ ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾

بولے آپ انہیں اور ان کے بھائی کو مہلت دے دیں اور تمام شہروں میں آدمی بھیج دیں جو تمام ماہر جادوگروں کو جمع کر کے حاضر کریں۔

جادوگروں سے مقابلہ کے لئے تقرر تاریخ: (۱۱۱، ۱۱۲) یعنی اس وقت تو بات رفع دفع کر کے معاملہ سلجھا لو اور انہیں روکے رکھو اور ممالک محروسہ میں اپنے آدمی دوڑا دو کہ وہ صاحب کمال جادوگر جمع کر کے آپ کے دربار میں حاضر کریں۔ اس زمانے میں جادو کا بڑا زور شور تھا۔ ہر شخص کو جادو کا شوق تھا۔ موسیٰ کے معجزے دیکھ کر سو فیصدی یہی خیال تھا کہ آپ بھی ایک ماہر جادوگر ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ جب ان کا بڑے بڑے جادوگروں سے مقابلہ ہوگا تو یہ ضرور ہار جائیں گے اور پشیمان ہو کر خود بخود ہی ہمارے ملک سے چلے جائیں گے۔ فرمایا قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ الخ (طہ ۲۰:۵۷ تا ۶۰) فرعون بولا۔ موسیٰ تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو سے ہمیں ہمارے ملک سے نکال دو۔ اچھا ہم بھی تمہارے مقابلہ کے لئے ایسا ہی جادو لاتے ہیں لہٰذا تم ہمارے اور اپنے درمیان ایک تاریخ مقرر کر دو جس کے خلاف نہ ہم کریں اور نہ تم کسی ہموار میدان میں (مقابلہ ہونا چاہیے) فرمایا تمہارے وعدے کا وقت عید کا دن ہے جس دن لوگ دن چڑھے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر فرعون چلا گیا اور اپنے منصوبہ کے سامان فراہم کر کے پھر آیا آپ نے فرمایا اگر تمہیں مقابلہ کی ہوس ہے تو یہ بھی اس بھی نکال لو۔ مگر

شرط یہ ہے کہ عید کا دن ہو اور جب دن چڑھ جائے تو عام مجمع میں مقابلہ ہو فرعون نے یہ شرطیں منظور کر کے اپنے گھر کا رخ کیا' اور مقابلہ کے لئے پورے زور شور سے تیاریاں کرنے لگا۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

جادوگر فرعون کے پاس آ کر کہنے لگے اگر ہم جیت جائیں تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا۔ بولا ہاں اور انعام ہی نہیں بلکہ تم میرے خاص درباری بن جاؤ گے۔

جیتنے پر انعام کا لالچ: (۱۱۳'۱۱۴) جادوگروں نے مقابلہ سے پہلے فرعون سے اس بات کا اقرار کرالیا کہ اگر ہم جیت جائیں تو ہمیں موقعہ اور محل کے اعتبار سے انعام بھی دیا جائے۔ فرعون نے ان سے وعدہ کرلیا کہ تمہیں نہ صرف منہ مانگا انعام ہی ملے گا بلکہ تم خاص شاہی نظر کرم کے بھی حقدار ہوگے اور شاہی دربار کے رکن بنا لئے جاؤ گے۔ جب انہیں بادشاہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور مقررہ تاریخ آ گئی تو جادوگر موسیٰ کے مقابلہ میں میدان میں اتر آئے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾

ان جادوگروں نے موسیٰ سے کہا کہ یا تو تم اپنا عصا ڈالو یا پھر ہم ہی پہلے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں۔ آپ نے فرمایا تم ہی ڈالو' پھر جب وہ ڈال چکے تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور بہت بڑا جادو (میدان میں) لے آئے۔

موسیٰ کا جادوگروں سے مقابلہ: (۱۱۵) جادوگر اللہ کے نبی کے مقابلہ پر اتر آئے اور آپ سے پوچھا کہ پہل تم کرتے ہو یا ہم کریں؟ چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى (طٰہٰ۲۰:۶۵) یا پہلے ہم ڈالیں۔ چونکہ ماہرین فن جادو کو اپنے فن پر پورا پورا بھروسہ تھا اس لئے میدان میں اترتے ہی اللہ کے نبی کو مقابلہ پر بلایا کہ اگر تم پہلے اپنے کرتب دکھانا چاہتے ہو تو دکھاؤ ورنہ ہوشیار ہو جاؤ ہم اپنے کمالات دکھاتے ہیں (۱۱۶) آپ نے جواب دیا کہ پہلے تم اپنے کمالات دکھاؤ پھر ہم اللہ کی قدرت دکھائیں گے اور حاضرین خود ہی فیصلہ کرلیں گے۔ یہ سنتے ہی جادوگر اپنے اپنے کرتب دکھانے لگے اور میدان میں بے شمار رسیاں اور لکڑیاں ڈال دیں جو لوگوں کو سانپوں کی طرح چلتی پھرتی معلوم ہوتی تھیں۔ دراصل انہوں نے نظر بندی کی تھی ورنہ رسیوں اور لکڑیوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا مگر لوگوں کو وہی زندہ سانپ نظر آتے تھے۔ ایک دفعہ تو ان کے جادو سے موسیٰ بھی خوف محسوس کرنے لگے۔ فرمایا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ الخ (طٰہٰ۲۰:۶۶ تا ۶۷) اتنے میں ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کی وجہ سے دوڑتی ہوئی معلوم ہونے لگیں۔ موسیٰ بھی دل ہی دل میں ڈرے' ہم نے کہا ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے۔ ذرا اپنے سیدھے ہاتھ کی لکڑی زمین پر ڈال کر تو دیکھو یہ جادوگروں کے تمام کرتب ہڑپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کرتب دکھائے ہیں سب شعبدے ہیں کہیں جادوگر بھی کامیاب ہوئے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ جادوگروں نے میدان میں موٹی موٹی رسیاں

اور لمبی لمبی لکڑیاں ڈال دی تھیں جو نظر بندی کی وجہ سے دوڑتے ہوئے سانپ معلوم ہوتے تھے۔ آپ کے مقابلہ پر پندرہ ہزار جادوگر تھے اور میدان میں ہر ایک کی ڈالی ہوئی رسیاں اور لکڑیاں رینگتی نظر آ رہی تھیں۔ موسیٰ لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے میدان میں آئے اور ھارونؑ بھی فرعون بھی مع درباریوں اور وزراء کے موجود تھا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں میدان میں جمع تھے۔ میدان میں آتے ہی جادوگروں نے آپ سے پہل کرنے کو کہا مگر آپ نے خاص مصلحت کی وجہ سے ان سے کہا کہ پہل تم ہی کرو۔ جادوگروں نے پہلے تو موسیٰ اور فرعون کی نظر بندی کی' پھر عوام کی۔ پھر ہر جادوگر نے اپنی اپنی رسیاں اور لکڑیاں میدان میں چھوڑ دیں' اتنے میں سارا میدان پہاڑوں جیسے سانپوں اور اژدھوں سے بھر گیا جو اوپر تلے گدبدا رہے تھے۔

وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى اَنۡ اَلۡقِ عَصَاكَ‌ۚ فَاِذَا هِىَ تَلۡقَفُ مَا يَاۡفِكُوۡنَ‌ۚ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الۡحَـقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‌ۚ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوۡا هُنَالِكَ وَانۡقَلَبُوۡا صٰغِرِيۡنَ‌ۚ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلۡقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيۡنَ ۖۚ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

ہم نے موسیٰ پر وحی کی کہ تم بھی اپنی لکڑی ڈال دو۔ اتنے میں وہ ان کے تمام رچائے ہوئے ڈھونگوں کو ہڑپ کرنے لگی' پھر حق غالب آیا۔ اور جو کچھ وہ کر رہے تھے وہ مغلوب ہو گیا' میدان میں فرعونی ہار گئے اور وہاں سے ذلیل وخوار ہو کر لوٹے اور تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور سب نے اقرار کر لیا کہ ہمارا اللہ رب العالمین پر ایمان ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

(۱۱۷) ہم نے اس میدان میں جہاں حق و باطل دست وگریبان تھے اور لوگوں کی آنکھیں سانپوں پر جمی ہوئی تھیں اپنے بندے اور رسول کو حکم دیا کہ یہ جو تمہارے سیدھے ہاتھ میں عصا ہے اسے زمین پر گرا دو اور ہماری قدرت کا نظارا کرو۔ چنانچہ آپ نے ہمارے حکم سے عصا میدان میں چھوڑ دیا۔ اب جو یہ اژدہا پھن پھنا کر اٹھا تو لوگ دنگ رہ گئے' اس نے جادوگروں کے ڈھونگوں کا صفایا کیا اور ایک ایک کو چن کر نگل گیا اور سارا میدان صاف کر دیا۔ (۱۱۸) پھر اس میدان میں حق کا بول بالا ہوا اور جادوگروں کا منہ کالا ہوا۔ میدان پر سناٹا چھا گیا لوگوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ حضرت موسیٰ نے اسے پکڑ لیا تو پھر وہی آپ کا عصا تھا۔

جادوگروں کا اعتراف کہ موسیٰ کے پاس معجزہ ہے جادو نہیں: (۱۱۹) جادوگروں کو مقابلہ پر بلانے والے انتہائی ذلیل ہو کر وہاں سے لوٹے (۱۲۰) لیکن جادوگر سمجھ گئے کہ یہ تو کوئی آسمانی معجزہ ہے اسے جادو سے دور کا بھی واسطہ نہیں اس لئے اللہ کے آگے سجدے میں گر گئے (۱۲۱'۱۲۲) اور بلند آواز سے موسیٰ کا کلمہ پڑھ لیا اور سب کے سامنے ایمان کا اقرار کر لیا اور اعلان کر دیا کہ ہمارا رب العالمین پر ایمان ہے جو موسیٰ اور ہارونؑ کا رب ہے' چونکہ فرعون اپنے آپ کو رب اعلیٰ کہلاتا تھا اس لئے اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہ کہیں حاضرین رب العالمین سے فرعون کو نہ سمجھ جائیں اس جملے میں رب موسیٰ و ہارونؑ بڑھا دیا۔ یعنی فرعون جھوٹا ہے رب العالمین وہ ہے جو موسیٰ اور ہارونؑ کا رب ہے جس کی دونوں پیغمبر دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ نے جادوگروں کو سجدے ہی

میں جنت اور جہنم دکھا دی تھی کہ اب تم جنت والے ہو اگر ایمان نہ لاتے تو جہنم تمہارا ٹھکانہ ہوتا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ
فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ
وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى
رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ
اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع

فرعون بولا اچھا! تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ پر ایمان لے آئے واقعی تم سب کی یہ ایک سازش تھی جس پر تم نے اس شہر میں عمل کیا ہے تاکہ تم یہاں کے باشندوں کو نکال باہر کرو لہذا جلدی ہی تم کو (اس کا نتیجہ) معلوم ہوا جاتا ہے میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کاٹے بغیر نہ رہوں گا پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا بولے (ہمیں موت سے کیا ڈراتا ہے) ہم مر کر اپنے آقا ہی کے پاس جائیں گے (جہاں راحت ہی راحت ہے) تو ہم سے یہی انتقام لینا چاہتا ہے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے' جب وہ ہمارے پاس آ گئے اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں اسلام پر موت دے۔

فرعون کا جادوگروں پر سازش کا الزام: (۱۲۳) چونکہ فرعون نے اس میدان میں منہ کی کھائی تھی اور انتہائی ذلیل ہو کر واپس آیا تھا اس لئے ایک طرف تو اسے اپنی شکست فاش کا غم کھائے جا رہا تھا اور دوسری طرف اسی میدان میں جادوگروں کا بے دھڑک اللہ پر ایمان لے آنا اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا کہ اس سے لوگوں پر انتہائی برا اثر پڑ رہا تھا اس لئے اس ملعون نے اثر دور کرنے کے لئے جادوگروں کو قتل کی دھمکی دی اور ان پر یہ الزام لگایا کہ تم سب نے خفیہ طور پر یہ سازش کی ہے کہ تم ظاہری طور پر تو موسیٰ کے مقابلہ پر آ کر ہار جاؤ گے پھر سب کے سامنے ان پر ایمان لے آؤ گے تاکہ تمہاری سازش سے متاثر ہو کر یہ لوگ تمہارا دین اختیار کر لیں گے اور باقی لوگوں کو تم اپنی سازش سے نکال باہر کرو گے۔ تم اور موسیٰ سب ایک ہی ہو۔ موسیٰ تمہارا استاد ہے اور تم اس کے چیلے چانٹے ہو چنانچہ قرآن میں ہے اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ (طٰہٰ ۲۰:۷۰) موسیٰ تمہارا بڑا (استاد) ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ ہر سمجھدار شخص جانتا ہے کہ فرعون کا یہ الزام سراسر بے بنیاد تھا کیونکہ موسیٰ نے مدین سے آ کر فرعون کو اللہ کا پیغام دیا تھا اور معجزوں کا اظہار کیا تھا تاکہ آپ کی رسالت کی تصدیق ہو جائے۔ اس وقت فرعون کے حکم سے اس کی سلطنت کے مختلف شہروں سے مختلف جادوگر بلائے گئے تھے اور انہیں بڑے بڑے انعامات کا لالچ دیا گیا کہ تم کسی ترکیب سے موسیٰ کو ہرا دو پھر تمہاری ملک میں بڑی قدر و منزلت ہوگی اور خاص شاہی الطاف و عنایات کے حقدار بھی بن جاؤ گے اسی وجہ سے ان جادوگروں نے اپنی پوری کوششوں سے موسیٰ کو ہرانا چاہا تاکہ بادشاہ کی نگاہ میں چڑھ جائیں اور موسیٰ علیہ السلام نے نہ کسی جادوگر کو دیکھا تھا نہ کسی کو آپ جانتے تھے اور نہ آپ نے کسی سے ملاقات کی تھی فرعون کو بھی یہ بات اچھی طرح سے معلوم تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کسی کو بھی نہیں جانتے مگر اس نے آپ کا اثر مٹانے کے لئے جس سے کافی لوگ متاثر تھے یہ کھیل کھیلا تھا اور میدان کی ساری کارروائی تمام

جادوگروں کی اور موسیٰ کی ملی بھگت بتائی تھی تا کہ رعایا پر جو اثر پڑا ہے وہ زائل ہو جائے اور کوئی موسیٰ کی طرف مائل نہ ہو۔ پھر انہیں ڈرانے کے لئے جادوگروں کو قتل بھی کرایا تا کہ کوئی ایمان لانے کی جسارت نہ کرے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَأَطَاعُوْهُ الخ (زخرف ۴۳:۵۴) پھر اس نے ایسی باتیں کر کے قوم کو مغلوب کر لیا اور وہ اس کے کہے میں آ گئے۔ دراصل وہ تھے بھی کچھ شرارت پسند ہی۔ بھلا جس قوم نے فرعون کو سب سے بڑا رب سمجھ رکھا تھا کیا وہ انتہائی جاہل اور گمراہ نہ ہوگی' ایسی قوم سے تو ہر بات منوائی جا سکتی ہے۔ چونکہ جادوگر اپنے فن جادوگری میں کامل مہارت رکھتے تھے اس لئے انہوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ جادو نہیں بلکہ وہ واقعی معجزہ ہے لہٰذا وہ فوراً ایمان لے آئے۔ لیکن فرعون اور اس کے درباری اس کو سمجھنے سے قاصر رہے اور کفر پر اڑے رہے

نومسلموں کو فرعون کی دھمکی: (۱۲۴) قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں الٹے سیدھے تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا دوں گا اور تمہیں بے دست و پا کر کے پھانسیوں پر لٹکوا دوں گا۔ ایک آیت (طٰہٰ ۲۰:۷۱) میں کھجوروں کے تنے آئے ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سب سے پہلے یہ دونوں سزائیں فرعون ہی نے مقرر کیں ورنہ اس سے پہلے ان سزاؤں کا رواج نہ تھا (۱۲۵) فرعون سمجھ رہا تھا کہ نومسلم میرے ڈراوے میں آ جائیں گے مگر جب دلوں میں ایمان اتر جاتا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے مغلوب نہیں کر سکتی' ان پکے سچے مسلمانوں نے تلواروں کے آگے گردنیں جھکا دیں اور صاف کہہ دیا کہ زہے نصیب اگر اللہ کی راہ میں ہماری جانیں کام آئیں۔

جان تو کچھ بھی نہیں اور بتا کیا دے دوں

ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں کو ایک نہ ایک دن اللہ کے پاس ہی جانا ہے۔ تو ہمیں شرک کی طرف بلا رہا ہے اور ہم سے زبردستی جادو کا ارتکاب بھی کرا چکا ہے تیرے عذاب سے اللہ کا عذاب کہیں زیادہ ہے (اللہ مشرک کو کبھی معاف نہیں فرماتا اور تیرا عذاب آخرت کے عذاب کے آگے کچھ بھی نہیں) زیادہ سے زیادہ تو جان لے لے گا ہم اللہ کی راہ میں خوشی سے جانیں دینے کو تیار ہیں۔ تھوڑی سی دیر کے لئے یہ تکلیف بھی برداشت کر لیں گے تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں اور آخرت کی بہاریں حاصل کر سکیں۔

نہ صرف جانی قربانی بلکہ ہر قربانی توفیق پر موقوف ہے: (۱۲۶) ایمانی جذبہ میں آ کر سمجھنے کو تو سب کچھ کہہ گئے مگر جان کا نذرانہ پیش کرنا فولادی جگر والوں اور توفیق والوں کا کام ہے۔ اس لئے فوراً خیال آیا کہیں قدم ڈگمگا نہ جائیں اس لئے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی کہ اے مالک ہمیں صبر کی توفیق عطا فرما' دین پر ثابت قدم رکھ اور توحید و اتباع رسول پر خاتمہ بخیر فرما' ان جاں نثاروں نے فرعون سے صاف کہہ دیا کہ فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ الخ (طٰہٰ ۲۰:۷۲ تا ۷۵) تجھے جو کچھ کرنا ہے کر گزر زیادہ سے زیادہ تو ہماری جان لے لے گا۔ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے تا کہ وہ ہمارے گناہ معاف فرما دے اور یہ گناہ بھی کہ ہم نے تیرے کہنے سے اللہ کے نبی کا جادو سے مقابلہ کیا اور اللہ تجھ سے زیادہ اچھا ہے اور بقا والا ہے۔ جو شخص مجرم ہو کر اللہ کے پاس آئے گا یقیناً اس کے لئے جہنم ہے۔ جہاں نہ تو وہ مرے گا اور نہ اسے راحت والی زندگی ملے گی اور جو اس کے پاس مومن بن کر آئیں گے اور نیک کام بھی کئے ہوں گے ان کے لئے بلند ترین مراتب ہیں' شان کبریائی کے قربان صبح کو جو جادوگر تھے شام کو وہی شہادت کے بلند مرتبے پر فائز المرام ہو گئے۔

حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی

قاتل وہ اپنے خون میں خود ہی نہا چکے

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي
الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ
وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ
اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾
قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى
رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

قبطی سرداروں نے کہا کیا آپ موسیٰ کو اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑے رکھیں گے کہ وہ ملک میں اودھم مچاتے پھریں اور آپ کو اور آپ کے دیوتاؤں کو چھوڑے رہیں فرعون بولا ہم ان کے بیٹے قتل کرنے لگیں گے اور ان کی بیٹیاں زندہ رہنے دیں گے ہمیں ان پر ہر طرح کا زور حاصل ہے موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو (گھبرانا نہیں) ملک اللہ کا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ملک کا مالک بنا دے اور اخیر میں پرہیز گاروں ہی کو کامیابی ہوتی ہے لوگ بولے کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں تکلیف پہنچائی گئی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی فرمایا توقع ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ختم فرما دے اور تم کو اس ملک کا حاکم بنا کر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

قبطیوں کا اسرائیلیوں کے خلاف فرعون کے کان بھرنا: (۱۲۷) مصر والوں نے موسیٰ اور مسلمانوں کے خلاف فرعون کے سامنے جوز ہر اگلا اس کا بیان ہے کہ اگر آپ انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں گے تو یہ ملک میں بدامنی' فساد اور بغاوت مچا دیں گے۔ آپ کی رعایا کو بے دین بنا دیں گے اور آپ کی حکومت کے خلاف سازشیں کرتے رہیں گے عقل کا تو یہ تقاضا ہے کہ سیلاب آنے سے پہلے ہی اسے روکنے کی کوشش کی جائے' ورنہ جب سیلاب آ جائے گا تو پھر اسے روکنے کی کوشش کرنا بے سود ہو گی۔ ان کے فساد کی ضرور روک تھام کی جانی چاہئے۔ تعجب ہے کہ جو پارٹی برسر اقتدار ہے وہ کمزور پارٹی سے ڈر کے مارے مری جا رہی ہے مسلمان تو فساد سے بھاگتے ہیں ان کے فساد سے کیا ڈرنا اصل فسادی تو فرعون اور فرعونی ہیں۔ اگرچہ انہیں اپنا فساد محسوس نہیں ہوتا۔

اسرائیلیوں پر خونی قانون کا نفاذ: فرعون نے انہیں جواب دیا کہ گھبراؤ نہیں میں عنقریب ایک قانون جاری کرنے والا ہوں جس کی رو سے اسرائیلیوں کے بچوں کی نگرانی کی جائے گی اور لڑکوں کو قتل کر دیا جائے گا لیکن لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے گا جب موسیٰ پیدا ہونے والے تھے اس وقت اس ظالم نے کچھ دنوں کے لئے یہ خونی قانون اسرائیلیوں پر ٹھونسا تھا وہ یہ چاہتا تھا کہ اس قسم کا کوئی بچہ پیدا ہی نہ ہو جو زوال حکومت کا باعث بنے اور اگر پیدا ہو تو مار ڈالا جائے۔ مگر اسی خونی قانون کی مدت میں موسیٰ پیدا ہوئے

اور اسی قاتل کے گھر میں پلے بڑے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اسرائیلی جمعیت توڑنے کے لئے اس نے یہ قانون پھر نافذ کر دیا تا کہ یہ کمزور ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں لیکن خالق کائنات نے اس قانون کی بھی مٹی پلید کر دی اور اسی کو اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق کر دیا۔ اور اسرائیلیوں کو عروج و ترقی بخشی۔

تکبر کے مقابلہ پر تحمل کا اور ظلم کے مقابلہ پر صبر کا حکم: ظالم کے تکبر کے مقابلہ پر مسلمانوں کو تحمل کا حکم ہے اور ظلم کے مقابلہ پر صبر کی تلقین ہے چنانچہ موسیٰ اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں۔ (۱۲۸) دیکھو حق تعالیٰ کا فرمان انتہائی سچا ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ تمہارا انجام بخیر ہو گا اس لئے اس نازک وقت میں اسی سے مدد مانگو اور صبر و تحمل سے کام لو۔ (۱۲۹) لوگوں نے شکایت کی کہ آپ سے پہلے بھی ان ظالموں نے ہمارے ہزاروں بچوں کا خون کیا اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی کم بخت ان معصوموں کے خون میں ہاتھ رنگ رہے ہیں۔ آپ نے انہیں دلاسا دیا اور فرمایا گھبراؤ نہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ ظالموں کو برباد فرمائے گا اور تم کو بام عروج پر پہنچائے گا وہ تم کو حکومت عطا کر کے تمہارا طرز عمل دیکھے گا کہ تم اس کا کتنا شکر بجالاتے ہو اور کیا کچھ کرتے ہو۔ جب کسی سے مصیبت ٹل جاتی ہے اور اسے راحت مل جاتی ہے تو آقا کا شکر بجالانا اور اس کے احکام کی پوری پوری پابندی کرنا اس کا پہلا فرض ہوتا ہے۔ اس لئے تم اپنے عروج کے زمانہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا اور اسلامی زندگی بنانے کی پوری کوشش کرنا۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

اور ہم نے فرعونیوں کو قحط سالی میں اور پھلوں کی کمی میں مبتلا کر دیا تا کہ وہ نصیحت مان لیں پھر جب ان پر خوش حالی آتی تو کہتے یہ تو ہمارا حق ہے اور اگر انہیں کوئی بدحالی پیش آ جاتی تو اسے موسیٰ کی اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے کان کھول کر سن لو ان کی نحوست (کی وجہ) اللہ کے علم میں ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

فرعونیوں کی قحط سے آزمائش: (۱۳۰) فرعون اور فرعونیوں کو بھی نازک ترین موقعے پیش آئے۔ اللہ نے ان پر خشک سالی بھیج کر کھیتی کی اور پھلوں کی پیداوار میں کمی کر کے طرح طرح سے آزمایا تا کہ یہ اللہ کی طرف جھک جائیں اور نبی کی رسالت پر ایمان لے آئیں۔ کمی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ بعض درخت میں ایک ہی کھجور آئی مگر ان خوابیدہ بختوں کی اب بھی آنکھ نہیں کھلی اور ان کا نشہ اب بھی ہرن نہیں ہوا۔

قحط کا باعث شرک ہے مسلمانوں کی نحوست نہیں: (۱۳۱) یہ عقل و بصیرت سے کورے فراخی و خوش حالی کو اپنی خوش قسمتی پر محمول کرتے اور بدحالی کو مسلمانوں کی نحوست بتاتے حالانکہ کسی کی سعادت و نحوست سے خوش حالی اور بدحالی کو کوئی تعلق نہیں' آرام و تکلیف اور تنگی و فراخی اللہ کی طرف سے ہیں۔ درحقیقت ان کی نحوست ان کا شرک و کفر تھا جو باعث مصائب و آفات تھا۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

انہوں نے کہا تم جو بھی عجیب بات ہمارے پاس لاؤ گے کہ اس سے ہم پر جادو کرو تو پھر بھی ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں پھر ہم نے ان پر طوفان' ٹڈیاں جوئیں' مینڈکیں اور خون بھیجا جو کھلے کھلے معجزے تھے۔ لیکن انہوں نے غرور ہی کیا یہ لوگ کچھ تھے ہی مجرم۔ جب ان پر کوئی عذاب آتا تو کہتے کہ اے موسیٰ آپ ہمارے لئے اپنے رب سے اس کی دعا کر دیں جس کا اس نے آپ سے وعدہ کر لیا ہے۔ اگر آپ ہم سے یہ عذاب ہٹا دیں تو ہم یقیناً آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ اسرائیلیوں کو کر دیں گے' پھر جب ہم ان سے ایک مقررہ وقت تک جس تک انہیں پہنچنا تھا عذاب ہٹا دیتے تو وہ جھٹ سے بدعہدی کرنے لگتے۔

مشاہدہ دلائل کے بعد بھی انکار ایمان: (۱۳۲) فرعونیوں کی سرکشی کا بیان ہے کہ آپ خواہ کیسی ہی عجیب بات کیوں نہ لائیں کیسی ہی دلیل پیش کیوں نہ کریں اور کیسے ہی حیرت انگیز معجزے ظاہر کیوں نہ فرمائیں ہم انہیں تسلیم ہی نہیں کریں گے۔ اور آپ پر اور آپ کی رسالت پر ایمان ہی نہیں لائیں گے کیونکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ یہ سب جادو کے کمالات ہیں۔

انکار ایمان کا ہولناک انجام: (۱۳۳) آخر کار ان پر سیلاب اپنی پوری تباہیوں کے ساتھ آیا۔ اس قدر کثرت سے بارش ہوئی جس نے آبادیاں تباہ کر دیں۔ فصل کو سخت نقصان پہنچا اور غلہ اور پھل سب تباہ ہو گئے' پھر طاعون کی وبا پھوٹ پڑی جس سے بے شمار جانیں ضائع ہوئیں۔ ابن عباسؓ:۔ طوفان سے زبردست آسمانی آفت مراد ہے جو ان پر آئی تھی۔

(۱۳۴'۱۳۵) جب فرعون میدان سے ناکام و نا امید ہو کر اٹھا تو اس نے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ اب موسیٰ کے جادو کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور کسی صورت میں بھی اس پر ایمان نہیں لانا ہے' آخر کار اللہ نے لگاتار عذاب بھیجے قحط سالی پھر بارش کی کثرت و سیلاب پھر ٹڈیوں کا نمودار ہونا پھر جوؤں کا پیدا ہونا' پھر مینڈکوں کی کثرت اور پھر خون کا ظہور تمام عذاب تفصیل وار لگا تار آتے رہے۔ طوفان پانی کو کہا جاتا ہے' زمین پر ہر جگہ پانی ہی پانی تھا پھر یہ پانی ٹھہر گیا تھا کھیتوں میں پانی بھرا رہتا تھا نہ کھیت جوتے جا سکتے تھے اور نہ ان میں بیج ہی بکھیرا جا سکتا تھا جب لوگ شدت بھوک سے بلبلا اٹھے تو اللہ کے نبی کے پاس آ کر کہنے لگے کہ بھوک ہماری کمر توڑے دے رہی ہے کچھ کھانے ہی کو نہیں' نہ زمین کھیتی کے قابل ہے پانی نے ناک میں دم کر رکھا ہے آپ اللہ سے دعا فرما دیں ہم آپ پر ایمان بھی لے آئیں گے اور آپ کا مطالبہ بھی پورا کر دیں گے ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑتی دیکھ کر آپ کو ترس آ گیا' اور آپ نے دعا فرما دی' عذاب ٹل گیا مگر انہوں نے وعدہ پورا نہیں کیا آخر کار ٹڈیوں کا عذاب آ گیا۔ کہا جاتا

ہے کہ ٹڈیاں دروازوں کی کیلیں چاٹ جاتی تھیں اور گھر گر پڑتے تھے' پھر گھبرا کر آئے اور وعدہ ایمان پر دعا کرائی' یہ بلا بھی ٹل گئی مگر وعدہ پورا نہیں کیا۔ پھر جوؤں کا عذاب آ گیا۔ موسیٰ نے اللہ کے حکم سے ایک پتھر پر عصا مارا جس سے بے شمار جوئیں نکل پڑیں گھروں میں اور کھانے پینے کی چیزوں میں جوئیں بھر گئیں' کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو گیا پھر تنگ آ کر آپ کے پاس آئے اور حسب سابق وعدہ ایمان کر کے آپ سے دعا کرائی اور یہ عذاب بھی ٹل گیا مگر اب بھی ان کی وہی حالت رہی پھر مینڈکوں کا عذاب آیا ہر جگہ مینڈک ہی مینڈک ٹراتے نظر آتے تھے' پھر خون کا عذاب آیا ہر چیز میں خون ہی خون بھرا نظر آتا تھا۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿١٣٧﴾

ع

پھر ہم نے ان سے انتقام لیا اور انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ کیونکہ وہ ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے اور ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے اور ہم نے ان کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت ودیعت فرمائی ہے اور آپ کے رب کا سچا وعدہ اسرائیلیوں پر ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا اور ہم نے ان چیزوں کو جو فرعون اور فرعونی بنایا کرتے تھے اور ان کی اونچی نیچی عمارتوں کو تباہ کر دیا۔

فرعون و فرعونیوں کی غرقابی: (۱۳۶) حق تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ جب یہ لوگ اپنی سرکشی پر جمے رہے اور بار بار کی تنبیہ کے باوجود اپنی مستی میں ڈوبے رہے اور خواب غفلت میں خراٹے ہی لیتے رہے تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو دریا میں غرق کر دیا' یہ بدنصیب قوم جس دریا میں ڈوبی یہ وہی دریا تھا جو موسیٰ کے اور مسلمانوں کے لئے پھاڑ دیا گیا تھا۔ آپ اس سے معہ مسلمانوں کے صحیح سالم پار ہو گئے اور فرعون اپنے لشکر سمیت جب اس کے بیچ میں آیا تو دریا ان پر ٹوٹ پڑا اور یہ سب ایک ایک کر کے موسیٰ اور مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے ڈوبے کے ڈوبے رہ گئے۔ جس پانی پر فرعون ناز کیا کرتا تھا کہ میرے محل کے نیچے نہریں جاری ہیں میں کتنی عالیشان قسمت کا مالک ہوں اسی پانی نے فرعون کی اور فرعونیوں کی جانیں لے لیں کیونکہ ان میں دو بڑے بھاری عیب تھے۔ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے رہتے تھے اور ان سے غافل و بے خبر رہتے تھے (۱۳۷) پھر رعایا کو جو کمزور سمجھی جاتی تھی اس علاقہ کے مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا گیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا (۱) وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا (قصص ۲۸:۵'۶) ہم چاہتے ہیں کہ جن کا ملک میں زور گھٹایا جا رہا ہے ان پر دنیوی اور دینی احسان فرمائیں انہیں پیشوا بنائیں اور زمین کا مالک بھی بنائیں اور انہیں ملک کی حکومت دیں اور فرعون ہارون اور فرعونیوں کو وہی دکھائیں جس سے وہ ڈرتے رہتے تھے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ ؕ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا ھُمْ فِیْہِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

ہم نے اسرائیلیوں کو دریا سے پار کر دیا پھر یہ ایک ایسی قوم سے گذرے جو اپنے بتوں سے لگے بیٹھے تھے۔ اسرائیلی بولے موسیٰ! ان کے معبودوں کی طرح ہمارے لئے بھی کوئی معبود مقرر کر دیجئے۔ فرمایا واقعی تم بڑے جاہل ہو یہ لوگ جس کام میں مصروف ہیں وہ برباد ہوگا اور ان کے یہ کام محض بے بنیاد ہیں۔

اسرائیلیوں کو ایک مجسم معبود کی خواہش: (۱۳۸) حق تعالیٰ شانہ کی ایسی ایسی عظیم الشان نشانیوں کو دیکھنے کے باوجود جب اسرائیلی دریا سے پار ہو گئے اور کسی شہر میں لوگوں کو بتوں کے پاس اعتکاف میں بیٹھا ہوا دیکھا تو جاہل اسرائیلیوں نے جھٹ حضرت موسیٰ سے سوال کر دیا کہ آپ ہمارے لئے بھی ان کے معبودوں کی طرح ایک مجسم معبود بنا دیجئے تا کہ ہم اس حاضر معبود کی عبادت کر کے اپنے اصلی معبود کی عبادت کریں۔ دریا سے پار ہو کر اسرائیلی کنعان سے گذرے۔ وہاں لخم قبیلہ کے بت پرست گائے جیسی شکلوں کے بتوں کی عبادت کر رہے تھے' ان بتوں کو دیکھ کر ان کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور آپ سے اپنی دلی خواہش کا اظہار بھی کر بیٹھے' آپ نے جواب دیا کہ تم اللہ کے جلال سے اور اس کی عظمت و وقار سے محض جاہل ہو وہ جبار و قہار تو شریک و مثال سے بلند و پاک ہے اور مشرکوں سے سخت ناراض ہے کہ اس کا کھا کر اور اس کے بندے ہو کر غیروں کے آگے جھکتے ہیں۔

ذات الانواط کا واقعہ: (۱۳۹) یعنی یہ جس کام میں مصروف ہیں محض بے بنیاد ہے اور ان کے حق میں زہر قاتل ہے۔ ابو واقد رضی اللہ عنہ لیثی فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین کو جا رہے تھے۔ کافروں نے ایک بیری کا درخت مقرر کر رکھا تھا۔ جہاں اعتکاف کیا کرتے تھے اور اس پر اپنے اسلحہ لٹکا دیا کرتے تھے' اس کا نام انہوں نے ذات الانواط رکھ لیا تھا۔ جب صحابہؓ اس درخت کے پاس سے گذرے تو آپ سے کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بھی ایک ذات الانواط مقرر فرما دیا جائے۔ فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم نے تو موسیٰ کی قوم جیسی بات کہہ دی کہ ان کے معبودوں کی طرح ہمارے لئے بھی معبود مقرر کر دیا جائے جس پر آپ نے جواب دیا تھا کہ تم اللہ کی عظمت و جلال اور اس کے قہر و عتاب سے محض ناواقف ہو' جن کاموں میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں محض بے بنیاد اور تباہ کن ہیں (ابن جریر) (احمد کی روایت میں ہے) اللہ اکبر تم بھی پہلے لوگوں کے قدم بہ قدم چلنے لگے۔

قَالَ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰھًا وَّھُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾

فرمایا کیا میں اللہ کو چھوڑ کر تمہارے لئے کوئی اور معبود ڈھونڈ لاؤں حالانکہ اس نے تم کو تمام دنیا والوں پر برتری دی' یاد کرو جب ہم نے تم کو فرعونیوں سے بچالیا جو تم کو انتہائی سخت تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے' تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو (اپنی بیگار کے لئے) زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری زبردست آزمائش تھی۔

حضرت موسیٰ کا جواب: (۱۴۰'۱۴۱) یہودیوں کو اس شرکیہ خیال سے روکنے کے لئے اللہ کے نبی موسیٰؑ اللہ کے انعامات و احسانات یاد دلا رہے ہیں کہ تم کبھی فرعون کے غلام اور اس کے جور و استبداد کا شکار تھے ان کی نگاہ میں تمہاری کوئی قدر و قیمت نہ تھی اور تم انتہائی ذلت و خواری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ حق تعالیٰ نے تم پر رحم فرمایا مجھے تم میں مبعوث فرمایا۔ میں نے اللہ کے حکم سے تمہاری آزادی کا مطالبہ کیا' اللہ نے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے دشمن کو تباہ کر دیا۔ تم کو اس کے جور و استبداد سے نجات دی اور تمہیں عزت و آزادی عطا فرمائی پھر دینی اور دنیوی دونوں طرح کی سرداری بھی بخشی۔ تم پر اللہ کے یہ خصوصی احسانات ہیں انہیں یاد رکھو اور کسی حالت میں بھی اپنے خالق و محسن اعظم کو نہ بھولو یہ ناممکن ہے کہ میں اللہ کو چھوڑ کر تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں اور نہ تم ہی کو اس قسم کا مطالبہ لائق ہے' بھلا سچے معبود کے سوا دوسرا کون عبادت کے لائق ہو سکتا ہے لہٰذا خلوص سے اسی کی عبادت کرو۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دیگر دس راتوں کو ان کا تکملہ بنایا اس لئے آپ کے رب کا وقت پورا چالیس راتوں کا ہو گیا' اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے فرما دیا تھا کہ تم میرے بعد لوگوں کا انتظام کرنا اور ہر کام ٹھیک رکھنا اور شریروں کی راہ اختیار نہ کرنا۔

موسیٰ کی اللہ سے ہم کلامی: (اللہ اسرائیلیوں کو اپنا وہ عظیم احسان یاد دلا رہا ہے جس سے موسیٰ کو حق تعالیٰ شانہ سے ہم کلامی کا شرف نصیب ہوا اور آپ کو ایک مقدس کتاب تورات ملی جس میں آپ کی شریعت کے احکام تفصیل وار موجود تھے اور جو لوگوں کے لئے نور و ہدایت کا سرچشمہ تھی۔ اللہ نے آپ سے تیس دن کا وعدہ لیا' آپ نے ان مبارک ایام میں برابر روزے رکھے جب تیس دن پورے ہو گئے تو ایک درخت کی شاخ توڑ کر مسواک کر لی' حکم ہوا کہ دس دن اور عبادت کر کے چالیس دن پورے کرو پھر جب آپ نے یہ چالیس دنوں کی مدت مکمل کر لی اور طور پر جانا چاہا تو اس وقت قوم پر اپنے بھائی ہارون کو جانشین بنایا اور انہیں تاکید فرما دی کہ اصلاح میں لگے رہنا اور گڑبڑ نہ ہونے دینا۔ فرمایا یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ الخ (طٰہٰ۲۰:۸۰) اے اسرائیلیوں ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے بچالیا اور تم سے طور کی سیدھی جانب کا وعدہ لے لیا۔ آپ نے ہارونؑ کو تنبیہ اور یاد دہانی کے طور پر اصطلاح و عدم فساد کی تاکید فرمائی تھی ورنہ خود ہارونؑ بھی اللہ کے ایک شریف و معزز نبی تھے۔ جو وجاہت اور رعب و داب کے مالک تھے۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر آئے اور ان سے ہم نے کلام فرمایا تو درخواست کی اے رب مجھے اپنا دیدار نصیب فرما کہ میں تجھ کو ایک نظر دیکھ لوں فرمایا تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے' البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے' پھر جب آپ کے رب نے تجلی فرمائی تو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب آپ کو ہوش آیا تو بولے اے اللہ تو پاک و برتر ہے میں تجھ سے معذرت کرتا ہوں اور میں اس پر سب سے پہلے یقین کرتا ہوں

دیدار باری کی درخواست: (۱۴۳) جب موسیٰؑ مقررہ وقت پر طور پر پہنچے اور آپ کو رب سے شرف ہم کلامی نصیب ہوا تو آپ کے دل میں دیدار کے جذبے نے کروٹ لی۔ آپ نے دعا کی کہ اے مالک مجھے اپنا دیدار نصیب فرما تا کہ میں ایک نگاہ بھر کر تجھے دیکھ لوں' جواب ملا کہ تمہاری آنکھیں میرے دیدار کی تاب نہیں لائیں گی =

سابق کتابوں میں ہے کہ اللہ نے موسیٰؑ سے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر مجھے زندہ شخص دیکھ لے تو مر جائے' میری تجلی سے منجمد چیزیں بھی لڑھک جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں فرمایا کہ جب رب کی تجلی ہوئی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے جلوہ یار پکارا ابھی دیکھا گیا ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں رب کی تھوڑی سی تجلی سے پہاڑ خاک ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے (ابن جریر)

کیا رب کا دیدار ممکن ہے: اس دنیا میں رب کا دیدار غیر ممکن ہے البتہ آخرت میں یہ شرف مومنوں کو حاصل ہو گا کہ وہ اپنے رب کو دیکھیں گے' اور ہم کلام بھی ہوں گے جیسا کہ متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ آخرت میں مسلمانوں کو دیدار ہو گا۔ چنانچہ ہم یہ حدیثیں وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (قیامۃ ۷۵: ۲۲' ۲۳) کی تفسیر میں بیان کریں گے اور كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (مطففین ۸۳: ۱۵) کی تفسیر میں بھی۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

فرمایا اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنی پیغمبری اور ہم کلامی سے لوگوں پر فضیلت دی ہے لہٰذا جو کچھ میں تم کو دے رہا ہوں لے لو اور شکر یہ ادا

کروٗ اور ہم نے چند تختیوں پر ان کو ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ کر دی۔ لہٰذا ان احکام پر خود بھی کوشش سے عمل کرو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان کے اچھے احکام پر عمل کریں۔ میں تمہیں جلدی ہی نافرمانوں کے گھر دکھلانے والا ہوں۔

---

(۱۴۴) حق تعالیٰ شانہ موسیٰؑ پر اپنے انعامات کا اظہار فرما رہا ہے کہ ہم نے آپ کو بہ یک وقت دہری نعمت عطا کی۔ رسالت بھی دی اور کلام بھی کیا اور آپ کو اس وقت کی دنیا پر فضیلت عطا فرمائی۔

رحمت عالم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں: یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی تمام اولاد آدم میں اگلوں اور پچھلوں کے سردار ہیں۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے خصوصیت سے آپ کو ختم نبوت کی صفت سے نوازا۔ اب قیامت تک آپ ہی کی شریعت رہے گی۔ آپ کے امتی تمام نبیوں کی امتوں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے' آپ کے بعد شرافت وسیادت میں خلیل اللہ کا درجہ ہے پھر کلیم اللہ کا۔ اسی وجہ سے اللہ نے کلیم سے فرمایا کہ میں نے تم کو جو شرف ہمکلامی سے نوازا ہے وہی تمہارے لئے کافی ہے اسی پر شکر ادا کرو اور طاقت سے بڑھ کر کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ پھر اللہ نے آپ کو خبر دی جیسا کہ

کلیم اللہ کو تورات کا تحفہ: (۱۴۵) میں ہے کہ ہم نے چند تختیوں پر ہر طرح کی ضروری نصیحت اور ضروری احکام کی تفصیل لکھ دی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تختیاں جواہر کی تھیں جن پر ضروری نصیحتیں اور حلال وحرام کے ضروری احکام تفصیل سے لکھے ہوئے تھے ان ہی کا نام تورات تھا۔ فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الخ (قصص ۲۸:۴۳) ہم نے موسیٰؑ کو پہلی قوموں کے ہلاک کئے جانے کے بعد ایک کتاب دی جو لوگوں کے لئے ہوشیاری اور ہدایت ورحمت کا ذریعہ تھی تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ تختیاں تورات سے پہلے دی گئی تھیں واللہ اعلم۔ بہرحال دیدار کے بجائے آپ کو یہ نعمت ملی۔ فرمایا انہیں عمل کے پکے ارادے سے لوٗ خود بھی سرگرم عمل رہو اور قوم کو بھی اچھائیوں پر عمل کرنے کا حکم دو۔ ابن عباسؓ: آپ کو عمل کرنے کی زیادہ تاکید کی گئی۔ پھر فرمایا میں تم کو نافرمانوں کے مقامات جلدی ہی دکھلانے والا ہوں' یہ جملہ ڈراوے کے طور پر کہا گیا ہے جیسے کوئی کسی کو دھمکاتے ہوئے کہہ دے تم کو ابھی میری عداوت کا انجام معلوم ہو جاتا ہے یا اس میں فتح شام کی یا ملک مصر کی بشارت ہے۔ لیکن ملک شام کی بشارت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ فرمان فرعون سے نجات پا جانے کے بعد کا اور میدان تیہ میں داخل ہونے سے پہلے کا ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

میں ان لوگوں کو اپنے احکام سے پھرا ہوا ہی رکھوں گا۔ جو ناحق دنیا میں تکبر کرتے ہیں اور اگر یہ تمام نشانیاں دیکھ لیں پھر بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اسے اپنا طریقہ بنالیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے بے خبر رہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتیں اور قیامت جھوٹی بتائی ان کے سارے عمل غارت ہوئے اور انہیں ان کے عملوں ہی کی سزا دی جائے گی۔

مغرور کتاب وسنت کی سمجھ سے محروم رہتے ہیں: (۱۴۶) کبر وغرور جہالت سے پیدا ہوتا ہے اور مغروروں کو اللہ کے جلال کی اور براہین احکام شریعت کی سمجھ نصیب نہیں ہوتی' نخوت پسندوں کے دل غرور وحکم عدولی کی وجہ سے پھر جاتے ہیں' چونکہ مغرور ناحق اپنے کو سب سے بڑا سمجھتے ہیں اس لئے اللہ ان پر جہالت کی ذلت طاری فرما دیتا ہے۔ فرمایا (۱) وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ الخ (انعام ۶:۱۱۰) ہم ان کے دل اور آنکھیں الٹ دیں گے جیسے وہ پہلی بار ایمان نہیں لائے اور انہیں ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیں گے۔ (۲) فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (صف ۶۱:۵) پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔ اللہ کا یہ قانون ہر ایک قوم کے ساتھ ہے کہ مغروروں کو صحیح راہ کی پیروی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اللہ کے غضب کے حقدار بن جاتے ہیں اسی لئے اگر ان کے پاس سارے معجزے کیوں نہ آ جائیں اور اپنی آنکھوں سے ایک ایک معجزے کا مشاہدہ کیوں نہ کر لیں مگر ایمان نصیب نہیں ہوتا۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے: (۱۴۷) جن کا یہ طرز عمل ہو کہ ہماری آیتیں جھوٹی بتائیں اور آخرت کا عقیدہ نہ رکھیں اور اسی پر مر جائیں ان کی نیکیاں رائیگاں ہیں۔ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے اور وہی بدلہ دیتے ہیں جو ان کے عملوں کا ہوتا ہے اگر اچھے عمل ہیں تو اچھا بدلہ اور اگر برے عمل ہیں تو برا بدلہ ملتا ہے' دنیا میں جو بویا جائے گا وہی آخرت میں کاٹ لیا جائے گا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

وقف لازم

موسیٰ کے بعد ان کی قوم نے زیورات کا ایک بچھڑا بنالیا جو ایک مجسمہ تھا جس سے آواز نکلتی تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ ان سے گفتگو تک نہیں کرتا تھا اور نہ انہیں سیدھی راہ بتاتا تھا انہوں نے اسے معبود بنالیا اور یہ ظالم تھے اور جب وہ پشیمان ہوئے اور انہیں پتہ چلا کہ واقعی ہم گمراہی میں مبتلا ہیں تو کہنے لگے اگر ہم پر ہمارا رب رحم نہ فرمائے اور ہمیں معاف نہ فرمائے تو ہم یقیناً سخت نقصان میں مبتلا ہو جائیں۔

سامری کی شرارت: (۱۴۸) موسیٰ تو حسب وعدہ طور پر تشریف لے گئے اور سامری نے ایک نیا گل کھلایا۔ اسرائیلیوں کے پاس جو قبطیوں کے زیورات رہ گئے تھے انہیں جمع کر کے اور گلا کر ایک بچھڑے کا مجسمہ بنالیا۔ پھر اس میں ایک چٹکی وہ مٹی ڈال دی جو اس

نے روح الامین کے گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے سے اٹھالی تھی' اب وہ بچھڑے کی شکل کا ایک مجسمہ بن گیا جس میں بچھڑے جیسی ہو بہو آواز بھی پیدا ہوگئی (غالبًا) اس میں جوف ہوگا اور کسی سوراخ سے اس میں ہوا آتی جاتی ہوگی جس سے آواز پیدا ہوتی ہوگی یا شیطان اس میں داخل ہوکر بچھڑے کی آواز نکالتا رہا ہوگا) جب یہ بت تیار ہوگیا تو اس نے اسرائیلیوں سے کہا یہ ہے تمہارا معبود اس کی عبادت کرو۔ بہت سے اسرائیلی اس کی ترغیب سے اس بت کو پوجنے لگے۔ اللہ نے آپ کو طور پر ہی اطلاع فرما دی تھی کہ قوم نے آپ کے پیچھے یہ کھیل کھیلا ہے چنانچہ فرمایا فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ الخ (طہ۲۰:۸۵) ہم نے آپ کے بعد آپ کی قوم کو فتنے میں ڈال دیا ہے اور سامری نے انہیں گمراہ کر رکھا ہے۔

کیونکہ سامری نے انہیں سمجھا دیا تھا کہ معبود یہی ہے موسیٰ نے تو بھول کر کسی اور کو معبود بتا دیا تھا۔ فرمایا فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى الخ (طہ۲۰:۸۸'۸۹) وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے موسیٰ تو بھول گئے تھے۔ کیا انہیں اتنا بھی ہوش نہیں کہ وہ نہ تو انہیں کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے نفع نقصان پر قادر ہے یہاں یہ فرمایا کہ انہیں اس بات کا بھی ہوش نہیں کہ نہ تو وہ ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ انہیں سیدھی راہ بتا سکتا ہے۔ اس میں ان کی گمراہی کی مذمت ہے کہ یہ احمق آسمان وزمین کے خالق کو اور کائنات کے رب اور شہنشاہ کو چھوڑ کر اس بچھڑے کے بت پر ریجھ گئے اور اسی کی عبادت کرنے لگے جو نہ تو ان سے بات کر سکتا ہے اور نہ کسی بھلائی کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے افسوس ان کی آنکھوں پر جہالت وگمراہی کے پردے پڑ گئے اور اسی پر لٹو ہوگئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا انسان کسی چیز کی محبت میں اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ (۱۰)

شرک پر ندامت اور توبہ: (۱۴۹) پھر جب یہ اپنے شرمناک افعال پر نادم ہوئے اور انہیں اپنی گمراہی کا یقین ہوگیا تو اللہ سے اس کے رحم وکرم اور بخشش کی دعائیں مانگنے لگے کہ بارالٰہا ہم پر رحم فرما' ہمارے گناہ معاف فرما ورنہ ہم تو کہیں کے بھی نہ رہیں گے اور سخت نقصان اٹھائیں گے اور تباہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا اور سچے دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ
مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ
اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا
يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ ع

اور جب موسیٰ اپنی قوم میں غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے واپس آئے تو فرمانے لگے کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی ناشائستہ حرکت کی۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پیشتر ہی جلد بازی کر لی اور آپ نے (جلدی سے) تختیوں کو رکھا اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگے' انہوں نے کہا بھائی جان قوم نے مجھے بے وقعت سمجھا اور مجھے مار ڈالنے کے درپے ہو گئے۔ لہٰذا

آپ مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسائیں اور مجھے ان ظالموں میں شمار نہ فرمائیں فرمایا اے میرے رب میری اور میرے بھائی کی خطائیں معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما واقعی تو سب سے زیادہ مہربان ہے۔

قوم کی بت پرستی پر موسیٰؑ کا غم وغصہ: (۱۵۰) آپ کو قوم کی نالائقی طور پر ہی معلوم ہو چکی تھی اس لئے وہاں سے سخت غضبناک اور رنجیدہ ہو کر قوم کے پاس تشریف لائے اور انتہائی برہم ہو کر فرمانے لگے کہ تم نے یہ کیا غضب ڈھایا کہ میرے بعد اللہ کو چھوڑ کر ایک بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے تم بڑے نالائق ہو آپ نے جلدی میں تورات کی تختیاں ایک طرف رکھ کر اپنے بھائی کی پیشانی کے بال پکڑ کر انہیں اپنی طرف گھسیٹا کہ تم نے قوم کو کیوں نہیں روکا اور اپنی آنکھوں کے سامنے کھلا شرک کیسے گوارا کر لیا۔ قرآن میں ہے قَالَ يَا هَارُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ الخ (طٰہٰ ۲۰:۹۲،۹۴) موسیٰ نے کہا ہارونؑ جب تم نے قوم کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تھا تو تمہیں میرے پاس آنے میں کیا رکاوٹ تھی۔ پھر کیا تم نے میری بات کے خلاف کیا انہوں نے جواب دیا بھائی جان میری ڈاڑھی اور سر کے بال نہ پکڑیں۔ مجھے یہ ڈر رہا کہ کہیں آپ یہ نہ کہنے لگیں کہ تو نے اسرائیلیوں میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کی لاج نہیں رکھی۔ یہاں فرمایا کہ لوگوں نے میرا کوئی خاص اثر نہیں لیا مجھے بے وقعت سمجھا اور الٹے میرے قتل پر تل گئے۔ لہٰذا آپ مجھے ڈانٹ کر دشمنوں کو خوش ہونے کا موقعہ نہ دیجئے اور مجھے ان ظالموں میں شمار نہ فرمایئے موسیٰؑ کو نرم کرنے کے لئے ہارونؑ نے ان سے اے میری ماں کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا تاکہ آپ کو رحم آ جائے' یہ دونوں بزرگ پیغمبر حقیقی بھائی تھے پھر جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ میرے بھائی بالکل بے قصور ہیں اور انہوں نے ہر چند قوم کو اس نالائقی سے روکنے کی کوشش کی مگر قوم نے ان کی بات کو کوئی وقعت نہیں دی۔ فرمایا: لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُوْنُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ الخ (طٰہٰ ۲۰:۹۰،۹۱) اور ان سے ہارون نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگو تم اس بچھڑے کی وجہ سے گمراہی کی دلدل میں پھنس گئے ہو یاد رکھو تمہارا رب رحمٰن ہے لہٰذا میری راہ اختیار کرو اور میری بات مانو' قوم نے جواب دیا ہم اس کی عبادت سے باز نہ آئیں گے جب تک موسیٰؑ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئیں۔ (۱۵۱) جب بھائی کی برأت ثابت ہو گئی تو اب آپ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ بارالٰہا۔ مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ موسیٰؑ پر رحم فرمائے۔ واقعی دیکھنے والے اور سننے والے میں کافی فرق ہوتا ہے۔ آپ نے قوم کی گمراہی کے واقعات سن کر تختیاں نہ رکھیں لیکن جب گمراہی کا مشاہدہ کر لیا تو اب برداشت نہ کر سکے اور تختیاں جلدی سے رکھ دیں (ابن ابی حاتم)

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾

جنہوں نے بچھڑے کی پرستش کی ہے یقیناً جلدی ہی ان پر ان کے رب کا غضب ٹوٹے گا اور انہیں اس دنیوی زندگی ہی میں ذلت اٹھانی پڑے گی۔ ہم بہتان باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں' اور جنہوں نے گناہ کئے پھر ان کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو یاد رکھو تمہارا رب توبہ کے بعد معاف کر دینے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔

بدعتی کے چہرے پر پھٹکار برستی ہے:(۱۵۲) اسرائیلیوں کی گوسالہ پرستی پر اللہ کے قہر وغضب کا یہ ثبوت ہے کہ اس نے ان کی توبہ قبول نہیں فرمائی جب تک انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرلیا۔ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ الخ (بقرہ۲:۵۴) کی تفسیر میں اس واقعہ کی پوری تفصیل گذر چکی۔ اور دنیا میں یہودیوں پر قیامت تک کے لئے ذلت وخواری طاری کردی گئی۔ فرمایا ہم یہی سزا ہر اس بدعتی کو دیتے ہیں جو نئی نئی باتیں تراش کر حق تعالیٰ پر بہتان باندھتا رہتا ہے۔ بدعت کی ذلت وخواری اور ہدایت کے ٹھکرا دینے کا بوجھ اس کے قلب سے نکل کر اس کے کندھوں پر آ سوار ہوتا ہے۔

پرخلوص توبہ ہر قسم کا گناہ مٹا دیتی ہے:(۱۵۳) حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بندوں کو بتا رہا ہے کہ تم گناہ کتنے ہی کیوں نہ کرلو اگر نادم ہو کر ہمارا در کھٹکھٹاؤ گے اور ہمارے سامنے قطرہ ندامت ٹپکاؤ گے تو ہم گناہ تو گناہ تمہارے کفر و شرک کو بھی اور نفاق و شقاق کو بھی معاف فرما دیں گے۔ اے رسول رحمت ﷺ اور اے نبی ﷺ ہدایت انہیں ہمارا یہ پیغام پہنچا دو۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو آپ نے تختیاں اٹھالیں اور ان میں ان کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں ہدایت و رحمت تھی۔

(۱۵۴) جب کلیم اللہ کا غصہ جاتا رہا تو آپ نے شدت غضب کی حالت میں تختیاں جو زمین پر ڈال دی تھیں۔ اٹھالیں آپ کو قوم پر اس لئے غصہ آیا تھا کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تھا۔ اسی غصہ میں آپ نے تختیاں زمین پر ڈال دی تھیں۔ پھر جب غصہ فرو ہوا تو انہیں اٹھالیا۔ ان میں ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ورحمت تھی۔ زمین پر ڈالے جانے کی وجہ سے تختیاں ٹوٹ گئی تھیں، آپ نے ان کے ٹکڑے جمع کئے تو ان میں ہدایت ورحمت پائی اور تفصیل جاتی رہی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ٹکڑے اسرائیلی شاہی خزانوں میں اسلامی حکومت کے آغاز عہد تک موجود تھے واللہ اعلم۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ۚ

موسیٰ نے اپنی قوم کے ستر آدمی ہمارے مقررہ وقت پر لانے کے لئے چن لئے تھے پھر جب انہیں زلزلے نے آ دبوچا تو موسیٰ بولے اے رب اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمارے چند بے وقوفوں کی حرکتوں پر ہم سب کو ہلاک کر دے گا۔ یہ تیری طرف سے صرف ایک آزمائش ہے۔ اس آزمائش سے جسے تو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جسے چاہے راہ پر لے آئے تو ہی ہمارا نگراں ہے لہٰذا ہم پر مغفرت و رحمت فرما اور تو بہترین معاف کرنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی سعادت لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے۔

فرمایا میں اپنا عذاب تو اسی پر بھیجتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز گھیر لی ہے اس لئے میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے ضروری ہی لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوۃ نکالتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کی ہلاکت: (۱۵۵) اللہ کے حکم کے مطابق کلیم اللہ نے اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب فرمائے اور انہیں اپنے ساتھ طور پر لے جا کر دعائیں مانگنے لگے۔ ان لوگوں نے کچھ اس قسم کی دعائیں مانگیں جن کا مانگنا انہیں لائق نہ تھا کہ اے اللہ ہمیں وہ نعمتیں عطا فرما جو ہم سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیں۔ حق تعالیٰ کو یہ دعائیں پسند نہیں آئیں اور ان کو ایک خطرناک زلزلے نے آ گھیرا اور وہ سب ڈھیر ہو کر رہ گئے یعنی آناً فاناً موت کی آغوش میں چلے گئے۔

یہ ہولناک منظر دیکھ کر موسیٰ رب کے سامنے گڑگڑانے لگے اور خوب خوب دعائیں مانگیں اور کہنے لگے اے رب اگر تجھے یہی منظور تھا تو تو نے مجھے اور انہیں پہلے ہی ہلاک کر دیا ہوتا کیا تو ہمارے چند بے وقوفوں کی وجہ سے اسرائیلیوں کو تباہ کر دے گا۔

پھر فرمایا اس واقعہ سے تو نے ہمیں آزمایا ہے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں' بات تیری ہی چلتی ہے اور حکم تیرا ہی نافذ ہے تجھے جو منظور تھا ہو گیا۔ سعادت و شقاوت تجھ ہی پر موقوف ہے' تیرے راہ یافتہ کو کوئی بہکا نہیں سکتا اور جسے تو گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھا نہیں سکتا' جس کو تو نہ دے کوئی اس کے کشکول میں بھیک کا ٹکڑا بھی نہیں ڈال سکتا اور جسے تو دے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔ سارا ملک تیرا ہے اور سب پر تیرا ہی حکم چل رہا ہے' تو ہی خالق ہے اور تو ہی حاکم مطلق ہے تو ہی ہمارا نگران ہے' اے مالک ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما تو سب سے زیادہ خطاؤں کو معاف کر دینے والا ہے۔

مغفرت و رحمت کے معنی: (غفران کے معنی چھپانے اور گناہ پر باز پرس نہ کرنے کے ہیں' پھر جب غفران کے ساتھ رحمت ملی جلی آئے تو یہ مقصد ہوتا ہے کہ انسان مستقبل میں اس گناہ سے محفوظ ہو جائے)

(۱۵۶) پہلے گناہوں سے بچاؤ طلب کیا' اب در مقصود پا لینے کی دعا کی کہ اے رب ہمیں دنیا میں بھی ہر قسم کی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اس کی تفسیر سورہ بقرہ میں گذر چکی۔ پھر فرمایا کہ ہم نے تیرا در کھٹکھٹایا تیرے پاس آئے اور تجھ ہی سے توبہ کی۔

اللہ کی رحمت ہمہ گیر ہے: موسیٰ نے فرمایا کہ یہ واقعہ تیری ایک آزمائش ہے حق تعالیٰ جواب دے رہا ہے کہ میں صرف نافرمانوں ہی کو سزا دیتا ہوں اور ان میں سے بھی ہر ایک کو نہیں بلکہ اپنی حکمت کاملہ سے جس کو سزا دینا چاہوں بس اسی کو دیتا ہوں' اور دوسروں سے درگذر کرتا ہوں اور میری رحمت ہمہ گیر ہے جس کے گھیرے میں کائنات کی ایک ایک چیز گھری ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے عرش بریں اٹھانے والے اور ان کے آس پاس والے فرشتے یہ دعا مانگتے رہتے ہیں۔ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا الخ (غافر ۴۰:۷) اے ہمارے مالک تیری رحمت و علم ہمہ گیر ہے اس لئے توبہ کرنے والوں کو معاف فرما۔

آپ نے فرمایا اللہ کی رحمت کے سو حصے ہیں ان میں سے ایک حصے کا یہ اثر ہے کہ مخلوق آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتی ہے اور وحشی جانور اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں اور اس نے دیگر ۹۹ رحمتیں اپنے پاس رکھ چھوڑی ہیں جن کو وہ خود قیامت کے روز استعمال فرمائے گا (مدا)

پھر فرمایا کہ میں اپنی رحمت ان کے لئے واجب کردوں گا یعنی اپنے فضل و کرم سے بطور احسان کے ان کے لئے رحمت لکھ لوں گا فرمایا كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام ۶:۵۴) تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت واجب کر لی ہے یہ رحمت ان کے لئے واجب ہے جن میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ ان کے عقائد' اعمال اور ایمان سب صحیح ہیں۔ یہ خوبیاں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی میں پائی جاتی ہیں۔ جو شرک سے اور بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہتے ہیں اور جو اپنے نفسوں کی اور مالوں کی زکوۃ نکالتے رہتے ہیں اور ہماری آیات و احکام کی تصدیق کرتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ع ۱۹/۹

جو ایک ایسے نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جس کو اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو انہیں نیک باتوں کا حکم فرماتا ہے اور بری باتوں سے روک دیتا ہے اور ستھری چیزوں کو ان کے لئے حلال بتاتا ہے اور گندی چیزوں کو ان پر حرام بتاتا ہے اور ان پر جو بوجھ اور طوق تھے انہیں ہٹاتا ہے لہٰذا جو اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کے پیروکار ہیں جو اس پر اتارا گیا ہے وہی پورے پورے کامیاب ہیں۔

آسمانی کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کے اوصاف اور آپ کی بعثت کی بشارت: (۱۵۷) سابق الہامی کتابوں میں پیغمبر آخر الزماں کے اوصاف کا اور پیغمبروں نے آپ کی بعثت کی اپنی اپنی امتوں کو جو بشارتیں دی ہیں اور کہا ہے کہ اگر کوئی ان کے عہد مبارک کو پا جائے تو ضرور ان کی پیروی کرے۔ ان کا بیان ہے آپ کے صفات سابق الہامی' کتابوں میں موجود ہیں اور ان کے علماء اور درویشوں کو معلوم ہیں۔ ایک دیہاتی کہتا ہے میں عہد رسالت میں اپنی دودھ والی اونٹنی فروخت کرنے کے لئے مدینہ آیا اور کام سے فارغ ہو کر میں نے سوچا کہ اس شخص سے بھی مل کر اس کی بھی کچھ باتیں سنتا جاؤں۔ چنانچہ میں آپ سے ملنے کے ارادے سے اٹھا میں نے دیکھا کہ آپ ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے ہیں' میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا آپ ایک یہودی عالم کے مکان پر پہنچے۔ جس کا ایک نوجوان موٹا تازہ اور خوبصورت بچہ سکرات میں مبتلا تھا یہ شخص تورات پڑھ کر اسے سنا رہا تھا تاکہ جان کندنی میں سہولت ہو جائے' آپ نے اس سے تورات اتارنے والے رب کی قسم دے کر فرمایا کیا تورات میں

میرے اوصاف اور میری بعثت کی بشارت نہیں ہے۔ اس نے سر ہلا کر انکار کیا۔ مگر فوراً ہی اس کے بستر مرگ پر پڑے بچے نے کہا اللہ کی قسم آپ کے اوصاف اور آپ کی بعثت کی تمام خبریں تورات میں موجود ہیں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس بیمار نوجوان نے کلمہ بھی پڑھ لیا۔ آپ نے حکم دیا کہ اس یہودی کو اپنے بھائی کے پاس سے علیحدہ کر دو۔ پھر آپ نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور اس پر نماز بھی پڑھائی۔ (الف)۔ (یہ روایت جید ہے اور انس والی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے)۔

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں:۔ اللہ کی قسم تورات میں آپ کی وہی صفت ہے جو قرآن میں ہے۔ فرمایا یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا الخ (احزاب ۳۳:۴۵) اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ ان صفات کے علاوہ تورات میں یہ بھی ہے کہ آپ کو ان پڑھوں کی پناہ گاہ بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں آپ کا نام متوکل (اللہ پر بھروسہ رکھنے والا) ہے' آپ نہ فحش گو ہیں اور نہ سنگدل' اللہ آپ کو فوت نہیں فرمائے گا۔ جب تک کہ آپ کے ذریعہ ٹیڑھا دین سیدھا نہ فرما دے گا اور لوگ توحید کے قائل نہ ہو جائیں گے' اور جب تک اللہ آپ کے ذریعہ پردوں والے دل بہرے کان اور اندھی آنکھیں کھول نہ دے گا۔ کعبؓ نے بھی یہی صفات بیان فرمائے ہیں گو الفاظ میں قدرے فرق ہے (ابن جریر) بخاری کی روایت میں یہ زیادہ ہے) نہ وہ بازاروں میں شور و غل مچاتے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں البتہ معاف کر دیتے ہیں۔

ستھری اشیاء کی حلت اور گندی اشیاء کی حرمت: پھر فرمایا وہ نبی امی لوگوں کو ستھری اور پاکیزہ چیزیں حلال بتاتے ہیں یعنی جو چیزیں انہوں نے اپنے اوپر حرام کر لی ہیں جیسے بحیرہ' سائبہ' وصیلہ' اور حام وغیرہ آپ انہیں حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام بتاتے ہیں جیسے سور کا گوشت اور سود وغیرہ' نیز ان چیزوں کو بھی جنہیں اپنے آپ لوگوں نے حلال سمجھ لی ہیں۔ پھر فرمایا وہ رسول ان کے بوجھ اور طوق ان سے ہٹاتا ہے یعنی وہ آسان و سھل دین لے کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا مجھے توحید والا آسان دین دے کر بھیجا گیا ہے۔

پھر فرمایا جنہوں نے رسول کی عظمت و توقیر کی' ان کی مدد کی اور اس نور (قرآن) کی پیروی کی جو آپ پر اتارا گیا ہے وہی دنیا اور آخرت میں کامیاب و بامراد ہیں۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

آپ فرما دیں لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کی تمام آسمانوں میں اور زمین میں حکومت ہے اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' وہی جلاتا اور مارتا ہے لہٰذا اللہ پر اور اس کے ایسے نبی امی پر جو اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ تم بھی ایمان لے آؤ اور اس کی پیروی کرو تاکہ راہ پا جاؤ۔

رحمت عالم ﷺ قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کے نبی ہیں: (۱۵۸) اللہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ

وسلم سے فرما رہا ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں سے فرما دیں کہ اے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے رہنے والو! اے عربو اور عجمیو! اے گورو اور کالو اور اے عورتو اور مردو مجھے اس شہنشاہ نے تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے جس کے ہاتھ میں کائنات کی بادشاہت ہے۔ آپ کی عظمت و سیادت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ ایک تو آپ خاتم الانبیاء ہیں اور دوسرے آپ تمام لوگوں کے جو قیامت تک آنے والے ہیں رسول ہیں انسانوں کے بھی اور جنوں کے بھی فرمایا (۱) قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ الخ (انعام ۶:۱۹) آپ فرما دیں میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے' میرے پاس وحی کے ذریعہ یہ قرآن بھیجا گیا ہے تاکہ میں تمہیں اور ہر اس شخص کو جس تک یہ پہنچ جائے ہوشیار کر دوں۔ (۲) وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ (ھود ۱۱:۱۷) اور جو جماعت آپ کا انکار کرے اس کیلئے جہنم کا وعدہ ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میرے عہد بعثت میں جو یہودی یا عیسائی میری بعثت کو سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے وہ جنت میں نہیں جا سکتا (م) پھر فرمایا جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے وہ کائنات کا خالق مربی اور بادشاہ ہے جس کے ہاتھ میں حکومت' زندگی اور موت ہے اور جس کا حکم کائنات پر جاری ہے لہٰذا تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو ایک امی نبی ہیں جن کی پہلی کتابوں میں تم کو بشارت مل چکی ہے اور ان کی بعثت کا وعدہ کر لیا گیا ہے اور انہیں کی صفتیں تمہاری کتابوں میں ملتی ہیں' وہ خود بھی عمل میں سرگرم رہتے ہیں اور ان کے عمل ان کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر ان کے رب کی طرف سے جو اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے۔ لہٰذا انہیں کی راہ اختیار کرو اور انہیں کے قدم بہ قدم چلو تاکہ سیدھی راہ پا لو۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور موسیٰ کی قوم میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اسی کے مطابق انصاف بھی کرتی ہے۔

(۱۵۹) یعنی موسیٰ کی قوم میں بھی حق پرستوں کی ایک جماعت موجود ہے جو حق کے موافق لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں اور اسی کے مطابق انصاف بھی کرتے ہیں فرمایا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ الخ (آل عمران ۳:۱۱۳) اہل کتاب کی ایک جماعت حق پر قائم ہے جو راتوں کی پرسکون گھڑیوں میں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدے کرتے ہیں۔ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ الخ (آل عمران ۳:۱۹۹) یقیناً بعض لوگ اہل کتاب میں سے ایسے ضرور ہیں جو اللہ پر اور ان کتابوں پر جو تم پر اور ان پر اتریں ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیتیں فروخت کر کے ایک حقیر سی قیمت نہیں لیتے انہیں لوگوں کا ان کے رب کے پاس ثواب ہے یقین مانو اللہ جلدی ہی حساب لے لے گا۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ الخ (قصص ۲۸:۵۲ تا ۵۴) جن کو ہم نے آپ سے پہلے آسمانی کتابیں دی ہیں وہ اس قرآن کی تصدیق کرتے ہیں جب یہ ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہمارا اس پر ایمان ہے واقعی یہ برحق ہے جو ہمارے رب کے پاس سے اترا ہے اور ہم تو اس کو اس کے آنے سے پہلے ہی مانتے تھے ان کو ان کے صبر کی وجہ سے دہرا ثواب ملے گا۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ
قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا
حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓــٰٔتِكُمْ ؕ
سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ
قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع

اور ہم نے انہیں بارہ خاندانوں میں بانٹ کر سب کی جدا گانہ جماعتیں مقرر کردیں اور جب موسیٰ کی قوم نے ان سے پانی مانگا تو ہم نے ان پر وحی کی کہ اپنا عصا اس پتھر پر مارو پھر اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر خاندان کو اپنا گھاٹ معلوم ہو گیا اور ہم نے ان پر ابر سے سایہ کیا اور ان پر من اور سلویٰ اتارا اور ان سے کہا کہ ہماری دی ہوئی ستھری چیزوں میں سے کھاؤ پیو انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتے رہے اور جب ان سے کہا گیا کہ اس بستی میں آباد ہو جاؤ اور یہاں جہاں سے جی چاہے کھاؤ پیو اور زبان سے حطہ (یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرمادے) کہتے رہو اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو ہم تمہارے گناہ معاف کردیں گے اور مخلصوں کو ہم اور زیادہ دیتے ہیں پھر ان میں سے ظالموں نے جو بات ان سے کہی گئی تھی اس سے ایک اور بات بدل ڈالی۔ آخر کار ہم نے ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب بھیج دیا۔

(۱۶۰۔۱۶۲) ان آیات میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور بدعنوانیوں کا ذکر ہے کہ وہ اللہ رب العالمین اور اس کے رسول موسیٰ علیہ السلام کی کس طرح نافرمانیاں کر کے عذاب الٰہی کے مستحق بنے اور ظالم بن گئے۔ ان آیات کی تفسیر سورہ بقرہ میں بیان ہو چکی ہے لہٰذا یہاں پھر دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي
السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ
كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

وقف لازم معانقۃ النصف

اور آپ ان سے اس بستی کے بارے میں پوچھ لیں جو ساحل سمندر پر آباد تھی جب کہ یہ ہفتہ کے بارے میں حد سے آگے بڑھے جا رہے تھے جبکہ ہفتہ کے دن مچھلیاں ان کے سامنے ظاہر ہو کر آتی تھیں اور غیر ہفتہ کے دن نہیں آتی تھیں، ہم ان کی بے حکمی کی وجہ سے ان کی اسی طرح آزمائش کرتے تھے۔

یہودیوں کی سبت کے بارے میں نافرمانی: (۱۶۳) اس کا مفصل بیان بقرہ ۶۵ میں گذر چکا۔ اللہ اپنے محبوب رسول ﷺ سے فرما رہا ہے کہ آپ اپنے ہم عصر یہودیوں سے ان سابق یہودیوں کے واقعات کے بارے میں پوچھیں جنہوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی پھر ان کے کرتوتوں زیادتیوں اور حیلہ سازیوں کی وجہ سے انہیں اللہ کے عذاب نے اچانک آ دبوچا اور آپ اس بات سے بھی انہیں متنبہ فرما دیں کہ تم جو میری صفتوں کو جو تمہاری کتابوں میں موجود ہیں چھپا رہے ہو کہیں تمہارے بزرگوں کی طرح تم پر بھی اللہ کا عذاب نہ ٹوٹ پڑے' اس بستی کا نام ایلہ تھا جو بحر قلزم کے ساحل پر آباد تھی۔ یہ شہر مدین اور طور کے درمیان واقع تھا کسی نے اس کو مدین بھی بتایا ہے اور کسی نے مقنا بھی جو مدین اور عینونا کے درمیان آباد تھا ان کے لئے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار حرام تھا انہوں نے اس دن یہ زیادتی کی کہ اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور اس کے لئے ایک بہانہ تراشا۔ اللہ کی شان ہفتہ کے روز مچھلیوں کا یہ عالم ہوتا کہ چاروں طرف سے سمٹ کر جمع ہو جاتیں اور اس قدر ریل پیل ہوتی کہ اگر کوئی ہاتھوں سے پکڑنا چاہے تو بھی پکڑ لے اور غیر ہفتہ کے دنوں میں کوئی مچھلی ڈھونڈے بھی نہیں ملتی تھی۔ چونکہ یہ قوم نافرمان اور بے حکم تھی اس لئے ہم نے بھی انہیں خوب آزمایا کہ مچھلیوں کے ہوتے ہوئے تو شکار حرام کر دیا اور جب مچھلیاں ندارد ہوں تو شکار حلال کر دیا آخر کار ان لوگوں نے حیلے تراشے اور بظاہر ایسے اسباب فراہم کئے جو در پردہ اللہ کی حرمتوں کے پردے پھاڑتے تھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی یہودیوں کی طرح حیلہ کر کے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال نہ کر لینا۔ (امام ابن بطہ باسناد جید)۔

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾

وہ وقت یاد کرو جب ان میں سے ایک گروہ نے یوں کہا کہ تم ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جسے اللہ تباہ کرنے والا ہے یا سخت سزا دینے والا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے آگے عذر کے لئے اور تاکہ وہ ڈر جائیں پھر جب وہ وہ باتیں بھول گئے جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان کو بچا لیا جو بری باتوں سے روکا کرتے تھے اور ہم نے حکم عدولی کی وجہ سے ظالموں کو سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ پھر جب انہوں نے ان کاموں میں سرکشی کی جن سے روکے گئے تھے تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

لوگوں کی تین قسمیں: (۱۶۴) اس بستی کے باشندے تین قسم کے تھے' کچھ تو حیلہ تراش کر ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے والے تھے جیسا کہ بقرہ میں گذر چکا اور کچھ حیلہ سازی سے منع کرنے والے تھے اور ان سے بیزار تھے اور ایک جماعت خاموش تھی نہ تو شکار کرتی تھی اور نہ شکار کرنے والوں کو روکتی تھی مگر یہ اس جماعت سے جو شکار کرنے والی جماعت کو روکتی تھی کہا کرتے تھے کہ جسے اللہ

ہلاک کرنے والا یا اپنے سخت عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے تم انہیں کیوں روکتے ہو جب تم کو معلوم ہے کہ یہ قوم ہلاکت کی حقدار ہے تو پھر تمہارا روکنا ہی بے سود ہے' وہ یہ جواب دیتے تھے کہ ہم اپنا فرض ادا کرتے ہیں تاکہ اللہ کے ہاں معذور سمجھے جائیں کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم لوگوں کو نیکیوں کی رغبت اور برائیوں سے نفرت دلائیں۔ علاوہ ازیں شاید اللہ انہیں ہدایت عطا فرما دے۔ یہ اس شرمناک فعل سے باز آ جائیں' سچے دل سے توبہ کر لیں اور اللہ اپنے فضل و کرم سے ان کے گناہ معاف فرما دے اور ان پر اپنا رحم فرمائے۔

گناہوں سے روکنے والے عذاب سے محفوظ رہے: (۱۶۵) پھر جب گناہ کرنے والوں نے نصیحت ٹھکرا دی تو ہم نے برائیوں سے روکنے والوں کو بچا لیا اور ظالموں کو بدترین عذاب میں گرفتار کر دیا۔ اس آیت میں صراحت ہے کہ برائیوں سے روکنے والوں کو بچا لیا گیا اور برائیاں کرنے والوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ البتہ جو لوگ برائیاں نہیں کرتے تھے اور نہ برائیاں کرنے والوں کو روکا کرتے تھے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی گئی کیونکہ جزا عمل کی جنس سے ملتی ہے لہٰذا یہ لوگ نہ تو قابل تعریف ہی تھے اور نہ قابل مذمت۔

گناہوں سے نہ روکنے والے بھی ہلاک ہوئے: ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہودیوں نے اپنی طرف سے ہفتہ کے احترام کی بدعت نکالی پھر اللہ نے بھی ان پر یہ احترام لازم قرار دے دیا اور اسی سے انہیں آزمایا اور انہیں اس دن شکار سے روک دیا۔ ہفتہ کے دن مچھلیوں کی خوب کثرت ہوتی تھی اور باقی دنوں میں ایک مچھلی بھی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ یہودیوں نے کچھ دنوں تو صبر کیا پھر ایک شخص نے ہفتہ کے دن مچھلی پکڑ کر اس کی ناک چھید کر اس میں ڈور باندھ دی اور ساحل پر ایک کھونٹا گاڑ کر ڈور کا ایک سرا اس میں باندھ کر مچھلی دریا میں چھوڑ دی۔ دوسرے دن اسے کھینچ کر گھر لا کر بھون کر کھا لیا لوگ اسے ایسا کرتے دیکھتے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے۔ بجز ایک جماعت کے جو لوگوں کو برابر اس حرکت سے روکتی رہتی تھی مگر نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا ہے پھر تو یہ ترکیب اس قدر عام ہوئی کہ لوگ کثرت سے مچھلیاں پکڑنے لگے اور بازاروں میں بھی بلا جھجک بیچنے کے لئے لانے لگے۔ ایک جماعت نے ان روکنے والوں سے کہا تمہیں کیا پڑی ہے کیوں ان نافرمانوں کو روک کر اپنا وقت گنواتے ہو ان ظالموں کو مرنے دو۔ یہ بولے کہ قیامت کے دن اللہ ہماری باز پرس نہیں کرے گا اور ہمیں امید ہے کہ شاید ہمارے ذریعہ اللہ کسی کو ہدایت نصیب فرما دے اور وہ اس کام سے باز آ کر سچے دل سے توبہ کر لے اور اللہ اپنے عذاب سے اسے بچا لے آخر کار عذاب آیا اور وہی بچے جو لوگوں کو روکتے رہتے تھے باقی نافرمانی کرنے والے اور خاموش رہنے والے دونوں ہلاک کر دیئے گئے (اگرچہ اس روایت کی سند بہت اچھی ہے۔)

شکار کے لئے حیلہ سازی: ہفتہ کے دن مچھلیوں کی خوب ریل پیل ہوتی تھی اور باقی دنوں میں ایک مچھلی بھی نہیں دکھائی دیتی تھی' پھر ہفتہ کے دن کثرت ہو جاتی تھی ایک شخص کو یہ سوجھی کہ اس نے کانٹے بنا کر ہفتہ کے دن مچھلیوں کو پکڑ لیا اور کانٹوں کو پانی ہی میں رہنے دیا' اتوار کی رات کو ان کانٹوں کو نکال لیا اور مچھلیاں بھون کر کھا لیں جب مچھلی کی بو معلوم ہوئی تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ مچھلیاں کہاں سے آئیں پہلے تو یہ انکار ہی کرتا رہا پھر کہہ دیا کہ مجھے کہیں سے مچھلی کی کھال مل گئی تھی وہی بھون کر کھائی ہے دوسری اتوار کی رات کو اس نے دو مچھلیاں پکڑ کر بھونیں لوگ ٹوٹ پڑے تو اس نے اپنی ترکیب بتا دی سب نے یہ تدبیر پسند کی اور سب یہی کرنے لگے۔ رات کو شہر پناہ کے پھاٹک بند کر دیئے جاتے تھے ایک دن صبح کو دروازہ نہیں کھلا' جب باہر سے آنے والوں نے

خلاف دستور دروازہ بند پایا تو چیخ چیخ کر آوازیں دیں مگر ان سے کوئی جواب نہیں آیا۔ آخر کار لوگوں نے فصیلوں پر چڑھ کر دیکھا تو بندر ہی بندر نظر آئے پھر یہ دروازہ توڑ کر اندر گھس گئے تو بندر اپنے اپنے عزیزوں کے پیروں پر لوٹنے لگے۔ یہ واقعہ بقرہ میں کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٧﴾

یاد کرو جب آپ کے رب نے یہ بات بتا دی کہ وہ یہودیوں پر قیامت تک کسی نہ کسی ایسے شخص کو ضرور مسلط رکھے گا جو انہیں بدترین سزائیں پہنچاتا رہے گا' واقعی آپ کا رب جلدی سزا دینے والا ہے اور وہ واقعی بڑی بھاری مغفرت و رحمت والا بھی ہے۔

نافرمانی کی سزا دائمی ذلت: (١٦٧) یعنی ان نافرمانوں پر قیامت تک کسی نہ کسی ایسے حاکم کو مسلط رکھا جائے گا جو انہیں بدترین سزائیں دیتا رہے گا اور طرح طرح سے ستاتا رہے گا۔ یہ قیامت تک ذلیل و خوار رہیں گے اور لوگوں سے دبے رہیں گے۔ خود موسیٰ نے ان پر سات سال تک یا تیرہ سال تک محصول لگایا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے محصول لگایا تھا۔ پھر یہودیوں پر ہمیشہ دوسروں ہی کی حکومت رہی' کبھی یونانیوں کی' کبھی کشانیوں کی' کبھی کلدانیوں کی اور کبھی عیسائیوں کی یہ ہر ایک کے عہد حکومت میں ذلیل و خوار رہے اور ٹیکس دیتے رہے اور انہیں کبھی ذلت کی پستی سے ابھرنا نصیب نہیں ہوا' اسلامی عہد میں بھی ان سے برابر جزیہ وصول کیا جاتا رہا' اخیر میں یہ لوگ دجال کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑیں گے اور مسلمان عیسیٰ کے ساتھ مل کر ان کا استیصال کر دیں گے۔ یاد رکھو حق تعالیٰ نافرمانوں سے جلدی ہی حساب لے لیتا ہے اور انہیں ان کے کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے' ہاں جو سچے دل سے توبہ کر لے اور رب کے آگے جھک جائے اللہ اسے معاف فرما کر اس پر اپنا رحم بھی فرما دیتا ہے۔ عذاب کے ساتھ رحمت کا بیان بھی آتا ہے تاکہ کوئی ناامید نہ ہو۔ اللہ کثرت سے ترغیب و ترہیب ایک ہی جگہ بیان فرماتا ہے تاکہ امید و خوف کے درمیان لوگ رہیں' ایک طرف اس سے ڈرتے بھی رہیں اور دوسری طرف اس کی رحمت کے امیدوار بھی رہیں۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٧٠﴾

ہم نے انہیں دنیا میں مختلف جماعتوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' کچھ ان میں سے نیک بھی ہیں اور کچھ دوسری قسم کے ہیں اور ہم نے انہیں خوش حالیوں اور بدحالیوں سے آزمایا تا کہ وہ گناہوں سے باز آ جائیں پھر ان کی جگہ ان کے ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے ان سے کتاب سیکھی اور جو اس دنیائے ناپائدار کا حقیر سا سامان لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری بخشش ہو جائے گی حالانکہ اگر ان کے پاس اسی جیسا اور سامان آنے لگے تو اسے بھی لے لیں گے۔ کیا ان سے اس کتاب میں اس بات کا عہد نہیں لے لیا گیا کہ رب کی طرف حق بات کے سوا کسی اور بات کی نسبت نہ کریں اور کتاب میں جو کچھ ہے اسے انہوں نے پڑھ بھی لیا ہے اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر بہتر ہے' پھر کیا (اے یہودیو) تم سمجھتے نہیں اور جو یہ کتاب پکڑے ہوئے ہیں اور نمازوں کے پابند ہیں تو ہم اصلاح کرنے والوں کے ثواب کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔

---

(۱۶۸) اللہ نے یہودیوں کے مختلف گروہ کر کے انہیں دنیا میں پھیلا دیا۔ چنانچہ فرمایا وَقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ (اسراء ۱۷:۱۰۴) اور ہم نے اس کے بعد اسرائیلیوں سے کہہ دیا کہ تم اس زمین میں رہو سہو' پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے۔ پھر فرمایا کچھ تو ان میں نیک ہیں اور کچھ بد ہیں۔ پھر فرمایا ہم نے انہیں لالچ دے کر' ڈرا دھمکا کر' تندرستی و بیماری سے اور تنگی و فراخی سے غرض طرح طرح سے جانچا تا کہ شرمناک حرکتوں سے باز آ جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں۔

مغفرت کی امید پر گناہ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں: (۱۶۹) پھر ہم نے ان کے بعد جن میں نیک و بد ہر طرح کے آدمی تھے۔ ان کا جانشین انتہائی کمینوں اور نالائقوں کو بنا دیا۔ حالانکہ انہوں نے اپنے بزرگوں سے تورات بھی پڑھی تھی مگر عمل سے محض کورے تھے اس سے عیسائی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور عام معنی کا بھی احتمال ہے جس میں عیسائی غیر عیسائی سب شامل ہیں۔ یہ لوگ حق کی نشر و اشاعت کے عوض تھوڑی سی دنیا حاصل کر لیتے ہیں اور حق کے بدلے دنیا جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہیں رشوت دے کر جو چاہو فتویٰ لے لو بے دھڑک کہہ دیتے ہیں' بات کون سی ہے اگر گناہ بھی ہے تو اللہ سے توبہ کر لیں گے اللہ معاف فرمانے والا ہے۔ پھر جب کبھی کوئی اور موقعہ ہاتھ آتا ہے تو پھر جھوٹ بول کر ہاتھ رنگ لیتے ہیں اور دل کو یہ دلاسا دے دیتے ہیں کہ توبہ کر لی جائے گی اگر گناہ بھی ہے تو معاف ہو جائے گا۔ غرض یہ کہ بار بار زندگی بھر ان کا یہی طریقہ رہتا ہے توبہ پر توبہ بجا لاتے ہیں اور گناہ چھوڑنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ لینے سے غرض ہے خواہ حلال ہو یا حرام' دنیا کے کتے حلال و حرام میں کیا تمیز کریں گے اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ امیدوار مغفرت بھی رہتے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ بدترین جانشین ہیں۔ رسولوں کے وارث یہی ہیں جن سے رب نے یہ اقرار بھی کرالیا ہے کہ حق کے سوا اللہ پر جھوٹ نہ بولنا۔ فرمایا فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ الخ (مریم ۱۹:۵۹) پھر ان کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں اور خواہش پرست بن گئے۔ یہ لوگ جلدی ہی خرابی دیکھ لیں گے۔ آہ یہ لوگ اللہ سے جھوٹی امیدیں باندھ کر دھوکہ میں گرفتار ہیں ان کا عجیب و غریب حال ہے جو آتا ہے وہی رشوت خور' بددیانت اور بے ایمان ہوتا ہے۔ ہر شخص جیب بھرنے کے لئے غلط راہ اختیار کرتا ہے۔ پھر اس کی جگہ دوسرا آتا ہے تو وہ پہلے سے بھی نمبر اول ہوتا ہے' جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آخر یہ حرکتیں کیوں کرتے ہو تو جواب ملتا ہے کہ اللہ خطا پوش و مہربان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی حاکم رشوت لینے سے نہیں ہچکچاتا اور بددیانتی سے ذرا نہیں شرماتا۔ آج انہیں اسرائیلیوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر ہم مسلمانوں کا حال ہے' ہم نمبر اول رشوت خور' بددین و بدکردار اور سود خور ہیں اور سمجھایا جاتا ہے تو وہی جواب ملتا ہے کہ اللہ ذرہ نواز ہے غفور رحیم

ہے توبہ کرلیں گے۔ بخش دے گا۔ ذرا غور کیجئے ہم ان سے کس قدر گہری مشابہت رکھتے ہیں۔ اللہ والوں کو ایسا لائق نہیں ان سے تو پختہ اقرار کرایا جا چکا ہے کہ زبان سے حق بات کے سوا کوئی بات نکالو ہی نہیں بلکہ حق ظاہر کرو اور چھپانے کی شرمناک کوشش نہ کرو۔ لیکن افسوس لوگ ذرا سی حقیر دنیا کی خاطر اللہ کا زبردست عذاب خرید رہے ہیں۔ فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ الخ (آل عمران ۳:۱۸۷) یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لے لیا کہ تم اس کتاب کو عوام کے سامنے ظاہر کردینا اور ہرگز نہ چھپانا لیکن انہوں نے یہ عہد پس پشت ڈال دیا اور اس کے عوض ایک حقیر سا سامان لے لیا لہٰذا وہ بدترین ہے جسے یہ لوگ خرید رہے ہیں۔ یہ بھی تو اس عہد کے خلاف ہے کہ گناہ پر گناہ کئے جائیں اور اللہ سے ذرا نہ شرمائیں نادم ہو کر توبہ نہ کریں اور اس کی بخشش کی امید رکھیں۔ پھر فرمایا پارساؤں کے لئے دنیا سے کہیں بہتر آخرت ہے۔ یعنی اگر تم گناہوں سے بچتے رہو اللہ سے ڈرتے رہو اس کی حرمتوں کے پردے نہ پھاڑو خواہش کے پرستار نہ بنو اور رب ہی کے پجاری اور اطاعت گذار رہو تو تمہارے لئے آخرت کی سعادتیں ہیں جو اس دنیائے ناپائدار کے مقابلہ میں بڑی اہم ہیں' افسوس تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے کیوں تمہاری عقلوں پر پردہ پڑ گیا۔ سوچو اور سمجھو اللہ ہم سب کو فہم مستقیم عطا فرمائے آمین۔

قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کی تعریف: (۱۷۰) ان کی تعریف ہے جو اللہ کی کتاب مقدس (قرآن) پر عمل پیرا ہیں اور اس کی روشنی میں رحمتہ للعالمین کے نقش قدم پر چلتے ہیں' رب کے احکام پر خوشی خوشی عمل کرتے ہیں اور ممنوعات سے پرہیز کرتے ہیں اور نماز باقاعدہ پابندی سے خوشی خوشی اور پورے شوق و ذوق سے ادا کرتے ہیں۔ فرمایا واقعی یہی لوگ اپنی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں۔ پھر بھلا اللہ ایسے مخلصوں کے ثواب کو کیسے ضائع فرما سکتا ہے؟ اسی لئے فرمایا کہ اللہ اصلاح کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں فرماتا۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع ۹/۲۰ ۱۱

یاد کرو جب ہم نے ان پر پہاڑ چھت کی طرح اٹھا لیا تھا اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب ان پر گرا (ہم نے کہا) ہم نے تمہیں جو کتاب دی ہے اسے مضبوط تھام لو اور اس کے احکام یاد رکھو تاکہ متقی بن جاؤ۔

نافرمانی سے کوہ طور کا سروں پر معلق ہونا: (۱۷۱) دوسری جگہ فرمایا وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ الخ (نساء ۴:۱۵۴) ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے سروں پر کر دیا تھا۔ طور کو فرشتے اٹھا کر لے آئے تھے۔ جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آپ نے تختیاں اٹھالیں اور اسرائیلیوں کو سرزمین مقدس کی طرف لے کر روانہ ہو گئے تو آپ نے اللہ کے احکام پیش کئے۔ انہیں یہ احکام دشوار معلوم ہوئے اور ماننے سے انکار کر دیا' پھر اللہ کے حکم سے فرشتے طور کو اٹھا کر لے آئے اور ان کے سروں پر لا کر معلق کر دیا (ن)۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے کیا تم اس کے احکام قبول کرو گے؟ یا اس میں حلال و حرام کی اور امر و نہی کی تفصیل ہے۔ بولے اس کے احکام ہمیں سمجھا دیجئے اگر آسان ہوئے تو مان لیں گے۔ فرمایا سنے بغیر ہی مان لو۔ بولے نہیں' جب آپ کے بار بار اصرار پر بھی انکار ہی کرتے رہے تو اللہ نے پہاڑ کو حکم دیا پہاڑ اکھڑ کر آسمان میں اڑا اور ان کے سروں پر

آ معلق ہوا۔ موسیٰ نے فرمایا تم نے اللہ کا فرمان نہیں سنا کہ وہ کیا فرما رہا ہے؟ اس کا حکم ہے کہ تورات کو بلا چون و چرا مان لو ورنہ یہ پہاڑ تمہاری ہڈی پسلی ایک کر دے گا۔ آخر خطرہ دیکھ کر سب سجدے میں گر گئے اور پہاڑ کے گرنے کے ڈر سے بائیں آنکھ تو سجدے گاہ پر تھی اور دائیں آنکھ سے پہاڑ دیکھ رہے تھے کہ کہیں گر نہ جائے آج تک یہودیوں کا یہی سجدہ ہے ان کا خیال ہے کہ اللہ نے اس سجدے سے اپنا عذاب ہٹا لیا تھا۔ پھر جب کلیم اللہ نے تختیاں کھولیں تو ان میں تورات تھی جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا فوراً روئے زمین کے تمام پہاڑ درخت اور پتھر کانپ اٹھے آج بھی یہودی جب تورات کی تلاوت کرتے ہیں تو کانپ اٹھتے ہیں ان کی پیشانیاں جھک جاتی ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ
عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٧٢﴾ۙ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ
وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿١٧٣﴾
وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿١٧٤﴾

یاد کرو جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے انہیں کے بارے میں اقرار کرایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں' سب نے کہا کیوں نہیں' ہم اس بات پر گواہ ہیں مبادا قیامت کے روز تم یوں کہنے لگو کہ ہم تو اس (اقرار) سے بے خبر تھے یا یوں کہنے لگو کہ شرک تو ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔ ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد ہیں تو کیا ان غلط راہ (نکالنے) والوں کے فعلوں پر تو ہمیں بھی ہلاک کر دے گا ہم آیتیں اسی طرح تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ (شرک سے) باز آ جائیں۔

عہد الست کا بیان: (۱۷۲) اس واقعہ کی خبر دی جا رہی ہے کہ حق تعالیٰ نے روز ازل اولاد آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکال کر ان سب سے اس بات کا اقرار کرا لیا تھا کہ اللہ ہی ان کا رب اور سچا معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اللہ نے انسان کو اسی فطری توحید پر پیدا کیا ہے چنانچہ فرمایا فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا الخ (الروم: ۳۰،۳۰) پھر تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو اور اللہ کی دی ہوئی صلاحیت کے پیچھے لگو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا' اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز میں تبدیلی نہیں سیدھا دین تو یہی ہے لیکن اکثر لوگوں کو علم نہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطری صلاحیت (توحید) پر پیدا ہوتا ہے (ق) (ایک روایت میں ہے) اس مذہب (اسلام و توحید) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی اور عیسائی اور مشرک بنا دیتے ہیں جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے۔ کیا تم نے کوئی کن کٹا بچہ دیکھا ہے؟ (مگر لوگ اس کا کان کاٹ دیتے ہیں (ق) (۲) میں نے اپنے بندوں کو توحید پر پیدا کیا پھر ان کے پاس شیطان آیا اور اس نے انہیں ان کے دین سے ہٹا دیا اور جو چیزیں میں نے حلال فرما دی تھیں انہیں حرام کر دیا۔ (م)

(۱۷۳) اسی وجہ سے فرمایا کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ شرک تو ہمارے بزرگوں نے کیا تھا جو ہمیں ورثہ میں ملا۔ ان کی غلطی پر ہماری پکڑ کیوں ہوتی ہے۔ (۱۷۴) یعنی تفصیل سے آیتیں بیان کرنے کی یہ مصلحت ہے کہ تفصیلی بیان سن کر شرارتوں سے باز آنا ممکن ہو جاتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَاۗءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

آپ ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیں جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے صاف نکل گیا اور شیطان اس کے پیچھے لگ گیا پھر وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا۔ اگر ہمیں منظور ہوتا تو ہم اس کو ان آیتوں کی بدولت سربلند فرما دیتے لیکن وہ تو دنیا پر ریجھ گیا اور خواہش کا پرستار بن گیا اب اس کی حالت کتے کی سی ہے اگر آپ اس پر بوجھ لاد دیں تب بھی ہانپے یا نہ لادیں تب بھی ہانپے یہی حالت ہماری آیتوں کو جھوٹا بتانے والوں کی ہے لہٰذا آپ یہ حال بیان فرما دیں تاکہ لوگ غور کریں اور ہماری آیتوں کو جھوٹا بتانے والوں کی مثال بھی بدترین ہے وہ کچھ اپنا ہی بگاڑ رہے ہیں۔

بلعم بن باعوراء کا واقعہ: (۱۷۵) یہ ایک اسرائیلی تھا یعنی بلعم بن باعوراء یا صیفی بن راہب یہ بلقا کا ایک شخص جو اسم اعظم سے واقف تھا اور بیت المقدس میں جبابرہ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ بعض اسے یمنی بھی بتاتے ہیں۔

بہر حال یہ ایک اسرائیلی عالم تھا جو مستجاب الدعوات تھا۔ نازک اوقات میں اسرائیلی اس کو آگے کر دیا کرتے تھے موسیٰ نے اسے سلطان مدین کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تھا بادشاہ نے اسے جاگیر دے کر اپنا ہم خیال بنا لیا اور اس نے پیغمبر کا دین چھوڑ کر بادشاہ کا دین اختیار کر لیا۔

اس آیت کے شانِ نزول میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ اسرائیلیوں کا ایک بزرگ تھا مگر اسے نبی کہنا غلط ہے۔ (ابن جریر)

جب موسیٰ اپنی فوج لے کر جبابرہ سے جنگ کرنے گئے تو بلعام اس قوم کا ایک بزرگ تھا اس کی قوم کے ممتاز لوگوں اور اس کے رشتہ داروں نے اس سے درخواست کی کہ آپ موسیٰ اور موسیٰ کی قوم کے حق میں بددعا فرمائیں لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اپنی دنیا اور آخرت برباد نہیں کرتا۔ آخر لوگوں کے اصرار پر مروت میں آ کر بددعا کر بیٹھا اللہ نے کرامت سلب کر لی اور اس کے خاص مقام سے اسے گرا دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص سے اندیشہ ہے جو قرآن کی تلاوت کرے گا پھر جب اس کے چہرے سے

قرآن کی شادابی جھلکنے لگے گی اور اسلام کی چادر اوڑھ لے گا اور دن بدن دینی عروج پر ہوگا تو یکا یک اس سے ہٹ جائے گا۔ قرآن پس پشت ڈال دے گا اور اپنے ہمسایوں پر تلوار کھینچ کر دوڑے گا اور ان پر شرک کا الزام لگائے گا' میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ شرک سے قریب تر کون ہوگا الزام لگانے والا یا الزام لگایا جانے والا۔ فرمایا الزام لگانے والا۔ (مسند ابویعلیٰ بسند جید)

(۱۷۶) اگر ہمیں منظور ہوتا تو اسے بلند مقام پر پہنچا دیتے اور قرآن کی تابعداری کی توفیق دے کر دنیوی گندگیوں سے محفوظ رکھتے لیکن وہ دنیوی خوبصورتیوں' بہاروں' لذتوں اور نعمتوں پر ریجھ گیا اور دوسرے نادانوں کی طرح دنیا نے اسے بھی اپنے چکر میں لے لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے شیطان ایک اونچے پل پر دکھائی دیا اور اس بدنصیب نے شیطان کو سجدہ کرلیا جب کہ اس کی گدھی نے اللہ ہی کو سجدہ کیا۔

بے عمل عالم کی مثال کتے جیسی ہے: پھر فرمایا اے نبی ﷺ آپ ان کو سمجھاتے رہیں تاکہ یہ غور وفکر سے کام لیں اور سیدھی راہ پر آ جائیں اور بلعام کے قصے سے عبرت پکڑیں کہ جب بلعام جیسے شخص کا (جو مستجاب الدعوات تھا اور جس نے چند سکوں کی خاطر حق تعالیٰ کی عطا کردہ علمی دولت ضائع کردی یہ برا انجام ہوا کہ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا تو پھر یہودی عالموں کی جو آپ کی صفتیں اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں اور انہیں چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کیا کچھ درگت نہ بنے گی۔ چند پیسوں کی خاطر لوگوں کو گمراہ کر کے خوش نہ ہوں ان کا بھی بلعام جیسا عبرت ناک انجام ہوگا اور دین ودنیا دونوں برباد ہو جائیں گے۔ ان کے علم کا تو یہ تقاضا ہے کہ آپ کو سچا رسول مان کر آپ پر ایمان لے آئیں اپنے علم سے فائدہ اٹھائیں اور بے دھڑک لوگوں پر حق بات ظاہر کریں ذرا غور تو فرمائیے ان بے ایمانوں کی کیسی بری مثال دی گئی ہے کہ کتوں جیسے ہیں جس طرح کتے نگلنے اور شہوت رانی میں گرفتار رہتے ہیں یہی ان کا حال ہے۔ پھر جو علم وہدایت کے دائرے سے قدم نکال کر خواہش کا پرستار بن جائے کہ جس طرح ممکن ہو اپنی ہر آرزو پوری کرے وہ بھی کتوں ہی کی طرح ہے۔

ان بدبختوں نے سیدھی راہ پر چلنے سے اور اپنے حقیقی آقا کی باتیں ماننے سے منہ پھیر لیا۔ دنیا پر ریجھ گئے لذتوں میں پھنس گئے اور خواہشات کے پرستار بن گئے جس کے نتیجے میں اللہ نے انہیں پکڑ لیا' خود انہوں نے اپنی قبریں آپ کھودیں اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا' مجرم گناہ کر کے اپنے پیروں پر آپ کلہاڑی مارتے ہیں۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

اللہ جسے ہدایت فرمائے وہی راہ پر آتا ہے اور جن کو گمراہ کردے وہی گھاٹے والے ہیں۔

ہدایت وضلالت اللہ ہی کے اختیار میں ہے: (۱۷۸) یعنی اللہ جسے راہ راست پر لے آئے اسے کوئی راہ سے ہٹا نہیں سکتا اور جسے گمراہ کردے وہ یقیناً سخت گھاٹے والا ہے اور شامت اعمال میں گرفتار ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں ہوتا اسی وجہ سے ابن مسعودؓ والی حدیث میں ہے کہ ہر طرح کی بڑائیاں اللہ ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہیں۔ ہمیں اللہ کی بڑائیاں کرنے دو اسی سے مدد مانگنے دو اسی سے ہدایت طلب کرنے دو اور اسی سے معافی کی درخواست کرنے دو ہم اپنی شرارتوں سے اور اپنے برے عملوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ راہ پر لائے اسے کون بے راہ کرے اور جسے وہ بے راہ کردے اسے کون راہ پر لائے۔ واقعی اللہ کے سوا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں وہی اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں (ارباب سنن)

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٧٩﴾

یقیناً ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے جن کے دل ہیں مگر سمجھتے نہیں' آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں اور کان ہیں مگر سنتے نہیں۔ یہی لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ گمراہی میں ان سے بھی گئے گذرے ہیں اور یہی غافل ہیں۔

تقدیر کا بیان: (۱۷۹) ہم نے بہت سے انسان وجن جہنم کے لئے پیدا کئے جن میں جہنمی ہونے کی اور جہنم کے عملوں کی صلاحیت ہے چونکہ حق تعالیٰ مخلوق پیدا کرنے سے پہلے اس کے عملوں سے خبردار ہے اس لئے اس نے دنیا پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے ہی لوگوں کے عمل ایک کتاب میں لکھ لئے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار قبل مخلوق کی تقدیریں لکھ لی ہیں اور اس کا عرش پانی پر تھا (م وغیرہ) صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کو ایک انصاری بچے کے جنازے میں بلایا گیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بچہ برکت وسعادت والا ہے یہ تو جنت کی چڑیا ہے اس نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ گناہ کا وقت ہی پایا۔ فرمایا بلکہ کچھ اور کہو! یاد رکھو اللہ نے جنت بنائی اور اس کے واسطے جنت والے باپوں کی پشت ہی میں بنادئے اس طرح اس نے جہنم پیدا کی اور جہنمی باپوں کی پشت ہی میں پیدا کر دیئے (م) روز ازل اللہ نے آدمؑ کی پشت سے ان کی اولاد نکالی پھر ان کے دو حصے کئے ایک حصہ ان کے دائیں جانب رکھا اور فرمایا کہ یہ جنتی ہیں اور میں بے پرواہ ہوں' اور ایک حصہ ان کے بائیں جانب رکھا اور فرمایا کہ یہ جہنمی ہیں اور میں بے پرواہ ہوں۔ اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ہیں۔ تقدیر کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ اس میں مغز پاشی منع ہے بس بے چوں وچرا مان لینا ضروری ہے۔

علم وہدایت کے دروازے: دل' آنکھیں اور کان علم وہدایت کے دروازے ہیں لیکن اللہ کی بہت سی مخلوق ان اعضاء سے فائدہ نہیں اٹھاتی اور علم وہدایت سے بے بہرہ رہ جاتی ہے۔ لہٰذا دلوں کے ہوتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے۔ آنکھوں کے ہوتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور کانوں کے ہوتے ہوئے بھی نہیں سنتے۔ فرمایا (۱) وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً الخ (احقاف ۲۶:۴۶) ہم نے ان کے کان آنکھیں اور دل بنائے لیکن ان کے کان ان کی آنکھیں اور ان کے دل ان کے کچھ بھی کام نہیں آئے کیونکہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔ منافقوں کے بارے میں فرمایا (۲) صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (بقرہ ۲:۱۸) وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں اب وہ حق کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔

کافر جانوروں سے بھی گئے گذرے ہیں: پھر فرمایا یہ لوگ جانور ہیں کیونکہ نہ حق سنتے ہیں نہ اسے یاد رکھتے ہیں اور نہ ہدایت دیکھتے ہیں لہٰذا یہ چرنے والے جانوروں کی طرح ہیں جو اپنے حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے بس اتنا ہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو ان کا دنیوی زندگی میں پیٹ بھر دے۔ فرمایا وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ الخ (بقرہ ۲:۱۷۱) کافروں کی مثال اس جانور کی سی ہے کہ ایک شخص اس کے پیچھے چلا رہا ہے اور جانور بلانے اور پکارنے کے سوا کچھ بھی نہیں سنتا۔ جانور آواز تو ضرور سنتے ہیں

مگر سمجھ سے محروم ہیں۔ پھر فرمایا کافر تو جانوروں سے بھی گئے گذرے ہیں مانا کہ وہ سمجھتے نہیں مگر چرواہے کی آواز سے چوکنا تو ہو جاتے ہیں اور اس کے اشاروں پر چلنے لگتے ہیں مگر کافر اپنے حقیقی مالک کو ایسا بھی نہیں سمجھتے علاوہ ازیں جانور اپنی پیدائش کی غرض کے مطابق کام کرتے ہیں مگر یہ بدنصیب اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ نے انہیں کس غرض سے پیدا کیا ہے' انسان اللہ کی عبادت کے لئے اور توحید کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ مگر اللہ کا انکار کرتا ہے اور اس کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ افسوس! اسی وجہ سے اللہ کا فرماں بردار بندہ اطاعت گذار فرشتے سے بہتر ہے اور کافروں سے جانور بہتر ہیں کہ اپنے مالک کا کہنا تو مانتے ہیں اور اس سے محبت تو کرتے ہیں مگر ایک کافر مالک کے کہنے کو ٹھکرا دیتا ہے اور اس سے دور بھاگتا ہے۔ کافر سراسر غافل اور بے خبر اور مالک کے حقوق سے قطعی نابلد ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

اور اللہ ہی کے اچھے اچھے نام ہیں لہٰذا ان ناموں سے اللہ ہی سے دعائیں مانگو اور ان کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں ٹیڑھا پن برتتے ہیں انہیں ان کے عملوں کی ضرور سزا ملنے والی ہے۔

اسمائے حسنٰی کا بیان: (۱۸۰) رحمتہ للعالمین فداہ ابی وامی نے فرمایا کہ اللہ کے پیارے پیارے نام ۹۹ ہیں۔ جو شخص انہیں یاد کر لے وہ جنتی ہے چونکہ اللہ طاق ہے اس لئے طاق ہی کو پسند فرماتا ہے (ق)

پریشانیاں دور کرنے کی دعا: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر پریشانیوں کے وقت یہ دعا پڑھ لی جائے تو اللہ پریشانیاں دور فرما کر اطمینان و تسکین عطا فرماتا ہے۔ دعا یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْعَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ))

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیری بندی اور تیری لونڈی کا فرزند ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے تیرا حکم مجھ پر نافذ ہے اور میرے حق میں تیرا فیصلہ عدل والا ہے۔ میں تیرے ہر اس اسم کے ساتھ جس سے تو نے اپنا نام تجویز فرمایا یا اسے اپنی کتاب میں اتارا یا اسے اپنی کسی مخلوق کو سکھایا یا اسے اپنے پاس علم غیب میں رکھا تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے قلب کی بہار میرے سینے کا نور اور میرے ازالہ غم کا سبب اور میری پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ بنا آمین۔

آپ سے کہا گیا کیا ہم یہ دعا نہ سیکھ لیں' فرمایا بلکہ ہر سننے والے کو یہ دعا سیکھ لینی چاہئیے۔ (حا)

اسمائے حسنٰی میں الحاد کا مطلب: اسمائے حسنٰی میں الحاد یہ ہے کہ کافروں نے لفظ اللہ سے اپنے ایک بت کا نام لات اور عزیز سے عزیٰ نکال لیا۔ اللہ کے ناموں میں دوسروں کو شریک کر لینا الحاد ہے' فرمایا ایسے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور جھٹلانے

والوں سے منہ موڑ لو۔ عربی میں الحاد کے اصلی معنی درمیانی راہ سے ادھر ادھر ہٹ جانے کے ہیں۔ لحد کو لحد اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اصل گڑھے سے قبلہ کی طرف ہٹی ہوئی ہوتی ہے۔

ع ۱۲ / ۲۲ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾

ہمارے بندوں میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو سچے دین کی راہنمائی کرتا ہے اور اسی سے عدل وانصاف کرتا ہے

ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا: (۱۸۱) بعض لوگوں کے اقوال و اعمال حق و صداقت پر مبنی ہوتے ہیں یہ دوسروں کو بھی حق کی دعوت دیتے ہیں اور عدل و انصاف کا شوق دلاتے ہیں اور خود بھی حق و انصاف پر قائم رہتے ہیں۔ اس گروہ سے امت محمد یہ مراد ہے۔ رحمت عالم ﷺ یہ آیت پڑھ کر فرماتے ہیں کہ یہ تمہارے لئے ہے اور تم سے پہلے یہ صفت موسیٰ کی قوم کی تھی (۲) میرے بعض امتی عیسیٰ کے اترنے تک جب بھی آپ اتریں گے حق پر قائم رہیں گے (۳) میری امت میں ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور انہیں چھوڑنے والے اور ان کے مخالف کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے (ایک روایت میں ہے) وہ حق پر اللہ کا حکم آنے تک قائم رہیں گے (اور ایک روایت میں ہے) وہ شام میں ہوں گے (ق)

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾

ہم اپنے احکام جھٹلانے والوں کو بتدریج اس طور پر لئے جارہے ہیں کہ انہیں خبر بھی نہیں میں نے انہیں مہلت دے رکھی ہے، واقعی میری تدبیر بڑی مستحکم ہے۔

استدراج کا بیان: (۱۸۲، ۱۸۳) ایسے لوگوں کو روزگار کی سہولتیں نصیب ہوں گی، ان کے لئے روزی کے دروازے کھلے ہوں گے اور دنیوی زندگی آرام و چین سے بسر ہو رہی ہوگی جس سے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے اور اپنی راہ کو صحیح سمجھنے لگیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ الخ (انعام ۶: ۴۴، ۴۵) پھر جب وہ قرآن کو بھول جائیں گے تو ہم ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیں گے، آخر کار جب ہماری دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگیں گے تو ہم انہیں یکایک پکڑ لیں گے پھر وہ ناامید ہو کر منہ تکتے رہ جائیں گے۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہر طرح کی تعریفیں ہیں۔ پھر فرمایا میں انہیں ایک طویل مدت تک عیش و آرام پہنچاتا رہوں گا اور انہیں میری اس تدبیر کی خبر بھی نہ ہوگی، یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ میری تدبیر کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور بڑی مضبوط و صحیح ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا سکتة مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾

کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ جن سے انہیں سابقہ ہے انہیں دیوانگی نہیں وہ تو ایک صاف صاف جگا دینے والے ہیں۔

رسول دیوانے نہیں ہوتے: (۱۸۴) کیا ان جھٹلانے والوں نے اس بات میں غور نہیں کیا کہ ان کے پیغمبر میں دیوانگی کی کوئی

بات بھی نہیں بلکہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور لوگوں کو حق وصداقت کی دعوت دے رہے ہیں' آپ تو صاف طور پر سوتوں کو جگا دینے والے ہیں۔ ہر سمجھدار آپ کو خواب غفلت کے متوالوں کو جگا دینے والا سمجھتا ہے فرمایا (۱) وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (تکویر ۸۱:۲۲) تمہارے نبی کوئی دیوانے نہیں۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٥﴾

کیا انہوں نے آسمان وزمین کی کائنات میں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق میں اور اس میں غور نہیں کیا کہ ممکن ہے ان کی اجل ہی نزدیک آ لگی ہو پھر یہ قرآن کے بعد کون سی بات مانیں گے۔

سمجھداروں کے لئے دنیا کی ایک ایک چیز میں نشانی ہے: (۱۸۵) ان جھٹلانے والوں کو کائنات کی ایک ایک چیز میں غور وفکر کرنے کے بعد بھی اللہ پر ایمان لانا نصیب نہ ہو سکا کہ اللہ کو بے نظیر' بے مثال اور اکیلا مان لیتے اور یہ سمجھ جاتے کہ اتنی وسیع سلطنت کا مالک اور تمام کائنات کا خالق ورازق ہی عبادتوں کا حقدار ہے اسی پر ایمان لا کر اسی کی عبادت کرنی ضروری ہے اور شرک و کفر سے علیحدگی انسان کا اولین فرض ہے۔ نہ معلوم زندگی کی شمع کب گل ہو جائے شاید اس کا وقت نزدیک ہی آ لگا ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ کفر وشرک ہی پر موت آ جائے۔ اور ہمیشہ کے لئے سزائیں بھگتنی پڑ جائیں جب ان بدنصیبوں کو پیغمبر اسلام کے جھنجھوڑنے کے بعد بھی ہوش نہ آیا اور قرآن کی آیتوں کے ڈراوے بھی ان کے کان نہ کھڑے کر سکے اور قرآن و پیغمبر اسلام پر ایمان لانا نصیب نہ ہو سکا تو پھر کس بات پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی دھمکیوں اور ڈراووں کے بعد کس کی دھمکی اور ڈراوے میں آئیں گے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٨٦﴾

جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اللہ انہیں ان کی سرکشی میں بہکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

ازلی شقی ایمان لانے والے نہیں: (۱۸۶) جس پر گمراہی لکھی جا چکی اسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اگر چہ اس کے سامنے دنیا بھر کی نشانیاں آ جائیں مگر اسے ایمان نصیب نہیں ہو سکتا فرمایا (۱) وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ الخ (مائدہ ۵:۴۱) اور جس کا خراب ہونا اللہ ہی کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ پر آپ کا کوئی زور نہیں۔ (۲) قُلِ انْظُرُوْا مَا ذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (یونس ۱۰:۱۰۱) آپ فرما دیں کہ تم آسمان وزمین کی چیزوں میں غور کرو اور بے ایمانوں کو براہین وبیداریاں فائدہ نہیں پہنچاتیں۔

يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْــَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

وقف لازم

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٧﴾

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی آپ جواب دیں کہ اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے' قیامت وقت پر اللہ ہی ظاہر فرمائے گا۔ قیامت آسمان وزمین کا ایک زبردست حادثہ ہوگا اور وہ اچانک ہی آئے گی۔ یہ آپ سے اس طرح پوچھ رہے ہیں جیسے آپ اس کی تحقیق کر چکے ہوں۔ آپ فرما دیں کہ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

قیامت کا بیان: (۱۸۷) ایک آیت میں ہے (۱) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا (نازعات ۷۹:۴۲) لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ (۲) يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ (احزاب ۳۳:۶۳) لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ آیتیں قریش کے بارے میں اتریں یہودیوں کے بارے میں نہیں' کیونکہ یہ مکی آیتیں ہیں۔ قریشی چونکہ قیامت کو نہیں مانتے تھے اس لئے وہی اس قسم کے سوالات کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا لوگ تو آپ سے اس طرح پوچھ رہے ہیں جیسے آپ ان کے سچے رفیق اور گہرے دوست ہیں جیسے آپ کو قیامت کے آنے کی خبر ہی ہے۔ حالانکہ قیامت کا احوال نہ کسی مقرب فرشتے کو معلوم ہے اور نہ کسی اولوالعزم پیغمبر کو' قریش نے آپ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے عزیز ہیں کم از کم آپ ہمیں تو قیامت کے آنے کی تاریخ بتا دیں گویا آپ کو اس کی صحیح تاریخ معلوم ہی ہے حالانکہ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان ۳۱:۳۴) یقین مانو اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ یہی قول راجح ہے۔ ایک دفعہ دیہاتی کی شکل میں لوگوں کو دین سکھانے کے لئے جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ادب سے بیٹھ کر آپ سے اسلام کے پھر ایمان کے پھر احسان کے بارے میں پوچھا پھر پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا سوال کئے جانے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا یعنی کسی کو بھی قیامت کا علم نہیں نہ مجھے اور نہ تمہیں' بے علمی میں دونوں برابر ہیں۔ پھر آپ نے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ آخر تک پڑھی کہ ان پانچ باتوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب آئے گی' بارش ہوگی یا نہ ہوگی' عورتوں کے رحم میں کیا ہے مستقبل میں کیا حالات پیش آئیں گے اور انسان کس سرزمین پر فوت ہوگا البتہ آپ نے جبرئیل کو قیامت کی نشانیاں بتا دیں' آپ کے جواب پر جبرئیل برابر یہ کہتے جاتے تھے کہ آپ نے ٹھیک فرمایا اسی وجہ سے صحابہؓ کو تعجب ہو رہا تھا کہ یہ شخص پوچھ بھی رہا ہے اور آپ کی تصدیق بھی کر رہا ہے' پھر جب وہ تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے جو تم کو تمہارا دین سکھانے کی غرض سے آئے تھے۔

غور فرمایئے کہ نبی امی (جو رسولوں کے سردار اور خاتم الانبیاء ہیں جو نبی رحمت' نبی توبہ اور نبی ملحمۃ ہیں جو عاقب مقفی اور حاشر ہیں جن کے قدموں تلے لوگوں کا حشر ہوگا اور جنہوں نے اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی جوڑ کر بتایا کہ میں اور قیامت اس طرح ہیں) کو بھی قیامت کا علم نہ تھا اور جب آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ کو اللہ نے یہی حکم دیا کہ آپ صاف صاف کہہ دیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ علم سے بے بہرہ ہیں۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ

اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا
اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١٨٨﴾

آپ فرمادیں کہ مجھے اپنے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں مگر اسی قدر جس قدر اللہ نے چاہا اگر میں غیب داں ہوتا تو بڑے بڑے فائدے حاصل کرلیا کرتا اور مجھے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچتا میں تو محض ایمان والوں کو اللہ کے عذاب سے بیدار کرنے والا اور ثواب کی بشارت دینے والا ہوں۔

رحمت عالم ﷺ غیب داں نہیں: (۱۸۸) یعنی آپ تمام کام اللہ کے حوالے کر کے لوگوں سے صاف صاف کہہ دیں کہ مجھے غیب کی کسی بات کا بھی علم نہیں بجز اس بات کے جس کی اللہ نے مجھے اطلاع فرمادی ہے۔فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا (جن ۷۲:۲٦) اللہ ہی غیب داں ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ پھر فرمایا اگر میں غیب داں ہوتا تو دنیا بھر کا منافع جمع کر لیتا۔ یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ میں اپنے اصحاب کو ان کی موت کی تاریخ بتا کران کو نیکیوں کا شوق دلاتا رہتا اور انہیں موت کی تیاریوں میں لگائے رکھتا۔ بہترین قول ابن عباسؓ کا ہے یعنی میں خوب مال جمع کر لیتا (ایک روایت میں ہے) کہ جب میں کوئی چیز خریدتا تو مجھے اس کے منافع کی خبر رہتی اور کسی معاملہ میں نقصان نہیں ہوتا اور مجھے فقر وتنگی سے دوچار ہونا نہ پڑتا۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ
اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ
دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّآ
اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٩٠﴾

اسی نے ایک شخص سے تم کو پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس سے مانوس ہو جائے' پھر جب شوہر نے بیوی سے صحبت کی تو اسے ہلکا سا حمل رہ گیا جسے لے کر وہ چلتی پھرتی رہی' پھر جب وہ بوجھ والی ہوگئی تو دونوں نے اپنے مالک اللہ سے دعا مانگی کہ اگر تو نے ہمیں تندرست اولاد عطا فرمادی تو ہم تیرا بہت بہت شکر یہ ادا کریں گے پھر جب اللہ نے انہیں تندرست اولاد دے دی تو دونوں اللہ کی دی ہوئی چیز میں اللہ کے شریک بنانے لگے' سو اللہ ان کے شرک سے بلند ہے۔

تمام انسان آدمؑ ہی کی اولاد ہیں: (۱۸۹'۱۹۰) دنیا کے تمام انسان آدمؑ ہی سے پیدا کیے گئے یہاں تک کہ آدمؑ کی رفیقہ حیات بھی آپ ہی کے جسم سے پیدا ہوئیں پھر آدم وحوا سے دنیا کے انسان بلاواسطہ اور بواسطہ پیدا ہوئے فرمایا (۱) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ الخ (نساء ۴:۱) لوگو تم اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔ (۲) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى الخ (حجرات ۴۹:۱۳) لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں متعدد قوموں اور مختلف خاندانوں میں بانٹ دیا تا کہ ایک دوسرے کو پہچان لو' یاد رکھو اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ

بزرگ ہے جو اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یہاں فرمایا کہ ہم نے انسیت ومحبت کے لئے اسی سے اس کا جوڑا بنایا' دوسری جگہ فرمایا وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا (روم ۳۰:۲۱) اور اس کی نشانیوں میں ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس نے تمہارے فائدے کے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم کو ان سے سکون وانسیت حاصل ہو اور اس نے تم میں یعنی (میاں بیوی میں) محبت وہمدردی پیدا کر دی۔ دو شخصوں میں میاں بیوی سے بڑھ کر کبھی ہمدردی اور پیار کے جذبات نہیں پیدا ہو سکتے۔ اسی وجہ سے قرآن میں جادوگروں کی مذمت میں یہ بات فرمائی کہ وہ اپنی تدبیروں اور مکاریوں سے میاں بیوی میں پھوٹ ڈال دیتے ہیں۔

کیا حواءؑ نے اپنے بچہ کا نام عبدالحارث رکھا تھا؟: پھر فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے تو اللہ کے حکم سے عورت کے حمل ٹھہر جاتا ہے پھر یہ حمل جب تک نطفے خون اور لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے ہلکا رہتا ہے اور عورت اپنے روزمرہ کے کام کاج میں برابر مصروف رہتی ہے شروع شروع میں تو حمل کا پتہ بھی نہیں چلتا اور حمل رفتہ رفتہ رحم میں نئی نئی صورتیں اختیار کرتا رہتا ہے پھر عورت کو شبہ ہوتا ہے کہ شاید کچھ رہ گیا ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد اس کا بوجھ بھی محسوس ہونے لگتا ہے' پھر پیٹ بھی بڑھنے لگتا ہے اور چوتھے مہینے کے اخیر میں اور پانچویں ماہ کے شروع میں جنین کی حرکت بھی محسوس ہونے لگتی ہے اور طبیعت کو تھکن بھی۔ پھر جب دونوں کو حمل کا یقین ہو جاتا ہے تو اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر اللہ ہمیں تندرست وتوانا اور صحیح سالم بچہ دے گا تو ہم اس کا بہت بہت شکریہ بجالائیں گے انہیں یہ ڈر لگتا ہے کہیں پیٹ میں انسانی بچہ نہ ہو کچھ اور ہو' پھر جب حق تعالیٰ کی مہربانی سے صحیح سالم اور تندرست بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو شرک پر اتر آتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں کتب تفاسیر میں بہت سی غیر صحیح اور اسرائیلی روایتیں بیان کی گئیں ہیں مثلاً یہ کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حوا کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے جب ان کے حمل ٹھہر گیا تو ان سے شیطان بولا اگر بچہ ہو تو اس کا نام عبدالحارث رکھنا تمہارا بچہ زندہ رہے گا چنانچہ انہوں نے شیطان کے بہکانے سے عبدالحارث ہی نام رکھا اور وہ بچہ بھی زندہ رہا (ت' ابن جریر' مستدرک حاکم' ابن ابی حاتم' ابن مردویہ)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں حواء کے اولاد ہوتی تھی آپ ان کے نام عبداللہ' عبیداللہ جیسے رکھا کرتی تھیں پھر وہ بچے مر جاتے تھے ایک دن ان کے پاس شیطان آ کر بولا کہ اگر اپنے بچوں کے یہ نام چھوڑ کر دوسرے نام رکھ لو تو بچے مریں گے نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اب کے بچہ کا نام عبدالحارث رکھا۔ اسی بارے میں یہ آیت اتری۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس ابلیس آ کر بولا کہ میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکلوایا تھا یا تو میری بات مانو اور بچے کا نام عبدالحارث رکھو ورنہ میں بچے کے بارہ سنگھے کی طرح سینگ پیدا کر دوں گا جو تمہارا پیٹ پھاڑ دیں گے اور یہ کروں گا اور وہ کروں گا۔ غرض طرح طرح سے انہیں ڈرانے لگا مگر انہوں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی قدرت کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ بچہ مرا ہوا پیدا ہوا' پھر دوسری بار حمل ٹھہرا پھر حسب سابق شیطان انہیں ڈرانے لگا مگر اس دفعہ بھی انہوں نے شیطان کی بات ٹھکرا دی مگر افسوس اس دفعہ بھی مرا ہوا بچہ پیدا ہوا پھر حمل رہ گیا اور شیطان حسب سابق انہیں ڈرانے لگا اس دفعہ ان پر بچے کی محبت غالب آ گئی اور بچہ کا نام عبدالحارث رکھ لیا۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے (ابن ابی حاتم) یہ ساری روایتیں غیر صحیح اور اہل کتاب وغیرہ سے

ماخوذ ہیں۔ دراصل یہ مشرکوں کے بارے میں ہے اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ ان مشرکوں کے شرک سے حق تعالیٰ بلند و برتر ہے۔ رہا شروع میں آدمؑ وحوا کا بیان سو وہ بمنزلہ تمہید کے ہے کہ بنیادی ماں باپوں کا بیان کر کے پھر اصلی ماں باپوں کا بیان کیا گیا اور یہاں انہیں کا شرک لایا گیا۔ ایک شخص بیان کر کے اس سے اس کی جنس بھی عموماً مراد لے لی جاتی ہے۔

اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا
وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی لَا یَتَّبِعُوْكُمْ ؕ
سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ ؗ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ
بِهَاۤ ؗ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ ؗ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ
ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِیِّۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ
الْكِتٰبَ ۖؗ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ
اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

کیا یہ مشرک ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہ کر سکیں اور وہ خود ہی پیدا کئے گئے ہوں اور وہ ان کی کسی طرح کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم انہیں کوئی صحیح بات بتانے کے لئے بلاؤ تو تمہاری بات نہ مانیں۔ تمہارے اعتبار سے دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم انہیں بلاؤ یا خاموش رہو (وہ سن ہی نہیں سکتے) دیکھو تم اللہ کو چھوڑ کر جن کی بندگی کر رہے ہو وہ تم ہی جیسے بندے ہیں تم انہیں پکارو تو انہیں تمہاری بات کا جواب دینا چاہیے اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں کہ ان سے چلتے ہوں یا ان کے ہاتھ ہیں کہ ان سے پکڑتے ہوں یا ان کی آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں کہ ان سے سنتے ہوں آپ فرما دیں کہ تم اپنے شریکوں کو بلا لو پھر مجھے نقصان پہنچانے کی ہر تدبیر کر دو اور مجھے کچھ بھی مہلت نہ دو۔ یقیناً میرا کارساز اللہ ہے جس نے یہ کتاب اتاری وہی نیکوں کے کام بناتا ہے اور تم جو اللہ کو چھوڑ کر جنوں کو پکارتے ہو تو جن تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں اور اگر تم انہیں کوئی صحیح بات بتانے کے لئے پکارو تو وہ سن کر بہرے ہو جائیں اور آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

معبود صرف اللہ ہے کوئی اور نہیں: (۱۹۱) تمام جھوٹے معبود اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ ہی ان کا خالق و رازق ہے۔ بت قطعی بے

اختیار و بے بس ہیں نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ فائدہ نہ اپنے پجاریوں کی کسی طرح کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ ان کی طرف سے انتقام لینے پر قادر ہیں وہ تو محض جمادات ہیں مل جل بھی نہیں سکتے نہ بات سن سکتے ہیں اور نہ کسی کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ ان سے اچھے تو ان کے پجاری ہی ہیں کہ وہ دیکھ تو سکتے ہیں سن تو سکتے ہیں اور پکڑ تو سکتے ہیں فرمایا یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ الخ (حج ۲۲:۷۳۔۷۴) لوگو ایک مثال بیان کی گئی ہے اسے غور سے سنو کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو وہ سب جمع ہو کر بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اسے چھڑا بھی نہیں سکتے عابد و معبود دونوں کمزور ہیں۔ افسوس ان مشرکوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی اس کی قدر کرنی چاہیے تھی۔ اللہ سب سے زبردست اور سب پر غالب ہے۔ حیرت کی تو بات یہ ہے کہ یہ نادان ایسے کمزوروں کی عبادت کرتے ہیں جو ایک مکھی سے بھی اپنا حق لینے پر قادر نہیں پھر بھلا دوسروں کو روزی اور مدد کس طرح پہنچا سکتے ہیں عبادت کا حق تو اللہ ہی کا ہے جو بڑا زبردست اور سب پر غالب ہے۔

جھوٹے معبودوں کی بے بسی: (۱۹۲) جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کی مدد پر بھی قادر نہیں بلکہ کسی کی برائی سے اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتے چنانچہ خلیل اللہ نے ان بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور ان کی سخت توہین کی مگر یہ اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ الخ (صافات ۳۷:۹۳۔۹۴) پھر آپ زور سے ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں مارنے لگے پھر مشرک ان کی طرف جھپٹتے ہوئے آئے۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ الخ (انبیاء ۲۱:۵۸) پھر آپ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بجز ایک بڑے بت کے تاکہ لوگ ان کے پاس دریافت کرنے کے لئے آئیں۔ عہد رسالت میں معاذ بن عمروؓ اور معاذ بن جبلؓ دو جوشیلے نوجوان بت ہی توڑنے میں مصروف رہتے تھے' یہ نوجوان راتوں کو نکل جاتے اور مشرکوں کے بت توڑ آتے۔ اگر لکڑی کے بت ہوتے تو ان کی لکڑیاں جمع کر کے کسی بیوہ کے گھر ڈال آتے تاکہ اس بیچاری کا ایندھن بن جائیں اور بتوں کے پجاریوں کو عقل آ جائے' معاذؓ کے باپ عمرو بن الجموحؓ کے پاس بھی ایک بت تھا' یہ شخص اپنی قوم کا سردار تھا' یہ دونوں مخلص نوجوان چپکے سے رات کو جا کر اسے گندگی میں لتھیڑ کر اوندھا کر آتے۔ عمروؓ آ کر یہ دردناک منظر دیکھتا اور اسے دھو کر صاف کرتا اور خوشبو ملتا پھر اس کے پاس تلوار رکھ کر کہتا کہ جس نے تیرے ساتھ یہ برا سلوک کیا ہے اس سے اپنا انتقام لے یہ دوسری رات پھر ایسا ہی کرتے پھر وہ صبح کو اسے صاف کر کے اس سے انتقام کی درخواست کرتا آخر کار یہ نوجوان ایک رات کو اس بت کو اٹھا کر ایک مرے ہوئے پلے کو اس کے گلے میں باندھ کر محلہ کے ایک کنویں میں پھینک آئے جب عمروؓ نے صبح کو اپنا دیوتا ڈھونڈا تو ایک کنویں میں مرے ہوئے پلے کے ساتھ پڑا ہوا پایا۔ یہ درگت دیکھ کر اس کے دل میں بتوں کی اور بت پرستی کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی اور بے ساختہ اس کے منہ سے یہ شعر نکلا۔ اللہ کی قسم اگر تو واقعی اللہ ہوتا تو اس طرح مرے ہوئے پلے کے ساتھ کنویں میں نہ پڑا ہوتا۔ پھر آپ یہ پاک جذبہ لے کر رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی دولت سمیٹ لی اور ایسے پکے سچے مسلمان ثابت ہوئے کہ احد کی لڑائی میں مشرکوں کو قتل کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

بت مرادیں پوری نہیں کر سکتے: (۱۹۳) اگر ان سے دعا کی جائے تو یہ سن بھی نہیں سکتے قبول کر لینا تو دور کی بات ہے اور ان کے نزدیک دشمن و دوست دونوں برابر ہیں چنانچہ خلیل اللہ نے فرمایا تھا یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ الخ (مریم ۱۹:۴۲) ابا جان آپ ایسوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سن سکیں نہ دیکھ سکیں اور نہ آپ کے کام آ سکیں۔

جھوٹے معبود عابدوں سے بھی گئے گذرے ہیں: (۱۹۴) اصنام تمہاری طرح بے اختیار و بے بس ہیں اور اللہ کے غلام

ہیں بلکہ تم ان سے اچھے ہو کیونکہ تم سنتے دیکھتے اور پکڑتے ہو یہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔(۹۵) نہ یہ ہل جل سکتے ہیں نہ پکڑ سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں بھلا یہ اپنے مخالفوں کا کچھ بگاڑ کے تو دکھلائیں سب جمع ہو کر ایک سچے موحد کو ہر تدبیر سے نقصانات پہنچانے کی پوری پوری کوشش کریں اور ایک منٹ کی بھی اسے مہلت نہ دیں (۱۹۶) میرا کارساز اللہ ہے جس نے یہ قرآن اتارا ہے وہی نیکوں کے کام بناتا ہے، وہی مجھے کافی ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے وہی میرا مددگار ہے وہی میری پناہ گاہ ہے وہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے اور میرے بعد وہی ہر نیک انسان کا کارساز ہے۔ جب ہودؑ سے ان کی قوم نے کہا کہ ہمارے خیال میں آپ کو ہمارے کسی دیوتا نے یہ بیماری یعنی (جنون) لگا دی ہے تو آپ نے فرمایا اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا الخ (ھود ۱۱:۵۴ تا ۵۶) میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں تم سب مل کر میرے خلاف سازشیں کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو، میرا اللہ ہی پر بھروسہ ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے، اللہ روئے زمین پر ہر چلنے والے کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے یقیناً میرا رب سیدھی راہ والا ہے یعنی جو سیدھی راہ پر چلے گا وہ اسے مل جائے گا۔

(۱۹۷۔۱۹۸) بطور تاکید کے صیغہ خطاب سے فرمایا گیا تم جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکار رہے ہو وہ تمہاری حمایت سے قاصر ہیں بلکہ اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتے۔ مانا کہ یہ آنکھوں والے ہیں مگر افسوس ان کی آنکھیں نہیں۔ گو تم کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہیں دیکھ رہے ہیں مگر یہ اصلی آنکھوں ہی سے محروم ہیں۔ بھلا بت بھی کہیں مصنوعی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں یہ تو انسانی صورت کے پتھر ہیں۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾

درگزر اختیار کیجئے نیکی کا حکم کرتے رہئے اور جاہلوں سے کنارہ کش رہئے۔ اگر آپ کے دل میں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیجئے۔ واقعی اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

درگزر کا حکم: (۱۹۹) لوگوں سے ان کی ضرورت سے زیادہ مال قبول فرما لیجئے اور جو کچھ وہ آپ کے پاس خوشی سے لائیں لے لیجئے۔ یہ حکم زکوۃ کی تفصیل سے پہلے کا ہے، جو چیز ضرورت سے زیادہ ہو اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کیجئے مشرکوں سے انتقام نہ لیجئے۔ ابتدائی دس سال تک درگزر کا حکم رہا پھر جہاد فرض کر دیا گیا اور اس کے احکام اتر آئے۔

ابیؓ فرماتے ہیں جب اللہ نے اپنے نبی پر یہ آیت اتاری تو آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس کا مطلب پوچھا۔ فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ آپ ظالموں سے درگزر فرمائیں جو آپ کو محروم رکھیں ان کو دیں اور قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی فرمائیں (ابن جریر، ابن ابی حاتم) (یہ روایت مرسل ہے مگر ابن مردویہ میں جابر اور قیس سے مسند بھی آئی ہے۔)

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے شامیوں کے قافلہ میں گھنٹیاں دیکھیں۔ فرمایا یہ تو منع ہیں۔ لوگ بولے ہمیں تم سے زیادہ معلوم ہے بڑی بڑی گھنٹیاں منع ہیں چھوٹی نہیں سالم خاموش ہو گئے اور یہ آیت پڑھی (ابن ابی حاتم)

فرمایا (ا) اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ الخ (مومنون ۲۳:۹۶ تا ۹۸) آپ ان کی برائی کی مدافعت ایسے برتاؤ سے کریں جو بہت ہی عمدہ ہو ہمیں خوب معلوم ہے کہ یہ آپ کی نسبت کیا کیا کہا کرتے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اے رب میں شیطان کے

وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔ (۲) وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ الخ (فصلت ۴۱: ۳۴-۳۵) نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ بدی کی مدافعت بہترین اور اچھے برتاؤ سے کرتے رہیں پھر یکا یک آپ کے اور آپ کے دشمن کے درمیان جو عداوت ہوگی (جاتی رہے گی) گویا وہ ایک جگری دوست کی طرح بن جائے گا۔ لیکن یہ مرتبہ انہیں کو نصیب ہوتا ہے جو صابر ہیں اور نصیبے والے ہیں۔ یہ تینوں باتیں اعراف کے علاوہ حم السجدۃ میں اور مومنون میں بھی ہیں۔

غصہ پی جانے کا حکم: (۲۰۰) اللہ مسلمانوں کو ادب سکھاتا ہے کہ تم انسان کی دشمنی سے تو اس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہو کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرو وہ تمہارا نمک کھا کر اپنی عداوت سے باز آ جائے گا اور تمہارا خیر خواہ بن جائے گا لیکن شیطان تمہارا سخت دشمن ہے اور بے بھی ناقدرا کہ ہر وقت تمہیں ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچتا رہتا ہے اسے تمہارا حسن سلوک نہیں جھکاتا اس لئے اس کے وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو یعنی اگر شیطان تمہیں اس قدر بھڑکا دے کہ تم غضب سے مغلوب ہو کر جاہلوں سے اعراض نہ کر سکو اور بدلہ لینے پر تل جاؤ تو اللہ کی پناہ مانگو اللہ جاہلوں کی جہالت بھی خوب سنتا ہے اور شیطان کی شرارت کو بھی خوب جانتا ہے وہ تمہاری دعا بھی سن رہا ہے اور شیطانی وسوسوں سے بچانے کی تدابیر سے بھی خوب آگاہ ہے۔ جب خُذِ الْعَفْوَ اتری تو فرمایا یا اللہ ان تین موقعوں پر تو شیطان بری طرح پیچھے پڑتا ہے اور جذبہ انتقام میں آگ بگولا بنا دیتا ہے تو یہ آیت اتری کہ اس ترکیب سے شیطانی وسوسہ جاتا رہے گا اور تم ان اخلاق جلیلہ کے پابند بھی ہو جاؤ گے اعوذ کی تفسیر میں مناسب احادیث بیان کی جا چکی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴿٢٠١﴾ وَإِخْوَٰنُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ﴿٢٠٢﴾

جو متقی ہیں جب انہیں کوئی شیطانی وسوسہ پیش آتا ہے تو فوراً ذکر الٰہی میں لگ جاتے ہیں اور یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور شیطان اپنے چیلوں کو گمراہی میں گھسیٹتے چلے جاتے ہیں پھر اس سے رکتے نہیں

وسوسوں کے وقت ارباب تقویٰ کا طریقہ: (۲۰۱) اس آیت میں ان لوگوں کی مدح ہے جو اللہ کے ہر حکم کے آگے جھکے رہتے ہیں اور ہر بری بات سے بچے رہتے ہیں۔ جب ان کے دماغ میں کوئی برا خیال پیدا ہوتا ہے تو اللہ کا عذاب یاد کر کے فوراً سنبھل جاتے ہیں اور اس کے وعدوں اور وعیدوں کو یاد کر کے فوراً رک جاتے ہیں گھبرا کر توبہ کر لیتے ہیں اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور ان کی جلدی ہی آنکھیں کھل جاتی ہیں پھر سیدھی راہ اختیار کر کے اس پر جم جاتے ہیں۔

ایک نوجوان کا واقعہ: ایک عبادت گذار نوجوان مسجد میں رہا کرتا تھا ایک خوبصورت عورت کو اس سے محبت ہوگئی اور وہ اپنی جنسی پیاس بجھانے کے لئے اس پر ڈورے ڈالنے لگی اور دن رات اسے جنسی لذت کا شوق دلاتی رہی آخر کار جوان بھی پگھلنے لگا۔ قریب تھا کہ خلوت میں چلا جائے مگر اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ یاد آ گئی چکرا کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ کافی دیر کے بعد ہوش آیا تو اب بھی یہی آیت اس کے دماغ میں گھوم رہی تھی۔ اللہ کا خوف اس قدر غالب آیا کہ اسی میں اس بیچارے کی روح نکل گئی۔ عمر کو

اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کے والد کو تسلی دی چونکہ رات ہی کو دفن کر دیا گیا تھا اس لئے آپ نے اس کی قبر پر ایک مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی' پھر آپ نے اسے پکار کر فرمایا کہ اے نوجوان جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو دو جنتیں ہیں۔ قبر سے آواز آئی عمرؓ میرے رب نے مجھے دونوں جنتیں عطا فرما دیں (تاریخ ابن عسا کر و ترجمہ' عمرو بن جامع)

شیطان کے بھائی: (۲۰۲) شیطان کی راہ پر چلنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا جاتا ہے۔ فرمایا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الخ (اسراء ۱۷:۲۷) یقین مانو بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ شیطان کے بھائی شیطان کے چیلے چانٹے ہیں جو کان لگا کر اس کی باتیں سنتے ہیں اور اس کے احکام بجالاتے ہیں۔ شیطان انہیں گھسیٹتے پھرتے ہیں اور گناہوں پر اکساتے رہتے ہیں اور جرائم کی شہ دے دے کر ان سے نافرمانیاں کراتے رہتے ہیں اور ان سیاہ کاریوں کو جائز بتا کر گمراہیوں میں ڈبوتے رہتے ہیں۔ ان کی جہالت و نادانی دن بدن بڑھتی ہی رہتی ہے نہ یہ اپنی شرارتوں میں کمی کریں اور نہ شیطان انہیں دھکے دینے سے چوکیں' شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ناپاک وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور یہ انہیں عملی جامہ پہناتے رہتے ہیں' نہ یہ برائیاں کرنے سے اکتائیں اور نہ شیطان انہیں دھکے دینے سے باز آئیں وہ ان کی عادت ہے اور یہ ان کی عادت ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ الخ (مریم ۱۹:۸۳) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں گناہوں پر خوب ابھارتے رہتے ہیں۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۲۰۳

اور جب آپ انہیں کوئی معجزہ نہیں دکھلاتے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ آپ معجزہ کیوں نہیں دکھاتے۔ آپ فرما دیں میں تو اسی وحی کا پیروکار ہوں جو مجھ پر میرے رب کے پاس سے آتی ہے اور یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔

قرآن جیسے عظیم معجزے کے ہوتے ہوئے معجزے کی درخواست مضحکہ خیز ہے: (۲۰۳) جب معجزے کے مطالبہ کے باوجود آپ کافروں کو معجزہ نہیں دکھاتے تو کافر چیخ اٹھتے ہیں کہ آپ معجزہ لیکر کیوں نہیں آئے آپ اسے گھڑ لیتے اور آسمان سے اتار لاتے آیۃ سے معجزہ مراد ہے چنانچہ فرمایا اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ الخ (شعراء ۲۶:۴) اگر ہمیں منظور ہو تو ہم ان پر آسمان سے ایک ایسا معجزہ اتار دیں جس کے آگے ان کی گردنیں جھک جائیں کہتے ہیں کہ آپ چمٹ کر اللہ سے کوئی معجزہ کیوں نہیں مانگ لیتے کہ ہم اسے دیکھ کر آپ پر ایمان لے آئیں۔ آپ جواب دیں کہ میں اللہ کے حکم میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں میں تو صرف وحی کا تابعدار اور اس پر کاربند ہوں اگر میرا رب مجھے کوئی معجزہ عطا فرما دے تو میں اسے تم کو دکھا سکتا ہوں ورنہ نہیں۔ میں اللہ سے اس کی اجازت کے بغیر معجزہ کا سوال نہیں کر سکتا۔ اللہ اپنے کاموں میں بڑی حکمتوں والا اور بڑے علم والا ہے۔ افسوس سب سے بڑا معجزہ تمہارے سامنے ہے۔ قرآن عظیم میری صداقت کی سب سے زیدہ روشن دلیل اور بڑی پکی

برہان ہے جس میں بے شمار معجزے ہیں اور جو ہدایت و رحمت سے لبریز ہے۔ ایمان والوں کو تو قرآن جیسے سچے پکے اور اعلیٰ درجے کے معجزے کے بعد کسی معجزے کی ضرورت ہی نہیں۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش ہو تا کہ تم پر رحم ہو۔

قرآن کے احترام کا حکم: (۲۰۴) اوپر قرآن کو بصیرت، رحمت اور ہدایت کا ذریعہ بتایا گیا تھا یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو تو اس کا احترام بجا لاؤ اور اسے پوری توجہ سے کان لگا کر سنو اور بالکل خاموش رہو اور مشرکوں کی طرح بکواس نہ کرو۔ قرآن میں ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا الخ (فصلت ۴۱:۲۶) کافر بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اس کی تلاوت کے وقت شور و غل مچاؤ تا کہ تم ہی غالب رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے توجہ سے قرآن کی ایک آیت سنی اس کے لئے پڑھنے والی نیکی لکھی جاتی ہے اور جو اسے پڑھتا ہے وہ قیامت کے روز اس کے لئے نور ثابت ہوگی۔ (الف)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع السجدۃ

ع ۲۴ ۱۰ ۱۸ ۱۲

آپ اپنے دل میں اپنے رب کو عاجزی اور خوف سے کم آواز سے صبح و شام یاد کیا کریں اور بے خبروں میں شامل نہ ہوں یقین مانو جو آپ کے رب کے پاس ہیں وہ بھی رب کی عبادت سے غرور نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اسی کو سجدے کرتے رہتے ہیں

صبح و شام ذکر و عبادت کا حکم: (۲۰۵) صبح و شام کثرت سے ذکر و عبادت کا حکم ہے فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الخ (ق ۵۰:۳۹) آپ سورج کے طلوع و غروب سے پہلے اپنے رب کی تعریفوں کے ساتھ ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے رہیں۔ یہ آیت مکیہ ہے اور یہ حکم معراج سے پہلے کا ہے۔

ذکر اللہ بلند آواز سے غیر مستحب ہے: پھر فرمایا رغبت (وڈر کے ساتھ اللہ کا ذکر اپنے دل میں اپنی زبان سے کرتے رہو۔"

بلند آواز سے ذکر اللہ کی ضرورت نہیں۔ اسی وجہ سے زور سے ذکر اللہ غیر مستحب ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ آہستہ دعائیں مانگیں یا ہم اس سے پکار کر دعائیں مانگیں اس پر یہ آیت اتری (ایک دفعہ) بعض لوگوں نے کسی سفر میں زور زور سے دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ آپ نے فرمایا اپنے اوپر رحم کرو تم کسی بہرے یا غیر موجود سے دعائیں نہیں مانگ رہے ہو جسے تم پکار رہے ہو وہ انتہائی دھیمی آواز بھی سن لیتا ہے اور تم سے تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ (ق)

(۲۰۶) تا کہ ان کی دیکھا دیکھی اللہ کے بندوں کو بھی اسی طرح کی لگن اور ایک نا قابل سکون جذبہ پیدا ہو جائے اور وہ بھی

کثرت ذکر سے سکون و اطمینان حاصل کریں۔ فرشتوں کے سجدے ہی کی وجہ سے اللہ نے ہمارے لئے سجدہ مقرر فرمایا۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے تم اس طرح کیوں صفیں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اللہ کے پاس صفیں باندھتے ہیں کہ پہلی صف کو پوری کرتے ہیں اور خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ قرآن کا یہ پہلا سجدہ ہے۔ یہ آیت پڑھ کر سننے والوں کو بالاتفاق سجدہ کرنا واجب ہے۔ آپ نے یہ سجدہ قرآن کے سجدوں میں شمار فرمایا ہے (ابن ماجہ)

سورۂ انفال مدنیۃ

سورہ انفال مدنی ہے اس میں ٧٥ آیتیں اور دس رکوع ہیں' یہ بترتیب مصحف آٹھویں اور بترتیب نزول ٨٨ نمبر کی سورہ ہے۔ یہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس میں مال غنیمت وغیرہ کا بیان ہے اس لئے اس کا نام انفال ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور انتہائی رحم والا ہے لوگ آپ سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ فرما دیں کہ غنیمت کے مال اللہ کے اور اس کے رسول کے ہیں۔ لہٰذا اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی اصلاح کر لو اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہو اگر تم ایمان والے ہو۔

انفال کی تفسیر: (ا) انفال نفل کی جمع ہے' یعنی غنیمت کے مال۔ یہ سورت بدر کے مال غنیمت کے بارے میں اتری (ب) غنیمت کے مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے اور ان میں کسی اور کا کچھ حصہ نہ تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص ابن عباسؓ سے انفال کے بارے میں پوچھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ گھوڑا بھی مال غنیمت میں داخل ہے اور مقتول کے ہتھیار وغیرہ بھی۔ پھر وہ آپ سے یہی سوال کرتا ہے اور آپ یہی جواب دیتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ قرآن میں جن انفل کا بیان ہے ان سے کیا مراد ہے بہرحال سوالات سے آپ کو پریشان کر دیتا ہے آخرکار آپ ناراض ہو کر فرماتے ہیں اس شخص کی مثال جانتے ہو؟ یہ اس جیسا ہے جسے فاروقؓ نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔ ابن جریر)

آیت کا شان نزول: ابوامامہؒ فرماتے ہیں میں نے عبادہؓ سے انفال کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا یہ آیت ہم بدریوں کے بارے میں اتری جبکہ ہم میں کافروں کے مال میں جھگڑا ہو رہا تھا اور اختلافات بڑھتے جا رہے تھے اللہ نے اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور آپ نے یہ مال ہم میں برابر برابر بانٹ دیا (الف) عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا' مقابلہ ہوا اور اللہ نے دشمن کو پسپا کیا۔ پھر ہم میں سے ایک جماعت نے تو دشمن کا تعاقب کیا تاکہ انہیں دور تک بھگا آئیں اور ایک جماعت مال سمیٹنے میں لگ گئی اور کچھ لوگ آپ کی حفاظت کے لئے آپ کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے تاکہ آپ کو دشمن سے محفوظ رکھا جا سکے۔ پھر جب رات

ہوئی اور سب جمع ہو گئے تو مال جمع کرنے والوں نے کہا چونکہ مال ہم نے جمع کیا ہے اس لئے مال ہمارا ہے اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ۔ تعاقب کرنے والوں نے کہا تم ہم سے زیادہ کیسے حقدار ہو سکتے ہو ہم نے دشمن کے دانت کھٹے کئے اور انہیں شکست دی اور حفاظت کرنے والوں نے کہا کہ ہم آپ کی حفاظت میں مشغول تھے تا کہ آپ دشمنوں سے محفوظ رہیں اصل پوچھو تو حق ہمارا ہی ہے اس پر یہ آیت اتری ۔ پھر تمام مال مسلمانوں میں بانٹ دیا گیا جب حملہ کا وقت ہوتا تو آپ چوتھائی مال بانٹتے اور لوٹتے وقت تہائی اور انفال کو مکروہ سمجھتے تھے (حت' ابن ماجہ' حاکم)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ نے بدر کے موقعہ پر اعلان کرا دیا تھا کہ جو کسی کافر کو قتل کرے گا اسے اتنا اتنا انعام ملے گا اور جو گرفتار کرے گا اسے اتنا اتنا ۔ چنانچہ ابوالیسرؓ دو کافر گرفتار کر لائے اور کہنے لگے' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی آپ پر رحمتیں ہوں آپ نے ہم سے انعام کا وعدہ فرمایا تھا اس پر سعدؓ بن عبادہ نے کہا اگر آپ ان لوگوں کو دے دیں گے تو آپ کے صحابہ کے لئے کیا باقی رہے گا ۔ ہم انعام سے بے رغبتی یا کمزوری یا بزدلی کی وجہ سے پیچھے نہیں رہے بلکہ ہم نے آپ کو اس لئے گھیرے میں لیئے رکھا کہ کہیں پیچھے کی طرف سے کافر حملہ نہ کر دیں اور آپ کو دشمن ایذا نہ پہنچا دیں اور جھگڑنے لگے' آخر کار یہ آیت اتری اور وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ بھی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور قوم کو نہیں ملی تھیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا ۔ (ق) اسی وجہ سے امام جس سپاہی کو اس کے مقررہ حصے کے علاوہ انعام دے اسے نفل کہا جاتا ہے ۔ یہ انعام مجاہدوں کے شاندار کارناموں کے مطابق دیا جاتا ہے ۔ جتنا بڑا کارنامہ ہوتا ہے اتنا ہی بڑا انعام ہوتا ہے ۔ اس انعام کی چار صورتیں ہیں اور ہر صورت کا ایک مخصوص مقام ہے پہلی صورت یہ ہے کہ مقتول کے اسلحہ وغیرہ قاتل کو دیئے جاتے ہیں اور اس سے ۱/۵ نہیں نکالا جاتا ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام کسی دستے کو دشمن کی سرکوبی کے لئے روانہ کرے اور وہ مال غنیمت لے کر واپس آئے تو امام اس میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی مال کا چوتھائی یا تہائی حصہ حوصلہ افزائی کے لئے اس دستے کو دے دے ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر امام کسی کو اس کے حوصلے اور جرات کے مطابق اپنے پانچویں حصہ میں سے انعام دے ۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ امام مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنے سے پہلے کسی کو کچھ دے دے مثلاً سقوں کو' چرواہوں کو اور سائیسوں کو کچھ دے دیا جائے ۔

اللہ سے ڈر کر باہمی نزاع دور کرنے کا حکم : پھر فرمایا کہ اللہ سے ڈر جاؤ اور باہمی اصلاح کر لو اپنے ہر کام میں اللہ کا خوف مدنظر رکھو' باہمی نزاع ختم کر دو' کوئی کسی پر نہ ظلم کرے نہ جھگڑے اور نہ باہمی اختلاف پیدا کرے اللہ نے تم کو جو ہدایت و علم عطا فرمایا ہے وہ اس مال سے بہتر ہے جس میں تم جھگڑ رہے ہو ۔ اللہ کی مرضی کے مطابق مال بانٹ لو اور اللہ کے رسول ﷺ کا کہنا مان لو ۔ آپ ﷺ خود حق و انصاف سے تقسیم فرما دیں گے ۔ مسلمان اپنے اندر تقویٰ اور صلاح کی صلاحیت پیدا کریں اور کوئی کسی کو برا نہ کہے جھگڑے خود بہ خود رفع ہو جائیں گے ۔

قیامت کے دن اللہ بھی مسلمانوں میں صلح کرائے گا : انسؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے ہنس پڑے اور خوب کھل کھلا کر ہنسے ۔ عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہنسی کیوں آئی ؟ ۔ فرمایا میری امت کے دو شخص دو زانو اللہ رب العالمین کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ایک کہہ رہا ہے کہ اے رب میرے

بھائی نے مجھ پر ظلم کیا تھا اس کا مجھے بدلہ دلوا۔ اللہ فرما رہا ہے کہ اے شخص تو نے اپنے بھائی پر جو ظلم کیا تھا اس کا بدلہ اسے دے دے وہ عرض کرتا ہے کہ اے رب میرے پاس تو ایک نیکی بھی نہیں‘ فریادی کہتا ہے یارب میرے گناہ اس پر ڈال دے یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے فرمایا وہ دن بڑا بھاری ہو گا جب لوگ دوسروں پر اپنے گناہوں کا بوجھ ڈالنے پر مجبور ہوں گے پھر اللہ فریادی سے فرمائے گا ذرا اوپر آنکھ اٹھا کر جنتیں تو دیکھ چنانچہ وہ اوپر کو نگاہ اٹھا کر دیکھے گا تو کہے گا یارب مجھے چاندی کے شہر اور سونے کے عالی شان محل نظر آ رہے ہیں جو موتیوں سے آراستہ ہیں۔ یہ کس نبی کے یا کس صدیق کے یا کس شہید کے ہیں اللہ فرمائے گا کہ یہ اس کے ہیں جو ان کی قیمت ادا کر دے۔ یہ عرض کرے گا یارب ان کی قیمت کس کے بس کی ہے۔ ارشاد ہو گا کہ تم ادا کر سکتے ہو۔ پوچھے گا کس طرح‘ ارشاد ہو گا کہ اپنے بھائی کو معاف کر دو۔ وہ کہے گا یارب میں نے اسے معاف کر دیا‘ ارشاد ہو گا کہ اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر دونوں جنت میں چلے جاؤ پھر آپ نے فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ پڑھ کر سنائی (مسند ابو یعلیٰ) سبحان اللہ اللہ بھی قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل سہم جائیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیں اور وہ تو اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ یہی پکے سچے ایمان والے ہیں‘ انہیں کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑے بڑے درجے ہیں بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے۔

سچے مومن کے اوصاف: (۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں ذکر اللہ کے اور ادائے فرائض کے وقت منافقوں کے دلوں میں کچھ بھی تغیر رونما نہیں ہوتا‘ نہ تو ان کا اللہ کی کسی آیت پر ایمان ہوتا ہے نہ اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے‘ نہ خلوت میں نماز پڑھتے ہیں اور نہ مال کی زکوٰۃ ہی نکالتے ہیں۔ اللہ نے بتایا کہ یہ ایمان والے نہیں۔ بلکہ ایمان والوں کے تو یہ اوصاف ہیں کہ ذکر اللہ کے وقت ان کے دل کانپ جاتے ہیں‘ وہ پوری توجہ سے دل لگا کر فرائض انجام دیتے ہیں‘ اور جب ان کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور ان کی تصدیق کو جھکا دیتی ہیں۔ ان کا اللہ ہی پر بھروسہ ہوتا ہے اور کسی غیر سے کسی بات کے امیدوار نہیں رہتے۔ ان کے دلوں میں ذکر اللہ سے نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ سے ڈرنے اور لرزنے لگتے ہیں۔ یہی پکے سچے مومن کی نشانی ہے کہ اللہ کے ذکر سے اس کا دل اڑنے لگتا ہے اور وہ دل لگا کر فرائض ادا کرتا ہے احکامات بجا لاتا ہے اور ممنوعات سے پرہیز کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا (۱) وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا الخ (آل عمران ۳:۱۳۵) جن کو بے حیائی کر کے یا ظلم کر کے اللہ یاد آ

جاتا ہے تو اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں' درحقیقت اللہ کے سوا کوئی بھی گناہ معاف کرنے والا نہیں) اور یہ جان بوجھ کر گناہوں پر اڑتے نہیں۔ (۲) وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ الخ (نازعات ۷۹:۴۰'۴۱) جو کوئی اپنے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور خواہشات سے بچتا رہا اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔

مومن کا قرآن سے ایمان بڑھتا ہے: پھر فرمایا ''تلاوت قرآن سے ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ فرمایا وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ الخ (توبہ ۹:۱۲۴) جب کبھی کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں سے کچھ تو کہتے ہیں کہ اس سورت نے کس کا ایمان بڑھایا؟ یہ سورت ایمان والوں کا ایمان بڑھاتی ہے اور وہ اسے سن کر کھل اٹھتے ہیں۔

توکل کا بیان: پھر فرمایا ''مومن اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں' اسی سے امیدوار رہتے ہیں' اسی کا قصد کرتے ہیں' اسی کی عالی شان بارگاہ میں پناہ لیتے ہیں' اسی سے ضرورتیں طلب کرتے ہیں اور اسی کی طرف جھکتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ جو کچھ اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو کچھ چاہے گا وہی ہوگا۔ کائنات میں حسب مرضی وہی تصرف و اختیار والا ہے جو یکتا ہے اور شرک سے بری ہے۔ اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا اور وہی جلدی حساب لینے والا ہے۔

مومنوں کے اعمال کا بیان: (۳) پھر صحیح عقیدوں کے بعد ایمان والوں کے عمل بیان ہو رہے ہیں کہ وہ نماز قائم رکھتے ہیں اور صدقہ کرتے رہتے ہیں۔ ان دونوں عملوں میں تمام نیکیوں کے اقسام شامل ہیں۔ نماز اللہ کا حق ہے جسے وقت پر پوری شرطوں کے ساتھ پابندی سے حسب سنت ادا کیا جاتا ہے اور صدقہ میں زکوٰۃ' خیرات اور دیگر حقوق شامل ہیں جو واجب اور مستحب ہیں۔ چونکہ تمام مخلوق اللہ کی محتاج ہے اس لئے اللہ کو سب سے زیادہ وہ بندہ پیارا ہے جو مخلوق کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ اے انسان مال اللہ کی امانت ہے جو تجھے چند دنوں کے لئے دے دیا گیا ہے وہ وقت آ رہا ہے کہ تو اسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔

حقیقت ایمان کا بیان: (۴) یعنی جن میں مذکورہ بالا خوبیاں ہوں وہی سچے مسلمان ہیں۔ ایک دفعہ حارثؓ بن مالک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرے۔ آپ نے ان سے فرمایا حارث کیا حال ہے بولے میں پکا سچا مسلمان ہوں۔ فرمایا کیا کہہ رہے ہو ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ بولے میں نے دنیا سے اپنا دل ہٹا لیا رات کو بیدار رہ کر عبادت کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں گویا میں رب کا عرش آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں' جنت والوں کو ملتا جلتا دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو چیختا پکارتا سن رہا ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا حارثؓ تم نے حقیقت پہچان لی اب اسی پر جمے رہو (ط)

کامل ایمان کا ثمرہ: پھر فرمایا ''انہیں کامل ایمان والوں کے لئے اللہ کے ہاں جنت میں بڑے بڑے درجے اور اونچے اونچے مقامات ہیں۔ فرمایا هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ الخ (آل عمران ۳:۱۶۳) اللہ کے ہاں وہ بڑے بڑے درجوں والے ہیں اور اللہ ان کے عملوں سے خوب خبردار ہے۔ اللہ ان کے گناہ معاف فرما دے گا اور ان کی نیکیوں کی قدر فرمائے گا۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ علیین والے نیچے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے کناروں میں دور کے تارے دیکھتے ہو۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ منازل انبیاء ہیں جن کو کوئی اور حاصل نہیں کر سکتا۔ فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم ان لوگوں کے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرتے رہے (ق) (۲) جنت والے بلند درجوں والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے کنارے میں کوئی ڈوبنے والا تارا دیکھتے ہو اور ابوبکرؓ و عمرؓ انہیں میں سے ہوں گے اور خوش و خرم ہوں گے (الف۔ سنن)

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

جس طرح آپ کے رب نے آپ کو حق کے وعدے کے ساتھ گھر سے نکالا حالانکہ ایمان والوں کی ایک جماعت اچھا نہیں سمجھ رہی تھی یہ آپ سے ایک سچی بات میں جو واضح ہو چکی ہے جھگڑ رہے ہیں گویا آنکھوں دیکھی موت کی طرف گھسیٹے جا رہے ہیں۔ وہ وقت یاد کرو جب اللہ تم سے دو جماعتوں میں سے کسی ایک کا وعدہ فرما رہا تھا کہ بلاشبہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی۔ اور تم تمنا کر رہے تھے کہ تمہارے ہاتھ غیر مسلح جماعت لگے۔ اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے کلموں سے سچے دین کو ثابت کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تا کہ اللہ سچے دین کو سچا اور باطل دین کو باطل کر دکھائے گو کافروں کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

مسلمانوں کے لئے اتباع رسول باعث خیر ہے: (۵-۸) یعنی جس طرح تم نے غنیمت میں اختلاف کیا پھر اللہ سے ڈر کر اپنی اصلاح کر لی اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات جو تمہارے حق میں بہتر ہے مان لی اور ان کی تقسیم پر راضی ہو گئے اسی طرح تمہاری تو یہ آرزو تھی کہ قریش کا غیر مسلح قافلہ تمہارے ہاتھ لگ جائے اور اس کی مسلح فوج سے مقابلہ نہ ہو مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا' اس نے مسلح فوج ہی سے تمہارا مقابلہ کرایا اور تمہیں اس پر غالب فرمایا۔ چونکہ قریش کی مسلح فوج اپنا قافلہ بچانے کے لئے شرک کی حمایت میں نکلی تھی اس لئے اس سے جنگ تمہارے حق میں بہتر تھی تا کہ اللہ کا دین غالب ہو جائے اور مشرکوں کا زور ختم ہو جائے' فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ الخ (بقرہ۲:۲۱۶) تم پر جنگ فرض کر دی گئی جو تمہیں ناگوار معلوم ہوتی ہے ممکن ہے ایک چیز سے تمہیں نفرت ہو اور وہ تمارے لئے بہتر ہو اور ایک چیز سے محبت ہو اور وہ تمہارے لئے بدتر ہو۔ انجام کا علم تو اللہ ہی کو ہے تمہیں نہیں۔

رحمت عالم ﷺ کی قریشی قافلہ کے لئے مدینہ سے روانگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے اور اس غرض سے روانہ ہوئے تھے کہ آپ کو خبر لگی تھی کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا ہے جس میں قریش کا بہت کچھ تجارتی سامان ہے۔ آپ اسی کی طلب میں تین سو تیرہ مسلمانوں کو لے کر سمندر کے کنارے کنارے بدر کے راستہ پر روانہ ہو گئے۔ ابوسفیان (سردار قافلہ) کو آپ کی نقل و حرکت کی خبر لگ گئی اس نے ضمضم بن عمرو کو مکہ والوں کے پاس دوڑا دیا اور اپنا راستہ بدل دیا۔ جب قریش کو خبر لگی تو یہ ایک ہزار مسلح جوان لے کر مکہ سے چل کر بدر کے میدان میں جا پہنچے اور اتفاق سے دونوں جماعتوں کی ڈبھیڑ ہو گئی۔ قافلہ تو بچ کر نکل گیا مگر مسلمانوں کو اللہ نے شاندار فتح عطا فرمائی۔ دین کا بول بالا ہوا اور توحید شرک پر غالب آئی۔ غرض جب آپ کو

معلوم ہوا کہ مکہ سے قریش کا ایک لشکر جرار چل پڑا ہے تو اللہ نے آپ پر وحی اتاری کہ تمہارے ہاتھ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت ضرور لگے گی۔ اکثر مسلمانوں کی خواہش قافلہ کی تھی کیونکہ اس میں جنگ کے بغیر ہی مال ہاتھ آتا تھا۔ جیسا کہ فرمایا کہ تمہاری خواہش تھی کہ تمہارے ہاتھ غیر مسلح جماعت لگ جائے لیکن اللہ اپنے حکم سے حق کو قائم کرنا اور کافروں کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا۔

ایک روایت میں ہے آپ بدر کے لئے روانہ ہوئے' جب روحاء میں پہنچے تو خطبہ میں فرمایا اب تمہاری جنگ کے بارے میں کیا رائے ہے۔ صدیقؓ بولے ہمیں بھی ان کی نقل و حرکت کی خبر لگی ہے کہ وہ فلاں فلاں مقام پر پہنچ گئے ہیں' پھر آپ نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ عمرؓ نے بھی فرمایا کہ ہمیں بھی ان کی نقل و حرکت کی خبر لگی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے اس پر سعد بن معاذ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ہماری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی قسم جس نے آپ کو عزت دی اور آپ پر قرآن اتارا' مجھے نہ تو ان راہوں پر چلنے کا کبھی اتفاق ہوا ہے اور نہ مجھے ان کی نقل و حرکت کی خبر ہے۔ البتہ میں اتنا کہتا ہوں کہ اگر آپ برک الغماد تک بھی دشمن پر چڑھائی کرنا چاہیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ہم اسرائیلیوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ موسیٰ آپ اور آپ کا رب جا کر جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہاں یہ کہیں گے کہ آپ چلیں اور لڑیں ہم قدم بہ قدم آپ کے ساتھ لڑیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی اور ارادے سے روانہ ہوئے تھے مگر اللہ نے ایک نئی مہم پیدا فرما دی۔ آپ شوق سے یہ مہم سر کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ جس سے چاہیں معاہدہ کریں جس سے چاہیں نہ کریں' جس سے چاہیں صلح و جنگ کریں اور ہم سے جس قدر چاہیں مال لے لیں۔ پھر سعدؓ کی اس بات کے مطابق آیت اتری (ابن مردویہ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ کیا اور سعدؓ نے آپ کو دل خوش کن جواب دیا تو آپ نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا اور مسلح لشکر سے لڑنے کا حکم فرما دیا۔ کچھ مسلمانوں کو یہ بات نامناسب معلوم ہوئی اس پر یہ آیت اتری۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿١٠﴾ ع ٥

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اس نے تمہاری دعا قبول کی اور فرمایا کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا' اسے تو رب نے تمہارے لئے ایک مژدہ ہی بنایا تھا کہ تمہارے دلوں کو سکون ہو جائے مدد اللہ ہی کی طرف سے ہے واقعی اللہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

مقابلہ سے پہلے رحمت عالم ﷺ کی دعائیں: (٩) جنگ بدر کے موقعہ پر صحابہؓ ٣١٣ اور مشرک ١٠٠٠ سے زیادہ تھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر قبلہ رخ ہو گئے اس وقت آپ ایک تہبند باندھے ہوئے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ اپنا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت پسپا ہو گئی تو پھر قیامت تک تیری توحید کا نام لیوا نہ رہے گا۔ آپ دیر تک گڑگڑا گڑگڑا کر رب سے دعا مانگتے رہے دعا مانگتے مانگتے آپ کی چادر کندھوں سے گر گئی تو ابوبکرؓ نے دوڑ کر

اٹھالی اور آپ کو اڑھا کر پیچھے سے چمٹا کر فرمایا اے اللہ کے نبی آپ نے اپنے رب سے بہت کچھ مانگ لیا۔ اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت اتری (الف) اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مشرکوں کو پسپا کیا بڑے بڑے ستر مشرک مارے گئے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔

مردفین یعنی فرشتوں کی آمد کا تانتا بندھا رہے گا اور لگاتار کمک آتی رہے گی جنہیں دیکھ کر تمہارے حوصلے بڑھتے رہیں گے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک مسلمان مشرک کے تعاقب میں دوڑ رہا ہے اتنے میں اسے اوپر سے کوڑا مارنے کی آواز آتی ہے اور سوار کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ اے حیزوم (گھوڑے) آگے بڑھ۔ اتنے میں مسلمان مشرک کو گرا ہوا پاتا ہے اس کا چہرہ کوڑے کی ضرب سے بگڑ جاتا ہے اور ہڈیاں چور چور ہو جاتی ہیں۔ یہ انصاری رحمت عالم ﷺ سے یہ واقعہ بیان کرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ تیسرے آسمان کے فرشتوں کی امداد تھی۔ اس دن ستر مشرک مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ بخاریؒ نے باب باندھا ہے' بدر میں فرشتوں کے حاضر ہونے کا باب'' آپ اس میں یہ حدیث لائے ہیں کہ رفاعہؓ بن رافع زرقی جنگ بدر میں موجود تھے وہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیلؑ نے آ کر پوچھا کہ آپ کی نگاہ میں بدر میں لڑنے والے مجاہدوں کا کیا مرتبہ ہے۔ فرمایا یہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں یا اسی جیسا کوئی کلمہ فرمایا۔ جبرئیل بولے اسی طرح بدری فرشتے تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ (ب)

(۱۰) یعنی تمہیں فرشتوں کے آنے کی اطلاع کرنا اور ان کی امداد کا وعدہ کرنا تمہاری دلجمعی کے لئے تھی ورنہ اللہ فرشتوں کے بھیجے بغیر بھی فتح پر قادر ہے کیونکہ مدد اسی کی جانب سے ہے فرمایا فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ (محمد ۴۷:۶) پھر جب تم کافروں سے دوبدو ہو جاؤ تو ان کی گردنیں اڑاؤ یہاں تک کہ جب تم ان کا خون بہا چکو تو پھر انہیں باندھ لو پھر یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر جب تک کہ لڑائی موقوف نہ ہو جائے۔ یہ تو ہوئی ایک ظاہری صورت لیکن اگر اللہ کو منظور ہو تو خود ہی انتقام لے لے مگر اللہ کسی کو کسی سے آزماتا ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ان کے عمل ضائع نہیں ہوں گے۔ اللہ انہیں راہ پر لائے گا اور ان کے حال کی اصلاح فرمائے گا اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس کا اللہ نے ان سے تعارف کرا دیا ہے۔

بدر کے قیدیوں کے بارے مشورہ: پھر آپ نے قیدیوں کے بارے میں ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؓ سے مشورہ فرمایا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ قیدی ہمارے ہی خاندان کے ہمارے ہی احباب و اقارب اور بھائی بند ہیں۔ میرے خیال میں انہیں فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے اس میں کئی فائدے ہیں ہمیں اس وقت مالی قوت بھی حاصل ہو گی اور یہ بھی امید ہے کہ اللہ انہیں ہدایت فرما دے اور یہ مسلمان ہو جائیں تو پھر یہ ہمارے دست و باز و ثابت ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ تمہاری کیا رائے ہے؟۔ عمرؓ بولے میری رائے ابوبکرؓ سے بالکل مختلف ہے میری تو یہ رائے ہے کہ ہر ایک قیدی کو اس کے عزیز کے حوالہ کیا جائے اور وہ اس کی گردن اڑا دے' مجھے میرا عزیز دیا جائے کہ میں اس کی گردن اڑاؤں۔ علیؓ کو عقیل دیا جائے کہ وہ اس کی گردن اڑائیں اور حمزہؓ کو ان کا فلاں فلاں بھائی دیا جائے کہ وہ اس کی گردن اڑا دیں تا کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمیں مشرکوں کی چاہت نہیں۔ یہ لوگ مشرکوں کے سردار و راہبر ہیں۔ ان کا صفایا کر دینا ہی مناسب ہے چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اس لئے ابوبکرؓ کی رائے کی طرف مائل ہو گئے اور قیدی فدیہ لے کر چھوڑ دیئے۔ عمرؓ فرماتے ہیں:۔ میں دوسرے دن صبح صبح رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ کو اور ابوبکرؓ کو روتا ہوا پایا۔ رونے کی وجہ پوچھی اور بولا اگر مجھے رونا آ گیا تو میں بھی رووں گا ورنہ کم از کم رونے والوں جیسی صورت ہی بنا لوں گا فرمایا

ہم اس عذاب پر رو رہے ہیں جو قیدیوں کو چھوڑنے کی وجہ سے آنا ہی چاہتا تھا آپ نے قریب کے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ عذاب یہاں تک آ گیا تھا۔ اور مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی الخ اتری پھر اللہ نے مسلمانوں کے لئے غنیمت کے مال حلال فرما دیئے (متا) پھر جب اگلے سال احد کا واقعہ پیش آیا تو فدیہ لے کر دشمنوں کا چھوڑ دینا رنگ لایا اور ستر مسلمان شہید ہوئے' صحابہ رحمت عالم ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے' آپ کے سامنے والے دانت شہید ہوئے خود کی کیلیں پیشانی میں گھس گئیں اور خون نے بہہ کر رخ انور کو لالہ زار بنا دیا۔ پھر اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ الخ اتری۔ یعنی جب تمہیں یہ مصیبت پیش آئی تو تم کہنے لگے کہ یہ کیوں آئی۔ آپ فرما دیں کہ یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔ یعنی تم نے انہیں فدیہ لے کر کیوں چھوڑا تھا یہ مصیبت انہیں کے ہاتھوں تم پر لائی ہوئی ہے۔

پھر فرمایا عزت اللہ ہی کے لئے ہے اور دنیا اور آخرت میں اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا الخ (غافر ۴۰:۵۱) واقعی ہم اپنے رسولوں کی اور ان کے ماننے والے مومنوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کرتے ہیں اور کریں گے۔ اللہ نے اپنی خاص حکمت سے جہاد فرض کیا ورنہ وہ کافروں کو بغیر جہاد ہی کے ہلاک کرنے پر قادر ہے۔

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

جب وہ تمہیں اونگھ سے ڈھانک رہا تھا تا کہ تم کو اس کے پاس والا امن حاصل ہو اور تم پر آسمان سے پانی اتار رہا تھا تا کہ اس سے تم کو پاک فرما دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور کر دے اور تمہارے دل مضبوط کر دے اور اس طرح سے تمہارے قدم جما دے جب آپ کا رب فرشتوں کو وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے قدم جمائے رکھو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہوں تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور پور پور پر ضرب مارو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات نہیں مانی اور جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات نہیں مانے گا تو واقعی اللہ سخت عذاب والا ہے' یہ ہے اس کا لطف تم اسے اٹھاتے رہو اور یقیناً کافروں کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

مسلمانوں پر اونگھ کا غلبہ: (۱۱) دشمنوں کی اکثریت اور ان کا ساز و سامان اور اپنی اقلیت اور نہتہ پن دیکھ کر مسلمانوں پر جو برا اثر

پڑ رہا تھا اسے دور کرنے کے لئے اللہ نے ان پر اونگھ بھیج دی تھی۔ جنگ احد میں بھی مسلمانوں پر اونگھ ڈال دی گئی تھی تا کہ ان کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔ فرمایا ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ الخ (آل عمران ۳:۱۵۴) پھر اللہ نے تم پر غم و پریشانی کے بعد امن و عافیت عطا فرمانے کے لئے اونگھ اتار دی جو ایک گروہ کو ڈھانکے ہوئے تھی اور ایک گروہ پریشانیوں میں مبتلا تھا۔ ابوطلحہؓ فرماتے ہیں میں بھی احد کے موقعہ پر اونگھ والی جماعت میں تھا۔ بار بار میرے ہاتھ سے تلوار گر جاتی تھی اور میں اسے اٹھا لیتا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ڈھالوں کے نیچے نیند کے جھونکے کھا رہے ہیں۔

برمحل بارش: پھر فرمایا ''اللہ تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارتا ہے'' یہ بھی اللہ کا ایک انعام تھا کہ اس نے برمحل بارش فرما دی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب اللہ کے رسول میدان بدر میں اترے تو مشرکوں نے پانی پر قبضہ کر لیا تھا اور مسلمان پانی سے محروم رہ گئے تھے۔ اور سخت پریشان تھے اور ان کے دلوں میں برے برے شیطانی وسوسے آنے لگے تھے کہ کہیں اللہ والے بھی پانی سے محروم رہ سکتے ہیں۔ خصوصاً وہ مقدس جماعت جس میں اللہ کے رسول بھی موجود ہوں پھر کیا بات ہے؟ پانی پر مشرکوں کا کیوں قبضہ ہے۔ تم اللہ والے پانی سے کیوں محروم ہو اور ناپاکی کی حالت میں نماز بھی پڑھنی پڑ رہی ہے۔ آخر کار اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور خوب زور کی بارش ہوئی۔ مسلمانوں نے نہا بھی لیا' پانی بھی جمع کر لیا اور دلوں سے شیطانی وسوسے بھی جاتے رہے۔ علاوہ ازیں بارش کی وجہ سے ریت بھی جم گئی اور اس پر آسانی سے آدمی اور جانور پھرنے لگے اللہ نے ایک ہزار فرشتوں کی امداد بھیجی۔ پانچ سو فرشتے جبرئیل کے ساتھ تھے اور پانچ سو میکائیل کے ساتھ۔ یہ بات مشہور ہے کہ جب اللہ کے نبی بدر میں پہنچے تو سب سے پہلے چشمہ کے پاس آپ ٹھہر گئے۔ حبابؓ بن منذر نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس جگہ آپ اللہ کے حکم سے ٹھہرے ہیں اور ہمیں یہاں سے آگے بڑھنے کا حکم نہیں یا آپ جنگی مصلحت کی وجہ سے اپنی رائے سے ٹھہرے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آیئے آگے بڑھئے ہم آخری پانی پر قبضہ کریں گے اور اسی جگہ حوض بنا کر اس علاقہ کا تمام پانی جمع کر لیں گے تا کہ پانی پر ہمارا قبضہ ہو جائے اور دشمن کو پانی نہ ملے۔ چنانچہ آپ نے حبابؓ کی رائے سے اتفاق کیا اور آگے بڑھ کر پڑاؤ ڈالا۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت آسمان سے ایک فرشتہ بھی اترا۔ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے یہ فرشتہ اللہ کے نبی ﷺ سے بولا کہ اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ حباب کی رائے صحیح ہے۔

ظاہری اور باطنی پاکی کے لئے باران رحمت ہوئی: پھر فرمایا ''بارش اس لئے ہوئی کہ اللہ تم کو حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں سے پاک کر دے۔ تم غسل بھی کر لو اور نماز کے لئے وضو بھی۔ اور تم سے شیطانی وسوسے بھی ہٹا دے۔ وہ ظاہری پاکی تھی اور یہ باطن کی پھر فرمایا ''تا کہ تمہارے دل مضبوط کر دے''۔ یعنی صبر عطا فرما کر دلوں کے حوصلے بڑھا دے اور تم بلا جھجک دشمن کے مقابلے پر آ ڈٹو (یہ باطنی بہادری ہوئی) اور تمہارے قدم جم جائیں (یہ ظاہری بہادری ہوئی)

امداد کے لئے فرشتوں کا نزول: (۱۲) یہ حق تعالیٰ کی ایک باطنی نعمت ہے جس کو اس نے عین وقت پر ظاہر فرمایا تا کہ مسلمان اس کی قدر کریں اور شکر یہ ادا کریں۔ اللہ نے ان فرشتوں کے دلوں میں جو اس کے نبی کی اور مومنوں کی مدد کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے یہ بات ڈال دی کہ وہ مسلمانوں کے قدم جمائے رکھیں' ان کے ساتھ مل کر لڑیں اور ان کی جماعت کو بڑھائیں۔

پھر فرمایا ''میں کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دوں گا'' یعنی مسلمانو بے فکر ہو کر مقابلہ کرو' ثابت قدم رہو اور حوصلے بلند رکھو میں اس کے دل میں رعب ڈال دوں گا جو میری حکم عدولی کرے گا اور میرے رسولوں کو جھٹلائے گا۔ پھر فرمایا کافروں کے سر

پھاڑ ڈالو گردنیں کاٹ ڈالو اوران کے ہاتھ پاؤں اڑا دو۔ گردنوں کے اوپر مارو یعنی سر اڑا دو یا گردنیں اڑاؤ۔ اس معنی کی تائید میں یہ آیت ہے۔ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ الخ (محمد ۴۷:۴) پھر جب تم کافروں کے مقابلہ پر آؤ تو ان کی گردنیں اڑاؤ پھر جب خون بہا چکو تو اب انہیں باندھ لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ جیسا عذاب دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ مجھے تو صرف گردنیں اڑانے اور گرفتار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

پھر فرمایا مومنو! کافروں کے جوڑ جوڑ پر ضرب مارو اور ہاتھ پیروں کے جوڑ مار مار کر توڑ دو۔ بنان سے ہاتھ پاؤں مراد ہیں اور جوڑ بھی۔ ابن عباسؓ:۔ کم بخت ابوجہل نے اپنے فوجیوں سے کہہ رکھا تھا کہ مقدور بھر مسلمانوں کو زندگی گرفتار کرلو تا کہ ہم انہیں اپنے مذہب کے برا کہنے کا اور اس سے ہٹ جانے کا دیر تک مزا چکھاتے رہیں کہ تم نے لات وعزیٰ کی عبادت چھوڑ دی تھی اب اس کا لطف اٹھاؤ۔ پھر اللہ نے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ایمان والوں کے قدم جمائے رکھو میں کافروں پر رعب ڈال دوں گا۔ ان کی گردنیں اڑاتے رہو اور ہاتھ پیر توڑتے رہو۔ ابوجہل اپنے ۶۸ ساتھیوں کے ساتھ میدان بدر میں ذلت کے ساتھ مارا گیا اور عقبہ بن ابی معیط کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا جس سے ستر کی تعداد پوری ہوئی۔

مخالفت رسول کی سزا: (۱۳) یعنی انہیں یہ سزا اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ملی اور سچے دین کو ترک کرنے کا سودا بڑا مہنگا پڑا۔ فرمایا وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ الخ (انفال ۸:۱۳) جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا تو اللہ سخت عذاب والا ہے۔ (۱۴) یعنی یہ کفر وشرک کی نحوست کا ثمرہ ہے دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتو اور ذلت ورسوائی کا عذاب چکھتے رہو اور یقین کرلو کہ کافروں اور مشرکوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے جو بڑا سخت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾

اے ایمان والو جب تم کافروں سے دوبدو بھڑ جاؤ تو خبردار ان سے پیٹھ نہ موڑو اور اس دن جو بھی ان سے پیٹھ موڑے گا بجز ان کے جو لڑائی کے لئے چال چل رہے ہوں یا اپنے لشکر سے ملنا چاہ رہے ہوں تو وہ اللہ کا غضب لے کر واپس ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

میدان جنگ سے بھاگنے کی سزا: (۱۵) میدان جہاد سے بھاگنے کی سزا جہنم کی شعلے مارنے والی آگ ہے۔ اللہ اکبر میدان جنگ سے بھاگنے والے کے لئے کتنا زبردست ڈراوا ہے۔ یعنی اگر تم کو دست بدست بھی جنگ کا اتفاق ہو تو ہرگز اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر مت بھاگنا کہ ایمان کی یہ شان نہیں ہے (۱۶) یعنی اگر کوئی کسی مصلحت سے میدان جنگ سے ہٹ جائے۔ مثلاً سوچی سمجھی تدبیر ہو یا اپنے لشکر میں ملنا چاہتا ہو تو دوسری بات ہے ورنہ جو میدان جنگ سے پیٹھ موڑے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

یہاں جماعت سے کیا مراد ہے؟: اگر کوئی کسی چھوٹے دستے میں ہے اور وہ بھاگ کر بڑے لشکر میں جا ملے یا امام سے جا ملے

تو کوئی حرج نہیں۔ ابن عمرؓ: میں ایک دستے میں تھا لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور میں بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر ہم نے سوچا کہ اب کیا کریں ہم تو اللہ کا قہر لے کر لوٹے ہیں آؤ مدینہ چلیں وہاں ایک شب بسر کر کے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور قصور پر نادم ہوں۔ اگر ہماری توبہ قبول ہو جائے فبہا ورنہ پھر جنگلوں میں نکل جائیں۔ چنانچہ صبح کی نماز سے پہلے ہم مسجد نبوی میں پہنچ گئے۔ آپ نے نکل کر پوچھا کون ہیں؟۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم ہیں بھاگنے والے۔ فرمایا نہیں بلکہ تم تو حملہ کرنے والے ہو میں تمہاری اور تمام مسلمانوں کی جماعت ہوں پھر ہم نے بڑھ کر آپ کے ہاتھ چوم لئے (داتؒ ابن ماجہ)۔

پھر فرمایا بھاگنے والا اللہ کا غضب لے کر بھاگتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بدترین جگہ ہے''۔ بشیرؓ بن معبد کہتے ہیں:۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے یہ شرطیں پیش کیں کہ توحید و رسالت کا اقرار کرو' اور نماز قائم رکھنے کا' زکوٰۃ دینے کا' حج کرنے کا' رمضان میں روزے رکھنے کا اور اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کا عہد کرو۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ دو باتیں میرے بس کی نہیں یعنی جہاد (کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ جو جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا' مجھے ڈر ہے کہ اگر میں جنگ پر جاؤں تو کہیں موت سے گھبرا کر بھاگ نہ آؤں) اور صدقہ کیونکہ میرے پاس چند بکریاں اور دس اونٹ ہیں جو میرے گھر والوں کی سواریاں ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنا ہاتھ سکیڑ لیا۔ پھر ہاتھ ہلا کر فرمایا جب جہاد اور صدقہ نہیں تو پھر کس برتے پر جنت میں جاؤ گے۔ آخر کار میں نے تمام باتوں پر بیعت کر لی (الف) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تین عادتوں کے ہوتے ہوئے کوئی عمل فائدہ نہیں پہنچا سکتا' شرک' ماں باپ کی نافرمانی اور لڑائی سے بھاگ آنا (ط)

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

پھر تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا اور جب آپ نے خاک پھینکی تھی تو آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھی کیونکہ اللہ مسلمانوں پر اپنا بہت ہی اچھا انعام فرمانا چاہتا تھا یا درکھو اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے یہ تو ہو چکا۔ اور یقین رکھو اللہ کافروں کی چالوں کو سست کرنے والا ہے۔

خالق افعال اللہ ہے: (۱۷) یعنی اللہ ہی بندوں کے افعال کا خالق ہے اور ان سے جو اچھے کام سرزد ہوں ان پر وہی قابل تعریف و توصیف ہے کیونکہ اسی نے ان کاموں کی توفیق عطا فرمائی اور اسی نے اعانت فرمائی۔ فرمایا مسلمانو تم نے باوجود اپنی اقلیت کے اور دشمن کی اکثریت کے اپنی طاقت وقوت سے دشمن کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ ہی نے تمہیں ان پر غلبہ عطا فرمایا۔ چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ الخ (آل عمران۳:۱۲۳) بلاشبہ اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی اس حال میں کہ تم کمزور تھے۔ بلاشبہ اللہ نے اکثر جگہوں میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین والے دن بھی جبکہ تم کو اپنی اکثریت پر ناز ہو گیا تھا لیکن وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آسکی اور زمین کشادگی کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ موڑ کر بھاگ پڑے۔ یعنی فتح اکثریت اور کثرت اسلحہ پر موقوف نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ قرآن میں ہے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً الخ (بقرہ۲:۲۴۹) بہت سی تھوڑی

جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ جاتی ہیں اور اللہ تو صبر والوں کے ساتھ ہے۔

مٹھی بھر خاک کا حیرت انگیز اثر: (۱۸) بدر والے دن جب آپ اپنے چھپر سے نکلنے لگے تو ایک مٹھی بھر خاک لے کر اس پر شَاهَتِ الْوُجُوهُ (چہرے بگڑ جائیں) پڑھ کر دشمن کی طرف پھینک دی' پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ پوری طاقت سے حملہ کر دو۔ صحابہؓ کافروں پر ٹوٹ پڑے اور اللہ نے یہ خاک ہر کافر کی آنکھ میں پہنچا دی اور ہر مشرک اپنی آنکھیں ملنے میں مشغول ہو گیا۔ اس بارے میں اللہ فرما رہا ہے کہ یہ خاک آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے مشرکوں کی آنکھوں میں جھونکی اور انہیں کچھ دیر کے لئے اندھا کر دیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے بدر کے دن اپنے مقدس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے رب اگر یہ موحدوں کی چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر قیامت تک تیری کوئی بھی عبادت نہیں کرے گا۔ پھر آپ سے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مٹھی بھر خاک اٹھا کر مشرکوں کی طرف پھینک دیجئے چنانچہ آپ نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر کافروں کی طرف پھینک دی۔ یہ خاک ایک ایک مشرک کی آنکھ میں منہ پر اور ناک پر جا پڑی اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور بری طرح سے میدان جنگ سے بھاگے' جب دونوں جماعتیں بھڑ گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر خاک لے کر مشرکوں کی طرف پھینک دی اور فرمایا کہ چہرے بگڑ جائیں۔ آخر کار وہ خاک مشرکوں کی آنکھوں میں پہنچی اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ پھر تو مسلمان انہیں قتل و گرفتار کرنے لگے اور آپ کی مٹھی بھر خاک ہی سے انہیں شکست ہوگئی اس پر یہ آیت اتری۔ آپ نے تین مٹھیاں دشمن کے دائیں بائیں اور بیچ میں شَاهَتِ الْوُجُوهُ پڑھ کر پھینکیں اور دشمن کو شکست ہوگئی۔

پھر فرمایا تا کہ اللہ ایمان والوں کو ایک اچھے انعام سے سرفراز فرمائے اور انہیں اپنی نعمت کا کرشمہ دکھائے کہ باوجود اقلیت کے اور دشمن کی اکثریت کے اللہ نے تمہیں غلبہ عطا فرمایا۔ یہ اللہ کی بڑی بھاری نعمت ہے اسے پہچانو اس کا حق ادا کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ پھر فرمایا کہ اللہ دعائیں خوب سننے والا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون مدد کا حقدار ہے اور کون نہیں۔

کافروں کے زوال کی خبر: یہ تو ہوا ہی مگر مستقبل کے لئے ایک اور بشارت سنائی جا رہی ہے کہ اللہ کافروں کی تدبیریں پامال کرنے والا ہے' ان کا عروج خاک میں ملانے والا ہے اور ان کی ہر چیز کو فنا کرنے والا ہے۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ ع ۱۶/۲

اگر تم فتح مانگتے تھے تو تمہارے پاس فتح آ گئی اور اگر اب بھی تم باز آ جاؤ تو تمہارے حق میں اچھا ہی اچھا ہے۔ اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے' تمہاری جماعت اکثریت کے باوجود تمہارے کچھ بھی کام نہ آ سکی' یاد رکھو اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

مشرکوں کی خواہش کے مطابق اللہ کا فیصلہ: (۱۹) یعنی تم جو فتح مانگا کرتے تھے اور اللہ سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ فرما دے تو لو اب تمہارے سامنے ہی مسلمانوں کو فتح ہوئی' ان کا بول بالا ہوا اور اللہ نے سچا فیصلہ فرما دیا۔ ابوجہل نے بدر کے دن کہا تھا اے اللہ ہم میں سے جو فریق پھوٹ ڈالنے والا اور قطع رحمی کرنے والا ہو اور ایسی چیز لایا ہو جو

معروف نہ ہو کل کی لڑائی میں اسے شکست دے کر ذلیل وخوار فرما۔ یہ اس بات کا خواستگار تھا کہ جو حق پر ہو اسی کی فتح ہو اس پر یہ آیت اتری (نا' حاکم' سیرت ابن اسحاق مسند)

پھر فرمایا اگر تم اب بھی کفر وشرک سے اور رسول وقت کی مخالفت سے رک جاؤ تو تمہارے حق میں دنیا اور آخرت میں اچھا ہی اچھا ہے۔'' یہ آیت وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا کے ہم معنی ہے یعنی اگر تم کفر وشرک کی طرف لوٹو گے تو ہم بھی عذاب کی طرف لوٹیں گے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

اے ایمان والو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور سن کر اور سمجھ کر ان سے منہ نہ موڑو۔ تم ان کی طرح نہ ہونا جنہوں نے نہ سننے کے باوجود کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا بلاشبہ اللہ کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کورے ہوتے ہیں۔ اگر اللہ کے علم میں ان میں کچھ بھی خیر وبرکت ہوتی تو انہیں ضرور سنا دیتا اور اگر اللہ انہیں سنوائے بھی تو بھی اعراض کرتے ہوئے پیٹھ موڑ کر بھاگ جائیں گے

اطاعت رسول ﷺ کا حکم: (۲۰) ایمان والوں کو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور کافروں کی مخالفت کا اور ان سے مشابہت نہ کرنے کا حکم ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ آپ ﷺ کی اطاعت سے منہ نہ موڑو اور شریعت کے احکام بجا لاؤ اور ممنوعات سے بچتے رہو جب کہ تم آپ ﷺ کی دعوت کو سن چکے اور جان چکے ہو۔

مشرکوں کی مشابہت سے ممانعت: (۲۱) یعنی مشرکوں کی طرح نہ بنو جو باوجود نہ سننے کے کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور منافقوں کی طرح بھی نہ بنو جو کہتے ہیں ہم نے بات سن لی اور مان لی حالانکہ تسلیم واطاعت سے کوسوں دور ہیں۔ (۲۲) یعنی اس قسم کے لوگ جو نہ سننے کے باوجود سننے کا اقرار کرتے ہیں اللہ کے نزدیک بدترین ہیں نہ حق کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ زبانوں سے اسے ظاہر کرتے ہیں اور عقل وفہم سے کوسوں دور رہتے ہیں کیونکہ روئے زمین کا ہر جاندار اللہ کی اطاعت میں مصروف ہے اور اس نے جس کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے اس میں لگا ہوا ہے مگر ان کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا لیکن یہ ناقدرے عبادت نہیں کرتے اسی وجہ سے اللہ نے دوسری آیت میں انہیں چوپایہ بتایا ہے فرمایا (۱) اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ الخ (اعراف ۷:۱۷۹) یہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں۔ (۲) وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ الخ (بقرہ ۲:۱۷۱) کافروں کی مثال اس کی سی ہے جو ایسوں کو آواز دے جو بجز پکار اور چیخ کے کچھ نہ سن سکیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سے مراد بنو عبدالدار کے قریشی ہیں۔ غرض یہ کہ مشرک ہوں یا منافق اور کافر ہوں یا بے ایمان سب ہی سمجھ سے کورے اور صحیح ارادوں سے بے

بہرہ ہیں۔

غیر مسلموں میں فہم صحیح مفقود ہے: (۲۳) اگر اللہ کے علم میں ان میں کچھ بھی نیک صلاحیت ہوتی تو ضرور انہیں صحیح سمجھ عطا فرماتا لیکن اسے معلوم ہے کہ یہ صلاحیت ہی سے کورے ہیں اس لئے اگر انہیں سمجھا یا بھی جائے تو بدک کر دور جا کھڑے ہوں گے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾

اے ایمان والو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت مان لو جبکہ وہ تمہیں ایک ایسی چیز کی طرف بلا رہے ہیں جو تمہاری زندگی کا باعث ہے یقین مانو اللہ انسان کے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور یہ بھی، نوکہ تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے۔

ہر اصلاحی دعوت قابل قبول ہے: (۲۴) یعنی جو دعوت تمہاری اصلاح کرتی ہو اسے قبول کرلو (ب) حضرت سعید بن معلیٰ فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رحمت عالم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے مجھے آواز دی۔ میں نماز ہی پڑھتا رہا اور آپ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ آخر کار نماز پڑھ کر آیا تو آپ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا تم آواز سنتے ہی کیوں نہیں آئے تھے۔ پھر فرمایا میں تم کو مسجد سے باہر جانے سے پہلے ایک عظیم سورت سکھاؤں گا چنانچہ آپ مسجد سے باہر نکلنے لگے۔ میں نے آپ کو وعدہ یاد دلا دیا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سب سے بڑی سورت ہے اور یہی بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں ہیں (ب) پھر فرمایا اللہ انسان میں اور اس کے دل میں حائل ہے یعنی اللہ مسلمانوں میں اور کفر میں اور بے ایمانوں میں اور ایمان میں حائل ہے (حاکم)۔

اللہ انسان کے اور اس کے دل میں حائل ہے: اللہ کا حائل ہونا یعنی اللہ کے حکم کے بغیر نہ کوئی ایمان لاسکتا ہے اور نہ کفر ہی کر سکتا ہے یعنی ایمان و کفر کا معاملہ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے اسی وجہ سے آپ کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دل اپنے دین پر جمائے رکھ۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لا چکے کیا آپ کو ہم پر اندیشہ ہے فرمایا ہاں دیکھو دل رحمان کی دو انگلیوں میں ہیں اور وہ انہیں پلٹتا رہتا ہے (ت)

(۲) نواسؓ بن سمعانؓ فرماتے ہیں:۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا "ہر دل اللہ رب العالمین کی دو انگلیوں میں ہے جب وہ جس دل کو چاہے سیدھا رکھے اور جس کو چاہے پلٹ دے اور میزان بھی رحمان کے ہاتھ میں ہے وہی اسے پست و بلند کرتا رہتا ہے (ن، ابن ماجہ)

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

اور اس فتنے سے کھٹکتے رہو جو خاص کر تم میں سے ظالموں ہی پر نہ چھائے گا اور یقین مانو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

بری باتوں سے بچنا ضروری ہے: (۲۵) اللہ ایمان والوں کو بری باتوں سے ڈرا رہا ہے کہ ان سے احتیاط برتو۔ ان کا وبال نہ

صرف مجرموں ہی پر آئے گا بلکہ ہمہ گیر ہوگا اور پھر ٹالے نہ ٹلے گا۔ مطرفؒ فرماتے ہیں ہم نے زبیرؓ سے کہا ابوعبداللہ! تم کیوں آئے۔ پہلے تو تم نے سدھارنے والے خلیفہ کو ضائع کر دیا' پھر تم ان کے خون کا مطالبہ کرنے کے لئے آ کھڑے ہوئے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم عہد رسالت میں عہد ابوبکرؓ میں' عہد عمرؓ میں اور عہد عثمانؓ میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ تصور بھی نہ آتا تھا کہ یہ آیت ہم پر ہی چسپاں ہوگی آخر کار یہ واقعات ابھرے (نا بزار)۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے صحابہ مراد ہیں۔ فرماتے ہیں اللہ مومنوں کو حکم فرما رہا ہے کہ اپنے اندر بری باتیں نہ پھیلنے دیں ورنہ ہمہ گیر عذاب آ جائے گا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ تم میں سے ہر شخص فتنے میں مبتلا ہے۔ اللہ نے فرمایا اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ الخ (تغابن ۶۴: ۱۵) تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہی ہے۔ پھر تم میں سے جو کوئی پناہ مانگے وہ اللہ سے گمراہ کن فتنوں سے پناہ مانگتا رہے (ابن جریر)۔ یہ قول صحیح ہے کہ اس آیت میں ڈراوا عام ہے جس میں صحابہ اور غیر صحابہ سب شامل ہیں۔

فتنوں سے بچنے کے بارے میں احادیث: اس کی تائید وہ حدیثیں بھی کرتی ہیں جو فتنوں سے بچنے کے بارے میں آئی ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم بھلائی کا شوق دلاتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ اللہ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے گا پھر تم دعائیں بھی مانگو گے تو قبول نہیں ہوں گی (الف) (۱) نعمانؓ بن بشیر اپنی انگلیوں سے کانوں کی طرف اشارہ کر کے خطبہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہنے والے اور ان میں گھسنے والے اور ان میں سستی کرنے والے ایسے ہیں جیسے کچھ لوگ کشتی پر سوار ہوئے ان میں سے کچھ تو نیچے اور بڑے حصہ میں ہیں اور کچھ اوپر ہیں۔ نیچے والے پانی لینے کے لئے اوپر آتے ہیں جس سے اوپر والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے وہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہم کشتی میں سوراخ کر کے پانی کیوں نہ حاصل کر لیں اور کیوں اوپر والوں کو تکلیف دیں۔ اب اگر تمام کشتی والے ان کا ہاتھ پکڑ لیں گے اور سوراخ نہ کرنے دیں گے تو سب ڈوبنے سے بچ جائیں گے ورنہ سب ہی ڈوبیں گے (بت) (۲) حذیفہؓ فرماتے ہیں عہد رسالت میں کوئی ایک بات کہہ دیتا تھا جس سے منافق ہو جاتا تھا۔ لیکن افسوس آج تم اپنی محفلوں میں بے پرواہی سے چار چار دفعہ ایسی باتیں کہہ دیا کرتے ہو تم کو بھلائی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلانی پڑے گی۔ اور نیکیوں کا شوق دلانا ہوگا ورنہ اللہ تمہیں اپنے عذاب سے فنا کر دے گا یا پھر تم پر برے لوگ حاکم بنا دئے جائیں گے' پھر تمہارے نیک آدمی دعائیں مانگیں گے مگر دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ (الف) (۳) جب میری امت میں گناہوں کا غلبہ ہوگا تو اللہ کا ایک عام عذاب آئے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ان میں نیک نہیں ہوں گے فرمایا کیوں نہیں۔ پوچھا ان کا کیا ہوگا۔ فرمایا وہ بھی عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے' پھر اللہ کی مغفرت و رضا کی طرف لوٹ جائیں گے (الف)

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

وہ زمانہ بھی یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے اور ملک میں کمزور تھے تمہیں ڈر رہتا تھا کہ مخالف تم کو اچک نہ لیں' پھر اللہ نے تم کو پناہ دی اور اپنی مدد اور تائید کی اور تمہیں بطور روزی پاکیزہ چیزیں دیں تاکہ تم شکر ادا کرو۔

مسلمانوں کو ان کی تدریجی ترقی پر غور کی دعوت: (۲۶) اللہ مومنوں کو اپنے احسانات یاد دلا رہا ہے کہ تم تھوڑے سے تھے اللہ نے تمہاری تعداد بڑھا دی اور تمہاری اقلیت کو اکثریت سے بدل دیا۔ تم کمزور و حقیر تھے اللہ نے تم کو طاقتور اور صاحب اقتدار بنا دیا۔ تم پر دشمنوں کا ڈر چھایا رہتا تھا اللہ نے تمہاری مدد کی اور تمہیں امن وچین کی زندگی بخشی۔ تم نادار و تنگدست تھے اللہ نے تمہیں اپنی پاکیزہ روزیاں عطا فرمائیں۔ تم نے جوں جوں اللہ کے احکام کی تعمیل کی اللہ نے تمہیں ترقی اور عزت دی۔ مسلمانوں کی مکی زندگی کا یہی نقشہ تھا ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی' انہیں چھپ چھپ کر عبادت کرنی پڑتی تھی اور ہر وقت دشمنوں کی طرف سے کھٹکا لگا رہتا تھا۔ مشرک ان کے جانی دشمن' یہودی ان کے پکے مخالف' عیسائی ان کی فکر میں' رومی اور پارسی ان کی گھات میں غرض یہ کہ ان کی اقلیت اور کمزوری کی وجہ سے دنیا ان کی دشمن تھی' آخر کار اللہ نے انہیں مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا جہاں مسلمانوں کا بکھرا ہوا شیرازہ جمع ہوا۔ مدینہ والے ان کے سچے جاں نثار بنے اور مسلمان روز بروز ترقی کرنے لگے۔ انصار نے نہ صرف اپنا مال ہی حاضر کیا بلکہ اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں اپنی جانیں بھی بڑے شوق سے پیش کر دیں۔ جنگ بدر میں انہیں کی تعداد زیادہ تھی اور انہیں کی خدمات سے اسلام کا بول بالا ہوا اور دشمنوں کا زور گھٹا اس لئے اللہ کی نعمتوں کی قدر کرو' اس کا شکر ادا کرو' تمہارا رب محسن ہے' شکر کو پسند فرماتا ہے اور شکر سے اس کی نعمتوں میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

اے ایمان والو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت نہ کرو اور نہ باہمی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم کو معلوم ہے اور یقین مانو تمہارے مال و اولاد فتنہ ہی ہیں۔ اور سب سے زیادہ ثواب اللہ ہی کے پاس ہے۔

اس آیت کا شان نزول: (۲۷) یہ آیت ابولبابہ بن عبدالمنذر کے بارے میں اتری' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بنو قریظہ کے یہودیوں کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ آپ کا حکم مان کر قلعہ خالی کر دیں یہودیوں نے آپ ہی سے پوچھا کہ محمد ﷺ کا ہمارے بارے میں کیا خیال ہے۔ آپ نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ یہ ہے۔ بتانے کو بتا تو گئے مگر بعد میں بڑے نادم ہوئے' اور سوچنے لگے کہ میں نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی' یہ تو بہت ہی برا ہوا آخر قسم کھا بیٹھے کہ میں کھانے کا ایک نوالہ بھی نہ لوں گا تاوقتیکہ اللہ میری توبہ قبول نہ فرمالے ورنہ بھوکا مر جاؤں گا۔ پھر مسجد نبوی میں آکر اپنے آپ کو ایک ستون سے بندھوالیا۔ اسی حالت میں نو روز گذر گئے اور یہ بھوک سے بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر اللہ نے اپنے رسول پر آپ کی توبہ نازل فرمائی۔ لوگ قبولیت توبہ کی بشارت لے کر آپ کی طرف دوڑے اور آپ کو ستون سے کھولنے لگے' بولے مجھے نہ کھولو جب تک اللہ

کے رسول ﷺ مجھے خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے میں اسی طرح بندھا رہوں گا آخر کار انہیں آپ ہی نے آ کر کھولا بولے اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ نے میری توبہ قبول کر لی تو میں اپنا کچھ مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ تہائی مال صدقہ کر دینا کافی ہے۔ (عبدالرزاق) یہ بھی کہا گیا ہے کہ حاطب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں اتری ہے۔ حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے سال قریش کو ایک خفیہ خط بھیج دیا جس میں رحمت عالم ﷺ کے ارادے کی اطلاع کی گئی تھی۔ ابھی قاصد راستہ ہی میں تھا کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس خط کی اطلاع فرما دی۔ آپ نے آدمی دوڑا دیئے اور وہ خط چھین کر آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے حاطب کو بلوا کر پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا؟۔ حاطبؓ نے اپنے قصور کا اقرار کر لیا اور ایک معقول وجہ بھی بتائی۔ عمرؓ بولے یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟۔ اس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ایمان والوں کی خیانت کی ہے۔ فرمایا چھوڑ دیہ بدر میں حاضر ہو چکے ہیں۔ تمہیں کیا معلوم شاید اللہ نے بدریوں کی طرف جھانک کر فرمایا ہو کہ میں نے تمہیں بخش دیا اب تم جو چاہو کرو (ق)

آیت کا حکم عام ہے اگرچہ شان نزول میں کوئی خاص واقعہ ہو کیونکہ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں' خیانت میں چھوٹے بڑے' عام' خاص اور لازم و متعدی ہر قسم کے گناہ شامل ہیں۔

خیانت کی ممانعت: پھر فرمایا اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو' امانات فرائض کو کہتے ہیں' اللہ نے فرائض اپنے بندوں کے پاس امانت رکھے ہیں ان میں خیانت نہ کرو اور انہیں صحیح صحیح بجا لاؤ۔ اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت یہ ہے کہ سنت چھوڑ دی جائے اور گناہ کئے جائیں۔ عروہؓ بن زبیر فرماتے ہیں کسی کے سامنے اس کے حق کا اقرار کر لینا اور اس کے پیچھے دوسروں کے سامنے انکار کرنا امانت میں خیانت ہے۔

مال و اولاد آزمائش ہے: (۲۸) مال و اولاد اللہ کی طرف سے امتحان ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو اور انہیں اللہ کی راہ میں استعمال کرتے ہو یا ان میں پھنس کر اللہ کی یاد سے غافل ہو کر اس کی فرمانبرداری سے کترا جاتے ہو۔ فرمایا (۱) اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ الخ (تغابن ۶۴:۱۵) تمہارے مال اور اولاد امتحان ہی ہیں (اس میں ایک مسلمان کو پورا اترنا چاہیے) اور نیک عملوں کا جو صلہ اللہ کے پاس ملنے والا ہے (۲) وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً الخ (الانبیاء ۲۱:۳۵) ہم تمہیں بھلائی اور برائی پہنچا کر آزماتے ہیں (۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ الخ (منافقون ۶۳:۸) مسلمانو! تمہاری دولت و اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا وہ بڑے نقصان میں پڑ جائے گا (۴) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ الخ۔ (تغابن ۶۴:۱۵) اے مومنو تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں تم ان سے محتاط رہو۔ فرمایا اللہ کا ثواب بہت ہی بڑا ہے اس لئے مال و اولاد کو آخرت کے ثوابوں کا ذخیرہ بناؤ۔ اللہ کے ہاں عملوں کا ثواب یعنی اس کی بخشش اور اس کی جنتیں تمہارے لئے تمہارے مال اور تمہاری اولاد سے کہیں اچھی ہیں کیونکہ بعض اولاد دشمن بھی ہو جاتی ہے اور زیادہ تر اولاد کام نہیں آتی۔ لیکن اللہ مالک و مختار ہے اور قیامت کے دن اسی کے پاس بے انتہا ثواب ہے۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اے آدم کے بیٹے مجھے ڈھونڈھ تو مجھے پالے گا پھر اگر تو نے مجھے پا لیا تو ہر چیز پا لی اور اگر مجھے نہ پا سکا تو کوئی چیز بھی نہ پا سکا میں تمام چیزوں سے زیادہ تیری محبت کا حقدار ہوں۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تم کو رہائی دے گا۔ تم سے تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تقویٰ کے دلخوش کن نتائج: (۲۹) فرقان یعنی بچ کر نکلنے کی راہ دنیوی اور اخروی نجات' اور غلبہ وامتیاز جس سے حق و باطل میں تمیز ہو جائے کیونکہ اللہ سے ڈرنے والوں کو اس کے احکام بجالانے والوں کو اور ممنوعات سے پرہیز کرنے والوں کو حق و باطل میں شناخت کی توفیق مل جاتی ہے جو دنیا میں اس کی مددگار اور باعث خلاصی ہوتی ہے اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ ہوگی اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ان پر پردہ ڈال دیا جائے گا اور اللہ کا ثواب عظیم ہے۔ جیسا کہ فرمایا يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ الخ (حدید: ۲۸) اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اللہ تم کو اپنی رحمت کا دہرا حصہ دے گا اور تمہارے لئے نور مقرر کرے گا جس میں تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت ہی خطا پوش و مہربان ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾

اور یاد کرو جب کافر آپ کے ساتھ سازش کر رہے تھے تاکہ آپ کو گرفتار کر لیں یا قتل کر ڈالیں یا نکال باہر کریں' وہ تدبیریں سوچ رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر میں تھا' اور اللہ بہترین تدبیر والا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کے قتل و گرفتاری اور جلاوطنی کی سازش: (۳۰) آپ کے بارے میں مشرکوں کے یہی تین خیال تھے۔ ابوطالب نے آپ سے پوچھا جانتے ہو لوگ آپ کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں فرمایا گرفتار کرنا یا مار ڈالنا یا جلاوطن کرنا۔ بولا تمہیں کس نے خبر کر دی۔ فرمایا میرے رب نے۔ بولا آپ کا رب بہت ہی اچھا ہے اسی کی خیر خواہی میں مصروف رہو۔ فرمایا میں اس کی خیر خواہی میں تو کیا لگا رہوں وہی میری خیر خواہی میں لگا ہوا ہے۔ بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی بارے میں یہ آیت اتری۔ سورہ انفال مدنی ہے اور ہجرت کا واقعہ ابوطالب کی وفات کے بعد ہوا' ہوسکتا ہے کہ یہ آیت مکے میں ہجرت سے قبل ابوطالب کی زندگی میں نازل ہوئی ہو اور کفار اس سے قبل یہ منصوبہ بنا رہے ہوں اور اس پر عملی اقدام کا مناسب وقت کے منتظر رہے ہوں چنانچہ واقعات اس کے شاہد ہیں کہ آپ نے ہجرت سے قبل ہی ابوبکرؓ کو اطلاع دے دی تھی۔

آپ مکہ میں اللہ کے حکم کے انتظار میں تھے کہ قریش کے سرداروں نے جمع ہو کر آپ کے بارے میں ناپاک منصوبے باندھنے شروع کئے۔ اللہ نے جبرئیل کے ذریعہ آپ کو ان کے ناپاک منصوبوں کی اطلاع دے دی اور حکم فرما دیا کہ آج رات آپ اپنی خواب گاہ بدل لیں۔ آپ ﷺ نے علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ آج میرے بستر پر سو جانا اور میری سبز چادر اوڑھ لینا۔ علیؓ آپ کے بستر پر سبز چادر اوڑھ کر لیٹ گئے پھر آپ باہر تشریف لائے۔ قریشی نوجوان آپ کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے کھڑے تھے' آپ ایک مٹھی

خاک لے کر ان کی طرف پھینک کر سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے نکل گئے اور یہ آنکھوں کو ملتے کے ملتے ہی رہ گئے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک رات قریش نے مکہ میں مشورہ کیا کسی نے کہا آج صبح اسے گرفتار کر کے قید خانے میں بند کر دیا جائے، کسی نے کہا نہیں بلکہ قتل کر دیا جائے اور کسی نے جلاوطن کرنے کا مشورہ دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو اطلاع فرما دی۔ اس روز آپ کے حکم سے آپ کے بستر پر علیؓ سوئے اور آپ گھر سے نکل گئے یہاں تک کہ غار ثور پر پہنچ گئے مشرک علیؓ کو محمد ﷺ سمجھتے ہوئے رات بھر گھیرے رہے۔ صبح کو جب حملہ کرنا چاہا تو بجائے آپ کے علیؓ کو دیکھا۔ بھونچکا رہ گئے پوچھا محمد ﷺ کہاں ہیں؟۔ بولے مجھے کیا معلوم پھر یہ لوگ آپ کے قدموں کے نشانات کا کھوج لگاتے ہوئے اس پہاڑ پر جا پہنچے جس کے غار میں آپ چھپے ہوئے تھے لیکن پہاڑ پر جا کر کچھ پتہ نہ چل سکا۔ پھر غار ثور سے بھی گذرے جس کے اندر اللہ کے رسول ﷺ تھے دیکھا مکڑی نے جالا تن رکھا ہے۔ بولے اگر اس غار میں ہوتا تو مکڑی کا جالا تنا ہوا نہ ہوتا۔ آپ اس غار میں تین دن ٹھہرے (الف) پھر فرمایا انہوں نے قتل کی تدبیریں کی تھیں، ہم نے آپ ﷺ کی خلاصی کی تدبیر کی اور آپ کو ان سے صاف بچالیا۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ
هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ
هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ
اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سن لیں اگر ہم بھی چاہیں تو ایسا کلام پیش کر دیں یہ تو محض پہلوں کی کہانیاں ہیں اور جب انہوں نے کہا اے اللہ اگر یہ دین تیری طرف سے سچا ہو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمارے پاس کوئی اور دردناک عذاب لے آ۔ اور اللہ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔ اور نہ اللہ حالت استغفار میں عذاب بھیجنے والا ہے۔

قریش کے کبر وغرور کا بیان: (۳۱) قریش کے کبر وغرور کا بیان ہے۔ قرآن سن کر کہتے ہیں کہ اس میں رکھا ہی کیا ہے ایسا کلام تو ہم بھی بنا کر لا سکتے ہیں۔ یہ تو صرف ان کی بکواس تھی۔ قرآن جیسی ایک آیت بھی نہیں بنا سکتے تھے اور اپنے عجز سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان سے بار بار یہی مطالبہ کیا جاتا تھا کہ اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ۔ مگر سورت تو سورت ایک آیت بھی بنا کر نہیں لا سکتے تھے۔ دراصل یہ بکواس جاہلوں کو خوش کرنے کے لئے کیا کرتے تھے۔

نضر کی بکواس: کہتے ہیں کہ یہ بکواس نضر بن حارث کیا کرتا تھا۔ یہ ایران وعراق گیا تھا اور رستم واسفندیار کے قصے سن آیا تھا۔ جب وہاں سے آیا تو دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو نبوت مل چکی ہے اور آپ لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ جب آپ کی مجلس برخواست ہوتی تو یہ وہاں بیٹھ کر رستم واسفندیار کے قصے بیان کرتا۔ پھر فخر سے پوچھتا بتاؤ میرا بیان اچھا ہے یا محمد ﷺ کا۔

اسی وجہ سے بدر کے دن آپ کے حکم سے اس کی گردن اڑائی گئی۔ اسے مقدادؓ نے گرفتار کیا تھا جب آپ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو مقدادؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ تو میرا قیدی ہے۔ آپ نے اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ مقدادؓ کو اپنے فضل سے بے نیاز فرما۔ پھر فرمایا کہ یہ قرآن کے بارے میں بکواس کیا کرتا تھا۔ مقدادؓ بولے میری غرض یہی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں۔ پھر یہ آیت اتری (ابن جریر) اساطیر (اسطورۃ کی جمع ہے۔) یعنی آپ پہلی کتابوں کا اقتباس بیان فرماتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے حالانکہ یہ سراسر الزام تھا۔ فرمایا وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا الخ (فرقان ۲۵:۶۵) کہتے ہیں کہ یہ پہلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھ لئے ہیں اور انہیں کو پڑھ پڑھ کر دنیا کو سناتا ہے۔ آپ فرمادیں کہ اس کو اس نے اتارا ہے جو آسمان وزمین کے رازوں سے خبردار ہے جو خطا پوش ومہربان ہے یعنی وہ توبہ کرنے والوں اور جھکنے والوں کے گناہوں پر پردہ ڈال کر انہیں معاف فرمادیتا ہے۔

مشرک عذاب کی بددعا کر بیٹھے: (۳۲) مخالفت وجہالت کی حد ہوگئی کہ اللہ سے عذاب کی بددعا کر بیٹھے۔ یہ بددعا بھی ان نادانوں کی بیوقوفی کو بتا رہی ہے ورنہ یہ دعا مانگنی تھی کہ اے اللہ اگر یہ دین سچا ہے تو ہمیں اس کی ہدایت فرما اور اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا کر۔ لیکن عقل کے ماروں نے اللہ سے عذاب مانگا اور تباہی کی جلدی مچائی فرمایا (۱) وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ الخ (عنکبوت ۲۹۔۵۳) یہ مشرک آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اگر عذاب آنے کی ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ان پر کبھی کا عذاب آچکا ہوتا اور عذاب تو ان کی بے خبری میں اچانک آجائے گا۔

استغفار وحیات رسول ﷺ مانع عذاب ہیں: (۳۳) ابن عباسؓ فرماتے ہیں مشرک بیت اللہ کا طوف کرتے وقت یہ لَبَّيْكَ پکارتے جاتے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ' لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ آپ فرماتے بس بس آگے نہ بڑھو لیکن وہ یہ اور کہتے اِلَّا شَرِيْكًا هُوَلَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں بجز اس شریک کے جس کی جان ومال کا تو ہی مالک ہے۔ اور کہتے جاتے تھے غُفْرَانَكَ غُفْرَانَكَ اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہمیں معاف فرما۔ پھر یہ آیت اتری۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں عذاب کے نہ آنے کی دو رکاوٹیں تھیں۔ اللہ کے رسول کی موجودگی اور استغفار۔ اب اللہ کے رسول ﷺ تو رخصت ہو گئے بس استغفار رہ گیا ہے (ابن ابی حاتم)

معلوم ہوا کہ نبیوں کی موجودگی میں قوم پر عذاب نہیں آتا۔ ہاں جب وہ نکل جاتے ہیں تو پھر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ علاوہ ازیں ان میں سے کچھ لوگ نمازی بھی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے اور کچھ لوگوں کی قسمت میں ایمان تھا جو آگے چل کر نماز پڑھنے والے تھے اس لئے بھی عذاب میں رکاوٹ تھی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے اس امت میں دو چیزیں باعث امن بتائیں۔ جب تک یہ دو چیزیں موجود رہیں گی لوگ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ سلامتی کے ایک ذریعہ کو تو اللہ نے اپنے پاس بلا لیا۔ ہاں دوسرا ذریعہ موجود ہے جب تک نماز پڑھتے رہو گے امن سے رہو گے۔ (ابن ابی حاتم)

نماز سلامتی کا ذریعہ ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو امن والی چیزیں اتاریں۔ میری موجودگی اور نماز۔ پھر جب میں انتقال کر جاؤں گا تو تم میں قیامت تک نماز باقی رہے گی (ت) (۲) شیطان نے کہا اے رب مجھے تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اغوا کرتا رہوں گا جب تک ان کے جسموں میں روحیں رہیں گی۔ رب نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں انہیں معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے (احاکم) (۳) انسان جب تک

استغفار کرتا رہے گا امت کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾

اور کیا ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ بھیجے حالانکہ یہ حرمت والی مسجد سے روک رہے ہیں جب کہ یہ اس کے اہل بھی نہیں اس کے اہل تو پرہیزگار ہی ہیں لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں اور بیت اللہ کے پاس ان کی نماز بجز سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے اور کچھ بھی نہیں اب تم اپنے کفر کی وجہ سے عذاب ہی چکھتے رہو۔

رسول کی موجودگی مانع عذاب ہے: (۳۴) یعنی مشرک تو عذاب کے حقدار ہیں مگر چونکہ ان میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں اس لئے آپ کی برکت سے ان پر عذاب نہیں آتا۔ چنانچہ جب اللہ کے رسول ﷺ مکہ سے چلے گئے تو اللہ نے بدر کے دن اپنا عذاب بھیج دیا اور ستر بڑے بڑے مشرک مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے پھر انہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ شرک وفساد سے باز آ جاؤ اور گناہوں سے توبہ کر کے بلے سچے مسلمان بن جاؤ۔

جب آپ مکہ میں مقیم تھے تو اللہ نے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...... وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ) اتاری کیونکہ یہ مسلمان نماز پڑھتے تھے اور استغفار کرتے رہتے تھے پھر جب یہ بھی نکل آئے تو وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ الخ اتاری اور مسلمانوں کو مکہ پر حملہ کرنے کا حکم مل گیا۔ یہی اللہ کا وہ عذاب تھا جس کا ان سے وعدہ کیا تھا (ابن جریر)

لیکن ابن عباس فرماتے ہیں کہ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...... وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ عام ہے اور اس سے وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ الخ اتار کر مشرکوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے یعنی بھلا ان پر عذاب کیوں نہ آئے جب کہ یہ مسلمانوں کو بیت اللہ میں نماز و طواف سے روک رہے ہیں حالانکہ اس کے اہل بھی نہیں۔ اس کے اہل تو مسلمان ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا (۱) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا الخ (توبہ ۱۷، ۱۸) مشرک اللہ کی مسجدیں آباد نہیں کر سکتے یہ تو کفر میں گرفتار ہیں ان کے عمل رائےگاں گئے اور یہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو گئے اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں نماز قائم رکھتے ہوں زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ یقین ہے کہ یہی راہ پائے ہوئے ہیں۔

(۳۵) مشرک حرم والی مسجد کے احترام کے بجائے منہ سے سیٹیاں بجاتے تھے اور ہاتھوں سے تالیاں پیٹتے تھے۔ یہی ان نااہلوں کی نماز تھی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں قریش ننگے ہو کر سیٹیاں بجا بجا کر اور تالیاں پیٹ پیٹ کر طواف کیا کرتے تھے۔ ابن عمرؓ نے رخسارہ جھکا کر سیٹی بجا کر اور دونوں ہاتھوں سے تالی پیٹ کر دکھایا کہ اس طرح کیا کرتے تھے۔ زمین پر رخسارے رکھ کر سیٹی بجاتے اور تالی پیٹتے (ابن ابی حاتم) علاوہ ازیں طواف بجائے سیدھی جانب کے بائیں جانب سے کیا کرتے تھے تالیاں اور سیٹیاں

بجا بجا کر رحمت عالم ﷺ کی اور ایمان والوں کی نمازیں بگاڑنا چاہتے تھے' مومنوں کا مذاق اڑاتے تھے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا چاہتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اب تم اپنے کفر کے بدلہ میں یہ عذاب چکھو چنانچہ بدر کے دن یہ مارے بھی گئے اور گرفتار بھی ہوئے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ
الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ
فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ ع ٥ / ١٨

بلاشبہ کافر اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ اچھا! مال خرچ کر لیں پھر انہیں افسوس ہوگا پھر وہ ہار بھی جائیں گے اور کافر جہنم ہی کی طرف جمع کئے جائیں گے تاکہ اللہ برے کو بھلے سے الگ کر دے اور برے کو برے پر رکھ کر اکٹھا کر کے جہنم میں جھونک دے۔ یہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

جنگ کے لئے ابوسفیان کی تیاری: (٣٦) جب جنگ بدر میں قریش کو شکست فاش ہوئی اور یہ میدان جنگ میں اپنے عزیزوں کی لاشیں اور اپنے قیدی چھوڑ کر بھاگ کر مکہ پہنچے پھر ابوسفیان بھی اپنا مال تجارت لے کر مکہ پہنچ گیا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ' عکرمہ ابی جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ چند اکابر قریش کے ساتھ جن کے عزیز واقارب اور بھائی بند بدر میں کام آئے تھے ابوسفیان کے پاس پہنچے اور اس سے کہنے لگے کہ اس جنگ میں ہمیں ناقابل تلافی صدمہ پہنچا ہے۔ ہمارے عزیز واقارب مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ جو تمہارے اسی قافلے کو بچانے کی غرض سے مکہ سے روانہ ہوئے تھے۔ اب اگر اس مال کو لڑائی کے لئے وقف کر دیا جائے تو کیا اچھا ہوتا کہ ہم مسلمانوں سے اپنے عزیزوں کا انتقام لیں اور پورے زور وشور سے جنگ کی تیاریوں میں لگ جائیں۔ محمد ؐ نے تم کو لوٹ لیا اور تمہارے ہوشیار و بہترین آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ لہٰذا اس مال سے ہماری امداد کرو تاکہ ہم انتقام کی پیاس بجھا سکیں۔ اس پر ابوسفیان بولا مجھے منظور ہے تم بے فکر رہو اس مال سے جنگ ہی کا انتظام کیا جائے گا۔ اسی بارے میں یہ آیت اتری (سیرت ابن اسحاق) آیت عام ہے گو اس کا شان نزول خاص ہو۔ اللہ نے فرمایا کہ کافر لوگوں کو حق کی پیروی سے اور راہ حق سے روکنے کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ وہ برابر ایسا کرتے رہیں گے لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ اپنے کئے پر سخت نادم ہوں گے کہ مال بھی گیا اور شکست بھی ہوئی۔ اللہ کا چراغ گل تو کیا کرتے خود گل ہو گئے کیونکہ اللہ اپنا نور مکمل کئے بغیر چھوڑنے والا نہ تھا گو کافروں کو ناگوار ہو۔ اللہ اپنے دین کی مدد کرنے والا' اپنا بول بالا کرنے والا اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا تھا۔ چنانچہ سچا دین غالب ہوا اور کافروں کو دنیا میں بھی ذلت نصیب ہوئی اور ان کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔ زندہ رہنے والے کافر اپنی آنکھوں سے اور اپنے کانوں سے عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے اور سن لیں گے جو ان کے کلیجے دہلا دے گا اور مرنے

والے ابد کی رسوائی اور دائمی عذاب میں گرفتار ہو چکے۔

غلبہ اسلام اچھوں اور بروں میں امتیاز کرتا ہے: (۳۷) ایسا اس لئے ہوا تا کہ اللہ نیک بختوں اور بد بختوں میں امتیاز کر دے' اور ایمان والوں کو بے ایمانوں سے علیحدہ کر دے یہ امتیاز آخرت میں بھی ہو گا جیسا کہ فرمایا (۱) ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ الخ (یونس۔۱۰:۲۸) پھر ہم مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے دیوی دیوتا اپنی جگہ کھڑے رہیں پھر ہم ان میں جدائی ڈال دیں گے اور ان کے معبود کہہ دیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے (۲) وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ (روم۳۰:۱۴) جس دن قیامت آئے گی اس دن یہ سب الگ الگ ہو جائیں گے (۳) يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ (روم۳۰:۴۳) اس دن یہ جدا جدا ہو جائیں گے)

فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الخ (آل عمران۳:۱۴۲) کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ تم بلا مشقت اٹھائے جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ نے تم میں سے مجاہدوں کو اور صبر کرنے والوں کو ظاہر و ممتاز نہیں فرمایا۔ سورہ براۃ میں بھی اسی مضمون کی ایک آیت ہے۔ اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوا کہ ہم نے تم کو کافروں کے ہاتھوں اس لئے مبتلا کیا اور ان کے دل میں تم سے جنگ کرنے کا اور اس میں مال خرچ کرنے کا اس لئے خیال ڈالا کہ ہم برے بھلے کو الگ الگ کر دیں اور برے کو برے کے ساتھ ملا کر سب کو جمع کر کے جہنم میں جھونک دیں۔ پھر فرمایا کہ یہی دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

اے پیغمبر ﷺ! آپ کافروں سے فرما دیں کہ اگر اب بھی وہ رک جائیں تو ان کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر اب بھی اپنی حالت پر قائم رہے تو ہمارا طریقہ پہلے کافروں کے بارے میں گذر چکا ہے اور ان سے جنگ کرتے رہو جب تک کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر یہ باز آ جائیں تو یاد رکھو اللہ ان کے عمل خوب دیکھ رہا ہے اور اگر پھر جائیں تو یقین مانو اللہ تمہارا دوست ہے جو بہترین دوست اور بہترین مددگار ہے

پر خلوص توبہ تریاق گناہ ہے: (۳۸) یعنی آپ ان کافروں سے فرما دیں کہ اگر یہ اب بھی کفر و شرک اور کبر و غرور سے باز آ کر فرماں بردار بن جائیں اور اللہ کی طرف جھک جائیں تو ان کے تمام اگلے گناہ اور ہر طرح کا کفر و شرک معاف کر دیا جائے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو اسلام لا کر خلوص سے عمل کرتا رہا اس سے اس کے جاہلیت کے عملوں کی باز پرس نہ ہو گی اور جس نے اسلام لا کر بھی برے کام کئے اس سے اس کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی باز پرس کی جائے گی (ب) (۲) اسلام تمام پہلے گناہ کاٹ دیتا ہے اور توبہ تمام پہلے گناہ مٹا دیتی ہے ہے (صحیح) پھر فرمایا کہ وہ اب بھی اپنی اسی سابقہ حالت پر اڑے رہے تو ہم نے انہیں فوراً عذاب

میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ ایسی حالت میں تمہارا بھی یہی انجام ہونا ہے چنانچہ جنگ بدر میں قریش کے مشرکوں کا کس قدر برا انجام ہوا۔

کفر و شرک مٹانے کے لئے جنگ ہے: (۳۹) ایک شخص نے ابن عمرؓ سے کہا کہ آپ وَاِنۡ طَآئِفَتَانِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الخ پر عمل کیوں نہیں کرتے اور جنگ میں شریک کیوں نہیں ہوتے؟۔ فرمایا تمہارا مجھے اس آیت سے طعنہ دینا مجھے کسی ایمان والے کے قتل کے طعنہ سے زیادہ پیارا ہے کہ اس سلسلہ میں مجھے وَمَنۡ يَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا (نساء ۴:۹۳) جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کر ڈالے اس کی جزا جہنم ہے۔ سنائی جائے۔ اللہ فرماتا ہے تم ان سے جنگ کرتے رہو جب تک کہ سارا دین اللہ کا نہ ہو جائے ہم نے عہد رسالت میں اس آیت پر عمل کیا جب مسلمان تھوڑے تھے اور اسلام کم تھا اور اسلام لانے کی سزا قتل یا گرفتاری تھی ہم اسلام کی ترقی کے لئے جنگ کرتے رہے پھر یہ فتنہ دب گیا۔

ابن زبیرؓ کے فتنہ کے زمانے میں ابن عمرؓ کے پاس دو شخصوں نے آ کر کہا آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں میں جنگ چھڑ گئی ہے آپ ابن عمرؓ اور اللہ کے رسول ﷺ کے صحابیؓ ہیں۔ جنگ میں کیوں شامل نہیں ہوتے؟ فرمایا اللہ نے مجھ پر مسلمان بھائی کا خون حرام فرما دیا ہے اس لئے میں جنگ میں حصہ نہیں لیتا بولے کیا قرآن یہ نہیں کہتا کہ فتنہ کے دبنے تک جنگ کرتے رہو جب تک سارا دین اللہ کا نہ ہو جائے جنگ کرتے رہو۔ فرمایا ہم نے لڑائی لڑی یہاں تک کہ فتنہ فرو ہو گیا اور سارا دین اللہ ہی کا ہو گیا اور تم اس لئے لڑتے ہو کہ فتنہ سر ابھارے اور دین غیر اللہ کا ہو جائے (ابن مردویہ)

پھر فرمایا کہ سارا دین اللہ کا ہو جائے یعنی لا الہ الا اللہ خوب پھیل جائے اور شرک و بت پرستی مٹ جائے۔ تمہارے دین کے ساتھ ساتھ کفر و شرک باقی نہ رہنے پائے چنانچہ سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ پڑھ لیں پھر جب وہ کلمہ پڑھ لیں گے تو مجھ سے اسلامی حق کے علاوہ اپنی جانیں اور مال محفوظ کر لیں گے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے (ق) (۲ آپ سے پوچھا گیا کہ انسان بہادری' غیرت اور شہرت کے لئے لڑتا ہے ان میں سے کون سا شخص اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔ فرمایا جس نے اس لئے جنگ کی کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اس کا بول بالا ہو وہ ہی اللہ کی راہ میں لڑتا ہے (ق) پھر فرمایا اگر مشرک تمہاری لڑائی کی وجہ سے کفر و شرک سے باز آ جائیں تو تم بھی ہتھیار ڈال دو اور لڑائی بند کر دو اور دلوں کا حال اللہ پر چھوڑ دو کیونکہ ان کے عملوں سے اللہ خوب واقف ہے۔ دوسری جگہ فرمایا فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ الخ (توبہ ۹:۵) پھر اگر وہ توبہ کر لیں نماز قائم کرنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ (۲) فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ الخ (توبہ ۹:۱۱) توبہ کرنے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کے بعد وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ فرمایا تم ان سے جنگ کرتے رہو جب تک کہ فتنہ باقی ہے اور اللہ کے دین کا غلبہ نہیں ہے۔ پھر اگر لوگ کفر سے باز آ جائیں تو کسی پر زیادتی نہیں البتہ ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلہ ضرور دیا جائے گا۔ اسامہؓ نے ایک شخص پر حملہ کیا اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ لیا مگر آپ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ جان بچانے کی غرض سے کلمہ پڑھ لیا ہو گا اسے قتل کر ڈالا۔ پھر رحمت عالم ﷺ کے سامنے پورا واقعہ بیان کیا تو آپ نے ناراض ہو کر ان سے فرمایا کیا تم نے کلمہ پڑھ لینے کے بعد بھی اسے قتل کر ڈالا۔ تم قیامت کے دن اس کلمہ کے ساتھ کیا کرو گے۔ آپ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ فرمایا کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا؟ اور آپ بار بار یہی فرماتے رہے کہ قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کا کون مقابلہ کرے گا۔ اسامہؓ کہتے ہیں پھر میں نے تمنا کی کاش میں آج ہی اسلام لایا ہوتا۔

فتنہ کی تفسیر: (۴۰) یعنی اگر کافر تمہاری مخالفت اور مقابلہ پر اڑے رہے تو یقین مانو کہ اللہ تمہارا آقا' تمہارا دوست اور تمہارا سردار ہے۔ اور تم کو دشمنوں پر فتح دینے والا ہے۔ عبدالملک بن مروان نے عروہؒ کو خط لکھا جس میں چند سوالات کئے۔ عروہؒ نے جواب لکھا آپ پر اللہ کی

سلامتی ہو میں اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں امابعد آپ نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بارے میں پوچھا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ہر طرح کی طاقت وقوت اللہ ہی کی دی ہوئی ہے) ہجرت کا واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ بڑے ہی اچھے نبی' بڑے ہی اچھے سردار اور بڑے ہی اچھے رہنما تھے' اللہ ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے اور جنت میں آپ کا رخ انور دکھائے۔ ہمیں آپ کے دین پر زندہ رکھے اسی پر اپنے پاس بلائے اور اسی پر قیامت کے دن اٹھائے۔ آمین

جب آپ کو اللہ نے ہدایت ونور عطا فرما کر مبعوث فرمایا تو آپ نے اپنی قوم کو اللہ کے دین کی دعوت دی۔ پہلے پہل تو لوگ آپ سے نہ بدکے اور آپ کی باتیں سنتے رہے لیکن جب آپ نے ان کے بتوں کی برائیاں بیان کیں اور چند سرداران قریش طائف سے جہاں ان کے باغات تھے آ گئے تو لوگ آپ سے کترانے لگے بلکہ سخت مخالفت پر اتر آئے' آپ کی باتوں سے جلنے لگے اور آپ کے ماننے والوں کو بھڑکانے لگے بلکہ اسلام پرستانے لگے چنانچہ عوام آپ کے پاس آنے جانے سے رک گئے۔ ہاں چند ماننے والے آپ کے پاس آتے جاتے رہے پھر اک زمانے تک جتنے دن اللہ کو منظور تھا آپ ان میں رہے آخرکار مشرک سرداروں نے باہمی مشورے سے یہ طے کیا کہ جو مسلمان ہو جائے اسے اس کا عزیز ہر طرح سے ستائے تاکہ تنگ آ کر وہ اسلام چھوڑ بیٹھے' اب تو فتنہ نے اس قدر شدت اختیار کی کہ مسلمان گھبرا گئے۔ کچھ فتنے میں بھی پڑ گئے اور اللہ نے جس کو بچانا تھا اسے بچا لیا جب مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے تو آپ نے انہیں مکہ سے حبش کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا' شاہ حبشہ ایک صالح بادشاہ تھا جس کو نجاشی کہا جاتا تھا اس کے ملک میں کسی پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں کر سکتا تھا' اس بارے میں لوگ دور دور تک اس کی تعریف کرتے تھے قریشی اس کے ملک میں تجارت کا مال لے کر آتے جاتے تھے بلکہ کچھ تاجر یہیں رہتے بھی تھے اور امن وعافیت سے بے خوف و خطر تجارت کیا کرتے تھے۔ جب مسلمان مکہ والوں کے ہاتھوں انتہائی تنگ آ گئے اور انہیں فتنے میں پڑ جانے کا اندیشہ لاحق ہوا تو آپ نے انہیں حبشہ جانے کا حکم دے دیا۔ یہ سب سرزمین حبشہ چلے گئے۔ لیکن سردار انبیاء مکہ ہی میں اپنے چند سچے جاں نثاروں کے ساتھ چند سال ٹھہرے رہے' آخرکار مکہ کے چند شرفاء اور معززین نے اسلام قبول کر لیا اس سے کافروں کی سرگرمیوں میں قدرے تاخیر ہو گئی پہلا فتنہ تو سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کا تھا جب ان مہاجروں کو حبشہ میں یہ خبر پہنچی کہ اب کافروں کا زور ذرا گھٹ رہا ہے اور ان کے پہلے سے دم خم نہیں رہے تو ان میں سے کچھ مسلمان مکہ واپس آ گئے اور ان سے مسلمانوں کی کثرت ہو گئی اور وہ روز بروز بڑھنے لگے اس عرصہ میں مدینہ میں بھی اسلام پھیل گیا اور وہاں کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور آپ کے پاس مکہ میں آنے جانے لگے جب قریش نے یہ حال دیکھا تو بگڑ گئے اور پھر سختیوں پر اتر پڑے اس طرح پھر از سر نو دوسرے فتنہ نے سر اٹھایا حبشہ کی ہجرت پہلے فتنہ کی وجہ سے عمل میں آئی تھی اب واپسی پر دوسرا فتنہ جاگا۔

پھر آپ کے پاس مدینہ سے ستر بڑے بڑے معززین آئے اور مسلمان ہو کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی یہ لوگ حج کے موسم میں آئے تھے اور انہوں نے عقبہ میں بیعت کی تھی اور یہ عہد کیا تھا کہ ہم آپ کے اور آپ ہمارے ہیں اگر آپ اور آپ

کے ماننے والے مدینے آ جائیں تو ہم اپنی جان و مال کے ساتھ ساتھ ان کی جانوں اور مالوں کے بھی ذمہ دار ہیں۔اس معاہدہ سے قریشی بھڑک اٹھے اور انہوں نے اپنی سازشیں اور تیز کر دیں۔آخر کار آپ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا یہ دوسرا فتنہ تھا جس نے نہ صرف صحابہؓ کو مکہ کی سرزمین سے نکالا بلکہ خود سردار انبیاء بھی نکلنے پر مجبور ہو گئے۔اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آیت اتاری (ابن جریرؒ)

❀❀❀

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

اور یقین مانو کہ تم نے جو کچھ مال غنیمت حاصل کیا ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ کا، رسول کا، رشتے داروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے اگر تم ایمان والے ہو اور ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر فرقان والے دن اتارا جس دن دونوں فوجیں بھڑ گئی تھیں اور اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے

غنیمت وفیئے کا بیان: (۴۱) اللہ نے اس امت کے لئے خصوصیت سے مال غنیمت حلال فرمایا۔ غنیمت وہ مال ہے جو کافروں سے لڑائی کے بعد ملے اور فیئے وہ مال ہے جو کافروں سے بلا جنگ کے ملے مثلاً صلح سے حاصل ہونے والا مال یا لاوارثی مال یا جزیہ یا خراج سے وصول کیا ہوا مال فیئے ہے۔

پھر فرمایا کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال دو خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت اگرچہ سوئی دھاگہ ہی کیوں نہ ہو چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا اور جو چوری کرے گا وہ اپنی چوری قیامت کے دن لائے گا اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا بھرپور بدلہ ملے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ کوئی دستہ روانہ فرماتے اور انہیں غنیمت کا مال ہاتھ آتا تو آپ اس کے پانچ حصے کر کے پھر ایک حصہ کے پانچ حصے فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ یہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں۔ لہذا کلام کے آغاز میں تبرکاً فَاَنَّ لِلّٰهِ فرمایا۔ ورنہ دنیا کی ہر چیز اللہ ہی کی ہے۔ چنانچہ فرمایا لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الخ (۲:۲۸۴) جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے ایک شخص نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وادی قریٰ میں آیا۔ آپ کو گھوڑے دکھائے جارہے تھے۔ میں بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مال غنیمت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ پانچواں حصہ اللہ کا ہے اور چار حصے مجاہدوں کے۔ میں نے پوچھا کیا اس میں کسی کو کسی سے زیادہ حق نہیں پہنچتا۔ فرمایا نہیں۔ اگر تم اپنے کسی رفیق کے جسم سے تیر نکالو تو تم اس تیر کا بھی اپنے مسلمان بھائی کی بہ نسبت زیادہ حق نہیں رکھتے (بیہقی)

ایک دفعہ آپ نے غنیمت کے اونٹ کی طرف نماز پڑھائی اور فارغ ہو کر اونٹ کے چند بال اپنی چٹکی میں لے کر فرمایا تمہارے مال غنیمت میں سے میرے لئے علاوہ پانچویں حصہ کے اتنا بھی حلال نہیں اور پانچواں حصہ بھی تمہیں کو دے دیا جاتا ہے (دن)

پھر فرمایا "اگر تمہارا اللہ پر اور وحی پر ایمان ہے تو اللہ کا حکم مان لو اور مال غنیمت میں سے ۱/۵ علیحدہ نکال دیا کرو۔" اللہ کے رسول ﷺ نے عبدالقیس والے وفد سے فرمایا تھا کہ میں تمہیں چار باتوں کے بجالانے کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے رک

جانے کا (۱) اللہ پر ایمان لانے کا۔ پھر فرمایا جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟۔ توحید و رسالت کا اقرار کرنا' نماز قائم رکھنا' زکوٰۃ نکالنا اور مال غنیمت میں سے ۱/۵ ادا کرنا (ق) آپ نے ادائے خمس کو اجزائے ایمان میں سے قرار دیا چنانچہ بخاری میں باب باندھا گیا ہے "پانچواں حصہ ادا کرنا ایمان میں سے ہے" اور اس باب میں یہی حدیث لائی گئی ہے پھر فرمایا ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کرنے والے دن جو کچھ اتارا اس پر عمل کرو۔ یعنی یہ ہمارا احسان ہے کہ ہم نے بدر کے دن حق و باطل میں اور توحید و شرک میں امتیاز پیدا کر دیا۔ اس دن کا نام ہی یوم الفرقان رکھا گیا کیونکہ اس میں ایمان کا بول بالا اور کفر کا منہ کالا ہوا اور توحید کا' نبی کا اور نبی کی جماعت کا غلبہ ہوا۔

جنگ بدر کا بیان: بدر کی جنگ وہ پہلی جنگ ہے جس میں اللہ کے رسول موجود تھے اور مشرکوں کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا ۱۷ یا ۱۹ رمضان کو جمعہ کے روز یہ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ صحابہ کرام تین سو دس سے کچھ اوپر تھے اور مشرک ۹ سو سے ایک ہزار تک تھے' اللہ نے انہیں شکست فاش دی۔ ستر سے زیادہ مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار کر لئے گئے۔

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ (۴۲)

جب تم قریب کے کنارے پر اور وہ دور کے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے ذرا نیچے تھا اگر تم باہمی وعدے کرتے تو وعدے میں ضرور اختلاف کر بیٹھتے لیکن اللہ کو ایک کام کرنا ہی تھا تاکہ جو ہلاک ہو دلیل کے بعد ہلاک ہو جائے اور جو زندہ رہے دلیل کے ساتھ زندہ رہے واقعی اللہ خوب ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

---

(۴۲) تم اس دن اس وادی کے ایک کنارے پر ٹھہرے ہوئے تھے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے اور مشرک وادی کے اس پار کنارے پر ٹھہرے ہوئے تھے جو مدینہ سے دور اور مکہ کے قریب ہے اور وہ قافلہ جس میں ابوسفیان سامان تجارت لے جا رہا تھا تم سے نیچے کے رخ پر دریا کے کنارے کنارے جا رہا تھا۔ اگر تم اور مشرک کسی جگہ پر پہلے سے جنگ کا منصوبہ تیار کر لیتے تو یقیناً تم میں اختلاف ہو جاتا کہ جنگ کس جگہ کی جائے؟ یا اگر کوئی خاص جگہ مقرر کر دی جاتی پھر تمہیں دشمن کی اکثریت اور اپنی اقلیت کا خیال آ جاتا تو تم دشمن کے مقابلہ پر ڈٹ ہی نہیں سکتے تھے۔ لیکن اللہ جو کام طے کر چکا ہے کہ اسلام کو عزت حاصل ہو اور شرک اور شرک والے ذلیل ہوں' وہ تو ہونا ہی تھا چنانچہ اس نے اپنی مہربانی سے تمہیں دشمنوں سے بھڑا دیا۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ کے رسول ﷺ بدر کے قریب آئے تو آپ نے علی رضی اللہ عنہ سعد رضی اللہ عنہ اور زبیر کو چند صحابہ کے ساتھ سراغرسانی کے لئے آگے بڑھا دیا چنانچہ قریش کے دو سقے (ایک اولا دسعید کا غلام اور ایک اولا دحجاج کا غلام) ہاتھ لگ گئے۔ یہ ان دونوں کو پکڑ کر آپ کے پاس لے آئے اس وقت آپ نماز میں مصروف تھے صحابہ ان سے پوچھنے لگے تم کون ہو؟۔ بولے ہم قریش کے سقے ہیں اور ان کے لئے پانی لینے کے لئے آئے تھے لیکن لوگوں نے ان کی بات باور نہیں کی بلکہ انہیں ابوسفیان کے آدمی سمجھتے

رہے چنانچہ انہیں مارا گیا۔ جب انہوں نے گھبرا کر کہہ دیا کہ ہم ابوسفیان ہی کے آدمی ہیں تو مارنا بند کر دیا۔ آپ نے رکوع اور دو سجدے کر کے تشہد پڑھ کر سلام پھیرا اور فرمایا جب تک یہ سچ بولتے رہے تو تم انہیں مارتے رہے اور جب انہوں نے جھوٹ بولا تو تم نے انہیں چھوڑ دیا۔ اللہ کی قسم یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ اچھا بتاؤ قریش کہاں ہیں؟ بولے اس ٹیلے کے پیچھے جو تم کو اس دور والے کنارے پر نظر آ رہا ہے۔ پوچھا کتنے ہیں؟ بولے بہت ہیں۔ فرمایا آخر کتنے ہیں؟۔ بولے ہمیں صحیح تعداد معلوم نہیں۔ پوچھا روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ بولے ایک دن نو اور ایک دن دس۔ فرمایا لوگ نو سو سے ہزار تک ہیں۔ پوچھا ان میں کون کون قرشی سردار ہیں۔ بولے عتبہ، شیبہ، ابوالبختری، حکیم، نوفل، حارث، طعیمہ، نضر، زمعہ، ابوجہل، امیہ، نبیہ، منبہ، سہیل اور عمرو وغیرہ۔ یہ سن کر آپ نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر پارے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں (سیرت ابن اسحاق)

جب بدر کے دن دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو سعدؓ نے رحمت عالم ﷺ سے درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو ہم آپ کے لئے ایک جھونپڑی بنا دیں آپ اس میں آرام فرمائیں اور ہم آپ ہی کے پاس اپنے اونٹ بٹھا دیں۔ اگر اللہ نے ہمیں فتح عطا فرما کر سرخرو فرمایا تو یہی بحمدہ ہماری غرض ہے ورنہ آپ ہمارے کسی جانور پر سوار ہو کر اور جانوروں کو لے کر مدینہ پہنچ جائیں اور ہماری قوم سے جا ملیں جو ہم سے زیادہ آپ سے محبت کرنے والے ہیں، اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ جنگ کے ارادے سے نکلے ہیں تو وہ ضرور آپ کے ساتھ ہوتے اور آپ کے آگے پیچھے رہتے۔ آپ ﷺ نے سعدؓ کے اس جذبہ کی قدر کی، ان کی تعریف کی اور ان کے حق میں دعا فرمائی آخر جھونپڑی تیار کی گئی جس میں صرف آپ اور ابوبکرؓ ہی رہے باقی لوگ دشمن کے مقابلہ پر جا ڈٹے (سیرت ابن اسحاق)

جھونپڑی اس لیے بنائی گئی کہ آپ اس میں تنہائی میں اپنے رب سے دعا کریں آپ کو تو اس فتح کا وعدہ شب معراج ہی میں کیا جا چکا تھا صبح ہوتے ہی قریشی فوج ٹیلے سے نمودار ہوئی جب آپ نے اسے ٹیلے سے نکلتے دیکھا تو دعا کے لئے اپنے مقدس ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ اے اللہ یہ قریشی اپنے غرور میں مست ہو کر تیری مخالفت پر اور تیرے رسول کو جھٹلانے پر آمادہ ہیں۔ اے اللہ آج ہی انہیں ذلیل و پست کر اور ان کا غرور خاک میں ملا۔ پھر فرمایا تاکہ دلیل کے بعد ہلاک ہونے والا ہلاک ہو جائے اور زندہ رہنے والا زندہ رہے یعنی کافر بھی اپنی آنکھوں سے اللہ کی دلیل کا معائنہ کر لیں اور مسلمان بھی بدر کی جنگ میں مسلمانوں کی فتح صداقت رسول کی زبردست دلیل ہے۔ اب بھی اگر کوئی کفر پر مرنا چاہے تو مر جائے اور جو اسلام سینے سے لگانا چاہے وہ مسلمان ہو جائے۔ یعنی ہم نے تم کو اتفاق سے دشمن سے ایک مقام پر بھڑا دیا تاکہ تم کو فتح ہو۔ حق کا بول بالا ہو۔ دین غالب آ جائے اور تمہارے ہاتھ ایک پکی دلیل آ جائے اور کسی کے لئے کوئی عذر و شبہ باقی نہ رہے۔ اب بھی اگر کوئی جان بوجھ کر کفر پر اڑا رہے تو کم بخت ہلاک ہو جائے اور جو اس حجت و بصیرت کے بعد ایمان لانا چاہے وہ ایمان لے آئے۔ اصل میں ایمان ہی دل کی زندگی ہے۔ چنانچہ فرمایا اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ الخ (انعام ۶:۱۲۲) کیا جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک روشنی مقرر کی جس کو لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے اس کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں ہو اور ان سے نکل نہ سکتا ہو۔ یہاں بھی ایمان کی روشنی سے اسے زندہ کیا گیا ہے۔

پھر فرمایا اللہ تمہاری فریاد و پکار کو خوب سنتا ہے اور تمہاری حالت سے خوب خبردار ہے کہ تم حقدار امداد ہو اور غلبہ و اقتدار کے اہل ہو۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ ع ۴

جب اللہ نے آپ کو خواب میں مشرک تھوڑے دکھلائے اور اگر وہ آپ کو انہیں بہت دکھلاتا تو تم یقیناً پھسل جاتے اور یقیناً لڑائی میں اختلاف کر بیٹھتے۔ لیکن اللہ نے (تم کو اختلاف سے) بچالیا' وہ دلوں کے رازوں سے اچھی طرح سے خبردار ہے جب تم مقابلہ پر آئے تو اس نے تم کو انہیں تمہاری نگاہوں میں اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا دکھایا تاکہ جو کام طے ہو چکا ہے اسے اللہ انجام کو پہنچادے اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے خواب میں بدری مشرکوں کی فوج کم دیکھی: (۴۳) یعنی آپ نے مشرک خواب میں بہت تھوڑے دیکھے۔ چنانچہ آپ نے صحابہؓ کو اپنا خواب سنایا جس سے ان کے حوصلے بڑھے اور وہ مقابلہ پر ڈٹے رہے۔

پھر فرمایا ''اگر اللہ تمہیں مشرکوں کی تعداد زیادہ دکھاتا تو ممکن تھا تم ڈگمگا جاتے اور تم میں آپس میں اختلاف کا دروازہ کھل جاتا۔ کوئی لڑائی موقوف کرنے کو کہتا اور کوئی لڑنا چاہتا۔ لیکن اللہ نے تمہیں اس اختلاف سے بچالیا۔ واقعی اللہ دلوں کے راز خوب جانتا ہے۔ فرمایا يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ (غافر ۴۰:۱۹) اللہ خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان رازوں کو جو سینوں کے اندر بند رہتے ہیں خوب جانتا ہے۔

لڑائی سے پہلے ہر جماعت دوسری کو کم سمجھ رہی تھی: (۴۴) خواب میں تو کم دکھائی دیئے ہی تھے مگر اللہ کی مہربانی ملاحظہ ہو کہ جب مسلمان مشرکوں کے مقابلہ پر آتے ہیں تو اس وقت بھی ان کی نگاہوں میں یہ تھوڑے ہی جچتے ہیں جس سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں اور وہ ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن مسعود فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم بدر کے دن مشرک ہماری نگاہوں میں تھوڑے سے معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ میں نے تو اپنے رفیق سے کہہ بھی دیا کہ ستر آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ وہ بولا نہیں ستر تو نہیں البتہ سو ضرور ہوں گے۔ آخر کار ہم نے ایک مشرک کو پکڑ کر اس سے تعداد پوچھی تو اس نے ایک ہزار کی تعداد بتائی (ابن ابی حاتم) جب مسلمانوں کی نگاہوں میں مشرک تھوڑے جچے تو وہ ان پر بلا تامل ٹوٹ پڑے تاکہ اللہ جو کام طے فرما چکا ہے اسے انجام تک پہنچائے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے مشرکوں کو سزا دلوائے اور مومنوں پر اپنی نعمت مکمل فرمائے۔ لڑائی ہونے سے پہلے پہلے ہر فریق دوسرے کی نگاہ میں تھوڑا اچجا رہا تاکہ ایک دوسرے پر حملہ کرے' پھر جب معرکہ کارزار گرم ہو گیا تو اللہ نے ایک ہزار لگا تار آنے والے فرشتوں سے مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ مشرک مسلمانوں کو اپنے سے دگنا سمجھ رہے تھے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے تمہارے لئے مقابلہ پر آنے والی دونوں جماعتوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔ ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی تھی اور دوسری مشرکوں کی تھی جو اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کو اپنے سے دگنا دیکھ رہے تھے۔ اللہ جسے چاہے اپنی مدد عطا فرمائے یقیناً اس

میں بھی آنکھوں والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ لڑائی سے پہلے مسلمان تھوڑے جچے اور لڑائی میں دگنے جچنے لگے۔ دونوں آیتوں میں یہی تطبیق ہے۔ ہر آیت سچی اور برحق ہے اور قرآن میں کہیں بھی تعارض نہیں

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَٱثْبُتُوا۟ وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَنَٰزَعُوا۟ فَتَفْشَلُوا۟ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَٱصْبِرُوٓا۟ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿٤٦﴾

اے ایمان والوں جب تم کسی جماعت کے مقابلہ پر آ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کی یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانو اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ پھسل جاؤ گے اور تمہارا بھرم جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔ یاد رکھو اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے

آداب جنگ کی تعلیم: (۴۵) اس آیت میں آداب جنگ کی تعلیم ہے کہ جب دشمن کے مقابلہ پر آ ؤ تو خوب جم کر لڑو۔ خبردار تمہارے قدم اکھڑنے نہ پائیں۔ رحمت عالم ﷺ نے بعض لڑائیوں میں سورج کے ڈھل جانے کا انتظار فرمایا۔ پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں فرمایا مسلمانو دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے عافیت کے خواستگار رہو پھر جب دشمن سے بھڑ جاؤ تو اب صبر سے کام لو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سایوں میں ہے (ق) پھر آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے اللہ! اے کتاب اتارنے والے! اے گھٹائیں چلانے والے اور اے دشمن کے لشکر کو شکست دینے والے دشمن کو شکست دے اور ہماری مدد فرما (ق)

مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم: (۴۶) اللہ کا حکم ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو' پورے اطمینان و دل جمعی سے لڑتے رہو۔ بھاگنے کا قصد بھی نہ کرو' لڑائی سے باز رہنے کا ارادہ بھی نہ کرو' بزدل نہ بنو اور اس حال میں بھی اللہ کو نہ بھولو۔ اس کی یاد سے اپنے ہونٹ تر رکھو' اسی سے مدد مانگو' اسی پر بھروسہ رکھو اسی سے دشمن پر فتح مانگو اور اس حال میں بھی اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو' ان کے احکام بجا لاؤ' ممنوعات سے باز رہو اور آپس میں نہ جھگڑو۔ ورنہ اختلاف پیدا ہو جائے گا جس سے تمہارے قدم اکھڑ جائیں گے اور تم ذلیل ہو جاؤ گے تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' تمہارا بھرم جاتا رہے گا' تمہاری قوت کمزور ہو جائے گی' تمہاری تیزی کند ہو جائے گی اور تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا۔ صبر کا دامن تھامے رہو اور یاد رکھو اللہ کی مدد صابروں ہی کے ساتھ ہے۔ صحابہؓ شجاعت و جسارت کے پتلے تھے اور اطاعت و فرمانبرداری میں بے نظیر تھے۔ ایسی شجاعت و اطاعت نہ پہلوں میں دیکھی گئی اور نہ قیامت تک کسی کو نصیب ہو گی۔ یہ سب صحبت رسول ﷺ کی برکتیں اور آپ کی اطاعت کی سعادتیں تھیں کہ ان جاں نثاروں نے تھوڑی سی مدت میں نہ صرف مشرق و مغرب ہی فتح کیا بلکہ لوگوں کے دل بھی فتح کر لئے تھے۔ باوجود یہ کہ یہ مٹھی بھر انسان تھے مگر پارسیوں پر' رومیوں پر' ترکوں' پھر صقالبہ پر' بربر پر' سوڈانیوں پر' قبطیوں پر اور دنیا کی تمام قوموں پر چھا گئے تھے اور سب کو اپنے زیر نگیں کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ حق کا بول بالا ہوا اور اللہ کا دین تمام دینوں پر غالب آ گیا اور تیس سال سے کم مدت میں اسلامی سلطنت دنیا کے مشرق و مغرب کے گوشے گوشے میں پھیل گئی' اللہ ان سے راضی ہو جائے اور

ہمیں بھی انہیں کی مقدس جماعت میں اٹھائے وہ بڑا کریم اور وہاب ہے۔ آمین۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾

ع٦

تم ان جیسے نہ بنو جو اتراتے ہوئے لوگوں کے دکھاوے کے لئے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے اپنے شہروں سے روانہ ہوئے اور اللہ ان کے عمل گھیرنے والا ہے اور جب شیطان نے ان کے عمل انہیں خوبصورت دکھائے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہاری پشت پر ہوں' پھر جب دونوں جماعتیں ظاہر ہوئیں تو شیطان اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کھسک گیا اور بولا کہ میں تم سے بیزار ہوں' میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے میں اللہ سے ڈر رہا ہوں اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔ اور جب منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکہ دیا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے (اللہ اسے کافی ہے) یقیناً اللہ سب پر غالب ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

جہاد کے وقت ذکر اللہ کی کثرت کا حکم: (۴۷) مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خلوص سے جنگ کریں اور اس وقت کثرت سے اللہ کا ذکر کریں اور مشرکوں کی مشابہت سے بچیں کہ وہ اپنے شہروں سے حق مٹانے کے لئے ڈینگیں مارتے ہوئے اور اتراتے ہوئے نکلے تھے۔ چنانچہ جب ابوجہل سے کہا گیا کہ قافلہ بچ کر نکل گیا ہے اب واپس چلے چلو تو اس نے جواب دیا نہیں اب ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک کہ چشمہ بدر تک پہنچ کر وہاں نہ ٹھہریں اور اونٹ ذبح کر کے نہ کھائیں اور شرابوں کے جام نہ لنڈھائیں اور گانے والیاں ہمیں گا گا کر اپنے سریلے نغموں سے مست نہ بنائیں تاکہ عرب میں ہماری شوکت کا سکہ بیٹھ جائے اور دنیا ہم سے مرعوب ہو جائے لیکن افسوس اس شیطان کی تمام حسرتیں دل کی دل ہی میں رہیں کیونکہ چشمہ بدر پر ان کی موتیں انہیں کھینچ کر لائی تھیں۔ یہیں یہ لوگ ذلت کے ساتھ مارے گئے اور یہیں ایک گڑھے میں ان کی لاشیں گلی سڑیں اور دنیوی ذلت کے ساتھ ساتھ آخرت کے دائمی عذاب میں الگ مبتلا ہوئے اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ اللہ ان کے عمل خوب گھیرنے والا ہے۔ اسے ان کے ناپاک ارادے خوب معلوم ہیں' اللہ ان کے ارمان خاک میں ملا کر رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا زور توڑ کر رہے گا اسی لئے اللہ نے انہیں بدترین بدلہ دیا۔ اس آیت میں انہیں مشرکوں کا بیان ہے جو اکڑتے اتراتے پوری شان و شوکت کے ساتھ

مکہ سے اللہ کا نور بجھانے کے لئے نکلے تھے اور اللہ کے رسول سے میدان بدر میں جا بھڑے تھے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ گانے والیاں اور باجے بھی لیتے گئے تھے چنانچہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ مسلمانوں تم ان جیسے نہ بنو اور ان کی چال ڈھال سے الگ تھلگ رہو۔

شیطانی بہلاوے: (۴۸) شیطان ان کے کام انہیں اچھے دکھا رہا تھا کہ تمہاری نقل وحرکت نہایت نیک ہے' ارادے بخیر ہیں' عزم مبارک ہیں اور طاقت مانی ہوئی ہے تمام عرب تمہارا لوہا مانتا ہے تمہاری طرف کوئی ٹیڑھی نگاہ سے بھی نہیں دیکھ سکتا' دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ہرا نہیں سکتی اور تم بڑے بہادر اور جنگجو ہو' کامیابی تمہارے قدم چومے گی اور میدان تمہارے ہی ہاتھ رہے گا۔ تمہارے پیچھے اولاد دبکر مکہ پر حملہ نہیں کرسکتی میں تمہارا پشت پناہ ہوں اور ہر طرح کی حمایت کے لیے تیار ہوں' یہ کم بخت سراقہ بن مالک کا روپ دھارے ہوئے ان کے سامنے نمودار ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس علاقہ کا سب سے بڑا ہوں' اولاد مدلج سب میرے اشاروں پر مارنے مرنے کو تیار ہیں میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں اور تمہاری حمایت میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھوں گا۔ شیطان کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ جھوٹی امیدیں بندھائے۔ فرمایا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الخ (نساء۴:۱۲۰) شیطان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں بندھاتا ہے اور وہ دھوکہ دینے کے سوا اور کچھ نہیں کرتا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں بدر کے دن مشرکوں کے ساتھ شیطان بھی اپنا جھنڈا اور لشکر لے کر چلا اور مشرکوں کے دلوں میں یہ بات پھونکتا رہا کہ آج تم کو کوئی نہیں ہرا سکتا۔ اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں' پھر جب دونوں فوجیں بھڑ گئیں اور شیطان نے فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی مدد پر دیکھا تو دم دبا کر بھاگا اور کہنے لگا کہ مجھے فرشتے نظر آ رہے ہیں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے اور مجھے اللہ کا عذاب دکھائی دے رہا ہے اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

مالک بن ربیعہؓ بدری صحابیؓ ہیں' آپ کی بڑھاپے میں بینائی جاتی رہی تھی۔ فرماتے ہیں اگر میں بدر میں تمہارے ساتھ ہوتا اور میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں بدر میں وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نمودار ہوئے تھے مجھے وہ گھاٹی اچھی طرح سے معلوم ہے ذرا سا بھی شبہ نہیں۔ پھر جب فرشتے آ گئے اور اللہ نے انہیں وحی فرمادی کہ ایمان والوں کے قدم جمائے رکھو میں تمہارے ساتھ ہوں اور ابلیس نے فرشتوں کو دیکھا (مسلمانوں کے قدم جمانے کے لئے فرشتوں نے یہ صورت اختیار کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے پاس جانے پہچانے شخصوں کی شکلوں میں آ کر ان سے کہتے تھے کہ خوش ہو جاؤ مشرک ہیں ہی کتنے' اللہ تمہارے ساتھ ہے ان پر حملہ کر کے انہیں پیس ڈالو) تو دم دبا کر بھاگا۔ ابوجہل اپنے آدمیوں کے حوصلے بڑھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ سراقہ کے بھاگ جانے سے آزردہ خاطر نہ ہونا یہ محمد ﷺ کا سکھایا ہوا تھا اور تمہیں دھوکہ دے کر بھاگ گیا' لات وعزیٰ کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے جب تک کہ محمد ﷺ کو اور اس کے ساتھیوں کو رسیوں میں جکڑ نہ لیں گے مسلمانوں کو قتل نہ کرو بلکہ انہیں زندہ گرفتار کرو۔ یہی بات فرعون نے مسلمان جادوگروں سے کہی تھی کہ تم سب کی ملی بھگت ہے تا کہ تم شہریوں کو شہر سے نکال باہر کرو اور یہ بھی کہا تھا کہ موسیٰؑ تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ حالانکہ یہ محض الزام تھا لہٰذا ابوجہل بھی اپنے زمانے کا فرعون ہی تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا عرفہ کے دن شیطان انتہائی حقیر وذلیل ہوتا ہے کیونکہ بخشش ورحمت اترتی دیکھتا ہے۔ البتہ بدر کے دن اس دن سے بھی زیادہ حقیر وذلیل اور غم وغصہ میں تھا جب فرشتوں کی فوج جبرئیلؑ کی سرکردگی میں اترتی دیکھ رہا تھا۔

مسلمانوں پر مذہبی جنون کا الزام: پھر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو کافر مسلمانوں کو اور مسلمان کافروں کو کم دکھائی دیئے۔ کافر مسلمانوں کو دیکھ کر ہنسے کہ ان چند نہتے مذہبی دیوانوں کو دیکھو کہ ہم جیسی کثیر ومسلح فوج سے ٹکرا رہے ہیں انہیں تو ہم ابھی موت کے گھاٹ اتارے دیتے ہیں اور چند ساعتوں میں جنت میں پہنچائے دیتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ''جن کا اللہ پر

بھروسہ ہوتا ہے وہ تھوڑے بھی بہت ہوتے ہیں۔ کیونکہ فتح وشکست تو اللہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور حکمتوں والا ہے۔

(۴۹) اس مٹھی بھر اللہ والوں کی مذہبی جاں نثاری دیکھ کر کافروں کی زبانوں سے یہ بات نکلی کہ یہ مذہبی دیوانے ہیں اور مذہب کا جنون انہیں موت کے منہ میں کھینچ لایا ہے۔ ابوجہل نے ایک ٹیلہ سے اللہ کے رسول ﷺ کو اور مسلمانوں کو حقارت کی نگاہ سے جھانک کر کہا۔ اللہ کی قسم آج کے بعد روئے زمین پر اللہ کی عبادت نہیں کی جائے گی اور بزور یہ دین مٹا دیا جائے گا۔

لیکن حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرنے والے مٹھی بھر انسان دنیا پر چھا جاتے ہیں اور بڑے بڑے سرکشوں اور جباروں سے اپنا لوہا منوا لیتے ہیں کیونکہ ان کا اسی پر بھروسہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں عزت و ذلت حکومت وسلطنت اور غلبہ و اقتدار ہے۔ اللہ والوں ہی کا غلبہ ہوتا ہے کیونکہ وہ غلبہ کے حقدار ہوتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾

کاش تم دیکھتے جب فرشتے کافروں کی روحیں نکالتے ہیں تو ان کے مونہوں پر اور کمروں پر چوٹیں مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جلن والا عذاب چکھو۔ یہ ان کاموں کا بدلہ ہے جو تم نے پہلے سے بھیج رکھے تھے اور یاد رکھو اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

(۵۰) اے پیارے نبی ﷺ اگر آپ فرشتوں کو کافروں کی روحیں قبض کرتے ہوئے دیکھ لیں تو آپ ایک عظیم و ہولناک منظر دیکھ لیں اس وقت فرشتے ان کے چہروں پر اور کمروں پر بری طرح سے چوٹیں مارتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ جلن والا عذاب چکھتے رہو یا یہ مار بدر کے دن پڑ رہی تھی۔ سامنے سے مسلمانوں کی بے پناہ تلواریں پڑ رہی تھیں اور بھاگتے بھاگتے چوتڑوں پر اور کمروں پر نیزے اور تیر گھونپے جا رہے تھے اور فرشتے ان کی خوب مرمت بنا رہے تھے۔

یہ ظلم نہیں بلکہ بداعمالیوں کی سزا ہے: (۵۱) یعنی دنیوی زندگی میں تمہاری بداعمالیوں کی یہ سزا ہے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہاں حق اور انصاف سے عملوں کا پورا پورا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے اے میرے بندو میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر لیا ہے اور اسے تم پر بھی حرام فرما دیا ہے۔ لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے بندو میں تمہارے عمل ہی گھیرے ہوئے ہوں' پھر جو شخص اچھائی پائے اسے میری حمد کرنی چاہئے اور جو برائی پائے اسے اپنے اوپر ہی لعنت بھیجنی چاہئے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

فرعونیوں کے اور ان سے پہلے لوگوں کے حال کی طرح کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تھا' پھر اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا۔ یقیناً اللہ بڑا زبردست اور سخت عذاب والا ہے۔

انبیاء کو نہ ماننے والوں پر اللہ کی پکڑ آ کر رہتی ہے: (۵۲) اے نبی ﷺ آپ کو نہ ماننے والوں نے آپ کے ساتھ وہی کیا

جو ان سے پہلے دیگر قوموں نے کیا تھا کہ اپنے اپنے نبی کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت پر تل گئے۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ وہی کیا جو ان جیسے لوگوں کے ساتھ ہمارا طریقہ ہے۔ جو ہم نے فرعونیوں کے ساتھ اور ان سے پہلے دیگر جھٹلانے والی قوموں کے ساتھ کیا جو اللہ کی آیتوں کو مان کر نہیں دیتے تھے ہم نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیا اور انہیں نیست و نابود کر دیا۔ واقعی اللہ بڑا غالب ہے نہ اسے کوئی ہرا سکتا ہے اور نہ کوئی بھاگ کر اس کی زد سے بچ سکتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم پر انعام فرما کر اسے بدلنے والا نہیں تاوقتیکہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل ڈالیں اور یقیناً اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ فرعونیوں کی اور ان سے پہلے لوگوں کی حالت کی طرح جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں۔ پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے تباہ کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ یہ سب کے سب ظالم تھے۔

عدل باری تعالیٰ کا بیان: (۵۳) اللہ کے احکام میں مکمل عدل و انصاف ہے۔ اللہ اپنے انعام گناہوں سے پہلے سلب نہیں فرماتا ہاں گناہوں کی وجہ سے نعمتیں سلب کر لی جاتی ہیں۔ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا الخ (رعد ۱۳: ۱۱) واقعی اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ آپ اپنی حالت نہ بدل ڈالے اور جب اللہ کسی قوم کو (گناہوں کی وجہ سے) کوئی برائی پہنچانا چاہتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور نہ اس کا کوئی حمایتی کھڑا ہو سکتا ہے۔

فرعون و فرعونیوں کا انجام: (۵۴) یہی فرعونیوں اور ان جیسی پہلی قوموں کے ساتھ ہوا کہ جب انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں تباہ کر دیا اور انہیں جن نعمتوں سے نوازا تھا وہ چھین لیں۔ نہ ان کے پاس لدے پھندے باغات چھوڑے نہ نہریں' نہ ہری بھری کھیتیاں' نہ خزانے نہ عزت والے مکان اور نہ وہ اور نعمتیں جن سے وہ لذتیں اٹھایا کرتے تھے۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ خود انہوں نے اپنے پیروں پر کلہاڑیاں ماریں اور خود ہی ستمگار و جفاشعار بنے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اللہ کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین کافر ہیں جو ایمان نہیں لاتے' جن سے آپ نے عہد لے لیا مگر پھر بھی یہ بار بار عہد شکنی

کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے پھر جب آپ لڑائی میں ان پر غالب آ جائیں تو انہیں ایسی سزا دیں کہ ان کے بعد والے بھی بھاگ جائیں شاید یہ نصیحت مان لیں۔

کافر جانوروں سے بدتر ہیں: (۵۵) فرمایا کافر جانوروں سے بھی گئے گذرے ہیں کہ جانور بھی اپنے مالک کی بات مانتے ہیں اور مالک کو پہچانتے ہیں مگر یہ بدبخت اپنے مالک کو پہچانتے بھی نہیں بات تو کیا مانیں گے۔ (۵۶) ان کی یہ عادت ہے کہ عہد کر کے توڑ ڈالتے ہیں' ادھر معاہدہ کیا ادھر اس کے خلاف کر ڈالا۔ ابھی قسمیں کھائیں اور ابھی توڑ ڈالیں۔ ان بے حیاؤں کو نہ اللہ کا خوف ہے اور نہ گناہ کی پرواہ۔ (۵۷) یعنی اگر آپ لڑائی میں ان پر غالب آئیں تو انہیں قرار واقعی سزا دیں اور ان کا اس قدر خون بہائیں کہ دوسرے لوگوں پر آپ کی دھاک بیٹھ جائے اور لوگ آپ سے ڈرنے لگیں۔ شاید یہ آگے چل کر عہد شکنی نہ کریں اور اپنے سیاہ کارناموں سے باز آ جائیں۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

۷ ع ۳

اور اگر آپ کو کسی قوم کی غداری کا ڈر ہو تو برابری کے ساتھ ان کا معاہدہ توڑ دیں۔ واقعی اللہ غداروں کو پسند نہیں فرماتا۔

معاہدہ اطلاع دے کر توڑا جائے: (۵۸) یعنی اگر آپ نے کسی سے معاہدہ کر لیا ہو اور اس کی طرف سے آپ کو غداری کا کھٹکا ہو تو آپ انہیں اطلاع دے کر برابری کی حالت میں معاہدہ توڑ دیں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو جائے کہ اب معاہدہ باقی نہیں رہا اور وہ اور آپ اس کے علم میں برابر رہیں۔ آپ ان کا عہد مہلت دے کر توڑ دیں۔ پھر فرمایا اللہ غداروں کو پسند نہیں فرماتا اگرچہ غداری کافروں ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ معاویہؓ روم کی سرحد کی طرف بڑھنے لگے تاکہ معاہدہ کی مدت ختم ہو تو ان سے قریب رہیں اور مدت ختم ہوتے ہی اچانک حملہ کر دیں' اتنے میں سواری سے ایک بزرگ بولے اللہ اکبر اللہ اکبر معاہدہ پورا کیجئے۔ غداری ٹھیک نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ جب تک کہ مدت نہ گذر جائے یا انہیں اطلاع دے معاہدہ کو نہ توڑے۔ معاویہؓ کو بھی یہ خبر پہنچ گئی آپ واپس آ گئے۔ یہ بزرگ عمرو بن عنبسہ تھے (حسند)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا
لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ
اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

کافر یہ گمان نہ کریں کہ وہ ہم سے بچ گئے سچ مچ وہ ہرا نہیں سکتے تم مقدور بھر ان کے مقابلہ کے لئے طاقت سے اور گھوڑوں سے تیاری کرو کہ اس سے دشمنوں کو مرعوب کر سکو اور دوسروں کو بھی جن سے تم ناآشنا ہو اور اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ

خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ ملے گا اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

انسان ہر وقت اللہ کے قبضہ و گرفت میں ہے: (۵۹) یعنی کافر یہ خیال نہ کریں کہ اب وہ ہم سے بچ کر نکل گئے ہیں تو بچ گئے۔ وہ ہمیں ہرا نہیں سکتے۔ وہ تو ہر وقت ہمارے قبضہ و گرفت میں ہیں۔ فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ الخ (عنکبوت ۲۹:۴) کیا برائیاں کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ ہم سے بچ گئے ان کا یہ خیال ٹھیک نہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ الخ (نور ۲۴:۵۷) آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہمیں زمین پر کافر ہرا دیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ (آل عمران ۳:۱۹۶-۱۹۷) آپ شہروں میں کافروں کی نقل و حرکت سے دھوکہ نہ کھائیں۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جائے قرار ہے۔

حسب مقدور طاقت فراہم رکھو: (۶۰) یعنی حسب مقدور جنگی طاقت قائم رکھو' رحمت عالم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر دوبارہ فرمایا یاد رکھو قوت سے مراد تیر اندازی ہے (دا' ابن ماجہ) (۲) تیر اندازی اور سواری سیکھو' تیر اندازی سواری سے بہتر ہے (الف' سنن) (۳) گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ باعث اجر' باعث پردہ پوشی اور باعث گناہ۔ باعث اجر وہ گھوڑے ہیں جنہیں انسان جہاد کے لئے پالتا ہے۔ اگر وہ کسی چراگاہ یا باغ میں باندھ کر چھوڑ دیئے جائیں پھر وہ اپنے حلقہ میں جتنے گھاس کے تنکے توڑیں گے پالنے والوں کو اتنی ہی نیکیاں ملیں گی اور اگر رسی توڑ کر کسی ایک یا چند ٹیلوں پر چڑھ جائیں تو ان کے اپنے قدموں کے نشانوں پر اور لید پر بھی نیکیاں ملیں گی اور اگر گذرتے ہوئے کسی نہر پر پانی پی لیں اور مالک نے انہیں پانی پلانے کا ارادہ بھی نہ کیا ہو تو بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یہ گھوڑے مالک کے لئے اجر و ثواب کے باعث ہیں۔ اور جس نے سوال سے بچنے کے لئے گھوڑا پالا اور اس کی گردن اور پشت میں اللہ کا حق بھی یاد رکھا یہ گھوڑا مالک کے لئے باعث پردہ ہے۔ اور جس نے فخر و مقابلہ کے لئے پالا وہ مالک کے لئے باعث وبال ہے۔ آپ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا اللہ نے مجھ پر ان کے بارے میں یہ جامع اور بے نظیر آیت اتاری ہے۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (زلزال۔۹۹۔۷۔۸) (۴) گھوڑے تین قسم کے ہیں رحمانی' شیطانی اور انسانی۔ رحمانی گھوڑا وہ ہے جو اللہ کی راہ میں پالا جائے اس کے چارے لید اور پیشاب میں ثواب ہے۔ شیطانی گھوڑے وہ ہیں جن سے جوا کھیلا جاتا ہے یا گھوڑ دوڑ کرائی جاتی ہے اور انسانی گھوڑے وہ ہیں جو کمائی کے لئے پالے جاتے ہیں (مسند)

گھوڑے پالنے کی فضیلت: ابوذرؓ اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے ہیں۔ معاویہؓ بن خدیج ان کے پاس سے گذرتے ہیں پوچھتے ہیں کہ یہ گھوڑا تمہارے کس کام آتا ہے۔ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ اس گھوڑے کی دعا میرے بارے میں قبول کر لی گئی ہے بولے بھلا ایک جانور کی کیا دعا۔ فرمایا اللہ کی قسم ہر گھوڑا سحر کو یہ دعا کرتا ہے اے اللہ تو نے مجھے اپنے ایک بندے کے حوالہ کیا ہے اور میری روزی اس کے ہاتھ میں رکھی ہے لہٰذا مجھے اس کی نگاہ میں دنیا کی ہر چیز سے پیارا بنا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہر عربی گھوڑے کو سحر کو دو دعائیں مانگنے کی اجازت ملتی ہے وہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو نے مجھے جس بندے کے حوالہ کیا ہے مجھے اس کی نگاہ میں ہر چیز سے زیادہ پیارا بنا (نا) (۲) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک بھلائی رکھ دی گئی ہے' گھوڑے والوں پر اللہ کی مدد ہوتی ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا پالا اس کے خرچ کا ثواب لگاتار صدقہ جیسا ہے (ط) (۳) گھوڑوں کی پیشانیوں

میں قیامت تک کے لئے مال (اجر و غنیمت) رکھ دیا گیا ہے (ب) پھر فرمایا قوت سے تم دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو گے اور دوسروں کو بھی یعنی قریظیوں کو یا پارسیوں کو یا محلوں کے شیطانوں کو یا منافقوں کو۔ اور ہر دشمن اسلام کو پھر فرمایا اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ ملے گا اور تمہارا حق مارا نہیں جائے گا یعنی جہاد کے خرچے کا تمہیں پورا پورا بدلہ ملے گا۔ فرمایا ایک درہم کا ثواب سات سو گنا ملے گا۔ چنانچہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الخ (بقرہ ۲:۲۶۱) میں یہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ پہلے رحمت عالم ﷺ کا حکم تھا کہ مسلمانوں ہی کو صدقہ دیا جائے آخر آیت کا یہ ٹکڑا اترا پھر آپ نے ہر ایک کو صدقہ دینے کا حکم دے دیا (ابن ابی حاتم)

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾

اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں واقعی اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے اور اگر یہ آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو آپ کو اللہ کافی ہے۔ اسی نے آپ کو اور ایمان والوں کو اپنی مدد سے تقویت پہنچائی اور ان کے دلوں میں محبت پیدا کی۔ اگر آپ روئے زمین کی دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو دلوں میں محبت نہیں پیدا کر سکتے تھے ہاں اللہ نے ان کے دلوں میں محبت پیدا کی واقعی اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

اگر غداری کا ڈر ہے تو خبر کر کے معاہدہ توڑ دو: (۶۱،۶۲) یعنی اگر کسی کی طرف سے غداری کا ڈر ہو تو انہیں خبر دے کر معاہدہ توڑ ڈالو۔ پھر اگر وہ آپ سے لڑنا چاہیں تو اللہ پر بھروسہ کر کے ان سے جہاد کرو اور اگر پھر بھی وہ صلح کرنا چاہیں تو صلح کر لو۔ اسی وجہ سے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ نے مشرکوں سے نو سال کے لئے کڑی شرطوں کے باوجود صلح کر لی تھی۔ آپ نے فرمایا عنقریب اختلاف پیدا ہوگا۔ پھر جہاں تک ہو سکے صلح ہی کر لو (الف) پھر فرمایا اللہ پر بھروسہ کر کے کافروں سے صلح کر لیجئے اللہ آپ کو کافی ہے اور آپ کا سچا معین و مددگار ہے۔ یعنی آپ صلح کر لیجئے اگرچہ کافر صلح کے بہانے سے اپنی بکھری ہوئی طاقت جمع کرنا چاہتے ہوں مگر آپ پرواہ نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اسی نے مدد پہنچا کر آپ کی اور مسلمانوں کی تائید فرمائی ہے۔

مسلمانوں میں جذبہ اطاعت اللہ ہی نے پیدا کیا: (۶۳) یعنی اللہ ہی نے مسلمانوں کو آپ کی تصدیق و اطاعت پر جمع فرما کر انہیں جاں نثاری اور سینہ سپری کا شوق عطا فرمایا ہے۔ اگر آپ دنیا کی دولت خرچ کر کے ان میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے تو ان کی باہمی دشمنی اور دلی کدورت زائل نہیں فرما سکتے تھے اور ان کے دلوں میں محبت نہیں پیدا کر سکتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے سے اوس و خزرج میں پرانی عداوت چلی آتی تھی اور لڑائیاں چھڑی رہتی تھیں اور کچھ ایسے قدرتی اسباب فراہم ہو گئے تھے کہ ان کی باہمی

عداوت کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پاتا تھا۔ آخر کار اللہ نے اپنے فضل سے ایمان کی روشنی عطا فرما کر یہ سلسلہ ختم کرا دیا۔ فرمایا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (آل عمران ۳:۱۰۳) تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اللہ اسی طرح تمہارے سامنے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم راہ پا جاؤ۔ ایک دفعہ غنیمت حنین کے بانٹنے کے وقت رحمت عالم ﷺ نے انصار سے ایک خطبہ میں فرمایا انصاریو کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی' کیا میں نے تم کو نادار نہیں پایا تھا پھر اللہ نے میری وجہ سے تم کو مالدار بنایا' کیا تم آپس میں کٹے ہوئے نہ تھے پھر اللہ نے میری وجہ سے تم میں محبت پیدا کر دی۔ انصار ہر سوال کا یہی جواب دیتے رہے کہ اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بڑا بھاری احسان ہے (ق) پھر فرمایا اللہ کی بارگاہ سب سے اونچی ہے اس پر بھروسہ کرنے والوں کی امیدیں ضرور بر آتی ہیں اور وہ اپنے احکام و افعال میں مصلحتوں کو مدنظر رکھتا ہے۔

رحمتہ للعالمین نے فرمایا کہ جب ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح تیز ہوا سے درخت کے خشک پتے جھڑ جاتے ہیں اور گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگوں کی برابر کیوں نہ ہوں (ط)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ
حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ
اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ
وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

اے نبی آپ کو اللہ کافی ہے اور ایمان والوں کو بھی جو آپ کے پیروکار ہیں۔ اے نبی ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلایئے اگر تمہارے بیس صبر کرنے والے مجاہد ہوں تو دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تمہارے سو مجاہد ہوں تو ایک ہزار کافروں پر غالب رہیں گے کیونکہ کافر سمجھ سے کورے ہیں۔ اب اللہ نے تم سے تخفیف فرما دی ہے اسے معلوم ہے کہ تم میں کمزوری ہے پھر اگر تمہارے صبر کرنے والے سو مجاہد ہوں تو دوسو آدمیوں پر غالب رہیں گے اور اگر تمہارے ایک ہزار مجاہد ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

جہاد کی رغبت: (۶۴) اللہ اپنے نبی کو اور مسلمانوں کو جہاد کا شوق دلا رہا ہے اور انہیں یہ بشارت سنا رہا ہے کہ اللہ تمہیں کافی ہے'

تمہارا مددگار ہے اور تمہیں تمہارے دشمنوں پر غالب کرنے والا ہے اگر چہ ان کی اکثریت ہو اور انہیں لگاتار کمک بھی پہنچ رہی ہو اور تمہاری اقلیت ہو۔

ایک ایک مجاہد دس دس پر بھاری ہے: (۶۵) یعنی آپ ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلائیں چنانچہ سردار انبیاء کی عادت تھی کہ آپ صف بندی اور مقابلہ کے وقت خاص طور سے جہاد کا شوق دلایا کرتے تھے۔ جنگ بدر کے موقعہ پر جب مشرک پورے ساز و سامان اور اکثریت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے تو آپ نے صحابہؓ سے فرمایا جاں نثارو جنت کے لئے کھڑے ہو جاؤ جس کا عرض آسمان وزمین کی برابر ہے۔ یہ سن کر عمیرؓ بن الحمام بولے یارسول اللہ ﷺ کیا جنت کا عرض آسمان وزمین کی برابر ہے؟ فرمایا ہاں ہاں۔ بولے واہ واہ واہ واہ۔ فرمایا واہ واہ کیوں کہہ رہے ہو۔ بولے اس امید پر کہ اللہ مجھے بھی جنت نصیب فرمائے۔ فرمایا تم جنتی ہو۔ چنانچہ یہ بزرگ آگے بڑھے تلوار کا میان توڑ ڈالا اور کچھ کھجوریں نکال کر کھانے لگے پھر کھاتے کھاتے کھجوریں یہ کہہ کر پھینک دیں کہ مجھے جنت کے شوق میں اپنی وہ زندگی بھی دو بھر معلوم ہو رہی ہے جتنی ان کھجوروں کے کھانے میں گذرے گی۔ پھر بڑے شوق سے میدان جنگ میں کود پڑے اور لڑتے لڑتے جنت میں جا سدھارے۔

پھر ایمان والوں کو فتح کی بشارت سناتے ہوئے حکم فرمایا کہ تمہارا ایک ایک مجاہد دس دس پر بھاری ہے اور سو ایک ہزار پر بھاری ہیں۔ پھر یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا لیکن خوش خبری بدستور باقی رہی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے سے دس گناہ تعداد کے مقابلہ سے نہ بھاگیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں چونکہ اس آیت کی رو سے غیر مسلموں کی دس گنی تعداد سے بھاگنا حلال نہ تھا اس لئے مسلمانوں کو یہ آیت بھاری معلوم ہوئی پھر تخفیف کا حکم اتر آیا۔

تخفیف کی مناسبت سے صبر کا اجر گھٹ گیا: (۶۶) جتنی تعداد کم ہوگئی اتنا ہی صبر کا اجر گھٹ گیا پہلے تو یہ حکم تھا کہ ایک ایک مسلمان پورے جوش کے ساتھ دس دس کا مقابلہ کرے اب یہ حکم آ گیا کہ ایک ایک مسلمان دو دو کا تو مقابلہ کرے (ب) مسلمانوں کی کمزوری اور ناتوانی کو دیکھتے ہوئے اللہ نے ایک ایک مسلمان کو دس دس کافروں کے بجائے دو دو کافروں کے مقابلہ پر ڈٹے رہنے کا حکم فرما دیا اور پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ اب ایک مسلمان کو دو کافروں کے مقابلہ سے بھاگنا جائز نہیں اور زیادہ تعداد کے مقابلہ سے ہٹ جانا جرم بھی نہیں۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں یہ آیت ہم صحابہ کے بارے میں اتری (ابن مردویہ) ابن عمرؓ فرماتے ہیں رحمتہ للعالمین نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ (مستدرک حاکم)

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ
عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا
كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا
مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦٩﴾ ع ۹

کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ میدان جنگ میں خونریزی سے قبل قیدی بنائے۔ تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور

اللہ سب پر غالب ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ اگر پہلے سے اللہ کی تحریر نہ ہوتی تو اس فدیے میں جو تم نے لیا ہے تم کو یقیناً کوئی بڑی سزا ملتی۔ خیر تم نے جو کچھ حلال و پاکیزہ مال غنیمت حاصل کیا ہے اسے کھاؤ پیو اور اللہ سے ڈرتے رہو یاد رکھو اللہ بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے۔

---

(۶۷) انسؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں صحابہؓ سے مشورہ فرمایا کہ یہ قیدی تمہارے قبضے میں ہیں (ان کے بارے میں کیا کیا جائے) عمرؓ کھڑے ہو کر بولے اے اللہ کے رسول ﷺ انہیں قتل کر دیا جائے مگر آپ نے ان کی طرف توجہ نہیں دی اور فرمایا لوگو اللہ نے آج تم کو ان پر قادر بنا دیا ہے۔ یہی کل تمہارے بھائی تھے پھر عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ انہیں قتل کر دیا جائے مگر آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اور پھر وہی سوال کیا۔ اب کے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میری رائے میں تو آپ انہیں معاف فرما دیں اور فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیں۔ یہ سن کر آپ کی بے قراری دور ہوئی اور آپ نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت اتری (الف)

ابن عمرؓ فرماتے ہیں بدر کے قیدیوں میں عباسؓ بھی تھے جن کو ایک انصاری نے گرفتار کیا تھا۔ انصار نے انہیں قتل کی دھمکی بھی دی تھی، رحمۃ للعالمین کو بھی خبر مل گئی اور آپ نے فرمایا آج مجھے اپنے چچا عباسؓ کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آئی، انصار کا انہیں قتل کرنے کا خیال ہے۔ عمرؓ فرماتے ہیں کیا میں انصار کے پاس جا کر انہیں سمجھاؤں؟۔ فرمایا ہاں۔ چنانچہ عمرؓ انصار سے عباسؓ کو رہا کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ انصار کہتے ہیں ہم انہیں کبھی رہا نہیں کر سکتے۔ عمرؓ فرماتے ہیں اگر اسی میں اللہ کے رسول ﷺ کی خوشی ہو تو؟ انصار کہنے لگے اگر اللہ کے رسول ﷺ کی یہی خوشی ہے تو تم شوق سے انہیں لے جاؤ چنانچہ عمرؓ انہیں بغل میں لے کر فرماتے ہیں عباسؓ مسلمان ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم مجھے خطاب کے اسلام سے اتنی مسرت نہ ہوتی جتنی تمہارے اسلام سے ہوگی کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کو تمہارے اسلام کی خواہش ہے۔

مال غنیمت حلال ہے: (۶۸) یعنی اگر پہلے ہی سے تمہارے لئے غنیمت کا مال حلال نہ لکھا ہوتا اور ہمارا یہ طریقہ نہ ہوتا کہ بیان کرنے سے پہلے ہم کسی پر عذاب نہیں بھیجتے تو قیدیوں سے فدیہ لینے پر سخت عذاب آ جاتا پہلے سے یہ طے ہے کہ اللہ کسی بدری صحابی پر عذاب نہیں فرمائے گا اور ان کی لغزشیں معاف فرما دے گا۔ ام الکتاب میں لکھا جا چکا ہے کہ غنیمت کا مال تمہارے لئے حلال ہے۔

(۶۹) لہٰذا مسلمانوں کے لئے مال غنیمت حلال ہے وہ اسے شوق سے کھائیں۔ اس کی حلت ان کے لئے پہلے ہی سے لکھی جا چکی تھی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ خاص چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ میرا رعب ایک مہینے کی مسافت سے پڑ جاتا ہے۔ تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک ہے میرے لئے مال غنیمت حلال ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ مجھے شفاعت کا حق عطا کیا گیا۔ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا رہا لیکن مجھے عام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا (ق)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّمَن فِيٓ أَيۡدِيكُم مِّنَ ٱلۡأَسۡرَىٰٓ إِن يَعۡلَمِ ٱللَّهُ
فِي قُلُوبِكُمۡ خَيۡرٗا يُؤۡتِكُمۡ خَيۡرٗا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡۚ وَٱللَّهُ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

اے نبی آپ ان قیدیوں سے جو آپ کے ہاتھوں میں ہیں فرمادیں کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں بھلائی ملے گی تو وہ تمہیں تم سے لئے ہوئے مال سے بہتر مال دے دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ اور اللہ بڑا ہی خطاپوش ومہربان ہے اگر یہ کافر آپ سے غداری کرنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے اللہ سے بھی غداری کر چکے ہیں۔ پھر اللہ نے مسلمانوں کو ان پر قدرت دے دی اور اللہ بڑے علم وحکمت والا ہے۔

مسلمانوں کے مقابلہ پر بدر میں بعض لوگ جبریہ لائے گئے تھے: (۷۰) ابن عباسؓ فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین نے بدر کے دن فرمایا مجھے معلوم ہے کہ بنو ہاشم کے چند لوگ ہمارے مقابلہ پر جبریہ لائے گئے ہیں حالانکہ وہ ہم سے دل سے لڑنا نہیں چاہتے' پھر اگر تم کو کوئی بنی ہاشم کا آدمی ملے تو اسے قتل نہ کرنا' نہ ابوالبختری کو قتل کرنا اور نہ عباسؓ کو' کیونکہ یہ لوگ جبریہ لائے گئے ہیں۔ مشرک تو اللہ سے بھی غداری کر چکے ہیں: (۷۱) اگر یہ آپ کے بارے میں باتیں بنا بنا کر غداری کرنا چاہتے ہیں تو یہ تو اس سے پہلے بدر میں بھی اللہ کے ساتھ غداری اور کفر کر چکے ہیں۔ پھر اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھوں میں دے دیا اور اللہ اپنے افعال و اقوال میں بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾

جو ایمان لے آئے اور ہجرت بھی کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد بھی کیا اور جنہوں نے انہیں پناہ دی اور مدد کی یہی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو ایمان لا کر ہجرت سے محروم رہے تمہارے لئے ان کی کچھ بھی دوستی نہیں جب تک کہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دینی معاملہ میں مدد کے خواستگار ہوں تو تم کو ان کی مدد کرنی پڑے گی بجز ان کے جن میں اور تم میں قول وقرار ہے اور اللہ تمہارے عمل خوب دیکھ رہا ہے

مسلمانوں کی چند قسمیں: (۷۲) ایمان والوں کی چند قسموں کا بیان ہے کہ ایک تو وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے اپنا گھر بار چھوڑا اور اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کے لئے اپنے وطن عزیز سے چل کھڑے ہوئے تا کہ دین پھیلائیں اور دین کے لئے نہ انہوں نے مال سے دریغ کیا اور نہ جانوں سے سب کچھ اسلام پر لٹا دیا۔ دوسرے مدینہ کے انصار ہیں جنہوں نے

مہاجروں کی دلجوئی کی انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا جان و مال سے ان کی ہمدردی کی اور ان کے ساتھ مل کر دشمن سے جنگ کی تا کہ اللہ کا دین پھلے پھولے۔ یہ دونوں قسمیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور ایک ہی ہیں اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے مہاجر و انصار کو بھائی بھائی بنا دیا۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کا وارث بھی ہوتا تھا اور یہ حصہ رشتے پر مقدم سمجھا جاتا تھ مگر پھر اللہ نے رشتہ داروں کے حصے مقرر فرما کر اس حصے کے تنسیخ فرما دی (ب) رحمتہ للعالمین نے فرمایا مہاجر و انصار ایک ہی ہیں اور قریشی طلقاء (فتح مکہ کے روز آزاد کئے ہوئے) اور ثقفی عتقاء (آزاد کردہ) قیامت تک کے لئے ایک ہی ہیں (الف) ایک روایت میں ہے یہ دنیا اور آخرت میں ایک ہی ہیں (ابویعلی)

مہاجر و انصار کی فضیلت: اللہ نے بہت سی آیتوں میں مہاجر و انصار کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا (۱) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ (توبہ۹:۱۰۰) اور ایمان میں سبقت کرنے والے پہلے مہاجر و انصار سے اور جو خلوص سے ان کے نقش قدم پر ہیں ان سے اللہ خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں اور اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے اندر نہریں جاری ہیں۔ (۲) لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الخ (توبہ۹:۱۱۷) اللہ نے نبی پر اور مہاجر و انصار پر اپنی رحمت مبذول فرمائی جنہوں نے نازک اوقات میں اللہ کے نبی کا ساتھ دیا (۳) لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا الخ (حشر۵۹:۹،۸) ان نادار مہاجروں کے لئے ہے جو اپنے گھر بار اور مال جائداد سے نکالے گئے تا کہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا ڈھونڈیں اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کریں یہی پکے سچے مسلمان ہیں اور جنہوں نے اس شہر میں انہیں جگہ دی ان سے محبت کی اور ان کی فراخ دلی سے خوش ہو ہو کر امداد کی اور بھوک کے باوجود بھی اپنے اوپر انہیں ترجیح دی یعنی فضیلت ہجرت پر مہاجروں کی طرف سے انصار کے دلوں میں کوئی کدورت و حسد نہیں۔

مہاجر انصار سے افضل ہیں: بظاہر ان آیتوں سے مہاجروں کی انصار پر فوقیت نکلتی ہے لیکن دراصل مہاجر انصار سے افضل ہیں۔ حذیفہؓ فرماتے ہیں مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے ہجرت و نصرت میں اختیار دیا مگر میں نے ہجرت پسند کی (بزار) پھر فرمایا جو ایمان لا کر ترک وطن سے محروم رہے انہیں ان کی دوستی حاصل نہیں تاوقتیکہ ہجرت نہ کریں۔ یہ مسلمانوں کی تیسری قسم ہے یعنی جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت نہیں کی بلکہ اپنی جگہ پر مقیم رہے ان کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ ۱/۵ میں۔ البتہ اگر کسی جنگ میں شریک ہو جائیں تو خیر چنانچہ جب اللہ کے رسول کسی دستے پر یا لشکر پر امیر مقرر فرماتے تو اسے خصوصیت سے فرماتے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھنا اور مسلمانوں کا خیر خواہ رہنا اور فرماتے کہ اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور ان سے جہاد کرنا جو اللہ کو نہ مانیں، جب تم مشرکوں کے مقابلہ پر جاؤ تو انہیں تین باتوں کی طرف بلانا اور وہ جو بات مان لیں قبول کر لینا اور جہاد روک دینا پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا اگر مان لیں تو ان سے اسلام قبول کر لینا اور جنگ بند کر دینا پھر ان سے کہنا کہ دارالکفر چھوڑ کر مہاجروں کے شہروں میں آ بسیں پھر جو مہاجروں کے حقوق ہوں گے وہی ان کے ہوں گے اور جو ذمہ داریاں مہاجروں پر عائد ہوں گی وہی ان پر عائد ہو گی ورنہ انہیں بتا دینا کہ تم مسلمان دیہاتیوں کی طرح سمجھے جاؤ گے اور جو ان کے حقوق ہیں وہی تمہارے حقوق ہوں گے مگر تم کو فے اور غنیمت میں سے کچھ نہ ملے گا۔ ہاں اگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرو گے تو حصہ ملے گا اگر دعوت اسلام ٹھکرا دیں تو ان سے جزیہ طلب کرو اگر جزیہ پر راضی ہو جائیں تو قبول کر لو اور جنگ بند کر دو ورنہ اللہ پر بھروسہ کر کے جنگ کرتے رہو (م) پھر فرمایا اگر وہ مسلمان جو ہجرت سے محروم ہیں تم سے دینی معاملات میں مدد مانگیں تو تمہیں ان کی امداد کرنی پڑے گی

کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں البتہ اگر وہ ایسے مشرکوں کے بارے میں مدد مانگیں جو تمہارے حلیف ہیں تو خبردار عہد شکنی نہ کرنا اور مدت ختم ہونے سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرنا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿٧٣﴾

اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ اور فساد عظیم پھیل جائے گا۔

مسلمانوں کی کافروں سے ترک موالات: (۷۳) اوپر کی آیت میں مسلمانوں کی باہمی دوستی کا بیان تھا اس میں کافروں کی باہمی دوستی کا اور کافروں اور مسلمانوں میں ترک موالات کا بیان ہے چنانچہ رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ دو مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، نہ مسلمان کافروں کے وارث ہوں گے اور نہ کافر مسلمانوں کے پھر آپ یہ آیت پڑھتے ہیں (سنن، قا، حاکم) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک نومسلم سے اقرار کرایا کہ نماز قائم رکھنا زکوٰۃ دینا بیت اللہ کا حج کرنا رمضان کے روزے رکھنا اور جب شرک کی آگ بھڑکتے ہوئے دیکھو تو جہاد کے لیے تیار رہنا۔ (۲) جو مشرکوں میں اٹھتا بیٹھتا ہو اور ان میں رہتا سہتا ہو وہ انہیں کی مانند ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم کافروں سے ترک موالات اور مسلمانوں سے موالات نہ کرو گے تو لوگوں میں فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ حق پر پردہ پڑ جائے گا۔ اور مومن و کافر مل جل جائیں گے (پھر گناہوں پر روک ٹوک نہ رہے گی اور) دنیا میں ایک لمبا چوڑا اور ہمہ گیر فساد برپا ہو جائے گا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٧٥﴾

اور جو ایمان لائے اور ہجرت بھی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد بھی کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی یہی سچے مومن ہیں انہیں کے لئے بخشش اور عزت والی روزی ہے اور جو بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد بھی کیا وہ تمہیں میں سے ہیں اور عزیزوں میں بعض بعض سے اللہ کے حکم میں زیادہ قریب ہوتا ہے یاد رکھو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اخروی نعمتوں کا بیان: (۷۴) مسلمانوں کی اخروی نعمتوں کا بیان ہے۔ پہلے تو (جیسا کہ آغاز سورت میں بیان ہوا ہے)

مسلمانوں کے ایمان کی سچائی کی تصدیق کی گئی پھر بتایا گیا کہ اللہ انہیں مغفرت عطا فرمائے گا ان کے گناہ مٹا دے گا اور پاکیزہ اور فراخ وکمال عزت والی روزی عطا فرمائے گا جو دائمی ہوگی جس میں نہ کمی آئے گی نہ ختم ہوگی اور نہ جنتی اس سے لذت وتنوع کی وجہ سے اکتائے گا۔

(۷۵) یعنی ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا بھی آخرت میں یہی قابل رشک انجام ہوگا۔ کیونکہ یہ دنیا میں ایمان وعمل صالح میں پہلوں کے شریک تھے۔ آج آخرت میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں گے جیسا کہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الخ میں اور وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ الخ میں ابھی گذرا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (ق)(۴) جس نے کسی قوم سے محبت کی وہ انہیں میں سے ہے (ایک روایت میں ہے) اس کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ پھر فرمایا اللہ کے حکم میں بعض رشتے دار بعض سے قریب تر ہوتے ہیں۔

سورہ توبہ

مدنی ہے اس میں ایک سو انتیس آیتیں اور ۱۶ رکوع ہیں۔ یہ قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق ۹ ویں سورہ ہے اور بلحاظ نزول ۱۱۳ نمبر کی سورت ہے یہ سورہ غزوہ تبوک سے واپسی پر زمانہ حج سے قبل نازل ہوئی ہے یعنی ۹ ہجری میں۔

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱﴾ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲﴾

اللہ کی اور رسول کی ان مشرکوں کے بارے میں بیزاری ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا لہٰذا اے مشرکو تم زمین میں چار ماہ تک اور چل پھر لو اور یقین مانو تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔

توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں؟: (ا) یہ سورت سب سے اخیر میں اتری۔ ابواسحاق فرماتے ہیں میں نے براءؓ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ سب سے اخیر میں يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ اتری اور سب سے اخیر میں سورہ برات اتری۔ اس کے شروع میں بسم اللہ اس لئے نہیں لکھی گئی کہ مصحف امام میں بسم اللہ لکھی ہوئی نہ تھی اس لئے صحابہؓ نے عثمانؓ کی پیروی کی (ب) اس سورت کی ابتدائی آیتیں اس وقت اتریں جب آپ جنگ تبوک سے واپس تشریف لے آئے۔ حج کا موسم تھا اور مشرک اپنی عادتوں کے مطابق ننگے ہو کر طواف کر رہے تھے آپ کو یہ شرمناک حرکت دیکھنی گوارا نہ تھی لہٰذا اس سال آپ نے ابوبکرؓ کو امیر الحجاج بنا کر بھیج دیا کہ آپ مسلمانوں کو حج کے احکام بھی بتائیں اور مشرکوں میں اعلان بھی کر دیں کہ وہ آئندہ حج نہ کریں اور یہ بھی کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے جن سے تمہارا عہد تھا بیزار ہے۔ پھر آپ کے پیچھے پیچھے علیؓ روانہ کئے گئے تاکہ آپ قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مبلغ بنیں جیسا کہ عنقریب بیان آرہا ہے۔

اعلان کس معاہدے کے بارے میں تھا: جس معاہدے کے بارے میں یہ اعلان ہے اس کا تعلق اس معاہدے سے ہے

جس کا کوئی وقت متعین نہ تھا۔

یا اس معاہدے سے ہے جو چار ماہ سے کم کا تھا۔ البتہ جن کا معاہدہ طویل تھا وہ بدستور باقی رہا۔ کیونکہ ارشاد ہے فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ الخ (توبہ ۹:۴) معاہدہ کو اس کی مدت تک نبھاؤ۔ اور حدیث میں ہے اگر کسی کا اللہ کے رسول کے ساتھ معاہدہ ہے تو وہ پوری مدت تک رہے گا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔ جن سے معاہدہ کیا جا چکا تھا اللہ نے ان کے لئے چار ماہ کی مدت مقرر فرما دی کہ وہ ملک میں جہاں چاہیں چل پھر لیں اور جن سے معاہدہ نہ تھا ان کے لئے ذی الحجہ کی دس تاریخ سے لے کر ختم محرم تک (کل پچاس دن) مقرر فرمائے' پھر اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ جب محرم ختم ہو جائے تو آپ ان سے لڑ سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ اسلام قبول نہ کر لیں بشرطیکہ ان سے کوئی اور معاہدہ نہ ہو۔ اور جس سے معاہدہ ہو اس کے لئے دس ذی الحجہ سے دس ربیع الثانی تک مہلت ہے' پھر ان سے جنگ کی اجازت ہے تاوقتیکہ وہ اسلام قبول نہ کر لیں' اللہ کے رسول ﷺ نے ابوبکرؓ کو ۹ ھ میں امیر بنا کر بھیجا اور علیؓ کو تیس یا چالیس برات کی آیتیں دے کر بھیجا آپ نے عرفہ کے دن یہ آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں اور مشرکوں کو چار ماہ ملک میں چلنے پھرنے کی اجازت دی اور ۲۰ دن ذی الحجہ کے پورا محرم پورا صفر پورا ربیع الاول اور دس دن ربیع الثانی کے بطور مہلت کے دیئے گئے۔ آپ نے لوگوں کے پڑاؤ پر جا جا کر انہیں یہ آیتیں سنائیں اور فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا ہو کر طواف کرے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ڏ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ﴿۳﴾

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بڑے حج والے دن لوگوں کو اطلاع (دی جا رہی) ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے۔ پھر اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے اچھا ہی اچھا ہے اور اگر منہ موڑ لو تو یقین مانو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور آپ کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت سنا دیں۔

حج اکبر سے کیا مراد ہے؟: (۳) حج اکبر سے قربانی والا دن (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) مراد ہے۔ جو حج کے دیگر ایام سے بڑا اور بڑی فضیلت والا ہے۔ یعنی یہ ایک عام اعلان ہے (اور اس سے لوگوں کو شرک سے ڈرایا گیا ہے) کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشرکوں سے بیزار ہیں اور انہیں بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر اب بھی تم شرک سے توبہ کر لو تو تمہارے لئے اچھا ہی اچھا ہے سلامت رہو گے۔ لیکن اگر تم نے اپنی حالت نہیں بدلی اور بدستور کفر و شرک پر جمے رہے تو یقین رکھو تم اللہ کے قبضہ میں ہو اور اس کے اقتدار و ارادہ کے دائرہ میں بند ہو۔ اللہ جس وقت چاہے تمہیں سزا دے سکتا ہے تم اسے عاجز نہیں کر سکتے۔ اے نبی ﷺ آپ انہیں دنیا میں رسوا کن دردناک عذاب کی اور آخرت میں طوق و سلاسل اور گرزوں کی خوفناک سزا کی بشارت سنا دیں۔ ابو ہریرہؓ

فرماتے ہیں بقرہ عید کے دن ابوبکرؓ نے اعلان کرنے والوں میں مجھے بھی بھیجا تھا' ہم سب منیٰ میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کیا جائے (ب) پھر رحمت عالم ﷺ نے ابوبکرؓ کے بعد علیؓ کو سورہ برات سنانے کے لئے بھیجا۔ آپ نے بھی ہمارے ساتھ منیٰ میں لوگوں میں سورہ برات کا اعلان کیا اور یہ بھی کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ عریاں ہو کر طواف کیا جائے (ب)

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب علیؓ کو آپ نے برات کے اعلان کا حکم فرما کر مکہ بھیجا تو میں ان کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا کیا اعلان کرو گے۔ ہم نے جواب دیا کہ یہ اعلان کریں گے کہ ایماندار کے سوا کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا اور خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف نہ کیا جائے اور جس کا معاہدہ اللہ کے رسول ﷺ سے ہو اس کی آخری مدت چار ماہ ہے جب چار ماہ گذر جائیں گے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ مشرکوں سے بری الذمہ سمجھے جائیں گے اور اس گھر کا اس سال کے بعد کوئی مشرک طواف نہ کرے۔ یہ اعلان کرتے کرتے میری آواز بھی بیٹھ گئی تھی (الف)۔ ایک روایت میں ہے) جب علیؓ کی اعلان کرتے کہتے آواز بیٹھ گئی تو میں اعلان کرنے لگا۔ میں نے پوچھا کن کن باتوں کا اعلان تھا۔ فرمایا چار باتوں کا ننگے ہو کر طواف نہ کیا جائے' جس کا اللہ کے رسول ﷺ سے معاہدہ ہو اس کا معاہدہ اس کی مدت تک رہے گا جنت میں ایماندار ہی جائے گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے (ابن جریرؒ)

لہٰذا جن مشرکوں سے عام معاہدہ تھا اس کی چار ماہ مدت مقرر کر دی گئی اور جن سے معاہدہ میں مدت کی صراحت تھی وہ بدستور باقی رہی۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٤﴾

علاوہ ان مشرکوں کے جن سے تم معاہدہ کر چکے ہو اور انہوں نے تم سے اس میں کچھ بھی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی۔ لہٰذا تم بھی ان کے معاہدے کی مدت پوری کر دو یاد رکھو اللہ پارساؤں کو پسند فرماتا ہے۔

مطلق معاہدے میں چار ماہ کی مہلت ہے: (۴) مذکورہ بالا احادیث کا اور اس آیت کا ایک ہی مطلب ہے یعنی اگر مطلق معاہدہ ہوا ہے تو اس کی مدت چار ماہ مقرر ہے اور اگر معاہدے میں مدت کی صراحت ہے تو پھر اس مدت کو پورا کرنا پڑے گا۔ بشرطیکہ حلیف بھی معاہدے کی شرائط کا پابند رہے اور کسی شرط کی خلاف ورزی نہ کرے اور مسلمانوں کے خلاف کسی کو مدد نہ پہنچائے اور ان کے خلاف کسی قوم کو نہ ابھارے۔ اس حلیف کے معاہدے کی مدت پوری کرنی ضروری ہے اسی وجہ سے اللہ نے اس معاہدے کے پورا کرنے کا شوق دلایا اور فرمایا کہ جو اللہ سے ڈر کر اپنے عہد پورے کرتے ہیں' اللہ انہیں محبوب رکھتا ہے۔

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا

وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝٥

پھر جب حرمت والے مہینے بیت جائیں تو جہاں کہیں بھی مشرکوں کو دیکھو قتل کر ڈالو انہیں پکڑ لو انہیں گھیر لو اور ہر کمین گاہ میں ان کی تاک میں جا بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کر لیں نماز قائم کرنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ یاد رکھو اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حرمت والے مہینوں کا بیان: (۵) اس جگہ حرمت والے مہینوں سے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب کے مہینے مراد ہیں جن کا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ الخ میں بیان ہے (ابن جریر)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان مہینوں سے وہ مہینے مراد ہیں جن میں مشرکوں کو امن دی گئی تھی کہ وہ چار ماہ تک ملک میں چل پھر لیں، پھر جب یہ مہینے گذر جائیں تو پھر جہاں کہیں مشرکوں کو پاؤ قتل کر دو یا گرفتار کر لو یہ حکم عام ہے حرم اور غیر حرم دونوں کو شامل ہے۔ مگر سورہ بقرہ کی آیت اس کو خاص کر دیتی ہے۔ فرمایا وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ (بقرہ ۲:۱۹۱) حرمت والی مسجد کے پاس کافروں سے نہ لڑو جب تک کہ وہ اس جگہ تم سے نہ لڑیں۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑ رہے ہیں تو تم انہیں حرم میں بھی قتل کر سکتے ہو۔

مشرکوں کو اسلام کے لئے مجبور کر دو: پھر فرمایا انہیں جہاں پاؤ خواہ قتل کر دو یا گرفتار کر لو اور ان کا محاصرہ کر لو اور ہر کمین گاہ میں ان کی تاک میں بیٹھ جاؤ یعنی محض مشرکوں کے پائے جانے پر قناعت نہ کرو بلکہ ان کے محلوں میں اور قلعوں میں جا کر ان کا محاصرہ کر لو اور ہر راہ پر اور ہر موڑ پر ان کی تاک میں بیٹھ جاؤ تاوقتیکہ ان پر کشادہ راہ تنگ نہ ہو جائے اور تم انہیں اسلام یا قتل کی طرف مجبور نہ کر دو۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ اگر وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں اور نماز قائم رکھنے لگیں اور زکوٰۃ بھی دینے لگیں تو اب ان کا راستہ چھوڑ دو۔ صدیقؓ نے زکوٰۃ روکنے والوں سے اسی آیت اور اس کے ہم معنی آیتوں سے لڑنے پر استدلال کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان سے جنگ حرام ہے جو مسلمان ہو کر اسلام کے تقاضے قائم رکھتے ہوں۔ اس آیت میں ارکان اسلام ترتیب کے ساتھ بیان کئے گئے یعنی پہلے رکن الٰہی کا بیان فرمایا۔ پھر اس کے بعد والے کو کیونکہ توحید و رسالت کے بعد سب سے اعلیٰ رکن نماز کا قیام ہے جو اللہ کا حق ہے، پھر اس کے بعد زکوٰۃ ہے جس کا فائدہ ناداروں اور محتاجوں کو پہنچتا ہے، اور لوگوں کا سب سے بڑا حق جو مسلمانوں کے ذمہ ہے وہ ادائے زکوٰۃ ہے۔ اسی وجہ سے قرآن میں اکثر نماز و زکوٰۃ کا بیان ملا جلا آتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جب تک کہ وہ توحید و رسالت کا اقرار نہ کر لیں اور نماز و زکوٰۃ کے پابند نہ ہو جائیں۔ (ق)

آیت سیف: اسی آیت کو آیت سیف کہا جاتا ہے جس کے بارے میں وارد ہے کہ اس آیت سے تمام معاہدے اور ان کی مدتیں منسوخ ہو گئیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں (اس آیت کی رو سے) نزول برات سے حرمت والے مہینے گذر جانے کے بعد کسی مشرک کا کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا اور برات کے اترنے سے پہلے جن مشرکوں سے معاہدہ تھا اس کی مدت براۃ کے اعلان والے دن سے دس ربیع الثانی تک چار ماہ مقرر ہوگئی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ حیفوں پر بھی تلوار اٹھائیں اگر وہ مسلمان نہ ہوں اور برابری کے ساتھ معاہدے توڑ دیں اب فقط اسلام یا جہاد ہی ہے۔

رحمت عالم ﷺ چار تلواروں کے ساتھ مبعوث ہوئے: اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو چار تلواریں دے کر مبعوث فرمایا

چنانچہ عرب کے مشرکوں کے حق میں حکم ہے کہ انہیں جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کر ڈالو (ابن ابی حاتم) میری رائے میں۔ دوسری تلوار اہل کتاب کے بارے میں ہے فرمایا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الخ (توبہ ۹:۲۹) ان سے جہاد کرو جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام فرمایا ہے اسے حرام نہیں سمجھتے اور سچا دین قبول نہیں کرتے یعنی اہل کتاب سے جب تک وہ ذلیل ہو کر جزیہ قبول نہ کریں تیسری کتاب منافقوں سے جہاد ہے فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ الخ (تحریم ۶۶:۹) اے نبی ﷺ آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد کرتے رہیں۔ چوتھی تلوار باغیوں اور غداروں سے جہاد ہے۔ فرمایا وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا الخ (حجرات ۴۹:۹) اگر دو مسلمان جماعتیں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ پھر اگر کوئی کسی پر زیادتی سے پیش آئے تو تم زیادتی کرنے والی جماعت سے لڑو جب تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ کر نہ آ جائے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ ع

اگر آپ سے کوئی مشرک پناہ مانگنے لگے تو آپ اسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے' پھر اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں یہ اس لئے کہ یہ قوم علم سے خالی ہے۔

اگر کوئی مشرک امن مانگے تو امن دے دی جائے: (۶) پیغمبر اسلامؑ کو حکم ہے کہ آپ کو جن مشرکوں سے جہاد کا حکم ہے اگر ان میں سے کوئی مشرک آپ سے امن مانگے تو آپ اسے امن دے دیں جب تک کہ آپ اسے قرآن پڑھ کر نہ سنا دیں تاکہ قرآن اس کے کان میں پڑ جائے اور دینی تعلیمات سے بھی آشنا ہو جائے اور اس پر اللہ کی حجت پوری ہو جائے' پھر آپ اسے اپنے امن ہی میں اس کی جائے پناہ تک پہنچا دیں یعنی اسے اس وقت تک امن حاصل ہے جب تک کہ وہ اپنے گھر نہ چلا جائے۔ ہم نے ان جیسے لوگوں کو امن طلب کرنے پر امن دینے کا قانون اس لئے بنایا ہے کہ انہیں اللہ کا دین معلوم ہو جائے اور اللہ کے بندوں میں اللہ کا دین پھیل جائے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷﴾

مشرکوں کا معاہدہ اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کیسے برقرار رہ سکتا ہے ہاں جن سے تم نے حرمت والی مسجد کے پاس عہد کیا ہے جب تک وہ تم سے عہد نبھائیں تم بھی نبھاؤ۔ یاد رکھو اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے

مشرکوں سے برات کی حکمت: (۷) مشرکوں سے برات کی اور انہیں چار ماہ مہلت دینے اور پھر تلوار سے فیصلہ کرنے کی حکمت کا بیان ہے کہ مشرکوں کی امن و سلامتی کیسے برقرار رہ سکتی ہے اور کیسے وہ کفر و شرک پر قائم چھوڑے جا سکتے ہیں۔ ہاں انہیں

جن سے تم نے حرمت والی مسجد کے پاس معاہدہ کیا تھا امن حاصل ہے۔اس سے صلح حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے۔فرمایا هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ الخ (فتح ۴۸:۲۵) انہیں کافروں نے تمہیں حرمت والی مسجد سے اور ٹھہرائی ہوئی قربانیوں کو ان کی جگہ پر پہنچنے سے روک دیا تھا۔ پھر فرمایا اگر وہ عہد نبھائیں تو تم بھی نبھاتے رہو یعنی دس سال کے لئے تم نے جن جن شرطوں پر صلح کی ہے۔اگر وہ ان شرطوں کے پابند رہیں تو تم بھی رہو اور اگر وہ کسی شرط کی خلاف ورزی کریں تو تم بھی معاہدے سے بری الذمہ سمجھے جاؤ گے۔اللہ کے رسول ﷺ نے اور مسلمانوں نے اس آیت کے مطابق عمل کر کے دکھایا مکہ والوں سے یہ معاہدہ ذی قعدہ ۶ھ میں ہوا۔آخر قریش نے خلاف ورزی کی اور اللہ کے رسول ﷺ کے حلیف خزاعہ کے خلاف اپنے حلیف بنی بکر کو ابھارا اور ان کے ساتھ مل کر بنی خزاعہ کو حرم کے اندر تہ تیغ کیا آخر آپ نے رمضان ۸ھ کو مکہ پر حملہ کر دیا اور اللہ نے حرمت والا شہر آپ کے قبضہ میں دے کر آپ کو مکہ والوں کی گردنوں کا مالک بنا دیا۔غلبہ کے بعد جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے آپ نے ان سب کو چھوڑ دیا اسی لئے انہیں طلقاء کہا جاتا تھا یہ لوگ تقریباً دو ہزار تھے اور جو کفر پر اڑے رہے اور اللہ کے رسول ﷺ کے ڈر سے بھاگ گئے۔آپ نے انہیں بھی چار ماہ کے لئے امن دے دی کہ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔' چنانچہ صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل انہیں لوگوں میں سے تھے' پھر انہیں بھی پکا سچا مسلمان بنا دیا۔اللہ اپنے تمام کاموں پر لائق تعریف ہے۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸

ان کے معاہدے کا کیا بھروسہ اگر وہ تم پر غالب آ جائیں تو وہ تمہارے حق میں نہ رشتہ داری کا انتظار کریں اور نہ معاہدے کا یہ اپنی زبانوں سے تو تمہیں خوش کر رہے ہیں اور ان کے دل تمہارا انکار کر رہے ہیں اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

مشرکوں سے قطع تعلق: (۸) اللہ مسلمانوں کو ہدایت فرما رہا ہے کہ وہ مشرکوں سے عداوت و بیزاری کا اظہار کریں اور ان سے تعلقات منقطع کر دیں۔ کیونکہ ان کے معاہدے کا کوئی بھروسہ نہیں۔ جب یہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اس کے رسول کو نہیں مانتے تو ان کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں اور اس لئے بھی کہ اگر عنان حکومت ان کے ہاتھ میں آ جائے تو تمہارے بارے میں انہیں نہ تو رشتے داری کا لحاظ باقی رہے اور نہ عہد و پیمان کا۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱

یہ تھوڑی سی قیمت پر اللہ کی آیتیں فروخت کر کے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روک رہے ہیں۔ان کے یہ کرتوت انتہائی برے ہیں یہ کسی

مومن کے بارے میں قرابت کا لحاظ نہیں رکھتے اور نہ معاہدے کا۔ یہی لوگ حد سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ پھر اگر یہ توبہ کرلیں، نماز قائم رکھیں، زکوۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم اہل علم کے لئے تفصیل سے اپنی آیتیں بیان کر رہے ہیں۔

ترغیب جہاد: (۹) مسلمانوں کو ترغیب جہاد ہے اور مشرکوں کو برائی ہے کہ انہوں نے قرآن کی پیروی کے بدلے دنیا کی چند حقیر و حسین چیزیں پسند کرلیں اور مسلمانوں کو بھی حق کی پیروی سے روک رہے ہیں ان کے یہ سیاہ کرتوت قابل مذمت ونفرت ہیں۔ (۱۰) تفسیر اوپر گذر چکی (۱۱) تفسیر اوپر گذری چکی۔ رحمۃ للعالمین نے فرمایا جو دنیا سے خلوص پر توحید پر، ترک شرک پر اور نماز وزکوۃ کی پابندی پر سدھار جائے اللہ اس سے خوش ہے۔ یہی اللہ کا وہ دین ہے جسے اس کے رسول لے کر آئے اور فتنوں اور خواہشات کی پیروی سے پہلے پہلے نبیوں نے اپنے رب کی طرف سے لوگوں کو اسی کی تبلیغ کی، قرآن بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (بزار) (بزار کہتے ہیں میرے خیال میں ''اللہ اس سے خوش ہے'' تک تو حدیث ہے باقی ربیع کا قول ہے)

وَإِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

اگر یہ معاہدے کے بعد بھی اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں رخنے نکالیں تو تم ان کفر کے پیشواؤں سے جہاد کرو۔ یقیناً ان کی قسمیں بے کار ہیں۔ شاید یہ باز آ جائیں۔

پیغمبر اسلام و اسلام کی توہین کرنے والوں کے قتل کی دلیل: (۱۲) یعنی تم نے جن مشرکوں سے ایک مقررہ مدت تک معاہدہ کرلیا ہے اگر یہ معاہدے کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں، اور تمہارے دین میں رخنے نکالیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جہاد کرو۔ اسی آیت سے رحمت عالم ﷺ کو گالیاں دینے والے کے قتل پر استدلال کیا گیا ہے اور اس کے قتل پر بھی جو اسلام کی برائی کرے اور اس کی توہین کرے۔ پھر فرمایا چونکہ ان کے عہد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے ان سے جہاد کرو تاکہ کفر وشرک سے باز آ جائیں۔ کفر کے پیشواؤں سے کفر اور کفار کے سرپرست مراد ہیں۔ مصعبؒ بن سعدؓ بن ابی وقاص: کہتے ہیں ایک دفعہ سعد ایک خارجی کے پاس سے گذرے خارجی بولا کہ یہ کفر کے سرداروں میں سے ہیں۔ سعدؓ نے کہا تو جھوٹا ہے میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کفر کے سرداروں سے جنگ کی تھی (ابن مردویہ)

صدیقؓ اکبر نے شام کو لشکر روانہ کرتے وقت لشکر سے فرمایا کہ تمہیں کچھ ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کا درمیانی سر منڈا ہوا ہوگا تم اسی شیطان کی بیٹھک پر تلوار مار کر ان کا کام تمام کردو۔ اللہ کی قسم مجھے دوسرے ستر لوگوں کے قتل سے ان کے ایک شخص کا قتل زیادہ محبوب ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (ابن ابی حاتم)۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ

وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾

تم ان لوگوں سے جنگ کیوں نہیں کرتے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور اس نبی کو جلاوطن کرنے کا قصد کر بیٹھے اور خود ہی تم سے شروع میں چھیڑ چھاڑ کی۔ کیا تمہیں ان کا خوف ہے اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔ تم ان سے جنگ چھیڑ دو۔ اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں سزا دینے والا اور انہیں ذلیل کرنے والا ہے اور ان کے خلاف تمہاری مدد فرمائے گا اور ایمان والوں کے کلیجے ٹھنڈے فرمائے گا اور ان کے دلوں کا غم دور فرمائے گا۔ اللہ جس پر چاہے اپنی رحمت سے توجہ فرمائے اور اللہ بڑے بھاری علم و حکمت والا ہے

جہاد کا بیان: (۱۳) ان آیتوں میں بھی مسلمانوں کو مشرکوں سے جنگ کرنے پر ابھارا جا رہا ہے کیونکہ مشرک اپنی قسمیں اور عہد توڑنے کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول کو جلاوطن کرنے کا بھی ارادہ کر چکے تھے۔ چنانچہ فرمایا (۱) وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (انفال ۸: ۳۰) آپ وہ وقت یاد کریں جب کافر آپ کے بارے میں تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو گرفتار کر لیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ تدبیریں سوچ رہے تھے اور اللہ بھی انہیں ان کی تدبیروں کے وبال میں پھانس رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر والا ہے (۲) يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ (ممتحنہ ۶۰: ۱) یہ مشرک رسول ﷺ کو اور تم کو اس قصور پر (مکہ سے) نکال رہے ہیں کہ تم اللہ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لے آئے ہو۔ مشرک آگ بگولا بن کر کھڑے ہو جاتے تھے کہ مکہ سے آپ کو نکال باہر کریں۔ پھر فرمایا شروع میں چھیڑ انہوں نے ہی اٹھائی تھی یعنی قافلہ کی مدد کے لئے بدر کے موقعہ پر مسلمانوں کے مٹانے کو پہلے یہی نکلے تھے۔ پھر جب قافلہ بچ کر صحیح سالم نکل گیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ قافلہ بچ گیا ہے تو بغاوت و غرور کے مارے اللہ کا نور بجھانے کے لئے مسلمانوں سے جا بھڑے جس کا واقعہ بیان ہو چکا یعنی جنگ بدر پھر فرمایا کیا تمہیں ان کا خوف ہے، تمہیں تو سب سے زیادہ اللہ کا خوف چاہئے کیونکہ وہی خوف کئے جانے کا زیادہ حقدار ہے لہٰذا ان سے نہ ڈرو، اللہ ہی سے ڈرو۔ لوگوں کو اللہ ہی کی سطوت و شوکت سے اور اس کے خوفناک عذابوں سے ڈرنا چاہئے کیونکہ اسی کے اختیار میں سب کچھ ہے جو کچھ اس نے چاہا وہی ہوا اور جو کچھ چاہے گا وہی ہو گا۔

جہاد کا فلسفہ: (۱۴-۱۵) جہاد کے فلسفہ کا بیان ہے۔ جہاد مسلمانوں پر فرض ہوا حالانکہ اللہ جہاد کے بغیر بھی دشمن کو تباہ کرنے پر قادر ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تمہارے ہاتھوں سے کافروں کو سزا دینا اور انہیں خوب ذلیل کرنا چاہتا ہے تاکہ تمہارے دلوں کے ارمان نکل جائیں۔ کلیجے ٹھنڈے ہو جائیں اور غم و غصہ دور ہو جائے۔ جہاد صحابہ کرام ہی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور فتح و کامرانی سے نہ صرف انہیں کے بلکہ تمام مسلمانوں کے خصوصاً بنی خزاعہ کے کلیجے ٹھنڈے ہوئے اور ان کے دلوں کا غم و غصہ دور ہوا۔

پھر فرمایا اللہ جس بندے پر چاہے اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور اللہ بندوں کی مصلحتیں خوب جانتا ہے، وہ اپنے شرعی اور کونی اقوال و افعال میں بڑی حکمت والا ہے جو چاہے کر گذرے اور جس حکم کا ارادہ فرمائے نافذ فرما دے وہی انصاف پرور حاکم و

بادشاہ ہے جو کبھی ظلم نہیں کرتا اور رائی بھر نیکی یا بدی ضائع نہیں فرماتا اور اس کا بھی دنیا میں اور آخرت میں بدلہ عطا فرماتا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ
يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۧ ﴿۱۶﴾ ع۸

کیا تمہارا خیال ہے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ اللہ نے ابھی انہیں الگ نہیں کیا جو تم میں سے مجاہد ہیں اور اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا راز دار نہیں بناتے اور اللہ تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے۔

مسلمانوں کو بھی امتحان لئے بغیر نہیں چھوڑا جاتا: (۱۶) یعنی ہم بلا امتحان کے مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑیں گے اور تمہیں چند ایسی باتوں سے آزمائیں گے جن سے پکے سچے مسلمانوں میں اور منافقوں میں امتیاز ہو جائے۔ وَلِيْجَةً راز دار۔ لہٰذا پکے سچے مسلمان وہ ہیں جو جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ظاہر و باطن میں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی میں لگے رہیں۔ چونکہ ایک قسم کے بیان سے دوسری قسم خود بخود معلوم ہو رہی تھی اس لئے دوسری قسم چھوڑ دی گئی۔ دوسری جگہ فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا (عنکبوت ۲۹:۲'۳) کیا لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ ایمان لانے کے بعد بلا آزمائے ہوئے چھوڑ دئے جائیں گے، ہم نے تو ان سے پہلے مسلمانوں کو بھی آزمایا تھا تاکہ اللہ سچوں کو جھوٹوں سے الگ کر دے۔ (۳) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ (آل عمران ۳:۱۴۱) کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے اور اللہ صبر آزما مجاہدوں کو الگ نہ کرے گا۔ (۴) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (آل عمران ۳:۱۷۹) اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ایمان والوں کو ان کی موجودہ حالت پر چھوڑ دے جب تک کہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے۔ غرض یہ کہ جہاد میں ایک زبردست حکمت کارفرما ہے کہ فرمانبرداروں اور غداروں میں تمیز ہو جائے اگرچہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے جو کچھ ہونے والا ہے وہ بھی اسے معلوم ہے اور جو کچھ نہیں ہوا وہ جس وقت بھی اور جس طرح بھی ہوگا اسے خوب معلوم ہے کسی چیز کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ اسے خوب جانتا ہے اور ہر چیز کی حالت سے پہلے ہی سے واقف کار رہتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ دنیا بھی سچوں اور جھوٹوں کو پہچان جائے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر لے اللہ ہی تنہا حقدار عبادت ہے، وہی کائنات کا رب ہے اور اس کی تقدیر و ارادے کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ
مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى
الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

مشرکوں کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ وہ تو آپ ہی اپنے کفر پر گواہ ہیں، انہیں کے عمل غارت ہو گئے اور یہ ہمیشہ

کے لئے جہنمی ہیں۔اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جن کا اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے جو نماز کے پابند ہیں زکوٰۃ نکالتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے یقین ہے کہ یہی لوگ راہ پا گئے ہیں۔

مشرک مسجدوں کی تولیت کے اہل نہیں: (۱۷) یعنی جو مسجدیں اللہ کی رضا کے لئے بنائی گئی ہیں انہیں مشرک آباد نہیں رکھ سکتے۔یہاں مسجد سے مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ مراد ہے جس کے معمار اول خلیل اللہ ہیں اور جو دنیا میں سب سے پہلا اللہ کی عبادت کا گھر ہے۔مشرک اپنے حال و قال سے اپنے شرک پر آپ گواہ ہیں اگر تم کسی عیسائی سے پوچھو کہ تمہارا دین کیا ہے تو وہ اپنے کو عیسائی بتائے گا اسی طرح یہودی اپنے کو یہودی بتائے گا غرض یہ کہ ہر فرقہ اسی عقیدے کی گواہی دے گا جس پر وہ جما ہوا ہے مشرک اپنے حال و قال سے اپنے شرک کے خود گواہ ہیں۔پھر فرمایا اسی شرک سے ان کے عمل غارت ہوئے اور ہمیشہ کے لئے جہنمی ہوئے فرمایا وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ الخ (انفال ۸:۳۴) بھلا اللہ انہیں کس طرح سزا نہ دے جبکہ یہ حرمت والی مسجد سے مسلمانوں کو روک رہے ہیں حالانکہ وہ اس کے اہل بھی نہیں اس کے اہل تو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔لیکن اکثر لوگ علم سے بے بہرہ ہیں۔

مسجدیں آباد کرنے والے ایمان والے ہیں: (۱۸) یعنی اللہ کی مسجدیں آباد کرنے والے وہی ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے اور جو اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے بھی نہیں۔اس آیت میں اللہ نے مسجدیں آباد کرنے والوں کے ایمان کی گواہی دی ہے۔رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا جب تم کسی کو مسجد کا عادی دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی (تا حاکم ابن مردویہ)

پھر فرمایا ایمان لا کر نماز قائم رکھتے ہیں جو سب سے اعلیٰ درجہ کی بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ کے بھی پابند ہیں جو رفاہ عام کے کاموں میں سب سے بہترین عمل ہے اور جس سے عوام کو فیض پہنچتا ہے اور اللہ کے سوا دنیا کی کسی طاقت سے ڈرتے نہیں یقین ہے کہ یہی راہ پر ہیں۔ابن عباسؓ فرماتے ہیں جس نے اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور اس کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لے آیا' پنج وقتہ نماز کا پابند رہا اور اللہ کے سوا کسی غیر کی عبادت نہیں کی وہ راہ یافتہ ہے) کیونکہ قرآن کا ہر عسیٰ یقین کے معنی میں ہے۔فرمایا عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (اسراء ۱۷:۷۹) یقین ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں بھیج دے یعنی مقام شفاعت عطا فرمادے)

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑲ م اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ
هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ⑳ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ
لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ㉑ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

وقف لازم

عَظِیْمٌ ﴿۲۲﴾

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور حرمت والی مسجد کی خدمت کرنا اس کے برابر قرار دے دیا ہے جس کا اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ یہ دونوں اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ جو ایمان لائے اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا ان کا درجہ اللہ کے نزدیک بہت بڑھا ہوا ہے اور یہی کامرانی پانے والے ہیں' ان کا رب انہیں اپنی رحمت و رضا کی اور ایسی جنتوں کی بشارت دے رہا ہے جہاں دائمی نعمتیں ہیں اور جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' یاد رکھو اللہ کے پاس بڑے بڑے صلے ہیں۔

شرک کے ساتھ بڑی سے بڑی نیکی بھی رد کر دی جاتی ہے: (۱۹۔۲۲) مشرک بولے کہ بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانا ایمان و جہاد سے بہتر ہے۔ و نیز مشرکین مکہ کو خدمات حرم پر بڑا ناز تھا اور بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ ہم کعبہ کے متولی اور خدمت گار ہیں اسی غرور کو اللہ نے یہاں بیان فرما کر حرم کے خدمت گار مشرکوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تمہارے سامنے میری آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم بے پرواہ ہو کر ان سے منہ موڑ کر اپنی بکواس میں لگ جاتے ہو لہٰذا تمہارا حرم و حجاج کی خدمت پر فخر کرنا سراسر بے جا ہے یوں تو ایمان و جہاد ہر حالت میں اچھا ہے لیکن تمہارے مقابلے میں تو ایمان و جہاد کی قیمت اور بھی بیش بہا ہے کیونکہ شرک کی نحوست کے ساتھ بیت اللہ کی اور حاجیوں کی خدمت کی سعادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ پھر فرمایا مجاہد و مشرک اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ان ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا جو خود کو حرم کا خدمت گار سمجھتے ہیں حالانکہ شرک کی وجہ سے بڑے ظالم و بے شرم ہیں۔ شرک ان کی ہر نیکی کھا جاتا ہے۔

نعمان بن بشیر فرماتے ہیں ایک شخص بولا اگر میں اسلام لا کر کوئی عمل نہ کروں اور حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں تو یہی عمل میرے لئے کافی ہے۔ دوسرا بولا حرمت والی مسجد کی خدمت ہی میرے لئے کافی ہے تیسرا بولا تمہارے دونوں عملوں سے اللہ کی راہ میں جہاد افضل ہے' آخر عمرؓ نے تینوں کو ڈانٹ کر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے منبر کے پاس شور نہ کرو یہ جمعہ کا دن تھا جب ہم جمعہ پڑھ چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ سے یہ مسئلہ پوچھا تو اس پر یہ آیت اتری (عبدالرزاق)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا
الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾
قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ
وَاَمْوَالُۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ
اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ ع ۹

مومنو! اپنے باپ دادا کو اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان چھوڑ کر کفر محبوب رکھیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی گانٹھے گا وہی ظالم ہے۔ آپ فرما دیں اگر تمہیں تمہارے باپ دادا' تمہارے لڑکے بالے' تمہارے بھائی بند' تمہاری بیویاں تمہارا خاندان' تمہاری کمائی ہوئی دولت' تمہاری وہ تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں کھٹکا لگا رہتا ہے اور تمہارے پسندیدہ مکانات اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہوں تو اللہ کے عذاب کے آ جانے کا انتظار کرو اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

مشرکوں سے ترک موالات کا حکم: (۲۳) مشرکوں سے ترک موالات کا حکم ہے اگرچہ وہ قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہوں جب کہ انہیں کفر محبوب ہو اور ایمان کی ان کی نگاہ میں کوئی قیمت نہ ہو پھر مشرکوں سے محبت کی پینگیں بڑھانے والوں کو ڈانٹا کہ تم راہ انصاف سے قطعی ہٹے ہوئے ہو۔ فرمایا لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (مجادلہ ۵۸:۲۲) آپ ان کو جن کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے ان سے دوستانہ تعلقات بڑھاتے ہوئے نہ پائیں گے جو اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان جما دیا ہے اور اپنی روح سے ان کی تائید فرمائی ہے اور اللہ انہیں ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے اندر نہریں جاری ہیں۔

بیٹے کے ہاتھ سے مشرک باپ کا قتل: بدر کے دن ابو عبیدہؓ بن جراح کا باپ ان کے سامنے اپنے دیوتاؤں کی بڑائی کرنے لگا۔ ابو عبیدہؓ پہلے تو طرح دیتے رہے مگر جب وہ خاموش ہی نہیں ہوا تو آپ نے اسے قتل کر ڈالا اس پر یہ آیت اتری (بیہقی)

(۲۴) اللہ اپنے پیارے رسول ﷺ سے فرما رہا ہے کہ آپ انہیں دھمکا دیں جو اپنے گھر والوں کو رشتہ داروں کو اور خاندان والوں کو اللہ پر اس کے رسول ﷺ پر اور اللہ کی راہ میں جہاد پر ترجیح دیتے ہیں کہ اگر یہ تمام چیزیں تم کو اللہ سے اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ عمرؓ کہتے ہیں (اللہ کے رسول کا دست مبارک اپنے ہاتھوں میں لے کر) یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم آپ مجھے بجز جان کے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ سمجھے۔ اس پر عمرؓ نے کہا اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ فرمایا عمر اب تم کامل مومن ہوئے (ب)۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝۲۵ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۶ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۷

دیکھو اللہ نے اکثر مقامات پر تمہاری مدد فرمائی اور جنگ حنین میں بھی جب تم کو اپنی کثرت پر گھمنڈ تھا لیکن اس سے تم کو کوئی فائدہ نہ ہوا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے پھر اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مسلمانوں پر اپنی تسکین اتاری اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور کافروں کو سزا دی۔ کافروں کی یہی جزا تھی۔ پھر اس کے بعد جس پر اللہ چاہے اپنی رحمت سے توجہ فرمائے اور اللہ پاک بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے۔

فتح غیبی مدد پر موقوف ہے: (۲۵) سورہ برات کی سب سے پہلے یہی آیت اتری۔ اللہ مسلمانوں کو اپنا احسان یاد دلا رہا ہے کہ اس نے تمہیں اکثر موقعوں پر کامیاب بنایا۔ تمہاری فتح اللہ کی غیبی مدد پر اور اس کے لکھے ہوئے فیصلہ کے مطابق تھی اکثریت کی رہین منت نہ تھی یاد کرو جنگ حنین میں تمہیں اپنی اکثریت پر ناز ہو گیا تھا مگر تمہیں اکثریت سے کچھ فائدہ نہیں پہنچا اور تم بجز چند صحابہؓ اور اللہ کے رسول ﷺ کے میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے پھر اللہ نے رسول کے پاس والے مسلمانوں پر اپنی غیبی مدد بھیجی۔

جنگ حنین کا واقعہ: شوال ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد حنین کا واقعہ پیش آیا جب رحمتہ للعالمین مکہ فتح کر کے تمام انتظامات فرما چکے اور مکہ کے عوام مسلمان ہو چکے اور آپ انہیں آزاد بھی فرما چکے تو آپ کو خبر لگی کہ بنی ہوازن آپ سے لڑنے کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں جن کا امیر مالک بن عوف نضری ہے اور ان کی امداد کے لئے تمام ثقفی، جشمی، سعدی کچھ ہلالی، کچھ عمروی اور کچھ عوفی تیار ہیں۔ یہ لوگ معہ اپنی بیوی بچوں بکریوں اور اونٹوں کے اور تمام خانگی ساز و سامان کے میدان میں اتر آئے ہیں۔ یہ سن کر رحمتہ للعالمین اسی لشکر کو جو آپ مکہ کی فتح کے لئے لائے تھے اور اس میں دس ہزار مہاجر و انصار تھے اور دیگر قبیلے بھی شامل تھے علاوہ ازیں نو مسلم بھی تقریباً دو ہزار کی تعداد میں شامل تھے لے کر روانہ ہوئے۔ دشمن سے ایک میدان (حنین) میں جو مکہ اور طائف کے درمیان پڑتا تھا جا بھڑے۔ صبح صبح گھمسان کی لڑائی ہوئی مگر ہوازن کی فوج جو یہاں چھپی ہوئی تھی اندھیرے میں بے خبری میں مسلمانوں پر تیروں اور تلواروں سے ٹوٹ پڑی۔ مسلمان اس بے پناہ حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن میدان میں اللہ کے رسول ﷺ ڈٹے رہے۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے جسے آپ دشمن کی طرف بڑھا رہے تھے اور عباس خچر کی سیدھی لگام تھامے ہوئے تھے اور ابوسفیان بائیں لگام اور اسے پیچھے کی طرف کھینچ رہے تھے تاکہ تیزی سے دشمن کی طرف نہ جا سکے اور آپ اپنا نام لے لے کر مسلمانوں کو بلا رہے تھے کہ واپس آ جاؤ میں اللہ کا نبی ہوں، میں واقعی نبی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اس وقت آپ کے ساتھ میدان جنگ میں صرف سو کے لگ بھگ مسلمان رہ گئے تھے جن میں ابوبکر، عمر، عباس، علی، فضل بن عباس، ابوسفیان، ایمن بن ام ایمن، اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔ پھر آپ نے عباسؓ کو (جو بلند آواز تھے) حکم فرمایا کہ زور سے مسلمانوں کو یہ کہہ کر آواز دو کہ اے درخت والو۔ (اے مہاجر و انصار جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے حدیبیہ کے سال ایک درخت کے نیچے مرنے مارنے پر بیعت رضوان کی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو میدان جنگ میں چھوڑ کر نہ بھاگو۔ چنانچہ عباسؓ نے یہ کہہ کر کہ اے ببول والو! اے سورہ بقرہ والو جو آواز دی تو مسلمان جواب دینے لگے کہ ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں اور وہ بھاگتے بھاگتے میدان جنگ کی طرف مڑ گئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ گئے۔ اگر کسی کی سواری مچل گئی اور واپس نہ ہو سکی تو وہ زرہ پہن کر اس سے اتر پڑا اور اسے چھوڑ کر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا پھر جب کچھ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ پوری طاقت سے حملہ کرو پھر آپ نے اللہ سے فتح کی دعا مانگی اور مٹھی بھر خاک لے کر اور یہ کہہ کر

کہ اے اللہ مجھ سے اپنا وعدہ پورا فرما دشمن کی طرف پھینک دی۔ یہ خاک دشمن کے ایک ایک شخص کے منہ پر اور آنکھوں میں جا پڑی' دشمن آنکھیں ملتے کے ملتے رہ گئے۔ اتنے میں مسلمان ان پر ٹوٹ پڑے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے' دشمن بری طرح سے میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا مسلمانوں نے ان کا دور تک تعاقب کیا اور انہیں قتل وگرفتار کرتے رہے۔ پھر جب باقی مسلمان آپ کے پاس پہنچتے ہیں تو دشمن کے قیدی آپ کے سامنے پڑے ہوئے تھے۔ براء بن عازب سے ایک شخص نے پوچھا کیا تم جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے فرمایا ہاں لیکن اللہ کے رسول ﷺ ڈٹے رہے۔ بنی ہوازن تیر اندازی میں مشہور تھے پھر جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا تو ہم نے ان پر ایسا حملہ کیا جس سے وہ پسپا ہو گئے۔ لوگ غنیمت کا مال جمع کرنے لگے انہوں نے موقعہ پا کر ہم پر ایسے تیر برسائے کہ ہمارے پاؤں اکھڑ گئے۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سفید خچر پر سوار دیکھا ابوسفیان اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ آپ فرمارہے تھے میں واقعی اللہ کا نبی ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں (ق)۔ یہ آپ کی کمال شجاعت کی دلیل ہے کہ آپ میدان جنگ میں جبکہ آپ کی فوج آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئی تھی ایک سفید خچر پر سوار ہیں جو دور سے اپنی سفیدی کی وجہ سے ممتاز نظر آ رہا ہے اور تیز رفتار بھی نہیں اور نہ حملہ کرنے کے قابل ہے اور نہ بھاگ جانے کے قابل ہے آپ ایڑ لگا کر اس کو دشمن کی طرف بڑھا رہے ہیں اور دشمن کو اپنا نام بھی بتاتے جا رہے ہیں تاکہ نہ جاننے والا بھی جان جائے کہ یہی مسلمانوں کے نبی ہیں اللہ کی آپ پر دائمی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں دراصل آپ کو اللہ پر پورا پورا بھروسہ تھا اور یقین کامل تھا کہ اللہ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا آپ کا دین مکمل فرمائے گا اور اسے تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

جنگ حنین میں امداد غیبی: (۲۶) اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر اور آپ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں پر اپنی تسکین اتاری اور ایسا لشکر ان کی امداد کے لئے بھیجا جو مسلمانوں کو دکھائی نہ دیتا تھا۔ ایک مشرک فوجی کہنے لگا جب ہمارا مسلمانوں سے مقابلہ ہوا تو وہ ہمارے مقابلہ پر ذرا سی دیر بھی نہ ٹھہر سکے۔ ہم نے ان کا تعاقب کیا آخر کار ہم ایک سفید خچر والے کے پاس پہنچے۔ آپ اللہ کے رسول ﷺ تھے اور آپ کے پاس گورے گورے اور خوبصورت نوجوان تھے۔ انہوں نے ہم سے کہا۔ تمہارے چہرے بگڑ جائیں گے لوٹ جاؤ ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم شکست کھا گئے۔ اور مسلمان ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے (ابن جریر) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں بھی حنین کے لشکر میں تھا لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے صرف آپ کے ساتھ اسی مہاجر وانصار رہ گئے ہم آگے ہی بڑھتے رہے۔ پیچھے نہیں ہٹے یہ وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے تسکین اتاردی تھی۔ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے اچانک خچر کے ٹھوکر لگی اور آپ نیچے کی طرف جھک گئے میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اونچے ہو جایئے۔ اللہ آپ کو ہمیشہ بلند ہی رکھے۔ فرمایا مجھے ایک مٹھی خاک دے دو چنانچہ میں نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر آپ کو دے دی جسے آپ نے دشمن کی طرف پھینک دیا۔ یہ ان کی آنکھوں میں جا پڑی۔ پوچھا مہاجر وانصار کہاں ہیں؟ میں نے کہا اس جگہ۔ فرمایا آواز دے کر۔ بلاؤ۔ میں نے آواز دے کر بلایا چنانچہ وہ تاروں جیسی چمکیلی تلواریں لئے ہوئے آگئے اور مشرکوں کے پاؤں اکھڑ گئے (بیہقی۔ الف)

(۲۷) جو بنی ہوازن باقی رہ گئے اللہ نے ان پر اپنی مہربانی فرمائی مسلمان ہو گئے اور رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب آپ فاتحانہ شان سے مکہ کے قریب مقام جعرانہ میں تشریف لا چکے تھے تو یہ لوگ آپ سے جا ملے یہ واقعہ جنگ حنین

سے تقریباً بیس دن کے بعد کا ہے آپ ﷺ نے انہیں اختیار دیا کہ یا تو اپنے قیدی واپس لے لیں یا مال لیکن انہوں نے قیدی واپس لے لیے جو تقریباً چھ ہزار تھے جس میں بچے اور عورتیں بھی تھیں آپ نے مال مجاہدوں میں تقسیم فرما دیا اور نومسلموں کو بھی ان کے دل مائل کرنے کی غرض سے سوسو اونٹ دیئے۔ آپ نے مالک بن عوف نضری کو بھی سو اونٹ دیئے اور قوم کی سرداری پر بحال رکھا چنانچہ اس نے اپنے ایک قصیدے میں آپ کی تعریف کی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

اے ایمان والو! مشرک تو نا پاک ہی ہیں لہٰذا یہ اس سال کے بعد حرمت والی مسجد کے قریب بھی نہ آئیں اگر تمہیں ناداری کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تم کو اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے بے نیاز فرما دے گا۔ یاد رکھو اللہ بڑے علم والا اور بڑا ہی حکمت والا ہے' تم ان سے لڑو جن کا اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں اور جو ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جو اللہ نے اور اس کے رسول نے حرام فرما دی ہیں اور سچا دین بھی قبول نہیں کرتے (یعنی اہل کتاب سے) تاوقتیکہ وہ ذلت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا نہ کر دیں۔

مسجدوں میں گندے نہ جائیں: (۲۸) اللہ اپنے ان ایمان والے بندوں کو حکم فرما رہا ہے جن کا دین بھی پاکیزہ ہے اور اور جسم و دل بھی کہ وہ مشرکوں کو جو دین کے اعتبار سے گندے ہیں حرمت والی مسجد کے قریب تک بھی نہ آنے دیں۔ یہ آیت ۹ ھ میں اتری۔ اسی سال آپ نے ابوبکرؓ کے ساتھ علیؓ کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج کرنے نہ آئے اور نہ بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف کیا جائے۔ اللہ کے شرعی اور قدری فیصلہ کے اعتبار سے قیامت تک خانہ کعبہ میں کوئی مشرک نہ جا سکے گا اور نہ اس کا ننگے ہو کر طواف کیا جائے گا۔ یہ شرعی اور قدری حکم پورا ہوا پھر فرمایا کہ اللہ تمہارے مصالح خوب جانتا ہے اور اس کے احکامات و ممنوعات حکمتوں سے لبریز ہیں' وہی اپنے اقوال و افعال میں کامل ہے اور وہ اپنی مخلوق میں حکم و انصاف والا ہے' لہٰذا اس نے تمہاری ان کمائیوں کا بدلہ ذمیوں کے خراج سے پورا فرما دیا۔

(۲۹) یعنی اہل کتاب سے جن کا درحقیقت کسی نبی پر ایمان نہیں کیونکہ جب ان کا محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں تو صحیح معنیٰ میں کسی نبی پر بھی ایمان نہیں اور نہ ان کا کسی کتاب پر ایمان ہے وہ تو اپنی آراء میں خواہشات میں اور باپ دادا کی تقلید میں پھنسے ہوئے ہیں اگر ان کا صحیح معنیٰ میں اپنے دین پر ایمان ہوتا تو یقیناً یہ محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی ایمان لے آتے کیونکہ تمام نبیوں نے

آپ کی بشارت دی اور آپ کی پیروی کا حکم فرمایا ہے پھر جب آپ تشریف لے آئے اور انہوں نے آپ کو نہیں مانا جبکہ آپ تمام رسولوں سے افضل و اشرف ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ سابق نبیوں کی شریعتوں کو نہیں مانتے جو اللہ کی مقرر کی ہوئی شریعتیں ہیں بلکہ یہ لوگ خواہش و رائے پرست ہیں اسی وجہ سے دیگر نبیوں پر ایمان لانے سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جبکہ ان کا سید الانبیاء پر ایمان نہ ہو لہٰذا مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ان اہل کتاب سے لڑیں جن کا نہ اللہ پر ایمان ہے اور نہ آخرت پر' جو اللہ کے رسول ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے اور سچے دین کو نہیں مانتے تاوقتیکہ وہ ذلت کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے جزیہ نہ ادا کریں۔ یہ آیت اہل کتاب سے جنگ کرنے کے سلسلہ میں سب سے پہلی ہے اس سے پہلے مشرکوں سے مسلمان نمٹ چکے تھے لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے تھے جزیرہ عرب میں اسلام گھر بنا چکا تھا اب اللہ کا حکم ہوا کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے جنگ کرو۔ یہ حکم ۹ ھ کا ہے۔

غزوہ تبوک کا بیان: اسی وجہ سے رحمتہ للعالمین ﷺ نے رومیوں سے جنگ کرنے کی تیاری فرمائی' لوگوں کو اس کی دعوت دی' کھول کھول کر جنگ کا حکم صادر فرمایا اور عرب کے قبیلوں میں جو مدینہ کے اردگرد پھیلے ہوئے تھے آدمی بھیج دئے کہ انہیں جنگ کا شوق دلائیں چنانچہ لوگ بڑے شوق سے مدینہ میں جمع ہو گئے اور تقریباً تیس ہزار مجاہدوں کا لشکر تیار ہو گیا۔ کچھ مدینہ کے اور کچھ مدینہ کے آس پاس کے منافق اور کچھ پکے سچے مسلمان بھی اس لڑائی میں حصہ نہ لے سکے ۹ ھ والا سال قحط کا سال تھا اور گرمی کے موسم میں لڑائی پر جانے کا حکم صادر ہوا' اللہ کے رسول ﷺ اسی خوف ناک گرمی میں دشمنوں سے لڑنے کے لئے شام کی طرف چل پڑے آپ مقام تبوک میں جا کر ٹھہرے اور تقریباً بیس دن قیام فرمایا پھر آپ نے استخارہ کیا تو واپس ہونے کا استخارہ نکلا چنانچہ آپ رسد کی کمی کی اور لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے۔ انشاءاللہ یہ پورا واقعہ بھی آنے والا ہے۔

جزیہ ان کی ذلت و ناقدری کی دلیل ہے: اسی وجہ سے ذمیوں کی عزت افزائی اور انہیں ترقی دینا روا نہیں۔ بلکہ وہ ذلیل و حقیر سمجھے جائیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یہودیوں یا عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تم کو کوئی راہ میں مل جائے تو اسے تنگ راہ پر مجبور کر دو (م) اسی وجہ سے فاروق اعظمؓ نے انہیں ذلیل و خوار کرنے کے لئے ایسی شرطیں مقرر کی تھیں جن میں ان کی ذلت تھی۔ عبدالرحمٰنؓ بن غنم اشعری کہنے لگا جب فاروق اعظمؓ نے شام کے عیسائیوں سے صلح کی تھی تو میں نے صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا تھا جس کی یہ تحریر تھی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان اور کمال رحم والا ہے یہ اللہ کے بندے عمرؓ سے جو امیر المومنین ہیں شام کے باشندوں کا معاہدہ ہے کہ جب مسلمانوں کا لشکر ہمارے ملک میں آیا تو ہم نے آپ لوگوں سے اپنی جان و مال' اہل وعیال اور ہم مذہب لوگوں کے لئے امن کی درخواست کی اور اپنے بارے میں یہ شرط منظور کر لی کہ اپنے شہر میں یا شہر کے آس پاس کوئی گرجا یا خانقاہ یا عبادت خانہ نہ بنائیں گے اور جو عبادت خانہ خراب ہو گیا ہے اس کی مرمت نہ کریں گے۔ اگر کوئی مسلمان دن کو یا رات کو ہمارے کسی عبادت خانے میں ٹھہرنا چاہے تو اسے ٹھہرنے دیں گے ہم ان کے دروازے راہ گیروں اور مسافروں کے لئے کھلے رکھیں گے اور مسلمانوں کو وہاں تین دن ٹھہرنے دیں گے اور ان کی خاطر تواضع بھی کریں گے۔ ہم اپنے ان عبادت خانوں میں یا گھروں میں کسی جاسوس کو نہ چھپائیں گے مسلمانوں سے کسی قسم کا دھوکہ نہ کریں گے' اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم نہیں دیں گے شرک کھلم کھلا نہ کریں گے اور نہ کسی کو شرک کی دعوت دیں گے اگر کوئی ہمارا آدمی خوشی سے مسلمان ہونا چاہے تو ہم اسے ہرگز نہ روکیں گے ہم مسلمانوں کا ادب واحترام کریں گے اگر ان میں سے کوئی ہماری جگہ بیٹھنا چاہے تو ہم اٹھ کر

اس کو اپنی جگہ بٹھا دیں گے ہم مسلمانوں کے لباس کی نقل نہ کریں گے نہ ٹوپی میں نہ پگڑی میں نہ جوتوں میں اور نہ مانگ نکالنے میں' ہم ان کی زبان استعمال نہ کریں گے اور اپنی ان جیسی کنیتیں نہ رکھیں گے ہم زین والے گھوڑوں پر سوار نہ ہوں گے نہ تلواریں لٹکائیں گے اور نہ تلواروں کو اپنے پاس رکھیں گے نہ کوئی اور ہتھیار رکھیں گے' انگوٹھیوں پر عربی نقوش کندہ نہیں کرائیں گے۔ شرابوں کی خرید وفروخت نہ کریں گے ہم اپنے سروں کے اگلے بال کٹوا دیں گے اور جہاں کہیں ہوں گے زنار ڈالے رہیں گے اور صلیب کے نشانات گرجوں پر ظاہر نہ ہونے دیں گے اور اپنے دین کی کتابوں اور اپنی صلیبوں کو مسلمانوں کی گذرگاہوں یا ان کے بازاروں میں ظاہر نہیں کریں گے۔ گرجوں میں ناقوس ہلکی آواز سے بجائیں گے اور نہ اپنے مردوں پر بلند آواز سے نوحہ کریں گے' جو غلام مسلمانوں کے حصے میں آ گئے ہیں انہیں نہ لیں گے' مسلمانوں کی ہمدردیاں کرتے رہیں گے اور ان کے گھروں میں نہ جھانکیں گے' پھر جب میں فاروق اعظمؓ کے پاس یہ تحریر لایا تو آپ نے یہ اور لکھوایا کہ ہم کسی مسلمان کو کسی صورت میں بھی نہ ماریں گے یہ تمام شرطیں ہمیں اور ہمارے ہم مذہب والوں کو منظور ہیں جن پر ہمیں مسلمانوں سے امن ملی ہے۔ اگر ہم مذکورہ بالا شرطوں میں سے کسی ایک شرط کی بھی خلاف ورزی کریں گے تو آپ لوگوں کی ذمہ داری ہم سے ہٹ جائے گی اور آپ لوگ جو کچھ بھی اپنے دشمنوں سے کرتے ہیں ان تمام سزاؤں کے ہم بھی حقدار ہو جائیں گے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ اِتَّخَذُوٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾

یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے' یہ بات صرف ان کے منہ کی ہے یہ بھی پہلے کافروں کے قدم بہ قدم چلنے لگے' اللہ انہیں غارت کرے کس طرح پھرے جا رہے ہیں انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ انہیں صرف یہی حکم تھا کہ اکیلے اللہ ہی کی عبادت کرو جس کے سوا کوئی بھی حقدار عبادت نہیں اور وہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

مشرکوں سے جواز جنگ کی وجہ: (۳۰) اللہ ایمان والوں کو یہودیوں اور عیسائیوں سے جواز جنگ کی ایک معقول وجہ بتا رہا ہے کہ ان کی اللہ کے ساتھ گستاخیاں اور بے ادبیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں یہ عزیر و مسیح کو اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ اولاد سے پاک ہے یہودیوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیا جس کی وجہ یہ تھی کہ جب اسرائیلیوں پر عمالقہ کا غلبہ ہوا اور انہوں نے ان کے علماء چن چن کر قتل کر ڈالے اور بڑوں کو گرفتار کر لیا تو حضرت عزیرؑ کو بڑا صدمہ ہوا' اسرائیلیوں کی حالت زار دیکھ کر رو پڑے اور یہ خیال کر کے کہ ان سے علم جاتا رہا روتے روتے ان کی آنکھوں کی پلکیں بھی گر گئیں۔ پھر اللہ رب العالمین نے آپ کو اپنے فضل وکرم سے نوازا

اور آپ کو ساری تورات یاد ہوگئی آپ نے اسرائیلیوں سے کہا کہ میں تمہارے پاس تورات لے کر آیا ہوں۔ بولے آپ ہمارے نزدیک جھوٹے نہیں ہیں چنانچہ آپ نے اپنی انگلی سے قلم لپیٹ کر اس سے ساری تورات لکھ دی۔ پھر جب لوگ لڑائی سے واپس آئے اور علماء بھی آئے تو لوگوں نے حضرت عزیر کے کمالات کا ان سے تذکرہ کیا۔ لوگوں نے پہاڑوں سے تورات کے چھپائے ہوئے نسخے نکالے اور ان سے اس کا مقابلہ کیا تو بالکل صحیح تورات پائی۔ اسی کمال کی وجہ سے بعض لوگوں نے اپنی جہالت سے آپ کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیا۔ حضرت مسیح کے بارے میں عیسائیوں کی گمراہی ظاہر ہے۔ حق تعالیٰ نے ان دونوں فرقوں کی تردید فرمائی کہ یہ باتیں ان کی خود تراشیدہ ہیں۔ ان کے پاس کوئی سند نہیں جیسے پہلی قومیں شرک کر کے گمراہ ہوئیں۔ اسی طرح یہ لوگ ان کے قدم بہ قدم ہیں اللہ انہیں غارت کرے اور اپنی رحمت سے محروم رکھے یہ کس طرح حق سے گمراہ ہوئے چلے جا رہے ہیں حالانکہ حق ظاہر ہے اور باطل پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔

(۳۱) جب عدی ابن حاتم کو رحمت عالم ﷺ کی دعوت توحید پہنچی تو یہ شام بھاگ کر چلے گئے۔ یہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے' ان کی بہن اور ان کی قوم کے چند آدمی گرفتار ہو کر رحمت عالم ﷺ کے پاس پہنچے' اللہ کے رسول نے ان کی بہن کو بطور احسان کے چھوڑ دیا یہ اپنے بھائی کے پاس پہنچی اور انہیں اسلام اور اللہ کے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے کی رغبت دلائی۔ بہن کے کہنے سننے سے عدی آپ کے پاس مدینہ پہنچے' عدی اپنی قوم طے کے سردار تھے اور ان کا باپ حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل تھا ہی' لوگوں میں عدی کے آنے کا چرچا ہوا عدی جب اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچے تو ان کے گلے میں چاندی کی ایک صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ اس وقت آپ یہی آیت پڑھ رہے تھے بولے یہودیوں اور عیسائیوں نے کبھی اپنے مولویوں اور درویشوں کی عبادت نہیں کی فرمایا کیوں نہیں کی؟۔ انہوں نے جو چیز حرام کر دی اسے حرام اور جو حلال کر دی اسے حلال سمجھ بیٹھے یہی ان کی عبادت ہے پوچھا عدی! کیا خیال ہے؟ کیا تمہیں اللہ اکبر کہنے میں کچھ نقصان معلوم ہوتا ہے؟ کیا اللہ سے بڑی کوئی چیز ہو سکتی ہے؟ کیا اللہ کی توحید کے اقرار کرنے میں کچھ حرج ہے؟۔ کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کو بھی حقیقی معبود کہہ سکتے ہو؟۔ پھر آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ عدی نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔ ان کے اسلام سے آپ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا پھر فرمایا یہودیوں پر اللہ کا غضب اترا اور عیسائی گمراہ ہوئے (أ' ت' ابن جریر)

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِـُٔوا۟ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَٰهِهِمْ وَيَأْبَى ٱللَّهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُۥ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴿٣٢﴾ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾

النصف

یہ اپنی پھونکوں سے اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنا نور پورا کر کے ہی رہے گا گو کافروں کو ناگوار ہو۔ اسی نے ہدایت اور سچا دین دے کر اپنا رسول بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرکوں کو ناگوار ہو۔

مشرک اللہ کا نور بجھانا چاہتے ہیں: (۳۲) مشرک اور اہل کتاب تو چاہتے ہی ہیں کہ اللہ کی ہدایت اور سچے دین کی روشنی اپنی افترا پردازی اور بحث و مباحثہ سے بجھا دیں جیسے کوئی سورج کی یا چاند کی کرنیں اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتا ہو۔ کیا اس کی پھونکوں

سے سورج یا چاند کی کرنیں بجھ جائیں گی؟۔اسی طرح مشرکوں کی ناپاک سازشوں سے سچے دین کی کرنیں نہیں بجھ سکتیں۔اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو جو نور دے کر بھیجا ہے اسے تو پورا ہو کر رہنا اور دنیا پر چھا جانا ہے۔اللہ تو اپنا نور پورا کر کے ہی چھوڑے گا۔ اگرچہ یہ بات کافروں کو کھٹکتی ہو۔ ہر وہ چیز جو کسی چیز کو چھپا لے کافر ہے اسی بناء پر رات کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ رات کی تاریکی میں چیزیں دکھائی نہیں دیتیں اور کسان کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ زمین میں بیج چھپا دیتا ہے۔خود قرآن نے اس لفظ کو استعمال فرمایا ہے کہ کسانوں کو اپنے ہرے بھرے کھیت کیسے اچھے معلوم ہوتے ہیں (فتح ۴۸:۲۹) کافر کو کافر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سچا دین چھپاتا ہے۔

ہدایت و دین میں فرق: (۳۳) ہدایت میں سچی خبریں صحیح ایمان اور مفید علم داخل ہے اور سچے دین میں وہ صحیح عمل شامل ہیں جن سے دنیا اور آخرت میں انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول ﷺ کو ہدایت و دین اس لئے دے کر بھیجا گیا کہ اس سچے دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کیا جائے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نے میرے لئے زمین کے مشرق و مغرب سمیٹ دیئے۔میری امت کی حکومت زمین کے ان تمام حصوں پر پہنچ جانے والی ہے جو میرے لئے سمیٹے گئے ہیں (صحیح)۔(۲) عنقریب زمین کے مشرق و مغرب تمہارے قبضہ میں آجائیں گے ان کے حاکم جہنم میں جائیں گے بجز اس کے جو اللہ سے ڈرتا رہا ہو اور امانت کا حق ادا کرتا رہا ہو (ل) (۳) یقیناً یہ دین ہر اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں جہاں دن رات کی رسائی ہے۔کسی غریب یا امیر کا کوئی ایسا گھر باقی نہ رہے گا جہاں اللہ اپنا دین نہ پہنچائے اسی سے انسان کو عزت حاصل ہوگی اور اس کے نہ ماننے والے کو ذلت۔اللہ اسلام ہی سے عزت دیتا ہے اور کفر سے ذلت (ل)۔تمیم داریؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے خاندان میں اس بات کا تجربہ کر لیا کہ جو اسلام لے آیا اسے ہر طرح کی خیر و عزت حاصل ہوگئی اور جو کفر پر جما رہا اسے ذلت و قلت اور جزیہ کی رسوائی نصیب ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾

اے مسلمانو! اکثر علماء اور فقراء ناحق لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں۔اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔اور جو سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں۔اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی بشارت سنا دیں۔جس دن وہ خزانہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں کروٹیں اور پشتیں داغی جائیں گی۔(اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا۔اب اپنے جمع کئے ہوئے خزانوں کا لطف اٹھاؤ۔

دنیا دار علماء اور عابدوں سے ہوشیار رہیں: (۳۴'۳۵) احبار یعنی علماء یہود رہبان یعنی عبادت گذار عیسائی اور قسیس عیسائی

علماءلَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ (مائدہ ۵:۶۳) میں عیسائی علماء کو بھی احبار کہا گیا ہے اور ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ (مائدہ ۵:۸۲) میں عیسائی عابدوں کو رہبان اور علماء کو قسیس کہا گیا ہے اس آیت سے غرض یہ ہے کہ لوگ گمراہ عابدوں اور برے عالموں سے ہوشیار رہیں اور دنیا دار علماء اور صوفیا کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔

رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں کے طریقوں پر قدم بہ قدم چلو گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا یہودیوں اور عیسائیوں کے طریقوں پر؟ فرمایا۔ ہاں انہیں کے طریقوں پر۔ ایک روایت میں ہے کیا فارسیوں اور رومیوں کے طریقوں پر فرمایا ہاں ہاں یہی مراد ہیں۔

مسلمانوں کو غیروں کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے: اسی لئے فرمایا کہ یہ ریاست حاصل کر کے اس کے رعب سے لوگوں کا مال مار کر کھا جاتے ہیں۔ جاہلیت میں مشرکوں پر یہودی علماء کو برتری حاصل تھی اور وہ ان کی خدمت میں تحائف پیش کیا کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت کے بعد یہ اپنی گمراہی اور سرکشی پر اڑے رہے۔ تاکہ ان کی ریاست میں فرق نہ آئے اور مالی نقصان نہ پہنچے لیکن اللہ نے ان کی ریاست نور نبوت سے بجھا دی اور ریاست کے بدلہ انہیں ذلت وحقارت اور اللہ کا غضب ملا پھر فرمایا کہ وہ لوگوں کا ناحق مال کھانے کے ساتھ ساتھ انہیں حق کی پیروی سے بھی روکتے ہیں۔ اور حق و باطل گڈمڈ کر کے جاہل مریدوں کے دلوں میں یہ بٹھا دیتے ہیں کہ وہ انہیں بھلائی کی طرف بلاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں جہنم کی طرف دھکا دیتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ بڑے لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ علماء' صوفیاء' اغنیاء۔ ان تینوں طبقوں کے بگڑ جانے سے عوام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اس آیت میں انہیں تینوں طبقوں کا بیان ہے۔

کنز کی تفسیر: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کنز وہ مال ہے جس کی زکوۃ نہ دی جائے۔ زکوۃ ادا کرنے کے بعد مال کنز نہیں رہتا۔ خواہ ساتوں زمینوں کے نیچے مدفون ہو۔ اور اگر بے گڑے مال کی زکوۃ نہ دی جائے وہ کنز ہے۔ جس سے مال والے کو داغا جائے گا۔

کثرت مال کی برائی: روپے پیسے کی کثرت کی برائی اور قلت کی تعریف بہت سی حدیثوں میں آئی ہے۔ مثلاً اللہ کے نبی ﷺ نے تین بار فرمایا سونے چاندی والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ صحابہؓ گھبرا کر بولے پھر ہم کون سا مال رکھیں؟ عمرؓ بولے میں اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھے لیتا ہوں بولے یا رسول اللہ ﷺ صحابہ کو یہ بات بھاری معلوم ہوئی۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ ہم کون سا مال رکھیں؟۔ فرمایا ذکر کرنے والی زبان' شکر کرنے والا دل اور دیندار بیوی جو دینی باتوں پر تمہاری مدد کرے (عبدالرزاق) ثوبانؓ کہتے ہیں جب سونے چاندی کے بارے میں یہ آیت اتری تو لوگ بولے پھر ہم کس قسم کا مال رکھیں' عمرؓ نے کہا میں تمہیں اس کا بھی آ کر جواب دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے گھوڑا دوڑا دیا۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ حتی کہ رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ ہم کس قسم کا مال رکھ سکتے ہیں۔ فرمایا شاکر دل ذاکر زبانؓ اور نیک بیوی جو تمہیں آخرت کے کاموں کا شوق دلاتی رہے (ت' ا۔ ابن ماجہ)

(۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو صحابہ پر بھی شاق گذری اور بولے کہ اب کوئی اپنے بچوں کے لئے اپنے مرنے کے بعد مال نہیں چھوڑ سکتا۔ عمرؓ بولے میں تمہاری پریشانی دور کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ آگے آگے اور ثوبان پیچھے پیچھے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچے اور بولے کہ یہ آیت آپ کی امت پر شاق ہے۔ فرمایا اللہ نے زکوۃ اسی لئے فرض کی ہے کہ اس سے تمہارا مال پاکیزہ اور ستھرا رہے اور اللہ نے تمہارے چھوڑے ہوئے مال میں تمہارے عزیزوں کے حقوق مقرر فرما دیئے ہیں۔ یہ

جواب سن کر عمرؓ نے اللہ اکبر کہا پھر آپ نے عمرؓ سے فرمایا:۔کیا میں تمہیں بہترین کنز نہ بتاؤں؟ بہترین کنز وہ نیک بیوی ہے کہ جب اس کا شوہر اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے' اگر وہ حکم کرے تو اسے بجالائے۔اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال کی حفاظت کرے۔(ذحاکم ابن ابی حاتم' ابن مردویہ)

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۶

دیکھو اللہ کی کتاب میں مہینوں کی تعداد اسی دن سے بارہ ہے جس دن اس نے زمین وآسمان بنائے۔ جن میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں۔یہی سیدھا دین ہے لہٰذا تم ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور تمام مشرکوں سے لڑو۔جیسے وہ تم سے لڑتے رہتے ہیں۔ یقین مانو اللہ تقوے والوں کے ساتھ ہے۔

ایک سال میں بارہ ماہ ہوتے ہیں: (۳۶) رحمت عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا۔کان کھول کر سن لو۔زمانہ گھوم گھام کر اپنی اسی حالت پر آ گیا ہے۔جس پر اللہ نے آسمان وزمین پیدا کئے تھے۔سال میں بارہ ماہ ہوتے ہیں۔ جن میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں۔تین تو لگا تار ہیں یعنی ذی قعدہ' ذی الحج اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔پھر آپ نے پوچھا یہ کون سا دن ہے؟۔ہم بولے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔پھر آپ اتنی دیر تک چپ رہے۔کہ ہم نے سوچا کہ شاید آج کے دن کا آپ کوئی اور نام بتائیں گے پھر فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے۔ہم بولے کیوں نہیں۔پھر پوچھا کہ یہ کون سا مہینہ ہے۔ہم بولے اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں پھر آپ چپ رہے۔حتی کہ ہم نے سوچا شاید آپ اس ماہ کا کوئی نیا نام بتائیں گے۔فرمایا کیا یہ ذی الحج نہیں ہے؟ ہم بولے ہاں ذی الحج ہی ہے۔پھر پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ ہم بولے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔پھر آپ اتنی دیر تک چپ رہے۔ کہ ہم نے سوچا کہ شاید اس شہر کا کوئی نیا نام بتایا جائے گا۔پھر فرمایا کہ یہ شہر مکہ نہیں ہے؟ ہم بولے ہاں مکہ ہی ہے فرمایا تمہاری جانیں مال اور آبروئیں تم پر اسی طرح حرام ہیں۔جس طرح تمہارے اس دن کی' اس مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے تم اپنے رب سے ملنے والے ہو وہ تمہارے عملوں کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگے۔دیکھو میں اللہ کا پیغام پہنچا چکا۔میرا یہ پیغام موجود شخص غیر موجود امتی کو پہنچا دے۔ممکن ہے جسے یہ بات سنائی جائے۔ وہ سنانے والے سے زیادہ حافظہ والا ہو۔اور اسے محفوظ رکھ لے (ب)

حرمت والے چار ماہ ہیں۔محرم' رجب' ذی قعدہ' اور ذی الحج اور زمانہ گھوم گھام کر اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے۔عہد جاہلیت میں مشرک حج کی تاریخوں میں جو کمی بیشی کر ڈالتے تھے اور اسے آگے پیچھے کر دیا کرتے تھے۔وہ گھوم گھام کر اپنی اصلی حالت پر آ

گئی ہے۔ آج جو مہینہ ہے واقعی وہی مہینہ ہے۔

جاہلیت میں بھی عرب ان مہینوں کا احترام کیا کرتے تھے۔ اور یہ بالاتفاق سب کے نزدیک حرمت والے سمجھے جاتے تھے۔ البتہ ایک فرقہ بسل نامی آٹھ ماہ کی حرمت کا قائل تھا۔ جن میں مذکورہ بالا چار ماہ بھی شامل تھے۔ رجب کو مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا کہ یہ قبیلہ اسی مہینہ کو رجب سمجھتا تھا جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ اور یہی اللہ کے نزدیک رجب کا مہینہ ہے۔ قبیلہ ربیعہ رمضان کو رجب کہتے تھے۔ اس لئے رحمت عالم ﷺ نے بات صاف کر دی کہ رجب مضر مراد ہے۔ رجب ربیعہ نہیں۔ ان حرمت والے مہینوں میں تین ماہ لگاتار ہیں تا کہ حاجی امن و سلامتی سے حج وعمرہ ادا کر سکیں۔ حج والے مہینے سے پہلے اور پیچھے ایک ایک ماہ حرمت والا قرار دیا گیا۔ یعنی ذیقعدہ اور محرم کیونکہ ذیقعدہ میں لوگ لڑائی سے باز رہتے تھے۔ اور ذی الحجہ میں حج کرتے تھے۔ اور محرم میں سلامتی سے اپنے اپنے دور والے گھروں میں پہنچ جاتے تھے۔ درمیانی سال میں رجب کو حرمت والا اس لئے قرار دیا گیا۔ تا کہ اس میں لوگ عمرے کی نیت سے خانہ کعبہ آئیں اور عمرہ کر کے سلامتی سے اپنے گھر واپس ہو جائیں پھر فرمایا کہ سیدھی شریعت یہی ہے کہ انہی مہینوں کو حرمت والا مانا جائے تا کہ اللہ کی کتاب کی موافقت بھی ہو جائے اور اللہ کے حکم کی تعمیل بھی۔ پھر فرمایا کہ ان مہینوں میں خاص طور سے کسی کا دل نہ دکھاؤ کیونکہ اس ظلم کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔ ان مہینوں میں گناہ سنگین بن جاتا ہے۔ جیسے حرمت والے شہر میں گناہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ فرمایا وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِإِلْحَادٍ (حج ۲۲:۲۵) جو شخص مکہ میں کسی پر ظلم کر کے بے دینی کا ارادہ کرے۔ ہم اسے دردناک عذاب چکھا دیں گے۔ ٹھیک اسی طرح حرمت والے مہینوں میں گناہ سنگین ہو جاتا ہے۔

کیا حرمت والے ایام میں مشرکوں سے جہاد جائز ہے: پھر فرمایا کہ تم مشرکوں سے جہاد کرتے رہو۔ جیسے وہ تم سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور یقین مانو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ بظاہر انداز بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں سے جہاد کا حکم عام ہے جس میں ہر ماہ داخل ہے اگر یہ حکم خاص ہوتا تو یہ حکم ہوتا کہ جب حرمت والے مہینے گذر جائیں تب مشرکوں سے جنگ کرو۔ خود اللہ کے رسول ﷺ نے طائف کا محاصرہ ذیقعدہ میں کیا چنانچہ آپ بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے شوال میں روانہ ہوئے پھر انہیں شکست دے کر اور مال غنیمت لے کر واپس آ گئے۔ شکست خوردہ بنی ہوازن طائف میں پناہ گزین ہو گئے پھر آپ نے ان کی سرکوبی کی غرض سے طائف کا چالیس دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ پھر آپ بلا فتح کے واپس لوٹ آئے معلوم ہوا کہ آپ نے حرمت والے مہینہ میں محاصرہ کیا تھا۔

پھر فرمایا ان کی طرح تم بھی تمام مشرکوں سے لڑو۔ ممکن ہے کہ یہ ایک نیا حکم ہو اور اس کا اوپر سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اور اس سے مسلمانوں کو مشرکوں پر ابھارا گیا ہو۔ کہ جیسے وہ اپنے ٹڈی دل لشکر لے کر تم پر آ چڑھتے ہیں اسی طرح تم بھی اپنی جماعت لے کر ان پر ٹوٹ پڑو۔ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ جب مشرک حرمت والے مہینوں میں جنگ کی پہل کریں تو تم بھی ان سے دفاعی جنگ کرو۔ چنانچہ فرمایا کہ حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کا بدلہ ہیں۔ اور حرمتوں کا قصاص ہے (بقرہ ۲:۱۹۴) (۲) وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بقرہ ۲:۱۹۱) مشرکوں سے حرم میں نہ لڑو جب تک کہ وہ تم سے نہ لڑیں پھر اگر وہ تم سے لڑنے لگیں تو تم انہیں قتل کر ڈالو۔ طائف کے محاصرہ کا یہی جواب ہے کہ پہل دشمن نے کی تھی اور یہ لڑائی بنی ہوازن اور ان کے حلیف بنی ثقیف کی لڑائی کا تتمہ تھی۔ چونکہ بنی ہوازن نے چاروں طرف سے آپ کے دشمن جمع کر کے آپ کو جنگ کے لئے للکارا تھا۔ اس لئے آپ

ان کی سرکوبی کے لئے غیر حرمت والے مہینے میں روانہ ہوئے۔ پھر دشمن پسپا ہو کر اور بھاگ کر طائف میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ اسلئے آپ یہ قلعہ خالی کرانے کی غرض سے طائف کی طرف بڑھے۔ دشمن نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچایا اور ایک بڑی جماعت شہید کر دی۔ مگر مسلمان چالیس دن تک طائف کا محاصرہ کئے رہے۔ اور منجنیق سے پتھر برساتے رہے۔ بہر حال یہ لڑائی حرمت والے مہینوں میں شروع نہیں ہوئی تھی مگر جنگ کے طول کھینچنے کی وجہ سے اس میں حرمت والا مہینہ بھی آ گیا۔ پھر چند دنوں کے بعد آپ نے محاصرہ ہٹا لیا۔ اور طائف فتح کئے بغیر ہی واپس تشریف لے آئے۔ لڑائی کی ابتداء کرنا اور لڑائی کو جاری رکھنا دو جداگانہ باتیں ہیں، اس کی بہت سی نظیریں بھی ملتی ہیں۔

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٧﴾ ع ۱۱

نسئی کفر میں زیادتی ہی ہے۔ جس سے کافر گمراہ کر دیئے جاتے ہیں۔ کیا ایک مہینے کو ایک سال تو حلال جانتے ہیں اور اسی کو ایک سال حرام کر دیتے ہیں۔ تاکہ اللہ کے حرمت والے مہینوں کی تعداد میں تو موافق رہیں مگر اللہ نے جسے حرام کیا تھا اسے حلال مان لیں۔ انہیں ان کے یہ سیاہ کرتوت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اللہ ایسے کافروں کو راہ نہیں سمجھاتا۔

دین میں رائے کی برائی: (۳۷) مشرکوں کی برائی ہے کہ وہ کس طرح اپنی غلط آراء سے اللہ کے دین میں دخل دے کر بگاڑ دیتے ہیں۔ اور اپنی ناپاک آراء سے شریعت مسخ کر ڈالتے ہیں۔ اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیتے ہیں۔ یہ تین مہینوں کی حرمت تو برقرار رکھتے ہیں۔ مگر چوتھے مہینے کی حرمت خاک میں ملا دیتے ہیں۔ اور محرم کو صفر کے مہینے میں شمار کر کے اس کی حرمت توڑ ڈالتے ہیں۔ اور غیر محرم کو محرم کہہ دیتے ہیں۔ تاکہ حرمت والے چار ماہ کی گنتی بھی پوری ہو جائے اور محرم میں جو قطعی حرمت والا ہے لوٹ مار بھی کر لیں۔ پھر طرّہ یہ کہ یہ گناہ اچھا سمجھ کر فخر یہ قصیدے بھی کہا کرتے تھے۔ اور اپنی گھناؤنی حرکت کو خوب اچھالتے تھے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں ابوثمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ کنانی ہر سال حج کرنے آتا تھا۔ اور اعلان کراتا تھا کہ ابوثمامہ کی بات کوئی رد نہیں کر سکتا نہ اس کی بات میں کوئی عیب نکال سکتا ہے۔ یاد رکھو پہلے سال کا صفر حلال ہے۔ اور دوسرے کا حرام۔ یہ ایک سال کا محرم حرام سمجھتے تھے اور دوسرے کا حلال۔ اللہ نے اسی کو نسئی کہا ہے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد نسئی کا رواج ختم ہو گیا۔ اور تمام مہینے اپنی جگہ پر آ گئے کیونکہ کعبہ کا انتظام رسول ﷺ کے ہاتھ آ گیا اس لئے اللہ نے ۹ ھ کو حج اکبر کا دن قرار دیا ہے۔ فرمایا وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (توبہ ۹: ۳) اللہ کی طرف سے اور اس کے نبی کی طرف سے آج حج اکبر کے دن مشرکوں سے بیزاری کا اعلان ہے۔ اگر ۹ ھ کا حج ذی قعدہ میں ہوتا تو حج کیسے کہلا سکتا تھا۔

نسئی کی غالباً دو شکلیں تھیں ایک شکل تو یہ کہ حرام مہینے کو حلال اور حلال کو حرام حسب ضرورت قرار دے لیتے تھے مثلاً کسی حرام مہینے میں کسی قبیلہ سے لڑنا چاہتے تو اس حرام مہینے کو حلال کر لیتے اور اس کی جگہ دوسرے حلال مہینہ کو حرام قرار دے دیتے۔

دوسری شکل غالباً یہ تھی کہ ہر تیسرے سال کو تیرہ مہینے کا سال کر دیتے لہٰذا عربی مہینہ بھی ہمیشہ ایک ہی وقت پر آتا جیسا کہ

احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے مثلاً جنگ بدر ۲ھ میں رمضان میں ہوئی اور وہ جنوری کا مہینہ تھا اسی طرح فتح مکہ ۸ھ میں یعنی جنگ بدر کے ۶ سال بعد رمضان میں ہوا اور وہ بھی جنوری کا مہینہ ہے گویا چھ سال کے بعد بھی رمضان اپنی جگہ سے نہیں کھسکا۔ اگر مکہ کے بت پرستوں کا یہ حال کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہندوستان کے بت پرستوں کو دیکھ لے آج بھی ان کے مہینے ۲۹ اور ۳۰ ہی کے ہوتے ہیں لیکن اپنی جگہ سے نہیں ہلتے کیونکہ ان کا تیسرا سال ۱۳ ماہ کا ہوتا ہے جسے وہ دوماس والا سال کہتے ہیں۔ یعنی یہ سال ایسا ہے کہ اس میں دو مہینوں کے نام ایک ہی رکھتے ہیں، اسی طرح تین سال میں جو فرق واقع ہوا تھا وہ پورا کر کے مہینوں کو اپنی جگہ پر واپس لے لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ قمری اور شمسی مہینوں کے اعتبار سے ہر سال دس دن کے فرق واقع ہوتے ہیں لہٰذا تین سال میں ایک ماہ کا فرق ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـــًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

مومنو کیا بات ہے جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں چل کھڑے ہو۔ تو تمہیں زمین سونگھ جاتی ہے۔ کیا تم آخرت کے بجائے دنیوی زندگی ہی سے خوش ہو۔ آخرت کے مقابلہ میں تو دنیوی زندگی کچھ بھی نہیں۔ اگر تم روانہ نہ ہوئے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ اور تم اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں پر عتاب: (۳۸) ان پر عتاب ہے جو رحمت عالم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ درختوں پر پھل پک گئے تھے۔ اور سائے میٹھے ہو گئے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے اس شدت کی گرمی کے باوجود جنگ تبوک کی تیاری کا اعلان فرما دیا۔ لمبا سفر تھا اس لئے کچھ لوگ اس میں حصہ نہ لے سکے۔ اللہ نے ان پر عتاب فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا۔ جب تمہیں جہاد کی دعوت دی جاتی ہے تو تم سستی ظاہر کرنے لگتے ہو اور عیش پسند کرتے ہو کہ کون سخت گرمی میں گھر کا آرام چھوڑ کر گرمی کی بے پناہ تکلیفیں اٹھائے۔ اور آرام سے گھر میں رہ کر داد عیش کیوں نہ دیا جائے۔ سخت افسوس ہے کہ تم آخرت کے بجائے دنیوی زندگی پر ریجھ گئے۔

دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں: پھر اللہ دنیا کی ناپائیداری بیان کر کے آخرت کا شوق دلاتا ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کچھ بھی نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دنیا آخرت کے مقابلہ میں اسی طرح ہے۔ جیسے کوئی اپنی شہادت کی انگلی دریا میں ڈال کر پھر اسے نکال کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہے (ما) ابو عثمانؓ کہتے ہیں میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا۔ کہ میں نے بصرہ میں اپنے بھائیوں سے سنا ہے۔ کہ تم کہتے ہو کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا کہ اللہ ایک نیکی کے بدلہ ایک لاکھ دیتا ہے۔ بولے بلکہ میں

نے تو آپ سے سنا ہے کہ اللہ ایک نیکی کی دولا کھ نیکیاں دیتا ہے۔ پھر آپ نے آیت کا یہ جملہ پڑھ کر سنایا۔ جو کچھ دنیا گذر چکی وہ اور باقی دنیا کا سب کا مجموعہ بھی اللہ کے نزدیک تھوڑا سا ہے۔ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے۔ جیسے کسی مسافر کے پاس زادراہ ہوتا ہے۔

ترک جہاد پر عتاب: (۳۹) اس آیت میں ترک جہاد پر عتاب ہے۔ کہ اگر تم جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو تم پر اللہ کا دردناک عذاب آ جائے گا' ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ایک قبیلہ کو جہاد کی دعوت دی مگر انہیں زمین سونگھ گئی۔ آخر کار اللہ نے بارش بند فرما دی' (بلبلا اٹھے) فرمایا اگر تم نے جہاد چھوڑ دیا تو اللہ کے نبی کی امداد کے لئے اور اپنا دین پھیلانے کے لئے اللہ تمہیں تباہ کر کے اور لوگ پیدا کر دے گا چنانچہ فرمایا وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ (محمد ۴۷: ۳۸) اگر تم منہ موڑ لو گے۔ تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا فرما دے گا۔ جو تم جیسے نہ ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ جہاد سے باز رہ کر تم اللہ کا کیا بگاڑو گے۔ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ تمہارے بغیر ہی دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہے۔

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَـتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ‌ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۴۰﴾

اگر تم آپ کی مدد نہ کرو گے تو اللہ نے آپ کی مدد اس وقت بھی کی۔ جب آپ کو کافروں نے جلاوطن کیا تھا۔ اور آپ دو میں سے دوسرے تھے۔ جب دونوں غار میں تھے اور جب آپ اپنے رفیق سے فرما رہے تھے۔ فکر نہ کرو۔ یاد رکھو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آخر کار اللہ نے ان پر تسکین اتار دی اور آپ کی ایسے لشکروں سے امداد فرمائی جنہیں تم نے دیکھا تک نہیں۔ اور کافروں کی بات گرا دی اور بلند تو اللہ ہی کا حکم ہونے والا ہے۔ اور اللہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

اللہ رحمت عالم ﷺ کا مددگار ہے: (۴۰) مسلمانو اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو اللہ ان کا مددگار و محافظ ہے۔ وہی انہیں کافی ہے اور وہی ان کا پاسبان ہے۔ جیسے اللہ نے ان کی اس وقت مدد فرمائی تھی۔ جب کافروں نے آپ کے قتل یا گرفتاری یا جلاوطنی کا پکا ارادہ کر لیا تھا اور آپ ان سے چھپ کر اپنے پرانے رفیق ابوبکرؓ کے ساتھ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے۔ جب ڈھونڈنے والے تھک و ہار کر بیٹھ گئے۔ تو آپ پورے اطمینان سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ غار میں ابوبکرؓ گھبرا گئے کہ کہیں کوئی دشمن نہ دیکھ لے۔ اور نہ گہاں نصیب دشمناں رحمت عالم ﷺ کو اس سے کچھ ایذا نہ پہنچ جائے۔ رحمت عالم ﷺ انہیں تسلی دینے لگے۔ کہ جن دو کے ساتھ اللہ ہو کیا ان کی سلامتی میں کلام ہو سکتا ہے؟ ابوبکرؓ کہتے ہیں میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے کہا۔ جبکہ ہم غار ثور میں تھے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنے پیروں پر نگاہ ڈالے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ فرمایا جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔ تمہارا ان دو کے ساتھ کیا گمان ہے (قا) پھر اللہ نے اپنے رسول پر تسکین اتار دی یعنی اپنی مدد اتار دی کیونکہ اللہ کے نبی تو تسکین سے خالی ہی نہ

رہتے تھے اور ابوبکرؓ کے دل پر سکون اتار دی اور ان کا دل مطمئن ہو گیا۔

رحمت عالم ﷺ کی فرشتوں سے مدد کی گئی: پھر فرمایا کہ ہم نے ایسے لشکروں سے تائید کی جو تمہیں نظر نہ آتا تھا۔ یعنی فرشتوں سے اور کافروں کی بات پست کی۔ اور اللہ ہی کی بات بلند رہی۔ شرک مٹا اور توحید پھلی پھولی۔ رحمت عالم ﷺ سے لڑنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایک شخص بہادری کے لئے ایک قومی حمایت کے لئے اور ایک نام ونمود کے لئے لڑتا ہے۔ ان میں سے کون اللہ کی راہ کا مجاہد ہے۔ فرمایا جس نے اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے جنگ کی وہی اللہ کا مجاہد ہے۔ (ق) پھر فرمایا کہ اللہ سب پر غالب ہے۔ اور ہر کسی سے انتقام لے سکتا ہے۔ اس کی بارگاہ محفوظ ہے۔ جس نے اس کی پناہ لی اسے کوئی نہیں چھیڑ سکتا اور جس نے اس کے احکام پر عمل کیا۔ اسے کوئی نہیں ستا سکتا اللہ اپنے اقوال وافعال میں بڑی حکمت والا ہے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

ہلکے پھلکے اور بھاری بھرکم ہر حال میں نکل کھڑے ہو اور اللہ کی راہ میں جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے حق میں اچھا ہے۔ بشرطیکہ تم علم والے ہو

کیا جہاد ہر حال میں ہر مسلمان پر فرض ہے: (۴۱) سورہ برات کی یہی آیت پہلے اتری اور یہ بھی روایت ہے کہ آیت ۲۵ پہلے اتری بہر حال لوگ بیماری یا بڑھاپے سے فائدہ اٹھا کر کہہ سکتے تھے کہ اگر ہم جہاد میں نہ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ لہذا اللہ نے یہ آیت اتاری اور جنگ تبوک میں رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تمام لوگوں کو جانے کا حکم فرمایا۔ تاکہ مسلمان اہل کتاب رومی کافروں سے جہاد کریں، عام مسلمانوں کو اسی جنگ میں حصہ لینے کا لازمی حکم دیا۔ کہ سب اچھے برے ہر حال میں شامل ہوں اور تنگی وفراخی ہر حالت میں شریک جنگ ہوں خواہ بوڑھے ہوں یا جوان اس سلسلہ میں اللہ نے کسی کا حیلہ نہیں سنا۔ ابوطلحہؓ اسی حکم کی بجا آوری میں شام چلے گئے۔ اور آخری دم تک عیسائیوں سے جہاد کرتے رہے۔ آخر اسی راہ میں جان جان آفرین کو سونپ دی۔ بہر حال نوجوان ہوں یا بوڑھے، مال دار ہوں یا نادار، مشغول ہوں یا غیر مشغول اور خوش ہوں یا ناخوش ہر حال میں جنگ میں حصہ لینا پڑے گا۔ اللہ نے یہ آیت اتار کر سب کو عام حکم دے دیا کہ جہاد میں شرکت کئے بغیر چارہ کار نہیں۔

لہٰذا کوئی طاقت ور ہو یا کمزور و بیمار سب کو جہاد میں حصہ لینا ہوگا جب یہ آیت اتری تو لوگوں کو بھاری معلوم ہوئی۔ آخر کار اللہ نے یہ حکم منسوخ فرما کر لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ الخ (توبہ ۹: ۹۲) (کمزوروں، بیماروں اور ناداروں پر کوئی حرج نہیں اگر وہ جنگ میں حصہ نہ لیں بشرطیکہ اللہ کی اور اس کے رسول کی خیر خواہی میں کوتاہی نہ کریں) اتاری۔ جنگ بدر میں ابوایوبؓ رحمت عالم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ پھر بجز ایک سال کے ہر لڑائی میں حصہ لیتے رہے فرماتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ لہٰذا میں یا تو ہلکا پھلکا رہتا ہوں یا بھاری بھرکم ہو جاتا ہوں اور ہر حال میں حصہ لینے کا حکم ہے۔ (ابن جریر) ابوراشد حرانی کہتے ہیں میں نے حمص میں مقدادؓ کو جو اللہ کے رسول ﷺ کے سوار تھے۔ دیکھا کہ آپ کی بڈی اتری ہوئی ہے مگر پھر بھی ایک ہودج میں سوار ہو کر جنگ میں جا رہے ہیں۔ میں نے کہا جناب آپ تو معذور ہیں۔ فرمایا سورہ بعوث (برات) ہمارے سامنے

اتری ہے جس میں عام حکم یہ ہے کہ ہم جہاد میں حصہ لیں (ابن جریر)

حبان بن زیدؒ کہتے ہیں ہم صفوان بن عمروؓ کے ساتھ جہاد کے لئے جراجمۃ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ میں نے دمشق کا ایک بوڑھا بزرگ دیکھا۔ کہ وہ بھی اپنی سواری پر مجاہدوں میں آرہا ہے۔ میں بولا چچا جان! آپ تو معذور ہیں اور شریعت نے آپ کو گھر میں بیٹھنے کی اجازت دی ہے۔ فرمایا اللہ نے جہاد کی سب ہی کو دعوت دی ہے۔ خواہ کوئی ہلکا پھلکا ہو یا بھاری بھرکم۔ سنو جس سے اللہ کو محبت ہوتی ہے اس کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر اللہ اسے صحیح سالم لے آتا ہے۔ اور زندہ رکھتا ہے اللہ صابروں' شاکروں' ذاکروں اور توحید پرستوں ہی کو آزماتا ہے۔ پھر اللہ اپنی رضا کے لئے جانی و مالی قربانیوں کا شوق دلاتا ہے۔ کہ اللہ کی راہ میں نہ صرف مال بلکہ جانیں بھی بطور نذرانہ کے پیش کرو یہی تمہارے حق میں دنیا اور آخرت میں باعث خیر و فلاح ہے۔ دنیوی بھلائی تو یہ ہے۔ کہ تمہارا تھوڑا سا مال خرچ ہوگا۔ اور بہت کچھ مال غنیمت مل جائے گا۔ اور اللہ نے آخرت کے صلے اور انعامات تمہارے لیے محفوظ رکھ ہی چھوڑے ہیں۔ چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کو فوت کر دے تو اس کے لئے جنت کا ضامن ہے اور اگر زندہ رہنے دے تو اجر و غنیمت کا ضامن ہے اسی لئے اللہ نے فرمایا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ (بقرہ ۲:۲۱۶) تم پر جہاد فرض کر دیا گیا۔ جو تمہیں پسند نہیں۔ بعض دفعہ تم بہتر چیز پسند نہیں کرتے اور بعض دفعہ بدترین چیز پسند کر لیتے ہو۔ اچھائی اور برائی کا علم اللہ ہی کو ہے تمہیں نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے ایک شخص کو مسلمان ہونے کی رغبت دلائی۔ بولا دل نہیں چاہتا۔ فرمایا دل نہ بھی چاہے تب بھی مسلمان ہو جاؤ (الف)

لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ
عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ ۚ يُهۡلِكُوۡنَ
اَنۡفُسَهُمۡ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ﴿۴۲﴾ ع ۶ / ۱۲

اگر جلدی سے ہاتھ لگنے والا مال ہوتا اور معمولی سا سفر ہوتا تو یہ واقعی آپ کے پیچھے ہو لیتے لیکن انہیں دور دراز کی مسافت دشوار معلوم ہوئی۔ اور یہ اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ہو سکتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ یہ اپنی جانیں ہلاک کر رہے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ واقعی یہ جھوٹے ہیں۔

تبوک میں شریک نہ ہونے والوں پر عتاب: (۴۲) جنہوں نے جنگ تبوک میں حصہ نہیں لیا اور جھوٹے حیلے بہانے تراش کر آپ سے اجازت لے کر گھروں میں بیٹھ گئے۔ انہیں ڈانٹا جا رہا ہے کہ اگر قریب کا شہر ہوتا اور جلدی سے مال غنیمت ملنے والا ہوتا تو یہ دوڑ کر آپ کے ساتھ چلے جاتے۔ لیکن شام کی مسافت سے گھبرا گئے۔ جب تم واپس آؤ گے تو یہ قسمیں کھا کھا کر تم سے کہیں گے۔ کہ اگر ممکن ہوتا تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلتے مگر ہم مجبور تھے۔ اس لئے شامل نہ ہو سکے۔ فرمایا کہ یہ جھوٹ بول بول کر خود اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں۔ اللہ کو معلوم ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

اللہ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ نے انہیں رخصت کیوں دے دی۔ جب تک کہ آپ کے سامنے سچوں کی تحقیق نہ ہو جاتی اور آپ جھوٹوں کو نہ جان جاتے (اجازت نہ دیتے) آپ سے اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد سے باز رہنے کی وہ اجازت نہیں مانگتے جن کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے۔ اور اللہ پرہیز گاروں سے خوب واقف ہے۔ جہاد سے باز رہنے کی وہی اجازت مانگتے ہیں جن کا نہ اللہ پر ایمان ہے اور نہ قیامت پر۔ اور ان کے دلوں میں شک ہے اور یہ اپنے شک میں حیران ہیں۔

رحمت عالم ﷺ سے پرلطف اندازِ خطاب: (۴۳) کیا تم نے اس سے بھی خوبصورت کوئی عتاب دیکھا عتاب سے پہلے ہی معافی کا اعلان ہے۔ کہ اللہ آپ کو معاف فرمائے آپ نے انہیں جہاد سے باز رہنے کی کیوں اجازت دی؟ پھر سورہ نور میں آپ کو اجازت کا حق بھی مل گیا۔ فرمایا فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ (نور ۲۴:۶۲) جب لوگ آپ سے بعض حالات میں جنگ سے باز رہنے کی اجازت مانگیں تو آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں۔

مومن بڑی خوشی سے جہاد کی طرف لپکتے ہیں: (۴۴) اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے تو آپ سے جنگ میں حصہ نہ لینے کی درخواست کر ہی نہیں سکتے۔ وہ تو اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جہاد کو اللہ سے نزدیکی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور جب جہاد کا اعلان سنتے ہیں تو دوڑ کر مجاہدوں کے لشکر میں جا ملتے ہیں۔ اور فوراً اللہ کا حکم بجا لاتے ہیں۔ یہی متقی ہیں جنہیں اللہ خوب جانتا ہے۔

(۴۵) وہی بے ایمان جہاد سے باز رہنے کی اجازت مانگتے ہیں جن کے دل شک کی وجہ سے تاریک ہیں۔ اور شبہات کی وجہ سے پریشان و حیران رہتے ہیں۔ جنہیں نہ عملوں کی جزا کا یقین ہے اور نہ آپ کی رسالت کا حیران ہیں کہ کریں تو کیا کریں ان کی کوئی پختہ رائے نہیں یہ نہ مسلمان ہی ہیں اور نہ کافر اللہ جسے گمراہ کر دے آپ اس کے لئے کوئی راہ نہیں پا سکتے۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اگر وہ جہاد میں جانا چاہتے تو اس کی تیاری میں لگ جاتے لیکن اللہ کو ان کا جانا گوارا ہی نہ تھا اس لئے اس نے انہیں حرکت بھی نہیں

کرنے دی اور کہہ دیا گیا کہ تم بھی دیگر بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے ہی رہو اگر یہ جاتے بھی تو تم میں فساد ہی بڑھاتے اور تمہارے درمیان فتنہ اٹھانے کے لئے خوب گھوڑے دوڑا دیتے اور خود تم میں ان کے جاسوس ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

جہاد میں شامل نہ ہونے کے بے بنیاد عذر: (۴۶) یعنی اگر یہ جہاد میں آپ کے ساتھ جانا چاہتے تو اس کی تیاری میں لگ جاتے لیکن اللہ نے اپنے ازلی فیصلہ میں آپ کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا پسند نہیں فرمایا لہٰذا انہیں ساکت و جامد بنا کر جہاد میں شامل نہیں ہونے دیا اور ان سے ازلی فیصلہ میں کہہ دیا گیا کہ جہاں اور منہ چھپائے گھروں میں بیٹھے ہیں۔تم بھی بیٹھ جاؤ۔اگلی آیت میں یہ بیان کیا ہے کہ اللہ کو ان کا ایمان والوں کے ساتھ شامل رہنا پسند نہیں کیونکہ ان کی شورش پسندانہ طبائع مسلمانوں کو نقصان پہنچائے بغیر باز رہنے والی نہیں۔

(۴۷) یہ انتہائی بزدل' ڈرپوک اور نامرد ہیں اگر یہ لڑائی میں تمہارے ساتھ ہوتے تو اگر پتہ کی بھی آہٹ سنتے تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے جس سے تمہیں نقصان پہنچتا۔علاوہ ازیں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر لگانے میں کمی نہیں کرتے۔اور فتنے اٹھانے کے لئے اپنی ناپاک کوششوں کے سرپٹ گھوڑے دوڑا دیتے اور تمہیں آپس ہی میں بھڑا دیتے۔اب بھی تم میں کچھ لوگ ان کے ماننے والے موجود ہیں۔

پھر فرمایا کہ تم میں ان کے ماننے والے موجود ہیں۔جو اپنے بھولے پن سے ان کی باتیں اچھی جانتے ہیں اور انہیں مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتے ہیں۔یا تم میں ان کے جاسوس موجود ہیں جو تمہاری باتیں انہیں جا سناتے ہیں۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

یہ پہلے بھی فتنہ کی تلاش میں رہ چکے ہیں اور آپ کے لئے معاملات میں گڑبڑ کر چکے ہیں حتیٰ کہ سچا وعدہ آ پہنچا اور ان کی ناگواری کے باوجود اللہ کا حکم ظاہر ہوتا ہے۔

منافقانہ سازشوں کی یاددھانی: (۴۸) اس آیت میں مسلمانوں کو منافقوں کی سازشیں یاد دلائی جا رہی ہیں کہ اب سے پہلے مدت دراز تک یہ لوگ آپ کے اور مسلمانوں کے ساتھ فتنے اٹھانے کے لئے طرح طرح کے کھیل کھیل چکے ہیں۔تا کہ آپ کا دین مٹ کر آسمانی روشنی بجھ جائے۔جب رحمت عالم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو سارا عرب آپ کا مخالف تھا اور مدینہ کے یہودی اور منافق بھی آپ کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے پھر جب اللہ نے بدر میں فتح نصیب فرمائی اور انہیں سرخرو کر کے دین کا بول بالا کیا تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ماننے والے بولے کہ اب یہ لوگ ہمارے بس سے باہر ہیں اب تو بظاہر اسلام لانے کے بغیر چارا ہی نہیں۔اس فتح سے ادھر تو تمام عربوں کا جوش ٹھنڈا ہوا اور ادھر مدینہ کے منافق ڈھیلے پڑے اور یہودی بھی مرعوب ہوئے۔پھر جوں جوں مسلمان ترقی کرتے رہے منافق دل ہی دل میں جلتے رہے مگر اللہ نے مسلمانوں کے قدم گاڑ دیئے۔اور دین کا بول بالا کر کے شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔منافق دل ہی دل میں سلگتے رہے اور انگاروں پر لوٹتے رہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ

سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

ان میں سے کوئی تو یہ کہتا ہے کہ مجھے اجازت دے دیجیے اور فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے۔ یاد رکھو وہ تو فتنہ میں پڑ چکے اور جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

رنگین عذر: (۴۹) یعنی کوئی منافق تو آپ سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ آپ مجھے جنگ میں شامل نہ ہونے کی اجازت دے دیں اور رومی حسین دوشیزاؤں کے فتنہ میں مبتلا نہ فرمائیں۔ مگر وہ تو اس نامعقول بات سے ہی فتنہ میں پڑ چکے۔ جد بن قیس سے اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا کیا عیسائیوں کو جلاوطن کرنے میں اس سال تم ہمارا ساتھ دو گے؟ بولا آپ مجھے رومی لڑکیوں کے فتنہ میں نہ ڈالیے اور گھر ہی میں رہنے دیجئے۔ میری قوم کو خوب معلوم ہے کہ میں کس قدر عورتوں پر مرتا ہوں اگر میں شام کی حسین دوشیزاؤں کو دیکھ لوں گا تو پھر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا آخر آپ نے اس سے منہ پھیر کر فرمایا اچھا تم گھر ہی میں رہو۔ اس نے جہاد میں شامل نہ ہونے کا یہ بہانہ بنایا تھا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت اتری۔ حالانکہ رحمت عالم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دینا کیا کچھ کم فتنہ ہے۔ جد بنو سلمہ کا سردار تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے پوچھا بنو سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ بولے جد جو انتہائی مکھی چوس کنجوس ہے۔ فرمایا کنجوسی سے بڑھ کر اور کون سی بیماری ہو گی نہیں نہیں بلکہ تمہارا سردار ایک گٹھیلے جسم والا گورا چٹا نوجوان بشر بن براء بن المعرور ہے۔ پھر فرمایا کہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے جس سے وہ بچ کر نہیں جا سکتے اور نہ اس سے بھاگ کر کہیں جا سکتے ہیں۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اگر آپ کو کوئی بھلائی مل جاتی ہے تو وہ جل کر کوئلہ بن جاتے ہیں اور اگر آپ پر کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی سے اپنا معاملہ صاف کر لیا تھا اور اتراتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ آپ فرما دیں ہمیں وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ نے ہم پر لکھ دی ہے۔ اللہ ہی ہمارا کارساز ہے اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

منافقوں کی عداوت کا بیان: (۵۰) منافقوں کی عداوت کا یہ حال ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کو کوئی بھلائی ملتی ہے تو یہ مارے رنج کے سیاہ پڑ جاتے ہیں' منہ بنا لیتے ہیں اور جل بھن کر کباب بن جاتے ہیں اور آپ کی کامیابی اور سرخروئی سے بھنا اٹھتے ہیں اور اگر آپ پر ناگہانی کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو خوش ہو کر کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی سے محمد ﷺ کی پیروی سے پرہیز کر رکھا تھا اور ان سے کتراتے رہتے تھے پھر یہ خوشی کے شادیانے بجانے لگتے ہیں۔

منافقوں کو جواب: (۵۱) آپ انہیں یہ جواب دیں کہ فتح و شکست' رنج و غم اور ناکامی و کامرانی تقدیری باتیں ہیں۔ ہم سب اللہ کی مشیت و تقدیر کے دائرے میں بند ہیں۔ وہی ہمارا سردار اور ہماری پناہ گاہ ہے اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ یہی ایمان والوں کی شان ہے۔ ہمیں اللہ کافی ہے' اور وہی ہمارا بہترین کارساز ہے۔

قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ‌ؕ وَنَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ اَنۡ يُّصِيۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَيۡدِيۡنَا‌ ‌ۖ فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ ﴿۵۲﴾ قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا لَّنۡ يُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ‌ؕ اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمۡ اَنۡ تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوۡلِهٖ وَلَا يَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمۡ كُسَالٰى وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ﴿۵۴﴾

آپ فرما دیں کہ تمہیں ہمارے حق میں جس چیز کا انتظار ہے۔وہی دو اچھائیوں میں سے ایک ہے اور ہمیں تمہارے حق میں اللہ کے عذاب کا انتظار ہے۔ یا تم پر ہمارے ہاتھوں سے عذاب آئے گا۔ اچھا تم بھی منتظر رہو اور تمہارے ساتھ ہم بھی منتظر ہیں۔ آپ فرما دیں خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا بارے جی سے ہرگز ہرگز تم سے قبول نہ کیا جائے گا۔ واقعی تم فاسق وفاجر ہو۔ ان کے خرچوں کے قبول نہ ہونے کا صرف یہی ایک سبب ہے کہ وہ اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں مانتے۔ اور نماز کو سستی سے آتے ہیں۔ اور بادل نخواستہ خرچ کرتے ہیں۔

مجاہدوں کی پانچوں انگلیاں گھی میں: (۵۲) یعنی ہمیں لڑائی میں ہر حال میں سرخروئی ہے۔ ہم شہادت پر جنتی ہیں۔ اور فتح پر تخت وتاج کے مالک۔ ہمارے لئے دونوں حالتیں قابل صد فخر اور خیر وسعادت سے بھرپور ہیں فتح ہمارے حق میں کچھ انتظار کر رہے ہیں تو وہ ان مذکورہ بالا اچھائیوں میں سے کسی ایک اچھائی ہی کا ہے۔ اس کے برعکس ہمیں تمہارے بارے میں دو برائیوں میں سے کسی ایک برائی کا انتظار ہے کہ یا تو اللہ تم پر اپنا کوئی عذاب بھیجے گا یا تمہیں ہمارے ہاتھوں سے سزا دلوائے گا۔ کہ ہم تمہیں قتل وگرفتار کریں گے۔ اچھا اب انتظار کرو کہ مستقبل کس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔

منافقوں کا خرچ نا قابل قبول ہے: (۵۳، ۵۴) خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا بارے جی سے اللہ تو اسے ہرگز قبول کرنے والا نہیں کیونکہ تم نافرمان ہو۔ تمہارا کفر تمہارے خرچ کی قبولیت میں حائل ہے۔ تمہارا توحید ورسالت پر ایمان نہیں اور ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا نیز تمہارے عملوں میں سرگرمی اور جولانی نہیں جب نماز کو آتے ہو تو ہارے جی سے اور خرچ کرتے ہو تو منہ بنا کر۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا البتہ تم عملوں سے تھک جاتے ہو اللہ پاک ہے اور پاکیزہ عمل ہی قبول فرماتا ہے۔ لہٰذا بے ایمانوں کا کوئی خرچ اور کوئی عمل قابل قبول نہیں کیونکہ اللہ سے ڈرنے والوں کے عمل قبول ہوتے ہیں اور منافقوں کے دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں۔

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ‌ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۵۵﴾

آپ کو ان کے مال واولاد سے تعجب نہ ہو۔ اللہ انہیں ان چیزوں سے دنیوی زندگی میں سزا دینا چاہتا ہے۔ تاکہ کفر ہی پر ان کی روحیں نکل جائیں۔

مال واولاد کی کثرت آزمائش ہے: (۵۵) یعنی کافروں کی دولت اور اولاد کی کثرت سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (طٰہٰ ۲۰:۱۳۱) ہم نے جو انہیں طرح طرح کی چیزوں سے دنیا میں فائدہ پہنچا رکھا ہے آپ ان کی طرف نگاہ نہ ڈالیں۔ یہ تو دنیوی زندگی کی بہار ہے۔ تاکہ ہم انہیں اس میں ڈال کر آزمائیں۔ اور آپ کے رب کا رزق بہترین و پائدار ہے (۲۱) اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ (مومنوں ۲۳:۵۵،۵۶) کیا ان کا خیال ہے کہ ہم نے ان کی مال واولاد سے امداد کی ہے اور اس سے ہم ان کے لئے بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں۔ نہیں بلکہ انہیں شعور نہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ انہیں ان چیزوں سے دنیوی زندگی میں ہی عذاب دینا چاہتا ہے کہ ان سے نہ مال کی زکوۃ نکلے گی اور نہ ان کا مال اللہ کی راہ میں خرچ ہوگا پھر لامحالہ عذاب کے حقدار ہوں گے۔ بھلا اس بدبختی سے بھی بڑھ کر اور بدبختی ہو سکتی ہے؟

پھر فرمایا کہ یہ مال واولاد میں اس بری طرح سے پھنسے رہیں گے کہ ان کا دم اسی بے خبری کی حالت میں کفر پر نکل جائے گا۔ اور مرتے دم تک ہدایت وایمان نصیب نہ ہوگا۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝۵۶ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷

وہ قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ہیں حالانکہ وہ تمہارے نہیں۔ لیکن یہ ڈرپوک ہیں۔ اگر یہ کوئی پناہ گاہ یا غار یا سر چھپانے کی جگہ پالیں تو فوراً لگام توڑ کر اس کی طرف دوڑ پڑیں۔

منافقوں کی بزدلی کا بیان: (۵۶) منافقوں کی گھبراہٹ اور بزدلی کا بیان ہے کہ یہ قسمیں کھا کھا کر اپنے اپنے اسلام کا یقین دلا رہے ہیں کیونکہ انہیں ڈر بے چین کر رہا ہے۔

(۵۷) ان کا تو یہ عالم ہے کہ اگر آج بھی انہیں کوئی پناہ گاہ یا گڑھی یا قلعہ یا غار یا کوئی سر چھپانے کی جگہ مل جائے تو فوراً اس کی طرف سرپٹ بھاگ کر جائیں اور وہاں جا چھپیں یہ تو تم سے میل جول با دل ناخواستہ رکھتے ہیں۔ یعنی ضرورت سے مجبور ہیں۔ پھر دن بدن ان کا رنج وغم اور دیکھ بھال بڑھتا ہی جاتا ہے کیونکہ دن بدن اسلام کی ترقی بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ ان کے لئے مسلمانوں کی مسرت سوہان روح ہے۔ اسی لئے یہ مسلمانوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا دل سے اچھا نہیں سمجھتے مگر مجبور ہیں اگر موقعہ مل جائے تو ابھی دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوں اور پناہ گاہوں میں جا چھپیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝۵۸ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

بعض ان میں سے وہ بھی ہیں جو صدقہ کی تقسیم پر آپ پر نکتہ چینی کرتے ہیں اگر انہیں کچھ صدقہ مل جائے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر نہ ملے تو بگڑ جاتے ہیں۔ کاش یہ اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جاتے اور یہ کہہ دیتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ یقیناً اللہ اپنے فضل سے ہمیں بہت کچھ دے گا اور اس کا رسول ﷺ بھی یقیناً ہم اللہ کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔

ذاتی مفاد کے لیے منافقوں کی نکتہ چینی: (۵۸) یعنی بعض منافق صدقہ کی تقسیم پر آپ پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ صحیح تقسیم نہیں فرماتے۔ اس سے ان کا مقصد ذاتی مفاد ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر انہیں بھی صدقہ مل جائے تو پھر اعتراض بھول جاتے ہیں۔ اور اگر نہ ملے تو بگڑ کر کڑی نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کے پاس زکوٰۃ کا مال آیا۔ آپ نے اسے ادھر ادھر بانٹ کر سب ختم کر دیا۔ ایک انصاری بولا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے انصاف نہیں فرمایا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

ذوالخویصرہ کا بیان: جب رحمت عالم ﷺ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ حرقوص نے آپ پر اعتراض کیا کہ انصاف کیجئے۔ آپ انصاف نہیں فرما رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو تجھے سخت نقصان پہنچے گا۔ پھر اس کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ ان کی نسل سے ایک قوم نکلے گی کہ ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں اور روزے حقیر سمجھو گے مگر یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے آر پار نکل جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جہاں کہیں بھی پاؤ انہیں قتل کر ڈالو۔ کیونکہ یہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہوں گے۔ (ق) پھر اللہ نے زکوٰۃ سے بہتر ایک چیز کی طرف توجہ دلائی۔

(۵۹) فرمایا اللہ نے انہیں جو کچھ رسول ﷺ کے ہاتھوں دلوایا تھا اگر یہ اسی پر قناعت کر لیتے اور صبر و شکر سے کام لیتے اور یہ کہہ دیتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ وہ ہمیں بہت کچھ دے دے گا ہمیں اللہ سے بہت کچھ توقع ہے۔ تو ان کے حق میں اچھا تھا۔ اس آیت سے مسلمانوں کو یہ تعلیم ملی کہ اللہ جو کچھ دے اسی پر قناعت کر کے اس کا شکر بجا لاؤ۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی کو کافی سمجھو۔ اسی سے رغبت رکھو۔ اسی کی طرف جھکو۔ اسی سے مانگو اور اسی کے آگے ہاتھ پھیلاؤ۔ وہی اتباع رسول ﷺ کی توفیق عطا فرمائے گا۔ لہٰذا اسی سے اس کے احکام بجا لانے اور ممنوعات سے بچنے کی توفیق مانگو کیونکہ ٹھیک ٹھیک اطاعت اسی کی رہبری پر موقوف ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

زکوٰۃ صرف فقیروں کے لئے ہے اور محتاجوں کے لئے۔ اور ان کے لئے جن کے دل مائل کئے جاتے ہوں اور گردنیں چھڑانے کے

لئے اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں (صرف کرنے کے لئے) اور مسافروں کے لئے ہے یہ اللہ نے فرض کی ہے اور اللہ بڑے علم و حکمت والا ہے۔

مصارف زکوۃ کا بیان: (۶۰) اوپر ان نادان منافقوں کا بیان تھا جو رحمت عالم ﷺ پر زکوۃ بانٹنے کے سلسلے میں انصاف نہ کرنے کا الزام لگا رہے تھے۔ اس آیت میں ذکر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے قانون و حکم کے مطابق زکوۃ بانٹتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو زکوۃ بانٹنے کے اصول سکھائے اور قوانین و احکام بتائے کسی غیر کو نہیں سونپے فرمایا کہ اللہ نے ان ان لوگوں میں زکوۃ بانٹ دی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص رحمت عالم ﷺ سے زکوۃ مانگتا ہے۔ فرماتے ہیں اللہ نے زکوۃ کا معاملہ کسی نبی یا غیر نبی کے ہاتھ میں نہیں۔ دیا بلکہ وہ خود ہی آٹھ قسم کے لوگوں پر بانٹ دی ہے۔ اگر تم ان میں سے ہو تو میں تمہیں زکوۃ دے دوں گا۔ (د)

فقراء کا بیان: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا زکوۃ مال دار کے لئے حلال نہیں اور نہ طاقت ور کے لئے (دات) ایک دفعہ آپ سے دو آدمیوں نے زکوۃ مانگی آپ نے انہیں نگاہ بھر کر دیکھا تو طاقت ور تھے۔ فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں زکوۃ دے دوں گا۔ لیکن اس میں مالدار اور طاقتور شخص کا جو کمانے کے قابل ہو حصہ نہیں ہے۔ (ناد)

مساکین کا بیان: آپ نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو در در مانگتا پھرتا ہو۔ اور ایک دو نوالے یا ایک دو کھجوریں لے کر واپس ہو جاتا ہو۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ پھر مسکین کون ہے؟ فرمایا جس کی کمائی اتنی نہیں جو اسے سوال سے بے پرواہ کر دے۔ نہ لوگ اسے نادار سمجھتے ہیں کہ زکوۃ دیں اور نہ وہ لوگوں سے مانگتا ہی ہے۔ (ق)

زکوۃ وصول کرنے والوں کا بیان: زکوۃ وصول کرنے والوں کو تنخواہ زکوۃ ہی میں سے دی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ اہل بیت نہ ہوں۔ کیونکہ ان پر زکوۃ حرام ہے۔ ربیعہ بن حارث کہتے ہیں میں اور فضل بن عباس رحمت عالم ﷺ کے پاس یہ درخواست لے کر آئے۔ کہ ہمیں زکوۃ وصول کرنے پر مقرر کر دیا جائے فرمایا زکوۃ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں۔ زکوۃ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے۔

دل پرچائے جانے والوں کا بیان: ان کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض غیر مسلموں کو اسلام لانے کے لئے زکوۃ دی جاتی ہے جیسے رحمت عالم ﷺ نے حنین کے مال غنیمت میں سے صفوان بن امیہ کا بھی حصہ لگایا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا کہتا ہے آپ مجھے دیتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ میری نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ جب کہ آپ سے مجھے سخت نفرت تھی۔ (تام) بعض مسلمانوں کو اسلام پر ثابت قدمی اور پختگی کے لئے بھی زکوۃ دی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے حنین کے مال غنیمت میں سے طلقاء کو یعنی نو مسلم سرداروں کو سو سو اونٹ دے کر فرمایا کہ میں کسی شخص کو جبکہ اس کا غیر مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ محض اس ڈر سے دیتا ہوں کہ کہیں اسے اللہ جہنم کی آگ میں اوندھے منہ نہ گرا دے۔ ایک دفعہ علیؓ نے آپ کے پاس مٹی میں ملا ہوا کچھ سونا بھیجا آپ نے اسے ان چار شخصوں (اقرع، عیینہ، علقمہ اور زید الخیر) میں بانٹ دیا اور فرمایا۔ کہ میں ان کے دل مائل کرتا ہوں۔ (ق) بعض کو اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس جیسے اشخاص کے مسلمان ہونے کی امید ہوتی ہے۔ اور بعض کو اس لئے کہ وہ آس پاس والوں سے زکوۃ وصول کر کے پہنچا دے اور بعض کو اس لئے کہ وہ اپنے اردگرد کے دشمنوں کی دیکھ بھال رکھے۔ اور انہیں اسلامی سرحدوں میں نہ گھسنے دے۔ بہر حال ان احکام کی تفصیل شروح کتب احادیث میں دیکھنی چاہیے۔

گردن چھڑانا: اس کا یہ مطلب ہے کہ مکاتبوں کی کتابت کی قسطیں ادا کرنے میں ان کی مدد کی جائے اور غلام بھی مال زکوۃ سے خرید کر آزاد کیا جا سکتا ہے۔

غلام آزاد کرنے کی فضیلت: غلام آزاد کرنے اور گردن چھڑانے کے سلسلے میں بہت حدیثیں آئی ہیں کہ اللہ آزاد کرنے والے کا ایک ایک عضو آزاد کئے جانے والے کے ایک ایک عضو کے بدلے یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ اس کی شرمگاہ کے بدلے جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے کیونکہ جزا جنس عمل سے ملتی ہے۔ فرمایا وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (صافات ۳۷:۳۹) تمہیں تمہارے عملوں ہی کی جزا دی جاتی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کی امداد اللہ کے ذمے ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا وہ مکاتب جو اپنی قسطیں ادا کرنا چاہتا ہے اور وہ شادی کرنے والا جو پاک دامنی کی غرض سے شادی کرتا ہے (اتن ابن ماجہ) ایک دفعہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ فرمایا غلام آزاد کرو اور گردن چھڑاؤ۔ بولا کیا یہ دونوں ایک ہی نہیں ہیں۔ فرمایا نہیں غلام آزاد کرنا پورا غلام خرید کر آزاد کرنا ہے اور گردن چھڑانے کے لئے غلام کی قیمت میں اعانت کرنی ہے (الف)

قرض داروں کا بیان: ان کی بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً کوئی شخص کسی کا بوجھ اپنے اوپر لے لے یا قرض کی ضمانت لے لے۔ اور قرض اس کے ذمہ واجب ہو جائے جس میں اس کا سارا مال چلا جائے اور خود قرض دار بھی ہو جائے یا کوئی کسی برے کام کے لئے قرض لے لے مگر بعد میں توبہ کر لے اور قرض اس کے ذمہ باقی رہ جائے۔ ایسے لوگوں کو قرض اتارنے کے لئے زکوۃ دی جاسکتی ہے۔ قبیصہؓ بن مخارق ہلالی کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے کسی کا بوجھ اٹھا لیا پھر میں اس سلسلہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ فرمایا ذرا ٹھہرو زکوۃ آتے ہی میں تمہیں اس میں سے دلوا دوں گا۔ پھر فرمایا۔ قبیصہ سوال صرف ان تین شخصوں کو حلال ہے اسے جس نے کسی کا بوجھ اٹھا لیا ہو۔ یہاں تک کہ وہ بوجھ اس سے اتر جائے۔ پھر سوال نہ کرے اسے جس پر کوئی ناگہاں مصیبت آ جائے اور بے چارے کا مال غارت ہو جائے ایسوں کے لئے سوال حلال ہے جب تک کہ اس کے حالات درست ہو جائیں اسے جسے فاقہ ہے اور اس کی قوم کے تین سمجھ دار آدمی اس کے فاقہ کی گواہی دے دیں اس کے لئے پیٹ بھرنے تک سوال جائز ہے۔ ان تین شخصوں کے علاوہ کسی اور کو سوال کرنا حرام ہے۔ اور سمجھ لو کہ مانگ کر حرام کھا رہا ہے۔ (م)

مسافر کی تعریف: مسافر وہ ہے جو راہ میں یا پردیس میں بے سروسامان رہ گیا ہو اسے اتنی زکوۃ دے دی جائے کہ اس کے کھانے پینے اور کرائے کا خرچ نکل آئے اگرچہ وہ اپنے وطن میں مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی سفر کا ارادہ کر رہا ہو اور اس کے پاس سفر کا خرچ نہ ہو تو اسے بھی آمدورفت کا کرایہ اور کھانے پینے کا خرچہ زکوۃ میں سے دینا روا ہے۔ جس کی دلیل اس آیت کے علاوہ یہ حدیث بھی ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا علاوہ پانچ قسم کے مالداروں کے مالدار کو زکوۃ حلال نہیں۔ زکوۃ وصول کرنے والے کو زکوۃ خریدنے والے کو قرضدار کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور زکوۃ ہدیہ میں پانے والے کو (ان سب کو زکوۃ حلال ہے) (د ابن ماجہ) (۲) مال دار کو زکوۃ حلال نہیں بجز اس مالدار کے جو اللہ کی راہ میں ہو یا مسافر ہو یا جسے اس کا محتاج ہمسایہ بطور ہدیہ کے بھیج دے یا دعوت میں بلا کر کھلا دے (د) پھر فرمایا یہ اللہ کا فرض کیا ہوا حکم ہے۔ اللہ بندوں کے ظاہری و باطنی معاملات و مصلحتیں خوب جانتا ہے اور وہ اپنے اقوال و افعال اور احکام و قوانین میں بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی رب ہے اور نہ کوئی حقدار عبادت۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو نبی کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور آپ کو ہلکے کانوں والا کہتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ وہ کان تمہارے لئے خیر و برکت والے ہیں۔ آپ کا اللہ پر ایمان ہے اور آپ مومنوں کا یقین کرتے ہیں اور آپ مومنوں کے لئے رحمت ہیں اور جو اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ان کے لئے بڑی دردناک سزا ہے۔

منافقوں کی رحمت عالم ﷺ کو ایذا رسانی: (۶۱) یعنی رحمت عالم ﷺ کو منافقوں کی ایک جماعت سے سخت ایذا پہنچتی رہتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ کانوں کے ہلکے ہیں اور ہمارے بارے میں جس سے جو بات سن لیتے ہیں۔ اسی پر یقین کر لیتے ہیں۔ پھر آپ ہماری قسموں کا بھی یقین کر لیتے ہیں۔ فرمایا آپ جواب دے دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ بہتر کانوں والے ہیں اور اچھی باتیں ہی سنتے ہیں اور سچے اور جھوٹے میں امتیاز کر لیتے ہیں ان کا اللہ پر ایمان ہے اور مومنوں کی باتوں پر یقین ہے بلکہ آپ مومنوں کے لئے سرتاپا رحمت ہیں اور کافروں پر حجت ہیں اور آپ کو ستانے والوں کے لئے سخت دکھ بھری سزا ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾

منافق آپ کے سامنے آپ کو خوش کرنے کے لئے قسمیں کھا جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوش کئے جانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر یہ ایمان والے ہوں کیا معلوم نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے کے لئے جہنم کی آگ ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ ہے بڑی بھاری ذلت

منافق جھوٹ سے نہیں شرماتے: (۶۲) بیان کیا جاتا ہے کہ ایک منافق کہہ رہا تھا بلا شبہ ہمارے سردار بڑے ہشیار اور عقل مند ہیں۔ اگر محمد ﷺ کی دعوت سچی ہوتی تو بھلا یہ اسے کیوں نہیں مانتے۔ یہ بات ایک مسلمان نے بھی سن لی۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ کے رسول ﷺ کی ساری باتیں سچی ہیں اور تو انہیں نہیں مانتا تو تو گدھے سے بھی بدتر ہے۔ ان باتوں کی اللہ کے رسول کو بھی خبر ہوگئی آپ نے اس منافق کو بلا کر پوچھا کہ تو نے یہ بات کیوں کہی تھی۔ اس نے صاف انکار کر دیا اور بولا کہ مجھ پر الزام ہے اور جھوٹی قسم بھی کھالی۔ مسلمان نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا ظاہر فرما۔ اس پر یہ آیت اتری۔

(۶۳) کیا انہیں خبر نہیں کہ جس نے اللہ سے مخالفت کی اور اس سے جنگ کی اور اللہ و رسول ﷺ کے مقابلہ پر آیا اور ابدی جہنمی ہے۔ جہاں اس پر ذلت والا عذاب مسلط ہوگا۔ یہی سب سے بڑی بختی اور ذلت ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی سورت نہ اتار دی جائے۔ جو ان کے دلوں کی باتیں مسلمانوں پر ظاہر کردے آپ فرما دیں کہ تم مذاق ہی اڑاتے رہو۔ اللہ تو اسے ظاہر ہی کرے گا جس کا تمہیں کھٹکا لگا ہوا ہے۔

منافقوں کو اپنی پول کھل جانے کا ڈر: (۶۴) منافق آپس میں بیٹھ کر تجویزیں تو گھڑ لیتے مگر یہ دھڑ کا برابر لگا رہتا ہے کہ کہیں وحی کے ذریعہ مسلمانوں پر ہماری پول نہ کھل جائے۔ فرمایا وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا (مجادلہ ۵۸:۸) منافق آپ کے پاس آ کر آپ کو وہ دعائیں دیتے ہیں جو اللہ نے نہیں دیں اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ ہماری ان باتوں پر اللہ ہمیں پکڑ کیوں نہیں لیتا۔ انہیں جہنم کافی ہے جس میں یہ داخل ہوں گے جو بڑی بری جگہ ہے۔ یہاں فرمایا کہ آج تم دینی باتوں کا خوب جی بھر کر مذاق اڑا لو۔ اللہ اپنے رسول کو وحی کے ذریعہ تمہاری ساری اندرونی شرارتوں سے آگاہ فرما دے گا۔ جس سے تم سخت ذلیل ہو گے (۲) اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (محمد ۴۷:۲۹، ۳۰) کیا بیمار دل والوں نے یہ سوچ لیا ہے کہ اللہ کبھی ان کے پوشیدہ بغض نہیں نکالے گا اگر ہم چاہیں تو وہ سب آپ کو دکھا دیں اور آپ انہیں ان کے چہروں سے پہچان جائیں اور گفتگو سے معلوم کر لیں' سورہ برات کو اسی لئے سورہ ''الفاضحہ'' (رسوا کرنے والی) کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں منافقوں کی پول کھولی گئی ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ ع

اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو خالی ہنس رہے تھے۔ آپ جواب دیں کیا تم اللہ سے' اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے مذاق کر رہے تھے۔ اب حیلے نہ تراشو۔ تم ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے۔ اگر ہم تمہاری کسی جماعت سے درگذر بھی کر لیں تو ایک جماعت کو ان کے جرائم کی سزا بھی ضرور دیں گے۔

منافقوں کی مذمت: (۶۵) ایک منافق بولا یہ قرآن پڑھنے والے بڑے پیٹو' بڑے جھوٹے اور بڑے ڈرپوک ہیں رحمت عالم ﷺ کو بھی خبر لگ گئی۔ یہ منافق اللہ کے رسول کے پاس آیا آپ سوار ہو چکے تھے اور تشریف لے جانے والے تھے۔ بولا ہم تو آپس میں یوں ہی ہنس بول رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی۔ اللہ کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ سے دل لگی کرتے ہو۔ یہ منافق آپ کی تلوار پر ہاتھ رکھے ہوئے پتھروں سے ٹکراتا ہوا اور جواب دیتا ہوا آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور آپ اس کی طرف توجہ بھی نہیں دے رہے تھے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے جنگ تبوک کے موقعہ پر ایک مجلس میں کہا ہمارے

یہ قاری بڑے پیٹو۔ بڑے جھوٹے اور بڑے بزدل ہیں۔ ایک مسلمان نے جو مسجد میں تھا جواب دیا کہ تو جھوٹا بلکہ منافق ہے۔ میں اس بات کی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیئے بغیر نہ رہوں گا۔ چنانچہ آپ کو خبر مل گئی اور اس کے بارے میں قرآن بھی اتر آیا۔ فرماتے ہیں میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ آپ کی اونٹنی کی کاٹھی تھامے ہوئے پتھروں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا' اے اللہ کے رسول ہم تو آپس میں دل لگی کر رہے تھے۔ فرمایا بڑی شرم کی بات ہے کہ اللہ سے اس کے کلام سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دل لگی کی جائے۔

منافق آپس میں یہ باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ اب تو مسلمانوں کی آنکھیں پھٹ گئی ہیں ان پر رومیوں کے قلعے فتح کرنے کا جنون سوار ہے۔ ذرا ان کی اس فراست پر تو نظر ڈالیے۔ ان تمام باتوں کی خبر اللہ کے رسول کو بھی ہوگئی۔ آپ نے انہیں بلا کر پوچھا کہ تم نے یہ بات کہی ہے تو قسم کھا کر بولے کہ ہمارے منہ سے ہنسی ہنسی میں یہ بات نکل گئی تھی۔

(٦٦) پھر فرمایا اب حیلے نہ تراشو تم اس مذاق سے ایمان لا کر بے ایمان بن گئے اگر ہم تم میں سے کسی ایک شخص کو معاف کر دیں تو دوسروں کو تو سزا دیئے بغیر نہ رہیں گے کیونکہ تمہارے جرائم سزا ہی کے قابل ہیں۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ
بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ
فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ
وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾

منافق خواہ مرد ہوں یا عورتیں ایک ہی ہیں جو برائیاں سکھاتے ہیں اور بھلائیوں سے روکتے ہیں اور اپنی مٹھیاں بند رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے۔ پھر اللہ بھی انہیں بھول گیا۔ یقیناً منافق بڑے نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں سے اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ فرمایا ہے۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ آگ انہیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔ اور انہیں کے لئے دائمی عذاب ہے۔

منافقوں کی بری عادتوں کا بیان: (٦٧) منافقوں کی عادتیں مسلمانوں کی عادتوں کے بالکل برعکس ہیں۔ چونکہ مسلمان لوگوں کو بری باتوں سے نفرت اور اچھی باتوں کی رغبت دلاتے ہیں۔ اس لئے منافق اس کے برعکس لوگوں کو اچھی باتوں سے نفرت اور بری باتوں کی رغبت دلاتے ہیں۔ منافق اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور مسلمان خوشی خوشی خرچ کرتے ہیں۔ منافق اللہ کو بھول گئے۔ آخر اللہ بھی انہیں بھول گیا فرمایا فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ (اعراف ۷:۵۸) آج ہم بھی انہیں بھول جائیں گے۔ جیسے وہ آج کے دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے۔ پھر فرمایا منافق ہی نافرمان ہیں یعنی راہ حق سے ہٹ کر راہ ضلالت پر جم گئے ہیں۔

نفاق کا برا انجام: (٦٨) منافقوں کے گھناؤنے اور شرمناک کرتوتوں پر اللہ نے ان سے اور کافروں سے جہنم کا وعدہ فرمایا جہاں

وہ ہمیشہ رہیں گے۔ عذاب کے سلسلہ میں انہیں جہنم کی آگ ہی کافی ہے اور انہیں اللہ نے اپنی رحمت سے دور فرما کر پھٹکار ڈال دی ہے۔ اور انہیں کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والی سزا ہے۔ اللھم احفظنا۔

كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُوٓا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَٰلًا وَأَوْلَٰدًا فَٱسْتَمْتَعُوا بِخَلَٰقِهِمْ فَٱسْتَمْتَعْتُم بِخَلَٰقِكُمْ كَمَا ٱسْتَمْتَعَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُم بِخَلَٰقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَٱلَّذِى خَاضُوٓا ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿٦٩﴾

(یہ عذاب) ان لوگوں (کے عذاب) کی مانند ہے جو تم سے پہلے تھے اور تم سے قوت میں بھی بڑھ کر تھے۔ اور ان کے پاس تم سے زیادہ مال و اولاد بھی تھی۔ وہ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے۔ پھر تم نے بھی اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلوں نے اپنے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا تھا اور تم نے اسی طرح کج بحثی کی جیسی انہوں نے کی تھی۔ ان کے عمل دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے اور یہی بڑا بھاری نقصان اٹھانے والے ہیں۔

دوسروں کی مشابہت پر عذاب کی وعید: (۶۹) یعنی ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا وہی عذاب ہوا جو ان سے پہلوں پر ہوا تھا (خلاق سے دین مراد ہے) یعنی جیسے پہلے جھوٹ اور باطل میں پھنسے رہے اور حق کے خلاف کج بحثی کرتے رہے اور اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ یہی حال ان کا ہے پھر فرمایا۔ ان کے عمل برباد ہو گئے اس لئے نہ آخرت میں انہیں اپنے عملوں کا کچھ صلہ ملنے والا ہے۔ اور نہ دنیا میں پھر فرمایا یہ ٹوٹے والے ہیں کیونکہ انہیں ان کے عملوں کا کوئی صلہ نہیں ملا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں جیسے آج کی اور کل کی رات میں مشابہت ہے۔ اسی طرح مسلمانوں میں اسرائیلیوں کی مشابہت آ جائے گی۔ میرے خیال میں اللہ کے رسول نے فرمایا ہے اللہ کی قسم تم ان کے قدم بہ قدم چلو گے اگر کوئی ان میں سے گوہ کے بل میں گھسا ہوگا تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے۔

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَٰهِيمَ وَأَصْحَٰبِ مَدْيَنَ وَٱلْمُؤْتَفِكَٰتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۖ فَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوٓا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾

کیا ان کے پاس ان سے پہلوں کی قوم نوح کی عادیوں کی ثمودیوں کی قوم ابراہیم کی مدین والوں کی اور الٹی ہوئی بستیوں والوں کی خبریں نہیں پہنچیں ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔ پھر اللہ کی یہ شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم توڑنے لگے۔

منافقوں کو نصیحت: (۷۰) انبیاء کو جھٹلانے والے منافقوں کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ اپنے جیسے پہلوں کو نگاہ عبرت ڈال کر دیکھ لو۔ انہوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ قوم نوح کو دیکھو کہ ان کے جھٹلانے کا کس قدر خطرناک انجام ہوا ایک عام طوفان آیا جس

سے تمام روئے زمین کے جاندار غرق ہو گئے۔ ہاں نوح کی کشتی والے بچ گئے جو مسلمان تھے۔ عادیوں پر خیر و برکت سے خالی آندھی مسلط کر دی گئی جس سے سب ہلاک ہو گئے۔ ثمودی ایک دلدوز چیخ سے تباہ کر دیئے گئے۔ جب نمرود نے حضرت ابراہیم کو جھٹلایا تو اللہ نے آپ کی غیبی امداد فرمائی اور حیرت انگیز معجزے دیئے اور نمرود کو غارت کر دیا۔ مدین والے سخت جھٹکے سے اور بادل والے دن کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ لوطیوں کی بستیاں الٹ دی گئیں اور دبے کے دبے رہ گئے۔ (مؤتفکات یعنی الٹی ہوئی بستیاں اس سے قوم لوط ہی مراد ہے) جب اس قوم نے لوط کو جھٹلایا اور ایسی شرمناک و بے ہودہ حرکتیں کیں جواب سے پہلے دنیا میں نہ تھیں اور ان پر اڑے رہے تو اللہ نے انہیں زمین دوز کر دیا۔ پھر فرمایا کہ ان قوموں کے پاس ان کے رسول صاف صاف اور پکی دلیلیں لے کر آئے تھے مگر انہوں نے یہ دلائل بھی ٹھکرا دیئے اور نبی کو نہیں مانا۔ آخر کار اللہ کے عذاب نے انہیں تباہ کر دیا۔ اللہ نے انہیں تباہ کر کے ان پر ظلم نہیں کیا۔ کیونکہ عذاب سے پہلے رسول بھیج کر حجت پوری کر دی تھی اور کتاب بھیج کر ان کے شکوک دور کر دیئے تھے۔ ہاں انہوں نے رسولوں کو نہ مان کر اور حق ٹھکرا کر خود اپنے اوپر مظالم ڈھائے اور عذاب کے حق دار بنے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ ہاں انسان ہی آپ اپنے پیروں پر کلہاڑی مارتا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

وقف لازم

مومن خواہ مرد ہوں یا عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہ لوگوں کو اچھی باتوں کی رغبت اور بری باتوں سے نفرت دلاتے ہیں۔ نماز قائم رکھتے ہیں' زکوۃ نکالتے ہیں اور اللہ و رسول کی تابعداری کرتے ہیں۔ عنقریب اللہ انہیں پر اپنی مہربانی فرمائے گا۔ واقعی اللہ بڑی عزت و حکمت والا ہے۔

مسلمانوں کے اخلاق حمیدہ: (۷۱) اوپر منافقوں کی شرمناک عادتوں کا بیان تھا۔ یہاں مسلمانوں کے اخلاق حمیدہ کا بیان ہے کہ مومن خواہ مرد ہوں یا عورتیں سب ایک ہی جیسی عادت کے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار و خیر خواہ ہوتے ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مومن مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصوں کو مضبوط بناتا ہے آپ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بتایا کہ مومن اس طرح رہتے ہیں (۲) محبت و پیار میں مومن ایک جسم کی مانند ہیں جب جسم کا کوئی حصہ ماؤف ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام جسم بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا ایمان والوں کی یہ شان ہے کہ اچھی باتیں پھیلائیں' اور بری باتیں مٹائیں۔ فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ (آل عمران ۳:۱۰۴) تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اچھی باتوں کی رغبت دلائے اور بری باتوں سے نفرت دلائے۔ پھر فرمایا مومن نماز و زکوۃ کے پابند ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور اس کی مخلوق کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ احکام بھی بجالاتے ہیں اور ممنوعات سے

بھی دامن بچائے رکھتے ہیں۔ اللہ قیامت کے دن ایسے ہی لوگوں پر مہربانی فرمائے گا۔ اللہ بڑی عزت والا ہے اور اپنے تابعدار بندوں کو بھی عزت عطا فرماتا ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے کہ حقداران عزت ہی کو عزت دیتا ہے دوسروں کو نہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع

اللہ نے مومن مردوں اور عورتوں سے جنت کے ایسے باغوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے اندر نہریں جاری ہیں اور جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان پاکیزہ محلوں کا بھی جو ان ہیشگی والی جنتوں میں ہوں گے اور اللہ کی رضا بہت بڑی چیز ہے یہی سب سے بھاری کامیابی ہے۔

مومنوں کو ابدی نعمتوں کی بشارت: (۷۲) مومنوں کو دی جانے والی نعمتوں کا بیان ہے کہ انہیں بہشتی سدا بہار باغ ملیں گے جن کے اندر نہریں جاری ہوں گی اور جہاں وہ ابد کی زندگی گذاریں گے انہیں ہیشگی والے جنت کے پاکیزہ صاف ستھرے اور اونچے اونچے محل ملیں گے۔ جو کمال خوبصورتی ونفاست سے بنے ہوئے ہوں گے۔ اور بے حد آراستہ ہوں گے۔ جن کی در و دیوار پر نگاہ بھی نہ ٹھہرتی ہوگی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دو جنتیں معہ اپنے ساز وسامان کے سونے کی ہوں گی۔ اور دو چاندی کی ہیشگی والی جنت میں اللہ کے دیدار اور ارباب جنت کے درمیان صرف اللہ کی کبریائی کا حجاب ہوگا۔ جو رب کے چہرے پر ہوگا (ق) (۲) مومن کے لئے جنت میں ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کا طول ۶۰ میل ہوگا۔ اور اسی خیمہ میں اس کی بیویاں ہوں گی۔ جن کے پاس یہ آتا جاتا رہے گا۔ مگر ایک دوسری کو دکھائی نہ دے گی (ق) (۳) جس نے توحید ورسالت کا اقرار کرلیا اور نماز روزے کا بھی پابند ہوگیا اسے جنت دینا اللہ کے ذمہ ہے۔ خواہ اس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہو یا نہ کی ہو۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگوں کو یہ بشارت نہ سنا دیں۔ فرمایا دیکھو جنت میں سو درجے ہیں۔ جو اللہ نے مجاہدوں ہی کے لئے بنائے ہیں۔ اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی آسمان وزمین میں ہے۔ پھر جب تم اللہ سے جنت مانگو تو فردوس مانگو۔ کیونکہ وہ اوپر والی اور درمیانی جنت ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے۔ (ق) (۴) جنتی جنت کے بالا خانے اس طرح دیکھیں گے جس طرح آج تم آسمان کے تارے دیکھتے ہو۔ (ق)

پھر فرمایا کہ اللہ کی خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے' یعنی جنت کی تمام نعمتیں ایک طرف' اور اللہ کی رضا ایک طرف' بلکہ اللہ کی رضا تو تمام نعمتوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' اللہ جنت والوں کو آواز دے گا' وہ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ (اے بھلائیوں کے مالک ہم حاضر ہیں حاضر ہیں) کہتے ہوئے آگے بڑھیں گے' پوچھے گا اب تو خوش ہو' عرض کریں گے بھلا کیوں خوش نہ ہوں' تو نے ہمیں وہ وہ نعمتیں عطا کیں جو کسی کو بھی نہیں ملیں۔ فرمائے گا کیا میں ان تمام نعمتوں سے ایک اور افضل نعمت تم کو نہ دوں؟ عرض کریں گے کہ اے رب ان تمام نعمتوں سے افضل کون سی نعمت ہے؟ فرمائے گا آج سے میں نے اپنی رضا تمہارے لئے حلال کر دی' میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوں گا (ق) مؤطا مالک) (۲) جب جنت والے

جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ ان سے فرمائے گا اگر کچھ اور چاہتے ہو تو میں تمہیں کچھ اور دوں؟ عرض کریں گے' اے رب جو کچھ تو نے ہمیں دے رکھا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے' فرمائے گا کہ میری رضا ساری نعمتوں سے بڑھ کر ہے (بزار)

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ۷۳ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ۷۴

اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کرتے رہو' اور ان پر سختی کرتے رہو' ان کا ٹھکانہ جہنم ہے' جو بدترین مقام ہے یہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات نہیں سنی' حالانکہ واقعی کفر یہ کلمہ ان کے منہ سے نکل چکا ہے' اور یہ اسلام کے بعد بے ایمان ہو گئے ہیں' یہ اس حرکت کا عزم بھی کر چکے ہیں جو پوری نہ ہو سکی' یہ اس بات کا بدلہ لے رہے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے مالدار بنا دیا' اور اس کے رسول ﷺ نے بھی' پھر اگر یہ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں اچھا ہی اچھا ہے' اور اگر منہ موڑ لیں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں سخت دردناک سزا دے گا' اور کوئی بھی دنیا میں ان کا دوست اور مددگار کھڑا نہ ہوگا۔

کافروں پر جہاد و سختی کا حکم: (۷۳) حکم ہے کہ کافروں اور منافقوں سے جہاد کرتے رہو' اور ان سے سختی سے پیش آتے رہو' جیسے یہ حکم ہے کہ ایمان والوں سے جھک کر ملتے رہو' اللہ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ آخرت میں کافروں اور منافقوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو چار تلواریں دے کر مبعوث فرمایا' ایک تلوار مشرکوں کے لئے (فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الخ (توبہ ۹:۵) ایک تلوار اہل کتاب کے لئے (قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ (توبہ ۹:۵) ایک تلوار منافقوں کے لئے جس کا بیان اس آیت میں ہے اور ایک تلوار باغیوں کے لئے (فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ الخ (حجرات ۴۹:۹) معلوم ہوا کہ جب منافق نفاق ظاہر کرنے لگیں تو ان سے تلوار سے جہاد کرنا ضروری ہے۔

ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ منافقوں سے ہاتھ سے جہاد کرو' اگر اتنی طاقت نہ ہو تو انہیں برا بھلا کہہ کر باز رہنے کی ہدایت کرو ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے کافروں سے تلوار سے اور منافقوں سے زبان سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا' اور یہ بھی کہ ان سے نرم معاملہ نہ کیا جائے۔

غرض یہ کہ حسب موقع کبھی تلوار سے کبھی زبان سے اور کبھی حد جاری کر کے جہاد کیا جائے

(۷۴) یہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں ہے' دو شخص جہنی اور انصاری لڑ پڑے تھے' چنانچہ جہنی انصاری پر غالب آ گیا

اور اس کے اوپر چڑھ بیٹھا' اس پر عبداللہ بن ابی نے انصار کو انصاری کی مدد کے لئے بھڑکایا' اور کہا کہ ان کی اور ہماری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ اپنا کتا موٹا تازہ کرلو وہی تم کو کھائے گا' اس دفعہ ہم مدینہ چلے گئے' تو مدینہ سے ذلیلوں کو عزت والے نکالے بغیر نہ رہیں گے' اس واقعہ کی خبر ایک مسلمان نے اللہ کے رسول کو بھی کر دی' آپ نے عبداللہ سے بلا کر پوچھا تو صاف مکر گیا اور جھوٹی قسم کھالی' اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔

رحمت عالم ﷺ کے قتل کی سازش اور اس میں ناکامی: حذیفہؓ بن الیمان کہتے ہیں میں اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے آگے آگے تھا' اور عمارؓ اسے ہانک رہے تھے' یا میں ہانک رہا تھا' اور عمار نکیل تھامے ہوئے تھے' اتنے میں ہم ایک گھاٹی میں پہنچے' وہاں ۱۲ نقاب پوشوں نے سامنے سے آکر آپ کو روکنا چاہا' آپ نے انہیں للکارا تو وہ بھاگ گئے پوچھا جانتے ہو یہ کون تھے' ہم نے کہا نہیں' البتہ ہم نے سواریاں پہچان لیں' فرمایا یہ منافق تھے' اور قیامت تک منافق ہی رہیں گے' جانتے ہو ان کا کیا ارادہ تھا' ہم نے کہا نہیں' فرمایا اس انداز سے آئے تھے کہ گھاٹی میں اللہ کے رسول سے مزاحمت کریں' اور آپ کو وہیں ڈال آئیں' صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم تمام قبیلوں میں یہ اعلان کرا دیں کہ ہر قبیلہ کا سردار اپنے اپنے سازش والے آدمی کا سر اتار کر آپ کے پاس بھیج دے' فرمایا نہیں میں یہ بات اچھی نہیں سمجھتا کہ عرب میں چرچا ہو کہ محمد ﷺ پہلے تو اپنی قوم کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑتے ہیں' پھر جب اللہ انہیں دشمنوں پر فتح دے دیتا ہے تو قوم ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگتے ہیں' پھر آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ انہیں دبیلہ میں مبتلا فرما دے' ہم نے پوچھا یا رسول اللہ دبیلہ کیا ہے' فرمایا شعلہ والا ایک پھوڑا ہوتا ہے جو دل کی رگوں میں نکل کر ہلاک کر دیتا ہے۔ (بیہقی در دلائل)

پھر فرمایا' رسول ﷺ کا کوئی گناہ نہیں بجز اس کے کہ آپ کی برکت سے اللہ نے انہیں امیر بنا دیا' اور سعادت کی تکمیل ہو جاتی تو یہ مسلمان بھی ہو جاتے۔ ایک دفعہ آپ نے انصار سے فرمایا کیا تم گمراہ نہ تھے' الگ الگ نہ تھے' اور کیا مفلس نہ تھے' اللہ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت دی' دولت دی' اتحاد بخشا' لیکن آپ کی ہر بات کا انصار یہی جواب دیتے رہے' کہ اللہ کے اور اس کے رسول کے ہم پر بڑے بڑے احسانات ہیں (یہ محاورہ بے گناہی کے موقعہ پر بولا جاتا ہے فرمایا وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ الخ (بروج ۸۵:۸) یعنی کافروں نے مومنوں سے صرف اس بات کا انتقام لیا' کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے)

پھر انہیں توبہ کرنے کی نصیحت کی ہے' کہ اگر انہوں نے اب بھی سچے دل سے توبہ کر لی تو ان کے حق میں بہت ہی اچھا ہے ورنہ اللہ انہیں دنیا میں بھی عذاب دے گا اور آخرت میں بھی' دنیا میں قتل ہوں گے' اسیر ہوں گے' اور طرح طرح کی پریشانیوں میں پھنس جائیں گے' اور آخرت کے عذاب کا تو کہنا ہی کیا ہے' محشر کی رسوائی' اور کسی کا حمایت کے لئے کھڑا نہ ہونا کتنا زبردست عذاب ہے' اَلْاَمَانِ وَالْحَفِيْظُ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ

بِمَآ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوۡهُ وَبِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰٮهُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۷۸﴾

بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں مال دے گا تو ہم صدقہ کر کے نیک بن جائیں گے۔ پھر جب اللہ نے انہیں مال دے دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور منہ موڑ کر چل دیئے' آخر اللہ نے انہیں مرتے دم تک یہ سزا دی کہ ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا کیونکہ انہوں نے وعدہ خلافی بھی کی' اور جھوٹ بھی بولا کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ کو ان کے دلی راز اور ان کی سرگوشیاں معلوم ہیں' اور اللہ غیب کی تمام باتیں جانتا ہے۔

(۷۵) یعنی بعض منافقوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر انہیں اللہ اپنے فضل سے مال دے گا تو وہ اسے اس کی راہ میں خرچ کر کے نیکوں میں شامل ہو جائیں گے۔

(۷۶) پھر انہوں نے وعدہ خلافی کی' اور اپنی بات کا بھی پاس نہیں کیا' اور بخیل بن گئے (۷۷) اللہ نے ان غداروں کو عہد شکنی کی یہ سزا دی کہ مرتے دم تک ان کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا۔

(۷۸) کیا انہیں یہ خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کے ارادے اور سرگوشیاں خوب جانتا ہے' اور وہ غیب دان ہے' اسے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ یہ محض زبانی جمع خرچ ہے کہ مال دار ہو جائیں تو کسی کی حق تلفی نہ کریں مال اللہ کی راہ میں لٹائیں' اور حق داروں کو جی کھول کر دیں' لیکن اس باریک بین اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ مال دار ہو جانے کے بعد مال کی مستی میں سب کچھ بھول جائیں گے' اور کنجوسی پر اتر آئیں گے' اللہ تو ہر چھپی کھلی بات کو ہر راز و سرگوشی کو' اور ہر ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔

اَلَّذِيۡنَ يَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِيۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ اِلَّا جُهۡدَهُمۡ فَيَسۡخَرُوۡنَ مِنۡهُمۡ‌ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۹﴾

جو لوگ دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور ان پر بھی جن کو بجز اپنی محنت و مشقت کی مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں' یہ ان پر ہنستے ہیں ان کا رب ان پر ہنسے گا' اور دردناک عذاب انہیں کے لئے ہے۔

صدقات پر منافقوں کی نکتہ چینی: (۷۹) منافقوں کی یہ بھی ایک بری عادت ہے کہ ان کی نکتہ چینی سے کوئی بچ نہیں سکتا' خواہ دل کھول کر خرچ کرنے والا مالدار ہو' یا محنت مزدوری کر کے خرچ کرنے والا مزدور جو اپنی پاک کمائی کا کچھ حصہ خوشی خوشی خیرات کر رہا ہو' اگر کوئی مسلمان خلوص سے زیدہ مال لاتا ہے تو یہ اس پر ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں' اور اگر کوئی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا سا مال لاتا ہے تو کہتے ہیں اللہ کو تیرے صدقے کی ضرورت نہیں' غرض یہ کہ انہیں نکتہ چینی میں کمال حاصل ہے' کسی کو بھی نہیں چھوڑتے' کسی کو ریاکار بتاتے ہیں' اور کسی کو کنجوس مکھی چوس۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔ جب صدقے کی آیت اتری تو ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ لاد لاد کر مزدوری کیا کرتے تھے۔ ایک شخص بہت سا مال صدقے کے لئے لایا' تو لوگوں نے اس پر ریاکاری کا الزام

لگایا' اور ایک شخص ایک صاع (پونے تین سیر) اناج صدقے کے لئے لایا تو لوگوں نے کہا کہ اللہ اس کے صدقے سے بے پرواہ ہے' پھر یہ آیت اتری۔ (ق)

عبدالرحمن بن عوفؓ چالیس اوقیہ سونا خیرات کے لئے لائے' اور ایک انصاری غلہ کا ایک صاع لایا' اس پر کسی منافق نے عبدالرحمن کو ریاکار اور انصاری کو کنجوس بتایا' اور کہا کہ اللہ اس کے ایک صاع غلہ سے بے پرواہ ہے۔ ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں میں تشریف لا کر اعلان فرمایا کہ صدقے جمع کرو' چنانچہ لوگوں نے صدقے جمع کئے' اخیر میں ایک شخص ایک صاع کھجور لایا اور بولا میں رات بھر کدال سے پانی کاٹتا رہا' اس کی مزدوری میں مجھے دو صاع کھجوریں ملی تھیں' میں نے ایک صاع کھجوریں اپنے خرچ کے لئے رکھ لیں اور ایک صاع آپ کی خدمت میں لے آیا' آپ نے فرمایا انہیں بھی صدقے میں رکھ دو' چند لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا کہ اللہ کو تمہارے اس جیسے تھوڑے سے مال کی ضرورت نہیں وہ اس سے بے پرواہ ہے' بھلا وہ ایک صاع کھجوریں لے کر کیا کرے گا' پھر عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا کیا کوئی صدقہ دینے سے باقی رہ گیا ہے' فرمایا نہیں البتہ تم باقی ہو' بولے میرے پاس سو اوقیہ سونا ہے' وہ خیرات کرتا ہوں' عمرؓ نے کہا تم دیوانے تو نہیں ہو بولے نہیں' الحمد للہ میرے ہوش وحواس ٹھیک ہیں' عمرؓ بولے کیا تم سو اوقیہ سونا خیرات کر چکے' بولے ہاں میرے پاس آٹھ ہزار ہیں' جن میں سے چار ہزار اپنے رب کو قرض کے طور پر دے رہا ہوں اور چار ہزار اپنے خرچ کے لئے رکھ رہا ہوں' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا' اللہ تم کو خیرات کئے ہوئے اور روکے ہوئے مال میں برکت عطا فرمائے' لیکن منافقوں نے عبدالرحمن پر ریاکاری کا الزام لگایا' حالانکہ یہ الزام غلط تھا' عبدالرحمنؓ کی نیت میں خلوص تھا' اللہ نے ان کی طرف سے اور ان کے غریب ساتھی کی طرف سے صفائی میں یہ آیت اتار دی۔

پھر فرمایا کہ منافق ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں' اللہ انہیں ان کے مذاق کا بدلہ دے گا' اور قیامت کے دن ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا' کیونکہ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ ع۱۶

آپ منافقوں کے لئے اللہ سے معافی کی دعا مانگیں' یا نہ مانگیں' اگر آپ ان کے لئے ستر دفعہ بھی دعا مانگیں گے تو پھر بھی اللہ انہیں معاف نہیں فرمائے گا' یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کو اور اس کے رسول کو نہیں مانا اور اللہ ایسے نافرمانوں کی رہبری نہیں فرماتا۔

منافقوں کے لئے استغفار کی ممانعت: (۸۰) یعنی اے نبی یہ منافق دعائے مغفرت کے اہل ہی نہیں' اگر آپ ان کے لئے ستر دفعہ بھی استغفار فرمائیں تو پھر بھی اللہ ہرگز ہرگز انہیں معاف کرنے والا نہیں۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت اتری' تو اللہ کے رسول نے فرمایا' میرے رب نے ان کے بارے میں مجھے دعائے مغفرت کی اجازت دے دی ہے' اللہ کی قسم میں ان کے لئے ستر دفعہ سے زیادہ دعائے مغفرت کروں گا' امید ہے کہ اللہ انہیں معاف فرما دے گا' لیکن اللہ نے دوسری آیت اتار دی سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ الخ (منافقون ۶۳:۶) آپ ان کے حق میں دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں' اللہ نافرمانوں کو معاف کرنے

والا نہیں۔ آپ کی دعاء مغفرت و دعائے عدم مغفرت دونوں برابر ہیں' جب عبداللہ بن ابی کے نزع کا وقت ہوا۔ تو اس کے صاحبزادے اللہ کے نبی کے پاس آ کر کہنے لگے کہ میرے باپ کا دم ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ چل کر اس کے پاس بیٹھیں' اور اس کی نماز بھی آپ ہی پڑھائیں' آپ نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے' کہنے لگے حباب بن عبداللہ' فرمایا حباب تو شیطان ہے' تمہارا نام عبداللہ بن عبداللہ ہے' آخر کار آپ ان کے ساتھ تشریف لے گئے' اور ان کے باپ کو اپنا وہ کرتا جو آپ کے پسینہ سے نم تھا پہنا دیا' اور اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھائی' آپ سے کہا بھی گیا کہ آپ اس منافق کے جنازے کی نماز پڑھاتے ہیں' مگر آپ نے یہ آیت پڑھ کر جواب دیا' کہ میں ان کے لئے دو دفعہ ستر ستر بار دعائے مغفرت مانگوں گا (ابن جریر)

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

جہاد میں حصہ نہ لینے والے اللہ کے رسول کے خلاف اپنے بیٹھنے پر مگن ہیں' اور جانی اور مالی قربانیاں اللہ کی راہ میں پسند نہیں کرتے' انہوں نے تو یہ کہہ دیا کہ گرمی میں باہر قدم نہ رکھو' آپ فرما دیں کہ جہنم کی آگ بڑی گرم ہے' کاش ان میں سمجھ ہوتی' لہٰذا انہیں ہنسنا نہیں چاہیے اور اپنی کمائی کے بدلہ بہت زیادہ رونا چاہیے۔

غزوہ تبوک میں شامل نہ ہونے والے منافقوں کی مذمت: (۸۱) ان منافقوں کی برائی ہے جو جنگ تبوک میں حصہ لینے سے باز رہے' اور اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف گھروں میں آرام سے بیٹھے رہے' اور اتراتے رہے کہ ہم آرام سے گھر میں ہیں' اور وہ سفر کی اور سخت گرمی کی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں' یہ اللہ کی راہ میں جانی اور مالی قربانیوں کو بڑی مشکل سمجھتے تھے' اور ایک دوسرے کو سمجھا رہا تھا کہ غضب کی گرمی ہے' اس وقت نکل کر مرنا تھوڑا ہی ہے' کیوں نہ گھر میں آرام سے بیٹھو' کیونکہ جب آپ روانہ ہو رہے تھے تو سخت گرمی تھی' سائے بڑھ گئے تھے اور پھل گدرا رہے تھے' اسی وجہ سے انہوں نے ایک دوسرے کے کان بھرے کہ گرمی میں نہ نکلو' اللہ نے اپنے رسول ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ دنیا کی گرمی سے بھاگ کر جہنم کی آگ مول لے رہے ہو' یاد رکھو دنیا کی گرمی سے کہیں زیادہ جہنم کی آگ کی گرمی ہے۔

جہنم کی آگ کی خاصیت: اللہ کے رسول نے فرمایا یہ جو آگ تم جلاتے ہو' یہ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے' صحابہ نے کہا' اے اللہ کے رسول جلانے کے لئے تو یہی کافی ہے' فرمایا جہنم کی آگ اس آگ سے ۶۹ حصے تیز ہے (ق) (۲) تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے' پھر بھی دریا میں دو دفعہ ڈبوئی گئی ہے تب تمہارے استعمال کے قابل بنی ہے' اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کوئی بھی اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا (الف)

قرآن میں ہے (۱) اِنَّهَا لَظٰى الخ (۷۰:۱۵۔۱۶) یقین مانو وہ آگ اس قدر شعلہ مارنے والی ہے کہ کھال اتار کر رکھ دیتی ہے (۳) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا الخ (نساء ۴:۵۶) جنہوں نے ہماری آیتیں نہیں مانیں' ہم انہیں عنقریب آگ میں جھونک

دیں گے' جب ایک بار ان کی کھال جل جائے گی تو ہم انہیں اور کھالیں دے دیں گے' تا کہ عذاب چکھتے رہیں' پھر فرمایا اگر انہیں ہوش ہوتو جہنم کی آگ کی گرمی یاد کر کے آج کی گرمی ہنسی خوشی برداشت کر لیں' لیکن افسوس ان کی تو ایسی مثال ہے' جیسے کوئی گرمی سے بچنے کے لئے آگ تاپنے لگے' انسان کو جہنم کی آگ یاد کر کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

تصور قیامت سے آج ہی رولو: (۸۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں دنیا چند روزہ ہے' اس میں انسان جس قدر چاہے' ہنس لے' جب دنیا ختم ہو جائے گی' اور انسان اللہ کے پاس چلا جائے گا' تو پھر رونا ہی رونا ہے جو کبھی بند ہی نہیں ہوگا' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا لوگو گناہوں پر خوب روؤ' اگر تم کو رونا نہ آئے تو زبردستی روؤ' دیکھو' جہنمی اس قدر روئیں گے کہ ان کے رخساروں پر نہریں جاری ہو جائیں گی' روتے روتے آنسو بھی خشک ہو جائیں گے' پھر آنکھوں سے خون برسنے لگے گا' اور ان میں پھوڑے پیدا ہو جائیں گے' ان آنکھوں سے اس قدر خون اور آنسو بہہ رہے ہوں گے کہ اگر کوئی ان میں کشتیاں چلانا چاہے تو چلا سکتا ہے (ابو یعلیٰ' ابن ماجہ)

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ﴿۸۳﴾

پھر اگر اللہ آپ کو ان کی کسی جماعت کی طرف واپس لوٹا لائے پھر یہ آپ سے نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپ جواب دیں کہ تم میرے ساتھ کسی صورت سے بھی نہیں چل سکتے اور نہ میرے ساتھ دشمن سے جنگ کر سکتے ہو' پہلی بار تم نے گھر میں بیٹھنا پسند کیا تھا' اب تم ہر لڑائی میں شامل نہ ہونے والوں ہی کے پاس بیٹھے رہو۔

منافقوں کو جنگ میں شریک ہونے کی ممانعت: (۸۳) اللہ اپنے رسول ﷺ کو حکم فرما رہا ہے کہ اگر ہم آپ کو اس جنگ سے واپس لے آئیں اور آپ ان کی کسی جماعت کے پاس تشریف لائیں اور یہ آپ سے کسی جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کریں تو آپ انہیں بطور سزا کے یہ جواب دیں' کہ اب تم کسی جنگ میں کبھی بھی نہ میرے ساتھ شریک ہو سکتے ہو' اور نہ میرے ساتھ دشمن سے لڑ سکتے ہو' کیونکہ تم نے پہلی دفعہ گھروں میں بیٹھنا پسند کیا تھا' فرمایا وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ الخ (انعام ۶: ۱۱۵) ہم ان کے دل اور آنکھیں پلٹ دیں گے' جیسے وہ پہلی بار ایمان نہیں لائے تھے' کیونکہ برائی کا بدلہ اس کے بعد برائی ہے' جیسے نیکی کا بدلہ اس کے بعد نیکی ہے' جیسے اللہ نے عمرہ حدیبیہ کے سلسلے میں فرمایا: سَیَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ الخ (فتح ۴۸: ۱۵) جب تم مال غنیمت حاصل کرنے جاؤ گے تو فوراً لڑائی میں شریک نہ ہونے والے کہیں گے' ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دو' پھر فرمایا کہ اب تم پیچھے رہنے والوں ہی کے پاس بیٹھے رہو' یعنی لڑائی میں حصہ نہ لینے والے مردوں میں یا عورتوں میں بیٹھے رہو۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

آپ کسی منافق کے جنازے کی نماز کبھی بھی نہ پڑھیں' اور نہ کسی کی قبر پر جا کر کھڑے ہوں' انہوں نے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں مانا' اور نافرمانی کی حالت ہی میں مر گئے۔

منافقوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت: (۸۴) اللہ کا اپنے نبی کو حکم ہے کہ آپ منافقوں سے بیزار رہیں' اور کسی کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں' اور کسی کی قبر پر دعائے مغفرت کے لئے نہ کھڑے ہوں' کیونکہ یہ کافر تھے' اور کفر ہی پر ان کا دم نکلا ہے' یہ ایک عام حکم ہے اور اس میں ہر مشہور منافق داخل ہے' اگرچہ آیت عبداللہ بن ابی کے بارے میں اتری ہے' جب عبداللہ فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا' اور آپ سے آپ کا کرتہ مانگا' تا کہ اس میں اپنے باپ کو دفن کر دے آپ نے کرتہ دے دیا' پھر اس نے آپ سے نماز پڑھانے کی درخواست کی' آپ اس کے ساتھ چل پڑے' عمرؓ نے کھڑے ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کا دامن پکڑ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ اس کی نماز پڑھائیں گے حالانکہ آپ کے رب نے آپ کو نماز سے روک دیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ خواہ آپ دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں' اگر آپ ستر دفعہ بھی دعا مانگیں گے تو اللہ انہیں معاف کرنے والا نہیں' میں ستر بار سے زیادہ دعائے مغفرت مانگوں گا' عمرؓ بولے کہ وہ تو منافق ہے' لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی نماز پڑھائی۔ اس پر یہ آیت اتری (ق)

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

آپ کو ان کے مال واولاد حیرت میں نہ ڈالیں' اللہ ان سے دنیا میں انہیں سزا دینا چاہتا ہے' اور یہ چاہتا ہے کہ کفر کی حالت ہی میں ان کی جانیں نکل جائیں۔

---

(۸۵) اس کی تفسیر آیت نمبر ۵۵ میں بیان ہو چکی کیونکہ دونوں آیتیں یکساں ہیں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

اور جب کوئی سورت اللہ پر ایمان لانے کے اور اس کے رسول کے ساتھ جہاد کرنے کے سلسلے میں اتاری جاتی ہے تو ان میں سے مال دار آپ سے اجازت لے لیتے ہیں' اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ رہیں' یہ تو عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے' اور ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے' لہٰذا اب یہ کچھ نہیں سمجھیں گے۔

جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت: (۸۶) جہاد سے پیچھے ہٹنے والوں کی اور اس میں مقدور کے باوجود حصہ نہ لینے والوں کی مذمت ہے۔ کہ آپ کے پاس مالداروں کا طبقہ آ کر کہتا ہے کہ آپ ہمیں تو معاف ہی فرما دیں' اور گھروں میں رہنے دیں' یہ لوگ بے شرمی اور بے غیرتی پر راضی ہیں' اور عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھ جانے پر مگن ہیں (خوالف یعنی عورتیں کیونکہ مرد تو

جنگ پر چلے جاتے ہیں اور عورتیں پیچھے رہ جاتی ہیں) معرکہ کارزار گرم ہوتا ہے تو منافق بڑے کچ دلے نکلتے ہیں' اور جب لڑائی بند ہو جاتی ہے تو بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے ہیں۔ فرمایا فَإِذَا جَآءَ الْخَوْفُ الخ (احزاب ۳۳:۱۹) یعنی پھر جب خوف یعنی (جنگ) آ جاتا ہے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ یہ آپ کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرح جس پر موت کی غشی پر غشی طاری ہوتی ہے دیکھنے لگتے ہیں' پھر جب خوف چلا جاتا ہے تو تمہیں تیز نظروں سے گھورتے ہیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے لگتے ہیں' مگر لڑائی کے موقعہ پر ڈرپوک بن کر اور چوڑیاں پہن کر عورتوں میں جا گھستے ہیں' امن کے وقت تو ظلم و سنگ دلی کے پیکر بن جاتے ہیں' لیکن لڑائی کے موقعہ پر بھیگی بلی بن جاتے ہیں' اور منہ چھپا کر گھروں میں عورتوں اور بچوں میں جا گھستے ہیں:

(۸۷) یعنی جہاد میں شامل نہ ہونے اور رسول کے ساتھ نہ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے' لہٰذا اب ان میں اپنے نفع نقصان کے پہچاننے کی صلاحیت ہی نہیں کہ اچھے برے کو سمجھیں۔

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨٨﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٨٩﴾ ع ۱۱

لیکن رسول اور ان کے ساتھ مسلمان اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کر رہے ہیں' انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں' اور یہی مراد پانے والے ہیں' اللہ نے انہیں کے لئے وہ بہشتی باغات تیار کر رکھے ہیں' جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔

مدح اہل اسلام اور ان کی اخروی نعمتوں کا بیان: (۸۸'۸۹) اوپر کی آیت میں منافقوں کی برائی تھی' اس آیت میں ایمان والوں کی تعریف ہے' اور ان کی آخرت والی سدابہار نعمتوں کا بیان ہے کہ ان کا حال یہ ہے کہ خود اللہ کے نبی اور ان کے ساتھ آپ کے جاں نثار ایمان والے ہر قسم کی قربانیاں اپنے آقا کی رضا کے لئے پیش کر رہے ہیں' جانیں بھی چھڑک رہے ہیں' اور مال بھی لٹا رہے ہیں آخرت میں انہیں کے لئے جلیل الشان نعمتیں تیار ہیں' اور فردوس کے سدابہار باغوں میں انہیں کے اونچے اونچے درجے ہیں۔

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾

دیہاتیوں میں سے عذر کرنے والے دیہاتی آئے' تاکہ انہیں بھی اجازت دے دی جائے اور وہ بیٹھے رہیں جنہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا' جلدی ہی ان میں کافروں کو دکھ بھری سزا مل کر رہے گی۔

معقول عذر والوں کا بیان: (۹۰) اس آیت میں سچے عذر والوں کا بیان ہے' جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے جہاد میں حصہ نہ لے سکے تھے' یہ اللہ کے رسول کے پاس اپنے عذر بیان کرنے کے لئے آئے کہ ہم کمزور و بے کس ہیں۔ اور جہاد میں حصہ لینے کی سکت

نہیں رکھتے' یہ مدینہ کے اردگرد کے عربی قبیلوں کے مسلمان تھے۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ ۭ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

کمزوروں کے لئے بیماروں کے لئے اور جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہ ہو'ان کے لئے کوئی حرج نہیں (اگر یہ جہاد میں شریک نہ ہوں) بشرطیکہ اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے خیر خواہ بن کر رہیں' ایسے مخلصوں پر الزام کی کوئی صورت ہی نہیں' اور اللہ بڑا خطا پوش و مہربان ہے اور ان کے لئے بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آ کر سواری طلب کرتے ہیں اور آپ انہیں سواری فراہم نہیں کر سکتے' آخر کار وہ اس حال میں واپس ہوتے ہیں کہ غم کے مارے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں کہ ان کے پاس اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں' ہاں ان لوگوں پر الزام کی راہ ہے جو مالدار ہونیکے باوجود آپ سے اجازت مانگتے ہیں اور عورتوں کے ساتھ رہنے میں خوش ہیں' اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے' اب وہ علم سے بے بہرہ ہی رہیں گے۔

جہاد میں شامل نہ ہونے کے شرعی عذر: (۹۱) اس آیت میں جہاد میں نہ شامل ہونے کے شرعی عذروں کا بیان ہے' پہلا عذر تو یہ ہے کہ انسان قدرتی طور پر کمزور و ناتواں ہو' اور لڑنا اس کے بس کا نہ ہو یا اندھا ہو' یا لنگڑا ہو یا لولا ہو' یا بیمار و لاغر ہو' یہ عذر انسان کو چمٹے رہتے ہیں' اور کسی حالت میں بھی اس سے جدا نہیں ہوتے' اور بعض عذر اتفاقی پیش آ جاتے ہیں' مثلاً کوئی بیماری لاحق ہو گئی۔ جس نے جبریہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے روک دیا' یا اتنی ناداری ہے کہ سامان سفر فراہم نہیں کر سکتا' ایسے لوگوں کے لئے اگر جہاد میں شریک نہ ہوں' اور گھر میں بیٹھے رہیں تو کوئی حرج نہیں' اور ان سے شامل نہ ہونے کی کوئی باز پرس نہیں کی جائے گی' اور نہ انہیں گھروں میں بیٹھے رہنے کا طعنہ دیا جائے گا' بشرطیکہ مجاہدوں کے جانے کے بعد یہ اسلام کے اور مسلمانوں کے خیر خواہ بن کر رہیں' اور مجاہدوں کی ان سے جو کچھ خدمات ہو سکیں بجا لائیں' اور ان کی نیتوں میں خلوص ہو' کیونکہ ان مخلصوں کے لئے الزام کی کوئی صورت نہیں۔

زید بن ثابت: فرماتے ہیں میں کاتب وحی تھا' اور سورہ برات لکھ کر فارغ ہی ہوا تھا کہ جہاد کا حکم اترا' آپ انتظار میں رہے کہ دیکھو کیا نازل ہوتا ہے' اتنے میں ایک نابینا صحابی آئے اور کہنے لگے کہ میں اندھا ہوں' کس طرح جنگ کر سکتا ہوں' آخر کار یہ

آیت اتری۔

(۹۲) ابن عباس: فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو جہاد کا حکم دیا اتنے میں آپ کے پاس ایک جماعت آ کر کہنے لگی کہ ہمیں سواریاں فراہم کر دی جائیں' اس میں عبداللہ بن مغفل بھی تھے' آپ نے جواب دیا کہ اللہ جانتا ہے میرے پاس سواریاں نہیں ہیں' آخر کار وہ بادل نخواستہ روتے ہوئے واپس ہوئے' انہیں جہاد میں شریک نہ ہونے کا اور اپنے پاس خرچ اور سواری کے نہ ہونے کا بڑا قلق تھا' پھر جب اللہ نے ان کے دلوں میں اپنی اور اپنے رسول کی بے پناہ محبت دیکھی تو ان کے عذر میں قرآن میں یہ آیت اتار دی۔

بخاری مسلم میں ہے' کہ آپ نے فرمایا' مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ تم جو میدان طے کر رہے ہو' اور تم جس راہ پر چل رہے ہو' وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہیں' صحابہ نے پوچھا جب کہ وہ مدینہ میں ہیں' فرمایا ہاں عذر کی وجہ سے رک گئے ہیں (الف) کی روایت میں ہے کہ انہیں بیماری نے روک لیا ہے۔ (م)

(۹۳) ان لوگوں کی برائی ہے جو مالدار ہونے کے باوجود بھی جہد میں حصہ نہیں لیتے' اور گھروں میں عورتوں کے ساتھ رہنے کی آپ سے درخواست کرتے ہیں' فرمایا کہ سخت افسوس اور ڈھیٹ پنے کی بات ہے کہ یہ عورتوں میں گھسے رہنا پسند کرتے ہیں' اور جہاد سے جی چراتے ہیں' پھر فرمایا کہ ان کے دل سیاہ ہو چکے ہیں' ان پر مہر لگ چکی ہے' انہیں اپنے بھلے برے کا شعور بھی نہیں اور اچھے برے میں تمیز بھی نہیں کر سکتے۔

❀❀❀

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ
نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ
لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ
وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا
عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾

جب تم ان کے پاس پہنچو گے تو یہ تم سے بہانے کریں گے آپ فرما دیں کہ تم بہانے نہ تراشو، ہم کبھی تمہاری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ اللہ نے تمہارے حالات سے ہمیں مطلع فرما دیا ہے، عنقریب اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے عمل دیکھ لیں گے۔ پھر تم اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے جو چھپے کھلے ہر حال کا جاننے والا ہے۔ پھر تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا، جب تم ان کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے قسمیں کھا کھا کر عذر کریں گے، تاکہ تم ان سے درگزر کرو لہٰذا تم ان سے اعراض کرو، یہ بالکل ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، جو ان کی کمائیوں کا بدلہ ہے۔ یہ تم کو راضی کرنے کے لیے تمہارے سامنے قسمیں کھا جائیں گے، پھر اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تو ایسے نافرمانوں سے راضی نہیں ہو سکتا۔

منافقوں کی چالاکیوں کا بیان: (۹۴) منافقوں کی چالاکیوں کا بیان ہے کہ اب مسلمان مدینہ آئیں گے تو یہ ان کے سامنے آ کر اپنے جھوٹے سچے حیلے بہانے کریں گے، اور یقین دلانے کے لیے جھوٹی قسمیں بھی کھا لیں گے، پھر نبی کو حکم ہے کہ آپ ان سے صاف صاف فرما دیں، کہ ہمیں تمہاری ایک بات کا بھی یقین نہیں، اور تمہارا ایک عذر بھی صحیح نہیں۔ اللہ نے تمہارے حالات سے ہمیں خبردار فرما دیا ہے، وہ دنیا میں بھی تمہارے عمل لوگوں پر ظاہر فرما دے گا اور مر کر بھی اسی کے پاس پہنچو گے، جو تمہاری ایک ایک چھپی اور کھلی حرکت سے واقف ہے کیونکہ وہی تمام چھپی اور کھلی باتوں کا عالم ہے اور وہی تم کو تمہارے کرتوت بتا کر ان کا حق اور انصاف سے بدلہ دے گا۔

(۹۵) یعنی منافق قسمیں کھا کھا کر اس وجہ سے عذر کریں گے کہ تم ان سے درگزر کرو، اور انہیں کچھ نہ کہو لہٰذا انہیں حقیر سمجھ کر ان سے منہ پھیر لو کہ تم بات کرنے کے لائق ہی نہیں، تمہارے دل گندے اور تمہارے عقیدے سڑے ہوئے ہیں۔ اور آخرت میں تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے جو تمہاری کمائیوں کا بدلہ ہے۔

(۹۶) یعنی تم کو راضی کرنے کے لیے قسمیں کھائی جا رہی ہیں پھر اگر تم ان قسموں کی وجہ سے ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو کیا ہے، اللہ ایسے لوگوں سے راضی نہیں ہوتا، جو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری سے باہر ہیں۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ

اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ
مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ
مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ ع ۱۲

دیہاتی کفر ونفاق میں کٹر ہوتے ہیں' اور اللہ نے اپنے رسول پر جو حدیں اتاری ہیں انہیں سمجھنے کے یہ اہل ہی نہیں' اور اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے' بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لیے گردشوں کے منتظر رہتے ہیں۔ انہیں پر برا وقت آنے والا ہے۔ اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ اور بعض دیہاتی وہ ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کو اس کی نزدیکی کا ذریعہ جانتے ہیں اور رسول ﷺ کی دعاؤں کا ذریعہ بھی' اچھی طرح سے سن لو واقعی یہ خرچ ان کے لیے اللہ کی نزدیکی کا ذریعہ ہے۔ اور اللہ انہیں جلدی ہی اپنی رحمت میں داخل کرنے والا ہے۔ واقعی اللہ بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے۔

دیہاتی کفر و نفاق میں کٹر ہوتے ہیں: (۹۷) یعنی دیہاتیوں میں بھی کافر' منافق اور مسلمان ہر طرح کے آدمی ہیں' دیہاتیوں کا کفر و نفاق بڑا پکا ہوتا ہے۔ اور ان میں اللہ کے قوانین سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں' اور اللہ کے احکام معلوم کرنا ہی نہیں چاہتے۔

رحمۃ للعالمین نے فرمایا گاؤں میں رہنے والا سنگ دل' شکار کا شوقین' غافل اور بادشاہ کے پاس اٹھنے بیٹھنے والا ضرور فتنے میں مبتلا ہوتا ہے (داتن)

ایک دیہاتی نے رحمت عالم ﷺ کو کچھ ہدیہ دیا' جب آپ ﷺ نے اس سے بھی کئی گنا زیادہ دیا تب وہ راضی ہوا' آپ ﷺ نے فرمایا اب میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہدیہ قرشی یا ثقفی یا انصاری یا دوسی ہی کا قبول کروں گا کیونکہ یہ لوگ شہری تھے۔ مکہ' طائف' مدینے اور یمن میں رہتے تھے اور بہ نسبت دیہاتیوں کے اچھے اخلاق والے تھے۔ دیہاتیوں کے مزاجوں میں عموماً سختی بے رحمی اور اکھڑ پن ہوتا ہے' عائشہ فرماتی ہیں ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کچھ دیہاتی آئے اور پوچھنے لگے کیا تم اپنے بچوں کو پیار کرتے ہو' لوگوں نے کہا ہاں بولے ہم تو نہیں کرتے' آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے تمہارے دلوں سے محبت نکال دی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (م) پھر فرمایا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون ایمان و علم کی تعلیم کا حق دار ہے' اور کون نہیں' اور وہ اپنے بندوں میں ایمان و کفر و شرک و نفاق اور علم و جہالت بانٹنے میں بڑی حکمت والا ہے' اس کے کاموں کی کوئی باز پرس نہیں کر سکتا' کیونکہ اس کے کام حکمت و معرفت سے لبریز ہوتے ہیں۔

(۹۸) یعنی بعض دیہاتی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو ناحق کا تاوان سمجھتے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ تم پر کب مصائب

ٹوٹتے ہیں۔اورتم کب آفتوں میں گھرتے ہو' یہ ہروقت تمہاری برائی کی فکر میں ہیں' حالانکہ برائی انہیں کوگھیرنے والی ہے'اور گردش میں یہی پھنسنے والے ہیں' اللہ اپنے بندوں کی دعائیں خوب سنتا ہے اورانہیں خوب جانتا ہے' جوحق دارامداد و اعانت ہیں' اور انہیں بھی جوامداد کے مستحق ہیں۔

(۹۹) بعض دیہاتی اللہ پراور آخرت پرایمان رکھتے ہیں اوراللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اوراپنے محبوب و ہردلعزیز پیغمبر کی نیک دعائیں لیتے ہیں' لہذا انہیں اللہ کی نزدیکی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور رسولؐ کی دعائیں بھی۔عنقریب ان کا رب انہیں اپنی رحمت والی جنت میں داخل فرمائے گا۔اوراپنی وسیع رحمت سے ان کے گناہ معاف فرمادے گا' کیونکہ وہ خطا پوش و مہربان ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾

جومہاجروانصارسب سے پہلے اورسبقت کرنے والے ہیں اور جو(نیک باتوں میں) خلوص سے ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ ان سے خوش ہےاوروہ اللہ سے' اوراللہ نے انہیں کے لیے ایسے بہشتی باغات تیار کررکھے ہیں کہ جنکے اندرنہریں جاری ہیں' جہاں ان کی دائمی زندگی ہے' یہی سب سے اعلیٰ درجہ کی کامرانی ہے۔

مہاجروانصار کی فضیلت: (۱۰۰) اول اول مسلمان ہونے والے(مہاجروں اور انصار) کواوران کے بعدوالے مسلمانوں کوجو خلوص سے نیک کاموں میں ان کی پیروی کرنے والے تھے اللہ اپنی خوشنودی اور رضا کی بشارت دے رہا ہے اورانہیں نعمتوں والی جنتوں کا دائمی بہاروں کا اور نہ ختم ہونے والے عیش کا مژدہ سنا رہا ہے' اول اور ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجروانصار سے حدیبیہ کے سال بیعت الرضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام مراد ہیں۔

صحابہؓ کو برا کہنے والے بداخلاق ہیں سبحان اللہ۔حق تعالیٰ نے تو اپنی رضا کی مہاجروانصارکوخلوص سے ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کو بشارت سنادی۔پھروہ اللہ کے نزدیک کس قدر قابل لعنت و ملامت ہوں گے' جوان سے بغض رکھتے ہیں یا انہیں برا کہتے ہوں یا ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوں خواہ وہ سب کو برا کہتے ہوں' یا خاص خاص صحابہ کوخصوصاً ان صحابہ کوجنہیں سیادت وفوقیت حاصل تھی۔اور جواللہ کے رسول ﷺ کے بعد سب سے بڑھ کر' سب سے بہتر اور سب سے بلند مقامات کے مالک تھے' یعنی صدیق اکبرؓ کو اور فاروق اعظمؓ کو اور خصوصاً صدیق اکبر کو جن سے بڑھ کر کوئی بھی صحابی نہ تھا۔رافضیوں کا ایک بداخلاق فرقہ افضل ترین صحابہ کا دشمن ہے' انہیں بری نگاہ سے دیکھتا ہے' اورانکی شان میں گستاخیاں اور بداخلاقیوں سے پیش آتا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ذہنیتیں بگڑی ہوئی ہیں اوران کے دل اندھے ہیں' بھلا ایسے لوگوں کا قرآن پرایمان کہاں رہا' جبکہ وہ صحابہ کرامؓ کی شان میں بداخلاقیوں اور گالیوں سے پیش آتے ہوں' اہل سنت کی تو یہ شان ہے کہ وہ انہیں سے خوش ہیں' جن سے اللہ خوش ہے اورانہیں کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں' جن کو اللہ نے اوراس کے رسول ﷺ نے برا بتایا ہے۔انہیں سے دوستانہ تعلقات

رکھتے ہیں' جو اللہ کے دوست ہیں اور انہیں کے دشمن ہیں جو اللہ کے دشمن ہیں۔ الحمد للہ ہم اہل سنت کو شرف اتباع رسول حاصل ہے' ہم بدعتی نہیں' ہمیں آپ کی پیروی کا حکم ہے' اور اپنی طرف سے کوئی حکم ایجاد کرنے کا حق نہیں' ایسے ہی لوگ اللہ کی کامیاب جماعت اور اس کے حقیقی بندے ہیں۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۚ﴿۱۰۱﴾

اور تمہارے اردگرد دیہاتیوں میں منافق ہیں اور مدینہ والوں میں بھی' یہ لوگ نفاق پر جمے ہوئے ہیں آپ کو ان کا علم نہیں ہم انہیں جانتے ہیں' ہم انہیں دوبار جلدی ہی سزا دیں گے پھر وہ ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیے جائیں گے۔

رحمت عالم ﷺ کو تمام منافقوں کا علم نہ تھا: (۱۰۱) یعنی ان قبائل میں بھی جو مدینہ کے آس پاس ہیں منافق ہیں اور مدینہ میں بھی جو نفاق پر اڑے ہوئے ہیں' پھر فرمایا کہ ان منافقوں کا علم آپ کو نہیں' ہم انہیں جانتے ہیں۔ یہ آیت وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ الخ (محمد ۴۷:۳۰) (اگر ہم چاہیں تو آپ کو انہیں دکھلا دیں اور آپ انہیں ان کی پیشانیوں اور گفتگو سے پہچان جائیں گے) کے خلاف نہیں۔ کیونکہ کسی کو اس کی علامتوں سے پہچان جانا اور اس کا اللہ کی طرف سے قطعی علم ہونا دو جداگانہ باتیں ہیں۔ آپ تمام منافقوں کو نہیں جانتے تھے' البتہ آپ کو کچھ منافقوں کے حالات سے خبردار کر دیا گیا تھا۔ لیکن آپ یہ قطعی جانتے تھے کہ مدینہ میں کچھ منافق ہیں اور وہ آپ کے سامنے صبح و شام آتے جاتے بھی رہتے ہیں' مگر آپکو ان میں سے سب کا قطعی علم نہ تھا۔ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا الخ کی تفسیر میں یہ جو گزر چکا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حذیفہؓ کو نام بنام چودہ یا پندرہ منافق بتا دیئے تھے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو نام بہ نام تمام منافق معلوم ہوں' یہ تو وہ مشہور و معروف منافق تھے جن کو اللہ نے آپکو بتا دیا تھا۔ تمام پیغمبروں کی یہی حالت ہے کہ وہ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا ان کو ان کا رب بتا دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے فرمایا وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ الخ (شعراء ۲۶:۱۱۲) مجھے معلوم نہیں کہ لوگ آئندہ کیا عمل کرنے والے ہیں' شعیبؑ نے فرمایا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (ھود ۱۱:۸۶) میں تم پر کوئی نگہبان نہیں اس آیت میں بھی اللہ نے اپنے نبی سے فرمایا آپ انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

منافقوں پر دہرے عذاب کی تفسیر: ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ جمعہ کے دن اللہ کے رسول ﷺ نے وعظ میں کسی کا نام لے کر دوبار فرمایا کہ تم نکل جاؤ تم منافق ہو' اور آپ نے مسجد سے چند اشخاص نکال دیئے' جس سے انکی رسوائی ہوئی' جب یہ لوگ مسجد سے نکل رہے تھے تو عمر تشریف لا رہے تھے۔ آپ سمجھے کہ نماز جمعہ ختم ہوگئی اور شرم کے مارے ان سے چھپ گئے انہوں نے یہ سمجھا کہ عمرؓ کو بھی ہمارا حال معلوم ہو گیا ہے اس لیے یہ بھی شرم کے مارے ان سے کترا گئے' پھر عمرؓ مسجد میں آئے تو ابھی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی تھی آپ سے ایک مسلمان نے کہا عمرؓ خوش ہو جاؤ' آج اللہ نے منافقوں کو ذلیل کر دیا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسجد سے ذلت کے ساتھ نکالا جانا پہلا عذاب ہے' اور دوسرا عذاب قبر ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے حذیفہؓ کو نام بہ نام بارہ منافق بتا دیے تھے اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ ان میں چھ منافقوں کو ایک پھوڑا کافی ہوگا یہ جہنم کی آگ کا آتشیں پھوڑا ہوگا' جو ان کے کندھوں سے ابھرے گا' اور سینہ پھوڑ کر نکل آئے گا' اور چھ منافق بلا پھوڑے ہی کے مر جائیں گے ہم سے کہا گیا ہے کہ عمرؓ کسی مجہول الحال شخص کے جنازے کی نماز نہیں پڑھا کرتے تھے' جب تک حذیفہؓ کو اس کی نماز پڑھتے نہ دیکھ لیتے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرؓ نے حذیفہؓ کو قسم دے کر پوچھا کہ عمرؓ تو منافقوں میں سے نہیں' بولے نہیں البتہ مجھے آپ کے بعد کسی پر نفاق سے بے خوفی نہیں۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

اور دوسروں نے جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا ہے اچھے اور برے ہر طرح کے عمل کیے ہیں یقین ہے کہ اللہ انکی توبہ قبول فرما لے' واقعی اللہ بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے۔

(۱۰۲) اوپر ان منافقوں کا بیان تھا جو تکذیب و شک اور بے رغبتی کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے' اب ان گناہ گاروں کا بیان ہے جو اپنی سستی اور آرام طلبی سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے' حالانکہ پکے سچے مسلمان اور حق ماننے والے تھے۔ انہیں اپنے گناہوں کا اقرار تھا' اور ان کے پاس نیکیاں بھی تھیں' توقع ہے کہ اللہ ان سے درگزر فرمائے۔ اور ان کا قصور معاف فرما دے۔ یہ آیت اگرچہ مخصوص لوگوں کے بارے میں اتری ہے مگر اس کا حکم عام ہے' اور ہر گناہ گار و خطا کار' اور نیک و بد عمل کرنے والا اس کے حکم میں داخل ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' آج کی رات میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اٹھا کر ایک ایسے شہر کی طرف لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا' پھر ہم نے وہاں ایسے آدمی دیکھے' جن کا آدھا جسم تو نہایت خوبصورت تھا مگر آدھا جسم انتہائی گھناؤنا اور بدصورت تھا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے ان سے کہا کہ سامنے والی نہر میں جا کر نہا لو' چنانچہ وہ اس نہر میں نہا کر آئے تو اب سراپا حسن و جمال تھے' اور ان کی بدصورتی بالکل ختم ہو چکی تھی۔ ان دونوں ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے' اور تمہاری قیام گاہ ہے' اور یہ لوگ اچھے اور برے عمل کرنے والے تھے' اللہ نے ان سے درگزر کی' اور انہیں بخش دیا (ب)۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

آپ ان کے مالوں کی زکوٰۃ لیں کہ اس کے ذریعہ آپ انہیں پاک وصاف کر دیں' اور ان کے حق میں دعا فرمائیں' واقعی آپ کی دعا ان کے لیے باعث تسکین ہے اور اللہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ ہی صدقے لیتا ہے اور اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور انتہائی مہربان ہے۔

زکوٰۃ رکن اسلام ہے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ خاص نہ تھی: (۱۰۳) آیت عام ہے کہ اور رسول ﷺ کو حکم ہے کہ آپ انکے مال کی زکوٰۃ لے کر انہیں پاک وصاف فرمائیں اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائیں۔ چونکہ اس آیت میں اللہ کے رسول ﷺ کو زکوٰۃ لینے کا حکم ہے اس لیے اللہ کے رسول کی وفات حسرت آیات کے بعد بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب زکوٰۃ نہ دی جائے کیونکہ اللہ کے رسولؐ کے ساتھ یہ خاص حکم تھا اور آپ فوت ہو گئے لہذا اس غلط فہمی میں پڑ کر انہوں نے صدیق اکبرؓ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور یہی آیت دلیل میں پیش کی آپ نے انہیں سمجھایا کہ تم نے اس آیت کا غلط مطلب سمجھا آپ کی تائید تمام صحابہؓ نے کی اور آپ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کا اعلان کر دیا آخر کار یہ سیدھے ہو گئے اور زکوٰۃ دینے لگے۔ صدیق اکبرؓ نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ بکری کا بچہ یا ایک رسی بھی نہ دیں گے جو اللہ کے رسول کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اور ان سے جبر یہ وصول کروں گا پھر فرمایا کہ آپ زکوٰۃ لے کر زکوٰۃ دینے والوں کے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور ان کے گناہوں کی اللہ سے مغفرت مانگیں جب لوگ اللہ کے رسول کے پاس زکوٰۃ لے کر آتے تو آپ ان کے لیے دعائے مغفرت فرماتے ایک دفعہ آپ کے پاس ابو اوفیٰ بھی زکوٰۃ لائے آپ نے دعا کی کہ اے اللہ ابو اوفیٰ کے گھر والوں پر اپنی رحمت بھیج (م) ایک عوت نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میرے اور میرے شوہر کے لیے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر اور تیرے شوہر پر اپنی رحمت بھیجے پھر فرمایا کہ آپ کی دعائیں ایمان والوں کے لیے رحمت و برکت ہیں۔ اور باعث عزت وافتخار ہیں اللہ آپ کی دعاؤں کو سننے والا ہے اور خوب جانتا ہے کہ آپ کی دعاؤں کا کون حق دار ہے اور کون نہیں۔ جب رحمت عالم ﷺ کسی شخص کے بارے میں دعا فرماتے تو اس کی برکتیں اس میں اس کی اولاد میں اور اولاد کی اولاد میں ظاہر ہوتی تھیں۔ (الف)۔

توبہ وخیرات کی ترغیب: (۱۰۴) اس آیت میں توبہ کی اور صدقہ وخیرات کی ترغیب ہے توبہ وصدقہ گناہ مٹا دیتے ہیں اللہ نے بتایا کہ جو شخص سچے دل سے توبہ کرتا ہے اللہ اپنی رحمت سے اس پر متوجہ ہو جاتا ہے اور جو اپنی پاک وحلال کمائی سے خیرات کرتا ہے اللہ اسے اپنے سیدھے ہاتھ میں لے کر قبول فرماتا ہے اور اس کی اس طرح پرورش فرماتا ہے جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ ایک کھجور بھی احد پہاڑ جیسی ہو جاتی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ صدقہ قبول کرتا ہے اور اسے اپنے سیدھے ہاتھ میں لیتا ہے۔ پھر اس کی اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے کوئی جانور کے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ ایک کھجور احد پہاڑ جیسی ہو جاتی ہے پھر تصدیق میں یہ آیت پڑھی۔ (ت)۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

آپ فرما دیں کہ تم عمل کرتے رہو تمہارے عمل اللہ جلدی ہی دیکھ لے گا اور اس کا رسول ﷺ بھی اور ایمان والے بھی اور تم جلدی ہی اس کی طرف لوٹا دیے جاؤ گے جو چھپی کھلی ہر چیز کو جانتا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے کرتوتوں سے آگاہ کر دے گا۔

نافرمانوں کو دھمکی: (۱۰۵) جو احکام شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور ان کی تعمیل نہیں کرتے اللہ انہیں دھمکا رہا ہے کہ ان کے یہ سیاہ کرتوت اللہ کے اس کے رسول ﷺ کے اور ایمان والوں کے سامنے ظاہر ہونے والے ہیں قیامت کے دن ہر چھوٹا بڑا

عمل لوگوں پر کھل جائے گا فرمایا (۱) يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ الخ (حاقہ ۶۹:۱۸) اس دن تمہیں تمہارے عمل پیش کئے جائیں گے اور تم سے تمہارا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی چھپا نہ رہے گا (۲) يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ الخ (طارق ۸۶:۹) جس دن راز کھول دیے جائیں گے (۳) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ الخ (عادیات ۱۰۰:۱۰) اور دلوں کے راز افشا کر دیے جائیں گے، کبھی اللہ دنیا میں بھی یہ راز افشا فرما دیتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی ایسی ٹھوس چٹان میں جس میں نہ کوئی سوراخ ہو اور نہ کھڑکی گھس کر کوئی کام کرے، تو اللہ وہ کام بھی لوگوں پر ظاہر فرما دیگا (الف)

صدیقہؓ کا قول ہے کہ جب تمہیں کسی کے عمل اچھے معلوم ہوں تو تم اس سے کہہ دو عمل کیے جاؤ جلدی ہی اللہ کا رسول ﷺ اور تمام ایمان والے تمہارے عمل دیکھ لیں گے (ب) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے عملوں سے دھوکہ نہ کھانا، جب تک اس کا سب سے پچھلا عمل نہ دیکھ لو، جس پر اس کا خاتمہ ہوا ہے، کیونکہ ایک عمل کرنے والا ایک زمانے تک یا ایک مدت تک ایسے نیک عمل کرتا رہتا ہے، اگر انہیں پر خاتمہ ہو جاتا تو ضرور جنتی ہوتا، مگر پھر وہ برے عمل کرنے لگتا ہے اور انہیں پر خاتمہ ہو جاتا ہے، اسی طرح انسان ایک زمانے تک یا ایک مدت تک ایسے برے عمل کرتا رہتا ہے کہ اگر انہیں پر اس کا خاتمہ ہو جاتا تو ضرور جہنمی ہوتا، مگر پھر نیک عمل کرنے لگتا ہے، اور انہیں پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے، جب اللہ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے مرنے سے پہلے اچھے عملوں میں مصروف فرما دیتا ہے۔ نیک عملوں کی توفیق دیتا ہے اور انہیں پر اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے (الف)

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

اور دوسرے وہ ہیں جن کا معاملہ ابھی طے نہیں ہوا بلکہ اللہ کے حکم پر موقوف ہے، خواہ اللہ انہیں سزا دے یا معاف فرما دے، اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

(۱۰۶) یہ آیت ان تین صحابہ (مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ) کے بارے میں اتری، جن کی توبہ کی قبولیت میں تاخیر ہوگئی تھی، یہ بھی آرام طلبی اور سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں حصہ نہ لے سکے تھے۔ اور پھلوں کی نگرانی اور دیکھ بھال میں لگ گئے تھے، تھے تو یہ پکے مسلمان اور نفاق و شک کے الزام سے بری، مگر آج کل آج کل میں رہ گئے۔ اور مسلمان واپس بھی لوٹ آئے۔ وہ لوگ جو پکے سچے مسلمان تھے، مگر آرام طلبی اور سستی کی وجہ سے اس جنگ میں شامل نہ ہو سکتے تھے، دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے ایک گروہ نے تو مسجد نبوی کے کھمبوں سے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا۔ اور قسم کھالی تھی کہ اللہ کے رسول ہی ہمیں کھولیں گے اور ایک گروہ ان تین صحابیوں کا تھا، پہلے گروہ کی توبہ کی قبولیت ان کی توبہ کی قبولیت سے پہلے اتری پھر فرمایا کہ وہ اللہ کے اختیار میں ہیں خواہ انہیں معاف فرما دے، یا سزا دے، لیکن اللہ کی رحمت اللہ کے غصہ پر غالب ہے اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کون سزا کا حقدار ہے اور کون معافی کا، اس کے تمام افعال واقوال حکمتوں سے لبریز ہیں اس کے سوا نہ کوئی حق دار عبادت ہے، اور نہ کوئی رب، بس رب تو وہی ہے جو لائق عبادت ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا

لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ
عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ
اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

جنہوں نے مسلمانوں کو ستانے ان میں پھوٹ ڈالنے کفر کرنے اور ان کو گھات لگانے کا موقعہ دینے کے لیے جو پہلے ہی سے اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑ رہے ہیں' مسجد بنائی ہے وہ یقیناً قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد محض بھلائی اور نیکی ہی ہے' اور اللہ ان کے جھوٹ پر گواہ ہے' آپ اس میں کبھی نہ کھڑے ہوں' ہاں جس مسجد کی شروع ہی سے تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی ہو' آپ اس میں کھڑے ہونے کے زیادہ حقدار ہیں' اس میں وہ آدمی ہیں جو اپنے خوب پاک رہنے کو محبوب سمجھتے ہیں۔ اور اللہ بھی خوب پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا الخ کا شان نزول: (۱۰۷) ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ مدینہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے آنے سے پیشتر ایک خزرجی ابو عامر راہب رہا کرتا تھا' جو جاہلیت میں عیسائی بن گیا تھا۔ اس نے اہل کتاب کے معلومات میں بھی کچھ شد بد پیدا کر لی تھی۔ اور اس میں جاہلیت کی عبادتیں بھی پائی جاتی تھیں' قبیلہ خزرج میں اس کی بڑی عزت تھی پھر جب رحمۃ للعالمین ﷺ اللہ کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے مسلمان آپ کے پاس جمع ہونے لگے' اسلام کا بول بالا ہونے لگا اور اللہ نے مسلمانوں کو بدر کی لڑائی میں شاندار فتح عطا فرمائی' تو یہ بدبخت جل بھن کر کباب ہو گیا۔ اور کھلم کھلا عداوت پر اتر آیا۔ پھر یہ دوڑا دوڑا مکہ پہنچا' اور وہاں قریشی سرداروں کو آپ کے خلاف بھڑکایا' چنانچہ قریسی سردار عوام کے ساتھ اور ان سے ملے ہوئے دیگر قبیلے سب مل ملا کر جنگ کے ارادے سے مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور میدان احد میں آ ڈٹے۔ چونکہ اللہ کو مسلمانوں کا امتحان منظور تھا' اس لیے انکے ساتھ جو نازک حالات پیش آئے انہیں پیش آنا ہی تھا' لیکن اخیر میں میدان مسلمانوں ہی کے ہاتھ رہا' اسی بدبخت کے مشورے سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجوں کے درمیان جگہ جگہ گڑھے کھود دیے گئے تھے' اور انہیں پاٹ دیا گیا تھا۔ اسی ایک گڑھے میں اللہ کے رسول ﷺ گرے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کے رخسارے زخمی ہو گئے تھے آپ کے سامنے والے نیچے کے دائیں طرف کے چار دانت شہید ہو گئے تھے اور آپ کے سر میں بھی زخم آئے تھے' معرکہ کارزار گرم ہونے سے پہلے ابو عامر اپنی قوم خزرج کے پاس جاتا ہے اور ان کو خوشامد کر کے انہیں اپنی اپنی امداد کی رغبت دلاتا ہے' اور ان سے خوب چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے۔ اس کی تقریریں سن کر انصار بالاتفاق جواب دیتے ہیں کہ اللہ تجھے نامراد و ناشاد ہی رکھے' اے غدار' اے فاسق و فاجر اور اے اللہ کے دشمن تو ہمیں گمراہ کرنا' ہماری راہ مارنا اور ہمیں ذلیل کرنا چاہتا ہے غرضیکہ انصار اسے آڑے ہاتھوں لیتے ہیں۔ اور خوب ہی سخت سست کہتے ہیں' آخر یہ ملعون یہ کہتا ہوا وہاں سے دم دبا کر کھسک آتا ہے کہ میرے بعد میری قوم شرارت پسند ہو گئی ہے خیر پسند نہیں رہی' قبل اس کے کہ ابو عامر مدینہ سے بھاگے' اللہ کے رسول ﷺ اس کو بلا کر قرآن سناتے ہیں لیکن یہ اسلام لانے

سے انکار کر دیتا ہے۔ اور سرکشی پر اتر آتا ہے' ناچار اللہ کے رسول ﷺ اس پر بددعا فرما دیتے ہیں کہ اے اللہ یہ گھر سے بے گھر ہو کر اور ذلیل وخوار ہو کر مرے' آپ کی بددعا گھر کر جاتی ہے' اور اسے لگ جاتی ہے' واقعہ یہ ہوتا ہے کہ جب لوگ احد کی جنگ سے فارغ ہو جاتے ہیں اور یہ مسلمانوں کا غلبہ دیکھتا ہے تو پھر یہ بھاگ کر ہرقل شاہ روم کے پاس پہنچتا ہے اور اس سے نبی ﷺ کے خلاف امداد کی درخواست کرتا ہے' شاہ روم وعدہ کر لیتا ہے اور اسے تسکین دے کر ٹھہرا لیتا ہے' یہ وہاں سے اپنے ہم عقیدہ انصار کو مدینہ خط لکھتا ہے کہ میں عنقریب ایک لشکر جرار لے کر محمد ﷺ کے مقابلہ کے لیے آ رہا ہوں' جو ان کی فوج کے دانت کھٹے کر دے گا۔ انہیں بری طرح سے پسپا کر کے چھوڑے گا اور ان کی ساری امیدیں پائمال کر دے گا' تم مسجد کے نام سے کوئی جگہ بنواؤ' تاکہ میرے پاس سے جو قاصد آئیں' اسی مکان میں ٹھہریں اور اسی جگہ تم کو میرے پیغامات پہنچائیں' اور بعد میں وہ جگہ ہمارے لیے ایک پناہ گاہ کا کام دے سکے' چنانچہ یہ لوگ مسجد قبا کے پاس ہی ایک مسجد کی بنیادیں اٹھاتے ہیں' اور اس کو آپ کے تبوک جانے سے پہلے ہی بنا کر تیار کر لیتے ہیں' پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہماری مسجد میں نماز پڑھ لیں' تاکہ آپ کی نماز کی وجہ سے دیگر لوگ بھی اس میں آ کر نماز پڑھنے لگیں' اور یہ بہانہ کرتے ہیں کہ جاڑے کی ٹھنڈی راتوں میں کمزور اور بیمار لوگ دور جا نہیں سکتے' ہم نے اس خیال سے یہ مسجد بنالی ہے تاکہ لوگ اس مسجد میں نماز پڑھ لیا کریں' لیکن اللہ اپنے رسول ﷺ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بچا لیتا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ہم اس وقت تو سفر کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں اور پا بر کاب ہیں' پھر کبھی ان شاء اللہ نماز پڑھ لیں گے' جب ہم خیر سے واپس آئیں گے پھر تبوک سے واپس آتے ہوئے جب آپ کے اور مدینہ کے درمیان کم وبیش ایک دن کی مسافت رہ جاتی ہے تو آپ کے پاس جبرئیل یہ آیت لے کر تشریف لاتے ہیں کہ یہ مسجد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کفر ونفاق پھیلانے کے لیے' مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور مسلمانوں کے خلاف ایک جنگی مرکز بنانے کے لیے تیار کی گئی ہے' تاکہ مسجد قبا کے جس کی پہلے ہی دن سے تقوے پر بنیاد رکھی گئی ہے' نمازی ٹوٹ کر اس میں آئیں اور مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے' چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں آنے سے پہلے ہی کچھ لوگوں کو اس مسجد کو ڈھا دینے کا حکم دے کر بھیج دیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی ہے' وہ تم سے قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا مقصد محض خیر خواہی کا اور لوگوں کی بھلائی کا ہے' لیکن اللہ نے ان کی تردید فرمائی کہ یہ جھوٹے ہیں۔ ان کی نیتوں میں خیر ونیکی نہیں' ان کی ذہنیتیں خراب ہیں انہوں نے مسجد قبا کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے کفر کا گڑھ بنانے کے لیے مسلمانوں کے خلاف ایک جنگی مرکز قائم کرنے کے لیے یہ مسجد تعمیر کی ہے' اور ابو عامر فاسق کی جو شروع ہی سے اللہ کے رسول ﷺ کا مخالف ہے اعانت کے لیے بنائی گئی ہے۔

(۱۰۸) اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا کہ آپ کبھی اس میں نماز کے لیے نہ کھڑے ہوں۔ مسلمانوں کو بھی یہی حکم ہے' کیونکہ وہ آپ کے تابع ہیں' پھر آپ کو مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی رغبت دلائی کہ اس کی بنیاد خلوص وتقوے پر تھی' اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر تھی۔ مسجد قبا ایمان والوں کا مرکز ہے' اور ان کی جماعت قائم رکھتی ہے' اور اسلام اور مسلمانوں کا جنگی گڑھ اور پناہ گاہ ہے' کیونکہ انداز بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ جس مسجد کی شروع ہی سے تقوے پر بنیاد رکھی گئی تھی وہ مسجد قبا ہے۔

مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے: اسی حکم کی رو سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مسجد قبا میں نماز کا ثواب عمرے کے برابر ہے آپ سوار ہو کر اور پیدل چل کر مسجد قبا میں آ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سب سے پہلے قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور جبرائیلؑ نے قبلہ کی سمت بتائی' آپ عمرو بن عوف کے خاندان میں ٹھہرے تھے اللہ کے نبی نے فرمایا (فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوا الخ) قبا والوں کے بارے میں اتری ہے' فرمایا یہ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے تو یہ آیت اتری (ت' ابن ماجہ) (اگر چہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس کے شواہد بھی ہیں)۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۳

پھر جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقوے اور رضا پر اٹھائی کیا وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گرنے والی کھائی کے کنارے پر اٹھائی' پھر وہ آتش جہنم میں لے گری اور اللہ ایسے ظالموں کی رہنمائی نہیں فرماتا' انکی یہ تعمیر کردہ عمارت ہمیشہ ان کے دلوں میں شبہ کے باعث ہی رہے گی' مگر یہ کہ ان کے دل ہی پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ خوب جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

فتنہ والی مسجد' مسجد کے حکم میں نہیں: (۱۰۹) یعنی جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقوے اور رضا پر اٹھائے وہ اور جو مسلمانوں کو دکھ پہنچانے کے لیے' ان میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اسے کفر وشرک کا گڑھ بنانے کے لیے' اور ان کی اعانت کے لیے جو شروع ہی سے اللہ کے رسول ﷺ سے لڑتے چلے آ رہے ہیں کوئی مسجد بنائے دونوں برابر نہیں ہو سکتے' کیونکہ یہ اپنی عمارت ایک گڑھے کے گرنے والے کنارے پر بنا رہے ہیں جو نار جہنم میں گر جانے والا ہے' اللہ ایسے شرارت پسندوں کی رہبری نہیں فرماتا اور انکے کاموں کی اصلاح نہیں کرتا۔

نفاق باعث افعال سیاہ ہے: (۱۱۰) یعنی منافقوں کے اس سیاہ کارنامے سے ان کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے شکوک پیدا کر دیئے' جیسے گائے پرستوں کے دلوں میں بچھڑے کی محبت رچ گئی تھی۔ اب ان کے دلوں کا نفاق مر کر ہی ختم ہو گا جب ان کے دل بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے' اللہ دنیا والوں کے عملوں سے خوب خبردار ہے' اور بدلہ لینے میں بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ

وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾

اللہ نے جنت کے بدلہ مسلمانوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لیا ہے (کیونکہ) مسلمان اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے مرتے ہیں' اللہ نے یہ وعدہ اپنے ذمہ تورات' انجیل اور قرآن میں لے لیا ہے' اور اللہ سے زیادہ کون وعدہ پورا کرنے والا ہوگا' لہٰذا (مسلمانو) اپنی بیع سے خوش ہو جاؤ' جس کا تم نے اللہ سے معاملہ کیا ہے' اور یہی سب سے بڑی کامرانی ہے۔

مسلمانوں کے جان و مال بک چکے: (۱۱۱) مسلمانوں کو بشارت ہے کہ اللہ نے ان کی پرخلوص جانی و مالی قربانیوں کے بدلے ان سے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے' اور جنت کے عوض ان کے جان و مال خرید لیے ہیں' اللہ کا بندوں پر یہ ایک احسان عظیم ہے کہ وہ چیزیں جو اللہ نے بندوں کو دے رکھی ہیں' اور اللہ ان کا مالک ہے' انہیں کے عوض بندوں کو جنت عطا فرما رہا ہے۔ ؎

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عقبہ والی رات میں عبداللہ بن رواحہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا' کہ آپ اپنے رب کے لیے اور اپنے لیے جو شرطیں منوانا چاہیں منوا لیں' فرمایا میں تم سے اللہ کے لیے تو یہ شرط منواتا ہوں کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' اور اپنے لیے یہ منواتا ہوں کہ اپنی بیوی بچوں کی اور مال کی طرح میری حفاظت کرو' پوچھا اگر ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ثواب ملے گا فرمایا جنت' بولے اس سودے میں تو فائدہ ہی فائدہ ہے' اب ہم یہ معاملہ نہ کبھی فسخ کریں گے اور نہ فسخ کرائیں گے' اس پر یہ آیت اتری' پھر فرمایا کہ مسلمانوں کی شان اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ وہ اللہ کے لیے مارتے مرتے ہیں' یعنی دوسروں کو مار کر خود بھی شہید ہو جاتے ہیں' بچ گئے تو غازی اور مر گئے تو شہید۔ ہر حال میں ان کے لیے جنت ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے رسول ﷺ پر پورا پورا ایمان لا کر اللہ کی راہ میں صرف جہاد کی نیت سے نکل کھڑا ہوا تو اللہ اسے یا تو شہادت دے کر جنت عطا فرما دے گا یا مال غنیمت دے کر صحیح سالم لوٹائے گا۔ اور وہ عظیم صلہ کا بھی حق دار ہے (ق) پھر فرمایا کہ اللہ نے یہ بات اپنے اوپر واجب فرمائی ہے۔ اور آسمانی بڑی بڑی کتابوں میں بھی اتار دی ہے' یعنی تورات' انجیل اور قرآن مجید میں مندرج ہے۔ بھلا اللہ سے بڑھ کر کس کا سچا قول ہو سکتا ہے' اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ فرمایا وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (نساء ۴: ۸۷) بھلا اللہ سے زیادہ کس کی سچی بات ہو سکتی ہے۔ پھر فرمایا جو اس معاملے کے تقاضے پورے کرے' اور یہ عہد نبھائے اسے زبردست کامیابی اور دائمی نعمتوں کی بشارت سے خوش ہو جانا چاہیے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾

مسلمان توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' اللہ کی حمد کرنے والے ہیں روزے رکھنے والے ہیں' رکوع اور سجدے کرنے والے ہیں' اچھی باتوں کی ترغیب دینے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں' اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں' آپ مومنوں کو بشارت سنا دیں۔

سچے مسلمانوں کی خصوصیات: (۱۱۲) ان مسلمانوں کے جن کے اللہ نے جان و مال خرید لیے ہیں یہ جلیل الشان کمالات ہیں' اور ان میں یہ اخلاق حمیدہ پائے جاتے ہیں کہ وہ گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں' بے حیائی سے کنارہ کش رہتے ہیں' اپنے رب کی عبادت پر قائم رہتے ہیں' اور قولی و فعلی ہر قسم کی عبادت میں سرگرم رہتے ہیں' چونکہ قولی عبادتوں میں سب سے بڑی اور افضل عبادت حمد ہے' اس لیے وہ اللہ کی حمد کرتے رہتے ہیں اور فعلی عبادتوں میں افضل روزے ہیں' لہٰذا وہ روزوں سے جی نہیں چراتے' یہاں سیاحت سے روزے مراد ہیں۔ جب اس بارے میں رحمت عالم ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا اس سے روزے دار مراد ہیں (یہ روایت اچھی سند سے مرسل ہے) یہی قول زیادہ صحیح و مشہور ہے)

سیاحت سے جنگلوں میں نکل جانا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا غاروں میں یا بنوں میں عبادت کرنا مراد نہیں' جیسا کہ بعض قاصر الفہم زہاد و صوفیاء سمجھ بیٹھے ہیں' کیونکہ اسلام کا مزاج یہ معنی قبول نہیں کرتا' البتہ دینی فتنوں اور دینی بے کسی کے زمانے میں آبادی سے الگ ہو کر اللہ کی عبادت کرنے کا ثبوت ملتا ہے' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' انسان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی' جنہیں لے کر وہ پہاڑوں پر اور جنگلوں میں چلا جائے گا اور فتنہ سے بچنے کے لیے دین کی حفاظت کے لیے شہروں سے بھاگ جائے گا (ب)

رکوع اور سجدوں سے نماز مراد ہے' یعنی وہ نمازوں کے پابند ہیں اور ان سے اللہ کی مخلوق کو بھی فیض پہنچتا رہتا ہے۔ کہ وہ انہیں اللہ کی اطاعت کا شوق دلاتے رہتے ہیں' اور ان میں دینی ذوق پیدا کرتے رہتے ہیں اور انہیں اچھی باتوں کی رغبت اور بری باتوں سے نفرت دلاتے رہتے ہیں۔ انہیں بتاتے رہتے ہیں کہ فلاں فلاں کام کیے جائیں' اور فلاں فلاں کام چھوڑ دیے جائیں۔ فلاں چیزیں حلال ہیں اور فلاں حرام' اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی خیر خواہی میں لگے رہتے ہیں' پھر نبی کو حکم ہوا کہ مومنوں کو بشارت سنا دیں' ایمان میں تمام سعادتیں سمٹ آئیں' ایمان والا بڑا ہی خوش نصیب ہے۔

پھر فرمایا کہ وہ اللہ کی حدوں کی حفاظت کرتے ہیں' یعنی اللہ کی اطاعت پر قائم رہتے ہیں اور اس کے فرائض بجا لاتے ہیں۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي
قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ
اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا
تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾

نبی کی یہ شان نہیں اور نہ ایمان والوں کی کہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت کریں' خواہ وہ ان کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں' جبکہ انہیں

معلوم ہو گیا ہو کہ وہ قطعی جہنمی ہیں' ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے ایک وعدے کی وجہ سے دعائے مغفرت کی تھی جو انہوں نے اپنے باپ سے کر لیا تھا' پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے' واقعی ابراہیمؑ بے حد رحم دل اور سنجیدہ ہیں۔

مشرکوں کے لیے دعا کی ممانعت: (۱۱۳) رحمت عالم ﷺ ابو طالب کے مرض الموت میں ابو طالب کے پاس تشریف لے گئے' اس وقت اس کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا چچا جان لا الہ الا اللہ پڑھ لیجئے' تاکہ میں آپ کے بارے میں اس کلمہ کی وجہ سے اللہ سے جھگڑوں یہ سن کر فوراً ابوجہل و عبداللہ بہ یک زبان ہو کر بولے ابو طالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے' آخر کار ابو طالب کی اس کلمہ پر روح نکلی کہ میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں' آپ نے فرمایا اب بھی میں آپ کے لیے دعائے مغفرت کروں گا جب تک روک نہ دیا جاؤں' چنانچہ یہ آیت اور اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ (قصص ۲۸:۵۶) اتری۔ علیؓ فرماتے ہیں میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے مشرک ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کر رہا ہے' میں بولا مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت منع ہے' بولا کیا ابراہیمؑ نے اپنے مشرک باپ کے لیے دعا نہیں کی تھی' میں نے رحمت عالم ﷺ سے ذکر کیا' اس پر یہ آیت اتری' یعنی مرنے کے بعد مشرک ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں (الف)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب رحمت عالم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آئے اور آپ نے عمرہ کیا' اور عفان والی گھاٹی سے اترے تو صحابہ نے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہو' آخر آپ نیچے اتر کر اپنی والدہ کی قبر پر گئے' اور دیر تک دعائیں مانگتے رہے۔ پھر زار و قطار رونے لگے۔ صحابہ بھی رونے لگے' سمجھے شاید امت کے بارے میں کوئی سخت اور نیا حکم اتر آیا کہ آپ رو رہے ہیں' پھر جب صحابہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے تو آپ نے ان کے پاس آ کر رونے کی وجہ پوچھی' بولے آپ کو روتا دیکھ کر ہم بھی رونے لگے' کہ شاید آپ کی امت پر کوئی نیا حکم جو ان کی طاقت سے باہر ہے' اتر آیا ہے' فرمایا نہیں' بلکہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا تھا' میں نے اللہ سے درخواست کی کہ میں قیامت کے دن ان کی سفارش کروں' لیکن میری درخواست مسترد ہو گئی' اس پر محبت کی وجہ سے میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ پھر جبرائیلؑ میرے پاس یہ آیت لے کر آئے اور فرمایا جیسے ابراہیمؑ اپنے باپ سے بیزار ہو گئے تھے' اسی طرح آپ بھی اپنی ماں سے بیزار ہو جایئے' یہ سن کر مجھے اپنی والدہ پر ترس آ گیا اور رونے لگا۔

خطیب بغدادی کی یہ روایت کہ آپ کی والدہ زندہ ہو کر مسلمان ہو گئی تھیں۔ اور سہیلی کی یہ روایت کہ آپ کے ماں باپ زندہ ہو کر آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور قرطبی کا یہ قول کہ ابو طالب زندہ ہو کر مسلمان ہو گیا تھا قطعی غلط ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھ پر چند باتیں اتاری ہیں' جو اب تک میرے کانوں میں گونج رہی ہیں' اور میرے دل میں بیٹھ گئی ہیں' مجھے حکم ہے کہ میں شرک پر فوت ہونے والے کے لیے دعائے مغفرت نہ کروں' اور حاجت سے بچا ہوا مال اللہ کی راہ میں دے دوں' یہی باعث خیر و برکت ہے' اور جوڑ کر رکھنا باعث فتنہ ہے' ہاں برابر برابر مال پر پکڑ نہیں۔

(۱۱۴) پھر فرمایا ابراہیمؑ زندگی میں تو اپنے باپ کی ہدایت کے لیے دعا مانگتے رہے' لیکن جب وہ مر گیا اور آپ پر یہ بات کھل گئی کہ وہ اللہ کا دشمن (مشرک) ہے تو پھر آپ نے اس کے لیے دعا نہیں مانگی۔

اواہ کی تفسیر: اواہ یعنی کثرت سے رونے والا' کثرت سے دعائیں مانگنے والا ہر وقت اللہ سے معافی مانگنے والا' ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اواہ کے کیا معنی ہیں فرمایا رونے والا اور اللہ کے آگے گڑگڑانے والا' اور آپ نے اس آیت کا یہی جملہ پڑھ کر سنایا (ابن جریر)

ابراہیم کثرت سے دعا کرنے والے تھے' انداز بیان سے یہی معنی مناسب ہے کیونکہ جب اللہ نے بیان فرمایا کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کا وعدہ کر لیا تھا جسے آپ کو نبھانا پڑا آپ کثرت سے دعا کرنے والے اور حلیم الطبع تھے' اور ظلم کا بدلہ نیکی سے دیا کرتے تھے' اور ظالموں کے حق میں سنجیدہ تھے' اسی لیے شدت ایذا کے باوجود آپ نے اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت ہی کی۔ باپ نے تو آپ کو یہ دھمکی دی تھی کہ ابراہیمؑ تو ہمارے معبودوں سے نفرت کر رہا ہے' اگر باز نہیں آیا تو تجھے سنگسار کر دوں گا' مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے' اور کہیں نکل جا' لیکن آپ نے یہ جواب دیا اچھا آپ پر سلامتی ہو' اور آپ خوش رہیں' میں آپ کے لیے اپنے رب سے دعائیں مانگوں گا۔ میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے' ایذا کے باوجود تحمل سے کام لیا اور آپ کے خوش رہنے کی دعا کی اور وطن چھوڑ دیا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾

اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو راہ پر لانے کے بعد گمراہ کر دے' جب تک ان کے سامنے وہ چیزیں نہ کھول دے جن سے انہیں بچنا ہے' یاد رکھو اللہ ہر چیز خوب جانتا ہے بلاشبہ آسمان وزمین پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارا کوئی حمایتی اور پشت پناہ نہیں۔

حجت قائم ہو جانے کے بعد پکڑ ہے: (۱۱۵) اللہ کا عدل ملاحظہ ہو کہ وہ کسی قوم کو ہدایت پر لانے کے بعد اور حجت پوری کیے بغیر گمراہ نہیں کرتا' فرمایا اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ الخ (فصلت ۴۱ : ۱۷) یعنی ہم نے ثمودیوں کو راہ دکھائی لیکن انہوں نے ہدایت پر جہالت اور اندھاپے کو ترجیح دی' جب اللہ نے مومنوں کو یہ بات بتا دی کہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں' اور انہیں اپنی رضا وعدم رضا کے تمام کام بتا دیئے تو اب انہیں اختیار ہے خواہ فرماں برداری کریں یا نہ کریں' جب ان پر رسولوں کے ذریعہ حجت قائم ہو چکی' مگر انہوں نے پھر بھی فرماں برداری نہیں کی تو یقین مانو اللہ نے انہیں گمراہ کر دیا ہے' اللہ مومنوں کو مردہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت سے روکے بغیر دعائے مغفرت پر ان کی گمراہی کا فیصلہ کرنے والا نہیں' جب کہ وہ اس سے پہلے انہیں راہ ہدایت پر لا چکا ہے' اور انہیں ایمان کی توفیق عطا فرما چکا ہے۔ اس لیے پہلے کتاب مقدس میں آیتیں اتار کر مسلمانوں کو مغرت کی دعا سے روک دیا گیا ہے پھر جس نے سر جھکا دیا' اور منع کی ہوئی باتوں سے رک گیا' اس پر سابق برائی کی وجہ سے گمراہی لازم نہیں آتی' کیونکہ فرماں برداری اور نافرمانی حکم وممانعت کے بعد ہے' اس سے پہلے نہ کوئی فرماں بردار ہے اور نہ نافرمان' اللہ جن چیزوں سے بچانا چاہتا ہے انہیں پہلے ہی ظاہر فرما دیتا ہے کیونکہ اسے پہلے ہی سے سب کچھ خبر ہے۔

جہاد کا حکم: (۱۱۶) مسلمانوں کو مشرکوں سے جہاد کا حکم ہے اور اس کا بھی کہ مسلمان اللہ پر جو شہنشاہ ہے بھروسہ رکھیں' اور دشمن سے مرعوب نہ ہوں' کیونکہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی اور پشت پناہ ہو سکتا ہے اور نہ ہے (ابن جریر)۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

بلاشبہ اللہ اپنی رحمت سے اپنے رسول ﷺ پر اور مہاجر و انصار پر متوجہ ہو گیا جو نازک دور میں بھی اسکی پیروی کرتے رہے' اس کے بعد کہ ان میں سے ایک جماعت کے دل ٹیڑھے ہونے ہی والے تھے پھر اللہ ان پر متوجہ ہو گیا یقیناً وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔

جنگ تبوک کا بیان: (۱۱۷) یہ آیت جنگ تبوک کے سلسلہ میں اتری' مسلمان تنگدستی کی حالت میں سخت گرمی میں اور قحط کے سال کافی تکلیفیں اٹھاتے ہوئے اس جنگ کے لیے روانہ ہوئے تھے' زاد سفر یعنی پانی اور رسد کی اس قدر کمی تھی کہ ایک ایک کھجور دو دو آدمیوں کو دی جاتی تھی۔ پھر کئی اشخاص یکے بعد دیگرے ایک کھجور چوس چوس کر اور پانی پی کر گزارہ کرتے تھے' اللہ کی مہربانی سے مسلمان سلامتی سے واپس لوٹے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں عمرؓ سے تنگ دستی کا حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سخت گرمی میں تبوک کی طرف بڑھے تھے' پھر ہم ایک جگہ ٹھہرے وہاں ہمیں سخت پیاس محسوس ہوئی' ہم نے تو گمان کر لیا تھا کہ بس اب ہماری آخری سانسیں ہیں' اگر کوئی پانی ڈھونڈنے جاتا اور واپس نہیں آتا تو خیال کر لیا جاتا کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہو گا لوگ اونٹ ذبح کر کے اس کی اوجھڑی نچوڑ کر پانی حاصل کر کے پیتے تھے' اور بچے ہوئے پانی کو جان سے زیادہ قیمتی سمجھ کر دوسرے وقت کے لیے رکھ چھوڑتے تھے' یہ حال زار دیکھ کر ابو بکرؓ نے اللہ کے رسول سے کہا کہ حق تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرماتا ہے' آپ پانی کی دعا فرمائیں' فرمایا کیا تم پانی کی دعا پسند کرتے ہو؟ بولے ہاں آپ نے اپنے مقدس ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر پانی کی دعا مانگی' ابھی آپ نے ہاتھ لٹکائے بھی نہ تھے کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی' پھر مطلع صاف ہو گیا' لوگوں نے اپنے اپنے مشکیزے بھر لیے پھر ہم نے دیکھا کہ بارش صرف ہمارے لشکر ہی تک محدود تھی' باہر ایک قطرہ بھی نہ گرا تھا۔ ابن جریر کا قول ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے قدم بقدم چلے' ہر طرح کی قربانیاں دیں' جانی اور مالی مدد کی' خرچہ سواریاں اور رسد مہیا کی جبکہ ایک جماعت حق سے ڈگمگا کر دین میں شک کرنے والی تھی' اور انکے بارے میں بھی جنہیں اس سفر کی صعوبتیں پہنچی تھیں۔ تو اللہ نے ان پر اپنی مہربانی فرمائی' انہیں رب کی طرف جھک جانے کی توفیق دی' اور انہیں دین پر ثابت قدمی عطا فرمائی' کیونکہ وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ

إِلَيْهِ ۚ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾ ع
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴿١١٩﴾

اوران تین شخصوں پر بھی جوتوبہ میں پیچھے کر دیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود بھی اپنی جانوں سے بیزار ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ کی باز پرس سے بچنے کے لیے علاوہ اسی کی طرف رجوع کرنے کے اور کوئی جائے پناہ نہیں تو پھر اللہ نے اپنی رحمت سے ان کی طرف توجہ فرمائی تا کہ وہ توبہ کرتے رہیں یقیناً اللہ بڑا ہی توجہ فرمانے والا اور کمال مہربان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈر جاؤ اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔

اصحاب ثلاثہ کا جنگ تبوک میں شامل نہ ہونے کا واقعہ: (۱۱۸) عبید اللہؓ بن کعب بن مالک جو کعب کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ رہا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ان کی زبانی جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کا واقعہ سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بجز جنگ تبوک کے کسی اور جنگ میں پیچھے نہیں رہا البتہ جنگ بدر میں بھی شامل نہ ہو سکا تھا لیکن اس میں حصہ نہ لینے پر کسی پر عتاب نہیں اترا۔ آپ محض قافلہ کا راستہ روکنے کے لیے روانہ ہوئے تھے لیکن اللہ نے اتفاق سے آپ کو دشمن سے بھڑا دیا (اور مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی) ہاں میں عقبہ والی رات کو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس موجود تھا جب ہم نے آپس میں حفاظت اسلام پر عہد کیا تھا شب عقبہ کی موجودگی مجھے جنگ بدر سے زیادہ پیاری ہے اگر چہ بدر کا واقعہ مشہور ہے تبوک کا واقعہ یہ ہے کہ مجھے اس وقت جو سہولت حاصل تھی ایسی سہولت کبھی حاصل ہی نہ تھی اس سے پہلے میرے پاس دو سواریاں بھی کبھی نہ ہو سکتی تھیں لیکن اس موقعہ پر ایک چھوڑ دو دو سواریاں موجود تھیں جب اللہ کے رسول ﷺ کسی جنگ کا ارادہ فرماتے تو کھلم کھلا نہیں فرماتے تھے بلکہ اشارے کنائے سے لوگوں کو سمجھاتے تھے کہ جنگ کی تیاریاں کر لیں مگر اس جنگ کے لیے آپ نے کھلم کھلا اعلان فرمایا کیونکہ سخت گرمی تھی لمبا سفر تھا راہ میں لمبے لمبے میدان پڑتے تھے اور غیر ملکی دشمنوں کی اکثریت سے مقابلہ تھا اس لیے آپ نے مسلمانوں سے صاف صاف فرما دیا تھا کہ ہمیں تبوک کی مہم پر جانا ہے تا کہ وہ سامان کی فراہمی میں کوتاہی نہ کریں اور خوب تیار ہو کر چلیں مسلمانوں کی فوج کافی تھی اور مجاہدوں کے نام درج کرنے کے لیے کوئی رجسٹر نہ تھا کوئی لشکر میں اس خیال سے بھی شامل نہیں ہوتا تھا کہ لشکر کی کثرت کی وجہ سے کسی کو اس کے شامل نہ ہونے کی خبر نہ ہو گی۔ جب تک اس کے بارے میں آسمان سے وحی نہ اترے یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب پھل گدرا رہے تھے اور سائے بڑھ رہے تھے خود اللہ کے رسول ﷺ نے اس جنگ کی خاص تیاریاں کیں اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی میں روزانہ صبح کو سوچتا کہ میں بھی تیاریاں کروں مگر شام تک کچھ بھی تیاری نہ کرتا تھا یوں ہی دن گزرتے رہے اور میں سوچتا رہا کہ مجھے ہر طرح کی سہولت حاصل ہے جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا لیکن لوگ برابر تیاریوں میں لگے رہے آخر کار مسلمان اس مہم پر روانہ ہو گئے اور میں کچھ بھی تیاری نہ کر سکا پھر میں نے سوچا کہ ایک دو دن میں تیاری کر کے مجاہدوں کو جا پکڑوں گا لیکن افسوس انکے جانے کے ایک دو دن بھی پہلے کی طرح سستی میں گزر گئے اور میں اب بھی کچھ تیاری نہ کر سکا اسی طرح دن گزرتے گئے اور میں برابر لیت و لعل میں رہا۔ یہاں تک کہ لشکر دور جا پہنچا پھر بھی میں نے ارادہ کیا کہ میں انہیں جا پکڑوں گا۔ کاش ارادہ کرتے ہی فوراً چل پڑتا مگر یہ بھی نہ ہو سکا کہ جب میں مجاہدوں کے چلے

جانے کے بعد باہر نکلتا تو مجھے یہ دیکھ کر صدمہ ہوتا کہ منافقوں اور اپاہجوں کے سوا کوئی بھی موجود نہیں۔

آپ نے راستے میں مجھے یاد نہیں فرمایا' جب آپ تبوک پہنچ گئے تو آپ نے تبوک میں بیٹھے بیٹھے پوچھا کہ کعب بن مالک کیوں نہیں آئے کیا بات ہے ایک سلمی نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اچھے لباس اور آرام طلبی نے نہیں آنے دیا۔ اس پر معاذ بن جبل بولے تم نے اچھی بات نہیں کہی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی قسم ہمیں تو ان کی طرف سے اچھا ہی گمان ہے' آپ خاموش ہو گئے۔

پھر جب مجھے خبر ملی کہ اللہ کے رسول ﷺ تبوک سے واپس آنے کے لیے روانہ ہو چکے ہیں' تو میرا غم تازہ ہونے لگا' اور میں سوچنے لگا کہ آپ کے سامنے فلاں فلاں بات بنا کر آپ کو خوش کر لوں گا' اور اس سلسلے میں اپنے ذی ہوش گھر والوں سے بھی مشورہ کرلوں گا' پھر جب مجھ سے یہ کہا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے تو مجھ سے جھوٹ جاتا رہا' اور مجھے یقین ہو گیا کہ جھوٹ بول کر نجات کی صورت ممکن نہیں' چنانچہ میں نے سچی بات بیان کرنے کا پکا ارادہ کر لیا' جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے' پھر مسجد میں لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے۔ چنانچہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس جنگ میں حصہ نہ لینے والے آ کر قسمیں کھا کھا کر حیلے بہانے کر رہے تھے' یہ اسی ۸۰ سے کچھ اوپر آدمی تھے آپ ظاہری حالت میں ان کا عذر قبول فرما کر ان کے لیے دعا کر دیتے تھے' اور انکے دل کے حالات اللہ کے حوالے کر دیتے تھے۔

آخر کار میں نے بھی آ کر سلام کیا' آپ نے ناراض آدمی کی طرح تبسم فرمایا' پھر مجھ سے فرمایا آؤ بیٹھو' چنانچہ میں آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا' پوچھا تم کیوں جہاد میں شریک نہیں ہوئے؟ کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی؟ میں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر میں آپ کے علاوہ کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو کوئی عذر تراش کر اس کی ناراضگی سے بچ جاتا' مجھے اللہ نے بات منوانے کی طاقت دی ہے' لیکن اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ اگر میں آج آپ سے جھوٹ بول کر آپ کو راضی کر بھی لوں تو ممکن ہے کہ اللہ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے' اور اگر میں سچی بات بتاؤں تو آپ مجھ پر خفا ہوں گے' لیکن مجھے اللہ کی طرف سے حسن انجام کی امید ہے' واقعی مجھے کوئی عذر نہ تھا' میں قطعی فارغ البال تھا' اور ہر طرح کی آسانیاں میسر تھیں (مگر اپنی سستی سے شامل نہ ہو سکا) فرمایا انہوں نے سچی سچی بات بتا دی' اچھا گھر جاؤ جب تک اللہ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ نہ فرمائے چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا' میرے پیچھے کچھ سلمی بھی آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے علم میں تم نے اس سے پہلے کوئی قصور نہیں کیا ہے' تم نے اور لوگوں کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کوئی بہانہ کیوں نہیں کر دیا' اگر تم کو جھوٹ سے گناہ ملتا تو اللہ کے رسول کا استغفار ہی تمہارے لیے کافی تھا' انہوں نے مجھے اس قدر سخت سست کہا کہ پھر میں نے ارادہ کر لیا کہ جا کر آپ کے سامنے کوئی حیلہ ہی پیش کر دوں' پھر میں نے پوچھا کہ مجھ جیسا کوئی اور آدمی بھی ہے بولے ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں نے بھی تمہاری ہی طرح سچ سچ بات بتائی ہے' اور ان سے بھی وہی کہا گیا ہے کہ جو تم سے کہا گیا ہے' میں نے پوچھا کون کون؟ بولے مرارۃ بن ربیع عامری اور ہلال بن امیہ (واقفی) یہ دونوں نیک صحابی تھے اور بدری بھی تھے' اور میرے لیے نمونہ تھے' مجھے ان کے نام معلوم کر کے تسکین ہوئی' پھر میں نے واپسی کا ارادہ فسخ کر دیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے تمام مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات چیت بھی کرنے سے روک دیا' لوگ ہم سے کترانے لگے اور اجنبی سے معلوم ہونے لگے' یہاں تک کہ وطن بھی مجھے بدلا بدلا سا معلوم ہونے لگا' اور اب میرا وطن میرا جانا پہچانا شہر نہ رہا' ہمیں اس حال پر پچاس دن گزر گئے' مرارۃ اور ہلال تو بے چارے گھبرا کر گھروں میں گوشہ نشین ہو گئے' دن رات رونے ہی سے کام تھا'

لیکن چونکہ میں تینوں میں ذرا طاقت ور اور سخت تھا' اس لیے میں جماعت سے نماز بھی پڑھتا رہا' اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی رہا' لیکن مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ آپ نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہوتے' میں آپ کو آ کر سلام کرتا اور دل میں سوچتا کہ دیکھوں آپ نے سلام کا جواب ہونٹ ہلا کر دیا بھی یا نہیں۔ پھر میں آپ کے بالکل پاس آ کر نماز پڑھتا اور چوری سے دیکھتا جب میں نماز میں ہوتا تو آپ مجھے دیکھتے' اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ مجھ سے نگاہ پھیر لیتے۔

جب مسلمانوں کو قطع تعلق کیے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تو ایک دن میں باہر نکلا اور ابو قتادہؓ کے باغ میں دیوار پھاند کر پہنچا' یہ میرے چچا زاد بھائی اور بڑے پکے دوست تھے' میں نے انہیں جا کر سلام کیا' لیکن انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا' میں نے ان سے کہا تم کو معلوم ہے کہ مجھے اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے انتہائی محبت ہے؟ انہوں نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا میں نے کہا بتاؤ کیا مجھے اللہ سے اور اللہ کے رسول ﷺ سے انتہائی محبت نہیں یہ خاموش ہی رہے' پھر میں نے تیسری بار یہی بات دہرائی' لیکن اب بھی یہ خاموش رہے' پھر کہنے لگے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ خوب جانتا ہے' میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے وہاں سے واپس ہوا' اور دیوار پھاند کر باہر آیا۔

پھر مدینہ کے ایک بازار سے گزرا۔ میں نے دیکھا کہ کوئی شام کا تاجر جو مدینہ میں غلہ بیچنے کے لیے آیا ہے' میرا نام لے کر لوگوں سے پوچھ رہا ہے کہ وہ کہاں ملیں گے' لوگ اسے اشاروں سے مجھے بتا رہے ہیں۔ آخر کار اس نے میرے پاس آ کر مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا' میں لکھا پڑھا آدمی تھا' کھول کر دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا امابعد ہمیں خبر ملی ہے کہ تمہارے ساتھی (نبی) نے تم پر ظلم کیا ہے' اللہ تم کو ذلیل اور ضائع کرنے والا نہیں' ہمارے پاس آ جاؤ' ہم تمہاری ہر طرح کی خیر خواہی کریں گے' میں یہ خط پڑھ کر بھنا گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ یک نہ شد دو شد۔ ایک مصیبت تو تھی ہی' دوسری مصیبت بھی ٹوٹ پڑی۔ آخر کار میں نے اس خط کو چولہے میں جھونک دیا' جب چالیس دن گزر گئے تو اللہ کے رسول ﷺ کا ایک قاصد میرے پاس آتا ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ آپ کو حکم کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی سے جدا ہو جائیں' میں نے پوچھا کیا کروں کیا طلاق دے دوں؟ بولا نہیں بلکہ الگ رہو ان کے پاس نہ جاؤ' دوسرے دونوں بزرگوں کو بھی یہی بات کہلا بھیجی ہے' میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو' جب تک اس معاملہ میں اللہ کو جو کچھ منظور ہو وہ نہ ہو جائے' ہلال کی اہلیہ نے آپؐ کے پاس آ کر کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ ہلال بوڑھے آدمی ہیں انکے پاس کوئی دوسرا خدمت گار بھی نہیں' کیا میں ان کی خدمت بھی نہیں کر سکتی؟ فرمایا خدمت تو کر سکتی ہو مگر وہ تمہارے پاس نہ آئیں' بولیں اب تو انہیں کسی چیز کی خواہش نہیں' دن رات روتے ہی رہتے ہیں' مجھ سے بھی گھر کے کسی آدمی نے کہا کہ تم بھی اللہ کے رسولؐ سے خدمت کے لیے بیوی کی اجازت لے سکتے ہو' آپ نے ہلال کی بیوی کو خدمت کی اجازت دے دی ہے' میں نے کہا میں اجازت نہیں لوں گا۔ نہ معلوم آپ مجھے اجازت دیں یا نہ دیں' کیونکہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں۔

پھر دس دن اور گزر گئے اور پورے پچاس دن ہو گئے' پچاسویں دن کی صبح کو میں نے صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھی' نماز پڑھ کر دلگیر و ہراساں بیٹھا ہوا تھا' اور زمین فراخی کے باوجود مجھ پر تنگ تھی' بلکہ مجھے اپنی ذات سے بھی عار آنے لگی تھی' اتنے میں میں نے سنا کہ سلع پہاڑی پر ایک اعلان کرنے والا زور زور سے کہہ رہا ہے' کعب بن مالک خوش ہو جاؤ' یہ سن کر میں بے تامل سجدے میں گر گیا' اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب ہمارے دن پھر گئے' اور اللہ نے ہماری توبہ قبول کر لی' آپ نے صبح کی نماز پڑھ کر

ہماری توبہ کا اعلان فرمایا' یہ سن کر لوگ مجھے اور میرے ساتھیوں کو خوش خبری دینے دوڑ پڑے بلکہ ایک شخص نے تو سرپٹ گھوڑا دوڑا دیا مگر ایک اسلمی دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ کر چیخ چیخ کر اعلان کرنے لگا' میں نے گھوڑے سے پہلے ان کی آواز سن لی' پھر جب یہ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں خوش ہو کر اپنے کپڑے اتار کر پہنا دیئے' لے دے کر وہی کپڑے میرے پاس تھے پھر میں نے کپڑے مستعار لے کر پہنے پھر میں رسول اللہ سے ملنے کے لیے چلا لوگ راستے میں جوق در جوق مجھ سے ملتے رہے' اور توبہ کی مبارک باد دیتے رہے' اور کہتے رہے کہ کعب توبہ مبارک ہو۔

آخر کار میں مسجد میں آیا' آپ مسجد ہی میں تشریف فرما تھے' اور آپ کے پاس صحابہ کرام تھے' طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو کر دوڑ کر میرے پاس آئے مجھ سے مصافحہ کیا' اور مجھ کو مبارک باد دی' ان کے علاوہ کوئی اور مہاجر میرے لیے کھڑا نہیں ہوا' میں طلحہ کے خیر مقدم کو کبھی نہیں بھولتا' پھر جب میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سلام کیا تو آپ کا رخ مارے مسرت کے دمک رہا تھا' آپ نے فرمایا پیدائش کے بعد سے آج تک ایسا اچھا دن تم پر نہیں آیا' تم کو اس کی خیر و بھلائی مبارک ہو' میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ بشارت آپ کے پاس سے ہے یا اللہ کے پاس سے' فرمایا میرے پاس سے نہیں بلکہ اللہ کے پاس سے ہے' جب آپ کو مسرت ہوتی تو آپ کا رخ انور چمک اٹھتا تھا' اور چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا' پھر میں بیٹھ کر بولا کہ میں اپنی توبہ کے شکریہ میں اپنا مال اللہ کی راہ میں خیرات کرنا چاہتا ہوں' فرمایا' کچھ مال رہنے دو' اس میں تمہارے لیے بھلائی ہے' میں بولا اچھا خیبر والا حصہ رہنے دیتا ہوں۔

میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ نے مجھے سچ ہی سے نجات بخشی ہے' اب میں عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولنے کا' فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے کسی مسلمان کو اس طرح سچ بولنے پر ایسا آزمایا ہو جیسا مجھے آزمایا تھا' اللہ کی قسم وہ گھڑی ہے اور آج کا دن ہے میں نے کبھی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اللہ مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ میری توبہ کی قبولیت کے سلسلے میں اللہ نے یہ آیت اتاری' کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے خیال میں اللہ نے مجھے مشرف بہ اسلام کرنے کے بعد سچائی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی' اگر اوروں کی طرح میں بھی جھوٹ بول دیتا تو میں بھی ہلاک ہو جاتا کیونکہ اللہ نے وحی میں جھوٹ بولنے والوں کو بہت ہی سخت سست فرمایا ہے پھر آپ نے سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ الخ دو آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ ہم تینوں کی توبہ ان لوگوں کی توبہ سے پیچھے ہٹا دی گئی' جن کے عذر انکی قسموں کی وجہ سے آپ نے قبول فرما کر ان سے بیعت کر لی تھی اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرما دی تھی اور آپ ﷺ نے ہمارے معاملہ کو پیچھے رکھا' یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ نے اس کا خود فیصلہ فرمایا' یعنی ہم توبہ سے پیچھے ہٹا دیے گئے' یہ نہیں کہ جنگ تبوک سے پیچھے رہے (قا) اس حدیث میں اس آیت کی بہترین تفسیر ہے' اور پوری تفصیل بھی ہے' یہ تینوں انصاری صحابی تھے۔

چونکہ اللہ نے ان کی بے چینی کا ذکر فرمایا ہے کہ مسلمانوں نے پچاس دن ان کو چھوڑے رکھا' جس کی وجہ سے انہیں خود اپنے نفسوں سے نفرت ہو گئی تھی' اور زمین فراخی کے باوجود تنگ ہو گئی تھی' اور یہ سخت حیران تھے کہ کریں تو کیا کریں' لیکن انہوں نے اللہ کے حکم پر صبر کیا' اس کے حکم کے آگے جھکے رہے' اور ثابت قدمی سے وقت کی نزاکت کا مقابلہ کرتے رہے' آخر کار ان کا سچ رنگ لایا' اور اللہ نے ان کی تمام پریشانیاں دور فرما دیں' کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سچا سچا واقعہ بتا دیا تھا کہ ہم اپنی سستی سے رکے رہے' باوجودیکہ ہمیں ہر قسم کی سہولت میسر تھی' اسی وجہ سے انہیں پچاس دن یہ سزا دی گئی' پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی' انکے

سچ بولنے کا انجام ان کے حق میں اچھا ثابت ہوا' اور اللہ نے اپنی مہربانی سے ان پر توجہ فرمائی۔

سچ بولنے کا حکم: اس لیے یہاں آیت (۱۱۹) میں فرمایا گیا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو' اور ہمیشہ سچ بولو' سچ اپنے اوپر لازم کرلو' سچے بن جاؤ گے اور تباہیوں سے بچ جاؤ گے۔ اللہ تمہاری پریشانیاں دور فرما دے گا اور تم کو الجھنوں سے نکال دے گا۔ چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' اپنے اوپر سچ لازم کرلو' کیونکہ سچ نیکی کی رہبری کرتا ہے' اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے' انسان برابر سچ بولتا رہتا ہے' اور سچ بولنے کی پابندی کرتا رہتا ہے' آخر کار اللہ کے ہاں سچا لکھ لیا جاتا ہے' اور جھوٹ سے اپنے کو بچاتے رہو' کیونکہ جھوٹ بے حیائی کی رہبری کرتا ہے اور بے حیائی جہنم کی راہ دکھاتی ہے' انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے' اور جھوٹ بولنے کا پابند رہتا ہے۔ آخر کار اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے (ق ا) ابن مسعودؓ: فرماتے ہیں جھوٹ کسی حال میں بھی درست نہیں' خواہ بطور مذاق کے ہو یا بطور سنجیدگی کے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ سچوں کا ساتھ دو' یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا اور صحابہ کرام کا ساتھ دو' ابوبکرؓ وعمرؓ اور ان کے ساتھیوں کا ساتھ دو' اگر تم سچوں کا ساتھ دینا چاہتے ہو تو دنیا سے بے رغبتی برتو' اور مسلمانوں کا دل نہ دکھاؤ۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

مدینہ والوں کو یہ لائق نہ تھا اور انکے آس پاس والے دیہاتیوں کو کہ وہ جنگ میں اللہ کے رسولؐ سے پیچھے رہ جائیں۔ اور اپنے آپ کو آپ ﷺ سے زیادہ چاہیں' یہ اس وجہ سے کہ مجاہدوں کو اللہ کی راہ میں جو کچھ پیاس' تکلیف اور بھوک اٹھانی پڑتی ہے اور وہ جہاں کبھی بھی کسی ایسے مقام پر چلتے ہیں' جس سے کافروں کا غیظ وغضب بھڑکتا ہو' اور یہ جو کچھ دشمنوں سے لے لیتے ہیں' ان سب باتوں کے بدلے کے لیے نیک عمل لکھ لیے جاتے ہیں' یقیناً اللہ ایسے مخلصوں کا اجر ضائع کرنے والا نہیں۔

جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت: (۱۲۰) جنگ تبوک میں جو لوگ خواہ مخواہ مدینہ کے باشندے ہوں یا مدینہ کے آس پاس کے' اللہ کے رسول ﷺ سے پیچھے رہے' اور جنگ میں شامل نہیں ہوئے' ان کی مذمت ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ چاہا اللہ کے رسول ﷺ تو سفر کی صعوبتیں اور راہ کی دشواریاں برداشت کرتے ہوئے تبوک پہنچ گئے' مگر یہ گھروں میں آرام وچین سے بیٹھے رہے' اور رسول ﷺ کی تکالیف پر اپنے آرام کو ترجیح دی' پھر کیا ہے اپنا ہی اجر کھویا۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں بھوک وپیاس پر اور تکلیفوں پر اور کسی منزل میں ٹھہرنے سے دشمن پر جو رعب پڑتا تھا' اس پر غلبہ وکامیابی پر اور فتح وظفر پر مجاہدوں کو جو اجر ملا' اس سب کو یہ کھو بیٹھے' مجاہدوں کے مذکورہ بالا عملوں پر انہیں جلیل الشان صلہ ملے گا' کیونکہ اللہ

ایسے اخلاص پسندوں کے عمل ضائع نہیں فرماتا' چنانچہ اخیر آیت میں فرمایا ہم اس کا صلہ ضائع نہیں کرتے جو خلوص سے عمل کرتا ہے۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

مجاہد تھوڑا بہت جو کچھ خرچ کر رہے ہیں اور جو منزلیں طے کر رہے ہیں۔ سب ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے' تاکہ اللہ انہیں ان کے عملوں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

جہاد میں خرچ کرنے والوں کا ثواب: (۱۲۱) یعنی یہ غازی اللہ کی راہ میں جو کچھ تھوڑا بہت خرچ کرتے ہیں اور دشمن کی طرف بڑھنے کے لیے جو قدم اٹھاتے ہیں سب ان کے لیے لکھ لیا جاتا ہے' (یہاں لفظ ب استعمال نہیں کیا' جیسا کہ اجر کے بیان میں استعمال کیا ہے' کیونکہ وہ افعال غیر اختیاری تھے' اور یہ اختیاری ہیں۔ اس لیے یہاں فرمایا کہ انہیں انکے عملوں کا اچھے سے اچھا بدلہ ملے گا) اس آیت سے عثمانؓ نے بہت فائدہ اٹھایا' کیونکہ آپ نے جنگ تبوک کے موقعہ پر بہت کچھ خرچ کیا' اور بھاری رقم اللہ کی راہ میں دی' عبدالرحمن بن حباب سلمی فرماتے ہیں رحمت للعالمین ﷺ نے تبوک کی مہم پر روانہ ہونے سے پہلے ایک تقریر فرمائی۔ اور اس میں مسلمانوں کو جنگ تبوک میں حصہ لینے کی رغبت دلائی' عثمانؓ نے فرمایا کہ سو اونٹ معہ کجاووں پالانوں اور رسیوں کے میرے ذمہ ہیں' آپ نے پھر شوق دلایا پھر عثمانؓ نے فرمایا سو اونٹ مزید معہ پالانوں' کجاووں اور رسیوں کے میرے ذمے ہیں' پھر آپ منبر کی ایک سیڑھی سے نیچے اترے اور پھر مسلمانوں کو مالی امداد کا شوق دلایا' پھر عثمانؓ نے کہا کہ میں مزید سو اونٹ معہ کجاووں' پالانوں اور رسیوں کے دوں گا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ خوش ہو کر اپنا ہاتھ ہلا کر فرما رہے ہیں۔ آج کے بعد عثمانؓ اگر کوئی عمل نہ بھی کریں تو ان کے لیے یہی عمل کافی ہے' (عبداللہ بن امام احمد)

آپ نے اس موقعہ پر ایک ہزار اشرفیاں بھی لا کر اللہ کے رسول ﷺ کی گود میں ڈال دیں' میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ انہیں الٹ پلٹ کر رہے ہیں' اور فرما رہے ہیں کہ آج کے بعد ابن عفان کو کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا آپ نے یہ اشرفیاں اسی جنگ پر خرچ فرمائیں' پھر فرمایا کہ مجاہد جس قدر راہ طے کر رہے ہیں' اسی قدر اجر ان کے لیے لکھا جا رہا ہے' یعنی مجاہد جس قدر اللہ کی راہ میں گھر سے دور ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ اللہ سے قریب ہوتا جاتا ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع ۱۵

مسلمانوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ سب سے پہلے ہی چلے جائیں' پھر ان کی ہر جماعت میں سے کچھ لوگ دینی سمجھ حاصل کرنے کے لیے کیوں نہیں چلے جاتے' تاکہ وہ واپس آئیں تو اپنی قوم کو بیدار کریں' تاکہ لوگ پرہیز کریں۔

کیا جنگ میں تمام مسلمانوں کو شریک ہونا ضروری ہے؟: (۱۲۲) رحمت عالم ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک میں جانے کے متعلق جو بیان تھا اس آیت میں اسی کی تفصیل ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ کو تنہا چھوڑ کر تمام مسلمانوں کو جہاد کے لیے نکل جانا لائق نہیں' البتہ ہر قبیلے میں سے کچھ لوگ آپ سے اجازت لے کر جائیں' پھر جب یہ لوگ واپس آئیں تو ان کے بعد جو کچھ قرآن اترا ہے اسے وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے ساتھ گھروں میں تھے انہیں سکھا دیں اور کہہ دیں کہ اللہ نے اپنے نبی پر یہ آیتیں اتاری ہیں جو ہم نے یاد کر لی ہیں اور آپ سے سیکھ لی ہیں پھر دوسرے چلے جائیں غرض یہ کہ کچھ لوگ جائیں اور کچھ علم دین سیکھنے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رہیں' اور جب مجاہد آئیں تو انہیں سکھا دیں یہی سلسلہ قائم رہنا چاہیے' تاکہ نہ جاننے والوں کو بھی دینی مسائل کا علم ہو جائے۔

ابن عباسؓ سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ سے ایک جماعت آتی اور دینی مسائل سیکھ کر اپنی قوم کو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا شوق دلاتی' انہیں نماز وزکوٰۃ کے مسائل سکھاتی اور ان سے کہہ دیتی کہ جو مسلمان ہو جائے وہ ہمارا ہے ورنہ ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں' اس سلسلے میں وہ کافر ماں باپ کو بھی چھوڑ بیٹھے تھے یہ لوگ آپ سے دینی مسائل سیکھتے اور اپنی قوم کو جا کر بیدار کرتے' انہیں اللہ کے عذابوں سے ڈراتے اور مسلمانوں کو خوش خبریاں سناتے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَٰتِلُوا۟ ٱلَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ ٱلْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا۟ فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ ربع

مسلمانو! اپنے قریب والے کافروں سے جہاد کرو اور وہ تم میں سختی پائیں' یقین مانو اللہ پارساؤں کے ساتھ ہے۔

قریبی کافروں سے جہاد کرتے ہوئے آگے بڑھو: (۱۲۳) مسلمانوں کو حکم ہے کہ پہلے ان کافروں سے جہاد کریں جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں غرضیکہ اسلامی مرکز کے قریب والے کافروں سے جہاد کرتے ہوئے آگے بڑھیں' اسی حکم کی بنا پر پہلے آپ نے عرب سے کفر شرک نکالا' جب اسلامی سلطنت میں مکہ' مدینہ' طائف' یمن' یمامہ' ھجر' خیبر اور حضر موت وغیرہ شامل ہو گئے اور تمام قبیلے مسلمان ہو گئے تو اب آپ نے اہل کتاب کی طرف توجہ فرمائی اور رومیوں سے جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے کیونکہ عربوں سے یہی زیادہ قریب تھے' اور اہل کتاب ہونے کی وجہ سے تبلیغ کیے جانے کے زیادہ حق دار تھے' چنانچہ آپ تبوک تک بڑھے' پھر آپ تبوک سے قحط و تنگی اور لوگوں کی پریشانی کے خیال سے واپس تشریف لے آئے یہ واقعہ ۹ھ کا ہے پھر آپ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع میں مصروف ہو گئے' پھر حج کے ٹھیک ۸۱ روز کے بعد اللہ نے اپنے پیارے نبی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور آپ کو اپنے پاس والی نعمتوں اور بہاروں کے لیے چن لیا' آپ کے بعد خلفائے راشدین ابوبکر' عمر' عثمان' علی نے بھی جہاد جاری رکھا اور دنیا کے بڑے بڑے ممالک فتح ہوئے اور اسلامی سلطنت وسیع ہوگئی اور اسلام دنیا کے گوشے گوشے تک پھیل گیا اور اللہ کی حجت تمام ہوئی۔

پھر فرمایا کہ کافر تم میں سختی پائیں' یعنی جہاد میں کافروں کے حق میں نرمی کا معاملہ نہ کرنا' بلکہ ایسا معاملہ کرنا کہ وہ تم کو سخت مزاج سمجھیں' کیونکہ کامل ایمان والا اپنے بھائی مومن کے حق میں تو انتہائی نرم ہوتا ہے مگر کافر کے حق میں کمال سخت ہوتا ہے' چنانچہ فرمایا

(۱) فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ الخ (مائدہ ۵:۵۴) عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت کرے گا اور وہ بھی اس سے محبت کرے گی جو مومنوں کے حق میں نرم ہوگی اور کافروں کے حق میں سخت ہوگی (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الخ (فتح ۴۸:۲۹) محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان کافروں کے حق میں سخت ہیں' اور آپس میں شفیق و مہربان ہیں (۳) يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ الخ (۹:۶۶) اے نبی ﷺ کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو' اور ان سے سختی سے پیش آ و' اللہ کے رسول نے فرمایا کہ میں ہنس مکھ ہوں اور جنگجو ہوں یعنی دوستوں کے لیے ہنس مکھ ہوں اور دشمنوں کے لیے ان کی گردنیں اڑانے والا ہوں پھر فرمایا کہ کافروں سے جہاد کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو یقین مانو اللہ پارساؤں کے ساتھ ہے یعنی تم اللہ سے ڈرتے رہو گے اور اس کے مطیع و فرماں بردار رہو گے تو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی اور تمہارا ہی غلبہ ہوگا۔ بہترین زمانوں میں یہی حال رہا مسلمان دشمنوں پر غالب آتے ہی رہے اور فتح و نصرت انکے پاؤں چومتی ہی رہی' پھر جب فتنوں نے سر ابھارا' خواہشوں نے انگڑائیاں لیں' اختلافات پیدا ہوئے' تو سلطنت اسلامی کے اطراف میں دشمن چڑھ دوڑے اور باہمی اختلافات کی وجہ سے حکمران انہیں نہ روک سکے' آخر کار دشمنوں نے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کر لیا' پھر وہ بڑھتے ہی رہے' اور رفتہ رفتہ قریب قریب تمام اسلامی ممالک پر قابض ہو گئے' حکومت پہلے بھی اللہ کے اختیار میں تھی اور بعد میں بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے پھر جب کبھی کوئی اسلامی نیک بادشاہ اٹھا اور اللہ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھا' میدان اسی کے ہاتھ رہا۔ فتح و نصرت نے اسی کا ساتھ دیا۔ اور حسب طاعت دشمن سے اپنا ملک چھین لینے میں کامیاب رہا' اللہ ہی سے امید ہے اور اسی سے درخواست ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں کافروں کی پیشانیوں کے بال دے دے' اور تمام دنیا میں اپنے دین کا بول بالا کرے' وہ بڑا ہی فیاض ہے اور بڑی عزت والا ہے۔

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

جب کبھی کوئی سورت اتاری جاتی ہے تو ان میں سے بعض منافق کہتے ہیں کہ اس آیت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھا دیا لیکن یہ سورت ایمان داروں کے ایمان میں تو اضافہ کرتی ہے اور اسے سن کر کھل اٹھتے ہیں' مگر جن کے دلوں میں روگ ہیں ان میں گندگی پر گندگی کا اضافہ کر دیتی ہے اور ان کا کفر ہی پر دم نکل جاتا ہے۔

ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے: (۱۲۴' ۱۲۵) یعنی جب کوئی آیت اترتی ہے تو منافق آپس میں کہتے ہیں کہ اس سے کس کا ایمان بڑھا' اللہ نے فرمایا کہ قرآن ایمان والوں کے ایمانوں میں اضافہ کرتا ہے' اور روگ والے دلوں کو گندگی میں بھی (یہ ایت ایمان کے گھٹنے بڑھنے کی دلیل ہے)

جیسا کہ اللہ نے فرمایا (۱) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمْ الخ (بقرہ ۲:۱۰) چونکہ منافقوں کے دلوں میں شک ہوتا ہے اس

لیے آیتیں سن کر ان کے شکوک بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں (۲) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ الخ (اسراء۱۷:۸۲) ہم قرآن میں ایسی آیتیں اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا بخش و باعث رحمت ہیں اور ظالموں کے نقصانات ہی میں اضافہ کرتی ہیں (۳) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى (فصلت۴۱:۴۴) آپ فرما دیں کہ قرآن ایمان والوں کے لیے باعث ہدایت وشفا ہے۔ اور بے ایمانوں کے کانوں میں میل ہے اور ان کے لیے باعث ظلمت ہے' یہ لوگ کسی دور والی جگہ سے پکارے جارہے ہیں' یہ ان کی سخت بدبختی ہے۔ کہ جو شمع دلوں کے لیے اجالا ہے اسی سے ان کے لیے اندھیرا ہے جیسے بیمار کو اگر تندرستوں کی غذا مل جائے تو اس کی بیماری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

کیا انہیں دکھائی نہیں دیتا کہ یہ ہر سال ایک یا دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنسے رہتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ عبرت پکڑتے ہیں۔ اور جب کبھی کوئی سورت اتاری جاتی ہے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ آیا کوئی تم کو دیکھ تو نہیں رہا پھر کھسک جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل پھیر دیے ہیں کیونکہ یہ سمجھ سے بے بہرہ ہیں۔

آزمائش سے عبرت حاصل کرو: (۱۲۶) کیا ان منافقوں کو یہ معلوم نہیں کہ انہیں ہر سال ایک دو بار آزمایا جاتا ہے' پھر بھی یہ اپنے سابق گناہوں سے توبہ نہیں کرتے اور نہ مستقبل کے لیے عبرت حاصل کرتے ہیں اللہ انہیں کبھی قحط و گرانی سے آزماتا ہے' کبھی بارش نہیں ہوتی' کبھی سال کے اندر ایک چھوڑ دو دو دفعہ جنگ چھڑ جاتی ہے اور کبھی جھوٹی اور بے سروپا افواہیں اڑا دی جاتی ہیں' جن سے لوگوں میں بے چینیاں اور بدحواسیاں پھیل جاتی ہیں (ابن جریر)

منافق حق پر نہیں جمتے: (۱۲۷) اس میں بھی منافقوں کی پول کھولی گئی ہے کہ جب کبھی اللہ کے رسول ﷺ پر کوئی سورت اترتی ہے تو منافق ایک دوسرے کو تکتا ہے کہ کوئی ہمیں دیکھتا تو نہیں' پھر حق سے پھر جاتے ہیں اور اس سے منہ موڑ لیتے ہیں' یہ منافقوں کا دنیوی حال ہے کہ وہ حق پر نہیں جمتے' نہ اسے قبول کرتے ہیں اور نہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ فرمایا (۱) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ الخ (۷۴:۴۹ تا ۵۱) انہیں کیا ہو گیا کیوں نصیحت سے موڑے ہوئے ہیں گویا یہ گدھے ہیں' جو شیر سے بدک کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں' فرمایا (۲) فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ الخ (معارج ۷۰:۳۶۔۳۷) پھر ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ سے دائیں بائیں ہٹے ہوئے ہیں' یعنی یہ کیوں آپ سے دائیں بائیں کھسک گئے ہیں' ادھر حق سنا اور ادھر دم دبا کر بھاگے' پھر فرمایا کہ چونکہ یہ حق سن کر کھسک گئے' اس لیے حق تعالیٰ شانہ نے بھی ان کے دل پھیر دیے' چنانچہ دوسری جگہ فرمایا فَلَمَّا زَاغُوْا الخ (صف ۶۱:۵) پھر جب یہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے' کیونکہ یہ فہم و سمجھ سے کورے ہیں' نہ اللہ کا حکم سمجھتے

ہیں' نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں' اور نہ حق چاہتے ہیں بلکہ حق سے بدکتے اور بھاگتے ہیں' اسی وجہ سے ان کا یہ براحشر ہوا' کہ دلوں میں نفاق ہے' اور دل سیہ فام ہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

رکوع ۵

واقعی تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک ایسے نبی آ پہنچے ہیں جنہیں تمہاری تکلیفیں بہت ہی ناگوار گزرتی ہیں اور جو تمہاری بہبودی کے خواہش مند رہتے ہیں' اور ایمان والوں پر بڑے ہی نرم و مہربان ہیں' پھر بھی اگر تم پھر جاؤ تو آپ فرما دیں کہ مجھے اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

بعثت رسول اللہ ﷺ کا احسان عظیم ہے: (۱۲۸'۱۲۹) اللہ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہاری ہدایت کے لیے اپنا رسول بھیجا' جو تمہارے پاس آ چکا ہے۔ اور تمہیں پیغام حق سنا چکا' یعنی تمہارے ہم جنس اور تمہاری زبان والے رسول آئے خلیل اللہ نے اللہ سے دعا فرمائی تھی (۱) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الخ (۳:۱۲۹) اے ہمارے مالک ان میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما (۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (ال عمران ۳:۱۶۴) بلاشبہ اللہ کا ایمان والوں پر یہ احسان ہے کہ اس نے ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

پھر فرمایا کہ آپ امت کے سچے خیر خواہ ہیں اور ان کی ہدایت اور دنیوی اور اخروی ہر طرح کی بھلائی کے خواہش مند رہتے ہیں۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ ہمیں اس طرح چھوڑ کر سدھارے کہ آپ ہوا میں اڑنے والے پرندے کا علم بھی ہمیں لکھا گئے (ط) آپ نے فرمایا جو عمل جنت کے قریب لانے اور دوزخ سے دور کرنے والے ہیں وہ سب میں نے تم کو بتا دیے ہیں (ط) فرمایا اللہ نے جو چیز حرام کر دی ہے اسے جلد ہی تم پر ظاہر فرما دے گا' اور اس کی پوچھ گچھ ضرور ہو کر رہے گی میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں آگ میں گرنے سے بچا رہا ہوں' مگر تم پروانوں کی طرح آگ میں گرتے چلے جا رہے ہو (الف)

پھر فرمایا کہ رسول ایمان والوں کے لیے بڑے ہی رقیق و گداز ہیں' فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ (شعراء ۲۶:۲۱۵) یعنی اے نبی ﷺ آپ اپنا بازو اپنے ماننے والوں کے سامنے جھکا دیں' پھر اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو آپ فرما دیں کہ میں تمہارے عملوں سے بیزار ہوں اور مہربان و عزت والے اللہ پر بھروسہ رکھیں' یہاں فرمایا کہ اگر یہ آپ کی شریعت سے پھر جائیں جو ایک جامع و کامل اور پاکیزگی والی شریعت ہے تو آپ فرما دیں مجھے اللہ کافی ہے' جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور میرا اسی پر بھروسہ ہے (۲) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (مزمل ۷۳:۹) یعنی اللہ مشرق و مغرب کا رب ہے' اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں آپ اسی کو اپنا کارساز بنائیں' پھر فرمایا اللہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے' کیونکہ وہ عرش عظیم کا جو آسمان کی چھت ہے مالک ہے' ساری مخلوق عرش کے نیچے ہے' اور اللہ کی قدرت و مشیت کے دائرے کے اندر بند ہے' اللہ کا علم و تقدیر ہر چیز میں کارفرما ہے اور وہ ہر چیز پر غالب ہے' ابی بن کعب فرماتے ہیں یہ دونوں آیتیں سب سے بعد میں اتریں (الف)

پریشانیاں دور کرنے کی دعا: ابوالدرداء سے منقول ہے کہ جو شخص صبح وشام حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الخ سات سات بار پڑھ لے گا اللہ اس کی تمام پریشانیاں دور فرما دے گا۔

الحمد للہ سورہ توبہ کی تفسیر تمام ہوئی اللہ اسے قبول فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔

سورہ یونس

سورہ یونس دسویں سورہ ہے باعتبار مصحف اور ۵۱ ویں سورہ ہے باعتبار نزول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲

المنزل الثالث ۳

سورہ یونس مکہ میں اتری اس میں ۱۰۹ آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں۔ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور بے حد رحم کرنے والا ہے الرا (کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں' کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے انہیں میں سے ایک شخص کی طرف یہ وحی بھیجی کہ آپ لوگوں کو ہوشیار کر دیں اور مومنوں کو خوش خبری سنا دیں کہ ان کے رب کے پاس ان کا مضبوط صلہ ہے۔ کافر بولے یہ تو یقیناً ایک جادوگر ہے۔

قرآن کی توصیف: (۱) بقرہ کے شروع میں حروف تہجی کی بحث گزر چکی ہے پھر فرمایا یہ محکم اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں یعنی احکام قرآن سراسر حکمت وروشنی ہیں' اور سابق کتابوں کی طرح قرآن بھی ایک الہامی کتاب ہے۔

رسول بشر ہی ہوتا ہے: (۲) ان کی تردید ہے جنہیں بشر کے رسول ہونے پر تعجب تھا' جیسے اللہ نے پہلی قوموں کا یہ قول نقل فرمایا ہے (۱) اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا (تغابن ۶۴:۶) کیا انسان ہمیں راہ دکھاتا ہے؟ ہود وصالح نے اپنی اپنی قوم سے فرمایا تھا (۲) اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ الخ (اعراف ۷:۶۴-۶۹) کیا تمہیں اس پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک بشر پر ذکر اتر آیا۔

اسی طرح جب اللہ نے رحمت عالم ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا تو عرب نے آپ کو نبی ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ اس بات سے بلند ہے کہ محمد جیسے ایک بشر کو اپنا رسول بنائے' اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری' پھر فرمایا مومنوں کو بشارت ہو کہ ان کو ان کے رب کے ہاں مضبوط پایہ ہے' یعنی پہلے ذکر میں ان کے لیے سعادت لکھی جا چکی اور انہیں نیک عملوں کی وجہ سے بہترین صلہ ملے گا' پھر فرمایا تاکہ لوگوں کو بڑے عذاب سے آگاہ کر دے' اور اے نبی ﷺ آپ مومنوں کو یہ خوش خبری سنا دیں کہ انکے لیے بہترین صلہ ہے۔

پھر فرمایا کافروں نے کہا کہ یہ تو یقیناً ایک جادوگر ہے' یعنی ہم نے انہیں میں سے ایک رسول بشیر و نذیر بنا کر بھیجا' لیکن کافروں نے اسے جادوگر بتا دیا' حالانکہ کافر بالکل جھوٹے ہیں' بھلا اللہ کے رسول ﷺ کو جادو سے کیا تعلق' وہ تو وہی سناتے ہیں جو انہیں سنایا جاتا ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۳﴾

یقین مانو تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے چھ دن میں آسمان و زمین بنائے' پھر مستوی عرش ہوا' تمام کاموں کا وہی منتظم ہے کوئی کسی کا شفیع نہ ہوگا جب تک کہ اللہ اسے اجازت نہ دیدے' وہی اللہ تم سب کا رب ہے اسی کی عبادت کرو' کیا تم اب بھی نصیحت نہیں مانتے۔

تمام کائنات کا خالق و مربی اللہ ہی ہے: (۳) اللہ تمام کائنات کا رب ہے' اسی نے چھ دن میں زمین و آسمان بنائے' یہ چھ دن بظاہر ہمارے ہی دنوں جیسے دن تھے۔ واللہ اعلم۔ پھر اللہ مستوی عرش ہوا' عرش تمام مخلوق سے بڑا اور اس کی چھت ہے' اور سرخ یاقوت کا ہے (ابن ابی حاتم)۔

پھر فرمایا وہی تمام مخلوق کا منتظم ہے' اس سے آسمان و زمین کی ذرا سی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں' اللہ کسی کام سے گھبراتا نہیں' نہ کثرت سوالات سے گھبراتا ہے اور بار بار چمٹ کر مانگنے والوں کی فریادوں سے اکتاتا نہیں' اور نہ اسے کسی بڑے کام کا انتظام کسی چھوٹے کام کے انتظام سے غافل کرتا ہے' اسے پہاڑوں اور میدانوں کی آبادیوں اور صحراؤں کی اور خشکی اور تری کی ہر چیز کی خبر ہے' فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ (ھود۱۱:۶) یعنی زمین پر چلنے والے ہر جاندار کی روزی اللہ کے ذمہ ہے (۲) وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (انعام۶:۵۹) یعنی اللہ خشکی اور تری کی ہر چیز جانتا ہے۔ وہ ہر جھڑنے والے پتہ کو بھی جانتا ہے اسے زمین کے اندر چھپے ہوئے دانہ کی بھی خبر ہے' اور ہر تر و خشک چیز ایک روشن کتاب میں موجود ہے۔

پھر فرمایا کہ اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش نہیں کرسکتا فرمایا (۱) مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ الخ (بقرہ۲:۲۵۵) کون ہے جو اللہ سے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے فرمایا (۲) لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ الخ (نباء۷۸:۳۷) جسے مہربان مالک ہی نے اجازت دے دی ہے وہی سفارش کرسکتا ہے (۳) وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى الخ (انبیاء۲۱:۲۸) فرشتے بھی اس کی سفارش کریں گے جس سے رب راضی ہوگا (۴) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ الخ (سباء۳۵:۲۳) اللہ کے پاس کسی کی سفارش کام نہ دے گی مگر جسے اس نے اجازت دے دی ہے۔ پھر فرمایا وہی تمہارا رب ہے اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرو پھر کیا تم یہ نصیحت نہیں مانتے کہ شرک چھوڑ کر اللہ ہی کی عبادت کرو' حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہی تنہا خالق ہے لہٰذا وہی تنہا معبود ہے فرمایا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ الخ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہیں کس نے بنایا ہے تو اللہ ہی کو بتا دیں گے (۲) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ الخ (مومنون۲۳:۸۶) آپ پوچھیں کہ ساتوں آسمانوں کا اور عرش عظیم کا کون رب ہے تو

اللہ ہی کو بتا دیں گے' پھر تم اس سے ڈر کر شرک چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ
لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ
شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۴﴾

تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے' یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے وہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے اور وہی اسے لوٹا دے گا' تا کہ انصاف سے مومنوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو صلہ عطا فرمائے اور کافروں ہی کے لیے ان کے کفر کے بدلہ سخت گرم پانی اور دردناک عذاب ہے۔

سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے: (۴) یعنی قیامت کے دن تمام مخلوق اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائے گی جیسے اس نے لوگوں کو شروع میں پیدا کیا تھا' اسی طرح وہ مار کر دوبارہ پیدا فرما دے گا' دوبارہ پیدا کرنا تو بہت آسان ہے' پھر فرمایا انسان دوبارہ اس لیے پیدا کیا جائے گا کہ اللہ انصاف سے مومنوں کو انکے نیک عملوں کا پورا پورا صلہ عطا فرمائے گا اور کافروں پر ان کے کفر کی وجہ سے قیامت کے دن طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔ لو جھلس دینے والی لپیٹیں' سخت کھولتا ہوا پانی اور دھوئیں کا سایہ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ الخ فرمایا هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ الخ (ص ۳۸: ۵۷۔۵۸) یہ ہے عذاب کا فرا سے چکھتے رہیں اور گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ اور لہو اور دوسرے اسی قسم کے طرح طرح کے عذاب ہیں (۲) هٰذِهِ النَّارُ الَّتِي (طور ۵۲: ۱۴) یہ وہ جہنم ہے جسے تم مانا نہیں کرتے تھے' جہنمی جہنم میں گردش کرتے رہیں گے اور گرم کھولتے ہوئے پانی میں بھی۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ
لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ
يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵﴾ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ﴿۶﴾

اسی نے سورج کو روشن اور چاند کو جگمگاتا ہوا بنایا اور اس کی منزلیں مقرر فرمائیں تا کہ تم برسوں کی تعداد اور حساب معلوم کر لو اللہ نے یہ سب چیزیں فائدے ہی کے لیے پیدا کی ہیں' اللہ جاننے والوں کے لیے تفصیل سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے' بلاشبہ دن رات کے آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ نے زمین و آسمان میں پیدا فرمایا ہے اس میں ڈرنے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

ہر چیز اللہ کی قدرت کا شاہکار ہے: (۵) دنیا کی ایک ایک چیز اللہ کی کمال والی قدرت کو اور اس کے عظیم غلبہ کو بتا رہی ہے اس نے سورج کی کرنوں سے روشنی پھیلائی اور چاند کی کرنوں سے ٹھنڈی اور دلفریب چاندنی پیدا کی' وہ کمال بھی حیرت انگیز اور یہ کمال بھی تعجب خیز دونوں میں آسمان و زمین کا فرق' سورج کی کرنیں بالذات نورانی ہیں' اور چاند کی کرنیں بواسطہ سورج کے۔ دن میں

سلطان آفتاب کا دور دورہ رہتا ہے اور رات کو سلطان ماہتاب کا پھر چاند کی منزلیں مقرر ہیں۔

فرمایا وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ الخ (یٰس ۳۶:۳۹۔۴۰) ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دیں' حتیٰ کہ وہ کھجور کی پرانی ٹیڑھی ٹہنی کی طرح رہ جاتا ہے نہ سورج چاند کو پکڑتا ہے اور نہ چاند سورج کو اور نہ رات دن سے آگے بڑھتی ہے (۲) اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ الخ (رحمان ۵۵:۵) سورج اور چاند ایک حساب اور اندازے کے ساتھ ہیں' سورج سے دن رات کا پتہ چلتا ہے اور چاند سے مہینوں اور سالوں کا اللہ نے یہ سب چیزیں کسی حکمت سے بنائی ہیں' یونہی بے کار نہیں پیدا کیں' دنیا کی ایک ایک چیز میں اس کی زبردست حکمت اور معقول حجت کارفرما ہے فرمایا وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ الخ (ص ۳۸:۲۷) ہم نے زمین وآسمان اور انکی درمیانی تمام چیزیں یونہی بے کار نہیں پیدا کیں۔ ایسا تو کافروں ہی کا گمان ہے' پھر کافروں کے لیے جہنم میں ویل وخرابی ہے' پھر فرمایا ہم اہل علم کے لیے دلیلیں بیان کرتے ہیں' اس سے اہل علم کی فضیلت ثابت ہوئی۔

دن رات کی آمد و رفت بھی وجود باری کی دلیل ہے: (۶) یعنی دن رات کے آنے جانے میں ایک کے جاتے ہی فوراً دوسرا آ جاتا ہے' اور ایک سیکنڈ کی دیر نہیں ہونے پاتی' چنانچہ فرمایا يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ الخ (یٰس ۳۶:۴۰) سورج چاند کو اور چاند سورج کو نہیں پکڑتا' اور نہ دن رات پر اور نہ رات دن پر سبقت کرتی ہے (۲) فَالِقُ الْاِصْبَاحِ الخ (انعام ۶:۹۷) وہی صبح کو پو پھاڑنے والا ہے اور اسی نے آرام کے لیے رات بنائی ہے' پھر فرمایا آسمان وزمین کی تمام مخلوق اللہ کی عظمت وعزت پر گواہ ہے' اور اس کی عظیم قدرت کی زبردست نشانی ہے فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ (یوسف ۱۲:۱۰۵) انسان آسمان وزمین کی بہت سی نشانیاں بے پرواہی سے ٹھکراتا ہوا چلا جاتا ہے' (۲) قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا الخ (یونس ۱۰:۱۰۱) آپ فرما دیں غور کرو آسمان وزمین میں کیا کیا چیزیں ہیں' اور نشانیاں اور ڈراوے بے ایمانوں کو فائدہ نہیں پہنچاتے (۳) کیا انہوں نے اپنے آگے پیچھے آسمان وزمین کی کچھ نشانیاں نہیں دیکھیں (۴) اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ (آل عمران ۳:۱۸۹) بلاشبہ آسمان وزمین میں اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں' یہاں فرمایا ان کے لیے جو اللہ کے عتاب وعذاب سے ڈرتے ہیں بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸

بلاشبہ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور اس دنیوی زندگی پر لٹو ہیں اور اس سے دل لگا بیٹھے ہیں اور ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں ہی کا ٹھکانا ان کے سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے جہنم ہے۔

قیامت کے منکروں کے لیے جہنم: (۷۔۸) ان بدبختوں کا بیان ہے جو اللہ سے ملنے کو نہیں مانتے اور قیامت کے منکر ہیں' بس دنیوی زندگی سے خوش ہیں اور انہیں اسی پر پورا پورا اطمینان ہے نہ انہوں نے اس زندگی سے اصل فائدہ اٹھانا چاہا اور نہ اٹھایا' بلکہ دنیا پر لٹو ہو کر اللہ کی پیدا کردہ نشانیوں سے آنکھیں بند کر لیں' نہ ان میں غور وفکر کرتے ہیں اور نہ شرعی نشانیوں کی طرف متوجہ

ہوتے ہیں کہ ان سے فائدہ اٹھائیں‘ قیامت کے دن ایسوں ہی کا ٹھکانا جہنم ہے جو ان کے دنیوی سیاہ کرتوتوں کا بدلہ ہے کہ ان کا اللہ پر‘ رسول پر اور قیامت پر ایمان نہ تھا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ ع

واقعی جو مومن ہیں اور نیک عمل بھی کر چکے ہیں انہیں ان کا رب ان کے ایمان کی وجہ سے منزل تک پہنچا دے گا اور نعمتوں والی جنتوں میں بھی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں لے جائے گا جنت میں ان کی پکار سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ ہوگی اور اس میں انکی ملاقات کی دعا سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ ہوگی۔

ارباب ایمان وعمل صالح کا حسن انجام: (۹) سعادت مندوں کے حسن انجام کا بیان ہے کہ جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر سنت رسول ﷺ کے پابند تھے اور نیک عملوں میں سرگرم رہتے تھے اللہ انہیں ان کے ایمان کی برکت سے راہ دکھا دے گا‘ یعنی قیامت کے دن آسانی سے پل صراط سے پار کر دے گا۔ اور جنت میں پہنچا دے گا۔ یہ ایمان کی مدد سے ایمان کی روشنی میں جنت میں چلے جائیں گے‘ جب مومن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو انکے عمل انتہائی پیاری شکلوں میں خوشبو میں بسے ہوئے ان کے پاس آ کر انہیں ہر قسم کی بھلائی کا مژدہ جانفزا سنائیں گے مومن پوچھیں گے آپ کون ہیں جواب ملے گا کہ ہم آپ کے نیک عمل ہیں پھر یہ عمل انکے آگے آگے روشنی کر دیں گے جس کی بدولت یہ جنت میں جا داخل ہوں گے اور کافروں کے عمل انکے پاس گھناؤنی اور ڈراؤنی صورت میں آئیں گے اور انتہائی متعفن ہوں گے‘ پھر کافروں سے چمٹ کر اور انہیں دھکے دے دے کر جہنم میں گرا دیں گے۔

جنتی سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ سے اپنی خواہش کا اظہار کریں گے: (۱۰) جب جنتیوں کے پاس سے کوئی پرندہ گزرے گا اور انہیں اس کے کھانے کی خواہش ہوگی‘ تو سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ کہہ کر خواہش کا اظہار کریں گے‘ فوراً ایک فرشتہ اسے ان کے پاس لے آئے گا اور انہیں آ کر سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے پھر اسے کھا کر رب کا شکر ادا کرنے کے لیے الحمد للہ کہیں گے۔

فرمایا تَحِیَّتُھُم یَومَ یَلقَونَہٗ سَلَامٌ الخ (۳۳:۴۴) جنتی جس دن اللہ سے ملیں گے اس دن ان کی دعائے ملاقات سلام ہوگا (۲) لَا یَسمَعُونَ فِیھَا الخ (واقعہ ۵۶:۲۵-۲۶) جنت میں کوئی بیہودہ اور قابل پکڑ بات سنائی نہیں دے گی اور چاروں طرف سے سلام ہی کی آوازیں آ رہی ہوں گی (۳) سَلَامٌ قَولًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیمٍ الخ (یٰس ۳۶:۵۸) مہربان رب کی طرف سے بھی سلام ہی کی آواز آئے گی (۴) وَالمَلٰٓئِکَۃُ یَدخُلُونَ الخ (رعد ۱۳:۲۳) اور فرشتے ہر دروازے سے آ آ کر انہیں سلام کریں گے‘ پھر فرمایا ان کی آخری پکار الحمد للہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اللہ ابدی محمود اور دائمی معبود ہے اس لیے اس نے دنیا پیدا کرتے وقت اپنی تعریف فرمائی‘ اور دنیا کی بقا پر بھی اپنی تعریف فرمائی‘ اسی طرح آغاز قرآن میں بھی اور قرآن اتارتے وقت بھی اپنی تعریف فرمائی‘

فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الخ (کہف:۱۔۱۸) وہی اللہ تعریفوں والا ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الخ (انعام ۶:۱) وہی رب بڑائیوں والا ہے جس نے زمین وآسمان بنائے' نیز دیگر مختلف حالتوں میں بھی اللہ نے اپنی تعریف فرمائی۔

بلاشبہ اللہ ہی ہر حالت میں ہر طرف میں محمود ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اول بھی اور آخر بھی اور ازل میں بھی اور ابد میں بھی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جنت والوں کی تسبیح وتحمید سانس کی آمد ورفت کی طرح ادا ہوا گی کیوں کہ وہ نعمتوں اور عیش و آرام کی کثرت دیکھ کر ان کی زیادتی مشاہدہ کر کے خوش ہو کر اللہ کی پاکی اور بڑائی ہر وقت خوشی خوشی ادا کرتے رہیں گے' رب کی نعمتیں ختم ہونے والی نہیں' اور نہ ان میں کمی آنے والی ہے' اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت ہے' اور نہ لائق رب' وہی سچا معبود اور حقیقی رب ہے۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾

اگر اللہ لوگوں کو فوراً برائی پہنچا دیا کرتا جیسے وہ فوراً بھلائی چاہتے ہیں تو انہیں کبھی کی موت آچکی ہوتی' ہم انہیں جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے انکی سرکشی میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے چھوڑ دیتے ہیں۔

اللہ دعا کی طرح بددعا قبول نہیں کرتا: (۱۱) یہ اللہ کی مہربانی اور اس کی بردباری ہے کہ وہ لوگوں کی غصہ اور گھبراہٹ کی حالت کی بددعائیں قبول نہیں فرماتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ یہ بددعائیں دل سے نہیں نکلتیں بلکہ غصہ میں نکلتی ہیں' ہاں جب لوگ خیر کی دعائیں مانگتے ہیں تو فوراً قبول فرمالیتا ہے' اسی لیے یہاں فرمایا کہ اللہ بددعائیں قبول فرمالے جیسے دعائیں قبول فرمالیتا ہے تو لوگ ہلاک ہوجائیں' کسی پر خصوصا مال واولاد پر بددعا کرنا اچھا نہیں ہاں اگر کبھی تنگ آکر اتفاقیہ کوئی بددعا نکل جائے تو خیر' بددعاؤں کو تکیہ کلام بنالینا ٹھیک نہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اپنے لیے اپنے مال کے لیے اور اولاد کے لیے بددعا نہ کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ بددعا کسی قبولیت والی گھڑی میں زبان سے نکل جائے اور قبول ہوجائے۔ (ذبزار) قرآن میں ہے وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ الخ اسراء ۱۷:۱۱) انسان بددعا بھی دعا ہی کی طرح کرتا ہے' اور انسان ہے ہی جلد باز۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور جب انسان کو کوئی برائی چھولیتی ہے تو وہ ہم سے لیٹے بیٹھے اور کھڑے دعائیں مانگتا رہتا ہے پھر جب ہم اس سے اس کی برائی ہٹا دیتے ہیں تو بے پرواہی سے اس طرح گزر جاتا ہے گویا اس نے ہم سے کسی مصیبت کے وقت دعا مانگی ہی نہ تھی۔ اسی طرح حد سے آگے بڑھنے والوں کے لیے انکے عمل خوبصورت بنائے جاتے ہیں۔

پریشانی میں اللہ یاد آتا ہے: (۱۲) یہ انسان کی فطرت ہے کہ اسے بے قراری اور پریشانی میں اللہ یاد آتا ہے فرمایا وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ الخ (فصلت ۵۱:۴۱) اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے یعنی جب وقت پڑتا ہے تو اب اللہ یاد آتا ہے اور دعائیں مانگی جاتی ہیں کہ مصیبت ٹل جائے' اب تو دعاؤں کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کروٹ کروٹ اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے دعائیں مانگی جاتی ہیں پھر جب اللہ اپنی مہربانی سے مصیبت ٹال دیتا ہے تو اب یہ بندہ اللہ کو بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا' اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑ لیتا ہے' اور اس طرح بن جاتا ہے کہ جیسے اس پر کوئی مصیبت آئی ہی نہ تھی۔ اور اس نے کسی مصیبت کے ٹالے جانے کی دعا کی ہی نہ تھی' پھر اس کی مذمت ہے' جسکی اس قسم کی شرمناک عادت ہو کہ جو حد سے گزرنے والے ہیں۔ انہیں اپنے گناہ اچھے دکھائی دیتے ہیں' ہاں جنہیں اللہ نے توفیق ہدایت عطا فرمائی ہے وہ ایسا نہیں کرتے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والوں کے لیے مسرت ہی مسرت ہے' ان کے حق میں اللہ کا ہر فیصلہ اچھا ہی اچھا ہے' جب مسلمان مصیبت میں گرفتار ہو کر صبر کرتا ہے تو اس کے حق میں صبر اچھا ہوتا ہے' اور جب نعمتوں پر شکر کرتا ہے تو شکر اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے' یہ سعادت مومن کے سوا کسی کو بھی نصیب نہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

جب تم سے پہلے بے انصافی پر اتر آئے تو ہم نے انہیں غارت کر دیا' ان کے پاس ان کے رسول کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے لیکن وہ ایسے کب تھے کہ مان لیتے ہم گناہ گاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں' پھر ہم نے تمہیں اس زمین میں ان کے بعد ان کا جانشین بنا دیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

انبیاء کو نہ ماننے والوں کی تباہی: (۱۳) پہلے لوگوں نے جب رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی روشن اور قطعی حجتوں کو نہ مانا تو اللہ نے ان پر اپنا عذاب بھیج کر انہیں تہ و بالا کر دیا' اسی کا اس آیت میں بیان ہے۔

(۱۴) پھر انہیں غارت کر کے انہیں ان کا جانشین بنایا' اور انکے پاس رسول بھیجا' کہ دیکھیں یہ بھی رسول کو مانتے ہیں یا نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا دنیا ہری بھری اور میٹھی ہے' اور اللہ تمہیں اس میں جانشین بنا کر دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اس دنیا سے اور عورتوں سے بچتے رہو' اسرائیلیوں میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوا تھا (م)۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور جب انہیں جو ہم سے ملنے پر یقین نہیں رکھتے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ یا اسی کو بدل لاؤ' آپ جواب دے دیں کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے قرآن کو بدل لاؤں میں تو صرف وحی کی جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے' پیروی کرتا ہوں اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں گا تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے' آپ فرما دیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو میں یہ قرآن پڑھ کر تم کو نہ سناتا' اور نہ اللہ اس سے تم کو آگاہ کرتا' خیال تو کرو میں اس سے پہلے بھی تم میں ایک طویل عمر گزار چکا ہوں' کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

قریشی سرداروں کی سرکشی کا بیان: (۱۵) قریش کے مشرکوں کی سرکشی کا بیان ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر اور حق سے منہ پھیرنے والے اس قدر سرکش ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ اللہ کی کتاب انہیں پڑھ کر سناتے ہیں' اور اللہ کی روشن دلیلیں ان کے سامنے پیش کرتے ہیں تو یہ آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لاؤ اور اسے رکھ آؤ' یا اسی کے اسالیب و مضامین بدل کر لے آؤ' تب تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں۔ آپ جواب دیتے ہیں کہ دوسرا قران لانا یا اسی قرآن کو بدل ڈالنا' میری شان نہیں میں تو اللہ کا ایک تابعدار بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہوں' لوگوں کو اسی کا پیغام اس کے حکم سے پہنچاتا ہوں' قرآن میں ردوبدل کرنا یا دوسرا قران لانا نافرمانوں کا کام ہے۔ میرا کام نہیں' میں تو صرف وحی کا پیروکار ہوں مجھے آسمان سے جو کچھ حکم ملتا ہے اس کو بجا لاتا ہوں۔ میں اللہ کی نافرمانی کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں' پس ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو جو قرآن وحدیث کے احکام کو حسب خواہش بدل ڈالتے ہیں۔

قرآن کی صداقت کا ثبوت: (۱۶) اللہ کے رسول ﷺ نے قران کی صداقت کے ثبوت میں فرمایا کہ میں تمہارے پاس اللہ کے حکم سے یہ قران لایا ہوں' یہ قران اللہ نے بھیجا ہے میں نے اپنی طرف سے نہیں تراشا' جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ تم اس جیسا کلام لا نہیں سکتے جب کہ میں امی ہو کر یہ کلام پیش کر رہا ہوں' تم خود نبوت سے پہلے میری صداقت وامانت کے معترف تھے' میں نے تم میں اپنی زندگی کے چالیس سال گزارے' اس طویل عرصے میں تم نے مجھ میں قابل اعتراض کوئی بات نہیں دیکھی اور مجھے صادق امین ہی کے لقب سے یاد کیا' اب میں اس کا فیصلہ تمہاری عقلوں پر چھوڑتا ہوں کیا تمہارے پاس عقل وخرد نہیں' جس سے حق اور باطل میں تمیز کر سکو' ھرقل شاہ روم نے اللہ کے نبی کی خوبیوں کے بارے میں پوچھا تھا' کہ رسالت کے دعوے سے پہلے تم نے ان کا کوئی جھوٹ تو نہیں دیکھا ابوسفیان نے کہا نہیں باوجود یکہ اس وقت ابوسفیان کافروں کا سرغنہ اور مشرکوں کا سردار تھا۔ مگر اسے آپ کی صداقت کا اقرار کرنا ہی پڑا' اصل خوبی وہی ہے کہ جس کا دشمن بھی اعتراف کرے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

پھر اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ کی طرف جھوٹا کلام منسوب کرے یا اس کی آیتیں جھٹلائے' یقیناً مجرم کامیاب نہیں ہوتے۔

رسالت کا جھوٹا دعویٰ انتہائی سنگین جرم ہے: (۱۷) یعنی اس سے بڑھ کر ظالم' سرکش اور مجرم کوئی نہیں ہوسکتا جو اللہ کی طرف جھوٹا کلام منسوب کرے اور اپنی تراشیدہ باتوں کو اللہ کی باتیں بتائے اور زبردستی رسول بن بیٹھے' یہ تو بڑا سنگین جرم ہے' اس سے بڑھ کر کوئی اور جرم ہو ہی نہیں ہوسکتا' بے وقوف سے بے وقوف کو بھی اس جرم کی سنگینی معلوم ہے' پھر بھلا اللہ کے نبی اس سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں' اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا' یقیناً حق تعالیٰ اس کی صداقت یا شرارت پر ایسے دلائل قائم فرمادے گا جو سورج سے بھی زیادہ روشن اور صاف ہوں گے' کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ میں اور مسیلمہ کذاب میں دیکھنے والوں کی نگاہ میں آسمان وزمین کا فرق ہے اور ایسا فرق ہے کہ جیسے روشن دن میں اور کالی رات میں' ان میں سے ہر ایک کی عادت خصلت' اور بات چیت ہی ایک بصیرت والے کے لیے اس کی صداقت وشرارت کو بتا رہی ہے' کہاں رحمت عالم ﷺ کا بلند کلام اور کہاں مسیلمہ کذاب' سجاح اور اسود عنسی کی خرافات۔ عبداللہؓ بن سلام فرماتے ہیں جب رحمت عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی زیارت کے لیے ٹوٹ پڑے' میں بھی حاضر خدمت ہوا' میں نے آپ کا چہرہ اقدس دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ جھوٹ نہیں بول سکتے' میں نے سب سے پہلے آپ سے یہ حدیث سنی لوگو سلام پھیلاؤ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ' صلہ رحمی کرو اور جب لوگ سوئے پڑے ہوں تو راتوں کو اٹھ کر نمازیں پڑھو' سلامتی سے جنت میں پہنچ جاؤ گے۔

ایک دفعہ عمرو بن العاص وفد بن کر مسیلمہ کے پاس گئے یہ ان کا جاہلیت میں دوست تھا اور ابھی عمرو بن العاص بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' مسیلمہ نے پوچھا' عمرو اللہ نے تمہارے ساتھی پر اس عرصے میں کیا اتارا ہے' عمرو بولے میں نے ان کے صحابیوں سے ایک چھوٹی سی مگر جامع سورت سنی ہے بولا کیا عمرو نے سورہ عصر پڑھ کر سنا دی پھر تھوڑی دیر مسیلمہ نے سوچا اور کہنے لگا کہ اس جیسی مجھ پر ایک سورت اتری ہے عمرو بولے سنو' مسیلمہ نے یہ سورت سنائی یَاوَبْرُیَا وَبَرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَصَدْرٌ وَسَائِرُكَ حَضَرٌ نَقَرٌ۔ پھر بولا کہو کیسی سورت ہے؟ عمرو نے جواب دیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تم کو جھوٹا سمجھتا ہوں جب ایک مشرک نے حالت شرک میں مسیلمہ کے جھوٹ کو پہچان لیا تو اس پر اللہ کے رسول ﷺ کا حال اور آپ کی صداقت کیسے چھپی رہ سکتی اور کیسے وہ رحمت عالم ﷺ اور مسیلمہ کے حالات میں فرق نہیں کر سکتا' ارباب فہم ودانش کا تو کہنا ہی کیا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى الخ (انعام ۶: ۹۴) پھر اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر حق وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہیں آتی اور جو یہ کہے کہ جیسے اللہ نے کلام اتارا ہے ایسا میں بھی اتار سکتا ہوں پھر فرمایا کہ مجرم کامیاب نہیں ہوتے اسی طرح حق کو جھٹلانے والے بھی ناکام ونامراد ہی رہتے ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾

یہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں‘ جو نہ انہیں نقصان پہنچائیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہوں گے آپ فرما دیں کیا تم اللہ کو ایسی باتیں بتاتے ہو جنہیں وہ آسمان اور زمین میں نہیں جانتا۔ وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند و برتر ہے‘ تمام لوگوں کی ایک ہی جماعت تھی پھر اختلاف کر بیٹھے اگر آپ کے رب کی بات پہلے ہی سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے اختلافات کا فیصلہ کر دیا جاتا۔

دلیل شرک کی تردید: (۱۸) مشرک یہ خیال کر کے کہ ہمارے دیوی دیوتا اللہ کے ہاں سفارش کر کے ہمیں بخشوا دیں گے اللہ کے ساتھ غیروں کی پرستش کیا کرتے تھے‘ اللہ نے ان کے اس غلط عقیدے کی تردید فرمائی اور صاف صاف فرما دیا کہ نفع نقصان ان کے بس کا نہیں بلکہ انہیں تو کچھ بھی اختیار نہیں بھلا ان کی سفارش تمہارے کیا کام آئے گی اور یہ اللہ کی اجازت کے بغیر تم جیسے مشرکوں کی سفارش ہی کیوں کرنے لگے‘ سفارش کا کام آنا نہ آنا بعد کی بات ہے زمین و آسمان میں جس کے بارے میں اللہ کا حکم نہیں کیا تم اس کی اللہ کو خبر دے رہے ہو‘ یعنی جس چیز کا وقوع ناممکن ہے کیا تم اس کے وقوع کی اللہ کو خبر دے رہے ہو (ابن جریر) اللہ کی عزت والی ذات ان کے شرک و کفر سے پاک و صاف ہے۔

ابتداء میں سب موحد تھے: (۱۹) یعنی شروع میں شرک نہ تھا تمام لوگ ایک ہی عقیدہ توحید پر قائم تھے‘ آدمؑ سے لے کر نوحؑ تک دس پیڑھیاں ہیں یہ سب مسلمان تھے اور عقیدہ توحید پر تھے پھر لوگ اختلافات میں پڑ گئے‘ بت پرستی نے رواج پکڑا‘ شرک کا زور بڑھا‘ لوگوں نے مخلوق کی پرستش شروع کر دی اور خالق کو بھول بیٹھے پھر اللہ نے اپنے رسول روشن دلائل اور مضبوط حجتوں کے ساتھ لگاتار مبعوث فرمائے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ الخ (انفال ۸:۴۲) تاکہ حجت قائم ہو جانے کے بعد مرنے والا مر جائے اور زندہ رہنے والا زندہ رہے‘ پھر فرمایا کہ اگر اللہ نے پہلے سے یہ بات طے نہ کی ہوتی کہ عذاب قیام حجت کے بعد ہی آئے گا تو ان کے اختلافات کا کبھی کا فیصلہ کر دیا جاتا مگر اللہ نے اپنی مہربانی سے دنیا کو ایک مقررہ مدت کے لیے مہلت دے دی ہے تاکہ سعادت مند سعادتیں سمیٹ لیں اور بے ایمان شقاوتیں۔

وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا
إِنِّي مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ ع۶

وہ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں بھیجی گئی آپ جواب دیں کہ غیب کا مالک اللہ ہی ہے اب تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

(۲۰) یعنی جھٹلانے والے سرکش کافر کہتے ہیں کہ محمد ﷺ پر ان کے رب کے پاس سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اترا یعنی اللہ نے صالح کو اونٹنی دی تھی اس طرح انہیں بھی کوئی معجزہ دے دیتا‘ محمد ﷺ کو چاہیے تھا کہ صفا پہاڑ کو سونا بنا دیتے‘ مکہ کے پہاڑ دور ہٹا دیتے اور پہاڑوں کی جگہ سرسبز و شاداب میدان بنا دیتے جس میں نہریں جاری ہوتیں‘ اگرچہ اللہ کی قدرت کے اندر سب کچھ ہے

اور وہ کسی کام سے عاجز نہیں مگر اپنے افعال واقوال کی حکمتوں کو وہی خوب جانتا ہے فرمایا (۱) تبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ الخ (فرقان ۲۵: ۱۰) وہ ذات برکت والی ہے اگر اسے منظور ہو تو وہ آپ کو ان چیزوں سے اچھی چیزیں دے دے۔ یعنی باغات جن میں نہریں جاری ہوں اور آپ کو شاندار محل عطا فرما دے' لیکن یہ پھر بھی قیامت کے منکر ہی رہیں گے اور ہم نے قیامت کے منکروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(۲) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ الخ (اسراء ۱۷: ۵۹) ہمیں معجزے بھیجنے میں یہ چیز آڑے آ گئی کہ معجزوں کو پہلے لوگ جھٹلا چکے ہیں یعنی میرا طریقہ یہ ہے کہ جب میں کسی قوم کو منہ مانگے معجزے دیتا ہوں اور پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتی تو میں فوراً اسے عذاب میں گرفتار کر کے ہلاک کر دیتا ہوں اسی وجہ سے جب اللہ کے رسول ﷺ کو منہ مانگے معجزوں میں اور مہلت دینے میں اختیار دیا گیا تو آپ نے اپنی فطری رحمت کی وجہ سے مہلت ہی پسند فرمائی' اسی بنا پر اللہ نے اپنے نبی کو یہ جواب بتایا کہ آپ فرما دیں کہ تمام باتوں کا اختیار اللہ ہی کو ہے' اور تمام کاموں کا انجام وہی خوب جانتا ہے اگر تم ایمان نہیں لاتے تو اپنے منہ مانگے معجزے لے لو اور اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔

پس ان جیسے لوگوں کے مطالبہ کی طرف توجہ دینا لائق نہیں کیونکہ انکے مطالبات پورے کرنے سے کوئی فائدہ نہیں' اس لیے کہ تمام سوالوں کا مدار سرکشی بغاوت اور شرارت پر ہے' یہ لوگ اکثر شرارت پسند اور فسادی ہیں' اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ذرا اور انتظار کر لو پھر خود بخود تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ
اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ
يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ
طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ
وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ
اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ
يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ
مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

جب ہم لوگوں کو تکلیف میں پڑ چکنے کے بعد اپنی کسی نعمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ ہماری آیتیں جھٹلانے لگتے ہیں' آپ جواب دیں کہ اللہ مکر کا بدلہ بہت جلدی دے دے گا واقعی ہمارے قاصد تمہاری مکاریاں لکھ رہے ہیں وہی تم کو خشکی اور تری کے سفر کراتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ اپنے سواروں کو لے کر سازگار ہوا کے ساتھ چلتی ہیں اور کشتی والے خوش

ہوتے ہیں تو ان سے تیز ہوا ٹکراتی ہے اور کشتی والوں کو چاروں طرف سے موجیں آ کر گھیر لیتی ہیں اور وہ خیال کر بیٹھتے ہیں کہ اب وہ گھیر لیے گئے تو وہ اللہ سے خالص عقیدے کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ اگر ہم کو اس مصیبت سے بچا دے تو ہم تیرا شکر ادا کئے بغیر نہ رہیں گے پھر جب اللہ انہیں بچا دیتا ہے تو یہ ناحق دنیا میں اودھم مچاتے پھرتے ہیں' لوگو تمہاری بغاوت کا وبال تمہیں پر پڑے گا اس دنیوی زندگی میں تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو تمہیں ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے' پھر ہم تمہیں تمہارے عمل جتائیں گے۔

انسان عیش و آرام میں اکڑ جاتا ہے: (۲۱) جب لوگوں کو تکلیف کے بعد آرام' دکھ کے بعد سکھ' تنگدستی کے بعد فراخی' پریشانی کے بعد اطمینان' گرانی کے بعد ارزانی اور قحط سالی کے بعد بارش کی فراوانی نصیب ہوتی ہے تو اکڑ جاتے ہیں اور ہماری آیتوں کو نہیں مانتے بلکہ ان کا مذاق اڑانے لگتے ہیں اور بجائے شکر کے ناشکری اور ناقدری پر اتر آتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ سخت مکر والا ہے یعنی اللہ مجرموں کو اس طرح سے ڈھیل دے دیتا ہے کہ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم پر عذاب نہیں آئے گا۔ آنا ہوتا تو آ جاتا حالانکہ اللہ کی دی ہوئی ڈھیل میں ہوتے ہیں' پھر اللہ اچانک بے خبری میں پکڑ لیتا ہے' اللہ کے لکھنے والے بزرگ فرشتے انسان کے اچھے اور برے ہر طرح کے عمل لکھ رہے ہیں اور کوئی عمل بھی لکھے بغیر نہیں رہتے پھر ان عملوں کو اللہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ جو ہر چھپی کھلی چیز سے خبردار ہے پھر اللہ انہیں ہر چھوٹے بڑے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

(۲۲) یعنی فضائی' بری اور بحری سفر اللہ ہی اپنی نگرانی میں کراتا ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ہوا سازگار ہو جاتی ہے اور کشتی مسافروں کو لے کر پانی کا سینہ چیرتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی ہے' مسافر مناظر کی دلفریبیوں سے ہشاش بشاش نظر آتے ہیں اور خوش وخرم اور ہنستے کھیلتے ہوتے ہیں کہ اتنے میں سخت مخالف ہوائیں چلنے لگتی ہیں۔ کشتی ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے' خوفناک موجوں میں پھنس جاتی ہے' سمندر اس پر الٹ پڑتا ہے' اور مسافروں کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب ہلاک ہو جائیں گی' اس وقت سب خالص اللہ ہی سے دعا کرتے ہیں' اور اسی کے آگے سجدے میں گر کر گڑگڑا گڑگڑا کر سلامتی کی دعائیں مانگتے ہیں' اور وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ زندگی میں ناشکری نہ کریں گے' اس وقت کوئی دیوی دیوتا سے کچھ نہیں مانگتا۔ دوسری جگہ فرمایا وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ الخ (اسراء ۱۷: ۶۷) جب سمندر میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا تمہارے سارے معبود کھو جاتے ہیں پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو پھر اسے بھول جاتے ہو انسان ہے ہی بڑا ناشکرا' شکرگزاری سے یہ مطلب ہے کہ آئندہ زندگی میں شرک نہیں کریں گے اور خالص توحید پر قائم رہیں گے جیسے آج خالص اللہ سے نجات کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔

(۲۳) پھر جب اللہ انہیں اس بھنور سے بچا لیتا ہے تو یہ ناحق اور بلا وجہ دنیا میں اودھم اور فتنہ وفساد مچاتے پھرتے ہیں جیسے انہیں کسی مصیبت سے واسطہ ہی نہیں پڑا تھا۔ اور ہم سے کبھی دعا مانگی ہی نہ تھی یاد رکھو فتنہ فساد کا اور بغاوت وشرارت کا وبال تمہیں پر پڑنے والا ہے۔ کسی اور کا اس سے کچھ نہیں بگڑتا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس گناہ پر دنیا میں بھی یقیناً پکڑ ہے اور آخرت میں بھی وہ بغاوت اور قطع رحمی ہے اس پر دنیا اور آخرت میں پکڑ ضرور ہوتی ہے' خواہ کسی اور گناہ پر دونوں جہانوں میں پکڑ ہو یا نہ ہو پھر فرمایا کہ تم کچھ دنوں اور اس حقیر دنیا سے فائدہ اٹھا لو پھر تم کو لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے' ہم تمہیں تمہارے سارے عمل جتا دیں گے اور ان کا پورا پورا بدلہ دیں گے پھر جو بہترین بدلہ پائے وہ اللہ کا شکر بجا لائے اور جس کو اچھا بدلہ نہ ملے وہ اپنے اوپر ہی لعنت و ملامت کرے۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

اس دنیوی زندگی کی مثال تو اس پانی جیسی ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا پھر اس سے مل جل کر زمین کی نباتات پیدا ہوگئی جس میں سے انسان بھی کھاتے ہیں اور جانور بھی یہاں تک کہ جب زمین ہری بھری ہو کر خوبصورت ہو جاتی ہے اور اس کے مالک یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اب ہم اس سے فائدہ اٹھانے پر قادر ہیں تو اچانک اس پر دن کو یا رات کو ہمارا حکم آ پہنچتا ہے پھر ہم اسے ایسا صاف کر ڈالتے ہیں جیسے کل کچھ بھی نہ تھا ہم غور کرنے والوں کے لیے اسی طرح کھول کھول کر اپنی نشانیاں بیان کرتے ہیں اور اللہ سلامتی والے گھر کی دعوت دیتا ہے اور جسے چاہے سیدھی راہ پر لے آتا ہے۔

دنیوی زندگی کی مثال: (۲۴) دنیا کی بہار کی اس کی چند روزہ رونق کی اور اس کی دو گھڑی کی چاندنی کی پھر جلدی ہی اس بہار کی مرجھا جانے کی رونق کے کافور ہو جانے کی خوبصورتی کے فنا ہو جانے اور بے رونقی کے چھا جانے کی مثال یعنی دنیا کی بہار و خزاں کی مثال نباتات سے دی جا رہی ہے کہ آسمان پر جھوم جھوم کر گھٹائیں چھائیں دھوئیں دار بارشیں ہوئیں' زمین نے پانی جذب کیا اور چند دنوں میں زمین پر سبزی کا مخملی فرش بچھ گیا اس پر طرح طرح کی گھاس قسم قسم کے چارے وضع وضع کے اناج رنگ برنگ کے پھول پھل اور بھانت بھانت کے باغات نظر آنے لگے' انسان کے کھانے پینے کے لیے طرح طرح کی چیزیں اور جانوروں کے چرنے کے لیے قسم قسم کی ہری ہری گھاس پیدا ہو گئی' جدھر جدھر دیکھو سبزی ہی سبزی دکھائی دینے لگی۔ ادھر کاشتکار اچھل رہے ہیں کہ اب کے پیداوار خوب ہوگی ادھر باغوں کے مالک پھولے نہیں سماتے ہیں کہ اب کے تجوریاں بھر جائیں گی' اتنے میں اچانک بگولے اٹھتے ہیں' اور تیز تیز آندھیاں چلنے لگتی ہیں آسمان سے بے پناہ اولے برستے ہیں یا جاڑوں میں غضب کی برف باری ہوتی ہے اور باغوں اور کھیتوں میں پھلوں اور دانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے' درختوں پر پتے بھی نہیں رہتے' جڑیں تک جھلس جاتی ہیں۔ درخت زمین پر اوندھے منہ آ گرتے ہیں' پھل سب جھڑ جاتے ہیں' رونق کے بجائے بے رونقی چھا جاتی ہے باغ و کھیت ایسے معلوم ہونے لگتے ہیں جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔ درحقیقت جو چیز ایسی ناپائیدار ہو کہ کل تو اس کا وجود تھا مگر آج نہیں۔ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

اللہ نے تباہ ہونے والی قوموں کے بارے میں فرمایا فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ الخ (ھود ۱۱: ۹۴-۹۵) یہ اپنے گھروں میں گھٹنوں پر پڑے کے پڑے رہ گئے جیسے یہ کل تھے ہی نہیں' پھر فرمایا کہ ہم غور کرنے والوں کے لیے اسی طرح اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ اس مثال سے دنیا کی ناپائیداری اور سرعت فنا کا اندازہ لگائیں اور عبرت حاصل کریں۔

کہیں اس چند روزہ دنیا کے چکر میں پھنس کر آخرت برباد نہ کر بیٹھیں اور اس چلتی پھرتی چھاؤں کو پائیدار نہ سمجھ لیں اس چند روزہ دنیا کا مزاج الٹا ہے جو اس کے پیچھے پڑتا ہے اس سے یہ بھاگتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے اس کے یہ پیچھے پڑتی ہے اپنے عاشقوں سے بھاگتی ہے اور ٹھکرانے والوں سے لپٹتی ہے' طالبوں سے دور رہتی ہے اور نفرت کرنے والوں سے چمٹتی ہے اللہ نے قرآن میں کئی آیتوں میں دنیا کی مثال نباتات سے دی ہے فرمایا وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَيٰوةِ الخ (صف ۱۸:۴۵) آپ ان کے سامنے دنیا کی مثال بیان فرمائیں جیسے ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مل جل کر نباتات پیدا ہوگئی پھر وہ اس طرح ریزہ ریزہ ہوگئی کہ اب ہوا میں اڑی اڑی پھرتی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اسی طرح سورہ زمر اور سورہ حدید میں دنیا کی مثال نباتات سے دی گئی ہے۔

سدا بہار و پائیدار نعمتوں کی ترغیب: (۲۵) اوپر والی آیت میں دنیا کی ناپائیداری اور اس کی سرعت فنا کا بیان تھا یہاں جنت کا شوق دلا کر سدا بہار بہاروں کی دعوت دی جا رہی ہے' جنت کو سلامتی والا گھر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہاں جنتی ہر طرح سے سلامت رہے گا وہاں کوئی دکھ یا تکلیف یا پریشانی یا الجھن نہیں' بس آرام ہی آرام راحت ہی راحت اور سلامتی ہی سلامتی ہے' جنت آفتوں' کمیوں اور زوال سے پاک ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن دنیا کے سب سے زیادہ خوش حال شخص کو جس کی ہمیشہ ناز و نعمت میں پرورش ہوئی تھی لایا جائے گا اور اسے دوزخ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا کہ تجھے کبھی آرام بھی نصیب ہوا تھا' یا کبھی تو نے کوئی نعمت بھی دیکھی تھی' یہ کہے گا کہ میں نے کبھی کوئی نعمت نہیں دیکھی اور نہ مجھے کبھی آرام نصیب ہوا اسی طرح دنیا کے سب سے زیادہ بدحال و تنگ دست کو لا کر جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا کہ تو نے کبھی تکلیف اٹھائی تھی؟ یہ جواب دے گا کہ میں نے کبھی کوئی تکلیف نہیں اٹھائی میں تو ہمیشہ عیش و آرام ہی میں رہا۔

روزانہ سورج کے طلوع ہونے کے وقت سورج کے دائیں بائیں دو فرشتے یہ اعلان کرتے ہیں جسے انسانوں اور جنوں کے سوا ساری مخلوق سنتی ہے کہ لوگو اپنے رب کی طرف لپکو جو چیز تھوڑی سی ہو اور کفایت رہ جائے وہ اس بہت سی چیز سے اچھی ہے جو غفلت میں ڈال دے۔ ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ اسی نصیحت کا بیان اس آیت میں ہے (ابن ابی حاتم' ابن جریر)

لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۶﴾

جن لوگوں نے خلوص سے نیکیاں کیں ان کے لیے بھلائی بھی ہے اور مزید بھی ان کے چہروں پر غبار اور ذلت نہیں چھائے گی۔ یہی جنت والے ہیں جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

مخلصوں کا اجر: (۲۶) جس نے دنیا میں ایمان لا کر خلوص سے نیک عمل کیے اس کے لیے آخرت میں بھلائی اور کامرانی ہے چنانچہ فرمایا هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ الخ (رحمان ۵۵:۶۰) احسان کا بدلہ احسان ہی ہے' ایک نیکی آخرت میں ایک ہی نہیں ملتی بلکہ اس کو بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے کہ ایک نیکی کی دس اور دس سے لے کر سات سو اور سات سو سے اوپر اللہ جس قدر چاہے بڑھا کر عطا

فرمائے پھر جنت' جنت کے عالی شان محل' حوریں' رب کی خوشنودی' وہ نعمتیں جو حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں' جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور سب سے بڑھ چڑھ کر دیدار باری کی نعمت یہ سب نعمتیں اللہ کے فضل و کرم سے جنت والوں کو ملنے والی ہیں جو مزید ہی میں شامل ہیں۔

صہیب رومیؓ کہتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جنت والو اللہ کا تم سے ایک وعدہ ہے جسے وہ پورا کرنا چاہتا ہے یہ عرض کریں گے کہ اور کیا وعدہ ہے کیا اس نے ہماری نیکیاں نہیں جھکا دیں کی اس نے ہمیں جہنم سے بچا کر اور جنت میں داخل کر کے خرم نہیں کر دیا؟ پھر اللہ ان کے سامنے اپنے رخ اقدس سے حجاب اٹھا دے گا اور جنتی

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانہ ما

حق تعالیٰ کے دیدار کی سعادت سے لطف اندوز ہوں گے' یہ نعمت دیدار تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری اور دل خوش کن ہوگی

(ما) یہاں قتر سے میدان محشر کی وہ سیاہی مراد ہے جو کافروں کے چہروں پر چھا جائے گی۔ دھوئیں کی کالک سے ان کے چہرے سیاہ فام ہوں گے غرض جنت والوں کی ظاہری اور باطنی کسی قسم کی توہین نہ ہوگی بلکہ یہ میدان محشر میں عزت کے ساتھ رہیں گے چنانچہ فرمایا فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الخ (دہر ۷۶:۱۱) پھر اللہ انہیں اس دن کی برائی سے بچا لے گا اور اپنے دیدار سے انہیں رونق و سرور عطا فرمائے گا۔ اے اللہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی انہیں لوگوں میں شامل فرما آمین۔

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور جنہوں نے برائیاں کمائیں انہیں انکی برائیوں کا برابر برابر بدلہ ملے گا اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی انہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا گویا رات کے سیاہ ٹکڑوں سے ان کے چہرے ڈھانک دیے گئے ہیں یہی جہنمی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔

مجرموں کے چہرے سیاہ فام ہوں گے: (۲۷) خوش نصیبوں کا بیان فرما کر بدنصیبوں کا بیان فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ان میں پورا پورا انصاف فرمائے گا ان کی برائیوں کا بدلہ برائیوں کے برابر ہی ملے گا زیادہ نہیں ان پر ان کے گناہوں کی وجہ سے اور گناہوں کے خوف سے ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا (ابراہیم ۱۴:۴۲-۴۳) آپ اللہ کو ان ظالموں کے عملوں سے بے خبر نہ خیال کریں' اس نے تو انہیں ایک ایسے دن کے لیے مہلت دے رکھی ہے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی' اور یہ سر اٹھائے ہوئے بھاگے چلے جا رہے ہوں گے' نگاہ ان کی طرف لوٹ کر واپس نہیں آئے گی اور دل ہوا کی طرح زور زور سے دھڑک رہے ہوں گے' فرمایا يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ الخ (قیامہ ۷۵:۱۰-۱۲) اس روز انسان خیال کر رہا ہوگا کہ بھاگ کر کہاں جائے' اسے کوئی پناہ کی جگہ دکھائی نہ

دے گی اور اس دن اللہ کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا سورہ عبس ہی میں فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ الخ (۳۵ تا آخر) اس دن بہت سے چہرے روشن اور کھلے ہوئے ہوں گے اور دمک رہے ہوں گے اور اس دن بہت سے چہروں پر غبار ہوگا' جن پر ذلت چھا رہی ہوگی۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ
وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾
النصف فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾
هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ
ع ۸ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾

وہ دن یاد رکھو جب ہم ساری مخلوق جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم مع اپنے شرکاء کے اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو پھر ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہہ دیں گے کہ تم ہماری پرستش نہیں کرتے تھے ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے۔ سچ مچ ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے اس جگہ ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل جانچ لے گا اور تمام اپنے سچے آقا ہی کی طرف لوٹیں گے اور وہ جھوٹ جسے وہ باندھا کرتے تھے ان سے گم ہو جائے گا۔

میدان محشر میں سب کا اجتماع: (۲۸) تمام انسان اور جن اچھے اور برے اور عورت اور مرد میدان محشر میں جمع ہوں گے' چنانچہ فرمایا وَحَشَرْنٰهُمْ الخ (کہف ۱۸:۴۵) ہم انہیں جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑیں گے وہاں ہم مشرکوں سے کہیں گے کہ تم معہ اپنے معبودوں کے اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے رہو اور مسلمانوں کے مقام سے علیحدہ رہو۔

ایک حدیث میں ہے ہم قیامت کے دن چبوتروں پر لوگوں سے آگے ہوں گے' اللہ اس دن مشرکوں سے اور ان کے معبودوں سے فرمائے گا کہ اپنے اپنے مقام پر رہیں پھر ان میں پھوٹ ڈال دے گا۔ ان کے دیوی دیوتا ان کی پرستش کا صاف انکار کر دیں گے اور ان سے سخت بیزار ہوں گے فرمایا (۱) وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (احقاف ۲۶:۶) وہ تو ان کی پرستش سے مکر جانے والے اور ان کے خلاف ہو جانے والے ہیں (۲) اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ الخ (بقرہ ۲:۱۶۶) وہ ساعت یاد کرو جب یہ معبود ان عابدوں کی عبادت سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے' اور تعلقات کے تمام ذریعے کٹ جائیں گے۔ (۳) وَمَنْ اَضَلُّ الخ (احقاف ۴۶:۵'۶) اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی بے خبر رہتے ہیں اور جب لوگ میدان محشر میں جمع کیے جائیں گے تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

جھوٹے معبود عابدوں کے مخالف ہو جائیں گے: (۲۹) جب بت پرست بتوں کی پرستش کا اقرار کریں گے اور بت انکار کر دیں گے اور کہیں گے ہمیں معلوم نہیں تم نے ہماری عبادت کی تھی اگر تم ہماری لاعلمی میں ہماری عبادت کرتے رہتے تو ہم پر کیا الزام نہ ہم نے کہا تھا کہ تم ہماری عبادت کرو اور نہ ہم اپنی عبادت سے خوش تھے اللہ گواہ ہے ہم نے تم کو اپنی عبادت کی دعوت

نہیں دی تھی' اور نہ تم کو کبھی ایسا غلط مشورہ دیا تھا' اس آیت میں مشرکوں کے لیے سخت ڈانٹ ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں' جو نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے تھے اور نہ ان کے کام ہی آ سکتے تھے۔ نہ انہوں نے اپنی عبادت کا انہیں حکم دیا تھا کہ شرک سے راضی تھے' بلکہ عین ضرورت کے وقت یہ اپنے پرستاروں سے سخت بیزار ہوں گے کہ انہوں نے اللہ کی عبادت جو خوب سننے والا خوب دیکھنے والا' ہر چیز پر قادر ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے کیوں چھوڑی۔

قیامت کے دن ہر شخص اپنے اچھے برے عملوں کا اندازہ کر لے گا: (۳۰) یعنی میدان محشر میں حساب کے وقت قیامت کے دن ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اس دن کے لیے کتنے اچھے یا برے عمل بھیجے تھے' ہر شخص کے سامنے اس کے اچھے برے عمل ہوں گے سارا کچا چٹھا سامنے آ جائے گا۔ چھپے کھلے اگلے پچھلے اور چھوٹے بڑے سارے عملوں کی تفصیل موجود ہو گی' اعمال نامے کھلے ہوئے ہوں گے' عمل تل رہے ہوں گے اور انسان خود ہی اندازہ لگا لے گا کہ وہ کس چیز کا حق دار ہے فرمایا (۱) يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (طارق ۸۲:۹) وہ دن یاد کرو جس دن تمام راز کھول دیئے جائیں گے (۲) يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ الخ (قیامہ ۷۵:۱۳) اس دن انسان کو اس کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی خبر دے دی جائے گی (۳) وَنُخْرِجُ لَهٗ الخ (اسراء ۱۷:۱۳' ۱۴) اس دن ہم اس کے لیے ایک کھلی کتاب نکال دیں گے جسے وہ خود پڑھ لے گا (اس سے کہا جائے گا) اپنا عمل نامہ پڑھ لے آج تو خود ہی حساب کے لیے کافی ہے۔

پھر فرمایا کہ سب کے سب اللہ کی طرف جو ان کا سچا آقا ہے لوٹائے جائیں گے اور تمام باتوں کا فیصلہ اللہ ہی فرمائے گا جو انصاف پسند حاکم ہے' پھر جنت والوں کو جنت میں اور جہنم والوں کو جہنم میں داخل فرمائے گا' مشرکوں کی بت پرستی انہیں آگ میں لے جائے گی' اور توحید کی صداقت سامنے آ جائے گی۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

آپ پوچھیں تمہیں آسمان و زمین سے کون روزی پہنچاتا ہے یا کون کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے' اور کون مردوں سے زندہ اور زندوں سے مردہ پیدا کرتا ہے اور کون تمام کاموں کا انتظام کرتا ہے' وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ پھر آپ فرمائیں کیا پھر تم اس سے نہیں ڈرتے' یہی تو تمہارا معبود ہے جو تمہارا سچا رب ہے پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا رکھا ہی کیا ہے پھر تم کہاں پھیرے جا رہے ہو' اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات نافرمانوں پر چسپاں ہو چکی ہے کہ وہ ایمان لانے والے نہیں''۔

مشرکوں کو بھی اعتراف ہے کہ سچا معبود اللہ ہی ہے: (۳۱) مشرکوں کے اس اقرار سے کہ رب اللہ ہی ہے اللہ کے معبود

ہونے کا ثبوت ہے کہ جب وہ یہ مانتے ہیں کہ دنیا کا رب تنہا اللہ ہی ہے تو پھر انہیں اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ اور عبادت میں اسی کو تنہا مان لینا چاہیے فرمایا کہ آپ ان مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمان سے مینہ برسا کر زمین کو اپنی قدرت اور اپنے ارادے سے کون پھاڑتا ہے۔ اور اس سے اناج، انگور، پھل، زیتون، کھجور، گھنے باغات، پھل، پھول اور گھاس پھونس کون پیدا کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہوسکتا ہے جو یہ کام انجام دے سکے۔ مشرک یہی جواب دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتا فرمایا اَمَّنْ هٰذَا (ملک ۶۷: ۲۱) اگر اللہ اپنی روزی بند کر لے تو ہے کوئی جو تم کو روزی پہنچا سکے؟ بتاؤ کس نے تم کو قوت سماعت و بصارت عطا فرمائی۔ اگر وہ چاہے تو تم سے یہ قوتیں چھین سکتا ہے، وہی ان کا مالک ہے فرمایا هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ الخ (ملک ۶۷: ۲۳) آپ جواب دیں کہ اسی نے تم کو ایجاد کیا، اور اسی نے تمہیں کان، آنکھیں اور دل دیے۔ پھر فرمایا کہ کون اپنی قدرت عظیم اور احسان عمیم سے مردوں سے زندہ نکالتا ہے اور زندوں سے مردہ نکالتا ہے اس کی تفسیر پہلے کئی جگہ بیان ہو چکی ہے۔

پھر فرمایا کہ کس کے قبضے میں ہر چیز کی پیشانی کے بال ہیں کون کائنات کا مدبر ہے، کون آڑے وقت دست شفقت بڑھاتا ہے اور ڈھارس دلاتا ہے کون مختار کل ہے کس کے ہاتھ میں دنیا کا انتظام ہے اور کون ایسا حاکم ہے جس کا حکم ٹالا نہیں جا سکتا، اور جس کی کسی بات کی باز پرس نہیں کی جا سکتی اور کون ہے جو تمہاری ایک ایک بات کی باز پرس کر سکتا ہے۔

مشرک ان تمام باتوں کے جواب میں اللہ ہی کا حوالہ دیں گے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ یہ کام اللہ ہی کے ہیں پھر آپ انہیں قائل کریں گے کہ تم کو شرم نہیں آتی، محض اپنی رائے اور جہالت سے اللہ کے ساتھ غیروں کی عبادت کرتے ہو اور اس سے ڈرتے نہیں کہ ایسا عظیم شہنشاہ کہیں ناراض ہو کر اپنا عذاب نہ بھیج دے۔

اللہ ہی مربی اور حقیقی معبود ہے: (۳۲) یعنی وہی اللہ جس کے بارے میں تم نے اعتراف کیا ہے کہ وہ تمام کاموں کا خالق و رازق ہے تمہارا پروردگار اور حقیقی معبود ہے جو تنہا عبادت کا سزاوار ہے۔ پھر حق کے بعد تو گمراہی ہے۔ اس کے سوا ہر معبود جھوٹا ہے، اس کے سوا کسی کو کسی کی عبادت کا حق نہیں پہنچتا وہی تنہا معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، پھر تم اس کی عبادت سے غیروں کی عبادت کی طرف کیوں پھیر دیے جاتے ہو جبکہ تم کو یقین ہے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی دنیا کا منتظم ہے۔

ازلی کافر ایمان لانے والے نہیں: (۳۳) جیسے یہ مشرک کفر و شرک اور بت پرستی پر اڑے ہوئے ہیں حالانکہ اللہ کو خالق و رازق اور کائنات میں تنہا تصرف کرنے والا مانتے ہیں اور یہ بھی کہ اسی نے تمام رسول توحید کی تعلیم دینے کے لیے بھیجے، اسی طرح اللہ کا عذاب ان بدبختوں پر واجب ہو چکا جو ازلی شقی ہیں اور جو جہنم والے ہیں یعنی کافروں کی عقلیں ماری گئیں ہیں۔ اللہ کو خالق و رازق مانتے ہوئے بھی اس کے تمام نبیوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ توحید کو نہیں مانتے اور اپنی بدنصیبی کی وجہ سے جہنم کے کام کر رہے ہیں، ایسے فاسقوں پر اللہ کی یہ بات واجب ہو چکی کہ یہ ایمان والے نہیں۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ
شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۳۶

آپ پوچھیں کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی مخلوق پیدا کر سکتا ہے اور پھر اسے دوبارہ لوٹا سکتا ہے؟ آپ جواب دیں کہ اللہ ہی مخلوق پیدا کرتا ہے اور وہی پھر لوٹا دے گا پھر تم کہاں سے الٹے پھرے جاتے ہو آپ پوچھیں تو کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی سچے دین کی راہ دکھا سکتا ہے؟ آپ جواب دیں کہ اللہ ہی سچے دین کی راہ دکھا سکتا ہے پھر کیا جو سچے دین کی راہ بتائے وہ اتباع کیے جانے کے لائق ہے یا وہ جو راہ دکھائے بغیر خود ہی راہ نہ پا سکے پھر تمہیں کیا ہو گیا کیسا حکم لگاتے ہو اکثر مشرک اٹکل کے پیروکار ہیں یقین مانو اٹکل حق کی معرفت کا کام نہیں دے سکتی یاد رکھو اللہ ان کے تمام کاموں سے خوب خبردار ہے۔

شرک کی تردید: (۳۴) شرک کی جڑیں کاٹی جا رہی ہیں کہ آپ ان مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کس نے ایجاد کیے کون ان کی مخلوق دوبارہ پیدا کرے گا اور کون آسمان و زمین کو ختم کر کے دوبارہ آسمان و زمین بنائے گا؟ مشرک جواب میں اللہ ہی کا حوالہ دیں گے، پھر آپ انہیں سمجھائیں کہ جب یہ بات ہے تو سیدھی راہ سے ہٹ کر غلط راہ کی طرف کیوں جا رہے ہو اور کیوں اسی کی عبادت نہیں کرتے؟

ہدایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے: (۳۵) ہاں یہ بھی پوچھیں کہ سچے دین کی رہبری کون فرماتا ہے؟ مشرک جواب دیں گے کہ اللہ یعنی تمہیں معلوم ہے کہ تمارے دیوی دیوتا کسی گمراہ کو سیدھی راہ پر نہیں لا سکتے حیرانوں، سرگردانوں، گمراہوں اور گم گشتہ راہوں کو ہدایت دینا اور الٹے دلوں کو سیدھا کرنا اسی سچے معبود کا کام ہے جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں، پھر جو رہبری فرمائے اور گمراہوں کو راہ دکھائے اس کی تابعداری صحیح ہے یا جو خود ہی اندھا اور گونگا ہو اس کی تم خود ہی انصاف کرو۔ خلیل اللہ نے اپنے مشرک باپ سے فرمایا تھا یَآ اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ الخ (مریم۱۹:۴۲) ابا جان آپ ایسوں کی کیوں پرستش کرتے ہیں جو نہ سن سکیں اور نہ دیکھ سکیں اور نہ آپ کے کچھ کام آ سکیں اور اپنی قوم سے فرمایا تھا اَتَعْبُدُوْنَ الخ (صافات ۳۷:۹۵'۹۶) کیا تم اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھروں کی پرستش کر رہے ہو، حالانکہ اللہ ہی نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا۔

شرک عقل کا بھی تقاضا نہیں: پھر فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیوں تمہاری عقلیں ماری گئیں، کیوں خالق و مخلوق میں برابری کر رہے ہو، کیوں سیدھی راہ سے ہٹ کر گڑھوں میں گر رہے ہو، کیوں توحید چھوڑ کر شرک میں پھنس رہے ہو اور کیوں خالق کے ساتھ مخلوق کی عبادت کر رہے ہو، افسوس کیوں اپنے عزت و جلال والے رب کی تنہا عبادت نہیں کرتے جو مالک و حاکم ہے، اور گمراہی سے لوگوں کو نکال رہا ہے، اسی کی تنہا عبادت کرو، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ اور اسی کے آگے جھکو۔

شرک کی نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی: (۳۶) یعنی مشرکوں کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں نہ عقلی اور نہ نقلی، محض اٹکل ہی اٹکل ہے، یہ توحید سے ہٹ کر مغالطوں میں اور تقلید کی دلدل میں پھنس گئے ہیں اور یہ خیال کر کے کہ ہمارے بزرگ بڑے عقلمند تھے اگر شرک اچھا نہ ہوتا تو کیوں شرک میں مبتلا ہوتے شرک کو اچھا سمجھنے لگے۔ یہ تقلید کا چکر جس میں پھنس کر انسان کو صحیح راہ نہیں ملتی،

فرمایا کہ اٹکل اور قیاس حق کے مقابلہ میں بے کار محض ہے' اور اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا' پھر مشرکوں کو ڈرایا گیا' کہ تمہاری ایک ایک شرارت کی خبر اللہ کو ہے' جس کی تمہیں قرار واقعہ سزا دی جائے گی۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾

ع ۱۰/۹

یہ قرآن گھڑا ہوا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور نے بنا لیا ہو یہ تو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور شرعی احکام کی تفصیل کرتا ہے اس کے رب العالمین کی طرف سے ہونے میں ذرا سا بھی شک نہیں کیا یہ کہتے ہیں کہ آپ ہی نے اسے بنا لیا ہے' آپ جواب دیں اچھا تو تم بھی اس جیسی ایک سورت گھڑ لاؤ' اور اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکو بلا بھی لو اگر تم سچے ہو' بلکہ انہوں نے اسے جھٹلایا' جس کا علم حاصل نہ کر سکے' اور نہ وہ اب تک اس کی حقیقت سے واقف ہوئے۔ ان سے پہلے بھی لوگوں نے اسی طرح جھٹلایا تھا پھر آپ دیکھ لیں کہ ان ظالموں کا انجام کیسا برا ہوا ان میں سے کچھ لوگ تو اس پر ایمان لے آئیں گے اور کچھ نہیں لائیں گے۔ آپ کا رب شرارت پسندوں کو خوب جانتا ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کے اعجاز کا بیان: (۳۷) قرآن کے اعجاز کا بیان ہے کہ انسان اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت تو درکنار ایک آیت بھی نہیں بنا سکتا' اس کی فصاحت و بلاغت اس کی لطافت وحلاوت' اس کی جامعیت' اس کے گہرے معانی اور اس کے پرمغز مطالب جو دنیا اور آخرت میں مفید ہیں' بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ ہی کا کلام ہے جس کی ذات وصفات مشابہت سے اور اقوال وافعال مماثلت سے بری ہیں' اللہ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں' اور قرآن اللہ کے سوا کوئی اور بنا کر پیش نہیں کر سکتا' خواہ دنیا کے تمام انسان مل کر ہی کوشش کیوں نہ کریں یہ پہلی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے' ان کا نگران ہے اور بتاتا ہے کہ ان آسمانی کتابوں میں لوگوں نے مل کر تحریف کر ڈالی ہے' اس میں شریعت کے احکام کی تفصیل ہے۔ اور حلال وحرام کا کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ یہ قرآن اللہ کا سچا کلام ہے اور اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں ذرا سا بھی شبہ نہیں۔

بار بار مطالبہ کے باوجود کوئی قرآن کا مقابلہ نہ کر سکا: (۳۸) یعنی اگر قرآن میں تم کو شبہ ہے اور تمہارا یہ الزام ہے کہ محمد ﷺ نے اسے بنا لیا ہے تو محمد ﷺ بھی تم جیسے ایک انسان ہیں اور امی ہیں اگر تمہارے الزام سے الزام کے مطابق انہوں نے

یہ قرآن بنالیا ہے تو تم بھی قرآن جیسی کم از کم ایک سورت ہی بنا کر دکھادو' اور جس انسان اور جن کو اس کام میں ہاتھ بٹانے پر بلاسکو بلالو یہ تیسرا مقام ہے جس میں کافروں کو مقابلہ پر بلا کر عاجز کیا گیا ہے کہ کافر سب مل کر بھی اس جیسی ایک آیت نہ بناسکیں گے۔ فرمایاقُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الخ (اسراء ۱۷:۸۸) آپ فرمادیں اگر اس جیسے قرآن کے بنانے کے لیے تمام انسان اور جن بھی جمع ہو جائیں تو ایک دوسرے کی مدد کرنے کے باوجود بھی اس جیسا قرآن نہ بناسکیں گے' جب لوگ پورا قرآن بنانے سے عاجز ہو گئے تو پھر یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس جیسی دس سورتیں ہی بنالاؤ فرمایاقُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ الخ (ھود ۱۱:۱۳) تم بھی دس سورتیں گھڑ لاؤ اس سلسلے میں جس جس کو بلاسکو بلالو مگر یہ بھی مطالبہ مشرکوں سے پورا نہ ہوسکا' پھر فرمایا کہ ایک ہی سورت بنا کر دکھادو جیسا کہ اس سورت میں کہا گیا ہے' اس طرح بقرہ میں فرمایاوَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ الخ (بقرہ ۲:۲۳'۲۴) اگر تم کو اس قران میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ اور جس جس کو بلاسکو بلالو اگر تم سچے ہو' اگر تم نے ایسا نہ کیا اور کبھی ایسا نہ کرسکو گے تو جہنم کی آگ سے ڈر جاؤ۔

ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزے دیے گئے جن کو دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لائے۔ مجھے زبردست معجزہ (قران) ملا' مجھے امید ہے کہ میرے ماننے والے سب سے زیادہ ہوں گے (کیونکہ ہر نبی کا معجزہ انہیں کے ساتھ ختم ہو گیا' مگر رحمت عالم ﷺ کا معجزہ قیامت تک باقی رہے گا' اور لوگ قیامت تک آپ کے دین میں داخل ہوتے رہیں گے۔

قرآن کو نہ ماننا جہالت و نادانی ہے: (۳۹) یعنی ان لوگوں نے بلاسوچے سمجھے قرآن کو جھٹلا دیا' اپنی بے وقوفی اور جہالت سے اس کی ہدایت اور اس علم سے کورے رہے اور اب تک اس کی حقیقت کو نہ پہنچ سکے پھر فرمایا کہ پہلی قوموں نے بھی نبیوں اور کتابوں کو اسی طرح جھٹلایا تھا۔ پھر جب انہوں نے ظلم و سرکشی سے کفر و عناد سے اور جہالت و نادانی سے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے بھی انہیں غارت کر دیا' لہذا اے جھٹلانے والو خبردار کہیں تمہارا بھی یہی انجام نہ ہو۔

قرآن پر سب ایمان لانے والے نہیں: (۴۰) یعنی کچھ لوگ تو قران پر ایمان لا کر آپ کے سچے تابعدار بن جائیں گے اور اس سے فائدہ اٹھالیں گے اور کچھ کفر ہی پر مر جائیں گے اور اسی پر ان کا حشر ہوگا۔ اللہ شرارت پسندوں کو خوب جانتا ہے اسے خوب معلوم ہے کہ کون ہدایت کا حق دار ہے اور کون نہیں' جو ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق راہ یافتہ اور گمراہ کر دیتا ہے' وہ انصاف پسند ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق دیتا ہے' وہی برکت والا ہے' بلند و برتر ہے اور پاک و مبرا ہے' اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ
وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ
تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ
تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـــًٔا

وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾

اگر یہ آپ کو جھٹلا دیں تو آپ فرما دیں کہ میرے لیے میرے عمل ہیں اور تمہارے لیے تمہارے عمل۔ تم میرے عملوں سے بری ہو اور میں تمہارے عملوں سے۔ ان میں سے کچھ آپ کی طرف کان لگا کر سنتے ہیں کیا آپ ان بہروں کو سنا رہے ہیں؟ اگر چہ ان کے پاس عقل بھی ہو اور کچھ ان میں سے آپ کو دیکھتے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو راہ بتا رہے ہیں اگر چہ انہیں دکھائی نہ دیتا ہو؟ اللہ کسی پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ہی ظلم کرتے ہیں۔

کافروں کے اعمال سے انبیاء بری ہیں: (۴۱) اللہ اپنے نبی سے فرما رہا ہے کہ اگر چہ یہ مشرک آپ کو جھٹلا رہے ہیں مگر آپ ان سے اور ان کے عملوں سے بری ہیں فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ (کافرون ۱۰۹:۲۰) آپ فرما دیں کہ اے کافرو جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرنے کا، یعنی میں خالق کا پرستار ہوں اور تم مخلوق کے میں تمہارے عملوں سے بری ہوں۔ خلیل اللہ نے اور ان کے ماننے والوں نے مشرکوں سے کہا تھا اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ الخ (ممتحنہ ۶۰:۴) ہم تم سے تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں اور اللہ ہی کے پرستار ہیں۔

ہدایت انبیاء کے اختیار میں نہیں: (۴۲) یعنی بعض لوگ بڑی توجہ سے کان لگا کر آپ سے قرآن عظیم اور حدیثیں سنتے ہیں جن سے ان کی دینی و دنیوی اور روحانی اصلاح ہو سکتی ہے اور یہ ان کی ہدایت کے لیے کافی ہیں، لیکن ہدایت آپ کے اور ان کے اختیار میں نہیں۔ آپ ان بہروں کو سنانے پر قادر نہیں، کیونکہ ان کے دلوں کے کان نہیں۔

ازلی بد بخت ہدایت نہیں پاتے: (۴۳) یہ لوگ اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہے ہیں، ان کے سامنے آپ کی نرم و پاکیزہ عادتیں، صاف اور ستھرے اخلاق اور نبوت کی روشن دلیلیں ہیں، لیکن پھر بھی ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے، ایمان والے تو انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے ایمان تازہ کر کے ان میں اضافہ کر لیتے ہیں، مگر یہ ہدایت سے محروم ہی رہتے ہیں، ایمان والے آپ کو عزت سے دیکھتے ہیں اور بے ایمان حقارت کی نگاہ سے، فرمایا وَاِذَا رَاَوْكَ الخ (فرقان ۲۵:۴۱) جب یہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں اچھا یہ ہیں جن کو اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے، پھر فرمایا بھلا دلوں کے اندھوں کو کون راہ دکھائے۔

اللہ ظالم نہیں: (۴۴) یعنی اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، قرآن سے اس نے کچھ لوگوں کو ہدایت دی، اندھوں کو بینائی بخشی، تاریک دل روشن کیے، بہرے کان کھولے، اور پردے والے دلوں کے پردے ہٹا دیے، اور کچھ لوگوں کو گمراہ کیا اور بے ایمان بنایا اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ حاکم بدھن اللہ نے ظلم کیا وہ حاکم جس جس طرح چاہے اپنے ملک میں تصرف کرے اس کے حکم کے آگے دم نہیں مارا جا سکتا، اس کے علم و حکمت اور کمال عدل کے آگے کوئی چوں بھی نہیں کر سکتا، وہ کسی پر ظلم روا نہیں رکھتا بلکہ خود لوگ ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں، ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کر لیا ہے، اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے لہذا کوئی کسی پر ظلم نہ کرے، اخیر میں فرمایا اے میرے بندو! تمہارے عمل ہی ہیں جن کو میں گن گن کر رکھتا ہوں پھر میں تم کو ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا لہذا جو بھلائی پائے اللہ کا شکر بجا لائے اور جو برائی پائے اسے اپنے آپ ہی کو ملامت کرنی چاہیے (م)۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ

بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵

وہ دن یاد کرو جس دن اللہ انہیں جمع کرے گا گویا وہ دن میں گھڑی بھر ہی رہے تھے' یہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے' واقعی وہ نقصان میں رہے جو اللہ سے ملنے کو جھوٹ سمجھتے رہے اور راہ پر نہ آئے۔

قیامت کے دن دنیوی زندگی گھڑی بھر کی معلوم ہو گی: (۴۵) قیامت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے وہ وقت بھی عنقریب آ رہا ہے جب یہ نظام عالم ختم ہو جائے گا اور زندگی ابدی ہو گی لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ اٹھ کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے اس وقت انہیں ایسا محسوس ہو گا گویا یہ قبروں میں یا دنیا میں یا دونوں میں گھڑی بھر ہی رہے تھے اور وہاں صرف صبح یا شام کا کچھ حصہ گزارا تھا فرمایا يَوْمَ يَرَوْنَهَا الخ (نازعات ۷۰:۴۶) جب یہ قیامت دیکھیں گے تو کہیں گے ہم گھڑی بھر ہی رہے' ہم نے صبح و شام کا کچھ حصہ ہی بسر کیا ہے۔

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی عمر کی کوئی حقیقت نہیں' اگرچہ کسی کو نوح کی عمر ہی کیوں نہ ملی ہو فرمایا قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ الخ (مومنون ۲۴:۱۱۲۔۱۱۳) پوچھے گا تم دنیا میں کتنے سال رہے یہ جواب دیں گے کہ ایک دن یا کچھ گھنٹے رہے' شمار کرنے والوں سے پوچھ لیا جائے' فرمائے گا تم دنیا میں ذرا سی دیر ہی رہے کاش تم کو اس کا خیال ہوتا کہ ہماری دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

میدان محشر میں ایک دوسرے کو پہچانے گا: پھر فرمایا کہ لوگ میدان محشر میں ایک دوسرے کو پہچان جائیں گے عزیز عزیز کو دوست دوست کو' اور جان پہچان والا جان پہچان والے کو پہچان جائے گا' لیکن ہر ایک نفسی نفسی میں مبتلا ہو گا فرمایا فَاِذَا نُفِخَ (۲۳:۱۰۱) جب صور پھونکا جائے گا تو لوگوں کے رشتے ناتے باقی نہ رہیں گے اور کوئی کسی کو نہ پوچھے گا وَلَا يَسْاَلُ الخ (معارج ۷۰:۱۰' ۱۱) عزیز عزیز کو دیکھنے کے باوجود بھی نہ پوچھے گا' پھر فرمایا کہ جو دنیا میں زندگی بعد الموت کے قائل نہ تھے وہ سخت نقصان میں ہوں گے فرمایا وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ الخ (مطففین ۸۳:۱۰' ۱۱) اس دن ان جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الخ (زمر ۳۹:۱۰) کہ یہ قیامت کے دن نہ صرف آپ ہی نقصان اٹھائیں گے' بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے' اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہو گا' کہ کسی کا سارا خاندان دیوالیہ ہو جائے اور حسرت و ندامت کے دن احباب و اقارب سے جدا کر دیا جائے گا۔

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۶ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۴۷

اگر ہم آپ کو اپنا کوئی وعدہ دکھا دیں جو ہم ان سے کر رہے ہیں یا آپ کو فوت کر دیں تو انہیں لوٹ کر آنا ہمارے ہی پاس ہے پھر اللہ ان حرکتوں پر شاہد ہے' اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے' پھر جب ان کا رسول آ جائے گا تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا

جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مجرموں سے انتقام ضرور لیا جائے گا خواہ دنیا میں لیا جائے یا آخرت میں: (۴۶) اللہ اپنے پیارے رسول ﷺ سے فرما رہا ہے کہ اگر ہم آپ کو آپ کی زندگی ہی میں ان سے انتقام لے کر دکھا دیں تا کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں یا انتقام لینے سے پہلے آپ کو فوت کر دیں' بہر حال ان سب کو لوٹ کر آنا تو ہمارے ہی پاس ہے' اور آپ کے بعد اللہ ان کے کرتبوں پر گواہ ہے' محبوب عالم ﷺ نے فرمایا کل رات اسی حجرے کے پاس میرے سامنے اول سے لے کر آخر تک میری ساری امت پیش کی گئی' پوچھنے والے نے پوچھا کہ جو پیدا ہو گئے وہ تو خیر لیکن جو پیدا نہیں ہوئے وہ کس طرح پیش کیے گئے فرمایا وہ اپنی مٹی ہی میں پیش کیے گئے اور جیسے تم اپنے کسی ساتھی کو پہچان لیتے ہو اسی طرح میں نے انہیں پہچان لیا (ط)

(۴۷) ہر قوم کے پاس رسول آیا پھر جب رسول آ چکا' تو اللہ کی حجت پوری ہوگئی' اب قیامت کے دن ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا قرآن میں ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ الخ (زمر ۳۹: ۶۹) زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی' اعمال نامے دے دیے جائیں گے' نبیوں کو اور گواہوں کو بلا لیا جائے گا' اور ظلم کے بغیر لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا' قیامت کے دن ہر قوم معہ رسول کے اعمال ناموں کے اور گواہ فرشتوں کے اللہ کے سامنے پیش کی جائے گی' امت محمدیہ گو دنیا میں سب سے پیچھے آئی تھی مگر قیامت کے دن سب سے پہلے انہیں کے معاملے طے کیے جائیں گے' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم پچھلے ہیں مگر قیامت کے دن پہلے ہوں گے سب سے پہلے ہمارا ہی فیصلہ سنایا جائے گا (ق) رحمت عالم کی وجہ سے آپ کی امت کو شرف اولیت نصیب ہوا' اللہ قیامت تک آپ پر اپنی رحمتیں اور سلامتیاں بھیجتا رہے آمین۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ
فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ
عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ
اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾

کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہو گا' آپ جواب دے دیں کہ مجھے تو اپنے ذاتی نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں مگر جو کچھ اللہ چاہے ہر قوم کا ایک مقررہ وقت ہے جب ان کا مقررہ وقت آ جائے گا تو گھڑی بھر کے لیے بھی آگے پیچھے اور دیر و جلدی نہ ہوگی آپ پوچھیں کہ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر رات میں یا دن میں تم پر اللہ کا عذاب آ جائے (تو کیا ہو) کس وجہ سے یہ مجرم جلدی مچا رہے ہیں کیا پھر جس وقت عذاب آ جائے گا تب تم اللہ پر ایمان لاؤ گے کہا جائے گا کہ اب تم ایمان لاتے ہو' اور تم تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ دائمی عذاب چکھتے رہو' تمہیں تمہاری کمائیوں ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔

بے ایمان قیامت کی جلدی مچاتے ہیں: (۴۸) ان مشرکوں کا کفر ملاحظہ ہو کہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں کہ وہ کب آئے گا۔ یہ بے فائدہ سوال انکار کے طور پر تھا' یعنی عذاب آئے گا ہی نہیں' چنانچہ دوسری جگہ فرمایا یَسْتَعْجِلُ الخ (شوریٰ ۴۲: ۱۸) قیامت کی وہی جلدی مچا رہے ہیں جن کا اس پر یقین نہیں' ایمان والے تو اس سے سہمے ہوئے ہیں اور انہیں اس کے آنے کا یقین ہے' گو اس کے وقوع کا وقت معلوم نہیں۔

قیامت کی تاریخ انبیاء کو بھی معلوم نہیں: (۴۹) یعنی آپ فرمادیں مجھے تو اپنے ذاتی نفع ونقصان پر بھی اختیار نہیں میں تو وہی بات بتاتا ہوں جو مجھے رب نے بتادی ہے اور جو بات اس نے اپنے لیے چھپا رکھی ہے اسے قطعی نہیں جانتا ہاں اگر اللہ مجھے اس کی خبر دے دے تو میں اس کا بندہ اور رسول ہوں میں نے تم کو قیامت کے آنے کی خبر دی ہے کہ وہ قطعی آنے والی ہے' لیکن اللہ نے اس کے وقوع کا وقت مجھے نہیں بتایا ہاں یہ بدیہی بات ہے کہ ہر زمانے کی ایک مقررہ مدت ہوتی ہے پھر جب یہ مدت پوری ہو جاتی ہے تو پھر کسی کو ایک سیکنڈ کی بھی مہلت نہیں ملتی' ادھر اجل پوری ہوئی ادھر وہ زمانہ ختم ہوا۔ فرمایا وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا الخ (۶۳: ۱۱) جب انسان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر اسے ذرا سی بھی ڈھیل نہیں دی جاتی۔

آنے والی چیز آ ہی جائے گی: (۵۰) یعنی قیامت اچانک آجائے گی ممکن ہے رات کو آجائے یا دن کو بھلا آنے والی چیز میں دیر ہی کیا ہے' پھر جلدی مچانے اور اس کی خاص تاریخ معلوم کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

عذاب کے بعد ایمان غیر مقبول ہے: (۵۱) جب عذاب آجائے گا کیا اس وقت ایمان لاؤ گے اور کہو گے رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا (السجدہ ۳۲: ۱۲) فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الخ (غافر ۴۰: ۸۴) پھر جب کافر ہمارا عذاب دیکھ لیں گے تو کہیں گے کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے جو اکیلا ہے' اور شرک وبت پرستی سے منکر ہو گئے ہیں' مگر' عذاب دیکھ کر ایمان بے سود ہے' اللہ کا طریقہ بندوں میں گزر چکا ہے کہ قیامت کے دن کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑے گا۔

کافروں کے لیے قیامت کی روح فرسا رسوائی: (۵۲) پھر ظالموں سے قیامت کے دن انہیں خوب شرمسار ونادم کرنے کے لیے جھڑک کر کہا جائے گا کہ اب دائمی عذاب کا لطف اٹھاؤ' فرمایا یَوْمَ یُدَعُّوْنَ الخ (طور ۵۲: ۱۳' ۱۴) جس دن انہیں جہنم میں دھکے دے دے کر کہا جائے گا یہ وہی آگ ہے جسے تم مانتے نہ تھے کیا یہ جادو ہے یا تم اندھے ہو اب اس میں داخل ہو جاؤ اس میں تمہارا صبر کرنا نہ کرنا برابر ہے' تمہیں تمہارے کرتوتوں ہی کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ۭ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ڼ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۵۳

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۵۴

وہ آپ سے کرید کر رہے ہیں کہ کیا یہ سچی بات ہے آپ جواب دے دیں کہ ہاں ہاں مجھے میرے رب کی قسم یہ بالکل سچی بات ہے اور تم ہرا نہیں سکتے' اگر ہر ظالم کے پاس روئے زمین کی دولت ہو تو وہ سب اپنی جان چھڑانے کے لیے دے دے اور جب وہ عذاب دیکھ لیں گے تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

زندگی بعد الموت واقعی ہے: (۵۳) یعنی مخالف آپ سے کرید کرید کر پوچھ رہے ہیں کہ کیا زندگی بعد الموت اور مٹی بن جانے کے بعد قبروں سے اٹھنا سچی بات ہے فرمایا مجھے میرے رب کی قسم زندگی بعد الموت اور قبروں سے اٹھنا بالکل برحق ہے اور تم مٹی بن کر یہ نہ سمجھو کہ تم کو اللہ زندہ کر کے اٹھانے پر قادر نہیں' اس نے تو تم کو عدم سے اٹھا کر کھڑا کر دیا' جب تمہارا نام ونشان تک بھی نہ تھا اور اب تو تمہارے اجزاء موجود ہیں' جو مٹی میں ملے جلے ہیں۔ اللہ انہیں اجزاء سے تمہیں پیدا کر دے گا۔ اللہ جب کوئی چیز پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے ہو جانے کا حکم فرما دیتا ہے پھر وہ ہو جاتی ہے۔

قیامت کے دن بڑے سے بڑا فدیہ بھی قبول نہ ہوگا: (۵۴) جب قیامت آ جائے گی تو اس روز کافر یہ آرزو کرے گا کہ اگر اس کے پاس زمین بھر سونا بھی ہو تو اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے دے دے اور جب عذاب دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پشیمان وشرمسار ہوں گے' پھر حق وانصاف سے ان میں ظلم کیے بغیر فیصلے کر دیے جائیں گے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

دیکھو جو کچھ آسمان وزمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے کان کھول کر سن لو اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ علم سے کورے ہوتے ہیں وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور اسی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

مالک وشہنشاہ مطلق اللہ ہی ہے: (۵۵) یعنی آسمان وزمین کا مالک وشہنشاہ اللہ ہی ہے اس کا وعدہ سچا ہے اور لامحالہ پورا ہو کر ہی رہے گا اگرچہ اکثر لوگ اس علم سے بے بہرہ رہتے ہیں۔

(۵۶) یعنی موت وزندگی اس کے اختیار میں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اسے معلوم ہے کہ جسم کے بکھرے ہوئے اجزاء کہاں کہاں اور کس کس روپ میں ہیں' لہٰذا جب وہ چاہے انہیں جمع کرنے پر قادر ہے تم سب کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔ وہی تم کو تمہارے عملوں کا پورا پورا بدلہ عطا فرمائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

لوگو تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس نصیحت اور تمہارے دلوں کی بیماریوں کی شفاء آ چکی اور ایمان والوں کے لیے ہدایت ورحمت بھی' آپ فرما دیں کہ اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہی ایسا ہے جس سے لوگوں کو خوش ہو جانا چاہیے یہ ان کے جوڑے ہوئے مال سے کہیں بہتر ہے۔

قرآن نصیحت وشفا اور ہدایت ورحمت ہے: (۵۷) اللہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے رسول پر قرآن عظیم جیسی نصیحت وشفا اور ہدایت ورحمت والی کتاب اتاری جو بے حیائیوں اور برے کاموں سے روکتی ہے اور شکوک وشبہات دور کر کے تسلی وتشفی پیدا

کرتی ہے یہ دلوں کی ناپاکیاں اور پلیدیاں دور کرتی ہے اور ہدایت ورحمت کا ذریعہ ہے' مگر ہدایت ورحمت انہیں کونصیب ہوتی ہے جن کا اس پر ایمان ہے اور اس کے احکام پر یقین ہے فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ الخ (اسراء ۱۷: ۸۲) ہمارا یہ اتارا ہوا قرآن ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے نقصانات بڑھاتا ہے قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (فصلت ۴۱: ۴۴) آپ فرما دیں قرآن تو ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے۔

سچے دین پر خوشی منانی چاہیے: (۵۸) یعنی یہ جو لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت اور سچا دین آیا ہے اس پر وہ جس قدر بھی خوشی منائیں کم ہے کیونکہ سچے دین سے مسرور ہی ہونا چاہیے' دین دنیوی ساز وسامان سے دنیا کے سونے چاندی سے اور اس کی چار دن کی چاندنی سے کہیں زیادہ بہتر ہے' ایفع بن عبدالکلاعی کہتے ہیں جب عراق کا خراج فاروق اعظمؓ کے پاس آیا تو آپ اونٹ گننے لگے لیکن وہ شمار میں نہ آ سکے' آپ انہیں دیکھ کر اللہ کی حمد کر رہے تھے' آپ کے غلام نے کہا یہ بھی اللہ کی رحمت ہی میں سے ہیں فرمایا نہیں یہ تو ہم نے جمع کیے ہیں اللہ کا فضل تو ان سے کہیں زیادہ ہے۔ (ابن ابی حاتم' ط)۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۷

آپ فرما دیں کہ بتاؤ تو سہی اللہ نے جو روزی تمہارے لیے اتاری ہے اس میں سے کچھ تو تم نے حرام ٹھہرائی اور کچھ حلال آپ پوچھیں کیا اللہ نے تمہیں اجازت دی تھی یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو اور جو اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ان کا قیامت کے دن کیا خیال ہے' یقین مانو اللہ لوگوں کے حق میں بڑے بھاری فضل والا ہے لیکن اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔

اللہ کے سوا کسی کو کسی چیز کے حلال وحرام کرنے کا کوئی حق نہیں: (۵۹) مشرکوں نے جو مخصوص جانور اپنے اوپر حرام کر لیے تھے ان کی تردید ہے فرمایا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ الخ (انعام ۶: ۱۳۷) اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں میں اور جانوروں میں مشرک کچھ حصہ اللہ کا ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔

اس آیت میں ان کی تردید ہے جو بلا کسی دلیل کے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال محض اپنی خواہشات اور آراء سے سمجھ لیتے ہیں اللہ نے انہیں اس گناہ پر اپنے قیامت والے عذابوں سے ڈرایا ہے۔

(۶۰) کہ جب یہ قیامت کے دن ہمارے پاس لوٹ کر آئیں گے تو ان کا کیا خیال ہے کہ اس روز ان کے ساتھ کیا کریں گے' چونکہ اللہ بندوں کے حق میں بڑے فضل وکرم والا ہے اس لیے دنیا میں پکڑ نہیں فرماتا اور ڈھیل دے دیتا ہے' یہ بھی اس کا فضل ہی ہے کہ اس نے لوگوں کے لیے مفید چیزیں حلال کر دیں اور مضر چیزیں حرام خواہ ان میں دینی نقصان ہو یا دنیوی' لیکن اکثر لوگ ناقدرے ہوتے ہیں کہ اللہ کی نعمتوں کو ٹھکرا کر انہیں اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو تنگی میں ڈال لیتے ہیں' کچھ چیزیں

حرام جانتے ہیں اور کچھ حلال‘ مشرک ایسا کیا کرتے تھے جن کی شریعت خود ساختہ تھی یا اہل کتاب جنہوں نے دین میں نئی نئی باتیں پیدا کر لی تھیں۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾

تم جس شغل میں ہو اور اللہ کی طرف سے اتارے ہوئے قرآن کی جو تلاوت کر رہے ہو اور تم جو کچھ بھی کام کرتے ہو ہم تم سے واقف رہتے ہیں جب تم وہ کام کرتے ہو‘ آپ کے رب سے زمین و آسمان کی ذرہ برابر بھی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اور نہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز ایسی ہے جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو۔

اللہ کے علم میں ہر چھوٹی بڑی چیز ہے: (۶۱) اے نبی اللہ آپ کی اور آپ کی امت کی ہر حالت سے خبردار ہے اور وہ تمام لوگوں کے ہر وقت کے حالات سے مطلع رہتا ہے‘ اس کے علم و نگاہ سے آسمان و زمین کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں اور ہر چھوٹی بڑی چیز ایک روشن کتاب میں مندرج ہے فرمایا (۱) وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الخ (انعام ۶: ۵۹) اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنکو وہی جانتا ہے وہی خشکی اور تری کی ہر چیز سے واقف ہے ہر گرنے والے پتہ سے بھی خبردار ہے‘ زمین کے اندر زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو ایک روشن کتاب میں مندرج نہ ہو‘ اللہ نے بتایا کہ وہ نہ صرف درختوں کی حرکت سے واقف ہے بلکہ جمادات اور چرنے والے جانوروں کی ہر حرکت سے خبردار ہے فرمایا (۲) وَمَا مِنْ دَابَّةٍ الخ (انعام ۶: ۳۸) زمین پر چلنے والا جانور اور فضا میں اپنے بازوؤں سے اڑنے والا ہر پرندہ تمہیں جیسی امتیں ہیں ہم نے کتاب میں بھی کوئی چیز نہیں چھوڑی روئے زمین پر جو بھی جاندار ہے اللہ کے ذمے اس کی روزی ہے۔

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾

سن لو جو اللہ کے دوست ہیں انہیں کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو ایمان لا کر تقوے پر جمے رہے انہیں کے لیے اس دنیوی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں یہی تو بڑی بھاری کامیابی ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان: (۶۲) یعنی اولیاء اللہ کے لیے ایمان و تقوے کی شرط ہے‘ تقوے والا مومن ہی اللہ کا ولی ہو سکتا ہے اور بے ایمان و غیر پارسا ولی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ولایت کا دعویٰ کرتا ہو‘ اولیاء اللہ کو قیامت کی ہولناکیوں اور وحشتوں کا کوئی ڈر نہیں یہ بے فکر

وندر رہوتے ہیں اور نہ انہیں دنیا کے اور دنیا کے ساز و سامان کے چھوٹ جانے کا غم ہوتا ہے۔

(۶۳) ایک شخص نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اولیاء اللہ کون ہیں؟ فرمایا جن کے چہرے دیکھ کر اللہ یاد آ جائے ۔(بزار مرفوع' مرسل)۔

بشارت سے سچا خواب مراد ہے: (۶۴) بشارت سے سچا خواب مراد ہے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے (الف) یا دنیا میں بشارت سے سچا خواب اور آخرت میں جنت مراد ہے۔ (ابن جریر' الف۔ دطیالسی)۔

ابو ذرؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا اگر کوئی نیکی کرے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کریں تو اس کا کیا حکم ہے فرمایا یہی تو اس کے لیے دنیوی بشارت ہے (م)۔

پھر فرمایا کہ اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں' یعنی اس وعدے میں تبدیلی نہ ہوگی جو کچھ فرما دیا ہے وہی پورا ہو کر رہے گا' پھر فرمایا یہ ہے گودوں بھری مرادوں کا ملنا اور زبردست کامرانی کا حاصل ہونا اللہ پاک راقم الحروف کو اور تمام ایمان والوں کو انہیں میں سے بنائے آمین۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٥﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٦٧﴾

وقف لازم

آپ ان کی باتوں سے دلگیر نہ ہوں دیکھو عزت ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے اچھی طرح سے سن لو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ اللہ کو چھوڑ کر دیگر شریکوں کو پکارتے ہیں وہ حق کی پیروی نہیں کرتے بلکہ قیاس و وہم کی پیروی کرتے ہیں اور اٹکل ہی سے کام لیتے ہیں' اسی نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن روشن بنایا' یقیناً سننے والوں کے لیے اس میں بھی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے: (۶۵) یعنی اے محبوب نبی آپ ان مشرکوں کی باتوں پر رنجیدہ نہ ہوں اور اپنا دل میلا نہ کریں بلکہ اللہ کی مدد طلب فرمائیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں کیونکہ عزت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے اور اس کے رسول کی اور ایمان والوں کی وہ رسول کو اور ایمان والوں کو ضرور عزت عطا فرمائے گا اور انہیں ذلیل نہیں فرمائے گا' اللہ مشرکوں کی ایک ایک بات سن رہا ہے اور اپنے بندوں کی ہر بات سنتا ہے اور ان کے حالات اچھی طرح سے جانتا ہے۔

اللہ قادر مطلق ہے اور بت محض بے بس ہیں: (۶۶) یعنی آسمان و زمین پر اللہ ہی کی بادشاہت ہے وہی ساری کائنات کا مالک ہے اور اس میں جس طرح چاہے تصرف کرتا ہے یہ مشرک جن بتوں کی پرستش کرتے ہیں وہ بالکل بے بس اور لاچار ہیں' وہ تو

اپنے ذاتی نفع ونقصان پر بھی اختیار نہیں رکھتے' ان کی عبادت کی کوئی دلیل ہی نہیں' محض قیاس آرائیاں اور اٹکل پچو باتیں ہیں۔
دن رات بھی توحید کے دلائل ہیں: (۶۷) اللہ ہی نے اپنے بندوں کے آرام وسکون کے لیے رات بنائی تاکہ سو کر ان کی تھکن دور ہو جائے' اور صبح کو پھر تازہ دم ہو کر اٹھیں اور دن کو روشن بنایا تاکہ اس میں چل پھر کر روزیاں کمائیں' اور سفر و کاروبار کر سکیں جو لوگ ان دلائل و براہین کو توجہ سے سنتے ہیں انہیں ۔ سنتے ہیں اور ان سے ان کے خالق کی ان کے مقرر کرنے والے کی اور انہیں گردش میں رکھنے والے کی عظمت وعزت کو پہچانتے ہیں ان کے لیے دن رات ہی میں بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع

مشرکوں نے کہا کہ اللہ صاحب اولاد ہے حالانکہ وہ اولاد سے پاک ہے وہ تو بے نیاز ہے۔ آسمان وزمین کی ایک ایک چیز اسی کی ہے۔ تمہارے پاس اولاد کی کوئی دلیل نہیں' اللہ پر کیوں ایسی بات تھوپتے ہو جس سے تم خود بھی نابلد ہو' آپ فرما دیں کہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ نجات سے محروم ہی رہیں گے' دنیا کا تھوڑا سا فائدہ اٹھا لیں پھر انہیں لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے پھر ہم انہیں ان کے کفر کے بدلے بڑا بھاری عذاب چکھائیں گے۔

اللہ بیوی بچوں سے پاک ہے: (۶۸) اس عقیدے کی تردید ہے کہ اللہ صاحب اولاد ہے یعنی اللہ اولاد سے پاک ہے وہ تو اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے' تمام کائنات اس کی محتاج ہے اور تمام لوگ اس کے غلام ہیں' پھر بھلا مخلوق میں سے کوئی کیسے اس کی اولاد بننے کی صلاحیت رکھ سکتا ہی' مشرکو تمہارے پاس اس کذب و بہتان کی کوئی دلیل نہیں تم کو شرم نہیں آتی کہ جس بات کی تمہارے پاس دلیل نہیں' اسے اللہ پر تھوپ رہے ہو' اس سے بڑا سخت ڈراوا اور دھمکی نکلتی ہے کہ جو بات انسان نہ چاہتا ہو خواہ مخواہ بلا دلیل کے اسے زبان سے نکالنا سخت جرم ہے فرمایا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا الخ (مریم ۱۹:۸۹ تا ۹۵) تم نے بڑی بھاری بات کہی ممکن ہے تمہاری اس بات سے آسمان پھٹ جائیں' زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں تم مہربان اللہ کی اولاد کے قائل ہو بھلا رحمٰن کے بھی اولاد ہو سکتی ہے۔ آسمان وزمین والے ایک ایک کر کے اس کی غلامی میں حاضر ہونے والے ہیں' اس نے ایک ایک کو گن رکھا ہے اور ہر ایک قیامت کے روز تنہا تنہا اس کے سامنے پیش ہونے والا ہے۔

مشرکوں کو نہ دنیا میں کامیابی ہوگی اور نہ آخرت میں: (۶۹) اللہ پر بہتان باندھنے والوں کو اور اس کی طرف اولاد منسوب کرنے والوں کو ڈرایا جا رہا ہے کہ انہیں نہ دنیا میں کامرانی نصیب ہوگی اور نہ آخرت میں۔

دنیا کی ناکامی: (۷۰) دنیا کی ناکامی تو یہ ہے کہ اس میں انہیں ڈھیل دے دی جاتی ہے اور آرام وچین کی زندگی مل جاتی ہے

تا کہ جی بھر کر کثرت سے گناہ کریں اور آخرت کے عذابوں کے زیادہ سے زیادہ حق دار ہوں کچھ دنوں فائدہ اٹھالیں پھر انہیں سنگین عذابوں میں گرفتار کر دیا جائے گا اور کفر و شرک کا اور کذب و افترا پردازی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِى وَتَذْكِيرِى بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ فَعَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوٓا۟ أَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ ٱقْضُوٓا۟ إِلَىَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿۷۱﴾ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَٰهُ وَمَن مَّعَهُۥ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَعَلْنَٰهُمْ خَلَٰٓئِفَ وَأَغْرَقْنَا ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُنذَرِينَ ﴿۷۳﴾

وقف لازم

آپ انہیں نوح کا واقعہ سنائیں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے قوم اگر میرا رہنا سہنا اور میرا اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا تم کو بھاری معلوم ہو رہا ہے تو میرا بھروسہ تو اللہ ہی پر ہے تم مع اپنے شریکوں کے پختہ ارادہ کر لو پھر اپنے اپنے کام میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھو پھر میرے ساتھ جو کچھ تمہیں کرنا ہے کر گزرو مجھے ذرا سی بھی مہلت نہ دو اگر تم پیٹھ موڑ لو تو میں نے تم سے کوئی صلہ تو نہیں مانگا' میرا صلہ تو اللہ پر ہے' مجھے حکم ہے کہ میں مسلمانوں میں شامل رہوں پھر قوم نے انہیں جھوٹا مانا' آخر کار ہم نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو جو کشتی میں تھے بچالیا اور انہیں ہلاک ہونے والوں کا جانشین بنادیا اور انہیں ڈبو دیا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی تھیں اب آپ دیکھ لیں کہ ان لوگوں کا انجام کیسا برا ہوا جن کو ڈرایا جا چکا ہے۔

مکہ کے مشرکوں کی عبرت کے لیے نوحؑ کے واقعہ کا بیان: (۷۱) پیغمبر ﷺ کو حکم ہے کہ آپ مکہ کے مشرکوں کو جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں' نوحؑ کا اور ان کی قوم کا واقعہ سنا دیں کہ جب قوم نے انہیں جھٹلایا تو اللہ نے کس طرح ان کو سیلاب میں غرق کر کے نیست و نابود کر دیا اور ان کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں تاکہ یہ لوگ ان کے واقعات سن کر عبرت حاصل کریں اور ان کی تباہی کی داستان پر غور کر کے اپنا بچاؤ کر لیں' کہ رسول وقت کو جھٹلانے والی قوموں کا کتنا خطرناک اور عبرت انگیز انجام ہوتا ہے۔ نوحؑ نے اپنی قوم سے خطاب فرمایا کہ اگر تمہیں میرا رہنا سہنا ناگوار گزرتا ہے' اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا گراں معلوم ہوتا ہے اور اس کی توحید کے دلائل برے معلوم ہوتے ہیں تو میں ان باتوں سے باز رہنے والا نہیں' خواہ تم کو اچھی معلوم ہوں یا بری تم معہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے جمع ہو کر میرے حق میں جو رائے قائم کرنی ہے اس کا پختہ عزم کر لو اور اس کام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو' میرے ساتھ جو معاملہ کرنا ہے کر گزرو اگر تم اپنے زعم میں حق پر ہو تو میرا جو کچھ بگاڑ سکتے ہو بگاڑ لو مجھے ذرا سی بھی مہلت نہ دو اور مجھ پر اچانک ٹوٹ پڑو مجھے تمہاری ذرا پرواہ نہیں' میں تم سے ذرا بھی مرعوب نہیں کیونکہ تم کچھ نہیں کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔

باطل والوں کی بھی کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ میں حق پر ہوں اگر اللہ کو منظور ہوگا تو تم میرا بال بھی بیکا نہ کر سکو گے۔

تمام انبیاء کا دین اسلام (توحید) ہے: (۷۲) پھر اگر تم نے مجھے جھٹلایا اور میری اطاعت سے پیٹھ پھیری تو میں نے تم سے تمہاری خیر خواہی پر کوئی مزدوری تو نہیں مانگی تھی میرا صلہ تو اللہ عطا فرمائے گا مجھے تو یہ حکم ہے کہ میں اللہ کا فرماں بردار بنکر رہوں' اول سے لے کر آخر تک تمام نبیوں کا دین اسلام ہے اگرچہ ان کی شریعتیں مختلف ہیں' قرآن میں ہے (ا) لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ الخ (مائدہ ۵: ۴۸) ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر کی شریعت سے مراد اسلام اور منہاج سے مراد سنت ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہم تمام نبی علاتی بھائی ہیں اور ہمارا دین ایک ہی ہے (ب) یعنی سب نبیوں کا دین توحید ہی ہے اکیلے اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے اگرچہ ہماری شریعتیں مختلف ہیں علاتی بھائیوں کا یہی مطلب ہے کہ ہماری جڑ توحید ہے اور راہیں جداگانہ ہیں' جیسے علاتی بھائیوں کا باپ ایک ہوتا ہے مگر مائیں جداگانہ ہوتی ہیں۔

مجرموں کا برا انجام: (۷۳) جب نوحؑ کو قوم نے جھٹلایا تو ہم نے انہیں اور انکے کشتی والے ساتھیوں کو جو مسلمان تھے بچالیا اور انہیں ڈوبنے والی قوموں کا جانشین بنا دیا اور تمام جھٹلانے والوں کو ڈبو دیا اے محمد ﷺ آپ غور تو فرمائیں کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا کیسا برا انجام ہوا' مسلمان بچا لیے گئے اور کافر ڈبو دیے گئے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

پھر ہم نے ان کے بعد اپنے پیغمبران کی قوموں کے پاس بھیجے یہ رسول ان کے پاس صاف صاف نشان لے کر پہنچے پھر وہ ایسے نہ تھے کہ جن باتوں کو وہ جھٹلا چکے تھے ان پر ایمان لے آتے ہم اسی طرح حد سے آگے بڑھنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔

خاتم الانبیاء کو جھٹلانے والے یقیناً تباہ ہوں گے: (۷۴) یعنی ہم نے نوحؑ کے بعد بہت سے نبی بھیجے جو اپنی اپنی قوم کے پاس اپنی رسالت کے ثبوت میں دلائل لے کر پہنچے مگر چونکہ قوم انہیں شروع ہی میں جھٹلا چکی تھی اس لیے اب وہ ان پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہوئی' فرمایا وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ الخ (انعام ۶: ۱۱۰) ہم ان کے دل اور انکی آنکھیں پلٹ دیتے ہیں جیسے وہ شروع میں ایمان نہیں لائے تھے اب بھی ایمان نہیں لائیں گے یعنی جیسے ان کے دلوں پر مہر لگ گئی' اسی طرح ان جیسے تمام لوگوں کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے اور انہیں عذاب چکھنے سے پہلے ایمان نصیب نہیں ہوتا مقصد یہ ہے کہ اللہ جھٹلانے والی قوموں کو برباد کر دیتا ہے۔ اور ایمان والوں کو بچا لیتا ہے۔ لوگ عہد آدمؑ سے لے کر عہد نوحؑ تک توحید پر قائم رہے یعنی عہد نوحؑ میں شرک کا رواج ہوا' اللہ نے ان کی طرف نوحؑ کو رسول بنا کر بھیجا اسی وجہ سے قیامت کے دن نوحؑ سے ایمان والے کہیں گے کہ آپ سب سے پہلے رسول ہیں جو دنیا والوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔

اس آیت میں عرب کے مشرکوں کے لیے جنہوں نے رحمت اللعالمین کو جھٹلایا تھا سخت دھمکی ہے' جب نبیوں کو جھٹلانے کی

وجہ سے پہلی قوموں کا مذکورہ بالا عبرت ناک انجام ہوا اور وہ اللہ کے عذاب میں پکڑے گئے تو ان کا کیا حشر ہوگا جو سب سے بڑے پیغمبر کو جھٹلا رہے ہیں اور ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝٧٥ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧٦ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝٧٧ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝٧٨

پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا لیکن انہوں نے غرور کیا یہ سب تھے ہی نافرمان‘ پھر جب ان کے پاس ہمارے پاس سے حق آ پہنچا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے‘ موسیٰ نے جواب دیا کہ جب تمہارے پاس حق آ پہنچا ہے تو یوں کہہ رہے ہو کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے؟ جادوگر تو ناکام ہی رہتے ہیں بولے کیا تم ہمارے پاس ہم کو ہمارے اس دین سے پھیرنے کے لیے جس پر ہمارے باپ دادا تھے اور اس علاقہ میں اپنی سرداری قائم کرنے کے لیے آئے ہو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

ازلی بدبخت حق کے آگے نہیں جھکتے: (۷۵) پھر ہم نے ان رسولوں کے بعد موسیٰؑ اور ہارونؑ کو رسول بنا کر فرعون اور فرعون کی قوم کے پاس اپنی نشانیاں دے کر بھیجا‘ لیکن انہوں نے غرور سے حق کو ٹھکرا دیا اور حق کے آگے نہیں جھکے‘ بات یہ ہے کہ یہ مجرم و غدار تھے ہی بھلا حق کیسے ماننے لگے تھے۔

فرعون نے معجزوں کو جادو بتا دیا: (۷۶) پھر جب ہمارے پاس سے ان کے پاس سچا دین آ پہنچا تو انہوں نے جھوٹی قسمیں کھا کھا کر صاف کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے حالانکہ اپنا جھوٹ انہیں اچھی طرح معلوم تھا چنانچہ خود اللہ نے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے وَجَحَدُوْا بِاٰيٰتِنَا الخ (ھود ۱۱: ۵۰) کہ دلوں میں تو ان کے یقین تھا‘ مگر بے انصافی اور غرور سے زبان سے انکار کر رہے تھے۔

معجزے جادو کے کرتب نہیں: (۷۷) موسیٰؑ نے تردید کی غرض سے انہیں جواب دیا کہ جب سچا دین تمہارے پاس آ گیا تو اب تم باتیں بنانے لگے‘ کیا یہ جادو ہے؟ کیا جادو ایسا ہوتا ہے بھلا کہیں جادوگر بھی کامیاب ہوا کرتے ہیں‘ جادو سے حقیقتیں نہیں بدلا کرتیں‘ اور جلدی ہی ان کی پول کھل جاتی ہے‘ یہ تو اللہ کا بھیجا ہوا سچا دین ہے جو کامیاب ہو کر رہے گا۔

فرعونیوں کا موسیٰؑ اور ہارونؑ پر الزام: (۷۸) اب انہوں نے یہ جواب دیا کہ تم دونوں ہمیں ہمارے بزرگوں کے دین سے پھیرنے کے لیے اور اس سرزمین میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے آئے ہو اور ان باتوں سے اپنا الو سیدھا کرنا اور اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہو‘ ہم تمہیں ماننے کے لیے تیار نہیں قرآن میں کثرت سے موسیٰ علیہ السلام کا اور فرعون کا قصہ آیا ہے۔

موسیٰ کی فرعون کے گھر میں پرورش: کیونکہ یہ واقعہ ہے بھی عجیب وغریب اور دلچسپ۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام سے ہر چند ڈرتا رہا اوران سے بچنے کے لیے احتیاطی تدبیریں کرتا رہا مگر اللہ کی شان ملاحظہ ہو فرعون ہی کے گھر میں اسی کے ہاتھوں آپ کی پرورش ہوئی۔ تقدیر نے یہ گل کھلایا کہ جس سے فرعون ڈرتا تھا' اسی نے فرعون کا متبنٰی بن کر اس کے دسترخوان پر پرورش پائی اور شاہی ماحول میں پلا بڑھا اور وہیں ہوش سنبھالا پھر ایک ایسا سانحہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ کو مصر سے بھاگ کر مدین جانا پڑا وہاں سے واپسی پر اللہ نے طور پر آپ سے کلام فرمایا اور رسالت کے منصب سے مشرف فرمایا اور حکم ہوا کہ فرعون ہی کے پاس جاؤ اور اسے اللہ کی عبادت کی دعوت دو' باوجودیکہ فرعون کی عظیم سلطنت تھی اس کا کافی رعب وداب تھا مگر آپ اس سے ذرا مرعوب نہیں ہوئے' آپ کا وزیر ومشیر بجز ہارون کے کوئی اور نہ تھا پیغام توحید سن کر فرعون چراغ پا ہو کر سرکشی پر اتر آیا ناک بھوں چڑھائی' اس کے پلید و سرکش دل نے حق ماننے سے انکار کر دیا' اس نے گردن ٹیڑھی کی اپنے وزیروں سے مشورہ کیا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا ڈھنڈورا پٹوایا اللہ کی نافرمانی پر اتر آیا بغاوت پھیلانے لگا اور مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے منصوبے بنانے لگا' اللہ نے اپنے رسولوں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی اپنی مہربانی سے ایسی آنکھوں سے حراست کی جن کو کبھی نیند آتی ہی نہیں' موسیٰ علیہ السلام سے لگاتار جھگڑے اور بحث و مباحثے ہوتے رہے' آپ کے ہاتھوں سے اس کے سامنے ایسے ایسے کمالات اور حیرت انگیز معجزے ظاہر ہوتے رہے جن سے عقلیں حیران اور ہوش گم تھے۔

لیکن فرعون اور اس کی قوم ہدایت کی پکار سے بری ہوگئی' نبی کو جھوٹا مانا ان کا انکار کیا اور مجادلے پر اتر آئی' آخر کار اللہ نے ان پر اپنا وہ عذاب اتارا جو ٹلنے والا نہ تھا' اور ایک صبح کو ان سب کو غرق کر دیا فرمایا فَقُطِعَ دَابِرُ الخ (انعام: ۴۵) پھر ان ظالموں کی جڑیں کاٹ ڈالی گئیں اور اللہ رب العالمین ہی کے لیے تعریفیں ہیں۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ
مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ
السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾
ع ۱۲ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ۧ

فرعون بولا میرے پاس ہر ہوشیار جادوگر لے آؤ پھر جب جادوگر آ گئے تو ان سے موسیٰ نے کہا جو کچھ تم ڈالنے والے ہو ڈالو پھر جب انہوں نے ڈال دیے تو موسیٰ نے کہا تم جو کچھ بھی لائے ہو جادو ہے یقیناً اسے اللہ مٹا دے گا واقعی اللہ شرارت پسندوں کے کام سنوارتا نہیں اور اللہ حق اپنی باتوں سے ثابت فرما دے گا اگرچہ ان مجرموں کو برا معلوم ہو۔

موسیٰ کا جادوگروں سے مقابلہ: (۸۰٬۷۹) موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں کے مقابلہ کا بیان سورہ اعراف میں پوری تفصیل سے گزر چکا ہے یہاں بھی مقابلہ کا بیان ہے اسی طرح سورہ طٰہٰ میں اور سورہ شعراء میں بھی۔ دراصل فرعون نے لوگوں کو مغالطہ دینا چاہا تھا اور کھلے حق کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کی ٹھان لی تھی کہ جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے کرتبوں سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں

کا مقابلہ کرایا' لیکن اس کے ارادے پائمال ہوئے' معاملہ الٹ گیا اور عام لوگوں کے سامنے اللہ کے نبی کے معجزے غالب آئے۔

(۸۱) اب موسیٰ علیہ السلام نے سنبھل کر فرمایا کہ تم نے جو کچھ کمالات دکھائے ہیں سب نظر بندی ہے' اللہ انہیں تہ و بالا کر دینے والا ہے' کیونکہ اللہ شرارت پسندوں کے کاموں کو تکمیل تک نہیں پہنچاتا۔

(۸۲) یعنی اللہ اپنی دلیلوں سے سچی بات ثابت کر دے گا اگرچہ مجرم اس بات کو کرنا پسند کریں۔

جادو دفع کرنے کا عمل: مندرجہ ذیل آیتیں اللہ کے حکم سے جادو کے لیے شفا بخش ہیں پانی پر انہیں پڑھ کر دم کیا جائے پھر اس پانی کو جادو کیے ہوئے شخص کے سر پر بہا دیا جائے فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى سے وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ تک یونس (۸۱'۸۲) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور بعد والی چار آیتیں (اعراف ۷: ۱۱۸ تا ۱۲۲) اور اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى (طٰہٰ ۲۰: ۶۹)۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

پھر قوم فرعون کے چند آدمیوں کے سوا جو فرعون و حکام سے ڈرتے ڈرتے کہیں وہ انہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں' موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے موسیٰ علیہ السلام پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا واقعی اس ملک میں فرعون بڑا سرکش اور حد سے گزر جانے والوں میں سے تھا۔

موسیٰ پر چند جیالے نوجوان ایمان لائے: (۸۳) اس کے باوجود کہ موسیٰ نے قوم کو صاف صاف معجزے دکھائے مگر پھر بھی قوم فرعون کے بعض آدمیوں کے سوا فرعون کے اور اس کے حکام کے ڈر سے کوئی بھی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا کہ کہیں حکام انہیں ایذا نہ پہنچائیں البتہ چند جیالے نوجوان فرعون سے اور اس کے حکام سے نڈر ہو کر آپ پر ایمان لے آئے اور حق کے آگے جھک گئے اور انہوں نے فرعون کی سخت گیری کی پرواہ نہیں کی' فرعون بڑا ظالم' سخت گیر اور سرکش تھا اس کا رعایا پر اس قدر رعب تھا کہ لوگ اس سے دور رہنے کے باوجود بھی لرزتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قبطیوں میں سے جو چند بہادر نوجوان ایمان لائے تھے ان میں قابل ذکر فرعون کی بیوی فرعون کا خازن اور خازن کی بیوی ہیں۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

موسیٰ نے کہا اے قوم اگر تمہارا اللہ پر ایمان ہے اور اللہ کے فرماں بردار ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو وہ بولے کہ ہمارا اللہ ہی پر بھروسہ ہے اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہمیں اپنی مہربانی سے ان کافروں سے نجات عطا فرما۔

مسلمانوں کا اللہ ہی پر بھروسہ ہے: (۸۴) اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمام اسرائیلی مسلمان تھے' موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا اگر تم مسلمان ہو اور تمہارا اللہ پر ایمان ہے تو اس پر بھروسہ رکھو کیونکہ جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے فرمایا اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ الخ (زمر ۳۹:۳۶) کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں (۲) وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ الخ (طلاق ۶۵:۳) اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا وہ اس کو کافی ہوگا۔

(۸۵) اسرائیلیوں نے بھی یہی کہا کہ ہمارا اللہ پر ہی بھروسہ ہے' اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا یعنی انہیں ہم پر غالب نہ کر کہ وہ خیال کرنے لگیں کہ ہم حق پر تھے' اور یہ باطل پر اسی لیے تو ہم ان پر غالب آئے اور یہ خیال کر کے وہ ہمیں اپنی شرارتوں کا تختہ مشق بنالیں اے اللہ ہمیں قوم فرعون کے ہاتھوں عذاب میں مبتلا نہ فرما اور اپنے عذاب سے بھی بچا ورنہ فرعونی کہیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو کیوں عذاب میں گرفتار ہوتے' پھر وہ ہماری وجہ سے فتنے میں پڑ جائیں اے رب انہیں ہم پر مسلط نہ فرما ورنہ وہ ہمیں فتنے میں ڈال دیں گے اور راہ حق سے بہکا دیں گے۔

(۸۶) اے اللہ اپنی عنایات و مہربانی سے ہمیں ان لوگوں سے بچا جو حق نہیں جانتے اور اسے چھپاتے پھرتے ہیں۔ ہمارا تجھی پر ایمان ہے اور تجھی پر بھروسہ ہے۔

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ وہ اپنی قوم کے لیے مصر کے گھروں میں ٹھکانے بناؤ اور اپنے گھر نماز پڑھنے کے لیے قبلہ رخ بناؤ اور نماز قائم رکھو' اور آپ ایمان والوں کو خوش خبری سنا دیں۔

یہودیوں کی نجات کا بیان: (۸۷) یہاں یہ بیان ہے کہ کس طرح اسرائیلیوں نے فرعون سے اور اس کے مظالم سے نجات پائی۔ اللہ نے موسیٰ اور ہارون کو حکم فرمایا کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بنا کر انہیں وہاں ٹھہراؤ اور اپنے گھروں میں نماز قائم رکھو۔ چونکہ بنی اسرائیل فرعون کے ڈر سے کھلم کھلا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے' اس لیے انہیں گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔

پھر فرمایا کہ ایمان والوں کو ثواب کی اور قریبی مدد کی بشارت سنا دو' اسرائیلیوں نے موسیٰ سے کہا کہ ہم فرعونیوں کے سامنے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اس پر اللہ نے انہیں اجازت دے دی کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کریں اور قبلہ رخ گھر بنائیں۔ اسرائیلیوں کو خوف ہوا کہ انہیں عبادت خانوں میں قتل نہ کر دیا جائے تو حکم ہوا کہ قبلہ رخ گھر بناؤ اور ان میں چھپ کر نماز پڑھ لیا کرو۔

وَقَالَ مُوْسٰی رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کی قوم کو دنیوی خوبصورتی اور مال دے رکھا ہے اے آقا تا کہ یہ تیری راہ سے بھٹکا دیں' اے رب ان کے مال برباد کر اور ان کے دل سخت کر کہ جب تک یہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں تو فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوگئی تم اپنے دین پر جمے رہو اور جاہلوں کی راہ پر نہ چلو۔

کافروں پر بددعا: (۸۸) جب فرعون نے اور اس کی قوم نے حق ٹھکرا دیا کفر و شرک پر اڑے رہے' اور ظلم و تعدی اور غرور و تکبر سے حق کے مقابلے پر ڈٹ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں پر بددعا کی کہ اے اللہ تو نے ان فرعونیوں کو دنیا کی ساری بہاریں دے رکھی ہیں' ان کے پاس دنیا کا سب ساز و سامان ہے اور بے شمار دولت ہے' تجھے معلوم ہے کہ یہ تیرے رسولوں کی رسالت پر ایمان لانے والے نہیں' اس لیے تو نے بطور استدراج کے انہیں سب کچھ دے رکھا ہے ان کے مال کی فراوانی سے لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ یہ اللہ کے محبوب ہیں ورنہ یہ بے شمار دولت اور یہ آرام و راحت انہیں کیسے ملتا' اور وہ اس خیال سے گمراہ ہو جائیں گے اے آقا ان کے مال غارت کر دے۔ نبی کی بددعا سے اللہ نے ان کے سونے چاندی کے سکے پتھر بنا دیئے' اور ان پر نقوش بدستور باقی رہے اور اناج کی بالوں میں بجائے دانوں کے سنگریزے پیدا ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ ان کے دل سخت فرما اور ان پر مہر لگا دے کہ جب تک یہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں۔ اللہ کے نبی نے اللہ کے قانون کی توہین اور اس کے دین کی بے حرمتی دیکھ کر یہ بددعا کی تھی اور دینی جوش کے غلبے میں آپ کی زبان سے یہ کلمے نکلے تھے جب آپ پر یہ بات صاف طور سے کھل گئی تھی کہ فرعون اور اس کی قوم ایمان لانے والی نہیں' کیونکہ ان میں ایمان لانے کی اور حق ماننے کی صلاحیت ہی نہیں' اسی دینی جوش میں آ کر نوح نے بددعا کی تھی رَبِّ لَا تَذَرْ الخ (نوح ۷۱: ۲۶'۲۷) اے رب اس زمین پر کوئی کافر رہتا بستا نہ چھوڑ اگر تو کافروں کو چھوڑ دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے گھر فاجر و فاسق اور ناشکرے ہی پیدا ہوں گے' اللہ نے اپنے نبی موسیٰ کی دعا قبول فرمالی جس پر ہارونؑ آمین فرما رہے تھے اور فرمایا

(۸۹) کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی اب فرعون اور اس کی قوم کو تباہ کر دیا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ تم دونوں میرے کام کو انجام دیے جاؤ اور استقلال سے توحید پھیلاتے جاؤ کہتے ہیں کہ اس بددعا کے بعد فرعون چالیس دن زندہ رہا۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ
حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ
مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ
اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۹

اور ہم نے اسرائیلیوں کو دریا کے پار کر دیا لیکن ظلم و زیادتی کے لیے فرعون اور اس کا لشکر بھی ان کے پیچھے پیچھے لگ گیا تھا آخر کار

جب فرعون ڈوبنے لگا تو بولا میرا ایمان ہے کہ اس کے سوا جس پر اسرائیلیوں کا ایمان ہے کوئی حق دار عبادت نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں' کیا اب؟ حالانکہ تو اس سے قبل نافرمانیاں کرتا رہا اور فسادیوں میں شامل رہا۔ پس آج ہم تیری لاش کو بچا لیں گے تاکہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کے لیے ایک نشانی بن جائے۔ یقیناً اکثر لوگ ہماری آیتوں سے بے خبر ہیں۔

فرعون وفرعونیوں کے غرق کا واقعہ: (۹۰) فرعون کے اور فرعونیوں کے ڈوبنے کا بیان ہے' یہ واقعہ سورہ بقرہ میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

(۹۱) کہ جب سر سے پانی اتر گیا تو تو ایمان کا اقرار کرنے لگا' حالانکہ اس سے پہلے تو نے خوب اللہ کی نافرمانیاں کیں خوب اودھم مچایا اور خوب شرارتیں پھیلائیں اور ان سے ملا رہا جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً الخ (قصص ۲۸:۴۱) ہم نے انہیں ایسے پیشوا بنایا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلا رہے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی اللہ نے نزع کی حالت میں فرعون کا یہ قول جو نقل فرمایا ہے غیب کے اسرار میں سے ہے کہ اللہ نے اس پوشیدہ بات کی اپنے رسول ﷺ کو اطلاع دے دی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھ سے جبرائیل نے فرمایا جب فرعون ڈوبتے ڈوبتے ایمان کا اقرار کر رہا تھا کیا خوب ہوتا آپ اس وقت مجھے دیکھتے میں دریا کی کیچڑ اس خیال سے اس کے منہ میں ٹھونس رہا تھا کہ کہیں اللہ کی رحمت اس کا دامن نہ تھام لے (ت۔ ابن جریر' ابن ابی حاتم)۔

(۹۲) ابن عباسؓ فرماتے ہیں بعض اسرائیلیوں کو فرعون کے ڈوبنے کے بارے میں شک تھا' آخر کار اللہ کے حکم سے دریا نے اس کی لاش ساحل پر ایک بلند ٹیلے پر پھینک دی' تاکہ تمام اسرائیلیوں کو معلوم ہو جائے کہ فرعون مر گیا ہے' یہ لاش زرہ پوش تھی اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آج ہم تیری لاش زمین کے ایک ٹیلے پر ڈال دیں گے اور اسے صحیح سالم اور بگڑے بغیر بچا لیں گے تاکہ لوگ تجھ کو پہچان کر تیری موت کا یقین کر لیں' تیری لاش مع زرہ کے بچا لی جائے گی کہ تو اسرائیلیوں کے لیے اپنی موت و تباہی کی دلیل ہو اور انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے ہاتھ میں ہر بڑے سے بڑے سرکش و ظالم کی پیشانی کے بال ہیں وہ جب چاہے انہیں گھسیٹ لے اور اللہ کے غضب وقہر کے سامنے کوئی بھی نہیں ٹھہر سکتا' پھر فرمایا ان صاف صاف واقعات کے ہوتے ہوئے بھی لوگ ہماری آیتوں سے بے پرواہ رہتے ہیں ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور عبرت نہیں پکڑتے' فرعون معہ اپنی فوج کے محرم کی دسویں تاریخ کو ہلاک ہوا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب اللہ کے نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا' پوچھا اس تاریخ کو کیوں روزہ رکھتے ہو؟ بولے اس تاریخ کو موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم بہ نسبت یہودیوں کے موسیٰ کی سنت کو زندہ کرنے کے زیادہ حق دار ہو' لہذا تم بھی اس تاریخ کا روزہ رکھا کرو۔

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

ہم نے اسرائیلیوں کو رہنے کے لیے بہترین جگہ دی اور انہیں صاف ستھری روزی دی' پھر علم آنے کے بعد ہی ان میں پھوٹ پڑی۔ قیامت کے دن ان کا رب ان کے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائے گا۔

یہودیوں پر انعامات کا بیان: (۹۳) اسرائیلیوں پر جو دین اور دنیوی انعامات ہوئے ان کا بیان ہے کہ ہم نے انہیں کے شہروں میں اور شام میں بیت المقدس کے آس پاس جگہ دی' اور یہ فرعون کی تمام سلطنت پر قابض ہو گئے وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الخ (اعراف ۷: ۱۳۷) ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت دے رکھی ہے' اور آپ کے رب کی سچی بات پوری ہوئی' ان کے صبر کا بدلہ انہیں مل گیا اور فرعون کی اور اس کی قوم کی ساری کاریگریاں اور اونچی اونچی عمارتیں تباہ کر دی گئیں پھر فرمایا کہ ہم نے انہیں پاکیزہ اور صاف ستھری چیزیں کھانے کو دیں' یعنی پاکیزہ مفید اور حلال روزی جو طبیعت کو بھی بھائے' جسے شریعت بھی سراہے' مگر ان میں علم آ جانے کے بعد اختلافات پیدا ہو گئے' حالانکہ اب انہیں اختلاف لائق نہ تھا جبکہ اللہ نے ساری باتیں صاف صاف بتا دی تھیں اور انہیں اندھیرے میں نہ رکھا تھا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہودی ۷۱ اور عیسائی ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی یہ سب جہنمی ہوں گے بجز ایک فرقے کے' پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ جنتی کونسا فرقہ ہوگا فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر قائم رہے گا (مستدرک حاکم سنن و مسانید) پھر فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن ان کے باہمی اختلافات کا فیصلہ فرما دے گا۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

پھر جو کچھ ہم نے آپ پر اتارا اگر اس میں سے کسی بات میں بھی آپ کو شک ہو تو آپ ان سے پوچھ لیں جو آپ سے پہلے کی کتابیں پڑھتے چلے آئے ہیں بلاشبہ آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس حق آ چکا' لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں اور ان میں سے بھی نہ ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں کہیں آپ نقصان میں نہ پڑ جائیں' جن پر آپ کے رب کی بات درست آ چکی ہے کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس تمام نشانیاں آ جائیں' جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔

رحمت عالم ﷺ کی صفتیں آسمانی کتابوں میں موجود ہیں: (۹۴ و ۹۵) جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ مجھے شک ہے اور نہ میں کسی سے پوچھوں' آیت سے یہ غرض ہے کہ امت کے ایمان مضبوط ہو جائیں گے اور انہیں بتا دیا جائے کہ ان کے پیارے نبی کی صفتیں آسمانی کتابوں میں جو اہل کتاب کے ہاتھوں میں ہیں موجود ہیں جیسے اس آیت میں فرمایا اَلَّذِيْنَ

یَتَّبِعُوْنَ الخ (اعراف ۷ : ۱۵۷) جو لوگ اس رسول کی اور اس نبی امی کی جن کی صفتیں اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں پیروی کرتے ہیں' تعجب تو یہ ہے کہ باوجودیکہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں پیغمبر اسلام کی تعریفیں پاتے ہیں اور آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں' مگر پھر بھی گاجروں میں گٹھلیاں ملاتے ہیں اور ردوبدل کر کے بات بدل ڈالتے ہیں' اور روز روشن کی طرح دلیلیں سامنے ہوتے ہوئے بھی آپ کو نہیں مانتے۔

(۹۶) اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ جن کافروں پر آپ کے رب کی بات ٹھیک اتر آئی ہے وہ ایمان لانے والے نہیں۔

(۹۷) اگرچہ ان کے سامنے دنیا بھر کی دلیلیں رکھ دی جائیں' جب تک کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے یعنی ایسا ایمان نہیں لائیں گے جو انہیں فائدہ پہنچائے بلکہ بے وقت ایمان لائیں گے جو بے سود ہو گا۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝۹۸

پھر کوئی بستی ایمان نہیں لائی کہ اسے اس کا ایمان فائدہ ہی پہنچاتا بجز یونس کی قوم کے جب وہ ایمان لے آئی تو ہم نے ان سے دنیا میں رسوا کرنے والا عذاب ہٹا دیا' اور انہیں ایک عرصے تک فائدہ اٹھانے دیا۔

---

(۹۸) پہلی قوموں کی کوئی بستی ایسی نہیں کہ وہ ساری کی ساری اپنے زمانے کے رسول پر ایمان لائی ہو' بلکہ آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی کسی قوم میں بھیجا اس پر اس کی ساری قوم یا اکثر قوم ایمان نہیں لائی فرمایا یَا حَسْرَةً عَلَى الخ (یٰس ۳۶ : ۳۰) لوگوں پر حسرت و افسوس ہے کہ ان کے پاس جو رسول بھی آتا ہے یہ اس کا مذاق ہی اڑاتے ہیں۔

غرضیکہ پہلے لوگوں کی کوئی بستی ایسی نہیں جو سب کی سب اپنے نبی پر ایمان لے آئی ہو بجز قوم یونس کے جو نینویٰ کے باشندے تھے یہ لوگ اس عذاب سے ڈر کر ایمان لے آئے جس کے آنے کی خبر ان کے نبی یونس نے دی تھی' اور اس کے اسباب بھی معائنہ کر چکے تھے' جب شہر سے یونس نکل گئے تھے تو یہ رونے دھونے اور اللہ کے سامنے گڑگڑانے لگے اور عذاب کے ہٹائے جانے کی بلک بلک کر دعائیں مانگنے لگے' اللہ کو ان پر رحم آ گیا آنے والا عذاب ان سے ہٹا لیا گیا' اور انہیں مہلت دے دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے عذاب کے اسباب دیکھ کر اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ خوب روئے دھوئے توبہ کی۔ نافرمانیاں نہ کرنے کا اقرار کیا نیک بننے کا وعدہ کیا' اللہ نے اپنی مہربانی سے ان سے عذاب ہٹا دیا۔

کسی ایسی بستی کو جو کفر کے بعد عذاب دیکھ کر ایمان لے آئی ہو اور چھوڑ دی گئی ہو' اس کا ایمان فائدہ بخش ثابت نہیں ہوا بجز قوم یونس۔ فرمایا اَرْسَلْنٰهُ الخ (صافات ۳۷ : ۱۲۷' ۱۲۸) ہم نے یونس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا پھر وہ ایمان لے آئے ہم نے انہیں ایک مدت تک دنیا سے فائدہ اٹھانے دیا' اس آیت میں فرمایا کہ وہ ایمان لے آئے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۹۹ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾

اگر آپ کے رب کو منظور ہوتا تو تمام روئے زمین کے لوگ ایمان لے آتے کیا آپ لوگوں کو جبر یہ مومن بنانا چاہتے ہیں کوئی شخص بھی اللہ کے حکم کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا' اللہ انہیں پر پلیدی ڈالتا ہے جو عقل وفہم سے کورے ہوتے ہیں۔

دنیا میں سب ایمان لانے والے نہیں: (۹۹) اللہ کی شان ملاحظہ ہو کوئی تو ایمان کی دولت سمیٹتا ہے اور کوئی ایسا بد بخت ہوتا ہے کہ اسے ایمان نصیب ہی نہیں ہوتا اگر اللہ کو منظور ہوتا تو اے پیغمبر اسلام آپ پر روئے زمین کے تمام لوگ ایمان لے آتے فرمایا وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ الخ (ھود ۱۱: ۱۱۸'۱۱۹) اگر آپ کا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا' لوگ برابر اختلافات میں پڑے رہیں گے' مگر جن پر اللہ کی مہربانی ہو' اسی کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور آپ کے رب کی یہ بات پوری (ہو کر رہے گی) کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر کر رہوں گا۔

(۱۰۰) اللہ کے ارادے کے بغیر کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا' اللہ انہیں کو گمراہ کرتا ہے جو اس کے دلائل میں غور نہیں کرتے اور عقل وفہم سے کام نہیں لیتے' اللہ لوگوں کی ہدایت وضلالت میں عدل ہی سے کام لیتا ہے' اس کی کوئی بات بھی عدل وحکمت سے خالی نہیں۔

قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ
عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ
رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ ع ۱۵

آپ فرما دیں ذرا غور تو کرو کہ آسمان وزمین میں کیا کچھ ہے اور بے ایمانوں کو نشانیاں اور ڈراوے فائدہ نہیں دیتے' انہیں ان لوگوں کے برے دنوں جیسے دنوں کا انتظار ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں' آپ فرما دیں کہ تم بھی انتظار کرو اور تمہارے ساتھ میں بھی انتظار کر رہا ہوں' پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو بچا لیں گے اسی طرح ایمان والوں کا بچانا ہمارے ذمہ ہے۔

(۱۰۱) انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی نعمتوں میں اور اس کی آسمان وزمین میں بکھری ہوئی زبردست نشانیوں میں جن سے ارباب عقل حیران ودنگ ہیں غور وفکر کرے کہ یہ چمکیلے تارے یہ ٹھہرے ہوئے اور گھومنے والے سیارے یہ چاند سورج اور یہ رات دن ان کا آنا جانا اور ایک کا دوسرے میں داخل ہو جانا' کبھی دن کا بڑا ہو جانا اور رات کا چھوٹا ہو جانا اور کبھی رات کا بڑا ہو جانا اور دن کا چھوٹا ہو جانا' کبھی دونوں کا برابر ہو جانا' یہ بلند وسیع اور حسین وخوبصورت آسمان پھر اس سے اللہ کا بارش کرنا جس کے پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرنا اور اس سے طرح طرح کے پھل' پھول' اناج وسبزیاں پیدا کرنا' قسم قسم کی بوٹیاں اگانا' روئے زمین پر طرح طرح کے جاندار پیدا کرنا' جن کی شکلیں رنگ اور فوائد جداگانہ ہیں' یہ سر بہ فلک پہاڑ اور زمین دوز گہرے گہرے غار' یہ میدان و

جنگلات اور یہ بنجر قطعات' یہ آبادیاں اور عمارات اور یہ کھنڈرات' پھر یہ سمندر اور اس کی عجیب وغریب پہاڑ جیسی موجیں' جو انسان کے قبضے میں ہیں کہ وہ اس میں کشتیاں' موٹر اور جہاز جس طرح چاہیں چلائیں اور جو انہیں نہایت آرام سے ہزاروں میل کا سفر طے کرا دے' (یہ لامحدود فضا جس پر آج انسان کی حکومت ہے۔ اور مہینوں کے سفر گھنٹوں میں طے کر لیے جاتے ہیں) یہ سب اللہ کی قدرت کی زبردست نشانیاں ہیں' اور سب کو اللہ نے انسان کا خادم بنا دیا ہے' لہٰذا اللہ ہی سزاوار عبادت و ربوبیت ہے کوئی اور نہیں' اور پھر فرمایا کہ بے ایمانوں کو نہ آسمانی نشانیاں کام دے سکتی ہیں اور نہ ارضی نشانیاں' اور نہ وہ رسولوں کے معجزوں ہی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ الخ (یونس ۱۰:۹۶) جن پر آپ کے رب کی بات واجب ہو چکی ہے وہ ایمان لانے والے نہیں۔

(۱۰۲) اے پیارے نبی یہ جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں' یہ اسی عذاب کے انتظار میں ہیں جیسا ان سے پہلے جھٹلانے والی قوموں پر آیا تھا' آپ ان سے کہہ دیں اچھا تم بھی عذاب کے انتظار میں رہو اور تمہارے ساتھ میں بھی انتظار میں ہوں۔

(۱۰۳) جب عذاب آ جاتا ہے تو ہم رسولوں کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اس سے بچا لیتے ہیں' اور جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ ہوتا یہی ہے کہ ہمارے نزدیک ایمان والوں کو بچا لینا ضروری ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

آپ فرما دیں کہ لوگو! اگر تم کو میرے دین میں شک ہے تو میں ان کی پرستش نہیں کروں گا جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوج رہے ہو ہاں میں اس اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا جو تم کو مار دیتا ہے' مجھے حکم ہے کہ میں مومن بن کر رہوں اور اس بات کا بھی کہ آپ اپنا رخ مخلصانہ دین کی طرف سیدھا رکھیں اور مشرکوں میں سے نہ ہوں اور اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت نہ کریں جو آپ کو نفع یا نقصان نہ پہنچا سکیں' اگر آپ ایسا کریں گے تب تو آپ یقیناً ظالم بن جائیں گے اور اگر اللہ آپ کو کوئی دکھ پہنچائے تو اسے دور کرنے والا بھی وہی ہے اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو اس کا فضل کوئی ٹال نہیں سکتا وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا فضل عطا فرما دے وہ تو بڑا ہی خطاپوش و مہربان ہے۔

توحید میں شک کرنے کی گنجائش ہی نہیں: (۱۰۴) یعنی اے نبی آپ لوگوں سے فرما دیں' کہ اگر تمہیں ... توحید والے دین

کی صحت میں جسے میں لے کر آیا ہوں کچھ شک ہے تو اس میں شک کی گنجائش تو بالکل ہی نہیں) اس لیے ناممکن ہے کہ میں بھی تمہاری طرح مشرک بن کر مخلوق کی عبادت کرنے لگوں میرا معبود تو صرف وہی اللہ ہے جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور جو تمہاری زندگی اور موت پر قادر ہے پھر تمہیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اگر تمہارے یہ معبود سچے ہیں اور میں ان کی عبادت کرتا نہیں تو تم ان سے دعائیں مانگو کہ یہ میرا جو کچھ بگاڑ سکیں بگاڑ لیں' نادانو یہ تو اپنے ذاتی نفع ونقصان پر بھی قادر نہیں' جس کے ہاتھ میں نفع ونقصان ہے وہ اللہ ہی کی ذات ہے جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں مجھے حکم ہے کہ میں مومنوں ہی میں شامل رہوں۔

(۱۰۵) مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں یکسو ہو کر خالص اللہ ہی کی عبادت کروں اور شرک سے بچتا رہوں۔

(۱۰۶) اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بھلائی برائی اور نفع ونقصان سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' لہٰذا وہی عبادت کا حق دار ہے۔

(۱۰۷) پھر فرمایا اللہ بڑا ہی خطا پوش ہے انسان جس گناہ سے بھی توبہ کر لے اللہ اپنی رحمت سے اسے معاف فرما دیتا ہے۔ اگرچہ شرک ہی کیوں نہ ہو وہ تو اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا
يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ
بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ
الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع

آپ فرما دیں کہ لوگو تمہارے رب کے پاس سے تمہارے پاس حق آ چکا ہے پھر جو راہ پر آ جائے اسے خود ہی راہ پر آنے کا فائدہ ہو گا اور جو گمراہ ہو جائے اس کا وبال اسی پر ہو گا اور میں تم پر کوئی حاکم تو ہوں نہیں اپ اس وحی کی پیروی کیے جائیں جو آپ پر اتری ہے اور صبر کرتے رہیں جب تک کہ اللہ خود ہی فیصلہ نہ فرما دے وہی بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

اسلام قطعی سچا دین ہے: (۱۰۸) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہے کہ آپ لوگوں کو بتا دیں کہ آپ جو دین لے کر آئے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے اور قطعی سچا ہے' جس کی صداقت میں ذرا سا بھی شبہ نہیں پھر جس نے اسے سینے سے لگایا اور اس پر عمل کیا اس نے راہ پالی اور اس کا فائدہ اسی کی ذات کو ہو گا اور جس نے اسے ٹھکرا دیا اور اس سچی راہ سے بھٹک گیا اس کا وبال اسی کی ذات پر پڑے گا' اللہ کا کچھ نہیں بگڑ سکتا' پھر فرمایا کہ میں تم پر کوئی حاکم تو ہوں نہیں کہ تم کو جبراً مومن بنا دوں' میں تو تم کو محض بیدار کرنے والا ہوں' ہدایت وایمان اللہ کے اختیار میں ہے۔

صبر واستقلال کا حکم: (۱۰۹) یعنی جو کچھ اللہ نے آپ پر اتارا ہے آپ اسی کو مضبوطی سے پکڑے رہیں اور لوگوں کی مخالفت و تکذیب پر صبر کرتے رہیں' جب تک کہ خود اللہ ہی آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ نہ فرما دے وہ اپنی حکمت اور اپنے عدل و

انصاف کے ساتھ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

الحمدللہ سورہ یونس کی تفسیر بخیر وخوبی تکمیل کو پہنچی اللہ پاک قبول فرمائے اور اسے مؤلف کی آخرت کا ذخیرہ بنائے آمین۔

سورہ ھود

سورہ ھود باعتبار مصحف گیارہویں سورہ ہے اور باعتبار نزول ۵۲ ویں سورہ ہے

سورۂ ھود کے بارے میں: ابوبکرؓ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ فرمایا ہود' واقعہ' نبأ اور تکویر نے (ابویعلیٰ) ابن عباسؓ فرماتے ہیں ابوبکرؓ نے کہا' یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے' فرمایا مجھے ہود' واقعہ' مرسلات' نبأ اور تکویر نے بوڑھا کر دیا (ت) (ایک روایت میں ہے کہ) مجھے ہود اور ہود جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا یعنی واقعہ' حاقہ اور تکویر نے۔(ط)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾

سورہ ہود مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو تیئیس آیتیں ہیں اور دس رکوع ہیں۔ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا ہی مہربان وشفیق ہے۔ الرا۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ہیں پھر وضاحت سے بیان کی گئی ہیں جو حکمت والے اور خبردار اللہ کی طرف سے ہے (اس میں ہے) کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی پرستش نہ کرو دیکھو میں تمہیں اللہ کی طرف سے آگاہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں اور یہ کہ اپنے رب سے مغفرت کی دعا کرو پھر اس سے توبہ کرو وہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک عمدہ فائدہ پہنچائے گا اور ہر زیادہ عمل والے کو زیادہ ثواب عطا فرمائے گا اور اگر تم منہ پھیرلو تو مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے اللہ ہی کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

(۱۔۲) الر کا معنی اللہ کو معلوم۔ قرآن حکیم میں الفاظ محکم ہیں' اور معانی ومطالب میں پوری پوری تفصیل ہے' اس کی بیرونی صورت بھی کامل ہے اور اندرونی بھی' یہ اس حکیم کا کلام ہے' جس کا ہر کام حکمت کا سرچشمہ ہے اور جو ہر کام کے انجام سے اچھی طرح سے واقف کار بھی ہے اور اس کے عطا کردہ مسائل انسان کی اصلاح کے لیے ہیں۔

تمام انبیاء توحید لے کر آئے: قرآن کے اتارے جانے کی بنیادی غرض یہ ہے کہ توحید قائم کی جائے' اور شرک کی بیخ کنی کی

جائے' پہلے تمام نبی اسی بنیادی مسئلے کو پھیلانے کے لیے اور لوگوں کو توحید کی طرف بلانے کے لیے آئے' پھر فرمایا کہ میں بشیر ونذیر ہوں یعنی اللہ کے دین کی مخالفت کرنے والوں کو اس کے بے پناہ عذابوں سے ڈرانے والا ہوں اور اس کے احکام مان کر ان پر عمل کرنے والوں کو اس کی نعمتوں کی بشارت دینے والا ہوں' ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کے ایک ایک قبیلے کو آواز دے کر بلاتے ہیں اپنوں کو بھی اور پرایوں کو بھی جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں' اگر میں تم سے یہ کہوں کہ کل صبح دشمن کا کوئی لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات صحیح مانو گے یہ عرض کرتے ہیں یقیناً کیونکہ ہمارے سامنے آج تک آپ نے کوئی جھوٹ نہیں بولا' آپ نے فرمایا اچھا تو دیکھو قیامت آنے والی ہے تمہیں اپنی شرارتوں اور برائیوں کا بدلہ ملنے والا ہے جو بڑا سخت ہوگا میں تمہیں اللہ کے عذاب سے آگاہ کرنے والا ہوں۔

شریعت کی پابندی سے دنیا و آخرت کی اصلاح ہوتی ہے: (۳) یعنی سابق برائیوں سے باز آ جاؤ اور سچے دل سے توبہ کر لو اور اپنے رب کے آگے جھکے رہو' پھر فرمایا کہ اللہ تمہیں عمدہ فائدہ پہنچائے گا' یعنی شریعت پر عمل کرنے سے دنیوی زندگی بھی بن جاتی ہے اور آخرت کی زندگی بھی جو اصل زندگی ہے' حق تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کو بڑی بڑی نعمتیں عطا فرماتا ہے فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحاً الخ (نحل ۱۶:۹۷) جو کوئی نیک عمل کرتا رہے گا خواہ مرد ہو یا عورت ہم اسے پاکیزہ زندگی دے کر رہیں گے اور اس کے حسن اعمال کی وجہ سے اسے بہترین صلہ عطا فرمائیں گے۔

(۴) یعنی سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے' اور اسے حساب دینا ہے اس کی قدرت ہمہ گیر ہے' وہ نہ ماننے والوں سے بدلہ لینے پر اور فرماں برداروں سے احسان وسلوک پر قادر ہے۔ اور جس طرح عدم سے وجود بخشنے پر قادر ہے اسی طرح تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے' تمام باتیں اسی کے اختیار میں ہیں' تم اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے' پہلے جنت کی رغبت دلائی پھر عذابوں سے ڈرایا۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۵

کان کھول کر سن لو کہ یہ اپنے سینے موڑ رہے ہیں' تا کہ اللہ سے چھپ جائیں' خوب یاد رکھو جب یہ اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں تو اس وقت بھی جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں سب کو اللہ جانتا ہے' واقعی وہ دلوں کے تمام راز خوب جانتا ہے۔

اللہ ہر چیز سے خبردار ہے: (۵) صحبت وعریانی کی حالت میں پردے والے اعضاء کو آسمان کی طرف کرنا برا سمجھا جاتا تھا' اس لیے بول وبراز وہم بستری کی حالت میں خلوت میں عریاں ہونا معیوب سمجھ کر سر ڈھانک لیے جاتے تھے' یا اللہ کے بارے میں شک کرتے تھے' برے عملوں کے عادی تھے' اور برے عملوں کے وقت جھک جایا کرتے تھے' جیسے کسی سے شرما رہے ہوں' اور اس سے عیب چھپانا چاہتے [illegible] نے فرمایا کہ رات میں کپڑوں میں لپٹ کر بھی تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے بھی دیکھتا ہے' خواہ چھپ [illegible] اللہ وسعت علم [illegible] اسرار نہانی سے خوب آگاہ ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۞ ⑥

زمین پر جس قدر چلنے والے جان دار ہیں ان کی روزیاں اللہ ہی پر ہیں‘ وہی انکے رہنے کی جگہ سے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ سے واقف ہے ہر چیز ایک روشن کتاب میں ہے۔

اللہ نے ہر جاندار کی روزی اپنے ذمہ لے لی ہے: (۶) اللہ روئے زمین کے تمام جانداروں کی روزیوں کا ذمہ دار ہے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے‘ اور خشکی میں ہوں یا تری میں‘ اور وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہوں کو زمین پر چلنے پھرنے کی مقامات کو ان کے قبروں کے گڑھوں کو اور ان کی زندگی کے گھروں کو خوب جانتا ہے‘ اسے معلوم ہے کہ وہ زندگی میں کہاں کہاں رہیں گے انہیں کہاں اور کس سرزمین پر موت آئے گی‘ اسے ان کا وہ گھر بھی معلوم ہے جہاں وہ ابتدائی پیدائشی منزلوں سے گزر رہے تھے‘ اور وہ گھر بھی جہاں سے وہ چند قطروں کی صورت میں رحم میں ڈال دیے گئے تھے (ابن ابی حاتم) فرمایا کہ ایک ایک بات تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں موجود ہے جو حق تعالیٰ کے پاس ہے فرمایا (۱) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ الخ (انعام ۶:۳۸) روئے زمین پر جس قدر بھی جاندار ہیں اور جس قدر بھی پرندے اپنے پروں سے اڑتے ہیں وہ سب تمہاری طرح قومیں ہیں‘ کوئی چیز ایسی نہیں جو ہم نے کتاب میں نہ لکھی ہو پھر یہ سب اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ ⑦ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ ⑧ ع ۱

اسی نے چھ دن میں آسمان اور زمین بنائے اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ وہ تم کو جانچے کہ تم میں سے کون اچھے عملوں والا ہے‘ اگر آپ ان سے فرمائیں کہ تم مرنے کے بعد واقعی زندہ کیے جاؤ گے تو کافر ضرور یہ جواب دیں گے کہ یہ تو محض جادو ہے اور اگر ہم ان سے تھوڑے سے وقت کے لیے عذاب ہٹا دیں تو یہ ضرور چیخ پڑیں گے کہ عذاب کو کیا چیز روکے ہوئے ہے یاد رکھو کہ جس دن ان پر عذاب آجائے گا تو پھر ان سے ٹلنے والا نہ ہوگا اور وہی عذاب ان پر الٹ پڑے گا‘ جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

اللہ ہمہ گیر قدرت کا مالک ہے: (۷) حق تعالیٰ اپنی ہمہ گیر قدرت کا اظہار فرما رہا ہے کہ اس نے چھ دن میں آسمان و زمین کا تمام کارخانہ رچا دیا اس سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو تمیمیوں نے جواب دیا

کہ آپ نے بشارتیں تو سنا دیں کچھ دلوائیں بھی تو فرمایا یمن والو تم بشارت قبول کرو' بولے آپ کی بشارت سر اور آنکھوں پر ہم بخوشی قبول کرتے ہیں آپ ہمیں دنیا کی پیدائش کے ابتدائی حالات بتائیں فرمایا پہلے کچھ نہ تھا صرف اللہ تھا۔ جس کا عرش پانی پر تھا' اس نے ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں ہر چیز کا بیان فرمایا (عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ آپ نے ابھی اس قدر فرمایا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا کہ تمہاری اونٹنی بھاگ گئی' چنانچہ میں اسے ڈھونڈنے چلا گیا مجھے معلوم نہیں کہ پھر آپ نے کیا فرمایا (قا) (ایک روایت میں ہے) پھر آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ نے آسمان و زمین بنائے (۲) کائنات کی پیدائش سے پچاس ہزار سال قبل اللہ نے لوگوں کی تقدیریں لکھ لی تھیں جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا (م) (۳) ابورزینؓ کہتے ہیں لقیط بن عامر نے آپ سے پوچھا کہ دنیا کی پیدائش سے پہلے اللہ کہاں تھا؟ فرمایا عما میں جس کے اوپر نیچے ہوا تھی' پھر بعد میں عرش بنایا (ت' ابن ماجہ) پھر فرمایا کہ آسمان و زمین تمہارے فائدے کے لیے بنائے گئے' اور تم اللہ کی عبادت کے لیے کہ اسی کو یکتا جانو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانو' کائنات اور اس کی کوئی چیز بھی بیکار نہیں پیدا کی گئی' ایسا خیال خام تو محض کافروں کا ہے چنانچہ فرمایا (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ الخ (ص ۳۸: ۲۷) ہم نے آسمان و زمین اور ان کی درمیانی چیزیں یونہی بے کار نہیں پیدا کیں' ایسا گمان تو کافروں کا ہے اور کافروں کے لیے جہنم میں ویل ہے۔

دنیا میں انسان آزمائش کے لیے بھیجا گیا: پھر فرمایا اللہ نے تم کو دنیا میں اس لیے بھیجا کہ وہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں سے کون دنیا میں آ کر اچھے عمل کرتا ہے اور کون نہیں یہ نہیں فرمایا کہ دنیا میں کون زیادہ عمل کرتا ہے اور کون کم' کیونکہ اچھے عمل میں خلوص کے ساتھ شریعت محمدی کی مطابقت بھی پائی جاتی ہے اگر عمل میں خلوص نہ ہو مگر مطابقت ہو تو شرک ہے اور اگر خلوص ہو مگر مطابقت نہ ہو تو بدعت ہے اور شرک و بدعت دونوں خطرناک چیزیں ہیں' اللہ ان گندگیوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے آمین۔

زندگی بعد الموت برحق ہے: پھر فرمایا کہ اے ہردلعزیز نبی اگر آپ ان کافروں کے سامنے زندگی بعد الموت کا عقیدہ رکھیں تو صاف انکار کر دیں گے۔ حالانکہ یہ آسمان و زمین کا خالق اللہ ہی کو مانتے ہیں فرمایا (۱) لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الخ (زخرف ۴۳: ۸۷) اے نبی اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یہ جواب میں اللہ ہی کو بتائیں گے (۲) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الخ (عنکبوت ۲۹: ۶۱) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے یہ آسمان اور زمین بنائے اور کس نے سورج' چاند کو تابعدار بنایا تو وہ ضرور اللہ ہی کو بتائیں گے تعجب ہے کہ پھر زندگی بعد الموت کو کیوں نہیں مانتے اور کیوں اس ایک ادنیٰ سی بات کو اللہ کی قدرت سے باہر جانتے ہیں یہ تو ایک موٹی سی بات ہے کہ جس نے بلانمونہ کے نہایت آسانی سے ایک چیز ایجاد کر دی' وہ اُسے دوبارہ سے کیسے نہیں بنا سکتا بلکہ دوبارہ پیدا کرنا تو اول بار کے بنانے سے بھی بہت ہی آسان ہے' چنانچہ فرمایا (۱) وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الخ (روم ۳۰: ۲۷) وہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے۔ پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا فرمائے گا' اور اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا بہت ہی آسان ہے (۲) وَمَا خَلْقُكُمْ الخ (لقمان ۳۱: ۲۸) تم سب کی پیدائش اور تم سب کا دوبارہ زندہ کرنا میرے لیے ایسا ہی ہے' جیسے ایک کا۔ پھر فرمایا کافر اس عقیدے کو نہیں مانتے' اور کھلا جادو کہہ کر گریز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو لوگ اس عقیدے کو ماننے لگتے ہیں ان پر آپ نے جادو کر دیا ہے' دراصل کفر و عناد اور رسم و رواج کی وجہ سے زندگی بعد الموت کے ماننے والوں کو مسحور بتانے پر مجبور ہیں

مشرکوں کو چند دن کے لیے عذاب کے نہ آنے سے دھوکا: (۸) یعنی اگر ہم ان مشرکوں سے کچھ دنوں کے لیے عذاب موقوف رکھیں تو یہ گمان کر بیٹھتے ہیں کہ عذاب کی دھمکی بے بنیاد ہے اور طنزیہ عذاب کی جلدی مچانے لگتے ہیں' ان کے دلوں میں کفر و

شرک نے دور دور تک جڑیں پھیلا لی ہیں جب ان کے دل ہی مسموم ہو چکے تو اب کس طرح انہیں اس خطرناک زہر سے نجات مل سکتی ہے قرآن وحدیث میں لفظ امت کئی معانی میں استعمال کیا گیا ہے یہاں اس سے مدت مراد ہے جیسا کہ وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ الخ (اس کو ایک مدت کے بعد یاد آیا) میں یہی معنی مراد ہے۔

وَلَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَــُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَاۗءَ بَعْدَ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُــوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

اگر ہم انسان کو اپنی کوئی رحمت چکھا کر اس سے وہ رحمت طلب کر لیں تو وہ بڑا ہی ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر ہم اس کو اس سختی کے بعد جو اسے پیش آتی تھی اپنی کسی نعمت کا ذائقہ چکھا دیں تو یہی کہتا ہے کہ مجھ سے تمام برائیاں ہٹ گئیں اور خوب اترانے لگتا ہے اور شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر صبر والے اور نیک عمل والے اس سے مستثنیٰ ہیں ایسے ہی لوگوں کے لیے بڑی بھاری بخشش ہے اور زبردست صلہ ہے۔

انسان کی برائیوں کا بیان: (۹) ان کامل ایمان والوں کو چھوڑ کر جن پر اللہ کا رحم ہے عموماً انسان کی برائیوں کا بیان ہے کہ انسان آرام کے بعد تکلیف پر ہراساں اور ناامید ہو جاتا ہے اور اللہ سے بدگمان ہو کر ماضی و مستقبل کا آرام بھول جاتا ہے اس کی کچھ ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے اس نے نہ کبھی آرام اٹھایا تھا اور نہ وہ اپنی آئندہ عمر میں عیش دیکھے گا۔

(۱۰) پھر اگر تکلیف کے بعد آرام میسر آ جاتا ہے تو خیال کر بیٹھتا ہے کہ ادبار ختم ہو گیا مصیبت کی گھڑیاں بیت گئیں قسمت جاگ اٹھی اب نہ کبھی ادبار آئے گا اور نہ کوئی پریشانی لاحق ہو گی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اترانے لگتا ہے اور اپنے آپ کو اونچا اور عزت والا اور دوسروں کو نیچا اور ذلیل سمجھنے لگتا ہے۔ اب اس کی گردن اکڑ جاتی ہے اور خوش حالی کے نشہ میں مست و چور ہو کر فرعون بے سامان بن جاتا ہے اور ماضی کی پریشانیوں کو یک لخت بھول جاتا ہے جیسے ہمیشہ سے اس کی یہی خوش حالی اور فارغ البالی کی حالت رہی ہو۔

کامل مسلمانوں کی شان: (۱۱) البتہ کامل ایمان والے نہ تنگی اور ترشی میں اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں اور نہ خوش حالی میں مغرور یہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور راضی برضا رہتے ہیں پریشانیوں میں صبر کرتے ہیں اور آسانیوں میں شکر ان کو صبر پر معافی اور شکر پر بڑے سے بڑا صلہ ملتا ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مومن کو جو پریشانی جو غم جو دکھ جو بیماری اور جو رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کے پاؤں میں کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ یقیناً اس سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ مومن کے لیے جو بھی فیصلہ فرماتا ہے وہ اس کے حق میں بہتر ہی ہوتا ہے خوشی پر شکر بھی اس کے لیے بہتر ہے اور رنج پر صبر بھی یہ نعمت مومن کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں (ق)۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعۡضَ مَا يُوحٰۤى اِلَيۡكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدۡرُكَ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ كَنۡزٌ اَوۡ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ نَذِيۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ﴿۱۲﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَـرٰٮهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰهِ وَاَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلۡ اَنۡـتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۴﴾

پھر شاید آپ وحی کا کچھ حصہ چھوڑ دینے والے ہیں اور ان کے اس کہنے پر آپ کا دل بھینچ رہا ہے کہ آپ پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ ہی آ جاتا' آپ تو صرف ہوشیار کر دینے والے ہیں' اور ہر چیز کا پورا اختیار رکھنے والا اللہ ہے کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ خود آپ ہی نے یہ قرآن بنا لیا ہے آپ فرما دیں کہ پھر تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جن جن کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو' پھر اگر یہ تمہاری بات منظور نہ کریں تو یقین ما نو یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اترا ہے اور دیکھو اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' پھر تم فرماں بردار بنتے ہو۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۱۲) مشرک اور مخالفین اسلام رحمت عالم پر جو چاہتے طعن و تشنیع کرتے کبھی تو کہتے وَقَالُوۡا مَالِ الخ (فرقان ۳۵: ۲۷) اگر یہ رسول ہیں تو کیوں کھاتے پیتے ہیں' اور کیوں بازار آتے جاتے ہیں' کبھی کہتے کیوں ان کے ساتھ کوئی فرشتہ نہیں اتارا گیا جو ان کے ساتھ رہ کر لوگوں کو جگاتا' یا انہیں خزانہ کیوں نہیں دیا گیا' کبھی کہتے کیوں ان کے پاس باغ نہیں کہ اس کے پھل کھاتے اور کبھی یہ ظالم کہتے ہیں کہ مسلمانو تم ایک ایسے شخص کے پیچھے لگ گئے' جس پر جادو کر دیا گیا ہے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو تسلی دی اور فرمایا کہ آپ ہراساں نہ ہوں' اور اپنے فرائض میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ آنے دیں اور برابر لوگوں کے کانوں میں حق کا صور پھونکتے رہیں اور دن رات ہر گھڑی اور ہر لمحہ انہیں حق کی دعوت دیتے رہیں فرمایا وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ الخ (حجر ۱۵: ۹۷) ہمیں خوب معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل دکھتا ہے یہاں فرمایا کہ شاید آپ ان کی باتوں سے کبیدہ خاطر ہو کر وحی کا بعض حصہ چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور ان کی ان باتوں سے آپ کا دل دکھ رہا ہے کہ آپ کے پاس خزانہ کیوں نہیں' یا آپ کے ساتھ ساتھ فرشتہ کیوں نہیں رہتا' جو آپ کے ساتھ لوگوں کو جگاتا رہتا ہے یہ تمام بکواس فضول ہے' آپ تو صرف ایک چوکنا کر دینے والے ہیں آپ انکی بکواس کی طرف دھیان بھی نہ دیں' کہیں آپ پریشان ہو کر تبلیغ سے باز نہ آ جائیں' اور غمگین ہو کر بیٹھ نہ جائیں۔ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن رسول کے لیے یہ شرط نہیں کہ اس کے پاس دولت کے انبار ہوں یا اس کے ساتھ ساتھ فرشتہ رہے رسولؐ کے ذمے تو تبلیغ ہے سو وہ آپ ادا فرما رہے ہیں' آپ پہلے پیغمبروں کو دیکھیں کیسا کیسا انہیں جھٹلایا گیا اور کیسی کیسی تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے صبر کا کڑا نہ چھوڑا' آخر کار ان کے پاس اللہ کی مدد آ پہنچی۔

اعجاز قرآن کا بیان: (۱۳) اس آیت میں اعجاز قرآن کا بیان ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ انسان قرآن جیسی معجزانہ کتاب نہیں بنا

سکتا۔ قرآن تو رہا در کنار قرآن جیسی دس چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی نہیں بنا سکتا' پھر دس کو چھوڑ و ایک سورت بھی نہیں بنا سکتا' بلکہ ایک آیت بھی بنانے سے عاجز ہے کیونکہ پروردگار عالم کا کلام مخلوق کے کلام سے بلند و بالا اور انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ بھلا خالق کا کلام مخلوق کے کلام سے کیسے مشابہ ہو سکتا ہے جب کہ خالق کی کوئی صفت مخلوق کی صفت سے مشابہ نہیں' جیسے اللہ کی ذات بے مثال ہے' اسی طرح اس کی صفتیں بھی بے مثال و یکتا ہیں ناممکن ہے کہ کسی کا کلام اس کے کلام کے مشابہ ہو' اللہ ہی سچا معبود ہے اور پاک و برتر ہے۔

قرآن کا اعجاز قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے: (۱۴) فرمایا جب تم سے یہ نہیں ہو سکتا نہ اب تک ہو سکا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا تو یقین کر لو کہ یہ اللہ کا کلام ہے تمہیں اس کو اللہ کا کلام ماننا پڑے گا' کیونکہ تم اس جیسی ایک چھوٹی سی آیت بھی لانے سے عاجز ہو' قرآن اللہ ہی نے آسمان سے اتارا ہے' اس میں اللہ کا علم ہے' اسی کے احکام ہیں اور وہ باتیں ہیں جن سے اس نے تم کو روکا ہے لہٰذا اس پر ایمان لاؤ اور اس پختہ عقیدہ کو مان لو کہ اللہ کے سوا کوئی بھی حقدار عبادت نہیں' لہٰذا آؤ ہم سب اللہ کے فرمانبردار بندے بن کر اس کے دین کی نشر و اشاعت کریں اور اس کی روحانی نعمت کو عام کریں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

جو دنیوی زندگی پر اور اس کی خوبصورتی پر گرویدہ ہیں ہم بھی ان کے عملوں کا دنیا ہی میں پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں اور انہیں دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی البتہ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں جہنم کی آگ کے سوا کچھ بھی نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ غارت ہو گیا اور ان کے سارے عمل برباد ہو گئے۔

ریا کاروں کو ان کی نیکیوں کا دنیا ہی میں بدلہ مل جاتا ہے: (۱۵٬۱۶) ابن عباسؓ فرماتے ہیں ریا کاروں کو دنیا ہی میں ان کی نیکیوں کا بدلہ مل جاتا ہے اور ان کے عملوں میں ذرہ بھر کمی نہیں کی جاتی جو شخص نماز یا روزہ یا تہجد ریا کارانہ ادا کرتا ہے اسے اس کا صلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے' اور آخرت میں خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الخ (اسراء ۱۷: ۱۸٬۱۹٬۲۰) جو شخص دنیا پر فریفتہ ہے ہم جلدی ہی دنیا میں جس کو جس قدر چاہیں دے دیتے ہیں پھر اس کے لیے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ ذلیل ہو کر داخل ہو گا' البتہ جو آخرت کا مشتاق ہوتا ہے اور آخرت کے لیے پوری پوری کوشش بھی کرتا رہتا ہے اور ہے بھی ایمان والا تو ایسے شخص کی کوششوں کی قدر کی جاتی ہے' ہم آپ کے رب کی نعمتوں سے ان کی بھی امداد کرتے رہتے ہیں اور ان کی بھی اور آپ کے رب کی بخشش کسی سے رکی ہوئی نہیں۔ سورہ شوریٰ میں فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الخ (۴۲: ۲۰) جس کا رجحان آخرت کی کھیتی کی طرف ہے ہم خود بخود اس کی کھیتی میں برکت عطا کرتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے ہم اسے دنیا سے کچھ دے دیتے ہیں' لیکن آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

پھر کیا قرآن نہ ماننے والا ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے کہ جو قرآن ماننے والا ہو جو اس کے رب کے پاس سے آیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے گواہ بھی رکھتا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو پیشوا اور سبب رحمت ہے' یہی قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور تمام جماعتوں میں جو جماعت بھی اس کا انکار کرے گی اس کے وعدے کی جگہ جہنم ہے لہذا آپ کو اس میں کسی قسم کا شبہ نہ رہے آپ یقین مانیں کہ یہ آپ کے رب کی طرف سے ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ہر بچہ توحید پر پیدا ہوتا ہے: (۱۷) فطرت پر جمے رہنے والے مسلمانوں کا بیان ہے کہ سچے معبود کے یکتا ہونے کے قائل ہیں جیسا کہ فرمان ہے فَاَقِمْ وَجْهَكَ الخ (روم ۳۰:۳۰) آپ سچے توحید والے دین پر قائم رہیں جو اللہ کی فطرت (توحید) ہے جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر بچہ فطرت (توحید) پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مشرک بنا دیتے ہیں' جیسے جانوروں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں' پھر ان کے مالک ان کے کان کاٹ ڈالتے ہیں (ق)۔ (۲) ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو توحید پر پیدا کیا ہے' پھر انکے پاس شیطان آ کر انہیں ان کے دین سے ہٹا دیتا ہے' اور ان پر میری حلال کی ہوئی چیزیں حرام کر دیتا ہے اور انہیں حکم کرتا ہے کہ وہ میرے ساتھ شریک کریں جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری (م)۔ (۳) ہر بچہ توحید پر پیدا ہوتا ہے جب تک کہ اس کی زبان نہ کھلے (منذر) لہذا مومن اپنی سابقہ فطرت پر قائم رہتا ہے۔

شاہد سے شریعت محمدیہ یا جبرائیل یا رحمت عالم ﷺ مراد ہیں: شاہد سے مراد اللہ کی اتاری ہوئی پاکیزہ شریعتیں ہیں جو اپنی اپنی جگہ کامل ہیں اور اخیر میں ایک عظیم شریعت محمدیہ پر ختم ہو جاتی ہیں و نیز شاہد سے جبرائیل بھی مراد ہیں۔ کیونکہ آپ ہی انبیاء کے پاس اللہ کے پاس سے شریعتیں لانے والے ہیں اسی طرح شاہد سے محمد رسول اللہ ﷺ بھی مراد ہیں۔ کیونکہ پہلے تو اللہ کی شریعت جبرائیل لائے اور آپ کے واسطہ سے محمد رسول اللہ ﷺ لائے۔

پھر فرمایا کہ اکثر لوگ ایمان سے محروم رہتے ہیں فرمایا وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ الخ (یوسف ۱۲:۱۰۳) اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں اگر چہ آپ کو ان کے ایمان کی آرزو ہی کیوں نہ ہو وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ الخ (انعام ۶:۱۱۷) اگر آپ دنیا کی اکثریت کی رائے مانیں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ الخ (سبا ۳۴:۲۰) ان کے بارے میں شیطان نے اپنا گمان سچ کر دکھایا اور ایمان والوں کی ایک جماعت کے سوا سارے شیطان کے پیروکار بن گئے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ

وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ
لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ (وقف لازم)
السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

اوراس سے بڑھ کراورکون ظالم ہوسکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہو ایسے لوگ اپنے رب کے آگے پیش کیے جائیں گے اور تمام گواہ عرض کریں گے کہ یہی وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا' کان کھول کرسن لو ان ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھا پن ڈھونڈتے ہیں' یہی آخرت کے نہ ماننے والے ہیں' یہ دنیا میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے' اور نہ اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی ہے' ان پر عذاب میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا' نہ یہ سن ہی سکتے تھے اور نہ ہی دیکھ ہی سکتے تھے' انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور ان سے ان کی افتراء پردازی گم ہوگئی' بلاشبہ آخرت میں یہی سب سے زیادہ خسارے والے ہوں گے۔

اللہ پر جھوٹ بولنے والوں کا عبرت ناک انجام: (۱۸) اللہ پر بہتان باندھنے والوں کا عبرت ناک انجام اور میدان محشر میں تمام اگلے پچھلے لوگوں کے سامنے ان کی ذلت کا بیان ہے' کسی نے ابن عمرؓ سے پوچھا کہ آپ نے رحمت عالم ﷺ سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے فرمایا میں نے آپ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ مومن کو اپنے پاس بلا کر اپنا بازو اس پر رکھ کر اسے لوگوں سے چھپا لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اعتراف کرائے گا فرمائے گا فلاں فلاں گناہ تجھے یاد ہیں؟ اور تو فلاں فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ بندہ اقرار کرتا جائے گا اور دل ہی دل میں سمجھ رہا ہوگا کہ اب نجات مشکل ہے' فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے سارے گناہ لوگوں سے چھپا لیے تھے اور میں آج بھی تجھے معاف کیے دیتا ہوں پھر اسے اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ دے دیا جائے گا البتہ کافروں اور منافقوں کے بارے میں تمام گواہ کہہ دیں گے کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ یاد رکھو آج ان ظالموں پر اللہ کی پھٹکار برس رہی ہے۔

حقیقی ظالم: (۱۹) درحقیقت وہی ظالم ہیں جو حق کی پیروی سے اور سیدھی راہ پر چلنے سے جو لوگوں کو اللہ تک پہنچا دینے والی ہے لوگوں کو روکتے رہے' اور انہیں جنت سے ہٹاتے رہے پھر اپنے لیے ٹیڑھی راہ تلاش کرتے رہے اور قیامت و آخرت پر ایمان نہیں لائے۔

(۲۰) تمام لوگ اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں' اور اللہ ہی کا کائنات عالم میں پورا پورا اختیار ہے اللہ ان ظالموں سے دنیا ہی

میں انتقام پر قادر ہے اگر وہ چاہے تو دنیا ہی میں انہیں اپنے اندوہ ناک عذاب سے تباہ فرما دے مگر اللہ نے اپنے فضل سے انہیں قدرے مہلت دے دی ہے چنانچہ فرمایا اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ الخ (ابراہیم ۱۴: ۴۲ ، ۴۳) اللہ اس دن کے لیے ان سے عذاب موقوف رکھتا ہے، جس دن آنکھیں چڑھ جائیں گی لوگ سر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی نگاہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آ رہی ہو گی، اور ان کے دل ہوا کی طرح دھڑک رہے ہوں گے، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں (ق)۔ پھر فرمایا اللہ کے عذاب سے انہیں کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا، اور انکے عذاب میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہے گا کیونکہ اللہ نے انہیں کان آنکھیں اور دل بخشے تھے، لیکن ان ظالموں نے اللہ کی مفت میں دی ہوئی ان قوتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا، اور حق سننے سے بہرے اور دیکھنے سے اندھے بن گئے، اور دلوں کو گندگیوں سے پاٹ لیا، چنانچہ جب یہ جہنم میں دھکیلے جائیں گے تو خود ہی کہیں گے (ا) لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ الخ (ملک ۶۷: ۱۰) اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو آج جہنم والوں میں نہ ہوتے۔

(۲۱) کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو زبردست نقصان پہنچایا ہے، اور ہمیشہ کی دہکتی ہوئی آگ کے حق دار بن گئے، جہنم کا ایسا عذاب ہے جس میں سیکنڈ بھر کے لیے بھی تخفیف ناممکن ہے، آگ کے ہولناک شعلے کم تو کیا ہوں گے لحہ بہ لحہ تیز سے تیز تر ہی ہوتے چلے جائیں گے، اور انکے دنیوی گھڑے ہوئے معبود آج ان کے کچھ بھی کام نہ آ سکیں گے، دیوی دیوتا سب غائب ہو جائیں گے، دکھائی بھی نہ دیں گے اور حمایت تو حمایت نقصان پہچانے کے درپے ہوں گے، ان کے جانی دشمن بن جائیں گے، اور شرک سے صاف انکار کر دیں گے فرمایا وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ الخ (احقاف ۴۶: ۶) اور جب لوگوں کو میدان محشر میں جمع کیا جائے گا تو یہ معبود ان کے دشمن بن جائیں گے اور اپنی عبادت کا انکار کر دیں گے۔

(۲۲) یقین مانو قیامت کے دن یہی لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے جنت کے بدلے ان کے لیے جہنم کے گڑھے ہوں گے، جنت کی بہاروں کے عوض جہنم میں سخت کھولتا ہوا پانی ملے گا، کھانے کو جنتی نعمتوں کے بدلے لہو اور پیپ ملے گا، بلند و بالا محلوں کے بدلے دوزخ کی تنگ و تاریک کوٹھریاں ملیں گی اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا الخ اور دیدار کے بجائے سزا و غضب کے حق دار ہوں گے، بھلا قیامت کے دن ان کے انتہائی ٹوٹے میں کچھ کلام ہو سکتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع

بلاشبہ جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہے اور اپنے رب کی طرف جھکتے بھی رہے یہی جنت والے ہیں جہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں جماعتوں کی مثال اندھے، بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی سی ہے کیا یہ دونوں حالت میں برابر ہیں، کیا پھر بھی تم نصیحت نہیں مانتے؟

نیکوں کے انعامات: (۲۳) بدکاروں کے بعد نیکوں کا بیان ہے، جن کے دلوں سے ایمان اور اعضاء سے تسلیم و رضا کے نشان جھلکتے ہیں، ان کی باتیں بھی اللہ کی رضا کی نشانیاں اور ان کے کارنامے بھی رب کی خوشنودی کی جھلکیاں ہیں یہ حکم عدولی سے بچتے

اور نافرمانی سے کتراتے ہیں' اسی وجہ سے جنت کے وارث ہوں گے جہاں اونچے اونچے محل اور قطاروں میں قرینے سے سجے ہوئے تخت' میووں سے لدی پھندی اور جھکی ہوئی شاخیں بلند و بالا فرش انتہائی حسین و جمیل اور پاکیزہ بیویاں طرح طرح کے لذیذ و خوشبودار پھل' من بھاتے نفیس و پاکیزہ قسم قسم کے کھانے اور لذیذ مشروب ہوں گے پھر پیارے محبوب کا دیدار اور سونے پر سہاگہ یہ خوش نصیب جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ انہیں موت کا ڈر ہوگا اور نہ بڑھاپے کا نہ بیمار ہوں گے' نہ کوئی دکھ اٹھائیں گے نہ سوئیں گے نہ غفلت و بے خودی طاری ہوگی یہ ناپاکیوں اور گھناؤنی چیزوں سے پاک و صاف ہوں گے نہ تھوک ہوگا نہ رینٹھ بلکہ انکا پسینہ مشک کو شرمائے گا۔

اندھا' بہرا اور بینا ء سماکھا برابر نہیں: (۲۴) مذکورہ بالا دونوں گروہوں کی مثال دے کر وضاحت فرمائی گئی کہ بدبختوں اور نیک بختوں کی مثال اندھے' بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی سی ہے' وہ کافر یہ مومن وہ نڈر یہ رب سے ڈرنے والے وہ حق سے نابینا یہ بینا وہ بہرے اور یہ سننے والے کافر چونکہ دنیا میں حق دیکھنے سے اندھے تھے' اس لیے آخرت میں بھی اندھے ہی اٹھیں گے' نہ انہیں دنیا میں خیر کی راہ ملی اور نہ آخرت میں ملے گی۔ دلیلوں کے سننے سے بہرے ہیں۔ لہذا سن ہی نہیں سکتے فرمایا وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ الخ (انفال ۸: ۲۳) اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی دیکھتا تو انہیں ضرور سناتا' البتہ مومن ہوشیار سمجھدار حق کو پرکھنے والا اور بھلائی برائی میں تمیز کرنے والا ہوتا ہے' لہذا وہ بھلائی اختیار کرتا ہے اور برائی سے بچتا ہے غور سے دلائل سنتا ہے اور دلیل و شبہ میں تمیز کرتا ہے اسی وجہ سے اس پر باطل کا داؤ نہیں چلتا' دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ پھر بھی لوگ ان دونوں گروہوں میں فرق نہیں کرتے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

دیکھو ہم نے نوح کو ان کی قوم کا رسول بنایا انہوں نے فرمایا کہ میں تو صاف صاف چونکا دینے والا ہوں کہ تم صرف اللہ کی بندگی کرو' مجھے تم پر ایک دردناک دن کے عذاب کا ڈر ہے آخر ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تو تجھے اپنی طرح ایک انسان ہی پاتے ہیں' اور تیرے ماننے والوں کو بھی حقیر کمین اور موٹی عقل والے دیکھتے ہیں' ہم اپنے اوپر تمہاری کوئی فوقیت نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت نوحؑ کا وعظ: (۲۵) حضرت نوحؑ سب سے پہلے رسول ہیں جو دنیا میں لوگوں کی ہدایت کے لیے تشریف لائے' آپ مشرکوں اور بت پرستوں کو عمر بھر سمجھاتے رہے اور ان سے یہی کہتے رہے کہ میں تم کو اللہ کے خوفناک اور تباہ کن عذاب سے ڈرانے

آیا ہوں اگر تم بت پرستی نہ چھوڑو گے تو وہ دن قریب ہے کہ تم پر اللہ کا ایک ایسا ہمہ گیر عذاب آئے گا جو تمہاری نسلوں کو تباہ کر ڈالے گا' مجھے تم پر ہر وقت اسی عذاب کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔

(۲۶) لہٰذا تم اسی یکتا اللہ کی عبادت میں لگے رہو جس نے تم کو پیدا کیا (اور جو تمہیں) کھلاتا پلاتا ہے ورنہ وہ اندوہناک دن سر پر ہے جس دن اللہ کا عذاب اچانک تم کو گھیر لے گا اور برباد کر دے گا۔

اللہ کے نبی کو کافروں کا جواب: (۲۷) آپ کا یہ موثر اور پر مغز وعظ سن کر کافر سرداروں نے کہا کہ آپ ہم جیسے ایک انسان ہیں فرشتہ تو ہونے سے رہے' یہ ناممکن ہے کہ اللہ ہم سب کو چھوڑ کر صرف آپ ہی کے پاس وحی بھیجے اور آپ ہی کو رسول منتخب فرمائے یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے علاوہ ازیں آپ کے ماننے والے کمین' رذیل' موٹی عقل والے ہیں اور گرے پڑے لوگ ہیں کوئی سمجھ دار آدمی آپ کو مانتا نہیں' بلکہ ہم تو آپ کو جھوٹا اور مکار سمجھتے ہیں۔

حق ماننے والے ہی شریف ہیں: ذرا ان بدبختوں کی جہالت و نادانی پر غور کیجیے' اگر نچلے درجے کے لوگوں نے حق مان لیا اور سر تسلیم خم کر دیا تو کیا اس سے حق کی عظمت و شان میں فرق آ گیا' حق کو اپنی فطری عظمت و فضیلت حاصل ہے خواہ اس کے آگے چھوٹے سر جھکائیں یا بڑے بلکہ اگر زاویہ فکر سے دیکھا جائے تو حق ماننے والے ہی شریف ہیں اگر چہ وہ قلاش و تنگ معاش ہی کیوں نہ ہوں' اور حق کو نہ ماننے والے نیچے درجے کے اور کمینے ہیں' اگر چہ ان کے پاس مال و دولت کے انبار ہوں' اور وہ دن رات سونے چاندی میں کھیلتے ہی کیوں نہ ہوں' البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے پہلے حق و صداقت کی آواز پر لبیک کہنے والے غریب غرباء ہی ہوتے ہیں' امرا تو حق سے بھاگتے ہیں پھر حق کی مخالفت میں اپنی ساری طاغوتی قوتیں صرف کر ڈالتے ہیں فرمایا وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا الخ (زخرف ۴۳:۲۳) اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے جس کسی بستی میں کوئی چونکا دینے والا بھیجا وہاں کے مال داروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو جس طریقہ پر پایا ہے ہم اسی کی پیروی کریں گے ہرقل شاہ روم نے رحمت عالم ﷺ کے بارے میں ابوسفیان سے کچھ سوالات کیے تھے اس نے یہ بھی پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والے کمزور ہیں یا اونچے طبقے کے؟ ابوسفیان نے جواب دیا تھا کہ انہیں کمزور اور گرے پڑے لوگ ہی مانتے ہیں اس پر شاہ روم نے کہا کہ کمزور ہی انبیاء کے پیرو کار ہوا کرتے ہیں' مشرکوں کا یہ کہنا کہ مسلمان بلا سوچے سمجھے بات مان لیتے ہیں غلط ہے کیونکہ جب روز روشن کی طرح حق سامنے آ گیا تو اب غور و فکر کی ضرورت ہی کیا رہی عقل و ہوش کا یہی تقاضا ہے کہ انسان حق بات ماننے میں مقدور بھر جلدی کرے اس میں غور و فکر کرنا اور دیر لگانا جہالت و نادانی ہے۔

کافروں کا یہ اعتراض کہ اسلام کے بعد تم میں ہم نے کوئی برتری نہیں دیکھی' ان کی کور باطنی کا نتیجہ ہے' اگر کسی کے پاس آنکھیں اور کان نہ ہوں اور وہ ایک موجود واقع چیز کا انکار کر بیٹھے تو اس کے انکار سے اس چیز کا نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جب یہ بدبخت حق سننے اور حق دیکھنے سے گریز کرتے ہیں اور شکوک و شبہات میں ڈوبے رہتے ہیں اور جہالت و نادانی پر اڑے رہتے ہیں' تو انہیں مسلمانوں کی برتری اور اپنی برتری کا کیسے علم ہو' دراصل یہی جھوٹے' افتراء پرداز' شرپسند کمینے اور آخرت کے اعتبار سے سخت ٹوٹے والے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ

عِندِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝۲۸

فرمایا اے قوم بتاؤ تو سہی اگر میں اپنے رب کی طرف سے کسی حجت پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے کوئی رحمت عطا کر دی ہو تو جو تمہاری نگاہوں سے اوجھل رہی تو کیا ہم جبریہ اسے تمہیں چمٹا دیں جبکہ تم اس سے ناک بھوں چڑھا رہے ہو۔

حضرت نوحؑ کا جواب: (۲۸) نوحؑ کا جواب ملاحظہ ہو کہ یقین، واضح دلیل اور سچی نبوت تو جو میرے اور تمہارے لیے ایک عظیم رحمت ہے، میرے رب کے پاس سے میرے پاس آ چکی مگر تم سے پوشیدہ رہی، نہ تم نے اسے پہچانا اور نہ اس کی قدر کی بلکہ جلدی سے بلا سوچے سمجھے اس کی مخالفت پر اتر آئے تو کیا میں زبردستی اس رحمت کو تمہارے گلے منڈھ دوں، حالانکہ تم اس سے بیزار ہو، مجھے بتاؤ کہ میں ایسی صورت میں بھلا کیسے اس خزانے سے تمہاری تجوریاں بھر دوں؟

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۹ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰

اے قوم میں تبلیغ حق پر تم سے کچھ مانگتا نہیں، میرا اجر تو اللہ پر ہے، اور میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ یقیناً انہیں اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے لیکن میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ جہالت سے کام لے رہے ہو، اے قوم اگر میں انہیں اپنے پاس سے ہٹا دوں تو اللہ کے مقابلہ پر کون میری مدد کر سکتا ہے پھر کیا تم ذرا بھی نہیں سوچتے۔

(۲۹) قوم سے خطاب ہے کہ میں تم سے جو خیر خواہی سے پیش آ رہا ہوں اور تمہاری نجات کے لیے تکلیفیں اٹھا رہا ہوں تو اس پر میں تم سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا، میں تو اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کر رہا ہوں، میرا صلہ اللہ کے ذمہ ہے، میرا تو تم سے بس اتنا مطالبہ ہے کہ حق مان لو رہا تمہارا یہ مطالبہ کہ میں ان غریب مسلمانوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں، ظلم پر مبنی ہے مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، یہ مطالبہ اس لیے تھا کہ شرفا ان کمزوروں کے ہوتے ہوئے آپ کے پاس نہیں بیٹھ سکتے تھے یہی مطالبہ مکہ کے قریشی سرداروں نے رحمت عالمؐ سے بھی کیا تھا جس پر (۱) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الخ (انعام ۶:۵۲)۔ (آپ انہیں نہ ہٹائیں جو اپنے رب کی صبح و شام عبادت کرتے ہیں اور اس کی رضا کے جویاں رہتے ہیں)۔ اتری تھی۔

(۳۰) اے قوم اگر میں ان مسلمانوں کو دھکے دے کر اپنے پاس سے ہٹا دوں اور اللہ ناراض ہو کر مجھ پر اپنا عذاب بھیج دے تو ہے کوئی جو اللہ کے مقابلہ پر میری مدد کر سکے، پھر تم کیوں غور و فکر نہیں کرتے اور کیوں ان کے ہٹ دینے کا مطالبہ کرتے ہو، دراصل یہ مطالبہ تمہاری جہالت کا تقاضا ہے۔

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۳۱

میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں اپنے کو فرشتہ کہتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جن کو تم نگاہ ذلت سے دیکھ رہے ہو اللہ انہیں کبھی کوئی نعمت عطا ہی نہیں فرمائے گا جو کچھ ان کے دلوں میں ہے' اللہ ہی خوب جانتا ہے اگر میں ایسا کہوں تو بلاشبہ ظالم بن جاؤں۔

(۳۱) یعنی میں صرف اللہ کا رسول ہوں اور تم سب کو اس کے فرمان عالی شان کے مطابق توحید کی دعوت دیتا ہوں' میرا کام خلوص پر ہے اور میری غرض اللہ کی رضا ہے' مال جمع کرنا نہیں' میں ہر بڑے چھوٹے امیر' غریب' عورت' مرد اور جوان بوڑھے کی جیب میں نقد توحید ڈالنے کا عزم کر چکا ہوں۔ جو توحید کو مان لے گا اللہ کے عذاب سے چھٹکارا پائے گا مجھ میں اللہ کے خزانوں میں تصرف کی طاقت نہیں' نہ میں غیب جانتا ہوں' ہاں غیب کی جو بات مجھے بتا دی جاتی ہے وہ معلوم ہو جاتی ہے' میں یہ دعویٰ بھی نہیں کرتا کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف ایک انسان ہوں' اللہ نے مجھے رسول بنایا ہے اور معجزوں سے میری رسالت کی تائید فرمائی ہے جن لوگوں کو تم کمینے اور اچھوت سمجھتے ہو میں انہیں ہرگز ایسا نہیں سمجھتا نہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی قربانیوں اور نیکیوں کا صلہ اللہ کے ہاں انہیں نہیں ملے گا' مجھے ان کے ظاہری حالات معلوم ہیں' ان کا باطن اللہ ہی خوب جانتا ہے اگر ان کا باطن ظاہر سے اچھا ہے' یا کم از کم برابر ہے تو اللہ ضرور انہیں ثواب عطا فرمائے گا اگر کوئی ان کے انجام کے برے ہونے کا قطعی فیصلہ کر لے جبکہ یہ ایمان بھی لے آئے تو وہ ظالم ہے اور علم و دلیل کے بغیر بکواس کر رہا ہے۔

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝۳۳ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۳۴

انہوں نے جواب دیا کہ اے نوحؑ تم ہم سے جھگڑے اور خوب جھگڑ چکے پھر اگر تم سچے ہو تو ہمیں جس عذاب کی دھمکی دے رہے ہو وہ ہمارے پاس لے آؤ' فرمایا اگر اللہ چاہے گا تو وہی اسے لے آئے گا۔ تم اس کو بے بس نہیں کر سکتے' اگر اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے تو تمہیں میری ہمدردی فائدہ نہیں پہنچا سکتی' گو میں تمہاری کتنی ہی ہمدردیاں کروں' اللہ ہی تمہارا رب ہے اور اس کے پاس تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

عذاب کا مطالبہ: (۳۲) قوم نوح علیہ السلام کی جلد بازی ملاحظہ ہو کہ جہالت سے اللہ کا عذاب مانگ بیٹھے' نرمی کے بجائے دل اور سخت ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نے آپ کے دلائل تو بہت کچھ سن لیے' آپ بڑے جھگڑالو ہیں اب ہمارا یہی فیصلہ ہے کہ آپ جس عذاب سے ہمیں ڈرایا کرتے ہیں اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو وہی عذاب ہم پر ٹوٹ پڑے آپ اپنے اللہ سے ہمارے لیے

بددعا کردیں۔ہم کبھی آپ کی بات ماننے والے نہیں۔

عذاب انبیاء کے اختیار میں نہیں: (۳۳) فرمایا عذاب کا لانا بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہی اگر چاہے گا تو صبح وشام میں تم پر عذاب بھیج دے گا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کے ارادے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

(۳۴) اگر اللہ تم کو برباد و گمراہ رکھنا چاہتا ہے تو میں لاکھ تمہیں ہمدردی اور خیر خواہی کی باتیں سمجھاؤں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی اور میری تبلیغ سے تم کو ذرا سا بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔تمام کاموں کا مالک ومختار اللہ ہی ہے اسی کے ہاتھ سب کی پیشانیوں کے بال ہیں' وہی حاکم وعادل ہے اور انصاف پسند بادشاہ ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور لوگوں کو بھی ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکتا ہے' وہی خالق وحاکم ہے' وہی شروع میں پیدا کرنے والا ہے اور وہی دوبارہ پیدا فرمائے گا۔وہی دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور دنیا کے ایک ایک شخص کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ
مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿٣٥﴾

کیا مشرک کہتے ہیں کہ قرآن اس نے خود ہی بنالیا ہے آپ فرمادیں اگر میں نے اس کو گھڑا ہوگا تو میرا گناہ مجھی پر ہوگا اور میں ان تمام گناہوں سے بری ہوں جن کا ارتکاب تم کر رہے ہو۔

(۳۵) نوح کے واقعہ کے درمیان یہ درمیانی کلام آپ کے قصہ کی تائید کے لیے لایا گیا ہے اس میں اللہ تعالی رحمت عالم ﷺ سے فرما رہا ہے کہ آپ کے مخالف آپ پر قرآن گھڑنے کا الزام تھوپ رہے ہیں آپ انہیں جواب دے دیں کہ اگر ایسا ہوا ہوگا تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا' تم پر تو آنچ آنے سے رہی' مجھے اللہ کے عذابوں کی کیفیت معلوم ہے پھر بھلا میں کس طرح گھڑ کر کوئی بات کہہ سکتا ہوں' اور اللہ پر کس طرح افتراء باندھ سکتا ہوں۔البتہ تم جو شرک کر رہے ہو میں اس سے بیزار و بری ہوں' اور اس کے ذمہ دار تم خود ہو اگر سچے دل سے توبہ نہ کرو گے تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا
تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ
وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا
نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ
يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾

اورنوحؑ کووحی کے ذریعہ بتایا گیا کہ آپ پرجس قدر آدمی ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اب کوئی اور ایمان لائے گا ہی نہیں لہٰذا آپ ان کے کرتوتوں سے نہ کڑھیں اور ہماری نگاہوں کے سامنے ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بنالیں' اور مجھ سے ظالموں کے بارے میں کچھ نہ کہیں کیونکہ وہ سب غرق ہونے والے ہیں۔ اورآپ کشتی بنانے لگے جب کبھی آپ کے پاس سے آپ کی قوم کے سردار گزرتے تو آپ کا مذاق اڑاتے آپ جواب دیتے کہ اگر تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو تو ہم بھی کل تم پر ہنسیں گے' جیسے تم ہم پر ہنس رہے ہو' عنقریب تم جان لو گے کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔

نوح علیہ السلام کی بددعا: (۳۶) جب نوح علیہ السلام نے قوم کے عذاب کا مطالبہ سنا اور وحی کے ذریعہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ اب آپ کی قوم میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں تو آپ نے دعا کے لیے اپنے مقدس ہاتھ پھیلائے اور دعا مانگی رَبِّ لَا تَذَرْ الخ (نوح ۷۱: ۲۶) اے پروردگار روئے زمین پر ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑ فَدَعَا رَبَّهٗ انی الخ (قمر ۵۴: ۱۰) پروردگار میں بے بس ہوں عاجز آ گیا ہوں اور تنگ ہوں تو میری مدد فرما' دعا قبول ہوئی آسمان سے خبر آئی کہ آپ ان بے ایمانوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں اور ان کے شرمناک اور انسانیت سوز حرکتوں پر دلگیر نہ ہوں۔

کشتی تیار کرنے کا حکم: (۳۷) آپ ہماری ہدایتوں کے مطابق ایک کشتی تیار کر لیں میں کشتی کی تیاری دیکھ رہا ہوں خبردار ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا' میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ تمام پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیے جائیں گے۔

(۳۸) نوح علیہ السلام اللہ کی ہدایتوں کے مطابق کشتی کی تیاری میں مصروف ہو گئے' لوگ آپ پر ہنسنے لگے اور چلتے پھرتے آپ کو چھیڑتے' اور آپ پر آوازیں کستے تھے' کیونکہ آپ کو جھوٹا جانتے تھے انہیں عذاب کا بالکل یقین نہ تھا' آپ جواب میں فرما دیتے کہ آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو کل جب عذاب آئے گا تو لوگ تم پر ہنسیں گے۔

(۳۹) تم کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا کہ کون اللہ کے قہر و غضب کا اور خطرناک ذلت والے عذاب کا شکار ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب کس کے گلے کا ہار بنتا ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگا اور کبھی ہٹایا نہ جائے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

آخرکار جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور جوش مارنے لگا تو ہم نے کہا کشتی میں ہر قسم کے دہرے جوڑے چڑھالو اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز ان کے جن کے بارے میں پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے اور تمام مسلمانوں کو بھی اور آپ کے ساتھ مسلمان تھوڑے سے ہی تھے۔

کشتی نوح میں ہر جاندار کا جوڑا سوار کیا گیا: (۴۰) اللہ نے نوح علیہ السلام سے یہ اقرار کر لیا کہ جب عذاب الٰہی آ پہنچے' اور آسمان سے لگاتار بارش ہونے لگے اور زمین کے گوشے گوشے سے پانی ابلنے لگے تو کشتی میں ہر قسم کے دہرے جوڑے اپنے گھر والے اور تمام مسلمان سوار کر لیں فرمایا فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ الخ (قمر ۵۴: ۱۱ تا ۱۴) پھر ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھول دیے اور زمین پر چشمے جاری کر دیے' پھر اوپر سے آسمان کا اور نیچے سے زمین کا پانی جہاں تک اللہ کو منظور تھا زمین پر بھر گیا اور ہم نے ان کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا جو ہماری نگاہ کے سامنے جاری تھی' یہ کافروں کے کرتوتوں کا بدلہ تھا' تنور کے

ابلنے کا یہ مطلب ہے کہ زمین کے گوشہ گوشہ سے پانی ابلنے لگا اور پانی کی اس قدر فراوانی ہوئی کہ تنور سے بھی جہاں آگ رہتی ہے پانی ابلنے لگا۔

بہر حال جب مذکورہ بالا نشانیاں ظاہر ہونے لگیں تو نوح علیہ السلام نے حسب حکم ہر قسم کا جوڑا اپنے گھر والے اور تمام مسلمان کشتی میں سوار کرا دیے یہ بھی کہا گیا ہے کہ نباتات وغیرہ کے لیے بھی یہی حکم تھا' کہتے ہیں سب سے پہلا پرندہ جو کشتی میں سوار کیا گیا درہ تھا۔ اور سب سے اخیر میں گدھے کو سوار کیا گیا۔ چنانچہ جب وہ سوار ہونے لگا تو اس کی دم سے شیطان لٹک گیا جب اس کا اگلا دھڑ کشتی میں آ گیا اور اس نے پچھلا دھڑ اٹھانا چاہا تو باوجود انتہائی کوشش کے اٹھ نہ سکا کیونکہ اس کے پچھلے دھڑ پر شیطان کا بوجھ تھا' نوح علیہ السلام فرما رہے تھے کہ جلدی کر واللہ کا عذاب آ پہنچا ہے اور یہ ہر چند کوشش کرتا تھا مگر چڑھ نہیں سکتا تھا آخر کار آپ نے فرمایا ابلیس کے ساتھ ہی چڑھ آ' آخر کار یہ چڑھ آیا اور شیطان بھی کشتی میں اس کے ساتھ داخل ہو گیا کہا جاتا ہے کہ شیر کا جوڑا کشتی پر سوار کرنے میں دقت پیش آئی۔ مگر حسن اتفاق سے اسے بخار چڑھ آیا جس کی وجہ سے آسانی سے سوار کر لیا گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ نے تمام جانور کشتی میں چڑھا لیے تو لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ شیر کے ہوتے ہوئے باقی تمام جانور کیسے آرام سے رہ سکیں گے آخر آپ کی دعا سے اللہ نے اسے بخار میں مبتلا کر دیا اس سے پہلے کوئی بخار جانتا بھی نہ تھا' پھر آپ سے لوگوں نے کہا کہ چوہے ہمارا کھانا کپڑے اور دیگر تمام چیزیں خراب کیے ڈالتے ہیں پھر اللہ کے حکم سے شیر کو چھینک آئی جس سے بلی کا جوڑا پیدا ہوا بلی سے چوہے ڈر کر کونوں میں ادھر ادھر دبکنے لگے اور چھپ گئے۔ (ابن ابی حاتم)

کشتی نوح میں کتنے آدمی سوار ہوئے: پھر فرمایا کشتی میں اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر لو ہاں جس پر تقدیر ہی غالب آ گئی ہو اور وہ آپ پر ایمان نہ لایا ہو وہ کشتی میں سوار نہ ہو گا' چنانچہ انہیں میں سے آپ کا ایک فرزند یام تھا اور ایک آپ کی کافرہ بیوی تھی پھر فرمایا کہ اپنی قوم کے تمام مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لو مگر یہ گنتی کے تھے' آپ کی ساڑھے نو سالہ طویل مدت کی تبلیغ کے باوجود آپ پر گنتی کے لوگ ایمان لائے تھے' بقول ابن عباس یہ اسی ۸۰ اشخاص تھے جن میں عورت و مرد سب شامل تھے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح' آپ کے تین فرزند سام' حام' یافث اور چار عورتیں تھیں' تین تو تینوں لڑکوں کی بیویاں تھے اور چوتھی یام کی بیوی جو ڈوب کر ہلاک ہوا تھا' حضرت نوح کی بیوی آپ کو نہیں مانتی تھی' اور اپنی قوم کے دین پر تھی اس لیے وہ ہلاک ہو گئی جیسے حضرت لوط کی بیوی کافرہ تھی اور قوم کے ساتھ ہلاک ہوئی۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٤٣﴾

آپ نے فرمایا اس کشتی میں سوار ہو جاؤ' اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہے' یقیناً میرا رب بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے

یہ کشتی انہیں لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چل رہی تھی' اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو ایک طرف کو تھا آواز دے کر کہا بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ بولا میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا' فرمایا آج اللہ کے عذاب سے کوئی چیز بچانے والی نہیں' وہی بچیں گے جن پر اللہ مہربان ہو گیا اور دونوں کے درمیان موج آ گئی پھر وہ غرق ہو گیا۔

---

(۴۱) جنہیں آپ کشتی میں سوار کرانا چاہتے تھے ان سے فرمانے لگے آ ؤ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ' یہ کشتی پانی پر اللہ کے نام کی برکت سے چلتی رہے گی اور اس عظیم نام کی برکت سے خشکی پر ٹھہر جائے گی۔ اللہ نے بھی آپ کو یہی تعلیم دی تھی فرمایا فَاِذَا اسْتَوَيْتَ الخ (مومنون ۲۳: ۲۸' ۲۹) پھر جب آپ اور آپ کے ساتھی اس پر سوار ہو جائیں تو آپ یہ دعا پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ الخ اس اللہ کی بڑی بڑی تعریفیں ہیں جس نے ہمیں ان ظالموں سے خلاصی بخشی اور یہ دعا بھی پڑھنا وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ الخ اے رب مجھے برکت والی منزل میں اتار تو بہترین اتارنے والا ہے' یہاں سے معلوم ہوا کہ تمام کاموں سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے کچھ کشتی ہی کی خصوصیت نہیں جس سواری پر سوار ہونا چاہو پہلے بسم اللہ پڑھ لو یا کوئی کام کرنا چاہو تو پہلے بسم اللہ پڑھ لو اس سے ہر کام میں برکت ہوتی ہے اور اس کا انجام اچھا ہوتا ہے فرمایا اَلَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ الخ (زخرف ۴۳: ۱۳' ۱۴) اسی نے تمام جوڑے پیدا کیے اور کچھ جانور اور کشتیاں ایسی بھی بنائیں جن پر تم سوار ہوتے ہو تا کہ تم ان پر سوار ہو کر اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور یہ دعا پڑھو وہ ذات پاک ہے جس نے ہمارے قبضے میں یہ چیزیں دے دیں' ہم انہیں اپنا مطیع نہیں بنا سکتے تھے' رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی حکم ہے۔

سواری پر سلامت رہنے کی دعا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کشتی پر سوار ہوتے وقت میری امت کی سلامتی کی ضمانت یہ دعا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِكِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (زمر ۳۹: ۶۷)

قوم نوحؑ کی ایک عورت کا واقعہ: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ قوم نوحؑ کے کسی شخص پر رحم فرماتا تو بچے کی ماں پر رحم فرماتا آپ نے بچہ کی ماں کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ نوح اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک سمجھاتے رہے پھر آپ نے درخت لگایا جو سو سال تک پرورش پاتا رہا' پھر اسے کاٹا' تختے بنائے اور کشتی تیار کرنے لگے لوگ آتے اور ہنس ہنس کر کہتے کیا کشتی خشکی میں چلاؤ گے؟ آپ فرماتے تم عنقریب آنکھوں سے دیکھ لو گے (کہ کشتی خشکی میں چلتی ہے یا پانی میں) پھر جب آپ کشتی بنا کر فارغ ہو گئے اور پانی ابل کر گلیوں میں بھرنے لگا تو ایک بچہ کی ماں کو اپنے بچہ کا فکر ہوا اس سے ماں کو بڑی محبت تھی' یہ اسے لے کر جلدی جلدی پہاڑ پر چڑھنے لگی اور تہائی پہاڑ تک پہنچ گئی' پھر جب پانی وہاں بھی جا پہنچا تو یہ دو تہائی پہاڑ پر جا چڑھی' پھر جب پانی وہاں بھی جا پہنچا تو یہ چوٹی پر جا چڑھی' پھر جب پانی وہاں تک بھی پہنچ گیا' اور ڈوبنے لگے تو اس نے بچہ کو ہاتھوں پر اٹھا لیا کہ یہ معصوم تو بچ جائے' مگر بچہ اور ماں دونوں ڈوب گئے' اگر اللہ قوم نوحؑ کے کسی شخص پر رحم فرماتا تو اس عورت پر رحم فرماتا (ابن جریر' ابن ابی حاتم)۔ (یہ حدیث غریب ہے)۔

پھر فرمایا ظالم اللہ کی رحمت سے دور ہوئے اور برباد ہوئے اور انہیں آخرت کا عذاب بھی آ چمٹا۔ پھر جب کشتی طوفان ختم ہونے کے بعد جب جودی پر رک گئی تو آپ نے کوے کو خشکی کی خبر لانے کے لیے بھیجا' جو ایک مردار لاش کے کھانے میں لگ گیا اور

دیر کر کے آیا پھر کبوتر بھیجا جو اپنی چونچ میں زیتون کا پتہ اور پنجوں میں کیچڑ لے آیا آپ سمجھ گئے کہ اب پانی خشک ہو گیا ہے' چنانچہ آپ نے کشتی سے اتر کر جودی کے دامن میں ایک بستی کی بنیاد رکھی' جس کا نام ثمانین رکھا گیا' کیونکہ یہاں اسی آدمی آباد ہوئے تھے۔ ایک دن سو کر اٹھے تو ہر ایک کی زبان بدل گئی تھی' ان اسی زبانوں میں سب سے پیاری اور شیرین زبان عربی تھی' اب ہر ایک دوسرے کی بات سمجھنے سے قاصر تھا' مگر نوحؑ ان تمام زبانوں پر حاوی تھے' اور آپ ہی لوگوں کی ترجمانی فرمایا کرتے تھے۔

پھر فرمایا یقین مانو میرا رب بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے یہ اس لیے کہا گیا کہ کافروں کی سزا و عذاب کے مقابلہ میں ایمان والوں پر اللہ کی شفقت و رحمت کا اظہار مناسب ہے چنانچہ فرمایا اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الخ (اعراف ۷: ۱۶۷) یقین مانو آپ کا رب جلدی ہی سزا دینے والا ہے اور وہ واقعی بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے اس دعا میں کافروں کی سزا کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے اظہار مغفرت و رحمت ہے۔

پانی کی طغیانی: (۴۲) کشتی ان اللہ والوں کو ایسے پانی میں لیے جا رہی تھی جو ہمہ گیر تھا اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی پندرہ پندرہ ہاتھ اونچا چڑھا ہوا تھا بلکہ ایک قول میں تو ۸۰ میل اونچا آیا ہے' پانی کی اس قدر بے پناہ طغیانی کے باوجود اللہ والوں کی کشتی اللہ کے حکم سے پہاڑوں جیسی موجوں کو چیرتی پھاڑتی بدستور صحیح و سالم چلی جا رہی تھی' اس کا محافظ اللہ تھا' اور اسی کی نگرانی میں جا رہی تھی' فرمایا اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ الخ (حاقہ ۶۹: ۱۱' ۱۲) جب پانی میں طغیانی آئی تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا تا کہ ہم اسے تمہارے لیے نصیحت مقرر کریں اور اسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھ لیں وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ الخ (قمر ۵۴: ۱۳ تا ۱۵) ہم نے تمہیں تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کرایا جو ہماری نگرانی میں جا رہی تھی اور کافروں کو کفر و شرک کا عبرت ناک انجام دکھایا اور ہم نے اسے ایک نشانی بنا دیا ہے کوئی جو عبرت حاصل کرے۔

یام بن نوحؑ کشتی پر سوار نہیں ہوا اس لیے ڈوب گیا: (۴۳) آپ نے جس بیٹے کو شفقت پدری سے سوار ہونے کو کہا تھا' وہ آپ کا چوتھا فرزند یام تھا' جب آپ کشتی پر سوار ہونے لگے تو اس سے کہا بیٹا تم بھی اپنے تینوں بھائیوں کی طرح مجھ پر ایمان لے آؤ اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کی طرح ڈوب کر جان نہ دو۔ یام بولا میں کشتی پر سوار ہو کر کیا بناؤں گا' پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر سیلاب سے بچ جاؤں گا۔ نادان نے اپنی جہالت سے یہ سمجھ لیا کہ پانی پہاڑ کی چوٹی تک تو پہنچنے سے رہا' اس لیے میں چوٹی پر چڑھ کر یقیناً محفوظ رہوں گا۔ فرمایا بیٹا یہ سیلاب نہیں بلکہ اللہ کا عذاب ہے اور اللہ کے عذاب سے وہی بچے گا جس پر اللہ رحم فرمائے گا۔ اتنے میں ایک ایسی موج آئی جس نے بیٹے کو باپ سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا' اور بیٹا باپ کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے ڈوب گیا۔

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

حکم ہوا اے زمین اپنا پانی جذب کر لے' اور اے آسمان رک جا پانی سوکھ گیا اور عذاب مکمل کر دیا گیا اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری اور فرمایا گیا کہ ناانصاف اللہ کی رحمت سے دور ہوں۔

عذاب کی آمد: (۴۴) جب زمین پر بسنے والے سب ڈوب گئے اور کشتی والے ہی بچے تو اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ جس قدر پانی اب تک ابلا ہے اور اس پر چڑھا ہوا ہے وہ سب پی جائے اور آسمان کو حکم دیا کہ بس کر' خبردار اب پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے پائے چنانچہ زمین سے رفتہ رفتہ پانی گھٹنے لگا' اللہ کے عذاب سے روئے زمین پر تمام رہنے والے ہلاک ہو گئے' ایک کافر بھی زندہ نہ بچا اور کشتی اپنے سوار لے کر جودی پہاڑ پر رک گئی۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۗ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ ۗ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِىْ وَتَرْحَمْنِىْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور نوح نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا اے میرے رب میرا بیٹا تو میری اہل میں سے ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ تیرا وعدہ قطعی سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بہتر ہے' فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے' اس کی حرکتیں اچھی نہیں' آپ کو ایسا سوال کبھی نہیں کرنا چاہیے' جس کا علم نہ ہو میں آپ کو جاہل نہ بننے کی نصیحت کرتا ہوں' بولے اے میرے رب میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ کسی ایسی چیز کا سوال کروں' جس کا مجھے علم نہ ہو' اگر تو مجھے معاف نہیں فرمائے گا اور مجھ پر مہربانی نہیں فرمائے گا تو میں ٹوٹے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

یام کے حالات معلوم کرنے کے لیے نوح کی دعا: (۴۵) نوح کا اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کرنا محض اس غرض سے تھا کہ آپ کو ڈوبنے والے بیٹے کا پورا پورا حال معلوم ہو جائے کہ اے رب تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تیرے گھر والوں کو عذاب سے بچا لوں گا' اور تیرا وعدہ قطعی سچا ہوتا ہے ناممکن ہے کہ وعدہ خلافی ہو' اب سوال یہ ہے کہ کیا میرا ڈوبنے والا بیٹا میرے گھر والوں میں نہ تھا اور اگر تھا تو پھر کافروں کے ساتھ کیسے ڈوب کر ہلاک ہوا۔ باقی تیرے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ تجھے اختیار ہے کہ تو جو چاہے کرے دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

(۴۶) فرمایا ہم نے تمہاری جس اولاد کو بچانے کا وعدہ کیا تھا' اس میں یام شامل نہیں تھا' میں نے مسلمانوں کو بچانے کا وعدہ کیا تھا' کافروں کو نہیں' میں تو صاف کہہ چکا تھا کہ تمہاری اولاد میں سے بھی وہ ڈوبے گا' جس پر میری بات سبقت کر چکی ہے' یام میرے علم میں انہیں کافروں میں سے تھا جو کفر کی وجہ سے ڈوبنے والے تھے۔

(۴۷) یعنی جب نوح کو معلوم ہو گیا کہ ان کا اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کرنا رب العالمین کی منشاء کے خلاف تھا تو آپ نے اپنے رب سے معافی چاہی۔

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

نوح سے کہہ دیا گیا کہ اے نوح ہمارے پاس والی سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھ والی دیگر جماعتوں پر ہے کشتی سے نیچے اتر آؤ' اور بہت سی ایسی قومیں بھی ہیں' جن کو ہم تھوڑا سا فائدہ تو ضرور اٹھانے دیں گے' پھر انہیں ہمارے پاس والا دردناک عذاب آ پہنچے گا۔

سلامتی سے کشتی سے اتر آنے کا حکم: (۴۸) حق تعالیٰ کے حکم سے جودی پہاڑ پر کشتی ٹھہری اور اسی کی طرف سے آپ کو اور آپ کے ساتھ والی جماعتوں کو سلامتیوں اور برکتوں کی بشارت دی گئی' اور ان کی مسلمان اولادوں کو بھی جو قیامت تک دنیا میں آنے والے ہیں اس کے ساتھ ساتھ کافروں کے بارے میں یہ بات بتائی گئی کہ وہ دنیا میں چند روزہ ضرور فائدہ اٹھائیں گے مگر آخرت میں دردناک عذابوں میں گرفتار ہوں گے' اس آیت سے قیامت تک آنے والے مومنوں کو سلامتیوں اور برکتوں کی بشارت ثابت ہوتی ہے اور کافروں کی سزا کا ثبوت نکلتا ہے جب اللہ نے طوفان روکنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا چلا دی جس سے پانی ٹھہر گیا' اور زمین کے تمام سوتے اور آسمان کے دروازے بند ہو گئے' زمین کو حکم ہو گیا کہ وہ پانی جذب کر لے' چنانچہ لحہ بہ لحہ پانی کم ہوتا چلا گیا۔ آپ نے کشتی کا دروازہ کھولا' آسمان سے آواز آئی کہ اے نوح ہماری اتاری ہوئی سلامتیوں اور برکتوں کے ساتھ زمین پر اتر آؤ۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

یہ واقعہ منجملہ غیب کی خبروں کے ہے' جنہیں ہم آپ کو وحی کے ذریعہ بتاتے ہیں اس سے پہلے اس واقعہ سے نہ آپ واقف تھے اور نہ آپ کی قوم لہٰذا آپ صبر کرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ حسن انجام اللہ سے ڈرنے والوں ہی کے لیے ہے۔

گزشتہ واقعات کی اطلاع رسالت کی تصدیق ہے: (۴۹) نبی سے خطاب ہے کہ نہ صرف یہ واقعہ بلکہ اور صدہا واقعات آپ کے سامنے پیش نہیں آئے بلکہ پہلے زمانے کے واقعات ہیں' جن کی اطلاع آپ کو وحی کے ذریعے کی جاتی ہے اور آپ ان واقعات کو لوگوں کو اس طرح سنا دیتے ہیں جیسے آپ نے ان کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے بلکہ اگر گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو وحی سے جو واقعات بتائے جاتے ہیں وہ آنکھوں دیکھے واقعات سے کہیں زیادہ صحیح ہوتے ہیں' وحی سے پہلے کے ان واقعات سے آپ بھی نا آشنا تھے' اور آپ کی قوم بھی لہٰذا یہ کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے کسی سے سیکھ کر بیان کر دیے ہوں' سابق انبیاء کی کتابیں بھی ان واقعات کی تصدیق کرتی ہیں' لہٰذا اگر کوئی آپ کو جھٹلائے یا ایذا پہنچائے تو آپ صبر کا دامن مضبوط پکڑے رہیں' صبر کا مستقبل شاندار ہے' ہم آپ کی پشت پر ہیں' اور آپ کو اور آپ کے عقیدت مندوں کو دنیا میں اقتدار و غلبہ عطا کرنے والے ہیں' اخیر میں آپ ہی کا غلبہ ہو گا اور مسلمانوں ہی کو قابل رشک کامیابی نصیب ہو گی۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے عادیوں کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا' انہوں نے فرمایا کہ اے قوم اللہ ہی کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' تم محض افتراء پرداز ہو' اے قوم میں تبلیغ پر تم سے اجر کا مطالبہ نہیں کرتا' میرا صلہ تو میرے خالق کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟ قوم والو اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگ لو پھر اس کے آگے توبہ کر لو وہ آسمان سے تم پر موسلا دھار مینہ برسانے والے بادل بھیج دے گا۔ اور تمہاری طاقت بڑھا دے گا تم مجرم بن کر اس سے منہ نہ موڑو۔

حضرت ہودؑ نے توحید کی تعلیم دی: (۵۰) ہم نے عادیوں کی طرف ہود کو نبی بنا کر بھیجا جو انہیں توحید کی تعلیم دیتے تھے' اور شرک و بت پرستی کی برائی کرتے تھے' اور بتوں کی مذمت کرتے تھے' جنہیں عادیوں نے خود اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کے نام گھڑ کر انہیں معبود بنا لیا تھا۔

(۵۱) اے قوم مجھے تم سے کوئی لالچ نہیں' یہاں تک کہ میں تمہاری خیر خواہی پر تم سے اپنا حق محنت بھی نہیں مانگتا' میں تو اللہ کی رضا ڈھونڈتا ہوں' اگر مجھ سے اللہ راضی ہو گیا تو مجھے بہت کچھ عطا فرما دے گا اسی نے مجھے بنایا اور پال پوس کر پروان چڑھایا۔ کیا تم ایسی موٹی بات بھی سمجھنے سے قاصر ہو کہ جو بلا طمع کے خلوص کے ساتھ تمہاری دنیا اور تمہارے دین کی اصلاح کا آرزومند ہے' اس کی بات جھوٹی ہو گی۔

(۵۲) یہ میری خیر خواہی ہی ہے کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنے گناہوں کی بلک بلک کر اپنے رب سے معافی مانگ لو' کثرت سے استغفار کرتے رہو' اس کے آگے گڑگڑا کر توبہ کر لو اور مستقبل میں اللہ کی نافرمانیوں اور حکم عدولیوں سے باز آ جاؤ' اگر تم میں یہ دو خوبیاں پیدا ہو گئیں تو پھر اللہ آسمان سے تمہیں روزیاں عطا فرمائے گا تمہارے تمام بگڑے کام بن جائیں گے' اور آبرو قائم رہے گی' وقت پر حسب ضرورت آسمان سے بارشیں ہوں گی' پیداوار میں اضافہ ہو گا' اقتصادی اور معاشی ترقی ہو گی' اور تم رب کی برکتوں سے مالا مال' خوش حال اور فارغ البال ہو جاؤ گے' رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا کہ جو استغفار کو چمٹ جائے اللہ اسے ہر غم سے خلاصی اور ہر تنگی سے کشادگی بخشتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ

قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾

عادیوں نے جواب دیا کہ آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش کی ہی نہیں ہم آپ کے کہنے سے اپنے معبود چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم آپ کی تصدیق کر سکتے ہیں' ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے کسی معبود کی جھپٹ میں آ گئے ہیں' فرمایا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ میں ان بتوں سے متنفر ہوں جنہیں تم اللہ کا شریک بنا رہے ہو لہٰذا تم کو جو کچھ کرنا ہے کر گزرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو' میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے جو میرا اور تم سب کا رب ہے' زمین پر چلنے والے ہر جاندار کی چوٹی اسی کے ہاتھ میں ہے یقین مانو میرا رب قطعی صحیح راہ پر ہے۔

دعوت توحید پر عادیوں کا جواب: (۵۳) عادیوں نے اللہ کے نبی کی نصیحت سن کر یہ جواب دیا کہ آپ نے توحید پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو رکھی نہیں' صرف آپ کا یہ کہنا کہ اللہ ہی کو معبود مانو اور بت پرستی کو چھوڑ دو' ہمارے لیے کافی نہیں تاوقتیکہ توحید کی خوبیاں اور شرک کی برائیاں دلائل سے بیان کر کے ہمیں قائل نہ کیا جائے ہم تو آپ کو سچا مانتے ہی نہیں' اور نہ ہمارا آپ پر ایمان ہے' دلیل کا مطالبہ جہالت پر مبنی ہے' ورنہ ہودؑ کے مبارک وعظ میں توحید کے قطعی دلائل موجود ہیں' پھر جب توحید قطعی دلائل سے ثابت گئی تو بت پرستی کی بھی تردید ہو گئی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو گی کہ جو رب العالمین ہے اور جس نے مجھے تمہیں اور تمام کائنات کو پیدا کیا' عبادت اسی کی کرنی چاہیے' جب کوئی خالق و رب نہیں تو کسی میں معبود بننے کی صلاحیت بھی نہیں' مگر قوم کی جہالت کی حد ہو گئی صاف کہہ دیا کہ آپ بلا دلیل بات کر رہے ہیں۔

انبیاء صحیح الدماغ ہوتے ہیں: (۵۴و۵۵) بولے ہمارا تو یہ خیال ہے کہ چونکہ آپ ہمیں دیوتاؤں کی عبادت سے روک رہے ہیں اور ان کی برائیاں بیان کر رہے ہیں' اس لیے ہو نہ ہو' ضرور آپ کسی دیوتا کی مار میں مبتلا ہیں' کسی نے جھنجھلا کر آپ کو دیوانہ اور ہوش و خرد سے بیگانہ بنا دیا ہے' آپ نے قوم کا یہ نامعقول جواب سن کر فرمایا اچھا اگر یہی بات ہے تو میں نہ صرف تم کو بلکہ حق تعالیٰ کو بھی گواہ بنا کر صاف صاف کہتا ہوں کہ میں ان تمام بتوں سے بیزار ہوں' نہ صرف تم بلکہ تمام طاغوتی قوتیں اور تمہارے جھوٹے دیوتا تمہارے ساتھ مل کر متفقہ طور پر مجھے مقدور بھر نقصان پہنچانے کی کوشش کریں نہ مجھے منٹ بھر کے لیے مہلت دیں اور نہ مجھ پر رحم کریں جو کچھ کرنا ہے کر گزریں' اور جو کچھ بس میں ہو عمل میں لائیں۔

مسلمانوں کا اللہ پر بھروسہ ہے: (۵۶) میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو نہ صرف میرا اور تمہارا بلکہ تمام کائنات کا مالک و بادشاہ ہے۔ مجال ہے کہ اس کی منشاء کے بغیر کوئی کانٹا بھی چبھو سکے' روئے زمین کے جانداروں کی چوٹیوں کے بال اس کے ہاتھ میں ہیں' کوئی بھی اس کے حکم و قضاء سے باہر نہیں' وہ انصاف پسند ہے ظالم نہیں کہ تمہاری تدبیریں تکمیل تک پہنچنے دے' وہ سیدھی اور ہموار راہ پر

ہے' مومنوں پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے' اور فیاض وکریم ہے جس کی جود وسخا غیر محدود ہے' اس کی دنیوی مہربانیوں کی وجہ سے موٹی عقل والے راہ راست سے بھٹک جاتے ہیں۔

غور فرمایئے آپ نے اس مبارک وعظ میں بھی توحید کی کیسی پکی دلیل بیان فرمائی کہ جب رب کے سوا کوئی نفع ونقصان پر قادر نہیں' جب اللہ شہنشاہ مطلق اور مختار کل ہے جب اس کے ہاتھ میں کائنات میں سے ایک ایک کی باگ ڈور ہے تو وہی حق دار عبادت ہے' اس کے سوا کوئی بھی حق دار عبادت نہیں' بت تو پھر بھی جمادات ہیں تم میں سے چلتا پھرتا کوئی شخص بھی اگر چہ وہ اونچے سے اونچے دینی یا دنیوی منصب والا ہے' حق دار عبادت نہیں' جب انسان حق دار عبادت نہیں تو جن اور فرشتے بدرجہ اولیٰ حق دار عبادت نہیں چونکہ اس کائنات میں انسان سے اشرف کوئی چیز نہیں' نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی حق دار عبادت نہیں۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖٓ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّونَهٗ شَيْـًٔا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِينَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿۵۹﴾ وَأُتْبِعُوْا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ أَلَآ إِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع ۵

پھر اگر تم پھر جاؤ تو میں تو تم کو پیغام رسالت پہنچا چکا' جس کے ساتھ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے' میرا پروردگار تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا' اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے' واقعی میرا رب ہر چیز پر نگراں ہے اور جب ہمارا عذاب آ دھمکا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور ان کے ساتھ والے ایمان والوں کو بچالیا اور انہیں ہولناک عذاب سے محفوظ رکھا' یہ ہیں عادی جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں نہیں مانی تھیں۔ اور اس کے نبیوں کی حکم عدولی کی تھی اور ہر سخت گیر وضدی کے حکم پر چلتے تھے دنیا میں بھی ان کی پیچھے پھٹکار لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی دیکھو عادیوں نے اپنے رب کو نہیں مانا' کان کھول کر سن لو قوم ہود یعنی عاد ہی اللہ کی رحمت سے دور ہوئے۔

حضرت ہودؑ کے وعظ کا تتمہ: (۵۷) اللہ کے نبی حضرت ہودؑ کے وعظ کا تتمہ ہے' فرماتے ہیں کہ میں اپنا فرض تو ادا کر چکا اور تمہیں پیغام رسالت پہنچا کر سبکدوش ہو چکا' اگر یہ پیغام ٹھکرا دو گے اور جھٹلا دو گے تو اس کا وبال تمہیں پر پڑے گا مجھ پر نہیں اللہ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ تمہیں غارت کر کے تمہاری جگہ ایسے لوگ بسا دے جو اس کی توحید کی امانت کو سینے میں جگہ دیں اور اسی کے کلمہ کو بلند کرنے میں کوشاں رہیں' تم جیسے مشرکوں کی اسے کوئی پرواہ نہیں' تمہارے کفر وشرک سے اس کا کچھ نہیں بگڑتا' بلکہ تم خود اپنے

پیروں پر آپ ہی کلہاڑیاں مار رہے ہو' اللہ تمہاری اور تمام بندوں کی ایک ایک حرکت سے خبردار ہے' اور اسے رتی رتی کی خبر ہے۔

آخر عادیوں کو عذاب نے گھیر لیا: (۵۸) آخر کار وہ دردناک ساعت آ ہی پہنچی' جس سے انہیں ڈرایا گیا تھا خیر و برکتوں سے خالی اور ہولناک عذاب سے لبریز آندھی اللہ کا عذاب لے کر آ پہنچی مسلمان اللہ کی رحمت سے اس ناگہانی بلا سے بچ گئے' مگر کافر سب غارت ہو گئے۔

(۵۹) عادیوں کا بڑا دردناک حشر ہوا۔ جنہوں نے اللہ کو نہ مانا تھا اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا تھا' چونکہ ایک نبی کو جھٹلانے والا تمام انبیاء کو جھٹلانے والا ہوتا ہے کیونکہ سب کی تعلیم توحید ہے' اس لیے فرمایا کہ عادیوں نے نبیوں کو جھٹلایا تھا' یہ قوم سخت گیر ضدی اور سرکش لوگوں کی باتیں مانتی رہی' آخر کار عذاب کا شکار ہو گئی۔

(۶۰) اور ان پر نہ صرف اللہ کی بلکہ تمام ایمان والوں کی طرف سے لعنت ٹوٹ پڑی' آج یہ دنیا میں بھی برائی ہی سے یاد کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن بھی میدان حشر میں اگلوں پچھلوں کے سامنے ان پر اللہ کی لعنت ہی برسے گی' اور اعلان کر دیا جائے گا کہ عادی اللہ کو ماننے والے نہ تھے۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ وقف لازم

اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو نبی بنا کر بھیجا' انہوں نے کہا اے قوم اللہ ہی کی عبادت کرو' اور اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں اس نے تم کو مٹی سے بنایا' اور زمین پر آباد فرمایا' لہٰذا اس سے گناہوں کی معافی مانگو' پھر اس کے آگے توبہ کر و یاد رکھو' میرا رب بہت نزدیک ہے' اور دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔

حضرت صالحؑ کی پکار کہ صرف اللہ ہی کو پوجو: (۶۱) ہود علیہ السلام کی طرح صالح علیہ السلام نے بھی قوم سے یہی فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو' جس نے تمہیں زمین سے بنا کر زمین ہی پر بسا دیا' اسی کو پوجو اور گناہوں سے اور ان کی برائیوں سے اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ عزم کر لو کہ برائی نہ کرو گے' آدم علیہ السلام کو بلا واسطہ مٹی سے بنایا گیا اور اولاد آدمؑ کو بواسطہ' پھر فرمایا یقین مانو میرا رب تم سے بہت ہی قریب ہے' اور تمہاری امیدیں بر لانے والا ہے' فرمایا وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ الخ (بقرہ ۲:۱۸۶) اے نبی جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں' جب دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ

اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

بولے اے صالحؑ اب سے پہلے تم سے ہماری امیدیں وابستہ تھیں کیا تم ہمیں ان کی عبادت سے روک رہے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے ہم اس سے جس کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو ایک بڑے شک میں ہیں' جو ہمیں تردد میں ڈالے ہوئے ہے فرمایا اے قوم بتاؤ اگر میں اپنے رب کے پاس والی کسی معقول دلیل پر ہوا' اور اس نے مجھے اپنی رحمت بخش دی ہو' پھر اگر میں اس کی حکم عدولی پر اتر آؤں تو اس کے عذاب سے میری کون مدد کر سکتا ہے۔ تم تو مجھے نقصان کی طرف لے جاتے ہو۔

ثمودیوں کا جواب: (۶۲) صالحؑ اور ثمودیوں کے درمیانی گفتگو کا بیان ہے' ثمودی کہتے ہیں کہ ہم رسالت کے دعوے سے پہلے تم سے بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے' لیکن افسوس تم نے ہماری تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا تم ہمیں ہمارے قدیمی دین سے جس پر ہمارے باپ دادا قائم تھے اور بت پرستی سے روکنا چاہتے ہو تم ہمارے بزرگوں سے تو بڑھ کر ہو نہیں سکتے' پھر تم جو ہم کو ایک نیا دین سکھا رہے ہو اسے ہم کیسے مان لیں' ہمیں تو اس نئے دین کی طرف سے پورا پورا شک ہے۔

حضرت صالحؑ کا جواب: (۶۳) آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس پکی دلیل ہے اور رب کی نشانی موجود ہے اور اپنی رسالت پر کامل یقین ہے' رسالت میرے رب کی ایک رحمت ہے جو اس نے مجھے عطا فرمائی ہے دیکھو تو اگر تم کو پیغام رسالت نہ پہنچاؤں' رب کی حکم عدولی کروں اور توحید کی دعوت نہ دوں تو کون مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتا ہے' اور میری مدد کر سکتا ہے تم میرے کام نہ آؤ گے' تم تو یہ چاہتے ہو کہ میرے نقصان میں اضافہ کرتے رہو۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا
تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا
فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا
نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىِٕذٍ ۭ
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا
فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ
اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع

اور اے قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے لہٰذا اسے اللہ کی زمین میں کھانے پینے دو' اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تم پر فوراً عذاب آ جائے گا لیکن ثمودیوں نے اسے مار ڈالا' آخر آپ نے فرمایا اب تم تین دن تک اور اپنے گھروں میں رہ لو یہ وعدہ خلاف ہونے والا نہیں' پھر جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے صالحؑ کو اور ان کے ساتھ والے مومنوں کو عذاب

سے اور اس دن کی رسوائی سے بچالیا' بلاشبہ آپ کا رب بڑا ہی زبردست وغالب ہے۔ اور ظالموں کو کڑک نے آلیا' پھر وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مرے کے مرے رہ گئے' جیسے یہاں کبھی آباد ہی نہ تھے' دیکھو ثمودیوں نے اپنے رب کو نہ مانا' کان کھول کر سن لو ثمودی بھی اللہ کی رحمت سے دور ہوئے۔

(۶۴ تا ۶۸) ثمودیوں کی ہلاکت کی اور ان کی تمام آیتوں کی مکمل تفصیل وتفسیر سورہ اعراف میں گزر چکی ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

دیکھو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر پہنچے' اور انہیں سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فوراً گائے کے بچے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے' پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کے لیے نہیں بڑھتے تو انہیں بیگانہ پا کر ان سے خوف محسوس کرنے لگے' فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کریں ہم لوطیوں کی طرف بھیجے گئے ہیں' آپ کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھیں' ہنس پڑیں' اور ہم نے انہیں اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوبؑ کی بشارت دی' کہنے لگیں ہائے میرے کس طرح اولاد ہو سکتی ہے میں تو بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی کافی عمر کے ہیں۔ واقعی یہ بات انتہائی تعجب خیز ہے' فرشتوں نے کہا کہ کیا تم کو اللہ کی قدرت پر تعجب ہے' اے ابراہیمؑ کے گھرانے والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اترتی ہیں' واقعی اللہ لائق تعریف ہے اور بڑا ابزرگ ہے۔

خلیل اللہ کے نوجوان وخوبرو مہمان: (۶۹) یہ بھیجے ہوئے فرشتے تھے جو ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دینے آئے تے چونکہ یہ انسانی شکل میں تھے اور آپ بڑے مہمان نواز تھے اس لیے آپ نے مہمان دیکھتے ہی کھانے کے لیے فوراً بھنا ہوا گوشت لا کر پیش کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لوطیوں کی ہلاکت کی بشارت لے کر آئے تھے۔ ان مہمانوں نے آپ کو سلام کیا' آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور جو کچھ حاضر تھا۔ پیش کیا آپ نے سلام کا جواب سلامٌ سے دیا۔ جس میں ہمیشگی پائی جاتی ہے یعنی تم پر بھی اللہ کی طرف سے ہمیشہ سلامتیاں رہیں یہ گوشت گرم پتھروں پر سنکا ہوا تھا۔

(۷۰) جب آپ نے دیکھا کہ یہ مہمان کھانے کے لیے گوشت کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو آپ کو خیال ہوا کہ کہیں دشمن برے ارادے سے تو نہیں گھس آئے' چنانچہ آپ کو ان سے کچھ خوف سا محسوس ہونے لگا' فرشتے تاڑ گئے اور بولے کہ آپ

خوف نہ فرمائیں دراصل ہم فرشتے ہیں اور لوطیوں پر عذاب لے کر آئے ہیں۔

(۷۱) سارہ نے دیکھ کہ خود خلیل اللہ مہمانوں کو کھانا کھلانے پر اصرار کر رہے ہیں لیکن وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہی نہیں ہیں تو انہیں مہمانوں پر بلا تامل ہنسی آ گئی اور کہنے لگیں' یہ عجیب مہمان ہیں ہم تو انکی خاطر تواضع میں لگے ہوئے ہیں اور یہ کھاتے ہی نہیں' کہا جاتا ہے کہ یہ چار مقدس مہمان تھے یعنی جبرائیل' میکائیل اسرافیل اور رفائیل کہا جاتا ہے کہ اس گوشت پر جبرائیل نے اپنا پر رگڑ دیا' جس سے وہ فوراً بچھڑا بن کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا جو گھروں میں تھی لوطیوں کی ہلاکت کی خبر سن کر سارہ کو بے ساختہ ہنسی آ گئی کیونکہ لوطی بڑے فتنہ انگیز' شر پسند' سخت قسم کے کافر اور سر پھرے تھے۔

بڑھاپے میں اولاد کی بشارت: پھر سارہ کو دوسری بشارت بڑھاپے میں اولاد کی دی گئی

بشارت اولاد پر تعجب: (۷۲) بشارت سن کر سارہ کو بڑا تعجب ہوا کہ دونوں میاں بیوی انتہائی بوڑھے بھلا اولاد کیسے ہو سکتی ہے اس آیت میں سارہ کے قول کو نقل فرمایا اور سورہ ذاریات میں ان کے فعل کو چنانچہ فرمایا فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ الخ (۵۱:۲۹) پھر ان کی بیوی حیرت زدہ آئیں اور منہ پر ہاتھ مار کر فرمایا میں تو بڑھیا ہوں اور بانجھ بھی' عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ تعجب کا اظہار قول و فعل سے کیا کرتی ہیں۔

اللہ کے احکام قابل تعجب نہیں ہوتے: (۷۳) فرشتوں نے جواب دیا کہ اللہ کے حکم میں اور اس کی قدرت میں تعجب کی گنجائش نہیں' اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ تم کو اس عمر میں بیٹا دے گا اگر چہ اولاد ہونے کے زمانے میں تم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی' اگر چہ تمہارے میاں کی عمر بھی کافی ہو چکی' مگر اللہ کی قدرت کے اندر ہر چیز ہے اس کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے' اے نبی کے گھرانے والو تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں تم کو اس کی قدرت میں تعجب نہیں کرنا چاہیے اللہ اپنے افعال میں حقدار تعریف و توصیف ہے' اور اپنی ذات وصفات والے اقوال میں بزرگ ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾
اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ
اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

پھر جب ابراہیم ؑ کا ڈر جاتا رہا اور انکے پاس خوشخبری بھی پہنچ گئی تو وہ ہم سے لوطیوں کے بارے میں جھگڑنے لگے' واقعی ابراہیم بڑے بردبار نرم طبع اور اللہ کی طرف جھکنے والے تھے' ابراہیم یہ خیال ترک کر دو' دیکھو تمہارے رب کا حکم آ پہنچا ہے اور لوطیوں پر عذاب آ کر ہی رہے گا جو لوٹایا نہیں جا سکتا۔

خلیل اللہ کی نرم دلی کا واقعہ: (۷۴) فرشتوں کا پورا واقعہ معلوم ہونے سے خلیل اللہ کا ڈر جاتا رہا اور بیٹے کی بھی بشارت سن لی اور لوطیوں کی ہلاکت کی بھی آپ نے پوچھا جس بستی میں ۳۰۰ مومن ہوں' کیا اسے برباد کیا جا سکتا ہے جواب ملا نہیں' پوچھا اگر چالیس ہوں تو فرمایا جب بھی نہیں' پوچھا اگر تیس ہوں بولے پھر بھی نہیں' اخیر میں پوچھا اگر پانچ ہوں فرمایا پھر بھی نہیں پوچھا اگر ایک ہو بولے پھر بھی نہیں' پھر آپ نے ان سے پوچھا' پھر تم کس طرح لوطؑ کے ہوتے ہوئے وہ بستی ہلاک کرو گے' فرشتوں نے کہا

ہمیں معلوم ہے کہ وہاں لوطؑ اور دیگر مومن ہیں ہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو انکی بیوی کے علاوہ عذاب سے بچالیں گے یہ سن کر آپ کو تسلی ہوئی۔ (۷۵) آپ بڑے تحمل والے نرم دل اور اللہ کی طرف ہمہ وقت جھکنے والے تھے' اس آیت میں خلیل اللہ کی بڑی بڑی خوبیاں بیان کی گئی ہیں' اس کی تفسیر اوپر گزر چکی۔

(۷۶) یعنی عذاب کا فیصلہ ہو چکا اور لوطیوں پر ہلاکت لکھی جا چکی' اس لیے عذاب کا بھیجا جانا لازم ہو گیا' جو گناہ گاروں سے لوٹایا نہیں جا سکتا لہٰذا اے ابراہیمؑ آپ خاموشی اختیار فرمائیے اور اغماض کیجیے۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾

اور جب ہمارے قاصد (فرشتے) لوطؑ کے پاس آئے تو وہ ان کی وجہ سے سخت فکر مند ہوئے' اور اندر ہی اندر کڑھنے لگے' اور بولے کہ آج کا دن بڑا سخت ہے' ان کی قوم بھاگی بھاگی ان کے پاس آئی اور یہ پہلے ہی سے بداخلاقیوں میں گرفتار تھے' آپ نے فرمایا اے قوم یہ میری بہو بیٹیاں ہیں جو تمہارے لیے ستھری اور پاکیزہ ہیں لہٰذا اللہ سے ڈر جاؤ' اور مجھے مہمانوں میں ذلیل نہ کرو' کیا تم میں ایک بھی اچھا آدمی نہیں؟ بولے تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہمیں تمہاری بہو بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور تمہیں ہماری غرض بھی خوب معلوم ہے۔

فرشتوں کا حسین لڑکوں کی شکل میں لوطؑ کے پاس آنا: (۷۷) خلیل اللہ کو لوطیوں کی ہلاکت کی بشارت دے کر فرشتے نہایت خوبصورت جوانوں کے روپ میں لوطؑ کے گھر آئے' آپ اپنے کھیتوں پر یا گھر پر تھے۔ اس سے لوطیوں کا امتحان مقصود تھا کہ اب بھی یہ اپنی ناشائستہ حرکتوں سے باز آتے ہیں یا نہیں' رب اپنی حکمتوں' کو اور پکی حجتوں کو خوب جانتا ہے۔ اللہ کے نبی نوجوان خوبصورت مہمانوں کو دیکھ کر گھبرائے اور دل ہی دل میں کڑھنے لگے اور سوچنے لگے کہ اگر انہیں اپنے پاس رکھتا ہوں تو قوم کو خبر ہو جائے گی اور بداخلاقی سے باز نہیں آئیں گے اور اگر پاس نہ رکھوں اور قوم کے ہتھے چڑھ جائیں تو پھر بھی قوم انہیں چھوڑے گی نہیں' یہ سوچ کر آپ کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ آج کا دن بڑا نازک اور سخت ہے' کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ میں ان سے قوم کو باز رکھوں گا' مگر مجھ میں ان سے ٹکر لینے کی طاقت نہیں بہرحال کچھ بھی ہو قوم کو انہیں ہاتھ نہیں لگانے دوں گا۔

(۷۸) آپ انہیں چپکے سے اپنے گھر لے آئے' آپ کے گھر والوں کے سوا کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی' آپ کی عورت نے خیانت کی اور قوم کو ان حسینوں کی خبر کر دی' لوگ مارے خوشی کے بے تحاشا بھاگے آئے' ان کی پہلے ہی سے بداخلاقی کی عادت تھی' آخر کاران بچوں کو آ گھیرا۔

اللہ کے نبی کا بداخلاق قوم کو وعظ: آپ نے قوم کو نصیحت فرمائی' اللہ نے تمہارے لیے عورتیں پیدا کی ہیں' قوم کی بیٹیاں میری بیٹیاں ہیں تم اپنی اپنی بیویوں سے اپنی حاجت روائی کرو اس سے تم کو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں فائدہ ہی فائدہ ہے' دوسری آیت میں فرمایا اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ الخ (شعراء ۲۶: ۱۶۵' ۱۶۶) افسوس تم دنیا کے مردوں کے پاس آتے ہو اور جن کو اللہ نے تمہارے لیے بنایا ہے انہیں (بیویوں) کو چھوڑ دیتے ہو' بلکہ تم حد سے زیادہ آگے بڑھنے والے ہو قَالُوْٓا اَوَلَمْ الخ (حجر ۱۵: ۷۰' ۷۲) انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو پہلے ہی سے آپ کو پردیسیوں کے ٹھہرانے سے منع کر رکھا تھا' آپ نے جواب دیا کہ تم اپنی بیویوں کے پاس جو میری بیٹیوں کی طرح ہیں کیوں نہیں جاتے' اللہ کی قسم یہ اپنے نشے میں چور تھے' چونکہ ہر نبی اپنی امت کی بیٹیوں کے لیے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے' اس لیے آپ نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں جو تمہارے نکاح میں ہیں ان کے پاس جاؤ یہی تمہارے لیے مناسب ہیں' اور تمہارے کام کا محل ہیں' اور جن کے پاس عورتیں نہیں وہ نکاح کر لیں۔

پھر فرمایا اللہ سے ڈر جاؤ' مجھے مہمانوں کے سامنے ذلیل نہ کرو' عورتوں سے نکاح کر کے ان کے پاس جاؤ' اور گندے خیال لے کر مردوں کے پاس نہ آؤ' بھلے آدمیو دیکھو یہ میرے مہمان ہیں' میری عزت ولاج رکھ لو' کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار اور نیک شخص نہیں جو میری ان نصیحتوں کو مان لے۔

قوم کا مغرورانہ جواب: (۷۹) قوم نے جواب دیا کہ ہمیں عورتوں کی ضرورت ہی نہیں' آپ ہمارے ارادوں سے خوب واقف ہیں' پھر آپ کا نصیحت کرنا بے سود ہے' ہم ہرگز باز آنے والے نہیں' اور اپنی خواہش انہیں سے پوری کر کے رہیں گے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾

فرمایا کاش مجھ میں تم سے مقابلہ کی طاقت ہوتی' یا میں کسی زبردست کی پناہ میں ہوتا' فرشتوں نے کہا لوطؑ ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں' یہ آپ تک پہنچ نہیں سکتے' لہٰذا آپ اپنے گھر والوں کو لے کر اخیر رات میں چلے جائیں' خبردار تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے بجز آپ کی بیوی کے اسے بھی وہی عذاب پہنچنے والا ہے جو ان سب کو پہنچے گا' یاد رکھو صبح کا وقت ان کے وعدے کا ہے کیا صبح قریب نہیں؟

اللہ کے نبیؑ کی دھمکی: (۸۰) جب اللہ کے نبی نے دیکھا کہ ان جاہلوں کو سمجھانا بے سود ہے' لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے تو اب آپ نے انہیں ڈرا کر فرمایا کہ اگر آج میں طاقت ور ہوتا یا میرا خاندان صاحب اثر ہوتا تو میں تمہیں تمہاری اس بدمعاشی کا مزا چکھائے بغیر نہ رہتا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوطؑ پر اللہ کی رحمت ہو' آپ کسی طاقت ور کی پناہ لینا چاہتے تھے' یعنی حق تعالیٰ کی' آپ کے بعد اللہ نے جو نبی بھیجا وہ طاقت ور قوم ہی میں بھیجا۔

فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو بتادیا کہ عذاب لے کر آئے ہیں: (۸۱) جب فرشتوں نے آپ کو افسردہ ودلگیر دیکھا تو بتادیا کہ آپ فکر نہ کریں، یہ غنڈے آپ تک پہنچنے بھی نہ پائیں گے کہ غارت کردیے جائیں گے، ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں، اور ان پر آسمان سے عذاب لے کر اترے ہیں، آپ رات کے پچھلے حصہ میں اندھیرے اندھیرے میں اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے چلے جائیں سب کو آگے آگے کرلیں، اور خود پیچھے پیچھے رہیں اور جلدی سے عذاب والی سرزمین کی حدوں سے نکل جائیں، اگر عورتوں اور بچوں کی دلدوز چیخیں اور مردوں کا شوروغل سنائی دے تو خبردار کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے، پھر فرمایا کہ اس شرط کے سب پابند رہیں گے، البتہ آپ کی بیوی پابندی نہ کرے گی، اور چیخ وپکار سے متاثر ہو کر پیچھے دیکھے گی، کیونکہ اللہ کے فیصلہ میں اس کا بھی قوم ہی کے ساتھ غارت ہونا لکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے ساتھ آپ کی عورت بھی تھی، مگر دلدوز چیخوں کو سن کر اس سے نہ رہا گیا، مڑ کر دیکھ لیا اور زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکل گیا، ہائے میری قوم اسے بھی فوراً آسمانی پتھر لگا، جس سے وہ بھی ڈھیر ہوگئی، فرشتوں نے آپکے مزید اطمینان کے لیے عذاب کا قریب وقت بھی بتادیا کہ صبح صبح ان پر عذاب آئے گا جو بہت ہی قریب ہے، بدمعاش آپ کے گھر کا گھیراڈالے ہوئے تھے اور چاروں طرف سے مارے خوشی کے اچھلتے کودتے چلے آرہے تھے، آپ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور ان کو اندر آنے سے روک رہے تھے، جب یہ خبیث آپ سے نہ مانے اور فرشتوں نے آپ کو آزردہ دیکھا تو جبریل نے باہر آ کر اپنا ایک پر ان کے منہ پر ماردیا، جس سے سب اندھے ہوگئے۔

حذیفہ بن یمان کہتے ہیں جب فرشتے حسین نوجوانوں کے روپ میں آپ کے پاس آئے تو آپ اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے، انہوں نے آپ سے رات بھر ٹھہرنے کی درخواست کی، حق تعالیٰ نے جبرائیل سے کہہ دیا تھا کہ جب تک تین بار لوطؑ قوم کی بداخلاقی کی گواہی نہ دیں، انہیں ہلاک نہ کرنا، آپ نے ان پردیسیوں کو ٹھہرانے کا عزم کرلیا اور قوم کی شرارت ان کے گوش گزار کردی، پھر کچھ دور چل کر فرمایا جانتے ہو اس شہر والے کیا کرتے ہیں۔ روئے زمین پر ان سے بدتر کوئی قوم نہیں، آہ میں تم کو کہاں لے جاؤں، کیا قوم کی طرف لے جاؤں جو دنیا میں انتہائی بدترین ہے، جبرائیل نے فرشتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ پہلی شہادت ہے، یاد رکھنا پھر جب شہر کے درمیان پہنچے اور آپ کو مہمانوں کی بے عزتی کا خطرہ ہوا تو مارے شرم کے پانی پانی ہوگئے، اور فرمایا جانتے ہو اس شہر کے باشندے کیا کرتے ہیں، روئے زمین پر ان سے زیادہ گندی کوئی قوم نہیں، بلاشبہ میری قوم دنیا میں بدترین قوم ہے جبرائیل نے فرشتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ دوسری گواہی ہے، یاد رکھنا پھر جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو شرم سے اور ان پر ترس کھا کر رو پڑے اور فرمایا آہ کیا بتاؤں میری قوم کیا شرارت کرتی ہے جانتے ہو اس شہر کے باشندے کس بلا میں مبتلا ہیں، میرے علم میں دنیا میں کہیں کے باشندے ان سے زیادہ شریر نہیں، جبرائیل نے فرشتوں سے فرمایا یہ تین شہادتیں گزر گئیں، یاد رکھنا اب یہ قوم عذاب کی حق دار بن گئی، آخر کار آپ انہیں گھر لے گئے آپ کی بوڑھی عورت فوراً ایک بلند مقام پر چڑھی، اور کپڑا ہلا ہلا کر قوم کو بلانے لگی، بے دین و بدمعاش جلدی سے بھاگے بھاگے آئے اور پوچھنے لگے کیا بات ہے، بولی آج لوطؑ کے مہمان انتہائی حسین و جمیل نوجوان ہیں، جن سے خوشبو کی لپٹیں آرہی ہیں، میں نے کبھی ایسی خوبصورت و دلفریب شکلیں نہیں دیکھیں یہ سن کر بدمعاش دوڑ کر آپ کے گھر پہنچے، آپ نے دروازہ پر انہیں روکا، اور اندر نہیں آنے دیا، آپ انہیں اللہ کا واسطہ دے دے کر ہٹا رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ نادانو تمہارے لیے اللہ نے عورتیں بنائی ہیں، لیکن یہ کب اپنے ناپاک ارادوں سے باز آنے والے تھے، اب جبرائیل نے اللہ سے عذاب کی اجازت مانگی، اجازت مل گئی، آپ نے اپنی فطری صورت کا ایک پر کھول دیا، آپ کے دو پر ایسے

ہیں جن پر موتی جڑے ہوئے ہیں' عقیق جیسے چمکدار دانت پیشانی بڑی اور اونچی سر مرجان کے دانوں جیسا اور صاف و براق موتی کی طرح چمکدار اور پاؤں سبزی مائل ہیں' آپ نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبی لوطؑ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں' آپ دروازے سے ہٹ جائیں' میں ان سے نمٹ لوں گا چنانچہ لوطؑ وہاں سے ہٹ گئے' جبرائیل باہر آئے اور اپنا پر پھیلا کر ان کے مونہوں پر مارا جس سے ان کی آنکھیں پھوٹ گئیں' اب تو راہ کی بھی خبر نہ رہی' پھر آپ نے لوطؑ کو مع اہل و عیال کے رات کے پچھلے حصہ میں اندھیرے اندھیرے نکلنے کا مشورہ دیا اور لوط مومنوں کو لے کر نکل گئے۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع

النصف

پھر جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو ہم نے اس شہر کو پلٹ دیا اور اس پر تہ بہ تہ کنکر یلے پتھروں کی بارش کر دی' جو آپ کے رب کے پاس سے نشان والے تھے' اور یہ عذاب ان ظالموں سے کچھ دور نہ تھا۔

لوطیوں پر اللہ کا عذاب: (۸۲) شہر صدوم پر سورج نکلتے ہی عذاب آ گیا اور تمام شہر الٹ دیا گیا فرمایا فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى (نجم ۵۳:۵۵) پھر ان بستیوں کو گھیر لیا جس نے گھیر لیا' بخاری فرماتے ہیں سجیل یعنی سخت اور بڑا۔ یہ پتھر قرینے سے عذاب کے لیے تیار کیے گئے تھے' یا تہ بہ تہ تھے جو یکے بعد دیگرے گر رہے تھے' ان پر لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے' اور ہر پتھر پر اسی کا نام کندہ تھا' جس سے وہ ہلاک ہونے والا تھا' یہ طوق دار تھے' جن پر سرخ چھینٹے تھے کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ سدوم کے باشندوں پر گرے' اگر اس علاقہ کا کوئی باشندہ علاقے سے باہر تھا تو اس کے نام کا پتھر وہیں جا کر اس پر گرا' ایک شخص کھڑا ہوا باتوں میں مشغول ہے' اس کے نام کا پتھر اس پر گرتا ہے اور وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے' ایک بھی لوطی اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکا۔

لواطت کرنے والوں سے بھی یہ عذاب دور نہیں: (۸۳) یعنی جو ان جیسا کام کرے گا اس سے بھی یہ عذاب کچھ دور نہیں' اس لیے بدمعاشوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیے کہ اللہ کا عذاب ان کی تاک میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی کو لواطت کرتا ہوا دیکھو تو دونوں کو قتل کر دو (سنن)

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا' انہوں نے فرمایا کہ اے قوم اللہ کی عبادت کرو' تمہارا اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں' اور ناپ تول میں کمی نہ کرو' میں تمہیں خوشحال دیکھتا ہوں' اور مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا جو جامع مصائب ہو گا ڈر

ہے۔

حضرت شعیبؑ کا وعظ: (۸۴) مدین عرب کا ایک قبیلہ تھا جو حجاز و شام کے درمیان معان کے قریب آباد تھا' پھر جس علاقے میں یہ قبیلہ آباد تھا اس کا نام بھی مدین پڑ گیا' اللہ نے اس علاقے کے باشندوں کی طرف شعیبؑ کو نبی بنا کر بھیجا' آپ ان میں اونچے نسب و خاندان کے تھے چونکہ آپ اسی قوم میں سے تھے اس لیے اخاھم کا لفظ استعمال کیا گیا۔ آپ نے قوم کو توحید کی رغبت دلائی اور ناپ تول میں کمی کرنے کی مذمت کی' فرمایا کہ میں تمہاری اقتصادی حالت اچھی دیکھتا ہوں' تم خوش حال اور فارغ البال ہو' آہ تم اللہ کی حرمتوں کے پردے چاک کر رہے ہو' مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تمہاری خوش حالی بدل نہ جائے اور آخرت میں تم دردناک عذاب کے حق دار نہ بن جاؤ۔

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾

اے قوم انصاف سے پورا پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو' اور ملک میں فساد نہ مچاؤ' اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ کا حلال کیا ہوا نفع تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے' اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں۔

(۸۵) آپ پہلے تو اپنی قوم کو ناپ اور تول میں کمی کرنے سے روکتے ہیں' پھر لیتے دیتے وقت انصاف سے پورا تولنے اور ناپنے کا حکم فرماتے ہیں' اور لوگوں کو بدامنی اور فتنہ و فریاد سے باز رہنے کی ہدایت فرماتے ہیں' کیونکہ یہ لوگ ڈکیتی کے بھی عادی تھے۔

(۸۶) فرمایا کہ ناحق لوگوں کا مال ہڑپ کرنے سے وہ نفع ہزار درجہ بہتر ہے' جو حق تعالیٰ تم کو تجارت میں عطاء فرمائے' اسی نفع میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ اور یہی حلال وطیب ہے جس طرح عذاب سے بربادی اور تباہی آتی ہے ٹھیک اسی طرح رحمت سے جان و مال کا بقاء و تحفظ ہوتا ہے پورا پورا ناپ تول کر جو کچھ بچ جائے گا وہی باعث خیر و برکت ہے' بھلا کہیں برے اور بھلے میں بھی برابری ہو سکتی ہے' فرمایا قُلْ لَّا يَسْتَوِي الخ مائدہ ۵:۱۰۰) آپ فرما دیں' گندہ اور پاکیزہ مال برابر نہیں ہو سکتا' اگرچہ گندے مال کی کثرت آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہو' پھر فرمایا کہ میں تمہارے کاموں کی ہر وقت نگرانی نہیں کر سکتا' یہ کام اللہ کا ہے' اس لیے جو کچھ کرو اللہ کی رضا کے لیے اس سے ڈر کر اس کے قانون کے مطابق کرو۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

قوم نے جواب دیا کہ اے شعیب کیا تمہاری نماز ہم کو یہی ہدایت کرتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبود چھوڑ بیٹھیں یا اپنے مال میں حسب منشاء تصرف نہ کریں ہاں آپ ہی بردبار اور نیک بخت ہیں۔

قوم شعیبؑ کا جواب: (۸۷) ان بدبختوں کا اللہ کے نبی کے ساتھ یہ طنزیہ خطاب ہے۔

کہنے لگے بھئی واہ کیا خوب آپ کی نماز آپ کو یہی ہدایت کرتی ہے' کہ ہم اپنے بزرگوں کے معبودوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں' اور جو محنت شاقہ کر کے مال کمایا ہے' اس میں حسب مرضی تصرف سے باز رہیں' اور ناپ تول میں کمی نہ کریں آپ تو اس پر بھی محاسبہ فرما رہے ہیں۔

یعنی انکا اپنے کاموں میں من مانی کرنے کا یہ مطلب تھا کہ ہم زکوٰۃ کیوں دیں' اللہ کے نبی کو تحمل والا اور اچھا بطور مذاق کے کہا گیا' کیونکہ وہ آپ کو نبی تسلیم ہی نہیں کرتے تھے۔ اگر تسلیم کرتے تو ایمان ضرور لاتے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

فرمایا اے قوم بھلا بتاؤ تو سہی اگر میں اپنے رب کے پاس والی کسی قطعی دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس والی بہترین عطیہ سے نوازا ہے (تو کیسے تبلیغ نہ کروں) میرا یہ ظرف نہیں کہ میں تمہاری مخالفت کر کے اس کام کی طرف مائل ہو جاؤں' جس سے میں تم کو روک رہا ہوں' میں تو مقدور بھر اصلاح چاہتا ہوں اور مجھے اصلاح کی توفیق اللہ ہی کی امداد کے ساتھ ہے' میرا اسی پر بھروسہ ہے اور میں اسی کی طرف جھکا ہوا ہوں۔

حضرت شعیبؑ کا قوم کو جواب: (۸۸) یعنی میں رب کی محبت و بصیرت پر قائم ہوں اور تمہیں اسی کی توحید کی دعوت دے رہا ہوں' یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے مجھے بہترین عطیہ سے نوازا ہے' میرا یہ ظرف نہیں کہ تم کو تو توحید کی دعوت دوں اور برے کاموں سے روکوں مگر تم سے چھپ کر انہیں کاموں کا ارتکاب کرتا رہوں' میری غرض محض اصلاح ہے۔ جس کی مقدور بھر کوشش کرتا رہوں گا البتہ کامیاب کرنا اللہ کے اختیار میں ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور میں اسی کی طرف جھک رہا ہوں۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

قوم میری مخالفت تم کو ان عذابوں پر آمادہ نہ کرے جو قوم نوحؑ قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ پر آ چکے ہیں' اور تم سے قوم لوطؑ بھی کچھ دور نہیں' تم اپنے پروردگار سے گناہوں کی معافی مانگو اور اس کی طرف جھک جاؤ یاد رکھو کہ میرا رب بڑا ہی مہربان و محبت کرنے والا ہے۔

نبی کی مخالفت کر کے شرک پر جم جانا عذاب کو للکارنا ہے: (۸۹) یعنی میری مخالفت پر اڑ کر تم اپنے کفر و شرک پر نہ جمو ورنہ پہلی قوموں کی طرح تم بھی عذاب سے تباہ کر دیے جاؤ گے' لوطیوں کی تباہی تو قریب ہی کے زمانے میں گزری ہے' یا وہ تم سے

قریب ہی رہا کرتے تھے۔

(۹۰) یعنی پچھلے گناہوں سے معافی مانگو اور آئندہ گناہوں سے باز رہنے کا پکا ارادہ کر لو یقین مانو ایسے لوگوں پر میرا رب بڑا ہی مہربان و شفیق ہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

قوم نے جواب دیا کہ شعیب! آپ کی اکثر باتیں تو ہماری سمجھ ہی سے باہر ہیں اور ہم تو آپ کو اپنے اندر کمزور ہی دیکھتے ہیں' اگر آپ کا خاندان نہ ہوتا تو ہم آپ کو سنگسار کر دیتے' ہماری نگاہ میں آپ کچھ عزت والے نہیں' فرمایا اے قوم کیا تمہارے خیال میں میرے خاندان والے اللہ سے بھی زیادہ عزت والے ہیں' اور تم نے اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے یقین مانو میرا رب تمہارے تمام کام گھیرے ہوئے ہے۔

قوم شعیبؑ کا جواب: (۹۱) یعنی آپ کی پہیلیاں ہم سمجھنے سے قاصر ہیں' آپ ساری قوم میں کمزور ہیں آپ کے قبیلہ کا خیال ہے ورنہ ہم آپ کو سنگسار کر دیتے۔ قوم میں آپ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے کیونکہ آپ کی کوئی عزت و وقعت نہیں۔

حضرت شعیبؑ کا قوم کو جواب: (۹۲) آپ نے جواب دیا لوگو تم مجھے خاندان کی وجہ سے چھوڑے ہوئے ہو اللہ کی وجہ سے نہیں' اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ میرے کنبے والے تمہارے خیال میں اللہ سے بڑھے ہوئے ہیں' آہ تم نے اللہ کا قانون پس پشت ڈال دیا' اس کی عظمت و تقدیس کا خیال نہیں کیا' اور اس کی اطاعت سے بدک رہے ہو یاد رکھو حق تعالیٰ تمہاری ان حرکتوں سے آگاہ ہے' اور وہی تم کو بدلہ دینے والا ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع ۸

اے قوم تم بھی اپنی جگہ پر عمل کیے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں تم کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کر دینے والا عذاب آتا

ہے اور کون جھوٹا ہے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں اور جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیبؑ کو اور ان کے ساتھ والے ایمان داروں کو بچا لیا اور ظالموں کو ایک کڑک دار آواز نے آ پکڑا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مرے کے مرے رہ گئے گویا وہ ان میں کبھی آباد نہ ہوئے تھے سن لو قوم مدین بھی رحمت سے دور ہوئی جیسے ثمودی دور ہوئے تھے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کو دھمکی: (۹۳) جب شعیبؑ قوم کی طرف سے ناامید ہو گئے تو آپ نے انہیں دھمکانے کے طور پر فرمایا اچھا تم اپنے طریقے پر عمل کرتے ہو اور میں اپنے طریقہ پر عمل کر رہا ہوں بہت جلدی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون رسوا کن عذاب کا حق دار ہے اور کون نہیں اور کون جھوٹا ہے اور کون سچا وقت موعود کا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔ (۹۴) آخر کار جس وقت کا انتظار تھا وہ آ پہنچا اور آسمانی عذاب نے ان ظالموں کا گلا آ پکڑا اللہ کی رحمت سے اللہ کے نبی اور ان کے ماننے والے عذاب سے بچا لیے گئے اور ظالموں کو نیست و نابود کر دیا گیا یہ جمادات کی طرح غیر متحرک اور بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے۔

(۹۵) جیسے کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہیں ہوئے تھے قرآن میں قوم شعیبؑ پر جن عذابوں کا بیان ہے یہاں کڑک دار آواز کا اعراف میں زلزلہ کا اور شعراء میں بادل کے دن والے عذاب کا بیان ہے قوم ایک ہی ہے مگر اس پر یہ تینوں عذاب اکٹھے آئے لہذا ہر مقام پر مناسب عذاب کا بیان کیا گیا ہے اعراف میں فرمایا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ الخ (۷:۸۸) قوم کے اونچی ناک والے سرداروں نے کہا اے شعیب ہم تمہیں اور تمہارے ایمان والے ساتھیوں کو اپنے شہر سے نکال کر ہی دم لیں گے اس مقام پر زلزلہ کا عذاب مناسب ہے چنانچہ جس شہر سے اللہ کے نبی کو نکالنے کا ارادہ کیا گیا تھا وہاں تباہ کن زلزلہ آیا یہاں اللہ کے نبی کی شان میں گستاخیاں کی گئیں اس لیے یہاں کڑک دار چیخ کا عذاب مناسب تھا اسی لیے فرمایا گیا کہ ایک دلدوز چیخ نے انہیں آ دبوچا جس نے انہیں آن کی آن میں جمادات کی طرح خاموش و بے حس و حرکت کر کے چھوڑ دیا سورۃ شعراء میں چونکہ قوم کا مطالبہ تھا کہ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دیا جائے اس لیے آسمان سے پتھر برسائے گئے یہ لطائف یاد رکھئے مدین کو ثمود سے بہت کچھ مشابہت تھی یہ بھی عرب تھے اور وہ بھی۔ یہ بھی ڈاکو تھے اور وہ بھی ان کا بھی وہی کفر تھا جو ان کا تھا علاوہ ازیں دونوں ہمسایہ قومیں تھیں اس لیے فرمایا کہ جیسی لعنت ثمودیوں پر پڑی ویسی ہی مدین والوں پر پڑی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىِٕهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ﴿۹۷﴾ یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

دیکھو ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور کھلی دلیلوں کے ساتھ رسول بنا کر فرعون کی اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا لیکن لوگ

فرعون کے حکم کی پیروی کرتے رہے' حالانکہ اس کا حکم ٹھیک نہ تھا قیامت کے دن یہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور انہیں دوزخ میں جا دھکیلے گا وہ بدترین گھاٹ ہے جس میں وہ داخل کیے جائیں گے ان پر اس دنیا میں بھی پھٹکار ڈال دی گئی' اور قیامت کے دن بھی وہ بدترین انعام ہے جو انہیں دیا جائے گا۔

رسالت موسیٰ کا بیان: (۹۶'۹۷) موسیٰ کی رسالت کا بیان ہے کہ انہیں معجزے دے کر فرعون کی طرف جو قبطیوں کا بادشاہ تھا' اور اس کے سرداروں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا' لیکن انہوں نے فرعون ہی کے طریقے کو پسند کیا اور گمراہی پر اڑے رہے' حالانکہ اس کا طریقہ صحت و ہدایت سے خالی محض جہالت و گمراہی اور کفر و سرکشی پر مبنی تھا۔

(۹۸) چونکہ یہ لوگ دنیا میں اس کے پیچھے پیچھے تھے' اس لیے آخرت میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے اور یہ سب کے آگے آگے ہوگا اور سب کو جہنم کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کر دے گا' خود بھی جہنم میں جا گھسے گا اور ان کو بھی اپنے ساتھ لے جائے گا'' ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے'' جہنم میں سب سے زیادہ عذاب اسی بدبخت کو ہوگا' فرمایا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الخ (مزمل ۷۳:۱۶) پھر فرعون نے رسول کی نافرمانی کی' پھر ہم نے اسے سخت پکڑ لیا فکذب و عصی الخ (نازعات ۷۹:۲۱' ۲۶) اس نے جھٹلایا' نافرمانی کی پھر دوڑ کر گیا' لوگوں کو جمع کر کے اعلان کیا کہ میں تم سب کا اعلیٰ رب ہوں' آخر کار اللہ نے اسے دنیا اور آخرت میں پکڑ لیا یقیناً اس واقعہ میں ڈرنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے' بروں کی تابعداری کرنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے اور یہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے فرمایا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا الخ (احزاب ۳۳:۶۷'۶۸) یہ جہنم میں دعا مانگیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا تھا انہوں نے ہمیں راہ سے بے راہ کر دیا' اے ہمارے مربی ان پر دوگنا عذاب فرما' اور ان پر زبردست پھٹکار ڈال۔

کافروں کے لیے دائمی عذاب ولعنت ہے: (۹۹) یعنی دائمی عذاب کے ساتھ ساتھ ان پر دائمی لعنت بھی ڈال دی گئی' دنیا میں بھی بروں کا ذکر برائی ہی سے کیا جاتا ہے اور آخرت کی لعنت سے تو چھٹکارا ہی نہیں' چونکہ یہ سردار دوسروں کو جہنم کی دعوت دینے میں آگے آگے تھے' اس لیے ان پر دوہری لعنت ڈال دی گئی ہے پھر فرمایا جو انہیں انعام دیا گیا وہ برا ہے' یعنی دنیا اور آخرت میں ہمیشہ کے لیے انکے گلے میں لعنت کا طوق ڈال دیا گیا فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً الخ (قصص ۲۸:۴۱'۴۲) ہم نے انہیں جہنم کی دعوت دینے کے لیے پیشوا بنایا' اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ الخ (غافر ۴۰:۴۶) ان پر روزانہ صبح و شام آگ پیش کی جاتی ہے اور جس دن قیامت آئے گی (تو ان سے کہا جائے گا) اے آل فرعون سخت ترین عذاب میں داخل ہو جاؤ۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا
ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

یہ ان آبادیوں کی کچھ خبریں ہیں جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں ان میں سے کچھ تو موجود ہیں اور کچھ فنا ہو گئیں' ہم نے ان پر ظلم

نہیں کیا' البتہ انہوں نے آپ اپنے پر ظلم کیا' پھر جب آپ کے رب کا عذاب آ گیا تو ان کے معبودان کے کچھ کام نہ آ سکے' جنکو وہ اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے اوران کے نقصان ہی میں اضافہ کیا۔

ظالم بستیوں کے واقعات کی خبر دینا رسالت کی دلیل ہے: (۱۰۰) قوموں اور نبیوں کے واقعات کے بعد ارشاد ہے کہ یہ واقعات جو ہم آپ کے سامنے بیان کر رہے ہیں' چند بستیوں کے واقعات ہیں جن میں سے کچھ آج موجود ہیں اور کچھ مٹ چکی ہیں

(۱۰۱) یعنی ہم نے انہیں تباہ کر کے ان پر ظلم نہیں کیا' بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا تھا کہ ہمارے رسولوں کو نہ مانا اور انکی مخالفت پر ڈٹ گئے' پھر جب ہمارا عذاب آیا تو انکے جھوٹے معبودان کے کچھ کام نہ آ سکے' بلکہ ان کی عبادت نے اور بت پرستی نے انہیں قطعی جہنمی بنا دیا' فائدہ تو رہا در کنار ان سے تو انہیں نقصان ہی پہنچا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۗ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

آپ کے رب کے پکڑنے کا یہی طریقہ ہے جب وہ کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے تو اسی طرح پکڑتا ہے (اللہ کی پناہ) اس کی پکڑ بڑی درد ناک اور کڑی ہے۔

ہر ظالم اپنی ہلاکت کا منتظر رہے: (۱۰۲) یعنی ان ظالموں کی طرح ہر ظالم اپنی ہلاکت کا منتظر رہے' اللہ کی پکڑ بڑی کڑی اور دردناک اور روح فرسا ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے پھر جب اسے پکڑتا ہے تو مہلت نہیں دیتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ق)

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۗ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

یقیناً ان واقعات میں آخرت کے عذاب سے ڈرنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے یہ وہ دن ہوگا جس دن تمام لوگ جمع ہوں گے اور یہ وہ دن ہوگا جس دن سب موجود ہوں گے۔ ہم نے صرف ایک مقررہ مدت تک کے لیے اسے پیچھے ہٹا لیا ہے جب یہ دن آ جائے گا تو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی لب بھی نہ ہلا سکے گا' پھر لوگوں میں سے کوئی تو خوش قسمت ہوگا اور کوئی بد بخت۔

کافروں کی تباہی سے اور مومنوں کی نجات سے اللہ کے وعدوں کی صداقت کا اظہار: (۱۰۳) یعنی کافروں کی تباہی سے اور ایمان والوں کی خلاصی سے قیامت کے بارے میں ہمارے وعدوں کی صداقت صاف ظاہر ہے اور ڈرنے والوں کے لیے بڑی عبرت ہے' جس دن اگلے پچھلے سب جمع اور موجود ہوں گے اور ایک بھی حاضر کئے بغیر نہ چھوڑا جائے گا فرمایا وَحَشَرْنَا الخ

(کہف ۱۸:۴۷) ہم انہیں جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے یہ بڑا بھاری دن ہو گا' جس میں فرشتے حاضر ہوں گے' انبیاء موجود ہوں گے' انسان' جن' پرند' چرند سب اکٹھے ہوں گے اور حاکم مطلق جو ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا' بلکہ نیکی کا صلہ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے ان میں فیصلہ فرمائے گا۔

قیامت کا ایک مقررہ وقت ہے: (۱۰۴) قیامت ایک مقررہ وقت پر دیر سے اس لیے آئے گی کہ اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ مقررہ وقت تک دنیا میں انسان آباد رہیں گے اور مقررہ وقت تک دنیا سونی پڑی رہے گی' پھر مقررہ وقت پر قیامت آ جائے گی۔

شفاعت کا کسے حق ہو گا: (۱۰۵) پھر جب قیامت آ جائے گی تو کسی کو اللہ کی اجازت کے بغیر لب ہلانے کی بھی مجال نہ ہو گی' بجز اس کے جسے مہربان رب اجازت دے دے' اور وہ بات بھی ڈھنگ کی کرے ایسا شخص توحید پرست ہو گا جو گنہگاروں کی سفارش کے لیے لب کشائی کر سکے گا چنانچہ فرمایا لَا یَتَکَلَّمُوْنَ الا الخ (نبا ۷۸:۳۸) اس کے بغیر جسے مہربان مالک نے اجازت دی ہو' اور وہ صحیح بات بھی کرے اور کوئی بول بھی نہ سکے گا' پھر فرمایا کہ کوئی خوش نصیب ہو گا اور کوئی بدنصیب چنانچہ فرمایا فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ (شوریٰ ۴۲:۷) یعنی ایک گروہ جنت میں ہو گا' اور ایک گروہ جہنم میں' جب یہ آیت اتری تو عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس پر عمل کرتے ہیں' آیا اس فیصلہ پر جو پہلے سے طے ہو چکا ہے یا نئی چیز پر فرمایا نہیں' بلکہ اسی پر جو طے ہو چکا ہے اور جس پر قلم چل چکا' البتہ ہر ایک کے لیے وہی عمل آسان ہیں' جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ (ابویعلیٰ)۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾

لیکن جو بدنصیب ہیں وہ جہنم کی آگ میں ہوں گے جہاں وہ گھٹ گھٹ کر اور چیخ چیخ کر روئیں گے' اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں' مگر جس قدر آپ کے رب کو منظور ہو گا بلاشبہ آپ کا رب جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔

جہنم میں جہنمیوں کی چیخ و پکار: (۱۰۶) یعنی گھٹ گھٹ کر اور دہاڑ دہاڑ کر ہر طرح سے روئیں گے عذاب کی روح فرسا تکالیف سے کبھی تو گھٹ گھٹ کر روئیں گے اور کبھی غضب کی دل دوز چیخیں ماریں گے' اللہ مسلمانوں کو اپنے عذابوں سے بچائے آمین۔

قرآن عربی محاوروں میں اترا ہے: (۱۰۷) عربی محاورہ میں جب کسی چیز کی ابدی ہمیشگی بیان کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ جب تک زمین و آسمان یا دن رات قائم ہیں' یا جب تک قصہ گو قصہ کہتے رہیں گے' یا جب تک قافلہ کے اونٹوں کی دمیں ہلتی رہیں گی' یہ چیز باقی رہے گی' بہر حال ان محاوروں سے ابدی والی ہمیشگی مراد ہوتی ہے' نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عالم آخرت کے زمین و آسمان مراد ہوں' ظاہر ہے کہ وہ تو ہمیشہ ہمیش رہیں گے' اس لیے جہنمی بھی جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے فرمایا یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ الخ (ابراہیم ۱۴:۴۸) وہ دن یاد رکھو جس دن زمین و آسمان بدل دیے جائیں گے اور لوگ واحد و قہار اللہ کے سامنے آ موجود ہوں گے۔

موحد گنہ گار جہنم سے نکال لیے جائیں گے: پھر اللہ نے اپنی منشا بیان کی کہ جب تک انہیں اللہ کو جہنم میں رکھنا منظور ہو گا جہنم میں رہیں گے فرمایا اَلنَّارُ مَثْوٰىكُمْ (انعام ۶:۱۲۹) جہنم کی آگ تمہارا ٹھکانہ ہے' جہاں تم ہمیشہ ہمیش رہو گے' مگر جب تک اللہ کو

منظور ہوگا یہ استثناء ان گنہ گاروں کے حق میں ہے' جو توحید کی وجہ سے جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔
پھر فرمایا آپ کا رب مختار مطلق ہے وہ جو چاہے کرے' اس کے کسی کام میں دم مارنے کی گنجائش نہیں۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

لیکن جو خوش نصیب ہیں وہ جنت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے جب تک کہ آسمان وزمین قائم ہیں' مگر جو آپ کے رب کو منظور ہوگا اللہ انہیں نہ ختم ہونے والی بخشش عطا فرمائے گا۔

خوش نصیبوں کے لیے جنت ہے: (۱۰۸) خوش نصیب وہ ہیں جو دنیا میں انبیاء کی تابعداری کرتے رہے' یہ ابدوالی جنتوں میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور وہاں سدا بہار بہاریں لوٹیں گے' نہ وہاں سے نکالے جائیں گے اور نہ اکتائیں گے' جنت ان پر ان کے عملوں کی وجہ سے واجب نہ تھی مگر انہیں اللہ کی مشیت ومہربانی نے جنت دلوائی۔ پھر فرمایا اللہ کا انعام ہے جو نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ کم ہو گا۔ اس لیے فرمایا گیا کہ مشیت کے بیان سے کبھی کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ کبھی جنت چھینی بھی جاسکتی ہے' اسی لیے فرمایا کہ اللہ کا انعام نہ گھٹ سکتا ہے اور نہ چھینا جاسکتا ہے' جنت وجہنم اللہ کے عدل وحکمت کا تقاضا ہیں اللہ جس کام کا ارادہ کرتا ہے اسے کر گزرتا ہے کون ہے جو اس کے کام میں دخل دے فرمایا لَا يُسْئَلُ عَمَّا (انبیاء ۲۱:۲۳) اس کے کام میں کوئی دم نہیں مار سکتا' اور وہ سب سے حساب لے لے گا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لاکر جنت وجہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا پھر اعلان کر دیا جائے گا کہ اے جنت والو اب تم سب کے لیے ہمیشگی ہے موت نہیں' اور اے جہنمیو تم سب کے لیے دوام ہے موت نہیں (ق)۔ (۲) اے جنتیو! اب تمہیں زوال کا کھٹکا نہیں' تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور تم ہمیشہ جوان ہی رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے' اور ہمیشہ عیش میں رہو گے' کبھی تنگی نہیں اٹھاؤ گے (صحیح حدیث)۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ
اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ ع
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ
رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

لہٰذا آپ کو ان کی طرف سے جنہیں یہ پوج رہے ہیں شک میں نہیں رہنا چاہیے' جس طرح ان سے پہلے (بتوں کو) ان کے باپ دادا پوجتے تھے' اسی طرح یہ پوج رہے ہیں' اور ہم انہیں ان کا مکمل حصہ بلا کسی کمی کے ضرور دے کر رہیں گے' دیکھو ہم نے موسیٰ کو کتاب دی' پھر اس میں اختلاف ڈال دیا گیا اور اگر آپ کے رب کی بات پہل نہ کر چکی ہوتی تو کبھی کا ان کا فیصلہ کر دیا جاتا' بلاشبہ

اس کی طرف سے ایسے شبہہ میں ہیں جو انہیں تردد میں ڈالے ہوئے ہے' آپ کا رب ہر ایک کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ جب وہ اس کے پاس جائے گا یقیناً اللہ اس کے عملوں سے خوب خبردار ہے۔

شرک کا غلط ہونا اور گمراہ ہونا ظاہر ہے: (۱۰۹) شرک کے غلط ہونے میں اور اس بات میں کہ یہ طریقہ جاہلانہ اور گمراہ کن ہے کسی مسلمان کو شبہہ نہیں کرنا چاہیے' مشرکوں کے پاس علاوہ باپ دادا کی تقلید کے شرک کی کوئی دلیل نہیں' اور تقلید سراسر غلط اور بے بنیاد ہے مشرکوں کو ان کے نیک عملوں کا صلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے اور وہ آخرت میں خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں آخرت میں ان پر طرح طرح کے عذاب ہی ہوں گے' اللہ کے جنت و جہنم کے بارے میں جو وعدے ہیں' وہ سب پورے ہو کر ہی رہیں گے' اور مشرکوں کے لیے عذاب کا جو مقرر حصہ ہے' وہ انہیں ضرور مل کر رہے گا۔

رحمت عالم ﷺ کو صبر کی ہدایت: (۱۱۰) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر لوگوں نے اس میں اختلاف ڈال دیا کسی نے اسے مانا اور کسی نے نہیں مانا اے پیارے نبی آپ بھی انہیں پر اپنے کو قیاس کر لیجئے' آپ کی بات بھی کوئی مانے گا اور کوئی ٹھکرا دے گا' آپ کسی کے جھٹلانے سے ناراض و دلگیر نہ ہوں' چونکہ ہم عذاب کا ایک وقت مقرر فرما چکے ہیں اور اپنی حجت پوری کیے بغیر کسی پر عذاب نہیں بھیجتے' اس لیے عذاب کے آنے میں دیر ہے' ورنہ ان کے گناہوں کی وجہ سے تو ان کا کبھی کا فیصلہ کیا جا چکا ہوتا۔' چنانچہ سورہ طٰہ میں فرمایا وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ (۲۰:۱۲۹'۱۳۰) اگر پہلے سے آپ کے رب کی ایک بات اور مقررہ مدت طے شدہ نہ ہوتی تو لازمی طور پر عذاب آ چکا ہوتا' اس لیے آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے' اور رات میں اور صبح و شام اپنے رب کی پاکی بیان کرتے رہیے۔ کافروں کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ انہیں انبیاء کی سیدھی اور سچی باتیں بری معلوم ہوتی ہیں' اور انہیں غلط سمجھتے ہیں' اور ان میں طرح طرح کے شبہات نکالتے ہیں' پھر ان کے شک معمولی نہیں ہوتے' بلکہ ایسے سخت ہوتے ہیں کہ پکی دلیلوں سے بھی نہیں جاتے۔

قیامت آ رہی ہے: (۱۱۱) ایک دن ایسا بھی آ رہا ہے کہ جس دن اللہ سب کو جمع کرے گا' اور ہر ایک کو اس کے عملوں کا ٹھیک ٹھیک اور پورا پورا بدلہ دے گا' اللہ ہر ایک کے ایک ایک عمل سے خوب خبردار ہے' اس لیے کافروں کو کفر و شرک پر پھولنا نہیں چاہیے' کفر کی سزا دنیا میں ملے یا نہ ملے' مگر آخرت میں ضرور ملے گی فرمایا وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ الخ (یٰس ۳۶:۳۲) کوئی ایسا نہیں جو ہمارے پاس حاضر ہونے والا نہ ہو۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

آپ اور آپ کے ساتھ جو توبہ کر چکے ہیں اسی پر جمے رہیں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور حد سے آگے نہ بڑھو یاد رکھو اللہ تمہارے عمل اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے' ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں بھی آگ کا شعلہ لپٹ جائے گا اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ ہو گا اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔

استقامت کا حکم: (۱۱۲) اللہ کے محبوب نبی کو اور تمام مسلمانوں کو استقامت کا حکم ہے' کیونکہ دشمنوں پر فتح پانے کا سب سے بڑا

ذریعہ یہی ہے اور بغاوت وسرکشی سے باز رہنے کی تاکید ہے کیونکہ یہ دونوں تباہ کن ہیں گو کسی غیر مسلم پر ہی زیادتی کیوں نہ ہو در حقیقت زیادتی بالذات بری اور تباہ کن ہے۔

دینی کاموں میں سستی اور چشم پوشی کی ممانعت: (۱۱۳) یعنی دین کی باتوں میں سستی اور اغماض سے کام نہ لو شرک کی طرف نہ جھکو اور شرکیہ حملوں سے مطمئن اور خوش نہ ہو نیز ظالموں کی طرف مت جھکو اور نہ ان سے مدد لو ورنہ ان کے عملوں سے راضی ہو جاؤ گے دراصل ظالموں کی حمایت ظلم کی حمایت ہے ایسا ہرگز نہ کرو ورنہ تم بھی اللہ کے عذاب میں پھنس جاؤ گے پھر ایسا کون ہے جو تمہیں اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بچالے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

آپ دن کے دونوں طرفوں میں نماز قائم رکھیں اور رات کی ساعتوں میں بھی یادرکھو نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں نصیحت ماننے والوں کے لیے یہ نصیحت ہے آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

پنجگانہ نماز کا حکم: (۱۱۴) دن کی دو طرفوں سے صبح اور مغرب کی نماز مراد ہے یا پہلے سرے سے صبح کی اور دوسرے سرے سے ظہر و عصر کی نماز مراد ہے اسی طرح رات کی ساعتوں سے عشاء کی نماز مراد ہے یا مغرب وعشاء کی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مغرب و عشاء کی نمازیں رات کی نمازیں ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ صبح وشام کی نمازیں ہی مراد ہیں کیونکہ معراج سے پہلے صبح وشام ہی کی نمازیں فرض تھیں اور رات میں آپ پر اور آپ کی امت پر تہجد فرض تھا پھر پنجگانہ نماز کی فرضیت نے یہ حکم منسوخ کردیا یہ احتمال اس صورت میں ہے کہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ آیت معراج کے واقعہ سے پہلے کی ہے کیونکہ یہ سورہ مکی ہے۔

نیکیوں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں: پھر فرمایا نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں یعنی نیکیاں سابق گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ علیؓ فرماتے ہیں جب میں رحمت عالم ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو مجھے اس سے جس قدر اللہ کو منظور ہوتا فائدہ پہنچتا اور جب کوئی مجھ سے آپ کی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم کھلوا کر تصدیق کرلیتا ایک دفعہ ابوبکرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی (آپ تو صدیق ہیں ہی بھلا آپ کی صداقت میں کیا کلام ہوسکتا ہے) کہ میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لے تو یقیناً اللہ اس کا گناہ معاف فرمادے گا (الف سنن)۔ (۲) عثمانؓ نے صحابہ کو رحمت عالم ﷺ کا سا وضو کرکے دکھایا پھر فرمایا میں نے آپ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا اور آپ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کرکے دل لگا کر دو رکعت نماز پڑھ لی اس کے تمام پہلے گناہ معاف کردیے جائیں گے (ق) رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ سے فرمایا کہ برائی کے بعد نیکی کرلو نیکی برائی کو مٹادے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ (الف)

(۱۱۵) یعنی اللہ مخلصوں کے اعمال کو ضائع نہیں کرتا بلکہ قیامت کے دن اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

پھر تم میں پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایسے ذی اثر لوگ کیوں نہیں ہوئے‘ جو ملک میں فساد سے لوگوں کو روکتے‘ علاوہ ان گنتی کے لوگوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا‘ اور ظالم اسی کی پیروی کرتے رہے جس میں انہیں آسودگی دی گئی تھی‘ اور وہ تھے ہی مجرم‘ آپ کا رب ایسا نہیں کہ وہ آبادیوں کو ظلم سے تباہ کر دے اور ان کے باشندے صلاح والے ہوں۔

گناہوں سے روکنے والی جماعت کا وجود ضروری ہے: (۱۱۶) یعنی سابق زمانے کے لوگوں میں چند اشخاص کے سوا ایسے لوگ نہیں پائے گئے جو بدمعاشوں اور شرارت پسندوں کو شرارتوں سے اور جرائم سے روکتے‘ اور آبادیوں میں گناہ نہ ہونے دیتے‘ ایسے ہی چند اشخاص کو ہم اپنے عذابوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان پر آنچ نہیں آنے دیتے‘ اسی وجہ سے اللہ نے امت محمدیہ میں ایسی نیک جماعت کے موجود رہنے کا قطعی حکم فرمایا اور ان کا وجود ضروری قرار دیا‘ فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ الخ (آل عمران ۳: ۱۰۴) تم میں خیر و بھلائی کی دعوت دینے والی ایک جماعت ضروری موجود رہنی چاہیے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ بری باتیں دیکھ کر انہیں مٹانے کی کوشش نہیں کریں گے تو اللہ عنقریب عام عذاب بھیج دے گا۔

گناہ باعث عذاب ہیں: پھر فرمایا کہ ظالموں کی تو یہ عادت ہی ہے کہ وہ گناہوں اور برائیوں سے باز نہیں آتے‘ علماء کی نصیحتوں کو نہیں مانتے‘ اور برائیوں پر دن رات پڑے رہتے ہیں‘ آخر کار بے خبری میں اچانک ان پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑتا ہے‘ اور انہیں گناہوں کی بڑی سنگین قیمت دینی پڑتی ہے‘ (۱۱۷) یعنی جس شہر میں کچھ ایسے لوگ ہوں جو برائیوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں تو اللہ اس پر لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے کبھی عذاب نہیں بھیجتا‘ جب تک کہ سب اللہ کی حکم عدولی اور بغاوت پر نہ اتر آئیں‘ یا نیک لوگوں پر اللہ بطور ظلم کے کبھی عذاب نہیں بھیجتا‘ جب تک کہ تمام لوگ نافرمانیوں پر نہ اتر آئیں اور روکنے والوں کی نصیحتوں پر عمل نہ کریں اللہ کی ذات ظلم سے پاک ہے فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ الخ (ہود ۱۱: ۱۰۱) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا‘ بلکہ خود انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا (۲) وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ الخ (فصلت ۴۱: ۴۶) اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

اگر آپ کے رب کو منظور ہوتا تو سب کو ایک ہی طریقے کا بنا دیتا اور لوگ اختلاف کرتے ہی رہیں گے‘ مگر جن پر آپ کا رب رحم

فرمائے اللہ نے انہیں اسی لیے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم جنوں اور انسانوں سے بھردوں گا۔

اللہ کی قدرت ہمہ گیر ہے: (۱۱۸) اگر اللہ چاہتا تو ساری دنیا کو مسلمان بنا دیتا' فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ الخ (یونس۱۰:۹۹) اگر آپ کے رب کو منظور ہوتا تو دنیا کے تمام انسان ایمان لے آتے' پھر فرمایا لوگ ہمیشہ اختلاف میں پڑے رہیں گے یعنی لوگوں کے مذاہب جدا گانہ عقائد مختلف اور رائیں الگ الگ رہیں گی' لوگ دین میں بھی مختلف رہیں گے جیسے روزیوں میں مختلف ہیں' اور ایک دوسرے پر پھبتیاں کستے رہیں گے۔

انبیاء کے ماننے والوں پر اللہ کا رحم ہے: (۱۱۹) یعنی جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے اتباع رسول ﷺ کا شوق اور احکام دین پر عمل کرنے کا ذوق عطا فرمایا ہوگا' وہ ایک ہی راہ پر ہوں گے اور اللہ کے نبیوں کے بتائے ہوئے طریقے پر جمے رہیں گے' پیغمبر آخر الزمان کے عہد مسعود تک ان کا یہی حال رہے گا' پھر آپ کا مبارک زمانہ آئے گا اور وہ آپ کی اتباع میں لگ جائیں گے' آپ کی تصدیق کریں گے' اور آپ کی مقدور بھر امداد واعانت کریں گے' جس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی سعادتیں سمٹ کر ان کے دامنوں میں جمع ہو جائیں گی' اور نجات پانے والی یہی جماعت ہوگی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی ۷۱ فرقوں میں اور عیسائی ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور مسلمان ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیں گے' جن میں ایک فرقہ کے سوا سب جہنمی ہوں گے' صحابہ نے پوچھا یا رسول ﷺ جنتی فرقہ کونسا ہوگا فرمایا جو اس طریقہ پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں (مستدرک حاکم' سنن) غیر مسلم فرقے زبردست اختلافات کا شکار ہیں' اور توحید والوں پر اللہ کا رحم ہے کہ اس نے انہیں صرف توحید ہی پر مضبوطی سے جما رکھا ہے' اہل سنت والجماعت ہی اللہ کی رحمت کے حق دار ہیں' اگرچہ جدا جدا ہوں اور دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں' اور گناہ گار فرقہ پرست ہیں' اگرچہ ایک ہی جگہ ہوں اور ایک ہی ملک میں ہوں' پھر فرمایا کہ اللہ نے انہیں پیدا ہی اختلاف کے لیے کیا ہے یعنی آپس میں اختلاف ناگزیر ہے مگر ہر اختلاف باعث عذاب نہیں بلکہ بعض اصولی اختلاف ہی باعث عذاب الٰہی ہے مثلاً توحید شرک کا اختلاف۔

پھر فرمایا کہ آپ کے رب کی بات پوری ہوئی' کہ میں جنوں اور انسانوں سے جہنم بھردوں گا یعنی اللہ کے سابق فیصلہ میں اور اس کی حکمت میں یہ بات طے پا چکی ہے کہ اس کی مخلوق میں ایک جماعت جنت کی مستحق ہے اور ایک جہنم کی اور وہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھردے گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت وجہنم میں بات چیت ہوئی' جنت بولی مجھ میں کمزور اور گرے پڑے لوگ ہی آباد ہوتے ہیں' جہنم بولی مجھے اونچی ناک والوں اور سخت گیروں سے ترجیح دی گئی ہے' اللہ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں جسے چاہوں گا اس پر تجھے دے کر رحم فرماؤں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں تجھے دے کر جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا' اور تم میں سے ہر ایک بھردی جائے گی' جنت میں جگہ خالی ہی رہے گی' آخر کار اللہ اس کے لیے ایک مخلوق پیدا فرمائے گا جو اس کی خالی جگہ آباد کرے گی اور جہنم هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ہی کا نعرہ لگاتی رہے گی' آخر کار اللہ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا' پھر تو وہ چیخ پڑے گی' تیری عزت کی قسم بس بس بس (ق)۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ہم آپ کے سامنے نبیوں کے تمام حالات آپ کی تسکین طبع کے لیے بیان کر رہے ہیں' آپ کے پاس اس سورت میں بھی حق آ چکا جو ایمان والوں کے لیے پند وموعظت ہے۔

انبیاء کے واقعات رحمت عالم ﷺ کی تسکین کے لیے بیان کیے گئے: (۱۲۰) سابق امتوں کا نبیوں کو نہ ماننا نبیوں کا ان کی ایذاؤں پر صبر کرنا اور وعظ ونصیحت میں لگے رہنا' اللہ کا عذاب آنا' نافرمانوں کا برباد ہونا' اور فرماں برداروں کا بچ جانا ہم نے آپ کو یہ تمام باتیں بتا دیں' تاکہ آپ کے دل کو تسکین ہو' آپ پر اس سورت میں بھی حق ظاہر ہو چکا' دنیا نے اپنی آنکھوں سے کافر برباد ہوتے ہوئے اور ایمان والے پھلتے پھولتے ہوئے دیکھ لیے اللہ کے فضل وکرم سے مسلمان شمع توحید لے کر اٹھے' اور دنیا کے گوشے گوشے میں نور توحید پھیلا گئے' جدھر گئے فتح ونصرت نے ان کے قدم چومے' مٹھی بھر توحید پرستوں نے ساری دنیا اپنی مٹھی میں لے لی اور دنیا کو دکھا گئے کہ حکومت اس طرح کیا کرتے ہیں۔

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور جو ایمان نہیں لاتے آپ ان سے فرما دیں کہ تم اپنے طریقے پر عمل کیے جاؤ ہم بھی عمل کر رہے ہیں' اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

کافروں کو دھمکی: (۱۲۱) یعنی آپ ان کافروں کے کان کھول دیں اور یہ ڈرا وا دیں کہ اگر تم ہماری بات نہیں مانتے اور شرک وبت پرستی پر جمے ہوئے ہو تو اس طریقے پر عمل کیے جاؤ' ہم توحید کے طریقوں پر عمل کر رہے ہیں۔

(۱۲۲) اور انجام کا انتظار کرو ہم بھی اپنے انجام کے منتظر ہیں' چنانچہ دنیا نے کافروں کا دردناک اور مسلمانوں کا شاندار انجام دیکھ لیا۔ کافر غارت ہوئے اور مسلمان پھلے پھولے۔ فرمایا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ الخ (الانعام ۶: ۱۳۶) تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ شاندار انجام کس کا ہوتا ہے' یاد رکھو اللہ ظالموں کو پھلنے پھولنے نہیں دیتا۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ
وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

ع

اور آسمان وزمین کا غیب اللہ ہی کی ذات کے لیے مخصوص ہے اور تمام کاموں کا وہی مرجع ہے' لہٰذا آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں اور آپ کا رب تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔

مطلق عالم غیب اللہ ہی ہے: (۱۲۳) یعنی مطلق غیب کو جاننے والا صرف اللہ ہی ہے' اور وہی تمام کاموں کا مرجع ہے' وہی حساب کے دن ہر عامل کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا' وہی خالق ہے' اور وہی حاکم وشہنشاہ' لہٰذا ایمان والوں کو اسی کی عبادت کرنی چاہیے' اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے' کیونکہ جو اس پر بھروسہ رکھے گا' اور اسی کی طرف جھکے گا اللہ اسے کافی ہوگا' مخالفین اسلام کی ریشہ دوانیاں اللہ کو معلوم ہیں' وہ ان کی حالتوں سے ان کی باتوں سے اور ان کی حرکتوں سے خوب واقف ہے' انہیں دنیا اور

آخرت میں پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اے نبی آپ معہ اپنی مقدس جماعت کے دونوں جہانوں میں کامیاب وسرخرو ہوں گے۔

سورۂ یوسف

یہ باعتبار ترتیب مصحف

۱۲ ویں سورہ ہے اور باعتبار نزول یہ ترپن نمبر کی سورہ ہے

سورہ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

سورہ یوسف کی فضیلت: ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ یہ سورت پڑھ رہے تھے' یہودیوں کی ایک جماعت نے آپ کی زبان مبارک سے یہ سورت سنی اور مسلمان ہو گئے' کیونکہ انکے دین میں بھی یوسفؑ کا واقعہ اسی طرح مذکور ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۫ ① اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے الف لام را کے معنی اللہ ہی جانتا ہے یہ ایک روشن کتاب کی آیتیں ہیں' واقعی ہم نے آپ پر یہ عربی قرآن اتارا تاکہ تم عقل سے کام لو' ہم خود آپ پر اس قرآن کی وحی کر کے آپ کو سب سے اچھا قصہ سناتے ہیں اور واقعی آپ اس سے پہلے بالکل بے خبر تھے۔

قرآن کے اوصاف: الرحروف مقطعات ہیں جس کا معنی اللہ ہی جانتا ہے۔ (۱) یعنی یہ اس کتاب مقدس کی آیتیں ہیں جسے قرآن کہا جاتا ہے جو نہایت واضح روشن اور صاف ہے اور جو نا معلوم چیزوں کی حقیقتوں کا انکشاف کرتا ہے اور ان کی وضاحت کرتا ہے۔

عربی زبان میں قرآن اترنے کی وجہ: (۲) چونکہ عربی زبان بڑی فصیح و بلیغ ہے' اپنے دامن میں بڑی وسعت رکھتی ہے اور مقاصد پوری طرح سے وضاحت سے بیان کرتی ہے اس لیے یہ جلیل الشان قدر و منزلت والی پاکیزہ ترین کتاب اس بہترین زبان میں دنیا کے کامل ترین انسان یعنی خاتم الانبیاء پر جو افضل ترین ہیں سب سے افضل و اشرف فرشتے کے واسطہ سے روئے زمین کے بہترین مقام پر ایک نہایت ہی قابل قدر و مبارک ساعت میں رمضان المبارک میں قدر والی رات میں اتر کر ہر پہلو سے کمال کو پہنچی تاکہ تم عقل سے کام لو اس میں خوب غور و فکر کرو اور عمل کرو۔

قرآن کی خوبی کا بیان: (۳) چونکہ یہ بہترین کتاب ہے اس لیے اس میں جو واقعہ ہو گا وہ انتہائی سچا اور ہر پہلو سے خوبصورت ہو گا' اس لیے فرمایا کہ ہم وحی کے ذریعہ آپ کو ایک بہترین قصہ سناتے ہیں' صحابہ نے آپ سے قصہ سننے کی تمنا کی تھی' اس پر یہ آیت اتری (ابن جریر) سعدؓ: اللہ نے اپنے نبی پر قرآن مقدس اتارنا شروع کیا پھر ایک زمانے تک قران اترتا رہا اور آپ صحابہ کو

سناتے رہے' پھر انہوں نے تمنا کی کہ کوئی واقعہ بیان کیا جائے' اس پر آلرٰا سے لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ تک کی آیتیں اتریں (مستدرک حاکم)

اس آیت میں قرآن کی خوبی بیان کی گئی ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں' چنانچہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کتاب لے کر حاضر ہوئے جو آپ کو کسی اہل کتاب سے مل گئی تھی' اور اسے پڑھ کر آپ کو سنانے لگے' آپ نے سخت برہم ہو کر فرمایا' خطاب کے بیٹے کیا تم اس میں مصروف ہو کر گمراہ ہونا چاہتے ہو' اللہ کی قسم یاد رکھو میں تمہارے پاس نہایت چمکدار اور روشن قرآن لے کر آیا ہوں' خبردار اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو' ہو سکتا ہے کہ وہ صحیح بات بتائیں اور تم اسے نہ مانو' اور یہ بھی احتمال ہے کہ غلط بتا دیں اور تم اسے مان لو اللہ کی قسم اگر آج (حضرت) موسیٰ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے بغیر چارہ نہ تھا (الف)

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِىْ سٰجِدِيْنَ ﴿۴﴾

جب یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا ابا جان میں نے خواب میں گیارہ تاروں کو اور سورج چاند کو دیکھا ہے میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں

خواب یوسفؑ: (۴) اللہ یوسفؑ کا قصہ بیان فرما رہا ہے' آپ یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ کے فرزند رشید ہیں' اللہ نے آپ کو بھی منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کریم بن کریم بن کریم بن کریم فرمایا ہے (ب)۔ ابو ہریرہؓ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے' فرمایا جس کے دل میں سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہو' بولے ہماری غرض اس عام جواب سے نہیں' فرمایا پھر سب سے زیادہ بزرگ یوسفؑ ہیں جو خود بھی نبی تھے اور نبی کے بیٹے نبی کے پوتے اور نبی کے پڑپوتے بھی تھے' بولے یہ بھی ہماری غرض نہیں' فرمایا کیا تم عربی قبیلوں کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ بولے ہاں فرمایا دیکھو جو زمانہ جاہلیت میں اچھا اور شریف تھا' اسلام لانے سے اس کی شرافت میں اور چار چاند لگ گئے۔ بشرطیکہ اس نے دینی سمجھ بھی پیدا کر لی ہو (ب) نبیوں کے خواب بھی وحی کا درجہ رکھتے ہیں (ابن عباسؓ) یوسفؑ کے علاوہ آپ کے گیارہ بھائی اور تھے' گیارہ ستاروں سے' یہی گیارہ بھائی اور سورج چاند سے ماں باپ مراد ہیں' اس خواب کی تعبیر چالیس سال کے بعد اور ایک قول کی رو سے ۸۰ سال کے بعد ظاہر ہوئی۔ جب آپ نے اپنے ماں باپ کو شاہی تخت پر بٹھایا اور گیارہ بھائیوں نے آپ کو سجدہ کیا اس وقت آپ نے اپنے باپ سے فرمایا کہ آج میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی ہے' اللہ نے میرا خواب ہو بہو سچا کر دیا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾

فرمایا بیٹا اپنا خواب بھائیوں سے بیان نہ کرنا' کہیں وہ تمہارے ساتھ کوئی فریب نہ کریں' بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اچھا خواب کسی مصلحت سے چھپایا جا سکتا ہے: (۵) جب یعقوبؑ نے اپنے پیارے بیٹے کا خواب سنا تو تعبیر پر غور کر کے انہیں تاکید کر دی کہ اس کا ذکر بھائیوں سے نہ کرنا (کیونکہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے بھائی آپ کے آگے جھک جائیں گے)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خواب سن کر اس کی تعبیر پر غور کر کے شیطان کے دھوکہ میں آ کر ابھی سے آپ سے حسد کرنے لگیں، اور آپ کو کسی تدبیر سے ذلیل کرنے کی فکر میں لگ جائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی اچھا خواب دیکھے تو اسے بیان کر دے اور کوئی برا خواب دیکھے تو کروٹ بدل لے، بائیں جانب تین دفعہ تھتکار دے، اس کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے تو وہ نقصان دہ نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶﴾ ع ۱

اسی طرح تمہیں تمہارا رب چنے گا، اور خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور تم پر اور یعقوب کے خاندان پر اپنی نعمت پوری فرمائے گا جیسے وہ اس سے پہلے تمہارے دو بزرگوں ابراہیم و اسحٰق پر نعمت پوری فرما چکا ہے یاد رکھو تمہارا رب بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

خواب یوسفؑ کی تعبیر: (۶) یعقوبؑ یوسفؑ کو مستقبل میں حاصل ہونے والی عزت کی اور ان کے بلند مرتبہ کی خبر دے رہے ہیں، کہ دیکھو جس طرح تمہارے رب نے تمہیں خواب میں تمہاری سیادت دکھائی ہے اسی طرح وہ تمہیں نبوت کا بلند منصب بھی عطا فرمائے گا، خوابوں کی تعبیر کا علم بھی سکھائے گا اور اپنی بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا، سب سے بڑی نعمت نبوت ہے جو تم کو ملنے والی ہے جیسے تمہارے دادا اور پردادا کو نبوت ملی تھی، تمہارا رب اچھی طرح سے جانتا ہے کہ کون نبوت کے قابل ہے اور کون نہیں، اس کا ہر کام زبردست حکمت پر مبنی ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۚ ﴿۸﴾ جۨ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

بلاشبہ یوسف میں اور ان کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں، جب انہوں نے (آپس میں) کہا کہ یوسف اور ان کے بھائی ہمارے والد کو بہت ہی پیارے ہیں، حالانکہ ہماری پوری جماعت ہے، یقیناً ہمارے والد ایک کھلی غلطی

پر ہیں' آؤ یوسفؑ کو مار ڈالیں' یا انہیں کسی (اجنبی) جگہ پر پہنچا دیں تا کہ تمہارے والد کا رخ تمہارے لیے خالی ہو جائے' پھر اس واقعہ کے بعد تم صالح بن جانا (توبہ کر لینا) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یوسفؑ کو قتل نہ کرو' البتہ اسے کسی گمنام کنویں میں ڈال دو کہ اسے کوئی قافلہ کا راہ گیر اٹھا کر لے جائے۔ اگر تم کچھ کرنے والے ہو (تو ایسا کرو)

قصہ یوسفؑ خزانہ موعظت ہے: (۷) چونکہ یوسفؑ کا اور انکے بھائیوں کا واقعہ عجیب و غریب ہے اس لیے فرمایا کہ اس میں قصہ کے شوقینوں کو عبرت و نصیحت کا کافی مواد مل جائے گا' یہ محض قصہ ہی نہیں ہے' بلکہ عبرت و موعظت کا خزانہ بھی ہے۔

برادران یوسفؑ کا وہم: (۸) یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامین تھے' یہ دونوں ایک ہی ماں سے تھے' اور دیگر بھائی دوسری ماؤں سے چونکہ تمام بھائیوں کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ باپ کی نظر شفقت جس قدر یوسف اور بنیامین پر ہے اتنی اوروں پر نہیں' اس لیے انہوں نے آپس میں قسمیں کھا کر کہا کہ ہمارے باپ کو جس قدر یوسف سے اور ان کے بھائی سے محبت ہے اتنی ہم سے نہیں' حالانکہ وہ صرف دو ہیں اور ہیں بھی کمزور (چھوٹے) اور ہماری ایک جماعت ہے جو طاقتور بھی ہے اور ظاہر ہے کہ کمزور اور تھوڑوں کے مقابلہ میں طاقتوروں سے اور جماعت سے زیادہ محبت کرنی چاہیے مگر ایسا نہیں ہے' اس لیے ہمارے باپ ایک کھلی غلطی پر ہیں۔

یوسف کو باپ سے جدا کرنے کی سازش: (۹) بولے کوئی ایسی تدبیر سوچو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے' یوسفؑ ہی کو درمیان سے ہٹا ڈالو نہ یہ ہو گا نہ ہم باپ کی محبت کے بھوکے رہیں گے' راہ کا کانٹا ہی کیوں نہ ہٹا دو۔ ہمارے خیال میں یوسف کو باپ سے جدا کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو حسن تدبیر سے اس کا کام تمام کر دیا جائے یا پھر اسے کسی ایسے دور دراز مقام پر پہنچا دیا جائے کہ باپ کو بیٹے کی اور بیٹے کو باپ کی خبر نہ ہو مانا کہ یہ کام بڑا زبردست گناہ ہے لیکن کون سا ایسا گناہ ہے جو توبہ کرنے پر معاف نہیں ہو جاتا' بعد میں توبہ کر لیں گے' اور اپنی اصلاح کر لیں گے' گناہ سے قبل توبہ کا منصوبہ باندھا جا رہا ہے۔

شمعون کا مشورہ: (۱۰) بڑا بھائی جس کا نام شمعون یا روبیل یا یہودا تھا بولا غور تو کرو کسی کا محض اس سے دشمنی کر کے ناحق خون کر دینا کتنا بڑا گناہ ہے' خصوصاً اپنے بھائی کو مار ڈالنا ایک ناقابل عفو جرم ہے ایسا تو خیال بھی نہیں کرنا چاہیے' ناحق کیوں اپنے بھائی کا خون گردن پر لیتے ہو' حقیقت تو یہ ہے کہ اگر یہ سب قتل پر اتفاق کر بھی لیتے تو یوسفؑ کو قتل کرنا ان کے بس کا نہ تھا' رب کو یہ بات منظور ہی نہ تھی' کہ یوسف قتل کر دیے جائیں بلکہ اس کی حکمت میں تو یہ بات تھی کہ یوسفؑ کو تاج نبوت کے ساتھ ساتھ حکومت مصر کا تاج بھی پہنایا جائے' آپ مصر پر حکومت کریں' اور آپ کو علم تعبیر سے بھی نوازا جائے۔ اس لیے بڑے بھائی نے انہیں قتل نہ کرنے کا مشورہ دیا' اور بالاتفاق یہ بات طے ہو گئی کہ کسی غیر آباد کنویں میں انہیں ڈال دیا جائے تا کہ اگر کوئی قافلہ وہاں سے گزرے اور اس کا کوئی آدمی پانی کی غرض سے کنویں پر آئے تو وہ یوسف کو نکال کر کہیں لے جائے اس سے ناحق خون بھی نہ ہو اور جو غرض ہے وہ بھی حاصل ہو جائے گی۔

ایک جرم منبع جرائم: اب ذرا اس گناہ کا بھی تصور کیجیے کہ یہ ایک جرم کتنے جرائم کا سرچشمہ ہے' قطع رحمی' باپ کی نافرمانی' ایک کمزور معصوم پر ظلم و ستم' بوڑھے باپ کو ایذا دینا (جب کسی باپ کا لاڈلا اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے تو اسے کیا کچھ غم نہ ستائے گا' اور اس کے دل پر کیسے کیسے گھونسے نہ لگیں گے' حق تلفی بے ادبی اور گستاخی' باپ کے کلیجے سے اس کی ٹھنڈک اور آنکھوں

سے اس کا نور دور کرنا' بوڑھے باپ اور اللہ کے پیارے نبی کو بڑھاپے میں افسوسناک صدمہ پہنچانا' بھولے بھالے ناسمجھ بچہ کو باپ کی گود سے چھین کر جنگل بیابان میں ایک کنویں کے اندر جا پھینکنا جہاں نہ باپ کی محبت بھری نگاہ ہے نہ کسی رشتہ دار کی آغوش شفقت ہے' ایک چھوڑ دو دو نبیوں کو ستانا' پیارے باپ سے لاڈلے بیٹے کو چھڑانا اور ان میں جدائی ڈال دینا' جو آج تک سکھ میں رہا' اسے دکھ پہنچانا' اور پھول سے نازک اندام بھولے بھالے معصوم کو جو بے زبان ہے شفیق و مہربان باپ کی نرم و گرم آغوش محبت سے چھڑانا' اللہ انہیں معاف فرمائے' اس ایک گناہ نے کتنے گناہ پیدا کر دیئے' شیطان نے ایسا دام فریب بچھایا کہ معصوم بھائی پر ذرا ترس نہیں آیا' اور اس پر مظالم ڈھانے پر پل پڑے' اللہ شیطان کے پھندے سے بچائے آمین۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ⑪
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑫

انہوں نے باپ سے کہا کہ ابا جان کیا بات ہے' آپ یوسفؑ کے بارے میں ہمارا اعتبار کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ ہم اس کے ہمدرد ہیں (دیکھیے) کل آپ ہمارے ساتھ اسے بھیج دیں کہ ذرا کھائے پیئے' اور کھیلے کودے' ہم اس کی پوری حفاظت کریں گے۔

یوسف کو لے جانے کی درخواست: (۱۱) جب سب کا یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے پر اتفاق ہو گیا تو اب باپ کو دھوکہ دے کر معصوم بھائی کو بہلا پھسلا کر لے جانے اور اس پر مظالم ڈھانے کے خیال سے باپ کے پاس آئے' چونکہ ناپاک ارادے تھے' اس لیے پہلے ہی سے باپ کو اپنی ہمدردی کا یقین دلانے کے لیے اور انہیں اپنی چکنی چپڑی باتوں میں لینے کے لیے یہ جال بچھاتے ہیں کہ ابا جان آخر یوسفؑ کی طرف سے آپ کو ہم پر اعتبار کیوں نہیں' کیا آپ ہمیں امین نہیں سمجھتے' کیا دنیا میں بھائی سے زیادہ کوئی خیر خواہ ہو سکتا ہے۔

(۱۲) کل ہم تفریح کے لیے جا رہے ہیں' آپ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ کر دیں' سب مل جل کر کھائیں پیئیں گے اور کھیلیں کودیں گے' ہم ان کی نگرانی کا آپ کو یقین دلاتے ہیں۔

قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ
غٰفِلُوْنَ ⑬ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ⑭

فرمایا یوسفؑ کو لے جانے سے مجھے رنج ہوگا اور یہ خوف بھی ہے کہیں تمہاری غفلت سے انہیں بھیڑیا نہ کھا جائے' بولے ہم جیسی طاقت ور جماعت کے ہوتے ہوئے بھی اگر انہیں بھیڑیا کھا جائے تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے۔

باپ کا جواب: (۱۳) بھائیوں کی درخواست پر اللہ کے نبی نے جواب دیا تمہیں معلوم ہی ہے کہ مجھے یوسف سے کتنی محبت ہے' میں کیسے اتنی دیر کی جدائی برداشت کروں گا' کس دل سے اپنے لخت جگر کو تمہارے ساتھ بھیج دوں؟ یعقوبؑ کو یوسفؑ سے اس لیے والہانہ محبت تھی کہ آپ ان کی پیشانی پر انوار نبوت کی جھلک دیکھ رہے تھے' اس ہونہار بچہ کی ایک ایک عادت اس کی پاکیزہ سیرت کی غمازی کر رہی تھی' غضب کی دلفریب صورت' پھر کمال پاکیزہ سیرت یہ سب چیزیں آپ کی محبت کی موجب تھیں' اللہ کی بے شمار

رحمتیں ان دونوں مقدس نبیوں پر ہوں آمین' پھر فرمایا مجھے یہ بھی کھٹکا ہے کہ تم یوسفؑ کو سامان کے پاس چھوڑ کر شکار کیلیے یا بکریاں چرانے کے لیے ادھر ادھر چلے جاؤ اور میرا لخت جگر تنہا رہ جائے جنگل میں بھیڑیوں کی کثرت ہے' ناگہاں کہیں کوئی بھیڑیا میرے لاڈلے کو کھا نہ جائے' اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

(۱۴) چونکہ بھائیوں کے ناپاک ارادے تھے' جب باپ کی زبان سے بھیڑیے کا اندیشہ سنا تو فوراً دل میں یہ بات رکھ لی کہ یوسف کو ابا جان سے علیحدہ کر کے یہی عذر پیش کر دیں گے' اور بظاہر یہ جواب دیا کہ ماشاءاللہ ہم نو جوانوں کی پوری جماعت ہے اگر ہماری موجودگی میں بھی بھیڑیا کھا جائے تو پھر ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر جب یہ انہیں لے گئے اور یہ ٹھان ہی لی کہ اب انہیں کسی غیر آباد اور گہرے کنویں میں جا پھینکیں گے تو ہم نے یوسفؑ پر وحی بھیجی کہ ایک دن تم انہیں ان کے اس واقعہ کی خبر دو گے اور یہ پہچانیں گے بھی نہیں۔

باپ نے ان کی باتوں میں آ کر اجازت دے دی: (۱۵) برادران یوسفؑ نے باپ کو اپنی چکنی چپڑی باتوں میں لے کر یوسف کو اپنے ساتھ لے جانے پر راضی کر ہی لیا اور یہ آپ کو لے کر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے' اور دور جنگل میں لے جا کر سب نے انہیں کسی غیر آباد کنویں میں پھینک دینے پر اتفاق کر لیا' حالانکہ باپ سے یہ وعدہ کر آئے تھے کہ ہم انہیں انتہائی محبت و پیار سے لے جائیں گے اور ان کی کمال خاطر و مدارت کریں گے۔ تاکہ ان کا دل بہلے اور یہ خوش ہوں' کہا جاتا ہے کہ جب یعقوبؑ نے یوسفؑ کو بھائیوں کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو انہیں اپنے سینے سے لگا کر پیار کر کے دعائیں دے کر رخصت فرمایا باپ کی آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی بھائیوں کے دل پتھر ہو گئے اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر آپ کو کنویں میں لٹکا دیا' جب آپ آدھے کنویں میں پہنچ گئے تو رسی کاٹ دی' آپ دھڑام سے پانی میں گرے' پانی میں غوطہ کھایا اور اس چٹان پر کھڑے ہو گئے جو کنویں کے درمیان تھی' آپ کے لیے یہ بڑا نازک اور کڑا وقت تھا' اچانک آسمان سے وحی آئی کہ یوسفؑ غم کرنے کی کیا بات ہے یہ نازک وقت بھی بیت جائے گا

آرام کی گھڑیاں تمہارا انتظار کر رہی ہیں' مطمئن رہو اور صبر سے کام لو' ایک دن یہی بھائی ندامت سے سر جھکائے ہوئے آپ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور یہی آپ کے خادم بن کر آئیں گے آپ ان کی سازشوں سے ذلیل نہ ہوں گے شاندار مستقبل اور امتیازی زندگی آپ کے انتظار میں ہے' وہ مبارک دن بھی آنے والا ہے کہ آپ انہیں بھائیوں کو ان کے کرتوت یاد دلا کر قصور معاف فرمائیں گے' آپ انہیں ان کے سیاہ کارنامے سنا رہے ہوں گے اور یہ سر جھکائے سن رہے ہوں گے' انہیں خبر بھی نہ ہوگی کہ آپ ہی یوسف ہیں' یا انہیں اس وحی کی خبر بھی نہیں۔

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

بھائی عشاء کے وقت باپ کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو دوڑ میں لگ گئے تھے اور اپنے سامان کے پاس یوسف کو چھوڑ گئے تھے (آہ) انہیں بھیڑیا کھا گیا' آپ ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے' گو ہم سچے ہی ہوں' اور ان کی قمیص مصنوعی خون سے رنگ بھی لائے تھے' آپ نے جواب دیا یہ بات نہیں ہے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات گھڑ لی ہے اب صبر ہی بہتر ہے میں تمہاری گھڑی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد مانگوں گا۔

برادران یوسفؑ کا عذر: (۱۶) ایک معصوم اور چھوٹی سی جان پر ننھے منے خوبصورت بھائی پر باپ کے جگر کے ٹکڑے پر اور اللہ کے پیارے نبی پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ کر رات کو اندھیرے میں روتے دھوتے اور چیختے پکارتے باپ کے پاس پہنچے اور جگر پر ہاتھ رکھ کر اور رو کر کہنے لگے۔

(۱۷) ابا جان ہم بھاگ دوڑ میں مصروف تھے' اور یوسفؑ کو سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے' قضائے کار کسی بھیڑیے نے انہیں پھاڑ ڈالا' یہ اندوہناک سانحہ دیکھ کر ہمیں سخت افسوس ہوا اور وہی ملال اب تک دامن گیر ہے پھر باپ کو یقین دلانے کے لیے کہتے ہیں بات تو سچی یہی ہے لیکن آپ ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے' معاملہ کی نزاکت ہی ایسی ہے کہ آپ کو یقین نہیں آئے گا' آپ نے ہمارے جاتے وقت جو اندیشہ ظاہر فرمایا تھا سوء اتفاق سے وہی بات سامنے آ گئی' اب ہم لاکھ قسمیں کھائیں' لاکھ سر پٹخیں مگر آپ ہمیں جھوٹا ہی مانیں گے' دراصل واقعہ کا انوکھا پن ہمیں بھی حیران کئے ہوئے ہے کہ آخر یہ ہو کیا گیا' ہمیں تو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا' یہ تو تھیں زبانی لن ترانیاں۔

(۱۸) ساتھ ہی ساتھ ایک اور کھیل بھی کھیلا' تاکہ واقعہ کی صداقت میں تامل نہ ہو وہ یہ تھا کہ ایک بکری کے بچہ کے خون میں آپ کا کرتا بھر دیا' تاکہ یقین آ جائے کہ واقعی بھیڑیا کھا گیا' اور خون میں یہ قمیص لت پت موجود ہے۔ مگر قمیض کو پھاڑنا بھول گئے' جس سے ان کی چوری پکڑی گئی' اور یعقوبؑ کے سامنے ان کی پول کھل گئی' اگرچہ آپ نے کھلم کھلا انہیں نہیں جھٹلایا' تاہم انہیں آپ کے جواب سے یہ ضرور یقین ہو گیا کہ ابا جان کے دل میں ہماری بات اتری نہیں' یعقوبؑ نے فرمایا یہ تمہاری ایک گھڑی ہوئی بات ہے اگر میرے لخت جگر کو بھیڑیا کھاتا تو قمیص کیسے ثابت رہتی' ضرور تم نے کوئی چال چلی ہے' بہرحال میں صبر ہی کروں گا تاوقتیکہ حق تعالیٰ میری یہ تکلیف رفع نہ فرما دے' اور تم جو یہ ایک جھوٹی بات بنا رہے ہو میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ مجھ پر واقعہ کی نوعیت کھول دے۔

صبر جمیل: صبر جمیل وہ ہے جس میں ذرا سی بھی بے صبری نہ پائی جائے اور جس میں کسی طرح کی کسی سے شکایت نہ کی جائے' (مرسل روایت) صبر جمیل میں تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ (۱) کسی سے شکوہ نہ کیا جائے' (۲) مصیبت کسی پر ظاہر نہ کی جائے' (۳) خود کو بے گناہ نہ سمجھا جائے۔ اس کی تفسیر میں امام بخاری افک والی حدیث لائے ہیں جس میں ہے کہ اللہ کی قسم میری اور تمہاری مثال یوسفؑ کے والد کی سی ہے' جنہوں نے فرمایا تھا کہ اب تو صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری ان لن ترانیوں پر اللہ ہی سے مدد

کی درخواست ہے۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَأَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَأَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۲

اورایک قافلہ گزرا انہوں نے ایک سقا (پانی) لانے کے لیے بھیجا اس نے ڈول ڈالا اور بولا سبحان اللہ کیسی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک خوبصورت بچہ ہے اور انہوں نے سامان کی طرح انہیں بھی چھپالیا' اوران کے کاموں سے اللہ خوب خبردار تھا' اور انہوں نے اس کو حقیری قیمت پر چند درہموں میں فروخت کر ڈالا اور یہ ان کی طرف سے بے رغبت تھے۔

برادران یوسفؑ نے یوسفؑ کو بیچ دیا: (۱۹) جب بھائی کنویں میں ڈال کر آپ کو کنویں کی تاریکی میں بے یارو مددگار تن تنہا چھوڑ آئے تو حسن اتفاق سے ایک دن کے یا تین دن کے بعد ادھر سے ایک قافلہ گزرتا ہے۔ قافلہ والوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے' یہ ایک سقا پانی کی تلاش میں روانہ کرتے ہیں' سقہ اسی کنویں میں ڈول ڈالتا ہے' جس میں ماہ کنعان روپوش ہے' آپ اللہ کے حکم سے ڈول کی رسی خوب زور سے پکڑ لیتے ہیں اور بجائے پانی کے ڈول کے ساتھ باہر آ جاتے ہیں سقا آپ کو دیکھ کر خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا اور چیخ پڑتا ہے کہ واہ واہ سبحان اللہ قربان جایئے یہ تو چاند کا ٹکڑا ہے' کیسا بھولا بھالا اور کس قدر حسین ہے؟ پھر آپ کو سامان کی طرح چھپا دیا جاتا ہے' اور قافلہ کے بہت سے لوگوں پر یہ راز ظاہر نہیں ہونے دیا جاتا' اور یہ بتا دیا جاتا ہے کہ یہ کنویں کے پاس رہنے والوں سے خریدا ہے تاکہ دوسرے یہ نہ کہیں کہ اس میں ہمارا بھی حصہ ہونا چاہیے۔

یوسفؑ فروخت کر دیے گئے: (۲۰) پھر قافلہ والوں نے یوسف کو بازار مصر میں فروخت کر دیا اوران کو عزیز مصر نے خرید لیا۔ بیچنے والے اس سے بالکل بے خبر تھے کہ یہ کون ہے اور خریدنے والے کو بھی کوئی خبر نہ تھی کہ یہ کون ہے' یہی مشیت الٰہی تھی کہ یہ راز راز ہی رہے اور وقت آنے پر خود بخود ظاہر ہو جائے۔

وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

مصر کے باشندوں میں سے جس نے انہیں خریدا تھا' اس نے اپنی عورت سے کہا کہ اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنا' امید ہے کہ اس

سے ہم کو نفع پہنچے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں' اور اسطرح ہم نے سرزمین مصر میں اپ کا قدم جما دیا' تا کہ ہم انہیں علم تعبیر خواب سکھا دیں۔ اور اللہ اپنے حکم پر غالب ہے' لیکن اکثر لوگوں کو علم نہیں' اور جب آپ جوان ہو گئے تو ہم نے آپ کو حکمت و علم عطا فرمایا' ہم نیکوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

خریدار یوسفؑ کو یوسفؑ سے محبت: (۲۱) اللہ کے الطاف بے پایاں کا ذکر ہے کہ اس نے خریدار یوسفؑ کے دل میں آپ کی محبت پیدا کر دی اس نے آپ کی درخشاں پیشانی سے انوار سعادت جھلکتے دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ کوئی بڑا آدمی بننے والا ہے اور ہمارے حق میں یہ انتہائی بابرکت ثابت ہوگا' خریدار یوسف عزیز مصر و وزیر خزانہ تھا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں تین شخص نہایت دور اندیش گزرے ہیں (۱) عزیز مصر جو یوسفؑ کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ غلام برکت والا ثابت ہوگا۔ (۲) شعیب کی صاحبزادی جنھوں نے موسیٰؑ کو دیکھتے ہی تاڑ لیا کہ آپ طاقت ور اور امانت دار ہیں اور باپ سے سفارش کی کہ آپ انہیں ملازم رکھ لیجئے' آپ کو ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے' (۳) صدیق اکبرؓ جو مرض الموت میں فاروق اعظمؓ کو خلیفہ نامزد فرما گئے' پھر فرمایا کہ جس طرح ہم نے یوسفؑ کو بھائیوں کے پنجہ جور و استبداد سے چھڑایا اسی طرح ہم نے سرزمین مصر میں ان کے پاؤں بھی جما دیے تا کہ ہم انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم سکھا دیں' بھلا رب کا ارادہ کون ٹال سکتا ہے وہ سب پر غالب ہے' اور سب اس کے آگے پست ہیں' وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے لیکن اکثر لوگ علم سے خالی ہوتے ہیں' نہ اس کی حکمت کو مانتے ہیں اور نہ حکمت الٰہی کی گہرائیوں پر ان کی نگاہ ہوتی ہے۔

تکمیل عقل پر نبوت ملتی ہے: (۲۲) پھر جب آپ کی عقل مکمل ہوئی اور آپ کی نشو و نما پایہ تکمیل کو پہنچ گئی' تو ہم نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا' چونکہ آپ اخلاص کے ساتھ سرگرم عمل اور اللہ کی اطاعت میں مصروف رہتے تھے' اس لیے ہم نے آپ کو یہ نعمت عطا فرمائی' ہم مخلصوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں' تکمیل عقل کی مدت سے یہاں ۴۰ سال مراد ہے کیونکہ تمام انبیاء کو ۴۰ سال ہی کے بعد نبوت ملی ہے اس سے قبل نہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

یوسف جس عورت کے گھر میں تھے' اس نے انہیں بہلایا پھسلایا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی آ جاؤ' (تم ہی سے کہہ رہی ہوں) فرمایا اللہ کی پناہ وہ میرا مربی ہے' اس نے مجھے بہت ہی آرام سے رکھا ہے' احسان فراموش کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

عزیز مصر کی عورت حسن یوسفؑ پر لٹو ہو گئی: (۲۳) عزیز مصر کی عورت جس کے پاس یوسفؑ رہا کرتے تھے' آپ کے حسن و جمال پر لٹو ہو گئی' اسے اس کے شوہر نے تاکید کر رکھی تھی کہ یوسف کو محبت و پیار اور آرام سے رکھے' اور ان کا دل مٹھی میں لیے رہے' یہ عورت یوسفؑ کے حسن و جمال پر ان کی صورت زیبا اور ان کے چاند سے رخ انور پر ہزار جان سے قربان تھی' ایک دن خوب بناؤ سنگھار کر کے ماہ پارہ بن کر دروازے بند کر کے یوسفؑ سے کہتی ہے' لو آ جاؤ اب کیا دیر ہے' ہر طرح سے اطمینان ہے' دروازے بند ہیں' میں تمہارے ہی لیے ہوں مگر آئندہ ہونے والے نبی یہ شرمناک دعوت ٹھکرا دیتے ہیں' اور فرماتے ہیں کہ تمہارا شوہر میرا سردار

ہے اس نے میرے ساتھ بڑا بھاری سلوک کیا ہے اور ہر وقت میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے' ناممکن ہے کہ میں اس کی امانت میں خیانت کروں' خائن وظالم کبھی بھلائی کو نہیں پہنچتے' (سیاق آیت اور انداز بیان سے وہی کچھ ثابت ہوتا ہے جس کا بیان ہوا اس کے علاوہ جو کچھ بھی بیان کیا جائے وہ سب تاویل ہوگا مخالف سیاق بھی)۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ
عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴

بلاشبہ اس عورت نے یوسفؑ کا ارادہ کیا اور یوسفؑ اس کا مقصد پورا کرتے اگر اپنے رب کی نشانی نہ دیکھ لیتے۔ ہوا یونہیں' تا کہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی پھیر دیں' یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔

یوسف کی پاکدامنی کا بیان و اسباب: (۲۴) یہاں اس آیت میں یوسف کی پاکدامنی کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے کے لیے نیکی کے ارادے ہی پر ایک نیکی اور نیکی کرنے پر دس نیکیاں لکھ لی جائیں' اور اگر برائی کا ارادہ کرنے کے بعد برائی ترک کر دے تو اس پر بھی ایک نیکی لکھ لی جائے کیونکہ اس نے میری وجہ سے وہ برائی چھوڑی ہے اور اگر برائی کر لے تو ایک ہی برائی لکھی جائے آپ اس کا ارادہ کر لیتے اگر رب کی نشانی نہ دیکھتے' مگر چونکہ آپ نے رب کی نشانی دیکھ لی تھی اس لیے آپ نے ارادہ نہیں فرمایا' یونہی یعنی اللہ نے یوسف کو اس ارادہ سوء سے بال بال بچا لیا اور وہ اپنے بندوں کو اسی طرح بچا لیتا ہے۔

پھر فرمایا جس طرح ہم نے یوسف کو ایک ایسی نشانی دکھا دی' جس کی وجہ سے وہ گناہ سے باز رہے' اسی طرح دیگر برائیوں سے بچانے میں بھی اعانت کرتے رہے' اور انہیں ہر طرح کی برائیوں سے روکتے رہے۔ کیونکہ آپ ہمارے مخلص و مختار بندے تھے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ
قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝۲۵ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ
اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۶
وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۷
فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ
عَظِيْمٌ ۝۲۸ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ
اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۝۲۹ ع

۳۹/۱۴

اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے اور عورت نے یوسف کی قمیص پیچھے سے پھاڑ ڈالی اور دونوں نے دروازے کے پاس ہی عورت کے میاں کو کھڑا ہوا پایا بولی کہ جو کوئی آپ کی اہلیہ کے ساتھ بدارادہ کرے اس کی سزا یہی ہے کہ اسے بند کر دیا جائے یا درد ناک سزا دی جائے' آپ نے جواب دیا کہ اسی نے برے کام پر میری منت وسماجت کی تھی' اور عورت کے خاندان کے ایک شخص نے کہا اگر یوسفؑ کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں' اور اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے' اور وہ سچے ہیں' پھر جب اس کے میاں نے یوسفؑ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی دیکھی تو بولا کہ یہ تم عورتوں کی چالوں میں سے ایک چال ہے' واقعی تمہاری مکاریاں زبردست ہیں یوسفؑ تم اس بات سے درگزر کرو' اور اے عورت تو بھی اپنے گناہ سے توبہ کر' سچ مچ تو خطا کار ہے۔

حضرت یوسفؑ کی آزمائش: (۲۵) دروازے بند ہیں' یوسفؑ کو جنسی دعوت دی جا رہی ہے' آپ گھبرا جاتے ہیں بے تحاشہ دروازے کی طرف بھاگتے ہیں تاکہ گناہ سے بچ جائیں' عورت آپ کو پکڑنے کے لیے آپ کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے تاکہ آپ کو ٹھہرا کر منت وخوشامد سے اپنا مطلب نکال لے' آخرکار اس کے ہاتھ میں پیچھے سے آپ کا کرتا آ جاتا ہے وہ کرتا پکڑ کر اور زور سے جھٹکا دے کر اپنی طرف کھینچتی ہے' جس سے یوسفؑ گرتے گرتے بال بال بچ جاتے ہیں' مگر کرتا بری طرح سے پھٹ جاتا ہے' پھر بھی آپ دامن چھڑا کر بھاگتے ہیں' آپ آگے آگے ہیں اور وہ پیچھے پیچھے کہ دروازے کے سامنے دونوں کو عورت کا شوہر مل جاتا ہے' شوہر کو دیکھتے ہی ایک دم چیخ پڑتی ہے کہ یہ غلام آپ کی امانت میں خیانت کرنا چاہتا تھا' اور آپ کی اہلیہ کے ساتھ بدارادے سے آیا تھا' اسے شرمناک ارادے کی سزا یہی ملنی چاہیے کہ یا تو بند کر دیا جائے یا پھر کوئی اور قرار واقعی سزا دی جائے' اس چالاک عورت نے سوکھا سا منہ بنا کر اپنی بے گناہی کا اظہار کیا اور بدارادے کا الزام یوسفؑ کے سر تھوپ دیا۔

حضرت یوسفؑ کی عزت پر حملہ: (۲۶) پھر جب آپ نے اپنی عزت پر بدنما داغ آتا دیکھا تو مجبوراً آپ کو واقعہ بیان کرنا پڑا' فرمایا اللہ گواہ ہے' یہ ناپاک ارادہ اسی کے دل میں پیدا ہوا تھا' میں نے اس کی بات ٹھکرا دی کہ ناممکن ہے میں کسی کی امانت میں خیانت کروں' اور جان چھڑا کر بھاگا' اس نے میری منت سماجت کی' مجھے لاکھ بہلایا پھسلایا' مگر میں نے اس کی بات نہیں مانی' پھر جب میں جان بچا کر بھاگنے لگا تو یہ میرے پیچھے پیچھے بھاگی۔

عورت کے ایک عزیز کا فیصلہ: (۲۷) پھر اسی عورت کے رشتہ دار نے معاملہ کی نوعیت کو تاڑ کر کہا کہ یوسفؑ کی قمیص دیکھ لی جائے اگر آگے سے پھٹی ہے تو عورت خطا کار ہے' اور یوسف پاکدامن ہے' کیونکہ عورت یوسفؑ پر مائل ہوئی' وہ جان بچا کر بھاگے' یہ ان کے پکڑنے کو دوڑی کرتا ہاتھ میں آ گیا' کھینچا تانی میں کرتا پیچھے سے پھٹ گیا۔

یہ گواہ ایک شیر خوار بچہ تھا' ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حالت رضاعت میں چار بچوں نے باتیں کیں' جن میں سے (۱) شاہد یوسف بھی ہے۔ (۲) مشاطہ بنت فرعون کا بیٹا۔ (۳) وہ بچہ جس کو جریج کا کہا گیا تھا (۴) حضرت عیسیٰؑ بن مریم (ابن جریر)

یوسف کی پاکدامنی: (۲۸ مذکورہ بالا تجویز کے بعد جب آپ کی قمیص دیکھی گئی تو پیچھے سے پھٹی ہوئی نکلی' جس سے عورت کے شوہر کو یقین ہو گیا کہ یوسف پاکدامن ہیں' اور سراسر خطا عورت کی ہے' آخرکار اس نے کہہ ہی دیا کہ تم عورتوں کے چالوں سے اللہ

کی پناہ رتم اس نوجوان معصوم پر الزام لگا رہی ہو اور لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہ رہی ہو' قصور اپنا اور دوسروں پر تھوپ رہی ہو۔

راز چھپانے کا مشورہ اور عورت کو تنبیہ: (۲۹) یوسفؑ اس کی بات سے درگزر کرو' اس ناگوار بات کا ذکر ہی نہ کرو' معاف کر دو' اس پر خاک ڈال دو' اور راز ظاہر نہ ہونے دو' پھر بیوی کو حکم کرتا ہے کہ تو اپنی اس شرمناک حرکت سے توبہ کر' آئندہ ایسی ذلیل حرکت مت کرنا' عزیز مصر نرم طبیعت کا اور اچھے اخلاق کا آدمی تھا' اسے معلوم تھا کہ عورت کمزور ہے اور گناہوں کی طرف جلد مائل ہو جاتی ہے' اسے معذور ہی سمجھنا چاہیے اگرچہ اس نے وہ ہولناک منظر آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا تھا جس پر صبر کرنا بڑا مشکل ہے' مگر پھر بھی ضبط و تحمل سے کام لیتے ہوئے یہی کہا کہ آئندہ ایسی ذلیل حرکت نہ کرنا اور جو کچھ ہو گیا ہے اس پر نادم ہو کر معافی مانگ لینا ہی مناسب ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا
حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ
اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ
اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ
مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ
فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ
اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ
اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ
وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

شہر کی عورتوں نے کہا کہ عزیز مصر کی عورت (جنسی بھوک مٹانے کے لیے) اپنے نوجوان غلام کو بہلاتی پھسلاتی رہتی ہے' اس کے دل میں (اس نوجوان کی) محبت گھر کر گئی ہے' ہماری رائے میں سچ مچ یہ ایک کھلی غلطی میں مبتلا ہے' پھر جب اس نے ان کی چہ میگوئیاں سنیں تو انہیں بلوا لیا اور ان کے لیے ایک محفل منعقد کی' اور ہر ایک کو چھری دے کر یوسفؑ سے کہا ذرا ان کے سامنے سے تو نکل آؤ' پھر جب عورتوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کو بڑا جانا اور اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں حاش اللہ یہ بشر تو ہرگز نہیں' یہ تو ایک معزز فرشتہ ہے' عزیز کی بیوی نے جواب دیا یہی تو وہ ہیں جن کے بارے میں تم مجھے برا کہا کرتی ہو' میں نے اپنی حاجت

بر آری کے لیے انہیں ہر چند بہلایا پھسلایا' مگر یہ بچتے ہی رہے' اگر یہ میرا حکم نہیں مانیں گے تو یقیناً قید کر دیے جائیں گے اور بڑے بے عزت ہوں گے' یوسفؑ نے دعا مانگی کہ اے رب مجھے جس کام کی طرف یہ عورتیں بلا رہی ہیں اس سے تو مجھے قید خانہ ہی محبوب ہے۔ اور اگر تو ان کی چالیں مجھ سے دور نہ فرمائے گا تو میں ان کی طرف جھک جاؤں گا اور نادان بن جاؤں گا' پھر انکے رب نے ان کی دعا سن لی' اور ان سے عورتوں کی چالیں ہٹا دیں بلاشبہ وہ خوب سننے والا اور بڑے علم والا ہے۔

عورتوں نے حسن یوسفؑ سے مدہوش ہو کر انگلیاں کاٹ لیں: (۳۰) عزیز مصر کی بیوی کی محبت کی داستان مصر کے گھر گھر پھیل گئی' اور ہر جگہ لوگوں میں بھی چرچا ہونے لگا کہ دیکھو شاہ مصر کی بھانجی ایک زر خرید غلام کے آگے بچھی جا رہی ہے اس پر جان چھڑک رہی ہے اور اس پر ہزار جان سے قربان ہے' کتنی زبردست غلطی ہے کہ اونچے گھرانے کی ایک شریف عورت ایک زر خرید غلام کی کنیز بننے کے لیے' اور اپنی بے پناہ محبت کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش میں مبتلا ہے' اور اس غلام کی محبت اس کے دل کے رگ و ریشے میں سما گئی ہے' ایسے اونچے گھرانے کی ایک شریف عورت کے لیے ایسی ذلیل حرکت نہایت ہی نامناسب ہے۔

(۳۱) عزیز مصر کی بیوی کو بھی یہ خبر ہو گئی کہ میری محبت و گرویدگی کا افسانہ شہر کی ہر عورت کی زبان پر ہے' اور سب مجھے اس سلسلہ میں برا کہہ رہی ہیں۔

چونکہ عزیز مصر کی بیوی ہوشیار تھی اس لیے اس نے فوراً عورتوں کے لیے ایک مجلس منعقد کی اور سب کو بلا بھیجا' اس دعوت میں دستر خوان پر خوب پھل چنے گئے' جب تمام عورتیں دستر خوان پر بیٹھ گئیں تو پھر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چاقو پکڑا دیا گیا تا کہ پھل چھیل کر اور تراش کر کھائیں مگر ساتھ ہی ساتھ یوسفؑ سے بھی درخواست کی کہ آپ ذرا باہر چلے جائیے آپ اس کی اس حکم کی تعمیل کرنے باہر نکل گئے جس وقت آپ باہر جا رہے تھے ان عورتوں نے حسن یوسفؑ کا نظارہ کیا تو ایسی خود فراموش ہوئیں کہ بجائے پھل کاٹنے کے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں' اور انہیں خبر تک نہیں ہوئی' ان کی زبان سے بے ساختہ یہی نکلا کہ اللہ کی قسم یہ انسان نہیں' یہ تو ایک عزت والا اور بزرگ فرشتہ ہے' بھلا انسان میں یہ حسن و جمال کہاں جو اس پیکر حسن و جمال کو نصیب ہے' یہ حسن تو فرشتوں ہی کو ملتا ہے' یقیناً یہ آسمان کا ایک فرشتہ ہے جو زمین پر اتر آیا ہے۔

چنانچہ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھیں' اور حیران اور ششدر رہ گئیں' پھل تو کیا کاٹتیں اپنی اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں' اور خبر تک نہ ہوئی جب آپ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تب تکلیف کا احساس ہوا' یہ تھا جمال یوسفؑ کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ۔

(۳۲) میزبان خاتون نے کہا کہ یوسفؑ کی ایک ادنیٰ سی جھلک نے معزز خواتین کے ہوش و قرار چھین لیے اور انہیں خود فراموش و ششدر بنا دیا' اب وہ خود ہی انصاف کریں کہ اس کا کیا حال ہو گا جس کی آنکھوں کے سامنے یہ پیکر حسن و جمال ہر وقت رہتا ہو' اور جس کے چاند سے رخ انور کی بلائیں ہمہ وقت اس کی نگاہوں کے تار لیتے رہتے ہوں' آخر کار عورتوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ آپ کا غلام انسان نہیں بلکہ ایک اونچے مرتبہ والا فرشتہ ہے' ورنہ انسان میں یہ حسن و جمال اور یہ شان کمال کہاں' واقعی آپ معذور ہیں اور محبت و شیفتگی میں حق بجانب ہیں' اب ہم کبھی بھول کر بھی آپ کو برا نہ کہیں گی' مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ جیسا تو کہاں ان کے قریب قریب حسن و جمال والا بھی کوئی آدمی نہیں دیکھا تھا' معراج والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تیسرے

آسمان پر یوسفؑ کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا کہ یوسفؑ کو آدھا حسن عطا کیا گیا تھا' چنانچہ ان عورتوں کو عزیز کی عورت نے جواب دیا کہ بھلا کون ایسا شخص ہوگا جو میرے یوسفؑ کے حسن و جمال اور ان کے چاند سے رخ انور کی آب و تاب اور کمال کو دیکھ کر ان سے محبت نہ کرے' اس لیے اگر مجھے ان سے محبت ہے تو میں محبت میں حق بجانب اور معذور ہوں' اس پیکر حسن و جمال کا دلفریب حسن تو صبر و سہارا چھینے بغیر رہ ہی نہیں سکتا' آہ میں نے ہر چند اس دل ربا کی منت سماجت کی' ہاتھ پاؤں جوڑے اور بہلایا پھسلایا لیکن ہزار افسوس یہ میری محبت کو ٹھکراتا ہی رہا' اس میں ظاہری کمال والی نفاست و خوبصورتی کے ساتھ ساتھ غضب کی عفت و عصمت بھی پائی جاتی ہے پھر جب صبر و قرار کو ہاتھ سے جاتا دیکھا تو دھمکا کر کہنے لگی یوسف اگر میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہیں بند کرا دوں گی' اور تمہیں ذلت کے ساتھ قید بھگتنی پڑے گی۔

بے حیائی کی زندگی سے جیل بہتر ہے: (۳۳) آپ عورتوں کے پھندوں سے گھبرائے اور اپنے مقدس ہاتھ اللہ کے آگے پھیلا کر دعا مانگی کہ اے میرے سچے آقا عورتوں کے شرمناک ارادوں سے اور ان کی حیا سوز باتوں سے مجھے جیل خانہ ہی پیارا ہے۔ مجھے عورتوں کے فریبوں سے تو ہی محفوظ رکھ سکتا ہے' اے اللہ ایسا وقت مجھ پر نہ لانا جو میرے لیے باعث ننگ و عار ہو' اگر عورتوں کا فریب مجھ سے دور نہ ہوگا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں۔ اور نادانوں جیسا کوئی حیا سوز کام کر بیٹھوں۔

حضرت یوسفؑ کی کمال پاکدامنی: (۳۴) اللہ کے نبی کی دعا قبول ہوئی' آپ کو عورتوں کے پھندوں سے بچا لیا گیا ہے اور گناہوں سے محفوظ رکھا گیا' آپ کو کمال عصمت عطا کی گئی' آپ کی روحانیت و پاکی کے قربان کہ آپ باوجود بھرپور جوانی کے باوجود خوبصوتی و نزاکت کے اور باوجود کمال حسن و جمال کے تکمیل خواہشات کی دعوت کو ٹھکراتے ہی رہے' ایک حسن و جمال کی ملکہ جو بظاہر آپ کی مالکہ بھی ہے جس کے ہاں خوبصورتی کے ساتھ ساتھ دولت و ریاست بھی ہے اور جو یہ لالچ بھی دے رہی ہے کہ اس کی بات مان لی جائے گی تو انعام و اکرام سے مالا مال ہو جاؤ گے' مالکہ کے مالک بن جاؤ گے' اور اس کے دل پر حکمرانی کرو گے اور اگر نہ مانو گے تو یہ ڈراوا بھی دے رہی ہے کہ جیل میں سڑو گے' ذلیل و خوار ہو گے' لوگوں کی نگاہ میں بے وقعت ہو جاؤ گے' اور میری نگاہ محبت سے گر جاؤ گے' ان تمام باتوں کے باوجود آپ کے دل میں اللہ کا بے پناہ خوف ہے اور آپ سب کچھ برداشت کرنے کو تیار ہیں مگر اللہ کے قانون کی بغاوت پر کسی قیمت پر بھی تیار نہیں' بلکہ دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ اس بلا سے تو مجھے جیل ہی بہتر ہے تا کہ میں گناہ سے بچ سکوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو پروردگار عالم اس دن اپنا سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا (۱) مسلمان انصاف والا بادشاہ (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی گزار دی ہو (۳) وہ شخص جو مسجد سے نکل کر مسجد میں آنے ہی کے دھن میں لگا رہا ہو' جب تک پھر مسجد میں نہ آ جائے (۴) وہ دو شخص جو اللہ ہی کے لیے باہمی محبت رکھتے ہوں' اسی کے لیے دوستی کرتے ہوں اور اسی کے لیے دشمنی (۵) وہ شخص جو اس طرح چھپ کر صدقہ دیتا ہو کہ سیدھے ہاتھ کے دینے کی خبر بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہو (۶) وہ شخص جس کو کوئی خوبصورت منصب و جاہ والی عورت بلائے اور وہ اللہ کے ڈر سے اس کے پاس نہ جائے (۷) وہ جس کو خلوت میں اللہ یاد آ گیا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں (ق)۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع ۱۳

یہ تمام نشانیاں دیکھ لینے کے باوجود بھی ان پر بات ظاہر ہوئی کہ کچھ دنوں کے لیے یوسفؑ کو جیل ہی میں رکھیں۔

جیل کی دعا قبول ہوگئی: (۳۵) لوگوں پر آپ کی جرات و پاکدامنی ظاہر ہوگئی' اور سب کو یقین ہوگیا کہ زیادتی عورت ہی کی تھی' لیکن چونکہ یہ حرکت ایک اونچے گھرانے کی عورت کی تھی' اس لیے اس پر پردہ ڈالنے کے لیے اور لوگوں کو یہ دکھانے کے لیے کہ قصور مرد ہی کا تھا' آپ کو جیل خانے بھیجنے کی مصلحت مدنظر رکھی گئی اسی لیے جب شاہ مصر نے آپ کی رہائی کا حکم صادر فرمایا تو آپ نے قید خانے سے آنے کا صاف انکار فرما دیا اور کہہ دیا کہ جب تک شہر کی عورتیں میری پاک دامنی کا اقرار نہیں کریں گے میں یہاں سے نہیں نکلوں گا' چنانچہ جب بادشاہ نے ہر طرح سے اپنا اطمینان کر لیا' بلکہ خود عزیز کی بیوی سے یوسفؑ کی پاکدامنی کی داستان سن لی اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ آپ واقعی بے گناہ تھے' تب آپ کو بلوایا گیا اور آپ جیل خانہ سے تشریف لائے۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْـلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۳۶

آپ کے ساتھ دونو جوان بھی جیل میں آئے' ایک بولا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں' اور دوسرا بولا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی لیے ہوئے ہوں' جس سے پرندے کھا رہے ہیں' (بولے) آپ ہمیں اس کی تعبیر بتا دیجئے ہمیں آپ بہت ہی اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

دونو جوان خوابوں کی تعبیر پوچھتے ہیں: (۳۶) جس دن اللہ کے نبی یوسفؑ جیل خانہ تشریف لے گئے' اسی دن دو اور شخص بھی کسی جرم میں جیل خانے آئے' ایک تو شاہی ساقی تھا' اور ایک شاہی باورچی' ساقی کا نام بندار اور باورچی کا مجلث تھا' ان بے چاروں پر بادشاہ کو زہر دینے کا الزام تھا' جیل خانے میں یوسفؑ کے اخلاق حمیدہ کا خوب چرچا تھا' اور آپ کی سخاوت و امانت کی سچائی کی خوش خلقی اور کثرت عبادت کی کافی شہرت تھی' علاوہ ازیں تعبیر خواب کا' احسان وسلوک اور تقویٰ کا ہر قیدی کی زبان پر ذکر تھا' آپ کے حسن اخلاق سے یہ دونو جوان قیدی بڑے متاثر تھے' اور آپ سے والہانہ محبت کرتے تھے' ایک دن کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہمیں آپ سے بڑی محبت ہے آپ نے جواب دیا اللہ تمہاری محبت میں برکت عطا فرمائے۔

ایک دفعہ ان دونوں نے خواب دیکھے شاہی ساقی نے دیکھا کہ میں انگوروں کا شیرہ نچوڑ رہا ہوں' اہل عمان انگور کو خمر ہی کے نام سے پکارتے تھے' پورا خواب یہ تھا کہ میں نے انگور کا درخت لگایا ہے' اس میں خوشے لگے ہوئے ہیں' میں درخت سے انگور کے خوشے توڑ کر اس سے رس نچوڑ رہا ہوں' تاکہ بادشاہ کو پلاؤں دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے آ آ کر اس میں سے کھا رہے ہیں۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْـلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ
مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

فرمایا تمہیں دیے جانے والے کھانے کے آنے سے پہلے پہلے میں تم کو خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا' یہ اس علم کی برکت ہے جو مجھے میرے پروردگار نے سکھایا ہے میں نے ان لوگوں کا دین چھوڑ رکھا ہے' جن کا اللہ پر ایمان نہیں' اور آخرت کے بھی قائل نہیں اور میں اپنے باپ دادا ابراہیمؑ' اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے دین کا پیروکار ہوں' ہمیں یہ لائق نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں' یہ نہ صرف ہم پر بلکہ دیگر لوگوں پر بھی اللہ کا فضل ہے' لیکن اکثر لوگ ناقدرے ہوتے ہیں۔

(۳۷) اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام اپنے دونوں قیدی دوستوں سے فرما رہے ہیں کہ مجھے تمہارے خوابوں کی تعبیر معلوم ہے اور تعبیر کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے میں تم کو ان کی تعبیر بتا دوں گا' بلکہ تمہارے آج کے کھانے کے آنے سے پہلے پہلے تم پر خواب کے راز کھول دوں گا۔

علم تعبیر میں فرزندان توحید کا حصہ: پھر آپ نے فرمایا کہ علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے' کیونکہ میں ان لوگوں کی راہ سے علیحدہ رہتا ہوں' جن کا نہ اللہ پر ایمان ہے اور نہ آخرت پر اسی وجہ سے نہ وہ آخرت کے ثواب کے قائل ہیں اور نہ عذاب کے۔

(۳۸) میں کفر و شرک کی راہ سے الگ تھلگ ہوں اور اپنے بزرگ باپ دادا کی راہ پر جو اللہ کے نبی تھے چل رہا ہوں' اللہ کی جانب سے ان مقدس نبیوں پر درودوں اور سلامتیوں کی بارش ہوتی رہے آمین۔ اللہ ہر اس شخص کا دل جو ہدایت کی راہ اختیار کرے نبیوں کی راہ پر چلتا رہے' اور گمراہوں کی راہ سے بیزار رہے ہدایت سے لبریز فرما دیتا ہے۔ اسے ایسی ایسی باتیں سکھا دیتا ہے جن سے وہ بیگانہ تھا اور اسے لوگوں کا پیشوا بنا دیتا ہے اچھے بھلے کام میں اس کی پیروی کی جاتی ہے' اور وہ راہ راست کا مبلغ و داعی بنا دیا جاتا ہے' پھر بھلا ہم جیسوں کو یہ بات کب زیب دیتی ہے کہ ہم اپنے اپنے سچے معبود کے ساتھ کوئی چیز شریک کریں' یاد رکھو جسے توحید کا بیش بہا خزانہ مل گیا' اور جس نے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے' ہم پر اور دیگر بہت سے لوگوں پر رب کا یہ مخصوص فضل ہے۔ کہ اس نے ہمارے سینوں میں توحید اتار دی' اور ہمارے دل اس کے انوار سے جگمگائے اسی کی ہم پر وحی بھیجی گئی' اور اسی دولت کو لوٹنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور ہم اسی نعمت عظمیٰ کو دے کر لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے' لیکن افسوس اکثر لوگوں نے اللہ کی اس نعمت کی قدر نہیں کی اور رسولوں کے بھیجے جانے کی نعمت پہچاننے سے محروم رہے' انہوں نے رحمان کی تعلیم ٹھکرا کر شیطان کی تعلیم کو اپنایا فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا الخ (ابراہیم ۱۴: ۲۸' ۲۹) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلہ کفر و شرک کو پسند کر لیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ ؕ
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

اے میرے جیل کے ساتھیو کیا علیحدہ علیحدہ رب بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو بڑا ہی زبردست ہے' اسے چھوڑ کر جس کی بھی بندگی کر رہے ہو صرف ناموں کی کر رہے ہو جو تم نے تمہارے باپ دادا نے تجویز کر لیے ہیں' اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری' حکومت صرف اللہ کی ہے اس کا حکم ہے اس کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کرو' یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔

جیل میں حضرت یوسفؑ کا توحید پر وعظ: (۳۹) یوسفؑ اپنے جیل کے ساتھیوں سے خطاب کر کے انہیں توحید کی دعوت دے رہے ہیں کہ عبادت صرف اللہ ہی کی کرنی چاہیے جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے' تمہاری قوم اللہ کے سوا جس کے آگے سرنگوں ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے محض نام ہی نام ہیں' اسی کا نام شرک ہے' شرک سے بچو تم ہی انصاف سے بتاؤ کہ بہت سے معبود بہترین ہیں یا ایک سچا معبود جس کے سامنے ہر چیز پست و ذلیل ہے' اور جس کے غلبہ جلال اور عظمت و اقتدار کے آگے سب عاجز و درماندہ ہیں۔

(۴۰) پھر آپ نے جیل کے رفقاء کے سامنے یہ بات ظاہر کی کہ تمہاری قوم کائنات میں جس جس چیز کی پرستش کر رہی ہے اور اس نے اپنے زعم میں انہیں معبود بنا رکھا ہے یہ سب صرف ناموں کے پجاری ہیں' انہوں نے بلا آسمانی دلیل کے معبود بنا کر ان کے نام تجویز کر لیے ہیں' اور پچھلوں نے پہلوں کی غلط راہ اختیار کر رکھی ہے' اللہ نے مخلوق پرستی کی آسمان سے کوئی دلیل نہیں اتاری' پھر فرمایا کہ کائنات کے گوشے گوشے میں جس کا تصرف و اختیار ہے' اور حکم جاری ہے' اور جس کے ارادے کے دائرے کے اندر ہر چیز بند ہے اور جس کی سب پر حکومت ہے' اسی شہنشاہ کا یہ حکم ہے کہ انسان اپنی پیشانی اس کے سوا کسی اور کے آگے نہ جھکائے' پھر فرمایا کہ میں جو تم کو یہ دعوت توحید دے رہا ہوں' یہی سیدھا اور سچا دین ہے جسے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے' اور جس کی آسمان سے دلیل اتاری ہے یہی اسے پسند ہے اور اسی سے وہ خوش ہوتا ہے' لیکن اکثر لوگ اس سیدھی راہ سے بیگانہ ہیں' اسی وجہ سے شرک کی بھیانک دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں چنانچہ فرمایا وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ الخ (یوسف ۱۲:۱۰۳) آپ کی خواہش کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں' جیل کے ساتھیوں نے آپ کی بزرگی اور عظمت دیکھ کر آپ سے اپنے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی۔ آپ نے جواب سے پہلے انہیں توحید کی دعوت دی جوان کے حق میں کہیں بہتر تھی' کیونکہ ان میں قبول کرنے کی صلاحیت تھی' کہ وہ آپ کا پیغام ٹھنڈے دل سے سنیں' اور اس میں غور و فکر سے کام لیں' پھر جب آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے تو پوچھے بغیر ہی آپ نے خوابوں کی تعبیر بیان فرما دی۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

اے میرے جیل کے ساتھیو تم میں سے ایک تو اپنے مالک کو شراب پلانے پر بحال ہو جائے گا لیکن دوسرے کو سولی دی جائے گی پھر

پرندے اس کے سر میں سے نوچ نوچ کر کھائیں گے جن خوابوں کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے ان کا فیصلہ ہو چکا۔

حضرت یوسفؑ نے خوابوں کی تعبیر بتا دی: (۴۱) جس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں وہ اپنے عہدے پر بحال ہو جائے گا مگر آپ نے جواب میں کسی ساتھی سے خطاب نہیں فرمایا بلکہ ایک گول مول بات بولی کہ ایک کے خواب کی یہ تعبیر ہے اور دوسرے کے خواب کی یہ ہے کہ تا کہ کسی بے چارے پر غم کا پہاڑ نہ ٹوٹ پڑے' اسی وجہ سے فرمایا کہ دوسرے کو پھانسی کے تختہ پر لٹکایا جائے گا' اور اس کے سر کا گوشت پرندے نوچ نوچ کر کھائیں گے درحقیقت یہ تعبیر اس شخص کے خواب کی تھی جس نے یہ دیکھا کہ میں سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں' پھر آپ نے دونوں کو یہ بات بھی بتا دی کہ تعبیریں ہو کر رہیں گی' کیونکہ جب تک خوابوں کی تعبیر بیان نہیں کیجاتی خواب معلق رہتے ہیں' لیکن جب تعبیر بیان کر دی جاتی ہے تو اب وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔ جب آپ نے دونوں کو خوابوں کی تعبیر بتا دی تو دونوں خوابوں سے انکار کرنے لگے' آپ نے فرمایا کہ تم کو جس بات کی کرید تھی' اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اب وہ ہو کر ہی رہے گا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کوئی خواب گھڑ کر اس کی تعبیر پوچھ لے گا تو اس کا ظہور ہو کر رہے گا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خواب معلق رہتی ہے' جب تک اس کی تعبیر نہ بیان کی جائے' پھر جب اس کی تعبیر بیان کر دی جائے تو پھر وہ ہو کر رہتی ہے (الف)۔

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ فَأَنسَاهُ
الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ ﴿٤٢﴾ ع ۱۵/۱۵

آپ نے اس شخص سے جس کے متعلق رہائی کا خیال ظاہر فرمایا تھا کہا کہ اپنے مالک سے میرا بھی ذکر کر دینا' لیکن شیطان نے اسے بھلا دیا کہ یہ آپ کا اپنے مالک سے ذکر کرتا پھر آپ چند سال جیل ہی میں رہے۔

بادشاہ کے سامنے ذکر یوسفؑ کی ساقی سے درخواست: (۴۲) ساقی کے متعلق آپ کا خیال تھا کہ یہ رہا ہو جائے گا' چنانچہ آپ نے دوسرے ساتھی سے علیحدہ ہو کر اس سے کہہ دیا کہ بادشاہ سے میرا واقعہ بیان کر دینا' چپکے سے اس لیے کہا کہ کہیں دوسرے کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ پھانسی پر میں ہی ٹکایا جاؤں گا لیکن رہا ہونے والا ساتھی رہا ہو کر بادشاہ سے آپ کی بے گناہی کا واقعہ کہنا بھول گیا دراصل یہ بھی ایک شیطانی چال تھا' تا کہ اللہ کے نبی اور چند سال جیل خانے میں رہیں۔

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ
وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ
إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۖ وَمَا نَحْنُ
بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ
أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿٤٥﴾ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ

اَفۡتِنَا فِیۡ سَبۡعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ وَّسَبۡعِ سُنۡۢبُلٰتٍ
خُضۡرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیۡۤ اَرۡجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ
تَزۡرَعُوۡنَ سَبۡعَ سِنِیۡنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدۡتُّمۡ فَذَرُوۡهُ فِیۡ سُنۡۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیۡلًا
مِّمَّا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ سَبۡعٌ شِدَادٌ یَّاۡكُلۡنَ مَا
قَدَّمۡتُمۡ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ
عَامٌ فِیۡهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ ع

بادشاہ بولا میں خواب دیکھتا ہوں کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا گئی ہیں' اور سات تر و تازہ بالیں ہیں اور سات خشک ہیں' معزز درباریو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ' اگر تم تعبیر بتا سکتے ہو وہ بولے یہ پریشان خواب ہے اور ہمیں پریشان خوابوں کی تعبیر کا علم نہیں' اور ان قیدیوں میں سے جو رہا ہوا تھا ایک مدت کے بعد اسے یاد آ گیا تھا وہ بولا میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا' مجھے جانے دو' اے یوسفؑ اور اے انتہائی سچے یوسفؑ آپ ہمیں سات موٹی گایوں کے بارے میں بتائیں جن کو سات دبلی گائیں کھا گئیں' اور سات ہری بالوں کے بارے میں اور سات خشک بالوں کے بارے میں بھی تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر انہیں آگاہ کر دوں' اور سب کو معلوم ہو جائے فرمایا تم لگاتار سات سال تک کھیتی کرنا پھر جس قدر فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا مگر ضرورت کے مطابق کھانے کے لیے تھوڑا سا (غلہ) نکال لینا' پھر اس کے بعد سات سال انتہائی قحط کے آئیں گے جو اس تمام ذخیرے کو کھا جائیں گے' جو تم نے ان کے لیے پہلے سے رکھ چھوڑا تھا۔ علاوہ وہ اس قلیل مقدار کے جسے تم محفوظ رکھو اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا جس میں خوب بارش ہو گی اور لوگ انگوروں کا رس نچوڑیں گے۔

شاہ مصر کا ایک خواب: (۴۳) یہ خواب شاہ مصر نے دیکھا تھا' اللہ نے اسی خواب کو عزت کے ساتھ اپنے نبی کی رہائی کا سبب بنا دیا' بادشاہ اس خواب سے گھبرا گیا' وہ پریشان تھا کہ یہ کیسا عجیب و غریب خواب ہے اور اس کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے۔

(۴۴) اس نے اپنی سلطنت کے کاہنوں' نجومیوں' امیروں اور بڑے بڑے لوگوں کو دربار میں جمع کر کے ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی' لیکن کسی کو بھی تعبیر نہیں سوجھی' اور سب نے یہ عذر پیش کر دیا کہ یہ پریشان خواب ہے لائق تعبیر نہیں' علاوہ ازیں اگر سچا بھی ہو تو بھی ہمیں علم تعبیر سے واقفیت نہیں' اس اجتماع میں اللہ کے نبی کے قیدی ساتھیوں میں سے ایک ساتھی بھی تھا' جو رہا ہو کر اپنے عہدے پر بحال ہو گیا تھا۔ اسے اپنا خواب یاد آ گیا کہ میں نے فلاں خواب دیکھا تھا اور یوسفؑ سے اس کی تعبیر پوچھی تھی' اور انہوں نے جو کچھ بتایا تھا ہو بہو اسی کا ظہور ہوا اور ایک مدت کے بعد اسے یہ بھی یاد آ گیا کہ یوسفؑ نے مجھ سے کہا تھا کہ میرا حال بادشاہ سے کہنا' لیکن وہ آپ کا حال بادشاہ سے کہنا بھول گیا۔ (۴۵) اس نے بادشاہ سے اور تمام لوگوں سے عرض کیا کہ میں تم کو اس خواب کی صحیح صحیح تعبیر بتا دوں گا۔ مجھے ذرا ایک انتہائی سچے آدمی کے پاس قید خانے تک جانے دو' بادشاہ نے

اور حاضرین نے کہا جاؤ اور پوچھ کر آؤ' پھر یہ شخص اللہ کے نبیؑ کے پاس آ کر کہتا ہے۔ (۴۶) کہ اے انتہائی سچے یوسف مجھے اس خواب کی تعبیر بتا دیجیے۔ پھر بادشاہ کا خواب بیان کرتا ہے' آپ اس کی بھول پر اسے کچھ نہیں کہتے' نہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ مجھے رہا کیا جائے' پھر تعبیر بتاؤں گا' بلکہ انتہائی خندہ پیشانی سے تعبیر بتا دیتے ہیں۔

بادشاہ کے خواب کی تعبیر: (۴۷) فرمایا متواتر سات سال تک خوب بارش ہوگی' اور ہر چیز سستی ہوگی آپ نے فرمایا بیل سے سال مراد ہے کیونکہ بیلوں ہی سے زمین جوتی جاتی ہے' جس سے پھل اور اناج پیدا ہوتا ہے' اور اناج میں بالیں ہوتی ہیں' لہٰذا سبز بالوں سے ارزانی کے سال اور خشک سے گرانی اور قحط کے سال مراد ہیں۔

آپ نے قحط دور کرنے کی تدبیر بھی بتا دی: پھر آپ نے ایسی تدبیر بھی بتا دی جس پر عمل کرنے سے آنے والے قحط کی ہولناک تباہیوں سے لوگ بچ جائیں' فرمایا کہ ان تر سالوں میں تم جس قدر غلہ پیدا کرسکو کرو اور اپنی ضرورت کے مطابق بالوں سے علیحدہ کر کے باقی غلہ کو بالوں سمیت ہی محفوظ رکھو' تاکہ ضرورت سے زیادہ اناج کا ایک دانہ بھی ضائع نہ ہو اور دیکھو استعمال کے لیے بھی کم سے کم نکالو' اسراف سے کام نہ لو تاکہ آنے والے قحط کے لگاتار سات سالوں میں اس سے فائدہ اٹھا سکو' یہی سات سال دبلی گائیں ہیں جو موٹی گایوں کو کھا جائیں گی' کیونکہ تم نے تر سالی میں جو کچھ جمع کیا ہوگا وہ خشک سالی میں ختم ہو جائے گا' اور خشک بالوں سے بھی یہی قحط کے سات سال مراد ہیں آپ نے صاف صاف بتا دیا کہ قحط کے سالوں میں پیداوار نہ ہوگی' تمہارے بوئے ہوئے دانے بھی واپس نہ آ سکیں گے۔

(۴۸) فرمایا کہ تم نے تر سالی میں جو کچھ ذخیرہ محفوظ کر لیا ہوگا وہی تمہارے کام آئے گا۔

(۴۹) پھر فرمایا کہ سات متواتر خشک سالوں کے بعد ایک ایسا سال بھی آئے گا جس میں خوب بارشیں ہوں گی خوب پیداوار ہوگی اور لوگ حسب عادت زیتون اور انگوروں سے تیل اور رس نکالیں گے' انگوروں کا شیرہ نچوڑیں گے' اور جانور خوب دودھ دیں گے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى
رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ
بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ
نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ
الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

بادشاہ بولا اسے میرے پاس لے آؤ' پھر جب آپ کے پاس قاصد آیا تو آپ نے فرمایا تم بادشاہ کے پاس جا کر اس سے پوچھو کہ

ان عورتوں کا اصل واقعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ آپ کاٹ ڈالے تھے' واقعی میرا رب انکی مکاری خوب جانتا ہے' بادشاہ نے عورتوں سے پوچھا کہ تم کو کیا ہو گیا تھا' جب تم یوسفؑ کو ان کی مرضی کے خلاف بہلا پھسلا رہی تھیں سب نے جواب دیا حاشاللہ ہم نے یوسفؑ میں کوئی برائی نہیں دیکھی' عزیز کی عورت نے کہا اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو گیا' میں نے ہی اسے اس کی مرضی کے خلاف بہلایا پھسلایا تھا۔ بلاشبہہ یوسفؑ بالکل سچے ہیں' اس بات کی صفائی سے یہ منشاء تھا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پس غیبت اس کی خیانت نہیں کی اور یہ بھی کہ اللہ خیانت کرنے والوں کی چالیں نہیں چلنے دیتا۔

شاہ مصر کی نگاہ میں اللہ کے نبی کی عزت اور ان کی رہائی: (۵۰) جب بادشاہ مصر نے یہ حیرت انگیز خواب دیکھا اور اس کو اللہ کے نبی کی زبانی خواب کی تعبیر بتائی گئی تو اس کی نگاہ میں آپ کی فضیلت آپ کے معلومات کی وسعت آپ کی فن تعبیر میں مہارت اور آپکا حسن اخلاق اور رعایا کی خیر خواہی کا جذبہ کھب گیا' اور بے ساختہ اس کی زبان سے یہی نکلا کہ اس قدر قابل و لائق شخص کا قید خانے میں رہنا اس پر ظلم ہے' ایسے شخص کی تو بادشاہ کو سخت ضرورت ہے کہ وہ مہمات و نازک اوقات میں اپنے پرخلوص و بے لوث مشورے سے بادشاہ کی اعانت کرتا رہے' اس لیے اب ایک منٹ کے لیے بھی یوسف کو قید خانہ میں نہ رکھا جائے' اور میرے پاس بھیج دیا جائے پھر جب آپ کے پاس رہائی کا پروانہ شاہی آدمی لے کر پہنچا تو آپ نے جیل خانہ چھوڑنے سے صاف انکار کر فرما دیا تاوقتیکہ شہر کے بڑے بڑے لوگ اور خود بادشاہ اس الزام کی تحقیق کر کے آپ کو بری نہ سمجھیں جو آپ کے سر تھوپا گیا تھا' اور آپ کی عزت و آبرو بے داغ ثابت نہ ہو جائے اور یہ بات لوگوں پر نہ کھل جائے کہ آپ کو کسی جرم کی وجہ سے بند نہیں کیا گیا تھا بلکہ آپ پر ظلم توڑا گیا تھا' چنانچہ آپ نے قاصد سے فرمایا تم بادشاہ کے پاس جاؤ اور میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ جن عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے' ان کو بلا کر ان سے پوچھا جائے کہ آخر صحیح بات کیا تھی۔ کیا کچھ یوسفؑ کا بھی قصور تھا' آخر یوسفؑ کی اس کی مرضی کے خلاف کیوں منت سماجت کی گئی اس سلسلے میں رحمت عالم ﷺ نے یوسفؑ کی تعریف فرمائی ہے کہ آپ اشرف و افضل عالی مرتبہ اور کمال صابر تھے' آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں' چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں یوسف کی طرح قید خانہ میں ہوتا تو میں پیغام رہائی سن کر فوراً قاصد کے ساتھ ساتھ ہو جاتا (قا)

(۵۱) شاہ مصر نے عزیز کی عورت کے پاس ان تمام عورتوں کو جنہوں نے اپنی انگلیاں خود فراموشی میں تراش لی تھیں' جمع کر کے پوچھا' بادشاہ کی غرض یہ تھی کہ عزیز مصر کی عورت جواب دے کہ خیانت کے دن کا واقعہ صحیح صحیح کیا ہے' جب یوسفؑ کی ان کی مرضی کے خلاف منت سماجت کی گئی تھی' عورتوں نے جواب دیا کہ یوسف الزام سے بالکل بری اور بے گناہ ہیں' اللہ کی قسم ہم نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی' یہ سن کر عزیز کی عورت نے کہا کہ اب صحیح بات ظاہر ہو گئی اور پورا واقعہ کھل کر سامنے آ گیا۔ میں نے ہی انہیں ان کی مرضی کے خلاف بہلانا چاہا تھا' اور انہوں نے اس وقت معاملہ کی جو نوعیت بتائی تھی بالکل صحیح تھی۔

قاصد واپس کرنے کی وجہ: (۵۲) یعنی میں نے قاصد اس لیے واپس کیا کہ بادشاہ پر اور عزیز مصر پر میری بے گناہی کھل جائے اور عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کے پیچھے اس کی بیوی کے سلسلے میں کوئی خیانت نہیں کی' اور اللہ خیانت کرنے والوں کی چالوں کو چلنے نہیں دیتا' یہ مومنانہ کلام یوسف علیہ السلام نبی کا ہے چونکہ عزیز اور اس کی بیوی مشرک تھے' اس لیے یہ کلام عزیز مصر کی بیوی کا نہیں ہو سکتا' اسی طرح اس کے بعد والی آیت بھی یوسف علیہ السلام ہی کے قول کا حصہ ہے' محض دل میں کسی خیال کا پیدا ہونا باعث

عذاب وملامت نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کے بعد اس کا گناہ لکھا جاتا ہے دارمی میں ایک حدیث اسناد حسن سے مروی ہے کہ آپ کہیں جا رہے تھے آپ کو ایک عورت نظر آئی اور وہ بھلی معلوم ہوئی تو آپ فوراً اپنے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی بیوی سے اپنی حاجت پوری کی اور خطبہ دیا اور فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی غیر عورت اچھی معلوم ہو تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے کیونکہ اس کے ساتھ بھی وہی ہے جو اس کے ساتھ ہے، پیغمبروں کی سیرتیں انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

❀❀❀

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾

اور میں اپنے آپ کو بری نہیں سمجھتا دل تو برائی پر ابھارتا ہی ہے مگر جس پر اللہ رحم فرمائے یقیناً میرا رب بڑا خطا پوش ومہربان ہے۔

نفس برائیوں کی جڑ ہے: (۵۳) یہ بھی یوسفؑ ہی کا قول ہے کہ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں ہر طرح سے پاک ہوں' اور مجھ میں کوئی عیب نہیں' کیونکہ دل میں طرح طرح کے خیالات آتے ہی رہتے ہیں' اور جبکہ اس عورت نے تنہائی میں مجھے ورغلایا اور میرے نفس میں کوئی خیال آیا ہو تو نفس تو انسان کو برائی پر ابھارتا ہی رہتا ہے مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہو اگر کسی کے دل میں برے خیالات آئے ہوں' پھر وہ نادم ہو کر اللہ کے سامنے جھک جائے تو اسے معاف فرما دیتا ہے۔ یہاں بھی اس آیت میں اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ کا جملہ یہ بتلا رہا ہے کہ یہ کلام یوسفؑ ہی کا ہے۔ امراۃ عزیز کا نہیں کیونکہ وہ مشرکہ تھی رب کو جانتی بھی نہیں تھی اسی وجہ سے اس نے سارا ڈرامہ کیا۔

وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لے آؤ' تاکہ میں اسے اپنے خاص کاموں پر مقرر کر دوں' پھر جب اس نے آپ سے گفتگو کی تو بولا تم آج ہمارے نزدیک معزز و معتبر ہو آپ نے درخواست کی کہ مجھے ملک کے خزانہ کا حاکم بنا دیا جائے کیونکہ میں محافظ وواقف کار ہوں۔

نگاہ سلطان میں یوسفؑ کی وقعت: (۵۴) جب بادشاہ مصر کی نگاہ میں یوسفؑ کی پاک دامنی ثابت ہو گئی اور آپ پر جو الزام تھا وہ غلط ثابت ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں میرے پاس لاؤ یہ قابل قدر آدمی ہیں اور بڑے مدبر و دانا ہیں' میں انہیں اپنا خاص مشیر بنانا چاہتا ہوں' پھر جب بادشاہ نے آپ سے گفتگو کی تو وہ آپ کی فراست و دانائی کو آپ کے تدبر و دوراندیشی کو آپ کے حسن و جمال کو اور علم و کمال اور آپ کے اخلاق حمیدہ کو پہچان گیا' اور آپ کی عزت و سرفرازی کا اظہار کرنے کے لیے بولا کہ آپ ہماری نگاہ میں لائق ادب و احترام ہیں اور بڑے معتبر ہیں (۵۵) یوسف بولے جب آپ مجھے امین و معزز سمجھتے ہیں تو مجھے وزارت خزانہ کا منصب عطا فرما دیجئے کیونکہ میں امین ہونے کے ساتھ ساتھ پوری نگرانی بھی کروں گا۔ اور اپنے علم کے مطابق ایسی تدبیریں اختیار کروں گا جس سے ملک آنے والی ہولناک قحط کی تباہیوں سے بچ جائے گا۔ جب کسی کے حالات سے کوئی شخص انجان ہو تو اسے بقدر ضرورت اپنی خوبیاں بیان کرنی جائز ہیں۔ آپ نے بادشاہ کے سامنے عوام کی خدمت کے جذبہ کا اظہار کیا' کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ آپ اپنے فرائض پوری طرح سے ادا کر سکیں گے' اور لوگوں کو آپ کی ذات سے فائدے پہنچیں گے' چونکہ بادشاہ آپ کو امین و صادق اور حسن تدبیر میں ماہر و کامل سمجھ چکا تھا' اس لیے اس نے آپ کو یہ عہدہ عطا کرنے میں ذرا تامل نہیں کیا' اور آپ کو

بخوشی وزیر خزانہ بنا دیا۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾

اس طرح سے ہم نے اس ملک میں یوسف کے قدم جما دیئے کہ آپ اس میں جہاں چاہیں رہیں، ہم جسے اپنی رحمت پہنچانا چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں اور ہم اخلاص پسندوں کا صلہ برباد نہیں کرتے، واقعی آخرت کا صلہ ان کے لیے بہت ہی بہتر ہے جو ایمان والے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

مصر میں اقتدار یوسف کا آغاز: (۵۶) ہم نے یوسف کے قدم سرزمین مصر میں جما دیئے، اب انہیں اختیار تھا کہ ملک میں جو چاہیں کریں اور جہاں چاہیں رہیں، ایک وہ زمانہ تھا کہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھری میں زندگی گزر رہی تھی، اور ایک یہ زمانہ ہے کہ آپ کے قبضہ و اقتدار میں سارا ملک ہے، جہاں چاہیں رہیں، کہیں اور جو چاہیں کریں دھریں، پھر فرمایا کہ ہم حسب مشیت جسے چاہیں اپنی مہربانیوں اور عنایتوں سے نواز دیں، اور ہم نیک انسانوں کے صلے برباد نہیں کرتے، چونکہ یوسف نے بھائیوں کی اذیتوں پر اور عزیز کی عورت کی وجہ سے قید خانہ کی زندگی پر صبر سے کام لیا تھا، اس لیے ہم نے انہیں ان کے صبر کا اجر یہ دیا کہ ملک مصر پر انہیں حکمران بنا دیا، اور ان کی ہر طرح امداد و تائید کی ہم اپنے مخلص بندوں کے صلے کو ضائع نہیں کرتے۔

(۵۷) یعنی ایسے ایمان و تقوے والے آخرت میں بڑا ہی انعام و اکرام پائیں گے، دنیا میں اقتدار و تصرف ملا اور آخرت میں جو کچھ ملے گا وہ حد بیان سے باہر ہے چنانچہ سلیمان کے بارے میں فرمایا هٰذَا عَطَآؤُنَا الخ (ص ۳۸: ۳۹، ۴۰) یہ سلطنت ہماری بے حساب بخشش ہے، خواہ آپ خرچ کریں یا ہاتھ روک لیں، اور آپ کے لیے قیامت کے دن بہترین مہمانی اور ٹھکانہ ہے غرضیکہ ریان شاہ مصر نے آپ کو وزیر خانہ بنا دیا، آپ سے پہلے اس منصب پر عزیز مصر تھا، جس نے آپ کو خریدا تھا اور جس کی عورت نے آپ کو برائی پر مائل کرنا چاہا تھا شاہ مصر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔

وَجَآءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُمْ مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِنْ لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا

اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

یوسفؑ کے بھائی آ کر آپ کے پاس پہنچے' آپ انہیں پہچان گئے اور وہ آپ کو نہ پہچان سکے' تو فرمایا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی لانا اور جب آپ نے انہیں ان کا سامان مہیا کر دیا تو کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں ناپ بھی پورا دیتا ہوں اور بہترین میزبان بھی ہوں' اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لیے میرے پاس ناپ نہیں ہوگا بلکہ میرے پاس بھی نہ آنا' بھائیوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے بارے میں اس کے والد کی خوشامد کریں گے اور اس بارے میں پوری پوری کوشش کریں گے آپ نے اپنے نوجوان نوکروں سے کہہ دیا کہ ان کی رقم ان کے بوریوں میں رکھ آؤ تا کہ جب یہ اپنے گھر کو واپس جائیں اور اس رقم کو پہچان لیں تو امید ہے کہ یہ لوٹ کر آئیں۔

مصر میں برادران یوسفؑ کے آنے کا سبب: (۵۸) یوسفؑ کے بھائیوں کا مصر میں آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب یوسفؑ نے مصر کا قلمدان وزارت سنبھال لیا' اور ابتدائی سات ارزانی کے سالوں میں اناج کو اپنی حسن تدبیر سے محفوظ رکھا' پھر سات سال تک لگا تار ہولناک قحط پڑا جس کا اثر کنعان کے شہروں پر بھی پڑا جہاں یعقوبؑ رہتے تھے تو آپ نے ناداروں اور قحط زدہ لوگوں میں نہایت احتیاط سے غلہ بانٹنا شروع فرمایا۔

چونکہ آپ کے پاس غلہ کے لیے دور دور سے لوگ آتے تھے' اس لیے آپ کے بھائی بھی اپنے والد محترم کی اجازت لے کر مصر آئے' کیونکہ انہیں بھی معلوم ہو گیا تھا عزیز مصر قیمت لے کر لوگوں کو غلہ دیتے ہیں' چنانچہ یہ بھی رقم لے کر دس اونٹوں پر سوار ہو کر مصر کو چل پڑے یعقوبؑ نے آپ کے بھائی بنیامین کو جس سے آپ کو یوسفؑ کے بعد بڑی محبت تھی اپنے پاس رکھ لیا' جب یہ دسوں بھائی یوسفؑ کے سامنے جو شان ریاست وسیادت میں تشریف فرما تھے پہنچے تو آپ نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا لیکن یہ آپ کو نہ پہچان سکے' کیونکہ انہوں نے جب آپ کو کنویں میں پھینکا تھا اس وقت آپ چھوٹے تھے' اور انہیں یہ خبر بھی نہ تھی کہ یوسفؑ کا کیا حشر ہوا۔ یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ آپ مصر کے تخت سلطنت کے مالک بن جائیں گے آپ نے ان سے ایک اجنبی کی طرح گفتگو کی اور پوچھا تم میرے ملک میں کیوں آئے؟ بولے ہم غلہ کے لیے آئے ہیں' فرمایا تم جاسوس تو نہیں ہو بولے نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے اللہ کی پناہ کہ ہم کسی کی جاسوسی کریں فرمایا پھر کہاں سے آئے ہو بولے ہم کنعانی ہیں ہمارے والد محترم کا نام حضرت یعقوبؑ ہے جو اللہ کے نبی ہیں' پوچھا کیا تمہارے سوا انکا کوئی اور بیٹا بھی ہے' بولے ہاں ہم بارہ بھائی تھے' ہمارا سب سے چھوٹا بھائی جنگل میں ہلاک ہو گیا' ان سے والد کو بڑی محبت تھی' ان کا حقیقی بھائی والد ہی کے پاس ہے' آپ نے اطمینان قلب کے لیے انہیں اپنے پاس ہی رکھ لیا اور ہمارے ساتھ نہیں آنے دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ان مہمانوں کو اچھی طرح رکھا جائے اور خاطر ومدارت میں کمی نہ کی جائے۔

بھائی کو لانے کا حکم: (۵۹) پھر جب آپ نے ہر بھائی کو ایک ایک اونٹ غلہ لدوا دیا' تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم دوسری بار میرے شہر میں آؤ تو اپنے جس بھائی کا تم نے ذکر کیا ہے اسے بھی اپنے ساتھ لیتے آنا تا کہ تمہارا جھوٹ معلوم ہو جائے' پھر آپ انہیں دوبارہ آنے کی رغبت دلانے کے لیے فرماتے ہیں کہ تم نے دیکھا نہیں' میں نے تمہیں پورا پورا غلہ دیا تمہاری خوب خاطر تواضع کی اور تم کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دی' اب کے اس بھائی کو بھی اپنے ساتھ لانا۔

بلا بھائی کے مصر میں داخل ہونے کی ممانعت: (۶۰) اگر تم اپنے ساتھ اپنے بھائی کو نہیں لائے تو پھر تم کو میرے ہاں سے غلہ نہیں ملے گا بلکہ تم کو میرے پاس بھی نہیں آنا چاہیے کیونکہ جو اپنے محسن کا حکم ٹھکرائے وہ منہ دکھانے کے لائق نہیں۔

برادران یوسفؑ کا بھائی کو لانے کا وعدہ: (۶۱) بولے ہم ہر ممکن کوشش کریں گے اور والد محترم کی ہر پہلو سے منت کریں گے کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ آپ پر ہماری صداقت کھل جائے' پھر آپ نے ان کے واپس آنے کی ایک اور تدبیر بھی کی۔

(۶۲) اپنے نوکروں سے اشارہ فرمایا کہ ان کی رقم چپکے سے ان کے بوریوں میں رکھ دو شاید احسان دیکھ کر یہ پھر آئیں۔ یا آپ نے بھائیوں اور والد سے اناج کی رقم کو لینا اچھا نہیں سمجھا' یا آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہیں ان کے پاس اس کے سوا کوئی اور پیسہ نہ ہو' یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے سوچا ہو کہ جب بھائی اپنا سامان کھولیں گے اور اس میں رقم جوں کی توں پائیں گے تو رقم دینے تو ضروری آئیں گے' شاید اس تدبیر سے بنیامین سے ملاقات ہو جائے۔

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

پھر جب یہ واپس ہو کر اپنے باپ کے پاس پہنچے تو بولے ابا جان غلہ ہم سے روک لیا گیا ہے' آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیں تاکہ ہم غلہ لا سکیں' ہم اس کی پوری نگرانی کے ذمہ دار ہیں' فرمایا مجھے اس کے بارے میں تمہارا وہی اعتبار ہے جو اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا' اب اللہ ہی سب سے بہتر محافظ ہے اور وہ ہی سب سے زیادہ مہربان ہے۔

بنیامین کو لے جانے کی درخواست: (۶۳) بھائی مصر سے روانہ ہو کر اپنے شہر پہنچے اور باپ سے بولے ابا جان اگر آپ نے ہمارے ساتھ بنامین کو نہیں بھیجا تو اب مصر سے اناج نہیں مل سکتا لہٰذا آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں' ایک اونٹ اور مزید غلہ ملے گا' آپ بے فکر رہیں' ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت کے ساتھ آپ کے پاس لے آئیں گے' جب یوسفؑ کو لے کر گئے تھے' اس وقت بھی حفاظت کی ذمہ داری لی تھی۔

حضرت یعقوبؑ کا جواب: (۶۴) فرمایا: کیا تم اس غریب کے ساتھ بھی وہی کرنا چاہتے ہو جو تم نے اس سے پہلے اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا کہ تم اسے میرے پاس سے لے جا کر میرے اور اس کے درمیان حائل ہو جاؤ' اور مجھ سے جدا کر کے کوئی حیلہ تراش لو' اللہ ہی کی حفاظت درکار ہے' تمہاری حفاظت کا کوئی اعتبار نہیں' مجھ پر اللہ بڑا ہی مہربان ہے وہ ضرور میرے بڑھاپے اور کمزوری پر ترس کھائے گا اور میرے درد دل پر رحم فرمائے گا مجھے اللہ سے یقین ہے کہ وہ اسے بھی میرے پاس لے آئے گا اور میری بے قراری دور فرما دے گا' اللہ کی اپنے بندوں پر بڑی بڑی مہربانیاں ہیں۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

مَا نَبۡغِیۡؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَیۡنَا‌ۚ وَنَمِیۡرُ اَهۡلَنَا وَنَحۡفَظُ اَخَانَا وَنَزۡدَادُ كَیۡلَ بَعِیۡرٍ‌ؕ ذٰ لِكَ كَیۡلٌ یَّسِیۡرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ حَتّٰی تُؤۡتُوۡنِ مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاۡتُنَّنِیۡ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ یُّحَاطَ بِكُمۡ‌ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ مَوۡثِقَهُمۡ قَالَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوۡلُ وَكِیۡلٌ ﴿۶۶﴾

اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو اپنا مال بھی پایا جو انہیں لوٹا دیا گیا تھا' بولے ابا جان ہمیں کیا چاہیے؟ یہ ہمارا مال ہے جو واپس کر دیا گیا ہے' ہم اپنے گھر والوں کے لیے اناج لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے' یہ اناج تو تھوڑا سا ہے فرمایا میں اسے کبھی ساتھ نہیں بھیجوں گا جب تک کہ تم اللہ کو گواہ کر کے مجھ سے یہ وعدہ نہ کرلو کہ تم اس کو میرے پاس یقیناً واپس لے آؤ گے ہاں اگر تم سب گھر ہی جاؤ تو دوسری بات ہے۔ پھر جب انہوں نے عہد کرلیا تو آپ نے فرمایا ہماری باتوں پر اللہ گواہ ہے۔

سامان میں سے رقم نکلی: (۶۵) جب برادران یوسف نے گھر پہنچ کر اپنا سامان کھولا تو اس میں اپنی رقم موجود پائی جو چلتے وقت یوسفؑ کے نوکروں نے ان کے حکم سے ان کے سامان میں چپکے سے رکھ دی تھی' رقم جوں کی توں دیکھ کر مارے خوشی کے پھولے نہیں سمائے اور عرض کرنے لگے کہ ابا جان اب اور ہمیں کیا چاہیے' ہمیں اناج بھی پورا مل گیا اور رقم بھی واپس مل گئی' اگر اس بار آپ ہمارے ساتھ بھائی کو بھیج دیں تو ہم غلہ بھی لے آئیں گے' بھائی کی نگرانی بھی رکھیں گے اور ایک اونٹ غلہ زیادہ بھی لائیں گے' کیونکہ یوسفؑ ہر شخص کو ایک اونٹ یا ایک گدھا غلہ دیا کرتے تھے۔ (قبطی زبان میں گدھے کو بھی بعیر کہا جاتا ہے)۔ پھر فرمایا ظاہر ہے کہ جب ہمارے ساتھ چھوٹا بھائی ہوگا اور پھر ہمیں غلہ ملے گا تو وہ بہ نسبت اس غلہ کے زیادہ ہوگا اور اب تھوڑا ہے اس جملہ سے بات بھی پوری ہوگئی اور اس میں خوبصورتی بھی پیدا ہوگئی۔

واپس لانے کا حلفیہ اقرار کرالیا گیا: (۶۶) اللہ کے نبی نے جواب دیا کہ جب تک تم انہیں میرے پاس واپس لانے کی قسم نہ کھاؤ گے میں ہرگز انہیں تمہارے ساتھ بھیجنے پر راضی نہیں ہوسکتا' ہاں اگر ناگہاں تم سارے کے سارے ہی گھر جاؤ اور انہیں چھڑا نہ سکو تو دوسری بات ہے' پھر جب سب نے قسمیں کھالیں اور واپس لے آنے کا بھی پکا اقرار کرلیا تو آپ نے اقرار کی مضبوطی اس طرح فرمائی کہ ہماری باتوں پر اللہ گواہ ہے' آپ کو مجبوراً چھوٹے بھائی کو بھیجنا پڑا کیونکہ اناج کے بغیر چارہ نہ تھا' اور ان کے بھیجے بغیر اناج کا ملنا ممکن نہ تھا۔

وَقَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ‌ؕ وَمَاۤ اُغۡنِیۡ عَنۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ‌ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ‌ؕ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ‌ۚ وَعَلَیۡهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَهُمۡ اَبُوۡهُمۡ‌ؕ

مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾

(چلتے وقت) فرمایا میرے بیٹو (شہر میں) سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ کئی دروازوں سے الگ الگ داخل ہونا میں اللہ کی طرف سے ہونے والی کوئی بات تم سے ہٹا نہیں سکتا' حکم اللہ ہی کا چلتا ہے' اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے' اور جب بیٹے باپ کے حکم کے مطابق مختلف دروازوں سے داخل ہو گئے' (تو باپ کی آرزو پوری ہو گئی) اور وہ اللہ کی طرف سے کسی آنے والی چیز کو ان سے ٹال نہیں سکتے تھے ہاں آپ نے اپنے دل کا ایک ارمان پورا فرما لیا' یقیناً آپ ہمارا سکھایا ہوا علم جاننے والے تھے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

شہر میں الگ الگ داخل ہونے کا حکم: (۶۷) یعقوب نے اپنے بچوں کو چلتے وقت یہ تاکید فرما دی کہ خبردار شہر میں سارے کے سارے ایک ہی دروازے سے نہ گھسنا بلکہ مختلف دروازوں سے علیحدہ علیحدہ ہو کر داخل ہونا' آپ کے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ اگر سارے ایک ہی دروازے سے داخل ہوئے تو شاید کسی آفت ناگہانی میں سب کے سب ایک ساتھ گرفتار ہو سکتے ہیں لیکن الگ الگ داخل ہونے میں یہ امکان کم ہے۔

بہر حال ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ یاد رکھو میری یہ تدبیر اللہ کی تقدیر کو ٹال نہیں سکتی' اللہ کا چاہا پورا ہو کر رہتا ہے' کائنات میں اسی کا حکم چلتا ہے' اسی پر میرا بھروسہ ہے' اور تمام بھروسہ رکھنے والوں کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

ظاہری تدبیر کی جانی ضروری ہے: (۶۸) بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور کئی دروازوں سے داخل ہونے کے لیے دو دو کی مختلف جماعتوں میں بٹ گئے' یہ اس تدبیر سے تقدیر کو تو ٹال نہیں سکتے تھے' البتہ باپ نے ایک ظاہری تدبیر آفت سے بچنے کے لیے بتا دی تھی' آپ علم والے تھے اور ہم نے اپنے پاس والا علم آپ کو سکھایا تھا' اکثر لوگ ان باتوں سے ناآشنا رہتے ہیں۔

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۖ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٦٩﴾

اور جب سب یوسف پر داخل ہو گئے تو آپ نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی' اور فرمایا کہ میں تمہارا بھائی ہوں تم اپنے بھائیوں کے کاموں سے دلگیر نہ ہونا۔

یوسف کی بنیامین کو تسلی: (۶۹) جب برادران یوسف' یوسف کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ آپ کا حقیقی بھائی بنیامین بھی تھا تو آپ نے انہیں بلا کر شاہی مہمانوں میں رکھا' انکی خوب خاطر تواضع کی اور ان کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئے' اور اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو تنہائی میں بلا کر فرمایا بھائی! بھائیوں کی باتوں سے دل میلا نہ کرنا' میں تمہارا بھائی یوسف ہوں' حق تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے' اس نے اس ملک کا مجھے حکمران بنایا ہے' میرے ساتھ بھی بھائیوں نے یہی معاملہ کیا تھا تم غم نہ کرو اور یہ راز بھی ان پر ظاہر نہ ہونے دو' میں تم کو اپنے پاس ہی رکھنا چاہ رہا ہوں' انشاء اللہ کسی نہ کسی تدبیر سے عزت واحترام کے ساتھ اپنے پاس ہی رکھ لوں گا فکر نہ کرو۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ
أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ﴿٧١﴾
قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ﴿٧٢﴾

پھر جب آپ نے انہیں ان کا سامان تیار کر دیا تو اپنے بھائی کے سامان میں پانی پینے کا کٹورا چھپایا' پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے قافلے والو یقیناً تم چور ہو' یہ ان کی طرف رخ کر کے بولے تمہاری کیا چیز کھو گئی' بولے شاہی کٹورا نہیں مل رہا' اور جو اسے لے آئے گا اسے ایک اونٹ غلہ مزید ملے گا' میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

شاہی کٹورے کی چوری: (۷۰) جب آپ نے اپنے بھائیوں کو روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا' اور ایک غلام کو حکم دے دیا کہ شاہی کٹورا جو چاندی یا سونے کا تھا بنیامین کے سامان میں چھپا دیا جائے' اس کٹورے سے پانی پیا جاتا تھا' اور غلہ بھی ناپ کر دیا جاتا تھا' عہد جاہلیت میں ابن عباسؓ کے پاس بھی اسی جیسا ایک کٹورا تھا' ہوشیار ملازم نے چپکے سے بنیامین کے سامان میں وہ کٹورا رکھ دیا' پھر جب قافلہ چل پڑا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلے والو یقیناً تم ہی چور ہو' یہ سن کر قافلہ والوں کے کان کھڑے ہوئے۔ (۷۱) کہنے لگے کیا بات ہے کیا چیز کھو گئی؟ کیوں چور کہا جا رہا ہے۔

(۷۲) بولے' شاہی کٹورا گم ہے جو شخص اسے ڈھونڈ لائے گا اسے ایک اونٹ غلہ مزید ملے گا جو اس کا انعام ہو گا میں اس انعام کا ضامن ہوں۔

قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ﴿٧٣﴾
قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ﴿٧٤﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي
رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ
قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ
مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ
مَنْ نَشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾

بولے اللہ کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم اس ملک میں بدامنی پھیلانے کے لیے نہیں آئے اور ہم چور نہیں ہیں' جواب دیا گیا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کو کیا سزا دی جائے' بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان سے وہ برآمد ہو وہی شخص بدلے میں رکھ لیا جائے گا ہم چوروں کو یہی سزا دیتے ہیں' آخر کار آپ نے اپنے بھائی کے بورے سے پہلے ان کے بوروں کی تلاشی لی' پھر اسے اپنے بھائی کے بورے سے برآمد کر لیا' ہم نے اسی طرح یوسفؑ کے لیے یہ تدبیر کی شاہی قانون کی رو سے آپ اپنے بھائی کو نہیں لے

سکتے تھے' مگر اللہ کی مشیت سے ہم جس کے چاہیں' اسی کے درجے بلند کر دیں اور ہر عالم کے اوپر ایک بڑا عالم ہے۔

برادران یوسفؑ کی طرف سے اظہار برأت: (۷۳) جب برادران یوسفؑ پر چوری کا الزام لگایا گیا تو انہوں نے تلاش کرنے والوں سے کہا' اللہ کی قسم تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم اس ملک مصر میں بدامنی پھیلانے نہیں آئے' اور نہ ہم چور ہیں' چونکہ انکے اخلاق حمیدہ سے تمام شہری متاثر تھے' اس لیے انہوں نے یقین دلانے کے لیے کہا کہ بدامنی اور چوری جیسی رذیل حرکتوں کو ہمارا ضمیر کبھی گوارا نہیں کر سکتا' نہ ہم شرارت پسند ہیں اور نہ چور ہیں۔

ابراہیمی شریعت میں چور کی سزا: (۷۴) تلاشی لینے والوں نے جواب دیا' اگر تمہیں میں سے کوئی چور نکلے تو اسے کیا سزا ملنی چاہیے۔

(۷۵) بولے چور اس کے حوالہ کر دیا جائے' جس کی چیز چرالی گئی ہے' ابراہیمی شریعت میں چور کی یہی سزا تھی' یوسفؑ کی غرض بھی یہی تھی' کہ بنیامین میرے پاس رہیں۔

شاہی کٹورا بنیامین کے بورے سے برآمد ہوا: (۷۶) چنانچہ آپ نے بنیامین کے بورے سے پہلے احتیاط کے طور پر تمام بھائیوں کے بوروں کی یکے بعد دیگرے تلاشی لی' پھر شاہی کٹورا بنیامین کے بورے سے برآمد کر لیا' اور انہیں کے اقرار و عقیدے کے مطابق بنیامین کو روک لیا گیا' اسی وجہ سے فرمایا کہ ہم نے یہی یوسفؑ کی خاطر تدبیر کی' یعنی مصلحت کی بنا پر ان کے دل میں یہ بات ڈال دی' یہ وہ محبوب چال ہے جسے اللہ بھی پسند فرماتا ہے' کیونکہ اس میں مصلحت کارفرما تھی' آپ مصری قانون کے مطابق باوجود چور ہونے کے بنیامین کو نہیں روک سکتے تھے' لیکن چونکہ پہلے آپ نے بھائیوں سے یہی اقرار کرالیا تھا' اس لیے آپ نے اس فیصلہ کو بحال رکھا' کیونکہ یہ سزا شریعت ابراہیمی کی تھی' جس کا آپ کو علم تھا' اسی وجہ سے اللہ نے آپ کی تعریف فرمائی' کہ ہم جس کے درجے چاہیں بلند فرما دیتے ہیں' مومنوں کے بارے میں فرمایا یرفع اللہ الذین الخ (مجادلہ ۵۸:۱۱) اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور اہل علم کے درجے بلند فرماتا ہے' پھر فرمایا کہ ہر عالم کے اوپر ایک بڑا عالم ہے' اور ہاں اللہ سب سے بڑا عالم ہے اس سے بڑھ کر کوئی نہیں' اس کا علم ذاتی ہے اور دوسروں کا علم وہبی ہے یعنی اللہ کا دیا ہوا۔

قَالُوٓا اِنۡ يَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ‌ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوۡسُفُ فِىۡ نَفۡسِهٖ وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡ‌ ۚ قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّكَانًا‌ ۚ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ ﴿۷۷﴾

بولے اگر یہ چور ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی یوسفؑ نے یہ بات اپنے دل ہی میں رکھی' اور ان پر ظاہر نہیں ہونے دی فرمایا تم گرے ہوئے درجے کے ہو اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

یوسف پر چوری کا الزام: (۷۷) بنیامین کے بورے سے شاہی پیمانہ برآمد ہونے کے بعد بھائیوں نے یہ بات بنائی کہ چوری ہماری حرکت نہیں' نہ ہم اس کو اچھا سمجھتے ہیں' اگر بنیامین نے چوری کی تو کوئی تعجب نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی یوسفؑ نے بھی چوری کی تھی' یہ بھائیوں کی طرف سے یوسفؑ پر بہتان تھا لہذا چوری کا الزام سن کر آپ نے ایک بات دل میں رکھی' اور بھائیوں پر ظاہر نہیں ہونے دی' وہ بات یہ تھی کہ تم ہی کم درجے کے ہو' تم مجھ پر چوری کا الزام تھوپ رہے ہو اسے اللہ ہی خوب جانتا

ہے یہ الزام جھوٹا ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ
اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا
مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

بولے اے عزیز ان کے والد بہت بوڑھے ہیں (براہ کرم) آپ انکے بدلہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیں' ہمیں آپ نیک معلوم ہوتے ہیں' فرمایا اللہ کہ پناہ کہ ہم اس کے سوا جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے کسی دوسرے کو رکھ لیں' بلاشبہ اس صورت میں ہم بڑے بے انصاف مانے جائیں گے۔

تبادلہ کی درخواست: (۷۸) جب بنیامین کی گرفتاری متعین ہوگئی اور فیصلہ ہوگیا کہ انہیں بادشاہ نہیں چھوڑے گا تو برادران یوسفؑ بادشاہ کی خوشامد کرتے ہوئے بولے کہ ان کے والد بہت بوڑھے ہیں' اور انہیں ان سے کمال محبت ہے' چونکہ ان کا بڑا بھائی لاپتہ ہے' اس لیے ان ہی کو اپنے پاس رکھ کر انہیں سے غم غلط کر لیتے ہیں' آپ براہ کرم ہم میں سے جس کو چاہیں ان کے بدلہ روک لیں اور انہیں چھوڑ دیں' ہم آپ کو انصاف پسند اور نیک مزاج پاتے ہیں' امید ہے کہ ہماری یہ درخواست قبول کر لی جائے گی اور ہمیں شکریہ کا موقع دیا جائے گا۔

تبادلہ کی درخواست مسترد: (۷۹) آپ نے جواب دیا کہ بنیامین کی گرفتاری تمہارے ہی اقدار و فیصلے کے مطابق عمل میں آئی ہے۔ اب اگر میں مجرم کو چھوڑ کر کسی بے گناہ کو گرفتار کرلوں تو کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ اللہ مجھے ظلم سے بچائے۔

فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ
قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ
فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ
الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا
شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ
كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

پھر جب وہ اس طرف سے ناامید ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے' بڑے بھائی نے کہا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے والد نے اللہ کو بیچ میں ڈال کر تم سے عہد لیا ہے' اور تم پہلے بھی یوسفؑ کے سلسلے میں بڑا بھاری جرم کر چکے ہو' بھئی میں اس جگہ سے ہٹوں گا نہیں' جب تک کہ والد مجھے اجازت نہ دے دیں یا اللہ اس قضیہ کا فیصلہ نہ فرما دے وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے' والد کے پاس واپس جا

کر ان سے کہوا با جان آپ کے فرزند نے چوری کی ہم نے اپنے علم ہی کے مطابق عہد کیا تھا' ہم غیب کے محافظ نہ تھے' آپ اس بستی کے لوگوں سے جس میں ہم گئے تھے پوچھ لیں اور اس قافلے سے بھی جس میں ہم آئے ہیں اللہ گواہ ہے' ہم بالکل سچے ہیں۔

روبیل کا مشورہ: (۸۰) جب برادران یوسفؑ بھائی کے چھڑانے سے ناامید ہو گئے تو بڑے سٹ پٹائے' سوچنے لگے کہ ہم نے تو والد محترم سے ان کے واپس لانے کا ذمہ لیا ہے' اور بڑا پکا عہد کر کے آئے ہیں' اب کریں تو کیا کریں' یہ گرفتار ہو گئے' اور کسی صورت سے چھوٹ نہیں سکتے' آخر ان لوگوں نے تنہائی میں جا کر اس سلسلے میں مشورہ کیا بڑے بھائی روبیل یا یہودا (یہ وہی تھے جنہوں نے یوسف کے بارے میں مشورہ دیا تھا کہ انہیں قتل نہ کرو بلکہ کسی کنویں میں ڈال آؤ) نے کہا کہ بھائیو تمہیں یہ تو معلوم ہی ہے کہ ہم نے اپنے والد سے بنیامین کے واپس لانے کے سلسلے میں کیا کیا عہد کیا ہے' افسوس اب نہ ہم انہیں منہ دکھا سکتے ہیں اور نہ بھائی کو شاہی گرفتاری سے چھڑا سکتے ہیں۔ ان سے پہلے یوسفؑ کے بارے میں بھی ہم سے کیا کیا زیادتیاں نہیں ہوئیں' ہم نے بے چارے یوسفؑ کو دیدہ دانستہ اپنے ہاتھوں سے کھو دیا' اللہ کی قسم میں تو اس سرزمین سے ٹلنے کا نہیں' جب تک کہ والد محترم کی رضا کا پروانہ نہ آئے' یا اللہ میری اس الجھن کو دور نہ فرما دے' وہ بہترین حاکم ہے' شاید کسی تدبیر سے میں بھائی کو چھڑانے میں کامیاب ہو جاؤں۔

(۸۱) پھر بھائیوں کو حکم فرمایا کہ تم جا کر والد محترم سے پورا واقعہ بیان کرو تا کہ تم کو مجبور سمجھ جائے اور تمہاری بات پر یقین کیا جائے' چنانچہ بھائیوں نے جا کر صورت حال کی باپ کو خبر دی اور یہ بھی کہا کہ ہمیں غیب کی کیا خبر تھی' کہ آپ کے صاحبزادے چوری کا جرم بھی کر بیٹھیں گے نہ ہمیں یہ خبر تھی کہ عزیز مصر کی کوئی چیز چوری چلی گئی ہے' ہم سے تو چور کی سزا پوچھی گئی تھی جو ہم نے اپنے دین کے مطابق بتا دی تھی۔

(۸۲) آپ اس بارے میں مصر والوں سے پوچھ لیں جہاں ہم گئے تھے' اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیں جس میں ہم آئے ہیں کہ ہم قطعی سچے ہیں' اور ہم نے بنیامین کی حفاظت و نگرانی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی' ہماری صداقت و امانت کا اور حفاظت و حراست کا ہر شخص گواہ ہے' ہم نے آپ کو جو واقعہ بتایا وہ بالکل سچا ہے اور آپ کے فرزند چوری کے الزام میں پکڑ لیے گئے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

فرمایا نہیں نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات گھڑ لی ہے لہذا اب صبر ہی ٹھیک ہے' مجھے امید ہے کہ اللہ سب کو میرے پاس پہنچا دے گا' وہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے' پھر آپ نے بیٹوں سے منہ پھیر کر (سرد آہ بھر کر) کہا ہائے یوسف افسوس اور آپ کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں اور آپ صدمے سے گھٹے جا رہے تھے' بیٹے بولے اللہ کی قسم آپ تو یوسف کو یاد کرتے ہی رہیں گے

جب تک گھل نہ جائیں یا ختم نہ ہو جائیں' فرمایا میں تو اپنے رنج وغم کی شکایت اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور مجھے اللہ کی جو باتیں معلوم ہیں وہ تمہیں معلوم نہیں۔

اندوہناک واقعہ سن کر اللہ کے نبی کا جواب: (۸۳) یہ اندوہناک واقعہ سن کر اللہ کے نبی نے وہی فرمایا جواب سے مدتوں پہلے فرمایا تھا۔ جب بیٹوں نے آپ کو یوسفؑ کی خون سے بھری ہوئی قمیص لا کر دی تھی' اور عرض کیا تھا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا کہ تم نے اپنے طرف سے ایک بات بنالی ہے' اب صبر ہی بہتر ہے نہ اب سے پہلے یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھایا اور نہ اب بنیامین نے چوری کی' یہ سب تمہاری عیاریاں ہیں' مجھے حق تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ مجھ سے میرے تینوں بچھڑے ہوئے بیٹوں کو ملا دے گا' کیونکہ وہ میرے حال سے خبردار ہے اور اپنے احکام وفیصلوں میں بڑی حکمت والا ہے۔

نئے واقعہ نے پرانے زخم پر بھی نمک چھڑک دیا: (۸۴) بنیامین کے واپس نہ آنے سے آپ کے دل میں اپنے پیارے اور لاڈلے بیٹے یوسفؑ کا غم بھی تازہ ہو گیا' آپ نے بیٹوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سرد آہ بھر کر کہا ہائے یوسفؑ افسوس۔

خیال تو کیجئے اس اندوہناک واقعہ کو سن کر یعقوبؑ بھی يَٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (یوسف کے فراق میں جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے) فرما رہے ہیں پھر فرمایا کہ آپ کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں' اور فراق یوسفؑ میں بینائی جاتی رہی تھی' لبوں پر خاموشی تھی' کسی سے شکوہ نہ تھا۔ دل ہی دل میں صدمے سے گھلے چلے جا رہے تھے' اور ہمیشہ کھوئے کھوئے سے اور دلگیر رہتے تھے۔

باپ کا حال زار دیکھ کر بیٹوں کا مشورہ: (۸۵) باپ کی حالت زار دیکھ کر بیٹوں کو بھی بڑا صدمہ تھا' چنانچہ وہ آپ سے از راہ ہمدردی کہنے لگے ابا جان اگر فراق یوسفؑ میں آپ کی یہی حالت رہی تو آپ روز بروز گرتے ہی چلے جائیں گے۔ اور فراق یوسفؑ کا صدمہ کھاتے کھاتے ختم ہو جائیں گے للہ آپ اپنے اوپر رحم کیجئے' اور اپنی کمزوری ونقاہت پر ترس کھایئے۔

(۸۶) فرمایا میں اپنی پریشانیوں اور الجھنوں کا شکوہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا' اور اللہ کی طرف سے بہتری کا جو حال مجھے معلوم ہے تمہیں معلوم نہیں' یعنی مجھے معلوم ہے کہ یوسفؑ کا خواب سچا ہے اور اللہ اس کی تعبیر ضرور ظاہر فرمانے والا ہے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

بیٹو جاؤ اور یوسفؑ کو اور اس کے بھائی کو پوری طرح سے ڈھونڈو اور اللہ کی رحمت سے امید نہ توڑو' دیکھو رب کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں' پھر جب برادران یوسفؑ' یوسفؑ کے پاس آئے تو بولے کہ اے عزیز ہم مع اپنے گھر والوں کے تکلیف میں مبتلا ہیں اور ہم یہ کھوٹی رقم لے کر آئے ہیں (براہ کرم) آپ ہمیں پورا وزن دیجئے اور ہم پر صدقہ کیجئے بلا شبہ اللہ صدقہ کرنے والوں کو صلہ دیتا ہے۔

بھائیوں کی تلاش کا حکم: (۸۷) اللہ کے مقدس نبی کا اپنے بچوں کو حکم ہے کہ کہیں نہ کہیں سے یوسفؑ اور بنیامین کو تلاش کر کے لائیں کیونکہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا کافروں کا کام ہے' جب تک سانس ہے اس وقت تک آس ہے' تحسس کا استعمال بھلائی کے لیے اور تجسس کا برائی کے لیے ہوتا ہے' آپ انہیں بھائیوں کے ڈھونڈنے کا شوق دلا رہے ہیں اللہ کی رحمت کی بشارت سنا رہے ہیں اور ہدایت فرما رہے ہیں کہ اللہ کی ذات سے ہر بھلائی کی امید رکھو جو ایک مسلمان کی شان ہے۔

برادران یوسفؑ کی مصر کو روانگی: (۸۸) باپ کی توجہ دلانے سے بیٹے مصر کی طرف چل پڑے اور یوسفؑ کے پاس جا کر بولے کہ اے عزیز مصر ہمیں اور ہمارے کنبے کو ایک بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے بارش بند ہے' قحط سالی کا دور دورہ ہے اور لوگ فاقہ کر رہے ہیں' ہم جو رقم لے کر غلہ خریدنے آئے ہیں وہ کھوٹی اور ناکارہ ہے' چند کھوٹے سکے ہیں جو بٹے سے چلنے والے ہیں' بظاہر اس قسم کی رقم سے غلہ نہیں ملتا' لیکن آپ کا احسان و کرم دیکھ کر امید ہے کہ آپ ہمیں اس کا پورا پورا غلہ دیں گے' یہ آپ کا صدقہ ہوگا' اللہ صدقہ کرنے والوں کو بہترین انعام عطا فرماتا ہے' نیز ہمارے بھائی بنیامین کو بھی بطور حسن سلوک رہا فرما دیں گے' اللہ آپ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

یوسفؑ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے کہ تم نے حالت جہالت میں یوسفؑ کے اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا' بولے شاید آپ ہی یوسفؑ ہیں فرمایا ہاں میں ہی یوسفؑ ہوں اور یہ میرے بھائی ہیں' اللہ نے ہم پر اپنا احسان فرمایا' دیکھو جو اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا رہے تو اللہ ایسے نیک آدمیوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا' بولے اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی ہے' واقعی ہم ہی قصوروار ہیں فرمایا آج تم پر کوئی الزام نہیں' اللہ تم کو معاف فرمائے' وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

خاندان یعقوبؑ کے حال زار کی داستان: (۸۹) جب یوسف کے سامنے ان کے بھائیوں نے اپنی تنگی ترشی اور ناداری کی داستان پیش کی اور بوڑھے باپ کا ذکر کیا کہ وہ انتہائی کمزور ہو چکے ہیں اور یوسفؑ کا صدمہ انہیں کھائے جا رہا ہے ان کی بینائی بھی جاتی رہی ہے پھر بنیامین اور روبیل کا صدمہ اور سونے پر سہاگہ ثابت ہو رہا ہے' تو یوسفؑ کا دل بھر آیا اور بے قرار ہو گئے' آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے' سر سے تاج اتار کر رکھ دیا' تاج کا اتارنا تھا کہ آپ کی مخصوص نشانی بھائیوں نے دیکھ لی فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ کے ساتھ اور اس کے بھائی کے ساتھ جہالت کے غلبہ میں کیا کیا' اور یوسفؑ کو اس کے چھوٹے بھائی سے جدا کر دیا' اللہ کی نافرنیاں جہالت ہی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی دو ملاقاتوں میں آپ کو بھائیوں پر اپنا حال ظاہر کرنے کا حکم نہیں ملا تھا' تیسری دفعہ کی ملاقات میں حکم ہو گیا کہ آپ اپنا حال بھائیوں پر ظاہر فرما دیں' جب حال بد سے بدتر ہو گیا اور مصیبت بڑھ گئی تو اللہ نے حالت بدل دی اور مصیبت دور فرما دی فرمایا فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ الخ (نشرح ۹۴: ۶: ۵) ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے بلاشبہ سختی کے ساتھ آسانی ہے

کیا آپ ہی یوسف ہیں: (۹۰) جب بھائیوں نے آپ کی مخصوص نشانی دیکھی تو تعجب سے پوچھنے لگے کیا آپ ہی یوسف ہیں' تعجب کی بات تھی کہ دوڈھائی سال سے بھائیوں کی آمدورفت ہے' مگر وہ اب تک آپ کو پہچان نہیں سکے اور آپ نے پہچاننے کے باوجود اتنی دراز مدت تک ان سے اپنا حال چھپائے رکھا' اسی وجہ سے انہوں نے تعجب سے پوچھا کیا آپ ہی یوسف ہیں فرمایا ہاں میں ہی یوسف ہوں' اور یہ بنیامین میرے چھوٹے بھائی ہیں' اللہ نے ہم پر اپنا احسان فرمایا کہ مدت دراز کے بعد دو بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ملایا' واقعی جو اللہ سے ڈرتا ہے اور مصائب پر صبر کرتا ہے' وہ نیک ہے اور نیکوں کا انعام ضائع نہیں ہوتا۔

اعتراف گناہ وندامت: (۹۱) آخرکار بھائیوں کو آپ کی شرافت وفضیلت کا' آپ کی برتری کا اور آپ کے وسیع قبضہ واقتدار کا اور آپ کی نبوت کا اقرار کرنا ہی پڑا' انہوں نے اپنے مظالم کا جو آپ پر توڑے تھے اور اپنے قصوروں کا بھی اعتراف کر لیا اور نادم ہو کر سر جھکا لیا' اور بولے اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی ہے' واقعی ہم بڑے قصوروار اور نادم وشرمسار ہیں۔

تقدیر کا لکھا پورا ہوا تم پر کیا الزام: (۹۲) فرمایا بھائیو! ندامت کی کیا بات ہے جو کچھ ہونا تھا ہو گیا' مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں' نہ آج کے بعد میں تم کو تمہارا قصور یاد دلاؤں گا نہ میری طرف سے تم پر کسی عتاب کا اظہار ہو گا اور نہ تم سے اس سلسلے میں کچھ باز پرس کی جائے گی' اللہ تمہیں معاف فرمائے اور تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دے' اسی کی مہربانی کی ضرورت ہے وہ سب سے زیادہ مہربان ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾ ع

میری یہ قمیص لیتے جاؤ' اور اسے اباجان پر ڈال دو ان کی بصارت لوٹ آئے گی' اور اپنے تمام گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ' جب قافلہ نے مصر چھوڑا تو ان کے والد نے فرمایا' میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا نہ سمجھو' بیٹے بولے اللہ کی قسم آپ تو بی اسی قدیم غلطی پر جمے ہوئے ہیں۔

اباجان کے منہ پر میرا کرتا ڈال دو: (۹۳) یوسف بھائیوں سے فرما رہے ہیں کہ میرا یہ کرتا لیتے جاؤ اور اس کو والد محترم کے منہ پر ڈال دو (بھائیوں نے حضرت یعقوب کو خون آلود کرتا ہی لے جا کر دکھایا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے اس اندوہناک اور دلگداز صدمے سے آپ انتہائی لاغر وکمزور ہو گئے تھے' اور روتے روتے بینائی بھی کھو بیٹھے تھے' آپ نے یہی کرتا دیا کہ یہ ان کے منہ پر ڈال دو' بینائی واپس آ جائے گی) اور اپنے تمام خاندان والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

قمیض یوسف کی خوشبو: (۹۴) پھر جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو اللہ کے نبی نے اپنے ان بیٹوں سے جو آپ کے پاس تھے

فرمایا مجھے اپنے پیارے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا نہ سمجھو۔ یعنی تم مجھے سٹھیایا ہوا سمجھ کر میری بات کا یقین نہ کرو گے لیکن سچ مچ مجھے اپنے لاڈلے کی خوشبو آ رہی ہے' ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو زور کی ہوا چلی اور یہی ہوا یعقوبؑ کے پاس بشارت یوسف لائی' اور یوسفؑ کے کرتے کی خوشبو یعقوبؑ کو محسوس ہونے لگی (عبدالرزاق) آٹھ دن کی مسافت سے خوشبو آنے لگی' جب کہ قافلہ کے اور یعقوبؑ کے درمیان ۲۴۰ میل کا فاصلہ تھا یہ جدائی کے ۸۰ سال بعد کا واقعہ ہے۔

بیٹوں کا جواب: (۹۵) بیٹوں نے یہی جواب دیا کہ آپ اپنی پرانی غلطی پر اڑے ہوئے ہیں' آپ پر یوسفؑ کی محبت کا اس قدر غلبہ ہے کہ آپ کسی وقت اسے بھولتے ہی نہیں' اور نہ آپ کو اس کے فراق میں قرار و سکون ہے' بیٹوں نے باپ سے یہ سخت بات کہی تھی لائق بیٹوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے باپ سے اس قسم کی سخت و توہین آمیز باتیں کریں اور نہ کسی امت کو زیبا ہے کہ وہ نبی سے اس قسم کی گستاخانہ باتیں کرے۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚۙ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

پھر جب بشارت سنانے والے نے آ کر آپ کے منہ پر وہ قمیص ڈال دی تو آپ کی بصارت لوٹ آئی۔ فرمایا کیا میں تم سے کہا نہیں کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی جانب سے وہ معلوم ہے جو تم کو معلوم نہیں۔ بیٹوں نے کہا ابا جان آپ ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے واقعی ہم بڑے قصوروار ہیں' فرمایا عنقریب میں اپنے رب سے ضرور تمہارے لیے معافی مانگوں گا یقیناً وہ بڑا ہی خطاپوش و مہربان ہے۔

یہودا البشیر بن کر کرتہ لائے: (۹۶) بشیر سے مراد قاصد ہے جو یہودا تھے' آپ یعقوبؑ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں اور آپ ہی اللہ کے نبی کے پاس یوسفؑ کی خون سے لت پت قمیص لائے تھے آپ ہی اس گناہ کی تلافی کے لیے بشیر بن کر یوسفؑ کی قمیص لائے' اور باپ کے منہ پر لا کر ڈال دی' قمیص کے پڑتے ہی آپ کی بینائی بحال ہوگئی اور آپ نے بیٹوں سے بطور تنبیہ کے فرمایا کہ میں تو تم سے ہمیشہ یہی کہتا چلا آیا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم بیگانہ ہو' مجھے معلوم تھا کہ اللہ یوسف کو میرے پاس لائے گا اور میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ آج مجھے اپنے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے گو تم مجھے سٹھیایا ہوا ہی سمجھو۔

برادران یوسفؑ کی ندامت: (۹۷) بیٹے نادم ہو کر باپ سے عرض کرنے لگے کہ واقعی ہم سے بڑا بھاری قصور سرزد ہوا' آپ براہ کرم اللہ سے ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے۔

(۹۸) آپ نے بیٹوں کی ندامت محسوس کر کے فرمایا اچھا جلدی ہی میں اپنے رب سے تمہارے گناہوں کی معافی طلب کروں گا' اللہ بڑا ہی خطاپوش و مہربان ہے جو سچے دل سے نادم ہو کر گناہ سے توبہ کرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے' اور

اسے اپنی دامن رحمت میں لے لیتا ہے' فرمایا تہجد کا وقت آنے دو میں اس مبارک وقت میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے دعائے مغفرت کروں گا' عمرؓ مسجد کی طرف آتے ہوئے ایک شخص سے دعا سنتے ہیں اے اللہ تو نے مجھے بلایا میں آ گیا تو نے مجھے حکم فرمایا میں نے اس کی تعمیل کی یہ سحر کا وقت ہے اپنے فضل سے مجھے بخش دے آواز پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز عبداللہ بن مسعودؓ کے گھر سے آ رہی ہے' آپ اس بارے میں ابن مسعودؓ سے پوچھتے ہیں تو ابن مسعودؓ عرض کرتے ہیں کہ یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے دعائے مغفرت کے لیے سحر ہی کا وعدہ فرمایا تھا' ایک حدیث میں ہے کہ یہ جمعہ کی رات تھی۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

پھر جب یہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا تم سب انشاء اللہ امن و سلامتی کے ساتھ مصر میں داخل ہو جاؤ' اور آپ نے اپنے باپ کو تخت پر اونچا بٹھا لیا اور سب آپ کے آگے سجدے میں گر پڑے اور آپ نے فرمایا ابا جان یہ میرے پہلے زمانے کے خواب کی تعبیر ہے جس کو میرے رب نے (اج) سچا کر دیا ہے' اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا' جب اس نے مجھے قید خانے سے رہائی دی' اور تم لوگوں کو اس فساد کے بعد جو شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ڈال دیا تھا' دیہات سے لے آیا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی بہترین تدبیر کر دیتا ہے وہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

باپ کا خیر مقدم: (۹۹) جب یوسفؑ نے مصر سے بھائیوں کو اپنے تمام خاندان کے بلانے کے لیے بھیجا تو یعقوبؑ نے اپنے پورے گھر والوں کے ساتھ مصر جانے کا عزم کیا اور سب کنعان چھوڑ کر مصر کی طرف چل پڑے' جب یوسفؑ کو خبر لگی کہ آپ کے گھر والے قریب ہی آ گئے ہیں' تو آپ ان کے استقبال کے لیے روانہ ہو گئے' امراء' رؤساء حکام اور شہر کے معززین بھی آپ کے ساتھ ساتھ تھے' تاکہ اللہ کے نبی کا شاندار خیر مقدم کیا جائے' خود شاہ مصر بھی مجلس استقبالیہ میں شامل تھا' جب اللہ کے نبی کا مقدس گھرانا مصر آ گیا تو یوسفؑ نے اپنے پاس بٹھا کر ان سے فرمایا کہ اب تم امن و سلامتی سے مصر میں رہو سہو اور تنگی ترشی سے اور قحط کی خوفناک تباہی سے محفوظ رہ کر امن واطمینان سے زندگی بسر کرو (یہاں اُدْخُلُوْ کے معنی اُسْکُنُوْا کے ہیں یعنی مصر میں رہو سہو)۔

اس وقت تک یوسفؑ کی والدہ زندہ تھیں' جیسا کہ قرآن کے انداز بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ اور یہ کہنا کہ یعقوبؑ کے ساتھ آپ کی خالہ آئی تھیں' والدہ فوت ہو چکی تھیں' ٹھیک نہیں کیونکہ اس وقت آپ کی والدہ کی وفات کی کوئی دلیل نہیں۔

خواب کی تعبیر کے ظہور کا وقت: (۱۰۰) آپ نے اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر بٹھا لیا' اس وقت آپ کے تمام بھائی اور ماں

باپ آپ کے آگے سجدے میں گر گئے' یہ سب گیارہ بھائی تھے جنہوں نے سجدہ کیا' آپ نے ابا جان سے فرمایا کہ آج اس خواب کی جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا تعبیر ظاہر ہوئی۔ شریعت ابراہیمی میں تعظیمی سجدہ جائز تھا جو آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ کی شریعت تک جائز رہا' پھر شریعت محمدیہ میں حرام کر دیا گیا' اور سجدہ رب ہی کے لیے مخصوص ہو گیا' حدیث میں ہے کہ معاذ شام گئے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ پادریوں کو سجدہ کرتے ہیں' پھر جب آپ واپس آئے تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کیا' آپ نے پوچھا معاذ! یہ تم نے کیا کیا' بولے میں نے عیسائیوں کو دیکھا ہے کہ اپنے علماء کو سجدہ کرتے ہیں اے اللہ کے رسولؐ ان کی بہ نسبت یہ آپ ہی کا حق ہے' فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے' کیونکہ شوہر کا اس پر بڑا حق ہے۔ (مگر یہ بھی حکم نہیں' کیونکہ سجدہ اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے) بہر حال پہلی شریعتوں میں غیر اللہ کو سجدہ جائز تھا' اسی وجہ سے بھائیوں نے اور ماں باپ نے یوسفؑ کو سجدہ کیا اور آپ نے فرمایا کہ اب سے بہت پہلے میں نے جو خواب دیکھا تھا آج اس کی تعبیر ظاہر ہوئی' تاویل کے معنی انجام کے ظاہر ہونے کے ہیں (قران میں ہے هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ (اعراف ۷:۵۳) وہ تو اس دن کے انجام کے ظاہر ہونے کے منتظر ہیں' جس دن اس کا انجام ظاہر ہو جائے گا یعنی بھلائی اور برائی جو وعدہ ہے وہ قیامت کے دن ان کے سامنے آ جائے گا) پھر آپ نے اللہ کے احسانات و انعامات گنوائے' کہ اس نے مجھے قید خانے سے چھڑایا' اور تم کو جنگل دیہات سے لا کر مدت کے بچھڑے ہوؤں کو ملایا اور اجڑے ہوؤں کو آباد کر دیا' چونکہ یعقوبؑ نے اونٹ بکریاں پال رکھی تھیں' اس لیے زیادہ وقت جنگلات ہی میں بسر ہوتا تھا' اور سرزمین فلسطین کے کسی دیہات میں رہا کرتے تھے' (اپ حمیٰ کی گھاٹی کی طرف اولاج میں قیام پذیر تھے) پھر فرمایا کہ شیطان نے تو ہم میں جدائی ڈال دی تھی' مگر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس جدائی کے بعد پھر ہمیں ملا دیا' پھر فرمایا کہ رب جو کام کرنا چاہتا ہے' غیب سے اس کے ظاہری اسباب بھی مہیا فرما کر اسے آسان بنا دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب خبردار ہے' اور اس کا ہر کام حکمت سے بھرپور ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

اے رب تو نے مجھے ملک دیا' اور خواب کی تعبیر بھی سکھائی' اے آسمان و زمین کے بنانے والے دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے مجھے اسلام پر موت دے اور نیکوں میں شامل فرما۔

اسلام پر خاتمہ کی دعا: (۱۰۱) جب حضرت یوسف سے بچھڑے ہوئے ماں باپ' بھائی اور دیگر احباب مل گئے اور اللہ نے آپ کو نبوت و حکومت کے دو جلیل الشان عہدوں پر متعین فرما دیا تو آپ نے اپنے مقدس ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ اے عزت و جلال والے اللہ جس طرح تو نے مجھ پر دنیا میں اپنی نعمتیں مکمل فرمائی ہیں اسی طرح آخرت میں بھی مکمل فرما' اے اللہ مجھے اسلام پر اور اپنی فرماں برداری پر اپنے پاس بلا' اور مجھے نیک انسانوں میں جو انبیاء ہیں شامل فرما' ظاہر ہے کہ اللہ کے مقدس نبیوں اور رسولوں سے کوئی جماعت نیکی میں نہیں بڑھ سکتی۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ اے اللہ مجھے انبیاء کی رفاقت عطا فرما' شاید آپ نے مرض الموت میں

یہ دعا مانگی' ہمارے محبوب پیغمبرؐ نے بھی مرض الموت میں یہی دعا مانگی تھی' عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ موت کے وقت انگلی اٹھا کر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اللہ مجھے بلند جماعت سے ملا (آپ نے تین بار یہ دعا مانگی)۔(ق)۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

یہ غیب کی خبریں ہیں جو آپ پر وحی کر رہے ہیں' آپ ان کے پاس نہ تھے' جب انہوں نے اپنی بات پر پکا ارادہ کر لیا تھا' اور وہ تدبیریں سوچ رہے تھے' اگر چہ آپ لاکھ چاہیں مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں' اور آپ ان سے دینی تبلیغ پر کوئی مزدوری نہیں مانگتے یہ تبلیغ تو تمام مخلوق کے لیے نصیحت ہی ہے۔

ماضی کے واقعات دلائل رسالت ہیں: (۱۰۲) یوسف کا پورا واقعہ بیان فرما کر (کہ کس طرح ان کے بھائیوں نے ان کے ساتھ غداری کی' انہیں برباد کرنا چاہا اور انکے ساتھ بدسلوکی کی پھر کس طرح ہم نے یوسف کو عزت و بلندی اور بھائیوں پر فوقیت دی' اور غیب سے مدد فرما کر ان کا مستقبل شاندار بنایا اور انہیں نبوت و سلطنت اور دین و دنیا کی سرخروئی عطا فرمائی)۔ اللہ رحمت عالم ﷺ سے فرما رہا ہے کہ یہ اور ان جیسی غیب کی خبریں ہم نے تم کو وحی کے ذریعہ بتائی ہیں تاکہ ماننے والے ان عبرت خیز واقعات سے عبرت حاصل کریں' اور نہ ماننے والے بھی بیدار ہو جائیں' آپ برادران یوسف کے ساتھ نہ تو موجود تھے اور نہ ان کے افعال کا مشاہدہ فرما رہے تھے جب انہوں نے بالاتفاق یوسف کو کنویں میں ڈالنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا اور اس کی تدبیریں سوچ رہے تھے بلکہ ہم نے آپ پر وحی بھیج کر ان تمام واقعات کی آپ کو اطلاع دے دی۔

یعنی آپ جو غیب کے یہ تمام گزرے ہوئے واقعات صحیح صحیح بتا رہے ہیں یہی آپ کی رسالت کی کھلی دلیلیں ہیں' ہم نے یہ تمام واقعات آپ کو لوگوں کی عبرت و نصیحت کے لیے وحی کے ذریعہ بتا دیے ہیں کہ اگر وہ ان میں غور کریں اور نصیحت حاصل کریں تو ان کی نہ صرف دنیا ہی بن سکتی ہے بلکہ دین بھی سنور جائے گا۔ لیکن افسوس کھلم کھلا واقعات کے سامنے آ جانے کے بعد بھی اکثر لوگ ایمان کی دولت سے محروم ہی رہ جاتے ہیں۔

ہدایت نبی کے اختیار میں نہیں: (۱۰۳) آپ ہر چند چاہیں مگر اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں فرمایا وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ الخ (انعام ۶:۱۱۶) اگر آپ دنیا کے اکثر لوگوں کا کہنا مان لیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الخ (شوریٰ ۲۶: ۶۷) بلاشبہ اس میں ایک بھاری نشانی ہے لیکن اکثر لوگ ماننے والے ہی نہیں' اسی مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

انبیاء تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے: (۱۰۴) یعنی آپ وعظ و نصیحت پر اور بھلائی کی دعوت پر لوگوں سے مزدوری نہیں مانگتے' بلکہ اللہ کی رضا کے لیے دنیا کی خیر خواہی فرما رہے ہیں' آپ کا وعظ تمام مخلوق کے لیے خیر و برکات کا ذریعہ ہے وہ اس پر عمل کر کے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کریں۔

وَكَأَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا
مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا
اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اورآسمان وزمین میں بے شمار نشانیاں ہیں جن سے لوگ منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں اکثر اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہی ہیں کیا یہ اس بات سے نڈر ہیں کہ ان پر اللہ کا کوئی عام عذاب آ جائے یا ان پر یکا یک قیامت ٹوٹ پڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

دلائل توحید میں غور وفکر کی ضرورت ہے: (۱۰۵) اس آیت میں ہے کہ اکثر لوگ اللہ کی نشانیوں میں غور وفکر کرنے سے غافل رہتے ہیں اور اس کی توحید کی مضبوط دلیلوں میں تامل کیے بغیر گزر جاتے ہیں قدرت کی بے شمار نشانیاں اور توحید کی غیر محدود دلیلیں آسمان وزمین میں بکھری ہوئی ہیں پھر بھی ہماری بے پرواہی ملاحظہ ہو کہ ہم ان میں غور ہی نہیں کرتے یہ سر پر انتہائی کشادہ اور فراخ آسمان۔ یہ پیروں کے نیچے وسیع ترین۔ زمین یہ چمکیلے ٹھہرے ہوئے اور گردش والے تارے یہ برابر گردش میں رہنے والے سیارے یہ گھومنے والے چاند تارے جو تمام اللہ کے قانون کے فرماں بردار ہیں اسی طرح زمین پر مختلف قسم کے قطعات لہلہاتے ہوئے سرسبز وشاداب کھیت زمین پر گڑے ہوئے پہاڑوں کے وسیع سلسلے موجیں مارنے والے سمندر خوفناک بھنور والے دریا دور تک پھیلے ہوئے بنجر ریگستان بے شمار زندہ اور مردہ حیوانات اور مختلف قسم کے نباتات وجمادات اور یہ طرح طرح کے پھل جن کا نہ صرف ذائقہ ہی جداگانہ ہے بلکہ خوشبو رنگ اور ہیئت مخصوصہ بھی جداگانہ ہے یہ سب چیخ چیخ کر ایک ہی واحد ویکتا اللہ کی دہائی دے رہے ہیں دنیا کا گوشہ گوشہ اسی کی پاک ذات کو پکار رہا ہے جو کائنات کا خالق ومربی ہے اور ہمیشگی والا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب سے بے پرواہ ہے۔

شرک سب سے بڑا ظلم ہے: (۱۰۶) اللہ پر یقین لانے کی یہ علامت ہے کہ جب لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ نیلا آسمان یہ سبز زمین اور یہ کالے پہاڑ کس نے پیدا کیے تو اللہ کو بتاتے ہیں مگر پھر بھی اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں مشرک بھی حالت احرام میں لبیک کہتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہاں جو شریک ہیں ان کا اور ان کی چیزوں کا تو ہی مالک ہے (ق)۔

حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الشِّرْكَ الخ شرک بڑا بھاری ظلم ہے سب سے بڑا شرک یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ مخلوق کی عبادت کی جائے ابن مسعودؓ: میں نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے فرمایا اپنے خالق کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا۔

شرک کی ایک مخفی قسم: ایک قسم کا شرک تو اس قدر چھپا ہوا ہے کہ اکثر لوگوں کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی عروہ فرماتے ہیں ایک دفعہ حذیفہؓ ایک بیمار کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے آپ نے اس کے بازو پر ایک ڈورا بندھا ہوا دیکھا فوراً اسے توڑ کر یا الگ کر

کے فرمایا اکثر لوگ باوجود مومن ہونے کے مشرک ہی رہتے ہیں' جب تم مومن ہو تو مشرک کیوں بنے جاتے ہو' (۲) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی وہ مشرک ہے (ت)' (۳) جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے اور منتر جنتر شرک ہیں (وا)۔

ریا کار بھی مشرک ہے: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مجھے تم پر سب سے زیادہ چھوٹے شرک کا خوف ہے' صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول چھوٹا شرک کیا ہے' فرمایا وہ ریا کاری ہے' جب قیامت کے دن لوگوں کو عملوں کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا' اے ریا کارو تم انہیں سے اپنے عملوں کا بدلہ مانگو' جن کے دکھانے کے لیے تم نے عمل کیے تھے اور دیکھو وہ تم کو دیتے ہیں کہ نہیں (الف)

اللہ کے عذاب سے ہر وقت ڈرتے رہو: (۱۰۷) کیا یہ مشرک بے خبری میں اللہ کے عام عذاب سے نڈر ہیں' فرمایا اَفَاَمِنَ الَّذِیۡنَ الخ (نحل ۱۶: ۴۵ تا ۴۷) کیا گناہ کرنے والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ انہیں بے خبری کی حالت میں زمین میں دھنسا دے یا ان پر اپنا عذاب بھیج دے' یا انہیں سوتے ہی میں پکڑ لے کیونکہ وہ اللہ کو ہرانے والے نہیں یا انہیں چوکنا کر کے ہی پکڑ لے' یاد رکھو تمہارا رب بندوں پر بڑا ہی مہربان و شفیق ہے (اس لیے اس نے ڈھیل دے رکھی ہے)۔

قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾

کوفی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ فرما دیں کہ یہی تو میری راہ ہے' میں اور میرے ماننے والے پورے یقین واعتماد کے ساتھ اللہ کی دعوت دے رہے ہیں اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

انبیاء توحید پھیلانے کے لیے بھیجے گئے: (۱۰۸) رحمۃ للعالمین جنوں اور انسانوں کے رسول ہیں' اللہ کا آپ کو حکم ہے کہ آپ لوگوں سے فرما دیں کہ میرا طریقہ اور میری سنت یہ ہے کہ میں توحید کا ڈنکا بجاتا رہوں' اور ہم مسلمان مضبوط دلائل کے ساتھ پورے یقین ووثوق سے دنیا کو پیغام توحید دیتے رہیں' اللہ کی عظمت و پاکی بیان کرتے رہیں' اور لوگوں کو سمجھاتے رہیں کہ اللہ شریک و سہیم سے اور نظیر و مثال سے بری ہے نہ وہ صاحب اولاد ہے نہ بیوی والا اور نہ ماں باپ والا اسی طرح اس کا کوئی وزیر و مشیر بھی نہیں' اللہ بڑی برکت والا ہے' اور ہر عیب و کمی سے پاک ہے فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ الخ (اسراء ۱۷: ۴۴) اللہ کی پاکی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور ان میں رہنے والے تمام ارباب عقل بیان کر رہے ہیں' ہر چیز اس کی حمد و تسبیح میں مصروف ہے لیکن تم ان کی تسبیح سمجھنے سے قاصر ہو' یقین مانو اللہ انتہائی بردبار و خطا پوش ہے۔

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰىؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے مرد وانسان ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن پر ہم وحی بھیجتے تھے' کیا ان مشرکوں نے دنیا میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا کیسا (عبرت ناک) انجام ہوا واقعی اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت کا گھر بہت ہی بہتر ہے کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

ہر نبی مرد تھا: (۱۰۹) یعنی اللہ نے دنیا والوں کی ہدایت کے لیے انسانوں میں سے مرد ہی کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا یعنی نہ تو فرشتے کو یہ منصب عطا کیا اور نہ جن کو اور نہ عورتوں کو پس جو عورتوں کی نبوت کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

نبی بشر ہی بنے فرشتے نہیں: اس آیت سے یہ بات بھی نکلی کی انبیاء زمین کے رہنے والے انسانوں ہی میں سے آئے' آسمان کے فرشتے کبھی نبی بن کر نہیں آئے' فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ الخ (فرقان (۲۵:۱۰) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا وہ ہی کھانا کھاتا تھا اور بازاروں میں چلتا پھرتا تھا' (۲) وَمَا جَعَلْنَا هُمْ جَسَدًا الخ (انبیاء۲۱: ۸'۹) ہم نے انہیں ایسے جثے نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہوں' اور موت سے پاک ہوں' پھر ہم نے ان سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ان کے ساتھ جس کو ہم نے چاہا بچالیا' اور اسراف کرنے والوں کو تباہ کر دیا۔

لوگوں سے ملنے جلنے والا اور ان کی ایذا پر صبر کرنے والا مومن اچھا ہے: عمرؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو مومن لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے وہ اس مومن سے بہتر ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں' اور ان کی ایذاؤں پر صبر نہیں کرتا (الف)۔ پھر فرمایا کہ اے ہمارے پیارے نبی آپ کو نہ ماننے والوں نے دنیا نہیں دیکھی۔ کہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں کا کس قدر خوفناک انجام ہوا' اور اللہ نے انہیں کیسے کیسے عذاب سے ہلاک کیا' آج کے کافروں کا بھی یہی انجام ہونا ہے فرمایا اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا الخ (حج ۲۲:۴۶) کیا انہوں نے دنیا نہیں دیکھی کہ ان کے دلوں میں سمجھ پیدا ہوتی' اور کانوں میں سماعت آتی' ہاں ہاں آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں' بلکہ سینوں والے دل اندھے ہو جاتے ہیں' اگر یہ لوگ تباہ شدہ قوموں کے حالات سے آگاہ ہوتے تو انہیں یقین ہو جاتا کہ اللہ کتنی بے ایمان قوموں کو ہلاک کر چکا ہے اور ایمان والوں کو بچا چکا ہے' اول سے آخر تک اپنی مخلوق میں اس کا یہی طریقہ رہا ہے' پھر فرمایا کہ تقوے والوں کے لیے آخرت کا گھر کہیں بہتر ہے' جس طرح ہم نے دنیا میں ایمان والوں کو اپنے عذابوں سے بچالیا' اسی طرح آخرت میں ہم نے ان کے لیے نجات لکھ لی ہے' جو دنیا کی نجات سے بہت ہی بڑھ کر ہے فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا الخ (عاد ۴۰: ۵۱'۵۲) بلا شبہ ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں' اور اس دن بھی کریں گے جس دن گواہ کھڑے ہوں گے' جس دن کوئی حیلہ بہانہ ظالموں کے کام نہیں آئے گا' انہیں پر تھو تھو ہوگی اور انہیں کے لیے برا گھر ہوگا' پھر فرمایا ذرا ہوش کے ناخن لو' آنکھیں کھولو' جاگ جاؤ' اور عقل و ہوش سے کام لے کر انبیاء کی باتیں مان لو اور موحد بن جاؤ۔

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۰

حتی کہ جب پیغمبروں نے آس توڑ دی اور یہ گمان کر لیا کہ انہیں جھوٹا کہا گیا تو ان کے پاس ہماری امداد پہنچ گئی اور ہم نے جسے چاہا بچا

لیا اور ہمارا عذاب مجرموں سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

انبیاء کی امداد عین وقت پر ہوتی ہے: (۱۱۰) انبیاء پر اللہ کی مدد برمحل اترتی ہے' جب وہ چاروں طرف سے گھر کر تنگ آ جاتے ہیں اور ان کی نگاہیں اللہ کی رحمت پر لگ جاتی ہیں' تو عین وقت پر اللہ کی رحمت اتر آتی ہے' فرمایا وزلزلوا حتی الخ (البقرہ۲:۲۱۴) اور انہیں اس قدر جھنجھوڑ گیا کہ رسول اور ایمان والے چیخ پڑے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی' دیکھو اللہ کی مدد پاس ہی آ پہنچی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کو حق تعالیٰ کے وعدوں پر پورا پورا یقین و بھروسہ تھا کہ سب پورے ہو کر ہی رہیں گے کسی حالت میں بھی تا دم واپسیں کبھی آپ کو یہ تصور بھی نہیں آیا کہ رب کا وعدہ صحیح ثابت نہ ہو گا' البتہ نبیوں پر مصائب پر مصائب آتے رہے' اور آزمائشوں کی اس قدر فراوانی ہوئی کہ ان کے دلوں میں بھی یہ بات کھٹکنے لگی کہ کہیں ہمارے عقیدت مند ہم سے بدگمان نہ ہو جائیں اور دل ہی دل میں جھٹلا نہ رہے ہوں۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

واقعی ان کے واقعات میں عقل والوں کے لیے بڑی بھاری نصیحت ہے' یہ قرآن کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں بلکہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا بتاتا ہے' اور ہر چیز کو تفصیل سے بیان کرنے والا ہے' اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

(۱۱۱) یعنی انبیاء کے قصوں میں' قوموں کے واقعات میں' مومنوں کے بچ جانے میں اور کافروں کے ہلاک ہونے میں ارباب ہوش کے لیے بڑی بھاری نصیحت ہے۔

قرآن گھڑا نہیں جا سکتا: پھر فرمایا اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اسے گھڑ کر لے آئے' بلکہ یہ اللہ کی کتاب ہے جو تمام پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے' ان کے صحیح کو غلط سے' حلال کو حرام سے اور سچ کو جھوٹ سے علیحدہ کرتی ہے' تحریف کو چھانٹ دیتی ہے' منسوخ احکام بیان کرتی ہے' ہر چیز پر تفصیلی روشنی ڈالتی ہے' اور اس میں فرائض و درجات کی مستحب و مباح کی حلال و حرام کی ظاہری اور باطنی خبروں کی' اللہ کے اسماء و صفات کی اور اللہ کے بے نظیر و بے مثال ہونے کی سب کی تفصیل ہے اسی لیے یہ سرچشمہ فضل و خیر مومنوں کے لیے سراسر ہدایت و رحمت ہے' اس سے دلوں میں نور ہدایت اور عقل مندوں میں صحت و استقامت پیدا ہوتی ہے' (ہم بھی اپنے عظیم معبود کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی دنیا و آخرت میں انہیں سعادت مند انسانوں میں شامل فرمائے' اور قیامت والے دن جب بہت سے لوگوں کے چہرے درخشاں ہوں گے اور بہت سے چہروں پر کالک چھا رہی ہو گی اللہ ہمیں بھی اپنے پاک اور نورانی بندوں میں شامل فرما کر سرخروئی سے مالا مال فرمائے اللہ ہم تیرا شکر ادا نہیں کر سکتے تو بے شمار خوبیوں والا ہے اور ہمیں ہر حال میں تیری مدد درکار ہے جب تک تیرا دست رحمت ہم ناتوانوں کا بازو نہ تھامے گا ہمارا بیڑا پار نہ ہو گا۔

الحمدللہ سورہ یوسف کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورہ رعد

یہ قرآن کریم بترتیب مصحف ۱۳ ویں سورہ ہے اور بلحاظ نزول ۹۶ نمبر کی سورہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ①

سورہ رعد مدینہ میں اتری' اس میں ۴۳ آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت ہی شفیق ہے المرا کے معنی اللہ ہی جانتا ہے' یہ قرآن کی آیتیں ہیں اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کے پاس سے اتارا جا رہا ہے سب برحق ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے۔

قرآن اللہ ہی کا کلام ہے: (۱) سورہ بقرہ میں حروف تہجی کی وضاحت ہو چکی اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ جس جس سورت کے شروع میں حروف مقطعات لائے گئے ہیں وہاں عموماً یہی ثابت کیا جاتا ہے کہ قرآن اللہ ہی کا کلام ہے جو رب کے پاس سے آیا ہے' اور جس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں) اس آیت میں بھی یہی فرمایا) یہ قرآن مقدس کی آیتیں ہیں پھر اس کتاب مقدس کی اور خوبیاں بیان فرمائیں کہ اے پیارے نبی جو کتاب آپ پر آپ کے رب کے پاس سے اتاری گئی ہے وہ سرتاپا حق ہے' اس کی صحت وصداقت میں کلام نہیں' لیکن پھر بھی اکثر لوگ اسے نہیں مانتے وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ الخ (یوسف ۱۲: ۱۰۳) فرمایا آپ لاکھ چاہیں اور سارا زور لگا دیں' لیکن اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں' یعنی اس کتاب کی صداقت نہایت صاف روشن اور کھلی ہوئی ہے' مگر مخالفت' تعصب' ہٹ دھرمی اور نفاق کی وجہ سے اکثر لوگ ایمان سے کورے ہی رہیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ②

اللہ ہی نے ستونوں کے بغیر آسمان بلند فرمائے جن کو تم دیکھ رہے ہو پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اس نے سورج اور چاند کو اپنا مطیع بنا رکھا ہے' ہر ایک ایک مقرر مدت پر گھوم رہا ہے وہی تمام کاموں کا انتظام فرماتا ہے' اور وہی تفصیل کے ساتھ اپنی نشانیاں بیان فرما رہا ہے' تاکہ تمہیں اپنے رب کی ملاقات کا یقین ہو جائے۔

اللہ کی کمال قدرت کا بیان: (۲) اللہ کی قدرت کا کمال اور اس کے غلبہ اقتدار کی وسعت وعظمت کا بیان ہے کہ اس نے اپنے

حکم سے ستونوں کے بغیر تمہارے سروں پر تم سے بہت اوپر آسمان بنا دیئے' زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کی مسافت ہے اب تم خود اندازہ کر لو کہ آسمان زمین سے کتنی دور ہوگا' اس نے حکم' اپنی ہمہ گیر قدرت اور اپنی قوت تسخیر سے آسمان کو زمین سے اس قدر دور کر دیا کہ اس کی انتہا کوئی نہیں پا سکتا' (آج راکٹوں کا زمانہ ہے' انسان فضا میں اڑا اڑا پھر رہا ہے مگر پھر بھی لامحدود فضا میں اس کی بالکل وہی مثال ہے' جیسے سمندر میں کوئی کیڑا ڈوب کر نکل آئے اور سمندر کی گہرائی کا اسے کچھ بھی پتہ نہ چل سکے) دنیا کا آسمان نہ صرف ساری زمین کو بلکہ زمین کے اوپر جن چیزوں کا خول چڑھا ہوا ہے مثلاً ہوا' پانی وغیرہ سب کو گھیرے ہوئے ہے' پھر اس کا زمین سے ارتفاع ہر جگہ برابر ہے' کسی جگہ پر سوت برابر بھی فرق نہیں' آسمان کی گہرائی بھی پانسو برس کی مسافت کی ہے۔

پھر دوسرا آسمان نہ صرف پہلے آسمان کو بلکہ اس کی تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے' اور پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی مسافت ہے' پھر اس کی گہرائی بھی پانسو کی مسافت کی ہے' اسی طرح ساتوں آسمانوں کا قیاس کر لو فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ الخ (طلاق ۶۵: ۱۲) اللہ ہی نے ساتوں آسمان بنائے اور انہیں کی طرح زمینیں بھی بنائیں' سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا کرسی کے مقابلہ میں ساتوں آسمانوں کی اور ان کے درمیان والی تمام کائنات کی مثال ایسی ہے جیسے کسی وسیع میدان میں کوئی گھیرا ڈال دیا گیا ہو' اور عرش کے مقابلہ میں کرسی کی مثال بھی یہی سمجھو' ایک روایت میں ہے کہ عرش کی جسامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

پھر فرمایا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا' ہمارا اللہ کی تمام صفتوں پر ایمان ہے' اس کی ذات وصفات کیف وتشبیہ سے تعطیل وتمثیل سے پاک وبری ہیں فرمایا وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ الخ (یٰس ۳۶: ۳۸) اللہ کے حکم سے سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لیے گردش میں ہے' کہا جاتا ہے کہ سورج سے سورج اور چاند دونوں مراد ہیں' ان کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے جو دوسری جانب سے زمین کے نیچے ہے کیونکہ جب سورج چاند اور سیارے اس جگہ پہنچ جاتے ہیں تو عرش سے بہت زیادہ دور ہو جاتے ہیں' مضبوط دلیل کی رو سے یہی صحیح ہے کہ عرش ایک گنبد ہے جو اس عالم کے متصل ہے اور دیگر آسمانوں کی طرح محیط نہیں' کیونکہ اس کے پایوں کا اور اٹھانے والوں کا ثبوت ملتا ہے' اور گول کرنے میں یہ چیز ناممکن ہے' جو شخص آیتوں میں اور صحیح حدیثوں میں غور کرے گا اس پر یہ مسئلہ انشاء اللہ روشن ہو جائے گا' آیت میں صرف دو بڑے سیاروں سورج اور چاند کا بیان ہے کیونکہ ساتوں سیاروں میں یہی زیادہ روشن ہیں اور ساتوں سیارے ٹھہرے ہوئے تاروں سے افضل ہیں پس گویا سورج اور چاند کے بیان سے تمام تاروں کی طرف اشارہ ہے جب یہ دو روشن سیارے اللہ کے حکم کے تابع ہیں تو دیگر تمام سیارے اور ثوابت بدرجہ اولیٰ تابع ہیں جیسا کہ فرمایا لَا تَسْجُدُوْا الخ (فصلت ۴۱: ۳۷) سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو' بلکہ اسے سجدہ کرو جس نے ان تمام تاروں کو بنایا اگر تم اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو' بلکہ اس آیت میں تو صاف صاف فرما دیا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرَ الخ (اعراف ۷: ۵۴) سورج چاند اور تارے اس کے حکم کے تابع ہیں' سن لو خلق وامر اسی کے لیے ہے' اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے' پھر فرمایا کہ اللہ اپنی نشانیوں کو تمہارے سامنے اس لیے تفصیل سے بیان فرما رہا ہے کہ تم کو اپنے رب کی ملاقات کا یقین آ جائے' اور اس کی توحید کے آگے گردنیں جھکا کر' اسے سچے دل سے مان لو اور زندگی بعد الموت کے بھی قائل ہو جاؤ۔

وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴

وہی جس نے زمین پھیلا کر بچھا دی اور اس پر پہاڑ اور دریا اور ہر طرح کے پھلوں کے دہرے جوڑے پیدا کر دیئے' وہی دن پر رات کا پردہ ڈال دیتا ہے' بلاشبہ غور کرنے والوں کے لیے اس میں بھی' بڑی بڑی دلیلیں ہیں اور زمین میں ملے جلے قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں' کھیتی ہے' اور شاخدار اور غیر شاخدار کھجوریں ہیں' سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے' مگر ہم پھلوں میں ایک کو دوسرے پر فوقیت دے دیتے ہیں' واقعی ان تمام باتوں میں بھی ارباب ہوش کے لیے بڑے بڑے دلائل ہیں۔

عالم علوی اور سفلی میں دلائل توحید بکھرے ہوئے ہیں: (۳) یعنی عالم سفلی میں بھی اللہ ہی کی قدرت' حکمت اور احکام کارفرما ہیں' اسی نے زمین طول وعرض میں پھیلا کر بچھا دی پھر اس پر سر بہ فلک پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دیں اور اس پر دریا نہریں ندیاں' نالے اور چشمے بہا دیے تاکہ ان سے زمین پر پیدا ہونے والی کھیتیوں اور باغات کو میٹھا پانی ملے اور ان سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوں جن کے رنگ' شکلیں' مزے اور خوشبوئیں جداگانہ ہیں' اللہ نے ہر قسم کے پھل کا جوڑا جوڑا پیدا کر دیا' وہی دن پر رات کا پردہ ڈال دیتا ہے اور رات کو دن سے جدا کر دیتا ہے۔ رات آتی ہے تو دن نہیں رہتا اور دن آتا ہے تو رات نہیں رہتی۔ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن دوڑ کر آتا ہے اور ایک آتا ہے تو دوسرا چلا جاتا ہے' اللہ کا تصرف واختیار نہ صرف مکانوں اور مکینوں میں ہے بلکہ زمانوں اور وقفوں پر بھی ہے' اس کی ان بکھری ہوئی نعمتوں اور حکمتوں میں اس کی کائنات میں پھیلے ہوئے نشانات میں غور کرنے والوں کے لیے رحمت وہدایت ہے۔

(۴) زمین کے ملے جلے قطعات پر غور کرو کہ ایک زرخیز ونفع بخش ہے تو ایک بنجر وناکارہ ایک سرخ ہے تو ایک سفید ایک سیاہ ہے' تو ایک زرد ایک سخت ہے تو ایک نرم اور ایک ریتلا ہے تو ایک پتھریلا' باوجودیکہ ساری زمین ایک ہی ہے مگر ہر جگہ کی ایک جداگانہ خاصیت ہے جو بلند آواز سے فاعل مختار کو جو ایک ہی معبود ومربی ہے پکار رہی ہے' پھر فرمایا ہم نے زمین پر انگوروں کے باغات کھیتیاں اور کھجوروں کے درخت پیدا کر دیے' اس پر نخلستان ہرے بھرے کھیت اور طرح طرح کے پھلوں کے باغ لہلہا رہے ہیں' اناروں کی طرح شاخوں والی کھجوروں کے درخت بھی اور ایک شاخہ درخت بھی۔

پھر فرمایا کہ سب کی ایک ہی پانی سے آب پاشی ہوتی ہے لیکن ہر ایک ہر پہلو سے دوسرے سے ممتاز رہتا ہے' سردار انبیاء ﷺ نے اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی کہ کوئی ترش ہوتا ہے کوئی کسیلا کوئی میٹھا ہوتا ہے اور کوئی کھٹا (ت) پھلوں اور اناجوں کی شکلیں جداگانہ رنگ جداگانہ ذائقے جداگانہ بو جداگانہ پتے جداگانہ اور پھول جداگانہ ہوتے ہیں۔ کوئی انتہائی میٹھا اور کوئی انتہائی کھٹا' کوئی انتہائی کڑوا اور کوئی انتہائی میٹھا' کوئی انتہائی لذیذ اور کوئی کمال بدمزہ پھر ایک ہی پھل کے مختلف حالتوں میں مختلف ذائقے مختلف رنگ وروپ' کوئی زرد کوئی سرخ' کوئی سفید کوئی سیاہ کوئی نیلا اور کوئی سبز اسی طرح پھولوں کے اور کلیوں کے مختلف رنگ وروپ باوجودیکہ سب ایک ہی غذا سے زندہ ہیں' مگر پھر بھی ان میں اس قدر وسیع اختلافات ہیں کہ انہیں علم کا دامن بھی سمیٹ نہیں

سکتا' اور شمار وضبط میں نہیں آ سکتے' ان تمام چیزوں میں بھی اللہ کی قدرت کی' اور اس کے یکتا ہونے کے بے شمار نشانیاں ہیں مگر اس کے لیے جو غور وفکر کرے اور سوچے سمجھے' اللہ ہی ان سب کا خالق ہے' اسی نے سب کو ہر پہلو سے جداگانہ بنایا' اور ہر ایک کو اپنی منشا کے مطابق پیدا کیا۔

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرَٰبًا ءَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ الْأَغْلَٰلُ فِيٓ أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٥﴾

اگر آپ کو تعجب ہو تو ان کی یہ بات تعجب ہی کے لائق ہے کہ جب ہم مٹی بن جائیں گے تو کیا ہم واقعی ایک نئی پیدائش میں منتقل ہوں گے انہیں لوگوں نے اپنے رب کو نہیں مانا' انہیں کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی جہنمی ہیں جہاں یہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

زندگی بعد الموت کا انکار تعجب خیز ہے: (۵) اے نبی اگر آپ کو تعجب ہے تو بجا ہے' مشرکوں کی باتیں تعجب کے قابل ہی ہیں' (اگر کسی کو کوئی تعجب خیز بات سننی ہو تو مشرکوں کی باتیں سنے) کہ یہ باوجودیکہ کائنات میں اللہ کی قدرت وتوحید کی بکھری ہوئی بے شمار نشانیاں دیکھ رہے ہیں' اور اس بات کے بھی معترف ہیں کہ اللہ ہی ہر چیز کا ایجاد کرنے والا ہے' مگر پھر بھی زندگی بعد الموت کو نہیں مانتے' اور اللہ کی خبر پر ایمان نہیں لاتے' حالانکہ جسے یہ جھٹلا رہے ہیں اس سے زیادہ حیرت انگیز ایجاد کا مشاہدہ کر چکے ہیں ایک موٹی عقل والا بھی جانتا ہے کہ زمین وآسمان کی پیدائش کے مقابلہ میں انسان کی پیدائش کچھ بھی نہیں' پھر ابتدائی پیدائش کے مقابلہ میں دوسری پیدائش کچھ نہیں فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا ان الخ (احقاف ۴۶:۳۳) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ جس نے آسمان وزمین بنائے اور ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں' کیا وہ مردوں کے زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا' کیوں نہیں ضرور رکھتا ہے بلکہ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے' پھر زندگی بعد الموت کو نہ ماننے والوں کے خوفناک انجام کا بیان ہے کہ ایسے لوگ کافر وبے ایمان ہیں' ان کی گردنوں میں آگ کے طوق ہوں گے' جن سے انہیں گھسیٹ کر جہنم میں دھکا دے دیا جائے گا اور یہی ازلی جہنمی ہیں' نہ وہاں سے منتقل ہو سکتے ہیں اور نہ سرک سکتے ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾

یہ آپ سے عافیت سے پہلے ہی عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ ان سے پہلے عذابوں کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں' یقیناً آپ کا رب لوگوں کی نالائق حرکات کے باوجود بھی ان کے حق میں بڑی بخشش والا ہے' اور واقعی آپ کا رب سخت عذاب والا بھی ہے۔

کافر عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں: (۶) یعنی اے نبیؐ یہ آپ کو جھٹلانے والے عافیت سے پہلے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں فرمایا وَقَالُوْا الخ (۱۵:۶ تا ۸) ان کو جھٹلانے والوں نے کہا اے وہ شخص جو اللہ کے ذکر کے اتارے جانے کا دعوے دار ہے'

بلاشبہ تو پاگل ہے' اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس عذاب کے فرشتے کیوں نہیں لے آتا۔ ہم فرشتوں کو عذاب ہی کے ساتھ اتارتے ہیں' اور عذاب آنے کے بعد پھر انہیں مہلت نہیں دی جاتی (۲) وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ الخ (عنکبوت ۲۹: ۵۳'۵۴) یہ آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ان کے پاس عذاب پہنچ بھی گیا ہوتا' اور عذاب تو ان پر بے خبری میں اچانک ٹوٹ پڑے گا یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں' حالانکہ ان بے ایمانوں کو جہنم کے شعلے گھیرے ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ ان سے پہلے عذاب کی مثالیں گزر چکی ہیں' ہم نے پہلی بے ایمان قوموں پر اپنا عذاب بھیجا' اور انہیں نصیحت ماننے والوں کے لیے باعث عبرت بنا دیا۔

اللہ کی صفت حلم مانع عذاب ہے: پھر فرمایا کہ اللہ کی بردباری اور اس کی صفت عفو و کرم آڑے نہ آتی تو فوراً عذاب آجاتا چنانچہ فرمایا وَلَوْ يُؤَاخِذُ الخ (فاطر ۳۵: ۴۵) اگر اللہ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا پھر فرمایا کہ لوگوں میں اللہ کی صفت مغفرت کارفرما ہے' وہ ان کے گناہوں سے درگزر کر کے ان پر پردہ ڈال دیتا ہے اور انہیں معاف فرما دیتا ہے' باوجود یکہ لوگ دن رات صبح و شام ہر لحہ اور ہر گھڑی اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں' مگر وہ مہلت ہی دیتا ہے کہ انسان اب بھی باز آ جائے اور توبہ کر لے' پھر امید کے بعد خوف یاد دلایا کہ آپ کا رب بڑے خوفناک عذاب والا ہے' فرمایا (۱) فَاِنْ كَذَّبُوْكَ الخ (انعام ۶: ۱۴۸) اگر مشرک آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیں کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب بھی گنہ گاروں سے ہٹایا نہیں جا سکتا (۲) اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الخ (انعام ۶: ۱۶۷) آپ کا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور وہ بڑا ہی خطا پوش و مہربان ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ ﴿۷﴾ ع ۱

کافر کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی' آپ تو صرف آگاہ کر دینے والے ہیں' اور ہر قوم کے لیے ایک راہنما ہے۔

رحمت عالم ﷺ پر کافروں کا اعتراض: (۷) مشرک کہا کرتے تھے کہ پہلے نبیوں کی طرح یہ پیغمبر ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لائے کہ صفا پہاڑ کو سونا کیوں نہیں بنا دیتے' مکہ کی سرزمین سے پہاڑ کیوں نہیں ہٹا دیتے اور پہاڑوں کی جگہ ہرا بھرا میدان کیوں نہیں بنا دیتے' اور نہریں جاری کیوں نہیں کر دیتے فرمایا وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ الخ (اسراء ۱۷: ۵۹) نشانیاں بھیجنے میں ہمیں صرف اس بات نے روک رکھا ہے کہ پہلوں نے انہیں نہیں مانا تھا' پھر جس طرح پہلے تباہ ہو گئے اسی طرح اگر تم بھی معجزوں کا انکار کر بیٹھو گے تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے' اس لیے ہمارا تم پر فضل و کرم ہے کہ ہم تمہارے منہ مانگے معجزے نہیں اتارتے پھر فرمایا کہ آپ تو صرف لوگوں کو جگا دینے والے ہیں اور آپ کا صرف یہ فرض ہے کہ لوگوں کو پیغام رسالت پہنچا دیں' جس کا آپ کو حکم ہے فرمایا لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ الخ (بقرہ ۲: ۲۷۲) آپ کے ذمے لوگوں کو منزل مراد تک پہنچانا نہیں یہ کام اللہ کا ہے وہ جسے چاہے منزل مراد تک پہنچا دے پھر فرمایا کہ ہر قوم میں ایک داعی ہوتا ہے جو انہیں اللہ کے دین کی دعوت دیتا ہے یہاں ہادی سے مراد نبی

ہے یعنی ہر قوم میں ایک نبی آیا ہے چنانچہ فرمایا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا الخ (فاطر۳۵:۲۴) کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی جگانے والا نہ آیا ہو۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾

اللہ ہی اس بچہ کو جانتا ہے کہ جو ہر مادہ اپنے پیٹ میں رکھتی ہے اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی اسی کو معلوم ہے اس کے پاس ہر چیز کا ایک اندازہ ہے وہ چھپی کھلی باتوں کو جاننے والا ہے اور سب سے بڑا اور بلند شان والا ہے۔

عالم الغیب اللہ ہی ہے: (۸) اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ہر جان دار مادہ کے پیٹ والے بچہ کا حال اسے بخوبی معلوم ہے فرمایا وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ (لقمان ۳۱:۳۴) اللہ ہی کو معلوم ہے کہ رحموں میں کیا ہے نر ہے یا مادہ خوبصورت ہے یا بدصورت اچھا ہے یا برا لمبی عمر والا ہے یا کم عمر والا (ا) هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ الخ (نجم۵۳:۳۲) جب اس نے تم کو مٹی سے بنایا تب بھی وہ تم سے خوب واقف تھا اور اس وقت بھی جب تم ماؤں کے پیٹ میں تھے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا غیب کی پانچ چابیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رحم کے گھٹنے بڑھنے کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بارش برسانے کی قدرت اللہ کے سوا کسی کو نہیں کسی کو کچھ خبر نہیں کہ اسے کس جگہ موت آئے گی اور قیامت کے آنے کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

رحم کی کمی بیشی کی تفسیر: (پھر فرمایا) کہ وہی رحم کی کمی بیشی کو جانتا ہے یعنی اسے خوب معلوم ہے کہ پیٹ کا بچہ ادھورا پیدا ہوگا یا پورا حمل ساقط ہو جائے گا یا پورے دنوں میں سالم بچہ پیدا ہوگا اور مردہ پیدا ہوگا یا زندہ کسی کے پورے دس ماہ میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کسی کے نو ماہ میں غرضیکہ نو ماہ سے گھٹ جانا بڑھ جانا سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کے پاس ہر چیز کا ایک اندازہ اور ایک مقررہ مدت متعین ہے مخلوق کی روزیاں اور عمریں سب مقرر ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کی کسی صاحبزادی نے آپ کو ایک آدمی بھیج کر بلوایا کہ آپ کا نواسا سکرات کی حالت میں ہے آپ کا اس وقت اس کے پاس پہنچنا ضروری ہے آپ نے یہ جواب کہلا بھیجا کہ لی اور دی ہوئی ہر چیز اسی کی ہے اور اس کے پاس ہر چیز کی ایک مقررہ مدت ہے ان سے کہو کہ صبر کر کے آخرت کا اجر سمیٹیں۔

(۹) اللہ ان چیزوں سے بھی خبر دار ہے کہ جن کا لوگ مشاہدہ کرتے ہیں اور ان چیزوں سے بھی جو ان سے اوجھل ہیں اس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں وہ سب سے بڑا ہے ہر چیز سے بلند ہے اس کے علم نے دنیا کی ہر چیز گھیر لی ہے اور وہ ہر چیز پر غالب ہے۔ خواہ غلبے سے کوئی خوش ہو یا ناخوش لوگوں کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی ہیں اور سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

اس کے آگے چپکے چپکے باتیں کرنے والے اور زور زور سے بولنے والے اور رات میں چھپے ہوئے اور دن میں چلنے والے سب برابر ہیں' انسان کے آگے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے اس کے پہرے دار مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں' یاد رکھو اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک خود قوم اپنی حالت جو ان کے دلوں میں ہے نہ بدل ڈالے اور جب اللہ کسی قوم پر برائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو پھر وہ بدلتا نہیں اور اس کے سوا لوگوں کا کوئی بھی کارساز نہیں۔

اللہ کا علم غیر محدود ہے: (۱۰) اللہ کے علم کی ہمہ گیری کا بیان ہے کہ اس کے علم کے دائرے میں کائنات کی ایک ایک چیز بند ہے' اور اس کے علم کے آگے چپکے چپکے باتیں کرنے والے اور زور زور سے بولنے والے دونوں برابر ہیں فرمایا (۱) وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ الخ (طٰہٰ ۲۰: ۷) اگر تم زور سے بات کرو تو وہ تو پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی جانتا ہے (۲) وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ الخ (نحل ۲۷: ۲۵) خواہ تم چھپاؤ یا کھولو وہ تو سب کچھ جانتا ہے' صدیقہؓ: وہ ذات پاک ہے جس کی سماعت تمام آوازوں پر غالب ہے ذرا غور تو کرو ایک جھگڑنے والی عورت اپنے شوہر کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے اس قدر آہستہ آہستہ کر رہی تھی کہ میں بھی باوجود کمرے میں موجود ہونے کے اس کی کوئی بات نہیں سمجھ سکی تھی' لیکن اللہ نے آسمان سے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ الخ (مجادلہ ۵۸: ۱) (اللہ نے اس عورت کی گفتگو سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑ رہی ہے اور اللہ سے شکوہ کر رہی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے یقیناً اللہ بڑا ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اتار دی' پھر فرمایا اللہ کے آگے رات کے اندھیرے میں گھر میں چھپا ہوا اور دن کے اجالے میں سر بازار چلنے والا دونوں برابر ہیں جسے اللہ کو اس کے حالات معلوم ہیں اس طرح اس کے بھی معلوم ہیں فرمایا (۱) اَلَاۤ حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ الخ (ھود ۱۱: ۵) دیکھو جب لوگ کپڑا اوڑھ لیتے ہیں تو اللہ ان کی چھپی کھلی ساری باتیں جانتا ہے۔

محافظ فرشتے: (۱۱) یعنی انسان کی حفاظت کے لیے پہرے دار فرشتے مقرر ہیں جو انہیں آفات و مصائب سے بچاتے رہتے ہیں' نیکی اور بدی کے لکھنے والے فرشتے دن رات کے الگ الگ ہیں' اور یکے بعد دیگرے آتے جاتے رہتے ہیں' دائیں بائیں دو فرشتے مقرر ہیں جو عمل لکھتے ہیں' دائیں جانب والا نیکیاں اور بائیں جانب والا برائیاں لکھتا ہے' اسی طرح دو فرشتے حفاظت کے لیے مقرر ہیں ایک آگے رہتا ہے اور ایک پیچھے لہٰذا انسان ہر وقت چار فرشتوں میں گھرا رہتا ہے دو عمل لکھنے والے اور دو حفاظت کرنے والے جو دن کے الگ ہوتے ہیں اور رات کے الگ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ تمہارے پاس یکے بعد دیگرے دن رات کے فرشتے آتے رہتے ہیں جو صبح کی اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر رات والے فرشتے صبح کی نماز کے بعد آسمان پر چڑھتے ہیں تو ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم جب ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی انہیں نماز ہی میں پایا تھا اور اب آئے ہیں تو اب بھی نماز ہی میں چھوڑ آئے ہیں۔

سورہ ق میں فرمایا مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ الخ (ق ۵۰: ۱۸) انسان کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ایک تاک

میں لگا ہوا تیار رہتا ہے دو فرشتے تمہارے آگے پیچھے رہتے ہیں فرمایا کہ مُعَقِّبٰتٌ الخ (رعد۱۳:۱۱) انسان کے آگے پیچھے پہرے دار فرشتے ہیں' ایک فرشتہ تمہاری پیشانی پکڑے رہتا ہے' جب تم اللہ کے آگے عاجزی کا اظہار کرتے ہو تو وہ تمہارے درجے بلند کر دیتا ہے' اور جب تم اکڑتے ہو تو تم کو پست و سرنگوں کر دیتا ہے' دو فرشتے تمہارے دونوں ہونٹوں پر مقرر ہیں جن کا کام تمہارے درود کی حفاظت ہے جو تم نے رسول اللہ ﷺ پر بھیجا ہے' ایک فرشتہ تمہارے منہ کے پاس کھڑا رہتا ہے' جو تمہارے منہ میں کسی سانپ کو نہیں جانے دیتا اور دو فرشتے تمہاری آنکھوں پر ہیں یہ دس فرشتے ہیں جو دن رات کے ملا کر بیس ہوتے ہیں' اس طرح ہر شخص پر بیس بیس فرشتے مقرر ہیں اور گمراہ کرنے کے لیے دن میں تو ابلیس ہے اور رات کو اس کی زریات ہے (ابن جریر) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا ساتھی ایک جن اور ایک فرشتہ نہ ہو' صحابہ نے پوچھا کیا آپ بھی نہیں۔ فرمایا میں بھی نہیں لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی ہے' میرا جن ساتھی مجھے نیکی ہی کا شوق دلاتا ہے پھر فرمایا کہ یہ فرشتے اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔

ابو امامہؓ فرماتے ہیں ہر انسان کے ساتھ ایک محافظ فرشتہ ہے جو اس کو تقدیری حوادث کے علاوہ ہر حادثہ سے بچاتا ہے' قبیلہ مراد کا ایک شخص علیؓ کے پاس آیا' آپ نماز میں مصروف تھے کہنے لگا پہرے دار مقرر کر لیجئے' ہمارے قبیلہ کے لوگ آپ کو مار ڈالنے کی فکر میں ہیں' فرمایا ہر شخص پر غیر تقدیری حوادث کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر ہوتے ہیں' جو اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں' ہاں جب تقدیر کا لکھا ہوا حادثہ پیش آنے والا ہوتا ہے تو وہ الگ ہو جاتے ہیں یاد رکھو مقررہ وقت ایک مضبوط قلعہ اور بہترین ڈھال ہے' یہ بھی مطلب بتایا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے فرشتے امر الٰہی سے حفاظت کرتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

وہی ہے جو تم کو بجلی ڈرانے اور امید بندھانے کے لیے دکھاتا ہے اور بوجھ والے بادل اٹھاتا ہے اور گرج بھی اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرتی ہے' اور اس کے خوف سے فرشتے بھی' وہی آسمان سے بجلیاں گراتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے کافر اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور وہ بڑی زبردست قوت والا ہے۔

---

(۱۲) یعنی بجلی بھی اللہ ہی کے اشاروں پر چلتی ہے' ابو الجلد ابن عباسؓ سے پوچھتے ہیں یہ بجلی کیا ہے؟ فرمایا پانی ہے پھر فرمایا بجلی امید و بیم کے لیے دکھائی جاتی ہے' مسافر کو اس سے وحشت ہوتی ہے اور کانپ اٹھتا ہے۔ اور غیر مسافر کو مسرت ہوتی ہے اور وہ اس سے برکتوں کا اور روزی کی کثرت کا امیدوار ہوتا ہے' اللہ ہی جھکے ہوئے بادل پیدا کرتا ہے جو پانی کے بوجھ سے زمین سے لگ جاتے ہیں۔

(۱۳) یعنی گرج بھی اسی کی پاکی بیان کرتی ہے اور اسی کی حمد کرتی ہے فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ (اسراء۱۷:۴۴) یعنی دنیا کی ہر چیز اللہ کی حمد بیان کر رہی ہے۔

گرج کی دعائیں: رحمت عالم ﷺ جب گرج اور کڑک سنتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ اے اللہ ہمیں اپنے قہر وغضب سے قتل نہ کر اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے عافیت عطا فرما (بتان' حاکم) گرج کی ایک دعا یہ بھی ہے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وہ پاک ہے جس کی حمد پاکی رعد بھی کر رہا ہے (ابن جریرؒ)۔

عبداللہ بن زبیرؓ گرج سن کر باتیں بند کر کے یہ دعا پڑھتے تھے سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اور فرماتے کہ یہ گرج دنیا کے لیے واقعی بڑا سخت ڈراوا ہے (موطاء ب) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تمہارے عزت و جلال والے رب نے فرمایا اگر میرے بندے میرے فرمانبردار بن جائیں تو میں ان پر رات کو مینہ برساؤں اور دن کو دھوپ نکال دوں اور انہیں گرج کی آواز بھی نہ سناؤں (الف)۔ (۲) جب تم گرج سنو تو اللہ کے ذکر میں لگ جاؤ کیونکہ بجلی اللہ کو یاد کرنے والوں پر نہیں گرتی۔

قیامت کے قریب کثرت سے بجلیاں گریں گی: پھر فرمایا وہ آسمان سے جس پر چاہے بجلیاں گرا دیتا ہے یعنی بجلی بھی اللہ کا ایک قسم کا عذاب ہے اس لیے قیامت کے قریب کثرت سے بجلیاں گرا کریں گی' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب لوگوں پر کثرت سے بجلیاں گریں گی یہ حال ہوگا کہ ایک شخص لوگوں سے جا کر پوچھے گا کہ کل کس کس پر بجلی گری تو وہ جواب دیں گے کہ فلاں فلاں پر (الف)

اس آیت کا شان نزول: (۳) ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے عرب کے کسی سرکش کو بلایا' قاصد نے جا کر کہا تجھے رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں بولا رسول اللہ کون ہیں اور اللہ کیا ہے' کیا سونے کا ہے یا چاندی کا یا پیتل کا' قاصد نے آ کر کہہ دیا کہ میں نے جا کر اس کو پیغام پہنچا دیا تھا وہ تو بڑا سرکش ہے اس نے یہ جواب دیا ہے' آپ نے پھر دوبارہ بھیجا اس نے دوبارہ بھی یہی جواب دیا' آپ نے پھر سہ بارہ بھیجا اس نے پھر یہی جواب دیا ابھی وہ جواب دے ہی رہا تھا کہ اتنے میں اس کے سر پر آسمان پر ایک چھوٹا سا بادل نمودار ہوا جو گرجا اور پھر جو اس سے بجلی گری ہے تو اس کا مغز پاش پاش ہو گیا اس پر اللہ نے وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ نازل فرمائی (ط)

پھر فرمایا کہ یہ کافر و مشرک اللہ کی عظمت میں متردد ہیں اور اس کے یکتا ہونے میں شک کرتے ہیں' حالانکہ وہ نہ ماننے والوں اور مشرکوں کو کمال دردناک سزا اور ہولناک عذاب دینے والا ہے فرمایا وَمَكَرُوْا مَكْرًا الخ (نحل ۲۷: ۵۰'۵۱) انہوں نے بڑی چالاکی سے کام لیا' اللہ نے انہیں ان کی چالاکی کا بدلہ دیا اور انہیں خبر تک نہ ہو سکی' آپ غور فرمائیں کہ ان کے مکر کا انجام کیا ہوا ہم نے ان کو اور ان کی ساری قوم کو غارت کر دیا' پھر فرمایا کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے' اور وہ بڑی زبردست تدبیر و قوت والا ہے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ
اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

اسی کو پکارنا برحق ہے اور جو اسے چھوڑ کر غیروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کسی بات کا بھی جواب نہیں دیتے' مگر اسی طرح جیسے کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے کہ پانی اس کے منہ میں چلا جائے' حالانکہ پانی اس کے منہ میں جانے والا نہیں' کافروں کی پکار سراسر گمراہی ہے۔

مشرکوں کی مثال: (۱۴) علیؓ فرماتے ہیں برحق دعوت سے توحید مراد ہے (ابن جریر)۔ جس کا اظہار لا الہ الا اللہ سے ہوتا ہے پھر مشرکوں کی مثال بیان فرمائی کہ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کنوئیں سے اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا چاہے' بھلا کہیں کنوئیں کے پانی تک کسی کا ہاتھ بھی جا سکتا ہے' پانی کا منہ میں پہنچ جانا تو بعد کی بات ہے یا اس شخص کی سی ہے جو زبان سے پانی پانی کہہ رہا ہے اور پانی کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر رہا ہے مگر اٹھا کر پیتا نہیں' اس طرح تو وہ پیاسا ہی رہے گا۔ پانی سے سیراب نہیں ہو سکتا' اسی طرح غیر اللہ سے مرادیں مانگنے سے ان کی مرادیں کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ جب وہ راستہ ہی چھوڑ دیا جس پر منزل مل جاتی تو بھلا منزل کہاں بلکہ منزل تو لمحہ بہ لمحہ دوری ہی ہوتی جا رہی ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾

السجدۃ ۲

آسمان و زمین کی تمام مخلوق اللہ ہی کے آگے خوشی سے یا بادلِ ناخواستہ سجدہ کر رہی ہے اور صبح و شام ان کے سائے بھی۔

کائنات کی ہر چیز اللہ کے آگے جھکی ہوئی ہے: (۱۵) اللہ کی ہمہ گیر عظمت کا بیان ہے تمام کائنات اس کے آگے جھکی ہوئی ہے اور اس کے اشاروں پر ناچ رہی ہے۔ ایمان والے خوشی خوشی اس کے آگے جھک رہے ہیں اور بے ایمان منہ پھلا کر دیکھتے نہیں' ہر شخص کا سایہ صبح شام اللہ کے آگے زمین پر گرا رہتا ہے فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا الخ (نحل ۱۶: ۴۸) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ مخلوق کے سائے دائیں بائیں جھک کر اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں اور اس کے سامنے عاجز و پست ہیں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

آپ پوچھیں کہ آسمان و زمین کا رب کون ہے؟ آپ ہی یہ جواب دیں کہ اللہ ہے۔ آپ فرما دیں کیا تم پھر بھی اسے چھوڑ کر غیروں کو حمایتی بنا بیٹھے ہو جو اپنی ذات کے نفع نقصان پر بھی قادر نہیں آپ فرما دیں کیا بینا اور نابینا برابر ہو سکتے ہیں' یا کیا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتا ہے کیا یہ مشرک جن کو اللہ کا شریک کہہ رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ ان کی نگاہ میں مخلوق میں شبہہ

ہو گیا ہو' آپ فرما دیں کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی یکتا اور بھاری غلبہ والا ہے۔

ثبوتِ توحید: (۱۶) اس آیت میں توحید کا ثبوت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں اور نہ اس کے سوا کسی میں معبود بننے کی صلاحیت ہے' توحیدِ ربوبیت کے تو مشرک بھی قائل ہیں' کیونکہ انہیں اعتراف ہے کہ آسمان و زمین کا خالق و رب اور مدبر صرف اللہ ہے' مگر افسوس پھر بھی توحیدِ الوہیتہ کے قائل نہیں ہوتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جب اللہ خالق و مدبر ہے تو وہی حق دار عبادت بھی ہے' پھر جن جنکی عبادت کی جاتی ہے سب اللہ کے عاجز و درماندہ بندے ہیں' وہ اوروں کے تو کیا کام نکالیں گے' اپنے ذاتی نقصان پر بھی قادر نہیں ہیں' لہذا خالق پرست اور مخلوق پرست برابر نہیں ہو سکتے' خالق پرست اجالے میں ہیں مخلوق پرست گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اول الذکر بینا ہیں اور ثانی الذکر نابینا یعنی جس قدر فرق ایک بینا اور نابینا میں ہے اتنا ہی ان دونوں میں ہے۔

شرک کی تردید: پھر فرمایا کیا ان کے معبودوں نے بھی کوئی چیز بنائی ہے جس کی وجہ سے مشرکوں کو پہچاننا مشکل ہو گیا کہ کونسی چیز اللہ کی بنائی ہوئی ہے اور کون سی شریکوں کی حالانکہ اللہ کے سوا کوئی جھنگے کا ایک پر بھی نہیں بنا سکتا' اس لیے اللہ کے مشابہ کوئی چیز نہیں نہ کوئی اس کا ہم مثل ہے' اللہ وزیر و مشیر اور بیوی اور اولاد سے بری ہے' نہ کوئی اس کے برابر کا ہے' اور نہ کوئی اس کا شریک ہے' ان مشرکوں نے ایسے معبود گھڑ لیے ہیں جن کو یہ خود بھی اپنے اقرار کے مطابق اللہ کی مخلوق سمجھتے ہیں اور اس کے غلام بتاتے ہیں چنانچہ لبیک پکارتے وقت مشرک بھی کہتے ہیں' اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں' ہاں وہ شریک ہے جس کا مع اس کی مملوکہ چیزوں کے تو مالک ہے' قرآن کی ایک آیت میں ان کا مقولہ اس طرح بیان فرمایا ہے مَا نَعْبُدُهُمْ الا الخ (زمر ۳۹:۳) ہم تو ان کی اس وجہ سے عبادت کرتے ہیں کہ وہ واسطہ بن کر ہم کو اللہ سے قریب کر دیں' اس عقیدے کی تردید میں اللہ نے فرمایا (۱) وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ الخ (سبا ۳۴:۲۳) ہماری اجازت کے بغیر ہمارے پاس کوئی بھی سفارش کے لیے لب نہیں ہلا سکتا۔

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾

اسی نے آسمان سے مینہ برسایا' پھر اپنی اپنی گنجائش کے مطابق ندی' نالے جاری ہو گئے' پھر سیلاب نے اوپر تیرنے والے جھاگ اٹھا لیے اور زیور یا سامان بنانے کے لیے جو آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں اس میں بھی اس طرح کے جھاگ اٹھتے ہیں' اللہ اسی طرح صحیح اور غلط کی مثال بیان فرماتا ہے' لیکن جھاگ تو ناکارہ بن کر ختم ہو جاتے ہیں' لیکن جو چیز لوگوں کے لیے کارآمد ہے وہ تہہ میں بیٹھ جاتی ہے اللہ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔

حق کی پائیداری کی اور باطل کی ناپائیداری کی دو مثالیں: (۱۷) حق کی پائیداری اور باطل کی ناپائیداری کی دو مثالیں بیان کی گئیں کہ اللہ آسمان سے مینہ برساتا ہے اور ندی نالے اپنی اپنی سمائی کے مطابق بہہ پڑتے ہیں' بڑے نالوں میں ان کی

وسعت کے مطابق پانی بہنے لگتا ہے اور چھوٹی نالیوں میں ان کی وسعت کے مطابق' ندی نالوں سے دلوں کی طرف اشارا ہے کہ آسمان سے روحانی بارش ہو رہی ہے اور لوگوں کے دل اپنی اپنی سمائی کے مطابق اس سے فیض یاب ہو رہے ہیں' کسی کے دل میں علوم کا بحرِ زخار ہے اور کسی کے دل میں تھوڑا سا علم ہے کسی کے پاس آسمانی علم زیادہ ہے اور کسی کے پاس کم' پھر جب پانی کا ریلا آتا ہے تو تیرنے والے جھاگ ریلے کے اوپر اوپر تیرتے رہتے ہیں' ایک مثال تو یہ ہوگئی پھر فرمایا کہ زیورات یا ساز وسامان بنانے کے لیے آگ میں جو دھات تپائی جاتی ہے اس پر بھی پانی جیسے جھاگ آتے ہیں یہ دوسری مثال ہے' یعنی جب کوئی دھات آگ میں تپائی جاتی ہے تو اس کے پانی پر بھی جھاگ آجاتے ہیں پھر جیسے پانی اور دھات کے جھاگ بہت جلد فنا ہو جاتے ہیں اور اصل چیز (پانی یا دھات) رہ جاتی ہے اسی طرح اگر کبھی حق اور باطل جمع ہو جاتے ہیں تو حق باقی رہتا ہے اور باطل بہت جلد فنا ہو جاتا ہے' اسی وجہ سے فرمایا کہ جھاگ کارآمد نہیں ہوتے اور جلد ختم ہو جاتے ہیں۔ بھلا پانی کے بلبلے کی عمر ہی کیا ہے' ابھی بنا اور ابھی بگڑ گیا' کچھ تو نالوں کے کناروں پر چمٹ کر فنا ہو جاتے ہیں اور کچھ راہ کی بوٹیوں پر لگ جاتے ہیں' جن کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے' اس طرح دھات کا میل کارآمد نہیں اور ختم ہو جاتا ہے' باقی رہنے والی چیز تو پانی اور دھات ہے' اور انہیں سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے فرمایا اسی طرح باطل حق کے اوپر تیرتا ہے اور جلد ختم ہو جاتا ہے اور حق نتھر کر خالص رہ جاتا ہے' سبحان اللہ لوگوں کو مسائل سمجھانے کے لیے کیسی کیسی صاف اور سلجھی ہوئی مثالیں بیان فرماتا ہے فرمایا وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ الخ (عنکبوت ۲۹:۴۳) یہ مثالیں ہیں جن کو ہم لوگوں کے لیے بیان کر رہے ہیں لیکن انہیں اہل علم ہی خوب سمجھتے ہیں' بقول ابن عباسؓ: پہلی مثال میں ان لوگوں کے دلوں کا بیان ہے جن میں پورے یقین کے ساتھ روحانی علم بھرا ہوا ہے اور دوسری مثال شک والے دلوں کی ہے' ظاہر ہے کہ شک کے ساتھ عمل بے کار محض ہوتا ہے' عمل کا فائدہ یقین پر موقوف ہے' آیت میں جھاگ سے شک مراد ہے جو ناپائیدار و بیکار محض ہوتا ہے اور یقین کارآمد و پائیدار ہے' جس طرح دھات تپا کر کھوٹ نکال دیا جاتا ہے' اسی طرح یقین کے ساتھ عمل زر خالص اور قابل قبول ہے' اور شک کے ساتھ ناقابل قبول' جیسے نتھرا ہوا پانی رہ گیا' جس سے اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچا ہے' اور صاف دھات رہ گئی' جس سے زیورات واسلحہ بنے' اسی طرح پرخلوص نیک عملوں سے دونوں جہانوں کی زندگی بنتی ہے اور وہی مفید و باقی رہنے والے ہیں' اور ریا والے اور برے عمل ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح دھات کو تپائے بغیر کوئی زیور یا ہتھیار نہیں بن سکتا اسی طرح شک وشبہہ والے اور ریا والے عمل اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل نہیں کرتے' قیامت کے دن باطل ضائع ہو جائے گا اور حق قائم و دائم رہے گا۔

پانی اور آگ کی مثالیں قرآن وحدیث دونوں میں موجود ہیں: اللہ نے بقرہ میں منافقوں کی دو مثالیں دی ہیں ایک پانی سے اور ایک آگ سے فرمایا مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَاراً بقرۃ (۲:۱۷) اور اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ (۲:۱۹) اسی طرح سورہ نور میں کافروں کی دو مثالیں دی ہیں (۱) وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ الخ (نور۲۴:۳۹) ظاہر ہے کہ سراب غضب کی گرمی کی پیداوار ہے اور دور سے پانی جیسا معلوم ہوتا ہے' حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن یہودیوں سے پوچھا جائے گا' کیا چاہتے ہو' عرض کریں گے کہ اے رب پیاس کے مارے جاں بلب ہیں' ذرا سا پانی پلا دیا جائے' کہا جائے گا جا کر پانی پی کیوں نہیں لیتے' اس وقت انہیں جہنم پانی کی طرح دکھائی دے گی' جیسے دور سے ریت پانی کی طرح دکھائی دیتی ہے (ق) (۲) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ الخ (نور۲۴:۴۰) رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے جو ہدایت (علم) عطا فرما کر بھیجا ہے اس کی مثال مینہ کی سی ہے جو آسمان سے زمین پر برسا پھر زمین کے کسی قطعے نے بارش کا پانی جذب کر لیا' جس

سے خوب گھاس اور پھل پھول پیدا ہوئے' کوئی قطعہ سخت وغیر جاذب تھا' اس نے پانی جذب تو نہیں کیا مگر اسے روک لیا' اللہ نے اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچایا' لوگوں نے خود بھی پانی پیا' جانوروں کو بھی پلایا اور آب پاشی بھی کی اور کسی قطعہ نے نہ پانی جذب کیا اور نہ روکا۔ پہلی مثال اس شخص کی ہے کہ جس نے علم دین سیکھا' خود بھی فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو بھی فائدہ پہنچایا' اور پچھلی مثال اس شخص کی ہے جس نے علم دین کی پرواہ نہیں کی' نہ اس نے اپنی ذات کو فائدہ پہنچایا اور نہ لوگوں کو (اور درمیانی مثال بے عمل عالم کی ہے ق) یہ مثال پانی کی ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی' پھر جب آگ کا ماحول روشن ہو گیا تو اب اس میں پروانے گرنے لگے' وہ شخص پروانوں کو آگ میں گرنے سے روکنے کی ہر چند کوشش کر رہا ہے' مگر پروانے باز نہیں آتے' اور اس پر غالب آ کر آگ میں بے تحاشا گر رہے ہیں۔ فرمایا تم پروانے ہو اور میں تمہیں تمہاری کمر پکڑ کر جہنم کی آگ سے بچا رہا ہوں' لیکن تم میرا کہنا نہیں مانتے اور میری بات ٹھکرا کر جہنم میں گرے چلے جاتے ہو (قا) یہ بھی آگ کی مثال ہے معلوم ہوا کی حدیث میں بھی پانی اور آگ کی مثالیں ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰىؔ ۚ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۸

اپنے رب کا حکم ماننے والوں کے لیے بھلائی ہے اور جنہوں نے رب کی بات نہیں مانی اگر ان کی ملکیت میں دنیا کی ساری دولت ہو اور اس اور بھی ہو تو ساری دولت اپنی جان چھڑانے کے لیے دینے کے آرزومند ہوں ایسوں ہی کا برا حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔

نیک بختوں اور بد بختوں کا انجام: (۱۸) نیک بختوں اور بد بختوں کے انجام کا بیان ہے کہ جس نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانی' ان کے حکموں کی تعمیل کی اور ان کی گزری ہوئی اور آنے والی خبریں سچی مان لیں' انہیں دل خوش کن بدلہ ملے گا' چنانچہ قرآن میں ذوالقرنین کی طرف سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا (۱) اَمَّا مَنْ ظَلَمَ الخ (کہف ۱۸: ۸۷/ ۸۸) ہم بھی شرارت پسندوں کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کے پاس لوٹائے جائیں گے اور وہ بھی انہیں کو انتہائی خوف ناک عذاب دے گا' ہاں جنہوں نے ایمان لا کر نیک عمل کیے' وہ دل خوش کن بدلہ پائیں گے' اور وہ بھی اچھا برتاو کریں گے۔ (۲) لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الخ (یونس ۱۰: ۲۶) جنہوں نے خلوص سے نیکیاں کیں ان کے لیے اچھا بدلہ ہے اور مزید انعام بھی ہے۔

قیامت کے دن فدیہ نامنظور: پھر فرمایا جو دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری سے کترا رہے ہیں' اور اس کے احکام بجالانے میں سرگرم عمل نہیں' انہیں ہوش میں آنا چاہیے اگر وہ قیامت کے دن بفرض محال تمام دنیا کی دولت جمع کر لیں اور اس میں اسی قدر اور دولت بھی ملا لیں پھر اسے اپنی جان چھڑانے کے لیے اللہ کو دینا چاہیں تو بھی نا قابل قبول ہوگی' نادان انسان آج کا معاملہ تو آسان ہے مگر کل بجز کف افسوس کے اور کچھ نہ ملے گا' اللہ اس دن نہ فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل فدیہ لیا جائے گا' اور نہ معاوضہ بلکہ عملوں کی سخت باز پرس کی جائے گی' اور ہر چھوٹے بڑے عمل کی جانچ اور کرید ہوگی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس سے کرید کی گئی وہ عذاب

میں مبتلا ہو جائے گا اسی وجہ سے فرمایا کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے اور دکھوں سے بھرپور ہے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا آمین

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ۙ۱۹

کیا پھر وہ شخص جس کو یہ معلوم ہو کہ آپ کے اوپر آپ کے رب کی جانب سے جو کچھ اتارا گیا ہے وہ برحق ہے ایک اندھے شخص کی طرح ہو سکتا ہے نصیحت عقل والے ہی مانتے ہیں۔

مومن وکافر برابر نہیں: (۱۹) یعنی جو شخص رسالت وکلام الٰہی کو برحق مانے ان میں کوئی شک نہ کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ قرآن گڑبڑ سے پاک ہے اور اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تصدیق کرتی ہے اس میں اختلاف نہیں اس کی خبریں سراسر حق ہیں اس کے احکام وممنوعات سب انصاف پر مبنی ہیں وہ ایک اندھے کی طرح نہیں ہو سکتا فرمایا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ الخ (انعام ۶:۱۱۶) آپ کے رب کے کلمے صداقت وانصاف کے اعتبار سے مکمل ہیں یعنی سارے کلمے اور تمام سچی خبریں برحق ہیں اور احکام وممنوعات انصاف وعدل سے لبریز ہیں لہٰذا اے پیارے نبی ﷺ آپ جو ہدایت لے کر آئے ہیں جو اس کی پورے وثوق سے تصدیق کرنے والے ہیں اس شخص کے برابر نہیں جو اندھا ہو اور خیر و برکات سے محروم ہو اور اگر کچھ سمجھ بھی سکتا ہو تو اس سے کترائے منہ موڑے ناک چڑھائے اور چین بہ جبیں ہو فرمایا لَا يَسْتَوِي الخ (حشر ۵۹:۲۰) جہنمی اور جنتی یکساں نہیں جنتی کامیاب ہیں یعنی ماننے والے اور نہ ماننے والے یکساں نہیں ایک اونچے درجے والا ہے اور ایک شقاوت کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے پھر فرمایا کہ عبرت وہی حاصل کرتے ہیں جن کے پاس صحیح سمجھ بوجھ ہو اللہ ہمیں بھی صحیح سمجھ والوں میں شامل فرمالے اور فطرت سلیمہ عطا فرمائے آمین۔

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ۙ۲۰ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝ۭ۲۱ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ۙ۲۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ۚ۲۳ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ۭ۲۴

جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پکا عہد توڑتے نہیں اور ان چیزوں کو جوڑتے ہیں جن کے جوڑے جانے کا انہیں اللہ نے حکم دیا ہے

اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے کھٹکتے ہیں اور جو اپنے رب کی رضا کے لیے صبر کرتے ہیں' نماز کی باقاعدہ پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے چھپے کھلے خرچ کرتے رہتے ہیں اور نیکی سے بدی کو ٹالتے ہیں انہیں کے لیے دار آخرت ہے یعنی ہمیشگی والے باغات جہاں وہ اور ان کے نیک باپ دادا بیویاں اور اولاد سب ہی رہیں گے اور ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آ آ کر کہیں گے تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو اس جہاں میں تمہارا انجام بہت ہی اچھا ہے۔

جنت میں لے جانے والے اوصاف: (۲۰'۲۱) جن میں یہ اوصاف حمیدہ پائے جائیں کہ عہدوں پر جمے رہیں قول وقرار توڑیں نہیں' صلہ رحمی کرتے رہیں' رب سے ہر حال میں ڈرتے رہیں برے حساب سے کھٹکتے رہیں' رب کی رضا کی خاطر صبر کرتے رہیں' نماز کے پابند رہیں' مال کی زکوۃ دیتے رہیں' اور برائی کرنے والے کے ساتھ نیکی کرتے رہیں' ان کا انجام قابل رشک ہے' ایسے لوگ دنیا میں بھی قابل رشک زندگی گزاریں گے اور آخرت کی سدا بہار بہاروں میں بھی موج اڑائیں گے' ایفائے عہد بڑی عمدہ صفت ہے اور عہد شکنی بڑی بری عادت ہے جو منافقوں کی نشانی ہے کہ جب کبھی کوئی وعدہ کرتے ہیں تو وعدہ خلافی کیے بغیر انہیں چین ہی نہیں آتا۔ جھگڑتے وقت گالیوں اور فحش باتوں پر اتر آتے ہیں بات بات میں جھوٹ بولتے ہیں اور امانت میں خیانت کرتے ہیں' اللہ والے عہد شکنی نہیں کرتے۔ وعدے نبھاتے ہیں' صلہ رحمی کرتے ہیں' احباب واقارب کے ساتھ فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ' ناداروں اور اپاہجوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں اور ان پر اپنا پاکیزہ مال خرچ کرتے ہیں' اللہ کے ڈر سے نیک عمل کرتے ہیں' اور بری باتیں چھوڑ دیتے ہیں کسی کام کو کرتے یا چھوڑتے وقت اللہ کے مقدس قانون کو مدنظر رکھتے ہیں' اور آخرت میں برے حساب کا کھٹکا رکھتے ہیں' اسی وجہ سے بروقت پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہیں' ہر کام میں اعتدال کی راہ پر جمے رہتے ہیں اور اپنے ذاتی کاموں میں بھی اور دوسروں کے ہاتھ بٹانے میں بھی اللہ کے قانون کا احترام برقرار رکھتے ہیں اور حد سے آگے نہیں بڑھتے۔

(۲۲) اللہ والے ممنوعات سے اور گناہوں سے اللہ کی رضا کی خاطر بچے رہتے ہیں' اور نفس کو روکے رکھتے ہیں' نماز کے باقاعدہ پابند رہتے ہیں' نماز کی حدوں کا' رکوع کا' سجدوں کا' خشوع وخضوع کا اور اوقات کا خیال رکھتے ہیں' اور شریعت مطہرہ کے قانون کے مطابق سرگرم عمل رہتے ہیں' اور رحمت عالم ﷺ جیسی نماز پڑھتے ہیں' اپنے پاکیزہ مال میں سے ان پر خرچ کرتے ہیں اور جن کا خرچہ ان کے ذمے واجب ہے بیوی بچوں پر رشتہ داروں پر بیگانوں پر اور ناداروں اور محتاجوں پر دن رات کھلم کھلا بھی دیتے ہیں اور چھپ چھپ کر بھی' برائیوں کا بدلہ نیکیوں سے دیتے ہیں' اگر کوئی انہیں تکلیف پہنچاتا ہے تو صبر کرتے ہیں اور اسے آرام پہنچاتے ہیں فرمایا اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ الخ (فصلت ۴۱: ۳۴'۳۵) حسن سلوک سے ٹال دو دشمن بھی تمہارا جگری دوست بن جائے گا' لیکن یہ صبر والوں ہی کا اور بڑے نصیب والوں ہی کا حصہ ہے' پھر فرمایا ایسے نیک لوگوں کا انجام بڑا ہی شاندار اور قابل رشک ہوگا (۲۳) یعنی انہیں ہمیشگی والے سدا بہار بہشتی باغ ملیں گے' جہاں نہ صرف وہی موج اڑائیں گے بلکہ ان کے نیک بیوی بچے' نیک ماں باپ اور نیک بیویاں بھی بہاریں لوٹیں گی۔

جنتیوں کے نیک عزیز بھی ان کے ساتھ ہوں گے: پھر فرمایا کہ جنتیوں میں جنت والوں کے ساتھ ان کے نیک رشتہ دار

بھی ہوں گے' تاکہ انہیں دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں' بلکہ اللہ اپنی مہربانی سے ادنیٰ درجے والے کا درجہ بڑھا کر اعلیٰ درجے والے عزیز کے ساتھ کر دے گا اور اعلیٰ درجہ والے کے درجے میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ الخ (طور ۵۲:۲۱) جو لوگ ایمان لائے اور ان کے ایمان کی ان کی اولاد نے بھی پیروی کی' ہم ان کی اولاد کو انہیں کے پاس پہنچا دیں گے' اور ان کے عملوں میں سے کچھ کمی نہیں کریں گے' پھر فرمایا کہ جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس فرشتے آ کر کہیں گے۔

فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے: (۲۴) کہ آج تمہارے صبر کا بدلہ تمہیں ملا ہے مبارک ہو اب تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے' فرشتے انہیں اللہ کے انعام واکرام کی مبارک باد دیں گے کہ تم اللہ کے مقرب بندے ہو' اس کے انعام واکرام میں جھول رہے ہو' اس کی جنتوں کی بہاریں لوٹ رہے ہو اور معزز رسولوں' نبیوں' اور صدیقوں کے پڑوس میں ہو' اب تمہارے لیے مسرت ہی مسرت اور راحت ہی راحت ہے' رحمۃ للعالمین نے فرمایا جانتے ہو اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا؟ صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے فرمایا جنت میں سب سے پہلے مہاجر فقراء داخل ہوں گے' جو دنیا میں مغموم و رنجور اور دنیا کی لذتوں سے دور رہے' دنیا میں ان کا کوئی ارمان پورا نہ ہوا' اور ارمان سینوں میں لے کر دنیا سے چل بسے اللہ فرشتوں سے فرمائے گا جاؤ اور انہیں جا کر مبارک بادیاں دو' فرشتے عرض کریں گے کہ ہم تیرے آسمان کے رہنے والے ہیں' اور تیری مخلوق میں بہتر ہیں' کیا ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم انہیں جا کر سلام کریں فرمائے گا یہ میرے وہ بندے ہیں جو میری ہی عبادت کرتے تھے' اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے تھے' یہ دنیا کی لذتوں سے دور اور مغموم ورنجور ہی رہے' دنیا میں ان بے چاروں کی کوئی مراد پوری نہیں ہوئی یہ دنیا میں صبر وشکر کے ساتھ رہے (اور ارمانوں کو دبائے ہمارے پاس آ گئے) یہ سن کر فرشتے ان کی طرف لپکیں گے' اور جنت کے ہر دروازے سے آ آ کر انہیں سلام کریں گے' مبارک بادیاں دیں گے' کہ یہ شاندار صلہ تمہارے صبر وشکر کا بدلہ ہے (الف)

رسول اللہ ﷺ شروع سال میں ہر سال شہیدوں کی قبروں کی زیارت کیا کرتے تھے اور یہ پڑھا کرتے تھے کہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، اور عثمانؓ کا بھی یہی دستور تھا۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

جو لوگ پکا کرنے کے بعد اللہ کا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور انہیں جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے انہیں توڑ دیتے ہیں اور دنیا میں فساد مچاتے پھرتے ہیں انہیں پر پھٹکار ہوگی اور انہیں کے لیے اس گھر کی برائی ہوگی۔

کافروں کی بری عادتوں کا اور ان کے برے انجام کا بیان: (۲۵) اوپر کی آیتوں میں ایمان والوں کی خوبیوں کا اور ان کے صلوں کا بیان تھا' یہاں بے ایمانوں کی بری عادتوں کا اور ان کے برے انجام کا بیان ہے چونکہ ان کی عادتیں مومنوں کی عادتوں کے سراسر خلاف تھیں' اس لیے انہیں آخرت میں مومنوں کے صلہ کے خلاف عذاب ملے گا چنانچہ حدیث میں ہے کہ منافق کی تین

نشانیاں ہیں' بات بات میں جھوٹ' وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت (ایک روایت میں لڑائی جھگڑے کے وقت گالی گلوچ بھی آئی ہے) پھر فرمایا کہ ایسے لوگ آخرت میں اللہ کی رحمت سے دور رہیں گے' ان پر چاروں طرف سے تھوتھو ہی ہوتی رہے گی' اور ان کا انجام بہت ہی برا اور قابل عبرت ہوگا۔

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾

ع ۶

اللہ جس کے لیے چاہے روزی بڑھا دے گا اور گھٹا دے' کافر دنیوی زندگی پر ریجھ رہے ہیں' حالانکہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں انتہائی حقیر ہے۔

فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے: (۲۶) اللہ اپنی مصلحت سے انصاف کے ساتھ کسی کی روزی فراخ کر دیتا ہے اور کسی کی تنگ' جب کافروں کو خوب دنیا ملی تو پھول گئے اور سمجھے کہ دنیا کی فراخی کوئی اچھی چیز ہے اس لیے آخرت سے غافل ہو گئے' اور دولت کے نشے میں چور ہو کر اللہ کو بھلا بیٹھے' حالانکہ دنیا کی فراخی قدرت کی طرف سے ایک مہلت ہے' جسے استدراج کہتے ہیں۔ اللہ دنیا دے کر رفتہ رفتہ پکڑتا ہے فرمایا اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا الخ (مومنون ۲۳: ۵۵'۵۶) کیا یہ بے ایمان خیال کر بیٹھے ہیں کہ ہم نے جو مال واولاد سے امداد پہنچائی ہے ہم انہیں جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں نہیں نہیں بلکہ انہیں ہوش ہی نہیں۔

دنیا کچھ نہیں اصل آخرت ہے: پھر فرمایا کہ دنیا تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں' دنیا سدا بہار نعمتوں کے مقابلہ میں ایک حقیری چیز ہے کہ اس سے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو پھر کچھ بھی نہیں' جیسے پانی کا بلبلا ابھی ہے اور ابھی ختم ہو گیا فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا الخ (نساء ۴: ۷۷) آپ فرما دیں دنیا میں فائدہ اٹھانا ذرا سی دیر کا ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت بہترین ہے' اور تم پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔' (۲) بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الخ (اعلیٰ ۸۷: ۱۶'۱۷) بلکہ تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو' حالانکہ آخرت بہتر اور پائیدار ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا آخرت کے مقابلہ میں دنیا اس طرح سمجھو جیسے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر دیکھے کہ اس پر کتنا پانی لگا' ظاہر ہے سمندر کے مقابلہ میں انگلی میں لگا ہوا پانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ (م)

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ
يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ
قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾

کافر کہتے ہیں ان کے رب کے پاس سے ان پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی' آپ فرما دیں کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور اسی کو ہدایت ملتی ہے جو اس کی طرف جھک رہا ہو' ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر سے تسکین پاتے ہیں' دیکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو

سکون ملتا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے انہیں کے لیے اچھائی ہے اور بہترین لوٹنے کی جگہ ہے۔

مشرکوں کا رحمت عالم ﷺ پر اعتراض: (۲۷) مشرکوں کے اعتراض کا بیان ہے کہ یہ نبی پہلے نبیوں کی طرح ہمارے منہ مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتے فرمایا فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ الخ (انبیاء۲۱: ۵) انہیں ہمارے پاس پہلے رسولوں کی طرح معجزے لانے چاہئیں' اس اعتراض کی اور جواب کی پوری تفصیل کئی دفعہ گزر چکی ہے اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے' اگر منہ مانگے معجزے دکھا دیے گئے اور پھر بھی ایمان نہیں لائے تو بدترین انجام ہوگا' اور تباہ ہو جائیں گے' مشرکوں نے رحمت عالم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ صفا پہاڑ سونے کا بنا دیا جائے اور مکہ سے پہاڑ ہٹا کر نہریں جاری کر دی جائیں تا کہ یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہو جائے اس پر جبرائیل آپ کے پاس وحی لے کر تشریف لائے کہ اللہ فرماتا ہے کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں یہ تمام باتیں ظاہر کر دوں گا لیکن اگر یہ پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوئے تو پھر ایسے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے جو اپنی مثال آپ ہوگا' اور اگر مرضی ہو تو توبہ و رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیا جائے آپ نے باب رحمت کے کھلے رہنے کو پسند فرمایا' حقیقت تو یہ ہے کہ ہدایت و گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے' معجزے دیکھنے پر نہیں' اللہ اسی کو شرف ہدایت سے نوازتا ہے جو اس کی طرف جھکتا ہے' فرمایا (۱) وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ الخ (یونس۱۰: ۱۰۱) معجزے اور ڈراوے بے ایمانوں کے کام نہیں آتے۔

مومنوں کو ذکر اللہ سے تسکین ملتی ہے:

(۲۸) ذکر اللہ سے ایمان والوں کے دلوں کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف مائل ہوئے اور کھل اٹھتے ہیں' دراصل اللہ کا ذکر دلجمعی اور اطمینان قلب کا باعث ہے ہی

(۲۹) نیک عمل والے مومنوں کے لیے اللہ کا ذکر آنکھوں کی ٹھنڈک' دلوں کا چین اور روح کی تسکین ہے انہیں ذکر اللہ مبارک ہو' ان کا عمل قابل رشک ہے' انہیں کیسی اچھی نعمت نصیب ہے' ان پر خیر و برکات کا مینہ برس رہا ہے۔

طوبیٰ کا بیان: طوبی جنت کے ایک درخت کا بھی نام ہے' جس کی ٹہنیاں ساری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں' اور ہر گھر میں اس کی ایک شاخ ہے (ابن جریر) کہا جاتا کہ اللہ نے طوبی خود اپنے ہاتھ سے موتی کے دانے سے بنایا' اور اسے پھیل جانے کا حکم دیا' چنانچہ وہ اللہ کی مرضی کے مطابق پھیل گیا' اس کی جڑ جنت کی نہروں کا منبع ہے' شہد' شراب' پانی اور دودھ کی نہریں طوبیٰ ہی سے نکلتی ہیں' فرمایا طوبی جنت کا ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال کی ہے' اسی کی کلیوں سے جنت والوں کے کپڑے پیدا ہوتے ہیں' ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جس نے آپ کو دیکھ لیا اور آپ پر ایمان لے آیا اسے مبارک ہو' آپ نے بھی یہی جواب دیا اور یہ بھی فرمایا بلکہ اسے بار بار مبارک ہو جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لایا اس نے پوچھا طوبی کیا ہے؟ فرمایا جنت کا ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال کی ہے' جنت والوں کے کپڑے اسی کی کلیوں سے برآمد ہوتے ہیں۔ (الف) (۲) جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کی مسافت سو سال میں بھی طے نہیں کر سکتا' ایک روایت میں تیز رفتار گھڑ سوار آیا ہے (ق)۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر تم چاہو تو وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (واقعہ ۵۶: ۳۰) پڑھ لو' مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ستر یا سو سال میں بھی اس کا سایہ طے نہیں ہو سکتا' اس کا نام شجرۃ الخلد بھی ہے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ

الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَھُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

ہم نے اسی طرح آپ کو اس امت میں مبعوث فرمایا جس سے قبل بہت سی امتیں آ چکی ہیں' تا کہ آپ پر ہماری طرف سے جو وحی ہو رہی ہے آپ اسے انہیں سنائیں یہ تو مہربان اللہ کو مانتے ہی نہیں' آپ فرما دیں کہ میرا رب تو وہی ہے اس کے سوا کوئی حقدار عبادت نہیں' اسی پر بھروسہ ہے اور میں اسی کے پاس لوٹ کر جانے والا ہوں۔

رحمت عالم ﷺ کوئی نئے نبی نہیں: (۳۰) یعنی اے رحمت عالم ﷺ جس طرح ہم نے آپ کو اس امت میں رسول بنا کر بھیجا تا کہ آپ انہیں اللہ کا پیغام پہنچا دیں اسی طرح ہم نے گزشتہ کافر قوموں میں رسول بنا کر بھیجے تھے پہلے رسولوں کو بھی ان کی امتوں نے جھٹلایا جس طرح آج آپ کی امت آپ کو جھٹلا رہی ہے' اس لیے آپ فکر نہ کریں' آپ کے سامنے پہلے رسولوں کا نمونہ ہے پھر ان جھٹلانے والوں کو بھی ہوش میں آ جانا چاہیے۔ کہ جس طرح جھٹلانے کی وجہ سے پہلی قوموں پر عذاب آیا تھا کہیں ان پر وہی عذاب نہ آ جائے' پہلی قوموں نے نبیوں کی اس قدر مخالفت نہیں کی۔ جس قدر آج آپ کی مخالفت کی جا رہی ہے اس لیے اگر یہ مخالفت سے باز نہیں آئے تو ان پر عذاب کا ٹوٹ پڑنا یقینی ہے فرمایا (ا) تَاللّٰہِ لَقَدْ الخ (نحل ۱۶:۶۳) اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلے کی قوموں میں بھی رسول بھیجے تھے (۲) وَلَقَدْ کُذِّبَتْ الخ (انعام ۶:۳۴) بلاشبہ آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا لیکن جھٹلائے جانے پر انہوں نے صبر کیا اور انہیں دکھ پہنچائے گئے' آخر کار ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی اور اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں' پیغمبروں کی بعض خبریں آپ کے پاس آ پہنچی ہیں' یعنی ہم نے کس طرح غیب سے ان کی مدد کی اور کس طرح ان کا اور ان کے ماننے والوں کا شاندار مستقبل بنایا۔ دنیا میں بھی عزت ملی اور آخرت میں بھی' پھر فرمایا کہ ہم نے جس امت میں آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے وہ رحمان کو نہیں مانتی (مکے والوں کو اللہ کے اسماء رحمان ورحیم سے شرم آتی تھی)۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھنے سے انہیں عار تھی اور کہنے لگے کہ ہم رحمان ورحیم کو نہیں جانتے (ب) فرمایا قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ الخ (اسراء ۱۷: ۱۱۰) آپ فرما دیں خواہ تم اللہ کو پکارو یا رحمان کو جس نام سے بھی اسے پکارو روا ہے کیونکہ اس کے بہت سے پیارے پیارے نام ہیں' سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ پیارے نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (م) پھر فرمایا کہ تم جسے نہیں مانتے میرا اس پر ایمان ہے وہی میرا رب ہے اور وہی سچا معبود ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں' میرا اپنے ہر کام میں اسی پر بھروسا ہے اور مجھے اسی کے پاس ایک روز لوٹ کر جانا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِہِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِہِ الْمَوْتٰی ؕ بَلْ لِّلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا ؕ اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَھَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُھُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَۃٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِھِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ

اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۳۱﴾ ع

اگر قرآن سے پہاڑ متحرک کر دیے جاتے یا اس سے زمین ریزہ ریزہ کر دی جاتی' یا اس سے مردوں سے بات کرا دی جاتی' (تو پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے) بلکہ سارے کام اللہ کے اختیار میں ہیں تو پھر کیا مومنوں کو اس پر اطمینان نہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو راہ راست پر لے آتا ان کافروں کو تو ان کے کرتوتوں کی بدولت کوئی نہ کوئی سخت سزا پہنچتی ہی رہے گی یا ان کے گھروں کے آس پاس اترتی رہے گی' جب تک اللہ کا وعدہ نہ آ پہنچے یاد رکھو اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

فضیلت قرآن: (۳۱) قرآن کی فضیلت کا بیان ہے کہ جو رحمت عالم ﷺ پر اترا' یعنی اگر پہلی کتابوں میں کوئی ایسی کتاب ہوتی جس سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے' زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پھٹ جاتی اور اس کی برکت سے مردے زندہ ہو کر باتیں کر لیا کرتے تو قرآن ہی میں یہ اوصاف پائے جاتے کیونکہ اس میں وہ اعجاز ہے کہ تمام انسان اور جن مل کر بھی اس جیسی ایک آیت بھی نہ بنا سکیں گے لیکن افسوس اللہ کو نہ ماننے والے قرآن جیسی اعجاز والی کتاب مقدس کو بھی ٹھکرا رہے ہیں' ان بے ایمانوں کا معاملہ اللہ کو سونپو وہی تمام چیزوں کا مالک و خالق ہے جو کچھ اس نے چاہا ہوا اور جو چاہے گا ہو گا' جس کو اللہ گمراہ کر دے بھلا اسے کون راہ راست پر لا سکتا ہے' اور جسے وہ راہ دکھا دے اسے کون گمراہ کر سکتا ہے۔

پھر فرمایا کیا ایمان والے تمام دنیا کے ایمان سے ناامید ہیں کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو راہ راست پر لے آتا لیکن اللہ کی یہ مرضی نہیں ورنہ روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہوتا' غور تو کیجئے کہ قرآن اترنے کے بعد دنیا کو کس معجزے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے' اس سے زیادہ صاف' سلیس' سلجھا ہوا اور موثر اور کونسا کلام ہو گا اس کو اگر پہاڑ پر بھی اتارا جاتا تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کو کوئی نہ کوئی ایسا معجزہ ملا جسے دیکھ کر لوگ اس پر ایمان لائے' مجھے بھی اس قسم کا ایک معجزہ ملا جو قرآن ہے مجھے امید ہے کہ تمام نبیوں سے زیادہ میری امت ہو گی' یعنی انبیاء کے معجزے ان کے ساتھ ہی ختم ہو گئے' مگر میرا معجزہ قیامت تک باقی رہے گا اور لوگ مجھ پر قیامت تک ایمان لاتے رہیں گے۔

پھر فرمایا جھٹلانے کی وجہ سے کافروں پر مصائب برابر منڈلاتے رہتے ہیں یا ان کی آس پاس والی بستیاں برابر مصائب کا شکار رہتی ہیں' تاکہ انہیں ہوش آ جائے اور اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں' فرمایا وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا (احقاف ۲۶:۲۷) ہم نے تمہارے آس پاس والے شہر ہلاک کر ڈالے اور طرح طرح سے اپنی نشانیاں ظاہر کیں تاکہ لوگ اب تو بری حرکتوں سے باز آ جائیں (۲) اَفَلَا یَرَوۡنَ (انبیاء ۲۱:۴۴) کیا پھر یہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین چاروں طرف سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں' کیا پھر بھی انہیں کا غلبہ رہے گا۔ قارعہ سے اسلامی دستہ اور اللہ کے وعدے سے فتح مکہ ناگہانی آفت یا قیامت کا دن مراد ہے۔

اللہ کا جو وعدہ ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا: پھر فرمایا اللہ نے مسلمانوں سے اور رسولوں سے جو فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز نہ ہو گا اور وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا فرمایا فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ (ابراہیم ۱۴:۴۷) ایسا ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا یاد رکھو اللہ سب پر غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَاَمۡلَيۡتُ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سے پہلے نبیوں کے ساتھ بھی مذاق کیا گیا پھر میں کافروں کو ڈھیل دیتا رہا' پھر میں نے انہیں پکڑ لیا پھر میرا عذاب کیسا رہا۔

رحمت عالم ﷺ کو تسلی: (۳۲) یعنی اے پیارے نبی اگر لوگ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ غم نہ کریں' آپ سے پہلے بھی جھٹلائے گئے اور ان کا بھی مذاق اڑایا گیا۔ وہ انبیاء آپ کے لیے نمونہ ہیں میں تو کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے انہیں اچانک پکڑ لیا کچھ خبر ہے کہ میرا عذاب کیسا رہا اور میں نے ان کے ساتھ کیا کیا' کس طرح انہیں ڈھیل دے دے کر پکڑا اور تباہ کیا فرمایا وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ الخ (۲۲:۴۸) میں نے بہت سے ظالم شہروں کو ڈھیل دے دے کر پکڑا' اور سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پہلے تو ظالم کو ڈھیل دیتا ہے پھر جب اسے پکڑتا ہے تو وہ ہکا بکا رہ جاتا ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ (ق)۔

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّـُٔونَهُۥ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى ٱلْأَرْضِ أَم بِظَٰهِرٍ مِّنَ ٱلْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ ٱلسَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾

کیا پھر اللہ جو ہر شخص کے عملوں پر قائم ہے (تمہارے شریکوں کی طرح ہے) ان مشرکوں نے اللہ کے شریک مقرر کر لئے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ ان کے نام تو بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی باتوں کی خبر دیتے ہو جنہیں وہ دنیا میں جانتا نہیں یا اوپری باتیں گھڑ رہے ہو بلکہ کافروں کو اپنی چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ سیدھی راہ سے روکے ہوئے ہیں' اور جسے اللہ گمراہ کر دے' اسے کوئی سیدھی راہ پر نہیں لا سکتا۔

اللہ ہر شخص کے عملوں کا نگران ہے: (۳۳) اللہ لوگوں کے ہر اچھے برے کام جانتا ہے اور اس سے ایک بات بھی چھپی نہیں رہتی۔

شرک پر نہ عقلی دلیل ہے اور نہ نقلی: پھر فرمایا آپ ان سے ان بتوں کے نام اور ان کے حالات معلوم کریں تا کہ دنیا پر حقیقت کھل جائے' کہ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں پھر فرمایا کیا تم اللہ کو ایسی باتیں بتاتے ہو جنہیں وہ نہیں جانتا (یعنی جن کا وجود ہی نہیں کیونکہ اگر وجود ہوتا تو اللہ کو ضرور معلوم ہوتیں اس لیے کہ اللہ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں) یا محض باتیں ہی بنا رہے ہو کہ تم نے آپ ہی ان کے نام گھڑے' اور آپ ہی انہیں نفع ونقصان پر قادر سمجھ لیا' اور پھر انہیں پوجنے لگے اور اپنے بڑوں کی طرح کرنے لگے' شرک کی تمہارے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے اور نہ عقلی' شرک کی بنیاد ہی خواہش ووہم پر مبنی ہے' صحیح راہ ہدایت تو اللہ ہی نے اتاری

ہے مگر کافروں کو شرک اور دن رات دعوت شرک اچھی معلوم ہوتی ہے فرمایا وَقَيَّضۡنَا لَهُمۡ (فصلت ۴۱: ۲۵) ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیے ہیں جو ان کی بے جا باتیں اچھی سمجھا رہے ہے پھر فرمایا وہ یہ راہ اچھی جان کر اس میں لوگوں کو بھی پھانسنے لگے فرمایا وَمَنۡ يُضۡلِلِ اللّٰهُ (زمر ۳۹: ۲۲) بھلا جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون راہ پر لائے فرمایا إِن تَحۡرِصۡ عَلَىٰ (نحل ۱۶: ۳۷) آپ لاکھ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہوں مگر اللہ جسے گمراہ کرتا ہے اسے ہدایت نہیں دیتا اور نہ اس کا کوئی حمایتی ہوتا ہے۔

لَهُمۡ عَذَابٌ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الۡجَنَّةِ الَّتِيۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلۡكَ عُقۡبَى الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا ۖ وَّعُقۡبَى الۡكٰفِرِيۡنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

ان پر دنیوی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سنگین ہے اور انہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں اس جنت کا وصف جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں اس کے پھل اور اس کا سایہ دائمی ہے' یہ اللہ سے ڈرنے والوں کا حسن انجام ہے اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

متقیوں کی جنت کے اوصاف: (۳۴) نافرمانوں کے عذاب کا اور فرماں برداروں کے ثواب کا بیان ہے' اللہ نے مشرکوں کا اور ان کے شرک کا بیان کر کے فرمایا کہ مسلمانوں کے ہاتھوں دنیوی زندگی میں بھی ان کے لیے سزائیں ہیں کہ مسلمان انہیں قتل یا گرفتار کر لیتے ہیں اور اس دنیوی ذلت کے ساتھ آخرت کا جو عذاب تیار ہے وہ کہیں زیادہ سنگین وسخت ہے' رحمت عالم ﷺ نے لعان کرنے والوں سے فرمایا خوب یاد رکھو دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے بہت ہی ہلکی ہے' بات بھی یہی ہے' کیونکہ دنیا کی سزا تو کبھی نہ کبھی ختم ہو جاتی ہے' لیکن آخرت کا عذاب دائمی ہے اور دائمی آگ میں جلنا ہے جو تیزی میں دنیوی آگ سے ستر یا سو گنا زیادہ ہے پھر ایسی ہولناک گرفتاری ہے جس کے دکھوں کا تصور بھی نہیں آتا فرمایا فَيَوۡمَئِذٍ لَّا (فجر ۸۹: ۲۵'۲۶) پھر اس دن اس جیسا عذاب کوئی نہیں کر سکتا اور نہ اس جیسی قید کوئی کر سکتا ہے۔

(۳۵) اس آیت میں بدنصیبوں اور خوش نصیبوں کے انجام کا بیان ہے اس جنت کی تعریف جس کا اللہ نے ڈرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے یہ ہے کہ اس کے گوشے گوشے میں جنتی کی مرضی کے مطابق نہریں جاری ہیں اور پانی ایک حد کے اندر سطح زمین پر بہہ رہا ہے پھر پانی بھی ایسا جو کبھی نہ ٹھہرے فرمایا مَثَلُ الۡجَنَّةِ (محمد ۴۷: ۱۳) اس جنت کی تعریف جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے یہ ہے کہ اس میں غیر متعفن پانی کی نہریں ہیں جس کی کبھی کوئی صفت نہیں بدلتی اور دودھ کی نہریں ہیں جس کے ذائقہ میں کبھی فرق نہیں آتا' اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو ایک بے مثال کیف وسرور بخشتی ہے۔ اور صاف شہد کی نہریں ہیں اور اس میں جنت والوں کے لیے ہر طرح کے پھل ہیں اور ان کے رب کی بخشش ہے۔

جنت کے پھل اور اس کی چھاؤں دائمی ہے: پھر فرمایا جنت کے پھل اور اس کی چھاؤں دائمی ہے وہاں کے میوے اور وہاں

کے لذیذ کھانے اور پر کیف مشروب ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں' جنہیں کبھی زوال نہیں اور نہ کبھی ختم ہونے اور کم ہونے والے ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے' صحابہ نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو اس مقام پر دیکھا ہے جیسے کوئی چیز توڑ رہے ہوں پھر آپ کو پیچھے ہٹتے ہوئے بھی دیکھا فرمایا میں نے جنت دیکھی یا مجھے جنت دکھائی گئی میں نے اس میں سے ایک خوشہ توڑنا چاہا اگر میں جنت کا خوشہ توڑنے میں کامیاب ہو جاتا تو تم اسے قیامت تک کھاتے رہتے (ق)۔

ایک دفعہ ایک دیہاتی نے آپ سے جنت کے بارے میں پوچھا اور بولا کیا اس میں انگور بھی ہیں؟ فرمایا ہاں پوچھا انگور کا خوشہ کتنا بڑا ہے فرمایا اتنا بڑا کہ اگر کوئی چیت کبرا کوا دن رات لگاتار مہینہ بھر تک اڑتا رہے اور ستائے نہیں تو اس کی مسافت طے کر لے (الف) (۲) جنتی درخت کا پھل توڑتے ہی دوسرا پھل اس کی جگہ پیدا ہو جاتا ہے (ط)۔

جنتی کا کھانا خوشبودار ڈکار سے ہضم ہوگا: (۳) جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے مگر نہ تھوک ہوگا اور نہ رینٹھ اور نہ بول و براز کھانا مشک جیسی ڈکار آکر ہضم ہو جائے گا اور جس طرح سانس بے تکلف آتا ہے اسی طرح وہ بے تکلف تسبیح و تقدیس میں رطب اللسان رہیں گے (م) کسی اہل کتاب نے آپ سے پوچھا کیا آپ یہ فرماتے ہیں کہ جنتی کھائیں پئیں گے فرمایا ہاں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے' جنت میں ہر پھل سے دنیا کے سو آدمیوں کی برابر قوت پیدا ہوگی' بولا جو شخص کھاتا پیتا ہے اسے قضائے حاجت بھی ہوتی ہے' اور جنت اس سے پاک ہے۔ فرمایا مشک جیسا خوشبودار پسینہ آکر کھانا ہضم ہو کر پیٹ خالی ہو جائے گا۔ (ن)۔

فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (نساء۴: ۵۷) جنہوں نے ایمان لاکر اچھے عمل کیے ہم انہیں ایسی جنتوں میں لے جائیں گے جن کے اندر نہریں بہہ رہی ہوں گی' جہاں انہیں دائمی زندگی ملے گی' وہاں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں گھنے سائے میں داخل کریں گے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کا سایہ ایک تیز رفتار گھڑ سوار سو برس تک لگاتار چلنے کے باوجود بھی طے نہ کر سکے گا (ق) پھر آپ نے آیت وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ پڑھ کر سنائی' قرآن مجید میں اکثر جنت و دوزخ کی تعریف ملی جلی آتی ہے تاکہ لوگوں کو جنت کی رغبت ہو اور جہنم سے نفرت ہو یہاں بھی یہی فرمایا کہ جنت پرہیزگاروں کا انجام ہے اور جہنم کافروں کا فرمایا لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ الخ (حشر ۵۹: ۲۰) جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے' جنتی ہی کامیاب ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ
مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ
اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع ۵

اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب سے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ایسی بھی جماعتیں ہیں جو کتاب کا بعض حصہ نہیں مانتیں۔ آپ فرمادیں کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں' میں اسی کی دعوت دیتا ہوں اور مجھے اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اسی طرح ہم نے قرآن عربی زبان میں فرمان بنا کر اتارا' اور اگر علم آ

جاننے کے بعد بھی آپ لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کریں گے تو آپ کا اللہ کے عذاب سے کوئی حمایتی نہ ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

صادق اہل کتاب آپ کی شریعت سے خوش ہیں: (۳۶) اہل کتاب جو اپنی کتاب کے مطابق عمل پیرا ہیں آپ پر قرآن کے اترنے سے بڑے خوش ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں آپ کی اور قرآن کی بشارت ہے' فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الخ (بقرہ ۲:۱۲۱) جنہیں ہم نے کتاب دی ہے اور وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں وہ قرآن پر بھی ایمان لے آتے ہیں قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ الخ (اسراء ۱۷:۱۰۷ تا ۱۰۹) آپ کہہ دیں کہ خواہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ اس سے پہلے جن کو علم دیا گیا جب ان کے سامنے رحمان کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعی ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہا' یعنی ہماری کتابوں میں جس رسول کی بشارت ہے وہ سچی ہو کر رہی آخرالزمان نبی تشریف لے آئے' سبحان اللہ اللہ کا وعدہ بھی کس قدر سچا اور پکا ہے اور وہ ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں' اور انکے خشوع وخضوع میں اضافہ ہو جاتا ہے اہل کتاب کی کچھ ایسی جماعتیں بھی ہیں جو کتاب مقدس کی بعض باتیں نہیں مانتیں بہر حال کچھ اہل کتاب تو ایمان لے آئے ہیں مگر اکثر بے ایمان ہیں' پھر فرمایا کہ اے نبی آپ تو ان سے یہ فرما دیں کہ مجھے تو اللہ ہی کی عبادت کا اور شرک سے ممانعت کا حکم ہے میں اسی کی توحید کی دعوت دیتا ہوں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کا پیغام سناتا ہوں اور مجھے اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

(۳۷) یعنی جس طرح ہم نے آپ سے پہلے نبی بھیجے اور ان پر آسمانی کتابیں اتاریں اسی طرح ہم نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا اور آپ پر عربی زبان میں قرآن اتارا جس میں دین کی پکی پکی باتیں ہیں ہم نے قرآن سے جو ایک روشن' واضح' مدلل اور صاف کتاب ہے۔ آپ کو دوسروں پر فضیلت دی فرمایا اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ الخ (فصلت ۴۱:۴۱'۴۲) سچ مچ یہ ایک بڑی عزت والی کتاب ہے جس کے آگے پیچھے سے باطل نہیں آ سکتا۔ اس کو حکمتوں اور خوبیوں والے اللہ نے اتارا ہے' پھر فرمایا کہ اے ہردلعزیز نبی آپ کے پاس اللہ کے پاس والا علم اور اس کی کتاب مقدس آ چکی اگر اس کے باوجود بھی آپ نے لوگوں کی خواہش مانی تو آپ کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ کوئی آپ کا حمایتی کھڑا ہوگا اس آیت میں ان عالموں کو بڑا بھاری ڈراوا ہے جو علم کے باوجود نبی کی سنت چھوڑ کر گمراہوں کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾
يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور سب کو بیوی بچے دیے کسی رسول کے بس کی یہ بات نہ تھی کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے ہر مقررہ مدت کی ایک تحریر ہے اللہ جو چاہے مٹا دے اور جو چاہے برقرار رکھے لوح محفوظ اسی کے پاس ہے۔

بشر ہی انبیاء ہوئے: (۳۸) یعنی اے پیارے نبی جس طرح ہم نے آپ کو ایک بشر اور رسول بنا کر بھیجا اسی طرح آپ سے پہلے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا جو کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے' بیوی بچوں والے بھی تھے' عورتوں کے

پاس بھی جاتے تھے اور ان کے اولاد بھی ہوتی تھی' تمام نبیوں کے سردار اور خاتم الانبیاء کے بارے میں فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ الخ (۔۔۔۔۱۵:۹۴) آپ صاف صاف کہہ دیں کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں البتہ میرے پاس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں نفلی روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں' شب بیدار بھی رہتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں' گوشت بھی کھاتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں' لہٰذا جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ میرا نہیں (ق)۔ (۲) یہ چار باتیں پیغمبروں کی ہیں خوشبو لگانا' نکاح کرنا' مسواک کرنا اور مہندی لگانا (ت)۔

کوئی رسول اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ نہیں دکھا سکتا: پھر فرمایا کہ اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ ظاہر کرنا رسول کے بس کی بات نہیں دراصل معجزہ اللہ ظاہر کراتا ہے اس میں رسول کا کوئی دخل نہیں ہوتا' اللہ جو چاہے کرے اور جو چاہے اسی کا حکم دے' پھر فرمایا ہر مقررہ مدت کی ایک تحریر ہے' فرمایا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ الخ (حج ۲۲:۷۰) کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں جانتا ہے اور یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے اور اللہ کے لیے نہایت ہی آسان ہے ہر آسمانی کتاب کی ایک مقررہ مدت اور معین اندازہ ہے۔

تقدیری باتوں میں ردوبدل ہوتا ہے: (۳۹) اللہ جو حکم چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اس پچھلی کتاب سے جو سب سے آخری نبی پر اتری پہلی تمام کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ اللہ نے تمام سال کے کام مقرر فرما دیے پھر ان میں سے جسے چاہا مٹا دیا اور جسے چاہا بحال رکھا' البتہ حیات وموت اور شقاوت وسعادت میں ردوبدل نہیں ہوتا'۔

ابن عباسؓ: فرماتے ہیں اللہ جو چاہے بدل دے اور جسے چاہے بحال رکھے یہ تمام باتیں ام الکتاب میں ہیں جو اللہ کے پاس ہے اور ناسخ ہے اور ہر بدلی جانے والی اور برقرار رہنے والی بات دوسری کتاب میں ہے۔

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

اگر ہم ان کافروں سے کئے ہوئے وعدوں میں سے کوئی وعدہ آپ کو دکھا دیں یا آپ کو وفات دے دیں تو آپ کے ذمہ محض اللہ کا پیغام پہنچا دینا ہے اور حساب ہمارے ذمے ہے۔ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم زمین کے کناروں سے زمین گھٹاتے چلے آرہے ہیں، اور اللہ ہی حکم کرتا ہے اس کا حکم کوئی ٹالنے والا نہیں اور وہ جلدی حساب لے لیگا۔

عذاب اللہ کے اختیار میں ہے: (۴۰) یعنی ہم مخالفین اسلام پر خواہ آپ کی زندگی میں عذاب لے آئیں یا آپ کے بعد آپ کا جو فرض تھا آپ اسے ادا کر چکے ان کے عملو کا حساب اور ان کی شرارتوں کا بدلہ ہمارے ذمہ ہے فرمایا آپ نصیحت کرتے رہیں کیونکہ آپ نصیحت کرنے والے ہیں آپ ان پر داروغہ نہیں آپ کی نصیحت سے جو اعراض کرے گا اور اسے نہ مانے گا اللہ پاک اس کو سنگین سزا دے گا بلاشبہ انہیں ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے اور ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے۔

اسلام کا دن بہ دن غلبہ: (۴۱) کیا یہ مشرک محمدی فتوحات کا سلسلہ نہیں دیکھ رہے کہ روز بروز اسلامی سلطنت کے حدود بڑھتے

چلے جا رہے ہیں اور شہر پر شہر فتح ہوتے چلے جا رہے ہیں یا کیا انہیں یہ خبر نہیں کہ آبادی کھنڈرات میں اور اونچے اونچے محل ویرانوں میں تبدیل ہوتے چلے جا رہے ہیں یا مسلمان کافروں پر غالب ہوتے جا رہے ہیں۔ یا دنیا میں خرابیاں بڑھتی جا رہی ہیں اور برکتیں اٹھتی جا رہی ہیں یا لوگ مرتے چلے جا رہے ہیں یا پیداوار میں کمی آتی جا رہی ہے اور زمین غیر آباد ہوتی جا رہی ہے' اگر زمین کا بالذات گھٹنا مراد ہوتا تو انسان کی رہائش میں زبردست خلل پڑ جاتا اس سے مراد انسانوں کی اور درختوں کی کمی ہے زمین کی تنگی نہیں بلکہ لوگوں کا مرنا مراد ہے آہ عالموں فقیہوں اور نیک لوگوں کی موت بھی زمین کی بربادی ہے۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾

ان سے پہلوں نے بھی تدبیریں کی تھیں پھر اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے وہ ہر شخص کی کمائی جانتا ہے اور کافروں کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس گھر کا نیک انجام کس کے لیے ہے۔

مستقبل مسلمانوں ہی کا شاندار ہے: (۴۲) پہلے کافروں نے بھی اپنے اپنے رسولوں کے ساتھ عیاریاں کیں اور انہیں جلاوطن کرنا چاہا پھر اللہ نے بھی انہیں ان کی عیاریوں کا بدلہ دیا اور اپنے رسولوں کو ان پر غلبہ عطا فرما کر ان کا مستقبل شاندار بنایا فرمایا (۱) وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الخ (انفال ۸: ۳۰) اور جب کافر یہ تجویزیں سوچ رہے تھے کہ کسی نہ کسی طرح آپ کو گرفتار کر لیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں وہ تو اپنی عیاریوں میں مصروف تھے اور اللہ ان کے انتظار میں تھا اور اللہ بہترین تدبیروں والا ہے۔ (۲) وَمَكَرُوْا مَكْرًا الخ (نمل ۲۷: ۵۰' ۵۲) انہوں نے بڑی چالیں کیں اور اللہ نے بھی انہیں ان کی چالوں کا خوب بدلہ دیا اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی' اب آپ غور تو کریں کہ ان کی چالوں کا کیسا برا انجام ہوا۔ ہم نے ان سب کو مع ان کی قوم کے غارت کر دیا' ان کے گھر ان کے ظلم کی وجہ سے کھنڈر پڑے ہوئے ہیں' پھر فرمایا کہ اللہ اسرار سے خوب واقف ہے' اور ہر شخص کے حرکات وسکنات سے خوب خبردار ہے ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملنے والا ہے' کافر بھی عنقریب جان جائیں گے کہ میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے' اور فتح ونصرت کس کے پاؤں چومتی ہے ہمیشہ دنیا اور آخرت میں رسول اور ان کے ماننے والے ہی غالب وسرخرو ہوئے' انہیں کا انجام شاندار اور دنیا اور آخرت میں عروج باعث افتخار ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾ ع ۱۴

کافر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہی نہیں آپ فرما دیں کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے' اور اس کا بھی جس کے پاس علم کتاب ہے۔

رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی کافی ہے: (۴۳) اے سچے نبی یہ کافر آپ کو جھٹلا رہے ہیں' اور گستاخ بے شرمی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول نہیں آپ ان کی بکواس کی پرواہ نہ کریں اور ان سے کہہ دیں کہ میری رسالت پر اللہ کی

گواہی کافی ہے وہ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ میں نے تم کو اللہ کی دعوت دی' پیغام رسالت سنایا اور توحید کا سبق سکھایا اور اس بات پر بھی کہ تم مجھے جھوٹا کہہ کر مجھ پر کذب کا الزام لگا رہے ہو وہ میری صداقت کو اور تمہاری تہمت کو خوب دیکھ رہا ہے پھر فرمایا کہ میری رسالت پر وہ بھی گواہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

یہاں عام معنی مراد ہے جس میں حق گو علمائے اہل کتاب بھی شامل ہیں جو آسمانی کتابوں میں رحمت عالم ﷺ کی صفتیں پاتے ہیں اور پہلے نبیوں کی آپ کے بارے میں بشارتیں بھی فرمایا (۱) وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ الخ (اعراف ۷: ۱۵۶' ۱۵۷) میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے میں ان کے لیے لکھنے والا ہوں جو اللہ سے ڈرتے ہیں' مال کی زکوٰۃ نکالتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ہماری آیتوں کو مانتے ہیں اور امی نبی کی پیروی کرتے ہیں جس کی بشارت تورات و انجیل میں اپنے پاس لکھی ہوئی پاتے ہیں (۲) اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ الخ (شعراء ۲۶: ۱۹۷) کیا ان کے لیے یہ نشانی نہیں کہ آپ کو علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں۔

سورۂ ابراہیم

یہ قرآن کریم کی بترتیب مصحف ۱۴ ویں اور بترتیب نزول ۷۲ ویں سورہ ہے۔

سورہ ابراہیم مکہ میں اتری اور اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ① اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ② الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے الرا کے معنی تو اللہ ہی جانتا ہے یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتاری تاکہ آپ اس سے لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائیں' یعنی غالب و خوبیوں والے اللہ کی راہ کی طرف لے آئیں۔ جس کی ملکیت میں آسمان و زمین کی ایک ایک چیز ہے اور نہ ماننے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے یعنی سخت عذاب ہے جو اس دنیوی زندگی کو آخرت پر محبوب رکھتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں' یہی انتہائی گمراہی میں ہیں۔

قرآن کی فضیلت: (۱) الر حروف مقطعات ہے اس کا معنی اللہ ہی جانتا ہے پھر فرمایا کہ اے نبی یہ وہ کتاب ہے جو آپ پر اتاری گئی' یعنی یہ قرآن عظیم آسمانی کتابوں میں سب سے افضل کتاب ہے اور دنیا کے سب سے افضل رسول پر اترا ہے' یعنی قران تمام

کتابوں میں اعلیٰ اور پیغمبر اسلام تمام رسولوں میں افضل ہیں' چونکہ آپ عرب وعجم اور انسان وجن سب کے رسول ہیں' لہٰذا یہ کتاب روئے زمین کے قیامت تک آنے والے انسانوں اور جنوں کے لیے مشعل راہ ہے' پھر فرمایا کہ اے نبی ہم نے آپ کو رسول بنا کر یہ کتاب مقدس عطا فرما کر بھیجا تا کہ آپ لوگوں کو کفر وشرک اور ضلالت وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت وخیر کی طرف اور اسلام وتوحید کے نور کی طرف لے آئیں' فرمایا (۱) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ الخ (بقرہ۲: ۲۵۷) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے' اور انہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال رہا ہے اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو انہیں اجالے سے اندھیروں کی طرف دھکے دے رہے ہیں (۲) هُوَالَّذِيْ يُنَزِّلُ الخ (حدید ۵۷: ۹) وہی اپنے بندے پر غالب نشانیاں اتارتا ہے تا کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لائے' پھر فرمایا کہ اصل ہدایت عطا فرمانے والا اللہ ہی ہے' اللہ کو جن کی ہدایت رسولوں کے واسطے منظور ہوتی ہے وہی غالب وخوبیوں والے اللہ کا کلام رسولوں سے سن کر راہ پا جاتے ہیں' اللہ اس قدر زبردست غلبہ والا ہے کہ اس کی بات میں کوئی حائل نہیں ہوسکتا' اور نہ کوئی اس پر غالب آ سکتا ہے' بلکہ وہی تمام کائنات پر غالب وقاہر ہے اور اپنے اقوال وافعال اور شریعت وتقدیر میں خوبیوں والا ہے اور اپنی خبروں میں اور باتوں میں سچا ہے۔

ہر چیز پر اللہ کی حکومت ہے: (۲) وہی سچا معبود ہے جس کی ساری کائنات ہے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ الخ (اعراف ۷: ۱۵۸) آپ فرما دیں لوگو! مجھے اللہ نے جس کی آسمان وزمین پر بادشاہت ہے تم سب کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تکذیب رسول ﷺ پر سخت وعید: پھر فرمایا کہ اے نبی چونکہ آج کافر آپ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور آپ کو جھوٹا جانتے ہیں اس لیے قیامت کے دن ان پر سخت عذاب ہوگا اور یہ بڑی بھاری خرابی میں پڑ جائیں گے۔

کافروں کی عادت: (۳) کافروں کی عادت کا بیان ہے کہ یہ آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں' دنیا کے حاصل کرنے کے لیے تو خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں مگر آخرت سے بے پرواہ رہتے ہیں پھر نہ صرف خود ہی رسولؐ کی پیروی سے رکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں' اور سیدھی راہ ٹیڑھی کرنا چاہتے ہیں یہ اسی ناپاک کوشش میں اور سخت غلطی میں مبتلا رہیں گے' توحید کی راہ نہ تو ٹیڑھی ہے اور نہ ٹیڑھی ہوسکتی ہے۔ مخالفوں کی کوششیں اس میں خلل نہیں ڈال سکتیں' دراصل اس راہ کو ترچھا کرنے کی کوشش محض بے سود ہے جو سیدھی راہ ہے وہ کیسے ٹیڑھی ہوسکتی ہے اور جو ٹیڑھے ہیں وہ کیسے سیدھے ہوسکتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

ہم نے ہر رسول ان کی قوم کی زبان ہی میں بھیجا' تا کہ وہ لوگوں کے سامنے کھول کھول کر بیان کریں' پھر اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے راہ راست دکھا دے وہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

انبیاء لوگوں کی مادری زبان میں بھیجے جاتے ہیں: (۴) اللہ کا بندوں پر بڑا لطف وکرم ہے کہ وہ لوگوں کے پاس جو رسول بھیجتا ہے ان کی مادری زبان میں بھیجتا ہے تا کہ رسول پوری وضاحت کے ساتھ لوگوں کو سمجھا دیں اور وہ اس کی بات اچھی طرح سے سمجھ سکیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے جو رسول بھیجا اسے اس کی امت کی زبان ہی میں بھیجا' (الف)۔

ہدایت و گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے: پھر فرمایا کہ جب لوگوں پر حجت قائم ہو چکتی ہے تو پھر ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے دھتکار دے اس کی منشا کے بغیر ایک ذرہ بھی نہیں ہلتا وہ اس قدر غلبہ والا ہے کہ اس نے جو چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا' اللہ اپنے کاموں میں بڑی حکمت والا ہے اور اس کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہ کیے جانے کا حق دار ہے' اور اسی کو راہ پر لاتا ہے جو راہ پر لائے جانے کا اہل ہے چونکہ اللہ اپنی مہربانی سے ہر نبی کو اس کی قومی زبان ہی میں بھیجتا ہے اس لیے اسے قومی زبان ہی میں آسمانی کتب ملتی ہے اور اس کی زبان بھی وہی ہوتی ہے اس لیے ہر نبی کو مخصوص لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا جاتا تھا' لیکن رسول اللہ ﷺ کی رسالت عام ہے چنانچہ آپ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ ایک مہینے کی مسافت سے میرا دشمن پر رعب چھا جاتا ہے' تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک ہے مجھے مال غنیمت حلال ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا' مجھے شفاعت دی گئی ہے اور ہر نبی اپنی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا مگر میں تمام قوموں کی طرف بھیجا گیا ہوں قرآن میں بھی یہی ہے فرمایا قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ الخ (اعراف ۷:۱۵۸) اے نبی آپ فرما دیں لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑤

واقعی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزے دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف نکال لاؤ اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ واقعی اس میں بھی ہر صبر گزار و شکر گزار کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

ہر نبی ہدایت توحید لے کر آیا: (۵) یعنی اے نبی جس طرح ہم نے آپ کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آپ پر کتاب اتاری تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لے آئیں اسی طرح ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزے عطا کر کے بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا' کہ وہ انہیں خیر و برکتوں کی دعوت دیں تا کہ وہ جہالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکل کر ہدایت و ایمان کی روشنی کی طرف آ جائیں اور اے موسیٰ آپ بھی اسرائیلیوں کو اللہ کے احسانات یاد دلائیں کہ اس نے تمہیں فرعون کی غلامی سے اور اس کے پنجہ جور و استبداد سے اور اس کے انسانیت سوز مظالم سے بچایا۔ اسی نے تمہیں تمہارے دشمن سے چھڑایا اسی نے تمہاری خاطر دریا کو حکم دے دیا کہ وہ تم کو راستہ دے دے' اسی نے تم پر وادی تیہ میں بادلوں کا سایہ فرمایا' اور اسی نے تم پر من و سلویٰ اتارا' اس کے علاوہ اور بھی تم پر احسانات جلیلہ اور انعامات عظیمہ ہیں۔

پھر فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل پر جو جو احسانات کیے ہیں کہ انہیں فرعون کے ظلم سے چھڑایا اور انہیں ذلت والے عذاب سے بچایا ان میں مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کے لیے اور خوشی میں شکر کرنے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور سخت عبرت ہے۔

صبر و شکر بہترین عادت ہے: بہترین شخص وہ ہے جو خوشی کے وقت شکر اور غم کے وقت صبر کرے' ایک صحیح حدیث میں ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا ہر کام مسرت خیز ہے' اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ اچھا ہوتا ہے' وہ آرام و راحت پر شکر کرتا ہے' اور غم و آلام پر صبر' غرضیکہ دونوں حالتوں میں صبر شکر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کی نعمتیں یاد کرو جو تم پر کی گئیں جبکہ اس نے تمہیں فرعونیوں سے چھڑایا جو تم کو بدترین عذاب چکھاتے تھے' اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی' اور جب تمہارے رب نے تمہیں سنا دیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں اور بھی دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بڑا سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور تمام دنیا کے انسان مل کر ناشکری کریں تو بھی اللہ بالکل بے نیاز و خوبیوں والا ہے۔

کلیم اللہ کا ایک وعظ : (۶) ان آیتوں میں کلیم اللہ کے وعظ کا بیان ہے جس میں آپ نے اسرائیلیوں کو اللہ کی مخصوص اور بڑی بڑی نعمتیں یاد دلائی تھیں کہ اس نے تمہیں فرعونیوں سے بچایا اور اس ذلت والے عذاب سے بھی جو فرعونی تمہارے ساتھ روا رکھتے تھے' کہ تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ فرعون کی ایذا اللہ کی طرف سے تمہارے لیے ایک بڑی زبردست آزمائش تھی جس سے اللہ نے تمہیں نجات دی اور اس پر اس کا جس قدر شکر کرو کم ہے۔

شکر سے نعمت بڑھتی ہے اور ناشکری سے گھٹتی ہے : (۷) یعنی جب تمہیں تمہارے رب نے اپنا یہ حکم سنا دیا یا اپنی عزت و جلال اور عظمت و کبریائی کی قسم کھا کر بتا دیا فرمایا وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ الخ (اعراف ۷: ۱۶۷) اور جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ وہ قیامت کے دن ضرور ان پر ایسے لوگ مسلط کر دے گا جو انہیں بدترین عذاب چکھائیں گے اللہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ احسان مندوں اور شکر گزاروں کی نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اور ناشکروں کی نعمتیں چھن جائیں گی' یاد رکھو میرا عذاب بڑا سنگین ہے جو ناشکری کی سخت سزا ہے نعمتیں الگ چھن جاتی ہیں اور سخت سزا الگ ملتی ہے' سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا کہ انسان گناہ کر کے ملنے والی روزی سے محروم ہو جاتا ہے ایک دفعہ آپ کے پاس ایک سائل آیا آپ نے اسے ایک کھجور دے دی' اس نے پکڑ کر کھجور واپس کر دی پھر دوسرا سائل آیا آپ نے وہ کھجور اسے دے دی' اس نے بخوشی لے لی اور مسرت سے کہنے لگا یہ کھجور اللہ کے پیارے رسول کا دیا ہوا تحفہ ہے' آخر آپ کے حکم سے اسے مزید چالیس درہم ملے۔ (الف)۔

ناشکری سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا : (۸) حضرت موسیٰ نے فرمایا اگر تم اور تمام روئے زمین کے انسان ناقدرے اور ناشکرے

بن جائیں تو اللہ تو اپنے بندوں کے شکر سے بے نیاز ہے اسے تمہارے شکر کی پرواہ نہیں خواہ تم شکر ادا کرو یا نہ کرو' وہ تو ہر حالت میں خوبیوں والا اور قابل تعریف ہے فرمایا (۱) فَکَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا الخ (تغابن ۶۴:۶)' (۲)' اِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ (زمر ۳۹:۷) پھر انہوں نے ناشکری کی اور منہ موڑ لیا اور اللہ نے بھی بے نیازی برتی اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے پچھلے انسان اور جن ایک شخص کے تقویٰ والے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا اور اگر ایک شخص کے فسق و فجور والے دل کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ کمی نہیں آتی اور اگر سب میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگیں اور سب کے دامن مراد بھر دوں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ کمی نہیں آ سکتی' جیسے کوئی شخص ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر نکال لے تو کیا اس سوئی کی نمی سے سمندر کے پانی میں کمی آ سکتی ہے۔

(م) ہمارا پروردگار پاک و بلند و برتر ہے وہ سب سے بے پرواہ ہے اور بے شمار خوبیوں والا ہے۔

مع
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹
عند المتقدمین الثلثۃ

کیا تمہارے پاس انکی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے تھے' یعنی قوم نوح کی' عادیوں کی' ثمودیوں کی اور ان سے پیچھے والوں کی جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے پاس ان کے رسول زبردست معجزے لائے لیکن انہوں نے منہ میں انگلیاں ڈال کر کہا کہ ہم تمہاری رسالت کے منکر ہیں اور تم ہمیں جس کی طرف بلا رہے ہو ہمیں اس میں زبردست شبہ ہے اور ہمیں اس سے تسلی نہیں۔

(۹) کلیم اللہ کا وعظ تو گزر چکا یہاں سے الگ بیان شروع ہو رہا ہے۔

یہاں رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں کا بیان ہے جن کو تباہ کر دیا گیا اور جن کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں' رسول انکے پاس براہین ساطعہ لے کر آئے مگر انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا' آخر اللہ کے عذاب نے ایک کو بھی نہیں چھوڑا۔

معد بن عدنان کے مابعد کی تاریخ مبہم ہے: پھر فرمایا انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی معد بن عدنان کے مابعد کی تاریخ مبہم ہے' تاریخ میں قوموں کا جو بیان ہے وہ غلط ہے اور ناقص کیونکہ بے شمار قوموں سے دنیا واقف نہیں۔

منہ کی طرف ہاتھ لوٹانے کا مطلب: پھر فرمایا انہوں نے مونہوں کی طرف ہاتھ لوٹا لئے یعنی نبیوں کے منہ بند کرنے لگے یا اپنے مونہوں پر ہاتھ رکھنے لگے اور نبیوں کو جھٹلانے لگے یا نبیوں کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے یا انہیں اپنی زبان درازی سے جھٹلایا۔

پھر فرمایا کہ انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تمہاری رسالت کو نہیں مانتے ہمیں تمہاری دعوت میں شک ہے جو دور نہیں ہوتا اور کسی دلیل سے تشفی نہیں ہوتی۔

کافروں کو اللہ کا کلام سن کر تعجب ہوا اور منہ میں انگلیاں ڈال کر کہنے لگے کہ ہمیں تمہاری رسالت پر یقین نہیں آتا بلکہ سخت شبہ ہے۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع ۱۴

ان کے رسولوں نے کہا کیا تمہیں اللہ میں جو آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے شک ہے وہ تم کو تمہارے گناہ معاف کرنے کے لیے اور ایک مقررہ مدت تک مہلت دینے کے لیے بلا رہا ہے بولے تو تم ہماری طرح کے بشر ہی ہو اور تم ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے ہمیں روکنا چاہتے ہو اچھا تو ہمارے سامنے کوئی روشن دلیل لاؤ ان کے رسولوں نے جواب دیا بے شک ہم تمہاری طرح بشر ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل فرماتا ہے اللہ کے حکم کے بغیر معجزہ دکھلانا ہمارے بس کا نہیں اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ رکھیں حالانکہ اسی نے ہمیں ہماری راہیں دکھائی ہیں ہمیں تمہاری ایذاؤں پر صبر ہی کرنا پڑے گا اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

کافروں کی کٹ حجتی: (۱۰) کافروں کی کٹ حجتی کا بیان ہے کہ جب اللہ کے نبی ان کے پاس توحید لائے اور شرک کی برائی بیان کی تو انہوں نے توحید پر اعتراض کئے اور کہنے لگے کہ ہمیں ایک ہی اللہ کی عبادت میں شک ہے اس پر نبیوں نے جواب دیا کہ افسوس تم اللہ کے بارے میں شک کرتے ہو؟ یعنی کیا تمہیں اللہ کے وجود میں شک ہے تمہارے ضمیر تو اس کو پکار رہے ہیں اور تمہاری فطرت سلیمہ اس کی گواہی دے رہی ہے' مانا کہ بعض لوگوں کو وجود باری میں شک ہوتا ہے اور انہیں غور وفکر کی حاجت ہوتی ہے اور ایسی دلیل کی تلاش ہوتی ہے جو اللہ کے وجود پر شاہد ہو۔

توحید کی ایک موٹی سی دلیل: اچھا تو اس کے وجود کی دلیل بھی سن لو یوں تو دلیلیں بے شمار ہیں اور کائنات کے گوشے گوشے میں بکھری ہوئی ہیں مگر ایک موٹی سی دلیل ملاحظہ ہو کہ یہ آسمان وزمین کس نے پیدا کیے' موجود کا وجود موجد کے بغیر ناممکن ہے' ظاہر ہے

کہ آسمان وزمین کو بلانمونے کے اللہ ہی نے پیدا کیا جب اللہ ہی آسمان وزمین کا خالق ہے تو اسی کی عبادت لائق ہے وہ ہر کام میں یکتا ہے اس کے کسی کام میں کوئی شریک نہیں لہذا اس کی عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں' یہ فضائی تغیرات یہ نظام کائنات' یہ تسخیر و انقیاد کی کیفیات جو انسان کے دن رات مشاہدہ میں آرہی ہیں حق تعالی کے وجود پر شاہد ہیں' یا کیا تم کو اس کے یکتا معبود ہونے میں شک ہے اور اس بات پر اعتراض ہے کہ عبادت اسی کی ذات کے لیے کیوں مخصوص ہے جب وہ ساری کائنات کا خالق ہے اور پیدائش میں اس کا کوئی شریک نہیں تو وہی عبادت کے لائق ہے۔ عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

اللہ سے قریب کرنے والے نیک عمل ہیں وسیلہ کچھ نہیں: چونکہ اکثر قومیں خالق کائنات کی عبادت واجب جانتی تھیں لیکن مخلوق کی عبادت اس لالچ سے کرتی تھیں کہ یہ ان کے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں ان سے انہیں یہ فائدہ ہوگا کہ یہ انہیں اللہ سے قریب کردیں گے اور سفارش کرکے ان کے گناہ بخشوادیں گے' اس لیے اللہ کے نبی اس گندے خیال کی تردید فرما کر انہیں بتا رہے ہیں کہ خود اللہ براہ راست تمہیں اپنی طرف بلا رہا ہے' مخلوق کو وسیلہ سمجھ کر اس کی عبادت نہ کرو' نبیوں سے تعلیم حاصل کرو اور اس پر عمل کرو اللہ آخرت میں تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور دنیا میں تم کو ایک مقررہ وقت تک مہلت عطا فرما دے گا پھر تم رب کے پاس سرخرو ہو کر آؤ گے فرمایا وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ (ھود ۱۱:۳) اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو پھر اس سے توبہ کرو۔ وہ تم کو ایک مقررہ مدت تک دنیا میں اچھا فائدہ اٹھانے دے گا اور ہر فضیلت والے کو اس کی فضیلت عطا فرمائے گا۔

کافروں کا رسالت میں شک: پھر کافر مقام رسالت پر شک کرکے نبیوں سے جھگڑے کہ اچھا ہم اللہ کا وجود بھی مانتے ہیں اور ہمیں اس کی تنہا عبادت بھی منظور ہے لیکن پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم رسول کیسے ہو گئے تم تو ہماری طرح ایک بشر ہو پھر ہم تمہارے صرف کہہ دینے سے تمہیں کیسے رسول مان لیں' حالانکہ ہم نے اب تک کوئی معجزہ نہیں دیکھا لہذا کوئی معجزہ لاؤ۔

نبیوں کا اقرار کہ ہم بشر ہیں: (۱۱) رسولوں نے جواب دیا کہ واقعی ہم تمہاری طرح ایک بشر ہی ہیں لیکن اللہ کا ہم پر یہ فضل ہے کہ اس نے ہمیں رسالت عطا فرمائی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے رہا معجزوں کا سوال سو وہ اللہ کے اختیار میں ہیں تم جو معجزہ مانگ رہے ہو ہم اسے ظاہر نہیں کر سکتے ہاں اللہ سے دعا کریں گے اگر اسے منظور ہوگا تو معجزہ بھی ظاہر ہو جائے گا۔ انبیاء معجزے لے کر آتے ہی ہیں مگر قوم کا مطالبہ خاص خاص معجزوں کا تھا اس لیے انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہمیں اللہ کے کاموں میں دخل نہیں اگر اسے منظور ہوگا تو وہی تمہارا مطالبہ بھی پورا فرما دے گا' پھر فرمایا کہ ایمان والوں کو اپنے ہر کام میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

مومن کی شان صبر وتوکل ہے: (۱۲) بھلا ہم اللہ پر کیوں نہ بھروسہ رکھیں جب کہ اس نے ہمیں سیدھی راہیں سمجھائیں اب اگر تم ہمیں ایذا پہنچاؤ گے یا ہم پر لعن طعن کرو گے یا ہمیں مارو پیٹو گے یا قتل کا ارادہ کرو گے تو ہم صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے لہذا صبر وتوکل کا دامن کسی صورت میں بھی ہمارے ہاتھوں سے چھوٹنے نہ پائے گا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

کافر اپنے رسولوں سے بولے کہ ہمیں تم کو اپنے ملک سے نکالنا پڑے گا ورنہ تم پھر سے ہمارے دین میں آ جاؤ پھر ان کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ ہم ان ظالموں کو ہلاک کر کے ہی چھوڑیں گے اور ان کے بعد تمہیں ان کے ملک میں بسا کر رہیں گے یہ ان کے لئے ہے جنہیں میرے سامنے کھڑے ہونے کا کھٹکا ہے اور میرے ڈراوے سے لرزتے ہیں اور وہ فیصلہ چاہنے لگے اور ہر سرکش وضدی ناکام ہوا اس کے پیچھے جہنم ہے جہاں اسے پیپ والا پانی پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ گھونٹ کر کے مشکل سے اتارے گا پھر بھی حلق سے نیچے نہ اتر سکے گا اور اسے ہر طرف سے موت ہی موت آتی دکھائی دے گی' حالانکہ اب موت آنے والی نہیں اور اس کے پیچھے بھی بھاری عذاب ہے۔

انبیاء کو قتل وجلاوطنی کی دھمکی: (۱۳) کافروں نے رسولوں کو شہر بدر کرنے کی دھمکی دی جس طرح قوم شعیبؑ نے شعیبؑ سے اور مسلمانوں سے کہا تھا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ الخ (اعراف ۷:۸۸) اے شعیبؑ ہمیں اپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جو ایمان والے ہیں اپنے شہر سے نکالنا پڑے گا ورنہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔

اسی طرح لوطیوں نے کہا تھا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ الخ (نمل ۲۷:۵۶) لوط کے گھرانے والوں کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو اللہ نے قریشی مشرکوں کی طرف سے فرمایا (۱) وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ الخ (اسراء ۱۷:۷۶) یہ اس سرزمین سے آپ کے قدم اکھاڑنے والے ہی تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں پھر آپ کو نکال کر یہ اس میں رہ بھی نہیں سکتے تھے۔

انبیاء کو فتح کی بشارت: (۱۴) اللہ نے اپنے نبیوں پر وحی بھیجی کہ غم نہ کرو ہم ظالموں کو ہلاک کر کے تمہیں ان کے شہروں میں بسا دیں گے فرمایا (۱) وَلَقَدْ سَبَقَتْ الخ (صافات ۳۷:۱۷۱ تا ۱۷۳) یقیناً پیغمبروں کے سلسلے میں ہماری پہلے ہی سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ وہی مظفر ومنصور رہیں گے اور بلاشبہ ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا (۲) كَتَبَ اللّٰهُ الخ (مجادلہ ۵۸:۲۱) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے واقعی اللہ بڑا ہی زبردست وغالب ہے۔

انبیاء نے دعا اور قوموں نے بد دعا مانگی: (۱۵) یعنی نبیوں نے فتح کی دعا مانگی یا خود قوموں نے اپنے اوپر بد دعا کی جیسے اس آیت میں ہے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا الخ (انفال ۸:۳۲) اے اللہ اگر یہ برحق ہے اور تیرے پاس سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیج' جیسے کافروں نے بدر کے موقعہ پر اپنے لیے بد دعا کی تھی اور اللہ کے نبی نے اللہ سے مسلمانوں کے لیے دعا مانگی تھی اور آپ کی غیب سے مدد کی گئی تھی' اللہ نے مشرکوں سے فرمایا اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا الخ (انفال ۸:۱۹) اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو تمہارے پاس فیصلہ آ گیا اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہت ہی اچھا ہے پھر فرمایا کہ ہر جبار وسرکش نامراد ہو گا فرمایا اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ الخ (ق ۵۰:۲۴'۲۶) ہر ناشکرے اور سرکش کو جہنم میں جھونک دو جو لوگوں کو بھلائی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا اور لوگوں کے دلوں میں شبہے پیدا کرنے والا تھا۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہرا لیا تھا لہٰذا اسے سخت عذاب

میں دھکا دے دو حدیث میں ہے قیامت کے دن جہنم کو بلایا جائے گا وہ چیخ چیخ کر لوگوں سے کہے گی مجھے ہر جبار و سرکش پر مسلط کر دیا گیا ہے آہ اس وقت ان سرکشوں اور منہ زوروں کا کیا حال ہوگا جب کہ نبی بھی رب کے سامنے گڑگڑا کر سلامتی کی دعائیں مانگ رہے ہوں گے اور عزت واقتدار والے بھی رب کے آگے رو رہے ہوں گے۔

سرکش کے لیے جہنم اور اس کے عذاب ہیں: (۱۶) (یہاں وراء کے معنی آگے کے ہیں)

یعنی جبار و سرکش کے آگے جہنم ہے جو اس کی تاک میں رہتی ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا اور جو عالم برزخ میں صبح و شام قیامت تک اس کے آگے پیش کی جاتی رہے گی اور اسے جہنم میں پیپ والا پانی پلایا جائے گا جہنم میں یا تو سخت گرم مشروب ہوگا یا غساق (لہو پیپ) ہوگا پہلا مشروب انتہائی گرم ہوگا اور دوسرا انتہائی ٹھنڈا اور سخت بدبودار فرمایا هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ الخ (ص ۳۸: ۵۷، ۵۸) یہی ہے اسی کو چکھو سخت کھولتا ہوا پانی ہے اور پیپ ولہو ہے۔

طینۃ الخبال کا بیان: صدید اس لہو اور پیپ کو کہتے ہیں جو دوزخ والوں کے گوشت اور کھالوں سے بہہ کر جمع ہوگی اسے طینۃ الخبال بھی کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا طینۃ الخبال کیا ہے فرمایا جہنم والوں کی پیپ اور لہو ہے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب یہ مشروب جہنمی کے پاس لایا جائے گا تو یہ اس سے گھن کرے گا اور جب بالکل ہی قریب آئے گا تو اس سے اس کا چہرہ جھلس جائے گا اور سر کی کھال گر پڑے گی پھر جب پی لے گا تو آنتیں کٹ کٹ کر دبر کی راہ نکل پڑیں گی (الف) وَسُقُوا مَاءً الخ (محمد ۴۷: ۵۱) انہیں سخت گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں کاٹ ڈالے گا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا الخ (کہف ۱۸: ۲۹) اگر وہ پانی کی فریاد کریں گے تو تلچھٹ جیسا پانی پلایا جائے گا جو چہروں کو جھلس کر رکھ دے گا۔

(۱۷) چار و ناچار پینا پڑے گا گھونٹ گھونٹ حلق سے اتاریں گے مگر پھر بھی پھندا لگ ہی جائے گا حلق کے نیچے اترنا دوبھر ہو گا یہ پانی جہنمی منہ میں ڈالنے نہ دیں گے مگر فرشتے لوہے کی گرز مار مار کر پلائیں گے فرمایا: وَلَهُم مَّقَامِعُ الخ (حج ۲۲: ۲۱) فرشتوں کے پاس لوہے کے گرز ہوں گے یہ انتہائی گندی انتہائی بدمزگی انتہائی بدبو اور انتہائی حرارت یا برودت کی وجہ سے نگلا ہی نہ جاسکے گا پھر فرمایا کہ جہنمی کو ہر طرف موت ہی موت دکھائی دے گی حالانکہ موت آنے والی نہیں یعنی اس کے جسم کا ایک ایک عضو پھوڑا بن جائے گا ہڈیاں رگ پٹھے اور رواں رواں مارے تکلیف کے کانپ رہا ہوگا ایسا معلوم ہو رہا ہوگا جیسے آگے پیچھے سے دائیں بائیں سے اوپر نیچے سے اور جسم کے ایک ایک عضو سے موت کا پیغام آ رہا ہے۔ یہ جہنم کے خوفناک شعلوں میں اور طرح طرح کے روح فرسا عذابوں میں مبتلا ہوں گے اور ہر عذاب اپنی جگہ پر موت کا مستقل پیام ہوگا بشرطیکہ موت کا محل ہو لیکن موت نہیں آئے گی کیونکہ موت کو بھی موت آ چکی ہوگی فرمایا ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا الخ (اعلیٰ ۸۷: ۱۳) پھر نہ تو انہیں موت آئے گی کہ مر کر ہی پاپ کٹ جائے اور نہ جہنم کا عذاب ہی ہلکا ہوگا دائمی عذاب مسلط رہے گا اور اس عذاب کے بعد بھی سخت دردناک عذاب ہوگا جو پہلے عذابوں سے زیادہ تلخ، زیادہ تکلیف دہ اور زیادہ سنگین ہوگا۔ کھانے کو زقوم ملے گا فرمایا إِنَّهَا شَجَرَةٌ الخ (صافات ۳۷: ۶۴، ۶۸) وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے اس کے پھل سانپ کے پھنوں کی طرح ہیں یقیناً جہنمیوں کو یہی کھانا پڑے گا پھر اس کھانے پر انہیں سخت گرم پانی پلایا جائے گا پھر انہیں جہنم کی طرف لوٹ کر جانا ہے، بہر حال ان بدبختوں پر یہی عذاب مسلط رہیں گے کہ کبھی زقوم کھانے کو ملے گا کبھی کھولتا ہوا پانی یا جہنمیوں کا خون اور پیپ کبھی آگ میں جھلس رہے ہوں گے اور کبھی پیپ پلائی جا رہی ہوگی، اے اللہ ہمیں دوزخ کے عذابوں اور اپنے قہر وغضب سے اپنی پناہ میں رکھ۔ آمین۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾

ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کو نہیں مانا یہ ہے کہ ان کے عمل اس راکھ کی طرح ہیں جس پر آندھی والے دن تیز و تند ہوا چلی ہو یہ اپنی ذرا سی کمائی سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے یہی تو دور والی گمراہی ہے۔

کافروں کے عملوں کی مثال: (۱۸) اللہ نے یہ مثال ان کافروں کے عملوں کی دی ہے جو اللہ کے ساتھ مخلوق کی بھی عبادت کرتے ہیں اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں' انہوں نے اپنے عملوں کی عمارت بلا نیو کے اٹھائی جس کا یہ انجام ہوا کہ عین حاجت کے وقت خالی ہاتھ رہ گئے' قیامت کے دن ان کے عملوں کی حالت یہ ہوگئی کہ چونکہ یہ اپنے عمل اچھے سمجھ رہے تھے اس لیے جب یہ اللہ سے ان کا ثواب مانگیں گے تو ایک عمل بھی قابل ثواب نہ پائیں گے جیسے آندھی کے دن سخت ہوا سے راکھ اڑ جاتی ہے اس طرح ان کے عمل غارت ہو جائیں گے پھر جیسے آندھی میں راکھ جمع نہیں ہو سکتی اسی طرح ان کے عملوں کا کچھ بھی انہیں ثواب نہیں ملے گا فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى الخ (فرقان ۲۵: ۲۳) ہم ان کے عملوں کی طرف متوجہ ہوں گے اور انہیں ذروں کی طرح اڑا دیں گے مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ الخ (آل عمران ۳: ۱۱۶) اس دنیوی زندگی میں ان کے خرچ کی مثال اس طرح ہے جیسے سخت آندھی کا بگولا کسی ظالم کے کھیت میں آ پڑا ہو اور اسکے کھیت کو جلا کر بھسم کر ڈالا ہو' اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان و زمین سنجیدگی سے بنائے اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں۔

زندگی بعد الموت کی دلیل: (۱۹) زندگی بعد الموت اللہ کی قدرت سے بعید نہیں۔ آدمیوں کی پیدائش سے تو آسمان و زمین کی پیدائش بہت بڑی ہے۔ پھر جس نے یہ وسعت و ارتفاع والے عظیم آسمان بنائے یہ ثوابت و سیارے پیدا کیے' ان میں متضاد حرکتیں رکھیں اور بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں پھر جس نے یہ زمین یہ پہاڑ یہ درخت یہ میدان' یہ بیابان' یہ نباتات' یہ حیوانات' یہ جمادات' یہ خشکی' تری اور یہ انسان بنائے وہ دوبارہ انسان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ الخ (احقاف ۴۶: ۳۳) کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان و زمین بنائے اور انکے بنانے سے وہ تھکا نہیں کیا وہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہیں کیوں نہیں وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

نافرمانیاں تباہی کا باعث ہیں: پھر فرمایا گیا کہ اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر کے تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کر دے یعنی جب تم اللہ کی حکم عدولی کرو گے تو اگر وہ چاہے تو تمہاری نافرمانیوں کی بنا پر تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ ایک نئی فرماں بردار قوم لے آئے۔ فرمایا (۱) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الخ (فاطر ۳۵: ۱۵ تا ۱۷) لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بڑا بے پرواہ ہے اور خوبیوں والا

ہے اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے ایسا کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ الخ (نساء۴: ۱۳۳) اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲۰) یعنی اللہ کے لیے کوئی کام دشوار نہیں' اس لیے وہ زندگی بعد الموت پر بخوبی قادر ہے۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِیْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾

اور سارے اللہ کے آگے پیش ہوں گے پھر کمزور سر پھروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے تھے پھر کیا تم ہم سے کچھ اللہ کا عذاب ہٹا سکتے ہو؟ یہ جواب دیں گے کہ اگر اللہ ہماری رہنمائی فرماتا تو ہم بھی یقیناً تمہاری رہنمائی کرتے آج ہمارا صبر کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہیں ہماری رہائی کی کوئی صورت نہیں۔

قیامت کے دن عوام و رہنماؤں کا جھگڑا: (۲۱) یعنی قیامت کے دن تمام اچھے اور برے انسان اللہ کے سامنے میدان محشر میں پیش ہوں گے یہ ایک کھلا میدان ہوگا اور کوئی کسی سے چھپا ہوا نہ رہے گا' چھوٹے اپنے سرداروں اور بڑوں سے جو اللہ کی عبادت سے اکڑتے تھے (جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں) اور رسولوں کی باتیں نہیں مانتے تھے کہیں گے کہ ہم تمہارے حکم کے تابعدار تھے اور تمہارا ہر حکم خوشی خوشی بجا لایا کرتے تھے پھر کیا آج تم ہم سے اللہ کا تھوڑا سا عذاب ٹال سکتے ہو جیسا کہ تم ہم سے وعدہ کیا کرتے تھے' اور ہمیں امیدیں دلایا کرتے تھے' سردار جواب دیں گے کہ اگر اللہ ہمیں ہدایت فرماتا تو آج ہم تمہارے کام آتے لیکن ہم پر ہمارے رب کی بات واجب ہو چکی ہم میں اور تم میں اللہ کی تقدیر پہل کر چکی ہے اور کافروں پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی اب عذاب سے چھٹکارا ناممکن ہے خواہ ہم ضبط کریں یا نہ کریں کسی حالت میں چھوٹنے والے نہیں' جہنمی آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ جنت والوں کو ان کے رونے اور گڑگڑانے کی وجہ سے جنت مل گئی آؤ ہم بھی روئیں اور اللہ کے سامنے گڑگڑائیں چنانچہ وہ زار زار روئیں گے اور خوب گڑگڑائیں گے مگر رونا دھونا بے سود ہوگا۔ پھر یہ کہیں گے شاید جنت والوں کو صبر کرنے کی وجہ سے جنت ملی ہے آؤ صبر کر کے بھی دیکھ لیں' پھر ایک بے مثال صبر کا نمونہ پیش کریں گے۔ مگر افسوس صبر سے بھی کام نہ بنے گا پھر کہیں گے کہ ہمارے لیے رونا دھونا اور صبر کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہیں بظاہر یہ گفتگو چھوٹے اور بڑے جہنمیوں کے جہنم میں جھونکے جانے کے بعد ہوگی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا (۱) وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ الخ (غافر۴۰: ۴۷' ۴۸) جہنم میں جھگڑیں گے پھر کمزور مغروروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابعدار تھے کیا تم ہم سے ہمارا آگ کا حصہ دفع کر سکتے ہو مغرور جواب دیں گے کہ جہنم میں تو ہم سب ہی ہیں بلاشبہ اللہ بندوں میں فیصلہ کر چکا۔

وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ

لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

اور جب تمام جھگڑے طے ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تم سے سچا وعدہ فرمایا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے وہ جھوٹے تھے میرا تم پر کچھ زور نہ تھا' ہاں میں نے تم کو بلایا ضرور تھا تم نے میری بات مان لی اس لیے مجھے الزام نہ دو بلکہ اپنے آپ کو الزام دو آج نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے فریادرس ہو میں تو مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے' واقعی ظالموں کے لیے بڑا ہی دردناک عذاب ہے اور ایمان والے اور نیک عمل کرنے والے اپنے رب کے حکم سے ان جنتوں میں لے جائے جائیں گے جن میں نہریں جاری ہیں جہاں یہ اپنے اللہ کے حکم سے ہمیشہ ہمیش رہیں گے اس میں ان کا تحیہ سلام ہوگا یعنی ہمیشہ سلامت رہو۔

میدان محشر یا جہنم میں شیطان کی تقریر: (۲۲) جب اللہ محشر والوں کے فیصلوں سے فارغ ہو جائے گا اور جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو شیطان اپنے پجاریوں سے انہیں غم پر غم حسرت پر حسرت اور افسوس پر افسوس دلانے کے لیے کہے گا کہ اللہ نے نبیوں کی زبانی تم سے جو وعدے فرمائے تھے کہ ان کی پیروی میں نجات وسلامتی ہے وہ بالکل سچے تھے اور میں نے جو وعدے کیے تھے کہ شرک کرنے میں نجات ہے وہ بالکل جھوٹے تھے' پھر فرمایا کہ میں نے تم سے وعدہ خلافی کی فرمایا يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ الخ (نساء۴: ۱۲۰) شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے شیطان کے وعدے محض دھوکہ ہوتے ہیں پھر فرمایا: میرا تم پر کوئی دباؤ یا زور نہیں تھا میں نے تو تم کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لیے سبز باغ دکھائے تھے' میرے باتیں بے سند تھیں' اور میرے دعوے حجت و برہان سے خالی تھے میں نے تم کو اپنی طرف بلایا تھا تم میری آواز پر لپک پڑے اور تم نے میری باتیں مان لیں اور اللہ کے نبیوں کے سچے وعدوں کی پرواہ نہیں کی' جن کی صداقت وصحت میں ذرا بھی کلام نہ تھا' آج اسی کی پاداش میں تمہیں یہ بری گھڑی دیکھنی پڑی اور یہ خوفناک عذاب سہنے پڑے خبردار مجھے برا نہ کہنا سارا قصور تمہارا ہے اپنی غلطی میرے سر کیوں منڈھ رہے ہو' تم نے دلیل والی راہ چھوڑ کر میری ایک آواز پر میری راہ اختیار کر لی جس کی کوئی دلیل بھی نہ تھی' آج میں تمہیں نہیں چھڑا سکتا نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں اور نہ تمہارے کام آ سکتا ہوں اور نہ تم مجھے اللہ کے عذاب وغضب سے بچا سکتے ہو میں تمہارے شرک کی وجہ سے تم سے نفرت کرتا ہوں اور تمہیں نہیں مانتا میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں اللہ کا شریک نہیں۔

جب جہنمی یہ کہیں گے کہ آج ہمارا صبر کرنا نہ کرنا برابر ہے' اس وقت شیطان انہیں یہ خطبہ سنائے گا۔ شیطان کی تقریر سن کر جہنمی اپنی جانوں سے بھی بیزار ہو جائیں گے آواز آئے گی کہ اس وقت کی بیزاری سے زیادہ تم سے اللہ اس وقت بیزار تھا جب تم کو ایمان کے لیے بلایا جاتا تھا اور تم کفر وشرک نہیں چھوڑتے تھے۔

شیطان کی زبانی نیکوں کے حسن انجام کا بیان: (۲۳) بدبختوں کا انجام اوران کی ذلت بیان کرنے کے بعد خطیب المشرکین شیطان سعادت مندوں کا قابل رشک انجام بیان کرتا ہے کہ ایمان والوں کواور اچھے عمل کرنے والوں کوآج جنت میں داخل کردیا جائے گا وہ جنتوں میں جہاں چاہیں گے آئیں جائیں گے رہیں سہیں گےاور چلیں پھریں گےان سدا بہار جنتوں میں نہریں جاری ہیں جہاں یہ اللہ کے نیک بندے دائمی زندگی پائیں گےاور اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ ہمیش رہیں گے اس کی بہاروں سے نہ ان کا جی بھرے گا نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے انہیں وہاں راحت ہی راحت اور سلامتی ہی سلامتی ہوگی اوران کا آپس میں تحیہ سلام ہوگا فرمایا: (۱)وَسِيقَ الَّذِينَ الخ (زمر ۳۹:۷۳) جب جنت والوں کو جنت کے پاس لے جایا جائے گا اور وہ اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اوران کو رضوان سلام کریں گے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے ستھری بات کی کس طرح مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوط ہےاور شاخیں آسمان میں ہیں جو اپنے رب کے حکم سے ہر وقت لدا پھندا رہتا ہےاور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ نصیحت مان لیں' اور گندی بات کی مثال اس گندے درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا گیا ہو جس کو ذرا سا بھی ٹھہراؤ نہیں۔

پاکیزہ اور گندے درختوں کی مثالیں: (۲۴) پاکیزہ بات سے کلمہ طیبہ (توحید کا اقرار) اور پاکیزہ درخت سے مومن مراد ہے' فرمایا اس کی جڑ خوب مضبوط ہے یعنی مومن کے دل میں توحید خوب مضبوط ہے اس کا عقیدہ توحید کسی قوت سے بھی متزلزل ہونے والا نہیں' فرمایا اس کی شاخیں آسمان میں ہیں یعنی توحید کی برکت سے مسلمانوں کے عمل آسمان پر چڑھتے ہیں یا مومن کھجور کے درخت کی طرح ہے اس کے عمل روزانہ صبح وشام آسمان پر چڑھتے رہتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ کے پاس ایک کھجور کا خوشہ لایا گیا' آپ نے اسی آیت کے پہلے حصہ کی تلاوت فرمائی' ابن عمرؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ نے پوچھا بتاؤ کون سا درخت مومن کی طرح ہے جو کبھی کسی موسم میں پت جھڑ نہیں ہوتا اور اپنے رب کے حکم سے ہر موسم میں پھلتا رہتا ہے (فرماتے ہیں) میرے دل میں کھجور کا خیال آیا جب میں نے دیکھا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ جیسے بڑے بڑے صحابی خاموش ہیں تو میں نے بھی چپ رہنا ہی مناسب سمجھا' پھر جب صحابہ نے کوئی جواب نہیں دیا تو آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب مجلس برخاست ہو گئی تو میں نے عمرؓ سے کہا ابا جان میرے دل میں بھی کھجور کا درخت ہی آیا تھا فرمایا تو پھر تم نے جواب کیوں نہیں دیا میں نے کہا آپ لوگ خاموش تھے اس لیے میں بھی چپ رہا فرمایا اگر تم جواب دے دیتے تو مجھے بڑی مسرت ہوتی (ب)۔

ایک انتہائی مفید عمل: ایک شخص رحمت عالم ﷺ سے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سے مالداروں کے درجے بڑھے ہوئے ہیں فرمایا دیکھو اگر دنیا کے تمام ساز وسامان کا ڈھیر لگا دیا جائے تو کیا آسمان تک پہنچ جائے گا؟ آؤ میں تمہیں ایک ایسا عمل بتا دوں جس کی جڑ زمین میں ہے اور ٹہنیاں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں' صحابہ پوچھتے ہیں کہ وہ کون سا عمل ہے فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد دس دس دفعہ لا الہ الا اللہ' اللہ اکبر' سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھ لیا کرو یہی وہ عمل ہے جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں (ابن ابی حاتم)

(۲۵) یعنی صبح وشام' یا ماہانہ یا ہر دو ماہ میں یا ہر چھ ماہ میں یا ساتویں ماہ یا سالانہ پھل لاتا ہے لیکن بظاہر انداز بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ مومن کی مثال اس درخت کی سی ہے جس پر ہر وقت ہر موسم میں صبح وشام اور دن رات پھل رہتے ہیں اسی طرح مومن کے اچھے عمل دن رات ہر وقت اور ہر گھڑی آسمان پر اللہ کے حکم سے چڑھتے ہیں۔ یہ عمل خوبصورت' کامل' بہت پاکیزہ اور برکت والے ہوتے ہیں پھر فرمایا کہ اللہ لوگوں کو مثالیں دے دے کر سمجھاتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کر لیں۔

(۲۶) اس آیت میں کافروں اور مشرکوں کے کفر وشرک کی مثال ہے کہ وہ ایک گندے درخت کی طرح گندے عمل ہیں جن کی کوئی مضبوطی اور جڑ نہیں جیسے حنظل کا درخت ہوتا ہے۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں اس سے حنظل کا درخت مراد ہے یعنی جس طرح ریت میں اوپر ہی اوپر حنظل کی بیل ہوتی ہے جس کی کوئی مضبوطی نہیں ہوتی اسی طرح کفر وشرک کی کوئی جڑ اور کوئی مضبوطی نہیں' پھر فرمایا جو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا گیا ہو اور اس کی جڑ مضبوط نہ ہو لہذا کافر کا کوئی عمل نہیں چڑھتا اور نہ قبول ہوتا ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۣۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ ع

اللہ مومنوں کو پکی بات پر دنیوی زندگی میں بھی قائم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی اور ظالموں کو راہ سے بھٹکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

قبر میں سوال وجواب: (۲۷) رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا جب قبر میں مسلمان سے سوال ہوتا ہے تو وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔ (ق)۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب انسان قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے احباب اس سے جدا ہوتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے مومن فوراً کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں جہنم کا اپنا ٹھکانہ دیکھ لو اللہ نے اپنی رحمت سے اسے جنت سے بدل دیا' فرمایا مومن دونوں ٹھکانوں کو دیکھ لیتا ہے (مسند عبد بن حمید)۔

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھا آپ نے فرمایا لوگو یہ امت قبر میں آزمائی جاتی ہے جب انسان کو دفن کر کے اس کے احباب چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے وہ اس کو بٹھا کر پوچھتا ہے کہ تم اس شخص کے بارے کیا کہتے تھے مومن اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً

عبدہ ورسولہ پڑھ دیتا ہے فرشتہ کہتا ہے تم سچے ہو پھر دوزخ کی کھڑکی کھول کر فرشتہ کہتا ہے کہ اگر تم کافر ہوتے تو پھر تمہاری یہ منزل تھی پھر جنت کی کھڑکی کھول کر کہتا ہے چونکہ اب تم مومن ہو اس لیے اب تمہاری منزل یہ ہے چنانچہ وہ اٹھ کر اس میں جانے کا ارادہ کرتا ہے مگر فرشتہ اسے ٹھہرا دیتا ہے پھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے اور کافر و منافق جواب دیتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تھا فرشتہ جواب دیتا ہے کہ نہ تو نے معلوم کرنے کی کوشش کی نہ اللہ کی کتاب پڑھی اور نہ راہ پائی' پھر جنت کی کھڑکی کھول کر اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر تو مومن ہوتا تو یہ تیری منزل تھی پھر دوزخ کی کھڑکی کھول کر کہا جاتا ہے کہ چونکہ اب تو کافر یا منافق ہے اس لیے اب تیری یہ منزل ہے پھر فرشتہ ایسا گرز مارتا ہے کہ یہ چیخ پڑتا ہے اس کی خوفناک چیخوں کو جنات و انسان کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے کسی نے آپ سے پوچھا فرشتے کو گرز لیے ہوئے دیکھ کر تو کسی کے ہوش و حواس بھی قائم نہ رہتے ہوں گے۔ آپ نے یہ آیت پڑھی کہ مومنوں کو اللہ کی طرف سے صحیح جواب سوجھ جاتا ہے اور وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ (الف)۔ تثبیت سے قبر کی ثابت قدمی مراد ہے۔ مومن سے قبر میں پوچھا جاتا ہے کہ تمہارا رب کون ہے' دین کیا' اور نبی کون ہیں' وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو اللہ کے پاس سے ہمارے پاس صاف دلیلیں لے کر آئے تھے ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ یہ جواب سن کر فرشتے اس سے کہتے ہیں تم نے صحیح بات بتائی اس پر تم زندہ رہے اسی پر فوت ہوئے اور اسی پر اٹھائے جاؤ گے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تم قبرستان سے پیٹھ موڑ کر جاتے ہو تو مردہ تمہارے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے پھر اگر وہ صاحب ایمان ہے تو اس کے سرہانے نماز سیدھی جانب زکوٰۃ' بائیں جانب روزہ اور پائنتی کی طرف دیگر عمل جیسے صدقہ خیرات' صلہ رحمی' نیکیاں' اور حسن سلوک وغیرہ ہوتے ہیں' پھر اس کے سرہانے منکر نکیر آتے ہیں' نماز کہتی ہے ادھر سے راستہ نہیں ہے' پھر سیدھی طرف سے آنا چاہتے ہیں تو زکوٰۃ کہتی ہے ادھر سے راستہ نہیں پھر بائیں جانب سے آنے کا ارادہ کرتے ہیں تو روزہ کہتا ہے ادھر سے راستہ نہیں' پھر پائنتی سے آتے ہیں تو نیکیاں کہتی ہیں ادھر سے بھی راستہ نہیں' پھر مردے کو بیٹھنے کے لیے کہا جاتا ہے وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور اسے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج ڈوبنا چاہتا ہے فرشتے اس سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں' مردہ کہتا ہے پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو' فرشتے کہتے ہیں نماز تو تم پڑھ ہی لو گے پہلے ہماری باتوں کا جواب دے دو' مردہ کہتا ہے پوچھو' فرشتے پوچھتے ہیں بھلا وہ جو تم میں تھے کون تھے؟ ان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ مردہ جواب دیتا ہے کیا تم رحمت عالم ﷺ کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں ہاں' مردہ کہتا ہے میں گواہ ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول تھے' ہمارے پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی فرشتے کہیں گے تم نے سچ فرمایا تم زندگی بھر اسی عقیدے پر رہے' اسی پر فوت ہوئے اور انشاء اللہ اسی پر اٹھائے جاؤ گے' پھر قبر ستر ہاتھ کشادہ ہو جاتی ہے اور اس میں روشنی ہو جاتی ہے اور جنت کی کھڑکی کھول کر اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تمہارے واسطے جو جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں انہیں دیکھ لو' مردہ نعمتیں دیکھ کر مسرت کے مارے پھولا نہیں سماتا' پھر اس کی روح پاک روحوں میں سبز پرندوں میں اور جنت کے درختوں میں رہتی ہے اور جسم اسی مٹی کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جس سے پیدا کیا گیا تھا۔ (ح)۔

تثبیت کی دعا: عثمانؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ دفن سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے لوگو اپنے بھائی کے لیے مغفرت کی دعا کرو اور اس کے لیے اللہ سے ثابت قدمی مانگو' کیونکہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے۔ (د)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾
جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ
سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل ڈالی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جا اتارا' یعنی جہنم میں جس میں یہ سب داخل ہوں گے اور جو بدترین اقامت گاہ ہے' انہوں نے اللہ کے شریک بنا لیے تا کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں' آپ فرما دیں کہ (کچھ دن اور) فائدہ اٹھالو یقیناً تم کو جہنم ہی میں لوٹ کر آنا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَلَمْ تَعْلَمْ کے معنی میں ہے: (۲۸) اَلَمْ تَرَ اَلَمْ تَعْلَمْ کے معنی میں ہے جیسے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (۸۹:۶) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ (۱۰۵:۱) اور اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ (۲:۲۴۳) میں یہی معنی ہے۔ (ب) یعنی آپ کو معلوم نہیں؟ (بوار یعنی ہلاکت فرمایا کانوا قوما بورا (۲۵:۱۸) یہ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔

ناشکروں سے کون مراد ہیں: ناشکری کرنے والوں سے مکہ کے کافر مراد ہیں۔ و نیز معنی آیت میں عموم ہے اور ہر کافر کو شامل ہے کیونکہ آپ رحمتہ للعالمین ﷺ بن کر تشریف لائے' پھر جس نے اللہ کی اس رحمت عامہ اور نعمت عظمٰی کو مان لیا اور اس کا شکر ادا کیا وہ جنتی ہے اور جس نے اس کو ٹھکرا دیا اور ناشکری کی وہ جہنمی ہے۔

مشرکوں کو وعید: (۲۹) یعنی ہلاکت کا گھر جہنم ہے جس میں ناقدرے جائیں گے جو بہت ہی بری جگہ ہے' اللہ اس سے محفوظ فرمائے آمین

(۳۰) یعنی ان بدبختوں نے اللہ کے شریک بنا لیے جن کی عبادت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی شرک کی دعوت دیتے ہیں پھر اللہ انہیں ڈانٹ کر فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ آپ ان سے فرما دیں کہ اور تھوڑا سا فائدہ اٹھالو جب تک زندہ ہو دنیا میں مزے اڑالو اور جو چاہو کر لو' مرکر ایک نہ ایک دن تمہیں جہنم میں آنا ہی پڑے گا' فرمایا نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا الخ (لقمان ۳۱:۲۴) ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دیتے ہیں پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیتے ہیں (۲) مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا الخ (یونس ۱۰:۷۰) یہ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں انہیں لوٹ کر ہمارے ہی پاس آنا ہے پھر ہم انہیں ان کے کفر کا سخت عذاب چکھائیں گے۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

آپ میرے مومن بندوں کو ہدایت کر دیں کہ نماز پابندی سے پڑھتے رہیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے تھوڑا بہت پوشیدہ اور ظاہر اس سے پہلے پہلے خرچ کرتے رہیں کہ وہ دن آپہنچے جس میں نہ لین دین ہوگا اور نہ دوستی۔

نماز و خیرات کا حکم: (۳۱) ارشاد ہے کہ رب ہی کی اطاعت کرو' اس کا حق مانو اور اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرو' رب کی

عبادت میں چوٹی کی عبادت نماز ہے' خبردار نماز میں خلل نہ آنے پائے' نماز پابندی سے پڑھتے رہو کہ یہ اللہ کی اطاعت بھی ہے اور اس کا حق بھی نہ اللہ کی حق تلفی کرو اور نہ بندوں کی ہم نے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے تھوڑا بہت اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائیوں پر کھلم کھلا اور پوشیدہ طور پر ہر طرح سے خرچ کرتے رہو' مال کی زکوۃ نکالو' جن کا خرچ تم پر واجب ہے' انہیں پورا پورا انصاف کے ساتھ دو' اور اپنوں اور بیگانوں سے حسن سلوک کرتے رہو' نماز کا قائم کرنا نماز کی نگرانی ہے کہ اسے وقت پر پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اعتدال ارکان کے ساتھ اور حدوں اور شرطوں کی نگرانی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح پڑھو اور پابندی سے پڑھتے رہو' پھر فرمایا کہ ظاہر و باطن میں اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے کچھ حصہ اللہ کی رضا کے لیے اس دن سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس دن نہ لین دین ہوگا اور نہ دوستی آج کا دیا ہوا کل قیامت کے دن کام آئے گا ورنہ اس روز کسی سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا چنانچہ فرمایا فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ الخ (حدید ۵۷: ۱۵) آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے نہ اس دن کوئی کسی کی دوستی اور محبت کی وجہ سے نجات پائے گا' بلکہ وہاں تو سراسر انصاف ہی ہوگا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا الخ (بقرہ ۲: ۲۵۴) اے ایمان والو ہماری دی ہوئی روزی میں سے اس دن سے پہلے پہلے خرچ کرو جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی ہوگی اور نہ سفارش ہوگی اور کافر ہی ظالم ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع ۵ ۱۷

اللہ ہی نے آسمان و زمین بنائے اور آسمان سے مینہ برسا کر اس سے تمہاری روزی کے لیے پھل پیدا کیے اور کشتیاں تمہارے قبضہ میں دے دیں کہ وہ دریاؤں اور سمندروں میں اللہ کے حکم سے جاری رہیں' اور تمہارے اختیار میں نہریں بھی دے دیں اور اس نے سورج اور چاند تمہارے تابعدار بنا دیے جو برابر گردش میں ہیں اور دن رات کو بھی تمہارا مسخر بنا دیا اور تمہیں ہر وہ چیز دی جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کے انعام شمار کرنا چاہو تو شمار کر ہی نہیں سکتے' بلاشبہ انسان انتہائی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

اللہ کی چند نعمتوں کا بیان: (۳۲) اللہ اپنی کچھ نعمتوں کا اظہار فرما رہا ہے کہ اس کا آسمان ایک محفوظ و مضبوط چھت ہے اور زمین فرش کی طرح بچھا دی گئی ہے فرمایا اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ الخ (طٰہٰ ۲۰: ۵۲) اس نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے مختلف نباتات کے جوڑے پیدا کر دیے' پھل الگ پیدا کیے اور اناج الگ مختلف قسم کے پھل اور اناج اگائے' جن کے رنگ شکلیں ذائقے خوشبوئیں اور فائدے جدا جدا ہیں۔ اس نے کشتیاں اور جہاز تمہارے اختیار میں دے دیے کہ وہ پانی کی موجوں پر تیز رفتاری سے تمہیں اور تمہارا سامان اٹھا کر لے جاتی ہیں اور اللہ کے حکم سے موجوں کو چیرتی پھاڑتی منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہیں اور سمندر کو جہاز لے

جانے کے لیے تمہارا مطیع ومنقاد بنادیا' تاکہ تم ایک ملک سے دوسرے ملک جاسکو' ادھر کا ادھر اور ادھر کا ادھر مال پہنچا سکو اور فائدہ اٹھا سکو' اللہ نے دریا اور نہریں تمہارے قبضے میں دے دیں جو تمہارے ملک کے گوشے گوشے کو سیراب کرتی ہیں جن کی بدولت تمہاری زمینیں تمہارے لیے روزیاں پیدا کرتی اور سونا اگلتی ہیں' اور تمہارے جانوروں کو روزی کے علاوہ میٹھا پانی بھی پینے کے لیے ملتا ہے۔

(۳۳) اسی نے سورج اور چاند کو تمہارا مطیع بنادیا' جو دن رات لگاتار چلتے رہتے ہیں اور ذرا نہیں ستاتے فرمایا یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ الخ (اعراف ۷:۵۴) رات دن کو ڈھانپ لیتی ہے اور دوڑ کر اسے طلب کرتی ہے اور سورج چاند اور تارے سب اللہ کے حکم سے تمہارے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اسی کی پیدا کی ہوئی کائنات ہے اور اسی کا حکم ہے' اللہ رب العلمین بڑی برکت والا ہے' سورج چاند یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں اور دن رات بھی آتے جاتے رہتے ہیں اگر دن آتا ہے تو رات چلی جاتی ہے اور رات آتی ہے تو دن چلا جاتا ہے۔ کبھی دن بڑا ہوتا ہے اور رات چھوٹی اور کبھی اس کا عکس ہوتا ہے فرمایا یُکَوِّرُ الَّیْلَ عَلَی الخ (زمر ۳۹:۵) اللہ رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے' اور اس نے سورج اور چاند دونوں تمہارے کام میں لگا دیے ہیں ہر ایک ایک مقررہ مدت تک گردش میں ہے' اللہ ہی سب پر غالب اور بڑی بخشش والا ہے۔

ضرورت کی تمام چیزیں اللہ نے دیں: (۳۴) اللہ نے تمہاری ضرورتوں کی تمام چیزیں پیدا کیں تم نے اس سے جو کچھ زبان حال وقال سے مانگا وہی اس نے دیا۔ بہر حال جو تم نے مانگا یا نہ مانگا مگر تمہیں اس کی ضرورت تھی وہ سب اللہ نے تمہیں دیا' پھر فرمایا تم پر ہماری نعمتیں بے شمار ہیں تم انہیں گن بھی نہیں سکتے شکر تو کیا ادا کرو گے۔ طلق بن حبیب فرماتے ہیں اللہ کا حق بہت بڑا ہے کیونکہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جنہیں انسان گن بھی نہیں سکتے۔ لہذا صبح وشام اللہ کے آگے جھکتے رہو' رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے' اے اللہ تیری ہی بڑائیاں ہیں ہماری تعریفیں ناکافی ہیں' نہ پوری ہیں اور نہ بے پرواہ کرنے والی ہیں۔ (ب)۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ
نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ
فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾

اور جب ابراہیمؑ نے یہ دعا مانگی کہ اے رب یہ شہر امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا' اے رب ان بتوں نے اکثر لوگ گمراہ کردیے ہیں پھر جو شخص میری پیروی کرے گا وہ میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے گا تو تو بڑا ہی خطاپوش ومہربان ہے۔

مکہ ابتدا ہی سے توحید کا گہوارہ اور حرم ہے: (۳۵) مکہ کے مشرکوں کا منہ بند کرنے کے لیے اللہ فرمارہا ہے کہ یہ حرمت والا شہر (مکہ) شروع ہی سے اللہ کی توحید کا گہوارہ تھا اور اسی کی عبادت کے لیے جس کا کوئی شریک نہیں آباد کیا گیا تھا' خلیل اللہ نے اسے آباد کیا تھا جو اللہ کے سوا مخلوق کی پرستش کرنے والوں سے بیزار تھے' آپ ہی نے مکہ کے لیے امن وسلامتی کی دعا مانگی تھی اور فرمایا تھا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (بقرہ ۲:۱۲۶) اے رب اس شہر کو امن وعافیت والا بنا' اللہ نے اپنے خلیل کی دعا قبول فرمائی

اور فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا الخ (ابراھیم۱۴:۳۵) کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا۔

پھر فرمایا کہ اے رب مجھے اور میری اولاد کو شرک و بت پرستی سے بچا' یہاں سے معلوم ہوا کہ دعا کرنے والے کو اپنے لیے' ماں باپ کے لیے اور اولاد کے لیے سب کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

اکثر دنیا بتوں کے چکر میں پڑ کر گمراہ ہو گئی: (۳۶) یعنی اکثر دنیا بتوں کے چکر میں پڑ کر اللہ سے کٹ گئی اور صحیح راہ سے بہت دور ہٹ گئی' میں ان مشرکوں سے بیزار ہوں اور ان کا معاملہ اللہ پر سونپ رہا ہوں اگر اللہ چاہے تو انہیں بخش دے اور چاہے تو سزا دے' مسیحؑ بھی اپنی قوم کے بت پرستوں کے بارے میں یہی فرمائیں گے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ الخ (مائدہ۵:۱۱۸) اگر تو انہیں سزا دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں' اور سزا کے حق دار ہیں اور اگر معاف فرما دے گا تو تو سب پر غالب اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

شرک مشیت پر چھوڑنے سے مغفرت لازم نہیں: خوب یاد رکھو ان آیتوں سے یہ مراد ہے کہ شرک کی مغفرت و عدم مغفرت کو اللہ کے ارادے پر چھوڑ دیا گیا ہے یہ نہیں کہ مشرک کی مغفرت وقوع میں بھی آ گئی ہو۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے خلیل اللہ اور کلیم اللہ کی یہ دعائیں پڑھ کر رو رو کر اپنے مقدس ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ میری امت' میری امت' میری امت' حق تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو بھیجا کہ جا کر محمد سے پوچھو کیوں رو رہے ہو (حالانکہ وہ خوب واقف تھا) جبرائیل! نے آپ سے رونے کی وجہ پوچھی' فرمایا مجھے امت کا خیال آ گیا' جبرائیلؑ کو رب نے حکم دیا کہ جاؤ ان سے جا کر کہہ دو کہ اے محبوب نبی ہم آپ کو امت کے سلسلے میں خوش کر دیں گے' اور رنجیدہ نہیں ہونے دیں گے۔

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اے رب میں نے اپنی ایک اولاد اس بنجر و غیر آباد جنگل میں تیرے عزت والے گھر کے پاس آباد کر دی ہے' اے رب اس لیے بسائی ہے کہ یہ نماز قائم رکھیں لہٰذا کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے اور انہیں روزی میں پھل عطا فرما تاکہ یہ شکر ادا کریں۔

مکہ بس جانے کے بعد خلیل اللہ کی دعا: (۳۷) یہ اللہ کے خلیل کی دوسری دعا ہے' پہلی دعا اس وقت کی تھی جب شیر خوار اسمٰعیل کو اور ان کی والدہ ہاجرہؑ کو اس سنسان جنگل میں چھوڑ کر جا رہے تھے اور جب شہر تو شہر پانی کا بھی یہاں نام و نشان نہ تھا' اور یہ دعا شہر کے آباد ہونے کے بعد فرمائی اسی لیے عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ فرمایا تاکہ اللہ کے دین کا شوق ہو اور اس کا حق قائم کرنے کے لیے لوگ اس کے مقدس گھر میں نماز قائم رکھیں یعنی اس گھر کی حرمت اس لیے رکھی گئی ہے کہ یہاں کے لوگ امن و اطمینان سے اللہ کی عبادت کریں اور بے خوف ہو کر نماز پڑھیں۔

مکہ میں پھلوں کی فراوانی دعائے خلیل کا اثر ہے: پھر فرمایا کہ انہیں کھانے کے لیے پھل عطا فرما تاکہ یہ تیری عبادت کریں اگرچہ یہ ایسا خطہ ہے جہاں پیداوار نہیں ہوتی' مگر انہیں روزی میں وہ بہترین نعمتیں عطا فرما جو زرخیز و شاداب علاقوں میں پیدا ہوتی ہیں اللہ نے اپنے خلیل کی یہ دعا بھی قبول فرمائی چنانچہ فرمایا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ (قصص ۲۸:۵۷) کیا ہم نے انہیں امن والے

حرم میں جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہماری پاس والی روزی ہیں' عربوں پر اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ دنیا بھر کے پھل سرزمین مکہ پہنچ جاتے ہیں اور تازہ تازہ مل جاتے ہیں جب کہ وہاں کچھ بھی نہیں پیدا ہوتا' یہ خلیل اللہ کی دعا کا اثر اور اس کی برکتیں ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ۧ

اے ہمارے رب تو ہماری چھپی کھلی باتیں جانتا ہے اور اللہ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیلؑ و اسحاقؑ بخشے' واقعی میرا رب دعائیں خوب سننے والا ہے اے رب مجھے نماز کا پابند بنا اور میری بعض اولاد کو بھی اے ہمارے آقا دعا قبول فرما۔ اے ہمارے مالک مجھے میرے ماں باپ کو اور ایمان والوں کو حساب قائم ہونے کے دن بخش دے۔

دعائے خلیل علیہ السلام کا مقصد: یعنی اے رب تجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ میرا اس دعا سے کیا مقصد ہے! میں یہ چاہتا ہوں کہ مکہ میں رہنے والے تیری رضا کے جویاں رہیں' انکے دل تیری ہی طرف جھکے رہیں اور یہ خلوص کے ساتھ تیری ہی عبادت میں سرگرم رہیں' زمین و آسمان کی کوئی چیز تجھ سے چھپی ہوئی نہیں' اور ہر شخص کا ظاہر و باطن تجھ پر آئینہ ہے۔

اللہ ہی دعائیں قبول فرماتا ہے: (۳۹) بڑھاپے میں اولاد کا ہونا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے خلیل اللہ، اللہ کا شکر ادا فرما رہے ہیں جس نے انہیں اس بڑھاپے میں اولاد عطا فرمائی اور اسماعیلؑ و اسحاقؑ جیسے سعادت مند بیٹے بخشے پھر فرمایا کہ میرا رب دعائیں سنتا ہے اور انہیں قبول فرماتا ہے چنانچہ میں نے اولاد کی دعا کی تو قبول فرمالی اور اس بڑھاپے میں اولاد دے دی۔

نماز کی پابندی کے لیے دعائے خلیل: (۴۰) پھر دعا مانگی کہ اے رب مجھے نماز کا پابند بنا کہ میں صحیح صحیح با قاعدہ وقت پر نماز پڑھتا رہوں اور میری نیک اولاد کو بھی نماز کا شوق عطا فرما کہ وہ بھی پابند رہیں' اے اللہ میں نے جو کچھ مانگا ہے اس سے میرا دامن مراد بھر دے آمین۔

ماں باپ کی بخشش کے لیے دعائے خلیل: (۴۱) دعا مانگی کہ اے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے' پھر فرمایا حساب کے دن تمام ایمان والوں کو بخش دے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

آپ ان ظالموں کے عملوں سے اللہ کو بے خبر نہ سمجھیں' اللہ انہیں ایسے دن کے لیے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں چڑھی کی چڑھی رہ جائیں گی' لوگ سر اٹھائے ہوئے بھاگ رہے ہوں گے اور ان کی نگاہیں اپنی طرف بھی نہ لوٹیں گی۔ اور دل اڑے اڑے ہوں گے۔

اللہ نے ظالموں کو قیامت کیلیے مہلت دے دی ہے: (۴۲) یعنی اے نبی آپ اللہ کو ان ظالموں کے کاموں سے بے خبر نہ سمجھیں یعنی اگر اس نے انہیں مہلت دے رکھی ہے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ کو ان کی حرکتیں معلوم نہیں' اور ان کے کرتوتوں سے بے خبر ہے' انہیں بلا سزا دئے ہوئے یونہی چھوڑے رکھے گا کہ دندناتے رہیں۔ نہیں نہیں بلکہ وہ تو ان کے ایک ایک سیاہ کارنامے سے آگاہ ہے اور اس نے سب کو گن رکھا ہے اور قیامت کے دن کے لیے چھوڑ رکھا ہے۔ جس دن غضب کے ہول ہوں گے آنکھیں چڑھی کی چڑھی رہ جائیں گی اور کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے۔

مردے میدان محشر کو جا رہے ہوں گے: (۴۳) مردے قبروں سے اٹھ اٹھ کر میدان محشر کی طرف لپکیں گے فرمایا مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ الخ (قمر ۵۴:۸) لوگ سر اٹھائے ہوئے پکارنے والے کی آواز کی طرف لپکے چلے آئیں گے (۲) يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الخ (طٰہٰ ۲۰: ۱۰۸' ۱۱۱) جس دن سب پکارنے والے کی آواز کی پیروی کریں گے اور کوئی بھی ادھر ادھر نہ ہوگا' رحمان کے آگے آوازیں پست ہو جائیں گی اور آپ کھسر پھسر کے سوا کچھ نہ سنیں گے اور سب اللہ کے اطاعت گزار بن جائیں گے (۳) يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ الخ (المعارج ۷۰:۴۳) جس دن قبروں سے اٹھ کر دوڑ رہے ہوں گے قیامت کے ہولوں کے مارے آنکھیں چڑھ جائیں گی اور نیچے کو نہ جھکیں گی' گھبراہٹ اور کمال فکر کی وجہ سے پلک سے پلک نہ جھپکے گی دل اڑے اڑے اور خالی ہوں گے اور زور زور سے دھڑک رہے ہوں گے اور چہرے خوف و دہشت کے مارے فق ہوں گے اور ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی' کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے' گھبراہٹ کے مارے کچھ بھی یاد نہ رہے گا سب بھول جائیں گے۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ ۙ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرا دیں جس دن ان پر عذاب آ دھمکے گا پھر یہ ظالم کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں قریب والی مدت

تک ہی مہلت عطا فرما ہم تیری دعوت قبول کر لیں گے اور رسولوں کی تابعداری کریں گے کیا تم پہلے قسمیں کھا کھا کر نہیں کہا کرتے تھے کہ تمہارے لیے فنا ہی نہیں اور کیا تم ظالموں کے گھروں میں نہیں رہتے تھے اور کیا تم پر یہ بات ظاہر نہیں ہوئی تھی کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا تھا اور ہم نے تمہارے لیے مثالیں بیان کر دی ہیں یہ اپنی تدبیریں سوچ رہے ہیں اور اللہ کو ان کی چالوں کا علم ہے سچ مچ ان کی چالیں ایسی ہیں کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔

عذاب آنے کے بعد مہلت کہاں: (۴۴) مجرم اللہ کے عذاب کا مشاہدہ کر کے تھوڑی سی مہلت مل جانے کی آرزو کرتے ہیں اور اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے مالک اگر ہمیں اور ذرا سی مہلت مل جائے تو ہم تیری دعوت مان لیں گے اور تیرے پیارے نبیوں کی تعلیمات کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے فرمایا (۱) حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ الخ (مومنون ۲۳: ۹۹، ۱۰۰) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے کہ اے رب مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں دنیا میں جا کر نیک عملوں میں لگ جاؤں۔

تم عبرت ناک واقعات سے بھی نہیں جاگے: (۴۵) تم نے اپنی آنکھوں سے جھٹلانے والوں کا عبرت ناک انجام دیکھا اور لوگوں سے سنا بھی لیکن تم کو ہوش نہیں آیا اور تم نے اس سے نصیحت حاصل نہیں کی فرمایا وَلَقَدْ جَآءَهُمْ الخ (قمر ۵۴: ۴، ۵) واقعی تمہارے پاس ایسی خبریں آ چکی ہیں جن میں ڈانٹ اور انتہائی عبرت ہے لیکن ڈراوے تمہارے کام نہیں آئے۔

پرواز کے لیے نمرود کی تدبیر: (۴۶) یعنی اللہ کے آگے کسی کی عیاری اور چالاکی کام نہیں دیتی جس نے ابراہیمؑ سے کٹ حجتی کی تھی اس نے دو گدھ کے بچے پالے، جب یہ دونوں جوان ہو گئے تو اس نے ہر ایک کا پاؤں تخت کے پائے سے باندھ دیا اور انہیں کئی روز تک کھانے کو نہیں دیا، پھر یہ اور اس کا ایک ساتھی اس تخت پر بیٹھ گئے اس پر ایک لکڑی کھڑی کر دی جس کے سرے پر گوشت لٹکا دیا، گدھ بھوکے تو تھے ہی دونوں اس تخت کو لے کر اڑے جب یہ اتنے اونچے پہنچ گئے کہ ہر چیز مکھی دکھائی دینے لگی تو پھر اس نے گوشت والی لکڑی نیچے لٹکا دی، گدھ گوشت کو نیچے دیکھ کر نیچے کو اڑے، اور تخت سمیت نیچے اتر آئے علیؓ فرماتے ہیں اللہ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ان کی چالوں سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے، کہا جاتا ہے کہ نمرود نے اس تدبیر سے آسمان پر چڑھنا چاہا تھا۔ یہ کنعان کا بادشاہ تھا، اسی طرح اس کے بعد فرعون شاہ مصر نے بہت ہی اونچا منارا بنوایا تھا تاکہ اس پر چڑھ کر آسمان والے شہنشاہ کا معائنہ کرے، مگر دونوں کی تدبیریں بےکار ثابت ہوئیں اور دونوں عاجز و بےبس ہو کر بیٹھ گئے (آج ہمارے زمانے میں فضا کی سیر کے لیے راکٹ تیار ہو رہے ہیں اور لوگ آسمان میں جانے کے منصوبے باندھ رہے ہیں کیا یہ لوگ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائیں گے؟ تجربات تو نفی ہی میں جواب دیتے ہیں پھر تماشا یہ ہے کہ راکٹ بھیجنے والے یا تو اللہ کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں جیسے روس والے یا پھر غیر مسلم مشرک ہیں کیا وہ ان کوششوں میں نمرود و فرعون کے تو مشابہ نہیں؟) جس طرح نمرود فرعون اپنے ارادوں میں ناکام رہے اسی طرح آج کی دنیا کا بھی یہی حال ہوگا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۴۷
يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۴۸

تم اللہ کے بارے میں یہ خیال کبھی نہ کرنا کہ وہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا، یاد رکھو اللہ سب پر غالب ہے اور انتقام لینے

والا ہے جس دن اس زمین سے دوسری زمین بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب (ایک میدان میں) یکتا اور غلبہ والے اللہ کے سامنے ہوں گے۔

اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا: (۴۷) یعنی اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اس نے دنیا اور آخرت میں اپنے رسولوں کی امداد کا جو وعدہ کر لیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا کیونکہ اس کے بارے میں وعدہ خلافی کا تصور ہی انتہائی گستاخی ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ اتنے زبردست غلبہ والا ہے کہ اس کے ارادے میں کوئی طاقت حائل نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی چیز اس کے ارادے پر غالب آ سکتی ہے وہ کافروں اور منکروں سے انتقام لینے پر خوب قادر ہے فرمایا فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ الخ (طور ۵۲:۱۱) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت خرابی ہوگی۔

محشر کا بیان: (۴۸) رب العالمین کے وعدے کا ظہور قیامت کے روز ہوگا جس دن وہ زمین و آسمان فنا کر کے نئے زمین و آسمان بنائے گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کا حشر ایک سفید اور چٹیل میدان والی زمین پر ہوگا جو میدے کی ٹکیہ کی طرح نمودار ہوگی اور جس پر کوئی نشان نہ ہوگا (ق) صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے (جس دن یہ زمین فنا ہوگی اور نئی زمین بنے گی) فرمایا پل پر (قام' ابن ماجہ) ایک روایت میں ہے کہ تم نے ایسا سوال کیا ہے جو آج تک کسی نے نہیں کیا تھا۔ صدیقہؓ نے وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ الخ (زمر ۳۹:۶۷) کے بارے میں پوچھا کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے۔ فرمایا جہنم کی پشت پر۔ (الف)

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

اس دن تم مجرموں کو زنجیروں میں ملے جلے جکڑے ہوئے دیکھو گے ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور چہروں پر آگ کا نقاب ہوگا' یہ اس واسطے کہ اللہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دے' یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ جلدی سے حساب لینے والا ہے۔

محشر میں کئی کئی مجرم ایک ساتھ بندھے ہوں گے: (۴۹) جس دن نئی زمین اور نیا آسمان ہوگا اور تمام مخلوق اللہ کے سامنے محشر میں جمع ہوگی' اس دن آپ ان مجرموں میں سے جنہوں نے دنیا میں کفر و شرک پھیلا کر فساد برپا کر رکھا تھا' کئی کئی شخصوں کو اور ہم جنس کنبہ والوں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھیں گے فرمایا (۱) اُحْشُرُوا الخ (صافات ۳۷:۲۲) ان ظالموں کو اور ان کے جوڑ کے دیگر مجرموں کو اکٹھا کرو (۲) وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (۸۱:۷) جب کہ ہر شخص کے جوڑے ملا دیے جائیں گے۔ (۳) وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا الخ (فرقان ۲۵:۱۳) اور جب مجرم جہنم کے تنگ و تاریک مکان میں اکٹھے کر کے ڈالے جائیں گے تو اس جگہ موت ہی موت پکاریں گے' یہی الفاظ جنوں کے بارے میں استعمال کیے گئے ہیں فرمایا مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ وہ سب اکٹھے ملے جلے زنجیروں میں جکڑے ہوئے رہتے تھے۔ (اصفاد یعنی بیڑیاں)

مجرموں کا گندھک کا لباس ہوگا: (۵۰) ان کا لباس گندھک کا ہوگا' گندھک خارش میں اونٹوں کو ملی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں چار بری عادتیں باقی رہیں گی' حسب پر فخر کرنا' نسب میں رخنے نکالنا' تاروں سے بارش مانگنا اور میت پر دہاڑ دہاڑ کر رونا' دہاڑ دہاڑ کر رونے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کر لے تو اسے قیامت کے دن گندھک کا لباس پہنایا جائے گا اور کھجلی کا دوپٹہ اوڑھایا جائے گا (ما) فرمایا نوحہ کرنے والی اگر بے توبہ کے مرگئی تو جنت و دوزخ کے بیچوں بیچ کھڑی کی جائے گی۔ اس کا لباس گندھک کا ہوگا اور اس کے چہرے پر آگ کے پردے ہوں گے۔

ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ ملنے والا ہے: (۵۱) فرمایا یہ ہر شخص کی کمائی کا بدلہ ہے جو اسے قیامت کے دن ملنے والا ہے فرمایا لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا الخ (نجم ۵۳:۳۱) یہ اس لیے تاکہ برے عمل والوں کو ان کے عملوں کا بدلہ دے پھر فرمایا کہ اللہ جلدی حساب لے گا یعنی آنے والا وعدہ قریب ہی سمجھو' فرمایا اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ الخ (انبیاء ۲۱:۱) لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ لگا ہے مگر یہ غفلت میں پڑ کر منہ پھیر رہے ہیں۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۹

یہ لوگوں کے لیے احکام کا پہنچا دینا ہے تاکہ اس سے لوگوں کو جگا دیا جائے اور تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ ارباب ہوش نصیحت مان لیں۔

قرآن اللہ کا پیغام ہے اور ہدایت ہے: (۵۲) یعنی یہ قرآن تمام دنیا کے لیے پیغام و ہدایت ہے چنانچہ دوسری آیات میں رسول اکرم ﷺ کی زبانی فرمایا لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (انعام ۶:۱۹) تاکہ میں اس سے تم کو اور تمام ان لوگوں کو جن کو یہ پہنچ جائے جگا دوں' یعنی قرآن ان تمام انسانوں' جنوں' اگلوں اور پچھلوں کے لیے پیغام و ہدایت ہے۔ یہی آغاز سورت میں فرمایا تھا کہ یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالوں کی طرف نکال لائیں' پھر فرمایا تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور انہیں اس کے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے یقین ہو جائے کہ معبود صرف ایک ہی ہے اور ارباب عقل اس سے عقل پکڑیں۔ اور صحیح سمجھ پیدا کریں۔

اللہ کا شکر ہے کہ سورہ ابراہیم کی تفسیر پایہ تکمیل کو پہنچی' اللہ پاک مترجم کا یہ عمل قبول فرمائے اور اسے دینی و دنیوی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمائے' اللہ پاک اس کے والدین کو اس کے احباب و اقارب کو اس کی اولاد کو اور تمام مومنوں کو اپنی رحمت سے جنت الفردوس عطا فرمائے' اور آخرت کی بہاریں دکھائے۔ امین ثم آمین۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ جب وہ پڑھیں تو مترجم کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ اللہ پاک انہیں بھی اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

سورۃ الحجر

یہ بلحاظ ترتیب قرآن کی پندرھویں اور بلحاظ ترتیب نزول باونویں سورہ ہے۔ یہ سورہ مکی ہے اور اس میں ۹۹ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے الر کے معنی اللہ ہی جانتا ہے' یہ اس کتاب کی اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔

---

(۱) بقرہ کے شروع میں حروف تہجی کا بیان گزر چکا ہے کہ یہ حروف مقطعات ہیں ان کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے۔

قرآن نہایت آسان ہے: پھر فرمایا یہ اس کتاب کی آیتیں ہیں جسے اللہ کے کلام ہونے کا فخر حاصل ہے' اور جسے قرآن کہا جاتا ہے جو نہایت روشن ہے اور آسانی سے ہر شخص کی سمجھ میں آ جاتا ہے۔ اس کی عبارت میں کوئی الجھن کوئی پیچیدگی اور کوئی ابہام نہیں' ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اسے آسانی سے سمجھ جاتا ہے۔

❀❀❀

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾

کسی وقت کافر تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے' آپ انہیں کھانے پینے اور فائدہ اٹھانے دیں' انہیں امیدیں (توبہ سے) غافل رکھیں گی پھر انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

ایک وقت کافر بھی مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے: (۲) ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ کافر اپنے کفر و شرک پر سخت نادم ہوں گے اور اس وقت بار بار تمنا کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں مسلمان ہوتے' ہر کافر سکرات کے وقت آرزو کرتا ہے کاش وہ مسلمان ہوتا یا یہ آرزو کافر قیامت کے دن کریں گے' چنانچہ فرمایا وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا الخ (انعام ۶: ۲۷) کاش آپ دیکھتے' جب یہ کافر آگ کے پاس کھڑے کر دیے جائیں گے تو کہیں گے' کاش ہمیں لوٹا دیا جائے' ہم اب اپنے رب کی نشانیاں نہیں جھٹلائیں گے' اور مومن بن کر رہیں گے' عبداللہؓ فرماتے ہیں یہ آیت ابدی جہنمیوں کے بارے میں ہے جب مسلمانوں کو جہنم سے نکالا جاتا دیکھیں گے تو یہ آرزو کریں گے' جب گنہگار مسلمان اور مشرک جہنم میں جمع ہوں گے تو مشرک مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ تم کو تمہاری عبادت نے کچھ فائدہ نہیں پہنچایا؟ اس وقت رحمت باری جوش میں آئے گی اور اللہ انہیں جہنم سے نکال لے گا اب تو مشرکوں کو بڑا رشک ہوگا اور وہ بھی تمنا کریں گے کہ اگر ہم بھی مسلمان ہوتے تو آج ہم بھی ان کی طرح جہنم سے نکال لیے جاتے' (ابن جریر)

کافروں کو دھمکی: (۳) (اس آیت میں کافروں کے لیے سخت ڈراوا ہے کہ آپ انہیں کھانے پینے اور دنیا سے فائدہ اٹھانے دیں فرمایا (۱) قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ الخ (ابراہیم ۱۴: ۳۰) آپ فرما دیں فائدہ اٹھا لو تم سب کو لوٹ کر آگ ہی میں آنا ہے۔ (۲) كُلُوا الخ (مرسلات ۷۷: ۴۶) کھا پی لو اور تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو یقیناً تم مجرم ہو' پھر فرمایا کہ یہ تمناؤں میں پھنس کر ایسے غافل ہو جائیں گے کہ انہیں توبہ اور اللہ کے سامنے جھکنا نصیب ہی نہ ہوگا اور عنقریب اپنا انجام معلوم کر لیں گے۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾

ہم نے جو بستی بھی ہلاک کی اس کی ایک معلوم تحریر تھی' کوئی قوم اپنی مقررہ مدت سے نہ سبقت کر سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے۔

ہر بستی کی ایک مقررہ مدت ہے: (۴) یعنی ہر بستی حجت اور مقررہ مدت پوری ہونے کے بعد ہی ہلاک ہوئی' جس قوم کی تباہی کا وقت آ جاتا ہے تو پھر وہ اپنے مقررہ وقت سے آگے پیچھے نہیں ہٹائی جا سکتی۔ اس سے مکہ والوں کو بیدار کیا گیا ہے' کہ وہ شرک و کفر اور کبر و غرور سے باز آ جائیں' ورنہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔

(۵) یعنی مقررہ مدت سے تقدیم و تاخیر ناممکن ہے۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا

بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر یہ ذکر اتارا گیا ہے واقعی تو خبطی ہے اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا' ہم فرشتے بات ٹھہرا کر ہی اتارتے ہیں پھر انہیں مہلت نہیں دی جاتی' بلاشبہ ہمیں نے یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

رحمت عالم ﷺ پر دیوانگی کا الزام: (۶) کافروں کی ہٹ دھرمی بتائی جا رہی ہے کہ وہ پیغمبر کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں کہ تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ یہ نصیحت والا قرآن مجھ پر اترا ہے' واقعی تم دیوانے ہو۔ اور دیوانوں کی سی رٹ لگا رہے ہو کہ میری پیروی کرو اور باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دو۔

صداقت رسالت میں فرشتوں کی گواہی کا مطالبہ: (۷) اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتے۔ جو تمہارے دین کے صحیح ہونے کی گواہی دیں۔ یہی بات فرعون نے موسیٰ سے کہی تھی۔ فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ الخ (زخرف ۴۳:۵۳) ان پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے' یا انکے ساتھ ساتھ فرشتے کیوں نہیں رہتے۔ (۲) وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ الخ (فرقان ۲۵:۲۱'۲۲) انہوں نے جنہیں ہم سے ملنے کا یقین نہیں کہا ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے یا ہم سب ان کو کیوں نہیں دیکھتے واقعی انہوں نے اپنی ذاتیں بڑی سمجھیں اور سخت سرکشی پر اتر آئے جس دن یہ فرشتے دیکھ لیں گے اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشی نہیں ہوگی اور کہیں گے کہ ایک مضبوط دیوار حائل ہو جاتی۔

(۸) یعنی ہم فرشتوں کو رسالت یا عذاب دے کر اتارتے ہیں۔ یونہی بیکار نہیں اتارتے۔ (۹) یعنی اللہ ہی نے یہ قرآن اتارا ہے جو نصیحتوں کا مجموعہ ہے اور وہی تحریف سے اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس آیت سے حدیث رسول ﷺ کی حفاظت بھی ثابت ہوئی کیونکہ وہ قرآن کا بیان وہ شرح ہے نیز رسول اللہ ﷺ کی بھی حفاظت ان کی حیات میں ثابت ہوئی کیونکہ وہ اس کی تشریح کے لیے مبعوث ہوئے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝
لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے پہلی جماعتوں میں بھی رسول بھیجے ان کے پاس جو رسول بھی آتا تھا' یہ اسی کا مذاق اڑاتے تھے' اسی طرح ہم گنہ گاروں کے دلوں میں اسے داخل کر دیتے ہیں' وہ رسول پر ایمان نہیں لاتے' یہ دستور پہلوں ہی سے چلا آ رہا ہے۔

مشرکوں کا رحمت عالم ﷺ کے ساتھ تمسخر: (۱۰) یہ قریش جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں اس سے آپ اپنا دل میلا نہ کریں' گزشتہ قوموں میں آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے گئے' (۱۱) ہر قوم نے اپنے رسول کو جھٹلایا اور اس کا مذاق اڑایا' پہلے ہی سے لوگوں کا یہ

دستور چلا آ رہا ہے۔ ہر نبی کو ستایا گیا' اور اس کا دل دکھایا گیا۔

(۱۲) وہ مجرم جو ہدایت کی پیروی سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور ہٹ دھرمی کرتے ہیں۔ اللہ نے جھٹلانا ان کے دلوں میں پرو دیا ہے' شرک و تکذیب کے بغیر انہیں چین ہی نہیں آتا۔

(۱۳) ایسے لوگوں کو ایمان نصیب نہیں ہوتا' سب کو معلوم ہے کہ اللہ نے ایسے لوگوں کا کیا حشر بنایا' ان پر تباہی آئی' انہیں غارت کر دیا گیا' اور دنیا میں اور آخرت میں ہولناک عذابوں سے اور تباہیوں سے نبیوں کو اور ایمان والوں کو بچا لیا گیا۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿۱۵﴾ ع۱۵

اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں تو یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر نشہ چڑھا دیا گیا ہے' بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

ازلی کافر کسی طرح بھی ایمان لانے والے نہیں: (۱۴'۱۵) کافروں کے کفر و سرکشی کی اور حق سے ٹکر لینے کی حد ہو گئی' اگر آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیا جائے اور وہ اس میں چڑھنے لگیں تو پھر بھی انہیں یقین نہیں آئے گا اور یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے' ہماری نگاہیں اچک لی گئی ہیں ہم کو دھوکہ دیا گیا ہے' ہم پر جادو کر دیا گیا ہے' ہمیں اندھا کر دیا گیا ہے۔ اور ہماری آنکھوں پر نشہ چڑھا دیا گیا ہے سکران یعنی مدہوش۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِن كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿۱۷﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ ﴿۱۸﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ﴿۲۰﴾

بلاشبہ ہم نے آسمان میں برج بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے خوبصورت بنایا اور اس کی ہر مردود شیطان سے حفاظت کی' مگر جس نے چوری سے کان لگا لیا تو اس کے پیچھے ایک روشن انگارا لگا اور ہم نے زمین پھیلا دی اور اس پر بوجھ ڈال دیا اور اس سے ہر مناسب چیز پیدا کر دی اور ہم نے اسی میں تمہارے لیے روزیاں رکھیں اور ان کے لیے بھی جن کو تم کھلا پلا نہیں سکتے۔

آسمان تاروں سے مزین ہے: (۱۶) ارشاد ہے کہ ہم نے بلند بالا آسمان پیدا کیے اور اس کو ٹھہرے ہوئے اور گردش والے تاروں سے مزین کیا ایک غور و فکر کرنے والے کے لیے اس میں ایسی ایسی عجیب و غریب اور حیرت انگیز نشانیاں ہیں کہ وہ انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائے' بروج سے تارے مراد ہیں فرمایا تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ الخ (فرقان ۲۵:۶۱) وہ برکت والی ذات ہے جس نے آسمان میں تارے بنائے و نیز بروج سے راستے بھی مراد ہیں۔

چوری سے فرشتوں کی باتیں سننے والے شیطانوں پر انگارے پڑتے ہیں: (۱۷) یعنی ہم نے انہیں سرکش شیطانوں سے محفوظ کر دیا ہے اور اس کام کے لیے انگارے مقرر کیے گئے' تاکہ شیطان فرشتوں کی باہمی گفتگو نہ سن سکیں۔

(۱۸) یعنی اگر شیطان چوری چھپے باتیں سننے کو آگے بڑھتا ہے۔ تو اسے ایک روشن انگارے کی گولی آ کر لگتی ہے اور وہ ڈھیر ہو کر رہ جاتا ہے۔ کبھی انگارا لگنے سے پہلے وہ کوئی بات سن کر اپنے نیچے والے سے کہہ دیتا ہے کہ وہ اپنے نیچے والے سے اس طرح وہ بات سلسلہ بہ سلسلہ شیطان کے دوستوں کے کان میں پڑ جاتی ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب اللہ آسمان میں کسی بات کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے اس کے فرمان کے آگے سر جھکا کر اپنے پر پھڑ پھڑانے لگتے ہیں' اللہ کے فرمان کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ جیسے کسی پتھر پر زنجیر ڈالی جائے' اور اس میں جھنکار پیدا ہو پھر وہ فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا دوسرے جواب دیتے ہیں کہ حق بات فرمائی اور اللہ سب سے بلند و بڑا ہے' پھر اسے چوری سے کان لگانے والے جو ایک کے اوپر ایک چڑھ کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں سن لیتے ہیں۔ بسا اوقات سب سے اوپر والے چوری سے سننے والے کو قبل اس کے کہ وہ اپنے نیچے والے سے وہ بات کہے انگارا آ کر جلا دیتا ہے' اور کبھی وہ نیچے والے سے کہنے میں کامیاب بھی ہو جاتا ہے' حتی کہ وہ بات شیطان کے دوستوں یعنی جادوگروں یا کاہنوں کے کان میں پڑجاتی ہے پھر وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر اسے پھیلا دیتے ہیں اور ان کی وہ بات سچی ہو جاتی ہے جو شیطان نے ان کے کانوں میں ڈالی تھی' اور لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں دن اس نے ہم سے فلاں بات کہی تھی جو بالکل صحیح نکلی۔

زمین ولوازمات زمین کی پیدائش: (۱۹) یعنی ہم نے یہ وسیع و فراخ زمین بنا کر پھیلا دی' اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔ اس میں وادیاں' جنگل اور ریگستان بنائے اور اس سے اناج پھل پھول اور طرح طرح کی بوٹیاں پیدا کیں' اور اس میں ہر معلوم و وزن والی چیز پیدا کی۔

(۲۰) یعنی ہم نے زمین میں تمہارے لیے طرح طرح کے روزگار کے ذرائع پید کیے اور تمہارے جانوروں کے لیے چارا پیدا کیا' اللہ اپنے احسانات بیان فرما رہا ہے کہ اس نے انسان کے لیے روزگار کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے ہیں اور انسان کے قبضہ میں ایسے ایسے جانور دے دیے جنہیں وہ قابو میں لا نہیں سکتا تھا چنانچہ وہ کسی پر سوار ہوتا ہے اور کسی کا گوشت کھاتا ہے اور دودھ پیتا ہے' نیز ہم نے اس کی خدمت کے لیے لونڈی غلام عطا فرما دیے' پھر ان سب کی روزی ان کے خالق اللہ کے ذمہ ہے' ان کے ذمہ نہیں' فائدہ تو انسان اٹھائے اور اللہ ان جانوروں کو کھلائے پلائے' قربان جائیے اس اللہ کے جو ہم پر اس قدر مہربان ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ
وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ
الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا
الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم اسے ایک مقررہ اندازے ہی سے اتارتے ہیں ہم نے بوجھل ہوائیں بھیجیں' پھر آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پلا یا تم اس کا خزانہ جمع کر کے نہیں رکھ سکتے تھے یقین مانو ہم ہی موت وزندگی دیتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں' بلاشبہ ہمیں تم میں سے آگے بڑھنے والے اور پیچھے ہٹنے والے معلوم ہیں' یقین مانئے آپ کا رب ہی انہیں جمع کرے گا وہ بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے۔

اللہ کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے: (۲۱) یعنی ہر چیز کے ہم ہی مالک ہیں اور ہر چیز ہمارے لیے آسان ہے' ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم اپنی مرضی سے جس قدر چاہیں ایک مقررہ اندازے سے اتارتے ہیں' اسی میں ہماری حکمت بالغہ اور نگاہ شفقت کارفرما ہے یہ بات نہیں کہ ہم پر یہ چیز واجب ہو بلکہ ہم نے اپنی ذات پر رحمت لکھ لی ہے' عبداللہؓ: ہر سال برابر برابر بارش ہوتی ہے لیکن اللہ حسب مصلحت کہیں زیادہ اور کہیں کم بارش کر دیتا ہے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی۔ (ابن جریر)

ہواؤں کے فوائد: (۲۲) بوجھل ہواؤں سے پانی سے بھرپور بادل مراد ہیں' جن کو ہوائیں آسمان میں پھیلا دیتی ہیں' یعنی جب ہوائیں بادلوں پر قلم چڑھاتی ہیں تو ان سے پانی برستا ہے اور درختوں پر قلم چڑھاتی ہیں تو ان پر پتے اور کلیاں پھوٹ آتی ہیں۔ یہ سب قدرت کی نشانیاں ہیں۔

پھر فرمایا تم اس کا خزانہ جمع کر کے نہیں رکھ سکتے' بلکہ ہم اسے اتارتے ہیں اور تمہارے لیے رکھ چھوڑتے ہیں' پھر اسے تمہارے فائدہ اٹھانے کے لیے جاری کر دیتے ہیں اور زمین میں اس کے سوت رکھ دیتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اسے گہرا بنا دیں بلکہ بالکل ہی ختم کر دیں' لیکن ہماری مہربانی ہے کہ ہم نے اسے اتارا' میٹھا بنایا اور کنوؤں' نہروں' دریاؤں اور چشموں میں محفوظ رکھا تا کہ تمہارے لیے سال بھر کا ذخیرہ رہے اور خود بھی پیو' جانوروں کو بھی پلاؤ اور آبپاشی بھی کرو۔

اللہ زندگی اور زندگی بعد الموت دونوں پر قادر ہے: (۲۳) یعنی ہم ایجاد پر بھی قادر ہیں اور زندگی بعد الموت پر بھی۔ ہماری قدرت میں ہر چیز ہے' اللہ ہی مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا وہی مقررہ وقت پر مار دیتا ہے' اور وہی ایک مقررہ مدت پر دوبارہ زندہ فرما دے گا اللہ ہی زمین کا اور زمین کی ساری چیزوں کا وارث ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

(۲۴) ہمیں تم سب کے حالات کا علم ہے' ہم اول سے لے کر آخر تک ایک ایک کا حال جانتے ہیں ہمیں تم سے پہلوں کے حالات بھی معلوم ہیں اور پچھلوں کے بھی پہلوں سے آدم سے لے کر اب تک کے آدمی مراد ہیں اور پچھلوں سے اب سے قیامت تک آنے والے۔

اللہ کو تمہاری خاک کے ذرات معلوم ہیں: (۲۵) یعنی اللہ کو تمہاری خاک کا ایک ایک ذرہ معلوم ہے وہ اپنی حکمت سے تمہیں محشر میں جمع فرمائے گا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

بلاشبہ ہم نے انسان کو کھنکھناتی اور سڑی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور اس سے پہلے ہم نے جن لو والی آگ سے پیدا کئے تھے۔

انسان کا مادہ: (۲۶) صلصال یعنی خشک اور بجنے والی' فرمایا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ (رحمٰن ۵۵:۱۴'۱۵) یعنی انسان ٹھیکرے کی طرح خشک مٹی اور جن آگ کے شعلہ سے بنائے گئے۔ حماء یعنی کیچڑ۔ مسنون یعنی چکنی مٹی' یعنی وہ خشک مٹی جو کیچڑ سے بنی تھی اور چکنی اور صاف وشفاف تھی۔

جنوں کا مادہ: (۲۷) یعنی انسان سے پہلے جن آگ کے شعلوں سے بنائے گئے تھے۔ سموم یعنی انسان کو مار ڈالنے والی لوخواہ دن کی ہو یا رات کی۔

ایک صحیح حدیث میں ہے' فرشتے نور سے جن آگ کی لو سے اور انسان مٹی سے بنے' (۱) غرضیکہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کا عنصر پاک وصاف ہے اور اس کی اصل وجڑ طیب وطاہر ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان کو کھنکھناتی ہوئی اور خمیر والی کیچڑ سے پیدا کرنے والا ہوں پھر جب میں اسے درست کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر جانا اور آخر تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا پوچھا ابلیس! تجھے کیا ہو گیا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا۔ بولا میں وہ نہیں ہوں کہ ایسے انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کھنکھناتی ہوئی اور خمیر والی کیچڑ سے بنایا ہے۔

آدمؑ کی فضیلت وذکر خیر: (۲۸ تا ۳۲) پیدائش سے پہلے ہی فرشتوں میں آدم کا ذکر خیر ہو رہا ہے اور انکی عزت واحترام کا تذکرہ ہے کہ انہیں پیدا ہوتے ہی فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا گو ابلیس نے جو آدم کا دشمن تھا آدم کو سجدہ نہیں کیا اور اس نے کفر وعناد غرور و کبر' بے شرمی اور حسد وعناد سے اللہ کا حکم بھی ٹھکرا دیا۔

(۳۳) اور یہ جواب دیا کہ میری شان بڑی ہے کیونکہ میں آگ سے اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے اور آگ کو مٹی پر شرف وبرتری حاصل ہے اس لیے میں آدم کو سجدہ نہیں کر سکتا' کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (اعراف ۷:۱۲) میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (۲) قَالَ اَرَءَيْتَكَ (اسراء ۱۷:۶۲) تو نے اس کو مجھ پر بزرگی بخشی ہے اگر قیامت تک مجھے مہلت مل جائے تو میں اس کی اولاد کو بجز تھوڑوں کے گمراہ کرتا رہوں گا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ﴿۳۷﴾ۙ
اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ﴿۳۸﴾

فرمایا یہاں سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور جزا کے دن تک تجھ پر لعنت پڑتی رہے گی' بولا اے رب مردے زندہ ہونے تک مجھے مہلت دے دے فرمایا تو ایک معلوم وقت تک کے لیے مہلت والوں میں سے ہے۔

ابلیس پر دائمی پھٹکار: (۳۴) حکم ہوا کہ قدوسیوں کے مقام سے ہٹ جا' اب تو اس مقام کے لائق نہیں رہا کیونکہ تو راندہ درگاہ ہو گیا۔

(۳۵) اور ہماری رحمت سے قیامت تک کے لیے دور ہو جا۔ آج سے تجھ پر پھٹکار ڈالی گئی جو تجھے قیامت تک چمٹی رہے گی اور رہتی دنیا تک تجھ پر تھو تھو کرتی رہے گی۔ جب شیطان پر لعنت ڈالی گئی تو اس کی صورت مسخ ہو گئی۔ اور بری طرح سے کراہنے لگا۔

(۳۶) جب شیطان پر اللہ کا قہر جسے کوئی ٹالنے والا نہیں اتر چکا تو اس نے آدم و اولاد آدم سے سخت حسد کی وجہ سے اللہ سے قیامت تک کے لیے مہلت مانگ لی۔

(۳۷' ۳۸) اس کی درخواست استدراج کے طور پر قبول کر لی گئی' پھر جب اسے مہلت کا یقین ہو گیا تو اب اس نے اپنا انتہائی شرمناک ارادہ ظاہر کیا۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاُغۡوِیَنَّہُمۡ
اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۳۹﴾ۙ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ ہٰذَا صِرَاطٌ
عَلَیَّ مُسۡتَقِیۡمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ
اتَّبَعَکَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوۡعِدُہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۳﴾ۙ لَہَا
سَبۡعَۃُ اَبۡوَابٍ ؕ لِکُلِّ بَابٍ مِّنۡہُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ ﴿۴۴﴾ ع

بولا اے رب تو نے مجھے گمراہ کیا ہی ہے میں بھی دنیا میں انسانوں کو ان کے برے کام خوبصورت سجھاؤں گا اور سچ مچ ان سب کو گمراہ کروں گا مگر ان میں سے تیرے چند مخلص بندے میرے کہنے میں نہیں آئیں گے' فرمایا یہ مجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ ہے بلاشبہ میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں' البتہ گمراہ ہی تیری پیروی کریں گے اور دیکھو جہنم ان سب کے وعدے کی جگہ ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ان میں سے ہر دروازے کیلیے ایک بٹا ہوا حصہ ہے۔

ابلیس کی ہٹ دھرمی کا بیان: (۳۹) یعنی ابلیس نے کہا چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے اس لیے میں بھی اولاد آدمؑ کے دلوں میں گناہوں کی محبت' سیہ کاریوں کی رغبت اور حکم عدولیوں کا شوق پیدا کر دوں گا حتی کہ انہیں گناہوں میں مزا آئے گا اور گناہ اچھے معلوم

ہوں گے اور انہیں گناہوں کے بغیر چین ہی نہیں آئے گا' اور میں سچ مچ انہیں داغدار کئے بغیر نہ رہوں گا۔

(۴۰) ہاں تیرے چند مخلص بندے میرے قابو میں نہیں آئیں گے فرمایا اَرَأَيْتَكَ هَذَا (اسراء ۱۷:۶۲) بھلا مجھے بتا تو سہی یہ شخص جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تو مجھے قیامت تک کے لیے مہلت دے دے تو میں اس کی اولاد کی جڑیں کاٹ کر رکھ دوں گا' البتہ تھوڑے سے آدمی میرے بس میں نہیں آئیں گے۔

(۴۱) اللہ نے ڈرانے کے طور پر فرمایا کہ یہ مجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ ہے اور تم سب کو لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے۔ پھر میں ہی تمہیں تمہارے اچھے اور برے عملوں کا بدلہ دوں گا' فرمایا اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (فجر ۸۹:۱۴) واقعی آپ کا رب گھات میں ہے۔

شیطان کس پھندے سے انسان کو جکڑتا ہے: (۴۲) یعنی میں نے جن کے حق میں ہدایت لکھ دی ہے تو ان پر کوئی راہ نہیں پا سکتا' اور ان تک کبھی نہیں پہنچ سکتا' ہاں گمراہ ہی تیری پیروی کریں گے' یزیدؒ بن قسیط کہتے ہیں انبیاء کی آبادیوں سے باہر مخصوص مسجدیں ہوتی تھیں' جب کوئی نبی کوئی بات اللہ سے معلوم کرنا چاہتا تو اپنی مسجد میں جا کر جس قدر اللہ کو منظور ہوتا تھا نماز پڑھ کر اس سلسلہ میں اللہ سے دعا مانگتا تھا' ایک دفعہ ایک نبی اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ شیطان آ کر آپ کے اور قبلہ کے درمیان بیٹھ گیا' آپ نے تین بار اعوذ پڑھی شیطان بولا مجھے یہ بتا دیجئے کہ آپ مجھ سے کس دعا سے بچتے ہیں۔ آپ نے دو بار فرمایا مجھے یہ بتا کہ تو انسان پر کس طرح غالب آ جاتا ہے' غرض ہر ایک نے دوسرے سے پوچھا مگر جواب کسی نے بھی نہیں دیا' پھر آپ نے اعوذ پڑھی شیطان بولا جس سے تم پناہ مانگ رہے ہو وہ تو سامنے ہی ہے' پھر آپ نے تین بار اعوذ پڑھی' پھر شیطان نے وہی سوال دہرایا' اور آپ نے بھی اپنا وہی سوال دہرایا اور ہر ایک نے دوسرے سے عہد لیا' آپ نے یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ قرآن میں اللہ کا یہ فرمان ہے بولا اسے تو میں نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بھی سنا تھا' آپ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ الخ (اعراف ۷: ۲۰۰) اگر آپ کو کوئی شیطانی وسوسہ آئے تو اعوذ پڑھ لیا کیجیے واقعی اللہ تمہاری دعائیں خوب سننے والا اور بڑے علم والا ہے' اس لیے میں جب کبھی تیری آہٹ پاتا ہوں تو فوراً اعوذ پڑھ لیتا ہوں بولا آپ نے سچ فرمایا تم اسی سے تو مجھ سے نجات پاتے ہو' آپ نے پوچھا اب تو بتا کہ تو کس طرح انسان پر غالب آ جاتا ہے' بولا میں اسے غصہ اور خواہش سے جکڑتا ہوں۔

(۴۳) یعنی تمام شیطان پرستوں کا ٹھکانہ جہنم ہے' جیسے اللہ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ (هود ۱۱: ۱۷) جو جماعت قرآن کو نہ مانے اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے۔

جہنم کے سات طبقے ہیں: (۴۴) یعنی جہنم کے سات دروازے ہیں' اور لوگ ہر دروازے کے لیے بٹے ہوئے ہیں اسی سے وہ جہنم میں جائیں گے اللہ تمام مسلمانوں کو جہنم سے بچائے۔ آمین۔ ہر جہنمی اپنے عملوں کے مطابق خاص دروازے سے جہنم میں جائے گا اور بقدر عملوں ہی کے اس کے طبقہ میں ٹھہرے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ میری امت پر تلوار سونتنے والوں کا ہے (ت)۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا
فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ

فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ ﴿۴۹﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿۵۰﴾

یقین مانو تقوے والے بہشتی باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) سلامتی سے بے خوف ہو کر اس میں چلے جاؤ ہم ان کے دلوں کے کینے دور کر دیں گے اور یہ سب بھائی بھائی کی طرح آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں۔ وہاں انہیں کوئی دکھ نہ پہنچے گا اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ میں بڑا ہی خطا پوش ہوں اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔

جنتیوں کا بیان: (۴۵) یعنی جنتی سدا بہار بہشتی باغوں میں سلامتی کے ساتھ امن و چین سے داخل ہوں گے اور وہاں موج اڑائیں گے۔ (۴۶) یعنی آفات و تکالیف سے صحیح سالم رہیں گے اور انہیں فرشتے آ آ کر سلام کریں گے جنتی ہر خوف و گھبراہٹ سے امن میں رہیں گے نہ انہیں جنت سے نکالے جانے کا غم ہوگا اور نہ آرام کے ختم ہونے کا ڈر اور نہ فنا کا خطرہ۔

مومن کینوں سے پاک ہو کر جنت میں جائیں گے: (۴۷) ابو امامہؓ فرماتے ہیں مومن جنت میں نہیں جائیں گے جب تک اللہ ان کے دلوں کے کینے نکال باہر نہ کر دے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مومنوں کو جہنم سے نجات دلا کر انہیں جنت و جہنم کے درمیانی پل پر روک لیا جائے گا۔ پھر مظالم کا بدلہ دلوایا جائے گا' آخر جب سب گناہوں سے بالکل پاک ہو جائیں گے تب جنت میں جانے کی اجازت ملے گی۔ علیؓ نے کہا اللہ کی قسم ہم بدریوں کے بارے میں یہ آیت اتری۔ پھر فرمایا آمنے سامنے ہوں گے کسی کی کسی کی طرف پیٹھ نہ ہوگی کہ اسے مڑ کر دیکھنا پڑے۔ زیدؓ بن ابی اوفی فرماتے ہیں ایک دن اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور آپ نے آیت کا یہ ٹکڑا پڑھ کر فرمایا' سب اللہ کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوں گے' اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہوگا۔

جنت میں آرام ہی آرام ہے: (۴۸) (نصب یعنی مشقت و ایذا) یعنی جنت میں تکلیف' دکھ' رنج اور غم پاس بھی نہ آئے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں خدیجہؓ کو ان کے جنت والے محل کی خوش خبری سنا دوں' جو ایک موتی کا ہے' نہ وہاں شور و غل ہوگا اور نہ دکھ (ق)۔ پھر فرمایا جنتی جنت سے نکالے جانے والے بھی نہیں' ایک حدیث میں ہے کہ جنت والوں سے کہا جائے گا جنتیو! اب تم ہمیشہ ہمیش تندرست رہو گے' کبھی بیمار نہ ہو گے ہمیشہ زندہ رہو گے' کبھی مرو گے نہیں' ہمیشہ جوان رہو گے' کبھی بوڑھے نہ ہو گے' اور ہمیشہ یہیں رہو گے' کبھی یہاں سے نکالے نہیں جاؤ گے' اور نہ خود نکلو گے۔ فرمایا خَالِدِيْنَ فِيْهَا الخ (کہف ۱۸:۱۰۸) جنتی جنت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے' اور اس سے منتقل ہونا نہ چاہیں گے۔

خوف و رجا کا بیان: (۴۹'۵۰) یعنی اے نبی آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ میں ان پر بڑا مہربان ہوں' اور میرا عذاب بھی دردناک ہے۔ اس آیت کے ہم معنی آیت گزر چکی جو خوف و رجا پر دلالت کرتی ہے۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ صحابہ کے پاس سے گزرے جو ہنس رہے تھے' فرمایا جنت و جہنم کو یاد کرو اس پر یہ آیت اتری (ابن ابی حاتم)۔

وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ ﴿۵۱﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ط قَالَ (وقف لازم)
إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ

اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ الْکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَۃِ رَبِّہٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

آپ انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں کا حال سنائیں۔ جب وہ ان کے پاس گئے تو سلام کیا فرمایا ہمیں تم سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ بولے آپ خوف نہ کریں ہم آپ کو ایک سمجھ دار فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں' فرمایا کیا تم مجھے یہ بشارت دے رہے ہو حالانکہ مجھ پر بڑھاپا چھا گیا' پھر تم کس بنا پر مجھے خوشخبری دیتے ہو؟ بولے ہم نے آپ کو سچی بات کی بشارت دی ہے آپ ناامید نہ ہوں' فرمایا رب کی رحمت سے گمراہوں کے علاوہ کوئی بھی ناامید نہیں ہوتا۔

خلیل اللہ کے مقدس مہمان: (۵۱) یعنی اے پیارے نبی آپ انہیں ابراہیمؑ کے مہمانوں کا قصہ سنا دیں (ضیف مفرد جمع دونوں میں استعمال ہوتا ہے)

(۵۲' تا ۵۴) جب یہ مقدس مہمان آپ کے پاس آئے تو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے' ڈر کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے مہمان سمجھ کر ان کے کھانے کا اہتمام کیا اور بچھڑا ذبح کر کے اس کا گوشت بھون کر لائے' مگر مہمانوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ آپ نے سوچا شاید دشمن کسی برے ارادے سے نہ گھس آئے ہوں۔ اس لیے آپ کو ڈر محسوس ہوا' ان مہمانوں نے آپ کو تسلی دے کر فرمایا کہ آپ خوف نہ کریں ہم آپ کو ایک اہل علم فرزند (اسحاق) کی بشارت دیتے ہیں یہ پورا واقعہ سورہ ہود میں گزر چکا ہے' آپ نے اپنے اور اپنی بیوی کے بڑھاپے کا اور ان کے بانجھ ہونے کا خیال کر کے ازراہ تعجب اللہ کے وعدے پر یقین کرتے ہوئے پوچھا کہ تم کس بنا پر بشارت دے رہے ہو۔

(۵۵) فرشتوں نے کہا ہم نے آپ کو ایک سچی بات کی بشارت دی ہے' دیکھئے ناامید ہونا آپ کی شان کے لائق نہیں۔

(۵۶) آپ نے فرمایا رب کی رحمت سے بجز گمراہوں کے کوئی ناامید نہیں ہوتا' یعنی میں اللہ کی مہربانی سے فرزند کی پیدائش سے ناامید نہیں ہوں' اگرچہ میں کافی بوڑھا ہوں' اور میری بیوی بھی کافی معمر ہیں' مجھے یقین ہے کہ اللہ کی قدرت ورحمت اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّہَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَہٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّہَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ ع

پوچھا اے بھیجے ہوئے فرشتو! کیا مہم ہے' بولے ہم علاوہ خاندان لوطؑ کے مجرموں کی طرف بھیجے گئے ہیں ہم انہیں بجز ان کی بیوی کے یقیناً بچا لیں گے' ہاں انکی بیوی کو ہم نے باقی رہ جانے والوں میں سے ٹھہرا لیا ہے۔

فرشتوں کے آنے کی وجہ: (۵۷) پھر جب خلیل اللہ کا ڈر جاتا رہا' اور آپ نے بشارت بھی سن لی تو آپ نے آنے کی وجہ پوچھی۔

(۵۸) بولے لوطیوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں۔

(۵۹'۶۰) یعنی ہم خاندان لوطؑ کو بجز ان کی بیوی کے بچالیں گے بیوی کے لیے ہلاکت ٹھہرائی جا چکی ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوۡطِ ۨالۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوۡا بَلۡ جِئۡنٰكَ بِمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَمۡتَرُوۡنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۶۴﴾

پھر جب آل لوطؑ کے پاس بھیجے ہوئے فرشتے پہنچ گئے تو آپ بولے تم لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہو' بولے بلکہ ہم تو وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس میں لوطی شک کیا کرتے تھے' ہم آپ کے پاس عذاب لے کر آئے ہیں' اور ہم بالکل سچے ہیں۔

(۶۱) یعنی جب فرشتے انتہائی خوبصورت نوجوانوں کی صورت میں لوطؑ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا۔

(۶۲) تم لوگ جانے پہچانے معلوم نہیں ہوتے' بلکہ اجنبی معلوم ہو رہے ہو۔

(۶۳) فرشتوں نے کہا ہم لوطیوں پر عذاب لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہم پر عذاب نہیں آئے گا۔

(۶۴) یعنی ہم واقعی عذاب لے کر آئے ہیں فرمایا مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ (الحجر ۱۵:۸) یعنی ہم فرشتے حق ہی کے ساتھ اتارتے ہیں' پھر مزید تاکید کے طور پر فرمایا ہم سچ مچ عذاب لے کر آئے ہیں' اب تمام لوطی تباہ ہو جائیں گے۔ ہاں آپ کے خاندان کو بجز آپ کی بیوی کے بچا لیا جائے گا۔

فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّيۡلِ وَاتَّبِعۡ اَدۡبَارَهُمۡ وَلَا يَلۡتَفِتۡ مِنۡكُمۡ اَحَدٌ وَّامۡضُوۡا حَيۡثُ تُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ ذٰلِكَ الۡاَمۡرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۤءِ مَقۡطُوۡعٌ مُّصۡبِحِيۡنَ ﴿۶۶﴾

آپ اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے ایک حصہ میں نکل جائیں اور آپ سب کے پیچھے رہیں' اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جدھر کا تمہیں حکم ہے ادھر بڑھے چلے جاؤ' اور ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کی صبح صبح جڑیں کاٹ دی جائیں گی۔

لوطؑ کو معہ خاندان کے راتوں رات نکل جانے کا حکم: (۶۵) فرشتوں نے لوطؑ کو تاکید کر دی کہ کچھ رات گزر جانے پر آپ معہ گھر والوں کے یہاں سے نکل جائیں اور سب کے پیچھے پیچھے رہیں تا کہ ان کی اچھی طرح سے حفاظت ہو سکے' اسی طرح پیغمبر اسلام بھی جنگی لشکر کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے' تا کہ کمزوروں کو آگے بڑھائیں' اور گری پڑی چیز اٹھا لیں۔ پھر فرمایا چیخیں سن کر پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا اور لوگوں کو عذاب میں چیختے ہوئے چھوڑ کر آگے ہی بڑھے جانا جیسے تمہارے پیچھے کوئی راستہ بتانے والا آ رہا ہے۔

(۶۶) یہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ صبح کے وقت انکی جڑیں کٹ جائیں گی فرمایا اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ (ھود ۱۱:۸۱) ان کے عذاب کا وقت صبح ہے کیا صبح قریب نہیں ہے؟

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور شہر والے خوش ہوتے ہوئے آ پہنچے فرمایا دیکھو یہ میرے مہمان ہیں مجھے ذلیل نہ کرو' اللہ سے ڈر جاؤ اور میری عزت پر ہاتھ نہ ڈالو' بولے کیا ہم نے آپ کو دنیا کی حمایت سے روکا نہیں' فرمایا یہ میری بیٹیاں ہیں' اگر تمہیں کرنا ہی ہے' آپ کی زندگی کی قسم یہ اپنے نشہ میں اندھے ہو گئے تھے۔

شہری نوجوانوں کی طرف بڑھے: (۶۷) جب لوطیوں کو معلوم ہوا کہ لوطؑ کے گھر بے حد خوبصورت مہمان آئے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہوئے دوڑ کر گھر پہنچے۔

واؤ ترتیب کے لیے نہیں آتا: (۶۸'۶۹) آپ نے قوم کو سمجھایا کہ یہ میرے مہمان ہیں مجھے شرمندہ نہ کرو اللہ سے ڈر جاؤ' ان کی بے عزتی میری بے عزتی ہے آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ مقدس مہمان فرشتے ہیں۔ اس لیے آپ نے قوم کی منت کی' جیسا کہ سورہ ہود میں گزر چکا ہے۔

قوم کا جواب: (۷۰) قوم نے جواب دیا کہ ہم نے تمہیں پہلے ہی سے منع کر دیا ہے کہ کسی کی حمایت نہ کیا کرو' اگر عزت کا خیال تھا تو ایسے مہمان ہی کیوں ٹھہرائے۔

جنسی پیاس عورتوں سے بجھاؤ: (۷۱) فرمایا اللہ نے اس قوم کے لیے عورتیں بنائی ہیں' ان سے نکاح کر کے اپنی جنسی پیاس بجھاؤ اس کی پوری تفصیل گزر چکی ہے' قوم کو کچھ خبر نہ تھی کہ کل صبح ان پر عذاب آنے والا ہے۔ اسی لیے اللہ نے رحمت عالم ﷺ سے فرمایا۔

(۷۲) کہ اے محبوب نبی ﷺ آپ کی زندگی کی قسم' یہ لوگ اپنے نشہ اور بے ہوشی میں چور تھے۔ اچھل کود رہے تھے اور عذاب سے بے فکر تھے۔

اللہ نے رحمت عالم ﷺ کی عمر کی قسم کھائی: اللہ نے اس آیت میں اپنے نبی ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی ہے' جس سے آپ کی رفعت شان و جلالت قدر ثابت ہوئی' ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے رحمت عالم ﷺ سے زیادہ کسی کو عزت و بزرگی نہیں بخشی' میں نے نہیں سنا کہ اللہ نے کسی کی زندگی کی قسم کھائی ہو بجز رحمۃ للعالمین ﷺ کی زندگی کے پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی (ابن جریر) نشہ سے گمراہی مراد ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

آخر کار سورج نکلتے نکلتے انہیں ایک چیخ نے آ پکڑا' پھر ہم نے انکی بستیاں تہہ و بالا کر ڈالیں' اور ان پر کنکروں والے پتھر برسائے' یقین مانو اس میں بھی غور کرنے والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں' دیکھو یہ بستیاں آباد راہ پر ہیں۔ یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی بھاری نشانی ہے۔

لوطیوں پر عذاب: (۷۳) آخر ایک ہیبت ناک و دلدوز چیخ نے ان کے جگر پاش پاش کر ڈالے' سورج کے طلوع ہوتے ہوتے ان پر یہ ہولناک عذاب آ گیا۔

(۷۴) ان کی بستیاں آسمان تک اٹھا کر اور پلٹ کر پٹخ دی گئیں اور ان پر آسمان سے کنکروں والے پتھروں کی بارش ہوئی (سورہ ہود میں سجیل کی تفصیل گزر چکی ہے)

لوطیوں کے کھنڈرات باعث عبرت ہیں: ان شہروں کے کھنڈرات اب بھی بصیرت والوں کے لیے باعث عبرت ہیں اور دیکھنے والے ان سے بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یہ سمجھنے اور سوچنے والوں کے لیے نصیحت ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے (ابن جریر) (۲) اللہ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو اپنی فراست سے لوگوں کو تاڑ جاتے ہیں۔

علاقہ سدوم آباد راہ پر ہے: (۷۶) یعنی سدوم کا علاقہ ایک آباد راہ پر واقع ہے یہ علاقہ ظاہری اور معنوی دونوں صورتوں سے پلٹ دیا گیا اور اس پر آسمان سے پتھراؤ کیا گیا' اب یہاں ایک بدبودار اور سڑی ہوئی جھیل ہے' جو آج بھی موجود ہے فرمایا اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ (صافات ۳۷: ۱۳۷' ۱۳۸) تم دن رات وہاں سے گزرتے ہو تو کیا پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے۔

(۷۷) یعنی لوطیوں کی تباہی اور مومنوں کی سلامتی ایمان والوں کی صداقت پر واضح نشانی ہے' اللہ مومنوں کو بچا لیتا ہے اور کافروں کو تباہ کر ڈالتا ہے۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾

وقف لازم ۵ وقف ۵

بلاشبہ ایکہ والے بھی بڑے ظالم تھے' پھر ہم نے ان سے بھی انتقام لیا یہ دونوں علاقے ایک ظاہر و مشہور راہ پر ہیں۔

قوم شعیبؑ پر عذاب: (۷۸' ۷۹) اصحاب الایکہ سے قوم شعیب مراد ہے' ایکہ یعنی بن' یہ قوم شرک میں مبتلا تھی' ڈکیتی ان کا پیشہ تھا اور ناپ تول میں کمی بیشی کرنا ان کی عادت تھی' اللہ نے ایک خوفناک چیخ' زلزلہ اور سائے والے دن کا عذاب بھیج کر ان سے

انتقام لیا' یہ قوم' قوم لوط کے بعد کی ہے' اور جگہ کے اعتبار سے دونوں قومیں ایک ہی ہیں' یعنی دونوں مشہور راہ پر آباد تھیں' شعیب نے قوم کو ڈرانے کے لیے یہی فرمایا تھا کہ قوم لوط تم سے کچھ دور نہیں' اس کا زمانہ ابھی گزرا ہے' اور اس کے واقعات لوگوں کو خوب معلوم ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

بلاشبہ حجر والوں نے بھی انبیاء کو جھٹلایا' ہم نے انہیں اپنی نشانیاں دیں مگر وہ ان سے منہ موڑ رہے ہیں یہ پہاڑ تراش تراش کر بلا خوف وضرورت کے گھر بناتے تھے' آخر صبح کے وقت انہیں بھی ایک چیخ نے آ پکڑا' پھر ان کی کمائی ان کے کام نہیں آئی۔

ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء کی تکذیب ہے: (۸۰) اصحاب حجر یعنی ثمودی جس قوم نے ایک نبی کو نہ مانا' اس نے سارے نبیوں کو نہیں مانا' اسی لیے فرمایا کہ انہوں نے بھی نبیوں کو نہیں مانا۔

دعائے صالحؑ سے چٹان سے اونٹنی پیدا ہوئی: (۸۱) یعنی ان کے پاس ایسے ایسے معجزے آئے' جن سے صالحؑ کی صداقت کا قطعی ثبوت ہوتا ہے' جیسے اونٹنی جسے اللہ نے صالحؑ کی دعا سے ایک ٹھوس چٹان سے پیدا کیا تھا' یہ اونٹنی ان کے شہروں میں چرا کرتی تھی' ایک دن اس کے چرنے اور پانی پینے کا تھا' اور ایک دن لوگوں کے جانوروں کے چرنے اور پانی پینے کا' لیکن افسوس قوم نے از راہ سرکشی اس کو مار ڈالا۔ آپ نے ان سے فرمایا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ الخ (ھود۱۱: ۶۵) اپنے گھروں سے تین دن اور فائدہ اٹھا لو یہ بالکل سچا وعدہ ہے۔

(۲) وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ الخ (فصلت ۴۱: ۱۷) ہم نے ثمودیوں کو راہ دکھائی لیکن انہوں نے ہدایت پر ضلالت کو ترجیح دی۔

(۸۲) یہ لوگ اترانے کے لیے بلا ضرورت و بلا خوف کے پہاڑ تراش تراش کر گھر بنایا کرتے تھے' جب اللہ کے رسول ﷺ تبوک جاتے ہوئے وادی حجر سے گزرے تو آپ نے اور صحابہ کرام نے ان کی کاریگری کا مشاہدہ کیا' آپ نے سر پر کپڑا ڈال لیا اور سواری تیز چلا دی' اور صحابہ سے فرمایا عذاب والے لوگوں سے گزرو تو روتے ہوئے گزرو' اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسی صورت ہی بنا لو' کہیں تمہیں بھی وہی نہ پہنچے جو انہیں پہنچ چکا ہے' اللہ مسلمانوں کو اپنے عذابوں سے بچائے آمین۔

قوم صالحؑ پر عذاب: (۸۳) چوتھے دن کی صبح کو عذاب نے آ گھیرا۔

(۸۴) پھر ان کی کھیتیاں اور ان کے پھل پھول کام نہ آئے جن کی وجہ سے انہوں نے اللہ کی اونٹنی قتل کی تھی' کہ پانی میں کمی نہ ہونے پائے' پھر جب اللہ کا عذاب آیا تو انہیں ان کی دولت نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾

ہم نے آسمان وزمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو مصلحت ہی سے پیدا کیا ہے' یقین مانو قیامت ضرور آنے والی ہے' پھر آپ ان سے خوبصورتی سے درگزر فرمائیں' واقعی آپ کا رب ہی پیدا کرنے والا اور بڑے علم والا ہے۔

دنیا کسی مصلحت سے پیدا کی گئی ہے: (۸۵) یعنی ہم نے دنیا کسی مصلحت سے پیدا کی ہے فرمایا (۱) لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا الخ (نجم ۵۳: ۳۱) تاکہ اللہ گنہ گاروں کو ان کے گناہوں کا بدلہ دے (۲) وَمَا خَلَقْنَا الخ (ص ۳۸: ۲۷) ہم نے آسمان وزمین اور ان کی درمیانی چیزیں یونہی نہیں پیدا کیں ایسا تو کافروں کا گمان ہے لہذا کافروں کو آگ سے بڑی خرابی ہے (۳) اَفَحَسِبْتُمْ الخ (مومنون ۲۳: ۱۱۵' ۱۱۶) کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے آسمان وزمین کو اور انکے درمیانی چیزوں کو یونہی پید کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر آنے والے نہیں' سچا شہنشاہ بلند و برتر ہے' اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' اور وہی بزرگ عرش کا مالک ہے پھر فرمایا قیامت ضرور آئے گی' اس کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں' (جب دنیا کا نظام کسی بڑی مصلحت پر موقوف ہے تو قیامت کے آنے میں بھی شک نہیں) پھر رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ مشرکوں کی ایذاؤں پر صبر کریں اور خوبصورتی سے ان سے درگزر فرمائیں' فرمایا فَاصْفَحْ عَنْهُمْ الخ (زخرف ۴۳: ۸۹) آپ ان سے درگزر کریں' اور انہیں سلام کہیں' یہ عنقریب جان جائیں گے یہ حکم جنگ سے پہلے کا ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے' اور جہاد کا حکم مدینہ میں اترا ہے۔

قیامت ضرور آئے گی: (۸۶) زندگی بعد الموت کی تاکید ہے کہ اللہ بڑا ہی پیدا کرنے والا ہے اور اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں وہ قیامت کے لانے پر بھی قادر ہے اور اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی' وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارے جسم کے بکھرے ہوئے اور دوسرا روپ بدلے ہوئے اجزاء کہاں کہاں پڑے ہیں فرمایا اَوَلَيْسَ الَّذِيْ الخ (یٰس ۳۶: ۸۱ تا ۸۳) کیا جس نے آسمان و زمین بنائے وہ ان جیسے پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ کیوں نہیں وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے' جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا چنانچہ وہ ہو جاتی ہے' وہ ذات پاک ہے' جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور تم سب کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾

بلاشبہ ہم نے آپ کو سات' بار بار پڑھی جانے والی آیتیں اور قرآن عظیم دیا' آپ ان چیزوں کی طرف اپنی نگاہ نہ دوڑائیں جن سے ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو فائدہ اٹھانے دیا ہے اور نہ آپ ان پر رنجیدہ ہوں اور ایمان والوں کے آگے اپنا بازو جھکا دیں۔

قرآن ایک عظیم نعمت ہے: (۸۷) اللہ اپنے پیارے نبی ﷺ سے فرما رہا ہے کہ ہم نے آپ کو قرآن عظیم عطا کر دیا ہے جو دنیا کی سب سے بڑی دولت اور بیش بہا نعمت ہے۔ اس لیے آپ دنیا کو اسکی بہاروں کو' اس کی زیب و زینت کو' دنیا داروں کے عیش و

آرام کو اور ان کی چندروزہ دولت کو نہ دیکھیں' ہم نے انہیں یہ دولت اور یہ دنیا فتنے میں مبتلا کرنے کے لیے دی ہے' اس لیے آپ ان کے عیش و آرام سے دھوکہ نہ کھائیں' ان کی تکذیب و مخالفت سے دل پر میل نہ لائیں' اپنے پیروکار ایمان والوں کے سامنے اپنا بازو جھکا دیں اور ان سے نرمی اور محبت سے پیش آئیں۔

سبع مثانی کی تفسیر: سبع مثانی سے سورہ فاتحہ مراد ہے جس کی سات ہی آیتیں ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں بسم اللہ بھی ایک مستقل آیت ہے' اللہ نے تمہیں خاص طور سے یہ سورت دی ہے اور اسے مثانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

امام بخاریؒ اس جگہ دو حدیثیں لائے ہیں (۱) ابوسعیدؓ بن المعلی فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے' آپ نے مجھے بلایا لیکن میں نماز سے فارغ ہونے تک آپ کے پاس نہیں گیا' پھر گیا تو آپ نے پوچھا تم میرے بلاتے ہی کیوں نہیں آ گئے' میں نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا' فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا الخ (انفال ۸: ۲۴) اے ایمان والو جب تم کو اللہ اور اس کا رسول بلائے تو فوراً آ جاؤ' کہا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے پہلے تمہیں قرآن کی ایک بڑی سورت نہ سکھاؤں؟ پھر جب آپ نے مسجد سے باہر تشریف لانے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ کو وعدہ یاد دلا دیا' آپ نے فرمایا وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہے' اس کی سات بار بار پڑھی جانے والی آیتیں ہیں اور یہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے' (۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ام القرآن ہی سات بار پڑھی جانے والی آیتیں اور قرآن عظیم ہے اس حدیث میں صراحت ہے کہ سورت فاتحہ ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

قرآن دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے: (۸۸) یعنی آپ قرآن عظیم پر قناعت فرمائیں جو ایک بیش بہا دولت ہے اور چندروزہ دنیوی ساز و سامان اور چار دن کی چاندنی کو نہ دیکھیں۔

ابورافع صحابی فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ کے پاس ایک مہمان آ کر ٹھہرا۔ اس وقت آپ کے پاس اس کی خاطر کے لیے کوئی چیز نہ تھی آپ نے ایک یہودی کے پاس ایک شخص بھیجا کہ اس سے میرے نام سے رجب کی پہلی تاریخ تک آٹا ادھار لے آؤ' یہودی نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ رہن کے بغیر نہیں دوں گا۔ میں نے آپ کو اس کا جواب بتا دیا فرمایا سنو اللہ کی قسم میں آسمانوں اور زمین والوں میں امین ہوں' اگر وہ مجھے ادھار دے دیتا یا ادھار فروخت کر ڈالتا تو میں اس کی رقم یقیناً ادا کر دیتا' پھر جب میں آپ کے پاس سے باہر آ گیا تو یہ آیت اتری گویا آپ کو دنیا کی طرف سے بے رغبتی دلائی گئی' اس سے معلوم ہوا کہ انسان از راہ حسد اپنے کسی بھائی کی کسی چیز کی تمنا نہ کرے یعنی مالداروں کے عیش و آرام اور ساز و سامان پر نگاہ نہ ڈالو۔ یہ چندروزہ بہار ہے' اور ہاتھوں سے جلدی ہی نکل جانے والی ہے۔

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ الَّذِيْنَ
جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ الربع

الربع

آپ فرمادیں کہ میں تو ایک کھلم کھلا ہوشیار کر دینے والا ہوں' جس طرح ہم نے (اپنا عذاب) قسمیں کھانے والوں پر اتارا جنھوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے' آپ کے رب کی قسم ہم ضرور ایک ایک سے ان کے عمل پوچھ کر رہیں گے۔

(۸۹) نبی کو حکم ہے کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ میں تو تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے دردناک عذاب سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ جس طرح پہلی قوموں پر جو نبیوں کو جھٹلایا کرتی تھیں اللہ کا عذاب آیا کہیں تم پر بھی نہ آ جائے کیونکہ تم بھی اپنے نبی کو جھٹلا رہے ہو۔

مقتسمین کی تفسیر: (۹۰) مقتسمین سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے آپس میں قسمیں کھا کر اللہ کے رسول کی مخالفت وتکذیب کا عہد کیا تھا اور انہیں ستانے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ قوم صالحؑ نے کہا تھا کہ تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ الخ (نمل ۲۷:۴۹) تم اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اس بات کا عہد کرو کہ ہم ان پر اور انکے گھر والوں پر شب خون ماریں گے' پھر ان کے ولی سے کہہ دیں گے کہ ہمیں تو خبر بھی نہیں' ہم نے ان کے قتل کی سازش میں ذرا سا بھی حصہ نہیں لیا (۲) وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ الخ (نحل ۱۶:۳۸) انہوں نے پکی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ اللہ ان لوگوں کو زندہ نہیں فرمائے گا' اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ الخ (ابراہیم ۱۴:۴۴) کیا تم نے پہلے سے قسمیں نہ کھا رکھی تھیں کہ تمہارے لیے زوال نہیں (۳) اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ الخ (اعراف ۷:۴۹) کیا یہ وہی ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی یہ لوگ جب دنیا کی کسی چیز پر جھوٹ بولتے تو قسمیں کھا بیٹھتے تھے اسی لیے ان کو مقتسمین کہا گیا۔

رحمت عالم ﷺ کی اور لوگوں کی مثال: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری اور اس دین کی جسے دے کر مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا ہے مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنی قوم کے پاس آ کر کہتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کا لشکر پڑا ہوا دیکھا ہے' میں تمہیں کھول کھول کر بیدار کر رہا ہوں کہ اپنا بچاؤ کر لو' چنانچہ اس کی قوم میں سے ایک جماعت تو اس کی بات سچی جان کر اپنے بچاؤ کی خاطر راتوں رات نکل گئی اور اس نے فرصت کو غنیمت جانا چنانچہ وہ بچ گئی لیکن ایک جماعت نے اسے جھوٹا سمجھا اور اپنے گھر ہی پڑی رہی' آخر کار دشمن نے حملہ کر کے اسے ہلاک کر دیا اور اس کی بیخ کنی کر ڈالی' یہی مثال اس کی ہے جو میری اطاعت کرے گا اور جو قرآن میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کرے گا اور اس کی جو میری نافرمانی کرے گا اور میں جو حق لے کر آیا ہوں اسے جھٹلائے گا (ق)۔

اہل کتاب نے اپنی کتابوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے: (۹۱) یعنی جنھوں نے آسمانی کتابوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے (ب) ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے قرآن کو جادو قرار دیا۔

ولید کا اہل قریش کو مشورہ: ولید بن مغیرہ قریش میں بڑا معزز تھا' ایک دفعہ حج کے موقع پر اس کے پاس قریشی جمع ہوئے' اس نے کہا کہ حج کا موسم آ رہا ہے تمہارے پاس لوگ عرب کے گوشے گوشے سے آئیں گے' اور تمہارے اس ساتھی کی شہرت ہو چکی ہے لوگ اس کے بارے میں پوچھیں گے لہٰذا ایک رائے قائم کر لو' اور سب ایک زبان ہو کر ایک ہی بات کہو اور اختلاف نہ کرو کہ کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ' اور آپس میں ایک دوسرے کو جھٹلاؤ' لوگوں نے کہا کہ آپ ہی کوئی رائے قائم فرمادیں تاکہ ہم سب وہی بات لوگوں سے کہہ دیں بولا تم بھی تو کچھ رائے دو تاکہ میں تمہارے خیالات معلوم کروں بولے ہم اسے کاہن کہیں گے بولا وہ کاہن نہیں

ہے۔ بولے دیوانہ کہیں گے' بولا وہ دیوانہ بھی نہیں ہے' بولے شاعر کہیں گے بولا وہ شاعر بھی نہیں ہے' بولے جادوگر کہیں گے' بولا وہ جادوگر بھی نہیں ہے' بولے پھر کیا کہیں' بولا اللہ کی قسم اس کی باتوں میں بڑی مٹھاس ہے' تم اوپر والی باتوں میں سے جو کچھ کہو گے جھوٹ سمجھا جائے گا۔ خیر تم اسے جادوگر بتاؤ' چنانچہ اس رائے پر اتفاق ہو گیا اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے' انہیں کے بارے میں یہ آیت اتری۔

توحید کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی: (۹۲'۹۳) یعنی اللہ کی قسم ہم لوگوں سے لا الہ الا اللہ کے بارے میں ضرور سوال کریں گے (ت' ابویعلی موصلی)۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں' ایک ایک شخص اللہ کے سامنے خلوت میں آئے گا جیسے چودہویں شب کا چاند' ہر شخص اپنی اپنی جگہ خلوت میں دیکھتا ہے' اللہ پوچھے گا کہ اے فرزند آدم تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکہ میں رکھا' اے انسان تو نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا اے آدم کے بیٹے تو نے نبیوں کی کتنی اطاعت کی' قیامت کے دن انسان سے دو باتوں کا ضرور سوال ہوگا کہ دنیا میں کس کی عبادت کی اور پیغمبروں کی کہاں تک اطاعت کی' عملوں اور مال کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا معاذ! قیامت کے دن انسان سے اس کی کوششوں کے بارے میں پوچھا جائے گا یہاں تک کہ آنکھ کے سرمے کے بارے میں انگلی سے کیچڑ کے بارے میں بھی' میں تمہیں قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ کوئی دوسرا شخص تم سے زیادہ خوش قسمت اس چیز میں ثابت ہو جو تمہیں اللہ نے دی ہے (ابن ابی حاتم)

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

رکوع ۶

جس چیز کا آپ کو حکم ہے اسے صاف صاف بیان کر دیں اور مشرکوں سے روگردانی کر لیں' ہم ان مذاق اڑانے والوں سے جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ٹھہراتے ہیں آپ کو کافی ہیں' یہ عنقریب جان جائیں گے' ہمیں خوب معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل دکھتا ہے' لہٰذا آپ اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کرتے رہیں' اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں اور مرتے دم تک اپنے رب ہی کی عبادت کرتے رہیں۔

بے دھڑک تبلیغ کا حکم: (۹۴ تا ۹۶) رحمت عالم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ بلا کھٹکے لوگوں کو کھلم کھلا پیغام رسالت پہنچا دیں' ہر کان میں حق کی آواز دیں اور مشرکوں کے روبرو شرک و بت پرستی کی تردید فرما دیں' آپ کو جو حکم ہے اسے کر گزریں' نماز میں قرآن زور زور سے پڑھیں' اس آیت کے اترنے سے پہلے مسلمان چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے' مگر اس آیت کے بعد علی الاعلان سب کے سامنے نمازیں پڑھنے لگے۔

راہ تبلیغ میں مشرکوں سے نہ ڈرو: پھر فرمایا جو مشرک آپ کو اللہ کی آیتوں سے روکنا چاہتے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور ان

سے نہ ڈریں فرمایا وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ الخ (قلم ۶۸:۹) مشرک چاہتے ہیں کہ آپ سست ہو جائیں تو یہ بھی سست ہو جائیں۔ آپ کو اللہ کافی ہے آپ پیغام حق پہنچانے میں ذرا بھی نہ ہچکچائیں' اللہ آپ کا محافظ ہے اور وہی آپ کو ان سے بچائے گا' فرمایا يَاۤ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ الخ (مائدہ ۵:۶۷) اے رسول آپ کے رب کے پاس سے آپ پر جو کچھ اترا ہے' آپ اس کی تبلیغ کرتے ہیں' اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو حق رسالت ادا نہ کریں گے اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچالے گا۔

مذاق اڑانے والوں کا انجام: مذاق اڑانے والے پانچ بڑے اور معمر رئیس تھے' اور اولاد اسد میں سے اسود بن المطلب ابو زمعہ تھا یہ رسول اللہ ﷺ کو بہت ستاتا تھا' اور آپ کا خوب مذاق اڑایا کرتا تھا۔ آپ نے اس پر بددعا کر دی کہ اے اللہ اسے اندھا کر دے اور اس کی اولاد ختم کر دے' بنی زہرہ میں سے اسود بن عبد یغوث تھا' مخزومیوں میں سے ولید بن مغیرہ تھا' بنی سہم میں سے عاص بن الوائل تھا' اور خزاعہ میں سے حارث بن طلاطلہ تھا' جب ان کی شرارت حد سے بڑھ گئی اور انہوں نے خوب آپ کا مذاق اڑایا تو فَاصْدَعْ سے فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ تک آیتیں اتریں (ایک دفعہ جبرائیل آپ کے پاس تشریف لائے' آپ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے' جبرائیل کھڑے ہو گئے اور آپ بھی ان کے پاس کھڑے ہو گئے اتنے میں آپ کے پاس اسود بن عبد یغوث گزرا' جبرائیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کر دیا جس سے اسے استسقاء ہو گیا' اور اسی میں مر گیا ولید بن مغیرہ گزرا تو آپ نے اس کے ٹخنے کے زخم کے نشان کی طرف اشارہ کر دیا' جو اب سے برسوں پہلے ہو گیا تھا (یہ ایک خزاعی کے پاس سے گزر رہا تھا جو اپنے تیروں کی دھار نکال رہا تھا' ایک تیر نے اس کے تہہ بند میں لپٹ کر اس کے ٹخنے کے زیریں حصہ میں خراش پیدا کر دی تھی' یہ بھی اسی میں مر گیا' عاص بن وائل گزرا تو اس کے تلوے کی طرف اشارہ کر دیا' ایک دن یہ گدھے پر سوار ہو کر طائف جا رہا تھا' راہ میں گر پڑا اور تلوے میں کیل گھس گئی' جس سے مر گیا' اور حارث بن طلاطلہ کے سر کی طرف اشارہ کر دیا جس کے دماغ سے پیپ آئی اور اس میں مر گیا' ان سب کا سرغنہ ولید بن مغیرہ تھا' اسی نے ان سب کو آمادہ کیا تھا)۔

کسی صدمہ سے یا کسی کے خوف سے اللہ کا کام نہ چھوڑا جائے: (۹۷) یعنی ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا دل ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے اور آپ کو ان سے کافی دکھ پہنچ رہا ہے لیکن آپ اپنا کام انجام دیتے جائیں اور برابر تبلیغ کیے جائیں ان کے مذاقوں سے اور ایذاؤں سے دل برداشتہ ہو کر اللہ کا کام نہ چھوڑیں اسی پر بھروسہ رکھیں وہی کافی اور محافظ و مددگار ہے۔

کسی حال میں بھی نماز نہ چھوڑی جائے: (۹۸) آپ اللہ کے ذکر میں اس کی حمد و ثنا میں' اس کی تسبیح و تقدیس میں اور اس کی عبادت میں یعنی نماز میں لگے رہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' اللہ نے فرمایا اے آدم کے بیٹے شروع دن میں چار رکعت نماز پڑھ لو میں تجھے آخر دن تک کافی ہوں گا (دان) اسی وجہ سے آپ کو کوئی مہم پیش آتی تو آپ نماز میں مصروف ہو جاتے۔

مرتے دم تک عبادت میں لگے رہو: (۹۹) یعنی مرتے دم تک اللہ کی عبادت کرتے رہو' یقین سے موت مراد ہے قَالُوْا لَمْ نَكُ الخ (مدثر ۷۴:۴۳ تا ۴۷) جہنمی کہیں گے ہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے محتاجوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے' ہر جھگڑنے والے کے ساتھ مل کر جھگڑا کیا کرتے تھے اور جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ ام العلاء انصاریہ کہتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ عثمان بن مظعون (جو فوت ہو گئے تھے) کے پاس تھے میں نے آپ کے سامنے انکے بارے میں یہ کہہ دیا ابو السائب رضی اللہ عنہ اللہ تم پر رحم فرمائے میں گواہ ہوں کہ اللہ نے تمہاری عزت کی ہے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کی عزت کی ہے میں نے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں پھر کس کی عزت ہو گی اگر ان کی نہ ہو گی فرمایا انہیں یقین یعنی موت آ چکی ہے' مجھے انکے

حق میں بھلائی کی توقع ہے (صحیح)۔

ایک غلط بات کی طرف اشارہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبادت جیسے نماز' روزہ وغیرہ انسان پر واجب ہے جب تک کہ اس کے ہوش وحواس درست ہوں عبادت اپنے حال کے مطابق ادا کرتا رہے چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھو' اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھ لو (ب) جو یہ کہتے ہیں کہ یقین سے معرفت مراد ہے' اس آیت سے انکی غلطی کا بھی پتہ چل گیا' ان بے دینوں کا خیال ہے کہ جب انسان معرفت کی سرحد پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے عبادت ساقط ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ کھلا کفر' صریح گمراہی اور کمال جہالت ہے کیونکہ انبیاء اور انکے صحابہ اللہ کو زیادہ جاننے والے اور اس کے حقوق وصفات خوب پہچاننے والے تھے کہ وہ کس درجہ کی تعظیم کا حق دار ہے۔ پھر بھی عمر بھر سب سے زیادہ عبادت کرتے رہے اور آخری سانسوں تک نیکیوں میں مصروف رہے۔

سورہ نحل

یہ بلحاظ ترتیب قرآن کی ۱۶ ویں اور بلحاظ ترتیب نزول سترویں سورہ ہے۔ یہ سورہ مکی ہے اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ①

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کا حکم آ گیا لہذا اس کی جلدی نہ مچاؤ۔

قیامت قریب ہے: (۱) ماضی کا صیغہ استعمال کر کے قرب قیامت کی طرف اشارہ کیا) یعنی قیامت لامحالہ آ کر رہے گی اس کے آنے میں شک نہیں۔ فرمایا اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (انبیاء ۲۱:۱) لوگوں کا حساب قریب آ لگا۔ اور وہ غفلت میں دینی کاموں سے منہ موڑ رہے ہیں (۲) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (قمر ۵۴:۱) قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔

آنے والی چیز قریب ہی سمجھو: پھر فرمایا جو چیز آنے والی ہے اسے آئی ہوئی ہی سمجھو اور اس کے آنے کی جلدی نہ مچاؤ اور اللہ کا عذاب جلدی جلدی نہ مانگو فرمایا وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ (عنکبوت ۲۹:۵۳-۵۴) لوگ آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اگر مقررہ مدت نہ ہوتی تو ان پر عذاب کبھی کا آ چکا ہوتا وہ تو اچانک آ جائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی' کافر آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں' حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

شرک قیامت کے منکر ہی کرتے ہیں: پھر فرمایا اللہ مشرکوں کے شرک سے اور اس سے کہ اس کی عبادت کے ساتھ غیروں کی عبادت کی جائے پاک ہے شرک وبت پرستی میں وہی مبتلا ہوتے ہیں جنہیں قیامت کا یقین نہیں۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

اللہ ہی اپنے حکم سے فرشتے وحی کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے کہ لوگوں کو ہوشیار کر دو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں لہٰذا مجھی سے ڈرتے رہو۔

روح بہ معنی وحی: (۲) روح یعنی وحی فرمایا وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (شوریٰ ۴۲:۵۲) اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے وحی اتاری آپ کو خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے یہ وحی نور بنا دی جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں ہدایت دے دیتے ہیں' پھر فرمایا کہ ہم اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں وحی اتار دیتے ہیں یعنی انبیاء پر وحی اتارتے ہیں فرمایا فَاللّٰهُ اَعْلَمُ (انعام ۶:۱۲۵) اللہ رسالت رکھنے کی جگہ خوب جانتا ہے (۲) اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ (حج ۲۲:۷۵) وہی فرشتوں اور انسانوں میں رسول چنتا ہے۔

شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرو: پھر فرمایا کہ میں ہی حق دار عبادت ہوں میری مخالفت پر میرے عذاب سے ڈر جاؤ شرک و بت پرستی چھوڑ دو اور رسولوں کی مخالفت نہ کرو۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

اسی نے عدل سے آسمان و زمین بنائے' وہ مشرکوں کے شرک سے بلند ہے اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا' پھر وہ ایک کھلا جھگڑالو بن گیا۔

دنیا حکمت کے ساتھ بنائی گئی: (۳) اللہ ہی نے زمین و آسمان اور اس کے اندر کی تمام چیزیں پیدا کیں اور کائنات کھیل کے طور پر یا بیکار نہیں بنائی بلکہ ایک خاص حکمت سے بنائی تاکہ مجرم اپنے گناہوں کا اور مخلص اپنے نیک عملوں کا بدلہ پائیں۔

اللہ تخلیق عالم میں یکتا ہے تو عبادت میں بھی یکتا ہے: پھر فرمایا کہ جب میں نے ہی تمام دنیا پیدا کی اور اس میں میرا کوئی شریک نہیں تو عبادت میں بھی میرا کوئی شریک نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو میں مشرکوں کے شرک سے بلند و پاک ہوں۔

انسان ایک حقیر نطفہ سے بنا: (۴) یعنی انسان ایک حقیر نطفہ سے بنا جب وہ ترقی کرتے کرتے ہوشیار ہو گیا اور عقل و خرد کا مالک بن گیا تو اب لگا اپنے رب سے جھگڑنے اور اسے جھٹلانے اور اس کے رسولوں سے لڑائی لڑنے حالانکہ اللہ نے اسے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا گندگی اچھالنے کے لیے نہیں۔ سورہ یس میں فرمایا اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ (۳۶:۷۷تا۷۹) کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ ایک کھلا جھگڑالو بن گیا' اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش بھول گیا کہنے لگا بھلا بوسیدہ ہڈیاں کون زندہ کر سکتا ہے آپ جواب دیں کہ انہیں وہی زندہ کر سکتا ہے جس نے انہیں پہلی بار بنایا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے' ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ہتھیلی پر تھوک کر فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے آدم کے بیٹے تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے میں نے تجھے اس جیسے مادہ سے پیدا کیا پھر جب میں نے تجھے درست کر دیا تو اب لگا تو اکڑنے اور زمین میں مال گاڑنے تو نے

پیسے جوڑ جوڑ کر رکھے اور کنجوس بنا پھر جب دم سینے میں آ کر الجھا تو اب تجھے صدقہ کا خیال آیا بھلا اب صدقہ کا وقت کہاں (الف)

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝﴿۶﴾ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝﴿۷﴾

اور اللہ نے تمہارے فائدے کے لیے جانور بنائے' جن میں تمہارے لیے گرمی کا بھی سامان ہے اور دوسرے بھی فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور ان میں سے تمہارے لیے خوبصورتی بھی ہے جب تم انہیں شام کو (گھر) واپس لاتے ہو اور صبح کو چھوڑ دیتے ہو اور وہ تمہارا بوجھ اٹھا کر ایسے شہروں میں لے جاتے ہیں جہاں تم دشواری کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑا ہی مہربان ہے۔

جانور بھی اللہ کی نعمت ہیں: (۵) اللہ نے انسان کے فائدے کے لیے جانور بھی پیدا کئے جیسے اونٹ' گائے' بکری وغیرہ۔ سورہ انعام میں آٹھ جوڑوں کا بیان ہے' اللہ نے انسان کے لیے اپنی مہربانی سے ان جانوروں میں بڑے بڑے فائدے رکھے ہیں' بھیڑ کی اون سے بکری کے بالوں سے گایوں اور اونٹوں کے دوودھ سے اور ان سب کے گوشت سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے ان سے اونی لباس بھی بنائے جاتے ہیں' اور اونی فرش بھی' جانوروں کا دودھ بھی پیا جاتا ہے اور گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔

جانور باعث رونق بھی ہیں: (۶) جب جانور شام کو چراگاہ سے واپس آتے ہیں تو ان کی کوکھیں بھری ہوئی ہوتی ہیں' تھن دودھ سے بریز ہوتے ہیں' اور کوہان بلند ہوتے ہیں' جن سے وہ خوبصورت لگتے ہیں اور جب صبح صبح چراگاہ میں جاتے ہیں جب بھی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔

جانوروں کے ذریعے سامان بھی منتقل کیا جاتا ہے: (۷) جانور تمہارا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرتے ہیں' جسے منتقل کرنا تمہارے بس کا نہیں' یہی جانور حج وعمرے کے اور جہاد وتجارت کے سفر میں نہ صرف تمہیں بلکہ تمہارے سامان کو بھی منتقل کرتے ہیں اور تم کو انہیں طرح طرح کے کاموں میں استعمال کرتے ہو فرمایا وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ (مومنون ۲۳: ۲۱' ۲۲) تمہارے لیے جانوروں میں بڑے غور کا مقام ہے ہم تمہیں ان کے پیٹوں سے دودھ پلاتے ہیں اور ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تم خود بھی سوار ہوتے ہو اور سامان بھی لادتے ہو۔

سواری پر سوار ہونے کی دعا: (۲) وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ الخ (زخرف ۴۳: ۱۲ تا ۱۴) اللہ نے تمہارے لیے کشتی اور جانور بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ تم ان کی پشتوں پر بیٹھ کر اپنے رب کی نعمت یاد کرو اور یہ دعا پڑھو سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (دفء یعنی اونی کپڑا۔ منافع یعنی کھانے پینے اور نسل بڑھانے کے فائدے) ان کی اون اور بالوں سے کپڑا بنایا جاتا ہے اور جانور سواری کے' گوشت کے اور دودھ کے کام آتے ہیں اور روزی کا ذریعہ بھی ہیں۔

وَّالۡخَيۡلَ وَالۡبِغَالَ وَالۡحَمِيۡرَ لِتَرۡكَبُوۡهَا وَزِيۡنَةً ؕ وَيَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۸

اللہ نے گھوڑے' خچر اور گدھے سواری اور خوبصوتی کے لیے بنائے اور اللہ ایسی چیزیں پیدا کرے گا۔ جن کی خبر بھی نہیں۔

بعض جانور سواری اور خوبصورتی کے لیے پیدا کیے گئے: (۸) یہ ان جانوروں کی جنہیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے بنائے دوسری قسم ہے اور یہ بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ہیں یعنی گھوڑے خچر اور گدھے سواری اور زینت کے لیے ہیں ان کے پالنے کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے۔

گھوڑے حلال ہیں: جابرؓ کا بیان ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی (ق) اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں ہم نے مدینہ میں عہد نبوت میں گھوڑا ذبح کر کے کھایا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں گھوڑے غیر مانوس تھے' اللہ نے انہیں اسمٰعیلؑ کے لیے مانوس وفرمانبردار بنا دیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان جانوروں کی سواری جائز ہے اور خچر بھی انہیں میں سے ہے آپ کے پاس تحفہ میں ایک خچر آیا تھا جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے' پھر بھی آپ نے گدھوں کے ذریعہ گھوڑوں سے نسل لینے سے منع فرمایا۔ دحیہ کلبیؓ فرماتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے لیے گدھے کے ذریعہ گھوڑی سے نسل حاصل نہ کروں؟ اس سے خچر پیدا ہوگا اور آپ اس پر سوار ہوں گے۔ فرمایا یہ کام جاہلوں کا ہے۔

ع وَعَلَى اللّٰهِ قَصۡدُ السَّبِيۡلِ وَمِنۡهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰٮكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝۹ ع

اور معتدل راہ اللہ ہی کی طرف پہنچتی ہے' اور بعض راہیں ٹیڑھی بھی ہیں اور اگر اسے منظور ہوتا تو تم سب کو ہدایت عطا فرما دیتا۔

دینی راہ کا بیان: (۹) اوپر ظاہری راستوں کا بیان تھا' اس آیت میں معنوی (دینی) راہ کا بیان ہے قرآن میں کثرت سے محسوس باتوں کا بیان آتا ہے چنانچہ اس سورت میں اللہ نے جانوروں کا بیان فرمایا جن میں سے بعض کھائے جاتے ہیں بعض سے سواری کا کام لیا جاتا ہے اور خانگی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں اور دور دراز کے شہروں میں سامان منتقل کیا جاتا ہے اور سفر کے لیے ظاہری راہ کا ہونا ضروری ہے' پھر اس کے بعد معنوی (دینی) راہ کا ذکر فرمایا جس پر چل کر آخرت بنتی ہے صحیح اور معتدل راہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچتی ہے فرمایا (۱) وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيۡ الخ (انعام ۶:۱۵۳) یقین مانو میری یہ راہ (توحید کی راہ) سیدھی ہے اس پر چلو اور دیگر راہوں پر نہ چلو ورنہ اللہ کی راہ چھوڑ بیٹھو گے (۲) هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ الخ (حجر ۱۵:۴۱) یہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچتی ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں ٹیڑھی راہیں مختلف طریقے مختلف راہیں اور مختلف خواہشات ہیں' مثلاً یہودیت' عیسائیت' اور آتش پرستی وغیرہ' غرضیکہ اسلام کے علاوہ تمام دین غلط اور غیر صحیح ہے' پھر فرمایا کہ ہدایت وضلالت اللہ کی قدرت ومشیت پر ہے اگر اسے منظور ہوتا تو وہ سب کو ہدایت پر لے آتا فرمایا وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ الخ (یونس ۱۰:۹۹) اگر آپ کا رب چاہتا تو روئے زمین کے تمام انسان ایمان لے آتے وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ الخ (ھود ۱۱:۱۱۸'۱۱۹) اگر رب کی مرضی ہوتی تو وہ لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا لوگ اختلافات میں پڑے ہی رہیں گے ہاں جن پر آپ کا رب رحم فرمائے اسی لیے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی بات پوری ہو چکی کہ میں جہنم جنوں اور انسانوں سے بھر کر رہوں گا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾

اسی نے تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا جس میں سے پیا بھی جاتا ہے اور گھاس پھونس بھی پیدا ہوتی ہے' جس میں تم جانور چراتے ہو وہی اس سے تمہارے لیے کھیتیاں' زیتون' کھجور' انگور اور طرح طرح کے پھل پیدا کرتا ہے' یقین مانو اس میں بھی سوچنے والوں کے لیے بڑی بھاری نشانی ہے۔

بارش سے متعلقہ نعمتوں کا بیان: (۱۰) اوپر جانوروں سے متعلقہ نعمتوں کا بیان تھا یہاں بارش سے متعلقہ نعمتوں کا بیان ہے اسی بارش سے لوگوں کی روزیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے نہ صرف وہ بلکہ ان کے جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں بارش کا پانی میٹھا اور صاف وشفاف ہوتا ہے' جو پینے کے قابل ہوتا ہے کھارا اور کڑوا نہیں ہوتا۔ اس سے نباتات پیدا ہوتی ہیں جسے جانور کھاتے ہیں۔

(۱۱) یعنی اللہ نے ہی اسی ایک پانی سے طرح طرح کے مختلف ذائقوں' مختلف رنگوں' مختلف بوؤں اور مختلف صورتوں کی چیزیں بنائیں' پھر فرمایا کہ اس میں غور کرنے والوں کے لیے کھلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں چنانچہ فرمایا اَمَّنْ خَلَقَ الخ (نمل ۲۷: ۶۰) یا وہ جس نے آسمان وزمین بنائے' اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ پیدا کیے تمہارے بس کا تو ایک درخت بھی اگانا نہ تھا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہو سکتا ہے؟ بلکہ یہ اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

اسی نے تمہارے لیے دن رات تمہارے قبضے میں دے دیے اور اس کے حکم سے سورج' چاند اور تارے بھی تمہارے فرماں بردار ہیں' بلاشبہ اس میں عقل وہوش والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور اسی نے تمہارے لیے ہر چیز زمین سے پیدا کی' جس کے مختلف رنگ ہیں' یقین مانو اس میں بھی نصیحت ماننے والوں کے لیے بڑی زبردست نشانی ہے۔

دن رات اور سورج چاند اللہ کو بتاتے ہیں: (۱۲) اللہ لوگوں کو اپنی بڑی بڑی نشانیوں کی طرف۔ توجہ دلا رہا ہے اور اپنے بڑے بڑے احسانات یاد دلا رہا ہے۔ کہ اس نے دن رات کو تمہاری خدمت پر متعین فرما دیا وہ برابر آتے جاتے رہتے ہیں' سورج چاند گردش میں رہتے ہیں جو تمہاری خدمت پر مامور ہیں اور تارے بھی تمہاری خدمت کر رہے ہیں' یہ ثوابت وسیارے جو آسمان پر جگمگاتے دکھائی دے رہے ہیں' یہ سب نور اور روشنی کے منارے ہیں تاکہ اندھیروں میں ان سے راہ معلوم ہو' ہر سیارہ اپنے فلک

میں گردش کر رہا ہے اور جو حرکت متعین کر دی گئی ہے اس میں کمی وبیشی نہیں آنے دیتا یہ سب اور تمام کائنات اللہ کے قہر و دبدبے اور تسخیر و تقدیر کے اندر ہیں۔

پھر فرمایا کہ اس میں اللہ کی زبردست قدرت اور غلبہ عظیم کی عقل و ہوش والوں کے لیے (جو اس کی نشانیوں کو سمجھ بھی سکتے ہوں) بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

ارضی نشانات کا بیان: (۱۳) آسمانی نشانیوں کے بعد زمین کی نشانیاں بیان کیں کہ اس نے زمین پر بھی عجیب و غریب چیزیں پیدا کی ہیں اور مختلف حیوانات، نباتات، جمادات اور معدنیات بنائیں جن کے رنگ شکل و صورت فائدے اور خواص مختلف ہیں اس میں بھی اللہ کے احسانات کو یاد کرنے والوں کے لیے بڑی بھاری نشانی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٤﴾ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨﴾

اسی نے سمندر تمہارے قبضے میں دے دیے تاکہ تم ان سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اور زیور نکال لو جسے تم پہنتے ہو تم اس میں دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی چیرتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کر سکو اور اس کا شکر ادا کرو اور اسی نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تمہیں لے کر ہلے نہیں اور نہریں اور راستے پیدا کر دیے تاکہ تم منزل تک پہنچ جاؤ اور بھی نشانیاں بنائیں، اور لوگ تاروں سے بھی راہ معلوم کرتے ہیں تو کیا خالق غیر خالق کی طرح ہے، پھر تم سوچتے کیوں نہیں اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو گن نہ سکو گے یقین مانو اللہ ہی بڑا خطا پوش و مہربان ہے۔

سمندر بھی اللہ کی ایک نعمت ہے: (۱۴) یعنی ہم نے اپنی مہربانی سے موج و بھنور والے سمندر تمہارے تابع کر دیے کہ جس طرح چاہو ان میں تصرف کرو اب تم ان میں آسانی سے دور دراز کا سفر طے کر لیتے ہو، پھر ان میں مچھلیاں بھی پیدا کر دیں اور ان کا گوشت خواہ زندہ ہوں یا مردہ حرم و غیر حرم ہر جگہ حلال کر دیا گیا ہے اور ان میں موتی اور قیمتی اور خوبصورت جواہر پیدا کر دیے ہیں اور انہیں اس کی تہہ سے نکالنا بھی آسان کر دیا ہے کہ لوگ انہیں بطور زیورات کے استعمال کریں، دریا اور سمندر انسان کے ہاتھ میں دے دیے کہ ان میں جہاز پانی یا ہوا پھاڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں دونوں معنی صحیح ہیں اور اپنے سینے سے انہیں چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اللہ ہی نے سینہ بہ سینہ جہازوں اور کشتیوں کی صنعت سکھائی، سب سے پہلے نوح نے کشتی بنائی تھی، پھر یہ صنعت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہی اسی کے ذریعہ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف منتقل ہوتے ہیں تاکہ

ادھر کی چیز ادھر اور ادھر کی چیز ادھر پہنچ سکے اور انسان فائدہ اٹھا سکے اسی لیے فرمایا تا کہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور فائدہ اٹھاؤ اور اس کے احسانات کا شکریہ بجالاؤ۔

پہاڑ بھی اللہ کی نعمت عظمٰی ہیں: (۱۵) اللہ کا یہ بھی بڑا بھاری انعام ہے کہ اس نے زمین پیدا کی اور اس میں سر بہ فلک پہاڑوں کی اور بلند و مرتفع ٹیلوں کی میخیں ٹھونک دیں تا کہ زمین میں سکون پیدا ہو جائے اور زمین والے زمین سے ہلنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں فرمایا وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا (نازعات ۷۹: ۳۲) اسی نے پہاڑ گاڑ دیے۔

سمندروں اور دریاؤں کے فوائد: پھر فرمایا کہ اللہ نے زمین پر سمندر پیدا کر دیے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتے ہیں اور لوگوں کی روزیوں کا سامان فراہم کرتے ہیں ان کا منبع کہیں ہوتا ہے مگر وہ دور دور تک کا علاقہ سیراب کرتے ہیں' پھر وہ جہاں جہاں جاتے ہیں لوگوں کو روزیاں پہنچاتے جاتے ہیں۔ یہ کھیتوں کو جنگلوں کو بنجر علاقوں کو طے کرتے ہوئے پہاڑ اور ٹیلے پھاڑتے ہوئے ان شہروں میں پہنچتے ہیں جنکے باشندوں کی خدمت کے لیے انہیں بھیجا گیا ہے' پھر وہ ملک میں دائیں بائیں جنوبی اور شمالی مغربی اور مشرقی سمتوں میں چھوٹے بڑے ہو کر ایک وقت تک بہتے رہتے ہیں' پھر کسی وقت سوکھ بھی جاتے ہیں' چشموں میں سوت ابلتے رہتے ہیں ندیوں' تالابوں اور جھیلوں میں پانی جمع رہتا ہے کوئی دریا تیز رفتار ہوتا ہے اور کوئی سست رفتار' یہ اللہ کی تقدیر و تسخیر اور سہولت کے مطابق جاری رہتے ہیں لہذا اللہ کے سوا نہ کوئی حق دار عبادت ہے اور نہ رب ہونے کے لائق ہے۔

راستے بھی اللہ کی نعمت ہیں: (۱۶) اسی طرح اللہ نے زمین پر راستے بنا دیے جو ایک شہر سے دوسرے شہر تک جاتے ہیں' پہاڑ کاٹ کر ان میں درے بنا دیے تا کہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر لوگ آجا سکیں فرمایا وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا الخ (انبیاء ۲۱: ۳۱) ہم نے اس میں گھاٹیاں اور درے بنا دیے جو راستے ہیں' یعنی بڑے بڑے پہاڑ اور چھوٹے چھوٹے ٹیلے علامتیں ہیں جب خشکی یا تری میں مسافر راہ بھول جائیں تو انہیں دیکھ کر راہ معلوم کر لیتے ہیں اور رات کے اندھیروں میں تاروں سے پتہ چلا لیتے ہیں۔

عبادت اللہ ہی کا حق ہے: (۱۷) اللہ کی عظمت کا بیان ہے اور اس کا کہ عبادت اللہ ہی کو زیبا ہے۔ بتوں کی تھانوں کی اور دیوی دیوتاؤں کی عبادت کرنا کمال نادانی ہے' کیونکہ اللہ کے سوا کوئی ایک معمولی سے معمولی چیز بھی نہیں پیدا کر سکتا۔ بلکہ وہ خود ہی پیدا کیے ہوئے ہیں اسی وجہ سے فرمایا کہ بھلا کائنات کا پیدا کرنے والا اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں پھر تم کیوں نصیحت نہیں مانتے۔

انسان پر اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں: (۱۸) یعنی اللہ کی تم پر کثرت سے نعمتیں برستی ہیں اور اس کے بے شمار احسانات و انعامات ہیں اگر تم انہیں گننا چاہو تو گن بھی نہ سکو لیکن اللہ بڑی درگزر کرنے والا اور بڑا ہی مہربان ہے' اگر وہ تم سے اپنی تمام نعمتوں کے شکر کا مطالبہ فرمائے تو سب تو رہیں ایک طرف تم ایک نعمت کا بھی پورے طور سے شکر نہ ادا کر سکو گے' اگر وہ اپنی تمام نعمتوں کا شکر تم پر واجب کر دے تو تم عاجز آجاؤ اور فرض ادا نہ کر سکو۔ اور اگر وہ تم کو سزا دے تو سزا دے سکتا ہے' پھر بھی ظالم نہ ہو گا لیکن وہ تو بہت ہی درگزر کرنے والا ہے اور اکثر گناہ معاف فرما دیتا ہے' اور تھوڑے سے عمل کا جلیل الشان اجر عطا فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

ع ۲

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ؕ ۲۱

اللہ ان تمام باتوں کو جانتا ہے جن کو تم چھپاتے یا ظاہر کرتے ہو اور جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ وہ خود ہی پیدا کیے ہوئے ہیں وہ تو مردہ ہیں زندہ بھی نہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اللہ اسرار سے خوب واقف ہے: (۱۹) یعنی اللہ اسرار ورموز ظاہری باتوں کی طرح خوب جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر عمل والے کو اس کے عملوں کا انصاف سے بدلہ عطا فرمائے گا یعنی بھلائی پر ثواب اور برائی پر عذاب دے گا' اللہ ہمیں بھی اپنے دامن رحمت میں چھپالے آمین۔

جھوٹے معبود مخلوق ہیں کسی چیز کے خالق نہیں: (۲۰) یہ بت جن کو مشرک اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہیں کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ یہ خود ہی پیدا کیے ہوئے ہیں' خلیل اللہ نے فرمایا تھا اَتَعْبُدُوْنَ مَا الخ (صافات ۳۷: ۹۵'۹۶) کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جن کو تم خود تراش لیتے ہو حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا۔

بت جمادات ہیں: (۲۱) یہ تو جمادات ہیں جن میں روح نہیں نہ سن سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور انہیں تو یہ خبر بھی نہیں کہ قیامت کب آئے گی پھر بھلا ان سے ثواب وعذاب کی کیا توقع رکھی جائے۔ ثواب وعذاب کی توقع تو اس اللہ سے رکھی جاسکتی ہے جو ہر چیز جانتا ہے اور چیز کا خالق ہے۔

اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ مغرور ہیں' اللہ ان کے ظاہری اور پوشیدہ حالات سب جانتا ہے' واقعی وہ مغروروں کو پسند نہیں کرتا۔

معبود صرف اللہ ہے: (۲۲) یعنی اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں وہی اکیلا ہے تنہا ہے ایک ہے اور بے پرواہ ہے کافروں کے دل اس کی توحید کے منکر ہیں' چنانچہ کافروں کی طرف سے خبر دی گئی اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ الخ (ص ۳۸: ۵) انہوں نے تعجب سے کہا کیا اس نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی معبود ٹھہرا لیا ہے واقعی یہ بات بڑی عجیب ہے۔

کافر مغرور ہیں: پھر فرمایا کہ یہ مغرور ہیں اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور ان کے دل توحید قبول نہیں کرتے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ الخ (غافر ۴۰: ۶۰) جو میری عبادت سے غرور کرتے ہیں وہ جلد جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر داخل ہوں گے۔

اللہ کافروں کی ایک ایک حرکت سے خبردار ہے: (۲۳) یہ بات یقینی ہے کہ اللہ ان مشرکوں کے چھپے کھلے ہر حال سے واقف ہے اور انہیں ان کے کرتوتوں کی پوری پوری سزا دے گا' کیونکہ وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا اور انہیں ذلیل وخوار ہی کرتا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوْٓا
اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ع ٣ ٩

اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں پہلے لوگوں کے افسانے ہیں تاکہ یہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اٹھائیں۔ اوران کے بھی جن کو بغیر علم کے گمراہ کر رہے ہیں' سن لو جو کچھ یہ اٹھائیں گے بدترین ہے۔

کافر قرآن کو جادو بتانے لگے: (۲۴) جب ان جھٹلانے والوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اتارا تو یہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ نے تو ہم پر کچھ بھی نہیں اتارا جو کچھ ہمیں پڑھ کر سنایا جا رہا ہے پہلے لوگوں کی کتابوں سے منقول ہے فرمایا وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الخ (فرقان ۲۵:۵) انہوں نے کہا کہ یہ پہلوں کے کتابوں کی باتیں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں' اور یہی صبح و شام انہیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں' یہ بد بخت اللہ کے رسول پر طوفان اٹھا رہے ہیں پھر طرہ یہ کسی بات پر جتے ہی نہیں اور متضاد باتیں بک رہے ہیں جو سب لغو ہیں فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ الخ (اسراء ۱۷:۴۸) آپ دیکھیں تو سہی انہوں نے آپ کے لیے کیسی کیسی مثالیں بیان کیں پھر گمراہ ہو گئے اب راہ پا ہی نہیں سکتے' انسان جب حق سے دور ہو جاتا ہے تو اس کی کوئی بات غلطی سے خالی نہیں ہوتی۔ کافر کبھی آپ کو جادوگر' کبھی کاہن' کبھی شاعر اور کبھی خبطی کہا کرتے تھے۔

موجد پر قیامت تک بعد والے عاملوں کا ثواب یا عذاب ہے: (۲۵) یعنی ان کی تقدیر میں یہی ہے کہ یہ قیامت کے دن اپنے اوران لوگوں کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے سب کے بوجھ اٹھائیں ان کی ذاتی غلطیاں اور غیروں کو گمراہ کرنے کی غلطیاں سب قیامت کے دن انہیں کے گلے منڈھ دی جائیں گی' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو ہدایت کی دعوت دی تو ہدایت پر چلنے والوں کے ثوابوں کے برابر اسے بھی ثواب ملے گا اور ہدایت پر چلنے والوں کے ثوابوں میں کمی نہیں ہوگی' اور جس نے کسی کو گمراہی کی دعوت دی تو گمراہوں کے گناہوں کے برابر اسے بھی سزا ملے گی' اور گمراہوں کی سزاؤں میں کمی نہیں ہوگی۔ اللہ نے فرمایا وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ الخ (عنکبوت ۲۹:۱۳) انہیں اپنے بوجھ بھی اور ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اٹھانے پڑیں گے' اور قیامت کے دن ان سے ان کی افتراء پردازیوں کا سوال ہو کر رہے گا یعنی اپنے گناہ اور اپنے عقیدت مندوں کے گناہ سب انہیں کے سر تھوپ دیے جائیں گے' اور عقیدت مندوں کی سزاؤں میں کمی نہ کی جائے گی۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ
عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ
فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾ ۙ

ان سے پہلوں نے بھی سازشیں کی تھیں لیکن اللہ نے ان کی سازش کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی اور ان پر اوپر سے چھت گر پڑی اور انکے پاس ایسی جگہ سے عذاب آ گیا کہ انہیں احساس تک نہ ہوا پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل فرمائے گا اور پوچھے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی راہ میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے، وہ کہیں گے جنہیں علم دیا گیا ہے، واقعی آج کی رسوائی اور برائی کافروں پر ہے۔

نمرود کا بیان: (۲۶) اس آیت میں نمرود کی طرف اشارہ ہے جس نے ایک عالی شان محل بنایا تھا یہ دنیا کا سب سے پہلا سرکش اور سر پھرا بادشاہ ہے، اللہ نے اس کی سزا کے لیے ایک مچھر مقرر فرمایا، جو ناک کی راہ اس کے دماغ میں جا بیٹھا، یہ چار سو سال تک گرزوں سے اپنا سر پٹوا تا رہا، اس کے حق میں سب سے زیادہ مہربان وہی شخص ہوتا جو اس کے سر پر دو ہتڑ مارتا، یہ چار سو سال تک دنیا میں فساد مچاتا رہا اور حکومت کرتا رہا، پھر اللہ نے چار سو سال تک اس کو مچھر سے سزا دلوائی، پھر اسے فوت کر ڈالا اسی سر پھرے بادشاہ نے بہت اونچا محل بنوایا تھا، اس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ اللہ نے اس کی عمارت کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں۔

ان کافروں اور مشرکوں نے جو سازشیں کیں ان کے باطل کرنے کی یہ ایک تمثیل بیان کی گئی ہے کہ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا (نوح ۷۱:۲۲) انہوں نے بڑی بڑی سازشیں کیں یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک پر قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی، چنانچہ قیامت کے دن ان کے چیلے چانٹے ان سے کہہ دیں گے بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ الخ (سبا ۳۴:۳۳) تم دن رات یہی تدبیریں کرتے رہتے تھے کہ ہم تمہارے حکم سے اللہ کے ساتھ کفر کریں، اور اس کے شریک ٹھہرائیں، پھر فرمایا کہ اللہ نے ان کی عمارت کی بنیادیں اکھاڑ ڈالیں، اور ان کی کوششیں رائیگاں کر دیں فرمایا كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا الخ (مائدہ ۵:۶۴) جب کبھی یہ لڑائی کی آگ سلگاتے اللہ اسے بجھا ڈالتا۔

قیامت کی رسوائی: (۲۷) یعنی قیامت کے دن ان کی بے حیائیاں اور شرمناک باتیں ظاہر کر دی جائیں گی، جن سے یہ سخت رسوا ہوں گے اور ان کے دلی ارادے سب کھول دیے جائیں گے فرمایا يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (طارق ۸۶:۹) جس دن راز کھول دیے جائیں گے۔

غداروں کے چوتڑوں پر جھنڈا: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ہر غدار کے چوتڑوں پر غداری کے مطابق جھنڈا نصب ہوگا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں فلاں کی غداری ہے (ق) اسی طرح ان لوگوں کی خفیہ سازشیں لوگوں کے سامنے آ جائیں گی، اور میدان حشر میں اللہ اس طرح سے سب کے سامنے انہیں ذلیل کرے گا اور اللہ ان سے بطور زجر و توبیخ کے پوچھے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کی خاطر تم مسلمانوں اور رسولوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے، آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے، اور میرے اس عذاب سے تم کو کیوں نہیں چھڑا لیتے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۖ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ
سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

وہ جنہیں فرشتے اسی حال میں فوت کریں گے کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہوں گے پھر یہ اطاعت کا اظہار کریں گے کہ ہم کسی برائی کے مرتکب نہ تھے کیوں نہیں اللہ تو تمہارے عملوں سے خوب خبردار ہے' اب جہنم میں اس کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ' اور ہمیشہ اسی میں رہو' واقعی مغروروں کا بڑا ہی بدترین ٹھکانہ ہے۔

مشرکوں کی جاں کندنی کا بیان: (۲۸) جب سکرات کے وقت مشرکوں کے پاس ان کی گندی جانیں نکالنے کے لیے فرشتے آئیں گے تو وہ اطاعت وانقیاد کو ظاہر کرنے کے لیے کہیں گے کہ ہم دنیا میں کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتے تھے' مشرک قیامت کے دن بھی صاف مکر جائیں گے اور کہہ دیں گے کہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا الخ (انعام ۶: ۲۳) ہمیں اللہ کی اور اپنے رب کی قسم ہم مشرک نہ تھے' يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ الخ (مجادلہ ۵۸: ۱۸) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے' جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں' اللہ نے ان کی تردید کی' اور فرمایا کیوں نہیں اللہ کو تمہارا ایک ایک عمل معلوم ہے تم جھوٹے ہو' (۲۹) اب تم جہنم میں جاؤ اور ہمیشہ کے لیے اس میں رہو جو بدترین مقام ہے اور بدترین ذلت والا گھر ہے ایسے مغروروں کا یہی برا ٹھکانہ ہے جو اللہ کی آیتوں سے اور رسولوں کی اتباع سے منہ بنایا کرتے تھے ان لوگوں کی روحیں مرتے ہی جہنم میں جائیں گی' اور قبروں میں ان کے جسموں کو اس کی ہولناک لپٹوں اور شعلوں کا احساس ہوگا پھر قیامت کے دن ان کی روحیں ان کے جسموں میں داخل ہو جائیں گی اور وہ ہمیشہ ہمیش اس کے لیے جہنم میں رہیں گے۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲

اور اللہ سے ڈرنے والوں سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے رب نے کیا اتارا تو یہ جواب دیں گے کہ اس نے ہم پر خیر و برکت اتاری' جو خالص عمل کرتے رہے۔ ان کے لیے اس دنیا میں بھی اچھائی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے آخرت کا گھر تو کیا ہی اچھا ہے اور اہل تقویٰ کا گھر واقعی کیا ہی خوب ہے یعنی ہمیشگی والے باغات ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے جن کے اندر نہریں جاری ہیں اور ان کے لیے ان میں حسب خواہش ہر چیز موجود ہے' اللہ ڈرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتا ہے' جب فرشتے ان کو پاکیزگی کی حالت میں فوت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو تم اپنے عملوں کے بدلہ میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ارباب تقویٰ کا بیان: (۳۰) اوپر بدنصیبوں کا بیان تھا' یہاں خوش نصیبوں کا بیان ہے کہ ان خوش نصیبوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ تمہارے رب نے تم پر کیا اتارا تو یہ جواب میں عرض کریں گے کہ اللہ نے ایمان والوں اور عمل کرنے والوں کے لیے خیر و برکت والی کتاب اتاری۔

اہل تقویٰ کو بشارت: پھر اللہ نے اپنی کتاب مقدس میں جو ایمان والوں کو بشارت دی ہے اس کا بیان ہے کہ جس نے اس دنیا میں خلوص سے نیک عمل کیے اس کے لیے دنیا میں بھی خیر ہی خیر ہے اور آخرت کی بھلائیوں کا تو ٹھکانہ ہی نہیں' فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ (نحل ۱۶: ۹۷) جس عورت یا مرد نے ایمان لانے کے بعد نیک عمل کیے ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کے عملوں کے صلے میں انہیں بہترین بدلہ دے کر رہیں گے' یعنی نیک عملوں کا دنیا اور آخرت میں بہترین بدلہ ملتا ہے۔

آخرت دنیا سے اچھی ہے: پھر فرمایا کہ آخرت کا گھر دنیا سے اچھا ہے اور آخرت کا صلہ دنیا کے صلہ سے بہت ہی بہتر و مکمل ہے فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الخ (قصص ۲۸: ۸۰) اہل علم نے کہا تمہارا ناس جائے ارے اللہ کا ثواب بہتر ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ الخ (آل عمران ۳: ۱۹۷) جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے بہت ہی بہتر ہے۔

آخرت کے گھر کی صفت: (۳۱) یعنی اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت میں سدا بہار باغات ہیں جہاں وہ عیش کریں گے ان کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور یہ وہاں جو کچھ چاہیں گے موجود پائیں گے۔ فرمایا وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الخ زخرف ۴۳: ۷۱) اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے دل چاہے اور جس سے آنکھوں میں بہار آئے' تم اس میں ہمیشہ ہمیش رہو گے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جنت والے کچھ پینے کے لیے بیٹھے ہوں گے ان پر ایک بادل چھا جائے گا پھر ان میں سے جو کوئی جس چیز کی خواہش کرے گا بادل سے وہی چیز برس پڑے گی' یہاں تک کہ بعض من چاہے یہ خواہش کریں گے کہ نوجوان وہم عمر حوریں برسیں تو ان کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ پھر فرمایا کہ اللہ اسے جو اس پر ایمان لایا اس سے ڈرتا رہا اور خلوص سے عمل کرتا رہا اسی طرح بدلہ دیتا ہے۔

مسلمانوں کی قابل رشک موت: (۳۲) یعنی مسلمان سکرات کے وقت شرک کی گندگی اور گناہوں کی پلیدی سے پاک و صاف ہوتے ہیں اور فرشتے موت کے وقت انہیں آ کر سلام کرتے ہیں اور جنت کی بشارت سناتے ہیں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا الخ (فصلت ۴۱: ۳۰ تا ۳۲) جنہوں نے یہ اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم خوف وغم نہ کرو تم کو اس جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ تھا' ہم دنیوی زندگی میں بھی تمہارے دوست رہے اور آخرت میں بھی رہیں گے' تمہارے لیے جنت میں وہ سب کچھ موجود ہے جسے تمہارا دل چاہے گا اور جسے تم طلب کرو گے تم اپنے مہربان و خطا پوش اللہ کی مہمانی میں رہو گے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾
ع ۹ / ۱۰ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾

انہیں اپنے پاس فرشتوں کے آنے ہی کا یا آپ کے رب کے عذاب آنے ہی کا انتظار ہے' اسی طرح ان سے پہلوں نے کیا تھا اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے' آخر کار ان کے عملوں کی برائی انہیں پہنچ گئی اور اسی عذاب نے انہیں آ گھیرا' جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کو موت یا قیامت کا انتظار ہے: (۳۳) چونکہ مشرک باطل پر اڑے ہوئے اور دنیا پر جمے ہوئے ہیں اس لیے اللہ نے انہیں بطور تنبیہ کے فرمایا کہ انہیں موت کے فرشتوں ہی کا انتظار ہے جو آ کران کا گلا گھونٹیں گے یا قیامت کا اور اس کی ہولناکیوں کا انتظار ہے پہلے لوگ بھی اس طرح شرک پر اڑے ہوئے اور دنیا پر مرے ہوئے تھے' آخر کار انہوں نے اللہ کا عذاب چکھ لیا اور اس کی پکڑ میں گرفتار ہو گئے' انہیں عذاب میں مبتلا کر کے اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا کیونکہ اس نے تو رسول بھیج کر اور کتابیں اتار کر ان کے کان کھول دیے تھے اور بیدار کر دیا تھا' مگر انہیں ہوش ہی نہیں آیا اور خواب غفلت میں پڑے خراٹے ہی لیتے رہے خود ہی وہ اپنی ذاتوں پر ظلم ڈھاتے رہے اور اللہ کی نافرمانیاں کر کے عذاب کے حقدار بنے۔

کافر عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے: (۳۴) جب اللہ کے رسول انہیں اللہ کے عذابوں سے ڈراتے تھے' تو یہ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے' آج اسی دردناک عذاب نے انہیں آ گھیرا۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ الخ (طور ۵۲:۱۴) یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

مشرک بولے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اللہ کو چھوڑ کر کسی کی عبادت ہی نہیں کرتے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام سمجھتے ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ تو رسولوں کے ذمے تو محض صاف طریقے سے پہنچا دینا ہے بلاشبہ ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے بچو پھر ان میں سے کچھ لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور کچھ لوگوں پر گمراہی ثابت ہوئی تم دنیا میں چلو پھرو تو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا اگر آپ کو ان کی ہدایت کی آرزو ہے تو ہوا کرے اللہ تو اسے ہدایت پر نہیں لاتا جسے گمراہ کر دیتا ہے' اور نہ اس کا کوئی حمایتی ہوتا ہے۔

شرک پر تقدیر سے دلیل لانا نادانی ہے: (۳۵) غفلت و نادانی سے شرک پر قائم رہنے کا بیان ہے' کہ یہ شرک و بت پرستی پر تقدیر الٰہی سے دلیل پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ ہی کی تقدیر سے ہم اور ہمارے باپ دادا شرک کرتے رہے' اور اسی کی تقدیر سے ہم بعض مخصوص جانور اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں' اگر اللہ کو ہمارے یہ افعال ناگوار ہوتے تو ہمیں ان کی توفیق ہی نہ دیتا' اور فوراً

عذاب میں گرفتار کر دیتا۔ اللہ نے انکے اس مغالطے کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ رسولوں کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے' تمہارا یہ خیال سراسر غلط ہے کہ اللہ نے تم کو ان کاموں سے نہیں روکا بلکہ اس نے تم کو ان کاموں سے سختی سے اور انتہائی تاکید کے ساتھ روکا ہے۔

ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول آیا: (۳۶) اللہ نے ہر قوم میں ہر زمانے میں ایک رسول بھیج کر اپنی عبادت کی تاکید کی اور شرک کی تردید کی جب سے لوگوں میں بت پرستی پھیلی' اسی وقت سے برابر رسول آتے رہے اور لوگوں کو شرک و بت پرستی سے منع کرتے رہے' سب سے پہلے رسول نوح ہیں جنہوں نے ساڑھے نو سو سال تک شرک کی تردید کی اور توحید کی تاکید کی اور سب سے پچھلے نبی پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کی رسالت قیامت تک کے لیے انسانوں اور جنوں کے لیے عام ہے۔ اور آپ تمام دنیا کے رسول ہیں فرمایا (۱) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ (انبیاء ۲۱:۲۵) آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس پر یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔

ازلی مشرک ہدایت نہیں پا سکتے: (۳۷) اللہ نے اپنے پیارے نبی کو بتایا کہ مشرکوں کو ہدایت پر لانے کی تمنا مفید نہیں جب کہ یہ اللہ کے علم میں گمراہ قرار پا چکے ہیں فرمایا (۱) وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ الخ (مائدہ ۵:۴۱) اللہ جس کے فتنے کا ارادہ کرتا ہے آپ اس کی ہدایت پر قادر نہیں' نوح نے اپنی قوم سے فرمایا تھا (۲) وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ الخ (ھود ۱۱:۳۴) اگر میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ بھی کروں تو میری خیر خواہی تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی' اگر اللہ تم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے' اس آیت میں فرمایا کہ اللہ جس کو گمراہ کر دے اسے ہدایت نہیں دیتا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع ۱۱

انہوں نے پکی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ مرنے والے کو اللہ زندہ نہیں کرے گا کیوں نہیں اللہ کا سچا وعدہ ہے' لیکن اکثر لوگ علم سے بے بہرہ ہی رہتے ہیں۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے اختلافات کی خبر دے اور تاکہ کافروں کو یقین ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے' جب ہم کسی چیز کو کرتے ہیں تو اس سے کن ہی کہہ دیتے ہیں پھر وہ ہو جاتی ہے۔

زندگی بعد الموت برحق ہے: (۳۸) ارشاد ہے کہ مشرکوں نے پکی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ اللہ مرنے والوں کو زندہ نہیں کرے گا زندگی بعد الموت کو عقل سے دور سمجھا رسولوں کی بات نہ مانی اور ان کے خلاف دعوے کر بیٹھے کہ زندگی بعد الموت ناممکن ہے اللہ نے انہیں جھوٹا بتایا اور فرمایا کیوں نہیں زندگی بعد الموت برحق ہے یہ تو اللہ کا وعدہ ہے جو قطعی سچا ہے البتہ اس کے خلاف ناممکن ہے لیکن اکثر لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں اور کفر کی دلدل میں جا پھنستے ہیں۔

زندگی بعد الموت کی حکمت: (۳۹) زندگی بعد الموت کی حکمت کا بیان ہے کہ اس سے لوگوں کے اختلافات ظاہر کر دیے جائیں گے اور گناہوں اور نیکیوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا فرمایا لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ الخ (نجم ۵۳:۳۱) تا کہ جن لوگوں نے برے عمل کیے ہیں انہیں ان کا اور جنہوں نے اچھے عمل کیے ہیں انہیں ان کا بدلہ مل جائے' اور تا کہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں' کہ اللہ مرنے والوں کو زندہ نہ کرے گا۔

اللہ قادر مطلق ہے: (۴۰) اللہ کی ہمہ گیر قدرت کا بیان ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور کسی بات سے عاجز نہیں جب وہ کوئی چیز پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کن کہہ دیتا ہے پھر وہ چیز ہو جاتی ہے زندگی بعد الموت بھی انہیں چیزوں میں شامل ہے جب وہ زندگی بعد الموت چاہے گا تو حسب مشیت اس کا ظہور ہو جائے گا فرمایا وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ (قمر ۵۴:۵۰) ہمارا حکم پلک جھپکنے کی طرح ایک ہی بار ہوتا ہے (۲) مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ (لقمان ۳۱:۲۸) تم سب کا پیدا کرنا اور مار کر پھر دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لیے ایک شخص کے پیدا کرنے اور مار کر دوبارہ پیدا کرنے کے برابر ہے۔ اللہ اپنے احکام کی تاکید کا محتاج نہیں کیونکہ اس کا حکم نہ کوئی ٹال سکتا ہے اور نہ اس کی مخالفت کر سکتا ہے کیونکہ وہ اکیلا ہے سب پر غالب ہے اور سب سے بڑا ہے اس کے قہر و اقتدار میں ہر چیز ہے اور وہ بڑی عزت و جلال والا ہے اس کے سوا نہ کوئی سزاوار عبادت ہے اور نہ لائق اطاعت اور نہ کوئی مربی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وقف لازم

ظلم کیے جانے کے بعد جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہم انہیں دنیا میں بہترین ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا صلہ عظیم ترین ہے کاش لوگوں کو معلوم ہوتا جو صبر و شکر کرنے والے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھنے والے ہیں۔

مہاجروں کی جزا: (۴۱) یعنی جنہوں نے اللہ کی رضا کے لیے دوست احباب' عزیز و اقارب اور گھر بار چھوڑا تا کہ اللہ انہیں بہترین ثواب دے' ممکن ہے کہ اس آیت کا شان نزول ہجرت حبشہ ہو' جب کہ مکہ میں مسلمانوں پر مشرکوں کی سختی حد سے بڑھ گئی تو مسلمان ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے' تا کہ اطمینان سے رب کی عبادت کر سکیں ان مہاجروں میں قابل ذکر عثمانؓ آپ کی اہلیہ رقیہؓ رحمت عالم ﷺ کی صاحبزادی' جعفرؓ بن ابی طالب اور ابوسلمہ بن عبدالاسود ہیں یہ سب مرد عورت تقریباً اسی تھے۔ اللہ نے ان سے دنیا اور آخرت میں خیر و برکت کا وعدہ فرمایا اور اسے پورا کر کے دکھایا چنانچہ انہیں دنیا میں بہترین ٹھکانہ (مدینہ) دیا گیا جہاں انہیں پاکیزہ اور حلال روزی ملی' یہ لوگ اپنا گھر بار اور مال و دولت چھوڑ کر اللہ کی رضا کے لیے نکلے تھے' اللہ نے انہیں دنیا ہی میں بہترین گھر اور پاکیزہ دولت عطا فرمائی۔ کیونکہ جو اللہ کی رضا کے لیے کوئی چیز چھوڑتا ہے اللہ دنیا ہی میں اس سے اس کا بہترین عوض عطا فرما دیتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا' اللہ نے انہیں ملک کے ملک دے دیے اور دنیا کا حاکم بنا دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک ارباب تقویٰ کا پیشوا تھا' پھر فرمایا کہ دنیا کا عوض کچھ بھی نہیں' آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں وہ بے شمار اور پائیدار ہیں اور آخرت کا صلہ بہت ہی بڑا ہے۔ کاش ہجرت نہ کرنے والوں کو معلوم ہوتا کہ اطاعت گزاروں کا اللہ کے پاس جمع شدہ اجر بہت بڑا ہے' عمرؓ

جب کسی مہاجر کو کچھ دیتے تو فرماتے یہ لے اللہ تمہیں اس میں برکت دے اور یہ اللہ کے دنیوی وعدے کا ایفا ہے۔ اور آخرت میں جو تمہارا ذخیرہ ہے وہ بہت افضل واعلیٰ ہے۔ پھر آپ یہی آیت پڑھ کر سناتے۔

مہاجروں کے اوصاف: (۴۲) یعنی مہاجر صبر وشکر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں' یعنی قوم کی ایذا پر صبر کرتے ہیں اور اپنے اللہ پر جس نے دنیا اور آخرت میں ان کا اچھا انجام مقرر فرمایا بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾

النصف

ہم نے آپ سے پہلے مرد ہی رسول بنا کر بھیجے جن پر ہم وحی بھیجا کرتے تھے' تو اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہل کتاب سے پوچھ لو ہم نے انہیں معجزوں اور کتابوں کے ساتھ بھیجا اور آپ پر یہ ذکر اتارا تا کہ آپ اپنے اوپر اترا ہوا قرآن لوگوں کے سامنے بیان کریں تا کہ وہ غور کریں۔

بشر ہی انبیاء بنائے گئے: (۴۳) جب اللہ نے پیغمبر اسلام کو رسول بنا کر بھیجا تو نہ ماننے والوں نے آپ کو نہ مانا اور کہا کہ بشر کو رسول بنا کر بھیجنے کی اللہ کی شان نہیں اس پر اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (یونس ۱۰:۲) کیا لوگوں کو تعجب ہے کہ ہم نے انہیں میں سے ایک شخص پر وحی بھیجی کہ وہ لوگوں کو ہوشیار کر دے) اور یہ آیت اتری' اہل ذکر سے اہل کتاب مراد ہیں ان سے پوچھ لو کہ انکی طرف جو رسول آئے تھے' وہ انسان تھے یا فرشتے اگر پہلے رسول فرشتے ہوتے تو آپ بھی فرشتہ ہوتے' اور اگر وہ بشر تھے تو آپ بھی بشر ہیں اور نبی ہیں فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ الخ (فرقان ۲۵: ۲۰) ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

انبیاء معجزے اور کتابیں لے کر آئے: (۴۴) یعنی نبیوں کو غالب معجزے اور آسمانی کتابیں دے کر بھیجا گیا' (زبر زبور کی جمع ہے ہر کتاب کو زبور کہتے ہیں) فرمایا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ (انبیاء ۲۱:۱۰۵) ہم نے زبور (کتاب) میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے (۲) وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ الخ (قمر ۵۴: ۵۲) لوگوں کے تمام عمل کتابوں میں ہیں پھر فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن اتارا تا کہ آپ لوگوں کو جو آپ کے رب نے آپ پر اتارا ہے سنا دیں کیونکہ آپ اس کے مطلب سے اچھی طرح سے واقف ہیں اور اسے سب سے زیادہ جانتے ہیں' اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ تمام دنیا میں افضل ہیں اور اولاد آدم کے سردار ہیں' لہذا آپ مجمل قرآن ان کے سامنے کھول کھول کر بیان کر دیں اور اس کے مشکل مسائل حل کر دیں تا کہ وہ بھی غور کر کے راہ پا جائیں اور دنیا اور آخرت میں نجات پالیں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾

کیا پھر وہ جو گندی ہوں کی سازشیں کرتے ہیں اس سے نڈر ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر ایسی جگہ سے عذاب آ جائے جہاں سے آ جانے کا انہیں گمان بھی نہ ہو یا اللہ انہیں چلتے پھرتے ہی پکڑ لے پھر وہ اسے ہرانے والے نہیں یا انہیں حالت خوف میں آ پکڑے یقین مانو تمہارا رب بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔

مجرم فوراً نہیں پکڑے جاتے: (۴۵) اللہ اپنی صفت حلم کا اظہار فرما رہا ہے کہ وہ مجرموں کو جو خود بھی جرم کرتے ہیں اور جرائم پر دوسروں کو بھی ابھارتے ہیں' ڈھیل دے دیتا ہے حالانکہ اگر وہ چاہے تو ان بدکرداروں کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر بحالت غفلت میں عذاب بھیج دے فرمایا ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ الخ (ملک ۶۷:۱۶'۱۷) کیا تم آسمان والے سے اس بات سے نڈر ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے پھر وہ ہلنے لگے یا تم آسمان والے سے اس بات سے نڈر ہو کہ وہ تم پر آسمان سے پتھر برسا دے پھر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔

اللہ سفر میں بھی پکڑ سکتا ہے: (۴۶) یعنی تم تجارت کے لیے سفر کر رہے ہو اور اسی حال میں پکڑ لیے جاؤ یا اللہ دن کی یا رات کی کسی ساعت میں تمہیں پکڑ لے فرمایا اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى (اعراف ۷:۹۷'۹۸) کیا بستی والے اس بات سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات میں سوتے سوتے یا دن میں کھیلتے کھیلتے آ جائے غرضیکہ لوگ کسی حال میں بھی اللہ کو ہرانے سے تو رہے۔

اللہ کی حالت خوف میں پکڑ: (۴۷) یعنی اللہ انہیں اس حال میں پکڑ لے کہ وہ کسی کی پکڑ کے واقعات سن کر ڈر رہے ہوں ایسی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے کیونکہ ڈر کے ساتھ جس چیز کے آنے کی توقع ہو وہ بڑی سخت ہوتی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ فرما رہا ہے کہ اگر میں چاہوں تو اس کے ساتھی کی موت کے بعد اسے پکڑ لوں' جبکہ وہ اس سے ڈر بھی رہا ہو۔ پھر فرمایا کہ تمہارا رب بڑا ہی مہربان ہے کہ عذاب میں جلدی نہیں کرتا چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ تکلیف دہ باتیں سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ لوگ اس کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ انہیں روزی پہنچاتا ہے اور درگزر فرما دیتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۩ ﴿٥٠﴾

السجدۃ

کیا انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں نہیں دیکھیں کہ ان کے سائے دائیں بائیں اللہ کو سجدہ کرنے کے لیے جھک جاتے ہیں۔ اور وہ عاجزی میں ہیں اور اللہ ہی کو آسمان و زمین کی مخلوق اور ہر جاندار اور فرشتے سجدہ کرتے ہیں' اور وہ غرور نہیں کرتے اور اپنے

رب سے جوان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور انہیں جو حکم ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

اللہ کی عظمت و کبریائی کا بیان: (۴۸) یعنی اللہ کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے اور تمام مخلوق اس کی فرماں بردار ہے اور اس کے آگے سر بہ خم ہے' انسان' جن اور فرشتے سب اسے مانتے ہیں ہر چیز کا سایہ صبح و شام مخالف سمت میں جھک جاتا ہے' اور وہ چیز سائے کے واسطے سے اللہ کو سجدہ کرتی رہتی ہے' زوال آفتاب کے بعد ہر چیز اللہ کو سجدہ کرتی ہے۔ اور حالت عاجزی میں جھک جاتی ہے' ہر چیز کا سجدہ اس کا سایہ ہے' پہاڑوں کا سجدہ ان کا سایہ ہے امواج بحر بحر کی نماز ہے۔

فرمایا وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ (رعد۱۳: ۱۵) اللہ کو آسمان وزمین کی تمام مخلوق اختیاری یا غیر اختیاری طور پر سجدہ کر رہی ہے اور صبح و شام ان کے سائے بھی سجدہ کرتے ہیں۔

ملائک بھی خوشی خوشی سجدہ کرتے ہیں: (۴۹) یعنی فرشتے بھی اللہ کی عبادت خوشی خوشی کرتے ہیں اور عاجزی کے ساتھ اسے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

(۵۰) یعنی فرشتے اللہ سے ڈر کر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں' اور اللہ کی فرماں برداری میں اور اس کے احکام کی پیروی میں لگے رہتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۚ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ ۙ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

اللہ نے فرمایا دو معبود نہ بناؤ معبود تو ایک ہی ہے لہذا مجھی سے ڈرتے رہو' آسمان وزمین کی ساری چیزیں اسی کی ہیں اور ہمیشہ اسی کی عبادت ہے پھر کیا تم غیروں سے ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے' پھر جب تمہیں کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے دکھ دور فرما دیتا ہے تو اتنے میں تمہارا ایک گروہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے' تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناقدری کریں۔ اچھا زندگی گزار لو تمہیں عنقریب اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

اللہ ہی عبادت کا حق دار ہے: (۵۱) یعنی اللہ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں' انسان کا فرض ہے کہ اسی کی عبادت کرے جو اکیلا ہے' بلا شریک ہے اور ہر چیز کا خالق و مالک ہے' اور تمام دنیا کا مربی ہے۔

مخلوق پر خالق کی عبادت واجب ہے: (۵۲) یعنی ہمیشہ خلوص سے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہو' تم پر اسی کی عبادت واجب ہے فرمایا اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ (آل عمران۳: ۸۲) کیا لوگ اللہ کا دین چھوڑ کر کوئی اور دین تلاش کر رہے ہیں حالانکہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں خوشی سے یا بادل نخواستہ اسی کی فرمانبردار ہیں اور سب کو لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

شرک کی ممانعت : پھر فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور خالص اسی کی اطاعت کرو فرمایا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ الخ (زمر۳۹:۳) سن لو اللہ ہی کے لیے خالص اطاعت ہے۔

آڑے وقت میں اللہ ہی یاد آتا ہے: (۵۳) یعنی نفع ونقصان اللہ ہی کے اختیار میں ہے روزی، عافیت، صحت، مدد غرض ہر نعمت اللہ ہی کی دی ہوئی ہے پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم خوب جانتے ہو کہ اسے اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا، اسی لیے تم اللہ ہی کے آگے روتے دھوتے اور فریاد کرتے رہو اور ضرورتوں کے وقت اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہو۔ اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہو اور اسی سے مانگتے ہو فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ (اسراء۱۷:۶۷) جب تمہیں سمندر میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا تمہارے سارے معبود کھو جاتے ہیں، پھر جب اللہ تمہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی بڑا ناشکرا

(۵۴) یعنی حالت عافیت میں لوگ اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

شرک کا برا انجام : (۵۵) یعنی شرک کا یہ انجام ہوتا ہے کہ لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اسی لیے شرک کرتے ہیں کہ اللہ کی نعمتیں ٹھکراتے رہیں اور اس کے احسانات فراموش کر دیں حالانکہ اللہ ہی ان سے مصائب ہٹاتا ہے پھر یہ کہہ کر ڈرایا گیا کہ اچھا اور چند دن فائدہ اٹھا لو اور حسب خواہش عمل کرتے رہو جلدی تمہیں اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع

یہ ان کے لیے جنہیں جانتے بھی نہیں ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں اللہ کی قسم تمہاری اس افتراء پردازی کا تم سے ضرور سوال ہو گا یہ اللہ کی بیٹیاں بتاتے ہیں حالانکہ وہ پاک ہے اور ان کے لیے ان کی شوق کی چیزیں ہیں اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور اندر ہی اندر گھٹنے لگتا ہے اور بشارت کی برائی کے مارے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کیا وہ ذلت کے باوجود بھی اسے روک لے یا مٹی میں داب آئے سن لو ان کی جن کا آخرت پر ایمان نہیں بری مثال ہے اور اللہ کی شان تو اعلیٰ ہے وہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

مشرکوں کی بری عادتیں: (۵۶) جو بنا دلیل کے اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں یہ ان کی بڑی بری عادت ہے فرمایا وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ (انعام ۶: ۱۴۷) ان ناقدروں نے اللہ کی دی ہوئی روزی میں بتوں کا حصہ بھی لگا رکھا ہے اور اپنے زعم میں کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا پھر جو کچھ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو اللہ کو پہنچ نہیں سکتا اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ سکتا ہے ان کا یہ فیصلہ بہت ہی برا ہے۔

کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں: (۵۷) یعنی ان ناقدروں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں عورتیں مان کر انہیں اللہ کی بیٹیاں بنا دیں اور اللہ کے ساتھ انکی بھی عبادت کرنے لگے ان کی یہ تینوں باتیں غلط اور گمراہ کن ہیں' یعنی اللہ کو صاحب اولاد بتانا حالانکہ اللہ اولاد سے پاک ہے اور اللہ کی شان بڑی اعلیٰ ہے پھر جو اولاد کم درجہ کی سمجھی جاتی ہے وہ اللہ کے لیے اور اعلیٰ درجہ کی اپنے لیے اور اللہ پر یہ الزام لگانا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ وہ خود بیٹیوں سے منہ پھلا لیتے ہیں۔ فرمایا اَلَکُمُ الذَّکَرُ الخ (نجم ۵۳: ۲۱' ۲۲) کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور اللہ کے لیے بیٹیاں یہ تو ایک بھونڈی تقسیم ہے اللہ ان کے اس غلط عقیدے سے اور اولاد سے پاک ہے اس کے تو سرے سے اولاد ہی نہیں' بیٹیاں تو بعد کی چیز ہیں اور نہ اولاد اس کی شایان شان ہے۔

مشرکوں کو بیٹیوں سے نفرت: (۵۸) جب کسی مشرک کو بیٹی کی بشارت ملتی ہے تو اس کا منہ فق ہو کر رہ جاتا ہے' اور سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم کے مارے گھٹ کر رہ جاتا ہے اور بے حس و حرکت بت کی طرح بن جاتا ہے۔

(۵۹) اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ کہیں کوئی اسے دیکھ نہ لے اور غیرت دلائے اور بیٹی کو برا سمجھتا ہے اور سوچتا ہے کہ اگر اسے زندہ رہنے دوں تو بڑی رسوائی ہے' نہ یہ وارث ہو گی اور نہ اس کی طرف کوئی خاص توجہ دی جائے گی اور اس پر بیٹوں کو ترجیح دی جائے گی یا اسے زندہ گاڑ آؤں جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا۔

(۶۰) پھر کیا جس اولاد کو اس قدر ذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور اسے خاندان کے لیے باعث ننگ و عار سمجھا جاتا ہے اسے اللہ کی طرف منسوب کرنے سے شرم نہیں آتی ان کی یہ تقسیم انتہائی شرم ناک و بے ہودہ ہے فرمایا اِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ الخ (نحل) اور جب ان میں سے کسی کو اسکی بشارت دی جاتی ہے جسے انہوں نے اللہ کی طرف منسوب کیا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ گھٹ کر رہ جاتا ہے۔

اللہ کی طرف مطلق کمال منسوب ہوتا ہے: یعنی جن کا آخرت پر ایمان نہیں نقص والی چیزیں انہیں کی طرف منسوب ہوتی ہیں' اللہ کی طرف تو مطلق کمال منسوب ہوتا ہے اور اللہ ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر پکڑ لیا کرتا تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے

دیتا ہے پھر جب ان کی مقررہ مدت آ پہنچتی ہے تو پھر وہ گھڑی بھر کے لیے بھی اس سے آگے یا پیچھے نہیں کیے جاتے' اور اللہ کے لیے ایسی چیزیں ٹھہراتے ہیں جو خود پسند نہیں کرتے اور ان کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ انہیں کے لیے بھلائی ہے ہرگز نہیں بلکہ انہیں کے لیے آگ ہے اور یہی بھلا دیے جائیں گے۔

گناہوں پر فوراً ہی پکڑ نہیں ہوتی: (۶۱) اللہ مخلوق کے ساتھ ان کے گناہوں کے باوجود تحمل سے کام لیتا ہے اور اگر وہ گناہوں پر پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نظر نہ آتا اور انسان کی وجہ سے جانور بھی تباہ کر دیے جاتے لیکن رب العالمین عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور ایک مقررہ مدت تک مہلت دے دیتا ہے تاکہ توبہ کا موقعہ ملے فوراً انہیں پکڑتا ورنہ کوئی بھی زندہ نہ رہے۔

مشرک اپنی ناپسند چیزیں اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں: (۶۲) یعنی اللہ کے لیے ایسی چیزیں ٹھہراتے ہیں جنہیں خود پسند نہیں کرتے اللہ کے غلاموں کو اس کا شریک بتاتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ خود لڑکیوں سے شرماتے ہیں اور خود یہ بات پسند نہیں کرتے کہ ان کا غلام ان کے مال میں حصہ دار ہو تو مشرکوں کا یہ خیال ہے کہ جب وہ دنیا میں عیش و آرام سے رہتے ہیں تو اگر قیامت آئی بھی تو آخرت میں عیش و آرام سے رہیں گے بالکل غلط ہے یہ ان کی محض زبانی لن ترانیاں ہیں فرمایا (۱) وَلَئِنْ اَذَقْنَا الخ (ھود ۱۱: ۱۰۷) اگر ہم کسی کو اپنی رحمت چکھا کر اسے اس سے چھین لیں تو وہ بڑا ہی ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر ہم اسے موجودہ دکھ کے بعد سکھ پہنچا دیں تو کہنے لگتا ہے کہ مجھ سے برائیاں چلی گئیں پھر بہت ہی اتراتا اور اچھلتا کودتا ہے۔

مجرموں کے ایک گندے عقیدے کی تردید: اس آیت میں مجرموں کے اس عقیدے کی تردید ہے کہ انہیں آخرت میں بھی دنیا کی طرح عیش و آرام ملے گا فرمایا بلاشبہ آخرت میں ایسے ناقدروں کے لیے جہنم کی آگ ہی ہے اور یہ اس دن بھلا دیے جائیں گے کہ مرتے ہیں تو مرتے رہیں فرمایا فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ الخ (اعراف ۷: ۵۱) آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے جیسے یہ اس دن کی ملاقات کو بھلا چکے تھے۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع

اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلی قوموں کی طرف بھی رسول بھیجے۔ پھر شیطان نے ان کے برے عمل انہیں اچھے سجھا دیے آج بھی وہی ان کا دوست ہے اور انہیں کے لیے دردناک عذاب ہے ہم نے یہ کتاب آپ پر اسی لیے اتاری ہے کہ آپ ان کے لیے ان

کے اختلافات بیان کر دیں اور یہ مومنوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے' اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا اور اس سے زمین اس کی موت کے بعد زندہ کی۔ یقیناً اس میں بھی سننے والوں کے لیے بڑی بھاری نشانی ہے۔

آپ کے لیے انبیاء نمونہ ہیں: (۶۳) یعنی ہم نے گزشتہ قوموں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے' انہوں نے بھی اپنے اپنے رسول کو جھٹلایا تھا' آپ کے سامنے اللہ کے مقدس رسولوں کے نمونے موجود ہیں' اس لیے آپ قوم کی مخالفت سے دل پر میل نہ لائیں' مشرکوں کو رسولوں کی مخالفت پر شیطان نے ابھارا تھا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو دینی حمایت میں کر رہے ہو شیطان نے ان کے برے کام انہیں اچھے سمجھائے آج قیامت کے دن بھی شیطان ہی ان کا دوست ہے اور یہ سخت سزاؤں اور سنگین عذابوں میں مبتلا ہیں اور شیطان جو ان کا دوست ہے انہیں نجات نہیں دلا سکتا اور نہ ان کی چیخ و پکار سنتا ہے' اور آج یہ دردناک عذاب میں بلبلا رہے ہیں۔

اختلافات کے فیصلے کے لیے قرآن اترا: (۶۴) یعنی ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے اتارا کہ آپ اس سے لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ فرما دیں' لہٰذا قرآن لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والا اور دلوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے اور جو ایمان والے اسے مضبوط پکڑ رہے ہیں ان کے لیے رحمت و برکت ہے۔

قرآن مردے زندہ کرتا ہے: (۶۵) جیسے قرآن مردہ دلوں کو جو کفر و شرک سے مر چکے ہیں زندہ کر دیتا ہے ٹھیک اسی طرح اللہ مردہ زمین کو آسمان سے پانی برسا کر زندہ کر دیتا ہے جو قرآن سمجھتے ہیں اور اس کے معانی و مطالب میں غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں بھی بڑی بھاری نشانی ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۶۶ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۶۷

دیکھو تمہارے لیے جانور بھی باعث عبرت ہیں ہم تمہیں ان کے پیٹ والی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہے اور تم کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے نشے والی شراب اور نفیس روزی بناتے ہو واقعی اس میں بھی عقل والوں کے لیے بڑی زبردست نشانی ہے۔

دودھ خالق کی مہربانی کی نشانی ہے: (۶۶) اونٹ' گائے' بکری اور دیگر پالتو جانوروں میں انسان کے لیے خالق کی حکمت و قدرت اور اس کی مہربانی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں' ہم تمہیں ان کے پیٹ کی الا بلا سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص اور لذیذ دودھ پلاتے ہیں' دودھ کی سفیدی اس کا ذائقہ اور اس کی مٹھاس خون سے جداگانہ ہوتی ہے جب غذا جانور کے پیٹ میں پکتی ہے تو اس سے خون رگوں میں چلا جاتا ہے دودھ تھن میں' پیشاب مثانے میں اور براز آنتوں میں' غرضیکہ ہر چیز اپنے اپنے مقام پر

چلی جاتی ہے اور ایک دوسری سے ملتی نہیں اور نہ اس میں تغیر پید ہوتا ہے' انسان خالص دودھ کس طرح غٹ غٹ پی جاتا ہے مجال ہے جو اس کے حلق میں اٹک جائے۔

حرمت سے پہلے شراب مباح تھی: (۶۷) اوپر دودھ کا بیان تھ کہ یہ لوگوں کا بہترین مشروب ہے' اس آیت میں ان مشروبات کا بیان ہے جنہیں لوگ پھلوں سے بنایا کرتے تھے' یہ شراب کی حرمت سے پہلے کی آیت ہے' اللہ نے پھل پیدا کیے جن سے تم نشہ پیدا کرنے والے مشروب بناتے ہو یہ آیت مکی ہے اور حرمت شراب مدینہ میں اتری یہاں اس آیت میں صرف اہل مکہ کو یہ بتایا جا رہا ہے جو تم یہ چیزیں اپنی دنیاوی عیش وعشرت کے لیے بناتے ہو وہ سب اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے بناتے ہو' اس میں تمہارا کارنامہ بس اتنا ہی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ اس آیت سے مکی زندگی میں حلت شراب پر استدلال درست نہیں ہاں اس کی حلت وحرمت اس وقت تک بیان نہیں ہوئی تھی لہٰذا جو شخص اس کو استعمال کر رہا تھا او اسلام بھی لا چکا تھا اس پر کوئی وزر وگناہ نہیں کیونکہ اس کو اس سے روکا نہیں گیا تھا۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

آپ کے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ تو پہاڑوں میں درختوں میں اور بیلوں میں اپنے چھتے بنا' پھر طرح طرح کے پھل کھا اور اپنے رب کی صاف وآسان راہوں میں چل پھر' ان کے پیٹوں سے ایسا مشروب نکلتا ہے کہ جس کے رنگ مختلف ہیں اور جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے واقعی اس میں بھی غور وفکر کرنے والوں کے لیے بہت بڑی نشانی ہے۔

شہد بھی خالق کی ایک نعمت ہے: (۶۸) یہاں وحی سے حکم' الہام' ہدایت' ارشاد اور توفیق مراد ہے اس کے دل میں یہ بات پیدا کر دی گئی کہ پہاڑوں' درختوں' چھتوں' اور بیلوں میں اپنے چھتے بنائے ان میں رہے سہے اور درختوں اور بیلوں میں بھی۔ ذرا چھتہ ملاحظہ تو کرو کتنا مضبوط' کتنا خوبصورت اور کتنا دیدہ زیب ہوتا ہے۔ اس کے خانوں کی عمدگی میں کس کو کلام ہو سکتا ہے' باقاعدہ ایک نظام کے ساتھ خانے خانے ہوتے ہیں' کوئی خانہ بھی بے قاعدہ اور بے نظام نہیں ہوتا۔

شہد کی مکھی کو تسخیری ہدایت: (۶۹) اللہ نے اس کو تسخیری اجازت دی کہ یہ ہر پھل کے پھول چوسے' اور ان میں سے قدرتی لطیف مشروب جمع کر کے رکھے' پھر اللہ نے اس کے لیے آنے جانے کی راہیں آسان بنا دیں یہ جہاں چاہتی ہے اس عظیم فضا میں گھنے بنوں میں وسیع جنگلوں میں اور سر بہ فلک پہاڑوں میں آتی جاتی رہتی ہے' پھر سیدھی اپنے چھتے میں آ جاتی ہے' مجال ہے جو اسے بھولے یا اس سے دائیں بائیں ہو جائے یہ کہیں بھی چلی جائے مگر لوٹ کر اپنے بچوں اور چھتے ہی کی طرف آئے گی' یہ پروں سے موم اور منہ سے شہد بناتی ہے اور دبر سے انڈے دیتی ہے اور صبح صبح اپنے کام پر چلی جاتی ہے۔

شہد کا بیان: شہد مختلف رنگ کا ہوتا ہے سفید، زرد، سرخ وغیرہ جیسے پھولوں سے رس چوسا جاتا ہے، ویسا ہی رنگ ہوتا ہے، شہد مختلف بیماریوں سے شفا دیتا ہے اگر حق تعالیٰ یہ فرما دیتا فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ تو شہد ہر بیماری کی دوا بن جاتا، لیکن کہا یہ گیا فیہ شفاء للناس یعنی ٹھنڈی بیماریوں کے لیے شفا بخش ہے، کیونکہ شہد گرم ہے اور علاج ضد کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس بات کی دلیل کہ فیہ شفاء للناس سے شہد مراد ہے، یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں فرمایا شہد پلاؤ، چنانچہ اس نے اسے شہد پلایا دوسرے دن پھر کہنے لگا کہ شہد سے تو اور بھی دست بڑھ گئے فرمایا اللہ کا فرمان سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے جاؤ اسے شہد پلاؤ، چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا آخر کار اچھا ہو گیا (ق) چونکہ مادہ جمع تھا پہلے تو اسے شہد نے نکالا جس سے دستوں میں اضافہ ہوا لیکن کیونکہ شہد گرم ہے دیہاتی سمجھا کی شہد سے دست بڑھ گئے اور اس نے نقصان دیا حالانکہ وہ اصلاح کر رہا تھا، پھر جب بار بار شہد پینے سے تمام ردی مادہ نکل گیا تو دست بند ہو گئے۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔
صدیقہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ حلوا اور شہد بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ (ق) تین چیزوں میں شفاء ہے سینگی میں، شہد میں اور داغ میں، لیکن میں اپنی امت کو داغ سے منع کرتا ہوں۔ (ب) (۳) دو شفا بخش چیزیں لازم پکڑو شہد اور قرآن (ابن ماجہ)۔

پھر فرمایا کہ اللہ نے اس کمزور چھوٹے سے پرندے کے دل میں جو چیز ڈالی کہ بنوں میں جا کر تمام قسم کے پھولوں سے شہد لا لا کر جمع کرے جو ایک پاکیزہ اور لطیف ترین مشروب ہے، اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے خالق کی عظمت و قدرت کی اور اس کی تسخیر کی بڑی زبردست نشانی ہے، انہیں اس بات سے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ فاعل و قادر بڑی حکمت والا بڑے علم والا اور بڑا فیاض و مہربان ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۣۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ
لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٧٠﴾ ع ۹ / ۱۵

اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں فوت کر دے گا اور تم میں سے کسی کو ردی عمر تک پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ سمجھ کے بعد کچھ بھی نہ سمجھ سکے یقین مانو اللہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

ردی عمر کتنے سال کی ہے؟: (۷۰) انسان میں اللہ ہی تصرف کرتا ہے، اسی نے اسے عدم سے وجود بخشا پھر وہی ایک مقررہ مدت کے بعد اسے فوت کر دیتا ہے، اور بعض لوگوں کو ردی عمر دے دیتا ہے کہ ان کے ہوش و حواس بھی قائم نہیں رہتے فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ (روم ۳۰: ۵۴) اللہ ہی نے تم کو کمزوری سے پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت دی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔

اسی وجہ سے اللہ نے فرمایا کہ ہر چیز جاننے کے بعد انسان کے ہوش و حواس درست نہ رہنے کی وجہ سے اب کچھ بھی نہیں جانتا۔

نکمی عمر سے محفوظ رہنے کی دعا: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ (ب) اے اللہ میں بخل سے

سستی سے' بڑھاپے سے' ردی عمر سے' قبر کے عذاب سے' دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّىْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۗ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾

اور اللہ نے روزی میں تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی پھر جنہیں روزی میں فضیلت دی گئی وہ اپنی روزی اپنے غلاموں پر لوٹانے والے نہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں تو کیا یہ مشرک اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔

آقا اور غلام کسی بات میں برابر نہیں: (۷۱) مشرکوں کی جہالت و نادانی کا بیان ہے کہ انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ انہیں اللہ کے غلام بھی سمجھتے ہیں' چنانچہ یہ حج کے تلبیہ میں کہا کرتے تھے کہ تیرا کوئی شریک نہیں بجز اس شریک کے جس کا تو ہی مالک ہے اور اس کے مال کا بھی' معلوم ہوا کہ مشرک شریکوں کو اللہ کا مملوک اور غلام ہی سمجھتے تھے' اللہ نے انہیں قائل کیا کہ تم کو تو یہ بات پسند نہیں کہ روزیوں میں تمہارے غلام تمہارے برابر ہو جائیں پھر اللہ اپنی عبادت و تعظیم میں کیسے اپنے غلاموں کی برابری کو برداشت کر سکتا ہے' کہ عبادت میں اللہ اور اس کے غلام برابر کر دیے جائیں فرمایا ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ الخ (روم ۳۰: ۲۸) اللہ نے تمہارے لیے تمہیں میں سے ایک مثال بیان کی کہ کیا ہماری دی ہوئی روزی میں تمہارے غلام تمہارے برابر ہو سکتے ہیں' یعنی مشرک اپنے غلاموں کو اپنے مال میں اور عورتوں میں ہرگز ہرگز شریک نہیں کر سکتے' پھر میرے غلاموں کو میری عظمت و عبادت میں کیوں شریک کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ کے لیے وہ بات پسند کرتے ہیں جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے' اس آیت میں جھوٹے معبودوں کی تمثیل ہے کہ وہ میرے غلام ہیں اور میری عبادت میں شریک ہونے کے لائق نہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے غلام کو اپنی بیوی اور بستر میں شریک کرے' پھر اللہ کے ساتھ اس کی مخلوق کو اور اس کے غلاموں کو کیوں شریک کرتے ہو جب تم شرکت غیر کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو اللہ کے لیے کیوں پسند کرتے ہو وہ تو تم سے زیادہ اس بات کا حق دار ہے کہ اس کا کوئی شریک نہ ہو' اللہ نے جو غلہ اور جانور پیدا کیے مشرکوں نے ان میں بتوں کا بھی حصہ لگایا اور اس کی نعمت کی ناشکری کی اور اس کے ساتھ غیروں کو شریک بنایا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۗ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ ۙ

اللہ نے تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور تمہارے لیے جوڑوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں پاکیزہ روزی

دی کیا پھر بھی مشرک باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔

عورتیں مردوں کی ہم جنس ہیں: (۷۲) اللہ کے ایک عظیم احسان کا بیان ہے کہ اس نے لوگوں کی جنس سے ان کی ہم شکل بیویاں بنائیں‘ اگر کسی دوسری جنس کی بیویاں ہوتیں تو محبت و پیار اور الفت و رغبت کیسے پیدا ہوتی لیکن اللہ کی یہ مہربانی ہے کہ اس نے اولاد آدم میں مردوں اور عورتوں کو ہم جنس ہم شکل بنایا۔ اور عورتوں کو مردوں کی بیویں بنایا‘ پھر ان جوڑوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے‘ پوتے بھی بیٹے ہی ہیں وہ بھی تمہاری خدمت اعانت اور ہر طرح کی خیر خواہی کرتے ہیں۔

اللہ نے نفیس غذائیں اور بہترین مشروبات کھانے پینے کو دیے: پھر فرمایا کہ اللہ نے تمہیں پاکیزہ اور نفیس مشروب پینے کو اور اچھی اچھی غذائیں کھانے کو دیں‘ پھر جو اپنے محسن و منعم کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتا ہے وہ بڑا ہی احسان فراموش اور ناقدرا ہے کہ اس کا شریکوں‘ بتوں‘ دیوتاؤں اور مورتیوں پر تو ایمان ہے اور اللہ کی نعمتوں کو ٹھکرا رہا ہے‘ ان پر پردہ ڈال رہا ہے‘ اور انہیں دوسروں کی طرف منسوب کر رہا ہے‘ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ قیامت کے دن انسان کو اپنے احسانات یاد دلائے گا کہ کیا میں نے تجھے بیوی نہ دی تھی‘ کیا میں نے تجھے عزت نہ دی تھی کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابعدار نہیں بنائے تھے اور کیا میں نے تجھے رئیس و چودھری نہیں بنایا تھا۔ (صحیح)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

مشرک اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے آسمان وزمین میں سے ذرا سی روزی پر بھی قادر نہیں اور نہ قادر ہو سکتے ہیں اس لیے اللہ پر مثالیں چسپاں نہ کرو۔ یقین مانو کہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

محسن و خالق کو چھوڑ کر غیر محسن و مخلوق کی عبادت نہ کرو: (۷۳) اللہ ہی محسن و منعم ہے وہی پیدا کرنے والا اور روزی رساں ہے اسی کے انسان پر بڑے بڑے احسانات ہیں وہی اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں‘ پھر بھی یہ مشرک اس کے ساتھ بتوں کو اور اللہ کی دوسری مخلوق کو پوجتے ہیں۔ جو انہیں آسمان وزمین میں سے ذرا سی بھی روزی نہیں پہنچا سکتے نہ مینہ برسانا ان کے بس کا ہے‘ نہ اناج کا ایک دانہ یا ایک معمولی پھل پیدا کرنا ان کی طاقت میں ہے اور نہ یہ اپنی ذاتوں کے نفع و نقصان پر قادر ہیں۔

اللہ عالم ہے اور وہ توحید کو مبارک اور شرک کو منحوس بتاتا ہے: (۷۴) تو تم اللہ کے شریک اس کے ہمسر اور اس کے شبیہ نہ ٹھہراؤ‘ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں لیکن تم اپنی جہالت سے اس کے ساتھ غیروں کو شریک کر رہے ہو‘ توحید کی خوبی اور شرک کی نحوست اللہ کو معلوم ہے مگر تم اپنی نادانی سے شرک و کفر پر اڑے ہوئے ہو اور اس کی نحوست کو نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک غلام ہے جو کسی کی ملکیت ہے اور کسی چیز پر بھی قادر نہیں' اور ایک وہ شخص ہے جسے ہم نے پاکیزہ روزی دی ہے پھر وہ اس میں سے چھپے کھلے خرچ کرتا رہتا ہے' کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں' بڑائیاں اللہ ہی کے لیے ہیں بلکہ اکثر لوگ علم سے کورے ہی ہوتے ہیں۔

کافر و مومن کی مثال: (۷۵) اللہ نے یہ مثال کافر اور مومن کی دی ہے کہ وہ غلام جو کسی کی ملکیت میں ہے اور کسی بات پر بھی قادر نہیں کافر ہے اور جسے پاکیزہ روزی دی گئی ہے مسلمان ہے' کافر اللہ کا غلام ہونے کے باوجود شیطان کا غلام ہے۔ اس لیے شرک کی وجہ سے اس کا کوئی عمل اس کے کام نہ آئے گا اور مسلمان کو ایمان کی دولت حاصل ہے پھر وہ ایمان کی دن رات اور چھپے کھلے تعلیم بھی دیتا رہتا ہے' بھلا غلام و آزاد اور سخی و شوم کیسے برابر ہو سکتے ہیں لہذا نا ممکن ہے کہ کافر اور مومن برابر ہوں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ
وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ
هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع

اور اللہ نے دو شخصوں کی مثال بیان کی ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر بھی قادر نہیں' اور اپنے آقا پر بوجھ ہے' آقا جہاں بھی اسے بھیجتا ہے وہ بھلائی لے کر واپس نہیں لوٹتا۔ کیا یہ اور وہ جو انصاف سے حکم کر رہا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر برابر ہو سکتے ہیں۔

کافر و مومن کی دوسری مثال: (۷۶) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ کافر اور مومن کی مثال ہے۔ ایک روایت میں ابن عباسؓ کے نزدیک یہ آیت ایک قریشی (عثمان) اور اس کے غلام کے بارے میں اتری۔ عثمان اس غلام پر خرچ کرتے تھے' اور بیٹھے کو کھلاتے تھے پھر بھی یہ اسلام کو اچھا نہیں جانتا تھا اور اسے قبول نہیں کرتا تھا اور آپ کو خیرات سے اور نیک کاموں سے روکتا تھا۔ (ابن جریر)

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ
اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ
جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

اور آسمان و زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کو معلوم ہیں اور قیامت کا معاملہ ایک پلک جھپکنے کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی جلدی' یقین مانو اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے' اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا (جبکہ) تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا' اور اسی نے تمہارے کان' آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو' کیا انہوں نے پرندے آسمان کی فضا میں اللہ کے حکم سے مسخر نہیں دیکھے انہیں اللہ ہی روکے ہوئے ہے' بلاشبہ اس میں بھی ایمان والوں کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

چونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس لیے قیامت پر بھی قادر ہے: (۷۷) آسمان و زمین کے تمام غیب اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ اس کے علم و قدرت میں ہر چیز گھری ہوئی ہے' علم غیب اسی کا خاصہ ہے' کسی کو علم غیب پر آگاہی نہیں' ہاں جس قدر جس کسی کو اللہ چاہے آگاہ فرما دے' اس کی ہمہ گیر قدرت میں جس کو نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ کوئی آڑے آ سکتا ہے' ہر چیز ہے' جب وہ کسی چیز کو وجود میں لانے کا ارادہ فرماتا ہے تو کن کہہ دیتا ہے اور پھر وہ چیز ہو جاتی ہے۔ فرمایا وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا الخ (قمر ۵۴:۵۰) ہمارا حکم ایک ہی بار ہوتا ہے اور پلک جھپکتے ہی ہو جاتا ہے۔

عقل و فہم بھی اللہ ہی کی دی ہوئی نعمت عظمٰی ہے: (۷۸) اللہ اپنا احسان عظیم یاد دلا رہا ہے کہ اس نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے مگر اس نے تم کو علم حاصل کرنے کے قویٰ عطا کئے' کان دیئے' آنکھیں دیں اور دل دیئے' کانوں سے سنتے ہو' آنکھوں سے دیکھتے ہو' اور عقلوں سے سوچتے سمجھتے ہو' (صحیح یہی بات ہے کہ عقل کا مرکز دل ہے' مگر بعض لوگوں نے دماغ کو بھی بتایا ہے) عقل اس قوت کا نام ہے جس سے انسان بھلے برے میں نیکی اور بدی میں تمیز کر لے' انسان میں یہ قویٰ شروع ہی سے رفتہ رفتہ ترقی پاتے گئے اور جوانی تک مکمل ہو جاتے ہیں' اللہ نے انسان کو یہ قویٰ اس لیے عطا فرمائے کہ انسان رب کی عبادت سوچ سمجھ کر کرے اور ہر عضو و قوت سے رب کی اطاعت پر مدد لے۔

انسان کا ہر عضو اللہ کی اطاعت کے لیے ہے: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی وہ لڑائی کے لیے میرے مقابلہ پر آیا' میرا بندہ فرائض سے جس قدر میرا قرب حاصل کرتا ہے اتنا کسی اور چیز سے نہیں کر سکتا' اور میرا بندہ مسلسل نوافل سے بھی میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے' حتٰی کہ اس سے مجھے محبت ہو جاتی ہے پھر جب مجھے اس سے محبت ہو جاتی ہے تو میں اسکا کان بن جاتا ہوں' جس سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے' اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا پھرتا ہے' اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کا سوال پورا کر کے رہتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا ضرور قبول کرتا ہوں' اور اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں' اور مجھے کسی کام سے اس قدر تامل نہیں ہوتا جس قدر اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے سے ہوتا ہے' اسے موت ناپسند ہے اور مجھے اس کا دل دکھانا ناپسند ہے' لیکن اس کو موت سے چارہ نہیں (ب) اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جب انسان خالص اللہ کی اطاعت میں لگ جاتا ہے تو اس کے تمام کام اللہ ہی کے لیے ہو جاتے ہیں' اس کے کان' آنکھیں' ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء اللہ کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں یہ انہیں چیزوں کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے جن کا سننا اور دیکھنا اللہ نے حلال کر دیا ہے' انہیں چیزوں کو پکڑتا ہے جن کا پکڑنا روا ہے اور اسی طرف چل کر جاتا ہے' جہاں چل کر جانا جائز ہے' غرضیکہ شریعت کے خلاف اس کے کسی عضو

سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا اسی وجہ سے ایک صحیح حدیث میں بھی آیا ہے کہ وہ میرے کان سے سنتا ہے میری آنکھ سے دیکھتا ہے میرے ہاتھ سے پکڑتا ہے اور میرے پاؤں سے چلتا ہے' پھر فرمایا پھر اس نے تم کو کان آنکھیں اور عقل دی تاکہ تم شکر ادا کر سکو فرمایا قُلْ هُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ الخ (ملک ۶۷: ۲۳، ۲۴) آپ فرما دیں اس نے تم کو پیدا کیا اور اسی نے تم کو کان آنکھیں اور عقلیں دیں (لیکن) تم اس کا شکر نہیں ادا کرتے' آپ فرما دیں اسی نے تم کو زمین میں بکھیرا اور تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

اللہ کی عظیم قدرت پر غور کرو: (۷۹) انسان کو تنبیہ ہے کہ وہ فضا میں معلق پرندے دیکھے کہ وہ کس طرح اپنے پروں سے زمین و آسمان کے درمیان فضا میں اڑ رہے ہیں' انہیں فضا میں اللہ ہی اپنی قدرت سے روکے ہوئے ہے' کہ اس نے اپنی قدرت سے ان میں ایسی طاقت پیدا کر دی کہ یہ فضا میں اڑتے پھرتے ہیں' ہوا ان کے تابع بنا دی ہے کہ وہ انہیں اڑائے اڑائے لیے پھرتی ہے' فرمایا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ الخ (ملک ۶۷: ۱۹) کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو قطار در قطار نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلاتے اور سکیڑتے رہتے ہیں انہیں مہربان اللہ کے سوا کون روکے ہوئے ہے' یقین مانو وہ ہر چیز خوب دیکھنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ
الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ
اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ
لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ
سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ
نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

اللہ ہی نے تمہارے لیے تمہارے گھر ٹھہرنے کے لیے بنائے اور تمہارے لیے جانوروں کے چمڑوں سے گھر بنائے جو تمہیں روانہ ہونے اور ٹھہرنے کے دن ہلکے معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی اون' روئیں اور بالوں سے گھر کا سامان اور برتنے کی چیزیں بنائیں' جن سے تم ایک مدت تک فائدہ اٹھاتے رہتے ہو اور اللہ نے تمہارے لیے اپنی مخلوق کے سائے بنائے اور پہاڑ میں تمہارے لیے پناہ گاہیں بنائیں اور تمہارے لیے گرمی سے بچانے والے کرتے بنائے اور جنگ سے بچانے والے کرتے بنائے' اسی طرح اللہ تم پر اپنی نعمتیں مکمل فرماتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ' پھر اگر یہ پھر جائیں تو آپ کے ذمے تو صاف صاف طریقے سے تبلیغ کر ہی دینا ہے' یہ اللہ کی نعمتوں کا جانتے بوجھتے انکار کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔

گھر اور کپڑے بھی اللہ کی نعمتیں ہیں: (۸۰) یعنی ہم نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتیں مکمل کر دیں' ان کے لیے گھر بنائے' جن میں وہ رہتے سہتے ہیں' اٹھتے بیٹھتے ہیں' سوتے جاگتے ہیں اور ہر طرح سے فائدے اٹھاتے ہیں' اور انکے چمڑوں کے گھر بنا دیے کہ

ان کا سفر میں اٹھ کر لے جانا آسان ہو اور پردیس یا غیر پردیس میں جب ٹھہریں تو انہیں گاڑ لیں' اور بھیڑوں کی اون سے اونٹوں کی پشم سے اور بکریوں کے بالوں سے کپڑے اور گھریلو ساز و سامان تیار کر دیا تم ان سے فرش اور کپڑے وغیرہ بناتے ہو' ان کی تجارت کرتے ہو اور ان سے فائدے اٹھاتے ہو (اثاث یعنی برتنے کی چیزیں اور ساز و سامان)۔

چھاؤں اور پہاڑوں کے غار بھی اللہ کی نعمتیں ہیں: (۸۱) اللہ ہی نے تمہارے آرام کے لیے درختوں کی چھاؤں بنائی' اور چھپنے کے لیے غاروں کو پناہ گاہ بنایا جیسے اس نے تمہارے لیے اونی' سوتی اور ریشمی کپڑے بنائے جو تم کو گرمی سے' لو سے' اور گرم ہوا کے تھپیڑوں سے بچاتے ہیں۔ اور لوہے کی زرہیں خود وغیرہ بھی بنائے جو تم کو جنگ میں کام دیتے ہیں اسی طرح اللہ نے تمہارے لیے تمام ضرورت کی چیزیں بنائیں جن سے دن رات فائدہ اٹھاتے ہو' اور اپنے کام نکالتے ہو تا کہ وہ عبادت و اطاعت میں تمہارے کام آئیں اور تم سلامت رہو' اور لڑائی میں زخموں سے محفوظ رہو اور اللہ کے فرماں بردار بن کر رہو۔

رسول ﷺ کے ذمہ محض تبلیغ ہے: (۸۲) یعنی اگر یہ اس بیان اور اس احسان کے باوجود بھی حق سے پھر جائیں تو آپ کو کوئی الزام نہیں' آپ کا کام تو کھلم کھلا پیغام پہنچا دینا ہے جسے آپ پہنچا چکے۔

(۸۳) وہ یہ جانتے بوجھتے بھی کہ اللہ ہی یہ تمام نعمتیں دیتا ہے' اللہ کو نہیں مانتے اور اس کے ساتھ غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور امداد و روزی غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔

آیت کا شان نزول: (ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا آپ نے اس کے سامنے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا پڑھ دی' اس نے کہا ٹھیک ہے پھر آپ نے فرمایا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر ساری آیت پڑھ کر سنائی اس نے کہا ٹھیک ہے' آخر آپ نے یہ حصہ پڑھا كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ یہ سن کر دیہاتی پیٹھ پھیر کر چلتا بنا' اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری (ابن ابی حاتم)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا
هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ
الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

الثلثة

جس دن ہم ہر قوم سے ایک گواہ اٹھائیں گے پھر کافروں کو (معذرت کی) اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ان سے توبہ طلب کی

جائے گی اور جب یہ ظالم عذاب دیکھیں گے تو نہ ان پر عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ اور جب مشرک اپنے شریک دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے آقا یہی وہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تجھ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے' لیکن وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم بالکل جھوٹے ہو اور اس دن سب عاجز ہو کر اللہ کے آگے آ پڑیں گے اور ان کی افتراء پردازیاں ان سے گم ہو جائیں گی' جو لوگ کفر میں مبتلا رہے اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم ان پر عذاب پر عذاب کا اضافہ کرتے جائیں گے' کیونکہ یہ اودھم مچاتے پھرتے ہیں۔

محشر میں مشرکوں کا حال زار: (۸۴) محشر میں مشرکوں کے حال زار کا بیان ہے کہ اس روز ہر قوم میں ایک گواہ کھڑا کیا جائے گا یعنی ہر قوم کا نبی گواہی دے گا کہ اس قوم نے اس کی دعوت پر کہاں تک عمل کیا اور اس کی بات مانی یا نہ مانی' پھر کافروں کو عذر کی اجازت نہیں دی جائے گی' کیونکہ یہ اپنے دین کے غیر صحیح ہونے کو جان رہے ہوں گے فرمایا ھٰذَا یَوْمُ الخ (مرسلات ۷۷:۳۵' ۳۶) یہ وہ دن ہے جس دن مشرک بول نہ سکیں گے اور نہ انہیں عذر کرنے کی اجازت ملے گی پھر فرمایا کہ ان سے عذر نہیں طلب کیا جائے گا۔

عذاب میں پڑ جانے کے بعد مہلت و تخفیف نہیں: (۸۵) جب مشرک عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے تو پھر گھڑی بھر کے لیے بھی عذاب میں تخفیف نہ ہوگی عذاب انہیں فوراً پکڑ لے گا اور انہیں عذاب میں مبتلا کرنے کے بعد مہلت نہیں دی جائے گی اور بلا حساب کے جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔

جہنم ہر ظالم و سرکش اور سخت گیر پر مسلط ہوگی: جب جہنم کو ستر ہزار لگام میں ڈال کر ہر لگام ستر ستر ہزار فرشتے پکڑ کر میدان محشر میں گھسیٹ کر لائیں گے تو اس سے ایک گردن برآمد ہوگی جو دہاڑ رہی ہوگی اس وقت ہر شخص اپنے گھٹنوں کے بل اوندھے منہ گر پڑے گا جہنم کہے گی مجھے ہر ظالم و سخت گیر اور سرکش پر مسلط کیا گیا ہے جس نے اللہ کے ساتھ غیروں کی عبادت کی تھی اور میں فلاں فلاں پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ مشرکوں کو میدان محشر سے چن چن کر اسی طرح اٹھا لے گی' جیسے پرندہ دانہ اٹھا لیتا ہے' فرمایا (۱) وَاِذَا رَاَتْھُمْ مِّنْ مَّکَانٍ الخ (فرقان ۲۵:۱۲' ۱۳) جب جہنم مشرکوں کو دور سے دیکھے گی تو وہ اس کا غصہ میں جوش و خروش سنیں گے اور جب مشرک جکڑ کر اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈال دیے جائیں گے تو اس جگہ ہلاکت کو پکاریں گے' آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو۔

عین ضرورت کے وقت جھوٹے معبود مشرکوں سے بیزار ہو جائیں گے: (۸۶) عین ضرورت کے وقت مشرکوں کے جھوٹے معبود انہیں کورا جواب دے دیں گے اور ان سے بیزار ہو جائیں گے' مشرک قیامت کے دن اپنے دیوتاؤں کو دیکھتے ہی کہہ دیں گے کہ اے اللہ یہ ہیں ہمارے معبود جن کی ہم دنیا میں عبادت کیا کرتے تھے' اور تجھے چھوڑے ہوئے تھے لیکن وہ صاف کہہ دیں گے کہ تم جھوٹے ہو ہم نے تمہیں اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا (۱) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ الخ (احقاف ۴۶:۵' ۶) بھلا اس سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پکارنے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہ دے سکیں گے بلکہ وہ انکی پکار سے بھی بے خبر ہیں اور جب لوگ جمع کئے جائیں تو ان کے دشمن بن جائیں اور انکی عبادت کا انکار کر دیں۔

قیامت کے دن سب اللہ کے فرمانبردار بن جائیں گے: (۸۷) اس دن سب اللہ کے فرمانبردار بن جائیں گے اور کوئی

بھی اس کی اطاعت سے روگردانی نہ کرے گا فرمایا(۱)

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ الخ (مریم۱۹: ۳۸) جس دن یہ ہمارے پاس آئیں گے تو بہت ہی سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے(۲)وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ الخ (سجدہ۳۲: ۱۲) کاش تم دیکھتے جب مجرم سر جھکائے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہمیں یقین آ گیا پھر ہمیں دنیا میں بھیج دے ہم اچھے عمل کریں گے۔

کافروں پر دُگنا عذاب ہوگا: (۸۸) یعنی کافروں پر جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا کرتے تھے دگنا اور عذاب پر عذاب ہوگا کفر کا عذاب الگ ہوگا اور اللہ کی راہ سے روکنے کا الگ ہوگا فرمایا وَهُمْ يَنْهَوْنَ الخ (انعام ۶۔ ۲۶) مشرک لوگوں کو حق سے روکتے ہیں اور خود بھی رکے رہتے ہیں یہ خود اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں مگر شعور تک نہیں معلوم ہوا کہ کافروں کے عذاب میں برابری نہ ہوگی بلکہ ہر ایک کا عذاب جداگانہ ہوگا جیسے جنت میں مسلمانوں کے درجوں میں فرق ہوگا فرمایا قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ (اعراف ۷: ۳۸) اللہ نے فرمایا عذاب ہر ایک کے لیے دگنا ہے لیکن تمہیں معلوم نہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ
شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى
وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝۸۹ ع ۱۸

وہ دن یاد کرو جس دن ہر امت میں سے ان پر انہیں میں سے ہم ایک گواہ کھڑا کریں گے اور ان گواہوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے ہم نے آپ پر ایسی کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کھول کھول کر بیان کرتی ہے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت رحمت اور بشارت ہے۔

قیامت کا ہولناک دن یاد رکھو: (۸۹) یعنی آپ وہ دن یاد رکھیں اور اس کے ہول نہ بھولیں اور اپنی امت کی امتیازی شان بھی یاد رکھیں جس دن آپ کی امت کو ایک عظیم و بلند مقام عطا فرمایا جائے گا۔ ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے ابن مسعودؓ سے قرآن سننے کی خواہش فرمائی آپ نے سورہ نساء شروع کر دی پھر جب فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا الخ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا بس کرو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

قرآن میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے: پھر فرمایا ہم نے آپ پر ایسی کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہمارے لیے قرآن میں ہر علم اور ہر چیز ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہر مفید علم موجود ہے گزشتہ اقوام کے واقعات بھی ہیں پیشین گوئیاں بھی ہیں حلال و حرام کی تفصیل بھی ہے اور انسان کی دینی و دنیوی ساری ضرورتوں کا بیان ہے یہ کتاب دلوں میں نور ہدایت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کے لیے رحمت و بشارت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾

اللہ انصاف کا' احسان کا اور عزیزوں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی سے' برے کاموں سے اور بغاوت سے منع فرماتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت مانو۔

انصاف وسلوک کا حکم: (۹۰) یعنی اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو عدل وانصاف کا اور احسان وسلوک کا حکم ہے فرمایا (۱) وَإِنْ عَاقَبْتُمْ (نحل ۱۶:۱۲۶) اگر تم بدلہ لو تو برابر سرابر لو اور اگر صبر کرلو تو یہ صبر کرنے والوں کے حق میں اچھا ہے (۲) وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ (شوریٰ ۴۲:۴۰) برائی کا بدلہ اُسی کے برابر برائی ہے لیکن جو معاف کردے اور اصلاح کردے اس کا صلہ اللہ پر ہے۔

صلہ رحمی کا حکم: پھر فرمایا اللہ صلہ رحمی فرماتا ہے فرمایا وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (اسراء ۱۷:۲۶) عزیزوں کو ان کا حق دو اور محتاج ومسافر کو بھی اور فضول خرچی نہ کرو۔

فحشاء منکر اور بغاوت کی تفسیر: فواحش سے حرام چیزیں مراد ہیں پھر اگر حرام کے ارتکاب کی لوگوں کو بھی خبر کردی جائے تو حرام منکر بن جاتا ہے فرمایا قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ (اعراف ۷:۳۳) آپ فرمادیں کہ میرے رب نے کھلی چھپی ہر قسم کی بے حیائی سے منع فرمایا ہے' بغاوت یعنی لوگوں پر زیادتی۔ ایک حدیث میں ہے' بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں جس کی سزا دنیا میں بھی دی جائے اور آخرت میں بھی' پھر فرمایا کہ اللہ بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تاکہ تم اس کی نصیحت مان لو۔

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾

اور جب تم عہد کرو تو اللہ کا عہد پورا کرو' اور پکی قسمیں کھانے کے بعد انہیں نہ توڑو' جب کہ تم اپنے اوپر اللہ کو ضامن بنا چکے ہو' اللہ تمہارے افعال جانتا ہے اور اس عورت کی طرح نہ بنو جو اپنا کاتا ہوا سوت محنت کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالتی تھی کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنالو تاکہ ایک فریق دوسرے سے بڑھ جائے اللہ تمہیں اس زیادتی سے آزمارہا ہے تاکہ وہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے اختلافات جتادے۔

ایفائے عہد کا حکم: (۹۱) یعنی ایفائے عہد اللہ ہی کا حکم ہے اس لیے عہد پورا کرو اور مقدور بھر قسموں کا احترام کرو فرمایا وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً الخ (بقرہ ۲:۲۲۴) اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ فرمایا ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ الخ (مائدہ ۵:۸۹) یہ تمہاری قسموں کا

کفارہ ہے جب تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو' سب آیتوں کو ملا کر یہ مطلب نکلا کہ مقدور بھر قسم نہ کھاؤ اگر قسم کھالو تو پھر اسے نبھاؤ اور ہرگز ہرگز نہ توڑو ہاں اگر گناہ پر قسم کھالی ہے تو اس کا توڑ دینا ضروری ہے' اسے توڑ کر قسم کا کفارہ دے دو' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں کسی بات پر قسم کھا بیٹھوں' پھر اس سے بہتر کوئی اور بات دیکھ لوں تو انشاء اللہ بہتر بات پر عمل کروں گا اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔(ق)

(۹۲) مکہ میں ایک بے وقوف عورت رہا کرتی تھی' یہ دن بھر سوت کاتتی اور شام کو توڑ ڈالا کرتی تھی' یہ اس کی مثال ہے جو عہد مضبوط کرنے کے بعد عہد شکنی کرے یہی مطلب بہت عمدہ اور ظاہر ہے خواہ مکہ میں کوئی ایسی عورت رہتی ہو یا نہ رہتی ہو' انکاثا اسم مصدر بھی ہوسکتا ہے یعنی ٹکڑے ٹکڑے اور نکث کی جمع بھی اس صورت میں کَانَ کی خبر سے بدل ہوگا یعنی عہد شکن نہ بنو)۔

عہد شکنی حالت کمزوری میں بھی منع ہے: پھر فرمایا کیا قسموں کو آپس میں مکروفریب کا ذریعہ بنانا چاہتے ہو کہ ایک قوم دوسری قوم سے جو زیادہ ہے قسمیں کھا کر اسے اطمینان دلا دے پھر موقعہ پا کر توڑ ڈالے اللہ نے اس عہد شکنی سے بھی منع فرمایا ہے تاکہ ادنی سے اعلی پر تنبیہ ہو جائے جب اس حالت میں عہد شکنی منع ہے تو طاقت کے ہوتے ہوئے بدرجہ اولی منع ہے پھر فرمایا (اربی یعنی) اکثر لوگ قوی اور کثیر دشمن سے معاہدہ کرلیا کرتے تھے' پھر ان پر بے خبری میں حملہ کردیا کرتے تھے' یا کسی سے معاہدہ کرنے کے بعد اگر کسی کو ان سے زیادہ اور طاقت ور پاتے تو پہلوں سے معاہدہ توڑ کر ان سے معاہدہ کر لیتے تھے۔ اس سے مسلمان روک دیے گئے پھر فرمایا اللہ تمہیں اس کثرت سے اور عہد پورا کرنے کے حکم سے آزماتا ہے تاکہ قیامت کے دن تمہیں تمہارے جھگڑوں کی خبر دے اور ہر شخص کو اسکے اچھے یا برے عملوں کا بدلہ دے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ
وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا
أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ
بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا
بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ
صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک ہی قوم بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت دے اور تم سے تمہارے عملوں کی ضرور باز پرس کی جائے گی' تم اپنی قسموں کو باہمی مکروفریب کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ قدم گڑ جانے کے بعد پھسل جائیں گے اور اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے تم برائی چکھ لو گے اور تمہارے ہی لیے بہت بڑا عذاب ہوگا' اللہ کے عہد سے تھوڑا سا فائدہ نہ خریدو اگر تمہیں علم ہو

جو اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے فنا ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہے گا اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے بہترین عملوں کا ضرور صلہ دیں گے۔

اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی قوم بنا دیتا: (۹۳) یعنی اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب کو مسلمان بنا دیتا فرمایا وَلَوْشَآءَ رَبُّكَ الخ (یونس ۱۰:۹۹) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے انسان ایمان لے آتے یعنی اللہ تم میں اتفاق پیدا کر کے اختلاف مٹا دیتا (۲) لَوْ شَآءَ رَبُّكَ الخ (ھود ۱۱:۱۱۸) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی قوم بنا دیتا لیکن وہ اختلافات ہی میں پڑے رہیں گے مگر جس پر اللہ مہربان ہو جائے' اللہ نے اسی اختلاف کے لیے انہیں پیدا کیا ہے' یہی یہاں فرمایا کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے ہدایت دے دے' پھر وہ قیامت کے دن تم سے تمہارے عملوں کے بارے میں پوچھ لے گا اور ان کا بدلہ دے گا خواہ ادنیٰ عمل ہو یا اعلیٰ۔

دھوکہ دینے کے لیے جھوٹی قسموں کی ممانعت: (۹۴) دھوکہ دینے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانے سے ڈرایا جا رہا ہے تاکہ قدم صحیح راہ پر جم جانے کے بعد پھسل نہ جائیں۔ یہ مثال اسکی ہے جو سیدھی راہ پر آ جانے کے بعد اس سے ہٹ کر ایک طرف کو ہو گیا اور جھوٹی قسمیں کھا کر راہ ہدایت سے بھٹک گیا' کیونکہ جھوٹی قسمیں اللہ کی راہ سے روک دیتی ہیں جب کوئی غیر مسلم دیکھتا ہے کہ فلاں مسلمان نے عہد کر کے توڑ ڈالا تو اس کے اسلام کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رہتے اور اعتبار جاتا رہتا ہے۔ اور وہ اسلام قبول کرنے سے رک جاتا ہے اسی لیے فرمایا اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے برائی چکھ لو گے اور تمہارے لیے بڑا بھاری عذاب تیار ہے۔

دنیا کے لیے قسمیں نہ توڑو: (۹۵) قسموں کے عوض دنیا کا چند روزہ سامان اور اس کی ناپائدار بہار نہ خریدو' کیونکہ دنیا ساری بھی کچھ نہیں اس کے مقابلہ میں تمہارے لیے اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ بہت کافی ہے یعنی جو ایمان لا کر اللہ سے ثواب کا امیدوار ہوا اس کا ثواب اس کے لیے بہت ہی بہتر ہے اگر عہد کا پابند رہے۔

دنیا ناپائدار اور آخرت پائدار ہے: (۹۶) یعنی دنیوی چیزیں ناپائدار ہیں کیونکہ دنیا ہی چند دن ہے اور اللہ کا ثواب پائدار نہ ختم ہونے والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے' پھر اللہ قسم کھا کر فرماتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کو ان کے بہترین عملوں کا ضرور صلہ دوں گا اور ان کی برائیوں سے یقیناً درگزر کروں گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

جس مرد یا عورت نے ایمان لا کر نیک عمل کیے یقین مانو ہم اسے پاکیزہ زندگی دیں گے اور ان کے بہترین عملوں کا ضرور بالضرور صلہ دیں گے۔

نیک عمل کی تعریف: (۹۷) اللہ نے ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دنیا میں بھی عزت کی زندگی گزاریں گے اور ہے آخرت میں بھی نیک عمل وہ ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہو اور پرخلوص ہو' نیک عمل خواہ عورت کا ہو یا مرد

کا ضرور صلہ ملے گا' بشرطیکہ دل میں ایمان بھی ہو۔

پاکیزہ زندگی کا مطلب: پاکیزہ زندگی میں ہر ایک کے لیے آرام و راحت کی تمام صورتیں شامل ہیں رحمت، عالم ﷺ نے فرمایا اگر کسی مسلمان کو حسب ضرورت روزی میسر ہے اور وہ اللہ کی دی ہوئی روزی پر قانع بھی ہے وہ یقیناً کامیاب ہے (ما)۔ (۲) وہ کامیاب ہے جسے اسلام کی دولت بھی ملی اور حسب ضرورت روزی بھی ملتی رہی اور وہ اللہ کی دی ہوئی روزی پر قناعت بھی کرتا رہا (ت)۔ (۳) اللہ مسلمانوں پر ظلم نہیں کرتا انہیں دنیا میں بھی نیکیوں کا بدلہ ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کافروں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ پھر جب یہ دنیا سے جاتے ہیں تو ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا کہ آخرت میں ثواب ملے (ما)

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾
إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٩٩﴾
إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٠﴾ ع ۱۳

پھر جب آپ قرآن پڑھنے کا ارادہ کریں تو اعوذ پڑھ لیا کریں' بلاشبہ شیطان کا زور مومنوں پر نہیں چلتا جن کا اپنے رب پر بھروسہ ہوتا ہے اس کا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسے دوست سمجھتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

تلاوت سے قبل اعوذ پڑھنے کا حکم: (۹۸) یعنی جب مسلمان قرآن کی تلاوت کا ارادہ کریں تو پہلے اعوذ پڑھ لیا کریں' یہ حکم وجوبی ہے۔ اعوذ کی فضیلت کے بارے میں آغاز تفسیر میں حدیثیں گزر چکی ہیں' اعوذ کے پڑھنے کا اس لیے حکم ہے کہ شیطان تلاوت میں خلل اور غور و فکر میں الجھن نہ ڈالے۔

مومن گناہ کے بعد توبہ کر لیتا ہے: (۹۹) یعنی شیطان کا مومنوں پر زور نہیں کہ وہ انہیں ایسے گناہوں میں پھنسا دے جن سے انہیں توبہ نصیب نہ ہو۔ یعنی ان پر شیطان کے غلبہ کی کوئی صورت ہی نہیں خود شیطان نے اقرار کیا ہے إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الخ (ص ۳۸:۸۳) یعنی اللہ کے مخلص بندوں پر میرا داؤ نہیں چلتا۔

(۱۰۰) یعنی شیطان کا انہیں پر زور چلتا ہے جو اس کا کہنا مانتے ہیں یا ان پر جو اللہ کو چھوڑ کر اس سے دوستی گانٹھتے ہیں' اور اسے اللہ کی عبادت میں شریک کر لیتے ہیں۔ اور ان پر بھی جنہوں نے اپنے مال و اولاد میں شیطان کو شریک بنا لیا ہے۔

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا
أَنتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ
الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى
وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾

اور جب اللہ کسی آیت کو بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت لاتا ہے درانحالیکہ اللہ جو کچھ اتارتا ہے اس کی حکمت خوب جانتا ہے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ آپ تو گھڑ کر لاتے ہیں یہ بات نہیں بلکہ ان میں سے اکثر علم سے بے بہرہ ہیں آپ فرما دیں کہ روح القدس آپ کے رب کے پاس سے سچائی کے ساتھ یہ قرآن لے کر اترے ہیں تا کہ یہ مومنوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و بشارت ثابت ہو۔

مشرک کم عقل ہیں ان میں یقین کی صلاحیت ہی نہیں: (۱۰۱) مشرکوں میں نادانی ہے اور ان میں یقین و ثابت قدمی کی صلاحیت ہی نہیں' ان سے ایمان کی تو کیا امید ہوسکتی ہے جب کہ ان پر ازلی بدبختی چھا رہی ہے یہ جب احکام میں تبدیلیاں دیکھتے ہیں تو رحمت عالم ﷺ سے کہتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں حالانکہ اللہ کو ہر طرح کا اختیار ہے وہ جو چاہے کرے اور جس حکم کو چاہے ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا لے آئے فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ الخ (بقرہ ۲:۱۰۶) ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔

قرآن جس میں پیغام ہدایت و بشارت ہے جبرئیل لائے: (۱۰۲) یعنی آپ انہیں جواب دے دیں کہ قرآن کو جبرئیل اللہ کے پاس سے مصلحت کے مطابق لائے ہیں تا کہ مومن جم کر اس کی تصدیق کریں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں اور یہ مسلمانوں کے لیے پیغام ہدایت و بشارت ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

ہمیں معلوم ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہیں کوئی آدمی سکھا جاتا ہے (حالانکہ) اس کی زبان جس کی طرف تعریض کر رہے ہیں عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

رحمت عالم ﷺ پر مشرکوں کا الزام: (۱۰۳) یعنی مشرک آپ پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ محمد ﷺ ہمیں جو قرآن سناتے ہیں وہ انہیں ایک عجمی شخص سکھا جاتا ہے۔ جو کسی قریشی قبیلہ کا غلام و تاجر ہے اور صفا پر مال بیچا کرتا ہے' آپ کبھی کبھی اس کے پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کیا کرتے تھے اس کی بارے میں مشرکوں کا خیال تھا کہ یہی محمد ﷺ کو سکھاتا ہے' حالانکہ یہ عجمی اور عربی زبان کی شد بد بھی نہیں رکھتا' اور بقدر ضرورت الٹی سیدھی عربی بول لیتا ہے' اسی لیے اللہ نے ان کی تردید کرتے ہوے فرمایا کہ اس کی زبان عجمی ہے اور قرآن کی زبان فصیح و سلیس عربی ہے۔ پھر یہ عجمی آپ کو کیسے فصیح و سلیس عربی زبان کا قرآن سکھا سکتا ہے وہ قران جس کے چند الفاظ معانی کے بحر ذخار ہیں اور جو تمام الہامی کتابوں سے اعلیٰ اور افضل ہے' ایسی بات تو ایک موٹی عقل کا آدمی بھی نہیں کہہ سکتا' گویا یہ موٹی عقل والوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

یقین مانو جنہیں اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں آتا اللہ انہیں ہدایت نہیں دے گا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہے وہی جھوٹا الزام لگائے جاتے ہیں جن کا اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہے اور وہ خود ہی جھوٹے ہوتے ہیں۔

ذکر سے منہ موڑنے والوں کو ہدایت کہاں: (۱۰۴) یعنی جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے اور ہم نے جو کچھ اپنے رسول پر اتارا ہے اس میں غفلت کرے اور ہماری اتاری ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے ہم اسے دنیا میں ہدایت کی توفیق ہی نہ دیں گے۔ کہ وہ ہماری آیتوں پر ہماری شریعت پر اور ہماری کتاب پر ایمان لائے اس کے لیے آخرت میں دردناک اور سخت عذاب تیار ہے۔

(۱۰۵) رحمت عالم ﷺ نہ مفتری ہیں نہ جھوٹے شرارت پسند ہی جن کا اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا اللہ پر اور اس کے رسول پر جھوٹے الزام لگایا کرتے ہیں اور بے دین ہوتے ہیں اور لوگوں میں جھوٹے مشہور ہوتے ہیں' اللہ کے رسول تو انتہائی سچے بے حد نیک بہت زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ عمل کرنے والے ہیں' آپ ایمان و یقین میں بڑے پکے اور اپنی قوم میں بے حد سچے اور امانت دار مشہور ہیں' آپ کی صداقت و امانت میں کسی کو بھی کلام نہیں' قوم آپ کو صادق وامین کہہ کر پکارتی ہے' اسی لیے ابوسفیانؓ نے شاہ روم سے کہا تھا کہ ہم نے بعثت سے پہلے کبھی آپ کو جھوٹا نہیں پایا' اس پر ہرقل نے جواب دیا تھا کہ جس نے لوگوں پر جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ (ب)۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

جو اللہ پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے بجز انکے جن پر جبر کیا گیا ہو اور ان کا دل ایمان سے مطمئن ہو لیکن جنہوں نے دل کھول کر کفر کا ارتکاب کیا ان پر اللہ کا قہر ہے' اور انہیں کے لیے بڑا عذاب ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیوی زندگی آخرت پر محبوب کر رکھی ہے' اور اللہ ایسے کافروں کو ہدایت پر نہیں لاتا۔ یہی ہیں جن کے دلوں' کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی بے خبر ہیں' یقین مانو یہی آخرت میں بھاری نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

مرتد پر اللہ کا قہر وغضب ہے: (۱۰۶) یعنی جو مرتد ہو جائے اور اس کا دل کفر سے مطمئن ہو اس پر اللہ کا قہر اترے گا کیونکہ اسے ایمان کا علم ہے مگر پھر بھی اس سے کترا رہا ہے' یقیناً ایسوں پر آخرت میں بڑا بھاری عذاب ہو گا۔

مرتد کو ایمان نصیب نہیں ہوتا: (۱۰۷) چونکہ مرتد نے دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہے اور دنیا ہی کی وجہ سے ایمان لا کر کفر اختیار کیا' اس لیے اب انہیں ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی اور یہ سچے دین پر نہیں جم سکتے۔

مرتد کے دل پر مہر لگ جاتی ہے: (۱۰۸) ان کے دلوں پر تو مہر لگ چکی ہے اب یہ مفید نصیحتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر بھی مہر لگ چکی ہے' اس لیے اب یہ ان قویٰ سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے یہ اپنے انجام سے بالکل بے خبر ہیں۔

مرتد آخرت میں نقصان اٹھائیں گے: (۱۰۹) جس میں ایسی بری باتیں موجود ہوں وہ لامحالہ آخرت میں سخت نقصان اٹھائیں گے خود تو ڈوبے ہی تھے' گھر والوں کو بھی لے ڈوبے۔

مجبور لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں: پھر فرمایا کہ جنہیں جبریہ کافر بنایا گیا مگر انکے دل ایمان و یقین سے مطمئن رہے ان پر اللہ کا قہر نہیں اترے گا کیونکہ یہ بے چارے مجبور ہیں اور ان کے دلوں میں بھی نور ایمان ہے یعنی اس حکم سے وہ مستثنیٰ ہیں جو زبان سے تو مشرکوں کے موافق ہوں اور مار پیٹ کے خوف سے اظہار کفر کرتے ہوں مگر دل سے ان کے موافق نہ ہوں۔

اس آیت کا شان نزول: کہتے ہیں کہ یہ آیت عمارؓ بن یاسر کے بارے میں اتری جب انہیں مشرکوں نے ایذائیں پہنچائیں کہ محمد ﷺ کو نہ مانیں تو مجبوراً آپ نے اپنی زبان سے ان کی ہاں میں ہاں ملا دی آخر مشرکوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ دوڑے دوڑے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں آئے اور بولے یا رسول اللہ آج میں نے ڈر کی وجہ سے زبان سے کافروں کے سامنے یہ اقرار کر لیا ہے کہ میں آپ کو نہیں مانتا مگر میرے دل میں آپ کی تصدیق ہے اس پر یہ آیت اتری۔ محمد بن عمار کہتے ہیں ایک دفعہ کافروں نے میرے والد عمار کو پکڑ کر طرح طرح سے ستایا اور تکلیفیں پہنچائیں' انہوں نے گھبرا کر ان کی ہاں میں ہاں ملا دی پھر اس کا ذکر رحمت عالم ﷺ سے کیا پوچھا اس وقت تمہارے دل کی کیا حالت تھی' بولے ایمان سے مطمئن تھا فرمایا اگر مشرک پھر ستائیں تو پھر زبان سے یہی کہہ دینا (ابن جریر) (بیہقی والی روایت میں یہ بھی ہے) عمارؓ نے گھبرا کر کافروں کو خوش کرنے کے لیے آپ کو برا کہا اور بتوں کی تعریف کی پھر آ کر کہا یا رسول اللہ میں نے آپ کو برا بھی کہہ دیا اور ان کے بتوں کی تعریف بھی کر دی' پوچھا تمہارے دل کی کیا حالت تھی بولے ایمان سے مطمئن تھا فرمایا اگر مشرک پھر ستائیں تو پھر زبان سے یہی کلمہ کہہ دینا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

حالت جبر میں کفریہ کلمہ جائز ہے: یہ متفق علیہ مسئلہ ہے جس پر کفر کے لیے جبر کیا جاوے وہ جان بچانے کے لیے کفریہ کلمے استعمال کر سکتا ہے البتہ اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ زبان سے کفر کا اظہار نہ کرے اور اللہ کی راہ میں جان دے دے جیسے بلالؓ نے کیا اور جان پر کھیل گئے مگر احد احد ہی پکارتے رہے' کافروں نے آپ پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے سخت گرمی میں گرم گرم ریت پر ننگا لٹا کر اوپر سے جھلستا ہوا ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا اور کہا اگر اب بھی شرک پر راضی ہو جائے گا تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے مگر اس کوہ پیکر عزم والے مسلمان نے شرک گوارا نہ کیا اور احد احد ہی کا نعرہ لگاتے رہے فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے ایسا کلمہ معلوم ہوتا جس سے تم احد سے زیادہ چڑتے ہو تو آج میں وہی استعمال کرتا ایسے ہی پکے عزم والے مسلمانوں نے اسلام کا بول بالا اور کفر و شرک کا منہ کالا کیا اللہ ان سے راضی ہو آمین۔

حبیبؓ انصاری کا واقعہ: اسی طرح جب مسیلمہ کذاب نے حبیبؓ بن زید انصاری سے کہا کیا محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتا ہے؟ بولے ہاں بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہیں بولا کیا تجھے میری رسالت کا بھی اقرار ہے' فرمایا میں سنتا نہیں اس اللہ کے

نیک بندے کا اللہ کی راہ میں ایک ایک عضو کاٹا گیا مگر آخری دم تک توحید ورسالت کے اقرار پر جمے رہے۔

عبداللہ سہمی کا واقعہ: ایک دفعہ رومیوں نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو گرفتار کرلیا اور آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے' بادشاہ نے کہا عیسائی ہوجاؤ آدھی سلطنت دے دوں گا اور شاہزادی سے شادی کردوں گا۔ بولے اگر تو مجھے نہ صرف اپنی بلکہ تمام عرب کی حکومت اس لالچ سے دے کہ میں رحمت عالم ﷺ کے دین کو ایک سیکنڈ ہی کے لیے چھوڑ دوں تو بھی میں تیری بات ٹھکرا دوں گا بولا میں تجھے قتل کرڈالوں گا فرمایا تجھے اختیار ہے میں تیرے پاس اسیر ہوں آخر بادشاہ کے حکم سے آپ کو صلیب پر چڑھایا گیا اور تیر اندازوں نے پاس ہی سے آپ کے پیروں اور ہاتھوں پر تیروں کی بارش شروع کردی بادشاہ یہی کہتا رہا کہ اب بھی عیسائی بن جا' تجھے چھوڑ دوں گا' مگر یہ تیر پر تیر کھاتے رہے اور بادشاہ کی درخواست ٹھکراتے رہے پھر آپ کو صلیب سے اتارلیا گیا اور ایک تانبے کی دیک لائی گئی اور اسے خوب گرم کیا گیا اور ان کے سامنے ایک مسلمان قیدی اس دیگ میں ڈال دیا گیا جو دم کے دم میں جل کر کباب بن گیا' پھر آپ سے کہا گیا کہ اب بھی عیسائی ہوجا' ورنہ تجھے بھی اسی دیگ میں ڈال دیا جائے گا لیکن آپ نے صاف انکار کردیا' آخر بادشاہ کے حکم سے آپ کو دیگ میں ڈالنے کے لیے چرخی سے اٹھایا گیا اس وقت آپ رونے لگے بادشاہ نے سوچا شاید یہ ڈر گیا ہے اب عیسائی بن جائے گا اس لیے اس نے آپ کو بلا کر پوچھا کیوں روتا ہے؟ فرمایا اس لیے کہ میرے پاس صرف ایک ہی جان ہے جو اس گھڑی اللہ کی راہ میں اس دیگ میں جا کر ختم ہوجائے گی' آہ کاش میرے پاس میرے جسم کے رویں کی برابر جانیں ہوتیں' اور ہر جان کو اللہ کی راہ میں یہی عذاب دیا جاتا تب تو میرے دل کو چین اور آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی' بعض روایتوں میں ہے کہ بادشاہ نے آپکو قید کردیا تھا اور کچھ دنوں کھانا پانی بھی روک دیا تھا' پھر آپ کے پاس شراب اور سور کا گوشت بھیجا لیکن آپ ان کے پاس بھی نہیں گئے' پوچھا کیوں نہیں کھاتا بولے اس وقت میری اضطراری کی حالت ہے اور یہ کھانا میرے لیے حلال ہے' مگر میں نے اسے اس لیے ہاتھ نہیں لگایا کہ تو خوش ہوگا میں تجھے خوش کرنا نہیں چاہتا' بادشاہ نے کہا اچھا میرے سر کا بوسہ لے لے میں تجھے چھوڑ دوں گا' فرمایا میرے ساتھ تمام مسلمان قیدیوں کو چھوڑنے کا وعدہ کر بولا مجھے منظور ہے' آخر سر چوما گیا اور آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں کو رہا کردیا گیا' جب عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ آئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر مسلمان کو عبداللہ کا سر چومنا چاہیے اور سب سے پہلے میں چومتا ہوں چنانچہ آپ نے اٹھ کر ان کا سر چوم لیا۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ
اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ ع ۱۴ ۲
عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

پھر آپ کا رب انہیں جنہوں نے فتنوں میں پڑنے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر سے کام لیا' یقیناً بخشنے والا مہربان ہے وہ دن یاد کرو جس دن ہر شخص اپنی طرف سے جھگڑتا ہوا آئے گا۔ اور ہر ایک کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا' اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مشرکوں کے ساتھ بچاؤ کے لیے زبانی موافقت معاف ہے: (۱۱۰) یہ مسلمانوں کی دوسری قسم ہے جو مکہ میں کمزور و ذلیل

تھے اور فتنے کے وقت مشرکوں کے ہم زبان ہو گئے تھے' پھر موقعہ پا کر ہجرت کر آئے اور وطن بیوی بچے مال و دولت سب چھوڑ آئے تا کہ اللہ کی رضا اور مغفرت حاصل کریں' اور مسلمانوں میں شریک ہو کر کافروں سے صبر و ثبات کے ساتھ جہاد کرتے رہیں' اللہ ایسوں پر مشرکوں کی ہم زبانی کے باوجود بڑا ہی مہربان ہے اور ان کے گناہ معاف کر دینے والا ہے۔

قیامت کے ہولناک دن کی یاد: (۱۱۱) یعنی قیامت ہولناک دن یاد کرو جب ہر شخص اپنی طرف سے خود ہی جھگڑے گا اور کوئی عزیز اس کی حمایت میں نہ جھگڑے گا' نہ باپ بیٹے کی طرف سے اور نہ بیٹا باپ کی طرف سے نہ بھائی بھائی کی طرف سے نہ بیوی شوہر کی طرف سے نہ شوہر بیوی کی طرف سے غرض اس دن اپنے نفس کے سوا کسی کو پرواہ نہ ہو گی' اس دن ہر شخص کو اس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ ملے گا نہ نیکی کا ثواب گھٹے گا اور نہ بدی کی سزا بڑھے گی کسی پر رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہ ہو گا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن و عافیت اور اطمینان والی تھی' اور اس کے پاس اس کی روزی ہر جگہ سے با فراغت آ رہی تھی پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی' آخر اللہ نے اسے اس کے عملوں کی وجہ سے مزا چکھا دیا کہ اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا بلا شبہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول آ چکا ہے لیکن انہوں نے اسے نہ مانا آخر عذاب نے انہیں اس حال میں پکڑا کہ وہ ظالم تھے۔

مکہ کی ایک مثال: (۱۱۲) اس مثال سے مکہ والے مراد ہیں مکہ والے امن و عافیت اور اطمینان و سکون سے مکہ میں رہتے تھے' مکہ کے اردگرد غیر حرم میں لوگوں کو لوٹ لیا جاتا تھا' مگر مکہ میں آ جانے والا امن و عافیت سے بے فکر و بے خوف رہتا تھا فرمایا وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ (عنکبوت ۲۸: ۵۷) مشرک بولے اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو اپنی سرزمین سے اچک لیے جائیں' کیا ہم نے انہیں امن والے حرم میں جگہ نہیں دی' جہاں طرح طرح کے پھل کھینچ کھینچ کر چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس والی روزی ہے' یہاں بھی یہی فرمایا کہ مکہ میں ہر چیز با فراغت چاروں طرف سے کھنچ کھنچ کر آتی تھی' لیکن مکہ والوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔

(۱۱۳) اور سب سے بڑی نعمت (رحمت عالم ﷺ) کو ٹھکرا دیا فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ (ابراہیم ۱۴: ۲۸'۲۹) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا کہ جنہوں نے اللہ کی نعمت کفر سے بدل ڈالی اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں جا اتارا یعنی جہنم میں جس میں وہ داخل ہوں گے اور جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

ناشکری سلب نعمت کا موجب ہے: آخر ناشکری کا یہ انجام ہوا کہ ان کا امن بھی جاتا رہا' اور با فراغت روزی بھی چھن گئی اللہ

نے ان پر بھوک اور ڈر مسلط فرما دیا' اور انہیں بھوک وخوف کا لباس پہنا دیا کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول کی نافرمانی کی اور آپ کے خلاف سازشیں کیں' آخر آپ نے تنگ آ کر عہد یوسف کی طرح سات سالہ قحط کی بددعا فرمادی پھر تو ایسا ہولناک قحط پڑا کہ لوگوں کا تمام سرمایہ ختم ہو گیا' اور انہیں خون کی لتھڑی ہوئی اونٹوں کی کھالیں کھانی پڑیں اور امن کے بجائے ان پر مسلمانوں کا ایسا رعب چھایا کہ انہیں اپنی ہر چیز چھنتی ہوئی نظر آنے لگی' آخر کار ان کے کرتوتوں بغاوتوں اور جھٹلانے کی وجہ سے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ہاتھوں مکہ فتح کرا دیا۔

بعثت رسول ﷺ اللہ کا احسان عظیم ہے: مکہ والوں نے اللہ کے احسان عظیم کی ناقدری کی فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ الخ (آل عمران ۳:۱۶۴) مومنوں پر اللہ کا یہ زبردست احسان ہے کہ اس نے ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا (۲) فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا الخ (۶۵:۱۰'۱۱) اے عقل والو اللہ سے ڈر جاؤ اللہ تمہاری طرف بھولا ہوا سبق یاد دلانے والا ایک رسول بھیج چکا (۳) كَمَآ اَرْسَلْنَا الخ (بقرہ ۲:۱۵۱'۱۵۲) جیسے ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تمہیں پاک وصاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب وسنت کی تعلیم دیتا ہے' بہر حال اللہ نے ان کے امن کو خوف سے اور خوش حالی کو بھوک سے بدل دیا اور مومن جو بھوکے تھے فارغ البال وخوش حال ہو گئے' اور ان کے دلوں سے مشرکوں کا رعب جاتا رہا اب فقیر، امیر' زیردست، زبردست' کمزور طاقت ور اور عوام قائد ورہنما بن گئے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ
وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ
وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ
اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿۱۱۶﴾
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

اس لیے تم اس پاکیزہ اور حلال روزی میں سے جو تمہیں اللہ نے دے رکھی ہے کھاؤ' اور اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو تم پر صرف مردار' خون' سور کا گوشت اور وہ ذبیحہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے حرام ہے' پھر جو مجبور ہو جائے اور بغاوت وزیادتی بھی نہ کرے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اپنی زبانوں سے جھوٹ گھڑ کر نہ کہو کہ یہ حرام ہے اور یہ حلال ہے تاکہ اللہ پر جھوٹا الزام لگاؤ یقین مانو جو اللہ پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوتی اور ان کے لیے تھوڑا سا فائدہ ہے اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حلال روزی اور شکر کا حکم: (۱۱۴) یعنی مسلمان حلال طیب اور پاکیزہ روزی کھائیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں' کیونکہ یہ اسی کا انعام اور فضل و کرم ہے' جو تنہا عبادت کا مستحق ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔

حرام چیزوں کا بیان: (۱۱۵) اس آیت میں حرام چیزوں کا بیان ہے جو دنیوی اور دینی اعتبار سے مضر ہوتی ہیں یعنی مردار' خون' سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔ اگر کوئی مجبور ہو جائے اور بغاوت و زیادتی نہ کرے تو ان میں سے بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ فکر نہ کرے اللہ بخشنے والا مہربان ہے' سورہ بقرہ میں پوری تفصیل گزر چکی ہے۔

بدعت سے بچنے کا حکم: (۱۱۶) مسلمانوں کو حکم ہے کہ مشرکوں کی راہ اختیار نہ کریں۔ اور محض اپنی طرف سے گھڑ کر کسی چیز کو حلال یا حرام نہ کہہ دیا کریں' جیسے مشرکوں نے اپنی رائے سے چند نام گھڑ لیے اور انہیں حرام کہہ دیا کہ بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام حرام ہیں' انہوں نے جاہلیت میں یہ نام گھڑ لیے تھے' اور اپنی خود ساختہ شریعت میں انہیں حرام ٹھہرا لیا تھا اس حکم میں ہر بدعت آ گئی جس کا شریعت میں کوئی اتا پتہ نہ ہو اور اس میں محض رائے سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا بھی شامل ہے (لِمَا تَصِفُ الخ میں ما مصدریہ ہے یعنی اپنی زبانوں سے کہنے کی وجہ سے جھوٹ نہ باندھو)۔

شریعت گھڑنے والوں کو وعید: (۱۱۷) خود ساختہ شریعت والوں کو تنبیہ ہے کہ انہیں دنیا اور آخرت میں فلاح نصیب نہ ہوگی اور نامراد نا شاد ہی رہیں گے' یعنی دنیا میں چندروزہ فائدہ اٹھالیں تو اٹھالیں لیکن آخرت میں تو ایسوں کے لیے دردناک عذاب ہے فرمایا نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا (لقمان ۳۱: ۲۴) ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ اٹھانے دیں گے پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے (۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ الخ (یونس ۱۰: ۶۹ ، ۷۰) جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں وہ فلاح نہیں پا سکتے دنیا کا چندروزہ فائدہ ہے پھر ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم انہیں ان کے کفر کی وجہ سے سخت عذاب چکھائیں گے۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ
عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ
١٥ ع ١٦ ٢١ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

اور ہم نے یہودیوں پر وہ چیزیں حرام کیں جن کا واقعہ ہم آپ کو پہلے ہی سنا چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم توڑتے رہے' یقین مانئے آپ کا رب ان پر جنہوں نے نادانی سے برے کام کر لیے پھر بعد میں توبہ کر لی اور اصلاح بھی کر لی' سو آپ کا رب بڑا ہی بخشنے والا اور کمال مہربان ہے۔

یہودیوں پر چند چیزوں کی حرمت: (۱۱۸) اوپر حرام چیزوں کا بیان تھا اور اضطرار کے وقت ان کی رخصت کا بھی جس میں اس امت کے لیے گنجائش و آسانی ہے' اس آیت میں فرمایا کہ ہم نے یہودیوں پر ان کی شریعت منسوخ کرنے سے پہلے چند چیزیں حرام کر دی تھیں اور ان کے دین میں کچھ دشواریاں بھی باقی تھیں فرمایا وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا (انعام ۶: ۱۴۷) ہم نے

یہودیوں پر ہر ناخن والا پرندہ حرام کر دیا' اور بیل بکری کے چربیاں بھی مگر جوان کی پشتوں اور آنتوں میں لگی ہوئی ہوں یا ہڈیوں سے ملی ہوئی ہوں' ہم نے انہیں یہ سزا ان کی بغاوت کی دی اور ہم اپنے حکم میں حق بجانب ہیں' پھر فرمایا ان کے دین میں جو دشواریاں قائم رہیں تو ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ خود ہی انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور تنگیوں کے مستحق بنے۔ فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ (نساء۴: ۱۶۰) یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لیے حلال تھیں' اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو کثرت سے روکنے کی وجہ سے بھی۔

مجرموں کی توبہ قبول ہوگی: (۱۱۹) اللہ گنہگار مسلمانوں کے حق میں احسان کے طور پر فرما رہا ہے کہ جو ان میں سے توبہ کر لے گا اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ پھر فرمایا جس نے گناہ کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح بھی کر لی یعنی گناہوں سے رک گیا اور نیکیوں میں لگ گیا' اللہ اسے اس کی لغزش کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

یقین مانو ابراہیم امام اور اللہ کے فرماں بردار اور موحد تھے مشرکوں میں سے نہ تھے اور اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ ہی نے آپ کو چنا تھا اور سیدھی راہ کی ہدایت بخشی تھی' ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائیاں دیں اور آخرت میں بھی نیکوں میں سے ہیں' پھر ہم نے آپکی طرف وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے مذہب کی پیروی کریں' جو یکسو تھے اور مشرک نہ تھے۔

خلیل اللہ کا ذکر خیر: (۱۲۰) اللہ کے بندے اور اس کے رسول خلیل اللہ کا جو موحدوں کے امام اور انبیاء کے باپ تھے' ذکر خیر ہے کہ آپ مشرکوں سے یہودیوں سے اور عیسائیوں سے الگ تھلگ رہے (امت یعنی پیشوا) یا امام جس کی لوگ اقتداء کریں' قانت یعنی مطیع و منقاد' حنیف یعنی جو شرک سے ہٹ کر توحید کی راہ پر گامزن ہو) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں امت سے بھلائیوں کی تعلیم دینے والا مراد ہے' ابن عمرؓ فرماتے ہیں امت وہ شخص ہے جو لوگوں کو دین سکھائے)۔

چنانچہ سورہ نجم میں فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى (۵۳: ۳۷) اور ابراہیمؑ نے جنہوں نے پورا کر کے دکھایا' یعنی اللہ کے تمام احکام بجالائے۔

(۱۲۱) یعنی انہیں اللہ نے چن لیا تھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ الخ (ھود۱۱: ۵۱) بلاشبہ ہم نے ابراہیم کو انکی ہدایت پہلے سے دے دی تھی' اور ہم انہیں جانتے تھے' پھر فرمایا کہ ہم نے انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی پسندیدہ شریعت کے مطابق زندگی گزارو۔

خلیل اللہ دنیا میں سچے اور آخرت میں نیک ہیں: (۱۲۲) یعنی ہم نے خلیل کو دنیا میں سچی زبان عطا فرمائی اور آپ آخرت

میں بھی نیک لوگوں میں سے ہیں۔

سید الانبیاء کو ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم: (۱۲۳) خلیل اللہ کے کمال کی، عظمت کی، محبت توحید کی، اور صحیح طریقے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اے رحمت عالم ﷺ ہم نے آپ پر وحی بھیجی کہ آپ بھی ابراہیم کے دین کی پیروی کریں جو موحد تھے مشرک نہ تھے قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ الخ (انعام ۶:۱۶۲) آپ فرما دیں مجھے میرے رب نے سیدھی راہ کی سچے دین کی اور ملت ابراہیم کی ہدایت کی جو موحد تھے اور مشرک نہ تھے۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ہفتہ انہیں پر مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن ان کے اختلافات کا ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

ہفتہ میں عبادت کے لیے جمع ہونے کا ایک دن (جمعہ) مقرر تھا: (۱۲۴) یہودیوں کی تردید ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے ہر قوم کے لیے ہفتہ میں ایک دن مقرر فرمایا جس دن وہ عبادت کے لیے جمع ہوں' چنانچہ امت محمدیہ کے لیے جمعہ کا دن مقرر کیا گیا کیونکہ یہ ہفتہ کا چھٹا دن ہے جس دن اللہ نے دنیا کی پیدائش مکمل فرمائی اسی دن تمام مخلوق جمع ہوئی تھی' اور اللہ کی نعمت تکمیل کو پہنچی تھی' موسیٰ کی زبانی یہی دن اسرائیلیوں پر مقرر کیا گیا تھا' لیکن وہ اس سے ہٹ کر ہفتہ کے دن کی طرف آ گئے اور وجہ یہ بیان کی کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے کوئی چیز نہیں پیدا کی' کیونکہ کائنات کی پیدائش جمعہ کے دن مکمل ہو چکی تھی اللہ نے اسرائیلیوں پر تورات کی شریعت میں جمعہ ہی کا دن واجب کیا تھا' اور انہیں تاکید کی تھی کہ اسے مضبوطی سے تھام لیں اور اس دن کی حفاظت کریں پھر انہیں حکم بھی تھا کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لے آئیں اور ان سے ایمان لانے کا وعدہ بھی لے لیا گیا تھا' اسی وجہ سے اس آیت میں فرمایا کہ یہودیوں پر ہفتہ مقرر کیا گیا کیونکہ انہوں نے اس دن کے بارے میں اختلاف پیدا کر دیا تھا اور اس کے بعد والے دن کے پیچھے لگ گئے تھے۔ اور جمعہ چھوڑ دیا تھا' یہ ہفتہ کے دن ہی پر جمے رہے یہاں تک کہ مسیح مبعوث ہوئے' کہا جاتا ہے کہ آپ نے لوگوں کو اتوار کے دن کی طرف منتقل کر دیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے شریعت موسوی کے بعض احکام منسوخ فرمائے اور آپ ہفتہ کے دن ہی پر جمے رہے' پھر اٹھا لیے گئے' آپ کے بعد عیسائیوں نے قسطنطین کے زمانے میں یہودیوں کی مخالفت میں اتوار کا دن مقرر کیا اور بجائے صخرہ بیت المقدس کے مشرق کی طرف نماز پڑھنے لگے' رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا ہم دنیا میں سب سے پیچھے آئے مگر جنت میں سب سے پہلے جائیں گے البتہ انہیں ہم سے پہلے کتابیں دی گئیں پھر اس دن میں جس کو اللہ نے ان پر فرض کیا تھا اختلاف پیدا کر لیا گیا' ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت دی' لوگ اس میں بھی ہمارے پیچھے ہی رہے' یہودیوں کا ہفتہ اور عیسائیوں کا اتوار ہے (ق)۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ

بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾

آپ لوگوں کو اپنے رب کی راہ کیطرف پکی باتوں سے اور اچھی نصیحت سے بلائیں اور انہیں بہترین طریقے سے الزام دیں' یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹک جانے والوں کو خوب جانتا ہے' اور راہ یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

تبلیغ معقول و بہترین طریقہ سے کی جائے: (۱۲۵) رسول اللہ ﷺ کو حکم ہے کہ لوگوں کو حکمت سے اپنے رب کے دین کی دعوت دیں یعنی جو دین کی پکی باتیں قرآن وحدیث میں آپ پر اتری ہیں انہیں سنا سنا کر آپ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں۔

اچھی نصیحت کی تعریف: اچھی نصیحت وہ ہے جس میں ڈرا دینے والی باتیں ہوں' اور لوگوں کے عبرت ناک واقعات بھی ہوں' آپ ان سے لوگوں کو نصیحت کریں تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر جائیں' اور آپ ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کریں یعنی مناظرے کے وقت اچھا لب ولہجہ' اچھے الفاظ اور نرم و میٹھے جملے استعمال کریں' فرمایا وَلَا تُجَادِلُوۡۤا اَهۡلَ الخ (عنکبوت ۲۹:۴۶) اہل کتاب سے بہترین طریقے ہی سے گفتگو کرو علاوہ انکے ظالموں کے یعنی ظالموں سے حسب ضرورت سخت لہجہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن انصاف پسندوں کے ساتھ ہمیشہ نرم لہجہ استعمال کرو۔ جب اللہ نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون کی طرف بھیجا تو دونوں کو یہ حکم فرمایا فَقُوۡلَا لَهٗ قَوۡلًا لَّيِّنًا الخ (طہٰ ۲۰:۴۴) تم دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے' پھر فرمایا کہ اللہ خوش نصیبوں اور بدنصیبوں کو خوب جانتا ہے سب اس کے ہاں لکھے ہوئے ہیں وہ ان سب سے فارغ ہو چکا' لہٰذا آپ لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں اور جو ان میں سے راہ سے بھٹک جائے اس پر افسوس نہ کریں کیونکہ آپ کے ذمہ انہیں راہ پر لے آنا نہیں' آپ کے ذمہ تو صرف انہیں بیدار کر دینا اور تبلیغ ہے اور ہمارے ذمے حساب ہے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهۡدِيۡ الخ (قصص ۲۸:۵۶) آپ جسے چاہیں راہ پر نہیں لا سکتے لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ الخ (بقرہ ۲:۲۷۲) آپ جسے چاہیں راہ پر نہیں لا سکتے۔ ان کو راہ پر لے آنا آپ کے ذمے نہیں' ہاں اللہ جسے چاہے راہ پر لے آئے۔

وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَلَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَهُوَ خَيۡرٌ لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

اگر بدلہ لو تو اسی قدر لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچی ہے اور اگر صبر کرو تو واقعی صبر صبر کرنے والوں کے لیے اچھا ہے' اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر اللہ کی توفیق ہی پر ہے' آپ ان پر رنج نہ کریں' اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہوں یقین مانئے اللہ پارساؤں ہی کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی جو خلوص سے اس کی عبادت کرتے ہیں۔

قصاص میں برابری کا حکم: (۱۲۶) قصاص میں برابری کا حکم ہے اور بدلہ لینے میں مساوات کی تعلیم ہے۔ شروع میں مسلمانوں

کو مشرکوں سے درگزر کرنے کا حکم تھا' پھر چند معزز شخص مسلمان ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر اللہ اجازت دیدے تو ہم ان کتوں سے انتقام لے لیں' اس پر یہ آیت اتری جسے آیت جہاد نے منسوخ کر دیا (ابن زید)۔ سورۂ نحل مکہ میں اتری البتہ اس کی پچھلی تین آیتیں مدینہ میں اتری ہیں۔

ابی بن کعبؓ کہتے ہیں جنگ احد میں ساٹھ انصار اور چھ مہاجر شہید ہوئے' صحابہ نے کہا کہ اس جیسی کوئی اور جنگ ہوئی تو ہم بھی ان کی لاشوں کا مثلہ کریں گے فتح مکہ کے دن کسی نے کہا کہ آج کے بعد قریش نہ رہیں گے' پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ رحمت عالم ﷺ نے سیاہ وسفید کو بجز فلاں فلاں کے امن دیدی ہے' اس پر آخر سورت تک یہ آیتیں اتریں' آپ نے فرمایا ہم صبر سے کام لیں گے اور بدلہ نہ لیں گے (عبداللہ بن احمد در مسند احمد)۔ اس آیت میں قصاص میں برابری کا حکم ہے' اور یہ بھی ہے کہ معاف کرنا قصاص لینے سے افضل ہے فرمایا وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ الخ (شوریٰ ۴۲: ۴۰) اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی پر ہے لیکن جو معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا صلہ اللہ کے ذمے ہے۔ (فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ الخ (مائدہ ۵: ۴۵) زخموں میں برابری ہے' پھر جس نے معاف کر دیا تو یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی' اس آیت میں بھی یہی حکم ہے کہ بدلے میں برابری کا لحاظ رکھو اور اگر معاف کر دو تو اچھا ہی اچھا ہے۔

صبر کا حکم: (۱۲۷) صبر کی تاکید ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ صبر وہی کر سکتا ہے جسے اللہ توفیق دے اور ایسا ہی شخص معاف کر سکتا ہے۔

مخالفوں کی پرواہ نہ کیجئے: پھر فرمایا کہ آپ اپنے مخالفوں پر رنج نہ کریں کیونکہ اللہ کے علم میں یہ مخالفت ہی کرنے والے ہیں' آپ کی عداوت وایذا میں آپ کے مخالف جو کچھ دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اور سازشیں گھڑ رہے ہیں اور منصوبے بنا رہے ہیں آپ ان کی فکر نہ کریں آپ کو اللہ کافی ہے' وہی آپ کا محافظ ونگران ہے وہی آپ کو قوت پہنچانے والا ہے اور وہی آپ کو کافروں پر فتح و غلبہ بخشنے والا ہے۔

اللہ پارساؤں کی مدد کرتا ہے: (۱۲۸) یعنی اللہ پارساؤں اور فرماں برداروں کے ساتھ ہے' یعنی انہی کو تقویت دیتا ہے اور انہی کی مدد کرتا ہے اور انہی کو کامیاب بناتا ہے' یہ مخصوص معیت ہے فرمایا اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الخ (انفال ۸: ۱۲) جب آپ کا رب فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں' تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو' موسیٰ وہارون سے فرمایا لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ الخ (قصص ۲۰: ۴۶) ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں اور سن اور دیکھ رہا ہوں' غار ثور میں پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ ۹: ۴۰) دل میلا نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یہاں اس آیت میں ڈرنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کے ڈر سے حرام چیزیں چھوڑ دیتے ہیں اور محسن سے اطاعت گزار ووفا شعار مراد ہیں' اللہ ایسے ہی لوگوں کی حفاظت کرتا ہے انہی کی مدد کرتا ہے انہی کی تائید فرماتا ہے اور انہی کو دشمنوں پر اور مخالفوں پر فتح وکامرانی عطا فرماتا ہے۔

الحمد للہ چودھواں پارہ اور سورہ نحل کی تفسیر ختم ہو گئی۔

سورۂ بنی اسرائیل

یہ سترھویں سورہ ہے بترتیب مصحف اور پچاسویں سورہ بترتیب نزول یہ سورہ مکی ہے اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور ۱۲ رکوع ہیں۔

بنی اسرائیل کی فضیلت: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں بنی اسرائیل' کہف' اور مریم پہلی فضیلت والی سورتوں میں سے ہیں اور مجھے بڑی پیاری ہیں (ب) صدیقہؓ فرماتی ہیں رحمت عالم ﷺ کبھی تو اسی طرح سے لگاتار نفلی روزے رکھتے کہ ہمیں خیال پیدا ہوتا کہ شاید آپ پورے مہینے کے روزے رکھیں گے اور کبھی مسلسل روزے نہ رکھتے اور ہمیں گمان ہوتا شاید آپ یہ مہینہ روزوں کے بغیر ہی چھوڑ دیں گے۔ آپ روزانہ رات کو بنی اسرائیل وزمر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (الف)

الجزء الخامس عشر (۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ میں اس کی پاکی بیان کرتا ہوں جو اپنے بندے کو راتوں رات عزت والی مسجد سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا' جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں' یقین مانو وہ خوب ہی سننے والا اور خوب ہی جاننے والا ہے۔

اسریٰ کا بیان: (۱) اللہ اپنی ذات کی بزرگی اور اپنی شان کی عظمت بیان فرما رہا ہے کہ اس کی قدرت ہمہ گیر ہے اور اس جیسی قدرت کسی میں بھی نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے سوا نہ کسی میں معبود بننے کی صلاحیت ہے اور نہ رب بننے کی وہی اللہ اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ کو رات کے ایک مختصر سے وقت میں مکہ شریف کی مسجد حرام (بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا جو عہد ابراہیمی سے لے کر عہد مسیح تک پیغمبروں کا مرکز رہ چکی ہے' اسی وجہ سے آپ کی ملاقات کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام اسی پاک سرزمین پر جمع ہوئے اور رحمت عالم ﷺ نے اسی مقام پر انہی کی جگہ ان سب کی امامت کے فرائض انجام دیے۔

جس سے معلوم ہوا کہ تمام اماموں کے امام اور رئیسوں کے رئیس آپ ہی ہیں' اللہ آپ پر سلامتیوں اور رحمتوں کی بارش فرمائے اور دیگر تمام نبیوں پر بھی۔

بیت المقدس کا علاقہ بڑا ازرخیز ہے: پھر فرمایا ہم نے اس مسجد کے آس پاس بڑی برکت رکھی ہے' وہاں ہرے بھرے کھیت اور لدے پھندے باغ ہیں اور غلہ کی فراوانی اور پھلوں کی ارزانی ہے۔

آپ کو قدرت کے کچھ نمونے دکھانے کے لیے سیر کرائی گئی: ہم نے اپنے پیارے نبی کو اس لیے سیر کرائی کہ ہم آپ کو اپنی قدرت کے بعض بڑے بڑے نشان دکھلائیں فرمایا لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ الخ (نجم۵۳:۱۸) بلاشبہ آپ نے اپنے رب کی بڑی

بڑی نشانیاں دیکھیں پھر فرمایا اللہ اپنے بندوں کی نیکوں کی' بروں کی' مسلمانوں کی' کافروں کی' یقین والوں کی اور شک والوں کی باتیں خوب سن رہا ہے' اور سب کو اچھی طرح سے دیکھ رہا ہے وہ ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق دنیا اور آخرت میں بدلہ دے گا۔

احادیث سے معراج کا بیان: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں معراج کی رات میں آپ کو کعبہ شریف سے بیت المقدس بلوایا گیا واقعہ یہ ہے کہ ایک رات آپ بیت اللہ میں آرام فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس تین شخص آتے ہیں' (ایک سرہانے' ایک درمیان میں اور ایک پائنتی کھڑا ہو جاتا ہے) سرہانے والا دوسروں سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ درمیان والا جواب دیتا ہے کہ آپ سب سے بہتر ہیں' پائنتی والا کہتا ہے کہ جب آپ سب سے بہتر ہیں تو آپ کو لے چلو اتنے میں یہ تینوں فرشتے چلے جاتے ہیں' آپ اس رات صرف اتنا ہی دیکھتے ہیں دوسری رات کو جب آپ سو رہے تھے پھر یہ تینوں فرشتے آتے ہیں' آپ کی آنکھیں سور ہی تھیں مگر دل بیدار تھا تمام نبی اسی طرح سویا کرتے ہیں' آج فرشتوں نے آپ کے بارے میں بات نہیں کی' بلکہ آپ کو اٹھا کر زمزم کے پاس لا کر لٹا دیا پھر خود جبرائیل نے آپ کا سینہ مبارک فم معدہ سے لے کر گلے تک چاک کیا اور سینے کی اور پیٹ کی تمام چیزیں نکال کر زمزم کے پانی سے اپنے ہاتھ سے دھوئیں جب اچھی طرح دھو چکے تو آپ کے پاس ایک سونے کا طشت لایا گیا' جس کے اندر سونے کا ایک بڑا بادیہ تھا' جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا' جبرائیلؑ نے ایمان وحکمت سے آپ کے سینے اور گلے کی رگوں کو خوب بھر دیا' پھر سینے کو سی دیا' پھر آپ کو لے کر آسمان کی طرف پرواز کی اور پہلے آسمان کا دروازہ جا کھٹکھٹایا آسمان والوں نے پوچھا کون؟ جبرئیل نے فرمایا میں ہوں۔ جبرئیلؑ سے آسمان والوں نے پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہیں فرمایا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں' پوچھا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں یہ سن کر پہلے آسمان والے بہت خوش ہوئے اور خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو لے گئے' آسمان والوں کو بھی اللہ کے ارادے کی خبر نہیں ہوتی کہ وہ زمین والوں کیساتھ کیا معاملہ کرنا چاہتا ہے تاوقتیکہ اللہ انہیں آگاہ نہ فرمائے۔ آپ نے پہلے آسمان پر آدمؑ کو پایا۔ جبرائیلؑ نے آپ سے فرمایا کہ یہ آپ کے والد آدمؑ ہیں انہیں سلام کیجئے' آپ نے انہیں سلام کیا' آدمؑ نے جواب دے کر فرمایا آؤ آؤ بیٹا خوب آئے تم بڑے اچھے بیٹے ہو۔ آپ نے وہاں دو نہریں جاری دیکھ کر جبرائیلؑ سے پوچھا کہ یہ نہریں کیسی ہیں فرمایا یہ نیل وفرات کا عنصر ہیں پھر آپ نے آگے بڑھ کر ایک اور نہر دیکھی جس کے ساحل پر موتیوں کے محل بنے ہوئے تھے اور مٹی خالص مشک کی تھی' پوچھا یہ کونسی نہر ہے' فرمایا یہ کوثر ہے' جسے آپ کے رب نے آپ کے لیے رکھ چھوڑا ہے' پھر آپ کو دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ اس آسمان کے فرشتوں سے بھی حسب سابق گفتگو ہوئی' پھر آپ کو تیسرے آسمان پر لے جایا گیا' وہاں بھی وہی سوال و جواب ہوئے' پھر آپ کو چوتھے آسمان پر لیجایا گیا یہاں بھی وہی بات چیت ہوئی' غرضیکہ ساتوں آسمان والے فرشتوں سے پہلے آسمان والے فرشتوں کی طرح بات چیت ہوئی' ہر آسمان والے نبیوں سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی' آپ نے مجھے ان کے نام بھی بتائے مجھے اتنا یاد ہے کہ آپ نے فرمایا فلک دوم میں ادریس سے فلک چہارم میں ہارون سے (فلک پنجم والے نبی کا مجھے نام یاد نہیں رہا) فلک ششم میں ابراہیمؑ سے اور ہفتم میں موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی پھر جب آپ فلک ہفتم سے آگے بڑھے تو موسیٰؑ نے فرمایا اے اللہ میرا خیال تھا کہ مجھ سے اونچا کوئی اور نہ ہوگا پھر آپ اس قدر اونچے چڑھ گئے' جس کا علم اللہ ہی کو ہے' اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے' اللہ آپ سے اس قدر نزدیک ہو گیا کہ دو کمان بھر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا' پھر اللہ نے بذریعہ وحی آپ پر دن رات میں پچاس وقت نمازیں فرض کیں جب آپ وہاں سے

اترے تو موسیٰ نے آپ سے پوچھا کیا حکم ملا فرمایا دن رات میں پچاس نمازیں فرض ہوگئیں' موسیٰ نے فرمایا پچاس نمازیں آپ کی امت کے بس کی نہیں' آپ واپس جا کر اپنے رب سے نمازوں میں تخفیف کرائیں' آپ نے اس سلسلے میں جبرئیل کی طرف بطور مشورے کے دیکھا آپ نے فرمایا اچھا ہے' اگر آپ چاہیں جا کر تخفیف کرائیں' چنانچہ پھر آپ بارگاہ اقدس میں پہنچے اور اپنے مقام پر کھڑے ہو کر دعا کی کہ اے اللہ تخفیف کی درخواست کرتا ہوں' اتنی نمازیں امت کی طاقت سے باہر ہیں' اللہ نے دس نمازیں کم کر دیں' آپ واپس تشریف لائے موسیٰ نے پھر آپ کو روک کر فرمایا کہ اور کم کراؤ' آپ پھر واپس گئے اور کمی کی درخواست کی اتنی نمازیں امت کی طاقت سے باہر ہیں' اللہ نے دس نمازیں کم کر دیں آپ واپس تشریف لائے' موسیٰ نے پھر آپ کو روک کر فرمایا کہ اور کم کراؤ آپ پھر واپس گئے اور کمی کی درخواست کی آخر اور کم ہوگئیں غرضیکہ کم ہوتے ہوتے اخیر میں صرف پانچ رہ گئیں پھر بھی موسیٰ نے فرمایا میں نے اسرائیلیوں میں اپنی ساری عمر بسر کی ہے انہیں تو ان سے بھی کم حکم تھا مگر ان میں بھی وہ کچے نکلے اور چھوڑ بیٹھے' آپ کی امت تو جسم اور اعضاء کے اعتبار سے ان سے کمزور و ناتواں ہے آپ جا کر اور کم کرائیے' پھر آپ نے بطور مشورے کے جبرئیل کی طرف دیکھا جبرئیل پھر آپ کو اوپر لے گئے آپ نے دعا کی کہ اے اللہ میری امت جسم و اعضاء کے اعتبار سے کمزور ہے ابھی اور کم کر دیجئے' اللہ نے پکار کر فرمایا محمد (ﷺ) آپ نے جواب دیا لبیک یا رب اے اللہ میں حاضر ہوں فرمایا مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ الخ (ق ۵۰: ۲۹) میری بات بدلنے والی نہیں اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں جو نمازیں میں نے فرض کی ہیں وہی ام الکتاب میں لکھی ہوئی ہیں' یہ نمازیں پڑھنے کے اعتبار سے تو پانچ ہیں مگر ثواب کے اعتبار سے پچاس ہی ہیں' آپ پھر موسیٰ کے پاس سے گزرے پوچھا کہو کیا رہا فرمایا اللہ نے پانچ تک تخفیف فرما دی مگر ثواب پچاس ہی کا ملے گا بولے میں اسرائیلیوں کے خوب تجربہ کر چکا ہوں وہ اس سے زیادہ سہل چیزیں انجام نہ دے سکے اور چھوڑ بیٹھے آپ ابھی اور کم کرائیے فرمایا مجھے اپنے رب کے پاس بار بار آنے جانے سے شرم آتی ہے بولے اچھا تو بسم اللہ اتر جائیے آپ بیدار ہوئے تو کعبہ شریف ہی میں تھے۔ (ب) (در کتاب التوحید وصفۃ النبی)۔

انسؓ فرماتے ہیں شب اسرار میں رحمت عالم ﷺ کے پاس جبرئیل ایک جانور لائے جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا' جبرائیل نے آپ کو اس پر سوار کر دیا' یہ ایک ایک قدم اپنی نظر کی انتہا تک رکھتا تھا' پھر جب آپ بیت المقدس کے اس دروازے پر پہنچے جس کو باب محمد ﷺ کہا جاتا تھا تو آپ اس جگہ ایک چٹان کے پاس آئے' جبرائیل نے اس پتھر میں اپنی انگلی سے سوراخ کر دیا' آپ نے اپنی سواری اس سے باندھ دی' پھر آپ اوپر چڑھ گئے' مسجد کے صحن میں پہنچ کر آپ سے جبرئیل نے فرمایا کہ آپ نے اپنے رب سے حوریں دیکھنے کی دعا نہیں مانگی؟ فرمایا ہاں میں نے دعا کی ہے فرمایا اچھا تو ان عورتوں کے پاس جا کر انہیں سلام کرو یہ عورتیں چٹان کے بائیں رخ پر جلوہ آرا تھیں' آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا' فرماتے ہیں میں نے پوچھا تم کون ہو؟ بولیں ہم حسین وجمیل اور خوبصورت ہیں اور ان نیک لوگوں کی عورتیں ہیں جو پاک وصاف رہتے ہیں اور گناہوں سے اپنا جسم وقلب میلا نہیں ہونے دیتے' جو جنت میں رہیں گے وہاں سے کبھی ہٹیں گے نہیں جو ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور جن کو کبھی موت آنے والی نہیں' پھر میں وہاں سے واپس آیا ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کثرت سے لوگ جمع ہو گئے' پھر ایک مؤذن نے اذان دی' تھوڑی سی دیر میں نماز کے لیے تکبیر کہی گئی ہم صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے' اور امام کا انتظار کرنے لگے' اتنے میں جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے بڑھا دیا' میں نے نماز پڑھائی پھر جب میں فارغ ہو گیا تو جبرائیل نے مجھ سے فرمایا جانتے ہو کن

لوگوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا معلوم نہیں فرمایا آپ کے پیچھے تمام نبیوں نے نماز پڑھی ہے' پھر حدیث میں آسمان پر جانے کا بیان ہے جو گزر چکا ہے' اس میں یہ بھی ہے کہ پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا ایک نہر پر جا پہنچا' جس کے ساحل پر موتیوں' یاقوت اور زمرد کے خیمے نصب تھے اور وہاں سبز رنگ کے انتہائی خوبصورت اور گلفام پرندے تھے میں نے انہیں دیکھ کر جبرائیل سے کہا کہ یہ پرندے کیسے خوبصورت ہیں؟ فرمایا ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ خوبصورت اور نازک بدن ہوں گے' پھر فرمایا جانتے ہو کہ یہ کونسی نہر ہے؟ میں نے کہا معلوم نہیں فرمایا یہ کوثر ہے جو آپ کو اللہ نے عطا فرمائی ہے اس پر سونے چاندی کے آبخورے تھے۔ یہ نہر یاقوت وزمرد پر رواں ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے سونے کا ایک گلاس لے کر اس میں کوثر کا پانی بھر کر پیا تو شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا' پھر جبرائیل مجھے آگے لے گئے' آخر ہم ایک درخت پر پہنچے پھر ایک رنگین بادل مجھ پر چھا گیا جس میں تمام رنگ تھے' مجھے جبرائیل نے چھوڑ دیا اور میں اپنے معبود کے سامنے سجدے میں گر پڑا اللہ نے مجھ سے فرمایا محمد (ﷺ) جب سے میں نے دنیا پیدا کی ہے اسی وقت سے تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کر رکھی ہیں لہٰذا تم مع اپنی امت کے یہ فرائض بجالاؤ' پھر یہ بادل کھل گیا' جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم تیزی سے واپس آئے' پہلے ابراہیم کے پاس سے گزرے آپ نے کچھ نہیں فرمایا پھر موسیٰ کے پاس سے گزرے (آگے نماز میں تخفیف کرانے کا بیان ہے کہ میں پھر اسی مقام پر پہنچا اور مجھ پر رنگین بادل چھا گیا اور میں نے سجدہ کیا اور تخفیف کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور دس نمازیں کم کر دی گئیں' اسی طرح کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں' مگر ثواب پچاس ہی کا باقی رہا۔ موسیٰ نے پھر بھی کم کرانے کی تاکید فرمائی مگر آپ نے فرمایا کہ اب مجھے شرم آتی ہے) پھر آپ نیچے اتر آئے اور جبرائیل سے پوچھا کہ تمام آسمان والوں نے میرے آنے پر مسرت کا اظہار کیا سب نے خیر مقدم کیا اور مسکرا مسکرا کر استقبال کیا مگر ایک شخص کو جو میں نے سلام کیا تو اس کا جواب دے کر خوش آمدید تو کہا مگر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں آئی' فرمایا کہ یہ داروغۂ جہنم ہیں جب سے یہ پیدا ہوئے آج تک نہیں ہنسے' اگر یہ کسی اور کے لیے مسکرائے ہوتے تو آپ کے لیے بھی ضرور مسکراتے پھر آپ سوار ہو کر واپس ہوئے' راہ میں ایک قافلہ بھی دیکھا جو غلہ سے لدا ہوا آ رہا تھا' دیکھا ان میں ایک اونٹ ہے جس پر دو گونیں سیاہ وسفید ہیں' پھر جب آپ قافلہ کے پاس سے گزرے تو وہ اونٹ آپ سے بدکا اور ٹھوکر کھا کر گر کر لنگڑا ہو گیا' آپ نکلے چلے گئے' صبح کو آپ نے اس واقعہ کی اطلاع کی' جب مشرکوں نے سنا دوڑے دوڑے ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے لو اپنے پیغمبر ﷺ کی ایک عجیب بات سنو وہ کہتے ہیں کہ میں اس رات بیت المقدس دیکھ آیا جس کی ایک ماہ کی مسافت ہے' صدیقؓ بولے اگر یہ فرمان واقعی رحمت عالم ﷺ کا ہے تو آپ بالکل سچ فرماتے ہیں بھائی ہم تو اس سے بھی بڑی بات میں آپ کو سچا مانتے ہیں' جب ہم یہ بات مانتے ہیں کہ پلک جھپکنے میں آپ کے پاس آسمانی خبریں آ جاتی ہیں تو اس بات پر کیسے یقین نہ کریں' اسی روز سے آپ کو صدیقؓ کا لقب ملا' لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں موسیٰ اور عیسیٰ بھی تھے' فرمایا تھے' بولے ان کا حلیہ بیان فرمائیے' فرمایا موسیٰ تو گندم گوں ہیں گویا ازدعمان کے آدمی ہیں البتہ عیسیٰ گٹھیلے درمیانی قد کے سیدھے بالوں والے اور سرخ رنگ کے ہیں' ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں' (ابن ابی حاتم)

تیسری روایت جو ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام نے شب اسراء کے بارے میں رحمت عالم ﷺ سے پوچھا آپ نے سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ آخر آیت تک پڑھ کر فرمایا کہ میں رات کو حرمت والی مسجد میں سویا ہوا تھا اتنے میں

ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کیا میں بیدار ہو گیا لیکن کوئی شخص دکھائی نہیں دیا البتہ ایک عجیب وغریب جانور سا دکھائی دیا میں اسے دیکھتا ہوا مسجد سے باہر آیا وہ جانور ہمارے خچر کے زیادہ مشابہہ تھا' البتہ ملتے ہوئے اور اوپر کو اٹھے ہوئے کان تھے' اس کا نام براق ہے' مجھ سے پہلے نبی بھی اسی پر سوار ہوتے رہے ہیں اس پر سوار ہوا اور ابھی کچھ ہی دور چلا تھا کہ اتنے میں دائیں جانب سے کسی نے مجھے آواز دی کہ ذرا میری طرف بھی متوجہ ہو جایئے۔ میں آپ سے کچھ پوچھوں گا یہ آواز تین بار میرے کانوں میں آئی لیکن میں نے نہ اسے جواب دیا اور نہ ٹھہرا پھر کچھ دور آگے چلا تھا کہ بائیں طرف سے بھی اسی طرح کی آواز آئی۔ اس دفعہ بھی میں نے نہ جواب دیا اور نہ ٹھہرا چلتے چلتے میں نے ایک عورت دیکھی جس کی باہیں کھلی ہوئی ہیں اور ہر طرح آراستہ وپیراستہ ہے' اس نے بھی مجھے آواز دی کہ آپ ذرا ٹھہریں میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں' میں نے اس کی طرف بھی توجہ نہیں دی' اور نہ میں ٹھہرا' آخر میں بیت المقدس پہنچ گیا اور میں نے اپنا جانور اس کڑے سے باندھ دیا جس سے نبی اپنے اپنے جانور باندھا کرتے تھے۔ پھر جبرائیل میرے پاس دو برتن لے کر آئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب' میں نے دودھ پی لیا اور شراب سے گھن کی' جبرائیل نے فرمایا آپ نے فطری چیز پسند کی' اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی' میں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کہا جبرائیل نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے چہرے پر فکر کے آثار کیوں ہیں' میں نے کہا راہ کے واقعات سوچ رہا ہوں' راہ میں مجھے دائیں طرف سے کسی نے آواز دی تھی لیکن میں نے نہ اسے جواب دیا اور نہ ٹھہرا فرمایا کہ وہ یہودی تھا اگر آپ اس کی آواز پر لبیک کہتے یا ٹھہر جاتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی' پھر آپ نے بائیں طرف والی آواز کا ذکر کیا فرمایا وہ عیسائی تھا' اگر آپ اس کی آواز پر لبیک کہتے تو آپکی امت عیسائی ہو جاتی فرمایا میں نے ایک عورت بھی دیکھی تھی جس کی باہیں کھلی ہوئی تھیں' اور ہر زینت سے آراستہ وپیراستہ تھی وہ بھی مجھے آواز دے رہی تھی' مگر میں نے اسے بھی کچھ جواب نہیں دیا اور نہ ٹھہرا فرمایا وہ دنیا تھی اگر آپ اسے جواب دیتے اور اس کے لیے ٹھہر جاتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ پھر میں اور جبرائیل دونوں بیت المقدس کے اندر گئے اور ہم نے دو رکعت نماز پڑھی پھر میرے پاس معراج (سیڑھی) لائی گئی جس سے بنی آدم کی روحیں چڑھتی ہیں' دنیا نے اس سے اچھی چیز آج تک نہیں دیکھی' دیکھو مرنے والے کی آنکھیں آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہیں کیونکہ وہ اس معراج (سیڑھی) کو تعجب سے دیکھتی ہیں فرمایا ہم دونوں آسمان پر چڑھ گئے' وہاں میں ایک فرشتے اسماعیل سے ملا جو دنیوی آسمان کا سردار ہے جس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتے کے ماتحت ایک ایک لاکھ فرشتے ہیں' جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ الخ (مدثر ۷۴:۳۱) آپ کے رب کے لشکر کو رب ہی جانتا ہے' جبرائیل نے دروازہ کھلوانا چاہا جواب ملا کون ہو فرمایا میں ہوں۔ جبرائیل پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہیں فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا کیا آپ کو بلایا گیا ہے' فرمایا ہاں پھر میں نے آدمؑ سے ملاقات کی' آپ پیدائش والی ہیئت میں تھے' آپ کے سامنے ایمان والی اولاد کی روحیں پیش کی جا رہی تھیں اور آپ انہیں دیکھ کر فرما رہے تھے کہ پاکیزہ روحیں ہیں انہیں علیین میں ٹھہرا دو پھر بے ایمان اولاد کی روحیں پیش کی جا رہی تھیں اور آپ انہیں دیکھ کر فرما رہے تھے کہ یہ خبیث روحیں ہیں انہیں سجین میں بند کر دو' میں تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ میں نے خوان لگے ہوئے دیکھے' ان پر بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے مگر کوئی اس کے پاس تک نہیں جاتا' اور کچھ خوان ایسے بھی ہیں جن پر بدبودار سڑا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے اور کچھ لوگ اسے کھا رہے ہیں میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ آپ ﷺ کے وہ امتی ہیں جو حلال چھوڑ کر حرام استعمال کیا کرتے تھے' پھر میں تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ میں نے کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے ہونٹ

اونٹوں جیسے ہیں ان کے منہ پھاڑے جا رہے ہیں۔ اور ان میں انگارے بھرے جا رہے ہیں جو ان کی دبر سے نکل جاتے ہیں یہ بلبلا بلبلا کر اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں فرمایا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو ناحق یتیموں کا مال ہڑپ کر جایا کرتے تھے' اللہ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الخ (نساء۴: ۱۰) جو ظلم و زیادتی سے یتیموں کا مال ہڑپ کر جاتے تھے وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ پھر میں تھوڑا سا آگے بڑھا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کچھ عورتیں سینوں کے بل لٹک رہی ہیں اور اللہ سے گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہی تھیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں' فرمایا یہ آپ کی امت کی فاحشہ عورتیں ہیں پھر میں کچھ دور آگے بڑھا تو میں نے دیکھا کہ چند لوگوں کے پیٹ گھڑوں کی طرح بڑے بڑے ہیں اور اس قدر بڑھے ہوئے ہیں جب وہ اٹھنا چاہتے ہیں تو گر پڑتے ہیں اور دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ قیامت نہ آئے اور آل فرعون کے قافلے کے جانور انہیں روندر ہے ہیں' اور یہ چیخ چیخ کر اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو سود خوار تھے' فرمایا اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰو الخ (بقرہ۲: ۲۷۵) جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ ہوتا ہے' پھر میں ذرا اور آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگوں کی کروٹوں سے گوشت کاٹا جا رہا ہے' اور ان کے مونہوں میں ٹھونسا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ اسے کھاؤ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتے تھے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو لوگوں میں عیب نکالا کرتے تھے' اور انہیں طعنے دیا کرتے تھے' پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے میں نے ایک انتہائی حسین و جمیل شخص دیکھا جو حسن و جمال میں بے مثال اور چودھویں کے چاند کی طرح ہے پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے کچھ لوگ ہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر ہم نے تیسرے آسمان کے پاس پہنچ کر اس کا دروازہ کھلوایا' وہاں یحییٰ اور عیسیٰ سے ملاقات ہوئی دونوں کے ساتھ قوم کے کچھ لوگ تھے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا' پھر ہم نے چوتھے آسمان میں ادریس کو سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر پانچویں آسمان میں ہارون سے ملاقات کی' آپ کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی' اور قریب قریب ناف تک لمبی تھی' پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ اپنی قوم کے ہردلعزیز لوگوں میں سے ہیں یہ ہارون علیہ السلام ہیں آپ کیساتھ بھی قوم کے کچھ لوگ تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب دیا پھر ہم نے چھٹے آسمان پر موسیٰ کو پایا' آپ گندم گوں اور بہت بالوں والے ہیں' اگر دو کرتے اوپر تلے پہن لیں تو بال ان میں سے بھی نکل آئیں' آپ فرما رہے تھے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ میں ان سے زیادہ معزز ہوں حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ مجھ سے زیادہ معزز ہیں پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ آپکے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے کچھ لوگ ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب دیا پھر ہم نے ساتویں آسمان پر خلیل اللہ سے ملاقات کی آپ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے تھے اور کمال کے خوبصورت تھے پوچھا یہ کون ہیں فرمایا یہ آپکے والد محترم خلیل اللہ ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے کچھ لوگ ہیں میں نے آپکو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا' میں نے اپنی امت کے دو حصے دیکھے کچھ تو سفید بگلے کے پر جیسے کپڑوں میں تھے اور کچھ خاکی رنگ کے کپڑوں میں پھر میں بیت المعمور کے اندر گیا اور میرے ساتھ سفید کپڑوں والے امتی بھی گئے' اور خاکی کپڑوں والوں کو روک دیا گیا اگرچہ وہ بھی بھلائی ہی پر ہیں پھر میں نے اور میرے ساتھ آنے والوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر ہم سب وہاں سے باہر آ گئے' فرمایا بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور قیامت تک پھر ان کی باری آنے والی نہیں' پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا میں نے دیکھا کہ اس کا

ایک پتہ قریب قریب اس امت کو ڈھانک لے اس میں ایک نہر جاری ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے' اور اس سے دو نہریں نکلتی ہیں کوثر اور نہر رحمت میں نے اس میں غسل کیا جس سے میرے اگلے پچھلے گناہ دھل گئے پھر میں جنت میں لے جایا گیا وہاں میں نے ایک دوشیزہ حور دیکھی' پوچھا تم کس کی ہو بولی میں زید بن حارثہؓ کی ہوں' میں نے جنت میں صاف شفاف پانی کی لذیذ دودھ کی' پرکیف شراب کی اور صاف شہد کی نہریں دیکھیں' جنت کے انار ڈولوں کی طرح بڑے بڑے دیکھے جنت کے پرندے تمہارے ان بختی اونٹوں کی طرح بڑے بڑے دیکھے پھر آپ نے فرمایا یقین مانو اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں' اور نہ کسی انسان کے دل میں کھٹکیں' فرمایا میرے سامنے جہنم پیش کی گئی' اس میں اللہ کا قہر' اس کا غضب اور اس کا عذاب تھا' اگر اس میں پتھر یا لوہا گر جائے تو اسے بھی کھا جائے پھر وہ مجھ سے بند کر دی گئی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک لایا گیا اور مجھے انوار و تجلیات نے ڈھانپ لیا' پھر میرے اور اس کے درمیان دو کمان بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اس کے ہر ہر پتہ پر ایک ایک فرشتہ بسیرا کرتا ہے' فرمایا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں' فرمایا ہر نیکی کا بدلہ دس ہوتا ہے۔ محض نیکی کے ارادے ہی پر ایک نیکی مل جاتی ہے اور کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں' اور برائی کے ارادے پر کچھ نہیں لکھا جاتا البتہ کرنے پر ایک برائی لکھی جاتی ہے' (پھر موسیٰ کی ہدایت کے مطابق نمازیں کم کرانے کا بیان ہے یہاں تک کہ پچاس سے گھٹتے گھٹتے پانچ رہ گئیں پھر بھی موسیٰ نے فرمایا کہ اور کم کراؤ' مگر اس دفعہ آپ نے فرمایا کہ اب مجھے شرم آتی ہے پھر صبح کو آپ نے مکہ مکرمہ والوں کے سامنے یہ عجائبات بیان فرمائے کہ میں آج رات بیت المقدس گیا پھر مجھے آسمان پر لے جایا گیا۔ اور میں نے فلاں فلاں چیز دیکھی ابوجہل بولا کیا محمد کی بات قابل تعجب نہیں؟ کہ ایک رات میں بیت المقدس میں چلے گئے اور مکہ بھی آ گئے حالانکہ آمد و رفت میں دو ماہ لگتے ہیں۔ فرمایا میں تمہیں قریشی قافلے کی بھی خبر دیتا ہوں جب میں جا رہا تھا تو وہ فلاں فلاں مقام پر تھا' اور ایک اونٹ بدکا بھی تھا اور جب میں آ رہا تھا تو وہ عقبہ کے پاس تھا میں قافلہ کے ہر شخص کو اس کے اونٹ کو اور اس کے سامان کو بتا سکتا ہوں' ابوجہل بولا کہ واقعات تو بتائے جا رہے ہیں دیکھو صحیح بھی نکلتے ہیں یا نہیں' ایک شخص بولا کہ میں بیت المقدس کو خوب جانتا ہوں آپ سے بیت المقدس کا حلیہ پوچھتا ہوں اور یہ بھی کہ وہ پہاڑ سے کتنی دور ہے' ابھی سچ اور جھوٹ معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ وہ آ کر کہنے لگا کہ بتاؤ بیت المقدس کا حلیہ کیا ہے اور وہ پہاڑ سے کتنی دور ہے' رحمت عالم ﷺ کے سامنے بیت المقدس آ گیا آپ دیکھ دیکھ کر اس کا حلیہ بیان فرماتے جا رہے تھے کہ اس طرح کی عمارت ہے ایسی ہیئت ہے پہاڑ سے اتنا فاصلہ ہے اس نے کہا حلیہ تو آپ صحیح بتا رہے ہیں اور مشرکوں سے جا کر کہا کہ آپ نے حلیہ تو بالکل صحیح بتایا ہے۔ بیہقی' ابن جریر' ابن ابی حاتم) (چونکہ اس روایت کے شواہد بھی ہیں' اس لیے ہم نے باوجود غرابت و نکارت اور ضعف کے بیان کر دیا ہے)

عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو بیت المقدس راتوں رات لے جایا گیا پھر آپ اسی رات واپس بھی تشریف لے آئے اور آپ نے لوگوں کو اپنے سیر کی' بیت المقدس کی نشانیوں کی اور قریشی قافلے کی خبر دی اس پر بعض لوگ یہ کہہ کر کہ ہم ایسی باتوں کی تصدیق نہیں کر سکتے' اسلام سے پھر گئے جو سب جنگ بدر میں ابوجہل کے ساتھ مارے گئے' ابوجہل بولا محمد ہمیں زقوم سے ڈراتے ہیں کھجور اور مکھن لاؤ کر دونوں ملا کر (یہی زقوم ہے) آپ نے اسی رات اپنی آنکھوں سے دجال کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا خواب میں نہیں اور موسیٰ عیسیٰ اور ابراہیم کو بھی دیکھا' آپ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ بھدا عیب دار اور کانا ہے اس کی ایک آنکھ تارے کی طرح ہے اور بال درخت کی گھنی شاخوں کی طرح ہیں میں نے عیسیٰ کو بھی دیکھا آپ سفید

رنگ والے گھونگھریالے بال والے تیز نگاہ والے اور درمیانی جسم والے ہیں میں نے موسیٰ کو بھی دیکھا آپ گندم گوں بہت بالوں والے اور جسم میں قوی ہیں اور میں نے ابراہیمؑ کو بھی دیکھا آپ ہو بہو ہر بات میں مجھ جیسے ہیں جبرائیل نے فرمایا والد محترم کو سلام کرو میں نے آپ کو سلام کیا (نا' باسناد صحیح) ابن عباس کی ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے شب معراج موسیٰ کو طویل القامت اور گٹھیلے جسم والا دیکھا گویا آپ قبیلہ شنوءۃ کے ایک آدمی ہیں اور عیسیٰ کو معتدل القامت سرخ و سفید اور سیدھے بالوں والا دیکھا اللہ نے جو عجائبات آپ کو دکھائے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے مالک داروغہ جہنم کو اور دجال کو بھی دیکھا فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ الخ (۲۲:۲۳) آپ موسیٰ کے ملنے میں کچھ شک نہ کریں اور ہم نے انہیں اسرائیلیوں کے لیے موجب ہدایت بنایا تھا یعنی رحمت عالم ﷺ نے موسیٰ سے ملاقات کی اور اللہ نے موسیٰ کو اسرائیلیوں کے لیے باعث ہدایت بنایا (بیہقی وغیرہ)

ابن عباسؓ ہی کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا شب معراج مجھے ایک پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی پوچھا یہ کیسی مہک ہے فرمایا یہ خوشبو فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی کی اور اس کی اولاد کے مقبرہ کی ہے یہ خاتون ایک دفعہ شاہزادی کے کنگھی کر رہی تھیں کنگھی ہاتھ سے گر گئی انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر اسے اٹھا لیا شاہزادی نے کہا اللہ تو میرے والد ہیں بولیں نہیں نہیں اللہ میرا تمہارا اور تمہارے باپ کا رب ہے شاہزادی نے تعجب سے پوچھا کیا تمہارا میرے باپ کے سوا بھی کوئی رب ہے بولیں ہاں میرا تمہارا اور تمہارے باپ کا رب ہے فرعون نے انہیں بلا کر پوچھا کیا میرے سوا بھی تیرا کوئی رب ہے بولیں ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے یہ سن کر فرعون نے حکم کیا کہ تانبے کی دیگ تپائی جائے جب خوب تپ جائے تو اسے اس میں ڈال دیا جائے بولیں میری ایک خواہش ہے پوچھا کیا فرمایا میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ جمع کر دینا بولا چونکہ تیرے ہم پر بہت احسانات ہیں اس لیے ہم تیری یہ خواہش ضرور پوری کریں گے۔ غرضیکہ فرعون کے حکم سے ان کا ایک ایک بچہ دیگ میں جھونک دیا گیا جو جل بھن کر راکھ ہو گیا پھر شیر خوار بچے کی نوبت آئی بچہ بولا اماں جان آپ تامل نہ کریں اور بلا دھڑک اس میں کود پڑیں کیونکہ آپ حق پر ہیں فرمایا چار بچوں نے گہوارے میں بات کی ہے ایک تو اس نے اور اس بچے نے جس نے یوسفؑ کی بے گناہی کی گواہی دی تھی اور اس بچہ نے جس کے بارے میں یہ الزام تھا کہ یہ جریج کا ہے اور عیسیٰ نے (بیہقی باسناد لا باس بہ) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے قطعی یقین تھا کہ شب معراج کی صبح کو مکہ والے مجھے جھٹلائیں گے آپ ایک گوشے میں چپ چاپ اور رنجیدہ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ابوجہل کا ادھر سے گزر ہوا یہ آپ کے پاس بیٹھ گیا اور آپ سے تمسخر کے طور پر پوچھنے لگا کہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے فرمایا ہاں ہے بولا کیا فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی بولا کہاں تک فرمایا بیت المقدس تک بولا پھر آپ نے مکہ ہی میں صبح کی فرمایا ہاں اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اس وقت انہیں نہ جھٹلایا جائے کبھی لوگوں میں اس بات کا اقرار نہ کریں بولا اگر میں آپ کی قوم کو بلا لاؤں تو جو بات آپ نے مجھ سے کہی ہے وہ ان سے بھی کہہ دیں گے فرمایا ہاں یہ سن کر فوراً اس نے آواز دی کہ اے کعب بن لوی کے بیٹو! چنانچہ آواز سن کر سب لوگ ابوجہل کے اور آپ کے پاس جمع ہو گئے بولا اب ان سے وہی بات بیان کیجئے جو مجھ سے بیان کی تھی فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی بولے کہاں تک فرمایا بیت المقدس کی بولے پھر آپ ہم میں موجود بھی ہوئے فرمایا ہاں یہ سن کر کوئی تو تالیاں بجانے لگا اور کسی نے تعجب سے سر پر ہاتھ رکھ لیا اور بولے تم مسجد کا حلیہ بیان کر سکتے ہو (ان میں وہ بھی تھے جو فلسطین ہو آئے تھے اور بیت المقدس دیکھ آئے تھے)۔ فرمایا ان کے کہنے سے میں مسجد کا حلیہ بیان کرنے لگا اور بیان کرتے کرتے کچھ چیزیں دماغ میں نہ آسکیں مگر مسجد میرے سامنے عقیل کے گھر سے بھی زیادہ قریب لا کر رکھ دی گئی اور اب

میں دیکھ دیکھ کر اس کی نشانیاں بتا رہا تھا' کیونکہ اس کی بعض نشانیاں مجھے یاد نہیں رہی تھیں لوگوں نے کہا نشانیاں تو بالکل صحیح بتائی ہیں (نا' بیہقی)۔

معراج پر تبصرہ: یہ جو روایتیں بیان کی گئی ہیں ان میں بعض مختصر ہیں بعض مفصل صحابہ کرام نے حسب ضرورت واقعہ کو بیان فرمایا لہٰذا ان تمام روایتوں کو جمع کرنے سے صحیح اور کامل واقعہ سامنے آتا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے بعد ایک رات مسجد حرام سے بیت المقدس اور پھر بیت المقدس سے آسمان کی سیر کرائی گئی اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں البتہ جو سمجھ سے محروم ہیں وہ اس میں یقین کے بجائے شک میں مبتلا ہیں۔

معراج بیداری میں ہوئی خواب میں نہیں: حقیقت یہی ہے کہ یہ واقعہ آپ کو بیداری ہی میں پیش آیا خواب میں نہیں آپ براق پر سوار ہو کر مکہ شریف سے بیت المقدس تک تشریف لے گئے اور جب مسجد کے دروازے پر پہنچے تو براق کو دروازہ پر باندھ دیا اور مسجد جا کر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کے طور پر پڑھی' پھر معراج لائی گی جو سیڑھیوں والی تھی' جس پر چڑھ کر آپ دنیوی آسمان پر پہنچے پھر دیگر آسمانوں پر پہنچے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتوں نے آپ کا استقبال کیا اور آسمانوں میں ہر نبی کے پاس اس کے درجے کے مطابق پہنچے' چھٹے آسمان میں کلیم اللہ سے اور ساتویں آسمان میں خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی' پھر آپ ان کے مراتب سے بھی آگے بڑھ گئے اور مستویٰ میں جا پہنچے' جہاں قضاء وقدر کے قلموں کے چلنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں اور سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے جس پر اللہ کے حکم سے ایک بڑی عظمت چھا رہی تھی۔ اسے سونے کے پتنگے گھیرے ہوئے تھے' فرشتے چھائے ہوئے تھے اور وہ مختلف قسم کے رنگوں سے پٹا پڑا تھا' آپ نے وہاں جبرائیل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا جن کے چھ سو پر تھے' اور سبز رنگ کا رفرف دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھر رکھا تھا۔ آپ نے بیت المعمور بھی دیکھا اور بانی کعبہ اقدس خلیل اللہ کو اس سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا کیونکہ وہ آسمانی کعبہ ہے' اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے عبادت کے لیے داخل ہوتے ہیں جن کی باری پھر قیامت تک نہیں آتی' آپ نے جنت بھی دیکھی اور جہنم بھی اللہ نے آپ پر پچاس نمازیں فرض کیں پھر کم کر کے پانچ کر دیں' جس سے بندوں پر لطف وکرم کا مظاہرہ فرمایا' اس سے نماز کی شرف وفضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے پھر آپ بیت المقدس ہی میں اترے اور آپ کے ساتھ تمام نبی بھی اترے پھر جب نماز کا وقت ہوا تو آپ نے تمام نبیوں کو نماز پڑھائی یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے اس دن کی صبح کی نماز نبیوں کو پڑھائی ہو۔

فائدۃ: محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ کو قیصر کے پاس خط دے کر بھیجا' ھرقل نے آپ کا نامہ مبارک دیکھ کر عرب تاجروں کو جو اس وقت شام میں موجود تھے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا ان تاجروں میں ابوسفیان بھی تھے اور مکے کے دیگر کافر بھی۔ ھرقل نے ان سے بہت سے سوالات کیے جن کا بیان بخاری ومسلم میں ہے' ابوسفیان ہر چند یہی چاہتا تھا کہ رحمت عالم ﷺ کے اندر کوئی نقص نکالے جس سے آپ کی اہانت ہو اور بادشاہ کا رجحان آپ کی طرف نہ ہونے پائے' خود ابوسفیان ہی کہتا ہے کہ مجھے آپ کی طرف ایسی بات منسوب کرنے سے جس سے آپ کی حقارت ہو یہ چیز حائل رہی کہ ایسا نہ ہو کہ میرا جھوٹ بادشاہ پر کھل جائے اور بادشاہ میری بات جھٹلا دے' جس سے مجھے سخت ندامت اٹھانی پڑ جائے' اس وقت مجھے یاد آیا کہ میں بادشاہ سے شب معراج کا واقعہ بیان کروں میں نے کہا کہ میں آپ سے اس کی ایک ایسی بات عرض کرتا ہوں کہ جس سے خود بخود آپ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا بولا وہ کیا میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں مکہ سے راتوں رات بیت المقدس آیا اور اسی رات

میں وہاں سے صبح سے پہلے واپس بھی آ گیا اتفاق سے بیت المقدس کا ایک پادری بھی بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ بولا کہ مجھے وہ رات معلوم ہے بادشاہ نے پوچھا کس طرح بولا کہ میں مسجد کا دروازہ بند کیے بغیر نہیں سوتا ہوں' اس رات بھی میں نے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیے تھے' مگر ایک دروازہ باوجود انتہائی کوشش کے مجھ سے بند نہ ہو سکا تھا۔ ہم سب نے اسے مل کر بند کرنا چاہا تب بھی بند نہ ہو سکا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہم پہاڑ ہلانا چاہ رہے ہیں' مگر اس نے جنبش بھی نہیں کی ہم نے بڑھئی کو بلوایا اس نے کہا اس میں کچھ خرابی آ گئی ہے' میں صبح کو درست کر دوں گا' اب تو یہ ہل بھی نہیں سکتا' لاچار میں بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر سو گیا صبح کو جو میں نے جا کر دیکھا تو جو پتھر مسجد کے ایک طرف پڑا تھا' اس میں ایک سوراخ تھا اور اس میں کسی جانور کے باندھے جانے کا نشان بھی تھا' میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ آج رات ہماری مسجد کا دروازہ کسی نبی کے لیے کھلا چھوڑا گیا تھا جس نے یہاں ضرور نماز پڑھی ہے (ابو نعیم در دلائل نبوت)

فائدۃ: معراج کے بارے میں متواتر حدیثیں عمرؓ علیؓ ابن مسعودؓ ابوذرؓ مالکؓ بن صعصعۃ' ابوہریرہؓ ابوسعیدؓ ابن عباسؓ شدادؓ بن اوس' ابیؓ بن کعب' عبدالرحمٰنؓ بن قرط' ابوحبۃؓ ابویعلیٰؓ ابن عمرؓ جابرؓ حذیفۃ' بریدۃؓ' ابوایوبؓ ابوامامۃؓ سمرۃؓ بن جندب' ابوالحمراءؓ صہیب' ام ہانیؓ' عائشہؓ اسماءؓ وغیرہم سے آئی ہیں جن میں سے کوئی لمبی ہے اور کوئی مختصر' تمام مسلمانوں کا معراج پر اتفاق ہے البتہ ملحد اس کے منکر ہیں جو اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں' حالانکہ اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کے سینوں پر سانپ لوٹا کریں' (التنویر فی مولد السراج المنیر)۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝۲ۭ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے اسرائیلیوں کے لیے رہنما بنایا کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ بناؤ اے ان کی اولاد جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا' بلاشبہ وہ بڑے ہی شکرگزار بندے تھے۔

کلیم اللہ کا بیان: (۲) اوپر معراج کا بیان تھا' اس آیت میں کلیم اللہ کا بیان ہے' قرآن میں عام طور پر دونوں پیغمبروں کا بیان ایک ہی جگہ آتا ہے اور قرآن وتورات کا ذکر بھی ملا جلا آتا ہے' اسی وجہ سے معراج کے بعد فرمایا گیا کہ ہم نے موسیٰ کو توریت دی اور اسے اسرائیلیوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنایا تاکہ اسرائیلیو تم کسی اور کو اپنا کارساز نہ سمجھو اور اللہ ہی کو اپنا معبود و مربی سمجھو' تم ان لوگوں کی اولاد ہو جن کو ہم نے اپنی مہربانی سے نوازا تھا' اور نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کرا کر طوفان کی عالم گیر ہلاکت سے بچا لیا تھا' اللہ نے ہر نبی کو یہی تعلیم دی کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کرے جس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں۔

یہودیوں کو اپنے بزرگوں کی طرح شکرگزار ہونا چاہیے: (۳) اس آیت میں اللہ اسرائیلیوں کو اپنا احسان عظیم یاد دلا رہا ہے کہ ہم نے تمہارے باپ دادا کو سیلاب کی تباہیوں سے بچایا اور کشتی نوحؑ میں اپنے لطف و کرم سے سوار کرایا تم کو بھی اپنے بزرگوں کی طرح اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے تمہارے باپ نوحؑ بھی بڑے شکرگزار بندے تھے' لہٰذا تم میری اس نعمت کا شکر ادا کرو کہ میں نے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں رسول بنا کر بھیجا۔

سعد بن مسعود ثقفی فرماتے ہیں نوح کو شکر گزار بندہ اس لیے فرمایا گیا کہ جب آپ کھاتے پیتے تھے تو اللہ کی حمد فرماتے تھے (ط) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو نوالہ اٹھاتے وقت یا پانی پیتے وقت اللہ کی تعریف کرتا ہے (ماتن) رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا یہ لمبی حدیث ہے جس میں یہ بھی ہے کہ لوگ پھر نوح کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ دنیا کے سب سے پہلے رسول ہیں اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا ہے لہٰذا آپ اپنے رب سے ہماری سفارش فرما دیجیے۔ (ب)

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ﴿۵﴾ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ﴿۶﴾ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۷﴾ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ﴿۸﴾

وقف لازم

اور ہم نے اسرائیلیوں پر کتاب میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑا زور چلاؤ گے پھر جب پہلی میعاد آئے گی تو ہم تم پر سخت جنگجو بندے مسلط فرما دیں گے پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس جائیں گے اور یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا' پھر ہم دوبارہ ان پر تم کو غالب کر دیں گے اور تمہاری مال اور بیٹوں سے امداد کریں گے اور تمہاری جماعت بڑھا دیں گے اگر تم نیکیاں کرو گے تو اپنے ہی فائدے کے لیے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو بھی اپنے ہی لیے' پھر جب پچھلا وعدہ آئے گا تو (پھر ہم ان کو تم پر مسلط کر دیں گے) تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں' اور پہلی دفعہ کی طرح مسجد میں گھس جائیں اور جس جس پر ان کا زور چل سکے اسے تباہ کر ڈالیں' تمہارا رب تو تم پر رحم کرنا چاہتا ہے اور اگر تم پھر لوٹے تو ہم بھی لوٹیں گے' ہم نے کافروں کے لیے جہنم کو قید خانہ بنا رکھا ہے۔

تورات میں بتا دیا گیا تھا کہ یہودی دو بار سرکشی کریں گے: اللہ نے اسرائیلیوں کو جو کتاب وتورات دی تھی اس میں انہیں

پہلے ہی خبر دے دی گئی تھی کہ وہ سرزمین شام میں دوبار اودھم مچائیں گے بڑا زور دکھائیں گے لوگوں پر مظالم توڑیں گے اور سخت گڑ بڑ کریں گے۔

ایک جنگجو قوم کے تسلط کی خبر: (۵-۶) یعنی جب پہلی دفعہ تم فساد مچاؤ گے تو ہم تم پر اپنے سخت جنگجو مسلط کردیں گے جو بڑے طاقت ور اور مسلح ہوں گے اور تمہارے ملک پر قابض ہوجائیں گے تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے اور تمہاری سرزمین پر بلاخوف چلے پھریں گے' اللہ کا یہ وعدہ ضرور ہو کر رہے گا۔

جنگجو قوم جالوت یا سنجاریب یا بخت نصر تھا: ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ جالوت اور اس کا لشکر تھا جو اسرائیلیوں پر شروع میں مسلط کردیا گیا تھا' مگر اللہ نے اسرائیلیوں کی مدد فرمائی وہ طالوت کی سرکردگی میں جالوت سے لڑے اور کامیاب ہوئے' داؤد نے جالوت کو قتل کردیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ موصل کا بادشاہ سنجاریب تھا۔ یا بخت نصر شاہ بابل تھا' بخت نصر شروع میں تو محتاج و کمزور تھا' اور بھیک پر گزارا کیا کرتا تھا' پھر اس کی قسمت نے پلٹا کھایا اور شاہ بابل بن بیٹھا۔ اسی نے اسرائیلیوں کے شہر پائمال کیے' اور بیت المقدس میں ان کا جی کھول کر خون بہایا (ابن ابی حاتم)۔ یہودیوں نے بھی بڑا سر اٹھایا تھا اور کثرت سے نبیوں کا اور عوام کا خون بہایا تھا۔

نیکی اور برائی اپنے ہی لیے ہے: (۷) یعنی نیکی کرو گے تو اپنے لیے اور برائی کرو گے تو اپنے لیے۔ فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحاً فَلِنَفْسِهٖ الخ (فصلت ۴۱:۴۶) نیکی کرنے والوں کو نیکی کا اجر ملے گا اور برائی کرنے والوں پر برائی کا وبال پڑے گا۔ پھر فرمایا جب دوسرا وعدہ آئے گا یعنی جب تم دوسری دفعہ گڑبڑ کرو گے تو پھر تم پر دشمن مسلط ہوجائیں گے' تاکہ تمہیں ذلیل کردیں۔ اور جہاں سے بھی گزریں تباہی پھیلاتے چلے جائیں۔ اور پہلے کی طرح پھر بیت المقدس اپنے قبضے میں کرلیں' اور اسے ویران و تباہ کردیں۔

جہنم کافروں کا قید خانہ ہے: (۸) یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تم پر رحم فرمائے اور دشمن کو بھگا دے' یاد رکھو جب کبھی تم فساد مچاؤ گے ہم بھی عذاب بھیج دیں گے اور آخرت کا عذاب تو ہے ہی تمہارے لیے۔ ہم نے جہنم کافروں کا قید خانہ بنا رکھا ہے اس سے وہ چھٹنے والے نہیں' آگ ہی میں محبوس رہیں گے اور وہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ
يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٠﴾ ع

بلاشبہ یہ قرآن انتہائی سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عملوں کے پابند رہتے ہیں خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے اور یہ بھی کہ جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قرآن کی تعریف: (۹-۱۰) قرآن کی جو رحمت عالم ﷺ پر اترا تعریف ہے کہ یہ انتہائی سیدھی اور واضح راہ کی رہنمائی فرماتا ہے' اور ان ایمان والوں کو جو نیک عملوں میں مصروف رہتے ہیں' قیامت کے دن بڑے بھاری ثواب کی بشارت دیتا ہے اور جو آخرت کے منکر ہیں ان کو قیامت کے دن دردناک عذاب کی خبر دیتا ہے' فرمایا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (توبہ ۹:۳۴) آپ انہیں

دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں۔

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۗ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿١١﴾

انسان بھلائی کی دعا کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔

انسان کی جلد بازی اور بددعا کا بیان: (۱۱) انسان کی جلد بازی اور اس کی بددعا کا بیان ہے کہ وہ جلد بازی میں اپنی جان اور اپنے مال پر بددعا کر بیٹھتا ہے اور کبھی اولاد کو بھی کوسنے لگتا ہے مگر چونکہ اللہ اس پر بہت زیادہ مہربان ہے' اس لیے اس کی بددعا قبول نہیں فرماتا' اگر وہ بددعا قبول فرما لیا کرتا تو بددعا کا فوری اثر ظاہر ہو جایا کرتا وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ الخ (یونس ۱۰:۱۱) اگر اللہ لوگوں پر ان کی جلدی مچانے کے مطابق جلدی سے نقصان بھیج دیا کرتا جیسے وہ فائدے کے لیے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ کبھی کا پورا ہو گیا ہوتا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو نہ کوسو مبادا اجابت کی ساعت ہو اور تمہاری بددعا قبول ہو جائے' دراصل اس کی وجہ انسان کا اضطراب و جلد بازی ہے اسی وجہ سے اللہ نے اخیر آیت میں فرمایا کہ انسان ہے ہی جلد باز۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ
النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ
وَالْحِسَابَ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿١٢﴾

ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں بنائیں' پھر ہم نے رات کی نشانی مٹا دی اور دن کی نشانی دکھانے والی بنائی تا کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈھو اور برسوں کی گنتی اور حساب جان سکو اور ہم نے ہر چیز خوب تفصیل سے بیان فرما دی۔

دن رات قدرت کی دو بڑی نشانیاں ہیں: (۱۲) اللہ لوگوں کو اپنا احسان یاد دلا رہا ہے' اور اپنی بڑی بڑی نشانیوں میں دو نشانیوں کی طرف توجہ دلا رہا ہے کہ اس نے دن اور رات جداگانہ بنائے تا کہ رات کو آرام سے سوؤ اور دن کو گھر سے باہر اللہ کا فضل تلاش کرو اور روزگار ڈھونڈو۔ صنعتوں میں لگو مزدوریاں کرو اور سفر کرو دن رات کے آنے جانے سے دنوں کی ہفتوں کی مہینوں کی اور برسوں کی تعداد معلوم ہوتی ہے اور قرضوں' عبادتوں' معاملوں اور کرایوں کی مقررہ مدتیں بھی۔ اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ رات میں آرام کرنا اور دن میں روزگار کی تلاش ہے' اور سالوں کی گنتی اور حساب ہے' اگر ایک ہی وقت رہتا تو بڑی مشکل ہوتی فرمایا (۱) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ الخ (قصص ۲۸:۷۱ تا ۷۳) آپ ان لوگوں سے فرما دیں بھلا یہ تو بتاؤ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو سوائے اللہ کے تمہارا کون ایسا معبود ہے جو روشنی لے آئے' افسوس پھر بھی تم نہیں سنتے' آپ فرما دیں بتاؤ تو سہی اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا تمہارا ایسا کون معبود ہے جو رات لے آئے اور جس میں تم آرام کر سکو تو قدرت کے اس مشاہدے کو دیکھتے نہیں' اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تا کہ تم رات میں آرام کرو' اور دن میں اس کا فضل تلاش کرو اور دونوں نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو۔

وَكُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰۤـئِرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ‌ؕ وَنُخۡرِجُ لَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلۡقٰهُ مَنۡشُوۡرًا ﴿۱۳﴾ اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ‌ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ؕ﴿۱۴﴾

ہم نے ہر شخص کا عمل اس کے گلے سے چمٹا دیا ہے' پھر ہم قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کے لیے نکال کر رکھ دیں گے' جسے وہ کھلا ہوا پائے گا لے اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کو کافی ہے۔

اعمال نامہ کا بیان: (۱۳) یعنی انسان کے عمل خواہ اچھے ہوں یا برے اسے چپک جاتے ہیں اسے ان کا بدلہ ضرور مل کر رہے گا' طائر عمل کو کہتے ہیں جو پرندے کی طرح اڑ جاتا ہے' اور پھر ہاتھ نہیں آتا۔ فرمایا فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ الخ (زلزال ۹۹: ۶'۷) جو رائی بھر بھی نیکی کرے گا جزا ضرور پائے گا اور جو رائی بھر برائی کرے گا سزا ضرور پائے گا (۲) اِذۡ يَتَلَقَّى الۡمُتَلَقِّيٰنِ الخ (ق ۵۰: ۱۷'۱۸) فرشتے دائیں اور بائیں بیٹھے رہتے ہیں' انسان اپنے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ہم اس کے اعمال نامے کی کتاب ظاہر کر دیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا یہ اعمال نامہ نیکوں کو دائیں ہاتھ میں اور بروں کو بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو کھلا ہوا ہوگا' جس کو نہ صرف وہ خود بلکہ دوسرے بھی پڑھ لیں گے' ساری عمر کا کچا چٹھا سامنے آ جائے گا۔ يُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍۢ الخ (قیامہ ۷۵: ۱۳'۱۵) اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا بتا دیا جائے گا بلکہ انسان خود ہی اپنی حالت پر خبردار ہوگا' گو وہ حیلے بہانے پیش کر رہا ہو۔

تجھے خود اعتراف ہے کہ تجھ پر ظلم نہ ہوگا: (۱۴) یعنی تجھے خوب یقین ہے کہ آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا اعمال نامے میں وہی عمل مندرج ہیں جو تو کر چکا ہے' آہ اس وقت تو انسان کو بھولی ہوئی چیزیں بھی یاد آ جائیں گی کسی عذر کی گنجائش نہ ہوگی' اعمال نامے کو ہر شخص پڑھ لے گا خواہ وہ دنیا میں پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو' اعمال نامے گردنوں میں اس لیے چپکائے جائیں گے کہ گردن جسم کا بالائی اور نمایاں حصہ ہے جب کوئی چیز اس سے چپک گئی تو ضروری ہوگی رحمت عالم ﷺ نے فرمایا بیماری کا چھوت سے لگ جانا بے اصل ہے فال بے بنیاد ہے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار ہے۔ (ابن جریر)۔

مَنِ اهۡتَدٰى فَاِنَّمَا يَهۡتَدِىۡ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى‌ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ﴿۱۵﴾

جو راہ پاتا ہے وہ اپنے نفع کے لیے راہ پاتا ہے اور گمراہ ہونے والا اپنے نقصان کے لیے گمراہ ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ والا کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ رسول نہ بھیج دیں۔

کوئی کسی کے گناہ کا بار نہیں اٹھائے گا: (۱۵) جو سیدھی راہ پر چلا حق کی پیروی کی اور رحمت عالم ﷺ کی بات مانی اس کی اس اچھی عادت کا اسی کے لیے اچھا انجام ہوگا' اور جو گمراہ ہوا راہ سے بچ کر چلا وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہا ہے' اس کا وبال اسی پر پڑے گا پھر فرمایا کہ کوئی کسی کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا' گنہ گار خود ہی اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ الخ (فاطر ۳۵:۱۸) کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اگر کوئی لدا ہوا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کیلیے بلائے گا تو بھی اس کا بوجھ نہ اٹھایا جائے گا۔ اگرچہ وہ رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔

بعثت رسول ﷺ کے بعد ہی پکڑ ہے: پھر فرمایا کہ ہم رسول بھیجنے سے پہلے کسی پر عذاب نہیں بھیجتے تاوقتیکہ اپنی حجت پوری نہ کردیں فرمایا (۱) كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ الخ (ملک ۶۷:۸۔۹) جب جہنم میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو اس کے محافظ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ یہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس ڈرانے والا تو آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تخت غلطی میں مبتلا ہو' (۲) وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا الخ (زمر ۳۹:۷۱) کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جائیں گے آخر کار جب وہ جہنم کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور ان سے اس کے چوکیدار کہیں گے کہ تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے' جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے اور تم کو اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے' یہ جواب دیں گے کہ ہاں پیغمبر آئے تھے لیکن کافروں پر عذاب کا وعدہ پورا ہو کر ہی رہا۔

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا
فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

جب ہم کوئی بستی ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دولت مندوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ اس میں نافرمانیاں کرتے ہیں پھر ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے' پھر ہم اس کو تباہ کر ڈالتے ہیں۔

فحش کاموں سے عذاب واجب ہو جاتا ہے: (۱۶) اس امر سے تقدیری یا تکوینی امر مراد ہے' جیسا کہ فرمایا اَتٰهَآ اَمْرُنَا الخ (یونس ۱۰:۲۴) اس پر دن کو یا رات کو ہمارا مقررہ کردہ امر آ پہنچا خوب یاد رکھو کہ اللہ برائیوں کا حکم نہیں فرماتا یہ مطلب ہوا کہ بستی کے مالدار فحش کاموں میں پڑ کر عذاب کے حق دار بن جاتے ہیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ
عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

ہم نے نوح کے بعد اکثر قومیں غارت کر دیں اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار اور بہت ہی دیکھنے بھالنے والا ہے۔

قریش کو دھمکی: (۱۷) قریش کو جو رحمت عالم ﷺ کو نہیں مانتے تھے ڈرایا جا رہا ہے کہ حق تعالیٰ نے قوم نوح کے بعد بہت سی

جھٹلانے والی قومیں ہلاک کر دیں' (معلوم ہوا کہ آدم سے لے کر نوح تک جو دس زمانے تھے' سب اسلام پر تھے) یعنی اے قریشیو تم ان سے زیادہ اللہ کے پیارے نہیں ہو جب تم سید المرسلین کو جھٹلا رہے ہو تو تم پر بھی ہلاکت کا آنا یقینی ہے' اللہ تمہارے اچھے برے تمام عملوں سے خوب خبردار ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

جو شخص دنیا چاہے' ہم ایسے شخص کو جس کے واسطے جس قدر دینا چاہیں گے فی الحال دے دیں گے پھر اس کے لیے جہنم مقرر کر دیں گے' جس میں وہ ذلیل و بدحال ہو کر جائے گا' اور جو آخرت چاہے اور اس کے لیے جتنی کوشش کرنی چاہیے کرتا ہے اور ہو بھی ایمان والا ایسے لوگوں کی یہ کوشش قبول کر لی جائے گی۔

طالب دنیا کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی: (۱۸) یعنی پرستار دنیا کی ہر خواہش کا پورا ہونا ضروری نہیں' اس کی وہی دنیوی خواہش پوری ہوتی ہے جسے اللہ چاہتا ہے اور اس خواہش کو بھی جس قدر اللہ چاہتا ہے پورا کرتا ہے' پھر ایسے بدبخت آخرت میں محروم رہ جاتے ہیں۔ اور یہ آخرت میں جہنم میں چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہوں گے اور جہنم کی زبردست و ہولناک پکڑ سے بدحال و سراسیمہ ہوں گے اور اللہ کی رحمت سے دور و مہجور اور ذلیل و مقہور ہوں گے کیونکہ انہوں نے فانی کو باقی پر ترجیح دی' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جس کا آخرت میں (اچھا) گھر نہیں' دنیا اسی کا گھر ہے' اور جس کا آخرت میں مال نہیں دنیا اسی کا مال ہے اور دنیا وہی جمع کرتا ہے جو عمل سے کورا ہوتا ہے۔ (الف)

طالب آخرت کی کوششیں مقبول ہیں: (۱۹) یعنی جو آخرت کا گھر اور وہاں کی سدا بہار نعمتیں اور خوشیاں حاصل کرنا چاہے' اور باقاعدہ رسول وقت کی تابعداری کر کے آخرت کی کوشش کرے اور اس کے دل میں ثواب کا یقین بھی ہو' ایسے لوگوں کی کوششیں مقبول ہوں گی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۗ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

ہم ان میں سے اور ان میں سے ہر ایک کی آپ کے رب کے انعام سے مدد کرتے ہیں اور آپ کے رب کی نعمتیں بند نہیں ہیں دیکھیے ہم نے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دی ہے واقعی آخرت درجوں اور فضیلت کی حیثیت سے بہت بڑی ہے۔

طالب دنیا و آخرت دونوں کو نیتوں کے مطابق ملتا ہے: (۲۰) یعنی ہم طالب دنیا اور طالب آخرت دونوں میں سے ہر ایک کو بڑھاتے رہتے ہیں اور اپنے انعامات سے ان کی مدد کرتے رہتے ہیں' اللہ ایسا حاکم و متصرف ہے جو قطعاً ظلم نہیں کرتا' اور ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق سعادت و شقاوت اور نیت کے مطابق دین اور دنیا عطا فرماتا ہے' اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا اور اس کا انعام کوئی روک نہیں سکتا' اور نہ کوئی اس کے ارادے کو بدل سکتا ہے' اللہ کا فیض عام و ہمہ گیر ہے نہ کم ہوتا ہے اور نہ بند ہے۔

دنیا اور آخرت میں فرق مراتب: (۲۱) یعنی ہم نے دنیا میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے کوئی مال دار ہے کوئی نادار ہے کوئی اچھا ہے اور کوئی برا کوئی معمولی درجہ کا ہے اور کوئی اعلیٰ درجہ کا' کوئی کمسنی ہی میں مر جاتا ہے اور کوئی عمر طبیعی یا درمیانی عمر پاتا ہے' جب درجوں میں لوگ دنیا میں یکساں نہیں تو آخرت کے تو کہنے ہی کیا ہیں' آخرت میں فرق مراتب پوری شباب پر ہوگا کچھ تو جہنم کے گڑھوں میں طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے جل بھن رہے ہوں گے اور کچھ جنتی محلوں میں موج اڑا رہے ہوں گے' پھر جنت والوں میں بھی فرق مراتب ہوگا اور جہنم والوں میں بھی جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ بلند درجوں والے جنتی علیین والے جنتیوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے کنارے پر کوئی ڈبکتا تارا دیکھتے ہو۔ (ق)

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۲

اللہ کے سوا کوئی اور معبود مقرر نہ کر ورنہ تو بدحال و رسوا ہو کر بیٹھ جائے گا۔

اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو: (۲۲) یعنی کوئی امتی اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے ورنہ ذلیل ہو جائے گا اور اللہ کی مدد ہٹ جائے گی اور اسی معبود کے حوالے کر دیا جائے گا جسے پوجا کرتا تھا' اور وہ اسے کچھ بھی فائدہ یا نقصان پہنچانے پر قادر نہ ہوگا' کیونکہ نفع و نقصان کا مالک تو اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جسے فاقہ کی نوبت آ جائے اور وہ لوگوں سے مانگ کر اپنی ضرورت رفع کرلے تو اس کا فاقہ رفع نہ ہوگا' اور جو اللہ کے آگے گڑگڑائے' اور اس سے مانگے تو اللہ اس کے پاس جلدی یا دیر سے تونگری بھیج دیگا (تد)

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ

عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ

لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ ۭ

تمہارے رب کا حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو' اور ماں باپ سے حسن سلوک کرو' اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ہوں بھی نہ کرو' اور نہ انہیں جھڑکو' اور ان سے ادب سے بات کرو' اور ان کے سامنے محبت سے انکساری کے ساتھ جھک جاؤ اور دعا کرو کہ اے رب ان پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں محبت سے پالا تھا۔

توحید کا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بیان: (۲۳) قضی یعنی اللہ نے حکم کیا ہے کہ اس کی عبادت کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو فرمایا اَنِ اشْكُرْ لِيْ (لقمان ۳۱:۱۴) میرا اور ماں باپ کا شکر ادا کر‘ پھر فرمایا انہیں ہوں بھی نہ کرنا سخت سست بات کا تو کہنا ہی کیا ہے اور انکے حق میں تجھ سے کوئی برا کام سرزد نہ ہونے پائے‘ خبردار ان پر ہاتھ نہ اٹھانا چونکہ اولاد کو بری بات اور برے کام سے روکا گیا ہے اس لیے لامحالہ اچھی بات اور اچھے کام کا حکم نکلا‘ چنانچہ فرمایا ان سے نرمی سے عزت واحترام کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرو۔

ماں باپ کی فرماں برداری کا بیان: (۲۴) یعنی ماں باپ سے انکساری کے ساتھ پیش آؤ اور ان کے ساتھ تمہارے ہر فعل سے تواضع کا اظہار ہو‘ ان کے بڑھاپے میں اور مرتے وقت ان کے لیے دعائے خیر مانگو کہ اے اللہ ان پر رحم فرما کیونکہ انہوں نے مجھے بڑی محبت سے پالا تھا‘ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس آیت کے بعد مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ (توبہ ۹:۱۱۳) (نبیوں کو اور مسلمانوں کو لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت مانگیں‘ اگرچہ وہ عزیز ہی کیوں نہ ہوں‘ جب ان پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ یہ جہنمی ہیں) اتری معلوم ہوا کہ کافر ماں باپوں کے لیے دعا کرنی منع ہے‘ والدین کی فرمانبرداری کے بارے میں بہت حدیثیں ہیں‘ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے منبر کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے آمین آمین آمین کہی پوچھا گیا کس بات پر آمین کہی فرمایا مجھ سے جبرائیل نے آ کر کہا وہ شخص ذلیل ہو جس کے سامنے آپ کا نام آئے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے‘ آپ آمین کہیں چنانچہ میں نے آمین کہی پھر فرمایا وہ شخص ذلیل ہو جس کی زندگی میں رمضان آئے اور چلا جائے مگر وہ اپنے گناہ نہ بخشوائے آپ آمین کہیں میں نے آمین کہی‘ پھر فرمایا وہ بھی ذلیل ہو جو اپنے ماں باپ کو یا کسی ایک کو پائے مگر ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے آپ آمین کہیں آخر میں نے آمین کہی۔(۲) جس نے کسی مسلمان یتیم بچے کو پالا اور اسے کھلایا پلایا حتی کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تو یقیناً اس پر جنت واجب ہو چکی اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا اس کے ہر عضو کے بدلہ اس کا ہر عضو جہنم سے آزاد ہو جائے گا (ایک روایت میں یہ زیادہ ہے) اور جس نے اپنے ماں باپ کو یا کسی ایک کو پایا اور پھر بھی جہنم میں گیا اللہ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے (الف) ایک روایت میں تینوں باتیں ایک ساتھ بھی آئی ہیں (الف)

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

تمہارا رب تمہاری دلی باتیں خوب جانتا ہے اگر تم نیک بن جاؤ تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطائیں یقیناً معاف فرما دیتا ہے۔

خصوصاً ماں باپ کے فرماں بردار کی اور نمازی کی خطائیں معاف: (۲۵) اس آیت سے وہ مراد ہیں جن سے غیر شعوری طور پر کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جسے وہ ماں باپ کے حق میں گناہ کی بات نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ اس پر کوئی پکڑ نہیں ہو گی چونکہ انکی نیت بخیر ہوتی ہے اس لیے اللہ ان پر اپنا رحم فرماتا ہے‘ اور جو والدین کا فرماں بردار اور نمازی ہو‘ اللہ خاص طور سے اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ

تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾

اور عزیز کو اس کا حق دیتے رہو اور محتاج کو بھی' اور مسافر کو بھی' اور بے جا مال مت اڑاؤ' بلاشبہ بے جا مال اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے' اگر آپ اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کے آنے کی امید ہے ان سے منہ پھیر لیں تو ان سے نرم بات کریں۔

صلہ رحمی کا بیان: (۲۶) اوپر ماں باپ کی فرماں برداری کا بیان تھا' اب رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا بیان ہے آپ نے فرمایا کہ حسن سلوک ماں سے کرو اور باپ سے کرو' پھر حسب مراتب رشتے داروں سے کرو' ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص روزی اور عمر میں ترقی پسند کرتا ہو وہ صلہ رحمی کرے (بلوغ المرام) سورہ توبہ میں محتاجوں اور مسافروں کا تفصیل سے بیان گزر چکا۔

خرچ کرنے میں درمیانی راہ اختیار کرو: یہاں خرچ کرنے کا حکم ہے اور اندھا دھند اور بے جا خرچ کرنے کی ممانعت ہے' خرچ کرنے میں بھی درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے فرمایا (۱) وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا الخ (فرقان ۲۵: ۶۷) یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو بے جا خرچ نہیں کرتے اور نہ بالکل ہی ہاتھ کھینچ لیتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

اسراف کی مذمت: (۲۷) بے جا خرچ کرنے سے نفرت دلائی گئی' اور ایسے لوگوں کو شیطانوں کے مشابہ قرار دیا گیا۔

اسراف کی تعریف: ناحق خرچ کرنا اسراف ہے' اگر انسان اپنا سارا مال حق کے ساتھ خرچ کر ڈالے تو مسرف نہیں اور اگر ناحق پاؤ بھر غلہ بھی خرچ کرلے تو مسرف ہے' بہرحال ناحق نافرمانیوں پر' اور تخریب کے لیے خرچ کرنا اسراف ہے' ایک دفعہ ایک تمیمی نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر پوچھا کہ میرے پاس کثرت سے مال ہے اور میرا کنبہ بھی بڑا ہے' آپ مجھے مال خرچ کرنے کا طریقہ بتائیں فرمایا اگر مال پر زکوٰۃ ہو تو پہلے اسے نکال دو' کیونکہ زکوٰۃ مال کو پاک کر دیتی ہے۔ اور دل میں بھی طہارت پیدا کرتی ہے' پھر رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو' اور مانگنے والوں' پڑوسیوں اور محتاجوں کا حق پہنچاؤ بولا مجھے تو چند الفاظ میں ساری باتیں بتا دیجیے' آخر آپ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنا دی بولا مجھے یہ آیت کافی ہے' اگر میں آپ کے قاصد کو زکوٰۃ دے دوں تو کیا میں اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک بری الذمہ سمجھا جاؤں گا فرمایا ہاں تمہیں اس کا ثواب مل جائے گا پھر اسے جو بدل ڈالے گا اس کا وبال اس پر ہوگا۔ (الف) شیطان سے مشابہت اسراف و نادانی اور نافرمانی میں ہے' اسی لیے فرمایا کہ شیطان رب کا بڑا ناشکرا ہے' کیونکہ اس نے اللہ کی نعمت تسلیم نہیں کی اس کا حکم نہ مانا اور اس کی نافرمانی اور مخالفت پر اتر آیا۔

سائل سے محبت و پیار سے گفتگو کرو: (۲۸) یعنی جب تم سے تمہارے رشتے دار اور وہ لوگ جن کے بارے میں ہم نے تم کو دینے کا حکم فرمایا ہے سوال کریں اور تم ان سے اپنے پاس کچھ نہ ہونے کی وجہ سے منہ پھیر لو تو ان سے محبت و پیار سے نرم الفاظ میں وعدہ کرلو کہ جب بھی میرے پاس مال آئے گا میں انشاء اللہ تمہیں ضرور دوں گا لہذا نرم و آسان قول سے وعدہ مراد ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

تم اپنا ہاتھ نہ تو گردن ہی سے باندھ لو اور نہ بالکل ہی کھول دو ورنہ ملول ہو کر اور پچھتا کر بیٹھ جاؤ گے' یاد رکھو کہ تمہارا رب جس کے لیے چاہتا ہے اس کی روزی میں فراخی کرتا ہے اور وہی تنگی کر دیتا ہے واقعی وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔

خرچ میں درمیانی راہ: (۲۹) یعنی زندگی اعتدال کے ساتھ گزارو نہ تو کنجوس ہی بنو اور نہ مسرف' گردن سے ہاتھ باندھنے سے کنجوسی مراد ہے کہ ایسے کنجوس مکھی چوس نہ بنو کہ کسی کو کچھ بھی نہ دو' جیسے یہودیوں نے کہا تھا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یعنی فیاض پروردگار کی طرف کنجوسی منسوب کر دی تھی' پھر فرمایا کہ ناحق بھی خرچ نہ کرو' کہ اترا کر طاقت سے زیادہ خرچ کر بیٹھو' اور آمدنی سے زیادہ اڑانے لگو اگر کنجوس بنو گے تو لوگ الگ تم کو برا کہیں گے کہ میاں یہ تو بڑا کنجوس ہے اور تم سے کھینچ جائیں گے اور اگر طاقت و آمدنی سے زیادہ خرچ کرو گے تو تمہارے پاس کچھ بھی نہ رہے گا اور تھک کر بیٹھ جاؤ گے' (حسیر وہ جانور ہے جو تھک کر بیٹھ جائے' چنانچہ یہ لفظ سورہ ملک میں اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے کہ آنکھ آسمان میں کوئی نقص نہ دیکھے گی اور تھک کر بیٹھ جائے گی)۔

کنجوس و فیاض کی مثال: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کنجوس و سخی کی مثال ان دو شخصوں کی سی ہے جن پر سینے سے گلے تک لوہے کے دو جبے ہوں' سخی' جیسے جیسے خرچ کرتا ہے کڑیاں ڈھیلی ہوتی چلی جاتی ہیں' اس کے ہاتھ بھی کھل جاتے ہیں اور جبہ بھی اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ پوروں تک پہنچ جاتا ہے اور نشانات مٹا دیتا ہے لیکن کنجوس جب کبھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی کڑیاں اور بھی سمٹ کر تنگ ہو جاتی ہیں' ہر چند وہ کوشش کرتا ہے کہ وسیع ہو جائے مگر وسیع نہیں ہوتا (ب)۔

تنگی اور فراخی اللہ کے اختیار میں ہے: (۳۰) یعنی روزی رساں اور تنگی اور فراخی عطا کرنے والا اللہ ہی ہے وہ جس طرح چاہتا ہے مخلوق میں ہیر پھیر کرتا ہے' جسے چاہتا ہے مالدار بنا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نادار' کیونکہ اس میں بھی اس کی حکمت کارفرما ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون حقدار تونگری ہے اور کون حقدار تنگدستی' چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے فرمایا میرے بعض بندوں کو فقیری ہی مناسب ہے' اگر میں انہیں مالدار بنا دوں تو ان کا دین غارت ہو جائے اور بعض بندوں کو مالداری ہی مناسب ہے' اگر انہیں مفلس بنا دوں تو ان کا دین تباہ ہو جائے' کبھی بعض لوگوں کے حق میں مالداری بطور استدراج کے اور فقیری بطور عذاب کے ہوتی ہے' اللہ اپنے عذابوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ فرمائے آمین۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو' انہیں اور تمہیں ہم ہی تو روزی پہنچاتے ہیں یاد رکھو ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔

قتل اولاد کی ممانعت: (۳۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ بندوں پر ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے کیونکہ اولاد کے قتل

کرنے سے ماں باپ کو روک دیا اور ماں باپ کو حکم کیا کہ اپنی اولاد کو ورثے میں اپنا مال دو' دور جاہلیت میں بیٹیوں کو ورثہ نہیں دیا جاتا تھا' بلکہ بسا اوقات انہیں قتل کر دیا جاتا تھا' تاکہ کثرت اولاد محتاجی کا سبب نہ بن جائے' اللہ نے مسلمانوں کو اس برے رواج سے روک دیا اور فرمایا کہ افلاس کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو' ان کی روزی تو ہمارے ذمہ ہے اور ساتھ میں تمہاری بھی' پھر فرمایا کہ دیکھو اولاد کا قتل بڑا بھاری گناہ ہے۔ رحمت عالم ﷺ سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا' تو آپ نے شرک کو بتایا پھر اس کے بعد اولاد کا قتل بتایا پھر پڑوسن سے زنا بتایا (ق) (افسوس آج کل لوگ کثرت آبادی کے ڈر سے نسل کشی کر رہے ہیں' کیا یہ آیت ان پر چسپاں نہیں؟ اللہ تمام مسلمانوں کو حکم عدولیوں سے بچائے آمین)

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

اور زنا کے پاس بھی نہ جاؤ' کیونکہ یہ بے حیائی ہے اور انتہائی بری راہ ہے۔

زنا اور اسباب زنا سے بچنے کا حکم: (۳۲) اللہ زنا سے اسباب زنا سے اور ان کے پاس جانے سے منع فرما رہا ہے' ایک نوجوان نے رحمت عالم ﷺ سے زنا کی اجازت مانگی' صحابہ نے چاروں طرف سے اس پر لے دے کی' اور اسے ڈانٹا' مگر آپ نے اسے اپنے پاس بلا کر بیٹھ جانے کو فرمایا وہ بیٹھ گیا' پوچھا کیا تو اپنی ماں کے لیے یہ کام پسند کرتا ہے بولا آپ پر قربان جاؤں ہرگز نہیں' فرمایا تو لوگ بھی یہ کام اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے' پوچھا اچھا اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے بولا میں آپ پر قربان جاؤں ہرگز ہرگز نہیں فرمایا تو لوگ بھی اپنی بچیوں کے لیے یہ کام پسند نہیں کرتے' پوچھا اچھا اپنی بہن کے لیے پسند کرتا ہے تو بولا آپ پر قربان جاؤں' کبھی نہیں فرمایا تو لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے اچھا اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتا ہے' فرمایا کبھی نہیں آپ پر قربان جاؤں فرمایا تو لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے' پوچھا اچھا اپنی خالہ کے لیے پسند کرتا ہے' بولا آپ پر قربان جاؤں' ہرگز نہیں فرمایا تو لوگ بھی اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے' پھر آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا کی' اے اللہ اس کا گناہ معاف فرما دے' اس کا دل پاک کر دے' اور اس کو پاک دامنی عطا فرما' اس دعا کے بعد پھر کبھی اس نوجوان نے کسی کو نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھا (الف) فرمایا اللہ کے نزدیک شرک کے بعد کوئی گناہ زنا سے بڑھ کر نہیں' کہ انسان اپنا نطفہ اس رحم میں ڈالے جو اس کے لیے حلال نہیں (ابن ابی الدنیا)۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

اور کسی شخص کو جس کا مارنا اللہ نے حرام قرار دے دیا ہے' ناحق نہ مارو' اور جو شخص مظلوم مارڈالا جائے تو ہم نے اس کے وارث کو غلبہ عطا کر دیا ہے کہ وہ مارڈالنے میں زیادتی نہ کرے' بلاشبہ اس کی مدد کی گئی ہے۔

قتل ناحق حرام ہے: (۳۳) ناحق کسی کو قتل کرنا حرام ہے' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا' مسلمان کا خون حلال نہیں' جو توحید و

رسالت کی گواہی دیتا ہو مگر تین وجہ سے حلال ہے قصاص میں' شادی شدہ زنا کار کے زنا میں' اور ارتداد میں (ق)۔ (۲) اللہ کے نزدیک مسلمان کے قتل سے دنیا کا فنا ہو جانا زیادہ آسان ہے (سنن) پھر فرمایا کہ ہم نے مقتول کے واث کو قاتل پر غلبہ عطا فرمایا ہے اسے اختیار ہے' چاہے تو قصاص میں قتل کر ڈالے اور چاہے تو معاف کر دے اور دیت لے لے' اور چاہے تو دیت سمیت ہی معاف کر دے' جیسا کہ سنت سے یہ بات ثابت ہے۔

پھر فرمایا کہ ولی مقتول قاتل کو قتل کرنے میں حد سے آگے نہ بڑھے مثلاً مثلہ نہ کرے اور نہ غیر قاتل سے بدلہ لے پھر فرمایا کہ مقتول کے ولی کو قاتل کے خلاف شرعی اقتدار و غلبہ کے اعتبار سے مدد کی گئی ہے' یعنی اسے ہر طریقے سے غلبہ حاصل ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر قابل تعریف طریقے سے جب تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو نہ پہنچے' اور وعدہ پورا کرو' یاد رکھو عہد کی باز پرس ہوگی' اور جب ناپ تول کرو تو پورا پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو یہ اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔

اڑانے کے ارادے سے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ: (۳۴) یعنی یتیم کے مال میں برے ارادے سے تصرف نہ کرو' اسے فضول خرچ نہ کرو' اور اسے اڑانے میں جلدی نہ کرو کہ ان کی بلوغت سے پہلے پہلے ختم کر ڈالو فرمایا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا الخ (نساء ۴:۶) جو مالدار ہے اسے ان کے مال سے بچنا چاہیے' اور جو غریب ہے وہ دستور کے مطابق کھا لے۔ رحمت عالم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوذر! میں تمہیں کمزور دیکھتا ہوں اور جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لیے چاہتا ہوں ہرگز دو پر امیر نہ بننا اور نہ یتیم کے مال کے سرپرست بننا (م)

ایفائے عہد کا حکم: پھر فرمایا کہ عہد پورا کرو یعنی لوگوں سے جو کچھ عہد و پیمان اور معاملہ کر لیا ہے اسے پورا کرو۔

پورا ماپو اور پورا تولو: (۳۵) یعنی پیمانے پورے پورے بھر کر دو کم نہ دو' قسطاس یعنی ترازو اور رومی زبان میں بمعنی عدل ہے قسطاس مستقیم وہ ترازو جس میں پاسنگ بھی نہ ہو اس سے پورا پورا تول کر دو' دنیا میں بھی اس میں بہتری ہے کہ تمہارا کاروبار چمک اٹھے گا اور آخرت میں بھی کہ اس کی وجہ سے تم کو جہنم سے نجات ملے گی' اس کا ثواب بھی بہت ہے۔ اور انجام بھی دل خوش کن ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیوپاریو! تمہیں وہ دو چیزیں مل گئی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں یعنی ناپ و تول۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص باوجود قدرت کے صرف اللہ کے خوف سے حرام چھوڑ دیتا ہے اللہ اسے اسی دنیا میں آخرت سے پہلے پہلے یقیناً اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتا ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

اس بات کے پیچھے مت لگ جس کی تجھے خبر نہ ہو کیونکہ کان آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس کی جانے والی ہے۔

بلا علم کے زبان نہ ہلاؤ: (۳۶) یعنی جو بات تم جانتے نہیں اسے زبان پر نہ لاؤ‘ نہ اس کا قصد کرو‘ جھوٹی گواہی نہ دو‘ بے دیکھے بے سنے اور بے جانے یہ نہ کہہ دیا کرو کہ میں نے دیکھا سنا اور جانا‘ کیونکہ اللہ ان تمام باتوں کے متعلق باز پرس کرے گا‘ بہر حال بلا علم کے محض گمان وقیاس سے اور خیال و وہم سے کہہ دینا ناجائز ہے فرمایا يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجۡتَنِبُواْ الخ (حجرات ۴۹:۱۲) اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں‘ حدیث میں ہے کہ گمان سے بچا کرو کیونکہ گمان بدترین جھوٹ ہے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن آنکھ‘ کان‘ دل سب ہی سے باز پرس ہوگی‘ ان سب کی طرف سے انسان کو اور انسان کی طرف سے ان کو جواب دینا ہوگا۔

وَلَا تَمۡشِ فِي ٱلۡأَرۡضِ مَرَحًاۖ إِنَّكَ لَن تَخۡرِقَ ٱلۡأَرۡضَ وَلَن تَبۡلُغَ ٱلۡجِبَالَ طُولٗا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُۥ عِندَ رَبِّكَ مَكۡرُوهٗا ﴿٣٨﴾

اور زمین پر اترا کر مت چلو کیونکہ تم نہ زمین پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی لمبائی تک پہنچ سکتے ہو‘ یہ تمام برے کام تمہارے رب کے نزدیک ناپسند ہیں۔

مغرورانہ چال کی مذمت: (۳۷) اللہ غرور کی چال سے منع فرما رہا ہے کیونکہ یہ چال مغروروں کی ہے تم کتنے ہی کھٹ کھٹ کر کے زمین پر زور سے پاؤں مار مار کر چلو مگر زمین کو نہیں پھاڑ سکتے‘ اور کتنے ہی سر بلند ہو کر چلو مگر پہاڑوں کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتے بلکہ ایسے لوگوں کا بالکل الٹا حال ہوتا ہے‘ چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص اترا کر چل رہا تھا دو چادریں زیب بدن تھیں‘ اتنے میں زمین میں دھنسا دیا گیا اب وہ زمین میں دھانستا ہی چلا جا رہا ہے‘ خود قرآن میں قارون کے بارے میں ہے کہ وہ خوب بن ٹھن کر اپنی قوم کے سامنے آیا‘ آخر اللہ نے اسے اور اسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا‘ ایک حدیث میں ہے‘ کہ جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی اللہ اس کو سر بلند فرمائے گا گو وہ اپنے دل میں تو اپنے کو حقیر سمجھ رہا ہو مگر اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور جس نے غرور کیا اللہ اسے پست کر دے گا گو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہو مگر لوگوں کے نزدیک بڑا ذلیل ہے بلکہ ان کی نگاہوں میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہے۔

تمام برے کاموں کی باز پرس ہوگی: (۳۸) یعنی ہم نے مذکورہ بالا جن جن کاموں سے تمہیں روکا ہے وہ بہت ہی برے کام ہیں‘ جن کی باز پرس کی جائے گی اور جن کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

ذَٰلِكَ مِمَّآ أَوۡحَىٰٓ إِلَيۡكَ رَبُّكَ مِنَ ٱلۡحِكۡمَةِۗ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتُلۡقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومٗا مَّدۡحُورًا ﴿٣٩﴾

یہ تمام باتیں اس دانائی میں سے ہیں جو اللہ نے وحی کے ذریعے آپ پر بھیجی ہے اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ مقرر کر ورنہ

قابل نفریں ہو کر جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

رحمت عالم ﷺ تمام باتیں وحی سے بتاتے ہیں: (۳۹) یعنی ہم نے تمہیں جن اخلاق حمیدہ کا حکم فرمایا ہے اور جن بری باتوں سے روکا ہے وہ تمام آپ کو وحی کے ذریعہ بتا دی ہیں' تاکہ آپ لوگوں کو اخلاق حمیدہ کی ترغیب دیں' اور اخلاق ذمیمہ سے نفرت دلائیں پھر فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ورنہ صرف تمہارا ضمیر ہی بلکہ تم پر اللہ اور تمام لوگ تھوتھو کر رہے ہیں اور تم ہر قسم کی بھلائی سے محروم ہو جاؤ گے اگرچہ خطاب نبی سے ہے مگر امت مراد ہے کیونکہ آپ تو معصوم ہیں۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع۴

کیا اللہ نے تمہیں تو بیٹوں کے لیے منتخب فرمالیا اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنالیں' یقیناً تم بہت ہی بڑی بات کہہ رہے ہو۔

فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتانے والوں کی تردید: (۴۰) مشرکوں کی تردید ہے جن کے خیال میں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں' ان بدبختوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں عورتیں خیال کر کے یہ سمجھ لیا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں پھر ان کی پرستش کرنے لگے' ان کی تینوں باتیں غلط ہیں پھر سخت لہجہ میں تردید فرمائی کہ تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو کہ اللہ کے اولاد ہے اور اس کی اولاد بیٹیاں ہیں جن سے تم خود چڑتے ہو بلکہ اگر کوئی شامت کی ماری تمہارے ہاں پیدا ہو جاتی ہے تو اسے زندہ ہی زمین میں گاڑ آتے ہو۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾

ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا تاکہ لوگ اچھی طرح سے سمجھ لیں مگر یہ ان کی نفرت ہی بڑھاتا ہے۔

قرآن نے طرح طرح سے سمجھا دیا: (۴۱) یعنی ہم نے قرآن میں تمام بشارتیں اور ڈراوے بیان فرما دیے ہیں تاکہ لوگ اچھی طرح سے سمجھ لیں اور دلائل ونصائح کو خوب جان لیں اور شرک وظلم اور بہتان وافترا سے باز آ جائیں مگر یہ نصیحتیں ظالموں کی نفرت ہی بڑھاتی ہیں اور یہ حق سے دور ہی ہوتے جاتے ہیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِـهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾

آپ فرما دیں اگر اللہ کے ساتھ' اور بھی معبود ہوتے' جیسا کہ یہ مشرک کہتے ہیں تو وہ اب تک تو کبھی کے صاحب عرش کی طرف کوئی راہ تلاش کر لیتے' اللہ تو ان کی باتوں سے پاک وبالا ہے اور بہت ہی بلند ہے۔

تقرب کے لیے صرف شریعت کی ضرورت ہے: (۴۲) یعنی اے نبی آپ ان مشرکوں سے جو یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں سے اس کا کوئی شریک ہے اور اللہ کے تقرب کے لیے اللہ کی عبادت کے ساتھ اس شریک کی بھی عبادت کرتے ہیں' فرما

دیں‘ کہ اگر تقرب و شفاعت کی وجہ سے اللہ کے سوا کسی اور کی بھی عبادت ہوتی تو وہ خود بھی اس کی عبادت کر کے اللہ کا تقرب ڈھونڈتے‘ لہٰذا تمہیں اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے‘ جیسے تمہارے معبود اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں تمہیں کسی ایسے معبود کی ضرورت ہی نہیں جو تمہارے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہو‘ کیونکہ اللہ شرک پسند نہیں فرماتا اور نہ اس سے خوش ہوتا ہے بلکہ اور ناراض ہوتا ہے‘ اور مشرکوں سے بیزار ہوتا ہے اللہ نے تمام انبیاء کے ذریعہ یہی شرک مٹایا اور لوگوں کو اس کی نحوست سے ڈرایا۔

اللہ شرک سے پاک ہے: (۴۳) یعنی اللہ کی ذات تو ہر پہلو سے مقدس ومطہر ہے اور وہ لوگوں کے الزاموں سے بری ہے وہ تو ایک ہی اللہ ہے جو بے نیاز ہے اور صاحب اولاد نہیں اور نہ ماں باپ والا ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

اس کی پاکی تو ساتوں آسمان وزمین اور ان میں بسنے والے سب بیان کررہے ہیں ہر چیز اس کی تسبیح وحمد میں رطب اللسان ہے لیکن تم اس کی تسبیح سمجھتے نہیں وہ تو بڑا ہی بردبار بخشش والا ہے۔

دنیا کی ہر چیز رب کی تسبیح خواں ہے: (۴۴) یعنی اللہ کی پاکی کے ترانے تو ساتوں آسمان وزمین اور ان میں بسنے والوں کے ہونٹوں پر ہیں اور وہ ان مشرکوں کی بکواس والزام تراشی سے اسے پاک وبری بتارہے ہیں‘ دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح خواں ہے اور اس کی ربوبیت والوہیت میں یکتائی کی گواہ ہے اور دنیا کی ہر چیز اسے ایک ہی بتارہی ہے۔

عبدالرحمٰنؓ بن قرط فرماتے ہیں شب اسراء کا واقعہ ہے‘ رحمت عالم ﷺ مقام ابراہیم وزمزم کے درمیان تھے اور جبرئیل آپ کے دائیں اور میکائیل آپ کے بائیں تھے یہ دونوں آپ کو اڑا کر لے گئے یہاں تک کہ آپ ساتوں آسمانوں پر پہنچے پھر جب آپ تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے بلند آسمانوں میں تسبیح کی آوازیں سنیں پھر فرمایا دنیا کی ہر چیز تسبیح خواں ہے۔ مگر اس کی تسبیح انسان کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ انسان ان کی زبانوں سے ناآشنا ہے‘ حیوانات‘ جمادات‘ اور نباتات سب ہی تسبیح خواں ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے (ب)۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ رحمت عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں چند سنگریزے لیے میں نے خود ان سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تسبیح سنی‘ ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ کے ہاتھوں میں بھی سنگریزوں کی تسبیح سنی جاتی تھی۔

اللہ کی شان تحمل: پھر فرمایا کہ اللہ بڑا ہی بردبار ہے نافرمانوں پر جلدی عذاب نہیں بھیجتا بلکہ مہلت دے کر باز آجانے کا موقعہ دیتا ہے‘ پھر بھی اگر لوگ کفر وسرکشی پر اڑے رہیں تو پھر غضب کی پکڑ اتارتا ہے‘ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ ظالم کو ڈھیل دیتے دیتے جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں‘ پھر آپ نے یہی آیت پڑھی فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ (حج ۲۲: ۴۸) بہت سی ایسی بستیاں ہیں جنھوں نے مہلت حاصل کی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر میں نے انہیں پکڑ لیا اور سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ

اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿٤٦﴾

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور انکے درمیان جن کا آخرت پر ایمان نہیں ایک خفیہ پردہ چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر بھی پردے ڈال دیتے ہیں' تاکہ وہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ٹھونس دیتے ہیں' اور جب آپ اس قرآن میں صرف اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ بیزار ہو کر پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔

مشرکوں کے دلوں پر پردے ہیں: (۴۵) خفیہ پردوں سے دلوں پر پڑے ہوئے پردے مراد ہیں فرمایا وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا الخ (فصلت ۴۱:۵) مشرک کہتے ہیں کہ آپ ہمیں جس بات کی طرف بلاتے ہیں اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں' ہمارے کانوں میں ڈاٹیں ہیں' اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک پردہ ہے' آپ اپنا کام کیے جائیں ہم بھی اپنے کام میں مصروف ہیں' یعنی رکاوٹ کی وجہ سے ہم تک آپ کی بات پہنچ ہی نہیں سکتی' یعنی وہ پردے بظاہر نظر نہیں آتے۔ مگر مشرکوں اور ہدایت کے درمیان حائل ہیں۔

دشمن کی نگاہ سے چھپنے کی دعا: اسماءؓ بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں جب تَبَّتْ يَدَا اتری تو کانی ام جمیل سانپ کے سے بل کھاتی ہوئی ایک دھاردار بڑا سا پتھر ہاتھ میں لیے ہوئی یہ کہتی ہوئی آئی ہم آگئے یا ہم نہ مانیں گے' ہمیں اس کے دین سے بغض ہے ہم اس کی بات ٹھکرادیں گے' رحمت عالم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس صدیق بیٹھے تھے۔ بولے یہ آرہی ہے کہیں آپ کو دیکھ نہ لے فرمایا میں اسے نظر ہی نہیں آؤں گا' پھر آپ نے یہی آیت پڑھ کر اس سے اللہ کی پناہ مانگی' ام جمیل ابوبکرؓ سے آکر بولی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے نبی نے میری ہجو کی ہے فرمایا نہیں نہیں اس گھر کے رب کی قسم آخر یہ کہتی ہوئی واپس لوٹ گئی قریش کو خوب معلوم ہے کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں (ابویعلی)۔

شرک سے ہدایت کی راہیں بند ہو جاتی ہیں: (۴۶) (اکنہ کی جمع ہے' کنان) یعنی دل کو ڈھانپنے والا پردہ یعنی ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے تاکہ قرآن نہ سمجھیں اور کانوں میں ڈاٹیں ٹھونک دیں تاکہ قرآن نہ سن لیں یعنی سننے کو تو سن لیں مگر اس سے فائدہ نہ اٹھالیں' اور سیدھی راہ پر نہ آئیں۔

مشرکوں کا توحید سے فرار: پھر فرمایا جب آپ توحید کی آیت پڑھنے لگتے ہیں تو مشرک ناک بھوں چڑھا کر پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں فرمایا وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ (زمر ۳۹:۴۵) جب صرف اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو جن کا آخرت پر ایمان نہیں ان کے دل بھچنے لگتے ہیں' اور جب غیروں کا ذکر ہوتا ہے تو وہ کھل اٹھتے ہیں اور وہ یہ سننا گوارا نہیں کرتے اس سے ابلیس اور اس کا لشکر بڑا چراغ پا ہوتا ہے' لیکن اللہ تو یہ کلمہ پھیلائے بغیر نہیں رہے گا اور دشمنوں پر اس کا غلبہ کر کے ہی رہے گا' یہ تو مبارک کلمہ ہے کہ اس سے بیر رکھنے والا جہنمی ہے اور اس کیلئے جنگ کرنے والا غیبی امداد سے مالا مال ہو جاتا ہے' اس جزیرے کے مسلمان جانتے ہیں کہ یہ کلمہ آناً فاناً تمام جگہ پھیل گیا اور طرح طرح کی جماعتیں اس کے حلقہ بگوش ہو گئیں' جو پہلے نہ کلمہ خواں تھیں اور نہ اسے پہچانتی تھیں۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى

اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿٤٧﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ

الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾

جب یہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہمیں خوب معلوم ہے جس غرض سے یہ سنتے ہیں اور جس وقت یہ سرگوشیاں کرتے ہیں جب کہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو اس کی پیروی کر رہے ہو جو مخبوط الحواس ہے' ذرا دیکھئے تو یہ آپ کے لیے کیسے کیسے القاب بیان کر رہے ہیں' اب تو یہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ راہ نہیں پا سکتے۔

رحمت عالم ﷺ پر جادو کا الزام: (۴۷'۴۸) رحمت عالم ﷺ کی قرأت سنتے وقت مشرکوں کی باہمی سرگوشی کا بیان ہے کہ یہ آپ کے بارے میں چپکے چپکے کہہ رہے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرنا چاہتے ہو جو سراسر آسیب زدہ اور مخبوط الحواس ہے۔

مسحور کہنے سے یہاں مشرکوں کی یہ مراد ہے کہ یہ شخص آسیب زدہ ہے اور جو کلام یہ پیش کرتا ہے اسے کوئی جن پڑھا جاتا ہے کوئی آپ کو شاعر کوئی کاہن کوئی دیوانہ اور کوئی آسیب زدہ کہا کرتا تھا۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ یہ بدبخت آپ کے لیے کیسے کیسے لقب تجویز کر رہے ہیں' اور گمراہ ہو رہے ہیں۔

تین مشرکوں کا چھپ کر رحمت عالم ﷺ کی قرأت سننا: زہریؒ کہتے ہیں ایک رات ابوسفیان' ابوجہل اور اخنس آپ کی قرأت سننے کے لیے نکلے' آپ گھر میں رات کو قرآن پڑھ رہے تھے' یہ تینوں چھپ کر اس طرح نکلے کہ کسی کو کسی کے آنے کی خبر نہ ہو اور آپ سے قرآن سن لیں' پھر صبح صادق کے وقت ہر ایک نے اپنے اپنے گھر کا رخ کیا۔

اتفاق سے راہ میں تینوں مل گئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ آئندہ ایسا ہرگز مت کرنا' ورنہ اگر کسی نادان کو خبر لگ گئی تو نہ معلوم کیا خیال کرنے لگے' دوسری رات پھر یہ تینوں ایک دوسرے سے چھپ کر آپ سے قرآن سنتے رہے اور صبح کے وقت گھر کو چل دیے۔ آج بھی سب کی مڈبھیڑ ہوگئی اور لے دے کے بعد پھر حسب سابق ایسا نہ کرنے کی تاکید کرنے لگے' تیسرے دن پھر یہی واقعہ پیش آیا' آج انہوں نے آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کر لیا' صبح کو اخنس اپنی چھڑی لے کر ابوسفیان کے پاس پہنچا' پوچھا محمد ﷺ سے جو کچھ سنا اس کے بارے میں آپکی رائے کیا ہے' بولا اللہ کی قسم میں نے وہ باتیں بھی سنیں جو مجھے معلوم تھیں اور ان کا مفہوم خوب سمجھتا تھا اور نامعلوم باتیں بھی سنیں جن کی مراد میں نہ سمجھ سکا' اخنس نے بھی قسم کھا کر کہا کہ میرا بھی یہی حال ہے پھر ابوجہل کی رائے پوچھی بولا ہم اور عبد مناف کی اولاد مدت سے شرافت و سیادت میں جھگڑتے چلے آتے ہیں' انہوں نے محتاجوں کو کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا' انہوں نے غریبوں کو سواریاں دیں تو ہم نے بھی دیں' اور انہوں نے بخشش کی تو ہم نے بھی کی' آخر کار جب ہم دونوں نے گھڑ دوڑ کے گھوڑوں کی طرح گھٹنے ٹیک دیے اور کسی عزت کی بات میں کوئی کسی سے پیچھے نہ رہا تو انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم میں ایک نبی ہے' جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے بھلا ہم ایسا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں اللہ کی قسم ہم کبھی بھی اس پر ایمان لانے والے نہیں' یہ سن کر اخنس چلا آیا۔ (ابن اسحاق)

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ
فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾

انہوں نے کہا جب ہم مر کر ہڈیاں اور چورا بن جائیں گے تو کیا ہم ازسرنو زندہ کر دیے جائیں گے' آپ فرما دیں کہ تم پتھر یا لوہا بن جاؤ یا کوئی اور مخلوق بن جاؤ جو تمہیں بہت سخت معلوم ہو' پھر یہ پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا' آپ فرما دیں کہ وہ وہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا یہ سن کر وہ آپ کے سامنے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ ایسا کب ہوگا' فرما دیں ممکن ہے کہ وہ قریب ہی آ لگا ہو (ایسا جب ہوگا) جب اللہ تم کو پکارے گا اور تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کا فرمان بجا لاؤ گے اور یہ خیال کرو گے کہ ہم بہت ہی کم رہے۔

زندگی بعد الموت کو نہ ماننے والوں کی تردید: (۴۹) ان کی تردید ہے جو انکار کے طور پر آپ سے پوچھا کرتے تھے کہ جب ہم بوسیدہ ہڈیاں اور غبار جیسی مٹی بن جائیں گے تو کیا قیامت کے دن ہم کو پھر ازسرنو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا' جب کہ ہم گل سڑ کر نابود بھی ہو جائیں گے اور ہمارا نشان تک باقی نہ رہے گا فرمایا يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا (نازعات ۷۹: ۱۰ تا ۱۲) کہتے ہیں کیا ہم پھر پہلی حالت میں لوٹا دیے جائیں گے کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے اس صورت میں تو یہ واپسی ہمارے لیے بڑی ٹوٹے والی ہوگی (۲) وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا (یٰس ۳۶: ۷۸ تا ۷۹) اس نے ہماری مثال بیان کی اور اپنی پیدائش بھول گیا کہنے لگا کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ آپ فرما دیں انہیں وہی زندہ فرما دے گا جس نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا تھا وہ تو ہر طرح کے پیدا کرنے کو خوب جانتا ہے۔

(۵۰) یعنی تم پتھر یا لوہا یا کوئی اس سے بھی زیادہ سخت چیز بن جاؤ یا پہاڑ یا زمین یا آسمان بلکہ جو تمہارا جی چاہے بن جاؤ' اللہ کے لیے تمہارا زندہ کرنا مشکل نہیں' جب وہ کسی معدوم چیز کے وجود کا ارادہ کرتا ہے تو اسے وجود میں لے آتا ہے تم جو چاہو بن جاؤ اللہ تم کو ضرور زندہ کر دے گا۔

پتھر یا لوہا بن جانے کے بعد کون زندہ کرے گا: (۵۱) یعنی جب ہم پتھر یا لوہا یا اس سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز بن جائیں گے تو پھر ہمیں کون زندہ کرے گا؟ آپ جواب دیں کہ جس نے تم کو عدم سے وجود بخشا وہی تم کو زندہ بھی کرے گا خواہ تم کچھ ہی کیوں نہ بن جاؤ فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (روم ۳۰: ۲۷) اسی نے پیدائش کا آغاز کیا تھا۔ پھر وہی دوبارہ پیدا کر دے گا اور دوبارہ پیدا کرنا تو بہت ہی آسان ہے پھر فرمایا کہ وہ اپنا سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ ایسا کب ہوگا یعنی بطور مذاق کے سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے کہ ایسا کب ہوگا۔ ہماری عقل میں تو یہ بات آتی نہیں' قرآن میں کئی جگہ آیا ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو اس وقت بتاؤ' فرمایا يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا الخ (شوریٰ ۴۲: ۱۸) قیامت پر ایمان نہ لانے والے اس کی جلدی مچا رہے ہیں' پھر فرمایا کہ آپ فرما دیں کہ عجب نہیں وہ قریب ہی آ پہنچی ہو لہٰذا ڈر جاؤ جو آنے والی چیز ہے اسے قریب ہی سمجھو وہ ایک نہ ایک دن ضرور آ جائے گی۔

رب کی آواز سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوں گے: (۵۲) جس دن تمہارا رب تم کو آواز دے کر بلائے گا فرمایا ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ الخ (روم ۳۰: ۲۵) پھر جب وہ تم کو پکار کر زمین سے بلائے گا تو تم دفعۃً نکل پڑو گے جب آواز پڑے گی تو قبروں سے نکلے بغیر چارا نہ ہوگا نہ کوئی رب کی مخالفت کر سکتا ہے اور نہ کوئی رب کے حکم کو ٹال سکتا ہے' فرمایا وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ الخ (قمر ۵۴: ۵۰) ہمارا حکم تو یکبارگی آنکھوں کے جھپکنے کی طرح ہو جائے گا۔

قبروں سے اٹھ کر دنیوی زندگی کچھ بھی معلوم نہیں ہوگی: پھر فرمایا جس دن تم قبروں سے اٹھو گے تو خیال کرو گے کہ دنیا میں تھوڑی سی دیر ہی ٹھہرے فرمایا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا الخ (نازعات ۷۹: ۴۶) جس دن یہ اسے دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا گویا دنیا میں صرف ایک دن کے آخری یا اول حصہ میں ٹھہرے (۲) يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ الخ (طٰہٰ ۲۰: ۱۰۳' ۱۰۴) جس دن صور پھونکا جائے گا اس دن ہم مجرموں کو نیلی آنکھ والے بنا کر جمع کریں گے یہ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے کہ تم صرف دس دن رہے ہو گے' ہمیں وہ مدت خوب معلوم ہے جس کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں اتنے میں ان میں سے زیادہ صحیح رائے والا کہے گا تم صرف ایک دن رہے ہے فرمایا وَيَوْمَ تَقُوْمُ الخ (روم ۳۰: ۵۵) جس دن قیامت آئے گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ وہ صرف ایک گھڑی رہے یہ اسی طرح الٹے چلا کرتے تھے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

آپ میرے بندوں سے فرما دیں کہ وہ ایسی بات زبان سے نکالا کریں جو بہترین ہو۔ دیکھو شیطان لوگوں میں بگاڑ ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

گفتگو محبت و پیار سے اور ادب سے کی جائے: (۵۳) رحمت عالم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ مسلمانوں سے فرما دیں کہ وہ اچھے اور خوبصورت الفاظ میں ادب وتہذیب سے اور پیارے لہجے میں دوسروں کو سمجھایا کریں ورنہ شیطان آ کودے گا اور سر پھٹول کرادے گا' گفتگو سے ہاتھا پائی پر نوبت آ جائے گی اور لڑائی ہو جائے گی یاد رکھو شیطان انسان کا دشمن ہے' اس کی عداوت آدمؑ کے زمانے سے چلی آتی ہے' جو بالکل ظاہر ہے اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی مسلمان کسی ہتھیار سے کسی مسلمان کی طرف اشارا نہ کرے' کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان اسے جھٹکا دے دے اور ہتھیار مسلمان کے لگ جائے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا خبردار تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ تم کو کیا خبر کہ شیطان اس سے ہتھیار لگا دے اور یہ آگ کے گڑھے میں گر جائے (تا)۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

تمہارا رب تمہیں بہتر جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تم پر اپنا رحم کر دے یا اگر چاہے تو تم پر عذاب کر دے' اور ہم نے آپ کو ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا' اور آپکا رب ان کا حال بھی خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں' بلاشبہ ہم نے بعض نبی کو بعض پر فضیلت دی' اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

پیغمبر کا کام صرف پہنچا دینا ہے منوانا نہیں: (یعنی رب کو خوب معلوم ہے کہ تم میں سے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون نہیں اگر وہ چاہے تو تم پر اپنا رحم فرمائے اور تم کو اپنی فرماں برداری کی اور گناہوں سے توبہ کی توفیق عنایت فرما دے' یا اگر وہ چاہے تو تم کو توفیق توبہ عطا نہ فرمائے اور تم کو سزا دے دے اے رحمت عالم ﷺ ہم نے آپ کو لوگوں کا ذمہ دار بنا کر مبعوث نہیں فرمایا ہم نے تو آپ کو صرف جھنجھوڑ کر جگا دینے والا بنا کر بھیجا ہے اب جو آپ کی اطاعت کرے گا وہ جنتی ہے ورنہ جہنمی ہے۔

اللہ کو مطیع و غیر مطیع کے مراتب خوب معلوم ہیں: (۵۵) یعنی آپ کا رب آسمان و زمین والوں کے فرمابرداری و نافرمانی میں مرتبوں کو خوب جانتا ہے۔

انبیاء میں بعض کو بعض پر برتری ہے: پھر فرمایا کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے چنانچہ فرمایا تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا الخ (بقرہ ۲: ۲۵۳) یہ وہ رسول ہیں جن کے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے کلام کیا اور اللہ نے بعض کے درجے بلند فرمائے یہ آیت بخاری و مسلم کی اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو' کیونکہ اس سے محض عصبیت کی بنا پر فضیلت مراد ہے وہ فضیلت مراد نہیں جو دلیل سے ثابت ہو' اگر کوئی مضبوط دلیل کسی چیز کے ثبوت پر موجود ہو تو پھر اس کی پیروی کی جانی ضروری ہے۔

رحمت عالم ﷺ افضل الانبیاء ہیں: بالاتفاق رحمت عالم ﷺ اولوالعزم پیغمبروں میں افضل ہیں پھر آپ کے بعد ابراہیمؑ' پھر موسیٰؑ اور پھر عیسیٰؑ ہیں۔

پھر یہ فرما کر کہ ہم نے داؤد کو زبور دی ان کی فضیلت و سیادت کی طرف اشارا فرمایا گیا' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا داؤدؑ پر زبور اس قدر آسان کر دی گئی تھی کہ آپ حکم فرماتے کہ جانور پر زین کسی جائے اور زین کسی جانے سے پہلے پہلے ساری زبور پڑھ لیا کرتے تھے۔ (ب)۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾

آپ فرما دیں کہ تم جن غیروں کو اللہ کو چھوڑ کر معبود مانتے ہو انہیں پکارو' وہ تم سے نہ تو کوئی تکلیف ہی دور کر سکتے ہیں اور نہ اسے بدل ہی سکتے ہیں' جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو خود ہی اپنے رب کے قرب کے متلاشی رہتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں' واقعی آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے ہی۔

جھوٹے معبود نفع نقصان پر قادر نہیں: (۵۶) یعنی آپ ان مشرکوں سے فرما دیں جو غیر اللہ کے پرستار ہیں کہ تم اپنے دیوی دیوتاؤں کو پکارو اور ان کی طرف متوجہ ہو کر دیکھو کیا یہ تمہارے کسی کام آ سکتے ہیں۔ یقین مانو یہ تو نہ تم سے کوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ کسی کے اوپر تمہاری تکلیف ڈال سکتے ہیں ان چیزوں پر قادر تو اللہ ہی ہے جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں جس کے اختیار میں مخلوق ہے اور جس کا حکم کائنات پر چلتا ہے۔

فرشتے مسیح اور عزیر خود اللہ کے قرب کے متلاشی ہیں: مشرک کہتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو مسیح کو اور عزیز کو پوجتے ہیں حالانکہ یہ خود اللہ کی نزدیکی کے متلاشی ہیں، عبداللہ فرماتے ہیں مشرک جن جنوں کے پرستار تھے، وہ مسلمان ہو گئے تھے مگر یہ مشرک اب تک اپنے شرک پر اڑے ہوئے تھے، ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ آیت ان عربوں کے بارے میں اتری جو جنوں کے پرستار تھے پھر جن تو مسلمان ہو گئے اور ان کے پجاریوں کو ان کے اسلام کی خبر بھی نہ ہوئی۔

خوف ورجا کا بیان: (۵۷) پھر فرمایا کہ وہ امیدوار رحمت ہیں اور عذاب سے سہمے ہوئے ہیں دراصل تکمیل عبادت خوف و رجا ہی سے ہوتی ہے، خوف سے انسان گناہوں سے باز رہتا ہے اور امید سے نیکیاں کثرت سے کرتا ہے، پھر فرمایا کہ آپ کے رب کا عذاب اسی لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے، اللہ سب مسلمانوں کو اپنے عذاب سے پناہ دے (اور راقم الحروف کو بھی اپنی رحمت و مغفرت میں چھپا لے) آمین۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

اور (کافروں کی) ایسی کوئی آبادی نہیں جسے ہم قیامت سے پہلے پہلے تباہ نہ کر دیں یا اسے سخت سزا نہ دیں یہ بات کتاب میں مندرج ہے۔

قیامت سے پہلے کافروں کی ہر بستی تباہ ہو جائے گی: (۵۸) لوح محفوظ کی تحریر کا بیان اس آیت میں ہے کہ کافروں کی ہر بستی پر تباہی آنے والی ہے کہ اس کے تمام باشندے عذاب سے تباہ کر دیے جائیں گے، قتل کا عذاب بھیجا جائے گا یا جس عذاب کو اللہ چاہے بھیج دے، دراصل تباہی اور عذاب نافرمانیوں اور گناہوں کی وجہ سے آتا ہے، جیسا کہ اللہ نے گزشتہ قوموں کے بارے میں فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ الخ (ھود ۱۱:۱۰۱) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنے اوپر خود ہی ظلم کیا فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا الخ (طلاق ۶۵:۹) غرضیکہ انہوں نے اپنے عملوں کا وبال چکھ لیا اور ان کا انجام کار نقصان ہی ہوا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

ہمیں معجزے بھیجنے سے اسی بات نے روکا کہ انہیں پہلے لوگوں نے جھٹلا دیا تھا ہم نے ثمودیوں کو نشانی کے طور پر اونٹنی دی، مگر انہوں نے اس پر ظلم توڑا ہم ڈرانے ہی کے لیے نشانیاں بھیجتے ہیں۔

حسب خواہش معجزوں کا مطالبہ: (۵۹) مکہ کے مشرکوں نے رحمت عالم ﷺ سے کہا کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے پہلے بہت سے نبی گزرے ہیں کسی کے تابع ہوا تھی اور کوئی مردے زندہ کر دیتا تھا اگر آپ کو ہمارے ایمان لانے کی اور اپنی تصدیق کرانے کی تمنا ہے تو آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے لیے صفا پہاڑ سونے کا بنا دے اس پر آپ کے پاس آسمان سے وحی آئی کہ میں ان لوگوں کی باتوں کو سن چکا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم ان کی مرضی کے مطابق صفا کو سونا بنا دیں لیکن اگر یہ پھر بھی ایمان نہیں لائے تو عذاب اتر آئے گا کیونکہ نشانی اتر آنے کے بعد مہلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور اگر آپ کو تاخیر و موقعہ دینا منظور ہو تو ہم ایسا کریں اور انہیں سوچنے کا موقعہ دے دیں آپ نے فرمایا کہ اے رب انہیں سوچنے کا موقعہ عطا فرما۔

اسی وجہ سے اللہ نے یہاں فرمایا کہ معجزہ بھیجنے میں ہمیں بجز اس کے کوئی رکاوٹ نہیں کہ معجزہ آ جانے پر تم اسے جھٹلاؤ گے اور تم پر عذاب آ جائے گا معجزہ لے آنا تو ہمارے لیے بہت آسان ہے مگر پہلے لوگوں نے پہلے معجزے مانگے پھر جب معجزے آ گئے تو انہوں نے ان کو جھٹلا دیا اور ان پر ہمارا عذاب حسب دستور آ گیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے فرمایا قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا الخ (مائدہ ۵: ۱۱۵) اللہ نے فرمایا میں تم پر خوان نعمت اتارنے والا ہوں لیکن تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں آج تک کسی کو ایسا عذاب نہ ہوا ہوگا۔ اللہ نے ثمودیوں سے (جبکہ ان کے سوال کے مطابق صالح کی دعا سے ایک معین چٹان سے ایک اونٹنی پیدا ہوئی پھر جب انہوں نے اس پر ظلم کیا اللہ کی نافرمانی کی اس کے رسول کو جھٹلایا اور اونٹنی کو قتل کر ڈالا فرمایا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ الخ (ھود ۱۱: ۶۵) تین دن اپنے اپنے گھروں میں اور فائدہ اٹھا لو یہ وعدہ خلاف ہونے والا نہیں یہاں فرمایا کہ ہم نے ثمودیوں کو بطور نشانی کے اونٹنی دی لیکن انہوں نے اس پر ظلم توڑا یعنی اس نشانی سے خالق کی یکتائی اور رسول کی سچائی پہنچانی جاتی تھی لیکن انہوں نے رب کی اس نعمت کی ناشکری کی اور اونٹنی کو پانی نہیں پینے دیا اور اسے قتل کر ڈالا آخر کار اللہ نے ان سے انتقام لیا اور سب کو تباہ کر ڈالا پھر فرمایا کہ ہم نشانیاں تو ڈرانے ہی کے لیے بھیجا کرتے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝ۧ

ع ۶

اور جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور ہم نے جو منظر آپ کو دکھلایا تھا اسے اور جس درخت کی قرآن میں برائی کی گئی ہے اسے ہم نے ان دونوں کو لوگوں کے لیے آزمائش کا سبب بنا دیا ہم انہیں ڈراتے رہتے ہیں لیکن یہ ڈراوا ان کی سرکشی میں اضافہ ہی کرتا ہے۔

ترغیب تبلیغ و بشارت حفاظت: (۶۰) رسول ﷺ کو تبلیغ کی ترغیب اور حفاظت کی ذمہ داری کی بشارت ہے کہ اللہ تمام کائنات پر قادر ہے اور سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں لوگوں کو گھیرنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو ان سے محفوظ کر دیا جائے۔

عجائبات معراج آزمائش تھے: پھر فرمایا کہ ہم نے شب معراج آپ کو جو منظر دکھایا وہ لوگوں کے لیے آزمائش تھی ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ رؤیا آنکھوں دیکھا واقعہ تھا جو رحمت عالم ﷺ کو شب معراج پیش آیا تھا یعنی خواب نہ تھا (ب) معراج کی کچھ

حدیثیں آغاز سورت میں گزر چکی ہیں اوپر یہ بھی بیان ہو چکا کہ کچھ لوگ اسلام سے پھر بھی گئے تھے کیونکہ ان کے دلوں میں معراج کا واقعہ نہ سما سکا اور اسے اپنی جہالت و نادانی سے جھٹلا بیٹھے' جب کہ یہی واقعہ دوسروں کے لیے ثابت قدمی کا' ایمان کی مضبوطی کا اور یقین کا باعث بن گیا۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ اس سے لوگوں کی آزمائش ہوگئی۔

شجر مذمومہ: جس درخت کی برائی قرآن میں آئی ہے وہ زقوم کا درخت ہے جب آپ نے لوگوں کو خبر دی کہ میں نے جنت وجہنم دونوں کو دیکھا اور درخت زقوم کو بھی دیکھا تو لوگوں نے آپ کو جھٹلایا بلکہ ابوجہل نامراد نے تو یہاں تک کہا کہ کھجور اور مکھن لے آؤ' پھر وہ کھجوریں مکھن سے کھانے لگا اور کہنے لگا آؤ دونوں کو ملا کر کھاؤ ہم تو اس کے سوا اور دوسرا زقوم جانتے نہیں تزقم کے معنی کھجور کو مکھن سے ملا کر کھانے کے ہیں زقوم یعنی کھجور و مکھن ملے جلے) پھر فرمایا کہ ہم کافروں کو اپنے عذابوں اور ڈراووں سے ڈرا رہے ہیں لیکن ان کی کفر و گمراہی اور سرکشی اور طغیانی بڑھتی ہی جا رہی ہے ان پر اللہ کی طرف سے یہ ذلت چھائی ہوئی ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَءَيْتَكَ هَٰذَا ٱلَّذِى كَرَّمْتَ عَلَىَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُۥٓ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو بجز ابلیس کے سب نے سجدہ کیا' اس نے کہا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے کیچڑ سے پیدا کیا ہے بولا بھلا بتا تو یہ شخص جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ اگر تو نے قیامت تک مجھے ڈھیل دے دی تو میں اس کی تمام اولاد کو علاوہ چند لوگوں کے اپنے بس میں کرلوں گا۔

انسان سے شیطان کی قدیمی دشمنی ہے: (۶۱'۶۲) شیطان کی آدمؑ سے اور بنی نوع انسان سے دشمنی پرانی ہے اور آدمؑ کے زمانے ہی سے چلی آ رہی ہے کیونکہ اللہ نے فرشتوں کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا' رب کا حکم سنتے ہی سب سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے غرور کیا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا' اس نے خود کو تو بڑا اور آدمؑ کو حقیر جانا اور کہنے لگا کہ میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا' کہا أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ الخ (اعراف ۷:۱۲) میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا' پھر نامراد کی بے حیائی ملاحظہ ہو کہ کمال ڈھیٹ پنے سے کہہ رہا ہے کہ اگر تو نے اسے مجھ پر فضیلت دی ہے تو کیا ہے میں بھی اس کی اولاد پر علاوہ چند لوگوں کے چھا جاؤں گا میں اسے گمراہ کردوں گا اور اسے راہ راست سے پھیردوں گا بشرطیکہ تو نے مجھے قیامت تک کے لیے ڈھیل دے دی اللہ کی بردباری اور ڈھیل اور اس نامراد کی ڈھٹائی اور گستاخی ملاحظہ کرنیکی چیز ہے جیسا کہ آگے بیان آ رہا ہے۔

قَالَ ٱذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾ وَٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى ٱلْأَمْوَٰلِ وَٱلْأَوْلَٰدِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

فرمایا جا اولاد آدم سے جو شخص بھی تیری پیروی کرے گا تو جہنم تمہاری جزا ہے جو پورا پورا بدلہ ہے اور ان میں سے جس جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا کر لے آ اور ان کے مال و اولاد میں اپنی شرکت کر لے اور ان سے جھوٹے وعدے کر لے اور شیطان ان سے جھوٹے ہی وعدے کرتا ہے' یقین مان میرے بندوں پر تیرا بس نہ چلے گا' اور آپ کا رب کارساز ہونے میں کافی ہے۔

شیطان کو مہلت اور جہنم کی وعید: (۶۳) چونکہ شیطان نے ڈھیل مانگی تھی اس لیے اللہ نے اس سے فرمایا جا میں نے تجھے ڈھیل دے دی اور دوسری جگہ فرمایا فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ الخ (ص ۳۸: ۸۰'۸۱) تو ڈھیل دے دیا گیا ہے جس کی ایک مقررہ مدت ہے' پھر اللہ نے اسے اور اس کے ماننے والے اولاد آدم کو جہنم کی دھمکی دی اور فرمایا کہ جا تو اور تیرے ماننے والے سب جہنم کے ایندھن ہیں جو ان کی نافرمانیوں کا پورا پورا بدلہ ہے۔

باجے گاجے شیطان کی آواز ہیں: (۶۴) یعنی اپنی رنگ برنگ کی آوازوں سے جسے چاہے بہکا لے اس سے گانے باجے اور دیگر لہو ولعب کی چیزیں مراد ہیں جو آواز اللہ کی نافرمانی کی طرف بلائے وہی شیطانی آواز ہے پھر فرمایا کہ اپنے سوار اور پیادے ان پر چڑھا لا اور مقدور بھر ان پر چھا جا اور ان پر اپنا اقتدار جما لے یہ حکم نہیں ہے بلکہ تکوینی امر مراد ہے جیسے اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ الخ (مریم ۱۹: ۸۳) کیا آپ کو معلوم نہیں ہم نے شیطانوں کو کافروں پر آزمانے کے لیے) چھوڑ رکھا ہے کہ وہ انہیں خوب ابھارتے رہتے ہیں یعنی شیطان انہیں ہر وقت گناہوں پر آمادہ کرتے رہتے ہیں۔

شیطانی لشکر: جو گناہوں کے لیے سواری پر یا پیدل چل کر جائے وہ شیطانی لشکر ہے اور کچھ جن اور کچھ انسان شیطان کے سوار اور پیادے ہیں جو اسے مانتے ہیں۔

مال اور اولاد میں شیطان کا حصہ: پھر فرمایا کہ ان کی دولت اولاد میں اپنا ساجھا کر یعنی انہیں اس بات پر آمادہ کر کہ وہ مال اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں بلکہ نافرمانیوں پر خرچ کریں' سود کھائیں' حرام طریقوں سے کمائیں' اور حرام جگہ خرچ کریں' یہ بھی ساجھا ہے کہ مشرکوں نے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ حرام کر لیے ہیں اولاد شیطان کا حصہ یہ ہے کہ حرام کی اولاد ہو یا حلال کی اولاد ہو مگر اسے قتل کر ڈالا گیا ہو یا زندہ درگور کر دیا گیا ہو اولاد مال میں یہ بھی شرکت ہے کہ انہیں مشرک یا یہودی یا عیسائی بنا لیا جائے' غیر اسلامی رنگ میں رنگ دیا جائے اور مال میں کچھ حصہ شیطان کا مقرر کر دیا جائے اولاد آدم کا نام عبدالحارث' عبدالشمس' پیر بخش وغیرہ رکھ دیا جائے' بہرحال جس صورت سے بھی کسی نے شیطان کو اپنی اولاد اور دولت میں داخل کیا ہو اسی سے شیطانی شرکت ثابت ہو جاتی ہے' خواہ نام شرکیہ رکھا ہو یا اسلام کے علاوہ کسی اور دین میں داخل کیا ہو یا زنا کیا ہو یا اسے قتل کیا ہو یا اسے زندہ درگور کر ڈالا ہو سب شیطانی باتیں ہیں' شرکت اپنے عموم پر ہے لہٰذا ہر وہ چیز جس میں یا جس کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو یا اس میں یا اس کی وجہ سے شیطان کی پیروی کی گئی ہو' وہی شیطان کا ساجھا ہے۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو توحید پر پیدا کیا' پھر شیطان ان کے پاس آیا اور انہیں بہکا دیا اور جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کر دی تھیں' وہ اس نے ان پر حرام کر دیں' (م) (۲) اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے' اور یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو شیطان سے بچا تو اگر اس صحبت میں ان کے مقدر میں اولاد ہو گی تو شیطان اسے کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (ق)۔

شیطان کے وعدے جھوٹے ہی ہوتے ہیں: پھر فرمایا تو ان سے وعدے کر اور شیطان تو جھوٹے ہی وعدے کرتا ہے فرمایا وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الخ (ابراہیم ۱۴:۲۲) قیامت کے دن جب حق و انصاف سے فیصلہ ہو گا اور حق ظاہر ہو جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جھوٹا میرا تم پر کوئی زور نہ تھا' ہاں میں نے تم کو آواز دی تھی تم نے میری آواز قبول کر لی' اب تم مجھے برا نہ کہو خود اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو' آج نہ میں تمہارے کام آ سکتا ہوں اور نہ تم میرے میں تو خود تمہارے اس کام سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے دنیا میں اللہ کا شریک جانتے تھے۔

شیطان سے اللہ مومنوں کی حفاظت کرتا ہے: (۶۵) اللہ اپنے مومن بندوں کی مدد فرماتا ہے اور شیطان لعین سے انکی حفاظت کرتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ تمہارا مددگار و محافظ اللہ کا ہونا کافی ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یاد رکھو مومن اپنے شیطان کو اس طرح لاغر کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص سفر میں اپنا اونٹ دبلا کر دیتا ہے' یا اونٹ کی طرح اپنے قابو میں کر لیتا ہے (الف)۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾

تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لیے دریا میں کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اس کی روزی کو ڈھونڈو' بلاشبہ اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

کشتیاں اللہ کی مہربانی کی نشانیاں ہیں: (۶۶) اللہ لوگوں پر اپنی مہربانی کا اظہار فرما رہا ہے کہ اس نے دریا میں کشتیاں اپنے بندوں کے قبضے میں دے دیں اور اپنے بندوں کے فائدے کے لیے انہیں آسان سے آسان تر بنا دیا تاکہ وہ ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کر کے تجارتی فوائد حاصل کر سکیں چونکہ اللہ کا ان پر فضل و کرم اور مہربانی ہے اس لیے اس نے ایسا کیا۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾

اور جب تم کو سمندر میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو تم جن کو پکارتے تھے وہ سب گم ہو جاتے ہیں بجز ایک اللہ کے' پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو تم اعراض کرنے لگتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آڑے وقت اللہ ہی یاد آتا ہے: (۶۷) یعنی جب لوگوں کو سمندر میں کوئی تکلیف پیش آتی ہے تو پورے خلوص کے ساتھ اللہ ہی کی طرف متوجہ ہو کر اسی کو پکارتے ہیں اور ان کے دلوں سے اللہ کے سوا اور دیگر معبود نکل جاتے ہیں۔

عکرمہ کا واقعہ: جیسا کہ عکرمہ بن ابی جہل کو اتفاق ہوا جب وہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ سے چھپ کر بھاگا اور ملک حبشہ

جانے کے لیے کشتی میں سوار ہو گیا تو اتنے میں تیز و تند ہوا چلنے لگی اور کشتی ڈانواں ڈول ہونے لگی کشتی والوں نے کہا کہ آج یہی بات کام آئے گی کہ تم اللہ ہی سے رو رو کر دعائیں مانگو' عکرمہ نے دل میں سوچا کہ جب سمندر میں اللہ ہی کی توحید نجات بخشتی ہے تو خشکی میں بھی وہی کام آ سکتی ہے اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اگر تو مجھے اس مصیبت سے بچا لے گا تو میں سیدھا مکہ جاؤں گا اور اپنا ہاتھ رحمت عالم ﷺ کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں آپ کو بڑا ہی مہربان و شفیق پاؤں گا' چنانچہ کشتی سمندر سے صحیح سالم ساحل پر آ لگی اور لوگ بچ گئے' بچ کر عکرمہ رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں گئے اور اسلام لے آئے اور اسلام لا کر شاندار کارنامے انجام دیے۔

انسان عافیت کی حالت میں اللہ کو بھول جاتا ہے: فرمایا پھر جب اللہ نے تم کو بچا لیا اور تم صحیح سالم ساحل پر آ گئے تو سمندر میں جس توحید کی معرفت نصیب ہوئی تھی اس کو بھول بیٹھے اور تنہا اللہ کو پکارنے سے تم نے اعراض کیا' انسان کی طبیعت ہی میں ناشکری داخل ہے کہ وہ رب کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے' بلکہ ان کو مانتا بھی نہیں' مگر جسے اللہ شکر کی توفیق بخشے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾

تو کیا تم اس بات سے نڈر ہو کہ اللہ تم کو خشکی کے ایک گوشے ہی میں دھنسا دے یا تم پر آسمان سے پتھر برسا دے پھر تم اپنا کوئی کارساز نہ پاؤ۔

کیا خشکی پر اللہ کا عذاب نہیں آ سکتا؟: (۶۸) یعنی کیا تم خشکی پر آ کر اللہ کے عذاب سے محفوظ ہو گئے؟ کیا اللہ تعالیٰ تمہیں اس خشکی کے کسی حصے میں دھنسا نہیں سکتا' یا اللہ تم پر آسمان سے پتھر نہیں برسا سکتا فرمایا (۱) اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا الخ (قمر ۵۴: ۳۴) ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا علاوہ لوطؑ کے متعلقین کے کہ ہم نے ان کو سحر کے وقت بچا لیا (۲) وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً الخ اور ہم نے ان پر مٹی کے پتھر برسائے (۳) ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ الخ (ملک ۶۷: ۱۶' ۱۷) کیا تم آسمان والے سے اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے پھر وہ یک بہ یک حرکت کرنے لگے یا تم آسمان والے سے اس سے بے خوف ہو کہ وہ تم پر پتھر برسا دے' پھر تمہیں معلوم ہو جائے کہ آخر وہی انجام ہوا جو ڈرانے والے نے بتایا تھا۔

مجرم کا کوئی ساتھ نہیں: پھر فرمایا کہ تم اپنے لیے کوئی مددگار نہ پاؤ گے جو تم سے اللہ کا عذاب ہٹا دے اور تمہیں اس ہولناک مصیبت سے بچا لے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾

یا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں پھر دوسری دفعہ دریا ہی میں لوٹا دے اور تم پر تیز ہوا کے جھکڑ بھیج دے پھر تمہیں ناشکری کی وجہ سے غرق کر دے پھر اس پر تمہیں ہمارا پیچھا کرنے والا کوئی نہ ملے۔

توحید کے منکروں کو تنبیہ: (۶۹) اے انکار پسندو تم سمندر میں ہماری توحید کا اقرار کر لینے کے بعد کیوں خشکی میں اس کا انکار کرتے ہو کیا یہ ممکن نہیں کہ اللہ پھر تمہیں دریا کے سفر کا شوق دے اور تم کشتی یا جہاز پر سوار ہو جاؤ پھر وہ تم پر ایک ایسی تیز ہوا کے جھکڑ بھیج دے جو تمہاری کشتی ڈانواں ڈول کر کے ڈبو دے۔ قاصف سمندری ہوا کا ایک ہولناک جھکڑ جو جہاز کو توڑ کر لوگوں کو غرق کر دے' یعنی اللہ تم کو تمہارے کفر و اعراض کی وجہ سے ڈبو دے' پھر تم اس سلسلے میں ہمارا پیچھا کرنے والا کوئی نہ پا سکو نہ تم کو کوئی ایسا مددگار مل سکے جو تمہارے بعد تمہارے انتقام لے لے' ہمارا تو کوئی بھی تعاقب نہیں کر سکتا' بھلا کس کی مجال ہے جو ہماری طرف انگلی بھی اٹھا سکے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع

واقعی ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ہم نے انہیں خشکی اور تری میں سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ روزی دی' اور ہم نے اپنی بہت سی مخلوق پر ان کو زبردست برتری بخشی۔

انسان کی شرف و بزرگی کا بیان: (۷۰) انسان کی شرف و بزرگی کا بیان ہے کہ اللہ نے اسے بہترین ہیئت اور کامل ترین صورت بخشی چنانچہ فرمایا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ (تین ۹۵:۵) دیکھو ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے انسان اپنے دونوں پیروں پر سیدھا کھڑا ہو کر چلتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر کھاتا ہے اور جانور ہاتھوں اور پیروں پر چلتے ہیں اور منہ سے اٹھا کر کھاتے ہیں پھر انسان کے کان آنکھ اور دل بنائے گئے کہ ان سے وہ سمجھتا ہے فائدہ اٹھاتا ہے اچھی بری چیزوں میں امتیاز کرتا ہے ان کے فائدے اور خاصے جانتا ہے اور ان کے نقصانات پہچانتا ہے۔ اور دنیوی اور دینی کاموں کے نقصانات و فوائد سمجھتا ہے۔

خشکی کی سواریاں: پھر فرمایا کہ ہم نے خشکی میں انہیں سواریاں دیں مثلاً اونٹ' گھوڑے' خچر' طرح طرح کی گاڑیاں (اور فضا میں طیارے دیے) اور سمندر میں بھی چھوٹی بڑی کشتیاں دیں' ہم نے انہیں پاکیزہ اور نفیس غلے پھل' گوشت اور دودھ عطا کیا' طرح طرح کے ذائقے کی نعمتیں دیں اور لذیذ و پر کیف رنگ برنگ کے کھانے دیے جو دیکھنے میں بھی نہایت بھلے اور خوشنما معلوم ہوتے ہیں اور ہم نے طرح طرح کے رنگوں اور شکلوں کے عمدہ عمدہ لباس پہننے کو دیے جنہیں وہ خود بھی تیار کرتے ہیں اور باہر سے بھی آتے ہیں اور ہم نے انسان کو تمام مخلوق پر زبردست فوقیت عطا فرمائی۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾

جس دن ہم انسان کی ہر جماعت اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے پھر جن کا اعمال نامہ ان کے سیدھے ہاتھ میں دے دیا جائے گا وہ (شوق سے) اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور ان پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ

آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور راستے سے بہت ہی ہٹا ہوا رہے گا۔

ہر نبی معہ امت کے بلایا جائے گا: (۷۱) یہاں امام سے انبیاء مراد ہیں' ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ہر امت کا معہ اس کے نبی کے حساب لیا جائے گا' دوسری جگہ فرمایا وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ الخ (یونس ۱۰: ۴۷) ہر امت کے لیے ایک رسول ہے پھر جب ان کے پاس ان کا رسول آ چکتا ہے تو انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا الخ (نساء ۴: ۴۱) اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہم ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو بھی ان پر گواہی دینے کے لیے حاضر کریں گے۔

اہل حدیث کی فضیلت: ارباب حدیث کا اس سے بڑھ کر اور کیا شرف ہوگا کہ ان کے امام سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ایمان والوں کے پیشوا انبیاء علیہم السلام ہیں اور کافروں کے بڑے بڑے کافر۔ فرمایا وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً الخ (قصص ۲۸: ۴۱) ہم نے انہیں آگ کی دعوت دینے والے امام بنائے' حدیث میں ہے کہ ہر قوم اپنے اپنے معبود کے پیچھے لگ جائیں گے چنانچہ بت پرست بتوں کے پیچھے پیچھے ہوں گے (ہ)۔

اعمالنامے کا بیان: یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں امام سے اعمال نامے کی کتاب مراد ہے' اسی لیے بعد میں اعمال ناموں کے دیے جانے کا بیان ہے کہ جس کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ آ جائے گا وہ مارے خوشی کے اپنی نیکیوں کو بڑے شوق سے پڑھے گا' چنانچہ فرمایا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ الخ (حاقہ ۶۹: ۱۹' ۲۴) پھر جس کی کتاب اس کے سیدھے ہاتھ میں دی جائے گا تو وہ کہے گا کہ آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو مجھے تو اپنے حساب کے پیش آنے کا یقین تھا' بہر حال وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور بہشت بریں میں ہوگا جس کے میوے قریب ہوں گے حکم ہوگا کہ مزے سے ان عملوں کے صلہ میں جو تم نے گزشتہ زمانے میں کئے تھے کھاؤ' پیو۔

(ابن عباسؓ سے اعمال نامہ ہی منقول ہیں یہی قول راجح ہے' کیونکہ قرآن میں امام کا استعمال کتاب کے معنی میں موجود ہے فرمایا: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (یٰس ۳۶: ۱۲) ہم نے ہر چیز ایک واضح کتاب میں گھیر لی ہے' اور کتاب کا استعمال نامہ اعمال کے معنی میں بھی آیا ہے فرمایا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ (کہف ۱۸: ۴۹) نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا اور تم گنہ گاروں کو اس سے خوفزدہ دیکھو گے وہ کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری شامت اس اعمال نامے میں تو ہر چھوٹی بڑی چیز موجود ہے اور اپنے تمام اعمال موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

(۷۲) یعنی جو دنیوی زندگی میں اللہ کی نشانیوں سے اور اس کی دلیلوں سے اندھا رہا وہ اسی طرح آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور دنیا سے زیادہ آخرت میں گمراہ ہوگا' اللہ آخرت کی ہولناکیوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے آمین۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

اور کافر آپ کو آپ پر اتری ہوئی وحی سے بہکا دینے والے تھے' تا کہ آپ ہم پر اس کے سوا کچھ اور گھڑ لائیں' پھر تو وہ آپ کو گہرا دوست بنا لیتے اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ کچھ نہ کچھ ان کی طرف جھکنے کے قریب ہی تھے' تب تو آپ کو ہم زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی دہرا عذاب چکھاتے' پھر آپ ہمارے خلاف اپنا کوئی معاون بھی نہ پاتے۔

انبیائے کرام کی حفاظت: (۷۳ تا ۷۵) عیاروں اور فاجروں کی چالاکیوں اور عیاریوں سے اللہ نے ہمیشہ اپنے رسولوں کو محفوظ رکھا اور انہیں توحید پر ثابت قدم رکھا اور فرمایا کہ میں ہی تمہارا دوست و حمایتی ہوں۔ میں تم کو کسی مخلوق کے حوالے نہیں کروں گا اور تمہاری ہر طرح سے حفاظت کروں گا اور دشمنوں' مخالفوں اور حاسدوں پر تمہارا دین غالب کروں گا اور مشرق سے مغرب تک تمہارا بول بالا کروں گا' اللہ اپنے رسولوں پر قیامت تک کثرت سے سلامتیاں بھیجتا رہے۔ آمین۔

وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾

یہ تو اس سرزمین سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تا کہ آپ کو یہاں سے نکال باہر کریں' پھر تو آپ کے بعد یہ بھی کم ہی ٹھہر پاتے۔

(۷۶) یہ آیت قریشی کافروں کے بارے میں اتری' جب انہوں نے رحمت عالم ﷺ کو مکہ سے نکال دینے کا ارادہ کیا تو اللہ نے انہیں اس آیت کی دھمکی دی اور پہلے ہی سے بتا دیا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو آپ کے نکل جانے کے بعد کافر بھی مکہ میں تھوڑی مدت ہی ٹھہر سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیوں کہ جب کافروں کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں تو آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے' ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد ہی بدر کا واقعہ پیش آیا اور آپ کو شاندار فتح نصیب ہوئی' اور ستر بڑے بڑے کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور لونڈی غلام بھی ہاتھ آئے۔

سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾ ع

جیسا ہمارا دستور آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ تھا اور آپ ہمارے دستور میں ردو بدل نہ پائیں گے۔

(۷۷) یعنی ہمارا دستور کافروں کے بارے میں جو ہمارے رسولوں کو نہیں مانتے اور انہیں جلاوطن کر دیتے ہیں یہی ہے کہ ان پر عذاب آ جاتا ہے' اگر آپ رحمت عالم ﷺ نہ ہوتے تو ان کافروں پر بھی ایسا عذاب آتا جس کی مثال سابق زمانہ میں نہ پائی جاتی اسی وجہ سے فرمایا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ الخ (انفال ۸:۳۳) آپ کی موجودگی میں اللہ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾

سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھئے' اور صبح کی نماز بھی واقعی صبح کی نماز حاضر کی گئی ہے اور تھوڑی سی رات میں تہجد کی نماز پڑھئے جو آپ کے لیے ایک زیادہ چیز ہے' یقیناً آپ کو آپ کا رب مقام محمود میں بھیج دے گا۔

وقت پر نماز پڑھنے کا حکم: (۷۸) رحمت عالم ﷺ کے واسطے سے امت کو وقت پر نماز پڑھنے کا حکم ہے (دلوک یعنی زوال ہونا) اس کی تائید جابر والی روایت کرتی ہے' جابرؓ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے رحمت عالم ﷺ اور آپ کے ساتھ ان صحابہ کی دعوت کی جنہیں آپ اپنی مرضی سے لے آئیں' چنانچہ سب حضرات نے میرے گھر کھانا کھایا' پھر جب سورج ڈھل گیا تو وہ چلے گئے' پھر رحمت عالم ﷺ نے نکل کر فرمایا ابوبکر چلو دَلَکَتِ الشَّمْسُ یعنی سورج ڈھل گیا ہے۔

وقت پر پنجگانہ نمازیں پڑھنے کا حکم: معلوم ہوا کہ دلوک سے زوال مراد ہے اس صورت میں اس آیت میں پنجگانہ نماز کے اوقات آ گئے' زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک ظہر' عصر' مغرب' اور عشاء آ گئی اور قرآن الفجر میں صبح کی نماز آ گئی' رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال سے تواتر کے ساتھ پانچوں نمازوں کے اوقات ثابت ہیں' جن کے مطابق آج تک بحمد للہ مسلمان نمازیں ادا کرتے ہیں اور نسل درنسل بزرگ اسی پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔

صبح اور عصر کی نماز میں فرشتوں کا اجتماع: پھر فرمایا کہ صبح کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں' اس آیت کی تفسیر میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس نماز میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں فرمایا جماعت کی نماز بے جماعت والی نماز سے ۲۵ درجے بڑھی ہوئی ہے اور صبح کی نماز میں رات کے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ب) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا فرمایا تم پر باری باری رات کے اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں' اور صبح کی اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں' پھر رات والے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم ان کے پاس نماز پڑھنے کی حالت میں پہنچے تھے اور انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ آئے ہیں (ق)۔

تہجد کا بیان: (۷۹) رحمت عالم ﷺ کو علاوہ فرائض کے تہجد کی نماز کا بھی حکم ہو رہا ہے' چنانچہ آپ سے پوچھا گیا کہ فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے فرمایا رات کی نماز (م) اسی وجہ سے اللہ نے فرائض کے بعد آپ کو تہجد کا حکم فرمایا۔

مقام محمود: پھر فرمایا یقین ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے' یعنی آپ یہ نماز پڑھتے رہیں ہم آپ کو قیامت کے دن اس جگہ کھڑا کر دیں گے جس جگہ کھڑے ہونے سے تمام دنیا آپ کی تعریف ہی تعریف کرے گی اور خود خالق بھی تعریف فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ مقام محمود وہ خاص مقام ہے جو قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ ہی کو ملے گا اور آپ تمام محشر والوں کی رب سے سفارش کریں گے' کہ ان کا حساب لے لیا جائے اور موجودہ پریشانیوں سے انہیں نجات دے دی جائے' چنانچہ حذیفہؓ کا بیان ہے کہ اللہ ایک کھلے میدان میں لوگوں کو اس طرح جمع فرما دے گا کہ اعلان کرنے والے کی آواز سب تک پہنچ جائے اور سب کو دیکھنے والا دیکھ لے' لوگ ننگے پاؤں ننگے مادرزاد کھڑے ہوں گے' بلا اجازت کوئی لب نہ ہلا سکے گا۔ آواز آئے گی اے محمد! آپ فرمائیں گے لبیک وسعدیک اے اللہ میں حاضر ہوں تمام بھلائیاں تیرے ہی قبضے میں ہیں' برائیاں تیری طرف سے نہیں' وہی راہ یافتہ ہے جسے تو راہ پر ڈال دے' تیرا بندہ تیرے سامنے حاضر ہے۔ تیری اعانت سے کھڑا ہے اور تیری ہی طرف جھک رہا ہے' تیرے عذاب سے

پناہ ونجات بجز تیرے دربار کے اور کہیں نہیں تو برکت والا ہے اور بلند و برتر ہے' اے رب کعبہ اقدس تو پاک ہے یہی وہ مقام محمود ہے جس کا بیان قرآن میں ہے' (عبدالرزاق وغیرہ)۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں مقام محمود مقام شفاعت ہے۔

قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ کی خصوصیات: میں کہتا ہوں رحمت عالم ﷺ کی قیامت کے دن کچھ خصوصیات ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور چند ایسی خوبیاں ہیں جن میں کوئی برابری نہیں کر سکتا' سب سے پہلے آپ ہی قبر سے اٹھیں گے اور سوار ہو کر میدان محشر میں جائیں گے اور آپ ہی کے پاس لواء الحمد ہو گا جس کے نیچے آدم سے لے کر قیامت تک کے لوگ ہوں گے' کوثر آپ ہی کی ملک ہو گا' جس پر کثرت سے لوگ پانی پینے کیلیے آئیں گے' آپ ہی شفاعت کبریٰ فرمائیں گے تاکہ اللہ لوگوں کے فیصلے کے لیے آجائے۔ جب تمام نبیوں کے پاس لوگ جا کر شفاعت سے ناامید ہو جائیں گے اور سب یہ کہہ دیں گے کہ ہمارے بس کا یہ کام نہیں پھر آپ کے پاس آئیں گے تو آپ فرمائیں گے کہ میں ضرور تمہاری شفاعت کروں گا۔

آپ ہی ایسے لوگوں کی سفارش کریں گے جنہیں جہنم میں جانے کا حکم تھا' مگر آپ کی سفارش سے وہ جہنم سے ہٹا دیے جائیں گے' سب سے پہلے آپ ہی کی امت کا فیصلہ کیا جائے گا اور سب سے پہلے آپ ہی اپنی امت کو لے کر پل صراط سے عبور کریں گے اور آپ ہی سب سے پہلے لوگوں کو جنت میں لے جائے جانے کے لیے سفارش فرمائیں گے مسلم کی محمد والی حدیث میں ہے کہ تمام ایمان والے آپ ہی کی سفارش سے جنت میں داخل ہوں گے سب سے پہلے آپ ہی جنت میں جائیں گے اور آپ کی امت بھی سب سے پہلے جنت میں جائے گی آپ ہی سفارش کر کے ان لوگوں کے درجے بلند کرائیں گے جن کے عمل ان درجوں کے لائق نہیں تھے' آپ ہی صاحب وسیلہ ہیں وسیلہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو آپ ہی کے لائق ہے جب اللہ نافرمانوں کی سفارش کی اجازت دے گا تو فرشتے نبی اور مومن سفارش کریں گے لیکن آپ کی سفارش جس قدر لوگوں کے بارے میں ہو گی' ان کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' کوئی بھی آپ کے برابر سفارش نہیں کر سکتا۔

شفاعت کا بیان: ابن عمرؓ فرماتے ہیں قیامت کے دن لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہو گی اور کہہ رہی ہو گی کہ یا حضرت ہماری سفارش کیجئے' آخر کار اخیر میں آپ کے پاس آ کر درخواست کریں گے کہ آپ سفارش فرما دیں' یہی وہ دن ہو گا جس دن اللہ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا (ب)۔ (۲) سورج قریب ہو گا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کانوں تک پہنچ جائے گا محشر والوں کو جب یہاں تک نوبت پہنچے گی تو آدم سے فریاد کریں گے آپ جواب دیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں پھر موسیٰ کے پاس پہنچیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر رحمت عالم ﷺ کے پاس آئیں گے آپ لوگوں کی سفارش کریں گے اور جنت کے دروازے پر جا کر دروازے کا کنڈا پکڑ لیں گے' اس دن اللہ آپ کو مقام محمود عطا فرمائیگا (ابن جریر' ب) اور تمام موقف والے آپ کی تعریف کریں گے (۳) جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ ا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ ا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ۔ اس کے لیے قیامت کے دن میری سفارش حلال ہو جائیگی (ب) (۴) قیامت کے دن میں تمام نبیوں کا امام سب کا خطیب اور سب کا شفیع ہوں گا۔ میں از راہ فخر یہ بات نہیں بتا رہا (ت۔ ابن ماجۃ)۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ

لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

آپ دعا مانگیں گے کہ اے رب مجھے جہاں بھی لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے بھی نکال اچھی طرح نکال' اور مجھے اپنے پاس والا ایسا غلبہ عطا فرما جو میرا مددگار رہو' آپ فرما دیں کہ حق آ گیا اور باطل ناپید ہو گیا یقیناً باطل ناپید ہی ہونے والا ہے۔

ہجرت کا حکم: (۸۰) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جب رحمت عالم ﷺ مکہ میں تھے تو آپ کو ہجرت کا حکم ملا اور اللہ نے یہ آیت اتاری (تا)۔

غلبہ عظیم کی دعا: پھر فرمایا کہ مجھے اپنے پاس والا ایسا غلبہ عطا فرما جو میرا معین و مددگار رہو' ایک روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ سے پروردگار عالم نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ پارسیوں کا تخت و تاج اور عز و وقار آپ کو دے دیا جائے گا۔ اسی طرح رومیوں کا تخت و تاج اور عزت و عظمت آپ کے قدم چومے گی آپ کو معلوم تھا کہ اسلام کو پروان چڑھانا غلبہ و اقتدار کے بغیر ناممکن ہے' اس لیے آپ نے زبردست غلبہ کا سوال کیا تا کہ اللہ کی کتاب کی اس کے عہدوں کی اس کے فرائض کی اور اس کے دین کی حفاظت و حمایت ہو سکے کیونکہ غلبہ و اقتدار اللہ کی ایک رحمت ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کو بطور امانت کے دے دی ہے' ورنہ ایک دوسرے کو کھا جاتا' اور طاقت ور کمزور کو ہڑپ کر جاتا۔

قریشی کافروں کو دھمکی: (۸۱) قریشی کافروں کو سخت دھمکی اور ڈانٹ ہے' کیونکہ ان کے پاس اللہ کے پاس سے روز روشن کی طرح حق آ چکا جس میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں اور جو بے مثال ہے' قرآن نفع بخش ایمان اور مفید علم ظاہر ہو چکا اور مشرکوں کا باطل ناپید و نابود ہو گیا کیونکہ باطل حق کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا قرآن کہتا ہے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ الخ (انبیاء ۲۱: ۱۸) بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں جو اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور وہ ناپید ہو کر رہ جاتا ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت عالم ﷺ جب بیت اللہ میں فتح مکہ کے دن داخل ہوئے تو اس کے اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ انہیں کچوکے دے دے کر فرما رہے تھے کہ حق آ گیا اور باطل نیست و نابود ہو گیا واقعی باطل ہے ہی ناپید ہونے والا۔ حق آ پہنچا اور باطل نہ پھر آ سکتا ہے اور نہ لوٹ سکتا ہے (قفت)۔ جابرؓ فرماتے ہیں ہم رحمت عالم ﷺ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے اردگرد ۳۶۰ بت پوجے جاتے تھے۔ آپ کے حکم سے انکو توڑ کر گرا دیا گیا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

ہم اس قرآن میں وہ چیزیں اتار رہے ہیں جو ایمان والوں کے لیے سبب شفاء و رحمت ہیں' البتہ یہ ظالموں کے نقصان ہی میں اضافہ کرتا ہے۔

قرآن باعث رحمت و شفا ہے: (۸۲) اللہ قرآن کے بارے میں جس میں باطل کا شائبہ تک بھی نہیں اور جو حکمت والے اور

خوبیوں والے اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ ارشاد فرما رہا ہے کہ قرآن مسلمانوں کو شفا بھی بخشتا ہے باعث رحمت بھی ہے' دلوں کی بیماریوں کو' شرک و نفاق کو' شک و کجی کو اور ناشائستہ وسوسوں کو دلوں سے ہٹا دیتا ہے قرآن مذکورہ بالا تمام امراض کو جڑ سے کھو دیتا ہے اور رحمت کا سبب بھی ہے' جس سے ایمان و حکمت کی طرف میلان' نیکیوں کی طرف رجحان اور بھلائیوں کی طرف رغبت پید اہوتی ہے' مگر یہ نعمت انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو اس پر ایمان لے آئے ہیں اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرتے ہیں' انہیں کے حق میں یہ داروئے روحانی شفاء و رحمت ہے اور کافر و ظالم کے دلوں میں تو اس کے سننے سے نفرت و کفر ہی بڑھتا ہے' یہ قصور قرآن کا نہیں بلکہ ان کے کفر و شرک کا ہے فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا الخ (فصلت ۴۱:۴۴) آپ فرما دیں قرآن ہدایت و شفا ہے اور جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں میں میل ہے اور یہ ان میں تاریکی ہی پیدا کرتا ہے' یہ لوگ ایک دور والی جگہ سے پکارے جا رہے ہیں وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ الخ (توبہ ۹:۱۲۴'۱۲۵) جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے تو کچھ منافق کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا' سن لو جو ایمان والے ہیں اس سورت نے انکے ایمان میں تو اضافہ کر دیا ہے اور وہ اس اضافے سے خوش ہو رہے ہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے' اس نے ان کی اس گندگی میں اور نئی گندگی اور بڑھا دی ہے اور وہ کفر ہی پر مر گئے۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع

جب ہم انسان کو اپنی نعمت دے دیتے ہیں تو وہ اعراض کرنے لگتا ہے اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اسے کوئی برائی پہنچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے آپ فرما دیں کہ ہر شخص اپنے اپنے طریقے پر کام کر رہا ہے' پھر آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ صحیح راہ پر ہے۔

حالت سرور میں روگردانی: (۸۳) حالت سرور و رنج میں انسان کی فطری حالت اور اس کی اتراہٹ کا بیان ہے کہ جب اللہ اس کو مال' عافیت' فتح' روزی اور کامیابی عطا فرماتا ہے تو وہ اترا کر اللہ کی اطاعت و عبادت سے منہ موڑ لیتا ہے اور اپنی کروٹ پھیر لیتا ہے' اور اللہ سے دور ہو جاتا ہے فرمایا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ الخ (یونس ۱۰:۱۲) پھر جب ہم اس سے اس کی برائی ہٹا دیتے ہیں تو وہ اس طرح گزر جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی پیش آمدہ تکلیف کے لیے ہمیں پکارا ہی نہیں فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ الخ (اسراء ۱۷:۶۷) پھر جب وہ ساحل پر تم کو بچا لایا تو تم نے منہ موڑ لیا اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے' اور جب وہ آفات و حوادث کا اور مصائب و مشکلات کا شکار ہوتا ہے تو راحت و آرام سے ناامید ہو جاتا ہے۔ فرمایا وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ الخ (ھود ۱۱:۹ تا ۱۲) اگر ہم انسان کو اپنی رحمت چکھا دیں پھر وہ اس سے چھین لیں تو وہ بڑا ہی ناامید و ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر ہم اسے پیش آمدہ مصائب کے بعد اپنی نعمت چکھا دیں تو پھوٹ پڑتا ہے کہ مجھ سے مصائب دور ہو گئے اور خوب اچھلتا کودتا ہے اور فخر کرتا ہے' علاوہ ان لوگوں کے جو صابر ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں انہیں کے لیے عظیم بخشش اور بڑا بھاری صلہ ہے۔

مشرکوں کو دھمکی: (۸۴) یعنی ہر شخص اپنی اپنی طرز پر اپنی اپنی عادت پر اپنی اپنی ذہنیت پر اور اپنے اپنے دین پر عمل کرتا ہے' اس

آیت میں مشرکوں کو ڈرایا گیا ہے چنانچہ فرمایا وَقُلْ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ (ھود ١١:١٢١) آپ ان سے فرما دیں جو ایمان نہیں لاتے اپنی اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں پھر فرمایا کہ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ ہم میں سے کون سیدھی راہ پر ہے تم یا ہم اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں وہ ہر ایک کو اس کے عملوں کا بدلہ دینے والا ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٥﴾

لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں' آپ فرما دیں کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم کو تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے۔

روح کا بیان: (٨٥) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں رحمت عالم ﷺ کے ساتھ ساتھ مدینے کے کھیتوں میں جایا کرتا تھا آپ ایک لکڑی پر ٹیک لگا کر چلا کرتے تھے' ایک دفعہ آپ یہودیوں کے پاس سے گزرے انہوں نے آپس میں کہا آؤ ہم ان سے روح کے بارے میں پوچھیں' بعض نے کہا نہ پوچھو' لیکن انہوں نے روح کے بارے میں پوچھ ہی لیا کہ اے محمد ﷺ یہ روح کیا ہے آپ دیر تک لکڑی سے ٹیک لگائے کھڑے رہے میرے خیال میں آپ پر وحی اتر رہی تھی' آخر کار آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی' پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ نہ پوچھو۔ (ق) اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدنی آیت ہے حالانکہ یہ ساری سورت مکی ہے' ممکن ہے کہ دوبار اتری ہو پہلی بار مکہ میں اور دوسری بار مدینے میں یا آپ پر یہ وحی اتری ہو کہ آپ فلاں مکی آیت سے جواب دے دیں۔

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾

اور اگر ہم چاہیں تو وہ قرآن سب کر لیں جو وحی سے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے پھر آپ اپنے لیے ہمارے مقابلے میں اس پر کوئی حمایتی نہ پا سکیں بجز آپ کے رب کی مہربانی کے واقعی آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل و کرم ہے' آپ فرما دیں کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اتفاق کر لیں کہ وہ اس قرآن کے مثل لے آئیں تو اس کے مثل نہ لا سکیں گے' اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار ہی کیوں نہ ہو' ہم نے لوگوں کے لیے طرح طرح سے اس قرآن میں ہر مثالیں بیان کر دی ہیں لیکن اکثر لوگ ناشکری ہی کرتے ہیں۔

قرآن ایک عظیم نعمت عظمٰی ہے: (٨٦،٨٧) اس آیت میں اس نعمت عظمٰی اور فضل عظیم کا بیان ہے جو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے

محبوب پیغمبر پر قرآن پاک اتار کر فرمایا جس کے قریب بھی کسی طرف سے بھی باطل نہیں آ سکتا' ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آخری زمانے میں شام کی طرف سے ایک سرخ ہوا چلے گی جس سے قرآن میں اور دلوں میں قرآن کی ایک آیت بھی نہ رہے گی اور مصاحف وقلوب سے قرآن اٹھالیا جائیگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ ہم وحی سلب کرنے پر بھی قادر ہیں۔

قرآن کی فضیلت: (۸۸) قرآن عظیم کی فضیلت وشرف کا بیان ہے کہ اگر کائنات کے تمام انسان اور جن قرآن عظیم کے مثل لانے پر اتفاق کرلیں اور متفقہ طور پر اس قرآن کے ہم مثل لانے کی کوشش کریں تو ناممکن ہے کہ اس کا ہم مثل پیش کرسکیں گو ایک دوسرے کا ہاتھ کیوں نہ بٹائیں کیونکہ یہ کام انسانوں اور جنوں کی طاقت سے باہر ہے بھلا خالق کا کام مخلوق کے کلام سے کیسے مشابہہ ہوسکتا ہے اور مخلوق کا کلام خالق کے کلام سے کیسے ٹکر لے سکتا ہے' خالق کے کلام میں تو نظیر ومثال ڈھونڈنا ہی حماقت ہے۔

(۸۹) یعنی ہم نے لوگوں کے سامنے براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ بیان کردیں اور حق کو انتہائی وضاحت وصفائی سے پوری تفصیل سے رکھ دیا مگر اس کے باوجود بھی اکثر لوگ بڑے ناشکرے ہیں کہ حق نہیں مانتے اور صحیح وسیدھی بات ٹھکرادیتے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ
جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ
لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ
حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا
رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع

کافر بولے ہم آپ پر ایمان لا ہی نہیں سکتے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ فرمادیں یا جب تک آپ کے لیے ایسا کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو جس کے درمیان آپ زوردار نہریں جاری فرمادیں' یا آپ جیسا کہ آپ کا گمان ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے نہ گرادیں یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آئیں یا آپ کا کوئی سونے کا گھر نہ ہو جائے یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھ جانے کا بھی یقین نہ کریں گے جب تک آپ ہم پر کوئی کتاب اتار کر نہ لائیں جسے ہم پڑھ لیں' آپ جواب دیں کہ میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک انسان اور اللہ کا رسول ہوں۔

شرفائے قریش کی رحمت عالم ﷺ سے ایک درخواست: (۹۰'۹۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ عتبہ' شیبہ' ابوسفیان' ابن عبدالدار کا ایک شخص' ابوالبختری' اسود' زمعہ' ولید' ابوجہل' عبداللہ بن ابی امیۃ' امیۃ' عاص' نبیہ اور منبہ یہ سب سورج غروب ہونے کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ کو بلا کر اس سے مناظرہ کرو اور جھگڑو جب تک کہ قائل نہ کردو چنانچہ آپ کے پاس ایک آدمی بھیجا گیا کہ آپ کی قوم کے شرفاء آپ سے گفتگو کرنے کے لیے جمع ہیں' یہ پیغام سن کر رحمت عالم ﷺ یہ

خیال کر کے کہ شاید اللہ نے انہیں نیک سمجھ عطا فرما دی ہو فوراً تشریف لے آئے‘ آپ کی دلی تمنا تھی کہ قریش مسلمان ہو کر ہدایت پا جائیں اور ان کی تکالیف دور ہو جائیں‘ آپ بیٹھ گئے یہ لوگ بولے محمد ﷺ! ہم نے اس لیے آپ کو بلایا ہے کہ حجت پوری کر دیں اللہ کی قسم ہمارے خیال میں عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں جس نے اپنی قوم کو ایسے تکلیفوں میں ڈالا ہو جو تکلیفیں آپ نے ہم پر ڈالی ہیں‘ آپ بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں دین میں رخنے نکالتے ہیں‘ ہمیں بے وقوف بناتے ہیں اور ہمارے دیوی دیوتاؤں کو برا کہتے ہیں‘ آپ نے جماعت میں پھوٹ ڈال دی اور کسی برائی کے پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہیں رکھ‘ اچھا سنئے اگر اس سے آپ کا مقصد مال سمیٹنا ہے تو ہم چندہ کر کے آپ کے لیے مال جمع کر دیں گے‘ اور آپ کو اپنی قوم میں سب سے زیادہ مالدار بنا دیں گے اگر آپ سرداری چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیں گے اور اگر آپ ملک چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے میں بھی دریغ نہ کریں گے اور سچ مچ آپ کے دماغ میں خلل ہے اور آپ کو کوئی جن ستا رہا ہے تو ہم آپ کا علاج کریں گے اور اس پر دل کھول کا مال خرچ کریں گے جب تک کہ آپ اچھے نہ ہو جائیں گے‘ یا ہم مجبور نہ ہو جائیں گے‘ رحمت عالم ﷺ نے جواب دیا تمہارا جو خیال ہے مجھے کوئی دماغی فتور یا آسیب کا اثر ہے‘ قطعی غلط ہے جو کچھ میں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اس سے میرا مقصد نہ مال جمع کرنا ہے نہ میں سرداری کا خواہش مند ہوں‘ اور نہ مجھے یہ تمنا ہے کہ تم پر بادشاہت کروں‘ اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے‘ مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لیے چونکا دینے والا اور بشارت دینے والا بن جاؤں‘ چنانچہ میں نے تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور تمہاری ہر طرح کی خیر خواہی کی‘ اگر تم میرے دین کو قبول کر لو گے تو تمہارا دین و دنیا دونوں سنور جائیں گے‘ اور اگر ٹھکرا دو گے تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے حکم کا منتظر رہوں گا جب تک کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہ فرما دے بولے اگر آپ ہمارے معروضات کو قبول نہیں فرماتے تو آپ کو خوب معلوم ہے کہ دنیا میں ہم سے زیادہ تنگ حال اور اقتصادی بدحالی اور عسرت میں مبتلا کوئی اور قوم نہیں ہے آپ ہمارے لیے اپنے رب سے جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے درخواست کریں کہ وہ ہم سے یہ پہاڑ ہٹا دے جنہوں نے ہمارا شہر تنگ کر رکھا ہے‘ اللہ ہمارا شہر فراخ کر دے‘ اس میں نہریں بہا دے جیسے شام و عراق میں نہریں رواں ہیں اور ہمارے جو بزرگ فوت ہو چکے ہیں انہیں زندہ کر کے اٹھا دے اور ان زندہ اٹھنے والوں میں قصی بن کلاب بھی ہوں کیونکہ وہ ایک قابل اعتماد بزرگ تھے‘ تاکہ ہم ان بزرگوں سے آپ کے دین کے بارے میں تحقیق کریں کہ کیا اسلام ٹھیک ہے یا غلط‘ اگر آپ ہمارے یہ مطالبات پورے کر دیں اور زندہ ہونے والے بزرگ آپ کی تصدیق کر دیں تو ہم بھی آپ کو مان لیں گے‘ اور اللہ کے نزدیک آپکا مرتبہ پہچان جائیں گے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے کہنے کے مطابق اللہ نے آپ کو رسول ہی بنا کر بھیجا ہے‘ فرمایا مجھے ان باتوں کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا میں تو تمہارے پاس اللہ کے پاس سے جو چیز لایا ہوں وہ میں نے تم تک پہنچا دی ہے اگر تم اسے قبول کر لو گے تو تمہاری دنیا اور دین دونوں بن جائیں گے اور اگر قبول نہ کرو گے تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا جب تک وہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہ فرما دے بولے اگر آپ ہمارے مطالبات پورے نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا ہی کر دیجئے کہ اپنے رب سے دعا کر دیجئے کہ وہ آپ کے ساتھ ایک فرشتہ بھیج دے جو آپ کی رسالت کی تصدیق کرے اور آپ کی حمایت میں بولے اور آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کو ہرے بھرے باغ‘ سونے چاندی کے محل اور خزانہ ہی عنایت فرما دے اور آپ کو روزگار سے بے پرواہ کر دے اب تو ہم آپ کو بازار میں روزگار تلاش کرتا ہوا اور اپنی طرح روزی کماتا ہوا دیکھتے ہیں ان چیزوں سے ہم سمجھ جائیں گے کہ

آپ اپنے رب کے نزدیک بڑے مرتبے والے اور واقعی رسول ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کا جواب: فرمایا میں رب سے ایسے سوالات نہیں کرسکتا اور نہ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں اللہ نے مجھے بشیرو نذیر بنا کر بھیجا ہے اگر تم میرا دین قبول کرلو گے تو تمہارے دونوں جہان بن جائیں گے اور اگر ٹھکرا دو گے تو میں اللہ کے حکم تک صبر کروں گا جب تک کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہ فرمادے بولے اچھا تو آپ ہم پر آسمان ہی گرا دیجئے جیسا کہ آپ کا خیال ہے کہ اللہ جو چاہے تو ایسا کرسکتا ہے' ہم اس وقت تک آپ کو نہیں مان سکتے جب تک کہ آپ یہ نہ کریں گے' فرمایا اس کا اختیار اللہ کو ہے اگر وہ چاہے تو ایسا بھی کرسکتا ہے' بولے کیا آپ کے رب کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں گے' اور آپ سے اس قسم کے مطالبات کریں گے وہ آپ کو پہلے ہی سے ان سوالات کا جواب بتا دیتا اور آپ کو خبر دیتا کہ وہ ہم پر کیا عذاب بھیجنے والا ہے جب کہ ہم آپ کے دین کو نہ مانیں گے۔

رحمت عالم ﷺ سے نہروں کی درخواست: پھر فرمایا تاوقتیکہ آپ ہمارے لیے زمین سے نہریں جاری نہ فرمادیں (ینبوع یعنی جاری نہر) آپ سے کہا گیا تھا کہ سرزمین حجاز میں جہاں تہاں نہریں جاری ہوجائیں اللہ کے لیے تو کوئی بات بھی دشوار نہیں اگر وہ چاہتا تو نہریں بھی جاری فرمادیتا بلکہ ان کے تمام مطالبات پورے فرمادیتا لیکن اسے معلوم تھا کہ پھر بھی یہ راہ پر نہ آئیں گے جیسا کہ اس نے خود فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ الخ (یونس ۱۰:۹۶' ۹۷) واقعی جن پر آپ کے رب کے عذاب کے کلمے ثابت ہوچکے وہ ایمان نہیں لائیں گے' اگرچہ ان کے پاس دنیا بھر کی نشانیاں کیوں نہ آجائیں جب تک کہ دکھ بھرا عذاب نہ دیکھ لیں گے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا الخ (انعام ۶:۱۱۲) اگر ہم ان کی طرف فرشتے بھی اتار دیتے اور ان سے مردے بھی گفتگو کرلیتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا کر لے آتے جب بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

رحمت عالم ﷺ سے عذاب کی درخواست: (۹۲) یعنی آپ نے ہم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن آسمان پھٹ جائے گا' اور بوسیدہ ہوکر گر جائے گا اور اس کے کنارے لٹک جائیں گے تو ابھی دنیا میں آسمان کے ٹکڑے ہم پر کیوں نہ گرا دیے جائیں فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا الخ (انفال ۸:۳۲) اے اللہ اگر یہ حق ہے اور تیرے پاس سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھراؤ کر اسی طرح قوم شعیبؑ نے بھی شعیبؑ سے سوال کیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا الخ (شعراء ۲۶:۱۸۷' ۱۸۸) اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں' پھر اللہ نے انہیں سایہ والے دن کے عذاب سے سزا دی جو واقعی بڑا ہی سخت عذاب تھا' لیکن چونکہ محمد ﷺ رحمت عالم اور نبی التوبہ ہیں' اسلیے آپ نے لوگوں کو مہلت اور موقعہ دیا کہ شاید وہ توبہ کرکے ہدایت پر آجائیں اور عذاب سے بچ جائیں اور اس امید پر کہ اللہ ان کی اولاد کو توحید پرست بنادے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ مذکورہ بالا اشخاص میں سے بعض تو اچھے خاصے مسلمان ہوگے یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی امیہ جس نے آپ کے پیچھے جاکر آپ سے کچھ کہا سنا تھا وہ بھی مسلمان ہوگیا اور ہدایت پر چل پڑا۔

(۹۳) زخرف یعنی سونا یعنی سونے کا گھر' پھر فرمایا آپ سیڑھی لگا کر ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم آپ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہم پر ایک کتاب نہ اتاریں جسے ہم پڑھ لیں۔ یعنی اس میں ایک ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ خط ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے فلاں بن کے نام' خط ہے اور جب سو کر اٹھیں تو ہر ایک کو اس کے سرہانے خط مل جائے' اللہ نے جواب دیا کہ آپ فرمادیں کہ اللہ کی ایسی شان نہیں کہ کسی کام میں کوئی اس سے سبقت لے جائے بلکہ وہ خود مختار

ہے جو چاہے کرے اگر وہ چاہے تو تمہارے مطالبات پورے کر دے اور نہ چاہے تو نہ کرے میں تو اس کا صرف ایک رسول ہوں اور تمہیں اسی کے نام کا پیغام سناتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں میں اپنے فرائض ادا کر چکا رہے تمہارے مطالبات تو ان کا اختیار اللہ کو ہے۔

اللہ نے بطحا مکہ کو سونا بنانا چاہا: رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے فرمایا محمد! کہو تو بطحاء مکہ کو سونے کا بنا دوں میں نے انکار کر دیا اور کہا مجھے یہی پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں تاکہ بھوک میں تیرے سامنے گڑ گڑاؤں اور مجھے تیری یاد آ جائے' اور پیٹ بھرنے پر تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾

جب لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو انہیں ایمان لانے سے اسی بات نے روکا کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے' آپ فرما دیں اگر فرشتے زمین پر چلتے پھرتے اور رہتے سہتے تو ہم بھی ان کے پاس فرشتہ ہی آسمان سے رسول بنا کر بھیج دیتے۔

مشرکوں کو رسالت بشر پر یقین نہ تھا: (۹۴) یعنی اکثر لوگوں کو ایمان و اتباع سے اسی بات نے روکا کہ انہیں بشر کے رسول بنائے جانے پر یقین نہیں آتا تھا بلکہ سخت تعجب تھا فرمایا اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (یونس ۱۰:۲) یعنی کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے انہیں میں سے ایک شخص کی طرف وحی بھیجی کہ آپ لوگوں کو ہوشیار کر دیں' اور مومنوں کو بشارت سنا دیں کہ انکے رب کے پاس ان کا بڑا مرتبہ ہے۔ (۲) ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ الخ (تغابن ۶۴:۶) یہ عذاب اس لیے آیا کہ ان کے پاس رسول معجزے لے کر آیا کرتے تھے تو وہ کہتے کہ کیا انسان ہماری رہبری کرے گا (۳) فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ الخ (مومنون ۲۳:۴۷) فرعون اور اس کے سرداروں نے کہا کیا ہم اپنے جیسے دو انسانوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری غلام ہے' اسی طرح دیگر قوموں نے اپنے اپنے رسول سے کہا قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ الخ (ابراہیم ۱۴:۱۰) تو تم ہم جیسے بشر ہو تم ہمیں ان معبودوں سے روکنا چاہتے ہو جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں' اب تم ہمارے پاس کوئی روشن دلیل لاؤ۔

بشر کو رسول بنانا اللہ کی مہربانی ہے: (۹۵) اللہ اپنی مہربانی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے پاس رسول بھیجے تاکہ ان سے علم سیکھو اور سمجھو کیونکہ تم ان سے بات چیت کر لیتے ہو اگر کسی آسمانی فرشتے کو رسول بنا کر بھیج دیا جاتا تو تم نہ تو اس سے دو بدو بات کر سکتے تھے اور نہ اس سے کچھ سیکھ و سمجھ سکتے تھے فرمایا (۱) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ (آل عمران ۳:۱۶۴) بلاشبہ اللہ کا مومنوں پر احسان ہے کیونکہ اس نے ان میں انہیں میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾

آپ فرما دیں کہ مجھ میں اور تم میں اللہ ہی کا گواہ ہونا کافی ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب خبردار ہے اور انہیں خوب دیکھنے والا ہے۔

رحمت عالم ﷺ کی رسالت پر اللہ کی گواہی: (۹۶) یعنی میں اپنی صداقت پر کوئی اور گواہ کیوں تلاش کروں' میرا اللہ خود میری صداقت پر گواہ ہے اور جو کچھ میں تمہارے پاس لایا ہوں وہ اس سے بھی بخوبی واقف ہے اگر میں اس پر (خاکم بدہن) جھوٹ بولتا تو وہ مجھ سے سخت انتقام لے لیتا فرمایا وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا الخ (حاقہ ۶۹:۴۴ تا ۴۶) یعنی اگر یہ ہم پر کچھ باتیں گھڑ لاتے ہیں تو ہم ان کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر ان کی گردن کی رگ کاٹ ڈالتے' پھر فرمایا اللہ اپنے بندوں سے خوب خبردار ہے یعنی اسے معلوم ہے کہ کون انعام واحسان اور ہدایت کا حق دار ہے اور کون نہیں۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾

النصف

جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کر دے تو تم ہرگز اللہ کے سوا کسی اور کو ان کا دوست نہ پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے دن ان کے مونہوں کے بل اندھے' گونگے اور بہرے اٹھائیں گے' ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور جب وہ بجھنا چاہے گی تو ہم اس کے شعلے اور بڑھا دیں گے۔

مشرک منہ کے بل چلائے جائیں گے: (۹۷) یعنی کائنات میں اللہ ہی کا تصرف کارفرما ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا وہ جسے چاہے ہدایت دے پھر اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا' اور جسے گمراہ کر دے اس کا اللہ کے سوا کوئی دوست ورہبر نہیں۔ فرمایا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ (کہف ۱۸:۱۷) یعنی جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کر دے تو تم اسکے لیے کوئی دوست وراہبر نہ پاؤ گے' پھر فرمایا ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اٹھائیں گے آپ سے پوچھا گیا لوگ چہروں کے بل کیسے اٹھائے جائیں گے' فرمایا جس نے انہیں پیروں پر چلایا وہ مونہوں پر بھی چلا سکتا ہے۔ (قا)

مشرک قیامت کے دن اندھے بہرے اور گونگے ہوں گے: پھر فرمایا وہ اندھے ہوں گے دیکھ نہ سکیں گے گونگے ہوں گے بول نہ سکیں گے اور بہرے ہوں گے سن نہ سکیں گے بہرحال مختلف حالتوں میں ہوں گے اور اپنے اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہے ہوں گے جیسے دنیا میں حق سے اندھے' بہرے اور گونگے تھے' اسی طرح آج سخت ضرورت کے دن بھی اندھے بہرے اور گونگے ہوں گے' پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے' جب کبھی جہنم کے شعلے مدھم پڑ جائیں گے تو انہیں اور بھڑکا دیا جائے گا کہ اب سزا بھگتو اب ہم تم پر عذاب کے علاوہ کسی اور چیز کا اضافہ نہیں کریں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

یہ اس کا بدلہ ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا تھا اور کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان وزمین پیدا کیے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ ان جیسے پیدا کر دے۔ اور اسی نے ان کے لیے ایک ایسا وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کوئی شک نہیں لیکن ظالم ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے۔

(۹۸) یعنی ہم نے جو انہیں اندھا' بہرا اور گونگا اٹھایا ہے اسی کے یہ مستحق تھے' کیونکہ انہوں نے ہمارے دلائل ٹھکرا دیے تھے اور زندگی بعد الموت پر ہنسا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ بن کر خاک میں مل جائیں گے تو کیا اللہ ہمیں پھر زندہ کرے گا؟

اللہ کی قدرت ہمہ گیر ہے: (۹۹) اللہ نے زندگی بعد الموت کی دلیل میں اپنی قدرت کی طرف توجہ دلائی کہ جس اللہ نے آسمان وزمین بنائے اس کی قدرت میں ان کا لوٹا دینا تو بہت ہی آسان ہے فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ الخ (غافر ۴۰: ۵۷) واقعی آسمان و زمین کی پیدائش انسانی پیدائش سے کہیں بڑھ کر ہے۔

پھر فرمایا ان ظالموں پر حجت قائم ہو چکی' مگر افسوس اب بھی یہ ناشکرے ہی ہیں' ان کا اب بھی حسب سابق باطل اور گمراہی میں انہماک ہے' اللہ الٹی سمجھ سے محفوظ فرمائے۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع

ع ۱۱

آپ فرما دیں اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک بن جاتے تب بھی خرچ ہو جانے کے ڈر سے انہیں روکے رکھتے اور انسان ہے ہی تنگ دلا۔

انسانی طبیعت کا بیان: (۱۰۰) یعنی آپ ان سے فرما دیں کہ اگر بفرض محال تمہارے تصرف میں اللہ کے خزانے آ جائیں تو تم انہیں بھی خرچ کے ڈر سے روک لو گے' یعنی تنگدستی کے ڈر سے کہ مبادا ختم ہو جائیں' حالانکہ وہ نہ کبھی خالی ہو سکتے ہیں اور نہ کبھی ختم ہو سکتے ہیں۔ دراصل کنجوسی انسان کی خصلت ہے اسی لیے انسان کو تنگ دل بتایا گیا فرمایا اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ الخ (نساء ۴: ۵۳) کیا ملک میں ان کا حصہ ہے پھر تو وہ لوگوں کو ایک چھلکا بھی نہیں دیں گے یعنی اگر ان کا اللہ کے ملک میں حصہ ہوتا تو کسی کو کچھ نہ دیتے بلکہ گٹھلی اور چھلکا تک بھی نہ دیتے ہاں جسے اللہ بخل سے محفوظ رکھے' بخل' بے صبری'' اور جزع وفزع انسان کا خاصہ ہے فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ الخ (معارج ۷۰: ۱۹ تا ۲۱) یعنی انسان بڑا ہی بے صبرا ہے' جب اسے تکلیف پیش آتی ہے تو خوب جزع وفزع کرتا ہے اور جب مال ہاتھ آتا ہے تو بخیل بن جاتا ہے البتہ نمازی ان عیوب سے محفوظ ہیں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے جسے خرچ کم نہیں کرتا وہ تو دن رات پانی کی طرح خرچ کرتا رہتا ہے' پھر بھی

کم نہیں ہوتا' بتایئے تو دنیائے آغاز سے لے کر اب تک اللہ نے کیا کچھ خرچ نہ کیا ہوگا پھر بھی اس کے ہاتھ میں کمی نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾

بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو صاف صاف نو نشانیاں دیں' آپ اسرائیلیوں سے پوچھیں جب وہ ان کے پاس آئے تو ان سے فرعون نے کہا موسیٰ میرے خیال میں تم جادوگر ہو' فرمایا تجھے خوب معلوم ہے کہ یہ نشانیاں دلائل بنا کر آسمان وزمین کے رب ہی نے اتاری ہیں اے فرعون میرے خیال میں تو ہلاک ہو جانے والا معلوم ہوتا ہے پھر اس نے انہیں سرزمین مصر سے علیحدہ کرنا چاہا' آخر کار ہم نے اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو ڈبو دیا اور اسکے بعد ہم نے اسرائیلیوں سے کہا کہ اس سرزمین پر تم رہو سہو' پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے۔

حضرت موسیٰ کے نو معجزے: (۱۰۱) اللہ نے موسیٰ کو نو بڑے بڑے معجزے دے کر مبعوث فرمایا جن سے آپ کی نبوت کا ثبوت اور آپ کی صداقت کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ فرعون اور فرعونیوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں یہ نو معجزے مندرجہ ذیل ہیں عصا' ید بیضا' قحط' دریا' طوفان' ٹڈیاں' جوئیں' مینڈکیں اور خون۔ جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے۔

قطعی دلائل نہ ماننا تباہی کی علامت ہے: (۱۰۲) یعنی تجھے خوب معلوم ہے کہ اللہ نے جو خالق کائنات ہے تجھ پر حجت قائم کرنے کے لیے یہ نو معجزے بطور دلائل کے اتارے ہیں جو میری رسالت کے پکے نشانات ہیں' مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو یقیناً ہلاک و ملعون اور مغلوب ہوگا۔ سورہ نمل میں فرمایا وَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا الخ (۲۷:۱۳:۱۴) پھر جب ان کے پاس ہماری نشانیاں بطور دلائل کے آئیں تو کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے اور ظلم وسرکشی سے اس کا انکار کر بیٹھے حالانکہ ان کے دل تسلیم کر رہے تھے کہ یہ حق ہے۔

فرعون کی تباہی: (۱۰۳) یعنی فرعون نے اسرائیلیوں کو سرزمین مصر سے جلا وطن کرنا ان سے مصر کو خالی کرانا اور انہیں وہاں سے ہٹانا چاہا لیکن ہم نے اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو ڈبو دیا۔

فتح مکہ کی بشارت: (۱۰۴) پھر اس کے ڈوب جانے کے بعد ہم نے اسرائیلیوں سے کہا کہ اس زمین پر تم ہی رہو سہو' اس آیت میں رحمت عالم ﷺ کو فتح مکہ کی بشارت ہے' اگرچہ یہ سورت مکہ میں ہجرت سے پہلے اتری ہے' واقعہ بھی ایسا ہی ہوا کیونکہ مکہ والوں نے مکہ سے اللہ کے رسول کو نکال دینے کا ارادہ کر لیا تھا' جیسا کہ خود قرآن نے فرمایا وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ الخ (اسراء

۱۷:۷۶،۷۷) یہ تو آپ کے قدم اس سرزمین اقدس سے اکھاڑنے ہی لگے تھے کہ آپ کو یہاں سے نکال باہر کر دیں' تب تو یہ بھی آپ کے بعد بہت ہی تھوڑے دن ٹھہرنے پاتے' جیسا کہ پہلے رسولوں کے بارے میں ہمارا دستور ہے اور آپ ہمارے دستور میں تغیر نہ پائیں گے' اسی وجہ سے اللہ نے اپنے رسول کو مکہ کا والی بنایا' اور آپ اس میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے' اور مکہ والوں کو مغلوب کیا' پھر آپ نے اپنی طبعی بردباری اور مہربانی سے انہیں چھوڑ دیا' جس طرح اللہ نے کمزور اسرائیلیوں کو ملک فرعون کی مشرقی اور مغربی سمتوں کا اور ان کے ملوں' کھیتوں' پھلوں اور خزانوں کا مالک بنا دیا چنانچہ فرمایا کَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا الخ (شعراء ۲۶:۵۹' رحمان ۴۴:۲۸) ہوا یہی اور ہم نے اسرائیلیوں کو اس کا وارث بنا دیا۔ یہاں یہ فرمایا کہ اس کے ڈوب جانے کے بعد ہم نے اسرائیلیوں سے کہا کہ تم اس سرزمین پر رہو سہو' پھر جب قیامت آئے گی تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے' یعنی تم کو بھی اور تمہارے دشمنوں کو بھی۔

وقف لازم

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾
وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور ہم نے یہ قرآن سچائی کے ساتھ اتارا' اور یہ صداقت ہی کے ساتھ اترا ہے' اور ہم نے آپ کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا' اور ہم نے یہ قرآن لوح سے محفوظ علیحدہ کر کے تھوڑا تھوڑا نازل کیا' تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں اور ہم نے اسے حسب ضرورت نازل کیا۔

قرآن اللہ کے پاس سے حق لے کر اترا: (۱۰۵) یعنی قرآن حق کے ساتھ اترا یعنی اس میں سرتاپا حق ہے فرمایا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ الخ (نساء ۴:۱۶۷) لیکن اللہ نے جو کچھ آپ پر اتارا' اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے اتارا اور فرشتے بھی گواہ ہیں' یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ اس میں اللہ کے تمام احکام و ممانعتیں موجود ہیں اور سب اسی کی طرف سے ہیں' اور اے نبی یہ قرآن آپ پر محفوظ و مامون اترا' اس میں کسی غیر کے کلام کی آمیزش نہیں' اور نہ اس میں کمی بیشی ہے بلکہ آپ تک جوں کا توں پہنچا ہے کیونکہ اسے وہ فرشتہ لے کر آیا ہے جو بڑا زبردست وقوی' امانت دار' معزز اور آسمان میں سردار ہے اور اے نبی ہم نے تو آپ کو صرف اپنے پیروکاروں کو جنت کی بشارت دینے کے لیے اور نافرمانوں کو دوزخ سے ڈرانے کے لیے بھیجا ہے۔

پورا قرآن پہلے لوح محفوظ سے بیت العزت میں رکھا گیا پھر بتدریج ۲۳ سال میں اترا: (۱۰۶) یعنی ہم نے یہ قرآن لوح محفوظ سے علیحدہ کر کے دنیوی آسمان کے عزت والے گھر میں بھیج دیا پھر بتدریج تھوڑا تھوڑا واقعات کے اعتبار سے ۲۳ سال کی مدت میں آپ پر اتارا گیا۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى
عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ
وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ

خُشُوعًا ۝١٠٩ السجدۃ

آپ فرما دیں کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ' بلاشبہ جنہیں اس سے پہلے علم ملا ہے جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے یقیناً ہمارے رب کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے' اور وہ روتے ہوئے اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کی عاجزی بڑھا دیتا ہے۔

قرآن سرتاپا حق ہے: (۱۰۷) رحمت عالم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ ان کافروں سے فرما دیں کہ میں جو تمہارے پاس یہ قرآن لایا ہوں خواہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ مگر ہے یہ حق ہی اللہ ہی نے اسے اتارا ہے' اور سابق زمانے میں خاص طور سے عظمت کے ساتھ الہامی کتابوں میں اس کا بیان فرمایا ہے' اسی وجہ سے فرمایا کہ جو قرآن سے پہلے علم والے ہیں یعنی وہ صالح اہل کتاب جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں' اس پر عمل کرتے ہیں اور اس میں تبدیل و تحریف نہیں کرتے' جب یہ قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ بطور شکر کے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے ہم کو اس آخری رسول ﷺ کا مبارک زمانہ دکھایا ہے جس پر یہ کتاب مقدس اتاری گئی۔

اللہ کا وعدہ پورا ہی ہوتا ہے: (۱۰۸) پھر اللہ کی ہمہ گیر قدرت کا ادب و احترام بجالاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارا رب ہر کمی سے پاک ہے اس کی قدرت ہمہ گیر ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔ اس نے سابق نبیوں کی زبانی جو محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا وعدہ فرمایا تھا وہ آخرکار پورا ہی ہو کر رہا۔

(۱۰۹) یعنی اللہ کے سامنے جھک جاتے ہیں' قرآن پر ایمان لے آتے ہیں' قرآن کی اور رحمت عالم ﷺ کی دل سے تصدیق کرتے ہیں اور قرآن ان کے ایمان و تسلیم میں اضافہ ہی فرماتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝١١٠ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝١١١ ع

آپ فرما دیں کہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو' اسے جس نام سے بھی پکارو سب اسی کے پیارے پیارے نام ہیں' اور آپ اپنی نماز نہ تو بہت اونچی آواز سے پڑھیں اور نہ بالکل پست آواز سے بلکہ درمیانی راستہ ڈھونڈیں اور آپ کہتے رہیں کہ اسی اللہ کی تعریفیں ہیں جس کے اولاد نہیں اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا ساجھی ہے' اور نہ وہ ایسا ہے کہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی حمایتی ہو' اور آپ اس کی زبردست بڑائی بیان کرتے رہیں۔

کافر اللہ کی صفت رحمت کے قائل نہ تھے: (۱۱۰) یعنی آپ ان سے (مشرکوں) جو اللہ کی صفت رحمت نہیں مانتے اور اس کو

رحمان نہیں کہنے دیتے' فرمادیں کہ تم اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر جس نام سے بھی پکارو وہ سن لے گا۔ان دونوں ناموں سے پکارنے میں کوئی فرق نہیں' کیونکہ اس کے تو اور بھی بہت سے پیارے نام ہیں تم جس پاک نام سے چاہو اسی سے اس سے دعا کرو فرمایا ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ الخ (حشر ۵۹: ۲۲ تا ۲۴) وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا کوئی بھی حق دار عبادت نہیں وہ بڑا ہی مہربان اور انتہائی رحم والا ہے' وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے' وہ بادشاہ ہے پاک ہے سلامتی والا ہے امن دینے والا ہے حفاظت کرنے والا ہے' سب پر غالب ہے اور جبار و متکبر ہے اور اللہ ان باتوں سے پاک ہے جن کو مشرک اس کی طرف منسوب کرتے ہیں وہی خالق ہے' باری ہے' مصور ہے اور اسی کے اچھے اچھے نام ہیں' کائنات کی ایک ایک چیز اسی کی پاکی بیان کر رہی ہے اور وہ بڑے غلبہ والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔

آیت کا شان نزول: ایک مشرک نے رحمت ﷺ سے سنا کہ آپ سجدے میں یا رحمان یا رحیم فرمارہے ہیں بولا کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے مگر پکار دو کو رہے ہیں' اس پر یہ آیت اتری (ابن جریر)۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت (﴿وَلَا تَجْهَرْ﴾ الخ) اتری تو آپ مکہ میں چھپے ہوئے تھے۔

ابتداء میں نماز میں درمیانی قرأت کا حکم: جب آپ صحابہ کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرأت فرماتے مشرک قرآن سنتے تو نہ صرف آپ کو بلکہ قرآن کو بھی اتارنے والے کو بھی برا کہتے' اس لیے اللہ نے اپنے نبی کو ہدایت فرمائی کہ آپ اپنی قرأت میں بلند آواز نہ کریں کہ مشرک سن کر قرآن کو برا کہیں اور نہ قرأت ایسی پست فرمائیں کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں' اور آپ سے کچھ نہ سیکھ سکیں' ہاں درمیانی راہ اختیار کریں (تا) ضحاک والی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ جب آپ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو آپ سے یہ حکم ساقط ہو گیا اب آپ کو اختیار تھا کہ جس طرح چاہیں قرأت فرمائیں ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رحمت عالم ﷺ نماز پڑھاتے وقت زور سے قرأت فرماتے تو مشرک چراغ پا ہو جاتے تھے اور قرأت سننے کے روادار نہ ہوتے' جب کوئی مسلمان آپ سے قرأت سننے کا ارادہ کرتا تو مشرکوں سے چھپ کر قرأت سنتا تا کہ وہ اسے ایذا نہ پہنچائیں' جب وہ یہ دیکھتا کہ مشرکوں نے قرأت سن لی اور دیکھ لی ہے تو قرأت چھوڑ کر فوراً ہٹ جاتا اگر آپ آہستہ پڑھتے تو قرأت کو سننے والے بھی نہیں سن سکتے' اس پر یہ آیت اتری (محمد بن اسحاق)۔

توحید کا بیان: (۱۱۱) بلکہ اللہ تو ایک ہے بے پرواہ ہے نہ صاحب اولاد ہے اور نہ ماں باپ والا۔اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے پھر فرمایا کہ اللہ حقیر و کمزور نہیں کہ اسے کسی حمایتی کی یا مشیر و وزیر کی ضرورت ہو وہ تو تمام کائنات کا خالق ہے' یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اور تنہا اپنی مشیت سے کائنات کا مدبر و منتظم ہے نہ اسے کسی سے معاہدہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ امداد طلب کرنے کی' آپ ان مشرکوں ناانصافوں اور ظالموں کی باتوں سے اپنے رب کو بلند و بالا سمجھیں اور اس کی عظمت و کبریائی بیان کرتے ہیں۔

آیت عزت: میں کہتا ہوں کہ رحمت عالم ﷺ نے اس آیت کا نام عزت والی آیت رکھا ہے۔

چوری اور ناخوشگوار باتوں سے محفوظ رہنے کا عمل: بعض اثر میں ہے کہ رات کو جس گھر میں یہ آیت پڑھی جائے گی وہاں چوری یا کوئی اور ناخوش گوار واردات پیش نہ آئے گی واللہ اعلم۔

الحمد للہ سورہ اسراء کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سورۂ کہف

یہ سورہ مکی ہے باعتبار مصحف ۱۸ ویں اور باعتبار نزول ۶۹ ویں سورہ ہے اس میں ۱۱۰ آیتیں اور ۱۲ رکوع ہیں۔

سورہ کہف کی فضیلت: (۱) براءؓ کہتے ہیں ایک شخص (اسید بن حضیر) نے سورہ کہف پڑھی، گھر میں ایک جانور بندھا ہوا تھا وہ بدکنے لگا، سلام پھیر کر جو دیکھا تو انہیں سائبان کی طرح ایک بدلی جوان پر چھائی ہوئی تھی دکھائی دی، آپ نے اس کا ذکر رحمت عالم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پڑھتے رہو یہ تو وہی سکینہ (فرشتوں کی جماعت) ہے جو اللہ کی طرف سے قرآن عزیز پڑھتے وقت اترتی ہے۔ (ق)

دجال سے محفوظ رہنے کا عمل: (۲) جس نے سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرلیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا (تنذ، م) ترمذی کی روایت میں تین آیتیں ہیں (۳) جس نے سورہ کہف کی دس پچھلی آیتیں یاد کرلیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا (م، ن) نسائی کی روایت میں دس آیتیں ہیں اول وآخر کی قید نہیں۔

زمین سے لے کر آسمان تک نور دلانے والی سورت: (۴) جس نے سورہ کہف کا اول وآخر پڑھ لیا، اسے پاؤں سے سر تک نور ملے گا اور جس نے پوری سورت پڑھ لی اسے زمین سے لے کر آسمان تک نور ملے گا (احمد) ایک موقوف روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی اس کے پاؤں سے لے کر آسمان تک نور چمکے گا جو قیامت کے دن اس کو روشنی عطا فرمائے گا اور دونوں جمعوں کے درمیان والے اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے (تفسیر ابن مردویہ باسناد غریب)۔

جمعہ کے دن کہف پڑھنے کی فضیلت: (۵) جس نے جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھ لی، اسے اس کی جگہ سے بیت اللہ تک کے فاصلہ والا نور ملے گا (سعید بن منصور باسناد موقوف) مستدرک حاکم والی روایت میں ہے کہ اسے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک نور ملے گا۔

(۶) جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھ لی وہ آٹھ روز تک ہر فتنے سے محفوظ رہیگا اور اگر دجال نکل آئے تو اس کے فتنے سے بھی محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ﴿١﴾
قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ
يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿٢﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿٣﴾ وَّيُنْذِرَ
الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ
كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴿٥﴾

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے' تمام بڑائیاں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی تا کہ اپنے پاس والی سخت سزا سے لوگوں کو تنبیہ کر دے اور ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں یہ خوش خبری سنا دے کہ ان کے لیے اچھا صلہ ہے جہاں وہ دائمی زندگی گزاریں گے اور انہیں بھی جگا دے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ صاحب اولاد ہے' انہیں نہ تو خود ہی اس کا علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو۔ یہ ان کے منہ سے بڑا بول نکل رہا ہے اور محض جھوٹ ہی بول رہے ہیں۔

اللہ لائق حمد ہے کہ اس نے قرآن جیسی عظیم کتاب اتاری: (۱) آغاز تفسیر میں یہ بات گزر چکی کہ کاموں کے شروع میں اور اخیر میں اللہ اپنی پاکیزہ ذات کو سراہتا ہے کیونکہ وہ تو ہر حال میں قابل حمد وثنا ہے شروع میں بھی اسی کی بڑائیاں ہیں اور اخیر میں بھی اسی وجہ سے اللہ نے اپنی ذات اقدس کی بڑائی بیان فرمائی کہ اس نے اپنی مہربانی سے قرآن اپنے معزز رسول پر اتارا' زمین والوں پر جس قدر نعمتیں اتریں ان سب میں یہ نعمت سب سے عظیم ہے کیونکہ اللہ نے اس کے ذریعہ لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا اور قرآن کو ایک سیدھی سچی اور صاف کتاب جس میں نہ کوئی کمی ہے نہ کسر نہ کجی ہے اور نہ خامی فرمایا قرآن سیدھی راہ بتاتا ہے جو صاف روشن اور واضح ہے یہ کافروں کی آنکھیں کھولتا ہے اور ایمان والوں کو بشارت دیتا ہے۔

قرآن کی خوبیاں: (۲) یہ ایک مستقیم اور معتدل کتاب ہے جو سو فیصد سیدھی اور ٹھیک ہے اور یہ ان کے کان کھڑے کرتی ہے جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اسے جھٹلاتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ کے سخت عذاب سے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ڈراتی ہے اللہ کی پناہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے' کوئی بھی اس جیسا عذاب نہیں دے سکتا اور کوئی بھی اس جیسی پکڑ پر قادر نہیں۔

(۳) اور یہ کتاب مقدس ان ایمان والوں کو جو نیک عملوں سے اپنے ایمان کی تصدیق کرتے ہیں' اللہ کے پاس والے ثواب جزیل کی بشارت دیتی ہے جو اللہ کی نعمتوں میں دائمی زندگی گزاریں گے اور جنت میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے جسے نہ کبھی فنا ہے اور نہ کبھی زوال۔

فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں: (۴) عرب کے مشرکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی بٹیاں ہیں انہیں کیسے خبر ہوئی کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں؟ حالانکہ یہ اور ان کے بڑے بوڑھے سب جاہل ہیں۔

اللہ پر اولاد کا الزام: (۵) یہ ان کا اللہ پر ایک بہت ہی بڑا الزام ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ یہ بول جو ان کے منہ سے نکل رہا ہے بہت ہی بڑا الزام ہے جو اللہ پر اٹھایا گیا ہے' اور بلا دلیل بات ہے جو محض جھوٹ اور افترا پردازی ہے۔

آیت کا شان نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینے میں یہودی علماء کے پاس بھیجا کہ ان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کی صفتوں کے بارے میں پوچھیں۔ اور ان کی نبوت کے بارے میں بھی۔ کیونکہ وہ پہلی کتابوں کے عالم ہیں۔ اور ان کے پاس جو علم ہے ہم اس سے قطعی ناآشنا ہیں' آخر کار یہ دونوں مدینے پہنچ کر یہودی علماء کے پاس گئے' ان کے آگے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات رکھے اور آپ کی بعض باتیں بھی بتائیں' اور بولے کہ تم تورات والے ہو' ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے اس شخص کی بابت کچھ بتاؤ۔ ان علماء نے ان سے کہا کہ آپ سے تین باتیں جو ہم تمہیں بتاتے ہیں پوچھو' اگر آپ ان کا جواب دے دیں تو واقعی آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول ہیں۔ ورنہ دھوکہ باز اور دروغ گو ہیں۔ پھر تمہیں اختیار

ہے کہ جو مناسب سمجھو کرو ان سے پوچھو کہ گزشتہ زمانے میں جو چند نوجوان توحید کی خاطر نکل گئے تھے ان کا کیا حشر ہوا۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایک عجیب واردات پیش آئی تھی' اور ان سے اس شخص کا واقعہ پوچھو جو روئے زمین پر گھوم گیا تھا۔ اور روح کی حقیقت پوچھو اگر وہ ان تینوں باتوں کی خبر دے دیں تو نبی ہیں' ان کی پیروی کرو۔ ورنہ ان کے جھوٹا ہونے میں ذرا شک نہ کرو' اور ان کے ساتھ جو کچھ مناسب ہو کرو۔ یہ دونوں قریشی مدینہ سے مکہ واپس آئے اور قریش سے کہا کہ ہم تمہارے پاس ایک فیصلہ کن بات لائے ہیں یہودی علماء نے ہمیں تین سوال بتائے ہیں کہ ہم آپ سے پوچھیں اگر آپ صحیح جواب دے دیں تو بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں' ورنہ جھوٹے ہیں چنانچہ آپ کے پاس آ کر آپ سے تینوں سوالات پوچھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سوالوں کا کل جواب ملے گا لیکن آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ یہ آپ کے پاس سے چلے گئے مگر افسوس پندرہ دن تک آپ کے پاس وحی نہیں آئی' اور نہ ہی جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے مکہ والے پل پڑے اور کہنے لگے کہ لو صاحب کل کا وعدہ تھا مگر آج پندرہ دن گزر گئے اب تک کوئی جواب نہیں۔ آپ بھی وحی کے ٹھہر جانے سے رنجیدہ تھے اور مکہ والوں کی چہ میگوئیاں علیحدہ تکلیف دہ تھیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس سورہ کہف لے کر اترے اسی میں ان شاء اللہ نہ کہنے پر آپ کو بیدار کیا گیا ہے' اور ان چند نوجوانوں کا بھی بیان ہے جن کے بارے میں پوچھا گیا تھا اور اس شخص کا بھی جو روئے زمین پر گھوم گیا تھا اور روح کا بھی۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ
اَسَفًا ﴿٦﴾ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿٧﴾
وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿٨﴾

پھر کیا اگر لوگ یہ بات نہ مانیں گے تو آپ ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر دیں گے' زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی زینت بنایا تا کہ ہم اس سے جانچ لیں کہ ان میں سے کون اچھے عملوں والا ہے اور یقیناً ہم اسے ایک ہموار وصاف میدان کر دینے والے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ کو مشرکوں کے ایمان نہ لانے پر سخت ملال: (۶) رحمت عالم ﷺ کو مشرکوں کے ایمان نہ لانے پر سخت ملال و افسوس ہوتا تھا۔ اللہ اپنے رسول ﷺ کو تسلی دے رہا ہے کہ آپ ان کے پیچھے اپنی جان کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں فرمایا فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ الخ (فاطر ۳۵:۸) ان پر غم کھاتے کھاتے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے (۲) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ الخ (نمل ۲۷:۷۰) آپ ان پر افسوس نہ کریں۔ اور ان کی شرارتوں سے تنگ دل نہ ہوں' لَعَلَّكَ بَاخِعٌ الخ (شعراء ۲۶:۳) اگر یہ ایمان نہ لائیں گے تو شاید آپ اپنی جان دے دیں گے ''باخع'' یعنی غم کے مارے اپنی جان بلاک کر دیں گے (ہذا الحدیث سے قرآن مراد ہے) یعنی اپنی جان افسوس کیوجہ سے ہلاک نہ کرو۔ غصے اور رنج سے اپنے نفس کو قتل نہ کرو اور جلد بازی سے اپنی جان کو گھن نہ لگاؤ اور ان پر افسوس نہ کرو بلکہ پورے اطمینان سے انہیں اللہ کا پیام پہنچاتے رہو' پھر جس نے سیدھی راہ پالی اسے فائدہ ہوگا اور جو گمراہی میں اڑا رہا اس کا وبال اسی پر ہوگا آپ کیوں کبیدہ خاطر ہوں اور کیوں دل پر میل آنے دیں؟۔

دنیا دار الامتحان ہے: (۷) یعنی یہ دنیا دار فانی ہے اور روئے زمین پر جس قدر چیزیں ہیں سب جلد ہی ختم ہو جانے والی خوبصورتی ہے۔ یہ جگہ دار القرار نہیں بلکہ دار الامتحان ہے' یہاں انسان امتحان کے لیے بھیجا جاتا ہے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یاد رکھو دنیا شیریں اور ہری بھری ہے' اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تم کو اس میں جانشین بنانے والا ہے اور یہ دیکھنے والا ہے کہ تم اس میں جانشین بن کر کیسے عمل کرتے ہو' اس لیے دنیا سے عورتوں سے بچتے رہو' اسرائیلیوں میں پہلا فتنہ عورتوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔

دنیا فنا ہو جائے گی: (۸) یعنی دنیا ختم ہو جائے گی اور اس کا نام ونشان بھی نہ رہے گا اور اس کی رونق افسردگی سے اور آبادی ویرانی سے بدل جائے گی' اس کی ہر چیز ختم ہو کر ایک ہموار چٹیل میدان کی طرح رہ جائے گی اس میں ایک دن گھاس کا ایک تنکا تک بھی دکھائی نہ دے گا اور نہ یہ فائدہ اٹھانے کے قابل رہے گی (صعید وہ زمین جس پر نہ درخت ہو اور نہ گھاس پھونس ہو بلکہ کچھ بھی نہ ہو) خود قرآن فرماتا ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الخ (سجدہ ۳۲:۲۷) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم پانی ہانک کر بنجر وخشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں' اور اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں' جس سے ان کے جانور بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی پھر بھی کیا وہ دیکھتے نہیں' زمین اور زمین کی ساری کائنات فنا ہو جانے والی ہے' اور سب کو لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے' آپ افسوس نہ کریں اور کافروں کی باتیں سن کر اور دیکھ کر کبیدہ خاطر نہ ہوں۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿٩﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿١٠﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿١١﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿١٢﴾ ع ۱۴

کیا آپ کا خیال ہے کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی عجیب نشانی ہیں؟ جب ان جوانوں نے غار میں پناہ لی تو دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما' اور ہمارے کام میں ہمارے واسطے آسانی مہیا فرما' پھر ہم نے گنتی کے کئی سالوں تک اسی غار میں ان کے کانوں پر پردے ڈال دیے پھر ہم نے انہیں اٹھا دیا تا کہ معلوم کریں کہ ان دونوں گروہوں میں سے کس گروہ نے اس میں اپنے ٹھہرنے کی انتہائی مدت یاد رکھی۔

اصحاب کہف کا مختصر واقعہ: (۹) یہاں اصحاب کہف کا واقعہ اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بھی آ رہی ہے اللہ بتا رہا ہے کہ یہ واقعہ تو ایک ادنیٰ سا واقعہ ہی ہے' اس کی قدرت کے تو اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے اور عجیب وغریب واقعات ہیں۔ آسمان وزمین کی پیدائش دیکھو' دن رات کا برابر آنا جانا دیکھو' اور نظام شمسی پر نگاہ ڈالو' کہ یہ سورج یہ چاند اور یہ تارے کس طرح اللہ کے حکم کے تابع ہیں۔ اور یہ بھی بڑی بڑی قدرت کی نشانیاں ہیں جو قدرت کی ہمہ گیری کو بتاتی ہیں' کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اسے کوئی ایسا واقعہ بھی عاجز نہیں کر سکتا جو اصحاب کہف کے واقعہ سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہو۔ ہماری نشانیاں تو اس سے بھی

زیادہ حیرت انگیز ہیں اور تعجب خیز ہیں ہم نے جو آپ کو علم اور کتاب وسنت عطا کی ہے وہ ان غار والوں اور کتبوں والوں سے بھی زیادہ تعجب خیز ہیں ہم نے اپنے بندوں پر جو دلائل کھول دیے ہیں وہ ان غار والوں اور کتبوں والوں سے بھی زیادہ تعجب والے ہیں۔ پہاڑ کی جس غار میں یہ نوجوان جا کر چھپے تھے کہف سے وہی غار مراد ہے۔ رقیم ایلہ کے قریب پہاڑوں کے درمیان ایک میدان ہے یا رقیم پتھر کی ایک لوح ہے جسے اصحاب کہف کے واقعات لکھ کر غار کے دروازے پر نصب کر دیا گیا تھا۔

کچھ موحد نوجوان حفاظت دین کے لیے اس غار میں آ چھپے تھے: (۱۰) کچھ نوجوان توحید کی حفاظت کی خاطر اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر پہاڑ کے غار میں جا چھپے تھے تاکہ قوم انہیں شرک پر مجبور نہ کر دے' جب یہ موحد اس غار میں گھس رہے تھے تو ان کے ہونٹوں پر یہ دعائیں تھیں۔ کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس والی رحمت عطا فرما۔ اپنی مہربانی سے ہمیں ہماری قوم سے محفوظ رکھ۔ اور ہمارے اس عمل کا انجام خیر و بھلائی والا بنا۔ اے اللہ ہمارا مستقبل اچھا ہو۔ ہمارا انجام بہتر ہو۔

غار میں گھس کر یہ نوجوان سو گئے: (۱۱) یعنی جب یہ توحید پرست نوجوان اس غار میں گھس گئے تو ہم نے ان پر نیند ڈال دی اور یہ بہت سے گنتی کے سالوں تک سوتے ہی رہے پھر ہم نے اس نیند سے انہیں جگا دیا' جب یہ جاگے تو جس کے پاس درہم تھے وہ غار سے نکل کر شہر کی طرف چلا تاکہ اپنے اور اپنے رفقاء کے لیے کھانا خرید لائے جس کا بیان تفصیل سے انشاء اللہ آ رہا ہے۔

ایک مدت دراز کے بعد بیداری: (۱۲) یعنی ہم نے انہیں خواب شیریں سے جگا دیا تاکہ ہم معلوم کریں کہ ان میں جو دو مختلف گروہ نیند کی مدت کے بارے میں ہو گئے ہیں ان میں سے کس کو صحیح مدت یاد ہے (امد سے تعداد یا غایت مراد ہے)۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

ہم ان کا صحیح صحیح واقعہ آپ سے بیان کر رہے ہیں' بلاشبہ وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا تھا ہم نے ان کے دل قوی بنا دیے' جب یہ اٹھے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا رب ہی آسمان وزمین کا رب ہے' ہم اسے چھوڑ کر کسی اور کو بطور معبود کے ہرگز نہیں پکاریں گے اگر ایسا کیا تو ہم نے ایک انتہائی بری بات کی' یہ ہماری قوم ہے جس نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لیے ہیں' یہ ان پر کوئی زوردار دلیل کیوں نہیں لاتے' پھر بھلا اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت تراشے' اور جب تم ان سے اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے الگ ہو گئے ہو تو کسی غار میں جا کر پناہ لو' تم پر تمہارا پروردگار اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں سہولت پیدا کر دے گا۔

اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل: (۱۳) اصحاب کہف کے قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ چند نوجوان تھے جو حق کی طرف مائل تھے اور راہ یافتہ تھے اور سرکش و باطل میں ڈوبے ہوئے بوڑھوں سے اچھے تھے اسی وجہ سے اللہ کی اور اس کے رسول کی باتیں قبول کرنے والے تھے' قریش کے عام معمر لوگ شرک ہی پر قائم رہے۔ اور چند کے سوا ان میں سے کسی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا' ٹھیک اسی طرح پروردگار عالم نے اصحاب کہف کے بارے میں بتایا کہ وہ بھی نوجوان ہی تھے۔

ایمان گھٹتا بڑھتا ہے: پھر فرمایا کہ ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ فرمایا' یہ آیت اور اس طرح دوسری آیتیں ایمان کی کمی بیشی پر دلیل ہیں' جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا (۱) وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا الخ (محمد ۴۷:۱۷) جو ہدایت پا گئے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا (۲) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (توبہ ۹:۱۲۴) لیکن جو ایمان والے ہیں یہ آیتیں ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ کھل اٹھتے ہیں (۳) لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا الخ (فتح ۴۸:۴) تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھائیں۔

اصحاب کہف مسیحؑ سے پہلے کے ہیں: کہتے ہیں کہ اصحاب کہف عیسائی تھے لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ یہ مسیحؑ سے پہلے کے ہیں کیونکہ اگر یہ عیسائی ہوتے تو یہودی اس قدر توجہ سے کیوں ان کے حالات معلوم کرتے اور کیوں ان کے واقعات دریافت کرنے کی ہدایت کرتے؟ اوپر ابن عباسؓ کا یہ بیان گزر چکا ہے کہ قریش نے علمائے یہود کے پاس مدینہ میں اپنے آدمی بھیج کر ان سے پوچھا تھا کہ کچھ ایسی باتیں بتاؤ جن سے ہم محمد ﷺ کا امتحان کر لیں انہوں نے کہا تم ان سے اصحاب کہف' ذوالقرنینؑ اور روح کی بابت پوچھو اس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کی کتابوں میں اصحاب کہف کا ذکر تھا' اور انہیں یہ واقعہ معلوم تھا جس سے معلوم ہوا کہ یہ مسیحؑ سے پہلے کے ہیں۔

اصحاب کہف رومی شہزادے اور سردار تھے: (۱۴) یعنی ہم نے انہیں اپنی قوم کی مخالفت برداشت کرنے کی قوت عطا کی انکے شہر والوں کی عداوت پر انہیں صبر دیا' اور انہوں نے جو خوشگوار عیش و آرام اور نعمتیں چھوڑیں ان پر ان کو سہارا دیا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ اصحاب کہف رومی شہزادے اور سردار تھے۔

ان نوجوانوں میں توحید کے پیدا ہونے کا سبب: ایک دفعہ یہ بزرگ اپنی قومی عید منانے گئے' اور اس دن لوگوں کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا' جس میں یہ دیوی دیوتاؤں کو پوجتے تھے' اور انکے نام کی قربانیاں بھی کرتے تھے۔ ان کا بادشاہ بڑا ظالم و سرکش تھا' جس کا نام دقیانوس تھا' یہ خود بھی بت پرست تھا اور لوگوں سے بھی زبردستی بت پرستی کراتا تھا۔ شرک و بت پرستی کی عام دعوت دی جاتی تھی اور دنیا کو اس قابل نفرت حرکت پر آمادہ کیا جاتا تھا' جب لوگ ایک میدان میں عید منانے چلے گئے اور ان کے ساتھ ساتھ یہ نوجوان بھی اپنے بزرگوں اور رشتے داروں کے ساتھ گئے تو ان عقلمند نوجوانوں نے اپنی قوم کے ان سیاہ کارناموں پر بصیرت کی نگاہ ڈالی اور پہچان گئے کہ سجدے اور قربانی کا حقدار تو صرف اللہ ہے کسی اور کو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ ہی نے یہ ساری کائنات بنائی اس لیے وہی سزاوار عبادت و قربانی ہے' پھر یہ نوجوان ایک ایک کر کے عید گاہ سے کھسکنے لگے آخر کار ان میں سے ایک جوان دور ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا' پھر دوسرا جوان بھی آ کر اس کے پاس بیٹھ گیا اسی طرح ساتوں آ کر ایک جگہ جمع ہو گئے۔ اگرچہ ایک دوسرے کو پہچانتے نہ تھے مگر ان کو اسی ذات واحد نے اکٹھا کر دیا جس نے ان کے دلوں میں ایمان کی کرن پیدا کی تھی' اتحاد ایمان سے اتحاد جسمانی بھی ہو گیا چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا روحیں ایک جمع کیا ہوا لشکر ہیں پھر جن روحوں میں روز ازل تعارف تھا وہ دنیا میں بھی تعارف پیدا کر لیتی ہیں۔ اور جن میں تعارف نہ تھا وہ دنیا میں بھی بیگانہ ہی رہتی ہیں (ق) مشہور ہے

''کند ھم جنس با ہم جنس پرواز'' بہر حال ایک دوسرے سے بادشاہ کے ڈر کی وجہ سے اپنا راز چھپا رہے تھے اور یہ خبر نہ تھی کہ ہم سب ہم نوا اور ہم عقیدہ ہیں' آخر کار ایک جوان بول اٹھا کہ ہم سب میں ہر ایک کو قوم سے کسی نہ کسی بات نے ضرور جدا کیا ہے لہذا ہر شخص اپنے علیحدہ ہونے کی وجہ بیان کرے۔ ایک نے جواب دیا اللہ کی قسم مجھے تو اپنی قوم کی یہ نامعقول حرکتیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ حقدار عبادت تو صرف اللہ ہی ہے' جو یکتا ہے اور شریک نہیں رکھتا۔ وہی خالق کائنات ہے پھر تو ہر ایک کھل گیا اور سب نے یہی وجہ بتائی۔ کہ ہم قوم کے شرک سے بیزار ہیں۔ اسی وجہ سے ان سے علیحدہ ہونے پر مجبور ہوئے۔ جب یہ سب ایک ہی عقیدہ توحید پر جمع ہو گئے تو اب مخلص بھائی بھائی ہو گئے۔ اور ان میں آپس میں اتحاد ہو گیا۔ اب انھوں نے اپنے لیے ایک عبادت خانہ بنایا جہاں یہ صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کرتے تھے۔

دقیانوس کو اصحاب کہف کے عقیدے کی اطلاع: آخر کار لوگوں کو بھی رفتہ رفتہ ان کے عقیدے کی خبر ہو گئی اور انہوں نے بادشاہ کو خبر کر دی بادشاہ نے انہیں بلا بھیجا' ان کے دین کی کرید کی' اور ان سے ان کا عقیدہ پوچھا' انہوں نے جرأت سے اس پر حق بات واضح کی۔ اور اسے بھی توحید کی دعوت دی۔

فرزندان توحید کسی سے نہیں ڈرتے: اسی وجہ سے اس آیت میں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ان کے دل مضبوط بنا دیے جب وہ بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا رب وہی ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ ہم اس کے علاوہ ہرگز کسی کو معبود ماننے کے لیے تیار نہیں کیونکہ اگر ہم نے کسی اور کو معبود مان لیا تو ہم نے ایک انتہائی غلط بات مان لی۔ کیونکہ شرک تو کھلم کھلا باطل اور کمال بے جا' لغو اور بے ہودہ چیز ہے۔

توحید پر وعظ اور دور آزمائش: (۱۵) ہماری قوم تو کھلی مشرک ہے جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتی ہے یہ لوگ شرک کی کوئی واضح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے' پھر بھلا اس سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے' لہذا مشرک غیر انصاف پسند اور جھوٹے ہیں کہ توحید چھوڑ کر شرک پر اڑے ہوئے ہیں۔ جب ان فرزندان توحید نے اپنے بادشاہ کو بھی توحید کی دعوت دی تو بادشاہ نے توحید قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ انہیں اور ڈانٹنا دھمکانا اور ڈرانا شروع کر دیا' اور حکم دے دیا کہ ان کے کپڑے اتار لے جائیں اگر پھر بھی یہ اپنے اس عقیدے سے باز نہ آئیں تو میں انہیں سخت سزا دوں گا۔ جاؤ تمہیں چند دنوں کی مہلت ملتی ہے اس مہلت کے بعد پھر تم سے پوچھا جائے گا۔

فرزندان توحید نے مہلت سے فائدہ اٹھایا: دراصل یہ مہلت ان کے حق میں اللہ کی زبردست مہربانی ثابت ہوئی۔ اور یہ توحید کے شیدائی اس مہلت میں توحید کی حفاظت کی خاطر شہر سے چھپ کر نکل گئے۔

حفاظت دین کی خاطر نکل جانا روا ہے: جب دنیا میں فتنے پیدا ہو جائیں اور ان سے ایمان و توحید میں خلل آ جانے کا اندیشہ ہو تو دین کی حفاظت کے لیے انسان کا کھسک جانا ہی درست و جائز ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ تم میں سے کسی کا بہترین مال بکریاں ہوں گی' جن کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور میدانوں میں نکل جائے گا اور فتنوں سے اپنا دین بچانے کے لیے آبادی سے بھاگ جائے گا۔ ایسی صورت میں لوگوں سے کٹ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جانا مسنون ہے ورنہ نہیں کیونکہ گوشہ نشینی سے جماعت و جمعہ چھوٹ جاتا ہے' پھر جب ان توحید پرستوں کا شہر سے نکل جانے کا پکا ارادہ ہو گیا تو اللہ نے اپنی رحمت کے لیے ان کو چن لیا۔

شہر سے نکل جانے کی تجویز: (۱۶) میں فرمایا جب تم اللہ کے سوا ان سے اور ان کے معبودوں سے جدا ہو رہے ہو اور مخلوق کی عبادت کرنے کی وجہ سے ان کے مخالف ہو تو ان سے جسمانی طور پر بھی علیحدہ ہو جاؤ' اور غار میں جا کر آرام کرو۔ تم پر تمہارے رب کی رحمتوں کی بارش ہوگئ' اور وہ اپنی مہربانی سے تم کو تمہاری قوم سے چھپائے رکھے گا' اور تمہارے کام میں آسانی مہیا فرمائے گا۔ آخر کار یہ نوجوان قوم سے چھپ کر شہر سے کھسک گئے اور پہاڑ کے ایک غار میں جا چھپے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ غائب ہو گئے ہیں تو بادشاہ کو خبر لگی' اس نے سراغ رسانوں سے انہیں ہر چند ڈھنڈوایا لیکن کوئی بھی ان کا سراغ نہ لگا سکا۔ اللہ نے انہیں ان کی آنکھوں سے اوجھل ہی رکھا۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَٰوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت
تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن
يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ ع ۲ ۱۴

آپ دیکھیں گے کہ دھوپ نکلتے وقت ان کے غار سے دائیں طرف کو بچ کر نکل جاتی ہے اور غروب ہوتے وقت ان کے بائیں جانب سے نکل جاتی ہے اور وہ اس غار کے کشادہ حصے میں ہیں یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں' جسے اللہ ہدایت دے وہی راہ یافتہ ہے اور جسے گمراہ کر دے آپ اس کا کبھی کوئی حمایتی اور رہنما نہ پائیں گے۔

اصحاب کہف پر دھوپ نہیں آتی: (۱۷) معلوم ہوا کہ اس غار کا دروازہ شمالی رخ تھا' کیونکہ طلوع کے وقت دھوپ کا سایہ دائیں جانب اور غروب کے وقت بائیں جانب جھک جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ دوپہر کو وہاں ذرا سی بھی دھوپ نہیں ہوتی تھی' یہ بات غور کرنے والے پر ظاہر ہے جو علم ہیئت اور آفتاب و مہتاب کی اور تاروں کی گردش کو جانتا ہے' اگر غار کا دروازہ مشرقی رخ ہوتا تو غروب کے وقت اس میں ذرا سی بھی دھوپ نہیں آتی' اور اگر قبلہ رخ ہوتا تو طلوع ہوتے وقت بھی۔ نہ آتی اور نہ غروب ہوتے وقت اور سایہ دائیں بائیں کترا کر نہ نکلتا۔ اگر مغربی رخ ہوتا تو طلوع کے وقت اس میں دھوپ نہ آتی اور پھر زوال کے بعد سے لے کر غروب تک اس میں دھوپ رہتی۔ لہذا غار کا دروازہ شمالی رخ میں متعین ہوا۔ (قرض کے بمعنی ترک کے ہیں) اللہ نے ہمارے سوچنے اور سمجھنے کے لیے ایک واقعہ بتا دیا اور یہ نہیں بتایا کہ دنیا میں کس سرزمین پر کون سے پہاڑ میں یہ غار ہے کیونکہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ اور نہ یہ مقتضائے شرعی ہے اور اس کے بارے میں جو اقوال وارد ہیں وہ سب لوگوں کے اپنی قیاس آرائیاں ہیں۔ اگر اس کی جگہ کے متعین کرنے پر کوئی دینی مصلحت ہوتی تو اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ اس کی ہمیں ضرور خبر دیتے کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں ہر وہ چیز جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے بتا دی ہے کوئی چیز چھوڑی نہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے ہمیں اس غار کی صفت بتائی مگر جگہ نہیں بتائی۔ (''مزاورۃ'' یعنی جھک کر نکل جانا کترا جانا ''فجوۃ'' یعنی وسعت یعنی وہ غار کے اندرونی وسیع حصہ میں ہیں' دھوپ ان تک نہیں پہنچتی ورنہ ان کے کپڑے اور بدن جلا کر خاکستر کر دیتی)۔

اصحاب کہف کو اتنے دنوں زندہ رکھنا اللہ کی نشانی ہے: پھر فرمایا کہ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں کہ اس نے اصحاب کہف کی اس

غار تک رہنمائی فرمائی اس میں انہیں زندہ رکھا اور اس میں ان پر دھوپ اور ہوا کا گزر رہتا رہا تا کہ ان کے جسم باقی رہیں پھر فرمایا اللہ ہی نے تمام قوم میں ان چند نوجوانوں کو ہدایت عطا فرمائی' اللہ جس کی رہنمائی فرماتا ہے وہ راہ پر پڑ جاتا ہے۔ اور جسے گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۖ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾

اور تم انہیں بیدار سمجھ رہے ہو حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں دائیں بائیں کروٹ بھی بدلوا دیتے ہیں اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنے ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے' اگر تم ان کو جھانک کر دیکھ لو تو یقیناً الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہو اور ان سے دہشت کے مارے رعب سے بھر جاؤ۔

اصحاب کہف غار میں جا کر سو گئے : (۱۸) یعنی اللہ نے انہیں سلا دیا مگر ان کی آنکھیں کھلی رہیں تا کہ ان میں زندگی قائم رہے جیسے بھیڑیا سوتا ہے مگر اس کی ایک آنکھ کھلی رہتی ہے اور ایک بند رہتی ہے پھر نیند ہی میں کھلی ہوئی کو بند اور بند کو کھول دیتا ہے' پھر فرمایا کہ ہم انہیں دائیں بائیں کروٹیں دلا دیتے ہیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر انہیں کروٹ نہ دلائی جاتی تو زمین انکی کروٹ گلا ڈالتی۔

نیکوں کی صحبت کے اثر سے کتے کا ذکر بھی قرآن میں ہوا: حسب عادت ان کا کتا بھی دروازہ پر پاؤں پسارے بطور پہرہ دار کے بیٹھا ہوا ہے اور غار سے باہر ہی ہے کیونکہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں کتا ہے' جیسا کہ صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ اس گھر میں جس میں تصویر یا ناپاک آدمی یا کفر ہو جیسا کہ حسن حدیث سے معلوم ہوتا ہے ان کی رفاقت کی برکت کتے پر بھی ظاہر ہوگئی اور ان کی طرح وہ بھی سلا دیا گیا یہ اچھے لوگوں کی صحبت کا اثر ہے کہ اس کتے کا بھی قرآن میں بیان کیا گیا اور اس کی شان میں بھی ایک عظمت پیدا ہوگئی' کہتے ہیں کہ یہ ان میں سے کسی نوجوان کا شکاری کتا ہے' یہی بات صحیح ہے یہ بھی منقول ہے کہ شاہی باورچی کا کتا ہے جس نے توحید قبول کر لی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا کتا بھی سو گیا تھا۔

اللہ نے اس غار میں ایسی ہیبت و دہشت رکھی ہے کہ انسان ان پر نگاہ پڑتے ہی تھرا اٹھتا ہے' یہ دہشت اور رعب اس لیے رکھا گیا ہے کہ کوئی ان کے پاس نہ جا سکے' اور انہیں چھو نہ سکے جب تک کہ ان کی نیند کی مدت حسب منشائے باری تعالیٰ پوری نہ ہو جائے کیونکہ اس میں اس کی حکمت کارفرما ہے اور اس سے اس کی وسیع رحمت اور توحید کی صداقت بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ

مِّنۡهُ وَلۡيَتَلَطَّفۡ وَلَا يُشۡعِرَنَّ بِكُمۡ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمۡ اِنۡ يَّظۡهَرُوۡا عَلَيۡكُمۡ
يَرۡجُمُوۡكُمۡ اَوۡ يُعِيۡدُوۡكُمۡ فِىۡ مِلَّتِهِمۡ وَلَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾

اسی طرح ہم نے انہیں جگا دیا تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ پاچھ لیں ان میں سے ایک بولا تم کتنی دیر ٹھہرے رہے بولے ایک دن یا اس سے بھی کم' بولے تمہارے ٹھہرنے کی مدت تمہارے رب کو خوب معلوم ہے اب تم کسی کو اپنا یہ نقدی دے کر شہر بھیجو دیکھ بھال لے کہ شہر میں کون سا کھانا صاف ستھرا ہے' پھر وہ اسی میں سے تمہارے پاس کھانا لے آئے اور اسے خوب احتیاط رکھنی چاہیے اور وہ تمہاری کسی کو ہوا تک بھی نہ لگنے دے' دیکھو اگر وہ تم پر غالب آ جائیں گے تو تمہیں سنگسار کر ڈالیں گے یا تمہیں پھر اپنے مذہب میں لوٹا لیں گے۔ تم پھر ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔

اصحاب کہف جیسے سوئے تھے ویسے ہی جاگ اٹھے: (۱۹) یعنی جس طرح ہم نے انہیں صحیح سالم سلایا تھا اسی طرح اٹھا بھی دیا اور ان کے جسموں بالوں اور جلدوں میں ذرا بھی تغیر نہ آنے دیا وہ ۳۰۹ سال کی ایک لمبی نیند کے بعد جگے اور آپس میں پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے تو جواب دیا گیا کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم کیونکہ وہ غار میں صبح کو داخل ہو کر سوئے تھے اور جب ۳۰۹ سال کے بعد اٹھے تو شام ہو رہی تھی' اس لیے انہوں نے سوچا کہ شاید ایک دن سوئے، مگر پھر بھی تردد تھا اس لیے بولے کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ ہم کتنی دیر سوئے اب چونکہ انہیں بھوک لگ رہی تھی' تو وہ وقتی ضرورت کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے کہ کسی کو نقدی دے کر شہر بھیجو کہ جس دوکان پر صاف کھانا ملے وہاں سے لے آئے جب یہ گھر سے چلے تھے تو اپنے ساتھ کچھ نقد رقم بھی اپنی ضرورت کے لیے لے گئے تھے وہی نقد رقم ان کے پاس تھی۔

اصحاب کہف نے کھانا خریدنے کے لیے شہر میں آدمی بھیجا: تجویز یہ ہوئی کہ نقدی دے کر کسی ہوشیار آدمی کو اس شہر بھیجا جائے جہاں سے یہ بھاگ کر آئے تھے اور اس سے کہہ دیا جائے کہ پوری احتیاط سے جائے اور جہاں عمدہ اور نفیس کھانا ہو لے آئے۔ ''اذکی'' یعنی بہت پاکیزہ۔ پھر فرمایا کہ احتیاط برتے یعنی ہوشیاری سے آئے جائے اور کھانا خریدے اور چھپ چھپا کر کھانا لے آئے کسی کو اپنی ہوا بھی نہ لگنے دے۔

اگر خبر ہوگئی تو کافر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے: (۲۰) اگر کافروں کو ہمارا پتہ لگ جائے تو یا تو وہ ہمیں سنگسار کر ڈالیں گے یا پھر جبر یہ مشرک بنا لیں گے' دقیانوس کا انہیں خوف تھا کہ اگر اسے ہماری خبر ہوگئی تو وہ طرح طرح کی سزائیں دے گا' پھر یا تو ان سزاؤں سے گھبرا کر مجبوراً شرک اختیار کرنا پڑے گا یا جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا پھر ہم مشرک بن گئے تو ہمارے دین و دنیا دونوں برباد ہو جائیں گے۔

وَكَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ لِيَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيۡبَ فِيۡهَا ۚ
اِذۡ يَتَنَازَعُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اَمۡرَهُمۡ فَقَالُوا ابۡنُوۡا عَلَيۡهِمۡ بُنۡيَانًا ؕ رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ بِهِمۡ ؕ قَالَ
الَّذِيۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰٓى اَمۡرِهِمۡ لَنَـتَّخِذَنَّ عَلَيۡهِمۡ مَّسۡجِدًا ﴿۲۱﴾

اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کی خبر کر دی تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شبہ نہیں' جب لوگ آپس میں اپنی بات میں جھگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ اس غار پر کوئی عمارت بنوا دو ان کا پروردگار انہیں خوب جانتا ہے' جن کا ان کے معاملہ پر غلبہ تھا' وہ کہنے لگے ہم یقیناً ان کے پاس مسجد بنائیں گے۔

زندگی بعد الموت کا نمونہ: (۲۱) یعنی اس طرح ہم نے لوگوں کو ان کے حال سے خبردار کر دیا تا کہ انہیں اللہ کے وعدے کی اور قیامت کی سچائی معلوم ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دقیانوس اور اس کی رعایا کو زندگی بعد الموت میں اور قیامت میں شک تھا بعض لوگ کہتے تھے کہ روحیں اٹھائی جائیں گی جسم نہیں اللہ نے اصحاب کہف کو اس بات کی حجت ونشانی بنا دیا کہ زندگی بعد الموت روح اور جسم دونوں کو درپیش آئے گی۔

کھانا لانے کے لیے ایک شخص شہر پہنچا: کہتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک شخص کھانا خریدنے کے لیے غار سے باہر نکلا اور شہر کی طرف بڑھا تو ہر چیز کا نقشہ بدلا ہوا پایا یہ راستے سے بچ کر جا رہا تھا۔ آخر کار یہ شہر جا نکلا اس شہر کا نام افسوس تھا یہ سمجھ رہا تھا کہ میں اس شہر میں دوسرے دن آیا ہوں مگر یہاں تو صدیاں بیت گئی تھیں نہ وہ شہر کا نقشہ تھا جو انہوں نے دیکھا تھا نہ وہ بادشاہ ہی تھا اور نہ وہ رعایا ہی تھی' شہر کا عالم ہی دوسرا تھا' نئے نئے لوگ تھے نئی نئی حکومت تھی' نئے نئے مکانات تھے اور ہر چیز بدلی بدلی تھی' ان کی جان پہچان کی نہ کوئی چیز تھی اور نہ کوئی آدمی ہی۔ یہ سخت حیران ہو کر خیال کرنے لگا کہ میں دیوانہ تو نہیں ہو گیا یا بھول کر کسی نئے شہر میں تو نہ گھس آیا' یا خواب تو نہیں دیکھ رہا' پھر کہنے لگا کہ نہ خواب ہے' نہ بھولا ہوں اور نہ میں دیوانہ ہوں۔ کل ہی تو اس شہر کو چھوڑ کر گیا ہوں مگر آج اس کا سارا نقشہ ہی بدلا ہوا پاتا ہوں پھر اس نے سوچا کہ میرے لیے یہی مناسب ہے کہ جلدی سے اپنا کام بنا کر یہاں سے کھسک جاؤں۔ آخر کار یہ ایک روٹی والے کی دکان پر پہنچا اور اسے نقد رقم دے کر کھانا طلب کیا۔ دوکاندار یہ سکہ دیکھ کر ستپٹایا اور اس نے اپنے قریبی دوکاندار کو دکھایا' اسی طرح سکہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک منتقل ہوتا رہا اور یہ فیصلہ ہوا کہ اسے کہیں سے پرانے زمانے کا گڑا ہوا خزانہ ملا ہے' لوگوں نے اس سے اس کا حال پوچھا کہ کہاں رہتے ہو اور یہ سکہ تمہارے ہاتھ کیسے لگا' شاید کہیں سے گڑا ہوا خزانہ ملا ہے بولا میں تو اسی شہر کا باشندہ ہوں اور کل ہی یہ شہر چھوڑ کر گیا تھا' اس شہر کا بادشاہ دقیانوس ہے لوگ سمجھے کہ یہ دیوانہ ہے اور اسے حاکم کے پاس پہنچا دیا گیا' حاکم نے اس کا واقعہ پوچھا' آخر کار اسے اپنا واقعہ بتانا ہی پڑا' یہ حیرت انگیز واقعہ سن کر لوگ اس کے ساتھ غار تک گئے بادشاہ بھی اور دیگر معززینِ شہر بھی جب یہ سب غار پر پہنچے تو یہ بولا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ میں غار میں جا کر اپنے رفقاء کو تمہارے آنے کی خبر کر دوں' چنانچہ یہ انہیں چھوڑ کر آگے بڑھا اور غار میں چلا گیا پھر لوگوں نے انہیں ہر چند تلاش کیا مگر نہ مل سکے' اللہ نے انہیں لوگوں سے پوشیدہ ہی رکھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لوگ بھی اس غار میں گئے اور انہیں جا کر سلام کیا بادشاہ نے انہیں گلے سے بھی لگایا' بادشاہ مسلمان تھا اور اس کا نام یندوسیس تھا' بادشاہ کو دیکھ کر یہ خوش ہوئے اور اس سے دیر تک بات چیت بھی کرتے رہے پھر اسے رخصت کر کے اور سلام کر کے اپنی خوابگاہوں میں جا سوئے۔ پھر انہیں اللہ نے موت دے دی۔

پھر فرمایا کہ جس طرح ہم نے ان کی ہیئتوں پر انہیں سلایا اور جگایا اسی طرح ہم نے ان کے زمانہ والوں کو بھی ان کی خبر کر دی تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے زندگی بعد الموت پیش آنے والی ہے' اور قیامت بھی وہ وقت یاد رکھنے کے قابل ہے

جب وہ قیامت کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کوئی تو اس کا قائل تھا اور کوئی منکر اللہ نے اصحاب کہف کو لوگوں پر ظاہر کر کے ماننے والوں کے لیے دلیل اور نہ ماننے والوں پر حجت بنا دیا پھر لوگوں نے کہا اصحاب کہف کے غار کا دروازہ بند کر دو اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو لیکن جن کو غلبہ حاصل تھا انہوں نے وہاں مسجد بنوانے کا ارادہ کیا' ابن جریر نے کہا ہے کہ یہ بات مسلمانوں نے کہی تھی یا کافروں نے' بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد بنانے کا ارادہ کرنے والے مسلمان ہی تھے' رہی یہ بات کہ یہ کام اچھا ہے یا برا تو ہم کہتے ہیں اچھا نہیں' کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اللہ یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا' آپ لوگوں کو ان کے سیاہ کارناموں سے ڈرا رہے تھے۔

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا
بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۥ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ
ع۱۵ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝۲۲

عنقریب کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ قیاس آرائیوں سے کہیں گے کہ وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا' اور کچھ کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا' آپ فرما دیں کہ میرا رب ان کی تعداد خوب جانتا ہے انہیں تو تھوڑے ہی سے لوگ جانتے ہیں' آپ ان کے بارے میں محض سرسری گفتگو فرمائیں اور کسی سے ان کے بارے میں سوال بھی نہ کریں۔

اصحاب کہف سات آدمی تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا: (۲۲) اصحاب کہف کی تعداد میں صرف تین آراء ہیں پہلی دو رایوں کو یہ کہہ کر کہ اٹکل پچو باتیں ہیں کمزور کر دیا گیا' اور تیسری رائے کو بیان کر کے خاموشی برتی گئی یعنی اصحاب کہف سات تھے اور آٹھواں کتا تھا' پھر فرمایا کہ آپ فرما دیں کہ میرا رب ہی انکی تعداد خوب جانتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے مقام پر معاملہ اللہ کے حوالہ کر دینا اچھا ہے' کیونکہ اس جیسے مقام پر بلا علم و دلیل گفتگو کرنا جہالت ہے البتہ اگر کسی بات کا کسی معقول دلیل سے ثبوت مل جائے تو اسے مان لیا جائے ورنہ خاموشی برتی جائے پھر فرمایا کہ ان کی تعداد تھوڑے سے آدمی جانتے ہیں' ابن عباسؓ فرماتے ہیں ان تھوڑوں میں میں بھی داخل ہوں' اصحاب کہف سات ہی تھے (ابن جریر)

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝۲۳ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ
هٰذَا رَشَدًا ۝۲۴

آپ کسی کام کے لیے یہ نہ فرمائیں کہ میں اسے کل کروں گا جب تک کہ انشاء اللہ نہ کہہ لیں اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کر لیں اور فرما دیں کہ مجھے پوری پوری توقع ہے کہ مجھے میرا رب اس سے بھی زیادہ ہدایت کے قریب والی بات کی رہنمائی

فرمائے گا۔

مستقبل میں کسی کام کے ارادے پر انشاء اللہ کہہ لیا کرو: (۲۳) رحمت عالم ﷺ کے واسطے سے آپ کی امت کو ادب سکھایا جا رہا ہے کہ جب تم کسی کام کے کرنے کا مستقبل میں عزم کرو تو علام الغیوب اللہ کی مشیت پر اسے چھوڑ دو جس کے سامنے تمام زمانے ایک ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ سلیمانؑ نے فرمایا کہ میں آج رات ستر یا نوے یا سو عورتوں کے پاس جاؤں گا اور ہر عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا' آپ سے کہا گیا یا فرشتے نے کہا انشاء اللہ کہہ لیجئے مگر آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے' اور سب کے پاس گئے' کسی کے بھی بچہ نہ ہوا بجز ایک عورت کے اور وہ بھی ادھورا تھا' پھر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو آپ کی قسم نہ ٹوٹتی اور آرزو پوری ہو جاتی' ایک روایت میں ہے کہ وہ سب بچے اللہ کی راہ میں جوان ہو کر جہاد کرتے' شروع سورت میں شان نزول کا ذکر ہو چکا۔

(۲۴) یعنی اگر انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جس وقت یاد آ جائے انشاء اللہ کہہ لو' ابن عباسؓ قسم کھانے والے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ انشاء اللہ کہہ سکتا ہے گو کہ سال گزر جائے۔ اور دلیل میں آیت کا یہی ٹکڑا پیش کرتے ہیں' مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی انشاء اللہ کہنا بھول جائے تو جب بھی یاد آئے انشاء اللہ کہہ دے' اگرچہ کتنی ہی مدت گزر چکی ہو' اور اس کے خلاف بھی ہو چکا ہو یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسے قسم توڑ ڈالنے کا اختیار ہے' اور اس کا اس پر کفارہ بھی نہیں (ابن جریر) یعنی قسم توڑنے کا کفارہ تو دینا ہی پڑے گا۔ پھر فرمایا کہ جب تم سے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے جسے تم جانتے نہ ہو تو اس کا اللہ سے سوال کرو اور اسی کی طرف توجہ کرو وہ تمہیں اس کے بارے میں صحیح صحیح معلومات بہم پہنچا دے گا۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

وہ اپنے غار میں ۳۰۹ سال تک ٹھہرے' آپ فرما دیں کہ اللہ ہی کو ان کے غار میں ٹھہرنے کی مدت معلوم ہے' آسمان و زمین کی غیب کی خبریں وہی جانتا ہے وہ کس قدر اچھا دیکھنے والا اور سننے والا ہے' ان کا اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔

اصحاب کہف کی غار میں ٹھہرنے کی مدت: (۲۵'۲۶) اللہ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی خبر دے رہا ہے کہ وہ اس میں سونے سے جاگنے تک ۳۰۹ سال تک ٹھہرے' ۳۰۰ سال شمسی ہوتے ہیں اور ۳۰۹ سال قمری' کیونکہ ہر شمسی صدی میں تین سال قمری بڑھ جاتے ہیں اسی وجہ سے شمسی سال بیان کر کے فرمایا کہ نو سال اور بڑھا لو' پھر فرمایا کہ اللہ ان کے ٹھہرنے کی مدت خوب جانتا ہے' یعنی اگر تم سے پوچھا جائے کہ وہ کتنے سال غار میں ٹھہرے اور تمہیں ٹھہرنے کی مدت معلوم نہ ہو تو اپنی طرف سے بتانے کی جرأت نہ کرو بلکہ صاف صاف کہہ دو کہ اللہ ہی کو خبر ہے جو کائنات کے غیب جانتا ہے' اور مخلوق میں سے جسے جو کچھ بتا دے مخلوق اسی قدر جان سکتی ہے۔ اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا اور ان کی باتیں سننے والا ہے یعنی کوئی بھی اللہ سے زیادہ دیکھنے والا اور سننے والا

نہیں ہے۔

یہاں دونوں لفظ ''اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ'' تعریف کے لیے ہیں جس میں مبالغہ ہے یعنی کیا ہی دیکھنے والا اور کیا ہی سننے والا ہے' یعنی ہر موجود و مسموع کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے' کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ بندوں کے عمل دیکھتا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے۔ اور سمیع و بصیر ہے اس کے سوا کوئی ان کا کارساز نہیں' اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے اسی نے پیدا کیا اور اسی کا حکم چلتا ہے' اس کا حکم کوئی ٹالنے والا نہیں نہ اس کا کوئی وزیر و مشیر ہے اور نہ مددگار و شریک' وہ بلند و برتر اور پاک ہے۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾

آپ اپنے رب کی کتاب کی جس کی آپ پر وحی کی جا رہی ہے تلاوت کیجئے اس کی باتوں میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں اور آپ کو اس کے سوا ہرگز کوئی پناہ گاہ نہ ملے گی' اور اپنا دل ان کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں اور اس کی رضا کے جویاں رہتے ہیں' آپ کی نگاہیں ان سے آگے نہ بڑھیں کہ آپ دنیوی زندگی کی خوبصورتی کے خواہش مند بن جائیں اور آپ اس کی بات نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہش کا پیروکار ہے اور اس کا حال حد سے آگے بڑھا ہوا ہے۔

تلاوت و تبلیغ قرآن کا حکم: (۲۷) ہردلعزیز نبی کو کتاب عزیز کی تلاوت کا اور اسے لوگوں تک پہنچا دینے کا حکم ہو رہا ہے پھر فرمایا کہ اللہ کی باتوں میں کوئی رد و بدل کرنے والا نہیں اور اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں اور نہ کوئی کسی کا مددگار و حمایتی بن سکتا ہے' اے پیارے نبی اگر آپ وحی سے اتری ہوئی اپنے رب کی کتاب کی تلاوت نہ فرمائیں گے تو پھر اللہ سے آپ کو کوئی بچانے والا نہیں۔ چنانچہ فرمایا (۱) يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ الخ (مائدہ ۵:۶۷) اے رسول آپ اس کی جو آپ کے رب کے پاس سے آپ پر اتر رہا ہے' تبلیغ کرتے رہیں اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو پھر اس کی رسالت کی تبلیغ ہی نہیں کی اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ (۲) اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الخ (قصص ۲۸:۸۵) بلاشبہ جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ ضرور آپ کو آخرت کی طرف لوٹا دینے والا ہے' یعنی آپ سے پوچھ لے گا کہ آپ نے تبلیغ رسالت کے فرائض ادا کئے یا نہیں؟۔

اللہ والوں کے پاس اٹھو بیٹھو: (۲۸) یعنی ذکر اللہ کرنے والوں کے پاس اٹھیے بیٹھیے جو تہلیل و تسبیح اور تکبیر و ثنا کرتے رہتے ہیں اور صبح و شام اللہ سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ یہی اللہ کے بندے ہیں' خواہ نادار ہوں یا مالدار اور زور آور ہوں یا کمزور۔ کہتے ہیں کہ یہ آیت قریشی رؤساء کے بارے میں اتری' ان کا رحمت عالم ﷺ سے یہ مطالبہ تھا کہ آپ انہیں کے پاس اٹھیں بیٹھیں اور بلال رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، صہیب رضی اللہ عنہ، خباب رضی اللہ عنہ، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے کمزوروں کے پاس نہ اٹھیں بیٹھیں اگر ان سے باتیں کرنی ہوں تو کسی علیحدہ مقام پر کر

لی جائیں' تو آپ نے آ پکوان کا یہ مطالبہ پورا کرنے سے منع فرمایا چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ الخ (انعام ۶:۵۳) آپ انہیں نہ ہٹائیں جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے رہتے ہیں اور اس آیت میں حکم فرمایا کہ آپ انہیں لوگوں میں صبر کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں۔

مومنوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا حکم: سعدؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں ہم چھ اشخاص رحمت عالم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے مشرکوں نے آپ سے کہا کہ انہیں ہٹا دیجئے' انہیں ہمارے ساتھ نہ بٹھایئے۔ سعد نے فرمایا میں تھا' ابن مسعودؓ تھے اور ایک ہزلی شخص تھا' بلالؓ تھے اور دو نام بھول گیا' شاید آپ کا ہٹا دینے کا خیال ہوا ہو۔ اس پر یہ آیت اتری (م)۔ عبدالرحمن بن سہل فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو رحمت عالم ﷺ اپنے کسی گھر میں تشریف فرما تھے' آپ ذکر اللہ کرنے والوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے' آپ نے ایک مجلس ذکر دیکھی' جس میں بعض ایسے بھی تھے جن کے بال پریشان تھے' دبلے پتلے تھے اور ان کے جسم پر ایک ہی کپڑا تھا آپ انہیں دیکھ کر ان کے پاس گئے اور فرمایا الحمد للہ' اللہ نے میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا کیے جن کے پاس اٹھنے بیٹھنے کا مجھے حکم دیا (ط)۔

دولت مندوں کو نگاہ غلط انداز سے بھی نہ دیکھو: پھر فرمایا کہ آپ کی نگاہ ان سے ہٹ کر دوسروں کی طرف نہ پڑے یعنی ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے بدلے رؤسا اور مال دار و معزز لوگ طلب کرنے لگیں' آپ ان کی باتیں نہ مانیں' جن کے دل ہم نے اپنی عبادت سے بے خبر کر دیے ہیں جو دین سے بے پرواہ ہیں اور دنیا میں اپنے رب کی عبادت سے بھاگتے ہیں اور ان کے اعمال و اقوال محض جہالت' رائیگاں' اور نقصان والے ہیں' آپ ان کی اطاعت نہ کریں' ان کی راہ پسند نہ کریں اور ان کے عیش و آرام کا خیال نہ کریں چنانچہ فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا الخ (طہ ۲۰:۱۳۱) ہم نے انہیں جو عیش و آرام عطا کر رکھا ہے آپ اس کی طرف اپنی نگاہیں نہ ڈالیں یہ تو دنیوی زندگی کی رونق ہے تاکہ ہم انہیں آزمائیں اور آپ کے رب کی روزی بہتر اور پائیدار ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

آپ فرما دیں یہ قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے' بلاشبہ ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کے پردے انہیں گھیر لیں گے' اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا اور چہروں کو جھلس دے گا' یہ بدترین پانی ہوگا اور دوزخ بدترین آرام گاہ ہے۔

قرآن بالکل سچا ہے: (۲۹) رسول اکرم ﷺ کو حکم ہے کہ آپ لوگوں سے فرما دیں کہ یہ قرآن جسے میں لے کر تمہارے پاس آیا ہوں اور تمہارے رب کی طرف سے سچا ہے' جس میں شک و شبہ کی قطعی گنجائش نہیں۔

کافروں کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے: پھر بطور زجر و توبیخ کے فرمایا کہ اب تمہیں اختیار ہے خواہ ایمان لاؤ یا نہ لاؤ یاد رکھو ہم نے ظالموں کے لیے جو اللہ کو' اس کے رسول ﷺ کو اور اس کی کتاب کو نہیں مانتے آگ تیار کر رکھی ہے' جس کی قناتیں اور دیواریں

انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں فرمایا آگ کی قناتیں چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کا عمق چالیس سال کی مسافت ہے (تا)۔

اہل جہنم کے لیے پانی اور کھانا: ''مھل'' یعنی زیتون کی تلچھٹ کی طرح گاڑھا پانی یا جیسے خون اور پیپ ہو یا سخت گرم چیز مراد ہے۔

بہر حال ''مھل'' ہر وہ چیز ہے جس میں یہ تمام بری باتیں موجود ہوں کہ وہ سیاہ بدبودار گاڑھی اور سخت گرم ہو اسی وجہ سے فرمایا کہ وہ شدت گرمی سے چہروں کو جھلس دے گی' جس وقت کافر اسے پینے کا ارادہ کریں گے اور اسے منہ کے پاس لائیں گے تو انہیں اس طرح جھلس دے گی کہ منہ کی کھال اس میں آ گرے گی' چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ پانی زیتون کی گاد کی طرح ہو گا جب کافر پینے کے لیے اسے منہ کے پاس لائے گا تو اس میں اس کے چہرے کی کھال جھلس کر گر پڑے گی۔ (تا) وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ (ابراہیم ۱۴:۱۷) کی تفسیر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ پانی اس کے قریب لایا جائے گا جس سے وہ برابر منہ بنائے گا اور جب بالکل منہ کے پاس آئے گا تو اس کے چہرے کو جھلس دے گا اور سر کی کھال اتر کر آ پڑے گی پھر جب اسے پی لے گا تو آنتیں کٹ کٹ کر نکل پڑیں گی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ
مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ
فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

واقعی جو ایمان لا کر اچھے عملوں میں لگے رہے تو ہم اچھے عمل کرنیوالوں کے صلے رائیگاں نہ جانے دیں گے' انہیں کے لیے دائمی جنتیں ہیں' جن میں نہریں جاری ہیں' جہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز و نرم و باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے ملیں گے اور جہاں وہ تختوں پر آرام سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کس قدر اچھی آرام گاہ ہے۔

ارباب سعادت کا بیان: (۳۰) پہلے بدبختوں کا بیان تھا' اب نیک بختوں کا بیان ہے جن کا اللہ پر اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی تمام باتوں پر ایمان ہے اور عمل خوشی خوشی بجا لاتے ہیں۔

(۳۱) یعنی ایسے ہی لوگوں کے لیے ہمیشگی والی بہشت ہے جن کے بالا خانوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری ہیں' فرعون نے بڑے فخر سے کہا تھا وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ الخ (زخرف ۴۳:۵۱) یہ ہیں نہریں جو میرے محل کے نیچے جاری ہیں کیا تم پھر بھی نہیں دیکھتے؟ پھر فرمایا کہ جنت والوں کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے' دوسری جگہ فرمایا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ الخ (حج ۲۲:۲۳) انہیں سونے اور سچے موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے اور جنت میں ان کا لباس ریشم کا ہو گا یہاں لباس میں ذرا تفصیل ہے' یعنی انہیں دبیز مہین سبز و خالص ریشم کے کپڑے پہنائے جائیں گے' سندس یعنی نرم و نازک اور مہین ریشم اور استبرق دبیز و چمکدار ریشم'

پھر فرمایا کہ یہ آرام سے ٹیک لگائے' تختوں پر رونق افروز ہوں گے ''اتکاء'' یعنی لیٹنا اور چار زانو بیٹھنا' یہاں دوسرا معنی ہی زیادہ مناسب ہے۔

پھر فرمایا کہ صلہ کے اعتبار سے جنت کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔ اور منزل و مقام کے اعتبار سے کیا ہی اچھی قیام گاہ ہے جیسے جہنم کے مشروب کے بارے میں فرمایا تھا کہ کیا ہی برا مشروب ہے اور مقام و آرام گاہ کے اعتبار سے کیا ہی بری جگہ ہے اسی طرح سورہ فرقان میں جنت اور جہنم کا تقابل فرمایا ہے کہ واقعی جہنم منزل و مقام کے اعتبار سے کیا ہی بری ہے' پھر مومنوں کی صفتیں بیان کر کے فرمایا انہیں ان کے صبر کے بدلے بالا خانے ملیں گے۔ اور اس میں انہیں مبارک بادیوں اور سلامتیوں ہی کی آوازیں آئیں گی' جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے جو منزل و مقام کے اعتبار سے کیا ہی اچھی ہے۔ (۲۵:۶۶، ۲۵:۷۵، ۲۵:۷۶)۔

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا
بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ
شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا
أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ
مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿٣٥﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ
إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ﴿٣٦﴾

آپ انہیں دو شخصوں کا حال بھی سنا دیں' جن میں سے ہم نے ایک کو انگوروں کے دو باغ عطا کر دیے تھے جن کے چاروں طرف حاشیے پر کھجوریں تھیں' اور دونوں باغوں کے درمیان کاشت ہوتی تھی یہ دونوں باغ خوب پھلتے تھے' اور ان میں ذرا سی بھی کمی نہ آتی تھی' اور ہم نے ان میں نہریں جاری کر رکھی تھیں' اور اس شخص کے پاس پھل تھے اس نے گفتگو میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے پاس تجھ سے زیادہ مال ہے اور میں آدمیوں کے اعتبار سے بھی زیادہ عزت والا ہوں اور وہ اپنے باغ میں گیا' اور تھا بھی اپنے اوپر ظلم کرنے والا بولا میں خیال نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی خراب ہوگا اور نہ میرے خیال میں کبھی قیامت آئے گی' اور اگر میں اپنے رب کے پاس لوٹایا بھی گیا تو لوٹنے کی جگہ اس سے زیادہ اچھی پاؤں گا۔

مالدار مشرک و نادار مسلمان کی مثال: (۳۲) اوپر بیان تھا کہ مغرور مشرکوں کو کمزور و نادار مسلمانوں کے پاس بیٹھتے ہوئے عار آتی تھی' اور انہیں اپنی دولت اور اپنی قومیت پر بڑا ناز تھا' یہاں ان کی ایک مثال بیان کی کہ کسی زمانے میں دو شخص تھے' ان میں سے ایک کو تو اللہ نے انگور کے دو باغ دے رکھے تھے' جن کے حاشیے پر کھجوروں کے لمبے لمبے درخت تھے اور جن کے درمیان کاشت ہوتی تھی درختوں پر پھلوں کی اور کھیتوں میں اناج کی خوب پیداوار ہو رہی تھی۔

(۳۳) یعنی کھیت و باغات خوب بار آور ہو رہے تھے' اور پیداوار میں ذرا سی بھی کمی نہ آتی تھی۔ پھر ان میں جگہ جگہ نہریں جاری تھیں۔

(۳۴) آخر کار مال کی کثرت اور پھلوں کی فراوانی نے اس کا دماغ بگاڑ دیا۔

پھر فرمایا کہ اس نے اپنے ساتھی سے باتوں باتوں میں کہا کہ میں مال دار ہوں اور تو نادار' اور میرے پاس جتھا بھی تجھ سے زیادہ ہے' نوکر چاکر' اولاد سب کی فراوانی ہے۔

باغ بھرا بھرا دیکھ کر باطل امید: (۳۵) یہ خام جو کفر و سرکشی' غرور و تکبر اور انکار قیامت میں سب سے آگے آگے تھا ایک دن اپنے باغ میں گیا اور بولا کہ میرے خیال میں میرا یہ باغ کسی وقت بھی خراب ہونے والا نہیں۔ اسی طرح ہمیشہ سرسبز و شاداب ہرا بھرا پھلتا پھولتا رہے گا' درحقیقت اسے دھوکہ ہوا جب اس نے ہرے بھرے کھیت طرح طرح کے پھلوں سے لدے پھندے درخت اور نہریں جا بجا رواں دیکھیں تو کہنے لگا بھلا یہ کیسے خراب و غیر آباد ہو سکتا ہے' اس کی پرورش کے سارے سامان موجود ہیں چونکہ اس کا اللہ پر یقین کمزور تھا دنیوی زندگی پر اور اس کی رونق پر پھولا ہوا تھا' اور آخرت پر ایمان نہ رکھتا تھا اس لیے اس نے نادانی سے یہ کہہ دیا کہ میرا باغ تباہ ہونے والا نہیں اور میرے خیال میں قیامت بھی آنے والی نہیں' یعنی قیامت کا عقیدہ ہی سرے سے غلط ہے۔ اگر بفرض محال زندگی بعد الموت کا وقوع ہوا' آخرت آئی اور اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہوا بھی تو یقیناً مجھے وہاں بھی یہاں سے زیادہ عیش و آرام ملے گا' اگر اللہ کے نزدیک میں لائق بزرگی نہ ہوتا تو وہ مجھے دنیا میں یہ عیش و آرام کیوں دیتا' دوسری جگہ فرمایا (۱) وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ الخ (فصلت ۴۱: ۵۰) اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی اچھائی ہی اچھائی ہے۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَاۗؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾

اسے اس کے ساتھی نے باتوں باتوں میں جواب دیا' کیا تم اپنے خالق کا انکار کرتے ہو؟ جس نے تم کو مٹی سے پھر نطفے سے پیدا کیا' پھر تم کو ٹھیک ٹھاک کر کے آدمی بنایا' لیکن میرا رب تو وہی اللہ ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر سکتا' جب تم اپنے باغ میں گئے تھے تو تم نے مَا شَاۗءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کیوں نہیں پڑھ لیا' اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھ رہے ہو تو مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ مجھے تمہارے باغ سے بہتر باغ عطا فرما دے گا اور تمہارے باغوں پر آفت سماوی بھیج دے گا' پھر وہ چٹیل میدان و چکنی زمین ہی رہ جائیں گے یا ان کا پانی بہت نیچا ہو جائے اور تم اسے کھینچ بھی نہ سکو گے۔

نادار مومن کا جواب: (۳۷) اس کے مومن ساتھی کا جواب نقل کیا جا رہا ہے کہ اس نے اپنے کافر ساتھی کو وعظ و نصیحت بھی کی اور

کفر وغرور پر اسے ڈانٹا اور جھڑکا بھی کہ اے شخص اپنے خالق کی نافرمانی نہ کر' نافرمانی بڑی بری چیز ہے تیرے رب نے تجھے پیدا کیا' اسی نے انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی کہ آدم کو مٹی سے بنایا' پھر اس کی نسل حقیر پانی کی بوند سے پیدا کی۔ سورہ بقرہ میں ہے کہ تم اپنے رب کا کس طرح انکار کر سکتے ہو حالانکہ اس کے وجود کی دلیل تم پر ظاہر و روشن ہے کائنات کی ہر چیز معدوم تھی اس نے وجود بخشا یعنی دنیا کی ہر چیز مخلوق ہے پس معلوم ہوا کہ اس کا موجد خالق ہے وہی اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں اور جو خالق کائنات ہے' اسی وجہ سے اس مومن نے اپنے کافر ساتھی سے کہا۔

(۳۸) لیکن میں تمہاری طرح غیر معقول بات نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ میں اللہ کی توحید و ربوبیت کا اعتراف کرتا ہوں اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں کرتا' اللہ ہی اکیلا معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں' پھر ایک نہایت قیمتی ہمدردانہ نصیحت کی فرمایا۔

مومن نے کافر کی خیر خواہی کی بات کہی: (۳۹) کہ جب تم اپنے باغ میں گئے تھے اور وہ تم کو پیارا معلوم ہوا تھا تو اس وقت تم کو اللہ کا شکر بجالانا تھا' اور اللہ نے تم کو جو مال و اولاد کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو اوروں کو نہیں دیں ان پر اس کی حمد کرنی تھی، اور یہ کہنا تھا کہ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اگر کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھو: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جب کسی کو کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھ لے۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہؓ! کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتا دوں؟ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ (الف) ابو موسیٰؓ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے' ابو ہریرہؓ کہتے ہیں مجھ سے رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہؓ کیا میں تم کو جنت والے عرش کے نیچے والے خزانے کی خبر نہ دوں' فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میرے والدین آپ پر قربان ضرور بتائیے تو آپ نے یہ دعا بتائی کہ تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھو کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے مجھے مان لیا اور اپنا معاملہ مجھے سونپ دیا' ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا صرف لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرمایا نہیں' بلکہ وہ جو سورہ کہف میں ہے یعنی مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

مومن اپنے رب سے اچھی امید رکھتا ہے: (۴۰) اس نیک رفیق نے کہا کہ اگر میرے پاس مال و دولت کی کمی ہے تو کیا ہے مجھے اپنے رب سے توقع ہے کہ وہ مجھے آخرت میں تیرے باغ سے بہتر باغ عطا فرمائے گا۔ اور تو جس باغ کے متعلق یہ شیخی بگھار رہا ہے کہ یہ کبھی برباد و خراب نہ ہوگا' اس پر اللہ کوئی آسمانی آفت بھیج دے گا' مثلاً اس قدر بارش ہی ہو جائے جس سے یہ سارا باغ برباد ہو جائے اور ساری محنت خاک میں مل جائے اور کھیتی اور لہلہاتے باغ کے بدلے چکنی زمین پڑی رہ جائے' جہاں پھسلاہٹ ہی پھسلاہٹ ہو' قدم بھی نہ جم سکے اور وہاں گھاس کا تنکا تک بھی پیدا نہ ہو سکے۔

(۴۱) یا اس کا پانی بہت نیچا ہو جائے فرمایا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ الخ (ملک ۶۷: ۳۰) آپ فرما دیں بھلا بتاؤ تو کبھی اگر تمہارا پانی گہرا ہو جائے تو پھر کون تمہارے پاس جاری پانی لائے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾

اوراس کے تمام پھل سمیت لیے گئے پھر اس نے اس پر جو کچھ خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اور باغ اوندھا ہوا تھا' اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اچھا ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا اور اس کے پاس ایسا گروہ نہ تھا جو اس سے اللہ کا عذاب ہٹاتا' اور وہ خود بدلہ لینے پر قادر نہ تھا' یہیں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مدد کرنا سچے معبود ہی کا کام ہے اور اسی کا ثواب وانجام سب سے اچھا ہے۔

ناشکری کا برا انجام: (٤٢) یعنی اس کا مال بھی برباد ہوا اور پھلوں پر بھی آفت آئی' اس کے نیک رفیق نے جن باتوں سے اسے ڈرایا تھا وہی سامنے آئیں' کہ تم جس باغ کے چکر میں پھنس کر اللہ کو بھول چکے ہو کہیں اللہ اس پر کوئی آسمانی آفت نہ بھیج دے جس سے وہ ڈھیر ہو کر رہ جائے چنانچہ یہی ہوا' اب یہ کف افسوس ملتا رہ گیا کہ ہائے میں نے اس پر اتنی رقم صرف کی تھی میری ساری رقم برباد ہو گئی ہائے کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا' شرک کی نحوست سے یہ آفت آئی اور میرا ابھرا باغ آن کی آن میں بے نشان ہو کر رہ گیا۔ (٤٣) اسے اپنے جس جتھے پر اور جس اولاد پر ناز تھا اور انہیں عزت کا ذریعہ جانتا تھا ان میں سے کوئی بھی اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد نہ کر سکا اور نہ ہی وہ خود ہی انتقام لے سکا۔

(٤٤) اس جگہ جہاں اللہ کا وہ عذاب اترا جس نے باغ کو بے نشان کر دیا اس کا جتھا اس کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ پھر فرمایا کہ انسان کے جو عمل خالص اللہ کے لیے ہوتے ہیں ان کا صلہ بھی بہترین ہے اور انجام بھی لائق تعریف وتحسین ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾

آپ ان کے لیے دنیوی زندگی کی مثال بیان فرمائیں کہ وہ پانی کی طرح ہے جو آسمان سے برسایا' پھر اس سے مل کر زمین کی نباتات نکل آئی' پھر وہ چورا چورا ہو گئی جسے ہوا اڑائے اڑائے پھر رہی ہے' اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے' مال واولاد دنیوی زندگی کی رونق ہیں' اور آپ کے رب کے پاس باقی رہنے والی نیکیاں ثواب وتوقع کے اعتبار سے بہت ہی عمدہ ہیں۔

دنیا کی ناپائیداری کی مثال: (٤٥) یعنی آپ لوگوں سے دنیوی زندگی کی مثال بیان فرمائیں کہ وہ کس قدر تیزی سے فنا پذیر' رو بزوال اور ناپائیدار ہے جیسے ہم نے آسمان سے مینہ برسایا اور زمین نے جذب کر لیا اور اس سے طرح طرح کی چیزوں کے ہرے بھرے درخت پیدا ہو گئے پھر پروان چڑھے' خوبصورت ہو گئے' کلیاں بنیں' پھول کھلے' اور رونق میں اضافہ ہوا' پھر سوکھ گئے اور چورا

چورا ہو کر زمین پر گر پڑے اب ان کے ذرے ہوا میں اڑتے نظر آ رہے ہیں' اللہ ہر چیز پر قادر ہے' اگانے' بڑھانے' پروان چڑھانے' اناج و پھل پھول بنانے اور بگاڑنے سب پر قادر ہے وجود بخشنے پر بھی اور فنا کرنے پر بھی' عموماً اللہ دنیا کی مثال ہی بیان فرماتا ہے چنانچہ فرمایا (۱) اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الخ (یونس ۱۰:۲۴) دنیوی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے مینہ برسایا' پھر اس نے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی جس میں سے آدمی بھی کھاتے ہیں اور جانور بھی یہاں تک کہ جب زمین اپنے پورے سنگھار پر آ گئی اور خوبصورت بن گئی اور اس کے مالکوں نے گمان کر لیا کہ وہ اس پر قادر ہو چکے ہیں تو اس پر ہمارا حکم رات میں یا دن میں آ پہنچا۔ اور ہم نے اس کو کاٹ کر رکھ دیا جیسے کل تھی ہی نہیں۔

عبادت مال و اولاد سے بہتر ہے: (۴۶) دوسری جگہ فرمایا (۱) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ الخ (آل عمران ۳:۱۴) انسان کے لیے خواہشوں کی مثلاً عورتوں کی' بیٹوں کی' سونے اور چاندی کے ڈھیروں کی' سدھائے ہوئے گھوڑوں کی اور جانوروں کی اور کھیتی کی محبت مزین کر دی گئی ہے' (۲) اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ الخ (تغابن ۶۴:۱۵) تمہارا مال اور اولاد بس ایک آزمائش ہے' اور اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے' یعنی اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی عبادت کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت نکالنا تمہارے لیے مال و اولاد میں مشغول رہنے سے کہیں بہتر ہے۔

باقیات صالحات کی تعریف: اسی وجہ سے فرمایا کہ باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے رب کے نزدیک ثواب و توقع کے اعتبار سے بہت بہتر ہیں باقیات صالحات سے پنجگانہ نمازیں مراد ہیں اور یہ کلمے بھی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر عثمانؓ سے اسی بارے میں کسی نے پوچھا تو فرمایا یہ کلمے ہیں لا الہ الا اللہ' سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (الف)

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع

وہ دن یاد کرو جب ہم پہاڑ چلائیں گے اور تم زمین کھلی ہوئی دیکھو گے اور ہم لوگوں کو اٹھائیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور لوگ تمہارے رب کے سامنے قطار در قطار پیش کیے جائیں گے بلاشبہ تم ہمارے پاس اسی طرح آئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے تو خیال کر رکھا تھا کہ ہم تمہارے لیے کوئی وعدہ مقرر نہ کریں گے اور اعمال نامہ رکھا جائے گا اور تم مجرموں کو اس سے سہما ہوا دیکھو گے اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری شامت یہ کیسی کتاب ہے' جس نے کوئی چھوٹا بڑا

گناہ گھیرے بغیر چھوڑا ہی نہیں اور اپنے تمام عمل موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

قیامت کے اہم واقعات کا بیان: (۴۷) قیامت کی ہولناکیوں کا اور میدان محشر کی اہم اور بڑی بڑی باتوں کا بیان ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا (۱) یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا الخ (طور ۵۲:۹٬۱۰) جس دن آسمان زور زور سے ہلے گا اور پہاڑ خوب دوڑیں گے یعنی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے جیسا کہ فرمایا (۲) وَتَرَى الْجِبَالَ الخ (نمل ۲۷:۸۸) تم پہاڑ جامد دیکھتے ہو حالانکہ وہ بادل کی طرح اڑیں گے (۳) وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الخ (قارعہ ۱۰۱:۵) اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی مانند ہو جائیں گے۔

تمام لوگ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے: (۴۸) اللہ کے سامنے تمام مخلوق ایک صف باندھ کر کھڑی ہوگی (چنانچہ فرمایا یَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ الخ نباء ۷۸:۳۸) جس دن روحیں اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے اور زبان نہ ہلا سکیں گے مگر جسے رحمان بولنے کی اجازت دے اور وہ گفتگو بھی صحیح صحیح کرے۔ پھر فرمایا کہ تم ہمارے پاس اسی طرح آئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا' اس سے زندگی بعد الموت کے نہ ماننے والوں کے کان کھٹکھٹائے جا رہے ہیں اور انہیں منظر عام پر ڈانٹا جا رہا ہے' اسی وجہ سے ان سے خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تمہارا تو یہ گمان تھا کہ یہ واقعات تمہارے ساتھ پیش نہیں آئیں گے اور تم تو قیامت مانتے ہی نہ تھے اب یہ کیا ہے؟

اعمالناموں کے دیے جانے کا بیان: (۴۹) اعمال نامے جن میں ہر چھوٹی بڑی اور اچھی بری بات لکھی ہوئی موجود ہوگی' لوگوں کے ہاتھوں میں رکھ دیے جائیں گے پھر تم گنہ کاروں کو اپنے برے عملوں اور گھناؤنے فعلوں کی وجہ سے اس کی تحریر سے خوف زدہ دیکھو گے' ان کے منہ فق ہوں گے' اور ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی اور یہ کہہ رہے ہوں گے کہ یہ تو ایک عجیب کتاب ہے' اس میں تو ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا موجود ہے جب رحمت للعالمین جنگ حنین سے فارغ ہو گئے تو ہم ایک چٹیل میدان میں ٹھہرے جہاں کوئی معمولی سا درخت بھی نہ تھا آپ نے فرمایا لکڑیاں جمع کر لاؤ اگرچہ پتلی پتلی ہی کیوں نہ ہوں یہ سنتے ہی ہم نے تھوڑی سی دیر میں لکڑیوں کا ڈھیر جمع کر لیا فرمایا تم اس ڈھیر کو دیکھ رہے ہو؟ اسی طرح تم میں سے کسی کے اوپر گناہوں کا ڈھیر ہو جاتا ہے لہٰذا ہر شخص کو گناہوں سے بچنا چاہیے اور کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایک ایک گناہ قیامت کے دن تمہارے سامنے آنے والا ہے (ط) پھر فرمایا کہ لوگ تمام اچھے اور برے عمل اپنے سامنے موجود پائیں گے فرمایا (۱) یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ الخ (آل عمران ۳:۳۰) وہ دن یاد کرو جس دن ہر شخص اپنے اچھے برے عمل موجود پائے گا اور تمنا کرے گا کاش ان گناہوں کے اور اس کے درمیان ایک لمبی مسافت ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا' یعنی اللہ اپنے بندوں کے تمام عملوں کا فیصلہ فرمائے گا مگر کسی پر ظلم نہیں کرے گا بلکہ اپنی طرف سے بہت سے گناہ معاف فرما دے گا اور جسے چاہے گا اپنی قدرت وحکمت وعدل سے عذاب دے گا اور جہنم کافروں اور گنہ گاروں سے بھر دے گا پھر گنہ گاروں کو نکال لے گا اور کافر ہمیشہ ہمیش جہنم میں ہی جلتے بھنتے رہیں گے وہ ایسا حاکم ہے جو ظلم نہیں فرماتا فرمایا إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ الخ (نساء ۴:۴۰) یقین مانو اللہ ذرہ بھر بھی ظلم نہیں روا رکھتا بلکہ اور نیکیاں بڑھا چڑھا کر دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم دے دیتا ہے۔

جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں مجھے ایک شخص سے حدیث پہنچی جو اس نے رحمت عالم ﷺ سے سنی تھی' چنانچہ میں نے ایک

اونٹ خریدا اور اس پر جا وہ کسا پھر میں ایک مہینے کی مسافت طے کر کے شام پہنچا وہ عبداللہ بن انیس تھے میں نے دربان سے کہا کہ اندر جا کر ان سے کہو کہ دروازہ پر جابرؓ کھڑے ہیں' پوچھا جابرؓ بن عبداللہ؟ میں نے کہا جی ہاں' آپ کپڑے درست کرتے ہوئے فوراً باہر تشریف لائے اور مجھے چمٹا لیا میں نے کہا مجھے ایک حدیث آپ سے پہنچی ہے جو آپ نے رحمت عالم ﷺ سے قصاص کے بارے میں سنی ہے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں اسے بغیر سنے ہم میں سے کوئی مر نہ جائے (اس لیے میں حاضر خدمت ہوا) فرمایا میں نے آپ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو یا بندوں کو ننگا یا غیر مختون اور خالی ہاتھ اٹھائے گا پھر بلند آواز سے ایک اعلان ہوگا جسے قریب ودور کا ہر شخص سن لے گا کہ میں بادشاہ ہوں میں پورا پورا بدلہ دینے والا ہوں' کسی جہنمی کو جہنم میں جانے کا جواز نہیں' اگر اس پر کسی جنتی کا حق ہو' جب تک کہ میں اس سے اس کو حق دلوا نہ دوں یہاں تک کہ ایک طمانچہ بھی' ہم نے کہا حق کس طرح دلوایا جائے گا ہم تو ننگے پاؤں ننگے بدن غیر مختون اور خالی ہاتھ ہوں گے فرمایا نیکیاں دلوادی جائیں گی ورنہ برائیاں لاد دی جائیں گی (الف)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پھر سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ جنوں میں سے تھا' پھر اس نے اپنے رب کی حکم عدولی کی پھر بھی کیا تم اسے اور اس کے ماننے والوں کو مجھے چھوڑ کر دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں' ظالموں کے لیے بدترین بدلہ ہے۔

ابلیس کو انسان سے پرانی عداوت ہے: (۵۰) ابلیس کو بنی نوع انسان سے اور آدم سے قدیمی عداوت ہے' اس لیے انہیں ابلیس سے ہوشیار رہنا چاہیے اگر انہوں نے اس کی بات مانی اور اپنے خالق کی مخالفت کی اور نافرمانی پر تل گئے تو سخت نمک حرامی ہو گی' اللہ ہی نے انہیں ایجاد کیا اور اپنی مہربانیوں سے روزی دی اور پرورش کی' لیکن پھر بھی وہ ابلیس سے موالاۃ اور اللہ سے دشمنی کرتے ہیں' بڑے شرم کی بات ہے اللہ نے تمام فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ الخ (حجر ۱۵: ۲۸' ۲۹) اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں انسان کو کھنکھناتی ہوئی خمیر والی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں پھر جب اسے درست کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔

ابلیس جن ہے: پھر فرمایا کہ سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے وہ قوم جن میں سے تھا خیانت اس کی گھٹی میں تھی' کیونکہ جن آگ کے شعلوں سے پیدا کیے گئے ہیں اور فرشتے نور سے' چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے اور ابلیس آگ کے شعلے سے اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے' (م)۔ لہٰذا ہر نوع اپنی اپنی اصل کی طرف جھکتی ہے اور ضرورت کے وقت برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے چنانچہ ابلیس نے عین موقع پر اپنی سرشت کا اظہار کیا اصل بات یہ ہے کہ ابلیس فرشتوں جیسے عمل کرتے کرتے ان سے مشابہہ ہو گیا تھا' اور عبادات انہیں جیسی کرتا تھا' اس لیے ان میں داخل ہو گیا تھا' لہٰذا خطاب صحیح ہو گیا پھر وہ

مخالفت کر کے نافرمانی پر اتر آیا۔ اس آیت میں اللہ نے بتایا کہ ابلیس جن سے ہے یعنی آگ سے بنا ہے فرمایا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ الخ (ص ۳۸: ۷۶) میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے۔

پھر فرمایا کہ پھر وہ اللہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا کیونکہ فسق کے معنی نکلنے کے ہیں۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾

میں نے انہیں آسمان و زمین کی پیدائش نہیں دکھائی اور نہ ان کی اپنی پیدائش اور میں گمراہوں کو بازو بنانے والا بھی نہیں۔

جھوٹے معبود بھی تمہاری طرح اللہ کے غلام ہیں: (۵۱) یعنی تم نے جو مجھے چھوڑ کر یہ جھوٹے معبود بنا رکھے ہیں وہ تو میرے تم جیسے غلام ہیں اور کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ میں نے آسمان و زمین کو پیدا کرتے وقت انہیں موجود رکھا تھا' یعنی میں ہی تمام کائنات کا مستقل خالق ہوں' سب کا منتظم ہوں اور سب کو ایک اندازے سے بنانے والا ہوں اس میں میرا کوئی شریک نہیں' اور نہ کوئی وزیر و مشیر ہے فرمایا قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (سبا ۳۴: ۲۲' ۲۳) آپ فرما دیں کہ تم ان معبودوں کو پکارو جن کو تم نے اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا رکھا ہے' انہیں تو کائنات کے ایک ذرے کا بھی اختیار نہیں اور نہ ان کا اس میں کوئی ساجھا ہے اور نہ کوئی اللہ کا معاون ہے اللہ کے نزدیک سفارش اسی کے کام آئے گی جس کی سفارش کی وہ اجازت دے دے' اسی وجہ سے فرمایا کہ میں گمراہوں کو معین و مددگار بنانے والا نہیں کیونکہ مجھے اعانت کی ضرورت ہی نہیں۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع

اور جس دن اللہ فرمائے گا کہ جن کو تم نے میرا شریک سمجھ رکھا تھا انہیں پکارو پس یہ انہیں پکاریں گے مگر وہ انہیں جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت گاہ کر دیں گے اور یہ مجرم آگ دیکھیں گے اور یقین کر لیں گے کہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔

مشرکوں سے انہیں ذلیل کرنے کے لیے ایک خطاب: (۵۲) قیامت کے دن میدان محشر میں مشرکوں سے انہیں ذلیل کرنے کے لیے جو خطاب کیا جائے گا اس کا بیان ہے' یعنی جن کو تم نے دنیا میں معبود بنا رکھا تھا آج انہیں پکارو کہ وہ تمہیں آ کر اللہ کے عذاب سے بچا لیں فرمایا وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (انعام ۶: ۹۵) دیکھو تم ہمارے پاس تنہا تنہا آ گئے' جیسے ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو مال ہم نے تم کو دیا تھا وہ سب تم اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی نہیں دیکھتے جن کو تم نے گمان کر رکھا تھا کہ وہ تمہاری عبادتوں میں شریک ہیں تمہارے درمیان رشتہ محبت ٹوٹ چکا ہے اور تم سے وہ سب کچھ ختم ہو گیا جو تم نے سمجھ رکھا تھا۔

جھوٹے معبود مشرکوں کی پکار کا جواب نہ دیں گے: پھر فرمایا کہ مشرک انہیں پکاریں گے مگر انہیں کوئی جواب نہیں ملے گا فرمایا(۱) وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ الخ (قصص ۲۸:۶۴) ان سے کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو پکارو پھر وہ انہیں پکاریں گے مگر وہ انہیں جواب ہی نہ دیں گے۔

پھر فرمایا کہ ہم ان کے درمیان ہلاکت گاہ بنادیں گے ''موبق'' ایک گہرا گڑھا ہوگا جس سے قیامت کے دن ہدایت یافتہ اور گمراہوں میں فرق کردیا جائے گا۔

لاکھوں فرشتے جہنم کو گھسیٹ کر میدان محشر میں لائیں گے: (۵۳) جب جہنم میں ستر ہزار لگامیں ڈال کر ہر لگام پر ستر ستر ہزار فرشتے لگ کر اسے گھسیٹ کر میدان محشر میں لائیں گے اور مجرم اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیں گے تو لامحالہ انہیں اس میں اپنے ڈالے جانے کا یقین ہوگا' عذاب سے قبل رنج وغم کا پیدا ہوجانا بھی ایک عذاب ہے پھر اس سے بچنے کی کوئی صورت اور کوئی راہ نہ ہوگی' اور لامحالہ اسی میں ڈالے جائیں گے' رحمت عالم ﷺ نے فرمایا(۱) کافر جہنم کو دیکھ کر یقین کرلے گا کہ چار سو برس کی مسافت سے اس میں گرنا ہوگا۔ (ابن جریر) (۲) کافر پچاس ہزار سال تک اسی غم ورنج میں مبتلا رہے گا کہ جہنم سامنے ہے اور چالیس سال کی مسافت سے اسے اس میں گرنا ہے۔ (الف)۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں نئے نئے ڈھنگ سے بیان کی ہیں اور انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔

قرآن میں پوری وضاحت ہے: (۵۴) یعنی ہم نے قرآن میں لوگوں کے لیے پوری وضاحت سے ہر طرح کی باتیں بیان کردی ہیں' اور انہیں پوری تفصیل سے کھول دیا ہے تاکہ لوگ حق سے گمراہ نہ ہوں اور ہدایت کی راہ سے نہ ہٹیں مگر اس مفصل بیان اور اس واضح فرق کے باوجود بھی انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے' اور باطل سے حق کا مقابلہ کرتا ہے مگر جسے اللہ نے ہدایت فرمائی ہو اور راہ نجات دکھادی ہو وہ ایسا نہیں کرتا' علیؓ فرماتے ہیں ایک رات رحمت عالم ﷺ ہمارے اور اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم رات کو اٹھ کر نماز کیوں نہیں پڑھتے' میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں' جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے ہم اٹھ بیٹھتے ہیں' یہ بات سن کر آپ نے کچھ جواب نہ دیا' اور آپ ران پر ہاتھ مار کر یہ فرماتے ہوئے واپس جانے لگے کہ انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے (ق)۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا

بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾

لوگوں کے پاس جب ہدایت آ چکی تو انہیں ایمان لانے سے اور اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے سے اسی بات نے روکا کہ پہلوں کا سا معاملہ ان کو بھی پیش آئے یا ان کے سامنے عذاب آ موجود ہو' ہم نبی اس لیے بھیجتے ہیں کہ خوش خبری سنائیں اور ڈرائیں اور کافر جھوٹی باتوں سے جھگڑا کر کے سچی باتوں کو لڑھکا دینا چاہتے ہیں اور وہ میری آیتوں کا اور جس چیز سے انہیں ڈرایا گیا ہے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

کافروں کی ہٹ دھرمی کا بیان: (۵۵) قدیم و جدید کافروں کی سرکشی اور ہٹ دھرمی کا بیان ہے کہ یہ باوجودیکہ کھلے کھلے معجزے اور صاف صاف مضبوط دلائل مشاہدہ کرتے ہیں مگر پھر بھی صداقت کو جو روز روشن کی طرح ظاہر' مجلّا اور صاف ہے جھٹلا رہے ہیں' حق کی پیروی سے انہیں اسی مطالبہ نے روکا ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس عذاب کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں' جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے نبی سے کہہ دیا تھا فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ الخ (شعراء ۲۶:۱۸۷) اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیجئے دوسروں نے کہا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ الخ (عنکبوت ۲۹:۲۹) اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آئیں' قریش نے کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ (انفال ۸:۳۲) اے اللہ اگر یہ دین حق ہے اور تیرے پاس سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمارے پاس دردناک عذاب لے آ وَ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ (حجر ۱۵:۶' ۷) انہوں نے کہا اے وہ شخص جس پر یہ قرآن اترا ہے یقیناً تو دیوانہ ہے اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا۔ پھر فرمایا کہ ان کی آرزو ہے کہ ان کے ساتھ پہلوں کا سا معاملہ ہو کہ ان پر اللہ کا عذاب آ جائے اور اول سے لے کر آخر تک سب تباہ ہو جائیں یا ان کے سامنے کھلم کھلا عذاب آ جائے جسے وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں۔

عذاب سے پہلے انبیاء آتے ہیں: (۵۶) یعنی اللہ کی طرف سے عذاب سے پہلے انبیاء آتے ہیں' پھر جو سعادت مند نفوس ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں وہ انہیں اللہ کی رضا کی اور سدا بہار بہشتوں اور نعمتوں کی بشارت دیتے ہیں اور جھٹلانے والوں اور نہ ماننے والوں کو جہنم سے اللہ کے غصے سے اور اس کی پکڑ سے ڈراتے ہیں۔

حق مٹانے کے لیے باطل سے جھگڑا: پھر کافروں کی خباثت ظاہر فرمائی کہ یہ بدبخت باطل سے جھگڑ کر صداقت کو لڑھکا دینا اور اسے کمزور کرنا چاہتے ہیں' حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں' کافروں کی یہ مراد ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی ''پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا'' یہ بدنصیب طبقہ معجزوں کا جو رسولوں کو حق تعالیٰ کی طرف سے ملے ہیں اور اللہ کے عذاب کا جس سے انہیں ڈرایا گیا ہے' مذاق اڑایا کرتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

ذُو الرَّحْمَةِ ۚ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ﴿٥٩﴾ ع

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی' مگر اس نے ان سے منہ موڑ لیا اور اپنے وہ عمل بھول گیا جو آگے بھیج چکا ہے' بلاشبہ ہم نے ان کے دلوں پر اس کے سمجھنے سے پردے ڈال دیے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ٹھونک دی ہے' اگرچہ آپ انہیں ہدایت کی دعوت دیتے رہیں' لیکن یہ ہرگز بھی ہدایت نہیں پا سکتے اور آپ کا رب بڑی بخشش والا اور رحمت والا ہے' اگر وہ ان کے عملوں پر انہیں پکڑ لے تو واقعی انہیں جلدی ہی عذاب میں مبتلا فرما دے' بلکہ انکے لیے ایک وعدہ کا وقت مقرر ہے جس سے وہ بچ ہی نہیں سکتے اور یہ ہیں وہ آبادیاں جن کو ہم نے ان کے ظلموں کی وجہ سے غارت کر دیا' اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر کر رکھا تھا۔

(۵۷) یعنی اس سے بڑھ کر بد بخت کون ہو سکتا ہے جس کے آگے اس کے مربی اور محسن اعظم کا کلام پڑھا جائے اور وہ اس سے منہ موڑ لے اور اس سے مانوس ہی نہ ہو' بلکہ اس کی طرف کان ہی نہ لگائے اور اللہ کی آیتوں کو اپنے دل میں جگہ ہی نہ دے اور جو گھناؤنے اعمال اور سیاہ کارنامے ماضی میں کر چکا ہے انہیں بھی بھول جائے' یہ کس قدر بے شرمی اور ڈھٹائی کی بات ہے واقعی اس کی بھی سزا ہوتی ہے کہ ایسوں کے دلوں پر پردے ڈال دیے جاتے ہیں' پھر انہیں قرآن کا سمجھنا اور اس کے معارف نصیب ہی نہیں ہوتے اور کانوں میں ڈاٹیں ٹھک جاتی ہیں اب انہیں لاکھ ہمدردی کی بات بتاؤ مگر اس کو سنتے نہیں اور انہیں ہر چند ہدایت پر لانا چاہو مگر یہ بدکتے ہی رہتے ہیں۔

اللہ عظیم رحمت ومغفرت والا ہے: (۵۸) اے پیارے نبی آپ کا مربی اور سچا محسن بڑی بخشش ورحمت والا ہے' برے عملوں پر فوراً گرفت نہیں کرتا' ورنہ دنیا کبھی کی عذاب سے تباہ ہو چکی ہوتی' دوسری جگہ فرمایا (۱) وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ الخ (نحل ۱۶:۶۱) و (فاطر ۳۵:۴۵) اگر اللہ لوگوں کو ان کے عملوں پر پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہتا (۲) وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ الخ (رعد ۱۳:۶) آپ کا رب لوگوں کے حق میں ان کے گناہوں پر بڑی رحمت والا ہے اور واقعی آپ کا رب زبردست گرفت والا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تحمل والا ہے پردہ پوش ہے اور معاف کر دیتا ہے اور کبھی کبھی کسی کو گمراہی سے نجات دے کر راہ راست پر لے آتا ہے۔ اور جو گمراہی پر اڑا رہا تو اس کے لیے ایک ایسا ہولناک دن مقرر ہے جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے چنانچہ فرمایا بلکہ اللہ نے لوگوں کے لیے وعدے کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس سے وہ کسی صورت سے بھی بچ کر نکل نہیں سکتے۔

تباہ شدہ بستیاں باعث عبرت ہیں: (۵۹) تم یہ بستیاں دیکھتے نہیں؟ ہم نے ان کو ان کے باشندوں کے گناہوں کی وجہ سے غارت کر دیا پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کفر وسرکشی کی تھی' اب ان کا انجام دیکھ لو' ان کی بستیاں تباہ ہو گئیں اور لوگوں کی زبانوں پر ان کے افسانے ہی رہ گئے ہم نے ان کی تباہی کا بھی ایک وقت مقرر کر دیا تھا' پھر جب وہ وقت آیا تو ﷺ تباہ ہو گئے ایک بھی نہ

بچا۔ اسی طرح اے مشرکو تمہارا بھی یہی خطرناک انجام ہو کر رہے گا' ڈر جاؤ کہیں تم پر بھی وہی عذاب نہ آ جائے جو ان پر آیا تھا' کیونکہ تم نے اس رسول ﷺ کو جھٹلایا ہے جو سرتاج انبیاء اور رسول اعظم ہے تم ان سے زیادہ اللہ کے چہیتے نہیں ہو اس لیے اللہ کے عذاب سے اور ڈراوے سے ڈر جاؤ اور راہ راست پر آ جاؤ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓي اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾

اور جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں جب تک دو دریاؤں کے سنگم کو نہ پالوں چلتا ہی رہوں گا' اگرچہ مجھے سالہا سال چلنا پڑے' پھر جب وہ دونوں دریا کے سنگم پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے جس نے دریا میں پل جیسا اپنا راستہ بنا لیا تھا۔ پھر جب وہ آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا دوپہر کا کھانا لے آؤ' ہمیں اس سفر سے بڑی تکلیف اٹھانی پڑی' جوان بولا کیا آپ نے دیکھا بھی؟ جب ہم چٹان سے ٹیک لگائے آرام کر رہے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا' شیطان نے مجھے بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا تذکرہ کروں' اس نے تو ایک عجیب طریقے سے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا' موسیٰ نے کہا وہی تو وہ مقام ہے جس کی تلاش میں ہم نکلے ہیں' پھر وہ اپنے قدموں کے کھوج پر واپس لوٹے' پھر انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا' جسے ہم نے اپنے پاس والی رحمت دے رکھی تھی' اور اسے ہم نے اپنے پاس والا علم سکھلا دیا تھا۔

تلاش خضر میں موسیٰ کا سفر: (۶۰) اس سفر میں موسیٰ کے ساتھ یوشع بن نون تھے جن کو قرآن نے فتی کے لقب سے یاد کیا ہے' موسیٰ سے کہا گیا تھا کہ دریاؤں کے سنگم پر ایک اللہ کا بندہ ہے' اس کے پاس وہ علم ہے جو آپ کے پاس نہیں' آپ کو ان سے ملنے کا شوق ہوا' اور اپنے رفیق سفر سے بولے کہ میں ان سے ملے بغیر دم نہ لوں گا اور چلتا ہی رہوں گا اگرچہ مجھے سالہا سال چلنا پڑے' مشرقی بحر فارس اور مغربی بحر روم کے سنگم کو تلاش کرنا تھا یہ جگہ طنجہ کے قریب مغربی شہروں کے سب سے اخیر میں ہے۔

تلی ہوئی مچھلی کا زندہ ہو کر پانی میں کود جانا: (۶۱) موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ساتھ نمک لگی ہوئی خشک مچھلی لے لیں' ہمارا بندہ آپ کو اس جگہ ملے گا' جہاں یہ مچھلی گم ہو گی' دونوں رفقاء مچھلی ساتھ لے کر چلے اور چلتے چلتے دریاؤں کے سنگم پر پہنچ گئے' وہاں ایک چشمہ تھا جسے چشمہ حیات کہا جاتا تھا یہ دونوں رفیق وہاں سستانے بیٹھ گئے تھکے ہوئے تو تھے ہی نیند آ گئی مچھلی پر چشمہ حیات کے

پانی کی جو چھینٹیں پڑیں تو اس میں جان پڑ گئی اور حرکت پیدا ہوگئی یہ توشہ دان میں تھی جو یوشعؑ کے پاس تھا' پھر یہ توشے دان سے کود کر دریا میں کود ی' اس کی آہٹ سے یوشعؑ کی آنکھ کھل گئی' انہوں نے دیکھا مچھلی پانی میں گئی اور اندر چلی گئی' اور پانی میں ایک بل سا باقی رہ گیا۔ یہ دیکھ کر انہیں بڑا تعجب ہوا کہ اس کے راستے والا بل پتھر کے سوراخ کی طرح بدستور باقی رہا یہ جوں جوں پانی میں اترتی جاتی چاروں طرف سے پتھر نما بل بنتا چلا جاتا رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ شروع دنیا سے لے کر آج تک کبھی اس طرح پانی نہیں جما بجز اس مچھلی کی راہ کے' یہ جوں جوں اندر گئی پانی جمتا چلا گیا اور پانی میں ایک بل باقی رہ گیا' جب تک کہ موسیٰ واپس نہ آگئے اور آپ نے یہ بل اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں لیا۔ اور یہ نہ کہہ دیا کہ اسی چیز کی تلاش میں تو ہم گھر سے نکلے ہیں۔

منزل مقصود سے ایک منزل آگے بڑھنے کے بعد موسیٰ تھک گئے: (۶۲) بھول کی نسبت دونوں کی طرف مجازی ہے ورنہ حقیقت میں بھولنے والے تو یوشعؑ تھے جیسے اس آیت میں ہے یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (رحمان ۵۵:۲۲) ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں حالانکہ موتی کھارے دریا سے نکلتے ہیں۔ میٹھے سے نہیں مگر مجاز کے طور پر دونوں کی طرف نسبت کردی گئی پھر جب یہ دونوں اس جگہ سے ایک منزل آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے نوجوان سے کہا دوپہر کا کھانا لے آؤ ہمیں اپنے اس سفر سے سخت تکلیف اٹھانی پڑی یعنی منزل مقصود کے بعد والے سفر سے تھک کر چور ہو گئے۔

ناشتہ طلب کرنے پر مچھلی کا واقعہ یاد آ گیا: (۶۳) یعنی دوپہر کا کھانا طلب کرنے پر یوشعؑ کو مچھلی کا عجب واقعہ یاد آیا اور بولے کہ فلاں مقام پر یہ یہ واقعہ پیش آیا تھا' آپ آرام فرما رہے تھے' میں نے سوچا کہ جب آپ اٹھیں گے آپ کو بتادوں گا' پھر جب آپ اٹھے تو مجھے بالکل خیال نہیں آیا' شیطان نے یہ واقعہ میرے دل سے نکال دیا اور میں بھول گیا۔

دونوں پھر چھوڑی ہوئی منزل کی طرف لوٹے: (۶۴) فرمایا ہمیں اسی جگہ کی تو تلاش ہے چنانچہ دونوں الٹے پاؤں اپنے پیروں کے نشانات کا کھوج لگاتے ہوئے اسی جگہ واپس لوٹ آئے۔

خضر سے ملاقات: (۶۵) پھر وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا' جسے ہم نے اپنی مخصوص رحمت اور مخصوص علم سے نوازا تھا یہ حضرت خضر تھے جیسا کہ صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

خضر و موسیٰ کی ملاقات کی تفصیل: سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ نوفؒ بکالی کا خیال ہے کہ خضر سے ملاقات کرنے والے بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں فرمایا ان کا غلط خیال ہے ہم سے ابی بن کعب نے کہا کہ میں نے رحمت عالم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ موسیٰ اسرائیلیوں میں کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے' آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ عالم کون ہے' فرمایا میں ہوں چونکہ یہ جواب نہیں دیا تھا کہ اللہ بہتر جانتا ہے اس لئے آپ پر اللہ کا عتاب ہوا' اللہ نے وحی بھیجی کہ دریاؤں کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے بولے اے رب میں کیسے ان سے ملاقات کروں؟ فرمایا توشے دان میں مچھلی رکھ لو' پھر تم جہاں اس مچھلی کو گم دیکھو وہ وہیں ملیں گے' آخر کار آپ نے مچھلی لی اور اسے توشہ دان میں رکھ کر یوشعؑ کو ساتھ لے کر چل پڑے' جب ایک چٹان کے پاس آئے تو ٹھہر گئے اور سو گئے' توشے دان میں مچھلی میں حرکت ہوئی اور وہ اس سے نکل کر دریا میں کود پڑی اور اس کی گذرگاہ میں دریا میں سوراخ سا بن گیا' اللہ نے پانی کو ملنے نہیں دیا' اور پانی مچھلی پر طاق کی طرح بن گیا پھر جب موسیٰ بیدار ہو گئے تو ان کے رفیق ان کو یہ واقعہ بتانا بھول گئے پھر یہ دونوں آگے بڑھ گئے جتنا دن باقی تھا چلتے رہے' پھر رات بھر چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کھانا مانگا اور فرمایا کہ ہم تو تھک کر چور ہو گئے' موسیٰ کو تھکن

اسی وقت محسوس ہوئی' جب منزل مقصود سے آگے بڑھ گئے' جوان نے موسیٰ کو بھولا ہوا واقعہ سنایا کہ مچھلی نے تو بڑے ہی انوکھے طریقے سے پانی میں راہ بنائی' مچھلی کے پانی والے بل پر موسیٰ کو اور یوشعؑ کو بڑا تعجب تھا' فرمایا اسی جگہ کی ہم کو تلاش ہے' آخر کار دونوں واپس لوٹے اور اسی مقام پر پہنچے' وہاں دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے لیٹا ہے' موسیٰ نے انہیں سلام کیا تو خضر نے کہا کہ میری سرزمین میں تو یہ سلام ہے نہیں فرمایا میں ہوں موسیٰ' پوچھا کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ' فرمایا ہاں میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ اپنا علم مجھے بھی سکھائیں' فرمایا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کرسکیں گے' موسیٰ! مجھے اللہ نے جو علم سکھایا ہے اسے آپ نہیں جانتے اور آپ کو جو سکھایا ہے اسے میں نہیں جانتا' موسیٰ نے فرمایا انشاءاللہ آپ مجھے صابر ہی پائیں گے اور میں آپ کی کسی بات کی نافرمانی نہ کروں گا' خضرؑ نے جواب دیا اچھا اگر تم میرے ساتھ ساتھ رہو تو مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا جب تک کہ میں تم کو خود ہی نہ بتادوں آخر کار دونوں ساحل سمندر پر چلتے رہے' اتنے میں ایک کشتی گذری' کشتی والوں سے کہا گیا کہ ہمیں سوار کرلو وہ خضر کو پہچان گئے' اور بلا اجرت کے دونوں کو بٹھالیا' پھر جب کشتی میں چڑھ گئے تو سب سے پہلا کام خضرؑ نے یہ کیا کہ بسولے سے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑا' موسیٰ نے کہا کہ کشتی والوں نے ہمیں بلا اجرت کے بٹھالیا یہ ان کا احسان ہے' آپ اس احسان کا یہ بدلہ دے رہے ہیں کہ کشتی ہی پھاڑ رہے ہیں تا کہ کشتی والے ڈوب جائیں' یہ تو بہت ہی بے جا کام ہے' خضر بولے کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کرسکو گے' موسیٰ نے جواب دیا کہ بھول پر مجھے نہ پکڑیئے' میں بھول گیا معاف فرما دیجیے اور سختی نہ کیجئے' آپ نے فرمایا کہ پہلی دفعہ واقعی موسیٰ بھول گئے تھے' پھر ایک چڑیا کشتی کے تختے کے ایک کنارے پر آبیٹھی اور سمندر سے ایک یا دو چونچ پانی لیا' خضر نے موسیٰ سے کہا کہ ہم دونوں کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں بس اتنا ہی ہے جتنا اس چڑیا نے اس سمندر سے پانی لیا' پھر دونوں بزرگ کشتی سے اتر گئے اور ساحل پر چلنے لگے' چلتے چلتے خضر کی ایک بچے پر نگاہ پڑی جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' خضر نے اس کا سر دھڑ سے الگ کر دیا اور اسے مار ڈالا' موسیٰ سے نہ رہا گیا بولے ناحق تم نے اس بچے کی جان لی یہ تو بڑا ہی برا کام کیا' بولے کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے' یہ اعتراض پہلے اعتراض سے زیادہ سنگین تھا' موسیٰ نے کہا اگر اس واقعہ کے بعد میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا' اس دفعہ میرا یہ عذر بھی قبول کر لیجئے' پھر آپ کو معذور سمجھا جائے گا پھر دونوں بزرگ چلے' چلتے چلتے ایک بستی میں پہنچ گئے' بستی والوں نے ایک وقت کا کھانا بھی نہیں دیا اور مہمان رکھنے سے انکار کر دیا وہاں ایک دیوار دیکھی گئی جو گرنے ہی والی تھی اور جھکی ہوئی تھی' خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے اسے سیدھا کر دیا' موسیٰ بولے کہ ہم ان لوگوں کے پاس آئے لیکن انہوں نے ہمیں ایک وقت کا کھانا تک نہیں کھلایا اور مہمان نہیں رکھا' اگر آپ چاہتے تو اس کام پر مزدوری لے سکتے تھے' خضر بولے اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے' میں تم کو ان واقعات کے وجوہات بتائے دیتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش موسیٰ نے صبر کیا ہوتا تا کہ اللہ اور بھی واقعات ہم پر منکشف فرما دیتا (ب)

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾

قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾

ان سے موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے وہ نیک علم سکھا دیں جو آپ کو سکھا دیا گیا ہے' فرمایا تم میرے ساتھ کبھی صبر نہ کر سکو گے اور تم اس پر کیسے صبر کر سکتے ہو جسے تم نے اپنے علم میں نہ گھیرا ہو بولے انشاء اللہ آپ مجھے صابر ہی پائیں گے اور میں کسی بات میں بھی آپ کی خلاف ورزی نہ کروں گا' فرمایا اگر تم میرے ساتھ رہنا ہی چاہتے ہو تو کسی چیز کے بارے میں مجھ سے کچھ سوال نہ کرنا جب تک کہ میں تم سے اس کے متعلق کچھ بیان نہ کر دوں۔

موسیٰ اور خضرؑ کا واقعہ: (٦٦) موسیٰ اور خضرؑ کی گفتگو کا بیان ہے' اللہ نے خضرؑ کو ایک ایسے علم سے مخصوص فرما دیا تھا جس سے موسیٰ بھی نا آشنا تھے جیسے موسیٰ کو وہ علم دیا تھا جس سے خضرؑ نا آشنا تھے' لہذا موسیٰ نے خضرؑ کو توجہ اور مہربانی اپنے اوپر مبذول کرانے کے لیے ان سے یہ سوال کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ ساتھ رہوں' بشرطیکہ آپ مجھے وہ نیک علم سکھا دیں۔ جو آپ کو سکھا دیا گیا ہے' یہ بات نہیں کہ آپ کو سکھلانے پر مجبور کیا جا رہا ہے' ایک متعلم کو اپنے شیخ سے اسی قسم کی درخواست کرنی چاہیے' مطلب یہ تھا کہ جو مفید علم و عمل آپ کو عطا کیا گیا ہے وہ مجھے بھی سکھا دیجئے تاکہ اس سے مجھے بھی فائدہ پہنچے۔

موسیٰ! تم سے میرا علم برداشت نہ ہو گا: (٦٧) خضرؑ نے جواب دیا کہ تم میری مصاحبت برداشت نہ کر سکو گے کیونکہ تم مجھ سے ایسے کام دیکھو گے جو بظاہر تمہاری شریعت کے خلاف ہوں گے کیونکہ میرے پاس اللہ کا عطا کیا ہوا ایک ایسا علم ہے جس کو تم نہیں جانتے اور تمہارے پاس والے علم سے میں نا آشنا ہوں میں جن باتوں پر مامور ہوں ان پر تم نہیں' اور تم جن باتوں پر مقرر ہو ان پر میں نہیں ہوں لہذا تمہارا میرے ساتھ رہنا مشکل ہے۔ (٦٨) مجھے معلوم ہے کہ تم صبر نہ کر سکو گے اور میرے کاموں پر اعتراض کرو گے کیونکہ وہ تمہاری شریعت کے خلاف ہوں گے' اس لیے تم اعتراض پر بھی معذور و مجبور ہو گے لیکن اندرونی مصلحتوں کو تم نہیں جانتے میں جانتا ہوں۔

موسیٰ کا برداشت کرنے کا وعدہ: (٦٩) موسیٰ نے جواب دیا کہ میں تم سے خلاف شریعت جو کام دیکھوں گا اسے انشاء اللہ صبر سے برداشت کر لوں گا اور تمہارے کسی کام پر اعتراض نہ کروں گا۔

خضرؑ نے شرط کرالی: (٧٠) خضرؑ نے موسیٰ سے شرط کرالی اور فرمایا کہ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو کسی کام کو دیکھ کر اس کی مصلحت مجھ سے نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود تمہارے پوچھے بغیر ہی اسے نہ بتلا دوں۔

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔـا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾

پھر دونوں چل پڑے' آخر کار ایک کشتی میں سوار ہو گئے جسے خضرؑ نے پھاڑ ڈالا' موسیٰ بولے کیا تم نے کشتی پھاڑ دی کہ کشتی والوں کو

ڈبودو یہ تو آپ نے بڑی بری بات کی‘ فرمایا میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے‘ بولے آپ میری بھول پر مجھ سے گرفت نہ کریں اور میرے کام میں تنگی نہ ڈالیں۔

خضر کا کشتی پھاڑنا اور موسیٰ کا ٹوکنا: (۷۱) دونوں بزرگ دریا کے کنارے چل پڑے‘ خضر نے یہ شرط لگا دی تھی کہ اگر کوئی کام برا معلوم ہو تو اس کے بارے میں تم پوچھنا نہیں میں تم سے خود ہی اس کی مصلحت بیان کر دوں گا‘ آخر دونوں ایک کشتی میں سوار ہو گئے‘ اوپر حدیث گزر چکی ہے جس میں ہے کہ کشتی کے مالکوں نے خضر کو پہچان لیا اور دونوں بزرگوں کو کرائے کے بغیر مفت بٹھا لیا‘ پھر جب کشتی بیچ منجدھار کے پہنچ گئی تو خضر نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ کر اس کی جگہ دوسرا تختہ جڑ دیا یہ دیکھ کر موسیٰ سے رہا نہ گیا بے ساختہ بولے کیا تم نے کشتی پھاڑ دی جس کے نتیجے میں کشتی والے ڈوب جائیں گے تم نے یہ کام بہت ہی برا کیا جس پر سخت تعجب ہے یہ سن کر خضر نے موسیٰ کو شرط یاد دلائی اور فرمایا۔

موسیٰ کو شرط کی یاددھانی: (۷۲) کہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم سے صبر نہ ہو سکے گا یہ کام میں نے دیدہ دانستہ کیا ہے یہ ان کاموں میں سے ہے جن کے بارے میں میں نے نہ ٹوکنے کی تم سے شرط کرائی تھی کیونکہ تمہارا علم ان کاموں پر حاوی نہیں اور ان کاموں کی مصلحتیں ہیں جن سے تم قطعی بیگانہ ہو۔

موسیٰ نے شرط کو بھول کر ٹوک دیا: (۷۳) موسیٰ نے جواب دیا کہ افسوس میں شرط کو بھول گیا اور میں نے ٹوک دیا بھول پر میری گرفت نہ کیجئے‘ مجھ پر سختی نہ کیجئے اور میرے کام میں تنگی نہ ڈالئے‘ اسی وجہ سے اوپر حدیث گزر چکی ہے پہلی دفعہ موسیٰ سے بھول ہو گئی تھی۔

فَانْطَلَقَا ٓ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

پھر دونوں چل پڑے حتیٰ کہ ملے ایک لڑکے سے‘ پھر اسے مار ڈالا بولے کیا تم نے ایک ستھری جان کسی جان کے بدلے کے بغیر مار ڈالی بلاشبہ تم نے ایک نامعقول کام کا ارتکاب کیا۔

خضر نے ایک بچہ قتل کر دیا: (۷۴) پھر دونوں چل پڑے‘ چلتے چلتے انہیں ایک بچہ ملا خضر نے اسے قتل کر دیا‘ یہ بچہ بچوں کے ساتھ ایک قصبہ میں کھیل رہا تھا‘ جناب خضر نے سب بچوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف رخ کیا‘ یہ بچہ تمام بچوں میں سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھا اور موتی کی طرح دمک رہا تھا‘ جناب خضر نے اس کا سر کاٹ ڈالا یا پتھر سے کچل ڈالا اور ایک روایت میں ہے ہاتھ سے الگ کر دیا جب موسیٰ نے خضر کا یہ کام دیکھا تو اس بار پوری شدت سے انہیں ٹوکا اور جلدی سے بولے کہ تم نے ایک پاکیزہ جان لے لی‘ یہ پیارا کمسن معصوم تھا‘ نہ اس نے کبھی شرک کیا تھا اور ابھی کوئی اور گناہ کیا تھا تم نے ناحق بلا دلیل کے اسے قتل کر ڈالا‘ تمہارا یہ فعل بظاہر قابل نفرت ہے جس کی برائی ظاہر ہے۔

❀❀❀

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل سے

المکتبة السلفیة کو تفسیر السراج المنیر شائع

کرنے کی سعادت بخشی' جو قرآن مجید کی مقبول ترین تفسیر

''تفسیر ابن کثیر'' کی تلخیص ہے۔ الحمدللہ حمد الشاکرین

خصوصیات

- اوّلاً قرآن مجید کا متن پھر ترجمہ اور اس کے بعد تفسیر ہے۔
- تفسیر کے سلسلہ میں آنے والی آیات کا حوالہ قوسین میں یوں دیا گیا ہے کہ پہلے سورہ کا نام پھر اس کا نمبر اور آخر میں آیت کا نمبر ہے تاکہ آیت کی تلاش میں آسانی ہو۔
- افادۂ عام کے لیے ترجمہ بامحاورہ اور زبان عام فہم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے تفسیر بالرائے سے منع فرمایا اس لیے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی ذکر فرمودہ احادیث سے تفسیر بالحدیث کی کوشش کی گئی ہے جس میں مرفوع اور صحیح احادیث پر اعتماد کیا گیا ہے۔
- اس تفسیر میں فقہی مسائل اور ائمہ کے اختلافات بیان کرنے سے امکانی حد تک احتراز کیا گیا ہے تاکہ عام مسلمانوں تک اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی سیدھی سیدھی باتیں پہنچ جائیں۔
- متن جلی' طباعت اجلی' کاغذ لطیف' شش رنگہ نفیس سرورق سے مزین 2400 صفحات صرف دو جلدوں میں۔